مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مصنّف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجّاد حسین

جلد سوم

اسلامی کُتب خانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جلد سوم

(دفتر پنجم۔ ششم)

مُصنّف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کُتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نام کتاب: ———— مثنوی مولوی معنوی

مؤلفہ: ———— مولانا جلال الدین رومی

مترجم: ———— قاضی سجاد حسین

ناشر: ———— اسلامی کتب خانہ

طابع: ———— ممتاز احمد

مطبع ———— رضا پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ———— قرآن ہاؤس

سرورق سب ٹائٹل ایم۔اے۔حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست عنوانات مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دفتر پنجم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۷	۲۶	دربیان آنکہ ہیچ چشم بد آدمی را چناں مہلک نیست	۶۰
۲	شروع دفتر پنجم	۱۵	۲۷	تفسیر آیت وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	۶۱
۳	تفسیر آیت فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ	۱۸	۲۸	قصہ آں حکیمے کہ طاؤس را دید کہ پر زیبائے خود را برمیکند	۶۴
۴	درسبب ورود حدیث اَلْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ	۲۰	۲۹	دربیان آنکہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ از فکرہا مشوش شود	۶۶
۵	درحجرہ کشادن صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمان خود	۲۳	۳۰	دربیانِ قول علیہ السلام لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ	۶۸
۶	سبب رجوع کردن آں مہمان بخانہ مصطفےٰ	۲۵	۳۱	دربیان آنکہ ثواب عمل عاشق از حق ہم حقست	۶۹
۷	نواختن مصطفیٰ آں عرب مہمان را	۲۹	۳۲	دربیانِ حدیث مَا مَاتَ مَنْ یَّمُوْتُ	۷۰
۸	بیان آنکہ نماز و روزہ و حج بیرونی گواہہا ست	۳۱	۳۳	دربیان آنکہ عقل و روح در آب و گل جسد محبوس اند	۷۲
۹	پاک کردن آب ہمہ پلید بہارا	۳۳	۳۴	جواب دادنِ طاؤس آں حکیم سائل را	۷۴
۱۰	استعانت خواستنِ آب از حق تعالیٰ	۳۴	۳۵	دربیان آنکہ ہنرہا ہمچوں پر طاؤس عدو جان اند	۷۵
۱۱	گواہی دادنِ فعل و قول بیرونی بر نور اندرونی	۳۵	۳۶	در صفتِ آں بیخوداں کہ از شر خود ایمن شدہ اند	۷۷
۱۲	دربیان آنکہ آں نورِ خدا از اندرون ستر عارف ظاہر کند	۳۶	۳۷	دربیان آنکہ ماسوی اللہ ہر چیزے آکل و ماکول ست	۸۱
۱۳	عرضہ کردنِ مصطفیٰ شہادت را بر مہمان	۳۶	۳۸	سبب کشتنِ ابراہیم علیہ السلام زاغ را	۸۵
۱۴	دربیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست	۴۰	۳۹	مناجات	۸۷
۱۵	انکار کردن اہل تن غذائے روح را	۴۲	۴۰	قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجوا ثلاثا	۹۱
۱۶	مناجات	۴۲	۴۱	قِصّہ محبوس شدن آہو بچہ در آخرِ خراں	۹۲
۱۷	تشبیہ عقل بجبرئیل علیہ السلام	۴۳	۴۲	حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ	۹۳
۱۸	تمثیل روشہائے مختلف	۴۴	۴۳	بقیہ قصہ آہو	۹۸
۱۹	تفسیر آیت یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ	۴۶	۴۴	تفسیر آیت اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرَاتٍ	۱۰۰
۲۰	بیان فرجی	۴۷	۴۵	دربیان آنکہ کشتن خلیل علیہ السلام خروس را	۱۰۱
۲۱	مناجات	۴۸	۴۶	تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ	۱۰۴
۲۲	صفت طاؤس و طبع او را	۵۰	۴۷	تفسیر اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ	۱۰۵
۲۳	دربیان آنکہ لطف حق را ہمہ کس دانند	۵۲	۴۸	مثال عالم ہست نیست نما	۱۰۹
۲۴	تفاوت عقول در اصل فطرت	۵۶	۴۹	تفسیر قولہ علیہ السلام لَا بُدَّ مِنْ قَرِیْنٍ یُدْفَنُ مَعَکَ	۱۱۱
۲۵	حکایت آں اعرابی کہ سگ او از گرسنگی میمرد	۵۸	۵۰	تفسیر قولہ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ مَعَكُمْ الخ	۱۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱	تفسیر قول نبی مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا	۱۱۵
۵۲	در معنئ رباعی گر راہروی	۱۱۷
۵۳	قصہ آں شخصے کہ دعوئ پیغمبری میکرد	۱۱۸
۵۴	سبب عداوت عام با ولیائے خدا	۱۲۱
۵۵	در بیان آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود	۱۲۳
۵۶	در مناجات	۱۲۵
۵۷	پرسیدن شاہ ازاں مدعئ نبوت	۱۲۸
۵۸	داستانِ آں عاشق کہ با معشوقِ خود برمی شمرد	۱۲۹
۵۹	یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید	۱۳۳
۶۰	قصہ آمدنِ مرید بخدمت شیخ و شیخ را گریاں دیدن	۱۳۵
۶۱	بقیہ حال مرید مقلد	۱۳۸
۶۲	داستانِ آں کنیزک کہ با خرِ خاتونِ خود شہوت میراند	۱۴۱
۶۳	تمثیل تلقین شیخ مریداں را کہ ایشاں طاقت تلقین حق ندارند	۱۴۹
۶۴	صاحبدلے در چلہ بخواب دید	۱۵۱
۶۵	قصہ اہل ضرواں و حسد ایشان	۱۵۴
۶۶	در بیان آنکہ عطائے حق موقوف بر قابلیت نیست	۱۶۰
۶۷	در ابتدائے خلقت جسم آدم علیہ السلام	۱۶۲
۶۸	فرستادن میکائیل علیہ السلام را	۱۶۵
۶۹	قصہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۶۷
۷۰	فرستادن اسرافیل علیہ السلام	۱۶۸
۷۱	فرستادن عزرائیل علیہ السلام	۱۷۱
۷۲	در بیان آنکہ مخلوقیکہ ترا ازو ظلمے رسد	۱۷۴
۷۳	جواب آمدن از حضرت عزت مآب عزرائیل را	۱۷۷
۷۴	بیان وخامت چرب و شیریں دنیا	۱۸۰
۷۵	در جواب آں مغفل کہ گفتہ است	۱۸۲
۷۶	فِیْمَا یُرْجٰی مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ	۱۸۳
۷۷	قصہ ایاز و حجرہ داشتن از جہت چارق و پوستین	۱۹۰
۷۸	در بیان آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورت قصہ است	۱۹۳
۷۹	حکمتِ نظر کردن در چارق و پوستین	۱۹۶
۸۰	در بیان آیہ کریمہ خَلَقَ الْجَانَّ	۱۹۷
۸۱	در معنئ آنکہ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا هِیَ	۲۰۱
۸۲	در بیان اتحاد عاشق و معشوق از روئے حقیقت	۲۰۳
۸۳	معشوقے از عاشق پرسید	۲۰۶
۸۴	آمدن آں امیر نمام با سرہنگان	۲۰۹
۸۵	بازگشتن نماماں از حجرہ ایاز تہی و خجل	۲۱۲
۸۶	حوالہ کردن بادشاہ قبول توبہ نماماں با ایاز	۲۱۴
۸۷	فرمودن شاہ ایاز را	۲۱۵
۸۸	تعجیل فرمودن بادشاہ ایاز را	۲۱۸
۸۹	حکایت در تقریر ایں سخن کہ	۲۲۰
۹۰	قصہ زاہد و زن غیور و جفت شدن زاہد با کنیزک	۲۲۱
۹۱	رسیدن زن بخانہ و جدا شدن زاہد از کنیزک	۲۲۴
۹۲	حکایت در بیان توبہ نصوح کہ دلاکی میکرد	۲۲۷
۹۳	در بیانِ دعائے عارف	۲۲۹
۹۴	نوبت جستن رسیدن بنصوح	۲۳۱
۹۵	یافت شدن گوہر	۲۳۳
۹۶	باز خواندن شہزادی نصوح را	۲۳۶
۹۷	حکایت در بیان آنکہ توبہ کند و پشیمان شود	۲۳۶
۹۸	تشبیہ کردن قطب کہ عارف واصل است	۲۳۸
۹۹	جواب گفتن روباہ شیر را	۲۳۹
۱۰۰	حکایت دیدن خرِ سقائے	۲۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۱	جواب گفتن روباہ خر را	۲۴۳	۱۲۶	دانستن شیخ ضمیر سائل را بے گفتن	۲۸۳
۱۰۲	جواب گفتن آں خر روباہ را	۲۴۴	۱۲۷	سبب دانستن ضمیر ہائے خلق	۲۸۶
۱۰۳	جواب گفتن روباہ خر را کہ من راضیم	۲۴۴	۱۲۸	غالب شدن مکر روباہ بر خر	۲۸۶
۱۰۴	باز جواب گفتن خر روباہ را	۲۴۵	۱۲۹	در بیان فضیلت جوع	۲۸۷
۱۰۵	در تقریر معنی توکل	۲۴۵	۱۳۰	حکایت مریدے کہ شیخ از ضمیر او واقف شد	۲۸۸
۱۰۶	باز جواب گفتن روباہ خر را	۲۴۷	۱۳۱	حکایت آں گاؤ	۲۹۰
۱۰۷	جواب گفتن خر روباہ را کہ توکل بہترین کسبہاست	۲۴۸	۱۳۲	صید کردن شیر آں خر را	۲۹۱
۱۰۸	جواب گفتن روباہ خر را	۲۴۸	۱۳۳	حکایت راہب	۲۹۳
۱۰۹	مثل آوردنِ اشتر	۲۴۹	۱۳۴	دعوت کردن مسلمان مر مغے را باسلام	۲۹۶
۱۱۰	فرق میان دعوتِ شیخ کامل و میانِ سخن ناقصاں	۲۵۱	۱۳۵	مثل شیطان بر در رحمٰن	۲۹۸
۱۱۱	زبوں شدن خر در دستِ روباہ	۲۵۴	۱۳۶	جواب گفتن مومن کافر جبری را	۳۰۰
۱۱۲	حکایت مخنث و لوطی	۲۵۴	۱۳۷	درک وجدانی بجائے حس است	۳۰۶
۱۱۳	غالب شدن حیلہ روباہ بر خر	۲۵۷	۱۳۸	حکایت دزد کہ با شحنہ گفت کہ آنچہ کردم تقدیر خدا بود	۳۱۰
۱۱۴	حکایت آں شخص کہ از ترس خویش را در خانہ انداخت	۲۵۹	۱۳۹	حکایت ہم در جوابِ جبری	۳۱۲
۱۱۵	بردن روباہ خر را پیش شیر	۲۶۲	۱۴۰	معنی مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ	۳۱۵
۱۱۶	در بیان آنکہ نقض عہد و توبہ موجب بلا بود	۲۶۴	۱۴۱	ہمچنیں قد جف القلم	۳۱۷
۱۱۷	دوم بار آمدن روباہ بر آں خر	۲۶۵	۱۴۲	حکایت آں درویش کہ در ہرات	۳۲۰
۱۱۸	جواب گفتن خر روباہ را	۲۶۷	۱۴۳	باز جواب گفتن آں کافر جبری	۳۲۴
۱۱۹	جواب گفتن روبارہ خر را	۲۶۹	۱۴۴	پرسیدن بادشاہ قاصداً ایاز را	۳۲۸
۱۲۰	حکایت شیخ محمد سررزی قدس سرہ	۲۷۲	۱۴۵	گفتن خویشاونداں مجنوں را	۳۳۸
۱۲۱	آمدن شیخ بعد از چندیں سال از بیابان بشہر غزنین	۲۷۳	۱۴۶	حکایت جوحی کہ چادر پوشیدہ در وعظ میان زنان نشست	۳۳۴
۱۲۲	در معنی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ	۲۷۷	۱۴۷	فرمودن شاہ بایاز بار دیگر	۳۳۷
۱۲۳	رفتن شیخ در خانہ میرے بہر گدیہ	۲۷۹	۱۴۸	حکایت گبرے در عہد شیخ بایزید قدس سرہ	۳۳۷
۱۲۴	گریاں شدن امیر از نصیحت شیخ	۲۸۱	۱۴۹	حکایت مؤذن زشت آواز	۳۳۸
۱۲۵	اشارت آمدن از غیب	۲۸۲	۱۵۰	رجوع بحکایت گبر با مسلماں در ایمان	۳۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱	حکایت آں زن کہ گفت	۳۴۳
۱۵۲	حکایت آں امیر کہ غلام را گفت	۳۴۶
۱۵۳	حکایت ضیائے بلخ کہ راز بالا بود	۳۴۹
۱۵۴	رجوع بحکایت زاہد باغلام امیر	۳۵۰
۱۵۵	رفتن امیر خشم آلودہ برائے گوشمال زاہد	۳۵۱
۱۵۶	حکایت مات کردن دلقک سید شاہ ترمذ را	۳۵۲
۱۵۷	آمدن امیر بدرخانۂ زاہد و کوفتن در	۳۵۳
۱۵۸	انداختن مصطفیٰ خود را از کوہ حرا	۳۵۵
۱۵۹	جواب گفتن امیر مرآں شفیعانِ زاہد را	۳۵۷
۱۶۰	دوم بار دست ہائے امیر بوسہ دادن	۳۵۸
۱۶۱	باز جواب گفتن امیر شفیعاں را	۳۶۰
۱۶۲	تفسیر آیت وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَان	۳۶۱
۱۶۳	دیگر بار استدعائے شاہ از ایاز	۳۶۵
۱۶۴	تمثیل تن آدمی بمہمان خانہ	۳۶۶
۱۶۵	حکایت آں مہمان و زن خداوند خانہ	۳۶۷
۱۶۶	تمثیل فکر ہر روزینہ	۳۶۹
۱۶۷	دانستن سلطان محمود ایاز را	۳۷۲
۱۶۸	وصیت پدر دختر را کہ خود را نگاہ دارد	۳۷۳
۱۶۹	وصف ضعف دلی و سستی صوفی سایہ پروردہ	۳۷۴
۱۷۰	نصیحت کردنِ مبارزاں آں صوفی را	۳۷۸
۱۷۱	حکایت عیاض رحمۃ اللہ	۳۷۹
۱۷۲	حکایت مجاہد دیگر	۳۸۲
۱۷۳	حکایت آں مجاہد کہ از ہمیانِ سیم	۳۸۲
۱۷۴	صفت کردن مرد غماز نمودن صورت کنیزک مصور	۳۸۴
۱۷۵	ایثار کردن صاحب موصل آں کنیزک خود را	۳۸۶
۱۷۶	مراجعت کردنِ پہلوان	۳۸۹
۱۷۷	پشیمان شدنِ آں سرلشکر از خیانتے	۳۹۱
۱۷۸	حکایت	۳۹۲
۱۷۹	حجت منکران آخرت	۳۹۴
۱۸۰	آمدنِ آں خلیفہ نزد آں خوبرو	۳۹۵
۱۸۱	خندہ گرفتن کنیزک را	۳۹۶
۱۸۲	فاش کردنِ آں کنیزک آں راز را با خلیفہ	۳۹۷
۱۸۳	عزم کردنِ شاہ چوں واقف شد	۴۰۰
۱۸۴	کنیزک بخشیدن شاہ	۴۰۲
۱۸۵	بیان آنکہ نحن قسمنا	۴۰۳
۱۸۶	دیگر بار خطاب پادشاہ با ایاز	۴۰۴
۱۸۷	دادنِ شاہ گوہر را درمیانِ دیوان	۴۰۴
۱۸۸	رسیدنِ گوہر از دست بدست	۴۰۶
۱۸۹	تشنیع زدنِ امراء بر ایاز	۴۰۹
۱۹۰	قصد کردنِ شاہ بقتل امرا	۴۱۰
۱۹۱	تفسیر گفتنِ ساحراں لَا ضَيْرَ	۴۱۳
۱۹۲	مجرم داشتن ایاز خود را	۴۱۶

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

عرضِ حال:

آج جبکہ میں دفتر پنجم کا یہ پیش لفظ لکھ رہا ہوں، بفضلہٖ تعالیٰ دفتر چہارم کی کتابت وطباعت کے جملہ مراحل سے فارغ ہو چکا ہوں اور وہ دفتری کے یہاں جلد بندی میں ہے، انشاء اللہ ہفتہ عشرے میں بازار میں آجائے گا۔ نیز دفتر پنجم کی کتابت بفضلہٖ تعالیٰ مکمل ہو چکی ہے اور وہ بھی عنقریب طباعت کے لئے پریس کے سپرد کر دیا جائے گا، دفتر سوم مارچ ۷۶ء میں شائع ہوا تھا۔ انشاء اللہ مارچ ۷۸ء تک دفتر پنجم بھی بازار میں آجائے گا اور اس طرح میں ایک سال کی مدت میں دفتر چہارم و پنجم ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کرلوں گا۔ دفتر پنجم کے مسودے سے فارغ ہو کر میں نے دفتر ششم پر کام شروع کر دیا تھا۔ اور اس کی رحمت بے پایاں کے سہارے میں اس کا بھی تقریباً نصف حصہ لکھ چکا ہوں، اور انشاء اللہ ۷۸ء کے اواخر میں وہ بھی شائقین کی خدمت میں پیش کرسکوں گا۔

دفتر پنجم سے متعلق بعض مباحث:

نفس: اس کی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ، نفس ملہمہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہو۔ ان النفس لامارة بالسوء میں اسی کا بیان ہے۔

نفس لوامہ وہ ہے جس میں کسی قدر صفائی پیدا ہو چکی ہو اور شہوتوں اور لذتوں سے پرہیز کرنے لگے اور اگر کبھی کسی لذت وشہوت میں مبتلا ہو جائے تو پچھتائے۔ **لا اقسم بیوم القیامة ولا اقسم بالنفس اللوامة** میں اس کا ذکر ہے۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو کسی حالت میں لذت وشہوت میں مبتلا نہ ہو اور شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ ہو چکا ہو۔ **یا ایتها النفس المطمئنة ارجعي الي ربک راضية مرضية** میں یہی نفس مراد ہے۔

نفس ملہمہ وہ ہے جو صفائی کے اعلیٰ مراتب حاصل کر چکا ہو اور انسانوں کو امور خیر کی جانب

توجہ دلائے۔ ہر شخص میں ان قسموں میں سے ایک قسم کا نفس ہوتا ہے۔
انسان کی تین طاقتیں: قدرت نے انسان میں تین طاقتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ ملکی، سبعی، بہیمی،
ملکی طاقت: خداوندی اطاعت اور اعمالِ خیر کی متقاضی ہے۔ یہ طاقت روح کے ساتھ خاص ہے۔
سبعی طاقت: انسان کے غصہ وغضب کا سبب ہے اور مخالف چیز کا دفعیہ کرتی ہے۔
بہیمی طاقت: انسان میں شہوت اور ہوس کا سبب ہے اور یہ طاقت مرغوب اور مناسب چیز کے حصول کے درپے رہتی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جسم انسانی کے ساتھ خاص ہیں۔
وقوف قلبی: نقشبندی سلوک میں ایک ریاضت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سالک قلب کی طرف توجہ کر کے بیٹھے اور قلب کی نگرانی کرے۔ قلب پر ماسوی اللہ کسی خطرے اور خیال کے وارد نہ ہونے دے۔ یہ ریاضت انتہائی مشکل ہے۔ بہت سی ریاضت کے بعد سالک اس پر قابو پاتا ہے۔
کرامت کی قسمیں: بزرگوں سے جو کرامتیں صادر ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ کرامت حسی، کرامت معنوی
حسی کرامت: یہ ہے کہ کسی حسی اور ظاہری امر میں بزرگ سے کوئی بات دستور کے خلاف ظاہر ہو، مثلاً بزرگ کو کسی کے دل کی بات کا معلوم ہو جانا، آنے والی بات کا معلوم ہو جانا، توجہ ڈال کر بیتاب بنا دینا، پانی کی سطح پر چلنا، ان کرامات سے عوام زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن یہ کرامتیں حیض الاولیاء کہلاتی ہیں اور یہ ہمیشہ قائم نہیں رہتی ہیں۔
معنوی کرامت: دین پر استقامت، بری عادتوں سے پاکی، خیر کی طرف سبقت، فرائض و واجبات کی بروقت ادائیگی، یہ معنوی کرامتیں ہیں اور اصل فضیلت یہی ہیں۔ یہی اہل اللہ اور فرشتوں کی صفات ہیں۔
فیضِ اقدس، فیض مقدس: حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کو جو فیض پہنچتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

فیضِ اقدس: وہ فیض ہے جو حق تعالیٰ کی جانب سے اعیانِ ثابتہ کو پہنچتا ہے، یہ فیض تعدد اور کثرت سے پاک ہے۔

فیضِ مقدس: وہ فیض ہے جو اعیان ثابتہ سے ارواح کو روح کی قابلیت اور استعداد کے مطابق پہنچتا ہے، اس میں تنوع اور تکثر ہے۔ ان دونوں کی مثال اس طرح سمجھ لی جائے کہ سورج کا نور مختلف رنگ کے آئینوں پر پڑتا ہے اور پھر آئینوں کے ذریعہ مختلف قسم کا نور انسانوں پر پڑے، سورج کا جو نور آئینوں پر پڑا وہ فیضِ اقدس کی مثال ہے، اور جو آئینوں کے ذریعہ انسانوں پر پڑا وہ فیضِ مقدس کی مثال ہے۔

معیتِ حق: مولانا بحر العلومؒ نے فرمایا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت دو طرح کی ہے۔

معیت عامہ: حق تعالیٰ کی یہ معیت تمام مخلوق کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر وھو معکم اینما کنتم ''وہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو'' اس معیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق محض وجودِ باری تعالیٰ کی شئون ہیں اور یہ موجوداتِ حق تعالیٰ کے وجود کے ذریعہ موجود ہیں۔

معیت خاصہ: یہ معیت صالحین اور عارفین کو حاصل ہوتی ہے اور یہ معیت ایسی ہے جیسے محبوب کی معیت محبّ کے ساتھ ہوتی ہے اور حدیث المراء من احب ''انسان اس کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہو'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

علم باری تعالیٰ:

مولانا بحر العلومؒ نے فرمایا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم تو وہ ہے جو کائنات کے وجود سے قبل حضرتِ حق تعالیٰ کو حاصل ہے۔ یہ علم جزا اور سزا کا مدار نہیں ہے دوسرا علم وہ ہے جو موجودات کے وجود کے بعد ان سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ جزا اور سزا کا مدار ہے۔ اس علم کے اعتبار سے نیک لوگ جزا کے اور برے لوگ سزا کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ''خدا وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کون عمل کے اعتبار سے بہتر ہے۔'' انسانی موت وحیات کی پیدائش اس کی آزمائش کیلئے ہے۔ اب جیسے اس کے افعال ہوں گے، ان سے جو علم خداوندی متعلق ہوگا وہ جزا اور سزا کا مدار ہوگا۔

معجزہ رد الشمس: روایت ہے کہ آنحضورؐ کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی تھی اور سورج غروب ہونے لگا۔ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت علیؓ نے آنحضورؐ سے صورت حال عرض کی تو آنحضورؐ نے دعا فرمائی کہ ''اے خدا اگر علیؓ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا تو سورج کو واپس لوٹا دے'' اس پر سورج واپس لوٹ آیا اور پہاڑ اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی۔ اس حدیث کو محدثین نے سند کی کمزوری اور عقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول قرار دیا ہے۔

عشرہ مبشرہ: وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دیدی تھی یہ ہیں۔

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمٰن، ابوعبیدہ، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید رضی اللہ عنہم

ان کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ بھی ہیں جن کو ان کی زندگی میں جنت کی بشارت ملی ہے لیکن عشرہ مبشرہ۔ یہی دس کہلاتے ہیں۔

حدیث لولاک:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ آپ کے لئے فرمایا گیا ہے۔ یا محمد لولاک لما خلقت الجنۃ ولولاک لما خلقت النار۔ ''اے محمدؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا'' ایک دوسری روایت میں ہے لولاک ما خلقت الدنیا ''''اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا'' ان روایتوں کا مضمون اگرچہ صحیح ہے لیکن ملا علی قاریؒ نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

عباس دبس: یہ ایک بھکاری تھا جو بھیک مانگنے کے ستر طریقے جانتا تھا۔ فرضی طور پر ایسے دردناک انداز سے روتا تھا کہ لوگوں کو رلا دیتا تھا۔ پھر بھیک مانگتا تھا تو جھولی بھر لیتا تھا اسی عباس کو بعض اہلِ لغت نے عباد دوس لکھا ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ یہ دوس قبیلہ کا تھا اس لئے اس کو عباس دوس کہا جاتا ہے۔

اصحاب فیل: ابرھۃ الاشرم یمن کے علاقے کا ایک عیسائی گورنر تھا۔ خانہ کعبہ ڈھانے کے

لئے اس نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر چڑھائی کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ قدرت نے اس پر پرندوں کے ایک جھلڑ کو مسلط کر دیا۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو ان پرندوں نے ہاتھیوں کے لشکر پر برسا دیں۔ اور پورا لشکر تباہ ہو گیا۔ سورہ ''الفیل'' میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

قوم لوطؑ: اس قوم میں لڑکوں سے بدفعلی کی عادت تھی، اسی لئے اس بدفعلی کرنیوالے کو لوطی کہا جاتا ہے۔ حضرت لوطؑ کی فہمائش پر جب یہ نہ مانے تو ان کی بستیاں الٹ دی گئیں اور ان پر پتھر برسے جس سے وہ سب تباہ ہو گئے۔

اہل انطاکیہ: حضرت مسیحؑ نے اپنے دو حواری انطاکیہ کے باشندوں کے پاس بھیجے یہ لوگ بت پرست تھے۔ ان دونوں حواریوں نے بت پرستی کے خلاف لوگوں کو دعوت دی تو حبیب نجار ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ انطاکیہ کے بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں حواری بت پرستی کے خلاف لوگوں کو ابھارتے ہیں تو اس نے ان دونوں کو قید کر دیا حضرت مسیحؑ کو جب ان کی حالت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بڑے حواری شمعون کو روانہ کیا۔ شمعون نے مختلف تدبیروں سے بادشاہ کا تقرب حاصل کیا اور اس کو آمادہ کیا کہ وہ دربار میں اس مسئلہ پر گفتگو کرائے۔ چنانچہ دربار میں ان حواریوں اور انطاکیہ والوں کی گفتگو شروع ہوئی۔ حبیب نجار کو جب پتہ چلا تو وہ دوڑ کر آئے اور اپنے ہم وطنوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ ان بزرگوں کے ہاتھ پر ایمان لاؤ اس پر مجمع بھڑک اٹھا اور اس نے حبیب نجار کو قتل کر دیا۔ سورۂ یٰسین میں اس واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

اصحابِ سبت: یہود کا حکم دیا گیا ہے شبنہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کیا کریں۔ اس حکم میں ان کی آزمائش شروع ہوئی اور شبنہ کے روز دریا میں مچھلیاں زیادہ نظر آنے لگیں۔ تو ان میں لالچ پیدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ک حکم عدولی شروع کر دی، تب ان پر مسخ کا عذاب نازل ہوا اور ان کو بندر بنا دیا گیا۔ سورۂ الاعراف میں اس کا ذکر ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ: ۶۱ھ میں اموی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۹۹ھ میں آپ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اس قدر نیک اور دیندار پابند شرع تھے کہ ان کو علماء نے خلفاء راشدین میں شمار کیا

گیا۔ چنانچہ سفیان ثوریؒ، خلفاء راشدین کی تعداد پانچ مانتے ہیں۔ آغاز خلافت سے پہلے ان کی ذاتی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی۔ لیکن خلافت کے دور میں آپ نے اس کو بہت کم کر دیا تھا اور انتقال کے وقت کل آمدنی چار سو دینار رہ گئی تھی۔ مرض الموت کی حالت میں کسی شخص نے آپ کو میلی قمیص پہنے ہوئے دیکھا تو آپ کے گھر والوں سے کہا کہ آپ کو نئی قمیص پہنا دیں۔ جواب ملا کہ آپ کے پاس صرف یہی ایک قمیص ہے جو پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ آپ چراغ جلائے ہوئے بیت المال کا حساب کتاب کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ کا غلام آیا اور کچھ گھریلو باتیں کرنے لگا۔ آپ نے فوراً بیت المال کا چراغ بجھا دیا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ بیت المال کا چراغ ذاتی معاملہ میں کام آئے۔ ۱۰۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حجاج بن یوسف: یہ ثقفی خاندان کا تھا۔ اور عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق کا گورنر تھا۔ اس نے ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حاکم مکہ پر چڑھائی کی تھی اور مکہ پر منجنیقوں سے اس قدر پتھر برسائے تھے کہ خانہ کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ اس نے سینکڑوں صحابہ کو قتل کرایا ہے۔ تابعین اور تبع تابعین جو اس کے ہاتھوں قتل ہوئے ان کی تعداد تو لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اسی لئے اس کو امت محمدیہ کا سب سے بڑا ظالم قرار دیا جاتا ہے۔ اور ظلم و ستم میں ضرب المثل بن گیا ہے۔

ابو ہریرہؓ: آنحضورؐ نے مخصوص صحابی ہیں۔ یہ ان کی کنیت ہے۔ نام غیر مشہور ہے جس میں کافی اختلاف ہے۔ غزوہ خیبر کے موقع پر آ کر مسلمان ہوئے اور پھر شب و روز آنحضرتؐ کی صحبت میں رہے۔ صفہ میں مقیم ہو گئے تھے اور قوت لایموت پر اکتفا کرتے تھے اور آنحضورؐ کے افعال و اقوال کو یاد کرنا اپنا مقصد بنا لیا تھا اسی لئے صحابہ میں سب سے زیادہ روایتیں انہی سے منقول ہیں۔

محمد خوارزم شاہ: جلال الدین کے لقب سے مشہور ہے۔ خراسان سے عراق تک اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مولانا رومؒ کے والد خواجہ بہاؤ الدین کا ماموں تھا۔ اس نے چنگیزانی فتنے کا مقابلہ کیا۔ ابتدائی جنگ میں اس نے ایک ہزار تاتاری سپاہیوں کو تہ تیغ کر ڈالا، تاتاری

فوج شکست کھا گئی پھر چنگیز خاں نے تیس ہزار فوج اس کے مقابلہ کے لئے بھیجی اس کو بھی اس نے شکست دی۔ تب چنگیز خاں خود ایک بھاری فوج لے کر حملہ آور ہوا۔ اس وقت اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ ہرات کی مہم پر تھا، مجبوراً اس کو غزنین کی طرف پسپا ہونا پڑا وہاں سے وہ ہندوستان آنا چاہتا تھا کہ ۶۱۸ھ میں دریائے سندھ کے کنارے پر پھر تاتاری فوج سے مقابلہ کرنا پڑا اور اس قدر بہادری اور بے جگری سے اس سے لڑا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔ اس جنگ میں اس کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور اس نے تنہائی محسوس کی تو ہندوستان پہنچنے کے ارادے سے اس نے اپنا گھوڑا دریائے سندھ میں ڈال دیا اور اس قدر صفائی سے اس کو پار کیا کہ چنگیز خاں انگشت بدنداں ہو گیا اور اس کی بہادری کے اعتراف میں کہا کہ ہمچو او جوانمرد در دنیا پیدا نشد ونخواہد شد۔ "اس جیسا بہادر دنیا میں نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔" ہندوستان پہنچ کر اس نے پھر اپنی حالت کو سنبھالا اور آذربائیجان کی طرف چلا گیا وہاں رات کو سوتے ہوئے کسی مغل کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔

روح: روح کی حقیقت شریعت نے واضح نہیں کی ہے اور اس کی صحیح حقیقت کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر بھی جمہور علماء نے اس کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ روح ایک نورانی لطیف جسم ہے جو انسان کے جسم میں اسی طرح جاری اور ساری ہے جیسا کہ پانی گلاب میں اور تیل تلوں میں اور آگ کوئلہ میں۔ جب تک وہ لطیف جسم انسان کے جسم میں ساری اور جاری ہے انسان کا جسم زندہ ہے اور جس وقت یہ لطیف جسم اس کثیف جسم سے جدا ہو جاتا ہے تو یہ کثیف جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ روح کی شکل بالکل وہی ہے جو اس جسم کثیف کی شکل ہے جس طرح اس کثیف جسم کے آنکھ، ناک ہاتھ پاؤں ہیں اسی طرح روح کے بھی یہ اعضاء ہیں اصل انسان روح ہے اور یہ کثیف جسم اس کیلئے بمنزلہ لباس کے ہے جسمانی ہاتھ روح کے ہاتھ کے لئے بمنزلہ آستین کے ہے اور کثیف جسم کی ٹانگیں روح کی ٹانگوں کے لئے بمنزلہ پاجامہ کے ہیں۔ اور چہرہ اس کے چہرے کے لئے بمنزلہ نقاب کے ہے۔

استدراج: سنت اللہ اور عام طریقہ کے خلاف کسی واقعہ کا ظاہر ہونا مثلاً ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا۔ یہ نبی سے بھی صادر ہوتا ہے۔ اور ولی سے بھی اور کافر سے بھی۔ اس طرح کا واقعہ اگر نبی

سے صادر ہو تو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کا جسمانی طریقہ پر آسمانوں کی سیر کرنا، وغیرہ اور اگر ولیؒ سے صادر ہو تو اس کو کرامت کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی کافر سے ایسی چیز کا صدور ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

نحس اکبر و سعد اکبر: نحس اکبر زحل ستارے کو اور سعد اکبر مشتری ستارے کو کہا جاتا ہے منجمین کے خیال میں یہ دونوں ستارے نحوست اور سعادت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور زمین کی خیر و شر میں ان کے اثرات سب سے زیادہ پڑتے ہیں۔ مولانا رومؒ اپنے کلام میں ستاروں کے موثر ہونے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اسلامی عقیدے کے اعتبار سے ان ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں ہے۔ ہر چیز میں حقیقتاً خدا ہی موثر ہے۔

سجاد حسین۔ دہلی

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ..................م..........۳ جنوری ۱۹۷۸ء

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہ حسام الدیں کہ نورِ انجم ست — طالبِ آغازِ سِفرِ پنجم است
شاہ حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں — پانچویں کتاب کے شروع (کرنیکے) طالب ہیں

اے ضیاء الحق حسام الدّینِ راد — اُو ستادانِ صفارا اُو ستاد
اے سخی ضیاء الحق حسام الدین ! — (آپ) اہل باطن کے استادوں کے استاد ہیں

گر نبودے خلق محجوب و کثیف — وَر نبودے حلقہا تنگ و ضعیف
اگر مخلوق محجوب اور کثیف نہ ہوتی — اگر گلے تنگ اور کمزور نہ ہوتے

دَر مدیحت دادِ معنی دادمے — غیرِ ایں ۲ منطق لبے نکشادمے
تو میں آپ کی تعریف کا حق ادا کر دیتا — اس گفتگو کے علاوہ لب کشائی نہ کرتا

لیک لُقمہ بازآنِ صَعوہ نیست — چارہ اکنوں آب ۳ وروغن کردنیست
لیکن باز کا لقمہ مولے کی ملکیت نہیں ہے — اب تدبیر، پانی اور تیل کرنا ہے

مَدحِ تو حیف است با زندانیاں — گویم اندر مجمعِ رُوحانیاں
قیدیوں سے تیری تعریف کرنا ظلم ہے — روحانیوں کے مجمع میں کہوں گا

شرحِ تو غبن است با اہلِ جہاں — ہمچو رازِ عشق دارم دَر نہاں
دنیا والوں سے آپ کی تشریح کرنا، ٹوٹا ہے — عشق کے راز کی طرح دل میں رکھتا ہوں

---

۱ ش۔ یعنی ضیاء الحق حسام الدین کا مطالبہ ہے کہ مثنوی کا پانچواں دفتر شروع کیا جائے سفر۔ کتاب یعنی مثنوی کا دفتر۔ گر نبودے۔ یہ شرط ہے دوسرا شعر جزا ہے۔ محجوب۔ یعنی عوام میں تمہاری تعریف سننے کی اہلیت نہیں ہے۔ ورنہ میں تمہاری بہت تعریف کرتا اور اس کے علاوہ کوئی بات نہ کہتا۔

۲ ایں منطق۔ یعنی حسام الدین کی تعریف۔ لیک۔ عوام کے سامنے حسام الدین کی تعریف کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ باز کی خوراک ممولے کو کھلائی جائے۔

۳ آب روغن۔ اگر واؤ عطف نہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ پانی کو تیل کہنا پڑ رہا ہے۔ یعنی عوام کے سامنے غیر حقیقی تعریف کرنی پڑ رہی ہے۔ اگر نسخہ آب و روغن ہے تو اب معنی یہ ہونگے کہ تعریف میں تکلف کرنا پڑ رہا ہے۔ زندانیاں۔ یعنی دنیا کے قیدی۔ غبن۔ ٹوٹا۔ عشق۔ عشق مخفی رکھا جاتا ہے۔

مدح۱ تعریف است و تخریقِ حجاب ۔۔۔ فارغ است از مدح و تعریف آفتاب
تعریف کرنا، پہنچوانا اور (جہالت کے) پردے کو چاک کرنا ہے ۔۔۔ سورج، تعریف اور پہنچوانے سے بے نیاز ہے

مادحِ خورشید مدّاحِ خود است ۔۔۔ کہ دو چشمم روشن و نامُر مدست
سورج کی تعریف کرنیوالا، اپنی تعریف کرنیوالا ہے ۔۔۔ کہ میری دونوں آنکھیں روشن اور تندرست ہیں

ذمِّ خورشید جہاں ذمِّ خودست ۔۔۔ کہ دو چشمم کور و تاریک و بدست
دنیا کے سورج کی مذمت کرنا، اپنی مذمت ہے ۔۔۔ کہ میری دونوں آنکھیں اندھی اور بے نور اور بری ہیں

تو ببخشا بر کسے کاندر جہاں ۔۔۔ شد حسودِ آفتابِ کامراں
آپ اس کو معاف کر دیجئے جو دنیا میں ۔۔۔ کامیاب سورج کا حاسد ہے

تانَدش پوشید ہیچ از دیدہا ۔۔۔ وز طراوت دادنِ پوسیدہا
اس کو کوئی آنکھوں سے چھپا سکتا ہے؟ ۔۔۔ اور بوسیدہ چیزوں کے تازگی بخشنے کو

یاز نورِ۲ بیحدش تانند کاست ۔۔۔ یا بدفعِ جاہِ اُوتا نند خاست
یا اس کے لا محدود نور کو وہ گھٹا سکتے ہیں ۔۔۔ یا اس کے مرتبہ کو ہٹانے کے لئے وہ کھڑے ہو سکتے ہیں

ہر کسے کو حاسدِ کیہاں بُود ۔۔۔ آں حسد خود مرگِ جاویداں بُود
جو شخص عالم کا حاسد ہو ۔۔۔ وہ حسد خود ہمیشہ کی موت ہے

قدرِ تو بگذشت از درکِ عقول ۔۔۔ عقل اندر شرحِ تو شد بوالفضول
آپ کا مرتبہ عقلوں کے ادراک سے بالا ہے ۔۔۔ آپ کی شرح کرنے میں عقل، بکواسی ہے

گرچہ عاجز آمد ایں عقل از بیاں ۔۔۔ عاجزانہ جُنبشے باید دراں
اگرچہ عقل بیان سے عاجز ہے ۔۔۔ اس میں عاجزانہ (ہی) حرکت کرنی چاہیے

ان شیاء کلہ لا یدرک ۔۔۔ اعلموا ان کلہ لا یترک
وہ چیز جو پوری حاصل نہیں کی جا سکتی ۔۔۔ جان لو، وہ سب نہیں چھوڑی جاتی

گرچہ۳ نتواں خورد طوفانِ سحاب ۔۔۔ کے تواں کردن بترکِ خوردِ آب
اگرچہ ابر کا طوفان پیا نہیں جا سکتا ۔۔۔ (لیکن) پانی پینا کب چھوڑا جا سکتا ہے؟

آبِ دریارا اگر نتواں کشید ۔۔۔ ہم بقدرِ تشنگی باید چشید
دریا کا (پورا) پانی اگرچہ نہیں کھینچا جا سکتا ۔۔۔ پیاس کی بقدر ہی چکھ لینا چاہیے

---

۱ مدح. جس طرح سورج مدح اور تعریف سے بے نیاز ہے اسی طرح حسام الدین ہیں۔ مرمد۔ دکھتی ہوئی آنکھ ذم۔ اگر کوئی شخص سورج کو تاریک کہے تو لوگ خود اس کو اندھا کہیں گے...... تو بخشا یعنی اے حسام الدین آپ اس کو معاف کریں جو آپ پر حسد کرتا ہے اس لئے کہ اس کے حسد سے آپ کا نقصان نہیں ہے خود اس کا نقصان نہیں ہے آپ آفتاب کے فیض کی طرح ہیں اگر کوئی چاہے کہ آفتاب کو اور اس کی فیض رسانی کو لوگوں کی آنکھوں سے چھپا دے تو وہ خود حماقت میں مبتلا ہے۔ وز طراوت۔ سورج کی شعاعیں۔ پھلوں کو تازگی عطا کرتی ہیں۔

۲ یا۔ سورج کے حاسد نہ اس کا نور گھٹا سکتے ہیں۔ نہ اس کا رتبہ کم کر سکتے ہیں۔ کیہاں۔ جہان، یعنی حسام الدینؒ جو کہ عالم اکبر ہیں۔ قدر۔ آپ کا رتبہ عام عقول سے بالاتر ہے اب جو بھی اس کی تعریف کی جائے کم ہے۔ گرچہ۔ حسام الدین کی پوری تعریف اگرچہ ناممکن ہے، لیکن پھر بھی عاجزانہ اس کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو پورے طور پر ترک نہ کرنا چاہیے کچھ نہ کچھ اس میں سے حاصل کر لینا چاہیے۔

۳ گرچہ انسان بارش کا تمام پانی نہیں پی سکتا لیکن تھوڑا سا تو ضرور پی لیتا ہے۔ آبِ دریا۔ سارا دریا نہیں پیا جا سکتا تو بقدرِ امکان سیرابی حاصل کر لی جاتی ہے۔

راز ۱ را گرمی نیاری درمیاں — درکہا را تازہ کن از قشرِ آں

اگر تو راز کو درمیان میں نہیں لا سکتا ہے — اس کے چھلکے سے یادوں کو تازہ کر لے

نُطقہا نسبت بتو قشرست لیک — پیشِ دیگر فہمہا مغزست نیک

آپ کے اعتبار سے (ہماری) باتیں اگرچہ چھلکا ہیں لیکن — دوسروں کی سمجھ کے لئے اچھا گودا ہے

آسمان نسبت بعرش آمد فرود — ورنہ بس عالیست پیشِ خاکِ تود

آسمان، عرش کے اعتبار سے نیچا ہے — ورنہ خاک کے تودے کے اعتبار سے بہت بلند ہے

من بگویم وصفِ تو تا رہ برند — پیش ازاں کز فوتِ آں حسرت خورند

میں آپ کی تعریف کرتا ہوں تاکہ وہ رہنمائی حاصل کرلیں — اس سے پہلے کہ وہ اس کے فوت ہونیسے حسرت کریں

نورِ حقّی و بحق جذّابِ جاں — خلق در ظلماتِ وہم اندو گماں

آپ اللہ کا نور ہیں اور جان کو خدا کیطرف کھینچنے والے ہیں — لوگ وہم اور گمان کی اندھیروں میں ہیں

شرط ۲ تعظیم است تا آں نورِ خوش — گرددایں بیدیدگاں راسُرمہ کش

تعظیم شرط ہے، تاکہ وہ عمدہ نور — ان اندھوں کے لئے سرمہ لگانے والا بنجائے

نوریابد مستعدِ تیز کوش — کو نباشد عاشقِ ظلمت چو مُوش

سخت کوشش کرنیوالا، مستعد نور حاصل کرتا ہے — جو چوہے کی اندھیرے کا عاشق نہ ہو

نورِ میکش اے حریفِ تیز کوش — گرنہ چوں مُوش دُر ظلمت مکوش

اے سخت کوشش کرنیوالے دوست! نور حاصل کرلے — اگر تو چوہے کی طرح نہیں ہے اندھیرے کی کوشش نہ کر

سُست چشمانے کہ شب جولاں کنند — کے طوافِ مشعلِ ایماں کنند

کمزور آنکھوں والے جو رات کو گھومتے ہیں — وہ ایمان کی مشعل کا طواف کب کرتے ہیں؟

نکتہائے ۳ مُشکلِ باریک شدُ — بندِ طبعے کوز دیں تاریک شدُ

مشکل باریک نکتے بن گئے — طبیعت کا بند، کیونکہ وہ دین سے تاریک ہے

تا بر آراید ہُنر راتارد پُود — چشم در خورشید نتواند کشود

جب تک کہ وہ ہنر کا تانا بانا نہ سنوار لے — سورج میں آنکھ نہیں کھول سکتا

ہمچو نخلے بر نیارد شاخہا — کردہ مو شانہ زمیں سُوراخہا

وہ کھجور کے درخت کی طرح شاخیں نہیں نکال سکتا — جس نے چوہے کی طرح زمین کو سوراخ سوراخ کر رکھا ہے

۱ راز۔ یعنی حسام الدین کی پوری تعریف عوام کے سامنے ناممکن ہے تب بھی اس کا کچھ حصہ بیان کر دینا چاہیے۔ نطقہا۔ اگرچہ حسام الدینؒ کی تعریف ان کی تعریف کا مغز نہیں ہے بلکہ چھلکا ہے لیکن عوام کے لئے اس میں بھی فوائد ہیں۔ آسمان۔ بلندی اور پستی فائدہ اور نقصان سب اضافی باتیں ہیں ایک چیز ایک کے لئے مفید دوسرے کے لئے غیر مفید ہے آپ کی تعریف عوام کے لئے مفید ہے اگرچہ وہ حقیقی نہیں ہے۔ من بگویم۔ معمولی تعریف اس لئے کر رہا ہوں تاکہ وہ حقیقی تعریف تک رہنمائی حاصل کرلیں۔ نورِ حقی۔ تیری ذات کے ذریعہ مخلوق وہم و گمان سے گزر کر مرتبہ یقین حاصل کرسکتی ہے۔

۲ شرط۔ مرید اس وقت فیض حاصل کرسکتا ہے جبکہ اس کے دل میں شیخ کی عظمت ہو۔ نوریابد۔ فیض حاصل کرنے کے لئے استعداد اور کوشش ضروری ہے۔ گرنہ۔ چوہا اندھیرے کو پسند کرتا ہے۔ سُست چشمانے۔ چوہا اور چمگادڑ بھی روشنی کا طواف نہیں کرتے ہیں۔

۳ نکتہائے جن کے دلوں میں دین کی جانب سے تاریکی ہے ان کے لئے علمی موشگافیاں حقیقت تک پہنچنے سے مانع بنگئی ہیں۔ تابرآراید یہ لوگ جب تک حقیقت بینی کے ہنر سے آراستہ نہ ہونگے وہ شیخ حسام الدینؒ کی تعریف نہ سمجھیں گے۔ ہمچو۔ جولوگ چوہے کی طرح زمین دوز سوراخوں میں رہنے کے عادی ہیں وہ کھجور کی طرح بارآور نہ ہوں گے۔

۱۰

تفسیر افخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک (الآیۃ)

پس "پکڑے چار پرندے پھران کو اپنی طرف بلا" کر آخر آیت تک تفسیر

چار وصف ست ایں بشر را دل فشار
یہ چار وصف انسان کے دل کو نچوڑنے والے ہیں

چار میخ عقل گشتہ ایں چہار
یہ چاروں، عقل کی چار میخ ہیں

تو خلیلِ وقتی اے خورشید ہُش
اے ہوش کے سورج! تو خلیل دوران ہے

ایں چہار اطیار رہزن رابکش
ان چار ڈاکو پرندوں کو مار ڈال

زانکہ ہر مُرغے ازینہا زاغ وش
اس لئے کہ ان میں سے ہر زاغ صف پرند

ہست عقلِ عاقلا نرادیدہ کش
عقلمندوں کی عقل کی آنکھ نکال لینے والا ہے

چار وصف تن چو مُرغانِ خلیل
جسم کے چار اوصاف (حضرت) خلیل کے پرندوں کی طرح ہیں

بسملِ ایشاں دہد جا نرا سبیل
ان کا قربان کرنا جان کو راستہ عطا کرتا ہے

اے ۲ خلیل اندر خلاصِ نیک وبد
اے خلیل! اچھے اور برے کو نجات دلانے کیلئے

سَر بُبر شاں تا رہد پا ہا زسَد
ان کا سر قلم کردے تاکہ پاؤں بندش سے نجات پاجائیں

کُل توئی و جُملہ گاں اجزائے تُو
تو مجموعہ ہے اور سب تیرے اجزا ہیں

بر کشا کہ ہست پاشاں پائے تُو
کھولدے کہ ان کا پاؤں تیرا پاؤں ہے

از تو عالَم روح زارے میود
آپ کی وجہ سے دنیا روح زار بنتی ہے

پُشتِ صد لشکر سوارے میشود
ایک سوار سو لشکروں کی مدد بن جاتا ہے

زانکہ ۳ ایں تن شُد مقام چار خُو
کیونکہ یہ جسم چار عادتوں کا مقام ہے

نامِ شاں شُد چار مُرغِ فتنہ جُو
ان کا نام فتنہ کے جویاں چار پرند پڑ گیا ہے

خَلق راگر زندگی خواہی اَبد
اگر آپ لوگوں کی ابدی زندگی چاہتے ہیں

سَر بُبر ایں چار مُرغِ شوم و بد
ان بد بخت اور بد چار پرندوں کا سر قلم کر دیجئے

بازشاں زندہ کُن از نوعِ دگر
پھر ان کو دوسری طرح سے زندہ کر دیجئے

کہ نباشد بعد ازاں زیشاں ضَرر
کیونکہ ان کے بعد انسے نقصان نہ پہنچے گا

چار مُرغِ معنویِ راہزن
باطنی چار ڈاکو پرندوں نے

کردہ اند اندر دلِ خلقاں وطن
لوگوں کے دل کے اندر وطن بنا لیا ہے

---

۱ تفسیر۔ حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا گیا کہ اگر تجھے ہماری صفت زندہ کرنے اور مارنے میں شک ہے تو چار پرندوں کو ذبح کر ڈال یہ چار پرند بطخ مور کوا مرغ تھے مولانا نے فرمایا ہے کہ ان چار پرندوں سے انسان کی چار بری صفات مراد ہیں جو کہ انسان کے لئے حقیقت بنی سے مانع ہیں انسان ان صفات کا ازالہ کر دے تو حقیقت بین بنجاتا ہے بطخ سے مراد حرص امور سے مراد حب جاہ کوے سے مراد تمنا اور مرغ سے مراد شہوت ہے۔ چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا۔ تو خلیل۔ اگر انسان ابراہیم خلیل اللہ کی طرح حقیقت بیں بننا چاہتا ہے تو اس کو اپنی ان چار صفتوں کو مٹا دینا چاہیے زانکہ۔ یہ چاروں صفتیں کوے کی خاصیت رکھتی ہیں کوا سب سے پہلے مردے کی آنکھ نکالتا ہے۔ یہ بھی انسان کو اندھا کر دیتی ہیں۔ بسمل۔ جو شخص ان چاروں صفتوں کو مٹا دیگا اس کی جان حقیقت تک راہ یاب ہو جائے گی۔

۲ اے خلیل۔ یعنی اے حسام الدین لوگوں میں سے صفات ذمیمہ کو دور کر دیجئے تا کہ ان کو سلوک میں سیر حاصل ہو جائے کل توئی۔ مرید شیخ کے اجزا کی طرح ہوتے ہیں۔ از تو۔ تیرے وجود سے یہ عالم عالم ارواح بنا ہوا ہے۔ پشت۔ ایک سوار کی ہمت اور بہادری بہت سے لشکروں کی پناہ ہوتی ہے۔

۳ زانکہ۔ انسان کے جسم میں یہ چار خصلتیں ہیں جنکو چار پرندوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خلق۔ ان خصائل کے ازالہ سے ابدی زندگی نصیب ہوگی۔ بازشاں۔ ان چاروں خصلتوں کو اس طرح قابو میں رکھو کہ انکی مضرت سے بچ سکو۔

چوں[1] امیرِ جملہ دلہا شوی　　اندریں دوراں خلیفہ حق توئی
جب آپ تمام دلوں کے حاکم بن جائیں گے　　(پھر) اس زمانہ میں اللہ کے خلیفہ آپ ہی ہیں

سَر بِبُر ایں چار مُرغِ زندہ را　　سَرمدی کُن خلقِ ناپائندہ را
ان چار زندہ پرندوں کا سر قلم کر دیجئے　　فانی لوگوں کا دائمی بنا دیجئے

بطّ وطاؤس ست زاغست وخروس　　ایں مثالِ چار مُرغ اندر نفوس
بطخ اور مور ہے کوا ہے اور مرغا ہے　　نفسوں میں یہ چار پرندوں کی طرح ہیں

بطّ[2] حرص است وخروس آں شہوتست　　جاہ چوں طاؤس وزاغ آں مُنیت ست
حرص بطخ ہے اور شہوت مرغا ہے　　رتبہ مور کی طرح ہے، آرزو نفس کا کوا ہے

مُنیتش آنکہ بُود اُمّید سَاز　　طامِعِ تابید یا عُمرِ دَراز
اس کی آرزو یہ امید بندھاتی ہے　　ہیشگی کا لالچی دراز عمر (کا لالچی)

بطِّ حرص آمد کہ نُوش دَر زمیں　　در ترو در خشک میجوید دفیں
حرص بطخ ہے کہ اس کی چونچ زمین میں ہے　　تر اور خشک میں دفینہ ڈھونڈتی ہے

یک زماں نبُود مُعطّل آں گلو　　نشنَود از حُکم جُز امرِ کُلُوا
اس کا حلق تھوڑی دیر کیلئے بھی معطل نہیں ہوتا　　وہ "کھاؤ" کے سوا کوئی حکم نہیں سنتی ہے

ہمچو یغماچی کہ خانہ میکَنَد　　زُود زُود انبانِ خود پر میکند
اس لٹیرے کی طرح جو گھر کو کھودتا ہے　　جلد جلد اپنا تھیلا بھرتا ہے

اندر انَباں می فشارد نیک و بَد　　دانہائے دُرّ و حَبّاتِ نخُود
اچھا، برا تھیلے میں ٹھونستا ہے　　موتی کے دانے اور چنے کے دانے

تا مبادا[3] باغی آید دگر　　میفشارد در جُوال اُو خُشک و تَر
ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا لٹیرا آجائے　　وہ بورے میں خشک و تر ٹھونستا ہے

وقت تنگ فرصت اندک اُومخوف　　در بغل زدہر چہ زوتَر بیوقوف
وقت تنگ ہے فرصت تھوڑی ہے وہ ڈرا ہوا ہے　　بےتامل جو کچھ ہے اس نے بغیر سمجھے بوجھے بغل میں دبالیا

اِعتمادش نیست بر سلطانِ خویش　　کہ مُبادا باغے آید بہ پیش
اس کو اپنے شاہ پر بھروسہ نہیں ہے　　(اس بارے میں) ایسا نہو کہ کوئی لٹیرا آجائے

لیک مومن ز اِعتمادِ آں حیات　　میکُند غارت بمَہل و با انات
لیکن مومن اس (اخروی) زندگی کے بھروسہ پر　　لوٹتا ہے تامل اور توقف سے

---

[1] چوں۔ جب آپ دلوں پر حکومت کرنے لگیں گے تو خلافتِ الٰہی کے مستحق ہونگے۔ سر ببر۔ ان رذائل کے ازالہ سے حیات سرمدی حاصل ہو جائیگی۔ بط۔ ان چار پرندوں جیسی ہانسان میں چار خصلتیں ہیں۔

[2] بط۔ بطخ سے مراد انسانی حرص ہے اور مرغے سے مراد انسانی شہوت ہے مور ہے مراد انسان کی جاہ طلبی ہے اور کوے سے مراد انسان کی تمنا ہے۔ منیتش۔ ایک آرزومند کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس کو دینوی زندگی ہمیشہ کے لئے حاصل ہو جائے یا کم از کم عمر دراز ہو جائے بط۔ انسان کی حرص بطخ کی طرح ہے جو ہر جگہ اپنی چونچ خوراک کی جستجو میں گاڑتی پھرتی ہے۔ کلوا۔ اللہ کے احکام میں سے اس نے صرف "تم کھاؤ" کا حکم سنا ہے۔ یغماچی۔ لٹیرا جلد جلد ہر چیز کو تھیلے میں بھرتا ہے۔

[3] تا مبادا۔ اس کی جلد بازی اس لئے ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا لٹیرا آ کر شریک نہ بن جائے۔ اعتمادش۔ اس کو اپنے خدا پر بھروسہ نہیں ہوتا ہے۔ لیک مومن۔ مرد مومن چونکہ اخروی زندگی کا بھی عقیدہ رکھتا ہے اس لئے اسمیں یہ جلد بازی نہیں ہوتی۔

ایمن[۱] است از فوت واز باغی کہ اُو — می شناسد قہرِ شہ را بر عدو

وہ محرومی اور لٹیرے سے مطمئن ہے کیونکہ وہ — دشمن پر شاہ کے قہر کو جانتا ہے

وایمن ست از خواجہ تاشانِ دگر — کہ نیایندش مزاحم صرفہ بر

اور دوسرے ساتھیوں سے مطمئن ہے — کہ اس سے مزاحمت کرنیوالے فائدہ مند نہونگے

عدلِ شہ رادید در ضبطِ حشم — کہ نیارد کرد کس بر کس ستم

خادموں کے معاملہ میں اس نے بادشاہ کے انصاف کو دیکھا ہے — کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا ہے

لا جرم نشتابد و ساکن بود — از فواتِ حظِّ خود ایمن بود

لا محالہ وہ جلدی نہیں کرتا اور سکون سے ہوتا ہے — اپنے حصہ کے فوت ہونے سے مطمئن ہوتا ہے

پس [۲] تانی دارد و صبر و شکیب — چشم سیر و مُوثِر ست و پاک جیب

پس وہ آہستہ روی اور صبر شکیب اختیار کرتا ہے — سیر چشم ہے (دوسروں کو) ترجیح دینے والا ہے پاک دل ہے

کیں تانی پرتوِ رحماں بود — واں شتاب از ہزۂ شیطان بود

کیونکہ یہ آہستہ روی اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے — اور وہ جلد بازی شیطانی حرکت ہے

زانکہ شیطانش بترساند زفقر — بار گیرِ صبر را بکشد بعقر

کیونکہ شیطان اس کو افلاس سے ڈراتا ہے — صبر کا بوجھ اٹھانیوالے کا پاؤں کاٹ ڈالتا ہے

از نُبی بشنو کہ شیطاں در وعید — میکُند تہدیدت از فقرِ شدید

قرآن سے سن کہ شیطان دھمکانے میں — تجھے سخت افلاس سے ڈراتا ہے

تا خوری[۳] زشت و بری زشت از شتاب — نے مُروّت نے تانی نے ثواب

تاکہ تو جلدی میں برا کھائے، برا کمائے — نہ انسانیت نہ آہستہ روی . نہ ثواب

لا جرم کافر خورد در ہفت بطن — دین و دل باریک و لاغر زفت بطن

لا محالہ کافر سات پیٹ کا کھاتا ہے — دین اور دل کمزور اور لاغر ہے پیٹ بھاری ہے

در سبب وُرود ایں حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب کہ

الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء والمومن یاکل فی معی واحد

کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے

کافراں مہمانِ پیغمبر شُدند — وقتِ شام ایشاں بہ مسجد آمدند

کافر، پیغمبرؐ کے مہمان ہوئے — شام کے وقت وہ مسجدِ نبوی میں آگئے

---

۱ ایمن۔ اس کا اطمینان ہوتا ہے کہ اس کا خدا اس کے دشمن پر غالب ہے۔ خواجہ۔ اس کو دوسرے مومنوں کی طرف سے بھی اطمینان حاصل ہوتا ہے عدلِ شہ۔ وہ خدائی انصاف پر یقین رکھتا ہے۔ لا جرم۔ مومن ان عقائد کی وجہ سے مطمئن رہتا ہے۔ کہ اس کا مقدر کوئی نہیں چھین سکتا۔

۲ تانی۔ بردباری۔ موثر۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دینے والا۔ کیں۔ حدیث شریف ہے التانی من الرحمان والعجیل من الشیطن۔ علم اور بردباری اللہ کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے ہے۔ بادگیر۔ بوجھ اٹھانے والا۔ عقر۔ ہاتھ پاؤں کاٹ دینا۔ فقر۔ قرآن پاک میں ہے۔ الشیطن یعدکم الفقر "شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے۔

۳ تا خوری۔ شیطان فقر سے اس لئے ڈراتا ہے کہ انسان کھانے کمانے میں حرام سے پرہیز نہ کرے۔ کافر میں نہ مروت ہوتی ہے نہ بردباری اور نہ وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ہفت بطن۔ سات انتڑیاں۔ کافراں۔ اس قصہ سے کافروں کی بسیار خوری کو سمجھاتا ہے۔

کآمدیم اے شاہِ ما اینجا فُنق ۱؎   اے تو مہماں دارِ سُکّانِ اُفُق

کہ اے شاہ ! ہم اس جگہ مہمان بنکر آئے ہیں   اے وہ کہ آپ جہان کے رہنے والوں کے مہمان ہیں

بینوائیم و رسیدہ ماز دُور   ہیں بیفشاں بر سَرِ ما فضل و نُور

ہم بے سرو سامان ہیں اور دور سے آئے ہیں   ہاں ہمارے سروں پر مہربانی اور نور چھڑک دیجئے

رُو بیاراں کرد آں سُلطانِ راد   دستگیرِ جُملہ شاہان و عباد

اس سخی شاہ نے دوستوں کی طرف رخ کیا   جو تمام بادشاہوں اور غلاموں کا دستگیر ہے

گفت اے یارانِ من قسمت کنید   کہ شما پُر ازمن و خوئے مَنید

فرمایا ، اے میرے دوستو ! تقسیم کر لو   کیونکہ تم میری (محبت) اور عادت سے بھرے ہوئے ہو

پُر بُود اَجسامِ ہر لشکر زشاہ   زاں زنندے تیغ بَر اَعدائے جاہ

ہر لشکر کے جسم بادشاہ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں   اسی لئے مرتبہ کے دشمنوں پر تلوار چلاتے ہیں

تو بخشمِ ۲؎ شہ زنی آں تیغ رَا   ورنہ بر اِخواں چہ خشم آید تُرا

تو بادشاہ کے غصہ کی وجہ سے تلوار چلاتا ہے   ورنہ بھائیوں پر تجھے کیا غصہ آئے ؟

بر برا دربے گناہ ہے میزنی   عکسِ خشمِ شاہ گُرزِ دَہ مَنی

بلا قصور بھائی پر تو مارتا ہے   بادشاہ کے غصہ کے زیر اثر دس سیر کا گرز

شہ یکے جانست لشکر پُرا زو   روح چوں آبست ویں اجسام جُو

بادشاہ ایک جان ہے لشکر اس سے بھرا ہوا ہے   روح پانی کی طرح ہے اور یہ جسم نہر (کیطرح) ہیں

آبِ رُوحِ شاہ گر شیریں بُوَد   جملہ جُوہا پُرز آبِ خوش شوَد

اگر بادشاہ کی روح کا پانی میٹھا ہوتا ہے   ساری نہریں میٹھے پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں

کہ رعیّت دینِ شہ دارند و بَس   آنچنیں فرمُود سُلطان ۳؎ عَبَس

کیونکہ رعایا فقط بادشاہ کا دین رکھتی ہے   (سورۂ) عبس کے شاہ نے ایسا ہی فرمایا ہے

ہر یکے یار بے یکے مہماں گزید   درمیاں بُد یک شکم زفت و عَنید

ہر دوست نے ایک مہمان منتخب کر لیا   ان میں ایک پیٹو اور سرکش تھا

جسم ضخمے داشت کس اُورا نبُرد   ماند در مسجد چو اندر جام دُرد

بھاری جسم رکھتا تھا اس کو کوئی نہ لے گیا   وہ مسجد میں رہ گیا جس طرح جام تلچھٹ

مُصطفیٰ بُردش چو وا ماند از ہمہ   ہفت بُز بُد شیردہ اندر رمہ

جب وہ سب سے رہ گیا مصطفیٰ اس کو لے گئے   گلے میں سات بکریاں دودھ والی تھیں

۱؎ فُنق۔ مہمان۔ افق۔ اطراف عالم۔ یاراں۔ صحابہ کرام۔ سلطان۔ آنحضورؐ عباد۔ عبد کی جمع ہے بندہ قسمت۔ یعنی مہمانوں کو آپس میں بانٹ لو۔ پُر بُود شاہ کی سیرت لشکریوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

۲؎ بخشم۔ دشمنوں پر بادشاہ کو غصہ ہوتا ہے اسی بنیاد پر لشکری تلوار چلاتے ہیں۔ شہ۔ بادشاہ لشکر کے لئے بمنزلہ روح کے ہے۔ آب۔ اگر بادشاہ خوب سیرت تو لشکر بھی خوب سیرت ہوتا ہے۔

۳؎ سلطانِ عَبَس۔ سورۂ عبس آنحضورؐ پر نازل ہوئی ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ لوگ اپنے بادشہوں کے دین پر ہوتے ہیں یعنی جیسا راجہ ویسی پرجا۔ درمیاں۔ ان مہمانوں میں ایک بہت پیٹو تھا۔ جسم ضخمے۔ چونکہ وہ بہت موٹا تھا اس کو کوئی اپنے گھر نہ لے گیا۔ بُز۔ یعنی۔ آنحضورؐ کے گلے میں ساتھ بکریاں دودھ دینے والی تھیں۔

کہ مقیم[1] خانہ بُود ندے بزاں — بہرِ دوشیدن برائے وقتِ خواں
جو بکریاں گھر پر رکی ہوئی تھیں — دستر خوان کے وقت دہنے کے لئے

نان و آش و شیرِ آں ہر ہفت بز — خورد آں بُو قحط عوجِ ابن غز
روٹی اور سالن اور ان ساتوں بکریوں کا دودھ — وہ قحط زدہ، عوج، غز کا بیٹا کھا گیا

جُملہ اہلِ بیت خشم آلو شدُند — کہ ہمہ در شیرِ بز طامع بُدند
تمام گھر والے غصہ میں بھر گئے — کہ سب بکریوں کے دودھ کے امیدوار تھے

معدہ طبلے[2] خوار ہمچو طبل کرد — قسمِ ہژدہ آدمی تنہا بخورد
پیٹو نے معدہ ڈھول کی طرح کر لیا — اٹھارہ آدمیوں کا حصہ تنہا کھا گیا

وقتِ خفتن رفت و در حجرہ نشست — پس کنیزک از غضب در را بہ بست
سوتے وقت گیا اور حجرے میں بیٹھ گیا — لونڈی نے غصہ سے دروازہ بند کر دیا

از بروں زنجیرِ در را در فگند — کہ از و بُد خشمگین و دَرد مند
باہر سے دروازے کی زنجیر لگا دی — کیونکہ وہ اس سے غصہ میں اور رنجیدہ تھی

گبرا را از نیم شب تا صُبحدم — بس تقاضا آمد و دردِ شکم
کافر کو آدھی رات سے صبح تک — بہت تقاضا اور پیٹ میں درد ہوا

از فراشِ خویش سُوئے در شتافت — دست بردر چوں نہاد اُو بستہ یافت
اپنے بستر سے دروازے کی جانب دوڑا — جب دروازہ پر ہاتھ رکھا اس کو بند پایا

در[3] گشادن حیلہ کرد آں حیلہ ساز — نوع نوع و خود نشدُ آں بند باز
اس مکار نے دروازہ کھولنے کی تدبیر کی — طرح طرح لیکن وہ دروازہ نہ کھلا

شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ — ماند اُو حیران و بیدرمان و دنگ
تقاضے پر تقاضے کی وجہ سے گھر تنگ ہو گیا — وہ حیران ہو اور پریشان اور لاچار ہو گیا

حیلہ کرد و بخواب اندر خزید — خویشتن در خواب در ویرانہ دید
اس نے تدبیر کی اور نیند میں مبتلا ہو گیا — اس نے خواب میں اپنے آپ کو ایک ویرانہ میں دیکھا

زانکہ ویرانہ بُد اندر خاطرش — شدُ بخواب اندر ہمانجا منظرش
کیونکہ اس کے باطن میں ویرانہ تھا — خواب میں بھی اس کی اسی جگہ نظر پڑی

خویش در ویرانہ خالی چودید — اُو چناں محتاج اندر دم برید
جب اس نے اپنے آپ کو خالی ویرانہ میں دیکھا — اس ایسے ضرورتمند نہ فوراً ہگ دیا

---

[1] کہ مقیم۔ یہ دودھ والی بکریاں جنگل نہ جاتی تھیں تا کہ کھانے کے وقت ان کا دودھ دھولیا جائے۔ بو قحط قحط میں مبتلا انسان بسیار خور ہو جاتا ہے۔ غز۔ ترکوں میں سے ایک قوم تھی جوڈاکو تھی عوج کے باپ کا نام عنق تھا مولانا نے اس کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کو غز کا بیٹا کہا ہے۔ خشم آلو۔ خشم آلودہ۔ طامع امیدوار۔

[2] طبلے خوار۔ بسیار۔ خور۔ ہژدہ۔ اٹھارہ۔ پس۔ چونکہ لونڈی کو اس پر غصہ آرہا تھا۔ در فگند۔ یعنی زنجیر کو کنڈے میں ڈال دیا۔ تقاضا۔ یعنی اس کو بدہضمی کی وجہ سے قضاء حاجت کا تقاضہ ہوا اور پیٹ میں درد ہوا۔

[3] در گشادن۔ اس نے دروازہ کھولنے کی بہت تدبیریں کیں لیکن دروازہ نہ کھلا۔ حیلہ کرد۔ اس نے قضاء حاجت کو دبانے کی یہ تدبیر کی کہ سو گیا۔ برید۔ اس نے پاخانہ پھر دیا۔

گشت بیدار و بدید آن جامہ خواب | پُر[1] احدث دیوانہ شد از اضطراب
بیدار ہوا اور اس نے سونے کا بستر دیکھا | نجاست سے بھرا ہوا پریشانی سے دیوانہ ہو گیا

زاندرونِ اُو برآمد صد خروش | زیں چنیں رُسوائیِ بے خاک پوش
اس کے دل سے سینکڑوں آہیں نکلیں | مٹی میں نہ چھپنے والی ایسی رسوائی سے

گفت خوابم بَد تراز بیداریم | کار نیکم بَد تراز بَد کاریم
بولا میرا سونا میری بیداری سے بدتر ہے | میری نیکی، میری بدکاری سے (بھی) بری ہے

بانگ[2] می زد و اثبور را وا ثبور | آنچناں کہ کافراں روزِ نشور
ہائے ہلاکت، ہائے ہلاکت کا شور کرتا تھا | جس طرح کافر حشر کے دن (کریں گے)

مُنتظر کہ کے شود ایں شب بسر | تا بر آید از کُشادن بانگِ دَر
اس کا منتظر کہ رات کب ختم ہو گی | تاکہ دروازہ کھلنے کی آواز آئے

تا گریزد اُو چو تیرے از کماں | تانہ بیند ہیچکس اُورا چُناں
تاکہ وہ کمان سے تیر کی طرح بھاگ جائے | تاکہ اس کو کوئی اس حالت میں نہ دیکھے

قصہ بسیار است کوتہ میکنم | باز شُد آں در رہید از دَرد و غم
قصہ بہت ہے میں مختصر کرتا ہوں | دروازہ کھلا اس کو درد و غم سے نجات ملی

دَرِ حجرہ کُشادن مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمانِ خود و خود راپنہاں کردن تا اُو خیالِ دَر کشایندہ رانہ بیند و خجل نشود و گستاخ بیروں رَود

آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کے لئے حجرے کا دروازہ کھولنا اور اپنے آپ کو چھپا لینا تاکہ وہ دروازہ کھولنے والے کی پر چھائیں کو نہ دیکھے اور شرمندہ نہ ہو اور بے دھڑک باہر چلا جائے

مُصطفیٰ[3] صبح آمد و دَر را کُشاد | صبح آں گمراہ را اُو راہ داد
صبح کو مصطفیٰ آئے اور دروازہ کھولا | صبح کو اس گمراہ کو انہوں نے راستہ دیدیا

در کشاد و گشت پنہاں مُصطفیٰ | تانگردد شرمسار آں مُبتلا
دروازہ کھولا اور مصطفیٰ چھپ گئے | تاکہ وہ مصیبت کا مارا شرمندہ نہ ہو

تابروں آید رَوَد گستاخِ اُو | تانہ بیند دَر کُشا را پُشت و رُو
تاکہ وہ باہر آجائے اور بے دھڑک چلا جائے | تاکہ دروازہ کھولنے والے کی پشت اور چہرے کو نہ دیکھے

---

[1] پُرحدث یعنی پاخانہ میں سنا ہوا زاندروں۔ اس کے دل میں اس نازیبا حرکت سے بہت سی پریشانیاں پیدا ہوگئیں۔ گفت۔ جاگنے میں زیادہ کھا لیا سوتے میں بستر پر پاخانہ پھر دیا۔

[2] بانگ۔ کفار حشر کے دن واویلا ذثبورا ہائے تباہی ہائے ہلاکت کہیں گے۔ نشور۔ حشر۔ بسَر۔ یعنی رات کب ختم ہو گی۔ چناں۔ یعنی پاخانہ میں سنا ہوا۔

[3] مُصطفیٰ۔ آنحضورؐ کو مہمان کی یہ حرکت کسی طرح معلوم ہوگئی تھی دروازہ اس لئے نہ کھولا کہ اس کو خوب شرمندگی ہو جو اس کے ایمان لانے کا سبب بن جائے۔ تانگردد۔ آنحضورؐ دروازہ کھول کر خود چھپ گئے تاکہ اس کو مزید شرمندگی نہ ہو۔

یا نہاں ۱ شدُ دَر پس دیوار یا　　از وَیش پوشید دامانِ خدا
یا تو دیوار کے پیچھے چھپ گئے　　ان کو اس سے خدا کے دامن نے چھپا لیا

صبغۃ اللہ گاہ پوشیدہ کُند　　پردۂ بیچوں براں ناظر تَند
اللہ (تعالیٰ) کا رنگ کبھی چھپاتا ہے　　بے کیفیت کا پردہ دیکھنے والے پر پڑ جاتا ہے

تانہ بیند خصم را پہلوئے خویش　　قدرتِ یزداں ازیں بیش ست بیش
تاکہ وہ دشمن کو اپنے پہلو میں نہ دیکھے　　اللہ (تعالیٰ) کی قدرت بیش از بیش ہے

مُصطفیٰ می دید اَحوالِ شبش　　لیک مانع بود فرمانِ رَبش
مصطفیٰ اس کی رات کے احوال دیکھ رہے تھے　　لیکن ان کیلئے اللہ (تعالیٰ) کا حکم مانع تھا

تا کہ پیش از خیط ۲ بکشاید رَہے　　تانیفتد زاں فضیحت در چہے
تاکہ (صبح کے) دھاگے سے پہلے وہ راستہ کھولدیں　　تاکہ وہ اس رسوائی سے کنویں میں نہ گرے

لیک حِکمت بود و اَمرِ آسماں　　تا بہ بیند خویشتن را اُو چناں
لیکن مصلحت تھی اور آسمان کا حکم　　کہ وہ اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھ لے

بَس عدَاوتہا کہ آں یاری بُود　　بَس خرابیہا کہ مِعماری بُود
بہت سی عداوتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوستی ہوتی ہیں　　بہت سی بربادیاں ہوتی ہیں کہ وہ آبادی ہوتی ہیں

چونکہ کافر باب رابکشادہ دید　　نرم نرمک از کمیں بیروں دوَید
جب کافر نے دروازہ کھلا دیکھا　　گھات سے آہستہ آہستہ باہر بھاگ گیا

جامہ خوابِ پُر حَدَث را یک فضول　　قاصدا آور دور پیشِ رسولؐ
سنے ہوئے کپڑے کو ایک سادہ لوح　　جان بوجھ کر آنحضورؐ کے سامنے لے آیا

کہ چنیں ۳ کردست مہمانت ببیں　　خندۂ زد رحمۃ للعالمیں
کہ دیکھئے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے　　جہانوں کی رحمت مسکرا دیئے

کہ بیار آں مِطہرہ اینجا بہ پیش　　تا بشویم جُملہ رابادستِ خویش
کہ وہ لوٹا سامنے لے آ　　تاکہ سب کو اپنے ہاتھ سے دھو دوں

ہَر کسے می جَست کز بہرِ خدا　　جانِ ماو جسمِ ما قُرباں تُرا
ہر شخص دوڑا کہ خدا کے لئے　　ہماری جان اور ہمارا جسم آپ پر قربان ہے

ما بشوئیم ایں حَدَث راتو بہل　　کارِ دستست ایں نمط نہ کارِ دل
اس گندگی کو ہم دھو دینگے آپ رہنے دیں　　یہ ہاتھ کا کام ہے نہ کہ دل کا

۱ یانہاں۔ حضورؐ یا خود چھپے تھے یا خدا نے آپ کو اس کی نگاہوں سے چھپا دیا تھا۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کبھی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ انسان اپنے پہلو کے دشمن کو نہیں دیکھ سکتا۔ مصطفیٰ آنحضورؐ کو اس کے احوال کا علم ہو گیا تھا۔ لیکن خدائی حکم تھا کہ رات کو دروازہ نہ کھولیں۔ خیط۔ دھاگا یعنی صبح صادق لیک شب میں دروازہ نہ کھولنا بظاہر اس کے ساتھ دشمنی تھی لیکن اس میں ہی اس کی بھلائی مضمر تھی چونکہ جب کافر نے صبح کو دروازہ کھلا دیکھا چپکے سے نکل بھاگا فضول ان صاحب کیلئے مناسب تا کہ وہ اس پاخانہ کو خود دھو دیتے۔

۲ کہ چنیں۔ ان صاحب نے آنحضورؐ کو بستر دکھا کر کہا مطہرہ۔ لوٹا۔ ہر کسے ہر صحابی نے کوشش کی کہ پاخانہ خود دھو دے۔ نہ کار دل۔ آنحضورؐ صحابہ کے لئے دل و جگر تھے۔

اے لَعَمرک مرتُرا حق عُمر خواند ۔۔۔ پس خلیفہ کر دو بر کُرسی نشاند
اے تیری جان کی قسم (والے) تجھے اللہ نے عمر کہا ۔۔۔ پھر قائم مقام بنایا اور کرسی پر بٹھایا

ما برایِ خدمتِ تو میزییم ۔۔۔ چوں تو خدمت می کُنی پس ما کئیم
ہم آپ کی خدمت کے لئے زندہ ہیں ۔۔۔ جب آپ خدمت کریں تو پھر ہم کیا ہیں ؟

گفت آں دانم ولیک ایں ساعت ست ۔۔۔ کہ دریں اشُستن بخویشم حکمت ست
فرمایا میں یہ جانتا ہوں لیکن یہ وقت ہے ۔۔۔ کہ اس میں میرے خود دھونے میں حکمت ہے

مُنتظر بودند کیں قولِ نبیؐ ست ۔۔۔ تا پدید آید کہ ایں اَسرار چیست
وہ منتظر ہو گئے کہ یہ نبیؐ کا فرمان ہے ۔۔۔ یہاتنک کہ معلوم ہو کہ یہ کیا راز ہے؟

اُو بجد می شُست آں اَحداث را ۔۔۔ خاص زامرِ حق نہ تقلید دریا
وہ ان نجاستوں کو کوشش سے دھوتے تھے ۔۔۔ خاص اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے نہ کہ تقلید اور ریا سے

کہ دلش میگفت کیں راتو بشُو ۔۔۔ کاندر اینجا ہست حکمت تو بتو
ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اس کو آپ خود دھوئیں ۔۔۔ کہ اس جگہ اس میں تہ بہ تہ حکمتیں ہیں

سبب رجوع کر دنِ آں مہمان بخانہ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دراں ساعت کہ نہالینِ مُلوّثِ اُورا بدست مبارکِ خودمی شُست و خجل شدنِ اُو و جامہ چاک کر دن و نوحہ کردنِ اُو برخود وبر حالِ خود و مُسلمان شدن

اس مہمان کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اس وقت آنے کا سبب جس وقت کہ وہ سنے ہوئے نہالچوں کو اپنے دست مبارک سے دھو رہے تھے اور اس کا اپنے اوپر اور اپنی حالت پر شرمندہ ہونا اور کپڑے پھاڑنا اور رونا اور مسلمان ہو جانا

کافرک ۳ را ہیکلے بُد یادگار ۔۔۔ یا وہ دید آنرا اُو گشت اُو بیقرار
اس حقیر کافر کے پاس ایک یاد گار مورتی تھی ۔۔۔ اس نے اس کو گم شدہ پایا وہ بے قرار ہو گیا

گفت آں حُجرہ کہ شب جاداشتم ۔۔۔ ہیکل آنجا بے خبر بگذاشتم
کہا کہ وہ حجرہ جہاں میں نے رات قیام کیا تھا ۔۔۔ لاعلمی میں مورتی اس جگہ چھوڑ آیا ہوں

گرچہ شرمیں بُود شرمش حرص بُرد ۔۔۔ حرص اژدرہاست نے چیزیست خرد
اگرچہ وہ شرمندہ تھا لیکن لالچ نے اس کی شرمندگی ختم کردی ۔۔۔ حرص اژدہا ہے ، چھوٹی چیز نہیں ہے

---

۱ اے۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۔ "تیری عمر کی قسم وہ اپنی ہستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔" خدا نے آنحضورؐ کی عمر کی قسم کھائی اور قسم ذات وصفات خداوندی کی کھائی جاتی ہے تو گویا آنحضورؐ کی عمر کو اپنی صفت قرار دیا ہے۔ ما۔ ہماری زندگی کا مقصد آپ کی خدمت ہے۔ اگر ہم خدمت نہ کریں تو زندگی بیکار ہے۔

۲ کہ دریں۔ آنحضورؐ نے فرمایا ان سب باتوں کا مجھے یقین ہے لیکن پاخانہ خود میں اپنے ہاتھوں سے دھو دونگا اسی میں حکمت پوشیدہ ہے ایں اسرار۔ یعنی خود دھونے کی حکمت کو دیکھ سکیں۔ اور آنحضورؐ اپنے ہاتھوں نجاست کو خدائی حکم سے دھو رہے تھے۔ اسمیں کسی ریا اور تقلید کو داخل نہ تھا۔ مُلوث۔ سنا ہوا

۳ کافرک۔ وہ مہمان اپنی مورتی بھول کر چلا گیا تھا گرچہ اگرچہ وہ شرمندہ تھا لیکن مورتی کی حرص نے اس کو لوٹنے پر مجبور کردیا۔

از پئے ۱ ہیکل شتاب اندر دوید　　در وثاقِ مصطفیٰ آں را بدید
موتی کی خاطر جلدی سے اندر گھس گیا　　مصطفیٰ کے حجرے میں اس کو دیکھا

کاں یدُ اللہ آں حدث را ہم بجود　　خوش ہمی شوید کہ دورش چشمِ بد
کہ وہ اللہ کے ہاتھ اس نجاست کو خود　　بہت اچھی طرح دھو رہے ہیں خدا انکو نظر بد سے بچائے

ہیکلش از یاد رفت و شد پدید　　اندرو شورے گریباں را درید
موتی اس کے حافظہ سے نکل گئی اور پیدا ہو گیا　　اس کے اندر ایک شور (تھا جس نے) اس کے گریبان کو پھاڑ ڈالا

میزد اُو دو دست را بر رو و سر　　کلّہ را میکوفت بر دیوار و در
وہ دونوں ہاتھ منہ اور سر پر مارتا تھا　　سر کو در و دیوار سے ٹکراتا تھا

آنچناں کہ خوں زبینی و سرش　　شد رواں و رحم کرد آں مہترش
اس طرح کہ اس کی ناک اور سر سے خون　　بہہ پڑا اور ان بزرگوار نے اس پر رحم کیا

نعرہا ۲ زد خلق جمع آمد بر او　　گبر گویاں ایھا الناس احذرو
اس نے نعرے مارے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے　　کافر کہتا تھا اے لوگو! ڈرو

میزد اُو بر سر کہ اے بے عقل سر　　میزد اُو بر سینہ کاے بے نور بر
وہ سر پیٹتا تھا کہ اے بے عقل سر!　　وہ سینہ کوٹتا تھا کہ اے بے نور جسم!

سجدہ میکرد اُو کہ اے کُلِّ زمیں　　شرمسارست از تو ایں جزوِ مہیں
وہ سجدہ کرتا تھا کہ اے عالم کے مجموعے!　　یہ ذلیل جزو آپ سے شرمندہ ہے

تو کہ کُلّی خاضعِ امرِ وَیٔ　　من کہ جزوم ظالم ولدّ و غوی
آپ جو کہ مجموعہ ہیں اس کے حکم پر جھکے ہوئے ہیں　　میں جو کہ جزو ہوں ظالم اور سرکش اور گمراہ ہوں

تو کہ کُلّی خوار و لرزانی زحق　　من کہ جزوم در خلاف و در سبق
آپ جو کہ مجموعہ ہیں اللہ تعالیٰ سے خوار اور اللہ سے لرزاں ہیں　　میں جو کہ جزو ہوں خلاف اور سرکشی میں ہوں

ہر زماں ۳ میکرد رو بر آسماں　　کہ ندارم روی ایں قبلہ جہاں
ہر آن آسمان کی طرف منہ کرتا　　کہ اس قبلہ عالم کے سامنے میرا منہ نہیں ہے

چوں زحد بیروں بلرزید و طپید　　مصطفیٰ اش در کنارِ خود کشید
جب وہ حد سے زیادہ لرزا اور تڑپا　　مصطفیٰ نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا

ساکنش کرد و بسے بنواختش　　دیدہ اش بکشاد و داد اشناختش
اس کو سکون دلایا اور اس کو بہت نوازا　　اس کی آنکھیں کھولیں اور انہوں نے اس کو پہچان عطا کی

۱ از پئے۔ وہ موتی کیلئے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ آنحضورؐ اپنے دست مبارک سے اس کی نجاست دھو رہے ہیں۔ یدُ اللہ۔ بیعت رضوان کے سلسلہ میں قرآن میں فرمایا گیا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ "خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے" تو گویا اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ ہیکلش۔ وہ آنحضورؐ کے ان کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر اسقدر متاثر ہوا کہ موتی کو بھول گیا اور دیوانہ وار اپنا سر دیواروں سے ٹکرانے لگا۔ خون بہا تو آنحضورؐ کو اس پر ترس آنے لگا۔

۲ نعرہا۔ وہ نعرے مارتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ آنحضورؐ کی مخالفت سے ڈرو۔ بے عقل سر بے عقل۔ بے نور بر۔ بے نور کل زمیں۔ آنحضورؐ جو مجموعہ عالم ہیں وہ خدائی حکم کے تابع ہیں اور میں جزو ہو کر ظالم اور سرکش بنا ہوا ہوں۔

۳ ہر زماں۔ وہ کافر ہر لحظہ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا تھا کہ میرا منہ اس قابل نہیں کہ آنحضورؐ کے رو برو ہوں۔ چوں۔ آنحضورؐ نے اس کی بیقراری کو دیکھ کر اس کو سینہ سے لگا لیا۔ ساکنش۔ آنحضورؐ نے اس کو اطمینان دلایا اور اس کو نور ایمان عطا فرما دیا۔

تانگرید[1] ابر کے خندد چمن ۔۔۔ تا نگرید طفل کے جوشد لبن

جب تک ابر نہیں روتا ہے چمن کب مسکراتا ہے؟ ۔۔۔ جب تک بچہ روتا نہیں ہے دودھ کب جوش مارتا ہے؟

طفلِ یک روزہ ہمید اند طریق ۔۔۔ کہ بگریم تارسد دایہ شفیق

ایک روز کا بچہ بھی یہ راستہ جانتا ہے ۔۔۔ کہ میں رو پڑوں، تاکہ مہربان دایہ آجائے

تو نمی دانی کہ دایہ دائیگاں ۔۔۔ کم دہد بے گریہ شیر اُو رائیگاں

تو نہیں جانتا کہ دایوں کی دایہ ۔۔۔ خواہ مخواہ بے روئے دودھ نہیں دیتی ہے

گفتِ ولیبکوا کثیرا گوش دار ۔۔۔ تابر یزد شیر فضلِ کردگار

"اور چاہیے وہ بہت روئیں" کے قول کو یاد رکھ ۔۔۔ تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی رحمت دودھ بہا دے

گریہ ابرست و سوزِ آفتاب ۔۔۔ اُستنِ دنیا ہمیں دو رشتہ تاب

ابر کا رونا ہے اور سورج کی جلن ۔۔۔ دنیا کے ستون یہی دو رشتے چمکانے والے ہیں

گر نبودے[2] سوزِ مہر و اشکِ ابر ۔۔۔ کے شدے اجسام مازفت و سطبر

اگر سورج کی جلن اور ابر کے آنسو نہ ہوتے ۔۔۔ ہمارے جسم موٹے اور بھاری کب ہوتے

کے بُدے معمور ایں ہر چار فصل ۔۔۔ گر نبودے ایں تف و ایں گریہ اصل

یہ چاروں فصلیں کب آباد ہوتیں؟ ۔۔۔ اگر یہ جلن اور رونا بنیاد نہ بنتا

سوزِ مہر و گریۂ ابرِ جہاں ۔۔۔ چوں ہمیدارد جہاں را خوش دہاں

دنیا کے ابر کا گریہ اور سورج کا سوز ۔۔۔ جبکہ دنیا کو خوش عیش بناتا ہے

آفتابِ عقل را در سوز دار ۔۔۔ چشم را چوں ابر اشک افروز دار

عقل کے سورج کو شورش میں رکھ ۔۔۔ آنکھوں کو ابر کی طرح آنسو بہانیوالی رکھ

چشمِ گریاں بایدت چوں طفلِ خورد ۔۔۔ کم خور آں نانرا کہ نان آبِ تو برد

تجھے چھوٹے بچے کی طرح رونے والی آنکھیں درکار ہیں ۔۔۔ وہ روٹی نہ کھا جو تیری عزت کو برباد کر دے

تن چو با برگست روز و شب ازاں ۔۔۔ شاخِ جاں در برگ ریزست و خزاں

جسم چونکہ سرسبز ہے اس کی وجہ سے ہمیشہ ۔۔۔ جان کی شاخ پت جھڑ اور خزاں میں ہے

برگِ تن[3] بے برگی جانست زود ۔۔۔ ایں بباید کاستن آں را فزود

جسم کی سبزی جان کا پت جھڑ ہے جلد ۔۔۔ اس کو گھٹانا، اس کو بڑھانا چاہیے

اقرضوا اللہ قرض دہ زیں برگِ تن ۔۔۔ تا بروید در عوض در دل چمن

اللہ (تعالیٰ) کو قرض دو اس جسم کی توانائی میں سے قرض دے ۔۔۔ تاکہ بدلے میں دل میں چمن اگے

---

[1] تانگرید۔ مقصد یہ ہے کہ آہ و زاری سے ہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طفل۔ بچہ بھی جانتا ہے کہ جب تک نہ روؤں گا دایہ دوڑ کر نہ آئیگی۔ تو نمی دانی۔ لیکن عاقل بالغ انسان یہ نہیں سمجھ رہا ہے کہ رحمت خداوندی بغیر آہ و زاری کے متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ گفت۔ قرآن میں ہے۔ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ "تھوڑا ہنسو زیادہ رو" گریہ۔ ابر کے رونے اور سورج کی سوزش ہی سے دنیا کی تر و تازگی ہے۔

[2] گر نبودے۔ اگر عالم میں سورج کی گرمی اور ابر کا پانی نہ ہو تو اجسام میں نشوونما نہ ہو۔ چار فصل۔ سال کے چاروں فصلوں کا مدار سورج کی گرمی اور ابر کی بارش پر ہے۔ آفتاب۔ انسان کو بھی اپنے کمال کے لئے عقل میں سوزش اور آنکھ میں آنسو درکار ہیں۔ تن جسم کی بہار روح کی خزاں ہے۔

[3] برگ تن جسم کی شادابی روح کے پژمردگی ہے جسم کو گھٹانا اور روح کو بڑھانا چاہیے۔ اقرضوا قرآن پاک میں ہے۔ اقرضوا اللہ قرضا حسنا۔ اور اللہ کو قرض حسنہ دو مولانا نے قرض کے معنی اللہ کے راستہ میں بدن کو گھٹانے کے لئے ہیں۔

قرض ۱ دہ کم کن ازیں لقمہ تنت
تانماید وجہ لاعین رأت

قرض دے اپنے جسم کے لقمے کو کم کر
تاکہ جس کو آنکھ نے نہیں دیکھا وہ منہ دکھائے

تن ز سرگیں خویش چوں خالی کند
پر ز مشک و دُرِّ اجلالی کند

جب تو جسم کو اپنے پاخانے سے خالی کریگا
اجلال کے موتی اور مشک سے بھر لے گا

زیں پلیدی بر ہدو پاکی برد
از یطہرکم تن او بر خورد

اس ناپاکی سے نجات پاجائیگا اور پاکی حاصل کریگا
"وہ تمہیں پاک کرتا ہے" سے اس کا جسم پھل کھائیگا

دیو میتر ساندت کیں ہین وہیں
زیں پشیماں گردی و گردی حزیں

شیطان تجھے ڈراتا ہے کیہ ہائیں ہائیں
اس سے تو شرمندہ ہو گا اور غمگین بنے گا

گر گدازی زیں ہوسہا تو بدن
پس پشیمان و غمیں خواہی شدن

اگر تو ان ہوسوں سے بدن کو گھلائے گا
تو شرمندہ اور غمگین ہو گا

ایں ۲ بخور گرم ست و داروی مزاج
واں بیاشام از پئے نفع و علاج

یہ کھا لے گرم ہے اور مزاج کی دوا ہے
اور نفع و علاج کے لئے وہ پی لے

ہم بدیں نیت کہ ایں تن مرکبست
آنچہ خو کردست آنش اصوبست

نیز اس نیت سے کہ یہ جسم سواری ہے
جس کی اس کو عادت ہے وہ اس کیلئے بہتر ہے

ہیں مگرداں خو کہ پیش آید خلل
در دماغ و دل بزاید صد علل

خبردار! عادت نہ بدل نقصان ہو گا
دل اور دماغ میں سینکڑوں بیماریاں پیدا ہونگی

ایں چنین تہدید ہا آں دیو دوں
آرد و بر خلق خواند صد فسوں

اس طرح کی دھمکیاں وہ کمینہ شیطان
دیتا ہے اور لوگوں پر سینکڑوں منتر پڑھتا ہے

خویش جالینوس سازد در دوا
تا فریبد نفس بیمار ترا

اپنے آپ کو دوا میں جالینوس بناتا ہے
تاکہ تیرے بیمار نفس کو فریب دے

کیں ۳ ترا سود ست از درد و غمی
گفت آدمؑ راہمی در گندمی

کہ یہ درد اور غم تیرے لئے مفید ہے
گیہوں کے بارے میں آدمؑ سے یہی کہا

پیش آرد ہے ہیہات را
در لویشہ پیچد او لبہات را

ہائے ہائے اور افسوس کو پیش کرتا ہے
تیرے ہونٹوں کو ڈوری سے باندھ دیتا ہے

---

۱ قرض دہ۔ جسمانی خوراک کو کم کر پھر جنت کی سیر حاصل ہو گی۔ تن۔ جسم جب جسمانی فضلوں سے خالی ہوگا تو اسرار انوار سے پر ہو جائیگا۔ زیں۔ پلیدی۔ جسمانی ناپاکی دور ہو گی تو پاکیزگی حاصل ہو گی۔ یطہرکم قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا بیشک خدا چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی زائل ہو جائے اور وہ تمہیں بالکل پاک کر دے۔ دیو۔ جسمانی لذتیں ترک کرنے سے شیطان ڈراتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

۲ ایں بخور۔ شیطان مختلف چیزوں کے فوائد سمجھا کر ان کے کھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ ہم۔ شیطان کہتا ہے کہ جسم روح کی سواری ہے اس کو کمزور نہ کرنا چاہیے۔ ہیں۔ جس چیز کی عادت ہے وہ نہ چھوڑ ورنہ بیماریاں اٹھ کھڑی ہونگی۔ خویش۔ شیطان اپنے آپ کو حکیم جالینوس بنا کر مختلف مشورے دیتا ہے۔

۳ کیں۔ شیطان کہتا ہے کہ اگر فلاں چیز کھائے گا تو درد و غم سے نجات ہو جائیگی۔ حضرت آدمؑ سے شیطان نے اسی طرح کی باتیں کی تھیں۔ لویشہ۔ وہ رسی جو نعل بندی کے وقت گھوڑے کے اوپر کے ہونٹ میں باندھ دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ مجبور ہو جائے۔

ہمچو لبہائے فرس در وقتِ نعل ۔ تا نماید[1] سنگِ کمتر را چو لعل
جیسا کہ نعل (بندی) کے وقت گھوڑے کے ہونٹ ۔ تاکہ کمتر پتھر کو لعل (بنا کر) دکھا دے

گوشہایت گیرد و چوں گوشِ اسپ ۔ میکشاند سوئے حرص و سوئے کسب
تیرے کان پکڑتا ہے اور گھوڑے کے کان کی طرح ۔ حرص اور کمائی کی جانب کھینچتا ہے

بر زند بر پات نعلے ز اشتباہ ۔ کہ بمانی تو ز دردِ آں ز راہ
تیرے پاؤں میں شبہ کا نال جڑ دیتا ہے ۔ کہ تو اس کی تکلیف سے راستہ سے رک جاتا ہے

نعلِ او ہست آں تردّد در دو کار ۔ ایں کنم یا آں کنم ہیں ہوشدار
اس کا نعل ، دو کاموں میں تردد ہے ۔ یہ کروں یا وہ کروں خبردار ! ہوشیار رہ

آں بکن کہ ہست مختارِ نبیؐ ۔ آں مکن کہ کرد مجنون و صبی
وہ کر جو نبی کا پسندیدہ ہے ۔ وہ نہ کر جو پاگل اور بچہ نے کیا

حُفَّتِ الجنّۃ بچہ محفوف گشت ۔ با لمکارہ کہ ازو افزود گشت
"جنت کو ڈھانپ دیا گیا ہے" کاہے سے ڈھانپا گیا ہے؟ ۔ ناپسندیدہ چیزوں سے جن کو اس نے بڑھا رکھا ہے

صد فسوں[2] دارد زحیلت وزدَہا ۔ کاں کند در سلّہ گر ہست اژدہا
مکر اور حیلے کے سینکڑوں منتر رکھتا ہے ۔ کہ ٹوکری میں ڈال دیتا ہے خواہ اژدہا ہو

گر بود آبِ رواں بر بندش ۔ ور بود حبرِ زماں بر خندش
اگر بہت پانی ہو اس کو روک دیتا ہے ۔ اگر عالم زمانہ ہو اس کا مذاق اڑاتا ہے

گر بود کوہے چو کہ بربایدش ۔ دست بردِ خویشتن بنمایدش
اگر پہاڑ ہو اس کو تنکے کی طرح اڑا دیتا ہے ۔ اپنے غلبہ کی اس پر نمائش کرتا ہے

عقل[3] را با عقلِ یارے یار کن ۔ اَمرُہُم شُوریٰ بخوان و کار کن
عقل کو کسی دوست کی عقل کا دوست بنا ۔ "ان کا معاملہ باہمی مشورہ ہے" کو پڑھ اور کام کر

نواختن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آں عرب مہمان راو
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عرب مہمان کو نوازنا اور اس کو اضطراب اور

تسکین دادنِ اُورا از اضطراب و گریہ و نوحہ کہ بر خود میکرد
رونے اور اس نوحہ سے تسکین دینا جو وہ شرمندگی اور ندامت اور

ازخجالت وندامت وآتشِ نومیدی
ناامیدی کی آگ کی وجہ سے اپنے اوپر کر رہا تھا

[1] تا نماید۔ شیطان کی یہ تمام باتیں اس لئے ہیں کہ وہ حقیر چیز کو بڑھیا بنا کر دکھا دے گوشہایت۔ شیطان انسان کے کان پکڑ کر حرص اور مضر کمائی کی جانب لے جاتا ہے بر زند۔ شیطان شبہات اور وساوس کے ذریعہ صحیح راستہ سے روک دیتا ہے۔ نعل۔ وہ شیطان جو نعل بندی کرتا ہے وہ تردد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آں مکن۔ جب تردد ہو تو وہ کام کر جو نبی نے کیا ہے۔ طفلاں۔ نہ اور مجنونانہ کام نہ کر حفت۔ حدیث شریف ہے حُفَّتِ الجنّۃ بالمکارہ جنت دل کی ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانپ دی گئی ہے۔

[2] صد فسوں۔ شیطان کو ایسے منتر آتے ہیں کہ اژدہے کو بھی ٹوکری میں بند کر لیتا ہے۔ گر بود۔ شیطان اپنے منتر کے ذریعہ چلتا دریا روک دیتا ہے اور بڑے بڑے عالموں کو مذاق اڑا دیتا ہے پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اور اپنی چالاکی کی نمائش کرتا ہے۔

[3] عقل۔ شیطان سے بچنے کیلئے اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے اور اس سے مشورہ کر لے۔ نواختن۔ وہ مہمان عرب جس نے بستر خراب کر دیا تھا اس کی گریہ و زاری پر آنحضورؐ نے اس کو بہت نوازا۔

این سخن پایان ندارد آں عرب ماند از الطافِ آں شہ در عجب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ عرب ان شاہ کی مہربانیوں سے تعجب میں رہ گیا

خواست[۱] دیوانہ شدن عقلش رمید دستِ عقلِ مصطفیٰ بازش کشید
اس نے دیوانہ بننا چاہا، اس کی عقل بھاگ گئی (حضرت) مصطفیٰ کی عقل کے ہاتھ نے اس کو پھر کھینچا

گفت ایں سو آبیا مد آں چناں کہ کسے بر خیزد از خوابِ گراں
فرمایا ادھر آ، وہ اس طرح آیا کہ جیسے کوئی بھاری نیند سے اٹھے

گفتش ایں سودا مکن ہیں باخود آ کہ ازیں سُو ہست باتو کارہا
اس سے فرمایا یہ دیوانگی نہ کر خبردار! ہوش میں آجا کیونکہ اس طرف تجھ سے بہت کام ہیں

آب بر رُوز د دَر آمد در سخن کاے شہید حق شہادت عرضہ کن
اس کے منہ پر پانی چھڑکا وہ بولا کہ اے اللہ تعالیٰ کے گواہ کلمہ شہادت پیش کیجئے

تا گواہی بدہم و بیروں شوم سیرم از ہستی دراں ہاموں شوم
تاکہ میں کلمہ شہادت پڑھ لوں اور باہر نکل جاؤں میں ہستی سے سیر ہوگیا ہوں، اس جنگل میں چلا جاؤں

مادریں[۲] دہلیزِ قاضیِ قضا بہرِ دعویِ اَلَستیم و بلیٰ
ہم قضا کے قاضی کی چوکھٹ پر الست اور بلیٰ کے دعوے کی وجہ سے ہیں

کہ بلیٰ گفتیم وآں راز امتحاں فعل و قولِ ما شہودست و بیاں
کہ ہم نے بلیٰ کہا ہے اور اس کی آزمائش کیلئے ہمارا قول و فعل گواہ اور بیان ہیں

از چہ دَر دہلیزِ قاضی تن زدیم نے کہ ما بہرِ گواہی آمدیم
ہم قاضی کی چوکھٹ پر خاموش کیوں ہوں؟ کیا ہم گواہی کے لئے نہیں آتے ہیں

چند[۳] در دہلیز قاضی اے گواہ حبس باشی دہ شہادت از پگاہ
اے گواہ! قاضی کی چوکھٹ پر کب تک قید رہے گا، صبح سے گواہی دے دے

زاں بخواندندت بدینجا تا کہ تو آں گواہی بدہی و ناری عتو
انہوں نے تجھے یہاں اس لئے بلایا ہے کہ تو وہ گواہی دیدے اور سرکشی نہ کرے

از لجاجِ خویشتن بنشستۂ اندریں تنگی لب و کف بستۂ
تو اپنے جھگڑالو پن سے بیٹھا ہوا ہے اس تنگی میں تو نے ہونٹ اور ہاتھ باندھ لئے ہیں

تانہ بدہی آں گواہی اے شہید تو ازیں دہلیز کے خواہی رہید
اے گواہ! جب تک تو وہ گواہی نہ ادا کرے گا تو اس چوکھٹ سے کب چھٹے گا؟

[۱] خواست۔ وہ دیوانہ ہو جانے کے قریب تھا۔ آنحضورؐ نے اس کی عقل کو تھاما۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے اس سے فرمایا دیوانگی ختم کردے کیونکہ قدرت کو تجھ سے بہت کام لینا ہے۔ آب بر رو۔ آنحضورؐ نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے شہادت کا کلمہ پڑھا دیجئے تا گواہی حقیقی معنیٰ میں کلمۂ شہادت پڑھ لینے پر انسان دنیا سے نجات پاکر آخرت کا آدمی بن جاتا ہے۔ ہاموں۔ جنگل۔

[۲] مادریں۔ ازل میں خدا نے دریافت کیا تھا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں" تو ہم نے جواب دیا کہ "ہاں" اب ہم دنیا میں اس جواب کے ثبوت کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ قول و فعل دو گواہوں کے ذریعہ اپنے "ہاں" کے دعوے کو ثابت کریں۔ کہ بلیٰ۔ ازل میں ہم نے "بلیٰ" کہا ہے ہمارا قول و فعل اس پر گواہ ہے۔

[۳] چند۔ گواہوں کو قاضی کی عدالت میں خاموش نہ رہنا چاہیئے۔ زاں۔ دنیاوی زندگی قولی اور فعلی گواہی کے لئے ہے۔ از لجاج۔ اگر گواہ عدالت میں پہنچ کر خاموشی اختیار کرے تو یہ اس کا جھگڑالو پن ہے تانہ بدی۔ جب تک گواہی نہ دے گا قاضی کی عدالت میں مقید رہے گا۔

یک زماں کاریست بگذارو بتاز ۔۔۔ کار کوتہ را مکن بر خود دراز

تھوڑی دیر کا کام ہے کر دے اور بھاگ جا ۔۔۔ مختصر کام کو اپنے لئے لمبا نہ کر

خواہ در صد سال و خواہی یکزماں ۔۔۔ ایں امانت را گذارو وارہاں

خواہ سو سال میں اور خواہ تھوڑی دیر میں ۔۔۔ یہ امانت ادا کر دے اور چھوٹ جا

بیان آنکہ نمازو روزہ و حج و ہمہ چیز ہای بیرونی گواہیہاست برنورِ اندرونی

اس کا بیان کہ نماز اور روزہ اور حج اور ظاہری تمام چیزیں باطنی نور کی گواہ ہیں

ایں نماز و روزہ و حج و جہاد ۔۔۔ ہم گواہی دادنست از اعتقاد

یہ نماز اور روزہ اور حج اور جہاد ۔۔۔ بھی عقیدہ پر گواہی دینا ہے

ایں زکوٰۃ و ہدیہ و ترکِ حسد ۔۔۔ ہم گواہی دادنست از سِرّ خود

یہ زکوٰۃ اور ہدیہ اور حسد نہ کرنا ۔۔۔ (بھی) اپنے باطن پر گواہی دینا ہے

خوان و مہمانی پئے اظہار راست ۔۔۔ کاے مہاں ما با شما ہستیم راست

دستر خوان اور مہمانی اس کے اظہار کیلئے ہے ۔۔۔ کہ اے بزرگو! ہم تمہارے مخلص ہیں

ہدیہ[۲] ہا وارمغان و پیشکش ۔۔۔ شد گواہِ آنکہ ہستم با تو خوش

ہدیئے اور تحفہ اور نذرانہ ۔۔۔ اس کے گواہ ہیں کہ ہم آپ سے خوش ہیں

ہر کسے کو شد بمالے یا فسوں ۔۔۔ چیست؟ دارم گوہر در اندروں

جو شخص مال (دینے) یا دعا کی کوشش کرتا ہے ۔۔۔ کیا ہے؟ میں باطن میں جوہر رکھتا ہوں

گوہرے دارم ز تقویٰ یا سخا ۔۔۔ ایں زکوٰۃ و روزہ بر ہر دو گوا

میں جوہر رکھتا ہوں تقوے کا یا سخاوت کا ۔۔۔ یہ زکوٰۃ اور روزہ دونوں کے گواہ ہیں

روزہ[۳] گوید کرد تقویٰ از حلال ۔۔۔ با حرامش داں کہ نبود اتصال

روزہ کہتا ہے کہ اس نے حلال سے پرہیز کیا ۔۔۔ سمجھ لے کہ حرام سے اس کا اتصال نہ ہو گا

واں زکوٰتش گفت کو از مالِ خویش ۔۔۔ مید ہد پس چوں بدزدد زاہلِ کیش

اس کی زکوٰۃ نے کہا کہ وہ اپنے مال میں سے ۔۔۔ دیتا ہے پس تو دینداروں کا کیسے چرائے گا؟

گر بطراری کند پس دو گواہ ۔۔۔ جرح شد در محکمہ عدلِ الٰہ

اگر (کوئی گواہ) زبان رازی کرے گا تو دونوں گواہ ۔۔۔ خدا کے انصاف کے محکمہ میں مجروح ہو گئے

---

[۱] یک زماں۔ گواہی دینا تھوڑی دیر کا کام ہے۔ اس معاملہ کو دراز کرنا بے کار ہے۔ ایں نماز۔ ارکانِ اسلام پر عمل اعتقاد پر عملی گواہی ہے۔ سرخود۔ یعنی اعتقاد۔ خوان۔ اگر میزبان مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے تو یہ اس بات کی گواہی ہے کہ وہ مہمان سے خوش ہے۔

[۲] ہدیہ ہا۔ کسی کو تحفہ دینا یہ بھی اس کی گواہی ہے کہ تو اس سے خوش ہے ہر کسے۔ اگر کوئی شخص مال صرف کرتا ہے یا دعا دیتا ہے تو یہ اس بات پر گواہ ہے کہ اس شخص میں تقویٰ کا جوہر موجود ہے یا وہ سخی ہے۔

[۳] روزہ۔ روزہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس نے خدا کے حکم کے مطابق حلال کھانے کو بھی ترک کر دیا ہے تو پھر وہ حرام کب کھا سکتا ہے۔ زکوٰۃ ہے زکوٰۃ اس بات کی گواہ ہے کہ جب وہ اپنا مال صرف کر رہا ہے تو کسی دیندار کا مال کیسے چرا سکتا ہے۔ گر بطراری۔ اگر زکوٰۃ روزے میں زیادہ وغیرہ کا دخل کریگا تو یہ دونوں گواہ اللہ کے دربار میں عدالت سے گر کر مجروح ہو جائیں گے۔

ہست صیادؔ[1] ار کند دانہ نثار
شکاری ہے ، اگر دانہ بکھیرتا ہے
نے ز رحم و جود بل بہرِ شکار
رحم اور سخاوت کی وجہ سے نہیں بلکہ شکار کرنے کیلئے

ہست گربہ روزہ دار اندر صیام
بلی روزہ دار ہے ، روزوں میں
خفتہ کردہ خویش بہرِ صید خام
ناتجربہ کار شکار کیلئے اپنے آپ کو سلائے ہوئے ہے

کردہ بدظن زیں کژی صد قوم را
اس کجی سے اس نے سینکڑوں قوموں کو بدظن کر دیا
کردہ بد نام اہلِ جود و صوم را
اس نے سخیوں اور روزہ داروں کو بدنام کیا

فضلِ حق با ایں کہ او کژمی تند
باوجود یہ کہ وہ کجی کر رہا ہے اللہ کا کرم
عاقبت زیں جملہ پاکش می کند
انجام کار ان سب سے اس کو پاک کر دیتا ہے

سبق[2] بردہ رحمتش واں غدر را
اس کی رحمت سبقت لے گئی اور اس غدار کو
دادہ نورے کہ نباشد بدر را
وہ نور عطا کیا جو چودھویں کے چاند میں نہیں ہوتا ہے

کوششِ راشستہ حق زیں اختلاط
اس غلط ملط سے اللہ (تعالیٰ) نے اس کی کوشش کو دھو دیا
غسل دادہ رحمت اورا ازیں خباط
رحمت نے اس کو اس خبطی پن سے غسل دیدیا

تا کہ غفاریِ او ظاہر شود
تا کہ اس کی غفاری ظاہر ہو جائے
سیئاتِ جملہ را غافر شود
تمام گناہوں کو بخشنے والی بن جائے

پاک کردن آب ہمہ پلیدی ہارا و باز پاک کردن خدائے
پانی کا تمام ناپاکیوں کو پاک کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ کا پانی کو ناپاکی سے
تعالیٰ آب را از پلیدی لا جرم حق تعالیٰ قدوس آمد
پاک کرنا لا محالہ اللہ تعالیٰ بہت پاک ثابت ہوا

آب بہرِ ایں بباریداز سماک[3]
پانی ابر سے اس لئے برسایا
تا پلیداں را کند از خبث پاک
تا کہ ناپاکوں کو نجاست سے پاک کر دے

آب چوں بیکار گردد شد نجس
پانی جب بیکار ہو گیا ناپاک ہو گیا
تا چناں شد کاب را رد کرد حس
ایسا ہو گیا کہ پانی کو حس نے رد کر دیا

حق ببروش باز در بحرِ صواب
اللہ (تعالیٰ) اس کو دوبارہ درستگی کے سمندر میں لے گیا
تا بشستش از کرم آں آب آب
یہاں تک کہ اس کے کرم نے پانی کو پانی سے دھو دیا

---

[1] صیاد۔ شکاری پرندوں کو دانہ ڈالتا ہے لیکن یہ سخاوت نہیں ہے گربہ۔ بلی بھی روزہ دار معلوم ہوتی ہے لیکن اس نے یہ صورت محض شکار کو پھانسنے کے لئے بنا رکھی ہے۔ کردہ بدظن۔ ریا کاری کے ساتھ روزہ رکھنے والا اور مال خرچ کرنے والا روزہ دار اور سخی کا بدنام کنندہ ہے۔ فضل حق عبادت شروع میں ریا پھر عادت بنتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو عبادت بنا دیتا ہے۔

[2] سبق بردہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سابق ہے اسلئے اللہ تعالیٰ ریا کار غدار کو بھی انجام میں نور بخش دیتا ہے کوشش۔ اللہ تعالیٰ اس عبادت کو جس میں ریا ہوتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے تا کہ اس کی غفاری کا مظاہرہ ہو سکے۔ پاک اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ نجس کو پاک کر دیتا ہے۔ پھر اس ناپاک پانی کو از سر نو برسا کر پاک کر دیتا ہے تا کہ اس کی صفت قدوسیت ظاہر ہو سکے۔

[3] سماک۔ ابر یا آسمان۔ خبث۔ نجاست۔ آب جب پانی ناپاک ہو جاتا ہے تو انسان اس کو استعمال نہیں کرتا ہے حضرت حق تعالیٰ اس کو پھر واپس بلا لیتا ہے اور اس کو پاک صاف کر کے پھر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔

سالِ ۱ دیگر آمد اُو دامن کشاں — ہی کُجا بودی ؟ بدریای خوشاں

وہ دوسرے سال نازو انداز سے آیا — ہائیں ! تو کہاں تھا ؟ اچھوں کے دریا میں

من نجس زیں جاشدم پاک آمدم — بستدم خلعت سُوئِ خاک آمدم

میں اس جگہ سے ناپاک گیا، پاک آیا ہوں — میں نے شاہی لباس حاصل کیا زمین کی جانب آ گیا ہوں

ہیں بیائید اے پلیداں سُوئِ من — کہ گرفت از خوئِ یزداں خوئِ من

خبردار ! اے نا پاکو ! میرے پاس آؤ — کیونکہ میری عادت نے اللہ تعالیٰ کی عادت حاصل کرتی ہے

دَر پذیرم جُملہ زشتیت را — چوں ملک پاکی دہم عفریت را

میں تیری جملہ برائیوں کو قبول کر لیتا ہوں — میں بھوت کو فرشتہ کی سی پاکی عطا کر دیتا ہوں

چوں ۲ شوم آلودہ باز آنجا رَوَم — سُوئے اصلِ اصل پاکیہا رَوم

جب گندہ ہو جاتا ہوں پھر اس جگہ چلا جاتا ہوں۔ — اصل پاکیوں کی اصل کی طرف چلا جاتا ہوں

دلقِ چرکیں بَر کنم آنجا زِسَر — خلعتِ پاکم دہد بارِ دگر

وہاں میلی گدڑی سر سے اتار دیتا ہوں — وہ مجھے دوبارہ پاک لباس عنایت کر دیتا ہے

کارِ اُو این ست و کارِ من ہمیں — عالَم آرایست ربّ العالمیں

اس کا یہ کام ہے اور میرا یہ کام ہے — جہانوں کا پالنے والا ، عالم کو سنوارنے والا ہے

گر نبودے ایں پلید یہائے ما — کے بُدے ایں بار نامہ آب را

اگر یہ ہماری نا پاکیاں نہ ہوتیں — پانی کا یہ کارنامہ کب ہوتا ؟

کیسہائے زَربد زدید از کسے — میرو دہر سُو کہ ہیں کو مُفلسے

کسی سے سونے کی تھیلیاں چرائے ہوئے — ہر جانب جاتا ہے کہ ہاں مفلس کہاں ہے ؟

تا بریزد ۳ بَر گیاہِ رُستۂ — تا بشوید رُوی ہر نا شُستۂ

تاکہ اگی ہوئی گھاس پر بہا دے — تاکہ ہر نہ ڈھلے ہوئے کا منہ دھو دے

تا بگیرو بر سَر اُو حمّال وَار — کشتئِ بے دَست و پا را در بحار

تاکہ بوجھ اٹھانے والے کی طرح سر پر لے لے — سمندروں میں بے دست و پا کشتی کو

صَد ہزاراں دارو اندروے نہاں — زانکہ دارُو زوبر وید دَر جہاں

اس میں لاکھوں دوائیں پوشیدہ ہیں — کیونکہ دوا دنیا میں اسی سے اگتی ہے

جانِ ہَر دردے دلِ ہَر دانۂ — میرود دَر جُو چو دا رُو خانۂ

وہ (پانی) ہر درد کی جان اور ہر دانہ کا دل ہے — وہ اس نہر میں چلا جاتا ہے جو دوا خانہ کیطرح ہے ۱۰۲

---

۱ سال دیگر۔ برسات کے موسم میں پھر وہ پانی پاک صاف ہوکر برس پڑتا ہے۔ اس پانی سے کوئی دریافت کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں جنتیوں کے دریا میں تھا من نجس۔ میں اس دنیا میں ناپاک ہو گیا تھا۔ اسلئے چلا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر پاکی کی خلعت عطا فرما دی تو میں دوبارہ دنیا میں آ گیا ہوں۔ ہیں۔ وہ پانی کہتا ہے کہ اے ناپاکو میری جانب آ جاؤ میں تمہیں پاک کر دونگا کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت حاصل کرلی ہے۔ در پذیرم۔ میں سب برائیوں کو دھو دیتا ہوں۔ اگر انسان شیطان بھی ہے تو اس کو فرشتہ کی طرح پاک صاف بنا دیتا ہوں۔

۲ چوں شوم۔ جب ناپاک ہو جاوں گا پھر اس دربار میں پہنچ جاوں گا اور از سر نو پاکی حاصل کرلوں گا۔ کارِ او۔ اللہ تعالیٰ کا کام پاک کرنا ہے اور میرا کام دوسروں کو پاک کر کے آلودہ ہو جانا ہے۔ گر نبودے۔ اگر دنیا میں ناپاکی نہ ہوتی تو پانی کی صفت ظاہر نہوتی۔ کیسہائے۔ پانی ہر ضرورتمند کو سیراب کرتا ہے۔

۳ تا بریزد۔ پانی گھاسوں کو سیراب کرتا ہے ہر ناپاک کو پاک بناتا ہے دریا میں اپنے سر پر کشتی کو لئے پھرتا ہے۔ صد ہزاراں۔ بر بسو۔ میں شفا کی خاصیت پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ جان۔ پانی کی بیماری کی دوا عطا کرتا ہے اور نہروں میں شفاخانہ بن کر بہتا ہے۔

زو یتیمانِ ۱؎ زمیں را پرورش — تشنگانِ خشک را ازوے روش
زمین کے یتیموں کی اس سے پرورش ہے — خشک پیاسوں کی اس سے رفتار ہے

استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ بعد از تیرہ شدن
پانی کا گدلا ہونے کے بعد حضرت حق تعالیٰ سے مدد چاہنا اور

وقبول کردن حق تعالیٰ دعائے آبرا
اللہ تعالیٰ کا پانی کی دعا کو قبول کرنا

چوں نماند مایہ اش تیرہ شود — ہمچو ما اندر زمیں خیرہ شود
جب اس کا سرمایہ نہیں رہتا وہ مکدر ہو جاتا ہے — ہماری طرح زمین میں حیران ہو جاتا ہے

نالہ از باطن بر آرد کاے خدا — آنچہ دادی دادم و ماندم گدا
اندر سے فریاد کرتا ہے کہ اے خدا! — جو کچھ تو نے دیا تھا میں نے دیدیا اور میں فقیر ہو گیا

ریختم سرمایہ بر پاک و پلید — اے شہ سرمایہ دہ ھل من مزید
میں نے سرمایہ پاک اور ناپاک پر بہا دیا — اے سرمایہ عطا کرنیوالے شاہ! اور زیادہ عطا کر

ابر را ۲؎ گوید ببر جائے خوشش — ہم تو خورشید آ ببالا بر کشش
ابر کو حکم فرماتا ہے کہ اس کو اچھی جگہ لے جا — سورج تو بھی آ، اس کو اوپر کھینچ لے

راہہائے مختلف میراندش — تا رساند سوئے بحرِ بیحدش
وہ اس کو مختلف راستوں پر چلاتا ہے — یہانتک کہ اس کو لا محدود دریا تک پہنچا دیتا ہے

خود ۳؎ غرض زیں آب جانِ اولیاست — کو غسولِ تیرگی ہائے شماست
اس پانی سے مقصود اولیاء کی جان ہے — کیونکہ وہ تمہاری تاریکیوں کو دھونیوالی ہے

چوں شود تیرہ ز غسلِ اہلِ فرش — باز گردد سوئے پاکی بخشِ عرش
جب وہ زمین والوں کو دھونے سے میلی ہو جاتی ہے — عرش کو پاکی بخشنے والے کی طرف واپس ہو جاتی ہے

باز آرد زاں طرف دامن کشاں — از طہاراتِ محیط اُو دُر فشاں
اس جانب سے پھر لاتی ہے دامن پھیلائے ہوئے — وہ موتی برسانے والی محیط کی پاکیزگیوں کو

وز تیمم وارہاند جملہ را — وز تحری طالبانِ قبلہ را
سب کو تیمم سے نجات دلاتی ہے — اور قبلہ کے طلبگاروں کو اٹکل کرنے سے

زاختلاطِ خلق یابد اعتلال — آں سفر جوید کہ ارحنا یا بلال
لوگوں میں گھلنے ملنے سے وہ بیماری محسوس کرتی ہے — وہ سفر تلاش کرتی ہے جیسا کہ "اے بلال ہمیں آرام پہنچا"

۱؎ زو۔ زمین کے بے سہارا اس سے سہارا پکڑتے ہیں اور خشک اس سے تری حاصل کرتے ہیں۔ استعانت۔ پانی نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مکدر ہو جانے کے بعد وہ پھر صاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی خیرہ۔ حیران۔ نالہ۔ پانی فریاد کرتا ہے کہ جو پاکی تو نے مجھے عنایت کی تھی وہ میں نے دوسروں کو دیدی۔ ھَلْ مِن مَّزِید۔ کیا کچھ اور ہے۔

۲؎ ابر۔ اس فریاد پر اللہ تعالیٰ ابر کو حکم دیتا ہے کہ اس پانی کو دوسری جگہ لے جا اور سورج کو حکم دیتا ہے کہ تو پانی کو اوپر کھینچ لے چنانچہ سورج اپنی گرمی سے اس کو بھاپ بنا کر اوپر کھینچ لیتا ہے۔

۳؎ خود غرض۔ اس پانی کے احوال کے ذریعہ سے مقصد اولیاء کرام کے حالات کو سمجھانا تھا اولیاء بھی تمہاری نجاستوں کو پاک کرتے ہیں۔ چوں۔ جب عوام کے اختلاط سے انہیں کدورت پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور تبتل الیہ تبتیلا اس اللہ کی طرف رجوع کر۔ پر عمل کرتے ہیں۔ باز ارد۔ جب شیخ تبتل اختیار کرتا ہے تو پھر اس میں منجانب اللہ تطہیر کی طاقت آجاتی ہے۔ وز تیمم۔ اب وہ مریدوں کو طہارت کاملہ عطا کرتا ہے۔ اور عین کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اعتلال بیمار ہونا۔ ارحنا۔ آنحضورؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا ہمیں اذان کے کلمات سنا کر راحت پہنچا۔

اے بلالِ خوش نوائے خوش صُہیل ۔۔۔ میذنہ بر رو بزن طبلِ [۱] رَحیل

اے خوش نوا ، خوش آواز بلال ! ۔۔۔ میذنہ پر جا ، کوچ کو نقارہ بجا دے

جاں سفر رفت و بدن اندر قیام ۔۔۔ وقتِ رجعت زیں سبب گوید سلام

جان سفر میں چلی گئی اور بدن قیام میں ہے ۔۔۔ واپسی کے وقت اسی لئے سلام کرتی ہے

ایں مثل چوں واسطہ ست اندر کلام ۔۔۔ واسطہ شرط ست بہرِ فہمِ عام

یہ مثال گفتگو میں واسطہ کی طرح ہے ۔۔۔ عوام کے سمجھنے کے لئے واسطہ ضروری ہے

اندر آتشِ کے رَوَد بے واسطہ ۔۔۔ جُز سمندر کو رہید از رابطہ

بغیر واسطہ کے آگ میں کب جاتا ہے ؟ ۔۔۔ سوائے سمندر (کیڑے) کے جو واسطہ سے آزاد ہوگیا ہے

واسطہ حمام [۲] باید مر تُرا ۔۔۔ تاز آتش خوش کُنی تو طبع را

تیرے لئے حمام کا واسطہ چاہیے ۔۔۔ تاکہ تو گرمی سے طبیعت کو خوش کر لے

چوں نتانی شد دَر آتش چوں خلیلؑ ۔۔۔ گشت حَمامت رسول آبت دلیل

جبکہ تو خلیل (اللہ) کی طرح آگ میں نہیں جاسکتا ہے ۔۔۔ رسول تیرا حمام (اور) پانی تیرا راہنما بنا

سیری از حق ست لیک اہلِ طبع ۔۔۔ کے رسد بے واسطہ ناں دَر شبع

پیٹ بھرنا اللہ کی جانب سے ہے لیکن طبیعت والا ۔۔۔ پیٹ بھرنے کو روٹی کے واسطہ کے بغیر کب پہنچتا ہے؟

لُطف از حق ست لیکن اہلِ تن ۔۔۔ در نیابد لُطف بے پردہ چمن

لطف اللہ کی جانب سے ہے لیکن جسم والا ۔۔۔ چمن کے پردے کے بغیر لطف حاصل نہیں کرتا ہے

چوں [۳] نماند واسطہ تن بے حجیب ۔۔۔ ہمچو موسیٰ نورِمہ تابد ز جیب

جب واسطہ نہیں رہتا جسم بغیر پردے کے ۔۔۔ حضرت موسیٰ کیطرح چاند کا نور گریبان میں سے چمکتا ہے

گواہی دادن فعل و قولِ بیرونی بَر ضمیر و نورِ اندرونی

بیرونی قول و فعل کا دل اور اندرونی نور پر گواہی دینا

ایں ہُنر ہا آب راہم شاہد ست ۔۔۔ کاندرونش پُر زنورِ ایزدست

یہ ہنر پانی کے بھی گواہ ہیں ۔۔۔ کہ اس کا باطن خدائی نور سے پر ہے

فعل و قول آمد گواہانِ ضمیر ۔۔۔ زیں دو بر باطن تو استدلال گیر

فعل اور قول دل کے گواہ ہیں ۔۔۔ ان دونوں سے تو باطن پر دلیل حاصل کر لے

---

[۱] طبلِ رَحیل۔ سفر کا نقارہ یعنی رجوع الی اللہ کا اعلان۔ جاں سفر۔ نماز کی حالت میں روح قربِ الٰہی کا سفر اختیار کر لیتی ہے اور جسم رکوع نہ سجود ادا کرتا ہے نماز کے ختم پر جو سلام ہے وہ گویا روح واپس آ کر سلام کرتی ہے۔ ایں مثل۔ رجوع الی اللہ کے سلسلہ میں آنحضورؐ کی یہ مثال مطلب سمجھانے کیلئے ایک واسطہ اور ذریعہ ہے۔ عوام بغیر مثال اور واسطہ کے مقصد تک نہیں پہنچے ہیں۔ اندر آتش۔ سمندر کیڑا بغیر کسی واسطہ کے آگ سے مستفید ہوتا ہے کہ دوسرے کسی واسطہ کے ذریعہ آگ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

[۲] حمام۔ حمام آگ سے گرم کیا جاتا ہے عوام اس کے واسطہ سے آگ کی گرمی سے مستفید ہوتے ہیں۔ چوں نتانی۔ حضرت ابراہیمؑ کو واسطہ کی ضرورت نہ تھی عوام کے لئے رسول بمنزلہ حمام اور ان کی شریعت بمنزلہ پانی کے ہے سیری۔ پیٹ کا بھرنا منجانب اللہ ہے لیکن اس کے لئے روٹی واسطہ ہے لطف اللہ کی جانب سے ہے۔ چمن اس کا واسطہ ہے۔

[۳] چوں نماند۔ جب واسطہ ختم ہو جاتے ہیں تو پھر براہ راست استفادہ ہونے لگتا ہے۔ ایں ہنر۔ یعنی پانی کا دوسری چیزوں کو پاک کرنا اور پھر خود پاک ہو جانا۔ فعل و قول۔ انسان کے افعال اور اقوال سے اس کے باطن کا حال معلوم ہوتا ہے۔

چوں ۱ ندارد سیر سِرّت دروں | بنگر اندر بولِ رنجور از بروں
جب تیرا باطن اندر کی سیر نہیں کر سکتا ہے | تو بیمار کے پیشاب پر باہر سے غور کر لے

فعل و قول آں بولِ رنجوراں بُود | کہ طبیبِ جسم را بُرہاں بُود
بیماروں کا قول و فعل وہ پیشاب ہے | جو جسمانی طبیب کے لئے دلیل ہے

واں طبیبِ رُوح در جانش رَوَد | وز رہِ جاں اندرا یمانش رَوَد
روحانی طبیب اس کی روح میں گھستا ہے | اور روح کے راستہ سے اس کے ایمان میں چلا جاتا ہے

حاجتش نبود بقول و فعلِ خوب | اِحْذَرُوْهُمْ هُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْب
اس کو اچھے فعل و قول کی ضرورت نہیں ہے | ان سے ڈرو وہ دلوں کے جاسوس ہیں

ایں ۲ گواہِ فعل و قول ازوے بجوی | کو بدریا نیست واصل ہمچو جُوی
یہ فعل و قول کی گواہی اس میں تلاش کر | جو دریا سے نہر کی طرح ملا ہوا ہے

قول و فعلِ اُو گواہِ اُو بُود | کو بدریا متّصل چوں جُو بُود
اس کا قول و فعل اس کا گواہ ہوتا ہے | جو نہر کی طرح دریا سے ملا ہوا ہوتا ہے

بنگر اندر فعلِ اُو و قولِ اُو | تاچہ دارد در ضمیر آں راز جُو
اس کے فعل اور اس کے قول کو دیکھ | کہ وہ راز کو تلاش کرنے والا دل میں کیا رکھتا ہے

نورش اندر مرتبت چندست و چیست | بہرِ صید اُو دانہ پاشد یا سخیست
اس کے مرتبہ میں نور کتنا اور کیسا ہے | وہ شکار کے لئے دانہ ڈال رہا ہے یا سخی ہے

گر بُود ۳ صیاد از وے دُور شو | واں فسون و فعل و قولش کم شنو
اگر وہ شکاری ہے اس سے دور ہو جا | اس کا منتر اور فعل و قول نہ سن

وَر بُود صدیق دست ازوے مدار | تا رَسانَد مر تُرا سُوئے بحار
اگر وہ صدیق ہے تو اس سے دستبردار نہ ہو | تاکہ وہ تجھے سمندروں تک پہنچا دے

دَر بیانِ آنکہ آں نور خدا خود را ازاندرون سِرِّ عارف ظاہر کند بر خلقان بے فعلِ عارف و بے قولِ عارف افزوں باشد ازاں کہ بفعل و قولِ اُو ظاہر گردد چنانکہ چوں آفتاب بُلند

اس کا بیان کہ وہ خدائی نور جو خود کو عارف کے باطن سے بغیر عارف کے فعل کے اور بغیر عارف کے قول کے لوگوں پر ظاہر کرے وہ اس نور سے بڑھا ہوا ہے جو اس کے فعل اور قول سے ظاہر ہو جیسا کہ جب سورج نکلتا ہے تو

---

۱ چوں ندارد۔ طبیب مریض کے اندر کی حالت نہیں دیکھ سکتا تو وہ قارورہ کے ذریعہ حالت معلوم کرتا ہے۔ واں طبیب۔ شیخ جو روحانی طبیب ہے وہ مرید کے باطن کی سیر کر لیتا ہے لہٰذا اس کو مرید کے قول و فعل سے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ شیوخ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

۲ ایں گواہ۔ عوام کو شیخ کے انتخاب میں شیخ کے قول و فعل سے اس کے باطن پر استدلال کرنا چاہیے اور پتہ لگانا چاہیے کہ اس کا اتصال بحرِ حقیقت سے ہے یا نہیں۔ تاچہ دارد۔ اس کا قول و فعل اس کے ضمیر کو بتائے گا۔ بہرِ صید۔ یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ اس کا ظاہر محض لوگوں کو پھنسانے کے لئے ہے یا اس میں کوئی...... حقیقت پوشیدہ ہے۔

۳ گر بُود۔ اگر وہ محض بناوٹی شیخ ہے تو اس کے قول و فعل کی طرف دھیان نہ کر۔ ور بُود۔ اور اگر وہ شیخ صادق ہے تو اس سے وابستہ ہو جا تاکہ وہ حقیقت کے سمندروں تک پہنچا دے۔ دربیان۔ اگر شیخ میں خدائی نور ہوتا ہے تو وہ لامحالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے اور اس کے اظہار کیلئے شیخ کے کسی قول و فعل کی ضرورت نہیں ہے۔

شود ببانگ خروس و اعلام مؤذن و علامات دیگر حاجت نیاید

اس کو مرغے کی اذان اور مؤذن کے بتانے اور دوسری علامتوں کی ضرورت نہیں ہوتی

لیک۱ نورِ سالکے کز حد گذشت — نورِ اُو پُر شد بیابا نہاو دَشت

لیکن سالک کا وہ نور جو حد سے بڑھ گیا ہے — اس کے نور سے جنگل اور بیابان پر ہو جاتے ہیں

شاہدیش فارغ آمداز شہود — وز تکلّفہای و جانبازی وجود

اس کی گواہی گواہیوں سے بے نیاز ہے — اور جسم کے تکلفات اور جانبازی سے

نورآں گوہر چو بیروں تافتہ است — زیں تسلُّسہا فراغت یافتہ است

جبکہ اس کے نور کا جوہر باہر چمک گیا ہے — اس کو ان مکاریوں سے نجات مل گئی ہے

پس۲ مجواز وے گواہِ فعل و گفت — کہ ازو ہر دو جہاں چوں گل شگفت

تو اس سے فعل و قول کا گواہ نہ چاہ — کیونکہ دونوں جہان اس کی وجہ سے پھول کی طرح کھلتے ہیں

ایں گواہی چیست؟ اظہارِ نہاں — خواہ قول و خواہ فعل و غیرِ آں

یہ گواہی کیا ہے؟ پوشیدہ کو ظاہر کرنا ہے — خواہ وہ گواہی قول ہو اور خواہ فعل اور اس کے علاوہ ہے

کہ عرض اظہارِ سرِّ جوہرست — وصفِ باقی ویں عرض برمعبرست

کیونکہ جوہر کے راز کا ظاہر کرنا عرض ہے — صفت باقی ہے اور یہ عرض گذر گاہ پر ہے

ایں نشانِ زر نماند بر محک — زر بماند نیک نام و بے زشک

کسوٹی پر سونے کا یہ نشان باقی نہیں رہتا — سونا نیک نام اور بے شک باقی رہتا ہے

ایں۳ صلوٰۃ وایں جہاد وایں صیام — ہم نماند جاں بماند نیک نام

یہ نماز اور جہاد اور یہ روزے — بھی نہ رہیں گے جان نیک نام رہیگی

جاں چنیں افعال و اقوالے نمود — بر محکِ امر جوہر را بسُود

جان نے ایسے افعال اور اقوال ظاہر کیے — جوہر کو امر کی کسوٹی پر گھسا

کاعتقادم راست ست اینک گواہ — لیک ہست اندر گواہاں اشتباہ

کہ میرا عقیدہ درست ہے یہ گواہ ہے — لیکن گواہوں میں شبہ ہوتا ہے

تزکیہ باید گواہاں را بداں — تزکیہ اش اخلاص و موقوفی بداں

سمجھ لے گواہوں میں عدالت ہونی چاہیے — اس کی عدالت اخلاص اور تیرا اس پر مطلع ہونا ہے

حفظ لفظ اندر گواہِ قولی ست — حفظِ عہد اندر گواہِ فعلی ست

قولی گواہ میں لفظوں کی نگہداشت ہے — فعلی گواہ میں عہد کی حفاظت ہے

---

۱ لیک۔ عارف باللہ میں وہ نور ہوتا ہے کہ اس سے عالم پر ہو جاتا ہے شاہدش۔ اس کے لئے گواہوں کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے نورآں۔ اس کے جوہر کا نور ایسا روشن ہوتا ہے کہ اس کے اظہار کے لئے کسی تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۲ پس مجو۔ ایسے شیخ کی صداقت پر اس کے قول و فعل سے گواہی چاہنا مناسب نہیں ہے۔ کہ عرض۔ عرض فنا ہو جاتا ہے جوہر باقی رہتا ہے قول و فعل عرض ہے اور نور باطن جوہر ہے برمعبرست۔ یعنی فانی ہے۔ وصف یعنی نور باطن ایں نشان۔ سونے کو پہچاننے کے لئے کسوٹی پر کیا جاتا ہے وہ عکس فنا ہو جاتا ہے اور سونا باقی رہتا ہے۔

۳ ایں صلوٰۃ۔ عبادات کے ذریعہ روح کو نیک نامی حاصل ہوتی ہے یہ عبادات فانی ہیں نیکنامی باقی رہتی ہے۔ جاں۔ روح اپنی نیکنامی کیلئے خدائی حکم کے مطابق افعال و اقوال ظاہر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ میرا اعتقاد درست ہے اور یہ افعال و اقوال اس کے گواہ ہیں لیکن ہر گواہ قابل قبول نہیں ہوتا بلکہ عادل گواہ قابل اعتبار ہوتا ہے اسلئے گواہ کا تزکیہ یعنی اس کی عدالت ثابت کرنا ضروری ہے افعال و اقوال کا تزکیہ یہ ہے کہ انمیں اخلاص ہو ریا وغیرہ نہ ہو۔ حفظ لفظ۔ تیرا ایمان جو گواہ قولی ہے اسمیں اس کی ضرورت ہے کہ تیری زبان سے کوئی غیر مناسب لفظ۔ نکلے فعلی گواہ میں اس کی ضرورت ہو کر تو اپنے افعال میں عہد الست کی برابر نگہداشت رکھے

گر گواہِ ۱ قول کژ گوید ر دست — در گواہِ فعل کژ پوید بدست

اگر قولی گواہ ٹیڑھی بات کہے تو رد ہے — اگر فعلی گواہ ٹیڑھا چلے تو بد ہے

قول و فعلِ بے تناقض بایدت — تا قبول اندر زماں پیش آیدت

بغیر اختلاف کا قول و فعل تیرے لئے ضروری ہے — تاکہ زمانہ میں قبولیت تیرے سامنے آئے

سَعْیُکُمْ شَتّٰی تناقض اندرید — روز میدو زید و شب بر مید رید

تمہاری کوششیں مختلف ہیں تم تناقض میں ہو — دن کو سیتے ہو اور رات کو پھاڑتے ہو

پس گواہی با تناقض کہ شنود — یا مگر حکمے کند از لطفِ خود

تو تناقض کے ساتھ گواہی کون سنتا ہے ؟ — ہاں اگر اپنی مہربانی سے فیصلہ کر دے

فعل ۲ و قول اظہارِ سرِّ ست و ضمیر — ہر دو پیدا میکند سِرِّ ستیر

فعل اور قول راز اور دل کا اظہار ہے — دونوں چھپے ہوئے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں

چوں گواہت تزکیہ شد شد قبول — ورنہ محبوس ست اندر مول مول

جب تیرے گواہ کی عدالت ثابت ہوگئی وہ مقبول ہوگیا — ورنہ وہ ٹھہرا رہ ٹھہرا رہ میں پھنسا ہوا ہے

تا تو بستیزی ستیز ندائے حروں — فَانْتَظِرْ هُمْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ

اے سرکش جب تک تو جھگڑا کریگا وہ جھگڑینگے — پس تو ان کا انتظار کر وہ بھی منتظر ہیں

عرضہ ۳ کردن مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم شہادت را بر مہمانِ خویش

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مہمان پر کلمۂ شہادت پیش کرنا

ایں سخن پایاں ندارد مصطفٰے — عرضہ کرد ایمان و پذرفت آں فتٰے

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، مصطفٰے نے — ایمان پیش کر دیا اور اس نوجوان نے قبول کر لیا

آں شہادت را کہ فرّخ بودہ ست — بندہائے بستہ را بکشودہ ست

وہ (کلمہ) شہادت جو با برکت ہے — جس نے بندھی ہوئی بندشوں کو کھولا ہے

گشت مومن گفت اُورا مصطفٰے — کامشباں ہم باش تو مہمانِ ما

وہ مومن بن گیا اس کو مصطفٰے نے فرمایا — تو آج کی رات بھی ہمارا مہمان رہ

گفت واللہ تا ابد ضیفِ توام — ہر کجا باشم بہر جا کہ روم

اس نے کہا خدا کی قسم ہمیشہ کیلئے آپ کا مہمان ہوں — جہاں کہیں بھی رہوں، جہاں بھی جاؤں

---

۱ گر گواہ قول۔ قولی گواہ سے اگر کوئی لفظ غلط نکلے گا تو گواہ مردود ہو جائیگا فعلی گواہ میں اگر کوئی عمل عہد الست کے خلاف ہوگا تو وہ مردود ہو جائیگا۔ قول و فعل۔ ان دونوں گواہوں میں موافقت ضروری ہے ورنہ مردود ہو جائیں گے۔ سَعْیُکُمْ لَشَتّٰی۔ تمہاری کوششیں مختلف ہیں قرآن پاک میں ہے ان سعیکم لشتی روز۔ دن میں کچھ رات میں کچھ اور کرتے ہیں۔ یا مگر۔ یہ گواہی مردود ہے۔ ہاں خدا اپنے فضل سے قبول کر سکتا ہے۔

۲ فعل و قول۔ انسان کا قول و فعل اس کے دل میں چھپی ہوئی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ چوں۔ اگر گواہوں کی نیکی ثابت ہو جاتی ہے تو گواہی مقبول ہو جاتی ہے ورنہ گواہ خود پھنس جاتا ہے۔ مول مول۔ یعنی اس کو حکم ہوگا کہ ٹھہرا رہ۔ فانتظرھم۔ قرآن پاک میں آنحضور کو حکم ہے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ فَانْتَظِرْهُمْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ۔ اے نبی آپ ان سے روگردانی کر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی انتظار میں ہیں۔

۳ عرضہ کردن۔ پیش کرنا۔ شہادت۔ کلمۂ شہادت۔ فرخ مبارک گشت۔ وہ کافر مہمان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اشباں۔ آج کی رات گفت۔ اس نے کہا اب تو میں جہاں کہیں بھی رہوں آپ کے دستر خوان کا خوشہ چیں ہوں۔

زنده ا کرده مُعتَق و دربانِ تو　　ایں جہان و آں بر خوانِ تو
آپ کا زندہ کیا ہوا اور آزاد کیا ہوا اور دربان ہوں　　اس جہان میں اور اس جہان میں آپ کے دستر خوان پر ہوں

ہر کہ بگزیند جز ایں بگزید خواں　　عاقبت دَرَّد گلویش اُستخواں
جو اس منتخب دستر خوان کے علاوہ منتخب کریگا　　انجام کار ہڈی اس کا گلا پھاڑ دے گی

ہر کہ سُوئے غیرِ خوانِ تو رَوَد　　دیو با اُوداں کہ ہم کاسہ بُوَد
جو آپ کے دستر خوان کے غیر کے پاس جائے گا　　سمجھ لیجئے ، شیطان اس کا ہم پیالہ ہو گا

ہر کہ از ہمسائگیِ تو رَوَد　　دیو بے شکّے کہ ہمسایہ اش بُوَد
جو آپ کے پڑوس سے جائے　　بیشک شیطان اس کا پڑوسی ہو گا

وَر رَود بے تو سفر اُو دُور دست　　دیو بد ہمراہ وہم سفرہ وَیَست
اگر وہ دور و دراز آپ کے بغیر سفر کرے　　شیطان اس کا ہمراہی اور شریک دستر خوان ہے

ور نشیند بے تو بر اسپ شریف　　حاسدِ ماہست دیو اُورا رَدیف
اگر آپ کے بغیر وہ عمدہ گھوڑے پر بیٹھے　　وہ ہمارا حاسد ہے، شیطان اس کے پیچھے سوار ہے

وَر بچہ ۲ گیرد از و شہنازِ اُو　　دیو در نسلش بُوَد انبازِ اُو
اگر اس کی نازنین (بیوی) اس سے بچہ جنے　　شیطان اس کی نسل میں اس کا شریک ہو گا

دَر نُبی شارِکہُم گفت ست حق　　ہم دَر اموال و دَر اولاد از سَبق
اللہ (تعالیٰ) نے قرآن میں "اُن کا شریک ہوجا" فرمایا　　مالوں میں بھی اور اولاد میں بھی پہلے سے

گفت پیغمبرؐ زغیب ایں را جلی　　در مقاماتِ نوا در با علیؓ
پیغمبرؐ نے واضح طور پر یہ غیب سے فرمایا　　نادر مقامات میں (حضرت) علیؓ سے

یا رسولَ اللہ ۳ رسالت را تمام　　تو نمودی ہمچو شمسِ بے غمام
اے اللہ کے رسولؐ پوری رسالت کو　　آپ نے دکھا دیا بغیر ابر کے سورج کی طرح

ایں کہ تو کردی دو صد مادر نکرد　　عیسیٰ وافسونش با عاذر نکرد
جو کچھ آپ نے کیا دو سو ماؤں نے نہ کیا　　(حضرت) عیسیٰ اور انکی دعا نے عاذر کیساتھ نہ کیا

از تو جانم از اجل نک جان بُرد　　عاذر ارشد زندہ آندم باز مُرد
اب میری جان آپ کی وجہ سے موت سے جان بچائیگی　　عاذر اگر اس وقت زندہ ہوا پھر مر گیا

گشت مہمانِ رسول آنشب عرب　　شیر یک بُز نیمہ خوردو بست لب
عرب اس رات رسولؐ کا مہمان ہو گیا　　ایک بکری کا آدھا دودھ پیا اور ہونٹ بند کر لئے

۱ زندہ کردہ۔ آپ نے مجھے حیات ابدی عنایت کی ہے۔ معتق۔ غلامی سے آزاد شدہ۔ آں جہاں عالم آخرت۔ ہر کہ۔ جو آپ کے دستر خوان سے بھاگے گا وہ ہلاک ہوگا اور شیطان اس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بنیگا۔ ہمسائگی۔ جو آپ کا پڑوس چھوڑے گا شیطان اس کا پڑوسی بنے گا۔ سُفرہ۔ دستر خوان۔

۲ در بچہ۔ اگر اس کی بیوی کے بچہ پیدا ہوگا اسپر شیطانی اثر ہوگا۔ شہناز۔ شاہ ناز یعنی بیوی۔ انباز۔ شریک در نبے۔ قرآن پاک میں شیطان کو خطاب کیا گیا ہے۔ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ "اور تو ان کا مالوں اور اولاد میں شریک بن جا"۔

۳ یا رسول اللہ۔ اس نو مسلم مہمان نے کہا۔ غمام۔ ابر۔ دو صد مادر۔ ماں کی محبت مشہور ہے۔ عاذر وہ شخص جس کو حضرت عیسیٰ نے مرنے کے چالیس سال بعد زندہ کر دیا تھا لیکن پھر وہ طبعی موت مر گیا تو اس کی حیات عارضی تھی آپ نے مجھے ابدی زندگی عطا کر دی ہے۔ گشت۔ وہی بسیار خور اب مسلمان ہونے کے بعد ایک بکری کے آدھے دودھ سے سیر ہو گیا۔

کرد۱ الحاحش نجور شیر و رقاق — گفت گشتم سیر و اللہ بے نفاق
آنحضورؐ نے اس سے اصرار کیا کہ دودھ اور روٹی کھالے — اس نے کہا میرا پیٹ بھر گیا خدا کی قسم ایمانداری سے

ایں تکلف نیست نے ناموس و فن — سیر تر گشتم ازاں کہ دوش من
یہ تکلف نہیں ہے نہ شرم اور مکر — میں اس سے زیادہ پیٹ بھرا ہوں جتنا کہ کل (تھا)

در عجب ماندند جملہ اہلِ بیت — پُر شد ایں قندیل از یکقطرہ زیت
سب گھر والے تعجب میں پڑ گئے — کہ یہ قندیل زیت کے ایک قطرے سے بھر گیا

آنچہ قُوتِ مُرغِ بابیلے بُود — سیریِ معدہ چنیں پیلے بُود
جوابابیل پرند کی خوراک ہو — ایسے ہاتھی کا اس سے پیٹ بھر جائے

فجفجے افتاد اندر مرد و زن — قدرِ پشہ می خورد آں پلیتن
مرد و زن میں کھس پھس ہونے لگی — یہ ہاتھی جیسے جسم والا مچھر کی بقدر کھاتا ہے

حرص و وہمِ کافری سر زیر شد — اژدہا از قُوتِ مورے سیر شد
کفر کی حرص اور وہم اوندھا ہو گیا — اژدہا چیونٹی کی خوراک سے سیر ہو گیا

آں گدا۲ چشمی و کفر از وے برفت — لُوتِ ایمانش لُمتر کرد و زفت
وہ بھکاری پن اور کفر اس سے رخصت ہوا — اس کو ایمان کو عمدہ غذا نے موٹا تازہ کر دیا

آنکہ از جوع البقر اُو می طپید — ہمچو مریم میوۂ جنت بدید
وہ شخص جو جوع البقر سے تڑپتا تھا — اس نے (حضرت) مریم کی طرح جنت کے پھل دیکھ لئے

میوۂ جنت سوئے چشمش شتافت — معدۂ چوں دوزخش آرام یافت
جنت کے پھل اس کی آنکھوں کی جانب دوڑ آئے — اس کے دوزخ جیسے معدہ نے آرام پا لیا

ذاتِ ایماں نعمت و لُوتے ست ہول — اے۳ قناعت کردہ از ایماں بقول
ایمان کی حقیقت نعمت اور عظیم لذیذ غذا ہے — اے وہ کہ جس نے ایمان کے بارے میں قول پر اکتفا کر لیا ہے

دربیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست غذائے جسم اولیاء

اس کا بیان کہ وہ نور جو روح کی غذا ہے اولیاء کے جسم کی بھی غذا ہوتا

میشود تا اوہم یاری شود رُوح را کہ اَسلَمَ شَیطَانِی عَلیٰ یَدِی

ہے یہاں تک کہ وہ بھی روح کا دست بنجاتا ہے کیونکہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے میرا شیطان میرے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہے

گرچہ آں مطعومِ جان ست و نظر — جسم را ہم زاں نصیب ست اے پسر
اگرچہ وہ جان اور نظر کی خوراک ہے — اے بیٹا! اس میں جسم کا بھی حصہ ہے

---

۱ کرد۔ آنحضورؐ نے مزید کھانے پر اصرار کیا۔ الحاح۔ اصرار۔ رقاق۔ چپاتی۔ روٹی دوش۔ شب گذشتہ۔ پُر شد۔ یعنی آج یہ تھوڑی غذا سے سیر ہوگیا۔ انچہ۔ ہاتھی کا پیٹ ابابیل کی خوراک سے بھر گیا۔ پلیتن ہاتھی جیسے جسم والا۔ حرص۔ کفر کی حالت کی حرص جاتی رہی۔

۲ گدا چشمی۔ لالچ۔ حرص لوت۔ لب چونکہ وہ مومن ہوگیا ایمانی غذا نے اور موٹا تازہ کر دیا۔ جوع البقر۔ بیماری ہے جس میں کبھی پیٹ نہیں بھرتا ہے مریم۔ حضرت مریم حاملہ ہونے کی صورت میں جنتی پھل کھاتی رہیں اور دنیاوی غذا سے بے نیاز رہیں۔ ذات ایمان۔ ایمان کی حقیقت عجب نعمت اور غذا ہے اگر وہ کسی کو حاصل ہو جائے تو پھر جسمانی غذا کی زیادہ ضرورت نہیں رہتی ہے۔

۳ اے قناعت کردہ۔ جو لوگ صرف زبانی مومن ہیں وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ دربیان۔ نورِ ایمان روح کی غذا ہے جب روح اور جسم کا اتحاد ہو جاتا ہے تو وہ نور جسم کی غذا بھی بن جاتا ہے۔ اسلم۔ حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ میرا تابع ہوگیا ہے۔ مولانا نے یہاں شیطان سے مراد جسم انسانی لیا ہے یعنی وہ بھی روح کا ساتھی بن گیا ہے۔ گرچہ آں۔ یعنی نورِ ایمانی۔

گر نکشتے[1] دیو جسم آں را اکول — اسلم الشیطاں نہ فرمودے رسول

اگر شیطان کا جسم اس کا کھانیوالا نہ بنتا — (تو) رسول "شیطانِ اسلام لے آیا" نہ فرماتے

دیو زاں لوتے کہ مُردہ حَیّ شود — تا نیا شامد مُسلماں کے شوَد

شیطان اس غذا کو جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے — جب تک نہ پی لیتا، مسلمان کب ہوتا

دیو بر دنیاست عاشق کور وکر — عشق را عشقِ دگر بُرّد کمر

شیطان دنیا کا اندھا اور بہرا عاشق ہے — عشق کی کمر دوسرا عشق (ہی) توڑتا ہے

از نہانخانہ یقیں چوں مے چشد — اندک اندک عشق رَخت آنجا کشد

یقین کے دفینہ میں سے جب وہ شراب چکھتا ہے — آہستہ آہستہ عشق اس جگہ پڑاؤ ڈالتا ہے

یَا حَرِیْصَ الْبَطْنِ عَرِّجْ ھٰکَذَا — اِنَّمَا الْمِنْھَاجُ تَبْدِیْلُ الْغِذَا

اے پیٹ کے لالچی ! اس طرح مائل ہو — غذا کی تبدیل ہی راستہ ہے

یَا مَرِیْضَ[2] الْقَلْبِ عَرِّجْ لِلْعِلَاجِ — جُمْلَةُ التَّدْبِیْرِ تَبْدِیْلُ الْمِزَاجِ

اے دل کے مریض ! علاج کی طرف مائل ہو — مکمل تدبیر مزاج کا بدلنا ہے

اَیُّھَا الْمَحْبُوْسُ فِیْ رَھْنِ الطَّعَامِ — سَوْفَ تَنْجُوْ اِنْ تَحَمَّلْتَ الْعِظَامِ

اے کھانے کی رہن کے قیدی — عنقریب تو نجات پاجائیگا اگر تو نے بڑے مصائب برداشت کرلئے

اِنَّ فِیْ الْجُوْعِ طَعَاماً وَّافِرًا — اِفْتَقِدْہُ وَارْتَجِ یَانَافِرًا

بھوکا رہنے میں بہت غذا ہے — اس کو تلاش کرلے اور امید لگا اے بھاگنے والے

اِغْتَذِ بِالنُّوْرِ کُنْ مِثْلَ الْبَصَرْ — وَافِقِ الْاَمْلَاکَ یَا خَیْرَ الْبَشَرْ

نور کی غذا حاصل کر، آنکھ جیسا بن جا — اے انسانوں میں سے بہتر! فرشتوں کی موافقت کر

چوں[3] مَلک تسبیح حق را کُن غذا — تارہی ہمچوں ملائک از اذا

فرشتہ کی طرح اللہ کی تسبیح کو غذا بنا لے — تاکہ تو فرشتوں کی طرح سے نجات پا جائے

جبرئیل ار سُوئے جیفہ کم تند — اُو بقوّت کے زکرگس کم زند

اگرچہ جبرئیلؑ مردار کا رخ نہیں کرتے ہیں — وہ قوت میں گدھ سے کم پرواز کب کرتے ہیں؟

پیل اگرچہ در زمیں آہستہ است — اوز پشہ باز گو چوں رَستہ است

ہاتھی زمین میں اگرچہ آہستہ چلتا ہے — بتا وہ مچھر سے کب بچا ہے ؟

---

[1] گر نکشتے۔ اگر جسم روح کا ہم پیالہ اور ہم نوالہ نہ بنتا تو حضور "شیطان مسلمان ہو گیا" نہ فرماتے۔ دیو۔ شیطان اگر نور سے غذا حاصل نہ کرتا تو وہ مسلمان کب بن سکتا تھا۔ دیو۔ جسم انسانی دنیا کا عاشق ہے جب تک آخرت کا عشق نہ پیدا ہوگا۔ اس عشق کی کمر نہ ٹوٹے گی۔ از نہانخانہ۔ جب اللہ تعالیٰ کی جانب دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے تو عشق نمودار ہو جاتا ہے۔ یا حریص۔ غذا کی تبدیلی سے مزاج بدلتا ہے اور اس سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔ انسان کو غذا، جسمانی چھوڑ کر غذا روحانی کا عادی بننا چاہیے۔

[2] یا مریض۔ مزاج کے تغیر سے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں جب مزاج کی تبدیل کر کے اس کو اصل حالت میں لے آیا جائے تو مرض زائل ہو جاتا ہے۔ عظام۔ صبر کے مصائب برداشت کرنے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ ان فی الجوع۔ (شعر)

اندرون از طعام خالی دار
تا دراں نور معرفت بینی

وافق۔ ملائکہ کی غذا نور ہے۔

[3] چوں ملک۔ فرشتوں کو تسبیح کے ذریعہ غذا نور حاصل ہوتی ہے۔ جبرئیل جبرئیل کی طاقت نورانی ہے ان کی پرواز مردار خور گدھ سے بہت زیادہ ہے۔ پیل۔ ہاتھی کا جسم بھاری بھرکم ہے لیکن مچھر اس کو ہلاک کر سکتا ہے تو جسم کی طاقت پر مدار نہیں ہے۔

خَبَّذا خوانے نہادہ دَر جہاں　　لیک از چشمِ خسیساں بس نہاں
دنیا میں عمدہ خوان رکھا ہوا ہے　　لیکن کمینوں کی نگاہ سے بہت چھپا ہوا ہے

انکار کردنِ اہلِ تن غذائے رُوح راولرزیدنِ ایشان برغذائے خسیسِ جسمانی

تن پروروں کا روحانی غذا سے انکار کرنا اور ان کا جسمانی تھوڑی غذا سے لرزنا

گر جہاں باغے پُراز نعمت شود　　قسمِ موش و مار ہم خاکے بُود
اگر دنیا نعمت سے بھرا ہوا باغ بن جائے　　چوہے اور سانپ کا حصہ پھر بھی مٹی ہے

قسمِ شاں خاکست گردَے گر بہار　　میر کونی خاک چوں نوشی چو مار
ان کا حصہ مٹی ہے خواہ خزاں ہو خواہ بہار ہو　　تو جہان کا سردار ہے سانپ کی طرح مٹی کیوں کھاتا ہے

درمیانِ چوب گوید کرمِ چوب　　مر کرا باشد چنیں حلوائے خوب
لکڑی کا کیڑا لکڑی میں کہتا ہے　　ایسا عمدہ حلوا کس کو نصیب ہے ؟

درمیانِ ۲ خاک گوید کرمِ خورد　　ایں چنیں حلوا بعالم کس نخورد
چھوٹا سا کیڑا مٹی میں کہتا ہے　　دنیا میں ایسا حلوہ کسی نے نہیں کھایا

کرمِ سرگیں درمیانِ آں حَدث　　دَر جہاں نُقلے نداند جُز خَبث
گوبر کا کیڑا اس نجاست میں　　دنیا میں سوائے نجاست کے کوئی خوراک نہیں جانتا ہے

جُز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ　　شد نجاست مر وُرا چشم و چراغ
کوا نجاست کے علاوہ کچھ نہیں پہچانتا ہے　　نجاست ہی اس کا چشم و چراغ ہے

مناجات

دعا

اے خدائے ۳ بے نظیر ایثار کن　　گوش راچوں حلقہ دادی زیں سخن
اے بے نظیر خدا ! عنایت کر دے　　جبکہ تو نے اس کام کا کان میں حلقہ پہنا دیا ہے

گوش ما گیرو بداں مجلس کشاں　　کز حقیقت میخورند ایں سَرخوشاں
ہمارا کان پکڑ اور اس مجلس میں کھینچ　　کیونکہ یہ مست تیری شراب پی رہے ہیں

چوں بما بوئے رسانیدی ازیں　　سَر مبند آں مُشک رااے ربِّ دیں
جبکہ تو نے ہم تک اس کی خوشبو پہنچا دی ہے　　اے دین کے رب ! اس مشک کو بند نہ کر

۱ خَبَّذا۔ نورانی خوان دنیا میں موجود ہے۔ لیکن وہ کمینوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے وہ صرف ظاہری غذا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انکار کردن۔ دنیا دار غذا روح کے منکر ہیں اور جسم کی جسمانی غذا کی طرف مائل ہیں۔ گر جہاں۔ اگر پورا عالم باغ بن جائے تب بھی چوہے اور سانپ کی غذا مٹی ہی ہے یہی حال ان دنیا داروں کا ہے۔ درمیان۔ لکڑی کا کیڑا لکڑی ہی کو بہترین حلوا سمجھتا ہے۔

۲ درمیان۔ زمین کا کیڑا زمین ہی کو اپنا حلوا سمجھتا ہے کرم سرگیں۔ گوبر کے کیڑے کو گوبر ہی بہتر غذا معلوم ہوتی ہے کلاغ کو ات نجاست ہی کو بہترین غذا سمجھتا ہے۔ مناجات دعا۔

۳ اے خدا۔ جب تو نے ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اسرار حکم سن رہے ہیں تو پھر ہمیں اہل حال مجلس میں پہنچادے۔ زیں سخن یعنی اسرار حکم۔ رحیق۔ شراب سرخوشاں۔ مستاں چوں۔ جب تو نے ہمیں اہل دل کی باتیں سنا دی ہیں تو ان کو ہم سے مخفی نہ رکھ۔

از تو نوشند از ذکور و از اناث ــ اے دریغی در عطایا مُستغاث
مذکر اور مونث تجھ ہی سے پی رہے ہیں ــ اے فریاد رس! تو عطیات میں بے روک ٹوک ہے

اے دُعا ناگفتہ از تو مستجاب ــ داده دل را ہر دمی صد فتحِ باب
اے وہ کہ نہ مانگی ہوئی دعا بھی تیری جانب سے قبول ہے ــ تو نے ہر لحظہ دل کو سینکڑوں دروازے کی کشادگیاں عطا کی ہیں

چند حرفے نقش کردی از رقوم ــ سنگہا از عشقِ اُو شُد ہمچو موم
تو نے حروف میں سے چند حرف تحریر کیے ــ ان کے عشق سے بہت سے پتھر موم جیسے ہو گئے

نونِ ابرو صادِ چشم و جیمِ گوش ــ بر نوشتی فتنۂ صد عقل و ہوش
ابرو کا نون، آنکھ کا صاد، کان کا جیم ــ تو نے لکھے ہیں جو سینکڑوں عقل و ہوش کیلئے فتنہ ہیں

زاں حروفت شد خرد باریک ریس ــ نسخ میکن اے ادیب خوشنویس
تیرے ان حروف سے عقل دقیق النظر ہو گئی ــ اے خوشنویس ادیب! خوب لکھ

در خورِ۲ ہر فکر بستہ بر عدم ــ دمبدم نقشِ خیالِ خوش رقم
عدم پر ہر فکر کے مناسب قائم کر دیا ہے ــ ہر لحظہ، حسین خیالی نقش

حرفہائے طرفہ بر لوحِ خیال ــ بر نوشتہ چشم و ابرو خط و خال
خیال کی تختی پر عجیب حروف ــ آنکھ اور ابرو اور خط و خال کے لکھ دیئے ہیں

بر عدم باشم نہ بر موجود مست ــ زانکہ معشوقِ عدم وافی ترست
میں عدم کا عاشق ہوں نہ کہ موجود کا ــ کیونکہ عدم والا معشوق زیادہ وفادار ہے

عقل را خط خوانِ آں اشکال کرد ــ تا دہد تدبیرہا را زاں نوَرد
عقل کو ان شکلوں کا پڑھنے والا بنا دیا ــ تاکہ ان کے بارے میں تدبیروں کو لپیٹ دے

تشبیہ۳ عقل بجبرئیلؑ و نظرِ او در غیب مانندِ نظر جبرئیلؑ در لوحِ محفوظ

عقل کی حضرت جبرئیلؑ سے مشابہت اور اس کی نظر کا غیب پر حضرت جبرئیلؑ کی طرح رہنا

چوں مَلک از لوحِ محفوظ آں خرد ــ ہر صباحے درس ہر روزہ برد
عقل، فرشتہ کی طرح لوح محفوظ سے ــ ہر صبح کو ہر دن کا سبق حاصل کر لیتی ہے

بر عدم تحریرہا بیں بابیاں ــ واں سوادش حیرتِ سودائیاں
عدم میں وہ تحریریں دیکھ باوجود بیان کے ــ ان کی سیاہی دیوانوں کے لئے باعث حیرت ہے

ہر کسے شد بر خیالے ریش گاؤ ــ گشتہ در سودائے گنجِ گاؤ
ہر شخص کسی خیال میں احمق بنا ہوا ہے ــ خزانے کے خیال میں گنج گاؤ بنا ہوا ہے

---

۱ از تو۔ تیری عطا عام ہے تو ہمیں بھی محروم نہ کر اے دعا تیری وہ ذات ہے کہ تو نہ مانگی ہوئی دعائیں بھی قبول فرما لیتا ہے اور دل کو سینکڑوں اسرار سے مانوس کر دیتا ہے۔ چند حرفے۔ معشوقوں کے اعضاء چند حرفوں کے مشابہ ہیں نون ابرو کے اور صاد آنکھ کے حلقہ کے اور جیم کان کے یہ حضرت حق کی کاریگری ہے کہ چند حرف اس نے تحریر فرمادیئے جن کی تاثیر سے سنگدل عاشقوں کے دل موم ہو گئے ہیں۔ زاں۔ ان حروف کے ذریعہ عقل مصنوع سے صانع پر استدلال کرنے کے قابل ہو گئی۔ ریس۔ دقیق۔ فکر۔

۲ در خور۔ انسان جس طرح حسی حروف سے مقاصد اور مطالب اخذ کرتا ہے اسی طرح خیالی حروف بھی ہیں جن سے انسان مطالب اخذ کرتا ہے اس کے لوح خیال پر چشم و ابرو کے نقش قائم ہیں۔ بر عدم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ صورت خیالی سے عاشق کا اتحاد نام ہوتا ہے اور وہ ناقابل فنا ہے اس لئے میں صورت حسی پر صورتِ خیالی کو ترجیح دیتا ہوں۔ اشکال۔ یعنی خیالی صورتیں۔

۳ تشبیہ۔ جس طرح حضرت جبرئیلؑ لوح محفوظ سے پڑھتے ہیں اسیطرح عقل بھی غیب سے پڑھتی ہے اور روزانہ کا درس حاصل کرتی ہے۔ تحریرہا۔ پردہ غیب میں جو تحریریں ہیں عشاق نے مطالب اخذ کرتے ہیں۔ اور انکی سیاہی میں حیران رہتے ہیں۔ ریش گاؤ۔ احمق۔ گنج گاؤ۔ ایک خزانہ کا نام ہے جو بہرام شاہ کو زمین میں مدفون ملا تھا۔

از خیالے گشتہ شخصے پُر شکوہ ۱ — روئے آوردہ بمعد نہائے کوہ
ایک شخص خیال کی وجہ سے پُر شکوہ ہے — پہاڑ کی کانوں کی جانب رخ کئے ہوئے ہے

وز خیالے آں دگر با جہدِ مُر — رُو نہادہ سُوئے دریا بہرِ دُر
دوسرا ایک خیال کی وجہ سے تلخ کوشش کیساتھ — موتیوں کے لئے دریا کی جانب رخ کئے ہوئے ہے

واں دگر بہرِ ترہّب در کنشت — واں یکے اندر حریصی سُوئے کِشت
دوسرا رہبانیت کے لئے گرجا گھر میں ہے — دوسرا حرص میں کھیتی (باڑی) کی جانب ہے

از خیال آں رہزنِ رستہ شدہ — وز خیال ایں مرہمِ خستہ شدہ
وہ خیال کی وجہ سے بازار کا ڈاکو بنا — اور یہ خیال کی وجہ سے زخمی کا مرہم بنا ہوا ہے

در پری خوانی یکے دل کردہ گم — بر نجوم آں دیگرے بنہادہ سم
ایک نے حاضرات میں دل کو گم کر دیا ہے — دوسرے نے ستاروں پر قدم رکھا ہے

آں یکے در کشتی از بہرِ رباح ۲ — آں یکے بافسق و دیگر باصلاح
ایک نفع کے لئے کشتی میں ہے — ایک فسق میں ہے اور دوسرا نیکی میں

ایں رَوِشہا مختلف بینی بروں — زاں خیالاتِ مُلوّن زاندروں
باہر یہ مختلف روشیں نظر آتی ہیں — اندر کے رنگا رنگ خیالات کی وجہ سے

ایں دراں حیراں شدہ کاں بر چہ ست — ہر چشندہ آں دگر را نافی ست
یہ اس میں حیران ہے کہ یہ (خیالات) کس بنا پر ہیں — ہر چکھنے والا دوسرے کا منکر ہے

آں خیالات ار نبند ناموتلف — چوں زبیروں شد روشہا مختلف
اگر یہ خیالات مختلف نہیں ہیں — تو بیرونی روشیں کیوں مختلف ہیں

قبلۂ جاں را چو پنہاں کردہ اند — ہر کسے رُو جانبے آوردہ اند
چونکہ انہوں نے جان کے قبلہ کو چھپا دیا ہے — ہر شخص ایک جانب کو منہ کئے ہوئے ہیں

تمثیل ۳ روشہائے مختلف و وہمہائے گوناگوں باختلاف تحری متحریاں در وقت نماز قبلہ را بوقتِ تاریکی و تحری غوّاصاں در قعرِ بحر

مختلف روشوں اور مختلف قسم کے وہموں کی اندھیرے میں نماز کے وقت قبلہ کی اٹکل کرنے والوں کی اٹکل کے اختلاف سے اور غوطہ زنوں کی سمندر کی تہ میں اٹکل سے مثال

---

۱ از خیالے مختلف خیالات کی بناپر جو کوششیں ہیں ان کا ذکر ہے۔ وز خیالے کوئی شخص موتی کی صورتِ خیالیہ کی بنا پر دریا سے اس کا جویاں ہے۔ ترہب۔ رہبانیت اختیار کرنا یعنی دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے گرجا گھر میں بیٹھ جانا۔ کنشت۔ یعنی نصاریٰ کا عبادتخانہ۔ رستہ۔ بازار۔ پری خوانی ایسے عمل کرنا جس سے بھوت اور پریاں حاضر ہو جاتی ہیں اس کو حاضرات کہا جاتا ہے۔

۲ رُباح۔ نفع۔ مُلوّن۔ رنگین۔ حیران یعنی ہر شخص دوسرے کے خیالات پر تعجب کا اظہار کرتا ہے۔ آں۔ چونکہ ہر انسان کا خیال جداگانہ ہے۔ اس لئے ہر شخص کا عمل بھی مختلف ہے۔ ناموتلف مختلف۔ قبلہ جان انسانوں نے عقل سے صحیح کام نہیں لیا اس لئے مقصود حقیقی مخفی ہو گیا اور ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق قبلہ کا ایک رخ تجویز کر کے اس کی طرف منہ کر لیا ہے۔

۳ تمثیل۔ حقیقی مقصود مخفی ہو جانے کی صورت میں لوگوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ کی حقیقی سمت معلوم نہ ہونے کی صورت میں ہر شخص ایک ایک جانب کو نماز پڑھتا ہے۔ یا مختلف غوطہ موتی کے لئے مختلف سمتوں میں غوطہ لگاتے ہیں۔

ہمچو قومے کہ تحری میکنند — بر خیالِ قبلہ ہر سُومی تنند
جس طرح لوگ اٹکل کرتے ہیں — قبلہ کے خیال سے ہر جانب کو رخ کرتے ہیں

چونکہ ۱ کعبہ رُو نماید صبح گاہ — کشف گردد کہ کہ گم کردہ ست راہ
جب صبح کو قبلہ رونما ہوتا ہے — واضح ہو جاتا ہے کہ کس نے غلطی کی ہے

یا چو غوّاصاں بزیرِ قعرِ آب — ہَر کسے چیزے ہمی گیرد شتاب
یا جس طرح غوطہ زن پانی کی گہرائی کے نیچے — ہر شخص جلدی سے ایک چیز پکڑ لیتا ہے

بَر اُمیدِ گوھر و دُرِّ ثمیں — تو برہ پُر میکنند از آن وایں
جوہر اور قیمتی موتی کی امید پر — اس اور اس سے تھیلی بھر لیتے ہیں

چوں بر آیند از تگِ دریائے ژرف — کشف گردد صاحب دُرِّ شگرف
جب گہرے دریا کی تہہ سے باہر آتے ہیں — عجیب موتی والا واضح ہو جاتا ہے

واں دگر کہ بُرد مروارید خُرد — واں دگر کہ سنگریز و شہ بُرد
اور وہ جس نے چھوٹا موتی حاصل کیا ہے — اور وہ جس نے پتھری اور پوتھ حاصل کیا ہے

ھٰکَذَا نَبْلُوْھُمْ بِالسَّاھِرَۃْ ۲ — فِتْنَۃً ذَاتَ افْتِضَاحٍ قَاھِرَۃْ
اسی طرح ہم ان کو میدان میں آزمائیں گے — آزمائش میں جو زبردست رسوائی والی ہو گی

ہمچنیں ہر قوم چوں پر وانگاں — گردِ شمعے پَر زناں اندر جہاں
اسی طرح ہر قوم پروانوں کی طرح — دنیا میں ایک شمع کے چاروں طرف پرواز کر رہی ہے

خویشتن بر آتشے بر میزنند — گردِ شمعِ خود طوافے می کنند
اپنے آپ کو ایک آگ پر پھینک رہی ہے — اپنی شمع کے گرد طواف کر رہی ہے

بر اُمیدِ آتشِ موسیٰ بخت — کز لہیبش سبز و تر گرد درخت
نصیب کے موسیٰ کی آگ کی امید پر — جس کی لپٹ سے درخت زیادہ سرسبز ہو جاتا ہے

فصلِ آں آتش شنیدہ ہر رمہ ۳ — ہر شرر را آں گماں بُردہ ہمہ
ہر جماعت نے اس آگ کی فضیلت سن لی ہے — سب نے اس چنگاری کو وہ سمجھا ہے

چوں بر آید صبحدم نورِ خلود — وانماید ہر یکے چہ شمع بود
جب صبح کو ہیشگی کا نور طلوع کرے گا — ہر شخص دیکھ لے گا کہ کیا شمع تھی

ہر کرا پر سوخت زاں شمعِ ظفر — بد ہدش آں شمع خوش ہفتاد پر
جس کے اس کامیابی کی شمع سے پر جلے ہیں — اس کو وہ شمع ستر اچھے پر دیدے گی

۱ چونکہ۔ جب صبح کو قبلہ رونما ہوتا ہے تو ہر شخص کو غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ کا مکتوب جب واضح ہوگا تو غلط اندیشوں کو غلطی کا احساس ہوگا۔ درثمین۔ قیمتی موتی۔ توبرہ تھیلا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ عجیب۔

۲ ساہرہ روئے زمین میدان۔ افتضاح۔ رسوا ہو جانا۔ شمعے۔ یعنی مقصود۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو خدا کی تجلی ایک درخت پر آگ کی صورت میں نظر آئی تھی۔ لہیب۔ لپٹ۔

۳ رمہ۔ جماعت۔ آں یعنی نور موسوی۔ تو خود ابدی نور۔ شمع ظفر یعنی عشق خداوندی۔

جُوقِ ۱ پروانہ دو دیدہ دوختہ | ماند زیرِ شمعِ بَد پَر سوختہ
دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے پروانوں کی جماعت | بری شمع کے نیچے پر جلی ہوئی رہ جائے گی

می طپد اندر پشیمانی و سُوز | میکند آہ از ہوائے چشم دوز
وہ سوزش اور شرمندگی میں تڑپے گی | آنکھیں سی دینے والی خواہش نفسانی سے آہ کرے گی

شمع اُو گوید کہ چوں من سوختم | کے ترا بر ہانم از سوزو ستم
اس کو شمع کہے گی جبکہ میں جل گئی | میں تجھے سوزش اور ستم سے کیسے رہائی دوں

شمع اُو گریاں کہ من سَر سوختہ | چوں ۲ کُنم میں غیر را افروختہ
اس کی شمع روئے گی کہ میں سر جلی | دوسرے کو کیا روشن کروں؟

در تفسیر آیۃ یا حسرۃً علی العباد

"بندوں پر حسرت ہے" آیت کی تفسیر

اُو ہمی گوید کہ ازم اشکالِ تو | غرّہ گشتم دیر دیدم حالِ تو
وہ کہے گا کہ تیری صورت سے | میں دھوکا کھا گیا میں نے تیری حالت دیر میں دیکھی

شمع مردہ بادہ رفتہ، دلربا | غوطہ خورد از ننگ کژ بینی ما
شمع مر کر چلی گئی، دل ربا نے | غوطہ مار لیا، ہماری کج بینی کی ذلت سے

ظَلَّتِ الْاَرْبَاحُ خُسْرًا مُّغْرَمًا | تَشْتَکِیْ شَکْوَیٰ اِلَی اللہِ الْعَمٰی
منافع ڈنڈ والا نقصان بن گئے | اندھے پن کا "اللہ" سے شکوہ کرتا ہے

حَبَّذَا ۳ اَرْوَاحِ اِخْوَانِ ثِقَاتْ | مُسْلِمَاتٌ مُّؤْمِنَاتٌ قَانِتَاتْ
ثقہ بھائیوں کی روحیں قابل مبارکباد ہیں | مسلمان ہیں، مومن ہیں، دعا کرنے والی ہیں

ہر کسے روئے بسُوئے بردہ اند | واں عزیزاں رُو بہ بے سُو کردہ اند
ہر شخص نے ایک جانب رخ کیا ہے | وہ با عزت ہیں جنہوں نے بے رخ کی جانب رخ کیا ہے

ہر کبوتر می پَرد در مذہبے |ویں کبوتر جانب بے جانبے
ہر کبوتر ایک راستہ پر پرواز کرتا ہے | یہ کبوتر بے جانب کی جانب پرواز کرتا ہے

ہر عقابے می پَرد از جا بجا | ویں عقاباں راست بیجائی سَرا
ہر باز ایک جگہ سے دوسری جگہ پرواز کرتا ہے | ان بازوں کی سرا لا مکانی ہے

مانہ مرغانِ ہوا نے خانگی | دانۂ ما دانۂ بے دانگی
ہم نہ ہوائی پرند ہیں، نہ پالتو | ہمارا دانہ، بے دانگی کا دانہ ہے

---

۱ جُوق۔ جو لوگ عقل سلیم سے کام نہ لیں گے اور شیطان کے فریب خوردہ ہونگے وہ گم گشتہ راہ ہونگے۔ میکند۔ جو آنکھیں بند کر کے شہوات میں مبتلا ہو گئے ہیں وہ آہیں بھرینگے شمع اُو گوید۔ یعنی باطل معبودان سے برات کرینگے۔

۲ چُوں کُنم۔ باطل معبود خود عذاب میں ہونگے وہ دوسروں کو کیا بچا سکیں گے۔ او۔ باطل پرست۔ شمع۔ یعنی باطل معبود منہ چھپائیں گے۔ ظلت۔ متوقع نفع ٹوٹا ثابت ہوگا اور یہ لوگ اپنے اندھے پن کا شکوہ کرینگے۔

۳ حَبّذا۔ مومنین کی روحیں مسلمات ہوں گی۔ واں۔ عزیزاں جو لوگ حق پرست ہیں۔ اور انہوں نے اپنا رخ ذات منزہ کی طرف کیا ہے وہ با عزت ہونگے۔ دیں۔ کبوتر۔ یہ وہ روحیں ہیں جو مومنات ہیں۔ بے جانبے۔ یعنی ذات حق جو جہت سے منزہ ہے۔ ہر عقابے۔ ہر انسان کا ایک جانب کو رخ ہے لیکن اخوان صفا کا مکان لامکان ہے۔ مانہ۔ وہ یہ کہتے ہیں۔

زاں ۱ فراخ آمد چنیں روزیِ ما　　کہ دریدن شد قبا دوزیِ ما
اسی لئے ہماری روزی اس قدر فراخ ہے　　کہ ہمارا پھاڑنا قبا کو سینا ہے

دَربیان آنکہ فرجی راچرا فرجی نام نہادند اوّل
اس کا بیان کہ شروع میں فرجی کو فرجی کیوں کہا گیا

صوفی بدرید جُبّہ دَر حَرَج　　پیشش آمد بعد بدریدن فرَج
ایک صوفی نے تنگی میں جبہ پھاڑ ڈالا　　پھاڑنے کے بعد اس کو فراخی میسر آ گئی

کردہ نام آں دَریدہ فرّجی ۲　　ایں لقب شد فاش ازاں مردنجی
اس نے اس پھٹے ہوئے (جبہ) کا نام کشادگی والا رکھدیا　　اس برگزیدہ کی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا

ایں لقب شد فاش وصافش شیخ بُرد　　ما ند اندر طبع خلقاں حرف دُرد
یہ لقب مشہور ہو گیا اور اس کی حقیقت شیخ لے گیا　　لوگوں کی طبیعت میں حرف تلچھٹ باقی رہ گئی

ہمچنیں ہر نام صافی داشتہ است　　اسم راچوں دُروی بگذاشتہ است
اسی طرح ہر وہ نام جو صفائی رکھتا تھا　　اس نے نام کو تلچھٹ کی طرح چھوڑا

ہر کہ گلخوار ۳ ست دردی راگرفت　　رفت صوفی سُوئے صافی ناشگفت
جو مٹی کھانے والا ہے اس نے تلچھٹ لے لی ہے　　صوفی صاف کی جانب تعجب کے بغیر چلا گیا

گفت لا بد دُرد را صافی بُوَد　　زیں دلالت دل بصفوت میرَوَد
صوفی نے کہا تلچھٹ کے لئے صفائی لازمی ہے　　اس رہنمائی سے دل صفائی کی جانب جاتا ہے

دُرد عُسر افتاد صافش یُسرِ اُو　　صاف چوں خرماو دُردی بُسرِ اُو
تنگی تلچھٹ ہے اس کا صاف اس کی کشادگی ہے　　صاف خرما کی طرح ہے اور تلچھٹ اس کا کچا ہے

عُسر بایُسر ست ہیں آیس مباش　　راہ داری زیں ممات اندر معاش
تنگی کشادگی کے ساتھ ہے خبردار! مایوس نہ ہو　　اس موت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے

صاف خواہی جُبّہ بشگاف اے پسر　　تا ازاں صفوت بر آری زود سَر
اے بیٹا! اگر تو صاف چاہتا ہے جبہ کو پھاڑ دے　　تاکہ اس میں سے جلد صفائی ظاہر ہو جائے

---

۱ زاں۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر کھودنے سے ایندھن فراواں ہو جاتا ہے۔ اور قبا چاک کر دینے سے روزی فراواں ہو جاتی ہے اس کے استرا ابرے وغیرہ کو فروخت کر کے گذارا کیا جا سکتا ہے یعنی اسباب ظاہری کو ختم کر دینے سے اللہ پر توکل ہو جاتا ہے وَمَن یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۔ دربیان۔ جبہ کو شروع میں فرجی اسلئے کہا گیا کہ ایک فقیر نے اپنا جبہ پھاڑ کر فروخت کر دیا ہے اور اس سے اس کو فراخدستی حاصل ہوئی یعنی اس نے وجود ظاہری کو فنا کیا تو اس کو جاودانی بقا حاصل ہو گئی اس لئے اس نے پھٹے ہوئے جبہ کا نام فرجی یعنی کشادگی والا رکھدیا۔ حرج۔ تنگی۔ فرج کشادگی۔
۲ فرجی۔ یعنی اس جبہ کا نام کشادگی والا پڑ گیا کیونکہ اس کے پھٹنے سے اس فقیر کو کشادگی حاصل ہوئی تھی۔ فاش۔ مشہور۔ دُرد۔ تلچھٹ ہمچنیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ابتداء کوئی نام کسی حقیقت کی بنیاد پر رکھا جاتا ہے، لیکن پھر اس نام میں سے حقیقت گم ہو جاتی ہے اور صرف لفظ رہ جاتے ہیں۔
۳ گلخوار۔ یعنی دنیا پرستوں نے مجاز کو اختیار کر لیا اور حقیقت تک نہ پہنچے۔ حقیقت پرست صوفی حقیقت تک پہنچ گیا۔ گفت۔ مجاز پرست سمجھتا ہے کہ مجاز میں حقیقت پنہاں ہے۔ صفوت۔ نیز صاف۔ عسر۔ مجاز کی مثال تنگی اور کچی کھجور کی سی ہے اور حقیقت کی مثال بسر اور پکی کھجور کی ہے۔ ہر عسر تنگی کے بعد یسر اور سہولت میسر آتی ہے۔ راہ فنا کے بعد ہی بقا حاصل ہوتی ہے۔ صاف۔ اگر تو چاہتا ہے کہ حقیقت تک پہنچے تو ظاہری پرستی اور تن پروری چھوڑ دے بہت جلد حقیقت تک پہنچ جائے گا۔

هستٍ ۱ صوفی آنکہ شد صفوت طلب　نہ لباسِ صوف و خیّاطی و دَب
صوفی وہ ہے جو صفائی کا طالب ہو　نہ کہ اون کا لباس اور سینا اور نقش

صوفیی گشتہ بہ پیشِ ایں لِئام　اَلْخَیاطَةُ وَاللُّوَاطَةُ وَالسَّلام
ان کمینوں کے لئے صوفی ہونا بن گیا ہے　سینا اور اغلام والسلام

بر خیالِ آں صفا و نامِ نیک　رنگ پوشیدن نکو باشد و لیک
صفا کے خیال اور بھلے نام کی وجہ سے　رنگین پہننا اچھا ہو گا لیکن

بر خیالش گر روی تا اصلِ اُو　ہمچناں کہ گر بہ سُوئے ناں بُو
اگر اس کے خیال سے تو حقیقت کی طرف جائے　جس طرح کہ بلی خوشبو کے ذریعہ روٹی کی جانب

بُو ۲ قلاوُوزست اے جویائے عشق　نے زبُو یعقوبؑ شدُ بینائے عشق
اے عشق کے تلاش کرنے والے! بو رہنما ہے　کیا بو کی وجہ سے (حضرت) یعقوبؑ عشق کے بینا نہیں بنے؟

دور باشِ غیرتت آمد خیال　گرد بر گردِ سَرا پردہ جلال
(فاسد) خیال تیرے لئے دو شاخہ نیزہ ہے　جلال کے پردے کے ارد گرد ہے

بستہ ہر جوینده را کہ راہ نیست　ہر خیالش پیش می آید کہ بیست
جس نے ہر تلاش کرنیوالے کو باندھدیا ہے کہ راہ نہیں ہے　ہر خیال اس کے سامنے آجاتا ہے کہ ٹھہر جا

جُز مگر آں تیز گوش و تیز ہوش　کِش بُوَد از جیش نصرتہاش جوش
سوائے اس تیز کان والے اور تیز ہوش والے کے　جس کو مددوں کے لشکر سے جوش حاصل ہے

بجہد از ۳ تخییلہا بے شہ شوَد　تیرِ شہ بنماید و بیروں رَوَد
وہ تخیلات سے نکل جاتا ہے بغیر مات کے بنجاتا ہے　شاہی تیر دکھاتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

ہر کہ را در دست تیرِ شہ بُوَد　راہ یابد تا بمنزل می رَوَد
جس کے ہاتھ میں بادشاہ کا تیر ہو　راستہ پا لیتا ہے، منزل تک چلا جاتا ہے

فی المُناجات
دعا

اے قدیمِ راز دانِ ذُوالمنن　دَر رہِ تو عاجزیم و ممتحن
اے احسانوں والے راز کو جاننے والے قدیم!　تیری راہ میں ہم عاجز ہیں اور مشقت میں ہیں

ایں دلِ سَر گشتہ را تدبیر بخش　ویں کماں ہائے دوتو را تیر بخش
اس حیران دل کو تدبیر عنایت کر دے　ان خمیدہ کمانوں کو تیر عنایت کر دے

---

۱ ہست۔ تصوف محض کمبل پوشی اور پیوند در پیوند گدڑی اور اس کو منقش کرنے کا نام نہیں ہے۔ لئام۔ کمینے لواطت۔ اغلام۔ بر خیال۔ نیکی تک پہنچنے کے لئے نیکوں کا لباس اختیار کرنا مفید ہے لیکن محض کا لباس اختیار کر لینا اور بدوں کے سے کام کرنا برا ہے ہمچناں۔ نشانات سے منزل مقصود تک پہنچنا چاہیے محض نشان حاصل کرنا کافی نہیں ہے۔

۲ بو۔ کسی چیز کی خوشبو سے اس چیز تک پہنچا جا سکتا ہے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کی خوشبو سے عشق کے بینا بنے اور انکی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ دور باش۔ وہ دو شاخہ نیزہ جو چوبدار بادشاہوں کے آگے لیکر لوگوں کو ہٹاتا ہوا چلتا ہے یعنی مجاز میں پھنسنا اور مجاز کا خیال خدا کی غیرت کا دور باش ہے جو انسان کو اس کے دربار سے ہٹا دیتا ہے۔ بستہ۔ یہ خیال حقیقت تک نہیں پہنچنے دیتا ہے۔ جُز۔ توفیق خداوندی جن کا ساتھ دیتی ہے وہ مجاز سے حقیقت تک پہنچتے ہیں۔

۳ بجہد۔ توفیق۔ جن کا ساتھ دیتی ہے وہ ان خیالا سے شاہی تیر کی علامت دکھا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ تیر شہ۔ شاہی تیر پر علامت ہوتی تھی جس کو دکھا کر کارکن ہر جگہ جا سکتا تھا۔ ذوالمنن۔ احسانوں والا اللہ تعالیٰ ممتحن مصیبت زدہ۔ تیر۔ یعنی شاہی علامت والا تیر

جُرعہ ا بر ریختی زاں خُفیہ جام — بر زمینِ خاک مِنْ کَاسِ الْکِرام
تو نے اس پوشیدہ جام سے گھونٹ گرا دیا ہے — خاک کی زمین پر کریموں کے پیالے سے

جُست بر زُلف و رُخ از جُرعہ نشاں — خاک راشاہاں ہمی لیسند ازاں
گھونٹ کا نشان زلف اور رخ پر تلاش کیا ہے — اسی وجہ سے شاہ خاک کو چاٹتے ہیں

جُرعہ حُسن ست کایں خاکست گش — کہ بصد دل روز و شب می بوسیش
حسن کا گھونٹ ہے کہ یہ خاک بھلی ہے — کہ تو دل و جان سے دن رات اس کو چومتا ہے

جُرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کُند — مر ترا صَافِ اُو خود چوں کُند
مٹی میں ملا ہوا گھونٹ جبکہ مجنون بنا دیتا ہے — تو تجھے اس کا صاف کیا بنا دے گا ؟

ہر کسے۲ پیشِ کلوخے جامہ چاک — کاں کلوخ از حُسن آمد جُرعہ ناک
ہر شخص ایک مٹی کے ڈھیلے کے سامنے کپڑے پھاڑے ہوئے ہیں — کیونکہ وہ ڈھیلا حُسن سے گھونٹ حاصل کئے ہوئے ہے

جُرعہ بَر ماہ و خورشید و حمل — جرعہ بر عرش و کرسی و زُحَل
ایک گھونٹ ہے چاند اور سورج اور برج حمل پر — ایک گھونٹ ہے عرش اور کرسی اور زحل پر

جُرعہ گوئیش اے عجب یا کیمیا — کہ زآسیبش فنا گردد بقا
تعجب ہے تو اس کو گھونٹ کہہ لے یا کیمیا — کہ اس کے اثر سے فنا بقا بن جاتی ہے

جد طلب آسیبِ اُو اے ذُوفنوں — لَا یَمَسُّ ذَاکَ اِلَّا الطَّاھِرُوْنَ
اے ہنر مند! اس کا اثر کوشش کا خواہاں ہے — اس کو نہیں چھو سکتے ہیں مگر پاک لوگ

جُرعہ بَر لعل و بر زرّو دُرَر — جرعہ بر خمرو بر نُقل و ثمر
ایک گھونٹ ہے لعل اور سونے اور موتیوں پر — ایک گھونٹ ہے شراب اور چبینے اور پھلوں پر

جُرعہ بَر رُوئے خوبانِ لطاف — تا چگونہ باشد آں رَوّاقِ صاحب
ایک گھونٹ ہے نازک اندام حسینوں کے رخ پر — تو اس چھنے ہوئے اور صاف کا کیا حال ہو گا ؟

چوں۳ ہمی مالی زباں را اندریں — چوں شوی چوں بینی آنرا بے زطیں
جبکہ تو اس پر زبان کو ملتا ہے — تو تیرا کیا حال ہو گا جبکہ اس کو بغیر مٹی کے دیکھے گا

چونکہ وقتِ مرگ آں جُرعہ صَفا — زیں کلوخِ تن بمردن شد جُدا
چونکہ موت کے وقت وہ مصفیٰ گھونٹ — جسم کے اس ڈھیلے سے مرنے پر جدا ہو گیا

آنچہ ماند میکنی زودش دفیں — کیں چنیں زشتے دوں چوں بُد قریں
جو رہ گیا اس کو تو جلدی سے دفن کر دیتا ہے — کہ یہ ایسا بد نما اور کم رتبہ کیوں ساتھ تھا ؟ ۱۰۲

۱ جرعہ۔ وَلِلْاَرْضِ مِنَ کَاْسِ الْکِرَامِ نصیب۔ سخیوں کے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے۔ جست۔ مظاہر پر قدرت میں حان ازلی کی تجلی نمودار ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ ان کیے شیدائی ہیں گش۔ خوش۔ مظاہر پرستی اس کے حسن ازلی کی تجلی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ خاک، امیز۔ وہ تجلی جو مادیات میں ظہور پذیر ہے جب اس نے دیوانہ بنا رکھا ہے تو جو تجلی اس سے منزہ ہے اس کا کیا حال ہوگا۔

۲ ہر کسے۔ جس قدر مظاہر ہیں وہ تجلی حقیقی سے سیراب ہیں خواہ وہ چاند اور سورج ہے یا عرش و کرسی وہ گھونٹ جو حقیقی تجلی سے حاصل ہوتا ہے اس سے فانی بھی بقا حاصل کر لیتا ہے۔ جد۔ اس گھونٹ کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے مجاہدوں کی ضرورت ہے تاکہ باطنی طہارت حاصل ہو سکے...... جرعہ۔ دنیا کی ہر مرغوب چیز نے اسی حسن ازلی سے گھونٹ حاصل کر لیا ہے۔ حسین معشوق اسی کے جرعہ نوش ہیں۔

۳ چوں۔ جبکہ اس ملمع جرعہ کو دیکھ کر تیرا یہ حال ہوا ہے اگر صاف جرعہ کو دیکھے گا تو کیا حال ہو گا چونکہ حسین معشوق سے موت کے وقت وہ جرعہ واپس لے جاتا ہے تو تو اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا ہے۔ اور بہت کو دفن کر دیتا ہے اور اس سے اپنی رفاقت پر تعجب کرتا ہے۔

جاں[1] چو بے ایں جیفہ بنماید جمال ۔۔۔ کے توانم گفت لُطفِ آں وصال
جان ، جب اس مردار کے بغیر حسن دکھائیگی ۔۔۔ اس وصال کا لطف میں کیا کہہ سکتا ہوں

مہ چو بے ایں ابر بنماید ضیا ۔۔۔ شرح نتواں کرد ازاں کا رد کیا
چاند جب اس ابر کے بغیر روشنی دکھائے گا ۔۔۔ اس معاملہ اور پاکیزگی کی شرح نہیں کی جا سکتی

حَبذا آں مطبخ پُر نوش وقند ۔۔۔ کیں سلاطیں کاسہ لیسانِ وَنید
سبحان اللہ ، وہ کیسا شہد و شکر سے پر مطبخ ہے ۔۔۔ کہ یہ شہنشاہ اس کا پیالہ چاٹنے والے ہیں

حَبّذا آں خرمنِ صحرائے دیں ۔۔۔ کہ بُوَد ہر خرمن آں را خوشہ چیں
وہ دین کے صحراء کا خرمن کیا ہی عمدہ ہے ۔۔۔ کہ ہر خرمن اس کا خوشہ چین ہوتا ہے

حَبّذا دریائے عُمرِ بے غمے ۔۔۔ کہ بُوَد زوہفت دریا شبنمے
بے غم عمر کے دریا کے کیا کہنے ہیں ۔۔۔ کہ اس کے مقابل ساتوں دریا شبنم ہیں

جرعۂ چوں ریخت ساقیِ الست ۔۔۔ بر سرِ ایں شورہ خاکِ زیردست
الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا ۔۔۔ اس تجلی بنجر زمین پر

جوش[2] کرد آں خاک ومازاں جوششیم ۔۔۔ جُرعہ دیگر کہ بس بے کوششیم
اس خاک نے جوش مارا اور ہم اس سے جوش میں ہیں ۔۔۔ اے خدا دوسرا گھونٹ کہ ہم بے طاقت ہیں

گر رَوا بُد نالہ کردم از عدم ۔۔۔ ور نبود ایں گفتنی نک تن زدم
اگر جائز ہو تو معدوم (گھونٹ) کا نالہ کروں ۔۔۔ اور اگر یہ ان کہنی ہے تو میں چپ ہوا

ایں[3] بیانِ بَطِّ حرصِ منثنی ست ۔۔۔ از خلیل آموز کاں بَط کشتنی ست
یہ حرص کی اوندھی بط کا بیان ہے ۔۔۔ خلیل اللہ سے سیکھ لے یہ بط مار ڈالنے کے قابل ہے

ہَست دربط غیر ایں بس خیر وشر ۔۔۔ ترسم از فوتِ سخنہائے دگر
بط میں اس کے علاوہ اور بہت سے خیر و شر ہیں ۔۔۔ میں دوسری باتوں کے چھوٹ جانیکے خوف سے ڈرتا ہوں

صفت طاؤس و طبع اُو و سَببِ کُشتنِ ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُورا

مور کی صفت اور اس کا مزاج اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس کو مار ڈالنے کا سبب

آمدیم اکنوں بطاؤسِ دو رنگ ۔۔۔ کو کُند جلوہ برائے نام و ننگ
اب ہم دوغلے مور کے ذکر پر آگئے ۔۔۔ کہ وہ فخر و مباہات کے ذریعہ نمائش کر رہا ہے

---

[1] جاں۔ صاف تجلی سے وصل کی لذت کا بیان ناممکن ہے۔ مہ۔ دیدارِ حق کا لطف اور شرح ناقابل بیان ہے حبذا۔ شاہان حقیقی اس کے دربار سے جو لذتیں حاصل کر رہے ہیں وہ عجیب وغریب ہیں۔ کہ بود۔ مظاہر جس خرمن کے خوشہ چین ہیں وہ خرمن قابل صد مبارکباد ہے۔ حبذا دریا معنوی لذلاً کا دریا اس قدر وسیع ہے کہ ساتوں سمندر اس کے سامنے شبنم کا قطرہ ہیں۔ زیردست۔ عاجز۔

[2] جوش کرد۔ مظاہر قدرت والے جرعہ سے ہم جوش میں ہیں ہم عاجزوں کو دوسرا جرعہ بھی عطا کر دے۔ گر روا۔ اگر دوسرے گھونٹ کے لئے ہماری فریاد جائز ہو تو ہم فریاد کریں ورنہ خاموشی اختیار کریں۔

[3] ایں۔ صوفیا کی اصطلاح میں بطخ سے مراد انسان کی صفت حرص ہے مولانا اس کا بیان کر رہے تھے درمیان میں دوسری باتیں آگئیں اب اس کا بیان ختم کر کے دوسری مذموم صفات کا بیان شروع کرتے ہیں۔ طاؤس۔ صوفیاء کی اصطلاح میں مور سے مرد حب جاہ ہے۔ دو رنگ۔ حب جاہ میں انسان نفاق سے کام لیتا ہے۔

همتِ ۱ اُو صیدِ خلق از خیر و شر وز نتیجہ و فائدہ آں بے خبر
اس کا ارادہ اچھے برے طریقوں پر مخلوق کا شکار کرنا ہے اور وہ نتیجہ اور فائدے سے بے خبر ہے

بیخبر چوں دام میگیرد شکار دام راچہ علم از مقصودِ کار؟
ایسا ہی لاعلم ہے جس طرح جال شکار پھانستا ہے جال کو کام کے مقصد کا کیا علم؟

دام راچہ ضرو چہ نفع از گرفت زیں گرفتِ بیہدہ اش دارم شگفت
گرفتار کرنے میں جال کا کیا نفع و نقصان؟ اس کی اس بیہودہ گرفت سے مجھے تعجب ہے

اے برادر دوستاں افراشتی بادو صد دلداری و بگذاشتی
اے بھائی! تو نے دوستوں کو بلند کیا سینکڑوں دلداریوں سے اور چھوڑ دیا

کارت ایں بودہ ست از وقتِ وِلاد صید مردم کردنِ از دام و داد
پیدائش کے وقت سے تیرا یہی کام رہا ہے جال اور بخشش کے ذریعہ لوگوں کا شکار کرنا

زاں ۲ شکار و انبہیِ باد و بود دست در کُن ہیچ یابی تار و پَود
اس شکار اور تگ و دو کی کثرت سے (جال) میں ہاتھ ڈال کچھ تانا بانا تیرے ہاتھ نہ آئیگا

بیشتر رفت ست و بیگاہ است روز تو بجد در صیدِ خلقانے ہنوز
دن بیشتر چلا گیا اور نا وقت ہو گیا تو ابھی تک لوگوں کو شکار کرنے کی کوشش میں ہے

آں یکے می گیر و ایں می ہِل زدام ویں دگر را صید می کن چوں لِئام
اس ایک کو پکڑ اور اس کو جال میں سے چھوڑ دے کمینوں کی طرح دوسرے کا شکار کر

باز ایں را می ہِل و می جُو دگر اینت لعبِ کودکانِ بے خبر
پھر اس کو چھوڑ دوسرے کی تلاش کر عجب بے خبر بچوں کا کھیل ہے

شب ۳ شود در دامِ تو یک صید نے دام بر تو جُز صداع و قید نے
رات ہو جائیگی تیرے جال میں کوئی شکار نہیں ہے تیرے لئے جال سوائے دردِ سر اور قید کے کچھ نہیں ہے

پس تو خود را صید میکردی بدام کہ شدی محبوس و محرومی زکام
تو نے جال سے خود اپنا شکار کر لیا کیونکہ تو قیدی ہو گیا اور کام سے محروم رہا

در زمانہ صاحبِ دامے بُوَد؟ ہمچو ما احمق کہ صیدِ خود کند
کیا دنیا میں کوئی ایسا شکاری ہو گا ہم جیسا احمق! کہ خود اپنا شکار کر لے؟

چوں شکارِ خوک آمد صیدِ عام رنجِ بیحد لقمہ خوردن زو حرام
عوام کو پھانسنا سور کے شکار کی طرح ہے مشقت بیحد، اور اس میں سے لقمہ کھانا حرام ہے

۱ ہمت اور۔ حب جاہ میں انسان لوگوں کو پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کے لئے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے۔ بیخبر۔ یہ طاؤس اسی طرح لوگوں کو پھنساتا ہے جس طرح انجام سے بےخبر جال پھنساتا ہے۔ اے برادر۔ حب جاہ میں مبتلا کی دوستی ناپائیدار ہوتی ہے۔ وہ حصولِ مقصد کیلئے دوست بناتا ہے اور اپنا فائدہ پورا کر کے دوستوں کو فراموش کر دیتا ہے۔

۲ زاں۔ حب جاہ میں مبتلا کو سوچنا چاہیے کہ ان حرکات سے اس کو کیا حاصل ہوا۔ بیشتر۔ یہ شخص انہیں لغو باتوں میں عمر کو برباد کرتا ہے آں یکے۔ کبھی کسی کو پھنساتا ہے پھر اس کو چھوڑتا ہے دوسروں کو پھنساتا ہے اس کی یہی طفلانہ حرکات جاری رہتی ہیں۔

۳ شب شود۔ روزِ عمر ختم ہو جاتا ہے کہ شب کو موت آجاتی ہے وہ دوسروں کا شکار کرتا ہے لیکن خود محرومی کا شکار بن جاتا ہے۔ در زمانہ۔ وہ شکاری بڑا احمق ہے۔ جو شکار کی بجائے خود شکار بن جائے۔ چوں۔ عوام کو پھانسنا سور کا شکار کرنا ہے کہ بڑی مصیبت سے جال میں پھنستا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

آنکہ ارزد صید را عشق ست و بس | لیک اُو کے گنجد اندر دام کس
جو شکار کرنے کے قابل ہے وہ صرف عشق ہے | لیکن وہ کب کسی کے جال میں پھنستا ہے؟

تو مگر آئی وصیدِ اُو شوی | دام بگذاری بدام اُو روی
ہاں تو آ اور اس کا شکار بن جا | (اپنا) جال چھوڑ اس کے جال میں گرفتار ہو جا

عشق میگوید بگوشم پست پست | صید بودن خوشتر از صیادیست
میرے کان میں عشق آہستہ آہستہ کہتا ہے | شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے

گول میکن خویش را و غرّہ شو | آفتابی را رہا کن ذرّہ شو
اپنے آپ کو بیوقوف بنالے اور فریفتہ بنجا | سورج بننے کو چھوڑ ذرہ بن جا

بر درم ساکن شوو بیخانہ باش | دعوئِ شمعی مکن پروانہ باش
میرے دروازے پر پڑ جا، اور بے گھر بن جا | شمع بننے کا دعویٰ نہ کر پروانہ بن جا

تا بہ ۲ بینی چاشنی زندگی | سلطنت بینی نہاں در بندگی
تاکہ تو زندگی کا لطف دیکھے | بادشاہی کو غلامی میں چھپا ہوا دیکھے

نعل بینی باژگونہ در جہاں | تختہ بند انرا لقب گشتہ شہاں
دنیا میں الٹی نعل بندی دیکھ لے | پھانسی پر چڑھنے والوں کا لقب بادشاہ ہو گیا ہے

بس طناب اندر گلوو تاج دار | بروے انبوہے کہ اینک تاجدار
گلے میں سولی کا پھندا اور تاج ہے | اس پر مجمع ہے کہ یہ بادشاہ ہے

ہمچو گورِ کافراں بیروں حُلل | واندروں قہرِ خدائے عزوجل
جس طرح کافروں کی قبر کہ باہر قیمتی کپڑے ہیں | اور اندر خدائے عزّوجلّ کا قہر ہے

چوں قبور آں را مجصّص ۳ کردہ اند | پردۂ پندار پیش آوردہ اند
قبروں کی طرح اس پر گچھی چونا کر دیا ہے | گھمنڈ کا پردہ سامنے لٹکا دیا ہے

طبع مسکینت مجصّص از ہنر | ہمچو نخلِ موم بے برگ و ثمر
تیری بیچاری طبیعت ہنر سے آراستہ | موم کی کھجور کی طرح ہے برگ و ثمر ہے

دَر بیان آنکہ لُطفِ حق راہمہ کس دانند و قہر رانیز ہمہ کس
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کو سب جانتے ہیں اور قہر کو بھی

دانندو ہمہ از قہرِ حق گریزانند و بلطفِ اُو آویزانند اما
سب جانتے ہیں اور سب اس کے قہر سے گریز کرتے ہیں اور اس کی مہر سے وابستہ ہیں

۱ آنکہ۔ اگر شکار کھیلنا ہے تو عشق کا شکار کر لیکن یہ وہ شکار ہے جو ہر کس و ناکس کے جال میں نہیں پھنستا ہے تو عشق کا شکار جب کر سکو گے کہ تم خود اس کا شکار بنجاؤ گے عشق عشق کی صدا یہ ہے کہ شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے۔ گول۔ عشق کے معاملے میں اپنے آپ کو بے عقل بنالو اور سورج بننے کی بجائے ذرہ بن جاؤ بردرم۔ یہ عشق کا مقولہ ہے خانماں برباد بن کر میرے در پر آپڑ شمع ہونے کے دعوے کو چھوڑ کر پروانہ بن جا۔

۲ تا بہ بینی۔ جب یہ کیفیت ہو جائیگی تو حقیقی لذت حاصل ہوگی اور پھر انسان غلامی میں شاہی کرے گا۔ (شعر)
سبیں حقیر گدایان عشق راکاں قوم شہان بے کمر خسروان بے کام ند
نعل بینی۔ یعنی دنیا کے کام الٹے ہیں جو دنیا کے قیدی ہیں لوگ انکو شاہ کہتے ہیں اور جو لوگ شاہ میں انکو فقیر اور گدا کہتے ہیں۔ تاج دار۔ سولی دینے کے وقت سر اور آنکھوں پر ایک ٹوپی اڑھا دی جاتی ہے تاجدار۔ بادشاہ۔ حُلل۔ حلہ کی جمع ہے لباس کا جوڑا۔

۳ مجصّص۔ چونے اور گچھی سے پیا ہوا۔ نخل موم۔ کھجور کا موی درخت۔ دربیان۔ حضرت حق تعالیٰ کے مہر و قہر کو۔ ہر شخص جانتا ہے اور ہر شخص مہر کا طالب اور قہر سے گریزاں ہے لیکن اللہ نے اپنے مہر قہر سے اور قہر کو مہر سے ڈھانپ دیا ہے۔ تاکہ انسانوں کی آزمائش کرے۔

حق تعالیٰ قہر ہار اور لُطف پنہاں کردہ و لُطفہا را در قہر
لیکن اللہ تعالیٰ نے قہر کو مہر میں پوشیدہ کر دیا ہے اور مہر کو قہر میں
پنہاں کردہ نعل باژ گونہ و تلبیس و مکر اللہ بودتا اہلِ تمیز
پوشیدہ کر دیا ہے الٹی چال اور بناوٹ اور اللہ کا داؤ تھا تاکہ اہل تمیز
وَیَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ از بے تمیزاں و حالے بیناں و ظاہر بیناں
اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے بے تمیزوں اور حال کو دیکھنے والوں اور ظاہر بینوں
جُدا شوند کہ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
سے جدا ہو جائیں کیونکہ (فرمایا ہے) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے

گفت درویشے بدرویشے کہ تو — چوں بدیدی حضرتِ حق را بگو
ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا کہ تو نے — حضرت حق کو کیسا دیکھا ہے بتا

گفت بیچوں دیدم اما بہرِ[1] قال — باز گویم مختصر آں را مثال
اس نے کہا میں نے بے مثال دیکھا لیکن کہنے کیلئے — اس کی ایک مختصر مثال بتاتا ہوں

دیدمش سُوئے چپ اُو آذرے[2] — سُوئے دستِ راست حوضِ کوثرے
میں نے اس کی بائیں جانب آگ دیکھی — اور دائیں جانب حوض کوثر دیکھی

سُوئے چپش بس جہاں سوز آتشے — سُوئے دستِ راستش جوئے خوشے
اس کی بائیں سمت جہاں سوز آگ ہے — اس کے دائیں ہاتھ کی جانب عمدہ نہر ہے

سوئے آں آتش گروہے بردہ دست — بہرِ آں کوثر گروہے شاد و مست
ایک گروہ نے اس آگ کی جانب ہاتھ بڑھایا ہے — ایک گروہ اس نہر کے لئے شاد اور مست ہے

لیک نعلِ باژ گو نہ بود سخت — پیشِ پائے ہر شقی و نیک بخت
لیکن الٹی چال سخت ہوتی ہے — ہر شقی اور نیک بخت کے لئے

ہر کہ در آتش ہمی رفت و شرر — از میانِ آب بر میکرد سَر
جو آگ اور چنگاریوں میں گیا — اس نے پانی میں سے سر ابھارا

ہر کہ سُوئے آب میرفت از میاں — اُو در آتش یافت میشد در زماں
جو آگ کی طرف گیا — وہ فوراً آگ میں پایا گیا

ہر کہ سُوئے راست شد و آبِ زلال — سَر ز آتش بر زد از سُوئے شمال
جو داہنی جانب اور نیر پانی کی طرف گیا — اس نے بائیں جانب آگ میں سے سر ابھارا

---

[1] بہر قال۔ یعنی ذات حق کی چگونگی ناقابل بیان ہے لیکن سمجھانے کے لئے کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

[2] آذرے۔ فوائد نفسانی آخرت میں بصورت مار و کژدم نمایاں ہوں گے اور مجاہدات و عبادت کی مشقتیں بصورت حور و غلمان آخرت میں نمودار ہوں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لئے ایک تدبیر فرمائی ہے انسان اگر دنیا میں نفسانی لذائذ میں لگےگا۔ جو بظاہر حوض کوثر ہیں تو وہ آگ کو حاصل کر رہا ہے اور اگر عبادت کی مشقتوں میں لگے گا جو بظاہر آگ ہیں وہ حوض کوثر حاصل کریگا زلال۔ نیر پانی۔

وانکہ شد سوئے شمالِ آتشیں　　سر بروں میکرد از سوئے یمیں [1]

جو آگ والی بائیں جانب گیا　　وہ دائیں جانب سے سر ابھارتا ہے

کم کسے بر سِرِّ ایں مضمر زدے　　لا جرم کم کس دراں آذر شدے

اس پوشیدہ راز سے بہت کم لوگ واقف ہوئے　　لا محالہ بہت تھوڑے لوگ اس آگ میں گئے

جز کسے کہ بر سرش اقبال ریخت　　کو رہا کرد آب و در آتش گریخت

سوائے اس شخص کے جس کے سر پر اقبالمندی نازل ہوگئی　　کہ اس نے پانی کو چھوڑ دیا اور آگ میں گھس گیا

کردہ ذوقِ نقد را معبود خلق　　لا جرم زیں لعب مغبوں بود خلق

لوگوں نے نقد فائدے کو معبود بنا لیا ہے　　لا محالہ اس کھیل سے لوگ ٹوٹے میں ہیں

جوق جوق و صف صف از حرص و شتاب　　محترز ز آتش گریزاں سوئے آب

گروہ در گروہ اور صف در صف حرص اور عجلت کیوجہ سے　　آگ سے بچنے والے ہیں پانی کیطرف دوڑنے والے ہیں

لا جرم ز آتش بر آوردند سر　　اعتبار الاعتبار اے بے خبر

لا محالہ انہوں نے آگ میں سے سر ابھارا　　اے بے خبر! عبرت حاصل کر، عبرت

بانگ میزد آتش اے گیجانِ گول　　من نیم آتش منم چشمہ قبول

آگ پکارتی ہے اے بے وقوف احمقو!　　میں آگ نہیں ہوں میں پسندیدہ چشمہ ہوں

چشم [2] بندی کردہ اند اے بے نظر　　در من آ و ہیچ مندیش از شرر

اے اندھے! انہوں نے نظر بندی کر دی ہے　　مجھ میں آجا اور چنگاریوں کی فکر نہ کر

اے خلیل اینجا شرار و دود نیست　　جز کہ سحر و خدعۂ نمرود نیست

اے خلیل! یہاں چنگاری اور دھواں نہیں ہے　　سوائے نمرود کے دھوکے اور جادو کے کچھ نہیں ہے

چوں خلیلِ حق اگر فرزانۂ　　آتش آبِ تست و تو پروانۂ

اگر تو اللہ کے خلیل کی طرح عقلمند ہے　　آگ تیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے

جانِ پروانہ ہمی دارد ندے　　کاے دریغا صد ہزارم پر بدے

پروانہ کی جان پکارتی ہے　　کہ کاش میرے ہزاروں پر ہوتے

تا ہمی سوزید ز آتشِ بے اماں　　کوریِ چشم و دلِ نا محرماں

تاکہ وہ بے اماں آگ سے جل جائے　　نامحرموں کی آنکھ اور دل کے اندھے پن کے ہوتے ہوئے

بر من آرد رحم جاہل از خری　　من برو رحم آرم از دانشوری

نادان کو گدھے پنا سے مجھ پر ترس آتا ہے　　میں عقلمندی کیوجہ سے اس پر ترس کھاتا ہوں

---

[1] یمین۔ داہنا۔ مُضمَر۔ پوشیدہ۔ ...دنیاوی لذتوں کا ذوق ...۔ ...دنے میں مبتلا۔
[2] چشم۔ بندی۔ نظر بندی آتش نمرود کی آگ حضرت خلیل اللہ کے لئے بظاہر آگ اور حقیقتاً گلزار تھی۔ ...۔ آواز۔ خری گدھا پن۔

خاصه ایں آتش کہ جانِ آبہاست | کارِ پروانہ[۱] بعکسِ کارِ ماست
خصوصاً وہ آگ جو پانی کی جان ہے | پروانہ کا معاملہ ہمارے معاملہ کے برعکس ہے

اُو بہ بیند نُورو دَر نارے رَوَد | دل بہ بیند نار و در نورے شوَد
وہ نور دیکھتا ہے اور آگ میں گر جاتا ہے | دل آگ دیکھتا ہے اور نور میں پہنچ جاتا ہے

اینچنیں لَعب آمد از ربّ جلیل | تابہ بینی کیست از آلِ خلیل
رب جلیل کی جانب سے یہی کھیل ہے | تاکہ تو دیکھ لے کہ خلیل کی اولاد میں سے کون ہے

آتشے را شکلِ آبی دادہ اند | واندر آتش چشمۂ بکشادہ اَند
آگ کو پانی کی شکل دے دی ہے | اور آگ کے اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

ساحرے صحنِ برنجی را بہ فن | می کند کرمش میانِ انجمن
جادو گر چاولوں کے طبقا کو فن کے ذریعہ | انجمن میں اس کو کیڑے بنا دیتا ہے

خانہ را اُو پُر زکژدُم مہا نمُود | از دمِ سحرِ و خود آں کژدم نبُود
گھر کو بچھوؤں سے بھرا ہوا دکھا دیتا ہے | جادو کے اثر سے، حالانکہ وہ بچھو نہیں ہے

چونکہ جادوی نماید صد چنیں | چوں بود دستانِ جادو آفریں
جبکہ جادو اس جیسی سینکڑوں باتیں دکھا دیتا ہے | تو جادو پیدا کرنے والے کی تدبیر کیسی ہو گی؟

لا جرم از سحرِ یزداں قرن قرن | اندر افتادند چوں زن زیرِ پہن[۲]
لا محالہ خدا کے جادو سے گروہ در گروہ | عورتوں کی طرح نیچے چت گرے ہیں

لا جرم از سحرِ یزداں مَردوزن | رفتہ اندر چاہِ جاہِ بے رَسَن
لامحالہ خدا کے جادو سے مرد زن | پہنچ گئے ہیں جاہ کے بے رسی کے کنویں میں

ساحراں شاں بندہ بودندو غلام | اَندر اُفتادند چوں صَعوہ بَدام
جادوگر ان کے بندے اور غلام تھے | ملمولے کی طرح جال میں پھنس گئے

ہیں بخواں قرآں ببیں سحرِ حلال | سَر نگونی مکر ہائے[۳] کالجبال
آگاہ! قرآن پڑھ لے حلال جادو کو دیکھ | (اور) پہاڑوں جیسے جیسے مکروں کے اوندھا ہونے کو

من نیم فرعون کایم سوئے نیل | سوئے آتش میروم ہمچوں خلیل
میں فرعون نہیں ہوں کہ نیل (دریا) کیجانب آؤں | میں خلیل (اللہ) کی طرح آگ کیطرف جاتا ہوں

نیست آتش ہست آں ماءِ معیں | واں دگر از مکر آبِ آتشیں
آگ نہیں ہے، وہ بہتا پانی ہے | اور دوسرا مکر کی وجہ سے آتشیں پانی ہے

۱۔ کار پروانہ۔ پروانہ نار کو نور سمجھ کر اس میں گرتا ہے مومن نار کو نار سمجھ کر اس میں داخل ہوتا ہے اور نور حاصل کر لیتا ہے۔ ساحر ہے کی چیز کا حقیقت کے خلاف نظر آنا مستبعد نہیں ہے جادو گر چاولوں کو کیڑوں کی شکل میں دکھا دیتا ہے۔ صحن۔ طباق۔ جادو آفریں۔ اللہ تعالیٰ۔ قرن۔ گروہ

۲۔ پہن۔ چت۔ جاہ جاہ۔ یعنی جاہ پسندی کا کنواں۔ بے رسن۔ یعنی گہرا کنواں۔ ساحراں شاں۔ ان گروہوں کے جادو گر بھی جادو آفریں کے جادو میں مولے کی طرح پھنس کر رہ گئے۔

۳۔ مکر ہائے۔ قرآن پاک میں ہے وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال یعنی خدا نے انکے مکر کو برباد کر دیا اگر چہ ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں من نیم۔ یہ فقیر کا مقولہ ہے یا مولانا کا فرعون۔ فرعون۔ نیل کو خشکی سمجھ کر پانی میں ڈوبا حضرت خلیل اللہ آگ کو آگ سمجھ کر گلزار میں پہنچے۔

پس انکو گفت آں رسولِ خوش جواز ۱　　**ذرّهٔ عقلت بہ از صوم و نماز**

اس خوش رفتار رسولؐ نے خوب کہا ہے　　تیرے لئے عقل کا ایک ذرہ روزے اور نماز سے بہتر ہے

زانکہ عقلت جوہرست ایں دو عرض　　**ایں دو در تکمیلِ آں شد مُفترض**

کیونکہ تیری عقل جوہر ہے یہ دونوں عرض ہیں　　یہ دونوں اس کی تکمیل کے لئے فرض کئے گئے ہیں

تا جلا باشد مرآں آئینہ را　　**کہ صفا آید ز طاعت سینہ را**

تاکہ اس آئینہ پر جلا ہو جائے　　کیونکہ عبادت سے سینہ میں صفائی آتی ہے

لیک گر آئینہ از بُن فاسدست　　**صیقل آں را دیر باز آرد بدست**

لیکن اگر آئینہ اصل سے خراب ہے　　اس پر صیقل دیر سے چڑھتی ہے

واگزیں ۲ آئینہ کو اکیس است　　**اَندکے صیقل گری اُورا بس است**

وہ آئینہ لے جو زیادہ ذہین ہے　　اس کے لئے تھوڑی صیقل گری کافی ہے

تفاوتِ عقول دراصل فطرت بر خلاف معتزلہ کہ می گویند کہ دراصل عقولِ جُزوی برابر اندر ایں افزونی و تفاوت از تعلیم ست و ریاضت و تجربہ

عقلوں کا فرق اصل فطرت سے ہے معتزلہ کے بر خلاف کہ وہ کہتے ہیں کہ دراصل شخصی عقلیں برابر ہیں ان میں بڑھوتری اور فرق تعلیم اور ریاضت اور تجربہ کی وجہ سے ہے

ایں تفاوت عقلہا را نیک داں　　**دَر مراتب از زمیں تا آسماں**

عقلوں کے اس فرق کو خوب سمجھ لے　　مرتبوں میں زمین سے آسمان تک

ہَست عقلے ہمچو قرصِ ۳ آفتاب　　**ہَست عقلے کمتر از زہرہ و شہاب**

ایک عقل سورج کی ٹکیہ کی طرح ہے　　ایک عقل زہرہ اور ٹوٹنے والے ستارے سے کم ہے

ہَست عقلے چوں چراغِ سرخوشے　　**ہَست عقلے چوں ستارہ آتشے**

ایک عقل مست چراغ کی طرح ہے　　ایک عقل آگ کے شعلہ کی طرح ہے

زانکہ ابراز پیشِ اُوچوں واجہد　　**نورِ یزداں بیں خِردہا بردہد**

کیونکہ جب ابر اس کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے　　وہ عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کرتی ہے

عقلہای خلق عکسِ عقلِ اُو　　**عَقلِ اُومشک ست وعَقلِ خلق بُو**

مخلوق کی عقلیں اس کی عقل کا عکس ہیں　　اس کی عقل مشک ہے اور مخلوق کی عقل اس کی خوشبو ہے

---

۱ پس۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ جواز۔ رفتار۔ زانکہ۔ عبادات عقل شرعی کی تکمیل کے لئے عرض ہوئی ہیں۔ کہ صفا۔ شرعی اعتبار سے عقل دل میں ہے۔

۲ واگزیں۔ مولانا۔ مرشد کے لئے فرماتے ہیں کہ ایسے مریدوں کو چن لے جن کے دل تھوڑی سی صیقل سے چمک اٹھیں۔ این تفاوت۔ عقلوں میں فطری تفاوت ہے اور ان کے مختلف مراتب ہیں۔

۳ قرص۔ ایک عقل کا نور سورج جیسا ہے اور دوسری عقل کا نور زہرہ وغیرہ ستاروں سے بھی کم ہے۔ زانکہ۔ عقل کل یعنی ولی اللہ کی عقل کے سامنے سے جب ماسویٰ اللہ کا ابر ہٹ جاتا ہے تو وہ دوسری عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کر دیتی ہے۔ عقلہائے۔ مخلوق کی عقلیں اس کی عقل سے فیضیاب ہیں۔

عقلِ اکلؔ و نفسِ کُل مردِ خداست　　　عرش و کرسی را مداں کز وے جُداست

مردِ خدا، عقل کل اور نفس کل ہے　　　یہ نہ سمجھ کر عرش اور کرسی اس سے جدا ہے

مظہرِ حق ست ذاتِ پاکِ اُو　　　زُو بجو حق را واز دیگر مجُو

اس کی پاک ذات خدا کا مظہر ہے　　　اس سے اللہ کا طالب بن اور دوسرے سے نہ چاہ

عقلِ جُزوی عقل را بد نام کرد　　　کامِ دنیا مَرد را بے کام کرد

جزوی عقل نے عقل کو بد نام کر دیا ہے　　　دنیاوی مقصد نے انسان کو ناکام کر دیا ہے

آں زصیدی حُسن صیّادے بدید　　　ویں زصیّادی غمِ صیدی کشید

اس نے شکار پن سے شکاری کا حسن سیکھا　　　اس نے شکاری پن سے، شکار بن جانیکا غم حاصل کیا

آں زخدمت نازِ مخدومی بیافت　　　ویں زمخدومی ز راہِ عز بتافت

اس نے خدمت کے ذریعہ مخدوم ہونیکا ناز حاصل کرلیا　　　اس نے مخدوم بنکر عزت کے راستہ سے منہ موڑ لیا

آں ز فرعونی اسیرِ آب شُد　　　وز اَسیری سبط از ارباب شُد

وہ فرعونیت کی وجہ سے پانی کا قیدی بن گیا　　　اور سبطی قیدی ہونے کی وجہ سے آقاؤں میں سے ہوگیا

لعبِ ؏ معکوس ست فرزیں بند سخت　　　حیلہ کم کن کارِ اقبال ست و بخت

الٹا کھیل اور سخت فرزین بند (چال) ہے　　　تدبیر نہ کر اقبال اور نصیب کا معاملہ ہے

بر خیال وحیلہ کم تَن تار را　　　کہ غنی رہ کم دہد مکّار را

خیال اور مکر کی بناء پر تانا نہ تن　　　(اللہ) بے نیاز مکار کو راستہ نہیں دیتا ہے

مکر کُن ؏ در راہ نیکو خدمتے　　　تانبوّت یابی اندر اُمّتے

اچھی خدمت کی راہ کی تدبیر کر　　　تاکہ تو امت میں (رہ کر) نبوت (کا رتبہ) پالے

مکر کُن تا وارہی از مکر خود　　　مکر کُن تا فرد گردی از حسد

تدبیر کر تاکہ تو اپنے مکر سے نجات پا لے　　　تدبیر کر تاکہ تو حسد سے علیحدہ ہو جائے

مکر کُن تاکمتریں بندہ شوی　　　در کمی اُفتی خداوندہ شوی

تدبیر کر تاکہ تو ناچیز بندہ بنے　　　کمی اختیار کرے گا، آقا بن جائے گا

رُوبہی و خدمت اے گرگ کہن　　　ہیچ بر قصدِ خداوندی مکُن

اے پرانے بھیڑیئے! مکاری اور خدمت　　　آقائی کے خیال سے کبھی نہ کر

؏ عقل کُل۔ عقل کل حقیقت ملکی روحی ہے جس کا مظہر انسان ہے۔ زو بجو۔ انسان کامل جو مظہر عقل کل و نفس کل ہے اس سے حق کی جستجو کر۔ عقل جزوی۔ عام انسان کی عقل بھی اگرچہ عقل کل سے مستفاد ہے لیکن دنیوی مشاغل نے اس کو بے مقصد بنا دیا ہے۔ ان۔ یعنی عقل کامل نے اپنے آپ کو عشق حق کے جال کا شکار بنا کر صیاد کا حسن سیکھ لیا یعنی وہ اخلاق خداوندی سے متصف ہو گئی اور عقل ناقص نے دوسروں کو جال میں پھانسنا چاہا خود جال میں پھنس گئی۔ آں۔ عقل کامل خادم بنکر مخدوم بنی عقل ناقص نے مخدوم بننا چاہا تو عزت کے راستہ سے بھٹک گئی۔ ز فرعون نے مخدومیت پسند کی تو دریا میں غرق ہو گیا۔ سبطی خادم اور قیدی بنا تو آقاؤں میں شمار ہوا۔

؏ لعب معکوس۔ یعنی خادمیت سے مخدومیت حاصل ہونا انسانی تدبیر سے ممکن نہیں ہے بلکہ فضل خداوندی پر موقوف ہے انسانی مکاری اور تدبیر فضل خداوندی کے منافی ہے۔

؏ مکر کن۔ انسان خدمتگزاری کی تدبیر اختیار کرے تو انبیاء کے اخلاق سے متصف ہو جائیگا اور امتی ہوتے ہوئے اس میں انبیاء کے اوصاف پیدا ہو جائیں گے۔ مکر کن انسان کو اپنی تدبیر ترک کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو اوصاف ذمیمہ سے پاک کرنا چاہیے کمترین بندہ بننے کی تدبیر کرے گا تو آقائی میسر آئیگی۔ روبہی۔ چالاکی اور خدمت مخدوم بننے کی نیت سے نہ کی جائے۔

لیک چوں پروانہ در آتش بتاز　　کیسۂ زر بر مدوز و پاک باز
لیکن پروانہ کی طرح آگ میں دوڑ جا　　سونے کی تھیلی نہ سی اور پاک بن جا

زور[1] را بگذار و زاری را بگیر　　رحم سوئے زاری آید اے فقیر
زور کو چھوڑ ، زاری اختیار کر　　اے فقیر! رحم خداوندی عاجزی کیجانب آتا ہے

گر کُنی زاری بیابی رحمِ اُو　　رحمِ اُو در زاریِ خود باز جو
اگر تو عاجزی کرے گا اس کا رحم حاصل کریگا　　اس کا رحم اپنی عاجزی میں تلاش کر

زاریِ مُضطر کہ تشنہ معنوی ست　　زاری سَرد و دروغ آنِ غوی ست
مجبور پیاسے کی عاجزی حقیقی ہے　　جھوٹی ، ٹھنڈی عاجزی ، گمراہ کی ہے

گریہ[2] اِخوانِ یوسفؑ حیلتست　　کاندروں شاں پُر زرشک و علتست
یوسف کے بھائیوں کی عاجزی مکاری ہے　　ان کا باطن رشک و بیماری سے پر ہے

حکایت آں اَعرابی کہ سگِ اُواز گرُسنگی می مرد و انبانِ اُو پُرنان بودو بر سگ نوحہ میکر دو شعر میگفت و میگریست وطپانچہ بر سَرو رُو میزد و دریغش می آمد کہ لقمۂ نانِ ازاں انبان بسگ دہد و سُوال کردنِ شخص ازوو جواب شُنیدن ازو

اس بدو کا قصہ جس کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور اس کا تھیلا روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اور کتے پر نوحہ کر رہا تھا اور شعر پڑھتا تھا اور روتا تھا اور سر اور منہ پر طمانچے مارتا تھا اور اس کو اس میں تأمل تھا کہ روٹی کا ٹکڑا تھیلے میں سے کتے کو دے اور ایک شخص کا اس سے سوال کرنا اور اس سے جواب سننا

آں سگے می مُرد و گریاں آں عرب　　اشک می بارید و میگفت اے کرب[3]
کتا مر رہا تھا اور وہ عرب روتا تھا　　آنسو بہاتا تھا اور کہتا تھا ، ہائے مصیبت

ہیں چہ سازم مر مراتد بیر چیست　　زیں سپس من چوں توانم بے تو زیست
ہائیں کیا کروں میرے لئے کیا چارہ ہے ؟　　اس کے بعد میں تیرے بغیر کیسے زندہ رہوں گا ؟

سائلے بگذشت وگفتا ایں گریہ چیست　　نوحۂ و زاریِ تو از بہرِ کیست
ایک سائل گذرا اور بولا یہ کیسا رونا ہے ؟　　تیرا رونا اور گڑگڑانا کس چیز کے لئے ہے

گفت در ملکم سگے بُد نیک خُو　　نک ہمی میرد میانِ راہ اُو
اس نے کہا میری ملکیت میں ایک اچھی عادت کا کتا تھا　　وہ ابھی سڑک پر مر رہا ہے

[1] زُور سے اپنی تدابیر سے زور آزمائی نہ کر عاجزی اختیار کر اللہ تعالیٰ عاجزوں پر رحم فرماتا ہے۔ زاری حقیقی عاجزی ہے بناوٹی عاجزی سے مقصد پورا نہ ہوگا۔

[2] گریہ۔ برادران یوسف بھی مصنوعی رونا روئے تھے ایسی گریہ و زاری بیکار ہے حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ اس بدو کی طرح رونا بیکار ہے۔

[3] کرب۔ مصائب ۔ بےتو۔ یعنی کتے سے کہتا تھا گفت۔ بدو نے رونے کی وجہ بتائی۔

روز^1 صیادم بُدو شب پاسباں — شیرِ نر بود اُو نہ سگ اے پہلواں
وہ دن میں میرا شکاری اور رات کو محافظ تھا — اے نوجوان! وہ کتا نہ تھا نر شیر تھا

تیز چشم و دُزد ران و صَید گیر — می دویدے درپۓ صید اُو چو تیر
تیز نگاہ والا چور کو بھگانیوالا، شکار کو پکڑنیوالا تھا — وہ شکار کے پیچھے تیر کی طرح دوڑتا تھا

صَید میکردے و پاسم داشتے — دُزد را نزدیکِ من نگذاشتے
وہ شکار کرتا اور میری حفاظت کرتا تھا — چور کو میرے پاس نہ آنے دیتا تھا

قانع و آزاد تُند و خصم راں — نیک خو و با وفا و مہرباں
صابر اور آزاد، تیز مزاج اور دشمن کو بھگانیوالا تھا — نیک طبیعت اور با وفا اور مہربان تھا

گفت رنجش چیست زخمے خوردہ است — گفت جوع الکلب زارش کردہ است
اس نے کہا اس کو کیا مرض ہوا ہے، زخم لگا ہے؟ — اس نے کہا "جوع الکلب" نے اس کو بدحال کردیا ہے

گفت^2 صبرے کُن بریں رنج و حرض — صابراں را فضلِ حق بخشد عوض
اس نے کہا اس رنج اور غم پر صبر کر — اللہ کی مہربانی صبر کرنیوالوں کو عوض عطا کرتی ہے

بعد ازاں گفتش کہ اے سالارِ حُر — چیست اندر پشت ایں انبانِ پر
اس کے بعد اس نے کہا اے آزاد سردار! — کمر پر یہ بھرا ہوا تھیلا کیسا ہے؟

گفت نان و زاد و لوتِ شامِ مَن — می کشم از بہر قوتِ ایں بدن
اس نے کہا کل کی روٹی اور توشہ اور عمدہ کھانا … — اس جسم کی خوراک کے لئے اٹھائے ہوئے ہوں

گفت چوں ندہی بداں سگ نان و زاد — گفت تا ایں حد ندارم مہر و داد
اس نے کہا اس کتے کو روٹی اور توشہ کیوں نہیں دیتا ہے — بولا اس حد تک مجھ میں محبت اور بخشش نہیں ہے

دست^3 ناید بے درم در راہ ناں — لیک ہست آبِ دو دیدہ رائیگاں
راستہ میں روٹی بغیر پیسہ کے نہیں ملتی ہے — لیکن دونوں آنکھوں کے آنسو مفت کے ہیں

گفت خاکت بر سرا اے پُر بادِ مشک — کہ لبِ ناں پیشِ تو بہتر ز اشک
اسنے کہا اے ہوا سے بھری ہوئی مشک! تیرے سر پر خاک ہو — کہ روٹی کا ٹکڑا تیرے نزدیک آنسو سے بہتر ہے

اشک خون است و بغم آبے شدہ — می نیرزد خوں بخاک اے بیہدہ
آنسو خون ہے، جو غم سے پانی بن گیا ہے — اے بیہودہ! خون خاک کی قیمت کا نہیں ہے

کُلِ خود را خوار کرد اُو چوں بلیس — پارۂ ایں کُل نباشد جز خسیس
اس نے اپنے آپ کو شیطان کی طرح ذلیل کردیا — اس کل کا جزو ذلیل کے علاوہ کیا ہو گا؟

1 روز۔ یعنی دن میں میرے لئے شکار کر کے لاتا تھا رات کو میری حفاظت کرتا تھا۔ پاس۔ حفاظت۔ قانع۔ یعنی تھوڑی خوراک پر گذارا کر لیتا تھا۔ جوع الکلب۔ کتے کی بھوک۔

2 گفت۔ اس شخص نے بدو سے کہا کہ کتے کے مرنے پر صبر کر اللہ صابروں کو اچھا بدلہ دے دیتا ہے۔ حُر۔ آزاد۔ انبان۔ تھیلا۔ لوت۔ عمدہ غذا۔

3 دست ناید۔ یعنی روٹی قیمت سے ملے گی آنسو مفت کے ہیں ان کو کتے کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اشک۔ رنج میں خون آنسو بن جاتا ہے۔ بخاک۔ یعنی روٹی جو زمین کی پیداوار سے بنی ہے۔ کُل خود اس بدو نے اپنے کو ذلیل کیا لہٰذا اس کے آنسو بھی اسی جیسے ذلیل ہیں۔

من غلام آنکہ ۱ نفرو شد وجود — جز بداں سلطانِ با افضال وجود

میں اس کا غلام ہوں جو وجود کو نہ فروخت کرے — کسی کو مہربانیوں اور سخاوت کے شاہ کے سوا

چوں بگرید آسماں گریاں شود — چوں بنالد چرخ یارب خواں شود

جب وہ رو پڑے تو آسمان رونے لگے — جب وہ فریاد کرے تو آسمان فریادی بن جائے

من غلامِ آں مسِ ہمّت پرست — کہ بغیرِ کیمیا نارد شکست

میں اس صاحب ہمت تانبے کا غلام ہوں — جو علاوہ کیمیا کے (کسی کے سامنے) عاجزی نہ دکھائے

دستِ اشکستہ بر آور در دعا — سوئے اشکستہ پرد فضلِ خدا

دعا میں عاجز ہاتھ اٹھا — اللہ (تعالیٰ) کا فضل عاجز کی جانب اڑ کر آتا ہے

گر ۲ رہائی بایدت زیں چاہِ تنگ — اے برادر رو بر آذر بے درنگ

اگر تجھے اس تنگ کنویں سے رہائی درکار ہے — اے بھائی! بلا تاخیر آگ پر چل پڑ

مکرِ حق رابین و مکرِ خود بہل — اے زمکرش مکرِ مکاراں خجل

اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر نظر رکھ اپنی تدبیر چھوڑ دے — اس کی تدبیر سے مکاروں کا مکر شرمندہ ہے

چونکہ مکرت شد فنائے مکرِ ربّ — بر کشائی یک کمینے بو العجب

جبکہ تیری تدبیر اللہ (تعالیٰ) کی تدبیر میں فنا ہو گئی — تو ایک عجیب گھات (کی راہ) کشادہ کرے گا

کہ کمینہ ایں کمیں باشد بقا — تا ابد اندر عروج و ارتقاء

کہ اس گھات کا ادنیٰ (درجہ) بقا ہوتا ہے — ہمیشہ عروج اور ترقی میں

از برائے ایں کمیں سعیے بکن — تابری بوئے ز علمِ مِن لَّدُن

اس گھات کے لئے کوشش کر — تاکہ تجھے علم لدنی کی خوشبو حاصل ہو جائے

گر تو ۳ احوالِ عروجِ خویش را — نیک دانی نیک باشد مر ترا

اگر تو اپنے عروج کے احوال کو — اچھی طرح سمجھ لے تو تیرے لئے اچھا ہو گا

دربیانِ آنکہ ہیچ چشمِ بد آدمی راچناں مہلک نیست کہ چشمِ پسند خویشتن مگر کہ چشمِ او مبدل شدہ باشد بنورِ حق کہ ....

اس کا بیان کہ آدمی کے لئے کوئی نظر بد ایسی مہلک نہیں ہے جیسے کہ خود پسندی کی نظر ہاں اگر اس کی آنکھ اللہ کے نور سے تبدیل ہو گئی ہو، کیونکہ فرمایا گیا ہے

بِی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ وَ از خویشتن اُو بیخویش شُدہ باشد

وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور وہ خود سے بیخود ہو گیا ہو

---

۱ آنکہ۔ یعنی مرشد کامل...... من غلام۔ میں اس مرشد کامل کا غلام ہوں جو ایسا باہمت کیمیا پرست ہے کہ وہ عاجزی کیمیا یعنی ذات باری تعالیٰ کے سامنے ہی کرتا ہے دستِ اشکستہ۔ عجز و شکستگی کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو فضلِ خدا دوڑ کر آتا ہے۔

۲ گر رہائی۔ سابق مضمون کی طرف رجوع فرما کر کہتے ہیں کہ مجاہدات کی آتش کی طرف چل پڑ تب دنیا سے نجات ملے گی۔ خجل۔ شرمندہ چونکہ جب انسان اپنی تدبیر کو خدائی تدبیر میں فنا کر دیتا ہے۔ تو عجیب راہیں کھل جاتی ہیں کہ کمینہ۔ ان راہوں کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کو ابدی عروج اور بقا حاصل ہو جاتا ہے اور اس عروج کے بعد اس کو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔

۳ گر تو۔ انسان جب اس مقام کو خوب سمجھ لیتا ہے تو اس کے حصول کیلئے پوری کوشش کرتا ہے اور مغرور نہیں بنتا ہے۔ دربیان۔ انسان کی خود بینی انسان کیلئے سب سے زیادہ مہلک ہے ہاں اگر وہ صفاتِ خداوندی سے متصف ہو گیا ہے تو پھر اس کی خود بینی اپنی خود بینی نہیں رہتی ہے۔

پرِ طاوست امبین و پائے بیں — تاکہ سوءُ العین نگشاید کمیں

اپنے طاؤسی پر کو نہ دیکھ پاؤں کو دیکھ — تاکہ نظر بد گھات نہ کھولے

کہ بلغزد کوہ از چشمِ بداں — یُزْلِقُوْنَکَ از نُبے برخواں عیاں

کیونکہ بد نظروں سے پہاڑ ہل جاتا ہے — وہ تجھے پھسلا دینگے قرآن میں صاف پڑھ لے

احمدِ چوں کوہ لغزید از نظر — درمیانِ راہِ بے گل بے مطر

پہاڑ جیسے احمدؐ نظر سے پھسل گئے — ایسے راستہ میں جو بغیر کیچڑ اور بارش کے تھا

در عجب درماند کایں لغزش زچیست — من نہ پندام کہ ایں حالت تہیست

وہ تعجب میں رہگئے کہ یہ پھسلن کس چیز سے تھی — میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کسی خاص حال سے خالی ہے

تا بیامد ٢ آیت و آگاہ کرد — کاں زچشمِ بد رسیدت وز نبرد

یہانتک کہ آیت نازل ہوئی اور خبردار کر دیا — کہ وہ نظر بد اور خصومت سے ہوئی

گر بُدے غیرِ تو دردم لاشدے — صیدِ چشم و سخرۂ افنا شدے

اگر تیرے سوا کوئی ہوتا فوراً ہلاک ہو جاتا — نظر کا شکار اور فنا کے تابع ہو جاتا

معنیِ چشمِ بد آخر بازداں — اِنْ یَکَادُ از چشمِ بد نیکو بخواں

بالآخر نظر بد کے معنی سمجھ لے — نظر بد کے سلسلہ میں ان یکاد پڑھ لے

لیک آمد عصمتے دامن کشاں — ویں کہ لغزیدی بُد از بہرِ نشاں

لیکن دامن کھینچتی ہوئی حفاظت آپہنچی — یہ جو آپ پھسلے، پہچان کے لئے تھا

عبرتے ٣ گیر اندراں کُہ کُن نگاہ — برگ خود عرضہ مکن اے زکاہ

عبرت حاصل کر لے اس پہاڑ کو دیکھ — اے تنکے سے کم! اپنی شان نہ دکھا

تفسیر آیت وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ

اور قریب ہیں کافر کہ تمہیں اپنی نظروں سے پھسلا دیں جبکہ انہوں نے ذکر سنا اور

وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ

کہتے ہیں بے شک وہ مجنون ہے اور نہیں وہ مگر جہانوں کا ذکر آیت کی تفسیر

یا رسول اللہ دراں وادی کساں — میز نند از چشمِ بد برَ کرگساں

اے اللہ کے رسولؐ! اس وادی میں ایسے لوگ ہیں — جو گدھوں پر نظر بد لگا دیتے ہیں

از نظرِ شاں کلہ شیرِ عریں — واشگافد تا کُند آں شیر انیں

ان کی نظر سے جھاڑ کے شیر کی کھوپڑی — چھپٹ جاتی ہے یہانتک کہ وہ شیر روتا ہے

---

١ پرِ طاوست۔ انسان کو اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیے ورنہ اس کی نیکیوں کو نظر بد لگ جائے گی۔ کہ بلغزد ہو نظر بد کی بہت بری اور بڑی تاثیر ہے۔ یزلقونک۔ قرآن پاک میں ہے وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ اور قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے۔ بے گل۔ راستہ میں کیچڑ تھی نہ بارش۔ در عجب۔ اس حالت میں پھسلنے سے آنحضورؐ کو تعجب ہوا۔

٢ تا بیامد۔ آنحضورؐ کو پھسلنے کی وجہ وحی خداوندی سے معلوم ہوئی۔ گر بدے۔ آنحضورؐ سے کہا گیا کہ یہ نظر بد اس قدر سخت تھی کہ تم تو صرف پھسلے اگر کوئی اور ہوتا تو ہلاک ہی ہو جاتا۔ معنی چشم بد۔ اس آیت کو پڑھ کر نظر بد کی حقیقت سمجھ لو۔ آنحضورؐ چونکہ معصوم تھے لہٰذا ان پر اس کا اثر محض اس کی تاثیر دکھانے کیلئے ہوا تھا۔

٣ عبرتے۔ آنحضورؐ کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کر لو جبکہ آنحضورؐ جیسے کوہ پر اس کا یہ اثر ہوا تو اپنی گھاس جیسی حیثیت پر اس کی تاثیر کو سمجھ کر۔ یا رسول۔ لوگوں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ اس وادی کے لوگ بلند پرواز گدھ کو بھی اپنی بد نظر سے متاثر کر دیتے ہیں۔ از نظر۔ ان کی نگاہوں میں یہ اثر ہے کہ شیر کی کھوپڑی شق ہو جاتی ہے اور وہ بھی رو پڑتا ہے۔

بَر شُترا[1] چشم اَفگند ہمچوں حِمام ❊ وانگہاں بفرستد اندر پے غلام

اونٹ پر موت جیسی نظر ڈالتا ہے ❊ اور بعد میں غلام کو بھیج دیتا ہے

کہ برو از پیہ ایں اُشتر بخر ❊ بیند اُشتر را سقط اُو راہ دَر

(کہتا ہے) کہ جا اس اونٹ کی چربی خرید لا ❊ وہ راستہ میں اونٹ کو مردہ دیکھتا ہے

سَر بُریدہ از مرض آں اُشترے ❊ کو بتگ با اسپ میکردے مرے

مرض کی وجہ سے اس اونٹ کی گردن کٹی ہوئی ہے ❊ جو دوڑ میں گھوڑے کا مقابلہ کرتا تھا

کز حَسد وز چشمِ بد بے ہیچ شک ❊ سیرو گردش رابگر داند فلک

بے شبہ حسد اور نظر بد سے ❊ آسمان رفتار اور گردش کو الٹا کر دیتا ہے

آب پنہان ست و دولاب آشکار ❊ لیک دَر گردش بُود آب اصلِ کار

پانی پوشیدہ ہے اور رہٹ ظاہر ہے ❊ لیکن گردش میں پانی کام کی جڑ ہے

چشم[2] نیکو شد دَوائے چشمِ بَد ❊ چشمِ بَد را لا کُند زیرِ لکد

نظر بد کی دوا اچھی نظر ہے ❊ جو نظر بد کو پاؤں کے نیچے معدوم کر دیتی ہے

سبقِ رحمت راست واں از رحمت است ❊ چشمِ بد محصُولِ قہر ولعنت است

رحمت کو سبقت حاصل ہے اور یہ خدا کی رحمت ہے ❊ نظر بد قہر اور لعنت کا نتیجہ ہے

رَحمتش بر نقمتش غالب شود ❊ چیرہ زان شُد ہر نبی بر ضدِ خود

اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے ❊ اسی لئے ہر نبی اپنے مخالف پر غالب ہو گیا

کو[3] نتیجہ رحمت ست و ضدِ اُو ❊ از نتیجہ قہر بود آں زشت رُو

کیونکہ وہ رحمت کا نتیجہ ہے اور اس کی ضد ❊ بد صورت قہر کا نتیجہ ہے

حرصِ بط یکتاست واں پنجاہ تاست ❊ حرصِ شہوت مار و منصب اژدہاست

بطخ کی حرص اکہری اور یہ پچاس گناہ ہے ❊ شہوت کی حرص سانپ ہے اور جاہ کی حرص اژدہا ہے

حرصِ بط از شہوتِ حلق ست وفرج ❊ در ریاست بیست چندانست درج

بطخ کی حرص حلق اور شرمگاہ کی شہوت کیوجہ سے ہے ❊ (حب) جاہ میں اس کا بیس گنا داخل ہے

ازالوہیت زَند در جاہ لاف ❊ طامعِ شرکت کجا باشد مُعاف

خدائی کی وجہ سے مرتبہ کی ڈینگیں مارتا ہے ❊ شرک کا لالچی کہاں معاف ہوتا ہے ؟

زَلّتِ آدمؑ راشکم بُود و باہ ❊ وآنِ ابلیس از تکبر بُود و جاہ

(حضرت) آدمؑ کی لغزش پیٹ اور باہ کی وجہ سے تھی ❊ اور شیطان کی آن تکبر اور جاہ کی وجہ سے تھی

---

[1] برشتر۔ اگر کسی اونٹ کا گوشت ان کو پسند آجاتا ہے تو اس پر اپنی نگاہ ڈال کر فوراً غلام کو اس کا گوشت خریدنے کے لئے روانہ کر دیتے ہیں۔ کز حسد۔ حسد اور نظر بد کے اثر سے آسمان کی گردش الٹی ہو جاتی ہے۔ آب پنہاں۔ چشم بد کی تاثیر اگرچہ بظاہر چشم بد سے متعلق ہے لیکن اصلی سبب تقدیر الٰہی ہے جو مخفی ہے جس طرح دولاب بظاہر متحرک نظر آتا ہے لیکن حرکت کا اصل سبب پانی ہے۔

[2] چشم نیکو۔ چشم بد کی اس تاثیر کو عارف کی نظر فنا کر دیتی ہے۔ سبق رحمت نظر بد کی تاثیر قہر الٰہی ہے اور نیک نظر کی تاثیر رحمت الٰہی ہے اور رحمت قہر پر غالب ہے۔

[3] کو نتیجہ۔ نبی رحمت ہے اور کافر قہر کا مظہر ہے۔ حرص بط۔ حب جاہ کی بیماری شہوت بطن سے بہت بڑھی ہوئی ہے از الوہیت۔ حب جاہ میں الوہیت میں شرکت کا دعویٰ ہے اور شرک نا قابل معافی گناہ ہے۔ زلت۔ حضرت آدمؑ کی لغزش شہوت بطن و باہ کی وجہ سے تھی شیطان کی معصیت حب جاہ کی وجہ سے تھی۔

لا جرم ۱ اُو زود استغفار کرد — وآں لعیں از توبہ استکبار کرد

لا محالہ انہوں نے جلد توبہ کر لی — اور اس ملعون نے توبہ سے تکبر کیا

حرصِ حلق و فرج ہم خود بد رگیست — لیک منصب نیست آں اشکستگی ست

حلق اور شرمگاہ کی حرص بھی بد ذاتی ہے — لیکن وہ جاہ نہیں ہے وہ تواضع ہے

بیخ و شاخِ ایں ریاست را اگر — باز گویم دفترے باید دگر

جاہ کی جڑ اور شاخ کو اگر — میں بیان کروں (تو) ایک دوسرا دفتر چاہیے

اسپ سرکش را عرب شیطانش خواند — نے ستور … در مرعیٰ بماند

عرب نے سرکش گھوڑے کو شیطان کہا ہے — نہ کہ اس گھوڑے کو جو چراگاہ میں رہا

شیطنت ۲ گردن کشی بُد در لُغت — مستحقِ لعنت آمد ایں صفت

شیطنت لغت میں سرکشی ہے — یہ صفت لعنت کی مستحق ہے

صد خورندہ گنجد اندر گردِ خواں — دو ریاست جُو نگنجد در جہاں

ایک خوان کے گرد سو کھانیوالے سما جاتے ہیں — دو سلطنت کے طالب دنیا میں نہیں سماتے ہیں

آں نخواہد کیں بُود بر پُشتِ خاک — تا مَلِک بکُشد پدر راز اشتراک

وہ نہیں چاہتا ہے کہ یہ روئے زمین پر رہے — شرکت (کے ڈر) سے بادشاہ باپ کو قتل کر دیتا ہے

آں ۳ شنیدستی کہ الملک عقیم — قطعِ خویشی کرد ملکت جُو زبیم

تو نے یہ سنا ہے کہ سلطنت بانجھ ہے — سلطنت کے طلبگار نے خوف سے اپنائیت کو ختم کر دیا ہے

کہ عقیم است و ورا فرزند نیست — ہمچو آتش با کسش پیوند نیست

کیونکہ وہ بانجھ ہے اور اس کے اولاد نہیں ہے — آگ کی طرح اس کا کسی سے رشتہ نہیں ہے

ہرچہ یابد اُو بسوزد بر درد — چوں نیابد ہیچ خود را میخورد

وہ جس کو پاتی ہے جلا دیتی ہے پھاڑ دیتی ہے — جب کسی کو نہیں پاتی ہے خود کو کھا لیتی ہے

ہیچ شو وارہ تو از دندانِ اُو — رحم کم جُو از دلِ سندانِ اُو

ناچیز بن جا اس کے دانتوں سے نجات پا جا — اس کے اہرن (جیسے) دل سے رحم نہ تلاش کر

چونکہ گشتی ہیچ از سنداں مترس — ہر صباح از فقرِ مطلق گیر درس

جب تو ناچیز بن گیا اہرن سے نہ ڈر — ہر صبح کو فقر مطلق سے سبق حاصل کر لے

---

۱ لا جرم۔ حضرت آدمؑ کی غلطی کا اثر زائل ہو گیا شیطان معصیت میں مبتلا رہا حرصِ حلق۔ کھانے اور شرمگاہ کی شہوت میں عموماً انکساری سے کام لینا پڑتا ہے۔ بیخ حب جاہ کی مذمت کے لئے دفتر درکار ہے اسپ سرکش۔ سرکش گھوڑے میں تکبر اور جاہ ہے اس کو شیطان کہا جاتا ہے گدھے خچر میں شہوت بطن ہے اس کو شیطان نہیں کہا جاتا ہے۔

۲ شیطنت۔ لغت میں شیطنت سرکشی اور تکبر کو کہا جاتا ہے اسی لئے یہ صفت لعنت کی مستحق ہے۔ صد کھانے والے ایک دستر خوان پر دس جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن دو بادشاہ دنیا میں بھی جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ آں نخواہد۔ ہر بادشاہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تنہا ساری دنیا پر سلطنت کرے۔

۳ آں شنیدی۔ بادشاہت کو بانجھ کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہ شرکت کے ڈر سے سب رشتے کاٹ دیتا ہے۔ ہمچو آتش...... بادشاہوں کے تکبر اور حب جاہ کی مثال آگ کی سی ہے ہرچہ۔ آگ ہر چیز کو جلا کر فنا کر دیتی ہے اور کچھ نہ ملے تو خود اپنے آپ کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔ ہیچ اپنے آپ کو ہیچ بنا کر حب جاہ کے مرض سے نجات حاصل کر لو۔ چونکہ گشتی۔ سخت چیز کو اہرن سے کوٹا جاتا ہے نرم چیز محفوظ رہتی ہے۔

هست ۱ الوهیّت ردائے ذوالجلال
الوہیت اللہ (تعالیٰ) کی چادر ہے

ہر کہ در پوشد بر اُو گردد وَ بال
جو اوڑھتا ہے اس کے لئے وبال بنجاتی ہے

تاجِ ازآنِ اُوست و آنِ ما کمر
تاج اس کی ملکیت ہے اور ہماری ملکیت پیٹی ہے

وائے اُو کز حدِّ خود دار دگذر
اس کے لئے تباہی جو اپنی حد سے بڑھے

فتنۂ تُست ایں پرِ طاؤسیت
تیرا یہ طاؤسی پر تیرے لئے فتنہ ہے

کاشتراکت باید و قُدّوسیت
کیونکہ تجھے شرکت اور قدوسیت درکار ہے

قصہ آں حکیمے کہ طاؤس رادید کہ پرِ زیبائے خود را بَرمی کند
اس دانا کا قصہ جس نے مور کو دیکھا کہ وہ اپنے حسین پروں کو چونچ سے

بمنقار وی انداخت و تنِ خود را گل ۲ و زِشت میکرد از تعجب
اکھاڑ رہا ہے اور پھینک رہا ہے اور اپنے بدن کو گنجا اور بد نما بنا رہا ہے اس نے

طاؤس راپُرسید کہ دریغت نمی آید گفت می آید اما پیشِ ما
تعجب سے مور سے دریافت کیا کہ تجھے افسوس نہیں ہو رہا ہے، اس نے کہا ہو رہا ہے

جان از پر عزیز تراست وایں پَر عدوِّ جانِ من ست ازیں
لیکن مجھے جان پروں سے زیادہ پیاری ہے اور یہ پر میری جان کے دشمن ہیں اس وجہ

جہت بَرمی کُنم
سے میں اکھاڑ رہا ہوں

پرِّ خودمی کند طاؤ سے بدشت
ایک مور جنگل میں اپنے پر اکھاڑ رہا تھا

یک حکیمے رفتہ بُود آنجا بگشت
ٹہلتا ہوا ایک عقلمند وہاں پہنچ گیا

گفت طاؤسا چنیں پرِّ سَنی
اس نے کہا او مور! ایسے بڑھیا پر

بید ریغ از بیخ چوں بَر میکنی
تو بلا تامل، جڑ سے کیوں اکھاڑ رہا ہے؟

خود دلت چوں مید ہد تا ایں حُلل
خود تیرا دل کیسے (اجازت) دیتا ہے؟ کہ یہ لباس

بر کنی و اندازیش اندر وَ حَل
تو اکھاڑتا ہے اور اس کو کیچڑ میں پھینکدیتا ہے

ہر پَرَت ۳ را از عزیزی و پسند
گرانقدری اور پسند کی وجہ سے تیرے ہر پر کو

حافظاں درطیِّ مُصحف می نہند
حفاظ قرآن کے موڑ میں رکھتے ہیں

بہر تحریکِ ہوائے سُود مند
مفید، ہوا کو چلانے کے لئے

از پَرِ تو باد بیزن می کنند
تیرے پروں کا پنکھا بناتے ہیں

---

۱ ہست کبریائی اور الوہیت اللہ تعالیٰ کی چادر ہے جو اس کو اوڑھے گا اس کے لئے وہ وبال بنے گی۔ تاج۔ تاج خدا کی ملکیت ہے ہمارے لئے خدمتگذاری کی پیٹی ہے۔ فتنہ کبرو غرور جو پر طاؤس ہے یہ خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔

۲ گل۔ گنجا۔ دریغ۔ افسوس۔ دشت۔ جنگل۔ گشت۔ سیر و سیاحت سنی۔ بیش قیمت حُلل۔ لباس کا جوڑا وحل کیچڑ۔

۳ ہر پرت۔ اس نے مور سے کہا تیرے پر تو ایسے پیارے ہیں کہ ہر شخص ان کو قرآن میں رکھتا ہے۔ بہر تحریک ہوا جھلنے کے لئے تیرے پروں سے پنکھے بنائے جاتے ہیں۔

اینچہ ناشکری وچہ بیباکی ست — تو نمی دانی کہ نقاشش کیست
یہ کیا ناشکری اور لاپروائی ہے — تو نہیں جانتا کہ اس کا نقاش کون ہے ؟

یا ہمی دانی و نازے میکنی — قاصداً قطعِ طرازی میکنی
یا تو جانتا ہے اور ناز دکھا رہا ہے — جان بوجھ کر نقش و نگار کو قطع کر رہا ہے

اے بسا نازا کہ گرد دآں گناہ — افگند مر بندہ را از چشمِ شاہ
بہت سے ناز ہیں جو گناہ بن جاتے ہیں — غلام کو بادشاہ کی نظر سے گرا دیتے ہیں

ناز ۲ کردن خوشتر آید از شکر — لیک کم خایش کہ دارد صد خطر
ناز کرنا قند سے زیادہ بھلا لگتا ہے — لیکن اس کو نہ چبا کیونکہ سینکڑوں خطرے رکھتا ہے

ایمن آبادست آں راہِ نیاز — ترک نازش گیرو با آں رہ بساز
عاجزی کا راستہ ، اطمینان کی جگہ ہے — ناز کرنا چھوڑ دے اور اس راہ سے مانوس ہو جا

اے بسا نازآوری زد پرّ و بال — آخر الامر آں براں کس شد وبال
بہت سی نازد آوریوں نے پروبال نکالے — بالآخر وہ اس شخص پر وبال بنیں

خوبیِ ناز ار دمے بفرازدت — بیم و ترسِ مُضمرش بگدازدت
ناز کی خوبی ، اگر فوراً تجھے اونچا کر دیتی ہے — اس کا چھپا ہوا خوف اور ڈر تجھے پگھلاتا ہے

ویں نیاز ارچہ کہ لاغر میکند — صدر راچوں بدرِ انور میکند
یہ نیاز اگرچہ تجھے ڈبلا کرتا ہے — سینہ کو روشن چاند کی طرح بنا دیتا ہے

چوں زمُردہ زندہ بیروں میکشد — ہر کہ مُردہ گشت او دار دَرشد
چونکہ وہ اللہ تعالیٰ مردے سے زندہ پیدا کرتا ہے — جو مردہ بن گیا وہ ہدایت یافتہ ہے

چوں ۳ ززندہ مُردہ بیروں میکُند — نفس زندہ سُوئے مرگے می تند
جبکہ وہ زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہے — زندہ نفس موت کی جانب چلا جاتا ہے

مُردہ شوتا مُخرِجُ الحیّ الصَّمَدُ — زندہٗ زیں مُردہ بیروں آورد
مردہ بن جا تا کہ اللہ زندہ کو پیدا کرنیوالا بے نیاز — زندہ کو ، اس مردے سے پیدا کر دے

دے شوی بینی تو اخراجِ بہار — لیل گردی بینی ایلاجِ نہار
تو خزاں بن جا ، تو بہار کا پیدا کرنا دیکھے گا — رات بن جا ، تو دن کا داخل کرنا دیکھے گا

---

۱ اینچہ۔ مور سے کہا تیرا پرا کھاڑنا تیری بے باکی ہے تجھے معلوم نہیں کہ تیرے پروں پر نقاشی کس ذات نے کی ہے۔ یا ہمی دانی۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ قدرت نے یہ نقاشی کی ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسی کاریگری کو برباد کر رہا ہے اور ناز و انداز دکھا رہا ہے۔ اے بسا۔ اس طرح کا ناز بربادی کا سبب ہوتا ہے اور یہ ناز بے جا غلام کو شاہ کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔

۲ ناز کردن۔ انسان کو ناز کرنا پسند آتا ہے لیکن اس میں خطرات بہت ہیں بے خطر راستہ نیاز مندی کا ہے لہٰذا انسان کو یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اے بسا۔ ناز و انداز جب بڑھتا ہے تو وبال بن جاتا ہے۔ خوبی۔ ناز و انداز کی خوبی اگر کچھ بڑھاتی ہے تو اس میں چھپا ہوا خوف انسان کو پگھلاتا ہے۔ ویں۔ نیاز۔ نیاز مندی اگرچہ لاغر کرتی ہے۔ لیکن قلب کو روشن چاند بنا دیتی ہے۔ چوں۔ حضرت حق کی صفت ہے کہ وہ مردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے تو جو مردہ بنے گا اس کو وہ زندگی عطا کر دے گا۔

۳ چوں ززندہ۔ چونکہ وہ زندہ سے مردہ بھی پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر تو نفس کو نہ مارے گا تو وہ مردہ ہو جائیگا۔ مردہ شو۔ تو فانی بن جا پھر وہ تجھے حیاتِ ابدی عنایت کر دے گا۔ دے شوی۔ تو اپنے اوپر خزاں طاری کرے گا تو بہار کا لطف دیکھے گا۔ رات بنے گا تو دن کا پیدا ہونا دیکھ لے گا۔

بَر مکَن ا آں پَر کہ نہ پذیرد رفُو
پروں کو نہ اکھاڑ کیونکہ ان پر رفو نہ ہو سکیگا
رُوئے مَخراش از عزا اے خوبرو
اے حسین ! ماتم میں چہرے کو نہ چھیل

آنچناں رُوئے کہ چون شمسِ ضحیٰ ست
وہ چہرہ جو چاشت کے سورج کی طرح ہے
آنچناں رُخ را خراشیدن خطاست
ایسے چہرے کو چھیلنا غلطی ہے

زخمِ ناخن بر چُناں رُخ کافریست
ایسے چہرے پر ناخن کا زخم کا فری ہے
کہ رُخِ مہ در فراقِ اُو گریست
جس کے فراق میں چاند کا چہرہ رویا ہے

یا نمی بینی تو روئے خویش را
یا تو اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہے
ترک کُن خوئے لجاج اندیش را
جھگڑا کرنے والی عادت کو چھوڑ دے

دَربیان آنکہ صفا و سادگیِ نفسِ مُطمئنّہ از فکر تہا مشوّش میشود چنانچہ بَر رُوئے آئنہ چیزے نویسی اگرچہ پاک کُنی داغے ونقصانے بماند

اس کا بیان کہ افکار سے نفس مطمئنہ کی صفائی اور سادگی پریشان ہو جاتی ہے جیسا کہ تو آئینہ پر کوئی چیز لکھے اگرچہ تو دھو ڈالے، داغ اور نقصان باقی رہ جاتا ہے

رُوئے ۲ نفسِ مطمئنّہ دَر جسد
جسم میں نفس مطمئنہ کا چہرہ
زخمِ ناخنہائے فکرت می کشد
فکر کے ناخنوں سے زخمی ہو جاتا ہے

فکرتِ بَد ناخنِ پُر زہر داں
بڑے خیال کو زہریلا ناخن سمجھ
میخراشد دَر تعمق رُوئے جاں
غور کرنے کی (صورت) میں وہ جان کا چہرہ زخمی کر دیتا ہے

تا کشاید عقدۂ اشکال را
جب تک کہ وہ کسی اشکال کی گرہ کھولتا ہے
دَر حدث کردہ ست زرّیں بال را
اس نے سنہرے بالوں کو ناپاک کر لیا ہے

عقدہ را بکشادہ گیر اے مُنتہی
اے انتہا کو پہنچنے والے! فرض کر لے گرہ کھل گئی
عُقدۂ سخت ست بَر کیسہ تہی
(یہ تیری) خالی تھیلی پر سخت گرہ ہے

در کشادِ ۳ عُقدہا گشتی تو پیر
تو گرہوں کو کھولنے میں بوڑھا ہو گیا
عُقدۂ چندے دگر بکشادہ گیر
فرض کر لے تو نے اور چند گرہیں کھول لیں

عُقدۂ کاں بر گلوئے ماست سخت
وہ پھندا جو ہمارے گلے میں ہے، سخت ہے
کہ ندانی کہ خسی یا نیک بخت
کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو بد بخت ہے یا نیک بخت

ا۔ بَر مکَن۔ بظاہر یہ حکیم کا مقولہ ہے جو اس نے طاؤس سے کہا۔ عزا۔ ماتم۔ آنچناں۔ حسین چہرے کو بگاڑنا بہت بڑی غلطی ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ دربیان۔ افکار کی وجہ سے نفس مطمئنہ کی صفائی میں خلل پڑتا ہے جیسا کہ آئینہ پر اگر کچھ لکھو پھر خواہ اس کو صاف بھی کر دو لامحالہ اس پر نشان باقی رہ جاتا ہے۔

۲۔ رُوئے نفس۔ نفس مطمئنہ کا چہرہ فکروں کے ناخن سے زخمی ہو جاتا ہے خصوصاً برے افکار تو زہریلے ناخن ہیں جو روح تک کے چہرے کو بدنما بنا دیتے ہیں۔ تا کشاید۔ جب انسان افکار کی کسی گرہ کو کھولتا ہے تو روح کے زریں پر ناپاک ہو جاتے ہیں جس سے اس کی پرواز میں کمی آجاتی ہے۔ عُقدہ۔ ان دنیاوی افکار کی عقدہ کشائی ایسی ہے جیسے کسی خالی تھیلی کے منہ کی سخت گرہ کو کوئی شخص کھولے جو لاحاصل ہے۔

۳۔ درکشاد۔ چند گرہوں کے کھولنے میں تو بوڑھا ہو گیا، فرض کرنے کہ چند گرہیں تو نے اور کھول لیں لیکن حاصل کیا ہوا۔ عقدہ کاں۔ تیرے شقی یا سعید ہونے کی گرہ جو تیرے گلے میں لگی ہوئی ہے اگر تو اس کو کھول لے تو یہ سب سے بہتر ہے

گر بدانی کہ شقیی یا سعید	آں بُود بہتر ز فکرِ ہر عنید
اگر تو یہ جان لے کہ تو نیک بخت ہے یا بدبخت	ہر سرکش کے فکر سے بہتر ہے
حلِ ۱ ایں اِشکال کُن گر آدمی	خرج کُن ایں دم اگر صاحب دمی
اگر تو آدمی ہے اس اشکال کو حل کر لے	اگر تجھ میں دم ہے تو اس دم کو خرچ کر
حدِ اَعیان و عرض دانستہ گیر	حدِ خود را داں کہ نبُود زیں گزیر
فرض کر لے اعیان اور عرض کی تعریف معلوم ہو گئی	اپنی حقیقت جان لے کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے
چوں بدانی حدِ خود زیں حد گریز	تا بہ بیحد در رسی اے خاک بیز
جب تجھے اپنی حقیقت معلوم ہو گئی اس تعریف سے گریز کر	اے خاک چھاننے والے تاکہ تو اس ذات تک پہنچ جائے جس کی حقیقت معلوم ہے
عمرِ ۲ در محمول و در موضوع رفت	بے بصیرت عمر در مسموع رفت
محمول اور موضع کی تعریف میں عمر گزر گئی	سنی سنائی باتوں میں بلا بصیرت کے عمر ختم ہو گئی
ہر دلیلے بے نتیجہ و بے اثر	باطل آمد در نتیجہ خود نگر
جو دلیل بے نتیجہ اور بے اثر ہو	باطل ہے تو خود نتیجہ پر غور کر لے
جز بمصنوعے ندیدی صانعی	بر قیاسِ اقترانی قانعی
تو نے مصنوع کے علاوہ صانع کو نہ دیکھا	تو اقترانی قیاس پر صابر ہو گیا
می فزاید در وسائط فلسفی	از دلائل باز بر عکسش صفی
فلسفی واسطوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے	دلائل سے، پھر برگزیدہ شخص اس کے برعکس ہے
ایں گریزد از دلیل و از حجیب	مازپۓ مدلول سر بردہ بجیب
یہ دلیل اور پردے سے گریز کرتا ہے	مدلول کے لئے گریبان میں منہ ڈالے ہوئے
گردُ خاں ۳ اُورا دلیلِ آتشست	بے دُخاں مارا دراں آتش خوش ست
اگر اس کے لئے دھواں آگ کی دلیل ہے	اس معاملہ میں بغیر دھویں کے ہمارے لئے آگ بھلی ہے
خاصہ ایں آتش کہ از قُرب و وِلا	از دخاں نزدیک تر آمد بما
خصوصاً یہ آگ کہ قرب اور دوستی کی وجہ سے	ہم سے دھویں سے زیادہ قریب آ گئی ہے
پس سیہ کاری بُود رفتن زخواں	بہرِ تخیلات جاں سُوی دخاں
دستر خوان سے چل دینا، بدکاری ہے	دھویں کی جانب جان کے خیالات کی خاطر

۱ حل۔ اگر تو آدمی ہے تو اس اشکال کو حل کر۔ حد اعیان۔ فلاسفہ عرض اور جوہر کی تعریف کرنے میں لگے رہتے ہیں اور خود اپنی حقیقت و ماہیت سے بےخبر رہتے ہیں۔ چوں بدانی مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے آپ کو جان لیا اس نے خدا کو جان لیا نفس کی حقیقت کا علم خدا کی معرفت تک پہنچاتا ہے۔

۲ عمر۔ حکماء کی عمر موضوع و محمول کی تعریفوں میں گذر جاتی ہے اور کوئی فائدہ ہاتھ نہیں آتا۔ ہر دلیلے جس دلیل کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو وہ بیکار ہے تو اپنے انجام پر غور کر لے۔ جز۔ تو نے مشاہدہ نہیں کیا ہے محض مخلوق کے ذریعہ خالق کو سمجھا ہے۔ قیاس اقترانی۔ مثلاً عالم مصنوع ہے اور ہر مصنوع کا کوئی صانع ہے می فزاید۔ فلسفی غیبی امور کو سمجھنے کے لئے واسائط میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور برگزیدہ شخص اس کے برعکس مشاہدہ کرتا ہے وہ دلائل سے ہٹ کر مراقبہ میں مشاہدہ کرتا ہے۔

۳ گردخاں۔ فلسفی اثر سے موثر کو سمجھتا ہے۔ یعنی دھویں کے ذریعہ آگ تک پہنچتا ہے۔ خاصہ۔ عارفوں کے لئے قرب اور عشق کی آگ دھوئیں سے نزدیک تر ہے۔ پس۔ مشاہدہ سے ہٹ کر دلائل سے اس ذات تک پہنچنا سیاہ کاری اور غلطی ہے۔

دَربیانِ قول رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ لَا رُہْبَانِیَۃَ فِی الْاِسْلَامِ

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کے بیان میں کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

بر مکن پَر را و دل بر کَن ازو ۔۔۔ زانکہ شرطِ ایں جہاد آمد عدو
پروں کو نہ اکھاڑ ان سے دل ہٹا لے ۔۔۔ کیونکہ اس جہاد کے لئے دشمن ضروری ہے

چوں عدو نبود جہاد آمد محال ۔۔۔ شہوت ار نبود نباشد امتثال
جب دشمن نہیں ہے تو جہاد نا ممکن ہے ۔۔۔ اگر شہوت نہ ہو تو حکم ماننا نہ ہوا

صبر ۲ نبود چوں نباشد میلِ تو ۔۔۔ خصم چوں نبود چہ حاجت خیلِ تو
جب تیرا میلان نہیں ہے تو صبر نہ ہو گا ۔۔۔ جب دشمن ہی نہیں ہے تیرے لشکر کی کیا ضرورت ہے؟

ہیں مکن خود را خصی رہباں مشو ۔۔۔ زانکہ عفت ہست شہوت را گرو
خبردار ! اپنے آپ کو خصی نہ کر راہب نہ بن ۔۔۔ کیونکہ عفت شہوت سے وابستہ ہے

بے ہوا نہی از ہوا ممکن نبود ۔۔۔ غازیی بر مُردگاں نتواں نمود
بغیر نفسانی خواہش کے اس سے روکنا ممکن نہیں ہے ۔۔۔ اپنا مجاہد ہونا مردوں پر نہیں دکھلایا جا سکتا

اَنفِقُوا گفتست پس کسبے بکن ۔۔۔ زانکہ نبود خرج بے دخلِ کہن
خرچ کرو فرمایا ہے تو تو کمائی کر ۔۔۔ کیونکہ پہلی آمدنی کے بغیر خرچ نہیں ہوسکتا ہے

گرچہ آورد اَنفِقُوا را مطلق او ۔۔۔ تو بخواں کہ اَکْسِبُوا ثُمَّ اَنفِقُوا
اگرچہ اس نے صرف "خرچ کرو" فرمایا ہے ۔۔۔ تو پڑھ کماؤ پھر خرچ کرو

ہمچناں ۳ چوں شاہ فرمود اِصْبِرُوا ۔۔۔ رغبتے باید کزاں تابی تو رُو
اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ "تم صبر کرو" ۔۔۔ تو رغبت درکار ہے تاکہ تو اس سے منہ موڑے

پس کُلُوا از بہر دامِ شہوتست ۔۔۔ بعدازاں لَا تُسْرِفُوا آں عفت ست
تو "تم کھاؤ" شہوت کے جال کے لئے ہے ۔۔۔ اس کے بعد "تم فضول خرچی نہ کرو" پاکدامنی کیلئے ہے

چونکہ محمولٌ بہ نبود لَدَیہ ۔۔۔ نیست ممکن بود محمولٌ علَیہ
جبکہ خبر نہیں ہے اس کے پاس ۔۔۔ مبتداء کا ہونا نا ممکن ہے

چونکہ رنج صبر نبود مر ترا ۔۔۔ شرط نبود پس فروناید جزا
جبکہ تجھے صبر کی تکلیف حاصل نہیں ہے ۔۔۔ تو شرط نہ پائی گئی لہٰذا اجزاء موجود نہ ہو گی

---

۱ دربیان۔ معصیت کے اسباب اور قدرت کے ہوتے ہوئے اس سے بچنا کمال ہے۔ نہ کہ معصیت کی طاقت کو ختم کر کے معصیت سے بچنا اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ راہب معصیت کے اسباب اور اس کی قدرت کو فنا کر ڈالتے تھے۔ بر مکن۔ مور کو نصیحت ہے کہ پر نہ اکھاڑ یعنی شہوت اور حب جاہ کے اسباب اور ذرائع کو ختم نہ کر کیونکہ یہ دشمن ہیں اور دشمن نہ ہوتے ہوئے جہاد کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ شہوت اگر انسان میں شہوت کا مادہ ہی نہیں ہے تو زنا نہ کرنے کے حکم فرمانبرداری کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

۲ صبر نبود۔ اگر انسان میں کسی چیز کی جانب میلان نہیں ہے تو اس سے صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں دشمن نہ ہو تو لشکر کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مشو۔ راہب اپنے خصیے نکلوا دیتے تھے تاکہ زنا نہ کر سکیں۔ غازیی۔ مرے ہوؤں کے ساتھ جہاد کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ انفقوا۔ خرچ کرو اس حکم کی تعمیل جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ انسان کمائے۔ گرچہ۔ اگرچہ قرآن میں صرف خرچ کرو آیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہی ہے کہ کماؤ اور خرچ کرو

۳ ہمچناں۔ اسی طرح صبر کرو کے حکم کی تعمیل جب ہی ہے کہ رغبت موجود ہو۔ کُلُوا۔ تم کھاؤ کا حکم شہوت کا جال ہے اور لَا تُسْرِفُوا فضول خرچی نہ کرو عفت ہے اب اگر کُلُوا ممکن نہ ہو تو لَا تُسْرِفُوا کے کوئی معنی نہیں ہیں چونکہ جب خبر کا وجود ہی نہ ہو تو مبتداء کا اس سے اتصال اور تعلق ناممکن ہے۔ رنج صبر کرنے میں اگر کوئی کلفت ہی نہیں ہے تو اس کی جزا حاصل نہیں ہو سکتی ہے اذا فات الشرط فات المشروط جب شرط نہ موجود ہو تو مشروط مفقود ہوتا ہے۔

حبذا[1] آں شرط و شاداں آں جزا آں جزائے دلنواز جانفزا

وہ شرط اور جزا کیا ہی خوب ہے وہ دل نواز، جانفزا، جزا

دَر بیان آنکہ ثوابِ عملِ عاشق از حق ہم حَقّست و بَس جَلَّ جلالہ

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عاشق کے عمل کا ثواب صرف اللہ جل جلالہ ہے

عاشقاں را شادمانی و غمِ اُوست دستِ مزد و اُجرتِ خدمت ہم اوست

عاشقوں کی خوشی اور غم وہی ہے مزدوری اور خدمت کی اجرت وہی ہے

غیرِ معشوق ار تماشائی بود عشق نبُود ہر زہ سَودائی بُود

وہ اگر معشوق کے غیر کا تماشائی ہے عشق نہیں ہے وہ بیہودہ اور دیوانہ ہے

عشق[2] آں شعلہ است کو چوں برفروخت ہَر چہ جُز معشوق باقی جملہ سوخت

عشق وہ شعلہ ہے جب وہ روشن ہو گیا جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے سب جل گیا

تیغ لا در قتلِ غیرِ حق براند در نگر زاں پس کہ بعدِ لا چہ ماند

اس نے "لا" کی تلوار اللہ کے سوا پر چلا دی غور کر لے "لا" کے بعد کیا رہ گیا؟

ماند اِلّا اللہ باقی جملہ رَفت شاد باش اے عشقِ شرکت سوز زَفت

"الا اللہ" رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا اے عشق شرکت کو جلانیوالے زبردست! تو خوش رہے

خود ہم اُو بود اوّلین و آخریں شرک جُزا زدیدۂ اَحول مبیں

صرف وہی اولین اور آخرین ہو گا تو بھینگی آنکھ کے سوائے شرک کو نہ دیکھ

اے[3] عجب حُسنے بُود جز عکسِ آں نیست تَن را جُنبشے از غیرِ جاں

تعجب ہے کوئی حسن اس کے عکس کے سوا ہو جان کے غیر سے جسم میں حرکت نہیں ہوتی ہے

آں تَنے را کہ بُود در جاں خلل خوش نباشد گر بگیری در عسل

جس جسم کی روح میں نقصان ہو وہ اچھا نہ ہو گا، خواہ تو اس کو شہد میں ڈالدے

ایں کسے داند کہ روزے زندہ بُود از کفِ ایں جانِ جاں جامے رَبُود

یہ وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو کسی دن زندہ رہا ہو اس جانِ جاناں کے ہاتھ سے اسنے جام حاصل کیا ہو

وانکہ چشمِ اُو ندیدست آں رُخاں پیشِ اُو جانست ایں تفِ دخاں

جس کی آنکھ نے وہ خسار نہیں دیکھے اسکے نزدیک یہ دھوئیں کی سوزش جان ہے

---

[1] حبذا۔ صبر کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ بھی ہو گا تو دونوں قابل مبارکباد ہیں۔ دربیان۔ چونکہ پہلے مضمون میں جزا کا بیان تھا اب بتاتے ہیں کہ خدا کے عاشق کا بدلہ کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ عاشق کے عمل کا بدلہ ذات خداوندی ہے۔ عاشقاں۔ عاشقوں کا رنج اور خوشی، مزدوری اور اس کی اجرت صرف ذاتِ خدا ہے۔ غیر معشوق۔ اگر وہ معشوق کی ذات کے علاوہ کسی چیز کا طالب ہے تو پھر اس کا عشق عشق نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیوانہ ہے۔

[2] عشق۔ جب عشقِ الٰہی نمودار ہوتا ہے تو ماسویٰ اللہ اس کی آگ سے جل جاتا ہے۔ تیغ لا۔ کلمہ میں لا الہ کہنے کے معنیٰ یہی ہیں کہ اس نے غیر کی نفی کر دی ہ۔ اِلّا اللہ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کے لئے سب کچھ صرف ذات خداوندی ہے عشق غیر کو بالکل جلا ڈالتا ہے۔ خود۔ صحیح آنکھ ایک دکھاتی ہے۔ بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

[3] اے عجب۔ جہاں کہیں بھی حسن کی جھلک ہے وہ اسی خدا کا پرتو ہے جسم میں روح کی وجہ سے حرکت ہوتی ہے۔ آں تنے۔ جو فطرات بد ہیں ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ ایں کسے۔ ہر چیز کے حسن کو عکس خداوندی وہی سمجھے گا جس کی روح انسانی زندہ ہو گی۔ وانکہ۔ جو روحِ انسانی سے ناواقف ہو گا وہ روح حیوانی کو ہی سب کچھ سمجھے گا۔

چوں ندید او عمر ۱ عبدالعزیزؒ پیشِ اُو عادل بود حجّاج نیز
جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نہ دیکھا ہو اس کے نزدیک حجاج ابن یوسف بھی عادل ہو گا

چوں ندید اُو مارِ موسیٰ راثبات در حِبال السحر پندارد حیات
جب اس نے حضرت موسیٰ کے سانپ کا اکاؤ نہیں دیکھا وہ جادو کی رسیوں میں زندگی سمجھے گا

مُرغ ۲ کو ناخوردہ است آبِ زُلال اندر آبِ شور دارد پرّ و بال
جس پرندے نے نیز پانی نہ پیا ہو وہ کھاری پانی میں اپنے بال و پر (تر) رکھتا ہے

جُز بضد ضد را ہمی نتواں شناخت چوں نہ بند زخم نشنا سد نواخت
ضد کو ضد کے سوا کسی ذریعہ سے شناخت نہیں کیا جا سکتا جب ظلم کو نہیں دیکھا ہے نوازش کو نہیں پہچان سکتا

لا جرم دنیا مقدّم آمدہ است تا بدانی قدرِ اقلیمِ اَلَست
لا محالہ دنیا پہلے آئی ہے تاکہ تو الست کے جہان کی قدر جان لے

چوں از اینجا وارہی آنجا روی در شکر خانہ ابد شاکر شوی
جب تو اس جگہ سے نجات پا جائیگا وہاں چلا جائیگا تو ہمیشگی کے شکر خانہ میں شکر گذار ہو گا

گوئی آنجا خاک رامی بیختم زیں جہانِ پاک می بگریختم
تو کہے گا وہاں میں نے خاک چھانی میں اس پاک عالم سے بھاگتا تھا

گشتہ بُودم قانع از گنجے بمار شادماں بودم ز گلزارے بخار
میں نے خزانہ کے بدلے سانپ پر بس کی میں چمن کی بجائے کانٹوں پر خوش تھا

اے دریغا ۳ پیش ازیں بودے اجل تا غذایم کم بُدے اندر وَحَل
ہائے افسوس ! اس سے پہلے موت آجاتی تاکہ میری خوراک کیچڑ کی نہ ہوتی

دربیانِ حدیث مَا مَاتَ مَنْ يَّمُوْتُ اِلَّا وَ تَمَنّٰی اَنْ يَّمُوْتَ قَبْلَ

(اس) حدیث کا بیان کہ ہر مرنے والا یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ پہلے

مَامَاتَ اِنْ كَانَ بَرًّا لِيَكُوْنَ اِلٰى وُصُوْلِ الْبِرِّ اَعْجَلَ وَاِنْ كَانَ

مر جاتا اگر وہ نیک ہے تو اس لئے کہ جلد بھلائی تک پہنچ جاتا اور اگر بد ہے

فَاجِرًا لِيَقِلَّ فُجُوْرُهٗ

تو اس لئے کہ اس کی بدکاری کم ہوتی

زیں بفرمودست آں آگہ رسولؐ کہ ہر آنکہ مُرد و کرد از تن نزول
اسی لئے با خبر رسولؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرا اور جسم سے جدا ہوا

---

۱ عمر۔ ابن عبدالعزیزؒ اموی خلیفہ تھے جن کا خلفاء راشدین میں شمار ہے یعنی روح انسانی۔ حجاج۔ ابن یوسف ثقفی، عبدالملک ابن مروان عراق کا گورنر تھا جس کا ظلم و ستم مشہور ہے جس نے بہتر ہزار بے قصور انسانوں کو قتل کرایا۔ یعنی روح حیوانی۔ چوں۔ اگر کسی نے اصل کو نہ دیکھا ہو گا تو وہ نقل سے دھوکا کھا جائے گا۔

۲ مرغ۔ جو شخص حقیقت سے نا واقف ہوتا ہے وہ مجاز کو حقیقت سمجھ لیتا ہے جو مشہور مقولہ ہے تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا ۔ چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں "لا جرم۔ دنیا کو بھگت کر آخرت کی قدر معلوم ہو گی۔ اقلیم الست۔ عالم آخرت چوں۔ انسان جب دنیا کی زندگی ختم کر کے عالم آخرت میں پہنچے گا تو بہت شکر گذار ہو گا۔ گوئی۔ پھر کہے گا کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں خاک اور مٹی تھی دنیا خارستان تھا اور آخرت گلستان ہے۔

۳ اے دریغا۔ دنیا میں جس قدر وقت گذرا اس پر افسوس کرے گا۔ دربیان۔ مرنے کے بعد ہر نیک و بد جلد مر جانے کی خواہش کا اظہار کرے گا اگر نیک ہو گا تو کہیگا کاش میں جلد اس بھلائی تک پہنچ جاتا ہے اگر بد ہے تو کہیگا کہ کاش پہلے مر جاتا تو برائیاں کم کرتا۔

نبود اُورا حسرتِ نقلان و موت　　لیک باشد حسرتِ تقصیر و فوت
اس کو منتقل ہونے اور مرنے پر افسوس نہ ہو گا　　لیکن کوتاہی اور فوت ہونے کی حسرت ہو گی

ہر کہ[۱] میرد خود تمنّا باشدش　　کہ بُدے زیں پیش نقلِ مقصدش
جو شخص مرتا ہے خود اس کو تمنا ہوتی ہے　　کہ اس کا مقصود کی طرف منتقل ہوجانا اس سے پہلے ہوجاتا

گر بُدے بَد تا بَدی کمتر بُدے　　ور تقی تا خانہ زُوتر آمدے
اگر وہ بد تھا تو اس لئے کہ بدی کم ہوتی　　اور متقی تھا تو گھر جلدی آجاتا

گوید آں بَد بیخبری بودہ ام　　دمبدم من پَردہ می افزودہ ام
وہ بد کہے گا، میں بے خبر تھا　　میں نے ہر وقت حجاب بڑھایا

گر ازیں زُوتر مرا مَعبر بُدے　　ایں حجاب و پردہ ام کمتر بُدے
اگر اس سے پہلے ہی میرے لئے راستہ ہوتا　　میرا یہ حجاب اور پردہ بہت کم ہوتا

از حریصی[۲] کم دَراں رُوئے قنوع　　وز تکبّر کم دَراں چہرہ خشوع
حرص کی وجہ سے قناعت کے چہرے کو زخمی نہ بنا　　اور تکبر سے عاجزی کے چہرے کو زخمی نہ کر

ہمچنیں از بخل کم در رُوئے جود　　وز بلیسی چہرہ خوبِ سجود
اسی طرح بخل کے ذریعہ سخاوت کا چہرہ زخمی نہ کر　　اور شیطنت سے سجدہ کے حسین چہرے کو

بر مکَن آں پرِّ خُلد آرائے را　　بر مکَن آں پرِّ رہ پیمائے را
جنت کو آراستہ کرنے والے پر نہ اکھاڑ　　راستہ طے کرنے والے پر نہ اکھاڑ

چوں شنید[۳] ایں پند و روئے بنگریست　　بعد ازاں دَر نوحہ آمد می گریست
جب اس نے یہ نصیحت سنی اور (ناصح کا) چہرہ دیکھا　　اس کے بعد نوحہ شروع کر دیا، رو پڑا

نوحہ و گریہ دَرازو دَرد مند　　ہر کہ آنجا بُود در گریہ اش فگند
نوحہ اور گریہ دراز اور درد مند تھا　　وہاں جو بھی تھا اس کو رلا دیا

وآنکہ میپرسید پر کندن زچیست　　بیجوابے شُد پشیماں می گریست
اور جس نے پوچھا تھا کہ پر کیوں نوچتا ہے؟　　بغیر جواب (سنے) شرمندہ ہو گیا رونے لگا

کز فضولی من چرا پُرسیدمش　　او زغم پُر بود شور انگیدمش
کہ بیہودہ پن سے میں نے اس سے کیوں پوچھا؟　　وہ غم سے بھرا ہوا تھا میں نے اس کو جوش دلا دیا

می چکید از چشمِ تر بر خاک آب　　اندراں ہر قطرہ مُدرَج صد جواب
تر آنکھوں سے زمین پر آنسو ٹپک رہے تھے　　ہر قطرے میں سینکڑوں جواب درج تھے

---

۱ ہر کہ۔ موت کے بعد ہر مردے کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ پہلے مرجاتا اگر نیک ہے تو اس لئے یہ خواہش ہو گی کہ اب سے پہلے ہی جنت میں پہنچ جاتا اگر بد ہے تو اس لئے کہ یہ سوچے گا اگر جلد مرجاتا تو برائیاں کم کرتا۔ دمبدم۔ برا انسان کہے گا کہ میں جس قدر زندہ رہا اسی قدر گمراہی کے پردے زیادہ بڑھتے گئے۔ گر۔ اگر اس سے پہلے مرجاتا تو یہ پردے کم ہوتے۔

۲ از حریصی۔ یہ بھی حکیم کا مقولہ ہے۔ جو اس نے پر نوچنے پر مور سے کہا۔ قنوع۔ قناعت۔ خشوع۔ عاجزی دراں۔ دریدن۔ بمعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ ہمچنیں۔ مور کی تمثیل کے سلسلہ میں مولانا نے انسان ان صفات کو ذکر کیا ہے جو قدرت نے اس میں ودیعت رکھی ہیں اور انسان اپنی بداعمالی سے ان کو برباد کرتا ہے۔ خلد آرای۔ جنت کو آراستہ کرنیوالا۔

۳ شنید۔ اس مور نے سنا۔ رُوی۔ یعنی ناصح کا چہرہ۔ نوحہ۔ اس کے رونے نے دوسروں کو رلا دیا۔ وآنکہ۔ وہ ناصح حکیم بھی رو پڑا کہ فضولی۔ اس سوال پر کہ پر کیوں اکھاڑتا ہے وہ سوال کرنیوالا شرمندہ ہو گیا۔ ہر قطرہ۔ آنسو کے ہر قطرے میں اس سوال کا جواب تھا۔ مدرج۔ داخل

می چکید از چشمِ اُو گریہ بخاک ۔۔ خاکِ گل می شد ز اشکِ سہمناک
اس کی آنکھ سے مٹی پر آنسو ٹپک رہے تھے ۔۔ خوفناک آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی

گریہ[1] با صدق بر جانہا زند ۔۔ تاکہ چرخ و عرش راگریاں کُند
سچائی کے ساتھ رونا ، روحوں کو متاثر کرتا ہے ۔۔ حتیٰ کہ آسمان اور عرش کو رلا دیتا ہے

گریہ بے صدق بے سوزش بُود ۔۔ دیودوں بر گریہ اَش خنداں شُود
بناوٹی رونا بغیر سوزش کا ہوتا ہے ۔۔ کمینہ شیطان اس کے رونے پر ہنستا ہے

گریہ بے صدق باشد بیفروغ ۔۔ آں ندارد چربیِ مانندِ دوغ
بناوٹی رونا بے فروغ ہوتا ہے ۔۔ اس میں چھاچھ کی طرح مکھن نہیں ہوتا ہے

عقل و دلہا بے گمانے عرشیند ۔۔ در حجاب از نورِ عرشی میزیند
عقل اور دل بلا شبہ عرشی ہیں ۔۔ در پردہ عرشی نور کے ذریعہ جیتے ہیں

دَر بیان آنکہ عقل و روح دَر آب و گِلِ جَسد محبوس اند ہمچوں ہاروت و ماروت دَر چاہ بابل

اس کا بیان کہ عقل اور روح جسم کی مٹی پانی میں اس طرح قیدی ہیں جس طرح کہ ہاروت اور ماروت بابل کے کنویں میں

ہمچو[2] ہاروت و چو ماروت آں دو پاک ۔۔ بَستہ اند ایں جا بچاہِ سہمناک
وہ دونوں پاک ، ہاروت اور ماروت کی طرح ۔۔ اس جگہ خوفناک کنویں میں بند ہیں

عالمِ سِفلی و شہوانی درند ۔۔ اندریں چہ گشتہ انداز جُرم بند
وہ عالم سفلی اور شہوانی میں ہیں ۔۔ جرم کی وجہ سے اس کنویں میں بند ہو گئے ہیں

سحر و ضدِّ سحر را بے اختیار ۔۔ زیں دو آموزند نیکان و شرار
جادو اور اس کا توڑ بغیر اختیار کے ۔۔ نیک اور بد ان دونوں سے سیکھتے ہیں

لیک اوّل پند بد ہندش کہ ہیں ۔۔ سحر را از ما میا موزو مچیں
لیکن وہ شروع میں نصیحت کر دیتے ہیں کہ خبردار! ۔۔ جادو ہم سے نہ سیکھ ، نہ حاصل کر

ما بیا[3] موزیم ایں سحر اے فلاں ۔۔ از برائے اِبتلا و اِمتحاں
اے فلاں ! ہم یہ جادو سکھاتے ہیں ۔۔ ابتلاء اور آزمائش کے لئے

کامتحاں را شرط باشد اختیار ۔۔ اختیارے نبوَدت بے اقتدار
آزمائش کے لئے اختیار شرط ہے ۔۔ بغیر قدرت کے تیرے لئے اختیار نہ ہو گا

میلہا ہمچوں سگانِ خفتہ اند ۔۔ اندر ایشاں خیر و شر بنہفتہ اند
خواہشات سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں ۔۔ انکے اندر خیر اور شر پوشیدہ ہیں

---

[1] گریہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو سچائی کا رونا ہے اس کی تاثیر محض دنیا تک نہیں بلکہ عرش تک پہنچتی ہے۔ گریہ بے صدق۔ بناوٹی رونے پر شیطان مذاق اڑاتا ہے۔ عقل و دلہا ئے "اَلْقَلْبُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ" "دل خدا کا عرش ہے" تو چونکہ سچے رونے سے عرش متاثر ہوتا ہے لہٰذا عقل و دل جو عرشی ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔

[2] ہمچو۔ جس طرح ہاروت و ماروت کا تعلق عالم بالا سے تھا لیکن چاہ بابل میں قیدی ہیں اسی طرح عقل اور روح بھی عالم بالا کی چیز ہوتے ہوئے انسانی بدن کے کنویں میں قیدی ہیں۔ عالم سفلی۔ ان دونوں نے چونکہ عالم سفلی اور شہوانی سے تعلق پیدا کیا لہٰذا جسم کے کنویں میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ سحر و ضد سحر۔ اب نیک لوگ انسے اچھی تعلیمات حاصل کرتے ہیں اور برے لوگ بری تعلیمات حاصل کرتے ہیں۔ بے اختیار۔ یعنی شوق سے مجبور ہو کر۔

[3] ما بیا موزیم۔ عقل روح سمجھاتی ہے کہ ہمارے سحر سکھانے میں ایک متحان اور آزمائش ہے کہ سیکھنے والا اس کو غلط استعمال کرتا ہے یا صحیح امتحان۔ ں جادو کا سیکھنا نہ سیکھنا سیکھنے ولا کا متیاری فعل ہے اسی لئے اس کو نوں باتوں پر قدرت ہے۔ مَیلہا۔ سان کے اند کی خواہش سوئے ۓ کتوں کی طرح ہیں اور انسان کے دل میں خیر و ر دونوں موجود ں۔

چونکہ ۱ قدرت نیست خفتند ایں رَدہ — ہمچو ہیزم پارہا و تن زدہ

چونکہ (تجھ میں) قدرت نہیں ہے یہ گروہ سویا ہوا ہے — لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح اور چپ ہے

تا کہ مُردارے دَر آید درمیاں — نفخِ صورِ حرص کوبد بر سگاں

یہاں تک کہ کوئی مردار بیچ میں آجاتا ہے — حرص کے صور کی آواز کتوں کو جھنجوڑ دیتی ہے

چوں دَراں کوچہ خرے مُردار شد — صد سگِ خفتہ بداں بیدار شد

جب اس گلی میں کوئی گدھا مر جاتا ہے — اس سے سینکڑوں سوئے ہوئے کتے جاگ جاتے ہیں

حرصہائے رفتہ اندر کتمِ غیب — تاختن آورد سَر بر زد زجیب

غیب کے پردے میں گئی ہوئی حرصیں — حملہ آور ہو گئیں گریبان سے سر نکال

مُو بموئے ۲ ہر سگے دنداں شدہ — وز برائے حیلہ دُم جُنباں شدہ

ہر کتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن گیا — اور تدبیر کے لئے دم ہلانے لگا

نیم زیرش حیلہ و بالا غَضَب — چوں ضعیف آتش کہ اُو یابد حَطَب

اس کا آدھا نچلا حصہ حیلہ اور اوپر کا غصہ ہے — جس طرح کمزور آگ جو ایندھن پا لے

شعلہ شُعلہ میرسد از لا مکاں — میرود دُود و لَہَب تا آسماں

لا مکان سے شعلے ہی شعلے آجاتے ہیں — دھواں اور لپٹ آسمان تک جاتی ہے

صَد چنیں سگ اندریں تن خفتہ اند — چوں شکارے نیست شاں بنہفتہ اند

ایسے سینکڑوں کتے اس جسم میں سوئے ہوئے ہیں — چونکہ کوئی شکار نہیں ہے وہ چھپے ہوئے ہیں

یا چو بازا نند دیدہ دوختہ — در حجاب از عشق صیدے سوختہ

یا آنکھیں سلے ہوئے بازوں کی طرح ہیں — شکار کے عشق میں در پردہ جلے ہوئے ہیں

تا کُلہ برداری و بیند شکار — آنگہاں سَازد طوافِ کوہسار

یہانتک کہ تو ٹوپا ہٹا دے اور وہ شکار دیکھ لے — اس وقت پہاڑ کے چکر کاٹتا ہے

شہوتِ ۳ رنجور ساکن می بُوَد — خاطرِ اُو سُوئے صحت میرود

بیمار کی خواہش جب تک سکون میں ہوتی ہے — اس کا مزاج صحت کی طرف چلتا ہے

چوں بہ بیند نان وسیب وخر بزہ — در مَصاف آید مزہ و خوفِ بزہ

جب وہ روٹی اور سیب اور خربوزہ دیکھتا ہے — مزا اور بدپرہیزی کا خوف جنگ میں مبتلا ہوجاتے ہیں

---

۱ چونکہ۔ انسان کا یہ سمجھنا کہ اس میں برائی کی تاقت نہیں ہے۔ بہت بری غلطی ہے چونکہ برائی کا موقع حاصل نہیں اس لئے وہ قوت سوئی ہوئی ہے جب موقع ہوگا وہ فوراً بیدار ہو جائیگی۔ چوں۔ دراں۔ انسانی خواہشوں کا حال سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہے ان کے سامنے جب کوئی مردار آجاتا ہے پھر ان کو حال دیکھو۔

۲ مو بموی۔ اب کتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن جاتا ہے اور وہ حیلہ اور غصہ سے پر ہو جاتا ہے۔ چوں ضعیف۔ آگ کو اگر ایندھن نہ ملے تو کس قدر پر سکون ہوتی ہے اور ایندھن ملتے ہی کس قدر شعلہ زن بن جاتی ہے۔ صد۔ چنیں۔ انسان کے اندر بری صفتیں ان کتوں کی طرح سوئی ہوئی ہیں جب موقع ملتا ہے تو وہ پھر اپنی تیزی دکھاتی ہیں۔ یا چو۔ ان بری صفتوں کی مثال کتوں سے نہ لے لو یا اس باز سے جس کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں لیکن شکار کے عشق میں وہ دل سوختہ ہے۔ تا کلہ۔ شکار کے وقت باز کے سر پر سے ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے تو پھر وہ شکار کو دیکھ کر پہاڑوں کا چکر کاٹتا ہے۔

۳ شہوتِ۔ رنجو۔ بیماری کے دوران مختلف غذاؤں کی شہوت و رغبت سکون پذیر ہوتی ہے لیکن جب وہ مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو وہ شہوت بیدار ہو جاتی ہے۔ چوں۔ بہ بیند۔ جب مریض مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ اور اب وہ کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کھانے کو جی چاہتا ہے پھر ڈرتا ہے کہ اگر کھاؤں گا تو بدپرہیزی ہوگی۔

گر بُوَد[۱] صبّار دیدن سُود اُوست — آں تہیج طبع سستش رانکوست
اگر وہ صابر ہے تو دیکھنا اس کے لئے مفید ہے — وہ برانگیختگی اس کی سُست طبیعت کے لئے بہتر ہے

وَر نباشد صبر پس نادیدہ بہ — تیر دور اولےٰ زمردِ بے زرہ
اگر صبر نہ ہو تو نہ دیکھنا بہتر ہے — بغیر زرہ کے آدمی سے تیر کا دور ہونا بہتر ہے

باز گردو کُن حکایت را تمام — تاچہ گفت اندر جوابش والسّلام
واپس ہو اور حکایت کو پورا کر دے — کہ اس (مور) نے اس کے جواب میں کیا کہا، والسلام

بشنو[۲] اکنوں تو زطاؤس آں جواب — تا بدانی ہر نکوئی را خطاب
اب تو مور سے وہ جواب سن — تاکہ تو ہر بھلائی کا خطاب جان لے

جواب دادنِ طاؤس آں حلیم سائل را
مور کا اس سوال کرنے والے دانا کو جواب دینا

چوں زگریہ فارغ آمد گفت رَو — کہ تو رنگ و بُوئے راہستی گرو
جب وہ مور رونے سے فارغ ہو گیا اسنے کہا — کہ تو رنگ و بو کا غلام ہے

آں نمی بینی کہ ہر سُو صد بلا — سُوئے من آید پئے ایں بالہا
کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ ہر جانب سے سینکڑوں بلا ہیں — ان پروں کی وجہ سے میری جانب آتی ہیں

اے بسا صیادِ بے رحمت مُدام — بہرِ ایں پر ہا نہد ہر سوم دام
ہمیشہ بہت سے نا ترس شکاری — ان پروں کے لئے میری ہر جانب جال بچھاتے ہیں

چند تیر انداز بہرِ بالہا — تیر سُوئے من کشد اندر ہوا
بہت سے تیر انداز پروں کے لئے — ہوا میں میری جانب تیر چلاتے ہیں

چوں[۳] ندارم زور و ضبطِ خویشتن — زیں قضا و زیں بلا و زیں فتن
جبکہ میں طاقت اور اپنا بچاؤ نہیں رکھتا ہوں — اس قضا اور اس بلا اور ان فتنوں سے

آں بہ آید کہ شوم زشت و کریہ — تابوم ایمن دریں کُہسا رو تیہ
یہ مناسب ہے کہ میں بھدا اور نا پسند بنجاؤں — تاکہ میں اس پہاڑ اور جنگل میں محفوظ ہو جاؤں

برکنم پر ہائے خودرا یک بہ یک — تا نیند ازد بدامم ہر کلک
میں ایک ایک کر کے اپنے پر نوچتا ہوں — تاکہ کوئی منحوس مجھے جال میں نہ پھانسے

نزدِ من جاں بہتر از بال و پرست — جاں بماند باقی و تن اَبترست
میرے نزدیک جان بال اور پر سے بہتر ہے — جان باقی رہے گی اور جسم ناقص ہے

۱۔ گر بود۔ اب اگر اس مریض میں صبر کا مادہ ہے تو ان غذاؤں کا دیکھنا اس کے لئے مفید ہے تاکہ اس کی خواہشیں بیدار ہو جائیں اور اگر وہ صابر نہیں ہے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ان غذاؤں کو ہی نہ دیکھ پائے۔

۲۔ بشنو۔ اب ناصح حکیم کو مور نے جو جواب دیا وہ سنو اس نے کہا اے ناصح تو محض رنگ روپ کا عاشق ہے یہ نہیں دیکھتا کہ یہ پر میرے لئے کس قدر مصائب کا سبب ہیں۔ اے بسا۔ شکاری میرا شکار محض ان پروں کی خاطر کرتے ہیں کوئی جال سے پکڑتا ہے کوئی مجھے تیر سے مارتا ہے۔

۳۔ چوں۔ جبکہ مجھ میں ان مصائب کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بہتر یہی ہے کہ میں بدصورت بن جاؤں۔ کہسار۔ پہاڑ۔ تیہ۔ جنگل۔ کلک۔ منحوس۔ نزدمن۔ پروں کے بچانے سے جان کا بچانا بہتر ہے۔ ابتر۔ ناقص۔

ایں اسلاحِ عُجبِ مَن شُد اے فتیٰ ؎ عُجب آرد معجباں را صد بلا
اے نوجوان! یہ میری خود پسندی کا ہتھیار ہے ؎ خود پسندی خود پسندوں کو سینکڑوں مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہے

دَر بیان آنکہ ہُنر ہا و زیرکیہا و مالِ دنیا ہمچو پر طاؤس عدوِّ جان اند

اس کا بیان کہ دنیا کا ہنر اور ذہانتیں اور مال مور کے پروں کی طرح جان کے دشمن ہیں

پس ہنر آمد ہلاکت خام را ؎ کز پئے دانہ نہ بیند دام را
ہنر، ناقص کے لئے ہلاکت ہے ؎ کیونکہ وہ دانہ کی وجہ سے جال کو نہ دیکھے گا

اختیار۲ آں رانکو باشد کہ اُو ؎ مالکِ خود باشد اندر اتَّقُوا
اختیار، اس کے لئے بھلا ہوتا ہے جو ؎ "تم تقویٰ اختیار کرو" کے معاملہ میں اپنے آپ پر قابو رکھے

چوں نباشد حفظ و تقویٰ زینہار ؎ دور کُن آلت بینداز اختیار
جب نگہداشت اور تقویٰ نہ ہو، خبردار! ؎ آلہ کو پھینک دے، اختیار کو چھوڑ دے

جلوہ گاہ و اختیارم ایں پرست ؎ بَر کَنم پر را کہ در قصدِ سَر ست
میری خود نمائی اور اختیار یہ پر ہیں ؎ میں پر نوچ رہا ہوں کیونکہ وہ سر کے درپے ہیں

نیست انگارد پرِ خود را صبور ؎ تا پرش در نفگند در شر و شور
صابر اپنے (بال و) پر کو نیست سمجھتا ہے ؎ حتیٰ کہ اس کے پر شور و شر میں مبتلا نہیں کرتے ہیں

پس زیانش نیست پَر گو بر مکَن ؎ گر رَسد تیرے بہ پیش آرد مجن
تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہے کہہ دو وہ پر نہ نوچے ؎ اگر کوئی تیر آئے گا وہ ڈھال سامنے کر دیگا

لیک۳ بر من پرِ زیبا دشمنے ست ؎ چونکہ از جلوہ گری صبریم نیست
لیکن میرے لئے حسین پر دشمن ہیں ؎ چونکہ خود نمائی سے مجھ میں صبر نہیں ہے

گر بُدے صبر و حفاظم راہبر ؎ بر فزودے ز اختیارم کرّ و فر
اگر صبر اور حفاظت میرے رہبر ہوتے ؎ تو اختیار سے میری کر و فر بڑھا دیتے

ہمچو طفلم یا چو مست اندر فتن ؎ نیست لائق تیغ اندر دستِ من
میں فتنوں کے سلسلہ میں بچے یا مست کی طرح ہوں ؎ میرے ہاتھ میں تلوار ہونا مناسب نہیں ہے

گر مرا عقلے بُدے منزجر ؎ تیغ اندر دستِ من بودے ظفر
اگر میرے پاس رک جانے والی عقل ہوتی ؎ تو میرے ہاتھ میں تلوار، کامیابی ہوتی

عقل باید نور دہ چوں آفتاب ؎ تا زند تیغے کہ نبود جز صواب
عقل سورج کی طرح نور عطا کرنیوالی چاہیے ؎ تاکہ ایسی تلوار چلائے جو ٹھیک ہی ہو

---

۱ ایں۔ میرے یہ پر میرے غرور و تکبر کا باعث ہیں اور تکبر سینکڑوں بلاؤں کا سبب بنتا ہے۔ دربیان۔ جس طرح مور کے پر اس کے مصائب کا سبب ہیں اسی طرح دنیا کے ہنر اور دنیا کی عقل بھی انسان کے لئے وبالِ جان ہے۔

۲ اختیار۔ گناہ کے کر سکنے اور نہ کر سکنے کا اختیار اس شخص کے لئے مناسب ہے جس میں تقویٰ ہو اور اگر تقویٰ نہیں ہے تو پھر اس کے لئے اختیار باقی رکھنا مناسب نہیں ہے۔ آلت۔ یعنی وہ اسباب و ذرائع جن سے برائی پر قدرت حاصل ہو سکے۔ جلوہ گاہ۔ مور نے کہا کہ میرے تکبر و غرور کے اسباب میرے پر ہیں لہٰذا میں انکو ہی ختم کیے دیتا ہوں چونکہ یہ ہلاکت کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ صبور۔ جو صابر اور متقی ہو وہ ان اسباب کو کالعدم سمجھ سکتا ہے۔ پس۔ صابر اپنے صبر کی ڈھال سے اپنا بچاؤ کر لے گا۔

۳ لیک۔ لیکن میں چونکہ ناچنے اور نمائش سے صابر نہیں ہوں۔ لہٰذا میرے پر میرے دشمن ہیں۔ گر بدے۔ اگر انسان صابر ہو تو برائی پر قدرت ہوتے ہوئے برائی نہ کرنا بہت افضل ہے۔ ہمچو۔ میری مثال بچہ کی سی ہے جس کے ہاتھ میں تلوار دینا مناسب نہیں ہے وہ اس کو غلط استعمال کریگا۔ عقل باید۔ تلوار عقلمند کے ہاتھ میں دینی چاہیے تاکہ وہ تلوار کا صحیح استعمال کرے۔

چوں ۱ ندارم عقلِ تابان و صَلاح | پس چرا در چاه نندازم سَلاح
جبکہ میرے پاس روشن عقل اور نیکی نہیں ہے | تو میں ہتھیار کنویں میں کیوں نہ پھینک دوں ؟

درچہ اندازم کنوں تیغ و مِجن | کایں سلاحِ خصمِ من خواہد شُدن
اب میں تلوار اور ڈھال کنویں میں ڈال رہا ہوں | کیونکہ یہ میرے دشمن کے ہتھیار بن جائینگے

چوں ندارم زور و یاری و سَند | تیغ اُو بستاند و بر من زَند
جبکہ میں زور اور مدد اور سہارا نہیں رکھتا ہوں | وہ (دشمن) تلوار چھین لے گا اور مجھ پر چلائے گا

رَغمِ ایں نفسِ وَقیحہ خوی را | کو نبوشد رُو خراشم رُوی را
اس بد خصلت نفس کی ذلت کے لئے | جو منہ نہیں چھپاتا ہے میں اپنا منہ نُوچ رہا ہوں

تا شود کم ایں جمال و ایں کمال | چوں نماند زو کم اُفتم دَر وبال
تاکہ یہ حسن اور یہ کمال کم ہو جائے | جب وہ نہ رہیگا تو میں اس کی وجہ سے وبال میں نہ پھنسونگا

چوں بدیں نیت خراشم بزہ نیست | کہ بزخم ایں روی راپوشید نیست
جبکہ میں اس نیت سے نوچ رہاہوں کوئی گناہ نہیں ہے | کیونکہ نوچنے سے اس چہرے کی پردہ پوشی ہے

گر دِ ۲ لم خویِ ستیری داشتے | رویِ خوبم جُز صفا نفراشتے
اگر میرا دل پردہ پوشی کی عادت رکھتا | تو میرا حسین چہرہ صفائی کو ہی ظاہر کرتا

چوں ندیدم زور وفرہنگ وصلاح | خصم دیدم زود بشکستم سلاح
جبکہ میں نے (اپنے اندر) زور اور سمجھ اور نیکی نہ دیکھی | میں نے دشمن کو دیکھا فوراً ہی اپنے ہتھیار توڑ ڈالے

تانگردد تیغِ من اورا کمال | تانہ گردد خنجرم بر من وبال
تاکہ میری تلوار اس کا کمال نہ بنے | تاکہ میرا خنجر مجھ پر وبال نہ بنے

میگریزم تار گم جُنباں بُود | کے فرار از خویشتن آساں بُود
جبتک میری نبض حرکت کرتی رہیگی میں بھاگتا رہونگا | لیکن اپنے آپ سے بھاگنا کب آسان ہے؟

آنکہ ۳ از غیرے بُود اورا فرار | چوں ازو ببرید گیرد اُو قرار
جس شخص کو غیر سے بھاگنا ہو | وہ جب اس سے جدا ہو گیا تو اس کو سکون ہو گیا

منکہ خصم ہم منم اندر گریز | تا ابد کارِ من آمد خیز خیز
میں کہ اپنا دشمن خود ہوں، بھاگنے میں | ہمیشہ کے لئے میرا کام ہو گا اٹھ اٹھ

نے بہندست ایمن و نے در خُتن | آنکہ خصم اوست سایہ خویشتن
اسکو نہ ہندوستان میں امن ہے اور نہ ختن میں | جس کا دشمن خود اس کا سایہ ہو

۱ چوں۔ جبکہ مجھ میں عقل نہیں ہے تو مجھے اپنا ہتھیار یعنی پر کنویں میں پھینک دینے چاہیں۔ چوں ندارم۔ اگر انسان میں تلوار سنبھالنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو دشمن اس کی تلوار چھین کر اس کا خاتمہ کردے گا۔ رغم۔ میں اپنے نفس کو ذلیل کرنے کیلئے اپنے پر اکھاڑ رہا ہوں۔ تاشود۔ تاکہ اس جمال اور کمال کے اسباب ہی باقی نہ رہیں۔ چوں۔ جبکہ پر اکھاڑنے میں میری یہ مصلحت ہے تو پر نوچنا گناہ نہیں ہے۔

۲ گردلم۔ اگر مجھ میں پردہ پوشی کی طاقت ہوتی تو پھر میں پر نہ اکھاڑتا۔ چوں ندیدم۔ جب مجھ میں گناہ کے اسباب اختیار کر کے گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے تو ان اسباب ہی کو ختم کر رہا ہوں۔ تانگردد۔ جب مجھ میں طاقت نہیں ہے تو یہ ہتھیار میرے خلاف استعمال ہو جائیگا۔ میگریزم۔ اب جبکہ اپنا دشمن میں خوڈ ہوں۔ تو جب تک بھی جان میں جان ہے میں بھاگتا رہوں گا۔ لیکن اپنے آپ سے گریز بہت مشکل ہے۔

۳ آنکہ۔ دوسرے سے بھاگنے میں قرار ممکن ہے جب وہ دور ہو جائے تو ٹھہر سکتا ہے۔ منکہ لیکن چونکہ میں خود اپنا دشمن ہوں تو میرا کام ہر وقت دشمن سے بھاگتے رہنا ہے۔ نے بہند۔ نہ میرے لئے ہندوستان میں قرار ممکن ہے۔ نہ ختن ہیں کیونکہ میرا دشمن سایہ کی طرح میرے ساتھ ہے۔

دَر صفتِ ۱ آں بیخوداں کہ از شرِ خود و ہُنرِ خود ایمن شدہ اند

ان بیخودوں کا بیان جو اپنے شر اور ہنر سے محفوظ ہو گئے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ

کہ فانی اندر بقائے حق سبحانہ ہمچوں ستارگاں کہ فانی

کی بقا میں فانی ہو گئے جس طرح کہ ستارے دن میں سورج کی روشنی

اند بروز در نورِ آفتاب و فانی را خوفِ آفت و خطر نباشد

میں فانی ہیں اور فانی کے لئے آفت کا خوف اور خطر نہیں ہوتا ہے

چوں فناش از فقر پیرایہ شوَد — اُو محمدؐ وار بے سایہ شوَد

جب کہ اس کی فنا، فقر سے آراستہ ہو جائے — وہ محمدؐ کی طرح بغیر سایہ کا ہو جاتا ہے

فقرِ ۲ فخری را فنا پیرایہ شُد — چوں زبانہ شمع اُو بے سایہ شُد

فقر میرا فخر ہے کے لئے فنا زینت بنی — شمع کے شعلے کی طرح وہ بے سایہ ہو گیا

شمع چوں گردد زبانہ پاو سَر — سَایہ رانبود بگردِ اُو گذر

شمع جبکہ سر سے پاؤں تک شعلہ بن گئی — اس کے گرد سایہ کا گذر نہ ہو گا

موم از خویش و ز سایہ درگریخت — دَر شعاع از بہرِ اُو کہ شمع ریخت

موم ہستی اور سایہ سے چلا گیا — شعاعوں میں اس کیلئے جس نے شمع بنائی تھی

گفت ۳ از بہرِ فنایت رِیختم — گفت من ہم دَر فنا بگریختم

اس نے کہا میں نے تجھے فنا کیلئے بنایا ہے — اس نے کہا میں بھی فنا میں دوڑ گیا

ایں شعاعِ باقی آمد مفترض — نے شعاعِ شمعِ فانیِ عَرَض

یہ باقی (باللہ) شعاع واقعی ہے — نہ کہ فانی نا پائیدار شمع کی شعاع

شمع چوں دَر نارشد کلّی فنا — نے اثر بینی زشمع و نے ضیاء

شمع جب آگ میں بالکل فنا ہو گئی — تو نہ شمع کا نشان دیکھے گا نہ روشنی

ہَست اندر دفعِ ظلمت آشکار — آتشِ صُورت بموئے پائدار

تاریکی کو رفع کرنے میں واضح ہے — کہ یہ آگ موم کی صورت سے پائیدار ہے

بر خلافِ مومِ شمعِ جسم کاں — تا شود کم گردد افزوں نورِ جاں

جسم کی شمع کے موم کے بر خلاف کیونکہ وہ — جس قدر گھٹے گا، جان کا نور بڑھے گا

ایں شعاعِ باقی وآں فانیست — شمعِ جاں را شعلہ ربّانیست

یہ شعاع باقی رہنے والی ہے اور وہ فانی ہے — جان کی شمع کا شعلہ خدائی ہے

۱ دَرصِفت۔ وہ بیخود اپنے ہنر اور شر سے مطمئن ہیں جنہوں نے بیوجود، وجود حق میں اس طرح فنا کر دیا ہے جس طرح ستارے دن کے وقت سورج کے نور میں فنا ہو جاتے ہیں۔ چوں فنکا۔ جب فنا فی الحق حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اسی طرح بے سایہ ہو جاتا ہے جس طرح آنحضورؐ تھے۔

۲ فقر فخری چونکہ آنحضورؐ اپنی صفات صفاتِ حق میں فنا کر چکے تھے لہٰذا اپنی صفات کے اعتبار سے آنحضورؐ کو فقر حاصل تھا۔ جو حضورؐ کے لئے باعث فخر تھا تو پھر آنحضورؐ کی شمع وجود شعلہ شمع کی طرح بے سایہ تھی۔ شمع۔ جب شمع مجسم شعلہ بن جائے تو اس کا سایہ نہیں رہتا ہے۔ موم۔ شمع کا موم اور سایہ اس ذات کی شعاعوں میں گم ہو گیا جس نے شمع بنائی تھی۔

۳ گفت۔ شمع ساز نے شمع سے کہا کہ میں نے تجھے فنا کے لئے بنایا تھا اس نے کہا کہ اسی لئے میں فنا ہو گئی ہوں۔ ایں شعاع۔ یہ خدائی شعاع حقیقی شعاع ہے عارضی اور فانی شعاع حقیقی نہیں ہے۔ شمع چوں۔ شمع جب اپنے آپ کو آگ میں فنا کر دیتی ہے تو اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا یہی حال فانی فی اللہ کا ہے۔ ہست۔ نورِ جان اور نور شمع سے یہ فرق ہے شمع کا نور شمع کے وجود سے وابستہ ہے۔ اور نور جان اسیقدر بڑھیگا جس قدر اس کی شمع یعنی جسم گھٹے گا ایں، شعاع۔ نور جان کی شعاع باقی اور نور شمع فانی ہے نور جان ربانی شعلہ سے منور ہے جو قائم و دائم ہے۔

ایں ۱ زبانه آتشے چوں نور بود — سایه فانی شدن زو دور بود

کیونکہ یہ آگ کا شعلہ نور ہے — فانی ہونے کا سایہ اس سے دور ہے

ابر را سایه بیفتد بر زمیں — ماه را سایه نباشد ہمنشیں

زمین پر ابر کا سایہ پڑتا ہے — سایہ چاند کا ہمنشین نہیں ہوتا ہے

بیخودی بے ابریست اے نیک خواه — باشی اندر بیخودی چوں قرصِ ماه

اے نیک خواہ! بیخودی بے ابر کے ہو جانا ہے — تو بے خودی میں چاند کی طرح ہو گا

باز چوں ابرے بیاید رانده — رفت نور ازمه خیالے مانده

پھر جب کوئی چلتا پھرتا ابر آجاتا ہے — چاند کا نور چلا جاتا ہے (اسکا) ایک خیال رہ جاتا ہے

از ۲ حجابِ ابر نورش شد ضعیف — چوں ہلالے گشت آں بدرِ شریف

اس (چاند) کا نور ابر کے پردے کی وجہ سے کمزور ہو گیا — وہ چودھویں کا بزرگ چاند پہلی رات کے چاند کی طرح ہو گیا

مه خیالے می نماید ز ابرو گرد — ابرِ تن مارا خیال اندیش کرد

ابر اور گرد کی وجہ سے چاند ایک خیال معلوم ہونے لگتا ہے — جسم کے ابر نے ہمیں خیال کرنے والا بنا

لطفِ مه بنگر که ہم لطفِ اوست — که بگفت او ابرہا مارا عدوست

چاند کی مہربانی دیکھ، یہ بھی اس کی مہربانی ہے — کہ اُس نے کہہ دیا کہ ابر ہمارے دشمن ہیں

مه فراغت دارد از ابرو غبار — بر فرازِ چرخ دارد مه مدار

چاند ابر اور غبار سے پاک ہے — چاند کا محور آسمان کی بلندی پر ہے

ابر ۳ ما راشد عدو و خصمِ جاں — که کند مه راز چشمِ ما نہاں

ابر، ہماری جان کا دشمن اور مخالف ہے — کیونکہ وہ چاند کو ہماری نظر سے چھپا دیتا ہے

حور را ایں پرده زالے میکند — بدر را کم از ہلالے می کند

یہ پردہ حور کو بوڑھی عورت بنا دیتا ہے — چودھویں کے چاند کو پہلی رات کے چاند سے کمتر کر دیتا ہے

ماه مارا در کنارِ عز نشاند — دشمنِ مارا عدوّے خویش خواند

چاند نے ہمیں عزت کے پہلو میں بٹھا دیا — ہمارے دشمن کا اپنا دشمن کہہ دیا

ابر را تابے اگر ہست از مه است — ہر که مه خواند ابر را او گمره است

ابر میں اگر کوئی روشنی ہے تو وہ چاند کی وجہ سے ہے — جو ابر کو چاند کہے وہ گمراہ ہے

---

۱ ایں زبانہ۔ جس طرح نور ہونے کے وقت آگ کے مشعلہ سے فنا کا سایہ دور ہو جاتا ہے اسی طرح جب جان عین نورِ حق ہو جاتی ہے تو فنا کا سایہ اس سے دور ہو جاتا ہے۔ ابر میں چونکہ کثافت ہے اس کا سایہ ہوتا ہے چاند نور خالص ہے اس کے ساتھ سایہ نہیں ہوتا ہے۔ بیخودی جب جان مقام فنا حاصل کر لیتی ہے تو اس کی کثافت دور ہو جاتی ہے اور وہ چاند کی طرح ہو جاتی ہے۔ باز۔ اگر روح میں کسی وقت خودی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ابر جیسی کثافت پیدا ہو جاتی ہے نور جاتا رہتا ہے اور اس نور کا محض ایک خیالی وجود رہ جاتا ہے۔

۲ از حجابِ ابر۔ جس طرح چاند کا نور ابر کی وجہ سے کمزور پڑ جاتا ہے اور چودھویں کا چاند پہلی رات کا سا چاند نظر آنے لگتا ہے۔ یہی خودی کی صورت میں نورِ جان کی کیفیت ہو جاتی ہے سب ابر اور گرد کے حجاب کی وجہ سے چاند کی ایک خیالی صورت رہ جاتی ہے یہی حال جسم کے ابر کی وجہ سے نورِ جان کا ہے۔ لطف۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تن پروروں کو اس نے اپنا دشمن قرار دیا حالانکہ ان کے خدا کے دشمن ہونے کے کوئی معنی نہیں ہے کیوں کہ انکی خدا سے دشمنی متصور نہیں ہو سکتی وہ تو مومنین کے دشمن ہیں۔ مہ۔ چاند پر گرد و غبار کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ تو دیکھنے والوں کی آڑ ہے۔

۳ ابر۔ ابر دیکھنے والے کا دشمن ہے کیونکہ اسکی نگاہ سے چاند کو چھپا دیتا ہے۔ حور را۔ یہ ابر ہماری نظر میں ایک خوبصورت چیز کو بدنما بناتا ہے اس چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے زال۔ بوڑھی۔ ماہ۔ خدا نے ہمارے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیکر ہماری عزت افزائی کی ہے۔ ابر۔ تعینات میں جو کچھ رونق ہے وہ وجودِ واحد کی وجہ سے ہے جو تعینات کو اصل سمجھے وہ گمراہ ہے۔

نورِ مہ برابر چوں منزل شُدست ۱ | رُوی تاریکش زمہ مُبدَل شُدست
چاند کا نور چونکہ ابر پر پڑ گیا ہے | اس کا تاریک چہرہ چاند کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہے

گرچہ ہمرنگِ مہ است او دولتی ست | اندرا ابرآں نورِ مہ عاریتی ست
(ابر) اگرچہ چاند کا ہمرنگ ہے اور صاحب دولت ہے | (لیکن) ابر میں چاند کا نور عارضی ہے

دَر قیامت مہرومہ معزُول شُد | چشم دَر اصلِ ضیا مشغول شُد
قیامت میں چاند اور سورج معزول ہو گئے | آنکھ اصل روشنی میں مشغول ہو گئی

تابداند مِلک را از مُستعار | ویں رُباطِ فانی از دارُالقرار
تاکہ ملکیت کی چیز کو مانگی ہوئی سے ممتاز کر لے | اور اس فانی سرائے کو ہمیشگی کے گھر سے

دایہ ۲ عاریت بُود روزے سہ چار | مادرا مارا تو گیر اندر کنار
دایہ تین چار روز کے لئے عارضی ہوتی ہے | اے اماں! تو ہمیں گود میں لے لے

پرِ من ابرست و پردست و کثیف | ز انعکاسِ لُطفِ حق شُد اُو لطیف
میرے پر ابر ہیں اور پردہ اور غلیظ ہیں | اللہ کے لطف کے منعکس ہونے سے وہ لطیف بنگئے ہیں

بَر کَنم پَر را و لطفش راز راہ | تابہ بینم حُسنِ مہ اہم زماہ
میں پروں اور اس کے لطف کو راستہ سے ہٹاتا ہوں | تاکہ میں چاند کا حسن چاند سے دیکھوں

من نخواہم دایہ مادر خوشترست | مویسم من دایہ من مادرست
میں دایہ نہیں چاہتا ماں بہتر ہے | میں موسیٰ ہوں میری دایہ ماں ہے

من نخواہم لُطفِ مہ از واسطہ | کہ ہلاکِ خَلق شُد ایں رابطہ
میں چاند کا لطف بالواسطہ نہیں چاہتا ہوں | کیونکہ یہ واسطہ لوگوں کیلئے ہلاکت کا سبب بنا ہے

یا مگر ۳ ابرے بگیر و خُویِ ماہ | تانگرد د اُو حجابِ رُویِ ماہ
یا ابر چاند کی خصلت حاصل کر لے | تاکہ وہ چاند کے چہرے کا پردہ نہ بنے

صورتش بنماید اُو دَر وصفِ لا | ہمچو جسمِ انبیاؤ اولیا
وہ اپنی صورت "لاؔ" کی صفت میں دکھائے | جس طرح کہ انبیاء اور اولیاء کا جسم ہے

آں چناں ابرے نباشد پَردہ بند | پَردہ دَر باشد بمعنیٔ سُود مند
ایسا ابر حجاب نہیں بنتا ہے | حقیقتاً پردے کو چاک کرنیوالا اور مفید ہوتا ہے

---

۱ نورِمہ۔ تعینات کا وجود وجودِ مطلق کا سایہ اور عکس ہے۔ گرچہ۔ ابر کو اگرچہ چاند کی ہمرنگی حاصل ہوگئی ہے لیکن یہ عارضی ہے۔ ودیعت۔ جب صرف ذاتِ حق باقی رہ جائے گی تب سب کو یقین آجائے گا کہ دوسری چیزوں کا وجود محض عارضی تھا۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا دار القرار۔ عالم آخرت۔

۲ دایہ۔ وہ چیزیں جن سے دنیا میں انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ مادرا۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ جس کی ہر حالت میں معیت حاصل ہے۔ پر من۔ یہ مور کا مقولہ ہے یعنی دنیاوی ہنر اور صوری صفات میرے لئے بمنزلہ ابر کے بنگئی ہیں ان کو دور کر کے میں چاند کے حسن کا براہ راست مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ من نخواہم۔ یہ عارضی صورتیں مجھے درکار نہیں ہیں میں موسیٰ صفت ہوں میں دایہ کا خواستگار نہیں ہوں براہ راست ان سے مستفید ہونا چاہتا ہوں من نخواہم میں مظاہر کے ذریعہ ظاہر کا جلوہ نہیں چاہتا ہوں براہ راست اس کو جلوہ چاہتا ہوں مظاہر میں پھنس کر لوگ تباہ ہوئے ہیں۔

۳ یا مگر۔ اگر ذاتِ حق سے بواسطہ استفادہ ہو تو ایسے شیخ کے ذریعہ ہو جو باقی باللہ ہو تاکہ وہ حجاب نہ بن سکے۔ صورتش۔ اس کا وجود باقی باللہ ہو اور اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہو جیسے انبیاء اور اولیاء ہوتے ہیں۔ آنچناں۔ ایسی شخصیت پردہ نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ پردے کو چاک کرنے والی ہوتی ہے۔

آں چناں ۱ کاندر صباحِ روشنی — قطره می بارید و بالا ابرنی

جس طرح کہ روشنی کی صبح میں — بارش ہوا اور اوپر ابر نہ ہو

معجزِ پیغمبری بُود آں سِقا — گشتہ ابراز محو ہمرنگِ سما

وہ سیرابی پیغمبرؐ کا معجزہ تھی — فنا کی وجہ سے ابر آسمان کا ہمرنگ ہو گیا تھا

گشتہ ریزاں قطرہ قطرہ از سما — گفتہ آمد شرحِ آں در ماجرا

بوندیں آسمان سے ٹپکیں — اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے

بود ابر و رفتہ از وے خوئ ابر — ایں چنیں گردد تنِ عاشق بصبر

ابر تھا لیکن اس سے ابر کی صفت جاتی رہی — عاشق کا جسم صبر کے ذریعہ ایسا ہی ہو جاتا ہے

تن بُود لیکن تنی گم گشت ازو — گشتہ مُبدل رفتہ ازوے رنگ و بُو

جسم ہوتا ہے لیکن جسمیت اس سے غائب ہو جاتی ہے — وہ تبدیل ہو گیا اس کا رنگ و بو جاتا رہا

پرپئے ۲ غیرست سَر از بہرِ مَن — خانۂ سمع و بصر اُستونِ تن

پر غیر کے لئے ہیں، سر میرے لئے ہے — (وہ سر) سمع اور بصر کا خانہ ہے اور جسم کا ستون ہے

جاں فدا کردن برائے صید غیر — کُفرِ مُطلق داں و نومیدی زخیر

دوسرے کے شکار کے لئے جان قربان کرنا — پورا کفر سمجھ اور خیر سے نا امیدی

ہیں مشو چوں قند پیشِ طوطیاں — بلکہ زہرے شو شو ایمن از زیاں

خبردار! ایسا نہ بن جیسے کہ طوطیوں کے سامنے شکر — بلکہ زہر بنجا، نقصان سے محفوظ ہو جا

پاپئے احسنتَ و شاباش وخطاب — خویشتن مُردار کُن پیشِ کلاب

واحسنت اور شاباش اور خطاب کے لئے — اپنے آپکو کتوں کے سامنے مردار بنا دے

پس ۳ خضر کشتی برائے آں شکست — تا کہ آں کشتی زغاصب باز رست

خضرؑ نے کشتی اس لئے توڑی — کہ وہ غاصب (بادشاہ) سے بچ گئی

فقر فخری بہرآں آمد سَنی — تاز طمّاعاں گریزم در غنی

"فقر میرا فخر ہے" اسی لئے بہتر بنا — تاکہ لالچیوں سے (اللہ) غنی کی جانب گریز کروں

گنجہا را در خرابی زاں نہند — تاز حرصِ اہلِ عمراں وارہند

خزانوں کو ویرانے میں اسی لئے رکھتے ہیں — تاکہ آبادی والوں کی حرص سے نجات پا جائیں

---

۱ آں چناں۔ شیخ کامل ابر ہے۔ لیکن ایسا ابر ہے، جو آسمان کے ہمرنگ ہو چکا تھا بارش برستی نظر آ رہی تھی اور ابر نظروں سے غائب تھا جیسا کہ آنحضورؐ کے اس معجزہ میں مذکور ہو چکا ہے جو پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔ بود۔ اس معجزہ میں ابر تھا لیکن اس میں ابر کی صفات باقی تھیں جب عاشق صبر کر لیتا ہے تو اس کے جسم کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے کہ بظاہر جسم ہے لیکن اسمیں جسمانیت نہیں ہے۔

۲ پر۔ یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ میرے لئے پر عزیز نہیں ہیں سر عزیز ہے کیونکہ پروں سے غیر لطف اندوز ہوتے ہیں اور سر سے میری بینائی اور سماعت اور وجود کا تعلق ہے۔ جاں فدا کردن۔ دوسروں کے لطف کی خاطر جان قربان کرنا بیوقوفی ہے۔ میں دنیا داروں کیلئے شکر نہ بن بلکہ زہر بن۔ پاپے۔ اگر لوگوں کی تحسین و آفرین چاہتا ہے تو ان دنیا داروں کی خاطر اپنے آپ کو مردار بنا لے جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

۳ پس۔ حضرت خضرؑ نے سالم کشتی کو اسی لئے عیب دار بنا دیا تھا کہ وہ دنیا دار ظالموں کی دست برد سے محفوظ رہ سکے۔ فقر فخری۔ آنحضورؐ نے فقر کو اپنا فخر اس لئے قرار دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان لالچی چوروں سے محفوظ رہتا ہے۔ گنجہا۔ خزانہ ویرانہ میں اسی لئے مدفون کرتے ہیں تاکہ حریص وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

پر نتانی ۱؎ کند رو خلوت گزین | تا نگردی جملہ خرجِ آن و این
تو نہیں اکھاڑ سکتا ہے جا خلوت اختیار کرلے | تاکہ تو اس اور اس کا خرچہ نہ بنے

زانکہ تو ہم لقمۂ ہم لقمہ خوار | آکل و ماکولی اے جاں ہوشدار
کیونکہ تو لقمہ بھی ہے اور لقمہ کھانیوالا بھی ہے | اے پیارے ہوش کر! تو کھانے والا اور غذا ہے

در بیان ۲؎ آنکہ ما سوائے اللہ تعالیٰ ہر چیزے آکل و ماکول ست

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کھانے والی اور غذا ہے اس

ہمچوآں مرغے کہ قصدِ صیدِ ملخ میکرد و بصیدِ ملخ مشغول بود و غافل بود از بازِ گرسنہ کہ از پسِ قفایِ اُو قصدِ صَیدِ او داشت اکنوں اے آدمی صیادِ آکل از صیاد و آکلِ خود ایمن مباش کہ اگرچہ نمی بینی اش بنظر چشم بنظر دلیل و عبرتش می بین تا چشم تیرہ باز شود انشاء اللہ تعالیٰ

پرند کی طرح جو ٹڈی کے شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور ٹڈی کے شکار میں مشغول ہوتا ہے اور اس بھوکے باز سے غافل ہوتا ہے جو اس کے پس پشت اس کے شکار کر لینے کا ارادہ رکھتا ہے، اب اے کھانیوالے شکاری انسان اپنے شکاری اور کھانیوالے سے مطمئن نہ بن کیونکہ اگرچہ اس کو آنکھ کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے دلیل اور عبرت کی نظر سے دیکھ لے تاکہ تیری بے نور آنکھ کھل جائے اگر خدا چاہے

مرغکے اندر شکارِ کرم بود | گربہ فرصت یافت اُورا در رُبود
ایک چھوٹا سا پرند، کیڑے کے شکار میں مصروف تھا | بلی کو موقع ملا وہ اس کو اچک لے گئی

آکل ۳؎ و ماکول بود اُو بے خبر | در شکارِ خود، زصیادِ دگر
وہ کھانے والا اور لقمہ تھا اور بے خبر تھا | اپنے شکار میں دوسرے شکاری سے

دُزد گرچہ در شکارِ کالہ است | شحنہ با خصمانش درد نبالہ است
چور اگرچہ سامان کے شکار میں مصروف ہے | کوتوال مع اس کے دشمنوں کے اس کے درپے ہے

عقلِ اُو مشغولِ رَخت و قفلِ در | غافل از شحنہ است و از آہِ سحر
اس کی عقل سامان اور دروازے کے قفل میں مشغول | وہ کوتوال اور صبح کی آہ سے بے خبر ہے

اُوچناں غرق در سودائے خود | غافل ست از طالب و جویائے خود
وہ اپنی دھن میں ایسا غرق ہے | کہ اپنے طالب اور جویا سے غافل ہے

۱؎ پر نتانی کند۔ اگر مور اپنے پر نہ اکھاڑ سکے تو پھر خلوت اختیار کرلے تاکہ جلوہ نمائی کا موقع ہی نہ رہے اور دوسرے ہضم نہ کر جائیں۔ زانکہ۔ جو انسان دوسروں کو پھنساتا ہے وہ خود بھی پھنس جاتا ہے دنیا کی ہر چیز دوسرے کا لقمہ اور دوسرے کو لقمہ بنانے والی ہے۔

۲؎ در بیان۔ تمام کائنات میں تنازع للبقاء ہے ہر چیز دوسری چیز کو کھاتی ہے اور پھر کھانے والی چیز دوسری چیز کی غذا بن جاتی ہے ایک چڑیا کیڑے کا شکار کرتی ہے اور اس سے غافل ہے کہ باز اس کا شکار کرنے کی فکر میں ہے جو انسان شکاری دوسرے کو کھانے والا ہے اس کو اپنے ہانے والے سے بے فکر نہ ہونا چاہیے خود اس کو کھانے والا اگرچہ نظر نہیں آتا ہے لیکن اس کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ کرم۔ کیڑا۔

۳؎ آکل۔ پرند کیڑے کو خوراک بنا رہا تھا۔ لیکن وہ خود بلی کی خوراک تھا جس سے وہ غافل تھا۔ دزد۔ چور سامان کے درپے ہے اور کوتوال چور کے درپے ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ آہ سحر۔ یعنی مظلوم کی صبح کی بددعا۔ اُو چناں۔ چور اپنی دھن میں اس قدر منہمک ہے کہ اپنے دشمن سے بالکل غافل ہے۔

گر حشیشِ ۱ آبِ زلالے میخورد — معدۂ حیوانش درپے میچرد
اگر گھاس نیر پانی پیتی ہے — بعد میں اس کو حیواں کا معدہ چر لیتا ہے

آکِل و ماکول آمداں گیاہ — ہمچنیں ہر ہستیِ غیرِ آلہ
وہ گھاس کھانے والی اور غذا بن گئی — خدا کے سوا ہر موجود ایسا ہی ہے

وَهُوَ یُطعِمُکُم وَلَا یُطعَم چو اوست — نیست حق ماکول و آکِل لحم و پوست
چونکہ وہ تمہیں کھلاتا ہے اور کھلایا نہیں جاتا ہے — تو اللہ تعالیٰ غذا اور گوشت و پوست کا کھانیوالا نہیں ہے

آکِل و ماکول کے ایمن بود — ز آکلے کاندر کمیں ساکن بود
کھانیوالا اور غذا بنجانے والا کب مطمئن ہوسکتا ہے؟ — اس کھانیوالے سے جو گھات میں بیٹھا ہوا ہے

اَمنِ ماکولاں جذوبِ ماتم ست — رَو بداں درگاہ کو لا یُطعَم ست
کھائے جانیوالوں کا اطمینان رنج کا سبب ہے — اس درگاہ میں جا جو کھلایا نہیں جاتا" ہے

ہر خیالے را خیالے میخورد — فکرِ آں فکرِ دگر رامی چرد
ہر خیال کو ایک خیال کھا جاتا ہے — اس کا فکر دوسرے فکر کو چرتا ہے

تو نتانی ۲ کز خیالے وارہی — یا بخسپی تا ازاں بیروں جہی
تو نہیں کر سکتا کہ خیال سے نجات پا جائے — یا سو جائے، تاکہ اس سے باہر نکل جائے

فکر زنبور ست وآں خوابِ تو آب — چوں شوی بیدار باز آید ذباب
تیرا خیال شہد کی مکھی ہے اور نیند، پانی ہے — جب تو جاگے گا پھر مکھی آجائے گی

چند زنبورِ خیالی در پَرد — میکشد ایں سو و آں سوی بَرد
خیال کی بہت سی مکھیاں اڑتی ہیں — ادھر کھینچتی ہیں اور ادھر لے جاتی ہیں

کمترین ۳ آکلا نست ایں خیال — واں دگر ہا راشناسد ذوالجلال
یہ خیال کھا جانے والوں میں سب سے چھوٹا ہے — دوسرے (کھانے والوں) کو خدا جانتا ہے

ہیں گریز از جوقِ اکالِ غلیظ — سوئے اُو کہ گفت ہستیمت حفیظ
خبردار! بھاری زیادہ کھانیوالوں کی جماعت سے بھاگ — اس کی جانب جس نے فرمایا ہم تیری حفاظت کرنیوالے ہیں

یا بسوئے آنکہ اُو ایں حفظ یافت — گر نتانی سوئے آں حافظ شتافت
یا اس کی جانب جس نے یہ حفاظت حاصل کرلی ہے — اگر تو اس حفاظت کرنیوالے کی جانب نہیں دوڑ سکتا ہے

---

۱ گر حشیش۔ اگر گھاس پانی کو ہضم کرتی ہے تو حیوان کا معدہ اس کو ہضم کرڈالتا ہے غیر آلہ۔ خدا کے علاوہ ہر چیز دوسرے کو فنا کرتی ہے اور اس کو دوسری چیز فنا کرڈالتی ہے۔ وَهُوَ یُطعِمُکُم۔ اللہ کی شان ہے کہ وہ دوسروں کو غذا عطا کرتا ہے خود غذا سے بے نیاز ہے۔ آکل و ماکول۔ دنیا کی کوئی چیز اپنے نگل جانے والے سے مطمئن نہیں ہوسکتی ہے۔ امن۔ ان فانی چیزوں کا اپنی فنا سے مطمئن رہنا بری مصیبت ناک چیز ہے اس معاملہ میں اللہ کی جانب رجوع ضروری ہے۔ ہر خیالے۔ یہ بات صرف مادیات میں ہی نہیں ہے بلکہ ایک خیال دوسرے خیال کو کھاجاتا ہے

۲ تو نتانی۔ انسان وساوس اور خیالات سے کسی طرح نجات نہیں پاتا ہے اگر انسان خیالات کو ختم کرنے کے لئے سو بھی جاتا ہے تو وہ خیالات ان شہد کی مکھیوں کی طرح باقی رہتے ہیں جو کسی غوطہ خور کی فکر میں باہر اڑ رہی ہیں تاکہ اس کے پانی سے باہر نکلنے پر اس کو چمٹ جائیں۔ چند زنبور۔ انسانی خیالات کی خلش میں مبتلا رہتا ہے ایک خیال اس کو ایک جانب کھینچتا ہے تو دوسرا خیال اس کو دوسری جانب کھینچتا ہے۔

۳ کمترین۔ انسان کو کھانے والی چیزوں میں سے خیالات کمتر کی چیز ہیں جب ان کا یہ حال ہے تو بڑی چیزوں کی حالت خدا ہی کو معلوم ہے۔ ہیں۔ انسان کو ان تباہ کن چیزوں سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ یا بسوئے۔ اگر تم اپنا رابطہ براہ راست خدا سے نہیں قائم کر سکتے ہو تو کسی برگزیدہ شیخ کو واسطہ بنالو۔

دستِ ۱ را مسپار جُز در دستِ پیر — حق شدست آں دستِ اُو را دستگیر

شیخ کے ہاتھ کے سوا کسی کا ہاتھ نہ پکڑ — اس کے ہاتھ کا اللہ تعالیٰ ہاتھ پکڑنے والا بنگیا ہے

پیر عقلت کودکے خو کردہ است — از جوارِ نفس کاندر پردہ است

تیری عقل کے پیر نے بچکانہ عادت ڈال لی ہے — اس نفس کے پڑوس کی وجہ سے جو پردے میں ہے

عقلِ کامل را قریں کُن با خرد — تا کہ باز آید خرد زاں خُوی بد

عقل کامل کو عقل کا ساتھی بنا لے — تاکہ عقل، اس بری عادت سے باز آجائے

چونکہ دستِ خود بدستِ اونہی — پس ز دستِ آکلاں بیروں جہی

جبکہ تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دے گا — تو کھانے والوں کے ہاتھ سے باہر نکل جائے گا

دستِ تو از اہلِ آں بیعت شود — کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ بُوَد

تیرا ہاتھ ان بیعت کرنیوالوں میں سے ہو جائیگا — کہ جن کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے

چوں ۲ بدادی دست خود در دستِ پیر — پیرِ حِکمت کو علیم ست و خبیر

جب تو نے اپنا ہاتھ شیخ کے ہاتھ میں پکڑا دیا — وہ پیر حکمت ہے کیونکہ وہ دانا، اور باخبر ہے

کو نبیِّ وقتِ خویش ست اے مُرید — زانکہ زو نورِ نبی آید پدید

اے مرید! وہ اپنے وقت کا نبی ہے — کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے

در حُدیبیہ شُدی حاضر بدیں — واں صحابہ بیعتی راہم قریں

تو اس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا — اور ان بیعت کرنے والے صحابہ کا ساتھی بھی بنگیا

پس زدہ ۳ یارِ مُبشّر آمدی — ہمچو زرِّ دہ دہی خالص شدی

تو تو "عشرہ مبشرہ" صحابہ میں سے ہو گیا — خالص سونے کی طرح تو خالص بن گیا

تا معیّت راست آید زانکہ مَرد — با کسے جُفت ست کورا دوست کرد

تاکہ (خدا کی) معیت حاصل ہوجائے کیونکہ انسان — اس کا ساتھی ہے جس کو اس نے دوست بنایا ہے

ایں جہان وآں جہاں با اُو بود — ویں حدیثِ احمدؐ خوش خُو بود

یہ جہان اور وہ جہان اس کے ساتھ ہو گا — یہ خوش خلق، احمدؐ کی حدیث ہے

گفت اَلْمَرْءُ مَعَ مَحْبُوْبِہٖ — لَا یُفَکُّ الْقَلْبُ مِنْ مَطْلُوْبِہٖ

فرمایا، انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہے" — قلب اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا ہے

---

۱ دست مسپار۔ لیکن اپنا ہاتھ حقیقی شیخ کے ہاتھ میں پکڑاؤ کیونکہ اس کے ہاتھ کو اللہ کی دستگیری حاصل ہے پیر عقلت۔ تیری عقل بچکانہ عادت رکھتی ہے کیونکہ وہ پوشیدہ نفس کے پڑوس میں ہے۔ عقل کامل تو اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے وہ بچکانہ عادت چھڑا دے گا چونکہ جب تو شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیدگا وہ تجھے برباد کرنیے والی چیزوں سے بچادے گا۔

۲ چوں بدادی۔ جب تو شیخ کی ہدایت کا پابند بنے گا تب تجھے تجربہ ہوگا وہ تجربہ کار ہے۔ کو۔ شیخ وقت کا نبی کا پرتو حاصل ہوتا ہے۔ در حدیبیہ حدیبیہ کے مقام پر آنحضورؐ نے بیعت الرضوان لی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار نہ دیا شیخ سے بیعت کرنے کے بعد تجھے بھی ویسی ہی نفسیت حاصل ہو جائے گی جیسی بیعت الرضوان کرنے والوں کو حاصل ہوئی تھی۔ دہ یار مبشرہ عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے انکی زندگی میں جنت کی بشارت دیدی تھی۔ چار خلیفہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت ابو عبیدہ حضرت سعد بن وقاص حضرت سعید بن زید دہ دہی۔ وہ خالص سونا ہوتا ہے جو تانے سے اسی وزن کا ہے جس وزن کا وہ تھا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مِنْ اَحَبَّہٗ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہ حکم دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے۔

ہر کجا دام ست و دانہ کم نشیں — رو زبوں گیر از زبوں گیراں بہ بیں
جہاں کہیں دانہ اور جال ہے نہ بیٹھ — جا عاجزوں کو پھنسانے والوں میں سے کسی عاجز کو پھنسا ہوا دیکھ لے

اے زبوں گیرِ زبوناں ایں بداں — دست ہم بالائے دست ست اے جواں
اے عاجزوں پر ظلم کرنے والے یہ سمجھ لے — کہ تیرے ہاتھ کے اوپر بھی ہاتھ ہے اے جوان!

بگسل آں حبلے کہ حرص ست و حسد — یاد کن فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مَّسَد
اس رسی کو توڑ دے جو حرص اور حسد ہے — "اسکے گلے میں مونج کی رسی ہے" کو یاد کر لے

دل فراز از رام واجب دیدہ است — دامِ تو خود بر پرت چفسیدہ است
دل نے جال سے علیحدگی ضروری سمجھی ہے — تیرا جال خود تیرے پروں پر چسپاں ہے

تو ۲ زبونی یا زبوں گیر اے عجب — باش تو ترساں و لرزاں در طلب
تعجب ہے تو عاجز ہے یا عاجز پر ظلم کرنیوالا — تو طلب میں ترساں اور لرزاں رہا کر

آکِل و ماکولی اے مُرغِ عجب — ہم تو صید و صید گیر اندر طلب
اے عجیب پرند تو کھانے والا اور کھایا ہوا ہے — تو طلب میں شکار بھی ہے شکاری بھی

حرصِ صیادی زصیدے مُغفِل ست — دلبری میکند کو بیدل ست
شکاری پن کی حرص شکار بن جانے سے غافل کرنیوالی ہے — وہ دلبری کر رہا ہے جو خود بیدل ہے

بَیْنَ اَیْدِیْ خَلْفُهٗ سُدًّا مباش — کہ نہ بینی خصم راواں خصم فاش
تو ان میں سے نہ بن جن کے آگے اور پیچھے دیوار ہے — کیونکہ تو دشمن کو نہیں دیکھتا ہے اور وہ دشمن ظاہر ہے

تو کم ۳ از مرغے مباش اندر نشید — بین ایدی خلف عصفورے بدید
تو سیٹی سننے میں پرندے سے کم نہ بن — چڑیا آگے اور پیچھے دیکھتی ہے

کم زعصفورے نہ بنگر کہ آں — بین ایدی خلف چوں بیند عیاں
تو چڑیا سے کم نہیں ہے دیکھ وہ — آگے اور پیچھے کھلا دیکھ لیتی ہے

چوں نبزدِ دانہ آید پیش و پس — چند گرداند سر و رُو آں نفس
جب دانہ کے پاس آتی ہے اور پیچھے — اس وقت سر اور چہرے کو کس قدر گھماتی ہے

کاے عجب پیش و پسم صیاد ہست — تا کشم از بیم اُو زیں لقمہ دست
کہ کہیں میری آگے اور پیچھے شکاری تو نہیں ہے؟ — تاکہ اس کے ڈر سے اس لقمہ سے ہاتھ کھینچ لوں

تو بہ بین پس قصہ فجار را — پیش بنگر مرگِ یار و جار را
تو بہ کاروں کے قصہ کو پیچھے دیکھ لے — آگے یار اور پڑوسی کے مرنے کو دیکھ لے

---

۱ رو۔ دنیا میں کمزوروں پر ظلم کرنیوالوں کا حال دیکھ لے۔ اے زبوں۔ کمزوروں پر ظلم کرنے والوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ کوئی نہ کوئی اس سے بھی زیادہ طاقتور ہوگا۔ بگسل۔ مولانا نے ابولہب کی بیوی کے گلے کی رسی کو حرص اور حسد کی رسی قرار دیا ہے۔ دل فراز۔ جبکہ عقلاً جال سے جدائی ضروری ہے تو تیرا جال خود تیرے پروں سے چپکا ہوا ہے۔

۲ تو زبونی۔ ہر انسان کو احتیاط کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ وہ مظلوم ہے یا ظالم۔ آکل و ماکول ہر انسان کھانے والا اور دوسرے کی خوراک ہے لہٰذا وہ خود شکار بھی ہے اور شکاری بھی ہے۔ حرص۔ انسان کی شکاری پن کی عادت اس کو خود شکار بن جانے سے غافل بنائے ہوئے ہے وہ دوسروں کا دل چراتا ہے اور خود اس کا دل چوری ہو چکا ہے۔ بین ایدی۔ انسان کو ایسا غافل نہ ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے غفلت کی ایسی دیوار ہو جو کھلے ہوئے دشمن کو بھی نہ دیکھنے دے۔

۳ تو کم۔ چڑیا اپنے پھنسنے کے خوف سے ادھر ادھر کو دیکھ لیتی ہے۔ کم زعصفورے۔ چڑیا آگاہ پیچھا دیکھ لیتی ہے تو چڑیا سے کم نہ بن کائے عجب۔ وہ چڑیا اسلئے ادھر ادھر دیکھتی ہو کہ کوئی شکاری تو نہیں ہے تاکہ دانہ سے قطع نظر کرلوں۔ تو بہ بین انسان کو پچھلے بدکاروں کے انجام اور سامنے سے دوستوں کی موت کو دیکھ لینا چاہیے۔

کہ ہلاکت ۱ داد شاں بے آلتے ‏— او قرینِ تُست در ہر حالتے

کہ انکو (اللہ تعالیٰ) نے بلا آلہ کے ہلاک کر دیا ‏— وہ ہر حالت میں تیرے ساتھ ہے

حق شکنجہ کرد و گرز و دست نیست ‏— پس بدن بے دست حق داور کنیست

اللہ تعالیٰ نے شکنجہ میں کس دیا اور گرز اور ہاتھ نہیں ہے ‏— تو سمجھ لے اللہ تعالیٰ بغیر ہاتھ کے سزا دینے والا ہے

آنکہ میگفتے اگر حق ہست کو ‏— در شکنجہ او مقری شد کہ ہو

وہ جو کہتا تھا کہ اگر اللہ ہے تو کہاں ہے ؟ ‏— شکنجہ میں وہ مقر ہو گیا کہ وہ ہے

و آنکہ میگفت ایں بعیدست و عجیب ‏— اشک میراند و ہمیگفت اے قریب

وہ جو کہتا تھا کہ یہ بعید اور عجیب ہے ‏— وہ آنسو بہاتا ہے اور کہتا ہے اے نزدیک !

آنکہ جز انکارِ حق کارش نبود ‏— بُرد حسرت عاقبت بے ہیچ سُود

وہ جس کا کام سوائے اللہ تعالیٰ کے انکار کے کچھ نہ تھا ‏— انجام کار بلا فائدہ اس نے حسرت کی

در نگر ۲ احوالِ فرعون و ثمود ‏— قومِ لوطؑ قومِ صالحؑ قومِ ہودؑ

فرعون اور ثمود کے احوال دیکھ لے ‏— قومِ لوطؑ اور قومِ صالحؑ اور قومِ ہودؑ کے

حالِ نمرودِ ستمگر در نگر ‏— در آلِ قومِ نوحؑ افگن نظر

ظالم نمرود کی حالت دیکھ لے ‏— قوم نوحؑ کے انجام پر نگاہ ڈال لے

تابدانی حق سمیع ست و علیم ‏— فارغ ست از ترس و پاک از باک و بیم

تاکہ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور علیم ہے ‏— وہ خوف سے بے نیاز ہے اور ڈر اور پرواہ سے پاک ہے

بر کنم من میخِ ایں منحوس دام ‏— از پئے کامے نباشم تلخ کام

میں اس منحوس جال کی کھونٹی اکھاڑ رہا ہوں ‏— مقصد کے لئے تاکہ میں ناکام نہ بنوں

در خورِ ۳ عقلِ تو گفتم ایں جواب ‏— فہم کن و ز جستجو رُو بر متاب

تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دیدیا ‏— سمجھ لے اور جستجو سے منہ نہ موڑ

سببِ کشتنِ ابراہیم علیہ السلام زاغ را کہ آں اشارہ بقمعِ کدام صفت بُود از صفاتِ مذمومہ مُہلکہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوے کو مارنے کا سبب کہ وہ مہلک صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے کی طرف اشارہ تھا

ایں سخن را نیست پایان و فراغ ‏— اے خلیلِ حق چرا کشتی تو زاغ

اس بات کا خاتمہ اور فراغ نہیں ہے ‏— اے اللہ کے خلیلؑ ! آپ نے کوے کو کیوں مارا ؟

---

۱ کہ ہلاکت۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بدکاروں کو بغیر کسی ظاہری آلہ کے ہلاک کر دیا۔ حق اللہ تعالیٰ نے اس کو بغیر گرز اور ہاتھ کے سزا دیدی تجھے یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بغیر ظاہری ہاتھ کے سزا دیدیتا ہے۔ آنکہ۔ منکر خدا بھی سزا کے وقت خدا کا اقرار کر لیتا ہے۔ وآنکہ۔ جو منکر خدا کا وجود عقل سے دور سمجھتا تھا عذاب کے وقت اس کو یا قریب کہہ کر پکارتا ہے کارش نبود۔ خدا کے منکروں کو انجام کار حسرت اٹھانا پڑے گی۔

۲ در نگر۔ جن منکروں کو انجام کار حسرت اٹھانی پڑی ان کو شمار کیا گیا ہے۔ تابدانی۔ ان لوگوں اور قوموں کے انجام سے تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ حق تعالیٰ مظلوموں کی فریاد سنتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور ظالموں کو تباہ کرنے میں اس کو کوئی باک نہیں ہے۔ بر کنم۔ یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ یہ پر بمنزلہ جال کے ہیں لہٰذا میں انکو مقصد بر آری کے لئے اکھاڑ رہا ہوں۔

۳ در خور۔ مور نے ناصح حکیم سے کہا کہ تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دے دیا ہے اب تو اس کو خوب سمجھ لے سبب کشتن۔ حضرت ابراہیمؑ نے جو کوے کو ہلاک کیا تو وہ کونسی انسانی بری صفت کے ازالہ کی طرف اشارہ تھا۔ اے خلیلؑ حضرت ابراہیمؑ آپ فرمائیں کہ کوے کو ہلاک کرنے میں کیا حکمت پنہاں ہے۔

بہرِ فرماں حکمتِ فرماں چہ بود؟ اَند کے زاسرارِ آں باید نمود
حکم کی وجہ سے حکم کی حکمت کیس تھی ؟ اس کے رازوں میں سے تھوڑا سا ظاہر کر دیجئے

کاغ ا کاغ و نعرۂ زاغِ سیاہ دائما باشد بدن را عُمر خواہ
کالے کوے کی کائیں کائیں اور شور ہمیشہ جسم کی عمر کا خواہاں ہے

ہمچو ابلیس از خدای پاک و فرد تا قیامت عُمرِ تَن در خواست کرد
جس طرح شیطان نے خدائے قدوس واحد سے قیامت تک کے لئے جسم کی عمر کی درخواست کی

گفت اَنظِرنِی اِلٰی یَومِ الجَزَا کاکشے گفتے کہ تُبنَا رَبَّنَا
اس نے کہا مجھے قیامت تک کی مہلت دیدے کاش وہ کہتا کہ اے ہمارے رب ہماری توبہ قبول کرلے

زندگی بے دوست جاں فرسودنست مرگِ حاضر غائب از حق بودنست
بغیر دوست کے زندگی جان کی تباہی ہے اللہ تعالٰی سے غائب ہونا ، فوری موت ہے

عُمر و۲ مرگ ایں ہر دو باحق خوش بود بے خدا آبِ حیات آتش بود
زندگی اور موت دونوں خدا کیساتھ اچھی ہیں بغیر خدا کے آبِ حیات آگ ہے

آں ہم از تاثیرِ لعنت بود کو درچناں حضرت ہمی شد عُمر جُو
یہ بھی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ ایسے دربار میں عمر کا خواہاں بنا

از خدا غیرِ خدارا خواستن ظنِّ افزونی ست کلّی کاستن
خدا سے غیر خدا کو مانگنا برھوتری کا گمان اور بالکلیہ گھٹاؤ ہے

خاصہ عُمرے غرق دَر بیگانگی دَر حضورِ شیر روبہ شانگی
خصوصاً وہ عمر جو غیریت میں غرق ہو شیر کے سامنے لومڑی بن ہے

عُمر ۳ بیشم دہ کہ تاپس تر رَوم مہلم افزوں دہ کہ تا کمتر شوم
مجھے زیادہ عمر دے تا کہ زیادہ پیچھے کو جاؤں مجھے زیادہ مہلت دے تاکہ کمتر ہو جاؤں

تاکہ لعنت رانشانہ اُو بُود بَد کسے باشد کہ لعنت جُو بُود
تاکہ وہ لعنت کا نشانہ بنے بدکار وہ ہے جو کہ لعنت کا جویاں ہو

عُمرِ خوش دَر قربِ جاں پَروردنست عُمرِ زاغ از بہرِ سرگیں خوردنست
اچھی عمر قرب (خداوندی) میں جان کی پرورش ہے کوے کی عمر گوبر کھانے کے لئے ہے

عُمرِ بیشم دہ کہ تاگُہ می خورم دائم اینم دہ کہ بس بَد گوہرم
مجھے زیادہ عمر دے تاکہ گو کھاؤں مجھے ہمیشہ یہ دے کیونکہ میں بہت بد اصل ہوں

۱ کاغ۔ حضرتِ ابراہیمؑ نے جواب دیا روے کی کائیں کائیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی عمر کی درازی کا خواہاں ہے۔ ہمچو۔ ابلیس۔ قرآن پاک میں مذکور ہے اَنظِرنِی اِلٰی یَومِ یُبعَثُونَ ۔ یعنی شیطان نے اللہ تعالٰی سے دعا کی مجھے قیامت تک کی عمر دیدے۔ تُبنَا۔ حضرت آدمؑ نے توبہ کی دعا کی تھی۔ زندگی شیطان نے زندگی کی دعا مانگی لیکن وہ زندگی جو بغیر دوست کے ہو محض جان کو گھسنا ہے اور اللہ تعالٰی سے غفلت خوری موت ہے۔

۲ عُمر و مَرگ۔ موت ہو یا زندگی جو اللہ کے ساتھ ہے وہی بہتر ہے خدا کو چھوڑ کر آبحیات بھی آگ کا کام کرتا ہے۔ آن ہم شیطان کی درازی عمر کی دعا بھی اس کے ملعون ہونے کا اثر تھی۔ از خدا۔ خدا سے غیر خدا کو مانگنا تباہی ہے۔ خاصہ۔ خصوصاً وہ عمر جس میں خدا کی رضا حاصل نہ ہو محض مکاری ہے۔

۳ عُمرِ بیشم دہ۔ شیطان کی دعا تو یہ تھی کہ خدا اس کو زیادہ عمر اسلئے دیدے تاکہ وہ اور قعرِ مذلت میں گرے اور خدا کی لعنت کا نشانہ بنے تو ایسے شخص سے زیادہ برا اور کون ہوگا جو لعنت خداوندی کا جویاں ہو۔ عمرِ خوش۔ اچھی زندگی تو وہ ہے جس میں قربِ الٰہی میں جان کی پرورش ہوسکے کوے کی دراز عمر گوبر کھانے کے لئے ہے۔ عمر بیشم۔ کوے کی عمر کی زیادہ تو گوبر کھانے کیلئے ہے۔

گر نہ ۱ گہ خوارست آں گندہ دہاں | گوید ے کز زاغیم تو وارہاں
اگر وہ گندہ دہن گہ کھانے والا نہ ہوتا | تو کہتا مجھے کوے پن سے نجات دیدے

مناجات

دعا

اے مُبدّل کردہ خاکے را بزر | خاکِ دیگر رابکردہ بُو البشر
اے وہ جس نے مٹی کو سونا بنایا | دوسری مٹی کو ابو البشر بنایا

کارِ تو تبدیلِ اَعیان و عطا | کارِ من سہوست و نسیان و خطا
تیرا کام موجودات کو تبدیل کرنا اور عطا ہے | میرا کام سہو اور بھول اور خطا ہے

سہو و نسیاں را مُبدّل کُن بعلم | من ہمہ خُلم مرا کُن صبر و حِلم
میرے سہو اور بھول کو علم سے تبدیل کر دے | میں مجسم غصہ ہوں، مجھے صبر اور علم بنا دے

اے کہ خاکِ شورہ راتو ناں کُنی | وے کہ نانِ مُردہ راتو جاں کُنی
اے وہ کہ تو شوریلی زمین کو روٹی بنا دیتا ہے | اے وہ! کہ تو مردہ روٹی کو جان بنا دیتا ہے

اے ۲ کہ جانِ خیرہ را رہبر کُنی | وے کے بے راہ راتو پیغمبر کُنی
اے وہ کہ تو پراگندہ کو رہبر بنا دیتا ہے | اے وہ! کہ تو راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے

اے کہ خاکِ تیرہ راتو جاں دہی | عقل وحِسّ و روزی و ایماں دہی
اے وہ کہ تاریک مٹی کو جان عطا کر دیتا ہے | عقل اور حس اور روزی اور ایمان دیدیتا ہے

شکّر از نے میوہ از چوب آوری | از منی مُردہ بتِ خوب آوری
نے سے شکر اور لکڑی سے پھل پیدا کر دیتا ہے | مردہ منی سے حسین معشوق پیدا کر دیتا ہے

گل ۳ ز گل صفوت زدل پیدا کنی | پیہ را بخشی ضیاؤ روشنی
مٹی سے پھول دل میں اخلاص پیدا کر دیتا ہے | چربی کو نور اور روشنی بخش دیتا ہے

میکُنی جُزوِ زمیں را آسماں | میفزائی دَر زمیں از اَختراں
تو زمین کے جزو کو آسمان بنا دیتا ہے | ستاروں سے زمین کی افزائش کر دیتا ہے

ہر کہ سازد زیں جہاں آبِ حیات | زو تَرش از دیگراں آید ممات
جو اس دنیا کو آبِ حیات بناتا ہے | اس کو دوسروں سے پہلے موت آجاتی ہے

---

۱ گر نہ۔ اگر وہ گوبر کھانے والا نہ ہوتا تو یہ دعا کرتا کہ مجھے کوے پن سے نجات دیدے دے۔ حضرت حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے مٹی سے سونا بنادیا اور مٹی سے حضرت آدم ابوالبشر کو پیدا کردیا۔ کارِ تو۔ اللہ تعالیٰ کا کام تبدیل کرنا اور انسان کا کام بھول اور غلطی ہے۔ سہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ ہماری بھول کو علم سے تبدیل کر دے اور ہمارے غصہ کو بردباری سے بدل دے اے خاکِ شورہ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ شور زمین سے بھی وہ غلہ اگا دیتا ہے جس سے روٹی تیار ہوتی ہے اور مردہ روٹی کو انسان کی جان میں تبدیل کردیتا ہے۔

۲ اے کہ۔ خدا کو وہ قدرت ہے کہ گمراہ کو راہبر بنا دیتا ہے اور راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے۔ خاکِ تیرہ۔ انسان مٹی سے بنا ہے اور قدرت نے پھر اس کو دولتِ ایمان سے بہرہ ور بنا دیا ہے۔ از نے۔ نے میں سے شکر پیدا کر دینا اور شاخ میں سے پھل پیدا کر دینا نطفہ سے حسین معشوق پیدا کر دینا قدرتِ خداوندی ہی کا کام ہے۔

۳ گل ز گل۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہ مٹی سے حسین پھول اور دل سے خلوص پیدا کر دیتا ہے اور آنکھ کی چربی میں روشنی اور چمک پیدا کر دیتا ہے۔ جزو زمیں سے مراد یا وہ انبیاء ہیں جو زمین سے پیدا ہوئے اور پھر انکو آسمان پر اٹھالیا گیا یا انکو معراج کرا دی گئی یا یہ مقصد کہ وہ بخارات جو زمین سے اٹھے انسے آسمان پیدا فرمایا میفزائی۔ ستاروں کی تاثیر سے زمین میں پیداوار اگتی ہے ہر کہ۔ جو شخص دنیاوی زندگی کو منتہائے کمال سمجھتا ہے اس کی موت سب سے پہلے آجاتی ہے۔

دیدۂ دل کو بگردوں بنگریست — دیدہ کانجا ہر دمے مینا گریست

جس دل کی آنکھ نے آسمانوں کو دیکھا — اس نے دیکھا ہے کہ وہاں ہر وقت صناعی ہے

قلبِ اَعیان ست و اکسیرِ مُحیط — ائتلافِ خرقۂ تن بے مخیط

موجودات کی تبدیلی ہے اور عالمگیر اکسیر ہے — جسم کے چیتھڑوں کو بغیر دھاگے کے سینا ہے

تو ازاں روزے کہ در ہست آمدی — آتشے یا خاک یا بادے بُدی

تو جس دن سے وجود میں آیا ہے — آگ یا خاک یا ہوا تھا

گر بداں حالت ترا بُودے بقا — کہ رسیدے مر ترا ایں ارتقا

اگر اسی حالت پر تیرا بقا ہوتا — تجھے یہ ترقی کب حاصل ہوتی؟

از مُبدّلِ ہستیِ اوّل نماند — ہستیِ دیگر بجائے اُو نشاند

تبدیل کرنے والے کی وجہ سے پہلا وجود نہ رہا — اس نے دوسرا وجود اس کی بجائے قائم کر دیا

ہمچنیں ۲ تاصد ہزاراں ہستہا — بعد یک دیگر دوم بہ ز ابتدا

اسی طرح لاکھوں وجود تک — ایک دوسرے کے بعد دوسرا پہلے سے بہتر

آں مُبدّل بیں وسائط رابماں — کز وسائط دور گردی ز اصل آں

اس تبدیل کرنے والے کو دیکھ، واسطوں کو چھوڑ — کیونکہ واسطوں سے تو اصل سے دور جائے گا

واسطہ ہر جا فزوں شد وصل جست — واسطہ کم ذوقِ وصل افزوں ترست

جہاں واسطے زیادہ ہوئے وصل جاتا رہا — واسطے کم ہوں تو وصل کا ذوق زیادہ ہوتا ہے

از سبب دانی شود کم حیرتت — حیرتے کہ رہ دہد در حضرتت

اسباب کے جاننے سے تیری حیرت کم ہو جائیگی — وہ حیرت جو دربار تک تیری رہنما ہے

ایں ۳ بقا ہا از فناہا یافتی — از فنائش رُو چرا بر تافتی

تو نے یہ بقائیں فناؤں سے حاصل کی ہیں — اس کی فنا سے تو نے کیوں منہ موڑا ہے

زاں فناہا چہ زیاں بُودت کہ تا — بر بقا چفسیدۂ اے بینوا

ان فناؤں سے تجھے کیا نقصان پہنچا کہ — تو اے بینوا! بقا سے چمٹا ہوا ہے

چوں دوم از اولینت بہترست — پس فنا جوی و مُبدّل را پرست

جبکہ دوسرا وجود تیرے لئے پہلے سے بہتر ہے — تو فنا کی جستجو کر اور تبدیل کرنیوالے کی عبادت کر

---

۱ دیدۂ دل۔ جو شخص قلبی بصیرت سے آسمان کو دیکھے گا اس کو نظر آئے گا کہ وہاں ہر وقت قدرت کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ قلبِ اَعیان عالم بالا کے تصرفات میں اجسام کی تبدیلی ہے اور ایک عالمگیر کیمیا گری ہے۔ تو ازاں۔ اس تبدیلی کی دلیل یہ ہے کہ انسان ابتدا میں عناصر اربعہ میں سے کوئی عنصر تھا اگر وہ اسی حالت میں رہتا تو اس کو احسن تقویم کا ارتقائی رتبہ کیسے ملتا۔ از مُبدّل۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پہلے وجود کو بدل کر دوسرا وجود عنایت کر دیا۔

۲ ہمچنیں۔ وجود کی تبدیلی کے لاکھوں مرتبے ہیں۔ آں مُبدّل۔ انسان کی توحید کا تقاضہ ہے کہ وہ تبدیل کرنے والی ذات پر نظر رکھے تبدیلی کے درمیانی واسطوں پر نظر رکھنا انسان کو اس ذات سے دور کر دیتا ہے۔ واسطہ۔ محبوب سے ملاقات میں جس قدر وسائل کا اضافہ ہوتا ہے ذوقِ وصل میں کمی آجاتی ہے۔ از سبب۔ اسباب اور علل معلوم کرنے سے وہ حیرت کم ہو جاتی ہے جو انسان کو بارگاہِ خداوندی میں پہنچاتی ہے۔

۳ ایں بقاہا۔ جبکہ ان مراتب میں فنا کے بعد ارتقائی وجود حاصل ہوا ہے تو انسان کو فنا سے نہ گھبرانا چاہیے زاں۔ پہلے مراتب کے فنا سے اور ارتقاء حاصل ہوا لہٰذا، بقا سے چمٹا رہنا عقلمندی نہیں ہے۔ چوں دوم۔ جبکہ تبدیلی کے بعد دوسرا وجود پہلے وجود سے بہتر ملا ہے تو انسان کو فنا کی جستجو کرنی چاہیے اور تبدیل کرنے والے کا شکر گزار بننا چاہیے۔

صد ہزاراں ۱؎ حشر دیدی اے عنود — تا کنوں ہر لحظہ از بدوِ وجود

اے سرکش! تو نے لاکھوں حشر دیکھے ہیں — ہر لحہ وجود کی ابتداء سے اب تک

از جمادی بے خبر سوئے نما — وز نما سوئے حیات و ابتلا

بے خبری میں جمادیت سے نشوونما کی جانب — اور نما سے زندگی اور آزمائش کی جانب

باز سوئے عقل و تمیزاتِ خوش — باز سوئے خارجِ ایں پنج و شش

پھر اچھی عقل اور تمیز کی جانب — پھر ان (حواس) خمسہ اور شش جہات سے باہر کی جانب

تالبِ ۲؎ بحر ایں نشانِ پایہاست — پس نشانِ پا درونِ بحر لاست

یہ پاؤں کے نشان سمندر کے کنارے تک ہیں — پھر سمندر کے اندر پاؤں کے نشان معدوم ہیں

زانکہ منزلہائے خشکی ز احتیاط — ہست دہ ہاؤ وطنہاؤ رباط

کیونکہ خشکی کے مقامات احاطہ بندی کی وجہ سے — دیہات اور وطن سرائے ہیں

باز منزلہائے دریا در وقوف — وقتِ موجش نے جدار نے سقوف

پھر دریائی مقامات، ٹکاؤ میں — اس کے تموج کے وقت نہ دیوار ہے نہ چھتیں

نیست پیدا اندراں رہ پاؤ گام — نے نشانست آں منازل را نہ نام

اس راستہ میں نہ پاؤں اور نہ قدم نظر آتے ہیں — ان گھروں کا نہ نشان ہے، نہ نام ہے

ہست ۳؎ صد چنداں میانِ منزلین — آں طرف کز این تا بالائے این

دونوں منزلوں کے درمیان سو گنا فاصلہ ہے — اس جانب مکان سے لا مکان کے اوپر تک

در فنا ہا ایں بقا ہا دیدۂ — بر بقائے جسم چوں چفسیدۂ

فناؤں میں تو نے یہ بقائیں دیکھی ہیں — جسم کے بقا پر تو کیوں چپک گیا ہے؟

ہیں بدہ اے زاغ ایں جان باز باش — پیشِ تبدیلِ خدا جانباز باش

ہاں! اور کوے یہ جان دیدے، باز بن جا — خدائی تبدیل کے سامنے جانباز بن جا

تازہ میگیر و کہن را می سپار — کہ ہر امسالت فزونست از سہ پار

تازہ بن جا، پرانے کو دے دے — کیونکہ تیرا یہ سال گزشتہ تین سالوں سے بڑھا ہوا ہے

گر نباشی نخل وار ایثار کن — کہنہ بر کہنہ نہ و انبار کن

اگر تو کھجور کی طرح ایثار کرنے والا نہیں ہے — پرانے پر پرانا رکھتا رہ اور جمع کر لے

۱؎ صد ہزاراں۔ انسان کے لاکھوں مراتب ایسے ہیں جو فنا ہو چکے ہیں۔ از جمادی انسان اپنے جمادی وجود سے نباتی وجود کی طرف منتقل ہو گیا اور اس سے وہ لاعلم ہے پھر نباتی وجود سے اس کو حیوانی وجود اور پھر عقل کی بنیاد پر اس کو وہ وجود مل گیا جس میں وہ احکام کا مکلف بنا۔ خارج۔ یعنی پھر اس کا ارتقاء عالم ارواح کی جانب ہوا جو حواس خمسہ اور جہات ستہ سے بالاتر ہے۔

۲؎ تالب بحر۔ ان مراتب وجود کے نشانات اس وقت تک ہیں جب تک کہ اس کا وجود وجودِ مطلق سے وابستہ نہیں ہوا اور جب اس سمندر میں پہنچ گیا تو پھر ان وجودات کے نشانات غائب ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔ اس مسئلہ کو اس طرح سمجھو کہ خشکی کے منازل کے نشانات ہوتے ہیں۔ انہیں نشانات کے ذریعہ گاؤں اور سرائے اور وطن بنتا ہے۔ لیکن دریا کے منازل کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے۔ دریا کی منزل کی نہ چھت ہوتی ہے نہ دیوار نہ وہاں چلنے کے نشانات پیدا ہوتے ہیں۔

۳؎ ہست۔ عالم مکان اور عالم لامکان دونوں منزلوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ این۔ مکان۔ بالائے این لامکان۔ در فنا جبکہ پہلے مراتب کے فنا کے بعد بقا حاصل ہوئی ہے تو اس جسم کی بقا سے انسان کو نہ چمٹنا چاہیے۔ میں جو شخص عمر کی درازی کا متمنی ہے اس کو اس تبدیلی میں جان کی بازی لگانی چاہیے تازہ تو انسان کو تازہ وجود حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس کو ہر مرتبہ پہلے مرتبہ سے افضل حاصل ہوا ہے۔ گر نباشی۔ کھجور اپنا پھل دوسروں کو دے دیتی ہے۔ تو اس کو قدرت نیا پھل عطا کر دیتی ہے۔

کُہنہ ۱ و گندیدہ و پوسیدہ را — تحفہ می بَر بہرِ ہر نا دیدہ را
پرانے اور گندہ اور سڑے ہوئے کا — ہر ندیدے کے لئے تحفہ لے جا

آنکہ نو دید اُو خریدارِ تو نیست — صیدِ حق ست اُو گرفتارِ تو نیست
جس نے نہ دیکھا ہے وہ تیرا خریدار نہیں ہے — وہ اللہ تعالیٰ کا شکار ہے وہ تجھ میں پھنسا ہوا نہیں ہے

ہر کجا باشند جوقِ مرغِ کور — بر تو جمع آیند اے سیلابِ شُور
جہاں کہیں اندھے پرندوں کا جھرمٹ ہو — اے کھاری پانی! تجھ پر جمع ہو جائے گا

تا فزاید کوریٔ از شوار آبہا — زانکہ آبِ شور افزاید عمیٰ
تاکہ کھاری پانیوں سے اندھا پن بڑھے — کیونکہ کھارا پانی اندھا پن بڑھاتا ہے

اہلِ ۲ دنیا زاں سبب اَعمیٰ دل اَند — شاربِ شورآبۂ آب و گِل اَند
دنیا دار اسی وجہ سے اندھے دل والے ہیں — (کیونکہ) وہ آب و گِل کا کھاری پانی پینے والے ہیں

شور میخور کورمی چر در جہاں — چوں نداری آبِ حیواں در بہاں
دنیا میں کھاری پانی پیتا رہ، اندھے پن سے چرتا رہ — جبکہ تو اندر آبِ حیات نہیں رکھتا ہے

با چُنیں حالت بقا خواہی و زیاد — ہمچو زنگی در سیہ رُوئی تو شاد
اس حالت میں تو بقا اور زیادہ چاہتا ہے — تو حبشی کی طرح کالا منہ ہونے پر خوش ہے

دَر سیاہی رنگ ازاں آسودہ است — کوز زاد و اصل زنگی بودہ است
وہ رنگ کے کالے پن پر اس لئے مطمئن ہے — کیونکہ وہ پیدائش اور اصل سے حبشی ہے

آنکہ ز اوّل شاہد و خوشرُو بُود — گر سیہ گردد تدارک جُو بُود
وہ جو شروع سے معشوق اور خوبصورت ہو — اگر وہ کالا بن جائے تو تدارک کا طالب ہو گا

مُرغِ ۳ پرّندہ چو ماندہ بَر زمیں — باشد اندر غصّہ و دَرد و حنیں
اڑنے والا پرند جب زمین پر رہ جائے — وہ رنج اور درد اور فغاں میں ہو گا

مُرغِ خانہ بَر زمیں خوش میرود — دانہ چیں و شاد و شاطر میدود
پالتو پرند زمین پر خوشی سے چلتا ہے — دانہ چگتا ہوا، اور خوش اور چالاکی سے دوڑتا ہے

زانکہ اوز اصل بے پرواز بود — واں دگر پرّندہ و پرباز بود
کیونکہ وہ اصل سے بغیر اڑان کے تھا — وہ دوسرا اڑانے والا اور کھلے پروں کا تھا

---

۱ کُہنہ۔ اگر پرانا پھل نہ جھڑے تو وہ بوسیدہ اور گندہ ہو جائے گا۔ آنکہ جس نے نیا وجود حاصل کر لیا ہے وہ پرانے وجود کا خریدار نہ بنے گا۔ صید حق۔ وہ ذاتِ حق میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہے۔ ہر کجا۔ تیرے خریدار اندھے ہیں اندھے پرند کھارے پانی پر جمع ہوتے ہیں جوان کو اور اندھا بنا دیتا ہے۔

۲ اہلِ دنیا۔ اہل دنیا چونکہ پرانے وجود سے چمٹے ہوئے ہیں۔ تو وہ بھی شور کھاری پانی کے پرندوں کی طرح اندھے دلوں والے ہیں۔ شور۔ اگر انسان کے دل میں آبحیات جاری نہیں ہے تو وہ کھاری پانی پینے والا اور اندھا دھند کھانے والا ہے۔ باچنیں۔ اگر اس بری حالت میں تو عمر کی زیادتی کا خواہاں ہے تو تیری مثال اس حبشی کی سی ہے جو اپنی سیاہ روئی پر مطمئن اور خوش ہو۔ آنکہ۔ اگر کوئی شروع میں خوشرنگ ہو اور پھر وہ سیاہ رو بنجائے تو وہ اس حالت میں مطمئن نہیں ہو سکتا ہے۔

۳ مُرغ۔ اگر اڑنے والا پرند پنجرے میں پھنس جائے تو وہ غم و غصہ میں رہتا ہے۔ مرغِ خانہ۔ پالتو پرند پنجرے میں بھی خوش رہتا ہے کیونکہ اس کو کبھی آزادی نصیب نہیں ہوئی تھی اور اڑنے والا پرند آزاد تھا۔

قَالَ النَّبِیُّ ۱ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْحَمُوْا ثَلَاثًا عَزِیْزَ قَوْمٍ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین شخصوں پہ رحم کرو کسی قوم کو با عزت

ذُلَّ وَغَنِیَّ قَوْمٍ اِفْتَقَرَ ، وَعَالِمًا یَّلْعَبُ بِہِ الْجُھَّالُ

جو ذلیل ہو گیا ہو، کسی قوم کا مالدار جو محتاج ہو گیا ہو، وہ عالم جس کا جاہل مذاق اڑائیں

گفت پیغمبرؑ کہ رحم آرید بر ۔۔۔ حالِ مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَافْتَقَرْ
پیغمبرؑ نے فرمایا ہے کہ رحم کرو اوپر ۔۔۔ اس شخص کے جو مالدار تھا پھر فقیر ہو گیا

وَالَّذِیْ کَانَ عَزِیْزًا فَاحْتُقِرَ ۔۔۔ اَوْ صَفِیًّا عَالِمًا بَیْنَ الْمُضِرّ
اور اس پر جو با عزت تھا پھر حقیر ہو گیا ہو ۔۔۔ یا منتخب عالم تو شریروں کے درمیان

گفت پیغمبرؑ کہ برایں سہ گروہ ۔۔۔ رحم آریدارز سنگیدہ ز کوہ
پیغمبرؑ نے فرمایا کہ ان تین قسموں پر ۔۔۔ رحم کرو خواہ تم پتھر کے ہو یا پہاڑ کے

آنکہ۲ اُو بعداز عزیزی خوار شد ۔۔۔ واں تو نگرہم کہ بے دینار شد
وہ جو عزت کے بعد ذلیل ہو گیا ہو ۔۔۔ وہ مالدار بھی جو بے زر ہو گیا ہو

واں سوم آں عالمے کاندر جہاں ۔۔۔ مُبتلا گردد میانِ اَبلہاں
تیسرے وہ عالم جو دنیا میں ۔۔۔ بے وقوفوں میں مبتلا ہو جائے

زانکہ از عزّت بخواری آمدن ۔۔۔ ہمچو قطعِ عضو باشد از بَدن
کیونکہ عزت کے ذلت میں آجانا ۔۔۔ جسم سے عضو کٹ جانے کی طرح ہے

عضو گردد مُردہ کز تن وا بُرید ۔۔۔ نو بُریدہ جُنبد لَما نے مَدید
جو عضو بدن سے کٹ گیا وہ مردہ ہو جاتا ہے ۔۔۔ نیا کٹا ہوا تڑپتا ہے لیکن زیادہ دیر نہیں

ہر کہ۳ از جامِ الست اُو خورد پار ۔۔۔ ہستش اِمسال آفت رنج و خمار
جس نے گذشتہ سال جام الست سے پیا ہو ۔۔۔ اس کو اس سال رنج اور اعضاء شکنی کی مصیبت ہوگی

وانکہ چوں سگ زاصل گھُدانی بُود ۔۔۔ کے مر اُورا حرصِ سلطانی بُود
وہ جو کتے کی طرح اصل سنڈاس کا ہو ۔۔۔ اس کو بادشاہت کا لالچ کب ہوتا ہے ؟

توبہ اُو جوید کہ کردہ ست اُو گناہ ۔۔۔ آہ اُو گوید کہ گم کردہ است راہ
توبہ وہ کرتا ہے جس نے گناہ کیا ہو ۔۔۔ آہ وہ کرتا ہے جس نے راستہ گم کر دیا ہو

---

۱ قال النبیؐ۔ مولانا کا مقصد یہ ہے کہ اچھی حالت کے بعد جب بری حالت ہوتی ہے تو وہ انتہائی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مَن کانَ۔ جو شروع سے مفلس ہو وہ اس قدر قابل رحم نہیں ہے جیسا کہ وہ شخص جو مالداری کے بعد مفلس ہو گیا ہو۔ عزیزا۔ جو شخص پہلے باعزت تھا پھر ذلیل ہو گیا وہ بہت زیادہ قابل رحم ہے۔ عالما۔ وہ عالم جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو بہت زیادہ قابل رحم ہے ارزسنگید۔ خواہ تم پتھر کے بنے ہوئے ہو۔

۲ آنکہ۔ یہ تینوں شخص بہت زیادہ قابل رحم ہے کیونکہ عزت کے بعد ذلت میں مبتلا ہو جانے سے وہی تکلیف پہنچتی ہے۔ جو بدن کا کوئی عضو کٹنے سے بعد مردہ ہو جاتا ہے تھوڑی دیر وہ تڑپتا ہے اور پھر اس پر مردنی چھا جاتی ہے۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص ایک بار کسی چیز کی لذت حاصل کر چکتا ہے اس کی یاد [illegible] ہے۔ وانکہ جس شخص نے کبھی سلطنت کا مزا نہ چکھا ہو وہ سلطانی کی حرص سے محروم ہوتا ہے توبہ وہ شخص توبہ کرتا ہے جس کو اپنے گناہ کا احساس ہوتا ہے اور راستہ سے بھٹکا ہوا ہی آہ کرتا ہے۔

قصہ ۱ محبوس شدن آں آہو بچہ در آخُرِ خراں و طعنہ آں خراں بر اں غریب گاہ بجنگ گاہ بہ تسخر و مبتلا شدن اُو بکاہِ خشک کہ غذائے اُو نیست واین صفت بندۂ خاصِ خدای ست عزّ وجلّ میانِ اہلِ دنیا و اہلِ شہوت کہ اَلاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

ہرن کے بچہ کا گدھوں کے اصطبل میں قیدی ہونے کا قصہ اور اس پردیسی پر ان گدھوں کی طعنہ زنی کبھی لڑائی سے کبھی مذاق سے اور اس کا خشک گھاس میں مبتلا ہونا کیونکہ وہ اس کی غذا نہیں ہے اور یہی حالت خدائے عزوجل کے خاص بندے کی دنیا داروں اور شہوت پرستوں میں ہے کیونکہ اسلام اجنبی بن کر شروع ہوا اور عنقریب اجنبی بنجائیگا جیسا کہ شروع ہوا تو اجنبیوں کیلئے خوشخبری ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

آہوئے را کرد صیادے شکار	اندر آخر کردش آں بے زینہار
ایک ہرن کا ایک شکاری نے شکار کر لیا	اس بے امان کو اصطبل میں کر دیا
آخرے را پُر ز گاوان و خراں	حَبس آہو کرد چوں اِستمگراں
اس اصطبل کو جو بیلوں اور گدھوں سے بھرا ہوا تھا	ظالموں کی طرح ہرن کا قید خانہ بنا دیا
آہواز وحشت بہر سو میگریخت	اُو ۲ پیشِ آں خُراں شب کاہ ریخت
ہرن ، وحشت سے ہر جانب کو بھاگتا تھا	اس (شکاری) نے رات کو گدھوں کے سامنے گھاس ڈالدی
از مجاعت و اِشتہا ہر گاوٗ و خر	کاہ را میخورد خوشتر از شکر
بھوک اور خواہش سے ہر بیل اور گدھا	گھاس کا شکر سے بھی زیادہ خوشی سے کھاتا تھا
گاہ آہوی و میداز سُو بسُو	گہ ز دود و گرد کہ میتافت رُو
ہرن کبھی ادھر ادھر دوڑتا تھا	کبھی دھویں اور گھاس کی گرد سے منہ موڑتا تھا
ہر کرا با ضدِ خود بگذاشتند	آں عقوبت راچو مرگ انگاشتند
جس کو اس کی ضد کے ساتھ چھوڑ دیا ہے	اس سزا کو اس نے موت خیال کیا ہے
تا سلیمانؑ ۳ گفت کاں ہُد ہُد اگر	ہجر را عذرے نگوید معتبر
یہانتک کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا اگر وہ ہُد ہُد	جدائی کا معتبر عذر نہ بیان کرنے
بکُشمش یا خود دہم اُورا عذاب	یک عذابِ سخت بیروں از حساب
میں اس کو مار ڈالوں گا یا خود اس کو سزا دونگا	ایک سخت سزا جو ان گنت ہے

۱ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہرن کا بچہ چونکہ آزادی کے لطف اٹھائے ہوئے تھا اس لئے اس کے نہ ہونے کا اس کو افسوس تھا گدھے اس سے محروم تھے۔ واین صفت جس طرح یہ ہرن کا بچہ گدھوں میں آکر پریشان ہوا یہی حال عالم کا جاہلوں میں ہوتا ہے۔ الاسلام۔ جس وقت اسلام کی ابتداء ہوئی تب بھی وہ لوگوں کے لئے اجنبی تھا اور عنقریب پھر اجنبی بن جائیگا ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو مسلمان ہونے کی وجہ سے اجنبی ہیں۔ آخر۔ اصطبل۔ زینہار۔ پناہ۔ استمگراں۔ ستمگراں۔

۲ او۔ یعنی شکاری مجاعت بھوک۔ ہر کرا۔ سزا میں اگر کسی چیز کو اس کے مخالف سے وابستہ کر دیا جائے تو یہ سزا موت ہے۔

۳ تا سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو جو سخت عذاب دینے کو کہا تھا وہ یہی تھا کہ اس کو جنس کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیتے۔

ہاں کدام است آں عذاب اے معتمد	در قفس بودن بغیرِ جنسِ خود
اے معتمد! ہاں وہ سزا کون سی ہے؟	پنجرے میں غیر جنس کے ساتھ ہونا
زیں[1] بدن اندر عذابی اے پسر	مرغ روحت بستہ با جنسِ دگر
اے بیٹا! اس جسم سے تو بھی عذاب میں ہے	تیری روح کا پرند، دوسری جنس سے وابستہ ہے
روح بازست و طبائع زاغہا	دارد از زاغانِ تن بس داغہا
روح باز ہے اور مزاج کوے ہیں	وہ جسم کے کووں کی وجہ سے بہت زخمی ہے
اُو بماندہ درمیان شاں زار زار	ہمچو بُو بکرے بشہرِ سبز دار
وہ ان کے درمیان تباہ حال ہے	جس طرح کوئی ابو بکر سبز دار شہر میں

حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ کہ شہرِ سبز وار راکہ ہمہ اہلِ اُو رافضی باشند بجنگ بگرفت ایشاں از کشتن امان خواستند گفت آنگہ اماں دہم کہ پیشِ من ازیں شہر یک ابوبکرنامی بیاورید

سلطان محمد خوارزم شاہ کی حکایت جس نے سبز دار شہر کو جس کے تمام باشندے رافضی تھے جنگ کر کے لے لیا ان لوگوں نے قتل سے امان چاہی اس نے کہا میں امان جب دوں گا جبکہ اس شہر میں سے ایک ابو بکر نامی شخص لے آؤ

شد محمد الپ[2] اُلُغ خوارزم شاہ	در قتالِ سبز وارِ پر تباہ
بہادر محمد خوارزم شاہ لگا	تباہی بھرے سبز وار (شہر) کے قتال میں
تنگ شاں آورد لشکر ہائے اُو	اسپہش افتاد در قتلِ عدو
اس کے لشکروں نے اس کا محاصرہ کر لیا	اس کے سپاہی دشمن کے قتل میں لگ گئے
سجدہ[3] آوردند پیشش کالاماں	حلقہ ماں در گوش کن وانجش جاں
انہوں نے اس کے سامنے سجدہ کیا کہ امن دے	ہمیں حلقہ بگوش بنا لے، جان بخش دے
ہر خراج و ہر صلہ کہ بایدت	آں زما ہر موسمے افزایدت
جو خراج اور جو بدلہ تجھے چاہیے	وہ ہر موسم میں ہماری جانب سے تیرے لئے بڑھ کر ہوگا
جانِ ما آنِ تو است اے شیر خو	پیشِ ما چندے امانت باش گو
اے شیر دل! ہماری جاں تیری ملکیت ہے	کہہ دے ہمارے پاس کچھ دن امانت میں رہے

---

[1] زیں بدن۔ انسان کے لئے یہی عذاب ہے کہ اس کی روح کو غیر جنس یعنی جسم کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے۔ روح۔ روح باز ہے اور بدن کی طبیعت کوا ہے۔ بوبکرے۔ یعنی ابوبکر نامی شخص۔ سبز دار۔ ایران کا مشہور شہر ہے۔ جس کے باشندے سخت رافضی ہے۔

[2] اَلپ۔ بہادر۔ اُلُغ بزرگ۔ خوارزم شاہ۔ یہ ایران کا بادشاہ تھا خراسان سے عراق تک اس کی خلافت تھی یہ مولانائے روم کے والد خواجہ بہاؤ الدین محمد کا ماموں تھا۔

[3] سجدہ آوردند۔ سبز وار کے باندے مطیع ہو گئے اور انہوں نے جان و مال کی امان چاہی ہر خراج۔ سبز واریوں نے کہا کہ جو ٹیکس ہم پر لگایا جائیگا ہم ہر فصل میں بڑھا کر ادا کریں گے۔

گفت نرہانید از من جانِ خویش ‏— تا نیارید [۱] ابو بکرے بہ پیش
اس نے کہا تم اپنی جان مجھ سے نہیں چھڑا سکتے ہو — جب تک کہ ایک ابوبکر میرے سامنے حاضر نہ کر دو

تا مرا بو بکرا نام از شہرتاں — ہدیہ نا رید اے رمیدہ اُمتاں
جب تک کہ ابو بکر نام کا اپنے شہر سے میرے پاس — ہدیہ نہ لاؤ گے ، اے بگڑی ہوئی قوم !

بدروم تاں ہمچو کشت اے قومِ دوں — نے خراجِ استانم و نے ہم فسوں
اے کمینہ قوم ! میں کھیتی کی طرح تمہیں کاٹونگا — نہ خراج لوں گا اور نہ ہی چکنی چپڑی باتیں میں (سنونگا)

پس جوالِ زر کشید ندش براہ — کز چنیں شہرے ابو بکرے مخواہ
تو انہوں نے اشرفیوں کا بورا اس کے سامنے لا ڈالا — کہ ایسے شہر سے ابو بکر نہ مانگ

کے [۲] بود بو بکر اندر سبز وار — یا کلوخِ خشک اندر جویبار
ابو بکر، سبز وار میں کہاں ہو سکتا ہے ؟ — یا خشک ڈھیلا نہر میں

رُو بتابید از زو گفت اے مغاں — تا نیارید ابوبکر ار مغاں
اشرفیوں سے منہ پھیر لیا اور کہا اے کافرو ! — جب تک کہ تم ابو بکر کا تحفہ میرے پاس نہ لاؤ گے

ہیچ سودے نیست کودک نیستم — تا بزرّ و سیم حیراں بیستم
کوئی فائدہ نہیں ہے ، میں بچہ نہیں ہوں — کہ سونے اور چاندی سے حیران رہ جاؤں

تا نیاری سجدہ نہ رہی اے زبوں — گر بہ پیمائی تو مسجد را بکوں
اے حقیر! جب تک تو سجدہ نہ کریگا (فرض سے) نہ چھٹے گا — خواہ تو مقعد سے (ساری) مسجد کو ناپ ڈالے

منہیاں [۳] انگیختند از چپ و راست — کاندریں ویرانہ بو بکرے کجاست
انہوں نے دائیں بائیں جانب جاسوس دوڑا ہے — کہ اس ویرانہ میں کوئی ابو بکر کہاں ہے ؟

بعد سہ روز و سہ شب کا شتافتند — یک ابو بکرے نزارے یافتند
تین دن اور تین رات کے بعد جبکہ وہ دوڑے پھرے — انہوں نے ایک لاغر ابو بکر پا لیا

رہگذر بود و بماندہ از مرض — در یکے گوشہ خرابے پُر حرض
مسافر تھا اور مرض کی وجہ سے پڑا رہ گیا تھا — مریض ہو کر بازدہ ویرانے کے ایک گوشہ میں

گوہرے اندر خرابہ بے عرض — خونِ دل بر رخ فشاندہ از مرض
ویرانہ میں موتی ، بے سرو سامان — مرض کی وجہ سے دل کا خون چہرے پر چھڑکے ہوئے

خُفتہ بود اُو در یکے کنجِ خراب — چوں بدید ندش بگفتندش شتاب
وہ ایک اجڑے ہوئے گوشہ میں سو رہا تھا — جب انہوں نے اس کو دیکھا ، فوراً اس سے کہا

---

۱ ابوبکر۔ خوارزم شاہ نے کہا امان کی شرط یہ ہے کہ اپنی آبادی میں سے ابوبکر نام کا کوئی شخص لا کر پیش کرو۔ بدروم اگر یہ شرط پوری نہ کرو گے تو میں سب کو قتل کرا دونگا۔ پس جوال۔ ان لوگوں نے اشرفیوں کا بورا سامنے لاکر ڈال دیا کہ یہ قبول کر لیجئے اور ابوبکر نامی شخص کے لانے کی شرط ختم کر دیجئے۔

۲ کے بود۔ سبزوار میں کسی ابوبکر کی تلاش ایسی ہی ہے جیسے کوئی دریا میں خشک ڈھیلا تلاش کرے۔ مُغاں۔ ان لوگوں کو رفض کی وجہ سے کفار سے تعبیر کیا ہے۔ تانیاری۔ ان لوگوں کا اشرفیاں دے کر نجات حاصل کرنے کی تمنا ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز سے اس طور پر چھٹکارا حاصل کرنا چاہے کہ پوری مسجد کو سرینوں سے ناپ ڈالے اور سجدہ نہ کرے۔

۳ مُنہیاں۔ ابوبکر نامی شخص کی تلاش میں سبزوار والوں نے جاسوس چھوڑ دیئے۔ نزار۔ لاغر۔ رہگذر۔ رہگذار۔ مسافر۔ حرض۔ بیماری۔ گوہر وہ شخص ایک قیمتی جوہر تھا لیکن ان بے قدروں میں پڑا ہوا تھا۔ خفتہ بود۔ وہ ابوبکر نامی مسافر ایک ویرانہ میں پڑا سو رہا تھا۔

خیز کہ سلطاں تُرا طالب شدہ است — کز[1] تو خواہد شہرِ ما از قتل رَست

اٹھ، کہ بادشاہ تیرا طالب ہوا ہے — کیونکہ تیری وجہ سے ہمارا شہر قتل سے بچ جائیگا

گفت اگر پایم بُدے یا مَقدمے — خود برا ہے خود بمعقصد رفتمے

اس نے کہا اگر میرے پاؤں یا چلنا ہوتا — اپنے راستہ پر، اپنی منزل کو چل دیتا

اندریں دشمن کدہ کے ماندمے — سُوئے شہرِ دوستاں میراندمے

میں اس دشمنستان میں کب ٹھہرتا؟ — دوستوں کے شہر کی جانب سواری ہانک دیتا

تختۂ مُردہ کشاں بفراشتند — بر کتِف بو بکر را بَرد اشتند

انہوں نے ایک تابوت اٹھایا — کاندھے پر ابو بکر کو سوار کر لیا

جانبِ خوارزم شہ جملہ دَواں — می کشید ندش کہ تابیند نشاں

سب خوارزم شاہ کی جانب دوڑے — وہ اس کو لے جارہے تھے تاکہ وہ نشانی دیکھ لے

سَبز وارست ایں جہان و مردِ حق — اندریں جا ضائع ست و ممتحق

یہ دنیا سبزوار ہے اور مردِ خدا — اس میں رائیگاں اور نیست ہے

ہَست آں خوارزم شہ یزداں جلیل — دل ہمی خواہد ازیں قومِ ذلیل

وہ خدائے بزرگ (بمنزلہ) خوارزم شاہ کے ہے — اس ذلیل قوم سے دل کا طالب ہے

گفت[2] لَا یَنظُرُ اِلٰی تَصوِیرِکُم — فَابتَغُوا ذَا القَلبِ فِی تَدبِیرِکُم

(رسولؐ نے) فرمایا ہے خدا تمہاری صورت کو نہیں دیکھتا ہے — پس اپنی تدبیر میں صاحبِ دل کو تلاش کرو

مَن ز صاحبدل کنم دَر تو نظر — نے بنقش و سجدہ و ایثارِ زر

میں صاحبِ دل کے ذریعہ تجھ میں نظر کرتا ہوں — نہ کہ صورت اور سجدہ اور عطائے زر کے ذریعہ

تو دلِ خود را چو دل پنداشتی — جُستجوئے اہلِ دل بگذاشتی

چونکہ تو نے اپنے دل کو دل سمجھ لیا ہے — (اسلئے) تو نے صاحبِ دل کی جستجو ترک کر دی ہے

دل کہ گر ہفصد چوایں ہفت آسماں — اَندر اُو آید شود یا وہ و نہاں

(وہ) دل کہ اگر سات آسمان جیسے سات سو — اس میں آئیں تو وہ گم اور پوشیدہ ہو جائیں

ایں[3] چنیں دل ریزہا را دل مگو — سبزو ار اندر ابو بکرے مجو

دل کے اس طرح کے ریزوں کو دل نہ کہہ — سبزوار کے اندر ابو بکر کو تلاش نہ کر

صاحبِ دل آئنہ شش رُو بُود — حق درو از ششجہت ناظر شوَد

صاحبِ دل چھ رخا آئینہ ہوتا ہے — اللہ تعالیٰ چھ جانب سے اسمیں دیکھتا ہے

---

۱ کز تو۔ بادشاہ شرط کے مطابق ہمیں معاف کر دیگا۔ بمقصد۔ یعنی مگر چلنے کی طاقت ہوگی تو ہمیں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا تم لوگوں میں نہ ٹھہرتا۔ اندریں۔ رافضی حضرت ابو بکر کے نام کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ تختہ مردہ کشاں۔ مردے کے لے جانے کا تختہ۔ سبز دار۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دنیا بھی سبزدار ہے۔ اور یہاں بھی مردِ حق اسی طرح بے یارو مددگار رہتا ہے جس طرح ابو بکر نامی شخص سبزدار میں تھا۔ یزداں۔ اللہ تعالیٰ کی مثال خوارزم شاہ سمجھو اللہ تعالیٰ بھی دنیا داروں سے دل کا مطالبہ کرتا ہے۔

۲ گفت۔ حدیث شریف ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ وہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔ من۔ اللہ تعالیٰ خلق اللہ کی طرف کسی صاحبِ دل کی وجہ سے توجہ فرماتا ہے تو دل۔ ہر شخص ایسا صاحبِ دل نہیں ہے جس کی وجہ سے مخلوق خدا کا نظر بنے۔ دل۔ اللہ تعالیٰ اس دل کو پسند کرتا ہے جس دل میں اسقدر وسعت ہو سات آسمانوں جیسے سات سو میں کا جائیں۔

۳ ایں چنیں۔ دلوں میں اس دل کی تلاش میں ہی ہے جیسا کہ سبزوار میں ابو بکر نامی کہ تلاش صاحب۔ صاحب دل شش جہت سے مصفّی رہتا ہے اس کی مثال شش اور آئید کی سی ہے اور خدا ہر طرف سے اس کو دیکھتا ہے۔

ہر کہ ۱ اندر شش جہت دارد مقر / کے کند در غیرِ حق یک دم نظر
جو شش جہت میں ٹھکانا رکھتا ہو / وہ تھوڑی دیر کیلئے ابھی ماسوئی اللہ کو کب دیکھتا ہے؟

گر کند اُو از برائے اُو کند / در قبول آرد ہمو باشد سَند
اگر وہ صاحب دل نظر کرتا ہے اس اللہ کیلئے کرتا ہے / اگر قبول کرتا ہے تو وہی سہارا ہوتا ہے

چونکہ اُو حق را بُوَد در کلِّ حال / بر گزیدہ باشد اُورا ذُوالجلال
کیونکہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے / اللہ تعالیٰ نے اس کو منتخب کر لیا ہے

ہیچ بے اُو حق بکس ند ہد نوال / شمّہ گفتم من از صاحب وصال
اللہ تعالیٰ اس کے بغیر کبھی کسی کو عطا نہیں کرتا ہے / میں نے واصل بحق کے بارے میں تھوڑا سا بتا دیا

موہبت ۲ را بر کف دستش نہد / وز کفش آں را بمرحوماں دہد
وہ اللہ تعالیٰ عطیہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھدیتا ہے / اس کی ہتھیلی کے ذریعہ اس کو قابل رحم لوگوں کو دیتا ہے

با کفش دریائے کُل را اتصال / ہَست بے چون و چگونہ پُر کمال
اس کی ہتھیلی کا دریائے کل سے اتصال ہے / وہ نا قابل بیان کمالات سے پُر ہے

اِتّصالے کہ نہ گنجد دَر کلام / گفتنش تکلیف باشد والسلام
وہ اتصال جو بیان نہیں ہو سکتا ہے / اس کا بیان کرنا تکلف ہے والسلام

صد جُوالِ زر بیاری اے غنی / حق بگوید دل بیار اے منحنی
اے مالدار! اگر تو سونے کے سو بورے لائیگا / اللہ (تعالیٰ) فرما دیگا اے کبڑے! دل لا

گرز ۳ تو راضی ست دل من راضیم / ور ز تو مُعرض بُوَد اِعراضیم
اگر وہ دل تجھ سے راضی ہے میں بھی راضی ہوں / اگر وہ تجھ سے منہ پھیرنے والا ہے میں بھی منہ پھیرنیوالا ہوں

ننگرم دَر تو دراں دل بنگرم / تحفہ اُورا آر اے جان بردرم
میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں اس کو دیکھتا ہوں / اے جان! میرے در پر اس کا تحفہ لا

با تو او چونست ہستم من چناں / زیر پائے مادراں باشد جناں
تیرے ساتھ وہ جیسا ہے میں ویسا ہی ہوں / جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے

مادروبا با واصلِ خلق اوست / اے خُنک آنکس کہ دل داند پوست
مخلوق کی ماں اور باپ اور اصل وہ ہے / وہ قابل مبارکباد ہے جس نے دل اور چھلکے میں امتیاز کرلیا ہے

تو بگوئی نک دل آوردم بتُو / گویدت ایں دل نیر زو یک طسُو
تو کہے گا میں تیرے پاس یہ دل لایا ہوں / وہ تجھ سے کہدیگا کہ یہ دل ایک دمڑی کا بھی نہیں ہے

۱ ہر کہ۔ جو شخص لامکانی بن چکا ہو وہ غیر اللہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے گر کند۔ اگر صاحب دل کسی کی طرف نظر کرتا ہے تو خدا کیلئے کرتا ہے اور اس ردو قبول سب خدا کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ۔ چونکہ اس صاحب دل کے جملہ احوال خدا کیلئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ خدا کا برگزیدہ ہوتا ہے۔ ہیچ۔ یہ صاحب دل خلیفۃ اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی جملہ عطا اس کے واسطے سے ہوتی ہے۔

۲ موہبت۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ عطیات اس کے ہاتھوں مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ دریائے کل۔ حضرت حق تعالیٰ و اتّصال اس کے ہاتھ کا خدا سے جو اتصال ہے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ صد جُوال۔ اللہ تعالیٰ سونے چاندی سے بے نیاز ہے وہ صرف دل کا اخلاص قبول کرتا ہے۔

۳ گرز تو۔ جس سے وہ صاحب دل راضی ہوتا ہے جس سے وہ خدا ناراض ہوتا ہے جس سے خدا راضی ہوتا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ مادراں۔ وہ صاحب دل ایسا ہی مربی ہے جس طرح ماں مربی ہوتی ہے۔ مادر۔ وہ صاحب دل مخلوق کیلئے بمنزلہ ماں باپ کے ہوتا ہے۔ تو بگوئی۔ تو خدا کے سامنے اپنا وہ دل پیش کرتا ہے جو ایک دمڑی کا بھی نہیں ہے۔

آں دلے آور کہ قطبِ ۱ عالم ست — جانِ جانِ جانِ جانِ آدم ست
وہ دل لا جو عالم کا قطب ہے — وہ دل آدم کی جان کی جان کی جان کا محبوب ہے

از برائے آں دلِ پُر نور و بِر — ہست آں سُلطانِ دلہا منتظر
اس نیکی اور نور سے بھرے ہوئے دل کا — دلوں کا بادشاہ منتظر ہے

تو بگردی روزہا در سبز وار — آنچناں دل را نیابی ز اِعتبار
تو ایک عرصہ تک سبز وار میں گھومیگا — از روئے اعتبار تو ایسے دل کو نہ پائے گا

پس دلِ پژ مُردۂ بوسیدہ جاں — بر سَرِ تختہ نہی آنسُو کشاں
تو ایک مرجھایا ہوا اور بوسیدہ روح والا دل — تابوت میں رکھ کر، وہاں لے جا

کہ دل آوردم بتُرا اے شہر یار — بہ ازیں دل نبُود اندر سبز وار
کہ اے شاہ! میں تیرے لئے دل لایا ہوں — سبز وار میں اس سے بہتر دل نہیں ہے

گویدت ۲ ایں گورخانہ است اے جَری — کہ دلِ مُردہ بدیں جا آوری
وہ تجھ سے کہدیگا اے بیباک! یہ قبرستان ہے — کہ تو ایک مردہ دل یہاں لایا ہے

رَو بیاو آں دلے کو شاہ خوست — کہ امانِ سبز وارِ کون از وست
جا، وہ دل لا جو شاہانہ مزاج رکھے — کیونکہ دنیا کے سبز وار کو اسی کی وجہ سے امن حاصل ہے

گوئی آں دل زیں جہاں پنہاں بُود — زانکہ ظلمت با ضیاء ضداں بُود
تو کہے گا کہ وہ دل اس دنیا میں مفقود ہے — کیونکہ تاریکی اور نور دو ضد ہیں

دشمنیِ آں دل از روزِ اَلَست — سبز وارِ طبع را میراثی است
ازل سے اس دل کے ساتھ دشمنی — (دنیاوی) طبعت کی موروثی ہے

زانکہ ۳ او باز ست دنیا شہر زاغ — دیدنِ نا جنس بر نا جنس داغ
کیونکہ وہ باز ہے، دنیا کوؤں کا شہر ہے — غیر جنس کو غیر جنس کا دیکھنا داغ ہے

وَر کُند نرمی نِفاقے می کُند — زا ستمالت اِر تفاقے می کُند
اگر وہ نرمی کرتا ہے تو نفاق برت رہا ہے — مائل کر کے، فائدہ حاصل کر رہا ہے

می کُند آرے نہ از بہرِ نیاز — تا کہ ناصح کم کُند نُصحِ دراز
ہاں ہاں کہتا ہے نہ کہ نیاز مندی سے — (بلکہ) اسلئے کہ ناصح دراز نصیحت نہ کرے

زانکہ ایں زاغِ خسِ مُردار جُو — صد ہزاراں مکر دارد تو بتُو
کیونکہ یہ کمینہ کوا مردار کا جویاں — تہ بہ تہ لاکھوں مکر رکھتا ہے

۱ قطب عالم۔ اس صاحب دل پر عالم کی بقاء مدار ہوتا ہے اور یہی دل آدمؑ کے جان کی جان کا محبوب ہے۔ آز برائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے دل کا منتظر ہے جو نور اور نیکی سے بھرا ہوا ہے۔ تو بگردی۔ دنیا میں ایسے دل کا ملنا ایسا ہی دشوار ہے جس طرح سبز وار میں ابو بکر نامی شخص کو ملنا پس اگر وہ دل تیرے پاس نہیں ہے تو اپنا مردہ دل ہی بارگاہ میں پیش کردے جس طرح سبز دار والوں نے بیمار اور لاغر ابو بکر نامی شخص کو پیش کر دیا تھا۔

۲ گویدت۔ وہ شاہ تجھ سے کہیگا کہ یہاں کوئی قبرستان ہے کہ تو مردہ دل کو یہاں لایا ہے۔ رو۔ جا اور وہ دل لا جس کی وجہ سے عالم کا بقا ہے۔ گوئی۔ تو اس کے جواب میں کہنا کہ دنیا تاریکی ہے اور وہ دل نور ہے تاریکی میں نور کہاں ہے۔ دشمنی ایسے دل سے دنیا کو روزِ ازل سے دشمنی ہے۔

۳ زانکہ۔ وہ دل باز ہے اور دنیا جہان زاغ ہے کوئی اپنے ناجنس کو دیکھنا نہیں کرتا ہے۔ ور کند اگر کوئی دنیا دار ایسے صاحب دل کے ساتھ نرمی برتتا ہے تو وہ منافقت پر مبنی ہوتی ہے یا اس سے کسی فائدہ کا امیدوار ہوتا ہے۔ می کند۔ اگر دنیا دار ایسے صاحب دل کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ اس کو زیادہ نصیحت نہ کرے۔ زانکہ۔ اسلئے کہ ایک دنیادار میں لاکھوں مکاریاں ہوتی ہیں۔

گر پذیرند آں نفاقش وارہید — شد نفاقش عینِ صدقِ مُستفید
اگر وہ اس کے نفاق کو قبول کرلیں تو اس نے نجات حاصل کرلی — اس کا فائدہ مند نفاق عین سچائی بن گیا

زانکہ آں صاحبدلِ باکرّوفر — ہست دَر بازارِ مامعیُوب خر
کیونکہ وہ شان و شوکت والا صاحب دل — ہمارے بازار میں عیب دار کو بھی خرید لینے والا ہے

صاحب دل جو اگر بیجاں نۂ — جنسِ دل شو گر ضدِ سُلطاں نۂ
صاحب دل کی تلاش کر اگر تو مردہ نہیں ہے — دل کا ہم جنس بنجا اگر تو شاہ کا مخالف نہیں ہے

آنکہ زرقِ اُو خوش آید مر تُرا — اُو ولیِ تُست نہ خاصّہ خدا
جس کا مکر تجھے اچھا لگتا ہے — وہ تیرا ولی ہے ، نہ کہ مردِ خدا

ہرکہ ۲ اُو بر خُوی و بر طبع تو زیست — پیشِ طبع تو ولی ست و نبی ست
ہر وہ جو تیری عادت اور مزاج کے مطابق زندگی گذارتا ہے — تیرے نزدیک وہ ولی ہے اور نبی ہے

رَو ہَوا بگذار تا بُویِ خدا — در مُشامت میرسد اے کد خدا
جا نفسانیت کو چھوڑ ، تاکہ خدائی خوشبو — تیری ناک میں پہنچے اے صاحب خانہ !

رَو ہَوا بگذارتا خوبت شود — واں مَشامِ عنبریں بُویت شود
جا ، نفسانیت کو چھوڑ ، تاکہ تیری بھلائی ہو — اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھنے والا بن جائے

از ہَوا رانی دماغت فاسد ست — مُشک و عنبر پیشِ مغزت کاسِد ست
نفسانیت سے تیرا دماغ خراب ہے — تیرے دماغ کیلئے مشک اور عنبر بے قدر ہے

عاشقی ۳ تو بر نجاست ہمچو زاغ — بُوئے مُشکت می نگیرد دَر دماغ
تو کوے کی طرح نجاست پر عاشق ہے — تیرے دماغ میں مشک کی خوشبو نہیں آتی ہے

حَد ندارد ایں سخن و آہوِیِ ما — میگریزد اندر آخُر جا بجا
اس بات کی حد نہیں ہے اور ہمارا ہرن — اصطبل میں ، جا بجا بھاگ رہا ہے

بقیہ قصۂ آہو در آخُورِ خراں

گدھوں کے اصطبل میں ہرن کا بقیہ قصہ

روزہا آں آہویِ خوش ناف نَر — در شکنجہ بُود در اصطبلِ خر
وہ نر ، عمدہ نافہ والا ، ہرن بہت دن تک — گدھوں کے اصطبل میں قید میں تھا

مُضطرب دَر نزع چوں ماہی بخشک — دَر یکے حُقّہ مُعذّب پشک و مشک
جاں کنی میں بے چین تھا جس طرح مچھلی خشکی پر — ایک ڈبیہ میں مینگنی اور مشک عذاب میں ہوتے ہیں

---

۱ گر پذیرد۔ بہت سے لوگ منافقانہ حاضر ہوئے ہیں اور مومن کامل بنگئے ہیں۔ معیوب خر صاحب دل اپنی شان وشوکت کی وجہ سے عیبدار کا بھی خریدار بن جاتا ہے۔ صاحب دل۔ جب تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ صاحب دل معیوب کو بھی خرید لیتا ہے تو اب کسی صاحب دل کی تلاش کرلے اگر تو خدا کا دشمن نہیں ہے۔ مر ترا۔ جس کی مکاری تجھے پسند آئے وہ تیرا دوست ہے خدا کا دوست نہیں ہے۔

۲ ہر کہ۔ تو اس اپنے جیسے نبی کی ولایت اور نبوت کے قائل ہوتا ہے۔ رو۔ خواہش نفسانی کو ترک کر، جب تو خدائی خوشبو سونگھ سکے گا اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھ سکے گا۔ از ہوا رانی۔ اگر تو نفس کی ...... خواہشات کو پورا کرتا رہے گا تو مشک وعنبر کو تو نہ پہچان سکے گا۔

۳ عاشقی۔ چونکہ تو نفسانی خواہش میں مبتلا ہے تو تیرا دماغ خدائی خوشبو سے نا آشنا ہے۔ خوش ناف۔ ہرن کی ناف میں سے مشک نکلتا ہے۔ شکنجہ سزا، قید۔ حُقّہ۔ ڈبیہ۔ پشک۔ مینگنی۔

یک ¹خرش گفتے کہ ہاں اے بُو الوحوش — طبعِ شاہاں داری و میراں خموش
ایک گدھا اس سے کہتا ہاں وحشیوں کے ابا — تو شاہوں اور سرداروں کا مزاج رکھتا ہے اور خاموش ہے

آں دگر تسخر زدے کز جزر و مد — گوہر آورد ست کے ارزاں دہد
دوسرا مذاق اڑاتا کہ دریا کے اتار چڑھاؤ سے — موتی لے آیا ہے سستا کب دے سکتا ہے؟

واں خرے گفتے کہ با آں نازکی — بر سَریرِ شاہ شو تو متّکی
ایک گدھا کہتا کہ اس نزاکت کے ہوتے ہوئے — تو شاہی تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ

واں خرے شد تخمہ وز خوردن بماند — پس برسمِ دعوت آہو را بخواند
ایک گدھے کو بدہضمی ہو گئی اور نہ کھا سکا — تو دعوت کے طریقہ پر ہرن کو بلایا

سَر ²چنیں کرد او کہ نے رَو اے فلاں — اِشتہایم نیست ہستم نا تواں
اس نے سر ہلایا کہ نہیں جا، اے فلاں! — مجھے بھوک نہیں ہے میں کمزور ہو گیا ہوں

گفت میدانم کہ نازے می کُنی — یا زنا موسِ احترازے می کُنی
اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں تو نخرے کر رہا ہے — یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے

گفت با اُو خور کہ ایں طُعمہ تو ہست — کہ ازاں اَجزائے تو زندہ نوست
اس نے اس سے کہا کہ تو کھا یہ تیری خوراک ہے — کیونکہ اس سے تیرے اعضاء زندہ اور تازہ ہیں

من الیفِ مرغزارے بُودہ اَم — در ظِلال ورو ضہا آسُودہ اَم
میں جنگل سے مانوس تھا — میں نے سایوں اور باغوں میں آرام کیا ہے

گر قضا افگند مارا دَر عذاب — کے رَود آں خود طبعِ مُستطاب
اگر تقدیر نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے — وہ عمدہ عادت اور مزاج کہاں جاتا ہے؟

گر ³گدا گشتم گدا رُو کے شوم — ور لباسم کہنہ گردد من نوم
اگر میں فقیر ہو گیا ہوں بے آبرو کب بن سکتا ہوں؟ — اگر میرا لباس پرانا ہو جائے میں نیا ہوں

سُنبل ولالہ و سپرغم نیز ہم — با ہزاراں ناز و نخوت خوردہ ام
سنبل اور لالہ اور ناز بو بھی — میں نے ہزاروں ناز و نخوت سے کھائے ہیں

گفت آرے لاف میزن لاف لاف — در غریبی بس تواں گفتن گزاف
اس نے کہا ہاں گپیں مار، گپیں گپیں — پردیس میں بہت سی بکواس بکی جا سکتی ہے

گفت نافم خود گواہی مید ہد — منّتے بر عُود و عنبر می نہد
اس نے کہا میرا نافہ خود گواہی دے رہا ہے — جو عود اور عنبر پر احسان جتاتا ہے

---

¹ یک خرش۔ ایک گدھے نے ہرن کے بچہ سے کہا کہ تیرا مزاج تو شاہانہ اور امیرانہ ہے اور تو بالکل خاموش ہے۔ آں دگر۔ دوسرا گدھا بولا اس کی بات تو موتی ہے یہ اس کو سستا کب فروخت کر سکتا ہے۔ واں خرے۔ ایک گدھا بولا اگر اس قدر نازک مزاجی ہے تو شاہانہ تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ جا۔ واں۔ خرے۔ ایک گدھے کو بدہضمی ہو گئی تھی اور اس کی گھاس بچ گئی تھی اس نے ہرن کے بچہ کو گھاس کھانے کی دعوت دی۔

² سَر چنیں۔ اس نے سر سے انکار کا اشارہ کیا۔ گفت۔ اس گدھے نے کہا کہ تو نخرے کر رہا ہے۔ یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے۔ طُعمہ۔ خوراک۔ الیف۔ مانوس۔ مرغزار۔ جنگل ظِلَال۔ ظِلّ کی جمع، سایہ۔ گر قضا۔ اگرچہ میں تقدیر خداوندی سے اس عذاب میں پھنس گیا ہوں لیکن وہ مزاج کہاں بدلتا ہے۔

³ گر گدا۔ اگر میں اس وقت فقیر ہوں تو آبرو نہیں بیچ سکتا ہوں شریف انسان پرانے لباس میں بھی نیا رہتا ہے۔ سپرغم۔ ضیمران۔ نخوت۔ تکبر۔ گفت۔ پردیس میں چونکہ ناواقف لوگ ہوتے ہیں لہٰذا شیخی بگھارنے کا بہت موقع ہوتا ہے۔ گفت۔ ہرن۔ بچہ نے کہا کہ میرا نافہ میری بڑائی پر گواہ ہے جو عود و عنبر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

لیک آں را کہ شنود؟ صاحب مشام ۱ — بر خرِ سرگیں پرست آں شُد حرام
لیکن اس کو کون سونگھتا ہے ؟ صاحب دماغ — گوبر کے پجاری گدھے کے لئے وہ حرام ہے

خر گمیزِ خر بوید دَر طریق — مُشک چوں عرضہ کنم با ایں فریق
گدھا ، راستہ میں گدھے کا پیشاب سونگھتا ہے — اس جماعت پر میں مشک کیسے پیش کر دوں ؟

بہرِ ایں گفت آں نبیؐ مستجیب — رمزِ اَلْاِسْلَامُ فِی الدُّنْیَا غَرِیْب
اسی لئے اس حق کو قبول کرنیوالے نبیؐ نے فرمایا ہے — اشارہ اسلام دنیا میں پردیسی ہے

زانکہ ۲ خویشانش ہم از وے میر مند — گرچہ با ذاتش ملائک ہمدم اند
کیونکہ اس کے اپنے بھی اس سے بھاگتے ہیں — اگرچہ ملائک اس کی ذات کے ساتھی ہیں

صورتش را جنس می بینند انام — لیک از وے می نیابند آں مَشام
لوگ اس کی صورت کو ہم جنس سمجھتے ہیں — لیکن اس سے وہ خوشبو حاصل نہیں کرتے ہیں

ہمچو شیرے درمیانِ نقشِ گاوَ — دور می بینش ولے اُورا مکاوَ
شیر جیسا ہے بیل صورت لوگوں میں — اس کو دور سے دیکھ لے اس کی کھود کرید نہ کر

ور ۳ بکاوی ترک گاوِ تن بگو — کہ بدرد گاو را آں شیر خُو
اگر تو کریدتا ہے تو جسم کے بیل سے ہاتھ دھولے — کیونکہ وہ شیر طبیعت بیل کو پھاڑ ڈالے گا

طبعِ گاوی از سَرت بیروں کُند — خُوی حیوانی زحیواں بَر کَند
وہ تیرے سر میں سے بیل پن نکالدے گا — حیوان سے حیوانی خصلت دور کر دے گا

گاوَ باشی شیر گردی نزدِ اُو — گر تو با گاوے خوشی شیری مجو
تو بیل تھا اس کی صحبت میں شیر بنجائے گا — اگر تو بیل پن پر خوش ہے تو شیر پن نہ جاؤ

تفسیر اِنِّی اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ آں
"بیشک میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں جن کو سات لاء کھا رہی ہیں تفسیر ان لاغر
گاوانِ لاغررا خدا بصفتِ شیرانِ گرسنہ آرفدہ بُود تا آں ہفت
گایوں کو خدا نے بھوکے شیروں کی صفت پر پیدا فرمایا تھا یہانتک کہ انہوں نے
گاوِ فربہ رابا شتہامی خوردند اگرچہ آں خیالات صورتِ گاواں
سات موٹی گایوں کو بھوک سے کھا لیا اگرچہ خواب کے آئینہ میں وہ خیالات
دَر آئینہ خواب بنمودند تو بمعنےٰ شیر بنگر
گایوں کی صورت میں نمودار ہوئے تو حقیقتاً شیر سمجھ

۱ لیک۔ لیکن اس نافہ کی خوشبو کون سونگھتا ہے؟ وہی سونگھتا ہے جو صاحب دماغ ہو، گوبر سونگھنے والا گدھا اس کو نہیں سونگھ سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گدھے کا پیشاب سونگھتا ہے۔ گدھوں کو مشک کیسے سنگھایا جاسکتا ہے۔ بہر ایں۔ چوں کہ صحیح خوشبو صاحب دماغ ہی سونگھ سکتا ہے اسی لیے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ اسلام نا اہلوں کے لئے اجنبی ہے۔

۲ زانکہ۔ مسلمان سے اس کے رشتہ دار بھی بھاگتے ہیں۔ اگرچہ ملائکہ اس سے مانوس ہیں..... صورتش۔ عوام خواص کو اپنا جیسا ہی سمجھتے ہیں لیکن انکی خوشبو سے ناواقف ہیں۔ ہمچو شیرے۔ مردِ خدا عوام میں ایسا ہی ہے جیسا کہ بیلوں میں شیر ہے اس کو دور سے دیکھے لیکن زیادہ چھیڑ چھاڑ نہ کر۔

۳ ور بکاوی۔ اگر تو اس کے احوال کو زیادہ جستجو کرتا ہے تو اپنے جسم سے ہاتھ دھولے۔ طبع گاوی۔ وہ تیرا بیل پن اور حیوانی خصلت کو مٹادے گا۔ گاوَ تو پہلے بیل تھا اب شیر بن جائے گا اگر تجھے اپنا بیل پن پسند ہے تو اس شیر کی جستجو نہ کر۔ سبع بقرات۔ یہ اس خواب کا قصہ ہے جس کی حضرت یوسفؑ نے تعبیر دی تھی اور فرمایا تھا کہ سات موٹی گایوں سے سات سال اچھی پیداوار کے اور سات دبلی گایوں سے سات سال قحط کے مراد ہیں۔ مولانا نے اپنے سابق بیان کے مطابق سات دبلی گایوں سے وہ اہل اللہ مراد لئے ہیں جو شیر صفت ہوتے ہیں۔

آں عزیزِ[1] مصر میدید بخواب
چونکہ چشمِ غیب را شد فتح یاب
اس شاہ مصر نے خواب میں دیکھا
چونکہ غیب کی نظر کا دروازہ کھل گیا

ہفت گاوِ فربہ بس پروَرے
خورد شاں آں ہفت گاوِ لاغرے
سات موٹی بہت پروردہ گائیں
ان کو سات کمزور گایوں نے کھا لیا

دَر دروں شیراں بُد ند آں لاغراں
ورنہ گاواں را نبُود ندے خوراں
وہ کمزور حقیقتاً شیر تھیں
ورنہ گایوں کو کھانے والی نہ ہوتیں

بس بشر آمد بصُورت مردِ کار
لیک درِوے شیر پنہاں مُرد خوار
بہت سے بشر ہیں جو کام کرنے والے انسان کی صورت میں ہیں
لیکن انہیں انسان کو فنا کرنے والا شیر پوشیدہ ہے

مَرد را خوش وا خورد فروش کُند
صاف گردد دُردش ار دردش کُند
انسان کو کھا جاتا ہے، اس کو یکتا بنا دیتا ہے
اس کی تلچھٹ مصفی ہو جاتی ہے خواہ اس کو تکلیف پہنچائے

زاں[2] یکے دَرد اُوز جملہ دَرد ہا
وارہد پا بر نہد اُو بر سما
اس ایک درد سے وہ تمام دردوں سے
نجات پا جاتا ہے، وہ آسمان پر قدم رکھ دیتا ہے

شاہ گرد دو ا گذارد بندگی
یا بد اُو در مُردگی دل زندگی
بادشاہ بن جاتا ہے، غلامی چھوڑ دیتا ہے
وہ فنا میں دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے

گاوِ تن قربانیِ شیر خداست
گر تُرا با اُو سرِ صدق و صفاست
جسم کی گائے شیر خدا کی قربانی ہے
اگر تجھے اس سے صدق و خلوص ہے

ور کشی[3] ہُماں ہُماں کونِ خری
گاوِ تن راخو اجہ تاکے پروری
اگر تو مہمان کشی کرے تو تو گدھے کی مقعد ہے
اے خواجہ! تو جسم کی گائے کی کبتک پرورش کریگا؟

گاوِ تن مُردار گردد عاقبت
پس پشیمانی بَری اے بَد نیت
انجام کار جسم کی گائے مردار ہو جائیگی
اے بد نیت! تو پھر شرمندہ ہو گا

دَربیان آنکہ کشتن خلیل اللہ علیہ السّلام خروس را اشارت
اس کا بیان کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مرغے کو مارنا

بقمع و قہر کدام صفت بُود از صفاتِ مذمومات مُہلکات
مرید کے باطن کی مہلک اور بری صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے

دَرباطن مُرید
اور مغلوب کرنے کا اشارہ تھا

۱۔ عزیز مصر کے بادشاہ کا لقب ہے۔ ہفت گاؤ اس نے خواب دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ آں لاغراں۔ وہ سات دبلی گائیں درحقیقت سات شیر تھے۔ بس بشر بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہی دبلے نظر آتے ہیں لیکن وہ مرید کی حیوانی صفات کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ صاف گردد۔ وہ حیوانی صفات اس میں دور ہو جاتی ہے خواہ ان کے ازالہ سے اس کو تکلیف پہنچے۔

۲۔ زاں یکے درد۔ وہ ایک درد ہے لیکن بہت سے دردوں سے نجات دلا دیتا ہے اور سفلی انسان کو علوی بنا دیتا ہے۔ شاہ گردد۔ اب یہ معمولی انسان شیخ کے تصرف سے شاہ بن جاتا ہے اور بدن کی مردگی سے دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ گاؤ تن۔ اگر تجھے شیخ سے عقیدت ہے تو مجاہدے کر کے جسم کی قربانی اس کی خدمت میں پیش کر دے۔

۳۔ ور کشی۔ اگر تو جسم کی قربانی پیش نہیں کرتا ہے تو گویا تو شیخ کی مہمانی ادا نہیں کرتا ہے۔ گاؤ تن۔ لا محالہ جسم فنا ہوگا تو پھر تو شرمندہ ہوگا۔ دربیان۔ حضرت ابراہیم کا مرغ کو ذبح کرنا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ انسان کو شہوت پرست نہ ہونا چاہیے۔

چند گوئی ہمچو زاغِ پُر فسوس ۱	اے خلیلؑ از بہرِ چہ کشتی خروس
مکر بھرے کوے کی طرح کب تک بولے گا ؟	اے خلیلؑ اللہ آپ نے مرغے کو کیوں مارا ؟
حِکمتِ کُشتن چہ بود آخر بگو	تا مُسبّح گردم آں را مُو بمُو
آخر بتائے مارنے کی کیا حکمت تھی ؟	تاکہ میں رونگٹے رونگٹے سے سبحان اللہ کہوں
گفت فرماں حِکمتِ فرماں بخواں	تا مُہلّل گردم آں را من بجاں
انہوں نے فرمایا اللہ کا حکم ہے حکم کی حکمت بتا دیجئے	تاکہ میں اس پر دل و جان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھوں
شہوتی ہست اُو و بس شہوت پرست	زاں شرابِ زہرناکِ ژاژ مَست
وہ شہوت والا اور شہوت پرست ہے	اس زہریلی بیہودہ شراب سے مست ہے
گر نہ بہرِ نسل بُودے اے وَصی	آدمؑ از ننگش بکردے خود خصی
اے وصی ! اگر وہ نسل کے لئے ضروری نہوتی	حضرت آدمؑ اس کے عیب کی وجہ سے اپنے آپ کو خصی کر لے
گفت ابلیسِ لعیں دادار را	دام زفتے خواہم ایں اشکار را
ملعون شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا	میں اس شکار کے لئے مضبوط جال چاہتا ہوں
زرّ و سیم ۲ و گلّہ اسپش نمُود	کہ بدیں تانی خلائق رار بُود
سونا اور چاندی اور گھوڑوں کا گلہ دکھایا	کہ تو انسے لوگوں کو اچک سکے گا
گفت شاباش و تُرش آویخت لُنج	شدُ ترنجیدہ و تُرش ہمچوں ترنج
بولا ، آفرین ہے اور ترشروئی سے تھوڑی لٹکائی	رنجیدہ اور لیموں کی طرح ترش ہو گیا
پس زر و گوہر زمعدنہائے خوش	کرد آں پس ماندہ را حق پیشکش
تو سونا اور جواہر عمدہ کانوں سے	اللہ تعالیٰ نے اس مردود کے آگے کر دیئے
گیر ایں دامِ دگر را اے لعیں	گفت ازیں افزوں دہ اے نِعمَ المُعیں
اے ملعون ! یہ دوسرا جال لے لے	بولا ، اے عمدہ مددگار ! اس سے بڑھ کر دے
چرب ۳ و شیریں و شرابات ثمیں	دادش و بس جامۂ ابریشمیں
چکنے میٹھے (کھانے) اور قیمتی مشروبات	اور بہت سے ریشمیں کپڑے ، اس کو دیئے
گفت یارب بیش ازیں خواہم مدد	تا بہ بندم شاں بحبلٍ مِن مَسَد
بولا ، اے خدا ! میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں	تاکہ میں ان کو مونج کی رسی میں باندھ لوں
تاکہ مستانت کہ نَرّ و پُر دلند	مرد وار آں بند ہارا بگسلند
تاکہ تیرے وہ مست جو نر اور بہادر ہیں	ان بندشوں کو مردانہ وار توڑ دیں

۱ فسوس۔ مکر۔ مُسبّح۔ سبحان اللہ کہنے والا۔ گفت۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں نے خدائی حکم سے مرغ کو ذبح کیا۔ حکمت۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ اس خداوندی حکم کی کیا حکمت تھی۔ مُہلّل۔ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والا۔ شہوتی۔ مرغ ایک شہوت پرست پرند ہے۔ گرنہ۔ چونکہ نسلِ انسانی کی بقا کے لئے شہوت ضروری ہے۔ ورنہ حضرت آدمؑ اپنے آپ کو خصی بنا لیتے ہیں۔ دادار۔ منصف، اللہ تعالیٰ۔ دام۔ انسان کو پھانسنے کے لئے مضبوط جال عنایت کر دے۔

۲ زروسیم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چاندی سونا دکھایا کہ یہ جال موجود ہے اس سے انسان کو تو پھانس سکتا ہے گفت۔ شیطان اس جال کو ناکافی سمجھ کر رنجیدہ ہو گیا پس۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو عمدہ قسم کا سونا اور جواہر دکھائے کہ یہ جال کافی ہے۔ ازیں۔ افزوں شیطان نے کہا میں اس سے بڑھیا جال چاہتا ہوں۔

۳ چرب۔ حضرت حق تعالیٰ نے اس کو عمدہ غذائیں اور فاخرہ لباس دیئے کہ ان سے انسان کو پھانس لے گفت یارب۔ اس شیطان نے پھر یہی کہا کہ اس سے زیادہ مضبوط جال چاہتا ہوں تاکہ ہر کس و ناکس اس کو نہ توڑ سکے اور مردانِ خدا غیروں سے ممتاز ہو جائیں۔

تا بدیں دام و رسنہائے ہوا — مردِ تو گردد زنا مرداں جُدا
تا کہ نفسانیت کے اس جال اور رسیوں کی وجہ سے — تیرے مرد نا مردوں سے جدا ہو جائیں

دامِ دیگر خواہم اے سلطانِ بخت — دامِ ۱؎ مرد انداز حیلت ساز سخت
اے شاہ تقدیر! میں دوسرا جال چاہتا ہوں — جو جال، انسان کو پچھاڑنے والا سخت حیلہ ساز ہو

خمرو چنگ آورد در پیش و نہاد — نیم خندہ زد بداں شُد نیم شاد
اللہ تعالیٰ شراب اور ستار سامنے لایا اور رکھدیا — وہ تھوڑا سا ہنسا اور ان پر آدھا راضی ہو گیا

سُوئے اضلالِ ازل پیغام کرد — کہ بر آر از قعرِ بحرِ فتنہ گرد
اس نے ازلی (صفت) اضلال کو پیغام دیا — کہ فتنہ کے سمندر کی گہرائی سے گرد نکال لا

نے یکے از بندگانت موسیٰ ست — پرد ہا در بحر اُو از گرد بَست
کیا تیرے بندوں میں موسیٰ نہیں ہیں؟ — انہوں نے سمندر میں گرد کے پردے باندھ دیئے

آب از ہر سُو عناں را واکشید — از تگ دریا غبارے بر جہید
پانی نے ہر جانب سے اپنی باگ کھینچ لی — دریا کی گہرائی سے غبار اٹھا

چونکہ ۲؎ خوبی زناں با اُو نمود — کہ قرار و صبرِ مرداں می ربود
جب عورتوں کا حسن اس کو دکھایا — جو مردوں کا صبر و قرار لے اڑتا ہے

پس زد انگشتک برقص اندر فتاد — کہ بدہ زُو تر رسیدم بَر مراد
تو اس نے چٹکی بجائی اور ناچنے لگا — کہ بہت جلد دیدیجئے میں مقصد کو پہنچ گیا

چوں بدید آں چشمہائے پُر خمار — کہ کُند عقل و خرد را بیقرار
جب اس نے وہ نشیلی آنکھیں دیکھیں — جو عقل اور سمجھ کو بے قرار بنا دیتی ہیں

واں صفائے عارضِ آں دلبراں — کہ بسوزد چوں سپند ایں دل براں
ان معشوقوں کے رخسار کی وہ صفائی — کہ جس پر یہ دل کالے دانے کی طرح جلتا ہے

روئے و خال و ابرو و لب چوں عقیق — گوئیا ۳؎ خور تافت از پردہ رقیق
چہرہ اور تل اور ابرو اور عقیق جیسے ہونٹ — گویا باریک پردے سے سورج چمک رہا ہے

قد چوں سروِ خراماں در چمن — خد ہمچوں یاسمین و نسترن
ایسا قد جیسا کہ چمن میں سرو خراماں — رخسارہ چنبیلی اور گل سیوتی جیسا

دید اُو آں غنج بر جست اُو سبک — چوں تجلّیِ حق از پردہ تنک
اس نے وہ ناز و ادا دیکھی تو فوراً اچھلا — جو باریک پردے میں سے اللہ تعالیٰ کی تجلی کی طرح تھی

۱؎ دام۔ مرد انداز شیطان نے کہا ایسا سخت جال دے۔ جس میں بڑے سے بڑا بہادر پھنس جائے۔ خمرو چنگ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پھنسانے کیلئے شراب اور ستار شیطان کے سامنے رکھا۔ تو اس پر نیم راضی ہو کر مسکرایا۔ سوئے اضلال۔ اس شیطان نے اللہ تعالیٰ کی صفت مضل کو پکارا کہ فتنہ کے سمندر سے گرد اڑا دے۔ نے یکے۔ جبکہ موسیٰ اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کے مظہر اتم تھے۔ اور انہوں نے کمال دکھایا کہ دریائے نیل میں گرد کے پردے آویزاں کر دیئے تو مجھے بھی صفتِ مضلل کا مظہر اتم ہونا چاہیے۔

۲؎ چونکہ۔ اب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حسن کا فتنہ شیطان کو دکھایا۔ تو وہ چٹکیاں بجانے لگا اور خوشی سے ناچنے لگا کہ اب میرا منشا پورا ہو گیا ہے۔ چوں بدید۔ اس شعر سے چوتھے شعر تک شرط ہے پانچویں شعر میں بر جست۔ اس کی جزا ہے۔ یعنی ان عورتوں کی ان چیزوں کو دیکھ کر وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ چشمہائے۔ حسین عورتوں کی مست آنکھیں خرد۔ عقل۔ عارضی۔ رخسار۔ سپند۔ کالا دانہ جو نظر بد کے دفع کرنے کیلئے آگ پر ڈالا جاتا ہے۔ اور وہ چٹختا ہے عقیق عقیق سے پتھر جس سے ہونٹوں کو تشبیہ دی جاتی ہے۔

۳؎ گویا چہرے کا منظر یہ تھا جیسا کہ باریک پردے سے سورج نظر آئے سرو خراماں سرو کی ایک قسم ہے خد۔ رخسار۔ یاسمین چنبیلی۔ نسترن۔ جوئی غنج۔ ناز و ادا بر جست۔ یہ شرط کی جزا ہے یعنی شیطان ان چیزوں کو دیکھ کر اچھل پڑا چوں تجلی۔ یہ غنج کی تشبیہ ہے۔

عالمے اُشُد ولہِ و حیران و دَنگ زاں کرشم وزاں دلال نیک شنگ
ایک جہان سرگشتہ اور حیران اور دنگ ہو گیا اس کرشمہ اور اس شوخ اچھے ناز سے

تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
"بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم نے اس کو کمتروں سے کمتر کی
سَافِلِیْنَ وَ مَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ
طرف لوٹا دیا اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو بناوٹ میں اوندھا کر دیتے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے کی تفسیر

آدم و جنّ و مَلَک ساجد شدہ ہمچو آدم باز معزول آمدہ
(حسینوں کے سامنے) آدمی اور جن اور فرشتے سجدہ کرنے والے بنے پھر وہ حسین آدمؑ کی طرح معزول ہو گیا

گفت آوخ بعدِ ہستی نیستی گفت جُرمت اینکہ افزوں زیستی
اس (حسین) نے کہا آہ وجود کے بعد فنا اس نے کہا، تیرا قصور یہ ہے کہ تو زیادہ زندہ رہا

جبرئیلش می کشاند مُوکشاں کہ بروزیں خُلد وَزجوقِ خوشاں
جبرئیلؑ اس (حسین) کو بال پکڑ کر کھینچ رہے ہیں کہ اس جنت اور حسینوں کے جھرمٹ سے نکل جا

گفت بعد از ۲عزّ ایں اذلال چیست گفت آں دادست واینت داوریست
اس نے کہا عزت کے بعد یہ ذلیل کرنا کیوں ہے؟ (جبرئیل نے) کہا وہ عطا تھی اور یہ تیرے لئے انصاف ہے

جبرئیلا سجدہ میکردی بجاں چوں کنوں میرانیم تو از جناں
اے جبرئیلؑ! تو (دل و) جان سے سجدہ کرتا تھا تو اب مجھے جنت سے کیوں نکالتا ہے

۳حُلّہ می پرّد زمن دَر امتحاں ہمچو برگ از نخل در فصلِ خزان
اس آزمائش میں میری پوشاک ختم ہوتی جارہی ہے جیسا کہ خزاں کے موسم میں کھجور سے پتے

آں رُخے کہ تابِ اُو بُد ماہ وار شدُ بہ پیری ہمچو پُشت سُو سمار
وہ رخ جو چمک میں چاند جیسا تھا بڑھاپے میں وہ گوہ کی پشت کی طرح ہو گیا

واں سَر وآں فرق گش شعشع شُدہ وقتِ پیری ناخوش واَصلع شُدہ
وہ سر اور وہ حسین مانگ چمکتی ہوئی بڑھاپے کے وقت بد صورت اور گنجی ہو گئی

واں قدِ رقصان ونازاں چوں سِناں گشت دَر پیری دوتا ہمچوں کماں
وہ نیزے جیسا رقص اور ناز کرتا ہوا قد بڑھاپے میں کمان کی طرح دہرا ہو گیا

برف گشتہ مُویِ ہمچوں پرِّ زاغ وز تشنّج رُویِ گشتہ داغ داغ
کوے کے پروں کی طرح کے بال برف بنگئے اور جھریوں سے چہرہ داغ داغ ہو گیا

۱ عالمے۔ اب حسینوں کی تمام چیزوں نے دنیا کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ دلال۔ ناز و انداز۔ شنگ۔ شوخ آدم حسینوں کے زوال پذیر حسن کی یہ کیفیت ہے کہ اس کے شباب کے وقت تمام مخلوق اس کو سجدہ کرتی ہے اور حسن ڈھل جانے کے بعد اس کی حالت حضرت آدمؑ کی سی ہوتی ہے جو جنت سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ گفت۔ وہ حسین آہیں بھرتا ہے کہ ہائے کمال کے بعد زوال۔ جرمت۔ اس کو جواب ملتا ہے کہ زیادہ جینے کی سزا ہے۔ جبرئیلش۔ جس طرح حضرت آدمؑ جنت سے نکلے تھے اسی طرح اس حسین کو جبرئیلؑ حسینوں کے زمرے اور حسن کی دولت سے باہر نکال دیتے ہیں۔

۲ بعد از عز۔ وہ حسین جبرئیلؑ سے کہتا ہے کہ اس عزت کے بعد یہ ذلت کیوں ہوئی۔ آں دادست۔ جبرئیلؑ جواب دیتے ہیں وہ حسن محض عطا تھی۔ اب یہ ذلت انصاف کا تقاضا ہے۔ جبرئیلا...... وہ حسین کہتا ہے کہ اے جبرائیلؑ پہلے تو مجھے سجدے کرتا تھا اب تو حسن کی جنت سے مجھے کیوں نکالتا ہے۔

۳ حُلّہ۔ میں حسن کے لباس سے ایسا ہی محروم ہوا جا رہا ہوں جیسا کہ درخت خزاں میں پتوں سے۔ نخل۔ عام درخت مراد ہے۔ سُوسمار۔ گوہ جس کی کھال کھردری ہوتی ہے۔ فرق۔ سر کی مانگ گش۔ خوش۔ شعشع شدہ چمکیلی۔ اصلع۔ گنجا۔ سنان۔ بھالا معشوق کے قد کو بھالے کی لکڑی سے تشبیہ دیجاتی ہے پر زاغ کوے کے پر بہت کالے ہوتے ہیں۔ تشنج سکڑاؤ۔ جھریاں۔

رنگِ لالہ ۱ گشتہ رنگِ زعفراں　　زورِ شیرش گشتہ چوں زہرہ زناں
لالہ کا رنگ زعفران بن گیا　　اس کی شیر جیسی طاقت عورتوں کے پتے کیطرح ہوگئی

چشم چوں نرگس شدہ پژمردہٗ　　گرمیِ اعضا شدہ افسردہٗ
نرگس جیسی آنکھ مرجھا گئی　　اعضا کی گرمی ٹھٹھر گئی

آنکہ مردے دَر بغل کردے بفن　　می بگیرندش بغل وقتِ شدن
جو فن کے ذریعہ بہادر کو بغل میں دبا لیتا تھا　　چلنے کے وقت لوگ اس کی بغلیں تھامتے ہیں

ایں خود آثارِ غم و پژمردگیست　　ہر یکے زینہا رسولِ مُردگیست
یہ خود غم اور پژمردگی کے آثار ہیں　　ان میں سے ہر ایک موت کا پیغامبر ہے

تفسیر الّا الّذینَ اٰمنُوا وَعمِلُوا الصَّالِحَاتِ فلھُم اَجرٌ غیرُ ممنُون

"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے نہ ختم ہونیوالا اجر ہے" کی تفسیر

لیک ۲ اگر باشد قرینش نورِ حق　　نیست از پیری وُرا نقصان ودق
لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا نور اس کا ساتھی ہو　　بڑھاپے سے اس کو کوئی نقصان اور پریشانی نہیں ہے

سُستیِ اُو ہست چوں سُستیِ مست　　کاندراں سُستیش رشکِ رُستم ست
اس کی سُستی مست کی سُستی ہے　　کیونکہ اس کی سُستی پر رُستم کو رشک ہے

گر بمیرد استخوانش غرقِ ذوق　　ذرّہ ذرّہ اش در شعاعِ نورِ شوق
اگر وہ مرجائے تو اس کی ہڈیاں ذوق میں غرق ہیں　　اس کا ذرہ ذرہ شوق کے نور کی شعاعوں میں ہے

وانکہ ۳ نورش نیست باغِ بے ثمر　　کہ خزانش می کند زیر و زبر
جس کو نور حاصل نہیں ہے وہ بے پھل کا باغ ہے　　اس کو موسم خزاں تہ و بالا کر دیتا ہے

گل نماند خارہا ماند سیاہ　　زرد و بے مغز آمدہ چوں تلِّ کاہ
پھول ختم ہوجاتے ہیں کانٹے کالے پڑ جاتے ہیں　　پیلا اور بغیر پھل کے ہوجاتا ہے جس طرح گھاس کا ڈھیر

تا چہ زلّت کرد ایں باغ اے خدا　　کہ ازو ایں حُلّھا گردد جُدا
اے اللہ! اس باغ سے کیا غلطی ہوئی　　کہ اس کا یہ لباس جدا ہو گیا؟

خویشتن را دید و دیدِ خویشتن　　زہرِ قتّال است ہیں اے ممتحن
اس نے اپنے آپ کو دیکھا اور خود بینی　　اے مصیبت کے مارے! قاتل زہر ہے

شاہدے کز عشقِ اُو عالم گریست　　عالمش می راند از خود جرم چیست؟
وہ معشوق جس کے عشق میں دنیا روتی تھی　　اس کو دنیا اپنے پاس سے بھگاتی ہے کیا خطا ہے؟

---

۱ لالہ۔ سرخ پھول ہے۔ زعفران زعفران کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ زہرہ زناں۔ عورت نازک ہوتی ہے۔ گرمی۔ بوڑھاپے میں حرارت غریزی گھٹ جاتی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو بغل میں دبا لیتا تھا۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ لوگ اس کی بغل میں ہاتھ دے کر سہارا نہ دیں تو وہ چل بھی نہیں سکتا ہے۔ اس بڑھاپے کے آثار موت کا پیغام ہوتے ہیں۔

۲ لیک۔ جس شخص کو نور حق حاصل ہو گیا ہو بڑھاپا اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے سُستی۔ ایسے انسان کے اعضاء کی سُستی ایسے انسان کے اعضاء کی سُستی مست کی سُستی کی طرح ہے۔ جو رستم جیسے پہلوان کے لئے بھی باعثِ رشک ہے۔ گر بمیرد۔ ایسا انسان مرتا ہے تو اس کی رگ رگ میں خدا سے ملنے کا شوق بھرا ہوا ہوتا ہے۔

۳ وانکہ۔ جو شخص اس نور خداوندی سے محروم ہے اس کی مثال بے پھل کے باغ کی سی ہے۔ جس کو خزاں تہ و بالا کر دیتی ہے۔ گل۔ ایسے باغ کا خزاں میں یہ حال ہوتا ہے کہ پھولوں کی جگہ سیاہ کانٹے لے لیتے ہیں اور ٹیلے کی گھاس کی طرح بے جان ہو جاتا ہے تاچہ۔ اس باغ کا کیا جرم ہے؟ خویشتن۔ اس باغ میں خود بینی تھی جو بہت بڑا جرم ہے۔ شاہدے۔ جس معشوق کے عشق میں عالم روتا تھا۔ اب وہی عالم اس کو اپنے پاس سے بھگاتا ہے۔ اس کا کیا جرم ہے؟

جرم[۱] آنکہ زیورِ عاریہ بست کرد دعویٰ کایں حُلل ملکِ من ست
غلطی یہ ہے کہ اس نے مانگا ہوا زیور پہنا دعویٰ یہ کیا کہ یہ میرا لباس ہے

واستانیم آنکہ تا داند یقیں خرمن آنِ ماست خوباں خوشہ چیں
میں واپس لے لیتا ہوں، تاکہ یقین آجائے کھلیان ہماری ملکیت ہے حسین اس کے خوشہ چین ہیں

تابداند کاں حُلل عاریہ بُود پرتوے بُود آں زخورشید وجود
تاکہ وہ جان جائے کہ وہ لباس مانگا ہوا تھا وہ وجود کے سورج کا عکس تھا

آں جمال وقدرت وفضل وہُنر ز افتاب حُسن کرد ایں سو سفر
اس حسن اور طاقت اور فضل و ہنر نے اس جانب حسن کے سورج سے سفر کیا تھا

بازمی گردند چوں اِستارہا نورِ آں خورشید ازیں دیوارہا
ستاروں کی طرح واپس ہو جاتے ہیں ان دیواروں سے سورج کے نور

پرتوِ خورشید شد تا جایگاہ ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ
سورج کا عکس (اپنی) جگہ چلا گیا ہر دیوار، کالی اور سیاہ رہ گئی

آنکہ کرد اُو در رُخِ خوبانت دنگ نورِ خورشید ست از شیشہ سہ رنگ
وہ حسن جس نے معشوقوں کے چہرے پر تجھے حیران کردیا ہے وہ سہ رنگے شیشہ سے سورج کا نور ہے

شیشہاے[۲] رنگ رنگ آں نُور را می نماید ایں چنیں رنگیں بما
رنگ برنگ کے شیشے اس نور کو ہمیں ایسا رنگین دکھاتے ہیں

چوں نماند شیشہاے رنگ رنگ نورِ بیرنگت کُند آں گاہ دنگ
جب رنگ برنگ کے شیشے نہ رہیں گے اس وقت وہ بے رنگ نور تجھے حیران کر دیگا

خُوی کُن بے شیشہ دیدن نُور را تاچو شیشہ بشکند نبُود عمیٰ
نور کو بغیر شیشہ کے دیکھنے کی عادت ڈال تاکہ جب شیشہ ٹوٹ جائے تو اندھا پن نہ ہو

قانعی بادانشِ آموختہ وز چراغِ غیر چشم افروختہ
تو نے سیکھی ہوئی سمجھ پر اکتفا کر لیا ہے اور دوسرے کے چراغ سے تونے آنکھیں روشن کی ہیں

او چراغِ[۳] خویش بربابد کہ تا تو بدانی مُستعیری نے فتی
وہ اپنا چراغ لے جائے گا تاکہ تو جان لے کہ تو مانگا ہوا لینے والا ہے نہ کہ جوانمرد

گر تو کردی شُکر وسعیِ مجتہد غم مخور کہ صد چناں بازت دہد
اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش تو غم نہ کر وہ اس جیسے سینکڑوں (حسن) پھر دے دیگا

---

۱ جرم۔ اس کا جرم یہ ہے کہ یہ اس حسن کو اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ واستانیم۔ ہم اس حسن کو اس لئے واپس لے لیتے ہیں تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حسن دراصل ہماری ملکیت ہے اور دنیا کے حسین ہمارے خوشہ چین ہیں۔ تابداند۔ تاکہ وہ حسین یہ سمجھ جائے کہ یہ حسن کا لباس مانگا ہوا اور باری تعالیٰ کی ایک تجلی تھی۔ آں۔ جمال۔ تمام خوبیاں اللہ کی ہیں کائنات اس کا مظہر ہے۔ بازمی۔ گردند۔ یہ تمام خوبیاں کائنات میں عارضی ہیں۔ یہ پھر اپنے مرکز کی طرف واپس ہوجاتی ہیں۔ آنکہ کرد۔ کائنات میں ان کا ظہور ایسا ہی ہے جیسے سہ رنگے آئینہ میں سے سورج کی روشنی نظر آئے۔

۲ شیشہاے۔ جس طرح وہ نور ایک رنگ کا ہے اور مختلف شیشوں میں سے مختلف نظر آتا ہے اسی طرح اس کی صفات ہیں۔ چوں نماند۔ جب وہ مظاہر باقی نہیں رہتے تو صرف یکرنگا نور باقی رہ جاتا ہے خوئے کن۔ انسان کو صفات خداوندی کا بغیر مظاہر کے مشاہدہ کرنا چاہیے۔ تاکہ کائنات کی فنا ہوجانے کے بعد بھی وہ اس نور کا مشاہدہ کر سکے۔ قانعی۔ تو نے مظاہر کے ذریعہ اس کی صفات کے مشاہدہ کی عادت ڈال رکھی ہے۔

۳ او چراغ۔ حضرت حق تعالیٰ اسی صفت حسن کو واپس لے لیتے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ حسن تیرے پاس عارضی میسر۔ مانگنے والا گرتو کردی۔ اگر تو اس نعمت کے زوال پر بھی اللہ کا شکریہ ادا کریگا۔ تو وہ تجھے اس سے سینکڑوں گناہ زیادہ حسن عطا کردیگا۔

ورنکردی ۱ شکرا کنوں خوں ‌گری — کہ شدست آں حُسن از کافر بَری

اگر تو نے شکر ادا نہ کیا تو اب خون (کے آنسو) روئیگا — کیونکہ وہ حسن ایک ناشکرے سے چلا گیا ہے

اُمّۃُ الْکُفْرانِ اَضَلَّ اَعْمالَھُمْ — اُمّۃُ الْاِیْمانِ اَصْلَحَ بالَھُمْ

(اللہ تعالیٰ نے) کافروں کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے — (اور) مومنوں کی جماعت کے اعمال کی اصلاح کر دی ہے

گم شُد از بے شُکر خوبی و ہُنر — کہ دگر ہرگز نہ بیند زاں اثر

ناشکرے سے اچھائی اور ہنر اس طرح گم ہوا — کہ وہ دوبارہ کبھی اس کا نشان نہ دیکھے گا

خویشی و بے خویشی و شُکرو داد — رفت ز انساں کہ نیارد شاں بیاد

اپنایت اور غیریت اور شکر اور عطا — اسطرح سے گئیں کہ وہ انکو یاد (بھی) نہ کرے گا

کہ اَضَلَّ اَعْمالَھُمْ اے کافراں — جُستنِ کام ست از ہر کامراں

اے کافرو! ان کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے — جستجو کرنا ہر (دنیا دار) بامراد کا مقصد ہے

جزز اہلِ ۲ شکرو اَصحابِ وفا — کہ مرایشاں راست دولت در قفا

سوائے شکر گذاروں اور با وفا لوگوں کے — کیونکہ دولت ان کے پیچھے ہے

دولتِ رفتہ کجا قوّت دہد — دولتِ آیندہ خاصیّت دہد

گذری ہوئی دولت کب طاقت دیتی ہے؟ — آنیوالی دولت خاصیت دکھاتی ہے

قرض دہ زیں دولت اندر اَقْرِضُوْا — تا کہ صَدِ دولت بہ بینی پیش رُو

تم قرض دو کے سلسلہ میں تو اس دولت سے قرض دے — تا کہ تو (اپنے) سامنے سینکڑوں دولتیں دیکھے

اندکے زیں شُرب کم کُن بہرِ خویش — تا کہ حوضِ کوثرے یابی بہ پیش

اپنے لئے اس پینے میں سے کچھ کم کر دے — تا کہ تو آئندہ حوضِ کوثر پا لے

جُرعہ بر خاکِ وفا آنکس کہ ریخت — کے تواند صیدِ دولت زو گریخت

جس شخص نے وفا کی زمین پر ایک گھونٹ بہایا — دولت کا شکار اس سے کہاں بھاگ سکتا ہے؟

خوش کُند دل شاں کہ اَصْلَحَ بالَھُمْ — رَدَّ مِنْ بَعْدِ التَّویٰ اَنْزالَھُمْ

اللہ تعالیٰ انکا دل خوش کردیگا کیونکہ انکے دل کی اصلاح کردی ہے — انکی مہمانی کے کھانے کو ختم ہو جانیکے بعد لوٹا دیا ہے

اے ۳ اجل وے تُرکِ غارت سازدہ — ہرچہ بُردی زیں شکوراں بازدہ

اے موت اے دیہات کو لوٹنے والے ترک! — ان شکر گذاروں کا جو کچھ تو نے چھینا ہے واپس دیدے

وادہد ایشاں نہ بپذیر ندہاں — زانکہ مُنعمِ گشتہ انداز رختِ جاں

وہ انکو واپس دیگی وہ اس کو ہرگز قبول نہ کرینگے — کیونکہ روح کے سامان سے وہ مالدار بنگئے ہیں

۱ ورنکردی۔ اگر حسن کے ازالہ پر تو کفر شروع کر دیگا تو پھر خون کے آنسو بہاتا رہ عوض شکر گذار کو ملتا ہے کافر کو نہیں ملتا۔ امۃ الکفران۔ کافروں کے اعمال رائیگاں ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی اصلاح کر دی ہے۔ گم شُد۔ ناشکرے سے ہنر اور خوبی اس طرح زائل ہوتی ہے کہ پھر اس کا نشان نہیں ملتا ہے۔ خویشی۔ کافر میں سے اوصافِ حسنہ اس طرح ندارد ہو جاتے ہیں کہ اس کو یاد بھی نہیں آتے ہیں۔

۲ جز ز اہلِ شکر۔ دولت رفتہ اور دولتِ آئندہ صرف شکر گذاروں اور وفاداروں کا حصہ ہے۔ قرض دہ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً "اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو" کے حکم پر عمل کر اللہ تجھے بڑا بدلہ دیگا۔ اندکے۔ انسان اپنی ضروریات کو کم کر کے دوسروں پر خرچ کرتا ہے تب آخرت میں اس کو بدلہ ملتا ہے۔ جرعہ۔ جو سخی دوسروں پر خرچ کرے گا دولت آخرت اس کے ہاتھ آئیگی۔ خوش کند۔ اللہ تعالیٰ بدلہ دیکر انکو خوش کر دیگا اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے اس کو بڑھا کر واپس کر دیگا۔

۳ اے اجل۔ اللہ تعالیٰ موت کو حکم دیگا کہ ان شکر گذاروں سے تو نے جو چھینا ہے انکو واپس دیدے۔ وادہد۔ موت انکو دنیاوی مال و زندگی دینا چاہیگی۔ وہ اس کو قبول نہ کرینگے کیونکہ اب انکو اخروی روحانی مالداری میسر آ گئی ہے۔

صوفیم ۱ و خرقہا انداختیم ۔ باز نستانیم چوں در باختیم

ہم صوفی ہیں اور ہم نے چیتھڑے اتار دیئے ہیں ۔ جبکہ ہم نے ان کو ہار دیا ہے ہم دوبارہ نہ لیں گے

ما عوض دیدیم وانگہ چوں عوض ۔ رفت از ما حاجت وحرص وغرض

ہم نے بدلہ پا لیا ہے اور پھر بدلہ بھی کیسا ؟ ۔ ہم سے ضرورت اور حرص اور غرض روانہ ہو گئی ہے

زآبِ شور مہلکے بیروں شدیم ۔ بر رحیق و چشمۂ کوثر زدیم

ہم مہلک کھاری پانی سے باہر آگئے ہیں ۔ شراب اور حوض کوثر پر مقیم ہو گئے ہیں

آنچہ کردی اے جہان با دیگراں ۔ بیوفائی و فن و نازِ گراں

اے دنیا ! تو نے جو کچھ دوسروں کیساتھ برتی ۔ بے وفائی اور چالاکی اور بھاری ناز

بر سرت ریزیم ما بہرِ خدا ۔ کہ شہیدیم آمدہ اندر غزا

ہم خدا کے لئے تیرے سر پر مارتے ہیں ۔ کیونکہ ہم تو جہاد کے شہید ہیں

تا بدانی کہ خدائے پاک را ۔ بندگاں ہستند پُر حملہ و مِرا

تاکہ تو جان لے کہ خدائے پاک کے ۔ حملہ اور جنگ سے پر (بھی) بندے ہیں

سبلت ۲ تزویر دنیا بر کنند ۔ خیمہ را بر بارۂ نصرت زنند

دنیا کی مکاری کی مونچھیں اکھاڑ دیتے ہیں ۔ مدد (خداوندی) کے قلعہ پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں

ایں شہیداں باز نو غازی شدند ۔ ویں اسیراں باز بر نصرت زدند

یہ شہید از سر نو غازی بن گئے ہیں ۔ یہ قیدی پھر مدد پر آمادہ ہیں

قفلِ مشکلہا ز لطفش حل شدہ ۔ نفسِ کافر ناگہاں بسمل شدہ

اس کی مہربانی سے مشکلوں کا قفل کھل گیا ہے ۔ کافر کا نفس اچانک تڑپنے لگا

نا اُمیدی ۳ رفتہ اُمید آمدہ ۔ گشت مسجد ناگہاں ایں بتکدہ

مایوسی ختم ہوئی امید پیدا ہو گئی ۔ یہ بت خانہ اچانک مسجد بن گیا

سر برآوردند باز از نیستی ۔ کہ بہ بیں مارا کہ اکمہ نیستی

وہ عدم سے پھر موجود ہو گئے ۔ ہمیں دیکھ لے تو اندھا تو نہیں ہے

تابدانی در عدم خورشید ہاست ۔ وانچہ اینجا آفتاب آنجا سہاست

تاکہ تو سمجھ لے کہ عدم میں بہت سے سورج ہیں ۔ جو یہاں سورج ہے وہاں کا ستارہ ہے

---

۱ صُوفیم۔ وہ کہدیں گے ہم صوفی ہیں ہم گدڑی لٹا چکے ہیں اب اس کو واپس نہ لیں گے۔ ما عوض۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ بدلہ عنایت کر دیا ہے، جس کے بعد ہمیں دنیا کی حرص و حاجت نہیں رہی ہے۔ زآب شور۔ دنیاوی چیزیں بمنزلہ شور پانی کے ہیں اور آخرت کی نعمتیں چشمہ کوثر ہیں۔ آنچہ کردی۔ یہ انسان دنیا کو کہہ دیتا ہے کہ ہم شہیدانِ راہ خدا میں سے ہیں تیری جملہ عنایتوں کو تیرے منہ پر مارتے ہیں۔ تابدانی۔ تاکہ یہ دنیا یہ سمجھ لے کہ خدا کے وہ بندے بھی ہیں جو دنیا کو پر کاہ سمجھتے ہیں۔

۲ سبلت۔ یہ مردان خدا دنیا کی مونچھیں اکھاڑ پھینکتے ہیں اور اللہ کی مدد کے قلعہ پر جھنڈا لہرا دیتے ہیں۔ ایں شہیداں۔ جو لوگ فنا کے بعد بقا کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں وہ از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں قفلِ مشکلہا۔ ان کی جملہ مشکلات فضل خداوندی سے کھل جاتی ہیں اور ان کا کافر نفس بسمل ہو جاتا ہے۔

۳ نا امیدی۔ فنا سے جو نا امیدی پیدا ہوئی تھی وہ سب امید سے بدل گئی ان کے لئے یہ دنیا پاک جگہ ہو گئی۔ سر براوردند۔ فنا کے بعد پھر ان کو ابدی زندگی نصیب ہو گی۔ اکمہ۔ مادر زاد اندھا۔ تابدانی۔ عالم غیب میں ایسے سورج ہیں کہ دنیا کا سورج ان کے مقابلہ میں سہا ستارہ ہے۔

دَر عدم [1] ہستی برادر چوں بُوَد　　ضداند رضد چوں مکنوں بُوَد

اے بھائی ! عدم میں وجود کس طرح ہوتا ہے ؟　　ضد ، ضد میں کیسے پوشیدہ ہوتی ہے ؟

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّت بداں　　کہ عدم آمد اُمید عابداں

سمجھ لے ، وہ مردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے　　عدم میں عبادت گذاروں کی امید ہے

مَردِ کارندہ کہ انبارش تہی ست　　شاد وخوش نے بر اُمیدِ نیستی ست؟

وہ کاشتکار جس کا کھلیان خالی ہے　　کیا وہ عدم کی امید پر خوش و خرم نہیں ہے ؟

کہ بروید آں ز سُوئے نیستی　　فہم کُن گر واقفِ معنیستی

کہ وہ عدم میں سے اگ آئے گی۔　　سمجھ لے ، اگر تو حقیقت کا جان کار ہے

دمبدم [2] از نیستی تو منتظر　　کہ بیابی فہم و ذوق آرام و بر

تو ہر وقت عدم کا منتظر رہ　　تاکہ تو آرام و نیکی کا ذوق اور فہم حاصل کر لے

نیست دستوری گشاد ایں راز را　　ورنہ بغداد ے کُنم انجاز را

اس راز کو کھولنے کی اجازت نہیں　　ورنہ میں انجاز کو بغداد بنا دیتا

پس خزانہ صنعِ حق باشد عدم　　کہ برآرد زُو عطا ہا دمبدم

اللہ تعالٰی کی کاریگری کا خزانہ عدم ہے ؟　　کیونکہ وہ اس سے پے درپے عطا برآمد کرتا ہے

مُبدِع [3] آمد حق و مُبدع آن بُوَد　　کہ برآرد فرع بے اصل وسَند

اللہ تعالٰی ایجاد کرنیوالے اور ایجاد کرنیوالا وہ ہوتا ہے　　جو بغیر جڑ اور اصل کے شاخ پیدا کر دے

مثالِ عالَمِ ہست نیست نما و عالَمِ نیست ہَست نمائے

موجود عالم جو بظاہر معدوم ہے اور معدوم عالم جو بظاہر موجود ہے کی مثال

نیست را نمود ہَست آں محتشم　　ہَست را بنمود بر شکلِ عدم

اس عزت وجلال والے نے معدوم کو موجود دکھایا ہے　　موجود کو معدوم کی شکل میں پیدا کیا ہے

بحر را پوشید و کف کرد آشکار　　باد را پوشیدو بنمودت غُبار

سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے جھاگ کو رونما کر دیا ہے　　ہوا کو چھپا دیا ہے ، غبار کو ظاہر کر دیا ہے

---

[1] در عدم۔ نیستی میں ہستی مضمر کیسے ہوسکتی ہے؟ ضد۔ نیستی اور ہستی دو متضاد چیزیں ہیں ایک دوسرے میں چھپی ہوئی کیسے ہوسکتی ہے؟ مکنون۔ پوشیدہ یُخرِجُ سوال کا جواب ہے یہ ایسے ہی ممکن ہے جیسا کہ نطفہ سے زندہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ عدم۔ تمام عابدوں کی امیدیں غیب اور عدم سے وابستہ ہیں۔ مرد کارندہ کاشتکار جس نے بیج خرچ کر کے اپنی کوٹی خالی کر لی وہ اسی پیداوار پر خوش ہے جو...... فی الحال معدوم ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آجائے گی۔

[2] دمبدم۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اس کے لئے پردہ غیب میں ہے وہ اس کا منتظر رہتا کہ وہ سمجھ لے کہ نیکی سے لامحالہ آرام میسر آئے گا۔ نیست۔ پردہ غیب کی چیزوں کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ورنہ میں موجود پرستوں کو غیب یعنی آخرت پرست بنادیتا۔ بغداد۔ یعنی پردہ غیب کی نعمتوں کو ماننے والوں کا شہر۔ نجار ترکستان کا ایک شہر تھا جس کا بادشاہ اور لوگ آتش پرست تھے۔ پس خزانہ حضرت حق تعالٰی کی کارگاہ عدم ہے جس سے وہ عطایا عنایت کرتا رہتا ہے۔

[3] مُبدِع۔ مبدع۔ ایجاد کرنے والا یعنی معدوم کو موجود بنانیوالا مثال۔ دنیا در حقیقت غیر موجود ہے اور موجود نظر آتی ہے۔ اور آخرت حقیقتاً موجود ہے لیکن معدوم نظر آتی ہے مولانا نے اس بات کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے محتشم۔ معزز نیست یعنی عالم شہود ہست یعنی عالم غیب۔ بحر۔ اس شعر میں دو مثالیں ہیں سمندر اور ہوا جو حقیقتاً موجود ہیں ان کو جھاگ اور غبار سے پوشیدہ کر دیا جو غیر واقعی چیزیں ہیں تو جو معدوم ہے وہ نظر آرہا ہے اور جو موجود ہے وہ مخفی ہے۔

چوں[1] منارہ خاک پیچاں در ہوا — خاک از خود چوں برآید برعُلا
ہوا میں چکراتی ہوئی خاک منارہ کی طرح ہے — خاک بلندی پر خود کیسے چڑھ جاتی ہے ؟

خاک را بینی ببالا اے علیل — بادرا نہ جُو بتعریف و دلیل
اے بیمار ! تو خاک کو اوپر دیکھتا ہے — ہوا کو بتانے اور دلیل کے سوا نہیں دیکھتا ہے

کف ہمی بینی روانہ ہر طرف — کف بے دریا ندارد مُنصرف
تو جھاگ کو ہر طرف جاری دیکھتا ہے — بغیر دریا کے جھاگ نہیں چل سکتا ہے

کف بحس بینی و دریا از دلیل — فکر پنہاں آشکارا قال و قیل
تو جھاگ کو حواس سے دیکھ لیتا ہے اور دریا کو دلیل سے سمجھتا ہے — خیال پوشیدہ ہے اور گفتگو واضح ہے

نفی[2] را اثبات می پنداشتیم — دیدۂ معدوم بینی داشتیم
ہم نے معدوم کو موجود سمجھ لیا — ہم معدوم کو دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں

دیدہ کاندر وے نعاسے شُد پدید — کے تواند جز خیال و نیست دید؟
وہ آنکھ جس کو نیند آ رہی ہو — وہ خیال اور معدوم کے سوا کیا دیکھ سکتی ہے ؟

لا جرم سَر گشتہ گشتیم از ضلال — چوں حقیقت شُد نہاں پیدا خیال
لا محالہ ہم گمراہی سے حیران ہو گئے ہیں — چونکہ حقیقت چھپ گئی ہے اور خیال واضح ہے

ایں عدم راچوں نشاند اندر نظر — چوں نہاں کرد آں حقیقت از بصر
اس معدوم کو نظر میں کیسے جما دیا ؟ — اس حقیقت کو نظر سے کیسے چھپا دیا ؟

آفریں[3] اے اُستاد سحر باف — کہ نمودی مُعرضاں را درد صاف
اے جادو کرنے والے استاد ! آفریں ہے — تو نے منہ موڑنے والوں کو تلچھٹ دکھائی

ساحراں مہتاب پیمایند زود — پیشِ بازرگان وزر گیرند و سُود
جادو گر فوراً چاندنی ناپ دیتے ہیں — سوداگر کے سامنے اور سونا اور نفع حاصل کر لیتے ہیں

سیم بُر بایند زیں گوں پیچ پیچ — سیم از کف رفتہ و کرپاس ہیچ
اس پیچ در پیچ معاملہ سے چاندی اڑا لیتے ہیں — چاندی ہاتھ سے گئی اور کپڑا کچھ نہیں

ایں جہاں جادوست ما آں تاجریم — کہ ازو مہتاب پیمودہ خریم
یہ دنیا جادو ہے ہم وہ سوداگر ہیں — کہ اس کی ناپی ہوئی چاندنی خریدتے ہیں

[1] چوں منارہ۔ گرد کا بگولا اٹھتا ہے خاک نظر آتی ہے اور ہوا نظر نہیں آتی۔ باد ہوا نظر نہیں آتی اس کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ خاک میں از خود اڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ کف۔ سطح آب پر جھاگ بہہ رہے ہیں۔ جھاگ نظر آتے ہیں پانی کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ جھاگ از خود نہیں بہہ سکتے۔ فکر پنہاں۔ انسان کے افکار پوشیدہ ہیں۔ اور اس کی گفتگو جس کا وجود افکار کے وجود کا پرتو ہے وہ ظاہر ہے یہی حال شؤنات اور وجود مطلق کا ہے اور وجود مطلق جو کہ حقیقت ہے وہ بظاہر غیر موجود ہے اور شؤنات جو کہ حقیقتاً غیر موجود ہیں وہ موجود نظر آتی ہیں۔

[2] نفی را۔ ہم نے معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم سمجھ رکھا ہے۔ یہ ہماری آنکھ کا قصور ہے کہ وہ غیر موجود کو موجود دکھا رہی ہے۔ دیدہ جس آنکھ میں نیند ہو وہ محض خیالی اور غیر واقعی چیزوں کو موجود دکھا دیتی ہے۔ پیدا خیال۔ یعنی غیر واقعی چیز نظر آ رہی ہے۔ ایں عدم۔ عالم شہود جو کہ معدوم ہے وہ نظر آتا ہے آں حقیقت۔ عالم غیب نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے۔

[3] آفریں۔ یہ حضرت حق تعالیٰ کی سحر آفرینی ہے کہ منکر غیر حقیقی چیز کو حقیقی سمجھنے لگتے ہیں۔ درد۔ تلچھٹ۔ ساحراں۔ دنیا میں بھی ایسے جادو گر ہیں جو چاند کی چاندنی کو کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ ایں جہاں۔ دنیا کے بارے میں ہماری بھی یہی حالت ہے کہ ہم چاندنی کا کپڑا سمجھ رہے ہیں۔

گز کند کرپاس پانصد گز شتاب ساحرانہ او نورِ ماہتاب
وہ جلدی سے پانچسو گز کپڑا ناپ دے جادو گری کے ذریعہ چاند کی چاندنی سے

چوں ۱ستد اُو سیم عمرت اے رہی سیم شُد کرپاس نے کیسہ تہی
اے غلام! جب اس نے تیری عمر کی چاندی لے لی چاندی گئی، کپڑا ندارد تھیلی خالی ہو گئی

قُلْ اَعُوْذ ت خواند باید کائے احد ہیں زنفاثات افغاں وز عُقَد
تجھے قل اعوذ پڑھنی چاہیے کہ اے خدا! جادو گرنیوں اور گرہوں سے فریاد ہے

مید مند اندر گرہ آں ساحرات اَلْغِیاث اے مُستغاث از بردومات
وہ جادو گرنیاں گرہ میں پھونک مارتی ہیں اے فریاد رس! اس شطرنجی چال سے فریاد ہے

لیک بر خواں از زبانِ فعل نیز کہ زبانِ قول سُست ستاے عزیز
لیکن عمل کی زبان سے بھی پڑھ اے پیارے! کیونکہ قول کی زبان کمزور ہے

دَر ۲ زمانہ مر ترا ہمرہ سہ اند آں یکے وافی وآں دو غدر مند
دنیا میں تیرے تین ساتھی ہیں ایک وفا دار اور دو حیلہ جو ہیں

آں یکے یاران و دیگر رخت و مال واں سُوم وافی ست آں حُسن الفعال
ایک دوست ہیں اور دوسرا مال و اسباب ہیں تیسرا وفا دار نیک عمل ہے

مال ناید با تو بیروں از قصور یار آید لیک تا بالینِ گور
مال تو محلوں سے باہر ہی نہ نکلے گا دوست آئے گا لیکن قبر کے سرہانے تک

چوں ۳ تُرا روزِ اجل آید بہ پیش یار گوید از زبانِ حالِ خویش
جب تجھے موت کا دن در پیش ہو گا دوست اپنی زبان حال سے کہے گا

تا بدیں جا بیش ہمرہ نیستم بر سر گورت زمانے بیستم
اس جگہ سے آگے کا ساتھی نہیں ہوں تھوڑی دیر تیری قبر پر ٹھہرتا ہوں

فعلِ تو وافی ست زاں کُن ملتحَد کاندر آید با تو دَر قعرِ لحدَ
تیرا عمل وفا دار ہے، اس میں اپنی پناہ گاہ بنا لے کیونکہ تیرے ساتھ قبر کی گہرائی میں آئے گا

در تفسیر قولہ علیہ السلام لَا بُدَّ مِنْ قَرِیْنٍ یُدْفَنُ مَعَکَ وَھُوَ حَیٌّ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر کہ ایک ساتھی ضروری ہے جو میرے ساتھ زندہ

وَتُدْفَنُ مَعَہٗ وَاَنْتَ مَیِّتٌ وَاِنْ کَانَ کَرِیْمًا اَکْرَمَکَ

دفن ہو گا اور تو مردہ اس کے ساتھ دفن ہو گا تو اگر وہ شریف ہے تو تیری عزت کریگا اور اگر

---

۱ چوں شد۔ دنیا دار کی عمر اسی دھوکے میں برباد ہو جاتی ہے۔ عمر ختم ہو جاتی ہے اور وہ کچھ حاصل نہیں کر پاتا ہے قل اعوذ۔ آنحضورؐ پر یہ سورت جادو کے ازالہ کے لئے نازل ہوئی تھی نفاثات۔ وہ جادو گرنیاں جو گرہیں باندھ کر ان پر جادو پڑھ کر دم کرتی ہیں۔ لیک یہ اعوذ صرف زبانی نہ ہو بلکہ عملی بھی ہو۔

۲ درزمانہ۔ دنیا میں انسان کے تین ساتھی ہیں دوست مال نیک عمل ان میں سے دو مرتے وقت ساتھ چھوڑ دینگے نیک عمل وفاداری کریگا اور ساتھ دے گا۔ قصور قصر کی جمع ہے محل، قلعہ۔ بالیں سرہانا۔

۳ چون ترا۔ موت کے وقت دوست محض قبر تک ساتھ دیتے ہیں اور واپس ہو جاتے ہیں فعل انسان کے اعمال اس کا قبر میں بھی ساتھ دیتے ہیں۔ ملتحد۔ جائے پناہ۔ قرین۔ ساتھی۔

وَاِنْ کَانَ لَئِیْمًا اَسْلَمَکَ وَذٰلِکَ الْقَرِیْنُ عَمَلُکَ فَاَصْلِحْهُ مَا اسْتَطَعْتَ

کمینہ ہے تو تجھے چھوڑ بھاگے گا اور یہ ساتھی تیرا عمل ہے پس جس قدر ممکن ہو تو اس کی اصلاح کر لے

پس پیمبر گفت بہرِ ایں طریق — با وفا ترا۱ از عمل نبود رفیق
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے اس راستہ کے لئے — کوئی ساتھی عمل سے زیادہ با وفا نہیں ہے

گر بُوَد نیکو ابد یارت شود — وَر بُوَد بد در لحد مارت شود
اگر وہ نیک ہو گا، ابدتک تیرا دوست ہو گا — اگر بد ہو گا تیرے لئے قبر میں سانپ ہو گا

ایں عمل ویں کسب در راہِ سداد — کے تواں کرد اے پدر بے اوستاد
یہ عمل اور یہ کمائی، سچائی کے راستہ میں — اے بابا! بغیر استاد کے کب کی جا سکتی ہے؟

دُوں تریں کسبے کہ در عالم رَوَد — ہیچ بے ارشادِ استادے بُوَد؟
کم درجہ کا پیشہ جو دنیا میں چالو ہے — کبھی استاد کی راہنمائی کے بغیر ہوا ہے

اولش۲ علم ست وانگاہے عمل — تا دہد بر بعدِ مُہلت تا اجل
اس پیشہ کی ابتداء جاننا پھر عمل کرنا ہے — تاکہ تھوڑی دیر بعد موت تک پھل دے

اِسْتَعِیْنُوْا فِی الْحِرَفِ یَا ذَا النُّهٰی — مِنْ کَرِیْمٍ صَالِحٍ مِّنْ اَهْلِهَا
اے عقلمندو! پیشوں میں مدد حاصل کرو — کسی شریف نیک سے جو ان کا اہل ہو

اُطْلُبِ الدُّرَّ اَخِیْ وَسْطَ الصَّدَفْ — وَاطْلُبِ الْفَنَّ مِنْ اَرْبَابِ الْحِرَفْ
اے بھائی! موتی سیپ کے اندر تلاش کر — اور فن کو پیشہ وروں سے طلب کر

اِنْ رَاَیْتُمْ نَاصِحِیْنَ اَنْصِفُوْا — بَادِرُوْا التَّعْلِیْمَ لَا تَسْتَنْکِفُوْا
اگر تم نصیحت کرنیوالوں کو دیکھو خاموشی سے سنو — تعلیم کی طرف بڑھو، تکبر نہ کرو

دَردِ باغی گر خَلَق پوشید مَرد — خواجگیِ خواجہ را آں کم نہ کرد
اگر دباغی میں انسان نے پھٹا پرانا پہنا — اس نے شریف کی شرافت کو نہ گھٹایا

وقتِ۳ دم آہنگر ار پوشید دلق — احتشامِ اُو نشدُ کم پیشِ خلق
اگر (بھٹی) دھونکنے کے وقت لوہار نے گدڑی پہن لی — تو لوگوں کے سامنے اس کی عزت نہیں گھٹی

پس لباسِ کبر بیروں کُن زتن — مَلبَسِ ذُل پوش در آموختن
تو تکبر کا لباس جسم سے اتار دے — سیکھنے میں ذلت کا لباس پہن لے

علم آموزی طریقش قولی ست — حرف آموزی طریقش فِعلی ست
تو علم سیکھتا ہے تو اس کا طریقہ زبانی ہے — دستکاری سیکھتا ہے تو اس کا طریقہ عملی ہے

۱ باوفا۔ انسان کے نیک اعمال سے زیادہ بہتر کوئی سفر کا ساتھی نہیں ہے۔ گر بود۔ نیک عمل انسان کا یار بنے گا اور بد عمل اس کے لئے سانپ اور بچھو بنے گا۔ ایں عمل۔ یہ عمل اور ہنر بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتا ہے لہٰذا کسی کو شیخ بنا لے۔ ارشاد راہنمائی۔

۲ اولش۔ ہر چیز کا پہلے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ حرف۔ حرفہ کی جمع ہے پیشہ ذَا النُّهٰی۔ عقلمند۔ صدف سیپی۔ درو باغی۔ انسان کی ظاہری حیثیت اس کے باطنی جوہر کو کم نہیں کرتی ہے۔ خَلَق۔ پرانا کپڑا۔

۳ وقتِ دم۔ دھونکنے کے وقت۔ آہنگر۔ لوہار۔ دلق۔ گدڑی۔ پس۔ جبکہ لباس پر برائی کا مدار نہیں ہے تو تعلیم حاصل کرنے میں ذلت اور مسکنت کا لباس اختیار کرنا چاہیے۔ علم علم کتابی زبانی سکھایا جاتا ہے ہنر عملی طور پر سکھایا جاتا ہے۔

فقر خواہی آں بصحبت قائم ست
نے زبانت کارمی آید نہ دست
فقر چاہتا ہے وہ صحبت سے متعلق ہے
نہ تیری زبان کام آتی ہے نہ ہاتھ

دانش انوارست درجانِ رجال
نے زراہِ دفتر و نے قیل وقال
انوار کا علم سلوک اولیاء لوگوں کے دل میں ہے
وہ حاصل نہیں ہوتا ہے نہ کتاب کے راستہ سے نہ گفتگو سے

دانشِ آنرا ستاند جاں زجاں
نے زراہِ دفتر و نے از زباں
اس کا علم روح، روح سے حاصل کرتی ہے
نہ کتاب کے راستہ سے اور نہ زبان سے

دردلِ سالک اگر ہست آں رموز
رمزدانی نیست سالک را ہنوز
اگر سالک کے دل میں وہ رموز بھی ہیں
لیکن سالک کو ابھی ان کی سمجھ نہیں ہے

تادلش ۲ راشرح آں سازد ضیا
پس اَلَمْ نَشْرَحْ بفرمایدخدا
جب تک کہ اس کے دل کیلئے نور اس کی تشریح نہ کردے
پھر خدا فرماتا ہے، کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولدیا؟

کہ درونِ سینہ شرحت دادہ ایم
شرح اندر سینہ ات بنہادہ ایم
یعنی ہم نے تیرے سینہ میں اس کی شرح عنایت کردی ہے
ہم نے تیرے سینہ میں شرح رکھ دی ہے

تو ہنوز ۳ از خارج آں را طالبی
محلبی از دیگراں چوں حالبی
تو ابھی تک باہر سے اس کا طالب ہے
تو (خود) دودھ کی جگہ ہےتو دوسروں سے دودھ کیوں دوہتا ہے؟

چشمۂ شیرست در تو بے کنار
تو چرامی شیر جوئی از تغار
تیرے اندر دودھ کا لا محدود چشمہ ہے
تو گڑھے سے دودھ کا جویا کیوں ہے؟

منفذے داری بہ بحرا ے آبگیر
ننگ دار از آب جستن از غدیر
اے پانی حاصل کرنیوالے! تیرا سمندر تک راستہ ہے
حوض سے پانی لینے میں شرم کر

کہ اَلَمْ نَشْرَحْ نہ شرحت ہست باز
چوں شدی تو شرح جوی و کدیہ ساز
کیا "ہم نے نہیں کھولا" تیری شرح نہیں ہے پھر
تو شرح کا طالب اور بھکاری کیوں بنا ہے؟

درنگر در شرحِ دل در اندروں
تانہ یاید طعنہ لَا یُبْصِرُوْنَ
دل کی شرح کو باطن میں دیکھ لے
تاکہ "وہ نہیں دیکھتے ہیں" کا طعنہ نہ دیا جائے

تفسیر قولہٖ عزّوجلّ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے قول "اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" کی تفسیر

---

۱ فقر۔ فقر محض شیخ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے نہ زبان سے نہ عمل سے...... دانش انوار۔ انوار الٰہی کا علم وہ اولیاء کے دلوں میں ہے وہ دل دل سے حاصل کرسکتا ہے نہ زبان اور کتاب سے حاصل نہیں کرسکتا۔ دردل۔ سالک کے دل میں اگر کچھ اشارے بھی ہیں تو وہ ان اشاروں کے سمجھنے سے ابھی محروم ہے۔

۲ تادلش۔ جب سالک کے لئے نورِ خداوندی ان .... اشاروں کی تشریح کردیتا ہے تو اللہ کی جانب سے اَلَمْ نَشْرَحْ والی بشارت ملتی ہے اَلَمْ نَشْرَحْ۔ قرآن میں آنحضور کے لئے فرمایا گیا ہے کیا ہم نے تمہارا شرح صدر نہیں کردیا۔ یعنی ہم نے وہ نور عنایت کردیا ہے جس سے تم رموز اور اشاروں کو سمجھ سکتے ہو۔ ک۔ الم نشرح میں آنحضور سے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے تمہارے سینہ میں وہ استعداد کردی ہے۔

۳ تو ہنوز۔ ایک عام انسان یہ سمجھتا ہے کہ علوم واسرار کہیں باہر سے حاصل کئے جاتے ہیں یہ غلط ہے وہ علوم خود انسان کے دل اور روح میں موجود ہیں۔ محلب۔ دودھ کی جگہ۔ حالب۔ دودھ دوہنے والا۔ تغار۔ گڑھا۔ غدیر۔ حوض۔ کہ الم نشرح خطاب اگرچہ آنحضور کو ہے لیکن ہر طالب حق اس میں داخل ہے۔ درنگر۔ انسان کا دل ایک جامع حقیقت ہے اس میں ذات وصفات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اگر اس میں مشاہدہ نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص پر لَا یُبْصِرُوْنَ وہ نہیں دیکھتے ہیں کا طعنہ لگیگا جو کفار کے بارے میں ہے۔

شک ۱؎ اسبد پُرناں ترا بر فرقِ سَر　　تو ہمی خواہی لبِ ناں دَر بَدر
روٹیوں کی ایک بھری ٹوکری تیرے سر کی مانگ پر ہے　　تو روٹی کا ٹکڑا در بدر مانگتا ہے

در سَرِ خود پیچ و ہِل خیرہ سَری　　رَو دَرِ دل زن چرا بر ہر دَری
اپنے سر میں لگ اور بیہودہ پن چھوڑ　　جا دل کا دروازہ کھٹکھٹا ہر دروازہ پر کیوں بجاتا ہے

تا بزانوئی میانِ آبِ جُو　　غافل از خود زین و آں تو آبجُو
تو ران تک نہر کے پانی میں ہے　　تو خود سے غافل ہے پیاس اور اس سے پانی کا جویاں ہے

بر سَرت نانست پایت اندر آب　　وز عَطش وز جوع گشتستی خراب
تیرے سر پر روٹی ہے اور تیرا پاؤں پانی میں ہے　　اور تو پیاس اور بھوک سے تباہ ہے

پیش آب و پس ہم آبِ با مدد　　چشمہا را پیش سدّ و خلف سَد
آگے بھی جاری پانی ہے اور پیچھے بھی　　چشموں کے آگے بھی دیوار ہے اور پیچھے بھی دیوار ہے

اسپ ۲؎ زیر راں و فارس اسپ جُو　　چیست ایں گفت اسپ ولیکن اسپ کو
گھوڑا ران کے نیچے ہے اور سوار گھوڑے کا جویاں ہے　　یہ کیا ہے؟ گھوڑا ہے لیکن گھوڑا کہاں ہے؟

ہیں نہ اسپ ست ایں بزیر تو پدید　　گفت آرے لیک اسپ خود کہ دید
ہائیں، تیرے نیچے کھلا ہوا یہ گھوڑا ہے　　وہ کہتا ہے ہاں لیکن اپنا گھوڑا کس نے دیکھا ہے؟

مَستِ آن و پیش رُویِ اُوست آں　　اندر آب و بیخبر زآبِ رَواں
وہ اس پر عاشق ہے اور وہ اس کے منہ کے سامنے ہے　　وہ پانی میں ہے اور جاری پانی سے بے خبر ہے

مَستِ چیز و پیش رُویِ اُوست چیز　　بیخبر زاں چیز و شرحِ خویش نیز
وہ ایک چیز پر عاشق ہے اور چیز اس کے منہ کے سامنے ہے　　وہ اس چیز اور اپنی تفصیل سے بھی بے خبر ہے

چون ۳؎ گوہر در بحر گوید بحر کُو　　واں خیالِ چوں صدف دیوار اُو
جیسا کہ موتی سمندر میں کہے سمندر کہاں ہے؟　　وہ خیال سیپ کی طرح اس کی دیوار ہے

گفتنِ آں کُو حجابش میشود　　اَبر تابِ آفتابش میشود
اس کا کہنا وہ کہاں ہے؟ اس کا پردہ بنتا ہے　　اور سورج کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے

بندِ چشمِ اُوست ہم چشمِ بَدش　　عینِ رفعِ سدِّ اُو گشتہ سدش
اس کی بری آنکھ بھی اس کی آنکھ کا پردہ ہے　　بعینہ دیوار کا ہٹانا اس کے لئے دیوار بنگیا

۱؎ سبد۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ذات حق ہر انسان کے ساتھ ہے لیکن آڑ حائل ہے تو اب بس اس کے مشاہدہ کی طلب ہونی چاہیے سبد۔ ٹوکری۔ در دل۔ دل میں مشاہدہ کی کوشش کر در بدر اس کو ڈھونڈتا نہ پھر۔ تا بزانو۔ حضرت حق کو باہر تلاش کرنے والے کی ایک مثال تو یہ بھی کہ روٹیوں کا طبق سر پر ہو اور وہ در بدر روٹی مانگتا پھرے دوسری مثال یہ ہے کہ انسان خود پانی میں کھڑا ہو اور دوسروں سے پانی مانگے۔

۲؎ اسپ۔ تیسری مثال یہ ہے کہ انسان گھوڑے پر سوار ہو اور اسی گھوڑے کو تلاش کرے لوگ اس سے پوچھیں کہ تو کس چیز پر سوار ہے تو اس کو کہنا پڑے کہ گھوڑے پر لیکن پھر بھی گھوڑے کو تلاش کرے۔ ہیں۔ اس گھوڑے سوار سے لوگ کہتے ہیں کہ گھوڑا تو تیرے نیچے موجود ہے وہ کہتا ہے ہاں لیکن مجھے گھوڑا نظر نہیں آرہا ہے۔ مست۔ وہ گھوڑے کی تلاش میں مدہوش بنا ہوا ہے۔ اور گھوڑا اس کے سامنے موجود ہے اس کی مثال تو یہی ہے کہ انسان جاری پانی میں کھڑا ہو اور اس سے بیخبر بھی ہو۔

۳؎ چوں گوہر۔ چوتھی مثال یہ ہے کہ موتی سمندر میں ہو اور پھر سمندر کو تلاش کرے جس طرح موتی کیلئے سیپ سمندر کو دیکھنے سے مانع ہے اسی طرح انسان کے اوہام اور خیالات مانع بنتے ہیں۔ گفتن اُو مطلوب کے قریب ہوتے ہوئے اس کا مطلوب کو پوچھنا اس مطلوب کا پردہ اور اس مطلوب کے آفتاب کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے۔ بند چشم اس کی غلط نظر خود اس کی آنکھ کا پردہ ہے آنکھ کی آڑ کو ہٹانے والی چیز بھی وہ فوراً آڑ بن گئی۔

بندِ گوشِ اُو شدہ ہم گوشِ اُو　　ہوش با حق دار اے مدہوشِ اُو
اس کا کان بھی اس کے کان کی رکاوٹ ہو گیا　　اللہ کا ہوش کر ، اے اس کے دیوانے !

ہوش راتو زلیع کر دی بَر جہات　　می نیرزد ترّہَ آن ترّہات
تو نے ہوش کو (مختلف) جانبوں میں تقسیم کر دیا ہے　　وہ فضول (خیالات) ساگ کی قیمت کے نہیں ہیں

در تفسیر قول نبی علیہ السلام مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ ۲ هَمًّا وَّاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ سَائِرَ هُمُوْمِهٖ وَمَنْ تَفَرَّقَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ لَا يُبَالِي اللّٰهُ فِي اَيِّ وَادٍ مِّنْهَا هَلَكَ

آنحضورؐ کے اس قول کی تفسیر کہ جس نے غموں کو ایک غم بنا لیا اللہ تعالیٰ اس کے سارے غموں کیلئے کافی ہو گیا اور جس کے متفرق غم ہیں تو اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ وہ کونسی وادی میں تباہ ہوا

آبِ ہُش رامی کشد ہر بیخ و خار　　آبِ ہوشت چوں رسد سوئے ثمار
ہر جڑ اور کانٹا ہوش کے پانی کو چوس رہا ہے　　پھلوں تک تیرے ہوش کا پانی کیسے پہنچے ؟

آبہارا میکشد آں خس گیاہ　　آبِ ہوشت چوں رسد سوئے آلہ
پانی کو معمولی گھاس پی رہی ہے　　تیرے ہوش کا پانی خدا تک کیسے پہنچے ؟

ہیں بزنِ آں شاخ بدرا خو کُنش　　آب دہ ایں شاخ خوش رانو کُنش
خبردار! اس بری شاخ کو کاٹ دے اور اس کو دور کر دے　　اس اچھی شاخ کو پانی دے ، اس کو تازہ کر

ہَر دو ۳ سبز ند ایں زماں آخر نگر　　کیں شوَد باطل ازاں رَوید ثمر
اب دونوں سبز ہیں ، انجام کو دیکھ　　یہ خراب ہو جائے گی، اس سے پھل پیدا ہونگے

آبِ باغ ایں را حلال آں را حرام　　فرق را آخر بہ بینی والسلام
باغ کا پانی اس کیلئے حلال اس کے لئے حرام ہے　　تو اخیر میں فرق کو سمجھے گا ، والسلام

عدل چہ بُوَد ؟ آب دہ اشجار را　　ظلم چہ بُوَد ؟ آبِ دادن خار را
عدل کیا ہے ؟ درختوں کو پانی دے　　ظلم کیا ہے ؟ کانٹے کو پانی دینا

عدل وضعِ نعمتے در موضعش　　نے بہر بیخے کہ باشد آب کش
عدل ، جگہ پر نعمت صرف کرنا ہے　　نہ کہ ہر جڑ کو پانی دینا جو پانی چوستی ہے

ظلم چہ بُوَد ؟ وضع در ناموضعے　　کہ نباشد جز بلا را منبعے
ظلم کیا ہے ؟ بے محل صرف کرنا　　جو صرف مصیبت کا چشمہ ہے

نعمتِ حق راجان و عقل دہ　　نے بہ طبعِ پُر زحیرو پُر گرہ
اللہ تعالیٰ کی نعمت جان اور عقل کو دے　　نہ کہ پیچش اور گرہوں والی طبیعت کو

---

۱ بندِ گوش۔ ایسے طلبگار۔ کا کان خود اس کو بہرا بنا دیتا ہے۔ مدہوش۔ بوزن۔ مبہوت وہشت زدہ۔ ہوش۔ انسان کی پراگندہ خیالی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ و تفسیر۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو گندہ خیال نہ رہنا چاہیے۔

۲ ہموم۔ ہم کی جمع ہے، آنیوالے کام کا غم و فکر۔ آب ہش۔ اگر انسان دنیاوی معاملوں کے سوچ بچار میں لگا رہے گا تو آخرت سے غافل ہو جائیگا ہیں۔ انسان دنیاوی فکروں سے بچیگا تو آخرت کی فکر میں لگیگا۔

۳ ہر دو۔ دنیا اور آخرت کی فکر میں سے آخرت کی فکر اچھے پھل لائے گی۔ آب۔ دنیا کے باغ کو فکر کا پانی دینا درست نہیں ہے۔ عدل۔ انصاف تو یہ ہے کہ انسان پھل دار درختوں کو پانی دے کاموں کی جھاڑی کو پانی نہ دے در موضعش۔ بھلائی کی جگہ بھلائی کرنا عدل ہے۔ ظلم کوئی کام بے موقع کرنا ظلم ہے۔ نعمتِ حق۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے روح انسانی کی تربیت کرنی چاہیے نہ کہ روح حیوانی کی۔

بار کُن ۱؎ بیگارِ غم را بر تنت ــ بر دل و جاں کم نہ آنجاں کُندنت
غم کی بیگار کو اپنے جسم پر سوار کر ــ دل اور جاں پر نہیں کیونکہ وہ جان کی تباہی ہے

بر سرِ عیسیٰ نہادہ تنگِ بار ــ خر سکیزہ میزند در مرغزار
بوجھ کا گٹھر عیسیٰ کے سر پر رکھے ہوئے ہے ــ گدھا، چراگاہ میں دولتیاں مار رہا ہے

سُرمہ را در گوش کردن شرط نیست ــ کارِ دل را جُستن از تن شرط نیست
سرمہ کو کان میں لگانا مناسب نہیں ہے ــ دل کا کام جسم سے لینا مناسب نہیں ہے

گر دلی ۲؎ رو ناز کُن خواری مکش ــ ور تنی شکر منوش و زہر چش
اگر تو (مجسم) دل ہے جا فخر کر ذلت نہ اٹھا ــ اگر تو مجسم جسم ہے، شکر نہ کھا اور زہر چکھ

زہر تن را نافع ست و قند بد ــ تن ہماں بہتر کہ باشد بے مدد
جسم کے لئے زہر مفید اور شکر مضر ہے ــ جسم وہی بہتر ہے جو بے سہارا ہو

ہیزمِ دوزخ تنست و کم کُنش ــ ور بروید ہیں تو از بُن بر کنش
جسم، دوزخ کا ایندھن ہے اس کو گھٹا ــ اگر وہ اگے خبردار! تو اس کو جڑ سے اکھاڑ دے

ورنہ حمّالِ حطب باشی حطب ــ در دو عالم ہمچو جُفتِ بُولہب
ورنہ تو ایندھن ہی ایندھن کا بار بردار ہو گا ــ دونوں جہان میں ابو لہب کی بیوی کی طرح

از حطب ۳؎ بشناس شاخِ سدرہ را ــ گرچہ ہر دو سبز باشد اے فتیٰ
سدرۃ (المنتہیٰ) کی شاخ کو ایندھن کی لکڑی سے پہچان لے ــ اے نو جوان! اگرچہ دونوں سبز ہوں

اصلِ ایں شاخ ست از نار و دُخاں ــ اصلِ آں شاخ ست ہفتم آسماں
اس شاخ کی جڑ آگ اور دھواں ہے ــ اس شاخ کی جڑ، ساتویں آسمان پر ہے

ہست مانند ایں بصورت پیشِ حس ــ کہ غلط بین ست چشم و کیشِ حس
یہ حس کے سامنے (آپس میں) مشابہ ہیں ــ کیونکہ حس کی آنکھ اور طریقہ غلط بین ہیں ہے

ہست پیدا آں بہ پیشِ چشمِ دل ــ جہد کُن پیشِ دل آ جہدُ المقل
دل کی آنکھ کے لئے وہ واضح ہے ــ کوشش کر نادار کی سی کوشش دل کے سامنے آ

ور نداری پا بجُنباں خویش را ــ تا بہ بینی ہر کم و ہر بیش را
تو اگر پاؤں نہیں رکھتا ہے خود کو حرکت دے ــ تاکہ تو ہر کم و بیش کو دیکھ لے

۱؎ بارکُن۔ دنیاوی مخمصو کو قالب تک محدود رکھو قلب تک نہ پہنچنے دو۔ بر سرِ عیسیٰ۔ روح حضرت عیسیٰ جیسی چیز ہے اور جسم خرِ عیسیٰ ہے۔ بوجھ گدھے پر لادھنا چاہیے نہ کہ عیسیٰ پر، یہ حماقت ہے کہ عیسیٰ پر بوجھ لدھا ہوا ہو اور گدھا چمن میں مزے اڑائے۔ سُرمہ۔ ہر عمل کا ایک محل ہے۔ سرمہ کان میں لگانا حماقت ہے۔

۲؎ گر دلی۔ اگر تو مجسم روح و قلب بن گیا ہے تو اب مجاہدوں کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو مجسم جسم ہے تو راحت طلبی چھوڑ کر مجاہدوں کا زہر کھا۔ زہر۔ یہ محنت اور مشقت جسم کے لئے مفید ہے اور راحت طلبی مضر ہے۔ ہیزم۔ انسان کا جسم دوزخ کا ایندھن ہے اس کو ختم کرنا چاہیے ورنہ تیرا لقب بھی وہی ہے جو ابولہب کی بیوی کا ہے قرآن نے اس کو حمّالۃ الحطب کہا ہے۔ یعنی دوزخ کا ایندھن اٹھانے والی۔

۳؎ از حطب۔ جسم دوزخ کا ایندھن اور روح سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ ہے دونوں میں فرق کر لے۔ اصل ایں۔ جسم کی شاخ دھوئیں اور آگ کی جڑ ہے اور روح کی شاخ عالم بالا کی چیز ہے۔ ہست مانند۔ یہ دونوں شاخیں یکساں نظر آتی ہیں جس کی وجہ آنکھ کی غلط بینی ہے۔ چشم دل۔ دل کی آنکھ سے دیکھو دونوں میں فرق نظر آئیگا۔ ورنداری۔ انسان کو غلط بینی سے نکلنے کی بہر صورت کوشش کرنی چاہیے اگر پاؤں نہیں ہیں تو جسم کو ہی سرکانا چاہیے۔

کایں تحرک شد تبرک را کلید | وز تحرک اگردی اے دل مستفید
کیونکہ یہ حرکت کرنا برکت حاصل کرنے کی کنجی ہے | اے دل! تو حرکت سے فائدہ مند ہو گا

در معنیٔ ایں رباعی
اس رباعی کے معنی (کے بیان) میں

گر راہروی راہ برت بکشایند | ور نیست شوی بہستیت بگرایند
اگر تو راہِ طریقت پر چلیگا تیرے لئے راستہ کھولدینگے | اگر تو فنا ہو جائیگا تجھے بقا کی طرف مائل کر دینگے
ور پست شوی نگنجی اندر عالم | وانگاہ ترا بے تو بتو بنمایند
اگر تو پست ہو جائے تو تو عالم میں نہ سمائے گا | اس وقت تجھے بغیر تیرے (وجود کے) دکھائینگے

گرز[۲] لیخا بست در ہا ہر طرف | یافت یوسفؑ ہم ز جنبش منصرف
اگرچہ زلیخا نے ہر طرف دروازے بند کر دیئے | یوسفؑ نے بھی حرکت سے واپسی کی جگہ پالی
چوں توکل کرد یوسفؑ بر جہید | باز شد قفلِ در و رہ شد پدید
جب یوسفؑ نے توکل کیا اور کودے | دروازے کا تالا کھل گیا اور راستہ ظاہر ہو گیا
گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید | خیرہ یوسفؑ واری باید دوید
اگرچہ دنیا کا کوئی شگاف نظر نہیں آتا ہے | یوسفؑ کی طرح اندھا دھند بھاگنا چاہیے
تا کشاید قفل و رہ پیدا شود | سوئے بیجائی شمارا جا شود
تاکہ تالا کھلے اور راستہ ظاہر ہو جائے | لامکان کی جانب تمہارے لئے جگہ ہو جائے
آمدی[۳] اندر جہاں اے ممتحن | ہیچ می بینی طریقِ آمدن
اے آزمائش میں پڑے ہوئے! تو دنیا میں آیا | کچھ تجھے آنے کا راستہ نظر آیا؟
توز جائے آمدی وز موطنے | آمدن را راہ دانی ہیچ نے
تو ایک جگہ اور ایک وطن سے آیا | تو آنے کا راستہ جانتا ہے، کچھ بھی نہیں
گر ندانی تا نگوئی راہ نیست | زیں رہِ بے راہ مارا رفتنی ست
اگر تو نہیں جانتا ہے، ہرگز نہ کہہ کہ راہ نہیں ہے | ہمیں اسی بغیر راستہ کے راستہ سے جانا ہے
میروی در خواب شاداں چپ و راست | ہیچ دانی راہِ آں میداں کجاست
تو خواب میں خوشی خوشی دائیں بائیں جاتا ہے | تو کچھ جانتا ہے کہ اس میدان کا راستہ کدھر ہے؟
تو بہ بند آں چشم و خود تسلیم کن | خویش را بینی دراں شہرِ کہن
تو اس آنکھ کو بند کر لے اور خود کو سپرد کر دے | تو اپنے آپ کو اس قدیم شہر میں دیکھے گا

۱؎ وز تحرک۔ برائی سے حق المقدور بچنا مفید ہے گر راہ۔ جب انسان راہ طریقت میں کوشاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتے ہیں اگر فنا اختیار کرتا ہے تو اس کو بقا نصیب ہوتی ہے ور پست۔ انسان جس قدر کسرِ نفسی اختیار کرتا ہے اسی قدر اس کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

۲؎ گرز لیخا۔ حضرت یوسفؑ نے زنا سے بچنے کی کوشش کی تو زلیخا کے بند کئے ہوئے دروازے کھل گئے اور حضرت یوسفؑ زلیخا کے پھندے سے بچ نکلے۔ گرچہ رخنہ۔ دنیا سے بھاگ نکلنے کے لئے اگرچہ دروازہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن جب انسان کوشش کرتا ہے تو راہ پیدا ہو جاتی ہے اور لامکان کا راستہ پالیتا ہے۔

۳؎ آمدی۔ انسان عالم بالا سے جس راستہ سے آیا ہے وہ بھی اس کی نظروں سے غائب ہے اسی طرح وہ غائب راستہ سے عالم بالا تک جا بھی سکتا ہے۔ توز جائے۔ انسان عالم بالا سے آیا ہے اور اس کو آنے کا راستہ معلوم نہیں ہے۔ گر ندانی۔ راستہ نظر نہ آنے کی وجہ سے اس راستہ کا انکار نہ کر اسی راستہ سے واپس جانا ہے۔ میروی۔ انسان خواب میں راستہ کو بغیر جانے ہوئے چلتا ہے۔ تو بہ بند۔ انسان کو حسی آنکھ کو بند کر کے خود کو خدا کے حوالہ کر دینا چاہیے تب وہ عالم آخرت کا مشاہدہ کر سکیگا۔

چشم را چوں بندی کہ صد چشم و خمار | بند چشم تست ایں سُو از غرار
تو آنکھ کیسے بند کریگا؟ کیونکہ سینکڑوں آنکھیں اور نشہ | غفلت کی وجہ سے اس جانب کیلئے تیری آنکھ کا پردہ ہیں

چار چشمی توز عشقِ مُشتری | بر امیدِ مہتری و سروری
تو (اپنے) خریدار کے عشق میں چار آنکھوں والا ہے | بڑائی اور سرداری کی امید پر

گر بخسپی مُشتری بینی بخواب | چغدِ بد کے خواب بیند جز خراب
اگر تو سوتا بھی ہے تو خواب میں خریدار کو دیکھتا ہے | منحوس چغد ویرانہ کے سوا کب دیکھتا ہے؟

مُشتری ۲ خواہی بہر دم پیچ پیچ | تو چہ داری کہ فروشی؟ ہیچ ہیچ
تو ہر وقت پیچ و تاب میں خریدار کا خواہشمند ہے | تو رکھتا کیا ہے؟ کہ بیچے گا؟ کچھ بھی نہیں

گر ترا نانے بُدے یا چاشتے | از خریداراں فراغت داشتے
اگر تجھے روٹی یا ناشتہ حاصل ہوتا | تو خریداروں سے بے نیاز ہوتا

گردر انباں مر ترانا نے بُدے | از خریداراں دلت فارغ شُدے
اگر تھیلے میں تیری روٹی ہوتی | تو تیرا دل خریداروں سے بے نیاز ہوتا

قصہ آں شخصے کہ دعوئ پیغمبری میکرد گفتندش کہ چہ خوردہٗ کہ

اس آدمی کا قصہ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا، لوگوں نے اس سے کہا تو نے کیا کھا لیا ہے

گیج شدہٗ و یا وہ میگوئی گفت اگر چیزے یافتمے کہ خوردمے نہ گیج شُد

کہ احمق بنا اور بکواس کرتا ہے اس نے کہا کہ اگر میں کوئی چیز پا لیتا جو کہ میں کھا لیتا نہ احمق ہوتا

مے و نہ یاوہ گفتمے کہ ہر سخنِ نیک کہ با غیرِ اہلش گویند یاوہ گفتہ

اور نہ بکواس کرتا کیونکہ ہر بھلی بات جو نا اہلوں سے کہتے ہیں، بکواس بکتے ہیں اگرچہ

باشند اگر چہ دراں گفتن مامور باشند

وہ اس کہنے میں خدا کی جانب سے مقرر ہوں

آں یکے امی گفت من پیغمبرم | وز ہمہ پیغمبراں فاضل ترم
ایک شخص کہتا تھا، کہ میں پیغمبر ہوں | اور میں تمام پیغمبروں سے بڑھ کر ہوں

گر دنش بستند و بُردندش بشاہ | کایں ہمی گوید رسولم از آلہ
لوگوں نے اسکی گردن باندھی اور اس کو بادشاہ کے سامنے لیگئے | کہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کی جانب سے رسول ہوں

---

۱ چشم چوں بندی۔ دنیا سے تو آنکھیں بند نہ کر سکے گا کیونکہ تیری سینکڑوں لالچ سے مست نظروں نے تیری نظر بندی کر دی ہے اور تو دنیا کی مزخرف چیزوں کو دیکھ رہا ہے چار چشمی۔ تو ہر وقت اپنی سرداری اور بڑائی کے خیال سے اپنے معتقدوں کا منتظر بنا ہوا ہے۔ گر بخسپی۔ تجھے سونے میں بھی یہی خواب اسی طرح نظر آتے ہیں جیسے الو کو خواب میں ویرانہ نظر آتا ہے۔

۲ مشتری۔ تو اپنے خریداروں کا تو منتظر رہتا ہے لیکن تیرے پاس انکے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ گر ترا۔ اگر تیرے پلے میں کچھ ہوتا تو پھر تو خریداروں کا منتظر ہی نہ ہوتا عوام میں مقبولیت اور عوام کو گرویدہ کرنے کی وہی شخص کوشش کرتا ہے جو تہی دست ہوتا ہے آنے والے قصہ سے یہی بتانا مقصود ہے۔

۳ آں یکے۔ ایک مسخرا تھا جس نے افلاس سے مجبور ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تاکہ اس کے ذریعہ ہی کچھ کمائے وہ اپنی گفتگو میں ایسے جملے استعمال کرتا تھا جن کے دو معنیٰ ہو سکتے تھے ایک معنیٰ نبوت کے دعوے پر محمول ہو سکتے تھے دوسرے معنیٰ کا نبوت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ پیغمبراں۔ دنیا کی ہر چیز کوئی پیغام دیتی ہے۔ یہ انسان تھا لہٰذا تمام کائنات سے افضل تھا نیز یہ معنیٰ بھی ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور دنیا کے سب پیغمبروں سے افضل ہوں۔

خلق بروے جمع چوں مور و ملخ　　که چه مکرست و چه تزویر و چه فخ[1]

لوگ اس پر چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح جمع تھے　　کہ کیا مکر ہے اور کیا مکاری اور کیا جال ہے؟

گر رسول آنست کا ید از عدم　　ما همه پیغمبریم و محتشم

اور اگر رسول وہ ہوتا ہے جو عدم سے آئے　　تو ہم سب پیغمبر اور معزز ہیں

ما از آنجا آمدیم اینجا غریب　　تو چرا مخصوص باشی اے ادیب

ہم اس جگہ سے آئے ہیں، یہاں مسافر ہیں　　اے استاد! تو کیوں مخصوص ہو گا؟

داد ایشاں را جواب آں خوش رسول　　کاے گروہ کور و نادان و فضول

اس بھلے رسول نے ان کو جواب دیا　　کہ اے اندھو اور بیہودہ اور نادانوں کے گروہ!

ایں ندانستید اے قوم از قضا　　بیخبر اینجا رسید ید از عمیٰ

اے قوم! تم یہ نہیں سمجھتے کہ تقدیر سے　　تم اندھے پن سے بے خبری میں یہاں آگئے ہو

ہمچو[2] طفل خفتہ ایں جا آمدید　　بیخبر از راہ واز منزل بُدید

تم سوئے ہوئے بچہ کی طرح یہاں آگئے ہو　　تم راہ و منزل سے بے خبر تھے

از منازل خفتہ بگذشتید و مست　　بیخبر از راہ و از بالا و پست

تم سوتے ہوئے اور بیہوشی میں منازل سے گذر گئے　　راستہ اور نشیب و فراز سے بے خبر

ما بہ بیداری رواں گشتیم و خوش　　از ورائے پنج و شش تا پنج و شش

ہم بیداری میں اور خوشی سے چلے　　بغیر پانچ اور چھ کی جگہ سے پانچ اور چھ والی جگہ تک

دیدہ منزل ہا ز اصل و از اساس　　چوں قلا و وزاں خبیر و رہ شناس

جڑ اور بنیاد سے منزل کو دیکھا　　راہبروں کی طرح باخبر اور روشناس بنکر

شاہ[3] را گفتند اشکنجش بکن　　تا نگوید جنس او ہیچ ایں سخن

لوگوں نے بادشاہ سے کہا اس کو شکنجہ میں ڈال دیجئے　　تاکہ اس جیسا کبھی کوئی ایسی بات نہ کہے

شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف　　کہ بیک سیلی بمیرد آں نحیف

شاہ نے اس کو بہت لاغر اور کمزور دیکھا　　کہ وہ کمزور ایک طمانچہ سے مر جائیگا

کے تواں او را فشردن یا زدن　　کہ چو شیشہ گشتہ است او را بدن

اس کو کب بھینچا یا مارا جا سکتا ہے　　کیونکہ اس کا بدن شیشہ کی طرح ہو گیا ہے

لیک با او گویم از راہِ خوشی　　کہ چرا داری تو لافِ سرکشی

لیکن میں اس کو خوشی سے کہوں گا　　کہ تو بکواس کی سرکشی کیوں کرتا ہے؟

---

[1] فخ۔ جال۔ گر رسول اس مسخرے نے اپنے رسول ہونے کا مطلب یہ بتلایا تھا کہ وہ اللہ کے پاس سے دنیا میں آیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ملک عدم سے دنیا میں بھیجا ہے ما از انجا۔ لوگوں نے کہا اگر رسول کا مطلب یہ ہے تو ہم سب بھی ملک عدم سے دنیا میں آئے ہیں لہٰذا ہم سب رسول ہیں تیری کیا خصوصیت ہوئی ایں ندانستید۔ اس مسخرے نے ان کو جواب دیا بیشک تم بھی ملک عدم سے آئے ہو لیکن ایسے اندھے پن سے آئے ہو کہ نہ تمہیں راستہ کا پتہ چلا نہ منزل کا۔

[2] ہمچو۔ مسخرے نے کہا تم لوگ سوتے ہوئے بچہ کی طرح ملک عدم سے راستہ طے کر کے دنیا میں آئے ہو۔ ما بہ بیداری۔ میں ملک عدم سے بیداری کی حالت میں دنیا میں آیا ہوں۔ پنج۔ یعنی پانچوں حواس شش۔ یعنی چھ جانبین۔ قلاوز۔ راہبر۔

[3] شاہ را۔ لوگوں نے شاہ سے اس کو سزا دینے کا مطالبہ کیا شاہ نے اس کو بہت کمزور دیکھا۔ سیلی۔ طمانچہ نحیف۔ لاغر۔ کے تواں۔ چونکہ وہ بہت کمزور ہے سزا کو برداشت نہ کر سکے گا۔ لیک۔ شاہ نے سوچا کہ بجائے سزا کے اس کو سمجھا دے۔

کہ درشتی ناید اینجا ہیچ کار ۔۔۔ کہ بنرمی ۱ سر کند از غار مار

کیونکہ اس جگہ سختی کار آمد نہ ہوگی ۔۔۔ کیونکہ سانپ نرمی سے غار سے باہر آتا ہے

مردماں را دُور کرد از گردِ وے ۔۔۔ شہ لطیفے بُود و نرمی وردِ وے

لوگوں کو اس کے چاروں طرف سے ہٹا دیا ۔۔۔ بادشاہ خوش مزاج تھا اور نرمی اس کی عادت تھی

پس نشاندش باز پرسیدش زجا ۔۔۔ کہ کجا داری معاش و مُلتجا

تو اس کو بٹھایا پھر اس سے وطن پوچھا ۔۔۔ کہ تو روزگار اور ٹھکانا کہاں رکھتا ہے؟

گفت اے شہ ہستم از دارالسّلام ۔۔۔ آمدہ ز انجا بدیں دارالملام

اس نے کہا، اے بادشاہ! میں دارالسلام کا ہوں ۔۔۔ اس جگہ سے اس ملامت کے گھر آ گیا ہوں

نے مرا خانہ ست و نے یک ہمنشیں ۔۔۔ خانہ کے کردست ماہے در زمیں

نہ میرا گھر ہے اور نہ کوئی ساتھی ہے ۔۔۔ چاند نے زمین پر کب گھر بنایا ہے؟

پادشاہ ۲ از رُوئے لاغش گفت باز ۔۔۔ کہ چہ خوردی و چہ داری چاشت ساز

بادشاہ نے مذاق میں پھر اس سے کہا ۔۔۔ کہ تو نے کیا کھایا ہے؟ اور تیرے پاس ناشتہ کیلئے کیا ہے؟

اِشتہا داری چہ خوردی با مداد ۔۔۔ کہ چنیں سرمستی و پر لاف و باد

تجھے بھوک ہے؟ تو نے صبح کیا کھایا ہے؟ ۔۔۔ کہ تو اس قدر نشہ میں اور شیخی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے

گفت گر نانم بُدے خُشک و تری ۔۔۔ کے کُنم من دعوئ پیغمبری

اسنے کہا اگر میرے پاس باسی یا تازہ روٹی ہوتی ۔۔۔ میں پیغمبری کا دعویٰ کب کرتا؟

دعوئ پیغمبری با ایں گروہ ۔۔۔ ہمچناں باشد کہ دل جُستن زکوہ

یہ اس جماعت کے سامنے پیغمبری کا دعویٰ کرنا ۔۔۔ ایسا ہے جیسا کہ پہاڑ میں سے دل تلاش کرنا

کس ۳ زکوہ سنگ عقل و دل نجست ۔۔۔ فہم و ضبطِ نکتۂ مُشکل نجست

پہاڑ اور پتھر سے کسی شخص نے عقل اور دل کی جستجو نہیں کی ہے ۔۔۔ مشکل نکتہ کی سمجھ بوجھ کو نہیں تلاش کیا ہے

ہرچہ گوئی باز گوید کہ ہماں ۔۔۔ میکُند افسوس چوں مُستہزیاں

تو جو کچھ کہتا ہے وہ اس کو دہرا دیتا ہے کہ وہی ۔۔۔ مذاق کرتا ہے جس طرح مذاق اڑانیوالے

از کجا ایں قوم و پیغام از کجا ۔۔۔ از جمادے جاں کرا باشد رجا

کہاں یہ قوم، کہاں پیغام (خداوندی) ۔۔۔ پتھر سے کس کو جان کی امید ہوتی ہے؟

گر تو پیغامِ زنے آری و زر ۔۔۔ پیشِ تو بنہند جُملہ سیم و سر

اگر تو عورت کا پیغام لائے اور سونا ۔۔۔ تیرے سامنے سب چاندی اور سر رکھ دیں گے

---

۱ کہ بنرمی۔ بین بجانے سے سانپ سوراخ سے باہر نکل آتا ہے۔ مردماں۔ شاہ نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا دارالسلام سے دارالملام میں آیا ہوں...... دارالسلام۔ سلامتی کا گھر عالم بالا۔ دارالملام۔ ملامت کا گھر، دنیا۔ ماہے۔ میں چاند کی طرح ہوں لہٰذا نہ میرا کوئی گھر متعین ہے نہ کوئی ہمنشین ہے

۲ بادشاہ۔ بادشاہ نے تفریحاً اس سے کہا کہ تو نے کیا کھایا تھا اور ناشتہ کے لئے تیرے پاس کیا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر کچھ ہوتا تو میں پیغمبری کا دعویٰ کیوں کرتا دعویٰ...... ان لوگوں میں پیغمبری کا دعویٰ ایسا ہی مشکل کام ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ میں دل کی تلاش کرے۔

۳ کس۔ پہاڑ اور پتھر کا دل کوئی تلاش نہیں کرتا ہے نہ ان سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ باریک اور مشکل نکتے سمجھینگے ہر چہ۔ پہاڑ سے تم جو کچھ کہو گے وہ بازگشت آواز سے تمہارا مذاق ہی اڑائے گا۔ از کجا۔ یہی حال اس قوم کا ہے کہ خدا کے پیغام سے ان کو کوئی مناسبت نہیں ہے۔ گر تو۔ ہاں اگر ان کے پاس کسی حسین عورت کا پیغام لاؤ تو سب کچھ قربان کردیں گے۔

که فلاں جا شاہدے می خواندت — عاشق آمد بر تو وی داندت

که فلاں جگہ ایک معشوق تجھے بلاتا ہے — وہ تجھ پر عاشق ہو گیا ہے اور تجھے جانتا ہے

ور تو پیغامِ خدا آری چو شہد — که بیا سُوئے خدا اے نیک عہد

اور اگر تو شہد جیسا خدا کا پیغام لائے — کہ اے قول و قرار کے سچے! اللہ کی جانب آ جا

از جہانِ مرگ سُوئے برگ رَو — چوں بقا ممکن بُوَد فانی مشو

موت کی دنیا سے ساز و سامان (کے عالم) کیجانب چل — جب بقا ممکن ہو تو ہلاک نہ ہو

قصد خونِ تو کنند و جان و سَر — بز[۲] برائے حمیتِ دین و ہنر

تیرے خون اور جان اور سر کا قصد کریں گے — ہنر مندی اور دین کی حمایت کی وجہ سے نہیں

بلکه از چفسیدگی بر خانماں — تلخ شاں آید شنیدن ایں بیاں

بلکہ گھر بار کی وابستگی کی وجہ سے — ان کو یہ بات سننا کڑوا معلوم ہوتا ہے

سَببِ عَداوت عام و بیگانه زیستن ایشان با اولیائے خدا که بحق شاں میخوانند و بآبِ حیات ابدی ار شادی نمایند

عوام کی عداوت اور ان کے خدا کے اولیاء سے بیگانہ ہو کر زندگی کا یہ سبب ہوئے کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور ہمیشگی کے آب حیات کیطرف راہنمائی کرتے ہیں

خرقهٔ بر ریش خر چفسیده سخت — چونکه خواہی بر کنی زو لخت لخت

پٹی گدھے کے زخم پر سخت چپکی ہوئی ہے — جب تو اس سے ٹکڑے ٹکڑے اکھاڑے گا

جُفته اندازد یقیں آں خرّ زدرد — حبّذا آں کس کزو پرہیز کرد

وہ گدھا یقیناً تکلیف کی وجہ سے دولتی ماریگا — خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس سے بچ گیا

خاصه[۳] پنجه ریش و ہر جا خرقهٔ — بر سرش چفسیده در نم غرقهٔ

خصوصاً جبکہ پچاس زخم ہوں اور ہر جگہ پٹی — (پیپ کی) نمی میں اس پر چپکی ہوئی ہو

خانماں چوں خرقهٔ وایں حرص ریش — حرص ہر که بیش باشد ریش بیش

گھر اور پٹی ہے اور یہ حرص زخم ہے — جس کو زیادہ حرص ہو گی اس کے زخم زیادہ ہونگے

خانمانِ چغد ویران ست و بَس — نشنود اوصافِ بغداد و طبَس

چغد کا گھر بار صرف ویرانہ ہے — وہ بغداد اور طبس کی خوبیاں نہیں سنتا ہے

گر بیاید باز سُلطانی وزراہ — صد خبر آرد بدیں چغداں زشاہ

اگر شاہی باز راستہ طے کر کے آئے — ان چغدوں کو بادشاہ کی سینکڑوں خبریں سنائے

---

[۱] که فلاں۔ اگر ان کو یہ پیغام دو کہ فلاں جگہ ایک معشوق ہے۔ وہ تم پر عاشق ہے اور تمہیں خوب جانتا ہے۔ ور تو۔ یعنی اگر انہیں خدا کی طرف بلاؤ تو نا گوارا ہوتا ہے۔ از جہاں یہ پیغام دو کہ فانی دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرو۔ قصد۔ تو یہ لوگ اس پیغام پر پیغامبر کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔

[۲] بز۔ یہ لوگ اللہ کے پیغام کو جو رد کرتے ہیں تو کسی دین کی حمایت میں نہیں کرتے ہیں بلکہ چونکہ ان کو اس فانی دنیا سے دلچسپی ہے اس لئے رد کرتے ہیں اور ان کو میٹھا پیغام تلخ لگتا ہے اور ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ خرقه۔ زخمی گدھے کے زخم ڈھونے کے لئے اگر کوئی شخص اس کے پھائے اکھاڑتا ہے تو وہ گدھا لاتیں مارتا ہے۔

[۳] خاصه۔ خصوصاً جب زیادہ اور خراب زخم ہوں اور پھائے اوپر چپک گئے ہوں تو گدھا زیادہ لاتیں مارتا ہے۔ خانماں۔ ان دنیا داروں کی حرص انکے زخم ہیں اور گھر بار ان زخموں کے پھائے ہیں۔ چغد۔ الو کا مسکن ویرانہ ہے اگر اس کو کوئی بغداد اور طبس شہروں کو خوبی سنائیگا تو وہ بھی سننے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ گر بیاید۔ اگر کوئی اللہ کا پیغمبر انکو اللہ کی باتیں سناتا ہے تو یہ دنیا دار چغد اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

شرح دارُالمُلک و باغستان و جُو ‎ پس برو افسوس دارد ہر عدُو
دارالسلطنت اور باغ اور نہر کی تفصیل ‎ تو ہر دشمن اس کا مذاق اڑائے گا

کہ چہ[1] باز آورد افسانہ کہُن ‎ کز گزاف ولاف میبافد سخن
کہ باز پرانا قصہ کیوں لایا ‎ کہ بیہودہ اور شیخی کی باتیں کر رہا ہے

کہنہ ایشانند و بوسیدہ ابد ‎ وَرنہ آں دم کہنہ رانَو میکند
پرانے اور ہمیشہ کے لئے سڑے ہوئے وہ ہیں ‎ ورنہ وہ بات پرانے کو نیا کر دیتی ہے

مُردگانِ کہنہ راجاں میدہد ‎ تاجِ عقل و نُورِ ایماں میدہد
پرانے مردوں کو جان عطا کر دیتی ہے ‎ عقل کا تاج اور ایمان کا نور دے دیتی ہے

دل مَدزد از دلرُبائے روح بخش ‎ کہ سَوارت میکُند بر پشتِ رَخش
روح بخشنے والے معشوق سے دل نہ چرا ‎ کیونکہ وہ تجھے عمدہ گھوڑے پر سوار کر دیگا

سَر[2] مدزد از سرفرازِ تاج دہ ‎ کوز پائے دل کشاید صد گرہ
سر بلند کرنیوالے تاج بخشنے والے سے سر نہ چھپا ‎ کیونکہ وہ دل کے پاؤں سے سینکڑوں گرہ کھولدیگا

باکہ گویم . ہمہ دہ زندہ کو ‎ سُوئے آبِ زندگی پوئندہ کو
کس سے کہوں، پورے گاؤں میں زندہ کون ہے؟ ‎ آبِ حیات کی جانب دوڑنیوالا کون ہے؟

تو بیک خواری گریزانی زعشق ‎ تو بجُز نامے چہ میدانی زعشق
تو ایک ذلت کیجہ سے عشق سے بھاگ جانیوالا ہے ‎ تو عشق کے نام کے سوا کیا جانتا ہے؟

عشق را صد نازو اِستکبار ہست ‎ عشق با صد نازمی آید بدست
عشق کے سینکڑوں ناز اور غرور ہیں ‎ عشق سینکڑوں نازوں سے ہاتھ لگتا ہے

عشق[3] چوں وافی ست وافی میخرد ‎ دَر حریفِ بیوفامی ننگرد
عشق چونکہ وفادار ہے، وفادار کا خریدار ہے ‎ بیوفا دوست کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

چوں درخت ست آدمی و بیخ عہد ‎ بیخ راتیمار می باید بجُہد
انسان درخت کی طرح ہے اور (وفا) عہد جڑ ہے ‎ جڑ کی کوشش سے حفاظت کرنی چاہیے

عہدِ فاسد بیخِ بوسیدہ بُود ‎ وز ثمارِ لُطف ببریدہ بُود
خراب عہد، سڑی ہوئی جڑ ہوتا ہے ‎ اور مہربانی کے پھلوں سے کٹا ہوا ہوتا ہے

---

[1] کہ چہ۔ دنیادار پیغمبر کی باتوں پر کہتے ہیں کہ یہ پرانی کہانیاں ہیں۔ کہنہ۔ یہ خود پرانے اور بوسیدہ ہیں ورنہ یہ باتیں تو پرانے کو بھی نیا بنا دیتی ہیں۔ مُردگاں۔ جن لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں یہ باتیں انکوئی زندگی بخشدیتی ہیں عقل کا تاج اور ایمان کا نور عطا کر دیتی ہیں۔ دل مَدُزد۔ اس دلربا کی ان باتوں سے دل نہ چراوہ تیرے سرکش نفس پر تجھے قابو دیگا۔

[2] سَر مَدُزد۔ یہ پیغمبر وقت تجھے تاج پہنا دیگا تیرے دل کی گرہیں کھول دے گا۔ با کہ گویم۔ لیکن ان باتوں کے سننے والے کہاں ہیں۔ آبِ حیات کے طالب مفقود ہیں۔ تو بیک خواری عشق میں اگر ایک ذلت اٹھانی پڑجائے تو تو عشق کو چھوڑ بھاگتا ہے تو نے صرف عشق کا نام سنا ہے اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے عشق بہت متکبر اور نازوں بھرا ہے بہت مصیبتوں سے ہاتھ لگتا ہے۔

[3] عشق۔ عشق وفادار ہے وہ وفاداری کو حاصل ہوتا ہے وہ بے وفا کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔ بیخ عہد۔ انسانیت کی اصل اور جڑ وفاداری ہے اور درخت کی جڑ کی حفاظت ضروری ہے۔ عہد فاسد۔ جس شخص میں وفاداری نہ ہو وہ اس درخت کی طرح ہے جو جڑ گل جانے سے پھلوں سے محروم ہو گیا ہو۔

شاخ او برگِ نخل اگرچہ سبز بُود — با فساد بیخ سبزی نیست سُود

کھجور کی شاخ اور پتے اگرچہ سبز ہوں — جڑ کی خرابی کے ہوتے ہوئے سبزی مفید نہیں ہے

وَرندارد برگِ سبزو بیخ ہَست — عاقبت بیروں کند صد برگ دست

اور اگر سبز پتے نہ ہوں اور جڑ (صحیح) ہے — انجام کار سینکڑوں پتے ہاتھ نکالیں گے

تو مشو غرّہ بعلمش عہد جُو — علم چوں قشرست عہدش مغز اُو

تو اس کے علم سے دھوکا نہ کھا، عہد کی جستجو کر — علم چھلکا جیسا ہے اس کا عہد اس کا مغز ہے

دَربیان۲ آنکہ مَردبَد کار چوں ممکن شود دَر بَد کاری و اثرِ دولتِ نیکو کاراں بہ بیند شیطان صفت شود و مانعِ خیر گردد از حَسَد

اس کا بیان کہ بدکار انسان جب بدکاری میں لگ جاتا ہے اور نیکوں کی دولت کا اثر دیکھتا ہے شیطان جیسا بن جاتا ہے اور حسد سے شیطان کی طرح بھلائی کیلئے مانع بنجاتا ہے

ہمچوں شیطاں کہ خرمن سوختہ ہمہ را خرمن سوختہ خواہد

کیونکہ جس کا کھلیان جل گیا ہو سب کو جلے ہوئے کھلیان والا چاہتا ہے

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی

کیا تونے نہیں دیکھا اس کو جو بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے

وافیاں راچوں بہ بینی کردہ سُود — توچو شیطانے شوی آنجا حسُود

جب تو وفا داروں کو سود مند دیکھتا ہے — تو تو شیطان کی طرح اس وقت حاسد بنجاتا ہے

ہر کہ رابا شد مزاج و طبع سُست — او نخواہد ہیچکس راتندرست

جس شخص کا مزاج اور طبیعت مریض ہو — وہ کسی کو تندرست دیکھنا پسند نہیں کرتا

گر نخواہی رشک ابلیسی بیا — از درِ دعوے بدر گاہِ وفا

اگر تو شیطان کا سا حسد نہیں کرنا چاہتا ہے، آجا — دعوے کے دروازے سے ہٹ کر وفا کی درگاہ میں

چوں۳ وفایت نیست بارے دم مزن — کایں سخن دعویست اغلب ما ومن

جبکہ تجھ میں وفا نہیں ہے اس کا نام نہ لے — کیونکہ یہ بات اکثر تکبر کا دعویٰ ہے

ایں سخن دَر سینہ دخلِ مغزہاست — دَرخموشی مغزِ جاں راصَد نماست

یہ بات سینے میں مغزوں کی آمدنی ہے — چپ رہنے میں جان کے مغز کا بہت اضافہ ہے

چوں بیاید دَر زباں شدُ خرج مغز — خرج کم کُن تا بماند مغز نغز

جب وہ بات زبان پر آئی مغز خرج ہو گیا — خرچ نہ کرتا کہ عمدہ مغز باقی رہے

---

۱ شاخ۔ جس درخت کی جڑ گل گئی ہو اس کے پتوں کی سبزی کچھ مفید نہیں ہے۔ ورندارد۔ اگر جڑ درست ہے، پتوں کے جھڑ جانے سے کوئی نقصان نہیں ہے پتے پھر آجائیں گے۔ تو مشو۔ کسی انسان کے علم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ اسمیں وفاداری کا مادہ ہے یا نہیں وفاداری انسان کا جوہر ہے۔

۲ دربیان۔ انسان جب خود بھلائیوں سے محروم ہوتا ہے تو دوسروں کی بھلائیوں سے شیطان کی طرح جلنے لگتا ہے اور چاہتا ہے وہ بھی بھلائی سے محروم ہوجائیں یہی حال ابوجہل کا تھا آنحضور کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکتا تھا۔ وافیان۔ ناکام انسان بامراد انسانوں پر شیطان کی طرح حسد کرتا ہے۔ ہر کہ شک کتا سب کو تک کتا دیکھنا چاہتا ہے۔ گرنخواہی اگر انسان اس ابلیسی صفت سے بچنا چاہیے تو خود کو کامیاب بنائے

۳ چوں۔ جب انسان وفاداری سے خالی ہے تو اس کو خاموش رہنا چاہیے اسلئے کہ اس صورت میں اس کے دعوے میں دو برائیاں ہونگی ایک بیوفائی دوسرے دروغگوئی۔ کایں سخن۔ انسان کی زیادہ باتیں عموماً تکبر پر مبنی ہوتی ہیں۔ دخل۔ آمدنی۔ جب تک بات سینے میں ہے وہ روح کا جوہر ہے اس کو خرچ نہ کرنا چاہیے چون بیاید۔ بات کرنے سے روح کا جوہر صرف ہوتا ہے تو اس کو خرچ نہ کرنا چاہیے۔

مردِ کم گوینده را فکریست زَفت ¹ — قشرِ گفتن چوں فزوں شد مغز رفت
کم گو انسان کا خیال وزنی ہوتا ہے — باتیں کرنے کا چھلکا جب بڑھا عمدہ مغز ختم ہو گیا

پوست افزوں گشت وکمتر گشت مغز — پوست کمتر شد فزوں شد مغز نغز
چھلکا بڑھا ، اور مغز گھٹا — چھلکا گھٹا ، تو عمدہ مغز بڑھا

بنگر ایں ہر سہ زخامی رَستہ را — جوز راؤ لوز راؤ پستہ را
ان تین کچے ہوؤں کو دیکھ لے — اخروٹ کو اور بادام کو اور پستہ کو

ہر کہ اُو عصیاں کند شیطاں شوَد — کہ حسودِ دولتِ نیکاں شود
جو نا فرمانی کرتا ہے ، شیطان بن جاتا ہے — کیونکہ وہ نیکوں کی دولت کا حاسد ہو جاتا ہے

چونکہ در عہدِ خدا کردی وفا — از کرم عہدت نگہدارد خدا
جب تو نے خدا کے عہد کی وفا کی — عنایت کر کے، خدا تیرے عہد کی حفاظت کرتا ہے

از وفائے حق تو بَستہ دیدہٗ — اُذْکُرُوْا اَذْکُرْکُمْ ² نشنیدہٗ
اللہ (تعالیٰ) کی وفاداری سے تو نے آنکھ بند کرلی ہے — "تم یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا" تو نے نہیں سنا ہے

گوش نہ اُوْفُوْا بِعَھْدِیْ گوش دار — تا کہ اُوْفِ عَھْدَکُمْ آید زیار
کان لگا ، "تم میرے عہد کی وفا داری کرو" سن — تا کہ دوست کی جانب سے میں تمہارا عہد پورا کرونگا کی بشارت ہے

عَہد وقرضِ ماچہ باشد اے حزیں — ہمچو دانہ خشک کِشتن در زمیں
اے غمگین ! ہمارا عہد اور قرض کیا ہوتا ہے ؟ — (ایسا ہی ہے) جیسا کہ زمین میں خشک دانہ بونا

نے زمیں رازاں فروغ وکمتری ³ — نے خداوند زمیں راتا نگری
اس سے زمین کو کوئی اضافہ یا برھوتری نہیں ہے — نہ زمین کے مالک کے لئے مالداری ہے

جز اشارت کہ ازیں می بایدم — کہ تودادی اصل این را از عدم
سوائے اس اشارے کے کہ مجھے اس میں سے درکار ہے — کیونکہ تو نے ہی اس کی اصل کو عدم سے عنایت کیا تھا

خوردم و دانہ بیاور دم نشاں — کہ ازیں نعمت بسُوئے ما کشاں
میں نے کھالیا اور ایک دانہ نشانی کیلئے لے آیا ہوں — کہ اس نعمت کو ہمارے لئے بھیجدے

پس دُعائے خشک ہل اے نیکبخت — کہ فشاند دانہ می خواہد درخت
اے نیک بخت ! خشک دعا کو چھوڑ دے — جو کہ دانہ بکھیرتا ہے درخت چاہتا ہے

گرنہ داری دانہ ایزد زاں دُعا — بخشدت نخلے کہ نِعْمَ مَا سَعٰی
اگر تیرے پاس دانہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس دعا سے — تجھے کھجور عنایت کردیگا کیونکہ اسنے جو کوشش کی ہے اچھی ہے

---

۱ مرد۔ اصل خیال مغز ہے اور اس کی تعبیر کے الفاظ چھلکا ہیں جس قدر چھلکا کم ہو گا گودا بڑھے گا۔ بنگر۔ اخروٹ اور بادام اور پستہ کو دیکھ لے ان کا اگر چھلکا موٹا ہے گری کم نکلیگی۔ ہر کہ۔ گنہگار شیطان صفت حاسد بن جاتا ہے۔ چونکہ۔ جب انسان عہد اَلَسْتُ یا فرائض کے عہد میں وفاداری دکھاتا ہے۔ تو پھر خدا اس کے عہد کی نگہبانی فرماتا ہے اور عہد شکنی سے بچا دیتا ہے۔

۲ اُذْکُرُوْا۔ قرآن پاک میں ہے اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْنِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکریہ ادا کرو اور کفر نہ کرو" نیز قرآن پاک میں ہے اَوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ "تم میرے عہد کی وفا کرو میں تمہارے عہد کی وفا کروں گا۔ عہد وقرض۔ ہم جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں یا اس کو قرض دیتے ہیں اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ہم زمین میں ایک دانہ بوتے ہیں اس سے زمین کو فائدہ نہیں ہے ہمارا فائدہ ہے۔

۳ کَمْتَرِی۔ مٹاپا۔ تا نگری۔ تونگری، مالداری جز۔ دانہ بونے میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح تو نے اس دانہ کو عدم سے موجود فرمادیا مجھے اسی قسم کا غلہ عطا فرما دے۔ خوردم۔ دانہ بونے والا یہ کہتا ہے کہ میں نے جو تیری نعمت کھائی وہ اسی قسم کی تھی یہ نعمت مجھے اور دیدے۔ دعائے خشک۔ یعنی عمل سے خالی دعا۔ خراب بیج ہے اس سے درخت نہ اگے گا۔ گر نداری۔ یعنی عمل کے ساتھ دعا کرنا تجھے میسر نہیں تو وہ دے دعا کر اس دعا سے مقصود حاصل ہو جائیگا۔

ہمچو مریم ۱ دَرد بودش دانہ نے
جس طرح کہ حضرت مریم انکے پاس درد تھا دانہ نہ تھا
سبز کرد آں نخل را صاحب فنے
صاحب تدبیر نے اس کھجو کو سر سبز کر دیا

زانکہ وافی بود آں خاتونِ راد
کیونکہ وہ داتا خاتون وفا دار تھیں
بے مرادش داد یزداں صد مراد
اللہ نے ان کے مانگے بغیر سینکڑوں مرادیں دیدیں

آں جماعت راکہ وافی بُودہ اند
جو لوگ وفا دار ہوتے ہیں
بر ہمہ اَصناف شاں افزودہ اند
تمام طبقوں پر ان کو فضیلت دیدی گئی ہے

گشت دریا ہا شکم پرد ازِ شاں
دریا ان کی پرورش کرنے والے بنے ہیں
صحن میدانہا نتاند رازِ شاں
میدانوں کی وسعت ان کے راز نہ (سما) سکی

گشت دریا ہا مسخر شان و کوہ
دریا اور پہاڑ ان کے تابع فرمان بنے
چار عنصر نیز بندہ آں گروہ
اس جماعت کے چاروں عناصر بھی غلام بنے

ایں ۲ خود اکرامیست از بہرِ نشاں
یہ دکھانے کے لئے اکرام ہے
تابہ بینند اہلِ انکاراں عیاں
تاکہ منکرین واضح طور پر دیکھ لیں

آں کرامتہائے پنہاں شاں کہ آں
ان کے وہ پوشیدہ کرامتیں ہیں کہ وہ
دَر نیاید دَر حواس و دَر بیاں
حواس اور بیان میں نہیں آسکتیں

کارآں دارد خود آں باشد ابد
وہ ایسے کام رکھتی ہیں کہ وہ ابدی ہوتے ہیں
دائماً نے منقطع نے مسترد
مسلسل، نہ منقطع ہوتے ہیں، نہ مسترد

بلکہ باشد دَر ترقی دمبدم
بلکہ وہ ہر لحظہ ترقی میں ہوتے ہیں
ہست آں بخشندۂ صاحب کرم
وہ عطا کرنے والا کریم ہے

در مناجات

دُعا

اے ۳ دہندہ قوت و تمکین و ثبات
اے روزی اور استقلال اور پائیداری عنایت کرنیوالے
خلق رازیں بے ثباتی دہ نجات
مخلوق کو اس نا پائیداری سے نجات دیدے

اندراں کاریکہ ثابت بودنی ست
اس کام میں جو پائیداری کے قابل ہے
قائمی دہ نفس راکہ منثنی ست
نفس کو ٹکاؤ عنایت کر دے وہ پلٹ جانیوالا ہے

اندراں کاریکہ دارد آں ثبات
وہ کام جو پائیدار ہو
قائمی دہ نفس را بخشش حیات
نفس کو ٹکاؤ دے اس کو زندگی بخش

---

۱ ہمچو مریم۔ حضرت مریم نے کھجور کی گھٹلی نہیں بوئی تھی البتہ ان کو درد تھا اس سے درخت اگ آیا۔ آں جماعت۔ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والے سب سے افضل ہیں۔ گشت۔ حضرت موسیٰ نے تابوت میں دریا میں رہتے ہوئے اور حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں دریا میں رہتے ہوئے۔ پرورش پائی۔ چار عنصر۔ مختلف جگہ بتا دیا گیا ہے کہ آگ، پانی، ہوا، مٹی نے انبیاء کی مدد کی۔

۲ ایں خود۔ معجزے محض لوگوں کو دکھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ آں کرامتہائے۔ لیکن باطنی کرامتیں جو عوام کی نگاہوں سے مخفی ہیں۔ وہ اصل ہیں اور وہ دمبدم بڑھتی رہتی ہیں جیسی کہ استقامت فِی الدِّیْنِ اور اتباع سنت وغیرہ۔

۳ اے دہندہ چونکہ پہلے وفاداری اور عہد کی پابندی کا ذکر آیا تھا تو مولانا نے اس کے لئے دعا شروع کر دی ہے۔ ...... بے ثباتی۔ یعنی عہد پر قائم نہ رہنا اندر جن کاموں میں استقلال اور پائیداری ضروری ہے ان میں اس منحرف ہو جانیوالے نفس کو پائیداری عطا کر دے۔

صبر شاں بخش و کفۂ۱ میزاں گراں ... وارہاں شاں از دمِ صورتگراں
ان کو صبر عطا کر اور ترازو کا بھاری پلڑا ... بہروپیوں سے ان کو نجات دے

وز حسودی بازشاں خر اے کریم ... تانباشد از حسد دیوِ رجیم
اے کریم! ان کو حسد سے بچا لے ... تاکہ وہ حسد کی وجہ سے مردود شیطان نہ بنیں

در نعیمِ فانی و مال و جسد ... چوں ہمی سوزند عامہ از حسد
فانی نعمتوں اور مال اور جسم میں ... عوام حسد سے کیسے جلتے ہیں؟

بادشاہاں بیں کہ لشکر می کشند ... از حسد خویشانِ خود رامیکشند
بادشاہوں کو دیکھ کہ لشکر کشی کرتے ہیں ... حسد کی وجہ سے اپنوں کو مار ڈالتے ہیں

عاشقانِ لعبتانِ پر قذر ... کردہ قصدِ خون و جانِ یک دگر
گندی گڑیوں کے عاشق ... ایک دوسرے کا خون اور جان لیتے ہیں

ویس و رامیں خسرو شیریں بخواں ... تاچہ کردند از حسد آں ابلہاں
ویس اور رامیں، خسرو اور شیریں (کا قصہ) پڑھ لے ... ان احمقوں نے حسد سے کیا کیا ہے

تا فنا شد۲ عاشق و معشوق نیز ... کہ نہ چیزند و ہواشاں ہم نچیز
یہاں تک کہ عاشق اور معشوق بھی فنا ہو گیا ... کیونکہ وہ ناچیز تھے اور ان کی محبت بھی ناچیز تھی

پاک الٰہی کہ عدم برہم زند ... مر عدم را بر عدم عاشق کند
خدا (فنا سے) پاک ہے کیونکہ وہ عدم کو بھڑا دیتا ہے ... عدم کو عدم پر عاشق بنا دیتا ہے

در دلِ نہ دل حسد ہا سر کند ... نیست را و ہست را مضطر کند
بے دل کے دل میں حسد پیدا ہو جاتے ہیں ... معدوم اور موجود کو بے چین کر دیتا ہے

ایں زنانے کز ہمہ مشفق تراند ... از حسد و ضرہ خود رامی خورند
یہ عورتیں جو سب سے زیادہ شفقت کرنیوالی ہیں ... حسد کی وجہ سے دو سوکنیں اپنے آپ کو کھا جاتی ہیں؟

تاکہ۳ مردانے کہ خود سنگیں دل اند ... از حسد اندر کدامیں منزل اند
یہاں تک کہ مرد جو خود سنگدل ہیں ... حسد کی وجہ سے کونسی منزل میں ہیں؟

گر نکردے شرع افسونِ لطیف ... بر دریدے ہر کسے جسمِ حریف
اگر شریعت پاکیزہ منتر (تدبیر) مقرر نہ کرتی ... ہر شخص مخالف کا جسم پھاڑ ڈالتا

شرع بہرِ دفعِ شر رائے زند ... دیو را در شیشۂ حجت کند
شریعت شر کو رفع کرنے کیلئے ایک تدبیر کرتی ہے ... بھوت کو دلیل کی بوتل میں بند کر دیتی ہے

---

۱ کفہ۔ ترازو کا پلڑا، یعنی اس ترازو کا پلڑا جو قیامت میں اعمال کو تولنے کے لئے قائم کی جائے گی۔ صورتگراں۔ بہروپئے یعنی چھوٹے پیر۔ وز حسودی۔ حسد کی وجہ سے انسان شیطانی صفت سے متصف ہو جاتا ہے۔ در نعیم حسد عموماً ایسی چیزوں پر ہوتا ہے جو خود فانی ہیں۔ بادشاہاں۔ بادشاہ رشتہ داروں کو محض حسد کی وجہ سے قتل کرا دیتے ہیں عاشقاں۔ فانی اور بشریت کے لوازم سے پر معشوقوں کے عشق میں عاشق ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ ویس۔ ویس معشوقہ کے عاشق رامیں نے رقیبوں کو قتل کیا۔ خسرو شیریں کے عاشق نے فرہاد کو مروا دیا۔

۲ تا فنا شد۔ اس حسد کے نتیجہ میں عاشق بھی فنا ہوا اور معشوق بھی ہمیشہ زندہ نہ رہا۔ پاک۔ عشق ہو تو ذاتِ الٰہی سے ہو جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ کہ عدم۔ فانی معشوق کو فنا کر دیتا ہے۔ فانی کو فانی پر عاشق بنا دیتا ہے۔ در دل۔ وہ عاشق جو اپنے آپ کو بے دل کہتا ہے اس کے دل میں حسد سر ابھارتا ہے۔ ایں زنانے۔ عورتوں میں شفقت کا مادہ زیادہ ہے۔ لیکن وہ بھی حسد میں مبتلا ہیں۔ ایک سوکن دوسری سوکن کو کھائے جاتی ہے۔

۳ تاکہ مردانے۔ جب عورت کا یہ حال ہے تو سنگدل مردوں کے احوال کا اندازہ لگالو۔ افسون منتر۔ یعنی قصاص اور بدلے کا حکم شرع مشہور ہے کہ جن کو منتر کے ذریعہ بوتل میں قید کر دیا جاتا ہے شریعت بھی قاتل پر گواہوں وغیرہ کی حجت قائم کر کے اس کو قابو میں کر لیتی ہے۔

از گواه ۱ واز یمین وا ز نکول ‏ تا به شیشه در رود دیوِ فضول
گواہ اور قسم اور قسم کے انکار کے ذریعہ ‏ تاکہ بیہودہ بھوت بوتل میں آجائے

مثل میزانے کہ خوش در وے دو ضد ‏ جمع می آید یقیں در ہزل وجد
ترازو کی طرح کہ اس میں دونوں مخالف خوش ہوجاتے ہیں ‏ یقیناً متفق ہوجاتے ہیں مذاق میں اور سنجیدگی میں

شرع چوں کیل و ترازو داں یقیں ‏ کہ بدو خصماں رہند از جنگ و کیں
شریعت کو یقیناً پیمانہ اور ترازو کی طرح سمجھ ‏ کیونکہ دو جھگڑنے والے اس کے ذریعہ سے لڑائی اور کینہ سے نجات پاجاتے ہیں

گر ترازو نبود آں خصم از جدال ‏ کے رہد از وہمِ حیف و احتیال
اگر ترازو نہ ہو تو مخالف جھگڑے کی وجہ سے ‏ ظلم اور حیلہ گری کے وہم سے کب چھوٹ سکتا ہے؟

پس دریں مردارِ زشتِ بے وفا ‏ ایں ہمہ رشک ست خصمی و جفا
تو اس مردار، بری بے وفا دنیا، میں ‏ پورا رشک اور جھگڑا اور ظلم ہے

پس ۲ دراں اقبال و دولت چوں بود ‏ چوں شود جنّی و انسی در حسد
تو اس آخرت کے اقبال اور دولت میں کیسا ہوگا ‏ جن اور انسان کیسے حسد میں ہوں گے؟

آں شیاطین خود حسودِ کہنہ اند ‏ یک زماں از رہزنی خالی نیند
وہ شیطان خود پرانے حاسد ہیں ‏ تھوڑی دیر کے لئے بھی رہزنی سے خالی نہیں ہیں

واں بنی آدمؑ کہ عصیاں کشتہ اند ‏ از حسودی نیز شیطاں گشتہ اند
وہ بنی آدم جنہوں نے گناہ بوئے ہیں ‏ وہ بھی حسد کی وجہ سے شیطان بن گئے ہیں

از نُبے برخواں کہ شیطانانِ انس ‏ گشتہ اند از مسخِ حق با دیو جنس
قرآن میں پڑھ لے کہ انسانی شیطان ‏ اللہ (تعالیٰ) کے مسخ کرنے سے شیطان کے ہم جنس بن گئے ہیں

دیو چوں عاجز شود از افتتاں ‏ استعانت جوید او از انسیاں
شیطان، جب انسان کے فتنہ میں پڑنے سے عاجز آجاتا ہے ‏ وہ انسانوں سے مدد مانگتا ہے

کہ شما ۳ یارید باما یاریئے ‏ جانبِ مائید، جانب داریئے
کہ تم ہمارے دوست ہو، مدد کرو ‏ ہمارے جانب دار بنو، جانبداری کرو

گر کسے را رہ زنند اندر جہاں ‏ ہر دو گوں شیطان بر آید شادماں
اگر وہ دنیا میں کسی کی رہزنی کرتے ہیں ‏ تو دونوں قسم کے شیطان خوش ہوتے ہیں

ور کسے جاں بُرد و شد در دیں بلند ‏ نوحہ میدارند آں دو رشک مند
اگر کسی نے جان بچالی اور دین میں بلند ہوگیا ‏ دونوں رشک کرنے والے روتے ہیں

۱ از گواہ۔ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ثبوت کیلئے اس سے گواہ طلب کئے جاتے ہیں ورنہ مدعیٰ علیہ سے قسم لی جاتی ہے اور اس کی قسم اور اس قسم سے انکار پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نکول۔ قسم سے انکار کرنا۔ مثل میزانے۔ فریقین کا مطمئن کرنے کا یہ طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ترازو فریقین کو مطمئن کر دیتی ہے۔ شرع۔ یہ شرعی فیصلہ فریقین کیلئے اسی طرح باعث اطمینان ہوتا ہے۔ جس طرح چیز کو ناپ کر یا تول کر فیصلہ کرنا باعث اطمینان ہوتا ہے۔ حیف۔ ظلم۔ احتیال۔ حیلہ گری۔

۲ پس۔ جب دنیا کی ناپائیدار چیزوں میں حسد اور رشک کا یہ حال ہے تو اخروی نعمتوں میں حسد اور رشک کا اندازہ خود لگا لو۔ آں شیاطین۔ شیطان تو حاسد ہوتا ہی ہے۔ انسان بھی حسد کر کے شیطان بن جاتا ہے۔ از نُبے۔ قرآن میں شیطانوں کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں ایک جنی ایک انسی۔ دیو۔ جنی شیطان جب کسی معاملہ میں خود عاجز آجاتا ہے تو پھر انسانوں میں سے شیاطین کو اپنی مدد کیلئے بلاتا ہے۔ افتتان۔ فتنہ میں مبتلا ہونا۔

۳ کہ شما۔ شیطان مایوس ہو کر انسانی شیطانوں کو پکارتا ہے یارے۔ یعنی تم تھوڑی سی مدد کرو گر کسے۔ اگر کوئی کسی کو گمراہ کرتا ہے تو جنی اور انسانی شیطان اس پر خوشی مناتے ہیں۔ ور کسے۔ اگر کسی سے نیکی صادر ہوتی ہے تو دونوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔

ہَر دوی ۱؎ خایند دندانِ حَسَد بَر کَسے کہ داد ادیب اُورا خِرَد

دونوں حسد سے دانت پیستے ہیں اس شخص پر جس کو استاد نے عقل سکھا دی ہو

پرسیدنِ شاہ ازاں مُدّعیِ نبوّت کہ آنکہ رسولِ راستیں باشد و ثابت شود با اوچہ باشد کہ کسے را بخشد و یا بصحبت و خدمتِ اُوچہ بخشش یا بند غیرِ نصیحت کہ بزبان میگوید

بادشاہ کا نبوت کے مدعی سے دریافت کرنا کہ جو سچا رسول ہو اور ثابت ہو جائے تو اس کے پاس کیا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بخشے اور اس کی صحبت و خدمت سے وہ کیا بخشش پائیں گے سوائے اس نصیحت کے جو وہ زبانی کرتا ہے

شاہ پرسیدش کہ بارے وحی چیست یا چہ حاصل دارد آنکس کو نبی ست

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اب تیری وحی سے فائدہ کیا ہے یا جو نبی ہے اس کو کیا ملتا ہے؟

یا چہ بخشد ہر کسے را در سخن غیرِ ایں نُصحِ زباں کُن یا مکُن

یا وہ بات کرنے میں کسی کو کیا دیتا ہے؟ سوائے اس زبانی نصیحت کے کر یا نہ کر

چیست نفع از خدمتش در صحبتش وانکہ تابع گشت چہ بود رفعتش

اس کی صحبت میں اس کی خدمت سے کیا نفع ہے؟ اور جو اس کے تابع ہو جائے اس کو کیا بلندی حاصل ہے؟

گفت خود آں چیست کش حاصل نشد یا چہ دولت ماند کو واصل نشد

اس نے کہا وہ کیا چیز ہے جو اس کو حاصل نہ ہوئی؟ یا وہ کونسی دولت رہ گئی جو اس کو نہ ملی؟

گیرم ۲؎ ایں وحیِ نبی گنجور نیست ہم کم از وحیِ دلِ زنبور نیست

میں نے مانا کہ یہ خزانہ کے مالک کی وحی نہیں ہے پھر بھی شہد کی مکھی کے دل کی وحی سے کم نہیں ہے

چونکہ اَوْحَی الرَّبُّ اِلَی النَّحْل آمد است خانہ وحیش پُر از حلوا شد است

"چونکہ اللہ نے شہد کی مکھی کو وحی کی" نازل ہوا ہے اس کی وحی کا گھر شہد سے بھر گیا ہے

اُو ۳؎ بنورِ وحیِ حق عزوجل کرد عالم را پُر از شمع و عسل

اس نے اللہ عزوجل کی وحی کے نور سے دنیا کو موم اور شہد سے بھر دیا

ایں کہ کَرَّمْنَاست بالا می رود وحیش از زنبور کے کمتر بود

یہ جو کہ "ہم نے عزت بخشی" ہے اونچا جاتا ہے اس کی وحی شہد کی مکھی سے کب کم ہو گی؟

۱؎ ہر دو۔ دونوں قسم کے شیطان نیکی کرنے والے پر غضبناک ہوتے ہیں۔ پرسیدن: بادشاہ نے اس مسخرے سے پوچھا کہ وحی سے صاحب وحی اور دوسروں کو کیا فائدہ ہے؟۔ بارے بمعنی اب یا بار بمعنی پھل اور یا اضافت کے کسرے کے عوض میں ہے۔ حاصل۔ پیداوار، آمدنی کن یا مکن۔ یعنی امر اور نہی...... وانکہ۔ ماننے والوں کو کیا بلندی حاصل ہوتی ہے۔ گفت۔ مسخرہ نے کہا آپ یہ بتایئے کہ وہ کونسا فائدہ ہے جو صاحب وحی کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔

۲؎ گیرم۔ اس مسخرے نے کہا میں نے مانا کہ میری وحی وہ وحی نہیں ہے جو کسی بڑے نبی کے پاس آئی ہو لیکن شہد کی مکھی کو جو وحی آئی تھی اس سے تو کم درجہ کی نہیں ہے۔ وحی کے دو معنیٰ ہیں۔ ایک تو وہ کلام خداوندی جو کسی فرشتہ کے ذریعہ کسی نبی پر نازل ہو۔ دوسرے معنیٰ اشارے اور دل میں کسی بات کے آنے کے ہیں۔ مسخرے نے دوسرے معنیٰ مراد لئے ہیں۔ اوحی۔ قرآن پاک میں ہے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں سے اور درختوں سے اور ان سب چیزوں سے جن سے وہ چھپریاں بناتے ہیں۔ گھر بنائیں۔

۳؎ او۔ شہد کی مکھیوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ ہی دنیا کو شہد اور موم عطا کیا ہے۔ کَرَّمْنَا۔ قرآن پاک ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ بے شک ہم نے بنی آدم کو بڑائی بخشی ہے۔

نے تو اَعْطَیْنَاکَ کَوْثَرْ ۱ خواندہٗ — پس چرا خشکے و تشنہ ماندہٗ

کیا تو نے ہم نے تجھے کوثر دیدی ہے نہیں پڑھا ہے؟ — پس تو کیوں خشک اور پیاسا ہے ؟

یا مگر فرعونی و کوثر چو نیل — بر تو خوں گشت ست ناخوش اے علیل

یا شاید تو فرعون اور کوثر نیل کی طرح ہے ؟ — اے بیمار! جو تجھ پر خون اور ناگوار بن گئی ہے

توبہ کن بیزار شو از ہر عدو — کو ندارد آبِ کوثر در کدو

توبہ کر لے، خدا کے ہر دشمن سے بیزار بن جا — جس کے کدو میں آب کوثر نہیں ہے

ہر کہ را دیدی ز کوثر سُر خرو — اُو محمدؐ خوست با اُو گیر خو

تو جس کو کوثر سے سُرخرو دیکھے — وہ محمدؐ کے مزاج والا ہے اس کی عادت اختیار کر

تا اَحَبَّ اللّٰہُ آئی در حسیب — کز درختِ احمدی با اُوست سیب

تاکہ تو "اس نے خدا سے محبت کی" کی شمار میں آجائے — کیونکہ اس کے پاس احمدیؐ درخت کے سیب ہیں

ہر کرا دیدی ز کوثر خشک لب — دشمنش میدار ہمچوں مرگ و تب

تو جس کو کوثر سے خشک لب دیکھے — اس کو موت اور بخار کی طرح دشمن سمجھ

زانکہ ۲ اُو بوجہل شد یا بولہب — دور شو زو تا نیفتی در کرب

کیونکہ وہ ابو جہل یا ابو لہب ہے — تو اس سے بھاگ جا، تاکہ مصیبت میں نہ پھنسے

گرچہ بابائے تو ہست و مامِ تو — کو حقیقت ہست خوں آشامِ تو

خواہ وہ تیرا باپ یا ماں ہو — کیونکہ وہ دراصل تیرا خون پینے والا ہے

از خلیلِ حق بیاموز اے پسر — کہ شد اُو بیزار اوّل از پدر

اے بیٹا! حضرت ابراہیمؑ سے سیکھ لے — کہ وہ پہلے باپ ہی سے بیزار ہوئے

تاکہ اَبْغَضَ لِلّٰہ آئی پیشِ حق — تا نگیرد بر تو رشکِ عشق دق

تاکہ تو اللہ کے سامنے اس نے خدا کیلئے بغض کیا ہے — تاکہ تیرے اوپر عشق کا رشک مصیبت نہ ڈالے

تا نخوانی ۳ لا وَ اِلّا اللّٰـہ را — در نیابی منہجِ ایں راہ را

جب تک تو "لا اور الا اللہ" نہ پڑھ لے گا — اس طریقہ کا راستہ نہ پائے گا

داستانِ آں عاشق کہ با معشوقِ خود برمی شمرد خدمتہائے

اس عاشق کی داستان جو اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور

---

۱ کوثر۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے "اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرْ" بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے" کوثر حقیقتاً جنت میں ایک حوض ہے یہاں اس سے آنحضورؐ کے ظاہری اور باطنی فیوض مراد ہیں۔ یا مگر۔ شاید تو فرعون صفت ہے کہ تیرے لئے کوثر کوثر نہیں رہی جیسا کہ فرعون کے لئے دریائے نیل کا پانی، پانی نہ رہا تھا بلکہ خون بن گیا تھا۔ توبہ کن۔ جو انسان آنحضورؐ کی اس کوثر سے سیراب نہیں ہوا ہے۔ اس سے ہر شخص کو بیزار رہنا چاہیے۔ ہر کہ جس شخص نے حضورؐ کی کوثر سے سیرابی حاصل کی ہے تم اس کی عادت اختیار کرو۔ احب حدیث شریف میں ہے "مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ" جس شخص نے اللہ کیلئے محبت کی اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

۲ زانکہ۔ جو شخص کوثر نبوی سے مستفید نہیں ہے وہ ابو جہل اور ابولہب صفت ہے اس سے دور رہنا چاہیے خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔ از خلیل حضرت ابراہیمؑ کافر باپ آزر سے بیزار ہو گئے تھے۔ تاکہ جب تو اللہ کے لئے کسی سے ناراض ہوگا تب عشق میں سچا ثابت ہوگا۔

شعر:

توحید تو یہ ہے کہ خدا معشوق میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

۳ تا نخوانی۔ "لا" سے غیر اللہ کی نفی اور "الا اللہ" سے اللہ کا اقرار مراد ہے۔ مومن میں جب دونوں باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جب ہی وہ سیدھے راستہ پر سمجھا جاتا ہے۔ داستان۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عاشق کو معشوق کے سوا ہر چیز سے دست کش ہو جانا چاہیے۔

۱

و وفائے خود را وشبہائے دَر از تتجافٰی جُنُوبُھُم عَنِ الْمَضَاجِعِ
اپنی وفا داریاں اور اپنی دراز راتیں شمار کر رہا تھا کہ ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں

را و بینوائیِ خود را و جگر تِشنگی روز ہائے دَراز و می گفت کہ
کو اور اپنی بے سرو سامانی اور عرصہ دراز کی جگر کی پیاس کو اور کہتا تھا کہ مجھے

من جُزایں خدمت ندانم اگر خدمتے دیگرست مرا ارشاد کُن
اس خدمت کے سوا کچھ نہیں آتا ہے اگر کوئی اور خدمت ہے تو مجھے بتا دیجئے

کہ ہرچہ فرمائی مُنقادم اگر در آتش رفتن ست چوں خلیل[۱] علیہ
کیونکہ جو آپ کہیں میں تابعدار ہوں، خواہ حضرت ابراہیم کی طرح آگ میں گھسنا ہو

السّلام و اگر درد ہانِ نہنگِ دریا اُفتاد نست چوں یونس علیہ
خواہ حضرت یونسؑ کی طرح نا کے منہ میں جانا ہو خواہ

السّلام واگر ہفتا دبار کُشتہ شدُن ست چوں جرجیس علیہ السّلام واگراز
حضرت جرجیسؑ کی طرح ستر بار قتل ہونا ہو خواہ حضرت

گریہ نا بینا شدن ست چوں شعیب علیہ السّلام و وَفا و جانبازیِ
شعیبؑ کی طرح اندھا بننا ہو اور انبیاء کی جاں بازی اور وفا کی تو

انبیارا شمار نیست وجواب گفتن معشوق اُورا

گنتی ہی نہیں ہے اور معشوق کا اس کو جواب دینا

آں یکے عاشق بہ پیشِ یارِ خود
ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے

می شمُرد از خدمت و از کارِ خود
اپنا کام، اور خدمت گنا رہا تھا

کز بَرائے تو چُنیں کردم چُناں
کہ میں نے تیری خاطر ایسا ایسا کیا

تیر ہا خوردم دریں رزم[۲] و سِناں
اس جنگ میں تیر اور بھالا کھایا

مال رفت و زور رفت و نام رفت
مال گیا اور طاقت گئی اور نام گیا

بر من از عشقت بسے نا کام رفت
مجھے تیرے عشق میں بہت سی محرومیاں ہوئیں

ہیچ صُبحم خُفتہ یا خنداں نیافت
کسی صبح نے مجھے سوتے یا ہنستے نہ پایا

ہیچ شام باسَر و سَاماں نیافت
کسی شام نے مجھے با سرو سامان نہ پایا

آنچہ اُو نوشیدہ بُود از تلخ و دُرد
اس نے جو بھی کڑواہٹ اور تلچھٹ پی تھی

اُو بتفصیلش یکا یک می شمرد
وہ اس کو ایک ایک کر کے گن رہا تھا

---

[۱] خلیل اللہ حضرت ابراہیم عشق خداوندی کی وجہ سے نمرود کی آگ میں گھسے۔ یونسؑ۔ حضرت یونسؑ عشق کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ جرجیسؑ۔ جرجیسؑ کو بار بار قوم نے شہید کیا۔ شعیبؑ۔ حضرت شعیبؑ عشق خداوندی میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔

[۲] رزم۔ جنگ۔ سنان۔ بھالا۔ ہیچ۔ میں کسی صبح کو نہ سو سکا نہ ہنس سکا اور ہر شام کو بے سرو سامان رہا۔

نز برائے ۱ منّتے بَل می نمُود ‏ ‏ ‏ بر درستیِ محبت صد شہُود

احسان جتانے کے لئے نہیں بلکہ ظاہر کر رہا تھا ‏ ‏ ‏ محبت کی سچائی پر سینکڑوں گواہ

عاقلاں را یک اشارت بس بُود ‏ ‏ ‏ عاشقاں را تشنگی زاں کے رَود

عقلمندوں کے لئے ایک اشارہ کافی ہے ‏ ‏ ‏ اس سے عاشقوں کی پیاس کب بجھتی ہے؟

میکُند تکرار گفتن بے ملال ‏ ‏ ‏ کے ز اشارت بس کُند حوت از زلال

وہ بلا تکلف بات کو دہرا رہا تھا ‏ ‏ ‏ مچھلی نیر پانی کے بدلے اشارہ پر کب بس کرتی ہے؟

صَد سخن ۲ میگفت زاں دردِ کُہن ‏ ‏ ‏ در شکایت کہ نگفتم یک سخن

پرانے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں کہہ رہا تھا ‏ ‏ ‏ شکایت میں میں نے (اُس سے پوری) ایک بھی نہیں کہی ہے

آتشے بودش نمید انست چیست ‏ ‏ ‏ لیک چوں شمع از تفِ آں میگریست

اس کے اندر اک آگ تھی وہ نہ جانتے تھا کہ کیا ہے؟ ‏ ‏ ‏ لیکن شمع کی طرح اس کی سوزش سے رو رہا تھا

بعدِ گریہ گفت لہٰذا رفت لیک ‏ ‏ ‏ ایں زماں ارشاد کُن تو یارِ نیک

رونے کے بعد اس نے کہا یہ سب کچھ ہوا لیکن ‏ ‏ ‏ اب بتا تو اچھا دوست ہے

ہر چہ فرمائی بجاں اِستادہ اَم ‏ ‏ ‏ بر خطِ تو پاؤ سَر بنہادہ اَم

تو جو کچھ کہے، میں جان سے حاضر ہوں ‏ ‏ ‏ تیرے حکم پر میں نے سر اور پاؤں رکھ دیا ہے

گر در ۳ آتش رفت باید چوں خلیلؑ ‏ ‏ ‏ ور چو یحییٰ میکُنی خونم سبیل

اگر حضرت ابراہیم کی آگ میں کودنا ہو ‏ ‏ ‏ اگر حضرت یحییٰ کی طرح میرا خون بہانا ہو

ورز گریہ چوں شعیبؑ اعمیٰ شوم ‏ ‏ ‏ ور چو یونسؑ در فمِ ماہی رَوم

اگر میں روتے روتے حضرت شعیب کی طرح اندھا ہو جاؤں ‏ ‏ ‏ اگر حضرت یونس کی طرح مچھلی کے منہ میں چلا جاؤں

ور چو یوسف چاہ وزندانم کُنی ‏ ‏ ‏ ور ز فقرم عیسیِٰ مریمؑ کُنی

اگر حضرت یوسف کی طرح تو مجھے کنویں اور قید خانہ میں ڈالے ‏ ‏ ‏ اگر تو حضرت مریم کے عیسیٰ کی طرح مجھے فقیر بنائے

رُخ نگر دانم نگر دم از تو مَن ‏ ‏ ‏ بہرِ فرمانِ تو دارم جان و تَن

میں منہ موڑوں گا میں تجھ سے روگردانی نہ کروں گا ‏ ‏ ‏ میری جان اور جسم تیرے حکم کے لئے ہے

گفت معشوق ایں ہمہ کردی ولیک ‏ ‏ ‏ گوش بکُشا پہن داندر یاب نیک

معشوق نے کہا یہ سب کچھ تو نے کیا لیکن ‏ ‏ ‏ کان کھول لے اور خوب سمجھ لے

کانچہ اصلِ اصلِ عشق ست وِلاست ‏ ‏ ‏ آں نکردی آنچہ کردی فرعہاست

کہ جو دوستی اور عشق کی جڑ کی جڑ ہے ‏ ‏ ‏ تو نے وہ نہیں کیا جو کچھ کیا وہ شاخیں ہیں

۱ نز برائے۔ اپنی تکالیف احسان جتانے کیلئے نہیں گنا رہا تھا بلکہ اپنی محبت کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ عاقلاں۔ عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ لیکن عاشق کا مزاج تفصیل کو چاہتا ہے۔ میکُند۔ عاشق اپنے شکوے مکرر بیان کرتا ہے، مچھلی پانی میں غوطہ لگا کر مطمئن ہوتی ہے۔

۲ صد سخن۔ اس عاشق نے اپنے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں عاشق کو سنائیں جن میں سے میں نے ایک بھی پوری نہیں بیان کی ہے۔ آتشے۔ آگ عاشق میں ایک آگ لگی ہوئی تھی جس کی حقیقت کو وہ نہ سمجھ سکتا تھا ہاں اس کی گرمی سے شمع کی طرح آنسو بہا رہا تھا۔ ہر چہ۔ عاشق نے کہا میں یہ مصائب تو برداشت کر ہی رہا ہوں اب جو حکم ہو اس کے لئے میں آمادہ ہوں۔

۳ گر در آتش۔ اگر حکم ہو تو حضرت ابراہیم کی طرح آگ میں کود جاؤں تو چاہے تو حضرت یحییٰ کی طرح مجھے قتل کر دے۔ ور ز فقرم۔ حضرت عیسیٰ کا فقر مشہور ہے۔ رُخ۔ میں تیرے کسی حکم سے منہ نہ موڑونگا۔ گفت۔ معشوق نے عاشق کی تمام تکالیف سنکر کہا کہ تو نے یہ سب کچھ کیا لیکن جو عشق کا اصل تقاضا ہے وہ نہ کیا عاشق نے کہا وہ کیا ہے۔ معشوق نے جواب دیا کہ وہ اپنے آپ کو فنا کر دینا ہے۔ ولا۔ دوستی۔

گفتش آں عاشق بگو کاں اصل چیست ‏ گفت اصلش مُردنست و نیستی ست
اس سے عاشق نے کہا، فرمایئے وہ جڑ کیا ہے؟ ‏ اس نے کہا، اس کی جڑ مرنا اور فنا ہونا ہے

تو ہمہ کردی نمُردی زندهٔ ‏ ہیں بمیرار یارِ جاں با زندهٔ
تو نے سب کچھ کیا، تو مرا نہیں، زندہ ہے ‏ ہاں مر جا اگر تو جان کو فنا کرنے والا دوست ہے

گر بمیری زندگی یابی تمام ‏ نامِ نیکوئے تو ماندتا قیام ۱
اگر تو مر جائے گا مکمل زندگی حاصل کرے گا ‏ حشر تک تیرا نیک نام زندہ رہے گا

چوں شنوداں عاشقِ بیخویشتن ‏ آہ سردے برکشید از جان و تن
جب مدہوش عاشق نے یہ سنا ‏ جان اور جسم سے ایک ٹھنڈی آہ بھری

ہمدراں دَم شُد دراز و جاں بداد ‏ ہمچو گل درباخت سَر خنداں وشاد
اسی وقت لیٹ گیا اور جان دے دی ‏ ہنسی خوشی پھول کی طرح سر دے دیا

ماند آں خنده برو وقفِ اَبد ‏ ہمچو جان و عقلِ عارف بے کبد
وہ مسکراہٹ ہمیشہ کیلئے اس پر وقف رہیگی ‏ جس طرح بلا تکلف عارف کی عقل اور جان

نورِمہ آلوده کے گردد اَبد ‏ گر زند آں نور بر ہر نیک وبد
چاند کی چاندنی آخر کب آلودہ ہوتی ہے ‏ خواہ وہ چاندنی ہر نیک اور بد پر پڑے

اُوز ۲ جملہ پاک وا گردد بماه ‏ ہمچو نورِ عقل و جاں سُوی اِلٰہ
وہ سب سے پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے ‏ جس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب عقل اور جان کا نور

وصفِ پاکی وقف بر نورِ مہ است ‏ تابشش گر بر نجاساتِ رہ است
پاکی کی صفت چاند کی روشنی پر وقف ہے ‏ اگرچہ اس کی چمک راستہ کی نجاستوں سے ہے

زاں نجاساتِ رہ و آلودگی ‏ نور را حاصل نگردد بَدرگی
ان راستہ کی نجاستوں اور گندگی سے ‏ نور کو برائی حاصل نہیں ہوتی ہے

اِرْجِعِی بشنید نورِ آفتاب ‏ سُوئے اصلِ خویش باز آمد شتاب
"تو لوٹ جا" سورج کی روشنی نے سنا ‏ وہ فوراً اپنی اصل کی طرف لوٹ آئی

نے ۳ زگلخنہا برو ننگے بماند ‏ نے زگلشنہا برو رنگے بماند
نہ اس پر بھٹیوں کا عیب رہا ‏ نہ اس پر باغوں کا رنگ رہا

نورِ دیده سُوئے دیده باز گشت ‏ ماند در سودائے اُو صحرا و دشت
آنکھ کی روشنی آنکھ کی طرف لوٹ آئی ‏ جنگل اور میدان اس کے تصور میں رہ گئے

---

۱ تا قیام۔ یعنی قیامت قائم ہونے تک (شعر)
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
چوں شنود۔ عاشق نے معشوق کی جب یہ باتیں سنیں ایک ٹھنڈی آہ کی اور جان دیدی۔ ماند۔ اس عاشق کی موت کے وقت کی مسکراہٹ ابدی ہے۔ نورِ مہ۔ عارف کی روح کی مثال چاند کی طرح ہے جس طرح چاندنی خواہ وہ گندگیوں پر گذرے تو پاک صاف رہتی ہے۔ یہی حال عارف کی روح کا ہے۔

۲ اوزِ جملہ۔ چاندنی بہر صورت پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے اسی طرح عارف کی روح پاک و صاف رہ کر خدا کی طرف واپس ہو جاتی ہے۔ زاں۔ جن نجاستوں پر سے چاندنی گذری ہے ان کا وہ کوئی اثر قبول نہیں کرتی ہے۔ ارجعی۔ عارف کی روح نفس مطمئنہ ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں آیا ہے۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اے نفس مطمئنہ تو راضی اور پسندیدہ ہو کر اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔

۳ نے۔ اس روح عارف پر دنیا کے اچھے برے کا کوئی اثر نہیں رہتا ہے۔ نورِ دیدہ۔ عارف کی روح کی واپسی کی دوسری تعبیر ہے کہ آنکھ کی روشنی آنکھ میں واپس آجاتی ہے تو اب دیکھنے والی نگاہ میں وہ جنگل نہیں رہتا بلکہ محض دماغ میں اس کا تصور رہ جاتا ہے ماند۔ اب آنکھوں میں اس چیز کا صرف انتظار رہ جاتا ہے اور وہ ویرانہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

چونکہ زیں ویرانہ نورش باز گشت۱ ماند در صحرائے دیدہ باز گشت
جبکہ اس ویرانے سے اس کا نور واپس ہو گیا آنکھ کے جنگل میں انتظار رہ گیا

یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید بآواز و آہ و نوحہ
کسی شخص نے ایک عارف عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آواز اور آہ سے روئے
کند نمازش باطل شود یا نہ جواب داد کہ نامِ آں آب۲ دیدہ ست تا کہ آں
اور نوحہ کرے اس کی نماز باطل ہو گی یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا نام دیکھے ہوئے
گرنیدہ چہ دیدہ است اگر شوقِ خدا دیدہ است اُو میگرید یا از
کا پانی ہے تو یہ کہ رونے والے نے کیا دیکھا ہے؟ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کا شوق دیکھا ہے، وہ
پشیمانی گناہ نمازش تباہ نشود بلکہ کمال گیرد کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ
روتا ہے یا گناہ کی پشیمانی سے، نماز تباہ نہ ہو گی بلکہ کمال حاصل کر لیگی کیونکہ نماز نہیں ہوتی مگر
الْقَلْبِ واگر رنجوریِ تن یا فراقِ فرزند دیدہ است نمازش تباہ شود
حضور قلب سے اور اگر اس نے جسمانی تکلیف یا اولاد کی جدائی دیکھی ہے اس کی نماز خراب ہو جائیگی
کہ اصل نماز ترکِ تن است و ترک فرزند ابراہیم علیہ السلام وار
کیونکہ اصل نماز حضرت ابراہیمؑ کی طرح جسم اور اولاد کا ترک کرنا ہے کیونکہ وہ نماز کی
کہ فرزند را قربان میکرد از بہرِ تکمیل نماز و تن را بآتشِ نمرودی
تکمیل کے لئے لڑکے کو قربان کر رہے تھے اور جسم کو نمرود کی آگ کے سپرد کر رہے
سپرد و امر آمد پیغمبرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رابدیں خصال کہ
تھے اور آنحضور کو انہی خصلتوں کا حکم ہے کیونکہ تم اتباع کرو اور اتباع
فَاتَّبِعُوْا وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ
کر ابراہیمؑ کی ملت کا جو کہ حنیفیہ ہے بے شک تمہارے لئے
حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِيْمَ
ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے

آں یکے پرسید از مفتی براز گر کسے گرید بنوحہ در نماز
ایک شخص نے چپکے سے مفتی سے دریافت کیا اگر کوئی نماز میں آواز سے روئے
آں نمازِ اُو عجب باطل شود یا نمازش جائز و کامل بُود
وہ اس کی عمدہ نماز باطل ہو جائے گی یا اس کی نماز جائز اور مکمل ہو گی

---

۱ باز گشت۔ پہلے مصرع میں واپس شدہ کے معنی میں ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنیٰ انتظار ہے۔ کیے چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں آنکھ کی روشنی کا بیان کیا تھا اب آنکھ سے متعلق ایک اور نکتہ سمجھاتے ہیں۔

۲ آب دیدہ۔ یہ مسئلہ پوچھا کہ کیا اگر کوئی نماز میں روئے اور آہ و نوحہ کرے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گریہ کو آب دیدہ کہتے ہیں یعنی دیکھے ہوئے کا پانی تو اب یہ تحقیق کی جائے کہ اس نے کیا دیکھا ہے جس کی وجہ سے یہ آنکھ کا پانی بہا ہے اگر اس نے خدا کا خوف اور شوق دیکھا ہے اور گریہ اور نوحہ ہے تو یہ تو نماز کا کمال ہے اور اگر اس نے مرض یا بیٹے کی جدائی دیکھی ہے اور اس سے یہ پانی آنکھ سے بہا ہے تو نماز خراب ہو جائیگی۔ براز۔ یعنی آہستگی سے۔ نوحہ۔ آواز سے رونا۔

گفت آبِ دیدہ نامش بہرِ چیست
فرمایا "اس کا نام دیکھے ہوئے کا پانی" کیوں ہے؟

بنگری[1] اِتا کہ چہ دیدست و گریست
غور کر اس نے کیا دیکھا ہے؟ اور رویا ہے

آبِ دیدہ تا چہ دیدہ است از نہاں
آنکھ کے پانی نے پوشیدہ طور پر کیا دیکھا ہے

تابداں شُد اُوز چشمہ خود رَواں
جس سے وہ اپنے چشمے سے رواں ہوا ہے

گرز شوقِ حق کُند گریہ دراز
اگر دراز گریہ اللہ تعالیٰ کے شوق سے کرتا ہے

یا ندامت از گناہے در نیاز
یا عاجزی میں کسی گناہ کی شرمندگی سے

خوفِ حق گر باشد آں گریہ جوشست
اگر اللہ کا خوف ہے تو رونا بہتر ہے

زانکہ آں آبِ تو دفعِ آتش ست
کیونکہ وہ تیرا پانی آگ کو بجھانا ہے

بیشکے گیرد نمازِ اُو کمال
اس کی نماز یقیناً کمال حاصل کر لے گی

قُرب یابد در رہِ حق لا محال
وہ لا محالہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا

آں جہاں گر دیدہ است آں پُر نیاز
اگر اس نیاز مند نے اس عالم کو دیکھا ہے

رونقے یابد زنوحہ آں نماز
تو رونے سے اس کی نماز رونق حاصل کر لیگی

ور زرنجِ تَن بُود و زد رد و سوگ
اور اگر جسم کی بیماری اور درد اور رنج سے ہو

ریسماں[2] بگسست وہم بشکست دوک
تو دھاگا ٹوٹا اور تکلا بھی

وَر فغاں از ماتمِ فرزند کرد
اگر اس نے اولاد کے رنج میں فریاد کی ہے

کہ دل و جانش زماتم کرد دَرد
کہ رنج سے اس کا دل اور جان دردمند ہوئے تھے

می نیر زد آں نمازِ اُو دو جو
تو اس کی نماز دو جو کی قیمت کی نہیں ہے

زانکہ با اغیار دارد دل گرو
کیونکہ اس کا دل غیروں میں پھنسا ہے

پس نمازش بیشکے باطل بود
تو اس کی نماز بلاشبہ فاسد ہو جائے گی

گریہ اُو نیز بے حاصل بود
اس کا رونا بھی بے نتیجہ ہو گا

زانکہ ترکِ تَن بُود اصلِ نماز
کیونکہ نماز کی اصل جسم کو ترک کرنا ہے

ترکِ خویش و ترکِ فرزند از نیاز
نیازمندی کی وجہ سے اپنے آپ کو اور اولاد کو ترک کرنا ہے

از خلیل[3] آموز قرباں کُن ولد
حضرت ابراہیمؑ سے سیکھ لے اولاد کو قربان کر دے

تَن بنہ بر آتشِ نمرود رَد
مردود نمرود کی آگ پر جسم کو رکھ دے

حاصل آنکہ تابدانی اے کیا
خلاصہ یہ ہے کہ اے بزرگ تو سمجھ لے

کز بُکا فرق ست بیحد تا بُکا
کہ رونے اور رونے میں بیحد فرق ہے

---

[1] بنگری۔ یہ غور کرو کہ وہ کیوں رویا ہے۔ ندامت..... شرمندگی۔ نیاز۔ عاجزی۔ آں جہاں۔ یعنی شوق و خوفِ خداوندی کا عالم۔ وز رنج۔ اگر رونے کا سبب کوئی بدنی تکلیف یا رنج ہے تو سب کچھ ضائع ہو گیا۔

[2] ریسماں۔ دھاگا بھی ٹوٹا اور تکلا بھی ٹوٹا یعنی سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ماتم۔ سوگ کی مجلس زانکہ۔ کیونکہ اس حالت میں اس اس کا دل اللہ کے غیر سے وابستہ ہے۔ پس۔ اس آہ و بکا سے نماز بھی ٹوٹی اور اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ زآنکہ۔ اس لئے کہ اصل نماز تو یہ ہے کہ انسان اس میں غیر اللہ سے بالکل غافل ہو جائے۔

[3] از خلیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے معاملہ میں اپنی اولاد اور جان کی پروانہ کی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ سمجھ لو کہ رونے اور رونے میں بہت فرق ہے۔ ایک رونا نماز کی روح ہے دوسرا رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

مُریدے ۱؎ در آمد بخدمتِ شیخ و ازیں شیخ پیر مُسن نمیخواہم بلکہ پیر
ایک مرید ایک شیخ کی خدمت میں پہنچا اور اس شیخ سے میری مراد دراز عمر بوڑھا نہیں ہے
عقل و معرفت اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام اَست در گہوارہ و یحییٰ
بلکہ عقل و معرفت کا بوڑھا اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ میں اور یحییٰ علیہ السلام
علیہ السلام ست در مکتبِ کودکان مرید شیخ را گریاں دید اُو نیز
بچوں کے مکتب میں ہوں مرید نے شیخ کو روتے دیکھا اس نے بھی
موافقت کرد و بگریست چوں فارغ شُد و بدر آ مُرید دیگر کہ
موافقت کی اور رو پڑا جب وہ فارغ ہوا اور باہر آیا دوسرا مرید جو
از حالِ شیخ واقف تر بود از سَرِ غیرت در عقب اُو نیز بیروں
شیخ کے حال سے زیادہ واقف تھا غیرت کی وجہ سے وہ بھی پیچھے پیچھے باہر آیا
آمد گفتش کہ اے ۲؎ برادرِ من تُرا گفتہ باشم اللہ اللہ تا نیندیشی
اس نے کہا اے میرے بھائی! میں تجھ سے کہتا ہوں خدا کے لئے نہ سوچنا
ونگوئی کہ شیخ میگریست من نیز میگریستم کہ سی سال ریاضت
اور نہ کہنا کہ شیخ روئے میں بھی رویا کیونکہ تیس سال بغیر ریا کی محنت کرنے
بے ریا باید کرد و از عقبات و دَریا ہائے پُر نہنگ و کوہہائے
چاہیے اور گھاٹیوں اور ناکوں سے بھرے دریاؤں سے اور شیر اور
بلند پُر شیرو پلنگ می باید گذشت تابداں گریہ شیخ برسی
چیتوں سے بھرے پہاڑوں سے گذرنا چاہیے پھر شیخ کے اس رونے کو تو پہنچ سکے
یا نہ رسی اگر برسی شُکر زُوِیَتْ ۳؎ لِی الْاَرْض بسیار گوئی کہ
یا نہ پہنچ سکے اگر پہنچ جائے "تو میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے" کا بہت شکر ادا کر

آنجائے شکر ست کہ آں گریہ حضورِ قلب باشد
کیونکہ وہ شکریہ کا موقع ہے کیونکہ وہ رونا حضورِ قلب سے ہوگا

۱؎ مریدے۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ شیخ کا رونا اور اس مرید کا رونا یکساں نہ تھا۔ شیخ سے مراد بوڑھا نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جس کی عقل اور معرفت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ عمر کے اعتبار سے بچہ ہو، جیسے کہ حضرت عیسیٰ گہوارہ میں یا حضرت یحییٰ بچوں کے مکتب میں تھے۔

۲؎ اے برادر۔ اس باکمال مرید نے اس کو سمجھایا کہ تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے جیسا نہ سمجھنا تیرا رونا تو محض تقلیدی تھا اور شیخ کا رونا ایسا رونا ہے کہ تیس سال مجاہدوں کے بعد بھی یہ میسر آجائے تو غنیمت سمجھنا۔

۳؎ زُوِیَتْ۔ آنحضورؐ نے فرمایا زُوِیَتْ لِی الْاَرْضِ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا یعنی برسوں کا کام منٹوں میں ہوگیا۔ شیخ را۔ مرید شیخ کی تقلید میں شیخ کو روتے ہوئے دیکھ کر رونے لگا۔

یک مُریدے اندر آمد پیشِ پیر پیر اندر گریہ بود و در نفیر
ایک مرید پیر کے پاس اندر آیا پیر رونے میں اور فغاں میں تھا
شیخ راچوں دید گریاں آں مُرید گشت گریاں آب از چشمش دوید
جب اس مرید نے شیخ کو روتے دیکھا رونے لگا آنسو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے

گو شور[1] یکبار خندد گر دو بار — چونکہ لاغ اِملا کُند یارے بیار
سننے والا ایک بار اور بہرا دو بار ہنستا ہے — جب کوئی یار، یار سے مذاق کرتا ہے

بارِ اوّل از رہِ تقلید و سُوم — کہ ہمی بیند کہ می خندند قوم
پہلی بار دیکھا دیکھی اور تکلف سے — کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ ہنس رہے ہیں

کر بخندد ہمچو ایشاں آں زماں — بیخبر از حالتِ خندیدگاں
اس وقت بہرا ان کی طرح ہنستا ہے — (اور) ہنسنے والوں کی حالت سے بے خبر ہے

باز اُو پرسد کہ خندہ بر چہ بُود — پس دوم گر رّت بخندد چوں شنُود
پھر وہ پوچھتا ہے، کہ ہنسی کس بات پر تھی؟ — پھر جب سنتا ہے دو بارہ ہنستا ہے

پس[2] مقلِّد نیز مانندِ کرست — اندراں شادی کہ اُورا در سَرست
تو مقلد بھی بہرے کی طرح ہے — اس خوشی میں جو اس کے ذہن میں ہے

پرتوِ شیخ آمد و مَنہل زشیخ — فیض و شادی نزمُریداں بل زشیخ
شیخ کا عکس اور شیخ کا چشمہ ہے — فیض خوشی، نہ کہ مریدوں کا بلکہ شیخ کا ہے

پرتو شیخ ست آں تقلیدِ شیخ — چوں بہ بیند شادی و تائید شیخ
شیخ کی تقلید، شیخ کا عکس ہے — جبکہ وہ شیخ کی خوشی اور تائید دیکھ رہا ہے

چوں سَبَد دَر آب و نورے بر زجاج — گرز خود دانند آں باشد خداج
جیسا کہ ٹوکری پانی میں اور چمک شیشہ پر ہے — اگر اس (خوشی) کو اپنی جانب سے سمجھیں تو ناقص پن ہے

چوں جدا گردد ز جُو داند عنود — کاندر واں آبِ خوش از جُویِ بُود
جب وہ نہر سے علیحدہ ہو جائیگی تو جھگڑالو جان لیگی — کہ اس کے اندر وہ اچھا پانی نہر کا تھا

آ[3] بگینہ ہم بداند از غروب — کاں لُمَع بُود ازمہِ تابانِ خوب
چاند کے غروب سے شیشہ بھی جان لے گا — کہ وہ چمک عمدہ روشن چاند کی تھی

چونکہ چشمش را کشاید امرِ قُم — پس بخندد چوں سحر بارِ دوم
جب "اٹھ کھڑا ہو" کا حکم اس کی آنکھ کھولدے گا — تو وہ صبح کے دوسری بار مسکرانے کی طرح مسکرائے گا

خندہ آید ہم براں خندہ خودش — کہ دراں تقلید برمی آمدش
اس کو اپنی اس ہنسی پر بھی ہنسی آئے گی — جو اس کو تقلید میں آئی تھی

---

[1] گوشور۔ سننے والا۔ کر۔ بہرا۔ بہرا ایک بار تو دوسروں کو ہنستا دیکھ کر ہنستا ہے پھر لوگوں کو ہنسنے کا سبب معلوم کر دوبارہ ہنستا ہے۔ سُوم۔ تکلف۔ بیخبر۔ پہلی بار ہنسنے میں بہرے کو ہنسی کے سبب کا علم نہیں ہوتا ہے۔ باز۔ پھر جب وہ لوگوں سے ہنسی کا سبب معلوم کرلیتا ہے تو دوبارہ ہنستا ہے۔

[2] پس مُقلِد۔ جو شخص کسی کی دیکھا دیکھی کام کرتا ہے اسکی مثال بہرے کی سی ہے۔ پرتو۔ اس پر شیخ کے باطن کا اثر پڑتا ہے اور اس سے اس کو خوشی یا رنج حاصل ہوتا ہے تو مرید کا تقلیدی فعل بھی شیخ کا اثر ہوتا ہے۔ چوں سبدٗ۔ اگر ٹوکری نہر میں پڑی ہوئی ہو اور اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا آئینہ میں سورج کی چمک پڑ رہی ہو تو اس پانی یا چمک کو ٹوکری یا آئینہ اپنا سمجھنا غلطی ہے۔ خداج۔ ناقص۔ عنود۔ سرکش۔

[3] آ بگینہ۔ جب ٹوکری نہر سے باہر نکل جائے گی اور چاند ڈوب جائے گا تو ٹوکری اور آئینہ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پانی اور چمک ان کی نہ تھی۔ قم۔ آنحضورؐ کو حکم ہوا تھا قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا "تھوڑی رات چھوڑ کر رات میں عبادت کیا کرو...... سحر بار دوم۔ پہلے صبح کاذب آتی ہے پھر دوبارہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ خندہ آمد۔ اب جب حقائق منکشف ہو جاتے ہیں تو مرید کو اپنی پہلی ہنسی پر ہنسی آتی ہے۔

گویدِ ۱ از چندیں رَہِ دو رو دراز — کایں حقیقت بود وایں اَسرار وراز
وہ کہے گا ، اتنی دور و دراز مسافت ہے — جبکہ یہ حقیقت اور یہ اسرار اور راز تھے

منْ دراں وادی چگونہ خود ز دُور — شادے میکردم از عمیاو سُور
میں اس میدان میں خود فاصلہ سے کس طرح — اندھے پن سے شادمانی اور خوشی کر رہا تھا ؟

منْ چہ می بستم خیال وآں چہ بُود — درکِ سستم سُست نقشے می نمُود
میں نے کیا خیال کیا اور وہ کیا تھا — میرے سُست احساس نے ذہنی نقش دکھا دیا

طفلِ رہ رافکرت مَرداں کجاست — کُو خیالِ اُو و کُو تحقیق راست
راہِ سلوک کے بچہ میں مردوں کی سمجھ کہاں ہے؟ — کہا اس کا خیال ، اور کہا صحیح تحقیق

طفل راچہ فکر آید در ضمیر — یاچہ اندیشہ کُند ہمچوں کہ پیر
بچے کے دل میں کیا خیال آسکتا ہے ؟ — یا وہ بوڑھے کی طرح کیا سوچ سکتا ہے ؟

فکرِ ۲ طفلاں دایہ باشد یا کہ شیر — یا مویز وجوز یا گر یہ و نفیر
بچوں کا فکر دایہ یا دودھ ہوتا ہے — یا منقی اور اخروٹ یا رونا اور چلانا

آں مقلدِ ہست چوں طفلِ علیل — گرچہ دارد بحثِ باریک و دلیل
مقلد ، بیمار بچہ کی طرح ہے — اگرچہ نازک بحث اور دلیل رکھتا ہو

آں تعمق دَر دلیل و در شکال — از بصیرت می کُند اُورا گسال
اشکال اور دلیل میں غور — اس کو بصیرت سے رخصت دیدیتا ہے

مایہ کاں سُرمۂ سرّ ویست — بُردو دَر اِشکال گفتن کاربست
وہ سرمایہ جو اس کے باطن کا سرمہ ہے — سلب کر لیا اور اشکال بیان کرنے میں لگا دیا

اے ۳ مقلِد از بخارا باز گرد — رَو بخواری تا شوی تو شیر مَرد
اے مقلد ! بخارا سے واپس آجا — ذلت کی جانب جا ، تاکہ تو شیر مرد بنے

تا بخا رائے دگر بینی دروں — صفدراں در محفلش لَا یَفْقَهُوْنَ
تاکہ تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھ لے — اس کی محفل میں بہادر "وہ نہیں سمجھتے ہیں" ہیں

پیک اگرچہ دَرزمیں چابک تکست — چوں بدر یا رفت بکسِتہ رَگست
قاصد اگرچہ خشکی میں تیز رفتار ہے — جب دریا میں پہنچا ، رگ ٹوٹا ہے

---

۱ گوید۔ اب مرید اپنے سابق احوال کے بارے میں سمجھا ہے کہ وہ جو کچھ حاصل تھا وہ تو محض شیخ کا عکس تھا اب وہ اور میں اصل سے کس قدر دور تھے۔ من دراں۔ میں حقیقت تک نہ پہنچا تھا۔ اور خوشی منا رہا تھا۔ من چہ می بستم۔ میرے ناقص علم و ادراک میں ایک خیالی چیز تھی۔ طفل رہ۔ جو سالک ابھی راہِ سلوک کا بچہ ہے وہ حقیقت تک کہاں پہنچ سکتا ہے۔

۲ فکرِ طفلاں۔ طفلاں فکر تو صرف دایہ اور دودھ اور کھانے پینے کی معمولی چیزوں تک ہوتا ہے۔ آں مقلد۔ مقلد کی مثال بچہ کی سی ہے۔ آں تعمق۔ یہ مقلد اگر خود ان اسرار تک پہنچنے کی کوشش کرے گا یا دلائل ڈھونڈے گا تو اس کو بصیرت سے اور دور کر دینگے۔ مایہ۔ جو غور و فکر کا اس کے پاس سرمایہ تھا وہ بھی اس نے بیجا صرف کر ڈالا۔

۳ اے مقلد۔ یہ اسرار اور راز عقلی دلائل سے واضح نہ ہوں گے بخارا ظاہری علوم کا مرکز ہے اس کو چھوڑ کر خواری اور مجاہدوں کی ذلت اختیار کر جب تو مرد میدان بنے گا تا بخا۔ جب انسان مجاہدے کرے گا تو پھر اس کو ایک بخارا اپنے دل میں نظر آئیگا اور اس بخارا میں ظاہری سے بحث کرنے والے بالکل نا سمجھ ثابت ہوں گے۔ صفدراں۔ یعنی بخارا میں ظاہری علماء میں جو اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں پیک۔ مشہور ہے ہر مردے و ہر کارے جو خشکی کا چلنے والا ہے وہ دریا میں نہیں چل سکتا ہے وہاں تیراک کی ضرورت ہے۔

اُو حَملنَاهُم بُود فِی البَرِ وَبَس — آنکہ محمول ست در بحر اُوست کس
وہ صرف ان کو ہم نے خشکی میں چلایا" ہے — جو سمندر میں چلایا ہوا ہے وہ بہادر ہے

بخشش بسیار دارد شہ بدُو — اے شدُہ در وہم و تصویرے دوتو
شاہ اس پر بہت بخشش کرتا ہے — اے وہ! جو وہم اور تصویر میں دہرا بنا ہوا ہے

بقیۂ حالِ مُرید مُقلِّد
مرید مقلد کے حال کا بقیہ

آں مُرید سادہ از تقلید نیز — گریہ میکرد و وفقِ آں عزیز
وہ بھولا مرید بھی، تقلید میں — اس معزز کی طرح رونے لگا

او مقلّد وار ہمچو مردِ کر — گریہ می دید وز مُوجب بے خبر
اس نے تقلید میں بہرے شخص کی طرح — رونا دیکھا اور سبب سے بے خبر تھا

چوں بسے بگریست خدمت کرد ورفت — از پَیش آمد مرید خاص تفت
جب بہت رو چکا اس نے سلام کیا اور روانہ ہوگیا — اس کے پیچھے ایک خاص مرید تیزی سے چلا

گفت ۲ اے گریاں چو ابرِ بیخبر — بِرو فاقِ گریۂ شیخ از نظر
اس نے کہا اے بے خبر ابر کی طرح رونے والے! — دیکھا دیکھی شیخ کے رونے پر

اللہ اللہ اے وفی مُرید — گرچہ در تقلید ہستی مُستفید
اے وفادار مرید! خدا کے لئے — اگرچہ تو تقلید میں فائدہ اٹھانے والا ہے

تا نگوئی دیدم آں شہ می گریست — من چو اُو بگریستم کایں منکریست
یہ نہ کہنا میں نے دیکھا کہ وہ شاہ رو رہا تھا — میں اس کی طرح رویا، کیونکہ یہ (شیخ کی فضیلت کا) انکار کرنا ہے

گریۂ کز جہل و تقلیدست وظن — نیست ہمچوں گریہ آں مؤتمن
وہ رونا جو لاعلمی اور تقلید اور گمان کی وجہ سے ہے — وہ اس امانتدار کے رونے کی طرح نہیں ہے

تو قیاسِ ۳ گریہ بر گریہ مَساز — ہست زیں گریہ بداں راہِ دراز
تو رونے کو رونے پر قیاس نہ کر — اس رونے سے اس رونے تک بہت فاصلہ ہے

ہَست آں از بعدِ سی سالہ جہاد — عقل اینجا ہیچ نتواند فتاد
وہ (رونا) تیس سالہ مجاہدہ کے بعد ہے — عقل اس جگہ کبھی نہیں پہنچ سکتی

ہَست زاں سُوی خرد صد مرحلہ — عقل را واقف مداں زاں قافلہ
وہاں عقل سے آگے سو مرحلے ہیں — اس قافلہ سے عقل کو واقف نہ سمجھ

---

۱ حَمَلنَاهُم۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا"...... حَملنَاهُم فی البَرِّ سے علوم ظاہری کے علماء اور حَملنَاهُم فی البَحرِ سے علوم باطنی کے علماء مراد ہیں۔ بخشش یعنی دریا کے جوانمرد پر اللہ تعالیٰ زیادہ بخشش کرتا ہے۔ اے شدُہ۔ اے وہ انسان جو وہم اور خیالی تصویر کو جھکا ہوا ہے۔ آں عزیز۔ یعنی شیخ زِ مُوجب۔ یعنی شیخ کے رونے کے سبب سے ناواقف تھا۔

۲ گفت۔ اس خاص مرید نے رونے والے مرید سے کہا تو بے خبری میں شیخ کی دیکھا دیکھی رویا ہے۔ اللہ خدا کے لئے تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے کی طرح نہ سمجھنا طرح گریہ۔ تیرا رونا تو محض تقلید میں تھا اور تو شیخ کے رونے سے بے خبر تھا۔ ایں منکریست۔ تیرا یہ کہنا شیخ کی فضیلت کا انکار ہوگا۔ مُوتمن۔ امانتدار

۳ تو قیاس۔ اپنے رونے کو شیخ کے رونے پر قیاس نہ کر لینا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہست۔ شیخ کا رونا مشاہدہ کی بنیاد پر ہے جو تیس سالہ مجاہدہ کے بعد حاصل ہوا ہے۔ محض عقلی بنیاد پر یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔

گریۂ اُو نز غم ست و نز فرح — رُوح داند گریۂ عینُ المُلَح
اس شیخ کا رونا نہ غم سے ہے نہ خوشی سے — بے نور آنکھ کا رونا، روح جانتی ہے

گریۂ اُو خندۂ اُو زاں سَر یست — زانچہ وہم و عقل باشد آں بریست
اس کا رونا، اس کا ہنسا اس جانب کا ہے — جو وہم اور عقل کی وجہ سے ہو، وہ اس سے بری ہے

آبِ دیدہ اُو چو دیدہ او بُود — دیدۂ نا دیدہ دیدہ کے شوَد
اس کا آنسو اس کی آنکھ کی طرح ہوتا ہے — اندھے کی آنکھ آنکھ کب ہو سکتی ہے ؟

آنچہ اُو بیند نتاں کردن مساس — نز قیاسِ عقل و نز راہِ حواس
جو وہ دیکھتا ہے، اس کو چھوا نہیں جا سکتا ہے — نہ عقل کے قیاس سے نہ حواس کی راہ سے

شب ۲ گریزد چونکہ نُور آید ز دُور — پس چہ داند ظُلمت از اَحوالِ نور
جب روشنی آتی ہے، رات دور سے بھاگ جاتی ہے — تو تاریکی روشنی کے احوال کیا جانے ؟

پشّہ بگریزد ز بادِ بادِہا — پس چہ داند پشّہ ذوقِ بادِہا
پر فریب ہوا سے مچھر بھاگ جاتا ہے — تو ہواؤں کا ذوق مچھر کیا جانے ؟

چوں قدیم آید حَدَث گردد عَبَث — پس کجا داند قدیمے را حَدَث
جب قدیم آتا ہے حادث بیکار ہو جاتا ہے — تو حادث قدیم کو کیا جانے ؟

بر حَدَث چوں زد قدم ۳ دنگش کُند — چونکہ کردش نیست ہم رنگش کُند
جب قدیم حادث پر چھا جاتا ہے اس کو حیران کر دیتا ہے — جب اس کو معدوم کر دیا اس کو ہم رنگ کر لیتا ہے

گر بخواہی تو بیابی صد نظیر — لیک من پروا ندارم اے فقیر
اگر تو چاہے تو سو مثالیں حاصل کر لے — لیکن اے فقیر! مجھے فرصت نہیں ہے

ایں الم و حم ایں حروف — چوں عصائے موسیٰ آمد در وقوف
یہ الم و حم یہ حروف — جانتے ہیں حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہیں

حرفہا ماند بدیں حرف از بروں — لیک باشد در صفاتِ ایں زبوں
بظاہر حروف ان حروف سے مشابہ ہیں — لیکن ان کی صفات سے عاجز ہیں

ہر کہ گیرد اُو عصائے ز امتحاں — کے بُود چوں آں عصا وقتِ بیاں
وہ شخص جو آزمائش کے لئے لاٹھی ہاتھ میں لے لے — بیان کیوقت وہ اس (موسیٰ کی لاٹھی کیطرح کب ہے؟

۱ گریۂ اُو۔ شیخ کا رونا نہ غم و دوزخ سے ہے نہ فرحت جنت سے بلکہ اس کا رونا محض شوق خداوندی سے ہے۔ گریہ او۔ شیخ کا رونا اور ہنسا منجانب اللہ ہے عقلی اور وہمی بنیاد پر رونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آبِ دیدہ شیخ کی جیسی آنکھیں ہیں کہ وہ عالم غیب کا مشاہدہ کرتی ہیں ایسا ہی اسکا رونا ہے اندھے کی آنکھیں آنکھیں نہیں ہیں۔ انچہ۔ شیخ جن چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے وہ عقلی نہیں ہے۔

۲ شب۔ جسطرح رات، دن کے احوال نہیں جان سکتی ہے اسی طرح عقل اور وہم شیخ کے مشاہدات کو نہیں جان سکتے ہیں۔ پشہ۔ مچھر جبکہ ہوا کے پہلے جھونکے سے بھاگ جاتا ہے تو وہ ہوا خوری کے ذوق سے کیسے واقف ہو سکتا ہے یہی حال شیخ کے مشاہدات اور عقل کا ہے چوں قدیم۔ قدیم کے سامنے حادث کا وجود معدوم ہو جاتا ہے تو حادث قدیم کی حقیقت کیسے سمجھ سکتا ہے۔

۳ دنگش حیران۔ چونکہ۔ قدیم حادث کو مٹا کر اپنا ہم رنگ بنا لیتا ہے انسان صفات خداوندی سے متصف ہو کر بشریت کو گم کر دیتا ہے صد نظیر۔ اس کی بہت مثالیں ہیں کہ حادث اور قدیم میں فرق ہے۔ این۔ حروف مقطعات یا قرآن کے عام حروف قدیم ہیں اور اسی طرح کے حروف انسانی کلام میں بھی ہیں لیکن دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور عام لاٹھی میں۔ حرفہا۔ قدیم اور حادث حروف بظاہر یکساں ہیں لیکن انکے اوصاف میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر کہ۔ عام لاٹھی اور موسیٰ کے عصا میں بہت فرق ہے۔

عیسویست این دم ۱ نه هر باد و دمے — که بر آید از فرح یا از غمے
یہ سانس عیسوی ہے ہر ہوا اور سانس نہیں ہے — جو کہ خوشی یا رنج سے آئے

این الم و حم اے پدر — آمدست از حضرتِ مولی البشر
اے باوا ! یہ الم و حم — انسانوں کے مولیٰ کے دربار سے آئے ہیں

هر الف لامے چه می ماند بدین — گر تو جاں داری بدیں چشمش مبیں
ہر الف لام ان کے کیا مشابہ ہو سکتا ہے ؟ — اگر تو روح رکھتا ہے ، ان آنکھوں سے نہ دیکھ

گرچه ترکیبش حروف ست اے ہمام — می نماند هم بترکیبِ عوام
اے سردار ! اگرچہ اس کی بناوٹ حروف سے ہے — (لیکن) وہ عوام کی ترکیب کی طرح نہیں ہے

هست ترکیب محمدؐ لحم و پوست — گرچه در ترکیب هر تن جنسِ اوست
محمدؐ کی بناوٹ گوشت اور پوست ہے — اگرچہ بناوٹ میں ہر جسم اس جیسا ہے

گوشت ۲ دارد پوست دارد استخواں — هیچ ایں ترکیب را باشد ہماں
(ہر جسم) گوشت رکھتا ہے کھال رکھتا ہے ہڈی رکھتا ہے — کبھی اس بناوٹ میں وہ (آثار) ہوں گے

کاندریں ترکیب آمد معجزات — که همه ترکیب ها گشتند مات
اس بناوٹ میں ایسے معجزے آئے — کہ تمام بناوٹیں مات ہو گئیں

همچناں ترکیب حم از کتیب — هست بس بالا و دیگر ها نشیب
اسی طرح قرآن کے حم کی بناوٹ — بہت بلند ہے اور دوسری نیچی ہیں

زانکه زیں ترکیب آید زندگی — همچو نفخ صور در درماندگی
کیوں کہ اس بناوٹ سے زندگی آتی ہے — جیسا کہ عاجزی (قیامت) میں صور کا پھکنا

اژدها ۳ گردد شگافد بحر را — چوں عصا حم از دادِ خدا
اژدہا بنجاتے ہیں سمندر کو پھاڑ دیتے ہیں — حم عصا کی طرح خدا کی عنایت سے

ظاهرش ماند بظاهر ها و لیک — قرصِ ناں از قرصِ مه دورست نیک
انکا ظاہر دوسرے الفاظ کے ظاہری احوال سے مشابہ ہے لیکن — روٹی کی ٹکیا چاند کی ٹکیا سے بہت دور ہے

گریه او خندهٔ او نطقِ او — فهمِ او خَلق او و خُلقِ او
اسکا رونا ، اس کا ہنسنا ، اس کا بولنا — اس کی فہم اس کی ساخت اور اس کے اخلاق

عقلِ او و وهمِ او و حسِ او — نیست از وے هست محضِ صنعِ هو
اس کی عقل ، اور اس کا وہم اور اس کا احساس — اسکا اپنا نہیں ہے وہ محض اللہ کی کاریگری سے ہے؟

---

۱ ایں دم۔ حضرت عیسیٰ کے مریض پر پھونک مارنے اور عام پھونک میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر الف قرآن پاک کے حروف خدائی دربار سے نازل ہوئے ہیں ان کو عام حروف کی طرح نہ سمجھنا چاہیے ان سے جو کلمات مرکب ہوں گے وہ عام کلمات کی طرح نہ ہوں گے ہست۔ ظاہری بناوٹ تو آنحضورؐ کی بھی ایسی ہی تھی جیسی عام انسانوں کی ہوتی ہے۔

۲ گوشت۔ ہر جسم اپنی اجزا سے بنا ہے جس سے آنحضورؐ کا جسم بنا ہے لیکن ہر جسم کے بناوٹ میں وہ آثار کہاں ہیں۔ جو آنحضورؐ کی بناوٹ میں ہیں کاندریں۔ آنحضورؐ کے جسم کی بناوٹ سے وہ معجزے ظاہر ہوئے کہ تمام بناوٹیں ہار گئیں۔ ہمچناں۔ اسی طرح انہی حروف سے جب قرآنی کلمات مرکب ہوئے تو وہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ زانکہ۔ اب ان کلمات سے دلوں میں ایسی ہی زندگی پیدا ہوتی ہے جس طرح نفخ صور سے قیامت میں جسموں کی زندگی ہوگی۔

۳ اژدہا۔ خدا نے اس کلام میں ایسی ہی تاثیر رکھی ہے جیسی حضرت موسیٰ کے عصا میں تھی قرص۔ سورج اور روٹی کی ٹکیا بظاہر یکساں ہیں لیکن معنوی بہت فرق ہے۔ گریہ او۔ یعنی شیخ کے افعال کو عام انسانوں کے افعال کیطرح نہ سمجھنا چاہیے اب اس کے افعال اپنے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو چکا ہے۔

چونکہ[۱] ظاہر ہا گر فتند احمقاں وال دقائق شد از ایشاں بس نہاں
احمقوں نے چوں کہ ظاہری احوال کو پسند کیا وہ باریکیاں ان سے بہت پوشیدہ ہو گئیں

لا جرم محجوب گشتند از غرض کہ دقیقہ فوت شد در معترض
وہ یقیناً مقصد سے محجوب ہو گئے عارض میں نکتہ فوت ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد کاں کنیزک با خرِ خاتوں چہ کرد؟
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل اس باندی نے بی بی کے گدھے سے کیا کیا؟

داستانِ آں کنیزک کہ باخرِ خاتون خود شہوت میراندو اُو را

اس باندی کی داستان جو بی بی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اس نے اس کو

شہوت راندن چوں آدمیاں آموختہ بُود و کدُوے در قضیبِ خر

انسانوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قضیب میں کدو

میکردتا از اندازہ نگذرد و خاتون براں وقوف یافت لیکن دقیقہ

پہنا دیتی تھی تاکہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور بی بی کو اس کا پتہ لگ گیا لیکن کدو کا نکتہ

کدُو را ندید کنیزک را بہ بہانہ براہ کرد جائے دور دور و بآں خر جمع

نہ سمجھی، باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے

شدُ بے کدُو و ہلاک شد بفضیحت کنیزک بیگاہ باز آمد و نوحہ

اس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے

کرد کہ اے جانم واے چشم روشنم کیر دیدی و کدُوندیدی ذکر

لگی کہ میری جان اور اے میری روشن آنکھ تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر

دیدی وآں دگرندیدی کُلُّ نَاقِصٍ[۲] مَلْعُوْنٌ یعنی کُلُّ نظر

دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا ہر ناقص ملعون ہے یعنی ہر کوتاہ نظر

وفہم ناقص ملعونٌ وگرنہ ناقصانِ ظاہرِ جسم مرحوم اندنہ ملعون

اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابل رحم ہیں نہ کہ ملعون

قولہ تعالےٰ لَیْسَ[۳] عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

اللہ تعالیٰ کے قول نے "نہیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ لنگڑے پر گناہ" اور

عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ نفی حرج کردونہ نفیِ لعنت ونفی عتاب وغضب

نہ مریض پر گناہ" گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

---

[۱] چونکہ۔ ظاہر بینوں سے حقائق پوشیدہ رہتے ہیں۔ لاجرم۔ اصلی مقصد ان کی نگاہوں سے چھپ گیا اور اصلی نکتہ اس عارض میں مخفی ہو گیا۔ جو انکو پیش آیا۔

[۲] کُل ناقص ملعونٌ۔ ہر ناقص ملعون ہے ناقص سے مراد وہ شخص ہے جس کی عقل اور فہم ناقص ہو کیوں کہ جن کا جسم ناقص ہوتا ہے وہ تو قابل رحم ہیں۔

[۳] لیس علی الاعمیٰ حرج۔ لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں ہے ناقص جسم والے کے لئے گناہ کی نفی کر دی۔ لیکن اگر وہ ناقص عقل والا ہے لعنت تو اور غضب اور عتاب کی اس سے نفی نہیں ہے۔

یک کنیزک نرخرے ۱ بر خود فگند ‏ از وفورِ شہوت و فرطِ گزند
ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا ‏ شہوت کی کثرت اور شہوت کی زیادتی کی تکلیف سے

آں خرِ نر را بگاں خو کردہ بود ‏ خر جماعِ آدمی پے بُردہ بود
اس نر گدھے کو جماع کی عادت ڈالدی تھی ‏ گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا

یک کدوئی بود حیلت سازہ را ‏ در نرش کردہ پئے اندازہ را
(اس حیلہ ساز باندی) کے پاس ایک کدو تھا ‏ جس کو اس نے اندازہ کے مطابق اس کے ذکر میں پہنادیا تھا

در قضیبش آں کدو کردے عجوز ‏ تا رود نیمِ ذکر وقتِ سپوز
بڑھیا اس کے ذکر میں کدو پہنا دیتی ‏ تاکہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر جائے

گر ہمہ کیرِ خر اندر وے رود ‏ آں رحم وآں رودہا ویراں شود
اگر گدھے کا پورا ذکر اس میں جائے ‏ تو رحم اور انتڑیاں تباہ ہو جائیں

خر ہمی شد لاغر و خاتونِ او ‏ ماندہ عاجز کز چہ شد ایں خر چو مُو
گدھا ڈبلا ہو رہا تھا اور اس کی مالکہ ‏ حیران تھی کہ یہ گدھا بال جیسا کس وجہ سے ہو گیا

نعلبنداں را نمود آں خر کہ چیست ‏ علتِ او کہ نتیجہ اش لاغریست
اس نے اس گدھے کو نعلبندوں کو دکھلایا کہ کیا ہے؟ ‏ اس کی بیماری جس کا نتیجہ دبلا پن ہے

ہیچ علت اندر و ظاہر نشد ‏ ہیچ کس از سرِّ آں مخبر نشد
اس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی ‏ اس کے راز سے کوئی شخص با خبر نہ ہوا

در تفحص ۲ اندر افتاد او بجد ‏ شد تفحص راد مادم مُستعد
وہ کوشش سے جستجو میں لگ گئی ‏ اور جستجو کے لئے پے درپے مستعد ہو گئی

جد را باید کہ جاں بندہ بُود ‏ زانکہ جد جوئندہ یابندہ بُود
جان کو کوشش کا غلام ہو جانا چاہیے ‏ کیونکہ جستجو کرنیوالے کی کوشش پانیوالی بنجاتی ہے

چوں تفحص کرد از حالِ اِشک ‏ دید خُفتہ زیر آں خر نرگسک
جب اس نے گدھے کے حال کی جستجو کی ‏ اس کے نیچے نرگس کو پڑا ہوا دیکھا

چوں تفحص کرد از احوالِ خر ‏ آں کنیزک بُود زیر و خر زبر
جب اس نے گدھے کے احوال کی جستجو کی ‏ تو وہ باندی نیچے تھی اور گدھا اوپر

از شگافِ در بدید آں حال را ‏ پس عجب آمد ازاں آں زال را
اس نے دروازے کی درز سے وہ حال دیکھا ‏ تو وہ اس بوڑھی کو پسند آگیا

۱ نرخر۔ خرِنر۔ فرطِ گزند۔ شہوت کی تکلیف کی زیادتی۔ گاں۔ جماع کرنا۔ نرہ۔ ذکر قضیب۔ شاخ، ذکر۔ کیر۔ ذکر۔

۲ تفحص۔ جستجو۔ اشک یہ ترکی لفظ ہے، گدھا نرگسک۔ کاف تصغیر کا ہے نرگس اس لونڈی کا نام ہے۔ شگاف در۔ کواڑوں کی درز۔

خر ہمی گاید[1] کنیزک را چناں
گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے

کہ بعقل و رسمِ مرداں بازناں
جو مردوں کی عورتوں کے ساتھ رسم اور عقل کے مطابق ہے

در حسد شد گفت چوں ایں ممکن ست
وہ حسد میں مبتلا ہو گئی بولی جب یہ ممکن ہے

پس من اولیٰ تر کہ خر ملک من ست
تو میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ گدھا میرا ہے

خر مہذّب گشتہ و آموختہ
گدھا مہذب اور سدھا ہوا

خواں نہاد است و چراغ افروختہ
دستر خوان بچھا ہے اور چراغ روشن ہے

کردنا دیدہ درِ خانہ بکوفت
اس نے انجان بن کر دروازہ کھٹکھٹایا

کاے کنیزک چند خواہی خانہ روفت
کہ اے باندی! گھر میں کتنی جھاڑو دیگی

از پئے رُوپوش میگفت ایں سخن
انجان پن کے لئے یہ بات کہہ رہی تھی

کاے کنیزک آمدم در باز کن
اے باندی! دروازہ کھول میں آرہی ہوں

کرد خاموش و کنیزک را نگفت
چپ رہی اور باندی سے نہ کہا

راز را از بہرِ طمعِ خود نہفت
راز، اپنی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے

پس کنیزک جملہ آلاتِ فساد
باندی نے خرابی کے سب سامان

کرد پنہاں پیش شد در را کشاد
چھپا دیئے، آگے بڑھی دروازہ کھول دیا

رُو ترش کرد و دو دیدہ پُر زنم
اس نے منہ بنایا اور دو آنکھیں آنسوؤں سے پر

لب فرو افگندہ یعنی صائم
ہونٹ لٹکائے ہوئے یعنی میں روزہ دار ہوں

در کفِ اُو نرمہ جاروبے کہ من
اس کے ہاتھ میں نرم جھاڑو کہ میں

خانہ را می روفتم بہرِ عطن
اصطبل کی کوٹھری میں جھاڑو دے رہی تھی

چونکہ با جاروب در را اُو کشاد
جب اس نے جھاڑو لئے ہوئے دروازہ کھولا

گفت خاتوں زیرِ لب[2] کاے اُستاد
بی بی نے منہ ہی منہ میں کہا اے استاد!

رُو ترش کردی و جاروبے بکف
تو نے منہ بنالیا اور جھاڑو ہاتھ میں

چیست ایں خر برگستہ از علف
یہ گدھا چارے سے ہٹا ہوا کیوں ہے؟

نیم کارہ و خشمگیں جنباں ذکر
آدھا کام کئے ہوئے اور غصہ میں ذکر کو ہلانیوالا

ز انتظارِ تو دو چشمش سوئے در
تیرے انتظار میں اس کی دونوں آنکھیں دروازہ کیجانب ہیں

زیرِ لب گفت ایں نہاں کرد از کنیز
منہ ہی منہ میں کہا، اس کو باندی سے چھپایا

داشتش آں دم چو بیجرمان عزیز
اس وقت اس کو بے قصور کی طرح پیارا رکھا

---

۱ گائیدن۔ جماع کرنا۔ کہ۔ چنانکہ۔ خر مہذب۔ یعنی عیش و عشرت کے سب اسباب مہیا ہیں۔ روفتن۔ جھاڑ دینا۔ رو ترش۔ باندی نے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کیا۔ عطن۔ اونٹوں کا باڑا یہاں گدھے کا اصطبل مراد ہے۔

۲ زیرِ لب۔ یعنی بڑبڑا کر بات کہی۔ چیست۔ اگر تو صرف جھاڑو ہی دے رہی تھی تو یہ گدھا اس حالت میں کیوں ہے۔ داشتش۔ اس بی بی نے اس باندی سے ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر　　رو فلاں خانہ زمن پیغام بر
اس کے بعد اس سے کہا سر پر چادر ڈال　　فلا نے گھر جا، میرا پیغام لے جا

آنچنیں ۱ گو وآں چنیں گو وآں چناں　　مختصر کردم من افسانہ زناں
ایسا کہہ اور ویسا کہہ　　میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا

آں چہ مقصودست مغزِ آں بگیر　　چوں براہش کرد آں زالے ستیر
جو مقصد ہے اس کا خلاصہ لے لے　　جب اس پردہ نشین بوڑھی نے اس کو روانہ کر دیا

چوں بدر کردش زحیلت زاں مکاں　　در فرو بست و بخلوت شادماں
جب اس کو تدبیر سے مکان سے باہر نکالدیا　　دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں خوش تھی

بود از مستیِ شہوت شادماں　　در فرو بست و ہمی گفت آں زماں
وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی　　دروازہ بند کر دیا اور اس وقت کہہ رہی تھی

یافتم خلوت زنم از شکر بانگ　　رستہ ام از چار دانگ و از دو دانگ
میں نے تنہائی پا لی شکر کا نعرہ لگاتی ہوں　　چار دمڑی اور دو دمڑی سے مجھے نجات ملگئی ہے

از طرب گشتہ بزانِ زن ہزار　　در شرارِ شہوتِ خر بیقرار
مستی سے عورت کی شہوت ہزار (گنا) ہو گئی　　وہ گدھے کی شہوت کی چنگاری سے بیقرار تھی

چہ بزاں کاں شہوت اورا بز گرفت ۲　　بز گرفتن گیج را نبود شگفت
کیسی شہوت اس شہوت نے اس کو الو بنا دیا　　احمق کو الو بنا دینا تعجب خیز نہیں ہے

میل و شہوت کر کند دل را و کور　　تا نماید گرگ یوسفؑ نار نور
خواہش اور شہوت، دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے　　یہاںتک کے بھیڑیا یوسف اور آگ نور نظر آتے ہیں

اے بسا سرمست نار و نار جو　　خویشتن را نورِ مطلق داند او
بہت سے آگ کے سرمست اور آگ کے جویاں　　وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ لیتے ہیں

جز ۳ مگر بندہ خدا کز جذب حق　　وارہش آرد بگر داند ورق
سوائے اس مرد خدا کے جذبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ　　اس کو راستہ پر لے آئے، ورق پلٹ دے

تا بداند کاں خیالِ ناریہ　　در طریقت نیست الا عاریہ
تاکہ وہ سمجھ لے کہ وہ آتشیں خیال　　طریقت میں عارضی ہی ہیں

زشتہا را خوب بنماید شرہ　　نیست از شہوت بتر ز آفاتِ رہ
حرص برائیوں کو بھلا دکھا دیتی ہے　　راہ طریقت کی آفتوں میں شہوت سے زیادہ بدتر کوئی نہیں ہے

۱ آنچنیں۔ بی بی نے پیغام میں بہت سی باتیں کہلوائیں جن کی تفصیل میں نے چھوڑ دی ہے۔ ستیر۔ پردہ نشین۔ چار دانگ یعنی تھوڑا بہت بزآں۔ عورت کی شہوت۔

۲ بز گرفت۔ مذاق کیا۔ گرگ۔ یعنی بری چیز کو بھلا کر کے دکھا دیتی ہے۔ اے بسا جس طرح اس بی بی نے باندی سے پوری بات نہ سیکھی اسی طرح بہت سے ناقص لوگ ہیں جو اپنے آپ کو کمل شیخ سمجھ بیٹھے ہیں۔

۳ جز۔ اس غلطی سے وہ بچتا ہے جس کی جذب رہنمائی کرے وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کو نور مطلق حاصل نہیں ہوا بلکہ یہ ناری خیال تھا جو ایک عارضی چیز ہے۔ زشتہا۔ انسان کی حرص برائی کو بھلا کر کے دکھا دیتی ہے شہوت انسان کے لئے سب سے بری آفت ہے۔

صد ہزاراں نامِ خوش را کردہ ننگ
لاکھوں نیک ناموں کو اس نے بدنام کر دیا
صد ہزاراں زیرکاں را کردہ دنگ
لاکھوں عقلمندوں کو بے عقل کر دیا

چوں خرے را یوسفِ مصری نمود
جبکہ اس نے گدھے کو مصری یوسفؑ کر کے دکھا دیا
یوسفے راچوں نماید آں جہود ۱
وہ یہودی، یوسفؑ کو کیسا دکھائے گا؟

بر تو سرگیں را فسونش شہد کرد
اس کے منتر نے تیرے لئے گوبر کو شہد کر دیا
شہد را خود چوں کند وقتِ نبرد
معرکہ میں وہ شہد کو خود کیسا دکھائے گا؟

شہوت از خوردن بود کم کن زخور
شہوت کھانے سے پیدا ہوتی ہے کھانے کو کم کر دے
یا نکاحے کن گریزاں شوز شر
یا نکاح کرے، شر سے بچ جا

چوں بخوردی میکشد سوئے حرم
جب تو نے کھایا وہ تجھے زنا نخانہ کی جانب کھینچے گا
دخل راخرجے بباید لا جرم
لا محالہ آمد کے لئے خرچ ضروری ہے

پس ۲ نکاح آمد چو لا حول و ولا
تو نکاح لا حول ولا قوۃ کی طرح ہے
تاکہ دیوت نفگند اندر بلا
تا کہ شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنسائے

چوں حریصِ خوردنی زن خواہ زود
جبکہ تو کھانے کا حریص ہے جلد نکاح کر لے
ورنہ آمد گربہ و دنبہ ربود
ورنہ بلی آئی اور چکدی لے گئی

بارِ سنگیں بر خرے کاں میجہد
جو گدھا کود رہا ہے، بھاری بوجھ
زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد
جلد رکھ دے، اس سے پہلے کہ وہ بھینکے

فعلِ آتش رانمی دانی تو سرد
آگ کے کام کو نہ ٹھنڈا نہ سمجھ
گردِ آتش با چنیں دانش مگرد
ایسی عقل کے ہوتے ہوئے آگ کے گرد چکر نہ کاٹ

علمِ دیگ و آتش ار نبود ترا
اگر تجھے دیگ اور آگ کا ہنر حاصل نہیں ہے
از شرر نے دیگ ماند نے ابا
چنگاریوں سے نہ دیگ رہے گی نہ شوربا

آب حاضر باید و فرہنگ نیز
پانی موجود رہے اور عقل بھی
تا پزد آں دیگ سالم در ازیز
تا کہ ابال میں، دیگ سالم پک جائے

چوں ۳ ندانی دانش آہنگری
جب کہ تو لوہار پن کا ہنر نہیں جانتا ہے
ریش و موسوز دچو آنجا بگذری
جب تو وہاں سے گذرے گا داڑھی اور بال جل جائیںگے

درفروبست آں زن و خر را کشید
اس نے دروازہ بند کیا اور گدھے کو کھینچا
شادمانہ لا جرم کیفر چشید
خوشی ہے، لا محالہ بد انجام چکھا

۱ جہود۔ یعنی شہوت برتو۔ انسان کی شہوت بری چیز کو جب بھلا دکھا دیتی ہے تو بھلی چیز کو کیا کچھ کر کے نہ دکھائیگی۔ شہوت۔ انسان کی شہوت کھانے پینے سے بڑھتی ہے تو شہوت کو دبانے کے لئے یا کم خوری چاہیے یا نکاح کر لینا چاہیے۔ چوں۔ جب انسان قیمتی چیزیں کھائے گا تو اس کو عورتوں کی طرف زیادہ شہوت ہو گی اس لئے کہ جب پیٹ میں اچھی غذا داخل کر رہا ہے تو اس کا نکلنا بھی لازمی ہے۔

۲ پس نکاح۔ شیطان کے پھندے سے بچنے کیلئے نکاح لاحول کا کام کرتا ہے۔ ورنہ۔ یعنی تیری ساری نیکی۔ اور تقویٰ تباہ ہو جائیگا۔ باز سنگیں۔ جس گدھے میں اچھل کود کی عادت ہے اس کو بوجھ سے دبائے رکھنا چاہیے یہی نفس کی حالت ہے علم دیگ۔ نفس کو قابو میں رکھنے کا ہنر نہیں ہے تو اس سے بچنا ہی چاہیے۔ آب حاضر۔ اگر دیگ پکانی ہے تو ہنر ہونا چاہیے اور اس کے ابال کیلئے پانی موجود رہنا چاہیے۔ کہ پانی چھڑک کر ابال کو روکا جا سکے۔

۳ چوں ندانی۔ جب لوہار کا پیشہ نہ جانتا ہو تو بھٹی کے قریب بھی نہ جاؤ ورنہ داڑھی مونچھ جلا دے گا۔ درفروبست۔ اس بی بی نے دروازہ بند کر لیا۔ کیفر انجام بد۔

درمیانِ خانہ آوردش کشاں ۔۔۔ خُفت ۱ اندر زیرِ آں نَر خرستاں
اس کو کھینچتی ہوئی گھر کے بیچ میں لائی ۔۔۔ اس گدھے کے نیچے چت لیٹ گئی

ہم برآں کرسی کہ دید اُو از کنیز ۔۔۔ تارسد در کامِ خود آں قحبہ نیز
اسی چوکی پر جو اس نے باندی کی دیکھی تھی ۔۔۔ تاکہ وہ رنڈی بھی اپنا مقصد حاصل کر لے

پا بر آورد و خر اندروے سپوخت ۔۔۔ آتشے از کیرِ خر درونے فروخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اس کے اندر گھسا دیا ۔۔۔ اس میں گدھے کے ذکر سے، آگ لگ گئی

خرِ مؤدّب گشتہ در خاتوں فشرُد ۔۔۔ تا بخایہ دَر زماں خاتوں بمُرد
سکھائے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا ۔۔۔ خصیے تک بی بی فوراً مر گئی

بر دریداز زخمِ کیرِ خر جگر ۔۔۔ رودہا ۲ بگسستہ شُد از ہمدگر
گدھے کے ذکر کے زخمی کرنے سے جگر پھٹ گیا ۔۔۔ انتڑیاں ایک دوسرے جدا ہو گئیں

کرسی از یکسُو زن از یکسُو فتاد ۔۔۔ دم نزد در حال و آں زن جان بداد
تخت ایک طرف عورت ایک طرف گر گئی ۔۔۔ اس حالت میں سانس نہ لیا اور اس عورت نے جان دیدی

صحنِ خانہ پُر زخوں شُد زن نگوں ۔۔۔ مُرد اُو و بُرد جاں ریبُ المنوں
گھر کا صحن خون سے بھر گیا، عورت اوندھی ہوگئی ۔۔۔ وہ مر گئی، حوادث زمانہ اس کی جان لے گئے

مرگِ بَد باصد فضیحت اے پِدر ۔۔۔ تو شہیدے دیدۂ از کیرِ خر
اے باوا! سو رسوائیوں کے ساتھ بری موت ۔۔۔ تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شہید دیکھا ہے؟

تو عذابُ الخِزیِ بشنو از نبی ۔۔۔ در چنیں ننگے مکُن جاں رافدے
تو قرآن سے رسوائی کا عذاب سن لے ۔۔۔ ایسی رسوائی میں جان قربان نہ کر

دانکہ ایں نفسِ بہیمی نَر خرست ۔۔۔ زیرِ اُو بودن ازاں ننگیں ترست
جان لے یہ حیوانی نفس گدھا ہے ۔۔۔ اس کے نیچے ہونا اس سے بھی زیادہ عیبدار ہے

در رہِ ۳ نفس از بمردی در منی ۔۔۔ تو حقیقت داں کہ مثلِ آں زنی
اگر تو خودی میں نفس کی راہ میں مر گیا ۔۔۔ تو سمجھ لے کہ تو اس عورت کی طرح ہے

نفسِ مارا صورتِ خر بَد ہد اُو ۔۔۔ زانکہ صورتہا کُند برفقِ خُو
وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے نفس کو گدھے کی صورت عطا کردیگا ۔۔۔ کیونکہ وہ خصلت کے مطابق صورتیں بنا دیگا

ایں بُوَد اظہارِ سر در رستخیز ۔۔۔ اللہ اللہ از تن چوں خر گریز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہو گا ۔۔۔ خدا کے لئے گدھے جیسے جسم سے بھاگ

---

۱ خُفت۔ یعنی لیٹ گئی ستاں۔ چت۔ قحبہ۔ یعنی زانیہ بی بی۔ پا برآورد۔ پا ذکر سے کنایہ ہے۔ مُؤدّب۔ سکھایا ہوا۔ خایہ۔ خصیہ۔

۲ رودہا۔ انتڑیاں۔ ریبُ المنون۔ حوادث زمانہ۔ فضیحت۔ رسوائی۔ عذاب قرآن پاک میں ہے لِنُذِیقَھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ تاکہ ہم ان کو ذلت کے عذاب کا مزہ چکھائیں نبی۔ قرآن پاک دانکہ۔ نفس کے نیچے ہونا گدھے کے نیچے ہونے سے بھی زیادہ برا اور ذلیل کام ہے۔

۳ در رہ۔ انسان اگر نفس پروری کی حالت میں مر گیا تو اس کی موت اس بی بی کی موت سے بھی زیادہ رسوا کن ہے نفس۔ جیسا انسان کا باطن ہوگا قیامت میں اللہ تعالیٰ اسی صورت پر حشر کرے گا۔

کافراں را بیم کرد ایزد زنار — کافراں گفتند نار اولیٰ زعار [1]

اللہ (تعالیٰ) نے کافروں کو آگ سے ڈرایا — کافروں نے کہا، ذلت سے آگ بہتر ہے

گفت نے آں نار اصلِ عارہاست — ہمچوں آں نارے کہ آں زن را بکاست

(اس نے) کہا نہیں آگ ذلتوں کی جڑ ہے — اس آگ کی طرح جس نے اس عورت کو جلا دیا

لُقمہ اندازہ نخورد از حرصِ خود — در گلو بگرفت لُقمہ مرگِ بد

اس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ سے لقمہ نہ کھایا — بری موت کا لقمہ گلے میں پھنس گیا

لُقمہ اندازہ خور اے مردِ حریص — گرچہ باشد لُقمہ حلوا و خبیص

اے لالچی انسان! لقمہ اندازے سے کھا — اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوے کا لقمہ ہو

حق تعالیٰ داد میزاں راز باں — ہیں ز قرآں سُورۂ رحمٰن بخواں

اللہ تعالیٰ نے ترازو کو زبان عطا کی ہے — آگاہ، قرآن میں سے سورۂ رحمٰن پڑھ لے

ہیں ز حرصِ خویش میزاں را مہل — آز و حرص آمد تُرا خصم و مُضِل

خبردار! اپنے لالچ میں ترازو کو نہ چھوڑ — تمنا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کرنیوالے ہیں

حرص جوید کل برآد از کُل [2] — حرص میرست اے فجل ابن الفجل

حرص کل چاہتی ہے، کل سے محروم رہتی ہے — حرص حاکم ہے، اے نامرد، نامرد کے بیٹے

آں کنیزک میشد و میگفت آہ — کردی اے خاتوں تو اُستارا براہ

وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی، ہائے — اے بی بی! تو نے استاد کو روانہ کر دیا

کار بے اُستاد خواہی ساختن — جا ہلانہ جاں بخواہی باختن

تو نے بغیر استاد کے کام بنانا چاہا — جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا

اے زمن دُز دیدہ علمِ نا تمام — ننگت آمد کہ پُرسی حالِ دام

اے! تو نے میرا ناقص علم چرایا — تجھے اس سے شرم آئی کہ جال کا حال معلوم کرے

تا نچیدے دانہ مرغ از خرمنش — ہم نیفتادے رسن در گردنش

جبکہ اس کے کھلیان سے پرند دانہ نہ چگتا — اس کی گردن میں رسی بھی نہ پڑی

دانہ کمتر خور مکُن چندیں رفو — چو کُلوا [3] خواندی بخواں لا تُسرِفُوا

دانہ بہت کم کھا، اس قدر رفو نہ کر — جبکہ تو نے "کھاؤ" پڑھ لیا "زیادتی نہ کرو" پڑھ لے

تا خوری دانہ نیفتی تو بدام — ایں کُند عِلم و قناعت والسّلام

تاکہ تو دانہ چک لے (اور) جال میں نہ پھنسے — یہ علم اور قناعت کرتا ہے، والسلام

---

[1] عار۔ یعنی مسلمان ہونے کی ذلت ہمچو۔ جس طرح نفس کی آگ نے اس بی بی کو ذلتوں میں مبتلا کیا تمہارے نفس کی آگ جو اسلام کو عار کا سبب بنا رہی ہے سینکڑوں ذلتوں میں مبتلا کر دیگی۔ لقمہ۔ اس بی بی نے اپنے اندازہ کے مطابق کام نہ کیا حرص کی اور وہ ماری گئی۔ خبیص۔ چھوارے کا حلوہ زباں۔ ترازو کا کانٹا جو کمی بیشی کو بتا دیتا ہے۔ سورۃ۔ سورہ رحمٰن میں ہے وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ "اس اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قایم کی تا کہ تم تجاوز نہ کرو"

[2] ز کل۔ مشہور مقولہ۔ طَلَبُ الْكُلِّ فَوْتُ الْكُلِّ کل کا طلب کرنا کل کو ہاتھ سے دینا ہے" فجل۔ ڈھیلا، سُست، کردی۔ وہ باندی کہہ رہی تھی کہ میں اس فن کی استاد تھی تو نے مجھے تو روانہ کر دیا اور بغیر استاد کے کام چلانا چاہا اے زمن۔ تو نے مجھ سے آدھی بات سیکھی۔ تانچیدے۔ اگر پرند جال کا دانہ نہ چگے تو جال میں نہ پھنسے۔

[3] کلوا۔ قرآن پاک میں ہے كُلُوا وَلَا تُسْرِفُوا "کھاؤ اور اسراف نہ کرو...... تا خوری۔ علم اور قناعت حاصل کر لو تو دنیا سے فائدہ بھی اٹھا لو گے اور مصائب میں بھی گرفتار نہ ہو گے۔

نعمت ۱؎ از دنیا خورد عاقل نہ غم | جاہلاں محروم ماندہ در ندم
عقلمند، دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ کہ غم | جاہل ندامت سے محروم رہتے ہیں
چوں در افتد در گلو شاں حبلِ دام | دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام
جب ان کے گلے میں جال کی رسی پھنستی ہے | سب پر دانہ چگنا حرام ہو جاتا ہے
مرغِ اندر دام دانہ کے خورد | دانہ چوں زہرست در دام ار چرد
پرند، جال میں سے دانہ چگتا ہے | جس طرح عوام دنیا کے جال میں سے
مرغِ ۲؎ غافل میخورد دانہ زدام | ہمچو اندر دام دنیا ایں عوام
غافل پرند، جال میں سے دانہ کب چگتا ہے | جال میں اگر دانہ چکھے وہ زہر جیسا ہے
باز مرغانِ خبیر ہوش مند | کردہ انداز دانہ خودرا خشک بند
پھر با خبر، ہوشمند پرندوں نے | اپنے آپ کو دانہ سے روک دیا ہے
کاندرونِ دام و دانہ زہر ہاست | کور آں مرغے کہ در فخ دانہ خواست
کیوں کہ جال اور دانے میں زہر ہیں | وہ پرند اندھا ہے جس نے جال میں سے دانہ چاہا
صاحبِ دام ابلہاں را سَر برید | واں ظریفاں رابہ مجلسہا کشید
جال والے نے، بیوقوفوں کا سر قلم کر دیا | اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا
کہ از انہا گوشت می آید بکار | وز ظریفاں بانگ و نالہ زیرو زار
کیونکہ ان کا گوشت کار آمد ہے | اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور رونا ترنم اور گریہ
پس ۳؎ کنیزک آمد از اشگاف در | دید خاتوں را بمردہ زیرِ خر
تو باندی نے دروازے کی در سے | بی بی کو گدھے کے نیچے مردہ دیکھا
گفت اے خاتونِ احمق اینچہ بود | گر ترا استاد خود نقشے نمود
اس نے کہا اے بیوقوف بی بی! یہ کیا تھا؟ | اگر استاد نے تجھے خود ایک نقش دکھا دیا
ظاہرش دیدی سِرش از تو نہاں | اوستا ناگشتہ بکشادی دکاں
تو نے اس کا ظاہر دیکھ لیا اس کا راز تجھ سے پوشیدہ رہا | استاد بنے بغیر تو نے دکان کھول دی
کیر دیدی ہمچو شہد وچوں خبیص | آں کدو را چوں ندیدی اے حریص
تو نے ذکر کو شہد اور حلوہ جیسا دیکھا | اے حریص! تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا؟
یا چو مستغرق شدی در عشقِ خر | آں کدو پنہاں بماندت از نظر
یا جب تو گدھے کے عشق میں مدہوش ہو گئی | وہ کدو تیری نظروں سے چھپا رہا

۱؎ نعمت۔ عقلمند آدمی دنیا کو آخرت کیلئے استعمال کر کے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور ناداں ندامت اور محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔ چوں در افتد۔ جب دنیا دار دنیا کے غم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس پر خواب و خور حرام ہو جاتا ہے۔ مرغ۔ جو ہوشیار پرند ہو گا وہ جال کا دانہ کبھی نہ چکھے گا۔

۲؎ مرغِ غافل۔ بیوقوف انسان دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ جال کے دانہ کی طرح ہے۔ باز مرغاں۔ جو ہوشیار پرند ہوتے ہیں۔ وہ جال کے دانے سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھتے ہیں۔ فخ۔ جال۔ صاحب شکاری بیوقوف پرندوں کو ذبح کر ڈالتا ہے۔ اور خوش گلو پرندوں کو فروخت کر دیتا ہے۔ جو لوگوں کی محفلوں میں پہنچ جاتے ہیں یہی صورت دنیا کے جال میں پھنسنے کے بعد دنیا داروں اور اہل اللہ ذاکر و شاغل لوگوں کی ہوتی ہے۔

۳؎ پس۔ کنیزک۔ بی بی کے مرنے کے بعد باندی نے کہا بی بی کسقدر احمق تھی مجھ سے تھوڑی سی بات سیکھ کر اپنے آپ کو استاد سمجھ بیٹھی اور ہلاک ہوئی۔ ظاہرش۔ فن کا ظاہر دیکھا اور اس کے رازوں سے ناواقف ہوتے ہوئے دکان کھول بیٹھی خبیص۔ چھوارے کا حلوہ۔

ظاہرِ صنعت بدیدی ز اُستاد — اُوستادی بر گرفتی شاد شاد

تو نے استاد کی ظاہری کاریگری دیکھی — تو نے خوشی خوشی ، استادی اختیار کر لی

اے ا؎۱ بسا زرّاق گولِ بیوقوف — از رہِ مرداں ندیدہ غیرِ صوف

بہت سے احمق بیوقوف مکاروں نے — سوائے اون کے مردوں کے راستہ میں کچھ نہ دیکھا

اے ۲؎ بسا شوخاں زاندک احتراف — از شہاں ناموختہ جُز گفت و لاف

بہت سے بے حیا ہیں تھوڑے سے ہنر ہے — انہوں نے شاہوں سے سوائے باتوں اور شیخی کے کچھ حاصل نہ کیا

ہر یکے در کف عصا کہ موسیم — می دمَد بر ابلہاں کہ عیسیمَ

ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی ہے کہ میں موسیٰ ہوں — بیوقوفوں پر دم کرتا ہے کہ میں عیسیٰؑ ہوں

آہ ازاں روزے کہ صدقِ صادقاں — باز خواہد از تو سنگِ اِمتحاں

ہائے وہ دن کہ سچوں کی سچائی — امتحان کا پتھر تجھ سے طلب کرے گی

آخر از اُستاد باقی را بپرس — کہ حریصاں جملہ کور اندو خرس

آخر باقی و ہنر ! استاد سے پوچھ لے — کیوں کہ لالچی سب اندھے اور گونگے ہیں

جُملہ جستی باز ماندی از ہمہ — صیدِ گرگاں اند ایں اَبلہ رَمہ

تو نے سب کو ٹٹولا سب سے محروم رہا — یہ بیوقوف گلہ ، بھیڑیوں کا شکار ہے

صورتے بشنیدی گشتی ترجماں — بیخبر از گفت خود چوں طوطیاں

تو نے تھوڑی سی بات سنی ترجمان بن گیا — طوطیوں کی طرح اپنی گفتگو سے بے خبر ہے

تمثیلِ ۳؎ تلقینِ شیخ مُریداں راو پیغمبر اُمّت را کہ ایشاں طاقت

شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو تلقین کرنے کی مثال کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے

تلقین حق تعالیٰ ندارند و با حق اُلفت ندارند چنانکہ طوطی

تلقین کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہیں مناسبت نہیں ہے جیسا کہ طوطی

با صورتِ آدمی اُلفت ندارد کہ از و تلقین تواند گرفت حق

آدمی کی صورت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے کہ اس سے تلقین حاصل کر سکے اللہ

تعالیٰ شیخ راچوں آئینہ پیشِ مُرید ہمچو طوطی دارد و از پسِ

تعالیٰ شیخ کو آئینہ کی طرح طوطی جیسے مرید کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آئینہ کے پیچھے سے

آئینہ تلقین میکُند قولہ عزّوجلّ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ

تلقین کرتا ہے اللہ عزوجل کا قول ہے آپ اپنی زبان نہ ہلایئے تاکہ اس (وحی) پر جلد کریں

۱؎ اے بسا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو کسی شیخ کامل سے تھوڑی سی بات سنکر کان جما لیتے ہیں زراق۔ مکار شیوخ صوف۔ یعنی اون کی کملی

۲؎ اے بسا یہ مزدور شیخ سوائے شیخی بگھارنے کے شیوخ سے کچھ حاصل نہ کر سکے اور اپنے آپ کو موسیٰ و عیسیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ جُملہ جستی۔ یہ یا تو حریص مریدوں کو خطاب ہے یا عام مزدور شیخ کو جو مریدوں کو پھانسنے کے حریص ہیں۔ طوطیاں۔ طوطی انسان کی بولی بولتی ہے لیکن اس کو سمجھتی نہیں ہے۔

۳؎ تمثیل۔ طوطی کو جب سکھایا جاتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طوطی کو آئینہ کے بالمقابل کر دیا جاتا ہے اور استاد آئینہ کے پیچھے چھپ کر بولنا شروع کرتا ہے، آئینہ کے سامنے کی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ یہ وہ طوطی بول رہی ہے جو آئینہ میں اس کو نظر آ رہی ہے جو خود اس کا عکس ہی ہے لہٰذا وہ اس کو اپنی ہم جنس سمجھ کر اس سے بولنا سیکھ لیتی ہے۔ یہی حال اللہ تعالیٰ اور نبی اور نبی کے مخاطبوں کا ہے نبی بمنزلہ آئینہ والے عکس کے ہے اور حضرت حق تعالیٰ بمنزلہ استاد کے ہے اسطرح وحی جو کلام الٰہی ہے بندوں تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس مثال اور وحی کے معاملہ میں فرق اسقدر ہے کہ آئینہ والی طوطی کی چونچ کی جنبش تو با۔ والی طوطی کی جنبش کے تابع ہے اور نبی کی زبان کی حرکت اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اس لئے اس تشبیہ کو مثل نہ کہا جائے گا مثال کہا جائے گا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی این ست ابتدائے مسئلہ

نہیں ہے وہ مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے یہ اس مسئلہ کی ابتداء ہے

بے مُنتہا چنانکہ مِنقار جُنبا نیدنِ ۱ طوطی اندرونِ آئینہ خیالش

جسکی کوئی انتہا نہیں ہے چنانچہ آئینہ کے اندر کی طوطی کا چونچ ہلانا جس کو تو عکس

میخوانی بے اختیار و تصرّفِ اُوست عکسِ خواندنِ طوطیِ

کہتا ہے اس کے اختیار اور تصرف کے بغیر ہے وہ باہر والی طوطی کے پڑھنے کا

بیرونی کہ متعلّم است نہ عکسِ آں مُعلّم کہ پسِ آئینہ ست

عکس ہے جو سیکھنے والی ہے نہ کہ اس سکھانیوالے کا عکس ہے جو آئینہ کے پیچھے ہے

ولیکن خواندنِ طوطیِ بیرونی تصرّفِ آں مُعلّم ست پس

لیکن باہر والی طوطی کا پڑھنا سکھانے والے کا تصرف ہے تو

ایں مثال آمد نہ مثل

یہ ایک مثال ہے نہ کہ مثل

طوطیِ در آئینہ می بیند او | عکسِ خود را پیشِ او آوردہ رُو

ایک طوطی آئینہ میں دیکھتی ہے | اپنے عکس کو کہ وہ اس کے سامنے منہ کئے ہوئے ہے

در پسِ آئینہ آں اُستا نہاں | حرف میگوید ادیبِ خوش زباں

آئینہ کے پیچھے وہ استاد چھپا ہوا ہے | وہ جوش بیان ، ادیب بات کر رہا ہے

طوطیک پنداشتہ کیں گفتِ پست | گفت آں طوطیست کاندر آئینہ است

طوطی سمجھتی ہے کہ یہ دھیمی آواز | اس طوطی کی گفتگو ہے جو آئینہ کے اندر ہے

پس ز جنسِ خویش آموزد سخن | بیخبر از مکر آں گرگِ ۲ کہن

تو وہ اپنی ہم جنس سے، بات کرنا سیکھتی ہے | اس بھیڑیے کی تدبیر سے بے خبر ہے

از پسِ آئینہ می آموز دش | ورنہ ناموزد جز از جنسِ خودش

وہ آئینہ کے پیچھے اس کو سکھا دیتا ہے | ورنہ وہ اپنی ہم جنس کے سوائے نہ سیکھے

گفت را آموخت زاں مردِ ہنر | لیک از معنی و سرِّش بے خبر

اس ہنر مند انسان سے اس نے بات سیکھ لی | لیکن اس کے معنی اور راز سے بے خبر ہے

از بشر بگرفت منطق یک بیک | از بشر جز ایں چہ داند طوطیک

اس نے ایک ایک بات انسان سے سیکھ لی | انسان سے ، اس کے سوا طوطی کیا جانے

۱ طوطی۔ اس طوطی کے بالمقابل اس کا عکس ہوتا ہے۔ اُستا۔ استاد۔ طوطیک آئینہ کے باہر والی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ آئینہ کے اندر کی طوطی بول رہی ہے لہٰذا وہ اس کی نقل شروع کردیتی ہے۔

۲ گرگِ کہن۔ تجربہ کار استاد۔ گفت را یہ طوطی اس استاد کے الفاظ نقل کردیتی ہے ان کے معانی بے خبر ہوتی ہے۔

ہمچناں ۱ در آئینہ جسمِ ولی　　خویش را بیند مُریدی ممتلی
اسی طرح ولی کے جسم کے آئینہ میں　　(خامی سے) پر مرید اپنے آپ کو دیکھتا ہے

از پسِ آئینہ عقلِ کُل را　　کے بہ بیند وقت گفت و ماجرا
آئینہ کے پیچھے سے عقلِ کُل کو　　کب دیکھ سکتا ہے؟ گفتگو اور قصہ کے وقت

اُو گماں ۲ دارد کہ میگوید بشر　　واں دگر سرِ ست و اُوزاں بیخبر
وہ خیال کرتا ہے، کہ انسان کہہ رہا ہے　　وہ دوسرا پوشیدہ ہے اور وہ اس سے بے خبر ہے

حرف آموزد ولے سِرِ قدیم　　می نداند طوطیست اُو یا ندیم
وہ حروف سیکھ جاتا ہے لیکن قدیم راز　　نہیں جانتا ہے، کہ وہ (سکھانیوالا) طوطی ہے یا ساتھی ہے

ہم صفیرِ ۳ مُرغ آموزند خلق　　کایں سخن اندر دہاں اُفتاد و حلق
لوگ پرندوں کی بولی سیکھ لیتے ہیں　　کیونکہ یہ بولی ان کے منہ اور حلق میں آجاتی ہے

لیک از معنیٰ مُرغاں بیخبر　　جُز سلیمانؑ نبی خوش نظر
لیکن پرندوں کے معانی سے بے خبر ہوتے ہیں　　سوائے (حضرت) سلیمانؑ نبی کے جن کی سمجھ خوب تھی

حرفِ درویشاں بسے آموختند　　منبر و محفل بداں افروختند
بہت سے لوگوں نے درویشوں کے الفاظ سیکھ لئے ہیں　　ان سے منبر اور مجلس کی رونق بڑھا لی ہے

یا بجز آں حرف شاں روزی نبود　　یاد ز آخر رحمت آمدہ رہ نمود
یا تو ان کا مقدر حروف کے سوا کچھ نہیں ہے　　یا انجام کار اللہ کی رحمت آکر رہنمائی کر دیتی ہے

صاحبدلے ۴ در چلہ بخواب دید کہ سگے حاملہ در شکمِ آں بچگاں
ایک صاحب دل نے چلہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اس کے پیٹ
بانگ میکردند در تعجب ماند کہ حکمتِ بانگ سگ پاسبانی
میں بچے بھونک رہے ہیں وہ تعجب میں رہ گیا کہ کتے کے بھونکنے کا فائدہ نگہبانی ہے
ست و بانگ در اندرونِ شکمِ مادر بے پاسبانی ست و نیز
اور ماں کے پیٹ میں بھونکنا نگہبانی کے لئے نہیں ہے اور آواز مدد چاہنے اور
بانگ جہت یاری خواستن و شیر خواستن باشد وغیرہ و در شکم
دودھ مانگنے کے لئے بھی ہوتی ہے اور ماں کے پیٹ میں ان میں سے کوئی

تو اس کی حکمت کو واضح فرما دے خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بتایا کہ پیٹ کے اندران کتے کے بچوں کا بھونکنا بناوٹی پیروں کی لافزنی کی مثال ہے جس سے نہ خود ان کو فائدہ حاصل ہوتا ہے نہ دوسروں کو

۱ ہمچناں۔ اسی طرح مرید اور اُمتی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی اس کی ہم جنس ہے اور اس سے سیکھتا ہے اور استاد عقل کل اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ پاتا ہے جو اصل میں معلم ہے۔

۲ اُو۔ مرید اور اُمتی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی کہہ رہا ہے اس راز سے وہ بے خبر ہوتا ہے۔ دراصل اس سے اللہ تعالیٰ کہلوا رہا ہے۔ حرف نبی کی بات سن لیتا ہے لیکن اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اصل رٹنے والا نبی ہے جو بمنزلہ طوطی سکس کے ہے یا اللہ تعالیٰ ہے جو بمنزلہ اس ساتھی کے ہے، جو آئینہ کے پیچھے سے بولتا ہے۔

۳ ہم صفیر۔ انسان پرندوں کی بولی سیکھ جاتا ہے لیکن اس بولی کے معنی جو نام لیتے ہیں ان سے وہ لاعلم ہوتا ہے۔ حرفِ درویشاں۔ اسی طرح بہت سے انسان کاملین کی نقل اتارنے لگتے ہیں۔ یا بہ جز۔ یہ نقالی کبھی نقالی ہی رہتی ہے اور کبھی حقیقت تک رہنمائی بھی کر دیتی ہے۔

۴ صاحبدلے۔ ایک بزرگ تنہائی میں چلہ کشی کر رہے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اور اس کے پیٹ میں بچے بھونک رہے ہیں جس سے ان کو تعجب ہوا اور سوچنے لگے کہ پیٹ میں بچوں کے بھونکنے میں کیا حکمت خداوندی ہے کتے حفاظت اور پاسبانی کے لئے بھونکتے ہیں ماں کے پیٹ میں بھونکنے سے یہ فائدہ نہیں ہے نیز بچہ کے رونے میں مدد کے لئے یا دودھ کے لئے فریاد ہوتی ہے وہ بھی یہاں نہیں ہے انہوں نے دعا کی کیونکہ اس حکمت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا ہے۔ کہ اے خدا

مادر ہیچکدام از نہا نیست چوں بخویش آمد بحضرتِ حق مناجات
بھی (مقصود) نہیں ہے وہ جب بیدار ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا کی
کرد وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ جواب آمد کہ آں صورتِ
"اور بجز اللہ کے اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے" جواب آیا کہ یہی صورت حال
حال قومی ست کہ از حجاب بیرموں نیا مدہ و چشم دل باز نشدہ
اس قوم کی ہے جو پردے سے نہیں نکلی ہے اور دل کی آنکھ نہیں کھلی ہے
ود عوائی بصیرت کنند و مقالات گویند ازاں نہ ایشاں را
اور وہ بصیرت کا دعوی کرتی ہے اور تقریریں کرتی ہے جن سے نہ اس کو
قوّت و یاری ونہ مُستمعاں را ہدایتے و رُشدے میر سد
کوئی قوت اور مدد حاصل ہوتی ہے اور نہ سننے والوں کو کوئی ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے

آں یکے می دید خواب اندرِ چلہ[۱] ‌‌ در رَہے مادہ سگے بُد حاملہ
ایک شخص نے چلہ میں خواب میں دیکھا ‌‌ راستہ میں ایک حاملہ کتیا تھی

ناگہاں آوازِ سگ بچگاں شنُید ‌‌ سگ بچہ اندر شکم بُدنا پدید
اس نے اچانک کتے کے پلوں کا بھونکنا سنا ‌‌ کتے کے پلے پیٹ میں چھپے ہوئے تھے

پس عجب آمدو را زاں بانگہا ‌‌ سگ بچہ اندر شکم چوں زدندا
اس کو ان آوازوں سے تعجب ہوا ‌‌ کتے کے پلے پیٹ میں کیوں بھونکے؟

سگ بچہ اندر شکم نالہ[۲] کُناں ‌‌ ہیچ کس دیدست ایں اندر جہاں
کتے کے پلوں کو (ماں کے) پیٹ کے اندر روتے ہوئے ‌‌ کسی نے دنیا میں یہ دیکھا ہے؟

چوں بجَست از واقعہ آمد بخویش ‌‌ حیرتِ اُو دَمبدم میگشت بیش
جب وہ خواب سے بیدار ہوا، ہوش میں آیا ‌‌ اس کی حیرت لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی

در چلہ کس نے کہ گردد عُقدہ حَل ‌‌ جُز کہ در گاہِ خُدایِ عزَّ وجَل
چلہ میں کوئی نہیں تھا، کہ عقدہ حل ہو ‌‌ سوائے خدائے عزوجل کی درگاہ کے

گفت یا رب زیں شِکال و گفتگو ‌‌ دَرِ چلہ واماندہ ام از ذکرِ تُو
اس نے کہا اے اللہ! اس اشکال اور گفتگو کی وجہ سے ‌‌ چلے میں تیرے ذکر سے قاصر ہو رہا ہوں

پرِّ من بکشای تا پرّاں شوم ‌‌ دَر حدیقہ ذکر و سیستاں شوم
میرے پر کھول دے تاکہ پرواز کروں ‌‌ ذکر کے باغیچہ میں اور سیب کے باغ میں پہنچوں

---

[۱] چلہ۔ چلہ کشی جو تنہائی میں ہوتی ہے۔ بانگہا۔ یعنی کتے کے پلوں کی ماں کے پیٹ میں سے بھونکنے کی آواز

[۲] نالہ کناں۔ روتے ہوئے واقعہ یعنی خواب۔ عُقدہ حل۔ یعنی گرہ کھل جائے، معاملہ حل ہو جائے۔ گفت۔ اس صاحب دل نے خدا سے عرض کیا میں اس فکر میں تیری یاد سے غافل ہو رہا ہوں۔

آمدش آوازِ ہاتف ۱ در زماں
اس کو فوراً غیبی فرشتہ کی آواز آئی
کاں مثالے داں ز لافِ جاہلاں
کہ اس کو جاہلوں کے شیخی بگھارنے کی مثال سمجھ

کز حجاب و پردہ بیروں نامدہ
جو حجاب اور پردے سے باہر نہیں نکلے ہیں
چشم بستہ بیہدہ گویاں شدہ
آنکھیں بند کئے ہوئے بکواس کرتے ہیں

بانگِ سگ اندر شکم باشد زیاں
کتے کا پیٹ میں بھونکنا بیکار ہے
نے شکار انگیز و نے شبِ پاسباں
نہ شکار نکالنے والا ہے اور نہ رات کا محافظ ہے

گرگ نا دیدہ کہ دفعِ او بود
اس نے بھیڑیئے کو نہیں دیکھا کہ اس کا دفعیہ ہو
دزد نادیدہ کہ منعِ او شود
اس نے چور کو نہیں دیکھا کہ اس کی روک ہو

از حریصی ۲ وز ہوائے سروری
حرص اور سرداری کی خواہش کی وجہ سے
در نظر کند و بلا فیدن جری
نظر میں کند ہے اور بکواس کرنے میں جری ہے

از ہوائے مشتری و گرم دار
خریدار اور دوست کی خواہش کی وجہ سے
بے بصیرت پا نہادہ در فشار
بغیر بصیرت کے بکواس میں قدم رکھے ہوئے ہے

ماہ نا دیدہ نشاں ہا مید ہد
چاند کو دیکھے بغیر، نشانیاں بتاتا ہے
روشنائی را بداں کژی نہد
اس کے لئے روشنائی کو ٹیڑھا رکھتا ہے

از برائے مشتری در وصفِ ماہ
چاند کی صفت بیان کرنے میں، خریدار کے لئے
صد نشاں نا دیدہ گوید بہرِ جاہ
مرتبہ کی خاطر بغیر دیکھے ہوئے سینکڑوں نشانیاں بتاتا ہے

مشتری نا دیدہ گوید صد نشاں
خریدار کو بغیر دیکھے سینکڑوں نشانیاں بتاتا ہے
ژاژ خاید دوغ نوشد کف زناں
بکواس کرتا ہے تالیاں بجاتے ہوئے چھاچ پیتا ہے

مشتری ۳ کو سود دارد خود یکسیت
جس خریدار میں فائدہ ہے وہ صرف ایک ہے
لیک ایشاں را دراں ریب و شکیست
لیکن ان کو اس میں شک و شبہ ہے

از ہوائے مشتریِ بے شکوہ
بے حقیقت خریدار کی خواہش میں
مشتری را باد دادند ایں گروہ
اس جماعت نے خریدار کو کھو دیا ہے

مشتری ماست اَللّٰہُ اشْتَریٰ
ہمارا خریدار اللہ ہے جس نے خرید لیا ہے
از غمِ ہر مشتری ہیں بر تر آ
ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ

مشتریِ جو کہ جویانِ تو است
اس خریدار کو تلاش کر جو تیرا جویاں ہے
عالمِ آغاز و پایانِ تو است
تیرے آغاز اور انجام کا جانکار ہے

---

۱ ہاتف۔ غیبی آواز کاں۔ کتے کے پلوں کا پیٹ میں بھونکنا جاہلوں کی لاف زنی کی مثال ہے۔ بانگ۔ کتے کے پلوں کا پیٹ میں بھونکنا بیکار بات ہے نہ تو اس سے یہی فائدہ ہے کہ کوئی شکار جھاڑی میں سے نکل کر بھاگے اور شکاری اس کا شکار کرے نہ چور کو بھگانے کے لئے ہے۔

۲ از حریصی۔ جاہل شیخ کی لالچ اور سرداری کی خواہش میں یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی نظر تو کند ہو جاتی ہے اور وہ شیخی بگھارنے میں جری ہو جاتا ہے۔ گرم دار۔ دوست۔ فشار۔ بکواس۔ ماہ۔ یعنی ذات حق کے مشاہدہ کے بغیر اس کی سینکڑوں نشانیاں بیان کرتا ہے اور اپنے خریدار کی غلط رہنمائی کرتا ہے۔ مشتری۔ وہ مرید بھی بغیر مشاہدہ کے بکواس شروع کر دیتے ہے اور فرضی مستی ظاہر کرنے لگتا ہے۔ دوغ نوشد۔ یعنی چھوچ پی کر فرضی مستی ظاہر کرتا ہے۔

۳ مشتری کو۔ ایک مومن کا خریدار اس اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَریٰ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کو کسی اور خریدار کی فکر میں پڑنا چاہیے۔ جویاں۔ اللہ تعالیٰ تیرا جویاں ہے اور وہ تیرے انجام و آغاز کو جانتا ہے۔

ہیں مکش ہر مُشتری راتو بدست [۱] | عشقبازی با دو معشوقہ بَدست
خبردار! ہر خریدار کو تو ہاتھ سے نہ کھینچ | دو معشوقوں سے عشقبازی بری ہے
زو نیابی سُود مایہ گر خَرد | نبُودش خود قیمت عقل و خِرد
اگر وہ پونجی کو خرید لے گا تو اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکیگا | اس کے پاس (تیری) عقل اور سمجھ کی قیمت ہی نہ ہوگی
نیست اُورا خود بہائے نیم نعل | تو برو عَرضہ کُنی یا قوت و لَعل
خود اس کی قیمت آدھے نعل کی نہیں ہے | تو اس کو یاقوت اور لعل دکھا رہا ہے
حرص [۲] کورت کرد و محرومت کُند | دیو ہمچوں خویش مَرجُومت کُند
لالچ نے تجھے اندھا کر دیا اور محروم کرے گا | شیطان تجھے اپنی طرح سنگسار بنا دے گا
ہمچناں کاصحابِ فیل و قومِ لُوط | کردشاں مَرجُوم چوں خود آں سخوط
جس طرح اصحاب فیل اور لوطؑ کی قوم کو | اس مغضوب نے اپنی طرح سنگسار بنا دیا
مُشتری راصابراں دریا فتند | چوں سُوی ہر مُشتری نشتافتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے | کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
واں کہ گرد انید رُوزاں مُشتری | بخت و اقبال و بقاز و شُد بری
جس شخص نے اس خریدار سے منہ موڑا | نصیب اور اقبال اور بقا اس سے کنارہ کش ہو گئے
ماند حسرت بر حَریصاں تا اَبد | ہمچوں حالِ اہلِ ضرواں [۳] در حَسد
لالچیوں کو ہمیشہ حسرت رہی | جس طرح حسد میں ضروان والوں کا حال

قصّہ اہلِ ضرواں و حَسدِ ایشاں بَر درویشاں کہ پدرِ ما از سلیمی

ضروان کے باشندوں کا قصہ اور ان کا فقیروں پر حسد کرنا کہ ہمارا باپ سادہ پن

اَغلب دَخل باغ را بمسکیناں میداد، چوں انگور بُودے عُشر

سے باغ کی زیادہ پیداوار مسکینوں کو دیتا تھا جب انگور ہوتے دسواں حصہ

دادے وچوں مویزو دوشاب شدُے عُشرد ادے وچوں حلوا

دیدیتا اور جب کشمش اور انگور کا شیرہ ہوتا دسواں دے دیتا اور جب حلوایا

و پالُودہ کردے عُشرد ادے واز قصیل عُشرد ادے وچوں

فالودہ بناتا دسواں دے دیتا۔ کچی کھیتی میں سے دسواں دے دیتا اور جب

خرمن میکوفتے از کفہ آمیختہ عَشرد ادے وچوں گندم از

کھلیان گہاتا آدھے گہائے ہوئے میں سے دسواں دیدیتا اور جب گیہوں

---

[۱] بدست۔ (شعر)
ہم خدا خواہی وہم دنیای دوں
ایں خیالست و محالست و جنوں
زو۔ اگر خدا کے علاوہ کوئی خریدار بنے گا تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس خریدار کے پاس تجھے خریدنے کی قیمت کہاں ہے۔ نیست۔ وہ خود دو کوڑی کا ہے اس پر اپنی عقل و خرد کے لعل و یاقوت کو پیش کرنا نادانی ہے۔

[۲] س۔ لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ مرجوم۔ سنگسار۔ اصحاب فیل۔ ابرہہ کا لشکر جس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چڑھائی کی تھی سخوط۔ مغضوب یعنی شیطان۔ وانکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرتا ہے وہ بڑا بدنصیب ہے اور تباہ ہو جاتا ہے۔

[۳] ضرواں۔ یمن میں ایک گاؤں تھا۔ سلیمی۔ بیوقوفی بھولا پن۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ قصیل۔ کچی کھیتی۔ کفہ۔ کاف کے زبر اور فا کی خفت کے ساتھ نیم کوفتہ۔

گہ جُدا شدُے عُشر دادے وچوں آرد کردے عُشر دادے وچوں
بھوسے سے جدا ہوتے دسواں دے دیتا اور جب آٹا کرتا دسواں دیدیتا اور

خمیر کردے عُشر دادے وچوں نان بختے عُشر دادے لا جرم
جب گوندھتا دسواں دیدیتا اور جب روٹی پکاتا دسواں دے دیتا لا محالہ

حق تعالیٰ در باغ و کشت برکتے نہادہ بُود کہ ہمہ اصحابِ
اللہ تعالیٰ نے باغ اور کھیتی میں برکت عطا کی تھی کہ سب باغ والے

باغہا محتاجِ اُو بُودندے ہم بمیوہ وہم بسیم و اُو محتاجِ
اس کے محتاج ہوتے پھل میں بھی اور چاندی میں بھی اور وہ ان میں سے

ہیچ کس نے از ایشاں فرزندانِ اُو خرجِ عشر میدید ند مکرّر
کسی کا محتاج نہ ہوتا اس کی اولاد نے بار بار دسویں کا خرچ دیکھا

وآں برکت نمی دیدند ہمچوں آں زنِ بدبخت کہ کیرِ خر دید و
اور وہ برکت نہ دیکھی اس بد بخت عورت کی طرح جس نے گدھے کا ذکر دیکھا

کدُو را ندید
اور کدو نہ دیکھا

بُود مُردے صالحے ربّانیے[۱] عقلِ کامل داشت و پایاں دانیے
ایک نیک خدا پرست شخص تھا کامل عقل رکھتا تھا اور انجام سے با خبر تھا

در دِہِ ضرواں بنزدیک یمن شہرہ اندر صدقہ و خلق حسن
یمن کے نزدیک ضرور ان گاؤں میں خیرات کرنے اور اچھے اخلاق میں مشہور تھا

کعبہ درویش بُودے کوئے اُو آمدندے مُستمنداں[۲] سُوئے اُو
اس کی گلی فقیر کا کعبہ ہوتی ضرورتمند اس کی جانب آتے

ہم زخوشہ عُشر دادے بے ریا ہم زگندم چوں شدُے از کہ جُدا
بغیر ریا کاری کے بالوں میں سے دسواں دیتا گیہوں میں سے بھی جب وہ بھوسے سے جدا ہو جائے

آرد گشتے عُشر دادے ہم ازاں ناں شدُے عُشرِ دگر دادے زِناں
آٹا بنتا تو اس میں سے بھی دسواں دیتا روٹی بنتی روٹی میں سے دوسرا دسواں دیتا

عُشرِ ہر دخلے فرونگذاشتے چار بارہ دادے زانچہ کاشتے
کسی آمدنی کے دسویں میں فرو گذاشت نہ کرتا جو بوتا اس میں سے چار بار ادا کرتا

[۱] ربانی۔ اللہ والا کعبہ۔ یعنی فقراء اس کے گھر کا چکر کاٹتے رہتے تھے۔
[۲] مستمنداں۔ حاجتمنداں عشر شرعی اعتبار سے زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ خیرات کرنا ہوتا ہے۔

از عنب عُشرے بدادے وز مویز
انگور میں سے دسواں دیتا اور کشمش میں سے
عُشر ہم دادے وے از دوشاب[۱] انبز
وہ انگور کے شیرے میں سے بھی دسواں دیتا

ہم زحلوا عُشر و از پالودہ ہم
حلوے میں سے بھی دسواں اور فالودے میں سے بھی
می فرونگذاشتے از بیش و کم
اور کم اور زیادہ میں سے نہ چھوڑتا

بس وصیتہا بگفتے ہر زماں
ہر وقت بہت سی وصیتیں کرتا
جمعِ فرزندانِ خود را آنجواں
وہ جو ان اپنی سب اولاد کو

اللہ اللہ قسمِ مسکیں بعدِ من
خدا کے لئے میرے بعد مسکین کے حصہ کو
وامگیریدش زحرصِ خویشتن
اپنی حرص سے بند نہ کرنا

تا بماند بر شما کشت و ثمار
تاکہ تم پر کھیتی اور پھل رہیں
در پناہِ طاعتِ حق پائدار
مستقل خدا کی اطاعت کی حفاظت میں

دخلہا و میوہا جملہ زغیب
آمدنیاں اور میوے سب غیب سے
حق فرستادست بے تخمین وریب
بے اندازہ اور بے شک اللہ (تعالیٰ) نے بھیجے ہیں

در محلِ[۲] دخل اگر خرج کنی
آمدنی کے وقت اگر تو خرج کرے گا
در گہِ سودست بر سودے زنی
وہ فائدے کا دربار ہے تو فائدہ اٹھا لے گا

ترک اغلب دخل را در کشت زار
کاشتکار پیداوار کا اکثر حصہ کھیت میں
باز کارد کہ ویست اصلِ ثمار
پھر بو دیتا ہے کیونکہ وہ فائدوں کی جڑ ہے

بیشتر کارد خورد زاں اندکے
زیادہ بو دیتا ہے اس میں سے تھوڑا سا کھاتا ہے
کہ ندارد در برو ئیدن شکے
کیونکہ اس کو اگنے میں کوئی شبہ نہیں ہے

زاں بیفشاند بکشتن ترک دست
کاشتکار بونے میں ہاتھ اسی لئے جھاڑ لیتا ہے
کاں غلہ ہم زاں زمیں حاصل شدست
کیونکہ وہ غلہ اسی زمین سے حاصل ہوا ہے

کفشگر[۳] ہم آنچہ افزاید زناں
روٹی سے جو زائد ہوتا ہے، موچی بھی
میخرد چرم و ادیم و سختیاں
چمڑا اور نری اور ہمیشہ خرید لیتا ہے

کہ اصولِ دخلم اینہا بودہ اند
کہ میری آمدنی کی بنیادیں یہ بنی ہیں
ہم ازینہا می کشاید رزقِ بند
انہی سے بند رزق کھلتا ہے

دخل از آنجا آمدستش لاجرم
لامحالہ اس کی آمدنی اس جگہ سے ہی ہوئی ہے
ہم در آنجا میکندوا دو کرم
اسی جگہ وہ عطا اور کرم کرتا ہے

---

[۱] دوشاب۔ انگور کا شیرہ۔ اللہ اللہ۔ وہ خدارسیدہ مرد اپنی اولاد کو وصیتیں کرتا کہ دسواں حصہ ضرور خیرات کرتے رہنا۔ دخلہا۔ جملہ پیداوار حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے۔

[۲] در محل پیداوار کے وقت اگر خرج کروگے فائدے میں رہوگے۔ ترک۔ یعنی کاشتکار پیداوار کا زیادہ حصہ پھر زمین میں بو دیتا ہے۔ در برو ئیدن۔ اس میں با زیادہ ہے۔ دست افشاندن۔ یعنی بونا۔

[۳] کفشگر۔ موچی۔ جفت ساز۔ ادیم۔ نری یعنی وہ کھال جو سرخ رنگی جاتی ہے۔ سختیان۔ بھیڑ کی دباغت شدہ کھال میشہ۔ کہ اصول۔ ان چیزوں میں وہ آمدنی کو صرف کرتا ہے کیونکہ آمدنی کی اصل دنیا وہی چیزیں ہیں۔

اِیں ازمین وسُختیاں پردہ ست اوبَس ۔۔۔ اصلِ روزی از خداداں ہر نفَس
یہ زمین اور کھال بس پردہ ہے ۔۔۔ اصل روزی ہر وقت خدا کی جانب سے سمجھ

چوں بکاری دَر زمینِ اصل کار ۔۔۔ تابرُوید ہَریکے را صد ہزار
تو جب بوئے وہ اصلی زمین میں بو ۔۔۔ تاکہ ہر ایک کے لاکھ اگیں

گیرم اکنوں تخم راگر کاشتی ۔۔۔ دَر زمینے کِش سَبب پنداشتی
میں نے مانا، اب اگر تو نے بیج بویا ہے ۔۔۔ اس زمین میں جس کو تو نے سبب سمجھا ہے

چوں۲ دوسہ سال آں نرُوید چوں کُنی ۔۔۔ جُز کہ دَر لابہ و دُعا کف بر زَنی
اگر وہ دو تین سال نہ اگے تو کیا کرے گا ؟ ۔۔۔ بجز اس کے کہ خوشامد اور دعا میں ہاتھ اٹھائیگا

دَست بر سَر میزنی پیشِ اِلٰہ ۔۔۔ دَست وسَر بردادنِ رزقش گواہ
خدا کے آگے سر پر ہاتھ مارے گا ۔۔۔ ہاتھ اور سر اس کے رزق دینے پر گواہ ہیں

تا بدانی اصلِ اصلِ رزق اوست ۔۔۔ تاہم اُوراجُویدآں کورزق جوست
تاکہ تو سمجھ لے کہ رزق کی اصل جڑ وہی ہے ۔۔۔ جو رزق تلاش کرتا ہے اسی سے ڈھونڈتا ہے

رزق ازوے جُو مجُو از زیدو عَمر ۔۔۔ مستی ازوے جُو مجُو از بَنگ وخَمر
رزق اس سے مانگ، زید اور عمر سے نہ مانگ ۔۔۔ مستی اس سے چاہ بھنگ اور شراب سے نہ چاہ

مُنعمی زوخواہ نے از گنج و مال ۔۔۔ نصُرت ازوے خواہ نے ازعَم وخال
خوشحالی اس سے چاہ نہ کہ خزانے اور مال سے ۔۔۔ مدد اس سے چاہ نہ کہ چچا اور ماموں سے

عاقبت ۳ زینہا بخواہی ماندن ۔۔۔ ہیں کِرا خواہی دراں دَم خواندن
انجام کار تو ان سے (الگ) رہ جائے گا ۔۔۔ ہاں اس وقت تو کسے پکارے گا ؟

ایں دَم اُورا خوان و باقی رابماں ۔۔۔ تا تو باشی وارثِ مُلکِ جہاں
اس وقت اس کو پکار اور باقی کو چھوڑ ۔۔۔ تاکہ تو دنیا کی سلطنت کا مالک بن جائے

چوں یفِرُّ الْمرءُ آید مِنْ اَخِیْہ ۔۔۔ یَھْرَبُ الْمُوْلُوْدِ یَوْمًا مِّنْ اَبِیْہِ
جب وہ دن آجائے گا کہ انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا ۔۔۔ وہ دن کہ اولاد اپنے باپ سے بھاگے گی

---

۱ ایں زمیں۔ پیداوار کے ظاہری اسباب محض ایک پردہ ہیں ورنہ اصل روزی رساں خدا ہے ..... صد ہزار۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ "ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستہ میں صرف کرتے ہیں ایک دانہ کی سی ہے جس نے سات بالیں اگائیں ہر بال میں سو دانے اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے دوگنا کردیتا ہے۔

۲ چوں۔ جب انسان اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر خدا ہی سے مانگتا ہے۔ دست۔ کھیتی کی تباہی کے وقت سر پیٹ کر خدا سے دعا کر اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اصل رزق دینے والا خدا ہی کو سمجھتا ہے۔ رزق۔ جب حقیقی رزاق خدا ہے تو اس سے رزق مانگنا چاہیے مستی۔ اصل مستی بھی خدا کے عشق سے ہی حاصل ہوتی ہے انسان کو اس کی جستجو چاہیے ... اور شراب کی مستی وقتی ہوتی ہے۔ منعمی۔ انسان کی اصل مالداری نفس کی مالداری ہے جو عطاء خداوندی ہے

۳ عاقبت۔ انسان اپنے خزانے اور مال کو دنیا میں ہی چھوڑ ... ہے، تعلق اس چیز سے پیدا کرنا چاہیے جو ساتھ دے سکے۔ چوں۔ قرآن پاک میں ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ یعنی قیامت کے دن ہر شخص اپنے بھائی، اپنی ماں اپنے باپ اپنی بیوی اپنی اولاد سے بھاگے گا ہر شخص کی اس دن وہ حالت ہوگی جو دوسروں سے اس کو لاپروا کردے گی۔

زاں[1] شود ہر دوست آں ساعت عدُو — گہ بُتِ تو بُود واز رہ مانعِ اُو
اس لئے ہر دوست اس وقت دشمن بن جائے گا — کیونکہ وہ تیرا بت تھا راستہ سے مانع تھا

روئے از نقاش بَرمی تافتی — چوں ز نقشش اُنسِ دل می یافتی
تو نے نقاش سے منہ پھیر لیا — جبکہ اس کے (بنائے ہوئے) نقش سے دل کا انس محسوس کیا

ایں دم اَر یارانت با تو ضد شوند — وز تو بر گردند و دَر خصمی رَوند
اگر تیرے دوست اس وقت تیرے مخالف ہو جائیں — تجھ سے برگشتہ ہو جائیں اور مخالفت میں چلے جائیں

ہیں بگو نک روزِ من پیروز شُد — آنچہ فردا خواست شُدا مروز شُد
ہاں، کہہ دے کہ اب میرا دن نصیب ور ہے — جو کچھ کل کو ہوتا، وہ آج ہو گیا

ضدِ من گشتند اہلِ ایں سَرا — تا قیامت عین شد پیشیں مَرا
اس جہان والے میرے مخالف ہو گئے — یہاں تک کہ قیامت میرے لئے پیشگی نقد بن گئی

پیش[2] ازاں کہ روزگارِ خود بَرم — عُمر با ایشاں بپایاں آورم
اس سے قبل کہ میں اپنی عمر پوری کروں — ان کے ساتھ زندگی بسر کروں

کالہء معیوب بخریدہ بُدم — شُکر کز عیبش پگہ واقف شُدم
میں نے ایک عیب دار سامان خرید لیا تھا — شکر ہے کہ اس کے عیب سے صبح سویرے واقف ہو گیا

پیش ازاں کز دستِ سَرمایہ شدے — عاقبت معیُوب بیروں آمدے
اس سے پہلے ہی کہ ہاتھ سے سرمایہ چلا جاتا — آخر میں معیوب ظاہر ہوتا

مال رفتہ عُمر رفتہ اے نسیب — مال و جاں دادہ پئے کالہ معیب
اے شریف! مال گیا، عمر گئی — عیب دار سرمایہ کے لئے مال اور جان دیدی

نقد[3] دادم زرِّ قلبے بِستَدم — شاد شاداں سُوئے خانہ می شدم
میں نے نقد دے دیا اور کھوٹا سونا لے لیا — خوشی خوشی گھر کی جانب چل دیا

شُکر کایں زرِ قلب پیدا شد کنوں — پیش ازاں کہ عُمر بگذشتے فزوں
شکر ہے، کہ یہ کھوٹا سونا ابھی واضح ہو گیا — اس سے پہلے کہ زیادہ عمر گذر جاتی

قلب ماندے تا اَبد در گردنم — حَیف بُودے عُمر ضائع کردنم
کھوٹا سونا ہمیشہ کے لئے میری گردن میں بسجاتا — مجھے عمر ضائع کرنے پر افسوس ہوتا

چوں پگہ تر قلبی اُو رُو نمُود — پائے خود را واکشم من زُود زُود
چونکہ صبح سویرے اس کا کھوٹ پن ظاہر ہو گیا — میں بہت جلد واپس ہو جاؤں گا

---

[1] زاں۔ اس حالت کی وجہ سے انسان کے لئے اس کا ہر دوست اس کا دشمن ثابت ہو گا کیونکہ وہ دوست بھی اس کو ایک بت کی طرح خدا سے غافل بنا رہا تھا۔ روئی۔ مصنوع سے دل لگانا صانع سے دل ہٹانا ہے۔ ایں دم۔ اگر دنیاوی دوست اس دنیا ہی میں تیرے مخالف ہو جائیں تو یہ تیری خوش قسمتی ہو گی۔ ضدِ من۔ آخرت میں جو تیرے لئے مصیبت تھی وہ تو نے دنیا میں بھگت لی۔

[2] پیش ازاں۔ ان دوستوں کا نقصان دنیا میں برداشت کر لینا آسان ہے پیش ازاں۔ اس کی یہ مثال ہے کہ خراب سودا خریدنے پر فوراً اس کے عیب سے واقفیت ہو جائے تو کچھ تدارک ممکن ہے ورنہ پھر افسوس ہی افسوس کرنا پڑتا ہے۔

[3] نقد دادم۔ انسان یہی کہتا ہے کہ ہائے افسوس میں کھوٹا سونا خرید کر کیسا خوش خوش گھر آیا تھا۔ شکر۔ اگر فوراً کھوٹ ظاہر ہو جائے اور انسان اس کا تدارک کر لے تو شکر ادا کرتا ہے۔

یارِ تو ار چوں دشمنی پیدا کند — گر د حقد و رشک او بیروں زند
تیرا دوست جب دشمنی ظاہر کرے — وہ حملہ اور کینہ اور رشک ظاہر کرے

تو ازاں اعراضِ او افغاں مکن — خویشتن را ابلہ و ناداں مکن
تو اس کے منہ موڑنے سے فریاد نہ کر — اپنے آپ کو بے وقوف اور نادان نہ بنا

بلکہ شکرِ حق کن و ناں بخش کن — کہ نگشتی در جوالِ او کہن
بلکہ اللہ کا شکر کر اور روٹی خیرات کر — کہ تو اس کے بورے میں پرانا نہ بنا

از جوالش زود بیروں آمدی — تا بجوئی یار صدق و سرمدی
تو اس کے بورے سے جلد باہر آ گیا — تاکہ سچے اور دائمی یار کو تلاش کر لے

نازنیں یارے کہ بعد از مرگِ تو — رشتۂ یاریِ او گر دو سہ تو
وہ نازوں بھرا یار کہ تیرے مرنے کے بعد — اس کی یاری کا رشتہ تگنا ہو جائے

آں ۲ مگر سلطاں بود شاہِ رفیع — یا بود مقبولِ سلطان و شفیع
وہ یا تو شہنشاہ فرما نروائے برتر ہے — یا شہنشاہ کا محبوب اور شفعی ہے

رستی از قلابِ سالوس و دغل — غرِّ او دیدی عیاں پیش از اجل
تو مکر اور فریب کے آنکڑے سے بچ گیا — تو نے موت سے پہلے اس کی غفلت دیکھ لی

ایں جفائے خلق با تو در جہاں — گر بدانی گنجِ زر آمد نہاں
دنیا میں تیرے ساتھ لوگوں کا ظلم — اگر تو سمجھے سونے کا چھپا ہوا خزانہ بنا

خلق را با تو چنیں بد خو کنند — تا ترا ناچار رو آنسو کنند
لوگوں کو تیرے ساتھ اس طرح بد عادت کر دیتے ہیں — تاکہ تجھے مجبور اور اس جانب کو کر دیں

ایں یقیں داں کاندر آخر جملہ شاں — خصم گردند و عدو و سرکشاں
تو اس کو یقینی سمجھ کر آخیر میں سب — مخالف اور دشمن اور سرکش بن جائیں گے

تو ۳ بمانی با فغاں اندر لحد — لا تذرنی فرد خواناں از احد
تو لحد میں فریاد کرتا ہوا رہ جائے گا — خدا سے "مجھے اکیلا نہ چھوڑ" کہتے ہوئے

ایں جفایت بہ ز عہدِ وافیاں — ہم زدا دست عہدِ باقیاں
تیرے اوپر یہ ظلم وفا داروں کے عہد سے اچھا ہے — باقی لوگوں کا عہد بھی تیری عطا ہے

بشنو از عقلِ خود اے انبار دار — گندمِ خود را بارض اللہ سپار
اے کھلیان والے! اپنی عقل سے سن لے — اپنے گیہوں کو اللہ تعالیٰ کی زمین کے سپرد کر دے

---

۱ یارِ تو۔ اسی طرح اگر دنیا ہی میں تیرا دوست تجھ سے بگڑے تو اس پر شکوہ نہ کر بلکہ شکر ادا کر۔ بلکہ دنیاوی علائق دنیا میں ہی ٹوٹ جانے پر شکریہ ادا کرنا چاہیے اور صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔ از جوالش۔ تجھے اس بات پر شکر ادا کرنا چاہیے کہ تو اس کے پھندے سے نکل آیا اور اب سچے دوست کی تلاش میں لگ جائیگا۔ نازنیں۔ وہ نازوں بھرا دوست تجھے مل جائے گا تو آخرت میں تیرا ساتھ دے گا۔

۲ آں۔ وہ دوست جو آخرت میں کام آئے وہ خدا یا خدا کا مقبول بندہ ہے۔ ایں جفا۔ دنیاوی دوستوں کی جفا کاری تیرے لئے رحمت خداوندی ہے۔ خلق۔ را جب اللہ تعالیٰ کا کسی پر کرم ہوتا ہے تو وہ ایسا اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ انسان دینوی علائق توڑ دیتا ہے۔

۳ تو بمانی۔ اگر یہی دنیاوی دوستیاں باقی رہیں تو قبر میں تو تنہا ہوگا اور پھر پکارے گا کہ اے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑ۔ ایں۔ جفایت۔ دنیاوی تعلقات کے ٹوٹنے کو تو کہیگا کہ یہ جفا ان کی دوستی سے بھلی تھی۔ بشنو۔ مولانا پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی خوبیاں بیان کر رہے تھے پھر اسی مضمون کو شروع کیا ہے۔

تا شود ایمن ز دزد و از سپلش | دیورا با دیوچه زو تر بکش
تاکہ وہ چور اور سرکلی سے محفوظ ہو جائے | شیطان کو دیمک کے ذریعہ مار ڈال

کو ہمی ترسانَدت ہر دم ز فقر | ہمچو کبکش صید کن اے نرّہ صقر
جو تجھے فقر سے ہر وقت ڈراتا ہے | اے نرشکرے! چکور کی طرح اس کا شکار کرلے

بازِ سلطانی عزیز و کامیار | ننگ باشد کہ کند کبکش شکار
تو بادشاہ کا پیارا اور کامیاب باز ہے | ذلت ہے کہ تجھے چکور شکار کرے

بس وصیت کرد و تخمِ وعظ کاشت | چوں زمین شاں شوره بد سودے نداشت
اس نے بہت وصیت کی اور وعظ کا بیج بویا | چونکہ ان کی زمین شوریلی تھی کوئی فائدہ نہ ہوا

گرچہ ناصح را بود صد داعیہ | پندرا اُذنے بباید واعیہ
اگرچہ نصیحت کرنیوالے کے سو داعیے ہوں | نصیحت کے لئے حفاظت کرنیوالا کان چاہیے

تو بصد ۲ تلطیف پندش میدہی | او ز پندت میکند پہلو تہی
تو سینکڑوں نرمیوں کے ساتھ اس کو نصیحت کرتا ہے | وہ تیری نصیحت سے پہلو تہی کرتا ہے

یک کسِ نامستمع ز استیز و رد | صد کسِ گوینده را عاجز کند
ایک نہ سننے والا شخص جھگڑے اور انکار سے | سو کہنے والوں کو عاجز کر دیتا ہے

ز انبیا ناصح تر و خوش لہجہ تر | کے بود کہ رفت دم شاں در حجر
انبیاء سے زیادہ ناصح اور شیریں زبان | کب ہوا ہے؟ کیونکہ ان کی بات پتھر میں گھس گئی ہے

زانچہ کوه و سنگ در کار آمدند | می نشد بدبخت را بکشاده بند
جن باتوں سے پہاڑ اور پتھر کار آمد بن گئے | بد بخت کی گرہ نہ کھلی

آنچناں دلہا کہ بد شاں ما و من | نعت شاں شد بل اشدُّ قسوةً
وہ دل جو متکبر تھے | انکی صفت بلکہ (پتھروں سے بھی) زیادہ سخت) بنی

در بیان ۳ آنکہ عطائے حق سبحانہ تعالیٰ و قدرتِ او موقوفِ قابلیت

اس بات کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور قدرت بندوں کی عطا کی طرح قابلیت پر

نیست ہمچوں دادِ خلقاں کہ آنرا قابلیت باید زیرا کہ عطائے حق تعالیٰ

موقوف نہیں ہے اس (مخلوق کی عطا) کے لئے قابلیت چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ

قدیم است و قابلیت حادث عطا صفتِ حقست جلّ جلالہٗ و

قدیم ہے اور قابلیت حادث ہے عطا اللہ جل جلالہ کی صفت ہے اور

---

۱ تا شود۔ اس دانہ کو اللہ کی سر زمین میں بو دے تاکہ نہ اس کو چور چرا سکے نہ اس کو نہ بھن لگے۔ دیورا۔ شیطان جو فقر کے وسوسے پیدا کرے اس کو لاحول کی دیمک لگا دے ہمچو۔ شیطان کو اس طرح شکار کرلے جس طرح شکرا چکور کو شکار کر لیتا ہے۔ باز سلطانی۔ اگر شاہی باز کو چکور مار ڈالے تو بڑے شرم کی بات ہے۔ بس وصیت۔ باپ نے بہت سمجھایا تھا لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پندرا۔ نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے۔ جس کے کان اس کو قبول کرلیں۔

۲ تو بصد۔ جس شخص کا ارادہ سننے کا نہ ہو اس کو کیسی ہی نرمی سے سمجھاؤ وہ اعراض ہی کرے گا انبیاء اس قدر محبت اور پیار سے سمجھاتے تھے کہ ان کی نصیحت پتھر تک قبول کر لیتے تھے لیکن کفار قبول نہ کرتے تھے۔ اشدُّ قسوة قرآن نے کافروں کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت اور متاثر نہ ہونے والا قرار دیا ہے۔

۳ دربیان۔ حضرت حق کی عطا کے لئے قابلیت ضروری نہیں ہے جب عطا ہوتی ہے تو قابلیت خود پیدا ہو جاتی ہے عطا اللہ کی صفت ہے جو قدیم ہے قابلیت بندہ کی صفت ہے جو حادث ہے تو قدیم کے لئے حادث کیسے شرط بن سکتا ہے۔ جبکہ شرط پہلے ہوتی ہے۔

قابلیت صفتِ مخلوق و قدیم موقوفِ حادث نباشد
قابلیت مخلوق کی صفت ہے اور قدیم حادث پر موقوف نہیں ہوتا ہے

چارہ۱ آں دل عطائے مُبدِلیست — دادِ اُورا قابلیت شرط نیست
اس دل کا علاج، بدل دینے والے کی مہربانی ہے — اس کی عطا کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے

بلکہ شرطِ قابلیت دادِ اُوست — داد لُبّ و قابلیت ہست پوست
بلکہ قابلیت کی شرط اس کی عطا ہے — عطا مغز ہے اور قابلیت چھلکا ہے

اینکہ موسیٰؑ راعصا ثعباں شود — ہمچوں خورشیدے کفش رخشاں شود
یہ کہ (حضرت) موسیٰ کی لاٹھی اژدھا بنے — ان کی ہتھیلی سورج کی طرف چمک دار بنے

صد ہزاراں معجزاتِ انبیا — کاں نگنجد در ضمیرِ عقلِ ما
انبیاء کے لاکھوں معجزے — جو ہماری عقل میں نہیں سماتے ہیں

نیست۲ از اَسبابِ تصریفِ خداست — نیستہا را قابلیت از کجاست
وہ اسباب کے ذریعہ نہیں ہیں، خدا کا تصرف ہے — فنا ہونے والوں کے لئے قابلیت کہاں ہے؟

قابلی گر شرطِ فعلِ حق بُدے — ہیچ معدُومے بہ ہستی نامدے
اللہ (تعالیٰ) کے کام کیلئے اگر قابل ہونا شرط ہوتا — تو کوئی معدوم موجود نہ ہوتا

سُنّتے بنہادہ و اَسباب و طُرُق — طالباں را زیرِ ایں ازرق تُتُق
(اللہ نے) دستور اور اسباب اور راستے رکھدیئے ہیں — اس نیلے سرا پردہ کے نیچے طلبگاروں کے لئے

بیشتر اَحوال بر سُنّت رَوَد — گاہ قدرت خارقِ سُنّت شود
زیادہ باتیں دستور کے مطابق ہوتی ہیں — کبھی قدرتِ (الٰہی) دستور کو توڑنے والی بنجاتی ہے

سُنّت و عادت نہادہ با مَزہ — باز کردہ خرقِ عادت معجزہ۳
پر لطف دستور اور عادت مقرر کی ہے — پھر دستور کے توڑنے کو معجزہ بنا دیا

بے سبب گر عِزّ بما موصول نیست — قدرت از عَزلِ سبب معزول نیست
اگر بغیر سبب کے عزت ہمیں نہیں ملتی — قدرت (الٰہی) سبب کو معزول کردینے سے معزول نہیں ہے

اے گرفتارِ سبب بیروں مپر — لیک عَزلِ آں مُسبّب ظن مبر
اے سبب کے پابند (سبب سے) باہر پرواز نہ کر — لیکن اس سبب پیدا کرنیوالے کی معزولی کا گمان نہ کر

---

۱ چارہ۔ یہ دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے اس کی اصلاح کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں تبدیلی کر دے۔ داد اورا۔ اللہ جب چاہتا ہے تو ایسے دل میں تبدیل پیدا کر کے اس میں قبول کرنے کی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے۔ قابلیت۔ حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے جو فیض اور عطا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ فیض۔ اقدس اور فیض مقدس فیضِ اقدس وہ ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ سے اعیانِ ثابتہ میں پہنچتا ہے اس کے لئے استعداد و شرط نہیں ہے اور فیضِ مقدس وہ ہے جو اعیانِ ثابتہ سے ارواح کی طرف آتا ہے یہ بقدر استعداد اور قابلیت پہنچتا ہے۔ اینکہ۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور حضرت موسیٰ کا ید بیضاء فیضِ اقدس کی مثالیں ہیں اور اسی طرح دیگر انبیاء کے معجزے ان چیزوں میں سے ہیں جن میں قابلیت شرط نہیں ہے۔

۲ نیست۔ ان معجزات کا اسباب سے مہیا شدہ قابلیت سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ داد بطور فیضِ اقدس کے ہے قابلی۔ اگر ہر چیز میں قابلیت شرط ہو تو پھر کوئی معدوم وجود میں نہ آئے اسلئے کہ معدوم میں اسباب سے مہیا شدہ قابلیت کہاں ہے وہ خود ہی معدوم ہے۔ سنتے۔ عام حالات میں سنت الٰہی یہی ہے کہ اسباب مہیا ہوں اور قابلیت ہو تو عطا ہوتی ہے۔ خارق۔ جب فیضِ اقدس کا معاملہ ہوتا ہے تو سنتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔

۳ معجزہ۔ یہ مشیت الٰہی کے خلاف ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بے سبب۔ عزت اسباب سے حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ کی قدرت میں ہے کہ بلا سبب عزت عطا فرما دے۔ اے گرفتار۔ عوام کو اسباب اختیار کرنے چاہیں لیکن مسبب الاسباب سے غفلت نہ برتنی چاہیے۔

ہر چہ خواہد آں مُسبّب آورد　　قدرتِ ۱ مُطلق سَببہا بردَرد
وہ سبب پیدا کرنے والا جو چاہتا ہے کرتا ہے　　مطلق قدرت اسباب کو پھاڑ ڈالتی ہے

لیک اَغلب بر سَبب راند نفاد　　تا بداند طَالبے جُستن مُراد
لیکن وہ عموماً سبب پر مدار رکھتا ہے　　تاکہ طلبگار مراد کو تلاش کرنا جان جائے

چوں سَبب نبُود چہ رَہ جُوید مُرید　　پس سَبب دَر راہ می آید پَدید
جب سبب نہ ہو تو ارادہ کرنیوالا کونسا راستہ ڈھونڈے　　تو سبب راستہ کے بارے میں نمودار ہوتا ہے

ایں سَببہا بر نظر ہا پَرد ہاست　　کہ نہ ہر دیدار صُنعَش رائز است
یہ اسباب نظروں پر پردے ہیں　　کیونکہ ہر شخص اس کی کاریگری کے دیکھنے کے لائق نہیں ہے

دیدۂ باید سَبب سُوراخ کُن　　تا حُجب را بَرکند از بیخ وبُن
سبب میں سوراخ کر دینے والی نگاہ چاہیے　　تاکہ وہ جڑ اور بنیاد سے پردوں کو اکھاڑ پھینکے

تا مُسبّب بیند اندر لا مکاں　　ہرزہ بیند جہد و اسباب و دکاں
تاکہ لا مکان میں سبب پیدا کرنے والے کو دیکھے　　کوشش اور اسباب اور دکان کو بیکار سمجھے

از ۲ مُسبّب میرسد ہر خیر و شر　　نیست اَسباب و وسائط اے پدر
ہر بھلائی اور برائی سبب پیدا کرنیوالے کیطرف سے آتی ہے　　اے باوا! اسباب اور واسطے نہیں ہیں

جُز خیالِ مُنعقد بَر شاہراہ　　تابماند دَورِ غفلت چندگاہ
سوائے خیال کے جو راستہ پر جما ہوا ہے　　تاکہ تھوڑی دیر غفلت کا زمانہ رہے

دَر ابتدائے ۳ خِلقتِ جسمِ آدم علیہ السلام کہ جبرئیل علیہ السلام را اشارَت کرد کہ برواز زمین مُشتِ خاک بر گیرو بَروایتے از ہرنواحی مُشتِ خاک برگیر

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ جا، زمین کی مٹی سے ایک مٹھی لے لے اور ایک روایت کے مطابق ہے کہ ہر جانب سے مٹی کی مٹھی اٹھالے

چونکہ صَانع خواست ایجادِ بشَر　　از برائے اِبتلائے خیرو شَر
جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی　　خیر اور شر میں آزمانے کے لئے

جبرئیلِ ؑصدق را فرمود رُو　　مُشتِ خاکے از زمیں بستاں گرو
جبرئیل ؑ امین سے فرمایا، جا　　ایک مٹھی مٹی زمین سے قبضہ میں لے لے

۱ قدرت مطلق۔ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ الاطلاق قدرت اسباب کی محتاج نہیں ہے۔ تابداند۔ عوام کی مقصد کی تلاش میں اسباب رہنمائی کرتے ہیں۔ایں سببہا۔ مقاصد کے اسباب اللہ کی قدرت کے لئے حجاب بنادیئے گئے ہیں اس لئے کہ ہر شخص بلا واسطہ قدرت کے مشاہدہ کا اہل نہیں ہے۔ دیدہ۔ لیکن انسان کو وہ نظر رکھنی چاہیے جو اسباب کو چاہیے جو اسباب کو چاک کر کے اصل قدرت کو دیکھ سکے۔ تا مسبب۔ جب مسبب الاسباب کو دیکھ لیگا تو اس کی نگاہ میں اسباب بے حقیقت بن جائینگے۔

۲ از مُسبّب۔ ہر خیر و شر سبب الاسباب کی جانب سے ہے اسباب اور وسائل محض خیالی چیزیں ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت کا گذرے اور غیب پر ایمان کے فضائل حاصل ہوسکیں۔

۳ در ابتداء جس وقت حضرت آدمؑ کا پتلا بنایا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لے آؤ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ زمین کے ہر گوشہ سے ایک ایک مٹھی مٹی لانے کا حکم دیا تھا۔ از برای۔ انسان کی تخلیق میں آزمائش کی حکمت مضمر ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتی ہے جبکہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت طاری ہے۔ جبرئیل صدق یعنی صادق جبرئیل۔

اُو میاں بست و بیامد بر زمیں
تا گزارد امرِ ربّ العالمیں
وہ کمر بستہ ہوئے اور زمین پر آئے
تاکہ ربّ العالمین کے حکم کو انجام دیں

دست سُوئے خاک بُرد آں مُوتمرا[1]
خاک خود را در کشید و شدُ حَذر
اس فرمانبردار نے زمین کی جانب ہاتھ بڑھایا
زمین نے اپنے آپ کو ہٹایا اور ڈری

پس زباں بکُشاد خاک و لابہ کرد
کز برائے حُرمتِ خلّاقِ فرد
پھر زمین نے زبان کھولی اور خوشامد کی
کہ یکتا خلّاق کی عزت کے طفیل

تَرکِ من گو و برو جانم بہ بخش
رُو بتاب از من عِناں خنگ و رخش
مجھے چھوڑ دو اور چلے جاؤ میری جاں بخشی کر دو
گھوڑے اور سواری کی باگ میری جانب سے موڑ دو

در کشا[2] کشہائے تکلیف و خطر
بہرِ اللہ ہِل مرا اندر مَبر
خطروں اور تکلیف کی کشمکش میں
خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو، اندر نہ لے جاؤ

بہرِ آں لُطفے کہ حقّت بر گزید
کر دبر تو عِلمِ لوحِ کُل پَدید
اس کرم کے طفیل کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو برگزید بنایا
لوحِ محفوظ کا علم آپ پر ظاہر کر دیا

تا ملائک را مُعلّم آمدی
دائما با حق مُکلّم آمدی
یہاں تک کہ آپ فرشتوں کے استاد بنے
ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرنیوالے بنے

ہم[3] سفیرِ انبیاء خواہی بُدن
تو حیاتِ جانِ وحیِ نے بدن
آپ انبیاء کے سفیر بھی بنیں گے
آپ وحی کی جان کی زندگی ہیں نہ کہ بدن کی

بر سرافیلتؑ فضیلت بُود ازاں
کُو حیاتِ تن بُود تُو آنِ جاں
(حضرت) اسرافیلؑ پر آپ کو اسی لئے فضیلت ہے
کہ وہ بدن کی زندگی ہیں آپ جان کی ملکیت ہیں

بانگِ صُورش نشاۃِ تنہا بُود
نفخِ تو نشوِ دِلِ یکتا بُود
ان کے صور کی آواز جسموں کا زندہ ہونا ہے
آپ کا دم کرنا یکتا دل کا نشوو (نما) ہو گا

مَغزِ جانِ تَن حیاتِ دل بُود
پَس ز دادش دادِ تو فاضل بُود
جسم کی جان کا مغز دل کی زندگی ہے
ان کی عطا سے آپ کی عطا بڑھی ہوئی ہے

باز میکائیل[4] رزقِ تَن دہد
سعیِ تو رزقِ دلِ روشن دہد
پھر (حضرت) میکائیلؑ جسم کا رزق دیتے ہیں
آپ کی کوشش، روشن دل کو رزق دیتی ہے

اُو بدا دِکیل پُر کردَست ذیل
دادِ رزقِ تو نمی گنجد بہ کیل
انہوں نے پیانہ کی عطا سے دامن بھر دیا ہے
آپ کے رزق کی عطا پیانہ میں نہیں سماتی ہے

---

[1] مُوتمِر۔ فرمانبردار۔ خنگ۔ اگر گھوڑے کا سفید رنگ مائل بہ سیاہی یا سبزی ہو تو اس کو سبزہ خنگ کہا جاتا ہے اگر وہ خالص سفید ہے تو نقرہ خنگ کہتے ہیں زخش۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے، ہر وہ گھوڑا جس کا رنگ سفید اور سرخ ہو۔

[2] در کشا کشہائے۔ چونکہ زمین کو معلوم تھا کہ اس سے حضرت آدمؑ کا پتلا بنے گا اور امتحان اور آزمائش کی کشمکش میں مبتلا ہو گا لہٰذا وہ گھبرا رہی تھی۔ لَوحِ کُل لوحِ محفوظ مکلّم۔ حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر آتے ہیں۔ تو ان کا خدا سے کلام ہوتا ہے۔

[3] ہم سفیر۔ حضرت جبرئیلؑ اللہ کا پیغام اور وحی انبیاء کے پاس لے کر آتے ہیں اور وحی روح کی حیات ہے۔ بر سرافیلت۔ حضرت اسرافیلؑ حشر میں صور پھونکیں گے تو سب مردہ جسم زندہ ہو جائیں گے۔ نشاۃ۔ پیدائش تنہا۔ اجسام۔ پس۔ حضرت جبرئیلؑ۔ کی عطا حضرت اسرافیلؑ کی عطا سے بڑھی ہوئی ہے۔ میکائیلؑ حضرت میکائیلؑ کا کام رزق کی تقسیم ہے۔

هم ز عزرائیلؑ ۱ با قہر و عطب — تو بہی چوں سَبق رحمت بر غضب
(حضرت) عزرائیلؑ قہر اور ہلاکت والے سے بھی — آپ بہتر ہیں جیسے کہ رحمت کو غضب پر سبقت ہے

حاملِ عرش ایں چہار اند و تو شاہ — بہترینِ ہر چہارے ز اِنتباہ
یہ چاروں عرش کے حامل ہیں اور آپ شاہ ہیں — از روئے آگاہی چاروں سے بہتر ہیں

روزِ محشر ہَشت بینی حاملانش — هم تو باشی افضلِ ہَشت آنزمانش
حشر کے دن آپ اس کے اٹھانے والے آٹھ دیکھینگے — اس وقت آپ آٹھوں سے افضل ہونگے

ہمچنیں بَرمی شمردومی گریست — بوئے میبُرد اُو کزاں مقصود چیست
وہ اس طرح گناتی تھی اور روتی تھی — اس نے بھانپ لیا تھا کہ اس سے مقصد کیا ہے

مَعدنِ ۲ شرم و حَیا بُد جبرئیلؑ — بَست آں سوگند ہا بَر وے سَبیل
(حضرت) جبرئیلؑ شرم اور حیا کی کان تھے — ان قسموں نے ان کا راستہ روک دیا

بسکہ لابہ کردش و سوگند داد — باز گشت و گفت یا رَبُّ العِباد
(زمین نے) ان کی بہت خوشامدیں کیں اور قسم دی — وہ واپس ہو گئے اور عرض کیا یا رب العباد

کہ نبُودم من بکارت سَرسَری — لیک ازانچہ رفت تو دانا تری
میں تیرے کام میں سُست نہ تھا — لیکن جو ہوا تو اس کو خوب جانتا ہے

گفت ۳ نامے کہ زہولش اے بصیر — ہفت گردوں باز مانداز مَسیر
اے بصیر! اس نے آپ کا وہ نام لیا جس کے رعب سے — ساتوں آسمان گردش سے رک جائیں

چوں بنامِ تو مَرا سوگند داد — رحمت عام ست و اِحسان و وداد
جب اس نے مجھے تیرے نام کی قسم دی — تیری رحمت اور احسان اور محبت عام ہے

شرم آمد گشتم از نامت خَجِل — وَرنہ آساں ست نقلِ مُشتِ گل
مجھے شرم آ گئی ہیں تیرے نام کی وجہ سے شرمندہ ہو گیا — ورنہ ایک مٹھی مٹی کا منتقل کرنا آسان ہے

کہ تو زورے دادۂ اَملاک رَا — کہ بدرّانند ایں افلاک را
کیونکہ تو نے فرشتوں کو وہ طاقت عطا کی ہے — کہ وہ ان آسمانوں کو چاک کر دیں

مُشت خاکے راچہ قدر و قوت ست — بر گرفتن لیک غالب رحمت ست
ایک مٹھی مٹی کا کیا رتبہ اور طاقت ہے — اٹھا لینے میں، لیکن رحمت غالب ہے

✽✽✽✽✽

۱ عزرائیلؑ۔ ان کا کام روح کو قبض کرنا ہے۔ لہٰذا صفت قہر کے مظہر ہیں۔ ایں چہار۔ جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ اسرافیلؑ۔ عزرائیلؑ۔ روز محشر قرآن پاک میں ہے وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَه "اور اس وقت تیرے رب کے عرش کو اٹھائینگے" بوئے۔ وہ مٹی سمجھ گئی تھی کہ اس کو لے جانے کا مقصد کیا ہے۔

۲ مَعدن۔ چونکہ حضرت جبرئیلؑ شرم وحیا کی کان ہیں وہ قسموں کی وجہ سے مٹی اٹھانے سے رک گئے۔ بسکہ۔ جب زمین نے بہت خوشامد کی وہ دربار حق میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے تعمیلِ حکم میں سستی نہیں برتی لیکن جو کچھ واقعہ ہے وہ تیرے علم میں ہے۔

۳ گفت۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اس زمین نے آپ کے اس نام کا واسطہ دے دیا جس کی ہول سے آسمان کی گردش رک جائے تو مجھے شرم آ گئی اور زمین سے مٹی نہ لے سکا ورنہ تو نے مجھے وہ قوت عطا کی ہے کہ زمین تو کیا چیز ہے آسمانوں کو چاک کر ڈالوں۔

فرستادن میکائیل علیہ السّلام را بقبضِ قبضۂ خاک از زمین

حضرت میکائیل کو بھیجنا زمین کی مٹی کی ایک مٹھی لینے کے لئے انسانوں

جہتِ ترکیب و ترتیب جسمِ مبارکِ اُو البشر خلیفۃُ الحق

کے باپ کے مبارک جسم کی ترتیب اور ترکیب کے لئے جو اللہ تعالیٰ

مسجود الملائکۃ و معلّمہم حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

کے خلیفہ اور فرشتوں کے مسجود اور ان کے استاد حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

الصّلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام ہیں

گفت ۱ میکائیل را رَو تو بزیر — مُشتِ خاکے در رُبا ازوے دلیر

حضرت میکائیل سے فرمایا تو نیچے جا — اے بہادر! اس سے ایک مٹھی مٹی اڑا لا

چونکہ میکائیل شُد تا خاکداں — دست کرد اُو تا کہ بَر باید ازاں

جب حضرت میکائیل زمین پر پہنچے — ہاتھ بڑھایا، تاکہ اس میں سے لے لیں

خاک لرزید و در آمد در گُریز — گشت اُولا بہ کُنان و اَشک ریز

زمین کانپی اور اس نے گریز کیا — وہ خوشامد کرنے لگی اور اس نے آنسو بہائے

سینہ سُوزاں لابہ کرد و اجتہاد — با سَرِ شکِ خونیش سوگند داد

جلے دل سے اس نے خوشامد اور کوشش کی — خون کے آنسوؤں کے ساتھ ان کو قسم دی

کہ ۲ بہ یزدانِ لطیفِ بے ندید — کہ بکردت حاملِ عرشِ مجید

کے بے مثال، مہربان خدا کے واسطے — جس نے آپ کو عرش مجید کا اٹھانے والا بنایا ہے

کیلِ اَرزاقِ جہاں را مُشرِفی — تشنگانِ فضل را تو مُغرِفی

آپ جہان کے رزقوں کے پیمانہ کے نگراں ہیں — (اللہ کے) فضل کے پیاسوں کو آپ چلو بھر کر دینے والے ہیں

زانکہ میکائیل از کیل اشتقاق — دارد و کیّال شُدد رار تزاق

کیونکہ میکائیل کیل سے مشتق — ہے اور وہ رزق حاصل کرنے میں پیمانے سے ناپ کر دینے والا ہے

کہ لامانم دہ مرا آزاد کُن — بیں کہ خوں آلودہ میگویم سخن

مجھے امن دیجئے، مجھے آزاد کر دیجئے — دیکھ لیجئے کہ خون سے آلودہ ہو کر میں بات کر رہی ہوں

معدنِ ۳ رحمِ الٰہ آمد مَلَک — گفت چوں ریزم براں ریش ایں نمک

فرشتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کان ہوتا ہے — (اسلئے میکائیل نے) کہا کہ میں اس زخم پر یہ نمک کیسے چھڑکوں؟

---

۱ گفت۔ حضرت جبرائیلؑ کے بعد حضرت میکائیلؑ کو حکم ہوا کہ تم جا کر زمین کی مٹی لے آؤ جب میکائیلؑ زمین کے پاس پہنچے تو وہ لرزنے لگی اور انکی خوشامد کرنے لگی اور رو رو کر قسمیں دینے لگی۔

۲ کہ بیزداں۔ حضرت میکائیلؑ رزقوں کی تقسیم کرتے ہیں۔ مشرف۔ نگراں۔ مُغرِف۔ چلو بھرنے والا۔ زانکہ۔ مولانا نے میکائیل کو کیل سے مشتق قرار دیا ہے حقیقتاً یہ عربی لفظ نہیں ہے لیکہ عبرانی لفظ ہے کیل عربی لفظ ہے اس سے یہ نہیں بنا ہے۔

۳ معدن۔ فرشتوں کی فطرت رحم کرنا اور شیطان کی فطرت ظلم کرنا ہے۔ خدا کی صفت رحمت صفت غضب پر غالب ہے۔

ہم چناں کہ مَعدنِ قہرست دیو ۔ کہ بر آرورد از بنی آدم غریو
جس طرح شیطان قہر کی کان ہے ۔ جس نے بنی آدمؑ میں شور برپا کر دیا ہے

سَبقِ رحمت بر غضب ہست اے فتا ۔ لُطف غالب بُود در وَصف خدا
اے نوجوان ! رحمت غضب سے آگے ہے ۔ خدا کی صفات میں مہر بانی غالب تھی

بند گاں ۱ دارند لابد خُوی اُو ۔ مَشکہا شاں پرز آبِ جُوی اُو
بندے لا محالہ اس کی عادت رکھتے ہیں ۔ ان کی مشکیں اس کی نہر سے پر ہیں

آں رسولِ حق قلاو وزِ سلوک ۔ گفت اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
اللہ کے رسولؐ سلوک کے راہنما ۔ نے فرمایا لوگ بادشاہوں کے دین پر ہیں

رَفت ۲ میکائیل سُوی ربِّ دیں ۔ خالی از مقصود دست و آستیں
(حضرت) میکائیل دین کے رب کی جانب چلے گئے ۔ ہاتھ اور آستین مقصود سے خالی تھا

گفت اے دانایِ سِرّ وشاہِ دیں ۔ کرد خاکِ لابہ گر نوحہ وانیں
عرض کیا اے راز کے جاننے والے اور دین کی شاہ! ۔ خوشامدی زمین نے آہ وبکا شروع کر دی

خاکم از زاری و نوحہ پَست کرد ۔ گریہ بسیار کرد آں رُوی زرد
زمین نے عاجزی اور رونے کے ذریعہ مجھے زیر کر دیا ۔ وہ زرد رو بہت روئی

آبِ دیدہ پیشِ تو باقدر بُود ۔ من نتانستم کہ آرم نا شنُود
تیرے سامنے آنسو با عزت تھے ۔ میں ان سنی نہ بنا سکا

آہ ۳ وزاری پیشِ تو بس قدر داشت ۔ من نتانستم حقوقِ آں گذاشت
آہ و زاری تیرے سامنے بڑی قدر رکھتی ہے ۔ میں اس کے حقوق کو نظر انداز نہ کر سکا

پیشِ تو بَس قدر دارد چشمِ تر ۔ من چگو نہ گشتمے اِستیزہ گر
پرنم آنکھ تیرے سامنے بہت رتبہ رکھتی ہے ۔ میں کیسے جھگڑالو بنتا ؟

دعوتِ زاریست روزے پنج بار ۔ بندہ راکہ در نماز آو بزار
ایک دن میں پانچ مرتبہ رونے کی دعوت ہے ۔ بندے کو کہ نماز میں آ اور رُو

نعرہ موذّن کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ۔ آں فلاح ایں زاریست واِقتراح
موذن کا نعرہ کہ "فلاح کی جانب آ" ۔ وہ فلاح عاجزی اور گڑ گڑانا ہے

آنکہ خواہی کز غمش خستہ کُنی ۔ راہِ زاری بَر دِلش بَستہ کُنی
جس کو تو غم سے نڈھال کرنا چاہتا ہے ۔ اسکے دل پر (آہ و) زاری کا راستہ بند کر دیتا ہے

---

۱ بندگاں۔ جو اللہ کے خاص بندے ہیں ان میں اپنے مولیٰ کے صفات ہوتے ہیں حدیث شریف میں ہے لوگ بادشاہوں کا دین اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا خدا کے نیک بندے خدائی اخلاق اختیار کرتے ہیں۔

۲ رفت۔ زمین کے رونے دھونے پر میکائیل بھی خالی ہاتھ واپس ہو گئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تیرے دربار میں آنسوؤں کی بڑی قدر ومنزلت ہے میں اس رونے کو ان سنا نہ بنا سکا۔

۳ آہ وزاری۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کا ایک آنسو شہید کے خون کے قطرہ کی برابر سمجھا گیا ہے۔ دعوت پنجوقتہ اذان گویا اللہ کے دربار میں گریہ وزاری کی دعوت ہے انکہ۔ اللہ تعالیٰ جس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اس سے آہ وزاری کی کیفیت سلب کر لیتا ہے آہ وزاری انسان کی سفارشی ہے جب سفارشی نہ ہوگا تو گرفتار بلا ہو جائے گا۔

تافرود آید بلا بے دافعے چوں نباشد از تضرّع شافعے

تا کہ بغیر روک ، بلا نازل ہو جائے جبکہ (آہ و) زاری کا سفارشی نہ ہو گا

وانکہ خواہی کز بلایش وا خری جانِ اُورا در تضرع آوری

اور جس کو تو بلا سے نجات دلانا چاہتا ہے اس کی جان کی (آہ و) زاری میں مبتلا کر دیتا ہے

گفتہ[1] اندر نُبے کاں اُمّتاں کہ بر ایشاں آمد آں قہرِ گراں

تو نے قرآن میں کہا ہے کہ وہ امتیں جن پر بھاری قہر آیا

چوں تضرّع می نہ کردند آں نفس تا بلاز ایشاں بگشتے باز پس

انہوں نے اسی وقت (آہ و) زاری کیوں نہ کی؟ تاکہ ان سے بلا واپس ہو جاتی

لیک دلہا شاں چو قاسی گشتہ بُود آں گنہ ہا شاں عبادت می نمُود

لیکن چونکہ ان کے دل سخت ہو گئے تھے وہ گناہ ان کو عبادت معلوم ہوتے تھے

تاند اند خویش را مجرم عنید آب از چشمش کجا داند دوید

جب تک سرکش اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھے آنسو اس کی آنکھ سے کہاں بہنا جانتا ہے؟

قصۂ یونس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام دربیان آنکہ تضرّع و زاری دافع بلائے آسمانی ست و حق تعالیٰ فاعلِ مختار ست پس تضرّع و زاری[2] و تعظیم پیش اُو مُفید باشد و فلاسفہ گویند فاعل بطبع ست و بعلّت نہ مختار پس تضرّع طبع رانگر داند

(حضرت) یونس علیہ السلام کا قصہ اس بارے میں کہ عاجزی اور زاری آسمانی بلا کے لئے دافع ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے تو عاجزی اور زاری اور تعظیم اس کے سامنے مفید ہو گی اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ طبعًا اور علت کے طور پر فاعل ہے نہ کہ مختار تو عاجزی طبیعت کو نہیں بدل سکتی

قومِ[3] یونسؑ راچو پیدا شدُ بلا ابر پُر آتش جُدا شُد از سَما

جب (حضرت) یونسؑ کی قوم کیلئے بلا ظاہر ہوئی آگ بھرا ابر آسمان سے جدا ہوا

برق می انداخت میسوزید سَنگ ابر می غرّید رُخ میر یخت رَنگ

بجلی گراتا تھا پتھر کو جلاتا تھا بادل گرج رہا تھا چہرے کا رنگ اڑ رہا تھا

جُملہ گاں بر با مہا بُودند شب کہ پدید آمدز بالا آں کُرَب

رات کو سب بالا خانوں پر تھے کہ اوپر سے وہ مصیبتیں رونما ہو گئیں

---

[1] گفتہ۔ قرآن پاک میں ہے "فَلَوْلَا اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ" جبکہ ہمارا عذاب ان کو پہنچا تھا انہوں نے گریہ و زاری کیوں نہ کی اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے تھے" آں گنہ۔ دل سخت ہو جانے کی وجہ سے وہ گناہ کو گناہ نہیں بلکہ عبادت سمجھتے تھے۔

[2] زاری۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کاموں میں بااختیار ہے لہٰذا آہ و زاری سے وہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے افعال طبعی طور پر بغیر اختیار کے صادر ہوتے ہیں جس طرح کہ آگ سے جلانے کا فعل طبعی طور پر صادر ہوتا ہے لہٰذا آہ و زاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

[3] قوم یونس۔ حضرت یونسؑ کی قوم رات کو بالا خانوں پر سو رہی تھی ان پر ایسا ابر آیا جو آگ برسا رہا تھا جس سے ان کا رنگ فق ہو گیا۔ بامہا۔ بالا خانے۔ کُرَب۔ مصائب یعنی آگ برسانے والا بادل۔

جُملگاں از با مِہا زیرِ آمدند — سَر برہنہ جانبِ صحرا شُدند
بالا خانوں سے سب نیچے اتر آئے — ننگے سر جنگل کی طرف بھاگے

مادراں بچّگاں بُروں ۱؎ انداختند — تاہمہ نالہ و نفیر افراختند
ماؤں نے بچوں کو باہر نکال ڈالا — حتیٰ کہ سب نے گریہ و زاری بلند کی

از نمازِ شام تا وقتِ سحر — خاک می کردند بر سَرآں نفر
شام کی نماز سے صبح کے وقت تک — وہ لوگ سر پر خاک ڈالتے رہے

جملگی آواز ہا بگرفتہ شُد — رحم آمد بر سَرِآں قومِ لُد
سب کی آوازیں بیٹھ گئیں — اس جھگڑالو قوم پر رحم آگیا

بعدِ نومیدی و آہِ نا شگفت — اندک اندک ابرو اگشتن گرفت
ناامیدی اور بے صبری کی آہوں کے بعد — ابر تھوڑا تھوڑا ہٹنے لگا

قصہ یونسؑ دراز ست وعریض — وقتِ خاکست وحدیثِ مُستفیض
(حضرت) یونسؑ کا قصہ لمبا اور چوڑا ہے — مٹی اور مشہور قصہ کا وقت ہے

چوں تضرُّع رابِر حق قدرہاست — آں ۲؎ بہا کانجاست زاریرا کجاست
چونکہ آہ و زاری کی خدا کے یہاں بہت قدر ہے — آہ و زاری کی جو قیمت وہاں ہے اور کہاں ہے؟

ہیں اُمیدا کنوں میانرا چست بند — خیزاے گرینده و دائم بخند
خبردار! امید رکھ اب کر خوب کس لے — اے رونے والے! اٹھ اور ہمیشہ کیلئے مسکرا

با تضرُّع باش تا شاداں شوی — گریہ کُن تا بیدہاں خنداں شوی
آہ و زاری کر، تاکہ تو خوش رہے — رو تاکہ بغیر منہ کے ہنسے

کہ ۳؎ برابرمی نہد شاہِ مجید — اشک رادر فضل با خونِ شہید
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے برابر رکھا ہے — فضیلت میں آنسو کو شہید کے خون کے ساتھ

لابہ کردو اشکِ چشمِ خویش راند — رحمت آمد واں غضب را وانشاند
اس قوم نے خوشامد کی اور اپنی آنکھ کے آنسو بہائے — رحمت آگئی اور غضب کو فرد کر دیا

فرستادنِ اسرافیل را علیہ السلام بخاک کہ برِوو قبضہٗ خاک بہرِ ترکیبِ جسمِ آدمؑ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام

حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زمین کی جانب بھیجنا، کہ جاؤ اور حضرت آدمؑ "ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو" کے جسم کے بنانے کے لئے ایک مٹھی مٹی لے آؤ

۱؎ بروں۔ یعنی گھروں سے باہر۔ از نمازِ شام۔ یعنی مغرب کے وقت سے۔ لُد۔ الد کی جمع ہے سرکش۔ بعد نومیدی وہ اپنی نجات سے مایوس ہو چکے تھے لیکن ان کی آہ وزاری سے وہ آتش نشاں ابر ہٹ گیا۔ وقتِ خاک یعنی زمین کی مٹی لینے کے قصہ کے بیان کا وقت ہے۔ حدیث مستفیض۔ مشہور بات طویل بات۔

۲؎ آں بہا۔ آہ وزاری کی جو قیمت خدا کے دربار میں لگتی ہے وہ کہیں نہیں لگتی ہے۔ دائم بخند۔ جو خدا کے دربار میں آہ وزاری کرے اس کو دائمی مسرت میسر آجاتی ہے۔ با تضرع۔ خدا کے دربار میں رونے سے قلب کو ایک دائمی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

۳؎ کہ برابر۔ حدیث شریف ہے۔ لَیسَ شَیْءٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ قَطْرَۃِ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃِ دَمٍ یُھْرَاقُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ دو قطروں سے زیادہ اللہ کو کوئی چیز محبوب نہیں ہے ایک تو آنسوؤں کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہا ہو اور ایک خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں بہایا جائے۔

گفت [1] اسرافیلؑ رایزدانِ ما که بروزاں خاک پُر کن کف بیا

ہمارے خدا نے (حضرت) اسرافیلؑ سے فرمایا کہ جاؤ، اس مٹی سے مٹھی بھرو، آجاؤ

آمد اسرافیلؑ ہم سُوئے زَمیں باز آغازید خاکستاں حَنیں

(حضرت) اسرافیلؑ بھی زمین کی جانب آئے زمین نے پھر رونا شروع کر دیا

کاے فرشتہ صُور واے بحرِ حَیات کہ زدَمہائے تو جاں یابد مَوات

کہ اے صور کے فرشتے! اور اے زندگی کے سمندر! کہ آپ کے سانسوں سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں

دَردمی دَر صُوریک بانگ عظیم پُر شود محشر خلائق از رمیم

آپ صور میں ایک بری آواز پھونکیں گے محشر بوسیدہ ہڈیوں کی (زندہ) مخلوق سے پر ہو جائیگا

دردمی [2] دَر صُور و گوئی الصَّلا بر جہید اے کُشتگانِ کر بلا

آپ صور میں پھونکیں گے اور کہیں گے بلاوا ہے اے کر بلا کے شہیدو! اٹھ کھڑے ہو

اے ہلاکت دیدگاں از تیغِ مرگ برزنید از خاک سَر چوں شاخ و برگ

اے موت کی تلوار سے ہلاک ہونے والو! شاخ اور پتوں کی طرح زمین سے سر ابھارو

رحمتِ تو ولدَمِ گیرِ اِی تو پُر شود ایں عالَم از اِحیایِ تو

آپ کی رحمت اور آپ کا وہ ہمہ گیر دم کرنا یہ عالم آپ کے زندہ کرنے سے بھر جائے گا

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما حاملِ عرشی و قبلہ داد ہا

آپ فرشتہ رحمت ہیں رحمت کو ظاہر کرنے والے ہیں آپ عرش کے حامل اور انصاف کے قبلہ ہیں

عرش [3] مَعدِ نگاہِ داد و مَعدلت چار جُو دَر زیرِ اُو پُر مَغفرت

عرش انصاف اور عدل کی کان ہے مغفرت سے پر چار نہریں اس کے نیچے ہیں

جُویِ شیرو جُویِ شہدِ جاوداں جُویِ خَمرو دجلۂ آب رَواں

دودھ کی نہر اور نہ ختم ہونے والے شہد کی نہر شراب کی نہر اور بہتے پانی کا دجلہ

پس زعرش اندر بہشتستاں رَود دَر جہاں ہم چیز ے ظاہر شود

پھر وہ عرش سے جنت کے اندر پہنچتی ہیں دنیا میں بھی کچھ ظاہر ہو جاتی ہے

گرچہ آلودست اینجا آں چہار ازچہ از زہرِ فنائے ناگوار

اگرچہ وہ چاروں یہاں گدلی ہیں کس چیز سے؟ ناگوار فنا کے زہر سے

جُرعۂ بر خاکِ تیرہ ریختند زاں چہار و فتنہ انگیختند

انہوں نے تاریک مٹی پر ایک گھونٹ بہالیا ۔ ان چاروں سے اور فتنہ بپا کر دیا

[1] گفت۔ جبرئیلؑ اور میکائیل علیہما السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسرافیلؑ سے کہا تم زمین کی ایک مٹھی مٹی لے آؤ۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ فرشتہ صور۔ حضرت اسرافیل حشر میں صور پھونکیں گے۔ جس سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے۔ بحر حیات۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور سب کو زندگی بخش دے گا۔ رمیم۔ بوسیدہ ہڈی۔

[2] دَردَمی۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور پھونکنا مردوں کو زندگی کی دعوت ہے۔ کربلا۔ موضع کربلا مراد ہے جو عراق میں ہے۔ یا دنیا جو مصائب کی جگہ ہے رحمت۔ اے اسرافیلؑ تمہارے کرم سے پورا عالم زندہ ہو جائیگا۔ حامل عرشی۔ حضرت اسرافیل بھی عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

[3] عرش۔ عرش کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب، پانی کی چار نہریں بہتی ہیں۔ پر مغفرت۔ ان نہروں سے وہ سیراب ہونگے جن کی مغفرت ہو جائیگی۔ در جہاں۔ ان نہروں کے آثار دنیا میں بھی ہیں۔ فنا۔ دنیا میں ان نہروں کے آثار فانی ہیں۔ جرعہ۔ ان چاروں کے ایک ایک چلو سے آدمؑ کی مٹی کا خمیر بنایا۔

تا[1] بجویند اصلِ آنرا ایں خساں
تاکہ یہ کمینے ان کی اصل کو تلاش کریں
خود بدیں قانع شدند ایں ناکساں
نالائق خود اس پر قناعت کر بیٹھے

شیر دا داہ پرورشِ اطفال را
بچوں کی پرورش کے لئے دودھ دیا
چشمہ کردہ سینۂ ہر زال را
ہر عورت کے سینہ کو چشمہ بنا دیا

خمر دفعِ غصّہ و اندیشہ را
شراب، غصہ اور فکر کو دور کرنے کے لئے
چشمہ کردہ از عِنب در باغہا
باغوں میں انگور سے (اس کا) چشمہ جاری کر دیا

انگبیں دارو تنِ رنجور را
شہد مریض کے جسم کے لئے دوا ہے
چشمہ کردہ باطنِ زنبور را
شہد کی مکھی کے باطن کو (اس کا) چشمہ بنا دیا

آب[2] بہرِ عام اصل و فرع را
پانی عوام کی جڑ اور شاخ کے لئے
از برای طُہر و بہرِ کَرع را
پاکی اور پینے کے لئے

تا ازینہا پے بَری سُوی اصول
تاکہ تو ان سے اصل کا پتہ لگائے
تو بدیں قانع شدی اے بُوالفضول
اے لغو! تو نے اس پر قناعت کر لی

بشنوا کنوں ماجرای خاک را
اب، مٹی کا قصہ سن
کہ چہ میگوید فسوں مُحراک را
کہ حرکت دینے والے (اسرافیلؑ) کو کیا منتر سنا رہی ہے؟

پیشِ اسرافیل گشتہ اُو عبوس
وہ (حضرت) اسرافیلؑ کے سامنے ترش رو بنی
میکند صد گونہ شکلِ چاپلوس
خوشامد کی سینکڑوں قسم کی صورتیں بناتی تھی

کہ[3] بحقِ ذاتِ پاکِ ذُوالجلال
کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کا واسطہ
کہ مدار ایں قہر را بر من حَلال
یہ ظلم مجھ پر جائز نہ رکھئے

من ازیں تقلید بُوی میبرم
میں اس گلے میں پھندا ڈالنے سے تاڑ رہی ہوں
بد گمانی میرود اندر سَرم
میرے دماغ میں بدگمانی پیدا ہو رہی ہے

تو فرشتہ رحمتی رحمت نُما
آپ رحمت کے فرشتے، رحمت کو ظاہر کرنے والے ہیں
زانکہ مُرغے را نیازارد ہُما
کیونکہ ہما، پرند کو نہیں ستاتا ہے

اے شِفاء و رحمتِ اصحاب دَرد
اے دردمندوں کی شفا اور رحمت!
تو ہماں کن کاں دو نیکو کار کرد
آپ وہی کیجئے، جو ان دو بھلوں نے کیا

زود اسرافیلؑ باز آمد بشاہ
(حضرت) اسرافیلؑ فوراً شاہ کے پاس واپس آ گئے
گفت عُذر و ماجرا نزدِ اِلٰہ
اللہ (تعالیٰ) سے عذر اور قصہ بیان کیا

[1] تا بجویند۔ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ بنی آدمؑ ان اصل نہروں کی تلاش میں لگیں۔ شیر۔ دودھ کی نہر کا اثر ماں کے پستان میں ظاہر ہوا ہے۔ از عِنب۔ انگور میں خمر کی نہر کا اثر آیا۔ زنبور۔ شہد کی مکھی شہد کی نہر کا اثر ہے۔

[2] آب۔ دنیاوی پانی میں پانی کی نہر کی اصل ہے۔ محراک۔ حرکت کا آلہ یعنی اسرافیلؑ عبوس۔ ترش رو۔

[3] کہ بحق۔ زمین نے چاپلوسی کی یہ صورت اختیار کی کہ حضرت اسرافیلؑ کو اللہ کی قسمیں دینے لگی۔ تقلید۔ گلے میں قلادہ ڈالنا۔ ہما۔ شریف پرندہ ہے کسی جاندار پرند کا شکار نہیں کرتا بلکہ سوکھی ہڈیوں پر گزارہ کرتا ہے۔ ماجرا۔ یعنی زمین سے ان کی جو بات چیت ہوئی۔

کز بروں[1] فرماں بدادی کہ بگیر　　عکسِ آں اِلہام دادی در ضمیر

کہ بظاہر آپ نے حکم فرمایا کہ لے لے　　دل میں اس کے برعکس الہام کر دیا

اَمر کردب دَر گرفتن سُوئِ گوش　　نہی کر دی از قساوت سُوئِ ہوش

تو نے کان کو، لے لینے کا حکم دیا　　عقل کو سختی کرنے سے منع کر دیا

رحمت اُو بیحدست و بیکراں　　اُو حکیم ست و کریم و مہرباں

اس کی رحمت لا انتہا اور لا محدود ہے　　وہ دانا اور سخی اور مہربان ہے

سَبق رحمت گشت غالِب بر غضب　　اے بدیع افعالِ نیکو کار رَب

رحمت کی سبقت غضب پر غالب ہے　　اے عجیب افعال اور اچھے کام والے خدا!

فرستادن [2] عزرائیل علیہ السّلام مَلِک العزم وَالحزم را بگرفتن قبضہء خاک تا ساختہ شود جسمِ آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام چالاک و راست کارو اِلتفات نا کردنِ عزرائیل علیہ السّلام بر تضرُّعِ خاک

ارادہ کی پختگی اور بختہ کاری کے فرشتے (حضرت) عزرائیل علیہ السلام کو مٹھی بھر مٹی لینے کے لئے بھیجنا تاکہ حضرت آدم (ان پر اور ہمارے نبی پر درود اور سلام ہو) کا چالاک اور درست کام کرنے والا بنایا جائے اور حضرت عزرائیل کا زمین کی آہ وزاری کی طرف دھیان نہ دینا

گفت یزداں زود عزرائیل را　　کہ ببیں آں خاکِ پُر تخییل رَا

اللہ (تعالیٰ) نے فوراً عزرائیلؑ سے فرمایا　　کہ اس خیالات سے بھری زمین کو دیکھ

آں ضعیف زاں و ظالم را بیاب　　مُشت خاکے زو بیاور ہیں شتاب

کمزور، ظالم، بڑھیا کے پاس پہنچ　　خبردار! جلد اس میں سے ایک مٹھی مٹی لے آ

رَفت عزرائیل سَر ہنگِ قضا　　سُوئے کُرہ خاک بہرِ اقتضا

موت کے سپاہی (حضرت) عزرائیلؑ روانہ ہو گئے　　تقاضہ کرنے کے لئے زمین کے کرہ کی جانب

خاک بَر قانوں نفیر آغاز کرد　　داد سو گندش بسے سو گند خورد

خاک نے دستور کے مطابق چلانا شروع کر دیا　　ان کو قسم دی، بہت سی قسمیں کھائیں

کاے غلامِ خاص وے حمّالِ عَرش　　اے مُطاعُ الامر اندر عرش وفرش

کہ اے خاص بندے اور اے عرش کے اٹھانے والے!　　اے فرش اور عرش کے اندر مخدوم و سردار!

---

۱ کز بروں۔ حضرت اسرافیلؑ نے خداؑ سے عرض کیا بظاہر آپ کا یہ حکم ہوا کہ میں مٹی لے آؤں اور میرے دل میں آپ نے ہی یہ بات پیدا کر دی کہ میں اس کی خوشامد پر رحم کروں قساوت۔ سخت دلی۔ رحمتِ اُو۔ مولانا فرماتے ہیں۔ باطنی الہام رحمت کا غلبہ ہے۔

۲ فرستادن۔ حضرت اسرافیل کے ناکام ہو جانے پر اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو مٹی لینے کیلئے بھیجا۔ عزم۔ پختہ ارادہ حزم پختہ کاہی چالاک وراست کار۔ یہ جسم کی صفت ہے۔

۳ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو حکم دیا کہ زمین کی مٹی لاؤ۔ پرتخییل۔ چونکہ زمین طرح طرح کے عذر کر رہی تھی)۔ سَر ہنگ۔ [illegible] ی۔ اقتضاء وصول کرنا۔ بر قانو[illegible]۔ یعنی جس طرح [illegible] نے جبر[illegible] وغیرہ کی خوشامد کی [illegible] مطاع الامر۔ وہ شخص جس کا حکم [illegible] جائے۔

رو [1] بحقِ رحمتِ رحمنِ فرد — رو بحقِ آنکه با تو لُطف کرد

یکتا رحمان کی رحمت کے طفیل چلے جایئے — اس ذات کے طفیل چلے جایئے جس نے آپ پر مہربانی کی

حقِ شاہے کہ جُز اُو معبود نیست — پیشِ اُو زاریِ کس مَردُود نیست

اس شاہ کے طفیل جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے — اس کے دربار میں کسی کی (آہ و) زاری مردود نہیں ہے

حقِ حق حق کہ دست از من بدار — اے تُرا از حق فضیلت بے شمار

اللہ (تعالیٰ) کے حق کے طفیل مجھ سے دستبردار ہو جایئے — اے کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیشمار فضیلتیں ہیں

گفت [2] نتوانم بدیں افسوں کہ مَن — رُو بتابم ز امرِ اُو سِرّ و علَن

ان (عزرائیل) نے کہا میں اس منتر سے نہیں کر سکتا ہوں کہ میں — اس کے حکم سے ظاہر و باطن میں منہ موڑوں

گفت آخرا مر فرمود اُو بحلم — ہر دو امر انداین بگیر از راہِ علِم

اس نے کہا آخر اس اللہ تعالیٰ نے نرمی کا بھی حکم دیا ہے — دونوں حکم ہیں از روئے علم اس حکم کو اختیار کر لیجئے

گفت آں تاویل باشد یا قیاس — در صریحِ امر کم جُو التباس

انہوں نے کہا وہ تاویل یا قیاس ہو گا — صاف حکم میں شبہ نہ نکال

فکر خود راگر کُنی تاویل بہ — کہ کُنی تاویلِ آں نا مُشتبہ

اگر تو اپنے خیال کی تاویل کر لے بہتر ہے — بہ نسبت اس کے کہ تو غیر مشتبہ میں تاویل کرے

دل ہمی سوزد مرا بر لابہ اَت — سینہ اَم پر خُون شُد از شورابہ اَت

تیری خوشامد ہے میرا دل جل رہا ہے — تیرے آنسوؤں سے میرا سینہ پر خون ہو رہا ہے

نیستم [3] بے رحم بل زاں ہر سہ پاک — رحم بیشستم بتو اے دردناک

میں بے رحم نہیں ہوں بلکہ ان تین پاکوں سے — اے درد مند تجھ پر مجھے زیادہ رحم آ رہا ہے

گر طپانچہ میزنم من بر یتیم — ور دہد حلوا بدستش آں حلیم

اگر میں یتیم کے طمانچہ ماروں — اور اگر وہ حلیم، اس کے ہاتھ میں حلوا دے

ایں طپانچہ خوشتر از حلوائے اُو — ور شود غرّہ بحلوا وائے اُو

اسکے حلوے سے یہ طمانچہ بہتر ہے — اگر وہ حلوے سے دھوکا کھا جائے اسپر افسوس ہے

بر نفیرِ تو جگرمی سوزدم — لیک حق قہرے ہمی آموزدم

تیری فریاد پر میرا جگر جل رہا ہے — لیکن اللہ تعالیٰ مجھے جبر کی تعلیم دے رہا ہے

لُطفِ مخفی درمیانِ قہر ہا — در خذف پنہاں عقیقِ بے بہا

قہروں کے درمیان مہربانی چھپی ہوئی ہے — کنکریوں میں بے بہا عقیق چھپا ہوا ہے

[1] رو بحق۔ زمین نے ان کو خدا اور اس کی صفات کی قسمیں دینی شروع کر دیں۔ پیش اُو۔ اللہ تعالیٰ آہ و زاری پر ضرور رحم فرماتا ہے۔ حق پہلا حق قسم کے معنی میں ہے یعنی بقسم حق حق تعالیٰ۔ افسوں۔ یعنی زمین کی باتیں۔

[2] گفت۔ زمین۔ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری مٹی لے جانے کا بھی حکم دیا ہے اور بردباری برتنے کا بھی حکم ہے لہٰذا ان میں سے بردباری کو اختیار کر لیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے۔ گفت۔ حضرت عزرائیلؑ نے کہا کہ مامور بہ حکم کے مقابلہ میں علم اختیار کرنا بالکل غلط تاویل اور غلط قیاس ہے۔ نا مشتبہ۔ یعنی صریح حکم۔ شورابہ۔ یعنی آنسو۔

[3] نیستم۔ عزرائیلؑ نے کہا میں پہلے تینوں فرشتوں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ گر طمانچہ۔ اللہ کی جانب سے وہ مصیبت اور ابتلا جو آخرت کی بہبودی کا سبب بنے اس نعمت سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو گمراہی کا سبب بن جائے۔ لُطفِ۔ اللہ تعالیٰ مصائب کو اخروی عروج کا سبب بناتا ہے تو اس قہر میں مہر مخفی ہوتی ہے۔

قہرِ حق بہتر زِ صد لُطفِ مَن ست — منع کردن جاں زِ حق جاں کندن ست
اللہ (تعالیٰ) کا قہر میری سینکڑوں مہربانیوں سے بہتر ہے — اللہ (تعالیٰ) سے جان بچاتا جاں کنی ہے

بَد تریں قہرش بہ از لُطفِ دو کون — نِعم رَبُّ العالمین و نِعم عَون
اس کا بدترین قہر دونوں جہان کی مہربانی سے بہتر ہے — پروردگار دو عالم بہتر ہے اور مدد بہتر ہے

لُطفہائے مُضمر اندر قہرِ او — جاں سپُردن جاں فزاید بہرِ اُو
اس کے قہر میں مہربانیاں پوشیدہ ہیں — اس کے لئے جان دینا جان کو بڑھاتا ہے

ہیں رہا کُن بد گمانی و ضَلال — سَر قدم کُن چونکہ فرمودت تعال
خبردار ، بد گمانی اور گمراہی چھوڑ دے — سر کو پاؤں بنا لے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ آ جا

آں ۲ تعالِ اُو تعالیہا دہد — مستی و جُفت و نہا لیہا دہد
اس کا ، آ جا کہنا تجھے بلندیاں عطا کرے گا — مستی اور جوڑا اور تو شکیں عطا کرے گا

بارے آں امرِ سَنی را ہیچ ہیچ — مَن نیارم کرد وَہن و پیچ پیچ
اب اس بلند حکم کو تھوڑا سا بھی — میں سُست ڈھیلا اور مشکل نہیں بنا سکتا ہوں

ایں ہمہ نشنید آں خاکِ نژند — زاں گمانِ بد بُدش در گوش بَند
اس پست زمین نے یہ کچھ نہ سنا — اس بدگمانی کی وجہ سے اس کے کان میں رکاوٹ تھی

باز از نوعِ دگر آں خاکِ پَست — لابہ و سجدہ ہمی کرد اُو چو مَست
پھر وہ پست زمین دوسری طرح سے — مدہوش کی طرح خوشامد اور سجدہ کرتی تھی

گفت ۳ نے برخیز نَبوَد زیں زیاں — مَن سَر و جاں می نہم رہن و ضَمان
انہوں نے کہا اٹھ کھڑی ہو کوئی نقصان نہ ہو گا — میں سر اور جان گروی اور ضمانت میں دیتا ہوں

گو میندیش و مکُن لابہ دگر — جُز بداں شاہِ رحیم دادگر
الٹا نہ سوچ اور پھر خوشامد نہ کر — سوائے اس منصف ، رحیم شاہ کے

بندہ فرمانم نیارم ترک کرد — امرِ اُو کز بحر انگیزید گرد
میں حکم کا بندہ ہوں میں ترک نہیں کر سکتا ہوں — اس کا حکم جس نے سمندر سے گرد اڑا دی

جُز ازاں خلّاقِ گوش و چشم و سَر — نشنوم از جانِ خود ہم خیر و شر
اس کان اور آنکھ اور سر کے پیدا کرنے والے کے علاوہ — میں اپنی جان سے بھی بھلی اور بری بات نہ سنوں گا

گوشِ من از گفت غیرِ اُو کرست — امرِ اُواز جانِ شیریں خوشتر ست
اس کے غیر کی گفتگو سے میرا کان بہرا ہے — اس کا حکم میٹھی جان سے زیادہ بہتر ہے

---

۱ قہرِ حق۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم قہر بھی ہے تو میرے اس رحم سے بدرجہ افضل ہے جو میں تجھ پر کروں اور تجھ میں سے مٹی لوں۔ اللہ کے حکم پر اگر جان سے بھی دریغ کی جائے تو وہ ہلاکت ہے۔ جاں سپردن۔ اللہ کے حکم کے مطابق جان سونپ دینا جان کی افزائش کا سبب ہے سَر قدم کن۔ یعنی سر کے بل چل پڑ۔

۲ آں تعال۔ اللہ کا یہ حکم کہ آ جا جنت کی نعمتوں سے مالا مال کر دے گا۔ بارے عزرائیلؑ نے کہا میں اللہ کے حکم کے جاری کرنے میں کوئی تامل نہ کروں گا۔ ایں ہمہ۔ حضرت عزرائیل کی ساری نصیحتیں بیکار ہوئیں جس کی بدگمانی نے اس کو بہرا بنا دیا تھا۔ باز اس زمین نے حضرت عزرائیلؑ کی خوشامدیں پھر شروع کر دیں۔

۳ گفت۔ حضرت عزرائیل نے زمین سے کہا کہ حکم خداوندی کی تعمیل تیرے لئے مفید ہے میری ذمہ داری ہے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ بندہ میں اللہ کے حکم ہر نا ممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ جُز میں اللہ کی بات کے سوا اپنی جان کی بھی کوئی بات نہیں سنتا ہوں۔ امرِ او۔ اس کا حکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

جاں ۱؎ ازو آمد نیامد اُو ز جاں　　صد ہزاراں جاں دہد اُو رائگاں
جان اس سے آئی ہے وہ جان سے نہیں آیا ہے　　وہ لاکھوں جانیں مفت دے دیتا ہے

جاں چہ باشد کش کز نیم بر کریم　　کیک چہ بود کہ بسوزم زو گلیم
جان کیا ہوتی ہے کہ میں اس کو کریم پر ترجیح دوں؟　　کھٹمل کیا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے میں کملی جلاؤں؟

من ندانم خیر لِاَّ خیر اُو　　صُمٌّ و بکمٌ و عمی من از غیرِ اُو
میں اس کی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں جانتا ہوں　　میں اس کے غیر سے بہرا اور گونگا اور اندھا ہوں

گوشِ من کر ست از زاری کُناں　　کہ منم دَر کفِ اُو ہمچو سناں
رونے والوں سے میرا کان بہرا ہے　　کیونکہ میں اس کے ہاتھ میں بھالے کی طرح ہوں

دَربیان ۲؎ آنکہ مخلوقیکہ تُرا از وُ ظلمے رَسد بحقیقت اُو ہمچوں آلتے است ، عارف آں بُود کہ بحق رجوع کُند نہ بآلت و اگر بالت رجوع کُند ظاہرانہ از جہل کُند بلکہ برائے مصلحتے چنانکہ بایزید قُدِّس سِرُّہٗ گفت کہ چندیں سال ست کہ ۳؎ من با مخلوق سخن نگفتہ اَم و از مخلوق سخن نشُنیدہ اَم و لیکن خَلق چنیں پندارند کہ با ایشان میگویم و از ایشاں می شنوم زیرا کہ ایشاں مخاطَب اکبر رانمی بینند کہ ایشاں چوں صدا اند نسبت بحالِ من و التفات مُستمعِ عاقل بصدا نباشد چنانکہ مثل ست معروف قَالَ الْجِدَارُ لِلْوَتَدِلِمَ تُشُقُّنِیْ قَالَ الْوَتَدُ اُنْظُرْ اِلٰی مَنْ یَدُقُّنِیْ

اس کا بیان کہ جس مخلوق سے تجھے تکلیف پہنچے وہ درحقیقت ایک آلہ کی طرح ہے عارف وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے نہ کہ آلہ کی جانب اور اگر بظاہر آلہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو نادانی کی وجہ سے نہیں بلکہ مصلحت کی وجہ سے چنانچہ حضرت بایزید قدس سرہ نے فرمایا کہ بہت سے سال ہو گئے ہیں کہ میں نے مخلوق سے بات نہیں کی ہے اور نہ میں نے مخلوق سے بات سنی ہے لیکن لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے کہتا ہوں اور ان سے سنتا ہوں کیونکہ وہ بڑے مخاطب کو نہیں دیکھتے ہیں کیونکہ میرے اعتبار سے صدائے باز گشت کی طرح ہیں اور عقلمند سننے والے کی توجہ صدائے باز گشت کی طرف نہیں ہوتی ہے چنانچہ مشہور مثل ہے کہ دیوار نے کیل سے کہا کہ تو مجھے کیوں پھاڑ رہی ہے کیل نے کہا اسے دیکھ جو مجھے ٹھونک رہا ہے

۱؎ جان تو اللہ کی دی ہوئی ہے اگر اس کے حکم پر جان جائے تو وہ سینکڑوں جانیں عطا کر سکتا ہے۔ جان چہ باشد۔ اللہ کے مقابلہ میں جان حقیر ہے۔ کیک۔ میں تھوڑے فائدہ کی خاطر بڑا نقصان نہیں برداشت کر سکتا۔ گوش۔ اس کے حکم کو کسی کی آہ وزاری سے نہیں ٹالا جا سکتا میں اس کے حکم کے سامنے مجبور محض ہوں۔

۲؎ دربیان۔ جو اہل اللہ میں وہ ہر معاملہ میں مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں۔ اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں۔ اسباب کو کاریگر کا آلہ سمجھتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے عرصہ دراز سے نہ کسی انسان کی بات سنی اور نہ کسی انسان سے گفتگو کی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ ہر معاملہ کا متصرف خدا ہی کو سمجھتے تھے۔

۳؎ کہ من۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ گر گزندت رسد ز خلق مرنج کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج از خدا داں خلاف دشمن دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست قال الجدار۔ دیوار نے کیل سے شکایت کی تو کیل نے جواب دیا کہ اصل سبب کو دھیان میں رکھ۔

احمقانہ از سِناں رحمت مجُو — دَر دہانِ [1] اژدھا رَو بہرِ اُو
بیوقوفی سے بھالے سے رحم کا خواہاں نہ بن — اس (اللہ تعالیٰ) کی خاطر اژدھے کے منہ میں چل جا

ازدمِ شمشیر تو رحمت مجُو — زاں شہے جُو کاں بُود دَر دستِ اُو
تو تلوار کی دھار سے رحم نہ تلاش کر — اس شاہ سے مانگ وہ جس کے ہاتھ میں ہو

بلسنانِ و تیغ لابہ چوں کُنی — کوُ اَسیر آمد بدستِ آں سَنی
تو بھالے اور تلوار کی خوشامد کیوں کرتی ہے؟ — وہ اس بلند (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھ کے پابند ہیں

اُو بصنعت آذرست و مَن صَنم — آلتے کُو سَازدم مَن آں شوم
وہ کاریگری میں آذر ہے اور میں بت ہوں — وہ آلہ جو بھی بنتا ہے میں بن جاتا ہوں

گر مرا ساغر کُند ساغر شوم — وَر مرا خنجر کُند خنجر شوم
اگر وہ مجھے ساغر بنائے میں ساغر بن جاؤں — وہ اگر مجھے خنجر بنائے خنجر بن جاؤں

گر مرا چشمہ کُند آبے دہم — وَر مرا آتش کُند تابے دہم
اگر وہ مجھے چشمہ بنا دے، میں پانی دوں — اگر وہ مجھے آگ بنا دے، گرمی پہنچاؤں

گر مرا باراں [2] کُند خرمن دہم — وَر مرا ناوک کُند دَر تَن جَہم
اگر وہ مجھے بارش بنا دے میں کھلیان دوں — اگر وہ مجھے تیر بنا دے میں جسم میں گھس جاؤں

گر مرا مارے کُند زہرا فگنم — وَر مرا یارے کُند مہر آگنم
اگر وہ مجھے سانپ بنا دے، تو زہر انگلوں — اور اگر وہ مجھے دوست بنا دے تو محبت بھر دوں

گر مرا شکّر کُند شیریں شوم — وَر مرا حنظل کُند پُر کیں شوم
اگر وہ مجھے شکر بنا دے میں شیرینی بنجاؤں — اور اگر وہ مجھے ایلوا بنا دے تو میں کینہ ور بنجاؤں

گر مرا شیطاں کُند سَر کش شوم — وَر مرا سوزاں کُند آتش شوم
اگر وہ مجھے شیطان بنا دے میں سرکش ہو جاؤں — اور اگر وہ مجھے جلانے والا بنا دے تو میں آگ بنجاؤں

من چو کِلکم درمیانِ اصبعین [3] — نیستم دَر وصفِ طاعت بین بین
میں دو انگلیوں کے درمیان قلم کی طرح ہوں — میں صفتِ طاعت میں مذبذب نہیں ہوں

خاک را مشغول کرد اُو دَر سخن — یک کفے بَر بود زاں خاکِ کُہن
انہوں نے مٹی کو باتوں میں لگایا — (اور) اس پرانی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی

سَاحرانہ دَر ربود از خاکداں — خاک مشغولِ سخن چوں بیخوداں
وہ زمین سے شعبدہ بازوں کی طرح لے اڑے — زمین مدہوشوں کی طرح بات میں مشغول تھی

---

[1] دردہاں۔ اللہ کے کسی حکم میں بھی چون وچرا نہ ہونی چاہیے۔ اگر وہ سانپ کے منہ میں جانے کا حکم دے تو اس کو ہی بہتر سمجھنا چاہیے۔ او بصنعت۔ حضرت عزرائیل نے فرمایا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے میں بمنزلہ اس کے آلے کے ہوں۔ ساغر۔ کسی پر رحمت کا حکم ہوگا تو میں رحم کروں گا۔ مرا خنجر کسی پر قہر کا حکم ہوگا تو میں قہر کروں گا۔

[2] گر مرا باراں۔ جس طرح کا وہ حکم دے گا میں وہی کروں گا خواہ اس میں کسی کا فائدہ ہو یا بظاہر نقصان ہو۔ گر مرا مارے۔ حضرت عزرائیل نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کام بھی مجھ سے لے گا۔ میں وہی کروں گا۔

[3] اصبعین۔ حدیث شریف ہے۔ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِی آدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَاءُ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں ان کو پلٹتا رہتا ہے کہ جیسا چاہتا ہے۔

بُرد تا حق تُربتِ ۱ بے رائے رَا — تا بمکتب آں گریزاں پائے را
بے وقوف مٹی کو اللہ تعالیٰ کے پاس لیگئے — (جیسا کہ) مکتب میں بھگوڑے (بچہ) کو

گفت یزداں کہ بعلمِ رَوشنم — کہ تُرا جلادِ ایں خلقاں کنم
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اپنے روشن علم کی قسم — کہ تجھے مخلوق کا جلاد بناؤں گا

گفت یا رب دشمنم گیرند خلق — چوں فشارم خلق را در مرگ حلق
انہوں نے عرض کیا اے خدا! مخلوق مجھے دشمن سمجھے گی — جبکہ موت کے لئے میں مخلوق کا گلا دباؤں گا

تو رَوادری ۲ خداوند سَنی — کہ مرا مبغوض و دشمن رُو کنی
اے بزرگ خدا! تو مناسب سمجھتا ہے — کہ مجھے مبغوض اور دشمن کے چہرے والا بنائیے

گفت اسبابے پدید آرم عیاں — از تپ و قولنج و سرسام و سناں
اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں اسباب ظاہر کر دوںگا — (یعنی) بخار اور (درد) قولنج اور سرسام اور بھالا

از صداع و ماشر واز خُناق — وز زکام و از جذام از فُواق
دردِ سر اور خون کے جوش سے اور گلے کے ورم سے — اور زکام سے اور کوڑھ اور ہچکی سے

سُدّہ و اسہال و استسقا و سِل — کسر و ذات الصدر و لدغ و دردِ دل
سدہ اور دست اور استقاء اور سل — ہڈی ٹوٹنے اور نمونیا اور سانپ کے ڈسنے اور درد دل سے

تا بگردانم نظر شاں راز تو — در مرضہا و سببہائے سہ تو
تاکہ ان کی نگاہ تجھ سے پھیر دوں — مرضوں اور تہرے سببوں میں

گفت ۳ یا رب بندگاں ہستند نیز — کہ سببہا را بدرند اے عزیز
ان عزرائیلؑ نے عرض کیا اے خدا! ایسے بندے بھی ہیں — کہ اسباب کو چاک کر دیتے ہیں اے عزیز!

چشم شاں باشد گذارہ از سبب — در گذشتہ از حُجب از فضلِ رب
ان کی نظر سبب سے گذری ہوئی ہوتی ہے — وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پردوں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں

سُرمۂ توحید از کحّالِ حال — یافتہ رَستہ زعلّت و اعتلال
حالت کے سرمہ کش کی جانب سے توحید کا سرمہ — پائے ہوئے ہیں سبب اور سبب بتانے سے نجات پائے ہوئے ہیں

ننگرند اندر تپ و قولنج و سِل — راہ ندہند ایں سببہا را بدل
وہ بخار اور قولنج اور سل کو نہیں دیکھتے ہیں — دل میں ان اسباب کو راستہ نہیں دیتے ہیں

زانکہ ہر یک زیں مرضہا را دواست — چوں دوا نپذیرد آں فعلِ قضاست
کیونکہ ان مرضوں میں سے ہر ایک کی دوا ہے — جب وہ دوا کو نہ قبول کرے وہ قضا خداوند کا کام ہے

---

۱ تُربتِ بے رائے۔ زمین کی رائے بے ڈھنگی تھی۔ تا بمکتب زمین کی مٹی کو اسی طرح حضرت عزرائیلؑ لے گئے جس طرح بھگوڑے بچے کو مکتب میں لے جایا جاتا ہے۔ گفت۔ حضرت عزرائیلؑ چونکہ زمین کی خوشامد سے متاثر نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جلادی کا عہدہ پسند فرمایا۔

۲ تو رَوا داری۔ حضرت عزرائیلؑ کو ملک الموت بنایا تو انہوں نے عرض کیا کہ جن جانداروں کی روح قبض کروں گا وہ مجھ سے بغض کریں گے اور مجھے اپنا دشمن سمجھیں گے تو یہ بات آپ میرے لئے کیوں پسند کرتے ہیں۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کے جواب میں فرمایا کہ میں موت کے اسباب پیدا کر دوں گا تو لوگ ان کو دیکھیں گے تیری طرف سے لوگوں کی نگاہیں ہٹ جائیں گی۔

۳ گفت۔ حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا یہ تو درست ہے کہ عوام کی نگاہ اسباب پر ہوتی ہے لیکن خاصانِ خدا بھی تو ہیں جو اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں اور اصل کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ اعتلال۔ علت میں پڑنا۔ زانکہ۔ وہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ دوا میں تاثیر ہے لیکن جب وہ اثر نہ کرے تو پھر یہ فعلِ خداوندی ہی ہے۔

هر مرض[1] دارد دوا میداں یقیں — چوں دوائے رنج سرما پوستیں
یقین کے ساتھ جان لے کہ ہر مرض کی دوا ہے — جس طرح جاڑے کی تکلیف کی دوا پوستین ہے

چوں خدا خواہد کہ مردے بفسرد — سردی از صد پوستن ہم بگذرد
جب خدا چاہتا ہے کہ انسان ٹھٹھرے — تو سردی سیکڑوں پوستینوں میں سے گذر جاتی ہے

دررو جودش لرزۂ بنہد کہ آں — نے ز آتش کم شود نے از دخاں
اس کے جسم میں وہ ایسی کپکپی پیدا کر دیتی ہے — جو نہ آگ سے کم ہوتی ہے نہ دھویں سے

برتنِ او سردیِ بنہد چناں — کاں بجامہ ہم نگردد و آتش آں
اس کے جسم میں ایسی سردی پیدا کر دیتی ہے — کہ وہ کپڑوں سے بھی نہیں ٹلتی اور آگ سے بھی

چوں[2] قضا آید طبیب ابلہ شود — واں دوا در نفع ہم گمرہ شود
جب قضا آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے — وہ دوا نفع پہنچانے میں بے راہ ہو جاتی ہے

کے شود محجوب ادراکِ بصیر — زیں سببہائے حجاب گول گیر
بینا کا احساس کب چھپ سکتا ہے — احمق کو مبتلا کرنے والے ان اسباب سے

اصل بیند دیدہ چوں اکمل بود — فرع بیند چونکہ مردا احول بود
جب آنکھ مکمل ہوتی ہے وہ اصل کو دیکھتی ہے — جب انسان بھینگا ہو تو وہ فرع کو دیکھتی ہے

جواب[3] آمدنِ از حضرتِ عزّت عزرائیلؑ را کہ آں کہ نظر او بر
اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عزرائیلؑ کو جواب آنا کہ جو نظر اسباب اور

اسباب و مرض و زخم تیغ نیاید بر کارِ تو عزرائیلؑ ہم نیاید کہ تو
مرض اور تلوار ایذاء رسانی پر نہیں پڑتی ہے اے عزرائیلؑ وہ تیرے کام پر بھی نہ پڑیگی

ہم سببی اگرچہ مخفی تری ازاں سببہا و بود کہ براں رنجور مخفی
کیونکہ تو بھی ایک سبب ہے اگرچہ ان سببوں سے زیادہ مخفی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بیمار

نباشد ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون.
سے یہ مخفی نہو کی ہم اس مردے سے تم سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو

گفت یزداں ہر کہ باشد اصل داں — پس ترا کے بیند او اندر میاں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اصل کو جاننے والا ہوگا — وہ تجھے درمیان میں کب دیکھے گا ؟

گرچہ خویش از عامہ پنہاں کردۂ — پیشِ روشن دید گاں ہم پردۂ
اگرچہ تو نے عوام سے اپنے آپ کو چھپا لیا ہے — روشن آنکھ والوں کے سامنے تو بھی ایک پردہ ہے

---

[1] ہر مرض۔ حدیث شریف ہے لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ "ہر بیماری کی دوا ہے" پوستین۔ سردی سے پوستین کے ذریعہ بچاؤ ہوتا ہے لیکن اگر خدا چاہے تو سردی پوستینوں سے گذر کر بدن کو ستا دیتی ہے۔ در وجودش۔ جسم میں ایسی سردی گھستی ہے کہ نہ کپڑوں سے چین پڑتا ہے۔ نہ آگ اور دھویں گے۔

[2] چوں قضا۔ قضاء خداوندی کے خلاف ہر دوا بیکار ثابت ہو جاتی ہے اور طبیب اپنی حماقت سے الٹی دوا تجویز کرتا ہے۔ بصیر۔ جن لوگوں کو بصیرت حاصل ہے وہ اسباب سے دھوکے میں نہیں پڑتے ہیں اور نگاہ صحیح کام کرتی ہے جو بھینگا ہوتا ہے وہ اسباب کو دیکھتا ہے۔

[3] جواب۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کو جواب دیا کہ تم بھی ایک سبب کے ہو اگرچہ عوام کی نگاہ سے مخفی ہو لیکن اصحاب بصیرت تم کو بھی سبب سمجھیں گے اور حقیقی متصرف مجھے ہی خیال کریں گے۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا کہ تم بھی محض ایک پردہ ہو اصحاب بصیرت کی نگاہ پردہ چاک کر کے اصل تک پہنچ جاتی ہے۔

وانکہ ا ایشاں را شکر باشد اجَل — چوں نظر شاں مَست باشد در دوَل
اور یہ کہ موت ان کے لئے شکر ہوتی ہے — کیونکہ انکی نگاہ آخرت کی دولتوں میں مست ہوتی ہے

تلخ نبُود پیشِ ایشاں مرگِ تَن — چوں رَوند از چاہ وزنداں دَر چمن
جسم کی موت ان کے لئے کڑوی نہیں ہوتی ہے — کیونکہ وہ کنویں اور قید خانہ سے چمن میں جاتے ہیں

آنکہ وارَست از جہانِ ہیچ ہیچ — می نگرید بَر فواتِ ہیچ ہیچ
جو شخص ہیچ در ہیچ دنیا سے چھوٹ گیا — وہ نا چیز کے فوت ہو جانے پر نہیں روتا ہے

بُرجِ ۲ زنداں را شکست ارکانئے — ہیچ اَزو رنجد دلِ زندانئے
کسی اہلکار نے قید خانہ کی عمارت توڑی — کیا اس سے کوئی قیدی رنجیدہ ہو گا

کاے دریغ ایں سَنگِ مرمر را شکست — تا رَوان و جان ما از حبس رَست
کہ ہائے افسوس اس نے سنگ مرمر توڑ دیا — حتیٰ کہ ہماری روح اور جان قید سے چھوٹ گئی

آں رُخامِ خوب وآں سَنگِ لطیف — بُرج زنداں راہمی بُود و الیف
وہ عمدہ پتھر اور وہ نازک پتھر — قید خانہ کی عمارت کے لئے اچھا اور مناسب تھا

چوں شکستنش تا کہ زندانی بَرست — دست اُو دَر جرم ایں باید شکست
جب اس کو اس لئے توڑا کہ قیدی چھوٹ گیا — اسکے جرم میں اس کا ہاتھ توڑنا چاہیے

ہیچ زندانی نگوید ایں فشار — جُز کسے کز حبس آرندش بَدار
کوئی قیدی یہ لغو بات نہ کہے گا — سوائے اس کے جس کو قید خانہ سے سولی پر لیجائیں

تلخ ۳ کے بَاشد کسے را کش بَرند — از میانِ زہرِ ماراں سُوئے قند
اس شخص کو ناگوار کب ہو گا جس کو لیجائیں — سانپوں کے زہر میں سے شکر کی جانب؟

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تَن — می پَرد با پَرِ دل بے پائے تَن
جسم کے شور غل سے جان چھوٹ کر — دل کے پر سے پرواز کرتی ہے نہ کہ جسم کے پاؤں سے

ہمچو زندانیِ چہ کاندر شباں — خُسپد و بیند بخواب اُو گلستاں
کنویں کے اس قیدی کی طرح جو راتوں کو — سوئے اور وہ خواب میں باغ کو دیکھے

گوید اے یزداں مرا در تَن مبَر — تا دریں گلشن کُنم من کَرّ و فر
وہ کہے گا اے خدا! مجھے جسم کے اندر نہ کر — تاکہ میں اس باغ میں مزے اڑاؤں

گویدش یزداں دُعا شد مستجاب — وَا مرو وَ اللّٰہُ اَعلَمَ بالصَّواب
اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دعا قبول ہو گی — واپس نہ جا، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

---

۱ وانکہ۔ جو اصحاب بصیرت ہیں۔ چونکہ ان کی نگاہیں اخروی دولتوں پر ہیں لہٰذا وہ موت اور مارنے والے کو برا نہیں سمجھ سکتے وہ اپنی موت کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ کوئی کنویں کی قید سے نکل کر چمن میں پہنچ جائے۔ ہیچ ہیچ۔ دنیاوی دولت۔

۲ بُرج۔ مومن کی موت ایسی ہے جیسے کسی قیدی کا قید خانہ ٹوٹ نا اگر کوئی کارکن اس کو توڑے گا تو کسی قیدی کو تکلیف نہ ہوگی۔ کاے۔ یہ بات کوئی قیدی نہ کہے گا و مد خامِ۔ سنگ مرمر۔ برج یعنی عمارت جز کسے۔ ہاں وہ قیدی یہ باتیں کہے گا جو جیلخانہ سے پھانسی پر جائے۔

۳ تلخ۔ مومن کی موت تو ایسی ہے کہ کسی کو سانپوں کے زہر سے بچا کر قند میں پہنچا دیا جائے۔ جان۔ جب روح جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز بڑھ جاتی ہے۔ ہمچو۔ مومن کی دنیاوی زندگی کی یہ مثال ہے۔ گوید۔ اس قید کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ بیدار نہ ہو اور روح جسم میں لوٹ کر نہ آئے۔ گویدش۔ اگر اللہ تعالیٰ اس قیدی کی دعا قبول کرے وہ کس قدر خوش نصیب ہوگا۔

اینچنیں ۱ خوابے ببیں چوں خوش بود — مرگ نادیدہ بجنت در رود
دیکھ، ایسا خواب کیسا اچھا ہوتا ہے — موت کو دیکھے بغیر جنت میں چلا جاتا ہے

ہیچ او حسرت خورد بر انتباہ — بر تنِ با سلسلہ در قعرِ چاہ
کیا اس کو بیداری پر کوئی حسرت ہوتی ہے — کنویں میں بندھے ہوئے جسم پر

مومنی آخر در آور صفِ رزم — کہ ترا بر آسماں بودست بزم
تو مومن ہے، بالآخر معرکہ کی صف میں آجا — کیونکہ آسمان پر تیری محفل موجود ہے

بر امید راہِ بالا کن قیام — ہمچو شمعے پیشِ محراب اے غلام
(عالم) بالا کی راہ کی امید پر کھڑا رہ — محراب کے سامنے اے نوجوان! شمع کی طرح

اشک ۲ می بار و ہمی سوز از طلب — ہمچو شمعِ سر بریدہ جملہ شب
طلب میں آنسو بہا اور جلتا رہ — تمام رات سر کٹی شمع کی طرح

لب فروبند از طعام واز شراب — سوئے خوانِ آسمانی کن شتاب
کھانے اور پینے سے ہونٹ بند کر لے — آسمانی خوان کی جانب جلدی قدم بڑھا

دمبدم بر آسماں میدار امید — در ہوائے آسماں رقصاں چو بید
ہر وقت آسمان سے امیدوار بن — بید کی طرح آسمانی ہوا میں رقص کرتے ہوئے

دمبدم از آسماں می آید ت — آب و آتش رزق می افزایدت
آسمان سے ہر وقت تجھے پہنچتا ہے — پانی اور گرمی جو زیادہ رزق بڑھاتا ہے

گر ترا ۳ آنجا برد نبود عجب — منگر اندر عجز و بنگر در طلب
اگر وہ تجھے اس طرف کھینچ لے، عجب نہ ہوگا — کمزوری پر نظر نہ کر، طلب کو دیکھ

کایں طلب در تو گروگانِ خداست — زانکہ ہر طالب بمطلوبے سزاست
تیرے اندر یہ طلب خدا کی مرہون ہے — کیونکہ ہر طالب ایک مطلوب کے لائق ہے

جہد کن تا ایں طلب افزوں شود — تا دلت زیں چاہِ تن بیروں شود
کوشش کر، تاکہ یہ طلب بڑھے — تاکہ تیرا دل جسم کے اس کنویں سے باہر آئے

خلق گوید مرد مسکیں آں فلاں — تو بگوئی زندہ ام اے غافلاں
مخلوق کہے گی وہ فلاں بے چارا مر گیا — تو کہے گا، اے غافلو! میں زندہ ہوں

۱۔ ایں چنیں۔ اس قیدی کی یہ نیند کیسی پیاری ہے۔ ہیچ۔ بیداری اور روح کے جسم میں آجانے پر اس کو کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے۔ مومنی۔ جبکہ مومن کے لئے دنیا قید خانہ ہے تو اس کو اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے لئے آخرت میں محفلیں آراستہ ہیں۔ بر امید۔ آخرت کی طرف راہیاب ہونے کے لئے رات کو محراب میں کھڑا رہنا چاہیے اور سر بریدہ شمع کی طرح آنسو بہانے چاہئیں۔

۲۔ اشک۔ ایک مومن کو شب بیداری۔ میں عبادت کے اندر شمع کی طرح پرسوز اور پر اشک رہنا چاہیے لب۔ دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے اخروی نعمتوں کا منتظر رہنا چاہیے۔ بید۔ بید کے درخت کی نازک شاخیں ہر وقت لرزتی رہتی ہیں۔ دمبدم۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس طرح دینوی نعمتوں کا اہتمام ہے اخروی نعمتوں کا بھی اہتمام ہو رہا ہے۔

۳۔ گر ترا۔ اخروی نعمتوں تک پہنچنے کا ذریعہ انسان کی طلب و جستجو ہے نہ کہ انسان کی جسمانی طاقت کایں۔ طلب۔ یہ طلب اور جستجو بھی خدا ہی عنایت فرما۔ ہے کیونکہ ہر طالب کے لئے ایک مناسب مطلوب ہونا چاہیے۔ جہد کن۔ فطری طلب میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ خلق۔ جب تو مرے تو اس حالت میں مر کہ لوگ تجھے مردہ سمجھیں اور تو اپنے آپ کو ابدی زندگی کے ساتھ زندہ سمجھے۔

گر تنِ من ہمچو تنہا خفتہ است | ہَشت جنّت دَر دلم بشگفتہ است
اگرچہ میرا جسم جسموں کی طرح سویا پڑا ہے | آٹھ جنتیں میرے دل میں کھلی ہوئی ہیں

جاں چو خفتہ دَر گل و نسریں بُوَد | چہ غم ست ار تن دَراں سرگیں بُود
جب روح گل اور نسرین میں سوئی ہوئی ہو | اگر جسم اس گوبر میں ہو تو کیا غم ہے؟

جانِ خُفتہ چہ خبر دارد زتن | کو بگلشن خُفتہ یا در گولخن
سوئی ہوئی روح کو جسم کی کیا خبر؟ | کہ وہ چمن میں سویا ہوا ہے یا بھٹی میں

میزند جاں در جہانِ آبگوں | نعرہَ یا لَیتَ قَومِی یَعلَمُونَ
روح پانی جیسے عالم میں لگا رہی ہے | "کاش میری قوم جان لیتی" کا نعرہ

گر نخواہد ۲ زیست جاں بے ایں بدن | پس فلک ایوانِ کہ خواہد بُدن
اگر روح اس جسم کے بغیر نہیں جی سکتی | تو پھر آسمان کس کا محل ہو گا؟

گر نخواہد بے بدن جانِ تو زیست | فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ روزیٔ کیست
اگر تیری جان جسم کے بغیر زندہ نہ رہیگی | "آسمانوں میں ہے تمہارا رزق" کس کی روزی ہے؟

دَر بیانِ و خلعت چرب و شیرینِ دنیا و مانع شدنِ او
اس بیان میں کہ دنیا کی چکنی اور میٹھی چیز نا ساز گار ہے اور وہ اللہ کے طعام سے

از طعام اللہ چنانچہ فرمود اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ یَحْیٰی بِہٖ اَبْدَانَ
مانع ہے چنانچہ فرمایا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے جس سے وہ صدیقین کے جسموں

الصِّدِّیْقِیْنَ اَیْ فِی الْجُوْعِ یَصِلُ طَعَامُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ
کو زندہ رکھتا ہے یعنی بھوک میں اللہ عزوجل کا کھانا پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ
نے فرمایا اور میں اپنے خدا کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ
ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش ہیں

دار ہی ۳ زیں روزیِ ریزہ کثیف | درفتی در لوت و در قوتِ شریف
اس گندی اور معمولی روزی سے چھٹکارا حاصل کرلے | تو لذیذ غذا اور شریف روزی میں پہنچ جائے گا

گر ہزاراں رطل تو لش می خوری | میروی پاک و سُبک ہمچوں پَری
اگر تو اس لذیذ غذا کے ہزاروں رطل کھائیگا | تب بھی پاک اور ہلکارہ کر پری کی طرح پرواز کرے گا

---

۱ گر تنِ من۔ مردہ سمجھنے والوں سے تو یہ کہے کہ اگرچہ میرا جسم عام جسموں کی طرح مردہ نظر آرہا ہے لیکن دل میں آٹھوں جنتیں بہار دکھا رہی ہیں۔ جانِ خفتہ۔ اگر روح گل و نسرین کی سیر کر رہی ہے تو جسم کے کسی خراب جگہ پڑے ہونے پر کوئی صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ جانِ خفتہ۔ جو روح عالم برزخ میں آرام سے سورہی ہے اس کو جسم کی کوئی پروا نہیں ہوتی ہے یا لیت۔ جنتی جنت میں داخل ہوتے وقت تمنا کرے گا کہ کاش میری قوم میرے اس عیش و عشرت سے آگاہ ہوتی۔

۲ گر نخواہد۔ جنت میں یہ مادی بدن نہ ہوگا اور روح زندہ رہے گی اور اس کو زندہ رکھنے کے لئے خدا اس کو روزی عنایت کرے گا یہ معنوی روزی اور رزق ہوگا۔ دربیان۔ اب مولانا نے معنوی روزی کا بیان شروع کیا ہے۔ الجوع۔ یہ حدیث ان الفاظ سے کتابوں میں مذکور نہیں ہے وا بیت۔ یہ روایت صوم وصال کے سلسلہ میں کتابوں میں مذکور ہے۔

۳ دار ہی۔ انسان جس قدر رزق ظاہری سے دور رہیگا اسی قدر اس کو رزق باطنی حاصل ہوگا۔ گر ہزاراں۔ معنوی رزق ان تمام عیوب سے پاک ہے جو رزق ظاہری میں ہیں۔

کہ نہ[۱] حبسِ باد قولنجت کند	چار میخ معدہ آهنجت کند
کیونکہ نہ ریح کا رکنا تیرے قولنج کرے گا	(نہ) معدہ کی تکلیف تجھے ستائے گی
گر خوری کم گرسنہ مانی چو زاغ	ور خوری پُر گیرد آروغت دماغ
اگر تو کم کھائے گا کوے کی طرح بھوکا رہیگا	اگر پیٹ بھر کر کھائے گا تیری ڈکار دماغ پر اثر کریگی
کم خوری خوئے بدو خشکی و دِق	پُر خوری شُد تخمہ را تَن مستَحق
تو کم کھائے بد مزاجی اور خشکی اور دق (ہو گی)	پیٹ بھر کر کھائے تو جسم ہیضہ کا مستحق ہو گیا
از طعامُ اللہ قُوتِ خوشگوار	بَر چناں دریا چو کشتی شو سوار
اللہ کے کھانے اور خوشگوار خوراک کے ذریعہ	ایسے دریا پر کشتی کی طرح سوار ہو جا
باش دَر روزہ شکیبا و مُصِر	دَمبدم قُوتِ خُدارا منتظر
روزے میں صابر اور مصر بن کر	ہر وقت اللہ (تعالیٰ) کی روزی کا منتظر رہ
کاں خدائے خوب کارو بُرد بار	بد بہارا مید ہد در انتظار
کیونکہ وہ خدا جو اچھے کام کرنے والا اور برد بار ہے	انتظار میں تحفے دیتا ہے
انتظارِ ناں ندارد مَردِ سیر	کہ سُبک آید وظیفہ یا کہ دیر
پیٹ بھرا انسان روٹی کا انتظار نہیں کرتا ہے	کہ خوراک جلدی آئے گی، یا دیر میں
بینوا[۲] ہَر دم ہمی گوید کہ کو	وز مجاعت مُنتظر دَر ماند اُو
بے سرو سامان کہتا رہتا ہے کہ کہاں ہے؟	بھوک کی وجہ سے وہ منتظر رہتا ہے
چوں نباشی مُنتظِر ناید بخُو	آں نوالہ دولتِ ہفتاد تُو
جب تو منتظر نہ ہو گا تیرے پاس نہیں آئیگا	ستر گنا دولت کا لقمہ
اے پدر الانتظار الانتظار	از برائے خوانِ بالا مَرد وار
اے باوا! انتظار کر، انتظار کر	مردوں کی طرح آسمانی خوان کا
ہَر گرسنہ[۳] عاقبت قُوتے بیافت	آفتابِ دولتے بروے بتافت
انجام کار ہر بھوکے نے روزی حاصل کر لی	دولت کا آفتاب اس پر چمکا
ضیفِ باہمّت چو آشے کم خورَد	صاحبِ خواں لُش بہتر آورد
با ہمت مہمان جب کھانا کم کھاتا ہے	میزبان عمدہ کھانا لاتا ہے
جُز کہ صاحب خوانِ درویشِ لئیم	ظَنِّ بَد کم بَر بہ رزّاقِ کریم
بجز مفلس کمینہ میزبان کے	سخی رزق دینے والے کے بارے میں بدگمانی نہ کر

[۱] کہ نہ۔ رزق ظاہری اور قولنج اور معدہ کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ گر خوری۔ آں۔ رزق ظاہری کی کمی اور زیادتی دونوں مضر ہیں۔ دماغ۔ ڈکار۔ سستی کی علامت ہے جس سے دماغ ڈل ہو جاتا ہے۔ باش۔ انسان ظاہری روزی کو چھوڑتا ہے اور معنوی روزی کا منتظر رہتا ہے تب اس کو معنوی روزی حاصل ہوتی ہے۔ انتظار۔ پیٹ بھرا روزی کا منتظر نہیں رہتا ہے۔

[۲] بینوا۔ جب ظاہری روزی نہ ہو گی اور بھوک لگے گی تو انسان معنوی روزی کا منتظر رہے گا، اور حضرت حق تعالیٰ ستر گونہ معنوی روزی عطا فرما دینگے۔ الا نتظار۔ حدیث شریف ہے۔ "اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَحِ" کشادگی کا منتظر رہنا بہترین عبادت ہے"

[۳] ہر گرسنہ۔ ظاہری روزی سے احتراز کر کے جب بھوک پیدا کر لو گے تو معنوی زندگی کا آفتاب طلوع کرے گا۔ ضیف۔ اگر مہمان کھانا کم کھاتا ہے تو سخی مہربان اس کے لئے اور اچھا کھانا تیار کر کے لاتا ہے جز کہ کمینے میزبان کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مہمان کی پروا نہیں کرتا ہے اور اس کے کم کھانے سے اور اعلیٰ کھانا نہیں کھلاتا ہے تو خدا کے ساتھ اس طرح کی بدگمانی نہ کر وہ سخی مہربان ہے۔

سر بر آور ا ہمچو کوہے اے سَنَد تا نخستیں نورِ خور بَر تو زند

اے معتمد ! پہاڑ کی طرح سر ابھار تاکہ پہلے ہی سورج کی روشنی تجھ پر پڑے

کاں سَرِ کوہِ بُلندِ مُستقر ہست خورشید سَحر را منتظر

مستقل ، بلند پہاڑ کی چوٹی صبح کے سورج کی منتظر ہے

دَر جوابِ آں مغفّل کہ گفتہ است کہ خوش بُودے این جہان اگر مرگ نبُودے و خوش بُودے مُلکِ دنیا اگر زوالش نبُودے

اس بیوقوف کا جواب جس نے کہا ہے کہ یہ جہان کیا ہی اچھا ہوتا اگر موت نہ ہوتی اور دنیا کی سلطنت اچھی ہوتی اگر اس کا زوال نہ ہوتا

وَعَلٰی هٰذِهِ الْوَتِیْرَةِ مِنَ الْفَشَارَاتِ

اور اسی طرح کی بکواسیں

آں ۲ یکے میگفت خوش بودے جہاں گر نبُودے پائے مرگ اندر میاں

ایک شخص کہتا تھا دنیا اچھی ہوتی اگر موت کا پاؤں درمیان میں نہ ہوتا

آں دگر گفت ار نبُودے مرگ ہیچ کہ نیرَ زیدے جہانِ پیچ پیچ

دوسرے شخص نے کہا اگر موت بالکل نہ ہوتی تو پر پیچ دنیا ایک تنکے کی نہ ہوتی

خِرمنے بُودے بدشت افراشتہ مُہمل و ناکوفتہ بگذاشتہ

جنگل میں ابھرا ہوا ایک کھلیان ہوتا بیکار بغیر گہائے ہوئے چھوڑا ہوا

مرگ ۳ راتو زندگی پنداشتی تخم رادر شورہ خاکے کاشتی

تو نے موت کو زندگی سمجھا بیج کو شور زمیں میں بو دیا

عقلِ کاذِب ہَست خودمَعکوس بیں زندگی را مَرگ بیند آں غَبیں

جھوٹی عقل خود الٹا دیکھنے والی ہے وہ پاگل زندگی کو موت سمجھتی ہے

اے خدا بنمای تو ہر چیز را آنچنانکہ ہَست در خَدعہ سَرا

اے خدا ! تو ہر چیز کو دکھا دے جس طرح کہ وہ دھوکے کے گھر میں ہے

ہیچ مُردہ نیست پُر حسرت زمَرگ حسرتش آنست کش کم بُود بَرگ

کوئی مرنے والا موت پر حسرت سے پر نہیں ہے اس کی یہ حسرت ہے کہ اس کا توشہ کم ہے

---

۱ سَر بر آور۔ ظاہری گھٹیا روزی پر اکتفانہ کرو بلند ہمت رکھو بلند سر پر اللہ کا نور جلد پہنچتا ہے۔ آفتاب کی روشنی سب سے پہلے پہاڑ کی چوٹی پر پڑتی ہے۔ در جواب۔ اس سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ معنوی روزی عالم بالا سے متعلق ہے اور اس دنیا کی روزی بہت گھٹیا چیز ہے عالم بالا اور معنوی روزی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی اور یہاں کی روزی کو پسند کرنا حماقت کی بات ہے۔ فشار۔ بکواس۔

۲ آں یکے۔ یہ بیوقوف دنیا کی ابدی زندگی کا متمنی تھا۔ آں دگر۔ دوسرا شخص جو عقلمند تھا اس نے کہا کہ دنیا کی زندگی تو محض اس لئے ہے کہ یہاں آدمی کچھ اچھے کام کرے تو آخرت کی ہمیشہ کی زندگی میں کام آئیں اگر موت نہ ہو اور آخرت تک نہ پہنچا جائے تو پھر دنیا کے اعمال کی مثال تو اس کھلیان کی سی ہے جو بغیر قابل نفع بنائے جنگل میں چھوڑ دیا جائے۔

۳ مرگ۔ اخروی زندگی کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بمنزلہ موت ہے اس کو زندگی سمجھنا بے وقوفی ہے۔ غبین۔ وہ شخص جس کے حواس سالم نہ ہوں۔ اے خدا۔ انسانی عقل ناقص دنیا کی چیزوں کو بالعکس دکھا دیتی ہے اے خدا تو ان کو صحیح حالت میں دکھا دے۔ ہیچ۔ جب مردے پر دنیا اور عقبیٰ کی حقیقت کھل جاتی ہے تو وہ مرنے پر افسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے اعمال حسنہ کی کمی پر افسوس کرتا ہے۔

وَرنہ از چاہے بصحرا اُو فتاد　　درمیانِ دولت و عیش دگشاد
ورنہ وہ کنویں سے جنگل میں آ گیا　　دولت اور عیش اور خوشی میں

زیں مقامِ ماتم[1] و تنگیں مناخ　　نَقل اُفتادش بصحرائے فراخ
اس غم کی جگہ اور تنگ باڑے سے　　وہ وسیع جنگل میں منتقل ہو گیا

مَقعدِ صدقے نہ ایوانِ دروغ　　بادۂ خاصی نہ مستیِ ز دُوغ
سچائی کا ٹھکانا نہ جھوٹ کا قلعہ　　خصوصی شراب نہ کہ چھاچ کی مستی

مَقعدِ صدق و جلیسِ حق شدہ　　رُستہ زیں ذب و گِل آتشکدہ
سچائی کی مجلس اور اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن گیا　　آتشکدہ کے اس آب و گِل سے چھوٹا ہوا

وَرنہ کردی زندگانیِ منیر　　یکدو دَم ماندست مَردانہ بمیر
اگر تو نے منور زندگی بسر نہیں کی ہے　　ایک دو سانس باقی رہے ہیں مردانہ موت اختیار کر

فِیمَا یُرجٰی مِنْ رَّحمَۃِ اللّٰہِ تَعَالیٰ مُعْطِی النِّعَمِ قَبْلَ اِسْتِحْقَاقِھَا
اس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کے بیان میں جو استحقاق سے پہلے ہی نعمتیں عطا کرتا ہے

وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَرُبَّ[2] بُعْدٍ
وہ وہی ہے جو بارش برساتا ہے لوگوں کی مایوسی کے بعد اور بہت سی دوریاں ہیں

یُوْرِثُ قُرْبًا وَّ رُبَّ مَعْصِیَۃٍ مَّیْمُوْنَۃٍ وَّرُبَّ سَعَادَۃٍ تَاْتِیْ
جو قرب پیدا کر دیتی ہیں اور بہت سے گناہ ہیں جو مبارک ہیں اور بہت سی سعادتیں ہیں

مِنْ حَیْثُ یُرْجَی النِّقَمُ لِیَعْلَمَ اِنَّ اللّٰہَ یُبَدِّلُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ
وہ اس جگہ سے حاصل ہو جاتی ہیں جہاں سے عتاب کی توقع ہوتی ہے تا کہ وہ جان لے بیشک اللہ تعالیٰ انکی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے

دَر حدیث آمد کہ روزِ رُستخیز　　اَمر آید ہر یکے تَن را کہ خیز
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ قیامت کے دن　　ہر جسم کو حکم ہو گا کہ اٹھ

نَفخِ صُور امرست از یزدانِ پاک　　کہ برآرید اے ذرائر سَر ز خاک
صور کا پھکنا خدائے پاک کا حکم ہے　　کہ اے چیونٹیو! مٹی سے سر ابھارو

باز آید جانِ ہریک در بدن　　ہمچو[3] وقتِ صبح ہوش آید بتَن
ہر ایک جان بدن میں واپس آ جائے گی　　جس طرح صبح کے وقت جسم کو ہوش آ جاتا ہے

جانِ تَن خود را شناسد وقتِ روز　　دَر لباسِ خود در آید با فروز
دن کے وقت روح اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے　　رونق کے ساتھ اپنے لباس میں آ جائے گی

---

[1] ماتم۔ دنیا ماتم کدہ ہے نقل۔ مرنے کے بعد انسان آخرت کے وسیع مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ "جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں سچی جگہ میں قادر بادشاہ کے مقرب ہونگے" ورنہ کردی۔ اگر تو اب تک آخرت کی تیاری نہیں کر سکا اب کر لے اور موت سے پہلے مردانہ موت اختیار کر لے۔ فِیمَا یُرجٰی۔ لب یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت حق کے قرب میں کیا کیا نعمتیں حاصل ہونگی۔

[2] ورُبَّ بُعْدٍ۔ یعنی بسا اوقات فراق وصال کا سبب بن جاتا ہے۔ رُبَّ مَعْصِیَۃٍ۔ بہت سے گناہ با برکت ثابت ہو جاتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیگا۔ رستخیز۔ یعنی روئیدن و برخاستن۔ نفخ شور۔ نفخ صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے ذرائر۔ ذرہ کی جمع ہے چھوٹی چیونٹی۔

[3] ہمچو۔ جس طرح نیند سے انسان بیدار ہوتا ہے سب زندہ ہو جائیں گے۔ جان۔ صبح ہوتے ہی روح جسم میں آ جاتی ہے اور جسم کا لباس پہن لیتی اور اپنے جسم کو خوب پہچان لیتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کی روح کسی دوسرے کے جسم میں آ جائے۔

جسم خود بشناسد و در وے رود
اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے اور اسمیں چلی جاتی ہے
جانِ زرگر سُوئے درزی کے رَود
سونار کی روح، درزی کی جانب کب جاتی ہے

جانِ[1] عالم سُوئے عالِم میرَود
عالم کی روح عالم کی جانب جاتی ہے
روحِ ظالم سُوئے ظالِم میرَود
ظالم کی روح ظالم کی جانب جاتی ہے

کہ شناسا کرد شاں عِلمِ اِلٰہ
کیونکہ ان کو علم خداوندی نے شناسا بنا دیا ہے
چونکہ برّہ و میش وقتِ صبح گاہ
جس طرح کہ بھیڑ کا بچہ اور بھیڑ صبح کے وقت

پائے کفشِ خود شناسد در ظُلَم
اندھیریوں میں پاؤں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے
چوں نداند جانِ تن خود اے صنم
اے صنم ! روح اپنے جسم کو کیوں نہ پہچانے گی؟

صبح حشرِ کوچک است اے مستجیر
اے پناہ کے طالب ! صبح چھوٹی قیامت ہے
حشر اکبر را قیاس از وے بگیر
بڑی قیامت کو اس پر قیاس کر لے

آنچناں[2] کہ جاں پرّد سوئے طیں
جس طرح روح جسم کی مٹی کی طرف پرواز کرتی ہے
نامہ پَرواز یسارو از یمیں
اعمالنامہ بائیں اور دائیں جانب سے پرواز کریگا

در کفش بنہند نامہ بخل وجُود
اس کے ہاتھ میں دیدیں گے بخل اور سخاوت کا اعمالنامہ
فِسق وتقویٰ آنچہ وے خُوکردہ بُود
بدکاری اور تقویٰ جس کی اس کو عادت تھی

چوں شود بیدار از خواب اُو سحر
جب وہ صبح کے وقت بیدار ہو گا
باز آید سُوئے اُوآں خیر و شر
وہ بھلا اور برا اس کی جانب واپس آجائے گا

گر ریاضت[3] دادہ باشد خوے خویش
اگر اس نے اپنی عادت کی اصلاح کر لی ہو گی
وقتِ بیداری ہماں آید بہ پیش
بیداری کے وقت وہی سامنے آئے گی

ور بُد اُودی خام وزشت وَ در ضلال
اگر وہ کل کچا اور بھدا اور گمراہی میں تھا
چوں عزانامہ سیہ یابد شمال
تو اس کا بایاں ہاتھ تعزیت نامہ جیسا (سیاہ اعمالنامہ پائیگا)

ور بُد اُودی پاک و باتقویٰ ودیں
اور اگر وہ کل پاک اور متقی اور دیندار تھا
چوں شوَد بیدار یابد دَر یمیں
جب بیدار ہو گا دائیں ہاتھ میں پائے گا

ہَست مارا خواب و بیداریِ ما
ہمارا سونا اور جاگنا ہمارے لئے
بر نشانِ مرگ و محشر دو گوا
گواہ ہیں موت اور محشر کی علامت پر

[1] جانِ عالِم۔ عالم کی روح عالم میں، ظالم کی روح ظالم میں پہنچ جاتی ہے۔ کہ شناسا۔ ہر روح اپنے جسم کو اس علم کے ذریعہ پہچان لے گی۔ جو خدا نے اس کو عطا کیا ہے۔ جس طرح کہ بھیڑ اور اس کا بچہ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ پای۔ پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے۔ صبح۔ انسان کا نیند سے صبح کو بیدار ہو کر اٹھنا چھوٹا حشر ہے۔ اسی سے بڑے حشر کو سمجھ لو۔

[2] آنچناں۔ قیامت میں جس طرح روح جسم کی جانب پرواز کر کے آئے گی۔ اسی طرح اعمالنامے دائیں اور بائیں جانب سے پرواز کر کے انسانوں کے پاس آجائینگے۔ در کفش۔ فرشتے ہر انسان کے ہاتھ میں اس کی نیکیوں اور گناہوں کے اعمالنامے پکڑا دیں گے۔ چوں شود۔ جب صبح محشر کو انسان موت کی نیند سے بیدار ہو گا اس کی ہر خیر و شر اس کے پاس پہنچ جائے گی۔

[3] گر ریاضت۔ اگر اس نے مجاہدہ کر کے نیک عادت بنالی ہو گی۔ تو صبح محشر میں وہ اس کے سامنے آئے گی اور اگر وہ کل یعنی دنیا میں خام اور زشت اور گمراہ تھا۔ تو اس کا سیاہ اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں آجائے گا۔ وَر بُد۔ اگر انسان نیک تھا تو اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ ہست۔ ہمارا سونا اور پھر بیدار ہونا ہمارے مرنے اور پھر قیامت میں زندہ ہو جانے کے گواہ ہیں۔

حشرِ ۱ اصغر حشرِ اکبر را نمود — مرگِ اصغر مرگِ اکبر را زدود
چھوٹی قیامت نے بڑی قیامت دکھا دی — چھوٹی موت نے بڑی موت کو مانجھ دیا

لیک ایں نامہ خیالست و نہاں — واں شود در حشرِ اکبر بس عیاں
لیکن یہ اعمالنامہ خیالی اور پوشیدہ ہے — اور وہ بڑی قیامت میں واضح ہو گا

ایں خیال اینجا نہاں پیدا اثر — زیں خیال آنجا برویاند صور
یہ خیال یہاں چھپا ہوا ہے، اثر پیدا ہو گا — اس خیال سے اس جگہ صورتیں اگیں گی

در مہندس بیں خیالِ خانہ — در دلش چوں در زمینے دانہ
انجنیر میں کسی گھر کا تصور دیکھ — اس کے دل میں اس طرح ہے جیسے زمین میں دانہ

آں ۲ خیال از اندروں آید بروں — چوں زمیں کہ زاید از تخمِ دروں
وہ خیال اندر سے باہر آجائے گا — جس طرح زمین اندر کے بیج اگا دیتی ہے

ہر خیالے کو کند در دل وطن — روزِ محشر صورتے خواہد شدن
جو خیال دل میں وطن بناتا ہے — قیامت کے دن ایک صورت بنے گا

چوں خیالے آں مہندس در ضمیر — چوں نبات اندر زمینِ دانہ گیر
جیسا کہ اس انجنیر کے دل کا خیال — جس طرح کہ دانہ قبول کرنے والی زمین میں پودا

مخلصم زیں ہر دو محشر قصہ ایست — مومناں را در بیانش حصہ ایست
ان دونوں محشروں (کے بیان) میں میرا مقصد قصہ گوئی ہے — مومنوں کے لئے اس کے بیان میں ایک حصہ ہے

چوں بر آید آفتابِ رستخیز — بر جہند از خاک خوب و زشت نیز
جب قیامت کے دن سورج طلوع کرے گا — اچھے اور برے بھی مٹی سے اٹھ کھڑے ہونگے

سوئے ۳ دیوانِ قضا پویاں شوند — نقدِ نیک و بد بکورہ در روند
فیصلہ کی کچہری کی طرف دوڑیں گے — نیک اور بد کی نقدی بھٹی میں چلی جائے گی

نقدِ نیکو شادمان و ناز ناز — نقدِ قلب اندر زحیر و در گداز
نیک کی نقدی خوش اور پر ناز ہو گی — کھوٹی نقدی پیچ و تاب اور پگھلنے میں ہو گی

لحظہ لحظہ امتحانہا می رسد — سرِّ دلہا می نماید در جسد
دم بدم امتحانات ہوں گے — دلوں کا راز جسم میں نمایاں ہو جائے گا

چوں ز قندیل آب و روغن گشتہ فاش — یا چو خاکے کہ بروید سبز ہاش
جس طرح لالٹین سے تیل اور پانی واضح ہو جاتا ہے — یا وہ زمین جو سبزے اگا دیتی ہے

---

۱ حشرِ اصغر۔ یعنی سو کر بیدار ہونا۔ حشرِ اکبر یعنی قیامت میں زندہ ہونا۔ مرگِ اصغر۔ یعنی سونا مرگِ اکبر یعنی مرنا لیک۔ دنیا میں جو اعمالنامہ فرشتے تیار کر رہے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ ہے قیامت میں وہ ظاہر ہو جائے گا۔ ایں خیال۔ یہ اعمال نامہ یہاں پوشیدہ ہے۔ لیکن اس کا اثر ظاہر ہو کر رہیگا در مہندس۔ اس کی یہ مثال ہے کہ انجنیر کے دل کے خیالات آخر میں صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔

۲ آں خیال۔ انسان کے اندرونی خیالات ظاہری صورت اختیار کر لیں گے جس طرح زمین کے اندر کا بیج درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ہر خیالے۔ انسان کے خیالات اور اعراض قیامت میں صورتیں اختیار کر لیں گے۔ اور جوہر بن جائیں گے۔ مخلصم یہ دونوں محشروں کا محض قصہ بیان نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ مومنوں کے لئے بطور عبرت ان کو ذکر کیا گیا ہے۔

۳ سوئے۔ ہر نیک و بد زندہ ہو کر عدالت میں بھاگ کر پہنچ جائے گا۔ کورہ۔ بھٹی۔ زحیر۔ پیچش۔ لحظہ عدالت میں پہنچنے کے بعد امتحانات شروع ہو جائیں گے اور چھپے ہوئے راز ظاہر ہو جائینگے چوں۔ دل کے راز اسی طرح ظاہر ہو جائینگے جس طرح لالٹین کے اندر کے تیل یا پانی کا پتہ چل جاتا ہے اگر تیل ہوتا ہے تو بتی آگ پکڑ لیتی ہے یا سبزہ اگنے سے پتہ چلتا ہے کہ زمین کے اندر کونسا بیج ہے۔

از پیاز و زعفران و کوکنار — سبزیِ پیدا کند دشتِ بہار
پیاز اور زعفران اور خشخاش — موسم بہار کا جنگل سبزی اگا دیتا ہے

آں ۱ یکے سرسبز نَحنُ المُتَّقُون — واں دگر ہم چوں بنفشہ سرنگوں
ایک سرسبز ہوگا کیونکہ وہ ہم پرہیزگار ہیں میں ہی — دوسرا بھی بنفشہ کی طرح سر جھکائے ہو گا

چشمہا بیروں جہیدہ از خطر — گشتہ دہ چشمہ زبیمِ مستقر
خطرے سے آنکھیں باہر نکلی ہوئی ہونگی — ٹھکانے کے ڈر سے آنکھ دس آنکھیں بنی ہوئی ہوگی

باز ماندہ دیدہا در انتظار — تاکہ نامہ ناید از سوئے یسار
انتظار میں آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی — تاکہ اعمالنامہ بائیں جانب سے نہ آجائے

چشم گرداں سوئے چپ و سوئے راست — زانکہ نبود بخت نامہ راست کاست
آنکھیں بائیں جانب اور دائیں جانب گھومتی ہونگی — اس لئے کہ دائیں اعمالنامہ کا نصیبہ گھٹا ہوا نہ ہو

چشم گرداں سوئے راست و سوئے چپ — زانکہ نبود بخت نامہ راست زپ
آنکھیں دائیں جانب اور بائیں جانب گھومتی ہونگی — تاکہ دائیں اعمالنامہ کا نصیب رائیگاں نہ ہو

نامہ آید بدستِ بندۂ — سرسیہ از جرم و فسق آگندۂ
ایک بندہ کے ہاتھ میں اعمالنامہ آئے گا — جو جرموں سے کالا اور فسق سے پر ہو گا

اندرو یک خیر و یک توفیق نے — جز کہ آزارِ دلِ صدیق نے
اس میں ایک بھلائی اور ایک توفیق نہ ہو گی — سوائے سچے بندے کی دل آزاری کے کچھ نہ ہو گا

پُر ز سر تا پائے زشتی و گناہ — تسخر و خنبک زدن بر اہلِ راہ
شروع سے آخر تک برائی اور گناہ سے بھرا ہوا — راہِ طریقت کے اہل کا مذاق اڑانے اور تالیاں پیٹنے سے

آں ۲ دغل کاری و دزدیہائے او — واں چو فرعوناں انا و انائے او
اس کی مکاری اور چوریوں سے — اس کی فرعونوں کی سی انانیت اور تکبر سے

چوں بخواند نامۂ خود آں ثقیل — داند او کہ سوئے زنداں شد رحیل
جب وہ بوجھل اپنے اعمالنامہ کو پڑھے گا — وہ جان جائے گا کہ قید خانہ کی جانب کوچ ہوا

پس رواں گردد چو دزداں سوئے دار — جرم پیدا بستہ راہِ اعتذار
تو وہ ڈاکوؤں کی طرح سولی کی جانب روانہ ہو جائیگا — قصور کھلا ہوا اور معذرت کی راہ بند ہو گی

آں ۳ ہزاراں حجت و گفتارِ بد — بر دہانش گشتہ چوں مسمارِ بد
وہ ہزاروں دلیلیں اور برے بول — بری کیل کی طرح اس کے منہ پر بن گئے

۱ آں یکے۔ اگر انسان میں تقویٰ ہے تو اس پر سرسبزی نمودار ہو جائے گی اور اگر بدکار ہے تو بنفشہ کی طرح سرنگوں ہو جائے گا۔ چشمہا۔ خوف سے آنکھیں دس چشمے بن جائینگی۔ سوئے یسار۔ برا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا چشم گرداں ہر شخص دائیں بائیں نظریں گھمائیگا کہ کہیں اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ والا نہ ہو جو مجرموں کا ہوگا۔ نامہ۔ کسی شخص کے ہاتھ ایسا اعمالنامہ آئے گا تو پورا سیاہ ہوگا جس میں برائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہ ہو گی خنبک زدن تالی بجانا۔

۲ آں دغل۔ اس گنہگار نے جو چوریاں اور مکاریاں کی ہیں وہ سب اس اعمالنامے میں درج ہوں گی اور اس کا تکبر و غرور بھی لکھا ہوا ہو گا۔ ثقیل۔ یعنی گناہوں سے بھاری رحیل۔ کوچ۔ جرم۔ اس کے تمام گناہ کھلے ہوئے ہوں گے اور معذرت کا راستہ بند ہوگا۔

۳ آں ہزاراں۔ گنہگاروں کے بارے میں قرآن میں ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ "آج ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ گفتگو کریں گے اور ان کے کارناموں پر ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

رَختِ اُزدزی دَرتَن ودرخانہ اَش — گشتہ پیدا گم شُدہ افسانہ اَش
چوری کا سامان، بدن پر اس کے گھر میں — کھل گیا، اس کا قصہ ختم ہو گیا

پس رَواں گردد بزندانِ سَعیر — کہ نباشد خار راز آتش گزیر
تو وہ دوزخ کے قید خانہ کی جانب روانہ ہو گا — کیونکہ کانٹے کے لئے آگ کے سوا چارہ نہیں

چوں مُوکّل آں ملائک پیش وپس — بُودہ پنہاں گشتہ پَیدا چوں عَسس
فرشتے سپاہی کی طرح آگے اور پیچھے — چھپے ہوئے تھے، کوتوال کی طرح ظاہر ہو گئے

میبر ۲ ندش میسپارندش بہ نیش — کہ بروا ے سگ بگہدانہاے خویش
اس کو لے جائیں گے اس کو عذاب کے سپرد کر دینگے — کہ اے کتے! اپنے پا خانوں میں جا

میکشد پابر سرِ ہر راہ او — تابُود کہ بر جہد زاں چاہ او
وہ ہر راستہ پر پاؤں کھینچتا ہے — شاید کہ وہ اس کنویں سے کود بھاگے

مُنتظِر می ایستد تَن میزند — بر اُمیدے رُوئے واپس می کُند
انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے، چپ سادھ لیتا ہے — کسی امید پر مڑ کر دیکھتا ہے

اَشک میبارد چو بارانِ خزاں — خُشک اُمیدے چہ دارد او جُزآں
موسم خزاں کی بارش جیسے آنسو بہاتا ہے — وہ سوائے اس کے اور کیا خشک امید رکھتا ہے؟

ہَر زمانے رُوئے واپس میکند — رُو بدر گاہِ مُقدّس میکُند
وہ ہر وقت مڑ کر دیکھتا ہے — درگاہ مقدس کی طرف رجوع کرتا ہے

پس ۳ زحق اَمر آید از اَقلیم نُور — کہ بگوئیدش کہ اے بطّالِ عُور
نور کے عالم سے اللہ کی جانب سے حکم آئیگا — اس سے کہدو کہ اے جھوٹے، ننگے!

اِنتظارِ چیستی اے کانِ شر — رُوچہ واپس میکُنی اے خیرہ سَر
اے شر کی کان! کاہے کا انتظار ہے؟ — اے بیہودہ! مڑ کر کیوں دیکھتا ہے؟

نامہ ات آنست کِت آمد بدست — اے خدا آزار وا ے شیطاں پرست
تیرا وہی اعمالنامہ ہے جو تیرے ہاتھ میں آ گیا — اے خدا دشمن! اور اے شیطان کے پجاری!

چوں بدیدی نامہٴ کردار خویش — چہ نگری پس بیں جزای کار خویش
جبکہ تو نے اپنے عمل کا اعمالنامہ دیکھ لیا — پیچھے کیا دیکھتا ہے؟ اپنے کام کی جزا دیکھ

بیہُدہ چہ مول مولے میزنی — دَر چُنیں چہ کُو اُمیدِ رَوشنی
کیوں بیہودہ ٹال مٹول کرتا ہے — ایسے کنویں میں روشنی کی کیا امید ہے؟

۱ رَختِ وزدی۔ جب چور کے گھر میں سے چوری کا سامان برآمد ہو جائے تو ثبوت مکمل ہو جاتا ہے۔ سعیر۔ جہنم۔ کہ نباشد۔ خار و دار جھاڑی جلانے ہی کے کام آتی ہے چوں مُوکّل۔ جو فرشتے پہلے اس سے پوشیدہ تھے اب کوتوال کی طرح اس پر مسلط ہوں گے۔

۲ می برندش۔ وہ فرشتے اس کو جہنم کی طرف لیجائیں گے نیش۔ یعنی عذاب۔ گہدانہا۔ یعنی جہنم میں جو اس کا مقام ہے۔ می کشد۔ وہ جہنم کی طرف جانے سے رکے گا اور کسی امید پر مڑ مڑ کر دیکھے گا۔ باران خزاں موسم خزاں کی بارش بے کار ہوتی ہے۔ رُو بدرگاہ۔ وہ مڑ مڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار کو دیکھے گا۔

۳ پس اس گنہگار کے لئے عالم قدس سے خطاب ہو گا کہ اے جھوٹے، اعمال صالحہ سے ننگے مڑ مڑ کر کیوں دیکھتا ہے کس جزا کا انتظار ہے تیرا اعمالنامہ تیرے ہاتھ میں آ چکا ہے اب بیکار ٹال مٹول سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب تجھے عذاب کے گڑھے میں جانا ہے وہاں روشنی کی کوئی امید نہیں ہے۔

نے تُرا[1] از رُوئے ظاہر طاعتے ۔ نے تُرا در سِرّ و باطن نیّتے
نہ تیرے پاس ظاہر کے اعتبار سے کوئی عبادت ہے ۔ نہ تیرے پاس پوشیدہ اور چھپی ہوئی کوئی نیت ہے

نے تُرا دَر شب مُناجات و قیام ۔ نے تُرا دَر روز پرہیز و صیام
نہ تیرے پاس رات کی سرگوشی اور کھڑا رہنا ہے ۔ نہ تیرے پاس دن کی پرہیز گاری اور روزہ رکھنا ہے

نے تُرا حفظِ زباں زآزارِ کس ۔ نے نظر کردن بعبرت پیش و پس
نہ تیرے پاس کسی کو ستانے سے زبان کو محفوظ رکھنا ہے ۔ نہ عبرت کے لئے آگے اور پیچھے دیکھنا ہے

پیش چہ بُوَد یادِ مرگ و نزعِ خویش ۔ پس چہ باشد مُردنِ یاراں زپیش
"آگے" کیا ہوتا ہے؟ موت اور اپنی جان کنی ۔ "پیچھے" کیا ہوتا ہے؟ پہلے سے دوستوں کا مرنا

نے تُرا بَر ظلم توبہ[2] پُر خروش ۔ اے دغا گندم نمائے و جَو فروش
نہ تیرے پاس ظلم سے آہ بھری توبہ ہے ۔ اے دغا (باز) گیہوں کھانیوالے اور جو بیچنے والے

چوں ترازوئے تو کژ بُود و دغا ۔ راست چوں جوئی ترازوئے جزا
جبکہ تیری ترازو، کج اور پر (دغا) تھی ۔ تو جزاء کی صحیح ترازو کو تو کیوں تلاش کرتا ہے؟

چونکہ پائے چپ بُدی در غدر و کاست ۔ نامہ چوں آید تُرا در دستِ راست
جبکہ تو غداری اور گھٹانے میں بایاں پاؤں بنا ہوا ہے ۔ تو اعمالنامہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیسے آئیگا؟

چوں جزا سایہ است اے قدِ تو خم ۔ سایہ تو کج فتد در پیش ہم
اے ٹیڑھے قد والے! جبکہ جزا تیرا سایہ ہے ۔ سامنے تیرا سایہ بھی ٹیڑھا پڑے گا

زیں[3] قبل آید خطاباتِ دُرشت ۔ کہ شود کُہ را ازاں ہم کوزِ پُشت
اس طرح کے سخت خطابات آئیں گے ۔ کہ اس سے پہاڑ بھی کبڑا ہو جائے گا

بَندہ گوید آنچہ فرمودی بیاں ۔ صَد چنانم صَد چنانم صَد چناں
بندہ کہے گا جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ۔ میں اس سے سو گناہوں، سو گناہوں سو گناہوں

خود تو پوشیدی بتر ہا را بحِلم ۔ وَرنہ میدانی فضیحتہا بعِلم
تو نے خود بردباری سے اس سے بدتر کو پوشیدہ رکھا ۔ ورنہ تو رسوائیوں کو علم کے ذریعہ جانتا ہے

لیک بیروں از جہاد و فعلِ خویش ۔ از ورائے خیر و شرّ و کفر و کیش
لیکن کوشش اور اپنے فعل کے علاوہ ۔ بھلائی اور برائی اور کفر و مذہب کے علاوہ

وز نیازِ عاجزانہ خویشتن ۔ وز خیال و وہمِ من یا صد چومن
اپنی عاجزانہ نیاز مندی کے علاوہ ۔ اپنے یا اپنے جیسے سیکڑوں کے خیال اور وہم کے علاوہ

---

[1] نے ترا۔ اللہ تعالیٰ اس گنہگار سے فرمائیگا کہ تیرے پاس کوئی عملِ خیر ہے نیت خیر نہ دات کی نماز ہے نہ دن کا روزہ تو نے لوگوں کو زبان سے بھی ستایا اور ظالموں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی۔ پیش۔ آگے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے مرنے اور نزع کی کیفیت کا تصور کر کے عبرت حاصل کرتا اور پیچھے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ جو تجھ سے پہلے مرے ہیں ان سے عبرت حاصل کرتا۔

[2] توبہ۔ اگر گناہوں کا صدور بھی ہوا تھا تو ان سے توبہ کر لیتا۔ چوں۔ جب تیرے عمل کی ترازو غلط تھی تو اب بدلے کی ترازو کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ چونکہ۔ برائی بائیں جانب منسوب ہوتی ہے۔ چوں جزا۔ جزا کی مثال سایہ کی سی ہے جب قد ٹیڑھا ہے تو سایہ ضرور ٹیڑھا ہوگا

[3] زیں قبل۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس گنہگار کو ایسے سخت جواب ملیں گے کہ ان سے پہاڑ بھی جھک جائے۔ بندہ گوید۔ اب یہ گنہگار جناب باری میں عرض کریگا کہ جو میری خطائیں گنائی گئی ہیں میں ان سے بھی سوگنا خطاوار ہوں۔ لیکن تیری رحمت ان گناہوں سے بھی بدتر گناہوں کی پردہ پوشی کر دیتی ہے مجھے نہ اپنے اعمال پر بھروسہ ہے نہ اپنی عاجزی پر بلکہ محض تیرے کرم پر بھروسہ ہے۔

بُودم ۱ اُمیدے بمحضِ لُطفِ تُو — از ورائے راست باشی یا عتو
مجھے تیری مہربانی سے امید تھی — صحیح زندگی یا سرکشی کے علاوہ

بخششِ محضے ز لُطفِ بے عِوَض — بُودم اُمید اے کریمِ بے غرض
بغیر بدلے کی مہربانی سے خالص بخشش — اے بے غرض سخی! مجھے امید تھی

رُوسپس کردم بداں محضِ کرم — سُوئے فعلِ خویشتن می ننگرم
میں اس خالص کرم کی طرف مڑا — میں اپنے عمل کو نہیں دیکھ رہا ہوں

سُوئے آں اُمید کردم رُوئے خویش — کہ وجودم دادہٗ از پیش بیش
اس کرم کی جانب میں نے اپنا چہرہ کیا ہے — کہ تو نے مجھے پہلے وجود سے زیادہ وجود عنایت کیا

خلعتِ ہستی بدادی رائگاں — من ہمیشہ معتمد بُودم براں
تو نے مفت وجود کا لباس عطا کیا — میں ہمیشہ اس پر بھروسہ رکھتا تھا

چوں ۲ شمارد جرمِ خود راوٗ خطا — محض بخشایش دَر آید در عطا
جب وہ اپنے جرم اور خطا گنائے گا — خالص بخشش، عطا میں لگ جائیگی

کاے ملائک باز آریدش بما — کہ بُدستش چشم و دل سُوئے رجا
کہ اے فرشتو! اس کو ہمارے پاس واپس لے آؤ — کیونکہ اس کی آنکھ اور دل امید وار عطا ہیں

لا اُبالی وار آزادش کُنیم — واں خطا ہارا ہمہ خط بر زنیم
بے پروائی سے ہم اس کو آزاد کر دینگے — اور ان سب خطاؤں پر قلم پھیر دیں گے

لا اُبالی مر کسے باشد مُباح — کش زیاں نبُود ز جرم واز صلاح
بے پروائی اس کے لئے مناسب ہے — جس کو نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچے

آتشِ ۳ خوش برفروزیم از کرم — تا نماند جرم و زلّت بیش و کم
ہم کرم سے ایک اچھی آگ روشن کرینگے — تاکہ جرم اور لغزش نہ تھوڑی رہے نہ زیادہ

آتشے کز شُعلہ اش کمتر شرار — می بسوزد جرم و جبر و اختیار
وہ آگ جس کے شعلے کی چھوٹی سی چنگاری — خطا اور جبر اور اختیار کو جلا ڈالے

شُعلہ در بُنگاہِ انسانی زنیم — خار را گلزارِ رُوحانی کُنیم
ہم انسانی خیمہ گاہ میں آگ لگا دیں گے — کانٹے، کو روحانی چمن بنا دیں گے

ما فرستادیم از چرخِ نہم — کیمیا یُصلِحْ لکُمْ اَعمالکُمْ
ہم نے نویں آسمان سے بھیجی ہے — وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کردیتا ہے" کی کیمیا

---

۱ بُودم۔ میری امید تیرے اس کرم سے وابستہ ہے جو کسی بھی بدلے اور عوض سے بے نیاز ہے میں مڑ مڑ کر تیرے اس کرم کو دیکھتا ہوں اپنے اعمال اور افعال کو نہیں دیکھ رہا ہوں خلعتے۔ تو نے ہمیں وجود عنایت کیا تھا وہ تیرا محض کرم تھا اور نہ اس سے پہلے نیک اعمال کہاں تھے۔

۲ چوں شمارد۔ جب یہ گنہگار اپنی خطائیں گنائیگا تو خالص بخشش عطا شروع کردے گی۔ کاے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ چونکہ اس گنہگار نے ہماری بخشش سے امید وابستہ کی ہے لہٰذا اس کو جہنم کی جانب سے واپس لے آؤ۔ لا ابالی۔ ہم اس کی تمام خطائیں معاف کرتے ہیں اور ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ہم بے پرواہیں بے پرواہ ہوتا ہے جس کو کسی کی نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔

۳ آتش خوش۔ ہم اپنے کرم کی وہ آگ جلا دینگے جو تمام جرموں اور خطاؤں کو جلا کر خاکستر بنا دیگی۔ بنگاہ۔ خیمہ گاہ۔ یصلح۔ قرآن پاک میں ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اے مومنو اللہ سے پرہیز گاری حاصل کرو اور ٹھیک بات کہو وہ تمہارے اعمال کو سدھار دیگا اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو بخش دیگا۔

خود چہ[۱] باشد پیشِ نورِ مُستقر　　کرّ و فرِّ اِختیارِ بُو البشر

مستقل نور کے سامنے خود کیا ہے؟　　ابو البشر کے اختیار کی شان و شوکت

گوشت پارہ آلتِ گویائے اُو　　پیہ پارہ مَنظرِ بینائے اُو

گوشت کا ایک ٹکڑا اس کے بولنے کا آلہ ہے　　چربی کا ٹکڑا اس کے دیکھنے کا آلہ ہے

مِسمعِ اُو آں دو پارہ استخواں　　مُدرِکش دو قطرہ خوں یعنی جناں

ہڈی کے دو ٹکڑے اس کے سننے کا آلہ ہیں　　خوں کے دو قطرے یعنی دل اس کے علم کا آلہ ہیں

کِرمکی[۲] و از قذر آگندۂ　　طُمطراقے در جہاں افگندۂ

تو گندگی سے بھرا ہوا ایک کیڑا ہے　　تو نے دنیا میں دم مچا رکھی ہے

از منی بُودی مَنی را وا گذار　　اے ایاز آں پوستیں را یاد دار

تو منی سے پیدا ہوا تھا، خودی کو چھوڑ　　اے ایاز! اس پوستین کو یاد رکھ

قصہ ایاز و حُجرہ داشتنِ اُو جہتِ چارق و پوستین و

ایاز اور اس کے چپل اور پوستین کے لئے حجرہ رکھنے کا قصہ اور اس کے

گُماں بُردن خواجہ تاشاں کہ اُو را دراں حجرہ دفینہ است

ساتھیوں کا گمان کرنا کہ اس حجرے میں اس کا خزانہ ہے دروازہ

بسبب محکمی درو گرانیِ قفل و رفتنِ اُو بداں جا

کی مضبوطی اور تالے کے بھاری پن اور اس کے وہاں جانے کی وجہ سے

آں ایاز از زیرکی انگیختہ　　پوستین و چارقش آو یختہ

ایاز ذہانت سے بھڑکا ہوا تھا　　اس نے اپنی پوستین اور چپل لٹکا رکھی تھی

میرود[۳] ہر روز در حُجرہ خَلا　　چارقت اینست منگر در عَلا

علیحدہ حجرے میں وہ روزانہ جاتا تھا　　تیری یہ چپل ہے بلندی پر نظر نہ کر

شاہ را گفتند اُورا حجرہ ایست　　اندر آنجا زرّ و سیم و خُمرہ ایست

انہوں نے بادشاہ سے کہا اس کا ایک حجرہ ہے　　وہاں سونا چاندی اور مٹکا ہے

---

[۱] خود چہ۔ باشد جس قدر افعالِ انسانی ہیں وہ مظہر صفات واسماء باری تعالیٰ ہیں اور اس اعتبار سے ان میں ایک نور ہے لیکن چونکہ ان کا حدود بندہ کے اختیار سے ہوا ہے اس عارض کی وجہ سے ان میں جرم و خطا کی صفت پیدا ہو گئی ہے جب حضرت حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس اختیار کی نسبت کو محو فرما دیگا تو ان کا نور واضح ہو جائیگا اور ان افعال میں جرم و خطا کی صفت باقی نہ رہے گی۔ گوشت۔ مولانا بندہ کے اس اختیار کی حقارت اور صفت کا ظاہر فرماتے ہیں اقوال میں بندہ کا اختیار محض ایک زبان کی وجہ سے ہے۔ پیہ۔ نظر کے گناہوں میں اختیار کا تعلق آنکھوں کی معمولی چربی سے ہے۔ مسمع۔ مسموعات میں اختیار محض کان کی دو ہڈیوں کی وجہ سے ہے۔ مُدرِکش۔ معلومات میں اختیار کا تعلق دل کے خون کے دو قطروں سے ہے یہ ہے بندہ کے اختیار کی حقیقت

[۲] کرمکی۔ انسان منی جیسی نجس چیز سے بنا ہے جس نے دنیا میں اپنی غلط شان و شوکت بنا رکھی ہے۔ از منی۔ جبکہ انسان اس قدر ناچیز ہے تو غرور و تکبر اس کے مناسب نہیں اس کو ایاز کی طرح اپنی اس پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ قصہ ایاز۔ ایک انسان کو اپنی اصل و حقیقت کو اسی طرح پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جس طرح ایاز اپنے عروج کے زمانہ میں اپنی اصل حقیقت کو فراموش نہ کرتا تھا۔ آں ایاز۔ ایاز جو سلطان محمود کا ایک ادنیٰ غلام تھا اور پھر ترقی کر کے اس کا محبوب ترین وزیر بنگیا تھا چونکہ عقل کا پتلا تھا اس نے اپنی غلامی کی حالت کی پوستین اور چپلیں ایک جھرے میں لٹکا رکھی تھیں۔ چارق۔ ایک قسم کی چپل تھی جو جنگلی لوگ پہنتے تھے

[۳] میرود۔ ایاز کا معمول تھا کہ روزانہ اس حجرہ میں جا کر اپنے آپ کو بتاتا کہ موجودہ عروج سے غرور نہ کر تیری اصل یہ ہے۔ شاہ را۔ دوسرے وزراء نے سلطان محمود سے کہا کہ ایاز کا ایک خاص حجرہ ہے جس میں وہ کسی کو نہیں جانے دیتا اور اس کو مضبوطی سے بند کر رکھا ہے اسمیں اس نے زر و جواہر جمع کر رکھے ہیں۔ خمرہ۔ مٹکی۔

راہ می ندہد کسے را اندرو
بَستہ میدارد ہمیشہ آں دَر اُو
وہ اس کے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا ہے
وہ ہمیشہ اس دروازے کو بند رکھتا ہے

شاہ[۱] فرمود اے عجب آں بندہ را
چہ بُوَد پنہان و پوشیدہ زما
شاہ نے کہا تعجب ہے اس غلام کا
ہم سے چھپا اور ڈھکا کیا ہو گا ؟

پس اشارت کرد میرے را کہ رَو
نیم شب بکشائے دَردَر حُجرہ شو
پھر اس نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ جا
آدھی رات کو دروازہ کھول حجرے میں چلا جا

ہرچہ یابی مر تُرا یغماش کُن
سِرِّ اُو را بر ندیماں فاش کُن
تو جو کچھ پائے تیرا ہے اس کو لوٹ لے
اس کے راز کو ساتھیوں پر فاش کر دے

باچنیں اِکرام ولُطفِ بے عَدد
از لئیمی سیم و زر پنہاں کُند
ایسے اعزاز اور بے شمار مہربانیوں کے باوجود
کمینہ پن سے چاندی اور سونا چھپاتا ہے

مینماید اُو وفا و عِشق وجوش
وانگہ اُو گندم نمائے وجُو فروش
وہ وفا اور عشق اور جوش دکھاتا ہے
پھر وہ گیہوں دکھانے والا اور جو بیچنے والا ہے

ہر کہ[۲] اندر عِشق یابد زندگی
کُفر باشد پیشِ اُو جز بندگی
جو شخص عشق میں زندگی حاصل کر لے
اس کے نزدیک غلامی کے علاوہ کفر ہے

نیم شب آں میر باسی معتمد
دَر گُشادِ حجرہ او رائے زد
اس امیر نے آدھی رات کو تیس معتمد آدمیوں کیساتھ
اس کے حجرے کو کھولنا طے کیا

مَشعلہ بَرکر دہ چندیں پہلواں
جانب حُجرہ رَوانہ شادماں
چند بہادر، مشعلیں لئے ہوئے
خوشی خوشی حجرے کی جانب روانہ ہو گئے

کامرِ سلطانست بر حُجرہ زنیم
ہر یکے ہمیانِ زر دَر کَش کُنیم
کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم حجرہ لوٹ لیں
ہم میں سے ہر ایک سونے کی تھیلی بغل میں دبا لے

آں یکے میگفت ہے چہ جائے زر
از عقیق و لعل گوی و از گہر
ایک کہتا تھا، سونا کیا ہوتا ہے
عقیق اور لعل اور موتی کی بات کر

خاصِ[۳] خاصِ مخزنِ سلطان ویست
بلکہ اکنوں شاہ را خود جان ویست
وہ شاہی خزانہ کا خاصل الخاص ہے
بلکہ اب تو وہ خود شاہ کی جان ہے

چہ محل دارد بہ پیشِ آں عشیق
لعل و یاقوت و زمرّد یا عقیق
اس معشوق کے آگے کیا وقعت رکھتا ہے ؟
لعل اور یاقوت اور زمرد یا عقیق

---

[۱] شاہ۔ بادشاہ نے کہا تعجب ہے اس نے ہم سے چھپا کر یہ دولت کیوں جمع کی ہے۔ پس۔ بادشاہ نے ایک وزیر کو اشارہ کیا کہ رات میں جا کر اس حجرے کا دروازہ توڑ کر اندر گھس جاؤ۔ مَر تُرا۔ اس حجرہ میں جو کچھ ملے وہ تیرا ہے یغما۔ لوٹ۔ سِرِّ اُو۔ ایاز کے اس راز کو لوگوں سے کہہ دینا۔ با چنیں۔ ہمارے اس کرم کے ہوتے ہوئے اس نے ہم سے چھپا کر مال کیوں جمع کیا ہے۔ می نماید۔ ہم سے وفاداری اور عشق کا دم بھرتا ہے اور پھر گیہوں دکھا کر جو فروخت کرتا ہے یعنی دھوکہ بازی کرتا ہے۔

[۲] ہر کہ۔ جو عشق کا دعوے کرے پھر محبوب کی غلامی کے علاوہ اس کے لئے ہر چیز کفر ہوتی ہے۔ نیم شب۔ اس وزیر نے طے کیا کہ آدھی رات کو تیس بھروسہ کے آدمی لیکر اس حجرہ پر دھاوا بول دیگا۔ پہلوان یعنی وہی تیس معتمد کش۔ گوشہ بغل جہ جائے۔ زرد یعنی اس لوٹ میں سونا در کنار عقیق اور لعل اور موتی ملیں گے۔

[۳] خاص۔ چونکہ ایاز شاہ کا خاص خزانچی ہے اور شاہ کی جان بنا ہوا ہے اور شاہ کا معشوق ہے تو اس کے خزانہ میں تو عقیق اور جواہر کی بھی کیا قدر ہے۔ عشیق۔ معشوق یعنی ایاز۔

شاہ [۱] را بر وَے نبُودے بد گماں ... تسخرے میکرد بہرِ امتحاں
بادشاہ کو اس پر بد گمانی نہ تھی ... وہ آزمائش کے لئے مذاق کر رہا تھا

پاک میدانستش از ہر غشّ و غِل ... باز ازو ہمش می لرزید دِل
وہ اس کو ہر کھوٹ اور فریب سے پاک سمجھتا تھا ... پھر وہم سے اس کا دل لرزتا تھا

کہ مباد اکایں بُود خستہ شود ... من نخواہم کہ برو خجلت رَوَد
کہ وہ خدا نخواستہ رنجیدہ ہو ... میں خواہاں نہیں ہوں کہ اس کو شرمندگی ہو

ایں [۲] نہ کرداست اُو وگر کرد اُو رَواست ... ہر چہ خواہد گو بکُن محبُوبِ ماست
اس نے یہ نہ کیا ہوگا اور اگر کیا ہے تو جائز ہے ... کہہ دے وہ جو چاہے کرے، ہمارا پیارا ہے

ہر چہ محبوبم کُند من کردہ اَم ... اُو منم من اُو چہ گر در پَردہ اَم
میرا پیارا جو کرے وہ میں نے کیا ہے ... وہ میں ہوں میں وہ اگرچہ میں پردے میں ہوں

باز گفتے دور ازاں خوئے و خصال ... آنچنیں تخلیط ژاژ ست و خیال
پھر کہتا اس خصلت اور عادت سے بعید ہے ... اس طرح کی گڑ بڑ بکواس اور وہم ہے

از لیاز ایں خود محال ست و بعید ... کو یکے دریاست قعرش ناپدید
لیاز سے یہ خود نا ممکن اور بعید ہے ... کیونکہ وہ ایک ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں ہے

ہَفت [۳] دریا اندرو یک قطرۂ ... جُملہ ہستیہاز مہرش ذرۂ
ساتوں سمندر اس کے اندر ایک قطرہ ہیں ... تمام ہستیاں اس کی محبت کا ایک ذرہ ہیں

جُملہ پاکیہا ازاں دریا برند ... قطرہائش یک بیک میناگرند
سب اس دریا سے پاکی حاصل کرتے ہیں ... اس کا ایک ایک قطرہ مینا بنانے والا ہے

شاہِ شاہانست و بلکہ شاہ ساز ... وز برائے چشمِ بد نامش ایاز
وہ شاہنشاہ بلکہ شاہ گر ہے ... نظر بد کی وجہ سے اس کا نام لیاز ہے

چشمہائے نیک ہم بروَے بدست ... از رہِ غیرت کہ حُسنش بیحدست
بھلی نگاہیں بھی اس پر بری ہیں ... غیرت کی وجہ سے کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے

یک دہاں خواہم بپہنائے فلک ... تا بگویم وصفِ آں رشک مَلک
آسمان کی چوڑائی والا ایک منہ چاہتا ہوں ... تاکہ اس رشک ملائکہ کی تعریف کر سکوں

---

۱ شاہ۔ شاہ نے لیاز کا حجرہ توڑنے [illegible]ے میں جو حکم دیا تھا وہ اس بنا [illegible] لوگوں کی باتوں کی وجہ سے شاہ ایاز سے بدگمان ہو گیا تھا بلکہ اس نے اس حکم کے ذریعہ ان لوگوں کو آزمانے کے لئے مذاق کیا تھا۔ پاک بادشاہ لیاز کو اس تہمت سے پاک سمجھتا تھا۔ لیکن پھر بھی شاہ کا دل لرز رہا تھا۔ کہ اگر خدانخواستہ ان لوگوں کی یہ تہمت صحیح نکلی تو لیاز کو بہت رنج ہوگا۔

۲ ایں۔ نہ کرداست۔ شاہ یہی سمجھتا تھا کہ لیاز نے حجرہ میں خزانہ جمع نہیں کیا ہے اور اگر کیا بھی ہے تو چونکہ وہ میرا محبوب ہے اس کا جو جی چاہے کرے۔ ہر چہ۔ اگر اس نے خزانہ بھی جمع کیا ہے تو گویا میں نے ہی جمع کیا ہے جبکہ اس میں اور مجھ میں دوئی نہیں ہے۔ تخلیط۔ گڑ بڑ جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ از لیاز لیاز اخلاص و محبت کا دریائے ناپیدا کنار ہے۔

۳ ہفت۔ دریا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اشعار آخر تک شاہ کی زبانی لیاز کی تعریف ہوں یا مولانا نے ایاز کی محبوبیت سے آنحضورؐ کی محبوبیت کی طرف منتقل ہو کر آنحضورؐ کی مدح شروع کر دی ہو۔ جملہ ہستیہا۔ یعنی تمام موجودات۔ لیاز۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو لیاز غلام مراد ہے۔ اگر آنحضورؐ کی تعریف ہے تو لیاز سے آنحضورؐ کی عبدیت مراد ہے۔ ازرہ غیرت۔ شعر
غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدم ندہم
یک دہاں۔ میرا یہ چھوٹا سا منہ تعریف سے قاصر ہے۔

دردہاں ایابم چنیں وصد چنیں — تنگ آید دربیانِ آں امیں

اور اگر میں ایسا اور اس جیسے سینکڑوں منہ پالوں — اس امانت دار کے بیان میں تنگ ہو جائیں

ایںقدر ہم گر نگویم اے سند — شیشۂ دل از ضعیفی بشکند

اے معتمد! اگر میں اتنا بھی نہ کہوں — کمزوری سے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے

شیشۂ دل راچو نازک دیدہ ام — بہرِ تسکیں بس قبا بدریدہ ام

چونکہ میں نے دل کے شیشہ کو نازک سمجھا — تسکین کے لئے میں نے بہت سی قبائیں چاک کی ہیں

من ۲ سرِ ہر ماہ سہ روز اے صنم — بے گماں باید کہ دیوانہ شوم

اے محبوب! میں ہر مہینہ کے شروع میں تین دن — یقیناً، دیوانہ بن جاتا ہوں

ہیں کہ امروز اوّلِ سہ روزہ است — روزِ پیروزیست نے پیروزہ است

خبردار! آج تین دن کا پہلا دن ہے — کامیابی کا دن ہے، نہیں فیروزہ ہے

ہر دلے کاندر غمِ شاہے بود — دمبدم اورا سرِ ایں مہ بود

جو دل شاہ کے عشق میں مبتلا ہو — اس کا ہر وقت اس مہینہ کا شروع ہوتا ہے

دربیانِ ۳ آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورتِ قصہ است و آنکہ

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جائے گا وہ قصہ کا ظاہر ہے اور

آں صورتیست در خوردِ ایں صورت گراں است و درخوردِ

یہ کہ وہ ظاہر، ظاہر پرستوں کے لائق اور ان کی تصویر کے آئینہ کے لائق ہے

آئینۂ تصویرِ ایشانست و از قدوسی کہ حقیقتِ ایں قصہ راست

اور وہ لطافت جو اس قصہ کی حقیقت ہے میری گویائی کو

نطقِ مرا ازیں تنزیل شرم می آید و از خجالت سرو ریش

اس کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اور شرمندگی سے سر اور داڑھی اور

وقلم گم میکند و العاقل تکفیہ الاشارۃ

قلم کو گم کئے دیتی ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

قصہ محمود و اوصافِ ایاز۔ — چوں شدم دیوانہ رفت اکنوں زساز

محمود کا قصہ اور ایاز کے اوصاف — اب ترتیب سے باہر ہو گئے چونکہ میں دیوانہ بنگیا ہوں

---

۱ دردہاں۔ اس طرح کی سینکڑوں تعریفیں بھی اس امین کی خوبیوں کا پورا بیان نہیں کرسکتی ہیں۔ امین۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو ایاز مراد ہے اگر مولانا کا مقولہ ہے تو آنحضورؐ مراد ہیں۔ ایںقدر۔ معشوق کی تعریف کرنے سے عاشق کو تسلی ہوتی ہے۔ شیشۂ دل۔ قبا چاک کرنے سے جنون کو تسلی ہوجاتی ہے۔

۲ من۔ مجنوں کا جنون مہینہ کے ابتدائی تین دن میں جوش پر ہوتا ہے، یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج ظالم نے اجنبی حالت میں ایک چرواہے سے دریافت کیا کہ حجاج کے بارے میں تیری کیا رائے ہے تو اس نے حجاج کو بددعائیں دیں اور ظالم بتایا اس پر حجاج نے کہا تو نہیں جانتا کہ میں خود حجاج ہوں تو اس چرواہے نے گھبرا کر کہا تو نہیں جانتا کہ میں ایک دیوانہ ہوں اور مجھے ہر مہینہ میں تین دن جنون کا دورہ پڑتا ہے اور آج ان دنوں کا پہلا دن ہے اس پر حجاج ہنس پڑا اور اس کو انعام دیا ممکن ہے کہ اس لطیفہ کے تین دن کی طرف اشارہ ہو۔ ہیں کہ مولانا فرماتے ہیں محبت میں دیوانگی کا میرا بھی پہلا روز ہے۔ ہر دلے۔ جس کے دل میں معشوق حقیقی کا عشق ہو اس کے لئے تو ہر لحظہ مہینہ کے اول کے تین دن ہیں

۳ دربیان۔ محمود ایاز کا عنوان تو قصہ کی ظاہری صورت ہے اصل مقصد اپنے عشق خداوندی کو بیان کرنا ہے۔ قصہ۔ محمود چونکہ اب مجھ میں عشق حقیقی کی دیوانگی پیدا ہوگئی ہے لہٰذا یہ قصہ بھی اب بے ربط ہو کر رہ گیا ہے۔

زانکہ ۱ پیلم دید ہندستاں بخواب　　　از خراج امید بُردہ شد خراب
کیونکہ میرے ہاتھی نے ہندوستان کو خواب میں دیکھ لیا　　　آمدنی سے امید منقطع کرلے گاؤں تباہ ہو گیا ہے

کَیْفَ یَاْتِیْ النَّظْمُ لِیْ وَالْقَافِیَہْ　　　بَعْدَ مَا ضَاعَتْ اُصُوْلُ الْعَافِیَہْ
مجھے نظم اور قافیہ کیسے دستیاب ہو　　　جبکہ عافیت کی جڑیں برباد ہو گئی ہیں

مَا جُنُوْنٌ وَّاحِدٌ لِّیْ فِی الشُّجُوْنْ　　　بَلْ جُنُوْنٌ فِیْ جُنُوْنٍ فِیْ جُنُوْنْ
غموں کی وجہ سے مجھے ایک ہی جنون نہیں ہے　　　بلکہ جنون در جنون در جنون ہے

ذَابَ جِسْمِیْ مِنْ اِشَارَاتِ الْکُنٰی　　　مُنْذُ عَایَنْتُ الْبَقَاءَ فِی الْفَنَا
کنیتوں کے اشاروں سے میرا بدن گھل گیا　　　جب سے میں نے فنا میں بقا کی تکلیف اٹھائی ہے

اے ۲ ایاز از عشق تو گشتم چو موئے　　　ماندم از قصہ تو قصہ من بگوئے
اے ایاز! میں تیرے عشق میں بال جیسا ہو گیا ہوں　　　میں تیرے قصہ سے تھک گیا تو میرا قصہ بیان کر

بس فسانہ عشق تو خواندم بجاں　　　تو مرا کا فسانہ گشتستم بخواں
میں نے تیرے عشق کا افسانہ دل و جان سے پڑھا　　　میں جو افسانہ بن گیا ہوں تو مجھے پڑھ

خود تو میخوانی یقیں اے مقتدا　　　من کُہ طورم تو موسیٰ ویں صدا
اے مقتدا! یقیناً تو خود پڑھ رہا ہے　　　میں (کوہ) طور ہوں تو موسیٰ ہے اور یہ صدا باز گشت ہے

کوہ بیچارہ چہ داند گفت چیست　　　زانکہ بیچارہ ز گفتنہا تہی ست
بیچارہ پہاڑ کیا جانے گفتگو کیا ہوتی ہے؟　　　کیونکہ وہ بے چارہ گفتگوؤں سے خالی ہے؟

لیک موسیٰ فہم گفتنہا کُند　　　کوہ عاجز خود چہ داند اے سَند
لیکن موسیٰ گفتگو میں سمجھتے ہیں　　　اے معتمد! عاجز پہاڑ کیا جانے

کوہ ۳ میداند بقدرِ خویشتن　　　اَندکے دارد ز لُطفِ روح تن
اپنی بقدر پہاڑ بھی جانتا ہے　　　جسم روح کا تھوڑا سا لطف رکھتا ہے

تن چو اُصطرلاب باشد ز احتساب　　　آیتے از رُوح ہمچوں آفتاب
جسم حساب لینے میں اصطرلاب کی طرح ہے　　　روح کی نشانی سورج کی طرح ہے

اصطرلاب ایک آلہ ہے۔ جس سے سورج چاند وغیرہ کے فاصلوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

---

۱ زانکہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب بھی وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو اس پر مستی طاری ہو جاتی ہے۔ کیف۔ ایک مجنون نظم اور قافیہ پر قادر نہیں رہتا۔ ما جنون۔ میرا صرف ایک جنون نہیں ہے، جنون در جنون در جنون ہے ذاب جسمی۔ چونکہ عشق کی داستان بیان نہیں کر سک رہا ہوں لہٰذا اس کا اثر میرے جسم کو گھلا رہا ہے۔ منذ۔ جب سے میں اپنے آپ کو فنا کر کے مقامِ مشاہدہ میں پہنچ گیا ہوں۔

۲ اے ایاز۔ اے محبوب اب مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ تیرے عشق کا قصہ بیان کر سکوں اب میرا وجود خود قصہ بن کر رہ گیا ہے تو اس قصہ کو بیان کر۔ بس فسانہ۔ میں تیرے عشق میں فنا ہو کر خود افسانہ بن گیا ہوں۔ خود۔ طور میں کی صدا خود طور کی نہ تھی وہ تو حضرت موسیٰ کی طرف سے باز گشت تھی اب میں طور ہوں تو موسیٰ ہے لہٰذا میری آواز در اصل تیری آواز ہے۔ کوہ۔ پہاڑ خود اس آواز کو کچھ نہیں سمجھتا موسیٰ نے سمجھا۔

۳ کوہ میداند۔ پہلے شعر سے یہ نہ سمجھنا کہ پہاڑ بالکل بے شعور ہے پہاڑ میں بھی شعور ہے لیکن حضرت موسیٰ جیسا شعر نہیں ہے۔ اندکے۔ اصل لذت روح کو حاصل ہوتی ہے جسم بھی اس سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔ یہی حال حضرت موسیٰ اور پہاڑ کا ہے۔ تن۔ اب مولانا نے جسم اور روح کا مستقل بیان شروع کر دیا ہے فرماتے ہیں۔ جسم سے روح کے منازل اور مراتب کا اسی طرح پتہ لگتا ہے۔ جس طرح اصطرلاب سے سورج کے احوال کا پتہ چلتا ہے۔

آں ۱ منجم چوں نباشد چشم تیز　　شرط باشد مرد اُصطرلاب ریز
جب وہ نجومی تیز نگاہ نہ ہو　　اصطرلاب بنانے والے انسان کی ضرورت ہوتی ہے

تا صُطرلابے کُند از بہرِ اُو　　تابَرد از حالتِ خورشید بُو
تاکہ وہ اس کے لئے اصطرلاب بنا دے　　تاکہ وہ سورج کی حالت معلوم کر سکے

جاں کز اُصطرلاب جُوید اُو صواب　　چہ قدر داند زچرخ و آفتاب
جو جان اصطرلاب کے ذریعہ ٹھیک بات معلوم کرے　　وہ آسمانوں اور سورج کی کیا قدر جان سکتی ہے؟

تو کز اُصطرلاب دیدہ بنگری　　در جہاں دیدن یقیں بس قاصری
تو جو کہ آنکھ کے اصطرلاب سے دیکھتا ہے　　عالم (باطن) کو دیکھنے سے یقیناً بہت عاجز ہے

تو جہاں را قدرِ دیدہ دیدہٗ　　کُو جہاں سُبلت چرا مالیدہٗ
تو نے جہان کو آنکھ کی بقدر دیکھا ہے　　جہاں کہاں ہے؟ مونچھوں کو تاؤ کیوں دیا ہے؟

عارفاں راسُرمہ ہست آں بجوئے　　تا کہ دریا گردد ایں چشمِ چو جوئے
عارفوں کے پاس سرمہ ہے وہ طلب کر　　تاکہ یہ نہر جیسی آنکھ سمندر بن جائے

ذرہٗ ۲ از عقل و ہوش ار بامن ست　　ایں چہ سَودا و پریشاں گفتن ست
اگر عقل اور ہوش کا ایک ذرہ بھی میرے پاس ہے　　تو یہ دیوانگی اور بے ترتیب باتیں کرنا کیوں ہے؟

چونکہ مغزِ من زعقل و ہُش تہی ست　　پس گناہِ من دریں تخلیط چیست
چونکہ میرا دماغ عقل اور ہوش سے خالی ہے　　تو اس خلط ملط میں میرا کیا قصور ہے؟

نے گناہ اُورا ست کُو عقلم بِبُرد　　عقلِ جُملہ عاقلاں پیشش بمُرد
نہ اس کا گناہ ہے جو میری عقل لے گیا　　تمام عقلمندوں کی عقلیں اس کے آگے مردہ ہیں

یَا مُحِیرَ الْعَقْلِ فَتَّانَ الْحِجٰی　　مَا سِوَاکَ لِلْعُقُوْلِ مُرْتَجٰی
اے عقل کو حیران کرنے والے مجھ کو فتنہ میں مبتلا کرنے والے　　تیرے سوا عقلوں کی امید گاہ نہیں ہے

مَا ۳ اشْتَہَیْتُ الْعَقْلَ مُذْ جَنَّنْتَنِیْ　　مَا حَسَدْتُّ الْحُسْنَ مُذْ زَیَّنْتَنِیْ
تو نے جب سے مجھے جنون عطا کیا ہے میں نے عقل کی خواہش نہیں کی ہے　　جب سے تو نے مجھے زینت بخشی ہے میں نے حسن پر حسد نہیں کیا ہے

بَلْ جُنُوْنِیْ فِیْ ہَوَاکَ مُسْتَطَابٌ　　قُلْ بَلٰی وَاللّٰہُ یَجْزِیْکَ الصَّوَابُ
بلکہ تیرے عشق میں میرا جنون بھلا ہے　　کہدے "ہاں" اللہ تجھے ٹھیک بدلہ دے

گر بتازی گوید او ور پارسی　　گوش و ہوشت کُو کہ در فہمش رسی
اگر وہ عربی میں بولے یا فارسی میں　　تیرا کان اور ہوش کہاں ہے کہ تو اس کو سمجھے

---

۱ آں منجم۔ جو نجومی براہ راست ستاروں کے احوال نہیں دیکھ سکتا اس کے لئے اصطرلاب ذریعہ بنتا ہے۔ جاں۔ جو نجم براہ راست چاند اور سورج کے فاصلوں کو نہ سمجھ سکے محض اصطرلاب کے ذریعہ حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ تو کز۔ اگر انسان محض آنکھ کے اصطرلاب کے ذریعہ عالم کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریگا تو وہ حقیقت تک نہ پہنچ پائیگا۔ تو جہاں۔ آنکھ کے ذریعہ سمجھنے والا اپنی آنکھ کے بقدر سمجھ سکیگا۔ عارفاں۔ عارفوں سے سرمہ حاصل کرنا چاہیے پھر حقائق واضح ہوں گے۔

۲ ذرہ۔ اگر مجھ میں تھوڑی بھی عقل ہو تو میں ژولیدہ بیانی نہ کروں لیکن چونکہ میری عقل اور حواس گم ہوتے ہیں لہٰذا بے ترتیب بیان کر رہا ہوں۔ نے گناہ۔ وہ معشوق جس کی وجہ سے ہوش و حواس گم ہوئے ہیں۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس کی شان یہی ہے کہ اس کے سامنے عاقلوں کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔ مُحیر۔ حیران کرنے والا۔ فتّان۔ فتنہ میں مبتلا کرنے والا۔ حِجٰی، عقل۔ مرتجٰی۔ امیدگاہ

۳ مَا اشْتَہَیْتُ۔ یعنی تیرے عشق کے جنون کے بعد مجھے عقل کی تمنا نہیں ہے۔ جَنَّنْتَنِیْ تو نے مجھے جنون میں مبتلا کیا ہے۔ زَیَّنْتَنِیْ۔ تو نے مجھے زینت دی ہے۔ مُسْتَطَاب پسندیدہ۔ قُلْ بَلٰی۔ یعنی تو میری ان باتوں کی تصدیق کر دے۔ گر بتازی۔ معشوق کا بولنا واصل عاشق کا بولنا ہے اور اس کے سمجھنے کیلئے حواس نہیں ہیں۔

بادۂ اُو در خورِ ہر ہوش نیست — حلقۂ اُو سخرۂ ہر گوش نیست
اس کی شراب ہر ہوش کے مناسب نہیں ہے — اس کا حلقہ ہر کان کے لائق نہیں ہے

بارِ دیگر آمدم دیوانہ وار — رَو رَوا ے جاں زود زنجیرے بیار
میں دیوانہ وار دو بارہ آ گیا — اے جان! جا جا، جلد زنجیر لا

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم — گر دو صد زنجیر آری بَر دَرم
میرے معشوق کی زنجیر کے علاوہ — اگر دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

ہَست بَر پائے دلم از عِشق بَند — سُود کے دارد مَرا ایں وعظ و پَند
میرے دل کے پاؤں میں عشق کی بڑی ہے — مجھے یہ وعظ اور نصیحت کہاں مفید ہو سکتی ہے؟

قصہ [2] عِشقش ندارد مطلعہ — ہم ندارد ہمچو مَطلَع مقطعہ
اس کے عشق کا قصہ کوئی مطلع نہیں رکھتا — مطلع کی طرح مقطع بھی نہیں رکھتا

حکمتِ نظر کردن دَر چاق و پوستین کہ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّا خُلِق

چپل اور پوستین کو دیکھنے کی حکمت کیونکہ پس انسان دیکھے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے

باز گرداں قصہ عشقِ ایاز — کاں یکے گنجے ست مالا مالِ راز
ایاز کے عشق کا قصہ لوٹا — کیونکہ وہ راز سے بھرا ہوا ایک خزانہ ہے

میرود ہَر روزہ در حُجرہ بدیں — تا بہ بیند چارقے با پوستیں
وہ ہر روز حجرہ میں اس لئے جاتا تھا — تاکہ چپل مع پوستین کے دیکھے

زانکہ ہستی سخت مستی آوَرَد — عقل از سَر، شرم از دل میبَرد
کیونکہ وسعت بہت مستی لاتی ہے — سر سے عقل کو اور دل سے شرم کو نکالدیتی ہے

صد [3] ہزاراں قرن پیشیں راہمیں — مستیِ ہستی بزد رہ زیں کمیں
اس لئے کہ لاکھوں سال پہلے اسی — وسعت کی مستی نے اسی گھات سے ڈاکہ زنی کی ہے

شُد عزازیلے ازیں مَستی بلیس — کہ چرا آدم شود بر من رئیس
اس مستی کی وجہ سے عزازیل ابلیس بنا — کہ آدمؑ میرے سردار کیوں ہوں؟

خواجہ اَم من نیز و خواجہ زادہ اَم — صد ہُنر را قابل و آمادہ اَم
میں سردار ہوں اور سردار زادہ بھی ہوں — لاکھوں ہنروں کے قابل اور آمادہ ہوں

---

[1] بادہ۔ اس کی شراب کو صاحب ہمت ہی برداشت کر سکتا ہے اس کی غلامی کے حلقہ کا ہر کان اہل نہیں ہے بار دیگر۔ اب مجھے جنون کا پھر دورہ پڑنے لگا جلد زنجیر لا لیکن وہ زنجیر اپنی زلف کی لا ہو۔ کسی کی زنجیر میری دیوانگی کی تاب نہ لا سکے گی۔ ہست۔ جس شخص کے پاؤں میں عشق کی بیڑی پڑی ہوئی ہو اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

[2] قصہ۔ عشق کے قصہ کی نہ ابتدائی ہوتی ہے۔ نہ انتہا مَطلَع۔ غزل کا پہلا شعر۔ مقطع۔ غزل کا آخری شعر۔ باز گرداں ایاز کا قصہ پھر شروع کر کیونکہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ہستی۔ یعنی عیش و عشرت کے سامان کے ہوتے ہوئے انسان میں نہ عقل رہتی ہے نہ شرم۔

[3] صد ہزاراں۔ قدیم زمانہ سے یہ فراوانی قوموں اور لوگوں کی تباہی کا سبب بنی ہے شد عزازیل۔ شیطان کو ہر طرح کا عیش و عشرت اور مرتبہ کی بڑائی حاصل تھی وہی اس کی گمراہی کا سبب ہوئی۔ خواجہ۔ شیطان ملائکہ کا معلم تھا اور آگ سے پیدا ہوا تھا جو کہ مٹی سے اعلیٰ ہے اس لئے اس نے آپ کو سردار اور سردار زادہ کہا۔

در ہنر من از کسے کم نیستم | تا بخدمت پیشِ دشمن[1] ایستم
میں ہنر میں کسی سے کم نہیں ہوں | پھر کیوں دشمن کے سامنے دربار میں کھڑا ہوں؟

مَن ز آتش زادہ اَم اُو از وَحَل | پیشِ آتش مَر وَحَل را چہ محل
میں آگ سے پیدا ہوا ہوں وہ کیچڑ سے | آگ کے سامنے کیچڑ کا کیا رتبہ؟

اُو کجا بود اندراں دورے کہ مَن | صدرِ عالَم بُودم و فخرِ زمَن
اس زمانہ میں وہ کہاں تھا؟ جبکہ میں | عالم کا صدر او زمانہ کا فخر تھا

دَر بیانِ آیہءِ کریمہ خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی

آیۂ کریمہ کے بیان میں جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کا

فِیْ حَقِّ اِبْلِیْسَ عَلَیْهِ اللَّعْنَةُ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ

ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے بارے میں بیشک وہ جنوں میں سے تھا پھر بھاگ نکلا

عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ

اپنے رب کے حکم سے

شعلہ میزد آتشِ جانِ سَفیہ | کآتشی بُود اَلْوَلَد سِرُّ اَبِیہ
نالائق کی جان شعلہ مارتی تھی | کیونکہ وہ آگ کا (بنا ہوا) تھا لڑکا باپ کا راز ہے

نے[2] غلط گفتم کہ بُد قہرِ خُدا | علّتے را پیش آوردن چرا
نہیں میں نے غلط کہا بلکہ وہ خدا کا قہر تھا | کوئی علت پیش کرنا کیسا؟

کارِ بے عِلّت مبرّا از عِلَل | مُستمرّ و مُستقرست از ازل
(خدا کا) کام بے علت علتوں سے پاک ہے | ازل سے دائم اور قائم ہے

دَر کمالِ صُنعِ پاکِ مُستَحَث | علت حادث چہ گنجد با حدث
قابل توجہ، پاک کام کے کمال میں | حدوث کے ہوتے ہوئے حادث کی علت کی کیا گنجائش؟

سِرِ اَب[3] چہ بُود اَبِ ما صُنع اوست | صُنع مغزست واَب صورت چو پوست
باپ کا راز کیا ہوتا ہے؟ ہمارا باپ اس کی صنعت ہے | صنعت مغز ہے اور باپ چھلکے کی طرح صورت ہے

عشق داں اے فُندقِ تن دوستت | جانت جوید مغز و کو بد پوستت
اے فندق جیسے جسم والے عشق کو اپنا دوست سمجھ | جو تیری جان کو مغز بنانا چاہتا ہے تیرے چھلکے کو کوٹتا ہے

[1] دشمن۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ وَحَل۔ کیچڑ۔ پیش۔ مٹی رتبہ میں آگ سے گھٹی ہوئی ہے۔ اُو کجا۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے شیطان کی بہت عزت تھی۔ خَلَق۔ دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ شیطان جنوں میں سے تھا اور جنوں کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔ شُعلہ۔ چونکہ شیطان آتشی ہے تو اس کا مزاج بھی آتشی ثابت ہو۔ اَلْوَلَدُ۔ جیسا باپ ویسا بیٹا۔

[2] نے۔ میں نے اس کی نافرمانی کی علت آگ کو قرار دیا اصل علت قہر خدا ہے کار۔ اللہ تعالیٰ کا کام علت پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ در کمال۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور صفات ازلی ہیں کوئی امر حادث اس کی علت کیسے بن سکتا ہے۔ تو شیطان کی نافرمانی کی علت اس کے آتشی ہونے کو قرار دینا صحیح نہیں ہے جبکہ قدرِ ازلی میں اس کو نافرمان قرار دیا گیا تھا اس وقت نہ آگ تھی نہ شیطان کا آتشی ہونا تھا۔

[3] سِرِّ اَب چہ بُود۔ کہا تھا۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ۔ یعنی بیٹے کے اوصاف کے لئے باپ کے اوصاف علت ہیں اب فرماتے ہیں کہ باپ خود اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ کیا علت بن سکے گا۔ اصل اللہ کی صفت ہے باپ اس کا ظاہری چھلکا ہے تو اصل علت اور سبب خدا کی کاریگری ہے۔ عشق داں۔ عشق روح میں بالیدگی پیدا کرتا ہے اور جسم کو گھٹاتا ہے۔ فُندق۔ عناب کی طرح کا ایک پھل ہے۔

دوزخی کہ پوست باشد دوستش ۔ داد بَدَّلْنَا جُلُوْدًا پوستش
وہ دوزخی کھال جس کی دوست ہو ۔ "ہم نے کھالوں کو بدل دیا" کی کھال انکو دیدی ہے

معنی و مغزت بر آتش حاکم ست ۔ لیک آتش را قشورت ہیزم ست
تیرا جوہر اور مغز آگ پر حکمراں ہے ۔ لیکن تیرے چھلکے، آگ کا ایندھن ہیں

کوزۂ چوبیں کہ در وے آبِ جُوست ۔ قدرتِ آتش ہمہ بر ظرفِ اُوست
لکڑی کا پیالہ جس میں نہر کا پانی ہے ۔ آگ کا پورا قابو اس کے برتن پر ہے

معنیِ ۲ انسان بر آتش مالک ست ۔ مالکِ دوزخ درو کے ہالِکست
انسان کا جوہر، آگ کا مالک ہے ۔ دوزخ کا مالک اس میں کب ہلاک ہونے والا ہے

معنیِ ہیزم بر آتش حاکم ست ۔ لیک آتش راتنِ اُو ہیزم ست
ایندھن کا جوہر آگ پر حاکم ہے ۔ لیکن اس کا جسم آگ کا ایندھن ہے

پس میفزا تو بدن معنیٰ فزا ۔ تا چو مالک باشی آتش را کیا
پس تو جسم کو نہ بڑھا، روح کو بڑھا ۔ تاکہ تو مالک کی طرح آگ کا حاکم بنے

پوستہا بر پوست می افزودۂ ۔ لا جرم چوں پوست اندرو دُودۂ
تو نے چھلکے پر چھلکا بڑھلیا ہے ۔ لا محالہ تو چھلکے کی طرح دھویں میں ہے

زانکہ آتش را علف جُز پوست نیست ۔ قہرِ حق آں کبر را گردن زنیست
آگ کی خوراک چھلکے کے علاوہ نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا قہر اس تکبر کی گردن کاٹنے والا ہے

ایں ۳ تکبر از نتیجہ پوست ست ۔ جاہ و مال آں کبر را زاں دوست ست
یہ تکبر، پوست کا نتیجہ ہے ۔ اس لئے تکبر کو رتبہ اور مال محبوب ہے

ایں تکبر چیست غفلت از لُباب ۔ منجمد چوں غفلتِ یخ ز آفتاب
یہ تکبر کیا ہے؟ جوہر سے غفلت ۔ جمی ہوئی جیسا کہ برف کی سورج سے غفلت

چوں خبر شد ز آفتابش یخ نماند ۔ نرم گشت و گرم گشت و تیز راند
جب اس کو سورج کا پتہ چلا، برف نہ رہا ۔ نرم ہو گیا اور گرم ہو گیا اور تیزی سے بہہ گیا

شد ز دید لُب جملہ تن طمع ۔ خوار و عاشق شد کہ ذَلَّ مَنْ طَمِعَ
جوہر کے دیکھ لینے سے پورا جسم لالچ بن گیا ۔ ذلیل اور عاشق بنگیا کیونکہ جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا

اور لالچی ہمیشہ ذلت اختیار کرتا ہے ذَلَّ مَنْ طَمِعَ۔ مولانا نے اس محاورہ کے عام معنی سے ہٹ کر دوسرے معنیٰ مراد لئے ہیں عام معنیٰ تو یہ ہیں کہ دنیا کا لالچ انسان کو ذلیل کرتا ہے۔

۱ دوزخی۔ جو جسم و پوست کی بالیدگی کرتا ہے وہ دوزخی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں نئی نئی کھالیں دیگا قرآن پاک میں ہے كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ "ان دوزخیوں کی جب جب کھالیں پک جائیں گی ہم ان کی کھالیں تبدیل کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ معنی و مغفرت انسان کی روح، روحِ کامل کا پرتو ہے لہٰذا وہ آگ پر حاکم ہے آگ کا ایندھن انسان کا جسم ہے۔ کوزہ۔ جس لکڑی کے پیالے میں پانی ہو اگر اس کو آگ پر رکھو تو پیالہ پر آگ کا اثر آئے گا۔

۲ معنی انسان۔ روح انسانی آگ کی مالک ہے تو مالک فرشتہ جہنم کا داروغہ اور حاکم ہے وہ آگ سے کیسے تباہ ہو سکتا ہے مالک۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو آگ کا حاکم اور داروغہ ہے۔ پوستہا۔ جبکہ تو مجسم پوست بن گیا ہے اور پوست جہنمی چیز ہے تو تو بھی جہنم کے دھویں میں ہے۔ زانکہ۔ جسم پروری سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا قہر اس کا قاتل ہے۔

۳ ایں تکبر۔ جسم پروری کا نتیجہ تکبر و غرور ہوتا ہے اسی لئے تکبیر مال اور رتبہ کو بہت پسند کرتا ہے چونکہ یہ چیزیں تن پروری کا سبب ہیں۔ ایں تکبر انسان کا تکبر اس کی ذات و صفات باری سے غفلت کا نتیجہ ہے اور اس کا جماؤ ایسا ہے جیسا کہ برف کا جماؤ سورج سے غفلت کی بنا پر ہے۔ لُباب۔ خلاصہ جوہر یعنی ذات باری اور اس کی صفات۔ شد ز دید لب۔ جب اس کو ذات و صفات کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو انسان میں اس کے حصول کا لالچ پیدا ہوتا ہے۔

چوں ۱ نہ بیند مغز قانع شد بپوست — بندِ عزَّ مَنْ قنع زندانِ اُوست

جب جوہر کو نہیں دیکھتا ہے، چھلکے پر قانع ہو جاتا ہے — جس نے قناعت کی اس نے تکبر کیا کی بیڑی اس کا قید خانہ ہے

عِزّت اینجا گبریست و ذُلّ دیں — سَنگ تا فانی نشدُ کے شد نگیں

اس جگہ عزت کافری ہے اور ذلت دین — پتھر جب تک فانی نہ ہوا، نگینہ کب بنا ؟

در مقامِ سَنگی وانگاہ انا — وقتِ مسکیں گشتنِ تُست و فَنا

تو پتھر کی جگہ ہے اور پھر تکبر — حالانکہ تیرے مسکین بننے اور فنا کا وقت (قریب) ہے

کبر زاں جوید ہمیشہ جاہ و مال — کہ ز سَرگین ست گُلخن را کمال

تکبر ہمیشہ رتبہ اور مال کا جویاں اسلئے ہے — کہ بھٹی کو گوبر سے کمال (حاصل) ہے

کایں دو دایہ پوست را افزوں کنند — شحم و لحم و کر نخوت آگنند

کیونکہ یہ دونوں دودھ پلانے والی کھال کو بڑھاتی ہیں — چربی اور گوشت اور تکبر اور غرور بھرتی ہیں

دیدہ ۲ را بر لُبِّ لُبّ نفراشتند — پوست را زاں روئے لُبّ پنداشتند

لوگوں نے مغز کے مغز پر نظر نہ اٹھائی — اس سبب سے چھلکے کو مغز سمجھ گئے

پیشوا اِبلیس بُود ایں راہ را — کوُ شکار آمد شبیکہ جاہ را

اس راستہ کا پیشوا ابلیس تھا — جو رتبہ کے جال کا شکار بنا

مال چوں مارست و آں جاہ اژدہا — سایۂ مَرداں زمُرّد ایں دو را

مال سانپ جیسا ہے اور رتبہ اژدہا ہے — ان دونوں کا زمرد مردوں کا سایہ ہے

زاں زمُرّد مار را دیدہ جہَد — کوُر گردد مارو رَہرو وا رَہد

اس زمرد سے سانپ کی آنکھیں نکل جاتی ہیں — سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور سالک نجات پا جاتا ہے

چوں ۳ بدیں رہ خار بنہاد آں رئیس — ہر کہ خَست اُو گفت لعنت بر بلیس

جبکہ اس پیشوا نے اس راستہ پر کانٹے بچھائے — جو بھی زخمی ہوا اس نے کہا شیطان پر لعنت

یعنی ایں غم بر من از غدرِ ویست — غدر را آں مُقتدا سابق پے ست

یعنی مجھے یہ تکلیف اس کی غداری سے پہنچی — غداری کا وہ مقتدا اور پیشوا ہے

بعد ازاں خود قرن بر قرن آمدند — جملگاں بر سُنّتِ اُو پا زدند

اس کے بعد صدیوں پر صدیاں آئیں — سب اس کے طریقہ پر چل پڑے

---

۱ چوں نہ بیند۔ جب تک انسان کو ایک حقیقت کا مشاہدہ نہیں ہوتا وہ ظاہر پر قناعت کرتا ہے اور قناعت کی بیڑی اس کو تکبر اور غرور میں مبتلا کر دیتی ہے۔ عزَّ مَنْ قنع۔ اس محاورے کے عام معنی تو یہ ہیں کہ جو شخص دنیاوی معاملات میں قناعت اختیار کرتا ہے۔ وہ باعزت رہتا ہے مولانا نے اس محاورے کے بھی یہ معنٰی مراد نہیں لئے ہیں۔ عِزّت۔ مولانا فرماتے ہیں تن پروری کفر ہے اور دین ذلت کا اختیار کرنا ہے۔ سَنگ۔ جسم کے پتھر کو جب تک مجاہدوں کے ذریعہ فنا نہ کیا جائیگا وہ نگ نہ بن سکیگا۔

۲ دیدہ را۔ چونکہ ان لوگوں نے اصل جوہر کو نہ دیکھا۔ اس لئے وہ چھلکے کو مغز سمجھ بیٹھے پیشوا۔ ان گمراہوں کا پیشوا شیطان ہے جو خود جاہ اور مرتبہ کے جال کا شکار بن گیا مال۔ مال اور رتبہ کی محبت انسان کیلئے سانپ اور اژدھا ہے بزرگوں کی محبت ان دونوں کے لئے زمرد ہے۔ زاں۔ زمُرُّد۔ مشہور ہے کہ زمرد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور وہ انسان پر حملہ کرنے کے قابل نہیں رہتا

۳ چوں۔ راہِ ہدایت پر چونکہ شیطان نے کانٹے بچھائے ہیں اب جس کسی کو بھی اس راہ میں ان سے تکلیف پہنچتی ہے وہ شیطان پر لعنت کرتا ہے۔ آں مُقتدا۔ یعنی شیطان۔ بعد ازاں۔ اب جس قدر گمراہ ہیں اسی شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

هر کہ ۱ بنہد سُنّتِ بد اے فتیٰ — تا در اُفتد بعد از و خلق از عمیٰ

اے نوجوان! جس نے برا راستہ قائم کیا — اسکے بعد جبکہ بھی مخلوق اندھے پن سے اسپر چلتی ہے

جمع گردد بروے آں جملہ بزہ — کو سرے بُود ست وایشاں دُم غزہ

وہ سب گناہ اس پر جمع ہو جاتا ہے — کیونکہ وہ سر تھا اور وہ دم کی جڑ تھے

لیک آدمؑ چارق واں پوستیں — پیش می آرد کہ ہستم من زطیں

لیکن آدمؑ چپل اور وہ پوستیں — سامنے لاتا ہے، کہ میں مٹی کا ہوں

چوں ایاز آں چارقش ورد بُود — لا جرم اُو عاقبت محمود بُود

جیسا کہ ایاز، چپل اس کا ورد تھی — لا محالہ اس کا انجام قابل ستائش تھا

ہستِ ۲ مُطلق کارسازِ نیستی ست — کارگاہِ ہست کُن جُز نیست چیست

مطلق وجود، نیستی کا کارنامہ ہے — موجود ہونے کا کارخانہ نیستی کے سوا کیا ہے؟

بر نوشتہ ہیچ بنویسد کسے — یا نہالے کارد اندر مغرسے

کبھی کوئی لکھے ہوئے پر لکھتا ہے؟ — یا ایک پودے کے تھانولے میں کوئی دوسرا پودا لگاتا ہے

کاغذے جوید کہ آں بنوشتہ نیست — تخم کارد موضعے کہ کِشتہ نیست

وہ کاغذ تلاش کرتا ہے جو لکھا ہوا نہیں ہے — اس جگہ بیج بوتا ہے، جو بوئی ہوئی نہیں ہے

تو برادر موضع نا کِشتہ باش — کاغذ اسپید نا بنوشتہ باش

اے بھائی! تو نہ بوئی ہوئی جگہ بن جا — تو نہ لکھا ہوا سفید کاغذ بن جا

تا مشرّف ۳ گردی ازنوں والقلم — تا بکارد در تو تخم آں ذوالکرم

تاکہ تو نون اور قلم سے مشرف ہو جائے — تاکہ وہ صاحب کرم تجھ میں بیج بوئے

خود ازیں پالودہ نالیسیدہ گیر — مطبخے کہ دیدۂ نادیدہ گیر

خود اس فالودے کو نہ چکھا ہوا بنا لے — جو مطبخ تو نے دیکھا ہے اس کو بن دیکھا بنا لے

زانکہ زیں پالودہ مستیہا بُود — پوستین و چارق از یادت رود

کیونکہ اس فالودے سے مستیاں پیدا ہوتی ہیں — پوستین اور چپل تیری یاد سے نکل جاتے ہیں

چوں درآید نزع و مرگ آہے کُنی — ذکرِ دلق و چارق آنگاہے کُنی

جب نزع اور موت آتی ہے تو آہ کرتا ہے — تب پرانی گدڑی اور چپل کو یاد کرتا ہے

---

۱ ہر کہ۔ حدیث شریف ہے مَنۡ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيۡهِ وِزۡرُهَا وَ وِزۡرُ مَنۡ عَمِلَ بِهَا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ "جس شخص نے کوئی بری راہ قائم کی اس پر اس کا اور ان لوگوں کا گناہ ہے جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے۔ بزہ۔ گناہ۔ دم غزہ۔ دم کی جڑ۔ لیک آدم۔ آدم علیہ السلام نے اپنی اصل کو دیکھا اور رَبَّنَا ظَلَمۡنَا اَنۡفُسَنَا کہدیا۔ چوں۔ ایاز۔ ایاز کا بھی اسی طرح سے اپنی غربت کی پوستین اور چپل کو دیکھنے کا معمول تھا اسی لئے اس کی عاقبت بھی پسندیدہ ہوئی۔

۲ ہست مطلق۔ انسان اپنے آپ کو نیست کرے گا تب ہی اس میں صنعت خداوندی کارساز بنے گی۔ برنوشتہ۔ لکھے ہوئے کاغذ پر کوئی نہیں لکھتا ہے۔ جس تھانولے میں درخت پہلے سے لگا ہوا ہو اس میں نیا پودہ نہیں بویا جاتا ہے لہذا اپنے آپ کو فنا کر تب بقا حاصل ہوگا۔ کاغذے خوشنویس سادہ کاغذ تلاش کرتا ہے۔ باغ بنجر زمین میں لگایا جاتا ہے۔ تو برادر۔ انسان کو اپنے آپ کو نہ لکھے ہوئے کاغذ اور بنجر زمین کی طرح بنالینا چاہیے۔

۳ تا مشرّف۔ پھر قدرت قلم قدرت سے اس پر نقش و نگار کرے گی اور اس میں معرفت نئے پودے لگا دے گی۔ خود اپنے آپ کو دنیاوی لذتوں سے خالی کرے پھر غیب کی لذتیں حاصل ہوں گی۔ زانکہ۔ انسان دنیاوی لذتوں میں پھنس کر منکر بن جاتا ہے اور اپنی اصل حقیقت کو فراموش کردیتا ہے۔ چوں درآید۔ پھر ایسے وقت میں ندامت کا اظہار کرتا ہے کہ اس کو اس کا اظہار مفید نہیں ہوتا۔

تا نگردی غرقِ موجِ زشتیے | کہ نباشد از پناہت کشتیے
جب تک تو کسی برائی کی موج میں غرق نہ ہوگا | جس میں تیری پناہ کے لئے کوئی کشتی نہ ہوگی
یاد ناری از سفینہ راستیں | ننگری در چارق و در پوستیں
تو سچائی کی کشتی کو یاد نہ کرے گا | چپل اور پوستین کو نہ دیکھے گا
چونکہ در مانی بغر قابِ بلا | پس ظَلَمْنَا ورد سازی بر ولا
جب تو مصیبت کے بھنور میں پھنس جائیگا | پھر پے در پے "میں نے ظلم کیا" کو ورد بنائے گا
دیو گوید بنگرید ایں خام را | سَر بُرید ایں مُرغِ بے ہنگام را
شیطان کہتا ہے اس بے وقوف کو دیکھو | اس بے وقت کے اذان دینے والے مرغے کو ذبح کردو
دوراں خصلت ز فرہنگِ ایاز | کہ پدید آید نمازش بے نیاز
یہ خصلت ایاز کی ذہانت سے بعید ہے | کہ اس کی نماز بغیر عاجزی کے ہو
اُو خروسِ آسماں بُودہ ز پیش | نعرہائے اُو ہمہ در وقتِ خویش
وہ پہلے سے آسمانی مرغ تھا | اس کے سب نعرے اپنے وقت پر تھے

در معنیٰ آنکہ ۲ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ ومعنیٰ آنکہ لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا و معنی ایں بیت

اس معنی کے بیان میں کہ ہمیں چیزوں کو ایسا دکھا جیسی وہ ہیں اور اس کے معنی کہ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو اور اس بیت کے معنی

درہر کہ تو از دیدۂ بدمی نگری | از چنبرۂ وجودِ خودی نگری
جس شخص کو تو بری نظر سے دیکھتا ہے | اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے

و در بیانِ ایں مصرع پایۂ ۳ کژ کژ فگند سایۂ

اور اس مصرع کے بیان میں ٹیڑھا قد ٹیڑھا سایہ ڈالتا ہے

اے خروساں از وے آموزید بانگ | بانگ بہرِ حق کُند نے بہرِ دانگ
اے مرغو! اس سے اذان دینا سیکھو | وہ اللہ کے لئے اذان دیتا ہے نہ کہ پیسے کے لئے
صبح کاذب آید و نفر یبدش | صبحِ کاذب عالمِ نیک و بدش
صبح کاذب آتی ہے اور اس کو فریب نہیں دیتی | صبح کاذب اپنے نیک و بد کے جاننے والے کو

---

۱ تا نگردی۔ تیری یہ حالت ہے کہ جب تک تو بالکل تباہ نہ ہو جائیگا اپنی اصل حقیقت کو نہ دیکھے گا۔ چونکہ۔ جب مصیبت کے بھنور میں پھنسے گا تب توبہ کرے گا۔ دیو۔ پھر شیطان تجھ پر ہنسے گا اور کہے گا کہ اب بے وقت کی توبہ اور ندامت سے کیا فائدہ ہے اس کو ذبح کر ڈالو جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ دور ایاز کی یہ عادت نہ تھی کہ اس کو وقت گذر جانے پر تنبیہ ہو اس کی ہر نماز بعجز و انکساری سے تھی اور وہ آسمانی مرغ تھا اس کی تمام عاجزی بروقت تھی۔

۲ ارنا۔ یہ دعا امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے مولانا نے اس مناسبت سے اس کو یہاں ذکر کیا ہے کہ ایاز کے مخالفوں کو اس کے حجرہ میں جانے کی حقیقت معلوم نہ تھی اسی لئے انہوں نے اس کو متہم کیا۔ لو کشف الغطاء یہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا مقولہ ہے کہ میرا ایمان بالغیب اس درجہ کا ہے کہ اگر غیب سے پردے بھی ہٹ جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا پردوں کے ہوتے ہوئے میں ایمان اور یقین کے آخری مرتبہ پر ہوں۔ در ہر کہ۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسان دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔

۳ پایہ کو۔ اگر انسان کا خود ٹیڑھا قد ہے تو اس کا سایہ یقیناً ٹیڑھا پڑیگا۔ اے خروساں۔ جو لوگ اپنی اصلاح کرنا چاہیں انکو اسی طرح بر وقت اصلاح کرنے چاہیے جس طرح ایاز نے بر وقت اپنی اصلاح کر لی تھی اسمیں اخلاص تھا اور کوئی ریا کاری نہ تھی۔ صبح کاذب۔ وہ وقت کو صحیح پہچانتا تھا وقت اس کو دھوکا نہ دے سکتا تھا۔

اہلِ دُنیا ۱ عقلِ ناقص داشتند — تا کہ صبحِ صادقش پنداشتند
دنیا والے ناقص عقل رکھتے تھے — حتیٰ کہ اس کو صبح صادق سمجھ بیٹھے

صبحِ کاذب کاروانہار از دست — کہ بُبوئے روز بیروں آمدست
صبح کاذب نے ان قافلوں کو تباہ کیا ہے — جو دن کی امید پر باہر آگئے ہیں

صبحِ کاذب خَلق را رہبر مباد — کُو دہد بَس کاروانہا را بباد
خدا کرے صبح کاذب مخلوق کی راہنما نہ بنے — جو قافلوں کو برباد کر دیتی ہے

اے شُدہ ۲ تو صبحِ کاذب را رہیں — صبحِ صادق راتو کاذِب ہم مبیں
اے وہ شخص! کہ تو صبح کاذب کا پابند ہے — صبح صادق کو بھی تو کاذب نہ سمجھ

گر نداری از نفاقِ بَد اَماں — از چہ داری بر برادر ظن ہُماں
اگر تجھے برے نفاق سے امن نہیں ہے — تو تو بھائی پر اس کا گمان کیوں کرتا ہے؟

بد گماں باشد ہمیشہ زِشت کار — نامۂ خود خواند اندر حقِ یار
بدگمان ہمیشہ بد کار ہوتا ہے — دوست کے بارے میں اپنا خط پڑھتا ہے

آں خَساں کاندر کژیہا ماندہ اَند — اَنبیاء را ساحر و کژ خواندہ اَند
وہ کمینے جو کجی میں پھنسے ہوئے ہیں — انہوں نے انبیاء کو جادو گر اور ٹیڑھا کہا ہے

واں ۳ امیرانِ خسیس قُلب ساز — ایں گماں بُردند بر حُجرہ لیاز
ان کمینے دھوکے باز سرداروں نے — لیاز کے حجرے پر یہی گمان کیا

کُو دفینہ دارد و گنج اندراں — زائنہ خود منگر اندر دیگراں
کہ وہ دفینہ رکھتا ہے اور اس میں خزانہ ہے — اپنے آئینہ میں دوسروں کو نہ دیکھ

شاہ میدانست خود پاکیِ اُو — بہرِ ایشاں کرد اُو آں جُست وجُو
شاہ خود اس کی پاکی کو جانتا ہے — اس نے وہ جستجو ان کے لئے کی تھی

کاے امیراں حجرہ بکشائید دَر — نیم شب کہ باشد اُوزاں بیخبر
کہ اے سردارو! حجرے کا دروازہ کھول دو — آدھی رات کو کیونکہ وہ اس سے لاعلم ہو گا

تا پدید آید سگا لشہائے اُو — بعد ازاں بر ماست مالشہائے اُو
تاکہ اس کی تدبیریں ظاہر ہو جائیں — پھر اس کی سزا ہمارے ذمہ ہے

---

۱ اہلِ دنیا۔ دنیا دار، توبہ کا صحیح وقت نہیں پہچانتے ہیں ایسے وقت توبہ کرتے ہیں جبکہ توبہ مفید نہیں رہتی صبح کاذب۔ صحیح وقت کو نہ پہچاننے سے بہت سی قومیں تباہ ہوئی ہیں، قافلہ اگر کاذب صبح میں نکل پڑتا ہے۔ تو لوٹ لیا جاتا ہے۔ صبح کاذب خدا کرے کاذب صبح کسی کی رہبر نہ بنے ورنہ وہ تباہ ہو جائے گا۔

۲ اے شدہ۔ جو شخص خود غلطی میں مبتلا ہے وہ دوسرے کو غلطی پر نہ سمجھے۔ گرنداری۔ اگر انسان خود منافق ہے تو اس کو دوسروں کو منافق نہ سمجھنا چاہیے۔ بدگماں۔ بدگمان بہت بدکار ہے وہ اپنے اعمالنامہ کو دوسروں کا اعمالنامہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ آں خساں۔ کفار میں چونکہ خود کجی تھی وہ انبیاء کو جادوگر وغیرہ سمجھتے تھے۔

۳ واں امیراں۔ سلطان محمود کے دربار کے دوسرے امراء جنہوں نے لیاز کی شکایت کی تھی خود مکار تھے انہوں نے حجرے کے بارے میں لیاز پر بھی مکاری کا خیال کیا۔ شاہ۔ سلطان محمود کو لیاز کی پاکی کا یقین تھا اور حجرے کی تلاشی کا حکم ان امیروں کو اس کی پاکی کا یقین دلانے کے لئے دیا تھا۔ کاے امیراں سلطان محمود نے ان امیروں سے کہا کہ تم شب میں لیاز کی لاعلمی میں حجرے کا دروازہ کھول لو تا کہ اس کے پوشیدہ حالات ظاہر ہو جائیں۔ پھر اس کو اس کی سزا دوں گا۔ سگالشہا۔ یعنی لیاز کے خیالات اور مال جمع کرنے کی تدبیریں۔

مر شمارا ۱؎ دادم آں زرّ و گہر — مَن ازاں زرہا نخواہم جُو خبر
میں نے وہ زرد جواھر تمہیں دیا — میں اس زر کے بارے میں سوائے خبر کے کچھ نہیں چاہتا ہوں

ایں ہمی گفت و دلِ اُومی طپید — از برائے آں ایازِ بے ندید
وہ یہ کہہ رہا تھا اور اس کا دل تڑپ رہا تھا — اس بے نظیر ایاز کی وجہ سے

کہ منم کایں بر زبانم میرود — ایں جفا گر بشنود اُو چوں شود
کہ میں ہوں کہ میری زبان سے جاری ہو رہا ہے — یہ ظلم اگر وہ سنے گا اس کا کیا حال ہو گا ؟

باز میگوید بحقِّ دینِ اُو — کہ ازیں افزوں بُود تمکینِ اُو
پھر کہتا ہے اس کے دین کی قسم — اس کا رتبہ اس سے بڑھ کر ہے

کہ بقذفِ زِشتِ من طیرہ شَوَد — وز غرض وز سِرِّ من غافل بُود
کہ وہ میرے بری تہمت لگانے سے ناراض ہو — اور میری غرض اور راز سے غافل ہو

مُبتلا ۲؎ چوں دیدتا ویلاتِ رنج — بُرد بیند کے شود اُو ماتِ رنج
مبتلا (انسان) جب رنج کی توجیہہ سمجھ لیتا ہے — کامیابی دیکھتا ہے، وہ رنج سے ہار نہیں دیکھتا ہے

صاحب تاویل ایازِ صابرست — کہ بحرِ عاقبتہا ناظرست
توجیہہ کرنے والا، صابر، ایاز ہے — کیونکہ وہ نتائج کے سمندر کو دیکھنے والا ہے

ہمچو یوسفؑ خوابِ ایں زندانیاں — ہست تعبیرش بہ پیشِ اُو عیاں
حضرت یوسفؑ کی طرح ان قیدیوں کا خواب — اس کی تعبیر ان کے سامنے ظاہر ہے

خواب خود راچوں نداند مردِ خیر — کے بُود واقف ز سِرِّ خوابِ غیر
جب بھلا آدمی اپنے خواب کو نہیں جانتا — وہ دوسرے کے خواب کے راز سے کب واقف ہوگا؟

گر زنم ۳؎ صد تیغ اُو را از امتحاں — کم نگردد وَ صلتِ آں مہرباں
میں اگر آزمائش کی سو تلواریں اس کے ماروں — اس مہربان کا تعلق کم نہ ہو گا

داند اُو کاں تیغ بر خودمی زنم — من وَیم اندر حقیقت اُو منم
وہ جانتا ہے کہ وہ تلواریں اپنے مار رہا ہوں — حقیقت میں میں وہ ہوں، وہ میں ہے

دربیانِ اِتّحادِ عاشق و معشوق از رُوئے حقیقت اگرچہ
حقیقت کے اعتبار سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کے بیان میں اگرچہ

۱؎ مر شمارا۔ بادشاہ نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو جواہر وہاں ملیں وہ تمہارے ہیں مجھے آکر صرف بتا دینا۔ ایں ہمی گفت۔ بادشاہ نے یہ حکم تو دیدیا تھا لیکن وہ اس سے بے چین تھا کہ اگر اس کے مخلص ایاز کو اس کا علم ہوگا کہ میں نے بدگمانی کی بنیاد پر اس کے حجرہ کی تلاشی کا حکم دیا ہے تو اس کو کس قدر رنج ہوگا۔ باز میگوید۔ پھر بادشاہ دل میں کہتا تھا کہ ایاز کے خلوص پر یقین ہے کہ وہ اس حکم کے بارے میں مجھ سے بدگمان نہ ہوگا بلکہ یہی سمجھے گا کہ دشمنوں پر حقیقت حال واضح کرنے کیلئے میں نے یہ حکم دیا ہے۔

۲؎ مُبتلا۔ مصیبت زدہ جب اپنی مصیبت کی کوئی بہتر توجیہہ کر لیتا ہے تو وہ رنج اور غم میں شکست خوردہ نہیں رہتا ہے۔ صاحب تاویل۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ ایاز اس کام کی کوئی بہتر توجیہہ کر لیگا۔ ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں کے خواب کی صحیح تعبیر دیدی تھی جس نے یہ دیکھا تھا کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے اس کو کہدیا تھا کہ تعبیر یہ ہے کہ تو پھر بادشاہ کا ساقی بنے گا اور جس نے دیکھا تھا کہ پرند اس کے سر پر کی روٹیاں کھا رہے ہیں اس سے کہا تھا کہ تو سولی پر چڑھایا جائیگا۔ ایں زندانیاں۔ چغلخور اور اس کے ساتھی۔

۳؎ گر زنم۔ سلطان محمود نے سوچا کہ اگر میں ایاز کے تلوار بھی ماروں تو اس کا تعلق کمزور نہ پڑے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا اس کے تلوار مارنا اپنے تلوار مارنا ہے۔ دربیان۔ اب مولانا نے اسی مناسبت سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کو سمجھایا ہے۔

او متضادا اند از روئے آنکہ نیاز ضدِ بے نیازی ست چنانکہ آئینہ
وہ اس اعتبار سے متضاد ہیں کہ نیاز، بے نیازی کی ضد ہے جیسا کہ آئینہ

بے صورت و سادہ است و بیصورتی ضدِ صورت ست لیکن
بغیر صورت کا اور سادہ ہے اور صورت کا ہونا صورت کی ضد ہے لیکن

میانِ ایشان اتحادے ست در حقیقت کہ شرح آں دراز ست
حقیقت ان میں ایسا اتحاد ہے جس کی شرح دراز ہے

وَالعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاَشَارَۃُ
اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

جسمِ مجنوں راز رنجِ دورئے
فراق کی تکلیف سے مجنوں کے جسم

اندر آمد ناگہاں رنجورئے
میں اچانک بیماری پیدا ہو گئی

خوں بجوش آمدز شعلہ اشتیاق
شوق کی چنگاری سے خون جوش میں آ گیا

تا پدید آمد بداں مجنوں خُناق
حتیٰ کہ اس سے مجنوں کے (گلے میں) خناق پیدا ہوگیا

پس ۲ طبیب آمد بدارو کردنش
اس کا علاج کرنے کے لئے طبیب آیا

گفت چارہ نیست ہیچ از رگ زدنش
اس نے کہا فصد کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے

رگ زدن باید برائے دفع خوں
خون کے دفع کرنے کیلئے فصد کرنی چاہیے

رگ زنے آمد بدانجا ذوفنوں
(چنانچہ) وہاں ایک ہنر مند فصاد آیا

بازوش بست و گرفت آں نیشِ اُو
اس نے اس کا بازو باندھا اور اس کو اس کے سامنے پکڑا

بانگ برزد در زماں آں عشق خُو
فوراً وہ عشق مزاج چیخا

مُزدِ خود بستان و ترکِ فصد کُن
اپنی فیس لے لے، اور فصد نہ کر

گر بمیرم گو بِرَو جسمِ کُہن
اگر میں مر جاؤں، کہدے پرانا جسم چلا جائے

گفت ۳ آخر از چہ می ترسی ازیں
اس نے کہا آخر تو اس سے کیوں ڈرتا ہے؟

چوں نمی ترسی تو از شیرِ عریں
جبکہ تو کچھار کے شیر سے نہیں ڈرتا ہے

شیر و گرگ و خرس و ہر یوز و دَدَہ
شیر اور بھیڑیا اور ریچھ اور ہر چیتا اور درندہ

گرد بر گردِ تو شب گرد آمدہ
تیرے چاروں طرف رات کو چکر لگاتا ہے

می نیاید شاں زتو بوئے بشر
تجھ میں سے انہیں انسان کی بو نہیں آتی ہے

زانبُھی عشق و وجد اندر جگر
تیرے جگر کے اندر عشق اور غم کی کثرت سے

---

۱ مُتضاد۔ بظاہر عاشق و معشوق میں تضاد ہے ایک طرف نیاز ہے دوسری طرف بے نیازی ہے جیسا کہ آئینہ بے صورت ہے اور جو صورت اس کے اندر آتی ہے۔ بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے لیکن حقیقتاً دونوں میں اتحاد ہے اس کی مجنوں کے قصہ سے تشریح کرتے ہیں مجنوں ایک مجنون بیمار ہو گیا عشق کی شدت سے اس کے خون میں جوش پیدا کر دیا جس سے اس کے گلے میں خناق (گلے کا ورم) پیدا ہو گیا۔

۲ پس طبیب۔ طبیب نے کہا خون کو کم کرنے کیلئے فصد کرنا ضروری ہے لہٰذا فصد کرنے والے کو بلایا جائے۔ بازوش۔ فصد کرنے کیلئے جب اس کا بازو باندھا تو مجنوں شور مچانے لگا اور کہا کہ خواہ میں مر جاؤں فصد نہ کروں

۳ گفت۔ فصاد نے کہا تو جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے اور درندوں سے بھی نہیں ڈرتا ایک نشتر سے کیوں ڈر رہا ہے۔ عریں۔ شیر کی کچھار۔ یوز۔ چیتا۔ ددہ۔ درندہ کی نیاید۔ چونکہ عشق اور غم نے تیرا جگر جلا دیا ہے ان درندوں کو تجھ میں سے انسان کی بو نہیں آتی ہے اور وہ تجھے اپنا دشمن سمجھ کر تجھ پر حملہ نہیں کرتے ہیں۔

گرگ ۱ و خرس و شیر داند عشق چیست
بھیڑیا اور ریچھ اور شیر جانتا ہے کہ عشق کیا ہے
کم ز سگ باشد کہ از عشق او تہی ست
جو شخص عشق سے خالی ہے وہ کتے سے کم ہے

گر رگِ عشقے نبودے کلب را
اگر کتے میں عشق کی رگ نہ ہوتی
کے بجستے کلب کہف قلب را
تو کتا (اہلِ) دل کے غار کو کب ڈھونڈتا

ہم ز جنسِ او بصورت چوں سگاں
اس کے ہم جنس بھی کتوں کی صورت میں
گر نشد مشہور ہست اندر جہاں
دنیا میں ہیں اگرچہ مشہور نہیں ہوئے ہیں

تو نبردی بوئے دل در جنسِ خویش
تو نے اپنی ہم جنس کے دل کی خوشبو نہ پائی
کے بری تو بوئے دل از گرگ و میش
تو بھیڑیے اور بھیڑ کے دل کی خوشبو کب حاصل کر سکتا ہے؟

گر نبودے ۲ عشق ہستی کے بُدے
اگر عشق نہ ہوتا، تو وجود کب ہوتا ؟
کے زدے ناں بر تو و تو کے شدے
روٹی تجھ سے کب ملتی اور تو کب ہوتا ؟

نانِ تو شد از چہ ز عشق و اشتہے
تیری روٹی کس چیز سے بنی؟ عشق اور خواہش سے
ورنہ ناں را کے بُدے تا جاں رہے
ورنہ روٹی کا راستہ جان تک کب ہوتا ؟

عشق نانِ مردہ را جاں می کند
عشق ہی مردہ روٹی کو جان (دار) بناتا ہے
جاں کہ فانی بود جاویداں کند
جو جان فانی تھی اس کو جاوداں بنا دیتا ہے

گفت مجنوں من نمی ترسم ز نیش
مجنوں نے کہا میں نشتر سے نہیں ڈرتا ہوں
صبرِ من از کوہِ سنگیں ہست بیش
میرا صبر پتھریلے پہاڑ سے بڑھا ہوا ہے

مُنبلم بے زخم نا ساید تنم
میں مصیبت کا لاابالی ہوں بغیر زخم کے میرے جسم کو آرام نہیں ملتا ہے
عاشقم بر زخمہا بر می تنم
میں عاشق ہوں زخموں کا چکر لگاتا ہوں

لیک ۳ از لیلیٰ وجودِ من پُر ست
لیکن میرا وجود لیلیٰ سے بھرا ہوا ہے
ایں صدف پُر از صفاتِ آں دُرست
یہ سیپ اس موتی کی صفات سے پر ہے

ترسم اے فصّاد اگر فصدم کُنی
اے فصاد اگر تو میرے فصد لگائیگا، میں ڈرتا ہوں
نیش را ناگاہ بر لیلیٰ زنی
اچانک تو لیلےٰ کے نشتر مارے گا

داند آں عقلے کہ اُو دل روشنے ست
وہ عقل جس کا دل روشن ہے سمجھتی ہے
درمیانِ لیلیٰ و من فرق نیست
(کہ) مجھ میں اور لیلیٰ میں فرق نہیں ہے

من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من
میں کون ہوں؟ لیلیٰ اور لیلیٰ کون ہے؟ میں
ما دو رُوحیم آمدہ در یک بدن
ہم دو روحیں ہیں جو ایک جسم میں آ گئی ہیں

---

۱ گرگ۔ مولانا فرماتے ہیں جبکہ حیوانات بھی عشق سے آشنا ہیں تو اگر انسان میں یہ جذبہ نہ ہو تو وہ کتے سے بھی بدتر ہے گر رگ۔ اصحاب کہف کے کتے قطمیر کو عشق ہی غار میں لے گیا تھا۔ قلب۔ یعنی اہلِ دل اصحاب کہف ہم زجنس۔ اور کتے بھی قطمیر کی طرح ہیں۔ مشہور نہیں ہوئے ہیں۔ تو نبردی۔ تو نے انسان کے دل کے عشق کو نہ پہچانا تو درندوں کے دل کی حالت کیا جان سکتا ہے۔

۲ گر نبودے۔ مولانا کے نزدیک عالم کے وجود کی بنیاد عشق ہے اور پوری کائنات میں باہمی عشق اور جذب و انجذاب ہے۔ نان۔ اگر روٹی اور انسان میں باہمی تعلق ہوتا تو روٹی زندہ انسان کا جزو کیسے بنتی۔ عشق۔ عشق ہی نے اس مردہ روٹی کو زندہ انسان کا جزو بنا دیا۔ گفت۔ مجنوں مجنوں نے فصاد سے کہا میں نشتر لگنے سے نہیں ڈر رہا ہوں میرا صبر پہاڑ سے بھی زیادہ ہے اور زخم کھانا میری عادت ہے۔ اسی سے میرے جسم کو آرام ملتا ہے۔

۳ لیک۔ چونکہ اب میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہوں اور میرے اس جسم میں صرف لیلیٰ ہے تو یہ نشتر میرے نہ لگے گا بلکہ لیلیٰ کے لگے گا۔ داند عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اب لیلیٰ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں دو روحیں ایک بدن میں ہیں۔

معشوقے[۱] از عاشق پُرسید کہ خود را دوست تر میداری یا مَرا
ایک معشوق نے عاشق سے دریافت کیا تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے یا مجھے
گفت من از خود مُردہ اَم و بتوزندہ اَم از خودو از صفاتِ خود
اس نے کہا میں اپنے اعتبار سے مردہ ہوں اور تیرے ذریعہ سے زندہ ہوں اپنے آپ سے اور اپنی
نیست شدہ اَم و بتو ہست شدہ اَم علمِ خود را فراموش کردہ اَم و
صفات کے اعتبار سے معدوم ہو گیا ہوں اور تیرے ذریعہ سے موجود ہوا ہوں میں نے اپنا علم بھلا دیا ہے اور
از عِلمِ تو عالِم شدُہ اَم قدرتِ خود راباباد دادہ اَم واز قدرتِ
تیرے علم کے ذریعہ عالم بن گیا ہوں میں نے اپنی قدرت کو برباد کر دیا ہے اور تیری قدرت
تو قادر شدُہ اَم اگر خودرا دوست دارم تُرا دوست داشتہ
کے ذریعہ صاحب قدرت ہو گیا ہوں اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھے دوست
باشم و اگر تُرا دوست داشتہ باشم خود را دوست داشتہ باشم
رکھتا ہوں اور اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں

ہر کہ[۲] اُرا آئینہ یقیں باشد
جس کو یقین کا آئینہ حاصل ہو

گرچہ خودبیں خدائے بیں باشد
اگر چہ وہ خود بین ہے وہ خدا بین ہوگا

اُخرُج بِصِفَاتِیۡ اِلٰی خَلقِیۡ مَنۡ رَّاٰکَ فَقَدۡ رَاٰنِیۡ وَمَنۡ
میری مخلوق کی طرف میری صفات میں نکل، جس نے تجھے دیکھا تو بیشک اسنے مجھے دیکھا اور جس نے
قَصَدَکَ قَصَدَنِیۡ وَمَنۡ اَحَبَّکَ اَحَبَّنِیۡ وَقِس عَلٰی ھٰذَا
تیرا قصد کیا اسنے میرا قصد کیا اور جس نے تجھ سے محبت کی اسنے مجھ سے محبت کی اور اسی پر قیاس کر لے

گفت معشوقے بعاشق ز امتحاں | در صبُوحی[۳] کاے فلاں ابنِ فلاں
امتحاناً ایک معشوق نے عاشق سے کہا | صبح کی شراب کے وقت کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے
مر مرا تو دوست تر داری عجب | یا کہ خود را راست گویا ذالکرب
تو مجھے عجیب زیادہ دوست رکھتا ہے | یا اپنے آپ کو، سچ بتا اے غمزدہ!
گفت من در تُو چناں فانی شدُم | کہ پُرم من از تواز سَر تا قدم
اس نے کہا میں تجھ میں ایسا فنا ہو گیا ہوں | کہ سر سے پاؤں تک تجھ سے پر ہوں

[۱] معشوقے۔ اب مولانا عاشق و معشوق کے اتحاد کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ کسی معشوق نے عاشق سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ یا اپنے آپ سے اس نے کہا میں اپنی تمام صفات گم کر چکا ہوں اب تیرے علم سے عالم تیری قدرت سے قادر ہوں۔ لہٰذا اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھ دوست رکھتا ہوں اب دوئی ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

[۲] ہر کہ۔ جس کو ذات وصفات باری پر یقین کامل حاصل ہو گیا چونکہ وہ خودی کو ختم کر چکا ہے لہٰذا اس کی خود بینی بھی خدا بینی ہے۔ اخرج۔ جب ایک انسان فرائض و نوافل کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کرتا ہے اور خدائی اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے تو اس انسان کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔

[۳] صبوحی۔ صبح کے وقت کی شراب۔ گفت۔ عاشق نے کہا کہ میں تجھ میں اپنے آپ کو فنا کر چکا اب تو اور میں دو شخص نہیں ہیں کہ ان کے بارے میں محبت کی کمی اور زیادتی کا سوال ہو سکے۔

برمن ۱؎ از ہستیِ من جُز نام نیست — دَر وجودم جُز تو اے خوش کام نیست
مجھ میں میرے وجود کا سوائے نام کے (کچھ) نہیں ہے — اے خوش نصیب میرے وجود میں تیرے سوا (کچھ) نہیں ہے

زاں سبب فانی شدم من آنچنیں — ہمچو سرکہ دَر تو بحرِ انگبیں
اس لئے میں ایسا فانی ہو گیا ہوں — جیسا کہ سرکہ اے شہد کے سمندر! تجھ میں

ہمچو سنگے کو شود کُل لعل ناب — پُر شود اُواز صفاتِ آفتاب
اس پتھر کی طرح جو مجسم خالص لعل بن گیا ہو — وہ سورج کی صفات سے پُر ہو جاتا ہے

وصفِ آں سنگی نماند اندرو — پُر شود از وصفِ خور اُو پشت و رُو
اس میں پتھر پن کی صفت نہیں رہتی ہے — وہ آگے اور پیچھے سے سورج کے وصف سے پُر ہو جاتا ہے

بعد ازاں ۲؎ گر دوست دارد خویش را — دوستیِ خُور بُوَد آں اے فتیٰ
اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے — اے نوجوان! وہ سورج سے دوستی ہوتی ہے

ور کہ خُور را دوست دارد اُو بجاں — دوستیِ خویش باشد بیگماں
اگر وہ (دل و) جان سے سورج کو دوست رکھتا ہے — بے شک اپنے سے دوستی ہوتی ہے

خواہ خود را دوست دارد لعلِ ناب — خواہ یا اُو دوست دارد آفتاب
خالص لعل، خواہ اپنے آپ کو دوست رکھے — یا خواہ وہ سورج کو دوست رکھے

اندریں دو دوستی خود فرق نیست — ہر دو جانب جُز ضیائے شرق نیست
ان دونوں دوستیوں میں فرق نہیں ہے — دونوں جانب سورج کی روشنی کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تانشد ۳؎ اُو لعل خور را دشمن ست — زانکہ یک من نیست اینجا دو من ست
جب تک وہ لعل نہیں بنا، سورج کا دشمن ہے — کیونکہ ایک وجود نہیں ہے یہاں دو وجود ہیں

زانکہ ظلمانی ست سنگ اے باحضور — ہَست ظلمانی حقیقت ضدِ نُور
اس لئے کہ اے باشعور! پتھر تاریک ہے — تاریک حقیقتاً نور کی ضد ہے

خویش را گر دوست دارد کافر ست — زانکہ اُو مَنّاعِ شمسِ اکبر ست
اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے تو کافر ہے — کیوں کہ وہ شمس اکبر کا منکر ہے

پس نشاید کہ بگوید سنگ انا — اُو ہمہ تاریکی ست و دَر فنا
پس مناسب نہیں ہے کہ پتھر "انا" کہے — وہ مجسم تاریکی اور فنا میں ہے

۱؎ برمن۔ میرے وجود کا نام ہی نام ہے ورنہ اس وجود میں دراصل تو ہے۔ سرکہ۔ سرکہ کو اگر شہد کے سمندر میں ڈال دیا جائے تو سرکہ کا محض نام ہی نام رہجائیگا ورنہ وہ سب شہد میں ملکر شہد بن گیا ہے۔ ہمچو۔ جس جسم میں کسی دوسرے جسم کی پوری صفات آجائیں تو اب اس پہلے جسم کا نام ہی نام باقی رہیگا۔ پتھر نے جب سورج کی صفات کو اس وجہ قبول کرلیا کہ اس میں پتھر پن نہ رہا اور وہ سورج کی صفات کو قبول کرکے لعل بن گیا تو اب وہ صرف نام کا پتھر ہے اس میں پتھر کی صفت باقی نہیں ہے۔

۲؎ بعد ازاں۔ لعل اگر اپنے آپ سے محبت کرے تو وہ سورج ہی سے محبت کہلائیگی۔ ور۔ اگر وہ لعل سورج سے محبت کرے گا تو اس کی وہ محبت خود اس کی اپنی ذات سے محبت کہلائے گی۔ اب اس کی اپنی ذات سے دوستی اور سورج سے دوستی میں کوئی فرق نہیں ہے اسلئے کہ اس میں اور سورج میں صفات کی یکسانیت ہے۔

۳؎ تانشد۔ ہاں اگر وہ پتھر ابھی لعل نہیں بنا ہے تو اس میں اور سورج میں تضاد ہے پتھر میں تاریکی ہے اور سورج میں صفائی اور روشنی ہے۔ خوش را۔ اگر اس حالت میں وہ پتھر اپنے آپ سے محبت کریگا تو وہ سورج کا کافر ہے۔ اس کا اپنے وجود کا اقرار سورج کے غیر کے وجود کا اقرار ہے۔

گفت[۱] فرعونے انا الحق گشت پست
کسی فرعون نے انا الحق کہا وہ پست ہوا
گفت منصورے انا الحق و برست
کسی منصور نے انا الحق کہا وہ بالا ہے

آں انا را لعنۃ اللہ در عقب
اس انا کے لئے (اللہ تعالیٰ) کی لعنت در پے ہے
ویں انا را رحمۃ اللہ اے محبّ
اور یہ انا اے دوست اللہ (تعالیٰ) کی رحمت ہے

زانکہ اُو سنگِ سیہ بُد ایں عقیق
کیونکہ وہ سیاہ پتھر تھا ، یہ عقیق ہے
آں عدُوئے نور بُود وایں عشیق
وہ نور کا دشمن تھا اور یہ عاشق ہے

ایں انا ہُو بود در سِرّ اے فُضول
اے بیہودہ ! یہ "انا" در حقیقت "ہُو" تھی
ز اتحادِ نُور نز راہِ حُلول
نور کے اتحاد کی وجہ سے نہ کہ حلول کے طور پر

جہد[۲] کُن تا سنگیت کمتر شوَد
تو کوشش کرتا کہ تیرا پتھر پن کم ہو جائے
تا بلعلی سنگِ تو انور شوَد
تاکہ تیرا پتھر لعل پن سے روشن ہو جائے

صبر کُن اندر جہاد و در عنا
مجاہدہ اور مشقت میں صبر کر
دمبدم می بیں بقا اندر فنا
لحہ بہ لحہ فنا میں بقا دیکھ

وصفِ سنگی ہر زماں کم میشود
پتھر پن کی صفت ہر لحہ کم ہو گی
وصفِ لعلی در تو محکم میشود
تجھ میں لعل پن کی صفت مضبوط ہو جائے گی

وصفِ ہستی میروَد از پیکرت
تیرے جسم میں سے وجود کی صفت نکل جائیگی
وصفِ مستی میفزاید در سرِت
تیرے باطن میں مستی کی صفت بڑھ جائے گی

سمع شو یکبارگی تو گوشوار
تو کان کی طرح فوراً سماعت بن جا
تاز حلقہ لعل یابی گوشوار
تاکہ تجھے لعل کے حلقہ کا گوشوارہ مل جائے

ہمچوچہ[۳] کن خاک می کن گر کسی
اگر تو مرد ہے تو کنواں کھودنے والے کی طرح مٹی کھود
زیں تنِ خاکی کہ در آبے رسی
اس مٹی کے جسم کی ، تاکہ تو پانی تک پہنچ جائے

گر رسد جذبِ خدا آبِ معیں
اگر خدا کا جذب آگیا، تو جاری پانی
چاہ نا کندہ بجُو شد از زمیں
کنواں کھودے بغیر زمین سے جوش مارے گا

کار کے میکن تو و کاہل مباش
کچھ کام کر اور کاہل نہ بن
اندک اندک خاکِ چہ رامیتراش
تھوڑی تھوڑی کنویں کی مٹی کھود

۱ گفت۔ کسی فرعونی کا "انا الحق" کہنا اسی وجہ سے کفر ہے اور منصوری کا یہ کلمہ کہنا عین ایمان ہے۔ آں انا۔ اگر کوئی فرعونی صفت والا شخص انا الحق کہے تو وہ ملعون ہے اور کوئی منصور حلاج کی صفات والا انسان یہی کلمہ کہے تو اس پر خدا کی رحمت ہے۔ زانکہ۔ جبکہ انسان اللہ کی صفات سے متصف نہیں ہے تو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں تضاد ہے۔ ایں انا۔ متصف بصفات خداوندی کا انا الحق کہنا دراصل ہوالحق کہنا ہے اس انا اور "ہو" میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ نور اور صفات کے اعتبار سے دونوں میں اتحاد ہے۔ حلول۔ ذاتِ باری کو کسی انسانی شکل میں ماننا حلول ہے، جو کفر ہے۔

۲ جہد کن۔ مجاہدوں کے ذریعہ اپنے پتھر پن کو دور کر کے لعل بننے کی کوشش کر پھر تجھے رفتہ رفتہ اپنی صفات کو فنا کر کے اللہ کی صفات کے ذریعہ بقا حاصل ہو گا۔ وصف۔ تیرے وجود کے اوصاف رفتہ رفتہ فنا ہو جائینگے صفات خداوندی کا تیرے اندر جماؤ ہو جائے گا۔ سمع۔ تو کان کی طرح مجسم سماعت بنجا اور ان نصیحتوں کو قبول کر کے صفات خداوندی کو حلقہ بگوش بنالے

۳ ہمچو۔ اگر انسان میں انسانیت ہے تو اس کو کنواں کھودنے والے کی طرح مجاہدے کے ذریعہ اپنے جسم کی کھدائی کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ آبِ حیات تک پہنچ سکے۔ گر رسد۔ مجاہدے کے ساتھ اگر حضرت حق کی جانب سے جذب شروع ہو جاتا ہے تو پھر مقصد تک پہنچنے کے لئے زیادہ مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

کارمیکن ۱ گوش مال از بہرِ آب | اَندک اَندک دور کُن خاک و تُراب
پانی کے لئے کام کر کان بن جا | تھوڑی تھوڑی خاک اور مٹی ہٹا

ہر کہ رنجے دید گنجے شُد پدید | ہر کہ جِدّے کرد دَر جَدّے رسید
جس نے تکلیف اٹھائی خزانہ ظاہر ہوا | جس نے کوشش کی ، نصیبہ کو پہنچ گیا

گفت پیغمبرؐ رکوع ست و سجود | بر درِ حق کوفتن حلقہ وجود
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے، رکوع اور سجدہ | اللہ (تعالیٰ) کے در پر مراد کی کنڈی کھٹکھٹانا ہے

حلقہ ۲ آں دَر ہر آنکو میزند | بہرِ اُو دولت سَرے بیروں کُند
جو شخص اس دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے | اس کے لئے دولت باہر آتی ہے

آمدن آں امیرانِ نمّام با سَرہنگاں نیم شب و کُشادن
اِن چغل خور امیروں مع سپاہیوں کے آدھی رات کو آنا اور ایاز کا حجرۂ
حجرۂ ایاز و دیدن چارق و پوستین را آویختہ و گمان
کھولنا اور چپل اور پوستین کو لٹکا ہوا دیکھنا اور خیال کرنا کہ یہ
برُدن کہ آں مکرست و رُوپوش و خانہ را حُفرہ کردن بہر
مکاری او آڑ ہے اور گھر کے ہر اس گوشہ کو کھودنا جس کا
گوشہ کہ گمان آمدو چاہ کناں آوردن و دیوارہا را سُوراخ
انہیں خیال آیا اور کنواں کھودنے والوں کو لانا اور دیواروں میں سوراخ
کردن و چیزے نا یافتن و خجِل و نومید شدُن چنانکہ ۳
کرنا اور کسی چیز کو نہ پانا اور شرمندہ اور نا امید ہونا جیسا کہ انبیاء
بد گمانان و خیال اندیشاں درکارِ انبیا و اولیا کہ میگفتند کہ
اور اولیاء کے معاملہ میں بد گمانوں اور سوچنے والوں جو کہتے تھے کہ
سا حِرا ندو خویشتن سَاختہ اندو تَصَدُّر مجُویَند بعداز
جادو گر ہیں اور اپنے آپ کو بنائے ہوئے ہیں ڈ اور اور بڑائی چاہتے ہیں جستجو کے

قحص خجل شدُنِ ایشان سُودندارَد
بعدان کاشرمندہ ہونامفید نہیں ہے

آں امیراں بر درِ حُجرہ شدُند | طالبِ گنج و زر و خُمرہ شدُند
وہ امیر حجرے کے دروازہ پر آئے | خزانہ اور سونے اور مٹکی کے طلبگار بنے

۱ کارمیکن۔ انسان کو مجاہدہ شروع کرنا چاہیے اور مقصد کے حصول کا منتظر رہنا چاہیے۔ ہر کہ خدا محنت کو رائیگاں نہیں کرتا ہے جو کوشش کرتا ہے وہ پا لیتا ہے۔ گفت۔ عبادتیں اس لئے کی جاتی ہیں تاکہ درِ حق کھلے اور انسان کو تقرب حاصل ہو زنجیر بجا کر دروازہ کھلوایا جاتا ہے۔ عبادت بھی زنجیر بجانا ہے۔

۲ حلقہ۔ مشہور مقولہ ہے مَنْ دَقَّ بَابَ الْكَرِيْمِ انْفَتَحَ جو شخص سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے رو پوش۔ یعنی ایاز نے چپل اور پوستین اس لئے لٹکادی ہے کہ مخفی خزانہ کی جانب لوگوں کا دھیان نہ جائے۔

۳ چنانکہ۔ یہ لوگ ایاز کے معاملہ میں ایسے ہی شرمندہ ہوئے جس طرح انبیاء اور اولیاء کے منکر آخر میں ایسے وقت شرمندہ ہوئے ہیں جبکہ ان کی شرمندگی ان کے لئے مفید نہیں ہوتی ہے۔ تَصَدُّر۔ صدر کا مقام حاصل کرنا خُمرہ۔ مٹکی۔

قفل رابر میکشادند از ہوس
ہوس سے انہوں نے تالا کھولا
بادو صد فرہنگ و دانش چند کس
چند اشخاص کی سینکڑوں عقلوں اور سمجھ کے ساتھ

زانکہ[1] قفل صعب بر پیچیدہ بود
کیونکہ اس نے مضبوط تالا لگا رکھا تھا
از میانِ قفلہا بگزیدہ بود
تالوں میں سے منتخب کیا تھا

نے زبخلِ سیم و مال و زرِّ خام
چاندی اور مال اور خالص سونے کے بخل کی وجہ سے نہیں
از برائے کتمِ آں سراز عوام
(بلکہ) اس راز کو عوام سے چھپانے کے لئے

کہ گروہے بر خیالِ بد تنند
کہ ایک جماعت برے خیال پر قائم ہو جائیگی
قومِ دیگر نام سالوسم کنند
دوسری قوم میرا نام مکار رکھے گی

پیشِ با ہمت بود اسرارِ جاں
جان کے راز، با ہمت کے سامنے
از خساں محفوظ تر از لعلِ کاں
کمینوں سے، کان کے لعل سے زیادہ محفوظ ہوتے ہیں

زر بہ از جان ست پیشِ ابلہاں
بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے
زر نثارِ جاں بود پیشِ شہاں
شاہوں کے نزدیک سونا جان کی خیرات ہے

می[2] شتابیدند تف از حرصِ زر
وہ سونے کے لالچ میں تیز دوڑتے تھے
عقلِ شاں میگفت نے آہستہ تر
ان کی عقل کہتی تھی "نہیں" بہت آہستہ

حرص تازد بیہدہ سوئے سراب
سراب کی جانب، لالچ بیکار دوڑتا ہے
عقل گوید نیک بیں کاں نیست آب
عقل کہتی ہے اچھی طرح دیکھ، وہ پانی نہیں ہے

حرص غالب بود زر چوں جاں شدہ
لالچ غالب تھا اور سونا جان کی طرح بن گیا تھا
نعرۂ عقل آں زماں پنہاں شدہ
اس وقت عقل کی آواز دب گئی تھی

حرص غالب بود برزر ہمچوں جاں
جان جیسے سونے پر حرص غالب تھی
گفت این ست ایں متاعِ رائگاں
اس نے کہا یہی ہے یہ بیہودہ چیز

گشتہ صد تو حرص و غوغا ہائے او
حرص اور اس کا شور سو گنا بن گیا
گشتہ پنہاں حکمت و ایمائے او
دانائی اور اس کا اشارہ چھپ گیا

تا کہ[3] در چاہِ غرور اندر فتد
تاکہ دھوکے کے کنویں کے اندر گرے
آنکہ از حکمت ملامت نشنود
وہ جو دانائی کی ملامت نہیں سنتا

چوں زند دام بادِ او شکست
جب جال کے پھندے کی وجہ سے اس کا غرور ٹوٹا
نفسِ لوّامہ برو یابید دست
لوامہ نفس نے اس پر قابو پا لیا

---

[1] زانک۔ لیاز نے حجرہ پر ایسا سخت قفل لگایا تھا جس کا کھلنا آسان نہ تھا۔ نے زبخل۔ مضبوط قفل کسی بخل کی وجہ سے نہ لگایا تھا بلکہ اپنا یہ راز چھپانے کیلئے لگایا تھا۔ قوم دیگر۔ اگر لوگوں کو چپل اور پوستین کا حال معلوم ہوگا تو اس کو مکاری پر محمول کرینگے۔ پیش۔ باہمت۔ لوگ اپنے باطنی احوال کی لعل و جواہر سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ زر۔ بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے عقلمند روپے پیسے کو جان کی خیرات سمجھتے ہیں۔

[2] می شتابید۔ لالچ ان کو دوڑا رہا تھا اور عقل آہستہ روی کی تعلیم دے رہی تھی۔ حرص تازد۔ حرص انسان کو غیر واقعی نفع کی طرف دوڑاتی ہے عقل اس کو سمجھاتی ہے۔ سراب۔ وہ ریت جو دور سے پانی نظر آئے۔ حرص۔ اسپر حرص کا غلبہ تھا اور عقل کی آواز دب گئی تھی۔ غالب بود۔ سونا جو ان کیلئے جان کی طرح تھا اسپر حرص غالب تھی اسنے عقل کی آواز کو بیکار بتلایا۔ حکمت۔ عقل کی دانائی اور اس کے اشارے ان لوگوں سے مخفی ہو گئے تھے۔

[3] تاکہ۔ حکمت کے اشارے اسلئے پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ یہ شخص دھوکے میں مبتلا ہو۔ چوں۔ یہ لالچی شخص جب پھنس جاتا ہے تو اس کا غرور ٹوٹتا ہے اور پھر اس کا نفس اس کو ملامت کرتا ہے نفس لوامہ نورِ دل کی روشنی میں گناہوں کا دکھانے والا نفس۔

تابدیوارِ[۱] بلا ناید سَرش — نشنوَد پندِ دلِ آں گوشِ کَرش
جب تک اس کا سر مصیبت کی دیوار تک نہیں آتا ہے — اس کا بہرا کان دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے

کودکاں را حرصِ لوزینہ و شکر — از نصیحتہا کُند دو گوش کَر
بادام کے حلوے اور شکر کا لالچ بچوں کے — دونوں کان کو نصیحتوں سے بہرا بنا دیتا ہے

چونکہ دردِ دُنبلش آغاز شدُ — در نصیحت ہَر دو گوشش باز شُد
جب اس کے پھوڑے کا درد شروع ہوا — اس کے دونوں کان نصیحت کے لئے کھلے

حُجرہ را با حرص و صَد گونہ ہَوس — باز کردند آں زماں آں چند کس
حجرہ کو سینکڑوں ہوس اور حرص سے — ان چند شخصوں نے اس وقت کھولا

اندر افتادند برہم ز از دحام — ہمچو[۲] اندر دوغ گندیدہ ہوام
از دحام سے اکٹھے اندر گھسے — جس طرح بھنگے سڑی ہوئی چھاچھ میں

عاشقانہ دَر فتدبا کَرّ و فَر — خوردن اِمکاں نے وبَستہ ہَر دو پر
شان و شوکت سے عاشقانہ گرتا ہے — کھانے کا امکان نہیں اور دونوں پر بندے ہوئے ہیں

بنگرید نداز یسارو از یمیں — چارقے بدریدہ بُود و پوستیں
انہوں نے بائیں اور دائیں جانب دیکھا — پھٹی ہوئی چپل اور پوستیں تھی

باز[۳] ایں گفتند مکان بینوش نیست — چارق اینجا جُز پے رُوپوش نیست
انہوں نے پھر کہا یہ جگہ بغیر شہد کے نہیں ہے — اس جگہ چپل اڑ کے سوا نہیں ہے

ہیں بیاور سیخہائے تیز رَا — اِمتحاں کُن حُفرہ و کاریز را
خبردار! تیز سلاخیں لا — گڑھے اور نالی کا امتحان لے

ہر طرف کندند و جستند آں فریق — حُفرہا کردند و گوہائے عمیق
ان لوگوں نے ہر طرف کھودا اور تلاشی لی — گڑھے اور گہرے غار ڈال دیئے

حفرہاشاں بانگ میداد آں زماں — کند ہائے خالیم اے گندگاں
ان کو اس وقت گڑھوں نے پکارا — اے گندو! ہم خالی خندقیں ہیں

زاں سگالش شرم ہم میداشتند — کند ہارا بازمی انباشتند
اس بدگمانی سے ان کو شرم بھی آرہی تھی — انہوں نے خندقوں کو دوبارہ بھر دیا

باز دَر دیوارہا سُوراخہا — ہمچنیں کردند از جہل و عمیٰ
پھر دیواروں میں سوراخ — نادانی اور اندھے پن سے اسی طرح کیئے

۱؎ تابدیوار۔ جب تک مصائب کی دیوار سے اس کا سر نہیں ٹکراتا ہے۔ اس وقت تک یہ دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے۔ کودکان۔ اس شخص کی مثال بچوں کی سی ہے جو مٹھائی کے لالچ میں کوئی نصیحت نہیں سنتے ہیں۔ چونکہ۔ جب مٹھائی کھانے سے پھوڑے اور پھنسیاں نکلتی ہیں۔ تب بچے کے کان کھلتے ہیں۔ حجرہ۔ اب پھر ایاز کے حجرے کے کھولنے کا ذکر شروع کیا ہے۔

۲؎ ہمچو۔ وہ لوگ از دحام کر کے ایاز کے حجرہ میں اسطرح گھسے جس طرح بھنگے کھٹی چھاچھ میں گرتے ہیں کہ وہ نہ اس میں سے کچھ کھا سکتے ہیں اور نہ صحیح سالم باہر نکل سکتے ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا تھا کہ انکو وہاں مال بھی ہاتھ نہ آیا اور رسوا ہو گئے۔

۳؎ باز گفتند۔ حجرے میں مال نہ پانے کے باوجود انہوں نے کہا کہ یہ جگہ مال سے خالی نہیں ہو سکتی چپل اور پوستین تو مال کو چھپانے کے لئے ایک آڑ ہی سیخہای۔ یعنی کھودنے کے لئے کدالیں۔ کاریز۔ نالی۔ گوہای۔ گڑھے۔ حفرہا۔ گڑھے ان سے کہہ رہے تھے کہ اے ناپاک خیالات والو ہم خالی گڑھے ہیں۔ زاں۔ اب وہ اپنے خیالات پر شرمندہ تھے۔ انہوں نے گڑھوں کا پلٹنا شروع کر دیا۔

بے عدد ۱؎ لاحول در ہر سینۂ — ماند مُرغ حرص شاں بے چینۂ
ہر سینہ میں بے شمار "لا حول" تھی — ان کی حرص کا پرند بغیر کنکنی کے رہ گیا

زاں ضلالتہائے یا وہ تازِ شاں — حُفرہ و دیوار و در غمّازِ شاں
ان کی بیہودہ دوڑ کی گمراہیاں — گڑھا اور دیوار اور دروازہ انکے چغلخور تھے

ممکنِ انداۓ آں دیوار نے — با ایاز اِمکانِ ہیچ اِنکار نے
اس دیوار کی لپائی ممکن نہ تھی — ایاز کے سامنے انکار کا کوئی امکان نہ تھا

گر خداعِ بیگناہی میدہند — حائط و عَرصہ گواہی میدہند
اگر وہ اپنی بے گناہی کا دھوکا دیں — دیوار اور صحن گواہی دے رہے ہیں

جُملہ دَر حیرت کہ چہ عُذر آورَند — تا ازیں گرداب جاں بیروں برَند
سب حیرت میں تھے کہ کیا عذر کریں — تاکہ اس بھنورے جان کو باہر نکالیں

عاقبت ۲؎ نومید دست ولب گزاں — چوں زناں دو دست بر سَر ہازناں
انجام کار نا امید اور ہاتھ اور ہونٹ کاٹتے ہوئے — عورتوں کی طرح دوہتر سر پر مارتے ہوئے

باز گردیدند سُوۓ شہر یار — پُرز گرد و رُوۓ زرد و شرمسار
شاہ کی طرف واپس ہو گئے — گرد کے بھرے ہوئے چہرے زرد اور شرمندہ

باز گشتنِ نمامّاں از حُجرۂ ایاز بسُوۓ شاہ توبرہ تہی و خجل ہمچو بدگماناں در حقِ انبیا علیہم السلام در وقفِ ظہور برأت و پاکیِ ایشاں کہ یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ وَ قَولُہٗ تعالیٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ

چغلخوروں کا ایاز کے حجرے سے بادشاہ کی طرف خالی توبرہ اور شرمندہ ہو کر واپس جانا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام سے بد گمانی کرنے والے ان کی برأت اور پاکی کے ظاہر ہو جانے کے وقت کہ اس دن جبکہ کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے کالے ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا قول قیامت کے روز تو دیکھیگا ان لوگوں کو جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا انکے چہرے کالے ہونگے

شاہ ۳؎ قاصد گفت ہیں احوال چیست — کہ بغلتاں از زرو ہمیاں تہیست
بادشاہ نے قصداً کہا ہاں کیا احوال ہیں؟ — کہ تمہاری بغلیں ہمیانی اور سونے سے خالی ہیں

وَر نہاں کر دید دینار و تسُو — فرّ و شادی در رُخ و رُخسار کُو
اگر تم نے اشرفیاں اور دمڑیاں چھپا رکھی ہیں — تو منہ اور رخسار پر شان اور خوشی کہاں ہے؟

۱؎ لاحول۔ وہ اپنے کام پر لاحول پڑھ رہے تھے۔ غماز۔ ان کو اپنے کاموں کو چھپانا ممکن نہ تھا دیواروں کے سوراخ اور زمین کے گڑھے ان کی چغلی کھا رہے تھے۔ ممکن۔ ان گڑھوں اور سوراخوں کو اس طرح اب بند بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایاز کے سامنے ان حرکتوں کا انکار ممکن ہو لہٰذا وہ سب حیران تھے اور در و دیوار کی گواہی سے ڈر رہے تھے۔

۲؎ عاقبت۔ انجام کار وہ محروم واپس ہوئے اور عورتوں کی طرح سروں پر دوہتر مار رہے تھے۔ باز گشتن۔ وہ لوگ خالی ہاتھ اور شرمندہ اسی طرح تھے جس طرح کفار ہونگے۔ جبکہ انبیاء اور رسولوں کی برأت ظاہر ہو گی اور بد اعمالوں کے چہرے سیاہ اور نیکوکاروں کے سفید ہو جائیں گے۔

۳؎ شاہ۔ شاہ نے قصداً ان سے دریافت کیا کہ تمہاری بغلیں۔ ہمیانی زرو جواہر سے کیوں خالی ہیں اگر تم یہ بھی کہو کہ وہ ہم نے چھپا لئے ہیں تو بھی ان کے آثار چہروں پر ضرور ہونے چاہیں تھے۔

گرچہ اپنہاں بیخِ ہر بیخ آورست
اگرچہ ہر جڑ دار درخت کی جڑ پوشیدہ ہے
برگ سِیمَاھُمْ وُجُوھُمْ اَخضرست
سبز پتے ان کے چہروں پرنشان ہے کا مصداق ہیں

آنچہ خورد آں بیخ از زہر و زقند
جو کچھ زہر اور شکر اس جڑ نے کھایا ہے
نک منادی میکند شاخِ بُلند
اس بلند شاخ پکار رہی ہے

بیخ ۲ اگر بے برگ واز مایہ تہیست
جڑ اگر بغیر پتے کے اور سرمائے سے خالی ہے
بر گہائے سبز پر اشجار چیست
درختوں پر سبز پتے کیسے ہیں ؟

بر زبانِ بیخ گِل مُہرے نہد
جڑ کی زبان پر مٹی مہر لگا دیتی ہے
شاخ دَست و پا گواہی میدہد
شاخ ، ہاتھ پاؤں ہیں جو گواہی دیتے ہیں

آں امیراں جُملہ در عُذر آمدند
ان سب سرداروں نے معذرت کی
ہمچو سَایہ پیشِ مَہ ساجد شدند
سایہ کی طرح چاند کے سامنے سجدہ کرنیوالے بنگئے

عذرِ آں گرمی و لاف و ما و من
اس جوش اور شیخی اور انانیت سے عذر کے لئے
پیشِ شہ رفتند با تیغ و کفن
تلوار اور کفن لے کر شاہ کے سامنے گئے

از ۳ خجالت جملہ انگشتاں گزاں
شرمندگی سے انگلیاں کاٹتے ہوئے
ہر یکے میگفت کے شاہِ جہاں
ہر ایک کہہ رہا تھا کہ اے شاہ جہاں !

گر بریزی خوں حلالستت حلال
اگر تو خون بہائے تیرے لئے حلال ہی حلال ہے
ور بہ بخشی ہَست انعام و نواں
اگر تو معاف کر دے انعام اور عطا ہے

کردہ ایم آنہا کہ از ماہی سَزید
ہم نے وہ کیا جو ہمارے لائق تھا
تاچہ فرمائی تو اے شاہِ مجید
اے بزرگ بادشاہ ! اب آپ کیا فرماتے ہیں ؟

گر بہ بخشی جُرمِ ما اے دلفروز
اے دل کو روشن کرنیوالے ! اگر تو ہمارا جرم بخشدے
شب شبیہا کردہ باشد روز روز
(تو ایسا ہوگا) کہ رات نے رات پن کیا دن نے دن پن

گر بہ بخشی یافت نومیدی گشاد
اگر تو بخش دیگا تو مایوسی نے کشادگی حاصل کی
ورَنہ صَد چوں ما فدائے شاہ باد
ورنہ ہم جیسے سینکڑوں بادشاہ پر قربان ہیں

گفت شہ نے ایں نواز وایں گداز
بادشاہ نے کہا نہیں یہ نوازش اور یہ سزا
من نخواہم کرد ہَست آنِ ایاز
میں نہ کروں گا یہ ایاز کی ملکیت ہے

۱ گرچہ۔ جڑ زمین میں چھپی ہوئی ہوتی ہے لیکن اس کے آثار پتوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ برگ۔ چھپے ہوئے اعمال کے اثرات نیکوں کے چہروں پر ظاہر ہوں گے قرآن پاک میں ہے سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدَ یعنی سجدوں کے آثار انکے چہروں سے نمایاں ہیں۔ آنچہ۔ پتوں سے جڑ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

۲ بیخ۔ جڑ میں اگر زندگی نہ ہوتو درخت پر سبز پتے نہیں آسکتے ہیں۔ برزبان۔ مٹی نے جڑ کے منہ پر مہر لگا دی ہے لیکن اس کی شاخیں جو اس کے ہاتھ پاؤں ہیں گواہی دے رہے ہیں۔ عذر۔ مجرم کے لئے قاعدہ تھا کہ تیغ وکفن لے کر بادشاہ کے سامنے جاتا تھا۔ اور اس طور پر سزا پر اپنی آمادگی ظاہر کرتا تھا۔

۳ ازخجالت۔ ہر شخص شرمندگی سے انگلیاں کاٹ رہا تھا۔ اور بادشاہ سے کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں قتل کر دیا جائے تو ہم اسی کے قابل ہیں اگر آپ معاف کر دیں تو آپ کا کرم ہے۔ شب شبیہا۔ رات اپنا کام کرتی ہے اور دن اپنا ہمارے تاریک کارنامے ہیں اور آپ کی معافی پرنور ہے گر بہ بخشی۔ اگر آپ معاف کر دیں گے تو ہماری مایوسی امید سے بدل جائے گی۔ ورنہ ہماری جان آپ پر قربان ہے۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا اس معاملہ میں سزا عطا میرا کام نہیں ہے ایاز کا کام ہے۔

حوالہ ا کردنِ بادشاہ قبولِ توبہ نمّاماں و حُجرہ گشایاں و سزا
بادشاہ کا چغلخوروں اور حجرہ کھولنے والوں کی توبہ کو قبول کرنا اور سزا

دادن و ادب کردنِ ایشاں با لیاز کہ یعنی ایں جنایت بر
دینا اور ان کو تنبیہ کرنا، لیاز کے سپرد کرنا کیوں کہ یہ زیادتی

عرضِ اُو رفتہ است عذر را او پذیرد
اس کی آبرو پر ہوئی تو اس کا عذر وہ قبول کرلے

ایں جنایت برتن و عرض ویست — زخم بر رگہائے آں نیکو پےست
یہ ظلم اس پر اور اس کی آبرو پر ہوا ہے — زخم اس نیک خصلت کی رگوں پر لگا ہے

گرچہ نفسِ واحدیم از روئے جاں — ظاہراً دوریم ازیں سُود و زیان
اگرچہ جان کے اعتبار سے ہم ایک ذات ہیں — اس نفع اور نقصان کے اعتبار سے بظاہر ہم دور ہیں

تہمتے بر بندہ شہ را عار نیست — جُرم ۲ مزید حلم و استظہار نیست
غلام پر تہمت شاہ کی ذلت نہیں ہے — مزید حلم اور بھروسہ کے سوا کچھ نہیں ہے

متہم را شاہ چوں قاروں کند — بیگنہ را تو نظر کن چوں کند
جبکہ شاہ تہمت کردہ کو قارون بنا دیتا ہے — تو غور کر بے قصور کو وہ کیا بنائے گا؟

شاہ را غافل مداں از کارِ کس — مانعِ اظہار آں حلم ست و بس
شاہ کو کسی کے کام سے غافل نہ سمجھ — اس کے ظاہر کرنے کے لئے فقط حلم مانع ہے

مَن ذَا یَشفَع بہ پیشِ علمِ او — لا اُبالی وار اِلّا حلمِ او
اسکے علم کے آگے وہاں کون ہے جو سفارش کر سکے؟ — لاپروائی کے ساتھ سوائے اس کے حلم کے

آں گنہ اوّل ز حلمش میجہد — ورنہ ہیبت آں مجالش کے دہد
خطا پہلے پہل اس کے علم کی بنیاد پر صادر ہوئی ہے — ورنہ خوف اس کو کب گنجائش دیتا؟

خونبہائے ۳ جُرمِ نفسِ قاتلہ — ہست بر حلمش دیت بر عاقلہ
قاتل نفس کے جرم کا خونبہا — اسکی برد باری پر ہے (جیسا کہ) عاقلہ پر دیت

مست و بیخود نفسِ ما زاں حلم بُود — دیو در مستی کلاہ از وے ربُود
ہمارا نفس اس حلم سے مست اور بیخود تھا — مستی میں شیطان اس کی ٹوپی لے بھاگا

گرنہ ساقی حلم بُودے بادہ ریز — دیو با آدمؑ کجا کردے ستیز
اگر حلم کا ساقی شراب چھلکانے والا نہ ہوتا — شیطان آدم سے کب جھگڑتا کرتا؟

ا حوالہ۔ بادشاہ نے لیاز کو بلا کر ان امیروں کو اس کے حوالہ کر دیا۔ ایں جنایت۔ بادشاہ نے کہا تمہارا ظلم و زیادتی لیاز کے جسم اور آبرو پر ہوئی ہے۔ گرچہ اگرچہ لیاز اور میں دو نہیں ہیں لیکن اس معاملہ میں یگانگت نہیں ہے۔ تہمتے اگر بادشاہ کے غلام پر کوئی تہمت لگائے تو بادشاہ ذلیل نہیں ہوتا ہے' لہٰذا اس معاملہ کا تعلق باوجود یگانگت کے لیاز ہی سے ہے۔
۲ جُرم۔ اگر کوئی شاہ کا جُرم بھی کرتا ہے تو وہ اس کے حلم کے بھروسہ پر کرتا ہے۔ شاہ کو جرم کا علم بھی ہوتا ہے تو اپنے حلم کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے۔ مَن ذَا۔ چونکہ بادشاہ کو مجرم کا پورا علم ہوتا ہے تو سفارش صرف اس کے حلم کی چلتی ہے۔ آں گنہ۔ شاہ کے حلم کی وجہ سے خطا کار کو ہمت ہو جاتی ہے ورنہ ہیبت اس کو خطا کرنے کا موقع نہ دے۔
۳ خونبہائے۔ اگر کوئی قتل میں خطا کرتا ہے تو اس کے رشتہ داروں کو دیت دینی پڑتی ہے چونکہ قاتل اپنی رشتہ داروں کے سہارے کی امید پر قتل کرتا ہے۔ اسی طرح خطا کار شاہ کے حلم کے سہارے خطا کرتا ہے تو اس کی خطا کی ذمہ داری بھی شاہ کے حلم پر آتی ہے۔ مست۔ شاہ کے حلم کی مستی خطا کار پر وجب ہو جاتی ہے اس حالت میں شیطان اس کو بے آبرو کر دیتا ہے۔ گرنہ۔ اگر حضرت آدمؑ کو حلم خداوندی پر بھروسہ نہ ہوتا تو شیطان ان کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔

گاه ۱ علمِ آدمؑ ملائک را کہ بود / اُو ستادِ علم و نقادِ نقود

ملائک کے اعتبار سے آدمؑ کے علم کا جو مرتبہ تھا / علم کے استاد اور نقدوں کو پرکھنے والے تھے

چونکہ دَر جنّت شرابِ حِلم خورد / شُد زیک بازیِ شیطاں رُوی زرد

چونکہ انہوں نے جنت میں علم کی شراب پی / شیطان کے ایک داؤں سے شرمندہ ہو گئے

آں بلا ذُرہاۓ تعلیمِ وُدود / زیرک و دانا و چستش کردہ بود

اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی بھلانوں نے / ان کو ذہین اور عقلمند اور چست کر دیا تھا

بازآں افیونِ حلمِ سختِ اُو / دُزد را آورد سوۓ رختِ اُو

پھر اس کے انتہائی علم کی افیون نے / اس کے سامان کی جانب چور کو روانہ کر دیا

عقل آمد سوۓ حلمش مستجیر / ساقیم تو بودہٖ دستم بگیر

عقل اس کے علم کی جانب پناہ پکڑتی ہوئی آئی / میرا ساقی تو تھا میری دستگیری کر

فرمودنِ ۲ شاہ ایاز را کہ اختیار کُن از عفو و مکافات کہ از عدل و لُطف ہرچہ کُنی اینجا صوابست و در ہر یکے را مصلحتہاست کہ دَر ہر عدل ہزار لُطف دَر جست وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیَات آنکس کہ کراہت میدارد قصاص را دریں یک حیاتِ قاتل نظر میکُند و دَر صد ہزار حیات کہ معصوم و محفوف خواہد شدن در حصنِ بیمِ سیاست نمی نگرد

بادشاہ کا ایاز سے فرمانا کہ بدلے اور معاف کرنے میں سے جو بھی پسند کرے اختیار کر کیونکہ انصاف اور مہربانی میں سے جو بھی تو کریگا اس مقام پر درست ہے اور ہر ایک میں مصلحتیں ہیں اسلئے کہ ہر انصاف میں ہزاروں مہربانیاں درج ہیں اور تمہارے لئے بدلہ لینے میں زندگی ہے جو شخص بدلہ لینے کو ناپسند کرتا ہے اس میں قاتل کی ایک زندگی پر نظر کرتا ہے اور وہ ان لاکھوں زندگیوں کو جو سزا کے خوف کے قلعے میں محفوظ اور مامون ہو گی نہیں دیکھتا ہے

کُن میانِ مجرماں حکم اے ایاز / اے ایازِ پاک با صد احتراز

اے ایاز! مجرموں کا فیصلہ کر / سیکڑوں پرہیزگاروں کے ذریعہ پاک، اے ایاز!

گرد ۳ وصد بارت بجوشم دَر عمل / در کفِ جوشت نیابم یک دغل

اگر میں تجھے دو سو بار بھی کام میں جوش دلاؤں / تیرے جوش کے جھاگ میں ایک خرابی بھی نہ پاؤں

---

۱ گاہ۔ آدمؑ کو ملائکہ سے زیادہ علم حاصل تھا لہٰذا شیطان ان کو دھوکہ نہ دے سکتا تھا لیکن چوں کہ آدمؑ نے جنت میں اللہ کے علم کا جام پی لیا تھا تو ان سے خطا سرزد ہو گئی۔ بلاذر۔ بھلانواں اس کو مدبر کر کے کھانا ذہن کے لئے بہت مفید ہے۔ باز آں۔ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حلم کی افیون کھالی جس سے ان پر غفلت طاری ہوگئی۔ عقل۔ پھر اس غلطی سے ان کی عقل نے اللہ کی بردباری سے پناہ پکڑی۔

۲ فرمودن۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا اب تو جو چاہے کر۔ معاف کر دے یا بدلہ لے لے عدل کر یعنی بدلہ لے لے یا مہربانی کر اور یہ بھی سمجھ لے کہ عدل یعنی بدلہ لینے میں سیکڑوں مہربانیاں پوشیدہ ہیں اس لئے کہ قصاص کے ڈر سے جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں اسی لئے قرآن نے قصاص کو حیات قرار دیا ہے جو شخص معاف کرتا ہے وہ قاتل کی ایک جان کی طرف تو دھیان دیتا ہے لیکن ان جانوں کی طرف نظر نہیں کرتا ہے جو قصاص کے ڈر سے محفوظ رہتی ہیں۔

۳ گردوصد۔ انسان جوش میں راہ اعتدال چھوڑ بیٹھتا ہے لیکن ایاز سے یہ ممکن نہیں ہے۔

ز امتحاں ۱ شرمندہ خلقے بے شمار
آزمائش سے بے شمار مخلوق شرمندہ ہوئی ہے
ز امتحانہا جملہ از تو شرمسار
آزمائشوں کی وجہ سے سب تجھ سے شرمندہ ہیں

بحرِ بے قعر ست تنہا علم نیست
صرف علم ہی نہیں ہے، بلکہ اتھاہ سمندر ہے
کوہ وصد کوہ است ایں خود حلم نیست
یہ حلم ہی نہیں ہے، پہاڑ اور سینکڑوں پہاڑ ہے

گفت من دانم عطائے تست ایں
اس نے کہا میں جانتا ہوں یہ آپ کی دین ہے
ورنہ من آں چارقم واں پوستیں
ورنہ میں تو وہی چپل اور وہی پوستین ہوں

بہر ایں ۲ پیغمبر ایں را شرح ساخت
اسی لئے پیغمبرؐ نے اس کی شرح کی ہے
ہر کہ خود شناخت یزداں را شناخت
جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچان لیا

چارقت نطفہ است و خونت پوستیں
تیرا چپل نطفہ ہے اور تیرا خون پوستین ہے
باقی اے خواجہ عطائے اوست ایں
اے جناب! باقی یہ اس کی دین ہے

بہر آں دادست تا جوئی دگر
تجھے اسلئے دیا ہے تاکہ تو اور طلب کرے
تو مگو کہ نیستش جز ایں قدر
تو نہ کہہ کہ اس کے پاس اس کے سوا نہیں ہے

زاں نماید چند سیب آں باغباں
باغباں چند سیب اس لئے دکھاتا ہے
تا بدانی دخل و نخلِ بوستاں
تاکہ تو باغ کی آمدنی اور درختوں کو سمجھ سکے

کف ۳ گندم زاں دہد خریدار را
ایک مٹھی گیہوں خریدار کو اس لئے دیتا ہے
تا بداند گندمِ انبار را
تاکہ وہ ڈھیر کے گیہوں کو سمجھ جائے

نکتہ زاں شرح گوید اُستاد
استاد اس شرح میں سے ایک نکتہ بیان کر دیتا ہے
تا شناسی علم اُورا مستزاد
تاکہ تو اس کے علم کو مزید سمجھ جائے

ور بگوئی خود ہمینش بود و بس
اگر تو کہے کہ اس کے پاس بس یہی تھا
دورت اندازد چناں کز ریش خس
تجھے اس طرح دور پھینک دیگا جسطرح داڑھی سے تنکا

اے ایاز اکنوں بیاؤ داد دہ
اے ایاز! اب آ اور انصاف کر
دادِ نادر در جہاں بنیاد نہ
دنیا میں عجیب انصاف کی بنیاد رکھدے

مجرمانت مستحقِ کشتنند
تیرے مجرم گردن زدنی ہیں
وز طمع بر عفو و حلمت می تنند
اور تیری معافی اور حلم کے لالچ پر قائم ہیں

۱ ز امتحاں۔ غلط بات کا امتحان کر کے بہت سے لوگ شرمندہ ہوئے ہیں اب یہ لوگ بھی اسی طور پر شرمندہ ہیں۔ عمر ایاز صرف دریائے علم ہی نہیں ہے بلکہ وہ علم کا بے تھاہ دریا ہے وہ صرف بردبار ہی نہیں ہے بلکہ بردباری کا پہاڑ در پہاڑ ہے۔ گفت۔ ایاز نے شاہ کی باتوں پر کہا کہ میرا ہر رتبہ آپکی عطا اور دین ہے ورنہ میری حقیقت تو وہی چپل اور پوستین ہے۔

۲ بہر ایں۔ حدیث شریف ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ چارقت۔ جس طرح ایاز کی چپل اور پوستین اس کی ابتداء تھی اور بقیہ عروج شاہی عطیہ تھا اسی طرح انسان کی اصل مرد کا نطفہ اور عورت کے رحم کا خون ہے۔ بہر آں۔ یہ دنیاوی عطا اس لئے کی ہے تاکہ تو انکو دیکھ کر اخروی عطا کا طلبگار بنے۔ زاں۔ دنیاوی عطا آخرت کا نمونہ ہے جس طرح چند سیب باغ کے نمونے کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

۳ کف۔ گیہوں۔ کے ڈھیر کی بانگی دکھا دی جاتی ہے۔ نکتہ۔ استاد ایک معمولی نکتہ بیان کرتا ہے تاکہ شاگرد اس کے علوم کو جان کر ان کا طالب بنے ور۔ اگر شاگرد استاد کے نکتہ کو سن کر یہ کہدے کہ بس استاد کے پاس اس نکتہ کے علاوہ اور کوئی علم نہیں ہے تو استاد اس کو درس سے نکال دیتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا مجرمانت۔ یہ چغلخور قتل کے مستحق ہیں لیکن تیری بردباری اور عفو کے طالب ہیں۔

تا کہ[1] رحمت غالب آید یا غضب — آبِ کوثر غالب آید یا لہب
تا کہ (دیکھیں) کہ رحمت غالب آتی ہے یا غصہ — آبِ کوثر غالب آتا ہے یا لپٹ

از پئے مردمِ رُبائی ہر دو ہست — شاخِ حلم و خشم از عہدِ اَلَست
انسانوں کی کشش کے لئے دونوں ہیں — حلم اور غصہ کی شاخ عہد الست (کے وقت) سے

بہرِ ایں لفظ اَلَست مستبیں — نفی و اثباتست در لفظے قریں
اسی لئے واضح لفظ الست میں — نفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے

زانکہ اِستفہام اِثباتست ایں — لیک دروے لفظِ لَیس شُد دفیں
کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے — لیکن اس میں لیس کا لفظ چھپا ہوا ہے

تَرک کُن تا ماند ایں تقریرِ خام — کاسۂ[2] خاصاں منہ بر خوانِ عام
رہنے دے تاکہ یہ تقریر ناقص رہے — خواص کا پیالہ عوام کے دستر خوان پر نہ رکھ

قہر و لُطفے چوں صَبا و چوں وَبا — آں یکے آہن رُبا ویں کُہر با[3]
قہر اور مہر صبا اور وبا کی طرح ہے — ایک مقناطیس اور یہ کہربا ہے

میکشد حق راستاں را تا رشد — قِسمِ باطل باطِلاں را میکشد
اللہ (تعالیٰ) سچوں کو ہدایت کیجانب کھینچتا ہے — باطل فریق برے لوگوں کو کھینچتا ہے

معدہ حلوائی بُوَد حلوا کَشد — معدہ صفرائی بُوَد سِر کا کَشد
حلوے والا معدہ ہو تو حلوے کو کھینچتا ہے — صفرے والا معدہ ہو تو سرکہ کو کھینچتا ہے

فرشِ سُوزاں سَردی از جالِش بَرد — فرشِ افسردہ حرارت را خورد
گرم فرش بیٹھنے والے کی ٹھنڈک دور کر دیتا ہے — ٹھنڈا فرش گرمی کو کھا جاتا ہے

دوست بینی از تو رحمت می جہد — خصم بینی از تو سَطوت می جہد
تو دوست کو دیکھتا ہے تو تجھ سے رحمت ٹپکتی ہے — تو دشمن کو دیکھتا ہے تو تجھ میں سے دبدبہ ٹپکتا ہے

نور بینی روشنی بیروں جہد — تار بینی یا دُخاں ظلمت دہد
تو نور دیکھتا ہے، تو روشنی باہر آتی ہے — تو آگ یا دھواں دیکھتا ہے تو تاریکی پیدا ہوتی ہے

اعیان ثابت میں جیسی جسکی استعداد ہے اس کے مطابق اس کا میلان ہے۔ معدہ دنیا میں ہر چیز کی کشش اپنی ہم جنس کیطرف ہے معدہ کا یہی حال ہے فرش کا یہی حال ہے دوست اور دشمن کا یہی حال ہے نور و نار کا یہی حال ہے۔

[1] تا کہ۔ اب یہ دیکھنا ہے تو ان پر رحم کرتا ہے یا عتاب نازل کرتا ہے۔ رحم آبِ کوثر اور عتاب لپٹ ہے۔ از پے۔ روزِ ازل سے حلم و غصہ دونوں صفتیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ بہر ایں۔ حلم اور خشم کی صفت کی طرف اشارے کے لئے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی ہے۔ زانکہ۔ اَلَسْتُ میں ہمزہ استفہام انکار کے لئے جو اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ میں داخل ہے جو خود انکار کے معنیٰ میں ہے اور انکار کا انکار اثبات ہوتا ہے لہٰذا اس سے اللہ کی ربوبیت ثابت ہو گئی جس کا مقتضی حلم ہے اور اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے معنیٰ ہیں "میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو ربوبیت کے انکار کا مقتضی غصہ ہے لہٰذا یہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کا جملہ دونوں صفتوں کیطرف اشارہ ہے۔

[2] کاسۂ خاصاں۔ یہ بات کہ ربوبیت کا نہ ہونا وحدانیت محضہ کی بات ہے تو یہ خواص کو سمجھانے کی ہے عوام کے سامنے اس کی تقریر مناسب نہیں ہے۔ قہر و لطفے اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفتیں صبا اور وبا کی طرح ہیں صبا پرورش کرتی ہے، وبا فنا کرتی ہے ان میں سے ایک مقناطیس ہے جو لوہے کو کھینچتا ہے یعنی صفتِ قہر سنگ دلوں کے لئے ہے اور دوسری صفت حلم اور لطف یہ کہربا کیطرح ہے جو نرم قلوب کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ آہن رُبا۔ مقناطیس پتھر کو کھینچتا ہے۔

[3] کہربا۔ وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میکشد۔ دنیا میں حضرت حق دونوں صفتوں کا ظہور ہے اس کا ہادی ہونا راست بازوں کی کشش کرتا ہے۔ اور اس کا مضل ہونا غلط کاروں کی کشش کرتا ہے غرض کر

خصم ۱ او یار و نور و نار و فخر و عار — تخت و دار و بَرد و حار و وَرد و خار
دشمن اور دوست ، نور اور ناز ، فخر اور ذلت — تخت اور سولی ، ٹھنڈا اور گرم ، پھول اور کانٹا

مور و مار و پود و تا روز و زیر و زار — ہر یکے با جنسِ خود بر می شمار
چیونٹی اور سانپ ، تانا اور بانا ، گانا اور رونا — ہر ایک کو اپنی جنس کے ساتھ گن لے

تعجیل فرمودنِ بادشاہ ایاز را کہ زود ایں حُکم را بہ فیصل رساں
بادشاہ کا ایاز کو جلدی کرنے کا حکم دینا کہ جلد اس حکم کا فیصلہ کر دے
و مُنتظِر مدار و الایّامُ بیننا مگو کہ الانتظارُ موتٌ احمرُ و جواب
اور منتظر نہ رکھ اور "ہمارے پاس بہت وقت ہے" نہ کہہ کیونکہ انتظار سرخ موت ہے اور ایاز
گفتنِ ایاز ۲ بادشاہ را و عجز آوردنِ او
کا بادشاہ کو جواب دینا اور اس کا معذرت ظاہر کرنا

اے ایاز ایں کار را زُوتر گذار — زانکہ نوعِ انتقام ست انتظار
اے ایاز ! یہ کام جلد کر لے — کیونکہ انتظار (بھی) ایک قسم کا بدلہ ہے

گفت اے شہ جملگی فرماں تُراست — باوجودِ آفتاب اختر فناست
اس نے کہا اے بادشاہ ! سب حکم آپکا ہی ہے — سورج کے ہوتے ہوئے، ستارہ معدوم ہے

زُہرہ کہ بُود یا عُطارد یا شِہاب — کہ بروں آید بہ پیشِ آفتاب
زہرہ یا عطارد یا شہاب کون ہوتا ہے ؟ — کہ سورج کے سامنے باہر آئے

گرز دلق و پوستیں بگذشتمے — کہ چُنیں تخمِ ملامت کِشتمے
اگر میں گدڑی اور پوستین سے (آگے) بڑھتا — تو ملامت کا ایسا بیج کب بوتا ؟

قُفل کردن بر درِ حجرہ چہ بُود — درمیانِ صد خیالاتِ حسُود
حجرہ کے دروازے پر قفل لگانا کیا تھا ؟ — حاسد کے سینکڑوں خیالات کے درمیان

دَست ۳ در کردہ درونِ آبجو — ہر یکے زیشاں کلوخِ خشک جو
نہر کے پانی میں ہاتھ ڈبوئے ہوئے — ان میں سے ہر ایک خشک ڈھیلا تلاش کرنیوالا ہے

پس کلوخِ خشک در جُو کے بُود — ماہی با آب عاصی کے شوَد
تو نہر میں خشک ڈھیلا کہاں ہوتا ہے ؟ — مچھلی ، پانی کی نافرمان کب ہوتی ہے ؟

بر منِ مسکیں جفا دارند ظن — کہ وفا را شرم می آید ز مَن
مجھ ایسے عاجز پر ناحق بدگمانی کرتے ہیں — کہ وفا کو مجھ سے شرم آتی ہے

---

۱ خصم۔ غرض کہ کائنات میں سے ہر ایک چیز اپنی جنس کی کشش کر رہی ہے۔ تعجیل فرمودن۔ شاہ نے ایاز سے کہا کہ مجرموں کا جلد فیصلہ کر انتظار کی تکلیف موت سے زیادہ ہے مشہور مقولہ ہے اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ وَالْاَیَّام ۔ معاملہ کو ٹالنے کا داعیہ بھی ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ اس کام کے کرنے کا بہت وقت ہے۔ زانکہ۔ مجرم کو انتظار میں رکھنا بھی ایک قسم کی سزا ہے۔

۲ گفت۔ ایاز نے عذر کیا کہ مجرموں کا فیصلہ کرنا شاہ کا کام ہے شاہ کے سامنے میری مثال ایسی ہی ہے جیسی زہرہ اور عطارد اور شہاب ثاقب کی سورج کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ گرز دلق۔ اگر میں اپنی حقیقت چپل اور گدڑی سے زیادہ سمجھتا تو اس چپل اور گدڑی کی حفاظت کر کے اس حالت میں کیوں مبتلا ہوتا کہ دشمن مجھے ملامت کریں اور حاسد طرح طرح خیالات قائم کریں۔

۳ دست در کردہ۔ ان حاسدوں کی حالت تو اس شخص کی سی ہے، جو نہر میں ہاتھ اسلئے ڈالے کہ اسمیں سے خشک ڈھیلا نکال لے۔ پس۔ نہر میں خشک ڈھیلا تلاش کرنا اور مچھلی کو خشک زمین میں تلاش کرنا یکساں ہے۔ بر من۔ ان حاسدوں نے مجھے صاحب جفا سمجھا اور ایسا بے وفا سمجھا جس سے وفا کو شرم آئے۔

گر نبودے ۱ زحمتِ نا محرمے　　چند حرفے از وفا وا گفتمے
اگر نا محرم کی پریشانی نہ ہوتی　　تو میں وفا کے بارے میں چند باتیں کہتا

چوں جہاں نے شبہت واشکال جوست　　حرف میرانیم ما بیروں زپوست
چوں کہ دنیا شبہ اور اشکال کی طلبگار ہے　　ہم چھلکے سے باہر کی گفتگو کرتے ہیں

گر تو خود را بشکنی مغزے شوی　　داستانِ مغزِ نغزے بشنوی
اگر تو اپنے آپ کو شکستہ کریگا، مغز بنجائیگا　　تو عمدہ مغز کی باتیں سنے گا

جوز ۲ را در پوستہا آواز ہاست　　مغز وروغن را خود آوازے کجاست
اخروٹوں کے چھلکوں میں (رہتے ہوئے) آوازیں ہیں　　مغز اور روغن کی خود آواز کہاں ہے

دارد آوازے نہ اندر خوردِ گوش　　ہست آوازش نہاں در گوشِ ہوش
وہ آواز رکھتا ہے لیکن کان کے لائق نہیں ہے　　اس کی آواز ہوش کے کان میں پوشیدہ ہے

گرنہ خوش آوازیِ مغزے بود　　ژغوغِ آوازِ قشری کہ شنود
اگر مغز کی خوش آوازی نہ ہوتی　　چھلکے کا کھڑکا کون سنتا؟

ژغوغِ آں زاں تحمل میکنی　　تا کہ خاموشانہ بر مغزے زنی
اس کی کھٹ کھٹ کو تو اسلئے برداشت کرتا ہے　　تاکہ چپکے سے مغز تک پہنچ جائے

چند گاہے ۳ بے لب و بے گوش شو　　وانگہاں چوں لب حریفِ نوش شو
کچھ مدت تک بغیر ہونٹ اور کان کے بن جا　　پھر ہونٹ کی طرح شہد کا ساتھی بن

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش　　خواجہ یک روز امتحاں کن گنگ باش
تو نے نظم اور نثر اور راز کھل کر بہت کہے　　صاحب! ایک روز آزمالے، گونگا بن جا

چند پختی تلخ و تیز و شور و کز　　ہم یکے بار امتحاں شیریں پز
تو نے کڑوی اور تیز اور کھاری اور کسیلی بہت پکائی　　ایک دن امتحان کے لئے میٹھی (بھی) پکا لے

چند خوردی چرب و شیریں از طعام　　امتحاں کن چند روزے در صیام
تو نے میٹھا اور روغنی بہت کھانا کھایا　　چند دن روزے میں آزمالے

چند شبہا خواب را گشتی اسیر　　یک شبے بیدار شو دولت بگیر
تو بہت سی راتوں میں نیند کا قیدی بنا　　ایک رات بیدار رہ، دولت حاصل کر لے

---

۱ گر نبودے۔ مولانا فرماتے ہیں سننے والے اہل نہیں ہیں ورنہ میں وفا کے مضمون کو واضح کر کے بیان کرتا۔ چون جہانے۔ چونکہ عوام حقائق کے بیان میں شبہے اور اشکالات پیش کرنے لگے ہیں۔ اس لئے ان کو وہ سمجھانا مشکل ہے لہٰذا ہم معمولی باتیں ان کو سنا دیتے ہیں۔ گر تو۔ اگر تم مجاہدوں کے ذریعہ اپنے جسم کے چھلکے کو توڑ دو گے تو مغز بن جاؤ گے پھر مغز کی بات سمجھ لو گے۔

۲ جوز۔ جب تک اخروٹ کی گری چھلکے میں ہے تو وہ بجتا ہے جب چھلکا ٹوٹ جائے تو پھر وہ کھڑ کھڑاہٹ ختم ہو جاتی ہے۔ دارد۔ مغز میں بھی آواز ہے لیکن جسم کے کان سے سننے کی نہیں ہے وہ عقل کے کان سے سننے کی ہے گرنہ۔ اگر مغز میں آواز نہ ہو تو چھلکے کی آواز کو سننا کون پسند کرے۔ ژغوغ۔ چھلکے کی آواز اس لئے برداشت کی جاتی ہے کہ مغز تک رسائی ہو جائے۔

۳ چند گاہے۔ انسان مجاہدوں سے لب و گوش بن جائے تب اس کا لب اسرار کا شہد چکھتا ہے۔ چند گفتی۔ انسان ہر وقت بولتا ہے کبھی نظم کہتا ہے کبھی نثر، کسی دن آزمائشی طور پر وہ خاموش بھی ہو کر دیکھے تو خاموشی کے فوائد سامنے آئیں گے چند پختی۔ روز مرہ کی عادت کے خلاف کچھ مجاہدہ کر لذیذ کھانے بہت کھائے ہیں کچھ دن روزے رکھ کر دیکھ راتوں کو خوب سویا ہے کبھی بیداری کی دولت بھی حاصل کر

روزہا بُردی بسر در ہزل وجد — روز کے دو جہد را شو مُستعِد
تو نے بہت سے دن سنجیدہ بات اور مذاق میں بسر کئے — دو روز کوشش کے لئے مستعد بن جا

حکایت در تقریر ایں سخن کہ چندیں گاہ گفتگو را آزمودیم مُدّتے صبرِ خاموشی نیز بیازمائیم

اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک حکایت کہ اتنے وقت ہم نے گفتگو کو آزمایا، کچھ مدت تک خاموشی کے صبر کو بھی ہم آزماتے ہیں

آں یکے را در قیامت ز انتباہ — در کف آمد نامۂ عصیاں سیاہ
تنبیہ حاصل کرنے کیلئے قیامت میں ایک شخص کے — ہاتھ میں گناہوں کا سیاہ اعمالنامہ آ گیا

سَر سیہ چوں نامہائے تعزیہ — پُر معاصی متنِ نامہ و حاشیہ
تعزیت کے خطوں کی طرح اس کی پیشانی کالی تھی — اعمالنامہ کا متن اور حاشیہ گناہوں سے پر تھا

جُملہ فِسق و معصیت آں یکسری — ہمچو دارُالحرب پُر از کافری
وہ پورا کا پورا فسق اور گناہ تھا — دارالحرب کی طرح کفر سے پُر تھا

آنچناں نامہ پلید و پُر وبال — در یمیں ناید در آید در شمال
ایسا اعمالنامہ ناپاک اور وبال سے بھرا ہوا — دائیں ہاتھ میں نہیں آتا، بائیں ہاتھ میں آتا ہے

خود۲ ہم اینجا نامۂ خود را بہ بیں — دستِ چپ را شاید آں یا در یمیں
اس جگہ خود اپنے اعمالنامہ کو دیکھ لے — وہ بائیں ہاتھ کے لائق ہے یا دائیں کے

موزۂ چپ کفشِ چپ ہم در دکاں — آں چپ دانش پیش از امتحاں
بائیں موزے بائیں جوتے کو بھی دکان میں — تو آزمانے سے پہلے ہی اس کو بایاں سمجھ لیتا ہے

چوں نباشی راست میداں کہ چپی — ہست پیدا نعرۂ شیر و کپی
جب تو دایاں نہیں ہے سمجھ لے بایاں ہے — شیر اور بندر کا نعرہ واضح ہے

آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند — ہر چپے را راست فضلِ اُو کند
وہ جو پھول کو محبوب اور خوشبودار بنا دیتا ہے — اس کی مہربانی بائیں کو دایاں کر دیتی ہے

ہر شمالے۳ را یمینی اُو دہد — بحر را ماءِ مَعینے اُو دہد
وہ ہر بائیں کو دایاں پن دے دیتا ہے — سمندر کو بہتا پانی وہ عنایت کرتا ہے

گر چپی با حضرتِ اُو راست باش — تا بہ بینی دستِ بُردِ لُطفہاش
اگر تو بایاں ہے اس کے دربار میں دایاں بنجا — تاکہ تو اس کی مہربانیوں کا غلبہ دیکھے

---

۱ روزہا۔ عمر کا زیادہ حصہ جد و ہزل میں گذرا ہے اب کچھ مجاہدہ کر کے دیکھ۔ حکایت۔ پہلے اشعار میں خاموشی اور صبر اختیار کرنے کی تلقین تھی۔ اس حکایت میں بھی خاموشی اور صبر کے ساتھ اعمالنامہ پر غور کرنے کی ہدایت ہے۔ تعزیت۔ کسی کے مرنے پر تعزیت کا جو خط لکھا جاتا تھا اس کے اطراف کو سیاہ کر دیا جاتا تھا۔ اب بھی اخبارات میں موت کی خبر کو سیاہ بوڈر کے اندر شائع کیا جاتا ہے۔ دارالحرب۔ وہ ملک جہاں کفر کے احکام جاری ہوں۔ در یمیں۔ دایاں ہاتھ بابرکت ہے اچھا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا آئے گا۔

۲ خود ہم۔ انسان کو صبر و خاموشی سے اپنی اعمالنامہ پر اس دنیا میں غور کر لینا چاہیے۔ موزۂ چپ۔ دکان میں موزہ اور جوتہ دیکھ کر پہننے سے پہلے ہی پہچان لیتے ہو اسی طرح اعمالنامہ کو قبل از وقت پہچان لو۔ ہست۔ جسطرح بندر اور شیر کی آواز جداگانہ ہے اسی طرح اچھے برے اعمالناموں کے آثار بھی جداگانہ ہیں۔ گل۔ اللہ کی قدرت میں ماہیت کو بدل دینا ہے وہ برے کو بھلا بنا سکتا ہے۔

۳ ہر شمالے۔ وہ ہر برائی کو بھلائی میں تبدیل کر دیتا ہے گر چپی۔ اگر انسان اس کے لائق ہے کہ اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں پکڑا جائے اگر وہ اللہ کے دربار سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اللہ کی مہربانیاں اس کو اس قابل بنا دیتی ہیں کہ اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں آئے۔

تو روا داری کہ ایں نامہ مہیں[1] | بگذرد از چپ در آید در یمین
کیا تو مناسب سمجھتا ہے کہ یہ ذلیل اعمالنامہ | بائیں ہاتھ سے گزر کر دائیں میں آئے
ایں چنیں نامہ کہ پُر ظلم و جفاست | کے بُود خود در خور اندر دستِ راست
ایسا اعمالنامہ جو ظلم اور زیادتی سے پُر ہے | دائیں ہاتھ کے مناسب کب ہو گا ؟

قصہ زاہد و زنِ غیورو جفت شُدنِ زاہد با کنیزک با کسے ماند

زاہد اور غیرتمند بیوی اور زاہد کا لونڈی سے ہمبستری کرنا ایسا ہی ہے

کہ سخن[2] گوید کہ حالِ اُو مناسب آں سخن و آں سخن مناسب
کہ کوئی شخص ایسی بات کہے کہ اس کی حالت اس بات کے مناسب اور وہ بات اس کے
دعویٰ اُو نباشد چنانکہ کفرہ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
دعوے کے مناسب نہ ہو جیسا کہ کفار، اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ آسمانوں
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ خدمت بُت سنگیں کردن و جان و
اور زمین کو کس نے پیدا کیا وہ ضرور کہیں گے اللہ نے ، پتھر کے بت کی خدمت کرنا اور جان
زر فدائے اُو نمودن چہ مناسب باشد با جائیکہ داند کہ خالقِ
و مال کو اس پر قربان کرنا کیا مناسب ہو گا اس جان کیلئے جو جانتی ہے کہ
سموات و ارضین آلہیست سمیعے و بصیرے حاضرے
آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا سمیع اور بصیر ، حاضر
مُراقبے مستولئے و غیورے الخ
اور نگہبان غالب اور غیرتمند خدا ہے

زاہدے[3] را بُد یکے زن ہمچو حُور | رشکناک اندر حقِ اُو بس غیُور
ایک زاہد کی بیوی حور جیسی تھی | اس کے بارے میں رشک کرنیوالی اور بہت غیرتمند تھی
زانکہ بُد زن را کنیزے مہوشے | در دلِ زاہد بُد ازوے آتشے
کیونکہ بیوی کی ایک چاند جیسی لونڈی تھی | زاہد کے دل میں اس (کے عشق) کی آگ تھی
زن زغیرت پاسِ شوہر داشتے | با کنیزک خلوتش نگذاشتے
بیوی غیرت کی وجہ سے شوہر کی نگرانی کرتی | اس کو تنہائی میں لونڈی کے پاس نہ چھوڑتی
مُدّتے زن شد مُراقب ہر دورا | تا کہ شاں فرصت نیفتد در خلا
ایک مدت تک بیوی دونوں کی نگران رہی | تاکہ انہیں تنہائی میں موقع نہ ملے

---

[1] مہیں۔ ذلیل۔ قصہ پہلے بتایا تھا کہ ظلم و جفا سے پر اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے قابل نہیں اب بتایا ہے کہ نجاست سے ملوث اعضا نماز کے لائق نہیں ہیں۔

[2] سخن۔ انسان وہ بات کہے جس کی تائید اس کا عمل کر سکے کفار زبان سے خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں عمل یہ ہے کہ بتوں کے سامنے سجدے کرتے ہیں۔

[3] زاہد۔ زاہد سے مراد وہ مدعی ہے جس میں زہد نہ ہو۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے آتشے۔ یعنی وہ زاہد اس لونڈی پر عاشق تھا۔ مراقب۔ نگراں۔ خلا۔ خلوت تنہائی۔

تا در آمد ۱ حکم و تقدیرِ آلہ — عقلِ حارس خیرہ سر گشت و تباہ
یہانتک کہ اللہ کا حکم اور تقدیر آپہنچی — نگہبان (بیوی) کی عقل ناکارہ اور تباہ ہو گئی

حکم و تقدیرش چو آید بیوقوف — عقل کہ بود در قمر افتد خسوف
اطلاع کے بغیر جب اس کا حکم اور تقدیر آتی ہے — عقل کیا چیز ہے؟ چاند میں گرہن آجاتا ہے

بُود در حمّام آں زن ناگہاں — یادش آمد طشت و در خانہ بُد آں
وہ بیوی حمام میں تھی، اچانک — اس کو طشت یاد آیا اور وہ گھر میں تھا

با کنیزک گفت رو ہیں مُرغ وار — طشتِ سیمیں راز خانہ ما بیار
لونڈی سے کہا، خبردار! پرند کی طرح جا — ہمارے گھر سے چاندی کا طشت لے آ

آں ۲ کنیزک زندہ شدُ چوں ایں شنید — کو بخواجہ ایں زماں خواہد رسید
جب اس لونڈی نے یہ سنا اس میں جان پڑ گئی — کہ وہ اسوقت آقا کے پاس پہنچ جائیگی

خواجہ در خانہ ست و خلوت ایں زماں — پس دواں شد سُوی خانہ شادماں
آقا گھر میں ہے اور اس وقت تنہائی ہے — تو خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑی

عشقِ شش سالہ کنیزک را بُد ایں — کہ بیابد خواجہ را خلوت چنیں
لونڈی کی چھ سال سے یہ خواہش تھی — کہ وہ آقا کو ایسی تنہائی میں پا لے

گشت ۳ پرّاں جانبِ خانہ شتافت — خواجہ را در خانہ خوش خلوت بیافت
گھر کی جانب جلد دوڑ پڑی — آقا کو گھر میں اچھی تنہائی میں پایا

ہر دو عاشق را چناں شہوت رُبُود — کاحتیاط و یادِ در بستن نبُود
دونوں عاشقوں کو شہوت نے ایسا غافل کیا — کہ دروازہ کی کنڈی لگانا اور احتیاط یاد نہ رہی

ہر دو باہم در خزید ند از نشاطِ — جاں بجاں پیوست آندم ز اختلاط
خوشی سے دونوں ایک دوسرے میں گھس گئے — اس وقت وصل سے جان جان سے پیوستہ ہو گئی

یاد آمد در زماں زن را کہ مَن — چوں فرستادم وُ را سوئے وطن
اس وقت بیوی کو یاد آیا کہ میں نے — اس کو وطن کی جانب کیوں بھیجا؟

پنبہ در آتش نہادم من بخویش — اندر افگندم قچ نر رابہ میش
میں نے خود روئی کو آگ میں رکھ دیا — میں نے نر مینڈھے کو بھیڑ پر ڈالدیا

گِل فرو شُست از سر و بیجاں دوید — در پے اُو رفت و چادر می کشید
سر سے مٹی دھوئی اور بد حال ہو کر دوڑی — اس کے پیچھے روانہ ہوئی اور چادر گھسیٹتی تھی

---

۱ تا در آمد۔ تقدیر اور حکم خداوندی کے بالمقابل عقل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ حارس۔ نگراں۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ بیوقوف۔ بغیر اطلاع۔ مرغ وار۔ پرند کی طرح۔

۲ آں کنیزک۔ اس لونڈی کو بھی اپنے آقا سے چھ سال سے عشق تھا اور تنہائی کی جویاں تھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس میں جان پڑ گئی اور اس خیال سے کہ آقا سے تنہائی میں مل لے گی گھر کی جانب دوڑ پڑی۔

۳ گشت۔ وہ لونڈی گھر پہنچی تو آقا کو خلوت میں پایا۔ در بستن۔ یعنی دروازے کی کنڈی لگانا۔ نشاط۔ خوشی۔ اختلاط۔ میل جول۔ وطن یعنی گھر۔ پنبہ۔ لونڈی اور آقا کا تنہائی میں ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ روئی میں چنگاری ڈال دینا۔ قچ۔ مینڈھا۔ میش۔ بھیڑ۔ گل۔ یعنی وہ ملتانی مٹی جو بالوں کو صاف کرنے کے لئے اس نے سر پر لگا رکھی تھی۔

آں ازعشقِ جاں دویدواِیں زبیم — عِشق کُو وِبیم کُو فرقِ عظیم
وہ دل کے عشق سے دوڑی اور یہ خوف سے — کہاں عشق اور کہاں خوف بڑا فرق ہے

سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ — سیرِ زاہد ہر مہے یکرو زہ رَاہ
عارف کی سیر، ہر منٹ شاہ کے تخت تک ہے — زاہد کی سیر ہر مہینہ ایک دن کے راستہ پر ہے

گرچہ زاہد را بُوَد روزے شگرف — کے بُوَدیک روز اُوخمسین الف
اگرچہ زاہد کا ایک دن بھی غنیمت ہے — اس کا ایک روز پچاس ہزار سال کا کہاں ہوسکتا ہے

قدرِ۲ ہر روزے زعمرِ مَردِ کار — باشداز سالِ جہاں پنجہ ہزار
کام کے انسان (عارف) کے ہر دن کی مقدار — زمانہ کے سال سے پچاس ہزار (سال) کی ہے

عقلہا زیں سُر بُوَد بیرونِ در — زَہرۂ وھم ار بدرّد گو بَدر
عقلیں اس جانب سے دروازہ کے باہر ہیں — وہم کا پتہ اگر پھٹے تو کہدے پھٹ جا

ترس موئے نیست اندر پیشِ عشق — جُملہ قربانند اندر کیشِ عشق
عشق میں بال برابر (بھی) ڈر نہیں ہے — عشق کے مذہب میں سب قرباں ہیں

عشق وصفِ ایزدست امّا کہ خوف — وصفِ بندہ مُبتلائے فرج و جوف
عشق اللہ کی صفت ہے لیکن خوف — شرمگاہ اور پیٹ میں مبتلا بندے کی صفت ہے

چوں یُحِبُّونَہٗ بخواندی از نبے — با یُحِبُّہُم شو قریں در مَطلبے
جب تو نے قرآن میں یحبونہ پڑھا — مطلب کے بارے میں یحبہم کا ساتھی بن

پس ۳محبّت وصفِ حق داں عشق نیز — خوف نبود وصفِ یزداں اے عزیز
پس محبت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سمجھ عشق کو بھی — اے پیارے! خوف اللہ (تعالیٰ) کی صفت نہیں ہوتی ہے

وصفِ حق کُو وصفِ مُشتِ خاک کُو — وصفِ حادث کُو وصفِ پاک کُو
کجا اللہ (تعالیٰ) کی صفت کجا خاک کی مٹھی کی صفت — کہاں حادث کا وصف کہاں پاک کا وصف

شرحِ عشق ار من بگویم بر دَوام — صَد قیامت بگذرد وآں ناتمام
میں اگر مسلسل عشق کی شرح کروں — سو قیامتیں گذر جائیں اور نا تمام رہے

۱ آں۔ بی بی اور لونڈی کی روش میں بہت فرق تھا، بی بی ڈر سے بھاگ رہی تھی اور لونڈی عشق کی وجہ سے۔ سیر عارف یہی حال عارف اور زاہد کی سیر الی اللہ کا ہے عارف کی سیر عاشقانہ ہے اور زاہد کی سیر جہنم کے ڈر سے۔ گرچہ۔ زمان و مکان کا قبض اور بسط اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے عارف کے لئے تھوڑا سا وقت پھیل کر اس قدر وسیع ہو جاتا ہے۔ کہ وہ بڑے سے بڑا کام اس تھوڑے وقت میں کر گزرتا ہے عارف کا ایک روز پچاس ہزار سال کی برابر بن جاتا ہے اور وہ قرب کے ان مادیات کو جو زاہد پچاس ہزار سال میں طے کرے ایک دن میں طے کر لیتا ہے۔

۲ قدر۔ عارف اپنے ہر دن میں وہ کام کرتا ہے جو زاہد پچاس ہزار سال میں کر پاتا ہے۔ عقلہا۔ یہ زمانہ کے بسط اور قبض کا معاملہ عقل اور وہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ ترس۔ عشق اور خوف کا فرق پھر بیان کیا ہے۔ مبتلائی، انسان شہوت اور بھوک کا غلام ہے لہٰذا اس کی صفت خوف ہے اللہ کی صفت عشق ہے۔ چوں۔ یُحِبُّونَہٗ۔ قرآن پاک میں ہے یُحِبُّہُم وَیُحِبُّونَہٗ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

۳ پس محبت۔ جب محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال سے متصف ہے اور محبت کے کمال کو ہی عشق کہا جاتا ہے لہٰذا عشق اللہ تعالیٰ کی صفت ہوا۔ انسان میں اگر عشق ہے تو وہ اسی صفت خداوندی کا پرتو ہے اصل نہیں ہے۔ وصفِ حق۔ عشق اور خوف میں بہت فرق ہے۔ شرحِ عشق۔ اللہ کی صفت عشق غیر محدود ہے اور قیامت تک کا زمانہ محدود ہے غیر محدود، محدود میں نہیں سما سکتا۔ لہٰذا عشق خداوندی کا بیان قیامت تک بھی ممکن نہیں ہے۔

زانکہ تاریخ قیامت را حدست — حد کجا آنجا کہ وصفِ ایزدست
کیوں کہ قیامت کی تاریخ محدود ہے — اس کی انتہا کہاں، جو خدا کی صفت ہے

عشق ۱؎ را پانصد پرست و ہر پرے — از فرازِ عرش تا تحت الثرے
عشق کے پانچسو پر ہیں اور ہر پر — عرش کی بلندی سے زمین کے نیچے تک ہے

زاہد با ترس می تا زد بپا — عاشقاں پرّاں تراز برق و ہوا
خوف زدہ زاہد پاؤں سے دوڑتا ہے — عاشق بجلی اور ہوا سے زیادہ تیز اڑنے والے ہیں

چہ مجالِ بادیا برق اے پسر — چونکہ اُو در راہِ حق بکُشاد پَر
اے بیٹا! ہوا یا بجلی کی کیا مجال — جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پر کھولے

کے رسند ایں خائفاں در گردِ عشق — کا سمانرا فرش سازد دردِ عشق
یہ ڈرنیوالے عشق کی گرد تک کہاں پہنچ سکتے ہیں — کیونکہ عشق کا درد آسمان کو فرش بنا دیتا ہے

جُز مگر ۲؎ آید عنا یتہائے ضَو — کز جہان و زیں روش آزاد شو
اس کے سوا کہ نور کی عنایتیں آجائیں — کہ دنیا اور اس روش سے آزاد ہو جا

از قشِ خود و زدشِ خود باز رہ — کہ سُوی شہ یافت آں شہباز رہ
اپنے مٹاپے اور اپنی آرائش سے باز رہ — کیونکہ اسی شہباز نے شاہ کی جانب راستہ پایا ہے

ایں قش ودشِ ہست جبر و اختیار — از ورای ایں دو آمد جذبِ یار
یہ مٹاپا اور خود آرائی جبر اور اختیار ہے — دوست کی کشش ان دونوں سے بالا ہے

رسیدن زن بخانہ وجدا شدنِ زاہد از کنیزک و رُسوا شدُن
بیوی کا گھر میں پہنچ جانا اور زاہد کا لونڈی سے علیحدہ ہو جانا اور رسوا ہونا

چوں ۳؎ رسید آں زن بخانہ در کُشاد — بانگِ در در گوشِ ایشاں در فتاد
جب بیوی پہنچی اس نے گھر کا دروازہ کھولا — دروازے کی آواز ان کے کان میں پڑی

آں کنیزک جست آشفتہ زساز — مَرد بَرجَست و در آمد در نماز
وہ لونڈی پریشان حال ساز (و سامان) سے بھاگی — مرد کودا اور نماز میں لگ گیا

زن کنیزک راپژولیدہ بدید — دَرہم و آشفتۂ و دَنگ و مَرید
بیوی نے، لونڈی کو پریشان حال دیکھا — گڑبڑ اور برہم اور حیران اور سرکش

شویٔ خود را دید قائم در نماز — در گماں افتاد زن زاں اہتزاز
اس نے اپنے شوہر کو نماز میں کھڑے دیکھا — اس حرکت سے بیوی شبہ میں پڑ گئی

۱؎ عشق را۔ جس قدر زیادہ پر ہوں گے اسی قدر پرواز زیادہ ہوگی۔ زاہد۔ زاہد کے خوف کی سیر پاؤں کے ذریعہ ہے، عارف کی پرواز پانچسو پروں والے عشق کے ذریعہ ہے۔ چہ مجال۔ ہوا اور بجلی کی پرواز راہِ خدا میں ممکن نہیں ہے۔ کے رسد۔ زاہد جو خائف ہے عشق کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

۲؎ جُز مگر۔ اگر اللہ کا نور زاہد کی دستگیری کرے تو پھر اس کو بھی عاشقانہ سیر حاصل ہو سکتی ہے۔ قش۔ لاغری کے بعد کا مٹاپا۔ دش۔ آرائش قش ودش سے جبر و اختیار مذموم مراد ہے، عشق سے جذب پیدا ہوتا ہے اور جذب جبر و اختیار سے بالا ہے۔

۳؎ چوں رسید۔ بی بی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھولا جس کی آواز آقا اور لونڈی تک پہنچی۔ مرد۔ آقا اپنی حالت چھپانے کے لئے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ شوی۔ بی بی نے لونڈی کو پریشان حال دیکھا ادھر آقا کو نماز میں دیکھا تو بی بی کشمکش میں پڑ گئی اور صحیح صورتِ حال نہ جان سکی۔

شُوِي را بَرداشت دامن ۱ بیخطر	دیده آلوده مَنی خُصیه و ذَکَر
اس نے بے کھٹکے شوہر کا دامن ہٹایا	خصیہ اور شرمگاہ کو منی سے سنا ہوا دیکھا
از ذَکَر باقیِ نُطفه می چکید	ران و زانو گشته آلوده و پلید
شرمگاہ سے باقی نطفہ ٹپک رہا تھا	ران اور زانو آلودہ اور ناپاک ہو گئے تھے
برسَرش زد سیلی و گفت اے مہیں	خُصیۂ مردِ نمازی باشد ایں
اس نے اس کے سر پر دھپ مارا اور بولی اے ذلیل !	نمازی انسان کے خصیے ایسے ہوتے ہیں
لائقِ ذِکر و نمازست ایں ذَکَر	وایں چنیں ران وزہارِ پر قذر
یہ شرمگاہ ذکر (خداوندی) اور نماز کے لائق ہے	اور ایسی گندی ، ران اور شرمگاہ
نامۂ پُر ظلم و فِسق و کفر و کیں	لائق است انصاف دہ اندر یمیں
ظلم اور فسق اور کفر اور کینہ سے بھرا ہوا اعمالنامہ	انصاف کر، دائیں ہاتھ کے لائق ہے
گر بپرسی ۲ گبر را کایں آسماں	آفریدہ کیست ویں خلقِ جہاں
اگر تو کافر سے دریافت کرے ، کہ یہ آسمان	اور یہ جہان کی مخلوق کس کی پیدا کی ہوئی ہے ؟
گوید اُو کیں آفریدہ آں خداست	کافرینش بر خدائیش گواست
وہ کہے گا کہ یہ اس خدا کا پیدا کیا ہوا ہے	جس کی خدائی پر اس کی خلاقی گواہ ہے
کفرو فِسق و اِستمِ بسیارِ اُو	ہَست لائق با چنیں اقرارِ اُو
اس کا کفر اور فسق تھا بھاری ظلم	اس کے ایسے اقرار کے مناسب ہے ؟
ہَست لائق با چنیں اقرارِ راست	آں فضیحتہا وآں کردارِ کاست
ایسے سچے اقرار کے ساتھ کیا مناسب ہے؟	وہ رسوائیاں اور گھٹیا کام
فِعلِ ۳ اُو کردہ دروغ آں قول را	تاشدُ اُو لائق عذاب و ہَول را
اس کے عمل نے اس کی بات کو جھٹلا دیا	یہاں تک کہ وہ عذاب اور ڈر کا مستحق ہو گیا
پَس دروغ آمد زسَر تاپایِ اُو	کہ اگر شَرحش دہم اے وایِ او
وہ سر سے پاؤں تک ایسا جھوٹا ثابت ہوا	کہ میں اس کی شرح کروں تو اس پر افسوس ہے
روزِ محشر ہر نہاں پیدا شوَد	ہم زخود ہر مجرمے رُسوا شود
محشر کے دن ہر چھپی ہوئی چیز ظاہر ہو جائیگی	ہر خطا کار ، خود رسوا ہو جائے گا
دَست و پا بدہد گواہی بابیاں	بَر فسادِ اُو بہ پیشِ مُستعاں
اسکے ہاتھ اور پاؤں وضاحت کیساتھ گواہی دینگے	خدا کے سامنے اس کی خرابی پر

۱ دامن۔ یعنی لنگی کا دامن۔ برسرش۔ بی بی نے آقا کے سر پر دھتر مارا مہین۔ ذلیل۔ نامۂ پُرظلم۔ جس طرح انسان کا نجاستوں سے آلودہ بدن نماز کے لائق نہیں ہے اسی طرح برا اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے لائق نہیں ہے۔

۲ گر بپرسی۔ کافر سے اگر دریافت کیا جائے کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا تو زبان سے یہی کہے گا کہ اللہ نے لیکن کام شرکیہ کرے گا تو یہ اس کے کام اس کے اقرار سے مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

۳ فعلِ او۔ وہ کافر جس کا عمل اس کے قول کو جھٹلا رہا ہے وہ یقیناً عذاب کے لائق ہے۔ روزِ محشر۔ محشر کے دن ہر ڈھکی چھپی بات ظاہر ہو جائے گی خود مجرم کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف تمام باتیں ظاہر کر دیں گے۔

دَست گوید من چنیں دُزدیدہ اَم
ہاتھ کہے گا، میں نے اس طرح چوری کی ہے

لَب بگوید من چنیں بوسیدہ اَم
ہونٹ کہے گا، میں نے اس طرح بوسہ لیا ہے

پایٔ گوید من شدستم تا مُنٰی ۱
پاؤں کہے گا میں مقاصد کی جانب گیا ہوں

فَرج گوید من بکردستم زِنا
شرمگاہ کہے گی میں نے زنا کیا ہے

چشم گوید کردَہ اَم غمزہ حرام
آنکھ کہے گی میں نے حرام اشارہ کیا ہے

گوش گوید چیدہ اَم سُو الکلام
کان کہے گا میں نے بری بات چنی ہے

پس دروغ آمدز سَر تا پایِ خویش
تو وہ سر سے پاؤں تک جھوٹا نکلے گا

کہ دروغش کرد ہم اعضائے خویش
کیونکہ اس کے اعضا نے اس کو جھٹلا دیا

آنچناں کہ در نمازِ با فروغ
جس طرح پُر نور نماز میں

از گواہی خُصیہ شد زرقش دروغ
خصیہ کی گواہی سے اس کا مکر جھوٹ ثابت ہو گیا

پَس چناں کُن فعل کاں خود بیزباں
تو ایسا عمل کر کہ خود بغیر زبان کے

باشد اَشْہد گفتن و عینِ بیاں
اشہد کہنا اور بعینہ بیان ہے

تا ہمہ تَن عضو عضوت اے پسر
اے بیٹا! تاکہ تیرا عضو عضو

گفتہ باشد اَشْہد اندر نفع و ضَر
نفع اور نقصان میں اشہد کہدے

رفتنِ ۲ بندہ پے خواجہ گواست
غلام کا آقا کے پیچھے چلنا گواہ ہے

کہ مَنم محکوم واِیں مُولائے ماست
کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا آقا ہے

گر سیہ کردی تو نامہ عُمرِ خویش
اگر تو نے اپنی زندگی کا اعمالنامہ کالا کر دیا ہے

توبہ کُن ز آنہا کہ کردستی تُو پیش
جو تو نے پہلے کیا ہے اس سے توبہ کر لے

عُمر ۳ گر بگذشت بیخش اِیندم است
اگر عمر گزر گئی ہے، اس کی جڑ ابھی ہے

آبِ توبہ اَش دِہ اگر اُو بے نم ست
اگر وہ خشک ہے، اس کو توبہ کا پانی دیدے

بیخ عُمرت رابدہ آبِ حیات
اپنی عمر کی جڑ میں آب حیات ڈالدے

تا درخت عُمر گردد با ثُبات
تاکہ تیری عمر کا درخت جم جائے

جُملہ ماضیہا ازیں نیکو شوَند
سب گزشتہ اس سے بھلا ہو جائے گا

زہرِ پارینہ ازیں گردد چوقَند
گزشتہ زہر اس سے شکر بن جائے گا

سیّآتت را مُبدَّل کرد حق
اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو تبدیل کر دیا

تا ہمہ طاعت شود آں ما سَبق
تاکہ وہ پہلا سب عبادت بن جائے

۱ مُنٰی۔ آرزوئیں۔ غمزہ۔ اشارہ۔ سُوء الکلام۔ بری بات۔ آنچناں۔ جس طرح زاہد آقا کے اعضاء نے اس کے نماز پڑھنے کو جھٹلا دیا اسی طرح قیامت میں ہر گنہگار کے اعضاء اس کو جھٹلا دیں گے۔ پس۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا فعل خود اس کا اقرار بن جائے۔

۲ رفتن۔ غلام آقا کے پیچھے چلنا غلامی کا اقرار ہے کہ بس۔ اگر انسان گنہگار ہے تو اس کو پیشگی توبہ کر لینی چاہیے۔

۳ عُمر۔ انسان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ آخری عمر میں توبہ بیکار ہے درخت کے پتے اگر جھڑ جائیں اور اس درخت کی جڑ کو پانی دیا جائے تو مفید ہوتا ہے۔ جُملہ ماضیہا۔ اگر نکوکار بن جاتا ہے تو اس کی پہلی خطائیں صرف معاف نہیں بلکہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

خواجہ ۱ بر توبہ نصُوحی خوش بتَن کوششے کُن ہم بجان وہم بتَن
اے خواجہ! نصوح والی توبہ پر عمل کر جان اور جسم سے بھی کوشش کر

شرح ایں توبہ نصُوح از من شنُو بگرویدستی ولے از نو گرو
اس نصوح کی توبہ کی شرح مجھ سے سن لے تو (اس کا) گرویدہ ہے لیکن از سر نو گرویدہ بنجا

حکایت در بیانِ توبہ نصُوح کہ چنانکہ شیراز پستان بیرون آید

نصوح کی توبہ کے بیان میں حکایت کہ جس دودھ پستان سے باہر آجاتا ہے تو پھر

باز دَر پستان نرود آنکہ توبۂ نصُوحی کرد ہرگزاز آں گناہ یاد
پستان میں نہیں جاتا جس شخص نے نصوح والی توبہ کر لی وہ ہر گز گناہ کو رغبت

نکُند بطریقِ رغبت بلکہ ہر دم نفرتش افزوں باشد وآں
کے طور پر یاد نہیں کرتا ہے بلکہ ہر لحہ اس کی نفرت بڑھتی ہے اور وہ نفرت

نفرت دلیلِ آں باشد کہ لذّتِ قبول یافت آں شہوات
اس کی دلیل ہوتی ہے کہ اس نے (توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل کر لی

اوّل بےلذّت واِیں بجائے آں نشست
وہ شہوت اوّل بےلذت بنی اور یہ اس کی جگہ بیٹھ گئی

نبرد ۲ عشق را جُز عشقِ دیگر چرایارے نگیری زو نکوتر
عشق کو دوسرے عشق کے سوا کوئی چیز نہیں کاٹتی ہے تو اس سے بہتر معشوق کیوں نہیں بنا لیتا

وآنکہ دلش باز بداں گناہ رغبت میکُند علامت آنست
اور جس کا دل پھر اس گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اس کو

کہ لذّتِ قبول نیافتہ است و قبول بجائے آں لذّتِ گناہ
(توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل نہیں ہوئی ہے اور قبولیت اس گناہ کی لذت کی جگہ

نہ نشستہ است ۳ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْریٰ نشدہ اَست لذت
نہیں بیٹھی ہے اور وہ اس کو "ہم عنقریب سہولت کیلئے آسانی دیدینگے" (کا مصداق) نہیں بنا ہے

فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْری باقیست بروے پس مہیا گردانیم مر اُو
"پس ہم اس کو تنگی کی سہولت دیدینگے" کی لذت اس کے لئے باقی تو ہم اس کیلئے وہ صفتیں

رابرائے صفتے کہ اُورا بدوزخ بَرد
مہیا کریں گے جو اس کو دوزخ میں لے جائینگی

---

۱ خواجہ۔ قرآن پاک میں ہے تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوحًا یعنی اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ توبہ کرو۔ مولانا نے نصوح کو ایک شخص قرار دیا ہے اس نے جو توبہ کی اس کو توبہ نصوح فرماتے ہیں۔ توبہ نصوح۔ جو شخص نصوح والی توبہ کر لیتا ہے اس سے اس گناہ کا دوبارہ صادر ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ دودھ کا پستان سے باہر آجانے کے بعد پستان میں لوٹنا۔

۲ نبرد۔ یعنی عشق کو عشق ہی کاٹ سکتا ہے اگر کوئی کسی معشوق کا عشق فنا کرنا چاہیے تو دوسرے معشوق سے عشق پیدا کر لے۔ آں نفرت۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد مگر اس گناہ سے نفرت ہوگئی ہے تو یہ توبہ کے قبول ہوجانے کی علامت ہے۔

۳ فَسَنُیَسِّرُہٗ۔ انسان جب نیکی کرتا ہے تو اس کے لئے نیکی کی راہیں کھولدی جاتی ہیں اور جب بدی کرتا ہے تو اس کے لئے بدی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

بُود مردے پیش ازیں نامش نصوح　　بُدز دلاّلی [1] زناں اُورا فتُوح
اب سے پہلے ایک مرد تھا جس کا نام نصوح تھا　　عورتوں کو (حمام میں) ملنے سے اس کی آمدنی تھی

بود رُوئِ اُو چو رخسارِ زناں　　مردیِ خود را ہمیکرد اُو نہاں
اس کا چہرہ عورتوں کے چہرے کی طرح تھا　　اس نے اپنا مردانہ پن چھپا رکھا تھا

اُو بحمّامِ زناں دلاّک بُود　　در دغا وحیلہ بس چالاک بُود
وہ عورتوں کے حمام میں مالش کرنے والا تھا　　دغا بازی اور مکاری میں چالاک تھا

سالہا میکرد دلاّکی و کس　　بو نبرد از حالتِ آں بو الہوس
اس نے سالوں ملنے کا پیشہ کیا اور کوئی　　اس بو الہوس کی حالت سے با خبر نہ ہوا

زانکہ آواز و رُخش زن وار بُود　　لیک شہوت کامل و بیدار بُود
کیونکہ اس کی آواز اور چہرہ زنا نہ تھا　　لیکن شہوت پوری اور بیدار تھی

چادرو سَر بَند پوشید و نِقاب　　مَرد شہوانی و در غرّہ شباب
اس نے چادر اور دوپٹہ اور نقاب پہن لیا تھا　　شہوت والا مرد اور جوانی کے غرور میں تھا

دخترانِ [2] خسرواں رازیں طریق　　خوش ہمی مالیدی شُست آں عشیق
اس طریقہ پر بادشاہوں کی لڑکیوں کو　　وہ عاشق عمدہ طریقہ پر ملتا اور نہلاتا

تو بہا می کرد و پا در می کشید　　نفس کافر توبہ اش رامی درید
وہ بہت توبہ کرتا اور پیچھے ہٹتا　　کافر نفس اس کی توبہ کو توڑ دیتا

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار　　گفت مارا در دُعائے یاد دار
وہ بدکار ایک عارف کے پاس گیا　　کہا ہمیں دعا میں یاد رکھئے

سرِ اُو دانست آں آزاد مَرد　　لیک چوں حلم خدا پیدا نکرد
وہ آزاد مرد اس کا راز جان گیا　　لیکن اس نے خدائی حلم کی طرح ظاہر نہ کیا

بَرلبش [3] قفل ست و در دل رازہا　　لَب خموش و دل پُراز آوازہا
اس کے ہونٹ پر تالا ہے اور دل میں راز ہیں　　ہونٹ خاموش اور دل آوازوں سے پُر ہے

عارفاں کہ جامِ حق نوشیدہ اَند　　رازہا دانستہ و پوشیدہ اند
وہ عارف جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا جام پی لیا ہے　　انہوں نے رازوں کو جانا اور چھپایا ہے

ہَر کرا اسرارِ حق آموختند　　مُہر کردند و دہانش دوختند
جن کو اللہ تعالیٰ کے راز بتائے گئے ہیں　　ان کے منہ پر مہر لگا دی ہے اور لب سی دیئے ہیں

[1] دلاکی۔ یعنی وہ نصوح شخص عورتوں کو نہلا کر روزی کماتا ہے۔ بود۔ اس نصوح کا چہرہ زنانہ تھا اور اس نے اپنی مردانہ قوت کو چھپا رکھا تھا۔ اُو۔ اس نصوح نے اپنے آپ کو عورت ظاہر کر کے زنانہ حمام میں نوکری کر لی تھی۔ بُو الہوس۔ وہ عورتوں کے بدن مل کر مردانہ لذت حاصل کرتا تھا۔ چادر۔ لباس زنانہ پہنتا تھا۔ لیکن اس کی مردانہ شہوت مکمل تھی۔

[2] دختران۔ اس حمام میں شہزادیاں نہانے آتی تھیں۔ توبہا۔ نصوح نے اس کام سے کئی بار توبہ کی لیکن وہ توبہ پر قائم نہ رہا۔ رفت۔ نصوح نے اس عارف سے دعا کی فرمائش کی وہ عارف اس کے گناہ سے واقف تھا۔ لیکن اس نے ظاہر نہ کیا۔

[3] برلبش۔ اولیاء لوگوں کی قلبی کیفیات سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ ہر کرا۔ جو شخص اسرار سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کے منہ پر قفل لگ جاتا ہے۔

سُست خندید وبگفت اے بدنہاد — زانکہ ۱ دانی ایزدت توبہ دہاد
وہ تھوڑا مسکرایا اور کہا اے بد اصل — جو کچھ تجھے معلوم ہے خدا اس سے تجھے توبہ کی توفیق دے

دربیان آنکہ دُعائے عارفِ واصل و درخواستِ اُو از حق

اس کا بیان کہ عارف واصل (بحق) کی اللہ تعالیٰ سے دعا اور درخواست ایسی ہی ہے

ہمچو درخواست حقست از خویشتن کہ کُنتُ لَہٗ سَمعًا وَّ

جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی خود اپنے آپ سے درخواست ، کیونکہ "میں اس کے لئے کان اور

بَصَرًا وَ لِسَانًا وَّیَدًا وقولہ تعالیٰ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ

آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہو جاتا ہوں" (فرمایا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا قول " تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی وآیات واخبار وآثار دریں بسیارست وشرح

نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا" اور آیتیں اور حدیثیں اور صحابہ کے اقوال اس بارے میں

سبب سازیِ حق تا نصوح راگوش گرفتہ بتوبہ آورد

بہت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سبب سازی کی شرح یہانتک کہ نصوح کے اس نے کان پکڑ کر توبہ کرا دی

آں ۲ دعا از ہفت گردوں درگذشت — کار آں مسکیں بآخر خوب گشت
وہ دعا ساتوں آسمانوں کو پار کر گئی — بالآخر اس مسکین کا کام بھلا ہو گیا

کاں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست — فانی ست وگفت اُو گفت خداست
کیونکہ وہ شیخ کی دعا ہر دعا کی طرح نہیں ہے — وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے

چوں خدا از خود سوال و گد کند — پس دُعائے خویش راچوں رد کند
جب خدا اپنے آپ سے سوال کرے اور مانگے — تو وہ اپنی دعا کو کیسے رد کرے گا ؟

یک سبب انگیخت صُنعِ ذوالجلال — کہ رہانیدش زنفرین و وبال
اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ایک سبب پیدا کر دیا — جس نے اس کو نفرت اور وبال سے رہائی دیدی

اندراں ۳ حمام پُر میکرد طشت — گوہرے از دخترِ شہ یاوہ گشت
وہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا — بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی گم ہو گیا

گوہرے از حلقہائے گوشِ اُو — یاوہ گشت و ہر زنے در جُستجو
اس کے کان کے بالے کا موتی — گم ہو گیا اور ہر عورت تلاش کرنے لگی

پس درِ حمام را بستند سخت — تا بجویند اولش در بیخ رخت
پھر انہوں نے مضبوطی سے حمام کا دروازہ بند کیا — تا کہ پہلے اس کو سامان رکھنے کی جگہ میں تلاش کریں

---

۱ زانکہ۔ اس عارف نے کہا نصوح جس گناہ سے تو خود واقف ہے خدا تجھے اس سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔ دربیان۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے پورا قرب حاصل ہوتا ہے تو ان کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود خدا اپنے آپ سے دعا کرے تو اس کے مقبول نہ ہونے کے کوئی معنیٰ نہیں ہیں۔ کنت۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب ایک انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے قربت حاصل کر لیتا ہے۔ تو میں اس انسان کے اعضاء بن جاتا ہوں۔ وما رمیت۔ حضورؐ کے مٹی پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا۔

۲ آں دعا۔ نصوح کے لئے اس عارف کی دعا نے اپنا کام کر دیا۔ فانی ست۔ شیخ اگرچہ فانی ہے۔ لیکن اس کی بات خدا کی بات ہے۔ گد کردن۔ سوال کرنا۔ یک سبب۔ یعنی موتی کا گم ہونا اس کی توبہ کا سبب بنا۔

۳ اندراں۔ نصوح حمام میں کام کر رہا تھا۔ اس دوران میں شہزادی کا ایک موتی گم ہو گیا۔ گوہرے۔ وہ موتی کان کے بالے کا تھا۔ بیخ رخت یعنی حمام میں جس جگہ کپڑے اتار کر رکھتے ہیں۔

رختہا جستند وآں پیدا نشد — دُزدِ گوہر نیز ہم رُسوا نشد
سامانوں میں ڈھونڈا وہ نظر نہ آیا — موتی کا چور بھی رسوا نہ ہوا

پس بجد جُستن گرفتند از گزاف — دَر دہان و گوش واندر ہر شگافِ[۱]
انہوں نے حد سے زیادہ کوشش سے ڈھونڈنا شروع کیا — منہ میں اور کان میں اور ہر شگاف میں

در شِگافِ تحت وفوق و ہر طرف — جُستجو کردند دُرّ از ہر صدف
نیچے اور اوپر کے شگاف میں اور ہر جانب — ہر صدف سے موتی کی انہوں نے جستجو کی

مَرد وزن جویاں شدند از ہر طرف — جُملگاں از بہرِ دُرِّ خوش صدف
مرد اور عورت ہر جانب جویاں ہوئے — سب، اچھے سیپ کے موتی کے لئے

بانگ آمد کہ ہمہ عُریاں شوید — ہر کہ ہستید از عجوز و از نوید
اعلان ہوا کہ سب ننگے ہو جائیں — جو بھی بوڑھی اور جوان ہیں

یک بیک را حاجبہ جُستن گرفت — تا بدید آید گہرُ دانہ شگفت
ایک ایک کرکے دربان عورت نے تلاش کرنا شروع کیا — تاکہ عجیب موتی کا دانہ نظر آجائے

آں[۲] نصوح از تَرس شدُ در خلوتے — رُوئے زرد و لَب کبُود از خشیتے
وہ نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا — خوف سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے تھے

پیشِ چشمِ خویشتن میدید مرگ — سخت می لرزید اُو مانندِ برگ
وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا — وہ پتے کی طرح بہت لرز رہا تھا

گفت یا رب بارہا بر گشتہ اَم — توبہاؤ عہدہا بشکستہ اَم
اس نے کہا اے خدا! میں نے بہت انحراف کیا ہے — توبہ اور عہد توڑے ہیں

کردہ اَم آنہا کہ از مَن می سَزید — تا چُنیں سیلِ سیاہی دَر رسید
میں نے وہ کیا جو میرے لائق تھا — یہاں تک کہ سیاہی کا ایسا بہاؤ آگیا

نوبتِ[۳] جُستن اگر در من رَسد — وہ کہ جانِ من چہ سختیہا کشد
تلاشی کی نوبت اگر مجھ تک پہنچی — ہائے میری جان کیسی سختیاں برداشت کریگی؟

دَر جگر اُفتاد استم صد شرر — در مُناجاتم ببیں بُوئے جگر
میرے جگر میں سینکڑوں چنگاریاں لگی ہیں — میری دعا میں میرے جگر کی بو سونگھ لے

ایں چُنیں اَندوہ کافر را مَباد — دامنِ رحمت گرفتم دَاد دَاد
اس طرح کا غم کافر کو بھی نہ ہو — میں نے رحمت کا دامن تھاما ہے فریاد ہے

---

۱ ہر شِگاف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں تلاشی شروع کردی۔ ہر صَدَف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں موتی ڈھونڈنا شروع کردیا۔ صَدَف۔ سیپ۔ حاجبہ۔ وہ عورت جو حمام کی دربان تھی۔

۲ آں نُصوح۔ نصوح کو یہ ڈر تھا کہ اگر اس کو ننگا کیا گیا تو اس کا راز کھل جائیگا۔ جس کے نتیجہ میں اس کی موت آجائیگی۔ گفت۔ اب اس نے خدا سے گریہ وزاری شروع کردی۔

۳ نوبت۔ نصوح کہہ رہا تھا کہ اگر میری جامہ تلاشی لی گئی تو سخت مصیبت آجائیگی۔ در جگر۔ اس غم کی آگ جگر میں لگی ہے اس کے جلنے کی خوشبو آرہی ہے۔ دامن۔ وہ خدا سے کہہ رہا تھا کہ میں نے تیری رحمت کا دامن تھاما ہے۔

کاشکے[1] مادر نزادے مر مرا — یا مرا شیرے بخور دے در چرا
کاش مجھے ماں نہ جنتی — یا جنگل میں مجھے شیر کھا جاتا

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد — کہ زہر سوراخ مارم میگزد
اے خدا! وہ کر جو تیرے لائق ہے — کیونکہ ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے

جانِ[2] سنگیں دارم و دل آہنیں — ورنہ خوں گشتے دریں رنج و حنیں
میں پتھر کی جان اور لوہے کا دل رکھتا ہوں — ورنہ اس رنج اور گریہ میں خون بن جاتے

وقت تنگ آمد مرا و یک نفس — بادشاہی کن مرا فریاد رس
میرا وقت تنا ہو گیا، تھوڑی دیر کیلئے — شاہی برت، میری فریاد رسی کر

گر مرا ایں بار ستاری کنی — توبہ کردم من زہر نا کردنی
اگر اب کی دفعہ تو میری پردہ پوشی کر لے — میں نے ہر نہ کرنے کے کام سے توبہ کی

توبہ ام بپذیر ایں بارِ دگر — تابہ بندم بہر توبہ صد کمر
اس بار پھر میری توبہ قبول کر لے — تاکہ میں توبہ کے لئے سو کمر کس لوں

من اگر ایں بار تقصیرے کنم — پس دگر مشنو دعا و گفتنم
میں اگر اس دفعہ کوتاہی کروں — پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سننا

ایں ہمی زارید صد قطرہ رواں — کاندر افتادم بجلاّد و عواں
وہ یہ زاری کر رہا تھا اور سینکڑوں آنسو جاری تھے — کہ میں جلاد اور سپاہی کے (ہاتھوں) پھنسا ہوں

تا نمیرد ہیچ افرنگی چنیں — ہیچ ملحدرا[3] مبادا ایں چنیں
کوئی فرنگی بھی اس طرح نہ مرے — کسی بد دین کا بھی ایسا نہ ہو

نوحہا میکرد او بر جانِ خویش — روئے عزرائیل دیدہ پیش پیش
وہ اپنی جان پر نوحے کرتا تھا — سامنے ملک الموت کا چہرہ دیکھ کر

اے خدا واے خدا چنداں بگفت — کاں در و دیوار با او گشت جفت
اے خدا، اے خدا! اتنا کہا — کہ درو دیوار اس کے ساتھی ہو گئے

نوبتِ جُستن رسیدن بنصوح و آواز آمدن کہ ہمہ را جستیم

نصوح کی تلاشی کی نوبت آنا اور آواز آنا کہ ہم نے سب کی تلاشی لے لی

نصوح را بجوئید و بیہوش شدنِ نصوح ازاں ہیبت

نصوح کی تلاشی لو اور اس خوف سے نصوح کا بیہوش ہو جانا اور انتہائی

---

[1] کاشکے۔ وہ نصوح تلاشی کے دوران کہہ رہا تھا کاش میں پیدا نہ ہوتا اور اگر پیدا ہو گیا تھا تو جنگل میں کوئی شیر کھا جاتا۔ چرا۔ چراگاہ۔ کہ۔ یعنی میں چاروں طرف سے مصیبت میں ہوں۔

[2] جانِ سنگیں۔ میں پتھر کا ہوں ورنہ اس پریشانی سے مجھے مر جانا چاہیے تھا۔ ستاری۔ پردہ پوشی۔ نا کردنی۔ یعنی گناہ۔ تقصیر۔ کوتاہی، قصور جلاّد۔ کوڑے مارنے والا سزا دینے والا۔ فرنگی۔ نصرانی۔

[3] ملحد۔ بددین۔ عزرائیل ملک الموت۔ اے خدا اس نے خدا کو اس قدر پکارا کہ درو دیوار گونج اٹھے۔

وگشادہ شدنِ کار بعد از نہایتِ بستگی کَمَا ۱؎ کَانَ یَقُوْلُ

بندش کے بعد معاملہ کا حل ہو جانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فرمایا کرتے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَہٗ مَرَضٌ اَوْھَمٌّ اِشْتَدِّیْ

تھے جب ان کو کوئی مرض یا غم ہوتا تھا "مصیبت تو سخت ہو جا

اَزِمَّتُہ تَنْفَرِجِیْ۔

کھل جائے گی"

درمیانِ یا رب و یا رب بُد اُو — بانگ آمد از میانِ جستجو

وہ یا رب، یا رب میں لگا تھا — تلاشی کے درمیان آواز آئی

جُملہ را جستیم پیش آ اے نصُوح — گشت بیہوش آں زماں پرّید ۲؎ رُوح

ہم نے سب کی تلاشی لے لی، اے نصوح! آگے آ — اس وقت وہ بے ہوش ہو گیا، روح پرواز کر گئی

ہمچو دیوارِ شکستہ در فتاد — ہوش و عقلش رفت شد اُو چوں جماد

وہ شکستہ دیوار کی طرح ڈھے گیا — اسکے ہوش وحواس چلے گئے اور وہ پتھر کی طرح ہو گیا

چونکہ ہوشش رفت از تن آں زماں — سِرّ اُو با حق بہ پیوست از نہاں

جب جسم سے اس کا ہوش روانہ ہو گیا اس وقت — آہستگی سے اس کا باطن حق (تعالیٰ) سے وابستہ ہو گیا

چوں تہی گشت و وجودِ اُو نماند — باز جانش را خدا در پیش خواند

جب وہ خالی ہو گیا اور اس کا وجود نہ رہا — اس کی جان کے باز کو خدا نے سامنے بلا لیا

چوں شکست آں کشتیِ او بیمراد — دَر کنارِ رحمتِ دریا، فتاد

جب بے مرادی میں اس کی کشتی ٹوٹ گئی — دریائے رحمت کے ساحل سے جا لگی

جاں ۳؎ بحق پیوست چوں بیہوش شد — بحرِ رحمت آں زماں دَر جوش شد

جب وہ بیہوش ہوا، جانِ اللہ سے وابستہ ہو گئی — رحمت کا سمندر اس وقت جوش میں آ گیا

چونکہ جانش وارہید از ننگ تن — رفت شاداں پیش اصلِ خویشتن

جب اس کی روح جسم کے عیب سے نجات پا گئی — اپنی اصل کی جانب خوش خوش روانہ ہو گئی

جاں چوں باز و تن مر اُورا کُندہٗ — پایٔ بستہ پَر شکستہ بندہٗ

روح باز کی طرح ہے جسم اس کیلئے کاٹھ ہے — پاؤں بندھا ہوا، پر ٹوٹے ہوئے ایک غلام ہے

چونکہ ہوشش رفت پایش بَر گشاد — می پَرد آں باز سُوئے کیقباد

جب اس کے ہوش چلے گئے پاؤں کھل گیا — وہ باز شاہ کی جانب اڑ رہا ہے

۱؎ کَمَا کَانَ یَقُوْلُ۔ یعنی آنحضورؐ نے فرمایا جب مصیبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت خداوندی متوجہ ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث سنداً کمزور ہے۔ اَزِمَّۃٌ۔ شدت، گرہ، قحط

۲؎ پرید روح۔ روح جسم سے پرواز کر گئی۔ چونکہ اس بیہوشی میں اس کو قربت حق میسر آ گئی۔ چوں شکست۔ اس کی انتہائی مایوسی نے اس کو دریائے رحمت کے ساحل پر پہنچا دیا۔ چونکہ روح جسم سے پاک ہو کر دربارِ خداوندی میں پہنچ گئی۔

۳؎ جان۔ روح جسم میں اسی طرح مقید ہے جس طرح انسان کاٹھ میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ۔ جب جسم بے ہوش ہو جاتا ہے روح پرواز کر کے شاہ کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

چونکہ[1] دریاہای رحمت جوش کرد | سنگہا ہم آبِ حیواں نوش کرد
جب رحمت کے سمندروں نے جوش مارا | پتھروں نے بھی آبِ حیات پی لیا

ذرّہٗ لاغر شگرف و زَفت شُد | فرشِ خاکی اطلس و زَربفت شُد
کمزور ذرہ عجیب اور موٹا ہو گیا | خاکی فرش، اطلس اور زر بفت بن گیا

مُردۂ صد سالہ بیروں شُد زگور | دیوِ ملعوں شُد بخوبی رشکِ حُور
سو سال کا مردہ قبر سے باہر آگیا | ملعون شیطان، حسن میں حور بن گیا

ایں[2] ہمہ رُوئے زمیں سَر سبز شُد | شاخِ خشک اشگوفہ کرد و نغز شُد
یہ سب روئے زمین سر سبز ہو گئی | خشک شاخ نے کلی کھلائی، عمدہ ہو گئی

گرگ با برّہ حریفِ مے شُدہ | نا اُمیداں خوش رگ و خوش پے شدہ
بھیڑیا بکری کے بچے کے ساتھ شراب نوش بنا | مایوس، اچھے رگ پٹھوں کے بن گئے

یافت شدنِ گوہر و حلالی خواستنِ حاجباں کنیز کانِ شاہزادہؒ از نصوح و بر سَر و دستِ اُو بوسہ دادن و عذر خواستن

موتی کا مل جانا اور شہزادی کے دربانوں اور لونڈیوں کا نصوح سے معافی چاہنا اور اس کے سر اور ہاتھ کو چومنا اور عذر خواہی کرنا

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم | شُد پدید آں گم شُدہ دُرِّ یتیم
اچانک آواز آئی خوف ختم ہو گیا | وہ نایاب گم شدہ موتی، مل گیا

بعد آں[3] خوف و ہلاکِ جاں بُدہ | مُژدہا آمد کہ اینک گم شُدہ
اس کے بعد کہ جان کا ڈر اور ہلاکت تھی | خوشخبری آئی کہ یہ گم شدہ (موتی) ہے

حُزن شُد و اندر فَرَج درتا فتیم | مُژدگانی دہ کہ گوہر یا فتیم
غم ختم ہوا اور ہم خوشی میں چمک اٹھے | انعام دے، کیونکہ ہم نے موتی پا لیا ہے

از غریو و نعرہ و دَستک زَدن | پُر شُدہ حمّام قَد زَالَ الحَزَن
شور اور نعرے اور ہتھیلیاں بجانے سے | حمام گونج گیا، رنج زائل ہو گیا

آں نصوحِ رَفتہ باز آمد بخویش | دیدہ چشمش تابشِ صَد روزہ بیش
بیہوش نصوح پھر ہوش میں آ گیا | اس کی آنکھ نے سو روزوں (کے نور) سے زیادہ نور محسوس کیا

می حلالی خواست از وے ہر کسے | بوسہ می دادند بر دستش بسے
ہر شخص اس سے معافی چاہ رہا تھا | اس کے ہاتھ بہت چومتے تھے

---

[1] چونکہ۔ جب دریائے رحمت جوش میں آتا ہے تو جس پر بھی چھینٹا پڑ جاتا ہے اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ذرّہ۔ ابر رحمت سے ذرہ موٹی بن جاتا ہے، وہ بے رونق مٹی سے پھول اور پتیاں اگا دیتا ہے پرانے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ برا بھلا بن جاتا ہے۔

[2] ایں ہمہ۔ خشک زمین سرسبز بن جاتی ہے۔ گرگ۔ بغض و کینہ ختم ہو جاتا ہے بھیڑ اور بھیڑیا مل کر پانی پینے لگتے ہیں۔ حلالی۔ معافی۔ بانگ آمد۔ اب یہ اعلان ہو گیا کہ ڈر اور خوف کا وقت ختم ہو گیا موتی مل گیا ہے۔

[3] بعد آں۔ جب موتی مل گیا تو اس کے مل جانے کی خوشخبری دے دیگی۔ مُژدگانی۔ تمام متعلقین نے شہزادی سے انعام کی درخواست کی۔ از غریو۔ حمام۔ میں خوشی کے نعرے بتا رہے تھے کہ غم دور ہو چکا ہے۔ آں نصوح۔ اب وہ نصوح بیہوشی سے ہوش میں آیا تو اس پر نور کی وہ کیفیت تھی جو سو روزوں کے چلہ کے بعد ہوتی ہے۔ می حلالی خواست یعنی حلالی می خواست۔

بَد گماں ۱ بودیم مارا کُن حلال — لَحمِ تو خوردیم اندر قیل و قال

ہم بدظن ہو گئے تھے، ہمیں معاف کر دیجئے — بات چیت میں ہم نے آپ کا گوشت کھایا

زانکہ ظنِ جملہ بروے بیش بُود — زانکہ در قربت ز جملہ پیش بُود

کیونکہ سب کا اس پر زیادہ گمان تھا — کیونکہ وہ قرب میں سب سے آگے تھا

خاص دلّاکش بُد و محرم نصُوح — بلکہ ہمچوں دو تن و یک گشتہ رُوح

نصوح اس کا خاص حمامی اور محرم تھا — بلکہ دو جسم اور ایک روح بنا ہوا تھا

گوہرار بُردست اُو بُردست و بَس — زُو ملازم تر بخا توں نیست کس

اگر موتی چرایا ہے، تو بس اس نے چرایا ہے — بیگم سے اس سے زیادہ کوئی قریب نہیں ہے

اوّل اُورا خواست جستن در نبرد — بہر حُرمت داشتش تا خیر کرد

معرکہ میں پہلے اس کی تلاشی لینی چاہی — (لیکن) اس کی عزت رکھنے کے لئے تاخیر کی

تا بُود کاں را بینداز د بجا — اندریں مہلت رہاند خویش را

تاکہ ہو سکے کہ وہ اس کو کہیں ڈالدے — اس فرصت میں وہ اپنے آپ کو بچا لے

بس ۲ حلالیہا از و میخواستند — وز برائِ عذر بر میخا ستند

وہ اس سے بہت معافیاں چاہ رہے تھے — عذر خواہی کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے

گفت بُد فضلِ خدائے داد گر — ورنہ زانچہ گفتہ شُد ہستم بتر

اس نے کہا منصف خدا کا کرم تھا — ورنہ جو کچھ کہا گیا میں اس سے بھی برا ہوں

چہ حلالی خواست میباید ز من — کہ منم مجرم تراز اہلِ زمن

مجھ سے کیا معافی چاہی جائے؟ — میں زمانہ کے لوگوں سے زیادہ مجرم ہوں

آنچہ گفتندم ز بَد از صد یکیست — بر من ایں کشف ست اگر کس را شکیست

جو کچھ انہوں نے میری برائی میں کہا ہے ایک فیصد ہے — اگر کسی کو شک ہے تو مجھ پر واضح ہے

کس چہ میداند ز من جُز اند کے — وز ہزاراں جرم و بد فعلی یکے

تھوڑے سے کے علاوہ کوئی میرے بارے میں کیا جانتا ہے؟ — ہزاروں جرم اور بد کاریوں میں سے ایک

من ۳ ہمی آں دانم و ستّارِ من — جُرمہا و زشتیِ کردارِ من

وہ میں جانتا ہوں اور میرا ستار — اپنی خطاؤں اور بد کاری کو

اوّل ابلیسے مرا اُستاد بُود — بعد ازاں ابلیس پیشم باد بود

شروع میں شیطان میرا استاد تھا — اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

۱ بدگماں۔ سب نے نصوح سے کہا ہم نے آپ پر بدگمانی کی تھی ہمیں معاف کر دیجئے۔ لحم۔ غیبت کو گوشت خوری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زانکہ نصوح پر زیادہ بدگمانی اسلئے تھی کہ اسی کو شہزادی سے زیادہ قرب رہتا تھا۔ خاص۔ شہزادی کا جسم ملنے دلنے کیلئے نصوح مخصوص تھا دونوں ایک روح دو جسم بنے ہوئے تھے۔ اول۔ اس بدگمانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ سب سے پہلے نصوح کی جامہ تلاشی لیں لیکن اس کی عزت بچانے کیلئے اس کو موقع دے رہے تھے کہ اگر موتی اس کے پاس ہے تو اس کو کسی جگہ رکھ دے اور الزام سے بچ جائے

۲ بس حلالیہا۔ حمام کے متعلقین کھڑے ہوئے نصوح سے معافیاں مانگ رہے تھے اور نصوح کہہ رہا تھا کہ یہ اللہ کا کرم تھا ورنہ جو کچھ تم لوگوں نے کہا میں اس سے بدتر ہوں میں دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں تم نے جو کچھ کہا وہ تو ایک فیصد ہے اس بارے میں خواہ کسی کو شک ہو لیکن مجھے اپنی برائی کا یقین ہے میری بد اعمالیوں کو میرے سوا اور کون جا سکتا ہے

۳ من ہمی۔ نصوح نے کہا اپنی برائیوں کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے ابتداء شیطان میرا استاد تھا لیکن پھر میں برائی کرنے میں شیطان کا بھی استاد بنگیا، یہ اللہ کا کرم ہے کہ وہ میری پردہ پوشی کر دیتا ہے اور میرے پھٹے ہوئے کو سی دیتا ہے۔

حق بدید آں جملہ و نادیدہ کرد　　تا نگردم در فضیحت روی زرد
اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ دیکھا اور بن دیکھا بنا دیا　　تاکہ میں رسوائی میں زرد رونہ بنوں

تاز رحمت پوستیں دوزیم کرد　　توبۂ شیریں چو جاں روزیم کرد
یہاں تک کہ اس نے رحمت سے میری پردہ پوشی کی　　جان جیسی شیریں توبہ، مجھے عطا کر دی

ہر چہ[1] کردم جملہ نا کردہ گرفت　　طاعتِ نا کردہ را کردہ گرفت
میں نے جو کچھ کیا اس کو نہ کیا ہوا ٹھہرایا　　نہ کی ہوئی عبادت کو، کیا ہوا ٹھہرایا

ہمچو سرو و سوسنم آزاد کرد　　ہمچو بخت و دولتم دل شاد کرد
اس نے مجھے سرو اور سوسن کی طرح آزاد کر دیا　　مجھے نصیبہ اور دولت کی طرح خوش دل کر دیا

نامِ من در نامۂ پاکاں نوشت　　دوزخی بودم بخشیدم بہشت
میرا نام، پاک لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا　　میں دوزخی تھا، مجھے بہشت بخش دی

عفو کرد آں جملگی جرم و گناہ　　شد سپید آں نامہ و روی سیاہ
اس نے وہ سارے جرم اور گناہ معاف کر دیئے　　وہ کالا اعمالنامہ اور چہرہ سفید ہو گیا

آہ کردم[2] چوں رسن شد آہِ من　　گشت آویزاں رسن در چاہِ من
میں نے آہ کی، میری آہ رسی کی طرح ہو گئی　　رسی میرے کنویں میں لٹک گئی

آں رسن بگرفتم و بیروں شدم　　شاد و زفت و فربہ و گلگوں شدم
میں نے وہ رسی پکڑ لی اور باہر نکل آیا　　خوش اور موٹا تازہ اور سرخ ہو گیا

در بنِ چاہے ہمی بودم اسیر　　روز و شب اندر فغان و در نفیر
میں کنویں کی تلی میں قیدی تھا　　دن رات فریاد اور رونے میں تھا

از ہوس در تنگنا بودم زبوں　　در ہمہ عالم نمی گنجم کنوں
ہوس کی وجہ سے میں تنگ کوچہ میں عاجز تھا　　اب میں پورے عالم میں نہیں سماتا ہوں

آفرینہا بر تو بادا اے خدا　　ناگہاں کردی مرا از غم جدا
اے خدا! تجھے آفریں بر آفریں ہے　　تو نے مجھے اچانک غم سے جدا کر دیا

گر سرِ[3] ہر موئے من گردد زباں　　شکر ہائے تو نیاید در بیاں
اگر میرے ہر بال کا میرا زبان بن جائے　　تیرے شکریئے بیان نہیں ہو سکتے ہیں

میزنم نعرہ دریں روضہ و عیون　　خلق را یا لَیتَ قَومِی یَعلَمُون
اس باغیچہ اور چشموں میں میں صدائیں دے رہا ہوں　　لوگوں کو، کاش میری قوم جان لے

[1] ہرچہ۔ یہی نہیں کہ اس نے میرے گناہوں سے قطع نظر کی بلکہ میری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا اب میں تمام دنیاوی علائق سے سرو اور سوسن کی طرح آزاد ہوں۔ نامِ من۔ اب اس نے میرا نام نیکوں میں لکھ لیا ہے اور مجھ دوزخی کو جنتی بنا دیا ہے۔

[2] آہ کردم۔ میں نے اپنی خطا کاری پر آہ کی اس آہ نے رسی کا کام دیا اور گناہوں کے کنویں سے باہر نکل آیا۔ از ہوس۔ دنیا کی حرص و ہوس کی تنگی میں تھا اب میں پورے عالم میں نہیں سما رہا ہوں۔

[3] گر۔ اگر میرا رواں رواں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہے تو ممکن نہیں ہے۔ یا لیت۔ مغفرت کے بعد جنتی کہے گا یَا لَیتَ قَومِی یَعلَمُونَ بِمَا غَفَرَلِی رَبِّی وَجَعَلَنِی مِنَ المُکرَمِینَ۔ یعنی کاش میری قوم اس بات کو جان لے کہ میرے خدا نے میری بخشش کر دی ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں سے بنا دیا ہے۔

باز خواندن ۱ شاہزادی نصُوح را از بہرِ دلّاکی بعد از استحکام
شہزادی کا نصوح کو توبہ کے مستحکم ہو جانے کے بعد مالش کے لئے دوبارہ بلانا

توبہ و بہانہ کردنِ اُو و دفع گفتنِ اُو و عُذر آوردنِ اُو
اور اس کا بہانہ کرنا اور دفع کرنا اور عذر کرنا

بَعد ازاں آمد کسے کز مرحمت ۔ دخترِ سُلطانِ ما میخواندت
اس کے بعد کوئی آیا ، کہ مہربانی سے ۔ ہمارے بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے

دخترِ شاہت ہمی خواند بیا ۔ تاسَرش شوئی کنُوں اے پارسَا
بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے ، آجا ۔ تاکہ اے نیک! تو اس کا سر دھو دے

جُز تو دلّا کے نمی خواہد دلش ۔ کہ بمالد یا بشوید با گِلش
اس کی دلی خواہش تیرے علاوہ کی مالش کرنے کے بارے میں نہیں ہے ۔ کہ جو مالش کرے یا مٹی سے اس کو نہلائے

گفت رَو رَو دستِ من بیکار شُد ۔ ویں نصوحِ تو کنُوں بیمار شُد
اس نے کہا جا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے ۔ تیری یہ نصوح اب بیمار ہو گئی ہے

رَو کسے دیگر بجُو اِشتاب و تفت ۔ کہ مرا واللہ دست از کار رَفت
جلد جلد تیزی سے دوسری کو ڈھونڈ لے ۔ کیونکہ خدا کی قسم ہاتھ بیکار ہے

با دلِ ۲ خود گفت کز حد رفت جُرم ۔ از دلِ من کے رَود آں تَرس و گرم
وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ جرم حد سے گزر گیا ۔ میرے دل سے وہ ڈر اور گرمی کہاں جا سکتی ہے؟

من بمُردم یکرہ و باز آمدم ۔ من چشیدم تلخیِ مَرگ و عدم
میں ایک بار مر چکا ہوں اور پھر واپس آیا ہوں ۔ میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے

توبہٗ کردم حقیقت با خُدا ۔ نشکنم تا جاں شود از تن جُدا
میں نے اللہ سے حقیقی توبہ کی ہے ۔ جب تک جان جسم سے جدا ہو میں نہ توڑوں گا

بعد ازیں محنت کرا بارِ دگر ۔ پا رود سُوئے خطر اِلّا کہ خر
اس مصیبت کے بعد کس کا دوبارہ ۔ گدھے کے علاوہ خطرے کی جانب پاؤں چلیگا؟

حکایت ۳ دربیان آں کسے کہ توبہ کُند و پشیمان شوَد و باز
اس بیان میں حکایت کہ کوئی شخص توبہ کرے اور شرمندہ ہو اور پھر ان

آں پشیمانیہا را فراموش کُند و آز مُودہ را باز آز ماید دَر
شرمندگیوں کو بھلا دے ۔ اور آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمائے اور مستقل

---

۱ باز خواندن۔ اس توبہ کے بعد شہزادی نے پھر نصوح کو بلایا لیکن اس نے معذرت کر دی۔ بعد ازاں۔ ان تمام واقعات کے بعد نصوح کے گھر پیغام آیا کہ شہزادی بلاتی ہے اس کا دل تجھی سے بدن ملوانے کو چاہتا ہے۔ گِلش۔ یعنی تو ہی ملتانی مٹی سے سر دھلائے۔ گفت۔ نصوح نے کہا اب میرے ہاتھ بیکار ہیں اور میں بیمار ہوں۔

۲ بادلِ خود۔ نصوح دل میں کہہ رہا تھا کہ تلاشی کا ڈر میرے دل سے کب نکل سکتا ہے۔ توبہ۔ اب میں نے اس کام سے اپنی توبہ کر لی ہے جو مرتے دم تک نہ ٹوٹیگی۔ بعد۔ ایک دفعہ کی مصیبت سے نجات پا جانے کے بعد احمق ہی اس مصیبت میں پھنسنے کو تیار ہوتا ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک بار مصیبت سے نجات پا جانے کے بعد دوبارہ مصیبت میں پھنسنے کا بہت برا انجام ہوتا ہے۔

خسارتِ اَبد در افتد کہ مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ
ٹوٹے میں مبتلا ہو جائے کیونکہ جس شخص نے آزمائے ہوئے کو آزمایا اس کو ندامت ہوئی

وچوں [1] توبہء اُو را ثباتے و قوّتے و حلاوتے وقبولے و
اور جب اس کی توبہ کا ٹکاؤ اور قوت شیرینی اور قبولیت اور مدد اس کو

مَدد دے بدو نرسد چوں درخت بے بیخ ہر روز زورد تر
حاصل نہ ہو تو وہ بغیر جڑ کے درخت کی طرح ہے جو روزانہ زیادہ زرد اور خشک ہو رہا ہے

وخشک تر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ
ہم اس بات سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں

گازرے [2] بُود و مر اُورا یک خرے — پُشت ریش اِشکم تہی تَن لاغرے
ایک دھوبی تھا جس کا ایک گدھا تھا — زخمی کمر، خالی پیٹ، کمزور جسم

درمیانِ سنگلاخ بے گیاہ — روزتا شب بینوا و بے پناہ
بغیر گھاس کی پتھریلی زمین میں — شب و روز بے سرو سامان اور بے پناہ

بہرِ خور دن غیرِ آب آنجا نبُود — روز و شب بُد خرد راں کور و کبود
وہاں کھانے کیلئے پانی کے سوا نہ تھا — گدھا وہاں دن رات اندھا اور تاریک چشم تھا

آں حوالی نیستان و بیشہ بُود — شیرے بُود آنجا کہ صیدش پیشہ بُود
اطراف میں بنسلی اور جنگل تھا — وہاں ایک شیر تھا جس کا پیشہ شکار کرنا تھا

شیر را باپیلِ نر جنگ اُو فتاد — خستہ شد آں شیر و ماند از اصطیاد
شیر کی نر ہاتھی سے لڑائی ہوئی — وہ شیر زخمی ہو گیا اور شکار کرنے سے عاجز ہو گیا

مُدّتے [3] واماند زاں ضُعف از شکار — بینوا ماندند داز چاشت خوار
ایک عرصہ تک کمزوری کیوجہ سے شکار سے عاجز رہا — درندے ناشتہ سے محروم ہو گئے

زانکہ باقی خوارِ شیر ایشاں بُدند — شیر چوں رنجور شُد تنگ آمدند
کیونکہ وہ شیر کا بچا ہوا کھانے والے تھے — جب شیر بیمار ہو گیا، وہ پریشان ہو گئے

شیر یک روباہ را فرمود رَو — مَر خرے را بہرِ من صیّاد شو
شیر نے ایک لومڑی سے کہا جا — میرے لئے گدھے کی شکاری بن

گر خرے یابی بگردِ مرغزار — رَو فسونش خواں فریبانش بیار
اگر تو جنگل کے اطراف میں گدھا پائے — جا اس پر منتر پڑھ اس کو قریب لے آ

---

[1] چوں۔ اگر توبہ میں ٹکاؤ نہ ہو اور اس کی خوبی اس پر واضح نہ ہو تو توبہ کرنے والے شخص کی مثال بے جڑ کے درخت کی سی ہے جو روزانہ خشک ہوتا جاتا ہے اور اس کے پتے جھڑتے رہتے ہیں۔

[2] گازرے۔ ایک دھوبی کا ایک گدھا تھا جس کی کمر زخمی تھی اور پیٹ خالی رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا تھا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔ کورو۔ کبود۔ یعنی تباہ اور بدحال۔ حوال۔ اطراف۔ نیستاں۔ بنسلی کا جنگل۔ جھاڑی۔ شیر وہ شیر کسی ہاتھی سے لڑ کر زخمی اور لاغر ہو گیا اور جنگلی جانوروں کا شکار کرنے کے قابل نہ رہا۔

[3] مدتے۔ ایک عرصہ سے وہ شکار کرنے کے قابل نہ تھا اور دوسرے درندے جو اس کا بچا کھچا کھاتے تھے وہ بھی بھوکے تھے۔ چاشتخوار۔ ناشتہ۔ شیر۔ شیر نے لومڑی سے کہا کسی گدھے کو پھسلا کر میرے پاس لے آنا۔ مرغزار۔ سبزہ زار۔ فسون۔ منتر۔

یا خرے یا گاوِ بہرِ من بجُو
زاں فسونہائے[۱] کہ میدانی بگو

یا گدھا یا بیل میرے لئے تلاش کر
جو منتر تو جانتی ہے، وہ پڑھ

چوں بیابم قوّتے از لحمِ خر
پس بگیرم بعد ازاں صیدِ دگر

جب میں گدھے کے گوشت سے طاقت پکڑ لونگا
اس کے بعد میں دوسرا شکار کرونگا

اندکے من میخورم باقی شما
من سبب باشم شمارا در نوا

میں تھوڑا سا کھاؤں گا، باقی تم
میں توشہ میں تمہارے لئے سبب بناؤنگا

از فسون و از سخنہائے خوشش
نرم گرداں زود تر اینجا کشش

اس کو منتر اور اچھی باتوں سے
نرم کر، جلد یہاں لے آ

تشبیہ کردنِ قطب کہ عارِف و اصِل ست در اجرائے دادنِ خلق از قوتِ رحمت و مغفرت بر مراتبے کہ حقش الہام داد و تمثیل بشیر کہ اجرے خوارو باقی خوارِ وے اند بر مراتبِ قربِ ایشاں بشیر نہ قربِ مکانی بلکہ از قربِ صفتی وتفاصیلِ ایں بسیارست وَاللّٰہُ الہادی

قطب، عارف و اصل (بحق) کی مخلوق کو رحمت اور مغفرت کی ان مراتب کے اعتبار سے روزی دینے کی تشبیہ بیان کرنا جو اللہ نے اس کو الہام کیا ہے اور شیر سے مثال دینا کیونکہ وہ اس کے روزی خوار اور بچا کھچا کھانے والے ہیں شیر سے نزدیکی کے اعتبار سے مکانی قرب کے اعتبار سے نہیں بلکہ صفاتی قرب کے اعتبار سے اور اس کی بہت تفاصیل ہیں اور خدا ہدایت کرنے والا ہے

قطب[۲] شیر و صید کردن کارِ او
باقیاں ایں خلق باقی خوارِ او

قطب شیر ہے اور شکار کرنا اس کا کام ہے
باقی یہ مخلوق اس کا بچا ہوا کھانے والی ہے

تا توانی در رضائے قطب کوش
تا قوی گردد کند صید و حُوش

تجھ سے جب تک ہو سکے قطب کو راضی رکھنے کی کوشش کر
تاکہ وہ قوی ہو جائے اور وحشی جانوروں کا شکار کر سکے

چوں[۳] برنجد بینوا مانند خلق
کز کفِ عقلست جملہ رزقِ خلق

جب وہ رنجیدہ ہو جائیگا مخلوق بے سروسامان رہ جائیگی
کیونکہ تمام لوگوں کی روزی عقل کے ہاتھوں سے ہے

زانکہ وجد خلق باقی خوردِ اوست
ایں نگہدار ار دلِ تو صید جوست

کیونکہ مخلوق کی روزی اس کا پس خوردہ ہے
اگر تیرا دل شکاری ہے تو اس کا خیال رکھ

---

[۱] فسونہا۔ لومڑی کی چالاکیاں مشہور ہیں۔ لحم۔ گوشت۔ نوا۔ روزی۔ از فسوں۔ یعنی گدھے کو بہکا کر میرے پاس لے آنا۔ تشبیہ۔ جس طرح شیر شکار کرتا ہے اور باقی درندے اس کا بچا ہوا کھا کر پیٹ بھرتے ہیں اسی طرح قطب زمانہ اسرار و معارف الٰہی کا شکار کرتا ہے اور بقیہ اولیاء اس کے ذریعہ اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔

[۲] قطب۔ جو شخص اپنے دور کا قطب ہوتا ہے وہ اسرار و معارف کا براہِ راست استفادہ کرتا ہے اور دوسرے اولیاء اوتاد و نجباء اور نقباء اس کے واسطے سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ تا توانی۔ ہر ولی کا فرض ہے کہ وہ قطب زمانہ کی خوشنودی حاصل کرے اور اس کو خوش رکھے۔

[۳] چوں۔ برنجد اگر قطب رنجیدہ ہو جاتا ہے تو بقیہ لوگ بے سروسامان رہ جاتے ہیں۔ وجد خلق۔ بقیہ لوگوں کی روزی اس کا پس خوردہ ہے۔

اُو چو ۱ عقل و خلق چوں اعضائے تَن ‏ بَستۂ عقل ست تدبیرِ بَدن
وہ عقل کی طرح اور مخلوق جسم کے اعضاء کیطرح ہے ‏ جسم کی تدبیر عقل سے وابستہ ہے

ضُعفِ قطب از تَن بُود از روح نے ‏ ضُعف در کشتی بُود در نوحؑ نے
قطب کی کمزوری جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی ‏ کمزوری کشتی میں ہوتی ہے نہ کہ نوحؑ میں

قطب آں باشد کہ گِردِ خود تَنَد ‏ گردشِ افلاک گردِ اُو بُود
قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے گرد گھومتا ہے ‏ آسمانوں کی گردش اس کے گرد ہوتی ہے

یاریے دہ در مرمّت کشتیش ‏ گر غلامِ خاص و بندہ گشتیش
اس کی کشتی کی مرمت میں مدد کر ‏ اگر تو اس کا خاص غلام اور بندہ ہو گیا ہے

یاریت ۲ دَر تو فزاید نے درُو ‏ گفت حق اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرُ
تیری مدد تجھ میں اضافہ کرے گی نہ کہ اُس میں ‏ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کی مدد کروگے وہ مدد کریگا

ہمچو رُوبہ صَید گیرو کُن فدیش ‏ تا عِوض گیری ہزاراں صَید بیش
لومڑی کی طرح شکار کر اور اس پر قربان ہو جا ‏ تا کہ تو ہزاروں سے زیادہ شکار بدلے میں حاصل کرلے

روبہانہ باشد آں صَید مُرید ‏ مُردہ گیرد صَید کفتارِ مَرید
مرید کا شکار لومڑی کی طرح کا ہوتا ہے ‏ سرکش بجو مردے کا شکار کرتا ہے

مُردہ پیشِ اُو کشی زندہ شوَد ‏ چرک دَر پالیز رویندہ شوَد
تو اس کے سامنے مردہ لیجائے گا وہ زندہ ہو جائے گا ‏ کھاد، فالیز میں اگانے والا بن جاتا ہے

جواب گفتنِ رُوباہ شیر را

لومڑی کا شیر کو جواب دینا

گفت ۳ رُوبہ شیر را خدمت کُنم ‏ حیلہا سازم ز عقلش بر کَنم
لومڑی نے شیر سے کہا میں خدمت بجا لاؤنگی ‏ تدبیریں کروں گی اس کو عقل سے بیگانہ کر دونگی

حیلہ و افسوں گری کارِ من ست ‏ کارِ من دَستاں و از رہ بُردنست
حیلہ اور منتر پڑھنا میرا پیشہ ہے ‏ میرا پیشہ مکر اور دھوکا دینا ہے

از سَرِ کُہ جانبِ جُو میشتافت ‏ یک خرِ مسکینِ لاغر را بیافت
پہاڑ پر سے نہر کی جانب دوڑ رہی تھی ‏ ایک کمزور مسکین گدھے کو پا لیا

---

۱ اُو چو عقلِ۔ قطب اور بقیہ مخلوق کی وہی نسبت ہے جو عقل اور بقیہ اعضاء کی اعضاء عقل کے ذریعہ خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ضُعف۔ قطب پر روحانی ضُعف طاری نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ اشعار میں اس کے جس ضعف کا ذکر ہے وہ محض جسمانی ضعف ہے اس کی روح اور جسم کی وہی نسبت ہے جو حضرت نوحؑ اور کشتی کی تھی۔ یاریے۔ قطب کو جس مدد کی ضرورت ہے وہ اس کی جسمانی مدد ہے

۲ یاریت۔ تو جو کچھ قطب کی بدنی خدمت کریگا وہ تیرے لئے ہی مفید ہے۔ گفت۔ آنحضورؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اس مدد کا فائدہ تمہیں بصورت مدد خداوندی حاصل ہو گا۔ ہمچو گر بہ۔ جس طرح لومڑی شیر کے لئے شکار کرتی ہے اور اس سے خود فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح تم جو بھی قطب کی بدنی خدمت کرو گے خود فائدہ اٹھاؤ گے۔ مرید۔ قطب کا ارادتمند جو کچھ قطب کو دے گا وہ لومڑی کے شکار کی طرح ہو گا کہ خود اس کو مفید پڑیگا۔ مَرید۔ قطب کا منکر بجو ہے جس کی کمائی مردار ہوتی ہے لیکن قطب کے پاس پہنچ کر اس کا مردار پن ہو جاتا ہے جس طرح گوبر کا کھاد فائدہ میں جا پڑتا ہے۔ تو اس کی خاصیت بدل جاتی ہے

۳ گفت رو بہ۔ لومڑی نے شیر سے کہا میں حکم کی تعمیل کروں گی اور اپنی تدبیر سے شکار کو بے وقوف بنا دوں گی۔ دستاں۔ مکر۔ خرِ مسکیں۔ یعنی وہی دھوبی کا گدھا لومڑی اس کے پاس پہنچی اور اس کو گرم جوشی سے سلام کیا۔

پس سلامے گرم کرد و پیش رفت
پیشِ آں سَادہ دِلے درویش رفت
گرم جوشی سے سلام کیا اور سامنے آ گئی
اس سیدھے اور غریب کے سامنے آ گئی

گفت ۱چونی اندریں صحرائے خُشک
درمیانِ سنگلاخ و جائے خُشک
بولی، اس خشک میدان میں آپ کیسے ہیں؟
پتھریلی زمین اور خشک جگہ میں

گفت خَر گر در غمم ور در ارم
قِسمتم حق کرد و من زاں شاکرم
گدھے نے کہا میں خواہ غم میں ہوں یا جنت میں
اللہ نے میرا حصہ بنایا ہے میں اسپر شکر گزار ہوں

شُکر گویم دوست را در خیر و شر
زانکہ ہست اندر قضا از بد بتر
اچھائی اور برائی میں دوست کا شکر ادا کرتا ہوں
کیونکہ حکم خداوندی میں برے سے بھی زیادہ برا ہے

چونکہ قسّام اوست کفر آمد گلہ
صَبر باید صَبر مفتاحُ الصّلہ
جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شکوہ کفر ہے
صبر کرنا چاہیے، صبر عطیہ کی کنجی ہے

باز گفت اَلصَّبر مِفتاحُ الفَرَج
صابراں راکے رَسد جور و حَرَج
پھر اس نے کہا صبر کشادگی کی کنجی ہے
صبر کرنے والوں کو سختی اور تنگی کب آئی ہے؟

راضیم ۲ من قِسمت قسّام را
کہ خداوندست خاص و عام را
میں تقسیم کرنے والے کی تقسیم پر راضی ہوں
کیونکہ وہ خاص و عام کا آقا ہے

بہرہ ور از نعمتِ اُو خاص و عام
میر ساند روزیِ وَحش و ہوام
اس کی نعمت سے، خاص و عام فائدہ اٹھاتے ہیں
وہ وحشی جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کو روزی پہنچاتا ہے

مُرغ و ماہی قِسمتِ خود میخورند
مورو ماراز نعمتِ اُومی چرند
پرند اور مچھلیاں اپنا حصہ کھاتے ہیں
چیونٹیاں اور سانپ اس کی نعمت کھاتے ہیں

خوانِ اُو سَر تا سَرِ عالَم گرفت
بر سَرِ خوانش خلائق در شگفت
اس کے دستر خوان نے پورے عالم کو گھیر لیا ہے
مخلوق اس کے دستر خوان پر تعجب میں ہے

می خورند ۳ ہیچ کم ناید ازاں
کیست بے روزی بگو اندر جہاں
وہ کھا رہے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی
بتا، دنیا میں بے روزی کون ہے؟

باش راضی گر توئی دل زندۂ
کور ساند روزیِ ہر بندۂ
اگر تو زندہ دل ہے، راضی رہ
وہ ہر بندہ کو روزی پہنچاتا ہے

غیرِ حق جملہ عدوّند اُوست دوست
با عدو از دوست شکوہ کے نکوست
اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب دشمن ہیں وہ دوست ہے
دشمن سے دوست کا شکوہ کب بھلا ہے؟

۱ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا آپ اس خشک پتھریلے جنگل میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ گفت۔ خَر۔ گدھے نے کہا یہ خدائی تقسیم ہے جو میرا حصہ ہے میں اس پر راضی ہوں۔ زانکہ۔ انسان کو ہر حالت میں شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے بدتر حالت میں نہیں کیا۔ چونکہ۔ اللہ کی تقسیم پر شکوہ کفر ہے۔ الصبر۔ صبر کرنے سے کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲ راضیم۔ رزق خدا کا تقسیم کردہ ہے جبکہ وہ سب کا مالک ہے تو اس کی تقسیم پر راضی رہنا ضروری ہے۔ ہوام۔ کیڑے مکوڑے۔ مرغ۔ جس قدر جاندار ہیں سب اس کی ہی نعمتوں سے رزق حاصل کر رہے ہیں دنیا کی ساری مخلوق اس کے ہی خوان نعمت سے روزی حاصل کر رہی ہے۔

۳ می خورند۔ ساری مخلوق کو وہ روزی پہنچا رہا ہے کوئی جاندار روزی سے محروم نہیں ہے۔ غیر حق۔ اللہ کے علاوہ سب دشمن ہیں۔ اللہ سب کا دوست ہے تو دوست کا شکوہ دشمن سے کرنا بیوقوفی ہے۔

شکر کُن! ۱؎ تا نایدت از بد بتر | ورنہ مانی ناگہاں در گِل چو خر
شکر ادا کرتا رہ تاکہ تجھے بد سے بدتر نہ ملے | ورنہ تو کیچڑ کے گدھے کی طرح رہ جائے گا

تادہد دو غم نخواہم انگبیں | زانکہ ہر نعمت غمے دارد قریں
جب تک وہ مجھے چھاچ پلائیگا میں شہد نہ مانگونگا | کیونکہ ہر نعمت اپنے ساتھ کوئی غم رکھتی ہے

گنج بے مار و گلِ بے خار نیست | شادی بے غم دریں بازار نیست
خزانہ بغیر سانپ کے اور پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہے | بغیر غم کی خوشی اس بازار میں نہیں ہے

یک حکایت یاد دارم از پدر | در نصیحت گفت روزے کاے پسر
مجھے باوا کی ایک کہانی یاد ہے | اس نے ایک روز نصیحت میں کہا اے بیٹا!

حکایت ۲؎ دیدن خر سقائے بانوائے اسپانِ تازی را در
سقے کے گدھے کا، خاص اصطبل میں سازو سامان کے ساتھ عربی گھوڑوں کو دیکھنے کی
آخرِ خاص و تمنا بردن آں دولت را در موعظۂ آنکہ تمنا
حکایت اور اس دولت کی تمنا کرنا اس نصیحت کے بارے میں کہ
نباید بردن اِلّا بمغفرت و عنایت کہ اگرچہ صد گوں رنج
سوائے مغفرت اور مہربانی کے تمنا نہ کرنی چاہیے خواہ سینکڑوں تکالیف ہوں
بود چوں لذتِ مغفرت بود ہمہ شیریں شود باقی ہر دولتے
جب مغفرت کی لذت حاصل ہو جائیگی وہ (تکالیف) سب شیریں ہو جائینگی بقیہ ہر
کہ آں رانا آزمودہ تمنا میبری باآں رنجے قرین ست
دولت کی بغیر آزمائے تو تمنا کرے تو اس کے ساتھ کوئی تکلیف ہو گی جس کو تو
کہ آں را نمی بینی چنانکہ ۳؎ از ہر دامے دانہ پیدا شود و
نہیں دیکھ رہا ہے، جیسا کہ ہر جال کا دانہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور جال پنہاں ہوتا ہے
فخ پنہاں تو دریں یک دام ماندہ و تمنا میبری
تو اس جال میں رہتے ہوئے تمنا کرتا ہے کاش کہ اس دانے
کہ کاشکے با آں دانہار فتمے پنداری کہ آں دانہا
تک پہنچ جاتا، تو خیال کرتا ہے کہ وہ دانے
بیدام است
بغیر جال کے ہیں

۱؎ شکر کن۔ جس حالت میں بھی جو ہے اس کو شکر گذار ہونا چاہیے۔ کہ اس سے بدتر حالت میں نہیں ہے۔ تا دہد۔ جب تک مجھے معمولی روزی حاصل ہے میں بڑھیا روزی کی خواہش نہ کرونگا۔ کیونکہ ہر بڑھیا نعمت کے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف دہ بات ضرور لگی ہوئی ہے خزانہ کے ساتھ سانپ ہے پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔

۲؎ حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھانا ہے کہ شاہی اصطبل کے گھوڑوں کو اچھی خوراک ملتی تھی تو اس کے ساتھ انہیں جنگ میں تیر بھی کھانے پڑے۔ راموعظہ۔ انسان کو چاہیے کہ وہ مغفرت اور اللہ کی عنایت کا طالب بنے اگر اس کو یہ چیز حاصل ہو جائیگی تو مصائب کی تلخی شیرینی سے بدل جائے گی اگر انسان نہ آزمائی ہوئی نعمت کی تمنا کرے گا تو اس کے ساتھ کی مصیبت سے پریشان ہو جائے گا۔

۳؎ چنانکہ۔ دنیا کی ہر لذت کے ساتھ کوئی مصیبت وابستہ ہے دانہ ہے تو اس کے ساتھ جال بھی ہے انسان دانہ کی تمنا کرتا ہے لیکن وہ جال سے غافل ہوتا ہے۔

بود سقائے مرا اورا یک خرے — گشتہ از محنت دوتا چوں چنبرے
ایک سقہ کا ایک گدھا تھا — مشقت کی وجہ سے حلقہ کی طرح دُہرا ہو گیا تھا

پشتش از بارِ گراں دہ جائے ریش — عاشقِ۱ او جویائے روزِ مرگ خویش
بھاری بوجھ کی وجہ سے اس کی کمر دس جگہ سے زخمی تھی — وہ اپنی موت کے دن کا جویاں اور عاشق تھا

جو کجا از کاہِ خشک او سیر نے — در عقب زخمے و سیخِ آہنے
جو کہاں؟ وہ خشک گھاس سے بھی پیٹ بھرا نہ تھا — پیچھے زخم اور لوہے کی سیخ

میرِ آخر دید اورا رحم کرد — کاشنائے صاحبِ خر بود مرد
اصطبل کے داروغہ نے اس کو دیکھا، رحم کیا — کیونکہ وہ گدھے کے مالک کا شناسا تھا

پس سلامش کرد و پُرسیدش زحال — کز چہ ایں خر گشت دوتا ہمچو دال
اس کو سلام کیا اور اس سے حال پوچھا — کہ یہ گدھا دال کی طرح کیوں دہرا ہو گیا؟

گفت از درویشی و تقصیرِ مَن — کہ نمی یابد جو ایں بستہ دَہن
اس نے کہا میری مفلسی اور کوتاہی سے — کیونکہ اس بے زبان کو جو نہیں ملتے ہیں

گفت بسپارش بمن تو روزِ چند — تاشود در آخُرِ شہ زور مَند
اس نے کہا اس کو چند دن کیلئے میرے سپرد کردے — تاکہ شاہی اصطبل میں طاقتور بن جائے

خَر بدو بسپرد و از زحمت برَست — درمیانِ آخُرِ سُلطانش بَست
اس نے گدھا اس کے سپرد کردیا اور زحمت سے چھوٹ گیا — اس نے اس کو شاہی اصطبل میں باندھ دیا

خرز۲ زہر سو مرکبِ تازی بدید — بانوا و فربہ و خوب و جدید
گدھے نے ہر جانب عربی گھوڑے دیکھے — با سرو سامان اور موٹے اور عمدہ اور نئے

زیرِ پاشاں رُوفتہ و آبے زدہ — کہ بوقت و جو بہنگام آمدہ
انکے پاؤں کی زمین جھاڑ دی ہوئی اور پانی چھڑکی ہوئی — گھاس اور جو بر وقت حاضر

خارش و مالش مراسپاں رابدید — پوز بالا کرد کاے رَبِّ مجید
گھوڑوں کی مالش اور کھریرا دیکھا — اس نے منہ اوپر اٹھایا کہ اے بزرگ پروردگار!

نہ کہ مخلوقِ تو ام گیرم خرم — ازچہ زار و پُشت ریش ولاغرم
کیا میں تیری مخلوق نہیں ہوں مانا کہ میں گدھا ہوں — میں کس وجہ سے عاجز اور زخمی کمر اور لاغر ہوں

شب۳ ز دردِ پُشت واز جوعِ شکم — آرزو مندم بمُردن دَمبدم
رات کو کمر کے درد اور پیٹ کی بھوک سے — لمحہ بہ لمحہ میں مرنے کا آرزو مند ہوں

---

۱ عاشق۔ اس گدھے کو مصیبتوں کی وجہ سے موت کی تمنا تھی۔ جو کجا۔ اس گدھے کو جو تو درکنار خشک گھاس بھی پیٹ بھر نہ ملتی تھی اور ہر وقت لوہے کی سیخ سے پٹتا تھا جس سے اس کی پشت زخمی تھی۔ میر آخر۔ داروغہ اصطبل۔ دال۔ حرف دال مڑی ہوئی شکل کا ہوتا ہے۔ بستہ دہن۔ بے زبان۔ آخرِ شہ۔ شاہی اصطبل۔

۲ خر۔ دھوبی کے گدھے نے شاہی اصطبل میں عربی گھوڑے دیکھے جو بہت عمدہ حالت میں تھے۔ زیرپا۔ اصطبل کی زمین پر چھڑکاؤ ہوتا اور گھاس اور دانہ بروقت سب گھوڑوں کو ملتا۔ خارش۔ ان کے بدن پر کھریرا پھرتا اور مالش ہوتی۔ پوز۔ اس گدھے نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا شروع کردی کہ اللہ میں بھی تیری مخلوق ہوں میں اس قدر مصیبت میں کیوں ہوں۔

۳ شب۔ دن کی پٹائی سے رات بھر درد میں اور بھوک میں گذارتا ہوں اور ہر وقت موت کی تمنا کرتا ہوں یہ عربی گھوڑے کس قدر عیش و عشرت میں ہیں تو نے مجھے مصائب کیلئے کیوں مخصوص کردیا ہے۔

حالِ ایں اَسپاں چُنیں خوش بانَوا — من چہ مخصوصم بتعذیب و بلا
ان گھوڑوں کی ایسے سازوسامان کے ساتھ عمدہ حالت — میں عذاب اور مصیبت کے ساتھ مخصوص کیوں ہوں؟

نا گہاں ۱؎ آوازۂ پیکار شُد — تازیاں را وقتِ زین و کار شُد
اچانک جنگ کا اعلان ہو گیا — عربی گھوڑوں کی زین اور کام کا وقت آ گیا

زخمہائے تیر خوردناز عدو — رفت پیکا نہا در ایشاں سُو بسُو
انہوں نے دشمنوں کے تیروں کے زخم کھائے — جگہ جگہ ان میں تیر گھس گئے

از غزا باز آمد ند آں تازیاں — اَندر آخُر جملہ اُفتادہ سِتاں
وہ عربی گھوڑے جنگ سے لوٹے — اصطبل ہیں، سب چت پڑے ہوئے تھے

پایہا شاں بَستہ مُحکم بانوار — نعلبنداں ایستادہ دَر قطار
نوار سے ان کے پاؤں مضبوط بندھے ہوئے تھے — نعلبند لائن میں کھڑے تھے

می شگافیدند تنہا شاں بہ نیش — تابروں آرند پیکا نہاز ریش
انہوں نے نشتر سے ان کے بدنوں میں چیرا دیا — تاکہ زخم سے تیر باہر نکالیں

چوں ۲؎ خرآں رادید میگفت اے خدا — من بفقر و عافیت دادم رَضا
جب گدھے نے انہیں دیکھا کہہ رہا تھا اے خدا! — میں نے مفلسی اور آرام پر رضا مندی دی

زاں نوا بیزارم و زیں زخم زشت — ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت
میں اس سروسامان سے اور اس برے زخم سے بیزار ہوں — جس نے عافیت چاہی اس نے دنیا چھوڑ دی

جواب گفتن رُوباہ خَررا
لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت رُوبہ جُستنِ رزقِ حلال — فرض باشد از برائے اِمتثال
لومڑی نے کہا، حلال رزق کا تلاش کرنا — حکم بجا لانے کے لئے فرض ہوتا ہے

عالَمِ ۳؎ اسباب ورزقے بے سَبَب — می نیاید پَس مہم باشد طلب
یہ عالَم اسباب ہے اور بغیر سبب کے رزق — حاصل نہیں ہوتا ہے تو طلب کرنا ضروری ہے

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ است اَمر — تانیاید غَصب کردن ہمچو نَمر
"اور اللہ کا فضل طلب کرو" حکم ہے — تاکہ چیتے کی طرح چھیننا نہ پڑے

گفت پیغمبرؐ کہ بَر رزق اے فتیٰ — دَر فروبَست ست و بَردر قفلہا
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اے نوجوان! رزق کا — دروازہ بند ہے اور دروازے پر تالے ہیں

۱؎ نا گہاں۔ کچھ ہی دن بعد جنگ کا اعلان ہوگیا اور ان عربی گھوڑوں پر زین کسے جانے کا موقع آ گیا۔ زخمہ۔ یہ گھوڑے فوج کے ساتھ میدانِ جنگ میں گئے اور وہاں دشمنوں کے نیزوں اور تیروں سے زخمی ہوئے۔ از غزا۔ جنگ سے واپس آ کر۔ یہ گھوڑے اصطبل میں چت کر گئے پایہا۔ نعلبندوں نے ان کے پاؤں نوار سے کسے اور تیر نکالنے کے لئے ان کے بدنوں میں شگاف کرنے شروع کر دیئے۔

۲؎ چوں خر۔ دھوبی کے گدھے نے جب عربی گھوڑوں کی یہ حالت دیکھی تو دعا کرنے لگا کہ میں فقر اور عافیت پر راضی ہوں سازوسامان کے ساتھ یہ زخم خوری مجھے منظور نہیں ہے۔ گفت۔ گدھے کی تقریر سن کر لومڑی نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رزق تلاش کرو لہٰذا حلال رزق کی طلب فرض ہے۔

۳؎ عالَمِ اسباب۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ یہاں بلا تدبیر اور سبب اختیار کئے کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔ وَابْتَغُوا۔ قرآن میں حکم ہے کہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اللہ کا فضل یعنی رزق طلب کرو۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور دروازوں کو مقفل کر دیا ہے انسان کی کوشش اور کمانا ان تالوں کی کنجی ہے۔

جُنبش و آمد شدِ ما وا اِکتساب | ہَست مفتاحے براں قُفل وحجاب
ہماری حرکت اور آنا جانا اور کمانا | اس تالے اور پردے کی کنجی ہے

بے اِکلیدا۱یں در گُشادن راہ نیست | بے طَلَب ناں سُنّتِ اللہ نیست
بغیر کنجی کے اس دروازے کے کھلنے کی راہ نہیں ہے | بغیر جستجو کے روٹی اللہ کی سنت نہیں ہے

گر تو بنشینی بچا ہے اندروں | رزق کے آید بَرت اے ذُوفنوں
اگر تو کنویں میں جا بیٹھے | تیرے پاس رزق کب آئیگا؟ اے صاحب تدابیرا

جواب گفتنِ آں خَر روباہ را
اس گدھے کا لومڑی کا کو جواب دینا

گفت از ضعفِ توکّل باشد آں | ورنہ بد ہد ناں کسے کُو داد جاں
اس نے کہا توکل کی کمزوری سے یہ ہوتا ہے | ورنہ وہ روٹی (بھی) دیتا ہے جس نے جان دی ہے

ہر کہ جُوید بادشاہی و ظفر | کم نیاید لُقمۂ ناں اے پسَر
جو شخص شاہی اور کامیابی چاہتا ہے | اے بیٹا! (پہلے بھی) اس کے لئے روٹی کا لقمہ کم نہیں ہوتا ہے

دام۲ و دَو جملہ شدہ اکّالِ رزق | نے پے کسب اندو نے حمّالِ رزق
چرندے اور درندے سب رزق کھانےوالے ہیں | نہ وہ کمائی کے درپے ہیں نہ رزق کو لانے والے ہیں

جُملہ را رزّاق روزی می دہد | قِسمت ہر یک بہ پیشش می نہد
سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے | ہر ایک کا حصہ اس کے سامنے رکھدیتا ہے

رزق آید پیشِ ہر کہ صَبر جُست | رنج و کوششہا ز بے صبریِ تست
جس نے صبر اختیار کیا رزق اس کے سامنے آجاتا ہے | محنت اور کوششیں تیری بے صبری کیوجہ سے ہیں

جواب گفتن روباہ خررا کہ من راضیم بہ قسمتِ خود
لومڑی کا گدھے کی اس بات کا جواب دینا کہ میں اپنے حصہ پر راضی ہوں

گفت۳ رُوبہ آں توکل نادرست | کم کسے اندر توکل ماہرست
لومڑی نے کہا یہ توکل نایاب ہے | بہت کم ہیں جو توکل میں ماہر ہیں

گِردِ نادر گشتن از نادانی ست | ہر کسے را کے رہِ سُلطانی ست
نایاب کا چکر لگانا نادانی ہے | ہر شخص کو شاہی کرنے کا راستہ کب میسر ہے؟

چوں قناعت را پیمبرؐ گنج گفت | ہر کسے را کے رَسد گنجِ نُہفت
جب کہ قناعت کو پیغمبرؐ نے خزانہ کہا ہے | ہر شخص کو چھپا ہوا خزانہ کب ملتا ہے؟

۱ بے کلید۔ چابی کے بغیر کوئی تالا نہیں کھلتا ہے لہٰذا رزق حاصل کرنے کے لئے کمانا ضروری ہے۔ گرتو۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اگر تو کنویں کے اندر جا کر بیٹھ جائے تو تیرے پاس رزق خود چل کر نہ آئے گا۔ گفت۔ گدھے نے کہا کہ سب کے بغیر رزق کا نہ آنا توکل نہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ اگر خدا پر پورا توکل کیا جائے تو رزق خود آتا ہے۔ ہر کہ۔ دنیا طلبی کے لئے جستجو کرنی پڑتی ہے ورنہ رزق تو خود پہنچتا ہے۔

۲ دام۔ چرنے والے جانور اکال۔ زیادہ کھانے والا رنج۔ چونکہ انسان بے صبر ہے اس لئے رزق کی تلاش میں مارامارا پھرتا ہے۔

۳ گفت روبہ۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اس قدر توکل کہ رزق خود آئے بہت کمیاب ہے۔ ہر کسے۔ توکل کا یہ مرتبہ صرف شاہوں کو حاصل ہے۔ قناعت۔ آنحضورؐ نے قناعت اور صبر کو خزانہ سے تعبیر کیا ہے۔ خزانہ ہر شخص کے ہاتھ نہیں آیا۔

حَذِ خود ا۱ بشناس و بَر بالا مپَر تا نیفتی دَر نشیبِ شور و شَر
اپنا رتبہ پہچان اور اونچا نہ اڑ تاکہ تو شور شر کے گڑھے میں نہ گرے

جَہد کُن واندر طلب سَعیے نُما چوں نداری در توکل صَبر ہا
محنت کر اور طلب میں کوشش کر جبکہ تو توکل میں صبر نہیں کر سکتا ہے

باز جواب گفتنِ خَر روباہ را

گدھے کا دوبارہ لومڑی کا جواب دینا

گفت خَر معکوس میگوئی بِداں شور و شر از طمع آید سوئے جاں
گدھے نے کہا، سمجھ لے تو نے الٹی بات کہہ دی ہے جان کی جانب شور شر لالچ سے آتا ہے

از ۲ قناعت ہیچ کس بے جاں نشدُ از حَریصی ہیچکس سُلطاں نشدُ
قناعت سے کوئی شخص نہیں مرا ہے لالچ کرنے سے کوئی شخص بادشاہ نہیں بنا ہے

ناں زخوکان وَسگاں نبود دریغ کسبِ مَردم نیست ایں باران ومیغ
رزق سوروں اور کتوں سے (بھی) رکا ہوا نہیں ہے بارش اور ابر انسانوں کی کمائی نہیں ہے

آنچنانکہ عاشقی بَر رزق زار ہَست عاشق رزق ہم بر رزق خوار
جس طرح تو رزق کا عاشق زار ہے رزق بھی، رزق کھانے والے کا عاشق ہے

گر تو نشتابی بیاید بَر درت وَر تو بشتابی دہد دردِ سَرت
اگر تو نے دوڑے گا وہ تیرے در پر آئے گا اگر تو دوڑے گا وہ تیرے سر میں درد کر دے گا

در تقریر ۳ معنیِ توکل و حکایتِ آں زاہد کہ توکل را امتحان میکرد

توکل کے معنی کی تقریر اور اس زاہد کا قصہ جو توکل کا امتحان کرتا تھا اور

واز اَسباب منقطع شُد و از شہر بیرون آمد واز شوارع و
اسباب سے جدا ہو گیا تھا اور شہر سے باہر آ گیا تھا اور راستوں اور

رہگذرِ خَلق دُور شد و پَس بُنِ کوہے مہجور دَر غایتِ گرسنگی
لوگوں کی رہگذر سے دور ہو گیا تھا اور بے آباد پہاڑ کی جڑ کے نیچے انتہائی بھوک کی

سَر برسَنگے نہادو با خود گفت توکل کردم بر سَبب سازی و
حالت میں ایک پتھر پر سر رکھے ہوئے تھا اور اپنے آپ سے کہتا تھا کہ (اے خدا) میں نے

رزّاقیِ تو واز اَسباب منقطع شدم تابہ بینم سَببیّت توکل رَا
تیری سبب سازی اور رزاقی پر توکل کیا ہے اور اسباب سے علیحدہ ہو گیا ہوں تاکہ میں توکل کے سبب بنجانے کو دیکھوں

---

۱ حَدِ خود۔ انسانوں کو اپنے رتبہ پر رہنا چاہیے ورنہ مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا جبکہ توکل کا مرتبہ حاصل نہیں ہے تو انسان کو رزق کی تلاش کرنی چاہیے۔ گفت خر۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو الٹی بات کرتی ہے توکل سے نہیں بلکہ لالچ سے روح شور و شر میں مبتلا ہوتی ہے۔

۲ از قناعت۔ قناعت مضر نہیں ہے اور حرص مفید نہیں ہے۔ ناں۔ رزق سوروں اور کتوں کو بغیر کمائے ملتا ہے بارش اور ابر انسانوں کی محنت کے بغیر ہوتی ہے۔ آنچناں۔ جس طرح انسان رزق پر عاشق ہے رزق بھی انسان پر عاشق ہے انسان صبر کرے تو وہ خود دروازے پر آ جاتا ہے۔

۳ در تقریر۔ ای زاہد نے توکل کے سبب رزق ہونے کو آزمایا وہ شہر سے بہت دور ایک پہاڑ کے پیچھے جا بیٹھا شعارع۔ شارع کی جمع ہے راستہ۔ مہجور۔ یکو تنہا۔

آں یکے زاہد شُنید از مُصطفےٰؐ | کہ یقیں ا؎ آید بجاں رزق از خدا
ایک زاہد نے مصطفیٰؐ (کی جانب) سے سنا | کہ جان کو رزق یقیناً پہنچتا ہے

گر بخواہی در نخواہی رزقِ تُو | پیشِ تو آید دواں از عشقِ تو
خواہ تو چاہے، یا نہ چاہے، تیرا رزق | تیرے عشق میں دوڑتا ہوا تیرے سامنے آجاتا ہے

از برائے امتحاں آں مَرد رَفت | در بیاباں نزد کوہے خفت تفت
امتحان کے لئے وہ شخص روانہ ہوا | جنگل میں پہاڑ کے پاس جلد جا سویا

کہ بہ بینم رزق مے آید بمَن | تاقوی گردد مرا در رزق ظَن
کہ میں دیکھتا ہوں رزق میرے پاس آتا ہے؟ | تاکہ رزق کے بارے میں میرا خیال مضبوط ہو جائے

کار وانے راہ گم کردو کشید | سُوئے کوہ آں ممتحَن ۲؎ را خفتہ دید
ایک قافلہ نے راستہ گم کر دیا اور آ گیا | پہاڑ کی جانب اس آزمائش کرنیوالے کو سوتا دیکھا

گفت ایں مَرد ایں طرف چونست عور | در بیاباں از رَہ و از شہر دُور
بولا یہ شخص اس طرف اکیلا کیوں ہے؟ | جنگل میں راستہ اور شہر سے دور

اے عجب مُردہ است یا زندہ کہ اُو | می نترسد ہیچ از گرگ وعدُو
تعجب ہے، یہ مردہ ہے یا زندہ کہ وہ | بھیڑیئے اور دشمن سے بالکل نہیں ڈرتا ہے

آمدند ۳؎ دوست بروے میزدند | قاصداً چیزے نگفت آں ارجمند
وہ آئے اور ہاتھ اس پر دھرا | اس نیک بخت نے جان کر کچھ نہ کہا

ہم نجنبید و نجنبانید سَر | وانکرد از امتحاں ہیچ اُو بَصر
بلا بھی نہیں اور نہ سر ہلایا | آزمانے کیلئے اس نے بالکل آنکھ نہ کھولی

پَس بگفتند ایں ضعیفِ بے مُراد | از مجاعت سکتہ اندر اُو فتاد
پھر انہوں نے کہا، یہ بے مراد کمزور | بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے

ناں بیا وردندو در دیگے طعام | تا بریزندش بحلقوم و بکام
وہ روٹی اور دیگچی میں کھانا لائے | تاکہ اس کے حلق اور تالوے میں ڈالدیں

پس بقاصد مَرد دنداں سخت کرد | تابہ بیند صدقِ آں میعاد مَرد
تو (اس) شخص نے جان بوجھ کر دانت بند کر لئے | تاکہ وہ شخص وعدہ کی سچائی دیکھ لے

رحم شاں آمد کہ ایں بَس بینواست | وز مجاعت ہالکِ مَرگ وفناست
ان کو رحم آیا کہ بہت بے سرو سامان ہے | اور بھوک سے موت اور فنا میں تباہ ہے

ا؎ کہ۔ اس نے آنحضورؐ کی یہ بات سنی تھی کہ رزق لامحالہ پہنچتا ہے رزق بھی انسان کا عاشق ہے۔ از برائے۔ آزمائش کے لئے یہ زاہد جنگل میں ایک پہاڑ کے پاس جا لیٹا۔

۲؎ مُمتحَن۔ یعنی وہ زاہد جو توکل کی آزمائش کر رہا تھا عور ننگا اکیلا۔

۳؎ آمدند۔ وہ قافلہ والے اس کے پاس آئے اور اس کو ہلایا لیکن اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ از مجاعۃ یعنی فاقہ کشی کی وجہ سے بیہوش ہو گیا ہے۔ قاصد۔ قصداً

کارد ا آوردند و قوم اِشتافتند — بَستہ دند انہاش را بشگافتند
وہ چھری لائے اور لوگ دوڑ پڑے — انہوں نے اس کے بند دانتوں کو کھولا

ریختند اندر دہانش شوربا — می فشردند اندرو نان پارہا
انہوں نے شوربا اس کے منہ میں ڈالا — اس کے اندر انہوں نے روٹی کے ٹکڑے ملے تھے

گفت اے دل گرچہ خودتن میزنی — راز میدانی و نازے می کُنی
اس نے کہا اے دل! اگرچہ تو خاموش ہے — تو راز جان گیا ہے اور ناز کر رہا ہے

گفت دل دانم بقاصد می کنم — رازق اللہ ست بر جان و تنم
دل نے کہا میں جانتا ہوں اور قصداً کر رہا ہوں — میری جان اور جسم کا رزق دینے والا اللہ ہے

اِمتحاں زیں بیشتر خود چوں بُود — رزق سوئے صابراں خوش میرود
اس سے زیادہ کیا آزمائش ہو گی؟ — صابروں کی جانب رزق اچھی طرح آتا ہے

تابدانی وز توکل نگذری — حرص آوردن چہ باشد از خری
تا کہ تو سمجھ لے اور توکل سے درگذر نہ کرے — حرص کرنا کیا ہوتا ہے؟ گدھے پن سے ہے

بعد ازاں ۲ بکُشاد آں مسکیں دہن — گفت کردم امتحانِ رزقِ من
اس کے بعد اس مسکین نے منہ کھول دیا — کہا میں نے رزق کا امتحان کر لیا

ہر چہ گفتست آں رسولِ پاک جیب — ہست حق ونیست درو ے ہیچ ریب
جو کچھ اس پاک دل رسولؐ نے فرمایا — بر حق ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے

باز جواب گفتنِ روباہ خر را و تحریض کردنِ اُو خر را بکسب

لومڑی کا پھر گدھے کو جواب دینا اور اس کو کمائی کی رغبت دلانا

گفت روبہ ایں حکایت راہِل — دستہا در کسب زن جہدِ المُقِل
لومڑی نے کہا اس قصہ کو چھوڑ — غریبانہ کوشش سے کمائی کے لئے ہاتھ چلا

دَست دادستت خدا کارے بکُن — مکسبے کن یاریِ یارے بکُن
خدا نے ہاتھ دیئے ہیں، کچھ کام کر — کما، کسی دوست کی مدد کر

ہر کسے ۳ در مکسبے پا می نہد — یاریِ یارانِ دیگر میکنُد
جو شخص کمائی میں قدم دھرتا ہے — دوسرے دوستوں کی مدد کرتا ہے

زانکہ جُملہ کسب ناید از یکے — ہم درو گر ہم سقاہم حائکے
اسلئے کہ سارے پیشے ایک شخص سے نہیں ہوتے ہیں — بڑھئی بھی ہو، سقا بھی، بننے والا بھی

---

۱ کارد۔ چونکہ زاہد نے دانت بھینچ لئے تھے انہوں نے چھری کے ذریعہ اس کا منہ کھولا اور شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر اس کو کھلائے گفت۔ اس زاہد نے اپنے دل سے کہا کہ تو راز کو جانتا ہے اور یہ آزمائش بطور ناز کے کر رہا ہے۔ گفت دل۔ دل نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس کا علم ہے کہ جان و جسم کا رازق اللہ ہی ہے۔ امتحاں۔ مولانا فرماتے ہیں اس سے بہتر امتحان اور کیا ہوگا اس سے معلوم ہو گیا کہ صابروں کے پاس رزق خود چل کر آتا ہے تابدانی۔ یقیناً توکل اختیار کرنا چاہیے۔ حرص کرنا گدھا پن ہے۔

۲ بعد ازاں۔ جب قافلہ والے جبراً اس زاہد کو کھانا کھلا چکے تو اس زاہد نے منہ کھولا اور کہا میں نے رزق کے معاملہ میں آنحضورؐ کے فرمان کو آزمایا وہ بالکل سچ ہے۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ جہد المُقِل۔ نادار کی کوشش۔ دست۔ خدا نے تجھے ہاتھ اسی لئے دیئے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کر اپنا بھی بھلا کر اور کما کر دوسروں کی بھی مدد کر۔

۳ ہر کسے۔ معاشرے میں ہر شخص دوسرے کی کمائی کا محتاج ہے ہر پیشہ ہر شخص نہیں کر سکتا ہر پیشہ ور کما کر دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ درو۔ بڑھئی اپنے پیشہ سے ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جن سے یہ کام نہیں آتا ہے حائک۔ کپڑا بننے والا۔

چوں ابا نبا زیست عالم بَر قرار — ہر کسے کارے گزینَدز اِفتقار
دنیا شرکت سے قائم ہے — ضرورت کی وجہ سے ہر شخص ایک پیشہ کرتا ہے

طبلخواری درمیانہ شرط نیست — راہِ سنّت کار و مکسب کردنیست
لوگوں میں پیٹو پن مناسب نہیں ہے — سنت کا راستہ کام اور کمائی کرنا ہے

جواب گفتنِ خر روباہ را کہ توکل بہترین کسبہاست کہ ہر کسے محتاج ست

گدھے کا لومڑی کو جواب دینا کہ توکل بہترین کمائی ہے کیونکہ ہر شخص توکل کا محتاج ہے

بتوکلؔ کہ اے خدا ایں کار مرا راست دار و دُعا متضمّنِ توکلؔ ست و
کہ اے خدا میرے اس کام کو سیدھا رکھ اور دعا توکل پر مشتمل ہے اور

توکلؔ کسبے ست کہ ہیچ کسبے دیگر محتاج نیست
توکل وہ کمائی ہے جو کسی دوسری کمائی کی محتاج نہیں ہے

گفت من بہ از توکل بَر ربے — می ندانم دَر دو عالم مَکسَبے ۲
اس نے کہا میں خدا پر توکل سے بہتر — دونوں جہان میں کوئی کمائی بہتر نہیں جانتا ہوں

کسبِ شُکرش رانمی دانم ندید — تا کشَد شُکرِ خدا رزقِ مَزید
اس کا شکر ادا کرنے کی کمائی کی میں کوئی نظیر نہیں جانتا ہوں — حتیٰ کہ اللہ کا شکر مزید رزق کو کھینچ لاتا ہے

خود توکل بہترینِ کسبہاست — زانکہ دَر ہر کسب دَستت بَر خداست
خود توکل بہترین کمائیوں میں سے ہے — کیونکہ ہر کمائی میں تو خدا کی جانب ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے

کاے خدا کارِ مرا تو راست آر — ویں دُعا ہست از توکل در سِرار
کہ اے خدا! تو میرے کام کو درست کر دے — دراصل یہ دعا توکل ہی ہے سمجھ لے

دَر توکل ہیچ نبود اِحتیاج — فارغی از نقصِ ریع واز خراج
توکل میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے — تو پیداوار اور آمدنی کے گھٹاؤ سے فارغ ہے

بحثِ شاں بسیار شد اندر خطاب — ماندہ گشتند از سوال و از جواب
بات چیت میں ان کی بہت بحث ہوئی — وہ سوال اور جواب سے تھک گئے

جواب گفتنِ روباہ خر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

بَعد ازاں گفتش کہ اندر مُہلکہ — نہیٔ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْ تَہْلُکَہ
اس کے بعد اس نے اس سے کہا کہ ہلاکت میں ڈالنے کے بارے میں — اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کی نہی (وارد ہوئی) ہے

---

۱ چوں۔ دنیا کا معاشرہ باہمی امداد سے قائم ہے۔ طبلخواری۔ پیٹو پن۔ شکم پروری۔ راہ سنت طریقہ یہی ہے کہ انسانوں کو کسب کرنا چاہیے۔ جواب گفتن۔ گدھے نے کہا توکل بھی ایک پیشہ ہے اور ایسا پیشہ ہے کہ دوسرے پیشے اس کے محتاج ہیں اس لئے کہ ہر پیشہ ور اپنے اسباب اختیار کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور یہ دعا توکل پر مبنی ہے اور توکل خود ایسی چیز ہے کہ اس میں کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

۲ مکسب۔ پیشہ۔ ندید۔ نظیر، مثال۔ تا کشد۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے "اگر تم شکر کرو گے تو ہم اور زیادہ دیں گے" خود توکل۔ توکل بھی کمائی کا ایک طریقہ ہے اور ایسا طریقہ ہے کہ دوسرے طریقوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اس میں کسی دوسرے پیشہ کی ضرورت نہیں انسان جو بھی طریقہ اختیار کرتا ہے اس میں دعا کرتا ہے اور خدا پر بھروسہ کا اظہار کرتا ہے۔

۳ ریع۔ پیداوار۔ خراج۔ آمدنی۔ بعد ازاں۔ لومڑی نے کہا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت ہے۔

صبر در صحرائے خشک و سنگلاخ — احمقی باشد جہانِ حق فراخ
خشک اور پتھریلے جنگل میں صبر کرنا — حماقت ہے، اللہ کی دنیا وسیع ہے

نقل کن زیں جا بسُوئے مرغزار — می چَر آنجا سبزہ گردِ جوئبار ۱
اس جگہ سے سبزہ زار میں منتقل ہو جا — وہاں چشمے کے کنارے پر سبزہ چَر

مرغزارِ سبز مانندِ جِناں — سبزہ رُستہ اندر آنجا تا میاں
جنتوں کی طرح کا سبزہ زار — وہاں کمر تک سبزہ اگا ہوا ہے

خُرم آں حیواں کہ او آنجا رَود — اُشتر اندر سبزہ نا پیدا شود
وہ جانور خوش نصیب ہے، جو وہاں چلا جائے — (اس) سبزہ میں اونٹ چھپ جاتا ہے

ہر طرف دروے یکے چشمہ رواں — اندرو حیوان مُرفَّہ در اماں
اس میں ہر جانب ایک چشمہ جاری ہے — وہاں حیوان امن میں خوش عیش ہے

از خری اُورا نمیگفت اے لعیں — چوں از آنجائی چرا زاری چنیں
گدھے پن سے اس کو نہیں کہتا تھا کہ اے ملعون! — جبکہ تو اس جگہ کی ہے، ایسی کمزور کیوں ہے؟

کو ۲ نشاطِ فربہی و فرِ تو — چیست ایں لاغر تنِ مضطرِ تو
تیری شان وشوکت اور موٹاپے کی خوشی کہاں ہے؟ — تیرا پریشان اور کمزور جسم کیوں ہے؟

شرح روضہ گر دروغ و زور نیست — پس چرا چشمت ازاں مخمور نیست
اگر باغیچہ کی تفصیل جھوٹ اور فریب نہیں ہے — تو تیری آنکھیں اس سے مست کیوں نہیں ہیں؟

ایں گدا چشمی و ایں نا دیدگی — از گدائی تست نز بگلر بگی
یہ بھکاری پن اور ندیدہ پن — بھکاری ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ سرداری سے

چوں ز چشمہ آمدی چونی تو خشک — گر تو نافِ آہوئی کو بوئے مشک
جبکہ تو چشمہ پر سے آئی ہے تو خشک کیوں ہے؟ — اگر تو ہرن کا ناف ہے تو مشک کی خوشبو کہاں ہے؟

گر تو می ۳ آئی ز گلزارِ جِناں — دستۂ گل کو برائے ارمغاں
اگر تو جنتوں کے باغیچہ سے آرہی ہے — تحفہ کے لئے گلدستہ کہاں ہے؟

زانچہ میگوئی و شرحش میکنی — چوں نشانے در تو نامد اے سنی
تو جو کچھ کہہ رہی ہے اور اس کی تفصیل کر رہی ہے — اے بھلی! تجھ میں اس کی کوئی نشانی کیوں نہیں ہے؟

مثَل آوردنِ اُشتر در بیانِ آنکہ در مُخبر دولتے فرّ و اثرِ آں چوں
اونٹ کی مثال لانا، اس بارے میں کہ اقبالمندی کی بات کرنیوالے میں اس کی شان و شوکت

---

۱ جوئبار۔ چشمہ۔ مرغزار۔ وہاں ایسا سبزہ زار ہے جیسا جنت میں ہوگا، کمر کمر تک سبزہ اگا ہوا ہے۔ اُشتر۔ اتنا اونچا سبزہ ہے۔ جس میں اونٹ غائب ہوجاتا ہے۔ مرفہ۔ خوش عیش۔ از خری۔ گدھا بہرحال گدھا تھا مولانا فرماتے ہیں اس سے یہ نہ ہوا کہ لومڑی سے کہتا کہ اگر تیرا بیان صحیح ہے تو تو کیوں بدحال ہے۔

۲ کو۔ گدھا لومڑی سے کہتا کہ اگر وہ جنگل ان خوبیوں کا ہے جو تو بیان کررہی ہے تو اس جنگل کے اچھے آثار تجھ پر کیوں نہیں ہیں اور تو کیوں لاغر اور کمزور ہے۔ پس چرا۔ اس جنگل کی نعمتوں سے تیری نگاہیں مست ہونی چاہیں۔ ایں۔ تیرا ندیدہ پن تو گداگری کی وجہ سے ہے سرداری کی وجہ سے نہیں ہے۔ بگلر بگی۔ امیر الامرائی۔

۳ گرتو۔ گدھا لومڑی سے کہتا کہ اگر تو جنت کے باغیچہ سے آرہی ہے تو تیرے ہاتھ میں تحفہ کے لئے گلدستہ ہونا چاہیے تھا۔ زانچہ۔ تو نے جو باتیں بتائیں ان سے تیرے اندر نشاط کیوں نہیں ہے۔ مثل۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کی حالت اس کے قول کی تردید کر دیتی ہے۔

نہ بنی جائے متہم داشتن باشد کہ اُو مقلدست دراں
اور اثر اگر تو نہ دیکھے تو تہمت لگانے کا موقع ہو گا کہ وہ اس بارے میں مقلد ہے

آں یکے میگفت اُشتر راکہ ہے | از کجامی آئی اے اقبال پئے
ایک نے اونٹ سے کہا کہ ہاں | اے مبارک قدم! تو کہاں سے آرہا ہے؟

گفت ۱ از حمّامِ گرمِ کوئے تُو | گفت خود پیداست از زانوئے تُو
اس نے کہا، تیری گلی کے گرم حمام میں سے | اس نے کہا، کہ تیری ران سے خود ظاہر ہے

مارِ موسیٰ دید فرعونِ عُنود | مُہلتے میخواست نرمی می نمُود
سرکش فرعون نے (حضرت) موسیٰ کا سانپ دیکھا | مہلت چاہنے لگا اور نرمی برتتا تھا

زیرکاں گفتند بایستے کہ ایں | تُند تر گشتی چوہست اُورَبِّ دیں
عقلمندوں نے کہا، چاہیے تھا کہ یہ | زیادہ برہم ہو جاتا اگر مذہب کا خدا ہے

معجزہ گر اژدہا گر مار بُد | نخوت و خشمِ خدائیش چہ شُد
معجزہ خواہ اژدھا یا سانپ تھا | اس کا خدائی غصہ اور تکبر کہاں گیا؟

ربِّ اعلیٰ گرویست اندر جلوس | بہرِ یک کرمے چہ ست ایں چاپلوس
اگر وہ تخت پر، بلند خدا ہے | تو ایک کیڑے کی وجہ سے یہ خوشامد کیسی ہے؟

نفسِ ۲ تو تامستِ نقلست و نبید | دانکہ رُوحت خوشۂ غیبی ندید
تیرا نفس جب تک چینے اور شراب کا مست ہے | سمجھ لے کہ تیری روح نے غیبی خوشی نہیں دیکھا ہے

کہ علامات ست زاں دیدارِ نور | اَلتَّجَافِیْ مِنکَ عَنْ دَارِالْغُرُور
کیونکہ اس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں | دھوکے کے جہان سے تیرا بچاؤ

مُرغ چوں برآبِ شورے می تَنَد | آبِ شیریں راندیدست اُو مدد
پرند جب کھاری پانی کا چکر لگائے | اس نے میٹھے پانی کی مدد نہیں دیکھی ہے

بلکہ ۳ تقلیدست آں ایمانِ اُو | رُوئے ایماں راندیدہ جانِ اُو
بلکہ اس کا وہ ایمان نقلی ہے | اس کی جان نے ایمان کا چہرہ نہیں دیکھا ہے

پَس خطر باشد مُقلِّد را عظیم | از رہ و رہزن ز شیطانِ رجیم
لہٰذا مقلد کے لئے بڑا خطرہ ہے | راستہ اور ڈاکو کا ملعون شیطان کی جانب سے

چوں بہ بیند نُورِ حق ایمن شوَد | ز اضطراباتِ شک اُو ساکن شوَد
جب وہ اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ لیتا ہے مطمئن ہو جاتا ہے | وہ شک کی پریشانیوں سے سکون پا لیتا ہے

۱ گفت۔ ایک شخص نے اونٹ سے دریافت کیا آپ کہاں سے آرہے ہیں اس نے کہا تیرے محلہ کے حمام میں سے غسل کر کے آرہا ہوں اس اونٹ کی رانیں سنی ہوئی تھیں وہ طنزاً بولا ہاں تمہاری رانیں تمہاری بات کی تصدیق کر رہی ہیں۔ مارِ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی کے اژدھے کو دیکھ کر فرعون کی جو حالت ہوئی اس نے خود اس کے خدائی کے دعوے کی تردید کر دی۔ جلوس۔ یعنی تختِ شاہی پر جلوس کے وقت۔

۲ نفسِ تُو۔ جب تک انسان دنیاوی لذتوں کی طرف مائل ہے تو اس نے اخروی نعمتوں کی لذت نہیں چکھی ہے اب اگر وہ اس حالت میں کمال کا مدعی ہو تو خود اس کا عمل اس کی تکذیب کر دیگا اور اس کا دعویٰ فرعونی دعویٰ ہو گا۔ کہ آخرت کے نور کے دیدار کی علامت یہی ہے کہ انسان دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ مُرغ۔ جو پرند کھاری پانی کا چکر کاٹتا ہے۔ یقیناً اس نے میٹھا پانی نہیں دیکھا ہے۔

۳ بلکہ۔ دنیا دار کا ایمان محض تقلیدی ہے مشاہدہ پر مبنی نہیں ہے۔ پس خطر۔ تقلیدی ایمان والا بہت جلد شیطان کے بہکانے میں آجاتا ہے۔ چوں بہ بیند۔ تحقیقی ایمان کے بعد شکوک و شبہات زائل ہو جاتے ہیں۔

تا کفِ[1] دریا نیاید سُوئے خاک — کاصلِ اُو آمد بُود در اِضطراک

جب تک دریا کا جھاگ زمین پر نہیں آجاتا — جو اس کی اصل ہے وہ اضطراب میں رہتا ہے

خاکی ست آں کف غریب ست اندر آب — در غریبی چارہ نبود ز اضطراب

وہ جھاگ خاکی ہے پانی میں بے وطن ہے — بے وطنی میں اضطراب سے چھٹکارا نہیں ہے

چونکہ چشمش باز شد آں نقش خواند — دیورا بروے دگر دستے نماند

جب اس کی آنکھ کھلی اس نے وہ نقش پڑھ لیا — شیطان کا پھر اس پر قابو نہ رہا

گرچہ بارو باہ خر اسرار گفت — سر سری گفت و مقلد وار گفت

اگرچہ گدھے نے لومڑی کو اسرار سنائے — سر سری (طور پر) کہے اور مقلدانہ کہے

آب[2] را بستود اُو تائق نبُود — رُخ درید و جامہ اُو عاشق نبُود

اس نے پانی کی تعریف کی مشتاق نہ تھا — منہ نوچا اور کپڑے پھاڑے عاشق نہ تھا

از منافق عذر رد آمد نہ خوب — زانکہ در لب بود آں نے در قلوب

منافق کا عذر مردود ہے بھلا نہیں ہے — کیونکہ وہ لبوں پر ہے دلوں میں نہیں ہے

بُوِی سیبش ہست و جُزوے سیب نے — بُو در اُو جُز ازپئے آسیب نے

اس میں سیب کی خوشبو ہے اور سیب کا جزو نہیں ہے — اس میں خوشبو ستانے کے سوا نہیں ہے

حملۂ زن[3] درمیانِ کار زار — نشکند صَف بلکہ گردد کار زار

میدانِ جنگ میں عورت کا حملہ — صف شکن نہیں ہے، بلکہ کام بگڑ جاتا ہے

گرچہ می بینی چو شیر اندر صَفش — تیغ بگرفتہ ہمی لرزد کفش

اگر تو اس کو صف میں شیر کی طرح دیکھے — اِس نے تلوار پکڑی لی ہے (لیکن) اس کا ہاتھ لرز رہا ہے

وای آنکہ عقلِ اُو مادہ بُود — نفس زِشتش نرو آمادہ بُود

اس پر افسوس ہے جس کی عقل، مادہ ہو — اس کا برا نفس نر اور آمادہ ہو

لاجرم مغلوب باشد عقلِ اُو — جُز سُوِی خُسراں نباشد نقلِ اُو

لا محالہ اس کی عقل مغلوب ہو گی — ٹوٹے کے سوا اس کی منتقلی نہ ہو گی

حملۂ مادہ بصُورت ہم جَریست — آفتِ اُوہم چواں خرازخریست

مادہ کا حملہ دیکھنے میں ہی بہادرانہ ہے — اس کی مصیبت بھی اس گدھے کی طرح گدھے پن سے ہے

---

[1] کف دریا۔ دریا کی سطح پر جو خشکی کی چیزیں ہوتی ہیں جب تک وہ دریا میں رہتی ہیں پھر اضطراب طاری رہتا ہے جب وہ ساحل سے لگ جاتی ہیں جو ان کی اصل ہے تو ساکن ہو جاتی ہیں۔ چونکہ۔ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی سمجھ سے دیکھ لیتا ہے تو پھر اس پر شیطان قابو نہیں پاتا ہے۔ گرچہ۔ گدھے نے لومڑی سے حقائق پر مبنی تقریریں کیں لیکن اس کی ساری باتیں تقلیدی تھیں لہٰذا لومڑی کے جھانسے میں آ گیا۔

[2] آب۔ گدھے کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کوئی شخص پانی کی تعریفیں کرے لیکن خود پیاسا نہ ہو عاشق کا حلیہ بنائے اور حقیقتاً عاشق نہ ہو از منافق۔ منافقین عذر پیش کرتے تھے۔ لیکن وہ عذر حقیقت پر مبنی نہ ہوتے تھے لہٰذا مردود تھے۔ بُوی۔ منافقین مومنین کی خوبو پیدا کر لیتے تھے لیکن ان میں ایمان نہ ہوتا تھا۔ اور خوبو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کر لیتے تھے۔

[3] حملے زنِ۔ لومڑی اور گدھے کے معرکہ میں گدھے کے حملے ایسے ہی تھے جس طرح میدانِ جنگ میں عورت کا حملہ تیغ بگرفتہ۔ عورت ہاتھ میں تلوار تو لے لیتی ہے لیکن اس کا دل لرزتا ہے۔ وای۔ جس شخص کی عقل مادہ ہو اور نفس نر ہو اس کی تباہی لازمی ہے۔ لاجرم۔ زنانہ عقل لامحالہ مردانہ نفس سے مغلوب ہو جائے گی۔ حملہ مادہ عورت کے حملہ کا انجام وہی ہوتا ہے جو گدھے کے حملوں کا تھا کہ آخر میں لومڑی نے اس کو پھنسالیا۔

وصفِ ۱ حیوانی بُوَد بر زَن فزوں | زانکہ سُوئے رنگ و بُو دارد رُکوں
عورت پر حیوانی وصف غالب ہوتا ہے | کیونکہ اس کا میلان رنگ اور بو کی طرف ہوتا ہے

اے خنک آنکس کہ عقلش نر بُوَد | نفسِ زشتش مادہ و مضطر بُوَد
وہ شخص قابل مبارکباد ہے جس کی عقل نر ہو | اس کا برا نفس مادہ اور بے چین ہو

عقلِ جزویش نَرو غالب بُوَد | نفسِ انثیٰ را خِرد سالب بُوَد
اس کی جزوی عقل نر اور غالب | مادہ نفس کو عقل سلب کرنیوالی ہوتی ہے

رَنگ و بُوی ۲ سبزہ زار آں خرشنید | جملہ حُجتہاز طبعِ اُو رمید
اس گدھے نے سبزہ زار کے رنگ و بو کو سنگھا | اس کی طبیعت میں سے ساری دلیلیں بھاگ گئیں

تِشنہ محتاجِ مَطَر شدُ و ابر نے | نفس راجوعُ البقر بُد صبر نے
پیاسا بارش کا محتاج ہو گیا اور ابر نہیں ہے | نفس کو انتہائی بھوک تھی صبر نہ تھا

اِسپرِ آہن بُوَد صبر اے پدر | حق نوشتہ بر سپر جاء الظفر
اے بابا! صبر لوہے کی ڈھال ہوتی ہے | اللہ (تعالیٰ) نے ڈھال پر لکھ دیا ہے فتح ہوئی

صد دلیل آرد مقلّد در بیاں | از قیاسے گوید آں رانز عیاں
مقلد سو دلیلیں بیان کرتا ہے | وہ قیاس سے بتاتا ہے نہ کہ مشاہدہ سے

مُشک آلودست لمّا مُشک نیست | بوئے مشکستش ولے جز پُشک نیست
مشک آلودہ ہے، لیکن مشک نہیں ہے | اس میں مشک کی بو ہے لیکن مینگنی کے سوا کچھ نہیں ہے

تا کہ ۳ پُشکے مُشک گردد اے مُرید | سالہا باید دراں روضہ چرید
اے مرید! تا کہ مینگنی مشک بنے | سالوں اس باغیچہ میں چرنا چاہیے

کہ نباید خورد جو ہمچو خراں | آہوانہ در ختن چر ارغواں
گدھوں کی طرح جو نہ کھانے چاہئیں | ہرنوں کی طرح ختن میں گل بابو نہ چر

جُز قرنفل یا سَمن یا گل مچر | رَو بصحرائے خُتن با آں نفر
لونگ یا چنبیلی یا گلاب کے سوا نہ چر | ان لوگوں کے ساتھ ختن کے جنگل میں چلا جا

مِعدہ راخو کُن بداں ریحان وگل | تا بیابی حکمت و قوتِ رُسُل
اس ریحان اور گلاب کا معدہ کو عادی بنا لے | تا کہ تو رسولوں کی روزی اور حکمت حاصل کر لے

خوئے معدہ زیں کہ وجو باز کن | خور دنِ ریحان وگل آغاز کن
اس گھاس اور جو سے معدے کی عادت چھڑا | ریحان اور گلاب، کھانا شروع کر دے

۱ وصف حیوانی۔ عام حیوانات رنگ و بو کا تو احساس کر لیتے ہیں لیکن ان میں عقل کا مادہ نہیں ہے کہ حقیقت تک پہنچ سکیں عورت بھی ظاہر پر ریجھ جاتی ہے عقل سے کام لیکر حقیقت تک نہیں آ پہنچتی ہے۔ عقل۔ اگر انسان میں نر عقل ہوتی ہے تو وہ نفس پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔

۲ رنگ و بوی۔ اس گدھے نے رنگ و بو کو دیکھا عقل سے کام نہ لیا۔ تشنہ۔ وہ گدھا اس راحت و آرام کا محتاج تھا جس کے اسباب وہاں مہیا نہ تھے یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کوئی پیاسا بارش کا منتظر بن بیٹھے اور ابر موجود نہ ہو۔ جوع البقر۔ ایک بیماری ہے جس میں انسان کھاتا رہتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اسپر۔ مشہور ہے الصبر مفتاح الفرج "صبر کشادگی کی کنجی ہے۔" مقلد۔ مقلد کے دلائل سب نے سنائے ہوتے ہیں۔ مشک۔ مقلد کے دلائل کا یہی حال ہوتا ہے جیسا کہ مینگنی پر مشک مل دیا جائے۔

۳ تا کہ۔ مشاہدہ کیلئے سالوں مجاہدے کی ضرورت ہے۔ کہ نباید۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے روحانی خوراک کی ضرورت ہے۔ جز قرنفل۔ عمدہ قسم کی روحانی غذائیں کھانے کے بعد مشاہدہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ معدہ۔ رسولوں کی روزی اور حکمت جب حاصل ہوتی ہے جبکہ انسان مجاہدوں کے ریحان وگل کا عادی بنے۔ خوی معدہ دنیاوی آلائشوں سے پاکی حاصل کی جائے اور روحانی غذائیں حاصل کی جائیں۔

مِعدۂ ۱ تن سُوئے کہداں میکشد — مِعدۂ دل سُوئے ریحاں میکشد
جسم کا معدہ چر کی طرف لے جاتا ہے — دل کا معدہ ریحان کی طرف کھینچتا ہے

ہر کہ کاہ وجَو خورد قُرباں شود — ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود
جو گھاس اور جو کھاتا ہے ذبح ہو جاتا ہے — جو اللہ کا نور کھاتا ہے، قرآن بن جاتا ہے

نیم تو مُشک ست نیمی پُشک ہیں — ہیں میفزا پُشک افزا مُشکِ چیں
خبردار! تیرا آدھا مشک (اور) آدھا مینگنی ہے — خبردار! مینگنی نہ بڑھا چین کا مشک بڑھا

آں مقلِد صد دلیل و صد بیاں — در زباں آرد ندارد ہیچ جاں
وہ مقلد سو دلیلیں اور سو بیان — زبان پر لاتا ہے کوئی جان نہیں رکھتا ہے

جانِ اُو خالی ازاں گفتارِ اُو — کلّہ اَش بے مغز زاں اَسرارِ اُو
اس کی جان اس کی گفتگو سے خالی ہے — اس کے اسرار سے اس کا دماغ بے مغز ہے

چونکہ ۲ گوینده ندارد جان و فر — گفت اُورا کے بُود برگ و ثمر
چونکہ کہنے والا جان اور شان وشوکت نہیں رکھتا ہے — اس کی گفتگو میں پھل اور پتے کب ہونگے؟

میکُند گستاخ مردم را براہ — اُو بجاں لرزاں ترست از برگِ کاہ
وہ انسانوں کو راستہ (چلنے) میں دلیر بناتا ہے — وہ گھاس کے پتے سے زیادہ جان سے لرزنیوالا ہے

پس حدیثش گرچہ بَس بافر بُوَد — در حدیثش لرزہ ہم مُضمر بُوَد
اس کی بات اگرچہ بہت شان وشوکت والی ہو — لیکن اس کی بات میں کپکپاہٹ پوشیدہ ہو گی

فرق میانِ دعوتِ شیخِ کامل و اصل و میانِ سخن ناقصانِ فاضل کہ فضلِ تحصیلی بر خود بستہ اند

کامل شیخ و اصل (بحق) کی دعوت اور ان نا قصوں کی بات کے درمیان فرق جو فضل کے مدعی ہیں اور جنہوں نے دوسروں سے فضل لیکر اپنے آپ سے وابستہ کر لیا ہے

شیخِ نُورانی زرہ آگہ کُند — با سخن ہم نور را ہمرہ کُند
نورانی شیخ راہِ (حق) سے آگاہ کرتا ہے — بات کے ساتھ نور ہمراہ کرتا ہے

جہد ۳ کُن تامست ونورانی شوی — تا حدیثت را شوَد نورش روی
تو کوشش کرتا کہ مست اور صاحب نور بنجائے — تاکہ اس کا نور تیری بات کے ساتھ ہو

ہرچہ در دوشاب جوشیدہ شوَد — در عقیدہ طعم دوشابش شوَد
جو چیز انگور کے شیرے میں جوش دیدی جائے — عقیدہ میں اس کا مزہ انگور کے شیرے کا ہو جاتا ہے

---

۱ معدہ۔ جسمانی معدہ حیوانی غذاؤں کی طرف رغبت کرتا ہے، روحانی معدہ اسرار کی غذا چاہتا ہے۔ ہرکہ۔ جو شخص حیوانی غذاؤں کا عادی ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ نورانی غذا سے انسان قرآن کی طرح متبرک بن جاتا ہے۔ نیم تو۔ انسان میں دونوں قوتیں ہیں حیوانی بھی اور ملکوتی بھی آں مُقلِد۔ وہ شخص جو سنی سنائی باتیں بیان کرتا ہے اس کی صرف زبانی تقریر ہوتی ہے اس میں کوئی جان نہیں ہوتی ہے نہ اس کے دماغ میں اس کے اسرار ہوتے ہیں۔

۲ چونکہ۔ جب کہنے والے میں کوئی جان نہ ہو تو اس کی بات بے نتیجہ ہوتی ہے۔ می کُند۔ دوسروں کو تو وہ بہادر بناتا ہے۔ لیکن خود لرزتا ہے۔ پس۔ اس مقلد کی تقریر اگرچہ پر شوکت ہوتی ہے لیکن اس میں خوف بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ فرق۔ شیخ کامل اور ناقص انسان کی رہنمائی میں بڑا فرق ہے۔ شیخ نورانی۔ صاحب نور شیخ صحیح رہنمائی کرتا ہے اور اس کی بات پر تاثیر ہوتی ہے۔

۳ جہد کُن۔ انسان کو خود صاحب نور بننا چاہیے۔ تاکہ بات میں تاثیر ہو اور نور اس کی بات کے لئے بمنزلہ حرف روی کے ہو جو شعر کے آخر میں لازمی ہے اور اسی حرف پر قافیہ کا مدار ہوتا ہے۔ ہرچہ۔ بات میں نور ہی طرح پیوست ہو جاتا ہے جس طرح انگور کے شیرے میں جس چیز کو ڈال کر جوش دیدیا جائے تو اس میں انگور کے شیرے کا ذائقہ پیدا ہوتا ہے۔

از جزر روز سیب و بہ وز گردگاں — لذتِ دو شاب یابی تو ازاں
گاجر اور سیب اور بہی اور اخروٹ — تو ان میں انگور کے شیرے کا مزہ پائیگا

علمِ ۱ اندر نور چوں فرغودہ شد — پس ز علمت نور یابد قومِ لُد
علم جب نور سے گھل مل گیا — تو تیرے علم سے سرکش قوم نور حاصل کرتی ہے

ہرچہ گوئی باشد آں ہم نورناک — کاسماں ہرگز نبارد غیرِ پاک
تو جو کچھ کہے وہ بھی نورانی ہو گا — کیونکہ آسمان پاک کے علاوہ نہیں برساتا ہے

آسماں شو ابر شو باراں ببار — ناوداں بارش کند نبود بکار
آسمان بن جا ، ابر بن جا بارش برسا — پرنالہ بارش برساتا ہے ، وہ کار آمد نہیں

آب اندر ناوداں عاریت ست — آب اندر ابر و دریا فطرت ست
پرنالہ میں پانی مانگا ہوا ہے — ابر اور دریا میں اصلی پانی ہے

فکر ۲ و اندیش ست مثلِ ناوداں — وحی مکشوف ست ابر و آسماں
فکر اور خیال ، پرنالہ جیسا ہے — کھلی ہوئی وحی ابر اور آسمان ہے

آبِ باراں باغ صد رنگ آورد — ناوداں ہمسایہ در جنگ آورد
بارش کا پانی ، باغ کو سو رنگ کا بنا دیتا ہے — پرنالہ پڑوسی کو جنگ پر آمادہ کر دیتا ہے

باز ۳ گردم سوئے آں روباہ و خر — تا چساں از راہ برد آں خرنگر
میں لومڑی اور گدھے کی طرف لوٹتا ہوں — دیکھ اس گدھے کو کس طرح راستہ سے بھٹکا دیا

زبوں شدنِ خر در دست روباہ از حرصِ علف
گھاس کی حرص کی وجہ سے گدھے کا لومڑی کے ہاتھوں مغلوب ہو جانا

خرد سہ حملہ بروبہ سخت کرد — چوں مقلد بُد فریب او بخورد
گدھے نے لومڑی پر دو تین سخت حملے کئے — چونکہ مقلد تھا اس کا فریب کھا گیا

طنطنہ ادراک و بینائی نداشت — دمدمہ روبہ برو سکتہ گماشت
وہ علم اور بصیرت کا کروفر نہ رکھتا تھا — لومڑی کے مکر نے اس پر سکتہ طاری کر دیا

حرصِ خوردن آنچناں کردش ذلیل — کہ زبونش کرد با پانصد دلیل
کھانے کی حرص نے اس کو ایسا ذلیل کیا — کہ پانچ سو دلیلیں ہوتے ہوئے اس کو مغلوب کر دیا

حکایت آں مخنث و پرسیدنِ لوطی ازو در حالت لواطت
ہیجڑ کا قصہ اور لوطی اور لواطت کی حالت میں اس سے دریافت کرنا

---

۱ علم اندر نور۔ جب علم کا نور میں مرلی بن جاتا ہے تو پھر اس علم کی تاثیر سرکش قوم پر ہوتی ہے۔ فرغودہ۔ آمیختہ و پیچیدہ۔ ہرچہ۔ اب نورانی شخص جو بات بھی کہیگا اس میں نور اور پاکیزگی ہوگی۔ آسماں۔ آسمان اور ابر کا اپنا ذاتی پانی ہے پرنالہ کا پانی اپنا نہیں ہے آسمان کا ہے۔

۲ فکر و اندیش۔ فکر اور خیال کی مثال پرنالہ کے پانی کی سی ہے اور وحی کی مثال ابر کی سی ہے۔ آب باراں۔ بارش کا پانی سینکڑوں فائدوں کا سبب ہے پرنالہ کا پانی عموماً پڑوسی سے جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔

۳ باز گردم۔ اب گدھے کا قصہ سن لومڑی نے اس کو کس طرح گمراہ کر دیا۔ خر۔ گدھے نے لومڑی پر جوابی حملے کئے لیکن چونکہ مقلد تھا آخر میں خود پسپا ہو گیا۔ طنطنہ چونکہ گدھے کو نور باطنی حاصل نہ تھا۔ لومڑی کا مکر اس پر غالب آ گیا اور گدھے کی حرص نے دلیلوں کے ہوتے ہوئے اس کو ذلیل کر دیا۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتلایا ہے کہ مقلد کی دلیل ایسی ہی ہے جیسے ہیجڑے کی تلوار۔

کہ ایں خنجر از بہرِ چیست گفت از بہرِ آنکہ ہر کہ با من بَد اندیشد

کہ یہ خنجر کس کام کے لئے ہے اس نے کہا اس لئے کہ جو میرے ساتھ بری بات

اشکمش بشگافم لوطی بر سَرِ اُو آمدو شدُ میکردو میگفت

سوچے گا میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گا لوطی اس پر چڑھتا اور اترتا تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] کہ من باتو بَد نمی اندیشم

اور کہہ رہا تھا خدا کا شکر ہے کہ میں تجھ سے برے کام کی نیت نہیں رکھتا ہوں

بیت من بیت نیست اقلیم ست ہزلِ من ہزل نیست تعلیم ست

میرا شعر، کوٹھری نہیں ہے ایک خط ہے میرا مذاق، مذاق نہیں ہے، تعلیم ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ[2] لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَھَا

اللہ تعالیٰ کا قول ہے بیشک اللہ حیا نہیں کرتا اس بارے میں کہ وہ مچھر کی مثال بیان کرے

اے فَمَا فَوْقَھَا فِیْ تَغْیِیْرِ النُّفُوْسِ بِالْاِنْکَارَاتِ مَا ذَا اَرَادَ اللّٰہُ

پس اس سے بھی زیادہ (چھوٹی چیز کی) جو انکار کی وجہ سے نفوس میں تغیر پیدا کرنے کیلئے اس سے

بِھٰذَا مَثَلًا وآنکہ جواب میفرماید کہ ایں خواستم یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا

بھی بڑھی ہوئی ہوں (انہوں نے کہا) اس مثال سے اللہ کا کیا ارادہ ہے اور یہ کہ جواب فرماتا ہے کہ میں نے یہ چاہا

وَیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کہ فتنہ ہمچو میزانست کہ بسیار از و سُرخ رُو

اس سے بہت سے گمراہ ہوں اور بہت سے ہدیت پائیں کیونکہ ہر آزمائش ایک ترازو ہے کہ بہت سے اس سے

شوند و بسیاراں بے مُرادشوند وَلَوْ تَاَمَّلْتَ فِیْہِ قَلِیْلًا

سرخرو ہو جاتے ہیں اور بہت سے بے مراد ہو جاتے ہیں اور اگر تو اس میں تھوڑا سا بھی غور

لَوَجَدْتَّ فِیْ نَتَائِجِہِ الشَّرِیْفَةِ کَثِیْرًا

کرلے تو اس میں بہت سے عمدہ فوائد پائے گا

کون[3] دِہے را لوطیے در خانہ برد | سَرنگوں افگندش و درِوے فشرد
ایک اغلام کرنیوالے کو ایک اغلام کرنیوالا گھر لے گیا | اس کو اوندھا گرلیا اور اس میں گھسیڑ دیا
بر میانش خنجرے دید آں لعیں | پس بگفتش در میانت چیست ایں
اس معون نے اس کی کمر پر خنجر دیکھا | تو اس سے کہا تیری کمر میں یہ کیا ہے؟
گفت آنکہ با من ار یک بد منش | بَد بیندیشد بدرّم اشکمش
اس نے کہا یہ کہ اگر کوئی بدطینت میرے ساتھ | برے کام کا ارادہ کرے تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں

---

۱ الحمدُ للّٰہ۔ اس لوطی نے طنزاً کہا۔ بہت پہلا بیت شعر کی معنی میں اور دوسرا بیت کوٹھری کے معنی میں ہے یعنی میرے اشعار میں بہت سے معانی ہیں۔ ہزلِ مَن۔ چونکہ مولانا نے یہاں بہت فحش قصہ نقل کیا ہے اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

۲ اِنَّ اللّٰہَ۔ قرآن نے سمجھانے کیلئے جب مچھر اور اس کے پر کی مثالیں دیں تو کفار نے اعتراض کیا کہ قرآن میں ایسی چھوٹی چھوٹی مثالیں کیوں دی جاتی ہیں تو قرآن نے اس کے جواب میں کہا کہ فہمائش کیلئے اس طرح کی مثالیں دینا کوئی بری بات نہیں ہے اور ایک آزمائش بھی ہے کہ اس قسم کی مثالوں پر کچھ اعتراض کر کے گمراہ ہوں اور کچھ صحیح مقصد سمجھ کر ہدایت یاب ہوں۔

۳ کون دِہ۔ اغلام کرانے والا اسی سے کندہ اور گندہ بنا ہے۔ میان۔ کمر بد منش بدنیت۔

گف لُوطی حمدُ لِلّٰہ راکہ مَن | بَد نیندیشیدہ اَم باتو بفَن
اغلام کرنے والے نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں نے | کسی فریب سے تیرے ساتھ برا ارادہ نہیں ہے

چونکہ ۱ مَردی نیست خنجر ہا چہ سُود | چوں نباشد دل ندارد سُود خود
جبکہ بہادری نہیں ہے، خنجروں سے کیا فائدہ؟ | جب دل نہ ہو، خود فائدہ نہیں دیتی

از علیؓ میراث داری ذُوالفقار | بازوِ شیرِ خداہستت بیار
حضرت علیؓ سے تجھے ذوالفقار میراث میں ملگئی | تیرے پاس شیر خدا کا بازو ہے تو لا

گر فسونے ۲ یاد داری از مسیحؑ | کُو لَب و دندانِ عیسیٰ اے وقیح
اگر تو (حضرت) عیسیٰ کی دعا یاد رکھتا ہے | اے بے شرم! (حضرت) عیسیٰ کا ہونٹ اور دانت کہاں ہیں؟

کشتیِ سازی زتو زلیع و فتوح | کُو یکے ملاحِ کشتی ہمچو نوحؑ
تو چندے اور نذرانوں سے کشتی بناتا ہے | حضرت نوحؑ جیسا کوئی ایک ملاح کہاں ہے؟

بُت شکستی گیرم ابراہیمؑ وار | کُو بُتِ تن رافدا کردن بنار
میں نے مانا تو نے حضرت ابراہیمؑ کیطرح بت توڑ ڈالا | جسم کے بت کو آگ میں فنا کرنا کہاں ہے؟

گر دلیلت ہست اندر فعل آر | تیغ چوبیں رابداں کُن ذوالفقار
اگر کام میں تیرے پاس دلیل ہے، لا | اس کے ذریعہ لکڑی کی تلوار کو ذوالفقار بنا دے

آں دلیلے کو تُرا مانع شوَد | از عمل آں نِقمتِ صانع شوَد
وہ دلیل جو تیرے لئے مانع ہے | عمل سے، وہ خدا کا عذاب ہے

خائفانِ ۳ راہ راکردی دلیر | از ہَمہ لرزاں تری تُو زیر زیر
تو نے راستہ میں ڈرنے والوں کو بہادر بنا دیا | چپکے چپکے تو سب سے زیادہ لرزنے والا ہے

بَر ہَمہ درسِ توکّل می کُنی | دَر ہوا تو پشّہ را رَگ میزنی
تو سب کو توکل کا درس دیتا ہے | تو ہوا میں مچھر کا رگ پر (نشتر) مارتا ہے

اے مخنّث پیش رفتہ از سپاہ | بَر دروغ و ریشِ تو کیرت گواہ
اے ہیجڑا تو لشکر سے آگے ہوا | تیرے جھوٹ اور داڑھی پر تیرا خایہ گواہ ہے

چوں زنا مَردی دل آگندہ بُوَد | ریش و سُبلت موجبِ خندہ بُوَد
جب نا مردی سے دل پر ہو | داڑھی اور مونچھیں ہنسی کا سبب ہوتی ہیں

توبہ کُن اشکباراں چوں مطر | ریش و سُبلت راز خندہ باز خر
توبہ کر، بارش کی طرح آنسو بہا | داڑھی اور مونچھ کو مذاق سے بچا

---

۱ چونکہ۔ جب انسان میں بہادری نہ ہو تو اس کے لئے خنجر اور سر کی لوہے کی جنگی ٹوپی بیکار ہے۔ ذُوالفقار۔ آنحضورؐ کی مشہور تلوار جو حضرت علیؓ کے پاس تھی۔ شیر خدا۔ حضرت علیؓ کا لقب اَسدُ اللہ ہے۔

۲ گر فسونے۔ اگر کوئی حضرت مسیحؑ کی طرح دم کرنا سیکھ لے جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے، تو وہ حضرت مسیحؑ کے ہونٹ اور دانت کہاں سے لائے گا۔ تو زلیع۔ چندہ۔ فتوح۔ نذرانہ۔ گو۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے جسم کو آگ میں ڈال دیا تھا۔ گر دلیل۔ دلیل دراصل عمل ہے۔ مانع۔ جو دلیل عمل سے مانع بنے وہ عذاب الٰہی ہے۔

۳ خائفاں۔ بے عمل انسان دوسروں کو وعظ کہہ کر بہادر بناتا ہے خود بزدلی دکھاتا ہے۔ در ہوا۔ ایسا لالچی ہے کہ ہوا میں مچھر کے نشتر مار کر اس کا خون پینا چاہتا ہے۔ کیر۔ آلہ تناسل جس سے ہیجڑا محروم ہوتا ہے۔ ریش۔ ہیجڑے کی داڑھی ایک مذاق ہے توبہ کُن۔ راہ سلوک کے ہیجڑ کا یہ علاج ہے کہ وہ اللہ کے دربار میں گریہ وزاری کرے۔

دارویِ مردی بخور اندر عَمَل　　تا شوی خورشیدِ گرم اندر حَمَل ۱
عمل میں مردانگی کی دوا کھا　　تاکہ تو (برج) حمل میں گرم سورج بن جائے

دارویِ مَردی کُن وَ عِنّیں مشوی　　تابرُوں آیند صَد گوں خوبروی
مردانگی کی دوا کر اور نامرد نہ بن　　تاکہ سینکڑوں قسم کے خوبصورت پیدا ہوں

مِعدہ را بگذار و سُوئے دل خرام　　تا کہ بے پَردہ زحق آید سَلام
معدہ کو چھوڑ اور دل کی جانب چل　　تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے بغیر حجاب کے سلام آئے

رُستمی ۲ گر بایدت خنجر بگیر　　وَر بحیزی مائلی چادر بگیر
اگر تجھے رستم پن چاہیے خنجر پکڑ　　اگر تو ہیجڑ پن کی جانب مائل ہے چادر اوڑھ لے

رُستمی گر بایدت جوشن بپوش　　وَر بحیزی مائلی رَو کوں فروش
اگر تجھے رستم پن چاہیے زرہ پہن لے　　اگر تو ہیجڑے پن کی جانب مائل ہے جا مقصد بیچ

یکدُو گامے رَو تکلّف ساز خوش　　تا تُرا عشقش کشد اندر برش
ایک دو قدم چل خوب تکلف کر　　تاکہ تجھے عشق، اپنی آغوش میں کھینچ لے

بر سَرِ میداں چو مَرداں پائیدار　　تانگردی مُبتلا درپائے دار
میدان میں مردوں کی طرح جم　　تاکہ تو سولی کے نیچے مبتلا نہ ہو

تا کے از جامہ زناں ہمچو زناں　　در صفِ مَرداں درآ ہمچوں سِناں
عورتوں کی طرح زنانہ لباس سے کب تک تعلق رکھیگا　　نیزے کی طرح مردوں کی صف میں آجا

غالب شُدن حیلۂ روباہ بر اِستعصام و تعفّفِ و خرو کشیدنِ روباہ خُر را سوئے بیشۂ شیر

گدھے کے بچاؤ اور حفاظت پر لومڑی کے حیلہ کا غالب آجانا اور لومڑی کا گدھے کو شیر کی کچھار کی جانب کھینچ لے جانا

روبہ اندر حیلہ پائے ۳ خود فشرد　　ریش خُر بگرفت وآں خُر رابہ بُرد
لومڑی نے مکاری میں قدم رکھا　　گدھے کی داڑھی پکڑی اور اس گدھے کو لے گئی

مُطربِ آں خانہ قاہ کوتا کہ تفت　　دَف زند کہ خُر برَفت وخُر برَفت
اس خانقاہ کا قوال کہاں ہے؟ کہ جلد　　دف بجائے کہ گدھا گیا، گدھا گیا

چونکہ خرگوشے بَرد شیرے بچاہ　　چوں نیارد روبہے خُر تا گیاہ
جب خرگوش شیر کو کنویں میں پہنچا دے　　تو لومڑی گدھے کو گھاس کے پاس کیوں نہ لے آئیگی؟

---

۱ حَمل۔ سورج جب برج حمل میں ہوتا ہے اس کی شعاعیں زمین پر بہت تیز گرم پڑتی ہیں۔ عِنّین۔ نا مرد۔ تابروں۔ مرد کے حسین اولاد پیدا ہوتی ہے۔ معدہ۔ مجاہدے کرے روزے رکھے تو قربِ خداوندی میسر آجائے گا۔

۲ رُستمی۔ اگر تو راہِ سلوک کا رستم بننا چاہتا ہے تو مجاہدے کے خنجر سے نفس کشی کر ورنہ عورتوں کی طرح چادر اوڑھ کر خانہ نشین بن جا۔ یکدو۔ راہِ سلوک میں تکلیف سے ہی آگے قدم رکھ پھر جذب شروع ہوگا۔ دار۔ سولی۔ سِناں۔ بھالا۔ استعصام حفاظت چاہنا۔ تعفّف۔ پاکدامنی بیشہ۔ جھاڑی۔

۳ پای خود فشرد۔ یعنی کھڑی ہو گئی۔ ریش خر گرفت۔ یعنی غالب آ گئی۔ مُطرب پہلے قصہ گذر چکا ہے۔ کہ خُر برفت کی دھن میں دوسرے صوفیوں نے ایک صوفی کا گدھا بیچ کھایا تھا۔ چونکہ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ خرگوش نے دھوکے سے شیر کو کنویں میں گرادیا تھا۔

گوشِ ۱ را بر بندو افسونہا مخر — جز فسونِ آں ولیِ داد گر
کان بند کر لے اور منتر نہ سن — اس فریاد رس ولی کے منتر کے سوا

آں فسونہا خوشتراز حلوائے اُو — آنکہ صد حلواست خاکِ پائے اُو
اس (غیر ولی) کے حلوے سے یہ منتر بہتر ہیں — کیونکہ سینکڑوں حلوے اس کے پاؤں کی خاک ہیں

خمہائے خسروانی پُرزمے — مایہ بُردہ ازمےِ لبہائے وے
شراب سے پر شاہی مٹکوں نے — اس کے ہونٹوں سے سرمایہ حاصل کیا ہے

عاشقِ مے باشد آں جانِ بعید — کوئے لبہائے لعلش راندید
وہ (اس سے) دور جان شراب کی عاشق ہو گئی — جس نے اس کے لعل جیسے ہونٹوں کی شراب نہ دیکھی

آبِ ۲ شیریں چوں نہ بیند مرغِ کور — چوں نگردد گردِ چشمہ آبِ شور
اندھا پرند جب میٹھا پانی نہیں دیکھے گا — وہ کھاری پانی کا چکر کیوں نہ کاٹے گا ؟

موسیِ جاں سینہ را سینا کند — طوطیانِ کور را بینا کند
روحانی موسیٰ سینہ کو سینا بنا دیتا ہے — اندھی طوطیوں کو بینا بنا دیتا ہے

خسروِ شیرینِ جاں نوبت زدست — لا جرم در شہر قندار زاں شدست
روح کے شیریں شاہ نے ڈنکا پیٹ دیا ہے — لا محالہ شہر میں شکر سستی ہو گئی ہے

یُوسفانِ غیب لشکر میکشند — تنگہائے قندِ مصری میرسند
غیبی یوسف لشکر کشی کر رہے ہیں — مصری شکر کے بورے پہنچ رہے ہیں

اُشترانِ ۳ مصر را رُو سُوئے ما — بشنوید اے طوطیاں بانگِ دِرا
مصری اونٹوں کا رخ ہماری جانب ہے — اے طوطیو ! گھنٹے کی آواز سنو

شہرِ ما فردا پُراز شکر شوَد — شکّر اَرزان ست اَرزاں تر شوَد
کل کو ہمارا شہر شکر سے بھر جائے گا — شکر سستی ہے (اور) زیادہ سستی ہو جائیگی

دَر شکر غلطید اے حلوائیاں — ہمچو طوطی کوریِ صفرائیاں
اے حلوائیو ! شکر میں لٹو — طوطی کی طرح صفرائی لوگوں کے اندھے پن کیساتھ

نیشکر کوبید کا رانیست و بَس — جاں بَر افشانید یار انیست وبَس
کھانڈ کھوندو ، بس کام یہی ہے — جان چھڑک دو بس دوست یہی ہے

یک تُرش در شہرِ ما اکنوں نماند — چونکہ شیریں خسرواں رابر نشاند
ہمارے شہر میں اب کوئی کھٹا نہیں رہا — چونکہ شیریں نے بہت سے خسرو بٹھا دیے ہیں

---

۱ گوش۔ مولانا سالک کو نصیحت کرتے ہیں کہ صرف شیخ کے قول پر عمل کر۔ آں فسونہا۔ دوسرے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں سے شیخ کی بات بدرجہا بہتر ہے۔ خمہای۔ شاہی شراب میں مستی شیخ کی باتوں کی مستی سے آتی ہے۔ عاشق۔ جو شخص شیخ سے دور ہوگا اور اس نے شیخ کی باتوں کی مستی نہ حاصل کی ہوگی وہ شراب کی مستی سے محبت کر سکیگا۔

۲ آب شیریں۔ چونکہ یہ شیخ کی باتوں کی مستی سے محروم ہے اس لئے دوسروں کی باتوں پر دھیان دیتا ہے۔ موسیٰ جاں۔ شیخ کا فیض سینہ کو کوہ طور بنا دیتا ہے۔ خسرو۔ شیخ نے صلاء عام دے دی ہے اسی لئے اس وقت شہر میں قند ارزاں ہے۔ یُوسفانِ غیب۔ اس سے مراد روحانی شیوخ ہیں حضرت یوسفؑ کی مناسبت سے قند مصری کا ذکر کیا ہے۔ جس سے روحانی اسرار مراد ہیں۔

۳ اشتران۔ مر یعنی روحانی شیوخ۔ درا۔ جرس۔ گھنٹہ حلوائیاں۔ وہ سالک جو اسرار کے طالب ہیں۔ صفرائیاں۔ جس شخص میں خلط صفراء کا غلبہ ہوتا ہے اس کو شکر اچھی نہیں لگتی ہے اس سے مراد منکرین ہیں۔ نیشکر اس سے مراد روحانی اسرار ہیں۔ یار۔ یعنی شیخ کامل۔ یک ترش۔ اس سے مراد منکر ہے۔ شیریں شیخ یعنی اِخسرواں۔ یعنی شیخ کے خلفاء۔

نُقل بر نُقل ست و مے بر مے ہلا — بر منارہ ا رو بزن بانگِ صلا
آگاہ نقل پر نقل شراب پر شراب ہے — منارہ پر چڑھ جا، بالوے کا اعلان کر دے

سرکہ نہ سالہ شیریں میشود — سنگِ مرمر لعل و زرّیں میشود
نو سال کا سرکہ میٹھا ہو جائے گا — سنگ مر مر لعل اور سنہرا ہو جائے گا

آفتاب اندر فلک دستک زناں — ذرّہا چوں عاشقاں بازی کناں
سورج آسمان میں دستک دے رہا ہے — ذرے، عاشقوں کی طرح رقص کر رہے ہیں

چشمہا مخمور شد از سبزہ زار — گل شگوفہ میکند بر شاخسار
سبزہ زار سے آنکھیں نشیلی ہو گئی ہیں — شاخوں پر پھول کھل رہے ہیں

چشمِ دولت سحرِ مطلق میکند — روح شد منصور انا الحق میزند
دولت کی آنکھ پورا جادو کر رہی ہے — روح منصور بن گئی ہے انا الحق کا نعرہ لگا رہی ہے

شد ز یوسف آں زلیخا نوجواں ۲ — عشرت از سر گیر خوش خوش شادماں
یوسف کی وجہ سے زلیخا جوان ہو گئی — خوشی خوشی مسرت سے از سر نو عیش منا

آتشے اندر دلِ خود بر فروز — دفعِ چشمِ بد سپندانے بسوز
اپنے دل میں آگ روشن کر لے — نظر بد کے دفع کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

تو بحالِ خویشتن میباش شاد — تا بیابی در جہانِ جاں مراد
تو اپنے حال پر خوش رہ — تاکہ تو جان کے جہان میں مراد حاصل کر لے

گر خرے رامی بُرد رُوبہ ز سر — گو بِبُر تو خر مباش و غم مخور
اگر لومڑی گدھے کا سر کاٹ دیتی ہے — کہدے کاٹ دے تو گدھا نہ بن اور غم نہ کھا

حکایت ۳ آں شخص کہ از ترس خویشتن را در خانہ انداخت

اس شخص کی حکایت جس نے خوف سے اپنے آپ کو گھر میں جا ڈالا رخساروں

رخہا زرد کردہ چوں زعفران و لبہا کبود چوں نیل و دست
کہ زعفران کی طرح زرد کئے ہوئے اور ہونٹوں کو نیل کی طرح نیلا کئے ہوئے ہاتھ درخت

لرزاں چوں برگِ درخت خداوندِ خانہ پرسید کہ خیرست
کے پتوں کی طرح کپکپاتے ہوئے گھر کے مالک نے دریافت کیا خیر ہے

وچہ واقعہ است گفت از بیروں خرمی گیرند بسُخرہ گفت
اور کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا باہر بیگار میں گدھے پکڑ رہے ہیں اس نے کہا

---

۱ منارہ۔ بلند جگہ پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا ہے۔ سرکہ یعنی پرانے بدکار۔ آفتاب۔ یعنی شیخ کامل۔ ذرہا۔ یعنی معتقدین چشمہا۔ اب سالکوں کی نگاہیں مخمور ہیں۔ منصور حلاجؒ نے فنا کے بعد بقا باللہ حاصل کر کے انا الحق کا نعرہ لگا دیا تھا۔

۲ نو جوان۔ مشہور ہے کہ زلیخا حضرت یوسفؑ کی دعا سے نوجوان بن گئی تھی مراد یہ ہے کہ روح کی کمزوری کے بعد اس کو نوجوانی حاصل ہو گئی۔ سپند مشہور ہے کہ کالا دانہ کی دھونی سے نظر بد زائل ہو جاتی ہے۔ تو بحال۔ یہ احوال جو ذکر کئے گئے ہیں۔ خود تیرے ہیں تو ان سے خوش رہ تاکہ دنیا اصل مراد حاصل کر لے۔ گر خرے اگر لومڑی گدھے کو ہلاک کر رہی ہے کرنے دے تو گدھا نہ بن اور پھر بے فکر زندہ رہ۔

۳ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتاتا ہے۔ کہ اگر انسان انسان بن جائے تو پھر گدھا پکڑنے والے سے اسے کوئی خطرہ نہیں جب تک انسان گدھا ہے وہ فریب کھا جاتا ہے۔

تو خرَ نیستی چہ میترسی گفت بجدّ می گیرند و تمیز بر خاستہ است
تو تو گدھا نہیں ہے کیوں ڈرتا ہے؟ اس نے کہا کوشش کر کے پکڑ رہے ہیں اور تمیز اٹھ گئی ہے

امروز ترسم کہ مَرا خرَ گیرند
اب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے گدھا سمجھ لیں

آں یکے[۱] از ترس در خانہ گریخت　　زَرد رُو و لَب کبُود و رنگ ریخت
ایک شخص خوف سے گھر میں بھاگ آیا　　چہرہ زرد، ہونٹ نیلے، رنگ فق

صاحبِ خانہ بگفتش خیر ہست　　کہ ہمی لرزد ترا چوں بید دست
گھر کے مالک نے اس سے کہا خیر ہے؟　　کہ تیرا ہاتھ بید کی طرح لرز رہا ہے

واقعہ چونست چوں بگریختی　　رنگِ رُخسارہ چُنیں چوں ریختی
کیا واقعہ ہے، تو کیوں بھاگا؟　　رخسار کا رنگ کیوں فق ہو گیا؟

گفت بہرِ سُخرۂ شاہِ حَروں　　خرَ ہمی گیرند اِمروز از برُوں
اس نے کہا ظالم بادشاہ کی بیگار کے لئے　　آج باہر سے گدھے پکڑ رہے ہیں

گفت[۲] میگیرند خرَ اے جانِ عَم　　چوں نہ خرَ رو ترا زیں چیست غم
اس نے کہا اے چچا کی جان! وہ گدھے پکڑ رہے ہیں　　جبکہ تو گدھا نہیں ہے جا، تجھے اس سے کیا غم ہے؟

گفت بَس جدّ ندو گرم اندر گرفت　　گر خرم گیرند ہم نبُود شگفت
اس نے کہا وہ پکڑنے میں بہت سخت اور سرگرم ہیں　　اگر مجھے بھی گدھا سمجھ لیں تو تعجب نہیں ہے

بہرِ خر گیری بر آور دند دَست　　جدّ جد تمیز ہم بَر خاستہ است
گدھے پکڑنے میں انہوں نے ہاتھ نکالے ہیں　　بہت کوشش میں تمیز بھی اٹھ گئی ہے

چونکہ بے تمیزیاں ماں سَر ورند　　صاحبِ خرَ را بجائے خرَ برَند
چونکہ بے تمیز لوگ ہمارے سردار ہیں　　گدھے کی بجائے گدھے والے کو پکڑ لے جائینگے

نیست[۳] شاہِ شہرِ ما بیہودہ گیر　　ہست تمیزش سمیع ست و بصیر
ہمارے شہر کا بادشاہ خواہ مخواہ پکڑنیوالا نہیں ہے　　اس کو تمیز ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے

آدمی باش و زخر گیراں مترس　　خرَ نۂ اے عیسیِ دوراں مترس
تو آدمی بن جا، اور گدھا پکڑنیوالوں سے نہ ڈر　　تو گدھا نہیں ہے اے اپنے دور کے عیسیٰ تو نہ ڈر

چرخِ چارم ہم ز نورِ تو پُرست　　حاشَ لِلّٰہ کہ مَقامت آخرُست
چوتھا آسمان بھی تیرے نور سے پر ہے　　خدا بچائے کہ تیرا مقام اصطبل ہو

---

۱ آں یکے۔ شہر میں گدھے بیگار میں پکڑے جا رہے تھے ایک شخص ڈر کر ایک گھر میں گھس گیا۔ بید۔ بید کے درخت کی نرم شاخوں کی لچک مشہور ہے۔ سُخرہ بیگار۔ حَرُوں۔ سرکش۔ ظالم۔

۲ گفت۔ صاحب خانہ نے کہا تو گدھا نہیں ہے۔ تو کیوں ڈرتا ہے۔ جدّ جد کوشش کی انتہا نے ان کے لئے گدھے اور غیر گدھے کی تمیز ختم کر دی ہے۔ چونکہ جب بے تمیز سردار بنجائیں تو گدھے کی بجائے یہ لوگ گدھے والے کو بھی پکڑ سکتے ہیں۔

۳ نیست۔ اس شعر کا تعلق اس حکایت کی سرخی کے پہلے شعر یعنی چوں نہ خرے ہے۔ آدمی۔ انسان بن جا۔ عیسیٰ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیے۔ خرعیسیٰ نہ ہونا چاہیے چرخ چارم۔ جبکہ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیے تو جیسا کہ حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر ہیں اسی طرح انسان کامل کا مقام بھی چوتھا آسمان ہے۔

توز چرخ و اختراں ہم برتری ‏ گرچہ ابہرِ مصلحت در آخری
تو آسمان اور ستاروں سے بھی بالا تر ہے ‏ اگرچہ مصلحتاً تو اصطبل میں ہے

میرِ آخر گرچہ در آخر بود ‏ ہر کہ اورا خر بگوید خر بود
اصطبل کا داروغہ اگرچہ اصطبل میں ہوتا ہے ‏ جو اس کو گدھا کہے وہ گدھا ہے

میرِ آخر دیگر و خسر دیگرست ‏ نے ہر آنکو اندر آخر شد خرست
داروغۂ اصطبل دوسری چیز ہے اور گدھا دوسری چیز ہے ‏ یہ نہیں ہے کہ جو اصطبل میں ہے وہ گدھا ہے

چہ در افتادیم درد نبالِ خر ‏ از گلستاں گوی وز گلہائے تر
ہم گدھے کے پیچھے کیا پڑ گئے ‏ چمن اور تر پھولوں کی بات کر

از انا رو از ترنج و شاخِ سیب ‏ وز شراب و شاہدانِ بے حسیب
انار کی اور لیموں کی اور سیب کی ٹہنی کی ‏ اور شراب کی اور بے حساب معشوقوں کی

یا ازاں دریا کہ موجش گوہرست ‏ گوہرش گوینده و بینا و رست
یا اس دریا کی جس کی موج موتی ہے ‏ اس کا موتی گویا اور بینا ہے

یا ازاں مرغاں کہ گلچیں میکنند ‏ بیضہا زرّیں و سیمیں می کنند
یا ان پرندوں کی جو پھول چنتے ہیں ‏ سونے اور چاندی کے انڈے دیتے ہیں

یا ازاں بازاں کہ کبکاں پرورند ‏ ہم نگوں اشکم ہم استاں میپرند
یا ان بازوں کی جو چکوریں پالتے ہیں ‏ پیٹ کے بل بھی اور چت بھی اڑتے ہیں

نرد بانہائیست پنہاں در جہاں ‏ پایہ پایہ تا عنانِ آسماں
دنیا میں مخفی سیڑھیاں ہیں ‏ درجہ بدرجہ آسمان کی بلندی تک

ہر گرہ را نرد بانے دیگرست ‏ ہر روشِ را آسمانے دیگرست
ہر گروہ کی ایک دوسری سیڑھی ہے ‏ ہر رفتار کے لئے ایک دوسرا آسمان ہے

ہر یکے ۳ از حالِ دیگر بے خبر ‏ ملک با پہنا و بے پایان و سر
ہر ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر ہے ‏ ملک وسیع ہے اور بے ابتداء اور بے انتہاء ہے

ایں دراں حیراں کہ او از چیست خوش ‏ واں دریں خیرہ کہ حیرت چیستش
یہ اس کے بارے میں حیران کہ وہ کس چیز سے خوش ہے؟ ‏ وہ اس کے بارے میں حیران ہے کہ اس کی حیرت کس وجہ سے ہے؟

صحنِ ارضِ اللہ واسع آمده ‏ ہر درختے از زمینے سر زده
اللہ کی زمین کا صحن وسیع ہے ‏ ہر درخت ایک زمین سے اگا ہے

---

۱ گرچہ۔ ہدایت دینے اور پانے کے لئے انسان کو دنیا میں بھیج دیا گیا ہے۔ میر آخر اصطبل میں ہونے سے گدھا ہونا ضروری نہیں ہے داروغہ اصطبل، اصطبل میں ہے لیکن گدھا نہیں ہے اسی طرح اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا دار نہیں ہیں۔ چہ۔ مولانا کا اپنے آپ کو خطاب ہے کہ گدھے کے قصہ کو چھوڑ کر عالم آخرت کی بات کر۔

۲ از گلستاں۔ یہ سب جنت کی چیزیں ہیں۔ دریا۔ اس سے مراد ذات حق ہے۔ مرغان۔ یعنی اولیاء اللہ بازاں۔ یعنی ملائکہ۔ کبکاں۔ یعنی نفوس قدسیہ۔ نردبانہا۔ یعنی عروج کے مختلف راستہ ہیں مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب جانیوالے راستے انسانوں کے سانسوں کی تعداد کی بقدر ہیں۔ عنان۔ فضا جو نظر آتی ہے۔ روش یعنی سلوک

۳ ہر یکے۔ ہر سالک پر جو تجلی ہے دوسرا اس سے بیخبر ہے حتیٰ کہ بسا اوقات مرید پر جو تجلی ہوتی ہے شیخ اس سے بے خبر ہوتا ہے۔ ایں۔ ہر سالک چونکہ دوسرے سالک کی تجلی سے بے خبر ہے اسلئے وہ دوسرے پر حیران ہوتا ہے۔ صحن۔ قربِ الٰہی اسقدر وسیع ہے کہ اسمیں طرح طرح کے معارف اگے ہوئے ہیں۔

بر درختاں ^۱ شکر گویاں برگ و شاخ — کہ زہے مُلک و زہے عرصہ فراخ
درختوں پر پتے اور شاخیں شکر ادا کرتی ہیں — کہ عجب ملک ہے اور عجب وسیع میدان ہے

بُلبلاں گردِ شگوفہ پُر گرہ — کہ ازاں چہ میخوری مارا بِدہ
بلبلیں بتہ بتہ شگوفے کے چاروں طرف (کہتی ہیں) — کہ اس میں سے کیا کھا رہا ہے؟ ہمیں دے

ایں سخن پایاں ندارد کُن رجوع — سُوئے رُوباہ و شیر و سقم و جُوع
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے، واپسی کر — اس لومڑی اور شیر اور بیماری اور بھوک کی جانب

بُردنِ ^۲ روباہ آں خر را پیشِ شیر و جستن خر از شیر و عتاب کردنِ روباہ با شیر کہ ہنوز خر دور بود کہ تعجیل کردی و عذر گفتنِ شیر و بہ کردنِ شیر روباہ را کہ برو بارِ دیگرش بفریب

لومڑی کا اس گدھے کو شیر کے سامنے لے جانا اور گدھے کا شیر سے کود بھاگنا اور لومڑی کا شیر پر غصہ کرنا کہ گدھا ابھی دور تھا کہ تو نے جلدی کر دی اور شیر کا معذرت کرنا اور شیر کا لومڑی کی خوشامد کرنا کہ جا دوبارہ اس کو فریب دے

چونکہ روباہش بسُوئے مَرج بُرد — تا کُند شیرش بحملہ خُرد مُرد
لومڑی جب اس کو چراگاہ کی جانب لے گئی — تاکہ شیر حملے سے اس کو خرد برد کر دے

دور بُود از شیر و آں شیر از نبرد — تابہ نزدیک آمدن صبرے نکرد
وہ شیر سے دور تھا اور شیر نے جنگ کی وجہ سے — اس کے نزدیک آجانے تک صبر نہ کیا

گنبدی ^۳ کرد از بُلندی شیر ہول — خود نبُودش قُوت و اِمکان حُول
ہولناک شیر نے اونچائی سے چھلانگ لگائی — اس میں خود قوت اور طاقت کا امکان نہ تھا

خر ز دورش دید و برگشت و گریخت — تا بزیر کوہ تازاں نعل ریخت
گدھے نے اس کو دور سے دیکھا اور پلٹ گیا اور بھاگ گیا — پہاڑ کے نیچے تک بھاگا چلا گیا

گفت روبہ شیر را اے شاہِ ما — چوں نکردی صبر دَر وقتِ وغا
لومڑی نے شیر سے کہا اے ہمارے بادشاہ! — تو نے معرکہ کے وقت صبر کیوں نہ کیا؟

تابہ نزدیکِ تو آید آں غوی — تابہ اندک حملۂ غالب شوی
تاکہ وہ گمراہ تیرے قریب آجاتا — تاکہ تو تھوڑے سے حملہ سے غالب ہو جاتا

مکرِ شیطان ست تعجیل و شتاب — لُطفِ رحمانست صبر و اِحتساب
عجلت اور جلد بازی شیطان کا مکر ہے — صبر اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا خدا کی مہربانی ہے

^۱ بر درختاں۔ ہر درخت کی شاخ و برگ خدا کی تسبیح میں معروف ہے۔ بُلبُلاں۔ یعنی سچے عاشق۔ ایں سخن۔ یہ عالم غیب کا بیان نہ ختم ہونے والا ہے

^۲ بُردن۔ لومڑی، گدھے کو بہکا کر شیر کے پاس لےگئی گدھا قریب نہ پہنچا تھا کہ شیر نے ناکام حملہ کر دیا اور گدھا بھاگ گیا، شیر نے لومڑی کی خوشامد کی کہ دوبارہ گدھے کو لا۔ مرج۔ چراگاہ۔ دور۔ گدھا ابھی شیر سے دور تھا شیر نے حملہ کر دیا۔

^۳ گنبدی کردن۔ چوکڑی بھرنا۔ حول۔ طاقت نعل ریختن۔ تیز دوڑنا۔ وغاء جنگ۔ غوی۔ گمراہ یعنی گدھا۔ مکر شیطان۔ حدیث شریف ہے جلد بازی شیطانی ہے اور آہستگی خدا کی جانب سے ہے

دُور بُود و حملہ را دید و گریخت ضُعفِ تو ظاہر شُد و آبِ تو ریختِ [1]
وہ دور تھا اور حملہ دیکھا اور بھاگ گیا تیری کمزوری ظاہر ہو گئی اور تیری آبرو ریزی ہو گئی

گفت من پنداشتم بر جاست زور خود بُدم زیں ضُعف خود نادان و کور
اس نے کہا میں سمجھا طاقت بحال ہے اپنی اس کمزوری سے میں خود نادان اور اندھا تھا

لیک گفتم زورِ من بر جا بُوَد نے کہ در من ضُعفِ دست و پا بُوَد
لیکن میں نے کہا میری طاقت بحال ہو گئی نہ کہ مجھ میں ہاتھ اور پاؤں کی کمزوری ہو گی

نیز جوع و حاجتم از حد گذشت صبر و عقلم از تجوّع یا وہ گشت
لیکن میری بھوک اور ضرورت حد سے گذر گئی بھوک کی وجہ سے میرا صبر اور عقل بیکار ہو گئی

گر توانی بارِ دیگر از خِرد باز آوردن مرا اورا سَزد
اگر تو عقلمندی سے دوبارہ اس کو پھر لا سکے تو مناسب ہے

منّتِ بسیار دارم از تو مَن جہد کُن باشد بیاریش بفن
مجھ پر تیرا بہت احسان ہے کوشش کر شاید مکر سے تو اس کو دوبارہ لے آئے

گر خدا [2] روزی کُند آں خر مرا بعد ازاں بس صَید ہا بخشم تُرا
اگر اللہ تعالیٰ اس گدھے کو میری روزی بنا دیگا اس کے بعد تجھے بہت شکار بخشوں گا

گفت آرے گر خدایاری دہد بر دلِ اُو از عمی مُہرے نہد
اس نے کہا ہا اگر خدا مدد کرے گا اس کے دل پر اندھے پن کی مہر لگا دے گا

پس [3] فراموشش شَوَد ہولے کہ دید از خریِ اُو نباشد ایں بعید
تو وہ اس خوف کو بھول جائیگا جو اس نے دیکھا اس کے گدھے پن سے یہ بعید نہیں ہے

لیک چوں آرم من اُورا بر متاز تا بباد ش ندہی از تعجیل باز
لیکن جب میں اس کو لے آؤں دوڑ نہ پڑنا تاکہ تو پھر جلدی کی وجہ سے اس کو برباد نہ کر دے

گفت آرے تجربہ کردم کہ مَن سخت رنجورم مُخلخل گشتہ تن
اس نے کہا ہاں میں نے تجربہ کر لیا ہے کہ میں سخت بیمار ہوں جسم ڈھیلا ہو گیا ہے

تا بہ نزدیکم نیاید خر تمام مَن نہ جُنبم خُفتہ باشم بر قوام
جب تک گدھا بالکل میرے پاس نہ آجائیگا میں حرکت نہ کرونگا سوتا رہونگا طریقہ کے مطابق

رفت رُوبہ گفت اے شہ ہمّتے تا بپوشد عقلِ اُورا غفلتے
لومڑی روانہ ہوئی بولی اے شاہ! تاکہ غفلت اس کی عقل کو چھپا دے

[1] آب ریختن۔ بے آبرو ہونا۔ گفت۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ میری قوت بحال ہے اور میں اپنی کمزوری سے ناواقف تھا۔ لیک۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ مجھ میں طاقت ہے اور میرے ہاتھ پاؤں کمزور نہیں ہیں۔ نیز۔ دوسری وجہ جلد حملہ کی یہ بھی ہوئی کہ بھوک بہت لگ رہی تھی اور بھوک میں عقل گم ہو گئی تھی۔ گر توانی۔ تیری عقلمندی کا تقاضہ ہے کہ تو اس کو دوبارہ لے آ۔ منت۔ تیرا مجھ پر بہت احسان ہے، مزید کرم ہوگا کہ دوبارہ لے آئے۔

[2] گر خدا۔ اگر خدا نے مجھے گدھے کی روزی دے دی تو میں کھا کر قوی ہو جاؤں گا پھر بہت شکار کر کے تجھے کھلایا کروں گا۔ گفت۔ لومڑی نے کہا اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو پھر گدھے کے دل پر اندھے پن کی مہر لگ جائے گی۔

[3] پس۔ پہلے حملہ کا خوف وہ بھول جائیگا۔ لیک۔ لیکن اگر اس بار میں اس کو لے آؤں تو جلدی کر کے اس کو برباد نہ کر دینا۔ مُخلخل۔ ڈھیلا۔ تا بہ نزدیکم شیر نے کہا اس بار جب وہ قریب آجائیگا تو حملہ کرونگا ورنہ قاعدہ کے مطابق سوتا رہوں گا۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔

تو بہا کرد ست خر با کردگار — کہ نگردم غرّۂ ہر نابکار ۱
گدھے نے خدا سے بہت توبہ کر لی ہو گی — کہ میں ہر نالائق کے دھوکے میں نہ آؤں

عقلِ خر بازیچۂ دستانِ ماست — فکرتش کبّادۂ طفلانِ ماست
گدھے کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے — اس کی سمجھ ہمارے بچوں کی نرم کمان ہے

تو بہایش را بفن برہم زنیم — ما عدوّے عقل و عہدِ روشنیم
ہم مکر سے اس کی توبہ کو توڑ دیں گے — ہم عقل اور روشن عہد کے دشمن ہیں

گلّۂ خر گوئے فرزندانِ ماست — فکرتش بازیچۂ دستانِ ماست
گدھوں کا گلہ ہماری اولاد کی گیند ہے — اس کی سمجھ ہمارے مکر کا کھلونا ہے

عقل کاں باشد زدورانِ زحل — پیشِ عقلِ کُل ندارد آں محل
وہ عقل جو زحل کی رفتار سے پیدا ہو — عقلِ کل کے سامنے وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے

از عطارد و از زحل دانا شدُ او — ما ز دادِ کردگارِ لطفِ خو
وہ عطارد اور زحل سے عقلمند بنا ہے — ہم مہربان خدا کی عنایت سے

عَلَّمَ ۲ الْاِنْسَاں خمِ طغرائے ماست — عِلم عند اللہ مقصد ہائے ماست
"علم الانسان" ہمارے طغرا کا دائرہ ہے — اللہ کا علم، ہمارے مقاصد ہیں

تربیہ آں آفتابِ روشنیم — رَبِّیَ الْاَعْلٰی ازاں رو میزنیم
ہم اس روشن سورج کی تربیت ہیں — اسی لئے ہم ربی الاعلیٰ کا نعرہ لگاتے ہیں

تجربہ گردارد اُوبا ایں ہمہ — بشکند صد تجربہ زیں دمدمہ
اگر وہ تجربہ رکھتا ہے تو اس سب کے ہوتے ہوئے — سینکڑوں تجربے اس مکر سے ٹوٹ جائیں گے

بُو کہ توبہ بشکند آں سُست خُو — در رسد شومیِ اشکستن درو
ہو سکتا ہے کہ وہ کاہل توبہ توڑ دے — (توبہ) توڑنے کی بدبختی اس میں اثر کرے

دربیانِ ۳ آنکہ نقضِ عہد و توبہ مُوجب بلا بُود بلکہ مُوجب مسخ ست چنانکہ در حقِ اصحابِ سبت و اصحاب مائدہ عیسیٰ

اس کا بیان کہ توبہ اور عہد کو توڑنا مصیبت کا سبب ہوتا ہے بلکہ مسخ کا سبب ہے، چنانچہ سبت والوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دستر خوان والوں کے

۱ نابکار۔ نالائق۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ دستاں۔ مکر۔ کبادہ۔ بچوں کے کھیلنے کی نرم کمان۔ تو بہایش۔ لومڑی نے کہا ہم اس کی توبہ کو توڑ دیں گے۔ گلہ خر۔ گدھے ہمارے بچوں کا کھلونا ہیں اور ان کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے یہی حال شیطان اور عوام کا ہے زحل۔ زحل ستارے کی تاثیر سے بچہ کی عقل میں ذہانت پیدا ہوتی ہے لیکن زحل کی عطا کردہ عقل، عقل کل کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ از عطارد۔ عوام کی عقول عطارد اور زحل ستاروں کی تاثیر سے ہیں۔ شیطان کی عقل خداداد ہے۔

۲ عَلَّم الانسان۔ ان اشعار میں مولانا نے لومڑی کی زبان سے عقل کامل کے صفات بیان فرمائے ہیں قرآن پاک میں ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ انسان کو وہ سکھایا جو وہ جانتا تھا۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں مذکور ہے قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ آپ کہہ دیجئے علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ تربیہ۔ عقل کامل کو اللہ کی تربیت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ خداوندِ قدوس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔ تجربہ۔ لومڑی نے کہا بو کہ ہوسکتا ہے۔ کہ وہ گدھا اپنی توبہ توڑ ڈالے اور توبہ شکنی کی بدبختی میں مبتلا ہو جائے۔

۳ دربیان۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ اللہ کے عہد اور توبہ کو توڑنے سے بدبختی آتی ہے۔ پہلی قومیں تو عہد شکنی کی وجہ سے سور اور بندر بنائی گئیں آنحضور کی امت میں یہ صوری مسخ تو نہیں ہے لیکن باطنی مسخ ہوتا ہے یعنی دل سور اور بندر بن جاتا ہے اور قیامت میں یہ انسان اس دل کی صورت اختیار کرے گا۔

علیہ السّلام کہ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ و اندریں
بارے میں ہے اور کر دیا ان میں سے بندر اور سور اور اس امت میں
اُمّت مسخ دل باشد نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ و روزِ قیامت
دل مسخ ہو گا ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور قیامت کے
تن را صورتِ دل دہند
دن بدن کو دل کی صورت دے دینگے

نقضِ ۱ میثاق و شکستِ توبہا — مُوجبِ لعنت شوَد در انتہا
عہد کا توڑنا اور توبہ کا توڑنا — انجام کار لعنت کا سبب ہوتا ہے

نقضِ عہدو توبہ اَصحابِ سبت — مُوجبِ مسخ آمدو اہلاک و مَقت
سبت والوں کا توبہ اور عہد کو توڑنا — مسخ اور ہلاکت اور عتاب کا سبب بنا

پَس خدا آں قوم رابوزینہ کرد — چونکہ عہدِ حق شکستند از نبرد
تو خدا نے اس قوم کو بندر بنا دیا — چونکہ انہوں نے ضد سے اللہ کا عہد توڑا

اندریں ۲ اُمّت نہ بُد مسخِ بدَن — لیک مسخ دل بُود اے ذُوالفطن
اس امت میں جسمانی مسخ نہ تھا — لیکن اے سمجھدار! دل کا مسخ ہوتا ہے

چوں دلِ بوزینہ گرد دآں دلش — از دلِ بوزینہ شد خواراں گلش
جب اس کا دل بندر کا دل ہو گیا — اس کی مٹی بندر کے دل سے زیادہ ذلیل ہو گئی

گر ہُنر بودے دلش راز اختیار — خوار کے بُودے بصورت آں حمار
اگر اس کے دل میں کوئی اختیاری ہنر ہوتا — تو صورت کے اعتبار سے وہ گدھا ذلیل کیوں ہوتا؟

آں سگِ اصحاب خوش بُد سیرتش — ہیچ بودش منقصت زاں صُورتش
اصحاب کہف کے کتے کی سیرت اچھی تھی — اس صورت سے اس کو کوئی نقصان تھا؟

مسخِ ۳ ظاہر بُود اہلِ سَبت را — تابہ بیند خَلق ظاہر کبت را
سبت والوں کا مسخ ظاہر تھا — تا کہ کھلے ہوئے اوندھے منہ ہونے کو مخلوق دیکھ لے

از رہِ سر صد ہزاراں دگر — گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر
باطنی طور پر دوسرے لاکھوں — توبہ توڑنے کی وجہ سے سور اور گدھے بنے ہیں

دوم بار آمدنِ روباہ بَراں خرِ گریختہ تابا زبفریبدش
بھاگے ہوئے گدھے کے پاس لومڑی کا دوبارہ آنا کہ تاکہ اس کو پھر فریب دے

---

۱ نقض۔ یہود نے عہد کیا تھا کہ وہ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کھیلا نہ کریں گے۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑا اور اس کے نتیجہ میں ان کو مسخ کر کے بندر اور سور بنایا گیا۔ سَبت۔ ہفتہ کا دن۔ مَقت۔ غصہ عتاب۔ بوزینہ۔ بندر۔ شکستند۔ عتاب۔ عہد کے باوجود ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کھیلنے لگے

۲ اندریں۔ امت محمدیہؐ میں صوری مسخ نہ ہوگا باطنی مسخ ہوگا۔ چوں دلِ بوزینہ۔ جب انسان کا دل، بندر کا دل بن جائے تو اس کا جسم بندر کے دل سے بھی بدتر ہے۔ گر ہُنر۔ حسن و خوبی میں صورت سے زیادہ دل معتبر ہے۔ اصحاب۔ اصحاب کہف کے کتے کا دل بھلا تھا صورت کی برائی سے اس پر کوئی عیب نہ آیا۔

۳ مسخِ ظاہر۔ جسمانی مسخ میں یہ حکمت ہے۔ کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ آزرہِ سر۔ باطنی طور پر لاکھوں ممسوخ ہیں جو عہد شکنی کی وجہ سے گدھے اور سور بنے ہوئے ہیں۔

پس [1] بیامد زود روبہ سُوئے خَر — گفت خَر از چون تو یارے اَلحَذَر

پھر بہت جلد لومڑی گدھے کی جانب آئی — گدھے نے کہا، تجھ جیسے دوست سے پناہ ہے

نا جواں مَردا چہ کردم باتو مَن — کہ مرا با شیر کردی پنجہ زَن

اے بزدل! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — کہ تو نے مجھے شیر سے بھڑا دیا

نا جواں مَردا چہ کردم من تُرا — کہ بہ پیشِ اژدھا بُردی مَرا

اے نامرد! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — کہ تو مجھے اژدھے کے سامنے لے گئی

مُوجب [2] کینِ تو با جانم چہ بُود — غیر خُبثِ جوہرِ تو اے عنُود

میری جان سے تیرے کینہ کی کیا وجہ تھی؟ — اے سرکش! سوائے تیری طبیعت کی خباثت کے

ہمچو کژدم کُو گزد پائے فتے — نارسیدہ ازوے اُورا آفتے

بچھو کی طرح جو جوان کے پاؤں کاٹتا ہے — بغیر اس کے کہ کوئی تکلیف اس کو اس سے پہنچے

یا چو دیوے کُو عدوِّ جانِ ماست — نا رسیدہ زحمتش از ماو کاست

یا شیطان کی طرح جو ہماری جان کا دشمن ہے — ہماری جانب سے اس کو زحمت اور نقصان پہنچے بغیر

بلکہ طبعاً خصمِ جانِ آدمی ست — از ہلاکِ آدمی در خُرّمی ست

بلکہ وہ فطرت سے آدمی کی جان کا دشمن ہے — آدمی کی تباہی سے خوشی میں ہے

از پئے ہر آدمی اُو نکسلد — خُو و طبعِ زشتِ خود را کے ہِلَد

وہ ہر آدمی کا پیچھا کرنے سے باز نہیں آتا ہے — وہ اپنی بری عادت کب چھوڑتا ہے؟

زانکہ [3] خُبثِ ذاتِ اُو بے مُوجبے — ہست سُوئے ظلم و عدواں جاذبے

کیونکہ اس کی ذاتی خباثت بغیر کسی سبب کے — ظلم اور زیادتی کی جانب کھینچنے والی ہے

ہر زماں خواند تُرا تا خُرّمی گہے — کہ دَر اندازد تُرا اندر چہے

وہ تجھے ہر وقت خوشی کی جگہ بلاتا ہے — کہ تجھے کسی کنویں میں ڈال دے

کہ فلاں جا حوضِ آبست و عُیوں — تا دَر اندازت بحوضت سَرنگوں

کہ فلاں جگہ پانی کی حوض اور چشمے ہیں — تاکہ تجھے حوض میں اوندھا گرا دے

آدمی را با ہزاراں کرّ و فر — اَندر افگند آں لَعیں در شور و شر

آدمی کو باوجود ہزاروں شان و شوکت کے — اس ملعون نے شور و شر میں ڈال دیا ہے

آدمی را با ہمہ وحی و نذیر — اَندر افگند آں لعیں بردش بہ بیر

باوجود ہر طرح کی وحی اور ڈرا دے کے آدمی کو — وہ ملعون کنویں پر لے گیا (اور) اندر گرا دیا

[1] پس بیامد۔ جب لومڑی دوبارہ گدھے کے پاس آئی تو اس نے اس سے پناہ مانگی۔ ناجواں۔ گدھے نے لومڑی سے کہا اے بزدل میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے مجھے شیر کے بالمقابل جا کھڑا کیا۔ اژدہا۔ یعنی شیر۔

[2] مُوجب۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو میری جان کی دشمن محض باطنی خباثت کی وجہ سے بنی۔ کژدم۔ بچھو بغیر کسی وجہ کے محض بدطینتی کی وجہ سے ڈنک مارتا ہے۔ یا چو دیوے۔ شیطان بھی انسان کو بغیر کسی وجہ کے ہلاک کرتا ہے۔ بلکہ۔ شیطان کو انسان سے طبعی خصومت ہے اسی لئے وہ ہر آدمی کے درپے ہے۔

[3] زانکہ۔ شیطان کی ذاتی عداوت بغیر کسی وجہ کے اس کو انسان پر ظلم کرنے کو آمادہ کرتی ہے۔ ہر زماں۔ انسان کو خوش کن جگہ کی طرف لا کر کنویں میں دھکا دیدیتا ہے۔ کہ فلاں۔ لالچ دلا کر تباہ کر دیتا ہے۔ آدمی۔ شاندار آدمی کو بھی شور و شر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بیگناہے ۱؎ بیگزندِ سابقے | کے رسید اُورا زآدم ناحقے
بغیر کسی پہلی خطا اور تکلیف کے | کب اس پر آدم سے ظلم ہوا ہے ؟

کے رَسید اُورا زمردم زِشتے | کہ دمادم آرد از غم پُشتے
انسان سے اس کو برائی کب پہنچتی ہے ؟ | کہ وہ ہر وقت غم کے پشتے لگا رہا ہے

گفت رُوبہ آں طلسمِ سحر بُود | کہ تُرا در چشم چوں شیرے نمُود
لومڑی نے کہا ، وہ جادو کا طلسم تھا | جو تجھے شیر جیسا دکھائی دیا

وَرنہ ۲؎ من از تو بتن مسکیں ترم | کہ شب و روز اَندر آنجا میچرم
ورنہ میں تو جسم میں تجھ سے زیادہ کمزور ہوں | لیکن دن رات اس جگہ چرتی ہوں

گرنہ زاں گونہ طِلسمے ساختے | ہر شِکم خوارے بد انجا تاختے
اگر اس جگہ ایسا طلسم نہ بنایا | ہر پیٹو ، وہاں دوڑ جاتا

یک جہانِ بینوا چوں پیل و اَرج | بے طِلسمے کے بماند سبز مَرج
ہاتھی اور گینڈے جیسے بھوکوں کا ایک عالم ہے | بغیر طلسم کے چراگاہ سبز کہاں رہ سکتی ہے ؟

من تُرا خود خواستم گفتن بدرِس | کہ چناں ہولے اگر بینی مترس
میں تجھے سکھانے میں خود کہنا چاہتی تھی | کہ اگر تو اس طرح ڈر دیکھے تو نہ ڈرنا

لیک رَفت ازیادِ علم آموزیت | کہ بُدم مُستغرقِ دل سوزیت
لیکن تجھے علم سکھانا بھول گئی | کیونکہ میں تیرے فکر میں ڈوبی ہوئی تھی

دیدمت دَر جُوعِ ۳؎ کلب و بینوا | می شتابیدم کہ آئی تا دوا
میں نے تجھے جوع الکلب میں اور بے سروسامان دیکھا | میں دوڑ پڑی کہ تو دوا تک آجائے

ورنہ با تو گفتمے شرحِ طلسم | کاں خیالے می نماید نیست جسم
ورنہ میں تجھ سے طلسم کی شرح کر دیتی | کہ وہ ایک خیال نظر آتا ہے جسم نہیں ہے

شدُ فراموش آنکہ گویم مر تُرا | حَلِّ آں مُشکل مُہیبِ دلرُبا
میں بھول گئی کہ تجھ سے کہوں | اس خوفناک دل کو اڑانے والی مشکل کا حل

جواب گفتنِ خرُروباہ را
گدھے کا لومڑی کا جواب دینا

گفت رَو رَو ہیں زپیشم اے عدُو | تانہ بینم رُوئے تو اے زشت رُو
اس نے کہا اے دشمن ! میرے سامنے سے دور ہو | اے بدصورت ! تاکہ میں تیرا منہ نہ دیکھوں

۱؎ بیگناہے۔ انسان کی کوئی خطا نہیں نہ انسان نے شیطان کا کچھ بگاڑا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا تجھے جو شیر نظر آیا وہ کوئی حقیقتاً شیر نہ تھا بلکہ ایک طلسم تھا۔ طلسم وہ موہوم خیال جو عجیب شکل میں نظر آنے لگے، وہ بھیانک تصویر جو کسی دفینہ وغیرہ پر بنا دی جاتی ہے۔

۲؎ ورنہ اگر حقیقی شیر ہوتا تو میں جو تجھ سے بھی کمزور جسم کی ہوں وہاں کیسے بچ سکتی تھی۔ گرنہ۔ طلسم بنانے کی وجہ یہ ہے کہ ہر پیٹو وہاں نہ پہنچ سکے۔ یک جہاں۔ بیل اور گینڈے بھوکے پھرتے ہیں اگر طلسم نہ ہوتا تو وہ چراگاہ کو کھا جاتے ارج۔ گینڈا۔ من ترا۔ میں تجھے پہلے ہی اس طلسم کی حقیقت بتانا چاہتی تھی لیکن میں بھول گئی۔ کہ بُدم۔ چونکہ میں تیرے غم میں تھی اس لئے طلسم کی حقیقت بتانا بھول گئی۔

۳؎ جُوعِ کلب۔ جوع البقر وہ بیماری جس میں ہر وقت بھوک لگی رہتی ہے۔ دوا یعنی غذا۔ کاں۔ میں بتا دیتی کہ وہ طلسم خیالی چیز ہے کوئی حقیقی شیر نہیں ہے۔ مشکل۔ یعنی وہی شیر۔ گفت۔ گدھے نے لومڑی سے کہا میں تیری بری صورت دیکھنا نہیں چاہتا میرے سامنے سے چلی جا تجھے خدا نے بدبخت بنایا ہے اور تیرے چہرے کو بھی بے شرم اور سخت بنایا ہے۔

آں خدائے کہ تُرا بَد بخت کرد
جس خدا نے تجھے بد بخت بنایا ہے
رُوئے زشتت را وقیح و سخت کرد
تیری بھدی صورت کو بے شرم اور سخت بنایا ہے

با کدامیں رُوی می آئی بمن
تو کس منہ سے میرے سامنے آرہی ہے
ایں چنیں سغری[۱] اندارد کرگدن
ایسی بے حیائی گینڈا (بھی) نہیں رکھتا ہے

رَفتہٗ دَر خون و جانم آشکار
تو کھلم کھلا میرے خون اور جان کے درپے ہوئی
کہ تُرا من رہبرم تا مَرغزار
کہ میں تیری جنگل کے لئے رہبر ہوں

تا بدیدم رُوئے عزرائیل را
یہاں تک کہ میں نے ملک الموت کا منہ دیکھ لیا
باز آوردی فن و تسویل را
تو پھر مکاری اور حیلہ لائی ہے

گرچہ من ننگِ خرانم یا خَرم
اگرچہ میں گدھوں کے لئے موجب شرم یا گدھا ہوں
جانورم جاندارم ایں را کے خَرم
میں جانور ہوں میں جاندار ہوں اس کو میں کب پسند کرتا ہوں

آنچہ من دیدم زہولے بے اَماں
جو میں نے بے پناہ ڈر دیکھا ہے
طِفل دیدے پیر گشتے دَر زماں
اگر بچہ دیکھ لے تو فوراً بوڑھا ہو جائے

بیدل[۲] و جاں از نہیبِ آں شکوہ
اس خوف کے ڈر سے بے دل اور بے جان ہو کر
سَرنگوں خود را در افگندم زکوہ
میں نے اپنے آپ کو پہاڑ سے اوندھا گرا لیا

بَستہ شدُ پایم دَر اندم از نہیب
اس وقت ڈر سے میرے پاؤں بندھ گئے
چوں بدیدم آں عذابِ بے حجیب
جب میں نے کھلم کھلا وہ عذاب دیکھا

عَہد کردم با خدا کاے ذُوالمِنَن
میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اے احسانوں والے!
بر کُشازیں بستگی تو پایِ مَن
اس قید سے میرے پاؤں کھولدے

تا نیوشم وسوسہ کس بعد ازیں
اس کے بعد میں کسی کے بہکانے میں نہ آؤں گا
عَہد کردم نذر کردم اے مُعیں
اے مددگار! میں نے عہد کرلیا میں نے منت مان لی

حق[۳] کُشادہ کرد آندم پایِ مَن
اللہ تعالیٰ نے اس وقت میرے پاؤں کھولدیئے
زاں دعاء و زاری و ہیہائے من
میری دعا اور عاجزی اور ہائے ہائے سے

وَرنہ اندر من رسیدے شیرِ نَر
ورنہ وہ نر شیر مجھ پر آپڑا تھا
چوں بُدے دَر زیرِ پنجہ شیر خَر
گدھے کا شیر کے پنجہ میں کیا حال ہوتا؟

باز بفرستادت آں شیرِ عَریں
اس کچھار کے شیر نے پھر تجھے بھیجا ہے
سُوئے من از مکر اے بئس القریں
مکر سے میری جانب اے برے ساتھی!

---

۱ سغری۔ سخت روئی۔ بے حیائی۔ کرگدن۔ گینڈا۔ رفتہ۔ تو میرے خون اور جان کے درپے تھی۔ تا بدیدم۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو نے ملک الموت کے سامنے لے جا کھڑا کیا۔ تسویل۔ حیلہ سازی۔ کے خرم۔ اگرچہ میں جانور اور گدھا ہوں لیکن ہلاک ہونا کیسے پسند کر سکتا ہوں۔ طفل۔ مصائب سے بچہ بوڑھا بن جاتا ہے۔

۲ بیدل۔ اس شیر کے خوف سے میں نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے اوندھا گرلیا۔ بستہ۔ اس خوف سے میرے پاؤں کام نہ دیتے تھے۔ عہد کردم۔ اس وقت میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر میرے پاؤں کھولدے تو میں پھر کسی کے بہکائے میں نہ آؤنگا۔

۳ حق کشادہ۔ اس عہد اور دعا کی برکت سے میرے پاؤں کھل گئے اور میں بچ بھاگا ورنہ شیر دبوچ لیتا اور پھر ظاہر ہے شیر کے پنجہ میں میرا کیا حال ہوتا۔ باز۔ اب مکر کرنے کے لئے شیر نے تجھے دوبارہ بھیجا ہے۔ عریں۔ شیر کی جھاڑی۔ بئس القرین۔ برا ساتھی۔

حَقِّ ذاتِ پاکِ اللّٰہُ الصَّمَد
اللہ پاک بے نیاز کی قسم

کہ اِبُوَد بہ مارِ بَد از یارِ بَد
کہ برے ساتھی سے برا سانپ بہتر ہوتا ہے

مارِ بَد جانے ستاند اے سلیم
اے بیوقوف! برا سانپ جان لے لیتا ہے

یارِ بَد آرد سُوئے نارِ جحیم
برا ساتھی دوزخ کی جانب لاتا ہے

از قرینِ بیقول و گفت و گوئے اُو
ساتھی سے اس کی گفتگو اور بات کے بغیر

خُو بدزدد دل نہاں از خُوئے اُو
دل خفیہ طور پر عادت اس کی عادت سے چرا لیتا ہے

چونکہ اُو افگند بَرتو سایہ را
جب وہ تجھ پر سایہ ڈالتا ہے

دُزد د آں بے مایہ از تو مایہ را
وہ بے ملیہ تیرا سرمایہ چرا لیتا ہے

عقلِ تو گر اژدہائے گشت مَست
تیری عقل اگر مست اژدھا ہے

یارِ بد اُو راز مرّ دداں کہ ہَست
برے دوست کو اس کا زمرد سمجھ

دیدۂ عقلت بدُو بیروں جہَد
اس سے تیری عقل کی آنکھیں باہر نکل پڑیں گی

طَعنِ اُو اندر کفِ طاعوں نہد
اس کا نیزہ مارنا، تجھے طاعون کے ہاتھ میں دھر دیگا

دَر جہاں ۲ نبُوَد بتر از یارِ بَد
دنیا میں برے دوست سے بدتر کوئی نہیں ہے

ویں مرا عینُ الیقیں گشتست خَود
یہ میرے لئے خود آنکھوں دیکھی یقینی بات ہوگئی ہے

جواب گفتن رُوباہ خَر را
لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت روبہ صافِ مارا دُرد نیست
لومڑی نے کہا ہمارے نیر میں کوئی تلچھٹ نہیں ہے

لیک تخیُّلاتِ وَہمی خُرد نیست
لیکن وہمی تخیلات (بھی) چھوٹی چیز نہیں ہیں

ایں ہمہ وہمِ تواست اے سادہ دل
اے بھولے! یہ سب تیرا وہم ہے

وَرنہ بر تو نے غشی دارم نہ غل
ورنہ میں تجھ سے نہ کھوٹ رکھتی ہوں نہ کینہ

از خیالِ ۳ زِشتِ خود منگر بمَن
اپنے برے خیال سے مجھے نہ دیکھ

بَر مُحبّاں از چہ داری سُوئے ظَن
دوستوں پر تو کیوں بد ظنی کرتا ہے؟

ظَنِّ نیکو بَر بَرا خوانِ صَفا
مخلصوں پر نیک گمان کر

گرچہ آید ظاہراً زیشاں جفا
اگرچہ بظاہر ان سے ظلم سر زد ہو

ایں خیال و وہمِ بَد چوں شدُ پدید
جب یہ برے خیال اور وہم ظاہر ہوئے ہیں

صد ہزاراں یار را از ہم بُرید
لاکھوں دوستوں کو ایک دوسرے سے کاٹ دیا ہے

---

۱ کہ بُوَد۔ شریر ساتھی سے شریر سانپ بھلا، سانپ تو محض مار ڈالتا ہے۔ لیکن برا ساتھی تو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ از قریں۔ ساتھی کی خو بو انسان میں مخفی طور پر اثر کر جاتی ہے۔ چونکہ اُو۔ جب برے ساتھی کا سایہ پڑتا ہے تیرا سارے سرمایہ چرا لیتا ہے۔ عقل۔ خواہ انسان کتنا ہی عقلمند ہو لیکن برے دوست کی صحبت اس کو اندھا کر دیتی ہے۔

۲ در جہاں۔ دنیا میں برے یار سے بری کوئی چیز نہیں ہے اب تو تیرے مقابلہ کی وجہ سے اس بارے میں مجھے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے کہا میری شراب میں کوئی تلچھٹ نہیں۔ یعنی میں صاف اور خطا سے بری ہوں۔ لیکن وہم بھی کوئی معمولی چیز نہیں صحیح بات کو غلط دکھا دیتا ہے ورنہ مجھ میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔

۳ از خیال۔ وہم کی بنیاد پر دوستوں سے بدظنی مناسب نہیں ہے مخلصوں کے بارے میں بہتر خیال رکھنا چاہیے خواہ ان سے بظاہر کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے۔ ایں خیال۔ بد گمانی سے بہت سے دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔

مُشفقے ۱ کو کرد جور و امتحاں	عقل باید کہ نباشد بد گماں
جس مہربان نے زیادتی اور امتحان کیا ہو	عقل کو چاہیے کہ بد گمان نہ ہو
خاصہ من بدرگ نبُودم زشت قسم	آنکہ دیدی بد نہ بُد بُود آں طلسم
خصوصاً میں بری قسم کی بد فطرت نہیں ہوں	جو تو نے دیکھا ؟ وہ برا نہ تھا وہ طلسم تھا
وَر بُدے بدآں سگالش قدر را	عفو فرمایند از زیاراں خطا
اگر (بالفرض) والتقدیر، وہ خیال برا تھا	(تو) دوستوں کی غلطی معاف کر دیتے ہیں
عالمِ ۲ وہم و خیال و طمع و بیم	ہست رہرو رایکے سدِّ عظیم
وہم اور خیال اور مزاج اور خوف کی دنیا	سالک کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے
نقشہائے ایں خیالِ نقشبند	چوں خلیلے راکہ کُہ بُد شُد گزند
اس نقش بنانے والے خیال کے نقوش	حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے کیلئے جو پہاڑ تھے نقصان بنے
گفت ہذا ربی ابراہیمؑ راد	چونکہ اندر عالمِ وہم او فتاد
عقلمند (حضرت) ابراہیم نے کہا یہ میرا رب ہے	چونکہ وہ وہم کے عالم میں مبتلا ہو گئے
ذکرِ کوکب راچنیں تاویل گفت	آنکسے کو گوہرِ تاویل سُفت
ستارے کے بارے میں ایسی تاویل کی	اس ذات نے جس نے تفسیر کے موتی پروے
عالمِ وہم و خیالِ چشم بند	آنچناں کُہ راز جائے خویش کند
وہم کی دنیا اور آنکھوں کو بند کر دینے والے خیال نے	ایسے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا
تا کہ ۳ ھذا ربی آمد قالِ او	خربط و خر راچہ باشد حالِ او
یہاں تک "یہ میرا خدا ہے" ان کا قول ہوا	احمق اور گدھے کا کیا حال ہو گا ؟
غرق گشتہ عقلہائے چوں جبال	در بحارِ وہم وگردابِ خیال
پہاڑوں جیسی عقلیں ڈوب گئیں	وہم کے سمندروں اور خیال کے بھنور میں
عقلِ ثابت تر زکہ را وہم بیں	کہ چہ فرمودست گفتن اے امیں
دیکھ وہم نے بہت جمی ہوئی عقل کو	کیا کہہ دینے کو کہا، اے امین !
کوہہا رہست زیں طوفاں فضوح	گو امانے جز کہ در کشتیِ نوحؑ
اس طوفان سے پہاڑوں کی رسوائیاں ہیں	نوحؑ کی کشتی کے سوا امن کہاں ہے ؟

۱ مُشفقے۔ دوست آزمائش کیلئے کچھ زیادتی بھی کرتا ہے تو عقلمندی یہی ہے کہ اس سے بد گمانی نہ کی جائے۔ قَدرا۔ ہم نے اس کا تعلق پہلے مصرع سے قرار دے کر بالفرض و التقدیر کے معنی کئے ہیں بعض نسخوں میں "قدر را" ہے تو اس کا تعلق دوسرے مصرع سے کیا جائے اور یہ معنی کئے جائیں کہ میرے مقدر کی اس غلطی کو معاف کر دیا جائے۔

۲ عالم۔ وہم اور خیال راہرو کے لئے مانع بنتے ہیں ان ذہنی خیالات سے حضرت ابراہیم کو بھی تکلیف پہنچی اور انہوں نے وہم کی بنیاد پر ستارے کو کہہ دیا کہ یہ میرا خدا ہے اور پھر اس غلطی کا احساس کر کے اس سے رجوع کیا۔ ہذا ربی۔ "یہ میرا خدا ہے" مولانا نے حضرت ابراہیم کے اس قول کی بنیاد ان کا وہم قرار دیا دوسرے مفسرین کے نزدیک ان کا یہ قول قوم کو ان کی غلطی کا احساس دلانے کے لئے تھا۔ وہم کی بنیاد پر عقیدہ کا اظہار نہ تھا۔ تاویل۔ دوسرے مصرع میں تاویل سے صحیفوں کی تفسیر مراد ہے۔

۳ تا کہ۔ حضرت ابراہیم حالانکہ نبی تھے وہم میں مبتلا ہو گئے اور چاند کو اپنا خدا کہدیا تو بیوقوف اور گدھا وہم کی بنیاد پر کیا کچھ نہ کہدیگا خربط احمق۔ عقل ثابت حضرت ابراہیم کی عقل اپنی جگہ قائم تھی لیکن وہم نے غلطی میں مبتلا کر دیا۔ کشتی نوح۔ یعنی مرشد کامل۔ حدیث شریف میں حضورؐ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی سی ہے جو اس سے وابستہ ہوا وہ نجات پا جائیگا اور ایک حدیث میں اہل بیت کی بجائے لفظ سنت ہے۔

زیں خیالِ رہزنِ راہِ یقیں — گشت ہفتادو[1] دو ملت اہلِ دیں
یقین کے راستہ کو ڈاکو کے اس خیال کی وجہ سے — دیندار بہتر فرقے بن گئے

مَردِ ایقاں رَست از وہم و خیال — مُوئے ابرو راہمی گوید ہلال
صاحب یقین وہم اور خیال سے نجات پاتا ہے — وہ ابرو کے بال کو چاند نہیں کہتا ہے

واں کہ را نُورِ عُمر نبود سَند — مُوے ابروئے کجے راہش زند
جس کا سہارا عمر کا نور نہ ہو — ابرو کا ٹیڑھا بال اس کو بھٹکا دیتا ہے

صَد ہزاراں کشتی باہول و سہم — تختہ تختہ گشتہ در دریائے وہم
لاکھوں کشتیاں خوف اور ڈر سے — وہم کے دریا میں تختہ تختہ ہو گئی ہیں

کمتریں فرعون چست فیلسوف — ماہِ اُو در برجِ وہمی در خسوف
کم از کم فرعون، چالاک اور فلسفی — اس کا چاند وہم کے برج میں گرہن میں ہے

کس نداند رُوسپی[2] زن کیست آں — وانکہ داند نیستش بر خود گماں
کوئی نہیں جانتا وہ رنڈی عورت کون ہے؟ — اور جو جانتا ہے اس کو اپنے بارے میں گمان نہیں ہوتا

چوں تُرا وہم تو دار دخیرہ سَر — از چہ گردی گردِ وہمِ آں دِگر
جبکہ تیرا وہم تجھے حیران بنا دیتا ہے — تو دوسرے کے وہم کے کیوں چکر کاٹتا ہے؟

عاجزم من از منیِ خویشتن — چہ نشینی پُر منی تو پیشِ من
میں اپنی خودی سے عاجز ہوں — تو خودی سے بھرا ہوا میرے سامنے کیوں بیٹھتا ہے؟

از من[3] و ماہر کہ ایں در میزند — عاشقِ خویش ست بَر لا می تَند
جو خودی اور انانیت کیساتھ اس دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے — وہ اپنا عاشق ہے، فنا کا چکر کاٹتا ہے

بے من و مائی ہمی جُویم بجاں — تا شوم من گُویِ آں خوش صولجاں
میں (دل و) جان سے بخود اور بے انانیت والے کو ڈھونڈتا ہوں — تاکہ میں اس اچھے بلے کی گیند بن جاؤں

ہَر کہ بے من شُد ہمہ منہا خوداوست — یارِ جُملہ شُد چوخود رانیست دوست
جو بے خود ہو گیا، تمام خودیاں وہ خود ہے — وہ سب کا دوست بن گیا جبکہ اپنا دوست نہیں ہے

آئینہ بے نقش شُد یا بد بہا — زانکہ شُد حاکیِ جملہ نقشہا
وہ بے نقش کا آئینہ بن گیا، قیمت پائے گا — کیونکہ وہ تمام نقشوں کا مظہر بن گیا

خدا کی خودی ہے اور وہ جملہ خلق اللہ کا دوست ہے۔ آئینہ۔ جب انسان کے دل میں خود اپنا نقش نہیں ہے تو اس دل کی قدرو قیمت ہے اس میں دوسروں کی تصویریں نمایاں ہو سکتی ہیں۔

[1] ہفتادو دو۔ امت کے بہتر فرقے اسی وہم کی بنیاد پر بنجائینگے حدیث شریف ہے کہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جن میں سے ایک نجات پائیگا اور وہ وہ فرقہ ہوگا جو میری اور اصحاب کی سنت پر عمل کریگا۔ بقیہ اکہتر فرقے جہنمی ہونگے۔ مرد ایقاں۔ پہلے ایک قصہ گزرا ہے جسمیں بیان کیا گیا تھا کہ ایک صاحب کی ابرو کا بال مڑا ہوا تھا اور وہ ان کی آنکھ کے سامنے آ گیا تھا وہ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے تو انہوں نے اس ابرو کے بال کو چاند سمجھ لیا اور کہنے لگے کہ چاند نظر آ رہا ہے جس کی تصحیح حضرت عمرؓ نے کی، اور جب وہ مڑا ہوا بال ہٹا دیا گیا تو وہ چاند غائب ہو گیا۔ کمترین۔ دنیا کے اور واقعات سے قطع نظر فرعون ہی کو دیکھو اسنے وہم کی بنیاد پر کیا دعویٰ کر دیا۔

[2] رُوسپی زَن۔ یعنی وہ دیوث جسکی بیوی زانیہ ہے وہ بیوی کو زانیہ نہیں سمجھتا ہے اور اگر سمجھتا بھی ہے تو اپنے آپ کو دیوث نہیں سمجھتا یہ بھی سب وہم کی کار فرمائی ہے چوں انسان کیلئے اپنے وہم کا علاج بھی مشکل ہے تو دوسرے کے وہم کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ عاجزم۔ جبکہ انسان خود خودی میں مبتلا ہو تو دوسرے کی خودی کا علاج نہیں کر سکتا۔

[3] از من۔ جو انسان خودی میں مبتلا ہے وہ تو خود اپنا عاشق ہے اس کو مقامِ فنا حاصل نہیں ہو سکتا۔ بے من۔ ایسے شیخ کی تلاش کرنی ضروری ہے جو انانیت اور خودی کو فنا کر چکا ہو پھر اس کی اطاعت ضروری ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص خودی فنا کر دے اب اس میں اپنی خودی نہیں ہے اس میں مخلوق

حکایتِ ۱ شیخ محمد سَر رزی غزنوی قَدسَ اللّٰہُ رُوحَہُ الْعَزِیْز

شیخ محمد سر رزی غزنوی کی حکایت خدا ان کی معزز روح کو پاک کرے

زاہدے در غزنی از دانش مزی ‏ بُد محمد نام و کنیت سَر رزی
غزنی میں ایک زاہد عقل سے پروردہ ‏ نام محمد اور کنیت سر رزی تھی

بُود اِفطارش سَرِ رَز ہر شبے ‏ ہفت سال اُو دائم اندر مطلبے
ہر شام کو ان کا افطار انگور کی کونپل تھی ‏ سات سال وہ ہمیشہ (حصول) مقصد میں تھے

بس عجائب دید از شاہِ وجود ‏ لیک مقصودش جمال شاہ بُود
موجودات کے شاہ کے انہوں نے بہت سے عجائب دیکھے ‏ لیکن ان کا مقصد شاہ کا جمال تھا

بر سَرِ کہ رَفت آں از خویش ۲ سیر ‏ گفت بنمایا فتادم من بزیر
وہ اپنے آپ سے بیزار ہو کر پہاڑ کی چوٹی پر گئے ‏ عرض کیا دکھا دے، ورنہ میں نیچے کو دوں گا

گفت نامد نوبتِ آں مکرُمت ‏ ور فرو افتی نمیری نکشمت
فرمایا اس اعزاز کا موقع نہیں آیا ہے ‏ اگر تم نیچے گرو گے، نہ مرو گے میں تمہیں نہ ماروں گا

اُو فرو افگند خود را از وِداد ‏ درمیان عُمقِ آبے اُو فتاد
انہوں نے عشق میں اپنے آپ کو نیچے پھینک دیا ‏ ایک پانی کی گہرائی میں جا پڑے

چوں نمُرد از نکس آنجاں سیر مرد ‏ از فراقِ مرگ بر خود نوحہ کرد
جب اوندھا گرنے سے نہ مرے وہ جان سے بیزار آدمی ‏ اپنی موت کے فراق پر رونے لگے

کایں ۳ حیات اُو را چو مرگے مینمود ‏ کار پیشش باز گونہ گشتہ بُود
کیونکہ یہ زندگی ان کو موت کی طرح نظر آتی تھی ‏ معاملہ ان کے لئے الٹا ہو گیا تھا

موت را از غیب می کرد اُو گدے ‏ اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ میزدے
موت کی وہ غیب سے بھیک مانگتے تھے ‏ "بیشک میری موت میں میری زندگی ہے" کا نعرہ لگاتے تھے

موت راچوں زندگی قابل شُدہ ‏ با ہلاکِ جانِ خود یک دل شُدہ
موت کو زندگی کی طرح قبول کرنے والے بن گئے تھے ‏ اپنی جان کی ہلاکت پر مطمئن ہو گئے تھے

سَیف و خنجر چوں علیؓ ریحانِ اُو ‏ نرگس و نسریں عدوِّ جانِ اُو
(حضرت) علیؓ کی طرح تلوار اور خنجر ان کا ریحان تھا ‏ نرگس اور نسرین ان کی جان کے دشمن تھے

---

۱ حکایت۔ چونکہ پہلے ایسے شیخ کی ضرورت کا اظہار کیا تھا جس میں خودی از انانیت نہ ہو اس کے مناسب محمد سررزی غزنوی کا ذکر کیا ہے جو اس صفت کے ساتھ موصوف تھے۔ سر رزی۔ سر رز انگور کی بیل کی کونپل چونکہ یہ روزہ اسی سے افطار کرتے تھے اسلئے ان کا لقب سر رزی پڑ گیا تھا۔ غزنوی غزنی کا رہنے والا غزنی اور غزنین وہی شہر ہے جس میں سلطان محمود غزنوی پیدا ہوئے تھے۔ مطلبے۔ یعنی وصل الی اللہ۔ شاہ وجود۔ اللہ تعالیٰ جمال یعنی ان کا مقصد عجائب دیکھنا نہ تھا بلکہ دیدار خداوندی تھا۔

۲ خویش سیر۔ یعنی ان کا بغیر دیدار خداوندی کے زندگی سے دل بھر گیا تھا۔ اور زندہ رہنا نہ چاہتے تھے۔ گفت۔ دیدار جمال کی درخواست پر ان کو جواب ملا ابھی تمہیں وہ مقام حاصل نہیں ہے جس میں دیدار ہو سکے۔ ور۔ اگر تم پہاڑ سے گرا کر بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرو گے تو تمہیں مرنے نہ دیا جائے گا اور گرنے سے تمہارا بدن شکستہ نہ ہو گا۔ درمیان۔ وہ پہاڑ سے کودے تو پانی میں جا گرے۔ نکس۔ اوندھا۔ از فراق۔ چونکہ ان کا زندگی سے دل بھر چکا تھا۔ اور اوندھا گرنے سے بھی نہ مرے تو رونے لگے

۳ کایں۔ لوگوں کو زندگی عزیز ہے ان کے لئے الٹی بات ہو گئی ان کو اپنی موت پیاری تھی۔ موت۔ وہ موت کی تمنا کرتے تھے اسلئے کہ ان کو یقین تھا کہ موت کے بعد دیدارِ جمال ہو جائے گا۔ یک دل شدہ۔ یعنی وہ مطمئن تھے۔ چوں علیؓ پہلے مولانا بیان کر چکے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے لئے اسباب موت دنیا کی لذتوں سے زیادہ پیارے تھے۔

بانگِ ۱ آمد روز صحرا سُوئے شہر — بانگِ طرفہ از وَرائے سِرّ و جہر
آواز آئی جنگل سے شہر کی جانب جاؤ — عجیب آواز آہستہ اور زور کی آواز کے علاوہ

گفت اے دانائے رازم مُو بمُو — چہ کُنم در شہر از خدمت بگو
عرض کیا، اے میرے تمام رازوں کے جاننے والے! — شہر میں کیا خدمت کروں؟ فرمایئے

گفت خدمت آنکہ بہرِ ذُلِّ نفس — خویشتن سازی تو چوں عباسِ دِبس
فرمایا خدمت یہ ہے کہ نفس کو ذلیل کرنے کے لئے — تو اپنے آپ کو عباس دبس کی طرح بنا لے

مُدّتے از اغنیا زری سِتاں — پس بدرویشانِ مسکیں می رساں
ایک مدت تک، مالداروں سے روپے لے — پھر مسکین درویشوں کو پہنچا

خدمتت اینست تا یکچند گاہ — گفت ۲ سمعاً طاعۃً اے جاں پناہ
ایک وقت تک تیری یہی خدمت ہے — عرض کیا اے جاں پناہ! میں نے سنا قبول کیا

بس سوال و بس جواب و ماجرا — بُد میان زاہد و ربُّ الوریٰ
بہت سے سوال، بہت سے جواب اور قصہ — زاہد اور مخلوق کے رب کے درمیان ہوا

کہ زمین و آسماں پُر نور شُد — در مقالات آں ہمہ مذکور شُد
کہ زمین اور آسمان نور سے بھر گئے — "مقالات" میں وہ سب مذکور ہیں

لیک کوتہ کردم آں گفتار را — تا ننوشد ہر خسے اسرار را
لیکن میں نے وہ گفتگو مختصر کر دی — تاکہ ہر کمینہ اسرار کو نہ سنے

آمدنِ شیخ بعد از چندیں سال از بیاباں بشہرِ غزنین و زنبیل ۳ گرد ایندن باشارتِ غیبی و تفرقہ کردن آنچہ جمع آمدہ برفقراء

شیخ کا بہت سے سالوں کے بعد جنگل سے غزنی میں آنا اور غیبی اشارے سے جھولی گھمانا اور جو کچھ جمع ہوتا اس کو فقرا میں تقسیم کردینا

ہرکرا جاں زعزِّ لبیک ست — نامہ بر نامہ پیک بر پیک ست
جس شخص کی جان لبیک کی عزت سے (وابستہ) ہے — (اس کیلئے) خط پر خط اور قاصد پر قاصد ہے

۱ بانگ۔ چونکہ خدا نے انکو اس مرتبہ پر پہنچانا تھا جس میں دیدار جمال ہو تو غیبی آواز نے ان کو ہدایت کی کہ وہ شہر میں جائیں زنبیل گردانی کریں اور بھیک مانگیں۔ گفت۔ ان بزرگ نے سوال کیا کہ شہر میں جاکر کیا کروں تو جواب ملا اپنے آپ کو عباس دبس بنالو...... عباس دبس۔ یہ ایک بھکاری تھا جو طرح طرح کے حیلوں سے گداگری کرتا تھا کبھی مجمع کو رلا دیتا تھا کبھی ہنسا دیتا تھا اور مختلف طریقوں سے بھیک مانگتا تھا "جامع الحکایات" میں اس کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس گداگر کا نام عباس ودس لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ دوس قبیلہ کا تھا۔

۲ گفت۔ ان بزرگ نے عرض کیا کہ اس حکم کو بجالاؤنگا کہ زمین۔ انِ بزرگ اور اللہ تعالیٰ کی وہ باتیں ہوئیں جن سے آسمان اور زمین منور ہو گئے۔ مقالات۔ یہ کتاب کا نام ہے جس میں شیخ محمد سررزی کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس کو مولانا رومؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

۳ زنبیل گردانیدن۔ مجھے قونیہ میں معلوم ہوا تھا کہ مولویہ فرقہ میں یہ ریاضت اب بھی باقی ہے ان کا شیخ کسی کو اپنی حلقہ میں جب داخل کرتا ہے تو مختلف ریاضتیں کرالیتا ہے اور اس میں یہ ریاضت بھی داخل ہے کہ اس مرید کو چالیس روز گداگری کرنی پڑتی ہے۔ تفرقہ۔ تقسیم ہر کرا۔ یہ شعر الٰہی نامکا ہے۔

رُو بشہر آورد آں فرماں پذیر | شہرِ غزنیں گشت از رُویش مُنیر
اس حکم ماننے والے نے شہر کا رخ کیا | غزنی شہر اُن کے چہرے سے منور ہو گیا

از فرح خلقے باستقبال رفت | اُو در آمد از رہِ دُزدیدہ تفت
مخلوق خوشی سے استقبال کیلئے روانہ ہوئی | وہ جلد چور راستہ سے اندر آ گئے

جُملہ اَعیان و مہاں بر خاستند | قصرہا از بہرِ اُو آرا ستند
سب بڑے اور سردار کھڑے ہو گئے | ان کی وجہ سے مکانات کو آراستہ کیا

گفت ۲ من از خود نُمائی نامدم | جُز بخواری وگدائی نامدم
انہوں نے کہا میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں | ذلت اور بھکاری پن کے سوا کے لئے نہیں آیا ہوں

نیستم درِ عزمِ قال و قیل مَن | در بَدر گردم بکف زنبیل مَن
میں بات چیت کے ارادہ میں نہیں ہوں | میں ہاتھ میں جھولی لے کر دربدر گھوموں گا

بَندہ فرمانم کہ اَمرست از خدا | کہ گدا باشم گدا باشم گدا
میں حکم کا غلام ہوں، کیونکہ خدا کا حکم ہے | میں بھکاری بنوں، میں بھکاری بنوں، بھکاری

در گدائی لفظ نادر ناورم | جُز طریقِ خس گدایاں نسپرم
میں بھکاری پن میں نیا لفظ نہ لاؤں گا | کمینہ فقیروں کے سوا طریقہ نہ اختیار کروں گا

تا شوم غرقِ مذلّت من تمام | تا سَقطہا بشنوم از خاص و عام
تاکہ میں پوری طرح ذلت میں ڈوب جاؤں | تاکہ خاص و عام سے برا بھلا سنوں

اَمرِ ۳ حق جانست من آں را تبَع | اُو طمع فرمود و ذَلّ مَن قنع
خدا کا حکم جان ہے، میں اس کے تابع ہوں | اس نے لالچ کا حکم دیا اور جس نے قناعت کی وہ ذلیل ہوا

چوں طمع خواہد زمن سُلطانِ دیں | خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں
جبکہ دین کا شہ مجھ سے طمع چاہتا ہے | اس کے بعد قناعت کے سر پر دھول

اُو مذلّت خواست کے عزّت تنم | اُو گدائی خواست کے میری کنم
اس نے ذلت چاہی میں کب عزت کے درپے ہونگا؟ | اس نے بھکاری پن چاہا میں کب امیری کروں گا؟

بَعد ازیں کدیہ و مذلّت جانِ من | بیست عبّاس اندر انبانِ من
اس کے بعد بھیک اور ذلت میری جان ہے | میری جھولی میں بیس عباس ہیں

شیخ بر میگشت و زنبیلے بدست | شیءٌ لِلّٰہ خواجہ توفیقیت ہست
شیخ گھومتے تھے اور جھولی ہاتھ میں | اے خواجہ! اگر تجھے کچھ توفیق ہے تو کوئی چیز خدا کے لئے دے

۱ روبشہر۔ اس غیبی اشارے کے بعد محمد سرزی غزنی میں پہنچے لوگوں نے انکے استقبال کے لئے شہر کو سجایا لیکن وہ بغیر اطلاع خفیہ راستہ سے شہر میں داخل ہوگئے اور اپنے لئے اس اعزاز کو پسند نہ کیا۔

۲ گفت۔ خفیہ طور پر غزنی میں پہنچنے کے بعد انہوں نے لوگوں سے کہا میں غزنی میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو اپنے آپ کو ذلیل کرنے اور بھیک مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ زنبیل۔ کاسۂ گدائی، کشکول۔ در گدائی۔ بھیک بھی عام فقیروں کی طرح مانگوں گا تاکہ اچھی طرح ذلیل ہوں اور لوگوں سے برا بھلا سنوں۔

۳ امرِ حق۔ خدا جب لالچ اور طمع کا حکم دے تو پھر قناعت ذلت ہے اور ذلت میں عزت ہے۔ اور ذلت جب خدا کسی سے ذلت کا طالب ہو تو طالبِ خدا عزت کو پسند نہیں کرتا ہے۔ بیست۔ یعنی میں عباس و بس سے بھی بیس گنا بھکاری بنوں گا۔ شی للہ۔ فقیروں کی صدا ہوتی ہے اگر توفیق ہے تو کچھ خدا کے لئے دو۔

برتر ۱ از کرسی و عرش اَسرارِ اُو | شَیئًا لِلّٰہ شَیئًا لِلّٰہ کارِ اُو
ان کے باطنی احوال کرسی و عرش سے برتر تھے | "کچھ خدا کے لئے" کچھ خدا کیلئے ان کا کام تھا

انبیا ہر یک ہمیں فن میزنند | خلق مُفلِس گدیہ ایشاں میکُنند
ہر ایک نبی اس طرح نعرہ لگاتا ہے | مخلوق مفلس ہے، ان سے بھیک مانگتے ہیں

اَقرِضُوا اللّٰہ اَقرِضُوا اللّٰہ میزنند | باژگوں بر اُنصُرُوا اللّٰہ می تنند
اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں | الٹا "اللہ کی مدد کرو" پر عمل کرتے ہیں

دَر بدر ایں شیخ می آرد نیاز | بر فلک صد در برائے شیخ باز
یہ شیخ در بدر عاجزی کرتے ہیں | شیخ کیلئے آسمان پر سینکڑوں دروازے کھلے ہوئے ہیں

آں ۲ گدائی کہ بجدّ میکرد اُو | بہرِ یزداں بُود نے بہرِ گلُو
وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے | خدا کے لئے تھا نہ کہ حلق کے لئے

وَر بکردے نیز از بہرِ گلُو | آں گلواز نورِ حق دارد غلو
اگر وہ حلق کے لئے بھی کرتے | وہ حلق خدا کے لئے نور سے پر تھا

در حقِ اُو خورد نان و شہد و شیر | بہ زچلّہ و زسہ روزہ صد فقیر
ان کیلئے روٹی اور شہد اور دودھ کی خوراک | سینکڑوں فقیروں کے چلہ اور سہ روزہ سے بہتر تھی

نُور مینو شد مگو ناں می خورد | لالہ میکارد بصُورت می چرو
نور پی رہے ہیں حلق روٹی کھا رہا ہے | لالہ بورہے ہیں بظاہر چر رہے ہیں

چوں ۳ شرارے کُو خورد روغن زشمع | نُور افزاید ز خوردش بہرِ جمع
جیسا کہ وہ آگ جو شمع کا روغن کھا رہی ہے | اس کے کھانے سے لوگوں کیلئے نور بڑھتا ہے

نان خورے راگفت حق لَاتُسرِفُوا | نُور خوردن رانگفت ست اِکتَفُوا
اللہ (تعالیٰ) نے روٹی کھانیوالے کیلئے فرمایا اسراف نہ کر | نور کھانے کے لئے "بس کرو" نہیں فرمایا

ایں گلوئے اِبتلا بُدویں گلُو | فارِغ از اِسراف و اَیمن اَز غلو
یہ حلق آزمائش تھا اور یہ حلق | اسراف سے بے نیاز ہے اور غلو سے محفوظ ہے

اَمرو فرماں بُود نے حرص و طَمَع | آنچناں جان حرص را نبود تبَع
حکم اور فرمان تھا نہ کہ لالچ اور طمع | ایسی جان حرص کے تابع نہیں ہوتی ہے

۱ برتر۔ شیخ کا مقام عرش و کرسی سے بلند تھا لیکن انہوں نے بھکاری اختیار کر لیا۔ انبیاء۔ انبیاء کا بھی طریق کار یہی ہے کہ باوجود ہر قسم کے غنیٰ کے مفلس مخلوق سے بھیک مانگتے ہیں۔ اقرضوا۔ انبیاء کہتے ہیں کہ خدا کو قرض دو اور اللہ کی مدد کرو حالانکہ مخلوق خود قرض اور مدد کی محتاج ہے۔ دربدر۔ شیخ در بدر مارے پھرتے تھے حالانکہ آسمان کے سینکڑوں دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے تھے۔

۲ آں گدائی۔ شیخ کا یہ بھکاری پن اپنے لئے نہ تھا خدا کے حکم کے مطابق تھا اور اگر وہ اپنے کے لئے بھی کرتے تو وہ اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ان کا کھانا پینا ان کے لئے نور پینا تھا اور ان کے لئے دنیا کی لذتیں دوسرے سالکوں کے مجاہدوں سے بہتر تھیں۔ سہ روزہ۔ تین دن کا صوم وصال۔ نور۔ ایسے بزرگ کھانا کھاتے ہیں تو وہ نور بن جاتا ہے۔

۳ چوں۔ بزرگ کے لئے دنیا کی لذتیں بھی دوسروں کے لئے باعث افادہ بنتی ہیں جس طرح آگ موم بتی کو کھاتی ہے تو دوسروں کو نور حاصل ہوتا ہے۔ نان خورے۔ جن کی غذائیں محض بدنی ہیں ان کے لئے قرآن کا حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو لیکن جن کی غذا نور بنتی ہے انکو اکتفوا۔ یعنی کفایت کرو کا حکم نہیں ہے وہ جو چاہیں اور جس قدر چاہیں کھائیں۔ ایں گلو۔ عام انسان کا حلق اس کے لئے ابتلا کا سبب ہے۔ آمد۔ شیخ کا کھانا پینا امر خداوندی ہے حرص اور لالچ پر مبنی نہیں ہے۔

گر بگوید ۱ کیمیا مس را بدہ — تو بمن خود را طمع نبود فرہ

اگر کیمیا تانبے سے کہے کہ دے — تو اپنے آپ کو مجھے (تو یہ) زیادتی اور لالچ نہ ہوگا

آں گدائی کہ بجدّ میکرد او — بود از آثار حکمتہائے ہو

وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے — وہ اللہ کی حکمتوں کا نتیجہ تھا

گنجہائے خاک تا ہفتم طبق — عرضہ کردہ بود پیشِ شیخ حق

زمین کے خزانے ساتویں طبقہ تک — اللہ (تعالیٰ) نے شیخ کے سامنے پیش کر دیتے تھے

شیخ گفتا خالقا من عاشقم — ور بجویم غیر تو من فاسقم

شیخ نے کہا، اے خالق! میں تو عاشق ہوں — اگر میں تیرے غیر کی جستجو کروں تو میں فاسق ہوں

ہشت جنت گر در آرم در نظر — ور کنم خدمت من از خوفِ سقر

اگر میں آٹھوں جنتوں کو نظر میں لاؤں — اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں

مومنے باشم سلامت جوئے من — زانکہ ایں ہر دو بود حظِ بدن

میں سلامتی کا طالب ہوں، ایک مومن بنوں گا — کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں

عاشقے ۲ کز عشقِ یزداں خورد قوت — صد بدن پیشش نیرزد ترّہ توت

وہ عاشق جس نے خدا کے عشق کی روزی کھا لی — اس کے آگے سینکڑوں بدن شہتوت کے پتے کی قیمت نہیں رکھتے ہیں

ویں بدن کہ دارد آں شیخ فطن — چیز دیگر گشت کم خوانش بدن

وہ سمجھدار شیخ جو یہ بدن رکھتے ہیں — وہ دوسری چیز بن گیا اس کو بدن نہ کہہ

عاشقِ عشقِ خدا وانگاہ مزد — جبرئیلِ مومن آنگاہ دزد

عشق خدا کا عاشق اور پھر مزدوری — امانتدار جبرئیلؑ اور پھر چور

عاشقِ ۳ آں لیلیِ کور و کبود — ملکِ عالم پیشِ او یک ترّہ بود

اندھی، نیلی، لیلیٰ کا عاشق — دنیا کی سلطنت اس کے سامنے ایک پتہ تھی

پیشِ او یکساں شدہ بُد خاک و زر — زر چہ باشد کہ نہ بُد جاں را خطر

اس کے لئے مٹی اور سونا یکساں ہو گیا تھا — سونا کیا ہوتا ہے اس کو جان کا خطرہ نہ تھا

شیر و گرگ و دداز و واقف شدہ — ہمچو خویشاں گردِ او گرد آمدہ

شیر اور بھیڑیا اور درندہ اس سے واقف ہو گیا تھا — اپنوں کی طرح اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے تھے

---

۱ گر بگوید۔ اگر کیمیا تانبے کو کھائے تو اس میں تانبے ہی کا فائدہ ہے۔ آں گدائی۔ شیخ جو بھیک مانگ رہے تھے اس میں خدائی حکمتیں پنہاں تھیں۔ گنجہای۔ خدا نے شیخ کے سامنے زمین کے سارے خزانے پیش کر دیئے تھے لیکن شیخ نے عرض کر دیا تھا کہ اگر میں زر کا طالب بنوں تو عاشق نہیں بلکہ فاسق ہوں۔ ہشت۔ اگر کوئی جنت کے شوق یا دوزخ کے ڈر سے عبادت کرتا ہے تو وہ مومن ہے عاشق نہیں ہے کیونکہ دوزخ اور جنت کا تعلق بدن سے ہے۔

۲ عاشقے۔ جس عاشق نے خدا کے عشق کی روزی کھالی اس کے لئے بدن ہیچ ہو جاتا ہے۔ اور جنت و دوزخ کا تعلق بدن سے ہے لہٰذا وہ نہ جنت کی تمنا کرتا ہے اور اس سے دوزخ کا خوف عبادت کراتا ہے۔ ویں۔ بدن۔ شیخ کا بدن بدن تو تھا لیکن اس میں جسمانی صفات نہ تھے۔ عاشق۔ عشق مزدوری نہیں چاہتا ہے۔ جنت اور دوزخ عبادت کی مزدوری ہے۔ جس طرح جبرئیلؑ امین سے چوری کا تصور نہیں ہو سکتا اسی طرح عاشق سے مزدوری کی خواہش کا تصور غلط ہے۔

۳ عاشق۔ عاشق خدا تو بڑی چیز ہے لیلیٰ کے عاشق کے لئے بھی دنیا کی سلطنت ہیچ تھی مجنوں کے نزدیک سونے اور مٹی میں فرق نہ تھا۔ نہ اس کو جان کا خطرہ تھا۔ شیر۔ مجنوں جنگلوں میں پھرتا تھا اور اس سے چاروں طرف ہر قسم کے درندے ہوتے تھے۔

کایں اشدُ ست از خُوئے حیواں پاک پاک　پُر ز عشق و لحم و شحمش زہر ناک
کہ یہ حیوان کی خصلت سے بہت پاک ہو گیا ہے　عشق اور زہریلے گوشت اور چربی سے پر ہے

زہر دو باشد شکر ریزِ خِرد　زانکہ نیک نیک باشد ضدِّ بد
عقل کا شکر کا نچھاور ، درندہ کا زہر ہوتا ہے　کیونکہ اچھا نیک ، بد کی ضد ہوتا ہے

لحمِ عاشق را نیارد خورد دَد　عشق معرفست پیشِ نیک و بد
درندہ ، عاشق کا گوشت نہیں کھا سکتا　ہر نیک و بد کے لئے عشق پہچانی ہوئی چیز ہے

وَر خورد فی المثل دام و دَدش　لحمِ عاشق زہر گردد بکُشدش
بالغرض اگر اس کو جانور اور درندہ کھا لے　عاشق کا گوشت زہر بن جائے، اس کو ہلاک کر دے

ہر چہ جُز عشق ست شد ماکولِ عشق　دو جہاں یکدانہ پیشِ نَولِ عشق
جو عشق کے سوا ہے ، وہ عشق کی غذا ہے　عشق کی چونچ کے لئے دونوں جہاں ایک دانہ ہیں

دانۂ مَر مُرغ را ہر گز خورد　کاہداں[۲] مراسپ را ہر گز چَرد
دانہ مرغ کو کبھی کھاتا ہے !　آخور کبھی گھوڑے کو کھاتا ہے !

بندگی کُن تا شوی عاشق لَعَل　بندگی کسب ست آید در عَمَل
عبادت کر ، تاکہ تو شاید عاشق بن جائے　عبادت کسب ہے ، عمل میں آجاتی ہے

بندہ آزادی طمع دارد زجدّ　عاشق آزادی نخواہد تا اَبد
بندہ قسمت سے آزادی کا لالچ رکھتا ہے　عاشق کبھی آزادی نہیں چاہتا

بندہ دائم خلعت و اِدرار جُوست　خلعتِ عاشق ہمہ دیدارِ اوست
بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویاں ہے　عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے

در نگنجد[۳] عشق در گفت و شنُید　عشق دریا ئیست قَعرش ناپدید
عشق کہنے اور سننے میں نہیں سماتا　عشق وہ دریا ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں ہے

قطرہ ہائے بحر را نتواں شمُرد　ہفت دریا پیشِ آں بحرست خُرد
سمندر کے قطروں کو شمار نہیں کیا جا سکتا　اس سمندر کے سامنے ساتوں دریا چھوٹے ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے فلاں　باز رَو در قصّہ شیخِ زماں
اے فلاں ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے　شیخ زمانہ کے قصہ کی طرف واپس چل

در معنیٔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا کے معنی

---

[۱] کایں۔ مجنوں میں حیوانی صفات ختم ہو گئی تھیں اور ملکوتیت پیدا ہو گئی تھی اس کا گوشت و پوست عشق سے زہرناک ہو گیا تھا۔ زہر۔ عشق عقل کے لئے شکر کا نچھاور ہے اور درندوں کے لئے زہر۔ شکر ریز۔ وہ شکر جو دلہن پر نچھاور کی جاتی تھی۔ لحم عاشق۔ عاشق کا گوشت عشق سے زہریلا ہو جاتا ہے اگر درندہ اس کو کھا لے تو مر جاتا ہے۔ ہر چہ۔ ہر چیز عشق کی خوراک ہے دو جہان اس کے لئے ایک دانہ ہے دانہ پرند کو نہیں کھاتا پرند دانہ کو کھاتا ہے۔

[۲] کاہداں۔ گھوڑا آخور کی گھاس کھاتا ہے آخور گھوڑے کو نہیں کھاتا۔ بندگی۔ عبادت کیسی چیز ہے عمل میں آسکتی ہے عشق محض عطا خداوندی ہے۔ بندہ۔ عبادت گزاری آزادی چاہتا ہے عاشق گرفتاری چاہتا ہے، عبادت گذار انعام کا خواہاں ہے عاشق صرف دیدار کا طالب ہے۔

[۳] در نگنجد۔ عشق کی حقیقت نا قابلِ بیان ہے وہ دریائے ناپیدا کنار ہے۔ قطرہ۔ سمندر کے قطرے شمار کرنا ناممکن ہے دریائے عشق تو وہ دریا ہے کہ اس کے بالمقابل دنیا کے ساتوں سمندر ایک چھوٹا سمندر ہیں تو اس کی باتیں کس طرح بیان ہو سکتی ہیں۔ شیخ زماں۔ شیخ محمد سررزی۔

شُد چُنیں ^۱^ شیخے گدائے کُو بکُو — عِشق آمد لا اُبالی اِتَّقُوا

ایسے شیخ گلی گلی کے بھکاری بن گئے — عشق ، لا پروا ہے ، بچو

عشق جوشد بحر راما نندِ دیگ — عشق ساید کوہ راما نندِ ریگ

عشق سمندر کو دیگ کی طرح کھولا دیتا ہے — عشق ، پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے

عشق بشگافد فلک راصد شگاف — عشق لرزاند زمیں را از گزاف

عشق ، آسمان میں سو شگاف ڈال دیتا ہے — عشق زمین کو آسانی سے لرزا دیتا ہے

با ^۲^ محمدؐ بُود عشقِ پاک جُفت — بہرِ عشق اُو را خدا لولاک گفت

پاک عشق ، محمدؐ کا ساتھی تھا — عشق کی وجہ سے خدا نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا

منتہی در عشق چوں اُو بُود فرد — پَس مرا اُو را از انبیاء تخصیص کرد

عشق میں چونکہ وہ منتہی اور یکتا تھے — تو انبیاء میں سے ان کو مخصوص کر لیا

گر نبُودے بہرِ عشق پاک را — کے وجودے دادمے افلاک را

اگر آپ پاک عشق کے لئے نہ ہوتے — تو میں آسمانوں کو وجود کب عطا کرتا ؟

مَن بداں افراشتم چرخِ سَنی — تا علُوِّ عِشق را فہمی کُنی

میں نے اونچے آسمان کو اسی لئے بلند کیا — تاکہ آپ عشق کی بلندیوں کو سمجھ لیں

منفعتہائے دگر آید ز چرخ — آں چو بیضہ تابع آید ایں چو فرخ

آسمان کے دوسرے فوائد (بھی) ہیں — وہ انڈے کی طرح تابع ہیں یہ مرغی کے بچے کی طرح ہے

خاک ^۳^ را مَن خار کردم یکسَری — تاز ذُلِّ عاشقاں بوئے بَری

میں نے مٹی کو بالکل مٹی بنایا — تاکہ آپ عاشقوں کی ذلت کا پتہ لگا لیں

خاک را دادیم سَبزی و نَوی — تاز تبدیلِ فقیر آگہ شوی

مٹی کو ہم نے تازگی اور سبزی بخشی — تاکہ آپ فقیر کی تبدیلی سے آگاہ ہو جائیں ؟

باتو گویند ایں جبالِ راسیات — وصفِ حالِ عاشقاں اندر ثبات

یہ جمے ہوئے پہاڑ آپ کو بتاتے ہیں — عاشقوں کی حالت جماؤ ہیں

گرچہ آں مَعنیست ویں نقش اے پسر — تا بفہمِ تو کُند نزدیک تر

اے بیٹا ! اگرچہ وہ معنی ہیں اور یہ صورت ہے — تاکہ (یہ تشبیہ) تیری سمجھ کے زیادہ قریب کر دے

---

۱ شد چنیں۔ اس قدر بزرگ شیخ اور عشق اس سے گداگری کرا رہا ہے عشق لاابالی جو چاہے کراتا ہے اس سے ڈرتے رہو۔ عشق۔ عشق کے کارنامے یہ ہیں کہ وہ سمندر کو دیگ کی طرح ابال دیتا ہے۔ پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے عشق آسمان میں شگاف کر دیتا ہے زمین کو لرزا دیتا ہے۔

۲ با محمدؐ۔ عشق کی عظمت یہ بھی ہے کہ وہ آنحضورؐ کا گا تو خدا نے انکے بارے میں فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ منتہی۔ اور انبیاء میں بھی عشق تھا لیکن آنحضورؐ میں بدرجہ اتم تھا۔ من بداں۔ آسمان کی بلندی عشق کی بلندی سمجھانے کے لئے ہے۔ منفعتہای۔ آسمان کی بلندی میں اصل منفعت کی مثال چوزے کی سی ہے، چوزا اصل ہے۔

۳ خاک۔ زمین اور مٹی پیدا کرنے کی منفعت یہ ہے کہ عاشقوں کی ذلت کو اس سے سمجھ لو۔ خاک میں خشک ہوتی ہے پھر اس میں سبزہ زار اگ جاتا ہے اس سے عاشقوں کی تبدیلی کو سمجھ لو۔ باتو۔ پہاڑوں کا جماؤ عاشقوں کا جماؤ سمجھانے کیلئے ہے۔ گرچہ۔ عشق ایک معنوی چیز ہے۔ اور اس کی صفات کی ان چیزوں سے تشبیہ محض سمجھانے کے لئے ہے۔

غُصّہ ۱؎ رَابا خار تشبیہے کُنند — آں نباشد لیک تنبیہے کُنند
غصہ کو کانٹے سے تشبیہ دیتے ہیں — وہ وہ نہیں ہوتا لیکن تنبیہ کرتے ہیں

آں دلِ قاسی کہ سَنگیں خوانند — نا مناسب بُد مثالے رانند
وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں — مناسب نہیں ہے، ایک مثال دیتے ہیں

دَر تصوُّر در نیاید عینِ آں — عیب بَر تصویر نہ نُفیش مَداں
اگر وہ بعینہ تصور میں نہ آئے — (تو) مثال پر عیب لگا، اس کا انکار نہ کر

رفتنِ ۲؎ شیخ در خانۂ امیرے بہرِ گدیہ روزے چہار بار باز نبیل
شیخ کا ایک امیر کے گھر پر غیبی اشارے سے چار مرتبہ مع زنبیل کے بھیک

باشارتِ غیب و عِتاب کردنِ امیر اُو را بداں و قاحت
مانگنے جانا اور امیر کا ان پر اس بے شرمی کے لئے ناراض ہونا اور

وعذر گفتنِ اُوامیر را
ان کاامیر سے معذرت کرنا

شیخ روزے چار کرّت چوں فقیر — بہرِ گدیہ رَفت دَر قصرِ اَمیر
شیخ ایک دن میں فقیر کی طرح چار مرتبہ — بھیک کے لئے امیر کے محل میں گئے

دَر کفش زنبیل وشَیٔ لِلّٰہ زناں — خالقِ جاں می بجوید تائے ناں
انکے ہاتھ میں زنبیل اور کچھ اللہ کیلئے کا نعرہ لگاتے ہوئے — جان کا پیدا کرنے والا، ایک روٹی مانگتا ہے

نَعلہائے ۳؎ باژگونہ اَست اے پسر — عقلِ کُلّی را کُند ہم خیرہ سَر
اے بیٹا! الٹی نعل بندیاں ہیں — جو مکمل عقل کو بھی حیران کر دیتی ہیں

چوں اَمیرش دید گفتش اے وَقیح — گویمت چیزے مَنہ نامم شَحیح
جب امیر نے انکو دیکھا تو انسے کہا، اے بے شرم — میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں میرا نام بخیل نہ رکھ

اے خسِ بے شرم چندیں جُست وجوئے — تا کے و تا چند با رزقِ دو توئے
اے کمینہ بے شرم! اتنی بھاگ دوڑ — کب تک اور کتنی دوگنے رزق کے لئے؟

ایں چہ سَغری وچہ رُویست وچہ کار — کہ بروزے اندر آئی چار بار
یہ کیا ڈھٹائی اور کیا منہ اور کیا کام ہے؟ — کہ تو ایک دن میں چار بار آتا ہے

کیست اینجا شیخ اندر بندِ تو — مَن ندیدم زَر گدا مانندِ تُو
بڈھے! یہاں تیری قید میں کون ہے؟ — میں نے تجھ جیسا برا فقیر نہیں دیکھا

۱؎ غُصّہ۔ انسان کا غصہ ایک معنوی چیز ہے لیکن اس کو کانٹے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ دل قاسی۔ سخت دل کو پتھر سے تشبیہ دی جاتی ہے، اگر مشبہ بہ سے مشبہ پورا سمجھ میں نہ آئے تو یہ تشبیہ کا نقصان ہے اس سے مشبہ کا انکار نہ کرنا چاہیے۔

۲؎ رفتن۔ شیخ اشارہ۔ غیبی سے ایک امیر کے گھر پر ایک دن میں چار مرتبہ بھیک مانگنے گئے جس پر اس امیر نے ان کو برا بھلا کہا۔ کرت۔ مرتبہ۔ قصر۔ محل۔ در کفش۔ ان کے ہاتھ میں زنبیل تھی اور وہ شیٔ للہ کی صدا لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک عدد روٹی مانگتا ہے۔

۳؎ نعلہای۔ یہ عجب لیلٹے معاملے ہیں خدا خود غنی اور شیخ مستغنی اور مخلوق محتاج لیکن اللہ کا حکم ہوا کہ شیخ ان محتاجوں سے روٹی مانگیں۔ وقیح بے شرم۔ منہ۔ امیر نے کہا کہ مجھے بخیل نہ کہنا۔ مجبوراً مجھے یہ باتیں کہنی پڑ رہی ہیں۔ اے خس۔ اس امیر نے شیخ کو کہا کمینے روٹی کیلئے بارہا اس قدر تگ و دو کیوں ہے سغری۔ سخت روئی۔ بے حیائی۔ بند تو۔ یہاں کوئی تیرا قدی اور غلام ہے۔ جو بار بار تیری خدمت کرے۔ زر گدا۔ برا بھکاری۔

حرمت و آبِ گدایاں بردهٔ — ایں چه عباسیِ ۱ زشت آوردهٔ
تو نے فقیروں کی عزت اور آبرو برباد کر دی — یہ کیا بری عباسیت تو نے اختیار کی

غاشیه بردوشِ تو عبّاس و بس — ہیچ ملحد را مبادِ ایں نفسِ نحس
عباس و بس تو تیرا غلام ہے — یہ منحوس نفس کسی بے دین کا نہ ہو

گفت امیرا بنده فرمانم خموش — ز آتشم آگه نه چندیں مجوش
انہوں نے کہا اے امیر! میں حکم کا غلام ہوں چپ رہ — تو میری آگ سے آگاہ نہیں ہے اس قدر جوش میں نہ آ

بهرِ ناں در خویش حرص ار دیدمے — اشکمِ نا نخواره را بدریدمے
اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھتا — روٹی کھانے والے پیٹ کو پھاڑ ڈالتا

هفت سال از سوزِ عشق جسمِ پز — در بیاباں خورده ام من برگِ رز
جسم کو پکا دینے والی عشق کی گرمی سے سات سال — میں نے جنگل میں انگور کے پتے کھائے ہیں

تا ز۲ برگِ خشک و تازه خوردنم — سبز گشته بود ایں رنگِ تنم
یہاں تک کہ خشک اور تر پتے کھانے سے — میرے جسم کا یہ رنگ سبز ہو گیا

تا تو باشی در حجابِ بو البشر — سرسری در عاشقاں کمتر نگر
جب تک تو آدمیت کے پردے میں ہے — عاشقوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھ

زیرکاں که مویها بشگافتند — علمِ ہیئت را بجاں دریافتند
ذہین لوگ جنہوں نے موشگافیاں کی ہیں — انہوں نے علم ہیئت کو (دل و) جان سے دریافت کرلیا

علمِ نیرِ۳ نجات و سحر و فلسفه — گرچه نشناسند حق المعرفه
شعبدوں اور جادو اور فلسفہ کا علم — اگرچہ پورے طور پر وہ نہ جان سکے

لیک کوشیدند تا امکانِ خود — برگذشتند از همه اقرانِ خود
لیکن اپنے مقدور بھر انہوں نے کوشش کی — اپنے تمام ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے

عشق غیرت کرد و ز ایشاں در کشید — شد چنیں خورشید ز ایشاں ناپدید
عشق نے غیرت کی اور ان سے جدا رہا — ایسا سورج ان سے پوشیدہ ہو گیا

نورِ چشمے که بروز استاره دید — آفتابے چوں ازو رو در کشید
آنکھ کی وہ روشنی جس نے دن میں ستارہ دیکھ لیا — ایسا سورج اس سے کیوں چھپ گیا؟

زیں گذر کن پندِ من بپذیر ہیں — عاشقاں را تو بچشمِ عشق بیں
اس کو چھوڑ، ہاں میری نصیحت مان لے — تو عاشقوں کو عشق کی نظر سے دیکھ

۱ عباسی۔ عباس و بس مشہور بھکاری تھے اسلئے عباسی کے معنی بھکاری پن ہو گئے۔ غاشیہ۔ گھوڑے کی زین کا نمدہ غاشیہ بردوش بمعنی خادم۔ ملحد۔ بددین۔ گفت۔ شیخ نے فرمایا میں یہ بھیک اللہ کے حکم سے مانگتا ہوں میرے دل میں عشق کی آگ لگی ہے۔ بہر ناں۔ اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھوں تو اپنا پیٹ پھاڑ دوں۔ ہفت۔ میں نے سات سال تک جنگل میں انگور کے پتوں پر گذارہ کیا ہے۔

۲ تاز برگ۔ یعنی سبز پتے کھانے سے بدن کا رنگ سبز ہو گیا یا بدن میں خوشحالی ہو گئی۔ ابوالبشر۔ حضرت آدم یہاں مطلقاً انسان مراد ہے۔ زیرکاں۔ ذہین لوگ جو بال کی کھال نکالتے ہیں انہوں نے بہت سے دنیوی علم حاصل کئے لیکن انکو عشق کا علم حاصل نہو سکا۔

۳ نیر نجات۔ شعبدے۔ اقران۔ ساتھی۔ عشق۔ عشق کی غیرت کا تقاضہ ہوا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رہا۔ نور چشمے۔ حیرت یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے باریک بین تھے لیکن انکو عشق نظر نہ آیا۔ زیں۔ یعنی ملامت۔

وقتِ[1] نازک گشتہ و جاں دَر رصد
وقت نازک ہو گیا اور جان انتظار میں ہے
باتو نتواں گفت ایں دم عُذرِ خود
اس وقت تجھ سے اپنا عذر نہیں بیان کیا جا سکتا

فہم کُن موقوف آں گفتن مباش
سمجھ لے ، کہنے پر موقوف نہ رہ
سینہائے عاشقاں راکم خَراش
عاشقوں کے سینے کو زخمی نہ کر

نے گمانے بُردۂ توزیں نشاط
نہیں تو نے عیش وعشرت میں بدگمانی کی ہے
حَزم را مگذارو میکُن اِحتیاط
پختہ کاری کو نہ چھوڑ اور احتیاط کر

واجب[2] است وجائزست ومستحیل
فرض ہے اور جائز ہے اور حرام ہے
ایں وَسَط را گیر دَر حزم اے دخیل
اے دوست! احتیاط میں تو اس درمیانہ کو اختیار کرلے

گریاں شدنِ امیر از نصیحتِ شیخ وعکسِ صدق اُو و ایثار
شیخ کی نصیحت اور ان کی سچائی کے پر تو سے امیر کا رو پڑنا اور جرأت

کردنِ مخزن بَعد ازاں جرأت و گستاخی و اِستعصامِ شیخ
اور گستاخی کے بعد خزانہ پیش کر دینا اور شیخ کا بچنا اور شیخ کا

و قبول نا کردنِ شیخ و گفتن کہ من بے اشارت نیارم
قبول نہ کرنا اور فرمانا کہ میں بغیر اشارے خرچ نہیں کر سکتا ہوں

تصرّف کردن کہ بے اَمرِ غیب نستانم
کیونکہ میں بغیر غیبی حکم کے نہیں لے سکتا ہوں

ایں[3] بگفت وگریہ دَر شُد ہائے ہائے
یہ فرمایا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے
اَشک غلطان بررُخ اُوجائے جائے
جگہ بجگہ ان کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے

صدقِ اُو ہم بر ضمیرِ میرزَد
ان کی سچائی نے امیر کے دل پر بھی اثر کیا
عشق ہر دم طُرفہ دیگے میپزد
عشق ہر وقت ایک عجیب دیگ پکاتا ہے

صدقِ عاشق بر جمادے می تَند
عاشق کی سچائی پتھر پر اثر کرتی ہے
چہ عجب گر بَر دلِ دَانا زند
کیا تعجب ہے اگر عقلمند کے دل پر اثر کرے

صدقِ موسیٰ بر عصا و کوہ زَد
حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا
بلکہ بَر دریائے پُر اِشکوہ زَد
بلکہ ہیبت دریا پر اثر کیا

صدقِ احمدؐ بر جمالِ ماہ زَد
حضرت محمدؐ کی سچائی نے چاند کے حسن کو متاثر کیا
بلکہ بَر خورشید رخشاں راہ زَد
بلکہ روشن سورج کا راستہ روک دیا

---

[1] وقتِ نازک۔ شیخ نے امیر سے کہا میں اپنے عشق کی پوری کیفیت بیان نہیں کرسکتا۔ فہم کن۔ سمجھ لے یہ بھکاری پن مجھ سے عشق کررہا ہے۔ نے گمانے۔ تونے اپنی عیش وعشرت کی زندگی کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی کی ہے تجھے اس میں احتیاط برتنی چاہیے۔

[2] واجب۔ حزم احتیاط کے مختلف مرتبے ہیں۔ ایک فرض ہے مثلاً اگر کوئی فاسق اور کاذب خبر دے تو احتیاط فرض ہے، اگر کوئی نیک آدمی خبر دے تو احتیاط جائز ہے اگر خدا اور رسول کوئی خبر دیں تو اس میں احتیاط برتنا حرام ہے۔ مستحیل۔ ناممکن۔ یعنی حرام۔ دخیل۔ یعنی دوست۔ مخزن۔ خزانہ۔ تصر۔ خرچ کرنا۔

[3] ایں بگفت۔ شیخ نے امیر کو نصیحت کی اور پھر زار زار رونے لگے۔ صدقِ او۔ ان کی سچائی نے امیر پر اثر کیا۔ صدقِ عاشق۔ عاشق کی سچائی غیر جاندار کو بھی متاثر کردیتی ہے امیر تو پھر جاندار تھا۔ صدقِ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ کو متاثر کردیا لاٹھی اژدھا بنی کوہِ طور میں زلزلہ آگیا۔ بلکہ بر دریا۔ نیل نے راستہ دے دیا۔ صدقِ احمدؐ حضور کی سچائی سے شق القمر ہوا اور سورج واپس ہوگیا۔

رُو بِرُو ۱؎ آوردہ ہر دو دَر نفیر — گشتہ گریاں ہم امیر وہم فقیر
آمنے سامنے دونوں رونے (اور) فریاد کرنے لگے — امیر اور فقیر بھی رو پڑا

ساعتے بسیار چوں بگریستند — گفت میر اُورا کہ خیز اے ارجمند
جب بہت دیر تک روئے — امیر نے ان سے کہا اے اقبالمند! اٹھو

ہَر چہ خواہی از خزانہ بر گزیں — گرچہ استحقاق داری صد چنیں
جو چاہو خزانے سے لے لو — اگرچہ ایسے سو گنے کے مستحق ہو

خانہ آنِ تست ہرچت مَیل ہَست — بر گزیں خود ہر دو عالم اندکست
آپ کا گھر ہے، جو آپ کی خواہش ہے — خود پسند کر لیجئے دونوں جہان تھوڑے ہیں

گفت دستوری نداد ندم چنیں — کہ بدستِ خویش چیزے برگزیں
فرمایا، انہوں نے ایسی اجازت نہیں دی ہے — کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا

من زخود نتوانم ایں کردن فضول — کہ کنم من ایں دخیلا نہ دخول
میں یہ بیہودہ بات اپنی جانب سے نہیں کر سکتا — کہ میں دوستانہ دخل دوں

ایں ۲؎ بہانہ کرد و مُہرہ دَر رَبود — مانع آں بد کاں عطا صادق نبود
یہ بہانہ کیا اور وہ بازی جیت گئے — مانع یہ تھا کہ وہ بخشش پر خلوص نہ تھی

گرچہ صادق بُود بے غل بُود و خشم — شیخ راہر صدق می ناید بچشم
اگرچہ وہ سچا، بے کھوٹ اور بغیر غصہ کے تھا — لیکن ہر سچ شیخ کی نظر میں نہیں آتا

گفت فرمانم چنیں داد ست آلہ — کہ گدایانہ برو نانے بخواہ
فرمایا، مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے — کہ فقیرانہ جا، روٹی مانگ

ماگدایانہ ازاں در خواستیم — ورنہ از اَموال بے پَروا ستیم
ہم نے اسی وجہ سے فقیروں کی طرح درخواست کی — ورنہ ہم مالوں سے بے پروا ہیں

اشارت آمدن از غیب بشیخ کہ ایں دو سال بفرمانِ ما استدی و بدادی ۳؎ بعد ازیں بدہ و مَستاں دَست در زیر حصیر میکن کہ آنرا چوں انبانِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

شیخ کو غیب سے اشارہ ہونا کہ ہمارے حکم کے مطابق ان دو سال میں تم نے لیا اور دیا اس کے بعد دو اور لو نہیں بورئیے کے نیچے ہاتھ ڈالو کیونکہ ہم نے اس کو تمہارے لئے (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

۱؎ روبرو۔ اب شیخ بھی رو رہے تھے اور امیر بھی رو رہا تھا۔ ساعتے۔ جب بہت دیر تک دونوں رو چکے تو امیر نے شیخ سے کہا کہ اگرچہ آپ میرے خزانہ سے بھی سو گنے کے مستحق ہیں لیکن بہر حال میرا خزانہ حاضر ہے اسمیں سے جو چاہیں لے لیں۔ خانہ۔ امیر نے کہا میرے گھر کو اپنا گھر سمجھیں جو چاہے لیں آپ کیلئے تو دونوں جہان حقیر ہیں گفت۔ شیخ نے فرمایا مجھے خدا کا یہ حکم نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے خود لوں۔ دخیلانہ۔ دوستانہ۔

۲؎ ایں بہانہ۔ شیخ نے یہ بہانہ کیا شیخ کو در اصل لینا ہی منظور نہ تھا اسلئے کہ اب امیر کی عطا اللہ کے لئے نہ تھی بلکہ شیخ کی عظمت کی وجہ سے شیخ کیلئے تھی۔ مہرہ در ربود۔ یعنی وہ شطرنجی چال چلے جس سے مخالف مات کھا جائے۔ گرچہ۔ امیر اگرچہ اپنے قول میں سچا تھا لیکن شیخ نے اس سچائی کو پسند نہ کیا اسلئے کہ اسمیں غیر اللہ کی بو تھی۔ ماگدایانہ۔ شیخ نے کہا ہم تو خدائی حکم سے صرف بھیک مانگتے ہیں۔ ورنہ ہم مالوں سے بے نیاز ہیں۔

۳؎ وبدادی۔ دو سال بھیک منگوانے کے بعد شیخ کو حکم ہوا کہ ابتک تو تم نے مانگا اور فقیروں کو دیا اب بغیر مانگے فقیروں کو دو بورئیے کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو اور بانٹ دیا کرو۔ انبان۔ تھیلا۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضورؐ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کھجوروں کا ایک تھیلا عنایت فرمادی تھا وہ اسمیں سے بے حساب کھاتے اور خرچ کرتے رہتے تھے وہ تھیلا انکے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حادثہ میں گم ہوا تھا۔

کردیم در حقِ تو ہرچہ خواہی بیابی تایقین شوَد عالَمیاں راکہ
ہتھیلی کی طرح کر دیا ہے، تم جو چاہو گے لے لو گے تاکہ دنیا والوں کو یقین آجائے کہ اس

ورائے ایں عالَم عالمے[۱] ست کہ خاک بکف گیری زر شوَد و
عالم کے علاوہ کوئی عالم ہے جس میں تم مٹی ہاتھ میں لو تو سونا ہوجائے اور

مُردہ درو آید زندہ شوَد و نحسِ اکبر دُرو آید سعدِ اکبر شوَد و کفر
مردہ اس میں آجائے تو زندہ ہو جائے نحسِ اکبر اس میں آئے تو سعد اکبر بن جائے کفر

دُرو آید ایمان شوَد و زہر دُرو آید تریاق شوَدنہ داخلِ ایں
اس میں آئے تو ایمان بن جائے زہر اس میں آئے تو تریاق بن جائے وہ نہ اس عالم میں

عالَم است نہ خارج ایں عالَم نہ فوق نہ تحت نہ مُتصل
داخل ہے نہ اس عالم سے خارج نہ اوپر نہ نیچے نہ ملا ہوا نہ جدا

نہ منفصل بیچوں و بیچگونہ .... ہر دم ازُو ہزار اثر و نمُونہ
بے مثال اور بے کیف ہے ہر وقت اس سے ہزاروں اثر اور نمونے

ظاہر میشوَد چنانکہ صنعتِ دست با صورتِ دَست و غمزۂ
ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسی کہ ہاتھ کی دستکاری ہاتھ کی صورت کے ساتھ اور آنکھ

چشم با صورتِ چشم و فصَاحتِ زبان با صورتِ زبان نہ
کی آواز آنکھ کی صورت کے ساتھ، اور زبان کی فصاحت، زبان کی صورت کے ساتھ نہ

داخل سَت نہ خارج نہ متّصل منفصل وَالعَاقِلُ تکْفِیہِ الْاَشارَۃُ
داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ جدا ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

تا دو[۲] سال ایں کار کرد آں مَردِ کار
ان کار گذار نے دو سال تک یہ کام کیا

بعَد ازاں اَمر آمدش از کردگار
اس کے بعد ان کو خدا کا حکم پہنچا

بَعد ازیں می دہ ولے از کس مخواہ
اس کے بعد دے، لیکن کسی سے نہ مانگ

ما بدادیمت ز غیب ایں دَستگاہ
ہم نے تجھے غیب سے یہ قدرت دیدی ہے

ہرکہ[۳] خواہد از توُ از یک تا ہَزار
جو تجھ سے ایک سے ہزار تک مانگے

دَست در زیرِ حصیرے کُن بر آر
بوریئے کے نیچے ہاتھ ڈال، نکال لے

ہیں زگنجِ رحمتِ بے مَر بدہ
رحمت کے بے حساب خزانہ سے دے

دَر کفِ تو خاک گردَد زر بدہ
تیرے ہاتھ میں مٹی سونا بن جائیگی دے

[۱] عالَمے ست۔ عالم اسباب کے علاوہ ایک دوسرا عالم ہے جہاں اشیاء کا وجود بغیر کسی سبب عادی کے ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ظہور اس عالم میں ہو جاتا ہے۔ معجزوں کا تعلق اسی عالم سے ہے اور اس عالم میں بھی اس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ نحس اکبر۔ زحل ستارہ اس کے اثرات منحوس مانے گئے ہیں۔ سعد اکبر۔ مشتری ستارہ اس کے اثرات اچھے مانے گئے ہیں۔

[۲] تا دو سال۔ دو سال تک شیخ محمد سررزی کا یہ طریقہ کار رہا کہ وہ بھیک مانگتے تھے۔ اور اس کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ بعد ازیں۔ دو سال بعد ان کو حکم ہوا کہ اب تم لوگوں سے نہ مانگو ہم تمہیں خود دیں گے تم ضرورتمندوں میں وہ تقسیم کر دیا کرو۔

[۳] ہرکہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ سے فرمایا کہ تم اپنے بوریئے کے نیچے سے جا ہو اور جس قدر چاہو نکال کر تقسیم کر دیا کرو۔ در کف۔ تو تم مٹی ہاتھ میں لو گے تو سونا بن جائیگی۔

ہرچہ خواہندت بدہ مندیش ازاں — دادِ یزداں راتو بیش از بیش داں
جو تجھ سے مانگیں دے اس کی فکر نہ کر — تو خدا کی عطا کو بیش از بیش سمجھ

در عطائے مانہ تخسیر[۱] ونہ کم — نے پشیمانی نہ حسرت زیں کرم
ہماری عطا میں نہ ٹوٹا ہے اور نہ کمی — اس عطا میں نہ شرمندگی ہے، نہ حسرت

دستِ زیرِ بوریا کن اے سند — از برائے روئے پوشِ چشمِ بد
اے معتمد! بوریئے کے نیچے ہاتھ کر — بری نظر سے پردے کے لئے

پس ز زیرِ بوریا پُر کن تو مشت — دہ بدستِ سائلِ بشکستہ پشت
پھر تو بوریئے کے نیچے سے مٹھی بھر لے — کمر ٹوٹے ہوئے مانگنے والے کے ہاتھ میں دیدے

بعدازیں از اجرِ نا ممنون بدہ — ہر کہ خواہد گوہرِ مکنوں بدہ
اس کے بعد ختم نہ ہونے والا اجر دے — جو چاہے اس کو اچھوتا موتی دے

رو، یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ تو باش — ہمچو دستِ حق گزافہ رزق پاش
جا تو ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بن — اللہ کے ہاتھ کی طرح مفت رزق بانٹ

وام[۲] داراں راز عہدہ وار ہاں — ہمچو باراں سبز کن فرشِ جہاں
قرض داروں کو ذمہ داری سے چھڑا — دنیا کی زمین کو بارش کی طرح سبز کر دے

بود یک سالِ دگر کارش ہمیں — کہ بدادے زر زکیسہ ربِّ دیں
ایک سال اور ان کا یہی کام رہا — دین کے رب کی تھیلی میں سے سونا بانٹتے

زر شدے خاکِ سیہ اندر کفش — حاتم طائی گدائے در صفش
کالی مٹی ان کے ہاتھ میں سونا بن جاتی — حاتم طائی انکے (بھیک مانگنے والوں کی) صف میں تھا

دانستنِ [۳] شیخ ضمیرِ سائل را بے گفتن و دانستن قدرِ وام و امداراں بے گفتنِ ایشاں و گفتن کہ نشان ایں باشد کہ اخرج بِصِفَاتِیْ اِلٰی خَلْقِیْ فَمَنْ رَاٰکَ فَقَدْ رَاٰنِیْ

بغیر کہے شیخ کا سائل کے دل کی بات جان لینا اور انکے کہے بغیر قرض خواہوں اور قرض کی مقدار کو جان لینا اور کہنا کہ علامت یہ ہوتی ہے کہ میری مخلوق کی جانب میری صفات کے ساتھ نکل جس نے تجھے دیکھا اس نے مجھے دیکھا

حاجت خود گر نگفتے آں فقیر — او بدادے و بدانستے ضمیر
اگر فقیر اپنی ضرورت نہ بتاتا — وہ دے دیتے اور دل جان جاتا

[۱] تخسیر۔ ٹوٹا۔ دست۔ بوریئے کے نیچے ہاتھ ڈالنے کا حکم محض نظر بد سے بچانے کے لئے ہے۔ ناممنون جو منقطع نہ ہو۔ مکنوں۔ چھپا ہوا۔ رو۔ اب تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے جو مفت عطایا کرتا ہے۔

[۲] وام داراں۔ مقروضوں کا قرض ادا کر۔ بود۔ ایک سال تک شیخ کا یہی کام تھا کہ بوریئے کے نیچے سے نکال کر ضرورتمندوں کو دیتے رہتے تھے۔ حاتم۔ حاتم طائی جیسا سخی بھی ان کے بھکاریوں کی صف میں ہوتا تھا۔

[۳] دانستنِ۔ شیخ فقیر کی ضرورت خود بخود جان جاتے تھے اور حسب ضرورت اس کو دیدیتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو چکے تھے۔ حاجت خود سائل اپنی حاجت نہ بیان کرتا وہ اس کے دل کی بات جان جاتے تھے جس قدر قرض ہوتا وہ ادا کر دیتے جتنی رقم میں کوئی قید ہوتا اس کو دیدیتے۔

پیشِ اُو روشن ضمیر ہر کسے ـ از فقیر و وام دارو محبسے [1]
ان کے لئے ہر شخص کے دل کی بات روشن تھی ـ فقیر اور قرض خواہ اور قیدی کی

آنچہ دردل داشتے آں پُشت خم ـ قدرِ آں دادے بدونے بیش و کم
وہ دہری کمر والا جو دل میں رکھتا ـ اس کی بقدر اس کو دیدیتے نہ زیادہ نہ کم

پس بگفتندے چہ دانستی کہ اُو ـ ایں قدر اندیشہ دارد اے عمو
تو لوگوں نے ان سے کہا آپ کیسے جان لیتے ہیں ـ اے چچا ! کہ وہ اس قدر سوچتا ہے ؟

اُو بگفتے خانۂ دل خلوت ست ـ خالی از گدیہ مثال جنت ست
وہ فرماتے ، کہ دل کا گھر خالی ہے ـ جو سوال سے خالی ہو وہ جنت کی طرح ہے

اندرو جُز عشقِ یزداں کار نیست ـ جُز خیالِ وصلِ اُو دیّار نیست
اس میں خدا کے عشق کے سوا معاملہ نہیں ہے ـ وصل کے خیال کے سوا اس میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

خانہ را مٰن روفتم از نیک وبَد ـ خانہ ام پُرست از عشقِ اَحد
میں نے اچھے برے سے دل کو صاف کرلیا ہے ـ میرا گھر خدا کے عشق سے پر ہے

ہرچہ [2] بینم اندر وغیرِ خدا ـ آنِ من نبُود بُود عکسِ گدا
میں اس میں خدا کے علاوہ جو کچھ دیکھتا ہوں ـ وہ میرا نہیں ہوتا ، فقیر کا عکس ہوتا ہے

گردَر آبے نخل یا عرُجوں نمود ـ جُز عکسِ نخلۂ بیروں نبُود
اگر پانی میں کھجور کا درخت یا شاخ نظر آئی ـ باہر کے کھجور کے درخت کے عکس کے سوا نہ تھا

درتگِ آب ار بہ بینی صورتے ـ عکسِ بیروں باشد آں نقش اے فتے
پانی کی تہہ میں اگر تو کوئی صورت دیکھے ـ اے نوجوان ! وہ نقش باہر کا عکس ہو گا

لیک تا آب از قذیٰ خالی شدن ـ تَنقِیہ شرط ست دَر جُوئے بَدن
لیکن پانی کے کوڑے کرکٹ سے خالی ہونے تک ـ بدن کی نہر کی صفائی ضروری ہے

تانماند [3] تیرگی و خَس دروُ ـ تا امیں گردد نماید عکسِ رُو
تاکہ اس میں کدورت اور گھاس (پھونس) نہ رہے ـ حتیٰ کہ وہ امین بن جائے اور چہرے کا عکس دکھادے

جز گِلابہ دَر تنت کوُ اے مُقلِ ـ آب صافی کُن زِگل اے خصمِ دل
اے مفلس ! کیچڑ کے سوا تیرے بدن میں کیا ہے؟ ـ اے دل کے دشمن ! پانی کو مٹی سے صاف کر لے

تو برآنی ہر دمی کز خواب و خَور ـ خاک ریزی اندریں جو بیشتر
تیرا یہ حال ہے کہ سونے اور کھانے سے ـ اس نہر میں اور زیادہ مٹی ڈالتا ہے

[1] محبس ـ مصدر بمعنیٰ مفعول قرار دے کر ہم نے قیدی ترجمہ کیا ہے ـ پشت خم ـ یعنی بوجھ سے دبا ہوا ـ پس بگفتند ـ لوگوں نے ان سے معلوم کیا کہ آپ دل کی بات کیسے جان لیتے ہیں ـ آو بگفتے ـ وہ شیخ جواب میں کہتے کہ ہم لوگوں کا دل جنت کی طرح احتیاج سے خالی ہے اس میں سوائے عشقِ خداوندی کے کوئی چیز نہیں ہے ہم نے اپنے دل کو عشقِ خداوندی کے سوا سے بالکل خالی کرلیا ہے ـ

[2] ہرچہ ـ اب ہمارے دل میں جو کچھ ہوتا ہے وہ فقیر کا عکس ہوتا ہے اس وجہ سے ہم اس کی سب ضرورت جان جاتے ہیں ـ گرذر آب ـ پانی صاف چیز ہے اس میں اگر کھجور کا درخت نظر آئے گا تو وہ باہر کا عکس ہوگا اور پانی میں جو تصویر بھی دیکھو گے وہ باہر کا عکس ہوگی لیکن دل کو صاف کرنے کیلئے مجاہدات کے ذریعہ اس کا تنقیہ ضروری ہے ـ

[3] تانماند ـ جب اس میں خود گدلا پن نہ رہے گا ـ تب اس میں بیرونی عکس نظر آسکے گا ـ جز گلابہ ـ انسان کا بدن کیچڑ سے بنا ہے اس کی صفائی کے لئے بہت محنت درکار ہے ـ تو برآئی ـ تو ہر وقت خواب وخور میں لگا ہوا ہے جس سے اس کی کدورت میں اور اضافہ ہوتا ہے ـ

سَببِ دانستنِ ضمیرہائے خَلق

لوگوں کے دل کی بات جاننے کا سبب

چوں ا۱دلِ آں آب ازینہا خالیست | عکس رُوہا از بروں در آب جست
جب اس پانی کا دل ان سے خالی ہے | تو باہر سے چہروں کا عکس پانی میں جا پڑا

پَس مُصفّا کُن درونِ خویش رَا | تابدانی سِرِّ ہَر درویش رَا
تو اپنے باطن کو صاف کر لے | تاکہ تو ہر فقیر کے دل کی بات جان لے

پس ترا باطن مصفا نشُدہ | خانہ پُراز دیو و نَسناس و ددہ
تیرا باطن مصفی نہیں ہوا | بھوت اور بن مانس اور درندوں سے بھرا گھر ہے

اے خَرے۲ ز استیزہ ماندہ در خَری | کے ز اَرواحِ مسیحاؑ بُو بَری
او گدھے! تو جھگڑے کی وجہ سے گدھے پن میں رہا | حضرت مسیح کی روحوں سے تو کب واقف ہو گا؟

کے شناسی گر خیالے سَر کُند | کز کدامیں مکمنے سَر بَر کُند
اگر کوئی خیال نمودار ہوا، تو کب پہچانے گا | کہ کس نہاں خانہ سے وہ ابھرا

چوں خیالے میشود دَر زہد تَن | تا خیالات از درونہ روفتن
زہد میں جسم خیال کی طرح ہو جاتا ہے | باطن سے خیالات کو صاف کرنے میں

ایں خیالِ کژ بروب از اندروں | تا نگر داند تُرا زاہلِ بُروں
باطن میں سے یہ ٹیڑھا خیال نکال دے | تاکہ وہ تجھے باہر والوں میں سے نہ بنا دے

غالب شُدنِ مکرِ روباہ بر اِستعصامِ خَر

لومڑی کے مکر کا گدھے کے بچاؤ پر غالب آ جانا

خَر بَسے کوشید و اُورا دفع گفت | لیک جوعُ الکلب با خَر بُود جفت
گدھے نے بہت کوشش کی اور اس کی مدافعت کی | لیکن گدھے میں جوع الکلب تھی

غالب۳ آمد حرص و صبرش شد ضعیف | پس گلوہا کہ بُرد عشقِ رغیف
حرص غالب آ گئی اور صبر کمزور ہو گیا | روٹی کے عشق نے بہت سے گلے کاٹے ہیں

زاں رسُولے کش حقائق داد دست | کَادَ فقرًا اَنْ یَّکُوْنَ کُفرًا آمدست
اس رسول سے جن کو حقائق حاصل تھے | "فقر قریب ہے کہ کفر بنجائے" منقول ہے

گشتہ بُود آں خرِ مَجاعت رَا اسیر | گفت اگر مکرست یکرہ مُردہ گیر
وہ گدھا، بھوک کا قیدی بن گیا تھا | سوچا اگر مکر ہے ایکدم سے مردہ سمجھ لے

۱۔ چُوں۔ جب آب دل میں صفائی پیدا ہو جائیگی ہر خارجی چیز کا عکس اس میں نظر آنے لگے گا۔ تابدانی۔ جب تو اس کو مصفی کرلے گا پھر ہر سائل کا عکس تیرے دل میں نمودار ہو جائے گا۔

۲۔ اے خَرے۔ جب انسان گدھے پن میں مبتلا رہے گا تو وہ خر عیسیٰ ہو گا عیسیٰ نہ ہو گا مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ چوں۔ جب انسان زہد اختیار کرتا ہے۔ اور خیالات سے دل کو پاک کرتا ہے تو اس کا جسم خیال کی طرح لطیف ہو جاتا ہے۔ زاہل بروں۔ یعنی اہل بروں۔ استعصام۔ بچاؤ۔ جوع الکلب۔ یعنی جوع البقر۔

۳۔ غالب۔ گدھے کی حرص صبر پر غالب آ گئی روٹی کے عشق نے بہت سوں کو ہلاک کیا ہے۔ کاد۔ حدیث شریف ہے کَادَ الْفقرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا "فقر قریب ہے کہ کفر بن جائے۔ یعنی انسان کا فقر اس کو کافر بنا دیتا ہے۔ مجاعت۔ بھوک۔ گفت۔ گدھے نے سوچا اگر یہ لومڑی کا مکر ہی ہے اور میرے مارنے کی ترکیب ہے تو بھوک کے ذریعہ بار بار کی موت سے ایک بار موت اچھی ہے۔

زیں عذابِ جوع بارے وارہم — گر حیات این ست مَن مُردہ بہم
بھوک کے عذاب سے تو نجات پا جاؤں گا — اگر زندگی یہ ہے تو میں مردہ بہتر ہوں

گر خر اوّل توبہ و سوگند خورد — عاقبت ہم از خری خبطے[1] بکرد
گدھے نے اگرچہ پہلے توبہ کی اور قسم کھائی — انجام کار گدھے پن سے، گڑ بڑ بھی کر دی

حرص کورو احمق و ناداں کند — مرگ را بر احمقاں آساں کند
لالچ اندھا اور احمق اور بیوقوف بنا دیتا ہے — احمقوں پر موت کو آسان کر دیتا ہے

ہست آساں مرگ بر جانِ خراں — کہ ندارند آبِ جانِ جاوداں
گدھوں کی جان پر مرنا آسان ہے — کیونکہ وہ ابدی جان کی رونق نہیں رکھتے ہیں

چوں ندارد جانِ جاوید آں شقیست — جرأتِ او بر اجل از احمقی ست
چونکہ وہ ابدی جان نہیں رکھتا بد بخت ہے — موت پر اس کی جرأت حماقت سے ہے

جہد کن تا جاں مخلّد گردوت — تا بروزِ مرگ برگے باشدت
کوشش کر تاکہ تیری جان ابدی بن جائے — تاکہ موت کے دن تیرا توشہ ہو

اعتمادش[2] نیز بر رازق نبود — کہ بر افشاند برو از غیب جود
اس کو رزق دینے والے پر بھروسہ نہ تھا — جو اس پر غیب سے سخاوت کرتا تھا

تا کنونش فضل بیروزی نداشت — گرچہ گہ گہہ بر تنش جوعے گماشت
اس کو اللہ کے فضل نے ابتک بے رزق کے نہیں رکھا — اگرچہ کبھی کبھی اس پر بھوک کو مسلط کر دیا

در بیانِ فضیلت جوع و احتماء

پرہیز اور بھوک کی فضیلت کے بیان میں

گر نباشد[3] جوع صد رنجِ دگر — از پئے ہیضہ بر آرد از تو سر
اگر بھوک نہ ہو، دوسری سینکڑوں بیماریاں — ہیضہ کے بعد تجھ میں پیدا ہو جائیں گی

رنجِ جوع اولیٰ بود خود زاں علل — ہم بلطف و ہم بخفت ہم عمل
ان بیماریوں سے بھوک کی تکلیف زیادہ بہتر ہے — پاکیزگی کے اعتبار سے بھی ہلکے پن کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی

رنجِ جوع از رنجہا پاکیزہ تر — خاصہ در جوع ست صد نفع و ہنر
بھوک کی تکلیف بیماریوں سے زیادہ پاکیزہ ہے — خصوصاً بھوک میں سینکڑوں فائدے اور ہنر ہیں

جوع خود سلطانِ داروہا ست ہیں — جوع در جاں نہ چنیں خوارش مبیں
آگاہ! بھوک خود داؤں کی بادشاہ ہے — بھوک کو جان میں جگہ دے اس کو ذلیل نہ سمجھ

---

[1] خبط۔ گڑ بڑ۔ حرص لالچ انسان کو اندھا بہرا بنا دیتا ہے اور موت کو آسان کر دیتا ہے جس طرح گدھے نے اپنی موت کو پسند کر لیا۔ کہ ندارد۔ احمقوں اور گدھوں کی زندگی ابدی نہیں ہے اور انسان شقاوت اور حماقت کی وجہ سے مرنا پسند کر لیتا ہے۔ جہد کن۔ انسان کو ابدی زندگی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

[2] اعتمادش۔ اس گدھے کو اللہ کی رزاقی کا یقین نہ تھا تا کنونش۔ جتنے دن زندہ رہا بغیر رزق کے زندہ نہیں رہا لیکن پھر بھی اس کو خدا کی رزاقی پر بھروسہ نہ تھا۔ جوع۔ بھوک۔ در بیان۔ خدا بھوک میں مبتلا کرتا ہے تو اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

[3] گر نباشد۔ بغیر بھوک کے اگر آدمی کھانا کھاتا ہے تو ہیضہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد اور بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ رنج۔ بھوک کی تکلیف اور بیماریوں کی تکلیف سے بہت بہتر ہے اس میں جسم میں پاکیزگی اور ہلکا پن اور کارکردگی رہتی ہے اور کم خوری بھی بہت منافع ہیں۔ جوع۔ فاقہ سے بہت سی بیماریاں خود دور ہو جاتی ہیں۔

جملہ ابا خوش از مجاعت خوش شدست | جملہ خوشہا بے مجا عتہار دست
سب بے مزا، بھوک کی وجہ سے خوشذائقہ ہو گئے ہیں | تمام خوش مزہ ، بغیر بھوک کے مردود ہیں

آں یکے میخورد نانِ فخفرہ | گفت سائل چوں بدین ستت شرہ
ایک شخص جو کی روٹی کھا رہا تھا | سوال کرنیوالے نے پوچھا تجھے اس کا شوق کیوں ہے؟

گفت جوع از صبر چوں دوتا شود | نانِ جو در پیشِ من حلوا شود
اس نے کہا جب بھوک صبر سے دہری ہو جاتی ہے | میرے لئے جو کی روٹی حلوا بن جاتی ہے

پس توانم کہ ہمہ حلوا خورم | چوں کنم صبرِ ضروری لا جرم
تو میں کر سکتا ہوں کہ سب حلوا کھاؤں | جب لا محالہ ضروری صبر کر لوں

خود نباشد جوع ہر کس راز بوں | کایں علف زاریست زانداز ہ بروں
بھوک ہر شخص کے قابو میں نہیں آتی ہے | کیونکہ گھاس کی یہ چراگاہ اندازے سے زیادہ ہے

جوع مر خاصانِ حق را دادہ اند | تا شوند از جوع شیرو زورمند
بھوک خاصانِ خدا کو دی ہے | تاکہ وہ بھوک سے شیر اور طاقتور بنیں

جوع ہر جلفِ ۲ گدا را کے دہند | چوں علف کم نیست پیشِ او نہند
بھوک ہر کمینہ بھکاری کو کب دیتے ہیں ؟ | چونکہ چارہ کم نہیں ہے، اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں

کہ بخور تو ہم بدیں ارزانیے | تو نہ مرغِ آب مرغِ نانیے
کہ تو کھا تو اسی کے لائق ہے | تو پانی کا پرند نہیں ہے تو روٹی کا پرند ہے

نبود اندر دل ترا جز فکرِ ناں | ناید اندر خاطرت جز ذکرِ ناں
تیرے دل میں روٹی کے فکر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا | تیرے دل میں روٹی کے ذکر کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

بعد چندیں سال حاصل چیستت | جوع مردن بہ بود زیں زیستت
اتنے سال کے بعد تجھے کیا ملا ؟ | مرنے کی بھوک تیرے اس جینے سے بہتر ہے

حکایت ۳ مریدے کہ شیخ از حرصِ ضمیرِ او واقف شدو اورا نصیحت کرد بزبان و ضمنِ نصیحت قوتِ توکل بخشیدش بامرِ حق عزّ وجلّ
اس مرید کی حکایت جس کے دل کی حرص سے شیخ واقف ہو گیا اور اس کو زبان سے نصیحت کی اور نصیحت کے دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو توکل کی قوت بخش دی

۱ جُملہ۔ بھوک میں جو کی روٹی بھی پلاؤ قورمے کا مزہ دیتی ہے بغیر بھوک کے لذیذ کھانے بھی بدمزہ معلوم ہوتے ہیں۔ فخفرہ۔ بوزنِ مسخرہ جو۔ شرہ۔ حرص۔ گفت۔ اس نے جواب دیا جب انسان کو بھوک لگتی ہے اور وہ صبر سے کام لیتا ہے تو جو کی روٹی بھی حلوے کا مزہ دیتی ہے۔ پس۔ میں بھوک لگا کر اور صبر سے کام لے کر جو کی روٹی کا حلوا بنا لیتا ہوں۔ خود نباشد۔ یہ بھوک وہ نعمت ہے جو ہر شخص کو میسر نہیں آتی کیونکہ یہ دنیا وسیع چراگاہ ہے اس میں انسان کچھ نہ کچھ کھا لیتا ہے۔ جوع۔ بھوک صرف خاصانِ خدا کا حصہ ہے۔ جس سے وہ روحانی شیر بن جاتے ہیں۔

۲ ہر جلف۔ ہر کمینہ گدا کو بھوک کی نعمت عطا نہیں ہوتی اس کے لئے عام خوراک مہیا کر دی جاتی ہے۔ اور اس کو کہہ دیا جاتا ہے تو دریائے معرفت کا پرند نہیں ہے روٹی کھانے والا پرند ہے۔ بعد چندیں۔ حریص پیٹو کھا پی کر مر جاتا ہے اور اس کی لا حاصل زندگی ختم ہو جاتی ہے اس زندگی سے بھوک کی موت بدرجہا بہتر ہے۔

۳ حکایت۔ ایک شیخ ایک مرید کے ساتھ اس شہر کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں قحط تھا۔ مرید روٹی کی حرص کی وجہ سے پریشان تھا۔ شیخ کی کیفیت منکشف ہوئی تو شیخ نے اس کو نصیحت کی اور اس میں اپنے تصرف سے توکل کی طاقت پیدا کر دی

شیخ میشُد با مُریدے بید رنگ ❊ سُوئ شہرے ناں در انجا بود تنگ ۱
شیخ ایک مرید کے ساتھ بغیر توقف کے روانہ ہوئے ❊ شہر کی جانب وہاں روٹی کمیاب تھی

ترسِ جوع و قحط در فکرِ مُرید ❊ ہر دمے میگشت از غفلت مزید
مرید کے فکر میں قحط اور بھوک کا خوف تھا ❊ جو غفلت کی وجہ سے، ہر لحہ بڑھ رہا تھا

شیخ آگہہ بُود و واقف از ضمیر ❊ گفت اُورا چند باشی در زحیر
شیخ با خبر تھے اور دل سے واقف تھے ❊ انہوں نے اس سے کہا کب تک پریشانی میں رہیگا؟

از برائے غصّہ ناں سُوختی ❊ دیدۂ صبر و توکل دوختی
تو روٹی کی فکر میں جلا جاتا ہے ❊ تو نے صبر اور توکل کی آنکھ بند کر لی ہے

تونۂ زاں نا زنیانِ عزیز ❊ کہ ترا دارند بے جوز و مویز
تو ان پیارے ناز پروردوں میں سے نہیں ہے ❊ کہ تجھے بغیر اخروٹ اور منقی کے رکھیں

جوعِ رزقِ جانِ خاصانِ خداست ❊ کے زبونِ ہمچو تو گیج گداست
بھوک خاصانِ خدا کا رزق ہے ❊ وہ تجھ جیسے احمق فقیر کے قابو میں کہاں ہے؟

باش فارغ تو از انہا نیستی ❊ کاندریں مطبخ تو بے ناں بایستی
تو مطمئن رہ، تو ان میں سے نہیں ہے ❊ کہ تو اس مطبخ میں بغیر روٹی کے ٹھہرے

کاسہ۲ برکاسہ ست ناں برناں مُدام ❊ از برائے ایں شکم خوارانِ عام
ہمیشہ پیالہ پر پیالہ روٹی پر روٹی ہے ❊ ان عام پیٹوؤں کے لئے

چوں بمیرد میرود ناں پیش پیش ❊ کہ زبیمِ بے نوائی کُشتہ خویش
جب مرتا ہے روٹی آگے آگے جاتی ہے ❊ کہ بے سروسامانی کے ڈر سے اپنے آپ کو مارا ہے

تو برفتی ماند ناں بر خیز و گیر ❊ اے بکُشتہ خویش را اندر زحیر
تو چلا، روٹی رہ گئی کھڑا ہو لے لے ❊ اے وہ کہ جس نے اپنے آپ کو پریشانی میں مار ڈالا

ہیں۳ توکل کُن ملرزاں پا و دست ❊ رزقِ تو بر تو ز تو عاشق ترست
خبردار! توکل کر ہاتھ پاؤں نہ لرزا ❊ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے

عاشق ست و میزند اُو مول مول ❊ کہ ز بے صبریت داندا اے فضول
وہ عاشق ہے اور آواز دے رہا ہے، ٹھہر ٹھہر ❊ کیونکہ اے بیہودہ! وہ تیری بے صبری کو جانتا ہے

گر ترا صبرے بُدے رزق آمدے ❊ خویشتن چوں عاشقاں بر تو زدے
اگر تجھے صبر ہوتا تو رزق آجاتا ❊ عاشقوں کی طرح اپنے آپ کو تجھ پر لا ڈالتا

---

۱ تنگ۔ یعنی وہ شہر قحط زدہ تھا روٹی گراں اور کمیاب تھی۔ از غفلت۔ یعنی خدا کی رزاقی کی غفلت سے۔ زحیر۔ پیچش، پیچ وتاب۔ از برائے۔ تو روٹی کی فکر میں جل رہا ہے۔ تجھے خدا پر بھروسہ نہیں ہے۔ تونہ۔ تو ان خاصانِ خدا میں سے نہیں ہے جن کا جوع کا تحفہ دیا جاتا ہے تجھے لامحالہ دنیاوی غذا میسر آجائے گی۔ گیج۔ احمق۔

۲ کاسہ۔ دنیا داروں کے لئے بکثرت کھانا پینا موجود ہے۔ چوں بمیرد۔ جب مر جاتا ہے تو بھی روٹی آگے آگے جاتی ہے جو قبرستان میں غریبوں کو تقسیم کر دی جاتی ہے اور وہ روٹی مردے سے کہتی ہے کہ تو روٹی کی فکر میں مرا ہے اٹھ اب روٹی لے لے۔

۳ ہیں۔ شیخ نے مرید سے کہا انسان رزق کا اتنا عاشق نہیں ہے جتنا رزق انسان کا عاشق ہے اللہ کا وعدہ ہے لہٰذا لامحالہ رزق انسان کو تلاش کر کے اس کے پاس پہنچتا ہے۔ عاشق ست۔ رزق انسان پر عاشق ہے اور وہ اس کو کہتا ہے ٹھہر جا میں تیرے پاس پہنچتا ہوں۔ کیونکہ وہ انسان کی بے صبری کو جانتا ہے۔

این تپ لرزہ خوفِ جُوع چیست — در توکل سیری تانید زیست

بھوک کے ڈر سے یہ جاڑا اور بخار کیوں ہے؟ — توکل میں پیٹ بھرا ہو کر زندہ رہ سکتے ہو

حکایت ۱ آں گاوٗ کہ تنہا در جزیرہ ایست بزرگ حق تعالیٰ آں جزیرۂ بزرگ را ہر روز پُر کُند از نبات و ریاحین ۲ کہ تا علفِ آں گاوٗ باشد تا بشب آں گاوٗ ہمہ را بچرد و فربہ شود چوں کوہ پارہ چوں شب شود خوابش نبرد از غصّہ و خوف کہ ہمہ صحرا را چریدم فردا چہ خورم تا ازیں غصّہ لاغر شود ہمچوں خِلال روز بر خیزد ہمہ صحرا را سبز تر و انبوہ تر بیند ازوے باز بخورد و فربہ شود باز شبش ہماں غم بگیرد سالہاست کہ اُو ہمچُنیں مے بیند و اعتماد نمی کُند

اس بیل کی حکایت جو ایک بڑے جزیرہ میں اکیلا ہے اللہ تعالیٰ اس بڑے جزیرے کو روز گھاس اور خوشبو دار پودوں سے بھر دیتا ہے تاکہ رات تک اس بیل کے لئے چارا رہے وہ بیل سب کو چر لیتا ہے اور پہاڑ کی طرح موٹا ہو جاتا ہے جب رات ہو جاتی ہے اس کو رنج اور ڈر سے نیند نہیں آتی ہے کہ میں نے تمام جنگل چر لیا کل کو کیا چروں گا یہانتک کہ وہ اس رنج سے تنکے کی طرح لاغر ہو جاتا ہے ہر روز اٹھتا ہے تمام جنگل کو زیادہ سبز اور زیادہ گھنا دیکھا ہے اس میں سے پھر کھاتا ہے اور موٹا ہو جاتا ہے پھر رات کو اسے وہی غم آ پکڑتا ہے سالوں گذر گئے ہیں کہ وہ یہی دیکھ رہا ہے اور بھروسہ نہیں کرتا ہے

یک جزیرہ سبز ہست اندر جہاں — اندرو گاویست تنہا خوش دہاں

دنیا میں ایک سبز جزیرہ ہے — اس میں ایک اکیلا بیل عمدہ گھاس چرنے والا ہے

جُملہ ۳ صحرا را چَرد اُو تا بشب — تاشود زَفت و عظیم و مُنتجَب

وہ رات تک تمام جنگل کو چر لیتا ہے — حتیٰ کہ موٹا اور بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے

شَب زاندیشہ کہ فردا چہ خورم — گردد اُوچوں تارِ مو لاغر زغم

رات میں اس ڈر سے کہ کل کو کیا کھاؤں گا؟ — وہ غم سے بال کی طرح کمزور ہو جاتا ہے

چوں برآید صبح گردد سبز دشت — تامیاں رُستہ قصیلِ سبز و کِشت

جب صبح ہوتی ہے جنگل سبز ہو جاتا ہے — سبز چارا اور کھیتی کمر تک ہوتی

---

۱ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح اس بیل کی بے صبری تھی اور رزق کے فکر میں گھلا جاتا تھا یہی حال انسان کا ہے۔

۲ ریاحین۔ خوشبو دار نباتات خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا خوش دہاں۔ عمدہ خوراک کھانے والا۔

۳ جملہ صحرا۔ نرا سبزہ زار ہے بیل اکیلا ہے، دن بھر خوب کھاتا اور موٹا تازہ بن جاتا۔ منتجب۔ نجیب، بزرگ، شب۔ رات بھر اس غم میں رہتا کہ میں نے سب چراگاہ کھالی اب کل کو کیا کھاؤں گا۔ قصیل۔ سبز جو، خوید۔

اندر اُفتد گاوَ با جُوعِ[۱] البَقَر — تا بشب آں را چَرد اُو سَر بَسَر
بیل جوع البقر کے ساتھ اس میں گھس جاتا ہے — رات تک وہ اس کو چر جاتا ہے

باز زَفت و فَربہ و لَمُتر شَود — آں تَنَش از پیہ قُوّت پُر شَود
پھر موٹا اور تازہ اور بھاری بن جاتا ہے — اس کا بدن چربی اور طاقت سے بھر جاتا ہے

باز شب اندر تب افتداز فَزَع — تا شود لاغر ز خوفِ منتجع
وہ پھر رات کو گھبراہٹ کے بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے — چراگاہ کے ڈر سے لاغر ہو جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد فردا وقتِ خور — سالہا این ست کارِ آں بَقَر
کہ کھانے کے وقت میں کل کو کیا کھاؤں گا ؟ — اس بیل کی سالوں یہی حالت رہی

ہیچ نیندیشد کہ چندیں سال مَن — میخورم زیں سبزہ زار وزیں چمن
وہ کبھی نہ سوچتا کہ اتنے سال سے میں — اس سبزہ زار اور اس چمن کو چر رہا ہوں

ہیچ[۲] روزے کم نیاید روزیم — چیست ایں ترس و غم و دلسوزیم
کسی دن بھی میرا رزق کم نہیں ہوتا ہے — (پھر) میرا یہ خوف اور غم اور دل سوزی کیوں ہے؟

باز چوں شب میشود آں گاوِ زفت — میشود لاغر کہ آوہ رزق رَفت
پھر جب رات ہوتی وہ موٹا بیل — لاغر ہو جاتا کہ ہائے رزق ختم ہو گیا

نفس آں گاوست و آں دشت ایں جَہاں — کو ہمی لاغر شود از خوفِ ناں
نفس وہ بیل ہے اور یہ دنیا وہ جنگل ہے — جو روٹی کے ڈر سے لاغر ہوا ہے جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد مستقبل عجب — لوتِ فردا از کجا سازم طلب
کہ حیرت ہے میں آئندہ کیا کھاؤں گا ؟ — کل کی خوراک کہاں سے طلب کروں ؟

سالہا خوردی و کم نامد زخور — ترکِ مستقبل کُن و ماضی نگر
تو نے سالوں کھایا اور وہ کھانے سے کم نہ ہوا — آئندہ کو چھوڑ اور ماضی پر غور کر

لوت[۳] پُوتِ خوردہ راہم یاد آر — منگر اندر غابرو کم باش زار
کھائے ہوئے مرغن کھانوں کو یاد کر — مستقبل کو نہ دیکھ اور بد حال نہ بن

قصہ آں گاوَ را یکسُوئے نہ — زاں خَرو زاں شیرِ نر پیغام دہ
اس بیل کا قصہ ایک طرف رکھ — اس گدھے اور نر شیر کا پیغام دے

صَید کردنِ شیر آں خَرَر او تشنہ شدنِ شیر از کوشش و رفتن

شیر کا اس گدھے کو شکار کر لینا اور محنت کی وجہ سے شیر کا پیاسا ہو جانا اور چشمہ پر جانا

---

۱ جوع البقر۔ وہ مرض ہے جس میں انسان کا کسی حالت میں پیٹ نہیں بھرتا ہے۔ لَمُتر۔ موٹا فزع۔ گھبراہٹ منتجع۔ چراگاہ۔ سالہا۔ ایک عرصہ دراز تک اس بیل کی یہی حالت رہی کہ دن کو کھا کر موٹا ہو جاتا اور رات کو کل کی فکر میں دبلا ہو جاتا اور کبھی یہ نہ سوچا یہ خوف بیجا ہے اتنے سال گذر گئے اور مجھے بہر حال روز خوراک حاصل ہو رہی ہے۔

۲ ہیچ۔ وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ کسی روز بھی روزی کم نہیں مل رہی ہے تو میں غم کیوں کروں۔ نفس۔ انسان کے نفس کو یہ بیل سمجھو اور دنیا کو یہ جنگل۔ کہ چہ انسان اسی فکر میں گھستا ہے کہ کل کو کیا کھاؤں گا۔ ترک۔ انسان کو چاہیے کہ ماضی پر نظر رکھ کر مستقبل کی فکر چھوڑ دے۔

۳ لوت۔ یہ یاد رکھ کہ کس قدر غذائیں کھاتا رہا ہے۔ خدا اسی طرح دیگا۔ آئندہ کی فکر میں صید کردن۔ شیر نے گدھے کو شکار کر لیا اس محنت میں شیر کو پیاس لگی تو وہ پانی پینے چلا گیا لومڑی نے اس وقفہ میں گدھے کا دل، جگر، گردہ کھا لیا شیر نے آ کر دریافت کیا کہ دل گردہ کہاں ہے تو لومڑی نے جواب دیا اگر گدھے کے دل گردہ ہوتا ہے تو وہ تیرے پہلے حملہ کے بعد دوبارہ بہکانے سے تیرے پاس کیسے آ جاتا۔

بہ چشمہ تا آب خورد تا باز آمدنِ شیر روباہ جگر بَند و دل و گردہٗ
تاکہ پانی پیئے ، شیر کے واپس آنے تک لومڑی گدھے کا جگر اور دل اور گردہ کھا چکی
خَر را خوردہ بُود کہ لطیف ترست شیر طلب کرد دل و
تھی کیونکہ عمدہ تھا شیر نے تلاش کیا تو دل و جگر نہ پایا
جگر نیافت از روبہ پرسید کہ دل و جگر و گردہ کجاست
لومڑی سے دریافت کیا کہ دل اور جگر اور گردہ کہاں ہے ؟
روبہ گفت اگر اُورا دل و جگر بُودے آنچناں سیاستے کہ
لومڑی نے کہا ، اگر اس کے دل و جگر ہوتا تو وہ سختی جو اس نے اس دن دیکھی تھی
دیدہ بُود آں روز بہزار حیلہ جان بُردہ بُود کے بر تو باز آمدئے
جس سے ہزار حیلہ سے جان بچائی تھی تو تیرے پاس کب آتا ؟
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ
اگر ہم سنتے اور سمجھتے تو دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے

بُرد خَر را روبہک تا پیشِ شیر
لومڑی گدھے کو شیر کے سامنے لے گئی
پارہ پارہ کردش آں شیر دلیر
اس بہادر شیر نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

تِشنہ شد از کوشش آں سُلطانِ دد
محنت کی وجہ سے وہ درندوں کا بادشاہ پیاسا ہو گیا
رفت سُوئے چشمہ تا آبے خورد
چشمہ کی جانب گیا تاکہ پانی پی لے

روبہک[۲] خورد آں جگر بند و دلش
لومڑی اس کا جگر اور دل کھا گئی
آں زماں چوں فرصتے شُد حاصلش
اس وقت چونکہ اس کو موقع ملا

شیر چوں واگشت از چشمہ بخور
شیر جب چشمہ سے خوراک کی جانب واپس آیا
جُست دَر خر دل نہ دل بُد نے جگر
گدھے میں دل ڈھونڈا نہ دل تھا نہ جگر

گفت[۳] روبہ را جگر کو دل چہ شُد
لومڑی سے کہا جگر کہاں ہے ، دل کیا ہوا
کہ نباشد جانور را زیں دوبُد
جانور میں یہ دونوں لازمی ہوتے ہیں

گفت اگر بودے ورا دل یا جگر
اس نے کہا اگر اس کے دل یا جگر ہوتا
کے بدیں جا آمدے بارِ دگر
وہ دوبارہ اس جگہ کب آتا ؟

آں قیامت دیدہ بود وُ رستخیز
اس نے قیامت اور حشر دیکھا تھا
واں زکوہ افتادن و ہَول و گریز
وہ پہاڑ سے گرنا اور خوف اور بھاگ دوڑ

[۱] لو کنّا۔ دوزخی دوزخ میں کہیں گے اگر ہم صحیح بات سن لیتے اور سمجھ جاتے تو آج دوزخ میں نہ ہوتے۔ رو بہک۔ ذلیل لومڑی۔ سلطان دد۔ درندوں کا بادشاہ، شیر۔
[۲] روبہک۔ جب شیر پانی پینے چلا گیا۔ تو لومڑی کو موقع مل گیا وہ گدھے کا دل اور جگر کھا گئی۔ شیر۔ شیر نے واپس آکر دیکھا تو گدھے کا دل وجگر موجود نہ تھا۔
[۳] گفت۔ شیر نے لومڑی سے کہا دل اور جگر تو ہر جانور میں ضرور ہوتے ہیں وہ اس گدھے کے کہاں ہیں۔ اگر بُودے لومڑی نے کہا اگر اس گدھے کے دل وجگر ہوتا تو یہ دوبارہ تیرے پاس کیسے آتا۔ آں قیامت اس گدھے نے تیرا قیامت خیز حملہ دیکھا تھا اور پہاڑ پر سے سر کے گرا تھا۔

گر جگر بُودے اُورا یا دل بُدے　بارِ دیگر کے بَرِ تو آمدے
اگر اس کے جگر ہوتا یا دل ہوتا　دوبارہ تیرے پاس کب آتا؟

چوں نباشد نورِ دل دل نیست آں　چوں نباشد روح جُز گِل نیست آں
جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں ہے　جب روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

آں زجاجے کو ندارد نورِ جاں　بولِ قارورہ است قندیلش مخواں
وہ شیشہ جو جان کا نور نہیں رکھتا　اس کو قندیل نہ کہہ وہ پیشاب کی شیشی ہے

نورِ مصباح ست دادِ ذوالجلال　صنعتِ خلقست آں شیشہ وسفال
چراغ کا نور خدا کی عطا ہے　شیشہ اور دیو لا مخلوق کی کاریگری ہے

لاجرم۲ در ظرف باشد اعتداد　در لہب ہا نبود اِلّا اتحاد
لا محالہ ظرف میں تعدد ہے　روشنیوں میں اتحاد کے سوا کچھ نہیں ہے

نورِشش قندیل چوں آمیختند　نیست اندر نورِ شاں اعداد و چند
جب چھ قندیلوں کا نور ملا دیا　ان کے نور میں تعدد اور شمار نہیں ہے

آں جہود از ظرفہا مُشرک شدست　نور دید آں مومن و مُدرِک شدست
یہودی ظرفوں کی وجہ سے مشرک بن گیا　مومن نے نور دیکھا وہ شناسا بن گیا

چوں نظر بر رُوح افتد مرورا　پس یکے بیند خلیلؑ و مُصطفےٰؐ
چونکہ اس کی نگاہ روح پر پڑتی ہے　اس لئے خلیلؑ اور مصطفیٰؐ کو ایک دیکھتا ہے

چوں نظر بر ظرف افتد روح را　پس دو بیند شیثؑ را و نوحؑ را
جب روح کی نظر ظرف پر پڑتی ہے　وہ شیثؑ اور نوحؑ کو دو دیکھتا ہے

جُو کہ آبش ہست جُو خود آں بُوَد　آدمی آنست کو را جاں بُوَد
جس نہر میں پانی ہے، نہر وہی ہے　آدمی وہی ہے جس میں جان ہو

ایں نہ مردانند اینہا صُورت اند　مُردۂ نانند و کُشتۂ شہوتند
یہ مرد نہیں ہیں، یہ مورتی ہیں　روٹی پر جان دینے والے ہیں اور شہوت پر قربان ہیں

حکایتِ آں راہب کہ روزبا چراغ میگشت درمیانِ بازار از سِرِّ حالتے کہ اُورا بُود
اس درویش کی حکایت جو دن میں چراغ لئے ہوئے بازار میں چکر لگاتا تھا اس باطنی حالت کی وجہ سے جو اس کو حاصل تھی

---

۱ گر جگر بودے۔ اگر دل وجگر ہوتا تو یہ دوبارہ نہ آتا۔ چوں نباشد۔ جس عضو کا جو حاصل ہے اگر وہ عضو اپنا کام نہیں کرتا تو گویا وہ عضو ہی نہیں ہے دل میں جب نور نہ ہو تو وہ دل نہیں۔ انسان میں روح نہ ہو تو وہ محض مٹی کا پتلا ہے آں زجاج۔ جس شیشہ میں روشنی نہیں وہ قندیل نہیں بلکہ پیشاب کی شیشی ہے۔ شیشہ۔ یعنی قندیل کا شیشہ۔ سفال۔ یعنی مٹی کا چراغ۔

۲ لاجرم۔ چراغوں اور قندیلوں میں تعدد اور دوئی ہے ان کی روشنی جو پھیلتی ہے اس میں وحدت ہے۔ آں جہود۔ یہود نے انبیاء کے اجسام پر نظر کی تو ان میں تعدد سمجھا بعض پر ایمان لائے اور بعض کا کفر کر دیا، مومن نے اجسام اور ظروف پر نظر نہ کی بلکہ روح اور نور کو دیکھا جس میں وحدت ہے تو اس کا عقیدہ ہوا کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں"

۳ جُو۔ نہر تو وہی ہے جس میں پانی ہو آدمی وہی ہے جس میں روح ہو۔ ایں۔ عوام انسان نہیں ہیں مورتیں ہیں۔ اس کو زندہ بھی نہ سمجھو یہ شہوت اور روٹی کے مقتول ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ بظاہر انسان بہت ہیں لیکن وہ انسان جن میں انسانیت ہو کمیاب ہیں۔

آں یکے ۱ با شمع بر میگشت روز
ایک شخص دن میں چراغ لئے ہوئے گھومتا تھا
گرد بازار و دلش پر عشق و سوز
بازار میں اور اس کا دل عشق سوزش سے پر تھا

بوالفضولے گفت اورا کاے فلاں
ایک بیہودہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں!
ہیں چہ میجوئی بسوئے ہر دکاں
ہر دکان کے پاس تو کیا ڈھونڈتا ہے ؟

ہیں چہ میگردی تو جویاں با چراغ
ہائیں، تو چراغ لئے ہوئے کیوں گھومتا ہے ؟
درمیانِ روزِ روشن چیست لاغ
روشن دن میں (یہ) کیا مذاق ہے ؟

گفت میجویم بہر سو آدمے
اس نے کہا میں ہر جانب انسان تلاش کرتا ہوں
کہ بود حے از حیاتِ آں دمے
جو اس سانس کی زندگی سے زندہ ہو

گفت من جویائے انساں گشتہ ام
اس نے کہا میں انسان کا جویاں بنا ہوں
می نیابم ہیچ و حیراں گشتہ ام
میں کسی کو نہیں پاتا ہوں اور حیران ہو گیا ہوں

گفت مردے ہست ایں بازار پر
(فضولی) مرد نے کہا، یہ بازار بھرا ہوا ہے
مرد مانند آخر اے دانائے حر
اے عقلمند آزاد! بلآخر انسان ہی ہیں

گفت خواہم ۲ مرد بر جادہ دوره
اس نے کہا میں دو راہے راستہ پر انسان چاہتا ہوں
در رہِ خشم و بہنگامِ شرہ
غصہ کے راستہ میں اور حرص کے وقت

وقتِ خشم و وقتِ شہوت مرد کو
غصہ کے وقت اور شہوت کے وقت انسان کہاں ہے؟
طالبِ مردے دوانم کو بکو
میں ایسے انسان کی طلب میں کوچہ بکوچہ دوڑتا ہوں

کو دریں دو حال مردے در جہاں
دنیا میں ان دو حالتوں میں انسان کہاں ہے ؟
تا فدائے او کنم امروز جاں
تاکہ آج میں اس پر جان قربان کر دوں

گفت ۳ نادر چیز میجوئی و لیک
اس نے کہا تو کمیاب چیز تلاش کرتا ہے لیکن
غافل از حکم قضائی نیک نیک
تو (اللہ کی) قضا کے حکم سے بالکل غافل ہے

ناظرِ فرعی ز اصلے بے خبر
تو شاخ کو دیکھنے والا ہے اصل سے بے خبر ہے
فرع مائیم اصل احکامِ قدر
ہم شاخ ہیں تقدیر کے احکام اصل ہیں

چرخ گرداں را قضا گمرہ کند
قضا گھومنے والے آسمان کو گمراہ کر دیتی ہے
صد عطارد را قضا ابلہ کند
قضا سینکڑوں عطارد کو بے وقوف بنا دیتی ہے

۱ آں یکے۔ ایک خدا کا عاشق دن میں چراغ جلائے ہوئے کچھ ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ ہیں۔ دن میں چراغ کی روشنی سے تلاش کرنا مذاق اور دل لگی کی بات ہے تو چراغ لئے کیا تلاش کر رہا ہے۔ گفت۔ اس عاشق خدا نے کہا میں ہر جانب ایسے آدمی کی تلاش میں ہوں۔ جو اللہ کی عطا کردہ روح سے زندہ ہو اور مجھے کوئی انسان نہیں ملتا ہے۔ مرد مانند۔ اس بیہودہ شخص نے کہا کہ یہ سارا بازار انسانوں سے پٹا پڑا ہے اور تجھے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔

۲ خواہم مرد۔ اس عاشق خدا نے کہا میں ایسے انسان کی تلاش میں ہوں جو دو حالتوں یعنی غصہ اور حرص کے وقت سیدھے راستہ پر چلتا ہو۔ وقت خشم۔ شعر ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا۔ جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا۔ کو۔ اگر ایسا آدمی مجھے مل جائے تو میں اس پر جان قربان کر دوں۔

۳ گفت۔ اس شخص نے کہا ایسا انسان نادر اور کمیاب ہے اس کا ملنا دشوار ہے تو قضائے خداوندی کے حکم سے غافل ہے اور انسان کے افعال کو اس کا اختیاری فعل سمجھتا ہے۔ ناظر۔ انسان کا اپنا اختیار کہاں ہے اصل تو تقدیر خداوندی ہے۔ چرخ۔ تقدیر خداوندی آسمان کو بھی راستہ سے بھٹکا دیتی ہے۔ عطارد ستارہ جو آسمان کا منشی ہے اس کو تقدیر احمق بنا دیتی ہے۔

تنگ ۱؎ گرداند جہانِ چارہ را | آب گرداند حدید و خارہ را
وہ تدبیر کی دنیا کو تنگ کر دیتی ہے | وہ لوہے اور (سنگ) خارہ کو پانی بنا دیتی ہے

اے قرارے دادہ رَہ را گام گام | خام خامی خام خامی خام خام
اے (وہ کہ تو نے) قدم بقدم راستہ (طے کرنا) قرار دیا ہے | تو کچا ہی کچا ہے، کچا ہی کچا ہے، کچا، کچا

چوں بدیدی گردشِ سنگ آسیا | آبِ جُورا ہم ببیں آخر بیا
جبکہ تو نے پن چکی کے پتھر کے چکر کو دیکھا ہے | آ بالآخر نہر کے پانی کو بھی دیکھ لے

خاک رادیدی بَر آمد بَر ہوا | درمیانِ خاک بنگرباد را
تو نے ہوا پر گرد کو دیکھا ہے | گرد کے درمیان ہوا کو دیکھ لے

دیگہائے ۲؎ فکر می بینی بجوش | اندر آتش ہم نظری کُن بہوش
تو نے فکر کی دیگوں کو جوش میں دیکھا ہے | ہوش سے آگ کو بھی دیکھ لے

گفت حق ایوبؑ را در مکرمت | من بہر مویت صبرے دادمت
اعزاز میں اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) ایوب سے فرمایا | میں نے تجھے ہر ہر بال کی برابر صبر دیدیا ہے

ہیں بصبر خود مکن چندیں نظر | صَبر دیدی صَبر دادن رانگر
خبردار! اپنے صبر پر زیادہ نظر نہ کر | تو نے صبر دیکھا ہے، صبر دینے کو دیکھ لے

چند بینی گردشِ دولاب را | سَر بروں کُن ہم ببیں میراب را
رہٹ کی گردش کو کب تک دیکھے گا؟ | سر باہر کو نکال، پانی والے کو بھی دیکھ لے

تو ہمی گوئی کہ می بینم و لیک | دیدِ آنرا بس علامتہا ست نیک
تو کہتا ہے میں دیکھ رہا ہوں، لیکن | اس کے دیکھنے کی بہت سی علامتیں ہیں

گردشِ ۳؎ کف را چو دیدی مختصر | حیرتت باید بدریا درنگر
جب تو نے دریا کے مختصر جھاگ دیکھے | تجھے حیرت درکار ہے، دریا کو دیکھ

آنکہ کف را دید سَر گو باں بُود | وآنکہ دریا دید اُو حیراں بُود
جس نے جھاگ کو دیکھا اس نے سر پیٹا | جس نے دریا دیکھا وہ حیران ہے

آنکہ کف را دید نیتہا کُند | وآنکہ دریا دید دل دریا کُند
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ نیتیں کرتا ہے | اور جس نے دریا دیکھا وہ دل کو دریا بنا لیتا ہے

۱؎ تنگ۔ تقدیر کے سامنے تدبیر ہیچ ہے لوہے اور سنگ خارہ کو تقدیر پانی کر دیتی ہے۔ اے۔ تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ راستہ تیرے قدم طے کر آئے ہیں یہ تیری خام کاری ہے سب کچھ تقدیر کرتی ہے۔ چون بدیدی۔ تو ظاہیر اسباب پر نگاہ رکھتا ہے اور حقیقی سبب سے غافل ہے۔ خاک۔ تو ظاہر پر نظر رکھتا ہے حقیقت اور باطن تجھ سے پوشیدہ ہے۔

۲؎ دیگہائے۔ جس طرح دیگ بغیر آگ کے جوش نہیں کھاتی اسی طرح اسباب ظاہری بغیر موثر حقیقی کے کچھ اثرات نہیں رکھتے ہیں۔ گفت۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے خدا نے انکو بھی یہ حکم دیا تھا کہ اپنے صبر کو نہ دیکھ صبر دینے والے کو دیکھ۔ چند بینی۔ رہٹ کو نہ دیکھ رہٹ چلانے والے کو دیکھ۔ تو ہمی۔ تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تو حقیقی سبب کو دیکھتا ہے لیکن حقیقی سبب کو دیکھنے والوں کی ایک علامت بھی تیرے اندر نہیں ہے۔

۳؎ گردش۔ یعنی ان تعینات کی جو بہت تھوڑے ہیں تو نے یہ چہل پہل دیکھی ہے اگر مقام حیرت میں پہنچتا تو دریائے حقیقت ذات باری تعالیٰ پر نظر کرتا۔ آنکہ۔ جو صرف تعینات پر نظر رکھتا ہے اور انکو دریا سے جدا چیز سمجھتا ہے وہ لاحاصل سجدے کرتا ہے جو شخص دریائے وحدت پر نظر رکھتا ہے اس کو محو و حیرانی حاصل ہوتی ہے۔ آنکہ۔ جو محض تعینات کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل دریائے حقیقت سے جدا سمجھتا ہے اپنے عمل کو اپنی طرف منسوب سمجھ کر مختلف نیتیں اچھی بری کرتا ہے۔ وانکہ دریا۔ جس نے بحر حقیقت کو دیکھ لیا ہے اس کا دل اس قدر وسیع ہے کہ وہ سب کچھ منجانب اللہ سمجھتا ہے۔

آنکہ[1] کفہا دیدہ باشد در شمار — وآنکہ دریا دیدہ شد بے اختیار

جس نے جھاگوں کو دیکھا وہ گنتی میں ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے اختیار ہو گیا

آنکہ کف رادید در گردش بُود — وآنکہ دریا دید اُو بیغش بُود

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ چکر میں ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے کھوٹ ہے

آنکہ کف رادید بیگارش کُند — وآنکہ دریا دید بردارش کُند

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس سے بیگار لیتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ اس کو سولی پر چڑھا دیتا ہے

آنکہ کف رادید گردد مست[2] او — وآنکہ دریا دید باشد غرقِ ہُو

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس کا مست بنجاتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ خدا میں غرق ہو جاتا ہے

آنکہ کف را دید آید در سخن — وآنکہ دریا دید شد بے ماومن

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ باتیں بناتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بیخود اور بلا انانیت کے ہو جاتا ہے

آنکہ کف رادید پالودہ شوَد — وآنکہ دریا دید آسودہ شوَد

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ صاف کیا جاتا ہے — اور جس نے دریا کو دیکھا وہ آرام سے ہو جاتا ہے

دعوت کردنِ مسلمان مرمغے رابا سلام و جوابِ اُو

مسلمان کا ایک آتش پرست کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا جواب

مرمغے راگفت مردے کاے فلاں — ہیں مسلماں شو باش از مومناں

ایک شخص نے ایک آتش پرست سے کہا اے فلاں! — خبردار! مسلمان ہو جا، مومنوں میں سے بنجا

گفت[3] اگر خواہد خدا مومن شوم — ور فزاید فضل ہم مُوقِن شوم

اس نے کہا اگر خدا چاہے گا میں مومن بنجاؤنگا — اگر زیادہ مہربانی کرے گا صاحب یقین بنجاؤں گا

گفت میخواہد خدا ایمانِ تو — تا رہد از دست دوزخ جانِ تو

اس نے کہا خدا تیرے ایمان کا خواہشمند ہے — تا کہ تیری جان دوزخ کے ہاتھ سے نجات پا جائے

لیک نفسِ نحس وآں شیطانِ زشت — می کشندت سُوئے کفران وکنشت

لیکن منحوس نفس اور بد شیطان — تجھے کفر اور بت خانہ کی طرف کھینچتے

گفت اے مُنصف چواِیشاں غالبند — یارِ اُو باشم کہ باشد زور مند

اس نے کہا اے منصف! جب وہ غالب ہیں — میں اس کا دوست بنوں گا جو طاقت ور ہو

---

[1] آنکہ کفہا۔ جو شخص دریائے حقیقت سے غافل ہے اور محض بلبلوں اور جھاگوں کو دیکھ رہا ہے وہ اپنے افعال کو شمار کرتا ہے کہ کچھ اختیاری اور کچھ اضطراری ہیں اور وہ شخص جس کی دریا پر نظر ہے اپنے اختیاری افعال کو یہی سمجھتا ہے کہ یہ اختیار بھی خدا کا عطا کردہ ہے۔ گردش بود۔ یعنی ایسے شخص کو سکون حاصل نہیں ہوتا۔ بے غش بود۔ یعنی اس کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ بیگارش۔ یعنی دنیا کے دھندوں سے لگتا ہے اور اخروی اجر سے محروم رہتا ہے۔ بردارش کُند۔ وہ مخلوق کو فنا کر کے خالق کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔

[2] مستِ اُو۔ مخلوق میں مست ہو کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ غرقِ ہو۔ یعنی فنا فی اللہ۔ در سخن۔ مصرع۔ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

[3] گفت۔ اس آتش پرست نے کہا اگر خدا چاہے گا تو میں مومن بن جاؤں گا اور اگر مزید مہربانی ہوئی تو پھر موقن یعنی وہ مومن جس کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہو بن جاؤنگا۔ میخواہد۔ مسلمان نے کہا خدا تجھے مومن بنانا چاہتا ہے۔ تاکہ تجھے دوزخ سے نجات مل جائے لیکن تیرا نفس اور شیطان تجھے کفر اور بت خانے کی جانب کھینچ لیتے ہیں۔

یارِ آں ۱؎ تانم بُدن کو غالب ست — آں طرف اُفتم کہ غالب جاذب ست

میں اس کا یار بنوں گا جو غالب ہے — میں اس طرف جھکوں گا جو زیادہ کھینچنے والا ہے

چوں خدا میخواست ازمن صدقِ زفت — خواستش چہ سُود چوں پیشش نرفت

جب خدا مجھ سے پختہ سچائی چاہتا ہے — اس کے چاہنے کا کیا فائدہ جبکہ اس کی نہیں چلتی ہے؟

نَفس وشیطاں خواہشِ خود پیش بُرد — واں عنایت قہر گشت و خردو مُرد

نفس اور شیطان کی اپنی خواہش چلی — وہ مہربانی مغلوب اور ریزہ ریزہ ہو گئی

تو یکے قصرو سَرائے سَاختی — اندر وصد نقشِ خوش افراختی

تو نے ایک محل اور سرائے بنائی — اس میں تو نے اچھے نقش بنائے

خواستی مسجد شود آں جائے خیرَ — دیگرے آمد مَر آنرا سَاخت دَیر

تو نے چاہا وہ اچھی جگہ مسجد بنے — دوسرا آیا اس نے اس کو بت خانہ بنا لیا

یا تو ۲؎ بافیدی یکے کرباس تا — خوش بسازی بہرِ پوشیدن قَبا

یا تو نے سوت بنا تاکہ — پہننے کے لئے اچھی قبا بنائے

تو قبا میخواستی خصم از نَبرد — رغمِ تو کرباس رَا شلوار کرد

تو نے قبا (بنانی) چاہی دشمن نے مخالفت سے — تیرے بر خلاف کپڑا کو شلوار کر دیا

چارۂ کرباس چہ بُوَد جانِ من — جُز زبونِ رائے آں غالب شدن

اے میری جان! کپڑے کے لئے کیا چارہ ہوگا؟ — غالب آنے والے کے تابع بن جانے کے سوا

اُو زبوں شُد جُرم این کرباس چیست — آنکہ اُو مغلوبِ غالب نیست کیست

وہ مغلوب ہو گیا اس کپڑے کی کیا خطا ہے؟ — جو غالب سے مغلوب نہیں ہے وہ کون ہے؟

چوں کسے نا خواہِ اُو بروے براند — خار بُن دَر ملِک و خانہ اُو نشاند

جب کسی نے اس کے خلاف اس پر حملہ کیا — اس کی ملکیت اور گھر میں کانٹوں کی جھاڑی لگا دی

صاحبِ ۳؎ خانہ بدیں خواری بُود — کایں چنیں بَروے خلافت میرود

گھر والا اس ذلت میں ہو — کہ اس طرح کی اس پر حکومت ہو

ہم خَلَق گردم من ار تازہ و نَومِ — چونکہ یارے ایں چنیں خوارے شوم

میں بھی بوسیدہ بن جاؤں گا خواہ تازہ اور نیا ہوں — جبکہ میں ایسے کمزور کا دوست بن جاؤں

چونکہ خواہِ نفس آمد مُستعاں — تسخر آمد ایش شاء اللہ کاں

جبکہ نفس کی خواہش مدد گار ہے — تو جو اللہ نے چاہا ہو مذاق ہے

۱؎ یار۔ آتش پرست نے کہا جبکہ نفس اور شیطان کا چاہا ہو رہا ہے تو وہ ٹکڑے ہیں اور مجھے قوی کا ساتھ دینا چاہیے چوں خدا۔ اگر خدا مجھ سے سچائی چاہتا ہے اور نفس وشیطان کے مقابلہ میں اس کی کچھ نہیں چلتی ہے تو اس کے چاہنے کا کیا فائدہ ہے۔ خُرد مُرد۔ ریزہ ریزہ تو یکے۔ اگر کوئی ایک اچھا مکان بنا کر اس کو مسجد بنانا چاہے اور کوئی دوسرا اس پر غالب آ کر اس کو بت خانہ بنا دے تو مسجد بنانے والے کی خواہش کا کیا فائدہ ہوا۔

۲؎ یا تو۔ اگر تو نے کپڑا اس لئے بنا کہ تو اس کی قبا بنائے اور تیرا مخالف آ کر اس کو شلوار بنا دے تو کپڑے کیلئے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے چارہ کپڑے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے اور وہ جو کچھ اس کا بنانا چاہے بنجائے۔ چوں کسے جب کوئی شخص کسی پر غالب ہو جاتا ہے تو اس کا سب کچھ بگاڑ بنتا ہے۔

۳؎ صاحب خانہ۔ غاصب کے مقابلہ میں گھر کا مالک عاجز ہو جاتا ہے اور اس پر دوسرا حکمرانی کرتا ہے ہم خلق۔ کمزور کا ساتھی بھی ذلیل ہوتا ہے۔ چونکہ۔ جب نفس اور شیطان غالب ہو تو یہ کہنا کہ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے ایک مذاق کی بات ہے۔

من اگر ننگِ مُغاں یا کافرم — آں نیم کہ بَر خدا ایں ظن بَرم
میں اگر آتش پرستوں کے لئے ننگ یا کافر ہوں — میں وہ نہیں کہ خدا پر اس طرح کا گمان کروں
گر کسے نا خواہِ اُو ورغمِ اُو — گردد اندر مُلکتِ اُو حُکم جُو
اگر کوئی اس کی خواہش کے بغیر اور اس کی ذلت کے ساتھ — اس کی ملک میں حاکم ہو
مُلکتِ اُورا فرو گیرد چنیں — کہ نیارد دَم زدن دَم آفریں
اس کی مملکت پر اس طرح قبضہ جما لے — کہ دم کو پیدا کرنے والا دم نہ مار سکے
دفعِ اُو میخواہد و می بایدش — دیو ہر دم غُصّہ می افزایدش
وہ اس کو دفع کرنا چاہے اور اس کو کرنا چاہیے — شیطان ہر وقت اس کا غصہ بڑھائے
بندۂ ایں دیو میباید شُدن — چونکہ غالب اُوست درہر انجمن
اس شیطان کا بندہ ہونا چاہیے — جبکہ ہر مجلس میں وہ غالب ہے
تا مبادا[۲] اکیں کشد شیطان زمن — پَس چہ دستم گیرد آنجا ذُوالمنن
تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان مجھ سے کینہ وری کرے — تو اس جگہ خدا میری دستگیری کرے گا ؟
آنکہ اُو خواہد مُرادِ اُو شَوَد — ازکہ کارِ من دگر نیکو شَوَد
جو وہ (شیطان) چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے — پھر کس دوسرے سے میرا کام اچھا ہو گا

مثلِ شیطان بردرِ رحمٰن
رحمٰن کے در پر شیطان کی مثال

حاش لِلّٰہ ایش شاء اللّٰہ کاں — حاکم آمد در مکان ولا مکاں
اللہ پاک ہے جو اس نے چاہا — وہ مکان اور لا مکان میں حاکم ہے
ہیچکس دَر ملکِ اوبے امرِ اُو — در نیفزاید سَرِیک تارِ مُو
کوئی شخص اس کے حکم کے بغیر اسکی ملک میں — ایک بال برابر زیادتی نہیں کر سکتا ہے
مُلک[۳] مُلک اُوست فرماں آنِ اُو — کمتریں سَگ بَردرآں شیطانِ اُو
سلطنت اسی کی سلطنت ہے، حکم اس کا ہے — اس کا شیطان اس کے دروازہ پر ادنٰی کتا ہے
تُرکماں راگر سَگے باشد بدر — بَردرش بنہادہ باشد رُوے وسَر
اگر تو کمان کے دروازے پر کتا ہو — اس کے دروازے پر منہ اور سر رکھے ہوتا ہے

---

۱ مَن اگر۔ میں خواہ کافر یا آتش پرست ہوں تو میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ اللہ کا چاہا ہوا نہ ہوا اور شیطان اور نفس کی خواہش پوری ہو۔ گر کسے۔ آتش پرست کہتا ہے کہ میں عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ کوئی شخص خدا کی ملکیت میں اس کے برخلاف حکمرانی کر سکے اور خدا اس کے سامنے دم بھی نہ مار سکے اور خدا دشمن کو دفع کرنا چاہے اور دشمن دفع نہ ہو اور خدا کا غصہ اور بڑھتا رہے۔ بندہ اگر خدا اور شیطان کی یہی حالت ہے تو پھر خدا کی بجائے شیطان کا بندہ بن جانا چاہیے کیونکہ خدا مغلوب اور شیطان غالب ہے۔

۲ تامبادا۔ اس حالت میں اگر شیطان کی بجائے خدا کی بندگی کی جائے گی تو شیطان دشمن بن جائے گا اور خدا کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ آنکہ۔ جب شیطان کا منشاء پورا ہوتا ہے تو پھر شیطان کے علاوہ میرا بھلا اور کون کر سکتا ہے۔ حاش۔ للہ۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا ارادہ پورا نہ ہو۔ ہیچکس۔ اس کی خدائی میں ایک ذرہ اس کے حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

۳ ملک۔ دنیا اور آخرت اس کا ملک ہے شیطان اس کے در کا معمولی کتا ہے۔ ترکمان۔ یہ خانہ بدوش قوم تھی غارتگری اس کا پیشہ تھا حفاظت کے لئے یہ عموماً کتے بھی پالتے تھے گھر کے بچے ان کتوں کی دمیں کھینچتے تھے لیکن اجنبی انسان پر وہی کتے نر شیر کی طرح حملہ کر دیتے تھے۔

کود کانِ خانہ دُمش میکشند ‌ باشد اندر دست طفلاں خوار مند
گھر کے بچے اس کی دم کھینچتے ہیں ‌ وہ بچوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے

بازا گر بیگانۂ معبر کند ‌ حملہ بروے ہمچو شیرِ نر کند
پھر اگر کوئی اجنبی گذرتا ہے ‌ نر شیر کی طرح اس پر حملہ کرتا ہے

کہ[1] اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ شد ‌ باولی گل با عدو چوں خار شد
کیونکہ "وہ کفار پر سخت ہیں" بن گیا ‌ دوست کیساتھ پھول اور دشمن کیساتھ کانٹا جیسا بنگیا

ز آب تتماجے کہ دادش تر کماں ‌ آنچناں وافی شدست و پاسباں
پتلے حریرے کی وجہ سے جو تر کمان نے اسے دیا ‌ ایسا وفا دار اور محافظ بنگیا

پس سگِ شیطاں کہ حق ہستش کند ‌ اندرو صد فکرت و حیلت تند
تو شیطان کتا جس کو اللہ (تعالیٰ) پیدا کرتا ہے ‌ اس میں سینکڑوں خیال اور حیلے ڈالتا ہے

آبروہا را غذائے او کند ‌ تا بُرد اُو آبروئے نیک و بد
آبروؤں کو اس کی غذا بناتا ہے ‌ تاکہ وہ بھلے اور برے کی آبرو اڑا لے جائے

آبِ تتماج ست آبِ رُوی عام ‌ کہ سگِ شیطاں ازاں یابد طعام
عوام کی آبرو پتلا حریرہ ہے ‌ کہ شیطان کتا اس سے غذا حاصل کرتا ہے

بَر در[2] خرگاہِ قدرت جانِ اُو ‌ چوں نباشد حکم را قرباں بگو
اس کی جان قدرت کے خیمہ کے دروازے پر ‌ حکم پر قربان کیسے نہ ہو گی؟ بتا

گلہ گلہ از مُرید و از مَرید ‌ چوں سگِ باسط ذراعے بالوصید
مرید اور سرکش جماعت در جماعت ‌ کتے کی طرح چوکھٹ پر بازو پھیلائے ہوئے ہے

بَر درِ کہف الوہیّت چو سگ ‌ ذرہ ذرہ امر جو بر جستہ رگ
الوہیت کے غار کے دروازے پر کتے کی طرح ‌ ذرہ ذرہ بھڑکتی ہوئی رگ کیساتھ حکم کا طالب ہے

اے[3] سگِ دیو امتحاں میکن کہ تا ‌ چوں دریں رہ می نہند ایں خلق پا
اے شیطان کتے! امتحان کر کہ کب تک ‌ اس راستہ میں کس طرح یہ مخلوق پاؤں رکھتی ہے

حملہ میکن منع میکن می نگر ‌ تا کہ باشد مادہ اندر صدق و نر
حملہ کر، روک دیکھ ‌ کہ سچائی میں کون مادہ اور کون نر ہے؟

---

[1] کہ انکے کتوں کی یہ حالت تھی کہ مخالفوں اور جنبیوں کے لئے سخت تھے دوستوں کے لئے پھول اور دشمنوں کے لئے کانٹا تھے۔ ز آب۔ ترکمان اس کتے کو پتلا دلیا پلاتا تھا تو وہ اس کا اس قدر وفادار اور محافظ بن گیا۔ پس۔ جب معمولی غذا پانے پر کتا ترکمان کا ایسا فرمانبردار ہے تو شیطان جس کو خدا نے پیدا کیا اور طرح طرح کی غذائیں اس کو عطا کرتا ہے۔ وہ شیطان لوگوں کی آبرو سے غذا حاصل کرتا ہے۔

[2] بر درِ خرگاہ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں شیطان اس کے حکم پر کیوں قربان نہ ہوگا۔ گلہ گلہ۔ خدا کے دربار میں ہر ارادتمند اور ہر سرکش کتے کی طرح اگلے ہاتھ بچھائے ہوئے بیٹھا ہے۔ وصید۔ چوکھٹ صحن۔ مَرید۔ سرکش۔ بر درِ کہف۔ اللہ کے دربار کے غار کے سامنے شیطان کتے کی طرح بیٹھا ہے جس کا ذرہ ذرہ اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔

[3] اے سگ۔ اللہ نے شیطان کو اس لئے بٹھا رکھا ہے تا کہ وہ دربار میں پہنچنے والوں کا امتحان کرے اور سچائی کے نر و مادہ کو پہچان لے اور جو سچائی میں مکمل نہیں ہیں ان کو دربار تک نہ پہنچنے دے۔ لہٰذا شیطان کا وجود انسان کے اختیار کے منافی نہ ہوا۔

پَس اَعُوذ از بہرِ چہ باشد چوسگ — گشتہ باشد از تَرفع تیز تگ
تو اعوذ کس لئے ہوتی ہے ؟ جب کتا — بڑائی کی وجہ سے تیز دوڑتا ہے

ایں اَعُوذ آنست اے تُرکِ خطا — بانگ بَر زن بر سَگ وَرہ بَر کُشا
یہ اعوذ اس لئے ہے کہ اے خطا کے ترک ! — کتے کو دھمکا اور راستہ کھولدے

تا بیایم بر درِ خرگاہِ تو — حاجتے خواہم ز جُود و جاہِ تو
تاکہ میں تیرے خیمہ کے در پر آجاؤں — تیری سخاوت اور رتبہ سے حاجت کا سوال کروں

چونکہ تُرک از سطوتِ سَگ عاجزست — ایں اَعُوذ وایں فغاں ناجائزست
جبکہ ترک (بھی) کتے کے حملہ سے عاجز ہے — یہ اعوذ اور یہ فریاد بیکار ہے

تُرک ہم گوید اَعُوذ از سَگ کہ مَن — ہم ز سَگ در ماندہ ام اندر وطن
ترک بھی کہے کہ میں کتے سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ میں — بھی گھر میں کتے سے عاجز ہوں

تو نمی ۲ یاری بدیں دَر آمدن — من نمی یارم زدَر بیروں شُدن
تو اس دروازے تک نہیں آسکتا — میں دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا

خاک اکنوں بر سَرِ تُرک وقنق — کہ یکے سَگ ہر دو را بند و عنق
اب ترک اور مہمان کے سر پر خاک — کہ ایک کتا دونوں کی گردنیں جکڑ دے

حاش لِلّٰہ تُرک بانگے بَر زَند — سَگ چہ باشد شیرِ نرخوں قے کُند
خدا پاک ہے، ترک ایسی ڈانٹ پلائے گا — کتا کیا ہوتا ہے؟ نر شیر خون کی قے کردے

اے کہ خود را شیرِ یزداں خواندہٗ — سَالہا شُد با سگے دَر ماندہٗ
اے وہ ! کہ تو اپنے آپ کو خدا کا شیر کہتا ہے — سالوں گذر گئے تو کتے سے عاجز ہے

چوں ۳ کُند ایں سَگ برائے تو شکار — چوں شکارِ سَگ شُدستی آشکار
یہ کتا تیرے لئے شکار کب کرے گا ؟ — جبکہ تو کھلے بندوں کتے کا شکار بن گیا

جواب گفتنِ مومن سُنّی مر کافرِ جبری راو در اثباتِ اختیارِ بندہ

بندہ کا اختیار کے ثابت کرنے میں سنی مومن کا جبری کافر کو جواب دینا

و دلیل گفتن کہ سُنّت راہے باشد کہ کوفتۂ اَقدام انبیاء علیہم السلام

اور دلیل بیان کرنا کہ سنت وہی راستہ ہے، جو انبیاء علیہم السلام کے پاؤں کا روندا

۱ پس اعوذ۔ تو اعوذ باللہ کی تعلیم اسی لئے دی گئی ہے کہ دربار میں پہنچنے والوں پر اگر شیطان کتا بھونکے تو وہ اعوذ کے مالک کو پکار کر کہیں کہ وہ اپنے کتے کو راستہ سے ہٹادے تاکہ وہ دربار تک پہنچ سکیں۔ چونکہ۔ جب ترک خود کتے سے عاجز ہو تو پھر اعوذ پڑھنا بالکل بیکار ہے۔ ترک۔ وہ ترک خود کتے سے پناہ مانگتا ہے

۲ تو نمی۔ ترک یہ کہے کہ کتے کے ڈر سے تو اندر نہیں آسکتا اور میں باہر نہیں نکل سکتا۔ خاک۔ ایسے ترک اور مہمان کے سر پر خاک، ہو حاش للہ۔ ترک سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ کتے سے ڈرے کتا تو درکنار اس کی ڈانٹ سے شیر خون کی قے کردے۔ ایک انسان جو خلیفۃ اللہ ہے وہ شیطان کے ڈر سے اور مغلوب ہو جائے یہ بری بات ہے۔

۳ چوں کند۔ جب مالک خود کتے سے ڈرے تو کتا اس کے لئے کیا شکار کریگا۔ سُنّت۔ جبر وقدر کے معاملہ میں جو صحیح مسلک ہے وہ بین بین ہے اس کی ایک جانب جبر ہے اس عقیدہ کی رو سے انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے جب انسان کو اختیار نہ ہو تو پھر اس کو اللہ کا حکم دینا اور منع کرنا درست نہ ہوگا لہٰذا اس عقیدہ کے مطابق انہیں تاویل کرنی ہوگی۔ اور پھر ان تاویلات کے نتیجہ میں جنت اور دوزخ کا انکار لازم آئیگا اسلئے جنت تو اختیاری طور پر حکم بجالانے کا انعام ہے اور دوزخ زمانے والوں کی سزا ہے۔ اور اس مسلک کی بائیں جانب قدر کا عقیدہ جس کی بنیاد پر انسان کو اپنے افعال کا خالق مانا جاتا ہے اور اللہ کی قدرت کو انسان کی قدرت سے مغلوب ماننا پڑتا ہے اور اس کے نتائج جبر کے عقیدے کے نتائج سے بھی بدتر ہیں۔

وبر یمینِ آں راہ بیابانِ جبرست کہ خود را اختیار نہ بیند و
ہوا ہے اس کے دائیں جانب جبر کے جنگل کا راستہ ہے جو کہ اپنا اختیار نہیں

امرو نہی را منکرِ شود و تاویل کُند و از مُنکر شدُنِ اَمرو نہی
سمجھتا ہے اور امرو نہی کا منکر ہو جاتا ہے اور تاویل کرتا ہے اور امرو نہی کے منکر ہونیسے بہشت

لازم آید انکار بہشت و دوزخ کہ بہشت جزائے مُطیعانِ
اور دوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ بہشت فرمانبرداروں کی جزاء ہے

اَمر ست و دوزخ جزائے مخالفانِ اَمرو دیگر نگویم کہ بچہ انجامد
اور دوزخ حکم کے مخالفوں کی جزاء ہے میں اور مزید نہیں کہتا کہ کیا نتیجہ

کہ اَلعَاقِلُ تکفِیۡہُ الۡاِشَارَۃُ وبَر یَسارِآں راہ بیابانِ قدرست
نکلتا ہے، عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور اس کے بائیں جانب قدر کا جنگل ہے

کہ قدرتِ خالق را مغلوب قدرتِ خلق داند و ازاں فسادہا
جو اللہ کی قدرت کو مخلوق کی قدرت سے مغلوب سمجھتے ہیں اور اس سے وہ

زاید کہ آں مُغِ جبری بَر شمرد
خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جنکو وہ جبری آتش پرست گناتا ہے

گفت[1] مُومن بشنوا ے جبری خطاب
مومن نے کہا اے جبری! بات سن

آنِ خود گفتی نک آوردم جواب
تو نے اپنی بات کہہ لی اب میں جواب دیتا ہوں

بازیِ خود دیدی اے شطرنج باز
اے شطرنجی! تو نے اپنی چال دیکھ لی

بازیِ خصمت بہ بیں پہن و دراز
مخالف کی لمبی چوڑی چال بھی دیکھ لے

نامہء عذرِ خودت بَر خواندی
تو نے اپنے عذر کی کتاب پڑھ دی

نامہء سُنّی بخواں چہ ماندی
سنی کی کتاب بھی پڑھ (کر) تیرا کیا حال ہے؟

نُکتہ گفتی جبر یانہ دَر قضا
قضا کے بارے میں تو نے جبریوں کا نکتہ بیان کردیا

سِرِّ آں بشنوز من دَرما جرا
معاملہ میں مجھ سے اس کا راز سن لے

اِختیارے[2] ہست مارا بے گماں
یقیناً ہمارے لئے (بھی) اختیار ہے

حِس را منکر نتانی شُد عیاں
تو آنکھوں دیکھی حس کا انکار نہیں کر سکتا

اِختیارِ خود بہیں جبری مشو
اپنے اختیار کو دیکھ جبری نہ بن

رہ رہا کردی براہ آ کج مرو
تو نے راستہ چھوڑ دیا راستہ پر آجا، ٹیڑھا نہ چل

[1] گُفت۔ سنی مسلمان نے جبر کے عقیدے والے کو جواب دیا۔ جبری۔ وہ شخص جو جبر کا عقیدہ رکھتا ہو۔

[2] اختیارے۔ جبر کے عقیدے میں انسان کے اختیار کا بالکل انکار ہے مولانا انسان کے اختیار کو ثابت کرتے ہیں۔

سنگ ۱؎ راہرگز نگوید کس بیا　　از کلوخے کس کجا جوید وفا
پتھر سے کوئی نہیں کہتا تو آجا　　ڈھیلے سے وفا داری کون چاہتا ہے ؟

آدمی راکس نگوید ہیں بپر　　یا بیا اے کور خوش در من نگر
انسان سے کوئی نہیں کہتا ، ہاں اڑ　　یا اے اندھے ، آ مجھے غور سے دیکھ

گفت یزداں ما علی الاعمیٰ حرج　　کے نہد برکس حرج ربُّ الفرج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر تنگی نہیں ہے　　کشادگی کا پروردگار کسی پر تنگی نہیں ڈالتا ہے

کس نگوید سنگ را دیر آمدی　　یا کہ چوبا تو چرا برمن زدی
پتھر سے کوئی نہیں کہتا کہ تو تاخیر سے آیا　　یا اے لکڑی ! تو نے مجھے کیوں مارا ؟

ایں ۲؎ چنیں و اجستہا مجبور را　　کس نگوید یا زند معذور را
مجبور سے ایسی جواب طلبیاں　　کوئی نہیں کرتا ہے ؟ یا مجبور کو مارے

امر و نہی و خشم و تشریف و عتیب　　نیست جز مختار را اے پاک جیب
حکم دینا اور روکنا اور غصہ اور اعزاز اور عتاب　　اے پاک دل ! مختار کے سوا کے لئے نہیں ہے

اختیارے ہست در ظلم و ستم　　من ازیں شیطان و نفس ایں خواستم
ظلم اور ستم میں اختیار ہے　　میری مراد نفس اور شیطان سے یہی تھی

اختیار اندر درونت ساکن ست　　تا ندید او یوسفے کف را نخست
تیرے اندر اختیار باقی ہے　　جبتک اسنے یوسفؑ کو نہیں دیکھا ہاتھ کو زخمی نہیں کیا

اختیار و داعیہ در نفس بود　　روش دید آنگہ پروبالے گشود
اختیار اور داعیہ نفس میں تھا　　ان کا چہرہ دیکھا پھر بال اور پر کھولے

سگ ۳؎ بخفتہ اختیارش گشتہ گم　　چوں شکنبہ دید جنبانید دم
سوئے ہوئے کتے کا اختیار گم ہو گیا ہے　　جب معدہ دیکھا اس نے دم ہلائی

اسپ ہم جو جو کند چوں دید جو　　چوں بجنبد گوشت گربہ گفت مو
گھوڑا بھی جو جو کرنے لگتا ہے جب جو دیکھتا ہے　　جب گوشت ہلتا ہے بلی میاؤں کہتی ہے

دیدن آمد جنبشِ آں اختیار　　ہمچو نفخے ز آتش انگیزد شرار
دیکھنا اس اختیار کی حرکت بنا　　اس پھونکنے کی طرح جو آگ سے چنگاریاں اڑاتا ہے

۱؎ سنگ۔ انسان کو حکم دیا جاتا ہے پتھر کو کوئی حکم نہیں دیتا ہے معلوم ہوا کہ انسان میں قدرت اور اختیار ہے۔ آدمی را۔ جس چیز کی انسان میں قدرت اور اختیار نہیں ہے اس کے بارے میں کوئی اس کو حکم نہیں دیتا ہے انسان سے کوئی نہیں کہتا کہ تو اڑ۔ کس نگوید۔ پتھر سے کوئی کسی طرح مطالبہ نہیں کرتا ہے اس لئے کہ جانتا ہے اس میں کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے۔

۲؎ ایں چنیں۔ جس قدر مطالبات ہیں وہ صاحب اختیار و قدرت سے ہیں، غصہ و غضب حکم اور ممانعت وغیرہ صاحب اختیار سے متعلق ہے اختیار۔ انسان ظلم اور ستم کرنے اور کرنے۔ جب حکم کرتا ہے تو خود اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے نفس اور شیطان خود انسان کا اپنا ارادہ ہے۔ ساکن۔ جب تک کسی طرح کا داعیہ پیدا نہیں ہوتا ہے تو انسان کا اختیار خوابیدہ رہتا ہے۔ تاندید۔ اس سے حضرت یوسفؑ اور مصری عورتوں کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۳؎ سگ خفتہ۔ جب تک کتا ہڈی نہیں دیکھتا تو سوتا رہتا ہے ہڈی دیکھ کر دم ہلانا شروع کر دیتا ہے یہی حال انسان کے اختیار اور قدرت کا ہے جب تک کوئی داعیہ نہیں ہے وہ خوابیدہ ہے جب کوئی داعیہ ہو گا تو بیدار ہو جائے گا۔ جو جو کند۔ یعنی گھوڑا ہنہناتا ہے۔ مو۔ یعنی بلی ماؤں ماؤں کرتی ہے۔ دیدن۔ اس داعیہ کو دیکھنا اختیار کو بیدار اور متحرک بنا دیتا ہے۔

پس بجُنبد اختیارت چوں بلیس
تو تیرا اختیار حرکت میں آجاتا ہے، جب شیطان
شُد دلالہ آردت پیغام و لیس
دلالہ بنتا ہے، تیرے پاس دلیس کا پیغام لاتا ہے

چونکہ مطلوبے بریں کس عرضہ کرد
جب اس شخص پر مطلوب پیش کیا
اختیار خُفتہ بگشاید نبرد
سویا ہوا اختیار جنگ شروع کر دیتا ہے

واں فرشتہ خیرہا بررغمِ دیو
فرشتہ، شیطان کے بر خلاف بھلائیاں
عرضہ دارد میکُند در دل غریو
پیش کرتا ہے، دل میں شور برپا کر دیتا ہے

تا بجُنبد اختیارِ خیر تو
تاکہ تیرا بھلائی کا اختیار حرکت میں آئے
زانکہ پیش از عرضہ خُفتہ است ایں دوخُو
کیونکہ پیش کرنے سے پہلے یہ دونوں خصلتیں سوئی ہوتی ہیں

پس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دار
تو فرشتہ اور شیطان پیش کرنوالے بنے
بہرِ تحریکِ عُروقِ اختیار
اختیار کی رگوں کو حرکت میں لانے کے لئے

می ۲ شود ز الہا مہا وُ وسوسہ
وسوسہ اور الہاموں کی وجہ سے بنجاتا ہے
اختیارِ خیر و شرّت دہ کسہ
تیرا خیر اور شر کا اختیار دس مردوں والا

وقتِ تحلیلِ نماز اے با نمک
اے ملیح! نماز ختم کرنے کے وقت
زاں سلام آور دباید بر مَلک
اسی لئے فرشتوں کو سلام کرنا چاہیے

کہ ز الہام و دُعائے خوبِ تاں
کہ تمہاری اچھی دعا اور الہام سے
اختیارِ ایں نمازم شُد رواں
اس نماز کا برا اختیار ختم ہو گیا

باز از ۳ بعدِ گنہ لعنت کُنی
پھر گناہ کے بعد تو لعنت کرتا ہے
بر بلیس اِیرا کہ از وے مُنحنی
شیطان پر کیونکہ تو اسی وجہ سے کبڑا بنا

ایں دو ضد عرضہ کنندہ در سرار
وہ پر دہ یہ دو متضاد پیش کرنے والے
در حجابِ غیب آمد عرضہ دار
غیب کے پردے میں پیش کرنوالے ہیں

چونکہ پردہ غیب برخیز د ز پیش
جب غیب کا پردہ سامنے سے اٹھ جائیگا
تو بہ بینی رُوِی دلالانِ خویش
تو اپنے دلالوں کا چہرہ دیکھ لے گا

وز سخن شاں واشناسی بے گزند
اور تو بلا تکلف ان کی گفتگو کو پہچان لے گا
کاں سخن گو در حجاب انہا بُدند
کہ پردے میں گفتگو کرنے والے یہی تھے

---

۱ پس بجُنبد۔ شیطان تیرے معشوق کا پیغام لاتا ہے تو دلالہ کا کام کرتا ہے اور تیرا خوابیدہ اختیار حرکت میں آجاتا ہے اور جنگ شروع کر دیتا ہے۔ واں۔ فرشتہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ شیطان کے برخلاف خبریں پیش کر کے دل میں خلجان پیدا کرتا ہے تاکہ شر کی بجائے خیر والا اختیار بیدار ہو جائے۔ پس۔ غرضکہ فرشتہ اور شیطان تو تیرے اندرونی اختیار کو متحرک کرتے ہیں اختیار تیرے اندر موجود ہوتا ہے۔

۲ می شود۔ جو اختیار خود انسان میں موجود ہوتا ہے وہ فرشتوں کے الہام اور شیطانوں کے وسوسوں کے ذریعہ قوی ہو جاتا ہے۔ وقت تحلیل۔ جس وقت نمازی سلام پھیرتا ہے تو فرشتوں کی بھی نیت کرتا ہے اس لئے کہ انہی کی ترغیب اور الہام سے اس نے نماز ادا کی ہے۔

۳ باز۔ گناہ کے بعد انسان شیطان پر اسی وجہ سے لعنت بھیجتا ہے کہ اس کے وسوسہ کی وجہ سے وہ گناہوں میں مبتلا ہوا اور اس نے کجروی اختیار کی۔ ایں دو۔ یعنی فرشتہ اور شیطان۔ چونکہ۔ حشر میں جبکہ دنیوی زندگی کا یہ حجاب ختم ہو جائے گا تو فرشتہ اور شیطان کو خود دیکھ لے گا اور جو پس پردہ ان کی باتیں تھیں ان کے ذریعہ تو ان کی شخصیتوں کو پہچان لے گا۔

دیو۱ گوید اے اسیرِ طبع و تن — عرضہ میکردم نہ کردم زور من
شیطان کہے گا اے طبیعت اور جسم کے قیدی! — میں نے پیش کیا تھا، میں نے مجبور نہ کیا تھا

واں فرشتہ گویدت من گفتمت — کہ ازیں شادی فزوں گردد غمت
اور وہ فرشتہ تجھ سے کہے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا تھا — کہ اس خوشی سے تیرے رنج میں اضافہ ہو گا

آں فلاں روزت نگفتم من چناں — کہ ازاں سُو یست رَہ سُوئے جِناں
کیا میں نے فلاں روز تجھ سے ایسا نہ کہا تھا؟ — کہ جنتوں کا راستہ اس جانب ہے

ما مُحبِّ جان و روح افزایِ تو — ساجدان و مخلصِ بابایِ تو
ہم جان کو پیار کرنے والے اور تیری روح کو بڑھانے والے ہیں — تیرے باوا کے مخلص اور سجدہ کرنیوالے ہیں

ایں زمانت خدمتے ہم میکنم — سُوئے مخدومی صَلایت میزنم
میں اس وقت بھی تیری خدمت کر رہا ہوں — مخدوم بننے کی جانب تجھے بلاتا ہوں

آں گرہ بابات را بُودہ عدیٰ — وز خطابِ اُسْجُدُوا کردہ اِبا
وہ گروہ تیرے باوا کا دشمن تھا — اور "سجدہ کرو" کے حکم سے اس نے انکار کیا تھا

آں ۲ گرفتی وانِ ما انداختی — حقِّ خدمت ہایِ ما نشناختی
تو نے وہ لے لیا اور ہماری بات کو نظر انداز کر دیا — تو ہماری خدمتوں کے حق کو نہ پہچانا

ایں زماں مارا وایشاں راعیاں — درنگر بشناس از لحن و بیاں
اب ہمیں اور ان کو آنکھ سے — دیکھ لے، لہجے اور گفتگو سے پہچان لے

نیم شب چوں بشنوی زاریِ دوست — چوں سخن گوید سحر دانی کہ اوست
جب تو آدھی رات کو دوست کی آہ و زاری سنتا ہے — جب وہ صبح کو بات کرتا ہے تو جان لیتا ہے کہ وہ وہی ہے

وَر دو کس ۳ در شب خبر آرد تُرا — روز از گفتن شناسی ہر دو را
اگر رات میں دو شخص تیرے پاس خبر لائیں — دن میں بات کرنے سے تو دونوں پہچان لیتا ہے

بانگِ شیر و بانگِ سگ شب در رسید — صورتِ ہر دو ز تاریکی ندید
رات کو شیر کی آواز اور کتے کی آواز آئی — تو نے اندھیرے کی وجہ سے دونوں کی صورت نہ دیکھی

روز شد چوں باز در بانگ آمدند — پس شناسد شاں ز بانگ آں ہوشمند
دن نکلا، پھر جب وہ بولے — تو وہ ہوشمند آواز سے ان کو پہچان لیتا ہے

۱ دیو۔ وہاں شیطان تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے دل میں وسوسہ ہی تو ڈالا تھا تجھے مجبور تو نہ کیا تھا۔ فرشتہ۔ فرشتہ تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس گناہ کی لذت اور خوشی بہت سے غموں کا سبب بنے گی۔ آں فلاں۔ فرشتہ یہ بھی کہے گا کہ فلاں روز میں نے تجھے جنت کا راستہ بتلایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں اور تمہارے باپ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنیوالے ہیں۔ ایں زمانت۔ فرشتہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے باپ کی خدمت کی تمہاری خدمت کرتے ہیں اور نیک راستہ بتا کر تجھے مخدوم بنانا چاہتے ہیں۔ آں گرہ۔ فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ یہ شیاطین کی جماعت تمہارے باپ کی بھی دشمن تھی اور ان کو سجدہ کرنے سے اس نے انکار کیا تھا۔

۲ آں گر۔ فرشتہ کہہ دے گا کہ تو نے ہمارا کہنا نہ مانا اور شیطان کا کہنا مانا۔ ایں زماں۔ پہلے تو نے ہمیں دیکھا۔ نہ تھا آواز ہی کی تھی۔ اب آواز سے آواز ملا کر ہمیں پہچان لے ہم وہی ہیں یا نہیں تھے۔ نیم شب۔ اندھیرے میں اگر کوئی تم سے بات کرتا ہے تو دن میں اس کی آواز سے پہچان جاتے ہو کہ رات میں بات کرنے والا شخص یہی تھا۔

۳ ور دو کس۔ رات میں جو شخص باتیں کرتے ہیں دن میں انکی آواز پہچان کر تم متعین کر لیتے ہو کہ ان دونوں میں سے فلاں بات فلاں شخص نے کہی اور فلاں بات فلاں شخص نے کہی تھی رات میں اگر کتے اور شیر کی آواز سنی تھی تو دن میں جب دونوں کی آوازوں کو سنتا ہے تو جان جاتا ہے کہ رات کی فلاں آواز شیر کی تھی اور فلاں کتے کی تھی۔

مخلص ۱ اینکه دیو و روح عرضه دار — هر دو هستند از تتمهٔ اختیار

خلاصہ یہ ہے کہ شیطان اور فرشتہ پیش کرنیوالے — دونوں اختیار کا تکملہ ہیں

اختیارے ہست در ما ناپدید — چوں دو مطلب دید آید در مزید

ہم میں چھپا ہوا اختیار ہے — جب دو مطلب دیکھتا ہے جوش میں آتا ہے

اوستاداں کودکاں را میزنند — آں ادب سنگ سیہ را کے کنند

استاد بچوں کو پیٹتے ہیں — یہ سزا کالے پتھر کو کب دیتے ہیں ؟

ہیچ گوئی سنگ را فردا بیا — ور نیائی من دہم بدرا سزا

تو کبھی پتھر کو کہتا ہے ، کل آنا — اگر تو نہ آئے گا تو میں برے کو سزا دوں گا

ہیچ عاقل مر کلوخے را زند — ہیچ با سنگے عتابے کس کند

عقلمند انسان کبھی ڈھیلے کو مارتا ہے — کوئی کبھی پتھر پر غصہ کرتا ہے

در خرد جبر از قدر رسوا ترست — زانکہ جبری حس خود را منکرست

عقلاً ، جبر قدر سے زیادہ برا ہے — کیونکہ جبری اپنے حس کا منکر ہے

منکر حس نیست آں مرد ۲ قدر — فعل حق حسی نباشد اے پسر

قدری انسان حس کا منکر نہیں ہے — اے بیٹا ! اللہ (تعالیٰ) کا کام حس میں نہیں آتا

منکر فعل خداوند جلیل — ہست در انکار مدلول دلیل

خداوند جلیل کے فعل کا منکر — دلیل کے نتیجہ کے انکار میں (مبتلا) ہے

آں بگوید دود ہست و نارنے — نور شمعے بے ز شمع روشنے

وہ کہتا ہے ، دھواں ہے اور آگ نہیں ہے — شمع کی روشنی بغیر شمع کے روشن ہے

ویں ۳ ہمیں بیند معین نار را — نیست میگوید پئے انکار را

اور یہ جبری آگ کو موجود دیکھتا ہے — انکار کے لئے "نہیں ہے" کہتا ہے

جامہ اش سوزد بگوید نار نیست — جامہ اش دوزد بگوید تار نیست

اس کا کپڑا جلتا ہے ، کہتا ہے آگ نہیں ہے — اس کا کپڑا سیتا ہے ، کہتا ہے دھاگا نہیں ہے

پس تسفسط آمد ایں دعوئ جبر — لاجرم بدتر بود زیں روز گبر

یہ جبر کا دعویٰ سوفسطائیت ہے — اس اعتبار سے وہ لا محالہ دہریہ سے بدتر ہے

---

۱ مخلص۔ بات کا خلاصہ یہ نکلا کہ انسان نیکی اور بدی کرنے میں بااختیار ہے، مجبور نہیں ہے وہ اختیار پوشیدہ ہوتا ہے۔ مقصد کے سامنے آجانے پر اس اختیار میں مزید طاقت آجاتی ہے۔ اوستاداں۔ استاد بچہ کو مختار سمجھ کر غلطی پر مارتا ہے پتھر چونکہ مجبور محض ہے اس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ ہیچ۔ پتھر کو مجبور مان کر نہ کوئی شخص اس کو حکم دیتا ہے نہ اس کو سزا کا مستحق سمجھتا ہے۔ در خرد۔ غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جبر کا عقیدہ تو قدر کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ جبر کے عقیدہ کی بنیاد پر انسانی فعل کا انکار لازم آتا ہے جو محسوس چیزی ہی ہے تو گویا جبری اپنے ایک محسوس کا منکر ہے۔

۲ مرد قدر۔ قدری شخص جو اپنے آپ کو خود مختار مانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ اللہ کے ایک فعل کا منکر ہے جو حسی چیز نہیں ہے۔ منکر۔ قدری شخص جو اللہ تعالیٰ کے بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ صرف ایک نظری دلیل کے نتیجہ کا منکر ہے۔ آں بگوید۔ جبری عقیدے کا نتیجہ تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے دھواں موجود ہے مگر آگ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بہ خود موجود ہو گیا ہے۔ اور موم بتی کا نور ہے لیکن موم بتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بہ خود موجود ہو گیا ہے

۳ ویں۔ جبری محسوس کا انکار کرتا ہے تو گویا آگ کو دیکھتے ہوئے آگ کے وجود کا انکار کرتا ہے کپڑا آگ سے جل رہا ہے اور آگ کا انکار کرتا ہے دھاگے سے کپڑا سل رہا ہے اور دھاگے کا انکار کرتا ہے۔ پس تسفسط۔ جبر کا عقیدہ تو سوفسطائی عقیدہ پر مبنی ہے جو اشیاء کو موجود نہیں مانتا بلکہ اشیاء کے وجود کو وہم اور خیال کہتا ہے اور یہ سوفسطائی عقدہ دہریہ کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے۔

۱۲۰

گبر گوید ہَست عالم نیست ربّ | یارب‌ے گوید کہ نبود مستجب
دہریہ کہتا ہے عالم موجود ہے خدا نہیں ہے | یا رب کہتا ہے جو قبول نہیں ہوتا ہے

ایں ہمی گوید جہاں خود نیست ہیچ | ہَست سوفسطائی اندر پیچ پیچ
یہ کہتا ہے کہ دنیا خود کچھ نہیں ہے | سوفسطائی ، پیچ و تاب میں ہے

جملۂ عالم مُقر در اِختیار | اَمر و نہیِ ایں بیارو آں میار
اختیار کا سارا جہاں مقر ہے | حکم دینا اور منع کرنا یہ لا اور وہ نہ لا

اُو ہمی [۲] گوید کہ امر و نہی لاست | اِختیارے نیست ایں جُملہ خطاست
وہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور منع کچھ نہیں ہے | کوئی اختیار نہیں ہے یہ سب غلط ہے

حِس را حیواں مُقرست اے رفیق | لیک [۳] اِدراکِ دلیل آمد دقیق
اے دوست ! حس کا حیوان مقر ہے | لیکن دلیل کا ادراک دقت طلب ہے

زانکہ محسوس ست مارا اختیار | خوب می آید برو تکلیفِ کار
کیونکہ ہمارا اختیار محسوس ہے | اس کی بنیاد پر کام کا مکلف بنانا مناسب ہے

درکِ وجدانی چوں اِختیارو اِضطرار و خشم و اِصطبارو
باطنی احساس جیسے کہ اختیار اور اضطرار اور غصہ اور صبر کرنا اور

سیری و ناہار بجائے حِس ست کہ زرد از سرخ بداں فرق
پیٹ بھرنا اور بھوک ، حس کے قائم مقام ہے جو کہ زرد کو سرخ سے

کُند و خُرد از بزرگ و تلخ از شیریں و مُشک از سرگیں و درشت
اور چھوٹے کو بڑے سے اور کڑوے کو میٹھے سے اور مشک کو گوبر سے اور سخت

از نرم و سَرد از گرم و سوزاں از شیر گرم و تَر از خشک و لَمس
کو نرم سے سرد کو گرم سے اور جلانے والے کو کنکنے سے اور تر کو خشک سے اور دیوار

دیوار از لَمس درخت پس مُنکرِ وجدانی منکر حِس باشد و زیادہ
کے چھونے کو درخت کے چھونے سے فرق کرتی ہے تو باطنی احساس کا منکر حس کا منکر ہو گا

کہ وجدان از حِس ظاہر ترست زیرا کہ حِس راتواں بستن و
اور اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ باطنی احساس حس سے بڑھ کر ہے کیونکہ حس کو احساس کرنیسے باندھا

منع کردن از اِحساس و بستنِ راہ و مَدخلِ و جدانیات
اور روکا جا سکتا ہے اور باطنی احساسات کے راستہ اور مدخل کو بند کرنا ممکن نہیں ہے

۱؎ گبر گوید۔ دہریہ اختیاری حالت میں عالم کو موجود مانتا ہے خدا کا منکر ہے لیکن اضطراری حالت میں خدا کو بھی پکارنے لگتا ہے۔ اور سوفسطائی عالم کے وجود ہی کا منکر ہے۔ جملۂ عالم دنیا کے سب انسان انسان کے اختیار کے قائل ہیں اسی لیے ایک دوسرے کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اگر مخاطب کو مختار نہ سمجھتے تو نہ حکم دیتے نہ منع کرتے۔

۲؎ او۔ جبری یہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور روکنا سب غلط ہے انسان کو کرنے نہ کرنے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ حس۔ حیوانات تک حس کے قائل ہیں لیکن جبری اس کا انکار کرتا ہے۔

۳؎ لیک۔ قدری جو بندہ کو مختارِ مطلق قرار دیتا ہے وہ دلیل جیسی دقیق چیز کا منکر ہے لہٰذا جبری قدری سے بے عقلی میں بڑھا ہوا ہے۔ زانکہ۔ انسان کا مختار ہونا بالکل حسی چیز ہے اسی بنا پر وہ مکلف قرار دیا گیا ہے۔

را ممکن نیست وَالعَاقِلُ تَکفِیهِ الاِشَارَةُ

ممکن نہیں ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

دَرکِ ۱ وجدانی بجائے حِسّ بُوَد — ہر دو در یک جدول اے عم میروَد
باطنی احساس حس کی جگہ ہے — اے چچا! دونوں ایک گول میں جاتے ہیں

نغز می آید برو کُن یا مکُن — امر و نہی و ماجرا ہا در سخن
اسی پر بھلا بنتا ہے کر یا نہ کر — حکم دینا اور منع کرنا اور بات میں واقعات

ایں کہ فردا ایں کنم یا آں کنم — ایں دلیلِ اختیارست اے صنم
یہ کہ کل یہ کروں گا، یا وہ کروں گا — اے پیارے! یہ اختیار کی دلیل ہے

واں پشیمانی کہ خوردی زاں بدی — ز اختیارِ خویش گشتی مُہتدی
اور وہ شرمندگی جو تو نے بدی سے اٹھائی — اپنے اختیار سے تو ہدایت یاب بنا

جُملہ ۲ قرآں اَمر و نہی ست و وعید — اَمر کردن سنگِ مرمر را کہ دید
سارا قرآن امر اور نہی اور ڈر اوا ہے — سنگ مرمر کو حکم کرنا، کس نے دیکھا ہے؟

ہیچ دانا ہیچ عاقل ایں کُند — با کلوخ و سنگ خشم و کیں کُند
کوئی سمجھدار کوئی عقلمند یہ کرتا ہے — ڈھیلے اور پتھر سے غصہ اور کینہ کرتا ہے؟

کہ بگفتم کہ چنیں کُن یا چناں — چوں نکردید اے موات و عاجزاں
کہ میں نے کہا تھا ایسا کر یا ویسا — اے مردو اور عاجزو! تم نے کیوں نہ کیا؟

عقل ۳ کے حکمے کُند بر چوب و سنگ — مَردِ چنگی کے زند بر نقشِ چنگ
لکڑی اور پتھر کو عقل کب حکم دیتی ہے؟ — چنگ بجانیوالا چنگ کی تصویر کو کب بجاتا ہے؟

کاے غلامِ بستہ دست اِشکستہ پا — نیزہ بر گیر و بیا سُوئے وغا
کہ اے ہاتھ بندھے، پاؤں ٹوٹے ہوئے غلام! — نیزہ تھام اور جنگ کی جانب آ

خالقے کو اختر و گردوں کُند — امر و نہیِ جاہلانہ چوں کُند
وہ خالق جس نے ستارے اور آسمان بنایا — جاہلوں کا سا حکم دینا اور منع کرنا کب کرتا ہے؟

۱ درک۔ علم۔ وجدانی وہ علم جو وجدان کے ذریعہ حاصل ہو وجدان نفس اور اس کی باطنی قوتوں کو کہا جاتا ہے۔ مولانا کے فرمانے کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ معلومات تو وہ ہیں جو بذریعہ وجدان، انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مجبور ہونا مضطر ہونا یا غصہ اور صبر کرنا اور کچھ معلومات وہ ہیں جو بذریعہ حواس حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ کسی چیز کا چھوٹا بڑا ہونا یا کڑوا میٹھا ہونا وغیرہ تو وجدانی معلومات ایسی ہی ہیں جیسا کہ وہ معلومات جو حواس کے ذریعہ ہوتی ہیں بلکہ وجدانیات، محسوسات سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں کیونکہ محسوسات کا ذریعہ حواس ہیں اور حواس انسان معطل کرسکتا ہے لیکن وجدان کو معطل کرنا ممکن نہیں ہے تو جو شخص کسی وجدانی معلوم کا انکار کرے تو وہ محسوس کے منکر کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ احمق ہے تو اس لحاظ سے جبریہ فرقہ جو انسان کے اختیار کا منکر ہے جو کہ ایک وجدانی چیز ہے قدریہ فرقہ سے زیادہ احمق ہے۔ جدول۔ گول۔ ایں کہ۔ انسان کا یہ کہنا کہ کل یہ کروں گا اختیار کی دلیل ہے۔

۲ جملہ قرآں۔ قرآن میں جس قدر او امر اور نواہی ہیں وہ سب انسان کے اختیار کی بنیاد پر ہیں پتھر، ڈھیلا جن میں کوئی اختیار نہیں ہے ان کو نہ کوئی حکم دیتا ہے نہ ان کو کسی کام سے منع کرتا ہے۔

۳ عقل۔ جن چیزوں میں اختیار نہیں ہے ان کو کوئی حکم نہیں دیا جاتا اے چنگ کی تصویر میں جبکہ بجنے کا اختیار نہیں ہے اس کو کوئی نہیں بجاتا ہے۔ کاے۔ جس غلام کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اس کو جنگ میں جا کر نیزہ بازی کا کوئی حکم نہیں دیتا ہے۔ خالقے۔ اللہ تعالیٰ جس کی حکمت سے ستارے اور آسمان بنا اس سے یہ بھلا فعل کیسے صادر ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مختار کو حکم دے یا منع کرے۔

اِحتمالِ ۱ عجز از حق راندی — جاہل و گیج و سفیہش خواند
تو نے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کا احتمال رفع کیا — اور اس کو جاہل اور احمق اور بیوقوف کہہ دیا

عجز نبود در قدر ور خود شود — جاہلی از عاجزی بد تر بُوَد
قدر (کے عقیدہ) میں عجز (لازم) نہیں آتا ہے اور اگر آئے — جہالت ، عجز سے بدتر ہے

ترک ۲ میگوید قنق را از کرم — بے سگ و بے دلق آسُوی درم
مہربانی سے ترک مہمان سے کہتا ہے — میرے دروازے کی جانب بغیر کتے اور گدڑی کے آجا

وز فلاں سُو اندر آہیں با اَدب — تا سگم بند دز تو دانداں و لب
خبردار! فلانے دروازے سے ادب کیساتھ اندر آجا — تا کہ میرا کتا تجھ سے ہونٹ اور دانت بند رکھے

تو بعکسِ آں کُنی بَر دَر رَوی — لا جرم از زخمِ سگ خستہ شوی
تو اس کا الٹا کرتا ہے دروازے پر جاتا ہے — لا محالہ کتے کے زخم سے خستہ ہو جاتا ہے

آنچناں ۳ رَو کہ غلاماں رفتہ اند — تا سگش گردد حلیم و مہر مَند
وہ روش اختیار کر جو غلام اختیار کرتے ہیں — تا کہ اس کا کتا بردبار اور مہربان بن جائے

تو سگے با خود بَری یا روبہے — سگ بشور داز بُنِ ہر خُر گہے
تو اپنے ساتھ کتا یا لومڑی لے جاتا ہے — ہر خیمہ میں سے کتا بھڑک جاتا ہے

غیرِ حقِ گر نباشد اختیار — خشم چوں می آیدت بر جُرم دار
(اگر) خدا کے علاوہ (کسی کو) اختیار نہو — تو تجھے مجرم پر غصہ کیوں آتا ہے؟

چوں ہمی خائی تو دنداں بَر عدُو — چوں ہمی بینی گُناہ و جُرم ازُو
تو دشمن پر دانت کیوں پیستا ہے؟ — تو اس کی خطا کیوں سمجھتا ہے؟

گرز سقفِ خانہ چوبے بشکند — بَر تو اُفتد سخت مجروحت کُنَد
اگر گھر کی چھت کی کوئی کڑی ٹوٹ جائے — تجھ پر گرے تجھے بہت زخمی کر دے

ہیچ خشمے آیدت بَر چوبِ سقف — ہیچ اندر کینِ اُو باشی تو وقف
تجھے چھت کی کڑی پر کوئی غصہ آتا ہے؟ — تو کبھی اس سے کینہ کرنے میں مبتلا ہوگا؟

---

۱ اِحتمال۔ جبری کا یہ خیال ہے کہ اگر نفس و شیطان کو مشیت خداوندی کے تابع نہ مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا عجز اور مغلوبیت تسلیم کرنی پڑیگی۔ لیکن انسان کو مجبور قرار دیکر اس نے اللہ تعالیٰ کو جاہل اور احمق ٹھہرا لیا کہ اختیار کے نہ ہوتے ہوئے وہ امر و نہی کرتا ہے۔ عجز نبود۔ اگر انسان کو مختار مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عجزہ لازم نہیں آتا اس لئے کہ بندہ کا اختیار مشیت کے تابع ہے اگر بالفرض لازم بھی آئے تو بندہ کے غیر مختار ہونے کی صورت میں خدائی امر و نہی سے جو خدا کا جہل اور سفاہت لازم آتی ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔

۲ تُرک۔ مولانا نے ترک اور کتے اور آنے والے مہمان کی تشبیہ دے کر سمجھایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے بندہ کو ایسے راستہ بتادیئے ہیں کہ شیطان کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے بندہ ان راستوں کو اپنے اختیار سے چھوڑتا ہے تو شیطان کی مداخلت شروع ہو جاتی ہے اس صورت میں انسان پر نہ اللہ کی جانب سے جبر ہے نہ شیطان کی جانب سے اور نہ شیطان پر جبر ہے شیطان اللہ کا ایک کتا ہے اور وہ انکو ستاتا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے ہیں۔

۳ آنچناں۔ انسان اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان، غلاموں کی طرح ترک کے خیمہ میں آئے گا تو کتا اس کو نہ کاٹے گا۔ تُو سگے۔ انسان غلط روی اختیار کر کے شیطان سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ غیر حق۔ جبریہ کے عقیدہ کے مطابق اگر انسان مجبور محض ہے تو پھر خطاوار پر غصہ کیوں کرتا ہے۔ گرز سقف۔ اگر چھت کی کڑی سے تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اس کو غیر مختار سمجھ کر کبھی اس پر غصہ نہیں کرتا ہے۔ ہیچ۔ جس چیز میں اختیار نہیں ہے اگر اس سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو انسان کو کبھی غصہ نہیں آتا ہے۔

کہ چرا بَر من زدو دستم شکست — یا چرا بَر من فتادو کرد پَست
کہ وہ میرے کیوں لگی اور میرا ہاتھ توڑ دیا ؟ — یا وہ مجھ پر کیوں گری اور گرا دیا ؟

اُو عدُو و خصم جانِ من بُدست — قاصداً در بندِ خونِ من شُدست
وہ میری جان کی دشمن اور مخالف تھی — قصداً میرے خون کی درپے ہوئی ہے

کو دکانِ [۱] خُرد راچوں میزنی — چوں بزرگاں رامنزہ میکنی
تو چھوٹے بچوں کو کیوں پیٹتا ہے ؟ — جبکہ تو بڑوں کو (اختیار سے) مبرا سمجھتا ہے

آنکہ دُز دو مالِ تو گوئی بگیر — دَست و پایش رابِبر سازش اسیر
جو شخص تیرا مال چراتا ہے تو کہتا ہے پکڑ لے — اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈال اس کو قید کر لے

وانکہ قصدِ عورتِ تومی کُنَد — صَد ہزاراں خشم از تو میدَمد
جو تیری بیوی کا قصد کرتا ہے — (اسپر) تیرے لاکھوں غصے پھوٹ پڑتے ہیں

گر بیاید [۲] سیل دَرختِ تو برُد — ہیچ باسیل آورد کینے خِرد
اگر سیلاب آئے اور تیرا سامان (بہا) لے جائے — کوئی عقل سیلاب سے کینہ وری کرتی ہے

دَر بیاید بادو دستارت رَبود — کے تُرابا باد دل خشمے نمُود
اگر ہوا آئے اور تیری پگڑی (اڑا) لیجائے — تیرا دل ، ہوا پر کب غصہ کرتا ہے

خشم دَر تو شدُ بیانِ اِختیار — تا نگوئی جبرَیانہ اِعتذار
تیرا غصہ کرنا اختیار کا بیان بنا — تاکہ تو جبریوں کی طرح بہانہ نہ کر سکے

گر شُتر باں [۳] اُشترے رامیزَنَد — آں شُتر قصدِ زنندہ میکُنَد
اگر اونٹ والا اونٹ کو مارتا ہے — تو وہ اونٹ مارنے والے کا قصد کرتا ہے

خشمِ اُشترنیست باآں چوبِ اُو — پس ز مختاری شتر بُردست بُو
اونٹ کا غصہ اس کی لاٹھی پر نہیں ہے — تو اونٹ نے بھی مختار ہونے کا پتہ لگا لیا ہے

ہمچنیں سَگ گر بروسنگے زَنی — بر تو آرد حَملہ گردد منثی
اسی طرح کتا اگر تو اس کے پتھر مارے — تیرے اوپر حملہ کرتا ہے پلٹتا ہے

سَنگ راگر گیرد از خشمِ تواَست — کہ تو دوری و ندارد بر تو دَست
وہ اگر پتھر کو پکڑتا ہے تو تیرے اوپر غصہ کیوجہ سے ہے — کیونکہ تو دور ہے اور وہ تجھ پر قابو نہیں پاتا ہے

عقلِ حیوانی چودانست اختیار — ایں مگو اے عقلِ انساں شرمدار
حیوانی عقل نے جب اختیار کو سمجھ لیا — اے انسانی عقل! شرم کرتو اس (جبر) کی قائل نہ ہو

---

[۱] کودکاں۔ جبری انسان بچوں کو تعلیم وتربیت کے لئے پیٹتا ہے۔ بزرگاں۔ وہی جبری انسان بڑوں کو اختیار سے منزہ سمجھتا ہے۔ آنک۔ جبری انسان کا جب مال چوری ہوتا ہے تو وہ چور کو پکڑواتا ہے۔ وانک۔ جبری انسان کی بیوی پر اگر کوئی بدنظر ڈالتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ چور کو اور اس بدنظر کو مختار سمجھتا ہے۔

[۲] گر بیاید۔ پانی کے سیلاب اور ہوا پر اس جبری کو غصہ نہیں آتا ہے۔ چونکہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں اختیار سے خالی ہیں۔ خشم۔ جبری کا دوسروں پر غصہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس کو مختار سمجھتا ہے۔

[۳] گر شتر باں۔ اونٹ تک یہ سمجھتا ہے کہ لاٹھی میں اختیار اور ارادہ نہیں ہے مارنے والے میں ہے لہٰذا اس پر حملہ کرتا ہے۔ سگ۔ کتا بھی ڈھیلے پر غصہ نہیں کرتا ڈھیلا مارنے والے پر غصہ کرتا ہے اگر ڈھیلے پر اس کا غصہ ہے تو دراصل وہ مارنے والے پر غصہ ہے جو اس کی دوری کی وجہ سے ڈھیلے پر اتارتا ہے عقلِ حیوانی جبکہ اونٹ اور کتا بھی انسان کو مختار سمجھتا ہے تو جبری کو اس عقیدے سے شرم کرنی چاہیے۔

روشن است ایں لیک از طمعِ سحُور — آں خورندہ چشم می بندد ز نُور
یہ (بات) واضح ہے لیکن سحری کے لالچ میں — وہ کھانے والا روشنی سے آنکھ بند کر لیتا ہے

چونکہ کلّی میلِ اُوناں خورد نیست — رُو بتاریکی کُند کہ روز نیست
چونکہ اس کی پوری خواہش روٹی کھانے کی ہے — اندھیرے کی طرف منہ کر لیتا ہے کہ دن نہیں ہے

حرص چوں خورشید را پنہاں کُند — چہ عجب گر پشت بر بُرہاں کُند
لالچ جب سورج کو چھپا دیتا ہے — کیا تعجب ہے اگر دلیل کی طرف پشت کر لے

ایں مَثَل بشنو مشو مُنکر بَداں — اختیارِ خویش را دَر امتحاں
یہ مثل سن لے اس کے باوجود منکر نہ بن — امتحان کے وقت اپنے اختیار کا

حکایتِ ۲ دزد کہ با شحنہ گفت کہ آنچہ کردم تقدیرِ خدا بُودو

حکایت اس چور کی جس نے کوتوال سے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا خدائی تقدیر تھی اور

جوابِ شحنہ وہم دَربیانِ تقریرِ اختیارِ خَلق وہم بیانِ آنکہ

کوتوال کا جواب نیز مخلوق کے اختیار کو ثابت کرنے کے بیان میں نیز اس کا بیان کہ

تقدیرو قضا سَبب کُنندہ اِختیارست و سَلب کُنندہ اختیار نیست

تقدیر اور قضا اختیار کو سبب بنانے والے ہیں اور اختیار کو سلب کرنے والے نہیں ہیں

گفت دُزدے شحنہ راکاے پادشاہ — آنچہ کردم بُود آں حُکمِ آلہ
ایک چور نے کوتوال سے کہا اے حاکم! — جو کچھ میں نے کیا، وہ خدا کا حکم تھا

گفت شحنہ آنچہ من ہم میکنم — حکمِ حق ست اے دو چشم روشنم
کوتوال نے کہا میں بھی جو کر رہا ہوں — اے میرے پیارے! خدا کا حکم ہے

از دُکانے گر کسے تُربے بَرَد — کایں زحکمِ ایزدست اے باخِرَد
کسی دکان سے اگر کوئی شخص مولی لے جائے — کہ اے عقلمند! یہ خدا کے حکم سے ہے

برسَرش ۳ کوبی دوسہ مُشت اے کرہ — حکمِ حق ست ایں کہ اینجا باز نہ
دو تین گھونسے اس کے سر پر مار کہ اے نالائق! — خدا کا حکم ہے کہ اس جگہ واپس رکھ

دَر یکے ترہ چوں ایں عذر اے فضول — می نیاید پیش بقّالے قبول
اے بیوقوف! ایک ترکاری کے بارے میں جبکہ یہ عذر — سبزی فروش کے لئے قابلِ قبول نہیں

تو بدیں عذر اعتمادے می کُنی — گردِ مارو اژدھائے میتنی
تو اس عذر پر بھروسہ کرتا ہے — سانپ اور اژدھے کے گرد چکر لگاتا ہے

---

۱ روشن۔ جبری کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سحری کھانے کے لالچ میں صبح صادق اور سورج سے منہ موڑ لے۔ حرص۔ انسان کی حرص سورج کو مخفی کر دیتی ہے تو دلیل کو مخفی کر دینا تو سہل ہے۔

۲ حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال کا اختیار حاصل ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ تقدیر۔ تقدیر خداوندی انسانی اختیار کو فعل کا سبب بناتی ہے۔ اختیار کو سبب نہیں کرتی ہے۔ پادشاہ۔ یعنی کوتوال۔ حکم الہ۔ یعنی تقدیر خداوندی میکنم۔ یعنی میں تجھے جو سزا دے رہا ہوں۔ تُرب۔ مولی۔

۳ برسرش۔ اس چور کو مار اور کہہ دے کہ یہ بھی خدا کی تقدیر ہے مولی اسی جگہ لا کر رکھ دے۔ کرہ۔ مکروہ۔ دریکے۔ جب سبزی فروش کے یہاں بھی عذر مقبول نہیں ہے تو اس بھروسہ پر گناہوں کا ارتکاب کس قدر حماقت ہے۔ بقال۔ سبزی فروش۔ مار۔ یعنی گناہ جس کے نتیجہ میں سانپ اور بچھو ڈسیں گے۔

از چنیں عذرا ے سلیم۱ ا نا نبیل ‏‏— خون و مال و زن ہمیکردی سبیل
اے بیوقوف، کمینے! ایسے عذر سے — تو نے جان اور مال اور بیوی کو قربان کر دیا

ہر کسے پس سبلت تو بر کند — عذر آرد خویش را مضطر کند
پھر تو ہر شخص تیری مونچھیں نوچے گا — عذر کرے گا اپنے آپ کو مجبور ٹھہرائے گا

حکم حق گر عاذری شاید ترا — پس بیاموز و بدہ فتویٰ مرا
اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کا عذر تیرے لئے مناسب ہے — تو مجھے سکھا دے اور فتویٰ دیدے

کہ مرا صد آرزو و شہوت ست — دستِ من بستہ ز بیم و ہیبت ست
کیونکہ میری بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں — خوف اور ہیبت سے میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں

پس ۲ کرم کن عذر را تعلیم دہ — بر گشا از دست و پائے من گرہ
تو مہربانی سے مجھے عذر کرنا سکھا دے — مجھ مجبور کے ہاتھ اور پاؤں کھول دے

اختیارے کردۂ تو پیشۂ — کاختیارے دارم و اندیشۂ
تو نے ایک پیشہ اختیار کیا ہے — (اور تو سمجھتا ہے) کہ میں اختیار اور سمجھ رکھتا ہوں

ورنہ چوں بگزیدۂ آں پیشہ را — از میانِ پیشہا اے کد خدا
ورنہ تو نے وہ پیشہ کیوں اختیار کیا؟ — اے صاحب! سب پیشوں میں سے

چونکہ آید نوبتِ نفس و ہوا — بیست مردہ اختیار آید ترا
جب نفس اور خواہش کی نوبت آتی ہے — تجھ میں بیس مردوں کا اختیار آجاتا ہے

چوں بردیک حبہ از تو یار سود — اختیارِ جنگ در جانت کشود
جب دوست تجھ سے ایک رتی کا فائدہ اٹھالیجاتا ہے — تو تیری جان میں لڑائی کا اختیار کشادہ ہو جاتا ہے

چوں ۳ بیاید نوبت شکرِ نعم — اختیارت نیست از سنگے تو کم
جب شکر اور نعمتوں کی باری آتی ہے۔ — تجھے اختیار نہیں ہے تو پتھر سے کم ہے

دوزخت را عذر ایں باشد یقیں — کاندریں سوزش مرا معذور بیں
تیرے لئے دوزخ کا بھی یہ عذر یقینی ہے — کہ اس جلانے میں مجھے معذور سمجھ

کس بدیں حجت چو معذورت نداشت — وز کف جلاد ایں دورت نداشت
اس دلیل سے تجھے کسی نے معذور نہ رکھا — اور جلاد کے ہاتھ سے تجھے اس نے دور نہ رکھا

---

۱ سلیم۔ احمق۔ نانبیل۔ کمینہ خون۔ یعنی جبر کے عقیدہ کے مطابق تیرا سب کچھ لیکر عذر کیا جاسکتا ہے۔ اور لینے والا اپنے آپ کو مجبور ظاہر کر کے بری ہوسکتا ہے۔ حکم حق۔ یعنی گناہ کے سلسلہ میں اگر حکم کہہ کر عذر کیا جاسکتا ہے تو مجھے بھی یہ عذر سکھا دے میرے دل میں بھی بہت سے گناہوں کی تمنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے میں نہیں کر سک رہا ہوں۔

۲ پس۔ تیری بڑی مہربانی ہوگی اور مجھ مجبور کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ اختیار۔ انسان اپنے لئے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے۔ یہ اس کے اختیار کی دلیل ہے چونکہ۔ جبری انسان خواہش نفسانی کا ارادہ کرتا ہے تو بیس۔ انسانوں کا اختیار اس میں آجاتا ہے اگر اس کا ایک رتی کا کوئی نقصان کر دیتا ہے تو لڑائی کا اختیار پورے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

۳ چوں بیاید۔ جس وقت خدا کی اطاعت وعبادت کا معاملہ آتا ہے پھر جبری کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور اپنے آپ کو پتھر سے بھی زیادہ غیر مختار ظاہر کرتا ہے۔ دوزخت۔ جب جہنم کی آگ میں جلے گا تو وہ بھی یہی کہے گی کہ میں جلانے میں مجبور ہوں۔ کس۔ جبری کے اس عذر کو دنیا میں کسی نے تسلیم نہیں کیا اور وہ سزا کے وقت جلاد کے ہاتھ سے اس عذر کی بنا پر نہ چھوٹ سکا اور دنیا کا نظم اسی انصاف سے قائم ہے کہ جبری کا عذر قبول نہ کیا جائے تو آخرت کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

پس بدیں دادور جہاں منظوم شد — حالِ آں عالم ہمت معلوم شد
تو اس مصنف (حاکم) سے دنیا کا کا منظم ہو گیا — اس عالم کا حال بھی تجھے معلوم ہو گیا

حکایت ہم دَر جوابِ جبری و اِثباتِ اِختیار و صحتِ اَمرو نہی و دربیانِ آنکہ عُذرِ جبری دَر ہیچ ملتے و دینے مقبول نیست و مُوجبِ خلاص نیست از سَزائے آں کارکہ کردہ است چنانکہ خلاص نیافت ابلیس[۱] بداں کہ گفت رب بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ وَالْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْر

نیز حکایت جبری کے جواب میں اور اختیار ثابت کرنے اور حکم دینے اور روکنے کی صحت کے بارے میں اور اس بیان میں کہ جبری کا عذر کسی ملت اور دین میں مقبول نہیں ہے اور اس کام کی سزا سے جو اس نے کیا ہے، چھٹکارے کا سبب نہیں ہے چنانچہ شیطان اس قول کی وجہ سے کہ "خدا تو نے مجھے گمراہ کیا" چھٹکارا نہ پا سکا اور تھوڑا بہت پر دلالت کرتا ہے

آں یکے میرفت بالائے درخت — می فشاند اُو میوہ را دُز دانہ سخت
ایک شخص درخت پر چڑھا، — چوروں کی طرح بہت پھل جھاڑنے لگا

صاحبِ باغ آمدو گفت اے دَنی — از خدا شرمیت کُو چہ میکُنی
باغ والا آیا اور اس نے کہا اے کمینے! — خدا سے تیری شرم کہاں گئی، تو کیا کر رہا ہے؟

گفت[۲] از باغِ خدا بندہ خدا — گر خورد خُرما کہ حق کردش عطا
اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے باغ سے خدا کا بندہ — اگر کھجوریں کھا رہا ہے جو کہ اس کو خدا نے دی ہیں

عامیانہ چہ ملامت میکُنی — بخل بَر خوانِ خُداوندِ غنی
جاہلوں کی طرح تو کیا ملامت کر رہا ہے — بے نیاز خدا کے دستر خوان پر بخل کر رہا ہے

گفت[۳] اے ایبک بیاور آں رسَن — تا بگویم من جوابِ بو الحسن
اس نے کہا اے غلام! رسی لے آ — تاکہ میں (اس) بھلے کا جواب دوں

پس ببستش سخت آندم بَر درخت — میزد اُو بر پشت وساقش چوب سخت
پھر اسوقت اس نے اس کو درخت سے کس کر باندھ دیا — اس کی کمر اور پنڈلی پر سخت لاٹھی مارنے لگا

گفت آخر از خدا شرمے بدار — می کُشی ایں بیگنہ را زار زار
اس نے کہا، آخر خدا سے شرم کر — تو اس بے قصور کو بری طرح سے مار رہا ہے

---

۱ ابلیس۔ شیطان نے بھی اپنی گمراہی پر اپنے جبر کا عذر پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ میری گمراہی میری اختیاری نہیں ہے لیکن اس کا عذر مقبول نہ ہوا۔ دز دانہ چوروں کی طرح دنی۔ کمینہ۔

۲ گفت۔ پھل جھاڑنے والے نے کہا کہ باغ خدا کا ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے چھوہارے عطا کئے ہیں تو جاہلوں کی طرح مجھے کیوں ملامت کرتا ہے تو خدائی دستر خوان پر بخل کرتا ہے۔

۳ گفت۔ باغ والے نے اپنے نوکر کو بلایا کہ رسی لے آ، میں اس کا جواب اس کو دے دوں گا اور رسی سے اس نے اس کو درخت سے باندھ کر مارنا شروع کر دیا۔ گفت۔ پھل چرانے والے نے کہا کہ تو خدا سے شرم کر مجھ بے گناہ کو کیوں مارے ڈالتا ہے۔

گفت[۱] از چوبِ خدا ایں بندہ اش　　میزند بر پُشتِ دیگر بندہ خوش
اس نے کہا خدا کی لاٹھی سے یہ اس کا بندہ　　دوسرے بندے کی کمر پر خوب مار رہا ہے

چوبِ حق و پُشت و پہلو آنِ او　　من غلامِ آلت و فرمانِ اُو
لاٹھی اللہ تعالیٰ کی، کمر اور پہلو اللہ تعالیٰ کا　　میں اس کے آلے اور حکم کا غلام ہوں

گفت توبہ کردم از جبر اے عیار　　اِختیارست اِختیارست اِختیار
اس نے کہا اے خالص! میں نے جبر سے توبہ کی　　اختیار ہے، اختیار ہے، اختیار

اِختیارت اِختیارش ہست کرد　　اِختیارش چوں سوارے زیرِ گرد
تیرے اختیار کو اس کے اختیار نے پیدا کیا　　اس کا اختیار گرد کے نیچے کے سوار کی طرح ہے

اِختیارش اِختیارِ ما کُند　　امر شُد[۲] بر اِختیارے مُستند
اس کا اختیار ہمارے اختیار کو پیدا کرتا ہے　　حکم کا مدار اختیار پر ہے

حاکمی بر صورتِ بے اختیار　　ہَست ہَر مخلوق را دَر اقتدار
بے اختیار صورت پر حکومت کرنا　　قادر ہونے میں ہر مخلوق کو (حاصل) ہے

تا کَشد بے اختیارے صَید را　　تا بَرد بگرفتہ گوش اُو زید را
حتیٰ کہ وہ بے اختیار شکار کو کھینچ لیجاتا ہے　　حتیٰ کہ زید کا کان پکڑ کر لے جاتا ہے

لیک بے ہیچ آلتے صُنعِ صَمَد　　اِختیارش را کمندِ او کُند
لیکن اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری بغیر کسی آلہ کے　　اسکے اختیار کو اس کا پھانسہ بنا دیتی ہے

اِختیارش[۳] زیدرا قیدش کُند　　بے سَگ و بے دام چوں صَیدش بُوَد
زید کا اختیار اس کو قید کر دیتا ہے　　وہ بغیر کتے اور جال کے شکار جیسا بنجاتا ہے

آں دروگر حاکمِ چوبے بُوَد　　واں مُصوّر حاکمِ خوبے بُوَد
بڑھئی، لکڑی پر حاکم بن جاتا ہے　　مصور، حسین کا حاکم بن جاتا ہے

ہَست آہنگر بر آہن قیّمے　　ہَست بَنّا ہم بَر آلت حاکمے
لوہار، لوہے پر حاکم ہے　　معمار بھی اوزار پر حاکم ہے

نادرا باشد کہ چندیں اختیار　　ساجد آیدز اختیارش بندہ وار
عجب بات ہے کہ اس قدر اختیار　　اس (اللہ تعالیٰ) کے اختیار سے غلام کیطرح سجدہ کرنے والے ہیں

---

[۱] گفت۔ باغ والے نے کہا کہ لاٹھی بھی خدا کی ہے میں بھی خدا کا بندہ ہوں تیری کمر اور پہلو بھی خدا کا ہے میں تجھے اللہ کے حکم سے مار رہا ہوں تو اس میں کیا برائی ہے۔ گفت۔ اس پر وہ جبری چور توبہ کرنے لگا اور بندے کے اختیار کا قائل ہو گیا۔ اختیارت۔ قدریہ کے عقیدہ کے خلاف مولا فرماتے ہیں کہ بندہ کا اختیار بھی اختیار خداوندی کا عطا کردہ ہے۔ بندہ کا اختیار ظاہر ہے اور حضرت حق تعالیٰ کا اختیار پوشیدہ ہے۔

[۲] امر شد۔ جبریہ کے عقیدے کے خلاف مولانا فرماتے ہیں کہ تمام احکام اور نواہی کا مدار اختیار پر ہے جو بندہ کو حاصل ہے اسی لئے امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "لَا جَبْرَ وَلَا قَدَرَ وَلٰكِنْ اَمْرُهَا بَيْنَ اَمْرَيْنَ" یعنی نہ تو انسان مجبور ہے۔ نہ مختار محض بلکہ معاملہ بین بین ہے۔ حاکمی۔ بے اختیار پر تو ہر مخلوق حکمرانی کرتی ہے یہ اللہ کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ لیک۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کہ وہ مختار پر بغیر کسی آلہ کے خود اس کے اختیار کو اس کی کمند بنا دیتا ہے اور اس کو پھانسہ بنا دیتا ہے۔

[۳] اختیارش۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کہ وہ انسان کو خود اس کے اختیار سے بغیر کسی آلہ کے شکار کر لیتا ہے۔ دروگر۔ بڑھئی۔ خوبے۔ یعنی کسی حسین کی تصویر۔ بنا معمار۔ نادرا۔ اگر غیر مختار بندوں پر اللہ کی حکومت ہو تو اس میں کوئی ندرت نہیں ہے ندرت تو یہی ہے کہ بندہ مختار ہوتے ہوئے اس کے اختیار کا غلام ہے۔

قدرتِ ۱ تو بر جمادات از نبرد ‏ — ‏ کے جمادی را از آنہاں نفی کرد

خصومت کی وجہ سے بے جان چیزوں پر تیری قدرت ‏ — ‏ ان کے بے جان ہونے کی کب نفی کرتی ہے؟

قدرتش بر اختیارات آنچناں ‏ — ‏ نفی نکند اختیار اے را ازآں

اس اللہ تعالیٰ کی قدرت اختیارات پر اسی طرح ‏ — ‏ اس سے اختیار کی نفی نہیں کرتی ہے

خواستش میگوئی بروجہ کمال ‏ — ‏ کہ نباشد نسبتِ جبر و ضلال

اس (اللہ تعالیٰ) کے ارادہ کا اس کمال کے طریقہ پر قائل بن ‏ — ‏ تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب جبر اور گمراہی کی نسبت نہ ہو

چونکہ گفتی کفر من خواہِ ویست ‏ — ‏ خواہِ خود را نیز ہم میدانکہ ہست

جب تو نے یہ کہا کہ میرا کفر اس کی منشاء ہے ‏ — ‏ تو اپنی منشاء کو بھی سمجھ لے کہ وہ ہے

زانکہ ۲ بیخواہِ تو خود کفرِ تو نیست ‏ — ‏ کفر بیخواہش تناقض گفتنی ست

کیونکہ تیری منشاء کے بغیر خود تیرا کفر ہی نہیں ہے ‏ — ‏ "بغیر منشاء کے کفر کرنا" متضاد بات کہنا ہے

امر عاجز را قبیح ست و ذمیم ‏ — ‏ خشم بد تر خاصہ از ربِ رحیم

عاجز کو حکم دینا برا اور نا پسند ہے ‏ — ‏ غصہ کرنا زیادہ برا ہے خصوصاً رحیم پروردگار کی جانب سے

گاو گر یوغے نگیرد میزنند ‏ — ‏ ہیچ گاوے کو نپرد شد نژند

بیل اگر جوا نہیں لیتا ہے مارتے ہیں ‏ — ‏ بیل نہ اڑے تو وہ عاجز ہے

گاو چوں معذور نبود در فضول ‏ — ‏ صاحبِ گاو از چہ معذور دوست دول

بیکار (معاملہ) میں جب بیل معذور نہ ہوا ‏ — ‏ (تو) بیل والا کس وجہ سے معذور اور احمق ہے؟

چوں ۳ نہ رنجور سر را بر مبند ‏ — ‏ اختیارت ہست بر سبلت مخند

جبکہ تو بیمار نہیں ہے سر کو نہ کس ‏ — ‏ تجھے اختیار ہے مذاق نہ اڑا

جہد کن کز جامِ حق یابی نوی ‏ — ‏ بیخود و بے اختیار آنگہ شوی

کوشش کرتا کہ خدائی جام سے تو تازگی حاصل کرلے ‏ — ‏ پھر تو بے خود اور بے اختیار ہو جائیگا

آنگہ آں مے را بود کل اختیار ‏ — ‏ تو شوی معذورِ مطلق مست وار

تب اس شراب کو پورا اختیار ہو گا ‏ — ‏ تو مدہوش کی طرح بالکل معذور ہو جائے گا

---

۱ قدرت۔ جو چیز ماہیت کے لوازم میں سے ہے وہ ماہیت سے جدا نہیں ہوتی ہے۔ جماد کے بے اختیار ہونا اس کی ماہیت کے لئے لازم ہے اسی طرح انسان کا با اختیار ہونا اس کی ماہیت کے لئے لازم ہے انسان کی جمادات پر قدرت جمادات کے بے اختیار ہونے کو سلب نہیں کرتی ہے اسی طرح اللہ کا اختیار اور قدرت انسان کے اختیار کو فنا نہیں کرتا ہے۔ خواستش۔ انسانی افعال میں انسان کی مشیت اور رادہ کو بھی دخل ہے جو مشیت خداوندی کے تابع ہے وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ اور تم نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ چاہے اگر تم ایسا نہ ہو گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جبر اور گمراہ کرنے کی نسبت ہو جائے گی۔ چونکہ۔ جب جبری انسان یہ کہتا ہے کہ میرا کفر کرنا اللہ کی مشیت سے ہے تو کفر کرنے کا اس نے اقرار کیا اور کفر وہ ہے جو انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے کرے تو گویا اس جبری نے اپنے اختیار کا اقرار کرلیا۔

۲ زانکہ۔ اپنے ارادہ سے اللہ کا انکار کرنا کفر ہے بلا اختیار کے انکار کرنا کفر نہیں ہے تو انسان اپنے کفر کا اقرار کرے اور پھر اپنا اختیار نہ مانے یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ امر۔ عاجز کو حکم دینا بری بات ہے خدا اس سے منزہ ہے۔ گاو۔ بیل کو جوا کھینچنے کا اختیار حاصل ہے جو نہ کھینچنے پر پیٹتا ہے۔ نہ اڑنے پر اس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ گاو۔ لغو کام میں جب بیل کو معذور نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس کے مالک کو کیسے معذور سمجھا جاسکتا ہے۔

۳ چوں۔ جب جبری معذور ہے وہ غلط طریقہ پر عذر کرتا ہے۔ جہد کن۔ ہاں انسان جب مجاہدوں کے ذریعہ فنا فی اللہ کا مقام حاصل کرلیتا ہے تو پھر بیشک وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ مے۔ جب وہ وحدت کی شراب پی کر مست ہو جاتا ہے تو معذور سمجھا جاتا ہے۔

ہرچہ گوئی گفتہ مے باشد آں
تو جو کچھ کہے گا وہ شراب کا کہا ہوا ہو گا

ہرچہ روبی رُفتہ وے باشد آں
تو جو کچھ جھاڑے گا اس کا جھاڑا ہوا ہو گا

کےؔ کُند آں مست جزعدل وصواب
وہ مست، انصاف اور صواب کے علاوہ کب کچھ کرتا ہے؟

کہ زجامِ حق کشید ست اُو شراب
کیونکہ اس نے خدائی جام سے شراب پی لی ہے

جادواں فرعون، را گفتند بیست
جادو گروں نے فرعون سے کہہ دیا، ٹھہر جا

مست را پَروائے دست و پائے نیست
مست کو، ہاتھ اور پاؤں کی پروا نہیں ہے

دست پاوئے ما مئے آں واجد ست
ہمارے ہاتھ اور پاؤں اس خدا کی شراب (محبت) ہے

دستِ ظاہر سایہ اَست وکاسد ست
ظاہری ہاتھ سایہ ہے اور کھوٹا ہے

چوں بسر پُر شد زجامِ اُو مُدام
جب اس کے جام کی شراب سر میں بھر جاتی ہے

خانۂ دل رافرو گیرد تمام
دل کے گھر کو پوری طرح گھیر لیتی ہے

معنیِ ۲ ما شاء اللہ کان یعنی خواست اُوست و رضا
جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا کے معنٰی مشیت اس ہی کی مشیت ہے اور رضا مندی

رضائے اُو واز خشم وردِ دیگراں دل تنگ نباشید کانَ
اسی کی رضا مندی ہے تم دوسروں کے غصہ اور رد سے رنجیدہ نہ ہو (لفظ) کان

اگرچہ لفظِ ماضی ست لیکن در فعلِ خدا ماضی و مستقبل
اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن اللہ کے فعل میں ماضی اور مستقبل نہیں ہوتا ہے

نباشد کہ لَیسَ عِندَ رَبِّنَا صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاء
جواللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا کے معنٰی مشیت اس ہی کی مشیت ہے اور رضا مندی اس ہی کی رضامندی ہے

قولِ ۳ بندہ ایش شاء اللہ کاں
بندہ کا یہ کہنا، جو خدا نے چاہا وہ ہوا

بہرِ آں نبُود کہ مُنبل شوَد راں
اس لئے نہیں ہے کہ تو اس میں کاہل بنے

بلکہ تحریض ست بر اخلاص وجِد
بلکہ اخلاص اور کوشش پر برانگیختہ کرتا ہے

کاندراں خدمت فزوں شو مُستعِد
کہ تو اس دربار میں زیادہ مستعد بنے

گر بگویند آنچہ میخواہی تو رَاد
اگر وہ کہہ دیں اے جوانمرد! تو جو چاہے

کار کارِ تُست بر حَسبِ مُراد
کام تیرا ہی کام ہے منشاء کے مطابق

---

۱ کے کُند۔ لیکن شراب معرفت کا مست غلط کام نہیں کرتا ہے جادواں۔ فرعون کے جادوگر شراب معرفت کے مست ہو گئے تھے اور کہنے لگے تھے کہ ہمیں ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ دست۔ جادو گروں نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے اصل ہاتھ پاؤں شراب معرفت ہے یہ جسمانی ہاتھ پاؤں بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب شراب معرفت دماغ کو چڑھتی ہے تو دل میں اتر جاتی ہے۔

۲ معنی۔ جو اللہ نے چاہا ہوا کے معنی یہ ہیں کہ اصل مشیتِ خداوندی اور رضا در اصل رضائے خداوندی ہے اور رضا در اصل رضائے خداوندی ہے دوسروں کی ناراضی سے احسان کو رنجیدہ نہ ہونا چاہیے۔ کان۔ ہوا یہ ماضی کا صیغہ ہے جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا جائے تو اس میں پھر ماضی مضارع کی بحث نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی نسبت سے نہ کوئی زمانہ گذرا ہوا ہے نہ آنے والا ہے۔

۳ قول بندہ پہلے یہ بتایا تھا کہ بندہ کے فعل میں آقس کی میت کا دخل ہے بظاہر ماشاء اللہ کان جو اللہ نے چاہا ہوا" اس کے مخالف ہوتا ہے لہٰذا مولانا اس کے معنی سمجھاتے ہیں۔ ایش۔ ای شی جو چیز مُنبل۔ کاہل۔ تحریض۔ بر انگیختہ کرنا۔ خدلت یعنی بارگاہِ خداوندی گر گویند اگر انسان سے یہ کہہ دیا جاتا کہ ہر کام تیری منشاء کے مطابق ہو جائے گا تو اس وقت انسان خدا کی اطاعت اور بندگی میں سستی کرتا۔

آنگہاں تنبل کُنی جائز بُوَد — کانچہ خواہی وانچہ گوئی آں شوَد
اس وقت تو کاہلی برتے، جائز ہو گا — کیونکہ جو تو چاہے گا اور جو تو کہے گا وہ ہو گا

چوں بگویند ایش شاء اللہ کان — حکم حکمِ اُوست مُطلق جاودان
جب وہ کہیں، جو اللہ نے چاہا ہوا — ہمیشہ اور مطلقاً اسی کا حکم، حکم ہے

پس ۱؎ چرا صد مَردہ اندر وِردِ اُو — بر نگردی بندگانہ گردِ اُو
تو پھر کیوں سو انسانوں کی برابر اس کے گھاٹ میں — غلاموں کی طرح اس کے گرد چکر نہ کاٹے گا

گر بگویند آنچہ می خواہد وزیر — خواست آنِ اُوست اندر دارو گیر
اگر کہہ دیں کہ وزیر جو چاہے — پکڑ دھکڑ میں وہ منشاء کا مالک ہے

گردِ اُو گرداں شوی صد مَردہ زُود — تا بریزد بر سَرت احسان وجود
تو سو انسانوں کی طاقت سے اس کے گرد چکر کاٹے گا — تاکہ وہ تیرے سر پر احسان اور سخاوت بہا دے

یا گریزی از وزیر و قصرِ اُو — ایں نباشد جستجوی و نصرِ اُو
یا تو وزیر اور اس کے محل سے بھاگے گا — اس کی مدد اور جستجو نہ ہو گی

باژ ۲؎ گونہ زیں سخن کاہل شُدی — منعکس اِدراک و خاطر آمدی
تو اس بات سے الٹا کاہل بنا — تو الٹی سمجھ اور رائے والا ثابت ہوا

امر امرِ آں فلاں خواجہ است ہیں — چیست یعنی با جُز اُو کمتر نشیں
خبردار! حکم فلاں خواجہ کا حکم ہے — کیا ہے؟ یعنی اس کے سوا کے ساتھ نہ بیٹھ

گردِ خواجہ گرد چوں امر آنِ اُوست — کو کُشد دشمن رہاند جانِ دُوست
خواجہ کے گرد چکر کاٹ جبکہ حکم اس کی ملکیت ہے — کیونکہ وہ دشمن کو مارے گا دوست کی جان چھڑا دیگا

ہرچہ اُو خواہد ہماں یابی یقیں — یا وہ کم رَو خدمتِ اُو بر گزیں
جو وہ چاہے گا وہ یقیناً تو حاصل کر لے گا — بیہودہ روی نہ کر اس کا دربار منتخب کر لے

نے ۳؎ چو حاکم اُوست گرد اُو مگرد — تا شوی نامہ سیاہ و رُوی زرد
نہ کہ چونکہ وہ حاکم ہے اس کے گرد چکر نہ کاٹ — تاکہ تو سیاہ اعمال نامہ والا زرد چہرے والا بنے

چونکہ حاکم اُوست اورا گیر و بس — غیرِ اُورا نیست حکم و دسترس
چونکہ حاکم وہی ہے اس کو پکڑ اور بس — اس کے غیر کے لئے حکم اور قدرت نہیں ہے

حق بُود تاویل کاں گرمت کُند — پُر اُمید و چُست و باشرمت کُند
وہ تاویل صحیح ہے جو تجھے سر گرم کر دے — تجھے پر امید اور چست اور با حیا بنا دے

۱؎ پس۔ جب یہ کہا گیا کہ جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تو انسان اس کے دربار کے چکر کاٹتا ہے۔ ورد۔ گھاٹ گر بگویند اگر شاہی یہ اعلان ہو جائے کہ ہر معاملہ میں خود مختار ہے تو تمام انسان اس کے گھر کا چکر کاٹیں گے اس کے محل سے گریز کرنا اس کی مدد کی طلب نہ ہوگی۔

۲؎ باژگونہ۔ جبری نے اس کا الٹا مطلب سمجھا اور عبادات میں سست پڑ گیا۔ امر امر آں۔ اگر یہ اعلان ہو کہ فلاں سردار کا حکم چلے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس کی صحبت اختیار کر اس کا چکر کاٹ کہ وہ تجھے دشمن سے بچالے گا جو وہ چاہیگا تجھے ملے گا۔

۳؎ نے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چونکہ وہ حاکم ہے لہٰذا اس کے قریب نہ جا حق بود۔ قرآن وحدیث کے وہ معنی معتبر ہیں جو بندہ کو سرگرم عمل بنائیں اگر وہ معنی سست اور کاہل بناتے ہیں تو وہ تحریف ہے۔

ور کُند سُستت حقیقت ایں بَداں — ہست تبدیل ونہ تاویلست آں
اور اگر تجھے سُست بنائے یہ حقیقت سمجھ لے — وہ تحریف ہے ماویل نہیں ہے

ایں ا۱بَرائے گرم کردن آمدست — تا بگیردنا امیداں رادو دَست
یہ سر گرم کرنے کے لئے آیا ہے — تاکہ وہ مایوسوں کی دستگیری کرے

معنیِ قرآن زقرآں پُرس وبَس — وز کسے کاتش زدست اندر ہوس
قرآن کے معانی قرآن سے دریافت کر اور بس — اور اس شخص سے جس نے ہوس کو پھونک دیا ہے

پیشِ قرآں گشت قربانے وپَست — تا کہ عینِ روحِ اُوقرآں شدہ است
جو قرآن کے سامنے قربان اور فرمانبردار بن گیا ہو — حتیٰ کہ اس کی روح بعینہٖ قرآن بن گئی ہو

روغنے کوشد فدائے گُل بگُل — خواہ روغن بُوئے کُن خواہی تو گُل
جو تیل پھول پر بالکل فدا ہو گیا ہے — (اب) تو خواہ تیل کو سونگھ لے یا پھول کو

گرنمیدانی بجو تاویلِ آں — تاتابد بَردلت آں را عَیاں
اگر تو نہیں سمجھتا ہے تو اس کا مصداق تلاش کر لے — تاکہ تیرے دل پر اس کا ظاہر چمک اٹھے

وچنیں (ہمچنیں)۲ قَـدْ جَفَّ الْـقَـلَـمُ وَ كَـتَـبَ اَنْ لَّا يَسْتَـوِى
اور اسی طرح اس کی تاویل ہے کہ قلم (تقدیر) خشک ہو چکا ہے اور اس نے لکھ دیا ہے کہ

الطَّاعَةُ وَالْمَعْصِيَةُ وَلَا يَسْتَوِى الْاَمَانَةُ وَالسَّرِقَةُ جَفَّ الْقَلَمُ اَنْ لَّا
اطاعت اور نافرمانی برابر نہیں ہے اور نہ امانت اور چوری یکساں ہے قلم خشک ہو گیا ہے کہ شکر

يَسْتَوِى الشُّكْرُ وَالْكُفْرَانُ جَفَّ الْقَلَمُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ
اور کفر برابر نہیں ہے قلم خشک ہو گیا ہے بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے

ہمچنیں تاویلِ قد جفَّ القلم — بہرِ تحریض ست بر شغلِ اہم
اسی طرح بیشک قلم خشک ہو گیا ہے کی تاویل — اہم کام کی مشغولیت پر برانگیختہ کرنے کیلئے ہے

پس ۳ قلم بنوشت کہ ہر کار را — لائقِ آں ہست تاثیر و جزا
قلم نے لکھ دیا، کہ ہر کام کی — تاثر اور جزاء اس کے مناسب ہے

کژروی جفَّ القلم کژ آیدت — راستی آری سعادت زایدت
تو ٹیڑھا چلیگا تجھ میں کجی آئیگی (لکھ کر) قلم خشک ہو گیا ہے — تو سیدھا پن اختیار کریگا تیرے لئے نیک بختی پیدا ہوگی

---

۱ ایں۔ یعنی ماشاءاللہ کان سرگرم عمل کرنے کیلئے ہے معنیٰ قرآں۔ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے تو آیت کی تفسیر دوسری آیت کی روشنی میں ہونی چاہیے یا اس عالم سے کرا لیجائے جس نے ہولو ہوس کو جلا ڈالا ہو۔ پیش۔ قرآں۔ وہ عالم قرآن پر قربان ہو گیا ہو اور اس کی روح مجسّم قرآن بن گئی ہو۔ روغنے۔ اب اس عالم اور قرآن میں وہی نسبت ہو گی جو پھول کے روغن اور پھول میں ہے کہ دونوں کو سونگھنا یکساں ہے۔ گرنمیدانی۔ اگر سرگرم عمل کرنے والے معنیٰ تجھ پر ظاہر نہیں ہوئے ہیں تو انکی تلاش کر۔

۲ وچنیں (ہمچنیں)۔ یہ حدیث شریف ہے اور حدیث میں ہے جف القلم بما ہو کائن قلم (لکھا) خشک ہو گیا ہے ہر اس چیز کو جو ہونے والی ہے" اس پر صحابہؓ نے سوال کیا پھر عمل کس بات کے لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہر انسان کو اس چیز کی سہولت دے دی گئی ہے۔ جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ سعادت اور جنت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اس سے سعادت اور جنت کے اعمال سرزد ہونگے اور اگر وہ شقاوت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اس سے شقاوت اور جہنم کے اعمال سرزد ہونگے خلاصہ یہ ہے کہ قلم نے سعید کی سعادت اور شقی کی شقاوت لکھدی ہے اس طریقہ پر کہ یہ اعمال ہیں اور یہ اعمال شقاوت کے اعمال ہیں۔

۳ پس۔ قلم کے لکھنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہر کام کی تاثیر اس کی مناسبت سے تحریر کر دی ہے کژروی۔ قلم نے یہ لکھدیا ہے کہ اگر تو کجی اختیار کرے گا تو نتیجہ کجی ہوگا اور سچائی اختیار کرے گا تو اس سے سعادت پیدا ہوگی قلم نے لکھدیا ہے ظلم کا نتیجہ بدبختی ہے عدل کا نتیجہ راحت ہے چوری کا نتیجہ ہاتھ کٹنا ہے شراب پینے کا اثر مستی ہے۔

ظلم آری، مُدبری جفّ القلم
تو ظلم کرے گا تو بدبختی سے (لکھ کر) قلم خشک ہو گیا ہے

عدل آری، بر خوری جفّ القلم
تو انصاف کریگا پھل کھائیگا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

چوں بدزدد دست شد جفّ القلم
جب چوری کرے گا ہاتھ کٹا قلم (لکھکر) خشک ہو گیا ہے

خوردہ بادہ مست شد جفّ القلم
شراب پی کر مست ہو گیا قلم (لکھکر) خشک ہو گیا ہے

تو روا داری ۱؎ روا باشد کہ حق
تو جائز سمجھتا ہے، مناسب ہو گا اللہ تعالیٰ

ہمچو معزول آید از حُکمِ سبق
ازلی حکم کی وجہ سے معزول کی طرح ہو جائے

کہ زدستِ من بروں رفتست کار
کہ معاملہ میرے قابو سے باہر ہو گیا

پیشِ من چندیں میا چندیں مزار
میرے سامنے اتنا نہ آ، اتنی عاجزی نہ کر

بلکہ ۲؎ معنیٰ آں بُوَد جفّ القلم
بلکہ معنیٰ یہ ہیں کہ قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

نیست یکساں پیشِ من عدل و ستم
میرے سامنے انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں

فرق بنہادم میانِ خیر و شر
میں نے خیر و شر میں فرق رکھا ہے

فرق بنہادم زبد ہم از بتر
میں نے برے اور بدتر میں فرق رکھا ہے

ذرہ گر در تو افزاید ادب
اگر تجھ میں ادب کی ایک ذرہ بڑھوتری

باشدا زیارت بداند فضل رب
ہو، دوست سے خدا کا فضل جانتا ہے

قدرِ آں ذرّہ تُرا افزوں دہد
اس ذرے کی بقدر تجھے زیادہ دے گا

ذرّہ چوں کوہے قدم بیروں نہد
(وہ) ذرہ پہاڑ کی طرح رونما ہو گا

پادشاہے ۳؎ کہ بہ پیشِ تختِ اُو
وہ بادشاہ کہ اس کے تخت کے رُوبرو

فرق نبُود از امین و ظلم جو
امانت دار اور ظالم میں فرق نہ ہو

آنکہ می لرزد زبیمِ ردِّ اُو
وہ شخص جو اس کے جواب سے لرز رہا ہو

وانکہ طعنہ میزند بر جدّ اُو
اور وہ شخص جو اس کی بڑائی پر طعنہ زن ہو

فرق نبُود ہر دو یک باشد برش
وہ دونوں میں فرق نہ کرے اس کے نزدیک دونوں یکساں ہوں

شاہ نبود خاکِ تیرہ بر سرش
وہ بادشاہ نہ ہو گا اس کے سر پر کالی مٹی ہو

ذرۂ گر جہدِ تو افزوں شود
اگر تیری کوشش میں ایک ذرہ بڑھے

در ترا زوئے خدا موزوں شود
وہ خدا کی ترازو میں تولا جائے گا

پیشِ ایں شاہاں ہمارہ جانکنی
ان بادشاہوں کے سامنے تو ہمیشہ مصیبت بھرتا ہے

بیخبر ایشاں زغدر و روشنی
وہ غداری اور نورِ (قلب) سے غافل ہیں

۱؎ تو روا داری۔ اگر جفّ القلم کے معنیٰ یہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ازل میں لکھ دیا ہے اور اب اس کی قدرت کے تحت کچھ نہیں ہے تو گویا اب خدا، خدائی سے معزول ہو گیا ہے۔ کہ زدست۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے بندے اب تو میرے پاس نہ آ اب کام میرے قابو سے باہر ہے۔

۲؎ بلکہ۔ جفّ القلم کے صحیح معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں۔ فرق۔ اور یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے خیر اور شر میں بد اور بدتر میں فرق کر دیا ہے۔ ذرہ۔ اگر تجھ میں تیرے دوست کے اعتبار سے ایک ذرہ بھی نیکی زیادہ ہے تو اس کو خدا جانتا ہے اور وہ اس ذرے کا بدلہ دے گا جو پہاڑ جیسا ہو گا۔

۳؎ بادشاہے۔ جس بادشاہ کے دربار میں امین اور ظالم میں فرق نہ ہو یا وہ شخص جو اس کے خوف سے لرزتا ہے اور وہ شخص جو اس کی برائی پر طعنہ زنی کرتا ہے اس کے دربار میں یکساں ہوں تو ایسے بادشاہ کے سر پر خاک۔ ذرہ۔ حقیقی خدا تو وہی ہے، جس کی ترازو میں ایک ایک ذرہ تولا جائے۔ پیش۔ یہ تو دنیاوی بادشاہوں کا طور طریقہ ہے کہ تو تمام عمر اطاعت کرتا ہے اور ایک چغلخوری ساری بھلائی برباد کرا دیتا ہے

گفت غمّازے کہ بد گوید ترا ضائع آرد خدمت را سالہا
اس چغلخور کی بات جو تجھے برا کہتا ہے وہ تیری سالوں کی خدمت کو ضائع کرا دیتا ہے

پیشِ ۱ شاہے کو سمیع ست و بصیر گفتِ غمّازاں نباشد جائے گیر
اس بادشاہ کے سامنے جو کہ سمیع و بصیر ہے چغلخوروں کی بات نہیں ٹھہرتی ہے

جملہ غمّازاں ازو آیس شوند سُوئے ما آیند و افزایند بَند
سب چغلخور اس سے مایوس ہو جاتے ہیں ہمارے پاس آتے ہیں اور رکاوٹ میں اضافہ کرتے ہیں

بس جفا گویندشہ را پیشِ ما کہ برو جفّ القلم کم کُن وفا
اللہ (تعالیٰ) کا ہم سے بہت ظلم بیان کرتے ہیں کہ جا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے وفا داری نہ کر

معنی ۲ جفّ القلم کے آں بُود کہ جفاہا باوفا یکساں بُود
قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا کے یہ معنیٰ کب ہو سکتے ہیں؟ کہ ظلم، وفا داری کے برابر ہوتا ہے

بل جفا راہم جفا جفّ القلم واں وفا راہم وفا جفّ القلم
بلکہ ظلم کے لئے (بدلہ) ظلم ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے اور وفا کیلئے (بدلہ) وفا ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

عفو باشد لیک کُو فرِّ امید کہ بُود بندہ زتقویٰ رُو سپید
معافی ہو گی لیکن امید کی وہ شان و شوکت کہاں؟ کہ بندہ پرہیز گاری کی وجہ سے سرخرو ہو

دُزد در اگر عفو باشد جاں بَرد کے وزیر خازنِ مخزن شوَد
چور کو اگر معاف کیا جاتا ہے تو جان بچا لیتا ہے وزیر اور خزانہ کا خزانچی کب بنتا ہے؟

اے ۳ امین الدین ربانی بیا کز امانت رست ہر تاج و لوا
اے امین الدین، اللہ والے! آجا کیونکہ امانت کی وجہ سے تاج اور جھنڈا رہنما ہوا ہے

پُورِ سُلطاں گر برُو خائن شوَد آں سرش از تن بداں بائن شوَد
شہزادہ اگر بادشاہ کا خائن بن جائے اس کی وجہ سے اس کا سرتن سے جدا ہو جائے

ور غلامے ہندوے آرد وفا دولت اُورا میزند طال بقا
اگر ہندوستانی غلام وفا برتے نصیبہ اس کیلئے زندہ باد کا اعلان کر دے

چہ غلام ار بَر درے سگ باوفاست در دلِ سالار اُورا صد رضاست
غلام کیا، اگر دروازہ پر کتا وفادار ہے آقا کے دل میں اس کی جانب سے سینکڑوں رضامندیاں ہیں

---

۱ پیشِ شاہے۔ دانا بینا خدا کے دربار میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چغلخور چغلخوری کر سکے، وہاں سے چغلخور، شیطان وغیرہ مایوس ہو کر ہمارے پاس آ کر ہمیں بہکاتے اور شاہ کا ظلم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے سب کچھ پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ اب اس کے ساتھ وفاداری کیوں کرتے ہو۔

۲ معنی۔ یہ چغلخور شیطان کا جواب ہے۔ کہ جف القلم کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ جفا اور وفا یکساں ہے وفاداری سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ معنیٰ یہ ہیں کہ جفا کا بدلہ جفا ہے اور وفا کا بدلہ وفا ہے۔ عفو۔ باشد۔ شبہ ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو بھی معاف کر دے گا تو پھر اطاعت اور نافرمانی یکساں ہو گئی مولانا نے جواب دیا ہے کہ معافی تو ہو جائے گی لیکن وہ انعامات حاصل نہ ہوں گے۔ جو نیکوکاروں کو ملیں گے۔ دزد۔ چور کی معافی کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کی جان بچ گئی لیکن اس کو وزیر اور خزانچی کا رتبہ تو حاصل نہیں ہوتا۔

۳ اے امین الدین یعنی شیخ حسام الدین یا ہر وہ مجتہد جو شریعت کا امین ہے یا مولانا کے دور کا ایک وزیر۔ پور۔ اگر بادشاہ کا بیٹا بادشاہ کا خائن ہو تو وہ گردن زدنی ہے اور اگر معمولی غلام وفاداری کرتا ہے تو اس کا نصیبہ اس کو مبارکباد دیتا ہے غلام تو درکنار کتا بھی وفاداری کرتا ہے تو آقا کے دل میں اس کے لئے سینکڑوں خوشنودیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زیں اچو سگ رابوسہ بر پوزش دہد | گر بُود شیرے چہ پیروزش کند
اس (وفا) کی وجہ سے جب کتے کی تھوڑی چومتا ہے | اگر وہ شیر ہو تو اس کو کسقدر کامیابی عنایت کریگا؟
چہ مگر دُزدے کہ خدمتہا کند | صدقِ اُو بیخ جفا را بر کند
سوائے اس چور کے جو خدمتیں کرے | اس کی سچائی ظلم کی جڑ اکھاڑ دے
چوں فُضیلِ رہزنے کوراست باخت | زاں کہ دَہ مَردہ بسُوئے تو بتاخت
جیسا کہ ڈاکو (حضرت) فُضیلؒ جنھوں نے سچائی کی بازی لگائی | کیونکہ دس انسانوں کی طاقت سے تیری جانب دوڑے
وانچناں ۲ کہ ساحراں فرعون را | رُوسیہ کرد نداز صبر و وفا
اور جس طرح کے جادوگروں نے فرعون کا | منہ کالا کر دیا صبر اور وفا داری سے
دست و پاد اوند در جرم قَوَد | آں بصد سالہ عبادت کے شود
قصور اور بدلے میں ہاتھ پاؤں دے دیئے | وہ سو سال کی عبادت سے کب ہوتا ہے؟
تو کہ پنجہ سال خدمت کردۂ | کے چنیں صدقے بدست آوردۂ
تو جس نے پچاس سال عبادت کی ہے | ایسی سچائی کب حاصل کی ہے؟

حکایت ۳ آں درویش کہ درہرات غلامانِ عَمید خراسانی را
اس فقیر کی حکایت جس نے عمید خراسانی کے غلاموں کو ہرات میں دیکھا
آراستہ دید براسپانِ تازی با قباہائے زر بفت و کلاہ ہائے
بنا ٹھنا، عربی گھوڑوں پر زربفت کی قبائیں پہنے ہوئے اور اکڑھائی سے ڈھپی
مغرّق وغیرہ آں پُرسید کہ اینہا کدام امیر انندوچہ
ہوئی ٹوپیاں اوڑھے ہوئے اس نے پوچھا یہ کونسے سردار ہیں؟ اور کیسے بادشاہ
شاہانند گفتند اُوراکہ اینہا امیراں نیستند اینہا غلامانِ
ہیں؟ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ سردار نہیں ہیں، یہ عمید خراسانی کے غلام
عَمیدِ خُراسان اندرُو بآسمان کرد کہ اے خداوند غلام
ہیں اس نے آسمان کی طرف منہ کیا کہ اے اللہ تعالیٰ غلاموں کو پرورش
پَروردن از عَمید بیا موز آنجا مُستوفی را عمید گویند
کرنا عمید سے سیکھ لے وہاں وزیر اعظم کو عمیر کہتے ہیں

آں یکے گستاخ رُو اندر ہرے | چوں بدیدے اُو غلامِ مہترے
ایک منہ پھٹ نے ہرات میں | جب اس نے ایک سردار کے غلام کو دیکھا

۱ زیں۔ وفاداری اگر کتا بھی کرتا ہے تو آقا اس کا منہ چومتا ہے اور اگر شیر وفاداری کرے تو پھر اس کی کامیابی کا کیا ٹھکانا ہے چہ مگر پہلے فرمایا تھا کہ چور کو معاف تو کردیا جائے گا لیکن اس کو اونچے مقامات حاصل نہ ہونگے اب اس سے استثناء کرتے ہیں اس لئے کہ بعض ڈاکو لوگوں کو بڑے مقامات حاصل ہوگئے ہیں۔ چوں فُضیل حضرت فضیل بن عیاض ڈاکو تھے پھر تائب ہوئے اور اولیاءاللہ میں ان کا شمار ہوا۔

۲ وانچناں۔ اسی طرح فرعون کے جادوگر توبہ کے بعد کامل بنے۔ روسیہ کردند۔ یعنی فرعون کو روسیاہ کیا۔ دست و پا۔ اللہ کی محبت میں ہاتھ پاؤں کٹوادیئے یہ مقام سو سالہ عبادت سے بھی بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ تو کہ۔ عام انسان پچاس سال عبادت کرتا ہے لیکن ان ساحروں کی سی سچائی اس کو حاصل نہیں ہوئی ہے۔

۳ حکایت۔ اس سے یہ بتایا ہے کہ جس طرح بادشاہوں کے سب غلام یکساں نہیں ہیں اسی طرح اللہ کے سب غلام یکساں نہیں اخلاص کے اعتبار سے بہت فرق ہے عمید کے غلام پورے مخلص تھے۔ عمید۔ مستوفی خراسان ایک ملک ہے جس کا پایہ تخت ایک زمانہ میں ہرات تھا۔ گستاخ۔ بے منہ پھٹ۔ ہرے۔ شہر ہرات

حلّهٔ اطلس کمرزرّیں[۱] رواں — رُوئے کردے سُوئے قبلہ آسماں

اطلس کا لباس سونے کی پٹی (پہنے ہوئے) جارہا ہے — اس نے آسمان کی جانب منہ کیا

کاے خدا! زیں خواجۂ صاحب مِنَن — چوں نیا موزی تو بندہ داشتن

کہ اے خدا! اس احسانوں والے آقا سے — تو غلام رکھنا کیوں نہیں سیکھ لیتا

بندہ پروردن بیا موز اے خدا — زیں رئیس و اختیار شہرِ ما

اے خدا! بندہ پروری سیکھ لے — ہمارے شہر کے اس رئیس اور برگزیدہ سے

بُود محتاج و برہنہ بینوا — در زمستاں لرز لرزاں از ہوا

وہ محتاج اور ننگا بے سرو سامان تھا — جاڑے میں ہوا سے کانپ رہا تھا

انبساطے کرد آں از خود بری — جرأتے بنمود اُو از لمترے

اس بے خود نے بے تکلفی برتی — اور پھکڑپن سے اس نے جرأت کی

اعتمادش[۲] بر ہزاراں موہبت — کہ ندیمِ حق شُد اہلِ معرفت

ہزاروں بخششوں پر اس کو بھروسہ (تھا) — کیونکہ معرفت والا اللہ تعالیٰ کا مصاحب ہوتا ہے

گر ندیمے شاہ گستاخی کُند — تو مکُن چوں تو نداری آں سَند

اگر بادشاہ کا مصاحب گستاخی کرے — تو نہ کرنا، کیونکہ تو وہ سہارا نہیں رکھتا ہے

حق میاں دادو میاں بہ از کمر — گر کسے تاجے دہد اُو داد سَر

اللہ (تعالیٰ) نے کمر عطا کی اور کمر پٹی سے بہتر ہے — اگر کوئی تاج دیتا ہے تو اس نے سر دیا ہے

تا یکے[۳] روزے کہ شاہ آں خواجہ را — متہم کرد و بہ بستش دست و پا

یہاں تک کہ ایک دن بادشاہ نے اس سردار پر — تہمت لگا دی اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

آں غلاماں راشکنجہ می نمود — کہ دفینہ خواجہ بنمائید زود

ان غلاموں کو سزا دی — کہ آقا کا خزانہ جلد دکھاؤ

سِرِّ اُو با من بگوئید اے خساں — ورنہ بُرّم از شما حلق و لِساں

اے کمینو! اس کا راز مجھے بتا دو — ورنہ میں تمہارا حلق اور زبان کاٹ ڈالوں گا

مُدّت یک ماہ شاں تعذیب کرد — روز و شب اشکنجہ و افشار و درد

ایک مہینہ تک ان کو ستایا — دن، رات شکنجہ اور دباؤ اور تکلیف تھی

پارہ پارہ کرد شاں ویک غلام — رازِ خواجہ وانگفت از اہتمام

انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ایک غلام نے (بھی) — ہمت کر کے، آقا کا راز نہ کھولا

[۱] کمر زریں۔ سونے کا پٹکا۔ خواجہ۔ یعنی عمید خراسانی۔ مِنن۔ احسانات۔ اختیار یعنی۔ مختار برگزیدہ۔ بود۔ یعنی وہ درویش اگرچہ اہل اللہ میں سے تھا لیکن اس کی حالت نے اس کو مجبور کیا کہ وہ اللہ کے تقرب کے بھروسہ پر یہ کہہ گذرا۔ لمتر۔ قوی، مراد اس درویش کی حالت ہے۔

[۲] اعتمادش۔ بعض مقربین بارگاہ، خصوصی رحم و کرم کی بنیاد پر ایسی گستاخی کر بیٹھتے ہیں عوام کے لئے اس طرح کی بات مناسب نہیں ہے۔ ندیم۔ مصاحب حق۔ مولانا عمید کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی افضلیت بتاتے ہیں۔

[۳] تا یکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درویش کو اس وقت جواب نہ دیا۔ جب وہ عمید بادشاہ کا معتوب بنا تو ہاتف غیبی نے جواب دیا۔ آں غلاماں۔ عمید کے غلام عمید کے اس قدر وفادار ثابت ہوئے کہ سزائیں برداشت کیں لیکن عمید کا راز نہ کھولا۔

گفتنش ۱ اندر خواب ہاتف کے کیا | بندہ بودن ہم بیا موزو بیا

غیبی آواز نے اس سے خواب میں کہا کہ اے سردار! | غلام بننا بھی سیکھ لے اور آجا

اے دریدہ پوستینِ یوسفاں | گر بدرد گرگ آں از خویش داں

اے یوسفوں کی پوستین پھاڑنے والے! | اگر تجھے بھیڑیا پھاڑے تو وہ اپنے سبب سے سمجھ

زانکہ می بافی ہمہ سالہ بپوش | زانکہ می کاری ہمہ سالہ بنوش

کیونکہ جو تو سارے سال بنتا ہے وہ پہن | تو جو سارے سال بوتا ہے وہ کھا

فعلِ تست ایں غصہائے دمبدم | ایں بود معنیِ قد جف القلم

یہ ہر وقت کے رنج، تیرا کارنامہ ہے | قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا کے یہ معنیٰ ہیں

کہ نگرود سنّتِ ما از رشد | نیک را نیکی بود بد راست بد

کیونکہ ہماری سنت بھلائی سے منحرف نہیں ہوتی ہے | نیک کے لئے نیکی ہوتی ہے برے کیلئے برائی ہے

کارکن ۲ ہیں کہ سلیماں زندہ است | تا تو دیوی تیغ او برندہ است

کام میں لگا رہ، کیوں کہ سلیمان زندہ ہے | جب تک تو دیو ہے اس کی تلوار کاٹ کرنیوالی ہے

چوں فرشتہ گشت از تیغ ایمن ست | از سلیماں فارغ و از خوف رست

جب فرشتہ بن گیا، تلوار سے محفوظ ہے | سلیمان سے فارغ اور ڈر سے نجات پا گیا ہے

از سلیماں ہیچ اورا خوف نیست | دشمنے دیو ست واز وے ایمنے ست

سلیمان سے اسے کوئی ڈر نہیں ہے | کیونکہ وہ دیو کا دشمن ہے اور اس سے فرشتہ کو امن حاصل ہے

حکمِ او بر دیو باشد نے ملک | رنج در خاکست نے فوق فلک

(سزا کا) حکم دیو پر لگتا ہے، نہ کہ فرشتہ پر | تکلیف زمین پر ہے، نہ کہ آسمان پر

ترک ۳ کن ایں جبر را کہ بس تہیست | تا بدانی سرِّ سرِّ جبر چیست

اس جبر (کے عقیدے) کو چھوڑ کیونکہ خالی (ڈھول) ہے | تاکہ تو سمجھ جائے کہ جبر کے راز کا راز کیا ہے؟

ترک کن ایں جبرِ جمعِ منبلاں | تا خبر یابی ازاں جبرہ چو جاں

کاہلوں کی جماعت کے جبر کو چھوڑ دے | تاکہ تجھے اس جبر کا پتہ لگ جائے جو جان جیسا ہے

ترکِ معشوقی کن و کن عاشقی | اے گماں بردہ کہ خوب و فائقی

معشوقی چھوڑ اور عاشقی کر | اے شخص جس نے گمان کرلیا ہے کہ تو حسین اور بڑھا ہوا ہے

۱ گفتنش۔ اب اللہ کی جانب سے اس درویش کو جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ تو عمید سے غلام پروری کیا سیکھے گا تو عمید کے غلاموں سے بندگی سیکھ لے۔ اے دریدہ۔ انسان جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔ زانکہ۔ انسان کے جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسے ہی نتائج سامنے آتے ہیں۔ فعلِ تست۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہاری لائی ہوئی ہے۔ کہ نگرود۔ سنت الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ نیک۔ قرآن پاک میں ہے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

۲ کارکن۔ سلیمان سے مراد شاہِ حقیقی ہے اور دیو سے مراد نفس لمارہ ہے۔ چوں فرشتہ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے۔ از سلیماں۔ نیکوں کو عذاب سے امن حاصل ہے۔ حکمِ او۔ سزا کا حکم شیطان صفت کے لئے ہے۔ رنج۔ جب انسان ملکوتی بن جائے تو پھر راحت ہی راحت ہے۔

۳ ترک کن۔ یہ جبر مذموم کا عقیدہ جو ترکِ اطاعت پیدا کرتا ہے اس کو چھوڑ کر فنا کا درجہ اختیار کر جب تجھے جبر محمود کا پتہ چلے گا اور معلوم ہوگا کہ تجھے اختیار خداوندی حاصل ہے اور تیرا ہر عمل اختیار خداوندی سے صادر ہوتا ہے۔ منبلاں۔ کاہل لوگ۔ چو جاں۔ جبر محمود بڑی قیمتی چیز ہے۔ ترک کن۔ معشوقوں کا سا ناز چھوڑ کر عاشقوں کا سا نیاز پیدا کر۔

اے کہ اَدر معنی زشب خامُش تری ۱ — گفت خود را چند جوئی مشتری

اے وہ کہ معانی میں رات سے بھی زیادہ خاموش ہے — اپنی گفتگو کا خریدار کب تک تلاش کرے گا ؟

سَر بجُنبا نند پیشت بہرِ تُو — رفت در سَودائے ایشاں دہرِ تُو

تیرے سامنے تیری خاطر سے وہ جھومتے ہیں — ان کے شوق میں تیری عمر برباد ہو گئی

تو مَرا گوئی حَسَد اَندر مپیچ — چہ حَسَد آرد کسے بر فوتِ ہیچ

تو مجھ سے کہتا ہے کہ حسد کرنے میں نہ لگ — ناچیز کے فوت ہو جانے پر کوئی کیا حسد کرے ؟

ہَست تعلیمِ خَساں اے بارسوخ — ہمچو نقشِ خُوب کردن بر کلوخ

اے بارسوخ ! کمینوں کو تعلیم دینا — ڈھیلے پر اچھے نقش بنانا ہے

خویش را تعلیم کن عشق و نظر — کاں بُوَد کالنّقش فی جرم الحجر

اپنے آپ کو عشق اور نظر کی تعلیم دے — کیونکہ وہ پتھر کی لکیر کی طرح ہے

نفسِ تو باتُست شاکر دَر وفا — غیر فانی شُد کجا جوئی کجا

تیرا نفس وفا داری میں تیرا شکر گذار ہے — غیر ، فنا ہو گیا کہاں ڈھونڈتا ہے کہاں ؟

تا کُنی ۲ مَر غیر را حِبر و سَنی — خویش را بد خُود خالی میکُنی

جب تک تو دوسرے کو بڑا عالم اور اونچا بناتا رہیگا — اپنے آپ کو بد عادت اور خالی کرتا رہے گا

متّصل چوں شُد دلت باآں عدن — ہیں بگو مہراست از خالی شدن

جب تیرا دل عدن سے وابستہ ہو گیا — ہاں کہتا رہ ، خالی ہونے سے ہراساں نہ ہو

اَمرِ قُل زیں آمدش کاے راستیں — کم نخواہد شد بگو دَریاست ایں

قل کا حکم ان کو اسی لئے آیا کہ اے راست رو ! — کہیے ، کم نہ ہو گا ، یہ دریا ہے

اَنصِتُوا ۳ یعنی کہ آبت را بلاغ — ہیں تلف کم کُن کہ لبِ خشک ستباغ

"تم خاموشی سے سنو" یعنی کہ اپنے پانی کو لغو باتوں سے — خبردار ! تباہ نہ کر ، کیونکہ باغ پیاسا ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے پدر — ایں سخن را ترک کُن پایاں نگر

اے بابا ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اس بات کو چھوڑ ، انجام پر نظر کر

---

۱ اے کہ۔ تو اپنی لچھے دار تقریروں پرنازاں ہے جو معانی سے بالکل خالی ہیں اور تو اپنی ان تقریروں سے خریدار ڈھونڈتا ہے۔ سَر بجُنبانند۔ یہ تیری تقریریں سننے والے محض تیرے لحاظ میں جھوم رہے ہیں اور تو ان کے عشق میں عمر برباد کر رہا ہے۔ تو مرا۔ جب میں تجھے ان لچھے دار تقریروں سے روکتا ہوں تو تو مجھ پر حسد کا الزام لگاتا ہے۔ حالانکہ ان لچھے دار تقریروں کے حاصل نہ ہونے پر کوئی کیا حسد کرے گا۔ یہ خود بیکار ہیں۔ ہست۔ عوام میں تقریریں کر کے واہ واہ کرانا مٹی کے ڈھیلے پر باریک نقش و نگار کرنا ہے۔ جو قائم نہیں رہ سکتا۔ خویش۔ اپنی اصلاح کر اور اپنے آپ کو عشق کی تعلیم دے یہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

۲ تا کُنی۔ دوسروں کو وعظ و تلقین سے اپنی اصلاح بہتر ہے۔ حبر۔ بڑا عالم۔ سَنی۔ بلند۔ متّصل۔ یہ شبہ ہوا کہ بہت سے حقیقی بزرگ مریدوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں تو اس سے کیوں روکا جا رہا ہے مولانا نے فرمایا کہ جو بزرگ ایسے ہیں کہ ان کا اتصال دریائے وحدت سے ہو گیا ہے وہ تعلیم دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ عدن۔ دال کے سکون سے، اقامۃ اسی سے جنات عدن ہے یعنی اقامت کی جنتیں اور دال کے زبر سے شہر کا نام ہے جہاں سے عقیق آتا ہے یہاں مراد دریائے وحدت ہے۔ امر قل۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي آپ کہہ دیجئے کہ خدا کے کلمات کے لئے اگر سمندر روشنائی بنیں تو وہ اس سے پہلے ختم ہو جائیگی" کہ خدا کے کلمات ختم ہوں۔

۳ اَنصِتُوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا ۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان دھرو اور خاموش رہو۔ بلاغ۔ بیہودہ گفتگو۔ ایں سخن۔ یعنی لچھے دار تقریروں کی برائی۔ پایاں۔ یعنی اپنے انجام کی فکر کر۔

غیرتم[۱] آید کہ پیشت بیستند | بر تو می خندند و عاشق نیستند
مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں | تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور وہ عاشق نہیں ہیں

عاشقانت در پسِ پردہ کرم | بہرِ تو نعرہ زناں بیں دمبدم
تیرے عاشق کرم کے پس پردہ | ان کو لمحہ بہ لمحہ اپنے لئے نعرے لگاتے ہوئے دیکھ لے

عاشقِ آں عاشقانِ غیب باش | عاشقانِ پنج روزہ کم تراش
تو ان غیب کے عاشقوں کا عاشق بن | چند روزہ عاشق نہ بنا

کہ بخوردند[۲] زخدعہ و جذبہ | سالہا زیشاں ندیدی حبّہ
دھوکے اور کشش سے انہوں نے تجھے کھایا | سالوں، تو نے انکی جانب سے ایک رتی نہ دیکھی

چند ہنگامہ نہی بر راہِ عام | کام جُستی بر نیامد ہیچ کام
عام راستہ پر تو کب تک مجمع لگائے گا؟ | تو نے مقصد کی تلاش کی کوئی مقصد پورا نہ ہوا

وقتِ صحت جملہ یارند و حریف | وقتِ درد و غم بجز حق کو الیف
تندرستی میں سب دوست اور ساتھی ہیں | درد و غم کے وقت سوائے خدا کے کون دوست ہے؟

وقتِ دردِ چشم و دنداں ہیچکس | دست تو گیرد بجز فریاد[۳] رس
دانتوں اور آنکھ کے درد کے وقت کوئی شخص | تیری دستگیری کرتا ہے؟ سوائے خدا کے

پس ہماں دردو مرض را یاد دار | چوں ایاز از پوستیں گیر اعتبار
تو اسی درد اور مرض کو یاد رکھ | ایاز کی طرح پوستیں سے عبرت حاصل کر

پوستیں آں حالت دردِ تو است | کہ گرفتہ ست آں ایاز آنرا بدست
پوستین تیرے درد کی حالت ہے | جو اس ایاز نے ہاتھ سے پکڑی ہے

۱؎ غیرتم۔ اے لچھے دار تقریریں کرنے والے یہ سامعین تیرے حقیقی عاشق نہیں ہیں یہ تو تیرا مذاق اڑاتے ہیں۔ عاشقانت۔ تیرے عاشق تو وہ ہیں جو تیری اصلاح کی دعائیں کرتے ہیں تو ان عاشقوں کا عاشق بن اور چندروزوں کی واہ واہ کرنے والوں سے گریز کر۔

۲؎ کہ بخوردند۔ ان چندروزہ عاشقوں نے تجھے ضائع کر رکھا ہے ان سے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ چند ہنگامہ عوام کا مجمع لگانے سے تیرا کوئی صحیح مقصد پورا نہ ہوا۔ وقت صحت۔ یہ تیرے عاشق راحت کے ساتھی ہیں مصیبت کے وقت کا ساتھی صرف خدا ہے۔ الیف۔ دوست۔

۳؎ فریادرس۔ اللہ تعالیٰ۔ درد۔ یعنی اس درد کے وقت کو اسی طرح پیش نظر رکھ جس طرح ایاز اپنی پرانی پوستین کو پیش نظر رکھتا اور اس سے عبرت حاصل کرتا رہتا تھا۔ پوستیں۔ ایاز پوستین سے عبرت حاصل کرتا تھا تو مصیبت کے وقت سے عبرت حاصل کرلے کہ۔ جب تک عشقِ خداوندی حاصل نہیں ہوتا، انسان کی زبان بہت چلتی ہے اور اشکال و جواب میں زبان درازی کرتا رہتا ہے۔

باز جواب گفتنِ آں کافرِ جبری آں مومنِ سنّی را کہ با سلام و ترکِ اعتقادِ جبرش دعوت میکرد۔ و دراز شدنِ مناظرہ از طرفین

اس جبری کافر کا دوبارہ اس سنی مومن کو جواب دینا جو اس کو اسلام اور جبر ترک کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور دونوں طرف سے مناظرے کا دراز ہونا

کہ مادۂ اشکال و جواب را نبرد اِلّا عشقِ حقیقی کہ اُورا پروائے آں نماند وذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

کیونکہ اعتراض اور جواب کے مادے کو سوائے حقیقی عشق کے کوئی چیز ختم نہیں کرتی ہے کیونکہ اس کو اس کی پروا نہیں رہتی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا کر دیتا ہے

کافرِ جبری جواب آغاز کرد — کہ ازاں حیراں شُد آں منطیقِ[1] مرد
جبری کافر نے جواب دینا شروع کیا — جس سے وہ زیادہ بولنے والا شخص حیران ہو گیا

لیک گر من آں جوابات و سوال — جملہ وَا گویم بمانم زیں مقال
لیکن اگر میں وہ جوابات اور سوال — سب بیان کروں، اس بات سے رہ جاؤں گا

زاں مہم تر گفتنیہا ہست ماں — کہ بداں فہمِ تو بہ یابد نشاں
ہمیں اس سے زیادہ اہم باتیں کہنی ہیں — جن سے تیری سمجھ، بہتر نشانی حاصل کر لے گی

اندکے گفتیم زاں بحث اے عُتُل — زاند کے پیدا بُود قانونِ کُل
اے سنگدل! اس بحث میں سے ہم نے تھوڑا سا کہہ دیا — تھوڑے سے سب قاعدہ کھل جاتا ہے

درمیانِ جبری و اہلِ قدر — ہمچنیں بحث ست تا حشر و نشر
جبری اور قدریوں کے درمیان — حشر و نشر تک ایسی ہی بحثیں ہیں

گر فروماندے ز دفعِ خصمِ خویش — مذہبِ ایشاں بَر اُفتادے ز پیش
اگر اپنے مخالف کی مدافعت سے عاجز آجاتے — تو ان کا مذہب باطل ہو جاتا

چوں بروں شوشاں نبودے در جواب — پس رمیدندے ازاں راہِ تَباب
اگر جواب میں ان کا تخلص نہ ہوتا — تو اس ہلاکت کے راستہ سے بھاگ جاتے

چونکہ مُقضی بُد دوامِ آں رَوِش — میدہد شاں از دلائل پَرورِش
چونکہ اس روش کی ہمیشگی کا فیصلہ ہو چکا تھا — تو ان کی دلائل سے (خدا) پرورش کرتا ہے

تانگردد[2] مُلزَم از اشکالِ خصم — تابُود محجوب از اِقبالِ خصم
تاکہ مخالف کے اعتراض سے ملزم نہ بنے — تاکہ مخالف کے اقبال سے محفوظ رہے

تاکہ ایں ہفتاد و دو مِلّت مُدام — در جہاں ماندے الیٰ یومِ القیام
تاکہ یہ بہتر ملتیں، ہمیشہ — قیامت کے دن تک دنیا میں باقی رہیں

چوں جہانِ ظلمت ست و غیب ایں — از بَرائے سَایہ می باید زمیں
چونکہ یہ تاریکی اور غیب کی دنیا ہے — سایہ کے لئے زمین درکار ہے

تا قیامت ماند ایں ہفتا دو دو — کم نیاید مُبتدِعِ[3] را گفتگو
تاکہ یہ بہتر فرقے قیامت تک رہیں — بدعتی کی گفتگو کم نہ پڑے

عزّتِ مخزن بُود اندر بہا — کہ برُو بسیار باشد قُفلہا
قیمت کے اعتبار سے اس خزانہ کی عزت ہوتی ہے — جس پر بہت سے قفل ہوں

---

۱ مِنطیق۔ بہت بولنے والا۔ زیں مقال۔ یعنی نصیحت کی بات۔ کہ بداں۔ ان نصیحت کی باتوں سے فہم میں روشنی پیدا ہوگی۔ عُتُل۔ سنگدل۔ زاند کے۔ مشتے نمونہ از خروارے کافی ہوتا ہے۔ درمیان۔ مختلف فرقوں کی یہ بحثیں قیامت تک ختم نہ ہونگی کیونکہ دنیا میں بہتر فرقے باقی رہتے ہیں۔ بروں شو۔ نکلنے کا راستہ مخرج۔ تباب۔ ہلاکت، تباہی۔ مقضی۔ یعنی قضاوقدر کا فیصلہ۔

۲ تانگردد۔ ہر فرقہ والے کو ایسے دلائل عطا کردیئے گئے ہیں کہ مخالف سے عاجز نہ آجائے ملزم۔ یعنی لاجواب۔ از اقبال۔ یعنی مخالف اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ زمین۔ جب سورج غروب کر جاتا ہے تو زمین کے جس رخ سے اس نے غروب کیا ہے اس کا سایہ فضائے آسمانی تک پھیل جاتا ہے، دنیا میں ظلمت اور تاریکی ہے یہاں حق اس قدر واضح نہیں ہے باطل دلائل سے حق پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

۳ مُبتدِع۔ یعنی باطل فرقہ۔ عزت مخزن۔ جس قدر قیمتی خزانہ ہوتا ہے اتنے ہی اس پر قفل زیادہ ہوتے ہیں اسی لئے حق مذہب جو قیمتی چیز ہے اس پر باطل ملتوں کے قفل لگے ہوئے ہیں۔

عزتِ ۱ مقصد بُود اے مُمتحن — پیچ پیچ راہ عقبہ و راہزن
اے مصیبت زدہ ! مقصد کی عزت ہے — گھاٹی کا خمار راستہ اور ڈاکو

عزتِ کعبہ بُود آں ناحیہ — دزدیِ اَعراب و طولِ بادیہ
وہ گوشہ کعبہ کی عزت ہے — اور بدوؤں کی چوری اور صحرا کا طول

ہر رَوِش ہر رہ کہ آں محمود نیست — عقبہ و مانعے و رہزنے ست
جو روش اور راہ قابل ستائش نہیں ہے — وہ گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے

ایں ۲ رَوِش خصم و حقودِ آں شُدہ — تا مُقلِّد در دو رہ حیراں شُدہ
یہ روش اس کی مخالف اور کینہ ور بنی — یہاں تک کہ مقلد دونوں راستوں میں حیراں ہو گیا

صِدق ہر دو ضد بہ بیند در رَوِش — ہر فریقے در رہِ خود خوش مَنِش
روش میں ہر دو ضدوں کی سچائی خیال کرتا ہے — ہر فریق اپنی راہ پر خوش طبع ہے

گر جَوابش نیست می بند دستیز — بَر ہُماندم تا بروزِ رستخیز
اگر اس کے پاس جواب نہ ہو تو جھگڑا ختم ہو جائے — اسی وقت سے قیامت کے دن تک کیلئے

کہ مِہانِ ما بدانند ایں جواب — گرچہ از ما شُد نہاں وجہِ صَواب
کہ ہمارے بڑے اس جواب کو جانتے ہیں — اگرچہ درست بات ہم سے مخفی ہو گئی ہے

پوز بندِ وسوسہ عشق ست و بَس — ورنہ کے وسواس رابست ست کس
وسوسہ کے لئے مچکا عشق ہی ہے اور بس — ورنہ وسوسہ کو کس نے بند کیا ہے ؟

عاشقے ۳ شو شاہد خوبے بجُو — صَیدِ مُرغابی ہمی کُن جُو بجُو
عاشق بن حسین معشوق تلاش کر — نہر در نہر مرغابی کا شکار کرتا رہ

کے بَری زاں آب کاں آبت بَرَد — کے کُنی زاں فہم کہ فہمت خورد
تو اس پانی سے کیا فائدہ اٹھائیگا جو تیری آبرو برباد کرے ؟ — تو اس سے کیا سمجھ سکتا ہے جو تیری سمجھ کو کھا لے ؟

غیر ایں معقولہا معقولہا — یابی اندر عشق با فرّوبہا
ان عقلی باتوں کے علاوہ معقول باتیں — تو عشق میں شوکت والی اور قیمتی پائے گا

غیرِ ایں عَقلِ تو حق را عقلہاست — کہ بداں تدبیرِ اسبابِ سَماست
اس تیری عقل کے سوا اللہ کے پاس عقلیں ہیں — جن سے آسمان کے اسباب کی تدبیر ہوتی ہے

تا بدیں عَقل آوری اَرزاق را — زاں دگر مَفرش کُنی اَطباق را
تو اس عقل کے ذریعہ رزقوں کو حاصل کرے گا — تو اس دوسری (آسمانی) طبقوں کو بستر بنا لیگا

۱ عزتِ مقصد۔ مقصد جس قدر عزیز ہوگا اسی قدر اس تک پہنچنے کا راستہ پیچ در پیچ ہوگا اور راہزن کا خوف ہوگا۔ عُقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ عزت کعبہ۔ کعبہ کا دور دراز گوشہ میں ہونا اور پھر وہاں بدوؤں کی ڈاکہ زنی اور صحرا کا طول کعبہ کے باعزت ہونے کی دلیل ہے۔ ناحیہ۔ گوشہ۔ اعراب۔ بدو۔ بادیہ۔ صحرا۔ ہر روش۔ باطل فرقوں نے جو روش اور راہ اختیار کر رکھی ہے وہ سیدھے راستہ کے لئے گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے۔

۲ ایں روش۔ باطل فرقوں کی روش صحیح راستہ کی روش کے مخالف ہے اس کی وجہ سے تقلید کرنیوالا حیران ہو جاتا ہے کہ کس راستہ کو اختیار کرے۔ صدق۔ وہ سمجھتا ہے کہ دونوں راستے درست ہیں۔ گر جوابش۔ اگر باطل فرقہ والا لاجواب ہو جائے تو جھگڑا ختم ہو جائے۔ کہ وہ یہ کہدے کہ اس سوال کا جواب مجھے نہیں آتا میرے بڑے جانتے ہوں گے۔ پوز بند۔ اس طرح کے وساوس صرف عشق خداوندی سے مٹ سکتے ہیں۔

۳ عاشقے۔ وساوس اسی طریقہ پر مٹیں گے کہ دل عشق اختیار کر اور اس کا راہبر تلاش کر لے۔ کے بری۔ جن دلائل عقلیہ سے تو وساوس کو دور کرنا چاہتا ہے وہ بیکار ہیں۔ معقولہا۔ دلائل عقلیہ سے جو باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایسے وہ معقولات بہتر ہیں جو علوم کشفیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ایں عقل۔ یعنی عقلِ معاش۔ عقلہا۔ یعنی معاد کی عقلیں۔ تابدیں۔ عقل معاش سے صرف دنیوی روزی حاصل ہوتی ہے عقل معاد آسمانوں کو اپنا فرش بنا لیتی ہے۔

عُشر[1] امثالت دہد تاہفت صَد | چوں بَبازی عَقل در عشقِ صَمد
تجھے دس گنے سے سات سو گنے تک عطا کر دے | جب تو اللہ (تعالیٰ) کے عشق میں عقل کی بازی لگا دے

آں زناں چوں عَقلہا دَرباختند | بر رُواقِ عشقِ یوسفؑ تاختند
ان عورتوں نے جب عقلیں ہار دیں | وہ یوسفؑ کے عشق کے چھجے پر چڑھ گئیں

عَقلِ شاں یکدم سِتد ساقیِ عُمر | سیر گشتند از خِرد باقیِ عُمر
عمر کے ساقی نے ایک دم ان کی عقل لے لی | باقی عمر کے لئے ان کا عقل سے پیٹ بھر گیا

اصلِ صَد یوسفؑ جمالِ ذوالجلال | اے کم از زن شوفدیِ آں جمال
سینکڑوں یوسفوں کی اصل اللہ (تعالیٰ) کا حسن ہے | اے عورت سے کم! اس حسن پر قربان ہو جا

عشق بُرّد بحث را اے جان وبَس | کوز گفت و گو شود فریاد رَس
اے جان! عشق بحث کو کاٹ دیتا ہے اور بس | کیونکہ وہ گفتگو کے معاملہ میں فریادرس بنجاتا ہے

حیرتے آیدز عشق آں نُطق را | زَہرہ نَبود کہ کُند اُو ماجرا
عشق سے گویائی پر حیرت طاری ہو جاتی ہے | اس کا پتہ نہیں رہتا کہ وہ گفتگو کرے

کہ بترسَد[2] گر جوابے وا دہَد | گوہرے از لُنج اُو بیروں جَہد
کیونکہ وہ ڈرتی ہے کہ اگر جواب دے | موتی اس کے ہونٹ سے باہر نکل پڑے گا

لَب بہ بندد سخت اُو از خیر و شر | تانباید کز دہاں اُفتد گُہَر
بھلے اور برے سے ہونٹ خوب بالکل بند کر لیتی ہے | تاکہ ایسا نہ ہو کہ منہ میں سے موتی گر جائے

ہمچناں کہ گفت آں یارِ رسولؐ | چوں نبیؐ بر خواندے برما فضول[3]
جیسا کہ ان صحابی نے فرمایا ہے | جب نبی ہم ناکاروں کو سناتے

آں رسولِ مجتبیٰ وقتِ نثار | خواستے از ما حضور و صَد وقار
نچھاور کرنے کے وقت وہ برگزیدہ رسولؐ | ہم سے سینکڑوں وقار اور حضور (قلب) چاہتے

آنچنانکہ بر سَرت مُرغے بُوَد | کز فواتش جانِ تو لرزاں شوَد
جس طرح کہ تیرے سر پر پرندہ ہو | جس کے اڑ جانے سے تیری جان لرزتی ہو

پَس نیاری ہیچ جُنبیدن زجا | تا نگیرد مُرغِ خوبِ تو ہَوا
تو جگہ سے مل نہ سکے گا | تاکہ تیرا حسین پرند، ہوا نہ پکڑ لے

دَم نیاری زد بہ بندی سُرفہ را | تانباید کہ بپرّد آں ہُما
تو سانس نہ لے سکے گا کھانسی کو روک لیگا | تاکہ وہ ہما نہ اڑ سکے

---

[1] عشر۔ عقل عطا نیکی کرانی ہے جس کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک ملتا ہے۔ صمد۔ اللہ تعالیٰ آں زناں۔ یعنی مصری عورتیں۔ رواق۔ محل، چھجہ۔ ساقی عمر۔ یعنی عشق۔ اصل۔ حضرت یوسفؑ کا جمال اللہ تعالیٰ کے جمال کا پرتو تھا۔ عشق برد۔ مشہور مقولہ ہے۔ من عرف ربہ کل لسانہ جس شخص نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان کند ہو گئی۔ حیرتے۔ عشق ایسی حیرت پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے گویائی عاجز آ جاتی ہے۔

[2] کہ بترسد۔ عاشق ڈرتا ہے کہ اگر وہ زبان کھولے گا عشق کا راز ظاہر ہو جائے گا۔ لنج۔ لام کے زبر کے ساتھ گوشت کا ٹکڑا جس میں ہڈی نہ ہو، ہونٹ بعض نسخوں میں "لنج" لام کے پیش کے ساتھ ہے اس کے معنیٰ بھی ہونٹ ہیں بعض نسخوں میں "کام" ہے جس کے معنیٰ تالو کے ہیں۔ ہمچناں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کچھ بیان فرماتے تھے صحابہ کو ہدایت تھی کہ وہ خاموشی سے سنیں اور صحابہؓ خاموشی اور سکون سے اس طرح بیٹھے سنتے رہتے تھے کہ گویا انکے سروں پر کوئی پرندہ ہے اور انکو ڈر ہے کہ اگر وہ بولے یا ہلے تو وہ پرندہ اڑ جائے گا۔

[3] فضول۔ بعض لوگوں نے اس کو ما بیان قرار دیا ہے اس اعتبار سے ہم نے ناکارہ کا ترجمہ کیا ہے بعض لوگوں نے اس کے معنیٰ فضائل کے کئے ہیں یعنی فضائل قرآنی بعض نسخوں میں بغیر نقطہ کے فصول ہے اس صورت میں قرآن کی صورتیں مراد ہونا ہیں۔ حضور یعنی قلبی توجہ۔ سرفہ۔ کھانسی۔ ہما۔ یعنی وہ پرند جو سر پر بیٹھا ہوا ہے۔

ور کست شیریں بگوید یا ترش ۔۔۔ بر لب[1] انگشتے نہی یعنی خمش
اگر تجھے کوئی شخص میٹھی بات کہے یا کڑوی ۔۔۔ تو ہونٹ پر انگلی رکھے گا یعنی چپ رہ

حیرتِ آں مرغست خاموشت کند ۔۔۔ بر نہد سر دیگ و پُر جوشت کند
حیرت وہ پرندہ ہے جو تجھے خاموش کر دیتا ہے ۔۔۔ دیگ کا ڈھکنا ڈھک دیتا ہے اور تجھے جوشیلا بنا دیتا ہے

پرسیدنِ بادشاہ قاصداً ایاز را کہ چندیں غم و شادی با چارق و پوستین کہ جمادست بچہ میگوئی تا ایاز را در سخن در آرد و سوالِ سلطان ازو

بادشاہ کا ایاز سے قصداً دریافت کرنا کہ رنج اور خوشی کی اس قدر باتیں تو چپل اور پوستین سے جو کہ بے روح ہیں کیوں کرتا ہے؟ تاکہ ایاز سے بات کہلائے اور بادشاہ کا اس سے دریافت کرنا

اے ایاز[2] ایں مہرہا بر چارقے ۔۔۔ چیست آخر ہمچو بر بت عاشقے
اے ایاز! چپل سے اس قدر محبتیں ۔۔۔ آخر کیوں ہیں؟ جیسا کہ بت پر عاشق

ہمچو مجنوں از رخِ لیلیٰ خویش ۔۔۔ کردۂ تو چارقے را دین و کیش
مجنوں کی طرح اپنی لیلیٰ کے رخ کو ۔۔۔ تو نے چپل کو دین اور مذہب بنا لیا ہے

با دو کہنہ مہرِ جاں آمیختہ ۔۔۔ ہر دو را در حجرۂ آویختہ
دو پرانی چیزوں سے جان کی محبت وابستہ کر دی ہے ۔۔۔ دونوں کو حجرے میں لٹکا لیا ہے

چند گوئی بادو کہنہ تو سخن ۔۔۔ در جمادے می دمی سرِّ کہن
تو دو پرانی چیزوں سے کتنی باتیں کرے گا؟ ۔۔۔ تو پرانا راز پتھر میں پھونکتا ہے

چوں[3] عرب بار بع و اطلال اے ایاز ۔۔۔ میکنی از عشق گفتِ خود دراز
اے ایاز! عربوں کی طرح منزل اور ٹیلوں سے ۔۔۔ عشق کی وجہ سے تو بات کو لمبا کرتا ہے

چارقت ربع کدامیں آصف ست ۔۔۔ پوستیں گوئی قمیصِ یوسفؑ ست
تیری چپل کونسے آصف کی منزل ہے؟ ۔۔۔ گویا پوستین یوسفؑ کی قمیص ہے

ہمچو ترسا کو شمارد با کشش ۔۔۔ جرم یکسالہ زنا و غل و غش
عیسائی کی طرح جو پادری کے سامنے گنتا ہے ۔۔۔ ایک سال کے زنا اور کھوٹ اور دھوکے کے جرم

---

[1] بر لب۔ اپنے ہونٹ پر انگلی رکھنا دوسرے کو چپ رہنے کا اشارہ ہے۔ حیرت۔ جس طرح سر پکا پرند بات کرنے سے روکتا ہے مقامِ حیرت بھی روکتا ہے سالک جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور دل میں جوش و خروش ہوتا ہے۔ پرسید۔ یہاں سے مولانا نے محمود و ایاز کا نا تمام قصہ دوبارہ شروع کیا ہے۔ ایاز۔ ایاز کوٹھری میں جا کر اپنے پرانے چپلوں اور پوستین سے باتیں کرتا تھا۔

[2] اے ایاز۔ محمود نے ایاز سے کہا کہ تو اپنی چپل کا عاشق کیوں ہے؟ ہمچو۔ جس طرح مجنوں نے لیلیٰ کو اپنا دین و مذہب بنا لیا تھا تو نے چپل کو بنا لیا ہے۔ دو کہنہ۔ یعنی پرانی چپل اور پوستین۔ چند گوئی۔ ایاز اپنی چپل اور پوستین سے اپنی غربت اور بے کسی کے سابق واقعات دہراتا تھا۔

[3] چوں عرب۔ عربی شعرا اپنے اشعار میں محبوبہ کی منزل اور اس کے پڑاؤ کے ٹیلوں کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ ربع۔ موسم ربیع گذارنے کا مکان، مطلقاً مکان۔ اطلال۔ طلل کی جمع ہے، ٹیلہ۔ آصف۔ ابن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے یہاں مطلقاً سردار مراد ہے۔ قمیص۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص سے حضرت یعقوبؑ بینا ہو گئے تھے۔ ہمچو ترسا۔ نصاریٰ اپنے پیشواؤں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کے معاف کر دینے کو خدا کا معاف کر دینا سمجھتے ہیں۔ کشش۔ کشیش۔

تابیا مرزد کشیشش[1] آں گناہ　　عفوِ اُورا عفو داند از آلہ
تاکہ پادری اس کا وہ گناہ بخش دے　　اسکے معاف کر دینے کو خدا کا معاف کرنا سمجھتا ہے

نیست آگہ آں کشیش از جرم وداد　　لیک بس جادوست عشق و اعتقاد
وہ پادری جرم اور انصاف سے واقف نہیں　　لیکن عشق اور اعتقاد بہت بڑا جادو ہے

دوستی دَروہم صد یوسفؑ تند　　اسحر از ہاروت ماروتست خود
عشق وہم میں سینکڑوں یوسف بنا لیتا ہے　　وہ خود ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو گر ہے

صورتے پیدا کُند بریادِ اُو　　جذبِ صورت آردت در گفتگو
وہ (عشق) اس کی یاد پر ایک صورت پیدا کر دیتا ہے　　صورت کی کشش تجھے گفتگو پر آمادہ کر دیتی ہے

رازِ[2] گوئی پیشِ صورت صد ہزار　　آنچناں کہ یار گوید پیشِ یار
تو صورت کے سامنے ہزاروں راز بیان کرتا ہے　　جس طرح دوست، دوست کے سامنے بیان کرتا ہے

نے بد انجا صورتے نے ہیکلے　　زادہ از وے صد الست و صد بَلے
نہ وہاں کوئی تصویر ہے، نہ بت　　اس (عشق) سے سینکڑوں سوال وجواب پیدا ہو جاتے ہیں

آں چناں کہ مادرِ دل بُردۂ　　پیشِ گورِ بچۂ نو مُردۂ
جیسا کہ غمگین ماں　　نئے مرے ہوئے بچہ کی قبر کے سامنے

رازہا گوید بجدّ و اجتہاد　　می نماید زندہ اُورا آں جماد
کوشش اور محنت سے راز کہتی ہے　　وہ بے روح اس کو زندہ نظر آتا ہے

حیّ و قایم داند اُوآں خاک را　　خوش نگر ایں عشق ساحر ناک را
وہ اس مٹی کو زندہ اور قائم سمجھتی ہے　　اس جادو گر عشق پر غور کر لے

پیشِ[3] اُو ہر ذرّۂ آں خاکِ گور　　گوش دارد ہوش دارد وقتِ شور
اس کے نزدیک قبر کی مٹی کا ہر ذرہ　　شور کے وقت کان رکھتا ہے، ہوش رکھتا ہے

مستمِع داند بجدآں خاک را　　چشم و گوشے داند اُو خاشاک را
وہ واقعی طور پر اس مٹی کو سننے والا سمجھتی ہے　　وہ مٹی کے کان اور آنکھ سمجھتی ہے

آں چناں بر خاکِ گورِ تازہ اُو　　دمبدم خوش می نہد با اشک رُو
وہ نئی قبر کی مٹی پر اس طرح　　لحہ بہ لحہ اشک آلود چہرہ مستعدی سے رکھتی ہے

کہ بوقتِ زندگی ہرگز چناں　　رُوی نہادہ است بر پُورِ چو جاں
کہ زندگی کے وقت اس طرح کبھی تھی　　جان جیسے بیٹے پر چہرہ نہیں رکھا

---

[1] کشش۔ کشیش قسیس۔ نصرانی عالم۔ نیست نصرانی عالم سے نہ گناہ کا تعلق نہ معاف کرنے کا لیکن نصرانی کا عشق اور اعتقاد یہ سب کچھ اس سے کراتا ہے دوستی۔ عشق۔ قوتِ واہمہ کے ذریعہ معشوق میں حضرت یوسفؑ سے سوگنا حسن دکھا دیتا ہے۔ اسحر۔ زیادہ جادو گر۔ صورتے۔ عشق معشوق کی فرضی تصویر سامنے کر دیتا ہے اور اس سے باتیں کراتا ہے۔

[2] راز۔ عاشق اپنے درد کے سینکڑوں راز اس فرضی تصویر سے اس طرح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی دوست دوست سے بیان کرے۔ نے۔ نفس الامر میں کچھ بھی نہیں ہے اور یہ عاشق میں فرضی تصویر سے سینکڑوں سوال وجواب کرتا ہے۔ الست۔ یعنی عہد۔ بلیٰ۔ یعنی اقرار۔ آنچناں۔ اگر کسی عورت کا بچہ مر جائے تو وہ اس کی قبر سے باتیں کرتی ہے۔ حق۔ ماں کا عشق اس بچہ کو زندہ اور تندرست دکھاتا ہے۔ یہ بھی عشق کی جادوگری ہے۔

[3] پیش اُو۔ ماں جب بچہ کی قبر پر جا کر نالہ وشیون کرتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ قبر کا ذرہ ذرہ سن رہا ہے۔ مستمع۔ یہ بھی سمجھتی ہے کہ قبر کی مٹی کے آنکھ اور کان بھی ہیں اور قبر سے اس طرح چمٹتی ہے کہ بچہ سے زندگی میں بھی کبھی نہ چمٹتی ہے کہ بچہ سے زندگی میں بھی کبھی نہ چمٹی ہوگی۔

ازا۱عزا چوں چند روزے بگذرد
آتشِ آں عشقِ اُو ساکن شود
جب سوگ کے چند روز گذر جائیں
اس کی محبت کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے

عشق بر مُردہ نباشد پائدار
عشق را برحیِّ جاں افزای دار
مردے سے عشق پائدار نہیں ہوتا ہے
زندہ، جان بڑھانے والے سے عشق کر

بعدازاں زاں گور خود خواب آیدش
از جمادے ہم جمادی زایدش
اس کے بعد خود اس کو اس قبر سے نیند آنے لگتی ہے
اس میں بے روح سے بے حسی پیدا ہو جاتی ہے

زانکہ عشق افسونِ خود بر بود و رفت
ماند خاکستر چو آتش رفت تفت
کیونکہ عشق اپنا منتر لے گیا اور چل دیا
جب آگ تیزی سے چلی گئی راکھ رہ گئی

آنچہ بیند آں جواں در آئنہ
پیر اندر خشت بیند آں ہمہ
جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے
پیر اینٹ میں وہ سب کچھ دیکھتا ہے

پیر۲ عشقِ تُست نے ریشِ سپید
دستگیر صد ہزاراں نا اُمید
عشق، تیرا پیر ہے، نہ سفید داڑھی
جو لاکھوں مایوسوں کا دستگیر ہے

عشق صُورتہا بسازد در فراق
تا مُصوّر سر کند وقتِ تلاق
عشق، جدائی میں تصویریں بناتا ہے
یہانتک کہ ملاقات کے تصویر رونما ہو جاتی ہے

کہ منم آں اصلِ اصلِ ہوش و مست
بر صُوَرہا عکسِ حُسنِ ما بُدست
کہ ہوش اور مست کا اصل اصول میں ہوں
صورتوں پر ہمارے ہی حسن کا عکس تھا

پردہا را ایں زماں برداشتم
حُسن را بے واسطہ بفراشتم
اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں
میں نے حسن کو بے واسطہ جلوہ گر کر دیا ہے

زانکہ۳ بس باعکسِ من دریافتی
قُوّتِ تجرید ذاتم یافتی
کیونکہ تو نے مجھے عکس کے ساتھ بہت پایا ہے
(اب) تو نے میری ذات کو مجرد کرنے کی قوت حاصل کر لی ہے

چوں ازیں سو جذبہ من شد رواں
اُو کشش را می نہ بیند درمیاں
جب اس جانب سے میرا جذبہ روانہ ہوا
وہ کشش کو درمیان میں نہیں دیکھتا ہے

ہے کہ وہ مجرد ذات کا مشاہدہ کر سکے حدیث شریف میں ہیں اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ صوفیاء کے نزدیک اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت اس طریقہ پر کر کہ گویا تو ذات کا مشاہدہ کر رہا ہے اگر تو باقی در ہا بلکہ فانی بن گیا تو اس ذات کو دیکھے گا وہ بیشک تجھے دیکھتی ہے پردہ اگر ہے تو تیری ذات کا ہے۔ چوں ریں سو۔ عبادت کے ابتدائی مراتب بھی جذب و کشش خداوندی سے ہیں لیکن یہ جذب و کشش اس عابد کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔

۱ ازعزا۔ سوگ مصیبت، صبر یعنی چند دن کے اندر وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ عشق۔ مولانا فرماتے ہیں یہ اس عشق کی کیفیت ہے جو مردے سے ہو خدا کے عشق کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی ہے۔ بعدازاں۔ کچھ دن بعد یہ حالت ہوتی ہے وہ ماں اسکی قبر کے پاس آکر آرام سے سو جاتی ہے۔ زانک۔ وہ اس کی حالت عشق کی جادو گری تھی عشق ختم ہوا تو آگ ختم ہو کر راکھ رہ گئی۔ آنچہ۔ جوان سے مراد وہ شخص ہے جو حقائق تک نہ پہنچا ہو اور پیر سے مراد وہ شخص ہے جس کو حقائق کا کشف حاصل ہو گیا ہو پہلے فرمایا تھا کہ عشق حی و قیوم سے کر اب فرماتے ہیں کہ جس کو یہ عشق حاصل ہو جاتا ہے اسکو کشفی علوم ہو جاتے ہیں اس کے کشف کی حالت یہ ہوتی ہے کہ لوہے سے آئینہ بننے کے بعد عوام کو جو کچھ اس میں نظر آتا ہے اس کو لوہے کی اینٹ میں ہی نظر آجاتا ہے۔

۲ پیر۔ پہلے شعر میں پیر کا لفظ آیا تھا اس کی تشریح کرتے ہیں کہ پیر سے مراد عشق ہے سفید داڑھی والا مراد نہیں ہے۔ عشق۔ یہ عشق کی کارفرمائیاں ہیں کہ وہ فراق کی حالت میں معشوق کی صورتیں دکھاتا ہے پھر ملاقات کے وقت صاحب تصویر سامنے آتا ہے ابتداً سالک صورتوں سے دو چار ہوتا ہے پھر ذات کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ منم۔ جب ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں سب کی اصل ہوں اور صورتوں پر میرا عکس پڑ گیا تھا اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں اور بغیر کسی واسطے کے حسن کا مشاہدہ کرا دیا ہے۔

۳ زانک۔ کونین میں مشاہدہ کے بعد پھر درجہ فنا میں یہ طاقت ہو جاتی

مَغفرت ۱ میخواہد از جُرم وخطا | از پسِ آں پَردہ از لُطفِ خدا
وہ جرم اور خطا کی معافی چاہتا ہے | خدا کی مہربانی سے اس پردے کے بعد

چوں زسنگے چشمہ جاری شوَد | سَنگ اندر چشمہ مُتواری شوَد
جب کسی پتھر سے چشمہ بہہ پڑتا ہے | پتھر چشمہ میں چھپ جاتا ہے

کس نخواند بعدازاں آں را حجر | زانکہ جاری شُد ازاں سَنگ آں گہر
اس کے بعد اس کو کوئی پتھر نہیں کہتا | کیونکہ اس پتھر سے وہ موتی بہہ پڑا ہے

کاسہاداں ۲ ایں صُوَرا واندرُو | آنچہ حق ریز دبداں گیر علو
ان عکسوں کو پیالے سمجھ اور ان میں | حق تعالیٰ جو ڈالتا ہے اس سے سربلندی حاصل کرلیتے ہیں

گفتنِ خویشاوندانِ مجنوں را کہ حُسنِ لیلیٰ باندازہ ایست

رشتہ داروں کا مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ کا معمولی حسن ہے زیادہ نہیں ہے ہمارے

چنداں نیست از ونغز تر در شہر ما بسیارست یکے و دو و دہ
شہر میں اس سے بہتر بہت ہیں ہم ایک اور دو اور دس

بَر تو عرضہ کُنیم اختیار کُن و مارا و خودرا وارہاں و جواب
تیرے سامنے پیش کر دیتے ہیں تو ان میں سے پسند کر لے اور ہمیں اور اپنے آپ کو نجات دے

گفتنِ مجنوں ایشاں را

اوران کا مجنوں کو جواب دینا

اَبلہاں گفتند مجنوں را زجہل | حُسنِ لیلیٰ نیست چنداں ہست سہل
بیوقوفوں نے نادانی سے مجنوں سے کہا | لیلیٰ کا حسن زیادہ نہیں ہے معمولی ہے

بہتر از وے صد ہزاراں دلرُبا | ہَست ہمچوں ماہ اندر شہرِ ما
اس سے زیادہ حسن لاکھوں معشوق | ہمارے شہر میں چاند جیسے ہیں

نازنیں ۳ تر زو ہزاراں حوروش | ہَست بگزیں زاں ہمہ یکبارِ خُوش
ہزاروں حوروں جیسے اس سے زیادہ ناز و انداز والے | موجود ہیں ان سب میں سے ایک حسین ہار منتخب کرلے

وارہاں خودرا و مارا نیز ہم | از چنیں سودای زشت متہم
اپنے آپ کو اور ہمیں بھی نجات دے | ایسے برے متہم عشق سے

گفت صورت کوزہ ست او حُسن مے | مے خدایم میدہد از ظرفِ وے
اس نے کہا صورت پیالہ ہے اور حسن شراب ہے | مجھے اس کے پیالے سے خدا شراب پلاتا ہے

---

۱ مغفرت۔ حَسنَاتُ الْاَبرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ نیک لوگوں کے حسنات۔ مقربین بارگاہ کے اعتبار سے سیات ہیں پہلے چونکہ عبادت ہیں احسان کا اعلیٰ درجہ نہ تھا اس لئے مشاہدہ کے بعد اس عبادت پر معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ چوں زسنگے۔ جذب وکشش کے مخفی ہونے کی یہ مثال ہے کہ جس پتھر سے چشمہ جاری ہوتا ہے اور وہ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے تو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اب لوگ اس کو پتھر نہیں کہتے بلکہ پانی کا چشمہ کہتے ہیں۔

۲ کاسہا۔ عبادت میں ابتدائی صور کے مشاہدہ کو بمنزلہ پیالوں کے سمجھو ان میں حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے جذبہ کی ریزش ہے۔ گفتن۔ مجنوں کی اس گفتگو سے بھی یہی سمجھایا ہے کہ مظاہر ظاہر کے حسن کے اعتبار سے نام اور رنگ اختیار کرتے ہیں۔ ابلہاں۔ کچھ بیوقوفوں نے مجنوں کو ملامت کرنی شروع کر دی اور کہا کہ لیلیٰ کا معمولی حسن ہے تو اس پر اس قدر فریفتہ کیوں ہے۔ سہل۔ معمولی۔

۳ نازنیں۔ دوسرے معشوق ناز و انداز اور حسن میں لیلیٰ سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ وارہاں۔ تو دوسرے شہر اور قبیلہ کی لڑکی پر عاشق ہے جس کی وجہ سے تو اور سارا خاندان بدنام ہو رہا ہے۔ گفت۔ مجنوں نے کہا کہ لیلیٰ کی صورت تو ایک پیالہ ہے اور اس سے خدا اپنی شراب مجھے پلا رہا ہے۔

مر شما را سر کہ دادا زکوزہ اش ۱ — تا نباشد عشق او تاں گوش کش
اس کے پیالے سے تمہیں سرکہ دیا ہے — تاکہ اس کا عشق تمہارے کان نہ کھینچے

از یکے کوزہ دہد زہر و عسل — ہر یکے رادستِ حق عزّ و جل
ایک ہی پیالے سے زہر اور شہد — اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہر ایک کو عطا کرتا ہے

کوزہ می بینی ولیکن آں شراب — روی ننماید بچشم نا صواب
تو پیالہ دیکھتا ہے لیکن وہ شراب — غلط آنکھ کو چہرہ نہیں دکھاتی ہے

قاصراتُ الطرف باشد ذوقِ جاں — جز بخصم خویش ننماید نشاں
طبیعت کا ذوق نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے — اپنے اہل کے سوا چہرہ نہیں دکھاتا ہے

قاصراتُ الطرف باشد آں مُدام ۲ — ویں حجابِ ظرفہا ہمچوں خیام
وہ شراب، نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے — اور یہ پیالوں کا پردہ خیموں کی طرح ہے

ہست دریا خیمۂ دروَے حیات — بط را لیکن کلاغاں را ممات
دریا ایک خیمہ ہے اس میں زندگی ہے — بطخ کی لیکن کووں کی موت ہے

زہر باشد مار راہم قوت و برگ — غیر اورا زہر اودر دست و مرگ
زہر سانپ کی روزی بھی ہے اور سازو سامان بھی — اس کے غیر کے لئے اس کا زہر درد اور موت ہے

صورتِ ہر نعمتے و محنتے — ہست ایں را دوزخ آنرا جنتے
ہر نعمت اور محنت کی صورت — اس کے لئے دوزخ ہے اس کے لئے جنت ہے

پس ۳ ہمہ اجسام اشیا تُبصِرُون — اندرو قوت ست و سم لا تُبصِرُون
پس تم تمام چیزوں کے جسم دیکھتے ہو — ان کے اندر روزی ہے اور زہر تم نہیں دیکھتے ہو

ہست ہر جسمے چو کاسہ و کوزہٗ — اندر و ہم قوت و ہم دل سوزہٗ
ہر جسم پیالے اور کٹورے کی طرح ہے — اس میں روزی بھی ہے اور دل کا جلانا بھی

کاسہ پیدا اندر و پنہاں رغد — طاعمش داند کزاں چہ می خورد
پیالہ، ظاہر ہے اسمیں خوش عیشی پوشیدہ ہے — اس کا کھانے والا جانتا ہے کہ اسمیں سے کیا کھا رہا ہے

صورتِ یوسفؑ چو جامے بُود خوب — زاں پدر می خورد صد بادہ طروب
(حضرت) یوسفؑ کی صورت ایک عمدہ جام تھی — باپ اس سے سینکڑوں مست کرنیوالی شرابیں پیتے تھے

---

۱ مرشما۔ اسی پیالہ سے تمہیں سرکہ میسر آرہا ہے تاکہ تمہیں اس کے عشق کی فضیلت حاصل نہ ہو۔ از یکے۔ یہ عجائب قدرت میں سے ہے کہ قدرت ایک ہی پیالہ سے کسی کو زہر اور کسی کو شہد پلاتی ہے۔ کوزہ۔ تم لوگوں کو صرف صورت اور کوزہ نظر آرہا ہے چونکہ تمہاری نظریں صحیح نہیں ہیں۔ تمہیں وہ شراب نظر نہیں آرہی ہے فِیهِنَّ قاصرات الطرف۔ جنتی حوروں کے بارے میں مذکور ہے فِیهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ اور مذکور ہے حور مقصورات فی الخیام یعنی وہ حوریں بجز شوہروں کے کسی دوسرے کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتی ہیں یہی حال عشق کا ہے وہ اہل کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔ خصم۔ یعنی صاحب اہل۔

۲ مُدَام۔ یعنی شراب عشق حوریں خیموں کے اندر رہتی ہیں باہر نہیں نکلتی ہیں۔ اس شراب عشق کے لئے برتن بمنزلہ حوروں کے خیموں کے ہیں۔ ہست دریا۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہی چیز کسی شخص کے اعتبار سے مفید ہے کسی کے اعتبار سے مضر ہے اور یا بطخ کے لئے ذریعہ حیات ہے اور کوے کی موت کا سبب ہے۔ زہر۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے زندگی کا اور دوسروں کی موت کا سبب ہے صورت ہر نعمتے۔ ہر نعمت اور محنت کا صحیح استعمال جنت کا سبب اور غلط استعمال دوزخ کا سبب ہے۔

۳ پس۔ دنیا کا ہر جسم جس کو تم دیکھتے ہو اسمیں۔ روزی اور زہر چھپا ہوا ہے۔ جس کو تم نہیں دیکھ پاتے ہو۔ ہر جسمے۔ ہر جسم کو اسی طرح سمجھ لے۔ کاسہ۔ ظاہر کھلا ہوا ہے اس کے باطن میں نعمت ہے جس کا نتیجہ استعمال کرنیوالا سمجھے گا۔ رغد۔ وسعت عیش۔ صورت۔ حضرت یوسفؑ کی صورت ایک جام تھی اسمیں سے حضرت یعقوبؑ مست کرنیوالی شراب پیتے تھے اور بھائی زہر کا گھونٹ پیتے تھے۔

بازِ اخواں را ازاں زہراب بود — کاندر ایشاں زہر کینہ میفزود

پھر بھائیوں کے لئے اس میں زہریلا پانی تھا — جو ان کے اندر کینے کا زہر بڑھا رہا تھا

باز ۱ از وے مر زلیخا را شکر — می کشید از عشق افیونِ دگر

پھر اس میں سے زلیخا کے لئے شکر — عشق کے ذریعہ دوسری افیون نکالتی تھی

غیرآں چہ بود مر یعقوبؑ را — بود از یوسفؑ غذا آں خوب را

اس کے سوا جو (حضرت) یعقوبؑ کے لئے تھی — اس حسینہ کے لئے یوسفؑ میں سے غذا تھی

گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے — تا نماند درمے غیبت شکے

طرح طرح کی شرابیں ہیں اور پیالہ ایک ہے — تاکہ تجھے غیب کی شراب میں شک نہ رہے

بادہ از غیب ست و کوزہ زیں جہاں — کوزہ پیدا بادہ دروے بس نہاں

شراب غیب کی ہے اور پیالہ اس جہان کا ہے — پیالہ ظاہر ہے اس میں شراب بہت مخفی ہے

بس ۲ نہاں از دیدۂ نا محرماں — لیک بر محرم ہویدا و عیاں

نا محرموں کی آنکھ سے بہت پوشیدہ ہے — لیکن محرم پر ظاہر اور کھلی ہوئی ہے

یَا اِلٰھِی سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا — فَاعْفُ عَنَّا اُثْقِلَتْ اَوْزَارُنَا

اے میرے خدا ہماری بینائیاں مدہوش کردی گئی ہیں — ہمیں معاف کر ہمارے (گناہوں کے) بوجھ بھاری ہوگئے ہیں

یَا خَفِیًّا قَدْ مَلَاْتَ الْخَافِقَیْنَ — قَدْ عَلَوْتَ فَوْقَ نُوْرِ الْمَشْرِقَیْنَ

اے پوشیدہ! تو نے مشرق و مغرب کو پر کر دیا ہے — تو دونوں مشرقوں کے نور سے بڑھ گیا ہے

اَنْتَ ۳ سِرٌّ کَاشِفٌ اَسْرَارَنَا — اَنْتَ فِجْرٌ مُّفْجِرٌ اَنْھَارَنَا

تو راز ہے ہمارے بھیدوں کو کھولنے والا ہے — تو صبح کا سفیدہ ہے ہماری نہروں کو جاری کرنیوالا ہے

یَا خَفِیَّ الذَّاتِ مَحْسُوْسَ الْعَطَا — اَنْتَ کَالْمَاءِ وَ نَحْنُ کَالرُّحَا

اے مخفی ذات والے، محسوس عطا والے — تو پانی کی طرح اور ہم پن چکی کی طرح ہیں

اَنْتَ کَالرِّیْحِ وَنَحْنُ کَالْغُبَار — یَخْتَفِی الرِّیْحُ وَغَبْرَاہُ جِھَار

تو ہوا کی طرح اور ہم غبار کی طرح ہیں — ہوا پوشیدہ رہتی ہے اور اس کا غبار ظاہر ہے

تو بہاری ماچو باغِ سبز و خوش — او نہان و آشکار بخشش

تو (موسم) بہار ہے ہم سبز اور خوش باغ کی طرح ہیں — وہ پوشیدہ اور اس کی عطا کھلی ہوئی ہے

تو چو جانے ما مثالِ دست و پا — قبض و بسط دست از جاں شد روا

تو جان کی طرح ہے ہم ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہیں — ہاتھ کا بند ہونا اور کھلنا جان سے ممکن ہوا

---

۱ باز۔ پھر زلیخا کو جو یوسفؑ سے شراب ملی وہ اس شراب کے علاوہ تھی۔ جو حضرت یعقوبؑ نے پی۔ خوب۔ یعنی زلیخا۔ گونہ۔ ایک پیالے سے مختلف قسم کی شرابیں حاصل ہوتی ہیں تاکہ غیبی شراب کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

۲ بس نہاں۔ پیالہ کی شراب نا محرموں سے پوشیدہ ہے۔ سُکِّرَتْ۔ مست کردیگئی ہیں۔ یعنی ہماری نگاہیں صحیح کام نہیں کر رہی ہیں۔ اَبْصَارْ۔ بصر کی جمع ہے، بینائی۔ اوزار۔ وِزْرٌ کی جمع ہے، بوجھ، گناہ۔ یَا خَفِیًّا۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات مخفی ہے لیکن کائنات کو محیط ہے۔ خَافِقَیْن۔ مشرق و مغرب۔ اَلْمُشْرِقَیْنَ۔ یعنی جاڑوں کے زمانے کی مشرق اور گرمیوں کے زمانے کی مشرق۔

۳ اَنْتَ۔ اے خدا تو مخفی اور راز ہے لیکن ہمارے راز تجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ اَنْتَ فَجْرٌ۔ فجر صبح کا سفیدہ، پانی کو جاری کرنا۔ رحا۔ پن چکی۔ غبریٰ۔ غبار۔ تو بہاری۔ باغ کی بہار و بقا موسم بہار کی وجہ سے ہے۔ او نہاں۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے تَفَکَّرُوْا فِی الْاٰئِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ "اللہ کی نعمتوں میں غور کیا کرو اس کی ذات میں غور نہ کیا کرو" تو چو جانے۔ جس طرح جان اور روح مخفی ہے لیکن ہاتھ پاؤں کے لئے وہ محرک ہے یہی صورت حضرت حق تعالیٰ اور کائنات کی ہے۔

تو چو عقلی ا ما مثالِ ایں زباں | ایں زباں از عقل دارد ایں بیاں
تو عقل کی طرح ہے، ہم اس زبان جیسے ہیں | اس زبان کو عقل سے بیان حاصل ہوا ہے
تو مثالِ شادی و ما خندہ ایم | کہ نتیجہ شادیِ فرخندہ ایم
تو خوشی کی طرح ہے اور ہم ہنسی ہیں | کیونکہ ہم مبارک خوشی کا نتیجہ ہیں
جُنبشِ ما ہَر دمے خود اَشہدست | کُو گواہِ ذوالجلالِ سَر مدست
ہماری حرکت ہر وقت خود بڑا گواہ ہے | کیونکہ وہ ہمیشہ رہنے والے ذوالجلا کی گواہ ہے
گردشِ سَنگ آسیا دَر اضطراب | اَشہد آمد بَر وجودِ جُویِ آب
پن چکی کے پتھر کی گردش، بے قراری میں | نہر کے پانی پر بڑا گواہ بنی
اے ۲ بروں از وہم وقال وقیلِ من | خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من
اے وہ! جو کہ میرے وہم اور بات چیت سے باہر ہے | میری سر کی مانگ اور مثال دینے پر خاک
بندہ نشکیبد ز تصویرِ خوشت | ہَر دَمے گوید کہ جانم مَفرشت
تیرے حسین تصور پر بندہ صبر نہیں کر سکتا ہے | ہر لحہ کہتا ہے کہ میری جان تیرا فرش ہو
ہمچو آں چوپاں کہ میگفت اے خدا | پیشِ چوپانِ محبّ خود بَیا
اس گڈریئے کی طرح جو کہہ رہا تھا اے خدا! | اپنے عاشق گڈریئے کے سامنے آجا
تا شپشش جویم من از پیرانت | چارقت دوزم بوسم دامنت
تاکہ میں تیرے کپڑوں میں سے جوئیں پاؤں | تیرا چپل سی دوں، تیرا دامن چوموں
کس ۳ نبودش دَر ہواو عشق جُفت | لیک قاصر بُود از تسبیح و گفت
محبت اور عشق میں کوئی اس جیسا نہ تھا | لیکن تسبیح اور گفتگو میں کوتاہ تھا
عشقِ اُو خر گاہ بر گردوں زدہ | جاں سَگِ خرگاہِ آں چوپاں شدہ
اس کے عشق نے آسمان پر خیمہ گاڑ دیا تھا | جان اس گڈریئے کے خیمہ کا کتا بن گئی تھی
چونکہ بحرِ عشقِ یزداں جوش زد | بر دلِ اُو زد تُرا بر گوش زد
جب اللہ تعالیٰ کے عشق کے سمندر نے جوش مارا | اس کے دل سے ٹکرایا، تیرے کان سے ٹکرایا

حکایت جوحی کہ چادر پوشیدہ دَر وعظ میانِ زناں نشست و حرکتے کرد زنے اُورا بشناخت کہ مَردست و نعرہ بزد

جوحی کا قصہ جو کہ چادر اوڑھ کر وعظ میں عورتوں کے درمیان بیٹھ گیا اور اس نے ایسی حرکت کی کہ ایک عورت نے اس کو پہچان لیا کہ مرد ہے اور اس نے نعرہ مارا

---

۱ تو چو عقلی۔ زبان کو عقل گویا بناتی ہے۔ تو مثال۔ جس طرح مسکراہٹ خوشی کا نتیجہ ہے اس طرح ہم سب حضرت حق تعالیٰ کی شئوں کے مظاہر ہیں۔ جنبش۔ ہماری حرکات حضرت حق تعالیٰ کے وجود کی گواہ ہیں۔ گردش۔ پن چکی کے پاٹ کی حرکت نہر کے پانی کے وجود کی گواہ ہے۔ اشہد۔ زیادہ گواہ۔

۲ اے بروں۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات وہم قیاس سے بالاتر ہے لہٰذا اس کی کوئی مثال اس کے مطابق نہیں ہے۔ بندہ۔ مثالیں دینے کی مجبوری یہ ہے کہ بندہ محض تصور پر صبر نہیں کرتا ہے مزید وضاحت چاہتا ہے۔ ہم حق تعالیٰ کے لئے مثالوں کی یہی حقیقت ہے جس طرح گڈریئے نے اس کی ذات کی تعبیر کی تھی۔ شپش۔ جُوں۔ چارق۔ چپل۔

۳ کس نبودش۔ اس گڈریئے کی تعبیرات اگرچہ غلط تھیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق بے مثال تھا۔ عشق۔ اس کے عشق کا مقام عالم بالا تھا اور جان جیسی معزز چیز اس کے خیمہ کا کتا بنی ہوئی تھی چونکہ عشق کا اثر اس کے دل پر تھا تیرے صرف کان پر ہے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ دل پر اور کسی دوسرے عضو پر اثر میں بہت بڑا فرق ہے۔ جوحی۔ ایک شخصیت ہے جس کی طرف بہت سے پر مذاق قصے منسوب ہیں جیسی کہ اردو ادب میں ملا دو پیازہ یا شیخ چلی۔

واعظے بُد بَس گزیدہ[1] در بیاں | زیرِ منبر جمع مَردان و زناں
ایک واعظ تقریر میں بہت منتخب تھا | (اسکے) منبر کے پاس مرد اور عورتیں جمع تھیں

رفت جوحی چادر و رُوبند ساخت | درمیانِ آں زناں شدنا شناخت
جوحی چلا، چادر اور نقاب پہنا | ان عورتوں میں ان جان ہو گیا

سائلے پُرسید واعظ را براز | مُویِ عانہ ہست نقصانِ نماز
ایک سوال کرنیوالے نے آہستہ سے واعظ سے دریافت کیا | زیرناف کے بال نماز کے نقصان (کا باعث) ہیں؟

گفت[2] واعظ چوں شود عانہ دراز | پس کراہت باشد ازوے در نماز
واعظ نے کہا جب زیرناف کے بال بڑھ جائیں | تو اس سے نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے

یا بنورہ یا بسترہ بسترش | تا نمازت کامل آید خوب و خوش
چونے سے یا استرے سے ان کو مونڈ دے | تاکہ تیری نماز بھلی اچھی مکمل ہو

گفت سائل آں درازی تاچہ حد | شرط باشدتا نماز اکمل بُود
سوال کرنے والے نے کہا لمبائی کس حد تک | مناسب ہے، تاکہ نماز مکمل ہو جائے؟

گفت چوں قدرِ جوئے گردد بطول | پس ستُردن فرض باشد اے سئول
اس نے کہا، اگر جو کی بقدر لمبے ہو جائیں | اے بجھ کر! مونڈنا فرض ہو جائے گا

پیشِ جوحی یک زنے بنشستہ بود | ہوش را بَر وعظِ واعظ بَستہ بُود
جوحی کے آگے ایک عورت بیٹھی تھی | جس نے ہوش کو واعظ کے وعظ سے وابستہ کر دیا تھا

گفت جوحی زُودا ے خواہر ببین | عانۂ من گشتہ باشد ایں چُنیں
جوحی نے کہا اے بہن! جلد دیکھ لے | میرے زیر ناف بال ایسے ہو گئے ہونگے

بہرِ خوشنودیِ حق پیش آردست | کاں بمقدارِ کراہت آمدست
اللہ (تعالیٰ) کی خوشنودی کیلئے ہاتھ بڑھا | کہ وہ کراہت کی بقدر ہو گئے ہیں؟

دَست زن در کرد در شلوارِ مَرد | کیرِ اُو بردستِ زن آسیب[3] کرد
عورت نے مرد کے شلوار کے اندر ہاتھ ڈالدیا | اس کے خلیہ نے عورت کے ہاتھ پر اثر کیا

نعرۂ زد سخت اندر حال زن | گفت واعظ بَر دِلش زد گفتِ من
عورت نے فوراً ایک نعرہ مارا | واعظ نے کہا میری بات نے اس کے دل پر اثر کیا ہے

صدق ازیں زن بیاموزید ہیں | چونکہ بَر دل زد وُرا گفتِ چنیں
ہاں، تم سچائی اس عورت سے سیکھ لو | جبکہ ایسی گفتگو نے اس کے دل پر اثر کیا ہے

[1] گزیدہ۔ منتخب۔ رُوبند۔ نقاب۔ موی عانہ۔ زیرناف کے بال۔ عانہ۔ یعنی جب زیرناف بدلے بڑھ جائیں تو نماز میں کراہت آجاتی ہے۔ نُورہ۔ چونا۔ سترہ۔ استرہ۔ تاچہ حد۔ درازی کر متعین کردیجئے کہ بال کس قدر بڑھ جانے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔
[2] گفت۔ واعظ نے کہا۔ سئول۔ بہت زیادہ سوال کرنے والا۔ ہوش۔ یعنی واعظ کے وعظ کی جانب پوری متوجہ تھی۔ مرد۔ یا شلوار کا مضاف الیہ یا کرد کا فاعل ہے دونوں صورتوں میں ترجمہ جداگانہ ہے۔
[3] آسیب۔ اثر۔ گفت۔ واعظ نے کہا کہ میرے وعظ کا اس کے دل پر اثر ہوا ہے اسی لئے اس نے نعرہ مارا ہے۔ صدق۔ واعظ نے مردوں سے کہا تم لوگ اس عورت سے نصیحت حاصل کرلو۔

گفت[۱] اینے بر دل نزد بر دست زد
اس (جوگی نے) کہا دل پر نہیں ہاتھ پر اثر کیا ہے
وائے گر بر دل زدے اے پُر خرد
اے عقلمند! کیا کہنا تھا اگر دل پر اثر کرتا

بر دلِ آں ساحراں زد اند کے
ان جادوگروں کے دل پر تھوڑا سا اثر کیا
شدُ عصا و دست ایشانرا یکے
ان کے لئے لکڑی اور ہاتھ یکساں بن گیا

گرز پیرے در رُبائی تو عصا
اگر تو کسی بڈھے کی لاٹھی اڑا لے
بیش رنجد کاں گروہ از دست و پا
وہ اس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جتنا وہ گروہ ہاتھ پاؤں سے

نعرۂ[۲] لا ضَیر بر گردوں رسید
"کوئی حرج نہیں" کا نعرہ آسمان پر پہنچا
ہیں بُبر کہ جاں زجان کندن رہید
ہاں کاٹ لے، جان جاں کنی سے نجات پا گئی

چوں بدانستیم ما کیں تن نہ ایم
چونکہ ہم جان گئے کہ ہم یہ جسم نہیں ہیں
از ورای تن بیزداں میزئیم
جسم کے سوا ہم خدا کے ذریعہ جی رہے ہیں

اے خنک آں را کہ ذات خود شناخت
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا
اندر امنِ سرمدی قصرے بساخت
ہیشگی کے امن میں اس نے محل بنا لیا

کود کے گرید پئے جوز و مویز
بچہ جس اخروٹ اور منقّی کے لئے روتا ہے
پیشِ عاقل باشد آں بس سہل چیز
عقلمند کے لئے وہ آسان چیز ہے

پیشِ دل جزو مویز آمد جسد
دل کے لئے جسم، اخروٹ اور منقّی ہے
طفل کے دردانشِ مرداں رسد
بچہ مردوں کی عقل کو کب پہنچتا ہے؟

ہر کہ[۳] محجوبست اُو خود کودکیست
جو پردے میں ہے، وہ بچہ ہے
مرد آں باشد کہ بیروں از شکیست
مرد وہ ہے جو شک سے باہر ہے

گر بریش و خایہ مردستے کسے
اگر کوئی داڑھی اور خایہ کی وجہ سے مرد ہے
ہر بُز یرا ریش و خُصیہ استے بسے
تو ہر بکرے کے داڑھی اور خصیہ ہے

پیشوای بدبود آں بز شتاب
وہ بکرا برا پیشرو ہے، جلد
میبرد اغنام را پیشِ قصاب
بکریوں کو قصاب کے آگے لیجاتا ہے

ریش شانہ کردہ کہ من سابقم
داڑھی کو کنگھی کئے ہوئے کہ میں راہنما ہوں
سابقی لیکن بسوئے درد و غم
تو راہنما ہے لیکن دد اور غم کی جانب

ہیں روش بگزیں و ترکِ ریش کن
خبردار! روش اختیار کر اور داڑھی کو چھوڑ
ترکِ ایں ماؤمن و تشویش کن
اس تکبرو غرور اور پریشانی کو ترک کر

---

۱ گفت۔ جوگی نے کہا دل پر نہیں محض ہاتھ پر اثر ہوا ہے اسلئے کہ اس کا ہاتھ جوگی کی شرمگاہ پر لگا تھا۔ بر دل۔ فرعون کے جادوگروں کے دل پر اثر ہوا تھا تو عشق الٰہی میں ان کے لئے ہاتھ پاؤں کا کٹنا ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی لکڑی کا کٹنا۔ گر۔ اگر تو بوڑھے کی لاٹھی چھین لے تو اس کو اس سے زیادہ رنج ہوگا جیسا کہ ان کو ہاتھ پاؤں کٹنے پر ہوا تھا۔

۲ نعرۂ۔ جس وقت فرعون نے جادوگروں سے کہا تھا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا تو انہوں نے جواب میں کہا تھا لا ضیر "کوئی نقصان نہیں۔ چوں۔ جادوگروں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ اصل زندگی جسم کی نہیں ہے بلکہ روح کی ہے۔ اے خنک۔ حدیث شریف ہے جس نے اپنی حقیقت سمجھ لی اس نے خدا کو پہچان لیا کودکے۔ بچے کے لئے اخروٹ اور منقّی عزیز ہیں عقلمند کے لئے وہ حقیر ہیں۔ پیشِ دل۔ اہلِ دل کے لئے ہاتھ پاؤں اخروٹ اور منقّی کی جگہ ہیں۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص اپنی حقیقت نہیں سمجھا وہ بچہ ہے۔ گر ریش۔ اگر مرد ہونا داڑھی اور خصیہ کی وجہ سے ہو تو یہ چیزیں بکرے کے بھی ہوتی ہیں۔ پیشوا۔ بکرے میں عقل خام ہے اسی لئے مذبح جاتے وقت وہ بکریوں کا پیشوا بن جاتا ہے۔ ریش۔ بناوٹی پیر بھی داڑھی میں کنگھا کر کے کہتا ہے کہ میں پیشوا ہوں ہاں تو پیشوا ہے لیکن بکرے کی طرح پیشوا ہے۔ ہیں۔ انسان کو سیدھے راستہ کی روش اختیار کرنی چاہیے داڑھی پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

ریشِ ۱ خود را خندہ زارے کردۂ | نازکم کُن چونکہ ریش آوردۂ

تو نے اپنی داڑھی کو مضحکہ بنا لیا ہے | جبکہ تیرے داڑھی نکل آئی ہے نخرے نہ دکھا

تاشوی چوں بوئے گُل بر عاشقاں | پیشواو رہنمای گلستاں

تا کہ تو پھول کی خوشبو کی طرح عاشقوں کیلئے بنجائے | باغ کا رہنما اور پیشوا

چیست بُوی گُل دمِ عقل و خرد | خوش قلاوزِ رہ باغِ ابد

پھول کی خوشبو کیا ہے؟ عقل اور سمجھ کی بات | جو ابدی باغ کے لئے بہترین راہنما ہے

فرمودنِ شاہ با ایاز بارِ دیگر کہ شرحِ چارق و پوستین را

بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ حکم دینا کہ چپل اور پوستین کی تشریح کو واضح طور پر بتا

آشکارا بگوتا خواجہ تا ۔ شانت ازاں اشارت پند

تاکہ تیرے آقا شریک اس اشارے سے نصیحت حاصل کر لیں

گیرند کہ اَلدِّینَ النَّصِیحَۃُ

چونکہ "دین نصیحت ہے"

سِرِّ چارق را بیاں کُن اے ایاز | پیشِ چارق چیستت چندیں نیاز

اے ایاز ! چپل کا راز بتا | چپل کے سامنے تیری اسقدر نیازمندی کیوں ہے؟"

تا بنوشد سُنقر و ۲ بگیا رقت | سِرِّ سِرِّ پوستین و چارقت

تاکہ سنقر اور تیرے ساتھی سن لیں | تیرے پوستین اور چپل کے راز کا راز

اے ایاز از تو غلامی نوریافت | نورت از پستی سوی گردوں شتافت

اے ایاز ! تجھ سے غلامی نے نور حاصل کیا | تیرا نور پستی سے آسمان کی جانب دوڑ گیا

حسرتِ آزادگاں شُد بندگی | بندگی راچوں تو دادی زندگی

غلامی آزادوں کے لئے (باعث) حسرت بنگئی | جبکہ تو نے غلامی کو زندگی بخشی

مومن ۳ آں باشد کہ اندر جزرومدّ | کافراز ایمانِ اُو حسرت خورد

مومن وہ ہوتا ہے ، کہ جوار بھاٹے میں | کافر اس کے ایمان پر حسرت کرے

حکایت گبرے کہ در عہدِ شیخ با یزید قدس سرہ گفتندش

اس کافر کا قصہ کہ با یزید قدس سرہ کے زمانے میں لوگوں نے اس سے کہا

کہ مسلمان شو وجوابِ اُوایشان را

کہ مسلمان ہوجاؤ اور اس کا ان کو جواب دینا

۱ ریش۔ تو نے تو اپنی داڑھی کا بھی مذاق اڑا دیا ہے، تیرے داڑھی نکل آئی ہے اب ناز و انداز مناسب نہیں ہے راہِ سلوک اختیار کر ورنہ داڑھی کی مذاق اڑے گی۔ تاشوی۔ پھر تو خوشبو کی طرح عاشقوں کے لئے باغ کا رہنما بن جائیگا چیست۔ خوشبو سے مراد عقلمندی کی باتیں کرنا ہے۔ قلاوز۔ رہنما۔ الدِّینُ النَّصِیحَۃُ۔ دین اخلاص ہی ہے۔ سر چارق۔ محمود نے ایاز سے کہا جوتی کا راز بیان کر اس کے ساتھ تیری نیازمندی کیوں ہے۔

۲ سُنقر۔ غلام کا نام ہے۔ بگیارق۔ خواجہ تاش۔ اے ایاز۔ تیرے غلام ہونے نے غلامی کو منور کر دیا ہے۔ حسرت۔ تیرے وجود سے آزاد لوگ غلامی کی حسرت کرنے لگے ہیں چونکہ غلامی کو تو نے ایک زندگی عنایت کردی ہے۔

۳ مومن۔ جس طرح ایاز کی غلامی آزادوں کے لئے باعثِ حسرت تھی اسی طرح مومن وہ ہے جس کے ایمان کو دیکھ کر کافر حسرت کرے جیسا کہ حضرت بایزیدؒ کا ایمان تھا نہ یہ کہ اس کا ایسا ایمان ہو جو لوگوں کو ایمان لانے سے روکے جیسا کہ موذن تھا۔

بُود گبرے۱ در زمانِ با یزیدؒ | گفت اُورا یک مسلمانِ سعید
حضرت با یزیدؒ کے زمانے میں ایک کافر تھا | اس نے ایک نیک بخت مسلمان نے کہا

کہ چہ باشد گر تو اسلام آوری | تا بیابی صد نجات و سَروری
اگر تو اسلام لے آئے تو کیا اچھا ہو | تاکہ تو سینکڑوں نجاتیں اور سرداریاں حاصل کرلے

گفت ایں ایماں اگر ہست اے مُرید | آنکہ دارد شیخِ عالم با یزیدؒ
اس نے کہا اے مرید! اگر ایمان وہ ہے | جو کہ دنیا بھر کے شیخ با یزیدؒ رکھتے ہیں

من ندارم طاقتِ آں تابِ آں | کاں فزوں آمد ز کوششہائے جاں
میں اس کی طاقت اس کی قوت نہیں رکھتا ہوں | کیونکہ وہ جان کی کوشش سے بالا تر ہے

گرچہ در ایماں و دیں نا مُوقنم | لیک در ایمانِ اُو بس مُومنم
اگرچہ میں (مسلمانوں کے) ایمان اور دین میں اعتقاد نہیں رکھتا ہوں | لیکن ان کے ایمان کے بارے میں میرا ایمان ہے

دارم۲ ایماں کاں ز جملہ بَرتر ست | بس لطیف و با فروغ و با فرست
میرا ایمان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر ہیں | بہت پاکیزہ اور بارونق اور شان و شوکت والے ہیں

مُومنِ ایمانِ اُویم در نہاں | گرچہ مُہرم ہست محکم بَردہاں
میں پوشیدہ طور پر، ان کے ایمان کا مومن ہوں | اگرچہ میرے منہ پر سخت مہر ہے

باز ایماں خود گر ایمانِ شماست | نے بداں میلستم و نے اشتہاست
پھر اگر ایمان، تمہارا ایمان ہے | نہ اس کی طرف میرا جھکاؤ ہے نہ خواہش ہے

آنکہ صد میلش سُوی ایماں بُود | چوں شمارا دید آں فاتر شود
جس کو ایمان کی جانب سینکڑوں میلان ہوں | جب اس نے تمہیں دیکھا وہ سُست پڑ گیا

زانکہ۳ نامے بیند و معنیش نے | چوں بیاباں را مفازہ گفتنے
کیونکہ وہ (صرف) نام دیکھے گا اور اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے | جس طرح بیابان کو مفازہ کہہ دیتا ہے

چوں بایمانِ شما او بنگرد | عشقِ اُو ز آوردِ ایماں بفسرد
جب وہ تمہارے ایمان کو دیکھے گا | اس کا عشق ایمان لانے میں ٹھٹھر جائے گا

ایں حکایت یاد گیر اے تیز ہوش | صورتش بگذار و معنیٰ را نیوش
اے تیز ہوش! اس حکایت کو یاد کر لے | اس کی صورت کو چھوڑ اور معنیٰ کو سن لے

حکایتِ آں مُوذنِ زشت آواز کہ در کافرستان بانگ زد

اس بھدی آواز والے موذن کی حکایت جس نے نماز کے لئے کفرستان میں اذان

---

۱ گبر۔ کافر۔ کہ چہ باشد۔ مسلمان نے اس کافر سے کہا اگر تو مسلمان ہو جائے تو تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔ گفت۔ اس کافر نے کہا کہ اگر ایمان وہ ہوتا ہے جو با یزیدؒ رکھتے ہیں تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے کیوں کہ وہ انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ گرچہ اگرچہ میں اسلام کے ایمان اور دین کا قائل نہیں ہوں لیکن ان کے ایمان پر میرا ایمان ہے۔

۲ دارم۔ اس کافر نے مسلمان سے کہا کہ میرا یقین ہے کہ وہ بایزیدؒ سب سے بڑھ کر ہیں اور میرا ان کے ایمان پر ایمان ہے لیکن زبان سے ظاہر نہیں کر سکتا ہوں۔ باز۔ اور اگر ایمان سے مراد تمہارا وہ ایمان ہے تو مجھے ایسے ایمان کی نہ خواہش ہے نہ اس کی طرف میرا میلان ہے۔ آنکہ۔ تم تو ایسے مومن ہو کہ اگر کسی کو ایمان کی خواہش بھی ہو تو تمہیں دیکھ کر وہ سُست پڑ جائے گا۔

۳ زانکہ۔ اسلئے کہ تمہارا ایمان تو برائے نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور تم برعکس نام نہند زنگی کا فور کا مصداق ہو۔ بیابان۔ جنگل دراصل ہلاکت کی جگہ ہے لیکن اس کو لوگ مفازہ یعنی کامیابی کی جگہ کہتے ہیں۔ حکایت۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ بہت سے مومن ایسے ہیں کہ کافران کو دیکھ کر ایمان لانے کا ارادہ چھوڑ دیتا ہے۔

بَرای نماز وبَرِد کافر اُورا ہدیہ ہا داد
دی اور ایک کافر شخص نے اس کو بہت سے تحفے دیئے

یک مؤذّن داشت بس آوازِ بَد — شب ہمہ شب میدریدے حلقِ خود ۱
ایک مؤذن کی بری آواز تھی — وہ پوری پوری رات اپنا حلق پھاڑتا تھا

خوابِ خوش بر مرد ماں کردہ حرام — در صُداع افتادہ از وے خاص و عام
اس نے انسانوں پر میٹھی نیند حرام کر دی تھی — اس کی وجہ سے عوام و خواص دردِ سر میں مبتلا تھے

کودکاں ترساں اُزو در جامہ خواب — مَرد و زن ز آوازِ اُو اندر عذاب
بچے بستروں میں اس سے ڈرتے تھے — مرد و عورت اس کی آواز سے عذاب میں تھے

مجتمع گشتند مر توزیع را — بہرِ دفعِ زحمت و تصدیع را
وہ لوگ چندہ جمع کرنے کیلئے اکٹھے ہو گئے — دردِ سر اور تکلیف کو رفع کرنے کیلئے

پَس طلب کردند اُو را در زماں — اُنچپا دادند و گفتند اے فلاں
انہوں نے اس کو فوراً طلب کیا — نقدیاں دیں، اور انہوں نے کہا اے فلاں!

از اذانت جملہ آسودیم ۲ ما — بس کرم کردی شب و روز اے کیا
ہم سب نے تیری اذان سے راحت پائی — اے جناب! آپ نے دن اور رات بڑا کرم کیا

چوں رسید از تو بہر یک دولتے — خواب رَفت از ما کنوں ہم مُدّتے
چونکہ آپ کی وجہ سے ہر ایک کو دولت میسر آ گئی ہے — اب کچھ مدت کے لئے ہماری نیند اڑ گئی ہے

بہرِ آسائش زباں کو تاہ کُن — در عوض ما ہمّتے ہمراہ کُن
آرام کی خاطر آپ زبان بند کر لیجئے — اس کے بدلے میں باطنی توجہ فرمایئے

قافلہ می شد بکعبہ از وَلَہ ۳ — اُنچپہ بستد شد رَواں با قافلہ
شدت شوق کی وجہ سے ایک قافلہ کعبہ کو روانہ ہوا — اس نے نقدی لے لی، قافلہ کیساتھ روانہ ہو گیا

شبگہے کردند اہلِ کارواں — منزل اندر موضعِ کافر ستاں
قافلہ والوں نے رات کے وقت کیا — کفرستان کے مقام پر پڑاؤ

واں مؤذّن عاشقِ آوازِ خود — درمیانِ کافرستان بانگ زَد
اس اپنی آواز کے عاشق مؤذن نے — کفرستان میں اذان دی

چند گفتندش مگو بانگِ نماز — کہ شود جنگ وعداوتہا دَراز
بہت سے لوگوں نے اس سے کہا نماز کی اذان نہ دے — ورنہ جنگ اور لمبی دشمنیاں ہو جائینگی

---

۱ حَلق۔ خود چونکہ اس کا اپنی خوش الحانی پر عقیدہ تھا رات میں مناجات اور ذکر باآواز بلند کرتا ہوگا۔ صُداع۔ دردسر۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔ توزیع۔ چندہ۔ تصدیع۔ دردسر میں مبتلا کرنا۔ اُنچپہ۔ سکہ۔

۲ آسودیم۔ ان لوگوں نے طنزاً کہا دولت۔ یعنی شب بیداری کی دولت۔ خواب۔ اب اس دولت کی خوشی میں ہم رات بھر نہیں ہو سکتے ہیں۔ درعوض۔ جو نقدی ہم تجھے دے رہے ہیں اس کے بدلے میں ہمارے لئے دل سے دعائیں کر دینا۔

۳ وَلَہ۔ شدت عشق۔ قافلہ۔ یعنی حاجیوں کا قافلہ۔ کافرستان۔ وہاں کے باشندے سب کافر تھے۔ بانگ زد۔ اذان دی۔ چند گفتندش۔ ساتھیوں نے اس کو کافرستان میں اذان دینے سے روکا اور کہا کہ یہ کافر لڑائی دنگا کرینگے ایسا نہ کر لیکن وہ نہ مانا اور اس نے اذان دیدی۔

اُو ستیزہ کرد و بس بے احتراز
اس نے جھگڑا کیا اور بہت لا پروائی سے
گفت در کافرستاں بانگِ نماز
کفرستان میں اذان دے دی

خلق ۱ خائف شُدز فتنہ عامہ
عام فتنے سے لوگ ڈر گئے
خود بیامد کافرے با جامہ
ایک کافر کپڑے لئے ہوئے خود آیا

شمع و حلواؤ یکے جامہ لطیف
شمع اور حلوا اور ایک عمدہ لباس
ہدیہ آوردو بیامد چوں الیف
تحفہ لایا اور دوست کی طرح آیا

پُرس وپُرساں کایں مؤذّن کوکجاست
پوچھتے ہوئے کہ یہ موذن کہاں ہے ؟
کہ صَلای وبانگِ اُوراحت فزاست
جس کی اذان کی آواز راحت بڑھانے والی ہے

ہیں چہ راحت بُود زاں آوازِ زشت
ہائیں اس بھدی آواز سے کیا راحت ملی ؟
کُو فتاد ازوَے بناگہ دَر کُنشت
جو اچانک اس سے مندر میں پہنچی

دُخترے دارم لطیف و بَس سَنی
میرے ایک لڑکی ہے، پاکیزہ اور بہت خوبصورت
آرزومی بُود اُو را مُومنی
اس کو مومن بننے کی آرزو تھی

ہیچ ۲ ایں سودا نمیرفت از سَرش
یہ جنون اس کے سر سے کبھی زائل نہیں ہوتا تھا
پَند ہامی داد چندیں کا فرش
بہت سے کافر اس کو نصیحتیں کرتے تھے

دَر دلِ اُو مہرِ ایماں رُستہ بُود
اس کے دل میں ایمان کی محبت پیدا ہو گئی تھی
ہمچو مجمر بُود ایں غم من چو عُود
یہ فکر انگیٹھی کی طرح اور میں اگر کی لکڑی کیطرح تھا

دَر عذاب و در دو اشکنجہ بُدم
میں مصیبت اور شکنجہ اور درد میں تھا
کہ بجنبد سلسلہ اُو دَمبدَم
کیونکہ اس کا (یہ) سلسلہ ہر وقت حرکت میں تھا

ہیچ ۳ چارہ می ندانستم دَراں
میں اس کا کوئی علاج نہ سمجھ پا رہا تھا
تا فروخواند ایں مؤذّن آں اذاں
یہاں تک کہ اس موذن نے وہ اذان دی

گفت دُختر چیست ایں مکروہ بانگ
لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ ڈراؤنی آواز کیسی ہے؟
کہ بگوشم آمد ایں دو چار دانگ
جس کے دو چار ٹکڑے میرے کان میں آئے ہیں

من ہمہ عمر ایں چنیں آوازِ زشت
میں نے تمام عمر اس طرح کی بھدی آواز
ہیچ نشنُیدم دریں دَیر و کُنشت
اس مندر اور بت خانہ میں کبھی نہیں سنی

خواہرش گفتہ کہ ایں بانگِ اذاں
اس کی بہن نے کہا، کہ یہ اذان کی آواز
ہست اِعلام و شِعارِ مُومناں
مومنوں کا اعلان اور علامت ہے

---

۱ خلق ـ یہ لوگ تو کافروں کے حملہ سے خائف تھے لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ یک کافر تحفہ میں کپڑے اور حلوہ وغیرہ لئے آرہا ہے۔ الیف۔ دوست۔ پرس۔ اس موآذن کو پوچھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ موذن کی اذان نے بہت راحت پہنچائی ہے۔ ہیں چہ۔ اس کافر سے کسی نے کہا کہ اس بھدی آواز سے، جو مندر میں پہنچی کیا راحت ملی ہے۔ دُخترے۔ اس کافر نے کہا کہ میرے ایک بہت خوبصورت لڑکی ہے وہ اسلام لانے پر آمادہ ہو رہی تھی۔

۲ ہیچ۔ ہم لوگوں نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آرہی تھی۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ عود۔ اگر کی لکڑی جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ دَر عذاب۔ اس لڑکی کے ارادہ سے میں مصیبت میں تھا اور وہ اس ارادہ میں پختہ ہوتی جا رہی تھی۔

۳ ہیچ۔ اس کو اس ارادہ سے روکنے کی کوئی تدبیر نہ تھی حتیٰ کہ اس موذن نے اذان دی تو لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ بھیانک آواز کیسی ہے میں نے ایسی بھدی اور خوفناک آواز کبھی نہیں سنی۔ خواہرش۔ اس لڑکی کی بہن نے اس کو بتایا کہ یہ مسلمانوں کی اذان کی آواز تھی۔ اعلام۔ اعلان۔ شعار۔ وہ علامت جس سے کوئی چیز پہچانی جائے اس کو بہن کی بات کا اعتبار نہ ہوا تو اس نے کسی دوسرے سے پوچھا اس نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔

باورش نامد پر سید از دگر
اس کو یقین نہیں آیا، اس نے دوسرے سے پوچھا

آں دگر ہم گفت آرے اے قمر
دوسرے نے بھی کہا، ہاں اے چاند!

چوں یقیں[۱] گشتش رخ اُوزردشدُ
جب اس کو یقین ہو گیا تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا

از مُسلمانی دلِ اُو سَرد شدُ
مسلمانی سے اس کا دل افسردہ ہو گیا

باز رَستم من زتشویش و عذاب
میں پریشانی اور عذاب سے چھوٹ گیا

دوش خُوش خفتم دراں بیخوف خواب
گذشتہ رات بغیر ڈر کی نیند خوب سویا

راحتم ایں بُود از آوازِ اُو
مجھے اس کی آواز سے یہ راحت پہنچی

ہدیہ آوردم بشکرآں مَرد کُو
میں شکرانہ میں تحفہ لایا ہوں وہ شخص کہاں ہے؟

چوں[۲] بدیدش گفت ایں ہدیہ پذیر
جب اس نے اس کو دیکھا کہا یہ ہدیہ قبول کر لیجئے

کہ مَرا گشتی مجیر و دستگیر
کیونکہ آپ میرے پناہ دینے والے اور دستگیر ہیں

آنچہ کردی بامن از احسان و بر
آپ نے جو احسان اور بھلائی مجھ سے کی

بندۂ تو گشتہ ام مَن مُستمِر
میں ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام ہو گیا ہوں

گر بمال و مُلک وثروت فردمے
اگر میں مال اور سلطنت اور مالداری میں منفرد ہوتا

من دہانت را پراز زر کردمے
میں سونے سے آپ کا منہ بھر دیتا

ہَست ایمانِ شماز َرق و مجاز
تمہارا ایمان مکر اور مجاز ہے

راہزن ہمچوں کہ آں بانگِ نماز
اسی طرح کا ڈاکو ہے جس طرح کہ وہ اذان

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان
ایمان کے بارے میں کافر کی مسلمان سے حکایت کی جانب رجوع

لیک[۳] از ایمان و صدقِ بایزیدؒ
لیکن بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی سے

چند حسرت در دل و جانم رسید
میرے دل اور جان میں بہت سی حسرتیں آئی ہیں

ہمچو آں زن کو جماع خربدید
اس عورت کی طرح جس نے گدھے کی جفتی دیکھی

گفت آوہ چیست ایں فحلِ فرید
بولی، آہ کیسا یکتا نر ہے

گر جماع این ست کایداز خراں
اگر جفتی یہ ہے جو گدھے کرتے ہیں

بر کُسِ ماہیرِ یند ایں شوہراں
تو یہ شوہر ہماری شرمگاہ پر ہگتے ہیں

داد جُملہ دادِ ایماں بایزیدؒ
بایزیدؒ نے ایمان کا پورا حق ادا کر دیا

آفرینہا بَر چنیں شیرِ فرید
ایسے یکتا شیر کو آفرین ہے

---

۱ چُوں یقین۔ جب اس کو یقین آ گیا تو مایوسی سے اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اسلام لانے کا ارادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ باز رستم جب اس کا دل اسلام سے برگشتہ ہو گیا تو میری مصیبت ختم ہوئی اور رات کو آرام سے سو سکا موذن کی آواز سے مجھے اس طرح راحت ملی لہٰذا میں اس کے لئے تحفے لایا ہوں۔

۲ چوں بدیدش۔ جب اس کافر نے اس موذن کو دیکھا تو کہا کہ یہ تحفے لے لے تو میرا پناہ دہندہ اور دستگیر ہے۔ بر۔ نیکی۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ گر بمال۔ میں زیادہ مالدار نہیں ہوں اور نہ تیرا منہ سونے سے بھر دیتا۔ ہست۔ اس کافر نے اسلام کی دعوت دینے والے مسلمان سے کہا تمہارا ایمان بھی موذن کی طرح انسانوں کو ایمان سے روکنے والا ہے۔

۳ لیک۔ اس کافر نے یہ بھی کہا کہ بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی کو دیکھ کر مجھے بھی حسرت ہوتی ہے کہ ایسا ایمان مجھے کیوں میسر نہ آیا۔ ہمچو۔ اس کافر کو بایزیدؒ کے ایمان پر ایسی ہی حسرت تھی جیسی کہ ایک عورت نے گدھے کو جفتی کرتے دیکھ کر حسرت کی تھی اور کہنے لگی تھی کہ اگر جفتی یہ ہے تو مرد ہمارے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ ہیچ ہے۔ داد۔ حضرت بایزیدؒ نے ایمان کا حق ادا کر دیا۔ فرید۔ بے مثال۔

قطرۂ ۱ زایمانش در بحر از رَوَد — بحر اندر قطرہ اش غرقہ شَود
ان کے ایمان کا ایک قطرہ اگر سمندر میں چلا جائے — اس کے قطرے میں سمندر ڈوب جائے

ہمچو آتش ذرّہٗ در بیشہا — کاندراں ذرّہ شوَد بیشہ فنا
جیسا کہ آگ کا ایک ذرہ جنگلوں میں — کہ اس ذرہ میں جنگل فنا ہو جائیں

چوں خیالے در دلِ شہ با سپاہ — میکُند در جنگ خُصماں را تباہ
جیسا کہ ایک خیال لشکر والے بادشاہ کے دل میں — جنگ میں دشمنوں کو تباہ کر دیتا ہے

یک ۲ ستارہ در محمدؐ رو نمود — تا فنا شُد کفرِ ہر گبرو جہُود
ایک ستارہ محمدؐ میں رونما ہوا — یہاں تک کہ ہر کافر اور منکر کا کفر فنا ہو گیا

یک ستارہ در محمدؐ شد سطرب — تافنا شُد کفرِ جُملہ شَرق وغرب
ایک ستارہ محمدؐ میں پھیلا — یہاں تک کہ مشرق و مغرب کا سارا کفر فنا ہو گیا

آنکہ ایماں یافت رفت اندر اماں — کفر ہائے باقیاں شدُ در گماں
جس نے ایمان حاصل کر لیا وہ امن میں آ گیا — بقیہ کا کفر مشکوک ہو گیا

کفرِ صِرفِ اوّلیں بارے نماند — یا مُسلمانی و یا بیمے نشاند
اب پہلوں کا سا خالص کفر نہ رہا — یا مسلمانی اور یا خوف بٹھا دیا

ایں بحیلہ آب و روغن کردنیست — ایں مثالہا کُفوِ ذرّہ نور نیست
یہ تدبیر سے پانی اور تیل ملانا ہے — یہ مثالیں نور کے ذرے کی ہمسر نہیں ہیں

ذرّہ ۳ نبود جزز چیز منجسِم — ذرّہ نبود شارِق لا ینقسِم
ذرہ جسم بن جانے والی چیز کے علاوہ کچھ نہیں ہے — ذرہ، روشن، تقسیم نہ ہونے والا نہیں ہوتا ہے

گفتنِ ذرّہ مُرادے داں خفی — محرمِ دریا نہ ایں دَم کفی
ذرہ کہنے کا مقصد پوشیدہ سمجھ — تو اس وقت دربار کا راز داں نہیں ہے تو جھاگ ہے

آفتاب نیّرِ ایمانِ شیخ — گر نماید رُخ ز شرقِ جانِ شیخ
شیخ کے ایمان کا روشن، سورج — اگر شیخ کی جان کی مشرق سے رونما ہو جائے

جملہ پستی گنج گیرد تاثرے — جملہ بالا خلد گردد اَخضرے
تمام پست حصہ تاثیر میں تحت الثری خزانہ بنجائے — تمام بالائی حصہ سر سبز جنت بن جائے

اُو یکے جاں دارد از نورِ مُنیر — اُو یکے تَن دارد از خاکِ حقیر
وہ روشن کرنے والے نور کی ایک جان رکھتا ہے — وہ حقیر مٹی کا ایک جسم رکھتا ہے

---

۱ قطرہ۔ انکے ایمان کی یہ وسعت تھی کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کو ڈبو دے۔ ہمچو۔ ان کے ایمان کا قطرہ سمندر پر اسی طور پر حاوی ہو جائے جس طرح آگ کا ایک ذرہ جنگلوں پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کو جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔ چوں۔ یا جس طرح شاہ کا ایک معمولی خیال دشمن میں تباہی مچا دیتا ہے۔

۲ یک ستارہ۔ آنحضورؐ کی تائید کے لئے خدائی تائید کا ایک ستارہ نمودار ہوا جس سے سب کافروں کا کفر فنا ہو گیا۔ آنکہ۔ سب کافروں کا کفر اس طور پر فنا ہوا کہ کچھ تو مسلمان ہی ہو گئے باقی کفر کے معاملہ میں مشکوک ہو گئے اور خالص کفر بالکل مٹ گیا اگر مسلمان بھی نہ ہوئے تو ذمی بن کر مسلمان نما کافر رہ گئے۔ ایں بحیلہ۔ ہم نے بایزیدؒ کے ایمان کے ذرے کی مثالیں دی ہیں یہ محض تکلف ہے اور یہ اس ذرے کی صحیح مثالیں نہیں ہیں۔ آب و روغن کردن۔ بیکار کوشش کرنا۔

۳ ذرہ۔ شیخ کے نور کو ذرہ سے تشبیہ دی تھی اب فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ مناسب نہیں ہے منجسم جسم اختیار کرنیوالا۔ شارق روشن۔ لا ینقسم۔ وہ چیز جو تقسیم نہ ہو سکے۔ کفی۔ تو جھاگ ہے۔ نیّر۔ روشن۔ پستی۔ زمین کا پست حصہ خزانہ بنجائے اور بالائی حصہ جنت بنجائے۔ او۔ شیخ میں دو چیزیں ہیں جان نورانی ہے اور جسم مٹی کا ہے۔

اے عجب اینست اُویا آں بگو — کہ بماندم در شکال و جستجو
تعجب ہے! وہ یہ ہے یا وہ ہے، بتا — کیونکہ میں اشکال اور جستجو میں پڑ گیا ہوں

گردے اینست اے برادر چیست آں — پُر شدہ از نورِ اُو ہفت آسمان
اور اگر وہ ہے تو یہ ہے اے بھائی وہ کیا ہے — کہ جس کے نور سے ساتوں آسمان لبریز ہوئیں

وردے آنست ایں بدن اے دوست چیست — اے عجب زیں ہر دو کداہیں ست وکیست
اور اگر وہ ہے، تو اے دوست! یہ بدن کیا ہے؟ — ہائے تعجب ان دونوں میں سے وہ کون ہے اور کیا ہے؟

حکایتِ ۲ آں زن کہ گفت شوہر را کہ گوشت را گربہ خورد

اس بیوی کا قصہ جس نے شوہر سے کہا کہ گوشت بلی کھا گئی شوہر

شوہر گربہ رابتر زو بر کشید گربہ نیم من بر آمد گفت اے
نے بلی کو ترازو میں رکھا بلی آدھا من نکلی شوہر نے اس سے

زن گوشت نیم من بُود و افزوں اگر ایں گوشت ست
کہا اے بیوی! گوشت آدھا من تھا اور کچھ زیادہ اگر یہ گوشت ہے تو

گربہ بکُو وا گر ایں گربہ ست گوشت کو
بلی کہاں ہے اور اگر یہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے؟

بُود مردے کدخدا۳ اُورا زنے — سخت طنّاز و پلید و رہزنے
ایک گھر والے مرد کی ایک بیوی تھی — سخت نخرے باز اور ناپاک اور لٹیری

ہرچہ آوردے تلف کردیش زن — مرد مضطر بُود اندر تن زدن
وہ جو کچھ لاتا بیوی اس کو برباد کر دیتی — شوہر چپ رہنے سے عاجز آ گیا تھا

بہرِ مہماں گوشت آورد آں مُعیل — سُوئے خانہ با دو صد جہدِ طویل
وہ بال بچوں والا مہمان کے لئے گوشت لایا — گھر، دو سو طویل مشقتوں کے ساتھ

زن بخوردش با شراب و با کباب — مرد آمد گفت دفعِ نا صواب
بیوی نے اس کو شراب و کباب کیساتھ کھالیا — شوہر آیا، اس نے اس کو غلط جواب دیا

مرد گفتش گوشت کو مہماں رسید — پیشِ مہماں لُوت می باید کشید
شوہر نے اس سے کہا گوشت ہے؟ مہمان آ گیا — مہمان کے سامنے لذیذ کھانا رکھنا چاہیے

گفت زن کیں گربہ خورد آں گوشت را — گوشت دیگر خر گرت باید تُرا
بیوی نے کہا یہ بلی وہ گوشت کھا گئی — اگر تجھے چاہیے اور گوشت خرید لا

---

۱ اے عجب۔ اب ہم حیران ہیں کہ شیخ جسم کو کہیں یا روح کو۔ اینست۔ یعنی شیخ اگر جسم ہے۔ چیست آں۔ تو روح کیا ہے آنست۔ یعنی شیخ روح ہے۔

۲ حکایت۔ جس طرح شیخ کے بارے میں حیرانی ہے کہ اگر وہ جسم ہے تو روح کو کیا کہیں اگر روح ہے تو جسم کو کیا کہیں اسی طرح اس شوہر کو حیرانی تھی کہ ترازو میں جو تولا ہے اگر وہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی۔

۳ کدخدا۔ صاحب خانہ مرد۔ یعنی شوہر چپ رہتے رہتے عاجز آ گیا تھا۔ مُعیل۔ بال بچوں دار۔ دفع نا صواب۔ غلط جواب۔ لُوت۔ عمدہ کھانا۔ گفت زن۔ بیوی نے شوہر کو جواب دیا۔

گفت اے ایبک[1] ترازو را بیار	گربہ را من بر کشم اندر عیار
اس نے کہا، او نوکر! ترازو لا	میں بلی کا وزن کروں گا
بر کشیدش بود گربہ نیم من	پس بگفت آں مرد کاے محتال زن
اس نے اس کو تولا، بلی آدھا من تھی	تو اس شوہر نے کہا اے حیلہ گر عورت!
گوشت بد شش اوقیہ افزوں ازاں	گربہ ہم شش اوقیہ ست اے حیلہ داں
گوشت چھ اوقیہ سے بڑھا ہوا تھا	اے حیلہ باز بلی بھی چھ اوقیہ ہے
گوشت نیمن بود افزوں یک ستیر	ہست گربہ نیم من ہم اے ستیر
گوشت نصف من سے ایک استار بڑھا ہوا تھا	اے پردہ نشین! بلی بھی نصف من ہے
ایں[2] اگر گربہ است پس آں گوشت کو	ور بود ایں گوشت بنما گربہ تو
اگر یہ بلی ہے تو پھر گوشت کہاں ہے؟	اور اگر یہ گوشت ہے تو تو بلی دکھا
بایزیدؒ ار ایں بود آں روح چیست	ور وے آں روح ست ایں تصویر کیست
بایزیدؒ اگر یہ ہے، وہ روح کیا ہے؟	اگر وہ روح ہیں، یہ صورت کس کی ہے؟
حیرت اندر حیرت ست اے یارِ من	ایں نہ کارِ تست نے ہم کارِ من
اے میرے دوست! حیرت در حیرت ہے	یہ نہ تیرا کام ہے، نہ میرا کام ہے
ہر دو او باشد و لیک از ریع و زرع	دانہ باشد اصل واں کہ ہست فرع
وہ دونوں ہیں، لیکن پیداوار اور کھیتی میں	دانہ اصل ہے، اور بھوسا فرع ہے
حکمت[3] ایں اضداد را باہم بہ بست	اے قصاب ایں گرد راں با گردنست
حکمتِ (خداوندی) نے ان دو متضادوں کو باہمی باندھ دیا ہے	اے قصائی! یہ ران کا گردہ گردن سے وابستہ ہے
روح بے قالب نتاند کار کرد	قالبِ بیجاں فسردہ بود و سرد
روح بغیر جسم کے کوئی کام نہیں کر سکتی ہے	بے روح جسم ٹھٹھرا ہوا اور ٹھنڈا ہوتا ہے
قالبِ بے جاں کم از خاکست دوست	روح چوں مغزست و قالب ہمچو پوست
اے دوست! بے روح جسم مٹی سے بھی کم ہے	روح گری کی طرح ہے اور جسم چھلکے کیطرح ہے
قلب بے جاں نمی آید بکار	سعی کن جانے بدست آر اے عیار
بے روح جسم کسی کام نہیں آتا ہے	اے کھرے! کوشش سے جان حاصل کر لے
قالبت پیدا و آنجاں بس نہاں	راست شد زیں ہر دو اسباب جہاں
تیرا جسم ظاہر ہے اور وہ روح بہت پوشیدہ ہے	دنیا کے کام ان دونوں سے درست ہوئے ہیں

[1] ایبک۔ غلام۔ من۔ دو رطل کا ہوتا ہے۔ رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے تو من ایک سیر ہوا اور نیم من آدھ سیر ہوا۔ محتال۔ حیلہ گر۔ اوقیہ۔ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے دُقیہ۔ اوقیہ۔ نیمن۔ آدھا من۔ ستیر۔ پہلے مصرع کے قافیہ میں استار کے معنی میں ہے استار ایک درہم وزن کو کہتے ہیں دوسرے مصرع میں پردہ نشین کے معنی میں ہے۔

[2] ایں۔ یہ جو کچھ تولا ہے اگر بلی ہے تو گوشت کہاں گیا اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی اس لئے کہ یہ تو ایک چیز کا وزن ہے۔ بایزیدؒ اگر ہم بایزید جسم کو قرار دیں تو روح کو کیا کہیں اور اگر روح کو بایزید کہیں تو جسم کو کیا کہیں ہر دو جسم اور روح کے مجمع کو بایزید کہیں گے۔ ریع۔ پیداوار۔ دانہ۔ روح بمنزلہ دانہ کے اور جسم بمنزلہ بھوسے کے ہے۔

[3] حکمت۔ اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم کو باہمی حکمت کیلئے ملا دیا ہے۔ روح۔ نہ روح جسم کے بغیر بیکار ہے جسم روح کے بغیر مردہ ہے۔ قالب۔ جسم روح کا قالب ہے روح مغز ہے اور جسم اس کا چھلکا ہے۔ سعی کن۔ انسان کو روح حاصل کرنی چاہیے۔ قالبت۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے دونوں ہی سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔

خاکِ۱ را بر سَر زنی سر نشکند — آب را بر بَرزَنی بَر نشکند

خاک کو سر پر مارے گا وہ سر کو نہ توڑے گی — تو پانی کو جسم پر مارے گا وہ جسم کو نہ توڑے گا

گر تو میخواہی کہ سَر را بشکنی — آب راو خاک را برہم زنی

اگر تو چاہتا ہے سر کو پھوڑ دے — پانی اور مٹی کو آپس میں ملا لے

چوں شکستی سَر رود آبش باصل — خاک سُوئ خاک آید روزِ فصل

جب تو نے سر پھوڑ دیا اس کا پانی اصل کیطرف چلا جاتا ہے — جدائی کے دن مٹی مٹی کی جانب آجاتی ہے

حِکمتے کہ بُود حق راز از دواج — گشت حاصل از نیازو از لجاج

باہمی ملنے میں اللہ تعالیٰ کی جو حکمت تھی — وہ عاجزی اور سرکشی سے حاصل ہو گئی

باشد۲ آنگہ از دواجاتِ دِگر — لَا سمعُ اُذُنٌ وَّلا عَینٌ بَصَرُ

وہاں دوسرے ملاؤ ہوں گے — جن کو نہ کان سے سنا نہ آنکھ نے دیکھا

گر شُنیدے اُذن کے ماندے اُذن — یا کُجا کردے دگر ضبطِ سخن

اگر کان سنتا، کان کب رہتا؟ — یا پھر دوسری بات کہاں محفوظ رکھتا؟

گر بَدیدے برف و یخ خورشید را — از یخی بَرداشتے اُمید را

اگر برف اور یخ سورج کو دیکھ لیتا — یخ پن سے امید ہٹا لیتا

آب گشتے بے عروق و بیگرہ — کہ ز لُطف از باد میکشتے زرہ

بغیر رگوں اور بغیر گرہ کا پانی بن جاتا — جو ہوا کی لطافت سے زرہ (کی طرح) بنجاتا ہے

پس۳ شدے درمانِ جانِ ہر درخت — ہَر دَرختے از قدومش نیکبخت

پھر وہ ہر درخت کی جان کا علاج بن جاتا — اس کی آمد سے ہر درخت نیک بخت ہو جاتا

واں یخے بفسُردہ در خود ماندہٗ — لا مَساسے بادرختاں خواندہٗ

ٹھٹھرے ہوئے عاجز یخ نے — "نہ چھو" درختوں پر پڑھ دیا ہے

لَیسَ یَالِفُ لَیسَ یُوْلَفُ جسمُہٗ — لَیسَ اِلَّا شُحَّ نفسی قِسمُہٗ

اس کا جسم نہ محبت کرتا ہے نہ محبت کیا جاتا ہے — اس کا حصہ سوائے نفس کے بخل کے کچھ نہیں ہے

نیست ضائع زُو شود تازہ جگر — لیک نبُود پیکِ سلطانِ خضر

وہ بیکار نہیں ہے اس سے جگر تازہ ہوتا ہے — لیکن وہ سبزی کے شہنشاہ کا قاصد نہیں ہے

۱ خاک۔ آمیزش سے مقصد براری ہوتی ہے تو صرف خاک سر نہ پھوڑے گی اس میں پانی کی آمیزش کر کے ڈھیلا بنالو تو سر پھوڑ دیگی۔ بَر۔ پہلو، سینہ، بغل۔ روزِ فصل۔ یعنی جب روح جسم سے جدا ہوگی قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیقَاتًا ۔ بیشک جدائی کا دن مقرر ہے۔ "ازواج۔ یعنی روح اور جسم کا باہمی جوڑ جو دنیا میں لگا ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ نیاز مندوں اور سرکشوں کا امتیاز ہو جائے۔

۲ باشد آنگہ۔ عالم آخرت میں روح کا جو جوڑ لگے گا وہ نہ کان نے سنا ہے نہ آنکھ نے دیکھا ہے۔ گر شُنیدے۔ اگر کان اس کی حقیقت سن لے تو فنا ہو جائے یا اس کی قوت سماعت جاتی رہے۔ گر بدیدے۔ کان اسی طرح فنا ہو جائے جس طرح برف اور یخ سورج سے فنا ہو جاتا ہے۔ برف۔ برفانی ممالک میں جاڑے میں دو چیزیں آسمان سے گرتی ہیں ایک روئی کے گالوں کی طرح کی چیز ہے اس کو برف کہتے ہیں اور ایک گاڑھی چیز ژالہ کی طرح کی ہے اس کو یخ کہتے ہیں بے عروق۔ یخ کی لڑیاں جمتی ہیں۔ ز لطف باد۔ ہوا کی لہریں پانی کی سطح کو موجوں کے ذریعہ زرہ کی طرح بناتی ہیں۔

۳ پس شدے۔ برف اور یخ سے درخت جل جاتے ہیں پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ یخ۔ یخ سامری کی طرح درخت کو کہتا ہے مجھے نہ چھونا۔ لیس۔ نہ وہ نباتات کا جزو بنتا ہے۔ نہ نباتات کو وہ خوشگوار لگتا ہے۔ شح بخل یعنی برف اور یخ درختوں کا فائدہ نہیں پہنچاتا ہے۔ نیست ضائع۔ لیکن کوئی شخص برف اور یخ کو بیکار نہ سمجھے اس سے ٹھنڈا کر کے پانی پیا جائے تو جگر میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ خضر سبزی۔

اے ایاز[۱] استارۂ تو بس بلند نیست ہر بُرجے عبورش را پسند

اے ایاز ! تیرا ستارہ بہت بلند ہے ہر برج اس کے عبور کا پسندیدہ نہیں ہے

ہَر وفا راکے پسندَد ہمّتت ہر صفا راکے گزیند صفوتت

تیری ہمت ہر وفا کو کب پسند کرتی ہے ؟ تیری صفائی ہر صفائی کو کب منتخب کرتی ہے ؟

حکایتِ آں امیر کہ غلام را گفت مے بیار غلام رفت و سبوئے

اس امیر کی حکایت جس نے غلام سے کہا شراب لے آ غلام گیا اور شراب

مَے آورد دَر راہ زاہدے بُود امرِ معروف کرد سنگے بزد وسبو

کی ٹھلیا لا رہا تھا راستہ میں ایک زاہد تھا جس نے بھلائی کا حکم کیا پتھر مارا

رابشکست امیر بشنید قصدِ ہلاک و گوشمالِ زاہد کرد زاہد

اور ٹھلیا کو توڑ دیا ، امیر نے سنا زاہد کو ہلاک کرنے اور سزا دینے کا ارادہ کیا

گریخت ایں قضیّہ دَر عہدِ عیسٰی علیہ السلام بُود کہ ہنوز

زاہد بھاگ گیا ، یہ معاملہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے کا تھا کہ اس وقت تک

مَے حرام نشدہ بُود لیکن زاہد تقذّرے[۲] میکرد واز لذّت

شراب حرام نہ ہوئی تھی لیکن زاہد گھن کرتا تھا اور مزے اڑانے اور

وتنعّم منع می کرَد

عیش پرتی سے روکتا تھا

بُود امیرے خوشدلے مَے بارۂ کہفِ ہَر مخمور و ہر بیچارۂ

ایک امیر خوش دل ، شراب دوست تھا ہر شرابی اور ہر بے کس کا سہارا تھا

مُشفقے مسکیں نوازے عادلے مُکرمے زَر بخشے و دَریا دلے

مہربان ، غریب پرور ، منصف تھا سخی ، سونا عطا کرنے والا اور دریا دل تھا

شاہِ مَردان و امیرُ المُؤمنین راہ[۳] بان و راز دان و دُوربیں

بہادروں کا شاہ ، مومنوں کا امیر تھا راستہ کا محافظ اور راز سے واقف اور دور بین تھا

دَورِ عیسٰی بود و ایّامِ مسیحؑ خَلق دلدارو کم آزار و مَلیح

حضرت عیسٰی کا دور تھا اور حضرت مسیحؑ کا زمانہ تھا لوگ دلدار اور نہ ستانے والے اور خوش مزاج تھے

آمدش مہماں بناگاہاں شبے ہم امیرِ جنسِ اُو خوش مَذہبے

ایک رات اچانک اس کے پاس مہمان آیا جو اسی جیسا حاکم اور دیندار تھا

---

۱ اے ایاز۔ یہاں سے پھر ایاز کے قصہ کی جانب رجوع کیا ہے۔ بُرج۔ ستارے کا محور۔ ہر وفا۔ ایاز میں خاص وفاداری اور خاص قسم کا خلوص تھا۔ حکایت۔ جس طرح ایاز کا خلوص اور وفا عام خلوص اور وفا سے برتر تھا اس حکایت سے یہ بتاتا ہے کہ مختلف پرہیز گاروں کی پرہیز گاری میں بھی بڑا فرق ہے۔

۲ تقذّر۔ گھناونا سمجھنا۔ تنعم۔ عیش پرستی۔ مے بارہ۔ شراب کو محبوب رکھنے والا۔ کہف۔ غار، ملجاد ماوا۔ مکرم۔ سخی۔ شاہ مرداں۔ بہادر۔

۳ راہ بان۔ راستہ کا محافظ دورِ عیسٰی۔ حضرت عیسٰی مسیحؑ کا زمانہ پیار و محبت کا زمانہ تھا۔ ہم۔ یعنی وہ بھی اسی طرح کا امیر اور مذہبی تھا جیسا کہ میزبان تھا۔

بادہ ا میبایست شاں در نظمِ حال — بادہ بُود آنوقت ماذون و حلال
ان کو حالت کی باقاعدگی کے لئے شراب درکار تھی — اس وقت شراب جائز اور حلال تھی

بادہ شاں کم بودو گفتا اے غلام — رو سبو پر کن بما آور مدام
ان کی شراب کم تھی اور اس نے کہا اے غلام ! — جا ٹھلیا بھر، ہمارے پاس شراب لے آ

از فلاں راہب کہ دارد خمرِ خاص — تاز خاص و عام یابد جاں خلاص
فلاں راہب کے پاس سے کیونکہ وہ مخصوص شراب رکھتا ہے — تا کہ عوام و خواص سے جان کو چھٹکارا حاصل ہو

جُرعۂ زاں جامِ راہب آں کُند — کہ ہزاراں جُرّہ و خُماں کُند
اس راہب کے جام کا ایک گھونٹ وہ کرتا ہے — جو ہزاروں ٹھلیاں اور مٹکے کرتے ہیں

اندراں مے مایۂ پنہانی ست — آنچناں کاندر عبا سلطانی ست
اس شراب میں ایک سرمایہ پوشیدہ ہے — جس طرح چوغہ میں شہنشاہی ہے

تو بدلقِ ۲ پارہ پارہ کم نگر — کہ سِیہ کردنداز بیرونِ زر
تو پھٹی پرانی گدڑی کو نہ دیکھ — کیونکہ اوپر سے سونے کو کالا کر دیا ہے

از برایِ چشمِ بَد مردود شُد — وز بروں آں لعل دُو دآلود شُد
بد نظری کی وجہ سے وہ نا پسند بنا ہے — اور باہر سے وہ لعل دھوئیں سے آلودہ ہے

گنج و گوہر کے میانِ خانہاست — گنجہا پیوستہ در ویرانہاست
خزانہ اور گوہر گھروں میں کہاں ہے ؟ — خزانے ویرانوں سے وابستہ ہیں

گنجِ آدمؑ چوں بویراں بد دفیں — گشت طینش چشم بند آں لعیں
حضرت آدمؑ کا خزانہ چونکہ ویرانہ میں دفن تھا — اس کی مٹی اس لعین کی آنکھ کا پردہ بن گئی

اُونظر ۳ میکرد در طین سُست سُست — جاں ہمی گفتش کہ طینم سدِّ تست
وہ مٹی کو حقارت سے دیکھتا تھا — روح اس سے کہتی تھی کہ میری مٹی تیری روک ہے

دوسبو بستد غلام و خوش دوید — دَر زماں در دَیرِ رُہباناں رسید
غلام نے دو ٹھلیاں لیں اور تیز دوڑا — فوراً راہبوں کے گرجا گھر میں پہنچ گیا

زَر بدادو بادۂ چوں زر خرید — سَنگ دادو دَر عوض گوہر خرَید
سونا دیا اور سونے جیسی شراب خرید لی — پتھر دیا اور بدلے میں گوہر خرید لیا

بادۂ کاں برسَرِ شاہاں جہد — تاجِ زَر بر تارکِ ساقی نہد
وہ شراب جو بادشاہوں کے سر میں اثر کرتی ہے — ساقی کے سر پر سونے کا تاج رکھ دیتی ہے

---

۱ بادہ۔ وہ لوگ دیندار تھے اور شراب استعمال کر لیتے تھے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کے دور میں شراب حلال تھی۔ ماذون۔ جس کو اجازت حاصل ہو۔ مُدام۔ شراب۔ راہب۔ نصرانی عبادتگذار جس نے دنیا ترک کر کے گرجا گھر میں اقامت کر لی ہو رہبان اسی کی جمع ہے خلاص۔ یعنی اوروں سے خریدنے کی ضرورت نہ پڑے۔ جُرعہ۔ ایک گھونٹ۔ جُرہ۔ ٹھلیا۔ اندراں۔ اس زاہد کی شراب میں ایک مخفی سرمایہ ہے جس طرح عبا میں سلطانی مخفی ہوتی ہے۔

۲ تو بدلق۔ فقراء کی گدڑی کو حقارت سے نہ دیکھنا چاہیے فقراء کی گدڑی میں وہ سلطانی ہوتی ہے جو شاہوں کو بھی نصیب نہیں ہے۔ کہ سیہ۔ سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے تا کہ اس کو کوئی نہ چرائے مردود۔ نظر بد سے بچانے کے لئے سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے۔ لعل۔ لعل کو بھی دھوئیں سے آلودہ کر دیا جاتا ہے۔ گنج۔ حضرت آدمؑ کی روح چونکہ جسم کی مٹی میں تھی وہ مٹی شیطان کی آنکھ کا پردہ بن گئی۔

۳ اُونظر۔ شیطان کی نظر صرف مٹی پر تھی۔ سد۔ روک۔ دیر۔ یعنی گرجا گھر۔ زر بداد۔ اشرفیوں سے عمدہ قسم کی شراب خرید لی تنگ داد۔ سونا پتھر میں سے نکلتا ہے۔ بادہ شاہ جب اس قسم کی شراب سے مست ہو جاتے ہیں۔ تو ساقی کو بہت انعام ملتا ہے۔

فتنہا و [۱] شورہا انگیختہ | بندگان و خسرواں آمیختہ
فتنے اور شور بر انگیختہ کر دیتی ہے | غلاموں اور شاہوں کو ملا دیتی ہے

استخوانہا رفتہ جملہ جاں شُدہ | تخت و تختہ آں زماں یکساں شُدہ
ہڈیاں ختم ہو جاتی ہیں سب کچھ جان بنجاتا ہے | اس وقت تخت اور تختہ یکساں ہو جاتا ہے

وقتِ ہُشیاری چو آب و روغن اند | وقتِ مستی ہمچو جاں اندر تن اند
انسان ہوش کے وقت پانی اور تیل کی طرح ہیں | مستی کے وقت جسم میں جان کی طرح ہیں

چوں ہریسہ لحم و گندم غرق ہم | ہیچ سَبقے نے دَر ایشاں فرق ہم
جیسا کہ ہریسہ، گوشت اور گیہوں باہمی غرق ہیں | انہیں کوئی دوڑ نہیں، نہ انہیں باہمی فرق ہے

چوں ہریسہ گشت آنجا فرق نیست | نیست فرقے کاندر آنجا غرق نیست
جب ہریسہ بن گیا وہاں کوئی فرق نہیں ہے | کوئی ایسا فرق نہیں ہے جو وہاں غرق نہ ہو گیا ہو

ایں [۲] چنیں بادہ ہمی بُرد آں غلام | سُوئے قصرِ آں امیرِ نیک نام
وہ غلام اس طرح کی شراب لے جارہا تھا | نیک نام امیر کے محل کی جانب

پیش آمد زاہدے غم دیدۂ | خُشک مغزے دَر بَلا پیچیدۂ
ایک غموں کا مارا زاہد سامنے آگیا | جس کا دماغ خشک ہو گیا تھا مصیبت میں پھنسا ہوا تھا

تنَ ز آتشہائے دل بگداختہ | خانہ از غیرِ خدا پرداختہ
جسم دل کی آگوں سے پگھل گیا تھا | اس نے دل کو خدا کے سوا سے خالی کر لیا تھا

گوشمالِ [۳] محنت بے زینہار | داغہا بر داغہا چندیں ہزار
بے پناہ مشقت کی گوشمالی کی وجہ سے | داغوں پر داغ کئی ہزار تھے

دیدہ ہر ساعت خلش دَر اجتہاد | روز و شب چفسید اُو بر اجتہاد
وہ ہر وقت مجاہدے میں تکلیف اٹھاتا تھا | وہ دن رات مجاہدے سے چمٹا ہوا تھا

سال و مہ در خاک و خوں آمیختہ | صبر و حلمش نیم شب بگریختہ
سالوں اور مہینوں خاک اور خون میں لتھڑا تھا | اس کا صبر اور بردباری آدھی رات کو بھاگ چکی تھی

دید دَر شب یک غلامِ نیک پے | در شتابش اُوز میں میکرد طے
اس نے ایک نیک خصلت غلام کو رات میں دیکھا | وہ اپنی جلدی میں زمین طے کر رہا تھا

گفت زاہد در سبوہا چیست آں | گفت بادہ گفت آنِ کیست آں
زاہد نے کہا ٹھلیوں میں کیا ہے؟ | اس نے کہا شراب اس نے کہا کس کی ہے؟

[۱] فتنہا۔ شراب شور و شر پیدا کرتی ہے۔ اور آقا اور غلام کا امتیاز مٹا دیتی ہے۔ استخوانہا۔ شراب پی کر انسان جسم و جان بن جاتا ہے۔ تخت یعنی شاہی تخت۔ تختہ۔ یعنی پھانسی کا تختہ۔ وقتِ ہشیاری۔ ہوش کے وقت آدمیوں میں ایسا بیر ہوتا ہے جیسا کہ تیل اور پانی میں اور مستی کے وقت سب ایک جان ہو جاتے ہیں۔ ہریسہ۔ حلیم کی طرح کا کھانا ہے جس میں گوشت اور گیہوں کا دلیہ ہوتا ہے جب ہریسہ تیار ہو جاتا ہے تو گوشت اور دلیہ میں امتیاز نہیں رہتا۔ فرق۔ اب دونوں کا فرق غائب ہو جاتا ہے

[۲] ایں چنیں۔ وہ غلام ان اوصاف کی شراب امیر کے محل کی طرف لے کر چلا۔ غم دیدہ۔ یعنی جس پر قبض کی کیفیت طاری تھی۔ خشک مغز۔ مجاہدوں کی کثرت سے اس کا دماغ خشک ہو گیا تھا۔ تن۔ اس زاہد کا جسم عشق کی آگ سے پگھل گیا تھا۔ اور اس کے دل میں صرف حق تعالیٰ کا خیال تھا۔

[۳] گوشمال۔ مجاہدوں کی بے پناہ مشقت نے اس کے دل پر ہزاروں داغ لگا دیئے تھے۔ کہ دیدہ۔ اس کا شغل شب و روز مجاہدہ تھا۔ نیم شب یعنی اس کو پتہ نہ چلا اور اسمیں صبر اور حلم کی طاقت نہ رہی تھی۔ دید۔ اس نے دیکھا غلام بھاگا رہا ہے۔ گفت زاہد۔ زاہد نے غلام سے پوچھا ٹھلیا میں کیا ہے اس نے کہا شراب ہے۔

گفت ایں آنِ فلاں میرِ اجل | گفت طالب را چنیں باشد عمل
اس نے کہا یہ فلاں بڑے سردار کی ملکیت ہے | اس نے کہا طلبگار کا یہ کام ہوتا ہے ؟

طلبِ یزداں وآنگہ عیش ونوش | بادۂ شیطان وآنگہ تیز ہوش
خدا کا طلبگار ، اور پھر عیش اور پینا | شیطانی شراب اور پھر ہوش کی تیزی ؟

ہوشِ تو بے مے چنیں پژمردہ است | ہوشہا باید براں ہوشِ توست
تیرا ہوش بغیر شراب کے ایسا مرجھایا ہوا ہے | تیرے ہوش سے، بہت سے ہوش وابستہ کرنے چاہئیں

تاچہ باشد ہوشِ تو ہنگامِ سُکر | اے چو مُرغے گشتہ صید دامِ سُکر
پھر نشہ کے وقت تجھے ہوش کہاں ہو گا ؟ | اے وہ ! جو پرندہ کی طرف نشہ کے جال میں ہے

حکایت ۲ ضیائے بلخ کہ دراز بالا بُود و برادرش شیخ الاسلام

ضیاء بلخ کا قصہ جو دراز قد تھے اور ان کے بھائی شیخ الاسلام

تاجِ بلخ بغایت کو تاہ بالا بُود و ایں شیخ الاسلام از برادرش ننگ داشت روزے ضیا در آمد بدرسِ اُو وہمہ صدورِ بلخ حاضر بُودند بدرسِ اُو ضیا خدمتے کردو بگذشت شیخ الاسلام نیم قیام کرد سَر سَری ضیا گفت آرے

تاج بلخ بہت چھوٹے قد کے تھے اور یہ شیخ الاسلام اپنے بھائی سے ذلت محسوس کرتے تھے ایک روز ضیا ان کے درس میں پہنچ گئے اور بلخ کے تمام صدر ان کے درس میں حاضر تھے ، ضیا نے حاضری دی اور چلدیئے شیخ الاسلام معمولی طور پر آدھے کھڑے ہو گئے ضیا نے کہا بیشک آپ

سخت درازی پارۂ دردُزداز خود

بہت لمبے ہیں کہ اپنے میں سے ایک حصہ چرالیا

آں ضیائے بلخ خوش ۳ الہام بُود | دادرِ آں تاجِ شیخ الاسلام بُود
ضیا بلخی خوش طبع تھے | تاج شیخ الاسلام کے بھائی تھے

از برائے علم خلقے پیشِ اُو | گشتہ دائم در ملازم درس جُو
علم کی وجہ سے لوگ ان کے سامنے | ہمیشہ رہتے تھے صحبت میں درس کے طالب

تاجِ شیخ اسلام دارالملک بلخ | بُود کوتہ قدو کوچک ہمچو فرخ
دارالخلافہ بلخ کے شیخ الاسلام تاج | پست قد اور چوزے کی طرح چھوٹے تھے

---

۱ گفت ایں۔ غلام نے زاہد کے جواب میں کہا کہ یہ شراب امیر اعظم کی ہے۔ زاہد نے کہا کہ طالب حق کے یہ کام ہوتے ہیں اس کو تو ناؤ نوش سے بچنا چاہیے شیطانی شراب پی کر ہوش کہاں رہتا ہے۔ ہوش۔ انسان بغیر شراب کے بھی غافل ہے۔ جس کے لئے سینکڑوں ہوش درکار ہیں تو پھر نشہ میں کیا ہوش رہ سکتا ہے۔ نشہ میں تو ایسا ہی پھنستا ہے جس طرح پرند جال میں

۲ حکایت۔ یہ بتایا تھا کہ انسان خود ہی مدہوش ہے، شراب پی کر تو اور بدحال ہوگا اس حکایت سے بھی یہی بتایا ہے کہ شیخ الاسلام کا خود قد چھوٹا تھا نیم قد کھڑے ہونے پر اور چھوٹا ہو گیا۔

۳ خوش الہام۔ ظرافت مزاج۔ داوہ۔ برادر۔ ملازم۔ مت۔ دارالملک دارالخلافہ۔ فرخ۔ پرند کا بچہ۔

گرچہ ۱؎ فاضل بُود وفحل و ذُوفنوں
اگرچہ فاضل تھے اور یکتا اور فنون والے
ایں ضیا اندر ظرافت بُد فزوں
یہ ضیاء مذاق میں بڑھے ہوئے تھے

اُو بسے کوتہ ضیا بے حد دراز
وہ بہت ٹھنگنے، ضیاء بہت لمبے
بُود شیخ اسلام را صد کبر و ناز
شیخ الاسلام میں سینکڑوں تکبر اور ناز تھے

زیں برادر عار و ننگش آمدے
ان بھائی سے، ان کو عار اور ذلت آتی
آں ضیا ہم واعظے بُد با ہُدے
وہ ضیاء بھی با ہدایت واعظ تھے

روزِ محفل اندر آمد آں ضیا
مجلس کے دن ضیاء اندر آئے
بارگہ پُر قاضیان و اَصفیا
دربار قاضیوں اور منتخب لوگوں سے بھرا ہوا تھا

کرد شیخ اسلام از کبرِ تمام
شیخ الاسلام نے پورے غرور سے کیا
ایں برادر را چنیں نصف ۲؎ القیام
اس بھائی کے لئے ایسے ہی آدھا قیام

پس ضیا چوں دید کبر اندر سَرش
جب ضیا نے ان کے سر میں غرور دیکھا
انفعالے داد حالے در خورش
ان کے مناسب فوراً ان کو شرمندہ کیا

گفت آرے بس درازی بہرِ مزد
انہوں نے کہا جی ہاں آپ بہت لمبے ہیں مزدوری کیلئے
اند کے زاں قدِ سَروت ہم بدزد
اپنے سرو جیسے قد سے بھی تھوڑا سا چرا لیا

رجوع بحکایتِ زاہد باغلامِ امیر
امیر کے غلام کے ساتھ زاہد کی حکایت کی طرف واپسی

پس ۳؎ ترا خود ہوش کو و عقل کو
پھر تجھے خود ہوش کہاں اور عقل کہاں ہے؟
تا خوری مَے اے تو دانش را عَدُو
تا کہ تو شراب پئے اے عقل کے دشمن!

رُوت بس زیباست نیلی ہم بکش
تیرا چہرہ بہت حسین ہے، نیل بھی لگا لے
ضُحکہ باشد نیل بر رُوئے حبش
حبشی کے چہرے پر نیل مذاق ہوتا ہے

در تو نورے کے درآمد اے غوی
اے گمراہ! تیرے اندر نور ہی کب آیا ہے؟
تا تو مَے نوشی و ظلمت جُو شوی
کہ تو شراب پئے اور ظلمت کا طالب بن جائے

سایہ در روز ست جستن قاعدہ
سایہ تلاش کرنے کا قاعدہ دن میں ہے
در شبِ ابرے تو سایہ جُو شدہ
تو ابر والی رات میں سایہ کا طالب بنا ہے

گر حلال آمد پئے قوتِ عوام
اگر وہ شراب عوام کی خوراک کیلئے حلال ہے
طالبانِ دوست را آمد حرام
دوس کے طلبگاروں کے لئے حرام ہے

۱؎ گرچہ۔ تاج شیخ الاسلام اگرچہ بڑے صاحب علم تھے لیکن ضیاء خوش طبعی میں ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ ان ضیاء۔ ضیا ہدایت یافتہ واعظ تھے، شیخ الاسلام کا ان کی بھائی بندی سے ذلت محسوس کرنا غیر مناسب تھا۔ اَصفِیاء، برگزیدہ۔

۲؎ نصفِ القِیام۔ یعنی تعظیم کے لئے آدھے کھڑے ہوئے پس ضیا۔ چونکہ ضیا کو محسوس ہوا کہ دماغ میں تکبر ہے اس لئے فوراً ان کو شرمندہ کرنا چاہا۔ بہر مزد۔ یعنی لوگوں کو معتقد بنا کر نذرانہ وصول کرنے کے لئے قد و سَرو ت۔ طنزاً کہا۔

۳؎ پس تُرا۔ زاہد کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ روت۔ حسین چہرے پر نظر بد سے بچانے کے لئے ماتھے پر نیل لگا دیا جاتا ہے اب اگر کوئی بدصورت نیل لگائے تو اس کا مزید مذاق بنے گا۔ ضحکہ۔ ہنسی کی چیز۔ گر حلال۔ شراب اگرچہ عوام کی تقویت کیلئے حلال ہے لیکن نفس کی لذت کے لئے حلال چیز بھی پرہیزگاروں کے لئے ممنوع ہوتی ہے۔

عاشقاں را[۱] بادہ خونِ دل بُود — چشم شاں بَر راہ و بر منزل بُود

عاشقوں کی شراب خونِ دل ہوتا ہے — ان کی نگاہ راہ اور منزل پر رہتی ہے

دَر چنیں راہ و بیابانِ مخوف — اے قلاو وزِ خِرد بِاصد کسوف

ایسے راستے اور خوفناک جنگل میں — (اور) اے عقل کے رہنما سینکڑوں گہن میں

خاک در چشمِ قلاو وزاں زنی — کارواں را ہالک و گمرہ کُنی

تو راہنماؤں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے — قافلہ کو تباہ اور گمراہ کرتا ہے

نانِ جَو حقّا حرام ست و فسوس — نَفس را در پیش نہ نانِ سبوس

جَو کی روٹی بھی رام اور باعث افسوس ہے — نفس کے سامنے بھوسی کی روٹی رکھ

دشمنِ[۲] راہِ خدارا خوار دار — دُزد را منبر مَنِہ بردار دار

اللہ (تعالیٰ) کے راستہ کے دشمن کو ذلیل کر — چور کے لئے منبر نہ بچھا، سولی پر چڑھا

دز دراتو دست ببریدن پسند — از بُریدن عاجزی دستش بہ بَند

تو چور کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کو پسند کر — (اگر) تو کاٹنے سے عاجز ہے اس کے ہاتھ باندھدے

گرنہ بَندی دستِ اُودستِ توبست — گرتو پایش نشکنی پایت شکست

اگر تو اس کے ہاتھ نہ باندھے گا وہ تیرے ہاتھ باندھدیگا — اگر تو اس کا پاؤں نہ توڑے گا وہ تیرا پاؤں توڑ دیگا

تو عدو راَمے دہی و نیشکر — بہرِ چہ گو زہر نوش و خاک خور

تو دشمن کو شراب اور گنا دیتا ہے — کس لئے؟ کہہ دے زہر پئے اور خاک پھانکے

زد ز[۳] غیرت بر سبو سنگ و شکست — اُو بسوانداخت از زاہد بجست

اسنے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا اور توڑ دیا — اس (غلام) نے دوسری ٹھلیا پھینکدی اور زاہد سے بھاگ گیا

رَفتنِ امیر خشم آلودہ برایِ گوشمالِ زاہد

امیر کا غصہ میں بھر کر، زاہد کو سزا دینے کے لئے جانا

رَفت پیشِ میرو گفتش بادہ کو — ماجرا را گفت یک یک پیش اُو

وہ غلام امیر کے سامنے پہنچا امیر نے اس سے کہا شراب کہاں ہے؟ — اس نے ایک ایک کر کے اس کے سامنے قصہ کہہ دیا

میر چوں آتش شدُو برجَست راست — گفت بنُما خانۂ زاہد کجُاست

امیر آگ جیسا ہو گیا اور سیدھا اٹھا — بولا دکھا زاہد کا گھر کہاں ہے؟

تابدیں گرزِ گراں کو بم سَرش — آں سَرِ بے دانشِ مادر غرش

تاکہ میں اس بھاری گرز سے اس کا سر توڑ دوں — وہ سر جو بے عقل مادر بخطا کا ہے

---

۱ عاشقاں۔ عاشق شراب کی بجائے خونِ دل پیتے ہیں اور وہ راہ و منزل کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ان کو عیش پرستی کی فرصت کہاں ہے۔ در چنیں۔ راہِ طریقت، خوفناک راستہ ہے اس میں تو بہت سے حواس کی ضرورت ہے عقل جب شراب کے گہن میں ہو تو کیا راہنمائی کر سکتی ہے۔ خاک۔ مدہوش کی عقل کیا راہنمائی کریگی وہ تو قافلہ کو گمراہ کر دے گی۔ نانِ جو۔ اگر جو کی روٹی سے بھی حظ نفس حاصل ہو تو بھوسی کی روٹی کھانی چاہیے۔

۲ دشمن۔ نفس راہِ خدا کا دشمن ہے اس کو ہر وقت ذلیل رکھ اس کی عزت نہ کر پھانسی پر چڑھا دے۔ دُزد۔ چور کا ہاتھ کاٹنا چاہیے یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ باندھ دیئے جائیں گر نہ بندی۔ اگر تو نے چور کو آزاد چھوڑا تو وہ تجھے تباہ کر دے گا۔ بہر چہ۔ اس کو راحت سے کیوں رکھتا ہے؟

۳ زد۔ زاہد کو غیرت آئی اور اس نے شراب کی ٹھلیاں پر پتھر مارا۔ رفت۔ غلام بھاگا بھاگا امیر کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو سارا قصہ سنا دیا۔ مادر غر۔ زانیہ ماں۔

اوچہ[1] داند امرِ معروف از سگی	طالب معروفی ست و شہرگی
وہ بھلائی کا حکم کرنا کیا جانے؟ کتے پن سے	نام آوری اور شہرت کا طالب ہے
تابدیں سالوس خود راجا کند	تا بچیزے خویشتن پیدا کند
تا کہ اس مکر سے اپنی جگہ بنائے	تا کہ کسی ڈھب سے اپنے آپ کو نمایاں کرے
کو ندارد خود ہنر اِلّا ہماں	کہ تسلّس میکند با این و آں
وہ خود ہنر نہیں رکھتا ہے، بجز اس کے	کہ ہما شما سے مکاری کرتا ہے
او اگر دیوانہ است و فتنہ کاوٗ	داروِ دیوانہ باشد کیر گاوٗ
وہ اگر دیوانہ ہے اور فتنہ انگیز	دیوانہ کی دوا، بیل کا آلہ تناسل ہے
تا کہ شیطان از سرش بیروں رود	بے لتِ خربندگاں خر چوں رود
تا کہ اس کے سر سے شیطان باہر نکل جائے	گدھا کمہاروں کی مار کے بغیر کب چلتا ہے؟
میر[2] بیروں جست ودبّوسے بدست	نیم شب آمد بزاہد نیم مست
امیر باہر نکلا اور گرز ہاتھ میں تھا	زاہد کے پاس آدھی رات کو ادھری مستی میں پہنچا
خواست کشتن مردِ زاہد راز خشم	مردِ زاہد گشتہ پنہاں زیرِ پشم
غصہ سے زاہد کو مار ڈالنا چاہا	زاہد انسان اون کے نیچے چھپ گیا
مردِ زاہد می شنود از میرِ آں	زیرِ پشمِ آں رسن تاباں نہاں
زاہد انسان، امیر سے وہ سن رہا تھا	رسی بٹنے والوں کی اون کے نیچے چھپا ہوا
گفت در رُو گفتنِ زشتیِ مرد	آئینہ تاند کہ رُو را سخت کرد
بولا، انسان کی برائی منہ در منہ	آئینہ کر سکتا ہے جس نے منہ کو سخت کر دیا ہے
رُویِ باید آئینہ وار آہنیں	تات گوید رُویِ زشتِ خود ببین
آئینہ جیسا لوہے کا منہ چاہیے	تا کہ تجھ سے کہے کہ اپنا بھدا چہرہ دیکھ

حکایت[3] مات کردن دلقک سیّد شاہ ترمذ را

ایک مسخرے کی سید شاہ ترمذ کو مات دینے کی حکایت

شاہ با دلقک ہمی شطرنج باخت	مات کردش زود خشمِ شہ بتاخت
بادشاہ نے مسخرے کیساتھ شطرنج کی بازی لگائی	اسنے اس (شاہ) کو مات دیدی بادشاہ کا غصہ جلد دوڑ پڑا
گفت شہ شہ واں شہِ کبر آورش	یک یک آں شطرنج میزد بر سرش
اس نے شہ شہ کہا اور وہ متکبر بادشاہ	شطرنج کا ایک ایک مہرہ اس کے سر پر مارتا تھا

[1] اوچہ۔ امیر نے غصہ سے کہا وہ زاہد خود کتا ہے اس کو امر بالمعروف سے کیا واسطہ وہ محض شہرت کا طالب ہے۔ جا کند۔ مرتبہ بنائے کو۔ اس کا ہنر صرف لوگوں سے مکر کرنا ہے۔ فتنہ کاوٗ۔ فتنہ برپا کرنے والا۔ کیر گاوٗ۔ بیل کا قضیب سکھا کر اس کا دُرہ بنالیا جاتا تھا۔ بے لت۔ گدھا لاتوں کے بغیر کب چلتا ہے۔

[2] میر۔ امیر غصہ میں پاگل ہو رہا تھا۔ دبوس۔ تازیانہ۔ زیرِ پشم۔ زاہد بھاگ کر اون کی رسی بانٹنے والوں کی اون میں چھپ گیا۔ اور وہاں امیر کی بری بھلی باتیں سنتا رہا۔ گفت۔ زاہد نے اپنے دل میں کہا کہ کسی کے منہ پر برائی کرنے کے لئے آئینہ کا سا لوہے کا چہرہ ہونا چاہیے تا کہ مار کھا سکے آئینہ لوہے سے بنتا تھا۔

[3] حکایت۔ اس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ مسخرے نے نمدوں میں لپٹ کر بادشاہ کو شہ شہ کہا تا کہ چوٹ سے بچ سکے۔ دلقک۔ مسخرہ مات کردش۔ مسخرے نے بادشاہ کو ہرا دیا۔ گفت۔ شہ شہ۔ ہارنے والے کی تحقیر کے لئے لفظ شہ شہ کہہ دیا جاتا ہے۔ آں شطرنج۔ یعنی شطرنج کے مہرے۔

کہ بگیر ایں ک شہت اے قلتباں | صبر کرد آں دلقک و گفت الاماں
کہ اے دیوث! لے یہ تیری شہ ہے | اس مسخرے نے صبر کیا اور پناہ چاہی

دستِ دیگر باختن فرمود میر | او چناں لرزاں کہ عور از زمہریر
امیر نے دوسری بازی لگانے کو کہا | وہ اس طرح کانپا جیسے کہ ننگا جاڑے سے

باخت دستِ دیگر و شہ مات شد | وقتِ شہ شہ گفتن و میقات شد
اس نے دوسری بازی کھیلی اور بادشاہ کو مات ہو گئی | شہ شہ کہنے کا وقت اور جگہ آ گئی

بر جہید آں دلقک و در کنج رفت | شش نمد بر خود فگند از بیم تفت
وہ مسخرا کودا اور گوشہ میں چلا گیا | فوراً خوف سے چھ نمدے اپنے اوپر ڈال لئے

زیرِ بالشہا وزیرِ شش نمد | خفت پنہاں تاز زخمِ شہ رہد
تکیوں کے نیچے اور چھ نمدوں کے نیچے | چھپ کر لیٹ گیا تاکہ بادشاہ کی مار سے نجات پائے

گفت شہ ہے ہے چہ کردی چیست ایں | گفت شہ شہ شہ اے شاہِ گزیں
بادشاہ نے کہا ہائیں ہائیں تو نے کیا کیا یہ کیا ہے؟ | بولا اے منتخب شاہ! شہ شہ شہ

کے تواں حق گفت جز زیرِ لحاف | باچو تو خشم آورِ آتش سجاف
حق (بات) لحاف کے نیچے کے علاوہ کب کہی جا سکتی ہے؟ | آپ جیسے غصیلے آگ کے استر والے کے سامنے

اے تو مات و من ززخمِ شاہ مات | میزنم شہ شہ ز زیرِ رختہات
آپ ہارے اور میں شاہ کی مار سے ہارا | میں کپڑوں کے نیچے سے آپ کو شہ شہ کہتا ہوں

آمدنِ امیر بدر خانہ زاہد و بہ لکد کوفتنِ در

امیر کا زاہد کے دروازے پر آنا اور لاتوں سے دروازے کو پیٹنا

چوں[۳] محلہ پُر شد از ہیہایِ میر | وز لکد بر در زدن وز دار و گیر
جب امیر کی ہا ہو سے محلہ بھر گیا | دروازے پر لاتیں مارنے سے اور پکڑ دھکڑ سے

خلق بیروں جست زود از چپ و راست | کاے مقدم وقت عفو ست و رضا ست
دائیں اور بائیں سے لوگ باہر نکل آئے | کہ اے پیشرو! معافی اور راضی ہو جانے کا وقت ہے

مغزِ او خشک ست و عقلش ایں زماں | کمتر ست از عقل و فہم کودکاں
اس کا دماغ خشک ہو گیا ہے اور اب اس کی عقل | بچوں کی عقل اور سمجھ سے کم تر ہے

زہد و پیری ضعف بر ضعف آمدہ | و اندراں زہدش کشادے ناشدہ
زہد اور بڑھاپا، کمزوری پر کمزوری آ گئی | اور اس زہد میں اس کو بسط حاصل نہ ہوا

---

[۱] کہ بگیر۔ بادشاہ مسخرے کے سر پر شطرنج کے مہرے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ لے یہ تیری شہ ہے۔ قلتبان۔ دیوث۔ دست دیگر۔ دوسری بازی۔ عور۔ ننگا۔ وقت شہ۔ اب مسخرے کے لئے شہ کہنے کا وقت آ گیا۔ بر جہید۔ مسخرہ بھاگ کر ایک گوشہ میں چھ نمدے اپنے اوپر ڈال کر لیٹ گیا۔

[۲] گفت شہ۔ بادشاہ نے دریافت کیا یہ کیا حرکت ہے۔ گفت۔ مسخرے نے کہا شہ شہ کہنے کے لئے نمدوں میں چھپ گیا ہوں۔ کے تواں۔ غصہ ور آدمی سے حق بات لحافوں میں گھس کر ہی کہی جا سکتی ہے۔ ورنہ زخم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

[۳] چوں محلہ۔ امیر کے شور وغوغا اور زاہد کے کواڑوں پر لاتیں مارنے سے محلہ کے آدمی جمع ہو گئے مُقدّم۔ پیشرو۔ مغز او۔ زاہد کا دماغ خشک ہو گیا ہے ایک تو بڑھاپا پھر زہد جس نے اس کو مزید کمزور کر دیا۔ اور پھر اسپر کشادگی یعنی بسط کی کیفیت طاری نہیں ہوئی ہے۔

رَنج ۱ دیدہ گنج نادیدہ زیار — کارہا کردہ ندیدہ مُزدِ کار
اس نے تکلیف برداشت کی یار کا خزانہ نہ دیکھا — کام کئے کام کی مزدوری نہ دیکھی

یا نبُود آں کارِ اُورا خود گہر — یا نیامد وقتِ پاداش از قدر
یا تو اس کے کام میں خود جوہر نہ تھا — یا تقدیر (خداوندی) سے بدلے کا وقت نہیں آیا ہے

یا کہ بُود آں سعی چوں سعی جہود — یا جزا وابستہ میقات بُود
یا اس کی کوشش، یہود کی کوشش کیطرح تھی — یا بدلہ وقتِ مقرر سے وابستہ تھا

مرُ ورا درد و مصیبت ایں بس ست — کاندریں وادیٔ پُر خوں بیکس ست
اس کے لئے یہ درد اور مصیبت کافی ہے — کہ وہ اس خوفناک وادی میں بیکس ہے

چشم ۲ پُر دَرد و نشستہ اُو بہ کنج — رُو ترش کردہ فرو افگندہ لُنج
آنکھ درد سے پر ہے اور وہ گوشہ نشین ہے — منہ بنائے ہوئے ہے ہونٹ لٹکائے ہوئے ہے

نے یکے کحّال کُورا غم خورد — نیش عقلے کو بکحلے پے برد
نہ کوئی آنکھوں کا معالج ہے کہ اس کی فکر کرے — نہ اس کو عقل ہے کہ وہ سرمہ کی تلاش کرے

اجتہادے میکُند با وہم و ظن — کار در بُوک ست تا نیکو شدُن
وہم اور گمان کے ساتھ کوشش کر رہا ہے — معاملہ ٹھیک ہونے تک وہ وہم میں ہے

زاں رہش دور ست تا دیدارِ دوست — کہ نماندش مغزِ سر از عشقِ پوست
اسی لئے دوست کے دیدار تک کا راستہ اس کے لئے دور ہے — کیونکہ چھلکے کے عشق سے اس کے سر میں گودا نہیں رہا

ساعتے اُو با خدا اندر عتاب — کہ نصیبم رنج آمد زیں جناب
کسی وقت وہ خدا سے غصہ میں ہے — کہ اس درگاہ سے مجھے غم کا حصہ ملا ہے

ساعتے ۳ با بختِ خود اندر جدال — کہ ہمہ پرّاں و ما بریدہ بال
کسی وقت اپنے مقدر سے لڑائی میں ہے — کہ سب پرواز میں ہیں اور ہم بال کٹے ہیں

ہر کہ محبوس ست اندر بُو و رنگ — گرچہ در زہد ست باشد خوش بہ تنگ
جو شخص بو اور رنگ میں مقید ہے — اگرچہ وہ زہد میں ہے بہت تنگ ہو گا

تا برُوں ناید ازیں تنگیں مناخ — کے شود خویش خوش و صدرش فراخ
جب تک وہ اس تنگ پڑاؤ سے باہر نکلے — اس کی عادت بھلی اور اس کا سینہ فراخ کب ہوگا؟

زاہد اں را در خلا پیش از گشاد — تیغ و اُسترہ نشاید ہیچ داد
اسی لئے زاہدوں کو بسط سے پہلے تنہائی میں — تلوار اور استرہ کبھی نہ دینا چاہیے

۱ رنج۔ زاہد نے تکلیفیں اٹھائیں اور ابھی تک کچھ فیض نہ پایا ہے محنت کی ہے اور ابھی تک کوئی مزدوری نہیں ملی ہے خود گہر یعنی اس کی عبادت میں اخلاص نہ تھا۔ یا نیامد۔ یا عبادت تو مقبول ہوئی ہے اور اجر کا وقت نہیں آیا ہے۔ سعی۔ جہود۔ یہود کی عبادت بیکار ہے۔ مرُ ورا۔ اس زاہد کو تو اپنی ہی مصیبتیں کافی ہیں آپ اور کیوں مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ وادی پر خون۔ راہِ عشق۔

۲ چشم۔ وہ مایوسی کی حالت میں گوشہ نشین ہے۔ لنج ہونٹ کحال۔ معالج چشم۔ بوک۔ بُود کہ ہوسکتا ہے کہ "یہ کسی معاملہ میں شک کی صورت میں کہا جاتا ہے زاں۔ چونکہ ابھی اس کا اپنی ہستی سے تعلق ہے اسی لئے مشاہدے کی منزل اس سے دور ہے ساعتے۔ وہ کسی وقت تو خدا سے بھی لڑنے لگتا ہے۔

۳ ساعتے۔ کسی وقت خود اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگتا ہے ہر کہ۔ جسمیں خودی باقی ہے خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو وہ تنگی میں رہتا ہے۔ تا بروں۔ جب تک خودی کے تنگ راستہ کو فنا نہ کریگا اس کو بسط کی کیفیت حاصل نہ ہوگی۔ زاہداں۔ بسط کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے قبض کی حالت میں بسا اوقات سالک خود کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ لہٰذا اس کو تنہائی میں بھی تلوار اور استرہ نہ دینا چاہیے۔

کز اضجر خود رابدراند شکم | غصہ آں بے مرادیہا و غم
کیونکہ تنگدلی کی وجہ سے وہ اپنا پیٹ پھاڑ لیگا | ان نا کامیوں کے غصہ اور غم (سے)
بے مُرادی ہای ایں دینا خوش ست | با مُرادی تُند خُوی وَسرکش ست
اس دنیا کی نا مرادیاں بھلی ہیں | مراد مندی ، بد مزاج اور سرکش ہے

انداختنِ مصطفیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام خود را از کوہِ حرا از وحشت و دیر نمودنِ دیدار و نمودنِ جبرئیل علیہ السلام خود را بوے کہ میںداز کہ تُرا دولتہا و سَعادتہا در پیش ست

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو حرا پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ کرنا اور جبرئیل علیہ السلام کا اپنے آپ کو ان پر ظاہر کرنا کہ نہ گرایئے کیونکہ آپ کو دولتیں اور سعادتیں در پیش ہیں

مُصطفیٰ را ہجر۲ چوں بفراختے | خویش را از کوہ می انداختے
حضرت مصطفیٰؐ پر جب فراق غلبہ پاتا | اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ کرتے
تا بگفتے جبرئیلش ہیں مکُن | کہ تُرابس دولت ست از امرِ کُن
حتیٰ کہ ان کو جبرئیلؑ کہتے خبردار ! یہ نہ کیجئے | کیونکہ امر کن کی وجہ سے آپ کے لئے بہت دولتیں ہیں
مُصطفیٰ ساکن شدُے زانداختن | باز ہجراں آوریدے تاختن
حضرت مصطفیٰؐ گرانے سے رک جاتے | پھر فراق حملہ کرتا
باز خود را سَرنگوں از کوہ اُو | میفکندے از غم و اَندوہ اُو
پھر خود کو وہ پہاڑ سے اوندھا | غم اور رنج کی وجہ سے گرانے کا ارادہ کرتے
باز خود پیدا شدُے آں جبرئیلؑ | کہ مکُن ایں اے تو شاہے بےبُدیل
پھر وہ جبرئیلؑ خود رونما ہوتے | کہ اے بے مثال شاہ ! یہ نہ کیجئے
ہمچنیں۳ می بُود تا کشفِ حجیب | تا بیابید آں گہُر را اُو ز جیب
پر وہ کھلنے تک یہی ہوتا رہتا | یہانتک کہ انہوں نے جیب میں سے وہ موتی پا لیا
بہرِ ہر محنت چو خود رامی کُشند | اصلِ محنتہاست ایں چوں کشند
جبکہ ہر مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو مار ڈالتے ہیں | یہ مصیبتوں کی جڑ ہے اس کو کیسے برداشت کریں؟
از فدائی مَرداں راحیر تیست | ہرَ یکے از ما فدائے سیر تیست
قربان ہونے پر لوگوں کو حیرت ہے | (حالانکہ) ہم میں سے ہر ایک ایک خصلت پر قربان ہے

۱ کزضجر۔ قبض کی حالت میں اس قدر دل تنگ ہوتا ہے کہ اپنی نامرادی کے رنج میں سالک اپنے آپ کو ہلاک کردیتا ہے۔ مُرادیِ دنیا کی ناکامی انسان کے لئے بہتر ہے۔ بامراد۔ بدمزاج اور سرکش ہوجاتا ہے۔ انداختن۔ آنحضورؐ سے جب وحی کا انقطاع ہوا تو قبض کی ایک کیفیت ہوئی آنحضورؐ نے کئی بار اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ کیا حضرت جبرئیلؑ آکر تسلی دیتے تھے تب آپ کو سکون ہوتا تھا۔
۲ ہجر۔ یعنی قبض کی کیفیت جو مزید مشاہدہ نہ ہونے سے پیدا ہوئی تھی ورنہ ذاتِ اقدس کو ایک گونہ مشاہدہ ہروقت حاصل تھا۔ امرِ کُن۔ یعنی اللہ کے حکم سے۔ بے بدیل۔ بینظیر
۳ ہمچنیں۔ آنحضورؐ پر جب تک مزید مشاہدہ کا پردہ نہ ہٹ جاتا اور گوہرِ مقصود جیب میں سے نہ پا لیتے۔ یہی کیفیت رہتی۔ بہرِ ہر محنت۔ انسان دنیا کی مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کرڈالتا ہے قبض کی یہ کیفیت تو تمام مصائب کی جڑ ہے۔ از فدائی۔ انبیا اور بزرگ جو راہِ حق میں فدا ہوتے ہیں اس پر لوگوں کو تعجب آتا ہے حالانکہ ہر انسان اس سیرت پر جان دیتا ہے جو اس کی ہے۔

اے خُنُک ۱! آنکو فدا کرد ست تن　　بہر آں کارزد فدای آں شدن
وہ قابل مبارکباد ہے جس نے جسم کو قربان کر دیا　　اس کام پر جو قربان ہو جانے کے لائق ہے

مردِ حق بارے فدایِ ایں فن ست　　کاندرو صد زندگی در کُشتن ست
بہر حال مردِ خدا اس فن پر قربان ہے　　جس میں فنا ہو جانے میں سینکڑوں زندگیاں ہیں

عاشق و معشوق و عشقش بردوام　　در دو عالم بہرہ مند و نیک نام
عاشق اور معشوق اور اس کا عشق ہمیشہ　　دونوں جہان میں نصیبہ ور اور نیکنام ہیں

در جہاں ہر کس فدایِ آں فنے ست　　کاندراں رہ صرفِ عمر و کُشتنے ست
دنیا میں ہر شخص اس فن پر قربان ہے　　کہ اس راہ میں عمر کا خرچ ہونا اور مر جانا ہے

کُشتنی اندر غروبی یا شروق　　کہ نہ شائق ماند آنجا نے مشوق
غروبی یا شروق میں مر جانا (بجا ہے)　　کیونکہ وہاں نہ عاشق رہتا ہے، نہ معشوق

یا کِرامی اِرْحَمُوا اَھْلَ ۲ الْھَوٰی　　شَانُھُمْ وِرْدُ التَّوٰی بَعْدَ التَّوٰی
اے میرے مہربانو! اہلِ عشق پر رحم کرو　　انکی حالت ہلاکت کے بعد ہلاکت کے گھاٹ پر اترنا ہے

عفو کُن اے میر بر سختیِ او　　در نگر در درد و بدبختیِ او
اے امیر! اس کی سختی کو معاف کر دے　　اس کے درد اور بدبختی پر نظر کر

تا ز جرمت ہم خدا عفوے کُند　　زلّتت را مغفرت در آگند
تاکہ خدا تیری خطا بھی معاف کر دے　　تیری لغزش کو معافی سے بھر دے

تو ز غفلت ۳ بس سبو بشکستۂ　　بر امیدِ عفو دل در بستۂ
تو نے غفلت سے بہت سی ٹھلیاں توڑی ہیں　　معافی کی امید سے دل وابستہ کیا ہے

عفو کُن تا عفو یابی در جزا　　می شگافد مُو قدر اندر سزا
معاف کرتا کہ بدلے میں تو معافی حاصل کر لے　　تقدیرِ (خداوندی) سزا میں موشگافی کرتی ہے

مُوشگافانِ قدر را ہوش دار　　قصّہ ما را تو نیکو گوش دار
قدرِ (خداوندی) کے نکتہ چینوں کیلئے ہوش کر　　تو ہمارے قصہ کو اچھی طرح سن لے

باز بشنو قصّہ میراں دِگر　　تا بیابی زیں حکایت صد خبر
پھر دوسرے امیروں کا قصہ سن لے　　تاکہ تجھے اس قصہ سے سینکڑوں خبریں حاصل ہوں

۱ اے خُنُک۔ راہِ حق میں فدا ہو جانا قابل مبارکباد ہے یہ راہِ حق اس کے سزاوار ہے کہ اس پر قربان ہو جانا چاہیے مردِ حق۔ اس راستہ پر قربان ہونے سے سینکڑوں زندگیاں حاصل ہوتی ہیں۔ معشوق یعنی حق تعالیٰ۔ در جہاں۔ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی مشغلہ پر ایسا فریفتہ ہوتا ہے جس میں عمر صرف کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو غروبی یعنی ہجرِ حق میں فنا کر دے یا وصل میں فنا کر دے وصل میں فنا کر دیگا تو نہ پھر عاشق باقی ہے نہ معشوق یعنی ذاتِ باری معشوق کی حیثیت سے باقی نہ رہیگی مجرد ذاتِ حق باقی رہیگی۔ غروبی یعنی ہجر۔ شروق۔ یعنی حالت مشاہدہ۔

۲ اہل الہوی۔ محبت کرنے والے عاشق۔ شانہم۔ عاشق پر محویت طاری رہتی ہے۔ اور وہ ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے۔ عفو کن۔ محلہ والوں نے زاہد پر غضبناک امیر سے کہا۔ در نگر۔ وہ خود بدبختی میں مبتلا ہے تو اس کو اور کیا سزا دیتا ہے۔ تا ز جرمت۔ حدیث شریف ہے اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ "تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔

۳ تو ز غفلت۔ یعنی تو نے بھی غفلت سے بہت سے قصور کئے ہیں۔ می شگافد۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ یعنی جو ایک ذرہ خیر کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ شر کریگا اس کو دیکھے گا۔ باز بشنو۔ دوسرے ظالم امیروں کے انجام کے قصے سن کر عبرت حاصل کر لے۔

جواب گفتنِ امیر مرآں شفیعانِ زاہد راکہ گستاخی چرا کردو

امیر کا ان زاہد کے سفارشیوں کو جواب دینا کہ اس نے گستاخی کیوں کی ؟

سُبوئِ مارا چرا بشکست من دریں باب شفاعت قبول

اور ہماری ٹھلیا کیوں توڑی ؟ میں اس سلسلے میں سفارش قبول

نخواہم کرد کہ سوگند خوردہ ام کہ سزاِ اُو بدہم

نہ کروں گا کیوں کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کو سزا دوں گا

میر گفت ۱ آں کیست تا سنگے زند — بر سُبوئِ ما سبُورا بشکند
امیر نے کہا وہ کون ہوتا ہے، کہ پتھر مارے — ہماری ٹھلیا پر، ٹھلیا کو پھوڑ دے ؟

چوں گذر سازد ز کویم شیرِ نر — ترس ترساں بگذرد بِصَد حَذر
جب میرے کوچہ سے نر شیر گزرتا ہے — سینکڑوں بچاؤ کے ساتھ ڈرتا گذرتا ہے

بلکہ بگذارد زہیبت پنجہ را — مور گردد پیشِ قہرم اژدہا
بلکہ خوف سے پنجہ کو چھوڑ بھاگتا ہے — اژدھا میرے غصہ کے سامنے چیونٹی بنجاتا ہے

بندۂ ما را چرا آزرد دِل — کرد مارا پیشِ مہماناں خجل
اس نے ہمارے غلام کا دل کیوں دکھایا ؟ — اس نے ہمیں مہمانوں کے سامنے شرمندہ کیا

شربتِ ۲ کاں بہ زخونِ اُوست ریخت — ایں زماں ہمچوں زناں از ما گریخت
وہ شراب جو اس کے خون سے بہتر تھی اس نے بہادی — اب عورتوں کی طرح ہم سے بھاگ گیا

لیک جاں از دستِ من اُو کے برد — گرچہ ہمچوں مُرغ بر بالا پَرد
لیکن وہ میرے ہاتھ سے جان کہاں بچا سکے گا ؟ — اگرچہ پرندے کی طرح اوپر کو اڑ جائے

تیرِ قہرِ خویش بر پَرش زنم — پرّ و بال مُردہ ریگش بر کنم
میں اپنے قہر کا تیر اس کے پروں پر ماروں گا — اس کے ورثہ کے بال اور پر نوچ دوں گا

ور شود چوں ماہی اندر آب دَر — از نہیبِ من شود زیر و زبر
اگر وہ مچھلی کی طرح پانی میں گھس جائے — میرے خوف سے تہ و بالا ہو جائے گا

جاں ۳ نخواہد بُرد از شمشیرِ من — ور کُند صد حیلہ و تدبیر و فن
وہ میری تلوار سے جان نہ بچا سکے گا — خواہ سینکڑوں حیلے اور تدبیر اور فن کر لے

گر رود در سنگِ سخت از کوششم — از دلِ سنگش کُنوں بیروں کشم
اگروہ میری کوشش سے بچ کر سخت پتھر میں گھس جائے گا — اس کو پتھر کے اندر سے باہر نکال لوں گا

---

۱ میر گُفت۔ سفارشیوں کے جواب میں امیر نے کہا کہ اس زاہد کی کیسے ہمت ہوئی کہ میر مٹکی پھوڑی میری گلی سے نر شیر بھی گذرتا ہے تو ڈرتا ہوا گذرتا ہے بلکہ خوف سے اپنے پنجے چھوڑ بھاگتا ہے، میرے سامنے اژدھا بھی چیونٹی بن جاتا ہے۔ بندہ اس نے میرے غلام کو ستایا مجھے مہمان کے سامنے شرمندہ کیا۔

۲ شربت۔ ایسی قیمتی شراب بہا دی جو اس کے خون سے بھی زیادہ قیمت کی تھی اور اب ڈر کر عورتوں کی طرح گھر میں گھس گیا۔ لیک۔ لیکن یہ میرے ہاتھ سے بچ نہ سکیگا۔ اگر یہ پرند بن کر اڑے گا تو بھی تیر چلا کر ہلاک کر دونگا۔ ور شود۔ اگر مچھلی بن کر پانی میں گھسے گا میرا قہر وہاں بھی اس کو تہ و بالا کر دے گا۔

۳ جاں نخواہد۔ وہ خواہ کوئی تدبیر کرے مجھ سے جان نہ بچا سکے گا۔ گر رود۔ اگر وہ پتھر کے دل میں گھسے گا میں اس کو وہاں سے بھی نکال لاؤں گا۔

مَن بَرانَم بَر تَنِ اُو ضَربتے[۱] | کہ بُوَد مَر دیگراں را عبرتے
میں اس کے جسم پر ایسی ضرب لگاؤں گا | جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو گی

کارِ اُو سالوس و زرق و حیلت ست | لیک مقصودش بیانِ شہرت ست
اس کا کام مکر اور فریب اور حیلہ ہے | لیکن اس کا مقصد شہرت ظاہر کرنا ہے

با ہمہ سالوس و با ما نیز ہم | دادِ اُو و صد چو اُو ایں دَم دہم
سب کے ساتھ مکر اور ہمارے ساتھ بھی | میں اس کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بھی انصاف کرونگا

بر سَرَش چنداں زنم گُرزِ گراں | کز تنش بیروں رَود جان دَرواں
بھاری گرز اس کے سر پر اتنے ماروں گا | کہ اس کے جسم سے روح اور جان باہر نکل پڑے

خشمِ خوانخوارش شُدہ بُد سَرکشے | از دہانش می بَرآمد آتشے
اس (امیر) کا خونخوار غصہ بے قابو ہو گیا تھا | اس کے منہ سے آگ نکل رہی تھی

دوم بار دست و پائے امیر را بوسہ دادن و لابہ کردنِ شفیعان و ہمسایگانِ زاہد

اس زاہد کے پڑوسیوں اور سفارشیوں کا امیر کے ہاتھ پاؤں کو دوبارہ بوسہ دینا اور خوشامد کرنا

آں[۲] شفیعاں از دَم و ہیہایِ اُو | چند بُوسیدند دست و پایِ اُو
ان سفارشیوں نے اس کے شور وغوغا اور دعوے کی وجہ سے | اس کے ہاتھ پاؤں بہت چومے

کاے امیر از تو نشاید کیں کَشی | گر بُشد بادہ تو بے بادہ خوشی
کہ اے امیر بدلہ لینا آپ کے مناسب نہیں ہے | اگر شراب جاتی رہی تو آپ بغیر شراب کے اچھے ہیں

بادہ سَرمایہ ز لُطفِ تو بَرَد | لُطفِ آب از لُطفِ تو حسرت خورَد
شراب آپ کے سرور سے سرمایہ حاصل کرتی ہے | پانی کا لطف آپ کے لطف پر حسرت کرتا ہے

بادشاہی کُن بہ بخشش اے رحیم | اے کریم ابنُ الکریم ابنُ الکریم
اے رحم کرنیوالے! بادشاہی کر اس کو بخش دے | اے داتا! داتا کے بیٹے، داتا کے پوتے

ہر شرابے[۳] بندۂ ایں قدّ و خد | جُملہ مستاں را بُوَد بَر تو حسد
ہر شراب اس قد اور رخسار کی غلام ہے | تمام مستوں کو آپ پر حسد ہے

ہیچ محتاجِ مئے گلگوں نۂ | ترک کُن گلگونہ تو گلگونۂ
تو کسی گلابی شراب کا محتاج نہیں ہے | تو گلال کو چھوڑ تو خود گلال ہے

---

[۱] ضربت۔ مار۔ کہ بود۔ اس کا پٹنا دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کریں گے اور ان کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہوگی۔ کارِ اُو۔ اس زاہد کا کام مکاری اور حیلہ بازی ہے اور یہ طریقہ اس نے اپنی شہرت کا تلاش کیا ہے، سب سے تو مکر کرتا تھا مجھ سے بھی اس نے مکاری برتی اب اس کو اور اس جیسے سینکڑوں کو سزا دونگا۔ خشم۔ اس امیر کو اس قدر غصہ آ رہا تھا کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

[۲] آں شفیعاں۔ سفارشیوں نے دوبارہ اس امیر کے ہاتھ پاؤں خوب چومے۔ کیں کشی۔ بدلہ لینا۔ گر بُشد۔ میر سے کہا اگر آپ کی شراب ضائع ہوگئی ہے تو کیا مضائقہ ہے آپ بغیر شراب کے بھی خوب بھلے ہیں۔ بادہ۔ شراب تو آپ کے سرور سے فیضیاب ہے، اور پانی کی پاکیزگی آپ کی پاکیزگی کے سامنے ہیچ ہے۔

[۳] ہر شرابے۔ آپ کا قد اور رخسار بغیر شراب کے تحسین اور خوبصورت ہے اور آپ میں بغیر شراب کے وہ مستی ہے کہ مست اس پر حسد کرتے ہیں۔ ہیچ۔ آپ کا رنگ خود گلگون ہے آپ کو گلگلس شراب کی اور گلال کی کیا ضرورت ہے۔

اے رُخِ چوں زُہرہ‌ات شمس الضُّحا
تیرا زہرہ جیسا رخ دن چڑھے کا سورج ہے
اے گدای رنگِ تو گلگو نہا
گلال تیرے رنگ کے بھکاری ہیں

بادہ کاندر خُم ہمی جوشد نہاں
چھپی ہوئی شراب جو مٹکے میں جوش مار رہی ہے
ز اشتیاقِ رُوی تو جوشد چُناں
تیرے چہرے کے شوق میں اس طرح جوش مار رہی ہے

اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم
اے مجسم دریا! تو شبنم کا کیا کرے گا؟
وَے ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم
اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

اے مہِ تاباں چہ خواہی گرد کرد
اے چمکدار چاند! تو گرد کا کیا کرے گا؟
اے کہ خور در پیشِ رُویت رُویِ زرد
اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

تو خوشی و خوب و کانِ ہر خوشی
تو بھلا ہے اور خوبصورت اور تو ہر بھلائی کی کان ہے
تو چرا خود منتِ بادہ کشی
تو کیوں شراب کا احسان لیتا ہے؟

تاجِ ۲ کرّمناست بر فرقِ سرت
تیرے سر پر "ہم نے مکرم بنایا" کا تاج ہے
طوقِ اَعطَیناکَ آویزِ برت
"ہم نے آپ کو دیا" کا ہار تیرے سینے کا آویزہ ہے

جوہرست انساں و چرخ اُورا عرض
انسان جوہر ہے اور آسمان اس کا عرض ہے
جملہ فرع و سایہ اند و اُو غرض
سب سایہ اور فرع ہیں اور وہ مقصود ہے

اے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش
اے وہ کہ عقل اور تدبیریں اور ہوش تیرے غلام ہیں
چوں چنینی خویش را ارزاں فروش
تو اپنے آپ کو اتنا سستا بیچنے والا کیوں ہے؟

خدمت ۳ بر جملہ ہستی مفترض
تمام موجودات پر تیری خدمت فرض ہے
جوہرے چوں مزد خواہد از عرض
جوہر، عرض سے کیسے مزدوری چاہے گا؟

علم جوئی از کتبہا اے فسوس
ہائے افسوس تو کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے
ذوق جوئی توز حلوای سبوس
تو بھوسی کے حلوے سے لطف حاصل کرتا ہے

بحرِ علمی در نمے پنہاں شدہ
تو قطرے میں چھپا ہوا علم کا سمندر ہے
در سہ گز تن عالمے حیراں شدہ
تین گز کے جسم میں عالم حیران ہو گیا ہے

مے چہ باشد یا جماع و یا سماع
شراب، یا جماع، یا سماع کیا ہوتا ہے؟
تا بجوئی زو نشاط و انتفاع
کہ تو اس سے نشاط اور نفع اندوزی چاہتا ہے

---

۱ اے۔ جبکہ آپ کا رخ خود منور ہے اور گلاب آپ کے رنگ کا محتاج ہے تو آپ کو شراب درکار ہے۔ نہ گلاب بادہ۔ شراب میں جو جوش ہے وہ آپ کے چہرے کے شوق کی وجہ سے ہے۔ اے ہمہ۔ سمندر کو قطرے کی کیا ضرورت ہے۔ وے۔ آپ مجسم وجود ہیں زاہد کو معدوم کر کے کیا کرینگے۔ تو خوشی۔ آپ خود مجسم خوشی ہیں شراب سے خوشی حاصل کر کے کیا کرینگے۔

۲ تاجِ کرّمنا۔ کائنات پر انسانی فضیلت کے بیان میں قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِی آدَمَ "اور البتہ ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت بخشی ہے۔" قرآن پاک میں ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ "بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے؟ اگرچہ یہ آنحضوؐ کی خصوصیت ہے لیکن یہ فضیلت آنحضورؐ کو انسانِ کامل ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ بر۔ سینہ، بغل۔ جوہرست۔ انسان بمنزلہ عرض کے ہے قرآن پاک میں ہے خُلِقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا "جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے" چوں چنینی جبکہ انسان کے یہ فضائل ہیں تو اس کو اپنے آپ کو رائیگاں نہ کرنا چاہیے۔

۳ خدمت۔ کائنات انسان کی خدمتگار ہے۔ علم انسان کو علمِ لدنی حاصل کرنا چاہیے۔ حلوای سبوس۔ یعنی گھٹیا چیز۔ بحر علمی۔ انسان علم کا سمندر ہے اس کو معمولی علوم میں منہمک نہ ہونا چاہیے۔ نم۔ قطرہ۔ در سہ۔ صوفیاء کے نزدیک انسان عالم اکبر ہے۔ مے چہ باشد۔ دنیاوی لذتیں فانی ہیں۔ انتفاع۔ نفع حاصل کرنا

آفتاب[۱] از ذرہ کے شُد وام خواہ | زُہرہ از خمرہ کے شُد کام خواہ

سورج ذرے سے قرض مانگنے والا کب بنتا ہے؟ | زہرہ انگارے سے کب مقصد کا خواہاں ہوا ہے؟

جان بے کیفے شُدہ محبوسِ کیف | آفتابے حَبسِ عُقدہ اینت حیف

بے کیف جان، کیف میں مقید ہو گئی | سورج عقدہ میں پھنس گیا یہ افسوس ہے

باز جواب گفتنِ امیر مَر شفیعاں را

امیر کا سفارشیوں کو پھر جواب دینا

گفت نے نے من حریفِ آں میم | من بذوقِ ایں خوشی قانع نیم

اس نے کہا نہیں نہیں میں اس شراب کا دوست ہوں | میں اس خوشی کے ذوق پر قانع نہیں ہوں

وارہیدہ از ہمہ خوف و اُمید | کژ ہمی گردم بہر سُو ہمچو بید

میں سب خوفوں اور امیدوں سے نجات پائے ہوئے ہوں | بید کی طرح ہر جانب کو جھومتا ہوں

من[۲] چناں خواہم کہ ہمچوں یاسمیں | کژ شوم گاہے چناں گاہے چنیں

میں ایسا چاہتا ہوں کہ یاسمین کی طرح | جھوموں، کبھی یوں کبھی یوں

ہمچو شاخِ بید گرداں چپ و راست | کہ زبادش گونہ گونہ رقصہاست

بائیں اور دائیں جانب کی بید کی شاخ کی طرح جھومتا ہوں | جس کے ہوا کی وجہ سے طرح طرح کے رقص ہیں

آنکہ خو کردست باشادیِ مے | ایں خوشی را کے پسندد خواجہ کے

جس نے شراب معرفت کی خوشی کی عادت ڈال لی ہے | اس خوشی کو کب پسند کرتا ہے اے صاحب کب

انبیا زاں زیں خوشی بیروں شُدند | کہ سَرشتہ دَر خوشیِ حق بُدند

انبیاء اس خوشی سے اسی لئے علیحدہ ہو گئے | کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی میں گندھے ہوئے تھے

زانکہ جاں شاں آں[۳] خوشی را دیدہ بُود | ایں خوشیہا پیشِ شاں بازی نمُود

کیونکہ ان کی جان نے اس خوشی کو دیکھا ہے | یہ خوشیاں ان کے لئے کھیل نظر آتی ہیں

ہر کہ را نورِ حقیقی رو نمُود | کے شوَد قانع بتاریکی وَ دُود

جس کے لئے حقیقی نور نمودار ہو گیا ہو | وہ اندھیرے اور دھویں پر کب قناعت کرتا ہے؟

وانکہ دَر جوع اُو طعام اللہ خورَد | کے زنان و شوربا حسرت برَد

اور جو شخص بھوک میں خدا کا کھانا کھائے | وہ روٹی اور شوربے کی تمنا کب کرتا ہے؟

وانکہ باشد خُفتہ اندر گُلستاں | میلِ گلخن کے کُند چوں اَبلہاں

اور جو شخص گلستاں میں سویا ہوا ہو | وہ بیوقوفوں کی طرح بھٹی کی خواہش کب کرتا ہے؟

---

[۱] آفتاب۔ انسان آفتاب ہے اور کائنات ذرات ہے زہرہ۔ یہ ستارہ خود چمک دار ہے۔ جان۔ روح مجرد وہ کم اور کیف سے منزہ ہے۔ عقدہ۔ وہ برج جس میں پہنچ کر سورج گہن میں آجاتا ہے۔ گفت۔ امیر نے کہا میں اس شراب کا دوست نہیں ہوں بلکہ میں شراب معرفت کا دوست ہوں۔ بید۔ بید کا درخت پابند نہیں ہے ہر طرف کو جھومتا ہے۔

[۲] من چناں۔ میں ہر طرح سے آزاد ہوں۔ آنکہ۔ جس کو معنوی شراب حاصل ہو گئی وہ اس شراب سے مستی کیوں حاصل کریگا۔ انبیاء۔ انبیاء کو معنوی شراب حاصل ہے ان کی فطرت میں اللہ سے محبت کرتا ہے۔

[۳] آں خوشی۔ اللہ کی خوشی ایں خوشیہا۔ ظاہری خوشیاں۔ ہر کہ۔ حقیقی نور کے بالمقابل ہر چیز تاریک ہے۔ وانکہ۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰهِ یَرْزُقُ بِهَا الصَّادِقِیْنَ "بھوک اللہ کا کھانا ہے جس کے ذریعہ سچوں کو رزق دیا جاتا ہے" گلستان۔ اللہ کی خوشی۔ گلخن۔ بھٹی یعنی ظاہری خوشی۔

چوں کُند مستسقی از آب اجتناب — چوں کُند مخمور دُوری از شراب
استقا کا مریض پانی سے کیسے پرہیز کرے؟ شرابی، شراب سے کیسے دور ہو؟

سیر نبُود ہیچ عاشق از حبیب — صبر نکُند ہیچ رنجور از طبیب
عاشق، معشوق سے کبھی سیر نہیں ہوتا ہے — کوئی بیمار طبیب سے صبر نہیں کرتا ہے

بابت[۲] زندہ کسے چوں گشت یار — مُردہ راچوں در کشد اندر کنار
جو شخص زندہ معشوق کا دوست ہو گیا ہو — وہ مردے سے بغل گیر کب ہو گا؟

مُردہ راکس در کنار آرد مگر — کو ندارد در جہاں از دل خبر
ہاں مرے کو وہ بغل میں لے گا — جس کو دنیا میں دل کا پتہ نہ چلے

تفسیرِ ایں آیہ کہ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اس آیت کی تفسیر کہ اور بیشک آخرت کا گھر وہی زندہ ہے کاش وہ جان لیتے

کہ دَر و دیوار و عرصۂ آں عالم و آب و کوزہ و میوہ و دَرخت
کیونکہ اس عالم کے در اور دیوار اور صحن اور پانی اور پیالہ اور پھل اور درخت

ہمہ زندہ اندو سخن گو و سخن شنو جہت آں فرمودہ مصطفٰی
سب زندہ ہیں اور بات کرنے والے اور بات سننے والے، اسی لئے حضرت مصطفٰی

صلی اللہ علیہ وسلم کہ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں

اگر آخرت راحیات نبُودے آخرت ہم جیفہ بُودے جیفہ
اگر آخرت کے لئے زندگی نہ ہوتی آخرت بھی مردار ہوتی مردار کو

راازبرائے مُردگیش جیفہ[۳] گویند نہ برائے بُوئے زشت
اس کے مردہ ہونے کی وجہ سے مردار کہتے ہیں نہ کہ بدبو کی وجہ سے

آں جہاں چوں ذرّہ ذرّہ زندہ اند — نکتہ دانندو سخن گویندہ اند
جبکہ اس جہان کا ذرہ ذرہ زندہ ہے — وہ نکتہ کو سمجھنے والے اور بات کرنیوالے ہیں

در جہانِ مُردہ شاں آرام نیست — کایں علَف جُز لائقِ انعام نیست
مردہ جہان میں ان کو راحت نہیں ہے — کیونکہ یہ چارہ چوپاؤں ہی کے لائق ہے

ہر کرا گلشن بُود بزم و وطن — کے خورد اُو بادہ اندر گولخن
جس شخص کی مجلس اور وطن چمن ہو — وہ بھٹی میں شراب کب پیئے گا؟

---

[۱] چوں کُند۔ جس طرح استقاء کا مریض پانی سے سیر نہیں ہوتا اور شرابی شراب سے کنارہ کش نہیں ہوتا یہی حال نورِ حقیقی کے عاشق کا ہے۔
[۲] بابت زندہ۔ یعنی عالمِ آخرت کا عاشق۔ مردہ۔ یعنی یہ دنیا۔ کنار۔ بغل۔ تفسیر۔ اس آیت میں عالمِ آخرت کی زندگی اور دنیا کی مردگی بتائی ہے۔
[۳] جیفہ۔ مُردار۔ شاں۔ یعنی اہلِ آخرت۔ علف حیوانات چارہ۔ انعام۔ چوپائے۔ گولخن۔ بھٹی۔

جایِ رُوحِ پاک عِلّیین ۱ بُوَد
پاک روح کا مقام علیین ہے

جایِ رُوحِ ہر نجس سجّیں بُوَد
ہر ناپاک روح کا مقام سجین ہے

جایِ بُلبل گلبن و نسریں بُوَد
بلبل کا مقام بوٹا اور نسرین ہے

کِرم باشد، کش وطن سرگیں بُوَد
کیڑا ہوتا ہے، جس کا وطن گوبر ہوتا ہے

بہرِ مخمُورِ خدا جامِ طہُور
خدا کے مست کے لئے شراب طہور کا جام ہے

بہرِ ایں مُرغانِ کور ایں آبِ شور
ان اندھے پرندوں کے لئے کھاری پانی ہے

ہر کِرا عدلِ عمرؓ ننمود دست
جس کے لئے عمرؓ کا انصاف نمودار نہ ہوا

پیشِ اُو حجّاجِ خونی عادل ست
اس کے لئے خونی حجاج منصف ہے

دُختراں را لُعبتِ مُردہ دہند
لڑکیوں کو مردہ گڑیاں دیتے ہیں

کہ زلَعبِ زندگاں بے آگہند
کیونکہ وہ زندوں کے کھیل سے واقف نہیں ہیں

چوں ندارند از فُتُوت زور دست
جبکہ جوانی کی قوت بازو نہیں رکھتے ہیں

کودکاں را تیغ چوبیں بہتر ست
بچوں کے لئے لکڑی کی تلوار بہتر ہے

کافراں قانع بہ نقشِ انبیا
کافر، انبیاء کی تصویروں پر قانع ہیں

کہ نگاریدہ ست اندر دیرہا
جو کہ انہوں نے گرجا گھروں میں بنا رکھی ہیں

واں ۲ جہاں مارا چو روزِ روشنے ست
وہ جہاں ہمارے لئے روشن دن کی طرح ہے

ہیچ ماں پروایِ نقش و سایہ نیست
ہمیں تصویر اور سایہ کی کچھ پروا نہیں ہے

واں یکے نقشش نشستہ در جہاں
ان کا ایک نقش دنیا میں بیٹھا ہوا ہے

واں دگر نقشش چو مَہ بر آسماں
اور ان کا دوسرا نقش چاند کی طرح آسمان پر ہے

ایں دہانش نکتہ گویاں با جلیس
ان کا یہ منہ ہم نشین سے نکتے کہتا ہے

واں دِگر با حق بگفتار و انیس
اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کا ہمکلام اور دوست ہے

گوشِ ۳ ظاہر ضبطِ ایں افسانہ کُن
ظاہری کان اس افسانے کو سننے والا ہے

گوشِ جانش جاذبِ اِسرارِ کُن
اس کی جان کا کان کن کے رازوں کو جذب کرنیوالا ہے

چشمِ ظاہر ضابطِ حُلیہ بَشر
ظاہری آنکھ انسان کے حلیے کو محفوظ رکھنے والی ہے

چشمِ سِر حیرانِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ
باطنی آنکھ "مازاغ البصر" میں حیران ہے

دستِ ظاہر میکُند داد و سِتَد
ظاہری ہاتھ لین دین کرتا رہتا ہے۔

دستِ باطن بردرِ فردِ صَمَد
باطنی ہاتھ یکتا بے نیاز کے در پر ہے

---

۱ علیین۔ جنت کا اعلیٰ مقام ہے سجین۔ جہنم کا بڑا مقام ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ بہر۔ جو خاصانِ خدا ہیں وہ شراب طہور پیتے ہیں۔ مرغانِ کور۔ دنیادار۔ حجاج۔ یعنی یوسف ثقفی کا بیٹا۔ لعبۃ۔ کھلونا، گڑیا۔ لعب زندگاں۔ یعنی شادی بیاہ۔ فتوت۔ جوانی۔ نقش۔ یعنی بت تصویر۔

۲ واں۔ جہاں۔ چوں کہ ہمارے لئے عالم آخرت روز روشن کی طرح ہے لہٰذا ہمیں تصاویر کی کوئی پروا نہیں ہے۔ نقش و سایہ تصویر نقوش سے اور عکس سے بنتی ہے۔ یکے نقشش۔ انبیا کا ایک نقش دنیا میں ہوتا ہے اور ایک نقش عالم بالا پر ہوتا ہے۔ ایں دہاں۔ ظاہری نقش کے اعضا دنیا کے کاموں میں ہوتے ہیں اور دوسرے اعضا حضرت حق کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔

۳ گوش ظاہر۔ ظاہری کان انسانوں کی باتیں سنتا ہے باطنی کان اللہ تعالیٰ کے اسرار سنتا ہے۔ چشم ظاہر۔ وہ ظاہری آنکھوں سے انسانوں کے حلیے دیکھتے ہیں۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ۔ آنحضور کے بارے میں ہے کہ انکی آنکھ نے نہ کجی برتی اور نہ سرکشی کی بلکہ صحیح دیکھا یعنی اولیاء مشاہدہ حق میں حیران رہتے ہیں۔

پایِ ظاہر در صفِ مسجد صواف[1] پایِ معنیٰ فوقِ گردوں در طواف
ظاہری پاؤں مسجد کی صف میں صف باندھنے والوں میں ہے باطنی پاؤں آسمان پر طواف میں ہے

جزو جزوش راتو بشمر ہمچنیں ایں درونِ وقت وآں بیرونِ حیں
تو اس کے جزو جزو کو اسی طرح گن لے یہ زمانہ کے اندر ہے اور وہ وقت سے باہر ہے

اینکہ در وقتست باشد تا اجل واں دگر یارِ ابد قرنِ ازل
یہ جو وقت میں ہے موت تک ہے اور وہ دوسرا ابد کا یار ازل کا ساتھی ہے

ہست[2] یک نامش ولیُّ الدّولتین واں دگر نامش امامُ القبلتین
اس کا ایک نام "دونوں دولتوں کا والی" ہے اور اس کا دوسرا نام "دونوں قبلوں کا امام" ہے

خلوت و چلّہ برو لازم نماند ہیچ غیمے مرورا غائم نماند
تنہائی اور چلہ کشی اس کے لئے ضروری نہ رہی کوئی ابر اس پر چھانے والا نہ رہا

قرصِ خورشیدست خلوت خانۂ اش کے حجاب آرد شبِ بیگانہ اش
اس کا تنہائی کا گھر، سورج کی ٹکیا ہے اجنبی رات اس کے لئے کب پردہ ڈال سکتی ہے؟

علّت[3] و پرہیز شُد بحُراں نماند کفرِ اُو ایماں شُد و کُفراں نماند
بیماری اور پرہیز ختم ہو گیا، بحران نہ رہا اس کا کفر ایمان بن گیا نا شکری نہ رہی

چوں الف از استقامت شُد بہ پیش اُو ندارد ہیچ از اوصافِ خویش
الف کی طرح راستی سے وہ پیشی میں پہنچ گیا اس کا اب کوئی اپنا وصف نہ رہا

گشت فرواز کسوتِ خوہائے خویش شُد برہنہ جاں بجاں افزایِ خویش
وہ اپنی عادتوں کے لباس سے برہنہ ہو گیا ننگی جان کیساتھ اپنی جان بڑھانیوالے کیجانب روانہ ہوگیا

چوں برہنہ رفت پیشِ شاہ فرد شاہش از اوصافِ قدسی جامہ کرد
جب یکتا شاہ کے پاس وہ ننگا پہنچا شاہ نے اس کو قدسی اوصاف کا لباس پہنا دیا

خلعتے پوشید از اوصافِ شاہ بر پرید از چاہ تا ایوانِ جاہ
اس نے شاہ کے اوصاف کا لباس پہن لیا کنویں سے رتبہ کے محل پر اڑ کر چلا گیا

اینچنیں باشد چو دردے صاف گشت از بنِ طشت آمد اُو بالائے طشت
یہی ہوتا ہے جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے طشت کی تلی سے طشت کے اوپر آ جاتی ہے

---

[1] صواف۔ صف بندی کرنیوالے
ایں۔ یعنی جسم ظاہری زمان ومکان کا پابند ہے۔ واں۔ یعنی جسم علوی وقت اور مکان سے پاک ہے۔ اینک۔ یعنی جسم عنصری۔ اجل۔ موت۔ قرن۔ قرین۔ ساتھی یعنی جسم علوی ابدی اور ازلی ہے۔

[2] ہست۔ جس طرح اس کے دو جسم ہیں اسی طرح نام بھی دو ہیں۔ ولی الدولتین۔ دنیا اور آخرت کے سلطنت کا والی۔ امام القبلتین۔ یعنی بیت اللہ اور بیت المقدس کا امام۔ خلوت۔ اب اس کو نہ تنہائی کی ضرورت ہے۔ نہ چلہ کشی کی وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ دنیا اس کے لئے حجاب نہیں بن سکتی۔ شب بیگانہ۔ یعنی اس کے لئے ہر وقت دن ہے رات کی تاریکی اس کے لئے حجاب نہیں ہے۔

[3] علّت۔ یعنی نہ اس میں مرض ہے نہ پرہیز کی ضرورت ہے۔ بحران۔ مرض کی شدت۔ پیش۔ درگاہ الوہیت۔ گشت۔ وہ اپنے اوصاف بشری سے برہنہ ہوکر بارگاہ خداوندی میں پہنچا تو حضرت حق تعالیٰ نے اپنے اوصاف کا جامہ اس کو پہنا دیا اب وہ خدائی اخلاق والا ہے خلعتے۔ اب چونکہ وہ اوصاف خداوندی سے متصف ہے لہٰذا اس کے مراتب بہت بلند ہوگئے۔ ایں چنیں۔ جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے۔ طشت کے بالائی حصہ میں آ جاتی ہے۔

دربُنِ الطشت ارچہ بُود اُو دردناک شومیِ آمیزشِ اَجزاِی خاک
طشت کی تلی میں وہ درد مند کیوں تھی ؟ خاک کے اجزاء کی آمیزش کی بدبختی کی وجہ ہے

یارِ ناخوش پَرو بالش بَستہ بُود وَرنہ اُو در اصل بَس برجَستہ بُود
برے دوست نے اس کے پرو بال باندھ دیئے تھے ورنہ وہ اصل میں بہت تیز تھی

چوں عتابِ اِهبطُوا انگیختند ہمچو ہاروتش نگوں آویختند
جب انہوں نے "نیچے اترو" کا عتاب برپا کیا اس کو ہاروت کی طرح الٹا لٹکا دیا

بُود ہاروت از ملائک بیگماں از عتابے شُد مُعلّق ہمچناں
ہاروت یقیناً فرشتوں میں سے تھا وہ عتاب کی وجہ سے اس طرح لٹکا دیا گیا

سَرنگوں زاں شدُ کہ از سَر دور ماند خویش راسَر ساخت تنہا پیش راند
وہ اوندھا اس لئے ہوا کیونکہ وہ اصل سے دور ہو گیا اس نے اپنے آپ کو سر بنایا تنہا آگے چلدیا

آں سَبد خود را چوپُراز آب دید کرد اِستغناو از دَریا بُرید
ٹوکری نے جب اپنے آپ کو پانی سے بھرا دیکھا اس نے بے نیازی اور برتی اور دریا سے جدا ہو گئی

دَر جگر چوں قطرۂ آبش نماند بحرِ رحمت کرد اُورا باز خواند
جب اس کے جگر میں پانی کا ایک قطرہ نہ رہا سمندر نے رحم کیا اس کو واپس بلا لیا

رحمتِ بے عِلّتے بے خدمتے آیداز دریا مبارک ساعتے
بغیر سبب بغیر تکلیف کے رحمت دریا سے مبارک وقت میں آتی ہے

اللہ اللہ گِردِ دریا باز گرد گرچہ باشند اہلِ دریا باز زرد
خدا کے لئے دریا کی جانب واپس ہو اگرچہ دریا والے زرد ہوں

تا کہ آید لُطفِ بخشایش گری سُرخ گردد رُوی زرداز گوہری
حتیٰ کہ بخشش کی مہربانی آ پہنچے جوہر پن سے زرد چہرہ سرخ ہو جائے

زردیِ رُو بہترینِ رنگہاست زانکہ اندر انتظارِ آں لِقاست
چہرے کی زردی رنگوں میں سب سے بہتر ہے کیونکہ وہ اس ملاقات کے انتظار میں ہے

لیک سُرخی بر رُخے کاں لامعست بہرآں آمد کہ جانش قانع ست
لیکن اس چہرے پر سرخی جو چمکدار ہے اس لئے آئی ہے کہ اس کی جان قانع ہے

---

۱ دُربُن۔ طشت کی تلی میں اس وقت تک ہے جب تک کی اس میں خاک کی آمیزش ہے۔ روح جب جسمانی عوارض سے پاک ہو جاتی ہے عالم بالا میں پہنچ جاتی ہے۔ یارِ نا خوش۔ جسمانی علائق نے اس روح کو روک رکھا تھا ورنہ وہ پرواز میں چالاک ہے۔ چوں۔ عتاب۔ حضرت آدمؑ کو نیچے اترنے کا حکم گندم کھا لینے کی وجہ سے ملا اسی لئے روح کو جسم کے کنویں میں آویزاں کر دیا گیا۔

۲ بود ہاروت۔ ہاروت ملائکہ میں سے تھا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی وجہ سے وہ کنویں میں لٹکا دیا گیا۔ سرنگوں وہ اس لئے سرنگوں ہوا کہ اس نے سرکشی کی اور اصل سے دور ہوا۔ ان سبد۔ ٹوکری جو دریا میں ہے اپنے پانی پر گھمنڈ کر کے دریا سے دور ہوئی تو پانی سے خالی ہوئی اس پر سمندر نے رحم کیا اور اس کو دوبارہ بلا لیا۔ روح کو جب ذلت افتقار بوجہ اثم مسوس ہوئی اور شائبہ کو ختم ہوا تو بغیر سبب اور [illegible] کے دریائے وحدت کی رحمت آ پہنچی اور اس کو واپس بلا لیا۔

۳ اللہ اللہ۔ انسان کو قرب الٰہی کی جستجو کرنی چاہیے مل دریا۔ یعنی اہل اللہ۔ بار۔ کثرت کے لئے ہے جس طرح رنگبار رودبار۔ سُرخ۔ وہ چہرہ جو غم واندوہ سے زرد ہے اس میں جوہر پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ سرخرو ہو جائے گا۔ زردی۔ اہل اللہ کا چہرہ زرد اللہ کی ملاقات کے انتظار کی وجہ سے رہتا ہے۔ لیک سُرخی۔ جو ایک مقام پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اس کا چہرہ سرخ رہتا ہے۔

کہ طمع ۱ لاغر کند زرد و ذلیل — نے ز درد و علت آید آں علیل

کیونکہ لالچ کمزور، زرد اور ذلیل کرتا ہے — وہ درد اور بیماری کا مریض نہیں ہوتا ہے

چوں بہ بیند رُوئے زردِ بے سقم — خیرہ گردد عقلِ جالینوس ہم

جب بغیر بیماری کا زرد چہرہ دیکھتی ہے — جالینوس کی عقل بھی حیران ہو جاتی ہے

چوں طمع بستی تو در انوارِ ہُو — مُصطفیٰ گوید کہ ذَلَّتْ نَفْسُهٗ

جب تو نے اللہ تعالیٰ کے انوار سے طمع وابستہ کردی — مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا نفس ذلیل ہو گیا

نُورِ بے سایہ لطیف و عالیست — آں مُشبّک سایۂ غربالیست

بے سایہ نور، پاکیزہ اور بلند ہے — جالیدار سایہ، چھلنی والا ہے

عاشقاں ۲ عُریاں ہمی خواہند تن — پیشِ عِنّیناں چہ جامہ چہ بدن

عاشق ننگے بدن کے خواہاں ہیں — نا مردوں کے لئے کیا کپڑا کیا بدن؟

روزہ داراں را بُود آں نان و خواں — خر مگس را چہ اباچہ دیگ داں

وہ روٹی اور خوان، روزہ دار کے لئے ہے — بڑی مکھی کے لئے کیا شوربا کیا چولھا؟

دیگر بار استدعاءِ شاہ از ایاز کہ تاویلِ کارِ خود بگو و مشکلِ منکراں وطاعِناں راحل کُن کہ ایشاں را در التباس رہا کردن مروّت نیست

شاہ کا ایاز سے دوبارہ کہنا کہ اپنے کام کا مطلب بتا اور منکروں اور معترضوں کی مشکل کو حل کر دے کیوں کہ ان کو شبہ میں مبتلا چھوڑ دینا مروت نہیں ہے

ایں سخن از حدّ و اندازست بیش — اے ایاز اکنوں بگو احوالِ خویش

یہ بات حد اور اندازہ سے زیادہ ہے — اے ایاز! اب تو اپنے احوال بتا

ہیں بگو احوالِ ۳ خود را اے ایاز — گرچہ تصویرِ حکایت شُد دراز

ہاں اے ایاز! اپنے احوال بتا — اگرچہ حکایت کا نقشہ دراز ہو گیا ہے

ہست احوالِ تو از کانِ نوی — تو بدیں احوال کے راضی شوی

تیرے احوال نئی کان کے ہیں — تو ان احوال پر کب راضی ہوتا ہے؟

ہیں حکایت کُن ازاں احوالِ خوش — خاک بر احوالِ درسِ پنج و شش

ہاں اپنے اچھے احوال بیان کر — پانچ چھ کے سبق کے احوال پر خاک پڑے

---

۱ کہ طمع۔ جو مزید درجات کے لالچ میں رہتے ہیں وہ لاغر اور زرد رو رہتے ہیں۔ نے ز درد۔ اہل اللہ کے چہرے کی زردی، درد اور بیماری کیوجہ سے نہیں ہوتی ہے چوں بہ بیند۔ اہل اللہ کے چہروں کی زردی جبکہ کسی بیماری کیوجہ سے نہیں ہے تو اطباء ظاہری اس سے حیران ہوتے ہیں۔ چوں طمع۔ جب سالک اللہ تعالیٰ کے انوار سے اپنی طمع وابستہ کر دیتا ہے تو اس کے نفس کو ذلت حاصل ہوتی ہے۔ نورِ بے سایہ۔ جب بشری صفات بالکل فنا ہو جاتی ہیں تو سالک کو نور بے سایہ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر صفات بشری کچھ باقی رہتی ہیں تو نور بے سایہ حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ ایسا نور حاصل ہوتا ہے جیسے کہ چھلنی میں سے گذر کر نور آئے اس میں کچھ نور ہو گا کچھ سایہ ہوگا۔

۲ عاشقاں۔ جو عاشق ہیں وہ بالکل بشری صفات سے عاری ہونا چاہتے ہیں نامرد کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی روزہ دار۔ جو مجاہدے کرتے ہیں وہ بشری صفات سے خالی ہو جاتے ہیں تو یہ خوان نعمت ان روزہ داروں کیلئے ہے دنیادار جو بڑی مکھی جیسے ہیں انکے لئے شوربا اور چولھا یکساں ہے وہ انہی کو چاٹتے ہیں۔ تاویل۔ مصداق۔ ایں سخن۔ یعنی تعجب کی باتیں۔

۳ احوال۔ وہ کیفیات جو سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ کان نوی۔ تیرے اوپر نئے نئے احوال طاری ہوتے ہیں۔ بدین احوال۔ یعنی جو کیفیات سے حاصل ہو چکی ہیں۔ ہیں۔ اپنی اچھی کیفیات کی بات سنا شش جہات اور پنج حواس کی باتوں پر خاک ڈال۔

حالِ ۱ باطن گرمی آید بگفت — حالِ ظاہر گویمت در طاق و جُفت

باطن کا حال اگر کہنے میں نہیں آسکتا — میں تجھ سے طاق اور جفت میں ظاہر کا حال بیان کرتا ہوں

کہ ز لُطفِ یار تلخیہایِ مات — گشت بَر جاں خوشتر از قند و نَبات

کیونکہ شکست کی تلخیاں یار کی مہربانی سے — جان کیلئے قند شکر سے زیادہ اچھی ہو گئی ہے

زاں نَبات ار گرد دَر دریا رود — تلخیِ دَریا ہمہ شیریں شوَد

اگر اس شکر کی گرد بھی سمندر میں پہنچ جائے — سمندر کا کھارا پن سب میٹھا ہو جائے

صد ہزار اَحوالِ عالم ایں چنیں — باز سُویِ غیب رفتند اے امیں

اسی طرح عالم کے لاکھوں احوال — اے امانتدار! پھر غیب کی جانب چلے گئے

حالِ۲ ہر روزے بہ دی مانند نے — ہمچو جُو اندر رَوِش کش بَند نے

ہر روز کا حال کل کی مانند نہیں ہے — جیسے کہ جاری ہونے میں وہ نہر جسپر کوئی بند نہیں ہے

شادی ہَر روز از نوعِ دگر — فکرتِ ہَر روز را دیگر اثر

ہر روز کی خوشی ایک دوسری قسم کی ہے — ہر روز کے فکر کا اثر دوسرا ہے

تمثیلِ تنِ آدمی بمہا نخانہ واند یشہائے مختلف ہمچوں مہماناں و عارفِ صابر دَراں اندیشہا چوں مردِ مہمان دوست، غریب نواز خلیل وار

آدمی کے جسم کی مثال مہمان خانہ سے ہے اور مختلف فکریں مہمانوں کی طرح ہیں اور عارف، صابر ان فکروں کے معاملہ میں مہمان دوست غریب نواز ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ہے

ہَست مہماں خانہ ایں تَن ایجواں — ہر صَباحے۳ ضیفِ نو آید دَواں

اے جوان! یہ جسم مہمان خانہ ہے — ہر صبح کو نیا مہمان دوڑتا آتا ہے

نے غلط گفتم کہ آید دَمبدَم — ضیفِ تازہ فکرتِ شادی و غم

نہیں میں نے غلط کہا لحہ بہ لحہ آتا ہے — خوشی اور رنج کے فکر کا نیا مہمان

میزبانِ تازہ رُو شوا اے خلیل — دَر مَبند و مُنتظر شو دَر سبیل

اے خلیل! خندہ پیشانی والا میزبان بن — دروازہ بند نہ کر اور راستہ میں منتظر رہ

ہَر چہ آیداز جہانِ غیب وَش — دردلت ضیفست اُورا دار خوش

جیسے جہاں سے جو آئے — وہ تیرے دل میں مہمان ہے اس کو خوش رکھ

---

۱ حال باطن۔ ایاز نے کہا اگر باطنی احوال ناقابل بیان ہیں تو ظاہری احوال خالص اور تشبیہات کیساتھ سنائے دیتا ہوں۔ طاق۔ یعنی خالص حال۔ جفت۔ یعنی تشبیہات کے ساتھ حال سنانا۔ کہ ز لطف۔ اگر یار کی مہربانی ہو تو امتحان کی تلخیاں خوشگوار ہو جاتی ہیں زاں۔ ان تلخیوں میں اسقدر شیرینی ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کا کھارا پن ختم ہو جائے۔ صد ہزاراں۔ احوال کا بقا نہیں ہے وہ طاری ہوتے ہیں اور پھر عالم غیب کیطرف چلے جاتے ہیں۔

۲ حال۔ ہر روز کا حال کل کو معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا حال آجاتا ہے۔ جس طرح نہر کا پانی گذرتا رہتا ہے اور اس کی جگہ نیا پانی لیتا رہتا ہے۔ شادی۔ ہر روز ایک نئی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہر روز کے فکر کا نیا اثر ہوتا ہے۔ تمثیل۔ جو عارف صابر ہیں وہ اپنے احوال کو اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح کوئی معزز مہمان کو نوازتا ہے۔

۳ ہر صباحے۔ جب انسان صبح کو سو کر اٹھتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک نیا خیال آتا ہے نے غلط میں نے یہ غلط کہا کہ صبح کو خیال مہمان بنکر آتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ صبح ہی کو نہیں بلکہ ہروقت خوشی اور غم کا خیال انسان کے ذہن میں آتا رہتا ہے۔ اے خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ ہر چہ۔ جو خیال بھی دل میں آئے اس کو مہمان تصور کرکے اس کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔

ہیں ۱؎ مگو کیں ماند اندر گردنم — کو ہم اکنوں باز پرّد در عدم
خبردار ! نہ کہہ کہ یہ میرے گلے کا ہار بن گیا — کیونکہ وہ بھی اب عدم کیجانب پرواز کر جائیگا

حکایت آں مہمان وزنِ خداوند خانہ کہ آہ باراں گرفت
مہمان اور گھر کے مالک کی بیوی کی حکایت ، کہ ہائے بارش جم گئی

ومہمان دَر گردنِ ماماند
اور مہمان ہماری گردن میں پڑ گیا

آں یکے را بیگہاں آمد قنق — ساخت اُورا ہمچو طوق اندر عُنُق
ایک میزبان کے یہاں بے وقت مہمان آ گیا — اس نے اس کو گلے کے طوق کی طرح بنا لیا

خواں کشید اُو را کراماتہا نمود — آں شب اندر کوی ایشاں سُور بُود
اس کے لئے دستر خوان بچھایا، تواضع کی — اس رات میں ان کی گلی میں شادی تھی

مرد زن ۲؎ راگفت پنہانی سخن — کامشب اے خاتون دو جامہ خواب کن
شوہر نے بیوی سے آہستہ سے کہا — اے خاتون ! آج رات کو دو بسترے بچھانا

بسترِ مارا بگستر سُویِ دَر — بہرِ مہماں گستراں سُویِ دگر
ہمارا بستر دروازے کی جانب بچھا — مہمان کے لئے دوسری جانب بچھا

گفت زن خدمت کنم شادی کنم — سمع و طاعت اے دو چشمِ رَوشنم
بیوی نے کہا خدمت بجا لاؤنگی خوش ہونگی — اے میری دو روشن آنکھیں ! سنا اور مانا

ہر دو بستر گستریدو رَفت زن — سُوی خانہ ۳؎ سور کرد آنجا وطن
بیوی نے دونوں بستر بچھائے اور چلی گئی — شادی کے گھر کی جانب وہاں ٹھہر گئی

ماند مہمانِ عزیز و شوہرش — نُقل بنہاد نداز خشک و تُرش
مہمان عزیز اور اس کا شوہر رہ گئے — خشک اور کھٹا چبینا انہوں نے (سامنے) رکھا

در سمر گفتند ہَر دو مُنتخب — سَر گذشت نیک و بَد تا نیمشب
دونوں شریفوں نے کہانی میں ذکر کیا — آدھی رات تک نیک اور بد کا قصہ

بعد ازاں مہماں زخواب و از سَمر — شد دَراں بستر کہ بُد آنسویِ در
اسکے بعد نیند اور کہانی کی وجہ سے مہمان — اس بستر میں چلا گیا جو دروازے کی جانب تھا

شوہر از خجلت بدو چیزے نگفت — کہ ترا ایں سُوست اے جاں جایِ خفت
شوہر نے شرمندگی کیوجہ سے اس سے کچھ نہ کہا — کہ اے جان! تیرے سونے کی جگہ اس جانب ہے

۱؎ ہیں۔ کبھی مہمان خیال کو یہ نہ کہہ کہ یہ میری گردن کا ہار بن گیا۔ حکایت۔ بیوی نے مہمان کو گلے کا ہار سمجھا۔ خداوند خانہ۔ گھر والا۔ بیگہاں۔ بے وقت قنق۔ مہمان۔ عنق۔ گردن۔ سور۔ شادی بیاہ۔

۲؎ مرد۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ آج چونکہ مہمان بھی ہے دو بستر بچھانا۔ جامہ خواب سونے کا بستر۔ بستر مارا۔ میرا بستر دروازہ کے قریب بچھانا اور مہمان کا بستر اندر کو بچھانا۔ سمع و طاعت۔ سننا اور کرنا۔

۳؎ خانہ سور۔ شادی والا گھر۔ نقل۔ چبینا۔ سمر۔ رات کی کہانی۔ منتخب۔ میزبان اور مہمان دونوں برگزیدہ شخص تھے۔ بعد ازاں۔ کھانے اور کہانیوں کے بعد مہمان میزبان کے بستر پر لیٹ گیا۔ شوہر شوہر نے مہمان سے یہ نہ کہا کہ آپ کے سونے کے لئے دوسرا بستر ہے۔

که برای خوابِ تو اے بُو الکرم¹ بستر آں سوی دگر افگندہ ام
کہ اے بزرگ! تیرے سونے کے لئے میں نے بستر دوسری طرف بچھولیا ہے

آں قرارے کہ بزن اُو دادہ بُود گشت مُبدَل واں طرف مہماں غنود
وہ بات جو اس نے بیوی سے طے کی تھی بدل گئی اور اس جانب مہمان سو گیا

آنشب آنجا سخت باراں درگرفت کز شکوہِ ابر شاں آمد شگفت
اس رات کو وہاں سخت بارش ہونے لگی کہ ابر کی ہیبت سے وہ حیران ہو گئے

زن بیامد بر گمانِ آنکہ شو سُوی دَر خفتہ است و آنسو آں عَمو
بیوی آئی اس گمان سے کہ شوہر دروازے کی جانب سویا ہوا ہے اور اس جانب وہ چچا

رفت عُریاں دَر لحاف آندم عروس داد مہماں راغبت چند بوس
دلہن ننگی ہو کر فوراً لحاف میں گھس گئی اور رغبت سے مہمان کے چند بوسے لئے

گفت می ترسیدم اے مردِ کلاں خود ہُماں آمد ہُماں آمد ہُماں
اس نے کہا اے بزرگ میاں! میں ڈرتی ہوں وہی ہوا ، وہی ہوا ، وہی

مردِ ²مہماں راگل وباراں نشاند بَر تو چوں صابونِ سُلطانی بماند
مہمان شخص کو کیچڑ اور بارش نے بٹھا دیا تم پر شاہی ٹیکس کی طرح ہو گیا

اندریں باران و گل اوکے رود بر سَرو جانِ تو اُو تاواں شوَد
اس بارش اور کیچڑ میں وہ کب جائے گا آپ کے سر اور جاں پر وہ تاواں بنے گا

زود مہماں جَست وگفت اے زن بہل موزہ دارم من ندارم غم ز گِل
جلدی سے مہمان اٹھا اور بولا اے عورت! جانے دے میرے پاس موزہ ہے مجھے کیچڑ کا فکر نہیں ہے

من ³رَواں گشتم شمارا خیر باد در سفر یکدم مَبادا رُوح شاد
میں چل دیا ، تم سلامت رہو خدا کرے سفر میں تھوڑی دیر کیلئے بھی روح خوش نہو

تاکہ زُوتر جانبِ مَعدن رَود کایں خوشی اندر سفر رہزن شوَد
تاکہ بہت جلد کان کی جانب چلی جائے کیونکہ یہ خوشی سفر میں رہزن بنجاتی ہے

زن پشیماں شُد ازاں گفتارِ سَرد چوں رمیدو رفت آں مہمان فَرد
عورت اس سرد (مہری کی) بات سے شرمندہ ہوگئی جبکہ وہ یکتا مہمان بھڑک گیا اور چلا گیا

زن بسے گفتش کہ آخر اے امیر کہ مزاحے کردم از طیبت مکیر
عورت نے اس سے بہت کہا کہ اے سردار! آخر میں نے مذاق کیا ہے مذاق سے رنجیدہ نہ ہو

¹ بُو الکرم۔ مہربان۔ آں قرارے۔ جو بات بیوی سے طے ہوئی تھی وہ الٹی ہوگئی۔ آنشب۔ اس رات ایسی بارش ہوئی کہ اس کے ابر کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔ عُریاں۔ ننگا۔ مہماں۔ مہمان کو شوہر سمجھ کر اسکے بوسے لینے لگی۔ گفت۔ پھر مہمان کو شوہر سمجھ کر کہنے لگی کہ جس چیز کا مجھے ڈر تھا۔ وہی ہوئی۔

² مردِ مہماں۔ اب کیچڑ اور بارش کیوجہ سے مہمان روانہ نہ ہو گا۔ صابون سلطانی کسی شخص کے لئے ایک مجمع پر کوئی چیز بادشاہ کیجانب سے مقرر ہونا۔ گِل۔ کیچڑ۔ موزہ دارم۔ میرے پاس چمڑے کے موزے ہیں مجھے کیچڑ کی فکر نہیں ہے۔

³ من رواں گشتم۔ چلتے وقت مہمان نے میزبانوں کو دعا دی۔ در سفر۔ دنیا کی زندگی سفر کی حالت ہے اور منزل آخرت ہے سفر میں خوشی اور آرام رہزن بنتا ہے۔ گفتارِ سرد۔ یعنی مہمان کا شکوہ۔ فرد۔ وہ بے مثال بزرگ تھا مزاح۔ مذاق۔ طیبت۔ خوش طبعی کی بات۔

سجدہ و زاریِ زن سُودے نداشت　　رَفت وایشاں راازاں حسرت گذاشت
عورت کے سجدے اور عاجزی نے فائدہ نہ دیا　　وہ چلا گیا اور ان کو اس حسرت میں چھوڑ گیا

جامہِ ۱ ازرق کردزاں پس مَرد وزن　　صورتش دیدند شمع بے لگن
میاں اور بیوی نے اس کے بعد کپڑے نیلے کرلئے　　انہوں نے اس کی صورت بے شمعدان کی شمع دیکھی

میشدُو صحرا از نُورِ شمع مَرد　　چوں بہشت از ظلمتِ شب گشت فرد
وہ جا رہا تھا اور جنگل مرد کی شمع کے نور سے　　بہشت کی طرح رات کی تاریکی سے جدا ہو گیا

کرد مہمانخانہ خانہ خویش را　　از غم و از خجلت ایں ماجرا
اس نے اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا　　اس قصہ کے رنج اور شرمندگی کی وجہ سے

در درونِ ہر دو از راہِ نہاں　　ہَر زماں گفتے خیالِ میہماں
مخفی راہ سے دونوں کے باطن میں　　ہر وقت مہمان کا خیال کہتا

کہ بدم ۲ یارِ خضر صد گنج جُود　　می فشاندم لیک روزی تاں نبُود
کہ میں خضر یار تھا بخشش کے سینکڑوں خزانے　　میں نے بکھیرے لیکن تمہارا حصہ نہ تھے

تمثیلِ فکرِ ہر روزینہ کہ اَندر دل آید بمہمانِ نوکہ از اوّل روز

ہر روز جو خیال دل میں آتا ہے اس کی مثال دنیا اس نئے مہمان کیساتھ جو پہلے ہی دن

دَر خانہ فرود آیدو تحکم و بَد خوی کُند و فضیلتِ مہمانداری

گھر میں آیا ہے اور حکم چلاتا ہے اور بد مزاجی کرتا ہے۔اور مہمانداری کی فضیلت

ونازِ مہمان کشیدن

اور مہمان کی برداری کرنا

ہَر دمے فکرے چو مہمانِ عزیز　　آید اندر سینہؔ ہر روز نیز
ہر وقت عزیز مہمان کی طرح ایک فکر　　ہر روز سینہ میں بھی آتا ہے

فکر را اے جاں بجایِ شخص داں　　زانکہ ۳ شخص از فکر دارد قدرِ جاں
اے جان! فکر کو انسان کی طرح سمجھ　　کیونکہ انسان فکر ہی سے جان کی قدر کرتا ہے

فکرِ غم گر راہِ شادی میزند　　کار ساز یہائے شادی میکُند
غم کا فکر اگر خوشی کی رہزنی کرتا ہے　　وہ خوشی کے سامان مہیا کرتا ہے

خانہ می روبد بہ تُندی اُو زغیر　　تا در آید شادیِ نوز اصلِ خیر
وہ سختی سے غیر سے گھر کو صاف کر دیتا ہے　　تاکہ اصل خیر سے نئی خوشی آئے

---

۱ جامہ ازرق۔ رنج میں نیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔صورت۔ اس مہمان سے جنگل روشن ہورہا تھا اور جنت کا نمونہ بن گیا۔کرد۔اس میزبان نے اس شرمندگی میں اپنے گھر کو مہمان خانہ بنادیا۔

۲ کہ بُدم۔ دونوں میاں بیوی کے دل میں مہمان کا تصور یہ کہتا تھا کہ میں تمہیں فائدہ پہنچانے آیا تھا لیکن تمہارے مقدر میں نہ تھا۔ یارِ خضر۔ہم نے ترجمہ خضر یار کیا ہے یعنی وہ خیال کہتا تھا کہ میں تمہارا دوست خضر تھا۔یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ میں خضر کا ایک دوست تھا اور اگر خضر خاء کے زیر اور ضاد کے زبر سے پڑھا جائے تو سبزی وشادابی کے معنیٰ میں ہے۔ تمثیل۔ فکر خواہ نا خوشگوار ہو اس کو بدمزاج مہمان سمجھو جس کی لامحالہ خدمت کرنی ہے۔ تحکم۔حکم چلانا۔

۳ زانک۔ جان کی قدر اسی لئے ہے کہ اس میں قوت فکریہ ہے۔ فکر غم۔ غم کا فکر سینکڑوں خوشیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خانہ۔ غمگین فکر میں انسان دوسرے افکار بھول جاتا ہے۔اصل خیر۔اللہ تعالیٰ۔

میفشاند ۱ برگِ زرد از شاخِ دل	تا بروید برگِ سبز متصل
دل کی شاخ سے زرد پتے جھاڑ دیتا ہے	تاکہ مسلسل سبز پتے اگیں
می کَند اُو بیخ سَروِ کُہنہ را	تا خرامد سَروِ نو از ما وَرا
وہ پرانے سرو کی جڑ اکھاڑ دیتا ہے	تاکہ عالم غیب سے نیا سرو جھولے
غم کَند بیخ کژِ بوسیدہ را	تا نماید بیخ رُو پوشیدہ را
غم، ٹیڑھی ر ہوئی جڑ کو اکھاڑتا ہے	تاکہ جڑ چھپے رخ کو رونما کر دے
غم زدل ہرچہ بریزد یا بَرد	دَر عوض حقا کہ بہتر آورد
غم، دل سے نکالتا یا ڈالتا ہے	یقیناً بدلے میں بہتر لاتا ہے
خاصہ آں را کہ یقینش باشد ایں	کہ بُوَد غم بندۂ اہلِ یقیں
خصوصاً اس کے لئے جس کو یہ یقین ہو	کہ غم اہلِ یقین کا غلام ہوتا ہے
گر تُرش ۲ رُوئی نیارد ابر و بَرق	رَز بسوزد از تبسمہای شرق
اگر ابر اور بجلی بد مزاجی نہ کرے	مشرق کی مسکراہٹوں سے انگور کی بیل جل جائے
سَعد و نحس اندر دلت مہماں شوَد	چوں ستارہ خانہ خانہ میروَد
تیرے دل میں اچھا اور برا مہمان ہوتا ہے	ستارے کی طرح خانہ بخانہ چلتا ہے
آں زماں کہ اُو مقیمِ برجِ تست	باش ہمچوں طالعش شیریں وچست
جس زمانے میں وہ تیرے برج میں مقیم ہے	تو اس کے عروج کی طرح شیریں اور چست بن
تاکہ بامہ چوں شود اُو متصل	شُکر گویداز تو با سُلطانِ دل
تاکہ جب وہ سورج سے ملے	دل کے شاہ خدا سے تیرا شکریہ ادا کرے
ہفت سال ایوب ۳ با صبر و رضا	در بلا خوش بُود با ضیفِ خدا
حضرت ایوبؑ صبر اور خوشی کیساتھ سات سال	خدا کے مہمان کے ساتھ مصیبت میں خوش تھے
تاچو واگردد بلای سخت رو	پیشِ حق گوید بصد گوں شکرِ اُو
تاکہ جب سخت مصیبت واپس ہو	اللہ تعالیٰ کے سامنے سینکڑوں طرح اس کا شکریہ ادا کرے
کز محبت با منِ محبوب کُش	رُونکرد ایوبؑ یک لحظہ تُرش
کہ مجھ دوست کش کے ساتھ محبت سے	حضرت ایوبؑ نے ایک لحہ کیلئے بھی منہ نہ بنایا
از وفا و خجلتِ حکمِ خُدا	بُود چوں شیر و عسل اُو با بلا
وفا داری اور اللہ تعالیٰ کے حکم لحاظ سے	وہ مصیبت میں دودھ اور شہد کی طرح تھے

۱ می فشاند۔ غم انگیز فکر تمام افکار کو ختم کر دیتا ہے۔ تاکہ دل میں خوشی اگے۔ ماورا۔ عالمِ غیب۔ غم۔ غم پرانے افکار کی بوسیدہ جڑیں اکھاڑ پھینکتا ہے۔ تاکہ چھپی ہوئی نئی جڑ برگ وبار لائے۔ بہتر آورد۔ یعنی روح کی صفائی عقبیٰ کا خیال۔ اہلِ یقین۔ غم ان کی رضا مندی سے ان کے پاس آتا ہے۔

۲ گر ترش روئی۔ بجلی اور ابر کی ترش روئی انگور کی بیل کی حیات ہے محض سورج کی مسکراہٹیں اس کو جلا ڈالتی ہیں۔ شرق۔ مشرق۔ سعد نحس۔ رنج و خوشی اسی طرح دل خانوں کو طے کرتے ہیں جس طرح سعد و نحس ستارے آسمان میں اپنے منازل کو طے کرتے ہیں۔ او۔ یعنی خیال۔ برج۔ یعنی دل۔ تاکہ۔ وہ فکر بارگاہِ خداوندی میں تمہاری شکر گذاری کا ذکر کرے۔

۳ ایوبؑ۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے۔ ضیف۔ خدا۔ خدائی مہمان۔ یعنی مصیبت محبوب کش۔ فکر و غم جس سے تعلق پیدا کرتے ہیں اس کو مار ڈالتے ہیں۔ خجلت۔ یعنی حضرت ایوبؑ اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ مصیبت اللہ کے حکم سے آئی ہے۔

فکرا[1] در سینہ در آید نو بنو — خند خنداں پیشِ اُو تو باز رو

فکر سینہ میں تازہ بتازہ آتا ہے — تو ہنستا ہنساتا پھر اس کے سامنے جا

کہ اَعِذْنِیْ خَالِقِیْ مِنْ شَرِّہٖ — لَا تُحَرِّمْنِیْ اَنِلْ مِنْ بِرِّہٖ

کہ اے میرے پیدا کرنے والے مجھے اس کے شر سے بچالے — مجھے محروم نہ کر، مجھے اس کی بھلائی عطا کر

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ مَا اَرٰی — لَا تُعَقِّبْ حَسْرَۃً لِّیْ اِنْ مَّضٰی

اے رب میرے دل میں ڈال کہ میں جو دیکھتا ہوں اس کا شکر یہ ادا کروں — اگر وہ چلا جائے اس کے بعد تو حسرت پیدا نہ فرما

آں ضمیر رُو تُرش را پاسدار — آں تُرش راچوں شُکر شیریں شمار

تو ترشرو خیال کا تو لحاظ کر — تو اس ترش کو شکر شمار کر

اَبر را گر ہست ظاہر رُو تُرش — گلشن آرندہ ست اَبر و شورہ کُش

ابر اگرچہ بظاہر ترش رو ہے — وہ چمن پیدا کرنے والا ہے اور شور کو مٹانے والا ہے

فکرتِ[2] غم را مثالِ اَبر داں — با تُرش تو رو تُرش کم کُن چناں

تو غم کے فکر کو ابر کی طرح سمجھ — اس طرح تو ترشرو کے ساتھ ترشروئی نہ کر

بُو کہ آں گوہر بدستِ اُو بُوَد — جہد کُن تا از تو او راضی رَوَد

ہو سکتا ہے کہ کوئی گوہر اس کے ہاتھ میں ہو — کوشش کر تاکہ وہ تجھ سے خوش جائے

وَر نباشد گوہر و نبُوَد غنی — عادتِ شیرینِ خود افزوں کُنی

اگر گوہر (بھی) نہ ہو اور وہ مالدار بھی نہ ہو — تو تو اپنی شیریں عادت بڑھالے گا

جایِ دیگر سُود دارد عادتت — نا گہاں روزے بَر آید حاجتت

تیری عادت دوسری جگہ مفید ہو گی — اچانک کسی روز تیری مراد بر آئے گی

فکرتے[3] کز شادیت مانع شوَد — آں با مرِ حکمتِ صانع شوَد

وہ فکر جو تیرے لئے خوشی سے مانع ہو — وہ خدا کے حکم اور حکمت کی بنا پر ہوتا ہے

تو مخواں دو چار دانگش اے جواں — بُو کہ نجمے باشد و صاحبقراں

اے جوان! تو اس کو حقیر نہ سمجھ — ہو سکتا ہے کہ وہ ستارہ اور سعادت مند ہو

تو مگو فرعے ست اُورا اصل گیر — تا شوی پیوستہ بر مقصود چیر

تو اس کو شاخ نہ کہہ اس کو جڑ سمجھ — تاکہ ہمیشہ مقصود پر غالب رہے

وَر تو آں را فرع گیری و مُضر — چشمِ تو دَر اصل باشد مُنتظر

اگر تو اس کو شاخ اور مضر سمجھے گا — تیری آنکھ جڑ کے لئے منتظر رہے گی

[1] فکر۔ جو نئے نئے انکار دل میں آئیں انکو ہنسی خوشی قبو کر۔ کہ خوشی سے قبول کرنا یہ ہے کہ تو یہ دعا کر کہ اللہ تعالیٰ اس فکر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور مجھے اس کی بھلائی سے محروم نہ کر جو میں تیری جانب سے دیکھوں اس پر شکر کروں اور اس کے چلے جانے کے بعد مجھے یہ حسرت نہ ہو کہ میں نے اسپر صبر کیوں نہ کیا۔ ابر۔ زمین کے لئے ابر ترشرو ہے لیکن وہی چمن پیدا کر دیتا ہے اور اس کے شور پن کو زائل کر دیتا ہے۔

[2] فکرت۔ اپنے غم کو ابر کی طرح سمجھ اور اس کے فوائد پر غور کر۔ بو۔ ہو سکتا ہے کہ اس فکر میں تیری خیر مضمر ہو۔ ور نباشد۔ اگر خیر بھی مضمر نہیں ہے تو تیرے صبر میں لامحالہ اضافہ کا سبب ہے۔ جای دیگر۔ یہ صبر کی عادت دوسری جگہ بھی مفید ہو گی۔

[3] فکرتے۔ جو غم شادی سے مانع ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ دو چار دانگ۔ دو چار رتی یعنی حقیر۔ صاحبقراں۔ وہ خوش نصیب ہے جس کی ولادت یا نطفہ کے استقرار کے وقت زحل اور مشتری ایک برج میں ہوں۔ تو مگو۔ اس فکر کو اصل سمجھ اور اسی کو مقصود بنا تا کہ مقصد رسی ہو ورنہ تو مقصود سے محروم اور اس کا منتظر رہیگا۔

زہر آمد انتظار اندر چشش ۱ — دائما در مرگ باشی زاں روش
انتظار ، ذائقہ میں زہر ہے — اس روش سے تو ہمیشہ موت میں رہیگا

اصل داں آنرا بگیرش در کنار — باز رہ دائم ز مرگِ انتظار
اس کو جڑ سمجھ اس کو بغل میں لے لے — موت کے انتظار سے ہمیشہ نجات حاصل کر

نواختنِ سلطان محمود ایاز را
سلطان محمود کا ایاز کو نوازنا

اے ایازِ پُر نیازِ صدق کیش — صدقِ تو از بحر و از کوہ ست پیش
اے نیاز مند سچائی کے طریقہ والے ایاز! — تیری سچائی سمندر اور پہاڑ سے زیادہ ہے

نے بوقتِ شہوتت باشد عِثار — کہ رود عقلِ چو کوہت کاہ وار
نہ شہوت کے وقت تیرے لئے لغزش ہے — کہ تیری پہاڑ جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے

نے ۲ بوقتِ خشم و کینہ صبر ہات — سست گردد در قرار و در ثبات
نہ غصے اور کینے کے وقت تیرے صبر — ٹکاؤ اور جماؤ میں سست ہوتے ہیں

ہست مردی ایں نہ آں ریش و ذکر — ورنہ بودے میرِ میراں کیرِ خر
مردانگی یہی ہے نہ وہ داڑھی اور شرمگاہ — ورنہ گدھے کی شرمگاہ سرداروں کی سردار ہوتی

حق کرا خواندست در قرآں رجال — کے بود ایں جسم را آں جا مجال
جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مرد کہا ہے — وہاں اس جسم کی کہاں گنجائش ہے؟

روحِ حیواں را چہ قدرست اے پسر — آخر از بازارِ قصّابان گذر
اے بیٹا! حیوانی روح کی کیا قدر ہے؟ — آخر قصائیوں کے بازار سے گذر

صد ہزاراں ۳ سر نہادہ بر شکم — ارزشاں از دُنبہ و از دُم کم
لاکھوں سریاں پیٹ پر رکھی ہوئی ہیں — جن کی قیمت چکدی اور دمچی سے سستی ہے

تا توانی بندۂ شہوت مشو — در پئے شہوت مکن دل را گرو
جب تک تجھ سے ہو سکے شہوت کا غلام نہ بن — شہوت کے پیچھے دل کو گروی نہ کر

ورنہ شہوت خان و مانت بر کند — زندہ ات در گورِ تاریک افگند
ورنہ شہوت تیرا گھر بار اکھاڑ دے گی — تجھے زندہ اندھیری قبر میں پھینک دے گی

روسپی باشد کہ از جولانِ کیر — عقلِ اُو موشے شود شہوت چو شیر
رنڈی ہوگی کہ (مرد کی) شرمگاہ کی حرکت سے — اس کی عقل چوہے جیسی اور شہوت شیر جیسی ہو جاتی ہے

۱ زہر آمد۔ صوفی ابن وقت ہوتا ہے، جو کچھ وقت سے آتا ہے اس کو خدا کے اسماء میں سے کسی اسم کا مظہر سمجھتا ہے۔ یہی اسماء وصفات کے عشق کا اثر ہے۔ صدق کیش۔ وہ جس نے سچائی کو مذہب بنا لیا ہو۔ عِثار۔ لغزش۔ کہ رود۔ یعنی پہاڑی جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے۔

۲ نے۔ عام طور پر انسان غصہ میں صبر و ثبات کو چھوڑ دیتا ہے۔ ہست۔ اصل مردانگی یہی ہے کہ غصہ کے وقت انسان اپنے آپ پر قابو پا لے۔ داڑھی اور آلہ تناسل پر مردانگی کا اطلاق نہیں ہے۔ ورنہ گدھا سب سے بڑا مرد ہوتا ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے رجال ان لوگوں کو کہا ہے، جن کی روح مصفّیٰ ہو چکی ہے اور روح سے مراد روحِ حیوانی نہیں ہے۔

۳ صد ہزاراں۔ روحِ حیوانی کو ذلت کا منظر دیکھنا ہو تو قصائیوں کے بازار میں جا کر دیکھ لے۔ ارز۔ قیمت شہوت۔ شہوت پرستی انسان کی بربادی کا باعث ہے اور انسان کو زندہ در گور کر دیتی ہے۔ روسپی۔ فاحشہ عورت شہوت میں اندھی ہو جاتی ہے۔

وصیّت ۱؎ پدر دختر را کہ خود رانگاہ دار تا حاملہ نشوی ازیں شوہر

باپ کی بیٹی کو نصیحت کہ اپنی حفاظت کر ، تاکہ تو اس شوہر سے حاملہ نہ ہو جائے

خواجۂ بُودست اُورا دُخترے — زُہرہ خدّے مہ رُخے سیمیں برے
ایک صاحب کے ایک لڑکی تھی — زہرہ جیسے رخسار والی چاند جیسے چہرے والی چاندی کے جسم والی

گشت بالغ دادو ختر را بشو — شو نبُود اندر کفایت کُفوِ اُو
وہ بالغ ہو گئی اس نے وہ شوہر کو دے دی — شوہر حیثیت میں اس کا ہمسر نہ تھا

خربزہ چوں در رسد شد آبناک — گر نہ بشگافی تبہ گشت و ہلاک
خربوزہ جب پک جاتا ہے رسیلا ہو جاتا ہے — اگر تو اس کو نہ چیرے گا تباہ اور برباد ہو جائیگا

چوں ضرورت بود دختر را بداد — اوبنا کُفوے ز تخویفِ فساد
چونکہ مجبوری تھی ، لڑکی دے دی — اس نے فساد کے ڈر سے غیر ہمسر کو

گفت ۲؎ دُختر را کزیں داماد تو — خویشتن پرہیز کُن حامل مشو
اس نے لڑکی سے کہا کہ تو اس داماد سے — اپنے آپ کو بچا ، حاملہ نہ ہو

کز ضرورت بُود عقدِ ایں گدا — ایں غریب خوار را نبُود وفا
اس لئے کہ اس فقیر سے شادی مجبوری سے تھی — اس ذلیل ، فقیر میں وفاداری نہ ہو گی

نا گہاں بجہد کُند ترکِ ہمہ — بَر تو طفل اُو بماند مظلمہ
اچانک بھاگ جائیگا ، سب کو چھوڑ دے گا — اس کا بچہ تیرے ذمہ پاداش بن جائے گا

گفت دُختر اے پدر خدمت کُنم — ہست پندت دلپذیرو مغتنم
لڑکی نے کہا اے ابا ! تعمیل کروں گی — آپ کی نصیحت دل کو لگنے والی اور غنیمت ہے

ہر دو روزے ہر سہ روزے آں پدر — دخترِ خود را بفر مودے حذر
ہر دوسرے اور تیسرے دن ، وہ باپ — لڑکی کو بچنے کا حکم دیتا

ایں ۳؎ چنیں قومے بعالم ہم بُدند — کز چنیں نوعے نصیحت گر شُدند
دنیا میں ایسے لوگ بھی تھے — کہ اس طرح کی نصیحت کرنیوالے ہوئے ہیں

حاملہ شُد نا گہاں دُختر ازو — چونکہ بُد ہر دو جواں خاتون وشو
اچانک لڑکی اس سے حاملہ ہو گئی — چونکہ شوہر اور بیوی دونوں جوان تھے

از پدر آں را نہاں میداشتش — پنج ماہہ گشت کودک یا کہ شش
اس نے اس کو باپ سے چھپائے رکھا — بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا

۱؎ وصیّت پدر۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لڑکی شہوت سے مغلوب ہو گئی تھی۔ سیمیں بر۔ چاندی جیسے جسم والی۔ کُفو۔ ہمسر۔ آبناک۔ پانی والا۔ تخویف فساد۔ یعنی جوان لڑکی ہے کوئی خرابی نہ کر بیٹھے۔

۲؎ گفت۔ باپ نے اس لڑکی کو حاملہ نہ بننے کی ہدایت کی۔ عقد۔ یعنی نکاح۔ بجہد۔ یعنی چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔ مظلمہ۔ ظلم کی پاداشت۔ حذر۔ بچاؤ۔

۳؎ ایں چنیں۔ مولانا کہتے ہیں کہ ایسے بیوقوف بھی دنیا میں ہیں جو اس طرح کی لغو نصیحتیں کرتے ہیں۔ کودک۔ یعنی پیٹ کا بچہ۔

گشت پیدا گشت بابا چیست ایں | من نہ گفتم کہ اُزو دوری گزیں
وہ ظاہر ہو گیا باوا نے کہا یہ کیا ہے ؟ | میں نے تجھے نہیں کہا تھا اس سے دوری اختیار کر
آں وصیتہائ من خود بادِ[1] بُود | کہ نکردت پندو وَعظم ہیچ سُود
وہ میری نصیحتیں خود باد ہوائی ہوئیں | کیونکہ میرے وعظ اور نصیحت نے کوئی فائدہ نہ دیا
گفت بابا چوں کُنم پرہیز من | آتش وپُنبہ است بیشک مَرد وزن
اس نے کہا لبا ! میں کیسے بچتی ؟ | مرد عورت آگ اور روئی ہیں
پُنبہ راپر ہیز از آتش کجاست | یادرآتش کے حفاظ ست وتُقاست
روئی کا آگ سے کہا بچاؤ ہے؟ | یا آگ میں نگہداشت اور بچاؤ کہاں ہے ؟
گفت کے گفتم کے سُوئے اُو مرو | تو پذیرای مَنیِ اُو مشو
اس نے کہا میں نے کب کہا تھا کہ تو اس کے پاس نہ جا | یہ کہا تھا تو اس کی منی کو قبول کرنے والی نہ بن
در زمانِ حال و انزال و خوشی | خویشتن باید کہ ازوے در کشی
کیفیت اور انزال اور لذت کے وقت | چاہیے (تھا) کہ اس سے اپنے آپ کو کھینچتی
گفت[2] کے دانم کہ انزالش کیست | ایں نہان ست وبغایت دُوردست
اسنے کہا مجھے کب معلوم تھا کہ اس کو انزال کب ہوگا؟ | یہ پوشیدہ اور انتہائی بعید ہے
گفت چوں چشمش کلاپیسہ شوَد | فہم کُن کاں وقتِ انزالش بُوَد
اس نے کہا جب اس کی آنکھیں چڑھیں | سمجھ لیتی کہ اس کے انزال کا وقت ہے
گفت تا چشمش کلاپیسہ شدُن | کور میگردوز شہوت چشمِ من
اس نے کہا اس کی آنکھیں چڑھنے تک | شہوت سے میری آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں
نیست ہر عقل حقیرے پائدار | وقتِ حرص ووقتِ جنگ وکارزار
ہر حقیر عقل ، مضبوط نہیں ہے | حرص کے وقت اور جنگ و کار زار کے وقت

وصف[3] ضعف ولی و سُستیِ صوفیِ سَایہ پر ور دہ مجاہدہ
اس صوفی کے دل کی کمزوری اور سُستی کا بیان جو سائے میں پلا تھا مجاہدے نہ کئے
ناکردہ دردو داغِ عشق نا چشیدہ بسجدہ دوست بوس
ہوئے تھا عشق کا درد اور داغ نہ چکھے ہوئے تھا ، سجدے اور عوام کی دست بوسی
عام و بحرمتِ نظر کردن و با نگشت نمودنِ ایشاں کہ
اور احترام سے دیکھنے اور ان کی انگلی اٹھانے سے ....

[1] باد۔ یعنی میری نصیحت ہوا تھی جو اڑگئی۔ گفت۔ لڑکی نے باپ سے کہا۔ پنبہ۔ اگر آگ اور روئی ایک جگہ ہو تو روئی کب بچاؤ کرسکتی ہے۔ حفاظ۔ نگہداشت۔ تقا۔ بچاؤ۔ گفت۔ باوا نے کہا کہ میں نے شوہر کے پاس جانے کو منع نہیں کیا تھا۔ منی۔ یعنی انزال کے وقت اپنے آپ کو علیحدہ کر لینے کو کہا تھا۔

[2] گفت۔ لڑکی نے کہا مجھے کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کو انزال کس وقت ہورہا ہے۔ دوردست۔ وہ مقام جہاں پہنچنا مشکل ہے۔ کلا پیسہ۔ آنکھوں کو چڑھ جانا کہ پتلی نظر نہ آئے۔ گفت۔ لڑکی نے کہا اس وقت تو میں خود شہوت سے اندھی ہوتی تھی۔ وقت حرص۔ لالچ اور جنگ میں بہت کم عقلیں قائم رہتی ہیں۔

[3] وصف۔ ان صوفی صاحب کے قصہ سے یہ بتلایا ہے کہ جنگ کے وقت ان کی عقل بیکار ہوگئی تھی یہ صوفی صاحب خانقاہ کے سایہ میں پلے تھے مجاہدے کی مشقتیں نہ اٹھائی تھیں عوام کی دست بوسی سے اپنے آپ کو کامل انسان سمجھ بیٹھے تھے۔ انگشت۔ مشہور آدمی کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارے کرتے ہیں۔

امروز در زمانہ صوفی اُوست غرہ شدُہ وزؔ ہم بیمار شدہ چوں ا
کہ آجکل دنیا میں وہی صوفی ہے وہ دھوکے میں میں آ گیا تھا اور وہم کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا

آں معلم کہ کود کاں گفتند کہ رنجوری و بایں وہم کہ من مجاہدم
اس استاد کی طرح جس کو بچوں نے کہا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور اس وہم سے کہ میں مجاہد ہوں

مرادریں راہ پہلوان میدانند با غازیاں بغزا رفتہ کہ بظاہر
لوگ مجھے اس راہ کا پہلوان سمجھتے ہیں غازیوں کے ساتھ جہاد میں چلا گیا، کہ میں ظاہری

نیز بنمایم جہاد کہ در جہادِ اکبر مستثنیٰ ام جہادِ اصغر خود پیش
جہاد بھی کروں گا، کیونکہ میں بڑے جہاد میں ممتاز ہوں، چھوٹا جہاد میرے سامنے کیا

من چہ محل دارد و خیالِ شیر دَر دیدہ و دلیریہا کردہ مَست
وقعت رکھتا ہے؟ اور شیر ہونے اور بہادریں کا نقشہ آنکھ میں جما کر اور ان

ایں دلیریہا شدُہ و رُوی بہ بیشہ نہادہ بقصدِ شیرو
بہادریوں میں مست ہو کر اور شیر کے ارادے سے جنگل کا رخ کیا اور

شیر بزبانِ حال گفتہ کہ کَلّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ
شیر نے زبانِ حال سے کہا کہ ہرگز نہیں تم عنقریب جان لو گے پھر

کَلّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
ہرگز نہیں تم عنقریب جان لو گے

رَفت یک صوفی بہ لشکر در غزا ۔ نا گہاں آمد قطاریق و دغا
ایک صوفی جہاد میں لشکر کے ساتھ چلا گیا ۔ اچانک جنگ کا شور وغوغا اٹھا اور جنگ شروع ہو گئی

ماند صوفی با بُنہ و خیمہ و ضِعاف ۔ فارساں راندند تا صفِ مَصاف
صوفی سامان اور خیمہ اور کمزوروں کیساتھ رہ گیا ۔ شہسواروں نے میدانِ جنگ کی صف کیطرف گھوڑے دوڑائیے

مُثقلانِ خاک برجا ماندند ۔ سَابِقُوْنَ السَّابِقُوْن دَر راندند
مٹی کے بوجھل، اپنی جگہ پر رہ گئے ۔ سبقت کرنیوالے پیش قدم آگے دوڑ گئے

جنگہا ۳ کردہ مُظفر آمدند ۔ باز گشتہ با غنائم سُود مَند
جنگ کر کے کامیاب واپس آگئے ۔ مالدار ہو کر غنیموں کے ساتھ لوٹ آئے

ارمُغاں دادندے کاے صوفی تو نیز ۔ اُو بروں انداخت نستد ہیچ چیز
انہوں نے تحفہ دیا کہ اے صوفی! تو بھی لے ۔ اس نے باہر پھینک دیا کوئی چیز نہ لی

ا چوں مُعلّم۔ پہلے مولانا نے قصہ سنایا تھا کہ مکتب کے بچوں نے استاد کو بلاوجہ بیمار بنا دیا تھا۔ جہادِ اکبر۔ یعنی نفس کے ساتھ جہاد۔ مستثنیٰ ممتاز۔ جہادِ اصغر کافروں سے جہاد کرنا۔

۲ کلا سوف۔ قرآن نے کافروں کے غلط خیالات کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ عنقریب حقیقتِ حال سامنے آ جائے گی۔ غزا۔ جہاد قطاریق۔ جنگ کا شور داخل دغا۔ جنگ بنہ۔ سامان۔ مصاف۔ صفوں کی جگہ میدانِ جنگ مثقال۔ سُست، بوجھل۔

۳ جنگہا۔ مجاہد۔ جہاد میں کامیاب ہو کر مالِ غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ارمغان۔ یعنی مالِ غنیمت میں سے تحفہ۔

پس بگفتندش کہ خشمینی ۱؎ چرا | گفت من محروم ماندم از غزا
پھر انہوں نے کہا کہ تو غصہ میں کیوں ہے؟ | اس نے کہا، میں جہاد سے محروم رہ گیا

زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد | کو میانِ غزو خنجر کش نشد
اس مہربانی سے صوفی کچھ بھی خوش نہ ہوا | کیونکہ وہ جہاد میں خنجر چلانے والا نہ بنا

پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر | آں یکے را بہرِ کشتن تو بگیر
تو انہوں نے اس سے کہا ہم قیدی لائے ہیں | اس ایک کو تو قتل کرنے کے لئے لے لے

سر برش تا تو ہم غازی شوی | اندکے خوش گشت صوفی دل قوی
اس کا سر قلم کردے تاکہ تو بھی غازی بن جائے | صوفی تھوڑا خوش ہوا اور مضبوط دل بن گیا

کاب را گر در وضو صد روشنی ست | چونکہ آں نبود تیمم کرد نیست
کہ اگرچہ وضو میں پانی کے سینکڑوں نور ہیں | جب وہ نہ ہو تو تیمم کرنا ہی ہے

برد صوفی آں اسیرِ بستہ را | در پسِ خرگہ کہ آرد او غزا
اس بندھے ہوئے قیدی کو صوفی لے گیا | خیمہ کے پیچھے، کہ وہ جہاد کرے

دیر ۲؎ ماند آں صوفی آنجا با اسیر | قوم گفتند اے عجب چوں شد فقیر
صوفی قیدی کے ساتھ وہاں بہت دیر رہا | لوگوں نے کہا تعجب ہے صوفی کو کیا ہوا؟

کافرِ بستہ دو دست او کشتنی ست | بسملش را موجبِ تاخیر چیست
دونوں ہاتھ بندھا کافر قتل ہو جانے والا ہے | اس کے ذبح کرنے میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

رفت آں یک در تفحص در پیش | دید کافر را بہ بالای ویش
جستجو میں ایک اس کے پیچھے چلا | اس نے کافر کو اس کے اوپر دیکھا

ہمچو نر بالای مادہ آں اسیر | ہمچو شیرے خفتہ بالای فقیر
وہ قیدی مادہ پر نر کی طرح تھا | وہ فقیر پر شیر کی طرح پڑا تھا

دستہا ۳؎ بستہ ہمی خائید او | از سرِ استیزہ صوفی را گلو
ہاتھ بندھے ہوئے وہ چبا رہا تھا | صوفی کا گلا کینہ وری کی وجہ سے

گبر میخائید باد نداں گلوش | صوفی افتادہ بزیرو رفتہ ہوش
کافر دانتوں سے اس کا گلا چبا رہا تھا | صوفی نیچے پڑا تھا اور ہوش اڑ گئے تھے

دست بستہ گبر ہمچوں گربہ | خستہ کردہ حلق او بے حربہ
ہاتھ بندھے ہوئے کافر نے بلی کی طرح | بغیر نیزے کے اس کے گلے کو زخمی کر دیا

۱؎ خشمینی۔ تو غصہ میں کیوں ہے۔ تلطف۔ مہربانی۔ اسیر۔ قیدی۔ غازی۔ یعنی اس قیدی کا سر قلم کرکے غازی بن جا۔ کاب۔ صوفی نے کہا وضو ممکن نہ ہو تو تیمم سے کام چل جاتا ہے اصل جہاد تو میدانِ جنگ میں تھا یہ بھی مجبوری کا جہاد ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔

۲؎ دیر ماند۔ صوفی کی واپسی میں دیر ہوئی تو لوگ حیران ہوئے۔ کافر۔ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کو قتل کرنے میں اس قدر دیر کا کیا کام ہے۔ تفحص۔ جستجو۔

۳؎ دستہا بستہ۔ وہ دونوں ہاتھ بندھا ہوا کافر صوفی کے گلے کو دانتوں سے چبا رہا ہے۔ گبر۔ اس کافر نے اس صوفی کا گلا اس قدر چبایا کہ صوفی بیہوش ہو گیا۔ حربہ۔ نیزہ۔

نیم ۱ کُشتنش کرد با دنداں اسیر
قیدی نے دانتوں سے اس کو ادھ موا کر دیا
ریشِ اُو پُر خوں ز حلقِ آں فقیر
اس فقیر کے حلق کے خون سے اس کی داڑھی بھری ہوئی تھی

ہمچو تُو کز دستِ نفسِ بستہ دست
تیری طرح کہ ہاتھ بندھے نفس سے
ہمچو آں صُوفی فتادستی بہ پست
اس صوفی کی طرح نیچے گرا پڑا ہے

اے شُدہ عاجز ز تلِ کیشِ تُو
اے وہ کہ تو اپنے مذہب کے ٹیلے سے عاجز ہے
صد ہزاراں کوہہا در پیشِ تو
تیرے سامنے لاکھوں پہاڑ ہیں

زنیقدر خرپشتہ مُردی از شکوہ
تو ڈر سے اس قدر ڈھلوان ٹیلے سے مر گیا
چوں روی بر عقبہائے ہمچو کوہ
تو پہاڑ جیسی گھاٹیوں پر کیسے گذرے گا؟

غازیاں کُشتند کافر را بہ تیغ
غازیوں نے کافر کو تلوار سے مار ڈالا
ہمدراں ساعت ز حمیت بیدریغ
بے دریغ اسی وقت غصہ سے

بر رُخِ صُوفی زدند آب و گلاب
صوفی کے چہرے پر پانی اور گلاب چھڑکا
تا بہوش آیدز بیہوشی و خواب
تاکہ وہ بیہوشی اور غفلت سے ہوش میں آجائے

چوں ۲ بخویش آمد بدید آں قوم را
وہ جب ہوش میں آیا اس نے قوم کو دیکھا
پس بپرسیدند چوں بُد ماجرا
تو انہوں نے پوچھا کیا قصہ ہوا؟

اللہ اللہ اینچہ حال ست اے عزیز
اللہ اللہ اے پیارے! یہ کیا حال ہے؟
آنچنیں بیہوش گشتی از چہ چیز
تو کس چیز سے ایسا بے ہوش ہو گیا؟

از اسیرِ نیم کُشتہ بستہ دست
ادھ موئے ہاتھ بندھے قیدی سے
آنچنیں بیہوش اُفتادی و پست
اس طرح بے ہوش اور پست ہو کر گر پڑا

گفت چوں قصدِ سرش کردم بخشم
اس نے کہا جب میں نے غصہ سے اس کے سر کا ارادہ کیا
طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم
اس بے حیا نے مجھے عجیب طرح پر گھوڑا

چشم را وا کرد پہن اُو سوئے من
اس نے میری جانب آنکھیں پھاڑیں
چشم گرد انید و شُد ہوشم ز تن
آنکھوں کو گھمایا اور میرے ہوش بدن سے اڑ گئے

گردشِ ۳ چشمش مرا لشکر نمُود
اس کی آنکھوں کا گھومنا، مجھے لشکر نظر آیا
می ندانم گفت چوں پُر ہول بُود
میں بتا نہیں سکتا کہ کس قدر خوفناک تھیں

قصہ کوتہ کُن کزاں چشم آنچنیں
قصہ مختصر کر کہ ان آنکھوں سے میں ایسا
رفتم از خود اُو فتادم بر زمیں
بے ہوش ہوا زمین پر گر پڑا

۱ نیم کشتنش۔ اس کافر نے صوفی کو نیم مردہ بنا دیا اور اس کی داڑھی اس صوفی کے خون میں لتھڑ گئی۔ ہمچو تو۔ اس صوفی کا ہاتھ بندھے کافر سے جو حال ہوا وہی نفس کے ہاتھوں تیرا حال ہے۔ تل ٹیلہ خرپشتہ۔ وہ ٹیلہ جس کے کنارے ڈھلواں ہوں۔ عُقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ حمیت۔ عار کی وجہ سے غصہ کرنا۔

۲ چوں۔ جب صوفی کو ہوش آیا تو اس سے بیہوش ہونے کا قصہ پوچھا کہ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کے نیچے پڑے ہوئے بے ہوش کیوں ہوئے۔ طرف۔ اس کافر نے عجب طرح پر گھور کر دیکھا بڑی بڑی آنکھیں نکالیں اور ان کو گھمایا تو میں بے ہوش ہو گیا۔

۳ گردش۔ اس کی آنکھیں چمکانے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کوئی لشکر آگیا ہے میں اس کی خوفناکی کا بیان بھی نہیں کرسکتا ہوں۔

فتنہ کوتہ کن کزاں غمزہ[1] گراں　　　رفتم از خود اوفتادم من دراں
فتنہ کو مختصر کر کہ اس کی تیکھی نظروں سے　　　میں بے ہوش ہو گیا میں اس میں گر پڑا

نصیحت کردنِ مبار زاں اورا کہ بایں دل و زہرہ کہ تو داری

اس کو جنگ جویوں کا نصیحت کرنا کہ اس دل اور پتے کے ساتھ جو کہ تو رکھتا ہے

از کلا پیسہ شدنِ چشمِ کافرِ اسیر دست بستہ بیہوش ودشنہ

ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کافر کی پتلیاں چڑھنے سے بے ہوش ہو گیا اور تیشہ

از دست بیفگندی زینہار ہزار زینہار کہ ملازمِ مطبخِ خانقاہ

ہاتھ سے گرا دیا، خبردار، خبردار، کہ خانقاہ کے مطبخ میں بیٹھا رہ

باش وسُوی پیکار مرو تا رسوا نشوی

اور جنگ کی طرف نہ جا تا کہ رسوا نہ ہو

قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد　　　با چنیں زہرہ کہ تو داری مگرد
لوگوں نے اس سے کہا لڑائی اور جنگ میں　　　اس پتے سے جو تو رکھتا ہے، نہ جا

گردِ مطبخ گردو اندر خانقاہ　　　تا دِگر رسوا نگردی در سپاہ
مطبخ اور خانقاہ کے اندر چکر کاٹ　　　تاکہ لشکر میں دوبارہ رسوا نہ ہو

چوں زچشمِ آں اسیر بستہ دست　　　غرقہ گشتی کشتیِ تو در شکست
جب اس ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کی آنکھوں سے　　　تو ڈوب گیا، تیری کشتی ٹوٹ گئی

پس میانِ حملۂ شیرانِ نر　　　کہ بود تیغِ شاں چوں گوی سر
تو نر شیروں کے حملہ کے دوران　　　جن کی تلواروں کے سامنے سر گیند کی طرح ہیں

کہ زطاقا[2] طاقِ گردنہا زدن　　　طاق طاقِ جامہ کوباں ممتہن
کہ ان کے گردن کاٹنے کی تڑاخ پڑاخ ہے　　　دھوبیوں کی چھپا چھو کمتر ہے

کہ زفشا فاش تیرِ جانستاں　　　اَبرِ آزاری خجل در امتحاں
کہ مار ڈالنے والے تیروں کے زناٹے سے　　　موسم بہار کا ابر آزمائش میں شرمندہ ہے

کے توانی کرد در خوں آشنا　　　چوں نہ با جنگِ مرداں آشنا[3]
تو خوں میں کیسے تیراکی کر سکے گا ؟　　　جبکہ تو بہادروں کی جنگ سے آشنا نہیں ہے

بس تنِ بے سر کہ دارد اضطراب　　　بس سرِ بے تن بخوں بر چوں حباب
بہت سے بے سر کے دھڑ تڑپتے ہیں　　　بہت سے بے دھڑ کے سرخون پر بلبلوں کی طرح ہیں

---

[1] غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ۔ زہرہ۔ پتہ۔ کلاپیسہ شدنِ چشم۔ آنکھوں کی پتلیاں چڑھنا۔ گردِ مطبخ۔ خانقاہ کے مطبخ کے چکر لگایا کرتا کہ پھر شرمندہ نہ ہو۔ کہ بود۔ جو ایسے بہادر ہیں کہ ان کی تلوار کے سامنے بہادروں کے سر بلے کی گیند کی طرح ہیں۔

[2] طاقا طاق۔ تلواروں کی آواز۔ طاق طاق۔ دھوبی کے کپڑوں کو پڑے پر پٹخنے کی آواز۔ فشا فاش۔ تیروں کے چلنے کی آواز۔ خجل۔ شرمندہ۔

[3] آشنا۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی تیرنا اور دوسرے مصرع میں بمعنی واقف ہے۔ بس۔ کچھ دھڑ بغیر جسم کے ہیں اور کچھ سر بغیر دھڑ کے ہیں۔ حباب۔ بلبلہ۔

زیرِ دست و پایِ اسپاں در غزا[1] | صد فنا کُن غرقہ گشتہ در فنا
جہاد میں گھوڑوں کے ہاتھ پاؤں کے نیچے | سینکڑوں قاتل فنا میں غرق ہیں

اینچنیں ہوشے کہ از موشے پرید | اندراں صف تیغ چوں خواہد کشید
ایسا ہوش ، جو چوہے سے اڑا | اس صف میں تو تلوار کیسے سونت سکے گا ؟

چالش ست ایں خمر خوردن نیست ایں | تا تو بر مالی بخوردن آستیں
یہ جنگی تک و دو ہے ، یہ شراب نوشی نہیں ہے | تاکہ تو پینے کے لئے آستین چڑھائے

نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ بیں | حمزۂ باید دریں صف آہنیں
یہ جگہ ترہ و تیزک کھانا نہیں ہے تلوار دیکھ | اس صف میں لوہے جیسا (حضرت) حمزہؓ درکار ہے

نیست لوتِ چرب تیغ و خنجر ست | جاں بباید باخت چہ جایِ سر ست
لذیذ کھانا نہیں ہے ، تلوار اور خنجر ہے | سر کا کیا ہے ؟ جان کی بازی لگانی چاہیے

کارِ[2] ہر نازک دلے نبود قتال | کہ گریزد از خیالے چوں خیال
ہر نازک دل کا کام ، جنگ کرنا نہیں ہے | جو ایک وہم سے خیال کی طرح بھاگ جائے

کارِ تُرکان ست نے ترکاں برو | جایِ ترکاں ہست خانہ خانہ شو
بہادروں کا کام ہے بو بو کا نہیں ہے ، جا | بو بو کی جگہ گھر ہے ، گھر میں جا بیٹھ

قصہ کوتہ کُن کزاں چشم اینچنیں | رفتی از دست و فتادی بر زمیں
قصہ مختصر کر، کہ ان آنکھوں سے اس طرح | تو بے قابو ہو گیا ، اور زمین پر گر پڑا

حکایت عیاضی[3] رحمۃ اللہ علیہ کہ نَوَد بار بغزوہ رفتہ بُود سینہ
حضرت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کہ وہ نوے بار جہاد میں گئے تھے کھلے

برہنہ و غزاہا کردہ بامیدِ شہید شدن و چوں نومید شُد از
سینے ، اور شہید ہو جانے کی امید پر جہاد میں گئے اور جب جہادِ اصغر

جہادِ اصغر رُوی بجہادِ اکبر آورد و خلوت گزید ناگہاں آواز
سے مایوس ہو گئے ، تو جہادِ اکبر کا رخ کیا اور خلوت اختیار کر لی ، انہوں نے

طبلِ غازیاں شنید نفس از اندروں رنجہ می داشت سُوی غزا
اچانک غازیوں کے نقارے کی آواز سنی نفس اندر سے جہاد کی جانب مجبور کرنے لگا

و مُتّہم داشتنِ اُو نفسِ خود را دریں رغبت کہ کرد
اور ان کا نفس کو اس رغبت کے بارے میں متہم بنانا جو اس نے کی

[1] غزا۔ جہاد۔ فنا کُن۔ فنا کر دینے والا۔ چالش۔ رفتار یعنی جنگی رفتار۔ برمالی آستین۔ تو آستین چڑھائے۔ حمزہ۔ مصرع اول بمعنی تارا میرا کا پتہ دوسری مصرع میں آنحضورؐ کے چچا کا نام ہے جن کی بہادری مشہور ہے۔

[2] کار۔ جنگجوئی، نازک دل کا کام نہیں ہے جو محض دشمن کے وہم پر خیال کی طرح بھاگ جائے۔ ترکان۔ ترک کی جمع ہے، بہادر۔ ترگان۔ عورت۔

[3] عیاضی۔ مشہور بزرگ صوفی ہیں ان کا نام ابوبکر محمد بن احمد ہے اپنے کسی دادا عیاض کی طرف منسوب ہیں۔ مولانا نے ان کا قصہ سنا کر سمجھایا ہے کہ ہر صوفی کو ان صوفی صاحب کی طرح نہ سمجھنا جو ہاتھ بندھے قیدی کی آنکھیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ جہادِ اصغر۔ کافروں سے جہاد۔ جہادِ اکبر نفس سے جہاد۔

گفت عیاضی نود بار آمدم
حضرت عیاضی نے فرمایا کہ میں نوے بار پہنچا

تن برہنہ بو کہ زخمے آیدم
ننگے بدن، شاید میرے جسم پر کوئی زخم لگے

تن برہنہ می شدم در پیشِ تیر
میں تیر کے سامنے ننگے بدن گیا

تا یکے تیرے خورم من جای ا گیر
تا کہ کوئی گھس جانے والا تیر کھاؤں

تیر خوردن بر گلو یا مقتلے
گلے یا مقتل پر تیر کھاتا

درنیابد جز شہیدے مقبلے
سوائے نصیبہ ور شہید کے کوئی نہیں پاتا ہے

بر تنم یک جا نگہ بے زخم نیست
میرے جسم پر کوئی جگہ بغیر زخم کے نہیں ہے

ایں تنم از تیر چوں پرویز نیست
میرا یہ جسم تیروں کیوجہ سے چھلنی کی طرح ہے

لیک بر مقتل نیامد تیرہا
لیکن تیر، مقتل پر نہ پہونچے

کارِ بختست ایں نہ جلدی ودہا
یہ مقدر کی بات ہے نہ کہ بہادری اور ہوشیاری کی

چوں ۲ شہیدی روزیِ جانم نبود
چونکہ شہادت، میری جان کی روزی نہ تھی

رفتم اندر خلوت و در چلہ زود
میں جلد خلوت اور چلہ میں چلا گیا

در جہادِ اکبر افگندم بدن
میں نے جہادِ اکبر میں جسم ڈال دیا

در ریاضت کردن ولاغر شدن
محنت کرنے اور لاغر ہونے میں

بانگِ طبل غازیاں آمد بگوش
غازیوں کے نقارے کی آواز کان میں آئی

کہ خرا میدند جیشِ غزو کوش
کہ جہاد کا کوشاں لشکر روانہ ہو گیا

نفسم از باطن مرا آواز داد
میرے نفس نے مجھے اندر سے آواز دی

کہ بگوشِ حس شنیدم با مداد
جو میں نے حس کے کان سے صبح کو سنی

خیز ہنگام غزا آمد برو
اٹھ جہاد کا وقت آ گیا جا

خویش رادر غزو کردن کن گرو
اپنے آپ کو جہاد میں مصروف کر دے

گفتم ای نفسِ خبیث بے وفا
میں نے کہا اے بے وفا خبیث نفس

از کجا میلِ غزا تو از کجا
تجھے جہاد کی خواہش کہاں سے کہاں سے

راست گوے نفس کایں حیلت گریست
اے نفس! سچ بتا یہ تیری حیلہ بازی ہے

ورنہ نفسِ شہوت از طاعت بریست
ورنہ شہوانی نفس عبادت سے بیگانہ ہے

گر نگوئی راست حملہ آرمت
اگر تو سچ نہ کہے گا میں تجھ پر حملہ کر دوں گا

در ریاضت سخت ترا فشارمت
میں تجھے ریاضت میں سخت دباؤں گا

---

۱ جامگیر۔ گھس جانے والا۔ مقتل۔ بدن کا وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے انسان مرجائے۔ مقبلے۔ با نصیب۔ پرویز۔ چھلنی۔ جلدی۔ بہادری۔ دہا۔ تدبیر۔

۲ چوں شہیدی۔ حضرت عیاضی فرماتے ہیں۔ جب مجھے یقین ہوگیا کہ شہادت میرے مقدر میں نہیں ہے تو میں نے خلوت میں چلہ کشی شروع کر دی۔ جیش۔ لشکر۔ گرو۔ گروی۔

۳ گفتم۔ میں نے نفس سے کہا خبیث تجھے جہاد کی رغبت کیوں پیدا ہوئی ہے سچ بتا دے ورنہ تجھے بہت کچلوں گا۔

نفس ۱باِبانگ آورد آندم از دروں | با فصاحت بے دہاں اندر فسوں
نفس نے اندر سے آواز دی | بغیر منہ کے فصاحت کے ساتھ جادو (گری) میں
کہ مرا ہر روز ایں جا می کشی | جانِ من چوں جانِ گبراں میکشی
کہ تو مجھے ہر روز اس جگہ کھینچ لاتا ہے | میری جان کو کافروں کی جان کیطرح قتل کرتا ہے
ہیچ کس را نیست از حالم خبر | کہ مرا تو میکشی بے خواب و خور
کسی کو میری حالت کی خبر نہیں | کہ تو مجھے بغیر سوئے اور کھائے قتل کر رہا ہے
در غزا بجہم بیک زخم از بدن | خلق بیند مردی و ایثارِ من
میں جہاد میں ایک زخم سے بدن سے بھاگ نکلونگا | لوگ میری بہادری اور قربانی دیکھ لینگے
گفتم۲ اے نفسک منافق زیستی | ہم منافق میری تو چیستی
میں نے کہا اے ذلیل نفس! تو منافق جیا | منافق ہی مر رہا ہے تو کیا ہے؟
خوار و خودرای و مرائی بودۂ | دردو عالم تو چنیں بیہودۂ
تو ذلیل، خود سر اور ریا کار رہا ہے | دونوں جہاں میں تو اس قدر بیہودہ ہے
نذر کردم کہ زخلوت ہیچ من | سر بروں نارم چو زندہ است ایں بدن
میں نے منت مان لی ہے کہ میں خلوت سے کبھی | باہر نہیں نکلونگا جب تک یہ بدن زندہ ہے
زانکہ در خلوت ہر آنچہ تن کند | نز برای روی مرد وزن کند
اسلئے کہ خلوت میں بدن جو کچھ کرتا ہے | وہ مرد و عورت کے دکھاوے کیلئے نہیں کرتا ہے
جنبش و آرامش اندر خلوتش | جز برای حق نباشد نیتش
خلوت میں اس کی حرکت اور سکون | اللہ تعالیٰ کے سوا کیلئے اس کی نیت نہیں ہوتی ہے
ایں جہادِ اکبرست آں۳ اصغرست | ہر دو کارِ رستم ست و حیدرست
یہ بڑا جہاد ہے، وہ چھوٹا جہاد ہے | دونوں کام رستم اور حیدرؓ کے ہیں
کارِ آنکس نیست کو را عقل و ہوش | پر داز تن چوں بجنبد دمِ موش
اس شخص کا کام نہیں ہے کہ جس کی عقل اور ہوش | بدن سے پرواز کر جائے جب چوہے کی دم ہلے
کارِ آنکس نیست ایں سودا و جوش | کو ز موش و جنبشش گم کرد ہوش
یہ جنون اور جوش اس کا کام نہیں ہے | جو چوہے اور اس کے ہلنے سے ہوش گنوا دے
آنچناں کس را بباید چوں زناں | دور بودن از مصاف و از سناں
ایسے شخص کو عورتوں کی طرح چاہیے | میدانِ جنگ اور نیزے سے دور رہنا

۱ نفس۔ نفس نے جواب دیا تو مجھے یہاں چلہ کشی میں روز کافروں کی طرح قتل کرتا ہے۔ ہیچ کس۔ یہاں تنہائی میں میرے قتل سے کوئی واقف نہیں ہوتا ہے۔ در غزا۔ جہاد میں مروں گا تو یکبارگی مر جاؤنگا اور لوگ بھی میری جان نثاری کو دیکھ لیں گے۔

۲ گفتم۔ میں نے نفس سے کہا تو نفاق کے ساتھ جیا اور اب لوگوں کے دکھاوے کے لئے جہاد کر کے منافق کی موت مرنا چاہتا ہے۔ خوار۔ تو دونوں جہانوں میں ذلیل ہوگا۔ مرائی۔ ریا کار۔ خلوت۔ تنہائی کی عبادت ریا کاری سے خالی ہوتی ہے۔ ایں جہادِ اکبر۔ خلوت میں چلہ کشی جہادِ اکبر ہے جو حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کام ہے۔

۳ جہادِ اصغر۔ دشمن سے لڑنا یہ بہادر اور رستم کا کام ہے۔ کارِ آنکس۔ جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر اس بزدل کا کام نہیں ہے جو چوہے کی دم سے ڈرے۔ آنچناں۔ اس شخص کو عورتوں کی طرح خانہ نشین ہو جانا چاہیے۔

صوفیے آں صوفیِ ایں اینت حیف | آں ز سوزن کشتہ ایں را طعمہ سیف
ایک صوفی وہ ہے ایک صوفی یہ ہے عجب افسوس ہے | وہ سوئی کا مقتول اس کی خوراک تلوار ہے

نقشِ صوفی باشد او را نیست جاں | صوفیاں بد نام ہم زیں صوفیاں
وہ صوفی کی تصویر ہے اسمیں جان نہیں ہے | ان صوفیوں سے صوفی بھی بد نام ہیں

بر درو دیوار جسمِ گِل سرشت | حق ز غیرت نقشِ صد صوفی نوشت
مٹی کے بنے ہوئے جسم کے در دیوار پر | اللہ تعالیٰ نے غیرت سے سینکڑوں صوفیوں کی تصویریں بنادیں

تا ز ۲ سحر آں نقشہا جنباں شود | تا عصای موسوی پنہاں شود
تاکہ وہ تصویریں جادو سے متحرک رہیں | جب تک موسوی عصا مخفی رہے

نقشہا را می خورد صدقِ عصا | چشم فرعونی ست پُر گرد و حصا
ان تصویروں کو لاٹھی کی سچائی نگل جاتی ہے | فرعونی آنکھ ہے جو گرد اور کنکریوں سے پر ہے

حکایتِ مجاہدِ دیگر و جانبازی او در غزا
دوسرے مجاہد اور جہاد میں اس کی جان بازی کی حکایت

صوفیِ دیگر میانِ صفِ حرب | اندر آمد بست بار از بہرِ ضرب
جنگ کی صف میں ایک دوسرا صوفی | تلوار بازی کے لئے بیس بار آیا

با مسلماناں بکافر وقتِ کرّ | وانگشت او با مسلماناں بفرّ
مسلمانوں کیساتھ (ہوتا تھا) کافر پر حملہ کیوقت | فرار کے وقت وہ مسلمانوں کیساتھ نہ پلٹتا تھا

زخم ۳ خورد و بست زخمے را کہ خورد | بارِ دیگر حملہ آورد و نبرد
زخم کھاتا اور جو زخم کھاتا اس کی بندش کرتا | دوسری بار حملہ اور جنگ شروع کرتا

تا نمیرد تن بیک زخم از گزاف | تا خورد او بیست زخم اندر مصاف
تاکہ جسم ایک زخم سے خواہ مخواہ نہ مر جائے | یہانتک کہ وہ جنگ میں بیس زخم کھائے

حیفش آمد کہ بزخمے جاں دہد | جاں ز دستِ صدقِ او آساں رہد
اسکو افسوس ہوتا کہ وہ ایک زخم سے جان دیدے | جان اس کی سچائی کے ہاتھ سے آسانی سے چھوٹ جائے

حکایتِ آں مجاہد کہ از ہمیانِ سیم ہر روز یکدرم در خندق اندا ختے بتفاریق از بہرِ ستیزۂ حرص و آرزوی نفس
اس مجاہد کی حکایت جو چاندی کی تھیلی سے ہر روز ایک درہم خرچ بنا کر خندق میں پھینک دیتا نفس کی آرزو اور لالچ سے جنگ کے لئے

---

۱ آں۔ یعنی وہ صوفی جو دست بستہ کافر سے مغلوب ہوگیا۔ ایں۔ یعنی حضرت عیاضی۔ نقش۔ وہ بزدل صوفی صوفیوں کو بدنام کرنے والا ہے۔ بر۔ انسانی جسم کی دیوار پر اللہ تعالیٰ نے غیرت کیوجہ سے بہت سے صوفیوں کی تصویریں بنادی ہیں تاکہ اس کے محبوب صوفی ان تصویروں میں مخفی رہیں۔

۲ تاز سحر۔ یہ تصویریں محض جادو گری سے متحرک ہیں اور صوفیانہ حرکات کررہی ہیں یہ اسی وقت تک ہے جب تک حقیقی صوفی جلوہ گر نہیں ہوتا ہے اس کی جلوہ گری ان سب کو ہضم کر جائے گی۔ حکایت۔ اس اس میں بھی ایک صوفی کی بہادری کے کارنامے ذکر کئے ہیں۔ ضرب۔ تلوار باری کر۔ اقدامی حملہ۔ فر۔ پسپائی۔

۳ زخم۔ اس کے ایک زخم لگتا تو فوراً مرہم پٹی کر کے حملہ آور ہو جاتا تاکہ ایک ہی زخم سے موت نہ آجائے حکایت۔ جس طرح پہلے مجاہد یکبارگی مرنا نہ چاہتے تھے بلکہ بار بار زخم کھا کر جان دینا چاہتے تھے اسی طرح یہ مجاہد یکبارگی سرمایہ تلف نہ کرتے تھے بلکہ نفس کو بار بار تکلیف پہنچانے کے لئے روز مرہ ایک درہم تلف کرتے تھے

ور وسوسہ نفس کہ چوں می اندازی بخندق بارے یک بار
اور نفس کی تمنا یہ کہ تو جب کہ خندق میں پھینکتا ہے، اب ایک بار
بیند از تا خلاص یابم کہ ۱ اَلْیَاسُ اِحْدَی الرَّاحَتَیْنِ واہ
پھینکدے تاکہ میں چھٹکارا پا جاؤں، کیونکہ مایوسی بھی دو راحتوں میں سے ایک راحت ہے اور وہ
میگفت مر نفس راکہ ترا ایں راحت ہم ندہم
نفس سے کہتا تھا کہ میں تجھے یہ راحت بھی نہ دوں گا

آں یکے بودش بکف در چل درم　　ہر شب افگندے یکے در آبِ یم
ایک صوفی کے ہاتھ میں چالیس درہم تھے　　وہ ہر رات کو ایک دریا کے پانی میں پھینکدیتا

تاکہ گردد سخت بر نفسِ مجاز　　در تانی دردِ جاں کندن دراز
تاکہ جھوٹے نفس پر سخت بن جائے　　جان کنی کا درد دراز سست روی میں

نفسِ او فریاد کردے ہر شبے　　در فنا دے زار در تاب و تبے
اس کا نفس ہر رات کو فریاد کرتا　　تکلیف اور مصیبت میں لاغر ہوتا

کیں ۲ چرا می نفگنی یک بارگی　　کشتیم در غصہ و بیچارگی
کہ تو ایک بار کیوں نہیں پھینک دیتا ہے؟　　تو نے مجھے رنج اور مجبوری میں مار ڈالا

بہرِ حق یکبارگی بگذار دین　　نفس راکالیاسُ اِحْدَی الرَّاحَتَیْنِ
خدا کے لئے ایک مرتبہ میں قرض اتار دے　　نفس کا کیونکہ مایوسی دو راحتوں میں سے ایک ہے

او نگشتے ملتفت مر نفس را　　ہمچنیں کشتے مر او را در عنا
وہ نفس کی جانب متوجہ نہ ہوتا　　اس کو اسی طرح مصیبت میں مارتا

ہمچنیں آں صوفی اندر صفِ جنگ　　بہرِ حق بگرفتہ بُد بر نفس تنگ
اسی طرح اس صوفی نے جنگ کی صف میں　　اللہ (تعالیٰ) کیلئے نفس پر سخت گرفت کر رکھی تھی

با مسلماناں ۳ بکرّ او پیش رفت　　وقتِ فرّ او وانگشت از خصم تفت
حملہ کے وقت مسلمانوں کے ساتھ وہ آگے بڑھتا　　پسپائی کے وقت دشمن سے جلد پیچھے نہ ہٹتا

زخمِ دیگر خورد آں راہم بہ بست　　بیست کرت رمح و تیر از وے شکست
دوسرا زخم کھایا اس کو بھی باندھا　　بیس مرتبہ نیزے اور تیر اس پر ٹوٹے

بعد ازاں قوت نماند افتاد پیش　　مقعدِ صدق او ز صدقِ عشقِ خویش
اسکے بعد طاقت نہ رہی، سامنے گر گیا　　اپنی سچائی کی جگہ میں اپنے عشق کی سچائی کیوجہ سے

۱ الیاس۔ مقصد پورا ہونے سے بھی راحت ملتی ہے۔ اور مقصد سے بالکل مایوس ہونے سے بھی نفس کو راحت ملتی ہے۔ یم۔ دریا۔ مجاز۔ یعنی حقیقت سے غافل۔ تانی۔ آہستہ روی۔ نفس۔ اس صوفی کا نفس درہم کو دریا میں پھینکنے کی وجہ سے ہر شب فریاد کرتا۔

۲ کیں۔ اور یہ کہتا کہ درہموں کو پھینکنا ہے تو ایک دفعہ پھینک دے۔ کشتیم۔ تو مرا کشتی۔ کالیاس۔ اگر یکبارگی مایوسی ہو جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ ملتفت۔ متوجہ۔ عنا۔ مشقت۔ ہمچنیں۔ اسی طرح اس صوفی نے نفس کی گرفت کر رکھی تھی ایک زخم کھا کر شہید نہ ہونا چاہتا تھا۔

۳ بامسلماناں۔ مسلمانوں کے حملہ کے وقت آگے بڑھتا لیکن پسپائی کے وقت جلد پسپا نہ ہوتا دشمن کے مقابلہ میں جما رہتا۔ کرت۔ مرتبہ۔ رمح۔ نیزہ۔ مقعدِ صدق۔ قرآن پاک میں نیکوں کی روحوں کے بارے میں ہے وہ سچائی کی جگہ ہوں گی صاحب قدرت خدا کے پاس۔

صدقِ ۱ جاں دادن بود ہیں سابقوا
سچائی، جان دیدینا ہوتی ہے، خبردار! آگے بڑھو
از نبی بر خواں رجال صدقوا
قرآن میں سے رجال صدقوا پڑھ لے

ایں ہمہ مُردن نہ مرگِ صورتست
یہ کامل موت نہ صرف جسم کی موت ہے
ایں بدن مر روح راچوں آلتست
یہ بدن، روح کے لئے آلہ کی طرح ہے

اے بسا خامے کہ ظاہر خویش ریخت
بہت سے ناقص ہیں کہ انہوں نے اپنا ظاہر (جسم) بہادیا
لیک نفسِ زندہ آں جانب گریخت
لیکن زندہ نفس اس جانب بھاگ گیا

آلتش ۲ بشکست و رہزن زندہ ماند
اس کا آلہ ٹوٹا اور ڈاکو زندہ رہا
نفس زندہ است ارچہ مرکب خوں فشاند
نفس زندہ ہے اگرچہ سواری نے خون چھڑک دیا

اسپ کُشت و رہ نرفت آں خیرہ سر
گھوڑا مار ڈالا اور اس بیوقوف نے راستہ طے نہ کیا
ماند خام و زشت از حق بے خبر
اللہ تعالیٰ سے بے خبر کچا اور بھدا رہ گیا

گر بہر خوں ریزئی گشتے شہید
اگر ہر خون بہانے سے شہید بنجایا کرتا
کافرِ کشتہ بُدے ہم بو سعید
مقتول کافر بھی بو سعید ہوتا

اے ۳ بسا نفسِ شہید معتمد
بہت سے بھروسے کے شہید نفس ہیں
مُردہ در دنیا چو زندہ میرود
مرے ہوئے دنیا میں زندہ کیطرح چلتے پھرتے ہیں

روحِ رہزن مُرد و تن کہ تیغِ اوست
ڈاکو نفس مرگیا اور جسم جو کہ اس کی تلوار ہے
ہست باقی در کفِ آں غزو دوست
جہاد کے شائق کے ہاتھ میں باقی ہے

تیغ آں تیغست مرد آں مرد نیست
تلوار وہی تلوار ہے، مرد وہ مرد نہیں ہے
لیک ایں صورت ترا حیراں کنیست
لیکن یہ صورت تجھے حیران کرنیوالی ہے

نفس چوں مبدل شود ایں تیغِ تن
نفس جب بدل جاتا ہے یہ جسم کی تلوار
باشد اندر دستِ صُنعِ ذوالمنن
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے ہاتھ میں ہوتی ہے

آں یکے مردیست قُوتش جملہ درد
ایک وہ مرد ہے جس کی ساری خوراک درد ہے
ویں دگر مردے میاں تی ہمچو گرد
اور یہ دوسرا مرد ہے جس کی کمر گرد کیطرح خالی ہے

صفت کردنِ مرد غمّازہ نمودنِ صورتِ کنیزک مصوّر

ایک چغلخور کا خوبی بیان کرنا اور کاغذ پر بنی ہوئی ایک لونڈی کی تصویر دکھانا

۱ صدق۔ پہلی آیت میں جو صدق آیا ہے اس کا مطلب اللہ کے راستہ میں جان دیدینا ہے۔ صدقوا۔ قرآن پاک میں ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو اللہ علیہ۔ یعنی بعض مومن وہ ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا یعنی راہ خدا میں شہید ہو گئے۔ ایں ہمہ۔ راہ خدا میں مرنا، جسم کا مرنا نہیں ہے کیونکہ یہ تو روح کا ایک آلہ ہے بلکہ اوصاف رذیلہ کا ازالہ اور نفس کو مارنا ہے۔ اے بسا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جہاد میں مرتے ہیں لیکن ان کا نفس زندہ رہتا ہے تو وہ راہِ خدا میں نہیں مرے۔

۲ آلتش۔ نفس کا زندہ رہنا اور جسم کا مرجانا تو ایسا ہی ہے جیسے ڈاکو زندہ رہے اور اس کا ہتھیار یا گھوڑا فنا ہو جائے۔ اسپ۔ اس شخص کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو منزل پر پہنچنے سے پہلے گھوڑے کو مار ڈالے۔ گر بہر خوں ریزی۔ اگر محض خون بہادینا شہادت ہو تو ہر کافر جو جنگ میں مرے اس کو شہید کہو۔ بوسعید نیک بخت یا حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ۔

۳ اے بسا۔ جن لوگوں نے نفس کشی کرلی ہے انکا نفس مردہ ہو چکا ہے لیکن وہ دنیا میں زندہ چلتے پھرتے ہیں آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ جو کسی مردہ کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے۔ وہ ابوبکرؓ کو دیکھ لے۔ روح۔ جو نفس راہزن تھا وہ مرگیا ہے اس کی جو تلوار تھی یعنی جسم وہ اس مجاہد کے ہاتھ میں باقی ہے۔ تیغ۔ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ شخص نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا کر کے بقا باللہ حاصل کر چکا ہے۔ نفس۔ اگرچہ وہ شخص نہیں رہا لیکن اب یہ تلوار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے کام کرتی ہے۔ تی۔ تہی خالی

در کاغذ و عاشق شدنِ خلیفۂ مصر بر نقشِ آں کاغذو فرستادنِ

تصویر دکھانا اور اس کاغذ کی تصویر پر مصر کے خلیفہ کا عاشق ہو جانا اور خلیفہ کا ایک

خلیفہ امیرے باسپاہِ گراں بدرِ موصل و قتل و ویرانی

سردار کو بھاری لشکر کے ساتھ موصل کے دروازے پر بھیجدینا اور اس مقصد کیلئے بہت

بسیار کردن بہرِ ایں غرض

قتل اور تباہی کرنا

مر خلیفہ مصر را غمّاز[۱] گفت — کہ شہ موصل بحورے گشت جفت

چغلخور نے مصر کے خلیفہ سے کہا — کہ موصل کے بادشاہ کو ایک حور مل گئی ہے

یک کنیزک دارد اُو اندر کنار — کہ بعالم نیست مانندش نگار

وہ آغوش میں ایک کنیز رکھتا ہے — اس جیسی حسینہ دنیا میں نہیں ہے

دربیاں ناید کہ حُسنش بیحد ست — نقشِ اُو اینست کاندر کاغذ ست

بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے — اس کی تصویر یہ ہے جو کاغذ پر ہے

نقش در کاغذ چو دید آں کیقباد — خیرہ گشت و جام از دستش فتاد

اس بادشاہ نے کاغذ پر اس کی تصویر دیکھی — حیران ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے جام گر گیا

پہلوانے[۲] رافرستاد آں زماں — سُوئے موصل با سپاہِ بَس گراں

فوراً ایک بہادر کو بھیج دیا — بہت بھاری لشکر کے ساتھ موصل کی جانب

گفت اگر ند ہد بتو آں ماہ را — بر کُن از بُن آں درو درگاہ را

کہا اگر وہ اس چاند کو تیرے حوالے نہ کرے — اس در اور درگاہ کو جڑ سے اکھاڑ ڈال

وردہد ترکش کُن و مہ را بیار — تاکشم[۳] من بر زمیں مہ درکنار

اور اگر دیدے اس کو چھوڑ اور چاند کو لے آ — تاکہ میں چاند کو زمین پر بغل میں لوں

پہلواں شد سُوئے موصل باحشم — با ہزاراں رستم و طبل و علم

بہادر خادموں کے ساتھ موصل کیجانب روانہ ہوا — ہزاروں بہادروں اور نقارے اور جھنڈے کیساتھ

چوں ملخہا بے عدد بر گرد کشت — قاصدِ اہلاکِ اہلِ شہر گشت

کھیتی کے چاروں طرف کی ان گنت ٹڈیوں کی طرح — شہریوں کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنیوالا بنگیا

ہر نواحے منجنیقے از نبرد — ہمچو کوہِ قاف اُو بر کار کرد

جنگ کے لئے ہر جانب ایک گوپھن — کوہ قاف جیسی اس نے کام پر لگا دی

۱ غمّاز۔ چغلخور۔ بحورے۔ یعنی موصل کے بادشاہ کے پاس ایک حور صفت لونڈی ہے۔ کنار۔ پہلو۔ نگار حسین۔ کیقباد "کے" معنیٰ عادل قباد بمعنیٰ برحق شاہ ایران کا نام ہے جو بڑا عیاش تھا اور سو سال اس نے حکومت کی اب مطلقاً منصف بادشاہ کے معنیٰ میں بولا جاتا ہے۔

۲ پہلوانے۔ شاہِ مصر نے بہادر سردار کو بھاری لشکر دے کر موصل روانہ کر دیا۔ موصل صاد کے زیر کے ساتھ عراق اور جزیرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔ آں ماہ۔ حسین لونڈی

۳ تاکشم۔ وہ آسمان کا چاند ہے لیکن میں اس سے زمین پر بغلگیر ہوں گا۔ رستم مطلقاً پہلوان۔ ہر نواحے۔ اس سردار نے موصل کے چاروں طرف گوپھنیں قائم کردیں جو کوہ قاف کی طرح بلند تھیں۔

زخمِ تیرو سنگہای منجنیق — تیغہا در گرد چوں برق از بریق[1]
تیروں کے زخم اور گوپھن کے پتھر — غبار میں تلواریں چمک کیوجہ سے بجلی کی طرح

ہفتۂ کرد ایں چنیں خونریز گرم — برجِ سنگیں سست شد چوں موم نرم
ایک ہفتہ اس نے اسی طرح خونریزی گرم رکھی — پتھریلا برج ، نرم موم کی طرح کمزور پڑ گیا

شاہِ موصل دید پیکارِ مہول — پس فرستاد از دروں پیشش رسول
موصل کے بادشاہ نے خوفناک جنگ دیکھی — تو اندر سے اس کے پاس قاصد بھیجا

کہ چہ[2] میخواہی زخونِ مومناں — کشتہ میگردندزیں حربِ گراں
کہ مومنوں کی خونریزی سے تو کیا چاہتا ہے ؟ — جو اس بھاری جنگ سے مر رہے ہیں

گر مرادت ملک و شہرِ موصل ست — بے چنیں خونریز اینت حاصل ست
اگر تیرا مقصود ملک اور موصل شہر ہے — بغیر خونریزی کے یہ تجھے حاصل ہے

من روم بیرونِ شہر اینک در آ — تانگیرد خونِ مظلوماں ترا
میں شہر سے باہر چلا جاتا ہوں لے تو اندر آجا — تاکہ مظلوموں کا خون تجھے نہ پکڑے

ور مرادت مال و زرّ و گوہر ست — ایں ز ملک و شہر خود آساں تر ست
اگر تیرا مقصد مال اور سونا اور جواہر ہیں — یہ سلطنت اور شہر سے خود آسان ہیں

ہر چہ می باید ترا از سیم و زر — میفرستم چیست ایں آشوب[3] و شر
تجھے جو چاندی اور سونا چاہئے — میں بھیجتا ہوں یہ فتنہ اور شر کیا ہے ؟

ایثار کردنِ صاحبِ موصل آں کنیزکِ خود را بخلیفہ مصر تاخوں ریزیِ مسلماناں زیادہ نہ شود

موصل کے حاکم کا اپنی لونڈی کو خلیفہ مصر کو دے دینا تاکہ مسلمانوں کی خونریزی زیادہ نہ ہو

چوں رسول آمد بہ پیشِ پہلواں — گفت پیغامِ ملک اندر زماں
جب قاصد پہلوان کے سامنے آیا — اس نے فوراً بادشاہ کا پیغام پہنچا دیا

گفت من نے ملک میخواہم نہ مال — لیک میجویم یکے صاحب جمال
اس نے کہا نہ میں ملک چاہتا ہوں ، نہ مال — لیکن ایک حسین کا جویاں ہوں

داد کاغذ اندرو نقش و نشاں — گفت پیشش بر بگو اورا عیاں
اس نے کاغذ دیا جس میں تصویر اور علامت تھی — کہا اس کے سامنے اس کو صاف بتا دے

[1] بریق۔ چمک۔ برج سنگیں۔ یعنی اس موصل کے بادشاہ کا قلعہ موم کی طرح بن گیا۔ مہول۔ خوفناک۔ رسول۔ قاصد

[2] کہ چہ۔ موصل کے بادشاہ نے قاصد کے ذریعہ پہلوان سے کہلایا کہ حملہ سے تیرا کیا مقصد ہے اینت۔ ایں ترا۔ ایں زملک۔ جب میں سلطنت چھوڑنے کو تیار ہوں تو روپیہ پیسہ دینا تو بہت آسان ہے

[3] آشوب۔ فتنہ۔ ملک یعنی موصل کا بادشاہ۔ گفت۔ پہلوان نے کہا۔ صاحب جمال یعنی لونڈی

کاندریں! کاغذ بنگر چہ صورتست | زود بفرستش کہ ملک و جانت رست
کہ اس کاغذ میں دیکھ کیا تصویر ہے | اس کو جلد بھیج دے تاکہ تیری سلطنت اور جان نجات پائے

بنگر اندر کاغذایں راطالبم | ہیں بدہ ورنہ کنوں من غالبم
کاغذ میں دیکھ لے میں اس کا طلبگار ہوں | خبردار! دیدے ورنہ اب میں غالب ہوں

چوں رسولش بازگشت و گفت حال | داد کاغذ راو بنمود آں مثال
جب اس کا قاصد واپس ہو اور حالت بتائی | اس نے کاغذ دیا اور وہ تصویر دکھائی

گشت معلومش چہ گفت آں شاہِ نر | صورتے کم گیرو زود ایں رہبر
اس کو معلوم ہو گیا تو اس بہادر شاہ نے کیا کہا؟ | مان لے ایک (حسین) صورت نہ دہ یا اور جلد اس کو لیجا

من ۲ نیم درعہدِ ایماں بُت پرست | بُت برِ آں بُت پرست اولیٰ ترست
میں ایمان کے عہد میں، بت پرست نہیں ہوں | بت اس بت پرست کی بغل میں زیادہ بہتر ہے

با تبرک داد دختر راو برُد | سُوی لشکر گاہ و در ساعت سپُرد
اس نے لونڈی مع تحفہ کے دی اور وہ لیگیا | لشکر گاہ کی جانب اور فوراً سپرد کر دی

چونکہ آوردش رسول آں پہلواں | گشت عاشق بر جمالش آں زماں
جب قاصد اس کو لایا، وہ سردار | فوراً اس کے حسن پر عاشق ہو گیا

عشق بحرے آسماں بروے کفے | چوں زلیخا در ہوائِ یوسفؑ
عشق ایک سمندر ہے آسمان اس پر ایک جھاگ ہے | جیسے کہ زلیخا یوسفؑ کے عشق میں تھی

دورِ گردو نہاز موجِ عشق داں | گر نبودے عشق بفسردے جہاں
آسمانوں کی گردش عشق کی موج سے سمجھ | اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹھہر جاتا

کے جمادے ۳ محو گشتے در نبات | کے فدای رُوح گشتے نامیات
جماد، نبات میں کب فنا ہوتا؟ | نمو پانے والیاں روح پر کب فدا ہوتیں؟

رُوح کے گشتے فدای آں دمے | کز نسیمش حاملہ شد مریمے
روح اس دم پر کب فدا ہوتی؟ | جس کی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں

ہریکے بر جا ترنجیدے چویخ | کے بُدے پرّاں وجویاں چوں ملخ
ہر ایک اپنی جگہ برف کی طرح سکڑ جاتا | ٹڈی کی طرح کب پرواز اور جستجو میں ہوتا؟

ذرّہ ذرّہ عاشقانِ آں جمال | می شتابد در عُلو ہمچوں نہال
ذرہ ذرہ اس حسن کا عاشق ہے | پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے

۱ کاندریں۔ یعنی اپنے بادشاہ سے کہہ دے کہ اس کاغذ پر جس کی تصویر ہے اس کو ہمیں دیدے تب تیری نجات ہوگی۔ آں مثال۔ یعنی لونڈی کی تصویر۔ گشت معلومش۔ جب شاہِ موصل کو بہادر کی خواہش کا علم ہو گیا تو اس نے کہا۔ شاہِ نر۔ یعنی شاہِ موصل۔ صورتے۔ یعنی اگر ایک لونڈی نہ دی تو کیا ہوا۔

۲ من نیم۔ شاہِ موصل نے کہا میں بت پرست نہیں ہوں لہٰذا یہ بت لونڈی شاہِ مصر بت پرست کے لئے مناسب ہے۔ چونکہ۔ جب قاصد لونڈی کو لے کر آیا تو یہ پہلوان اس پر عاشق ہو گیا۔ عشق۔ عشقِ الٰہی صوفیاء ذاتِ الٰہی مراد لیتے ہیں۔ زلیخا۔ آسمان کی تشبیہ ہے۔ یوسفؑ حضرت حق کی تشبیہ ہے۔ دُور گردوں۔ تمام کائنات کی حرکت کا سبب عشق ہے جو اس میں پنہاں ہے۔ ورنہ کائنات وجہ کمال کو نہ پہنچتی۔

۳ جمادے۔ جماد اپنے آپ کو نبات میں فنا کرتا ہے۔ مٹی پانی سے نباتات غذا حاصل کر کے بڑھتی ہیں۔ روح۔ اس نفخہ پر قربان ہوتی جس سے حضرت مسیحؑ کی پیدائش ہوئی۔ ہریکے۔ اگر عشق کی تحریک نہ ہوتو ہر چیز ٹھہرے کے رہ جائے۔ ذرہ۔ کائنات کا ہر ذرہ کمال کا خواہاں ہے۔

سبح اللہ ہست آں اشتابِ شاں — تنقیہ تن می کنند از بہرِ جاں

ان ذروں کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے — جو جان کے لئے جسم کو صاف کرتے ہیں

پہلواں چہ را چورہ پنداشتہ — شورہ اش خوش آمد و حب کاشتہ

سردار نے جب کنویں کو راستہ سمجھ لیا — شوریلی زمین اس کو بھلی معلوم ہوئی اور دانہ بو دیا

چوں خیالے ۲ دید آں خفتہ بخواب — جمع شد با آں و ازوے رفت آب

جیسا کہ سونے والے نے نیند میں ایک خیال دیکھا — اس کے ساتھ جماع کیا اور اس کی منی بہہ نکلی

چوں بجست از خواب و شد بیدار زود — دید کاں لعبت بہ بیداری نبود

وہ جب نیند سے اٹھا اور جلد بیدار ہو گیا — دیکھا کہ وہ گڑیا بیداری میں (موجود) نہ تھی

گفت بر ہیچ آبِ خود بردم دریغ — عشوۂ آں عشوہ دہ خوردم دریغ

اس نے کہا افسوس ہے میں نے معدوم پر اپنی منی بہائی — افسوس ہے اس فریب دینے والے کا میں نے فریب کھایا

پہلوانِ تن بد آں مردی نداشت — تخم مردی در چناں ریگے بکاشت

جسم کا پہلوان تھا انسانیت نہ رکھتا تھا — اس نے انسانیت کا بیج ایسے ریت میں بو دیا

مرکبِ عشقش درید صد لگام — نعرہ میزد لا ابالے کالحمام

اس کے عشق کی سواری نے سو لگام توڑ دیئے — وہ نعرہ مارتا تھا میں موت کی پروا نہیں کرتا ہوں

ایش ۳ ابالی بالخلیفۃ فی الھویٰ — استویٰ عندی وجودی والتّویٰ

میں محبت کے معاملہ میں خلیفہ کی کیا پروا کرتا ہوں — میرے نزدیک میرا وجود اور ہلاکت یکساں ہے

ایں چنیں سوزاں و گرم آخر مکار — مشورت کن با یکے دانستہ کار

ایسی سوزش اور گرمی سے بیج نہ بو — کسی جانکار سے مشورہ کر لے

مشورت کو عقل کو سیلابِ آز — در خرابی کردہ ناخنہا دراز

مشورہ کہاں عقل کہاں حرص کے سیلاب نے — تباہی کے لئے ناخون دراز کر لئے ہیں

بین ایدی سد و سوئے خلف سد — پیش و پس کے بیند آں مفتونِ خد

سامنے دیوار ہے اور پیچھے کی جانب دیوار ہے — وہ رخسار کا عاشق آگے پیچھے کب دیکھتا ہے؟

آمدہ در قصدِ جاں سیلِ سیاہ — تا کہ روبہ افگند شیرے بچاہ

کالا سیلاب، جان کے ارادہ سے آچکا ہے — تاکہ لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دے

از چہے بنمود معدومے خیال — تا در اندازد اسوداً کالجبال

ایک معدوم خیال کنویں سے نمودار ہوا — تاکہ پہاڑ جیسے شیروں کو اندر گرا دے

---

۱ سبح اللہ۔ قرآن پاک میں ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آسمان اور زمین کا ذرہ ذرہ اللہ کا تسبیح خواں ہے یہ اس کی تسبیح ان کے عشق کی دلیل ہے اور اس کے ذریعہ وہ جان کے لئے جسم کو فنا کرتے ہیں۔ پہلوان۔ پہلوان حقیقی عشق کو نہ سمجھا اور لونڈی پر عاشق ہو گیا اس نے کنویں کو صاف راستہ سمجھ لیا۔

۲ چوں خیالے۔ وہ پہلوان غیر حقیقت کو حقیقت سمجھ بیٹھا جس طرح انسان خواب میں بے حقیقت حسین سے جماع کر ڈالتا ہے اور اپنا مادہ ضائع کرتا ہے اور بیدار ہو کر پھر افسوس کرتا ہے۔ تخم۔ مردی۔ یعنی عشق۔ ریگے۔ یعنی لونڈی۔ نعرہ۔ یعنی اگرچہ لونڈی سے عشق کرنے میں اندیشہ ہے کہ شاہِ مصر قتل کرا دیگا لیکن مجھے موت کی پروا نہیں ہے۔

۳ ایش۔ ای شی الھویٰ۔ عشق۔ التّویٰ۔ ہلاکت۔ مکار۔ کشت کاری نہ کر۔ مشورت کو۔ پہلوان پر تو لالچ سوار تھا وہ کہاں مشورہ کر سکتا تھا۔ مفتون خد۔ رخسار کے عاشق کو آگا پیچھا نظر نہیں آتا۔ آمدہ جب تباہی آتی ہے تو لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دیتی ہے جیسا کہ پہلے دفتر میں بیان ہو چکا ہے از چہے۔ پہلے دفتر میں لومڑی اور شیر کے قصہ میں گذرا ہے۔ کہ شیر کو اپنا عکس کنویں میں شیر نظر آیا اور وہ اس سے لڑنے کیلئے کنویں کود گیا۔ اسوداً۔ اسد کی جمع شیر ہے الجبال۔ جبل کی جمع ہے۔ پہاڑ

ہیچ ۱؎ کس را با زناں محرم مدار
کسی کو عورتوں کا محرم نہ بنا
کہ مثالِ ایں دو پنبہ است و شرار
کہ ان دونوں کی مثال روئی اور چنگاری کی ہے

آتشے باید نشستہ زابِ حق
خدا کے پانی سے آگ بجھی ہوئی ہونی چاہیے
ہمچو یوسفؑ معتصم اندر رہق
جیسے کہ معصوم یوسفؑ جوانی میں

کز زلیخائے لطیف سرو قد
کہ حسین سرو قد زلیخا سے
ہمچو شیراں خویشتن را وا کشد
شیروں کی طرح اپنے آپ کو کھینچ لیا

نفس ۲؎ خود را کے تواں کردن زبوں
اپنے نفس کو مغلوب کب کیا جا سکتا ہے
جز با مدادِ عقولِ ذوفنوں
اہل کمال کی عقلوں کی امداد کے بغیر

جانبِ اتمامِ قصہ بازراں
قصہ کو پورا کرنے کی جانب چل
کایں سخن پایاں ندارد پہلواں
اے پہلوان اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

مراجعت کردنِ پہلوان از موصل بجانبِ مصر و صحبتِ او در راہ با کنیزک

پہلوان کا موصل سے، مصر کی جانب واپس ہونا اور راستہ میں اس کا لونڈی سے ہمبستر ہونا

بازگشت از موصل و میشد براہ
وہ موصل سے لوٹا اور راستہ پر روانہ ہوا
تا فرود آمد بہ بیشہ و مرجگاہ
یہاں تک کہ اس نے جنگل اور چراگاہ میں پڑاؤ کیا

آتشِ عشقش فروزاں آں چناں
اس کے عشق کی آگ اس طرح بھڑک رہی تھی
کہ ندانست او زمیں از آسماں
کہ وہ زمین اور آسمان میں فرق نہ کر سکتا تھا

قصدِ آں مہ کرد اندر خیمہ او
اس نے خیمہ میں چاند کا قصد کیا
عقل کو و از خلیفہ خوف کو
عقل کہاں تھی (اور) خلیفہ کا ڈر کہاں؟

چوں ۳؎ زند شہوت دریں وادی شرار
جب شہوت اس میدان میں آگ لگا دیتی ہے
عقل را سوزد دراں شعلہ چو خار
عقل کو کانٹے کی طرح اس شعلے میں جلا دیتی ہے

چوں زند شہوت دریں وادی دہل
جب شہوت اس میدان میں ڈھول بجا دیتی ہے
چیست عقلِ تو فجل ابن الفجل
تو اے ذلیل، ذلیل کے بیٹے! تیری عقل کیا ہے؟

صد خلیفہ گشتہ کمتر از مگس
سینکڑوں خلیفہ مکھی سے کم بن گئے
پیشِ چشمِ آتشینش آں نفس
اس وقت اس کی شعلہ بار آنکھوں کے سامنے

۱؎ ہیچ کس۔ یہ خرابی اس لئے آئی کہ شاہ مصر نے پہلوان کو لونڈی کا محرم بنایا۔ آتشے۔ یہ آگ صرف اللہ تعالیٰ کا آبِ رحمت بجھا سکتا ہے۔ یوسف۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو بچا لیا۔ معتصم۔ معصوم۔ رہق۔ بلوغ کا زمانہ شیراں۔ حضرت یوسفؑ شیر مردوں کی طرح زلیخا سے بچ نکلے۔

۲؎ نفس۔ نفس کو کسی شیخ کے مشورے سے مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ بازگشت۔ پہلوان لونڈی کو لے کر موصل سے چلا تو ایک جنگل اور چراگاہ تو ایک جنگل اور چراگاہ میں اس کا پڑاؤ ہوا۔ آتش۔ اس کے عشق کی آگ اس قدر بھڑکی ہوئی تھی کہ وہ اندھا ہو رہا تھا۔ قصد آں۔ وہ عشق سے مجبور ہو کر لونڈی کے خیمہ میں گھس گیا۔ اب نہ اس میں عقل تھی۔ نہ خلیفہ کا ڈر۔

۳؎ چوں زند۔ جب شہوت آگ لگاتی ہے تو عقل خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہے۔ فجل۔ ذلیل۔ صد خلیفہ۔ شاہ مصر کیا سینکڑوں شاہ اس کی نظر میں مکھی سے کم تھے۔

چوں بُروں انداخت شلوار و نشست — درمیانِ پائے زن آں زن[1] پرست
جب پاجامہ اتار دیا اور بیٹھ گیا — اور عورت پرست عورت کی ٹانگوں کے درمیان

چوں ذکر سوئے مقر میرفت راست — رستخیز و غلغل از لشکر بخواست
جب ذکر سیدھا ٹھکاؤ کی طرف گیا — قیامت اور شور و غل و لشکر سے اٹھا

بر جہید اُو کون برہنہ سوئے صَف — ذُوالفقارِ ہمچو آتش اُو بکف
وہ ننگا صف کی جانب دوڑا — آگ جیسی تلوار ہاتھ میں لئے

دید شیرِ نرسیہ از نیستاں — بر زدہ بر قلبِ لشکر ناگہاں
اس نے دیکھا، کالے نر شیر نے جنگل سے — اچانک وسط لشکر پر حملہ کر دیا ہے

تازیاں چوں دیو در جوش آمدہ — صد طویلہ و خیمہ اندر ہمزدہ
عربی گھوڑے دیو کی طرح جوش میں آگئے ہیں — سینکڑوں پچھاڑیاں اور خیمے درہم برہم کر دیئے

شیرِ نر گنبد ہمیکرد از لغز — در ہوا چوں موجِ دریا بیست گز
نر شیر گھسنے کے لئے جست لگا رہا تھا — فضا میں بیس گز دریا کی موج کی طرح

پہلواں مردانہ بُود و بے حذر — پیشِ شیر آمد چو شیرِ مست نر
پہلوان بہادر تھا اور بغیر خوف — مست نر شیر کی طرح شیر کے سامنے آگیا

زد[2] بشمشیر و سرش را بر شگافت — زود سُوئے خیمۂ مہرُو شتافت
تلوار ماری اور اس کا سر پھاڑ دیا — حسینہ کے خیمہ کی طرف جلد دوڑ گیا

چونکہ خود را اُو بداں حورا نمُود — مردیِ اُو ہمچناں بر پائے بُود
جب اس نے اپنے آپ کو اس حور کو دکھلایا — اس کی مردی اسی طرح قائم تھی

باچناں شیرے بچالش[3] گشتہ جُفت — مردیِ اُو ماند بر پای و نخُفت
ایسے شیر کے ساتھ مقابلہ میں شریک ہوا — اس کی مردی قائم رہی اور نہ سوئی

آں بُتِ شیریں لقائے ماہرو — در عجب درماند از مردیِ او
وہ بت شیریں دیدار چاند سے مکھڑے والی — اس کی مردی سے تعجب میں پڑ گئی

جُفت شد با اُو بشہوت آں زماں — مُتحد گشتند حالی آں دو جاں
وہ فوراً شہوت سے اس سے جڑ گیا — فوراً وہ دو جانیں ایک ہو گئیں

ز اتصالِ ایں دو جاں با ہمدگر — میرسد از غیب شاں جانِ دگر
ان دونوں جانوں کے باہمی پیوست ہونے سے — غیب سے ایک دوسری جان پہنچ جاتی ہے

---

1. زن پرست۔ یعنی پہلوان۔ مُقر۔ یعنی لونڈی کی شرمگاہ۔ کون برہنہ۔ یعنی اسی حالت میں جس میں وہ لونڈی سے مصروف تھا۔ ذوالفقار۔ عمدہ تلوار۔ دید۔ اس پہلوان نے دیکھا کہ ایک کالا نر شیر لشکر کے درمیانی حصہ پر حملہ آور ہے۔ تازیاں۔ عربی گھوڑے۔ طویلہ۔ پچھاڑی اصطبل۔ گنبد ہمی کرد۔ چھلانگ لگا رہا تھا۔ لغز۔ لغزیدن بمعنی خزیدن۔

2. زد۔ پہلوان نے شیر پر تلوار کا وار کیا اور اس کا سر پھاڑ دیا اور بہت جلد اس لونڈی کے خیمہ میں چلا گیا چونکہ جب اس لونڈی کے پاس پہنچا تو اس کی شہوت میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔

3. چالش۔ جنگی رفتار مردی۔ اس کی شہوت سرد نہ پڑی تھی وہ لونڈی اس کی مردانگی کی اس طاقت سے حیرت میں پڑ گئی۔ جفت شد۔ ہم نے اس کا فاعل پہلوان کو قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر فاعل لونڈی کو قرار دیا جائے تو ترجمہ دوسرا ہوگا۔ جان دگر۔ یعنی ہونے والا بچہ۔

رُو نماید از طریقِ زاد نے — گر نباشد از ۱ علوقش رہزنے

جننے کے طریق پر رونما ہوتی ہے — اگر حمل کے لئے کوئی رہزن نہ ہو

ہر کجا دو کس بمہرے یا بکیں — جمع آید ثالثے زاید یقیں

جب دو انسان محبت یا کینہ سے — جماع کرتے ہیں، یقیناً تیسرا پیدا ہوتا ہے

لیک اندر غیب زاید آں صُوَر — چوں رَوی آں سُو بہ بینی در نظر

لیکن عالم غیب میں وہ صورتیں جنتی ہیں — جب تو اس جانب جائیگا، آنکھ سے دیکھ لیگا

آں نتائج کز قراناتِ تو زاد — ہیں مگر داز ہر قرینے زود شاد

ان نتیجوں کو جو تیرے ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں — خبردار! ہر ساتھی سے جلد خوش نہ ہو

مُنتظر میباش آں میقات ۲ را — صدقِ داں اِلحاق ذُرّیات را

تو اس وعدہ گاہ کا منتظر رہ — ذریات کے ملا دینے کو سچا سمجھ

کز عمل زائندہ اندو از عِلل — ہرَ یکے را صورتِ نُطق و کلل

کہ وہ عمل اور علتوں سے پیدا ہوئے ہیں — ہرایک کو گویائی اور گونگے پن کی صورت حاصل ہے

بانگِ شاں درمیرسد زاں خوشجمال — کاے زما غافل ہلا زُوتَر تعال

ان حسینوں سے انکی آواز آرہی ہے — کہ اے ہم سے غافل! خبردار، جلد آجا

مُنتظر ۳ دَر غیب جانِ مَرد وزن — مُول مُولت چیست زُوتَر گام زن

مرد عورت کی جان عالم غیب میں منتظر ہے — تیرا آہستہ آہستہ چلنا کیوں ہے، جلد قدم اٹھا

راہ گم کرد اُو ازاں صبح دروغ — چوں مگس افتاد اندر دیگ دوغ

اس نے صبح کاذب کی وجہ سے راستہ گم کر دیا — مکھی کی طرح چھاچھ کی دیگ میں گر گیا

پشیماں شدنِ آں سَرِ لشکر از خیانتے کہ کردہ بُود و سوگند دادنِ اُوآں کنیزک را کہ بخلیفہ باز نگوید آنچہ رفت

اس لشکر کے سردار کا اس خیانت سے شرمندہ ہونا جو اس نے کی تھی اور اس کا اس لونڈی کو قسم دینا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ خلیفہ سے نہ کہے

چند روزے ہم براں بُد بعد ازاں — شدُ پشیماں اُوازاں جُرمِ گراں

وہ چند روز اسی حالت پر رہا اس کے بعد — وہ اس بھاری جرم سے شرمندہ ہوا

داد سوگندش کہ اے بدرِ منیر — کُن حذر تاشہ نگردد زیں خبیر

اس نے اس کو قسم دی کہ اے روشن چودھویں کے چاند — احتیاط برت، تاکہ بادشاہ اس سے خبردار نہ ہو

---

۱ گر نباشد۔ اگر نطفہ کے استقرار سے کوئی مرض وغیرہ مانع نہ ہو۔ ہر کجا۔ جب مرد و عورت جفتی کرتے ہیں خواہ محبت سے خواہ کینہ سے تو حمل ٹھہر جاتا ہے اسی طرح دو شخص کوئی اور معاملہ کرتے ہیں یا کوئی شخص کسی عمل کے ساتھ جفت بنتا ہے تو اس کے نتائج صور معنویہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیک مولید صوری تو نظر آجاتے ہیں۔ لیکن یہ موالیہ معنوی عالم آخرت میں نظر آئیں گے۔ ہیں۔ تو اب انسان کا فرق ہے کہ اپنے اس قرین کو خوب دیکھ لے جس کے ملاپ سے نتیجہ برآمد ہوگا۔ کہ وہ کس قسم کا ہے۔

۲ میقات۔ عالم آخرت۔ الحاق ذریات۔ قرآن پاک میں ہے ہم قیامت میں مومنین کی مومن ذریت یعنی اولاد کو اس کے ساتھ کر دینگے۔ مولانا نے یہاں ذریت سے اعمال کے نتائج مراد لئے ہیں۔ عمل۔ یعنی نیک عمل۔ علل۔ یعنی برے کاموں کے اسباب۔ ہر یکے۔ آخرت میں ہر عمل گویا بنے گا۔ شاں۔ یعنی عمل کرنے والے۔ خوش جمال۔ یعنی اعمال کے نتائج۔

۳ منتظر۔ عالم غیب میں ہر شخص کے اعمال اس کے منتظر ہیں۔ جان۔ یعنی نتیجہ عمل۔ راہ گم کرد۔ یہ شعر پہلوان سے متعلق ہے کہ اس نے غلطی کی اور نقصان اٹھایا۔ صبح دروغ۔ صبح کاذب جس سے دھوکہ کھا کر مسافر چل پڑتا ہے اور لٹ جاتا ہے خیانتے۔ لونڈی کے ساتھ ہمبستری جرم جو اسنے لونڈی کے ساتھ کیا۔ داد۔ پہلوان نے لونڈی کو قسم دی کہ تو راستہ کا واقعہ شاہ مصر سے نہ کہنا حذر۔ بچاؤ۔ خبیر باخبر۔

داد سو گندش کہ اے خورشید رُو ——— با خلیفہ زانچہ شُد رمزے [۱] مگو

اس نے اس کو قسم دی کہ اے سورج جیسے چہرے والی ——— جو کچھ ہوا خلیفہ سے اس کا اشارہ نہ کرنا

مختصر گویم ببرُد آں پہلواں ——— مر کنیزک را سُوئے شاہِ جہاں

میں مختصراً بتاتا ہوں وہ پہلوان لے گیا ——— شاہِ جہاں کی جانب لونڈی کو

چوں بدید اُورا خلیفہ مَست گشت ——— پس زبام افتاد اُورا نیز طشت

جب خلیفہ نے اس کو دیکھا مست ہو گیا ——— تو اس کا طشت بھی بالا خانے سے گر گیا

دید صد چندانکہ وصف اِشنیدہ بُود ——— کے بُوَد خود دیدہ مانندِ شنُود

جو تعریف اس نے سنی تھی اس کو سو گنا دیکھا ——— دیکھا ہوا سنے ہوئے کی برابر کب ہوتا ہے

وصف تصویرست بہرِ چشم ہوش ——— صورت آنِ چشم واں نے آنِ گوش

تعریف ہوش کی آنکھ کے لئے تصویر کھینچنا ہے ——— صورت آنکھ کی ملکیت سمجھ نہ کہ کان کی

یک [۲] مثالے گویم اکنوں گوش دار ——— فہم کُن امثالِ معنیٰ ہوش دار

میں ایک مثال کہتا ہوں ، اب سن ——— مثالوں کا مطلب سمجھ ، ہوش کر

حکایت

حکایت

کرد مردے از سخندانے سوال ——— حق و باطل چیست اے نیکو مَقال

ایک شخص نے ایک سخندان سے دریافت کیا ——— اے خوش بیان ! حق اور باطل کیا ہے ؟

گوش رابگرفت وگفت ایں باطل ست ——— چشم حقست و یقینش حاصل ست

اس نے (اپنا) کان پکڑا اور کہا یہ باطل ہے ——— آنکھ حق ہے اور اس کو یقین حاصل ہے

آں [۳] بہ نسبت باطل آمد پیشِ ایں ——— نسبت ست اغلب سخنہا اے امیں

وہ کان اس آنکھ کے مقابلہ میں نسبت کے اعتبار سے باطل ہے ——— اے امین ! اکثر باتوں میں نسبت ہے

ز آفتاب ار کرد خفاش احتجاب ——— نیست محجوب از خیالے آفتاب

اگر چمگادڑ نے سورج سے پردہ کر لیا ہے ——— سورج خیال سے پردے میں نہیں ہے

خوف اُورا خود خیالش میدہد ——— آں خیالش سُوئے ظُلمت میکشد

روشنی کا ڈر اس کو خود اس سورج کا خیال دے رہا ہے ——— وہ خیال اس کو تاریکی کی جانب کھینچ رہا ہے

آں خیالِ نُورمی تر ساندش ——— بر شبِ ظلمات می چفساندش

روشنی کا خیال اس کو ڈرا رہا ہے ——— تاریکیوں کی رات سے اس کو چمٹا رہا ہے

---

۱ رمزے۔ کوئی اشارہ۔ پس زبام۔ یعنی لڑکی کے عشق میں بدنام ہو گیا۔ کے بود۔ شنیدہ کے بُود مانندِ دیدہ۔ وصف۔ کسی چیز کے اوصاف سننے سے اس کی تصویر ذہن میں پیدا ہوتی ہے اور اس کی صورت آنکھ سے نظر آتی ہے۔

۲ یک مثالے۔ اس مثال اور حکایت سے یہی سمجھایا ہے کہ اہل شنید کا رتبہ اہل دید سے کمتر ہے۔ کرد۔ ایک صاحب نے ایک صاحب سے حق اور باطل کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا۔ گوش۔ اس نے اپنا کان پکڑ کر بتایا کہ اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہو وہ باطل ہے آنکھ کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے وہ صحیح اور یقینی ہوتا ہے۔

۳ آں بہ نسبت۔ ہم نے سنی ہوئی بات کو دیکھی ہوئی کے مقابلہ میں جو باطل کہا ہے وہ کثرت کے اعتبار سے ہے یعنی اکثر یہی صورت ہوتی ہے ز آفتاب۔ ورنہ چمگادڑ کو سورج کا علم مشاہدہ سے اگرچہ حاصل نہیں ہے لیکن وہ پھر بھی درست اور صحیح ہے۔ خوف۔ روشنی کا خوف اس کو سورج کا خیال دلاتا ہے اور وہ خیال اس کو تاریکی میں لے جاتا ہے۔

از خیالِ ۱ دشمن و تصویرِ اُوست
دشمن کے خیال اور اس کی تصویر کی وجہ سے ہے

کہ تو بر چفسیدۂ بر یار و دوست
کہ تو یار اور دوست سے چمٹا ہوا ہے

موسیاؑ کشف لمعٔ بر کُہ فراشت
اے موسیٰ ! تجلی کا کشف پہاڑ پر پڑا

آں مخیّل تابِ تحقیقت نداشت
وہ خیال کرنے والا آپ کی تحقیق کی طاقت نہیں رکھتا ہے

ہیں مشو غرّہ بداں کہ قابلی
خبردار! تو اس میں دھوکا نہ کھا کہ تو قبول کرنے والا ہے

مر خیالش را وزیں رہ و اصلی
اس کے خیال کو اور تو اس راہ سے واصل بحق ہے

از خیالِ ۲ حرب نہر اسید کس
جنگ کے خیال سے کوئی خوفزدہ نہیں ہوتا

لَا شُجَاعَةَ قَبْلَ حَرْبٍ ایں داں وبس
جنگ سے پہلے شجاعت نہیں ہے" اس کو سمجھ لے اور بس

بر خیالِ حرب حیز اندر فکر
نامرد ، لڑائی کے خیال سے فکر میں

میکند چوں رستماں صد کرّ و فرّ
رستموں کی طرح سینکڑوں کرو فر کرتا ہے

نقشِ رُستم کاں بحمامے بُود
رستم کی تصویر جو کسی حمام میں ہوتی ہے

قرنِ حملہ فکرِ ہر خامے بُود
ہر ناقص کے فکر کے حملہ کی حریف ہو سکتی ہے

ایں خیالِ سمع چوں مُبصر شود
جب کان کا یہ خیال دیکھے ہوئے کی طرح ہو جائے

حیز چہ بوَد رستمے مُضطر شود
نامرد کیا ہوتا ہے، ایک رستم بھی مجبور ہو جاتا ہے

جہدِ ۳ کُن کز گوش در چشمت رود
تو کوشش کر کہ وہ کان تیری آنکھ میں آجائے

آنچہ آں باطل بُدست آں حق شود
جو باطل نظر آتا تھا وہ حق ہو جائے

زاں سپس گوشت شود ہم طبعِ چشم
اسکے بعد تیرا کان بھی آنکھ کا ہم مزاج بن جائیگا

گوہرے گردد دو گوشت ہمچو یشم
تیرے یشم جیسے دونوں کان گوہر بن جائیں گے

بلکہ جُملہ تَن چو آئینہ شود
بلکہ پورا جسم آئینہ کی طرح ہو جائے گا

جُملہ چشم و گوہرِ سینہ شود
سب آنکھ اور سینہ کا جوہر ہو جائے گا

گوش انگیزد خیال وآں خیال
کان ایک خیال پیدا کرتا ہے اور وہ خیال

ہست دلّالہ وصالِ آں جمال
اس حسن کے وصال کی مشاطہ بن جاتا ہے

جہد کُن تا ایں خیال افزوں شود
کوشش کر تاکہ یہ خیال بڑھے

تا دلالہ رہبرِ مجنوں شود
تاکہ مجنوں کے لئے مشاطہ رہبر بنجائے

---

۱ از خیال۔ دشمن کا خیال اور تصور انسان کو دوست پیدا کرنے اور ان سے ملنے پر مجبور کرتا ہے۔ موسیا۔ حضرت موسیٰؑ کو مشاہدہ کے درجہ کا علم تھا کوہ طور کو اس درجہ کا علم نہ تھا لیکن پھر بھی وہ پہاڑ پر موثر ہوا۔ لمع۔ چمک تجلی۔ کہ۔ کوہ۔ مخیل۔ یعنی پہاڑ جس کو مشاہدہ حاصل نہ تھا صرف خیال حاصل تھا۔ ہیں۔ لیکن انسان کو حق تعالیٰ خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے وہ محض خیال سے واصل بحق نہ ہوگا۔

۲ از خیال۔ لڑائی کا محض خیال اور تصور کوئی چیز نہیں ہے بلکہ مشاہدہ اصل ہے۔ حیز۔ مخنث اور بزدل بھی خیالی لڑائی میں بہت کروفر دکھاتا ہے۔ نقش۔ رستم کی خیالی تصویر سے تو ہیجڑا حریف بنتا ہے۔ ایں۔ خیال۔ خیال بیکار ہے لیکن اگر خیال، مشاہدہ کے درجے میں آجائے تو پھر مفید ہو جاتا ہے۔

۳ جہد کن۔ انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا مسموع مشہور بن جائے اور اس میں کسی باطل کا احتمال نہ رہے۔ زاں۔ سپش۔ اس کے بعد کان آنکھ کا رتبہ حاصل کریگا۔ یشم۔ معمولی پتھر ہے یعنی کان جو کم قیمت چیز ہے اب وہ گوہر بیش قیمت بن جائیگا۔ بلکہ۔ کوشش سے صرف کان ہی نہیں تمام جسم آنکھ کا رتبہ حاصل کر لے گا۔ گوہرِ سینہ۔ یعنی دل۔ گوش۔ حسن کی بات سن کر انسان وصال محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ایں خیال۔ سننے سے جو خیال پیدا ہوا ہے اس کو وصال کا راہبر بنا لے۔

آں خلیفہ [1] گول ہم یک چند نیز | ریش گاوی کرد خوش با آں کنیز
اس احمق خلیفہ نے بھی کچھ دن | اس لڑکی کے ساتھ حماقت برتی

مُلک راتو مُلکِ غرب وشرق گیر | چوں نمی ماند تو آں را برق گیر
تو سلطنت کو مغرب اور مشرق کی سلطنت فرض کرلے | جبکہ وہ باقی نہیں رہتی تو اس کو بجلی کی کوند سمجھ

مملکت کاں می نماند جاوداں | اے دلت خُفتہ تو آں را خواب داں
وہ سلطنت جو ہمیشہ نہ رہے | اے کہ تیرا دل سویا ہوا ہے تو اس کو خواب سمجھ

تاچہ خواہی کرد آں بادِ بروت | کہ بگیرد ہم چو جلادے گلوت
تو اس غرور کا کیا کرے گا؟ | جو جلاد کی طرح تیرا گلا پکڑ لے

ہم دریں [2] عالم بداں کہ مامنے ست | از منافق کم شنو کہ گفت نیست
اسی دنیا میں جان لے کہ امن کی جگہ ہے | منافق سے نہ سن جس نے کہا کہ نہیں ہے

حُجّت منکرانِ آخرت و بیانِ ضُعفِ آں حُجّت
آخرت کے منکروں کی دلیل اور اس دلیل کی کمزوری کا بیان

حجتش این ست و گوید ہر دمے | گر بُدے چیزے دگر مَن دیدمے
اس کی یہ دلیل ہے اور ہر وقت کہتا ہے | اگر کوئی اور چیز ہوتی تو مجھے نظر آتی

گر نہ بیند کود کے احوالِ عقل | عاقلے ہرگز کُند از عقل نقل
اگر کوئی بچہ عقل کے احوال نہیں دیکھتا ہے | تو عقلمند کبھی عقل کو ترک کرے گا

ورنہ [3] بیند عاقلے احوالِ عشق | کم نگردد ماہِ نیکو فالِ عشق
اگر کوئی عقلمند عشق کے احوال نہیں دیکھتا ہے | تو عشق کا نیک فال چاند نہیں گھٹتا ہے

حُسنِ یوسفؑ دیدۂ اِخواں ندید | از دلِ یعقوبؑ کے شدُ ناپدید
یوسفؑ کے حسن کو بھائیوں کی آنکھ نے نہ دیکھا | حضرت یعقوبؑ کے دل سے کب مٹا؟

مر عصا را چشمِ موسیٰ چوب دید | چشمِ قبطی افعی و آشوب دید
حضرت موسیٰ کی آنکھ نے عصا کو لکڑی دیکھا | قبطی کی آنکھ نے اس کو اژدھا اور مصیبت دیکھا

چشمِ سِرّ با چشمِ سَر در جنگ بُود | غالب آمد چشمِ سِر حُجت نمُود
باطن کی آنکھ سر کی آنکھ سے جنگ میں تھی | باطن کی آنکھ غالب ہوگئی، ثبوت پیش کر دیا

---

[1] آں خلیفہ۔ شاہِ مصر بھی اس لڑکی سے احمقانہ عشق کرنے لگا۔ ملک۔ یہ اس کی خرمسی سلطنت کی وجہ سے تھی سلطنت خواہ مشرق ومغرب کی ہو وہ بجلی کی کوند سے زیادہ نہیں ہے۔ مملکت۔ انسان جس کو سلطنت سمجھتا ہے اس کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہے۔ تاچہ۔ یہ سلطنت کا گھمنڈ انسان کے لئے جلاد کا کام کرتا ہے۔

[2] ہم دریں۔ عالم۔ اس دنیا کو اور اس کی سلطنت کو امن کی جگہ نہ سمجھ، امن کی جگہ عالم آخرت ہے۔ حجتش۔ عالم آخرت کے منکر کی دلیل یہ ہے کہ اگر عالم آخرت ہوتا تو میں اس کو دیکھ سکتا۔ گرنہ بیند۔ لیکن کسی کے نہ دیکھ سکنے سے اس چیز کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ بچہ عقل کے احوال کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن عقلمند تو اس کا انکار نہ کرے گا۔

[3] ورنہ بیند۔ اگر کوئی صاحب عقل عشق کے احوال نہیں دیکھ سکتا ہے تو اس کے نہ دیکھنے سے عشق میں کوئی زوال نہیں آتا ہے حسن یوسفؑ کا حسن بھائیوں کو نظر نہ آیا تو اس سے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مرعصا۔ حضرت موسیٰ ابتداءً عصا کی حقیقت نہ دیکھ سکے لیکن اس کا وجود تھا تب ہی قبطی نے اس کو دیکھ لیا۔ چشم۔ سِر۔ باطنی آنکھ اور ظاہری آنکھ میں اختلاف تھا باطنی آنکھ نے دلیل پیش کردی اور حقیقت واضح ہوگئی۔

چشمِ [1]موسیٰ دستِ خود را دست دید | پیشِ چشمِ غیب نُورے بُد پدید
حضرت موسیٰ کی آنکھ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا | غیب کی آنکھ کے سامنے ایک نور ظاہر تھا

ایں سخن پایاں ندارد ہر کمال | پیشِ ہر محروم باشد چوں خیال
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ، ہر کمال | ہر محروم کے سامنے خیال کی طرح ہوتا ہے

چوں حقیقت پیشِ اُو فرج و گلوست | کم بیاں کُن پیشِ اُو اسرارِ دوست
جبکہ اس کے سامنے حقیقت شرمگاہ اور حلق ہے | دوست کے راز اس کے سامنے بیان نہ کر

پیشِ ما فرج و گلو باشد خیال | لا جرم ہر دم نماید جاں جمال
ہمارے سامنے شرمگاہ اور حلق خیال ہے | لا محالہ جان ہر وقت جمال دکھاتی ہے

ہر کرا فرج و گلو آئین و خُوست | آں [2]لکُم دِینٌ ولی دِیں بہرِ اُوست
جس شخص کا طریقہ اور عادت شرمگاہ اور حلق ہے | تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اس کے لئے ہے

با چُناں اِنکار کوتہ کُن سخن | احمد اکم گوے با گبرِ کُہن
ایسے انکار کے ہوتے ہوئے بات مختصر کر | اے احمد ! پرانے کافر سے بات نہ کر

آمدن آں خلیفہ نزد آں خو بُرو از برائے جماع
خلیفہ کا اس حسینہ کے پاس ہمبستری کے لئے آنا

آں خلیفہ کرد رای اجتماع | سُوی آں زن رفت از بہرِ جماع
خلیفہ نے اکٹھا ہونے کی سوچی | ہمبستری کے لئے اس لونڈی کے پاس گیا

ذِکرِ اُو کرد و ذَکر بر پای کرد | قصدِ خُفت و خیز مہر افزای کرد
اس کی یاد کی اور عضو تناسل کو کھڑا کیا | اس محبت بڑھانے والی کیساتھ سونے اور جاگنے کا ارادہ کیا

چوں [3]میانِ پایِ آں خاتوں نشست | پَس قضا آمد رہِ عیشش بہ بَست
جب اس خاتون کے پیروں کے بیچ میں بیٹھا | تو تقدیر آ پہنچی اس کے عیش کا دروازہ بند کر دیا

خِشت خِشتِ مُوش در گوشش رسید | خُفت کیرش شہوتش کلّی رمید
اس کے کان میں چوہے کی کھٹ کھٹ آئی | اسکا آلہ تناسل سو گیا، اس کی شہوت بالکلیہ بھاگ گئی

وہم آں کز مار باشد ایں صَریر | کہ ہمی جُنبد بہ تُندی از حَصیر
یہ وہم ہوا کہ یہ آواز سانپ کی ہو گی | جو تیزی سے چٹائی میں سے حرکت کر رہا ہے

خندہ گرفتنِ آں کنیزک را از ضُعفِ شہوت خلیفہ و قوّتِ
اس سردار کی شہوت کی طاقت اور خلیفہ کی شہوت کی کمزوری پر لونڈی کا ہنس پڑنا

---

[1] چشمِ موسیٰ۔ ایک ہی چیز ایک کے لئے خیالی ہے دوسرے کے لئے یقینی ایں۔ سخن۔ ایک ہی چیز کی مختلف نگاہوں میں مختلف حیثیت کا بیان۔ فرج و گلو۔ جو شخص پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کو ہی حقیقت سمجھے اس کو اسرار کی باتیں سنانا بیکار ہے۔ پیش ما۔ جو لوگ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت سے بری ہیں ان کو نورِ باطن حاصل ہوتا ہے۔

[2] لَکُمْ دِیْنُکُمْ ۔ سورۃ الکافرون میں آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ ان کافروں سے کہدیجئے تمہارے لئے تمہارا دین ہے میرے لئے میرا دین ہے۔ با چناں۔ آنحضورؐ سے کہہ دیا گیا کہ ان سے بات نہ کیجئے۔

[3] چوں۔ جب بالکل تیار ہو گیا تو قضا نے راہ روک دی اور ایک چوہے کی کھٹ کھٹ کی آواز آئی جس سے وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس کی شہوت ختم ہو گئی۔ وہم۔ اس چوہے کی کھٹ کھٹ کے بارے میں اس کو یہ خیال آیا کہ یہ سانپ کے چلنے کی آواز ہے جو بستر کے نیچے ہے۔ خندہ۔ شاہ مصر کی نامردی اور پہلوان کی مردانگی کو یاد کر کے لونڈی ہنسنے لگی۔

شہوتِ آں امیرو فہم کردن آں خلیفہ خندۂ کنیزک را

اور لونڈی کے ہنسنے کو خلیفہ کا سمجھ جانا

زن بدید آں سستیِ اُوازشگفت — آمدا اندر قہقہہ خندش گرفت
عورت نے حیرانی سے اس کی سستی کو دیکھا — وہ قہقہہ مارنے لگی اس پر ہنسی طاری ہو گئی

یادش آمد مردیِ آں پہلواں — کہ بکُشت اُوشیر واندامش چُناں
اس کو اس پہلوان کی مردانگی یاد آ گئی — کہ اس نے شیر کو مار ڈالا اور اس کا عضو اسی طرح رہا

غالب آمد خندۂ زن شُد دراز — جہد میکرود نمی شُد لب فراز
عورت کی ہنسی غالب آ گئی، لمبی ہو گئی — وہ کوشش کرتی تھی اور ہونٹ بند نہ ہوتا تھا

سخت[1] می خندید ہمچوں بنگیاں — غالب آمد خندہ بر سُود و زیاں
وہ بھنگڑوں کی طرح بہت ہنسی — نفع اور نقصان پر ہنسی غالب آ گئی

ہرچہ اندیشید خندہ می فزود — ہمچو بندِ سیلِ نا گاہاں کشود
جتنا بھی سوچتی، ہنسی بڑھتی تھی — بہاؤ کے بند کی طرح جو اچانک کھل گیا ہو

گریہ و خندہ غم و شادیِ دل — ہریکے را مَعد نے داں مستقل
رونا اور ہنسنا، دل کی خوشی اور غم — ہر ایک کو مستقل کان سمجھ

ہر یکے را مخزن و مفتاحِ آں — اے برادر در کفِ فتّاح داں
ہر ایک کا خزانہ ہے اور اس کی کنجی — اے بھائی! کھولنے والے خدا کے ہاتھ میں سمجھ

ہیچ ساکن می نشد آں خندہ زُو — پس خلیفہ تیرہ گشت و تُند خُو
اس کی ہنسی کسی طرح نہ تھمتی تھی — تو خلیفہ ناراض اور غضبناک ہو گیا

زود[2] شمشیراز غلافش بر کشید — گفت سِرِّ خندہ واگو اے پلید
اس نے فوراً غلاف میں سے تلوار سونت لی — کہنے لگا اے ناپاک! ہنسی کا راز بتا

درد لم زیں خندہ ظنّی او فتاد — راستی گو عشوہ نتوانیم داد
اس ہنسی سے میرے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی ہے — سچ بتا دے تو مجھے فریب نہیں دے سکتی ہے

ور خلافِ راستی بفریبیم — یا بہانہ چرب آری تو برم
اگر تو سچائی کے خلاف مجھے فریب دے گی — یا میرے سامنے چکنا چپڑا بہانہ لائیگی

من بدانم دردلِ من روشنی ست — بایدت گفتن ہر انچہ گفتنی ست
میں سمجھ جاؤں گا میرے دل میں روشنی ہے — تجھے کہنے کے لائق بات کہہ دینی چاہیے

[1] سخت۔ اس کو ایسی ہنسی چھوٹی جیسی بھنگڑوں کو چھوٹتی ہے اور اس ہنسی میں اس کو یہ خیال بھی نہ رہا کہ بادشاہ کی ناگواری اس کو نقصان پہنچا دیگی۔ گریہ دخندہ۔ ہنسی اور رونے کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ھواضحک وابکا وہی ہنساتا ہے وہی رلاتا ہے۔

[2] زُود۔ لونڈی کی بے تحاشا ہنسی پر شاہ کو غصہ آ گیا اور تلوار سونت لی اور کہنے لگا ہنسی کا راز صحیح بتا دے۔ غلط بات سے تو مجھے مطمئن نہ کر سکیگی میرے دل میں عقل کی روشنی ہے۔

در دِلِ شاہاں تو ماہے واں سطبر | گرچہ گہہ گہہ شدُ زغفلت زیر اَبر
تو بادشاہوں کے دل میں ایک بڑا چاند سمجھ | اگرچہ وہ کبھی کبھی غفلت کیوجہ سے ابر کے نیچے آجاتا ہے
یک چراغے ہست در دل وقتِ گشت | وقتِ خشم و حرص آید زیرِ طشت
چلنے پھرنے کے وقت دل میں ایک چراغ ہے | جو غصہ اور حرص کے وقت طشت کے نیچے ہوجاتا ہے
آں ۱فراست ایں زماں یارِ من ست | گر نگوئی آنچہ حقِّ گفتن ست
اس وقت وہ شناخت میری دوست ہے | اگر تو وہ نہ کہے گی جو بتانے کا حق ہے
من بدیں شمشیر بُرّم گردنت | سُود نبُود خود بہانہ کردنت
میں اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا | تیرا بہانہ کرنا کچھ مفید نہ ہو گا
ایں زماں بکشم ترا بے ہیچ شک | تیغ را کرد اُو حوالہ گفت نِک
اب میں تجھے یقیناً قتل کر دوں گا | اس نے تلوار اس کے سامنے کی کہا یہ ہے
وَر بگوئی راست آزادت کنم | حقِّ یزداں نشکنم شادت کنم
اگر تو سچ کہدیگی میں تجھے آزاد کر دوں گا | خدا کی قسم نہ توڑوں گا، تجھے خوش کر دوں گا
ہفت مُصحف آں زماں بر ہم نہاد | خورد سوگند و چنیں تقریر داد
اس نے سات قرآن اوپر نیچے رکھے | قسم کھائی پھر یوں عہد کیا

فاش کردنِ آں کنیزک آں راز را با خلیفہ از بیمِ زخمِ شمشیر و
تلوار کے زخم سے ڈر کر اس لونڈی کا خلیفہ سے راز فاش کر دینا
اِکراہ خلیفہ کہ راست بگو سَبَبِ ایں خندہ را و گرنہ بکُشمت
اور خلیفہ کا مجبور کرنا کہ اس ہنسی کا سبب سچ بتا ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا

زن ۲ چو عاجز شدُ بگفت اَحوال را | مَردیِ آں رستمِ صد زال را
عورت جب عاجز آگئی اس نے حالات بتا دیئے | سینکڑوں زال والے رستم کی مردانگی کے
شرح آں گردک کہ اندر راہ بُود | یک بیک با آں خلیفہ وانمُود
اس خیمہ کی تفصیل جو راستہ میں تھا | وہ اس نے ایک ایک کر کے خلیفہ پر کھولدی
شیر کشتن سُویِ خیمہ آمدن | واں ذکر قائم چو شاخِ کرگدن
شیر کا قتل کرنا خیمہ میں آنا | اور اس کے ذکر کا گینڈے کے سینگ کی طرح کھڑا ہونا
اُو بداں قوّت کہ از شیر شکار | ہیچ تغیرش نشدُ بُد بر قرار
اور اسی طاقت کے ساتھ کہ شکاری شیر سے | اس میں کوئی تغیر نہ ہوا برقرار تھا

۱ آں فراست۔ وہ نور اور روشنی اس وقت میرے ساتھ ہے اگر تو صحیح بات نہ کہے گی میں فوراً سمجھ جاؤں گا اور تجھے مار ڈالوں گا اور یہ کہہ کر تلوار اس کے سامنے کردی اور سات قرآن اوپر نیچے رکھ کر قسم کھائی کہ اگر تو سچ بتا دیگی تو تجھے آزاد کر دوں گا۔
۲ زن۔ لونڈی جب عاجز آگئی تو اس نے پہلوان کا سارا قصہ سنا دیا اور کہا کہ اس نے شیر کو بھی قتل کیا اور پھر خیمہ میں واپس آیا اور اس کی شہوت میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔

تو بدیں اِسستی[1] کہ چوں کردی بگوش　　خشت خشتِ موشکے رفتی زہوش
تو اس سستی میں کہ جب تو نے سنی　　چھیا کی کھٹ کھٹ بے ہوش ہو گیا

مَن چو دیدم از تو ایں واز وے آں　　زاں سبب خندیدم اے شاہِ جہاں
میں نے جب تجھ سے یہ دیکھا اور اس سے وہ　　اے شاہ جہاں! میں اس سبب سے ہنسی

راز ہا را میکُند حق آشکار　　چوں بخواہد رُست تخمِ بد مکار
اللہ تعالیٰ بھیدوں کو ظاہر کر دیتا ہے　　جبکہ اگ کر رہے گا، برا بیج نہ بو

آب و اَبر و آتش وایں آفتاب　　رازہا رامی برارند از تُراب
پانی اور ابر اور گرمی اور یہ سورج　　مٹی سے بھیدوں کو برآمد کر دیتے ہیں

ایں بہارِ نوز بعدِ برگ ریز　　ہست بُرہانِ وجودِ رستخیز
یہ نئی بہار، پت جھڑ کے بعد　　قیامت کے وجود پر دلیل ہے

در[2] بہاراں سِرّہا پیدا شوَد　　ہر چہ خوردست ایں زمیں رُسوا شود
بہاروں میں راز ظاہر ہو جاتے ہیں　　اس زمین نے جو کھایا ہے ظاہر ہو جاتا ہے

بر و مد آں از دہان و از لبش　　تا پدید آید ضمیر و مذہبش
اس کے ہونٹ اور منہ سے وہ اگ پڑتا ہے　　یہاں تک کہ اس کا مذہب اور ضمیر کھل جاتا ہے

سرِّ بیخ ہر درختے و خورش　　جملگی پیدا شود آں بر سرش
ہر درخت کی جڑ کا راز اور اس کی خوراک　　سب اس کے سر پر پیدا ہو جاتا ہے

ہر غمے کز وے تو دل آزردۂ　　از خمارِ مے بُود کاں خوردۂ
ہر وہ غم جس سے تو دل آزردہ ہے　　اس شراب کا خمار ہوتا ہے جو تو نے پی ہے

لیک[3] کے دانی کہ آں رنجِ خمار　　از کدامیں مے برآمد آشکار
لیکن تو کب جان سکتا ہے کہ خمار کی تکلیف　　کونسی شراب سے ظاہر ہوئی ہے؟

ایں خمارا شگوفۂ آں دانہ ست　　آں شناسد کآگہ و فرزانہ است
یہ خمار اس دانہ کا شگوفہ ہے　　وہ جانتا ہے جو آگاہ اور ذہین ہے

شاخ وا شگوفہ نماند دانہ را　　نُطفہ کے ماند تنِ مردانہ را
شاخ اور شگوفہ دانہ کے مشابہ نہیں ہوتے　　نطفہ انسانی جسم کے مشابہ کب ہے؟

نیست مانندِ ہیولا با اثر　　دانہ کے مانند آید با شجر
مادہ نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے　　دانہ، درخت کے مشابہ کب ہوا ہے؟

[1] تو بدیں سستی۔ لونڈی نے کہا لیکن تیری یہ حالت ہے کہ چوہے کی کھٹ کھٹ سے شہوت کافور ہوگئی میرے ہنسنے کا یہ سبب ہے۔ رازہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہر راز ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ لہٰذا بدی کا بیج نہ بونا چاہیے اس لئے کہ وہ اُگے گا۔ آب۔ پانی گرمی اور سورج زمین میں چھپے راز ظاہر کردیتے ہیں۔ اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز اگ آتی ہے۔ ایں بہار۔ موسم بہار میں اجڑے ہوئے چمن پھر زندگی حاصل کر لیتے ہیں جو حشر نشر کے لئے ایک دلیل ہے۔

[2] در بہاراں۔ موسم۔ بہار میں زمین سے ہر وہ بیج اگ پڑتا ہے جو زمین میں چھپا ہوا تھا اور اس سبب سے اس بیج کی حقیقت کھل جاتی ہے بر سرش۔ یعنی پھلوں کی صورت میں۔ ہر غمے۔ انسان پر جو مصیبت آتی ہے وہ اس کے کسی عمل کا اثر ہوتی ہے۔

[3] لیک۔ لیکن انسان یہ نہیں سمجھ سکتا ہے کہ یہ تکلیف اور رنج کس گناہ کا نتیجہ ہے۔ ایں خمار۔ اہلِ باطن یہ سمجھ لیتے ہیں۔ شاخ گناہ اور اس کے ثمرہ میں کوئی ظاہری مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح بیج اور پھل ہیں۔ نطفہ منی سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بچہ اور منی میں مشابہت نہیں ہے۔ ہیولا۔ مادہ۔ اثر جو چیز مادہ سے بنی ہے۔

نُطفہ[1] از نانست کے ماند بناں — مَردم از نُطفہ است کے باشد چُناں
نطفہ روٹی سے بنا ہے روٹی کے مشابہ کب ہے؟ — انسان نطفہ سے ہے ویسا کب ہوتا ہے ؟

جِنّی از نارست کے ماند بنار — از بُخارست ابرو نبود چوں بُخار
جن آگ سے ہے آگ سے مشابہ کب ہے — ابر بخار ہے اور بخار جیسا نہیں ہوتا ہے

از دَمِ جبریل عیسیٰ شُد پدید — بصورت ہمچو اُو بُد نا پدید
حضرت عیسیٰ جبرئیلؑ کی پھونک سے پیدا ہوئے — صورت کے اعتبار سے انکی طرح مخفی کب ہوئے ؟

آدمؑ[2] از خاکست کے ماند بخاک — ہیچ انگورے نمی ماند بتاک
حضرت آدمؑ مٹی سے ہیں مٹی کے مشابہ کب ہیں؟ — کوئی انگور، انگور کے درخت کے مشابہ نہیں ہے

کے بُود طاعت چو خُلدِ پائیدار — کے بُود دُزدی بشکلِ پائیدار
عبادت مستقل جنت کی طرح کب ہے ؟ — چوری سولی کے ستون کی شکل کی کب ہے ؟

ہیچ اصلے نیست مانندِ اثر — پس ندانی اصلِ رنج و دردِ سَر
کوئی اصل نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے — تو تو رنج اور درد سر کی اصل نہیں جان سکتا

لیک بے اصلے نباشد ایں جزا — بیگنا ہے کے بر نجاند خُدا
لیکن یہ جزا بغیر اصل کے نہیں ہوتی ہے — خدا بے گناہ کو کب رنج دیتا ہے ؟

آنچہ اصلست و کِشندہ آں شئی ست — گر نمی ماند بوے ہم از وے ست
وہ جو اصل ہے اور اس چیز کا سبب ہے — اگرچہ اس کے مشابہ نہیں ہےتاہم اسی کے سبب سے ہے

پس بِداں رنجت نتیجہ زَلّتے ست — آفتِ ایں ضربتت از شہوتیست
پس سمجھ لے کہ تیری تکلیف کسی لغزش کا نتیجہ ہے — تیری اس چوٹ کی آفت کسی شہوت کی وجہ سے ہے

گر ندانی[3] آں گنہ را ز اعتبار — زو دزاری کُن طلب کُن استغفار
اگر عبرت کے لئے تو اس گناہ کو نہ پہچان سکے — بہت جلد عاجزی کر اور معافی چاہ

سجدہ کُن صد بار میگو اے خدا — نیست ایں غم غیر در خوردِ سَزا
سو بار سجدہ کر اور کہہ اے خدا ! — یہ غم سزا کی پاداش کے سوا نہیں ہے

اے تو سُبحاں پاک از ظلم وستم — کے دہی بے جرم جا نرا دَر دوغم
اے سبحان تو ظلم و ستم سے پاک ہے — تو جان کو درد و غم بغیر جرم کے کب دیتا ہے ؟

من معیّن می ندانم جُرم را — لیک ہم جُرمے بباید کرم را
میں جرم کو معین کر کے نہیں جانتا ہوں — لیکن بخشش کے لئے جرم بھی چاہیے

---

[1] نُطفہ۔ منی روٹی سے ہی لیکن آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ جنی۔ جن آگ سے پیدا ہو، ابر۔ بخارات سے پیدا ہوا بخارات سے پیدا ہوا لیکن آپس میں مشابہت نہیں ہے۔ دم جبرئیل حضرت مسیحؑ، حضرت جبرئیلؑ کے دم سے پیدا ہوئے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

[2] آدمؑ۔ آدم مٹی سے پیدا ہوئے انگور بیل سے پیدا ہوا، ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ کے بود۔ جنت، عبادت کا ثمرہ ہے چوری کا نتیجہ سولی ہے لیکن باہمی مشابہت نہیں ہے۔ آنچہ۔ اصل اور نتیجہ میں اگرچہ کوئی مشابہت نہیں ہوتی لیکن نتیجہ کو اصل سے ہی سمجھو۔ پس بداں۔ لہٰذا مصیبت کو گناہ کا ثمرہ سمجھنا چاہیے۔

[3] گرندانی۔ خواہ انسان عبرت حاصل کرنے کے لئے اس گناہ کو نہ سمجھ سکے جس کے نتیجہ میں مصیبت میں گرفتار ہوا ہے لیکن اس کو گناہ کی معافی کی درخواست کرنی چاہیے سجدہ کن۔ سجدہ کر کے کہنا چاہیے کہ یہ میرے گناہ کی سزا ہے۔ اے سبحان اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا چاہیے کہ تیری ذات ظلم و ستم سے پاک ہے بغیر خطا کے تو سزا نہیں دیتا ہے۔ کرم۔ بخشش۔ گناہ کی متقاضی ہے۔

چوں[1] اِبپُوشیدی سَبب راز اعتبار | دائما آں جُرم را پوشیدہ دار
جبکہ تو نے سبب کو عبرت حاصل کرنیسے چھپا دیا ہے | اس خطا کو بھی ہمیشہ پوشیدہ رکھ

کہ جزا اِظہارِ جُرم من بُوَد | کز سیاست دُز دیم ظاہر شوَد
کیونکہ بدلہ میری خطا کا اظہار بن جائے گا | کیونکہ سزا سے میری چوری کھل جائے گی

باز گردم سُوئے توبہ شاہ باز | تاشود معلوم اَسرارِ نیاز
میں بادشاہ کی توبہ کی طرف پھر لوٹتا ہوں | تاکہ عاجزی کے اسرار معلوم ہو جائیں

عزم[2] کردنِ شاہ چوں واقف شدُ براں خیانت کہ بپُو شاند و عفو کُند و اُورا با اُو دہد و دانست کہ آں فتنہ جزائے قصدِ اُو بُود و ظلمِ اُو بر صاحب موصل کہ مَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا وَاِنَّ رَبَّکَ لَبِا لْمِرْصَادُ و ترسید کہ اگر ایں اِنتقام کشد آں اِنتقام باز ہم بر سَرِ اُوید چنانکہ ایں ظلم و طمع بر سَرش آمد

جب بادشاہ اس خیانت سے واقف ہوا تو اس کا ارادہ کرنا کہ وہ چشم پوشی کر لے اور معاف کر دے اور اس کو اس ہی کو دیدے اور سمجھ گیا کہ یہ فتنہ موصل کے بادشاہ پر اس کے ظلم اور ارادہ کی سزا ہے کیونکہ جس شخص نے برائی کی تو وہ اس پر ہے اور بیشک تیرا رب گھات کی جگہ میں ہے اور وہ ڈرا کہ اگر یہ بدلہ لے گا تو یہ بدلہ بھی اسی کے سر پر آئے گا جیسا کہ یہ ظلم اور حرص اس کے سر پر آیا

شاہ با خود آمد اِستغفار کرد | یادِ جُرم و زلّت و اِصرار کرد
شاہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی | جرم اور لغزش اور اصرار کی یاد کی

گفت[3] با خود آنچہ کردم باکساں | شدُ جزائے آں بجائےِ من رساں
اپنے آپ سے بولا میں نے جو کچھ لوگوں کے ساتھ کیا | اس کی سزا مجھ پر پہنچنے والی بن گئی

قصدِ جُفتِ دیگراں کردم زجاہ | برمن آمد آن و اُفتادم بچاہ
میں نے رتبہ کی وجہ سے دوسروں کی بیویوں کا قصد کیا | وہی مجھے پیش آیا اور میں کنویں میں گر گیا

من درِ خانہ کس دیگر زدم | اُو درِ خانہ مرا زد لا جَرم
میں نے کسی دوسرے کے گھر کا دروازہ پیٹا | اس نے لا محالہ میرا دروازہ پیٹا

---

[1] چوں۔ اے خدا جب تو نے میری خطا کو اس بارے میں پوشیدہ کر دیا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مصیبت کس خطا کی وجہ سے آئی ہے تو اب ہمیشہ کے لئے میری اس خطا کو چھپا دے کہ جزا سزا جرم کے اظہار کا سبب بن جاتی ہے جب چور کی پٹائی ہوتی ہے تو لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے چوری کی ہے۔ تاشود۔ عاجزی اور نیاز مندی بہت سے اسرار پر مشتمل ہے۔

[2] عزم کردن۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ پہلوان کی خیانت میرے ظلم کی سزا ہے لہذا اس نے طے کیا کہ اب پہلوان پر ظلم نہ کرے ورنہ اور سزا ملے گی بلکہ یہ لونڈی اسی کو دیدے۔ زلت۔ لغزش۔ اصرار یعنی گناہ پر جماؤ۔

[3] گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے ظلم کی سزا ہے۔ قصد جفت میں نے شاہ موصل کی لونڈی پر نظر بد ڈالی تو اس کے بدلے میں میری لونڈی پر نظر بد پڑی۔ من در خانہ۔ میں نے دوسرے کی پردہ دری کی تو میری پردہ دری ہوئی۔

هر کہ۱ با اہلِ کساں شد فسق جو — اہلِ خود را داں کہ قوّا دست اُو
جو شخص لوگوں کے اہل کے ساتھ فسق کا طلبگار بنا — سمجھ لے کہ وہ اپنے اہل کا دیوث ہے

زانکہ مثلِ آں جزای آں شود — چوں جزای سیئہ مثلش بُود
کیونکہ اس کی جزا اس کی مثل ہوتی ہے — جبکہ برائی کا بدلہ اس جیسا ہوتا ہے

چوں سبب گردی کشیدی سوی خویش — مثل آں راپس تو دیوّثی زپیش
جب تو سبب بنا، تو نے اپنی جانب کھینچا — اس جیسا پس تو پہلے سے دیوث ہے

غصَب کردم از شہِ موصل کنیز — غصَب کرد نداز من اُورا زُود نیز
میں نے شاہِ موصل کی لونڈی غصب کی — انہوں نے اس کو میرے پاس سے بھی فوراً غصب کرلیا

اُوا مینِ من بُدو لا لائے من — خائنش کرد آں خیانتہائے مَن
وہ میرا امین تھا اور میرا غلام — اس کو میری خیانتوں نے خیانت کرنیوالا بنا دیا

نیست۲ وقتِ کیں گذاری وانتقام — من بدستِ خویش کردم کارِ خام
کینہ وری اور بدلہ کا وقت نہیں ہے — میں نے برا کام اپنے ہاتھ سے کیا

گر کشم کینہ ازاں میرو حَرم — آں تعدّی ہم بیاید بر سَرم
اگر میں اس لونڈی اور سردار سے بدلہ لوں — وہ ظلم بھی میرے سر پر آئے گا

ہمچناں کیں یک بیامد دَر جزا — اُز مودم باز نز مائم وُرا
جیسا کہ یہ ایک، بدلے میں آیا — میں نے آزما لیا پھر میں اس کو نا آزماؤں گا

دَردِ صاحب موصلم گردن شکست — من نیارم ایں دگر را نیز خست
موصل کے بادشاہ کے درد نے میری گردن توڑ دی — میں اس کو دوبارہ نہیں توڑ سکتا ہوں

دادحق ماں از مکافات آگہی — گفت اِنْ عُدْتُّم بہ عُدْنَا بہ
بدلے سے خدا نے ہمیں خبردار کر دیا — فرمایا اگر تم دوبارہ (یہ عمل) کروگے ہم دوبارہ یہ سزا دینگے

چوں۳ فزونی کردن اینجاسود نیست — غیر صبر و مرحمت محمود نیست
چونکہ اس جگہ زیادتی کرنا مفید نہیں ہے — سوائے صبر اور رحم کے کچھ اچھا نہیں ہے

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا سہو رَفت — رحمتے کُن اے رحیمیہات زفت
اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا بھول ہوئی — رحمت کر اے وہ کہ تیری رحمتیں بڑی ہیں ؟

عفو کردم تو ہم از من عفو کُن — از گناہانِ نو و جُرمِ کُہن
میں نے معاف کیا تو بھی مجھے معاف کر دے — نئے گناہوں اور پرانی خطاؤں کو

۱ ہرکہ۔ جو شخص دوسروں کی بیویوں سے فسق کرتا ہے وہ دیوث ہے دراصل وہ اپنی بیوی کے بارے میں چاہتا ہے کہ لوگ اس سے فسق و فجور کریں۔ زانکہ۔ اسلئے کہ برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہوتی ہے۔ چوں سبب۔ جب تیرا فسق و فجور اپنی بیوی کے فسق و فجور کا سبب بنا تو معلوم ہوا کہ تو دیوث تھا۔ غصب۔ میں نے شاہِ موصل کی لونڈی غصب کی میرے سردار نے میری لونڈی غصب کرلی۔ لالای۔ غلام۔

۲ نیست۔ تو میں دوسرے سے کیا بدلہ لوں۔ یہ تو میرا خود کردہ ہے۔ گر کشم۔ اب اگر میں پہلوان کو سزا دوں گا تو اس کا خمیازہ بھی مجھے بھگتنا پڑے گا۔ ہمچناں۔ ایک دفعہ میں آزما چکا کہ برائی کا بدلہ برائی سے ملا ہے اب میں ایسا نہ کروں گا۔ ان عُدتم۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم پھر وہی (شرارتیں) کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔

۳ چوں۔ اب اس پہلوان پر کوئی ظلم و زیادتی مناسب نہیں ہے صبر اور رحم سے کام لینا ہی مناسب ہے۔ ربّنا۔ اب تو بارگاہ خداوندی میں یہی دعا کرنی چاہیے کہ ہم سے ظلم ہوا غلطی ہوئی تو معاف کردے۔ عفو کردم۔ شاہ مصر نے دعا میں کہا اے خدا میں نے معاف کردیا ہے تو بھی مجھے معاف کر دے۔

گفت ۱ اکنوں اے کنیزک وا مگو | ایں سخن را کہ شنیدم من زتو
کہا اے لونڈی ! اب نہ کہنا | یہ بات جو میں نے تجھ سے سُنی
پاس دارو با کسے عرضہ مکُن | آنچہ گفتی اے کنیزک زیں سخن
محفوظ رکھ اور کسی نہ کہہ | اے لونڈی ! تو نے جو یہ بات کہی
با امیرت جُفت خواہم کرد مَن | اللہ اللہ زیں حکایت دم مزَن
میں امیر سے تیرا نکاح کر دوں گا | خدا کے لئے اس قصہ کو نہ کہہ
تانگردد اُوز رویم شرمسار | کویکے بد کردو نیکی صد ہزار
تاکہ وہ میرے سامنے شرمندہ نہ ہو | کیونکہ اس نے ایک برائی اور لاکھوں بھلائیاں کی ہیں
بارہا من امتحانش کردہ ام | خُوب ۲ تراز تو بدو بسپردہ اَم
میں نے اس کو بارہا آزمایا ہے | تجھ سے زیادہ حسین اس کے سپرد کئے ہیں
دَر امانت یافتم اُورا تمام | ایں قضائے بُود ہم از کرد پام
میں نے اس کو امانت میں مکمل پایا ہے | یہ بھی میرے کاموں کی سزا تھی

کنیزک بخشیدن شاہ بحیلت بہ پہلوان

بادشاہ کا پہلوان کو ایک تدبیر سے لونڈی بخش دینا

پس بخود خواند آں امیرِ خویش را | گشت دَر خود خشم قہر اندیش را
پھر اس نے اس اپنے امیر کو بلایا | قہر ڈھانے والے غصہ کو اپنے اندر دبا دیا
کردبا اُویک بہانہ دلپذیر | کہ شُدستم زیں کنیزک بس نفیر
اس نے دل کو لگنے والا ایک بہانہ کیا | کہ میں اس لونڈی سے بہت متنفر ہو گیا ہوں
زاں ۳ سبب کز غیرت ورشکِ کنیز | مادرِ فرزند داردد صد اَزیز
اس لئے کہ لونڈی کی غیرت اور رشک سے | لڑکے کی ماں بہت فریاد کر رہی ہے
زاں سَبب کز غیرتِ اُو دائما | مادرِ فرزند ہست اندر عنا
اس لئے کہ اس کی غیرت سے مستقلاً | لڑکے کی ماں مصیبت میں ہے
مادرِ فرزند را بس حقہاست | اُونہ دَر خوردِ چنیں جور و جفاست
لڑکے کی ماں کے بہت حقوق ہیں | وہ اس طرح کی ظلم و زیادتی کے لائق نہیں ہے
رشک و غیرت می بردخوں میخورَد | زیں کنیزک سخت تلخی می بَرد
رشک اور غیرت کرتی ہے خون پیتی ہے | اس لونڈی سے سخت کڑواہٹ محسوس کرتی ہے

۱ گفت۔ شاہِ مصر نے لونڈی کو ہدایت دی کہ پہلوان کا قصہ اب کسی سے نہ کہنا۔ با امیرت۔ میں نے طے کرلیا ہے کہ پہلوان سے تیری شادی کردوں گا تو اب پہلوان کا راستہ کا قصہ کسی سے نہ کہنا۔ تانگردد۔ اس نے اگر ایک برائی کی ہے تو سینکڑوں بھلائیاں بھی کی ہیں میں اس کو شرمندہ کرنا نہیں چاہتا۔
۲ خوب تر۔ میں نے تجھ سے بھی زیادہ حسین لونڈیاں اس کے سپرد کی ہیں لیکن اس نے خیانت نہیں کی۔ ایں قضائے۔ یہ میری برائیوں کی سزا مجھے ملی ہے۔ پس۔ اس کے بعد شاہ نے اس امیر پہلوان کو بلایا اور اس سے یہ بہانہ کیا کہ میں اس لونڈی سے متنفر ہوں۔
۳ زاں۔ اور میری نفرت کا سبب یہ ہے کہ میری بیوی بہت نالاں ہے۔ ازیز۔ ہانڈی کے پکنے کی آواز۔ زاں سبب۔ میرا لونڈی سے متنفر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے بچے کی ماں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ عنا۔ مشقت۔ درخورد۔ لائق۔

چوں[1] کسے راداد خواہم ایں کنیز ۔۔۔ پس تُرا اولیٰ تَرست ایں اے عزیز
چونکہ یہ لونڈی میں کسی کو دوں گا ۔۔۔ اے پیارے! تجھے دینا زیادہ بہتر ہے

کہ تو جانبازی نمودی بہرِ اُو ۔۔۔ خوش نباشد دادنِ آں جز بتو
کیونکہ تو نے اس کے لئے جانبازی دکھائی ہے ۔۔۔ تیرے سوا کسی کو اس کا دینا اچھا نہ ہو گا

عَقد کردش با امیر اُورا وَ داد ۔۔۔ خشم راو حرص رایکسُو نہاد
اس کا نکاح امیر سے کر دیا اور اس کو دیدی ۔۔۔ غصہ اور لالچ کو ایک طرف رکھ دیا

عقد کردش با امیر اورا سپرد ۔۔۔ کرد خشم و حرص را او خورد مرد
اس کا نکاح امیر سے کر دیا اس کو سپرد کر دی ۔۔۔ اس نے غصہ اور لالچ کو ریزہ ریزہ کر دیا

بیان آنکہ نَحنُ قسمنَا کہ یکے را قُوت و شہوتِ خراں دہد

اس کا بیان کہ ہم نے تقسیم کیا ہے کہ وہ (تو) کسی کو گدھوں کی سی قوت اور شہوت

و یکے را کیاست و قُوتِ انبیاو فرشتگاں دہد

دیدیتا ہے اور کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی سی قوت اور ذہانت دیدیتا ہے

سَرز[2] ہوا تافتن از سَرد ریست ۔۔۔ تر کِ ہوا قوّتِ پیغمبری ست
خواہش نفسانی سے سرتابی کرنا سرداری سے ہے ۔۔۔ خواہش نفسانی کو چھوڑ دینا پیغمبری طاقت ہے

تخمہائے کہ شہوتی نبُود ۔۔۔ بَرِ اُو جز قیامتی نبُود
وہ بیج کو شہوت والے نہ ہوں ۔۔۔ اُن کا پھل قیامت کے سوا ظاہر نہ ہو گا

گر بُدش سُستی زَرّیِ خَراں ۔۔۔ بُود اُورا مَردیِ پیغمبراں
اگر اس میں گدھوں کی سی شہوت سے سُستی تھی ۔۔۔ تو اس میں پیغمبروں کی سی مردانگی تھی

ترکِ[3] خشم و شہوت وحرص آوری ۔۔۔ ہَست مَردیِ ورگِ پیغمبری
غصہ اور شہوت اور لالچ کرنے کو چھوڑنا ۔۔۔ مردانگی اور پیغمبری رگ ہے

نَرّیِ خرگو مباش اندر رَگش ۔۔۔ حق ہمی خواند اُلغ بگلبر بگش
گو اس کی رگ میں گدھے کا سا نر پنا نہ ہو ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کی امیر الامرائی کو چاہتا ہے

مردۂ باشم بمن حق بنگرد ۔۔۔ بہ ازاں زندہ کہ باشم دور و رَد
اگر میں مردہ ہوں اور حق تعالیٰ کی نظر ہو ۔۔۔ اس سے بہتر ہے کہ میں زندہ ہوں اور دور اور مردود ہوں

مغزِ مَردی ایں شناس وپوست آں ۔۔۔ آں بَر ددر دوزخ وایں دَرجناں
اس کو مردانگی کا مغز سمجھ اور وہ چھلکا ہے ۔۔۔ وہ دوزخ میں لے جائیگی اور یہ جنتوں میں

---

[1] چوں کسے۔ اب جبکہ یہ لونڈی مجھے کسی کو دینی ہے تو تو زیادہ مستحق ہے۔ کہ تو۔ کیونکہ تو نے اس کے لانے میں جانبازی کی ہے۔ عقد۔ شاہِ مصر نے اس لونڈی کا اس پہلوان سے نکاح کر دیا۔ اور اپنے غصہ کو ختم کر دیا۔ بیان۔ حضرت حق تعالیٰ نے حیوانی طاقتوں کی تقسیم ہر ایک کے مناسب حال کی ہے کسی کو تو گدھوں کی سی قوتِ شہوانی دی ہے کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی ذہانت اور ذکاوت عطا کی ہے۔

[2] سرز ہوا۔ خواہشات پر قابو پالینا سرداری کی دلیل ہے۔ اور یہ پیغمبری صفت ہے۔ یہ شعر مولانا کا نہیں ہے بلکہ حکیم سنائی کا ہے تخمہائے۔ جو شخص شہوت کی تخم ریزی نہ کرے گا وہ قیامت میں اپنی تخم ریزی کا پھل پائیگا یہ شعر بھی مولانا کا نہیں ہے حکیم سنائی کا ہے۔ گر بدش۔ شاہِ مصر میں گدھوں کی سی شہوت نہ تھی اس میں معنوی مردی تھی۔

[3] ترکِ خشم۔ نفسانی رذائل کو ترک کرنا پیغمبری مردی ہے الغ، بزرگ۔ بگلر بک..... امیر الامراء۔ مردہ باشم۔ وہ مردگی جو خدا کی منظور نظر ہو اس زندگی سے بہتر ہے جو مردودِ بارگاہ ہو۔ مغز۔ مردی اصل وہ ہے جو پیغمبروں میں ہے جنت میں لے جائیگی۔ شہوت پرست کی مردی چھلکا اور دوزخ کی رہنما ہے۔

خُفَّتِ الْجنَّہ مکارہ را رسید ۱ حُفَّتِ النّار از ہوا آمد پدید
جنت گھیر دی گئی ہے نا پسندیدہ چیزوں کو ملا دوزخ گھیر دی گئی ہے خواہش نفسانی سے ظاہر ہوا

دیگر بار خطابِ پادشاہ با ایاز و امتحان کردنِ ارکانِ
بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ خطاب کرنا اور ارکانِ دولت کا امتحان لینا

دولت را نموُدنِ فرمانبرداریِ ایاز باپشاں
اور ایاز کی فرمانبرداری ان کو دکھانا

اے ایازِ شیر نرِ دیو کش مردیِ خر کم فزوں مردیِ ہُش
اے ایاز! نر شیر دیو کو مار ڈالنے والے گدھے کی مردانگی کم ہے ہوش کی مردانگی بڑھی ہوئی ہے

آنچہ چندیں صدر را در اکش نکرد لعبِ کودک بُو دپیشت اینت مرد
جس چیز کو اتنے صدروں نے نہ سمجھا تیرے سامنے بچوں کا کھیل تھا، زہے مردانگی

اے ۲ بدیدہ لذّتِ امرِ مرا جاں سپردہ بہرا مرم در وفا
اے وہ! جس نے میرے حکم کا مزا چکھا ہے وفا داری میں میرے حکم پر جان فدا کر دی

اے کہ از تعظیم امرش آگہی ایں حکایت گوش کن تا وارہی
اے وہ کہ تو اس شاہ کے حکم کی تعظیم سے واقف ہے یہ حکایت سن لے، تاکہ تو نجات پا جائے

داستانِ ذوقِ امرو چاشنیش بشنُو اکنوں دربیانِ معنویش
حکم کے ذوق اور اس کی چاشنی کی داستان اب اس حکایت معنوی بیان کو سن لے

دادنِ شاہ گوہر را درمیانِ دیوان ۳ و مجمع بدستِ وزیر
کچہری اور مجمع میں بادشاہ کا ایک وزیر کو موتی دینا کہ یہ کس

ایں بچند ارزد و مبالغہ کردنِ وزیر در قیمت و فرمودن
قیمت کا ہے؟ اور قیمت میں وزیر کا مبالغہ کرنا اور بادشاہ

شاہ کہ اکنوں ایں راشکن و گفتنِ وزیر کہ ایں گوہرِ
کا حکم دینا کہ اب اس کو توڑ دے اور وزیر کا کہنا کہ اس عمدہ

نفیس را چگونہ بشکنم
موتی کو کیسے توڑوں؟

گفت روزے شاہ محمودِ غنی آں شہِ غزنی و سلطانِ سنی
کہا ہے کہ بے نیاز شاہ محمود نے ایک دن جو غزنی کا بادشاہ و بزرگ شاہ تھا

---

۱ رسید۔ اس کا ترجمہ بعض شارحین نے یہ کیا ہے کہ "یہ بات پہنچی ہے کہ جنت مکروہات سے گھیر دی گئی ہے اور دوسرے مصرع کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے کہ آگ خواہش نفس سے گھیر دی گئی ہے ظاہر ہوا ہے یعنی یہ بات حدیث کی ہمیں پہنچی ہے اور یہ بات حدیث سے ظاہر ہوئی ہے۔ دیگر بار۔ سلطان محمود نے ایاز کو دوبارہ خطاب کیا اور ان کو ایاز کی فرمانبرداری دکھائی۔ مردی ہش۔ یعنی پیغمبروں کی مردی۔ آنچہ۔ یہ دوسرے سردار وہ نہ سمجھے جو تو آسانی سمجھ گیا۔

۲ اے بدیدہ۔ اے ایاز تو میرے حکم کی لذت سے واقف ہے اسی لئے تو میرے حکم پر جان چھڑکتا ہے۔ اے۔ یہ مولانا کا کلام ہے امرش میں شین کی ضمیر شاہ کی جانب ہے چاشنیش کی ضمیر امر کی جانب اور معنویش کی ضمیر حکایت کی جانب لوٹتی ہے۔

۳ دیوان۔ دفتر، دربار۔ چند روز کس قیمت کا ہے۔ گفت۔ یعنی بیان کرنیوالے نے کہا ہے۔ سنی۔ بلند۔

شاہ روزے جانبِ دیواں شتافت — جُملہ ارکاں رادراں دیواں بیافت
ایک دن بادشاہ کچہری کی جانب گیا — اس کچہری میں سب ارکان کو (موجود) پایا

گوہرے بیروں کشید اُو مستنیر[۱] — پس نہادش زود دَر کفِ وزیر
اس نے ایک روشن موتی باہر نکالا — پھر اس کو جلد وزیر کی ہتھیلی پر رکھا

گفت چون ست وچہ ارزد ایں گہر — گفت بیش ارز دز صد خروارِ زر
کہا کیسا ہے؟ اور یہ موتی کس قیمت کا ہے؟ — اس نے کہا سونے کے سینکڑوں بوروں سے زیادہ قیمت کا ہے

گفت بشکن گفت چونش بشکنم — نیک خواہِ مخزن و مالت منم
کہا، توڑ دے اس نے کہا اس کو کیسے توڑوں؟ — میں آپ کے مال اور خزانہ کا خیر خواہ ہوں

چوں روا دارم کہ مثلِ ایں گہر — کہ نیاید در بہا گردد ہدر
میں کیسے روا رکھوں کہ اس جیسا موتی — جس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا رائگاں ہو جائے

گفت شاباش و بدادش خلعتے — گوہرا زوے بستد آں شاہِ فتے
کہا شاباش ہے اور خلعت عطا کی — اس جوانمرد شاہ نے موتی اس سے لے لیا

کرد ایثارِ وزیر آں شاہِ جود — ہر لباس و حلہ[۲] کو پوشیدہ بود
اس شاہ سخی نے وزیر کو عطا کر دیا — جو لباس اور جوڑا وہ پہنے ہوئے تھا

ساعتے شاں کرد مشغولِ سخن — از قضیہ تازہ و رازِ کہن
ان کو تھوڑی دیر باتوں میں لگایا — نئے معاملہ اور پرانے راز میں

بعد ازاں دادش بدستِ حاجبے — کہ چہ ارزد ایں بہ پیشِ طالبے
اسکے بعد اس کو حاجب کے ہاتھ میں دیا — کہ خریدار کے لئے یہ کس قیمت کا ہے؟

گفت[۳] ارزد ایں بہ نیمہ مملکت — کش نگہدارد خدا از مہلکت
اس نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے — خدا اس کو بربادی سے بچائے

گفت بشکن گفت اے خورشید تیغ — بس دریغ ست ایں شکستن بس دریغ
کہا تو اس کو توڑ دے اس نے کہا اے سورج کی تلوار والے! — اس کا توڑنا بہت قابل افسوس ہے بہت قابل افسوس

قیمتش بگذار بیں تاب و لمع — کہ شدست ایں نورِ روز اُورا تبع
اس کی قیمت کو رہنے دیجئے چمک اور روشنی کو دیکھئے — کہ دن کی یہ روشنی اس کے تابع بن گئی ہے

دست کے جُنبد مرا در کسرِ اُو — کہ خزینہ شاہ را باشم عدو
اسکے توڑنے میں میرا ہاتھ کب ہلے گا؟ — میں بادشاہ کے خزانہ کا دشمن کب ہوں؟

---

[۱] مستنیر۔ روشن۔ خروار۔ گدھے پر لادنے کا بورا۔ مخزن۔ خزانہ۔ نیاید در بہا۔ جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہدر۔ رائیگاں۔ خلعتے۔ شاہی لباس۔ فتے۔ فتیٰ کا مالہ ہے۔ نوجوان۔

[۲] حُلّہ۔ کپڑوں کا جوڑا۔ مشغولِ سخن۔ چونکہ بادشاہ کو سب کا امتحان لینا تھا تو بات کاٹ دی تا کہ از سرِ نو دوسروں سے سوال و جواب کرے۔ حاجب۔ چوبدار چوپیشی کا وزیر ہوتا تھا۔

[۳] گفت۔ حاجب نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے۔ خورشید تیغ۔ یعنی وہ جس کی تلوار سورج جیسی چمکدار ہے۔ لمع۔ چمک۔ کہ شدست۔ دن کی روشنی اس کے سامنے ماند ہے۔

شاہ خلعت دادو اِدرارش[1] افزُود
شاہ نے اس کو خلعت دی اس کی تنخواہ بڑھا دی

پس دہاں دَر مدحِ عقلِ اُو کشُود
پھر اس کی عقل کی تعریف میں منہ کھولا

بعد یک ساعت بدست میرداد
تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر کے ہاتھ میں دیا

دُرّ را آں امتحاں کُن باز داد
اس امتحان کرنے والے نے موتی پھر دیا

اُوہمی گفت و ہمہ میراں ہمیں
اس نے وہی کہا اور سب امیروں نے وہی

ہریکے را خَلعتے داد اُو ثمیں
اس نے ہر ایک کو قیمتی خلعت عطا کی

جا مگیہا شاں ہمی افزود شاہ
بادشاہ انکے (کپڑوں کے) جوڑے بڑھا رہا تھا

آں خسیساں را ببرُد از رہ بچاہ
ان کمینوں کو راستہ سے کھویں میں لے گیا

اینچنیں[2] گفتند پنجہ شصت امیر
پچاس ساٹھ امیروں نے یہی کہا

جُملہ یک یک ہم بتقلیدِ وزیر
وزیر کی تقلید میں ایک ایک کر کے سب نے

گرچہ تقلیدست اُستونِ جہاں
اگرچہ تقلید دنیا کا ستون ہے

ہَست رُسوا ہر مقلّدز امتحان
آزمائش سے ہر مقلد رسوا ہوتا ہے

شاہ چون کرد امتحانِ جُملہ گان
شاہ نے جب سب کا امتحان لیا

مال و خَلعت بُرد ہریک بیکران
ہر ایک نے لا تعداد مال اور خلعت حاصل کی

ہمچنیں دَر دور گرداں شد گہر
موتی اسی طرح گردش کے چکر میں رہا

تا بدستِ آں ایازِ دیدہ دَر
یہانتک دیدہ ور ایاز کے ہاتھ میں آیا

آخریں بنہاد دَر کفِ ایاز
بالآخر اس کو ایاز کی ہتھیلی پر رکھا

گفت اُورا کاے حریف دیدہ باز
اس سے کہا اے صاحب نظر دوست!

یک بیک[3] دیدندیں گوہر تو ہم
انہوں نے ایک ایک کر کے اس موتی کو دیکھا تو بھی

در شعاعش در نگر اے محترم
اے محترم! اس کی چمک کو دیکھ لے

رسیدنِ گوہرا زدست بدست آخر دور باِیاز و کیاستِ
موتی کا دست بدست آخری دور میں ایاز کے ہاتھ میں پہنچنا اور ایاز کی

ایاز و مقلِد نا شدُنِ اُو ایشاں راو مغرور نا شدُنِ اُو
ذہانت اور اس کا ان کا مقلد نہ ہونا اور اس کا دھوکے میں نہ پڑنا

بمال دادنِ شاہ و خَلعتہا و جا مگیہا افزوں کردن و
بادشاہ کے مال اور خلعت دینے سے اور کپڑے بڑھانے سے اور

---

[1] ادرار۔ ماہواری تنخواہ۔ کشود۔ اس کی تعریف اسلئے کی تا کہ دوسروں کا امتحان کر سکے۔ بعد۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہ نے وہ موتی ایک دوسرے امیر کے ہاتھ میں دیا۔ ثمیں۔ قیمتی۔ جا مگیہا۔ وہ لباس جو ملازمین کو سالانہ ملتے ہیں۔ آں خسیساں۔ یہ دادودہش ان سب کیلئے گمراہی کا سبب تھی چونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ شاہ کو جواب پسند آرہا ہے۔ اسلئے وہ انعام دے رہا ہے۔

[2] اینچنیں۔ جو جواب پہلے امیر نے دیا اس کی تقلید میں سب امیروں نے وہی جواب دیا۔ گرچہ دنیا کا کام تقلید سے ہی چل رہا ہے۔ در دور۔ وہ موتی یکے بعد دیگرے اسی طرح امیروں کے ہاتھ میں جاتا رہا آخیر میں شاہ نے ایاز کے ہاتھ میں دیدیا۔

[3] یک بیک۔ شاہ نے ایاز سے کہا اس موتی کو سب سردار دیکھ چکے۔ اب تو بھی دیکھ لے۔ رسیدن۔ موتی ایاز کے ہاتھ میں پہنچا تو اس نے پہلے سرداروں کی تقلید میں جواب نہ دیا اور بادشاہ کے انکو خلعت وغیرہ دینے سے دھوکے میں نہ آیا۔

مدحِ عقلِ ایشاں کردن یمکن ۱ کہ نشاید مقلّد را مسلمان داشتن

ان کی عقل کی تعریف کرنے سے بقدر امکان مقلد کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے

مسلمان باشد لمّا نادر باشد کہ مُقلّد ثبات کُند برِ اعتقادو

مسلمان ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے کہ اس اعتقاد پر وہ جماؤ کرے اور

مُقلّد از یں امتحانہا بسلامت بیروں آید کہ ثبات بینایاں ندارد

مقلد ان امتحانات سے سلامتی کیساتھ عہدہ برآ ہو کیونکہ وہ دور اندیشوں کی سی ثابت قدمی نہیں رکھتا ہے

اے ایاز اکنوں بگوئی کایں گہر — چندمی ارزد بدیں تاب و ہنر

اے ایاز! اب تو بتا کہ یہ موتی — اس چمک اور خوبی کے ساتھ کس قیمت کا ہے؟

گفت افزوں زانچہ تانم گفت من — گفت اکنوں زود خردش در شکن

اس نے کہا جتنا میں کہہ سکتا ہوں اس سے بڑھا ہوا ہے — اس نے کہا اب اس کو فوراً ریزہ ریزہ کر دے

سنگہا در آستیں بُودش شتاب — خُرد کردش پیشِ اُو آں بُد صواب

پتھر اس کی آستین میں تھے، جلد — اس کو توڑ دیا اس کے نزدیک یہ درست تھا

ز اتّفاقِ طالعِ با دولتش — دست دادآں لحظہ نادر حکمتش

اس کے با اقبال نصیبہ کے اتفاق سے — اس وقت نادر حکمت اسکے ہاتھ آ گئی

یا بخواب ایں دیدہ بُود آں پر صفا — کردہ بُود اندر بغل دو سنگ را

یا اس روشن دل نے خواب میں یہ دیکھا تھا — اس نے دو پتھر بغل میں دبا لئے تھے

ہمچو ۲ یوسفؑ کاندرونِ قعرِ چاہ — کشف شُد پایانِ کارش از آلہ

یوسفؑ کی طرح کہ کنویں کی گہرائی میں — انکے لئے انجام کار اللہ تعالیٰ کیجانب سے کھل گیا تھا

ہر کرا فتح و ظفر پیغام داد — پیشِ اُو یک شُد مراد و بے مُراد

جس کو فتح اور کامیابی نے پیغام دیا — اسکے لئے مراد اور نامراد یکساں ہے

ہر کہ پابندانِ ۳ وے شُد وصلِ یار — اُوچہ ترسد از شکستِ کار زار

یار کا وصل جس کا ضامن ہو گیا — وہ جنگ کی شکست سے کیا ڈرے گا؟

چوں یقیں گشتش کہ خواہد کرد مات — فوتِ اسپ و فیل پیشش تُرّہات

جب اس کو یقین ہو گیا کہ وہ مات دے گا — اسپ اور فیل کا مارا جانا اس کے لئے بکواس ہے

گر بُرد اسپش ہر آنکہ اسپ جوست — اسپ اُو گوئی کہ پیشِ آہنگِ اُوست

جو شخص اسپ کا طالب ہے اگر اس کا اسپ مار لیجائے — تو گویا اسپ اس کا پیشرو ہے

---

۱ یمکن۔ تقلیدی ایمان معتبر نہیں ہے ایمان کا تعلق یقین سے ہے اور مقلد کو عموماً یقین حاصل نہیں ہوتا ہے معمولی شکوک سے اس کا علم زائل ہو جاتا ہے۔ بینایاں۔ وہ لوگ جن کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے موتی کی قیمت ایاز سے لگوائی اس نے جواب دیا کہ یہ اسقدر بیش قیمت ہے کہ اس کی قیمت کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے، بادشاہ نے کہا اس کو توڑ ڈال اس کی آستین میں پتھر تھا اس نے اس کے ذریعہ فوراً اس کو توڑ ڈالا اس کا نصیبہ تھا کہ دانائی نے اس کا ساتھ دیا۔ ممکن ہے کہ اس نے خواب میں یہ قصہ دیکھا ہو اور اسی لئے وہ آستین میں پتھر لیکر مجلس میں آیا ہو۔

۲ ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے قید ہی میں خواب میں آنے والے واقعات دیکھ لئے تھے۔ ہر کرا۔ جس شخص کو فتح اور کامیابی کو خوشخبری مل چکی ہو اس کے۔ لئے فتح و شکست کے اسباب یکساں ہو جاتے ہیں۔

۳ پایندان۔ ضامن۔ چون۔ جب بازی کی کامیابی پر یقین ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اسپ اور فیل کے پٹ جانے کی کوئی پروا نہیں ہوتی گر برا۔ اس کا حریف اگر اس کے اسپ کو مارے تو اسپ کا پٹنا اس کی کامیابی کا پیش خیمہ ہوگا۔

مَردرا با اسپ کے خویشی بُود — عشقِ اَسپش ازپئے پیشی بُود
انسان کی گھوڑے سے رشتہ داری کب ہوتی ہے؟ — گھوڑے سے اس کا عشق آگے بڑھنے، نکلنے ہوتا ہے

بہرِ صُورتہا مکش چندیں زحیر — بے صُداعِ صُورتے معنیٰ بگیر
صورتوں کے لئے اسقدر پیچ و تاب نہ اٹھا — صورت کا دردِ سر اٹھائے بغیر معنیٰ حاصل کر

ہست زاہد را غمِ پایانِ کار — تاچہ باشد حالِ اور وزِ شمار
زاہد کا انجام کا غم ہے — کہ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہو گا؟

عارفاں ز آغاز گشتہ ہوشمند — از غم و اَحوالِ آخر فارغ اند
عارف شروع ہی سے ہوشمند ہیں — آخرت کے احوال اور غم سے بے نیاز ہیں

بُود عارف راہمیں خوف و رَجا — سابقہ دانیش خورد آں ہر دورا
عارف کو یہی خوف اور امید تھی — اس کی پیشگی دانش نے اس دونوں کو ختم کر دیا ہے

دید[۲] کو سابق زراعت کرد ماش — اُو ہمی داند چہ خواہد بُود چاش
وہ جانتا ہے جس نے پہلے سے اڑد کی کاشت کی ہے — وہ جانتا ہے کہ اس کی پیداوار کیا ہو گی

عارف ست اُوبازرست از خوف وبیم — ہائے و ہُورا کرد تیغِ حق دونیم
وہ عارف ہے وہ خوف اور ڈر سے چھوٹ گیا ہے — اللہ تعالیٰ کی تلوار نے شور وفغان کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں

بُود اُورا بیم و اُمید از خدا — خوف فانی شد عیاں گشت آں رجا
اس کو خدا سے خوف اور امید تھی — خوف فنا ہو گیا وہ امید ظاہر ہو گئی

خوف[۳] طے شدُ جملگی اُمید شدُ — نور گشت و تابعِ خورشید شدُ
خوف لپٹ گیا، وہ مجسم امید ہو گیا — نور بنگیا اور سورج کے تابع ہو گیا

ز امتحانِ شاہ بُود آگہ ایاز — وز فریبِ شہ نشدُ گمرہ ایاز
ایاز، بادشاہ کے امتحان سے آگاہ تھا — شاہ کے فریب سے ایاز گمراہ نہ ہوا

خلعت و اِدرا راز راہش نبرُد — کرد اُو گوہر زامرِ شاہ خُرد
خلعت اور وظیفہ نے اس کو گمراہ نہ کیا — اس نے بادشاہ کے حکم سے موتی توڑ ڈالا

چوں شکست اُو گوہرِ خاص آنزماں — زاں امیراں خاست صد بانگ وفُغاں
جب اس نے خاص موتی توڑا اس وقت — امیروں سے بہت شور اور فریاد بلند ہوئی

کانچہ بیباکیست واللہ کافرست — ہر کہ ایں پُر نور گوہر را شکست
کہ یہ کیا بے باکی ہے خدا کی قسم کافر ہے — جس نے اس منور موتی کو توڑا

---

[۱] مرد را۔ شطرنجی کوئی اسپ سے کوئی محبت نہیں ہوتی وہ تو جیتنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ زحیر۔ پیچش، پیچ و تاب۔ صداع۔ دردِ سر۔ صورت۔ یعنی اسپ معنیٰ یعنی کامیابی ہست معنی کے ادراک کے بھی مراتب مختلف ہیں زاہد کو انجام کا غم رہتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ عارفاں۔ جو لوگ مکمل ہیں ان کو ابتداء سے ہی انجام کا علم ہو جاتا ہے اور انکا علم خوف اور امید کو ختم کر دیتا ہے۔

[۲] دید۔ عارف جان لیتا ہے جو بویا ہے اس کی پیداوار کیا ہو گی چونکہ اس کو پیشگی ہی علم حاصل ہو گیا ہے لہٰذا انجام کے فکر کا شور وغل ختم ہو گیا ہے۔ بود۔ اس کو بھی انجام کے بارے میں خوف اور امید کی کشمکش تھی لیکن اس پر حقیقت واضح ہو جانے کی وجہ سے اب خوف ختم ہو گیا ہے اور امید باقی رہ گئی ہے۔

[۳] خوف۔ اس کے لئے اب خوف ختم ہو گیا اور وہ نور بنکر نورِ مطلق کے تابع ہو گیا۔ ز امتحان۔ ایاز بھی انہی میں سے تھا جن کو انجام کی خبر ہو جاتی ہے لہٰذا وہ بادشاہ کے احکام وغیرہ سے دھوکے میں نہ پڑا۔ گوہر۔ اس نے موتی کو شاہ کے حکم کے مطابق فوراً توڑ ڈالا۔ کانچہ۔ امیروں نے شور کیا اور ایاز سے کہا کہ یہ کیا بے باکی ہے کہ ایسے عمدہ موتی کو تو نے توڑ ڈالا۔

وال جماعت ا جملہ از جہل و عمیٰ ۔۔۔ در شکستہ دُرِّ امرِ شاہ را
اور اس جماعت نے نادانی اور اندھے پن سے ۔۔۔ بادشاہ کے حکم کے موتی کو توڑا تھا

قیمتِ گوہر نتیجہ مہر و دُو ۔۔۔ بر چناں خاطر چرا پوشیدہ شُد
دوستی اور محبت کے نتیجے کے موتی کی قیمت ۔۔۔ انکی طبیعت پر کیوں پوشیدہ ہوئی ؟

تشنیع زدن اُمرا بر ایاز کہ چرا شکستی و جواب دادنِ ایاز ایشاں را

امیروں کا ایاز کو ملامت کرنا کہ تو نے کیوں توڑا اور ان کو ایاز کا جواب دینا

گفت ایاز اے مہترانِ نامور ۔۔۔ امرِ شہ بہتر بقیمت یا گہر
ایاز نے کہا اے نامور سردارو ! ۔۔۔ قیمت میں بادشاہ کا حکم بہتر ہے یا موتی

امرِ سُلطاں بہ بُود پیشِ شُما ۔۔۔ یا کہ ایں نیکو گہر بہرِ خدا
تمہارے نزدیک بادشاہ کا حکم بہتر ہے ۔۔۔ یا یہ اچھا موتی ! خدا کے لئے بتاؤ

اے ۲ نظرتاں بر گہر بر شاہ نے ۔۔۔ قبلہ تاں غولست جادہ راہ نے
ارے تمہاری نظر موتی پر ہے شاہ پر نہیں ہے ۔۔۔ تمہارا قبلہ چھلاوا ہے سیدھا راستہ نہیں ہے

من زشہ برمی نگردانم بصر ۔۔۔ مَن چو مشرک روئے نارم در حَجر
میں شاہ سے نظر نہیں پھیرتا ہوں ۔۔۔ میں مشرک کیطرح پتھر کیجانب رخ نہیں کرتا ہوں

بے گہر جانے کہ رنگیں سنگ را ۔۔۔ بر گزیند پس نہد اُو امرِ شاہ
وہ بے گوہر جان جو راستہ کے رنگین پتھر ۔۔۔ پسند کرے، وہ شاہ کا حکم پیچھے ڈال دے گی

پُشت ۳ سوئے لُعبتِ گلرنگ کُن ۔۔۔ عقل در رنگ آورندہ دنگ کُن
پھول جیسے رنگ کی گڑیا کی جانب پشت کرے ۔۔۔ عقل، رنگ دینے والے میں حیران کر دے

اندر آدر جو سبو بر سنگ زن ۔۔۔ آتش اندر بُو و اندر رنگ زن
نہر میں آجا، ٹھلیا کو پتھر پر مار دے ۔۔۔ بو اور رنگ میں آگ لگا دے

گر نہ در راہِ دیں از رہزنان ۔۔۔ رنگ و بُو مپرست مانند زناں
اگر تو دین کی راہ میں راہزنوں میں سے نہیں ہے ۔۔۔ عورتوں کی طرح رنگ و بو کی پرستش نہ کر

گوہرِ امرِ شہ بُود اے نا کساں ۔۔۔ جُملہ بشکستید گوہر را عیاں
اے نالائقو ! موتی بادشاہ کا حکم ہوتا ہے ۔۔۔ تم سب نے علانیہ موتی کو توڑا

چوں ایاز ایں راز بر صحرا فگند ۔۔۔ جُملہ ارکاں خوار گشتند و نژند
جب ایاز نے اس راز کو میدان میں ڈال دیا ۔۔۔ سب ارکان خوار اور ذلیل ہو گئے

---

۱ وال جماعت۔ سرداروں کی جماعت اپنے جہل سے یہ نہ سمجھی کہ ایاز نے تو موتی توڑا اور ان لوگوں نے بادشاہ کا حکم توڑا۔ قیمت۔ محبت اور دوستی کے موتی کو انہوں نے اس موتی سے زیادہ قیمتی نہ سمجھا۔ امر شہ۔ ایاز نے ان امیروں سے کہا کہ بتاؤ کہ موتی زیادہ قیمتی تھا یا بادشاہ کا حکم!

۲ اے نظر۔ تم لوگوں کا منظورِ نظر موتی تھا بادشاہ کا حکم نہ تھا۔ تم نے اپنا قبلہ سیدھا راستہ چھوڑ کر چھلاوے کو بنا لیا۔ من زشہ۔ بادشاہ کو چھوڑ کر موتی کی طرف توجہ کرنا محبت کا شرک ہے۔ بے گہر۔ جو شخص راستہ کے رنگین پتھر کو بہتر سمجھے اور شاہ کے حکم کو پس پشت ڈال دے وہ خود بے جوہر ہے۔

۳ پشت۔ مصنوعات سے روگردانی کر کے صانع کی جانب توجہ کرنی چاہیے اندر ظاہر کی طرف رخ کر مظاہر پر اکتفا نہ کر۔ رنگ و بو۔ دنیا کی خوشنمائی راہ کی رکاوٹ ہے۔ گوہر۔ اصل موتی شاہ کا حکم تھا نافرمانی کر کے تم نے اس کو توڑ ڈالا۔ چوں۔ ایاز کی یہ تقریر سن کر سب امیر شرمندہ اور حیران ہو گئے۔

سر فروانداختند آں سروراں ۔ عذرا گویاں۔ گشتہ زاں نسیاں بجاں
ان سرداروں نے سر نیچے جھکا لئے ۔ (دل و) جان سے اس بھول پر عذر خواہاں بن گئے

از دلِ ہریک دو صد آہ آں زماں ۔ ہمچو دُودے میشدُے تا آسماں
اس وقت سینکڑوں آہیں ہر ایک کے دل سے ۔ دھوئیں کی طرح آسمان تک جاتی تھیں

قصد کردن شاہ بقتلِ اُمرا و شفاعت کردنِ ایاز پیشِ تخت کہ اَلعَفو اَوْلٰے

بادشاہ کا امیروں کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا اور تخت کے سامنے ایاز کا سفارش کرنا کہ معاف کردینا زیادہ بہتر ہے

کرد[۲] اشارت شہ بجلادِ کُہن ۔ کہ زصدرم ایں خساں را پاک کن
شاہ نے پرانے جلاد کو اشارہ کیا ۔ کہ ان کمینوں کو میرے دربار سے صاف کر دے

ایں خساں چہ لائقِ صدرِ من اند ۔ کز پئے سنگ امر مارا بشکنند
یہ کمینے کیا میرے دربار کے لائق ہیں؟ ۔ جو پتھر کی خاطر ہمارے حکم کو توڑتے ہیں

امرِ ما پیشِ چنیں اہلِ فساد ۔ بہرِ رنگیں سنگ شُد خوار و کساد
ایسے مفسدوں کے نزدیک ہمارا حکم ۔ رنگین پتھر کی وجہ سے ذلیل اور کھوٹا ہو گیا

پس ایازِ مہر افزا بر جہید ۔ پیشِ تختِ آں اُلغ سُلطاں دَوید
پھر محبت بڑھانے والا، ایاز اٹھا ۔ سلطانِ اعظم کے تخت کے سامنے دوڑ کر گیا

سجدۂ کرد و گلوئے خود گرفت ۔ کاے قبادے کز تو چرخ آرد شگفت
سجدہ کیا اور اپنا گلا پکڑا ۔ کہ اے شاہ! کہ تجھ سے آسمان تعجب میں ہے

اے[۳] ہُمای کہ ہمایاں فرّخی ۔ از تو دارند و سخاوت ہر سخی
اے ہما! کہ سب ہما برکت ۔ اور تمام سخی سخاوت تجھ سے حاصل کرتے ہیں

اے کریمے کہ کرمہائے جہاں ۔ محو گردد پیشِ ایثارِ نہاں
اے وہ کریم! کہ جہاں کے کرم ۔ تیرے مخفی ایثار کے آگے محو ہو جاتے ہیں

اے لطیفے کہ گلِ سُرخت چو دید ۔ از خجالت پیرہن را بر درید
اے وہ صاحب لطف کہ جب گل سرخ نے تجھے دیکھا ۔ شرمندگی سے لباس چاک کر ڈالا

از غفوریِ تو غُفراں چشم سیر ۔ رُوبہاں بر شیر از عفوِ تو چیر
تیری مغفرت سے، مغفرت سیر چشم ہے ۔ تیری معافی سے لومڑیاں شیر پر غالب ہیں

---

۱ عذر۔ معذرت کرنے لگے کہ ہم سے بھول ہوگئی اور ہر ایک آہیں بھرنے لگا۔

۲ کرد۔ شاہ نے ان سرداروں کی نافرمانی پر ان کے قتل کا حکم دے دیا اور کہا کہ یہ کمینے میری مجلس کے لائق نہیں ہیں ان سے مجلس کو پاک کر دینا چاہیے انہوں نے ایک پتھر کی خاطر حکم عدولی کی اس پر ایاز شاہی تخت کی طرف دوڑا اور اس کے سامنے سجدہ کر کے سفارش کرنے لگا۔ قباد۔ نوشیرواں کے باپ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔

۳ اے ہمای۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا آپ ہما ہیں دنیا کے جس قدر ہما ہیں ان میں آپ کی وجہ سے برکت آئی ہے۔ آپ ایسے کریم ہیں کہ دنیا کے کریموں نے آپ سے کرم حاصل کیا ہے آپ اس قدر حسین ہیں کہ گلاب نے شرمندگی سے اپنا لباس چاک کر لیا ہے آپ کا عفو اسقدر بڑھا ہوا ہے مغفرت آپ سے سیر چشم ہو رہی ہے اور لومڑیاں آپ کے عفو کی بنیاد پر شیروں پر غالب ہیں۔

جز کہ ا عفوِ تو کرا دارد سند　　ہر کہ با امرِ تو بیباکی کند
تیری معافی کے سوا کس پر سہارا رکھتا ہے؟　　جو شخص تیرے حکم پر بیباکی کرے

غفلت و گستاخیِ ایں مجرماں　　از وفورِ عفوِ تست اے عفوراں
ان خطا کاروں کی غفلت اور گستاخی　　اے معافی دینے والے، تیری معافی کی کثرت کی وجہ سے ہے

دائماً غفلت ز گستاخی دمد　　کہ برد تعظیم از دیدہ رمد
غفلت، ہمیشہ گستاخی سے پیدا ہوتی ہے　　کیونکہ آنکھیں دکھنا آنکھوں سے تعظیم کو ختم کر دیتا ہے

غفلت و نسیانِ بد آموختہ　　ز آتشِ تعظیم گردد سوختہ
سیکھی ہوئی بری غفلت اور بھول　　تعظیم کی آگ سے جل جاتی ہے

ہیبتش بیداری و فطنت دہد　　سہو و نسیاں از دلش بیروں جہد
اس کی ہیبت بیداری اور سمجھ عطا کرتی ہے　　بھول اور نسیان اس کے دل سے نکل جاتا ہے

وقتِ ۲ غارت خواب ناید خلق را　　تا نبرباید کسے زو دلق را
لوٹ کے وقت لوگوں کو نیند نہیں آتی ہے　　تاکہ کوئی اس کی گدڑی نہ لے اڑے

خواب چوں در میرمد از بیمِ دلق　　خواب و نسیاں کے بود با بیمِ حلق
جب گدڑی کے ڈر سے نیند بھاگ جاتی ہے　　گلے کے ڈر سے نیند اور بھول کب ہوتی ہے؟

لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا شد گواہ　　کہ بود نسیاں بوجہے ہم گناہ
اگر ہم بھول گئے تو تو پکڑ نہ کر" گواہ ہے　　کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے

زانکہ استکمالِ تعظیم او نہ کرد　　ورنہ نسیاں درنیا وردے نبرد
کیونکہ اس نے تعظیم کی تکمیل نہ کی　　ورنہ بھول مصیبت نہ لاتی

گرچہ نسیاں لابد و ناچار بود　　در سبب ورزیدن او مختار بود
اگرچہ بھول ضروری اور لا علاج ہے　　لیکن سبب اختیار کرنے میں وہ صاحب اختیار ہے

چوں ۳ تہاون کرد در تعظیمہا　　تا کہ نسیاں زاد با سہو خطا
جب اس نے عظمتوں میں سستی برتی　　یہاں تک کہ سہو اور غلطی سے نسیان پیدا ہوا

ہمچو مستے کو جنایتہا کند　　گوید او معذور بودم من زخود
اس مست کی طرح جو ظلم کرے　　اور کہے میں اپنے بارے میں معذور تھا

---

۱ جز۔ جو شخص آپ کی حکم عدولی کرتا ہے وہ آپ کے عفو کا سہارا لے کر کرتا ہے۔ غفلت۔ آقا کی رحم دلی اور عفو کی صفت غلاموں کو گستاخ اور غافل بنا دیتی ہے۔ جب انسان کی آنکھیں دکھ رہی ہوں تو وہ تعظیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہیبتش۔ آقا کی ہیبت اور خوف غلاموں میں بیداری پیدا کر دیتا ہے۔ اور بھول کو ختم کر دیتا ہے۔

۲ وقت۔ غارت۔ جب غنیم لوٹ رہا ہو تو کوئی نہیں سو سکتا اس لئے ہر شخص اپنی گدڑی بچانے کی فکر کرنے لگتا ہے یہ تو گدڑی کا ڈر تھا اب اگر جان کا ڈر ہو تو پھر نیند کیسے آ سکتی ہے۔ لاتواخذ۔ قرآن پاک میں ہے "اللہ ہماری بھول پر ہماری گرفت نہ کر" اس سے معلوم ہوا کہ بھول بھی گناہ ہے ورنہ گرفت نہ کرنے کی دعا کیوں سکھائی جاتی۔ زانکہ۔ وہ بھول جو بے پروائی سے ہو مواخذہ کے قابل ہے البتہ اگر یاد کرنے کی ساری تدبیریں کر لی ہوں اور پھر بھول ہو جائے تو اس پر گرفت نہیں ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں اس نے وہ اسباب نہ اختیار کئے جو وہ کر سکتا تھا۔

۳ چوں تہاون۔ جب یاد رکھنے کے ذرائع اور اسباب کو ترک کرتا ہے اور اس سے بھول سرزد ہوتی ہے تو مواخذہ ہوتا ہے۔ ہمچو۔ جو شخص بھول کے اسباب اختیار کرے اور پھر بھول کو عذر بنائے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو شراب میں مست ہو کر جرم کرے اور پھر کہے کہ میں بیخود تھا لہٰذا معذور ہوں حاکم اس سے یہی کہے گا کہ بدبخت بیخودی کا سبب تو نے خود اختیار کیا تھا تو نے خود اپنا اختیار ختم کیا تھا لہٰذا تو معذور نہیں ہے۔

گویدش لیکن سبب اے زشت کار — از تو بُد در رفتنِ آں اختیار

اس کو (حاکم) کہے گا اے بد کار لیکن حبیب — تیری جانب سے ساتھ اس اختیار کے چلے جانے میں

بیخودی نامد بخودتُش خواندی — اختیارت خود نشد تُش راندی

" خودی خود نہیں آئی تو نے خود اس کو بلایا — تیرا اختیار خود ختم نہ ہوا تو نے اس کو بھگایا

گر رسیدے ۱ مستی بے جہد تو — حفظ کردے ساقی جاں عہد تو

اگر تیری کوشش کے بغیر مستی پیدا ہو جاتی — تو روح کا ساقی تیرے عہد کی حفاظت کرتا

پشت دارت او بدے عذر خواہ — من غلام زلت مست آلہ

وہ تیرا عذر خواہ ہوتا (اور) مدد گار ہوتا — میں خدائی مست کی لغزش کا غلام ہوتا

عفوہائے جملہ عالم ذرّہٴ — عکسِ عفوت اے ز تو ہر بہرہٴ

تمام جہان کی معافیاں ایک ذرہ ہیں — اے وہ ذات! کہ ہر حصہ تیری معافی کا عکس ہے

عفوہا گفتہ ثنایِ عفوِ تو — نیست کفوش ایّھا النّاس اتّقوا

تمام معافیوں نے تیری معافی کی تعریف کی ہے — اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اے لوگو! ڈرو

جانِ شاں بخش وز خود شاں ہم مراں — کام شیرینِ تو اند اے کامراں

ان کی جان بخشدے اور اپنے آپ سے انکو علیحدہ نہ کر — اے مراد مند! وہ تیرے شیریں مقاصد ہیں

رحم ۲ کن بر وے کہ روئے تو بدید — فرقتِ تلخ تو چوں خواہد چشید

اس پر رحم کر جس نے تیرا دیدار کر لیا ہے — وہ تیری جدائی کی تلخی کیسے چکھے گا؟

از فراق و ہجر میگوئی سخن — ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن

تو فراق اور جدائی کی بات کرتا ہے — جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

در جہاں نبود بتر از ہجرِ یار — ایں سخن از عاشقِ خود گوشدار

دنیا میں دوست کی جدائی سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے — اپنے عاشق کی یہ بات یاد رکھ

صد ہزاراں مرگِ تلخ شصت ۳ تو — نیست مانندِ فراقِ شستِ تو

ساٹھ درجے کی لاکھوں کڑوی موتیں — تیرے حلقہ (زلف) سے فراق کے مانند نہیں ہیں

تلخیِ ہجر از ذکور و از اناث — دور دار اے مجرماں را مستغاث

مردوں اور عورتوں سے جدائی کی تلخی کو — اے خطا کاروں کے فریاد رس! دور رکھ

بر امیدِ وصلِ تو مُردن خوش ست — تلخیِ ہجرِ تو فوقِ آتش ست

تیرے وصل کی امید پر مرنا بھلا ہے — تیری جدائی کی تلخی آگ سے زیادہ ہے

---

۱ گر رسیدے۔ اگر تو اپنے طور پر مست نہ ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ تیری پشت پناہی کرتا اور تیرا عذر خواہ ہوتا ایسے خدائی مست کی لغزش کے تو ہم غلام ہیں۔ عفوہای۔ ایاز نے کہا اے شاہ آپ کے عفو کے مقابلہ میں تمام جہاں کی معافیاں ذرہ ہیں اور دنیا کی سب معافیاں تیرے عفو کی ثنا گو ہیں؟ اے انسانوں اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اس کا ہمسر قرار دینے سے بچتے رہو۔ جان شاں۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا ان کی جان بخشی کر دیجئے اور ان کو اپنے سے جدا نہ کیجئے آپ کے مقاصد بڑے شیریں ہیں۔

۲ رحم کن۔ جس نے ایکبار بھی تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے وہ جدائی کی تلخی کیسے برداشت کرے گا اس پر رحم کر دیجئے آپ ہجر فراق کی بات کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ نہ کیجئے اور جو چاہے کر دیجئے عاشق کے لئے یار کی جدائی سے بدتر کوئی سزا نہیں ہے۔

۳ شصت۔ ہم نے عدد کے معنیٰ میں لیا ہے اس صورت میں اس کا املا شصت ہونا چاہیے مصرع اول میں تو بمعنیٰ وجہ ہے دوسرے مصرع میں شست سے مراد زلف کا حلقہ لیا جائے۔ تلخی۔ آپ خطا کاروں کے فریاد رس ہیں کس شخص کو بھی فراق کی سزا نہ دیں یہ ایاز کا شاہ کیلئے مقولہ ہے۔ برامید وصل۔ کی امید میں جان دیدینا فراق کی زندگی سے بہتر ہے۔

گبر میگوید میانِ سَقَر | چه غم بُودے گرم کردے نظر
دوزخ کے درمیان کافر کہہ رہا ہے | اگر وہ مجھ پر نظر کر لیتا، مجھے کیا غم ہوتا

کاں نظر شیریں کُنندہ رنجہاست | ساحراں را خونبہائے دست و پاست
کیونکہ وہ نظر غموں کو شیریں بنا دینے والی ہے | جادو گروں کے ہاتھ پاؤں کا خونبہا ہے

تفسیر گفتنِ ساحراں فرعون را در وقت سیاست کہ
سزا کے وقت فرعون سے ساحروں کے "کوئی نقصان نہیں بیشک ہم اپنے

لَا ضَیْرَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ
رب کی طرف لوٹنے والے ہیں" کہنے کی تفسیر

نعرۂ لا ضَیر بشنید آسماں | چرخ گوئے شد پئے آں صولجاں
آسمان نے "کوئی ضرر نہیں" کا نعرہ سنا | اس بلے کے لئے آسمان گیند بن گیا

ضربت۲ فرعون مارا نیست ضیر | لطفِ حق غالب بود بر قہرِ غیر
فرعون کی سزا ہمارے لئے نقصان نہیں ہے | دوسرے کے قہر پر اللہ (تعالیٰ) کا کرم غالب ہے

گر بدانی سر مارا اے مضل | میرہانی ماں زرنج اے کور دل
اے گمراہ کرنے والے! اگر تو ہمارا راز جان لے | اے دل کے اندھے! ہمیں تکلیف سے نجات دیدیتا

ہیں بیا ایں سو ببیں کایں ارغنوں | میزند یا لیت قومی یعلمون
خبردار! ادھر آ دیکھ یہ باجا | "کاش میری قوم جان لیتی" بجا رہا ہے

داد مارا فضلِ حق فرعونیے۳ | نے چنیں فرعونیے بے عونیے
اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہمیں فرعونی عطا کر دی ہے | وہ فرعونی نہیں جو بغیر مدد (خداوندی) کے ہو

سَر برآور مُلک بیں زندہ و جلیل | اے شدہ غرّہ بمصر و رودِ نیل
سر اٹھا زندہ اور عالیشان سلطنت کو دیکھ | اے، مصر اور دریائے نیل پر مغرور

گر تو ترکِ ایں نجس خرقہ کُنی | نیل را در نیلِ جاں غرقہ کُنی
اگر تو اس ناپاک چیتھڑے کو چھوڑ دے | تو نیل کو، جان کے نیل میں ڈبو دے

ہیں بدار از مصر اے فرعون دست | درمیانِ مصرِ جاں صد مصر ہست
خبردار اے فرعون! مصر سے ہاتھ اٹھا لے | جان کے مصر میں سینکڑوں مصر ہیں

---

۱ گبر۔ کافر بھی جہنم میں یہ کہے گا۔ کہ آپ کی نظر کرم ہوتو جہنم بھی گوارا ہے۔ .... ساحراں۔ آپ کی نظر کرم نے فرعون کے جادو گروں کے لئے ہاتھ پاؤں کٹوا دینا آسان کر دیا اور انہوں نے آپ کی شیریں نظر کو اپنے ہاتھ پاؤں کے خون کا بدلہ سمجھا۔ تفسیر۔ جب فرعون نے ساحروں کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا ہاتھ پاؤں کٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہم اپنے رب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ چرخ۔ اس نعرہ سے آسمان بھی رقص کرنے لگا۔

۲ ضربت۔ مار۔ گر بدانی۔ اگر تو ہمارے اس جذبہ کو سمجھ جاتا تو ہمیں تکلیف نہ دیتا ہیں۔ الٹا کیہ والوں نے جب حبیب نجار۔ حضرت عیسیٰ کے حواری کو شہید کیا تو انہوں نے فرمایا کاش میری قوم اس بات کو جان لیتی کہ میرے رب نے میری مغفرت فرما دی اور مجھے معزز بنا دیا۔ ارغنوں۔ مشہور باجا ہے جس کو افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔

۳ فرعونیے۔ یعنی شہنشاہی۔ نے چنیں۔ وہ شہنشاہی فرعون کی سی شاہی نہیں ہے۔ سر برآور......... ان جادو گروں نے کہا تھا کہ خواب غفلت سے سر ابھار اور ہماری پائندہ اور عظیم سلطنت کو دیکھ کے نے مصر اور نیل کی سلطنت پر غرور نہ کر۔ گر تو۔ اگر تو اس حقیر سلطنت کو ٹھکرا دے گا تو تیری روح میں اتنی قدر وسعت پیدا ہو جائے گی کہ یہ دریائے نیل اس میں غرق ہو جائے گا۔ ہیں بدار۔ ساحروں نے فرعون سے کہا کہ اس مصر کی حکومت سے دست کش ہو جا پھر روحانی دنیا کے سینکڑوں مصر ہاتھ آ جائینگے۔

تو انا[۱] رَبْ راہی گوئی بعام — غافل از ماہیّتِ ایں ہر دو نام

تو عوام سے "میں خدا ہوں" کہتا ہے — حالانکہ تو ان دونوں ناموں کی ماہیت سے غافل ہیں

رَبّ بر مَربوب کے لرزاں بوَد — کے انا داں بندِ جسم و جاں بُوَد

پروردگار زیر و پرورش سے کب لرزتا ہے ؟ — "انا" کو جاننے والا جسم اور جان کا پابند کب ہوتا ہے؟

نِک انا مائم رَستہ از انا — از انائے پُر بَلائے پُر عَنا

دیکھ ! "انا" ہم ہیں "انا" سے چھوٹے ہوئے — اس "انا" سے جو مصیبت اور مشقت سے پر ہے

آں[۲] انائے بر تو اے سگ شُوم بُود — دَر حقِ ما دَولت محتوم بُود

اے کتے ! وہ "انا" تیرے لئے منحوس تھی — ہمارے حق میں یقینی دولت تھی

گر نبودَت ایں انائے کینہ کش — کے زدے بَر ما چنیں اقبال خوش

اگر یہ کینہ نکالنے والا "انا" تیرے اندر نہ ہوتا — تو ایسا اچھا نصیبہ ہمیں کب حاصل ہوتا ؟

شُکر آں کز دارِ فانی میرہیم — بَر سَرِ ایں دار پندت میدہیم

اس کا شکر ہے کہ ہم دارِ فانی سے چھوٹ رہے ہیں — اس سولی پر ہم تجھے نصیحت کر رہے ہیں

دارِ قتلِ ما براقِ رحلت ست — دارِ مُلکِ تو غرُور و غفلت ست

ہمارے قتل کی سولی سفر کا براق ہے — تیرا دار السلطنت ، غرور اور غفلت ہے

ایں[۳] حیاتِ خفیہ در نقشِ ممات — واں مماتِ خفیہ دَر قشرِ حیات

یہ خفیہ زندگی ہے جو موت کی صورت میں ہے — وہ خفیہ موت ہے زندگی کے چھلکے میں ہے

می نماید نور نار و نار نُور — وَرنہ دنیا کے بُدے دار الغرُور

نور ، آگ اور آگ نور نظر آتی ہے — ورنہ دنیا دار الغرور کب ہوتی ؟

ہیں مکن تعجیل اوّل نیست شَو — چوں غروب آری برار از شرق ضَو

خبردار ! جلدی نہ کر پہلے نیست بن — جب تو غروب کر گیا مشرق سے روشنی لا

آں انائے دَر ازل دل تنگ شُد — زیں انا جاں بیخود و دل دنگ شُد

وہ "انا" ازل میں دل تنگ ہے — اس "انا" سے جان بیخود اور دل حیران ہو گیا

آں انائے سَرد گشت و تنگ شد — ایں انا خم دادہ ہمچو چنگ شد

وہ "انا" سرد اور تنگ ہے — یہ مست "انا" چنگ کی طرح ہے

---

۱ توانا۔ فرعون قوم سے کہتا تھا کہ میں تمہارا رب ہوں ساحروں نے کہا تو انا اور رب دونوں کی حقیقت سے بے بہرہ ہے انا وہ ہے جو فنا کے بعد حاصل ہو تو اس سے ناواقف ہے۔ رب۔ تو رب کی حقیقت سے بھی ناواقف ہے جو اپنی رعایا کے بگڑ جانے سے خوفزدہ ہو وہ رب کیسے ہو سکتا ہے۔ انا مائیم۔ اصل انانیت تو جب حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی انانیت اور خودی کو چھوڑ چکے جو مصیبت اور مشقت سے پر ہے۔

۲ آں انا۔ تیری انانیت خودی لئے ہوئے ہے۔ تو منحوس ہے ہم فنا کا وجہ حاصل کر چکے ہیں لہٰذا ہماری انانیت ایک دولت ہے۔ گر نبودت۔ تیری انانیت ہماری خوش بختی کا سبب بن گئی ہے۔ شکر۔ تیری انانیت نے ہمیں اس فانی دنیا سے نجات دیدی ہے اب ہم سولی پر چڑھ کر تجھے نصیحت کر رہے ہیں۔ دار۔ یہ سولی ہمارے لئے قرب خداوندی کا براق بن گئی ہے۔

۳ ایں۔ یعنی براق رحلت حیات بصورت ممات ہے۔ واں۔ تیرا دار الملک موت بصورت حیات ہے۔ دار الغرور دھوکے کا گھر دنیا کو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حقائق بالعکس نظر آتے ہیں۔ ہیں۔ پہلے فنا حاصل کر پھر غروب کے بعد منور طلوع ہو گا۔ آں انائے اوصاف بشری فنا کرنے سے پہلے انا کہنا ازل سے مردود ہے۔ زیں انا۔ فنا کے بعد انا کہنا محمود ہے۔ چنگ ایک باجا ہے۔ جس کی آواز خوش کن ہے۔

زاں ۱ انائے بے انا خوش گشت جاں — شد جہان اُو از انائے ایں جہاں
اس بے "انا" کے "انا" کہنے سے جان خوش ہو گئی — وہ اس جہاں سے کود جانے والی ہو گئی

از انا چوں رَست اکنوں شد انا — آفریں ہا بر انائے بے عنا
جب "انا" سے چھوٹ گئی اب "انا" ہو گئی — بے مشقت کی "انا" کو شاباش ہے

اُو گریزاں دانائے در پئش — می دَوَد چوں دید وے را بے ویش
وہ بھاگ رہا ہے اور "انا" اس کے درپے ہے — وہ "انا" دوڑتی ہے جب وہ اس کے اپنے بغیر دیکھتی ہے

طالب اُوئی نگردد طالبت — چوں بمُردی طالب شُد مَطلبت
تو اس کا طلبگار ہے وہ تیری طلبگار نہ بنے گی — جب تو مر گیا تیرا مطلوب تیرا طالب بن گیا

زندہٗ ۲ کے مُردہ شو شوید تُرا — طالبی کے مَطلبت جوید تُرا
تو زندہ ہے مردے کو نہلانیوالا تجھے کب نہلائیگا؟ — تو طلبگار ہے، مطلوب تجھے کب ڈھونڈے گا؟

اندریں بحث ار خرد رہ بیں بُدے — فخرِ رازی راز دارِ دیں بُدے
اس بحث میں اگر عقل راستہ دیکھنے والی ہوتی — تو فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوتے

لیک چوں مَن لَم یَذُق لَم یَدرِ بود — عقل و تخیلاتِ اُو حیرت فزود
لیکن چونکہ "جس نے نہ چکھا اس نے نہ جانا" ہے — انکی عقل اور تخیلات نے حیرت میں اضافہ کر دیا

کے شود کشف از تفکرّ ایں انا — ایں انا مکشوف شُد بَعدَ الفنا
غور کرنے سے یہ "انا" کب کھلتی ہے — یہ "انا" فنا کے بعد کھلی ہے

می فتد ایں عقلہا در ۳ افتقاد — در مغاکے و حلول و اتحاد
جستجو میں یہ عقلیں گر جاتی ہیں — گڑھے اور حلول و اتحاد میں

اے ایازِ گشتہ فانی ز اقتراب — ہمچو اختر در شعاعِ آفتاب
اے ایاز! تو قرب میں فانی بنگیا ہے — جیسا کہ ستارہ سورج کی شعاع میں

بلکہ چوں نُطفہ مبدّل تو بتَن — نز حلول و اتّحادِ مُفتتن
بلکہ جیسا کہ تیرا نطفہ جسم میں تبدیل ہوا — نہ کہ حلول اور پر فتنہ اتحاد سے

---

۱ زاں۔ جس انا میں بشری انانیت نہ ہو اس سے روح خوش ہوتی ہے اور انسان اس انا کے ذریعہ اس دنیا کی انا سے نجات پا جاتا ہے۔ پہلے مصرع کے شروع میں جہاں جہندہ کے معنیٰ میں ہے دوسرا جہاں دنیا کے معنیٰ میں ہے۔ جب انسان بشری انانیت سے چھوٹ جاتا ہے تو حقیقی انا اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ او گریزاں۔ فانی حقیقت کیلئے گریزاں ہے اور بقا اس کے درپے ہے اور اس مظہر میں صفاتِ الٰہی اپنا ظہور چاہتے ہیں۔ اور جب تک انسان اپنی انا کا طالب ہے فنائے حقیقی اس کو حاصل نہو گی جب اپنی صفات بشریٰ سے مردہ ہو جائیگا تو فنا خود اس کی طالب بنجائے گی۔

۲ زندہ جب تک انسان اپنی انا سے زندہ ہے تو اس مردے کو نہلانے والا یعنی فنا اس کیساتھ مصروف عمل نہ ہو گی۔ اندریں۔ اس بحث میں کہ فنا اپنی انا ختم کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے عقل رہنمائی نہیں کرتی ہے ورنہ امام فخر الدین رازی جو دلایل عقلی پر ہر چیز کا مدار رکھتے ہیں۔ دین کے اسرار کے سب سے بڑے عالم ہوتے۔ لیک۔ یہ مسائل ذوقی ہیں جس نے انکا مزا نہ چکھا وہ انکی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ان مسائل میں دلائل عقلیہ حیرت میں اور اضافہ کر دیتے ہیں۔ ایں انا۔ حقیقی انا کا علم فنا کے بعد واضح ہوتا ہے۔

۳ در افتقاد۔ اگر محض عقل کے ذریعے ان مسائل کو حل کیا جائیگا تو انسان حلول اور اتحاد جیسے عقیدوں میں مبتلا ہو جائیگا یعنی یہ سمجھ جائیگا کہ بقا بعد فنا جس میں ایک انسان وجودِ

عبد کے بغیر صفاتِ رب کیساتھ متصف ہوتا ہے حلول کی صورت میں ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ وجودِ عبد کو اپنا محل بنا لیتے ہیں یا عبد۔ اور رب میں اتحاد ہو جانے کی صورت سے ہے۔ اے ایاز۔ بقا اور فنا کی صحیح مثال اگر ہے تو یہ ہے کہ جسطرح ستارہ شعاع شمس میں گم ہو جاتا ہے اسی طرح عبد حادث اپنے آپ کو رب قدیم میں گم کر دیتا ہے۔ تو صفات کی تبدیلی کی مثال ہے یا یہ صحیح۔ نطفہ یعنی جسم انسانی میں تبدیل ہو جاتا ہے یہ تبدیل ذاتی کی مثال ہے۔

عفو کُن اے عفو در صندوقِ تُو	سابِقِ لطفی ہمہ مسبُوقِ تُو
معاف کر دے اے وہ کہ معافی تیرے صندوق میں ہے!	تو مہربانی میں سابق ہے سب تیرے پیچھے ہیں

مجرم داشتنِ ایاز خود را دریں شفاعت گری و عُذرِ ایں جرم
اس سفارش کرنے میں ایاز کا اپنے آپ کو مجرم سمجھنا اور اس خطا کی معافی
خواستن[۱] و دراں عذر گوئی ہم خود را مجرم داشتن و ایں شکستگی
چاہنا اور اس عذر گوئی میں بھی اپنے آپ کو مجرم قرار دینا اور یہ کسر نفسی
از شناخت و عظمت شاہ خیزد و اَنَـا اَعْـلَـمُـکُـمْ بِـاللّٰـهِ
شاہ کی عظمت اور پہچان سے پیدا ہوتی ہے "اور میں تم سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں اور
وَاَخْشَاکُمْ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓاءُ
تم سے زیادہ اللہ ڈرانے والا ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کو جاننے والا ڈراتے ہے

مَن کہ باشم کہ بگویم عفو کُن	اے تو سلطان و خلاصہ امرِ کُن
میں کون ہوتا ہوں جو کہوں کہ معاف کر دیجئے؟	اے وہ کہ آپ بادشاہ اور "کن" کے امر کے خلاصہ ہیں
مَن کہ باشم کہ بُوَم من بامَنت	اے گرفتہ جملہ مَنہا دامنت
میں کون ہوتا ہوں کہ میں تیری ہستی کے سامنے موجود ہوں؟	اے وہ کہ تمام ہستیوں نے تیرا دامن تھاما ہے
من[۲] کے آرم رحم خِلم آلود را	رہ نمایم علم حِلم اندود را
میں غضب آلود رحم کب کر سکتا ہوں؟	میں تو حلم سے بھرے ہوئے علم کی رہنمائی کرتا ہوں
صد ہزاراں صفع را ارزانیم	گر زبونِ صَفعہا گر دانیم
میں لاکھوں طمانچوں کے لائق ہوں	اگر آپ مجھے طمانچوں کا مغلوب بنا لیں
مَن کیم تا پیشت اعلامے کُنم	یا کہ وا یادت وہم شرطِ کرم
میں کون ہوں کہ آپ کے سامنے اعلان کروں؟	یا کہ آپ کو کرم کی شرط یاد دلاؤں
آنچہ معلومِ تُو نبُود چیست آں	وآنچہ یادت نیست کُو اندر جہاں
جو تجھے معلوم نہیں وہ کیا ہے؟	جو تجھے یاد نہیں وہ جہاں میں کہاں ہے؟
اے[۳] تو پاک از جہل و علمت پاک ازاں	کہ فراموشی کُند ویراں نہاں
اے وہ کہ تو نادانی سے پاک ہے اور تیرا علم اس سے پاک ہے	کہ بھول اس کو چھپا دے
ہیچکس را تو کسے انگاشتی	ہمچو خورشیدش بنُور افراشتی
تو نے نا چیز کو چیز ٹھہرایا	تو نے اس کو سورج کی طرح نور سے بلند کر دیا

[۱] خواستن۔ ایاز نے اس سفارش کے بارے میں بھی اپنے آپ کو قصور وار سمجھا اور عذر خواہی کرنے لگا اور یہ صورت جب پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان شاہ کی عظمت کو سمجھ چکا ہو چنانچہ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں خدا کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور خدا سے تم سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ کے جاننے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ من کہ باشم۔ میرا تیرے سامنے سفارش کرنا اپنی ہستی کا اقرار کرنا ہے جو غیر مناسب ہے۔

[۲] من۔ میرے رحم میں تو خلوص نہیں ہے میں تو صرف آپ کے علم کی راہنمائی کر رہا ہوں صد ہزاراں۔ اگر تو مجھے سزا دینا پسند کرے تو میں لاکھوں طمانچوں کا مستحق ہوں، سفارش کرنا میری گستاخی ہے۔ من کیم ہیں کون ہوتا ہوں کہ آپ کو بتاؤں اور کرم کی شرط یاد دلاؤں جب کہ آپ کو ہر چیز معلوم ہے اور ہر بات یاد ہے

[۳] اے تو پاک۔ آپ خود جہل سے پاک ہیں اور کوئی بھول کسی چیز کو آپ سے پوشیدہ نہیں کر سکتی ہے۔ ہیچکس۔ آپ نے معافی کا اختیار مجھے دیکر مجھے کسی قابل بنا دیا۔ اب جب کہ آپ نے مجھے کسی قابل بنا دیا ہے تو کرم کر کے میری خوشامد کو بھی سن لیجئے۔

چوں کسم کر دی اگر لابہ کنم — مستمع شو لابہ اَم را از کرم

جب تو نے مجھے کچھ بنا دیا، اگر میں عاجزی کروں — تو کرم کر کے میری خوشامد کو سن لے

زانکہ ۱ از نقشم چو بیروں بردۂ — آں شفاعت ہم تو خود را کردۂ

اسلئے کہ جب تو نے مجھے ہستی سے باہر نکال دیا ہے — تو وہ سفارش بھی تو نے خود ہی سے کی ہے

چوں ز رختِ من تہی گشت ایں وطن — تر و خشکِ خانہ نبود آنِ من

جب یہ وطن میرے سامان سے خالی ہو گیا — تو گھر کا تر اور خشک میرا نہیں ہے

ہم دعا از من رواں کردی چو آب — ہم ثباتش بخش و گرداں مستجاب

تو نے ہی دعا مجھ میں سے پانی کی طرح جاری کر دی — تو ہی اس کو جماؤ عطا کر اور قبول فرما

ہم تو بودی اوّل آرندہ دعا — ہم تو باش آخر اجابت را رجا

تو ہی ابتداء مجھ سے دعا کرانے والا ہے — تو ہی اخیر میں قبولیت کی امید بن

تا زنم من لاف کاں شاہِ جہاں — بہرِ بندہ عفو کرد از مجرماں

تاکہ میں شیخی بگھار سکوں کہ اس شاہجہاں نے — ان خطا کاروں کو غلام کی خاطر معاف کر دیا

دردِ ۲ بودم سر بسر من خود پسند — کرد شاہم داروئ ہر دردمند

میں متکبر سراسر درد تھا — شاہ نے مجھے ہر درد مند کی دوا بنا دیا

دوزخے بودم پُر از شور و شرے — کرد دستِ فضلِ اُویم کوثرے

میں شور شر سے پر ایک دوزخ تھا — اس کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے کوثر بنا دیا

ہر کہ را سوزید دوزخ در قود — من برویانم دگر بار از جسد

جس شخص کو دوزخ نے سزا میں جلا دیا ہے — میں اس کے جسم کو دوبارہ اگا دیتا ہوں

کارِ کوثر چیست کہ ہر سوختہ — گردد از وے نابت و اندوختہ

کوثر کا کام کیا ہے؟ یعنی ہر جلا ہوا — اس سے اگ جانے والا اور مجتمع ہو جائے

قطرہ ۳ قطرہ اُو منادی کرم — کانچہ دوزخ سوخت من باز آورم

اس کا قطرہ قطرہ کرم کا منادی ہے — کہ جو دوزخ نے جلایا ہے میں لوٹا دوں گا

ہمچو مرہم بر سرِ زخمِ عفن — یُنبِتُ لَحماً جَدِیداً خَالِصاً

جس طرح سڑے ہوئے زخم پر مرہم — خالص نیا گوشت اگا دیتا ہے

ہست دوزخ ہمچو سرمائے خزاں — ہست کوثر چوں بہار و گلستاں

دوزخ جاڑوں کی خزاں کی طرح ہے — کوثر بہار اور چمن کی طرح ہے

---

۱ زانکہ۔ اب میں نہیں ہوں لہٰذا میری یہ سفارش میری نہیں ہے آپ کی ہے۔ چوں۔ جبکہ میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے تو گھر میں جو کچھ ہے میری ملکیت نہیں ہے تو نے ہی مجھے سفارش کی توفیق دی ہے اب تو ہی اس کو قبول فرما لے ہم تو۔ دعا کرنے والا تو ہی ہے تو تجھی سے قبول کر لینے کی امید وابستہ ہے۔ تازنم جبکہ میرا کوئی حصہ نہیں تو مجھے تو خواہ مخواہ کا فخر ہوگا کہ بادشاہ نے میری سفارش پر خطا کاروں کو معاف کیا ہے۔

۲ درد۔ میں تو خود مرض تھا شاہ نے مجھے دوا بنا دیا۔ میں دوزخ تھا جو دوسروں کو جلاتی ہے اس شاہ کے فضل نے مجھے کوثر بنا دیا جو جلے ہوؤں کو زندگی بخش دیتی ہے۔ ہر کہ۔ اب چونکہ میں کوثر ہوں دوزخ نے سزا میں جنکا جسم جلا کر خاکستر کر دیا ہے ان کو دوبارہ جسم دے دیتا ہوں۔ نابت۔ اگنے والا۔ اندوختہ۔ جمع شدہ۔

۳ قطرہ۔ کوثر کا ایک ایک قطرہ پکار کر کہتا ہے کہ میرے قریب آ جاؤ میں جلے ہوئے کو دوبارہ جسم عطا کر دونگا میری مثال مرہم کی سی ہے جو سڑے ہوئے زخم پر دوبارہ عمدہ گوشت پیدا کر دیتا ہے۔ دوزخ موسم خزاں کی طرح اور کوثر موسم بہار کیطرح ہے۔ دوزخ موت ہے کوثر نفخ صور ہے جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔

هَست دوزخ همچو مرگ و چوں فنا — هَست کوثر نفخِ صُور از کبریا

دوزخ ، موت اور فنا کی طرح ہے — کوثر اللہ تعالیٰ کی جانب سے صور کا پھونکنا ہے

هَست دوزخ همچو مرگ و خاکِ گور — هَست کوثر بر مثالِ نفخِ صُور

دوزخ موت اور قبر کی مٹی کی طرح ہے — کوثر ، صور پھونکنے کی طرح ہے

اے از دوزخ سوختہ اجسام تاں — سُوئے کوثر میکشد اکرام تاں

اے وہ کہ تمہارے جسم دوزخ سے جل چکے ہیں — اللہ کا کرم تمہیں کوثر کی جانب کھینچتا ہے

چوں خَلَقْتُ الْخَلْقَ کَے یُرْبَحَ عَلَیَّ — لُطف تو فرمود اے قیوم وحی

جبکہ میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ مجھ سے نفع اٹھائے — اے حی قیوم تو نے مہربانی فرمائی ہے

لَا لِاَنْ اَرْبَحْ عَلَیْهِمْ جُودِ تُست — کہ شوند زو جملہ ناقصہا دُرست

"نہ یہ کہ میں ان سے نفع کماؤں" تیری عطا ہے — تاکہ اس سے سب ناقص مکمل بن جائیں

عفو کن زیں ناقصانِ تن پرست — عفو از دریائے عفو اولیٰ ترست

ان ناقص تن پرستوں کو معاف فرما دے — معافی کے سمندر کیجانب سے معاف کرنا ہی بہتر ہے

عفوِ [۲] خلقاں همچو جُوی و همچو سیل — هم بداں دریائے خود تازند خیل

مخلوق کی معافی نہر کی طرح اور بہاؤ کیطرح — اس ہی اپنے دریا کی جانب گھوڑا دوڑاتی ہے

عفو ها هر شب ازیں دل پارها — چوں کبوتر سُوئے تو آید شَها

معافیاں ، ہر شب کو ان دل کے ٹکڑوں سے — اے شاہ! آپ کی جانب کبوتر کی طرح آتی ہیں

بازشاں وقتِ سحر پرّاں کُنی — تا بشب محبوسِ ایں ابداں کُنی

تو ان کو پھر صبح کے وقت اڑا دیتا ہے — رات تک کیلئے ان جسموں میں قید کر دیتا ہے

پَر زناں بارِ دگر در وقتِ شام — می پَرند از عشق آں ایوان و بام

دوبارہ شام کے وقت پر پھڑپھڑاتے ہوئے — عشق کیوجہ سے اس محل اور بالاخانے سے پرواز کرتی ہیں

تاکہ [۳] از تن تارِ وصلت بگسلند — پیشِ تو آیند کز تو مقبلند

یہانتک کہ وہ جسم سے جوڑ کا تار توڑ دیتی ہے — آپ کے پاس آجاتی ہیں کیونکہ آپ کے پاس آتی ہیں

پَر زناں ایمن ز رجع سرنگوں — در هوا کَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

سرنگوں (جماعت کی) واپسی سے مطمئن ہو کر اڑتی ہیں — ہوا میں کہ ہم اسی طرف لوٹنے والے ہیں

بانگِ می آید تعالَوْا زاں کرم — بعد ازاں رجعت نماند در دو غم

اس کرم کیجانب سے "آجاؤ" کی آواز آتی ہے — اس واپسی کے بعد رنج اور غم باقی نہیں رہے گا

---

[۱] اے۔ جو لوگ دوزخ کی آگ سے جل گئے ہیں ان کو اللہ کا کرم کوثر کی جانب بلاتا ہے۔ چوں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے مخلوق اس لئے پیدا کی ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائے نہ کہ اس لئے کہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں کہ شوند۔ یہ فرمانِ خداوندی اسی لئے ہے کہ اس کی ذات سے ناقص درست ہو جائیں۔

[۲] عفوِ خلقاں۔ مخلوق کا معاف کرنا بھی اسی دریائے عفو کا ایک حصہ ہے۔ عفوہا۔ مخلوق کی معافیاں اپنی اصل کیطرف پرواز کرتی ہیں۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ بازشاں۔ پھر اللہ تعالیٰ انکو دن بھر کے لئے انسانی بدنوں میں محبوس کر دیتا ہے۔ اور پھر شام کے وقت اسی محل کیطرف پرواز کر جاتی ہیں۔

[۳] تاکہ۔ بیان کی آمدورفت اس وقت تک ہے جب تک کہ زندگی مقدر ہے۔ پرزناں۔ انکی پرواز فساق اور کفار کی پرواز کی طرح اوندھے منہ نہیں ہے۔ بانگ۔ ان کی واپسی پر اللہ کا کرم آواز دیتا ہے کہ آجاؤ اب اس واپسی کے بعد دنیا کا درد اور رنج ختم ہو جائے گا۔

بَس ۱؎ غریبیہا کشیدید از جہاں — قدرِ من دانستہ باشید اے مِہاں
تم نے دنیا میں بہت سے پردیسی پن برداشت کئے — اے شریفو! تم نے میری قدر جان لی ہے

زیرِ سایہ ایں درختم مستِ ناز — ہیں بیندازید پاہا را دراز
میرے اس درخت کے سایہ میں ناز سے مست ہوکر — آگاہ! پاؤں کو لمبا پھیلا دو

پایہائے پُر عناں از راہِ دیں — بر کنار و دستِ حوراں خالدیں
وہ پاؤں جو دین کے راستہ میں تھکے ہوئے ہیں — ہمیشہ رہنے والی حوروں کی گود اور ہاتھوں میں

حُوریاں گشتہ مغمِّز مہرباں — کز سفر باز آمدند ایں صوفیاں
غمزہ کرنے والی حوریں مہربان ہو گئیں — کہ یہ صوفی سفر سے واپس آئے ہیں

صوفیانِ صافیاں چوں نورِ خُور — مُدتے اُفتادہ بر خاک و قَذر
ایسے صاف صوفی جیسا کہ سورج کا نور — جو ایک مدت تک مٹی اور پلیدی میں پڑے رہے

بے اثر پاک از قذر باز آمدند — ہمچو نورِ خُور سُوئے قُرصِ بلند
بغیر کسی نشان کے پلیدی سے پاک واپس آئے ہیں — جس طرح کہ سورج کا نور بلند ٹکیہ کی جانب

ایں ۲؎ گروہِ مجرماں ہم اے مجید — جملہ سَر ہاشاں بدیوارے رسید
اے بزرگ! خطاکاروں کا یہ گروہ بھی — ان سب کا منہ دیوار کی جانب میں پہنچ گیا

بر خطا و جُرمِ خود واقف شدند — گرچہ ماتِ کعبتینِ شہ بُدند
اپنے جرم اور خطا سے واقف ہو گئے ہیں — اگرچہ وہ شاہ کی کعبتین سے مات کھائے ہوئے تھے

رُو بتُو کردند کنوں آہ گُناں — اے کہ لُطفت مجرماں را رہ کناں
اب آہیں بھرتے ہوئے انہوں نے تیری جانب رخ کیا ہے — اے وہ کہ تیری مہربانی خطاکاروں کا راستہ دکھانیوالی ہے

راہ دہ آلودگاں را اَلعجَل — در فُراتِ عفو و عینِ ۳؎ مُغتسَل
آلودہ ہو جانیوالوں کو بہت جلد راستہ عطا کر — معافی کی نہر اور نہانے کے چشمہ کا

تاکہ غُسل آرند زاں جُرمِ دراز — در صَفِ پاکاں رَوند اندر نماز
تاکہ اس لمبی خطا سے غسل کر لیں — نماز میں پاکوں کی صف میں شامل ہو جائیں

اندراں صَفہا زاندازہ بروں — غرقہ گانِ نور نَحْنُ الصَّافُّوْن
ان صفوں میں اندازے سے زیادہ — "ہم صف باندھنے والے ہیں" کے نور میں غرق ہیں

۱؎ بس غریبیہا۔ ان سے کرم خداوندی کہتا ہے تم نے مسافرت کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اب کرم کے سایہ میں پاؤں پھیلا کر سو جاؤ۔ پا یہای۔ اب ان پاووں کو جنہوں نے اللہ کی عبادتوں میں بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں حوروں کے ہاتھوں اور پہلووں میں پھیلا دو۔ مُغمِّز۔ غمزہ کرنے والا۔ صوفیاں۔ ان لوگوں کی حالت سورج کی روشنی کی سی ہے جو مٹی اور نجاستوں پر سے بھی گذرتی ہے لیکن پاک و صاف سورج کی طرف لوٹ آتی ہے یہ صوفی بھی دنیا کی نجاستوں پر سے پاک و صاف گذر کر واپس آتے ہیں۔

۲؎ این گروہ۔ خطا اور ابھی اب شرمندہ ہیں۔ سَر بدیوار شدن شرمندہ ہونا۔ بر خطا۔ اگرچہ وہ قدرت سے مغلوب تھے لیکن اپنے جرم و خطا سے واقف ہیں۔ شعر

گناہ گرچہ نبود اختیارِ ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہِ من ست

کعبتین۔ دو نردیں ہوتی ہیں جنمیں سے ہر ایک کی چھ سطحیں ہوتی ہیں اور ہر سطح پر عدد کندہ ہوتا ہے ان سے بازی کھیلی جاتی ہے۔

۳؎ عینِ مُغتسَل۔ وہ چشمہ جس میں حضرت ایوبؑ کو غسل کرایا گیا تھا۔ تاکہ۔ پاک ہو کر نماز میں شریک ہو سکیں۔ اندراں۔ ان صفوں میں انداز سے زیادہ نمازی ہیں۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ فرشتوں کا مقولہ ہے اور بیشک ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔

چوں سخن ۱ در وصفِ ایں حالت رسید
جب بات اس حالت کے بیان میں پہنچی
ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید
قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا

بحر را پیمودہ ہیچ اُسکرہ
کسی سکورے نے سمندر کو ناپا ہے ؟
شیر را برداشت ہرگز برّہ
کسی بکری کے بچہ نے شیر کو اٹھایا ہے ؟

گر حجابستت بروں رو ز احتجاب
اگر تیرے لئے پردہ ہے پردہ پوشی سے باہر نکل
تا بہ بینی بادشاہیِ عُجاب
تاکہ تو عجب بادشاہی دیکھے

گرچہ بشکستند جامت قوم مست
اگرچہ مست قوم نے تیرے جام کو توڑا ہے
آنکہ مست از تو بُوَد عذریش ہست
جو تیرا مست ہو اس کے لئے ایک عذر ہے

مستیِ ۲ ایشاں باقبال و بمال
ان کی مستی اقبال اور مال کی
نے ز بادہ تُست اے شیریں فعال
کیا اے شیریں کارناموں والے تیری شراب سے نہیں ہے؟

اے شہنشہ مستِ تخصیصِ تواند
اے شہنشاہ وہ تیرے خاص کردینے کی وجہ سے مست ہیں
عفو کن از مستِ خود اے عفو مند
اے معافی دینے والے! اپنے مست کو معاف کردے

لذتِ تخصیصِ تو وقتِ خطاب
خطاب کے وقت تیرے خاص کرنے کی لذت
آں کند کہ ناید از صد خُمِ شراب
وہ کرتی ہے جو شراب کے سینکڑوں مٹکوں سے نہیں ہوتا

چونکہ مستم کردۂ حدّم مزن
جب تو نے مجھے مست کردیا، مجھ پر حد جاری نہ کر
شرع مستاں را نیارد حد زدن
شریعت مستوں پر حد جاری نہیں کرتی ہے

چوں شوم ہُشیار آنگا ہم بزن
جب میں ہوشیار ہو جاؤں اس وقت مارنا
کہ نخواہم ۳ گشت خود ہشیار من
کیونکہ میں ہوشیار ہی نہ ہوں گا

ہر کہ از جامِ تو خورد اے ذوالمنن
اے احسانوں والے! جس نے تیرے جام سے پی لی
تا ابد رست از ہُش و از حد زدن
وہ ہمیشہ کیلئے ہوش سے اور حد جاری کرنے سے نجات پاگیا

خَالِدِیْنَ فِیْ فَنَاءِ سُکْرِھِمْ
وہ اپنے نشہ کی فنا میں ہمیشہ رہنے والے ہیں
مَنْ یُّفَانِیْ فِیْ ھَوَاکُمْ لَمْ یَقُمْ
جو تمہاری محبت میں فنا ہوا وہ کھڑا نہیں ہوا

فضلِ تو گوید دلِ ما را کہ رو
تیری مہربانی، ہمارے دل سے کہتی ہے، کہ جا
اے شدہ در دوغِ عشقِ ما گرو
اے وہ کہ ہمارے عشق کی چھاچھ میں گروی ہوگیا ہے

۱ سُخن۔ یعنی اسرار۔ شفاعت کا بیان۔ بحر۔ اسرار کا ایک بے پایاں سمندر ہے اور ہماری مثال اس پر تیرنے والے سکورے کی سی ہے سکورہ سمندر کو نہیں ناپ سکتا نہ بکری کا بچہ شیر کو اٹھا سکتا ہے۔ گر حجابستت۔ اگر اسرار تجھے نظر نہیں آتے تو حجاب سے باہر نکلنے کی کوشش کر پھر عجیب بادشاہی دیکھے گا۔ گرچہ۔ ایاز کا مقولہ ہے کہ اگرچہ اس مست قوم نے آپ کے حکم کا جام توڑا ہے لیکن چونکہ یہ آپ کے مست ہیں کہہ معذور ہیں۔

۲ مستی۔ ان کی مستی اس رتبہ اور مال کی وجہ سے ہے جو آپ نے ان کو دیا ہے۔ تخصیص۔ یعنی چونکہ تو اس سے خصوصیت برتتا ہے اس لئے یہ مست ہو گئے ہیں ...... وقتِ خطاب۔ جب تو ان سے خاص طور پر خطاب کرتا ہے تو ان پر شراب کے سیکڑی خموں کی مستی طاری ہو جاتی ہے۔ چونکہ۔ شرعی حکم ہے کہ مست پر نشہ کی حالت میں شراب پینے کی حد یعنی کوڑے نہیں لگائے جاتے ہیں۔ چوں۔ جب مست کا نشہ دور ہو جاتا ہے تب اس کے کوڑے مارے جاتے ہیں۔

۳ کہ نخواہم۔ لیکن میں ایسا مست ہوں کہ اس کی مستی تیرے جام کی مستی ہے جو قیامت تک زائل نہیں ہو سکتی۔ خالدین۔ جو تیرے عشق میں فنا ہو گیا وہ پھر کبھی نہیں سنبھلتا۔ فضل تو۔ تیری مہربانی ہماری مستی کے عذر پر کہتی ہے کہ تو اگرچہ ہمارے جام کا مست نہیں ہے بلکہ چھاچھ پی کر مستی کا اظہار کر رہا ہے لیکن پھر بھی تیرا عذر قبول کرتے ہیں۔

چوں مگس در دوغِ ما افتادۂ — تو نہ مست اے مگس تو بادۂ ۱
تو مکھی کی طرح ہماری چھاچھ میں پڑا ہے — اے مکھی! تو مست نہیں ہے تو ایسی شراب ہے

کرگساں مست از تو گردند اے مگس — چونکہ بر بحرِ عسل رانی فرس
اے مکھی! گدھ تجھ سے مست ہو جائیں گے — جب تو شہد کے سمندر پر گھوڑا دوڑائے گی

کوہہا چوں ذرّہا سر مستِ تو — نقطہ و پرکار و خط در دستِ تو
ذروں کی طرح پہاڑ تیرے مست ہیں — نقطہ اور پرکار اور خط تیرے ہاتھ میں ہیں

فتنہ کہ لرزند زو لرزانِ تست — ہر گراں قیمت گہر ارزانِ تست
وہ فتنہ جس سے لرزتے ہیں تجھ سے لرزتا ہے — ہر گراں قیمت موتی تیرے لئے سستا ہے

گر ۲ خدا دادے مرا پانصد دہاں — گفتمے شرحِ تو اے جانِ جہاں
اگر خدا مجھے پانچ سو منہ دیتا — تو اے جانِ جہاں! میں تیری شرح کرتا

یک زباں دارم من آنہم منکسر — در خجالت از تو اے دانائے سر
میں ایک زبان رکھتا ہوں وہ بھی ٹوٹی ہوئی — اے راز کو جاننے والے! تجھ سے شرمندگی میں

منکسر تر خود نباشم از عدم — کز دہانش آمد ستند ایں اُمم
میں خود عدم سے زیادہ ٹوٹا ہوا نہیں ہوں — جس کے منہ سے یہ امتیں آئی ہیں

صد ہزار آثارِ غیبی منتظر — کز عدم بیروں جہد با لطف و بر
لاکھوں غیبی آثار منتظر ہیں — کہ پاکیزگی اور بھلائی کیساتھ عدم سے باہر نکل آئیں

از تقاضائے ۳ تو میگردد سرم — اے بمردہ من بہ پیشِ آں کرم
تیرے ہی تقاضے سے میرا سر گردش کرتا ہے — اے وہ کہ میں اس کرم کے سامنے جان دے چکا ہوں

رغبتِ ما از تقاضائے تواست — جذبۂ حق ست ہر جا رہرو ست
ہمارا راغب ہونا تیرے تقاضے سے ہے — جہاں کہیں رہ رو ہے اللہ تعالیٰ کا جذبہ ہے

خاک بے بادے ببالا کے جہد — کشتیٔ بے بحر پا در رہ نہد
غبار بغیر ہوا کے اوپر کب جاتا ہے؟ — بغیر دریا کی کشتی راہ میں پاؤں رکھتی ہے؟

پیشِ آبِ زندگانی کس نمرد — پیشِ آبت آبِ حیوانست دُرد
آبِ حیات کے سامنے کوئی نہیں مرا — تیرے پانی کے سامنے آبِ حیات تلچھٹ ہے

---

۱ تو بادۂ۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی با ایں ہمہ تو ایسی شراب ہے کہ کرگس یعنی اہل دل تجھ سے مستی حاصل کرتے ہیں۔ بحر عسل۔ یعنی اسرارِ حقیقت۔ کوہہا۔ اب تیری مستی کا یہ حال ہے کہ جملہ کائنات تیرے تصرف میں ہے۔ فتنہ۔ دنیا کے مصائب تجھ سے لرزہ براندام ہیں اور دنیا کی ہر قیمتی چیز تیرے لئے بے قیمت ہے۔

۲ گر خدا۔ یہ بھی ایاز کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے مراد سلطان ہے یا یہ مولانا کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے سلطانِ حقیقی مراد ہے۔ یک۔ ایک زبان ہے اور وہ بھی شرمندگی سے شکستہ ہے تو میں کیسے تیری تعریف کا حق ادا کر سکتا ہوں۔ از عدم۔ لیکن با ایں ہمہ کچھ نہ کچھ مجھے تعریف کرنی ہے اس لئے کہ میں عدم سے تو گیا گذرا نہیں ہوں اس سے بھی غیبی آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو تجھ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

۳ از تقاضائے۔ تیری ہی ذات کا تقاضہ ہے کہ میں اس کے اوصاف بیان کروں اس کرم پر ہیں قربان ہوں۔ رغبت۔ تعریف کی طرف ہماری رغبت تیرے تقاضے اور جذبے کی وجہ سے ہے۔ خاک۔ غبار ہوا کے سہارے اڑتا ہے۔ کشتی دریا کے سہارے چلتی ہے۔ اسی طرح ہمارا ہر کام تیرے جذبہ سے ہے۔ پیش۔ آبِ حیات ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے۔ لیکن تیرے آبِ رحمت کے مقابلہ میں وہ گدلا پانی ہے۔

آبِ حیواں۱ قبلۂ جاں دُوستاں
آبِ حیات جان سے دوستی رکھنے والوں کا قبلہ ہے
زاب باشد سبز و خنداں بُوستاں
پانی سے باغ سبز و خنداں ہوتا ہے

مرگ آشاماں ز عشقش زندہ اند
موت کو پی جانے والے اس کے عشق سے زندہ ہوتے ہیں
دل زجان و آبِ جاں بر کندہ اند
جان اور آبِ حیات سے دل برداشتہ ہیں

آبِ عشقِ تو چو ما را دست داد
جب تیرے عشق کا پانی ہمارے ہاتھ آ گیا
آبِ حیواں شد بہ پیشِ ما کساد
ہمارے سامنے آبِ حیات بیکار ہو گیا

زابِ حیواں ہست ہر جاں را نوی
آبِ حیات سے ہر جان کو تازگی ہے
لیک آبِ آبِ حیوانی توئی
لیکن آبِ حیات کی زندگی تو ہے

ہر دمے مرگے و حشرے دادیم
تو نے مجھے ہر لحہ موت اور زندہ ہو جانا عطا کیا ہے
تا بدیدم دستبردِ آں کرم
یہاں تک کہ میں نے اس کرم کا غلبہ دیکھ لیا ہے

ہمچو۲ خفتن گشت ایں مُردن مرا
یہ میرے لئے سونے کی طرح بن گیا ہے
ز اعتمادِ بعث کردن اے خدا
اے خدا! حشر کے بھروسہ پر

ہفت دریا ہر دم ار گردد سراب
ساتوں سمندر، اگر ہر وقت ریت بنیں
گوش گیری آوریش اے آبِ آب
تو ان کا کان پکڑ کر لے آئیگا اے پانی کی جان!

عقل لرزاں از اجل واں عشق شوخ
عقل موت سے لرزتی ہے اور وہ عشق بیباک ہے
سنگ کے ترسد ز باراں چوں کلوخ
پتھر ڈھیلے کی طرح بارش سے کب ڈرتا ہے؟

از صحاف۳ مثنوی ایں پنجم ست
مثنوی کے دفتروں میں سے یہ پانچواں ہے
در بروجِ چرخِ جاں چوں انجم ست
جان کے آسمان کے برجوں میں ستاروں کی طرح ہے

رہ نیابد از ستارہ ہر حواس
ہر حواس ستارے سے راستہ نہیں پا سکتا ہے
جز کہ کشتیبانِ استارہ شناس
ملاح ستارے کو پہچاننے والے کے سوا

جز نظارہ نیست قسمِ دیگراں
دوسروں کا حصہ سوائے نظارہ کے نہیں ہے
از سعودش غافل اندواز قِراں
وہ اس کی نیک بختی، اور میل سے غافل ہیں

آشنائی گیر شبہا تا بروز
راتوں اور دنوں سے دوستی رکھ
با چنیں استار ہائے دیو سوز
اس طرح کے شیطان کو جلانے والے ستاروں سے

۱ آبِ حیواں۔ آبِ حیات کا تلچھٹ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اس کو وہ پسند کرتے ہیں جو اپنی جان کو بچانا چاہتے ہیں مرگ۔ لیکن جو لوگ فنا کو پسند کرتے ہیں وہ تیرے آبِ عشق سے زندہ ہیں ان کیلئے آبِ حیات ہیچ ہے۔ زآبِ حیواں آبِ حیات سے ہر جان کو تازگی حاصل ہوتی ہے لیکن اس آبِ حیات کی زندگی تو ہے۔ ہر دمے۔ شعر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں زغیب جانے دیگر ست

۲ ہمچو خفتن۔ چونکہ مجھے موت کے بعد کی زندگی کا یقین ہے لہٰذا میرے لئے موت کی حقیقت نیند سے زیادہ نہیں ہے۔ ہفت۔ تیرے دوبارہ زندگی عطا کرنے کا یہ حال ہے کہ اگر ساتوں سمندر خشک ہو کر ریت بن جائیں تو ان کا کان پکڑ کر کہدیگا پانی بن جاؤ تو وہ پانی بن جائیں گے۔ عقل۔ عقل موت سے ڈرتی ہے اور عشق اس کے معاملہ میں لاپرا ہے کچا ڈھیلا بارش سے ڈرتا ہے پتھر کبھی نہیں ڈرتا۔

۳ صحاف۔ صحفہ کی جمع ہے بمعنی پیالہ بعض نسخوں میں صحائف ہے جو صحیفہ بمعنی کتاب کی جمع ہے۔ مراد مثنوی کے دفاتر ہیں۔ رہ نیابد۔ جس طرح ستاروں سے ہر شخص رہنمائی حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح مثنوی سے ہر شخص مستفید نہیں ہو سکتا سعودش۔ یعنی ستاروں کے نیک اثرات۔ اقتراں۔ دو ستاروں کا باہم ملنا۔ آشنائی مثنوی سے شغل رکھو شیطان سے نجات حاصل کر لو گے۔

هر یکے ۱ در دفعِ دیو بد گماں ہَست نِفط اندازِ قلعہ آسماں
بدگمان شیطان کے دفع کرنے میں ہر ایک آسمان کے قلعہ سے نفط پھینکنے والا ہے

اختر ار با دیو ہمچوں عقرب ست مُشتری را او ولیِّ الاقرب ست
ستارہ اگرچہ شیطان کے لئے بچھو کی طرح ہے خریدار کے لئے وہ قریبی دوست ہے

قوس اگر از تیر دوزد دیو را دَلو پُر آب ست زرع و میوہ رَا
کمان اگر شیطان کے تیر چھید دینے والی ہے ڈول، کھیتی اور میوے کے لئے پانی سے لبریز ہے

حوت اگرچہ کشتیِ غی بشکند دوست راچوں ثور کشتے میکُند
مچھلی اگرچہ گمراہی کی کشتی کو شکستہ کرتی ہے دوست کے لئے بیل کی طرح کھیتی بوتا ہے

شمس اگر شب را بدرد چوں اسَد لعل رازُو خَلعتِ اطلس رَسد
سورج اگر رات کو شیر کی طرح پھاڑ دیتا ہے لعل کو اس سے اطلسی خلعت ملتی ہے

صورتِ خَرچنگ اگرچہ کجروست ہیئتِ میزاں ازو بیروں شوست
کیکڑے کی صورت اگرچہ ٹیڑھی چال کی ہے ترازو کی ہیئت اس سے الگ ہے

پیشۂ مریخ ۲ اگر خونریزی ست اُو زبونِ شمسیِ تبریزی ست
مریخ کا پیشہ اگرچہ خونریزی ہے وہ تبریزی سورج سے مغلوب ہے

گرچہ دَر تاثیر نحس آمد زُحل دِقّتِ فکر آید ازوَے دَر عَمل
زحل اگرچہ تاثیر میں منحوس ثابت ہوا ہے عمل میں اس سے فکر کی باریکی پیدا ہوتی ہے

ماہم از مہرار دو کف برہم زَنَد زہَرہ نبود زُہرہ راتا دَم زَنَد
میرا چاند سورج کیوجہ سے اگر دونوں ہتھیلیاں بجا رہا ہے زہرہ کا پتہ نہیں ہے کہ دم ملے

بل عُطارد ۳ خانۂ خود گم کُنَد وز جنوں اُو جوزِ جوزا بشکنَد
بلکہ عطارد اپنا گھر گم کر دیتا ہے اور دیوانہ پن سے جوزا کا اخروٹ توڑ دیتا ہے

مُشتری رادست لرزَد دل طپَد بر سَرِ آب اُو فتدمہ چوں سَبَد
مشتری کا ہاتھ لرزتا ہے دل تڑپتا ہے چاند ٹوکری کی طرح پانی پر پڑ ہے

نسرِ طائر را بریزد پَر زشرم وز طمع تنّیں شود چوں موم نرم
نسر طائر کے شرم سے پر جھڑتے ہیں اژدھا لالچ سے موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے

جوزا۔ ایک برج کا نام ہے۔ مشتری ستارے کا نام ہے۔ نسر طائر۔ اڑنے والا گدھ ستاروں کا ایک مجموعہ ہے جو اڑنے والے گدھ کی طرح نظر آتا ہے۔ تنیں۔ اژدھا۔ عنقۃ الراس اور عقداب کا درمیانی حصہ کہکشاں۔

۱ ہر یکے۔ ستارے۔ شیطانوں کو جلا دیتے ہیں۔ نفط۔ ایک آتشگیر مادہ ہے۔ اختر۔ مولانا نے مثنوی کے دفتار کو منزرسدوں نے قرار دیا ہے اور جان کیلئے وہ بروج ثابت کیے ہیں جو آسمان میں برج ہیں۔ لہٰذا ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جنکے لفظی معنی بھی مراد لئے ہیں۔ اور وہ ستاروں اور برجوں کے نام بھی ہیں جو شیطان کے لئے بچھو کا کام کرتے ہیں۔ اور ستارہ شناس ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہی حال مثنوی کا ہے۔ عقرب۔ بچھو، ایک برج کا نام بھی ہے۔ مشتری۔ خریدار ایک ستارہ کا نام بھی ہے۔ قوس کمان ایک برج کا نام بھی ہی دلو۔ ڈول ایک برج کا نام بھی ہے۔ حوت۔ مچھلی ایک برج کا نام بھی ہے۔ ایک برج کا نام بھی ہے۔ صد شیر ایک برج کا نام بھی ہے۔ اطلس۔ غیر منقش۔ ریشمین کپڑا نویں آسمان پر بھی اطلاق کرتے ہیں۔ خرچنگ۔ کیکڑ برج سرطان کو بھی کہتے ہیں میزن۔ ترازو ایک برج کا نام بھی ہے۔

۲ مریخ۔ مشہور ستارہ ہے اس کو آسمان کا جلاد بھی کہا جاتا ہے مولانا نے منکراسہ مراد لیا ہے۔ شمس تبریزی۔ سورج کو تبریزی اس لئے کہا ہے کہ تبریز آذربائیجان کا ایک شہر ہے جو جانب مشرق واقع ہے اور اس سے شمس تبریزی ہی مراد ہیں جو مولانا کے پیر ہیں۔ زحل۔ مشہور ستارہ ہے جس شخص کا ستارہ زحل ہوتا ہے۔ اسمیں قوت فکریہ بہت ہوتی ہیں۔ ماہم۔ یعنی اگر میری مثنوی سرور کشی کرے تو زہرہ قاضۂ فلک ہے وہ دم بخود رہ جائے۔ ۳ عطارد۔ ستارہ جس کو دبیر فلک بھی کہا جاتا ہے۔

دختران[1] نعش آبستن شوند　　مجتمع گردند و دستک زن شوند
بنات النعش حاملہ ہو جاتی ہیں　　اکٹھی ہو جاتی ہیں اور تالیاں بجاتی ہیں

در گذر زیں رمزہا بے گاہ شُد　　کہکشاں از سُنبلہ پُر کاہ شُد
ان اشاروں سے در گذر کر بے وقت ہو گیا　　کہکشاں سنبلہ کی وجہ سے تنکوں بھری ہو گئی

آفتاب[2] از کوہ سر زد اِتّقُوا　　لیک تلخ آمد تُرا ایں گفتگو
سورج پہاڑ سے طلوع ہو گیا، بچو　　لیکن تجھے یہ گفتگو کڑوی لگی

تو عَدُوی وز عَدُو شہد و لبَن　　بے تکلّف زہر گردد در بدن
تو دشمن ہے اور مخالف سے شہد اور دودھ　　بے تکلف بدن میں زہر بن جاتا ہے

ہر وجودے کز عدم بنمود سَر　　بر یکے زہرست و بر دیگر شکر
جس وجود نے عدم سے سر ابھارا　　ایک پردہ زہر ہے اور دوسرے پر شکر ہے

دوست شو وز خوی نا خوش شو بَری　　تاز خمرہ زہر ہم شکّر خوری
دوست بنجا اور بری عادت سے خالی ہو جا　　تاکہ زہر کے مٹکے سے بھی تو شکر کھائے

زاں نشُد فاروق راز ہرے گزند　　کہ بُد آں تریاقِ فاروقیش قند
اسی لئے عمر فاروق کے لئے زہر مضر نہ ہوا　　کیونکہ ان کا فاروقی تریاق شکر تھا

ہیں بجو تریاقِ فاروق اے غلام　　تا شوی فاروقِ دَوراں و السلام
اے لڑکے! فاروقی تریاق تلاش کر لے　　تاکہ تو فاروق دوراں بن جائے والسلام

[1] دختران نعش۔ بنات تین تارے ہیں اور نعش چار ستاروں کا مجموعہ ہے بنات النعش ان ساتا ستاروں کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو چارپائی کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ کہکشاں۔ ایک لمبی سفیدی ہے جو راستہ کی صورت میں نظر آتی ہے موسم برسات میں سر شام نظر آنے لگتی ہے اس کا ایک سرا جنوب کی جانب اور دوسرا شمال کی جانب ہوتا ہے سنبلہ۔ گیہوں کی بال، ایک برج کا نام بھی ہے۔ پُر کاہ شُد۔ اب اس مثنوی کے رموز کے بیان کو ختم کرو بیان کے طول کی وجہ سے اس کے صاف مضامین بھی سمجھنا مشکل ہو رہے ہیں۔

[2] آفتاب۔ مثنوی کا سورج طلوع کر آیا ہے۔ جس کی روشنی پھیل گئی ہے لیکن منکر کو یہ بھی ناگوار ہے۔ تو عدوی۔ عداوت کی وجہ سے دشمن شہد اور دودھ کو بھی زہر سمجھتا ہے۔ ہر وجودے۔ یہ شہد اور زہر ہونا مثنوی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر چیز کا یہی حال ہے۔ خمرہ۔ مٹکی زاں۔ نشد۔ حضرت عمرؓ کے لئے ان کے فاروقی تریاق کی وجہ سے مخالفین کا زہر قند بن گیا تھا اسلئے ان کیلئے وہ زہر مضر نہ رہا ہیں۔ بجو۔ وہی تریاق فاروقی اگر تو حاصل کرے گا تو بھی اپنے زمانہ کا فاروق بن جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر ششم

اسلامی کُتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

فہرست عنوانات مثنوی مولانا رومؒ دفترِ ششم

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۔	مقدمہ	۷
۲۔	آغاز مثنوی	۱۹
۳۔	سوال آں سائل واعظ را کہ مرغ بر سر ربض نشستہ بود	۳۰
۴۔	نکوہیدن ناموس ہای پوشیدہ را	۳۵
۵۔	مناجات و پناہ جستن بحق سبحانہ وتعالیٰ از فتنہ اختیار	۳۸
۶۔	حکایتِ آں غلام ہندو کہ بخداوندزادہ خود پنہاں ہوا آوردہ بود	۴۲
۷۔	صبر فرمودن خواجہ مادرِ دختر را	۴۵
۸۔	در بیان آنکہ ایں غرور نہ تنہا آں ہندو را بود	۴۹
۹۔	در عموم تاویل ایں آیہ کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا الایہ	۵۱
۱۰۔	قصہ ہم در تفسیر ایں معنی	۵۲
۱۱۔	وانمودن پادشاہ با اُمرا	۵۵
۱۲۔	مرافعہ آں اُمرا آں حجت را	۵۶
۱۳۔	حکایت ایں صیادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بود	۵۹
۱۴۔	حکایتِ آں شخص کہ دزداں قچ او بدزدیدند	۶۳
۱۵۔	مناظرہ مرغ با صیاد در ترہب	۶۴
۱۶۔	حکایت پاسبانے کہ خاموش کرد	۷۱
۱۷۔	حوالہ کردن مرغ گرفتاری خود را	۷۲
۱۸۔	حکایت آں عاشقے کہ شب بیامد بر امید وعدہ معشوق	۷۶
۱۹۔	استدعای امیر ترک مخمور مطرب را	۸۰
۲۰۔	آمدن ضریر در خانہ مصطفیٰ	۸۳
۲۱۔	امتحان کردن مصطفیٰ عائشہؓ را	۸۵
۲۲۔	حکایت آں مطرب کہ در بزم امیر ترک ایں غزل آغاز کرد	۸۶
۲۳۔	تفسیر قول صلی اللہ علیہ وسلم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا	۸۸
۲۴۔	تشبیہ مغفلے کہ عمر ضائع کند	۹۳
۲۵۔	نکتہ گفتنِ آں شاعر جہت طعن اہل حلب	۹۵
۲۶۔	تمثیلِ مرد حریص نابینندہ رزاقی حق را	۹۷
۲۷۔	داستان آں شخص کہ بر در سرای نیم شب سحوری می زد	۱۰۰
۲۸۔	قصہ اَحد اَحد گفتن بلالؓ	۱۰۴
۲۹۔	باز گردانیدن صدیقؓ واقعہ بلالؓ	۱۱۰
۳۰۔	وصیت کردن مصطفیٰ صدیقؓ را	۱۱۳
۳۱۔	خندیدن جہود و پنداشتن کہ صدیق مغبون ست	۱۱۷
۳۲۔	معاتبہ کردن حضرت رسولؐ با صدیق اکبرؓ	۱۱۹
۳۳۔	قصہ بلالؓ کہ بندۂ مخلص بُود خدای را	۱۲۳
۳۴۔	در تقریر ہمیں معنی	۱۲۵
۳۵۔	حکایت در تقریر ہمیں سخن	۱۲۵
۳۶۔	حکایت ہم در تقریر ایں معنی	۱۲۷

۳۷۔	رجوع بقصہ بلالؓ	۱۲۷	۵۸۔	جواب قاضی سوال صوفی را و قصہ ترک و درزی	۱۷۳
۳۸۔	رنجور شدن ہلالؓ و بیخبری خواجہ او از رنجوری او	۱۲۸	۵۹۔	تفسیر قولہ علیہ السلام اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَةَ الحدیث	۱۷۴
			۵۹۔	دعویٰ کردن و گرد بستن ترک	۱۷۵
۳۹۔	درآمدنِ مصطفیٰ از بہر عبادت بلالؓ	۱۳۰	۶۰۔	نشان جستن ترک خانہ درزی را	۱۷۵
۴۰۔	دربیان آنکہ مصطفیٰ شنید کہ عیسیٰ بر رُوی آب رفت	۱۳۲	۶۱۔	مضاحِک گفتن درزی تُرک را	۱۷۷
۴۱۔	داستان آں عجوزہ کہ رُوی زشتِ خود را گلگونہ ساخت	۱۳۵	۶۲۔	خطاب با ہر نفسے کہ بمثل ایں بلا مُبتلا ست	۱۷۸
۴۲۔	داستانِ آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد	۱۳۷	۶۳۔	گفتن درزی ترک را کہ ہی خموش کن	۱۷۹
۴۳۔	صفتِ آں عجوز و رجوع بحکایتِ آں	۱۳۸	۶۴۔	بیان آنکہ بیکاران و افسانہ جویان مثل آں ترک اند	۱۸۰
۴۴۔	قصہ درویشے کہ از خانہ ہرچہ میخواست می گفتند کہ نیست	۱۳۸	۶۵۔	باز مکرر کردن صوفی آں سوال را	۱۸۲
۴۵۔	رجوع بداستانِ آں کمپیر	۱۴۰	۶۶۔	جواب گفتن قاضی صوفی را	۱۸۳
۴۶۔	حکایت آں رنجور کہ طبیب در و امید صحت ندید	۱۴۲	۶۷۔	حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر	۱۸۴
۴۷۔	رجوع بقصہ آں رنجور	۱۴۴	۶۸۔	مثل پرسیدن عارفے از کشش	۱۸۶
۴۸۔	قصہ سلطان محمود و غلام ہندو	۱۵۰	۶۹۔	قصہ فقیر روزی طلب بے واسطہ کسب و رنج	۱۹۰
۴۹۔	قال النبی لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ ہَمُّ الْمَوْتِ الخ	۱۵۵	۷۰۔	قصہ آں گنج نامہ کہ گفتند	۱۹۷
۵۰۔	بارِ دیگر رجوع کردن بقصہ آں صوفی و قاضی	۱۵۸	۷۱۔	تمامی قصہ آں فقیر و نشان جائے آں گنج	۲۰۰
۵۱۔	رفتن صوفی سوی سیلی زنش	۱۶۰	۷۲۔	فاش شدن خبر آں گنج	۲۰۰
۵۲۔	ہم در تقریر قصہ قاضی و صوفی	۱۶۳	۷۳۔	نومید شدن آں پادشاہ از نا یافتن از گنج	۲۰۱
۵۳۔	تیرہ شدن قاضی از سیلی آں درویش رنجور	۱۶۶	۷۴۔	نومید شدن و باز دادن پادشاہ آں گنج نامہ	۲۰۳
۵۴۔	جواب دادن قاضی صوفی را	۱۶۶	۷۵۔	حکایت آں مرید شیخ ابوالحسن خرقانیؒ	۲۰۹
۵۵۔	سوال کردن صوفی از قاضی	۱۶۹	۷۶۔	پرسیدن آں وارد از حرم شیخؒ	۲۱۰
۵۶۔	جواب گفتن آں قاضی صوفی را	۱۶۹	۷۷۔	جواب گفتن مرید و زجر کردن او	۲۱۱
۵۷۔	باز سوال کردن آں صوفی از آں قاضی	۱۷۳	۷۸۔	باز گشتن مرید از وثاق شیخؒ	۲۱۵

۷۹۔	یافتن آں مرید مراد ورا	۲۱۶	۱۰۱۔	آمدنِ جعفر طیارؓ بگرفتن قلعہ تنہا	۲۹۶
۸۰۔	حکمت دراِنّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ	۲۱۸	۱۰۲۔	رجوع بحکایت آں شخص وام کردن و آمدنِ او	۳۰۳
۸۱۔	معجزہ ہودؑ پیغمبر	۲۲۲	۱۰۳۔	باخبر شدن آں غریب از وفات آں مُحتسِب	۳۰۵
۸۲۔	رجوع کردن بقصہ قبہ و گنج	۲۲۸	۱۰۴۔	مثل دو بین، ہمچو آں غریب شہر کاش عمر نام	۳۱۳
۸۳۔	انابت آں طالب گنج بحق تعالیٰ	۲۳۲	۱۰۵۔	توزیع کردن پائمرد در جملہ شہر تبریز	۳۱۶
۸۴۔	آواز دادن ہاتف مر طالب گنج را	۲۳۶	۱۰۶۔	گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السلام	۳۱۹
۸۵۔	داستان آں سہ مسافر مسلمان و ترسا و جہود	۲۳۸	۱۰۷۔	دیدن خوارزم شاہ در سپراں در موکب خود	۳۲۵
۸۶۔	حکایت شتر و گاو و قچ کہ در راہ بند گیاہ یافتند	۲۴۵	۱۰۸۔	مواخذۂ یوسف صدیق علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۳۰
۸۷۔	حکایت در بیان حال خود پرستاں	۲۴۶	۱۰۹۔	رجوع بحکایت سلطان و اسپ	۳۳۵
۸۸۔	بازگشتن بحکایت شتر و گاو و قچ	۲۴۶	۱۱۰۔	رجوع کردن بقصہ آں پائمرد و آں غریب وام دار	۳۴۰
۸۹۔	جواب گفتن مسلمان آنچہ دیدہ ترسا	۲۴۷	۱۱۱۔	گفتن خواجہ در خواب بآں پائمرد وجوہ وام آں دوست را	۳۴۲
۹۰۔	منادی کردن سید ملک ترمذ	۲۵۰	۱۱۲۔	حکایت آں پادشاہ و وصیت کردن سہ پسر خویش را	۳۴۶
۹۱۔	حکایت تعلق موش با چغز	۲۶۱	۱۱۳۔	بیان استمداد عارف از سرچشمہ حیات ابدی	۳۴۸
۹۲۔	تدبیر کردن موش بہ چغز کہ من نمی توانم	۲۶۳	۱۱۴۔	رواں شدن ہر سہ شہزادہ در ممالک پدر	۳۵۱
۹۳۔	مبالغہ کردن موش در لابہ و زاری کردن	۲۶۶	۱۱۵۔	رفتن پسرانِ سلطان سوئے قلعہ	۳۵۷
۹۴۔	لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش	۲۶۸	۱۱۶۔	دیدنِ ایشاں در قصر آں قلعۂ ذات الصور نقش دختر شاہ چین	۳۶۳
۹۵۔	رجوع بحکایت موش و چغز آبی	۲۷۰	۱۱۷۔	حکایت صدر جہاں بخاری	۳۶۷
۹۶۔	حکایت شب دزدان کہ شاہ محمود	۲۷۸	۱۱۸۔	حکایتِ آں دو برادر یکے کوسہ	۳۷۱
۹۷۔	قصہ آں کہ گاؤ بحری گوہر کاویانی از قعر دریا برآوردہ	۲۸۷	۱۱۹۔	در تفسیرِ ایں خبر کہ مصطفےٰ فرمود مَنْهُوْمَانِ لَایَشْبَعَانِ الحدیث	۳۷۶
۹۸۔	رجوع کردن بقصہ طلب کردن آں موش آں چغز را	۲۸۸	۱۲۰۔	بحث کردن آں سہ شہزادہ در تدبیر ایں واقعہ	۳۷۶
۹۹۔	قصہ عبدالغوث و ربودن پریاں اورا	۲۹۱	۱۲۱۔	مقالت برادر بزرگ ترین	۳۷۷
۱۰۰	داستان آں مرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب	۲۹۵	۱۲۲۔	ذکر آنکہ پادشاہے کہ دانشمندے را باکراہ در مجلس در آوردہ	۳۷۹

۱۲۳۔	روان شدن شہزادگان بعد از تمام بحث	۳۸۵	۱۴۵۔	وسوسہ کہ پادشاہزادہ را پیدا شد از سبب استغناء	۴۶۰
۱۲۴۔	حکایت امرؤالقیس کہ پادشاہ عرب بود	۳۸۶	۱۴۶۔	خطاب حق تعالیٰ بہ عزرائیل کہ ترا رحم برکہ بیشتر آمد	۴۶۴
۱۲۵۔	بے طاقت شدن بعد از مکث موتوازی شدن	۳۹۳	۱۴۷۔	کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز	۴۶۶
۱۲۶۔	بیان مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد	۴۰۳	۱۴۸۔	قصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود را بے واسطہ مادر و دایہ در طفلی	۴۶۷
۱۲۷۔	حکایت آں شخص کہ درخواب دید کہ آنچہ میطلبی از یسار	۴۰۷	۱۴۹۔	رجوع بداں قصہ شاہزادہ کہ بہ نقصان آمد	۴۷۰
۱۲۸۔	سبب تاخیر اجابت دعای مومن	۴۰۸	۱۵۰۔	مثل وصیت کردن آں شخص کہ سہ پسر داشت	۴۷۲
۱۲۹۔	رجوع بقصہ آں شخص کہ باو نشاں گنج دادند	۴۱۰	۱۵۱۔	مثل	۴۷۵
۱۳۰۔	رسیدن آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوی	۴۱۲	۱۵۲۔	خاتمہ لِوَلَدِهِ الْعَارِفِ الْكَامِلِ الْمُحِق مَوْلَانَا بَهَاءُ الْمِلَّتِ وَالدِّيْنَ قُدِّسَ سِرُّهُ	۴۷۶
۱۳۱۔	در بیان ایں حدیث شریف کہ الصدق طمانیۃ الخ	۴۱۴	۱۵۳۔	اختتام مثنوی	۴۸۱
۱۳۲۔	گفتن عسس خواب خود را باغریب مسکین	۴۱۸	۱۵۴۔	آغاز داستان بیان کردن آں سہ پسر	۴۸۲
۱۳۳۔	باز گشتن آں مرد شادماں مراد یافتہ	۴۲۰	۱۵۵۔	داستان بر سبیل تمثیل	۴۸۴
۱۳۴۔	مکرر کردن برادراں پند دادن برادر بزرگ ترا	۴۲۵	۱۵۶۔	حکایت در بیان حال آں درویش	۴۸۵
۱۳۵۔	مفتون شدن قاضی بر زن جوحی	۴۳۰	۱۵۷۔	پیش آمدن دنیا بصورت زن	۴۸۷
۱۳۶۔	رفتن قاضی بخانہ زن جوحی	۴۳۳	۱۵۸۔	قصہ دوشیدن گاؤ ناز او از راہ امتحان	۴۸۹
۱۳۷۔	آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن	۴۳۸	۱۵۹۔	در بیان معنی آں حدیث	۴۹۴
۱۳۸۔	در بیان خبر مصطفیٰ کہ فرمود مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ الحديث	۴۴۰	۱۶۰۔	رجوع بداستان درویش و وداع شدن	۴۹۵
۱۳۹۔	باز آمدن جوحی بحکمہ قاضی	۴۴۱	۱۶۱۔	بیان نمودن آں پسر دوم حال کاہلی خود	۴۹۷
۱۴۰۔	باز آمدن بقصہ شہزادہ و ملازمت او	۴۴۴	۱۶۲۔	حکایت نمودن آں پسر سوم کاہلی خود	۵۰۰
۱۴۱۔	در بیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ را	۴۴۵	۱۶۳۔	در معنی ایں حدیث اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ	۵۰۱
۱۴۲۔	در بیان آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرہ صراط بر سر اوست	۴۴۶	۱۶۴۔	رجوع کلام بہ حکایت آں پسر سوم	۵۰۱
۱۴۳۔	وفات یافتن برادر بزرگ از شہزادگان	۴۴۷	۱۶۵۔	در بیان آنکہ دنیا طالب ہارب خود	۵۰۲
۱۴۴۔	آمدن برادر میانگین بجنازہ برادر کہ ایں کوچک صاحب فراش بود از رنجوری	۴۴۹	۱۶۶۔	جواب گفتن آں صوفی برائے تسکین خاطر مریداں	۵۰۴

۱۶۷ـ	عرض نمودن آں سہ پسر	۵۰۵
۱۶۸ـ	دربیان معنی ایں حدیث کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنْ	۵۰۶
۱۶۹ـ	حکایت بر سبیل تمثیل	۵۰۶
۱۷۰ـ	رجوع بحکایت شہزادہ سوم	۵۰۸
۱۷۱ـ	بیان حال شہزادہ سوم	۵۰۹
۱۷۲ـ	داستان آں منطقی کہ بدونِ استعداد	۵۱۰
۱۷۳ـ	بیان حال شہزادہ سوم	۵۱۲
۱۷۴ـ	تمثیلاتِ چند در بیان آنکہ کار دنیا	۵۱۵
۱۷۵ـ	در بیان مغلوبیت حال خود	۵۱۶
۱۷۶ـ	چند نالہ زار کہ از نے بیقرار درد آثار غمگسار	۵۱۷
۱۷۷ـ	در تاویل بر تصوف سورہ اَلْقَارِعَةُ وَمَا الْقَارِعَةُ	۵۲۱
۱۷۸ـ	وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ	۵۲۲
۱۷۹ـ	فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ	۵۲۳
۱۸۰ـ	باز رجوع نمودن بتفصیل وتاویل قصہ شہزادگاں	۵۲۴
۱۸۱ـ	رجوع آوردن بحکایت آں بادشاہ	۵۲۷
۱۸۲ـ	ارجاع کلام باستمداد روحانی	۵۳۰
۱۸۳ـ	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۵۳۱
۱۸۴ـ	در ختم وسال تاریخ اختتام مثنوی	۵۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

آج جبکہ میں مثنوی شریف دفترِ ششم کے لئے یہ چند سطور قلم بند کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دفترِ ششم کتابت کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ اور اب انشاء اللہ طباعت کے بعد وہ عنقریب منظرِ عام پر آ جائے گا۔ جس وقت میں نے اس کا کام کا آغاز کیا تھا وسائل اور ذرائع کی کمی کے باعث انجام بالکل نظروں سے اوجھل تھا، میری زبان و قلم اس مسبب الاسباب، خدائے وہاب کا شکریہ ادا کرنے سے یکسر نہ عاجز اور قاصر ہے۔ جس نے اپنے عالم غیب سے ہر قدم پر میری بے پایاں مدد فرمائی اور میں چند ہی سال میں اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچا سکا۔ پہلا دفتر ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا اور آج جبکہ جون ۱۹۷۸ء ہے دفترِ ششم پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ غیب سے میرے اندر توانائی آئی اور تکمیل کے شوق نے مجھ سے دیگر مصروفیتوں کے علاوہ یومیہ پانچ چھ گھنٹے کام لے لیا، صحت نے بھی اس قدر ساتھ دیا کہ کوئی دن مجھے ایسا یاد نہیں کہ صحت کی خرابی کام میں خلل انداز ہوئی ہو اور میں سفر و حضر میں مسلسل اپنے کام کو جاری رکھ سکا، غیر متوقع مالی امداد اور دیگر ذرائع کے علاوہ میری نورِ چشم عارفہ رضیہ سلمہا (بی اے پرشین) بھی میرے اس کام میں میری قوت بازو ثابت ہوئی۔ مسودے، پروف اور کاپی کی تصحیح میں اس نے میری ہر طرح کی مدد کی ہے۔ دعا ہے کہ خدا اس کو دونوں جہان میں خوش و خرم رکھے۔ اور وہ دنیوی و اخروی نعمتوں سے مالا مال ہو، آخر میں اگر میں اپنے کاتب منشی منظور الدین صاحب خوشنویس کا شکریہ ادا نہ کروں تو میری ناسپاسی ہوگی۔ انہوں نے عام کاتبوں کی روش کے خلاف نہایت پابندی اور جانفشانی سے میری تمناؤں کو پورا کیا میں ان کے لئے بھی دست بدعا ہوں اور اب میں ان صاحبان سے جو میری محنت سے فائدہ اٹھائیں ملتجی ہوں کہ وہ بارگاہ رب العزت میں میرے لئے صمیم قلب سے دعا کریں کہ حضرت حق تعالیٰ جل مجدہٗ میری اس کاوش کو قبولِ عام کا شرف عطا فرمائے اور میرے لئے ذخیرہ آخرت کر دے اور اس کتاب میں جن روحانی مراتب کا ذکر ہے مجھے بھی اس کا اہل بنا دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

خاتمہ: مولانائے رومؒ نے چھٹا دفتر ایسی حالت میں ختم کر دیا کہ قلعہ ذات الصور میں جو تین شہزادے داخل ہوئے تھے ان میں سے دو کا ذکر مکمل ہوا اور تیسرے کا ذکر ناقص رہ گیا۔ نیز مولانا نے کاہلوں کا قصہ

شروع فرمایا وہ قصہ بھی نا تمام رہ گیا۔ مولاناؒ کے صاحبزادے حضرت سلطان بہاؤ الدین ولدؒ نے مثنوی کا خاتمہ تحریر فرمایا ہے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے اپنے والد مکرم سے ان دونوں قصوں کو ناقص چھوڑ دینے کی وجہ معلوم کی تو فرمایا۔

ہست باقی شرح ایں لیکن درِدوں　　بستہ شد دیگر نمی آید بروں
اس کی شرح باقی ہے لیکن باطن　　بستہ ہو گیا اب باہر نہیں آتا ہے

اور فرمایا۔

باقی ایں گفتہ آید بے زباں　　دردل آنکس کہ دارد نورِ جاں
اس کا باقی بغیر زبان سے کہتے ہوئے آجائیگا　　اس شخص کے دل میں جو جان کا نور رکھتا ہوگا

مولانا کے اس فرمان کی بنیاد پر کچھ اہلِ دل نے ان مضامین کی تکمیل کی ہے۔ اس سلسلہ میں دو بزرگوں کا کلام ہمارے پیش نظر ہے ایک مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کا جنھوں نے چھٹے دفتر کی تکمیل کیلئے خاتمہ تحریر فرمایا اور دوسرا مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنھوں نے تکمیل کے لئے ساتواں دفتر تحریر فرمایا۔ حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے۔ اپنے دور کے علماء فحول میں ان کا شمار ہے اور حضرت حق تعالیٰ نے ان کو شریعت و طریقت میں بہت بلند مقام عنایت فرمایا تھا۔ سن پیدائش ۱۲۳۱ھ اور سن وفات ۱۲۹۶ھ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ الخواطر میں ان کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کان مفرط الذکاء سریع الادراک قوی الحفظ حلوب الکلام بہت ذہین جلد سمجھ جانے والے قوی الحافظ اور شریں کلام تھے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غذاء روح میں اپنے شیخ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

ہیں خلیفہ ان کے گرچہ بیشمار　　لیک انمیں سے ہے دو اعلیٰ وقار
انمیں سے دو شخص ہیں اہل ہدیٰ　　ماہِ برج معرفت شمس الضحیٰ

یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب　　فیض کے طالب ہیں جنکے لوگ سب
دوسرے شیخ محمد مولوی　　علم و زہد ان کا ہے عالم پر جلی

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرثیہ لکھا تو فرمایا:۔

اے کجا رفت آں تقی واں نقی — مولوی شیخ محمد تھانوی
بود دریائے بعلم ظاہری — بحر مواجے بعلم باطنی
در کلامش آنچناں تاثیر بود — مرداں راہوش و صبرے می ربود
قطب کامل بود مقبولِ خدا — یا الٰہی پوش در رحمت ورا

مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کا پورا ایک دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔جی چاہتا تھا کہ اس کو بھی ہم شریک اشاعت کریں لیکن بعض مجبوریوں کی بناء پر سردست ایسا نہیں ہوسک رہا ہے، خدا کی توفیق شامل حال ہوئی تو انشاء اللہ اس کو کسی اور موقع پر مستقل شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔سردت تبرکا اس کے کچھ ابتدائی اور آخری اشعار ذکر کئے جاتے ہیں۔ابتداء اس طور پر فرمائی ہے۔

اے محمد دیر شد جذب حسام — ہمچو صمصام تو ہست اندر نیام
خوش بیاو از میانش کش چو نور — تا شود تاریکی احوال دور
یا الٰہی بخش الٰہی بخش را — کز جلالش بود ذکرے در ورا
دفتر سادس مکمل کردو رفت — عقدہ کاں بود ہم حل کرد وررفت

آخری چند اشعار حسب ذیل ہیں

محو گرداں در جمالِ با کمال — چشم بے چشمک نما اے ذوالجلال
دلدہی فرماو تسکینم بہ بخش — دیں پناہم حاصلِ دینم بہ بخش
آخرش تا چند ایں ہجران وفصل — بادۂ بحرِ محمدؐ دہ ز وصل

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے مثنوی کا ایک دفتر ہفتم مکہ معظمہ میں بھی دیکھا اور ہندوستان میں بھی جس کو مولانا رومؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔لیکن مولانا کی رائے میں یہ انتساب بالکل غلط ہے۔مولانا نے اس دفتر کے آغاز کے یہ اشعار نقل کئے ہیں۔

اے ضیاء الحق حسام الدین سعید
دولتت پایندہ نقرت بر مزید
چونکہ از چرخ ششم کردی گذر
بر فرازِ چرخ ہفتم کن مقر

اور آخری شعر یہ نقل کیا ہے۔

حسبی اللہ ما عنانِ اختیار
با تو وادیم اے قدیم کردگار

اور پھر مثنوی کے انداز میں ہی اپنی رائے تحریر فرمائی ہے۔

مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۱۶۲ھ ، تاریخ وفات ۱۲۴۵ھ آپ ضلع مظفر نگر کے مردم خیز قبصہ کاندھلہ میں پیدا ہوئے والد صاحب کا اسم گرامی الشیخ الطیب شیخ الاسلام ہے اور سلسلہ نسب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور چودہ سال کی عمر میں تمام علوم نقلیہ اور عقیہ سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو سعادتِ ازلی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا انکی صحبت نے آپ کو کندن بنا دیا اور انکے فیض سے آپ باطنی علوم میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور شاہ صاحبؒ کی نگرانی میں آپ نے درس دینا شروع کر دیا۔ شاہ صاحب اپنے شاگردوں میں سے آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کا اس سند سے اظہار ہوتا ہے جو شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ نواب ضابط خاں نے آپ کے علم و فضل کی بدولت آپؒ کو حضرت شاہ صاحب سے اپنے لئے مانگ لیا اور مفتی صاحب کچھ عرصہ ان سے متعلق رہے لیکن نواب صاحب کے وصال کے بعد آپ نے وطن کو خیر باد کہہ دیا اور آپ بھوپال تشریف لے گئے وہاں عہدہ افتاء پر فائز رہے پھر بھوپال کا قیام ترک کر کے اپنے وطن کاندھلہ تشریف لے آئے اور تادم واپسیں کاندھلہ ہی میں رونق افروز رہے۔ حواشی اور تعلیقات کے علاوہ آپ کی تصانیف ۳۴ گنائی جاتی ہیں لیکن آج ہمارے ہاتھوں میں ان میں سے چند ہی ہیں۔ جملہ ان کے خاتمہ مثنوی کو قبول عام کا درجہ حاصل ہے۔ مثنوی شریف کے چند ایڈیشن ایسے ہیں جن میں آپ کے تحریر فرمودہ خاتمہ کو جز بنایا گیا ہے ہم نے بھی ضروری سمجھا اس ایڈیشن میں اس کو شامل کریں۔

دفتر ششم سے متعلق اصطلاحات

ہمت: مولانا بحرالعلوم نے فرمایا ہے کہ ہمت صوفیاء کی اصطلاح میں مکمل توجہ یا جمعیت کو کہتے ہیں۔اور ایسی جمعیت کہ اس چیز کے سوا کسی اور چیز کی طرف بالکل توجہ نہ رہے۔عارف اسی ہمت سے تصرفات کرتا ہے اور اسی سے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے۔لیکن یہ ہمت کاملین کے شایان شان نہیں ہے بلکہ ان کی ہمت میں تصرف کی یہ تاثیر نہیں ہوتی ان کی ہمت صرف علوم ومعارف کی طلب میں کام کرتی ہے۔

توحید فی الذات: یہ ہے کہ سالک کی نظر میں ذات خدا کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے۔اس کو اصطلاح میں معائنہ بھی کہتے ہیں۔

توحید فی الصفات: یہ ہے کہ سالک کی نظر میں صرف صفات خداوندی رہ جائیں اور غیر اللہ کی صفات نظر میں نہ رہیں اس کو اصطلاح میں مشاہدہ بھی کہا جاتا ہے۔

توحید فی الافعال: یہ ہے کہ سالک کے اپنے افعال نظر والتفات سے غائب ہو جائیں اور صرف افعال حق پر نظر رہ جائے۔

مراقبہ موت: یہ ہے کہ سالک کسی وقت قلب کی طرح متوجہ ہو کر یہ خیال جمائے کہ اسوقت سب انسان عالم نزع میں ہیں اور ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور جو باتیں کوئی ایک دوسرے سے کر رہا ہے وہ گویا مرنے کے وقت کی وصیتیں ہیں۔مولانا نے اس مراقبہ کا ذکر حسب ذیل اشعار میں کیا ہے۔

درہمہ عالم اگر مردود زنند　　دمبدم در نزع و اندر مردن اند
ایں سخن شاں راو،تہا شمر　　کہ پدر گوید دراں دم باپسر

اس مراقبہ سے سالک کے دل میں عبرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض اور شک اور کینہ زائل ہوتا ہے۔

عروج ونزول: عروج سالک کی وہ حالت ہے جس میں اس کی توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ مخلوق کی طرف بالکل التفات نہیں ہوتا۔اس کے مقابل نزول ہے۔اس حالت میں مخلوق کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔اور یہ توجہ مخلوق کا خالق سے تعلق استوار کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

عمل خطائین: یہ مجہول عدد کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔مثلاً اگر ہم یہ معلوم کرنا چاہیں کہ وہ کونسا

عدد ہے جس کا دو تہائی اور ایک اگر اس پر بڑھا دیں تو مجموعہ دس عدد ہو جائے۔ ہم اس عدد کو معلوم کرنے کیلئے کوئی ایک عدد فرض کریں گے۔ مثلاً ہم نے نو کا عدد فرض کیا۔ ہم اس کو مفروض اول کہیں گے۔ ہم نے اس پر اس کا دو ثلث یعنی چھ اور ایک کا اضافہ کیا تو مجموعہ سولہ ہو گیا۔ یہ مقصود عدد کے مطابق نہ نکلا تو ہم مقصود عدد یعنی دس اور اس عدد میں جو فرق ہے اس کو نکالیں گے وہ چھ کا عدد ہے ہم اس کو خطا اول کہیں گے پھر صحیح جواب معلوم کرنے کیلئے ایک اور عدد فرض کرینگے اور اس عدد و مفروض ثانی کہیں گے مثلاً ہم نے چھ کا عدد فرض کیا اب اس میں وہی عمل کریں گے یعنی اس کا دو ثلث چار اور ایک کا اضافہ کرینگے تو مجموعہ گیارہ ہو جائے گا۔ اب بھی عدد مقصود حاصل ن ہوا عدد مقصود اور اس مجموعہ میں ایک کا فرق ہوا یہ ایک کا عدد خطاء انی کہلائیگا۔ پھر مفروض اول یعنی نو کو خطاء ثانی یعنی ایک میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب نو ہوگا اس کو محفوظ اول کہیں گے اور مفروض ثانی عین چھ کو خطاء اول یعنی چھ میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب چھتیس ہوگا اس کو محفوظ ثانی کہیں گے پھر یہ دیکھیں گے کہ خطاء اول یعنی چھ اور خطاء ثانی یعنی ایک عدد مقصود یعنی دس سے زائد ہیں یا کم یا ایک زائد ہے اور ایک کم۔ اگر دونوں زائد ہوں یا دونوں ناقص ہوں جیسا کہ یہاں ہے تب دیکھو خطاء اول اور خطاء ثانی میں کیا فرق ہے۔ مثالً یہاں چھ اور ایک میں پانچ کا فرق ہے اور یہ دیکھو کہ محفوظ اول اور محفوظ ثانی میں کیا فرق ہے تو یہاں نو اور چھتیس میں ستائس کا فرق ہے تو اس فرق کو جو دونوں محفوظوں میں سے یعنی ستائس کو اس فرق پر جو دونوں خطاؤں میں تھا یعنی پانچ پر تقسیم کر دو تو حاصل تقسیم عدد مطلوب ہوگا یعنی ہم نے ستائس کو پانچ پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم پانچ صحیح اور دو خمس بناء یہی عدد مطلوب ہے چنانچہ ہم اگر اس پر دو ثلث اور ایک بڑھا دینگے تو دس بن جائیگا۔ بڑھانے اور جمع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عدد صحیح کو کسر کی جنس بنالو تو پانچ کے پچیس خمس ہوئے اس کو تجنیس کہیں گے اور دو خمس پہلے تھے اب یہ ستائید خمس ہو گئے اب اس پر اس کا دو تہائی یعنی اٹھارہ خمس بڑھا دو مجموعہ پنتالیس خمس ہو گئے اب اس کو عدد صحیح بنائیں گے یعنی اس پینتالیس کو پانچ پر تقسیم کر دینگے تو عدد صحیح نو بن جائیگا اس کو رفع کہیں گے۔ اس پر ایک کا اضافہ کر دینگے تو مجموعہ دس بن جائیگا۔ یہ طریقہ تو جب اختیار کیا جاتا ہے جبکہ دونوں خطائیں مطلوب سے زیادہ یا ناقص ہوں لیکن اگر ایک زائد اور ایک ناقص ہو تو پھر مجموعہ محفوظین کو مجموعہ خطائین پر تقسیم کیا جائے گا اور حاصلِ تقسیم عدد مطلوب ہوگا۔

جبر وقدر: جز کہ تسلیم رضا کو چارہ در کف شیر نر خونخوارہ کے ماتحت مفتاح العلوم شرح مثنوی میں مولانا محمد نذیر صاحب عرشی نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر مسئلہ جبر وقدر پر نقل کی ہے جو بے حد مفید ہے اس کو نقل کیا جاتا ہے۔ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا:۔

انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک اختیار مستعار ملا ہے اور بندہ کے اس اختیار کو خدا کے اختیار سے وہی نسبت ہے جو قلم کو کاتب کے ساتھ ہے اگر یہ نسبت نہ مانی جائے تو بندہ کے اختیار کو منجانب اللہ کہنا غلط ہوگا اور ارادۂ انسانی خدا کا مخلوق نہ ہوگا۔ انسان کا ارادہ خدا کے ارادہ کا پرتو اور عکس ہے اور انسانی ارادہ کی حرکت خداوندی ارادہ کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ قرآن نے فرمایا ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔

عبادتِ تسخیری وتشریعی

جملہ کائنات اور مخلوقات خدا کی عبادت گذار ہے، کچھ مخلوق کی عبادت تسخیری ہے اور وہ اپنی عادت میں نہ مختار ہے۔ نہ اس کو اپنی عبادتگذاری کا احساس وشعور ہے۔ **بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون** ''بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسی کے لئے ہے ہر چیز اس کی عبادتگذار ہے۔'' اس آیت میں اسی تسخیری عبادت کا ذکر ہے، عبادت تشریعی بالاختیار ہوتی ہے اور اس عبادت میں عبادت گذاروں کے مختلف مراتب ہیں بعض وہ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطے سے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ صفات کے واسطہ سے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ ذات باری تعالیٰ کی جانب بغیر کسی واسطہ کے ہے۔ پہلا درجہ عوام عبادت گذاروں کا ہے دوسرا درجہ خواص کا ہے اور تیسرا درجہ اخص الخواص کا ہے۔ افعال وصفات توجہ ذات اور ادراک کا ذریعہ ہیں لیکن اخص الخواص کا ان کی طرف التفات نہیں ہوتا ہے۔ مولانا رومؒ نے عبادت کے ان مراتب کا مختلف اشعار میں ذکر فرمایا ہے۔

عالم خلق وامر: صوفیاء کے نزدیک آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی مخلوق عالم خلق ہے اور اس سے اوپر کا عالم حس میں عالم ارواح بھی عالم امر ہے۔

قلہ: پانی کا مٹکا جس میں تین سو سیر پانی آجائے۔ اگر اس طرح کے دو مٹکوں کی بقدر پانی ہو تو امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں نجاست گر جانے سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔

بیت المعمور: یہ ساتویں آسمان پر کعبہ کے بالمقابل کعبہ جیسی ایک چیز ہے جس طرح انسان کعبہ کا طواف کرتے ہیں فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے معراج میں بیت المعمور کو ساتویں آسمان پر دیکھا اور فرمایا کہ اسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں پھر دوبارہ داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی وہ مٹی جس سے آنحضورؐ کا جسم اطہر متصل ہے، عرش سے بھی افضل ہے۔

ابوالقاسم عبدالکریم بنی ہوازن القشیری

۳۷۶ھ میں پیدا ہوئے اور نیشاپور میں ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی کتاب ''رسالہ قشیریہ'' تصوف کی مشہور کتاب اور تصوف کی کتابوں کا اہم ماخذ ہے۔

ابو طالب مکی: مشہور بزرگ ہیں ان کی کتاب قوت القلوب تصوف کی بلند مرتبہ کتاب ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں اس کے اقتباسات درج کئے ہیں

اصحاب ایکہ: قرآن پاک میں ہے فکذ بوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ انہ کان کے عذاب یوم عظیم انہوں نے اس کی تکذیب کی تو ان کو سائبان دن عذارب نے آ پکڑا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب ہے ایکہ والوں نے حضرت شعیبؑ کی تکذیب کی تو ایک روز سخت گرمی پڑنے لگی جس سے وہ گھبرا کر اپنے تہہ خانوں میں گھس گئے تہہ خانے خود تنور کا کام دے رہے تھے وہ وہاں سے نکلے تو ان پر ایک بادل آ گیا جس کو وہ سمجھے کہ اس کے سائے میں آرام حاصل کر سکیں گے لیکن اس بادل سے آگ برسنے لگی جس سے وہ جل کر راکھ ہو گئے۔

زرتشت: یہ لقب ہے، اصل نام ابراہیم ہے۔ یہ منہ چہر کی نسل سے تھے اور فیثا غورث حکیم کے شاگرد تھے۔ گشتاشپ شاہ ایران کے دور میں انہوں نے نبوت کا اعلان کیا اور آتش پرستی کا مذہب ایجاد کیا۔ مجوس انکو پیغمبر جانتے ہیں اور ان کی کتاب ژند کو الہامی کتاب قرار دیتے ہیں بعض علمائے اسلام نے بھی ان کو نبی اور حکیم قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی مجوس کو اہل کتاب قرار دیا ہے۔

امرؤالقیس: یہ عرب کا مشہور شاعر ہے اور مشہور معلقہ

قفانبک من ذکری حبیب و منزل
بسقط اللوی بین الدخول فحو مل

اسی امرؤالقیس کا ہے۔ یہ جاہلیت کے دور کا شعر ہے اور یہ جس طرح اپنی فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل ہے اسی طرح اپنے فسق و فجور میں بھی ضرب المثل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ یقدم الشعراء الی النار۔ لیکن مولانا رومؒ امرؤالقیس کو ایک تارک الدنیا اور باخدا انسان ظاہر کر رہے

ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ مشہور امرؤ القیس کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہو اور سوان میں قفا نبک الخ الحاقی عبارت ہے۔

کیخسرو: ایران کا عظیم شہنشاہ گذرا ہے۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاؤس سے ناراض ہو کر کیکاؤس کے حریف افراسیاب شاہ توران کے یہاں چلا گیا تھا۔ افراسیاب نے ابتداء اس کی بہت خاطر تواضع کی اور اپنی بیٹی کا نکاح بھی اس سے کر دیا لیکن کچھ دن بعد سیاوش سازشوں کا شکار ہو گیا اور افراسیاب نے اس کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔ سیاوش کی بیوی حاملہ ہو چکی تھی۔ کچھ دن بعد اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو افراسیاب کے خوف سے چھپا دیا گیا اور اس کی پرورش دیہات میں ہوئی۔ یہی لڑکا کیخسرو ہے۔ کیخسرو جب بڑا ہو گیا اور اس کو اپنے احوال کا علم ہوا تو وہ اپنے دادا کیکاؤس کے پاس ایران چلا گیا اور کیکاؤس کے مرجانے کے بعد ایران کا بادشاہ قرار دیا گیا۔ تخت نشین ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ کے انتقام میں افراسیاب پر حملہ کیا اور باپ کے دشمنوں سے پورا انتقام لیا اور پھر اپنی آخری عمر میں یہ تارک الدنیا ہو گیا اور اپنے بیٹے لہراسپ کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو کر ایسا غائب ہوا کہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔ الوداع کے وقت اس نے دنیا کی ناپائیداری پر اس قدر عبرت انگیز تقریر کی کہ آج بھی سننے والوں کے لئے موجب عبرت ہے فردوسی نے شاہنامہ میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

صفورا: یہ حضرت شعیبؑ کی بیٹی ہیں جن کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

حبک الشئ یعمی و یصم: ''تیری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے'' اس حدیث کو ابوداؤدؒ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ بعض ائمہ حدیث نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن دوسرے بعض ائمہ اس کو حسن کے درجہ میں رکھتے ہیں اور حضرت ابوداؤدؒ کے سکوت سے اس کے حسن ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

موتوا قبل ان تموتوا: ''مرجاؤ اس سے پہلے کہ تم مرو'' اکثر صوفیاء اس مقولہ کو حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان کو زندگی میں فنا کا مرتبہ حاصل کر لینا چاہیے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کو حدیث قرار نہیں دیا۔

نوم العالم عبادۃ: ''عالم کا سونا عبادت ہے'' ملا علی قاریؒ نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں

ہے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ علم کی تھوڑی دیر کی مشغولیت ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

ان السیف محاء للخطایا: ''تلوار خطاؤں کو مٹا دینے والی ہے'' یہ روایت مجاہد کی فضیلتوں کے سلسلہ کی ہے۔ مولانا نے خطایا کی بجائے قافیہ کی رعایت سے ''الذنوب'' ذکر کیا ہے۔

ماوسعنی ارضی ولاسمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المومن

''مجھے اپنے اندر نہ میری زمین نے سمایا نہ میرے آسمان نے ہاں میرے بندے مومن کے دل نے مجھے سمایا'' یہ قدسی حدیث احیاء العلوم میں بھی ہے اور مولانا نے رومؒ نے مثنوی میں کئی جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں حسب ذیل آیت کی طرف اشارہ ہے۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ''بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس سے انکار کیا کہ وہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈرے اور اس کو انسان نے اٹھالیا'' صوفیاء کے نزدیک مرد کامل حضرت حق تعالیٰ کا مظہر اتم ہے اس لئے صوفیاء انسان کو عالم اکبر قرار دیتے ہیں۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور عینیت:

ایک مقام پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

حقیقتاً تمام کمالات حضرت حق تعالیٰ کے لئے ہے ثابت ہیں اور مخلوق کے کمالات عارضی اور اللہ تعالیٰ کی عطا و حفاظت کے سبب اس میں موجود ہیں۔ ایسے وجود کو اصطلاح میں ظلی وجود کہا جاتا ہے۔ ظل کے معنیٰ اگرچہ سایہ کے ہیں۔ لیکن یہاں سایہ سے مراد حفاظت اور پناہ ہے۔ جس طرح بولا جاتا ہے۔ کہ ہم آپ کے زیر سایہ ہیں یعنی ہم آپ کی حمایت اور حفاظت میں ہیں۔ اور ہمارا امن و عافیت آپ کی توجہ کی بدولت ہے۔ اسی طرح چونکہ ہمارا وجود عنایت خداوندی کی بدولت ہے اس لئے ہمارا وجود ظلی ہے یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ ممکنات کا وجود اصلی اور حقیقی نہیں ہے۔ عارضی اور ظلی ہے۔ اب اگر وجودِ ظلی کا اعتبار نہ کیا جائے تو صرف وجودِ حقیقی کا ثبوت ہوگا اور وجود کو واحد سمجھا جائیں گے یہ ''وحدۃ الوجود'' ہے۔ اور اگر ظلی وجود کا بھی اعتبار کریں کہ آخر کچھ تو ہے بالکل معدوم تو نہیں ہے تو یہ ''وحدۃ الشہود'' ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے۔ اب اگر اس کے نور کا اعتبار نہ کریں تو صرف سورج کو منور اور چاند کو تاریک کہا جائے

گا۔ یہ مثال ''وحدۃ الوجود'' کی ہے۔ اور اگر چاند کے نور کا بھی اعتبار کریں خواہ وہ سورج کے نمودار ہونے کے وقت نمودار نہ رہے تو یہ مثال ''وحدۃ الشہود'' کی ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں محض لفظی اختلاف ہے۔ اور چونکہ اصل اور ظل میں تعلق نہایت قوی ہوتا ہے۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں عینیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اصلی وجود اور ظلی وجود دونوں ایک ہو گئے یہ تو صریح کفر ہے۔ چنانچہ محققین صوفیاء اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں تو یہ عینیت اصطلاحی ہے۔ نہ کہ لغوی۔ اس کے علاوہ جو کچھ صوفیاء نے کہا ہے وہ سکر کی حالت میں کہا ہے وہ نہ قابل ملامت ہے نالائق تقلید۔

سجاد حسین

۱۶ ار جب المرجب ۱۳۹۸ھ............مطابق..........۲۳ جون ۱۹۷۸ء

دورۂ تہران وتر کی مصرو بغدادو عرب
ہو مبارک صاحب عزو شرف یہ فضلِ رب
مثنوی کے شارح و فاضل مترجم مرحبا
مولوی سجاد بحر علم صدر رشکِ عرب

۹۶ ھ ۱۳/

پیش کنندہ احقر خلیق ٹونکی

۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے حیاتِ دل حُسام الدّیں بسے　　میل می جوشد بقسمِ سادسے
اے دل کی زندگی حسام الدین ! بہت　　چھٹے دفتر کی جانب خواہش جوش مار رہی ہے

گشت از جذبِ چو تو علّامۂ　　در جہاں گرداں حُسامی نامۂ
آپ جیسے علامہ کی کشش کی وجہ سے　　حسامی نامہ ، دنیا میں رائج ہو گیا

پیش کش بہرِ رضایت می کشم　　در تمامِ ۲ مثنوی قسمِ ششم
آپ کی رضامندی کے لئے میں پیش کش کرتا ہوں　　چھٹا دفتر مثنوی کی تکمیل کے لئے

پیش کش می آرمت اے معنوی　　قسمِ سادس در تمامِ مثنوی
اے معنوی ! میں پیش کش کرتا ہوں　　چھٹا دفتر مثنوی کی تکمیل کے لئے

شش جہت را نور دہ زیں شش صُحف　　کَے یَطُوفُ حَوۡلَهٗ مَنۡ لَّمۡ یَطُف
ان چھ دفتروں کے ذریعہ چھ جہت کو نور عطا کر دے　　تاکہ اس کا چکر وہ کاٹے جس نے چکر نہیں کاٹا

عشق ۳ را با پنج و با شش کار نیست　　مقصدِ اُو جُز کہ جذبِ یار نیست
عشق کو پانچ اور چھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے　　یار کی توجہ کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے

بو کہ فیما بعد دستوری رسد　　راز ہائے گفتنی گفتہ شود
ہو سکتا ہے کہ بعد میں اجازت ہو جائے　　کہنے کے قابل راز کہہ دیئے جائیں

---

۱ اے۔ مولانا کا اپنے مرید ضیاء الحق حسام الدین کو خطاب ہے۔ قسمِ سادس یعنی مثنوی کا چھٹا دفتر جذب یعنی وہ تمہاری باطنی کشش ہے۔ حسامی نامہ یعنی مثنوی۔ معنوی جو یہ ہے بے نیاز ہے اور حقیقت کا طالب ہے۔

۲ در تمام۔ چونکہ چھٹے دفتر سے مضامین مکمل ہو جائینگے لہٰذا اس کے بعد اور کوئی دفتر لکھنے کی ضرورت نہ رہے گی شراح کا یہی خیال ہے کہ اس دفتر میں مولانا نے تصوف کے آخری اور بیش بہا مضامین ذکر فرما دیئے ہیں شش۔ جہات چھ ہے دفتر بھی چھ لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ ہر جہت میں اس کا نور پھیل جائے۔

۳ عشق مثنوی کا اصل مقصد قرب حق اور عشق حق ہے اور عشق کو پانچ دفتروں اور چھ دفتروں سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے مقصد پورا ہونا چاہیے بو کہ چھٹا دفتر اس امید پر شروع کیا جارہا ہے کہ شاید لکھنے خاص اسرار بیان کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے اور اس چھٹے دفتر میں بیان کر دیئے جائیں۔

بابیانے کاں بُوَد نزدیک تر
ایسے بیان کے ساتھ جو زیادہ نزدیک ہو
زیں ۱ کنایاتِ دقیقِ مُستَتَر
ان دقیق پوشیدہ کنایوں کے اعتبار سے

راز جُو با رازداں انبا زنیست
راز، رازداں کے مناسب ہے
راز اندر گوشِ منکرِ راز نیست
منکر کے کان میں راز، راز نہیں ہے

لیک دعوت وارد ست از کردگار
لیکن خدا کی جانب سے دعوت دینے کا حکم آیا ہے
با قبول و نا قبول اُورا چہ کار
اسے ماننے نہ ماننے سے کیا واسطہ ؟

نوح نُہ صَد سال دعوت می نمُود
حضرت نوح کو نو سال دعوت دیتے رہے
دَمبدم انکارِ قومش می فزُود
لحظہ بہ لحظہ ان کی قوم کا انکار بڑھتا رہا

ہیچ از گفتن عِناں واپس کشید
انہوں نے کہنے سے کبھی باگ موڑی ؟
ہیچ اندر غارِ خاموشی خزید
وہ کبھی خاموشی کے غار میں گھسے ؟

زانکہ ۲ از بانگ وعلالائے سگاں
کیونکہ کتوں کے بھونکنے اور شور سے
ہیچ واگرد دز راہے کارواں
قافلہ کبھی راستے سے لوٹتا ہے؟

یا شبِ مہتاب از غوغائے سگ
یا چاندنی رات میں کتے کے بھونکنے سے
سُست گردد بدر رادر سیرتگ
چودھویں کے چاند کی دوڑنے میں رفتار سست پڑی ہے؟

مَہ فشاند نور و سگ عَو عَو کُند
چاند نور چھڑکتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے
ہَر کسے بر خِلقتِ خودمی تنَد
ہر ایک اپنی فطرت پر کام کرتا ہے

ہَر کسے راخدمتے دادہ قضا
قضاء خداوندی نے ہرایک کوایک خدمت عطا کی ہے
در خورِ آں گوہرش دَر اِبتلا
اس کی استعداد کے مناسب آزمائش کے لئے

چونکہ نگذارد سگ آں بانگِ سقم
جبکہ کتا اس مرض کی آواز کو نہیں چھوڑتا ہے
من مہم سیرانِ خو راچوں ہلم
میں چاند ہوں ، میں اپنی رفتار کیسے چھوڑ دوں؟

چونکہ ۳ سرکہ سرکگی افزوں کُند
جب سرکہ سرکہ پن بڑھائے
پَس شکر را واجب افزونی بُود
تو شکر کی زیادتی ضروری ہے

قہر سرکہ لُطف ہم چوں انگبیں
قہر سرکہ ہے مہربانی بھی شہد کی طرح ہے
کایں دو باشد رکنِ ہر اسکنجبیں
یہ سکنجبیں کے بھی دو جز ہوتے ہیں

---

۱ زیں۔ پہلے دفتروں میں جو کچھ اشارے میں بیان ہوا ہے اب اس کا کھل کر بیان کر دیا جائے راز ہو سکتا ہے کہ اسرار کا بیان بعض لوگوں کے انکار کا سبب بنے۔ لیک۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لوگوں کو حق کی دعوت دیا جائے لہٰذا دعوت دینے والے کو اس سے بحث نہیں ہے کہ کوئی اس دعوت کو قبول کرے گا یا انکار کرے گا نوحؑ۔ حضرت نوحؑ نو سو سال تک دعوت دیتے رہے لیکن انکی قوم کا انکار بھی بڑھتا ہی رہا۔ حضرت نوحؑ کی دعوت کا زمانہ ساڑھے نو سو سال ہے مولانا نے کسر کو حذف کر دیا ہے۔ ہیچ۔ حضرت نوحؑ منکروں کے انکار سے دعوت نہ روکے۔

۲ زانکہ۔ منکروں کی مثال کتوں کی سی اور دعوت دینے والوں کی مثال قافلہ کی سی ہے قافلہ کتوں کے بھونکنے سے راستہ سے واپس نہیں ہٹتا ہے، بلکہ آگے بڑھتا رہتا ہے۔ علالا۔ شور و غل۔ سخت آواز۔ یا شب۔ چودھویں کا چاند کتوں کے بھونکنے سے اپنی رفتار کم نہیں کرتا ہے۔ عوعو۔ کتے کے بھونکنے کی آواز۔ ہر کسے۔ قدرت نے ہر شخص کی استعداد کے مطابق ایک کام پر اس کا مامور کر دیا ہے اور اس سے مقصد خداوندی اس کی آزمائش ہے۔ مہم۔ ماہ ہستم۔ سیراں۔ سیر۔

۳ چونکہ منکرین کے انکار سے دعوت کو ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں اور شدت پیدا کر دی جاتی ہے۔ سرکہ۔ یعنی منکروں کا انکار شکر۔ یعنی دعوت۔ سکنجبین۔ سکنجبین جو امراض میں مفید ہے وہ سرکہ اور شہد سے بنتی ہے اگر سرکہ تیز ہوتا ہے تو اس میں شکر کا اضافہ ضروری ہو جاتا ہے ورنہ۔ وہ سکنجبین ناقص ہوگی قہر یعنی منکروں کا انکار سرکہ ہے اور لطف یعنی دعوت شہد ہے۔

انگبیں گر پائے وا درد زخل | آید آں سکنجبیں اندر خلل
اگر شہد سرکہ سے کم ہو | اس سکنجبین میں خلل پڑ جائے گا

قوم ۱ بروے سرکہامی ریختند | نوحؑ را دریا فزوں می ریخت قند
قوم ان پر سرکے بہاتی تھی | دریا نوحؑ پر شکر زیادہ بہاتا تھا

قندِ او رلدُ مَددا ز بحرِ جود | بس ز سرکہ اہلِ عالمَ می فزود
ان کی شکر کی مدد سخاوت کے سمندر سے تھی | تو دنیا والوں کے سرکہ کے سبب وہ بڑھتی تھی

واحِدٌ کَالاَلف کہ بُوَد آں ولی | بلکہ صد قرن ست آں عبد العلی
ایک ہزار کی طرح کون ہوتا ہے؟ وہ ولی ہے | بلکہ وہ (خدا) عالیشان کا بندہ سو قرن ہوتا ہے

خم کہ از دریا درو راہے شوَد | پیشِ او جیحونہا زانو زند
وہ مٹکا جس میں دریا کی جانب سے راستہ ہو جائے | اس کے سامنے بہت جیحوں ادب کرنے لگیں

خاصہ ۲ ایں دریا کہ دریا ہا ہمہ | چوں شُنید ند ایں مثال و دمدمہ
خصوصاً یہ دریا بلکہ تمام دریا | جب انہوں نے یہ مثال اور شہرت سنی

شُد دہاں شاں تلخ زیں شرم وخجل | کہ قریں شد نامِ اعظم با اقل
اس شرم اور خجالت سے ان کا منہ کڑوا ہو گیا | کہ (دریائے) اعظم کا نام دریائے احقر کا ساتھی ہو گیا

در قرانِ ایں جہاں با آنجہاں | ایں جہاں از شرم میگردد جہاں
اس جہان کے اس جہان کے ساتھ ملتے ہیں | یہ جہان شرم سے کود بھاگتا ہے

ایں عبارت تنگ وقاصر رُتبت ست | ورنہ خس را با اخص چہ نسبت ست
یہ عبارت تنگ اور کم رتبہ ہے | ورنہ تنکے کو اخص سے کیا نسبت ہے؟

زاغ ۳ در رز نعرۂ زاغاں زنَد | بُلبل از آوازِ خوش کے کم کُند
انگورستان میں کوا کووں کے نعرے لگاتا ہے | بلبل حسین آواز کو کب کم کرتی ہے؟

پس خریدارست ہر یک را خدا | در مزادِ یَفعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَا
پھر ہر ایک کا خریدار خدا ہوتا ہے | "اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے" کے بازار میں

نقلِ خارستاں غذای آتش ست | بُوی گُل قُوتِ دماغِ سرخوش ست
کانٹوں کی جھاڑی کا چبینا آگ کی غذا ہے | نشیلے دماغ کی روزی پھول کی خوشبو ہے

---

۱ قوم۔ حضرت نوحؑ کی قوم کا انکار جس قدر بڑھا قدرت نے حضرت نوحؑ پر اسی قدر زیادہ شکر۔ بہادی۔ بحرِ جود۔ دریائے سخاوت یعنی حضرتِ حق تعالیٰ واحد شکر کے اضافہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جس قدر منکرین سخت ہوتے ہیں۔ اتنا ہی اولوالعزم پیغمبران کی طرف بھیجا جاتا ہے وہ ایک پیغمبر لاکھوں داعیوں کے وزن کا ہوتا ہے بلکہ سو قرن کے انسانوں کی برابر ہوتا ہے خم۔ چونکہ اس نبی اور رسول کا بحرِ حقیقی سے رابطہ ہوتا ہے تو وہ ایک کروڑوں پر غالب آجاتا ہے۔

۲ خاصہ ایں دریا۔ اللہ تعالیٰ کے فیض کی عموماً سمندر اور دریا سے مثال دی جاتی ہے اس تمثیل سے یہ دریا شرمندہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ درِ قران جب دونوں عالموں کا ساتھ ذکر ہوتا ہے تو عالم حسی کو اپنی حقارت محسوس ہوتی ہے۔ ایں جہان۔ عالم حسی۔ آں جہاں۔ عالم غیبی۔ جہاں۔ کودنے والا۔ ایں عبارت۔ یعنی یہ تعبیر کہ حضرت حق تعالیٰ کو دریا قرار دیا ایک ناقص تعبیر ہے ورنہ خس یعنی دریا کو اخص یعنی حضرت حق تعالیٰ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

۳ زاغ۔ مولانا نے پھر سابق مضمون کی طرف رجوع کیا ہے کہ منکرین کے انکار کی وجہ سے اسرار کا بیان نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ پس۔ بعض منکروں کا اتباع کرتے ہیں۔ بعض داعیوں کا یہ خدا کی مشیت ہے۔ مزاد۔ نیلام کا بازار۔ نقل۔ کا نٹا دوسروں کے لئے ناپسندیدہ ہے لیکن آگ کو بہت بھاتا ہے۔ کیونکہ اس کی غذا ہے اسی طرح منکرین کو انکار بھاتا ہے۔ ہر خوش۔ معتدل مست۔ اس کو خوشبو پسند ہے اسی طرح دعوت کو قبول کرنے والوں کو دعوت پسند آتی ہے۔

گر پلیدی ۱ پیشِ ما رسوا بود　　خوک و سگ را شکّر و حلوا بود
اگر گندگی ہمارے سامنے رسوا ہے　　سور اور کتے کے لئے شکر اور حلوا ہے

گر پلیداں ایں پلیدیہا کُنند　　آبہا بر پاک کردن می تنند
اگر پلید لوگ، پلیدیاں کرتے ہیں　　پانی، پاک کرنے پر مستعد ہیں

ور جہانے پُر شود از خار و خس　　آتشے محوش کُند در یک نفس
اگر دنیا کانٹے اور تنکے سے پر ہو جائے　　آگ اس کو ایک سانس میں مٹا دیتی ہے

گرچہ ماراں زہر افشاں میکُنند　　ورچہ تلخاں مال پریشاں می کُنند
اگرچہ سانپ زہر افشانی کرتے ہیں　　اگرچہ بد مزاج ہمیں پریشان کرتے ہیں

نحلہا بر کوہ و کُندو شجر　　می نہند از شہد انبار شکر
شہد کی مکھیاں پہاڑ اور کوٹھی اور درختوں پر　　شہد سے شکر کے انبار لگاتی ہیں

زہرہا ۲ ہر چند زہری می کُنند　　زود تریاقات شاں برمی کُنند
زہر، ہر چند زہریلا پن پھیلاتے ہیں　　تریاق ان کو فوراً زائل کر دیتے ہیں

اینجہاں جنگ ست کُل چوں بنگری　　ذرّہ با ذرّہ چوں دیں با کافری
یہ دنیا پوری جنگ ہے جب تو غور کرے　　ذرہ ذرے کیساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ دین کافری کیساتھ

آں یکے ذرّہ ہمی پرّد بچپ　　واں دگر سُوئے یمیں اندر طلب
ایک ذرہ بائیں کو اڑتا ہے　　تو دوسرا طلب میں دائیں جانب کو

ذرّہ ۳ بالا و آں دیگر نگوں　　جنگِ فعلی شاں ببیں اندر رُکوں
ایک ذرہ اوپر کو اور دوسرا نیچے کو　　رجحان میں ان کی عملی جنگ کو دیکھ

جنگِ فعلی ہست از جنگِ نہاں　　زیں تخالف آں تخالف را بداں
عملی جنگ مخفی جنگ کی وجہ سے ہے　　اس اختلاف کو اس اختلاف سے سمجھ لے

ذرّہ کاں محو شُد در آفتاب　　جنگِ اُو بیروں شُد از وصفِ حساب
وہ ذرہ جو سورج میں فنا ہو گیا　　اس کی جنگ حساب سے خارج ہو گئی

چوں ز ذرّہ محو شُد نفس و نفس　　جنگش اکنوں جنگِ خورشید ست وبس
جب ذرے کا نفس اور سانس فنا ہو گیا　　اس کی جنگ اب محض سورج کی جنگ ہے

۱ گر پلیدی۔ نجاست انسان کے سامنے رسوا ہے کتے اور سور کی خوراک ہے گر۔ ہر چیز بتقاضائے فطرت اپنا کام انجام دے رہی ہے نجاست، نجس بناتی ہے تو پانی پاک کر دیتا ہے یعنی منکرین انکار کرتے ہیں اور داعی ان کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں۔ ور جہانے۔ خار و خس اپنا کام کرتے ہیں تو آگ اپنا کام کرتی ہے منکرین کی شرارتوں کو داعیوں کی دعوت فنا کر دیتی ہے۔ گرچہ۔ سانپ اپنا کام کرتے ہیں تو شہد کی مکھیاں اپنا کام کرتی ہیں لہٰذا ہمیں مفسدوں کی وجہ سے تبلیغ کو ترک نہ کرنا چاہیے۔

۲ زہرہا۔ منکروں کے انکار سے جب زہر پھیلتا ہے تو مصلحین اپنے تریاق سے اس کا اثر زائل کر دیتے ہیں۔ اینجہاں۔ اس عالم کا بقاء ہی اختلاف سے ہے لہٰذا منکرین کے اختلاف سے مصلح کو اپنا کام نہ روکنا چاہیے۔ اینجہاں۔ عالم امکان مختلف اجزاء کا مجموعہ ہے اس کے ہر ذرے کو دوسرے ذرے سے وہی نسبت ہے جو دین کو کفر سے ہے آں یکے۔ ایک ذرے کا رخ بائیں جانب ہے تو دوسرے کا دائیں جانب۔

۳ ذرّہ۔ ایک ذرے کا رخ اوپر کو ہے دوسرے کا نیچے کو غرضیکہ ان ذروں کی باہمی کشمکش اور باہمی اختلاف ہے۔ جنگ فعلی یعنی ذرات عالم کا افعال و خواص میں مختلف ہونا۔ رکوں۔ میلان۔ جنگ نہاں۔ یعنی ذرات کا اختلاف اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء و صفات کا مظہر ہونے کی وجہ سے ہے۔ ذرہ۔ جب مقام فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اختلاف طبعی اس ذرہ کی طرف منسوب نہیں رہتا ہے۔ چوں ز ذرہ کے محو ہو جانے کے بعد اس کے افعال سورج کی طرف منسوب ہونگے۔ جنگش۔ چونکہ اب اسکی جنگ طبعی نہیں ہے بلکہ من اللہ ہے تو اسکی جنگ خدا کی جنگ ہے۔

رفت ازوے جنبشِ طبع و سکون ۱ | از چہ انّا الیہ راجعون
اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا | کیوں؟ "ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" کیوجہ سے

ما بہ بحرِ نورِ خود راجع شدیم | وز رضاعِ اصلِ مسترضع شدیم
ہم اپنے نور کے سمندر کی جانب لوٹ آئے | اور ہم اصل کی رضاعت سے دودھ پینے والے بنگئے

در فروع راہ اے ماندہ زغول | لاف کم زن از اصول اے بے اصول
اے چھلاوے کی وجہ سے راستہ کی پگڈنڈیوں میں بھٹکے ہوئے! | اے بے اصول! اصول کی شیخی نہ بگھار

جنگِ ما و صلحِ ما در نورِ عین | نیست از ما ہست بین الاصبعین
نور عین میں ہماری جنگ اور صلح | ہماری جانب سے نہیں ہے "دو انگلیوں کے درمیان" کیوجہ سے ہے

جنگِ ۲ طبعی جنگِ فعلی جنگِ قول | درمیانِ جزوہا حربیست ہول
طبعی جنگ، عملی جنگ، قولی جنگ | اجزا کے درمیان خوفناک جنگ ہے

ایں جہاں زیں جنگ قائم می بود | در عناصر در نگر تا حل شود
یہ دنیا اسی جنگ سے قائم رہتی ہے | عناصر میں غور کر لے "تاکہ حل ہو جائے

چار عنصر چار استونِ قوی ست | کہ بر ایشاں سقفِ دنیا مستوی ست
چاروں عنصر، چار مضبوط ستون ہیں | جن پر دنیا کی چھت قائم ہے

ہر ستونے اشکنندہ آں دگر | استنِ آب اشکنندہ آں شرر
ہر ستون دوسرے کو توڑنے والا ہے | پانی کا ستون، آگ کے ستون کو توڑنے والا ہے

پس بنائے خلق بر اضداد بود | لاجرم جنگی شد نداز ضرّ و سود
تو دنیا کی بنا اضداد پر ہے | لامحالہ نقصان اور نفع کے اعتبار سے لڑنے والے ہوگئے

ہست ۳ احوالت خلافِ ہمدگر | ہر یکے با ہم مخالف در اثر
تیرے احوال ایک دوسرے کے خلاف ہیں | ہر ایک اثر میں ایک دوسرے کا مخالف ہے

چونکہ ہر دم راہِ خود رامی زنی | باد گرکس سازگاری چوں کنی
جبکہ تو ہر وقت اپنی رہزنی کرتا ہے | دوسرے سے کیسے موافقت برتے گا؟

فوجِ لشکر ہائے احوالت ببیں | ہر یکے بادیگرے در جنگ و کیں
اپنے احوال نے لشکر کی فوج کو دیکھ لے | ہر ایک دوسرے کیساتھ جنگ اور کینہ میں ہے

---

۱ رفت۔ فنا کے بعد ذرے کا ہر سکون و حرکت اس کا اپنا نہیں ہے بلکہ منجانب اللہ ہے۔ ما۔ یعنی عارفین فانی فی اللہ۔ بحرِ نور۔ ذاتِ حق۔ مسترضع۔ دودھ پینے والا۔ در فروع۔ جو فنا کے مقام پر نہیں پہنچا اس کے افعال خود اس کی طرف منسوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرنے چاہئیں لاف زنی نہ کرنی چاہیے جنگِ ما۔ فانی کا ہر کام خدا کی طرف منسوب ہے۔ نورِ عین۔ یعنی چشم بصیرت کا ادراک بین اصبعین۔ حدیث شریف ہے۔ انسان کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اس کو پلٹ دیتا ہے لہٰذا ہمارے افعال خدا کی طرف منسوب ہیں۔

۲ جنگ۔ عالم کے اجزا میں جنگِ طبعی یعنی اجزاء میں آثار اور طبائع کا اختلاف، جنگ فعلی یعنی افعال و خواص کا اختلاف جنگِ قولی یعنی اقوال کا باہمی اختلاف بہت خوفناک جنگ ہے انجہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فانی دنیا کا قیام ہی اس جنگ پر ہے عناصر کی باہمی جنگ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ چار عنصر۔ دنیا کی چھت چار متضاد عنصروں پر قائم ہے استنِ آب۔ پانی آگ کو فنا کر دیتا ہے۔ پس۔ جبکہ مخلوق کی بنیاد ہی مختلف عناصر پر ہے تو مخلوق باہمی مختلف ہے۔

۳ ہست۔ مختلف چیزوں میں ہی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ایک چیز کے احوال میں بھی اختلاف ہے۔ چونکہ۔ جبکہ خود ایک انسان کے احوال باہمی مختلف ہیں تو وہ دوسرے سے کیسے متفق ہو سکتا ہے۔ فوج۔ انسان کے احوال ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔

می نگر [1] در خود چنیں جنگِ گراں
ایسی سخت لڑائی کو تو اپنے اندر دیکھ لے
پس چه مشغولی بجنگِ دیگراں
تو دوسروں کی جنگ میں کیوں مبتلا ہے ؟

تا مگر زیں جنگ حقّت وا خرد
تاکہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے اس جنگ سے نجات دیدے
در جہانِ صلح یک رنگت برد
تجھے صلح کے یک رنگ جہان میں پہنچا دے

آں جہاں جز باقی و آباد نیست
وہ جہاں ، باقی اور آباد کے سوا کچھ نہیں ہے
زانکہ آں ترکیب از اضداد نیست
کیونکہ وہ ترکیب اضداد کی نہیں ہے

ایں تفانی از ضد آید ضد را
یہ باہمی فنا کرنا ، ضد سے ضد کو پہنچتا ہے
چوں نباشد ضد نبود جز بقا
جب ضد نہ ہو تو بقا کے سوا کچھ نہ ہو گا

نفیِ ضد کرد از بہشت آں بینظیر
اس بے نظیر نے بہشت سے ضد کی نفی کر دی
کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر
کہ نہ سورج ہو گا اور نہ اس کی ضد زمہریر

ہست بے رنگی اصولِ رنگہا
بے رنگی ، رنگوں کی اصل ہے
صلحہا [2] باشد اصولِ جنگہا
صلحیں ، جنگوں کی اصل ہیں

آں جہانست اصل ایں پُر غم وثاق
وہ جہاں اس پر غم گھر کی اصل ہے
وصل باشد اصلِ ہر ہجر و فراق
ہر ہجر اور فراق کی اصل ، وصل ہے

ایں تخالف از چه آید و ز کجا
یہ باہمی مخالفت کس چیز سے اور کہاں سے آتی ہے؟
وزچه زاید وحدت ایں اضداد را
اور یہ وحدت ان مخالف چیزوں میں کس چیز سے پیدا ہوتی ہے؟

زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل
اس لئے کہ ہم فرع ہیں اور چار اضداد اصل ہیں
خویِ خود در فرع کرد ایجاد اصل
اصل نے فرع میں اپنی خصلت پیدا کر دی ہے

گوہرِ [3] جاں چوں ورایِ فصلہاست
روح کا گوہر چونکہ ان اضداد سے جداگانہ چیز ہے
خویِ او ایں نیست خویِ کبریاست
اس کی خصلت یہ نہیں ہے خدائی خصلت ہے

جنگہا بیں کاں اصولِ صلحہاست
ان جنگوں کو دیکھ جو صلحوں کی اصول ہیں
چوں نبی کہ جنگِ او بہرِ خداست
جیسا کہ نبی کہ اس کی جنگ خدا کے لئے ہے

طرفہ آں جنگے کہ رکنِ صلحہاست
وہ جنگ عجیب ہے جو صلحوں کی رکن ہے
شاد او کایں جنگِ او بہرِ خداست
وہ خوش نصیب ہے جس کی یہ جنگ خدا کے لئے ہے

---

[1] می نگر۔ اگر انسان اپنے احوال پر نظر رکھے تو دوسروں سے جنگ کرنے میں مشغول نہ ہوتا مگر۔ اگر خدا کسی کو صلح کے یکرنگ جہاں میں پہنچادے تو بیشک وہ اختلاف سے بچ سکتا ہے۔ آں جہاں۔ عالم آخرت کی ترکیب اضداء سے نہیں ہے لہٰذا اس میں بقا ہے۔ ایں تفانی۔ عالم دنیا کی فنا اضداد کی ترکیب کی وجہ سے ہے۔ کہ نباشد عالم آخرت میں نہ سورج کی گرمی ہوگی۔ نہ جاڑے کی سردی۔ بے رنگی۔ یعنی عالم آخرت اصل اور مقصود ہے۔

[2] صلحہا۔ عالم شہود میں عالم آخرت ہی متصرف ہے وہی بے رنگ یہاں آکر رنگ حاصل کر لیتا ہے۔ اور وہی اشیاء جن میں وہاں صلح تھی یہاں آکر جنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ وصل۔ عالم آخرت میں وصل ہے اور عالم دنیا میں ہجر و فراق ہے اور ہجر و فراق کی اصل وصل ہوتا ہے۔ ایں تخالف۔ عالم دنیا میں جو باہمی اختلاف اور اتحاد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عالم کی بنیاد اضداد پر ہے اور چونکہ ان اشیاء میں روح بھی ہے جو اس عالم اضداد سے نہیں ہے اس کی وجہ سے باہمی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

[3] گوہرِ جاں۔ روح کا تقاضہ اختلاف نہیں ہے اس میں کبریائی اخلاق ہیں جو اتحاد پیدا کر دیتے ہیں۔ جنگہا۔ رسولوں کے جہاد شر کو ختم [illegible] ز کے لئے ہیں لہٰذا وہ جنگیں [illegible] ں [illegible] وں ہیں۔ طرفہ۔ یہ جنگ دراصل فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ہے اور یہ جنگ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہوتی ہے۔

غالب[۱] است و چیر در ہر دو جہاں　　شرح ایں غالب نگنجد در دہاں
وہ دونوں جہان میں غالب اور فاتح ہے　　اس غالب کی شرح منہ میں نہیں سماتی

آبِ جیحوں را اگر نتواں کشید　　ہم زقدرِ تشنگی نتواں برید
جیحوں کے پانی کو اگر کوئی نہ کھینچ سکے　　پیاس کی بقدر سے بھی تعلق منقطع نہ کرے

گر شدی عطشانِ بحرِ معنوی　　فرجہ کن در جزیرہ مثنوی
اگر تو معنوی سمندر کا پیاسا ہے　　تو مثنوی کے جزیرے کی سیر کر

فرجہ[۲] کن چندانکہ اندر ہر نفس　　مثنوی را معنوی بینی و بس
تو اس قدر سیر کر کہ ہر سانس میں　　مثنوی کو صرف معنوی دیکھنے لگے

بادکہ راز آبِ جو چو وا کند　　آب یک رنگیِ خود پیدا کند
ہوا، جب گھاس کو نہر کے پانی سے جدا کر دیتی ہے　　پانی اپنی یک رنگی دکھاتا ہے

شاخہای تازۂ مرجاں ببیں　　میوہائے رستہ زابِ جاں ببیں
مونگے کی نئی شاخیں دیکھ لے　　جان کے پانی سے اگے ہوئے میوے دیکھ لے

چوں زحرف و صوت و دم یکتا شود　　آں ہمہ بگذارد و دریا شود
جب حرف اور آواز اور سانس سے جدا ہو جائے　　ان سب کو چھوڑ کر دریا ہو جائے

حرف گوی و حرف نوش و حرفہا　　ہر سہ جاں گردند اندر انتہا
بات کہنے والا اور بات سننے والا اور باتیں　　آخر میں تینوں روح بن جائیں گی

ناں[۳] دہندو ناں ستان و نانِ پاک　　سادہ گرد نداز صور گردند خاک
روٹی دینے والا اور روٹی لینے والا اور پاک روٹی　　صورتوں سے سادہ بن جائینگی مٹی بن جائینگی

لیک معنیٰ شاں بود درسہ مقام　　در مراتب ہم ممیّز ہم مدام
لیکن ان کی روح تین مقام پر ہو گی　　مرتبوں میں بھی جدا گانہ اور دوام میں بھی

خاک شد صورت ولے معنیٰ نشد　　ہر کہ گوید شد تو گویش نے نشد
صورت مٹی ہو گئی لیکن معنیٰ نہ ہوئے　　جو کہے کہ ہوگئے تو اس سے کہدے نہیں نہیں ہوئے

در جہانِ روح ہر سہ منتظر　　گہ زصورت ہارِب و گہ مستقر
عالم روح میں تینوں منتظر ہیں　　کبھی صورت سے متنفر اور کبھی قرار پانیوالے

---

۱ غالب۔ اس طرح کی جنگ کرنے والا دونوں جہان میں غالب رہتا ہے۔ آب جیحوں۔ ان جنگوں کے فضائل جو معیت حق کے ساتھ ہوتی ہیں دریائے ناپیدا کنار ہیں اگر ان کی پوری فضیلت نہیں بیان کی جا سکتی ہے تو بقدر ضرورت بیان ضروری ہے مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ "جس چیز کا کل حاصل نہ کیا جا سکے اس کو پورا چھوڑا نہیں جاتا ہے۔"

۲ فرجہ کن۔ اگر یہ مقصد حاصل کرنا ہے تو مثنوی کی سیر کر اور اس کے معانی پر غور کر۔ باد ک۔ دریا جو گھاس میں چھپا ہوا ہے جب ہوا اس کی گھاس ہٹاتی ہے تو دریا کی یکرنگی نظر آنے لگتی ہے یہی حال مثنوی کا ہے الفاظ کو ہٹا کر معانی پر غور کیا جائے تو حقیقت واضح ہوگی۔ شاخہای۔ گھاس ہٹ جانے کے بعد دریا میں مونگے کی شاخیں نظر آئیں گی۔ چوں۔ کسی مضمون کے لئے حروف بمنزلہ گھاس کے ہیں۔ حرف۔ غور کرنے کے بعد کہنے والا اور سننے والا اور حروف سب حقیقت بن جاتے ہیں۔

۳ ناں دہند۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے روٹی دینے والا اور روٹی کھانے والا اور روٹی اپنی صورتیں ختم کر دینے کے بعد سب خاک بن جاتے ہیں۔ لیک۔ یہ تینوں چیز میں روح بن جائیں گی لیکن ہر روح کا مقام جداگانہ ہے خاک شُد۔ جسم فانی ہے اور روح باقی ہے اس کے بقا کا انکار نہ کرنا چاہیے۔ در جہاں۔ صورت کے فنا ہونے کے بعد روح ہمیشہ کے لئے صورت سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ حضرت حق تعالیٰ اس کو مختلف صورتیں عنایت کرتے رہتے ہیں۔ ہارِب بھاگنے والا۔

امرِ۱ آید در صُوَر رو در رَوَد — باز ہم زِامرش مجرّدی شوَد
حکم ہوتا ہے، جسموں میں جا، چلی جاتی ہے — پھر اسی کے حکم سے علیحدہ ہو جاتی ہے

پس لَهُ الخَلقُ لَهُ الاَمرُ بَداں — خلق صُورت اَمر جاں راکِب بَراں
"اسی کیلئے خلق ہے اور اسی کیلئے امر ہے" تو سمجھ لے — خلق صورت ہے امر اس پر سوار روح ہے

راکِب و مرکوب در فرمانِ شاہ — جسم بَردر گاہ و جاں دَربار گاہ
سوار اور سواری، شاہ کے حکم میں ہیں — جسم درگاہ پر اور روح دربار کے اندر ہے

چونکہ خواہد کاب آید در سبُو — شاہ گوید جیشِ جاں را کار کبُوا
جب وہ چاہتا ہے کہ پانی ٹھلیا میں آجائے — شاہ، روح کے لشکر کو کہدیتا ہے کہ سوار ہو جاؤ

باز۲ جا نہا را چو خواند بَر علو — بانگ آید از نقیباں کانزِلُوا
پھر جب روحوں کو اوپر بلاتا ہے — نقیبوں کی جانب سے آواز آتی ہے کہ "اترو"

بعد ازیں باریک خواہد شد سُخن — کم کُن آتش ہیزُمش افزوں مکُن
اس کے بعد بات باریک ہو جائے گی — آگ کو کم کر اس کے ایندھن کو نہ بڑھا

تا نجوشد دیگہائے خُرد زود — دیگِ ادراکات خُردست و فرود
تاکہ چھوٹی دیگیں جلد نہ ابل پڑیں — ادراکات کی دیگ چھوٹی اور کم درجہ کی ہے

پاک سُبحانے کہ سیبستاں کُند — دَر غمامِ حرف شاں پنہاں کُند
وہ سبحان پاک ہے جو سیبوں کا باغ لگاتا ہے — ان کو حروف کے ابر میں پوشیدہ کردیتا ہے

زیں غمامِ بانگ و حرف و گفتگو — پَردۂ کز سیب ناید غیر بُو
اس آواز اور حرف اور گفتگو کے ابر کی وجہ سے — ایسا پردہ ہے کہ سیب کی خوشبو کے سوا کچھ نہیں آتا

بارے۳ افزوں کش تو ایں بُو را بہوش — تا سُوئے اَصلت بَرد بگرفتہ گوش
تو اس خوشبو کو ضرور ہوش کیساتھ خوب کھینچ — تاکہ تجھے کان پکڑ کر اصل کی جانب لے جائے

بُو نگہدار و بپرہیز از زُکام — تَن بپوش از بادو بُودِ سردِ عام
خوشبو کی حفاظت کر اور زکام سے بچ — جسم کو عوام کی سرد ہوا اور ہستی سے چھپا

تا نبندائد مَشامت از اثر — اے ہواشاں از زمستاں سَرد تَر
تاکہ تیرے نتھنے اثر سے بند نہ ہو جائیں — اے (مخاطب) ان کی ہوا جاڑوں سے زیادہ سرد ہے

چوں جماد اند و فسُردہ تَن شگرف — می جہد انفاسِ شاں از تلِّ برف
وہ جماد (جیسے) اور ٹھٹھرے ہوئے عجیب جسم ہیں — ان کے سانس برف کے تودے سے نکل رہے ہیں

۱ اَمر آید۔ کبھی روح کے مصور ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ کبھی مجرد ہونے کا۔ لَهُ الخَلق۔ اس آیت میں خلق سے صورت اور امر سے روح مراد ہے۔ جسم۔ جسم چونکہ مادی ہے اس لئے بارگاہ سے باہر ہے اور روح چونکہ مجرد ہے اس لئے اس کا رتبہ بارگاہ کے اندر ہے۔ چونکہ۔ جب خدا روح کو مصور کرنا چاہتا ہے اس کو حکم دیدیتا ہے کہ جسم کی سواری پر سوار ہوجا۔

۲ باز جانہا۔ جب پھر انکو جسم سے مجرد کرتا ہے تو انکو حکم دیتا ہے۔ کہ اپنی سواریوں سے اتر آؤ۔ بعد ازیں۔ اب یہ بات عوام کے ذہن سے دور ہو رہی ہے لہٰذا اس کو ختم کر دیا جائے آتش سے کلام اور ہیزم سے اس کی طوالت مراد ہے۔ تا نجوشد۔ روح کے جسم میں آنے جانے کی پوری کیفیت عوام کی عقول سے بالاتر ہے۔ پاک۔ اللہ تعالیٰ معانی کے سیبستان پیدا فرماتا ہے اور انکو حروف کے ابر میں پوشیدہ کر دیتا ہے اور لوگوں کو صرف خوشبو پہنچتی ہے۔

۳ بارے۔ جب اسرار کی خوشبو پہنچے تو اس کے ذریعہ اصل تک پہنچنے کی کوشش کر۔ بونگہدار۔ خوشبو کی حفاظت کر اور اپنے آپ کو زکام سے بچا جو عوام کے خلط ملط سے پیدا ہوتا ہے۔ تا نبندائد۔ عوام کی صحبت روحانی امراض پیدا کرنے میں بہت سخت ہے۔ چوں۔ عوام کی صحبت سے جسم ٹھٹھر جاتا ہے جب ایسا ہو تو کسی کامل کی صحبت اختیار کر۔ زین۔ یعنی جسم۔ برف۔ عوام کی صحبت۔

چوں زمیں زیں برف در پوشد کفن
جب زمین اس برف کا کفن پہن لے
تیغِ خورشید حسام الدّیں بزن
حسام الدین کے سورج کی تلوار چلا دے

ہیں برآر از شرق سیف اللہ را
خبردار! مشرق سے اللہ کی تلوار کا نکال لے
گرم کن زاں شرق ایں درگاہ را
اس سورج سے اس درگاہ کو گرم کر دے

برف را خنجر زند آں آفتاب
وہ سورج برف کے خنجر مار دے گا
سَیلہا ریزد زکُہہا بر تُراب
پہاڑوں سے زمین پر بہت سے بہاؤ بہا دیگا

زانکہ لاشرقی و لاغربی ست اُو
کیونکہ وہ نہ شرقی ہے، نہ غربی ہے
با منجم روز و شب حربی ست اُو
وہ شب و روز منجم سے لڑائی میں ہے

کہ چرا جُز من نجومِ بے ہُدیٰ
کہ تو نے کیوں میرے علاوہ بے ہدایت ستاروں کو
قِبلہ کردی از لئیمی و عمیٰ
کمینہ پن اور اندھے پن سے قبلہ بنایا ہے؟

تا خوشت ناید مقالِ آں ۲ امین
یہاں تک کہ تجھے اس امین کی بات بھلی نہ لگی
در نُبی کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
قرآن میں کہ میں غروب کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا

از قزح در پیشِ مہ بستی کمر
تو نے سورج کے سامنے دھنک کمان کا پٹکا باندھا
زاں ہمی رنجی ز وَانْشَقَّ الْقَمَرُ
اسی وجہ سے تو "اور سورج شق ہو گیا" سے رنجیدہ ہے

مُنکری ایں را کہ شَمْسٌ کُوِّرَتْ
تو اس کا منکر ہے کہ "سورج لپیٹ دیا جائے گا"
شمس پیشِ تُست اعلیٰ مرتبت
تیرے نزدیک سورج بلند مرتبہ ہے

از ستارہ دیدہ تصریفِ ہوا
تو ہوا میں تصرف ستارے سے سمجھا ہے
ناخوشت آید اِذَا النَّجْمُ ھَوٰی
اسی لئے تجھے "جبکہ ستارہ گر جائے گا" ناپسند ہے

خود ۳ موثر تر نباشد مہ زناں
چاند، یقیناً روٹی سے زیادہ موثر نہیں ہے
اے بسا نانے کہ بُرید عرقِ جاں
اے (مخاطب) بہت سی روٹیاں ہیں جنہوں نے روح کی رگ کاٹ دی ہے

خود موثر تر نباشد زہرہ زآب
یقیناً زہرہ پانی سے زیادہ موثر نہیں ہے
اے بسا آبا کہ کرد اُو تن خراب
اے مخاطب، بہت سے پانی ہیں جنہوں نے جسم کو تباہ کیا ہے

مہرِ آں در جانِ تُست و پندِ دوست
اس ستارے کی محبت تیری جان میں ہے اور دوست کی نصیحت
میزند بر گوشِ تو بیرونِ پُوست
کھال سے باہر کان سے ٹکراتی ہے

پندِ ما در تو نگیرد اے فلاں
اے فلاں! ہماری نصیحت تجھ میں اثر نہیں کرتی ہے
پندِ تو در ما نگیرد ہم بداں
سمجھ لے، تیری نصیحت بھی ہم میں اثر نہیں کرتی

---

۱ حُسام الدین۔ یعنی کامل ولی۔ شرق۔ مسرق۔ شرقی۔ سورج۔ درگاہ۔ یعنی جسم۔ برف۔ سورج کی حرارت سے برف گھل جائیگا۔ زانکہ۔ اولیاء کی صحبت ایسا سورج ہے جس کا شرق اور غرب سے تعلق نہیں ہے۔ کہ چرا یہ سورج منجم سے کہتا ہے کہ تو نے ستاروں کو اپنا قبلہ کیوں بنا رکھا ہے۔

۲ آں امین۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میں ان غروب کر جانے والے ستاروں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ اِنشق۔ القمرُ۔ نجومی قمر کے شق ہونے کی بات سے ناخوش ہوتا ہے منکری۔ نجومی اس بات کا بھی منکر ہے کہ قیامت میں سورج کو بے نور کر دیا جائیگا اور ستارے ٹوٹ جائینگے۔

۳ خود۔ بیشک علم نجوم سے فوائد ہیں لیکن ستاروں کو موثر حقیقی سمجھنا غلطی ہے جیسے روٹی میں فوائد ہیں لیکن اس کا غلط استعمال ہلاک کر دیتا ہے نیز زہرہ ستارے میں پانی سے زیادہ تاثیر نہیں ہے لیکن پانی کا غلط استعمال بھی بربادی کا سبب ہے۔ مہرِ آں۔ ستارے کی محبت نجومی کے دل سے پیوستہ ہو گئی ہے اور نصیحت صرف کان کے اوپر لگتی ہے۔ پندِ ما۔ منکر پر ہماری نصیحت اثر نہیں کرتی ہے ہاں اگر خدا اس کے کان کھولدے تو نصیحت اثر کرنے لگے۔

جُز مگر مفتاحِ خاص آیذ دوست
اس کے سوا کہ دوست کی جانب سے خاص کنجی آجائے
کہ مَقَالِیدُ السَّمٰوٰاتِ آنِ اُوست
کیونکہ آسمانوں کی کنجیاں اس کی ملکیت ہیں

ایں ۱سخن ہمچوں ستارہ است و قمر
یہ بات بھی ستارے اور چاند کی طرح ہے
لیک بے فرمانِ حق ندہد اثر
لیکن خدا کے حکم کے بغیر اثر نہیں کرتی ہے

ایں ستارہ بیجہت تاثیرِ اُو
یہ ستارہ بے جہت ہے، اس کی تاثیر
میزند بر گو شہائے وحی جو
جی کے جویاں کانوں میں پہنچتی ہے

کہ بیائیداز جہت تا بیجہات
کہ جہت سے بے جہات کی جانب آجاؤ
تا ند راند شمار اگرگِ مات
تاکہ تمہیں موت کا بھیڑ پھاڑ نہ ڈالے

آنچناں کہ لمعہ در پاش اُوست
اس طرح پر کہ اس کی موتی برسانے والی روشنی
شمسِ دنیا در صفت خفاشِ اُوست
دنیا کا سورج، صفت میں اس کی چمگاڈر ہے

ہَفت ۲ چرخِ ازرقی در رقِ اُوست
سات نیلے آسمان، اس کی غلامی میں ہیں
پیکِ ماہ اندر تپ و در دقِ اُوست
چاند کا قاصد اس سے تپ اور دق میں ہے

زُہرہ چنگ مسئلہ دروے زدہ
زہرہ نے سوال کا ہاتھ اس سے وابستہ کر دیا ہے
مُشتری با نقدِ جاں پیشِ آمدہ
مشتری نقد جاں لے کر اس کے سامنے آگیا ہے

در ہوائے دست بُوسِ اُو زُحل
زحل اس کی دست بوسی کی خواہش میں ہے
لیک خود رامی نہ بیند آں محل
لیکن اپنے لئے یہ رتبہ نہیں دیکھتا ہے

دَست ۳ و پا مرّیخ چندیں خست ازو
مریخ کے ہاتھ پاؤں اس سے زخمی ہیں
واں عُطارد صد قلم بشکست ازو
عطارد نے اس کے سبب سینکڑوں قلم توڑ دیئے ہیں

با منجم ایں ہمہ انجم بجنگ
یہ ستارے نجومی سے جنگ میں ہیں
کاے رہا کردہ تو جاں بگزیدہ رنگ
کہ اے وہ! جس نے جان کو چھوڑ کر رنگ کو پسند کرلیا ہے

جاں ویست و ما ہمہ رنگ و رقوم
جان وہی ہے اور ہم سب رنگ اور نقوش ہیں
کو کب ہر فکرِ اُو جانِ نجوم
اس کی فکر کا ہر ستارہ ستاروں کی جان ہے

فکر کو آنجا ہمہ نورست پاک
فکر کہاں؟ وہاں تو سب پاک نور ہے
بہرِ تُست ایں لفظِ فکر اے فکرناک
اے متفکر! فکر کا لفظ تیرے لئے ہے

ہر ستارہ خانہ وارد دَر عُلا
بلندی میں ہر ستارے کا ایک خانہ ہے
ہیچ خانہ در نگنجد نجمِ ما
ہمارا ستارہ کسی خانہ میں نہیں سماتا ہے

۱ ایں سخن۔ یعنی خدائی نصیحت ستارے کی طرح ہے جو خدا کے حکم سے ہی موثر بنتی ہے۔ ایں ستارہ یعنی دوست کی نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو جی کا مشتاق ہے۔ کہ بیائید۔ انسانوں کو با جہت ستارے کو چھوڑ کر بے جہت ستارے یعنی دوست کی نصیحت کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ ہلاکت سے بچ سکیں۔ آنچناں۔ یہ بے جہت ستارہ اس قدر منور ہے کہ سورج اس کی شعاع سے چمگاڈر کی طرح منہ چھپاتا ہے۔
۲ ہفت۔ اس ستارے کے ساتوں آسمان غلام ہیں۔ چاند اس کے سامنے تپ اور دق میں مبتلا نظر آتا ہے۔ زُہرہ۔ زہرہ ستارہ اس کا بھکاری ہے مشتری اس پر جان نثار کرتا ہے زحل ستارہ اس کی دست بوسی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو اس فضیلت کا مستحق نہیں سمجھتا ہے۔
۳ دست۔ مریخ جو جلاد الفلک ہے اس نے اس کی خدمت میں اپنے ہاتھ پاؤں زخمی کر لئے ہیں۔ عطارد جو دبیر الفلک ہے اس نے اس کی تعریف میں سینکڑوں قلم توڑ ڈالے ہیں۔ با منجم۔ ستارے نجومی کو ملامت کرتے ہیں کہ تو نے روح یعنی بے جہت ستارے کو چھوڑ کر ہم سے کیوں تعلق پیدا کیا ہے۔ ہر ستارہ۔ یہ ستارہ محدود ہے وہ ستارہ لا محدود ہے۔

جانِ ۱ بے سُو در مکاں کے در رَود — نُورِ نا محدود راحد کے بُوَد
بے جہت جان، مکاں میں کب جاتی ہے ؟ — لا محدود نور کی حد کہاں ہوتی ہے ؟

لیک تمثیلے و تصویرے کُنند — تا کہ دَریا بد ضعیفِ دَرد مَند
لیکن ایک مثال اور تصویر بنا دیتے ہیں — تاکہ کمزور درد مند سمجھ لے

مثل نبُود لیک باشد آں مثیل — تا کُند عقلِ مُجمّد را گُسیل
وہ مثل نہیں ہوتی لیکن وہ مثال ہوتی ہے — تاکہ منجمد عقل کو کشادہ کر دے

عقلِ سَر تیز ست لیکن پایِ سُست — زانکہ دل ویراں شُدست وتن دُرست
سر کی عقل تیز ہے، لیکن سُست قدم ہے — کیونکہ دل ویران ہے اور جسم درست ہے

عقلِ ۲ شاں در نقلِ دنیا پیچ پیچ — فکرِ شاں در ترکِ شہوت ہیچ ہیچ
انکی عقل دنیا کو منتقل کرنے میں پیچ در پیچ ہے — شہوت کو ترک کرنے میں انکی فکر ہیچ در ہیچ ہے

صدرِ شاں در وقتِ دعویٰ ہمچو شرق — صبرِ شاں در وقتِ تقویٰ ہمچو برق
انکا سینہ دعوے کے وقت سورج کیطرح ہے — انکا صبر تقوے کے وقت برق کی طرح ہے

عالَمے اندر ہُنر ہا خود نما — ہمچو عالم بے وفا وقتِ وفا
وہ خود نما ہنروں میں ایک عالم ہے — وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا ہے

وقتِ خود بینی نگنجد در جہاں — در گلوو معدہ گم گشتہ چوناں
خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے — حلق اور معدے میں روٹی کیطرح گم ہے

ایں ۳ ہمہ اوصافِ شاں نیکو شوَد — بد نماند چونکہ نیکو خُو شوَد
اسکے یہ سب اوصاف بھلے ہو جاتے ہیں — جب نیک خصلت ہو جاتا ہے وہ برے نہیں رہتے ہیں

گر مَنی گندہ بُود ہمچو مَنی — چوں بجاں پیوست یا بد روشنی
اگرچہ خودی منی کی طرح گندی ہے — جب جان سے وابستہ ہو جاتی ہے روشنی حاصل کر لیتی ہے

ہر جمادے کو کُند رُو در نبات — از درختِ بختِ اُو رُوید حیات
جو جماد، نبات کی طرح رخ کر لیتا ہے — اسکے نصیبہ کے درخت سے زندگی اگ آتی ہے

ہر نَباتے کو بجاں رُوی آوَرد — خضرؑ وار از چشمۂ حیواں خورَد
ہر نبات جو جاں کی جانب رخ کر لیتی ہے — وہ حضرت خضرؑ کی طرح آبِ حیات سے سیراب ہو جاتی ہے

باز چوں جاں رُوسُوی جاناں نہد — رخت را در عمرِ بے پایاں نہد
جب جان جاناں کی طرف رخ کرتی ہے — ختم نہ ہونے والی زندگی میں سامان جا رکھتی ہے

---

۱ جان۔ روح لامکانی چیز ہے وہ کسی مکاں میں محدود نہیں ہو سکتی ہے۔ لیک۔ روح کی مثالیں محض کمزور عقل والوں کو سمجھانے کے لئے بیان کر دی جاتی ہیں لیکن وہ چیز اس روح کی مثل نہیں ہوتی جو تمام اوصاف میں شریک ہو بلکہ مثال اور مثیل ہوتی ہے۔ مجمد۔ جامد۔ گسیل۔ کشادہ کرنا، آزاد کرنا۔ عقل سر۔ تن پرور روح کی تعمیر نہیں کرتا ہے۔

۲ عقلِ شاں۔ انکو صرف عقلِ معاش حاصل ہے عقلِ معاد سے وہ بالکل محروم ہیں۔ صدرِ شاں۔ غلط دعووں میں بڑی حیثیت کے مالک ہیں لیکن تقوے کے اعتبار سے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عالمے۔ خودنمائی میں وہ ایک دنیا معلوم ہوتا ہے اور وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا معلوم ہوتا ہے۔ وقت۔ خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے۔ اور گلے اور معدے کی لذت کے وقت روٹی کی طرح گم ہو جاتا ہے۔

۳ این ہمہ۔ انسان جب نیک خصلت بنجاتا ہے اس کی برائیاں بھلائیوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ گر منی۔ خودی بری چیز ہے لیکن جب اس کا تعلق روح سے ہو جائے تو بھلی بنجاتی ہے۔ ہر جمادے۔ جب جماد نبات کا جزو بنجاتا ہے تو فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔ ہر نباتے۔ جو نبات روح سے تعلق پیدا کر لیتی ہے۔ اس میں مزید فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ باز۔ جب روح اپنا تعلق۔ روح الارواح سے کر لیتی ہے تو اس کو نہ مٹنے والی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

سوالِ[۱] سائل از واعظ کہ مُرغے بر سَرِ ربض نشستہ بُوَد سَرِ اُو فاضل ترست و شریف تر و عزیز تر و مُکرّم تر یا دُمِ اُو و جواب دادنِ واعظ سائل را بقدرِ فہم وادراکِ اُو

ایک سائل کا ایک واعظ سے سوال کرنا کہ جو پرند احاطہ پر بیٹھا ہو اس کا سر فاضل اور زیادہ شریف اور زیادہ عزیز اور زیادہ معزز ہے یا اس کی دم اور واعظ کا سائل کو اس کے فہم اور ادراک کے مطابق جواب دینا

واعظے را گفت روزے سائلے ۔۔۔ کاے تو منبر راسنی[۲] تر قابلے

ایک روز ایک سوال کرنیوالے نے ایک واعظ سے کہا ۔۔۔ کہ اے جناب! آپ منبر کے اعلیٰ درجہ کے قابل ہیں

یک سوالستم بگو اے ذولباب ۔۔۔ اندریں مجلس سوالم را جواب

میرا ایک سوال ہے ، اے عقلمند ! فرمایئے ۔۔۔ اس مجلس میں میرے سوال کا جواب

بر سَرِ بارو یکے مُرغے نشست ۔۔۔ از سَر و از دُم کدامینش بہ است

قلعہ کی دیوار پر ایک پرند بیٹھا ہے ۔۔۔ اس کے سر اور دم میں سے کون افضل ہے؟

گفت اگر رُویش بشہر و دُم بدہ ۔۔۔ رُوئ اُو از دُمِ او میداں کہ بہ

اس نے کہا اگر اس کا منہ شہر کیطرف اور دم گاؤں کیجانب ہے ۔۔۔ سمجھ لے کہ اس کا منہ اس کی دم سے بہتر ہے

ور سُوئ شہرست دُم رویش بدہ ۔۔۔ خاکِ آں دُم باش واز رُویش بجہ

اگر دم شہر کی جانب اور منہ گاؤں کی جانب ہے ۔۔۔ اس دم کی خاک بن جا اور اس کے چہرے سے بچ

مُرغ با پرّی پرّد تا آشیاں ۔۔۔ پرِّ مردم ہمّت ست اے مردماں

پرند ، پروں سے آشیانہ کی طرف پرواز کرتا ہے ۔۔۔ اے لوگو ! انسان کا پر ہمت ہے

عاشقے کالودہ شُد در خیر و شر ۔۔۔ خیر و شر منگر تو در ہمّت نگر

وہ عاشق جو خیر اور شر میں ملوث ہے ۔۔۔ خیر اور شر کو نہ دیکھ تو ہمت کو دیکھ

باز[۳] اگر باشد سپید و بے نظیر ۔۔۔ چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر

باز اگر سفید اور بے مثال ہو ۔۔۔ جبکہ اس کا شکار چوہا ہو وہ حقیر ہے

وَر بُوَد چغدے و میلِ اُو بشاہ ۔۔۔ اُو سَرِ بازست منگر دَر کلاہ

اور اگر وہ چغد ہو اور اس کا میلان شاہ کیجانب ہو ۔۔۔ وہ باز کا سر ہے چوٹی کو نہ دیکھ

---

[۱] سوال۔ اس سوال و جواب سے یہی بتایا ہے کہ ہر چیز اپنے افضل کی معیت سے مزید فضیلت حاصل کر لیتی ہے۔ ربض۔ ماحول، احاطہ۔

[۲] سنی۔ بلند۔ بارو۔ قلعہ۔ ھمت۔ یعنی عاشق کے افعال پر نظر نہ کر بلکہ اس کی ہمت کو دیکھ جو بہر حال قابل تعریف ہے۔

[۳] باز۔ باز اگر چوہے کا شکار کرنے لگے تو ذلیل ہے۔ وَر بُوَد۔ اگر چغد شاہ کی طرف نظر رکھ شریف ہے

ور ہمی ۱؎ شیرے خورد از مردہ خر | سگ بود اُو شکل شیرے کم نگر
اگر شیر مردہ گدھا کھا رہا ہے | وہ کتا ہے شیر کی شکل کو نہ دیکھ
ور پلنگ و گرگ را افگند سگ | شیر میداں مرورا بے ریب وشک
اگر کتے نے چیتے اور بھیڑیے کو پچھاڑ دیا | بے شک و شبہ اس کو شیر سمجھ
آدمی بسرشتہ از یک مُشتِ گِل | بر گذشت از چرخ واز کوکب بدل
آدمی ، ایک مٹھی مٹی سے گندھا ہوا | قلب کے ذریعہ آسمان اور ستارے سے بڑھگیا
آدمی بر قدر یک طشت خمیر | بر فزود از آسمان و از اثیر
آدمی جو خمیر کے ایک طشت کی بقدر ہے | آسمان اور کرہ ناری سے بڑھ گیا
ہیچ کَرَّمْنَا شنید ایں آسماں | کہ شنید ایں آدمیِ پُر غماں
اس آسمان نے کبھی "ہم نے مکرم بنایا" سنا ہے | جو اس غموں کے بھرے ہوئے آدمی نے سنا ہے
بر زمین و چرخ عَرضہ کرد کس | خوبی و عقل و عبارات و ہوس
کسی نے زمین اور آسمان پر پیش کیا ہے | حسن اور عقل اور عبارتیں اور تمنا ؟
جلوہ کردی ہیچ تو بر آسماں | خوبی روی و اصابت در گماں
کبھی تو نے آسمان پر رونمائی کی ہے | چہرے کی خوبصورتی اور گمان میں رائے کی درستگی کی
پیشِ ۲؎ صورتہایِ حمّام اے ولد | عَرضہ کردی ہیچ سیم اندامِ خود
اے صاحبزادے ! حمام کی تصویروں کے سامنے | اپنا چاندی جیسا جسم کبھی تو نے پیش کیا ہے ؟
بگذری زاں نقشہائے ہمچو حور | جلوہ آری با عجوزے نیم کور
تو ان حور جیسی تصویروں سے گذر جاتا ہے | ایک چندھی بڑھیا کو جلوہ دکھاتا ہے
در عجوزہ ۳؎ چیست کاینشاں را نبود | کو ترا زاں نقشہا با خود ربود
بڑا میں کیا ہے جو انمیں نہیں تھا | جو تجھے ان تصویروں سے اپنی جانب اچک لیگئی
تو نگوئی من بگویم دَربیاں | عقل حس ودرک وتدبیرست وجاں
گو نہ بتا ، میں بیان میں بتاتا ہوں | عقل اور حس اور ادراک اور تدبیر اور جان ہے
دَر عجوزہ جانِ آمیزش کُنے ست | صورتِ گرما بہارا روح نیست
بڑھیا میں جان ہے جو آمیزش کرنے والی ہے | حمام کی تصویروں میں روح نہیں ہے
صورتِ گرمابہ گر جُنبش کُند | دَر زماں از صد عجوزت بر کَند
حمام کی تصویر اگر حرکت کرنے لگے | فوراً تجھے سینکڑوں بوڑھیوں سے جدا کر دے

۱؎ ور ہمی۔ جو مردہ گدھے کا شکار کرے وہ کتا ہے اور اگر شیر کتا ہے اور اگر کتا چیتے یا شیر کا شکار کرے تو وہ شیر ہے۔ آدمی۔ انسانی جسکی سرشت مٹی اور پانی سے ہے ہمت کیجبہ سے آسمان اور ستاروں سے بلند ہے۔ کرمنا۔ "ہم نے فضیلت دی" یہ انسان کی فضیلت اس کی بلند ہمت کیجبہ سے ہے انسانی خصوصیات جو آسمان اور زمین کو حاصل نہیں ہیں۔ وہ محض اس کی بلند ہمت کی وجہ سے ہیں۔

۲؎ پیشِ صورتہا۔ حمام کی تصویریں۔ ہمت سے خالی ہیں اور بے قدر ہیں۔ بگذری۔ حمام کی تصویروں سے انسان کوئی تعلق نہیں رکھتا اور ایک بدصورت بڑھیا سے تعلق پیدا کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تصویریں بے روح اور بے ہمت ہیں۔

۳؎ در عجوزہ۔ بڑھیا کی طرف میلان کی وجہ اس کا حس وادراک اور عقل ہی ہے۔ عجوزہ۔ بڑھیا میں روح اور جان ہے جو حمام کی تصویروں میں نہیں ہے۔ صورت۔ اگر حمام کی تصویریں باروح ہو جائیں تو بڑھیا کی طرف کبھی میلان نہ ہو۔

جاں[1] چہ باشد با خبر از خیر و شر — شاد با احسان و گریاں از ضرر

جان کیا ہوتی ہے؟ جو شیر اور شر سے با خبر ہے — احسان سے خوش اور نقصان سے رونے والی ہے

چوں سِرّ و ماہیّتِ جاں مُخبر ست — ہر کہ اُو آگاہ تر با جاں تر ست

جبکہ جان کا راز اور ماہیت اس کا با خبر ہوتا ہے — جو زیادہ آگاہ ہے جان کے اعتبار سے زیادہ ہے

اقتضای جاں چو اے دل آگہیست — ہر کہ آگہ تر بُود جانش قویست

اے دل! جب جان کا اقتضاء با خبری ہے — جو زیادہ با خبر ہو گا اس کی جان زیادہ قوی ہو گی

خود جہانِ جاں سراسر آگہیست — ہر کہ بیجان ست از دانش تہی ست

عالم ارواح خود سراسر باخبری ہے — جو بے جان ہے وہ دانش سے خالی ہے

رُوح را تاثیر آگاہی بُود — ہر کرا ایں بیش اللّٰہی بُود

روح کی تاثیر با خبری ہے — جس کو یہ زیادہ حاصل ہے وہ اللہ والا ہے

چوں[2] خبر ہست بیروں از نہاد — باشد ایں جانہا دراں میداں جماد

چونکہ بہت سی خبریں وجود سے باہر کی ہیں — تو جانیں اس میدان میں جماد ہوں گی

جانِ اوّل مظہرِ درگاہِ شُد — جانِ جاں خود مظہرِ اللہ شُد

جانِ اوّل درگاہ کا مظہر ہے — جان جاں خود اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے

آں ملائک جملہ عقل و جاں بُدند — جانِ نو آمد کہ جسمِ آں شُدند

ملائک مجسم عقل اور روح تھے — نئی روح آئی جس کے لئے وہ جسم بن گئے

از سعادت چوں براں جاں بر زدند — ہمچو تن آں روح را خادم شُدند

سعادت کی وجہ سے جب اس روح سے جا ملے — جسم کی طرح اس روح کے خادم ہو گئے

آں[3] ابلیس از جاں ازاں سَر بر دہ بُود — یک نشدُ با جاں کہ عضوِ مُردہ بُود

اس شیطان نے اس جان سے سر تابی کی — جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ مردہ عضو تھا

چوں نبُودش آں فدایِ آں نشُد — دست بشکستہ مُطیعِ جاں نشُد

چونکہ اس کو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اس روح پر قربان نہ ہوا — ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا جان کا فرماں بردار نہ بنا

جاں نشد ناقص گر آں عضوش شکست — کاں بدستِ اُوست تا ند کرد دست

اگر اس کا وہ عضو ٹوٹ گیا جان ناقص نہ ہوئی — کیونکہ وہ اس کے قبضہ میں ہے اس کو موجود کر سکتی ہے؟

سِرِّ دیگر ہست کُو گوشِ دِگر — طوطیٔ کو مُستعدِّ آں شکر

ایک دوسرا راز ہے، دوسرا کان کہاں ہے؟ — وہ طوطی کہاں ہے جو اس شکر کی استعداد رکھے؟

[1] جاں۔ جان کے خواص یہ ہیں کہ وہ بھلے برے کو پہچانتی ہے۔ احسان سے خوش اور نقصان سے غمگین ہوتی ہے چوں جبکہ جان کے یہ خواص ہیں تو جو زیادہ با خبر ہو گی وہ تمکمل جان ہو گی اور جو شخص زیادہ با خبر ہو گا اس کی جان زیادہ قوی ہو گی، بے جان دانش اور عقل سے خالی ہوتا ہے۔ روح۔ روح کی تاثیر آگاہی ہے جو روح اس صفت میں بڑھی ہوئی ہو گی وہ خدائی روح ہو گی۔

[2] چوں۔ اگر طبیعت میں علم و احساس کا مادہ نہیں ہے تو وہ ذی روح بمنزلہ جماد کے سمجھا جائے گا۔ جانِ اول۔ وہ روح جو مدبر بدن ہے وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے اور جان کی جان جو علوم و معارف سے متصف ہو جاتی ہے وہ مظہر ذات حق ہو جاتی ہے۔ آں ملائک ملائک مجسم عقل و جان تھے لیکن وہ حضرت آدمؑ کی روح اس طرح تابع ہو گئے۔ جسطرح جسم روح کے تابع ہے۔

[3] آں ابلیس۔ شیطان نے اس روح سے رابطہ منقطع کر لیا وہ مردہ عضو بن کر رہ گیا۔ دست بشکستہ۔ جو عضو ٹوٹ جاتا ہے وہ روح سے خالی ہو جاتا ہے جاں نشد۔ لیکن شیطان کی نا فرمانی سے آدمؑ کے کمال میں نقصان نہیں آیا۔ سر دیگر شیطان کی نافرمانی کا ایک اور راز بھی ہے جو عوام کے سامنے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سر دیگر۔ دوسری جگہ مولانا نے یہ راز بھی ظاہر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کی صفت مضل کا مظہر ضروری تھا اسلئے بھی شیطان کو پیدا فرمایا ہے۔

طُوطیانِ[1] خاص را قندیست ژرف ‏ طُوطیانِ عام ازیں خور بستہ طرف

خاص طوطیوں کے لئے شکر بہت ہے ‏ عام طوطیوں نے اس خوراک سے آنکھ بند کر رکھی ہے

کے چشد درویش صورت زاں نکات ‏ معنی ست آں نے فعولن فاعلات

صورت کا بھکاری ان نکتوں کو کیا چکھ سکتا ہے؟ ‏ وہ معنیٰ ہیں فعولن فاعلات نہیں ہے

از خرِ عیسیٰ دریغش نیست قند ‏ لیک خر آمد بخلقت کہ پسند

حضرت عیسیٰؑ کو اپنے گدھے سے شکر کے بارے میں رکاوٹ نہیں ہے ‏ لیکن گدھا طبعاً گھاس کو پسند کرتا ہے

قند خر را گر طرب انگیختے ‏ پیشِ خر قنطارِ شکّر ریختے

اگر گدھے کو شکر خوش کر سکتی ‏ تو وہ گدھے کے سامنے ہی شکر کا بورا ڈالدیتے

معنیٔ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ ‏ ایں شناس اینست رہرو را مہم

ہم انکے مونہوں پر مہر لگائیں گے" کے معنیٰ ‏ یہ سمجھ لے، یہ سالک کے لئے ضروری ہے

تاز[2] راہِ خاتمِ پیغمبراں ‏ بُو کہ بر خیزد زلب ختمِ گراں

پیغمبروں کے خاتم کے راستے کے ذریعہ ‏ ہوسکتا ہے کہ ہونٹ سے بھاری مہر ہٹ جائے

ختمہائے کا نبیا بگذاشتند ‏ آں بدینِ احمدیؐ برداشتند

وہ مہریں جو انبیاء باقی چھوڑ گئے تھے ‏ ان کو احمدیؐ دین کے ذریعہ ہٹا دیا ہے

قفلہائے نا کشادہ ماندہ بود ‏ از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا بر کشُود

جو بغیر کھلے ہوئے تالے رہ گئے تھے ‏ "بیشک ہم نے کھولا" کے ہاتھ سے کھلے

اُو شفیع[3] ست ایں جہان و آنجہاں ‏ ایں جہاں در دین و آنجا در جناں

وہ اس جہاں اور اس جہان کے سفارشی ہیں ‏ اس جہان میں دین کے اور اس جہان میں جنتوں کے

ایں جہاں گوید کہ تو رہ شاں نما ‏ واں جہاں گوید کہ تو مہ شاں نما

یہ جہان کہتا ہے کہ آپ ان کو راستہ دکھائیں ‏ وہ جہان کہتا ہے کہ آپ ان کو چاند دکھائیں

پیشہ اش اندر ظہور و در کموں ‏ اِهْدِ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

ظاہر اور باطن میں ان کی عادت ‏ "میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ بے خبر ہیں" ہے

---

[1] طوطیاں۔ خاصانِ خدا کے لئے اسرار کی شکر بکثرت موجود ہے وہ اس سے غذا حاصل کررہے ہیں عوام اس طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ کے چشد۔ جو شخص محض لفظوں کا بھکاری ہے اس کو معانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ مثنوی محض شاعری نہیں ہے بلکہ اسرار کا بیان ہے۔ از خرِ عیسیٰ حضرت عیسیٰ اپنے گدھے کو بھی اسرار کی تعلیم دے سکتے تھے لیکن اس میں استعداد ہی نہ تھی۔ قند۔ اگر ان کا گدھا اسرار سننے کی اہلیت رکھتا تو وہ اس کو اسرار کی تعلیم دیتے عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ۔ قرآن پاک میں ہے۔ "اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ" آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگائینگے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ انہیں اسرار کو ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہے۔

[2] تاز راہ۔ اگر یہ بے استعداد لوگ آنحضورؐ کا طریقہ اختیار کرلیں تو ہوسکتا ہے ان میں استعداد پیدا ہوجائے اور وہ مہر جو ان لوگوں کے منہ پر لگی ہے آنحضورؐ کی برکت سے اکھاڑ دی جائے۔ قفلہای۔ ان لوگوں کے منہ پر جو قفل لگے ہوئے ہیں وہ آنحضورؐ کی برکت سے کھل جائینگے۔ اِنَّا فَتَحْنَا۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "بیشک ہم نے ان کے لئے فتح کردیا" اس میں صرف مکہ کی فتح مراد نہیں ہے بلکہ قفلوں کا کھلنا بھی مراد ہے۔

[3] اُو شفیع۔ آنحضورؐ دونوں جہانوں کے شفیع ہیں دنیا میں انکی سفارش سے اسرارِ دین تک رسائی ہوئی ہے اور آخرت میں جنت تک رسائی ہوگی۔ ایں جہاں۔ دنیا بزبانِ حال آپ سے کہتی ہے کہ ان کو راہِ ہدایت دکھایئے اور آخرت کہے گی کہ ان کو دیدارِ خداوندی کرائیے۔ اهد۔ آنحضورؐ کی دعا تھی کہ "خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں"

باز گشتہ ۱ از دَمِ اُو ہر دو باب — دَر دو عالم دعوتِ اُو مُستجاب
ان کی دعا سے دونوں دروازے کھلے — دو جہاں میں ان کی دعا مقبول ہے

بہرِ ایں خاتم شدست اُو کہ بجود — مثلِ او نے بود و نے خواہند بود
اسی لئے وہ خاتم بنے، کیونکہ سخاوت میں — ان جیسا نہ تھا اور نہ ہوں گے

چونکہ دَر صنعت بَرد اُستاد دست — نے تو گوئی ختمِ صنعت بَر تواست
جب کوئی استاد کاریگری میں بازی لے جاتا ہے — کیا تو نہیں کہتا کہ کاریگری اس پر ختم ہے؟

دَر کشادِ ۲ ختمہا تو خاتمی — دَر جہانِ رُوح بخشاں حاتمی
آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں — روح بخشنے والوں کے جہان میں آپ حاتم ہیں

ہست اشاراتِ محمدؐ المراد — کُل کُشاد اندر کُشاد اندر کُشاد
خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ کے ارشادات — سب فتوح در فتوح در فتوح ہیں

صد ہزاراں آفریں بَر جانِ اُو — بر قدوم و دورِ فرزندانِ اُو
آپ کی جان پر لاکھوں آفرین ہیں — ان کی تشریف آوری اور آپ کے فرزندوں کے دور پر بھی

آں خلیفہ زادگانِ مُقبلش — زادہ اَنداز عنصرِ جان ودِلش
ان کے وہ با اقبال شہزادے — جو ان کے دل اور جان کے جوہر سے پیدا ہوئے

گرز بغداد وہری یا از رے اَند — بیمزاجِ آب وگلِ نسلِ وے اَند
خواہ وہ بغداد اور ہرات یا رے کے ہیں — بغیر پانی اور مٹی کے ملاؤ کے آپ کی نسل سے ہیں

شاخِ گُل ہر جا کہ رُوید ہم گُل ست — خُمِ مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل ست
پھول کی شاخ جہاں بھی اگے پھول ہیں — شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہے

گرز ۳ مغرب بَر زند خورشید سَر — عینِ خورشید ست نے چیزے دگر
اگر سورج مغرب سے رونما ہو — بعینہ سورج ہے نہ کہ دوسری چیز

عیب چِنیاں را ازیں دَم کور دار — ہم بستارِی خود اے کرِدگار
عیب نکالنے والوں کو اس کلام سے اندھا رکھ — اے خدا! اپنی ستاری سے

گفت حق چشمِ خفاشِ بد سگال — بَستہ اَم من ز آفتابِ بے مثال
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بدخواہ چمگادڑ کی آنکھ کو — میں نے بے مثال سورج سے بند کر دیا ہے

از نظر ہائے خفاشِ کم و کاست — انجم و آں شمس نیز اندر خفاست
چمگادڑوں کی ناقص نظروں سے — ستارے اور وہ سورج بھی پوشیدگی میں ہے

۱ باز گشتہ۔ آنحضورؐ کی دونوں دعائیں مقبول ہیں۔ بہر ایں۔ آنحضورؐ کو خاتم النبیین محض اس لئے نہیں کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ فیض رسانی میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں۔ چونکہ۔ جب کوئی استاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ یہ دستکاری اس پر ختم ہے۔

۲ در کشاد۔ آنحضورؐ کو مہروں کے کھولنے میں اسی وجہ کمال تھا کہ آپ کو خاتم کہا گیا۔ اشارات۔ آنحضورؐ کے کلام میں وہ اشارے ہیں جن سے مہروں کی کشادگی ہی کشادگی ہے۔ فرزنداں۔ یعنی روحانی اولاد۔ آں خلیفہ زادگان آپ کے جانشین جو آپ کے عنصر سے بنے ہیں۔ گر۔ یہ جانشین خواہ کسی ملک کے ہوں وہ آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ شاخ کسی درخت کی قلم جہاں بھی لگاؤ وہ اسی درخت کا فرد ہے۔ شراب کسی بھی برتن میں ہو وہ شراب ہی ہے لہٰذا اولاد میں باپ ہی کا اثر ہے۔

۳ گرز مغرب۔ سورج جہاں سے بھی طلوع کرے سورج ہی ہے۔ عیب چنیاں۔ ان بزرگوں کے جو عیب چین ہیں تکوینی اعتبار سے ان کو میرے اس کلام سے محروم رکھ۔ گفت حق۔ جن کے قلب پر مہر لگ گئی ہے ان کی آنکھیں بے مثال سورج سے بند ہیں۔

نکو ہیدنِ ۱؎ ناموسہائے پُوسیدہ راکہ مانعِ ذوقِ ایمان و
بُرانی عزتوں کی برائی جو ایمان کے ذوق سے مانع ہیں اور سچائی کے ضعف
دلیلِ ضُعفِ صدق اندو راہزن صد ہزار ابلہ چنانکہ
کی دلیل ہیں اور لاکھوں بیوقوفوں کے لئے راہزن ہیں جیسا کہ
راہزنِ آں مُخنث شدہ بُودند گوسفنداں و نمی یارست گذشتن و
اس ہیجڑے کے لئے بکریاں ہو گئی تھیں اور وہ گذر نہ سکا اور ہیجڑے
پُرسیدنِ مُخنث از چوپاں کہ ایں گو سفندانِ تو عجب
نے گڈریئے سے پوچھا کہ تعجب ہے یہ تیری بکریاں مجھے کاٹتی
مرامی گزند گفت اگر مَردی و در تو رگ مُردی ہست
ہیں اس نے کہا کہ اگر تو مرد ہے اور تجھ میں مردانگی کی رگ ہے تو
ہمہ فدائی تو اندو اگر مُخنثی ہر یکے تُرا اژدہاست مُخنثے
یہ سب تجھ پر قربان ہیں اور اگر تو ہیجڑا ہے تو ہر ایک تیرے لئے
دیگر ہست کہ در حالے کہ گو سفنداں دید باز گشت واز
اژدہا ہے ، ایک دوسرا ہیجڑا ہے کہ جیسے ہی اس نے بکریاں دیکھیں تو واپس ہو گیا اور
پُرسیدن ترسید کہ اگر من پرسم گوسفنداں اندر من
دریافت کرنے سے ڈرا کہ اگر میں دریافت کروں گا تو بکریاں مجھ پر حملہ کر دینگی
اُفتند ومرا بگزند
اور مجھے کاٹ لیں گی

اے ضیاء الحق حُسام الدّین بیا	اے صقالِ روح و سلطانِ ہُدیٰ
اے ضیاء الحق حسام الدین ! آجایئے	اے روح کی صیقل اور ہدایت کے شہنشاہ
مثنوی را مسرحِ ۲؎ مشروح دہ	صورت امثالِ اُورا رُوح دہ
مثنوی کو کشادہ میدان دیدیجئے	اس کی مثالوں کی صورت کو روح دیدیجئے
تا حروفش جملہ عقل و جاں شوند	سُوئے خلدستانِ جاں پرّاں شوند
تاکہ اس کے حروف مجسم عقل اور جان بنجائیں	جان کی جنت کی طرف اڑنے لگیں
ہم بسعیِ توز ارواح آمدند	سُوئے دامِ حرف مستحقن شدُند
آپ ہی کوشش سے عالم ارواح سے آئے ہیں	حروف کے جال میں قیدی ہو گئے ہیں

۱؎ نکوہیدن۔ جس طرح یہ ہیجڑے بلاوجہ بکریوں سے ڈر گئے اسی طرح کم ہمت لوگ اپنے جاہ و ناموس کے خیال سے حق کے قبول کرنے سے ڈرتے ہیں۔
۲؎ مَسرح۔ چراگاہ۔ مشروح کشادہ۔ امثال۔ حکایات سوی۔ یعنی مثنوی کے الفاظ عالم غیب کی جانب متوجہ ہو جائیں۔

بادعمرت در جہاں ہمچوں خضرؑ ۱ — جاں فزاو دستگیر و مستمر
دنیا میں آپ کی عمر خضرؑ کی طرح ہو — جان کو بڑھانے والی اور دستگیر اور زندہ جاوید

چوں خضرؑ والیاسؑ مانی در جہاں — تازمیں گرد دز لطفت آسماں
آپ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ کی طرح دنیا میں رہیں — تاکہ آپ کی عنایت سے زمین آسمان بن جائے

گفتمے از لطف تو جزوے ز صد — گرنبودے طمطراق چشمِ بد
میں تیری مہربانی میں سے ایک فی سیکڑہ، بیان کرتا — اگر نظر بد کا زوروشور نہ ہوتا

لیک از چشمِ بد زہر آب دم — زخم ہائے روح فرسا خوردہ ام
لیکن بری نظر کے زہریلے پانی کے اثر سے — روح کو گھٹانے والے میں نے بہت سے زخم کھائے ہیں

جز ۲ برمزِ ذکرِ حالِ دیگراں — شرح حالت می نیارم دربیاں
سوائے دوسروں کے ذکر کے اشارے کے — میں آپ کی حالت کا بیان نہیں کر رہا ہوں

ایں بہانہ ہم زدستانِ دلے ست — کہ ازو پاہای دل اندر گلے ست
یہ بہانہ بھی اس دل کی مکر کی وجہ سے ہے — جس کی وجہ سے دل کے پاؤں مٹی میں پھنسے ہوئے ہیں

صد دل و جاں عاشقِ صانع شدہ — چشمِ بدیا گوشِ بد مانع شدہ
سینکڑوں جان اور دل صانع کے عاشق ہوئے — بری نظر یا برا کام مانع بنا

خود یکے بو طالب آں عمِّ رسولؐ — می نمودش شنعتِ عرباں مہول
ایک ابو طالب ہی رسولؐ کے چچا — ان کو عربوں کا طعن وتشنیع خوفناک نظر آیا

کہ چہ گویندم عرب کز طفلِ خود — او بگرد انید دینِ معتمد
کہ عرب مجھے کیا کہیں گے کہ اپنے بچے کی وجہ سے — اس نے اپنا معتمد دین بدل دیا

منصب ۳ اجداد و آبار ابماند — درپئے احمدؐ چنیں بیرہ براند
آباؤ اجداد کا منصب چھوڑ دیا — احمدؐ کے پیچھے بے راہ روانہ ہو گیا

آں رسولِ پاکباز و مجتبیٰؐ — ازپئے آں تا رہا ند مرو را
اس منتخب اور پاکباز رسولؐ نے — اس لئے کہ ان کو نجات دے

گفتش اے عم یک شہادت تو بگو — تا کنم با حق شفاعت بہرِ تو
ان سے کہا اے چچا! ایک گواہی دیدیجئے — تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے آپ کی سفارش کروں

گفت لیکن فاش گرد داز سماع — کُلُّ سِرٍّ جاوَزَ الِاثْنَیْنِ شَاع
انہوں نے کہا لیکن سننے سے مشہور ہو جائے گا — جو راز دو سے بڑھا مشہور ہے

---

۱ خضر۔ حضرت خضرؑ پریشانوں کی حوصلہ افزائی اور بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں اور جب سے پیدا ہوئے ہیں برابر زندہ ہیں۔ یہ تینوں باتیں حضرت حسام الدین کو حاصل ہو جائیں۔ لیاس۔ حضرت الیاسؑ زندہ آسمانوں پر اٹھالئے گئے ہیں۔ گفتمے۔ لوگوں کی نظر بد کے ڈر سے میں آپ کے معمولی احوال بھی ذکر نہیں کررہاہوں۔

۲ جز۔ دوسرے بزرگوں کے پیرایہ میں آپ کا ذکر کرتا ہوں۔ ایں بہانہ یعنی صراحتہً ذکر نہ کرنا۔ دلے۔ یعنی حاسد کا دل۔ پاہای دل۔ یعنی میرے دل کے پاؤں۔ صد۔ لوگوں کی نظربد اللہ کے عشق سے بھی مانع بنی ہے۔ بوطالب۔ ابوطالب لوگوں کے طعن وتشنیع کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ شنعت۔ بدگوئی عرباں۔ اہل عرب۔ مہول۔ خوفناک۔ دینِ معتمد۔ یعنی قریش کا دین۔

۳ منصب۔ یعنی یہ طعنہ دیں گے کہ سرداری خاک میں ملا دی۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے فرمایا چچا چپکے سے کلمۂ شہادت پڑھ لیجئے مجھے آپ کی سفارش کا حق ہو جائے گا۔ گفت۔ ابوطالب نے کہا۔ راز راز نہ رہےگا مشہور ہو جائیگا۔

من بمانم ۱ در زبانِ ایں عرب — پیشِ ایشاں خوار گردم زیں سبب
میں ان عربوں کی زبانوں پر رہوں گا — اس سبب سے ان کے سامنے ذلیل ہو جاؤنگا

لیک اگر بودیش لُطفِ ما سبق — کے بُدے ایں بد دلی با جذبِ حق
لیکن اگر ان پر ازلی مہربانی ہوتی — حق کے جذبہ کے سامنے یہ بد دلی کب رہتی ؟

اَلغیاث اے تو غیاث المُستغیث — زیں دو شاخہ اختیاراتِ خبیث
المدد ، اے فریاد رسوں کی مدد ! — دو راہے کے ان خبیث اختیارات سے

من زدستان وز مکرِ دل چناں — مات گشتم کہ بماندم از فُغاں
میں دل کے مکر اور فریب سے ایسا — عاجز آ گیا ہوں، کہ فریاد سے بھی عاجز ہوں

من ۲ کہ باشم چرخ با صد کاروبار — زیں کمیں فریاد کرد از اختیار
میں کون ہوں؟ آسمان نے (بھی) سینکڑوں کاروبار کے ہوتے ہوئے — اختیار کی وجہ سے اس گھات کی جگہ سے فریاد کی ہے

کاے خداوندِ کریم بُردبار — دہ امانم زیں دو شاخہ اختیار
کہ اے حلیم ، کریم خدا ! — اس اختیار کے دوراہے سے مجھے امن عطا کر

جذبِ یک راہِ صراط المستقیم — بہ زدو راہہ تردّد اے کریم
سیدھے راستہ کی ایک راہ کی کشش — اے کریم ! دوراہے کے تردد سے بہتر ہے

زیں دورہ گرچہ ہمہ مقصد توئی — لیک خود جاں کندن آمد ایں دوئی
اس دوراہے سے اگرچہ تو ہی مقصود ہے — لیکن یہ دوئی خود جان کنی ہے

زیں دورہ گرچہ بجز تو عزم نیست — لیک ہرگز رزم ہمچوں بزم نیست
اس دوراہے سے اگرچہ تیرے سوا کا ارادہ نہیں ہے — لیکن رزم ، بزم کی طرح ہرگز نہیں ہے

در نُبے ۳ بشنو بیانش از خدا — آیت اَشفَقنَ اَن یَّحمِلنَہَا
قرآن میں اس کا بیان خدا سے سن — آیت "وہ اس سے ڈرے کہ اس کو اٹھائیں"

ایں تردّد ہست در دل چوں وغا — کایں بُود بہ یا کہ آں حالے مرا
یہ تردد دل میں جنگ کی طرح ہے — کہ میرے لئے یہ بہتر ہو گا یا وہ حال

در تردّد می زند برہمد گر — خوف و امید بہی در کرّ و فرّ
تردد میں ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہے — خوف اور بھلائی کی امید کشمکش میں

زیں تردّد عاقبت ماں خیر باد — اے خدا مر جانِ مارا کُن تو شاد
انجام کار اس تردد سے ہمارے لئے خیریت ہو — اے خدا تو ہماری جان کو تو خوش رکھ

---

۱ من بمانم۔ ابو طالب نے کہا میں ہمیشہ عربوں کی زبان سے بدنام رہوں گا اور ذلیل ہو جاؤں گا۔ لیک۔ ابو طالب پر اللہ کی مہربانی نہ تھی ورنہ وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ بد دلی۔ یعنی کلمہ شہادت پڑھنے سے۔ دو شاخہ۔ یعنی رائے کا تذبذب۔ مات گشتم۔ انسان تذبذب کی حالت میں عاجز آ جاتا ہے۔

۲ من کہ باشم۔ اختیار کے دوراہے سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ آسمان بھی پریشان ہوا۔ کمین۔ عالم شہادت یعنی دو شاخہ اختیار جس میں مکلف ہونا پڑتا ہے۔ جذب۔ دوراہے سے یہ بہتر ہے کہ خدا ایک صراط مستقیم کی ہدایت فرمادے۔ زیں دورہ۔ اگرچہ عاصی اور مطیع دونوں اسماء الٰہی کا مظہر ہیں۔ لیکن تشریعاً مطلوب اطاعت ہے۔ رزم۔ معصیت مظہر قہر ہے اور بزم یعنی اطاعت مظہر مہر ہے لہٰذا دونوں یکساں نہیں ہیں۔

۳ در نبے۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ امانت آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی گئی وہ اس کے برداشت کرنے سے ڈر گئے۔" مولانا نے امانت سے مراد یہی اختیار کا دوراہا لیا ہے۔ وغا۔ یعنی انسان کا تردد۔ تردد۔ اس حالت میں خوف اور بھلائی کی باہمی کشمکش رہتی ہے۔ زیں۔ تردد کی حالت میں خدا عاقبت بخیر کرے۔

مُناجات ۱؎ و پناه جُستن بحق سبحانہ تعالیٰ از فتنۂ اختیار و از فتنۂ اَسبابِ اختیار کہ سموات وارضین از اختیار و اَسبابِ اختیارِ شکوہید ندو ترسید ندو خِلقت ۲؎ آدمی مُولع افتاد بر طلبِ اختیار و اَسبابِ اختیارِ خویش چنانکہ بیمار باشد خود را اختیار کم بیند صحت خواہد کہ سببِ اختیار ست تا اختیارش بیفزاید و مَنصب خواہد تا اختیارش بیفزاید و مَہبطِ ۳؎ قہرِ حق اُو عزّوجلّ درامم ماضیہ فرط اختیارو و اَسبابِ اختیارات بُودہ است ہر گز فرعون بے نواو گرسنہ کس ندیدہ است

دعا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ ڈھونڈنا اختیار کے فتنہ سے اور اختیار کے اسباب کے فتنہ سے، کیونکہ آسمان اور زمین اختیار اور اختیار کے اسباب سے خوف کھا گئے اور ڈر گئے اور آدمی کی جبلت اپنے اختیار کے اور اختیار کے اسباب کے طلب کرنے میں لالچی ہو گئی جیسا کہ بیمار ہوتا ہے" اپنا اختیار کم دیکھتا ہے تو وہ صحت چاہتا ہے کیونکہ وہ اختیار کا سبب ہے تاکہ اس کا اختیار بڑھ جائے اور عہدہ چاہتا ہے تاکہ اس کے اختیار میں اضافہ ہو جائے اور پہلی امتوں میں اللہ عزوجل کے قہر کے نزول کی جگہ اختیار اور اختیار کے اسباب کی زیادتی ہو گی ہے، کسی شخص نے کبھی کوئی بھوکا اور بے سروسامان فرعون نہیں دیکھا ہے

اے کریمِ ذُوالجلال مہرباں	دائمُ المعروف دا رایِ جہان
اے مہربان، عظمت والے کریم!	سدا احسان والے، جہان تھامنے والے
یا کَرِیمَ العَفوِ حَیّ لَم یَزَل	یا کَثِیرَ الخَیرِ شاہِ بے بَدل
اے ہمیشہ رہنے والے، زندہ بھلی معافی والے!	اے گھنی خیر والے، بے بدل شہنشاہ!
اوّلم ایں جزرو مداز تو رَسید	ورنہ ساکن بُود ایں بحر اے مجید
یہ جزرو مد ابتداء مجھے تجھی سے ملا	ورنہ اے بزرگ! یہ سمندر ساکن تھا
ہم از انجا کایں تردّد دادیم	بے تردّد کُن مراہم از کرم
جس جگہ سے تو نے مجھے یہ تردد دیا ہے	مجھے کرم سے بے تردد بھی کر دے

۱؎ مناجات۔ تردد کی حالت میں مولانا نے عاقبت بخیر ہونے کی دعا شروع کی ہے۔

۲؎ خِلقت۔ انسان ہمیشہ اختیار کا طالب بنتا ہے بیماری سے صحت اسی لئے چاہتا ہے کہ اختیار میں اضافہ ہو اور یہ اختیار کی زیادتی ہی انسان کی تباہی کا سبب بنتی ہے جیسا کہ فرعون اور پہلی امتوں کے واقعات سے ظاہر ہے۔

۳؎ مہبط۔ جائے نزول۔ دارای جہاں۔ قیوم۔ جزرو مد یعنی تردد میں گھٹاؤ بڑھاؤ

ابتلائم ¹ می کنی آہ الغیاث — اے ذکور از ابتلائت چوں اناث

آہ تو میری آزمائش کرتا ہے ، فریاد ہے — اے وہ کہ تیری آزمائش کے سامنے مذکر مونث کی طرح ہیں

تا بکے ایں ابتلا یا رب مکن — مذہبے ام بخش ودہ مذہب مکن

یہ آزمائش کب تک ؟ اے خدا ! نہ کر — مجھے ایک راستہ عنایت کر دے دس راستے نہ بتا

اشترے ام لاغرے و پشت ریش — ز اختیارِ ہمچو پالاں شکلِ خویش

میں کمزور اونٹ ہوں اور زخمی کمر — اپنے پالان جیسی شکل کے اختیار سے

ایں کژاوہ گہ شود ایں سو گراں — آں کژاوہ گہ شود آں سو کشاں

یہ کجاوہ کبھی اس جانب بھاری ہو جاتا ہے — وہ کجاوہ کبھی اس طرف کھچ جاتا ہے

بفگن از من حملِ نا ہموار را — تا ببینم روضۂ ابرار را

مجھ سے نا ہموار بوجھ کو گرا دے — تاکہ میں نیکوں کے باغیچے کو دیکھ لوں

ہمچوں ² آں اصحابِ کہف از باغِ جود — می چرم ز ایقاظ نے بل ہم رقود

اصحاب کہف کی طرح سخاوت کے باغیچے سے — میں غذا حاصل کروں جاگتے ہوئے نہیں بلکہ وہ سوتے ہیں

خفتہ باشم بر یمین یا بر یسار — بر نگردم جز چو گوئے بے اختیار

میں دائیں پر سویا ہوا ہوں یا بائیں پر — میں صرف بے اختیار گیند کی طرح کروٹ بدلوں

ہم بتقلیب تو تا ذات الیمین — یا سوئے ذات الشمال اے ربِّ دیں

تیرے ہی پلٹنے سے دائیں جانب — یا بائیں جانب اے دین کے رب !

صد ہزاراں سال بودم در مطار — ہمچو ذرّاتِ ہوا بے اختیار

میں اڑنے کی جگہ میں لاکھوں سال رہا — ہوا کے ذروں کی طرح بے اختیار

گر فراموشم شدست آں وقت و حال — یادگارم ہست در خواب ارتحال

اگرچہ وہ حال اور وقت میں بھول گیا ہوں — نیند میں منتقل ہو جانا میرے لئے یادگار ہے

می ³ رہم زیں چار میخ چار شاخ — می جہم در مسرحِ جاں زیں مناخ

میں اس چار میخ چار شاخ سے نجات پا جاتا ہوں — اس باڑے سے جان کی سیرگاہ میں کود جاتا ہوں

شیرِ آں ایامِ ماضی ہائے خود — می چشم از دایۂ خواب اے صمد

اپنے ان گذرے ہوئے دنوں کا دودھ — اے بے نیاز میں اپنی نیند کی دایہ سے چکھتا ہوں

جملہ عالم ز اختیار و ہستِ خود — می گریزد در سرِ سرمستِ خود

تمام جہاں اپنی ہستی اور اختیار سے — اپنے سرمست سر کی جانب بھاگتا ہے

---

¹ ابتلاء۔ تردد جس میں ہر راہ پر چلنے کا اختیار ہو، اللہ کی جانب سے ایک آزمائش ہے۔ ذکور۔ اس مقام پر بڑے بڑے بہادر ناکام ہو گئے ہیں۔ اختیار۔ انسان پر اختیار ایسا ہی لدا ہوا ہے جیسا کہ اونٹ پر پالان۔ ایں کژاوہ۔ انسان کا اختیار کبھی برائی کی طرف جھکتا ہے۔ کبھی بھلائی کی جانب۔ روضہ۔ باغ جنت جو ہر بھلائی کا نتیجہ ہے۔

² ہمچو۔ اصحابِ کہف کا سونا خدا کے حکم سے تھا لہٰذا وہ اس غیر اختیاری حالت میں بھی اطاعت میں مصروف تھے۔ خفتہ۔ ہم بھی غیر اختیاری حالت میں مصروف رہیں۔ ہم بتقلیب۔ خدا ہی اصحابِ کہف کی کروٹیں بدلواتا تھا۔ مطار۔ یعنی عالم ارواح، اس میں انسان غیر اختیاری حالت میں تھا۔ گر فراموشم۔ انسان عالم ارواح کی زندگی بھولے ہوئے ہے نیند میں اس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

³ می رہم۔ اس وقت انسان عالم شہود کی تکلیفات سے غیر مکلف ہو جاتا ہے۔ چار میخ۔ مجرموں کو سزا دینے کا ایک طریقہ تھا۔ چار شاخ۔ ایک قسم کی قید اور طوق تھا جو مجرموں کی گردن میں ڈالا جاتا تھا۔ مسرح۔ چراگاہ۔ مناخ۔ اونٹوں کو بٹھانے کی جگہ۔ شیر۔ نیند کی حالت میں عالم ارواح کا مزہ چکھ لیتا ہوں۔ جملہ عالم۔ بیخودی اور بے اختیاری کے لئے انسان شراب پیتا ہے۔ اور سرود و نغمہ سنتا ہے۔

تا دَمے از ہوشیاری وارہند ننگِ خمرو زَمر بَر خودی نہند
تاکہ تھوڑی دیر کے لئے ہوشیاری سے نجات پائیں شراب اور باجے کی ذلت اختیار کرتے ہیں

جملہ ۱ دانستہ کہ ایں ہستی فخ ست فکرو ذکر اختیاری دوزخ ست
سب نے جان لیا ہے کہ یہ ہستی جال ہے اختیاری فکر اور ذکر جہنم ہے

می گریزند از خودی دَر بیخودی یا بمستی یا بشغل اے مُہتدی
خودی سے بیخودی کی جانب بھاگتے ہیں یا مستی کے ذریعہ یا کسی شغل کے ذریعہ اے ہدایت یافتہ!

نفس رازاں نیستی وا می کشی زانکہ بے فرماں شدُ اندر بیہُشی
آپ نفس کو اس نیستی سے اس لئے جدا کردیتے ہیں کیونکہ وہ بغیر حکم کے بے ہوش ہوا ہے

نیستی باید کہ آں از حق بُود تا کہ بیند اندراں حُسنِ اَحَد
وہ نیستی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو تاکہ اس میں احد کا حسن دیکھے

لَیسَ ۲ لِلْجِنِّ وَلَا لِلْاِنْسِ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ حَبْسِ اَقْطَارِ الزَّمَنْ
نہ جن کے لئے اور نہ انسان کیلئے یہ (ممکن) ہے کہ تم زمانے کے اطراف سے نکل بھاگو

لَا نُفُوْذَ اِلَّا بِسُلْطَانِ الْهُدٰی مِنْ تَجَاوِیْفِ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰے
بجز ہدایت کے بادشاہ کے نکلنا نہیں ہے بلند آسمانوں کے جوفوں سے

لَا ہُدٰی اِلَّا بِسُلْطَانٍ یَّقِیْ مِنْ حُرَاسِ الشُّهُبِ رُوْحَ الْمُتَّقِیْ
ہدایت نہیں ہے مگر اس شاہ سے جو بچاتا ہے متقی کی روح کو لوٹنے والے ستاروں کے نگہبانوں سے

ہیچ کس راتا نگردد اُو فنا نیست رہ دربار گاہِ کبریا
کسی شخص کے لئے جب تک وہ فنا نہ ہو جائے کبریا کی بارگاہ میں راستہ نہیں ہے

چیست معراجِ فلک ایں نیستی عاشقاں را مذہب و دیں نیستی
آسمانوں کی معراج کیا ہے؟ یہ نیستی ہے عاشقوں کا مذہب اور دین نیستی ہے

پوستین ۳ و چارق آمداز نیاز دَر طریقِ عشق محرابِ ایاز
عاجزی کی وجہ سے پوستین اور چپل ایاز کے لئے راہِ عشق میں محراب ہے

گرچہ اُو خود شاہ را محبوب بود ظاہر و باطن لطیف و خوب بُود
اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا ظاہر اور باطن پاکیزہ اور اچھا تھا

گشتہ بے کبرو ریاؤ کینۂ حُسنِ سلطاں را رخش آئینہ
وہ بغیر تکبر اور ریا اور کینہ کے بنکیا اس کا رخ شاہ کے حسن کا آئینہ تھا

۱ جملہ۔ سب انسان محسوس کرتے ہیں کہ خودی ایک جال ہے اسی لئے کوئی مستی کے ذریعہ کوئی کسی اور شغل کے ذریعہ بیخودی اختیار کرتا ہے۔ شعر ہے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے نعل۔ جو مستی اور استغراق عبادت سے پیدا ہوتا ہے اسمیں دوام ہوتا ہے کسی معصیت سے پیدا شدہ بیخودی عارضی ہوتی ہے۔ نیستی۔ جو بیخودی عبادت اور اطاعت سے پیدا ہوتی ہے اس سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ لیس۔ کسی ولی کو معراج روحانی اور عالم ملکوت کی سیر اسی وقت میسر آتی ہے جب جذب الٰہی ہو اور خدا اس کو ان ستاروں سے بچائے جو عالم ملکوت سے باتیں چرانے والے شیاطین کو جلا ڈالتے ہیں۔ ہیچ کس۔ فنا کے بعد ہی بقاء کا وجہ ممکن ہے اور نیستی کے بعد روحانی معراج حاصل ہوتی ہے۔

۳ پوستین۔ ایاز کا مقصد پوستین اور چپل محفوظ رکھنے سے نیاز مندی تھا جو فنا اور نیستی کا سبب ہے۔ گرچہ ایاز کا پوستین اور چپل کو محفوظ رکھنا اور روزانہ ان کو دیکھنا اس بنا پر نہ تھا کہ اس کی نیستی اور فنا ناقص تھی اور اس کو ڈر تھا کہ ہستی اور خودی کے مصائب کبر وغیرہ نہ پیدا ہو جائیں بلکہ اس کو نیستی کے اسباب کو دیکھنا نفس پسند تھا۔

چونکہ از ہستیِ خود مفقود شُد — مُنتہایِ کارِ اُو محمُود شُد
جبکہ وہ اپنی ہستی سے گم ہو گیا — اس کا انجام کار قابل تعریف بنا

زاں [1] قوی تر بُود تمکینِ ایاز — کوز خوفِ کبر کر دے اِحتراز
ایاز کا جماؤ اس سے قوی تھا — کہ وہ تکبر کے خوف سے بچاؤ کرتا

اُو مُہذّب گشتہ بُود و آمدہ — کبر راو نفس را گردن زدہ
وہ مہذب بن گیا تھا اور اس نے — تکبر اور نفس کی گردن کاٹ دی تھی

یاپئ تعلیم می کرد آں حِیَل — یا برایِ حکمتے دور از وجل
یا وہ حیلے، سکھانے کیلئے کرتا تھا — یا کسی اور حکمت کیلئے جو خوف سے علیحدہ تھی

یا کہ دید چارقش زاں شُد پسند — کز نسیمِ نیستی ہستی ست بند
یا اس کو چپل دیکھنا اس لئے پسند آیا — کہ ہستی، نیستی کی ہوا کا بند ہے

تا کشاید [2] دخمہ کاں بر نیستی ست — تا بیابد آں نسیم و عیش و زیست
تاکہ وہ دخمہ کھل جائے جو نیستی پر ہے — تاکہ وہ عیش اور زندگی کی ہوا پا لے

تابہ بندد دخمہ بر ایں مُردگاں — تابیابد بُویِ عیشِ زندگاں
تاکہ ان مردوں کا دخمہ بند ہو جائے — تاکہ زندوں کے عیش کی خوشبو پا لے

مُلک [3] و مال واطلسِ ایں مرحلہ — ہست بر جانِ سبکرو سِلسِلہ
اس منزل کا ملک اور مال اور اطلس — تیز رفتار جاں کی زنجیر ہے

سِلسِلہ زرّیں بدیدہ غرّہ گشت — ماندہ درسُوراخِ چاہے جاں زوشت
اس نے زریں زنجیر دیکھی اور دھوکے میں آگئی — جان، وسیع میدان سے ایک کنویں کے سوراخ میں رہ گئی

صورتش جنّت بمعنیٰ دوزخے — افعیِ پُر زہرو نقشش گلرخے
اس کی صورت جنت ہے حقیقتاً دوزخ ہے — زہر سے بھرا ہوا اژدہا ہے اور اس کی صورت گل جیسی ہے

گرچہ مومن را سقرَ ندہد ضرر — لیک ہم بہتر بُود ز انجا گذر
اگرچہ مومن کو دوزخ نقصاں نہیں پہنچاتی ہے — لیکن وہاں سے گذر جانا ہے بہتر ہے

گرچہ دوزخ دوردار درزو نکال — لیک جنّت بہ وُرا در کُلِّ حال
اگرچہ دوزخ اس سے عذاب کو دور رکھتی ہے — لیکن ہر حالت میں اس کے لئے جنت بہتر ہے

---

[1] زاں ہستی۔ پر ایاز کا جماؤ اسقدر قوی تھا کہ اس کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ وہ کبر کے خوف سے اس سے اپنا بچاؤ کرے وہ ہستی کے تمام عیبوں سے پاک ہو چکا تھا اور کبر اور نفس کو فنا کر چکا تھا۔ یاپے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ پوستین اور چپل کی زیارت دوسروں کی تعلیم کے لئے کرتا ہو۔ یا کہ یہ بھی ہو سکتا کہ ہستی کے لوٹنے کا تو احتمال نہ تھا لیکن فنا کے مراتب میں کمی آئی تھی اس کی تکمیل کے لئے یہ کرتا ہو۔

[2] تا کشاید۔ اس کی نیستی گویا پارسیوں کے دخمہ میں بند ہے اور وہ چاہتا تھا کہ نیستی کی خوشبو اس دخمہ میں سونگھے تاکہ روح کی زیست کی نسیم اور عیش اس کو حاصل ہو جائے دخمہ۔ مجوسوں کا گورستان جو نہ یا ایک مکان کی صورت میں ہوتا ہے جس میں مردوں کو لیجا کر بٹھا دیتے ہیں۔ تابہ بندد یعنی وہ دخمہ جو ان مردوں کا ہے جو ہستی میں مبتلا ہیں بند رہے اور زندوں یعنی ان لوگوں کے دخمہ کی خوشبو اس کو حاصل ہوتی رہے جو اپنے آپ کو فنا کر کے زندگی حاصل کر چکے ہیں۔

[3] مُلکَ وَمَال۔ دنیا کی دولت اور مال، فانی کی جان کی سبکروی کے لئے مانع بنتا ہے ایاز اسی کیفیت کو دور کرتا تھا سلسلہ۔ یہ دنیا کی دولتیں سونے زنجیریں ہیں جن کے ظاہر کو دیکھ کر انسان میں اپنے آپ کو مقید کر دیتا ہے لیکن اس کے انجام سے کہ وہ کنویں کے سوراخ میں مقید ہو رہا ہے غافل رہتا ہے۔ صورتش۔ دنیا کا ظاہر بڑا خوشنما ہے لیکن اس میں زہر بھرا ہوا ہے گرچہ۔ مومن کو یہ دنیا کا جہنم اگرچہ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ بہر حال جنت اس سے بہتر ہے۔

اَلحذَر اے ناقصاں۱ ازیں گل رخے　　کہ بگاہِ صحبت آمد دوزخے
اے ناقصو ! اس گل رخ سے بچو　　جو صحبت کے وقت دوزخ ثابت ہوتی ہے

اَلفِرار اے غافلاں زیں گلشنے　　کہ حقیقت بد ترست از گلخنے
اے غافلو ! اس گلشن سے بھاگو　　کیونکہ وہ حقیقتاً بھٹی سے بدتر ہے

زینہار اے جاہلاں زیں گلشکر۲　　کہ بسو زاند دہاں راچوں شرر
اے جاہلو ! اس گلقند سے بچو !　　کیونکہ وہ چنگاری کی طرح منہ کو جلا دیتا ہے

چند گویم مر ترا کیں انگبیں　　زہرِ قتالست زُو دوری گزیں
میں تجھے کتنا کہوں کہ یہ شہد　　قاتل زہر ہے ؟ اس سے دوری اختیار کر

لیک تلخ آید ترا گفتارِ من　　خواب می گیرد ترا زانذارِ مَن
لیکن تجھے میری بات کڑوی لگتی ہے　　میرے ڈرانے سے تجھے نیند گھیرتی ہے

خواجہ آخر یک زماں بیدار شو　　وز حیاتِ خویش بر خور دار شو
صاحب! آخر تھوڑی دیر کے لئے جاگ جا　　اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا

حکایتِ ۳ آں غلامِ ہندو کہ بخداوند زادۂ خود پنہاں ہوا
اس ہندی غلام کی حکایت جو اپنی آقا زادی سے مخفی طور پر محبت

آوردہ بُود چوں دختر رابا مہتر زادہ عقد کردند غلام خبر یافت
رکھتا تھا جب لڑکی کا امیر زادہ سے نکاح کیا تو غلام کو معلوم ہو گیا

ور نجور شدُومی گداخت ہیچ کس عِلّتِ اُورا نمی یافت
وہ بیمار پڑ گیا اور پگھلتا تھا کوئی شخص اس کی بیماری نہیں سمجھتا تھا

و اُو رازَ ہرۂ گفتن نے و اَطبّا از معالجۂ اُو فروما ند ندو
اور اس کو کہنے کی ہمت نہ تھی اور طبیب اس کے علاج سے عاجز آگئے اور

چوں خواجہ دَریافت بحکمت معالجہ کرد
جب آقا کو معلوم ہوا تو اس نے تدبیر سے علاج کردیا

خواجۂ را بُود ہندو بندۂ　　پروریدہ کردہ اورا زندۂ
ایک آقا کا ایک ہندوستانی غلام تھا　　جس کو اس نے پرورش کر کے زندہ کر دیا

علِم و آدابش تمام آموختہ　　دَردِلش شمعِ ہُنر افروختہ
اس کو سب علم اور آداب سکھائے　　اس کے دل میں ہنر کی شمع روشن کر دی

۱ ناقصاں۔ جبکہ کاملوں کے لئے بھی دنیا سے احتراز بہتر ہے تو ناقصوں کے لئے تو وہ بالکل تباہی کا سبب ہے۔ گلخنے۔ یعنی ہستی کے اسباب دنیاوی کی رونق۔
۲ گلشکر۔ گلقند یعنی دنیا کی لذتیں۔ زانداز۔ انداز کا ہمزہ گرا کر زاء کونون سے ملا کر پڑھا جائے۔
۳ حکایت۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ غافل انسان دنیا کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن انجام کار وہ بہت بری ثابت ہوتی ہے اب اسی مضمون کو اس قصہ سے سمجھایا ہے۔ ہندو۔ یعنی ہندوستان کا رہنے والا زندہ یعنی طاقتور۔

پروریدش از طفولیت ۱ بناز — در کنارِ لطفِ آں اِکرام ساز
اس کو بچپن سے ناز سے پالا — اس کرم کرنیوالے نے مہربانی کے پہلو میں

بُود ہم ایں خواجہ را یک دُخترے — سیم اندامے گشے خوش گوہرے
اس آقا کے ایک لڑکی بھی تھی — چاندی کے بدن والی، حسین، خوش مزاج

چوں مُراہق گشت دختر طالباں — بذل می کردند کابینِ گراں
جب لڑکی بلوغ کے قریب ہوئی، طلبگار — بھاری مہر خرچ کرنے لگے

می رسیدش از سعیِ ہر مہترے — بہرِ دختر دمبدم خواہشگرے
اس کے پاس ہر سردار کی جانب سے پہنچتا — ہر لحہ لڑکی کے لئے درخواست کرنے والا

گفت خواجہ مال را نُبوَد ثبات — روز آید شب رَوَد اندر جہات
آقا نے کہا مال کے لئے ٹکاؤ نہیں ہے — دن میں آتا ہے رات کو اِدھر اُدھر چلا جاتا ہے

حُسنِ صورت ہم ندارد اعتبار — کہ شود رُخ زرد از یک زخمِ خار
صورت کا حسن بھی اعتبار نہیں رکھتا — کیونکہ چہرہ ایک کانٹے کے زخم سے زرد ہو جاتا ہے

سہل ۲ باشد نیز مہتر زادگی — کہ بُود غرّہ بمال و بارگی
سردار کا بیٹا ہونا بھی معمولی ہوتا ہے — کیونکہ وہ مال اور گھوڑے پر مغرور ہوتا ہے

اے بسا مہتربچہ کز شور و شر — شد ز فعلِ زشتِ خود ننگِ پدر
بہت سے رئیس زادے ہیں کہ شور و شر کی وجہ سے — اپنے برے کام کیوجہ سے باپ کیلئے عار ہیں

پر ہُنر را نیز اگر باشد نفیس — کم پرست و عبرتے گیر از بلیس
ہنر مند بھی اگر وہ حاسد ہے — اچھا نہ سمجھ، شیطان سے عبرت حاصل کر لے

عِلم بودش چوں نبودش عشقِ دیں — اُو ندید از آدم اِلّا نقشِ طیں
اس کو علم حاصل تھا اس کو چونکہ دین کا عشق نہ تھا — اس نے آدمؑ میں مٹی کی صورت کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

گرچہ ۳ دانی دقّتِ علم اے امیں — زانت نکشاید دو دیدہ غیب بیں
ان لامانتدار! اگرچہ تو علم کی باریکیاں جانتا ہے — اس سے تیری غیب کو دیکھنے والی دونوں آنکھیں نہیں کھلتی ہیں

چوں نہ بیند غیرِ دستارے و ریش — از مُعرِّف پُرسد از بیش و کمیش
چونکہ وہ پگڑی اور داڑھی کے سوا نہیں دیکھتا ہے — جاننے والے سے اس کی کمی بیشی پوچھتا ہے

عارفا تو از مُعرِّف فارغی — خود ہمی بینی کہ نُورِ بازغی
اے عارف! تو بتانیوالے سے بے نیاز ہے — تو خود دیکھ لیتا ہے کیونکہ تو چمکتا نور ہے

۱ طفولیت۔ بچپن۔ اکرام۔ ساز۔ یعنی آقا گش۔ حسین خوش رفتار مراہق وہ جو بالغ ہونے کے قریب ہو کابین۔ بہر۔ خواہشگر۔ درخواست کرنے والا۔ ثبات۔ ٹکاؤ۔

۲ سہل۔ معمولی یا لغو۔ غرہ۔ مغرور۔ بارگی۔ گھوڑا۔ نفیس۔ حاسد۔ بلیس۔ شیطان ہنر مند تھا لیکن حاسد تھا۔ نقش تین۔ یعنی آدمؑ کا مٹی کا پتلا۔

۳ گرچہ۔ علم کی باریکیوں سے غیب ہیں آنکھیں نہیں کھلتی ہیں۔ چوں نہ بیند ظاہر بین کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے وہ باطن کی حالت کسی دوسرے سے پوچھتا ہے۔ نورِ بازِغی۔ تو چمکدار نور ہے۔

کار[۱] را تقویٰ دارد و دین و صلاح — کہ ازو باشد بدو عالم فلاح
تقویٰ اور دین اور نیکی کام آتی ہے — کیونکہ اسی سے دونوں جہاں میں نجات ہے

کرد یک دامادِ صالح اختیار — کہ بُد او فخرِ ہمہ خیل و تبار
اس نے ایک نیک داماد پسند کر لیا — جو تمام خاندان اور قبیلہ کے لئے فخر تھا

پس زناں گفتند اورا مال نیست — مہتری و حسن و استقلال نیست
تو عورتوں نے کہا اس کے پاس مال نہیں ہے — سرداری اور مستقل ہونے کی خوبی نہیں ہے

گفت آنہا تابع زہد اند و دیں — بے زرِ او[۲] گنجیست بر روئے زمیں
اس نے کہا وہ چیزیں زہد اور دین کے تابع ہیں — وہ روئے زمین پر بغیر سونے کا خزانہ ہے

چوں بجد تزویجِ دختر گشت فاش — دست پیمان و نشانی و قماش
جب واقعۃً لڑکی کا رشتہ مشہور ہو گیا — چھلا اور نشانی اور جوڑا (بھی)

پس غلام خواجہ کاندر خانہ بود — گشت بیمار و ضعیف و زار زود
آقا کا غلام جو گھر میں تھا — بہت جلد بیمار اور ضعیف اور کمزور ہو گیا

ہمچو بیمارِ دقے[۳] اومی گداخت — علت اورا طبیبے کم شناخت
وہ دق کے بیمار کی طرح پگھلتا تھا — اس کی بیماری کوئی طبیب نہ پہچانتا تھا

عقل می گفتے کہ رنجش از دل ست — داروئے تن در غمِ دل باطل ست
عقل کہتی تھی کہ اس کی بیماری دل کی ہے — جسم کی دوا، دل کے غم میں بیکار ہے

آں غلامک دم نزد از حالِ خویش — گرچہ می آمد ورا در سینہ ریش
اس بیچارے غلام نے اپنے حال کے بارے میں دم نہ مارا — اگرچہ اس کے سینہ میں زخم لگ رہا تھا

گفت خاتوں را شبے شوہر کہ تو — باز پرسش در خلا از حالِ او
ایک رات شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو — تنہائی میں اس سے اس کا حال دریافت کر

تو بجائے مادرے اورا بود — کو غمِ خود پیش تو پیدا کند
تو اس کی ماں کی بجائے ہے — ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا غم تجھے ظاہر کر دے

چونکہ خاتوں کرد در گوش ایں کلام — روزِ دیگر رفت نزدیکِ غلام
بیوی نے جب یہ بات کان میں ڈال لی — وہ دوسرے غلام کے پاس گئی

پس سرش را شانہ می کرد آں ستی — بادو صد مہر و دلال و دوستی
وہ بیوی اس کے سر میں کنگھی کر رہی تھی — وہ سو محبتوں اور ناز اور دوستی کے ساتھ

---

۱ کار۔ دین و دنیا کی فلاح تقوے اور نیکی سے حاصل ہوتی ہے۔ کرد۔ چونکہ انسان کی فلاح دارین کا مدار تقویٰ پر ہے لہٰذا اس سردار نے دامادی کے لئے ایک متقی شخص کو پسند کر لیا۔ خیل۔ قدر۔ تبار۔ خانداں۔ استقلال۔ یعنی گذارے کی پائیداری۔

۲ او۔ یعنی وہ لڑکا جو پسند کیا ہے۔ دست پیماں۔ وہ چیزیں جو منگنی کے وقت دلھن کو دی جاتی ہیں۔ نشانی۔ وہ انگوٹھی رومال وغیرہ جو منگنی کے وقت دولھا کو دیا جاتا ہے۔ قماش۔ جوڑے۔ پارچہ جات۔

۳ بیمار دقے۔ مرضِ دق کا بیمار۔ داروی۔ عشق کی بیماری میں جسم کی دوا بیکار ہے۔ ریش۔ زخم۔ خلا۔ تنہائی۔ پیدا۔ ظاہر۔ شانہ۔ کنگھی۔ ستی۔ بیگم۔ دلال۔ ناز۔

آں چناں کہ مادرانِ مہرباں　　نرم کردش تا در آمد در بیاں
جیسا کہ مہربان مائیں　　اس نے اس کو نرم کر دیا یہانتک وہ کہنے پر آ گیا

کہ مرا اُمید از تو ایں نبُود　　کہ وہی دختر بہ بیگانہ عنُود[۱]
کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی　　کہ آپ لڑکی کو اجنبی سرکش کو دینگی

خواجہ زادہ ماو ما خستہ جگر　　حیف نبُود کو رود جائے دگر
وہ میری آقا زادی ہے اور میں زخمی جگر ہوں　　کیا افسوس نہ ہو گا کہ وہ دوسری جگہ جائے؟

خواست آں خاتوں زخشمے کامدش　　کش زند و زبام زیر انداز دش
اس غصہ کیوجہ سے جو اس کو آیا بیوی نے چاہا　　کہ اس کو پیٹے اور بالا خانہ سے نیچے گرا دے

کوُ کہ باشد ہندوی مادر غرے　　کہ طمع دارد بخواجہ دخترے
کہ وہ ہندی اور بچھڑا کون ہوتا ہے؟　　کہ آقا کی لڑکی کا لالچ کرے

گفت صبر اولیٰ بُود خود را گرفت　　گفت با خواجہ کہ بشنوا ایں شگفت
بولی صبر بہتر ہے، اپنے آپ کو قابو میں کر لیا　　خواجہ سے کہا کہ یہ عجب بات سن

ایں چنیں گزا[۲] یکے خائن بُود　　ما گماں بُردہ کہ ہست اُو معتمد
ایسا کمینہ غلام خائن ہو گا　　ہم نے گمان کیا کہ وہ بھروسہ کا ہے

حالِ خود را ایں چنیں گفت اُو مرا　　خواستم کز خشم بکشم مرد را
اس نے اپنا حال مجھے اس طرح بتایا　　میں نے چاہا غصہ سے اس کو مار ڈالوں

صبر فرمودن خواجہ مادرِ دختر را کہ غلام راز جر مکُن من
آقا کا لڑکی کی ماں کو صبر کا حکم دینا کہ غلام کو نہ جھڑک میں

بے زجر اُو را ازیں طمع باز آرم بتدبیر کہ نہ سیخ سوز دو
بغیر جھڑکے اس کو اس لالچ سے ایک تدبیر سے روک دونگا کہ نہ سیخ جلے اور

نہ کباب خام ماند
نہ کباب کچا رہے

گفت خواجہ صبر کُن با اُو بگو　　کہ ازو ببریم و بد ہمیش بتو
آقا نے کہا صبر کر، اس سے کہدے　　کہ ہم اس سے چھڑا لیں گے اور اس کو تجھے دیدینگے

تا مگر ایں از دلش بیروں کُنم　　پس تماشا کُن کہ دفعش چوں کنم
تا کہ شاید اس کو اس کے دل سے نکالدوں　　پھر تماشا دیکھنا کہ میں اس کو کس طرح دفع کرتا ہوں

[۱] عنود۔ سرکش۔ حیف۔ افسوس، ظلم۔ رَوَد۔ یعنی شادی کر دینے پر۔ بام۔ بالا خانہ۔ مادر غرے۔ جس کی ماں زانیہ ہو۔
[۲] گزا ایک گرا۔ غلام حجام، اس میں یا زیادہاں کاف تصغیر کا ہے۔ زجر۔ سرزنش۔ بدہمیش۔ اولا بدہیم۔

تو دلش خوش کن بگو میداں دُرست | کہ حقیقت دُخترِ ما جُفتِ[1] تُست
تو اس کا دل خوش کر دے کہدے صحیح سمجھ | کہ حقیقتاً ہماری لڑکی تیرا جوڑا ہے
ماندا نستیم اے خوش مُشتری | چونکہ دانستیم تو اولیٰ تری
اے بہترین خریدار! ہم نہ سمجھے تھے | جب ہم سمجھ گئے تو زیادہ مناسب ہے
آتشِ ماہم دریں کانونِ ما | لیلیٰ آنِ ماو تو مجنونِ ما
ہماری آگ بھی ہماری بھٹی میں | لیلیٰ (بھی) ہماری اور تو مجنون (بھی) ہمارا
تا خیال و فکرِ خوش بروے زند | فکرِ شیریں مرُورا فربہ کُند
تاکہ اچھا خیال اور فکر اس پر چھا جائے | شیریں خیال اس کو موٹا کر دے
جانور فربہ شود لیک از علَف | آدمی فربہ زعزّت و شرَف
جانور موٹا ہوتا ہے لیکن چارے سے | آدمی عزت اور بڑائی سے پھولتا ہے
آدمی فربہ شود از راہِ گوش | جانور فربہ شود از حلق نوش
آدمی کان کے راستہ سے موٹا ہوتا ہے | جانور، حلق اور کھانے سے موٹا ہوتا ہے
گفت آں خاتوں کزیں ننگ مہین | خود زبانم کے بجُنبد اندریں
اس بیوی نے کہا، کہ اس ذلت اور رسوائی سے | اس معاملہ میں میری زبان کیسے ہلے گی؟
آنچنیں ژاژے[2] چہ خایم بہرِ اُو | گو بمیر آں خائنِ ابلیس خُو
میں اس کی خاطر ایسی بکواس کیا بکوں؟ | گو وہ شیطان صفت خائن مر جائے
گفت خواجہ نے مترس و دم دہش | تا رَود علّت ازو زیں لُطفِ خُوش
خواجہ نے کہا، نہیں نہ ڈر اور تسلی دے دے | تاکہ اس اچھی مہربانی سے اس کی بیماری جاتی رہے
دفعِ اُورا دلبرا بر من نویس | ہل کہ صحت یابد ایں باریک ریس
اے دلربا! اس کا دفعیہ میرے ذمہ لکھدے | مہلت دے تاکہ یہ باریک کاتنے والا صحت یاب ہوجائے
چوں بگفت آں خستہ را خاتوں چنیں | می نگنجید از تبختر بر زمیں
جب خاتوں نے اس خستہ (حال) سے یہ کہدیا | وہ ناز سے زمین پر نہ سماتا تھا
زفت گشت و فربہ و سُرخ و شگفت | چوں گُلِ سُرخ اُو ہزاراں شُکر گفت
موٹا اور فربہ اور سرخ ہو گیا اور کھل گیا | گل سرخ کیطرح اس نے ہزاروں شکریے ادا کئے
گہ گہے می گفت اے خاتونِ من | کہ مبادا باشد ایں ستان وفن
کبھی کبھی کہتا اے میری بیگم! | کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکرو فریب ہو

[1] جُفت۔ یعنی بیوی۔ اولیٰ۔ مستحق قریب تر۔ کانون بھٹی۔ جانور۔ جانور چارے سے پھولتا ہے انسان رتبہ اور بڑائی سے پھولتا ہے۔ آدمی۔ انسان اپنی بڑائی کی باتیں سنکر پھولتا ہے
[2] ژاژ۔ بکواس۔ باریک ریس۔ باریک سوت کاتنے والا یعنی خیالی پلاؤ پکانیوالا تبختر۔ تفاخر۔ دستاں۔ مکر۔

لیک خاتوں جزم میگفتش کہ ما — درپئے اینیم فارغ باش ہا

لیکن بیگم اس کو یقینی طور پر کہتی کہ ہم — اس کے درپے ہیں تو اب مطمئن رہ

خواجہ چوں دیدش کہ سُرخ وزَفت گشت — رَفت از وے علّت و آمد بگشت

خواجہ نے جب اس کو دیکھا کہ سرخ اور فربہ ہو گیا — اس سے بیماری جاتی رہی اور چلنے پھرنے لگا

خواجہ جمعیت بکردو دعوتے — کہ ہمی سازم فرج ۱ را وصلتے

خواجہ نے مجمع کیا اور دعوت کی — کہ میں "فرج" کی شادی کر رہا ہوں

تا جماعت عشوہ می دادندو گال — کاے فرج بادت مُبارک اتصال

یہانتک کہ مجمع فریب اور دھوکا دیتا تھا — کہ اے فرج! تجھے جوڑ مبارک ہو

تایقیں تَرشد فرج را آں سخن — علّت از وے رفت کُل از بیخ و بُن

یہانتک کہ فرج کو اس بات پر بہت یقین ہو گیا — جڑ اور بنیاد سے اس میں سے بیماری چلی گئی

بَعد ازاں اندر شب گردک بفن — امرَدے رازَست حِنّا ہمچو زَن

اس کے بعد شب عروسی میں مکر سے — ایک لڑکے کو عورت کی طرح مہندی لگائی

پُر نگارش کرد سَاعد چوں عروس — پس نمودش ماکیاں دادش خروس

دلہن کی طرح اس کی کلائیاں آراستہ کیں — پھر اس کو مرغی دکھائی مرغا دے دیا

مِقنعہ ۲ و حُلّہ عروسانہ نکو — کُنگ اَمرد را بپوشانید رُو

اوڑھنی اور دلہنوں والے عمدہ جوڑے سے — ہٹے کٹے لونڈے کا منہ چھپا دیا

شمع راہنگامِ خلوت زود کُشت — ماند ہندو باچناں کُنگ و درشت

تنہائی کے وقت شمع کو فوراً بجھا دیا — غلام ایسے سخت ہٹے کٹے کے ساتھ رہ گیا

ہندوک فریادمی کردو فُغاں — از بروں نشنید کس ازدف زناں

بیچارہ غلام فریاد اور آہ و زاری کرتا تھا — دف بجانیوالوں کی وجہ سے باہر کسی نے نہ سنا

ضربِ دف وکف ونعرہ مَردوزن — کرد پنہاں نعرۂ آں نعرہ زن

ہتھیلیوں اور دف کے بجانے اور مرد و عورت کے نعروں نے — اس نعرے مارنے والے کے نعروں کو دبا دیا

تا بروز آں ہندوک رامی فشارد — چوں ۳ بُود در پیشِ سگ انبانِ آرد

دن نکلنے تک وہ اس بیچارے غلام کو جھنجھوڑتا رہا — جس طرح کہ کتے کے آگے آٹے کی بوری ہو

روز آوردند طاس و بوغِ زَفت — رسم داماد آں فرج حمام رفت

وہ دن میں طشلا اور بھاری بقچہ لائے — داماد کی رسم کے مطابق وہ فرج حمام میں گیا

۱ فرج۔ غلام کا نام ہے وصلت۔ یعنی شادی۔ گال۔ فریب، کنگنی، گردک۔ وہ خیمہ جو شب عروسی کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ امرد بے داڑھی والا۔ ساعد۔ ہاتھ کا پہنچا۔ پس۔ یعنی غلام کو دکھایا تو یہ کہ اس کی شادی عورت سے کر رہے ہیں اور شادی لونڈے سے کردی۔

۲ مِقنعہ۔ دوپٹہ۔ حلہ۔ جوڑا کنگ۔ قوی ہیکل ہندو جب وہ نوجوان اس غلام کو چمٹا وہ شور کرنے لگا لیکن ڈھول اور دف کے شوروغل میں اس کی آواز کوئی نہ سن پاتا تھا۔

۳ چوں بُود۔ جب کتے کو آٹے کی بوری میں سے اپنی غذا نہ ملے گی اس کو جگہ جگہ سے پھاڑ ڈالے گا۔ بوغِ زفت۔ بھاری بقچہ۔

رفت در حمّام او رنجور جاں ۔۔۔ کون ۱ دریده ہمچوں دلقِ تونیاں
وہ نیم مردہ حمام میں گیا ۔۔۔ بھٹی والوں کی گدڑی کی طرح مقعد دریدہ

آمد از حمّام درگردک فسوس ۔۔۔ پیشِ اُونبشست دختر چوں عروس
وہ رنجیدہ حمام سے خیمہ میں آیا ۔۔۔ لڑکی دلہن کی طرح اس کے سامنے بیٹھ گئی

مادرش آنجا نشستہ پاسباں ۔۔۔ کہ نباید کو کند روز امتحاں
اس کی ماں محافظ بنکر وہاں بیٹھ گئی ۔۔۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دن میں آزمائے

ساعتے دروے نظر کرد از عِناد ۔۔۔ آنگہاں باہر دو دستش دہ بداد
اس نے تھوڑی دیر دشمنی سے اس کو دیکھا ۔۔۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اس کو دھکا دیا

گفت کس راخود مبادا اِتّصال ۔۔۔ با چو تو ناخوش عروس بد فعال
بولا خدا کرے کسی کا جوڑ نہ لگے ۔۔۔ تجھ جیسی بدکار بری دلہن ہے

روز رویت ہمچوں خاتونِ ختن ۲ ۔۔۔ شب عمودت ہمچو شاخِ کرگدن
دن میں تیرا چہرہ ختن کی خاتوں جیسا ہے ۔۔۔ رات کو تیری شاخ گینڈے کے سینگ کیطرح ہے

روزِ رویت ہمچو خاتوں تتر ۔۔۔ کیر زشتت شب بتراز کیرِ خر
دن میں تیرا چہرہ تتر کی خاتون کیطرح ہے ۔۔۔ رات کو تیرا خایہ گدھے کے خایہ سے بدتر ہے

ہمچناں ۳ جملہ نعیم ایں جہاں ۔۔۔ بس خوش ست از دور پیش از امتحاں
اس دنیا کی تمام نعمتیں اسی طرح ۔۔۔ امتحان سے پہلے دور سے بہت اچھی ہیں

می نماید در نظر ازدور آب ۔۔۔ چوں روی نزدیک آں باشد سراب
دور سے نگاہ میں پانی نظر آتی ہیں ۔۔۔ جب تو زیادہ نزدیک جائیگا وہ سراب ہوں گی

گند پیرست او وازبس چاپلوس ۔۔۔ خویش را جلوہ کند چوں نوعروس
وہ کھوسٹ بڑھیا ہے اور بہت چاپلوسی سے ۔۔۔ اپنے آپ کو نئی دلہن دکھاتی ہے

ہیں مشو مغرور آں گلگونہ اش ۔۔۔ نوشِ نیش آلودۂ اورا مچش
خبردار اس کے ابٹن سے دھوکہ نہ کھا ۔۔۔ اسکے زہریلے شہد کو نہ چکھ

تانیفتی چوں فرج در صد حرج ۔۔۔ صبر کن کالصّبر مِفتاحُ الفَرج
تاکہ تو فرج کیطرح سینکڑوں مصیبتوں میں نہ پڑجائے ۔۔۔ صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

آشکارا دانہ پنہاں دامِ او ۔۔۔ خوش نمایدز اوّلت انعامِ او
اسکا دانہ ظاہر ہے جال چھپا ہوا ہے ۔۔۔ شروع میں اس کا انعام تجھے اچھا نظر آتا ہے

۱ کون۔ مقعد۔ دلق۔ گدڑی۔ تونیاں۔ بھٹی جھونکنے والے۔ مادرش۔ لڑکی کی ماں پاس بیٹھ گئی تاکہ وہ غلام یہ نہ دیکھ لے کہ یہ اور ہے اور رات اور تھا۔ عِناد۔ دشمنی۔ دہ بداد۔ دھکا دیا۔

۲ ختن۔ چین میں ایک شہر ہے جس کا حسن مشہور تھا۔ شاخ کرگدن۔ گینڈے کا سینگ جو بہت سخت ہوتا ہے۔ تتر۔ تاتار تتاری حسن بھی مشہور تھا۔ کیر۔ شرمگاہ۔ خایہ۔

۳ ہمچناں۔ جس طرح اس غلام کیلئے یہ دلہن مصیبت ثابت ہوئی دنیا کی نعمتوں کا بھی یہی حال ہے۔ سراب۔ وہ ریت جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ گند پیر۔ بوڑھی عورت اسی کا معرب قندبیر ہے۔ گلگونہ۔ گلال۔ فرج۔ اس ہندی غلام کا نام ہے۔ کشادگی

دَربیان[1] آنکہ ایں غرور تنہاں آں ہندو را نبُود بلکہ ہر آدمی

اس بیان میں کہ یہ دھوکہ تنہا اس ہندی کو نہ تھا بلکہ ہر آدمی

بچنیں غرور مُبتلاست دَر ہر مرحلہ اِلَّا مَنْ عَصَمَہُ اللّٰہُ

ایسے دھوکے میں ہر مرحلہ میں مبتلا ہے بجز اس کے جس کو اللہ نے بچائے

چوں بہ پیوستی بَدام اے ہوشیار — چند نالی دَرندامت زار زار

اے ہوشیار! جب تو جال میں پھنس جائے گا — ندامت سے زار زار کتنا روئے گا

نام میری دوزیری و شہی — دَرنہانش مرگ و دَرد و جاں دہی

نام سرداری اور وزارت اور شاہی کا ہے — اس میں موت اور درد اور جان دینا پوشیدہ ہے

بندہ باش و بَر زمیں رَو چوں سمنَد — چوں جنازہ نے کہ بر گردن برَند

غلام بن اور زمین پر گھوڑے کیطرح چل — نہ جنازے کی طرح جس کو کاندھے پر لیجائیں

جملہ را حمّالِ خود خواہد کفور — بارِ مَردم گشتہ چوں اہلِ قُبور

ناشکر! سب کو اپنا بار بردار (بنانا) چاہتا ہے — مردوں کی طرح لوگوں کے لئے بوجھ بنگیا

بَر جنازہ ہر کرا بینی بخواب — فارسِ منصب شود عالی رکاب

تو جس کو خواب میں جنازے پر دیکھے — وہ بلند مرتبہ کسی عہدہ پر سوار ہو گا

زانکہ[2] آں تابوت بر خَلقست بار — بار بَر خلقاں فگند ند ایں کبار

کیونکہ وہ تابوت لوگوں پر بوجھ ہے — ان بڑوں نے لوگوں پر بوجھ ڈالا ہے

برتَنِ خود بارِ خود نہ اے پسر — بر کسِ دیگر مَنہ زیں اَلحذر

اے بیٹا! اپنا بوجھ اپنے بدن پر رکھ — اس سے بچ کسی دوسرے پر نہ رکھ

بارِ خود بر کس مَنہ بر خویش نہ — سَروری راکم طلب درویش بہ

اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈال اپنے اوپر رکھ — سرداری نہ طلب کر درویش بہتر ہے

مرکبِ[3] اَعناق مَردم رامپای — تا نیاید نِقرست اندر دوپای

لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ ہو — تاکہ تیرے دونوں پاؤں میں نقرس نہ ہو جائے

مَرکبے راکا خرش تودہ دہی — کہ بشہرے مانی وویراں دہی

اس سواری کو تو آخیر میں دھکے دیگا — کہ تو شہر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے اور ویران گاؤں ہے

دہ دہش اکنوں کہ چوں شہرت نمُود — تا نیاید رخت دَر ویراں کشُود

اس کو اب دھکے دیدے جبکہ وہ شہر نظر آرہا ہے — تاکہ تو ویرانے میں پڑاؤ نہ ڈالے

---

[1] دربیاں۔ اس طرح کے دھوکے میں صرف وہ غلام ہی مبتلا نہ تھا بلکہ ہر شخص کسی نہ کسی مرحلہ میں اسی طرح کے دھوکے میں مبتلا ہے۔ سمند۔ گھوڑا۔ کفور۔ خدا کی عطا کردہ طاقتوں کو بر سر کار نہ لانا کفر ہے۔ بر جنازہ۔ اگر کوئی کسی شخص کو خواب میں جنازہ پر مردہ دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اس شخص کو کوئی بڑا رتبہ حاصل ہونے والا ہے۔

[2] زانکہ۔ اس خواب کی یہ تعبیر اسلئے ہے کہ تابوت بھی لوگوں کے کاندھے کا بوجھ ہوتا ہے اور بڑے لوگ بھی دوسروں پر اپنا بوجھ لادتے ہیں۔ درویش فقیر کسی کا بار دوش نہیں بنتا ہے۔ اعناق۔ عنق کی جمع ہے، گردن۔ نقرس۔ ایک درد ہے۔ جو عموماً پاؤں کے انگوٹھے سے شروع ہوتا ہے اس کو راج روگ بھی کہا جاتا ہے۔

[3] مرکب۔ یعنی وہ عہدہ جس پر تو سوار ہے۔ چون۔ شہرت یعنی تو اس سے کہے گا کہ اس وقت تو پر رونق شہر کیطرح نظر آرہا ہے حالانکہ انجام کار ویران گاؤں ثابت ہوگا۔

دہ دِہش اکنوں کہ صد بُستانت ہست
تو اس کو اب دھکے دیدے جبکہ تیرے پاس سو باغ ہیں
تا نگردی عاجز و ویراں پرست
تاکہ تو عاجز اور ویران پرست نہ بنے

گفت ۱ پیغمبر کہ جنّت از آلہ
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ خدا سے جنت
گر ہمی خواہی زکس چیزے مخواہ
اگر چاہتا ہے تو کسی سے کچھ نہ مانگ

چوں نخواہی مَن کفیلم مر ترا
جب تو نہ مانگے گا میں تیرا کفیل ہوں
جنّتُ الماویٰ و دیدارِ خُدا
جنت الماویٰ اور خدا کے دیدار کا

آں صحابی زیں کفالت شد عَیار
وہ صحابی اس کفالت سے کھرے بنے
تایکے روزے کہ گشتہ بُد سَوار
یہاں تک کہ وہ ایک روز سوار تھے

تازیانہ از کفش افتاد راست
انکے دائیں ہاتھ سے کوڑا گر گیا
خود فرود آمد زکس آں رانخواست
خود نیچے اترے اس کو کسی سے نہ مانگا

آنکہ از دادش نیاید ہیچ بد
جس کے دینے سے کوئی برائی نہیں آتی ہے
داند اُو بیخواہشے خود می دہد
وہ جانتا ہے، بغیر مانگے خود دیتا ہے

وَر بامرِ حق بخواہی آں راست
ر تو خدا کے حکم سے مانگے وہ جائز ہے
آنچناں خواہش طریقِ انبیاست
ایسا مانگنا نبیوں کا طریقہ ہے

بَد نماند ۲ چوں اشارت کرد دُوست
جب دوست نے اشارہ کر دیا وہ برا نہ رہا
کفر ایماں شدُ چو کفر از بہرِ اُوست
کفر ایمان بن گیا جبکہ کفر اس کے لئے ہو

ہر بَدے کہ اَمرِ اُو پیش آوَرَد
ہر برائی جو اس کا حکم بجا لائے
آں ز نیکی ہائے عالَم بگذرَد
وہ جہاں کی نیکیوں سے بڑھ جاتی ہے

زاں صَدَف گر خستہ گردد نیز پوست
اگر اس سیپ کی کھال بھی زخمی ہو جائے
دہ مدہ کہ صَد ہزاراں دُر دروست
دھکا نہ دے، کیونکہ اسمیں ہزاروں موتی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل
سُوئے شاہ وہم مزاجِ باز گرد
بادشاہ کی جانب اور باز کا ہم مزاج بنجا

باز ۳ رَو در کاں چوں زرِّ دہ دہی
کان میں خالص سونے کیطرح واپس ہو جا
تارہد دستانِ تُو از دہ دہی
تاکہ تیرے ہاتھ دھکے دینے سے نجات پائیں

صورتِ بَدرا چو در دل رہ دہند
جب بری صورت کو دل میں جگہ دیتے ہیں
از ندامت آخرش دہ می دہند
آخر میں شرمندگی سے اس کو دھکے دیتے ہیں

۱ گفت۔ یہ ابو داؤد شریف کی ایک حدیث کا مضمون ہے آنحضورؐ نے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح کی نصیحت فرمائی تھی۔ آں۔ صحابی۔ حضرت حکیم ابن حزامؓ کے بارے میں یہی مذکور ہے آنکہ۔ اپنی تمام ضروریات کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے ور۔ ہاں اگر خدا کا حکم ہو تو دوسروں سے مانگا جا سکتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کو تھا کہ آپ ان سے صدقہ وصول کیجئے۔

۲ بَد نُماند۔ امر خداوندی کے بعد سواز ۔ اِنہیں ہے اگر انسان کلماتِ للہ کے لئے اختیار کرے تو وہ ـ ـ (ن) ہے جیسا کہ بعض صحابہ نے اسلام کی مدد کیلئے اختیار کئے یا جبر کی صورت میں کوئی مؤمن بامرِ خداوندی کلمات کفر کہدے۔ ہر بَد۔ ـ اضطرار کے وقت مردار کا کھانا نیکی ہے۔ زاں صدف۔ نیکی کی خاطر کوئی برائی برائی نہیں ہے۔ دہ مدہ۔ اس کو دھکا نہ دے۔ مزاج باز۔ باز لر کے بادشاہ کے ہاتھ پر آ بیٹھا ہے۔

۳ باز رو۔ تابت الی اللہ اختیار کرتا کہ تجھے دنیا میں پھنس کر آخیر میں افسوس نہ کرنا پڑے۔ کان۔ یعنی ذات حق تعالیٰ۔ زر۔ دہ دہی۔ وہ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دستان۔ ہاتھ۔ دہ دہی

دُزد[1] را چوں قطع تلخی می دہد
چور کو جب ہاتھ کٹنا تلخی دیتا ہے
ذوقِ دُزدی را چوزن دہ می دہد
تو وہ چوری کے ذوق کو عورت کیطرح دھکے دیتا ہے

دیدۂ دہ دادن از دستِ حزیں
تونے غمگین کے ہاتھ کے دھکے دینے کو دیکھا ہے
دہ بدادن زیں بُریدہ دست بیں
اس ہاتھ کٹے کے دھکے دینا دیکھ

ہمچنیں قلاب و خونی و لَوند
اسی طرح ملمع ساز اور خونی اور غنڈا
وقتِ تلخی عیش رادہ مید ہند
تلخی کے وقت عیش کو دھکے دیتے ہیں

توبہ می آرند ہم پرَوانہ وار
پروانہ کی طرح توبہ بھی کرتے ہیں
باز نسیاں می کشد شاں سُوئے کار
بھول، پھر انکو کام کیطرف کھینچ لیتی ہے

ہمچو پرَوانہ زدور آں نار را
پروانہ کیطرح کہ اس نے دور سے اس آگ کو
نور دید و بَستہ آں سُو بار را
نور دیکھا اور اس جانب زحمتِ سفر باندھ لیا

چوں بیامد سوخت پرِش واگریخت
جب آیا اس کے پر جلے واپس بھاگا
بازچوں طفلاں فتادو ملح ریخت
پھر بچوں کی طرح گر پڑا اور نمک گرا دیا

بارِ دیگر بر گمانِ طمع سُود
نفع کے لالچ کے گمان پر دوبارہ
خویش زَد بر آتشِ آں شمع زُود
اس شمع کی آگ پر بہت جلد اپنے آپ کو لیجا ڈالا

بارِ[2] دیگر سوخت ہم واپس بجَست
دوبارہ جلا واپس کودا
باز کردش حرصِ دل ناسی و مَست
دل کے لالچ نے پھر اس کو بھولنے والا اور مست بنا دیا

آں زماں کز سوختن وامی جہد
جس وقت جلنے سے واپس کودتا ہے
ہمچو ہندو شمع را دہ مید ہد
ہندوستانی غلام کی طرح شمع کو دھکے دیتا ہے

کاے رُخت تاباں چو ماہِ شب فروز
کہ اے شمع تیرا رخ تاباں ہے نور کرنے والے چاند کیطرح روشن ہے
وے بصحبت کاذب و مغرور سُوز
اور اے شمع تو دوستی میں جھوٹی اور دھوکے میں مبتلا کر کے جلانے والی ہے

باز از یادش رود توبہ و انیں
پھر توبہ اور رونا اس کی یاد سے جاتا رہتا ہے
کاوَھَنَ الرَّحمٰنُ کَیدَالکَافِرِینَ
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کے مکر کو کمزور کر دیا ہے

دَر عموم تاویل این آیہ کُلَّمَا اَوْ قَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ

اس آیت کی تاویل کی وسعت کے بیان میں "جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو بجھا دیتا ہے"

کُلَّمَا ھُمْ اَوْقَدُوْا نَارَ الوغیٰ
جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی
اَطْفَاَ اللّٰہُ نَارَ ھُمْ حَتّٰی انْطَفَا
اللہ نے انکی آگ کو بجھا دیا یہانتک کہ وہ بجھ گئی

---

[1] دزد۔ چور کو جب سزا ملتی ہے تب وہ چوری کی لذت کو دھکے دیتا ہے۔ دیدۂ غمگین کو جس چیز سے غم پہنچا وہ اسی کو دھکے دیتا ہے چنانچہ چور ہاتھ کٹنے پر چوری کو دھکے دیتا ہے۔ قلاب۔ جعلساز۔ لونڈا۔ غنڈا۔ توبہ ہر خطا وار اپنی خطا کو اسی طرح دھکے دیتا ہے۔ جس طرح پروانہ شمع سے جلنے پر اس کو دھکے دیتا ہے لیکن پھر اس پر بھول طاری ہو جاتی ہے اور وہ اس خطا کا دوبارہ ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ بار۔ سامان۔ طفلاں۔ جب بچہ گرتا ہے تو اس کو بہلانے کیلئے کہتے ہیں لو ہو نمک گرا دیا۔

[2] بار دیگر۔ لیکن پروانہ پھر نور کے لالچ میں شمع کی نار پر گرتا ہے۔ بار دیگر۔ پروانہ کا بار بار یہی حال ہوتا ہے۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہمچو۔ پروانہ شمع سے وہی کہتا ہے جو اس غلام نے آقا کی لڑکی کو کہا تھا۔ انین۔ رونے کی آواز۔

[3] کلما۔ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کفار اللہ کے منشاء کے خلاف مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر بھول طاری کر دیتا ہے اور اس لڑائی کی آگ کو بجھا دیتا ہے یہی حال ہر انسان کا ہے جب وہ قدرت کے منشاء کے خلاف کوئی کام کرتا ہے تو اس پر بھول طاری کر دی جاتی ہے۔

عزم کردہ کہ دِلا ایں جا مایست — گشتہ ناسی زانکہ اہلِ عزم نیست
اس نے پختہ ارادہ کیا کہ اے دل! یہاں نہ ٹھہر — وہ پھر بھولنے والا بن گیا کیونکہ پختہ ارادہ والا نہ تھا

چوں نبودش تخمِ صدقے[۱] کاشتہ — حق بروُ نسیانِ آں بگماشتہ
کیونکہ اس کے پاس سچائی کا بویا ہوا بیج نہ تھا — اللہ نے اس پر اس کی بھول کو مسلط کر دیا

گرچہ بر آتش زنہ دل می زند — آں ستارش را کفِ حق می کُشد
اگرچہ وہ چقماق پر دل کو رگڑتا ہے — اس کی چنگاری کو اللہ کا ہاتھ بجھا دیتا ہے

قصہ ہم در تفسیرِ ایں معنیٰ
انہی معنی کی تفسیر میں قصہ

رفت دُزدے شب بخانہ یک بزرگ — آمد و پنہاں در آمد ہمچو گرگ
ایک چور رات میں ایک بزرگ کے گھر میں گیا — گھسا اور چپکے سے بھیڑیے کی طرح گھسا

شرفہ بشنید در شب معتمد — بر گرفت آتش زنہ کاتش زند
بزرگ معتمد نے رات میں آہٹ سنی — چقماق اٹھایا تاکہ آگ روشن کرے

صاحب[۲] خانہ شب آوازے شنید — بر گفت آتش زنہ و آں وحید
صاحب خانہ نے رات کو آواز سنی — اس یکتا نے چقماق اٹھا کر رگڑا

میزد آتش بہرِ شمع افروختن — تا سِرِ آواز را بیند علن
وہ آگ روشن کرتا تھا تاکہ شمع روشن کرے — تاکہ آواز کا راز علانیہ دیکھ لے

دُزد آمد آں زماں پیشش نشست — چوں گرفتے سوختہ می کرد پست
اس وقت چور آیا، اس کے سامنے بیٹھ گیا — جب چیتھڑا آگ پکڑتا وہ اس کو دبا دیتا

می نہاد آنجا سرِ انگشت را — تاشود اِستارۂ[۳] آتش فنا
وہ اس جگہ انگلی کا سرا رکھ دیتا — تاکہ آگ کی چنگاری فنا ہو جائے

تر ہمی کرد اُو سرِ انگشت را — زاصبع آں اِستارہ را کردے فنا
وہ انگلی کے سرے کو تر کر لیتا — اس چنگاری کو انگلی سے بجھا دیتا

خواجہ می پنداشت کز خود می مُرد — ایں نمی دید اُو کہ دُزدش می کُشد
خواجہ سمجھتا کہ وہ خود بجھ جاتی ہے — وہ یہ نہیں دیکھتا تھا کہ چور اس کو بجھاتا ہے

خواجہ گفت ایں سوختہ نمناک بود — می مُرد اِستارہ از تریش زود
خواجہ نے کہا، یہ چیتھڑا گیلا تھا — اس کی تری سے چنگاری فوراً بجھ جاتی ہے

---

۱ صدقے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان صادق۔ نسیان۔ بھول۔ آتش زنہ۔ ہر وہ چیز جس سے آگ سلگائی جائے۔ گرگ۔ بھیڑیا بھی چپکے سے حملہ کرتا ہے۔ شرفہ۔ شین کے ساتھ، آہٹ سین کے ساتھ، کھانسی۔

۲ صاحب خانہ۔ چور کے گھسنے پر جب آہٹ ہوئی تو مکان کے مالک نے کپڑے کا چیتھڑا اٹھایا تاکہ اس میں آگ لگا کر روشنی کرے اور دیکھے کہ گھر میں کون ہے۔ چناں۔ جب کپڑے میں چنگاری پیدا ہوتی وہ چور چپکے سے اس پر انگلی رکھ کر بجھا دیتا۔

۳ استارہ۔ جو شعلہ کپڑے سے نکلتا چور اس کو اپنی تر انگلی سے بجھا دیتا۔ خواجہ۔ مکان کا مالک یہی سمجھتا رہا کہ وہ چنگاری خود بجھ جاتی ہے۔ کپڑا گیلا ہوگا اس کو یہ محسوس نہ ہوا کہ چور اس کو بجھا دیتا ہے۔

بسکہ ظلمت بود و تاریکی زپیش ｜ می ندید آتش کُشے را پیشِ خویش

چونکہ سامنے کی تاریکی اور بہت اندھیرا تھا ｜ وہ آگ بجھانے والے کو اپنے سامنے نہ دیکھتا تھا

این ۱ چنیں آتش کُشے اندر دلش ｜ دیدۂ کافر نہ بیند از عمش

اسی طرح اپنے دل کے اندر آگ بجھانے والے کو ｜ کافر کی آنکھ اندھے پن سے نہیں دیکھتی ہے

چوں نمی داند دلِ دانندۂ ｜ ہست با گردندہ گردانندۂ

جاننے والے کا دل کیوں نہ جانے گا ｜ کہ گھومنے والے کیساتھ کوئی گھمانے والا ہے ؟

چوں نمی گوئی کہ روز و شب بخود ｜ بے خداوندے کے آید کے رَود

تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود ｜ بغیر خدا کے کیسے آجا سکتے ہیں ؟

گردِ معقولات میگردی بہیں ｜ این چنیں بے عقلیِ خود اے مہیں

تو معقولات کے چکر لگاتا ہے غور کر ｜ اے ذلیل ! اس طرح کی اپنی بے عقلی کو

خانہ با بنّا بُود معقول تر ｜ یا کہ بے بنّا بگو اے کم ہُنر

گھر بنانے والے کے ساتھ زیادہ سمجھ کے قابل ہے ｜ یا بغیر بنانے والے کے اے بے ہنرے ! بتا

خانۂ با این بزرگی و وقار ｜ کے بُود بے اُستادے خوبکار

گھر اس وسعت اور خوبی کے ساتھ ｜ بغیر اچھے کاریگر کے کب بنتا ہے ؟

خط ۲ با کاتب بُود معقول تر ｜ یا کہ بے کاتب بیندیش اے پسر

خط کاتب کے ہوتے ہوئے زیادہ معقول ہے ｜ اے بیٹا ! سوچ لے ، یا بغیر کاتب کے

جیمِ گوش و عینِ چشم و میمِ فم ｜ چوں بُود بے کاتبے اے متہم

کان کا جیم ، آنکھ کی عین منہ کا میم ｜ اے تہمت زدہ ! کاتب کے بغیر کیسے ہو گا ؟

شمع روشن بے زگیرانندۂ ｜ یا بگیرا نندۂ دانندۂ

شمع ، بغیر کسی روشن کرنےوالے کے روشن ہے ｜ یا روشن کرنے والے ، جانکار کی وجہ سے ؟

صنعتِ خوب از کفِ شلِ ضریر ｜ باشد اولیٰ یاز گیرای بصیر

عمدہ دستکاری اندھے لنجے کے ہاتھ سے ｜ بہتر ہو گی یا بینا گرفت کرنے والے سے

پس ۳ چو دانستی کہ قہرت میکند ｜ بر سرت دبّوسِ محنت می زند

جیسا تو جان گیا کہ تجھے مجبور کرتے ہیں ｜ تیرے سر پر آزمائش کا گرز مارتے ہیں

پس بکُن دفعش چو نمرودے بجنگ ｜ سُوےِ اُوکش در ہوا تیرِ خدنگ

تو اس کو نمرود کی طرح جنگ سے دفع کر ｜ اس کی جانب ہوا میں خدنگ کا تیر چلا

۱ این چنیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے منشاء کے خلاف ارادہ کو گنہگار کے دل سے مٹا دیتا ہے۔ چوں نمی داند۔ یہ گنہگار یہ نہیں سمجھتا کہ ہر کام خداوندی تصرف سے ہو رہا ہے معقولات۔ محض عقلی دلائل سے خدا کا انکار کرتا ہے اور اپنی بے عقلی کو نہیں سمجھتا ہے۔ خانہ۔ کوئی گھر بغیر معمار کے تعمیر نہیں ہوتا ہے۔ خانہ۔ یا اسقدر عظیم گھر دنیا کسی کے بنائے کیسے بن سکتی ہے۔

۲ خط۔ بغیر کسی لکھنے والے کے خط کا لکھا جانا غیر معقول ہے۔ جیم گوش۔ کان کے دائرے کو جیم سے اور آنکھ کے دائرے کو عین سے اور منہ کی گولائی کو میم کے سرے سے تعبیر کیا ہے شمع۔ شمع کے بارے میں یہ سمجھنا مناسب ہے کہ وہ بغیر جلانے والے کے روشن ہو گئی یا یہ سمجھنا کہ اس کو روشن کرنے والے نے روشن کیا ہے۔ ضریر۔ اندھا۔ اچھی دست کاری کو اندھے کی جانب منسوب کرنا بہتر ہے یا بینا کاریگر کے۔ شل۔ لنجا۔

۳ پس چو۔ جب انسان کو معلوم ہو گیا کہ اس پر کوئی دوسری طاقت مسلط ہے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیے دبوس۔ گرز۔ نمرود۔ وہ ہی بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا تھا اسی نے خدا سے جنگ کرنے کیلئے آسمان کی طرف تیر چلائے تھے۔ خدنگ۔ ایک درخت تھا جس کی لکڑی کی تیر بناتے تھے۔

ہمچو اسپاہِ ۱ مغل بر آسماں
مغلوں کے لشکر کی طرح آسماں پر
تیری انداز دفعِ نزعِ جاں
تیر چلا، جان کے نکلنے کے دفعیہ کے لئے

یا گریز ازوے اگر تانی برو
یا بھاگ جا، اگر جا سکتا ہے
چوں روی چوں در کفِ اُوئی گرو
تو کیسے بھاگے گا؟ جبکہ تو اس کے ہاتھ میں گروی ہے

در عدم بُودی نرستی از کفش
تو عدم میں تھا اس کے ہاتھ سے نہ بچا
از کفِ اُو چوں رہی اے دستِ خوش
اے عاجز! تو اس کے ہاتھ سے کیسے بچے گا؟

آرزو جستن بُود بگریختن
آرزو کرنا بھاگنا ہے
پیشِ عدلش خونِ تقویٰ ریختن
اسکے انصاف کے سامنے تقوے کے خونریزی کرتا ہے

ایں جہاں دام ست و دانہ اش آرزو
یہ دنیا جال ہے اور آرزو اس کا دانہ ہے
در گریز از دامہای آز زو
حرص کے جالوں سے جلد بھاگ

چوں چنیں رفتی بدیدی صد گشاد
جب تو ایسے چلا تو سو کشادگیاں دیکھے گا
چوں شدی در ضدِّ آں دیدی فساد
جب تو اس کی ضد میں لگا فساد دیکھے گا

چوں ۲ شدی در ضد بدانی ضد آں
جب تو ضد میں مبتلا ہوگا اس کی ضد کو سمجھے گا
ضد را از ضد شناسی اے جواں
اے جوان! تو ضد کو ضد سے پہچان لیگا

پس پیمبر گفت اِستَفتُوا القُلُوب
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے دلوں سے فتویٰ لو
گرچہ مفتی تاں بروں گوید خطوب
اگرچہ ظاہر میں مفتی تجھ سے بڑی باتیں کہے

گوش کن اِستَفتِ قلبک از رسولؐ
رسول کیجانب سے "اپنے قلب سے فتویٰ لے" اس لے
گرچہ مفتی ات بروں گوید فضول
اگرچہ مفتی ظاہر میں تجھ سے زیادہ باتیں کہے

آرزو ۳ بگذار تا رحم آیدش
آرزو کو چھوڑ دے، تاکہ اس کو رحم آئے
آزمودم کایں چنیں می بایدش
میں نے آزمایا ہے کہ اس کو یہی چاہئے ہے

چوں نتانی جَست پس خدمت کنش
جب تو بھاگ نہیں سکتا تو اس کی خدمت کر
تاروی از حبسِ اُو در گلشنش
تاکہ اس کی قید سے اسکے گلشن میں پہنچ جائے

دمبدم چوں تو مراقب میشوی
لمحہ بہ لمحہ جب تو غور کرے گا
داد می بینی زدا ور اے غوی
اے گمراہ! تو خدا کیجانب سے انصاف دیکھے گا

ور بہ بندی چشمِ خود راز احتجاب
اگر پردے میں (رکر) تو آنکھ بند کرے گا
کارِ خود را کے گذارد آفتاب
سورج اپنا کام کب چھوڑتا ہے؟

---

۱ سپاہِ مغل۔ یعنی مغل تیراندازوں کی طرح تو آسمانوں کی طرف تیر چلایا کسی مغل بادشاہ نے ایسا کیا ہے یا اس سے مراد یاجوج ماجوج ہیں جو مغلوں کے ہم جد ہیں۔ دستِ خوش، عاجز تابع فرماں۔ آرزو۔ اللہ کے حکم کے خلاف آرزو کرنا بھی اس سے بھاگنے کے مرادف ہے۔ آز۔ حرص۔ زو۔ زود۔ کا مخفف ہے جلد۔

۲ چوں شدی۔ اگر تم ہوا و حرص میں مبتلا ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں ترک حرص کی حقیقت معلوم ہوگی۔ تعرف الاشیاءُ باضدادِھا "چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں" پس پیمبر" تقویٰ اختیار کرنے کے بعد انسان کا دل خود بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے لگتا ہے۔ اِستَفتِ قلبک وان افتاک المفتون "تو اپنے دل سے فتویٰ حاصل کر خواہ تجھے مفتی کچھ فتویٰ دیں" جبکہ خدا سے گریز ممکن نہیں ہے تو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ دمبدم۔ جب تو اس فلسفہ پر غور کرے گا تو تجھے شرح صدر ہو جائے گا۔ کار خود۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنا عدل ترک نہیں کرے گا۔

باز راں سُوئے ایازو رُتبتش واں فضیلت در کمالِ رِفعتش
ایاز اور اس کے رتبے کی جانب پھر چل بلندی کے کمال میں اس کی فضیلت کی جانب

وانمودن [1] پادشاہ با اُمرا و متعصبان سببِ فضیلت و مرتبت و قربت و جامگی بُردن ایاز بروجہے کہ ایشان راحجّت و اعتراض نماند

بادشاہ کا امرا اور متعصبوں پر فضیلت اور رتبے اور قرب کا سبب ظاہر کرنا اور ایاز کا پوشاک کا خرچہ حاصل کرنا ایسے طریقہ پر کہ ان کی دلیل اور اعتراض باقی نہ رہا

چوں امیراں از حسد جوشاں شدند عاقبت بر شاہِ خود طعنہ زدند
جب امیر حسد سے جوش میں بھر گئے آخر کار انہوں نے اپنے بادشاہ پر طعنہ زنی کی

کایں ایازِ تو ندارد سی خرد جامگیِ سی امیر اُوچوں خورد
کہ یہ آپ کا ایاز تیس عقلیں نہیں رکھتا ہے وہ تیس امیروں کی تنخواہ کیوں کھاتا ہے ؟

شاہ [2] بیروں رفت با آں سی امیر سُوئے صحراوُ کہستاں صید گیر
بادشاہ ان تیس امیروں کے ساتھ گیا جنگل اور پہاڑ کی جانب شکار کھیلتے ہوئے

کاروانے دید از دور آں مَلِک گفت امیرے را کہ رَوائے مُوتفِک
اس بادشاہ نے دور سے ایک قافلہ دیکھا ایک امیر سے کہا اے واپس آنے والے ! جا

رَو بپُرس آں کارواں را بر رَصد کز کدامیں شہر اندر می رسد
جا ، اس قافلہ سے تحقیق کے طور پر دریافت کر کہ وہ کون سے شہر سے اندر آرہا ہے ؟

رفت و پرسید و بیامد کہ زرَے گفت عزمش تا کجا در ماندوَے
وہ گیا اور پوچھا اور آیا ، کہ رے سے کہا اس کا کہاں کا ارادہ ہے ؟ وہ عاجز ہو گیا

دیگرے را گفت رَو اے بُو العلا باز پُرس از کارواں کہ تا کجا
دوسرے سے کہا ، جا اے بزرگ ! قافلہ سے پوچھ کہ کہاں کا قصد ہے؟

رَفت [3] و آمد گفت تا سُوئے یمن گفت رختش چیست ہاں اے مؤتمن
وہ گیا اور آیا ، کہا یمن کی جانب اس نے کہا ، اے امین اس کا سامان کیا ہے

ماند حیراں گفت با میرے دگر کہ برو وَاپُرس رختِ آں نفر
وہ حیران رہ گیا اس نے دوسرے امیر سے کہا کہ جا ، ان لوگوں کا سامان واضح طور پر دریافت کر

باز آمد گفت از ہر جنس ہست اَغلبِ آں کاسہائے رازی ست
وہ واپس آیا کہا ہر قسم کی چیز ہے زیادہ تر رے کے پیالے میں

[1] وانمودن۔ شاہ محمود نے ایک طریقہ اختیار کیا جس سے ایاز کی فضیلت ظاہر ہوگئی اور دیگر امراء طعنہ زنی سے باز آگئے۔ چوں۔ امیروں نے شاہ محمود پر اعتراض کیا کہ ایاز کو تیس امیروں کی تنخواہ کیوں دی جاتی ہے ایاز کے بھی ایک عقل ہے۔ جامگی۔ وہ تنخواہ جو کپڑوں کے لئے دیجائے۔

[2] شاہ۔ شاہ محمود ان تیسوں امیروں کو شکار کے بہانے سے شہر کے باہر لے گیا مُوتفِک۔ واپس آنیوالا۔ زرے یعنی شہر رے سے آرہا ہے۔ در ماند۔ اس سوال کا جواب نہ دے سکا تا کجا۔ کہاں جارہا ہے۔

[3] رخت۔ اس دوسرے نے دریافت کیا تو قافلہ والوں نے بتایا کہ یمن شہر کو جارہے ہیں۔ مُؤتمن۔ امانت دار۔ رَخت۔ یعنی قافلہ کیا سامان لے جارہا ہے۔ کاسہای رازی رے کے بنے ہوئے پیالے۔

گفت ۱ اے کے بیروں شد نداز شہرِ رے — ماند حیراں آں امیرِ سُست پے
اس نے کہا وہ رے شہر سے کب نکلے ؟ — وہ سُست قدم امیر حیران رہ گیا

آں دگر را گفت رَو واپُرس ہاں — تا کہ کے بُودست نقلِ کارواں
دوسرے سے کہا جا صاف پوچھ خبردار ! — کہ قافلہ کا سفر کب سے شروع ہوا ؟

باز گشت و گفت ہشتم از رجب — گفت دررے چیست تسعیرے عجب
وہ واپس آیا اور کہا ، رجب کی آٹھویں سے — کہا اے عجیب ! رے میں کیا بھاؤ ہے ؟

چوں نمیدانست دیگر دَم نزَد — شہ فرستاد آں دگر را زاں عدد
چونکہ وہ نہ جانتا تھا اس نے سانس نہ لیا — بادشاہ نے ان میں سے دوسرے کو بھیجا

ہمچنیں تا سی امیرو بیشتر — سُست رای و ناقص اندر کرّ و فر
اسی طرح تیس امیر تک اور زیادہ تک — آنے جانے میں ست رای اور ناقص نکلے

ہر یکے رفتند بہرِ یک سوال — ناقص و عاجز ز ادراکِ کمال
ہر ایک ایک سوال کے پیچھے پڑا — کمال کے حاصل کرنے سے ناقص اور عاجز رہا

گفت امیراں را کہ من روزے جدا — امتحاں کردم ایازِ خویش را
اس نے امیروں سے کہا کہ میں نے ایک روز تنہا — اپنے ایاز کا امتحان لیا

کہ بپرس از کارواں تا از کجاست — اُو برفت ایں جملہ را پرسید راست
کہ دریافت کر کہ قافلہ کہاں کا ہے ؟ — وہ گیا اور یہ سب باتیں صحیح دریافت کر لیں

بے وصیّت بے اشارت یک بیک — حالِ شاں دریافت بے ریبے و شک
بغیر کہے ، بغیر اشارے کے ایک ایک — بغیر شک و شبہ کے ان کا حال دریافت کر لیا

ہر چہ زیں سی میر اندر سی مقام — کشف شُد زو آں بیکدم شد تمام
جو کچھ ان تیس امیروں سے تیس دفعہ میں — معلوم ہوا اس سے ایک دم مکمل ہو گیا

مرافعہ ۲ آں اُمرا آں حجّت بشبہ جبر یانہ و جواب دادن شاہِ محمود ایشاں را

ان امرا کا جبریوں کیطرح ان کے شبہ کے ساتھ اپیل کرنا اور شاہ محمود کا ان کو جواب دینا

پس ۳ بگفتند امیراں کایں فنے ست — از عنایتہا ست کارِ جہد نیست
تو ان امیروں نے کہا کہ یہ ہنر ہے — جو اللہ تعالیٰ کی عنایتوں سے ہے کوشش کا معاملہ نہیں ہے

۱ گفت۔ شاہ نے کہا وہ رے سے کب چلے تھے۔ تسعیر۔ یعنی ان پیالوں کا رے میں کیا بھاؤ تھا۔ زاں عدد۔ یعنی ان تیس سرداروں میں سے۔ ہر یکے۔ ان تیسوں سرداروں میں سے کوئی پوری بات معلوم کر کے نہ آیا۔ گفت۔ سلطان محمود نے ان امیروں سے کہا کہ ایک روز میں نے ایاز کو ایسی ہی معلمات کے لئے اکیلا بھیجا تھا تم تیس آدمیوں نے جو جوابات لا کر دیئے اس نے تنہا سب جواب دے دیئے تھے۔

۲ مرافعہ۔ اب ان امیروں نے دوبارہ اس معاملہ کو اٹھایا اور اس طرح کی باتیں شروع کر دیں جو جبری کرتے ہیں اور اپنا قصور قضاء قدر پر رکھنے لگے۔

۳ پس۔ ان امیروں نے کہا کہ ایاز کی یہ ہنر مندی تو خدا کی عطا کردہ ہے اس میں ہماری یا اس کی کسی کوشش کو کیا دخل ہے۔

قسمتِ ۱ حق ست مہ را روی نغز	دادهٔ بخت ست گل را بوی نغز
چاند کا حسین چہرہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے	پھول کی عمدہ خوشبو نصیب کا عطیہ ہے
بلکہ سلطاں چوں عنایت میکند	از تفاخر خیمہ بر مہ می زند
بلکہ شاہ جب مہربانی کرتا ہے	تو وہ فخر سے چاند پر خیمہ لگا لیتا ہے
گفت سلطاں بلکہ آنچہ از نفس زاد	ریعِ تقصیرست و دخلِ اجتہاد
سلطان (محمود) نے کہا بلکہ جو نفس سے پیدا ہوتا ہے	کتاہی کی پیداوار اور کوشش کی آمدنی ہے
ورنہ آدمؑ کے بگفتے با خدا	رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا نَفْسَنَا
ورنہ حضرت آدمؑ خدا سے کب کہتے ؟	اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا
خود بگفتے کایں گناہ از بخت بود	چوں قضا ایں بود حزم ما چہ سود
خود کہدیئے کہ یہ گناہ تقدیر سے تھا	جب قضاء (خداوندی) یہی تھی ہماری احتیاط سے کیا فائدہ
ہمچو ۲ ابلیسے کہ گفت اَغْوَیْتَنِیْ	تو شکستی جام و ما را می زنی
شیطان کی طرح کہ اس نے کہا تو نے مجھے گمراہ کیا	تو نے جام توڑا اور مجھے مارتا ہے
بل قضا حق ست و جہد بندہ حق	ہیں مباش اعور چو ابلیسِ خلق
بلکہ قضاء خداوندی حق ہے اور بندہ کی کوشش بھی حق ہے	ہاں شیطان کی طرح کانا نہ بن
در تردد ماندہ ایم اندر دوکار	ایں تردد کے بود بے اختیار
ہم دو کاموں کے درمیاں تردد میں ہیں	بغیر اختیار کے یہ تردد کب ہوتا ہے ؟
ایں کنم یا آں کنم کے گوید او	کہ دو دست و پاش بستست اے عمو
میں یہ کروں یا وہ کروں وہ کب کہتا ہے ؟	اے چچا! جس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں
ہیچ ۳ باشد ایں تردد در سرم	کہ روم در بحر یا بالا پرم
کبھی میرے سر میں یہ تردد ہوتا ہے ؟	کہ میں سمندر پر چلوں یا اوپر کو اڑوں
ایں تردد ہست کہ موصل روم	یا برائِ سحر تا بابل روم
یہ تردد ہوتا ہے ، کہ موصل جاؤں	یا جادو کے لئے ، بابل تک جاؤں
پس تردد را بباید قدرتے	ورنہ آں خندہ بود بر سُبلتے
تو تردد کے لئے قدرت چاہیے	ورنہ وہ محض مذاق ہو گا
بر قضا کم نہ بہانہ اے جواں	جرم خود را چوں نہی بر دیگراں
اے جوان قضا (خداوندی) پر بہانہ نہ رکھ	اپنا قصور دوسروں پر کیوں ڈالتا ہے ؟

۱ قسمت۔ یہ خدائی تقسیم ہے کہ اس نے چاند کو خوبصورت چہرہ عطا کر دیا اور پھول کو خوشبو عطا کر دی۔ گفت۔ شاہ محمود نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے خدا نے بندے کو بھی اختیار دیا ہے انسان جو کام کرتا ہے اسمیں اس کی کتاہی اور کوشش کا دخل ہے۔ ورنہ۔ حضرت آدمؑ نے بھی سمجھا ورنہ اپنی کتاہی کو اپنی طرف منسوب نہ کرتے بلکہ خدا کیطرف منسوب کردیتے۔

۲ ہمچو اسطرح کے کاموں کی خدا کیطرف نسبت کردینا شیطان کا کام ہے۔ اس نے اپنی غلطی کو خدا کیطرف منسوب کیا اور کہا کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے۔ میرا کیا قصور ہے۔ بل۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر بھی حق ہے اور انسان کی کوشش بھی اپنی جگہ صحیح ہے۔ صرف ایک جانب دیکھنا شیطان کی بھینگی آنکھ کا کام ہے۔ در۔ تردد۔ انسان اکثر کاموں میں متردد ہوتا ہے اگر اس کو اختیار نہ ہوتا تو وہ تردد کیوں کرتا جبر کی حالت میں اس کو کبھی تردد نہ ہوتا۔

۳ ہیچ۔ جبکہ انسان کو اوپر اڑنے پر قدرت ہی نہیں ہے تو وہ کبھی متردد نہیں ہوتا کہ مجھے اوپر اڑنا چاہیے یا سمندر میں کودنا چاہیے۔ ایں تردد اس کو موصول اور بابل جانے کا اختیار ہے اس میں اس کو تردد ہوتا ہے۔ بر قضا۔ انسان کو اپنی غلطیوں کا ذمہ دار قضا خداوندی کو نہ بنانا چاہیے۔

خوں [1] اُکند زید و قصاصِ اُو بعمرُ
زید خون کرے اور اس کا بدلہ عمر پر
مَے خورد بکر و بَر احمد حدِّ خمر
مگر شراب ہے اور شراب کی سزا احمد پر

گردِ خود بر گرد و جُرمِ خود ببیں
اپنا چکر کاٹ ، اپنا قصور دیکھ
جنبش از خود بیں و از سایہ مبیں
حرکت اپنی سمجھ اور سایہ کی نہ سمجھ

کہ نخواہد شُد غلط پاداشِ میر
حاکم کی سزا غلط نہ ہو گی
خصم رامیداند آں میرِ بصیر
وہ بینا حاکم ، مجرم کو جانتا ہے

تو عسل خوردی نیاید تَب بغیر
تو نے شہد پیا ، غیر کو بخار نہ آئے گا
مُزدِ روزِ تو نیابد شَب بغیر
تیری دن کی مزدوری رات کو غیر نہ حاصل کریگا

دَرچہ کردی جُہد کاں باتو نگشت
تو نے کس چیز میں کوشش کی وہ تجھے نہ ملی ؟
توچہ کاریدی کہ نامدریعِ کِشت
تو نے کیا بویا کہ کھیتی کی پیداوار نہ آئی ؟

فعلِ [2] تو کاں زاید از جان وتنت
وہ تیرا کام جو تیری جان اور جسم سے پیدا ہوتا ہے
ہمچو فرزندت بگیرددا منت
وہ تیری اولاد کی طرح تیرا دامن پکڑیگا

فعل رادرغیب صورت می کُنند
عالم غیب میں کام کی ایک صورت بنا دیتے ہیں
فعلِ دُزدی رانہ دارے میزنند
چوری کے کام کیلئے کیا پھانسی نہیں لگاتے ہیں ؟

دار کے ماند بُدزدی لیک آں
پھانسی ، چوری سے کب مشابہ ہے ؟ لیکن وہ
ہست تصویرِ خدائے غیب داں
غیب داں خدا کیجانب سے ایک صورت بنائی ہوئی ہے

دردلِ شحنہ چو حق اِلہام داد
جب اللہ تعالیٰ نے کوتوال کے دل میں الہام کر دیا
کایں چنیں صورت بساز ازبہرِ داد
کہ انصاف کیلئے ایسی صورت بنا لے

تاتو [3] عالِم باشی و عادل قضا
تاکہ تو عالم اور منصف بنے قضاء (خداوندی)
نا مناسب چوں دہد داد و سَزا
جزا اور سزا نا مناسب کیسے دے گی ؟

چونکہ حاکم ایں کُند اندر گزیں
جب کہ انتخاب میں حاکم یہ کرتا ہے
چوں کُند حکم اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن
تو حاکموں کا حاکم کیا حکم کرے گا؟

چوں بکاری جو نروید غیرِ جو
جب تو جو بوئے گا جو کے سوا نہ اگے گا
قرض تو کردی ز کہ خواہم گرد
قرض تو نے لیا ہے میں گروی کس سے مانگوں؟

جُرم خودرا بَر کسے دیگر مَنہ
اپنا قصور کسی دوسرے پر نہ رکھ
ہوش و گوشِ خود بدیں پاداش دہ
اپنا ہوش اور کان اس بدلہ پر لگائے رکھ

---

[1] خُوں۔ اپنے جرم کی ذمہ داری قضا پر ڈالنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ قتل زید کرے اور بدلہ عمر سے لیا جائے۔ شراب بکر پئے اور احمد کو کوڑے مارے جائیں کہ نخواہد۔ اللہ تعالیٰ کبھی غیر مجرم کو سزا نہیں دیتا ہے۔ تو عسل۔ شہد کوئی کھائے اور اس کے اثر سے بخار دوسرے کو آئے دن میں مزدوری کوئی کرے اور اس کی اجرت رات کو دوسرے کو دیدیجائے یہ نہیں ہوسکتا ہے درچہ۔ ظاہری اعمال کے نتیجے خود کرنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔

[2] فِعل۔ انسان کے اعمال ہی اس کے دامنگیر ہونگے۔ جس طرح اس کی ظاہری اولاد اس کی دامنگیر ہوتی ہے، آخرت میں اعمال مصور کر دیئے جائیں گے ہاں عمل اور جزاء میں ظاہری مشابہت نہ ہوگی۔ دار۔ چوری اور ڈاکہ زنی اور اس کی سزا پھانسی میں کوئی ظاہری مناسبت نہیں ہے لیکن خدا نے دنیا میں انصاف قائم کرنے کیلئے اس کی وہ سزا تجویز کردی ہے۔ شحنہ کوتوال۔

[3] تاتُو۔ جبکہ انصاف قائم کرنے کیلئے خدا نے یہ الہام کردیا ہے تو پھر قضا خداوندی غیر مناسب جزا اور سزا کہاں دے سکتی ہے۔ چونکہ۔ جب دنیا کا حاکم مناسب جزا اور سزا دیتا ہے تو احکم الحاکمین لامحالہ مناسب جزا اور سزا دیگا۔ قرض جب تو نے قرض لیا ہے تو ہی گروی رکھےگا۔ جرم۔ اپنا جرم کسی دوسرے پر نہ رکھ اور اس کے بدلے کا منتظر رہ۔

جُرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی | باجزا و عدلِ حق کُن آشتی
اپنے آپ کو قصور وار ٹھہرا کیونکہ تو نے خود بویا ہے | اللہ تعالیٰ کی جزا اور سزا سے صلح رکھ

رنج ۱ را با شد سبب بد کردنی | بد ز فعلِ خود شناس از بخت نی
برا کرنا، تکلیف کا سبب ہے | برائی اپنے کام کی وجہ سے سمجھ نہ تقدیر سے

آں نظر در بخت چشم احول کُند | کلب را گہدانی و کاہل کُند
تقدیر پر نظر رکھنا آنکھ کو بھینگا بنا دیتا ہے | کتے کو پاخانہ والا اور کاہل بنا دیتا ہے

متّہم کُن نفسِ خود را اے فتیٰ | متّہم کم کُن جزائے عدل را
اے نوجوان! اپنے نفس کو متہم سمجھ | انصاف کے بدلے کو متہم نہ کر

توبہ کُن مردانہ سر آور برہ | کہ فَمَنْ یَّعْمَلْ بِمِثْقَالٍ یَّرَہٗ
مردوں کی طرح توبہ کر رستہ پر چل پڑ | کیونکہ جو مثقال برابر عمل کریگا وہ اس کو دیکھے گا

در فسونِ ۲ نفس کم شو غرّہ | کافتابِ حق نپوشد ذرّہ
نفس کے مکر سے دھوکے میں نہ پڑ | کیونکہ حق کا سورج ذرے کو نہیں چھپاتا ہے

ہست ایں ذرّاتِ جسمی اے مفید | پیشِ ایں خورشید جسمانی پدید
اے فائدہ مند! یہ جسمانی ذرے | اس جسمانی سورج کے سامنے ظاہر ہیں

ہست ذرّاتِ خواطر و افتکار | پیشِ خورشیدِ حقائق آشکار
خیالات اور فکر کے ذرے | حقیقتوں کے سورج کے سامنے ظاہر ہیں

پیشِ حق پیدا و پیشِ تو نہاں | سِرِ غیب ۳ است ایں مکُن فکرے دراں
خدا کے سامنے ظاہر ہیں تیرے سامنے پوشیدہ ہیں | یہ غیبی راز ہے تو اس میں غور نہ کر

حکایتِ آں صیّادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بود و

اس شکاری کا قصہ جس نے اپنے آپ کو گھاس میں لپیٹ لیا تھا

دستہ گُل و لالہ کُلہ وار بر سر فرو کشیدہ تا مرغان اُورا گیاہ

گل و لالہ کا گلدستہ ٹوپی کی طرح سر پر رکھ لیا تھا تاکہ پرندے اس کو گھاس

پندارند و آں مُرغِ زیرک اند کے بُوی بُرد کہ ایں آدمی ست

سمجھیں اور ایک ہوشیار پرندے کچھ تاڑ لیا کہ یہ آدمی ہے

کہ بر شکلِ گیاہ می نماید لٰہذا تمام بُوی نبُرد با فسونِ او

جو گھاس کی شکل پر نظر آرہا ہے، لیکن وہ بھی پورا نہ سمجھا مکر سے وہ بھی دھوکے

۱ رنج۔ انسان کی بدعملی اس کی تکلیف کا سبب ہے اور بدعملی کا وہ خود ذمہ دار ہے مقدر اس کا ذمہ دار نہیں ہے آں نظر۔ محض تقدیر پر نظر رکھنا انسان کو کج بیں بنا دیتا ہے اور انسانی نفس کو برائی کا عادی اور کاہل بنا دیتا ہے۔ متہم۔ برائی کی تہمت اپنے اوپر رکھنی چاہیے اللہ کے انصاف کو متہم نہ بنانا چاہیئے، خدا نے فرمایا ہے جو ایک ذرہ عمل کرے گا اس کا نتیجہ اس کے سامنے آئے گا۔

۲ درفسون۔ انسان کو نفس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے اس کے عمل کا ذرہ ذرہ علم الٰہی میں ہے۔ ہست۔ جس طرح سے جسمانی ذرات ظاہری سورج میں چمک اٹھتے ہیں اسی طرح سے خیالات کے ذرات علم الٰہی میں چمک اٹھتے ہیں۔

۳ سِرِ غیب۔ علم الٰہی، عالم غیب کے اسرار میں سے ہے اسمیں عالم شہود میں غور و فکر نہ کرنا چاہیئے، تیرے اغیار سے جو خیالات مخفی ہیں وہ سب علم الٰہی میں ظاہر ہیں۔ حکایت۔ جبر و اختیار کی یہ حکایت ذکر کی گئی ہے کہ اپنے جرم کو کسی دوسرے کے ذمہ نہ لگانا چاہیئے۔

مغرور شُد زیراکہ دَر اِدراکِ اوّل قاطعے نداشت و دَر
میں پڑ گیا کیوں کہ وہ پہلے ادراک میں یقین نہ رکھتا تھا اور
ادراکِ دوم قاطعے داشت وَھُوَ الْحِرْصُ وَالطَّمْعُ لا سِیَّمَا
دوسرا احساس قطعی تھا اور وہ حرص اور لالچ ہے خصوصاً حاجت
عِنْدَ فَرْطِ الْحَاجَةِ وَالْفَقْرِ قال النبی علیہ الصّلوٰۃ
اور ضرورت کی زیادتی کے وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
والسَّلام اِ کَادَ الْفَقْرُاَنْ یَّکُوْنَ کُفْراً صَدَقَ
نے فرمایا ہے قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے اللہ کے رسول نے
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ
سچ فرمایا ہے ان پر اور ان کی اولاد اور صحابہ پر درود و سلام ہو

رفت مرغے درمیانِ مرغزار ۞ بُود آنجا دام از بہرِ شکار
ایک پرند، چمن میں گیا ۞ وہاں شکار کے لئے جال تھا

دانۂ چندے نہادہ بَر زمیں ۞ واں صیّاد آنجا نشستہ دَر کمیں
چند دانے زمین پر رکھے تھے ۞ اور شکاری وہاں گھات میں بیٹھا تھا

خویشتن پیچیدہ دَر بَرگ و گیاہ ۞ وز گل ۲ ولالہ وُرابر سَر کلاہ
اپنے آپ کو پتوں اور گھاس میں لپیٹ لیا تھا ۞ اور اس کے سر پر گل و لالہ کی ٹوپی تھی

دَر کمیں نبشستہ و کردہ نگاہ ۞ تا دَر اُفتد صَید بیچارہ زراہ
گھات میں بیٹھا تھا اور نگاہ لگائے ہوئے تھا ۞ تاکہ بیچارہ شکار، راستہ سے بھٹک جائے

مُرغک آمد سُوئے اُو از نا شناخت ۞ پَس طوافے کرد و پیشِ مرد تاخت
انجان پن سے ایک بیچارہ پرند اس کی جانب آیا ۞ چکر کاٹا اور اس شخص کی طرف دوڑا

گفت ۳ اُورا کیستی اے سبز پوش ۞ دَر بیاباں درمیانِ ایں و حوش
اس نے کہا اے سبز پوش! تو کون ہے؟ ۞ جنگل میں ان وحشیوں کے درمیان

گفت مردے زاہدم من منقطع ۞ با گیاہ و با حشیشے مقتنع
انسان نے کہا میں زاہد ہوں، لاتعلق ۞ گھاس اور پھونس پر قناعت کرنیوالا

زہد وتقویٰ را گزیدم دین و کیش ۞ زانکہ می دیدم اَجل راپیشِ خویش
میں نے زہد اور تقویٰ کو دین اور مذہب بنالیا ہے ۞ کیونکہ میں موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں

۱ اکاد۔ فقر اور احساس کامل مومنوں کے لئے باعث فضیلت ہے آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرا فخر ہے" لیکن کمزور ایمان والوں کے لئے فقر خطرناک ہے بسا اوقات وہ کفر اختیار کر لیتے ہیں۔ مرغزار۔ چمن۔ کمین۔ گھات۔

۲ وزگل۔ اس شکاری نے اپنے آپ کو چھپانے کیلئے بدن پر گھاس اور سر پر پھولوں کی ٹوپی اوڑھ لی تھی۔ ناشناخت۔ وہ پرند یہ نہ سمجھا کہ وہ شکاری ہے، اور اس نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے۔

۳ گفت۔ اس شکاری نے کہا میں ایک متقی اور زاہد ہوں اور صرف گھاس پھوس پر گزارہ کرتا ہوں۔ چونکہ موت ہر وقت میرے پیش نظر ہے میں نے دنیا سے زہد اختیار کر لیا ہے۔

مرگِ ۱ ہمسایہ مرا واعظ شدہ — کسب و دُکانِ مرا برہم زدہ
پڑوسی کی موت میرے لئے واعظ بن گئی ہے — میری کمائی اور دکان کو تہ و بالا کر دیا ہے

چوں باآخر فرد خواہم ماندن — خُونباید کرد باہر مَرد زَن
چونکہ میں آخر میں اکیلا رہ جاؤں گا — مجھے ہر مرد عورت کی عادت نہ ڈالنی چاہیے

رُوی خواہم کرد آخر دَر لحد — آں بہ آید کہ کُنم خُو با اَحد
آخر میں قبر کی طرف رخ کروں گا — یہ اچھا لگتا ہے کہ خدا کی عادت ڈالوں

چوں زنخ رابست خواہم اے صنم — آں بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
اے پیارے! چونہ میں ٹھوڑی کو باندھوں گا — یہ بہتر ہے کہ میں بکواس نہ کروں

اے بزربفت و کمر آموختہ — آخرستت جامۂ نادوختہ
اے زر بفت اور پٹکے کے عادی! — تیرا انجام بلا سلا کپڑا ہے

رُو بخاک ۲ آریم کزوے رُستہ ایم — دل چرا در بیوفایاں بَستہ ایم
ہم مٹی کا رخ کرینگے کیونکہ اسی سے پیدا ہوئے ہیں — ہم نے بے وفاؤں سے دل کیوں وابستہ کیا ہے؟

جَدّ و خویشانِ ماں قدیمی چار طبع — ما بخویشِ عاریت بستیم طمع
ہمارے قدیم دادا اور رشتہ دار چار عنصر ہیں — ہم نے عارضی رشتہ داروں سے لالچ وابستہ کیا ہے

سالہا ہم صحبتے و ہمدمی — با عناصر داشت جسمے آدمی
سالوں ہم صحبت اور ساتھی — انسان کا جسم عناصر سے رہا

رُوحِ اُو خود از نفوس و از عقول — روح اصلِ خویش را کردہ نکول
اس کی روح نفوس اور عقول سے ہے — روح، اپنی اصل سے اعراض کئے ہوئے ہے

از عقول ۳ و از نفوسِ پُر صفا — نامہ می آید بجاں کاے بیوفا
مصفی عقول اور نفوس سے — روح کو پیام آتا ہے کہ اے بے وفا!

یار گانِ پنج روزہ یافتی — رُوز یارانِ کہن بَر تافتی
تو نے کچھ دن کے دوست پائے ہیں — پرانے دوستوں سے منہ موڑ لیا ہے

کودکاں ہر چند در بازی خوش اند — شب کشاں شاں سُوئے خانہ می کشند
بچے یقیناً کھیل میں خوش ہیں — رات کو ان کو گھر کی جانب کھینچ لے جاتے ہیں

۱ مرگ۔ ایک پڑوسی کی موت سے مجھے عبرت حاصل ہوگئی اور میں نے اپنی دکان وغیرہ خیرات کر ڈالی ہے۔ چوں۔ مرنے کے بعد مجھے قبر میں تنہا رہنا ہے اسی لئے میں نے دنیا والوں سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور خدا سے لو لگائی ہے۔ چوں۔ موت کے وقت منہ پر ڈھاٹا باندھ دیا جاتا ہے۔ زنخ زدن۔ بکواس کرنا۔ اے۔ جو لوگ زندگی میں زربفت کا لباس اور زریں پٹیاں باندھتے ہیں وہ بھی موت کے بعد بلا سلا کفن پہنتے ہیں۔

۲ رو۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کو مر کر مٹی میں جانا ہے لہٰذا اسی سے تعلق رکھنا چاہیے۔ جد۔ انسان کا اصل رشتہ چاروں عنصروں سے ہے لیکن انسان عارضی رشتہ داروں سے دل وابستہ کر لیتا ہے۔ سالہا۔ انسان کے جسم کی تخلیق سے قبل اس کا جسم عناصر اربعہ کا ساتھی تھا روح او۔ انسان کی روح عالم نفوس اور عالم عقول کی چیز ہے لیکن وہ اپنی اصل کو فراموش کر دیتا ہے۔

۳ از عقول۔ جب روح اپنی اصل کو فراموش کرتی ہے تو وہ عقول اور نفوس اس سے کہتے ہیں کہ تو نے ہمیں بھلا دیا ہے اور عارضی یاروں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ کودکاں۔ انسانوں کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو دن بھر کھیل میں لگے رہتے ہیں۔ اور رات کو ان کے والدین ان کو پکڑ کر جبراً گھر لے جاتے ہیں۔ یہی حال انسان کا ہے کہ اس کی روح کو لامحالہ اصل وطن کی طرف جاتا ہے۔

شدُ ا برہنہ اوقتِ بازی طفلِ خُرد | دُز دازنا گہہ قبا وَ کفش بُرد
کھیل کے وقت چھوٹا بچہ ننگا ہوا | چور، اچانک چوغہ اور جوتے لے بھاگا

آنچناں گرم او ببازی درفتاد | کاں کلاہو پیرہن رفتش زیاد
وہ کھیل میں اس قدر لگا | کہ وہ ٹوپی اور لباس اس کی یاد سے نکل گیا

شب شدُ و بازیِ اُو شدُ بے مَدد | رُو ندارد کہ سُویٔ خانہ رَود
رات ہو گئی اور اس کا کھیل بغیر مدد کے رہ گیا | اس کا منہ نہیں ہے گھر کو جائے

نے ۲ شنیدی اِنَّمَا الدُّنیا لَعِبُ | بادِدادی رَخت و گشتی مُرتعِب
کیا تو نے نہیں سنا، کہ دنیا کھیل ہے؟ | تو نے سامان برباد کر دیا اور تو خوفزدہ ہو گیا

پیش ازانکہ شب شود جامہ بجُو | روز را ضائع مکن در گفتگو
اس سے پہلے کہ رات ہو، کپڑے تلاش کر لے | باتوں میں دن ضائع نہ کر

من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام | خلق رامن دُزدِ جامہ دیدہ ام
میں نے جنگل میں تنہائی اختیار کر لی ہے | میں نے لوگوں کو کپڑوں کا چور سمجھا ہے

نیم ۳ عُمراز آرزویِ دلِستاں | نیم عُمر از غُصّہائے دُشمناں
آدھی عمر معشوق کی تمنا میں | آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں

جُبّہ را بُردآں کُلہ را ایں بُرد | غرقِ بازی گشتہ ماچوں طفلِ خُرد
جبہ وہ لے گیا، ٹوپی یہ لے گیا | ہم چھوٹے بچے کی طرح کھیل میں غرق ہیں

نِک شبانگاہِ اَجل نزدیک شُد | خَلِ ھٰذَا اللّعُب بَسّک لَا تعُدُ
اب موت کی رات قریب آ گئی ہے | اس کھیل کو چھوڑ، بس کر، واپس نہ ہو

ہیں سوارِ توبہ شودر دُز دَرَس | جامہا از دُزد بستاں باز پَس
خبردار! توبہ پر سوار ہو جا چور تک پہنچ جا | چور سے کپڑے واپس لے لے

مَرکبِ توبہ عجائب مَر کبَست | بر فلک تازد بیک لحظہ زپَست
توبہ کی سواری عجب سواری ہے | ایک لحظہ میں نیچے سے آسمان تک دوڑ جاتی ہے

لیک مَرکب رانگہ میدار ازاں | کو بدُ زدید آں قبایت را نہاں
لیکن سواری کی اس سے حفاظت کر | جس نے چپکے سے تیرا چوغہ چرا لیا ہے

---

۱ شد۔ بچہ کھیل میں اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیتا ہے اور کھیل میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ چور اس کے کپڑے لے بھاگتا ہے۔ شب شد۔ جب رات کو وہ گھر لوٹنا چاہتا ہے تو کپڑوں کی چوری کی شرمندگی سے گھر لوٹنے کی ہمت نہیں کرتا ہے یہی حال انسان کا ہے کہ دنیا کے شغل میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اور پھر آخرت کی طرف رخ کرنے سے شرماتا ہے۔

۲ نے شنیدی۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ جان لو دنیا کھیل کود ہے "لہٰذا تمہارا حال اس بچہ کا سا نہ ہو جو کھیل کود میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ مُرتعِب۔ خوفزدہ۔ شب شود۔ واپسی کے وقت سے پہلے اپنا جائزہ لے لو۔ من بصحرا۔ اس شکاری نے پرندے سے کہا۔

۳ نیم عمر۔ انسان غفلت میں اسی طرح دن گذار دیتا ہے کہ آدھی عمر تو محبوبات کی تمنا میں گذری اور آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں۔ جُبّہ۔ غرضکہ سفر آخرت کے لئے جو سامان تیار کرنا تھا وہ سب برباد ہو جاتا ہے۔ نک۔ واپسی کا وقت قریب ہے کھیل کو چھوڑ کر چلنے کی تیاری کرنی چاہیے۔ ہیں۔ یعنی غلطیوں کی تلافی کی تدبیر اور استغفار ہے۔ مرکب توبہ شعر:
ہر چہ از عمر گرامی صرف در غفلت شود
می تواں یک صبح دم ملک استغفار یافت
لیک۔ توبہ کی حفاظت ضروری ہے کہیں شیطان اس کو نہ تڑوا دے۔

تا ندُزد دو مَرکبت را نیز ہم ۱ — پاس دار ایں مَرکبت راد مَبدم
تاکہ تیری سواری کو بھی نہ چرا لے — ہر وقت اپنی اس سواری کی حفاظت کر

حکایتِ آں شخص کہ دُزداں قچِ اُو بدُزدیدند و بَراں

اس شخص کا قصہ جس کا دنبہ چوروں نے چرا لیا اور اس پر بس نہ کی

قناعت نکردند بحیلہ جامہاش راہم دُزدیدند

تدبیر سے اس کے کپڑے بھی چرا لئے

آں یکے قچ داشت از پس میکشید — دُزد قچ را بُردو حبلش را بُرید
ایک شخص کے پاس دنبہ تھا وہ اس کو پیچھے سے کھینچ رہا تھا — دنبہ کو چور لے گیا اور اس کی رسی کاٹ دی

چونکہ شدُ آگہ دواں شدُ چپ وراست — تابیابد کاں قچِ بُردہ کجاست
جب وہ واقف ہوا، دائیں اور بائیں جانب بھاگا — تاکہ معلوم کرے کہ وہ چرایا ہوا دنبہ کہاں ہے؟

بر سَرِ چاہے بدید آں دُزد را — کوفغاں میکرد کاے وَاوَیلَتَا
اس چور کو ایک کنویں پر دیکھا — کہ وہ فریاد کر رہا ہے، کہ ہائے تباہی

گفت نالاں ازچہ اے اوستاد — گفت ہمیانِ زرم درچہ فتاد
اس نے کہا اے استاد! تو کیوں رو رہا ہے؟ — اس نے کہا میری نقدی کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے

گر توانی ۲ دَر رَوی بیروں کشی — خمس بدہم مَر تُرا بادل خوشی
اگر تو جا سکے، باہر نکال لائے — میں دل کی خوشی کے ساتھ تجھے پانچواں حصہ دیدونگا

ہست دَرمیانِ من پا نصددرم — گر کُنی بامن چنیں لُطف وکرم
میری ہمیانی میں پانچ سو درہم ہیں — اگر تو میرے ساتھ اس طرح کی مہربانی اور کرم کرے

خمس صَد دینار بستانی بدَست — گفت باخود ایں بہایِ دہ قچ ست
پانچواں حصہ سو درہم تو ہاتھ سے لے لے — اس نے سوچا، یہ دس دنبوں کی قیمت ہے

گردَرے ۳ بربَستہ شدُ صَد درکشاد — گر قچے شُد حق عوض اُشتر بداد
اگر ایک دروازہ بند ہوا ہے سو دروازے کھل گئے — اگر دنبہ گیا، اللہ نے بدلے میں اونٹ دیدیا

جامہا بر کند واندر چاہ رَفت — جامہا را برُد ہم آں دزد تفت
کپڑے اتارے اور کھویں میں اتر گیا — وہ چور فوراً کپڑوں کو بھی لے گیا

حازمے باید کہ رَہ تا دہ بَرد — حزم نبُود طمع طاعوں آوَرد
پختہ کار چاہیے تاکہ گاؤں تک کا راستہ طے کرلے — پختہ کاری نہ ہو تو لالچ طاعون پیدا کر دیتا ہے

---

۱ تا ندُزد دو۔ اس شیطان چور نے تمہارا اسمان تو چراہی لیااب اس تو یہ کی سواری نہ چرا لے۔ حکایت۔ اس حکیات کا منشایہ ہے کہ انسان لالچ میں پڑ کر پے در پے چور کو چوری کا موقع دیدیتا ہے۔ قچ۔ دُنبہ۔ آں یکے۔ یہ شخص اپنا دُنبہ رسی میں باندھے لے جارہا تھا چور نے پیچھے سے آکر رسی کاٹ کر دنبہ چرالیا اب یہ شخص اس کی تلاش میں بھاگا تو چور ایک کنویں پر کھڑے ہو کر رونے لگا اور چور نے اس دنبہ والے سے کہا کہ میری پانچسو اشرفیوں کی ہمیانی کنویں میں گرگئی ہے اگر کوئی اس کو کنویں میں سے نکال دے تو میں اس کو اس میں سے سو اشرفیاں دے دوں گا یہ شخص لالچ میں آ گیا اور کپڑے اتار کر کنویں میں اتر گیا چور اس کے کپڑے بھی لے بھاگا۔

۲ گر توانی۔ چور نے دنبہ والے سے کہا اگر تو میری ہمیانی نکال دے گا تو اس کا پانچواں۔ حصہ تجھے دیدوں گا خمس پانچوا حصہ گفت۔ دنبہ والے نے دل میں سوچا کہ مجھے تو دس دنبوں کی قیمت کی برابر اشرفیاں مل رہی ہیں۔

۳ گر درے۔ اگر دنبہ گیا تو کیا پروا ہے مجھے اس کے بدلے میں اونٹ مل رہا ہے۔ جامہا۔ اس دنبہ والے نے اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیئے اور کنویں میں اتر گیا وہ چور اس کے کپڑے لے بھاگا۔ حازمے۔ منزل طے کرنے کے لئے بڑی پختہ کاری کی ضرورت ہے۔

اُو یکے اِ دُز دیست فِتنہ سیرتے — چوں خیالِ اُورا بہر دم صُورتے
وہ شیطان ایک فتنہ سیرت سے چور ہے — خیال کی طرح اس کی ہر لمحہ ایک نئی صورت ہے
کس نداند مکرِ اُو اِلّا خدا — دَر خدا بگریزو وَارہ زاں دغا
اس کا مکر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا — خدا (کی پناہ) میں بھاگ اس دغا (باز) سے نجات حاصل کر

مناظرۂ مُرغ با صیّاد در ترہّب و در معنیِ ترہبی کہ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہی کرد ازاں اُمّتِ خودرا کہ لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

پرند کا شکاری کے ساتھ رہبانیت اختیار کرنے کے بارے میں مناظرہ جس سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو روکا ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

مُرغ گفتش خواجہ درخلوت مایست — دینِ احمدؐ را ترہّب نیک نیست
پرندے نے اس سے کہا اے خواجہ! خلوت میں نہ ٹھہر — احمدؐ کے دین میں رہبانیت اچھی نہیں ہے
از ترہّب نہی کرد آخر رسُولؐ — بدعتے چوں در گرفتی اے فضول
آخر رسولؐ نے رہبانیت سے منع کیا ہے — اے فضول! تو نے بدعت کیوں اختیار کر لی؟
جمعہ۲ شرطست و جماعت در نماز — امر معروف وز منکر احتراز
جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے — بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے بچنا
رنجِ بد خُویاں کشیدن زیرِ صبر — منفعت دادں بخلقاں ہمچو ابر
صبر کے ماتحت بد مزاجوں کی تکلیف برداشت کرنا — ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچانا
خیرُ نَاسٍ اَنْ یَّنْفَعَ النَّاس اے پدر — گر نہ سنگی چہ حریفی با مَدر
اے بابا! بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے — اگر تو پتھر نہیں ہے تو ڈھیلوں سے دوستی کیسی؟
درمیانِ اُمّتِ مرحوم باش — سنّتِ احمدؐ مہل محکوم باش
مرحوم امت کے درمیان رہ — احمدؐ کی سنت نہ چھوڑ، محکوم بنا رہ
چوں۳ جماعت رحمت آمد اے پسر — جہد کُن کز رحمت آری تاجِ سر
اے بیٹا! جب کہ جماعت رحمت ہے — تو کوشش کرتا کہ تو رحمت سے سر کا تاج حاصل کر لے
در جوابش گفت صیّادِ عیار — نیست مُطلق اینکہ گفتی ہوشدار
اس کے جواب میں چالاک شکاری نے کہا — سمجھ لے یہ مطلقاً نہیں ہے جو تو نے کہا

۱ اُو۔ شیطان ہر لحہ بھیس بدل کر دھوکا دیتا ہے۔ کس نداند۔ اس کی چالوں کو خدا ہی پہچان سکتا ہے بس اس کی پناہ مانگتے رہو۔ ترہب۔ رہبانیت اختیار کرنا۔ رہبانیت یہ ہے کہ انسان تمام دنیوی علاقے منقطع کر کے جنگلوں میں عبادت گذاری کرے آنحضورؐ نے اس رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ بدعتے۔ رہبانیت اسلامی طریقہ نہیں ہے لہٰذا وہ بدعت ہے۔

۲ جمعہ۔ اسلام، جمعہ اور جماعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے۔ رہبانیت اس کے منافی ہے۔ رنج۔ شریعت کا حکم ہے کہ لوگوں کی بدخلقی پر صبر کرو اور ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ خیر الناس حدیث شریف ہے "بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے" اگر نہ سنگی۔ ڈھیلوں سے دوستی کرنا پتھر کا کام ہے انسان کا کام نہیں ہے۔ درمیان۔ عوام سے مل کر زندگی گذارنا سنت ہے۔

۳ چوں جماعت۔ حدیث شریف ہے اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ "جماعت رحمت ہے الگ رہنا عذاب ہے" در جوابش۔ اس چالاک شکاری نے کہا کہ جماعت کو تنہائی پر مطلقاً فضیلت نہیں ہے بسا اوقات گوشہ تنہائی جماعت سے افضل ہوتا ہے اگر یہ برے ساتھی ہوں تو تنہائی افضل ہوگی۔

ہَست تنہائی بہ ازیارانِ بد — نیک بابد چوں نشیند بد شود
برے دوستوں سے تنہائی بہتر ہے — نیک بد کیساتھ جب بیٹھتا ہے، بد ہو جاتا ہے

زانکہ[۱] عقلِ ہر کرا نبُود در سُوخ — پیشِ عاقل اُوچو سنگ ست و کلوخ
کیونکہ جس کی عقل میں پختگی نہ ہو — وہ عقلمند کے نزدیک پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے

چوں حمارست آنکہ بے اہلیت ست — صحبتِ اُو عینِ رہبانیت ست
جو نا اہل ہے وہ گدھے کی طرح ہے — اس کی صحبت بالکل رہبانیت ہے

ہوشِ اُو سُوئے علف باشد چو خر — بگذر از وے تا نمانی بے ہنر
اس کا ہوش گدھے کی طرح چارے کی طرف ہوتا ہے — اس سے بھاگ تاکہ تو بے ہنر نہ رہ جائے

زانکہ غیرِ حق ہمہ گردد رُفات — کُلُّ اٰتٍ بَعْدَ حِیْنٍ فَھُوَاٰت
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب ریزہ ریزہ ہو جائیگا — تھوڑی دیر کے بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے

ہر چہ جز آں وجہ باشد ہالک ست — مُلک و مالک عکسِ آں یک مالک ست
جو کچھ اس وجہ کے سوا ہے، وہ ہلاک ہونیوالا — ملک اور مالک، اس ایک مالک کا عکس ہے

گرچہ[۲] سایہ عکسِ شخص ست اے پسر — ہیچ از سایہ نتانی خورد بر
اے بیٹا! اگرچہ سایہ شخص کا عکس ہے — تو سایہ سے کبھی پھل نہ کھائے گا

ہیں ز سایہ شخص را می کُن طلب — در مسبّب رَو گذر کُن از سَبب
آگاہ، سایہ کے ذریعہ شخص کو ڈھونڈ لے — مسبب کی طرف جا، سبب سے گزر جا

یارِ جسمانی بُوَد رُویش بمرگ — صحبتش شُوم ست باید کرد ترک
جسمانی دوست کا رخ موت کی طرف ہے — اس کی صحبت منحوس ہے، چھوڑنی چاہیے

حکمِ اُوہم حکمِ قبلہ اُو بُوَد — مُردہ اش خواں چونکہ مُردہ جُو بُوَد
اس کا حکم بھی اس کے قبلہ کا حکم ہو گا — جبکہ وہ مردے کا جویاں ہے اس کو مردہ سمجھ

ہر کہ با ایں قوم باشد راہب ست — کہ کلوخ و سَنگ اُورا صاحب
جو اس قوم کے ساتھ ہو وہ راہب ہے — کیونکہ ڈھیلا اور پتھر اس کا ساتھی ہے

بگذر[۳] از سَنگ و کلوخِ بے وجود — سُوئے کانِ لعل رَواز بہرِ جود
بے وجود یہ پتھر اور ڈھیلے سے گذر جا — بخشش کے لئے لعل کی کان میں جا

خود کلوخ و سَنگ کس را رَہ زند — زیں کلوخاں صد ہزار آفت رسد
ڈھیلا اور پتھر خود کسی کی رہزنی کرتے ہیں؟ — ان ڈھیلوں سے لاکھوں آفتیں پہنچتی ہیں

---

[۱] زانکہ۔ بے عقل انسان عقلمند کے نزدیک ڈھیلا اور پتھر ہے چوں حمار بے عقل انسان پتھر تو کیا بلکہ گدھا ہے اس کے ساتھ رہنا ایسا ہی برا ہے گویا کہ تو رہبانیت کی برائی کر رہا ہے۔ ہوشِ اُو۔ اس بے عقل انسان کو چرنے اور کھانے کی فکر ہے اس کی صحبت بے ہنر بنا دیگی۔ زانکہ۔ اس بے عقل کا مقصود جبکہ غیر حق ہے وہ بالکل فنا ہو جائیگا بلکہ وہ فنا شدہ ہے۔ کُلِّ آتٍ۔ جو چیز ہونیوالی ہے سمجھو کہ ہو چکی۔ ہر چہ۔ "کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔" "خدا کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔"

[۲] گرچہ۔ ممکنات بمنزلہ سایہ کے ہیں اور سایہ مفید نہیں ہے ہیں ز سایہ۔ ممکنات اور کائنات سے گذر کر ذاتِ باری سے علاقہ قائم کرنا چاہیے۔ یار۔ غیر اللہ جو فانی ہے اس کی صحبت بری ہے۔ مرگ۔ مولانا نے اس شعر میں مرگ کو ترک کا ہم قافیہ بنایا ہے۔ حکم۔ چونکہ اس فانی یار نے اپنا مقصود فانی کو بنا رکھا ہے لہٰذا خود فانی ہے۔ ہر کہ۔ جو دنیا داروں کی صحبت اختیار کرے وہ بھی راہب ہے کیونکہ یہ دنیا دار ڈھیلے اور پتھر ہیں۔

[۳] بگذر۔ برے ساتھیوں سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرنا چاہیے۔ کانِ لعل۔ اللہ تعالیٰ۔ خود۔ جنگل کے ڈھیلے اور پتھر کسی راہب کی رہزنی نہیں کرتے اور یہ بڑے ساتھی سینکڑوں مصائب کا سبب ہیں۔

گفت[١] مُرغش پس جہاد آنگہ بُود — کایں چنیں رہزن میانِ رہ بُود

پرند نے اس سے کہا، جہاد جب ہوتا ہے — جب راستہ میں ایسا رہزن ہو

از برائِ حفظ و یاری و نبرد — بر رہِ نا ایمن آید شیر مرد

حفاظت اور مدد اور جنگ کے لئے — شیر مرد، خوفناک راستہ پر آتا ہے

عرقِ مردی آنگہے پیدا شود — کہ مُسافر ہمرہِ اعدا شود

مردانگی کی رگ اس وقت پیدا ہوتی ہے — جب کہ مسافر دشمنوں کے ہمراہ ہو

چوں نبیؐ السَّیف بودست آں رسولؐ — اُمّتِ اُو صفدر اند و فحول

چونکہ وہ رسولؐ نبی السیف ہیں — ان کی امت صف شکن اور جوانمرد ہے

مصلحت[٢] در دینِ ما جنگ و شکوہ — مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوہ

ہمارے مذہب میں جنگ اور دبدبہ مصلحت ہے — عیسیٰ کے دین میں، غار اور پہاڑ مصلحت ہے

مصلحت دادست ہریک را جدا — مصلحت جُو گر توئی مردِ خدا

ہر ایک کو جداگانہ مصلحت دی ہے — اگرتو مردِ خدا ہے، مصلحت تلاش کر

گفت آرے گر بُود یاری و زور — تا بقوّت بَر زند بر شرّ و شور

اس نے کہا ہاں اگر مدد اور طاقت ہو — تاکہ قوت سے شور شر حملہ کرے

قُوّتے[٣] باید دریں رَہ مَرد وار — یاری باید دریں جا فرد وار

اس راستہ میں مردانہ قوت چاہیے — اس جگہ یکتا یار چاہئے

چوں نباشد قُوّتے پرہیز بہ — در فرارِ لا یطاق آساں بجہ

جب طاقت نہ ہو بچنا بہتر ہے — بے بسی کی بات سے بھاگنے میں آسانی سے کود جا

صنعت این ست اے عزیزِ نامدار — فکر تے کُن در نگر انجامِ کار

اے نامدار عزیز! کاریگری یہی ہے — غور کر لے، انجام کار دیکھ لے

یاری جُو تا بیابی راہ را — ورنہ کے دانی تو راہ و چاہ را

دوست کی تلاش کر، تاکہ تو راستہ پا لے — ورنہ تو راستہ اور کنویں کو کیا سمجھے گا؟

گفت صدقِ دل بباید کار را — ورنہ یاراں کم نیایند یار را

اس نے کہا کام میں دل کی سچائی چاہیے — ورنہ یار کے لئے یار کم نہیں ہیں

---

١ گفت۔ پرند نے کہا کہ انہی برے ساتھیوں کیساتھ رہنے سے ہی نفس کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہو سکے گا اگر دشمن نہ ہو تو جہاد کی فضیلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ از برائے۔ بہادر وہی راہ اختیار کرتا ہے جس پر اس کو دوستوں کی مدد کا موقع اور راہزنوں سے جنگ کا موقع مل سکے اور دشمنوں کی موجودگی میں اس کی بہادری کی رگ ابھرتی ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کو نبی السیف "تلوار والے نبی" بھی کہا جاتا ہے تو انکی امت بھی بہادر اور مجاہد ہے۔

٢ مصلحت۔ اسلام میں کافروں سے جہاد نیکی اور مصلحت ہے اور رہبانیت اختیار کرنا اور غاروں میں بیٹھ کر عبادت کرنا حضرت عیسیٰؑ کا دین تھا۔ جدا۔ ہر مذہب میں وقت کی مناسبت سے احکام دیئے گئے ہیں۔ گفت۔ شکاریؒ نے کہا کہ بیشک گوشہ نشینی پر جہاد کو فضیلت ہے لیکن اسی شخص کے لئے جس میں جہاد کی طاقت ہو۔

٣ قُوّتے۔ شکاری نے کہا جہاد کے لئے قوت اور مخلص ساتھی ضروری ہیں۔ صنعت۔ کاریگری یہی ہے کہ انسان انجام پر نظر رکھ کر کام شروع کرے۔ یار۔ راہِ جہاد کیلئے یار کی ضرورت ہے اور اس زمانے میں مخلص دوست کہاں ہیں۔ گفت پرند نے کہا کہ اگر اپنے دل میں صداقت ہو تو دنیا میں یاروں کی کمی نہیں ہے تو خود دوسرے کا دوست بن پھر دیکھ کس قدر دوست ملتے ہیں۔ اور زندگی کی راہ میں یار کی بے حد ضرورت ہے۔

یار شو تا یار بینی بے عدد — زانکہ بے یاراں بمانی بے مدد
یار بن جا، تاکہ تو بے شمار یار دیکھے — کیونکہ تو یاروں کے بغیر بے مدد رہ جائے گا

دیو[1] گرگ ست و تو ہمچوں یوسفی — دامنِ یعقوبؑ مگذار اے صفی
شیطان بھیڑیا ہے اور تو یوسفؑ کی طرح ہے — اے برگزیدہ! یعقوبؑ کا دامن نہ چھوڑ

گرگ اغلب آنگہے گیرا بُوَد — کز رَمہ شیشک بخود تنہا رَوَد
عموماً بھیڑیا اس وقت پکڑنے والا بنتا ہے — جبکہ ایک سالہ بکری کا بچہ گلے سے اکیلا چلتا ہے

آنکہ سُنّت با جماعت ترک کرد — دَر چنیں مسبع نہ خونِ خویش خورد
جس نے سنت مع جماعت کے ترک کر دی — کیا ایسے درندوں کے مقام میں اسنے اپنا خون نہیں پیا؟

ہَست[2] سُنّت رہ جماعت چوں رفیق — بے رہ و بے یارا فتی در مَضیق
سنت راستہ اور جماعت سفر کے ساتھی کی طرح ہے — تو بغیر راستہ اور بغیر یار کے تنگی میں پھنس جائیگا

راہِ سُنّت با جماعت بہ بُوَد — اَسپ با اسپاں یقیں خوشتر رَوَد
سنت کا راستہ اور جماعت کے ساتھ بہتر ہوتا ہے — گھوڑا، گھوڑوں کیساتھ یقیناً اچھا چلتا ہے

لیک ہر گمراہ راہمرہ مَداں — غافلانِ خفتہ را آگہ مَداں
لیکن ہر گمراہ کو ہمراہ نہ سمجھ — سوئے ہوئے غافلوں کو، با خبر نہ سمجھ

ہمرَہے را جو کزو یابی مَدد — ہمدل و ہمدرد و جویانِ احد
ایسا ہمراہ تلاش کر جس سے تجھے مدد حاصل ہو — جو ہمدل اور ہمدرد ہو اور خدا کا جویاں ہو

ہمرَہے نے کو بُوَد خصمِ خِرَد — فرصتے جُوید کہ جامہ تو بَرد
وہ ہمراہی نہیں جو عقل کا دشمن ہو — موقع کی تلاش کرے کہ تیرے کپڑے لے اڑے

میرَوَد با تو کہ یابد عقبہ[3] — کہ تواند کردت آنجہا نہبہ
تیرے ساتھ چلتا ہے، تاکہ کوئی گھاٹی ملے — تاکہ وہاں تجھے لوٹ سکے

میرَو دبا تو براِ سُودِ خویش — ہیں منوش از نوش اُوکاں ہست نیش
وہ تیرے ساتھ اپنے نفع کے لئے چلتا ہے — خبردار! اس کا شہد نہ پی، کیونکہ وہ ڈنک ہے

یا بُوَد اُشتر دلے چوں دید ترس — گوید اُو بہرِ رجوع از راہ دَرس
یا وہ بزدل ہو کہ جب اس نے خوف محسوس کیا — وہ راستہ سے لوٹنے کا سبق پڑھائے

یار راترساں کند اُشتر دلی — ایں چنیں ہمرہ عدو داں نے ولی
بزدلی ہے دوست کو ڈرا دیتا ہے — ایسے ساتھی کو دشمن سمجھ، نہ کہ دوست

---

[1] دیو۔ شیطان کو بھیڑیا سمجھ اور بھیڑیا ہمیشہ اس بکری پر حملہ کرتا ہے جو ریوڑ سے جدا رہے۔ گیرا۔ گیرندہ۔ شیشک۔ بکری کا ایک سالہ بچہ۔ آنکہ۔ جو شخص سنت اور جماعت کو چھوڑ کر تنہائی اختیار کرتا ہے۔ وہ اس بکری کی طرح ہے جو خوفناک درندوں کے جنگل میں ریوڑ سے جدا رہے۔

[2] ہست۔ سنت راستہ، اور جماعت اس کا ساتھی ہے اس کے بغیر انسان مصیبت میں پھنس جاتا ہے لیکن سفر کا ساتھی جانچ کر بنانا چاہیے اور وہ ایسا شخص ہونا چاہیے جو خدا کا طلبگار ہو اور ہمدرد ہو۔ ہمرہے۔ وہ ساتھی عقل کا دشمن نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ موقع پا کر تیرا سامان ہی لے بھاگے۔ می رود۔ وہ تیرے ساتھ اسلئے لگ گیا ہو کہ کوئی پہاڑ کی گھاٹی آئے تو تجھے وہاں لوٹ لے۔

[3] عُقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ نہبہ۔ لوٹ۔ نوٹ۔ اس ساتھی کی چپڑی باتوں سے دھوکا کھانا۔ یابود۔ وہ ساتھی ایسا بزدل بھی نہ ہونا چاہیے کہ اگر دین کی کچھ مشکلات پیش آئیں تو دینداری چھوڑنے کا مشورہ دینے لگے۔ یار ترسا۔ بزدل، دوسرے کو بھی بزدل بنا دیتا ہے۔

یارِ بد۱ مارست ہیں بگریز ازو
برا دوست سانپ ہے خبردار ! اس سے بھاگ
تا نریزد در تو زہر آں زشت خو
تاکہ وہ بد عادت تجھ میں زہر نہ ڈال دے

یار را از راہ بردآں راہزن
وہ راہزن یار کو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے
مرد نبود آنکہ افتد زیرِ زن
مرد نہ ہوگا ، جو عورت سے مغلوب ہو جائے

راہ جانبا زیست در ہر عیشۂ
زندگی کی ہر حالت میں جانبازی ، راستہ ہے
آفتے دردفعِ ہر جاں شیشۂ
ہر نازک دل کو بھگانے کیلئے وہ آفت ہے

راہِ دیں ہر گمرہی خود چوں رود
ہر گمراہ دین کے راستہ پر خود کیسے چلے ؟
حازمے باید کہ مردِ رہ بود
کوئی پختہ کار چاہئے جو مردِ راہ ہو

راہِ دیں زاں رو پراز شور وشرست
دین کا راستہ اسی وجہ سے شور و شر سے بھرا ہوا ہے
کہ نہ راہِ۲ ہر مخنث گوہرست
کیونکہ وہ ہر ہیز طبیعت کا راستہ نہیں ہے

در رہ ایں ترس امتحانہائے نفوس
اس راستہ میں خوف نفسوں کے امتحانات ہیں
ہمچو پرویزن بہ تمیز سبوس
جس طرح کہ چھلنی بھوسی جدا کرنے کے لئے

راہ چہ بود پرنشانِ پا یہا
راستہ کیا ہوتا ہے ؟ پاؤں کے نشانوں سے پر
یارچہ بود نردبانِ رایہا
دوست کیا ہوتا ہے ؟ تدبیروں کی سیڑھی

گیرم آں گرگت نیابد ز احتیاط
میں نے مانا، احتیاط کی وجہ سے وہ بھیڑیا تجھے نہ پکڑیگا
بے زجمعیت نیابی آں نشاط
جماعت کے بغیر تو وہ خوشی نہ محسوس کریگا

آنکہ۳ اندر راہ تنہا خوش رود
وہ شخص جو راستہ میں اکیلا اچھا چلتا ہے
با رفیقاں سیرِ او صد تو شود
دوستوں کے ساتھ اس کی رفتار سو گنا ہو جائے گا

با غلیظی خر زیاراں اے فقیر
اے فقیر! باوجود کثافت کے گدھا دوستوں کیوجہ سے
در نشاط آید شود قوت پذیر
خوش ہو جاتا ہے ، قوت پکڑتا ہے

ہر خرے کز کارواں تنہا رود
جو گدھا قافلہ سے جدا چلتا ہے
بروے آں راہ از تعب صد تو شود
مشقت کی وجہ سے وہ راستہ اسپر سو گنا ہو جاتا ہے

چند سیخ و چند چوب افزوں خورد
چند سیخ اور چند لاٹھیاں زیادہ کھاتا ہے
تا کہ تنہا آں بیاباں را برد
جبکہ اکیلا اس جنگل کو طے کرتا ہے

---

۱ یارِ بد۔ برا ساتھی بمنزلہ سانپ کے ہے۔ یار را۔ بزدل رہزن ہے جو ساتھی کو بے راہ کر دیتا ہے جو شخص ایسے ساتھی سے مغلوب ہو وہ مرد نہیں ہے بزن۔ یعنی مردانگی سے خالی بزدل

راہ۔ شعر:
شیوہ نازک دلاں نبود سلوک راہ خطر
سخت [illegible] دشوارست بار شیشہ در سنگلاخ

راہ دیں۔ شعر:
خطر بسیار دار راہ حق ہوشیار شو صاحب
کہ موسیٰ بے عصا در وادی ایمن نمی آید

۲ کہ نہ راہ۔ دین کے راستہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پر خطر بنایا ہے تاکہ چلنے والوں کی آزمائش ہو سکے۔ ترس۔ اس راستہ کا ڈر اچھے برے کو اسی طرح جدا کر دیتا ہے جس طرح چھلنی آٹے اور بھوسی کو جدا کر دیتی ہے راہ۔ صحیح راستہ وہی ہے جس پر دوسروں سالکوں کے نشانات قدم ہوں ، دوست وہی ہے جس کی عقل تیرا سہارا ہو گیرم۔ تنہا سفر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ احتیاط کی وجہ سے نقصان نہ پہنچے لیکن نشاط جماعت کے ساتھ رہنے میں ہے۔

۳ آنکہ۔ تنہائی میں بھی اگر بہتر کام کرتا ہے تو جماعت میں رہ کر اس سے زیادہ بہتر کر سکے گا۔ با غلیظی۔ گدھا جیسا کثیف مزاج بھی دوسرے گدھوں کے ساتھ ہونے سے تیز رفتار بن جاتا ہے اگر تنہا چلتا ہے تو سست رفتاری کی وجہ سے اس کی زیادہ پٹائی ہوتی ہے۔

مر تُرا می ۱؎ گوید آں خر خوش شنو — گر نۂ خر ہمچنیں تنہا مرو
وہ گدھا تجھ سے کہتا ہے اچھی طرح سن لے — اگر تو گدھا نہیں ہے اس طرح تنہا نہ چل

آنکہ تنہا خوش رود اندر رَصَد — بارفیقاں بے گماں خوشتر رود
جو کمین گاہ میں اکیلا ٹھیک چلتا ہے — بلا شک دوستوں کے ساتھ زیادہ بہتر چلے گا

ہَر نبیے اَندریں راہِ دُرست — معجزہ بنمود و ہمرا ہاں بجُست
اس سچے راستہ میں ہر نبی نے — معجزہ دکھلایا اور ساتھی تلاش کئے

گر نباشد یاریِ دیوارہا — کے بَر آید خانہ و انبارہا
اگر دیواروں کی دوستی نہ ہو — گھر اور ڈھیر کب حاصل ہوں ؟

ہَر یکے دیوار اگر باشد جُدا — سَقف چوں باشد مُعلّق بَر ہوا
اگر ہر دیوار جدا ہو — ہوا میں چھت کیسے معلق ہو گی ؟

گر نبا ۲؎ شد یاریِ حبرو قلم — کے فتد بَر رُوئی کاغذ ہا رقم
اگر روشنائی اور قلم کی دوستی نہ ہو — تو کاغذ پر تحریر کب آئے ؟

ویں حصیرے کہ کسے می گسترد — گر نہ پیوندد بہم بادش بَرد
وہ بوریا جو کوئی بچھاتا ہے — اگر آپس میں نہ جڑے، اس کو ہوا لیجائے

حق زہر جنسے چو زوجین آفرید — پَس نتائج شُد ز جمعیت پدید
جب اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کے جوڑے پیدا کئے — تو اجتماع سے نتائج ظاہر ہوئے

درمیانِ مرغ وصیّاد اے عجب — بَس شکال افتاد وشُد نزدیک شَب
تعجب ہے، پرند اور شکاری میں — بہت سے اشکال پیدا ہوئے اور رات قریب آ گئی

اُو بگفت ۳؎ واِیں بگفت از اہتزاز — بحثِ شاں شُد اندریں معنی دراز
اس نے کہا اور اس نے کہا، جوش کی وجہ سے — اس مسئلہ میں ان کی بحث لمبی ہو گئی

مثنوی راچابک و دلخواہ کُن — ماجرا را مُوجز و کوتاہ کُن
مثنوی کو چالو اور دل پسند بنا — قصہ کو مختصر اور کوتاہ کر دے

مُرغ راچوں دیدہ بر گندم فتاد — نَفسِ اُو بے طاقت آمد دَر گشاد
پرند کی آنکھ جب گیہوں پر پڑی — اس کا نفس خوشی میں بے قابو ہو گیا

۱؎ مر ترا۔ انسان کو گدھے ہی سے عبرت حاصل کر لینی چاہئے اور جماعت کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ آنکہ۔ تنہا مسافر غیر مطمئن رہتا ہے ساتھیوں کا ہمراہی آرام سے سفر کرتا ہے۔ ہر نبی۔ انبیاء نے بھی جماعت بنانے کی خاطر معجزہ دکھائے اور تنہا روی اختیار نہ کی۔ گر نباشد۔ اگر دیواروں کی باہمی یاری نہ ہو اور صرف ایک دیوار ہو تو اس سے نہ گھر بنے گا اور نہ اس میں غلے کے انبار لگیں گے۔

۲؎ گر نباشد۔ روشنائی اور قلم کی اجتماع سے کتابت ہوئی ورنہ تنہا روشنائی اور قلم بیکار ہے۔ ایں حصیرے۔ بوریا کھجور کے پتوں کے اجتماع سے بنتا ہے ورنہ ہر پتے کو ہوا اڑا لے جائے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے اور ان کے اجتماع سے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ درمیان۔ پرند اور شکاری میں رہبانیت اور اجتماعی زندگی کی افضلیت کی بحث رات تک ہوتی رہی۔

۳؎ اُو بگفت۔ پرند اور شکاری میں اس مسئلہ میں بہت سے سوال ہوئے لیکن چونکہ ہمیں مثنوی کے مضامین بیان کرنے ہیں لہٰذا بحث کو مختصر کرتے ہیں۔ مرغ۔ میں دانہ کو دیکھ کر پرند بے قابو شکاری سے دریافت کرنے لگا گیہوں کس کے ہیں شکاری لاوارث یتیم بچوں کے ہیں چونکہ مجھے امانتدار سمجھتے ہیں میرے پاس امانت رکھ دیتے ہیں۔

بَعد ازاں گفتش کہ گندم آنِ کیست — گفت امانت از یتیم بے وصی ست
اس کے بعد اس نے اس سے کہا گیہوں کس کے ہیں؟ — اس نے کہا بغیر وصی کے بچہ کی امانت ہیں

مالِ ایتامِ[1] است امانت پیشِ مَن — زانکہ پندارند مارا مؤتمن
چند یتیموں کا مال میرے پاس امانت ہے — کیونکہ مجھے امانت دار سمجھتے ہیں

گفت من مضطرّم و مجروحِ حال — ہَست مُردار ایں زماں بر من حلال
اس نے کہا میں مضطر اور پھٹے حال ہوں — اس وقت مجھ پر مردار حلال ہے

ہیں بَدستورے ازیں گندم خورم — اے امین و پار سَاوُ محترم
ہاں اجازت ہے؟ کہ میں اس گیہوں میں سے کھالوں — اے امین اور پارسا اور محترم

گفت مُفتیِ ضرورت ہم توئی — بے ضرورت گر خوری مُجرم شوی
اس نے کہا ضرورت کے بارے میں تو ہی فتویٰ دینے والا ہے — بغیر ضرورت کے اگر کھائے گا گنہگار ہو جائیگا

ور ضرورت ہست ہم پرہیز بہ — در خوری بارے ضمانِ آں بدہ
اگر ضرورت بھی ہے، تو بھی بچنا بہتر ہے — اگر کھائے گا پھر اس کا تاوان دیدینا

مُرغ بَس در خود فرو رفت آں زماں — توسنش سَر بستد از جذبِ عناں
پرند اس وقت اپنے اندر ڈوب گیا — اس کا گھوڑا، باگ کھینچنے سے قابو میں نہ آیا

چوں[2] بخورد آں گندم اندر فخ بماند — چند اُو یٰسین وَالانعام خواند
اس نے جیسے ہی گیہوں کھایا جال میں رہ گیا — اس نے سورۂ یٰسین اور انعام بہت پڑھی

بَعد درماندن چہ افسوس و چہ آہ — پیش ازاں بایست ایں دُودِ سیاہ
پھنس جانے کے بعد کیا افسوس اور کیا آہ — یہ کالا دھواں اس سے پہلے چاہئے

پیش ازاں کایں دانہ بر تو فخ شوَد — گرمیِ حرص تو ہمچوں یخ شوَد
اس سے پہلے کہ یہ دانہ تیرے لئے جال بنے — تیرے لالچ کی گرمی برف کی طرح ہو جائے

آہ[3] و دود و نالہ آں دَم کار بند — حرص را آوارہ کُن اے ہوشمند
آہ اور دھویں اور نالہ پر اس وقت عمل کر — اے ہوشمند! حرص کو دفع کر دے

آں زماں کہ حرص جنبید و ہوس — آں زماں می گو کہ اے فریاد رس
جب حرص اور حرکت میں آگئے — اس وقت کہہ، کہ اے فریاد رس

کاں زماں پیش از خرابی بصرہ اَست — بُو کہ بصرہ وارہد ہم زاں شکست
کیوں کہ وہ وقت بصرہ کی تیاری سے پہلے کا ہے — ہوسکتا ہے کہ بصرہ شکست سے نجات پا جائے

---

۱ ایتام۔ یتیم کی جمع ہے۔ موتمن۔ امانددار۔ گفت پڑنے کہا میں بھوک سے مجبور ہورہا ہوں ایسی حالت میں تو مردار کھانا بھی جائز ہوجاتا ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس گیہوں کو کھالوں۔ مغز۔ شکاری نے کہا کہ تو خود اپنے بارے میں فتویٰ دے کہ تو مجبور ہے یا نہیں؟ اور ضرورت اگر مجبوری بھی ہے تو حرام سے بچنا بہتر ہے اور اگر تو بمجبوری کھائے گا تو پھر ضمان بھی دینا پڑے گا۔ مرغ۔ پرند دانہ کھانے پر مجبور ہوگیا۔

۲ چوں بخورد۔ دانہ چکھتے ہی پرند جال میں پھنس گیا اس نے سورہ یٰسین اور سورہ انعام پڑھی جن کا پڑھنا مصیبت میں مفید ہوتا ہے لیکن اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بعد درماندن۔ جب عذاب الٰہی آ پکڑتا ہے۔ پھر توبہ مفید نہیں ہوتی ہے۔ یخ۔ یعنی خوف کی وجہ سے لالچ ٹھنڈا پڑ جائے۔

۳ آہ دودو۔ توبہ اور آہ و زاری عذاب اور موت کے نرغہ سے پہلے مفید ہے۔ آں زماں۔ انسان کا نفس جب گناہ پر مجبور کرے تب خدا کی طرف رجوع مفید ہے۔ خرابی بصرہ۔ بصرہ شہر کی تباہی یعنی تباہی سے قبل اس کی روک تھام مفید ہے تباہی کے بعد تدبیر بیکار ہے۔

اِبکِ لِیْ یَا بَاکِیَ یَا ثَاکِلیِؔ ۱ قَبْلَ ھَدْمِ الْبَصْرَۃِ وَالْمُوْصِلیِ
اے میرے رونے والے اے مجھے گم کرنے والے! مجھ پر رو موصل اور بصرہ کی تباہی سے پہلے

نُحْ عَلَیَّ قَبْلَ مَوْتِیْ وَاغْتَفِرْ لَا تَنُحْ لِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَاصْطَبِرْ
میرے مرنے سے پہلے مجھ پر رو اور مغفرت چاہ میرے مرنے کے بعد نہ رو اور صبر کر

اِھْلِ لِیْ قَبْلَ ثُبُوْرِیْ فِیْ التَّوٰی بَعْدَ طُوْفَانِ التَّوٰی خَلِ الْبُکَا
میری ہلاکت میں تباہی سے پہلے مجھ پر رو لے ہلاکت کے طوفان کے بعد رونا چھوڑ دے

آں زماں کہ دیومی شُد راہزن آں زماں بایست یٰسیں خواندن
جس وقت شیطان رہزن بنا اس وقت یٰسین پڑھنی چاہیے

پیش ازاں کا شکستہ گرددکارواں آں زماں چوبک بزن اے پاسباں
اس سے پہلے کہ قافلہ تباہ ہو اے چوکیدار! اس وقت ڈنکا پیٹ دے

حکایت ۲ پاسبانے کہ خاموش کردتا دُزداں رختِ تاجراں
بُبرُدند بکلّی بعدازاں ہیہای و پاسبانی بنیادمی کرد

اس چوکیدار کا قصہ جس نے خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ چور تاجروں کا سب سامان لے گئے اس کے بعد ہائے ہائے اور حفاظت شروع کی

پاسبانے بُود دریک کارواں حارسِ مال و قماشِ آں مِہاں
ایک قافلہ میں ایک چوکیدار تھا ان بڑے تاجروں کے سامان اور مال کا محافظ

پاسباں شب خفت ودُزد اسباب بُرد رختہا را زیرِ ہر خاکے فشرد
چوکیدار رات کو سو گیا اور چور سامان لے گیا سامان زمین کے اندر دبا دیا

روز شُد بیدار شُدآں کارواں دید رفتہ رخت وسیم و اُشتراں
دن ہوا، وہ قافلہ جاگا اس نے دیکھا کہ سامان اور چاندی اور اونٹ جاچکے ہیں

پاسباں ۳ درہے ہے وچوبک زدن گرم گشتہ خود ہموبد راہزن
چوکیدار ہائے ہائے اور ڈنکا پیٹنے میں مصروف ہو گیا خود ہی چور تھا

پس بدُو گفتند اے حارس بگو کہ چہ شُدایں رخت وایں اسباب کو
تو لوگوں نے اس سے کہا اے چوکیدار! بتا کہ یہ سامان کیا ہوا؟ اور یہ اسباب کہاں ہے

گفت دُزداں آمد نداندر نقاب رختہا بُردند از پیشم شتاب
اس نے کہا چور نقاب ڈالے ہوئے آئے میرے سامنے سے فوراً سامان لے گئے

---

۱ ثاکل۔ وہ شخص جس کا کوئی مر گیا ہو۔ ھدم البصرۃ بصرہ اور موصل کی تباہی سے خود انسان کی تباہی مراد ہے نُح۔ یہ خود اپنے نفس کو خطاب ہے تو نوحہ کر۔ ثبور۔ ہلاکت۔ التوٰی۔ ہلاکت آں زماں۔ جب شیطان گناہ پر مجبور کرے گا سے بچنے کی تدبیر مفید ہے۔ پیش ازاں۔ قافلہ کی تباہی سے قبل بچاؤ کی تدبیر مناسب ہے۔

۲ حکایت۔ اس قصہ سے یہ بتانا ہے کہ چوکیدار نے قافلہ کے لٹنے کے بعد اپنا فریضہ ادا کیا جو مفید نہ تھا۔ حارس۔ نگہباں۔ مِہاں۔ مہ کی جمع ہے، بڑا بزرگ۔ رختہا۔ چوری کا سامان، چور نے زمین میں دفن کر دیا۔ روز شد۔ جب دن نکلا تو قافلہ والوں کا سب سامان لٹ چکا تھا۔

۳ پاسباں۔ قافلہ لٹنے کے بعد چوکیدار نے ہائے ہائے شروع کی۔ ہموبد۔ چونکہ اس چوکیدار نے چور کو بھگانے کی تدبیر نہ کی اسلئے گویا وہ خود چور ہوا۔ گفت۔ چوکیدار نے کہا چور نقاب پہن کر آئے اور میری موجودگی میں جلد سے سامان لے گئے۔

قوم گفتندش کہ اے چوں تلِ ریگ ۱ — پس چہ میکردی چہ تو مُردہ ریگ
قوم نے اس سے کہا اے ریت کے ٹیلے جیسے! — پھر تو کیا کر رہا تھا، تو کیسا ذلیل ہے

گفت من یک کس بُدم ایشاں گروہ — با سلاح و با شجاعت با شکوہ
اس نے کہا میں اکیلا تھا وہ گروہ تھا — ہتھیار اور بہادری اور دبدبہ کے ساتھ

گفت اگر در جنگ کم بُودت اُمید — نعرہ بایستی زدن کہ بر جہید
کہا اگر تجھے لڑائی میں امید نہ تھی — تجھے نعرہ مارنا چاہیے تھا کہ اٹھو

گفت آں دَم کارد بنمودند و تیغ — کہ خُمش ورنہ کُشیمت بید ریغ
اس نے کہا اس وقت انہوں نے چھری اور تلوار دکھائی — کہ خاموش ورنہ ہم تجھے بید ریغ قتل کر دینگے

آں زماں از تَرس بستم من دہاں — ایں زماں فریاد و ہیہائے و فُغاں
اس وقت میں نے ڈر سے منہ بند کر لیا — اب فریاد اور ہائے اور فغاں ہے

آں ۲ زماں بست ایں دَم کہ دَم زنم — ایں زماں چندانکہ خواہی می کُنم
اس وقت میرا یہ سانس رک گیا کہ دم ماروں — اب جس قدر تو چاہے میں کروں گا

چونکہ عمرت بُرد دیوِ فاضحہ — بے نمک باشد اَعُوذُ و فاتحہ
جب کہ رسوا شیطان تیری عمر لے گیا — تو اعوذ اور فاتحہ بے مزہ ہے

گرچہ باشد بے نمک اُکنوں حنیں — ہست غفلت بے نمک تر زاں یقیں
اگرچہ اب رونا بے مزہ ہے — یقیناً غفلت اس سے زیادہ بے مزہ ہے

ہمچناں ۳ ہم بے نمک می نال نیز — کہ ذلیلاں را نظر کُن اے عزیز
ایسے ہی بے مزہ رونا بھی رہ — کہ اے عزیز! آپ ذلیلوں کی طرف نظر فرمائیں

قادری بیگاہ چہ بُود یا بگاہ — از تو چیزے فوت کے شد اے آلہ
تو قادر ہے بے وقت اور با وقت کیا ہوتا ہے؟ — اے خدا! تجھ سے کوئی چیز کب فوت ہوئی ہے؟

گفت لَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ — کے شَود از قدرتش مطلوب گُم
اس نے فرمایا ہے "جو تم سے فوت ہو جائے اس پر غم نہ کرو" — اس کی قدرت سے مطلوب کب غائب ہوتا ہے؟

حوالہ کردنِ مرغ گرفتاریِ خود را دَر دام بفعل و مکر و زرقِ زاہد و جواب گفتنِ زاہد مُرغ را

پرند کا جال میں اپنی گرفتاری کو زاہد کے فعل اور مکر اور دھوکے سے وابستہ کرنا اور زاہد کا پرند کو جواب دینا

۱ تل ریگ۔ ریت کا ٹیلہ یعنی بے حس۔ مُردہ ریگ۔ مردے کی میراث، ناچیز۔ گفت۔ چوکیدار نے جواب دیا۔ کہ وہ بہت اور ہتھیار بند تھے میں اکیلا نہتا تھا۔ نعرہ۔ قافلہ والوں نے کہا اگر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تو شور مچا دینا۔ آں دم۔ چوکیدار نے کہا کہ انہوں نے تلوار دکھا کر مجھے چپ کر دیا تھا۔ آں زماں۔ اس وقت تو میں دم نہ مار سکتا تھا اب میں فریاد کر رہا ہوں۔

۲ آں زماں۔ اس وقت میں دم نہیں مار سکتا تھا۔ اب تم جس قدر چاہو میں شور وغل مچا دوں۔ چونکہ۔ جس طرح قافلہ کے لٹ جانے کے بعد اس چوکیدار کا شور وغل بیکار تھا اسی طرح پوری عمر برباد کرنے کے بعد اعوذ اور فاتحہ پڑھنا بے فائدہ ہے۔ گرچہ۔ اب مولانا فرماتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں بھی توبہ غفلت سے بہتر ہے۔

۳ ہمچناں۔ آخر عمر میں ہی آہ و زاری کرے اور دربارِ خداوندی میں عرض کرے کہ اے خدا تو قادرِ مطلق ہے میرے لئے وقت اور بے وقت کوئی چیز نہیں ہے۔ گفت۔ انسان کے اعتبار سے کسی کام کا وقت گذرتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے خدا سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جو تم سے فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مجھ سے فوت ہو جائے۔

گفت آں مُرغ ایں سزایِ آں بُود | کہ فسونِ زاہداں را بشنوَد
پرند نے کہا، یہ اس کی سزا ہے | جو زاہدوں کی مکاری کو سنے

گفت زاہد نے سزایِ آں نشاف | کہ خورد مالِ یتیماں از گزاف
زاہد نے کہا نہیں یہ اس دیوانگی کی سزا ہے | کہ بیہودگی سے یتیموں کا مال کھائے

بعدازاں نوحہ گری آغاز کرد | کہ فخ و صیاد لرزاں شد ز درد
اس کے بعد اس نے ایسا رونا شروع کیا | کہ درد سے جال اور شکاری لرز گئے

کز تنا قضہایِ دل پشتم شکست | بر سَرم جانا بیامی مال دست
کہ دل کے متضاد خیالوں سے میری کمر ٹوٹ گئی | اے محبوب! آ میرے سر پر ہاتھ پھیر دے

زیر۲ دستِ تو سَرم را راحتے ست | دستِ تو در شکر بخشی آیتے ست
آپ کے ہاتھ کے نیچے میرے سرکو راحت ہے | آپ کا ہاتھ شکر عطا کرنے میں دلیل ہے

سایہ خود از سرِ من بر مدار | بیقرارم بیقرارم بیقرار
میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹائیے | میں بے قرار ہوں، میں بے قرار ہوں، بیقرار

خوابہا بیزار شُد از چشمِ من | در غمت اے رشکِ سَرو و یاسمن
میری آنکھ سے نیندیں غائب ہو گئیں | آپ کے غم میں اے سرو اور یاسمین! کیلیے (باعث) رشک

گرنیم لائق چہ باشد گردَمے | نا سزائے را بپرسی در غمے
اگرچہ میں نالائق ہوں کیا ہو جائیگا اگر تھوڑی دیر کیلئے | کسی غم میں آپ کسی نالائق کی پرسش کرلیں گے

مَر عدم۳ را خود چہ استحقاق بُود | کہ بر و لطفت چنیں درہا کشود
خود عدم کا کیا استحقاق تھا ؟ | کہ آپ کی مہربانی نے اس پر ایسے دروازے کھولدیئے

خاکِ گرگیں را کرم آسیب کرد | دہ گہر از نورِ حس در جیب کرد
خارشی خاک کو کرم والا کر دیا | حس کے نور کے دس موتی جیب میں ڈالدیئے

پنج حسِ ظاہر و پنج نہاں | کہ بشر شد نطفۂ مُردہ ازاں
پانچ ظاہری حس اور پانچ پوشیدہ | کہ مردہ نطفہ ان سے انسان بن گیا

توبہ بے توفیق اے نورِ بلند | چیست جُز بر ریشِ توبہ ریشخند
اے بلند نور! آپ کی توفیق کے بغیر، توبہ | سوائے توبہ کی مذاق اڑانے کے کیا ہے ؟

۱ گفت۔ پھنسنے کے بعد پرند نے کہا جو زاہدوں کے مکر میں پھنس جائے اس کی یہی سزا ہے جو مجھے ملی ہے زاہد۔ زاہد نے کہا کہ اپنی سزا کو اپنے فعل سے وابستہ کر کہ تو نے یتیموں کا مال کھایا یہ اس کی سزا ہے۔ نشاف۔ دیوانگی۔ بعد ازاں۔ پھر اس پرند نے اس سزا کو اپنے فعل کی سزا سمجھ کر اس دردناک طریقہ پر رونا شروع کر دیا جس سے شکاری اور جال لرز گیا۔ تنا قضہای۔ انسان کے دل میں متضاد خیالات آتے رہتے ہیں کبھی گناہ کی طرف سیلان ہوتا ہے کبھی اس سے نفرت ہوتی ہے۔

۲ زیر دست۔ اب اس پرند یعنی گناہوں میں مبتلا شخص نے یہ دعا شروع کردی کہ اے خدا میرے سر پر دست کرم رکھ دے تیرے دستِ کرم کے نیچے میرے سر کو راحت ہے۔ تیرا دست کرم مجھے نعمت بخشتا ہے اور شکر کی توفیق دیتا ہے۔ شکر بخشی۔ نعمت بخشی۔ سایہ۔ اے خدا میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹا میں بیقرار ہوں اور تیرے غم میں میری نیند اڑ گئی ہے، میں اگرچہ نالائق ہوں۔ لیکن ایک نالائق پر کرم کرنے سے تیرا کچھ نہیں بگڑتا ہے۔

۳ مر عدم۔ تو نے مجھے بغیر کسی استحقاق کے اپنے کرم سے پیدا کر دیا۔ خاک گرگیں۔ خارشی مٹی۔ یعنی ذلیل مٹی کرم آسیب۔ یعنی کرم کے اثر والا یعنی اس نے مٹی کو حواس عطا کر دیئے۔ دہ گہر۔ یعنی باطنی پانچ حواس اور ظاہری پانچ حواس۔ پنج نطفہ ایک بے جان چیز ہے پھر اس میں دسوں حواس پیدا ہو جاتے ہیں۔ توبہ اگر تو ہی توفیق الٰہی شامل نہ ہو تو اس توبہ کا بقا مشکل ہے اور پھر اس توبہ کا مذاق اڑتا ہے۔

سُبلتانِ ۱ توبہ یک یک بر کَنی ‌‌ ‌ توبہ سایہ است و تو ماہِ روشنی

آپ توبہ کی ایک ایک مونچھ اکھاڑ دیتے ہیں ‌ توبہ سایہ ہے آپ روشنی کا چاند ہیں

اے زتو ویراں دکان و منزلم ‌ چوں ننالم چوں بیفشاری دلم

اے محبوب آپ کی وجہ سے میری دکان اور منزل ویران ہے ‌ میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ میرا دل بھینچ رہے ہیں؟

چونکہ بے تو نیست کارم را نظام ‌ بے تو ہر گز کار کے گردد تمام

کیونکہ آپ کے بغیر میرا کام منظم نہیں ہے ‌ آپ کے بغیر کام کب مکمل ہو گا

چوں گریزم زانکہ بے تو زندہ نیست ‌ بے خداوندیتِ بُودِ بندہ نیست

میں کیسے بھاگوں، کیونکہ تیرے بغیر کوئی زندہ نہیں ہے ‌ تیری آقائی کے بغیر بندہ کا وجود نہیں ہے

جانِ من بستاں تو اے جاں را اصول ‌ زانکہ بے تو گشتہ اَم از جاں ملول

اے جانوں کی جڑ! تو میری جان لے لے ‌ کیونکہ میں تیرے بغیر جان سے رنجیدہ ہوں

عاشقم ۲ من بر فنِ دیوانگی ‌ سیرم از فرہنگی و فرزانگی

میں دیوانگی کے ہنر پر عاشق ہوں ‌ میرا عقلمندی اور فرزانگی سے پیٹ بھر چکا ہے

چوں بدرّد شرم گویم راز فاش ‌ چند ازیں صبر و زحیر و ارتعاش

جب شرم چاک ہو گئی میں راز کو کھول کر کہوں گا ‌ یہ صبر اور پیچ و تاب اور کپکپانا کب تک؟

دَر حیا پنہاں شُدم ہمچوں سجاف ‌ نا گہاں بجہم ازیں زیرِ لحاف

میں حیا میں گوٹ کی طرح پوشیدہ رہا ‌ اچانک اس لحاف کے نیچے سے کودوں گا

اے ۳ رفیقاں راہہا را بست یار ‌ آہوئے لنگیم و اُو شیرِ شکار

اے دوستو! دوست نے راستے بند کر دیئے ہیں ‌ ہم لنگڑے ہرن ہیں، وہ شکاری شیر ہے

جُز کہ تسلیم و رَضا کُو چارۂ ‌ دَر کفِ شیرِ نرے خونخوارۂ

تسلیم اور رضا کے سوا کیا چارہ ہے؟ ‌ خونخوار نر شیر کے پنجے میں

اُو ندارد خواب و خور چوں آفتاب ‌ رُوحہا را می کُند بیخورد و خواب

وہ سورج کی طرح سونا اور کھانا نہیں رکھتا ‌ وہ روحوں کو بغیر کھانے اور نیند کے بناتا ہے

کہ بیا من باش یا ہم خُوئے من ‌ تا بہ بینی دَر تجلّی رُوئے من

کہ آجا، من بنجا، یا میرا ہم خصلت (بنجا) ‌ تاکہ تو تجلی میں میرا رخ دیکھ سکے

---

۱ سُبلتاں۔ تو توبہ کی مونچھیں اکھاڑ دیتا ہے توبہ ایک سایہ ہے اور تو چاند ہے، چاند کے سامنے سایہ کہاں باقی رہتا ہے اے زتو۔ اے خدا تیری ہی قضا اور قدر کی وجہ سے میرے حواس اور دل تباہ ہیں۔ چونکہ۔ جب تک تو میرے اعمال کو منظم نہ کریگا میرا کام ناقص رہیگا۔ چوں گریزم۔ بغیر خدا کی توفیق کے کام کا نظام درست ہونا تو درکنار زندگی ہی ممکن نہیں ہے خدا کی خدائی کے بغیر بندہ کا وجود ممکن نہیں ہے۔

۲ عاشقم۔ شعر:-

ورای طاعت دیوانگاں زما مطلب
کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانست

دیوانگی۔ یعنی حالت سکر۔ فرزانگی۔ یعنی عقل معاشی۔ راز۔ یعنی تقدیر کا راز حالت صحو میں بیان نہیں کیا جا سکتا، عوام کے لئے مضر ہے حالت سکر میں کہا جا سکتا ہے۔ زحیر۔ پیچش۔ ارتعاش۔ اضطراب۔ یہ کیفیتیں راز کے ضبط کرنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں۔ در حیا۔ صحو کی حالت راز بیان کرنے سے مانع ہے لحاف۔ گوٹ جو لحاف کے استر اور ابرے کے درمیان دبی ہوئی ہوتی ہے۔

۳ اے رفیقاں۔ وہ راز یہ ہے کہ قضا و قدر کی اور ہماری مثال یہ ہے کہ لنگڑا ہرن ہو اور شیر شکاری ہو تو وہ کہاں بچ سکتا ہے یہی حال ہمارا ہے کہ معاصی کی وجہ سے قضا و قدر نے ہمارا راستہ بند کر دیا ہے۔ جز۔ لنگڑے ہرن کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو شیر کے سپرد کر دے۔ اوندارد۔ وہ خود چونکہ کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہے اس لئے ہمیں بھی ایسا ہی بنا دیا ہے۔ کہ بیا۔ حضرت حق تعالیٰ انسان کو اپنے اخلاق والا بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کو مشاہدہ حاصل ہو سکے۔

ور ندیدی چوں چنیں شیدا شُدی — خاک بُودی طالبِ اِحیا شُدی

اگر تو نے نہیں دیکھا ہے تو ایسا عاشق کیوں بنا؟ — تو مٹی تھا، زندگی کا طالب بنا

گر ز بےاسویت ندادست اُوعلف — چشمِ جانت چوں بماندست آں طرف

اگر اس نے لامکان سے تجھے خوراک نہیں دی ہے — تیری جان کی آنکھ اس طرف کیوں لگی ہے؟

گرُبہ بر سوراخ زاں شُد مُعتکِف — کہ ازاں سُوراخ اُوشد مُعتلِف

بلی، سوراخ پر اس لئے بیٹھی ہے — کہ اس سوراخ سے وہ غذا پانیوالی بنی ہے

گرُبہ دیگر ہمی گردد ببام — کز شکارِ مُرغ یا بید اُو طعام

دوسری بلی کوٹھے پر چکر لگا رہی ہے — کیونکہ اس نے پرند کے شکار سے غذا پائی ہے

آں یکے را قِبلہ شُد جولاہگی — واں یکے حارس برائے جامگی

ایک کا قبلہ جولاہہ پن بنا — اور ایک تنخواہ کے لئے چوکیدار ہے

واں ۲ یکے بیکار و رُو در لا مکاں — کہ ازاں سُو دادیش تو قوتِ جاں

اور ایک بیکار ہے اور منہ لا مکان کیطرف ہے — کیونکہ اسی جانب سے آپ نے اس کو جان کی روزی عطا کی ہے

کار آں دارد کہ حق راشُد مُرید — بہرِ کارے اُو زہر کارے بُرید

کام وہی رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرنیوالا بنا — اس نے ایک کام کیلئے ہر کام سے علیحدگی کر لی

دیگراں چوں کودکاں ایں روز چند — تا شبِ ترِ حال بازی می کنَند

دوسرے ان بچوں کی طرح یہ چند روز — سفر کی رات تک کھیلتے رہے ہیں

خوابنا کے کو زیقظہ می جہد — دایۂ وسواس عشوش می دہد

وہ سویا ہوا جو بیداری کے ذریعہ اٹھتا ہے — وسوسے کی دایہ اس کو فریب دیتی ہے

رَو بخُسپ ۳ اے جاں کہ بگذاریم ا — کہ کسے از خواب بجہاند تُرا

اے جان! جا، سو جا ہم کسی کو موقع — کہ کوئی تجھے نیند سے اٹھائے

ہم تو خود را بر کَنی از بیخِ خواب — ہمچو تشنہ کہ شنود اُو بانگِ آب

تو خود ہی اپنے آپ کو نیند کی جڑ سے علیحدہ کرلے — اس پیاسے کی طرح جو پانی کی آواز سن لے

بانگِ آبم مَن بگوشِ تشنِگاں — ہمچو باراں می رسم از آسماں

میں پیاسوں کے کان میں پانی کی آواز ہوں — بارش کی طرح آسمان سے پہنچ رہا ہوں

---

۱ گر۔ چونکہ روح لامکان سے غذا حاصل کر چکی ہے لہٰذا اس کی نظریں اُدھر لگی ہوئی ہیں۔ گربہ۔ بلی کو جب کسی سوراخ سے غذا حاصل ہو جاتی ہے تو وہ وہاں ہی انتظار میں بیٹھی رہتی ہے۔ دیگر۔ کسی بلی نے اگر بالاخانہ پر شکار پکڑا ہے تو وہ وہاں کے چکر کاٹتی ہے۔ آں یکے۔ جس شخص کو جس پیشے سے فائدہ ہو چکا ہے وہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جامگی۔ تنخواہ۔

۲ واں یکے۔ جن کو عالم بالا سے روحانی غذا حاصل ہوتی ہے انکی توجہ عالم بالا کی طرف رہتی ہے۔ کار۔ پہلے شعر میں چونکہ عالم بالا کی طرف متوجہ رہنے والوں کو بیکار کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ اصل کام انہی لوگوں کا ہے۔ دیگراں۔ دنیاداروں کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو کھیل کود میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ تر حال۔ سفر۔ خوابناکے۔ ان دنیا داروں میں سے جس کو ہوش بھی آتا ہے شیطان اس کو اسی طرح تھپک کر دوبارہ غافل بنا دیتا ہے جس طرح دایہ بچہ کو تھپک کر سلا دیتی ہے۔

۳ رُو۔ بخسپ۔ وسوسہ کی دائی شیطان اس کو سلاتے ہوئے کہتا ہے کہ آرام سے سو تا رہ میں کسی کو موقع نہ دوں گا کہ تیرے آرام میں خلل انداز ہو۔ ہم تو خود۔ انسان کو چاہئے کہ غفلت کی نیند کے اسباب خود ختم کر دے اور اس طرح بیدار رہے جس طرح کہ پیاسا پانی کی آواز سن کر بیدار رہتا ہے۔ بانگ۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح پانی کی آواز جو آسمان سے نازل ہوتا ہے پیاسوں کی غفلت کو دور کرتی ہے میں بھی غافلوں کی اسی طرح بیدار کر رہا ہوں۔

بَرجَہ[1] اے عاشق برآور اضطراب بانگِ آب و تِشنہ و آنگاہ خواب

اے عاشق! اٹھ اور بے چین ہو جا پانی کی آواز ہو اور پیاسا اور پھر نیند

حکایت آں عاشقے کہ شب بیامد بر اُمیدِ وعدۂ معشوق بداں وثاقے کہ اشارت کردہ بُود و بعضے از شب منتظر بُود کہ خوابش بر بود معشوق آمد اُورا خُفتہ یافت جیبش پُر جوز کرد و اُورا خُفتہ گذاشت و باز گشت و دربیانِ تحقیق ماہیت آں

اس عاشق کی حکایت جو معشوق کے وعدے کی امید پر اس حجرے میں پہنچا جس کا اس نے اشارہ کیا تھا اور رات کے کچھ حصہ میں منتظر رہا پھر اس کو نیند آ گئی معشوق آیا اس کو سویا ہوا پایا اس کی جیب اخروٹوں سے بھر دی اور اس کو سوتا چھوڑ دیا اور واپس ہو گیا اور اس کی حقیقت کی تحقیق کے بیان میں

عاشقے بُودست در اَیامِ پیش پاسبانِ عہد اندر عہدِ خویش

اگلے زمانہ میں ایک عاشق تھا اپنے زمانے میں عہد کا پابند

سالہا در بندِ وصلِ ماہِ[2] خود شاہ مات و ماتِ شاہنشاہِ خود

سالوں اپنے چاند کے وصل کی فکر میں تھا عاشقوں کا شاہ اور اپنے شہنشاہ کا مقتول تھا

عاقبت جویندہ یا بندہ بُود کہ فرح از صبر زایندہ بُود

انجام کار تلاش کرنے والا، پانے والا ہے کیونکہ کشادگی صبر سے پیدا ہونےوالی ہوتی ہے

گفت روزے یارِ اُو کامشب بیا کہ بہ پختم از پئے تو لُوبیا

ایکدن اس کے معشوق نے اس سے کہا کہ آج رات آجا کیونکہ میں نے تیرے لئے لوبیا پکایا ہے

دَر فلاں حُجرہ نشیں تا نیم شب تابیایم نیم شب مَن بے طلب

آدھی رات تک فلاں حجرے میں بیٹھ تاکہ میں بغیر بلائے آدھی رات کو آجاؤں

مَرد قرباں کردو ناں بخش کرد چوں پدید آمد مہش از زیرِ گرد

مرد نے قربانی دی اور روٹیاں خیرات کیں جبکہ اس کا چاند غبار میں سے رونما ہوا

شب دراں حُجرہ نشست آں گرم دار بَر اُمیدِ وعدۂ آں یارِ غار[3]

وہ گرم جوشی سے رات کو اس حجرے میں بیٹھ گیا اس مخلص دوست کے وعدے کی امید پر

مُنتظر بنشستہ خوابش در ربود اُو فتادو گشت بیخود آں عنود

منتظر بیٹھا تھا اس کو نیند آ گئی وہ سرکش گر پڑا اور غافل ہو گیا

[1] بَرجَہ۔ سالک کو غفلت ترک کر کے مشاہدہ کے لئے مضطرب ہو جانا چاہیے ورنہ یہ طلب حقیقی نہ ہوگی اور یہ عاشق عشق کے دعوے میں جھوٹا ہو گا۔ حکایت۔ اس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ اس عاشق کا حقیقی عشق نہ تھا اسی لئے وہ سو گیا ورنہ عشق اور نیند میں ضد ہے۔ وثاق۔ حجرہ۔ جوز۔ اخروٹ۔ پاسبان۔ یعنی یہ عاشق اپنے زمانہ میں عشق کے عہد کا پابند سمجھا جاتا تھا۔

[2] ماہ۔ یعنی معشوق۔ شاہ مات۔ مات سے مقتول عاشق مراد ہے یعنی وہ عاشقوں کا شاہ تھا۔ کہ فرح۔ حدیث شریف ہے۔ الصَّبْرُ مِفْتَاحُ الفرج۔ لوبیا۔ ترکاری کا دانہ ہے جو پکا کر کھایا جاتا ہے۔ مرد۔ وصل کے مژدہ اور امید پر عاشق نے قربانی کی اور روٹیاں تقسیم کیں۔

[3] یارِ غار۔ حضرت ابوبکرؓ جو کہ ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ غار ثور میں رہے۔ مطلقاً پکا دوست۔ منتظر۔ اس عاشق نے ابتداء شب میں معشوق کا انتظار کیا اور پھر سو گیا۔

ساعتے بیدار بُد خوابش گرفت — عاشقِ دلدادہ را خواب اے شگفت
وہ دیر تک بیدار رہا اس کو نیند نے پکڑ لیا — تعجب ہے، دلدادہ عاشق کو نیند؟

بعدِ نصف اللیل آمد یارِ اُو — صادق اُلوَعْدانہ آں دلدارِ اُو
اس کا دوست آدھی رات کے بعد آیا — وہ اس کا معشوق، سچے وعدے والوں کی طر

عاشقِ خود را فتادہ خُفتہ دید — اندکے از آستینش اُو درید[۱]
اپنے عاشق کو پڑا ہوا، سویا ہوا دیکھا — تھوڑی سی اس کی آستین پھاڑی

گِردگانِ چندش اندر جیب کرد — کہ تو طِفلی گیر ایں می باز نَرد
چند اخروٹ اس کی جیب میں ڈالدیئے — کہ تو بچہ ہے، یہ لے لے کھیل

چوں سحر از خواب عاشق بر جَہید — آستین و گردگانہا را بدید
جب صبح کو عاشق نیند سے جاگا — آستین اور اخروٹ دیکھے

گفت شاہِ ماہمہ صدق ووفا ست — آنچہ بَر ما میرسد آں ہم زماست
بولا، ہمارا شاہ مجسم سچائی اور وفا ہے — جو کچھ ہم پر نازل ہوتا ہے، وہ ہماری جانب سے ہے

اے[۲] دلِ بے خواب مازیں ایمنم — چوں حَرَس بر بام چوبک میزنیم
اے بے خواب دل! ہم اس سے مطمئن ہیں — ہم بالا خانے پر نگہبان کی طرح ڈنکا بجاتے ہیں

گردگانِ مادریں مِطحن شکست — ہرچہ گویم از غمِ خود اَندَک ست
ہمارے اخروٹ اس چکی میں پس گئے — اپنے غم کے بارے میں جو کچھ کہوں، کم ہے

عاذلا چندیں صُداع و ماجرا — پند کم دہ بعد ازیں دیوانہ را
اے ملامت گر! دردِ سر اور قصہ کب تک؟ — اس کے بعد دیوانے کو نصیحت نہ کر

مَن[۳] نخواہم عِشوۂ ہجراں شنُود — آز مودم چند خواہم آز مُود
میں فراق کا فریب نہ سنوں گا — میں نے آزما لیا، کتنا آزماؤں گا؟

ہرچہ غیرِ شورش و دیوانگی ست — اندریں رہ دوری و بیگانگی ست
شورش اور دیوانگی کے علاوہ جو کچھ ہے — اس راستہ میں دوری اور بیگانگی ہے

ہیں بنہ برپایم آں زنجیر را — کہ دریدم سِلسلہ تدبیر را
ہاں میرے پاؤں میں یہ زنجیر ڈال دے — کیونکہ میں نے تدبیر کا سلسلہ توڑ دیا ہے

---

۱ درید۔ نشانی کے طور پر معشوق نے عاشق کی آستین پھاڑ دی۔ گردگان۔ نہ بچوں کو اخروٹ دے کر بہلا دیا جاتا ہے معشوق نے اس عاشق کو طفل مکتب قرار دے کر اس کی جیب میں اخروٹ ڈال دیئے۔ چوں سحر۔ جب صبح کو عاشق بیدار ہوا اور اس نے اپنی آستین پھٹی ہوئی اور جیب میں اخروٹ دیکھے تو بولا کہ معشوق تو سچا ہے اور محرومی خود میری وجہ سے ہوئی۔

۲ اے۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے کہتے ہیں کہ ہم اس خواب غفلت سے محفوظ ہیں اور چوکیدار کی طرح بالا خانہ پر بیٹھ کر نقارہ بجاتے ہیں اور ہم نے غفلت کے اسباب کو فنا کر دیا ہے۔ عاذلا۔ مولانا نے اپنے عشق کی کیفیت کا اظہار فرمایا ہے فرماتے ہیں ملامت گر ہم دیوانوں کو ملامت نہ کر اس سے دردِ سر پیدا ہوتا ہے۔

۳ من نخواہم۔ ملامت گر عموماً فراق سے ڈرا کر عشق ترک کرنے کو کہتا ہے آزمودم۔ میں ہجر کو آزما چکا ہوں وہ ہجر ہی نہیں ہے نیز اس میں بھی میرے لئے لذت ہے۔ ہرچہ۔ راہِ عشق میں دیوانگی اور شورش کے سوا ہر چیز معشوق سے بیگانگی ہے۔ شعر:

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ہیں۔ اب میں دیوانگی اختیار کر چکا ہوں لہٰذا میں زنجیر کا مستحق ہوں۔

غیرِ ۱ جعدِ آں نگارِ مُقبلم — گر دو صد زنجیر آری بگسلم
میرے اقبال مند معشوق کے گھنگرالے بالوں کے علاوہ — اگر تو دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

عشق و ناموس اے برادر راست نیست — بر درِ ناموس اے عاشق مایست
عشق اور آبرو اے بھائی! مناسب نہیں ہے — اے عاشق! آبرو کے دروازے پر نہ ٹھہر

وقت آں آمد کہ من عُریاں شوم — نقش بگذارم سراسر جاں شوم
وہ وقت آگیا کہ میں ننگا ہوجاؤں — نقش کو چھوڑ دوں، سراسر جان بن جاؤں

اے عدوِ شرم و اندیشہ بیا — کہ دریدم پردۂ شرم و حیا
اے فکر اور شرم کے دشمن! آجا — کیونکہ میں نے شرم اور حیا کا پردہ چاک کردیا ہے

اے ۲ بہ بستہ خوابِ جاں از جادوئی — سخت دل یارا کہ در عالم توئی
اے وہ کہ تو نے جان کی نیند کو جادوگری سے روکدیا ہے؟ — اے سخت دل دوست! کہ جہان میں تو ہی ہے

ہیں گلوئے صبر گیر و می فشار — تا خُنک گردد دلِ عشق اے سوار
ہاں صبر کا گلا پکڑ اور دبا دے — اے سوار! تاکہ عشق کا دل ٹھنڈا ہو جائے

تا نسوزم کے خُنک گردد دِلش — اے دلِ ما خاندان و منزلش
جب تک میں جل نہ جاؤں گا اس کا دل کب ٹھنڈا ہوگا؟ — اے وہ کہ جس کا خاندان اور مکان ہمارا دل ہے؟

خانۂ خود را ہمی سوزی بسُوز — کیست آنکس کہ بگوید لا یجُوز
تو اپنا گھر جلاتا ہے، جلادے — وہ کون ہے جو کہے کہ جائز نہیں ہے؟

خوش بسُوز ایں خانہ را اے شیر مست — خانۂ عاشق چنیں اولیٰ ترست
اے مست شیر! اس گھر کو خوب جلا دے — عاشق کا گھر ایسا ہی بہتر ہے

بعد ازیں من سوز را قبلہ کُنم — زانکہ شمعم من بسوزش روشنم
اس کے بعد میں سوزش کو قبلہ بناؤں گا — کیونکہ میں شمع ہوں اس کے سوز سے روشن ہوں

خواب ۳ را بگذار امشب اے پدر — یک شبے در کوئے بے خواباں گذر
اے باوا! آج کی رات نیند کو ترک کر — ایک رات جاگنے والوں کے کوچہ میں گذر

بنگر آنہا را کہ مجنوں گشتہ اند — ہمچو پروانہ بوصلش کُشتہ اند
ان کو دیکھ کہ وہ مجنون ہو گئے ہیں — پروانہ کی طرح اس کے وصل سے مقتول ہوئے ہیں

بنگر ایں کشتیِ خلقاں غرقِ عشق — اژدہائے گشتہ گوئی حلقِ عشق
دیکھ مخلوق کی کشتی عشق میں غرق ہے — گویا کہ عشق کا حلق اژدھا بن گیا ہے

---

۱ غیرِ جعد۔ لیکن میں صرف عجیب کی زلف کی زنجیر کا قیدی بن سکتا ہوں اس کے علاوہ سب زنجیروں کو توڑ ڈالوں گا۔ عشق۔ عشق کے ساتھ رسوائی اور ذلت ہی جمع ہو سکتی ہے، عاشق آبرو سے بے پروا ہوتا ہے۔ وقت۔ اب میرا ایسا وقت ہے کہ مجھے جسمانی صفات سے عریاں ہو کر سراسر جان بن جانا چاہیے۔ عدو شرم۔ یعنی محبوب عشق میں شرم و حیا وصل سے مانع ہے۔

۲ اے بہ بستہ۔ عشق کا عجب جادو ہے کہ اس نے نیند کو آنکھوں سے روک دیا ہے۔ سخت دل۔ مولانا نے غلبۂ حال میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ایں۔ عشق جب خوش ہوتا ہے جبکہ عاشق کا صبر و قرار فنا ہو جائے۔ تا نسوزم۔ جب تک میں عشق کی آگ سے جل کر خاک نہ ہو جاؤں گا وہ محبوب خاموش نہ ہوگا میرا دل ہی اس کا خاندان اور مکان ہے وہ اسی کو اگر پھونکنا چاہتا ہے۔ پھونک دے اس کو برا کہنے والا کون ہے؟ خوش بسوز۔ عاشق کے دل کو پھونک ڈال وہ اسی قابل ہے دل کے جلنے سے جو سوزش ہوگی وہی میرا مقصود ہے شمع سوزش ہی سے روشن رہتی ہے۔

۳ خواب۔ اگر انسان عشق سے خالی ہے تو اس کو عاشقوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ بنگر۔ عاشقوں کو دیکھ لے کہ وہ مجنون بنے ہوئے ہیں اور وصل کی خاطر پروانہ کی طرح قربان ہوئے ہیں۔ کشتی۔ ان عاشقوں کی کشتی کو دیکھ، دریائے عشق میں کس طرح ڈوب رہی ہے گویا عشق ایک اژدہا ہے جس کا حلق سب کو نگل گیا ہے۔

اژدہائے ناپدید دل رُبا　　　عقلِ ہمچو کوہ را اُو کہربا

غیر محسوس اژدہا ، دل کو چھیننے والا　　　وہ پہاڑ جیسی عقل کے لئے کہربا ہے

عقلِ ہر عطار کا گہ شُدا زُو　　　طبلہا را ریخت اندر آبِ جُو

جس عطار کی عقل اس سے واقف ہو گئی　　　اس نے کتے نہر کے پانی میں بہا دیئے

رَو کزیں جُو بر نیائی تا اَبد　　　لَـمْ یَـکُنْ حقّاًلَّہٗ کُفُوًا اَحد

جا ، تو اس نہر سے قیامت تک باہر نہ آئیگا　　　یقیناً اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

اے مُزوّر چشم بکشاوٗ ببیں　　　چند گوئی می ندانم آن و ایں

اے مکار ! آنکھ کھول اور دیکھ　　　تو کہاں تک کہے گا میں اس کو اور اس کو نہیں جانتا

از وباٰیِ زَرق و محرومی بَر آ　　　دَر جہانِ حیّ وقیّومی دَر آ

مکر اور محرومی کے مرض سے باہر آجا　　　حی و قیوم والے جہاں میں آجا

تا نمی بینم ہمی بینم شوَد　　　دیں ندانمہات می دانم شود

تا کہ "میں نہیں دیکھتا ہوں" دیکھتا ہوں بنجائے　　　اور یہ "سب میں نہیں جانتا ہوں" جانتا ہوں بنجائیں

بگذر۲ از مستی و مستی بخش باش　　　زیں تلوّن نَقل کُن دَر استواش

مستی سے گذر جا اور مستی بخشنے والا بن جا　　　اس تلون سے اس کی استقامت میں منتقل ہو جا

چند نازی تو بدیں مستیِ پست　　　بر سَرِ ہر کوی چنداں مَست ہست

تو اس پست مستی پر کتنا ناز کرے گا　　　ہر کوچہ کے سرے پر ایسے مست بہت ہیں

گردو عالَم پُر شود سَر مستِ یار　　　جُملہ یک باشند و آں یک نیست خوار

اگر یار کے سرمستوں سے دنیا بھر جائے　　　سب ایک ہونگے اور وہ ایک ذلیل نہیں ہے

ایں ۳ ز بسیاری نیا بد خواریے　　　خوار کہ بُود تُن پرستے ناریے

یہ کثرت سے ذلیل نہیں ہوتا ہے　　　ذلیل کون ہوتا ہے ؟ تن پرست دوزخی

گر جہاں پُر شدُ زتابِ نورِ مہ　　　کے کساد آید بر صاحب ولَہ

اگر چاند کے نور کی چمک سے تمام جہان بھر جائے　　　عاشق کے لئے اس میں کب کھوٹ آتا ہے ؟

گر جہاں پُر شد ز نورِ آفتاب　　　کے بُو دخوار آں تفِ خوش اِلتہاب

اگر تمام جہان سورج کے نور سے بھر جائے　　　وہ بخوبی بھڑکنے والی روشنی کب ذلیل ہو گی ؟

---

۱ اژدہای۔ عشق ایک ایسا اژدہا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا ہے لیکن دل کو نگل جاتا ہے۔ اور پہاڑ جیسی عقل کو بھی مغلوب کر دیتا ہے۔ عقل۔ عقل جب عشق سے باخبر ہو جاتی ہے اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ رو۔ سب کچھ قربان کرتے ہوئے عقل کہتی ہے کہ اب یہ چیزیں اس محبوب پر قربان ہیں جو بے نظیر ہے لہٰذا ان چیزوں کی واپسی کی کبھی خواہش نہ ہو گی۔ اے مزور۔ مکار، عاشق کے احوال سے قصداً آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان احوال کو نہیں دیکھتا ہوں وہ محروم ہے اگر وہ عاشق کے میدان میں آجائے تو اس کو سب احوال نظر آنے لگیں جن احوال کے بارے میں وہ کہتا تھا "میں نہیں دیکھتا ہوں" ان کے بارے میں کہنے لگے گا کہ میں دیکھتا ہوں

۲ بگذر۔ عقل کی مستی سے گذر کر عشق کی مستی تقسیم کرنے والا بن جا۔ تلون۔ مختلف رنگ بدلنا۔ چند نازی عقل کے مست تو بہت ہیں جو مارے مارے پھرتے ہیں۔ گردو عالم۔ اللہ کے مستوں سے اگر دونوں عالم بھی بھر جائیں تو یہ انکی ذلت کا سبب نہ ہوگا کیونکہ وہ سب مل کر ایک ہیں۔

۳ ایں ز بسیاری۔ علاوہ ازیں محض کثرت ذلت کا سبب نہیں ہے ذلیل تو تن پرست اور جہنمی ہوتا ہے۔ گر جہاں چاند کی چاندنی سے سارا عالم بھی پر ہو جائے تو اس میں کوئی کھوٹ نہیں آتا ہے اسی طرح سورج کی روشنی سے سارا عالم پر ہو تو سورج کی روشنی بے قدر نہیں ہوتی۔

لیک ۱ با ایں جملہ بالاتر خرام — چونکہ ارض اللہ واسع بود و رام
لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے اوپر چل — جبکہ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور تابع ہے

گرچہ ایں مستی چو بازِ اشہب ست — برتر ازوے دَر زمینِ قدس ہست
اگرچہ یہ مستی بھونسلے باز کی طرح ہے — قدس کی سرزمین میں اس سے بھی بہتر مقام ہے

مست زابرار و مقرب زو بہ است — بر مقرب شیرِ اُو چوں روبہ است
مست ابرار میں سے ہے اور مقرب اس سے بہتر ہے — مقرب کے نزدیک اس کا شیر لومڑی کی طرح ہے

رَو سرافیلے شو اندر امتیاز — در دَمندہ رُوح و مست و مست ساز
جا، امتیاز کرنے میں اسرافیل بن جا — روح کا پھونکنے والا اور مست اور مست بنانیوالا

مست ۲ را چوں دل مزاح اندیشہ شد — ایں ندانم واں ندانم پیشہ شد
مست کا دل چونکہ مذاق سوچنے والا بن گیا — میں یہ نہیں جانتا اور وہ نہیں جانتا اس کا پیشہ بن گیا

ایں ندانم واں ندانم بہرِ چیست — تا بگوئی آنکہ میدانیم کیست
میں اس کو نہیں جانتا اور میں اس کو نہیں جانتا کس لئے ہے؟ — تاکہ تو کہے کہ جس کو میں جانتا ہوں وہ کون ہے؟

نفی ۳ بہرِ ثبت باشد در سخن — نفی بگذار وز ثبت آغاز کن
بات میں نفی اثبات کے لئے ہوتی ہے — نفی کو چھوڑ دے اور اثبات سے ابتدا کر

نیست ایں و نیست آں ہیں واگذار — آنکہ آں ہست ست آں را پیش آر
خبردار! یہ نہیں ہے اور وہ نہیں ہے کو چھوڑ دے — جو کہ موجود ہے اس کو سامنے لا

نفی بگذار و ہماں مستی طلب — تُرک و مُطرب را بگو احوالِ شب
نفی کو چھوڑ دے اور وہی مستی طلب کر — ترک اور مطرب کے رات کے احوال سنا

نفی بگذار و ہماں ہستی پرست — ایں بیاموز اے پدر زاں ترک مست
نفی کو چھوڑ اور اس ہستی کو پوج — اے بابا! یہ اس ترک مست سے سیکھ لے

استدعای امیر ترکِ مخمور مطرب را بوقتِ صبوح و تفسیر
ای مخمور ترک امیر کا گویئے سے صبح کی شراب کے وقت فرمائش کرنا اور اس حدیث

ایں حدیث کہ اِنَّ لِلّٰہِ شَرَابًا اُعِدَّ لِاَوْلِیَآءِ اِذَا شَرِبُوْا
کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک شراب ہے جو اس کے دوستوں کے لئے تیار کی گئی

سَکِرُوْا وَاِذَا سَکِرُوْا طَابُوْا اِلٰی اٰخِرِ الحدیث
ہے وہ جب اس کو پیتے ہیں مست ہو جاتے ہیں اور جب مست ہو جاتے ہیں پاکیزہ بنجاتے ہیں

---

۱ لیک۔ با ایں۔ مستی اور سکر کی ان فضیلتوں کے باوجود سالک کو اس سے اعلیٰ مقام صحو حاصل کرنا چاہیے۔ گرچہ مستی اور سکر بھی اگرچہ قیمتی چیز ہے لیکن میدانِ سلوک میں اس سے بھی بہتر مقام ہے۔ اور وہ "صحو" ہے۔ مست۔ سکر کا مقام ابرار کا ہے اور صحو کا مقام مقربین کا ہے ادنیٰ رتبہ کا مقرب اعلیٰ درجہ کے ابرار سے افضل ہے۔ رو حضرت اسرافیل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو مردے زندہ ہو جائیں گے جو سالک مقام صحو میں ہوتا ہے وہ بھی حضرت حق تعالیٰ سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اور دوسروں کو فیض پہنچاتا ہے۔

۲ مست۔ سکر کی حالت حیرت کی حالت ہوتی ہے اس میں وہ بے اصل باتیں کرتا ہے اور ہر معاملہ میں لاعلمی کا اظہار کرتا ہے ایں ندانم۔ سکر کی حالت میں جو لاعلمی کا اظہار ہے اس سے مقصود اس ذات کی طرف اشارہ ہے جس کو جانتا ہے۔

۳ نفی۔ انکار کسی چیز کے اقرار کی تمہید ہوتی ہے لہٰذا تمہید کو چھوڑ کر مقصود پر آ جاؤ "لا الٰہ" میں نفی "الا اللہ" کے اثبات کے لئے ہے تو الا اللہ پر پہنچ جانا چاہیے نیست کو چھوڑ کر ہست کی جستجو کرنی چاہیے جس طرح مست ترک اور مطرب کے قصہ میں مذکور ہے۔ مطرب۔ گویا صبوح۔ صبح کی شراب۔

مے در خُمِ اَسرار ازاں میجو شد	تاہر کہ مجرّدست ازاں می نوشد
اسرار کے خم میں شراب اسلئے جوش ملتی ہے	تاکہ جو مجرد ہے وہ اسے پیئے

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ (الآیۃ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک ابرار پئیں گے

این مے کہ تو میخوری حرام ست	ماے نخوریم جز حلالے
یہ شراب جو تو پیتا ہے حرام ہے	ہم جائز شراب کے سوا نہیں پیتے ہیں
جہد کُن تا زنیست ہست شوی	وز شرابِ خدای مست شوی
کوشش کرتا کہ تو نیست سے ہست بن جائے	اور خدا کی شراب سے مست بن جائے
اعجمی ۱ تُرکے سحر آگاہ شُد	وز خُمارِ خمر، مطرب خواہ شُد
ایک عجمی ترک صبح کو بیدار ہوا	اور شراب کے خمار کی وجہ سے گویے کا خواہشمند ہوا
مُطرِبِ جاں مُونسِ مستاں بُود	نُقل وقوت وقُوتِ مست آن بُود
روحانی گویا مستوں کا دوست ہوتا ہے	چبینا اور روزی اور مست کی طاقت وہ ہوتا ہے
مطربِ ایشاں راسُوی مستی کشد	باز مستی از دمِ مطرب چشد
گویا ان کو مستی کی جانب کھینچتا ہے	پھر مستی گویے کے کلام سے غذا حاصل کرلیتی ہے
آں ۲ شرابِ حق بداں مطرب برد	ویں شرابِ تن ازیں مطرب چرد
خدائی شراب اس مطرب کیطرف لے جاتی ہے	اور یہ جسمانی شراب اس گویے سے غذا حاصل کرتی ہے
ہر دو گر یک نام دارد در سخن	لیک فرقست زیں حسن تا آں حسن
اگرچہ لفظوں میں دونوں ایک ہی نام رکھتے ہیں	لیکن اس حسن سے اس حسن تک فرق ہے
اِشتباہے ہست لفظی دربیاں	لیک خود کو آسماں کو ریسماں
بیان کرنے میں لفظی مشابہت ہے	لیکن خود آسمان کہاں ریسمان کہاں ؟
اشتراکِ لفظ دائم رہزن ست	اشتراکِ گبرو مومن در تن ست
لفظی شرکت ہمیشہ رہزن ہے	مومن اور کافر کا اشتراک جسم میں ہے
جسمہا ۳ چوں کوزہائے بستہ سر	تاکہ در ہر کوزچہ بُود آں نگر
جسم منہ بندھے ہوئے پیالوں کی طرح ہیں	ہر کوزے میں کیا ہے، اس کو دیکھ
کوزۂ آں تن پُراز آبِ حیات	کوزۂ ایں تن پُر از زہرِ ممات
اس جسم کا پیالہ آبِ حیات سے بھرا ہوا ہے	اس جسم کا پیالہ موت کے زہر سے بھرا ہوا ہے

۱ اعجمی۔ ایک ترک سردار جب صبح کو بیدار ہوا تو اس پر خمار کی کیفیت طاری تھی اس نے گویے کو طلب کیا۔ مطرب۔ گویا یہاں شیخ مراد ہے۔ مستان۔ یعنی سکر کی کیفیت میں مبتلا سوی مستی۔ شیخ کی توجہ ان کے لئے مزید سکر کا سبب بنتی ہے۔

۲ آں شراب۔ یعنی سکر کی کیفیت شیخ کی طرف متوجہ کرتی ہے اور شراب قوال کی جانب کھینچتی ہے۔ ہر دو۔ یہاں ہم نے مطرب شیخ اور گویے دونوں کے لئے کہا ہے۔ زیں۔ حسن۔ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ ایک بادشاہ کے دو وزیر حسن نامی تھے لیکن ان دونوں میں بہت فرق تھا۔ اشتباہ ہے۔ ان دونوں میں محض لفظی مشابہت ہے لیکن آسمان اور ریسمان کی طرح دونوں میں بہت فرق ہے۔ رہزن۔ لفظی اشتراک لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ گبرو مومن۔ مومن اور کافر میں بھی جسم یکساں ہے۔

۳ جسمہا۔ محض جسم کو نہ دیکھنا چاہیے اس کی اندرونی حالت پیش نظر رہنی چاہیے۔ کوزہ آں تن۔ یعنی مومن کا جسم ایمان سے لبریز ہے جو آب حیات ہے اور کافر کا جسم کفر سے بھرا ہوا ہے جو زہر ہے اب اگر دونوں کے باطن پر نظر رکھو گے تو تم شاہ ہو ورنہ گمراہ ہو۔

گر بمظر وفش نظر داری شہی — وَر بظرفش بنگری تو گرہی
اگر تو برتن کی چیز کی طرف نظر رکھے تو شاہ ہے — اور اگر برتن پر نظر کرے تو گمراہ ہے

لفظ ۱؎ را مانندۂ این جسم داں — معنیش رادر دروں مانندِ جاں
لفظوں کو اس جسم کی طرح سمجھ — ان کے معانی ان میں جان کی طرح ہیں

دیدۂ تَن دائماً تَن بیں بُوَد — دیدۂ جاں جانِ پُرفن بیں بُوَد
جسم کی آنکھ ہمیشہ جسم کو دیکھنے والی ہوتی ہے — روح کی آنکھ، ہنر مند روح کو دیکھنے والی ہوتی ہے

پَس زِنقشِ لفظہائے مثنوی — صورتش ضال ست و ہادی مَعنوی
مثنوی کے الفاظ کے نقوش — انکی صورت گمراہ کرنیوالی اور معنی کے اعتبار سے ہدایت کرنے والی ہے

دَرنُبے فرمود کایں قرآں زدل — ہادیِ بَعضے و بَعضے را مُضل
قرآں میں فرمایا ہے کہ یہ قرآن دل کے اعتبار سے — بعض کو ہدایت دینے والا اور بعض کو گمراہ کرنیوالا ہے

اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے — پیشِ عارق کے بُوَد معدُوم شے
توبہ توبہ، جب عارف شراب کہے — عارف کی نظر میں معدوم، شی کب ہوتا ہے؟

فہمِ ۲؎ تو چوں بادۂ شیطاں بُوَد — کے تُرا وہمِ مے رحماں بُوَد
تیری عقل میں جبکہ شیطانی شراب ہو — تجھے رحمانی شراب کا خیال کب آتا ہے؟

ایں دو انبازند مُطرِب با شراب — ایں بدان وآں بدیں آرد شتاب
قوال اور شراب یہ دونوں ساتھی ہیں — یہ اس تک وہ اس تک جلد پہنچا دیتا ہے

پُر خماراں از دَمِ مُطرب چَرند — مُطرِباں شاں سُوئِ میخانہ بَرَند
پرخمار، قوال کے گانے سے غذا حاصل کرتے ہیں — قوال ان کو میخانہ کی جانب لے جاتے ہیں

آں سَرِ میدان وایں پایانِ اُوست — دل شدہ چوں گوئ در چوگانِ اوست
وہ میدان کی ابتداء ہے اور یہ اس کی انتہا — برباد دل اس کے بلے میں گیند کی طرح ہے

در سَر ۳؎ آنچہ ہست گوش آنجا رود — در سَر ار صفراست آں سَودا شوَد
دماغ میں جو ہے کان اس کی طرف جاتا ہے — اگر دماغ میں صفرا ہے، وہ سودا بن جاتا ہے

بَعد ازاں ایں دو بہ بیہوشی رَوَند — والد و مولود آنجا یک شوَند
اس کے بعد یہ دونوں بیہوشی کی طرف جاتے ہیں — سبب اور نتیجہ، اس جگہ ایک ہو جاتے ہیں

۱؎ لفظ۔ الفاظ کو بمنزلہ جسم اور معانی کو بمنزلہ روح کے سمجھو۔ دیدۂ۔ جسمانی آنکھ جسم کو دیکھتی ہے روحانی آنکھ روح کو دیکھتی ہے۔ پس۔ مثنوی کا بھی یہی حال ہے کہ جو شخص اس کی حکایتوں کے محض لفظوں کو دیکھے گا وہ اس سے بدعقیدہ ہو جائیگا اور جو حکایتوں کے معانی اور مقاصد پر غور کریگا وہ اس سے مستفید ہو گا۔ دَرنُبے۔ قرآن میں خود قرآن کے بارے میں یہی فرمایا گیا ہے۔ مے۔ جب کوئی عارف لفظ شراب بولتا ہے تو اس سے یہ حقیر اور ظاہری شراب مراد نہیں ہوتی بلکہ شراب معرفت مراد ہوتی ہے۔

۲؎ فہم تو۔ جو شخص محض دنیاوی شراب کو جانتا ہے۔ وہ شراب کے لفظ سے شراب محبت کب سمجھ سکتا ہے۔ ایں دو۔ شراب اور گانا دونوں اس بارے میں یکساں ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے تک پہنچا دیتا ہے۔ پُرخمار۔ مخمور، گویئے سے غذا حاصل کرتا ہے گویا اس کو شراب خانہ تک لیجاتا ہے۔ آں سر میداں۔ میدانِ عشق کی ابتدا گانا ہے اور اس کی انتہا شراب ہے دل گویئے کے قابو میں ہوتا ہے۔

۳؎ دَرسَر۔ انسان کے دماغ میں جو خیال ہوتا ہے وہ لفظوں کو اسی طرف لے جاتا ہے اگر دماغ میں تھوڑی سی صحیح بات بھی ہوتی ہے تو وہ ان الفاظ کے بعد غلطی سے بدل جاتی ہے۔ بعد ازاں۔ اگر سر میں صفرا ہے اور سدا کے غلبہ سے سودا بن گیا ہے تو سودا اور صفرا دونوں بیہوشی کا سبب بن جائیں گے۔ اور پھر سبب اور مسبب ایک سی تاثیر کریں گے۔

چونکہ[1] کردند آشتی شادی و درد　　مُطرباں را تُرکِ ما بیدار کرد
جب خوشی اور درد باہم مل گئے　　ہمارے ترک نے قوالوں کو بیدار کیا

مُطرِب آغازید بیتے خوابناک　　کہ اٰتِنِی الکَاسَ یا مَنْ لا اَرَاکَ
قوال نے ایک مست شعر شروع کیا　　کہ اے وہ! کہ میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں مجھے پیالہ عطا کر

اَنْتَ وَجْهِیْ لَا عَجَبْ اَنْ لَّا اَرَاهٗ　　غَایَةُ الْقُرْبِ حِجَابٌ وَّاشْتِبَاه
تو میرا چہرہ ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں اس کو نہیں دیکھتا ہوں　　انتہائی قرب پردہ اور اشتباہ ہے

اَنْتَ[2] عَقْلِیْ لَا عَجَبْ اِنْ لَّمْ اَرَکْ　　مِنْ وُّفُوْرِ الْاِلْتِبَاسِ الْمُشْتَبَکْ
تو میری عقل ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں　　پیچ در پیچ التباس کی زیادتی کی وجہ سے

حَیْثُ اَقْرَبْ اَنْتَ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد　　لَمْ اَقُلْ یَا یَا نِدَاءٌ لِّلْبَعِیْد
چونکہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے　　میں نے لفظ یا نہیں کہا یا دور کے پکارنے کیلئے ہے

بَلْ اُغَالِطُهُمْ اُنَادِیْ فِی الْقِفَار　　کَیْ لَا کُتُمْ مَنْ مَّعِیْ مِمَّنْ اَغَار
بلکہ میں انکو مغالطہ دے رہا ہوں ویرانوں میں پکارتا ہوں　　تاکہ اپنے ساتھی کو ان لوگوں سے چھپاؤں جس سے مجھے غیرت آتی ہے

این سخن پایاں ندارد اے عزیز　　بشنوا کنوں نکتۂ صاحب تمیز
اے عزیز! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے　　اب ایک صاحب تمیز کا نکتہ سن لے

آمدنِ ضریر[3] در خانہ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و
نابینا کا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا اور

گریختنِ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از پیشِ ضریرو
نابینا کے سامنے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھاگنا اور

گفتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ چی می گریزی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ کیوں بھاگتی ہے؟ وہ

کہ اُو تُرا نمی بیند و جواب دادنِ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ
تجھے نہیں دیکھتا ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا

عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم را
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینا

اندر آمد پیشِ پیغمبرؐ ضریر　　کاے نوا بخشِ تنورِ ہر خمیر
نابینا پیغمبرؐ کے سامنے اندر آیا　　کہ اے تنور کے ہر قسم کے خمیر سے توشہ بخشنے والے

---

[1] چونکہ۔ جب اس ترک نے گانے کی خوشی اور خمار کی تکلیف محسوس کی تو اس نے گویوں بیدار کردیا گویوں نے یہ اشعار گانے شروع کر دیئے۔ کاس۔ پیالہ۔ انتَ۔ انسان باوجود قرب کے اپنے چہرے کو خود نہیں دیکھتا ہے۔ انتہائی قرب اشتباہ کا سبب ہو جاتا ہے۔

[2] اَنتَ عَقلِی۔ انسان کی عقل انسان سے کس قدر قریب ہے لیکن وہ اس کو بھی نہیں دیکھتا ہے۔ یا۔ یا حرف ندا، دور سے اس شخص کو پکارا جاتا ہے جو دور ہوتا ہے میں تجھے اس لفظ سے اس لئے پکارتا ہوں تاکہ رقیب یہ نہ سمجھ سکیں کہ تو مجھ سے قریب ہے۔

[3] ضریر۔ نابینا۔ کاے۔ آنحضورؐ ہر شخص کو اس کے مناسب غذا عنایت فرماتے ہیں۔

اے تو میرِ آب من مُستقیم ۱ — مُستغاث المُستغاث اے ساقیم
اے آپ پانی کے مالک ہیں اور میں پانی مانگنے والا ہوں — اے میرے ساقی ! فریاد ہے ، فریاد

چوں دَر آمد آں ضریراز در شتاب — عائشہؓ بگریخت بہرِ احتجاب
جب وہ نابینا دروازے سے آیا ، جلد — پردہ کرنے کے لئے عائشہؓ بھاگیں

زانکہ واقف بُود آں خاتونِ پاک — از غیوریِ رسولؐ رشک ناک
کیونکہ وہ پاک بی بی واقف تھیں — غیور رسولؐ کی غیوری سے

ہر کہ زیبا تر بُود رشکش فزوں — زانکہ رشک از ناز خیز دیا نبوں
جو زیادہ حسین ہوتا ہے اسمیں غیرت زیادہ ہوتی ہے — کیونکہ اے فرزندو ! غیرت ناز سے پیدا ہوتی ہے

گندہ پیراں شوئِ را قُما دہند — چونکہ از زشتی و پیری آگہ اند
بوڑھیاں ، شوہر کو لونڈی دے دیتی ہے — کیونکہ بھدے پن اور بڑھاپے سے باخبر ہیں

چوں جمالِ احمدی در ہر دو کون — کے بُدست اے فرِیز دانیش عون
احمدیؐ حسن کی طرح دونوں جہانوں میں — کب ہوا ہے؟ اے مخاطب اللہ کا نور ان کا مددگار

نازہاِ ہر دو کون اُورا رَسد — غیرت آں خورشید صد تورا رَسد
دونوں جہانوں کے نازوں کا ان کو حق ہے — غیرت کرنا اس سو درجہ کے سورج کا حق ہے

کاندر ۲ افگندم بکیواں گویِ را — دَر کشید اے اختراں ہیں رویِ را
کہ میں نے زحل پر گیند پھینکی ہے — خبردار ! اے ستارو اپنا منہ چھپا لو

دَر شعاعِ بے نظیرم لا شوید — ورنہ پیشِ نورِ من رُسوا شوید
میری بے مثال شعاع میں معدوم ہو جاؤ — ورنہ میرے نور کے سامنے رسوا ہو جاؤ گے

از ۳ کرم من ہر شبے غائب شوم — کے رَوم اِلّا نمایم کہ رَوم
کرم کی وجہ سے میں ہر رات کو غائب ہو جاتا ہوں — میں کب جاتا ہوں ہاں دکھاتا ہوں کہ میں جا رہا ہوں

تا شما بے من شبے خُفّاش وار — پَر زناں گردید گردِ ایں مَطار
تاکہ تم میرے بغیر چمگادڑ کی طرح رات میں — اس فضا کے گرد چکر لگاؤ

ہمچو طاؤساں پرے عرضہ کنید — باز مَست و سَر خوش و مُعجب شوید
موروں کی طرح پر دکھاؤ — پھر مست اور سر خوش اور خود پسند ہو لو

بنگرید آں پایِ زشت از امتیاز — ہمچو چارق کو بود شمعِ ایاز
امتیاز کے لئے بھدے پاؤں کو دیکھ لو — چپل کی طرح جو ایاز کی شمع تھی

۱ مستقیم۔ میں پانی مانگنے والا ہوں۔ احتجاب۔ پردہ کرنا۔ ہرکہ۔ جو شخص زیادہ حسین ہوتا ہے اس میں رشک کا مادہ زیادہ پیداوار ہوتا ہے کیونکہ رشک ناز کی پیداوار ہے۔ اور ناز زیادہ حسین میں زیادہ ہوتا ہے۔ گندہ پیر۔ جب بیوی خود بوڑھی ہو جائے تو اس میں نہ ناز رہتا ہے نہ رشک وہ خود شوہر کو باندی مہیا کر دیتی ہے تاکہ اس سے ہم صحبت ہو سکے۔ چوں۔ جبکہ آنحضورؐ حسن میں بڑھ چڑھ کر تھے اور نورِ خداوندی ان کا مددگار تھا تو آپ میں ناز بھی بڑھا ہوا تھا اور رشک بھی قما۔ ترکی لفظ ہے، لونڈی

۲ کاندر۔ آنحضورؐ کو اپنے حسن و جمال کی بنیاد پر یہ کہنے کا حق ہے کہ میں نے اپنے حسن کے دعوے کی گیند زحل پر پھینک دی ہے لہٰذا اب کسی حسین کو حسن کی نمائش کا حق نہیں ہے در شعاع۔ اب جس قدر حسین ہیں وہ اپنے حسن کو میرے حسن میں گم کر دیں ورنہ رسوا ہو جائیں گے۔

۳ از کرم۔ میں کبھی بظاہر روپوش ہو جاتا ہوں تاکہ دوسرے حسین اپنے حسن کا مظاہرہ کر سکیں سورج اگرچہ دنیا سے غائب نہیں ہوتا کچھ سمتوں سے اس کی روپوشی ہو جاتی ہے تاکہ چمگاڈریں پھڑکاڑ لیں۔ مَطار۔ اڑنے کی جگہ۔ مَست۔ نشہ کے چار مرتبے ہیں سرخوش، تر دماغ، شیر مست، خراب۔ بنگرید۔ مشہور ہے کہ مور پروں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور ناچتا ہے اور پاؤں چونکہ بھدے ہیں ان کو دیکھ کر رنجید ہوتا ہے۔ انسان کو بھی چاہیے کہ جب اسمیں تکبر کی کیفیت پیدا ہو اپنی برائیوں پر نظر کر لے جس طرح ایاز نے اپنے تکبر کے علاج کیلئے اپنی تو چپل کو محفوظ کر رکھا تھا۔

رُونمایم ۱؎ صبح بہرِ گوشمال | تا نگر دیداز منی زاہلِ شمال
تنبیہ کے لئے میں صبح کو رونمائی کرتا ہوں | تاکہ تم خودی کی وجہ سے بائیں ہاتھ والوں سے نہ بنجاؤ

ترک آں کن کہ دراز ست ایں سخن | نہی کردست از درازی امر کن
اس کو چھوڑ کیونکہ یہ بات دراز ہے | حکم کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے

امتحان کردنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ را رضی اللہ عنہا

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کا امتحان کرنا

کہ چہ پنہاں می شوی پنہاں مشو چوں اعمیٰ تُرانمی بیند تا
کہ کیوں چھپتی ہے؟ نہ چھپ، کیونکہ نابینا تجھے نہیں دیکھتا ہے

پدید آید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا از ضمیر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ
تاکہ واضح ہو جائے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم واقف ست یا خود مقلّدِ گفتِ ظاہرست
کے دل کی بات سے واقف ہیں یا ظاہری بات کی مقلد ہیں

گفت پیغمبرؐ برائے امتحاں | اُو نمی بیند تُرا کم شو نہاں
امتحاں کے لئے پیغمبرؐ نے فرمایا | وہ تجھے نہیں دیکھتا ہے، مت چھپ

کرد ۲؎ اِشارت عائشہؓ با دستہا | اُو نمی بیند من ہمی بینم وُ را
عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ کیا | وہ نہیں دیکھتا ہے، میں اس کو دیکھتی ہوں

غیرتِ عقل ست بر خوبیِ رُوح | پُر ز تشبیہات و تمثیل اے نصُوح
روح کے حسن پر عقل کو غیرت آتی ہے | جو کہ تشبیہات اور تمثیل سے پر ہے اے مخلص!

با چنیں پنہانی کیں روح راست | عقل بروے ایں چنیں رشکیں چراست
ایسی پوشیدگی کے باوجود جو روح کو ہے | عقل اسپر اس قدر غیرت کرنیوالی کیوں ہے؟

از کہ ۳؎ پنہاں می کُنی اے رشک خُو | آنکہ پوشیدست نورش رُویِ اُو
اے غیرت مند! تو کس سے پوشیدہ کرتی ہے | اس کو جس کے نور نے اس کے منہ کو چھپادیا ہے؟

میرود بے رُویِ پوش ایں آفتاب | فرط نورِ اُوست رُویش را نقاب
یہ سورج بغیر نقاب کے چلتا ہے | اس کے نور کی زیادتی اس کے چہرے کا نقاب ہے

از کہ پنہاں می کُنی اے رشک وَر | کافتاب ازوے نمی بیند اثر
اے غیرت مند! تو کس سے چھپاتی ہے؟ | کیونکہ آفتاب بھی اس کا پتہ نہیں پاتا ہے

۱؎ رونمایم۔ سورج پھر صبح کو نمودار ہو جاتا ہے۔ تاکہ ستارے متکبر۔ بنکر دوزخی نہ بنیں۔ امر کن۔ امر کنندہ، کلام کا بے ضرورت طول شرعاً ممنوع ہے۔ کہ چہ۔ آنحضور نے حضرت عائشہؓ کی آزمائش کے لئے ان سے سوال کیا کہ تمہیں اندھے سے چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲؎ کرد۔ حضرت عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ اسلئے کیا تاکہ آپ کی آواز غیر مرد نہ سن سکے۔ اُو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ تو نہیں دیکھتا لیکن میں تو اس کو دیکھتی ہوں اور غیر مرد پر میری نگاہ پڑنا آپ کی غیرت کے منافی ہے۔ غیرت۔ عقل کو روح کے حسن پر غیرت ہے اسی لئے وہ روح کی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتی ہے۔ محض تشبیہات سے اس کو سمجھادیتی ہے، ان اشعار میں روح سے مراد حق سبحانہ ہے۔

۳؎ از۔ عقل کو خطاب ہے کہ تو ایسی چیز کو کیوں چھپاتی ہے جس کا نور خود اس کے لئے حجاب ہے۔ میرود۔ سورج بغیر نقاب کے پھرتا ہے نور کی زیادتی کی وجہ سے کوئی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا ہے۔ از کہ۔ جس چیز کو وہ سورج بھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ جس کی جہاں گردی مشہور ہے تو اس کو کیوں چھپاتی ہے۔

رشکِ ۱ از آں افزوں ترست اندر تنم　　کز خودش خواہم کہ ہم پنہاں کنم
میرے اندر غیرت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے　　کیونکہ میں اس کو خود اپنے سے چھپانا چاہتی ہوں

ز آتشِ رشکِ گراں آہنگِ من　　با دو چشم و گوشِ خود در جنگِ من
سخت رشک کی آگ کی وجہ سے میرا لشکر　　اپنی دونوں آنکھوں اور کان سے جنگ میں ہے

چوں چنیں رشکے ست ایجان و دل　　پس دہاں بر بند و گفتن را بہل
اے جان اور دل ایسے رشک کے ہوتے ہوئے تجھ میں ہے　　تو منہ بند کر لے اور گفتگو کو چھوڑ

ترسم ۲ ار خامش کنم آں آفتاب　　از سُوی دیگر بدرّاند حجاب
میں ڈرتی ہوں اگر میں خاموشی اختیار کروں تو وہ سورج　　دوسری جانب سے پردے کو چاک کر دے

در خموشی گفتِ ما اظہر شود　　کہ ز منع آں میل افزوں تر شود
خاموشی میں ہماری بات زیادہ کھل جاتی ہے　　کیونکہ اس کے روکنے سے خواہش بڑھ جاتی ہے

گر بغرّد بحر غرّش کف شود　　جوشِ اَحبَبتُ بِاَن اُعرَف شود
اگر سمندر جوش مارتا ہے اس کا جوش جھاگ بنجاتا ہے　　وہ جھاگ "میں چاہتا ہوں کہ میں پہچانا جاؤں" کا جوش بنجاتا ہے

حرف گفتن بستنِ آں روزن ست　　عینِ اظہارِ سخن پوشیدن ست
بات کرنا، اس سوراخ کو بند کرنا ہے　　بات ظاہر کرنا بعینہ چھپانا ہے

بُلبلانہ ۳ نعرہ زن بر رُویِ گل　　تا کُنی مشغول شاں از بُوئے گل
پھول پر بلبل کی طرح نعرہ مار　　تاکہ تو انکو پھول کی خوشبو سے مشغول کر دے

تا بقُل مشغول گردد گوشِ شاں　　سُویِ رُویِ گل نپرّد ہوشِ شاں
تاکہ ان کا کان بات میں مشغول ہو جائے　　ان کا ہوش پھول کے چہرے کی جانب پرواز نہ کرے

پیشِ ایں خورشید کو بس روشن ست　　در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست
اس سورج کے پیشِ نظر جو کہ بہت روشن ہے　　در حقیقت ہر دلیل رہزن ہے

حکایتِ آں مُطرب کہ در بزمِ امیرِ تُرک ایں غزل آغاز کرد ۱
اس قوال کا قصہ جس نے ترک سردار کی مجلس میں یہ غزل شروع کی

۱ رشک۔ کوئی دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے رشک کا تقاضہ تو یہ ہوتا ہے کہ کہ عاشق محبوب کو خود اپنے آپ سے بھی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ ز آتش۔ چونکہ مجھ میں رشک کی آگ بھڑکی ہوئی ہے تو میری خود اپنی آنکھ اور اپنے کان سے جنگ ہے کہ وہ کیوں محبوب کو دیکھتی ہے اور وہ کیوں محبوب کی بات سنتا ہے۔ چوں چنیں۔ اے عقل اگر تجھ میں ایسا ہی رشک ہے تو پھر اس کی بات بھی نہ کر۔ شعر:
غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیثے تو شنیدم ندہم

۲ ترسم۔ عقل کا جواب ہے کہ اگر میں بالکل خاموشی اختیار کروں تو وہ خموشی پردہ چاک کر دیگی کسی معاملہ میں اگر بالکل خاموشی اختیار کی جائے تو لوگ اس کے معلوم کرنے کے اور زیادہ درپے ہو جاتے ہیں مشہور مقولہ...... اَلمَرءُ حَرِیصٌ فِیمَا مُنِعَ جس بات سے انسان کو روکا جائے اس کے متعلق وہ اور زیادہ حریص بن جاتا ہے۔ گر بغرد۔ سمندر میں جب جوش آتا ہے تو جھاگ نمودار ہو جاتے ہیں اور اس کا یہ جوش اس کے پہچاننے کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن وہ جھاگ ہی اس کو پوشیدہ کر دیتے ہیں۔ گفتن۔ محبوب کی تھوڑی سی تعریف کر دینا گویا اس کو چھپا دینا ہے اگر باتوں میں نہ لگایا جاتا تو اس کو دیکھنے کے درپے ہو جاتے

۳ بُلبُلانہ۔ بلبل گل پر جو نعرے لگاتی ہے اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ تماشائی اسکے نعرے سننے میں مصروف ہو جائیں اور پھول کو نہ دیکھ پائیں۔ پیش ایں۔ سورج کی جس قدر وضاحت کی جائے وہ اسی قدر مخفی ہوتا چلا جائے گا۔

شعر:
چگونہ قطرہ تواند محیط دریا شد　　نہ راہ فکر رسیدن بذات ممکن نیست

حکایت۔ اس حکایت کا مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی حقیقت بیان نہ کی جائے اس کی سلبی صفات سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے اسی لئے حضرت حق تعالیٰ کی سلبی صفات ذکر کی جاتی ہے۔

گُلی یا سوسنی یا سَرو یا ماہی نمیدانم وزیں آشفتۂ بیدل چہ میخواہی نمیدانم

تو پھول ہے یا سوسن یا سرو یا تو چاند ہے میں نہیں جانتا اس پریشان بیدل سے تو کیا چاہتا ہے؟ میں نہیں جانتا

وبانگ برزدن امیرِ تُرک اُورا کہ آں بگو کہ می دانی و جوابِ مُطرب، امیرِ تُرک را

اس پر امیر ترک کا چیخ پڑنا کہ وہ کہہ جو تو جانتا ہے اور قوال کا امیر ترک کو جواب

مُطرب آغازید پیشِ تُرک مست — دَر حجابِ نغمہ اَسرارِ اَلَست
مست ترک کے سامنے قوال نے شروع کئے — نغمہ کے پردے میں الست کے اسرار

می ندانم کہ تو ماہی یا وثَن — می ندانم کہ چہ می خواہی زمَن
میں نہیں جانتا کہ تو چاند ہے یا بت — میں نہیں جانتا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

من ۱ ندانم تاچہ خدمت آرمت — تَن زنم یا دَر عبارت آرمت
میں نہیں جانتا، کہ تیری کیا خدمت کروں؟ — میں خاموش ہو جاؤں یا تیرا بیان کروں

ایں عجب کہ نیستی از من جُدا — من ندانم من کجایم تو کجا
یہ تعجب ہے کہ تو مجھ سے جدا نہیں ہے — میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟

می ندانم کہ مرا چوں می کَشی — گاہ دَر بَر گاہ دَر خوں میکَشی
میں نہیں جانتا کہ تو مجھے کیوں کھینچتا ہے — کبھی بغل میں کبھی خون میں قتل کرتا ہے؟

ہمچنیں ۲ لب دَر ندانم باز کرد — می ندانم می ندانم سَاز کرد
اسی طرح پراسنے میں نہیں جانتا میں لب کشائی کی — میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا اس نے گایا

چوں زحد شُد می ندانم از شگفت — تُرکِ مارا ازیں حرارہ دل گرفت
جب میں نہیں جانتا حد سے بڑھا تعجب ہے — ان آوازوں سے ہمارا ترک رنجیدہ ہوگیا

بر جہید آں تُرک و دبّوسے کشید — تا علیہا بر سَرِ مُطرِب رسید
وہ ترک کودا اور گرز اٹھایا — یہانتک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا

گرز ۳ را بگرفت سَر ہنگے بدست — گفت نے مُطرب کُشی اینَدم بداست
محافظ نے گرز کو ہاتھ سے پکڑ لیا — بولا نہیں قوال کو اس وقت مارنا برا ہے

گفت ایں تکرار بیحدو مرش — کوفت طبعم را بکوبم من سَرش
اس نے کہا اس بیحد اور بے شمار تکرار نے — مجھے کوفت پہنچائی میں اس کا سر کچل دوں گا

---

۱ مَن ندانم۔ قوال نے اپنی پوری غزل میں معشوق کی سلبی صفات کا اظہار کیا۔ ایں عجب ہے تو ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں اور تو کہاں ہے۔ می ندانم۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ تو کبھی مجھے کیوں پیار کرتا ہے اور کبھی کیوں قتل کرتا ہے۔

۲ ہمچنیں۔ وہ گویا میں نہیں جانتا "میں نہیں جانتا" گاتا رہا جب اس کا یہ گانا حد سے بڑھا تو ترک کو غصہ آگیا۔ بر جہید۔ وہ ترک غصہ سے ہاتھ میں گرز لیکر قوال کی طرف دوڑا۔ علیہا۔ محاورے میں فی الجملہ کے معنی میں ہے۔

۳ گرز۔ ایک سپاہی نے دوڑ کر ترک کا گرز پکڑ لیا اور کہا کہ گویے کو مار ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ گفت۔ ترک نے غصہ میں جواب دیا کہ اس "میں نہیں جانتا" نے مجھے کوفت پہنچائی میں بھی اس قوال کا سر پھوڑ دونگا اور غصہ میں قوال سے کہنے لگا کہ اے دیوث اگر تو نہیں جانتا ہے تو گوہ مت کھا اور جو کچھ جانتا ہے وہ گا کر اپنا انعام لے جا۔

قلتبا نامی ندانی گُہہ مخور — زانچہ میدانی بزن مقصود بر

اے دیوث ! تو نہیں جانتا تو گوہ نہ کھا — جو جانتا ہے وہ بجا ، مقصد حاصل کر لے

آں ۱ بگو اے گیج کہ میدانیش — می ندانم می ندانم در مکش

اے احمق ! وہ کہہ جو تو جانتا ہے — میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا کو نہ کھینچ

من بپُرسم کز کجائی بے مرے — تو بگوئی نے ز بلخو نز ہرے

میں بغیر کسی جھگڑے کے پوچھتا ہوں کہ تو کہاں کا ہے؟ — تو کہتا ہے نہ بلخ کا نہ ہرات کا

نے ز رُوم و نے ز ہندو نے ز چین — نے ز شام و نے عراق و بار دیں

نہ روم کا نہ ہندوستان کا نہ چین کا — نہ شام کا اور نہ عراق کا اور نہ باردین کا

نے ز بغداد و نہ موصل نے طراز — در کشی در نے و نے راہِ دراز

نہ بغداد کا اور نہ موصل کا نہ طراز کا — "نہیں" میں لمبی مسافت کھینچتا چلا جاتا ہے

خود ۲ بگو از کجائی باز رہ — ہست تنقیحِ مناط ایں جائگہ

بتا دے تو کہاں کا ہے ، چھوٹ جا — اصلی مقصد اسی جگہ ہے

یا بپُرسم کہ چہ خوردی تا شتاب — تو بگوئی نے شراب و نے کباب

یا میں پوچھتا ہوں کہ تو نے کیا کھایا ہے خبردار تو جلدی سے — کہنے لگے ، نہ شراب اور نہ کباب

نے بقول و نے پنیر و نے بصل — نے ز شیر و نے ز شکر نے عسل

نہ سبزیاں اور نہ پنیر اور نہ پیاز — نہ دودھ اور نہ شکر نہ شہد

نے قدید و نے ثرید و نے عدس — آنچہ خوردی آں بگو تنہا و بس

نہ گوشت کے پارچے اور نہ ترید اور نہ مسور — جو تو نے کھایا ہے وہ بتا دے اور بس

ایں سخن خائی دراز از بہرِ چیست — گفت ۳ مطرب زانکہ مقصودم خفی ست

یہ لمبی بکواس کس لئے ہے ؟ — قوال نے کہا اس لئے کہ میرا مقصود پوشیدہ ہے

میرَمد اِثبات پیش از نفی تو — نفی کردم تا بری ز اثبات بو

نفی سے پہلے اثبات تیرے سامنے سے بھاگ جاتا ہے — میں نے نفی کی تاکہ تو اثبات کا پتہ لگا لے

در نوا آرم بہ نفی ایں ساز را — چوں بمیری مرگ وید راز را

میں اس باجے کو نفی میں بجاتا ہوں — جب تو مر جائے گا موت راز بتا دے گی

تفسیر قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مر جاؤ قبل اس کے کہ مرو کی تفسیر

---

۱ آں بگو۔ جو تو جانتا ہے وہ گا اور میں نہیں جانتا کی رٹ نہ لگا۔ من بپرسم۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ میں تجھ سے یہ پوچھوں کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تو کہنا شروع کردے کہ میں نہ بلخ کا ہوں نہ ہرات کا نہ روم وغیرہ کا اور نہ نہ کرتا چلا جائے۔

۲ خود بگو۔ تیرا کام ہے کہ تو سیدھے طریقہ پر یہ بتادے کہ میں فلاں جگہ کا رہنے والا ہوں۔ یا بپر۔ یا اگر میں یہ دریافت کروں کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تو کہنا شروع کردے کہ یہ بھی نہیں کھایا وہ بھی نہیں کھایا۔ بصل۔ پیاز۔ قدید۔ گوشت کے سوکھے پارچے۔ عدس۔ مسور۔

۳ گفت مُطرِب۔ قوال نے جواب دیا۔ جب مقصود تصور سے بالا تر ہو تو اس کے اثبات کا پہلو پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لامحالہ اس کے غیر کی نفی کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ جو دراز ہوتا ہے اور اسی طور پر وہ مقصود سمجھ میں آتا ہے۔ در نوا۔ میں نے اس باجے کو نفی پر بجانا شروع کیا تاکہ جب سب کی نفی ہو جائے تو مقصود سمجھ میں آجائے اسی لئے سکر کا مرتبہ صحو کے مرتبہ کے لئے سیڑھی سمجھا جاتا ہے، اسی مضمون کو حدیث اور حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے سمجھایا ہے۔ مُوتُوا۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

دبیتِ حکیم سنائی قُدِّس سِرُّہٗ
اور حکیم سنائی قدس سرہ کے شعر کی تفسیر

بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر می زندگی خواہی
اے دوست مرنے سے پہلے مرجا اگر تو زندگی چاہتا ہے

کہ ادریس از چنیں مُردن بہشتی گشت پیش از ما
کیونکہ ادریسؑ ہم سے پہلے ایسے مرنے سے بہشتی بن گئے ہیں

جان بسے کندی و اندر پردہٗ
تو نے بہت جان کھپائی اور تو پردے میں ہے
زانکہ مُردن اصل بُدنا و ردہٗ
کیونکہ مرنا اصل تھا، وہ تو نے حاصل نہ کیا

تا نمیری نیست جاں کندن تمام
جب تک تو مر نہ جائے جان کھپانا مکمل نہیں ہے
بے کمالِ نردباں نائی بہ بام
سیڑھی کے مکمل ہوئے بغیر تو کوٹھے پر نہیں جا سکتا

چوں زصد پایہ دو پایہ کم بُوَد
جب سو پایوں میں سے دو کم ہوں
بام راکو شندہ نا محرم بُوَد
کوٹھے کی کوشش کرنے والا نا محرم ہو گا

چوں ۲ رسن یک گز زصد گز کم بُود
جب رسی سو گز میں سے ایک گز کم ہو
آب اندر دلو از چہ کے رود
کنویں سے ڈول میں پانی کب پہنچے گا ؟

غرقِ ایں کشتی نیابی اے امیر
اے امیر! اس کشتی کا ڈوبنا تجھے حاصل نہ ہو گا
تا بہ ننہی اندر و مَنُّ الاخیر
جب تک کہ تو اس میں آخری من نہ رکھے گا

مَنِ آخر اصل داں کو طارقِ ست
آخری من کو اصل سمجھ کیونکہ وہ رات کا ستارہ ہے
کشتیِ وسواس و غی را غارقِ ست
وسوسہ اور گمراہی کی کشتی کو ڈبونے والا ہے

آفتابِ گنبدِ ازرق شود
نیلے گنبد کا سورج بن جاتا ہے
کشتیِ ہُش چونکہ مستغرق شود
جبکہ ہوش کی کشتی ڈوب جاتی ہے

چوں ۳ نمُردی گشت جاں کندن دراز
جب تو نہ مرا تو جان کھپانا دراز ہو گیا
مات شو در صبح اے شمعِ طراز
صبح کے وقت جان دیدے اے طراز کی شمع!

تا نکشتند اخترانِ ما نہاں
جب تک ہمارے ستارے نہ چھپیں گے
دانکہ پنہاں ست خورشید جہاں
سمجھ لے کہ جہان کا سورج پوشیدہ ہے

گرز بر خود زن منی را در شکن
اپنے گرز مار! خودی کو توڑ
زانکہ پنبہ گوش آمد چشم تن
اس لئے کہ جسم کی آنکھ کان کی روئی ہے

---

۱ اگر۔ اگر زندگی می خواہی ادریس حضرت ادریسؑ کو آسمان پر اٹھالیا گیا ہے جاں بسے۔ مجاہدات کے بعد جب تک فنا کا درجہ حاصل نہ ہو گا مشاہدہ نہ ہو سکے گا بے کمال۔ مشاہدہ کی سیڑھی فنا ہے اگر اس میں کمی ہے تو مشاہدہ تک نہ پہنچا جا سکے گا۔ چوں۔ اگر سیڑھی سو درجوں کی ہے اور دو درجے بھی باقی ہیں تو چھت پر پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ نا محرم یعنی اس کو معلوم نہ ہو گا کہ چھت پر کیا ہے۔

۲ چوں رسن۔ اگر کنویں میں سو گز کی رسی جاتی ہے اور اسی میں ایک گز کی بھی کمی ہو گی پانی ڈول میں نہ آئے گا۔ غرق کشتی اس وقت تک نہ ڈوبیگی جب تک اس میں وہ آخری وزن نہ رکھ دیا جائے جو ڈبونے کیلئے ضروری ہے یہ آخری وزن بمنزلہ اس ستارے کے ہے جو رات میں چمک کر رہنمائی کرتا ہے اور یہی اس گمراہی کی کشتی کو غرق کریگا۔ ہستی فنا کے بعد آسمان کا سورج بن جاتی ہے۔ گنبدِ ازرق۔ آسمان۔

۳ چوں نمردی۔ اگر تو نے فنا درجہ حاصل نہیں کیا تو مجاہدوں کا زمانہ طویل ہو جائیگا صبح کے وقت شمع کو جان دے دینی چاہیے۔ طراز۔ ایک شہر ہے جس کے حسین مشہور تھے شمع سے حسین مراد ہے۔ تا نکشتند۔ سورج جب نکلتا ہے جب ستارے غروب کر جائیں مشاہدہ جب ہی حاصل ہو گا۔ جب غیر اللہ سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جائے گرز۔ مجاہدے کے گرز سے اپنی خودی کو فنا کر دے جب تک تجھ میں جسمانی اوصاف ہیں مرا نہ بن سکیگا۔ قوال کی جانب سے ترک کا خطاب ہے۔

گرزُ ا بر خُود میزنی خود اے دَنی ۔۔۔ عکسِ تُست اندر فعالم ایں مَنی

اے کمینہ ! تو خود اپنے گرز مار رہا ہے ۔۔۔ میرے کام میں یہ خودی تیرا عکس ہے

عکسِ خود دَر صورتِ من دیدۂ ۔۔۔ دَر قتالِ خویش بَر جوشیدۂ

تو نے میری صورت میں اپنا عکس دیکھا ہے ۔۔۔ تو اپنے آپ سے لڑنے کیلئے جوش میں آرہا ہے

ہمچو۲ آں شیرے کہ در چہ شُد فرو ۔۔۔ عکسِ خود را خصمِ خود پنداشت اُو

اس شیر کی طرح جو کنویں میں اترا ۔۔۔ اس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا

نفیِ ضدِ ہست باشد بیشکے ۔۔۔ تاز ضد ضدرا بدانی اندکے

بیشک نفی ہست کی ضد ہے ۔۔۔ تا کہ تو تھوڑا سا ضد کے ذریعہ ضد کو جان لے

ایں زماں جُز نفیِ ضدا علام نیست ۔۔۔ اندریں نشاۃ دمے بیدام نیست

اس وقت ضد کی نفی کے سوا بتانا ممکن نہیں ہے ۔۔۔ اس زندگی میں کوئی سانس بغیر جال کے نہیں ہے

بے حجابت باید آں اے ذُولباب ۔۔۔ مَرگ را بگزیں و بر دَر آں حجاب

اے عقلمند! وہ تجھے بے پردہ چاہئے ۔۔۔ تو موت کو اختیار کر اس پردے کو چاک کر دے

نے۳ چناں مَرگے کہ دَر گورے رَوی ۔۔۔ مَرگ تبدیلی کہ در نورے شوی

ایسی موت نہیں کہ تو قبر میں چلا جائے ۔۔۔ تبدیلی کی موت تاکہ تو نور میں پہنچ جائے

مَرد بالغ گشت آں طِفلی بمُرد ۔۔۔ رومی شُد صبغتِ زنگی سُتُرد

مرد بالغ ہوا تو بچپن مر گیا ۔۔۔ رومی پن پیدا ہوا حبشی رنگ صاف ہو گیا

خاک زر شُد ہیأتِ خاکی نماند ۔۔۔ غم فرح شُد خارِ غمناکی نماند

مٹی سونا بنی مٹی کی ہیت نہ رہی ۔۔۔ غم خوشی بن گیا غم کا کانٹا نہ رہا

مُصطفیٰ زیں گفت کے اَسرار جو ۔۔۔ مُردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو

اسی وجہ سے مصطفیٰؐ نے فرمایا ہے کہ اے اسرار کے جویان ۔۔۔ تو مردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے ؟

می رَود چوں زندگاں۵ بر خاکداں ۔۔۔ مُردہ و جانش شُدہ بر آسماں

جو زمین پر زندوں کی طرح چل رہا ہے ۔۔۔ وہ مردہ ہے اس کی جان آسمان پر پہنچ گئی ہے

جانش را ایندم ببالا مسکنے ست ۔۔۔ گر بمیرد رُوحِ اُورا نقل نیست

اس وقت اس کی جان کی منزل اوپر ہے ۔۔۔ اگر وہ مرے تو اس کی روح کو منتقل ہونا نہیں ہے

۵ـ می رود۔ اگر کوئی ایسے مردے کو دیکھنا چاہے جو زندوں کی طرح زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ مردہ ہو اور اس کی روح کو عالم بالا منتقل ہونے کی ضرورت نہ ہی ہو۔

۱ـ گرز۔ جس عیب کی بناء پر تو میرے گرز مار رہا ہے وہ خود تیرے اندر ہے تو گویا تو گرز میرے نہیں بلکہ اپنے مار رہا ہے اور میری یہ خودی کہ میں نے یہ سمجھا کہ تو میرے گرز مار رہا ہے تیری خودی کا عکس ہے۔ عکسِ خُود۔ تو نے میرے اندر اپنی صورت دیکھی ہے اور مجھے قتل کرنا دراصل تیرا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔

۲ـ ہمچو۔ تیری اور میری مثال اس شیر کی سی ہے جس نے خود اپنا عکس پانی میں دیکھا اور اس پر حملہ کر دیا۔ جیسا کہ پہلے ایک قصہ میں گذر چکا ہے۔ نفی۔ کسی چیز کی ضد کی نفی سے اس چیز کا اثبات ہوتا ہے اور سلبی صفات سے ذات کا کچھ تعارف ہو جاتا ہے۔ ایں زماں۔ دنیا کے دور میں ذات حق کی معرفت غیر اللہ کی نفی سے ہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ انسان علائق دنیوی کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بے حجابت۔ اگر انسان بے حجاب مشاہدہ چاہتا ہے تو فنا اختیار کرے اور پردے چاک کر دے۔

۳ـ نے چناں۔ اس موت سے وہ موت مراد نہیں ہے جس کے بعد انسان قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے بلکہ اوصاف جسمانی کی تبدیلی مراد ہے۔ مرد۔ جب انسان بالغ ہو جاتا ہے تو اس کا بچپن فنا ہو جاتا ہے اگر کسی سیاہ چیز کو سرخ کر دو تو اس کی سیاہی مر جاتی ہے۔ رومی۔ یعنی سرخ رنگت۔ زنگی یعنی سیاہی۔ خاک۔ مٹی جب سونا بنجاتی ہے اس کا مٹی پن مردہ ہو جاتا ہے غم جب خوشی میں بدل جاتا ہے غم مر جاتا ہے مصطفیٰ۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی مردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے شرط کی جزا ساتواں شعر مر ابو بکرؓ

زانکہ ا۱پیش از مرگ اُو کردست نقل ——— ایں بمُردن فہم آید نے بعَقل

کیونکہ وہ مرنے سے قبل منتقل ہو گئی ہے ——— یہ مرنے سے سمجھ میں آئے گا نہ کہ عقل سے

نَقل باشد نے چونَقلِ جانِ عام ——— ہمچو نقلے از مقام تا مقام

منتقل ہونا ہوتا ہے عوام کے منتقل ہونے کی طرح نہیں ——— ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل ہونے کی طرح

ہر کہ خواہد کو بہ بیند بر زمیں ——— مُردۂ رامی رود ظاہر چنیں

جو چاہے کہ زمین پر دیکھے ——— مردے کو جو بظاہر چل رہا ہے

مر ابو بکرؓ تقی را گو بہ بیں ——— شُدز صدیقی امیر المحشریں

کہہ دو کہ وہ متقی ابو بکر کو دیکھ لے ——— جو صدیقیت کی وجہ سے محشر والوں کے سردار بن گئے ہیں

اندریں نشاۃ بنگر صدیق را ——— تا بحشر۲ افزوں کنی تصدیق را

تو اس زندگی میں صدیق کو دیکھ لے ——— تاکہ حشر کی تصدیق میں اضافہ کر لے

پس محمدؐ صد قیامت بُود نقد ——— زانکہ حل شُد در فنایش حلّ وعقد

تو محمد فی الحال سو قیامت تھے ——— کیونکہ آپ کے دربار میں معاملہ حل ہو گیا

زادۂ ثانی ست احمدؐ در جہاں ——— صد قیامت بُود اُو اندر عیاں

دنیا میں احمدؐ کی دوسری ولادت ہے ——— آپ کھلم کھلا سو قیامتیں تھے

زو۳ قیامت راہمی پرسیدہ اند ——— کاے قیامت تا قیامت راہ چند

ان سے لوگ قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ——— کہ اے قیامت! قیامت تک کس قدر راستہ ہے؟

با زبانِ حال می گفتے بسے ——— کہ ز محشر حشر را پُرسد کسے

آپ اکثر زبان حال سے فرما دیتے ——— کہ محشر سے محشر کو کسی نے پوچھا ہے؟

بہرِ ایں گفت آں رسولِ خوش پیام ——— رمزِ مُوتُوا قبلَ مُوتُوا یا کرام

اسی لئے خوش خبر رسولؐ نے فرمایا ہے ——— اشارہ، اے کرام! مرنے سے پہلے مر جاؤ

ہمچنانکہ مُردہ ام من قبلِ موت ——— زانطرف آوردہ ام ایں صیت وصوت

جیسا کہ میں مرنے سے پہلے مردہ ہوں ——— اسی سے شہرت اور آواز لایا ہوں

---

۱ زانکہ۔ ظاہری موت کے بعد روح کے منتقل ہونے کو عقلاً نہیں سمجھا جاسکتا ہے اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ نقل۔ یہ روح کا عالم بالا کی طرف منتقل ہو جانا اسی طرح کا ہے جیسے زندہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مر ابو بکرؓ یہ شعر اس شرط کی جزا ہے یعنی جو چلتے پھرتے مردے کو دیکھنا چاہے وہ حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ لے یہ قول حدیث کے نام سے مشہور ہے لیکن اس کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہے وہ یہ ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ "جو شخص ایسے مردے کو دیکھنا چاہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے"

۲ تا بحشر۔ حشر، مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے ابو بکرؓ کو دیکھ کر اس کو اس کا بھی یقین آ جائے گا۔ ان کو فنا کے بعد بقا حاصل ہو گئی ہے۔ پس محمدؐ قیامت میں فنا کے بعد بقا حاصل ہو گی اسی طرح آنحضورؐ کی صحبت اور دربار میں فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے زادۂ۔ آنحضورؐ کو خود فنا کے بعد بقا حاصل تھی اس لئے آنحضورؐ گویا قیامت کا نمونہ تھے۔

۳ زو۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کب آئیگی۔ بازبانِ حال۔ آپ ان کو زبان حال سے جواب دیتے تھے کہ قیامت کو قیامت سے کون دریافت کرتا ہے۔ بہر ایں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یہ حدیث ثابت نہیں ہے ملا علی قاریؒ نے فرمایا ہے کہ یہ صوفیاء کا قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے فنا کا درجہ حاصل کر لو۔ ہمچنانکہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں موتِ طبعی سے پہلے مر چکا ہوں اسی لئے اس عالم سے یہ باتیں لا کر سناتا ہوں۔ صیت۔ شہرہ، ہزدوازہ۔ صوت۔ آواز۔

پس ۱ قیامت شو قیامت را ببیں — دیدنِ ہر چیز را شرط ست ایں
تو قیامت بن جا، قیامت دیکھ لے — ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے

تا نگردی اُو ندانیش تمام — خواہ آں انوار باشد یا ظلام
جب تک تو وہ نہ بنے گا اس کو پورا نہ سمجھے گا — خواہ وہ نور ہوں یا تاریکی

تانگردی اُوندانی ایں تمام — خواہ اُو آزاد باشد یا غلام
اگر تو وہ نہ بنے گا اس کو نہ سمجھے گا — خواہ وہ آزاد ہو، یا غلام ہو

عقل گردی عقل را دانی کمال — عشق گردی عشق را بینی جمال
عقل بن جا، عقل کو مکمل جان لے گا — عشق بن جا، عشق کا حسن دیکھ لے گا

گفتمے ۲ برہانِ ایں دعویٰ مُبیں — گر بُدے اِدراک اندر خوردِ ایں
میں اس دعویٰ کی واضح دلیل پیش کر دیتا — اگر سمجھ اس کے لائق ہوتی

ہست انجیر ایں طرف بسیار خوار — گر رسد مُرغِ قنق انجیر خوار
ادھر انجیر بہت سستا ہے — اگر انجیر کھانے والا پرند مہمان آئے

در ہمہ عالم اگر مرد و زنند — دمبدم در نزع و اندر مُردن اند
تمام دنیا میں اگر مرد اور عورتیں ہیں — ہر وقت نزع اور مرنے میں ہیں

ایں سخن شاں را وصیتہا شمر — کہ پدر گوید دراں دم با پسر
ان کی ان باتوں کو وصیت شمار کر — جو بات اس وقت باپ بیٹے سے کہتا ہے

تا بروید غیرت و رحمت بدیں — تا بُبرّد بیخ بغض و رشک و کیں
تاکہ اس سے غیرت اور رحمت پیدا ہو — تاکہ بغض اور رشک اور کینہ کی جڑ کٹ جائے

توبداں ۳ نیت نگر در اقربا — تاز نزعِ اُو بسوزد دل تُرا
تو رشتہ داروں کو اسی نیت سے دیکھ — تاکہ اس کے نزع سے تیری دلسوزی ہو

کُلُّ آتٍ آت آں رانقد داں — دوست را در نزع واندر فقد داں
جو آنے والا ہے آ گیا اس کو اس وقت سمجھ لے — دوست کو نزع اور گم ہونے میں سمجھ لے

ور غرضہا زیں نظر گردد حجیب — ایں غرضہا را بروں افگن ز جیب
اگر اغراض اس نظر کا پردہ بنیں — ان غرضوں کو جیب سے نکال پھینک

۱ پس قیامت۔ آنحضورؐ نے سوال کرنے والے سے فرمایا تو خود قیامت بن جا تب تجھے قیامت کا مشاہدہ ہو جائے گا ہر چیز کے مشاہدے کی یہی شرط ہے کہ اس چیز میں اس قدر انہماک ہو جائے کہ وہ مشاہد خود وہ چیز بن جائے۔ تا نگردی جب تک انسان روشنی کے آثار اپنے اوپر طاری نہ کرے گا روشنی کو نہ دیکھ سکیگا اسی طرح عقل اور عشق کے آثار طاری کر لینے سے عقل اور عشق کو جان سکیگا۔

۲ گفتمے۔ یہاشکال: ہو سکتا ہے کہ اس قاعدے کے مطابق تو جب تک انسان خدا نہ بن جائے ذات حق کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن نہیں مولانا اس کا شاید اس طرح سمجھاتے کہ بیشک مشاہدے کیلئے خدا کے ساتھ اتحاد فی الصفات ضروری ہے اور جب تک انسان تَخَلَّقُوا بِاَخلاقِ اللّٰہ کا مصداق نہ بن جائے مشاہدہ نہیں ہو سکتا لیکن اس اتحاد کا سمجھنا عام عقلوں سے بالاتر ہے۔ ہست۔ ہمارے پاس اس قسم کے دلائل بہت ہیں لیکن ان کے سمجھنے والے کم ہیں۔ در ہمہ۔ یہ تصور قائم کرو کہ دنیا کے تمام انسان موت کے نزع میں مبتلا ہیں اور انکی باتیں گویا مرنے کے وقت کی باتیں ہیں۔ یہ صوفیا کی اصطلاح میں مراقبہ موت کہلاتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں ایک غیرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض و کینہ کا مادہ ختم ہو جاتا ہے

۳ تو بداں نیت۔ رشتہ داروں کے بارے میں نزع کی کیفیت کا تصور کرو گے تو تمہارے دل میں سوز و گداز پیدا ہو گا کل آت۔ جو موت آنیوالی ہے سمجھو کہ وہ آ گئی۔ ور غرضہا۔ اگر نفسانی اغراض میں اس مراقبہ سے مانع ہوں تو ان کو دل سے نکال دو۔ جیب یعنی دل۔

ور نیاری ۱ خشک بر عجزے مایست — زانکہ با عجز گزیدہ معجزیست

اگر تو نہ کر سکے محض عجز پر قائم نہ رہ — کیونکہ ہر عاجز کے ساتھ ایک برگزیدہ عاجز کرنے والا ہے

عجز زنجیریست زنجیرت نہاد — چشم در زنجیر نہ باید گشاد

عجز ایک زنجیر ہے اس نے تجھے زنجیر میں باندھ دیا — زنجیر دھرنے والے میں آنکھ کھولنی چاہیے

پس تضرع کن کہ اے ہادیِ زیست — باز بودم پشہ گشتم ایں ز چیست

پھر عاجزی کر کہ اے زندگی کے ہادی ! — میں باز تھا مچھر بن گیا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟

سخت تر افشردہ ام در شر قدم — کہ نفی خسرم ز قہرت دمبدم

میں نے شر میں سختی سے قدم جمایا ہے — کیونکہ تیرے قہر کی وجہ سے میں مسلسل ٹوٹے میں ہوں

از نصیحتہایِ ۲ تو کر بودہ ام — بت شکن دعوی و بتگر بودہ ام

میں تیری نصیحتوں سے بہرا ہو گیا ہوں — دعویٰ بت شکنی کا ہے اور میں بتگر ہو گیا ہوں

یادِ صنعت فرض تر یا یادِ مرگ — مرگ مانندِ خزاں تو اصل و برگ

دستکاری کی یاد زیادہ ضروری ہے یا موت کی — موت خزاں کی طرح ہے تو پتے اور جڑ ہے

سالہا ایں مرگ طبلک می زند — گوشِ تو بیگاہ جنبش می کند

یہ موت سالوں سے ڈھپڑی بجا رہی ہے — تیرا کان بے وقت حرکت کرے گا

گوید اندر نزع از جاں آہ مرگ — ایں زماں کردت زخود آگاہ مرگ

جان نکلنے کے وقت ہائے موت کہے گا — موت نے اب تجھے اپنے آپ سے باخبر کیا

ایں ۳ گلویِ مرگ از نعرہ گرفت — طبل او بشگافت از ضربہاے شگفت

نعرے سے موت کا یہ گلا بیٹھ گیا — ہائے تعجب، پیٹنے سے اس کا ڈھول پھٹ گیا

در دقائق خویش را در باختی — رمزِ مردن ایں زماں دریافتی

تو نے اپنے آپ کو باریکیوں میں مبتلا رکھا — مرنے کی حقیقت اب پہچانا

تشبیہ مغفلے کہ عمر ضائع کند و وقتِ مرگ دراں تنگا تنگ توبہ استغفار کردن گیرد و بہ تعزیت داشتن شیعہ اہلِ حلب مانند ہر سالے در ایامِ عاشورا بدروازۂ انطاکیہ و

اس غافل کی تشبیہ جو عمر ضائع کر دیتا ہے اور موت کے وقت اس تنگی میں توبہ اور استغفار شروع کرتا ہے اور حلب کے شیعوں کے مشابہ ہے جو ہر سال عاشورہ کے ایام میں انطاکیہ کے دروازے میں عزا داری کرتے ہیں اور

---

۱ ور نیاری۔ اگر تم ان اغراض کو دل سے نہ نکال سکو تو اپنے اس عجز پر قائم نہ رہو۔ عجز۔ یہ تمہارا عاجز ہونا ایک زنجیر ہے جو زنجیر باندھنے والے نے باندھی ہے اس کی طرف رجوع کرو۔ پس اس زنجیر باندھنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے کہو کہ اے حقیقی زندگی کی طرف ہدایت کرنے والے میں فطرت کے اعتبار سے باز تھا اب عاجز مچھر کیوں بن گیا ہوں اب میں نے برائی میں قدم جما رکھا ہے اور تیرے قہر کی وجہ سے میں ٹوٹے میں مبتلا ہوں۔

۲ از نصیحتہای۔ میں نصیحتوں سے بہرا بن گیا تھا بت شکنی کا مدعی تھا لیکن دراصل میں بتگر تھا۔ یاد صنعت۔ اے موت سے غافل تو یہ بتا کہ تیرے لئے اپنی دستکاری کی یاد ضروری ہے یا موت کی یاد، موت بمنزلہ خزاں کے ہے اور تو پتہ ہے جو خزاں میں لامحالہ اجڑ جاتا ہے سالہا موت اپنا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے لیکن تو نہیں سنتا ہے جب سننے والا وقت نہ رہیگا تب تو سنے گا۔ نزع کے وقت تو ہائے موت کہیگا اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۳ ایں گلو۔ اعلان کرتے کرتے موت کا گلا بیٹھ گیا اور اس کا نقارہ پھٹ گیا لیکن تو دنیاداری کی باریکیوں میں رہا نزع کے وقت اس کے اشارے کو سمجھا۔ تشبیہ۔ انسان کی موت کے وقت کی آہ وزاری ایسی ہی ہے جیسا کہ شیعہ صاحبان کا شہدا کربلا پر عاشورہ کو نوحہ کرنا۔

رسیدنِ غریب شاعر از سفر و پُرسیدن کہ ایں غریو ۱ نعرہ چہ تعزیت ست تا فراخورِ آں مرثیہ گوید

ایک مسافر شاعر کا سفر سے پہنچنا اور دریافت کرنا کہ یہ شور اور نعرہ کس کی تعزیت میں ہے تاکہ اس کے مناسب مرثیہ پڑھے

روزِ عاشورا ہمہ اہلِ حلب
عاشور کے دن سب حلب کے باشندے
بابِ انطاکیہ اندر تا بشب
انطاکیہ کے دروازے میں رات تک

گرد آید مرد و زن جمعے عظیم
مردوں اور عورتوں کا بڑا مجمع جمع ہوتا ہے
ماتمِ آں خانداں دارد مقیم
اس خاندان کا ماتم قائم رکھتا ہے

نالہ و نوحہ کنند اندر بُکا
رونے میں نالہ اور نوحہ کرتے ہیں
شیعہ عاشورا برائے کربلا
شیعہ، عاشورے میں کربلا کے لئے

بشمرند آں ظلمہا و امتحاں
وہ ظلم اور آزمائش شمار کرتے ہیں
کز یزید و شمر دید آں خانداں
جو اس خاندان نے یزید اور شمر سے دیکھی ہیں

از غریو نعرہا در سر گذشت
گذرے ہوئے معاملہ میں نعروں کے شور سے
پُر ہمی گردد ہمہ صحرا و دشت
صحرا اور دشت پر ہو جاتا ہے

یک غریبے شاعرے از رہ رسید
راستہ سے ایک مسافر شاعر آ پہنچا
روزِ عاشورا و آں افغاں ۲ شنید
عاشورا کے دن اور اس نے وہ شور سنا

شہر را بگذاشت واں سورای کرد
شہر کو چھوڑا اور اس جانب کی رائے کر لی
قصدِ جست و جوئے آں ہیہائے کرد
اس ہائے ہائے کی جستجو کا ارادہ کیا

پُرس پُرساں می شد اندر افتقاد
وہ جستجو میں پوچھتا پوچھتا چلا
چیست ایں غم بر کہ ایں ماتم فتاد
یہ غم کیا ہے اور یہ ماتم کس کا ہے؟

ایں ۳ رئیسے زفت باشد کو بمرد
یہ کوئی بڑا رئیس ہو گا جو مر گیا ہے
ایں چنیں مجمع نباشد کار خرد
اس طرح کا مجمع چھوٹی بات نہ ہو گی

نامِ او القابِ او شرحم دہید
اس کا نام اور اس کے القاب مجھے بتاؤ
کہ غریبم من شما اہلِ دہید
کیونکہ میں پردیسی ہوں تم گاؤں والے ہو

چیست نام و پیشہ و اوصافِ او
اس کا نام اور پیشہ اور اوصاف کیا ہیں؟
تا بگویم مرثیہ ز الطافِ او
تاکہ میں اس کی مہربانیوں کا مرثیہ دوں

---

۱ غریو۔ شور۔ فراخور۔ مناسب حال۔ عاشورا محرم کی دسویں تاریخ۔ آں خانداں یعنی اہلِ بیت اطہار۔ کربلا۔ اس علاقہ میں امام حسینؓ اور ان کے ساتھی شہید کئے گئے ہیں۔ یزید۔ اس کے دورِ حکومت میں یہ واقعہ پیش آیا۔ شمر۔ یہ حضرت حسینؓ کا قاتل ہے۔

۲ افغاں۔ شور فریاد۔ آں سو یعنی حلب کا انطاکیہ کی جانب کا دروازہ۔ افتقاد۔ گم شدہ کی تلاش

۳ ایں۔ اس شاعر نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ یہ ماتم یقیناً کسی بڑے انسان کا ہو گا مجھے نام اور اس کے اوصاف بتا دو میں ان کا مرثیہ کہوں گا تاکہ کچھ سامان اور لنگر مجھے بھی مل جائے۔

مرثیہ سازم کہ مَردِ شاعرم | تا ازیں جا برگ ولانگے بَرم
میں مرثیہ تیار کروں گا کیونکہ میں شاعر انسان ہوں | تاکہ یہاں سے سامان اور لنگر حاصل کروں

آں[۱] ایکے گفتش کہ ہے دیوانۂ | تو نۂ شیعہ عدوِّ خانۂ
ایک شخص نے اس سے کہا ہائیں! تو دیوانہ ہے | تو شیعہ نہیں ہے اہل بیت کا دشمن ہے

روزِ عاشورا نمی دانی کہ ہست | ماتمِ جانے کہ از قرنے بہ است
تجھے معلوم نہیں کہ عاشورے کا دن ہے | اس جان کا سوگ ہے جو ایک قرن سے بہتر ہے

پیشِ مومن کے بُوداں غصہ خوار | قدرِ عشق گوشِ عشقِ گوشوار
مومن کے لئے یہ رنج بے وقعت کب ہو گا؟ | کان کے عشق کے بقدر گوشوارہ کا عشق ہوتا ہے

پیشِ مومن ماتمِ آں پاک روح | شہرہ تر باشد ز صد طوفانِ نوحؑ
مومن کے لئے اس پاک روح کا ماتم | نوحؑ کے سینکڑوں طوفانوں سے زیادہ مشہور ہو گا

نکتہ گفتنِ آں شاعر جہتِ طعنِ شیعۂ حلب
شاعر کا حلب کے شیعوں کے طعنہ کے لئے ایک نکتہ کہنا

گفت[۲] آرے لیک کو دورِ یزید | کے بُدست ایں غم چہ دیر اینجا رسید
اس نے کہا ہاں، لیکن یزید کا زمانہ کہاں؟ | یہ رنج کب پہنچا تھا؟ یہاں کس قدر دیر میں پہنچا

چشمِ کوراں آں خسارت را بدید | گوشِ کراں آں حکایت را شُنید
اندھوں کی آنکھ نے اس نقصان کو دیکھا | بہروں کے کان نے وہ قصہ سنا

خُفتہ بُود ستید تا اکنوں شما | کہ اکنوں جامہ درید ید از عزا
کیا تم اب تک سو رہے تھے؟ | کہ تم نے اب تعزیت میں کپڑے پھاڑے

پس عزا بر خود کنید اے خفتگاں | زانکہ بَد مرگیست ایں خوابِ گراں
اے غافلو! اپنا ماتم کرو | کیونکہ یہ گہری نیند بری موت ہے

رُوحِ[۳] سلطانے ز زندانے بجَست | جامہ چہ درّیم و چہ خائیم دست
ایک شاہ کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئی | ہم کپڑے کیا پھاڑیں ہاتھ کیا چبائیں؟

چونکہ ایشاں خسرو ِ دیں بُودہ اند | وقتِ شادی شد چو بشکستند بند
چونکہ وہ دین کے شاہ ہوئے ہیں | جب انہوں نے بیڑی توڑ دی خوشی کا وقت ہے

سُوئے شادُروانِ دولت تاختند | کُندہ و زنجیر را انداختند
وہ سلطنت کے خیمہ کی طرف دوڑ گئے | انہوں کے کاٹھ اور بیڑی کو پھینک دیا

---

۱ آں یکے۔ایک صاحب نے اس شاعر کو جواب دیا کہ تو کوئی دیوانہ معلوم ہوتا ہے تو شیعہ نہیں ہے اہل بیت کا دشمن ہے تجھے معلوم نہیں کہ دسویں محرم ہے اور اس جان کا ماتم ہو رہا ہے جو ایک بیڑی سے افضل تھی ایک مسلمان کے لئے یہ قصہ معمولی نہیں ہے جتنی آنحضورؐ سے محبت ہوگی اسی قدر ان کے اہل بیت سے محبت ہوگی۔ پیشِ مومن۔ایک مسلمان کے لئے اس نیک روح کا ماتم حضرت نوحؑ کے سو طوفانوں سے زیادہ مشہور ہے۔

۲ گفت۔شاعر نے کہا جو تو کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن یزید کا دور گذرے ہوئے تو ایک عرصہ دراز گذر گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا یہاں اتنے عرصہ بعد خبر پہنچی یہ واقعہ تو ایسا دور تک تھا کہ اندھوں اور بہروں تک نے دیکھ لیا اور سن لیا کیا تم اس وقت سو رہے تھے جو اب ماتم میں کپڑے پھاڑ رہے ہو اگر تم اس قدر غافل ہو تو اپنے اوپر ماتم کرو۔

۳ روحِ سلطانے۔حضرت حسینؓ ایک شاہ تھے ان کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئے تو اس پر ماتم کا کیا موقع ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ "شادرواں۔خیمہ کندہ تو زنجیر۔کاٹھ اور زنجیر جو قیدی کے ہاتھ پاؤں میں ڈالے جائیں۔

روزِ مُلک ست و گہِ شاہنشہی
سلطنت کا دن ہے اور شہنشاہی کا وقت ہے
گر تو یک ذرّہ از ایشاں آگہی
اگر تو ایک ذرہ بھی ان سے واقف ہے

ورنہ آگہ برو بر خود گری
اور اگر تو واقف نہیں ہے جا اپنے اوپر رو
زانکہ در انکارِ نقل و محشری
کیونکہ تو انتقال اور محشر کا منکر ہے

بر دل و دینِ خرابت نوحہ کُن
اپنے برباد دل اور دین پر نوحہ کر
کہ نمی بیند جز ایں خاکِ کہُن
کیونکہ وہ اس پرانی مٹی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

ور ہمی بیند چرا نبُود دلیر
اور اگر دیکھتا ہے کیوں دلیر نہ ہو گا ؟
پُشت دار و جاں سپار و چشم سیر
بھروسہ کرنے والا اور جان دینے والا اور سیر چشم

در رُخت کو از مئی دیں فرخی
تیرے چہرے پر دین کی شراب کی رونق کہاں ہے؟
گر بدیدی بحر کُو کفِ سخی
اگر تو نے سمندر دیکھا ہے تو سخی ہاتھ کہاں ہے؟

آنکہ [2] جُو دید آب را نکُند دریغ
جس نے نہر دیکھ لی وہ پانی کی ممانعت نہیں کرتا
خاصہ آں کُو دید آں دریا و میغ
خصوصاً جس نے وہ سمندر اور ابر دیکھ لیا ہو

تمثیلِ مردِ حریص نا بینندۂ رزّاقیِ حق را و خزائنِ رحمت

اس لالچی کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی اور رحمت کے خزانوں کو دیکھنے والا

اُورا بمورے کہ در خرمن گاہِ بزرگ بادانۂ گندم می کوشد

نہیں ہے اس چیونٹی کے ساتھ جو بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ کی کوشاں ہے

و می جوشد و می لرزد و بتعجیل می کشد وسعتِ آں

اور جوش میں ہے اور لرز رہی ہے اور جلدی جلدی کھینچ رہی ہے اس ڈھیر

خرمن را نمی بیند

کی وسعت کو نہیں دیکھتی ہے

مور [3] بر دانہ ازاں لرزاں شوَد
چیونٹی دانہ پر اس لئے لرزتی ہے
کوُر خرمہاےِ خوش عمیاں بُوَد
کیونکہ وہ اچھے ڈھیروں سے اندھی ہوتی ہے

می کشد آں دانہ را با حرص و بیم
حرص اور ڈر سے ، دانہ کو کھینچتی ہے
کوُ نمی بیند چناں چاشِ عظیم
کیونکہ وہ ایسے ڈھیر کو نہیں دیکھتی ہے

صاحبِ خرمن ہمی گوید کہ ہے
ڈھیر والا کہتا ہے کہ افسوس ہے
اے زکوری پیشِ تو معدوم شے
وہ اندھے پن کی وجہ سے تیرے لئے معدوم کوئی چیز ہے؟

---

[1] روزِ مُلک۔ بیان کے شہنشاہی کا وقت ہے اگر تو اس سے واقف نہیں ہے تو اپنے اوپر ماتم کر۔ بردل۔ تجھے اپنے دل اور دین پر ماتم کرنا چاہیے کیونکہ تجھے اس دنیا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ ورہمی۔ اگر وہ دوسرے عالم کو دیکھتا ہے تو اس کے حصول کے لئے بہادر اور جانباز اور دنیا سے چشم سیر کیوں نہ ہوگا۔ دررُخت۔ جو عالم آخرت کو دیکھتا ہے اس کے چہرے پر ایک خاص نور ہوتا ہے۔ بحر۔ جو سمندر کے خزائن کو دیکھ لیتا ہے پھر وہ سخاوت میں دریغ نہیں کرتا ہے۔

[2] آنکہ۔ جس نے نہر دیکھ لی ہو وہ کبھی پانی پر بخل نہ کریگا۔ تمثیل۔ جس نے حضرت حق کے خزانے نہیں دیکھے ہیں اس کی مثال اس چیونٹی کی سی ہے جو غلہ کے بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہی کو سب کچھ سمجھ رہی ہے۔

[3] مور۔ چیونٹی جو ایک دانہ کی حفاظت میں لگی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے ڈھیروں سے اندھی ہے چاش۔ خرمن۔ اے۔ تو اندھے پن سے ناچیز کو چیز سمجھ رہی ہے۔

تو ۱ز خرمنہای ما آں دیدۂ — کہ دراں دانہ بجاں پیچیدۂ
تو نے ہمارے ڈھیروں میں سے وہی دیکھا ہے — کہ اس دانے میں (دل و) جان سے چپٹی ہوئی ہے

اے بصورت ذرّہ کیواں را ببیں — مورِ لنگی رَو سلیماں را ببیں
اے وہ جو بظاہر ذرہ ہے! زحل کو دیکھ — تو لنگڑی چیونٹی ہے جا سلیمان کو دیکھ

تونۂ ایں جسم بل آں دیدۂ — وارہی از جسم گر جاں دیدۂ
تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ وہ آنکھ ہے — اگر تو جان کو دیکھ لے جسم سے نجات پا جائے

آدمی دیدست و باقی لحم و پوست — ہرچہ چشمش دیدہ است آں چیز اوست
آدمی دید ہے، اور باقی گوشت و پوست ہے — جو اس کی آنکھ نے دیکھا ہے، چیز وہی ہے

کوہ را غرقہ کند یک خم زنم — چشم خم چوں باز باشد سوی یم
ایک مٹکا پہاڑ کو ڈبو دیتا ہے — جبکہ مٹکے کی آنکھ سمندر کی جانب کھلی ہوئی ہو

چوں بدریا راہ شد از جانِ خمُ — خم با جیحوں بر آرد اشتلم
جب مٹکے کی جان سے دریا کی جانب راستہ ہوجاتا ہے — مٹکا جیحوں سے زور آزمائی کرتا ہے

زاں ۲ سبب قُل گفتۂ دریا بُود — گرچہ نُطقِ احمدؐ گویا بُود
اسی وجہ سے "کہدے" دریا کا کہا ہوا ہو گا — اگرچہ بولنے والے احمدؐ کا بول ہو گا

گفتۂ ۳ او جملہ دُرِّ بحر بوُد — کہ دلش را بُود در دریا نفوذ
ان کا کہا ہوا سب سمندر کا موتی تھا — کیونکہ ان کے دل کا دریا میں نفوذ تھا

دادِ دریا چوں زخمِ ما بُود — چہ عجب دَر ماہیے دریا بُود
جب ہمارے مٹکے سے دریا کی عطا ہو — کیا تعجب ہے! اگر کوئی مچھلی دریا بن جائے

چشم حِس افسردہ بر نقشِ ممرّ — تُش ممر می بینی و او مستقرّ
حس کی آنکھ راستہ کے نقش پر ٹھٹھری ہوئی ہے — تو اس کو گذرگاہ دیکھ رہا ہے اور وہ قرار گاہ ہے

ایں دوئی اوصاف دیدِ احول ست — ورنہ اوّل آخر آخر اوّل ست
یہ دوئی، بھینگا دیکھنے کے اوصاف میں سے ہے — ورنہ اول آخر آخر اول ہے

ظاہر بیں نظر محض پانی کی گذرگاہ کو دیکھ رہی ہے حالانکہ وہ خود سمندر ہے۔ ممرّ۔ یعنی مٹکی۔ تش۔ تو اس۔ مستقر۔ یعنی دریا۔ ایں دوئی۔ مٹکی اور بحر کو دو سمجھنا بھینگا پن ہے ورنہ دونوں میں اتحاد ہے۔

۱ تو۔ اس چیونٹی نے اس ڈھیر میں سے صرف یہی دانہ دیکھا۔ اے بصورت۔ انسان جسم کے اعتبار سے ایک حقیر ذرہ ہے۔ لیکن روح کے اعتبار سے سب سے اونچا زحل ستارہ ہے۔ مورِ لنگی۔ انسان جسم کے اعتبار سے لنگڑا چیونٹی ہے روح کے اعتبار سے سلیمان ہے۔ تو نہ۔ انسان جسم کا نام ہے بلکہ انسان دیدہ حق بیں ہے۔ آدمی۔ انسان کی حقیقت دیدِ حق کا آلہ یعنی روح ہے اور بقیہ محض گوشت پوست ہے جو کچھ اس کی حق بیں آنکھ دیکھتی ہے۔ چیز وہی ہے ورنہ سب ناچیز ہے۔ کوہ۔ وہ مٹکی جس کا تعلق سمندر سے ہو وہ اپنے پانی میں پہاڑ کو غرق کردیتی ہے۔ اشتلم۔ زور۔ غلبہ۔

۲ زاں سبب۔ چونکہ آنحضورؐ کے صفات، حضرت حق کے صفات میں فنا ہو چکے تھے لہٰذا آنحضور کا مقولہ حضرت حق تعالیٰ کا مقولہ ہے قرآن میں مختلف جگہ پر لفظ "قل" آیا ہے وہ بظاہر آنحضورؐ کا مقولہ ہے لیکن حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے۔ شعر:
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۳ گفتہ او۔ آنحضورؐ کے دل کی وابستگی جبکہ بحرِ حقیقت سے تھی تو آپ کا مقولہ اسی سمندر کا موتی ہے۔ دادِ دریا۔ جبکہ پوری اطاعت کے بعد انسانوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے کہ کسی عارف کو فنافی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ ماہی۔ یعنی عارف۔ دریا۔ یعنی بحر حقیقت چشم حس۔ جس مٹکی میں سے سمندر کا پانی گذر رہا ہے۔ تیری

ہین! ۱ گذر از نقشِ خُم در خُم نگر — کاندرو بحر ست بے پایان و سَر
خبردار! مٹکے کی صورت سے بڑھ مٹکے میں دیکھ — اسمیں سمندر ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا

پاک از آغاز و آخر آں عذاب — مانده محروماں ز قہرش در عذاب
وہ شیریں پانی ابتداء اور انتہا سے پاک ہے — محروم اس کے قہر سے عذاب میں ہیں

تا چنیں سرِ در جہاں ظاہر شود — مُقبِل اندر جستجو ماہر شود
تاکہ ایسا راز دنیا میں ظاہر ہو جائے — نصیب اور جستجو میں ماہر ہو جائے

تا فزاید ۲ در جہاد و کوشش او — تا میسّر گردش دیدار ہو
تاکہ وہ مجاہدے اور کوشش میں ترقی کرے — تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار میسر آجائے

اہلِ دل ہمچوں کہ جو درو ے رواں — بے دوئی یک گشتہ با دریائے جاں
اہلِ دل ایسے ہیں کہ نہر ان میں جاری ہے — جان کے دریا کے ساتھ بغیر دوئی کے ایک ہوگئے ہیں

ایں چنیں خُم را تو دریم داں یقیں — زنده از وے آسمان و ہم زمیں
ایسے مٹکے کو تو یقیناً دریا میں سمجھ — اس سے آسمان بھی زندہ ہے اور زمین بھی

بلکہ وحدت گشت اُورا در وصال — شُد خطاب او خطابِ ذوالجلال
بلکہ وصال میں اس کو وحدت حاصل ہوگئی ہے — اس کا کلام اللہ ذوالجلال کا کلام ہنگیا ہے

بَعد ازاں گوید ہم منصور وار — تا شود بر دارِ شہرت او سوار
اس کے بعد وہ منصور کی طرح انا الحق کہتا ہے — تاکہ وہ بدنامی کی سولی پر سوار ہو جائے

ہے ۳ زچہ معلوم گردد ایں ز بعث — بَعث را تو کم کُن اندر بعث بحث
ہاں یہ کس طرح سے معلوم ہوگا؟ دوبارہ زندہ ہونیسے — دوبارہ زندگی کو تلاش کر دوبارہ زندہ ہونے میں بحث نہ کر

شرطِ روزِ بعث اوّل مُردن ست — زانکہ بَعث از مُردہ زنده کردن ست
دوبارہ زندہ ہونے کے دن کی شرط پہلے مر جانا ہے — کیونکہ دوبارہ زندہ ہونا مردے سے زندہ کرنا ہے

جُملہ عالم زیں غلط کرد اند راہ — کز عدم ترسند و آں آمد پناہ
تمام جہاں نے اسی لئے راستہ غلط کر لیا — کہ وہ عدم سے ڈرتے ہیں اور وہی پناہ ہے

از کجا جوئیم علم از ترکِ علم — از کجا جوئیم سِلم از ترکِ سِلم
ہم علم کہاں سے تلاش کریں علم کو ترک کرنیسے — صلح کہاں سے تلاش کریں صلح کو ترک کرنیسے

حاصل ہوگا جب جب تعلق غیر اللہ کا علم چھوڑ دو گے اللہ سے صلح اور محبت جبھی پیدا ہوگی۔ جب غیر اللہ سے تعلق منقطع کر لے۔

۱ ہین۔ مٹکے کو نہ دیکھ جو کچھ مٹکے میں ہے اس کو دیکھ اس میں ایک لا محدود سمندر ہے انسان کامل کے اندر فیوضِ الٰہی ہیں جو لامحدود ہیں جو پاک اور شیریں ہیں جو شخص ان فیوض سے محروم ہے وہ خدائی قہر کی وجہ سے عذاب میں ہے۔ تا چنیں۔ کامل انسان کو ان فیوض کا مظہر بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے راز وحدت ظاہر ہو اور کوئی بلند اقبال اس کی جستجو میں لگے

۲ تا فزاید۔ اس مظہر کو دیکھ کر با نصیب مزید مجاہدے اور کوشش میں لگے گا اور اس کو مشاہدہ حق حاصل ہو جائے گا۔ اہل دل۔ اہل دل کی مثال یہ سمجھو کہ ان میں ایک نہر جاری ہے اور ان کو ذات حق سے اتحاد حاصل ہے ایں چنیں۔ یہی اہل دل وہ ہیں جن سے زمین آسمان قائم ہے۔ بلکہ۔ اتحاد تو دو چیزوں میں ہوتا ہے ان کا ذات حق سے ایسا وصال ہے کہ دوئی ختم ہو چکی ہے اب انکی بات خدا کی بات ہے۔ بعد ازاں جب یہ وحدت حاصل ہو جاتی ہے وہ منصور حلاج کی طرح انا الحق کا نعرہ لگا دیتا ہے اور موت کی سولی نہ سہی بدنامی کی سولی پر چڑھ جاتا ہے۔

۳ ہے۔ یہ تعلق مع اللہ بقا بعد الفنا سے معلوم ہوگا اور اس مقام میں بحث نہ کرو اس کو حاصل کرو۔ بعث۔ یعنی بقا بعد الفنا۔ شرط۔ حشر اور بعث بعد الموت جب ہی ہوگا جبکہ پہلے موت آجائیگی کیونکہ بعث تو مرنے کے بعد زندہ کرنیکو کہتے ہیں تو اس بعث کیلئے موت ضروری ہے۔ جو موت سے ڈرتے ہیں انکی راہ غلط ہے۔ از کجا۔ تعلق مع اللہ کا علم جبھی

از کجُا جوئیم حال ۱ از ترکِ حال — از کجُا جوئیم قال از ترکِ قال

حال کہاں سے تلاش کریں؟ حال کو چھوڑنے سے — قال کہاں سے تلاش کریں؟ قال کو ترک کرنے سے

از کجُا جوئیم ہست، از ترکِ ہست — از کجا جوئیم دَست از ترکِ دست

وجود کو کہاں سے تلاش کریں وجود کو چھوڑنے سے — قدرت کو کہاں سے تلاش کریں؟ قدرت کو ترک کریئے

ہم تو تانی کر دیا نِعمَ المُعیں — دیدۂ معدوم بیں را ہسَت بیں

اے بہترین مددگار! تو ہی کر سکتا ہے — معدوم کو دیکھنے والی آنکھ کو موجود کو دیکھنے والی

دیدۂ کوُ از عدَم آمد پدَید — ذاتِ ہستی راہمہ معدُوم دید

وہ آنکھ، جو عدم سے آئی — اس لئے موجود ذات کو بالکل معدوم دیکھا

ایں ۲ جہانِ منتظم محشر شوَد — گردو دیدہ مُبدَل و انُور شوَد

یہ منظم دنیا محشر بن جائے — اگر دونوں آنکھیں تبدیل اور منور ہو جائیں

زاں نماید ایں حقائق نا تمام — کہ بریں خاماں بُوَد فہمش حَرام

یہ حقیقتیں غیر مکمل اس لئے نظر آتی ہیں — کہ ان ناقصوں کے لئے ان کا سمجھنا حرام ہے

نعمتِ جنّات خوش بَر دوزخی — شدُ محرّم گرچہ حق آمد سخی

عمدہ جنتوں کی نعمت دوزخی پر — حرام ہو گئی، اگرچہ اللہ تعالیٰ سخی ہے

دَردہانش تلخ آمد شہدِ خُلد — چوں نبُود از وافیاں در عہدِ خُلد

جنت کا شہد، اس کے منہ میں کڑوا ہے — چونکہ وہ عہد الست کے وفا داروں میں سے نہ تھا

مر شما ۳ را نیز دَر سودا گری — دَست کے جنبد چو نبُوَد مشتری

تمہارا بھی تجارت میں — ہاتھ کب ہلتا ہے جبکہ خریدار نہ ہو؟

کے نظارہ زاہل بخریدن بُوَد — آں نظارہ گول گر دیدن بُوَد

تماشائی خریدنے کے اہل کب ہوتے ہیں؟ — وہ تماشہ، بیہودہ گردی ہوتی ہے

پُرس پُرساں کایں بچند وآں بچند — از پئے تعبیر وقت و ریشخند

پوچھتے پھرنا، کہ یہ کتنے کی اور وہ کتنے کی؟ — وقت کاٹنے کے لئے اور تفریح کے لئے ہے

از ملولی کالہ می خواہد زتوُ — نیست، آنکس مشتری وکالہ جوُ

تھکن اتارنے کے لئے تجھ سے سودا مانگتا ہے — وہ شخص خریدار اور سامان کا جویاں نہیں ہے

---

۱ حال۔ اخلاق اور اس کے مبادی اور آثار مثلاً شہوت ایک مذموم خلق ہے اور میلان اس کا مبداء ہے اور شہوت کا جماؤ اس کا اثر ہے تو ان کے چھوڑنے سے عفت پیدا ہوگی۔ قال۔ یعنی قول برا قول چھوڑ دو گے تو اچھا قول حاصل کر سکو گے۔ ہست۔ بقا فنا کے بعد حاصل ہوگی اور فناء افعال سے بقاء افعال حاصل ہوگی۔ تانی۔ تو فانی دیدۂ یعنی فانی اشیاء کو دیکھنے والی آنکھ کو تو باقی کو دیکھنے والی آنکھ بنا سکتا ہے۔ از عدم۔ ہماری جسمانی آنکھ عدم سے وجود میں آئی اس کو معدوم سے ہی مناسبت ہے وہ وجودِ مطلق کو بھی معدوم دیکھتی ہے۔

۲ ایں جہاں۔ اگر یہ آنکھ حقیقت بین بن جائے تو وہ منظم دنیا کو محشر بنا ہوا دیکھے۔ زاں۔ ناقص مکمل کو بھی ناقص دیکھتا ہے۔ نعمت۔ جنت کی جس قدر نعمتیں ہیں وہ دوزخیوں پر حرام ہیں۔ در دہانش۔ دوزخی کے لئے جنت کا شہد بھی کڑوا ہو جائے گا۔ خُلد۔ جنت۔

۳ مرشما۔ جب تک خریدار نہ ہو سودا دینے میں سوداگر کا ہاتھ حرکت نہیں کرتا ہے اسی طرح جب کوئی اللہ کی جنت کا طالب نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا نہیں کرتا ہے۔ نظارہ تماشائی، ضرورتِ شعری میں نظارہ بغیر تشدید کے پڑھا جائیگا دوسرے مصرع میں بغیر تشدید کے لفظ نظارہ دیکھنے کے معنی میں ہے۔ پُرس۔ تماشائی کا پوچھنا کہ یہ چیز کتنے کی ہے اور وہ کتنے کی ہے محض وقت گذاری اور تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ از ملولی۔ وہ تھکن اتارنے کے لئے سودا کرتا پھرتا ہے۔

کالہ ۱ را صد بار دیدو باز داد — جامہ کے پیمود اُو پیمود باد
اس نے سودے کو سو بار دیکھا اور واپس کر دیا — اس نے کپڑا کب ناپا؟ ہوا ناپی

کُو قدوم و کرّوفرِ مشتری — کُو مزاح و کنگلی و سَرسَری
کہا خریدار کی کروفر اور آنا؟ — کہا مذاق اور دل لگی اور بیہودگی؟

چونکہ در مِلکش نباشد حَبّۂ — جُوپئے کنگل چہ جوید جبّہ
جبکہ اس کے پاس ایک دمڑی نہیں ہے — سوائے دل لگی کے وہ جبہ کیا تلاش کرتا ہے؟

در تجارت نیستش سَرمایۂ — پس چہ شخصِ زشت اُوچہ سایہ
تجارت کے لئے اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے — تو کیا اس کا منحوس وجود کیا سایہ

مایہ در بازارِ ایں دنیا زرست — مایہ آنجا عشق و دو چشم تَرست
اس دنیا کے بازار میں سرمایہ سونا ہے — وہاں سرمایہ عشق اور دو تر آنکھیں ہیں

ہر کہ ۲ اُو بے مایہ در بازار رفت — عُمر رفت و بازگشت اُو خام تفت
جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں گیا — عمر برباد گئی اور وہ ناقص واپس آیا

ہے کجا بُودی برادر ہیچ جا — ہے چہ پختی بہرِ خوردن ہیچ با
ہاں بھائی تو کہاں تھا؟ کہیں نہیں — ہاں! کھانے کیلئے تو نے کیا پکایا؟ کوئی سالن نہیں

مُشتری شو تا بجُنبد دستِ مَن — لعل زاید معدنِ آبستِ مَن
خریدار بن، تاکہ میرا ہاتھ ہلے — میری حاملہ کان لعل جنے

مُشتری گرچہ کہ سُست و بارِ دست — دعوتِ دیں کُن کہ دعوت وارِدست
خریدار اگرچہ سُست اور افسردہ ہے — تو دین کی دعوت دے کیونکہ دعوت کا حکم ہے۔

باز ۳ پرّاں کُن حمامِ رُوح گیر — در رہِ دعوت طریقِ نوحؑ گیر
باز کو اڑا روح کا کبوتر پکڑ لے — دعوت کی راہ میں حضرت نوحؑ کا طریقہ اختیار کر

خدمتے می کُن برائے کردگار — با قبول و ردِّ خلقانت چہ کار
اللہ تعالیٰ کے لئے کام میں لگا رہ — لوگوں کے ماننے اور انکار سے تجھے کیا واسطہ؟

داستانِ آں شخص کہ بَردرِ سرائے نیم شب سحوری میزد ہمسایہ

ایک شخص کا قصہ جو آدھی رات کو ایک مکان میں سحری کا نقارہ بجا رہا تھا پڑوسی؟

۱ کالہ۔ ایسا خریدار کپڑا کب حاصل کرتا ہے وقت ضائع کرتا ہے۔ کو۔ خریدار کی آمد و رفت اور حالت میں اور نہ خریدنے والے کی مذاق اور دل لگی میں بہت فرق ہے۔ چونکہ اس کے پاس دمڑی بھی نہیں ہے وہ محض مذاق اور تفریح کے لئے جبہ کو چھو رہا ہے۔ در تجارت۔ جب کاروبار کے لئے اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے تو وہ خود اور اس کا سایہ یکساں ہے۔ مایہ دنیاوی کاروبار کے لئے روپیہ پیسہ ضروری ہے اور آخرت کے کاروبار کے لئے عشق اور آہ و زاری ضروری ہے۔

۲ ہر کہ۔ جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں جاتا ہے وہ اپنی عمر برباد کرتا ہے۔ ہے اس شخص سے اگر کوئی پوچھے کہ تو کہاں گیا تھا تو وہ جواب میں یہی کہے گا کہ کہیں بھی نہیں اس سے کوئی دریافت کرے کہ تو نے کیا پکایا ہے اس کا کہنا پڑ گیا کچھ بھی نہیں۔ با۔ سالن۔ مُشتری۔ اے مخاطب تو خریدار بن پھر دینے کے لئے حضرت حق تعالیٰ کا ہاتھ حرکت میں آئے گا اور اس کی بھرپور کان تجھے لعل و جواہر عطا کرے گی۔ بار...... مصلحین کو خطاب ہے جنت کے طالب خواہ سُست ہوں لیکن تمہیں حکم ہے کہ تم اپنا فریضہ پورا کرو۔

۳ باز۔ مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اپنے باز کے ذریعہ تو مرکی روح کا شکار کرے اور حضرت نوحؑ کے طریقہ پر عمل کرے۔ خدمتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی ہے لوگوں کے ماننے نہ ماننے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ داستان۔ اس داستان سے یہ بتایا ہے کہ سحری میں بیدار کرنے والا بہرحال اپنا فرض پورا کرتا تھا۔ کو سحوری۔ رمضان میں سحری کے وقت بیدار کرنے کا نقارہ۔

اُورا گفت کہ آخر نیم شب است سحر نیست و دیگر آنکہ دریں سرائے کسے نیست بہرِ کہ میزنی و جواب گفتن مُطرِب اُورا

نے اس سے کہا کہ آدھی رات ہے، سحری کا وقت نہیں ہے دوسرے یہ کہ اس گھر میں کوئی نہیں ہے تو کس کے لئے بجا رہے اور بجانے والے کا اس کو جواب دینا

آں یکے ۱ میزد سحوری بردرے ۔ در گہے بُود و رُواقِ مہترے

ایک شخص ایک دروازے پر سحری کا نقارہ بجا رہا تھا ۔ جو دربار اور ایک سردار کا محل تھا

نیم شب میزد سحوری راہجِدّ ۔ گفت اُورا قائلے کاے مُستمِدّ

وہ محنت سے آدھی رات میں نقارہ بجا رہا تھا ۔ اس کو ایک کہنے والے نے کہا اے بھکاری!

اوّلاً وقتِ سحرزن ایں سحور ۔ نیم شب افغاں مکُن اے ناصبور

ایک تو سحری کے وقت یہ نقارہ بجا ۔ اے بے صبرے! آدھی رات میں شور نہ کر

دیگر آنکہ فہم کُن اے بُو الہوس ۔ کاندریں خانہ دروں خودہست کس

دوسرے یہ کہ اے بو الہوس! سمجھ لے ۔ کہ اس میں گھر میں خود کوئی ہے بھی؟

کس ۲ درینجا نیست جُز دیو پری ۔ روزگارِ خودچہ یا وہ می بَری

اس جگہ دیو اور پری کے سوا کوئی نہیں ہے ۔ تو اپنا وقت کیوں فضول برباد کرتا ہے؟

بہرِ گوشے میزنی دف گوش کُو ۔ ہوش باید تا بداند ہوش کُو

تو کان کے لئے نقارہ بجا رہے، کان کہاں ہے؟ ۔ ہوش چاہیے تاکہ سمجھے ہوش کہاں ہے؟

گفت گفتی بشنواز چاکر جواب ۔ تا نمانی در تحیّر و اضطراب

اس نے کہا، تو نے کہہ لیا، خادم سے جواب سن لے ۔ تاکہ تو حیرانی اور پریشانی میں نہ رہے

گرچہ ہست ایندم برِتو نیم شب ۔ نزدِمن نزدیک شُد صبحِ طرب

اگرچہ اس وقت تیرے لئے آدھی رات ہے ۔ میرے نزدیک خوشی کی صبح قریب آگئی ہے

ہر شکستے ۳ پیشِ من فروز شُد ۔ جملہ شبہا پیشِ چشمم روز شُد

ہر شکست میرے لئے کامیابی ہوگئی ہے ۔ تمام راتیں میری نگاہ میں دن بن گئی ہیں

پیشِ تو خون ست آبِ رودِ نیل ۔ پیشِ من آبست نے خوں اے نبیل

نیل، نہر کا پانی تیرے سامنے خون ہے ۔ اے شریف! میرے سامنے پانی ہے نہ کہ خون

درحقِ تو آہن ست وآں رخام ۔ پیشِ داوٗدِ نبی موم ست وارم

تیرے حق میں لوہا ہے اور وہ پتھر ۔ داؤد نبی کے لئے موم اور فرماں بردار ہے

۱ آں یکے۔ ایک شخص نے ایک دروازے پر آدھی رات کو سحری کا نقارہ بجا دیا۔ رواق۔ محل۔ قائل۔ کہنے والا۔ مُستمِد۔ امداد طلب کرنے والا۔ افغان۔ شور۔ ناصبور بے صبر۔ دیگر پھر یہ سمجھ لے کہ اس گھر پر کوئی ہے بھی؟
۲ کس۔ یہ گھر خالی ہے اس میں بھوت اور پریوں کے علاوہ کوئی انسان نہیں ہے۔ یاوہ۔ بیہودہ بیکار۔ بہر۔ نقارہ ہوش و گوش کے لئے بجایا جاتا ہے جو یہاں مفقود ہے۔ گفت۔ اس نقارہ بجانے والے نے کہا تو اپنی بات کہہ چکا اب میرا جواب سن لے تاکہ تیری پریشانی دور ہو۔ نیم شب تیرے لئے مستی کی صبح ہے، تہجد پڑھ کر مستی پیدا کی جا سکتی ہے۔
۳ ہر شکست۔ جو تیری نظر میں شکست ہے میری نظر میں فتح ہے اور جس کو تو سیاہ سمجھتا ہے وہ میری نظر میں نور ہے۔ پیش تو۔ یہ رات اور دن کی تبدیلی ایسی ہے جیسا کہ دریائے نیل سبطیوں کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے خون بن گیا۔ درحق۔ سخت پتھر حضرت داؤد کے لئے موم تھا منکروں کے لئے سخت پتھر تھا۔

پیشِ اِلّو کہ بس گران ست و جماد ۔ مطرب ست اُو پیشِ داؤد اوستاد
تیرے سامنے پہاڑ بہت بھاری اور پتھر ہے ۔ استاد داؤد کے سامنے وہ قوال ہے

پیشِ تو آں سنگریزہ ساکت ست ۔ پیشِ احمدؐ اُو فصیح و قانت ست
تیرے لئے پتھر کا ریزہ خاموش ہے ۔ احمدؐ کے سامنے وہ بولنے والا اور دعا کرنیوالا ہے

پیشِ تو اُستونِ مسجد مُردہ ایست ۔ پیشِ احمدؐ عاشقِ دل بُردہ ایست
تیرے نزدیک مسجد کا ستون مردہ ہے ۔ احمدؐ کے سامنے دلدادہ عاشق ہے

جُملہ اجزائے جہاں پیشِ عوام ۔ مُردہ و پیشِ خدا داناؤ رام
عوام کے سامنے دنیا کے سب اجزاء ۔ مُردہ ہیں اور خدا کے سامنے عقلمند اور فرمانبردار ہیں

آنچہ[۲] گفتی کاندریں قصرو سَرا ۔ نیست کس چوں میزنی ایں طبل را
تو نے جو کہا کہ اس محل اور سرائے میں ۔ کوئی نہیں ہے، تو کیوں نقارہ بجا رہا ہے

بہرِ حق ایں خَلق زرہا میدہند ۔ صد اساسِ خیرو مسجد می نہند
یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے مال دیتے ہیں ۔ مسجد اور خیر کی سینکڑوں بنیادیں رکھتے ہیں

مال وتَن در راہِ حج دور دست ۔ خوش ہمی بازند چوں عُشّاقِ مَست
حج کے دراز راستہ میں مال اور جسم ۔ مست عاشقوں کی طرح خرچ کرتے ہیں

ہیچ می گویند کاں خانہ تہی ست ۔ ایں سخن کے گویدآں کش آ گہی ست
کبھی کہتے ہیں کہ گھر خالی ہے ۔ یہ بات وہ شخص کب کہے گا جو باخبر ہے؟

پُر ہمی بیند سرائے دوست را ۔ آنکہ از نورِ الٰہ ہستش ضیا
دوست کے گھر کو بھرا ہوا دیکھتا ہے ۔ وہ جس کو خدا کے نور سے روشنی حاصل ہے

بَس سرایِ[۳] پُرز جمع و انبُہی ۔ پیشِ چشمِ عاقبت بیناں تہی
بہت سے گھر جو مجمع اور کثرت سے بھرے ہوئے ہیں ۔ انجام پر نظر رکھنے والوں کی آنکھ کے لئے خالی ہیں

ہر کرا خواہی تو دَر کعبہ بجُو ۔ تابروید در زماں پیشِ تو اُو
جس کو تو چاہتا ہے کعبہ (دل) میں تلاش کر ۔ تاکہ وہ فوراً تیرے سامنے نمایاں ہو جائے

صُورتے کُو فاخرو عالی بُوَد ۔ اُو زبیت اللہ کے خالی بُوَد
جو صورت صاحبِ فخر اور بلند ہوتی ہے ۔ وہ بیت اللہ سے کب خالی ہوتی ہے؟

---

[۱] پیشِ تو۔ حضرت داؤد جس وقت خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے پہاڑ بھی بڑھنے لگتے تھے۔ پیشِ احمد۔ آنحضورؐ کے ہاتھ کے سنگریزوں نے آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی اور تسبیح پڑھی تھی۔ پیشِ تو۔ اسطوانہ حنانہ عام انسانوں کی نظر میں بے جان کھجور کا تنہ تھا لیکن آنحضورؐ کی جدائی میں رویا جملہ۔ جمادات و نباتات عوام کے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن حضرت حق تعالیٰ کے اعتبار سے سمجھدار اور زندہ ہیں۔

[۲] آنچہ گفتی۔ دوسری بات کا جواب شروع کیا ہے۔ بہرِ حق۔ خدا کے لئے جو کام کیا جائے اس کی جستجو نہیں ہوتی کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں مال وتن۔ خدا کے عاشق حج کرنے جاتے ہیں اور خدا کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں، کوئی یہ کہتا ہے کہ گھر تو خالی ہے۔ پُر۔ جس کے دل میں نورِ ایمان کی روشنی ہے وہ بیت اللہ کا گھر ہوا ہی سمجھتا ہے۔

[۳] بَس سَرای۔ بہت سے ایسے مکانات ہیں جو انسانوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ انسان چونکہ حقیقتاً انسان نہیں ہیں اہلِ دل ان مکانات کو خالی سمجھتے ہیں۔ ہر کرا...... انسان جس محبوبِ حقیقی کا طالب ہے اس کو کعبہ یعنی قلب مومن میں تلاش کرلے صورتے۔ جن انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے فخر اور بلندی عطا فرمائی ہے وہ اللہ کے گھر سے خالی نہیں ہیں ان کا دل اللہ کا گھر ہے۔

اُو بُوَد[1] حاضر منزّہ از رِتاج — باقیِ مَردم برائے احتیاج
وہ حاضر ہے، دروازے کی بندش سے پاک ہے — باقی انسان احتیاج کے لئے ہے

ہیچ می گویند کایں لبّیکہا — بے ندایِ می کُنم آخر چرا
کبھی کہتے ہیں کہ یہ "حاضر ہوں، حاضر ہوں" — بغیر پُکار کے آخر میں کیوں کرتا ہوں؟

کُو ندا تا خود تو لبّیکے دہی — از ندا لبیک تو چوں شدُ تہی
پکارنا کہاں ہے؟ کہ تو خود "میں حاضر ہوں" کہتا ہے — تیرا "میں حاضر ہوں" پکارنے سے کیوں خالی ہے؟

بلکہ توفیقے کہ لبیک آوَرد — ہَست ہر لحظہ ندائے از اَحَد
بلکہ وہ توفیق جو "میں حاضر ہوں" کہلا رہی ہے — وہ ہر لحہ خدا کی جانب سے پکار ہے

من بُوَد انم کہ ایں قصرو سَرا — بزم جاں افتادو خاکش کیمیا
میں خوشبو سے جانتا ہوں کہ یہ محل اور سرائے — جان کی محفل واقع ہوئی ہے اور اس کی خاک کیمیا ہے

مسِ[2] خود رابر طریقِ زیرو بم — تا ابَد بر کیمیا اش میزنم
زیر و بم کے طریقہ پر میں اپنے تانبے کو — ہمیشہ اس کی کیمیا پر مل رہا ہوں

تا بجوشد زایں چنیں ضربِ سحور — در دُر افشانی زبخشایش بحور
تاکہ اس طرح نقارے کی چوٹ سے جوش میں آجائیں — دریا بخشش سے، موتی برسانے میں

خَلق در صفِ قِتال و کار زار — جاں ہمی بازند بہرِ کرد گار
لوگ قتال اور جنگ کی صف میں — خدا کے لئے جاں بازی کرتے ہیں

آں یکے اندر بلا ایوّبؑ وار — واں دگر دَر صابری یعقوبؑ وار
ایک مصیبت میں ایوبؑ کی طرح ہے — دوسرا صبر کرنے میں یعقوبؑ کی طرح ہے

آں یکے چوں نوحؑ دَراندوہ وکرب — واں دگر چوں احمدؐ اندر صفِ حرب
ایک نوحؑ کی طرح رنج اور مصیبت میں ہے — اور دوسرا احمدؐ کی طرح جنگ کی صف میں ہے

ایں[3] زدنیا چوں ابو ذرؓ پُر حذر — واں دگر در استقامت چوں عمرؓ
یہ ابو ذرؓ کی طرح دنیا سے محتاط ہے — اور دوسرا جماؤ میں حضرت عمرؓ کی طرح ہے

صَد ہزاراں خَلق تشنہ و مستمَند — بہرِ حق از طمع جہدے می کُنَند
لاکھوں انسان پیاسا ہے اور حاجت مند — اللہ تعالیٰ کے لئے لالچ سے کوشش کرتے ہیں

من ہم از بہرِ خداوندِ غفورؔ — میزنم بُرد رباُ میدش سحور
میں بھی بخشنے والے خدا کے لئے — اس سے امید پر دروازے پر نقارہ بجا رہا ہوں

---

[1] اُو۔ عارف کامل کا دل ہر وقت فیض رسانی کرتا ہے اس گھر کا دروازہ کسی وقت بند نہیں ہوتا ہے اور سب انسان اس کے محتاج ہیں لبیکہا۔ حاجی لبیک لبیک کہتا ہے۔ جس کے معنی "میں حاضر ہوں" میں یہ لفظ کسی پکارنے والے کے ہیں جواب میں کہا جاتا ہے لیکن حاجی سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تجھے کون پکار رہا ہے جس کے جواب میں تو لبیک کہہ رہا ہے۔ بلکہ توفیقے۔ سب یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی کو یہ توفیق جو خدا نے دی ہے وہ خدا کی جانب سے پکار ہے جس کے جواب میں حاجی لبیک کہہ رہا ہے۔

[2] مسِ خود۔ میں اپنے بدن کے تانبے کو اونچے نیچے سر کے طریقہ پر اس مکان کی کیمیا پر مل رہا ہوں۔ تا بجوشد۔ میں یہ نقارہ اسلئے بجا رہا ہوں تاکہ رحمت کا سمندر جوش میں آکر مجھ پر موتی برسانے لگے خلق۔ میرا یہ کام تو معمولی ہے لوگ تو خدا کے لئے جہاد میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ آں یکے۔ خدا کی رضا کیلئے انبیاء نے بڑے بڑے مصائب جھیلے ہیں۔ حضرت ایوبؑ کے بدن کا گلنا اور اسپر انکا صبر، حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ کی گمشدگی پر صبر ضرب المثل ہے حضرت نوحؑ نے خدا کی خاطر قوم کے مصائب جھیلے آنحضورؐ نے اللہ کی خاطر دشمنوں سے جہاد کئے۔

[3] ایں۔ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ابوذرؓ کا زہد اختیار کرتے ہیں بعض حضرت عمرؓ کا سا دین پر جماؤ اختیار کرتے ہیں مستمند۔ محتاج۔ من ہم۔ جس طرح ان لوگوں نے خدا کیلئے کام کئے ہیں میں بھی خدا کیلئے سحری کا نقارہ بجاتا ہوں اگر انسان اپنا کوئی خریدار چاہتا ہے تو خدا سے بہتر خریدار کون ہوگا۔

مُشتری خواہی کہ ازوے زَر بری ❊ بہ زحق کے باشد اے دل مشتری
تو خریدار چاہتا ہے، جس سے تو مال کمائے ❊ اے دل! اللہ تعالیٰ سے بہتر کب کوئی خریدار ہوگا؟

می ۱ خرد از مالت اَنبانِ نجس ❊ می دہد نُورِ ضمیرِ مقتبس
وہ تیرے مال میں سے، ناقص تھیلا خریدتا ہے ❊ وہ روشنی حاصل کرنے والے قلب کا نور عطا کر دیتا ہے

می ستاند ایں نجس جسمِ فنا ❊ می دہد مُلکے بروں از وہمِ ما
وہ اس ناپاک فانی جسم کو لے لیتا ہے ❊ ہمارے خیال سے بالا سلطنت دیدیتا ہے

می ستاند قطرۂ چندے ز اشک ❊ می دہد کوثر کہ آرد قند رشک
آنسو کے چند قطرے لے لیتا ہے ❊ وہ کوثر عنایت کر دیتا ہے، جس پر شکر رشک کرتی ہے

می ستاند آہ پر سودا و دُود ❊ می دہد ہر آہ را صد جاہ سُود
عشق اور دھو میں سے پر آہ لے لیتا ہے ❊ ہر آہ کو سینکڑوں رتبے اور منافع عطا کر دیتا ہے

بادِ آہے کابرِ اشک چشم راند ❊ مر خلیلے رابداں اوّاہ خواند
اس آہ کی ہوا نے جس نے آنسوؤں کے ابر کو چلایا ❊ حضرت خلیلؑ کو اس کی وجہ سے اوّاہ کہا

ہیں ۲ دریں بازارِ گرمِ بے نظیر ❊ کہنہا بفروش و مُلکِ نو بگیر
آگاہ، اس چالو بے مثال بازار میں ❊ پرانی چیزیں فروخت کردے اور نئی سلطنت حاصل کرلے

ور تُرا شکّے وریبے رہ زند ❊ تاجرانِ انبیا راکن سند
اگر شک و شبہ تجھے روکے ❊ انبیاء کے تاجروں سے دلیل حاصل کر لے

بسکہ افزوں شہنشہ بختِ شاں ❊ می نتاند کُہ کشیدن رختِ شاں
اس شہنشاہ نے ان کا نصیبہ بہت بلند کر دیا ❊ پہاڑ بھی ان کا سامان نہیں اٹھا سکتا

قصہ ۳ اَحد اَحد گفتنِ بلال رضی اللہ عنہ در حَرِ حجاز از محبت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم در چاشت گاہ کہ خواجہ اَش از تعصب جہودی بشاخِ خارش می زد پیشِ آفتاب حَرِ حجاز و از زخمِ خار خوں از تنِ بلالؓ برمی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ، حجاز کی گرمی میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دن چڑھے احد احد کہنا جبکہ ان کا آقا، انکار کے تعصب سے ان کو کانٹوں دار لکڑی سے حجاز کی گرمی کی دھوپ میں مارتا تھا اور کانٹوں کی چوٹ سے حضرت بلالؓ کے جسم سے خون

---

۱ می خرد۔ اللہ تیرے ناقص اعمال خریدتا ہے اور اس کے عوض میں نور عطا کر دیتا ہے۔ می ستاند۔ انسان کا فانی جسم خرید کر اس کے بدلے میں ابدی سلطنت عطا کر دیتا ہے۔ می ستاند۔ انسان جب اس کے دربار میں روتا ہے تو آنسوؤں کے چند قطروں کا عوض وہ حوضِ کوثر عطا کر دیتا ہے۔ اوّاہ۔ آہ آہ کرنے والا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یہ صفت قرآن میں مذکور ہے۔

۲ ہیں۔ اللہ کے بازار میں پہنچ کر اپنا پرانا مال فروخت کر دے اور اس کے بدلے میں نئی سلطنت حاصل کر لے اگر تجھے اس کاروبار میں شک ہے تو انبیاء کو دیکھ لے انہوں نے اس قدر نفع کمایا ہے کہ پہاڑ بھی ان کی دولت کو نہیں اٹھا سکتا ہے۔

۳ قصہ۔ اس نفع کی مثال کے لئے حضرت بلالؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ احد۔ باری تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ حَر۔ گرمی۔ خواجہ اش۔ اس کا نام امیہ بن خلف تھا۔

جوشید و ازو اَحَد اَحَد می جَست بے قصدِ اُو چنانکه از دردمندانِ
ابلتا تھا اور ان کے ارادے کے بغیر ان سے احد واحد نکلتا تھا جیسا کہ دوسرے
دیگر نالہ جہد بے قصد زیراکہ زدردِ عشق مُمتلی بُود و اہتمامِ دفعِ
مصیبت زدوں سے بلا ارادہ رونا پھوٹتا کیونکہ وہ عشق کے درد سے پر تھے اور کانٹوں
زخمِ خار را مَدخَل نبُود ہمچوں سَحَرهٔ فرعون و جرجیس علیہ السَّلام
کے زخم کے دفعیہ کے اہتمام کا کوئی دخل نہ تھا، جیسا کہ فرعون کے جادو گر اور جرجیس علیہ السلام
وغیرہم لَا یُعَدُّوْ لَا یُحْصیٰ و برگذشتنِ صدّیق رضی اللہ عنہ دراں
وغیرہ، جو نہ گنے جا سکیں نہ شمار کئے جا سکیں اور وہاں سے صدیق رضی اللہ عنہ کا گذرنا
طرف و اَحوالِ اُورا مشاہدہ کردن و نصیحت کردن بلال را رضی اللہ عنہ
اور ان کے حالات کو دیکھنا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرنا

تن[۱] فدائے خار میکرد آں بلالؓ ‏ خواجہ اَش میزد برائے گوشمال
بلالؓ جسم کو کانٹوں پر قربان کر رہے تھے ‏ انکا آقا سزا کے لئے ان کو مارتا تھا

کہ چرا تو یادِ احمدؐ می کُنی ‏ بَندهٔ بَد مُنکِر دِینِ مَنی
کہ تو احمدؐ کو کیوں یاد کرتا ہے؟ ‏ تو برا غلام اور میرے دین کا منکر ہے

میزد اَندر آفتابش اُو بخار ‏ اُو اَحَد میگفت بہرِ افتخار
وہ ان کو کانٹوں سے دھوپ میں مارتا تھا ‏ وہ سر فرازی کے لئے احد کہتے تھے

تاکہ[۲] صدّیقؓ آں طرف بگذشت تفت ‏ آں اَحَد گفتن بگوشِ اُو برفت
حتیٰ کہ صدیقؓ وہاں سے تیزی سے گذرے ‏ وہ احد کہنا ان کے کان میں پڑا

چشمِ اُو پُر آب شدُ و دل پُر عَنا ‏ زاں اَحَد می یافت بُوئے آشنا
ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے دل تکلیف سے بھر گیا ‏ اس احد سے وہ اپنائیت کی بو محسوس کرتے تھے

بعدازاں خلوت بدیدش پَند داد ‏ کز جہوداں خُفیہ میدار اِعتقاد
اس کے بعد ان کو تنہائی میں دیکھا نصیحت کی ‏ کہ کافروں سے اعتقاد کو چھپائے رکھ

عالمُ[۳] السِّر ست پنہاں دار کام ‏ گفت کردم توبہ پیشت اے ہُمام
وہ راز کا جاننے والا ہے مقصد پوشیدہ رکھو ‏ انہوں نے کہا اے بزرگ میں نے آپ کے سامنے توبہ کرلی

روزِ دیگر از پگہ صدیقؓ تفت ‏ آں طرف از بہرِ کارے می برفت
دوسرے دن صبح کو صدیقؓ تیزی سے ‏ اس طرف کسی کام کو جا رہے تھے

[۱] تن فدا۔ چونکہ وہ بچاؤ کی صورت نہ اختیار کرتے تھے تو گویا خود اپنا جسم قربان کر رہے تھے۔ گوشمال۔ سزا۔ بندہ۔ تو میرا غلام ہو کر میرے مذہب کا انکار کرتا ہے۔ بخار۔ یعنی کانٹوں دار لکڑی۔ افتخار۔ یعنی بلالؓ کا احد احد کہنا آہ وزاری کے طور پر نہ تھا بلکہ اپنے دین پر فخر کے لئے تھا۔

[۲] تاکہ۔ جہاں۔ بلالؓ کا آقا ان کو مار رہا تھا وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کا گذر ہوا تو انہوں نے حضرت بلالؓ کی احد احد کی آواز سنی۔ چشم او۔ انکو محسوس ہوا کہ بلالؓ مسلمان ہیں اور ان کو اس قدر پیٹا جارہا ہے تو انتہائی رنجیدہ ہوئے۔ بعد ازاں۔ حضرت بلالؓ سے تنہائی میں کہا کہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھ۔

[۳] عالم السر۔ اللہ تعالیٰ تیرے راز پوشیدہ ایمان کو جانتا ہے۔ گفت۔ حضرت بلالؓ نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کر لیا۔ ہمام۔ سردار۔ پگہ۔ پگاہ۔ صبح۔

باز احد بشنید و ضربِ زخمِ خار　　بر فروزید از دلش شور و شرار
پھر احد اور کانٹوں کی مار سنی　　ان کے دل سے شور اور چنگاریاں بھڑک اٹھیں

باز پندش داد باز او توبہ کرد　　عشق ۱ آمد توبہ اورا بخورد
انہوں نے پھر انکو نصیحت کی، انہوں نے توبہ کر لی　　عشق آیا اور ان کی توبہ کو نگل گیا

توبہ کردن زیں نمط بسیار شد　　عاقبت از توبہ او بیزار شد
اسی طرح توبہ کرنا بہت سی مرتبہ ہوا　　آخر کار وہ توبہ سے بیزار ہو گئے

فاش کرد اسپرد تن را در بلا　　کاے محمدؐ اے عدوّے توبہا
ظاہر کر دیا، جسم کو مصیبت کے سپرد کر دیا　　کہ اے محمدؐ! اے توبہ کے دشمن!

اے تنِ من و رگِ من پر ز تو　　توبہ را گنجہ کجا باشد درو
اے وہ! کہ میرا جسم اور رگیں تجھ سے پُر ہیں　　ان میں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟

توبہ رازیں پس زدل بیروں کنم　　از حیاتِ خلد توبہ چوں کنم
اس کے بعد توبہ کو دل سے نکال دوں گا　　جنت کی زندگی سے کیسے توبہ کر لوں؟

عشق ۲ قہارست و من مقہورِ عشق　　چوں شکر شیریں شدم از شورِ عشق
عشق غالب ہے اور میں عشق سے مغلوب ہوں　　میں عشق کے نمک سے شکر کی طرح میٹھا ہو گیا ہوں

برگِ کاہم پیشِ تو اے تند باد　　من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
اے تیز ہوا! میں تیرے سامنے گھاس کا تنکا ہوں　　میں کیا جانوں کہ میں کہاں گروں گا؟

گر ہلالم گر بلالم می دوم　　مقتدی بر آفتابت می شوم
خواہ میں چاند ہوں خواہ بلال، میں دوڑ رہا ہوں　　میں تیرے سورج کا پیرو ہوں

ماہ ۳ را بازفتی و زاری چہ کار　　در پئے خورشید پوید سایہ دار
چاند کو موٹاپے اور لاغری سے کیا غرض؟　　وہ سایہ کی طرح سورج کے پیچھے دوڑتا ہے

باقضا ہر کو قرارے می دہد　　ریشخندِ سبلتِ خود می کند
تقدیر کے مقابلے میں جو کوئی بات طے کرتا ہے　　وہ اپنی مونچھوں کی مذاق اڑاتا ہے

کاہ برگے پیشِ باد، آنگہ قرار　　رستخیزے، وانگہانے عزمِ کار
گھاس کا تنکا ہوا کے سامنے؟ پھر ٹکاؤ　　قیامت، اور اس وقت کام کا قصد؟

گربہ در انبانم اندر دستِ عشق　　یکدمے بالا و یکدم پستِ عشق
میں عشق کے ہاتھ میں، تھیلے میں بلی ہوں　　کبھی اوپر اور کبھی عشق کے نیچے

---

۱ عشق۔ ایمان کے عشق نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی توبہ پھر توڑ ڈالی۔ توبہ کردن۔ حضرت بلالؓ ایمان کے اظہار سے توبہ کرتے تھے اور وہ بار بار ٹوٹ جاتی تھی تو توبہ سے بیزار ہو گئے اور اپنے ایمان کا اظہار کر کے جسم کو مصیبتوں کے سپرد کر دیا۔ کاے۔ اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ اے محمدؐ میری توبہ کے دشمن اور ہو اور چونکہ تمہاری محبت میری رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے وہاں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟ توبہ۔ اب میں توبہ سے توبہ کرتا ہوں اور جس ایمان کی بدولت جنت کی زندگی حاصل ہوتی ہے اس کے اظہار سے کیسے توبہ کروں؟

۲ عشق۔ حضرت بلالؓ نے کہا اب میں عشق سے مجبور ہو چکا ہوں میں عشق کی تیز ہوا کے مقابلہ میں ایک تنکا ہوں معلوم نہیں وہ مجھے کس جگہ لے جا کر پھینکے گی میں خواہ چاند ہوں یا بلال اب میں عشق کے سورج کا پیرو ہوں۔

۳ ماہ۔ چاند کو سورج کے پیچھے رہنا ہے خواہ اس میں اس کا گھٹاؤ ہو یا بڑھاؤ ہو لفظ ماہ سے حضرت بلالؓ کی طرف بھی اشارہ ہے جن کا ذکر آگے آئے گا رضی اللہ عنہ۔ باقضا۔ تقدیر کے بالمقابل کوئی بات طے کرنا اپنی مونچھوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ کاہ۔ قضاء خداوندی اور انسان کی مثال تیز آندھی اور گھاس کے تنکے کی ہے۔ رستخیز۔ قیامت۔ گربہ۔ بلی تھیلے میں رہ کر بے چین ہوتی ہے اور اچھل کود کرتی رہتی ہے۔

اُوہمی ۱؎ گرداندم بر گِردِ سَر — نے بزیرِ آرام دارم نے زبَر
وہ مجھے سر کے گرد گھماتا ہے — نہ مجھے نیچے آرام ہے نہ اوپر

عاشقاں در سیلِ تُند افتادہ اند — بَر قضائے عشق دل بنہادہ اند
عاشق ، سخت بہاؤ میں پھنسے ہیں — وہ عشق کے فیصلے پر راضی ہو گئے ہیں

ہمچو سَنگِ آسیا اند مدار — روز و شب نالاں و گرداں بیقرار
وہ چکی کی طرح چکر میں ہیں — دن رات رونے میں اور بے قرار ہو کر چکر میں ہیں

گردشش بر جُوی جویاں شاہدست — تانگوید کس کہ آں جُورا کِدست
اس کی گردش متحرک نہر کی گواہ ہے — تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ نہر ٹھہری ہوئی ہے

گرنمی بینی تو جُو اندر کمیں — گردشِ دولابِ گردونی ببیں
اگر تو اس نہر کو نہیں دیکھتا جو پوشیدگی میں ہے — آسمانی رہٹ کی گردش کو دیکھ لے

چوں قرارے نیست گردوں را ازو — اے دل اختر وار آرامے مجو
جبکہ اس قضاء کی وجہ سے آسمان کو قرار نہیں ہے — اے ستارے جیسے دل! آرام نہ چاہ

گرزنی ۲؎ در شاخ دستے کے ہلد — ہر کجا پیوند سازی بگسلد
اگر تو شاخ کو پکڑے گا وہ کب چھوڑے گی؟ — جہاں کہیں تو جوڑ لگائے گا ، وہ توڑ دے گی

گرنمی بینی تو تدویرِ قدر — در عناصر جوشش و گردش نگر
اگر تو قضا کے گھمانے کو نہیں دیکھتا ہے — عناصر میں جوش اور گردش کو دیکھ لے

زانکہ گردشہای آں خاشاک و کف — باشد از غلیانِ بحرِ با شرف
اس لئے کہ کوڑے اور جھاگ کی گردشیں — بڑے دریا کے جوش سے ہوتی ہیں

بادِ سرگرداں ببیں اندر خروش — پیشِ اَمرش موجِ دریا بیں بجوش
گھومنے والی ہوا کو شور میں دیکھ لے — اس کے حکم کے سامنے دریا کی موج کو جوش میں دیکھ لے

آفتاب ۳؎ و ماہ دو گاوِ خراس — گِرد می گردند و می دارند پاس
سورج اور چاند ، چکی کے دو بیل ہیں — چکر لگاتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں

اختراں ہم خانہ خانہ می دوند — مرکبِ ہر سَعد و نحسے می شوند
ستارے بھی گھر گھر دوڑتے ہیں — سعادت اور نحوست کی سواری بنتے ہیں

اخترانِ چرخ گر دور اند ہے — ویں حواست کاہل اند و سست پے
آسمان کے ستارے اگر دور ہیں ہاں — اور تیرے یہ حواس کاہل اور سست قدم ہیں

۱؎ اُوہمی۔ گرداندم۔ عشق عاشق کو مسلسل چکر میں رکھتا ہے۔ سیل۔ عشق کی مثال سخت بہاؤ کی سی ہے۔ ہمچو سنگ۔ پن چکی کا پاٹ ہمیشہ گھومتا رہتا ہے۔ گردشش۔ جس طرح چکی کا پاٹ نہر کے وجود کی علامت ہے اسی طرح انسان کا تذبذت اور بیقراری قضاء خداوندی کی دلیل ہے۔ گرمی۔ بنی اگر تجھے خداوندی قضاء نظر نہیں آتی ہے تو اس کے آثار کو دیکھ لے۔ اے دل۔ جب قضاء کی وجہ سے اتنی عظیم الشان چیزیں بیقرار ہیں تو دل ایک چھوٹی سی چیز بے قرار کیوں نہ ہوگی۔

۲؎ گرزنی۔ قضا کے بالمقابل تو جو سہارا ڈھونڈے گا قضا اس کو فنا کر دے گی۔ گرمی بنی۔ اگر انسان اللہ کے اس فعل کو نہیں دیکھ سکتا ہے جو وہ عالم کے اجزاء میں کر رہا ہے تو اس کے فعل کے اس اثر کو دیکھ لے جو اجزء عالم میں ہے۔ زانکہ۔ سمندر کے اوپر کے جھاگ اور تنکوں میں جو حرکت ہے سب سمجھتے ہیں کہ وہ سمندر کے جوش کی وجہ سے ہے۔ باد۔ ہوا کا شور دریا کی موج کا جوش خدائی تصرف ہے۔

۳؎ آفتاب۔ چاند اور سورج جو آسمان کی چکی کے دو بیلوں کی طرح ہیں اس کی فرمانبردار ہیں اور حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اختراں۔ ساتویں ستاروں کی مختلف برجوں میں مختلف تاثیرات اسی کے تصرفات کا نتیجہ ہیں۔ اختراں۔ اگر تمہاری نگاہ آفاق کی علامتوں کو نہیں دیکھ سکتی ہے تو اس کے ان تصرفات کو دیکھ لو جو تمہارے انفس میں ہیں۔

اخترانِ چشم و گوش و ہوشِ ما
ہمارے ہوش و گوش اور آنکھ کے ستارے
شب ۱؎ کجایند و بہ بیداری کجا
رات کو کہاں ہیں اور بیداری میں کہاں ہیں؟

گاہ در سعد و وصال و دلخوشی
کبھی سعادت اور وصال اور خوش دلی میں ہیں
گاہ در نحس و فراق و بیہشی
کبھی نحواست اور جدائی اور بے ہوشی میں ہیں

ماہِ گردوں چوں دریں گردیدن ست
آسمان کا چاند چونکہ اس گردش میں ہے
گاہ تاریک و زمانے روشن ست
کبھی تاریک اور کسی وقت روشن ہے

گہ بہار و صیف ہمچوں شہد و شیر
کبھی موسم' بہار اور گرمی شہد اور دودھ جیسا ہے
گہسیا ستہائے برف و زمہریر
کبھی برف اور ٹھٹھر کی سزائیں ہیں

چونکہ کلیات پیش اُو چو گوست
جیسا کہ مجموعے اس کے سامنے گیند کی طرح ہیں
سخرہ و سجدہ کُنِ چوگانِ اُوست
اس کے بلے کے بیگاری اور تابع ہیں

تو ۲؎ کہ یک جُزوے دلا زیں صد ہزار
اے دل! تو کہ ان لاکھوں میں سے ایک جزو ہے
چوں نباشی پیشِ حکمش بیقرار
تو اس کے حکم کے سامنے بے قرار کیوں نہ ہوگا؟

چوں ستُورے باش در حکم امیر
تو حاکم کے حکم میں گھوڑے کی طرح رہ
گہ در آخر حبس و گاہے در مسیر
کبھی اصطبل میں بند اور کبھی چلنے میں

چونکہ بر میخت بہ بند و بستہ باش
جب وہ تجھے کھونٹے سے باندھے' باندھ جا
چونکہ بکشاید برو برجستہ باش
جب وہ کھول دے چل پڑا اور چالاک بن

آفتاب ار بر فلک کژ می جہد
سورج اگر آسمان پر ٹیڑھا چلتا ہے
در سیہ روئی کسوفش می دہد
سیاہ روئی میں اس کو گرہن لگا دیتا ہے

کز ذنب ۳؎ پرہیز کن ہیں ہوشدار
کہ ذنب سے بچ' ہوش رکھ
تا نگردی تو سیہ رُو دیگ وار
تاکہ تو دیگ کی طرح سیاہ رُو نہ بنے

ابر را ہم تازیانہ آتشیں
ابر کے لئے بھی آگ کا کوڑا
میزنندش کاں چناں رو نے چنیں
مارتے ہیں' کہ اس طرح چل اس طرح نہیں

بر فلاں وادی ببار ایں سو مبار
فلا وادی پر برس' اس جانب نہ برس
گوشمالش میدہد کہ گوشدار
اس کو سزا دیتا ہے کہ سن

عقلِ تو از آفتابے بیش نیست
تری عقل سورج سے بڑھ کر نہیں ہے
اندراں فکرے کہ نہی آمد مایست
جس خیال کے بارے میں ممانعت آئی ہو نہ ٹھہر

۱؎ شب۔ یہ تمہارے حواس رات کو کہاں ہوتے ہیں اور دن میں کہاں ہوتے ہیں اور ان پر کیا کیا کیفیات طاری ہوتی ہیں ان سب پر غور کرلو۔ ماہ۔ چاند کے تغیرات پر غور کرو۔ گہ۔ بہار زمانہ کے تغیرات کو دیکھو۔ چونکہ۔ یہ غور کرو کہ دنیا کی اس قدر بڑی بڑی چیزیں قدرت کے ہاتھوں کس قدر تغیر پذیر ہیں۔

۲؎ تو کہ۔ انسان کا دل اس کائنات کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی سی چیز ہے' تو پھر وہ قدرت کے احکام سے بیقرار کیوں نہ ہوگا۔ ستور۔ اس کا اطلاق اونٹ' گھوڑے بیل پر کیا جاتا ہے۔ چونکہ۔ جانور اپنے مالک کا ہر طرح سے مطیع ہوتا ہے اسی طرح انسان کو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہونا چاہیے۔

۳؎ ذَنب۔ نون کے زبر کے ساتھ بمعنی دُم ہے ایک ستارے کا نام ہے جس کو ذنب الفرس بھی کہتے ہیں سورج اس کے قریب پہنچ کر گرہن میں آجاتا ہے اور ذَنْب نون کے سکون کے ساتھ گناہ کے معنی میں ہے' اشارہ ہے کہ جس طرح ذَنب کا قرب سورج کے گرہن اور روسیاہی کا سبب ہے اسی طرح ذَنْب' گناہ کا قرب انسان کی روسیاہی کا سبب ہے۔ ابر۔ فرشتے ابر کو مختلف مقامات پر لے جا کر برساتے ہیں۔ عقل۔ انسانی عقل آفتاب سے بڑی چیز نہیں ہے جب غلط روی سے وہ رو سیاہ ہو جاتا ہے تو انسان کی عقل اگر غلط روی اختیار کرے گی وہ بھی روسیاہ ہو جائے گی۔

کژ مَنہ اے عقل تو ہم گامِ خویش — تا نیاید آں کسوفت زو بہ پیش

اے عقل! تو بھی اپنا قدم ٹیڑھا نہ رکھ — تاکہ اس کی وجہ سے تجھے گرہن درپیش نہ ہو

چوں ۱؎ گنہ کمتر بُوَد نیمِ آفتاب — مُنکسِف بینی و نیمے نور و تاب

جب گناہ تھوڑا ہوتا ہے، آدھا سورج — تو گرہن میں دیکھتا ہے اور آدھا نور اور چمک میں

کہ بقدرِ جُرم می گیرم تُرا — ایں بُوَد تقدیرِ درداد و جَزا

کہ میں تجھے جُرم کی بقدر پکڑتا ہوں — عطا اور سزا میں یہی اندازہ ہوتا ہے

خواہ ۲؎ نیک و خواہ بَد فاش و ستیر — بر ہمہ اشیا سمیعیم و بصیر

خواہ نیک ہو اور خواہ برا کھلا اور چھپا — ہم تمام چیزوں پر، سمیع اور بصیر ہیں

زیں گذر کن اے پدر نور و زشُد — خَلق از اخلاقِ خوش فیروز شُد

اے بابا! اس سے آگے بڑھ عید آگئی — مخلوق اچھے اخلاق سے بہرہ مند ہو گئی

باز آمد آبِ جاں در جُوئے ما — باز آمد شاہِ مادر کُوئے ما

ہماری نہر میں آبِ حیات پھر آ گیا — ہمارا شہ، ہمارے کوچہ میں پھر آ گیا

می ۳؎ خرامد بخت و دامن میکشد — نوبتِ توبہ شکستن می رسد

نصیبہ ناز سے چلتا ہے اور دامن کھینچتا ہے — توبہ شکنی کا موقع آ رہا ہے

توبہ را بارِ دگر سیلاب بُرد — فرصت آمد پاسباں را خواب بُرد

توبہ کو دوبارہ سیلاب بہا لے گیا — موقع آ گیا؟ چوکیدار کو نیند آ گئی

ہر خماری مَست گشت و بادہ خورد — رَخت را امشب گرو خواہیم کرد

ہرغ شرابی مست ہو گیا اور شراب پی لی — ہم آج کی رات سامان کو گروی کر دیں گے

زاں شرابِ لعل و لعلِ جانفزا — لعل اندر لعل اندر لعلِ ما

اس سرخ شراب اور جانفزا (لب) لعل سے — ہمارا لعل، لعل در لعل ہے

باز مُحرم گشت و مجلس دلفروز — خیز و دفعِ چشمِ بَد اسپند سوز

مجلس پھر پُر لطف اور دلفروز ہو گئی — اٹھ نظر بد کو دور کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم — تا اَبد جاناں چنیں می بایدم

مجھے مستانہ نعرہ بھلا لگتا ہے — اے محبوب! ہمیشہ مجھے یہی چاہیے

نِک ہلالے بابلالے یار شُد — زخمِ خار اُورا گُل و گلزار شُد

اب ہلالؓ، بلالؓ کے یار ہو گئے — ان کے لئے کانٹے کا زخم گلِ و گلزار ہو گیا

۱؎ چوں گنہ۔ اگر انسان کے مکمل گناہ ہوں گے تو اس کی روسیاہی مکمل ہوگی اگر گناہ ادھورے ہیں تو روسیاہی بھی ادھوری ہوگی۔ کہ بقدر۔ قرآن پاک میں ہے وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۲؎ خواہ۔ اللہ تعالیٰ ہر ڈھکی چھپی نیکی اور بدی کو دیکھنے اور سننے والا ہے۔ زیں۔ اب قدرت کی بحث ختم کر دوں کیونکہ عاشقوں میں عشق کے غلبہ سے عید کی سی خوشی طاری ہوگئی ہے اور معشوق اپنے عاشقوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آرہا ہے۔ آبِ جہاں۔ یعنی عشق۔ شاہ۔ یعنی محبوب۔

۳؎ می خرامد۔ عاشقوں کا نصیب اب ناز کر رہا ہے اور عشق کے غلبہ سے توبہ شکنی کا وقت آگیا ہے۔ توبہ۔ حضرت بلالؓ دوبارہ اظہارِ ایمان سے توبہ کو توڑنے پر مجبور ہوگئے۔ خماری۔ وہ شرابی جس پر نشہ اتار۔ شرابِ لعل۔ یعنی عشق کی سرخ شراب۔ لعل جانفزا۔ یعنی معشوق کا ہونٹ۔ لعل اندر۔ یعنی ہمیں عشق کی دولتیں حاصل ہوگئیں۔ اسپند۔ کالا دانہ جس کی نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے دھونی دی جاتی ہے۔ نک ہلالے۔ حضرت بلالؓ کا قصہ آگے مذکور ہے۔ مصرع
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

گرز زخم خارؔ تن غربال شُد — جان و جسمم گلشنِ اقبال شُد
اگر کانٹے کے زخم سے جسم چھلنی ہو گیا ہے — میری جان اور جسم نصیب وری کا چمن بنگیا ہے

تن بہ پیشِ زخمِ خارِ آں جھود — جانِ من مست و خرابِ آن ودُود
میرا جسم اُس منکر کے کانٹے کے زخم کے سامنے ہے — میری جان اُس محبوب سے مست و خراب ہے

بُوی جانے سُوی جانم میرسد — بُوی یارِ مہر بانم میرسد
ایک جان کی خوشبو میری جان کو پہنچ رہی ہے — مجھے مہربان دوست کی خوشبو آرہی ہے

از سُوی معراج آمد مصطفٰےؐ — بر بلالشؓ حبّذا آں حبّذا
مصطفٰےؐ عروج سے آئے — اُن کے بلالؓ کو مبارک ہو وہ مبارکباد

باز گردانیدنِ صدیق رضی اللہ عنہ واقعۂ بلال رضی اللہ عنہ راو ظلمِ ۲ جھوداں بروے و اَحد اَحد گفتنِ اُوو فزوں شدنِ کینۂ جھوداں و قصۂ اُو پیشِ حضرت مُصطفٰے صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلّم گفتن. و مشورت کردن در خریدن اُواز جھوداں

حضرت صِدّیق رضی اللہ عنہ کا حضرت بلالؓ کے واقعہ اور اُن پر کافروں کے ظلم اور اُن کے اَحد اَحد کہنے کا اور منکروں کے کینہ کے بڑھنے ، اور اُن کے قصہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرانا اور منکروں سے خریدنے میں مشورہ کرنا

چونکہ صِدّیقؓ از بلالؓ دَم دُرست — ایں شنید از توبۂ اُودست شُست
جب صدیقؓ نے سچے بلالؓ سے — یہ سُنا ، اُن کی توبہ سے ہاتھ دھو لیا

بعدازاں صدّیقؓ پیشِ مصطفٰےؐ — گفت حالِ آں بلالؓ با وفا
اُس کے بعد صِدّیقؓ نے آنحضورؐ کے سامنے — اُن وفا دار بلالؓ کا حال کہا

کاں فلک پیمائے میموں فال چُست — ایں زماں در عشق و اندر دامِ تُست
کہ وہ آسمان کو طے کرنیوالا ، مبارک فال ، مستعد — اب وہ آپ کے عشق اور جال میں ہے

بازِ سلطان ست زاں چُغداں برنج — در حَدَث مدفون شُد آں زفت گنج
شاہی باز ، اُن چغدوں سے تکلیف میں ہے — وہ بھاری خزانہ گندگی میں دفن ہو گیا

چُغدِ ہا بر باز اِستم می کُنند — پَرّو بالش بیگناہے می کَنند
چغد ، باز پر ظلم کر رہے ہیں — بغیر خطا کے اُس کے پر بال اُکھاڑ رہے ہیں

---

۱ گرز خم۔ یعنی حضرت بلالؓ نے کہا۔ غربال۔ چھلنی۔ تن۔ جسم کو اگرچہ یہ کافر زخمی کر رہا ہے لیکن اللہ کے عشق سے مست ہے۔ ودود۔ اللہ تعالیٰ۔ بُوی جانے۔ یعنی آنحضورؐ کی خوشبو۔ معراج۔ یعنی آنحضورؐ نے عروج روحانی سے نزول فرمایا اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔

۲ ظلم جھوداں۔ حضرت بلالؓ پر کفار جو ظلم کر رہے تھے اُس کا سارا قصہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیا۔ دَم دُرست۔ سچا۔ دست شست یعنی حضرت بلالؓ کی توبہ سے مایوس ہوگئے۔ کاں فلک۔ حضرت بلالؓ کو شاہی باز قرار دے کر اِن صفات کا ذکر کیا ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضورؐ

۳ چغداں۔ یعنی کفار قریش حَدَث۔ یعنی کفار قریش۔ گنج۔ یعنی حضرت بلالؓ۔ چغدہا۔ پہلے قصہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ ایک شاہی باز چغدوں میں جا پھنسا تھا۔

جُرمِ اُو اینست کو بازست و بس — غیرِ خوبی جُرمِ یوسف چیست پس
اُس کی خطا صرف یہی ہے کہ وہ باز ہے — یوسفؑ کا سوائے حُسن کے کیا جُرم ہے ؟

چُغدرا ویرانہ باشد زاد و بُود — ہست شاں بَر باز زاں خشم و جُحود
چغدوں کا مَولد اور مسکن ویرانہ ہوتا ہے — باز پر اُن کا اِنکار اور غصہ اِس لئے ہے

کہ چراتو یادمی آری ازاں — لالہ زارو جو یُبارو گلستاں
کہ تو کیوں یاد کرتا ہے ، اُس — لالہ زار اور نہر اور چمن کو

کہ چرامی یاد آری زاں دِیار — یاز قصرو ساعدِ آں شہر یار
کہ تو اُس وطن کو کیوں یاد کرتا ہے ؟ — یا اُس شاہ کے قلعہ اور کلائی کو

دَردِہِ چُغداں فضولی می کُنی — فتنہ و تشویش دَرمی افگنی
تو چغدوں کی بستی میں بیوقوفی کرتا ہے — تو فتنہ اور تشویش پیدا کرتا ہے

مَسکنِ مارا کہ شُد رشکِ اثیر — تو خرابہ خوانی و نام حقیر
ہماری قیام گاہ ، جو رشکِ فلک ہے — تو (اُسکو) ویرانہ کہتا ہے اور حقیر نام (دھرتا ہے)

شِید آوردی کہ تا چُغدانِ ما — مر تُرا سازند شاہ و پیشوا
تو مکاری کرتا ہے ، تاکہ ہمارے چغد — تجھے شاہ اور پیشوا بنا لیں

وہم۲ و سَودائی دَر ایشاں می تنی — نامِ ایں فردوس ویراں می کُنی
تو اُن میں وہم اور دیوانگی پیدا کر رہا ہے — تو اِس جنت کا نام ، ویرانہ دھرتا ہے

بر سَرت چنداں زنیم اے بدصفات — کہ بگوئی تَرکِ شِید و تُرہات
اے بد صفات ! ہم تیرے سَر پر اتنا ماریں گے — کہ تو مکر اور بکواس کو چھوڑ دے

پیشِ مشرق چار میخش می کُنند — تَن برہنہ شاخِ خارش میزنند
مشرق کے رُخ اس کو چار میخ کرتے ہیں — ننگے بدن، اُس پر کانٹے دار لکڑی مارتے ہیں

از تنش۳ صد جاے خون برمی جہد — اُو اَحَد می گوید و سَرمی نہد
اُس کے جسم سے سینکڑوں جگہ سے خون اُبل پڑتا ہے — وہ اَحَد کہتا ہے ، اور سر ڈال دیتا ہے

پندہا دادم کہ پنہاں داردیں — سِر بپوشاں از جہودانِ لعیں
میں نے نصیحتیں کیں کہ دین کو پوشیدہ رکھ — ملعون کافروں سے ، راز چھپا

عاشق ست اُورا قیامت آمدست — تادرِ توبہ بَرو بستہ شُدہ ست
وہ عاشق ہے اُس کے لئے قیامت آ گئی ہے — حتیٰ کہ توبہ کا دروازہ اس پر بند ہو گیا ہے

---

۱ غیر خوبی۔ حضرت یوسفؑ سے اُن کے بھائیوں کی دشمنی اُن کے حُسن کی وجہ سے تھی۔ جُحود۔ اِنکار۔ کہ چرا۔ جب باز لالہ زار اور چمن کو یاد کرتا ہے تو چغدوں کو غصہ آتا ہے اور کہتے ہیں کہ تو شاہی کلائی اور محلات کا ذکر کر کے ہمیں کیوں پریشان کرتا ہے۔ مسکن۔ چغد یہ بھی کہتے ہیں کہ تو ہمارے مسکن کو جو آسمانوں سے بھی افضل ہے ویرانہ کہتا ہے۔ شید۔ یہ تیری سب مکاری سردار بننے کے لئے ہے۔

۲ وہم۔ تو ہم کو دیوانہ بنانا چاہتا ہے۔ اور ہماری جنت کو ویرانہ کہتا ہے۔ تُرہات۔ بکواس۔ پیش۔ حضرت بلالؓ کو اس طرح سزا دیتے تھے کہ ننگا کر کے چاروں ہاتھ پاؤں کو چار کیلوں سے باندھ دیتے تھے اور خار دار لکڑی سے مارتے تھے۔ یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیں۔

۳ از تنش۔ مار کھانے سے اُن کے بدن پر سینکڑوں زخموں سے خون بہتا ہے اور وہ برابر اَحَد اَحَد کہتے رہتے ہیں اور اس سزا سے نہیں گھبراتے ہیں۔ پندہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اُنکو دین و ایمان پوشیدہ رکھنے کی نصیحتیں بھی کیں لیکن وہ خدا اور رسول کا ایسا عاشق ہے کہ گویا قیامت آگئی ہے اور اس کیلئے اِس عشق کو ظاہر کرنے کی وجہ سے توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

عاشقی[۱] و توبہ یا امکانِ صبر
عاشقی اور توبہ، یا صبر کا امکان
ایں محالے باشد اے جاں پس سطبر
اے جان! یہ بہت عظیم محال ہوتا ہے

توبہ کرم و عشق ہمچوں اژدہا
توبہ کیڑا ہے اور عشق اژدھے کی طرح ہے
توبہ وصفِ خلق واں وصفِ خدا
توبہ مخلوق کی صفت ہے اور وہ خدا کا وصف ہے

عشق ز اوصافِ خدائے بے نیاز
عشق، بے نیاز خدا کے اوصاف میں سے ہے
عاشقی بر غیرِ او باشد مجاز
اس کے غیر سے عاشقی مجاز ہے

زانکہ آں مِس زر اندود آمدست
کیونکہ وہ ملمع شدہ تانبا ہے
ظاہرش نور اندروں دود آمدست
اس کا ظاہر روشن، اندر دھواں ہے

چوں رود نور و شود پیدا دُخاں
جب چمک چلی جاتی ہے اور دھواں نمودار ہو جاتا ہے
بفسرد عشقِ مجازی آں زماں
اس وقت، مجازی عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

چوں شود پیدا دُخانِ غم فزا
جب غم کو بڑھانے والا دھواں ظاہر ہو جاتا ہے
بفسرد نے عشق ماند نے ہوا
وہ ٹھٹھر جاتا ہے نہ عشق رہتا ہے نہ ہوس

وارود[۲] آں حُسن سوئے اصلِ خود
وہ حُسن اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے
جسم ماند گندہ و رُسوا و بد
جسم گندہ اور ذلیل اور بد حال رہ جاتا ہے

نورِ مہ راجع شود ہم سوئے ماہ
چاند کی چاندنی چاند کی طرف لوٹ جاتی ہے
وارود عکسش ز دیوارِ سیاہ
اس کا عکس کالی دیوار سے واپس ہو جاتا ہے

نے[۳] دروں نورے بوَد نے زندگی
نہ اس میں نور رہتا ہے، نہ زندگی
نے جمالش ماند و نے فرخندگی
نہ اس کا حسن رہتا ہے، اور نہ خوبی

پس بماند آب و گِلِ بے آں نگار
اس حسین کے بغیر پانی اور مٹی رہ جاتی ہے
گردد آں دیوار بے مہ دیو وار
وہ دیوار چاندنی کے بغیر بھوت کی طرح رہ جاتی ہے

قلب را کہ زر ز روئے او بجست
کھوٹا، جس کے اوپر سے سونا اڑ گیا
باز گشت آں زر بکانِ خود نشست
وہ سونا واپس ہو گیا، اپنی کان میں جا بیٹھا

پس مسِ رُسوا بماند دودوش
رسوا تانبا دھوئیں کی طرح رہ جاتا ہے
زو سیہ تر رُو بماند عاشقش
اس کا عاشق اس سے زیادہ روسیاہ ہو جاتا ہے

عشقِ بینایاں بوَد بر کانِ زر
عقلمندوں کا عشق سونے کی کان سے ہوتا ہے
لا جرم ہر روز باشد بیشتر
وہ لا محالہ ہر روز بڑھتا ہے

---

[۱] عاشقی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ عاشق ہو اور پھر وہ محبوب کے ذکر سے توبہ کرے بینا ممکن بات ہے۔ توبہ۔ عشق کے سامنے توبہ ایک کمزور چیز ہے بندے کی صفت ہے، اللہ کی صفت اور بندے کی صفت کا کیا مقابلہ۔ عشق۔ حقیقی عشق خدا کی صفت ہے دوسری چیز سے عشق، عشقِ مجازی ہے۔ زانکہ۔ غیر خدا سے عشق ایسا ہی ہے جیسے ملمع شدہ سونے کا عشق۔ چوں۔ جب مجازی معشوق سے خدائی عکس جدا ہو جاتا ہے اس معشوق سے عشق بھی نہیں رہتا۔

[۲] واردو۔ مجازی معشوق کا حُسن جب اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے تو معشوق کا جسم گندہ اور برا معلوم ہونے لگتا ہے۔ نورِ مہ۔ اس کی یہ مثال ہے کہ کالی دیوار سے جب چاند کی چاندنی غائب ہو جاتی ہے تو پھر دیوار کالی نظر آنے لگتی ہے۔

[۳] نے درو۔ مجازی معشوق پر سے اللہ تعالیٰ کے حُسن کا عکس ہٹ جانے سے نہ اس میں زندگی رہتی ہے نہ حُسن اور وہ محض ایک مٹی اور پانی رہ جاتا ہے۔ قلب۔ ملمع شدہ چیز پر سے جب سونا اڑ کر اپنی کان میں پہنچ جاتا ہے تو تانبا زرد سیاہ رہ جاتا ہے اور اس کا عاشق اس سے بھی زیادہ رُسوا ہو جاتا ہے۔ عشق۔ جو عقلمند ہیں وہ اصل پر عاشق ہوتے ہیں چونکہ وہ باقی رہنے والی چیز ہے لہٰذا عشق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

مرحبا اے کانِ زر لا شک فیک　　　زانکہ کاں را در زری نبوَد شریک
اے سونے کی کان تجھے شاباش تیرے بارے میں شک نہیں ہے　　　کیونکہ سونے پن میں کان کا کوئی شریک نہیں ہے
ہر کہ قلبے را کند انبازِ کان　　　وارَود زر تا بکانِ لا مکان
جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائے　　　سونا لا مکانی کان میں چلا جائے گا
عاشق و معشوق مُردہ ز اضطراب　　　ماندہ ماہی رفتہ زاں گردابِ آب
عاشق اور معشوق اضطراب سے مر گئے　　　مچھلی رہ گئی ، اس بھنور سے پانی چلا گیا
عشقِ ربّانی ست خورشیدِ کمال　　　اَمر نورِ اُوست خلقاں چوں ظلال
خدائی عشق کمال کا سورج ہے　　　(عالمِ) امر اس کا نور ہے عالمِ خلق سایوں کیطرح ہے
مُصطفےٰؐ ۲ زیں قصہ چوں گُل مصطفےٰؐ　　　رغبت افزوں گشت اُورا ہم بگفت
حضرت مصطفےٰؐ اس قصہ سے پھول کی طرح کھل گئے　　　کہنے سے ، اُن کی رغبت بھی بڑھ گئی
مستمع چوں یافت ہمچوں مصطفےٰؐ　　　ہر سرِ مویش زبانے شُد جُدا
جبکہ سُننے والا حضرت مُصطفےٰؐ جیسا پایا　　　اُن کا ہر سرِ مُو مستقل زبان بن گیا
مُصطفےٰؐ گفتش کہ اکنوں چارہ چیست　　　گفت ایں بندہ اُورا مُشتری ست
حضرت مصطفےٰؐ نے فرمایا اب کیا تدبیر ہے ؟　　　عرض کیا ، یہ غلام اُس کا خریدار ہے
ہر بہا کہ گوید اُورا می خرم　　　در زیان و حیفِ ظاہر ننگرم
وہ جو قیمت بھی کہے گا ، میں اُس کو خرید لوں گا　　　ظاہری نقصان اور بے انصافی کو نہ دیکھونگا
کو اُسیر اللہ فی الارض آمدست　　　سخرۂ خشمِ عدوُّ اللہ شُدست
کیونکہ وہ سرزمین میں اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے　　　اللہ تعالیٰ کے دُشمن کے غصہ کا پابند ہو گیا

وصیّت ۳ کردن مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم صدّیق رضی
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ جب
اللہ تعالیٰ عنہ راکہ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مُشتری میشوی
تو بلال رضی اللہ عنہ کا خریدار بنے گا وہ لوگ لا محالہ مخالفت
ہر آئینہ ایشاں از ستیزۂ بسیار بہایِ اُورا خواہند افزود و مرا دریں
کی وجہ سے اُس کی بہت قیمت بڑھا دیں گے اور مجھے اس
فضیلت شریکِ خود کُن وکیلِ من باش و نیم بہا از من بستاں
فضیلت میں اپنا شریک کرنے اور میرا وکیل بنجا اور آدھی قیمت مجھ سے لے لے

۱ مرحبا اب مولانا جوش میں معشوق حقیقی کو خطاب کرتے ہیں تیری صفات کے حقیقی ہونے میں کوئی شک نہیں اور تیری اس صفت میں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر کہ جو مجازی موصوف کو حقیقی موصوف کا شریک کریگا۔ عاشق۔ وہ عاشق جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائیگا جب کھوٹے کا ملمع اُڑ جائے گا تو عاشق اور معشوق دونوں پریشانی سے ایسے مُردہ ہو جائیں گے، جیسا کہ وہ مچھلی جو گرداب کا پانی خشک ہو جانے کے بعد پڑی رہ جائے۔ عالم امر۔ قرآن میں ہے الا لہُ الخلقُ والامر "خلق اسی کے لئے ہے۔ عالم امر وہ عالم ہے جو مادے سے خالی ہے اور عالم خلق جسمانی عالم ہے اصل عالم امر ہے اور عالم خلق اُس کا سایہ ہے۔

۲ مصطفےٰؐ۔ حضرت بلالؓ کا قصہ سن کر آنحضورؐ خوش ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے اُس کی خوب تشریح کی مصطفےٰؐ۔ آنحضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت بلالؓ کا پورا قصہ سن کر فرمایا اب کیا تدبیر ہے تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں اس کو خرید لونگا وہ جو بھی قیمت طلب کرینگے انکو دیدونگا اور کسی ظاہری نقصان کی پرواہ نہ کرونگا کیونکہ وہ خدا کا قیدی دُشمنوں کے ہاتھ میں پھنسا ہوا ہے۔

۳ وصیت۔ آنحضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ وہ لوگ عداوت کی وجہ سے بہت قیمت طلب کرینگے۔ اس کو خرید لئے مجھے بھی اس خریداری میں شریک کرلے۔

مصطفیٰؐ گفتش کاے اقبال جو — در خریدن می شوم انبازِ تو
حضرت مصطفیٰؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے نیک بختی کی جستجو کرنے والے — خریداری میں ، میں تیرا شریک بنتا ہوں

تو وکیلم ۱؎ باش و نیمے بہرِ من — مشتری شو قبض کن از من ثمن
تو میرا وکیل بن جا ، اور آدھے کا میرے لئے — خریدار بن جا ، مجھ سے قیمت لے لے

گفت صد خدمت کنم رفت آں زماں — سوئے خانہ آں جہودِ بے اماں
عرض کیا سو بار خدمت کرتا ہوں فوراً روانہ ہو گئے — اُس بے پناہ کافر کے گھر کی جانب

گفت با خود کز کفِ طفلاں گہر — می تواں آساں خریدن اے پدر
اپنے آپ سے کہنے لگے کہ بچوں کے ہاتھ سے موتی — اے بابا ! آسانی سے خریدا جا سکتا ہے

عقل و ایماں را ازیں قومِ جہول — می خرد با مُلکِ دنیا دیوِ غول
اِس نادان قوم سے ، عقل اور ایمان کو — شیطان، دنیا کے مُلک کے بدلے میں خرید لیتا ہے

آنچناں ۲؎ زینت دہد مُردار را — کہ خرد ز ایشاں دو صد گلزار را
وہ مردار کو اِس قدر مزین کر دیتا ہے — کہ اُن سے دو سو چمن خرید لیتا ہے

آنچناں مہتاب بنماید بسحر — کز خساں صد کیسہ بُر باید بسحر
چاندنی کو جادو کے ذریعہ اِس طرح دکھا دیتا ہے — کہ شعبدے کے ذریعہ کمینوں سے تھیلیاں اُچک لیجاتا ہے

انبیا شاں تاجری آموختند — پیشِ ایشاں شمعِ دیں افروختند
اُن کو نبیوں نے تجارت سکھائی، — اُن کی سامنے دین کی شمع روشن کی

دیو و غولِ ساحر از سحر و نبرد — انبیا را در نظر شاں زشت کرد
جادو گر بھوت اور چھلاوے نے جادو گری اور مخالفت سے — اُن کی نظر میں نبیوں کو بے وقعت کر دیا

زشت گرداند بجادوئی عدو — تا طلاق اُفتد میانِ جفت و شو
دشمن . جادو سے بُرا بنا دیتا ہے — حتیٰ کہ بیوی اور شوہر میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

دیدہا ۳؎ شاں را بسحرے دوختند — تا چنیں گوہر بہ خس بفروختند
جادو سے ، انہوں نے اُن کی آنکھیں سی دیں — یہانتک کہ انہوں نے ایسا موتی تنکے کے بدلے بیچ ڈالا

ایں گہر از ہر دو عالم برترست — ہیں بخر زیں طفلِ جاہل کو خرست
یہ موتی ، دونوں جہان سے بالا تر ہے — ہاں اس نادان بچے سے خرید لے کیونکہ وہ گدھا ہے

پیشِ خر خر مہرہ و گوہر یکیست — آں اشک را در دُرو دریا شکیست
گدھے کے سامنے کوڑی اور موتی یکساں ہے — اُس گدھے کو موتی اور سمندر میں شک ہے

۱؎ تو وکیلم ۔ بلالؓ کی خریداری میں تم میرے ہو وکیل بن جاؤ ۔ آں جہود ۔ اُمیہ بن خلف ۔ گفت ۔ ابوبکرؓ نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ کافر بلالؓ کی قدر و قیمت سے بے خبر ہیں میں اُن سے بلالؓ کو آسانی سے اسی طرح خرید لوں گا جس طرح بچے سے موتی خرید لیا جاتا ہے ۔ عقل ۔ اِن کفار سے شیطان دنیا کے بدلے عقل اور ایمان خرید لیتا ہے ۔

۲؎ آنچناں ۔ شیطان ان کافروں کے لئے مُردار دنیا کو اِس قدر پُر رونق کر کے دکھا دیتا ہے ۔ کہ اُن سے آخرت کے چمن خرید لیتا ہے ۔ مہتاب ۔ چاندنی کو کپڑا بنا کر دکھا دیتا ہے اور اِن کی ہمیانیاں اُڑا لے جاتا ہے ۔ انبیاء نے اُن کو تجارت کرنا سکھایا لیکن شیطان اُن کی نظروں میں انبیاء اور اُن کی تعلیمات کو برا کر کے دکھا دیتا ہے ۔ زشت ۔ شیطان ایسے اثرات پیدا کر دیتا ہے کہ میاں بیوی میں نفرت ہو جاتی ہے اور طلاق تک نوبت آ جاتی ہے ۔

۳؎ دیدہا ۔ جس طرح شیطان میاں اور بیوی میں جادو گری کرتا ہے اسی طرح جادو سے انکو اندھا کر دیا اور اُن کفار نے حضرت بلالؓ کو چند ٹکوں میں بیچ ڈالا ۔ ایں گہر ۔ یعنی حضرت بلالؓ ۔ زیں طفل ۔ یعنی اُمیہ ۔ خرمہرہ ۔ کوڑی ۔ اشک ۔ ترکی لفظ ہے ۔ گدھا ۔

منکرِ بحرست ۱؎ و گہر ہای اُو — کے بُود حیواں درو پیرا یہ جو

وہ سمندر اور اُس کے موتیوں کا منکر ہے — جانور، اُس سے آرائش کا کب طالب ہوتا ہے؟

در سَرِ حیواں خدا ننہادہ است — کو بُود در بندِ لعل و دُر پرس

خدا نے جانور کے سر میں نہیں رکھا ہے — کہ وہ لعل کی فکر میں اور موتی کا پرستار ہو

مر خراں را ہیچ دیدی گوشوار — گوش و ہوشِ خر بُود در سبزہ زار

تو نے گدھوں کے کان کا آویزہ کبھی دیکھا ہے — گدھے کا گوش و ہوش سبزہ زار ہوتا ہے

اَحْسَنُ التَّقْوِیم در وَالتِّین بخواں — کہ گرامی گوہرست اے دوست، جاں

"احسن التقویم" کو سورۂ "والتین" میں پڑھ لے — کہ اے پیارے! جان قیمتی موتی ہے

اَحْسَنُ التَّقْوِیم از عرشش فزوں — اَحْسَنُ التَّقْوِیم از فکرت بروں

"احسن التقویم" اس کے عرش سے بڑھ کر ہے — "احسن التقویم" تیری سمجھ سے باہر ہے

گر بگویم قیمت، ایں ۲؎ ممتنع — ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع

اگر میں اس کی قیمت بتاؤں، ناممکن ہے — میں بھی جل جاؤں، سُننے والا بھی جل جائے

لَب بہ بند اینجا و خرآں سُو مراں — رَفت آں صِدّیق سُوئے آں خراں

اس جگہ ہونٹ بند کر لے، اُس جانب گدھا نہ ہنکا — صدیقؓ ان گدھوں کی جانب روانہ ہو گئے

حلقۂ در زد چودر رابر کشود — رَفت بیخود در سَرایِ آں جہود

کنڈی بجائی، جب اُس نے دروازہ کھولا — بیخودی میں اُس کافر کے گھر میں پہنچ گئے

بیخود و سَرمَست در آتش نشست — از دہانش بَس کلام تلخ جَست

بیخود اور مدہوش (غصہ کی) آگ میں جا بیٹھے — اُن کے مُنہ سے بہت کڑوی باتیں نکلیں

کیں ۳؎ ولی اللہ راچوں میزنی — ایں چہ حقدست اے عدوِّ روشنی

کہ تو اللہ تعالیٰ کے اِس دوست کو کیوں مارتا ہے؟ — اے نُور کے دشمن! یہ کیا کینہ ہے؟

گر تُرا صدقیست اندر دینِ خود — ظلم بر صادق دلت چوں میدہد

اگر تجھ میں اپنے دین کے بارے میں سچائی ہے — تیرا دل، ایک سچے پر ظلم کیسے گوارا کرتا ہے؟

اے تو در دینِ جہودی مادۂ — کیں گماں داری تو بر شہزادۂ

اے تو کفر کے دین میں نامرد ہے — کہ تو ایک شہزادے پر یہ گمان کرتا ہے

۱؎ بحر۔ یعنی ایمان کا سمندر۔ گوہر ہای۔ یعنی مومنین۔ پیرایہ۔ آراستگی۔ در سر۔ حیوان میں اللہ تعالیٰ نے اتنی سمجھ نہیں دی کہ وہ لعل اور موتی کی قیمت کو سمجھ سکے۔ مر خراں۔ چونکہ وہ موتی کی قیمت نہیں سمجھتے اس لئے وہ کانوں میں موتی کے آویزے نہیں ڈالتے ہیں۔ سبزہ زار۔ یعنی خورد نوش۔ وَالتِّین۔ سورۂ والتین میں مذکور ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِیْم "بیشک ہم نے انسان کو بہترین خلقت میں پیدا کیا ہے"۔ فزوں۔ روح کامل عرش سے افضل ہے اور انسان اِس دنیا اُس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔

۲؎ ایں ممتنع۔ روح کامل جس کی حقیقت کا بیان ناممکن ہے اگر میں اُس کی قدر و قیمت بیان کروں تو میں بھی اور تم بھی جل جاؤ گے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لب بہ بند۔ لہٰذا اس سلسلہ میں خاموشی بہتر ہے حضرت ابو بکرؓ کے اِن خر کے پاس جانے کا ذکر شروع کر۔ حلقہ در۔ حضرت ابو بکرؓ نے امیہ کے گھر کے کواڑ کھلوائے اور گھر میں چلے گئے اور چونکہ حضرت بلالؓ کے پٹنے کا رنج تھا اُس کو سخت باتیں کہیں۔

۳؎ کیں۔ یہ کہا کہ تو اِس اللہ کے ولی کو کیوں مارتا ہے۔ گر ترا۔ اگر انسان اپنے مذہب میں سچا ہے تو دوسرے مذہب کے سچے دل والے کی حقیقت کو وہ سمجھ سکتا ہے اور اُس پر ظلم کرنا پسند نہ کریگا۔ اُس کے اعتقاد پر اُس کو مجبور سمجھے گا۔ اے تو۔ جب تو کسی سچے دیندار پر ظلم کو روا رکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ تو اپنے دین کا پکا نہیں ہے۔ شہزادہ یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

دَر ہمہ ا زآئینۂ کژ سار خود ۔۔۔ منکر اے مردودِ نفرینِ ابد
اپنے بنائے ہوئے ٹیڑھے آئینہ سے سب کو ۔۔۔ اے ابدی لعنت کے مردود ، نہ دیکھ

آنچہ آں دَم ازلبِ صدیق جست ۔۔۔ گر بگویم گم کُنی تو پاو دَست
اُس وقت حضرت صدیق کے ہونٹوں سے جو کچھ نکلا ۔۔۔ اگر میں کہوں ، تو ہاتھ پاؤں گم کر دے

آں ینابیع الحِکم ہمچوں فُرات ۔۔۔ از دہانِ اُوروان از بے جہات
حِکمتوں کے فرات جیسے چشمے ۔۔۔ لا مکاں کی جانب سے اُن کے مُنہ سے جاری تھے

ہمچواز ۲ سنگے کہ آبے شُد رواں ۔۔۔ نے ز پہلو مایہ دارد نز میاں
جس طرح ایک پتھر سے پانی جاری ہوا تھا ۔۔۔ جو نہ پہلو میں سرمایہ رکھتا ہے نہ اندر

اِسپر خود کردہ حق آں سَنگ را ۔۔۔ بر کشادہ آبِ مینا رنگ را
اللہ تعالیٰ نے اُس پتھر کو اپنی ڈھال بنایا تھا ۔۔۔ جس سے آبگینہ جیسا پانی بہا دیا

ہمچناں کز چشمۂ چشم تو نُور ۔۔۔ اُور واں کردست بے بُخل و فتور
جس طرح تیری آنکھ کے چشمہ سے نور ۔۔۔ اُس نے بغیر بخل اور کمی کے جاری کر دیا ہے

نے ز پیہ آں مایہ دارد نے ز پوست ۔۔۔ رویِ پوشی کردہ در ایجاد دوست
وہ نہ چربی سے سرمایہ رکھتی ہے، نہ کھال سے ۔۔۔ دوست نے ایجاد کرنے میں آڑ بنائی ہے

دَر خلایِ ۳ گوش بادِ جا ذبش ۔۔۔ مُدرک صدقِ کلام و کاذبش
اُس کی جذب کرنے والی ہوا، کان کے سُوراخ میں ۔۔۔ اُس کے جھوٹے اور سچے کلام کا ادراک کرنیوالی ہے

آں چہ بادست اندراں خرد استخواں ۔۔۔ کہ پذیرد حرف وصوتِ قصہ خواں
اُن چھوٹی ہڈیوں میں یہ کیسی ہوا ہے ؟ ۔۔۔ کہ بات کرنے والے کے حرف اور آواز کو قبول کرے

استخوان وباد رُوپوش ست وبَس ۔۔۔ دَر دو عالم غیرِ یزداں نیست کس
ہڈی اور ہوا، محض پردہ ہے ۔۔۔ دونوں جہان میں خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مستمع اُو قائل اُو بے احتجاب ۔۔۔ زانکہ الاذنان من راس اے مثاب
بلا شک سننے والا وہی ہے، بولنے والا وہی ہے ۔۔۔ کیونکہ اے ثواب پانیوالے دونوں کان سر کا حصہ ہیں

گفت رحمت گرہمی آید بُرو ۔۔۔ زربدہ بستانش اے اکرام خُو
اُس نے کہا اگر تجھے اُس پر رحم آتا ہے ۔۔۔ اے کرم کی عادت والے! روپیہ دے اُسکو لے لے

---

۱ در ہمہ۔ چونکہ تیری فطرت کج ہے تو دوسروں کو بھی کج فطرت سمجھتا ہے۔ انچہ۔ حضرت ابو بکرؓ نے اُس وقت حیران کن باتیں کہیں جو بڑی پُر حکمت تھیں۔ آں ینابیع۔ اُن باتوں کے پُر حکمت ہونے کی وجہ یہ بھی کہ وہ باتیں اگرچہ حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے جاری تھیں لیکن اُن کا اصل سر چشمہ حضرت حق تعالیٰ تھا۔ ینابیع۔ منبوع کی جمع ہے، چشمہ۔ حِکم۔ حکمت کی جمع ہے۔

۲ ہمچو۔ حضرت ابو بکرؓ کے منہ سے ان چشموں کے جاری ہونے پر کیا تعجب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ پتھر سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ اسپر۔ حضرت حق نے اس پتھر کو اپنے لئے پردہ بنالیا تھا۔ اسپر۔ سپر، ڈھال یعنی پردہ۔ مینا۔ آبگینہ۔ ہمچناں۔ تیری آنکھ کو بھی حق تعالیٰ نے اپنا نور عطا کرنے کا ایک حجاب بنا رکھا ہے ورنہ آنکھ کے اجزاء میں نور کہاں ہے دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

۳ درخلای۔ انسان کا کان بھی قدرت کا ایک پردہ ہے ورنہ اس کے اجزاء میں سُننے کی طاقت کہاں ہے۔ خرد استخواں۔ کان کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں۔ غیر یزداں۔ ہر معاملہ میں اصل متصرف خدا ہی ہے۔ زانکہ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کان سر کا حصہ ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک حادث چیز ہے۔ اُس میں خود یہ صفات کہاں ہو سکتی ہیں۔ گفت۔ اُمیہ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا اگر تجھے بلالؓ پر رحم آتا ہے تو اُس کو خرید لے

از منش و اخر چوی سوزد دلت	**بے ۱ مؤنت حل نگردد مشکلت**
اگر تیرا دل جلتا ہے، مجھ سے اُس کو خرید لے	بغیر خرچہ کے تیری مشکل حل نہ ہو گی
گفت صد خدمت کنم پانصد سجود	**بندۂ دارم نِکو لیکن جہود**
حضرت ابو بکرؓ نے کہا سو عبادتیں پانچ سو سجدے کرونگا	میرے پاس ایک اچھا غلام ہے، لیکن یہودی ہے
تن سپید و دل سیاہستش بگیر	**در عوض دہ تن سیاہ و دل مُنیر**
اُس کا جسم سفید اور دل کالا ہے، لے لے	بدلے میں کالے جسم اور روشن دل کو دیدے
پَس فرستاد و بیاورد آں ہُمام	**بُود الحق سخت زیبا آں غلام**
پھر اُن سردار نے بھیجا اور بلولیا	سچ سچ وہ غلام نہایت حسین تھا
آں ۲ چنانکہ ماند حیراں آں جہُود	**آں دِل چوں سنگش از جا رفت زود**
ایسا کہ وہ کافر حیران رہ گیا	اُس کا پتھر جیسا دل فوراً بے قابو ہو گیا
حالتِ صورت پرستاں ایں بُود	**سنگِ شاں از صورتے مومیں بُود**
ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہوتی ہے	اُن کا پتھر صورت، دیکھنے سے موم ہو جاتا ہے
باز کرد اِستیزہ و راضی نشد	**کہ بریں افزوں بدہ بے ہیچ بد**
اس نے جھگڑنا شروع کر دیا اور راضی نہ ہوا	کہ لا محالہ اُس پر اضافہ کرو
یک نصابِ نقرہ ہم بروے فزُود	**تا کہ راضی گشت حرصِ آں جہُود**
انہوں نے چاندی کی ایک مقدار بھی اسپر بڑھادی	حتیٰ کہ اس کافر کی حرص راضی ہو گئی
بیع ۳ کرد و داد و بستد بے غرض	**داد گوہر سَنگ بَستد در عوض**
اس نے فروخت کرا دیا اور بلا مقصد لین دین کر لیا	موتی دے دیا اور بدلے میں پتھر لے لیا
بر خیالِ آنکہ سُودے کردہ اَم	**دادم اَسود اَبیضے آوردہ اَم**
اِس خیال سے کہ میں نے نفع کمایا ہے	کالا دے دیا ہے، سفید حاصل کر لیا ہے
مُنعقدِ چوں گشت بیع اندر میاں	**یافت ایجاب و قبول ہر دو آں**
جب باہمی معاملہ طے ہو گیا	دونوں کا ایجاب اور قبول ہو گیا

خندیدنِ جہود و پنداشتن کہ صدیق رضؓ مغبون ست دریں عقد

کافر کا ہنسنا اور خیال کرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ اس معاملے میں ٹوٹے میں ہیں

قہقہہ زد آں جہودِ سنگ دل	**از سَرِ افسوس و طنز و غش و غِل**
اس سنگ دل کافر نے قہقہہ لگایا	مذاق اور طنز اور مکر و فریب کے طور پر

۱ بے مؤنت۔ یہ مشکل بغیر خرچ کے آسان نہ ہو گی۔ گفت۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا یہ معاملہ ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کروں گا اور فرمایا میرے پاس ایک سفید رنگ کا حسین غلام ہے لیکن اس کا دل کفر کی وجہ سے کالا ہے اُس کے بدلے میں کالے بلالؓ کو دیدے جن کا دل منور ہے۔ ہُمام۔ سردار۔

۲ آں چنانک۔ حضرت ابو بکرؓ کا غلام اس قدر خوبصورت تھا کہ اس کو دیکھ کر اُمیہ کا دل بے قابو ہو گیا۔ حالت۔ ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہے کہ وہ ظاہر اور صورت پر قربان ہوتے ہیں۔ باز کرد۔ اُس نے اصرار شروع کیا کہ بلالؓ کے عوض اس غلام کے ساتھ کچھ چاندی بھی دو حضرت ابو بکرؓ نے چاندی کا اضافہ کر دیا۔

۳ بیع کرد۔ چاندی کے اضافہ پر وہ راضی ہو گیا اور لین دین ہو گیا اُس نے موتی دے کر پتھر لے لیا اس کا یہ خیال تھا کہ میں نے بہت نفع کما لیا کالا دے کر گورا غلام لے لیا۔ مُنعقِد۔ جب بیع مکمل ہو گئی تو وہ بہت ہنسا اور اس کو یقین تھا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس معاملہ میں ٹوٹا اٹھایا ہے۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ قہقہہ۔ معاملہ مکمل ہونے پر اسنے قہقہہ لگایا جسمیں مذاق اور طنز کا پہلو تھا حضرت ابو بکرؓ نے وجہ دریافت کی تو وہ اور زیادہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر اس غلام کی خریداری میں آپ کو اصرار نہ ہوتا تو میں اس کے دام۔ نہ بڑھاتا اور اب جو قیمت لی ہے اس کے دسویں حصہ میں فروخت کر ڈالتا۔

گفت صدیقش کہ ایں خندہ چہ بود
حضرت صدیق نے اس سے کہا کہ یہ قہقہہ کیسا ہے؟
در جواب و پرسش او خندہ فزود
جواب میں اور انکے دریافت کرنے پر اور زیادہ ہنسا

گفت اگر جدّت نبودے واہتمام
اس نے کہا اگر تیرا اصرار اور اہتمام نہ ہوتا
در خریداری ایں اسود غلام
اس کالے غلام کی خریداری میں

من ز استیزہ نمی افروختم
میں جھگڑ کر اس کو نہ بیچتا
خود بعشر اینش می بفروختم
خود اس کو دسویں حصہ میں بیچ ڈالتا

کہ [۱] بنزدِ من نیرزد نیم دانگ
کیونکہ وہ میرے نزدیک آدھی دمڑی کے لائق نہیں ہے
تو گراں کردی بہائش را ببانگ
تونے شور کر کے اس کی قیمت بڑھا دی

پس جوابش داد صدیق اے غبی
تب حضرت صدیقؓ نے اس کو جواب دیا اے بیوقوف!
گوہرے دادی بجوزے چوں صبی
تونے بچہ کی طرح اخروٹ کے بدلے میں موتی دیدیا

کو بہ نزدِ ہمی ارزد دو کون
کیونکہ وہ میرے نزدیک دونوں جہان کی قیمت کا ہے
من بجانش ناظرستم تو بلون
میں اُس کی روح کو دیکھتا ہوں، تو رنگ کو

زرِّ سرخست و سیہ تاب آمدہ
وہ سرخ سونا ہے اور کالے رنگ کا ہو گیا ہے
از برای رشکِ ایں احمق کدہ
اس حمقستان کے رشک کی وجہ سے

دیدۂ [۲] ایں ہفت رنگ جسمہا
ست رنگے جسموں کی آنکھ
در نیابد زیں نقاب آں روح را
اس پردے کی وجہ سے ایسی روح کا ادراک نہیں کرتی

گر میکسی کردۂ در بیع بیش
اگر تو سودے میں زیادہ کھینچ تان کرتا
دادمے من جملہ مال و ملکِ خویش
میں اپنا تمام مال اور ملکیت دے دیتا

ور مکیس افزودئی من ز اہتمام
اگر تو کھینچ تان بڑھاتا میں اہتمام کی وجہ سے
دامنے زر کردمے از غیر دام
دامن بھر سونا کسی دوسرے سے قرض لے لیتا

سہل [۳] دادی زانکہ ارزاں یافتی
تو نے آسانی سے دیدیا، چونکہ تو نے سستا خریدا
دُر ندیدی حقّہ را نشگافتی
تو نے موتی نہ دیکھا، ڈبیہ نہ کھولی

حقہ سر بستہ جہلِ تو بداد
تیری نادانی نے، بند ڈبیہ دے دی
زود بینی کہ چہ غبنت او فتاد
تو جلد دیکھ لے گا کہ تجھے کس قدر ٹوٹا ہوا

حقّۂ پُر لعل را دادی بباد
تو نے لعل بھری ڈبیہ برباد کر دی
ہمچو زنگی در سیہ رُوئی تو شاد
تو حبشی کی طرح سیاہ روئی پر خوش ہے

---

[۱] کہ نبزد۔ کیونکہ یہ کالا غلام میرے نزدیک دمڑی کا بھی نہیں ہے تو نے شور و شر کر کے اس کے دام بڑھانے پس۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو جواب دیا کہ تو پیر نابالغ ہے تو نے اخروٹ کے بدلے میں موتی دے ڈالا میرے نزدیک اس کی قیمت ہر دو عالم ہے، کیونکہ میری نظر اس کے باطن پر ہے۔ زرّ۔ یہ غلام تو کالا سونا ہے اس پر سیاہی رشک کی وجہ سے ہے تاکہ احمق اس کو نہ پہچان سکیں۔

[۲] دیدۂ۔ جو آنکھیں محض رنگوں کا ادراک کرتی ہے وہ روح کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ میکسی۔ اور کس، معاملہ میں کھینچ تان کرنا۔ دامنے۔ کسی اور سے قرض لے کر ادائیگی کر دیتا۔

[۳] سہل۔ چونکہ تجھے سستا بیچ ڈالا، ہاتھ آیا تھا سستا بیچ ڈالا، یہ نہ دیکھا کہ ڈبیہ میں موتی ہے غبن۔ ٹوٹا۔ حقّہ۔ حضرت بلالؓ موتی بھری ڈبیہ تھے جو آبوسی تھی۔ ہمچوں۔ تو بھی اس معاملہ میں سیاہ رو بنا اور اس پر خوش ہو رہا ہے۔

عاقبت ۱ واحسرتا گوئی بسے
بخت و دولت را فروشد خود کسے
انجام کار تو بہت واحسرتا کہے گا
کوئی نصیبے اور دولت کو فروخت کرتا ہے ؟

بخت با جامہ غلامانہ رسید
چشمِ بد بختت بجز ظاہر ندید
نصیبہ، غلامی کے لباس میں تیرے پاس آیا
تیری بد بخت نگاہ نے ظاہر کے سوا کچھ نہ دیکھا

اُو نمودت بندگئی خویشتن
خوئے زشتت کرد با اُو مکروفن
اس نے تجھ پر اپنی غلامی ظاہر کی
تیری بد خصلت نے اس کے ساتھ مکر اور چالاکی کی

ایں سیاہ اسرار تن اسپید را
بُت پرستانہ بگیر اے ژاژ خا
اس سیاہ باطن، سفید جسم کو
اے بیہودے! بُت پرستوں کی طرح لے لے

ایں تُرا واں مرا بُردیم سُود
ہیں لکُم دِینٌ ولِیَ دِیْنَ اے جہود
یہ تیرا اور وہ میرا ہم نے نفع کمایا
ہاں اے کافر! تمہارا دین تمہارے لئے میرا دین میرے لئے

خود ۲ سزائے بُت پرستاں ایں بُود
جُلش اطلس، اسپ او چوبیں بُود
بُت پرستوں کی سزا خود یہی ہوتی ہے
اسکی جھول اطلس کی اس کا گھوڑا لکڑی کا ہوتا ہے

ہمچو گورِ کافراں پُر دُود نارِ
وزبروں بر بستہ صد نقش و نگار
کافروں کی قبر کی طرح دھویں اور آگ سے بھری ہوئی
اور باہر سے سینکڑوں نقش و نگار کئے ہوئے

ہمچو مالِ ظالماں بیروں جمال
وز درونش خونِ مظلوم و وبال
ظالموں کے مال کی طرح ظاہر حسین
اور اُس کے اندر مظلوم کا خون اور وبال

چوں ۳ مُنافق از بروں صوم وصلوٰۃ
وز دروں خاکِ سیاہِ بے ثُبات
منافق کی طرح، بظاہر روزہ اور نماز
اور اندر سے کالی خاک، بے بُنیاد

ہمچو ابرِ خالیِ پُر قَرّ و قَر
نے دَرُو نفعِ زمیں نے قوتِ بَر
خالی ابر کی طرح گڑ گڑاھٹ سے پُر
نہ اس میں زمین کا فاۂ، نہ پھل کی غذا

ہمچو وعدہ مکر و گفتارِ دروغ
آخرش رُسوا و اوّل با فروغ
مکر کے وعدے اور جھوٹی بات کی طرح
اُس کا آخر رسوا اور اوّل پُر رونق

بعد ازاں بگرفت اُو دستِ بلالؓ
آں ز زخم ضِرسِ محنت چوں خِلال
اُس کے بعد انہوں نے بلالؓ کا ہاتھ پکڑا
وہ مشقت کی کچلی کے زخم سے خلال جیسے تھے

شُد خلالے دَردہانے راہ یافت
جانبِ شیریں زبانے می شتافت
وہ خلال بن گئے، مُنہ میں راستہ پا لیا
ایک شیریں زبان کی جانب دوڑ رہے تھے

---

۱ عاقبت۔ جب حقیقت کھلے گی تو بہت افسوس کریگا۔ بخت۔ تیرا نصیبہ شکل غلامی تیرے پاس آیا اور تو اُس کو نہ پہچانا۔ اُو۔ اُس نے غلامی کا اظہار کیا تو نے مکاری اور چالاکی برتی۔ ایں سیاہ۔ تو اِس غلام کو لے لے جس کا جسم سفید ہے لیکن باطن سیاہ ہے یہی بُت پرستوں کا طریقہ ہے۔

۲ خود۔ بُت پرستوں کی یہی سزا ہے کہ اُن کو کاٹھ کا گھوڑا جس پر اطلس کی جھول ہو، حاصل ہوتا ہے۔ ہمچو۔ اُن کا ماحصل کافر کی قبر جیسا ہوتا ہے کہ اُس کے اوپر نقش و نگار ہوتے ہیں لیکن اندر آگ اور دھواں ہوتا ہے۔ مالِ ظالماں۔ کافر کے ماحصل کی مثال ظالموں کا مال ہے جس کا ظاہر بڑا پیارا اور اس کے باطن میں مظلوموں کا خون مخفی ہے۔

۳ چوں منافق۔ کافر کے ماحصل کی مثال منافق بھی ہے کہ بظاہر وہ اسلامی فرائض ادا کرتا ہے لیکن اس کا باطن ایمان و یقین سے خالی ہوتا ہے۔ نیز اس کو اس بادل سے بھی تشبیہ دی جا سکتی ہے جو صرف گرجے اور نہ برسے یا جھوٹے وعدہ سے تشبیہ دے لو جس کی ابتداء خوش کن اور انتہا مایوس کن ہوتی ہے۔ بعد ازاں۔ خریداری کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑا اور انکو آنحضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ ضرس۔ دانت کی کچلی۔ خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا۔ شیریں زباں۔ آنحضورؐ۔

آوردیش تا بنزدِ آں رسولؐ — کہ بجاں اُو کردہ بُد دینش قبول
وہ اُن کو رسولؐ کے پاس لائے — کیونکہ انہوں نے دل سے اُنکا دین قبول کرلیا تھا

چوں ۱ بدید آں خستہ رُوئے مُصطفےٰؐ — خَـرَّ مَـغشِیًّـا فتاد اُو برقفا
جب اُن بد حال نے مصطفےٰؐ کا چہرہ دیکھا — وہ غش کھا کر گر گئے، پُشت کے بَل جا پڑے

تابدیرے بیخودو بیخویش ماند — چوں بخویش آمدز شادی اشک راند
وہ دیر تک بے خود اور بے ہوش رہے — جب ہوش میں آئے خوشی سے آنسو بہانے لگے

مُصطفےٰؐ اَش در کنارِ خود کشید — کس چہ داند بخششے کُو را رسید
اُن کو مصطفےٰؐ نے بغل میں لے لیا — اُس عنایت کو کوئی کیا جانے جو اُن کو حاصل ہوئی؟

چوں بُود مسّے کہ بر اکسیر زد — مُفلسے بَر گنجِ پُر توفیر زد
اُس تانبے کا کیا حال ہوگا جو اکسیر سے جا لگا؟ — ایک مُفلس بھرپور خزانہ پر پہنچ گیا

ماہیِ پژ مُردہ در بحر اُو فتاد — کاروانِ گم شدہ زد بر رشاد
ادھ موئی مچھلی، دریا میں جا پڑی — بھٹکا ہوا قافلہ، راستہ پر پڑ گیا

آں ۲ خطاباتے کہ گفت آں دم نبیؐ — گر زند بر شب برآید از شبی
وہ ارشادات، جو نبیؐ نے اُس وقت فرمائے — اگر رات پر پڑیں، وہ رات پن سے خارج ہوجائے

روزِ روشن گردد آں شب چوں صباح — کے توانم گفت من آں اصطلاح
وہ رات صبح کی طرح روشن دن بن جائے — میں ایسی اصطلاح کو کہاں بیان کرسکتا ہوں؟

خود تو دانی کافتاب اندر حَمَل — تاچہ گوید با نبات و با دَقَل
تو خود جانتا ہے کہ سورج (برج) حمل میں — نباتات اور دقل (کھجور) سے کیا کہتا ہے

خود تودانی ہم کہ آں آبِ زُلال — می چہ گوید با ریاحین و نہال
تو خود بھی جانتا ہے، کہ وہ صاف پانی — بوٹوں اور پودوں سے کیا کہتا ہے؟

صُنعِ ۳ حق باجُملہ اجزائے جہاں — چوں دَم و حَرفست از افسونگراں
جہاں کے سب اجزاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری — ایسی ہی ہے جیسا کہ جادوگروں کی پھونک اور حرف

جذبِ یزداں با اثر ہا و سبب — صد سخن گوید نہاں بیحرف و لب
آثار اور سبب کے ذریعہ خدا کی کشش — بغیر حرف اور ہونٹ کے ہلنے سے سینکڑوں باتیں کہدیتی ہے

---

۱ چوں بدید۔ جب حضرت بلالؓ کی نظر آنحضورؐ کے روئے انور پر پڑی تو خوشی کی زیادتی کی وجہ سے بیہوش ہو کر چت گر پڑے تھوڑی دیر بیہوش رہے جب ہوش آیا خوشی سے رونے لگے۔ مُصطفےٰؐ۔ آنحضورؐ نے انکو سینہ سے لگالیا سینہ سے لگانے سے اُن کو کیا فیوض حاصل ہوئے اُسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے، البتہ اس کی وضاحت چند مثالوں سے کی جاتی ہے۔ یہ سمجھو کہ ایک تانبا تھا جو اکسیر کو چمٹ گیا یا کوئی مفلس تھا کہ اچانک اُس کا پاؤں بھرپور خزانہ پر پڑ گیا ادھ موئی مچھلی تھی جو سمندر میں پہنچ گئی یا گم کردہ راہ کوئی قافلہ تھا جسکو راستہ مِلگیا۔

۲ آں خطاباتے۔ پھر آنحضورؐ نے ان سے ایسی مؤثر باتیں فرمائیں جو رات سے کہدی جائیں تو وہ منور ہوجائے۔ اصطلاح۔ انبیاء اور اولیاء کی صحبت سے بغیر کچھ کہے ہوئے جو قلوب پر اثر طاری ہوتا ہے وہ محض ذوقی ہے الفاظ میں اُس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ خود۔ بغیر کام کے جو تاثیر ہے اُس کو چند مثالوں سے واضح کیا ہے سورج جب برج حمل میں پہنچتا ہے تو اُس کی تاثیر سے پھلوں میں شیرینی پیدا ہوجاتی ہے۔ دقل۔ پھلدار کھجور، کھجور کی ایک معمولی قسم ہے۔ زلال۔ صاف پانی پھولوں اور پودوں میں تازگی پیدا کردیتا ہے۔

۳ صنعِ حق۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے تصرفات بغیر کسی آلہ کے ہیں اور سُرعت تاثیریں جادوگروں کے افسوں کی طرح ہیں۔ جذب۔ اسباب کا وجود اور اُن سے اثرات کا تعلق بھی خداوندی حکم کے تابع ہے جو بغیر لب و حرف کے صادر ہوتا ہے۔

نے کہ[۱] تاثیر از قدرِ معمول نیست　　　لیک تاثیرش ازو معقول نیست
یہ نہیں ہے، کہ تاثیر (اللہ کی) قدرت کا عمل نہیں ہے　　　لیکن اُس قدرت کی تاثیر (عوام کی) سمجھ میں نہیں آتی ہے

چوں مُقلِّد بُود عقل اندر اصول　　　داں مُقلِّد در فروعش اے فضول
جب اصول کے بارے میں عقل مُقلِّد ہے　　　اے فضول بحث کرنے والے اس کو فروع میں بھی مقلد سمجھ

گر بپُرسد عقل چوں باشد مَرام　　　گو چُنانکہ تو ندانی والسّلام
اگر عقل دریافت کرے کہ یہ مقصد کیسے پورا ہوگا؟　　　تو کہدے کہ اُس طریقہ پر جس کو تو نہیں سمجھتی ہے والسلام

معاتبہ کردن حضرت رسُول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم با صِدّیق
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تُرا وصیّت کردم کہ بشرکتِ من بخر
ناراضگی کا اظہار کرنا، کہ میں نے تجھ سے کہا تھا، کہ بلال رضی اللہ عنہ
بلال را رضی اللہ عنہ تو چرا بہرِ خود تنہا خریدی و عُذر گفتن
کو میری شرکت میں خریدنا تو نے صرف اپنے لئے کیوں خریدا؟ اور صدیق اکبر
صِدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ عنہ کا معذرت کرنا

سیّدِ[۲] کونین و سُلطانِ جہاں　　　در عتاب آمد زمانے بعد ازاں
دونوں جہانوں کے سردار اور شہنشاہِ عالم　　　اُس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے غصہ ہوئے

گفت اے صِدّیق آخر گفتمت　　　کہ مرا انباز کُن در مکرُمَت
فرمایا، اے صدیقؓ! آخر میں نے تجھ سے کہا تھا　　　کہ اعزاز میں مجھے شریک کر لے

تو چرا تنہا خریدی بہرِ خویش　　　باز گو اَحوال اے پاکیزہ کیش
تو نے تنہا، اپنے لئے کیوں خریدا؟　　　اے پاکیزہ فطرت! اَحوال بتا

گفت ما دو بندگانِ کوئے تُو　　　کردمش آزاد من بَر رُوئے تو
انہوں نے عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کے کوچے کے غلام ہیں　　　میں نے آپ کے سامنے اُن کو آزاد کر دیا

تو مرا میدار بندہ و یارِ غار　　　ہیچ آزادی نخواہم زینہار
آپ مجھے غلام اور یار غار بنا لیں　　　میں ہرگز کسی وقت آزادی نہ چاہوں گا

---

۱ نے کہ۔ اسباب کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لیکن عوام اُس کو سمجھنے سے قاصر ہیں جبکہ عوام کی عقل اللہ کی ذات کے معاملے میں انبیاء کی مُقلد ہے تو ان جزوی مسائل میں بھی اُس کو تقلید سے کام لینا چاہیے، حوادثِ یومیہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں یا نہیں حکماء انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارادہ باری تعالیٰ کا تعلق اگر اس حادث سے قدیم مانا جائے تو اس حادث کو بھی قدیم ماننا پڑے گا اور اگر حادث مانا جائے تو پھر اس حادث میں بھی وہی سوال پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یا تو حادث کو قدیم ماننا ہے ورنہ تسلسل لازم آجائے گا اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں، لہٰذا قدیم کا حادث سے تعلق بالارادہ نہیں ہوسکتا اس لئے حوادث کو حوادث کا فعل ماننا چاہیے نہ کہ قدیم کا متکلمین محققین نے اس کا جواب دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ارادہ کا حادث سے تعلق حادث ہے لیکن اس حادث کے لئے مستقل ایجاد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایجاد تو اس حادث کی ہے اور اس کے ضمن میں اس تعلق کا حدوث وجود میں آجاتا ہے۔ مولانا نے اس مقام پر اپنے منصب کے مطابق اقناعی تقریر کر کے مسئلہ کا جواب دے دیا ہے۔

۲ سید کونین۔ حضرت ابوبکر نے حضرت بلالؓ کو صرف اپنے روپے سے خریدا تو حضورؐ کو ناگواری ہوئی۔ انباز۔ شریک مکرمت۔ یعنی بلالؓ کی خریداری کی عزت۔ گفت۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے بلالؓ کو آزاد کرنے کیلئے خریدا تھا لہٰذا آپ کے سامنے انکو آزاد کرتا ہوں اور آپ اپنی غلامی میں مجھے قبول کر لیں۔

کہ مرا از بندگیت آزادی ست — بے تو بر من محنت و بیدادی ست
کیونکہ میرے لئے آپ کی غلامی ہی آزادی ہے — آپ کے بغیر، میرے اوپر مشقت اور ظلم ہے

اے۱ جہاں را زندہ کردہ ز اصطفا — خاص کردہ عام را، خاصہ مرا
اے وہ بلکہ جس نے برگزیدگی سے جہان کو زندہ کر دیا — عوام کو خواص بنا دیا، خصوصاً مجھے

خوابہا میدید جانم در شباب — کہ سلام کرد قُرصِ آفتاب
جوانی میں میری روح خوابیں دیکھتی تھی — کہ مجھے سورج کی ٹکیا نے سلام کیا ہے

از زمینم بر کشید اُو بر سما — ہمرہِ اُو گشتہ بُودم زارِ تقا
اس نے مجھے زمین پر سے آسمان پر کھینچ لیا — چڑھنے کی وجہ سے میں اس کا ساتھی بن گیا ہوں

گفتم ایں ماخولیا بُود و محال — ہیچ گردد مستحیلے وصفِ حال
میں نے سمجھا یہ دیوانگی اور محال تھا — کبھی محال فی الحال وصف بن سکتا ہے

چوں۲ تُرا دیدم بدیدم خویش را — آفریں آں آئینہ خوش کیش را
جب میں نے آپ کو دیکھا میں نے اپنے آپ کو دیکھ لیا — اس بہتر وصف کے آئینہ پر آفرین ہے

چوں تُرا دیدم محالم حال شُد — جانِ من مُستغرقِ اِجلال شُد
جب میں نے آپ کو دیکھا میرا محال حال بن گیا — میری روح، عظمت میں غرق ہو گئی

چوں تُرا دیدم خود اے روحُ البلاد — مہرِ ایں خورشید از چشمم فتاد
اے شہروں کی جان! جب میں نے آپ کو دیکھا خود — اس سورج کی وقعت میری نظر سے گر گئی

گشت عالی ہمّت از تو چشمِ مَن — جُو بخواری ننگرد اندر زمَن
آپ کی وجہ سے میری نظر عالی ہمت بن گئی — زمانے کو سوائے بے قدری کے نہیں دیکھتی ہے

نُور۳ جُستم خود بدیدم نُورِ نُور — حُور جُستم خود بدیدم رشکِ حُور
میں نے نور کی تلاش کی اپنے آپ کو نور ہی نور دیکھا — میں نے حور کی تلاش کی میں نے خود رشکِ حور کو دیکھ لیا

یُوسفے جستم لطیف و سیمتن — یُوسفستانے بدیدم در تو مَن
میں نے پاکیزہ اور چاندی کے سے جسم والا یوسف تلاش کیا — میں نے آپ کو اندر یوسفستان دیکھ لیا

در پئے جنّت بدم در جُستجُو — جنّتے بنمود از ہر جزوِ تُو
میں تلاش میں جنت کے درپے تھا — آپ کے ہر جزو سے جنت نمودار ہوئی

ہَست۴ ایں نسبت بمن مدح و ثنا — ہست ایں نسبت بتو قدح و ہجا
میرے اعتبار سے یہ تعریف اور ثناء ہے — آپ کے اعتبار سے یہ برائی اور ہجو ہے

۱ اے۔ آنحضورؐ کی ذات گرامی کے فیضان سے ایک جہان برگزیدہ بن گیا عوام خواص بن گئے۔ خاصہ مرا۔ حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص فیضان تھا۔ خوابہا۔ اس خصوصی فیضان کی تفصیل یہ ہے کہ میں جوانی میں خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ سورج مجھے سلام کرتا ہے اور اس نے مجھے زمین سے آسمان پر کھینچ لیا ہے اور میں بلندی پر پہنچ جانے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہوں اس وقت میں سمجھتا تھا کہ یہ میری خلل دماغی ہے کہیں محال کا بھی وقوع ہوتا ہے۔

۲ چوں تُرا۔ لیکن جب آپ کا شرف صحبت حاصل ہوا تو مجھ پر اپنی حقیقت کھلی اور آپ کی ذات نے میرے لئے آئینہ کا کام دیا اور وہ بات جسے میں محال سمجھتا تھا اب اس سے دو چار ہو گیا آپ کے دیدار کے بعد معاملہ کھلا وہ سورج تو آپ کی ذات گرامی ہے اور یہ دنیا کا سورج آپ کے سامنے ہیچ ہے اور یہ سورج ہی بے حقیقت نہ بنا بلکہ دنیا کی ہر چیز بے حقیقت بن گئی۔

۳ نور جستم۔ مجھے تمنا تھی کہ نور دیکھوں جب میں نے آپ کا دیدار کیا تو نور النور کو دیکھا اور حور ہی کو نہیں دیکھا بلکہ رشک حور کو دیکھ لیا حضرت یوسف کے حسن کی شہرت پر ان کے دیکھنے کی تمنا تھی آپ کے دیدار سے مجھے یوسفستان کا دیدار حاصل ہو گیا آپ کے دیدار سے ایک جنت نہیں بلکہ بہت سی جنتوں کا دیدار حاصل ہو گیا۔

۴ ہست۔ میں ان الفاظ میں آپ کی تعریف کر رہا ہوں لیکن چونکہ کما حقہ تعریف نہیں ہے لہٰذا میری یہ تعریف آپ کے فضائل کے اعتبار سے ناقص باتوں کا ذکر ہے اور میری یہ تعریف ایسی ہے جیسی چرواہے نے حضرت موسیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کی تھی۔

ہمچو مدحِ مردِ چوپانِ سلیم　　مر خدارا پیشِ موسیٰ کلیم
جیسی بھولے چرواہے انسان کی تعریف　　خدا کی موسیٰ کلیم (اللہ) کے سامنے

کہ[۱] بجویم اشپشت شیرت دہم　　چارقت دوزم من و پیشت نہم
کہ میں تیری جوئیں پکڑوں گا تجھے دودھ پلاؤں گا　　میں تیرے چپل سی دوں گا اور تیرے سامنے رکھ دونگا

قدحِ اُورا حق بمدحے بر گرفت　　گر تو ہم رحمت کُنی نبوَد شگفت
اللہ تعالیٰ نے اس کی برائی کو تعریف کے بدلے میں لے لیا　　اگر آپ بھی رحمت فرمائیں تو تعجب نہ ہو گا

رحم فرما بر قصورِ فہمہا　　اے ورایِ عقلہا و وہما
عقلوں کی کتاہی پر رحم فرما دیجئے　　اے وہ کہ عقلوں اور وہموں سے برتر ہے

اَیُّہا العُشّاق اِقبالِ جدید　　از جہانِ کُہنہ نودر رسید
اے عاشقو! نیا نصیبہ　　پرانے جہان سے بتازہ آ پہنچا ہے

زاں[۲] جہاں کو چارۂ بیچارہ جوست　　صد ہزاراں نادرہ عالم و روست
اس جہان سے جو ہر لاچار کا چارہ جو ہے　　اس میں اس جہان کے لاکھوں عجائب ہیں

اَبشِرُوا یا قَومِ اِذ جَاءَ الفَرَج　　اِفرَحُوا یا قَوم قَد زَالَ الحَرَج
اے قوم! بشارت حاصل کرو کیونکہ کشادگی آ گئی ہے　　اے قوم خوش ہو بیشک تنگی زائل ہو گئی ہے

آفتابے[۳] رفت درکازہ ہلال　　در تقاضا کہ اَرِحنا یا بلالؓ
بلالؓ کی جھونپڑی میں سورج گیا ہے　　تقاضے میں ہے کہ اے بلالؓ! ہمیں راحت پہنچا

زیرِ لب میگفتی از بیم عدوم　　بر منارہ رو بگو کوریِ اُو
دشمن کے خوف سے تم آہستہ کہتے تھے　　منارہ پر چڑھ، اس کے اندھے پن کو بیان کر

میدمد در گوش ہر غمگیں بشیر　　خیز اے مُدبر رہِ اقبال گیر
بشیر (آنحضورؐ) ہر غمگین کے کان میں پھونکتے ہیں　　اے بدبخت! اٹھ اقبال (مندی) کا راستہ اختیار کر

اے دریں حبس و دریں گندہ و شپش　　ہیں کہ تا کس نشنود زشتی خمش
اے! اس قید اور اس گندگی اور جوؤں میں　　خبردار! کہ کوئی نہ سن لے تو برا ہے چپ ہو جا

چوں کُنی خامش کنوں اے یارِ من　　کز بُنِ ہر مُو برآمد طبل زن
اے میرے محبوب آپ کیسے خاموش ہوں گے　　کیونکہ ہر بال کی جڑ سے اعلان کرنے والا پیدا ہو گیا ہے

کُنی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آپ خاموشی کیسے اختیار کر سکتے ہیں آپ کے جسم کا ہر رونگٹا دعوت کا اعلان کر رہا ہے۔

[۱] کہ بجویم۔ اس چرواہے نے اللہ کے عشق میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے جوئیں پاؤں گا تجھے دودھ پلاؤں گا تیرے چپل سی کر تجھے دوں گا۔ قدح۔ چرواہے کی یہ تعریف اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما لیا اسی طرح اگر آپ بھی میری ناقص تعریف کو قبول فرمائیں تو آپ کے کرم سے بعید نہیں ہے کیونکہ ہماری ناقص عقلیں آپ کے کمالات اور اوصاف تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ اَیُّہا العُشّاق۔ آنحضورؐ کے فیوض کی بشارت ہے۔ جہانِ کہنہ۔ یعنی عالم ملکوت۔

[۲] زاں۔ وہ عالم ملکوت ہر گمراہ کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور اس عالم میں بہت سے عجائبات ہیں وحی جیسی چیز جس سے بیچاروں کی رہنمائی ہوتی ہے اس عالم سے آتی ہے جنت اور پل صراط جیسی عجیب چیزیں اس میں موجود ہیں اب جبکہ آپ کی ذات گرامی اس جیسے عالم سے آ گئی ہے تو قوم کے لئے بشارت ہے اس لئے کہ آپ کی آہ تمام گمراہیوں کو ختم کر دے گی۔

[۳] آفتابے۔ حضورؐ کی آمد سب کے لئے باعث بشارت ہے خصوصاً حضرت ہلالؓ اور حضرت بلالؓ کے لئے۔ کازہ۔ جھونپڑی۔ اَرِحنا۔ حضرت بلالؓ سے آنحضورؐ نے اذان دینے کی فرمائش کی تھی۔ ہر غمگین۔ یہ حضورؐ کے عام فیض کا ذکر ہے۔ اے۔ وہ بشیر مدبر کو کہتا ہے کہ تو اس دنیا کے قید خانہ اور گندگی میں کب تک رہے گا۔ شپش۔ جوں مراد شیاطین ہیں۔ ہیں۔ وہ مدبر کہتا کہ یہ باتیں زور سے نہ کہہ کوئی سن نہ لے۔ چوں

آنچناں [۱] کر شد عدُوِّ رشک خُو — گوید ایں چندیں دُہل را بانگ کُو
حاسد ، دشمن ، ایسا بہرا ہو گیا ہے — ایسے ڈھولوں کی آواز کو کہتا ہے آواز کہاں ہے؟

میزند بر رُوش ریحاں کہ طریست — اُو ز کوری گوید ایں آسیب چیست
کوئی اس کے منہ پر تازہ پھول مارتا ہے — وہ اندھے پن سے کہتا ہے یہ تکلیف کیسی ہے؟

می شکنجد حور و دستش میکشد — کور حیراں کز چہ دردم میکُند
حور چٹکی لیتی ہے اور اس کا ہاتھ کھینچتی ہے — اندھاں حیران ہے کہ مجھے کیوں ستاتی ہے؟

ایں کشاکش چیست بر دست و تنم — خُفتہ اَم بگذار تا خوابے کُنم
میرے ہاتھ اور جسم پر یہ کشمکش کیوں ہے؟ — میں سو رہا ہوں ، چھوڑ تاکہ میں سو لوں

آنکہ [۲] در خوابش ہمی جوئی ویست — چشم بکشا کاں مہِ نیکو پے ست
تو جس کو خواب میں تلاش کرتا ہے، وہی ہے — آنکھ کھول ، وہی مبارک قدم چاند ہے

زاں بلاہا بر عزیزاں بیش بُود — کاں تجمش یار با خوباں نمُود
اسی لئے پیاروں پر مصیبتیں زیادہ آتی ہیں — کیونکہ محبوب نے وہ چھیڑ چھاڑ حسینوں سے کی ہے

لاغ با خوباں کُند در ہر رہے — نیز کوراں را بشو راند گہے
وہ حسینوں سے ہر راہ میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے — کبھی اندھوں کو بھی پریشان کر دیتا ہے

خویش را یکدم بدیں کوراں دہد — تا غریواز کوی کوراں بر جہد
کبھی اپنے آپ کو اندھوں کے سپرد کر دیتا ہے — تاکہ اندھوں کے کوچہ سے شور برپا ہو

قصّۂ ہلالؓ [۳] کہ بندۂ مخلصِ بُود خدای را صاحب بصیرت بے تقلید پنہاں شُدہ دربندگی مخلوق بجہتِ مصلحت نہ از عجز چنانکہ لقمان و یوسف علیہما السَّلام از رُوی ظاہر، وغیر ایشاں و ایں ہلال بندۂ سائس بُود مر امیرے را و آں امیر مسلمان بُود لما چشم کور بُود

ہلالؓ کا قصہ جو صاحب بصیرت بغیر تقلید کے خدا کے مخلص بندے تھے مصلحت کی وجہ سے نہ کہ عجز کی وجہ سے ، مخلوق کی غلامی میں پوشیدہ تھے جیسا کہ بظاہر لقمان اور یوسف علیہما السلام وغیرہ اور یہ ہلالؓ ایک سردار کے سائیس تھے اور وہ سردار مسلمان تھا ، لیکن اندھا تھا

---

[۱] آنچناں۔ باوجود ہر رونگٹے کے اطلاعچی بن جانے کے دشمن اس قدر بہرا بنا ہوا ہے کہ اِس قدر ڈھول پٹ رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ آواز کہاں ہے۔ می زَند۔ وہ دشمن اس قدر اندھا ہو گیا ہے کہ نبی اس کے چہرے پر تر پھول مار رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے کسی چیز سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ می شکنجد۔ اُس مُد بر کی مثال اس اندھے کی ہے۔ حور جس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے اور اندھا حیران ہو کہ وہ کیوں ستاتی ہے اور یہ کہے کہ یہ میرے ہاتھ اور جسم کی کھینچ تان کیوں ہو رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں۔ مجھے سونے دے۔

[۲] آنکہ۔ اُس اندھے کو یہ معلوم نہیں کہ جس حُور کے وہ خواب دیکھتا ہے وہ یہی حُور ہے۔ زاں بلاہا۔ جبکہ معلوم ہوا کہ احکام کا مکلف بنانا نفس کو اگرچہ ناگوار ہے لیکن نفس الامر میں ایسا پر لطف ہے جیسا کہ حور ہاتھ پکڑ کر کھینچے تو بلاؤں کا آنا بھی محبوبیت اور مقبولیت کی دلیل ہوئی تو فرماتے ہیں کہ ابتلا اور آزمائش محبوبوں کی ہوتی ہے۔ لاغ۔ مصائب میں مبتلا ہونا عموماً محبوبیت کی دلیل ہے لیکن کبھی اجنبیوں سے بھی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے تاکہ اُن میں بھی شعور برپا ہو جائے۔

[۳] ہلالؓ۔ ہلالؓ یہ شاید ہلالؓ بن حارث ہیں جنکی کنیت ابو الحمرا ہے جو آنحضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے شاید آنحضورؐ کے آزاد کرنے سے پہلے کسی سردار کے غلام ہوں ایک سردار کے اصطبل میں ملازم تھے اور چونکہ اس سردار کو بصیرت حاصل نہ تھی وہ اُن کا رتبہ نہ پہچانتا تھا۔ اور وہ حضرت لقمانؑ اور حضرت یوسفؑ کی طرح اپنے آپ کو غلامی میں چھپائے ہوئے تھے۔

داند ا اعمیٰ کہ مادرے دارد — لیک چونے بوہم در نارد

اندھا جانتا ہے کہ ماں رکھتا ہے — لیکن وہ کیسی ہے؟ خیال میں نہیں لا سکتا ہے

اگر بایں دانش تعظیم مادر کند ممکن بُود کہ خلاص یابد کہ اِذا

اگر اس جاننے پر ماں کی تعظیم کرے تو ممکن ہے، کہ نجات حاصل کر لے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ

اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَتَحَ عَیْنَیِ قَلْبِہٖ لِیُبْصِرَ بِھِمَا الْغَیْبَ

کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ غیب کو دیکھ لے

ایں راہ زندگیِ دل حاصل کن — کیں زندگیِ تن صفتِ حیوانیست

دل کی زندگی سے یہ راستہ حاصل کر — کیونکہ یہ جسم کی زندگی حیوان کی صفت ہے

چوں شنیدی بعضِ اوصافِ بلالؓ — بشنوا کنون قصہ ضُعفِ ہلالؓ

جبکہ تو نے ہلالؓ کے بعض اوصاف سُن لئے — اب ہلالؓ کے ضعف کا قصہ سُن لے

از بلالؓ ۲ اُو بیش بُود اندر روش — خوئ بدر را بیش کردہ بد کنش

وہ بلالؓ سے سلوک میں بڑھے ہوئے تھے — انہوں نے بد عادت سے کینہ وری زیادہ کی تھی

نے چوتو پس رو کہ ہر دم پستری — سُوی سنگی میروی از گوہری

تیری طرح پیچھے چلنے والے نہ تھے کہ تو ہر دم زیادہ پیچھے ہے — موتی پن سے پتھر پن کی طرف جا رہا ہے

در تقریرِ ہمیں معنیٰ

اِس معنیٰ کے بیان میں

ہمچناں ۳ کاں خواجہ را مہماں رسید — خواجہ از ایامِ سالش پُرسید

جیسا کہ ایک صاحب کے یہاں مہمان پہنچا — اُن صاحب نے اُس کی عمر دریافت کی

گفت عُمرت چند سال ستاے پسر — باز گو در مُدزد و بَر شمر

کہا اے بیٹا! تیری عمر کے سال کی ہے؟ — بتا، اور نہ چرا، اور شمار کر

گفت ہژدہ ہفدہ یا خود شانزدہ — یا کہ پانزدہ اے برادر خواہ دہ

اس نے کہا اٹھارہ، سترہ یا خود سولہ — یا پندرہ اے بھائی! خواہ دس

گفت واپس واپس اے خیرہ سرت — باز میرو تا بفرجِ مادرت

اس نے کہا پیچھے لوٹ جا کہ تیرا دماغ پریشان ہے — اپنی ماں کی شرمگاہ تک واپس چلا جا

حکایت در تقریرِ ہمیں سخن

اسی معنیٰ کے اثبات میں حکایت

---

۱ داند۔ اندھا اتنا تو جانتا ہے کہ اس کے ماں ہے لیکن یہ تصور نہیں کر سکتا ہے وہ کیسی ہے۔ اب اگر وہ صرف اسی قدر جاننے پر اس کی تعظیم کرے تو اس کو نجات حاصل ہو جائے۔ ایں راہ۔ دل کی بصیرت دل کی زندگی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۲ از بلالؓ۔ حضرت بلال حضرت بلالؓ سے مجاہدوں اور سلوک میں بڑھے ہوئے تھے۔ نے۔ اے مخاطب۔ اُن کی حالت تیری طرح نہ تھی کہ تو ہر دم اور پستی کی طرف جا رہا ہے اور موتی پن کو پتھر بنا رہا ہے۔

۳ ہمچناں۔ انسان کا اپنے رُتبہ سے پیچھے ہٹتے چلے جانے پر قصہ سنایا ہے مہمان نے اپنی عمر اٹھارہ سال سے گھٹاتے گھٹاتے دس سال تک پہنچا دی تھی۔ باز میرو۔ یعنی یہ کہدے کہ میں ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہوں ہمیں۔ سخن۔ اس میں بھی گھوڑے کے پیچھے ہٹنے کا قصہ ہے۔

آں یکے اسپے طلب کرد از امیر　　گفت رَو آں اَسپ اشہب[1] را بگیر
ایک شخص نے سردار سے ایک گھوڑا مانگا　　اُس نے کہا، جا وہ سفید گھوڑا پکڑ لے

گفت آں را مَن نخواہم گفت چوں　　گفت اُو واپَس رَو است و بَس حروں
اُس نے کہا وہ میں نہیں چاہتا، اُس نے کہا کیوں؟　　اُس نے کہا وہ ہٹی ہے اور بہت سرکش ہے

سخت پَس پَس میرَود اُو سوئے بُن　　گفت دُمش را بسُوئے خانہ کُن
وہ دُم کی جانب بہت ہی پیچھے کو ہٹتا ہے　　اُس نے کہا، اُس کی دُم گھر کی جانب کر لے

دُمِ ایں استورِ نفسَت شہوتست　　زاں سبب پَس پَس رود آں خود پرست
تیرے اس جانور نفس کی دُم شہوت ہے　　اِسی لئے وہ خود پرست ہٹتا چلا جاتا ہے

شہوتِ اُورا کہ دُم آمد زبُن　　اے مُبدَّل شہوتِ عقبیش کُن
اُس کی شہوت کو جو اصل میں دُم ہے　　اے مخاطب اُس کو آخرت کی شہوت میں تبدیل کردے

چوں[2] بہ بندی شہوتش را از رغیف　　سَر کُند آں شہوت از عقلِ شریف
جب تو روٹی کی جانب سے اس کی شہوت کو بند کردیگا　　وہ شہوت، شریف عقل میں سر ابھاریگی

ہمچو شاخے کش ببری از درخت　　سَر کُند قوّت ز شاخ اے نیکبخت
اُس شاخ کی طرح جسے تو درخت سے کاٹ دے　　اے نیکبخت! دوسری شاخ سے قوت ابھرتی ہے

چونکہ کردی دُمِ اُو را آں طرف　　گر رَود پَس پَس رَود تا مکتنف
جب تو نے اُس کی دم اُس جانب کر دی　　اگر وہ پیچھے کو ہٹتا چلا جائیگا محفوظ جگہ پہنچ جائے گا

حَبَّذا[3] اسپانِ رام پیش رَو　　نے سپس رَو نے حرونی را گرد
قابلِ مبارکباد ہیں، آگے بڑھنے والے، مطیع گھوڑے　　نہ پیچھے ہٹنے والے ہیں، نہ سرکشی کے عادی ہیں

گرم رَو چوں جسمِ موسیٰؑ کلیم　　تا بحَرینش چو پہنائے گلیم
حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے جسم کیطرح تیز رفتار بن　　مجمع تا بحرین تک جوان کیلئے کملی کی چوڑائی کیطرح تھا

ہست ہفصد سالہ راہِ آں حُقب　　کہ بکرد اُو عزم در سیرانِ حُب
وہ حُقب سات سو سالہ راستہ ہے　　سفرِ عشق میں جس کا انہوں نے عزم کیا

ہمّت سیرِ تنش چوں ایں بُود　　سَیر جانش تا بہ عِلّیین بُود
جب ان کے جسم کی سیر کی یہ ہمت تھی　　اُن کی روح کی سیر علیین تک ہو گی

---

[1] اشہب۔ کالے رنگ کا گھوڑا جس پر سفیدی غالب ہو۔ واپس رو۔ یعنی وہ گھوڑا آگے کو چلنے کی بجائے پیچھے کو ہٹتا ہے۔ حروں۔ سرکش۔ بن۔ یعنی دُم۔ گفت۔ اُس سردار نے کہا تو اُس کی دم گھر کی جانب کردیا کر وہ پیچھے ہٹے گا تو تو اپنی منزل پر پہنچ جائیگا۔ دُم۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ تیرا نفس تو بمنزلہ گھوڑے کے ہے اور یہ بھی ہٹی گھوڑا ہے اور اس کی دم شہوت ہے تو اس کی شہوت کا رخ دنیا سے موڑ کر عقبیٰ کی طرف کردے۔ منزل پر پہنچ جائے گا۔ بن۔ یعنی اصل۔

[2] چوں۔ جب تو شہوت کا رخ دنیاوی لذتوں کی طرف سے موڑ دیگا تو پھر وہ شہوت عقل کے راستہ سے ابھرے گی اس کی مثال یہ ہے کہ درخت کی جب ایک شاخ کاٹ دی جاتی ہے تو اس کی قوت نما سری شاخ میں نمودار ہو جاتی ہے۔ چونکہ۔ جب تو نفس کی دُم یعنی شہوت کو آخرت کی جانب کر دیگا تو وہ پیچھے ہٹے ہٹتے محفوظ مقام پر پہنچ جائیگا۔

[3] حبذا۔ وہ لوگ قابل مبارکباد ہیں جن کے نفوس قدسیہ اعلیٰ مراتب طے کرتے چلے جارہے ہیں۔ گرم رو۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کی ملاقات کے سلسلہ میں فرمایا تھا لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنی جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا اسی طرح سالہا سال چلتا رہوں گا۔ حقب۔ اسی سال، زمانہ دراز۔ ہمت۔ جبکہ ان کی جسمانی کی سیر یہ تھی کہ سات سو سال کی مسافت طے کر ڈالی تو روح کی سیر لامحالہ جنت کے اعلیٰ مقام تک ہوگی۔

شہسواراں دَر سَباقت[۱] تا ختند　　خربطاں دَر پاگہ انداختند
شہسوار گھوڑ دوڑ میں دوڑ پڑے　　احمقوں نے معمولی جگہ (ڈیرے) ڈال دیئے

حکایت ہم در تقریرِ ایں معنیٰ
اسی معنی کے اثبات میں حکایت

آنچناں کہ کار دانے می رسید　　دَر دہے آمد درے را باز دید
جیسا کہ ایک قافلہ آرہا تھا　　ایک گاؤں میں آیا ایک دروازہ کھلا دیکھا

آں یکے گفت اندریں بَردُ العَجُوز　　بار بندازیم اینجا چند روز
ایک شخص نے کہا اس سخت سردی میں　　چند روز اسی جگہ سامان ڈال دیں

بانگ آمد نے بینداز از بروں　　وانگہا نے اندر آتو اندروں
آواز آئی نہیں، باہر ڈال دے　　تب تو اندر آ

ہم بروں[۲] افگن ہر انچہ افگندنی ست　　درمیا با آں کہ ایں مجلس سَنی ست
تو بھی ہر اس چیز کو پھینکدے جو پھینکنے کی ہے　　اس کو لے کر اندر نہ آ، کیونکہ یہ مجلس بلند ہے

رجوع بقصۂ ہلال رضی اللہ عنہ
ہلال رضی اللہ عنہ کے قصے کی جانب رجوع

بُد ہلالؓ اُستاد دل جاں روشنے　　سائس و بندہ امیرِ مُومنے
ہلال کا دل استاد تھا اور روح نورانی تھی　　ایک مسلمان سردار کے سائیس اور غلام تھے

سائسی کردے دَر آخُر آں غلام　　لیک سلطانِ سلاطیں، بندہ نام
وہ غلام اصطبل میں سائیسی کرتے تھے　　لیکن شاہوں کے شاہ تھے اور نام کے غلام تھے

سائسِ اَسپان و نفسِ خویش ہم　　از فراواں کَس شُدہ درپیش ہم
وہ گھوڑوں کے سائیس تھے اور اپنے نفس کے بھی　　بہت سے لوگوں سے آگے بھی بڑھے ہوئے تھے

آں امیراز حالِ بندہ بے خبر　　کہ نبُودش جُو بلیسانہ[۳] نظر
وہ امیر غلام کی حالت سے لا علم تھا　　کیونکہ اس کی نظر محض شیطانی تھی

آبِ وگل میدید و درو ے گنج نے　　پنج وشش میدید و اصل پنج نے
وہ پانی اور مٹی دیکھتا تھا اور اسمیں خزانہ دیکھتا تھا　　پانچ اور چھ کو دیکھتا تھا اور پانچ کی اصل کو نہیں

رنگِ طیں پیدا و نورِ دیں نہاں　　ہَر پیمبر ایں چنیں بُد در جہاں
مٹی رنگ ظاہر ہے اور دین کا نور چھپا ہوا ہے　　دنیا میں ہر پیغبر اسی طرح ہوا ہے

---

۱ سَباقت۔ گھوڑ دوڑ۔ خربطاں۔ احمق لوگ۔ دَر۔ یعنی اس گاؤں کی چاردیواری کا دروازہ۔ بَردُ العَجوز۔ سردی کے چلّہ میں سات دن سخت جاڑے کے ہوتے ہیں اُن کو بَردُ العجوز کہا جاتا ہے۔ بانگ۔ گاؤں کے اندر سے آواز آئی کہ سامان گاؤں کے باہر ڈال کر اندر آسکتے ہو۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو مال کی محبت ہوگی وہ سامان چھوڑ کر گاؤں کے اندر آرام کی جگہ نہ جا سکے ہوں گے۔

۲ ہم بروں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ مقامِ قرب بھی ایک بلند مجلس ہے اسمیں بھی سامان باہر پھینک کر پہنچایا جا سکتا ہے۔ بُد ہلال۔ اب پھر حضرت ہلالؓ کا قصہ شروع کیا ہے وہ دل کے استاد تھے یعنی ان کا دل طریق سلوک کا استاد تھا۔ اور روح روشن بھی سائسی۔ وہ ہلالؓ اس سردار کی غلامی کرتے تھے۔ اور اس کے اصطبل میں سائیس تھے نام کو غلام تھے لیکن حقیقتاً شاہ تھے۔ نفس۔ وہ جس طرح گھوڑے کے سائیس تھے اپنے نفس کے بھی مصلح تھے اسی لئے ان کا رتبہ بہت سے انسانوں سے بڑھا ہوا تھا۔

۳ بلیسانہ۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اسی طرح اس سردار کی نظر بھی صرف حضرت ہلالؓ کے بصر پر تھی۔ پنج و شش۔ یعنی پانچ حواس اور چھ جہتیں۔ یعنی جسمانی احوال کو دیکھتا تھا اور جو ان پانچ حواسوں کی اصل یعنی روح ہے اس کو نہ دیکھتا تھا۔ رنگ۔ جسمانی احوال تو ظاہر ہوتے ہیں لیکن دین کا نور پوشیدہ رہتا ہے اسی لئے ظاہر بینوں نے ہر نبی کیساتھ یہی معاملہ کیا کہ ظاہر کو دیکھا اسکے باطن پر نظر نہ کی۔

آں منارہ دید و بروَے مُرغ نے | بر منارہ شاہبازِ پُر فنے
اُس نے منارہ دیکھا اور اُس پر کا پرند نہیں | منارے پر ہنر مند شاہباز ہے

واں دوم میدید مُرغِ پَر زنے | لیک مُوئے اندر دہانِ مُرغ نے
دوسرا پھڑ پھڑانے والے پرند کو دیکھتا تھا | لیکن پرند کے منہ کے اندر کے بال کو نہیں

وانکہ اُو یَنظُرُ بِنُورِ اللہ بُود | ہم ز مُرغ و ہم ز مُو آگہ بُود
وہ شخص جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" ہو | وہ پرند سے بھی اور بال سے بھی آگاہ ہوتا ہے

گفت۲ آخر چشم سُوئے مُوئے نہ | تا نہ بینی مُونہ بکشاید گرہ
اُس نے کہا، آخر بال کی طرف نظر کر | جب تک تو بال کو نہ دیکھے گا گرہ نہ کھلے گی

آں یکے گِل دید نقشیں در وَحَل | واں دگر دل دید پُر علم و عمل
ایک شخص نے کیچڑ میں منقش مٹی دیکھی | دوسرے نے علم اور عمل سے بھر پور دل دیکھا

تَن منارہ علم و طاعت ہمچو مُرغ | خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مُرغ
جسم منارہ ہے، علم اور عمل پرند کی طرح ہیں | خواہ تین سو پرند فرض کر لے یا دو پرند

مردِ اوسط مُرغ بین ست اُو و بس | غیرِ مُرغے می نہ بیند پیش و پس
اوسط (درجہ) کا انسان وہ فقط پرند دیکھنے والا ہے | پرند کے سوا آگے اور پیچھے نہیں دیکھتا ہے

مُوی آں نوریست پنہاں آنِ مُرغ | کہ بداں پایندہ باشد جانِ مُرغ
بال پرند کی چھپی صفت، نور ہے | جس سے پرند کی روح پائیدار رہتی ہے

مُرغ۳ کاں مُوئیست در منقارِ اُو | ہیچ عاریت نباشد کارِ اُو
وہ پرند جس کی چونچ میں بال ہے | اُس کا عمل کبھی عارضی نہیں ہوتا ہے

علمِ اُواز جانِ اُو جوشد مُدام | پیشِ اُو نے مُستعار آمد نہ دام
اُس کا علم ہمیشہ اس کی روح سے جوش مارتا ہے | وہ اُس کے پاس نہ مانگا ہوا ہے، نہ قرض

رنجُور شدنِ ہلال رضی اللہ عنہ و بے خبری خواجۂ اُواز رنجوریِ
ہلال رضی اللہ عنہ کا بیمار ہو جانا اور اُن کے آقا کی حقارت اور پہچان نہ
اُواز تحقیر و نا شناخت و واقف شُدنِ دلِ مُصطفٰے صلی اللہ
ہونے سے اُن کی بیماری سے لا علمی اور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وعلٰی آلہ وسلم از رنجوری وحالِ اُو و اِفتقاد و عیادت رسُول
کے دل کا اُن کی بیماری اور حالت سے واقف ہو جانا اور رسول صلی اللہ

---

۱ آں منارہ۔ حقیقت تک پہنچنے میں انسانوں کی تین قسمیں ہیں اس طرح سمجھایا ہے کہ ایک منارہ ہے اُس پر ایک پرند ہے اس پرند کے مُنہ میں ایک بال ہے جو اس پرند کے لئے مدارِ حیات ہے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ اُن کی نگاہ صرف منارے پر پڑتی ہے کچھ ایسے ہیں جو منارے کے ساتھ پرند کو بھی دیکھتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو منارے اور پرند اور اس کے مُنہ کے اندر کے بال کو بھی دیکھتے ہیں۔

۲ گفت۔ انسان کے جسم کی مثال تو منارہ کی سی ہے اور علم و عبادت پرند کی طرح ہے اور انسان کے نورِ باطن کی مثال اُس بال کی سی ہے جو پرند کے مُنہ میں ہے۔ وَحَل۔ کیچڑ۔ سی صد۔ علم و عمل کی جزئیات۔ دو مرغ۔ یعنی علم و عمل۔ مرد اوسط۔ اوسط درجہ کا وہ شخص ہے کہ جو جسم کے ساتھ انسان کے علم و عمل کو بھی دیکھتا ہے۔

۳ مُرغ۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کی نظر انسان کے نورِ باطنی پر بھی پڑتی ہے۔ کارِ اُو۔ یعنی اُس کا علم و عمل عارضی نہیں ہے کہ کسی سے مانگا ہوا یا قرض لیا ہوا ہو۔ رنجور۔ ایک بار حضرت ہلالؓ بیمار ہو گئے اُن کے آقا کو علم نہ ہوا آنحضورؐ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اِفتقاد۔ دلجوئی۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہلال را رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علیہ وسلم کی ہلال رضی اللہ عنہ کی دل جوئی اور مزاج پُرسی

از قضا ۱ رنجور و ناخوش شُد ہلالؓ — مصطفیٰؐ را وحی شد غمّازِ حال
تقدیر سے ہلالؓ بیمار اور علیل ہو گئے — مصطفیٰؐ کے لئے وحی، حال کی مخبر بن گئی

بُد زِ رنجوریش خواجہ بے خبر — کہ بر اُو بُد کساد و بے خطر
آقا اُن کی بیماری سے لاعلم تھا — کیونکہ وہ اُس کے نزدیک کھوٹے اور معمولی تھے

خُفتہ نُہ روز اندر آخُر مُحسنے — ہیچ کس از حالِ اُو آگاہ نے
ایک نکوکار نو دن سے اصطبل میں پڑا تھا — اُس کی حالت سے کوئی شخص واقف نہ تھا

آنکہ ۲ کس بُود و شہنشاہِ کساں — عقل چوں صد قلزمش ہر جا رساں
وہ جو کہ انسان اور انسانوں کا شہنشاہ تھا — اُسکی سو سمندروں جیسی عقل ہر جگہ پہنچنے والی تھی

وحیش آمد رحمِ حق غمخوار شُد — کہ فلاں مُشتاقِ تو بیمار شُد
اُن کو وحی آئی اللہ تعالیٰ کی رحمت غمخوار بنی — کہ آپ کا فلاں عاشق بیمار ہو گیا ہے

مُصطفیٰؐ بہرِ ہلالؓ با شرف — رفت از بہرِ عیادت آں طرف
مصطفیٰؐ صاحب شرف ہلالؓ کے لئے — اُس جانب مزاج پرسی کے لئے گئے

دَرپے ۳ خورشید وحی آں مہ رواں — واں صحابہؓ در پیش چوں اختراں
وحی کے سورج کے پیچھے وہ چاند چلا جا رہا تھا — اور صحابہؓ اس کے پیچھے ستاروں کی طرح تھے

ماہ می گوید کہ اصحابی نجوم — لِلسُّریٰ قُدوہ وَ لِلطَّاغِی رُجُوم
چاند فرماتا ہے کہ میرے صحابہؓ ستارے ہیں — رات کے چلنے کے لئے پیشرو اور سرکش کیلئے رجوم ہیں

میر را گفتند کاں سُلطاں رسید — اُوز شادی بیدل و جاں بر جہید
لوگوں نے سردار سے کہا، شاہ تشریف لے آئے — وہ خوشی سے بے اختیار اُچھل پڑا

بر گمانِ آں زشادی زد دو دست — کاں شہنشہ بہرِ آں میر آمدست
اس خیال سے وہ دونوں ہاتھ بجانے لگا — کہ وہ شہنشاہ اُس سردار کی وجہ سے آئے ہیں

چوں فرود آمدز غُرفہ آں امیر — جاں ہمی افشاند پا مژدِ بشیر
جب وہ سردار بالا خانے سے نیچے اترا — خوشخبری دینے والے کے انعام میں جان چھڑکتا تھا

پس زمیں بُوس و سلام آورد اُو — کرد رُخ را از طرب چوں وَردِ اُو
پھر وہ زمین بوسی اور سلام بجا لایا — اُس نے خوشی سے چہرہ گلاب کی طرح کر لیا

---

۱ از قضا۔ تقدیر سے حضرت ہلالؓ بیمار ہوئے آنحضورؐ کو وحی کے ذریعہ اُن کی بیماری کا پتہ چلا۔ غمّاز۔ اشارہ کرنیوالا۔ کہ۔ چونکہ آقا کے نزدیک اُنکی کوئی قدر و منزلت نہ تھی وہ اُنکی بیماری سے لاعلم رہا اور نوروز تک وہ تنہا اصطبل میں پڑے رہے۔

۲ آنکہ۔ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا حال باوجود آنحضورؐ کی عقل کے کمال کے وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکا اسلئے کہ اُن کی بیماری عقلی نہ تھی منقولات کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ جب آنحضورؐ کو اُن کی بیماری کا علم ہوا تو عیادت کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔

۳ درپے۔ آنحضورؐ خورشید وحی کی روشنی میں چلے جا رہے تھے اور صحابہ ستاروں کی طرح آپ کے ساتھ تھے آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ السُّریٰ۔ رات کو چلنا قدوہ۔ پیشرو۔ طاغی۔ سرکش۔ رجوم۔ رَجم کی جمع ہے وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے۔ میر۔ آنحضورؐ کی آمد کی سردار کو اطلاع دی تو وہ خوشی سے بے قابو ہو گیا چوں جب خوشخبری دینے والے نے اُس سردار کو آنحضورؐ کی آمد کی اطلاع دی تو بالا خانہ سے نیچے اتر کر آیا اور خوشخبری دینے والے پر قربان ہونے لگا۔ پس۔ اسنے نیچے اتر کر آنحضورؐ کی قدمبوسی کی اور سلام کیا۔ طرب۔ مستی ورد گلاب کا پھول۔

گفت بسم اللہ مشرف کن وطن ۱ | تا کہ فردوسے شود ایں انجمن
اس نے عرض کیا بسم اللہ سے گھر کو مشرف کر دیجئے | تا کہ یہ مجلس جنت بن جائے

تا فزاید قصرِ من بر آسماں | کہ بدیدم قطبِ دورانِ زماں
تا کہ میرا محل، آسمان سے بڑھ جائے | کہ میں نے زمانے کا قطب دیکھا ہے

گفتش از بہرِ عتاب آں محترم | مَن برائے دیدنِ تو نامدم
اُن محترم نے ناراضی سے فرمایا | میں تیرے دیکھنے کے لئے نہیں آیا ہوں

گفت روحم آنِ تو خود روح چیست | ہیں بفرما کیں تجشّم بہرِ کیست
اس نے عرض کیا میری جان آپ کی ملکیت ہے جان ہے کیا؟ | ہاں فرمائیے کہ یہ تکلیف فرمائی کس کے لئے ہے؟

تا شوم من خاکپائے آں کسے | کہ بباغِ لطف ہستش مغرسے
تا کہ میں اُس شخص کے پیروں کی خاک بن جاؤں | کیونکہ آپ کی مہربانی کے باغ میں اُس کی جگہ ہے

چوں چنیں گفت اُو نخوت را براند | مصطفیٰؐ ترکِ عتاب او بخواند
جب اُس نے یہ کہا اور تکبر کو دُور کر دیا | مصطفیٰؐ نے اُس پر ناراضی ترک فرما دی

پس ۲ بگفتش کاں ہلالِ عرش کو | ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو
پھر اُس سے کہا کہ وہ عرش کا چاند کہاں ہے؟ | تواضع کی وجہ سے چاندنی جیسا وہ فرش کہاں ہے؟

آں شہے در بندگی پنہاں شدہ | بہرِ جاسوسی بدُنیا آمدہ
وہ بادشاہ ہے، غلامی میں چھپا ہوا ہے | جاسوسی کے لئے دنیا میں آیا ہوا ہے

تو مگو کاں بندہ و آخُرجیِ ماست | ایں بدانکہ گنج در ویرانہاست
تو نہ کہہ وہ ہمارا غلام اور سائیس ہے | یہ سمجھ لے ویرانوں میں خزانہ ہے

اے عجب ۳ چون ست از سُقم آں ہلالؓ | کہ ہزاراں بدر ہستش پائمال
تعجب ہے، بیماری کی وجہ سے وہ چاند کیسا ہے؟ | کہ جس سے ہزاروں چودھویں کے چاند پامال ہیں

گفت از رنجش مرا آگاہ نیست | لیک روزے چند بر درگاہ نیست
اُس نے عرض کیا اُس کی بیماری کا مجھے علم نہیں ہے | لیکن چند روز سے ڈیوڑھی پر نہیں ہے

صحبتِ اُو با ستو و اُشترست | سائس ست و منزلش آں آخُرست
اُس کی صحبت جانوروں اور اونٹ کے ساتھ ہے | وہ سائیس ہے اور اُس کی قیامگاہ اصطبل ہے

در آمدنِ مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم از بہرِ عیادت

ہلال رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سردار

---

۱ وطن۔ یعنی مکان۔ تا فزاید۔ وہ میرا محل، اپنی آسمان پر فوقیت کی وجہ زبانِ حال سے بتائیگا کہ میں نے آج اُس ذات کو دیکھا ہے جو کائنات کا وجود کا مدار ہے۔ گفتش۔ آنحضور نے عتاب اس وجہ سے فرمایا کہ وہ آمد کی اصل وجہ معلوم کرے تو اس کو حضرت ہلالؓ کی بیماری کا علم ہو جائے تجشّم۔ تکلیف اٹھانا۔ مغرس۔ پودے کا تھاؤلا۔ نخوت تکبر۔

۲ پس۔ حضرت ہلال رضی اللہ کی بلندی کی وجہ سے عرش کے چاند ہیں اور فروتنی کی وجہ سے فرش ہیں۔ آں شہے۔ شعر۔
بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں
آخری۔ اصطبل۔ کا نگراں سائیس۔

۳ اے عجب۔ عرفی چاند بیمار ہو کر ہلال بن جاتا ہے۔ لیکن اس ہلال کی بیماری قابلِ تعجب ہے جس پر چودھویں کے چاند قربان ہیں۔ گفت۔ اس سردار نے کہا کہ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن چند روز سے وہ مجھے نظر نہیں آئے۔ در آمدن۔ یہ سن کر حضرت ہلالؓ اصطبل میں ہی آنحضور وہاں تشریف لے گئے اور اُن کی دلجوئی کی۔

هلال رضی اللہ عنه در ستور گاهِ ۱ آں امیر و نواختن مصطفیٰ صلی اللہ علیه وعلیٰ وآله وسلم هلال رضی اللہ تعالیٰ عنه را

کے اصطبل میں جانا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہلال رضی اللہ عنہ کو نوازنا

رَفت پیغمبرؐ بر غبت بہرِ اُو ۔ اندر آخُر آمدو اندر جستجو
پیغمبرؐ خوشی سے اُن کیلئے روانہ ہوئے ۔ تلاش میں اصطبل کے اندر آئے

بود آخُر مُظلم وزشت و پلید ۔ واں ہمہ برخاست چوں اُلفت رسید
اصطبل ، تاریک اور خراب اور ناپاک تھا ۔ جب محبت پہنچی یہ سب رفع ہو گئے

بوی پیغمبرؐ ببرد آں شیرِ نر ۔ ہمچنانکہ بُویِ یوسفؑ را پدر
اس نر شیر نے پیغمبرؐ کی خوشبو محسوس کی ۔ جیسے کہ حضرت یوسفؑ کی خوشبو باپ نے

مُوجِب ۲ ایمان نباشد معجزات ۔ بُویِ جنسیت کند جذبِ صفات
معجزے ، ایمان کا سبب نہیں ہوتے ہیں ۔ جنسیت کی خوشبو صفات کو جذب کرتی ہے

معجزات از بہر قہرِ دشمن ست ۔ بُویِ جنسیت پۓ دل بُردن ست
معجزے دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہیں ۔ جنسیت کی خوشبو دل اُچکنے کے لئے ہے

قہر گردد دشمن امّا دوست نے ۔ دوست کے گردد بہ بَستہ گردنے
دشمن مغلوب ہو جاتا ہے لیکن دوست نہیں بنتا ہے ۔ گردن بندھا ہوا دوست کب ہو سکتا ہے؟

اندر آمد اُوز خواب از بُویِ اُو ۔ گفت سرگیں داں، درو زینگونہ بُو
اُن کی خوشبو سے وہ نیند سے بیدار ہو گئے ۔ سوچا، گوبر خانہ اور پھر اس میں اس طرح کی خوشبو؟

از میانِ ۳ پایِ استوراں بدید ۔ دامنِ پاکِ رسولؐ بے ندید
جانوروں کے پاؤں کے درمیان سے دیکھا ۔ بے نظیر رسولؐ پاک کا دامن

پس ز کنج آخر آمد غو غواں ۔ رُویِ بَر پایش نہاد آں پہلواں
وہ کھسکتے ہوئے اصطبل کے گوشہ سے آئے ۔ اس پہلوان نے آپ کے پاؤں پر چہرہ رکھدیا

پس پیمبرؐ روی بر رُویش نہاد ۔ بَر سَرو بَر چشم و رُویش بوسہ داد
پھر پیغمبرؐ نے اُن کے چہرے پر چہرہ رکھ دیا ۔ اُن کے سَر اور آنکھوں اور چہرے کو چُوما

گفت یارا تاچہ پنہاں گوہری ۔ اے غریب عرش چونی خوشتری
فرمایا اے دوست! تو کس قدر چھپا ہوا موتی ہے؟ ۔ اے عرش کے مسافر! تو کیسا ہے؟ اچھا ہے؟

---

۱ ستور گاہ۔ اصطبل۔ بہرِ اُو۔ یعنی حضرت ہلالؓ سے ملاقات کیلئے۔ بُود۔ اصطبل میں اندھیرا اور گندگی تھی لیکن آنحضورؐ کے انوار سب پر غالب آ گئے۔ بوی۔ حضرت ہلالؓ نے آنحضورؐ کی خوشبو کو اسی طرح محسوس کر لیا جس طرح حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خوشبو محسوس کی تھی۔

۲ مُوجِب۔ ایمان لانے کے لئے معجزے مؤثر قریب نہیں ہیں بلکہ ایمان لانے والا اگر نبی کا ہم جنس ہے تو وہ نبی کی صفات کو جذب کرتا ہے تو ایمان کا قریبی سبب جنسیت کی بو ہے۔ معجزات۔ نبی کے معجزوں سے صرف دشمن عاجز ہو جاتا ہے لیکن اُس کا ایمان لانا لازمی نہیں ہے۔ قہر۔ جو عاجز اور مغلوب ہو اس کے دل میں دوستی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اندر۔ آنحضورؐ کی خوشبو پا کر حضرت ہلالؓ جاگ گئے۔

۳ از میاں۔ حضرت ہلالؓ کو جو پاؤں کے پاؤوں میں سے آنحضورؐ کے دامن کی جھلک نظر آئی تو کھسکتے ہوئے آنحضورؐ کی طرف بڑھے اور قدم بوسی کے لئے پاؤں پر منہ رکھ دیا۔ پس پیمبر۔ آنحضورؐ نے اُن کے مُنہ کے پاس سے پاؤں ہٹا کر محبت میں اپنا منہ اُن کے منہ پر رکھ دیا اور سر و چشم کو بوسہ لیا۔ اے غریب۔ آنحضورؐ نے حضرت ہلالؓ سے فرمایا تو عرشی ہے اور دنیا میں مسافر ہے تیری کیسی طبیعت ہے۔

گفت چوں باشد خود آں شوریدہ خواب ۔۔۔ کہ در آید در دہانش آفتاب

عرض کیا اُس پریشان خواب والے کا کیا حال ہوگا؟ جس کے منہ میں دھوپ آ جائے

چوں بُوَد آں تشنہ کو گِل خورد ۔۔۔ آب بر سَر بنہدش خوش می بَرد

اُس پیاسے کا کیا حال ہو گا؟ کہ مٹی چوسے ۔۔۔ پانی اُس کو سَر پر رکھ لے اچھی طرح لے جائے

دَر بیان ۲ آنکہ مُصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم شُنید کہ عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بر رُویِ آب رفت

اس کا بیان کہ مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ عیسیٰ ہمارے نبی پر اور اُن پر درود و سلام ہو پانی پر چلتے تھے

فرمود کہ لَو اِزْ دادَ یقینہ لَمشیٰ علی الْھَواءِ

فرمایا کہ اگر ان کا یقین بڑھ جاتا تو یقیناً ہوا پر چلتے

ہمچو ۳ عیسیٰ بر سَرش گیرد فرات ۔۔۔ کایمنی از غرقہ در آبِ حیات

حضرت عیسیٰ کی طرح فرات ان کو سر پر اٹھا لیتی ہے ۔۔۔ کہ وہ آبِ حیات میں ہونے کی وجہ سے ڈوبنے سے محفوظ ہے

گوید احمد گر یقینش افزوں بُدے ۔۔۔ خود ہوایش مَرکب و ہاموں شُدے

احمدؐ فرماتے ہیں، اگر اُن کا یقین بڑھا ہوا ہوتا ۔۔۔ خود ہوا اُن کے لئے سواری اور جنگل ہوتی

ہمچو مَن کہ بَر ہوا راکب شُدم ۔۔۔ در شبِ معراج مستصحِب شُدم

میری طرح کہ میں ہوا پر سوار ہوا ۔۔۔ معراج کی رات میں اور صحبت حاصل کرنے والا بنا

گفت چوں باشد سگے کورِ پلید ۔۔۔ جست اُواز خواب و خود را شیر دید

ہلالؓ نے عرض کیا اُس اندھے ناپاک کتے کا کیا حال ہوگا؟ ۔۔۔ جو نیند سے اٹھا اور اس نے اپنے آپ کو شیر دیکھا

نے چناں شیرے کہ کس تیرش زند ۔۔۔ بل زبیمش تیغ و پیکاں بشکند

ایسا شیر نہیں کہ کوئی اُس پر تیر چلائے ۔۔۔ بلکہ اُس کے خوف سے تلوار اور تیر ٹوٹ جائے

کور بر اِشکم روندہ ہمچو مار ۔۔۔ چشمہا بکشادہ در باغ و بہار

اندھا جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلنے والا ہو ۔۔۔ باغ اور بہار میں آنکھیں کھول دے

نہ کمالِ ولایت سے۔ ۳ فرات۔ مطلقاً دریا۔ ہاموں۔ جنگل۔ ۴ ہمچو آنحضورؐ شب معراج میں براق پر سوار تھے اور براق ہوا پر چل رہا تھا۔ مستصحب صحبت رکھنے والا آنحضورؐ کو ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کی صحبت میسر آئی۔ گفت۔ حضرت ہلالؓ نے اپنے لئے تیسری مثال بیان کی یعنی میں پہلے بمنزلہ کتے کے تھا آنحضورؐ کی زیارت سے شیر ہو گیا۔ کور۔ یہ حضرت ہلالؓ نے اپنی چوتھی مثال بیان کی کہ میں پہلے اندھا اور سانپ کی طرح پیٹ کے بل زمین پر رینگنے والا تھا اب آنکھ کھلی تو باغ و بہار میں ہوں۔

۱ گفت۔ حضرت ہلالؓ نے عرض کیا میں تو اس وقت ایسا خوش ہوں جیسا کہ وہ شخص جس کی نیند رات میں اچٹ ہو اور وہ سورج کے طلوع کرنے کا منتظر ہو اور اچانک اُس کے منہ پر دھوپ پھیل جائے یا وہ پیاسا کہ پیاس کی شدت سے کیچڑ چوس رہا ہو اور اچانک پانی کا اس قدر سیلاب آ جائے کہ وہ اُس میں تیرنے لگے۔

۲ دربیان۔ آنحضورؐ نے یہ سُنا کہ حضرت عیسیٰ پانی پر چلتے تھے تو آپ نے فرمایا اگر اُن کا یقین بڑھ جاتا تو ہوا پر چلتے یہ حدیث احیاء العلوم کی شرح زبیدی میں منقول ہے محدث عراقی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اس کے روی غیر ثقہ ہیں صحیح حدیث یہ ہے کہ حواریین نے حضرت عیسیٰ سے عرض کیا کہ آپ پانی پر کس طرح چلتے ہیں انہوں نے فرمایا ایمان اور یقین کے ذریعہ تو حواریین نے کہا کہ ایمان اور یقین تو ہمیں بھی حاصل ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تو تم اس پانی پر چلو جب وہ چلے تو ڈوبنے لگے حضرت عیسیٰ نے فرمایا یہ کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ جب موج آئی تو ہم ڈرے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم موج سے ڈرے موج کے رب سے کیوں نہ ڈرے اور پھر اُن کو پانی میں سے نکالا یقین سے یہاں توکل علی اللہ کا مرتبہ مراد ہے ایمانی کیفیت مراد نہیں ہے حوادثِ یومیہ میں اگر انسان ایک پہلو پر ایسا یقین جما لیتا ہے کہ دوسرے پہلو کا احتمال بھی اس کے ذہن میں نہ ہو تو عادت اللہ ہے کہ اُسکے یقین کے مطابق وقوع عمل میں آ جاتا ہے لیکن یہ چیز نہ کمال نبوت سے متعلق ہے

چوں ابُود آں چوں کہ از چونی رہید ۱
وہ چوں کیسا ہوگا جو چونی سے نجات پا گیا ؟

در حیا تستانِ بیچونی رسید
اور بے چونی کی حیات گاہ میں پہنچ گیا ہو

گشت چونی بخش اندر لا مکاں
وہ لا مکان میں چونی بخشنے والا بن گیا

گِردِ خوانش جملہ شیراں چوں سگاں
اُسکے دسترخوان کے چاروں طرف تمام شیر کتوں کیطرح ہوں

اُوز بیچونی دہد شاں استخواں
وہ بے چونی سے ان کی ہڈی دیتا ہے

دَر جنابت تَن زن ایں سورہ مخواں
تو جنابت کی حالت میں خاموش رہ، یہ سورت نہ پڑھ

تاز چونی غسل ناری تُو تمام
تو جب تک چونی سے مکمل غسل نہ کر لے

تُو بریں مُصحف مَنِہ کف اے غلام
اے لڑکے ! تو اِس قرآن پر ہاتھ نہ رکھ

گر پلیدم ۲ ور نظیفم اے شہاں
اے شاہو ! خواہ میں ناپاک ہوں یا پاک ہوں

ایں نخوانم پَس چہ خوانم دَر جہاں
دُنیا میں یہ نہ پڑھوں تو پھر کیا پڑھوں ؟

تو مرا گوئی کہ از بہرِ ثواب
آپ مجھ سے کہیں کہ ثواب کے لئے

غسل ناکردہ مرو در حوضِ آب
تو غسل کئے بغیر پانی کی حوض میں نہ جا

از برونِ حوض غیرِ خاک نیست
حوض کے باہر خاک کے سوا نہیں ہے

ہر کہ اُو در حوض ناید پاک نیست
جو حوض میں نہ جائے وہ پاک نہیں ہے

گر نباشد ۳ آب ہارا ایں کرم
اگر پانیوں میں یہ کرم نہ ہو

کہ پذیرد مَر خَبَث راد مبدم
کہ وہ ناپاک کو ہر وقت قبول کر لیا کریں

وایِ بر مُشتاق و بر اُمیدِ اُو
تو مشتاق اور اسکی امید پر افسوس ہوتا

حَسر تابر حَسرتِ جاوِید اُو
اُس کی دائمی حسرت پر حسرت ہوتی

آب دارد صَد کرم صَد احتشام
پانی سینکڑوں کرم اور سینکڑوں حشمتیں رکھتا ہے

کو پلیداں را پذیرد والسَّلام
کہ وہ ناپاکوں کو قبول کر لیتا ہے والسلام

---

۱ چُوں بُود۔ چوں کے لغوی معنی کیفیت کے ہیں یہاں اِس سے کیفیات اور عوارض بشریہ مراد ہیں اسی لئے بیچونی کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے اِس شعر میں چوں بود کے اندر چوں بمعنیٰ کیسا ہے اور آں چوں میں چوں سے مراد وہ شخص ہے جو اوصافِ بشریہ سے خالی ہو گیا ہو اور چونی سے مراد اوصافِ بشری ہیں۔ در حیا تستان۔ فنا کے بعد مقامِ بقا آتا ہے جس کو حیا تستان سے تعبیر کیا ہے اِس شعر میں مُرشد کے اوصاف کا ذکر ہے۔ گشت۔ اِس شعر میں مُرشد کے افاضہ کا ذکر ہے۔ چونی بخش۔ یعنی سالک پر جو کیفیات طاری ہوتی ہیں لا مکاں۔ یعنی وہ مرشد اب مادی اوصاف سے پاک ہو چکا ہے۔ چوں سگاں یعنی وہ سالکین اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ اُوزِ بیچونی۔ جب تک سالک ابتدائی کیفیات میں ہوتا ہے تو اُس کی مقصودِ حقیقی کی طلب مناسب نہیں ہوتی ہے اُس کو مرشد کہدیتا ہے کہ ابھی تو اِس حالت میں نہیں ہے کہ مقصود تک پہنچ سکے۔ اور تیری حالت اُس ناپاک کی سی ہے جس کو قرآن پڑھنا منع ہے۔

۲ گر پلیدم۔ سالک عرض کرتا ہے کہ کیفیات کی نفی ہو یا نہ ہو اگر میں مقصود حاصل نہ کروں تو اور کیا کروں۔ تو مرا۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ غسل کے بغیر قرآن نہ پڑھوں یعنی جب تک اوصافِ بشری کا ازالہ نہ ہو مقصود تک پہنچنے کی کوشش نہ کروں حالانکہ مقصود تک پہنچنے پر ہی بشری صفات کی نفی ہوگی تو یہ تو ایسا ہے کہ کوئی ناپاک کو کہے کہ بغیر پانی کے حوض سے پانی لینے کے لئے نہ جا کر وہ جائے تو پاک کیسے ہوگا ؟! اسلئے کہ حوض کے باہر تو خاک ہے پانی نہیں ہے اور پاکی پانی سے حاصل ہوگی۔

۳ گر نباشد۔ مُرشد کی طرف سے جواب ہے کہ میرا یہ مقصد نہ تھا جو تو سمجھا ہے بلکہ مقصد یہ تھا کہ اوصافِ بشری کو مقصود بالذات نہ بنا، نجاست تو اُن کو مقصود بناتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ پانی ہی کے ذریعہ ناپاکی دور ہو سکے گی۔ آب دارد۔ مقصد پر پہنچ کر ہی صفاتِ بشری کی نفی ہوگی، پانی کا یہ کرم ہے کہ وہ ناپاکوں کو قبول کرتا ہے اور پاک بنا دیتا ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں کہ نور — پاسبانِ تست از شرّ الطیور
اے ضیاء الحق حسام الدین ! کہ نور — بدترین پرندے سے آپ کا محافظ ہے

پاسبانِ تست نور و ار تقاش — اے تو خورشید مستّراز خفاش
نور اور اس کی بلندی تمہاری محافظ ہے — اے وہ کہ تیرا سورج چمگادڑ سے چھپا ہوا ہے

چیست پردہ پیش نورِ آفتاب — جز فزونی شعشعہ و تیزی و تاب
سورج کی روشنی کے آگے پردہ کیا ہے ؟ — شعاع کی زیادتی اور تیزی اور چمک کے سوا

پردۂ [2] خورشید ہم نورے ربست — بے نصیب از وے خفاش ست و شب ست
سورج کا پردہ بھی خدا کا نور ہے — چمگادڑ اور رات اس سے محروم ہے

ہر دو چوں در بُعد و پردہ ماندہ اند — باسیہ رُویاں فسردہ ماندہ اند
جبکہ دونوں دوری اور پردے میں رہ گئے ہیں — سیاہ رو لوگوں کے ساتھ ٹھٹھر کر رہ گئے ہیں

چوں نوشتی بعضے از قصہ ہلالؒ — داستانِ بدر آر اندر مقال
جبکہ تو نے ہلالؒ کا تھوڑا سا قصہ بیان کیا ہے — چودھویں کے چاند کا قصہ گفتگو کے دائرہ میں لا

آں ہلال و بدرد ارند اتحاد — از دوئی دور اندو از نقص و فساد
وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہیں — دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں

آں ہلال از نقص در باطن بریست — آں بظاہر نقص تدریج آوریست
وہ ہلال باطنی نقص سے پاک ہے — وہ ظاہری نقص وجہ بوجہ بلندی پر لاتا ہے

درس [3] گوید شب بشب تدریج را — درتانی بر دہد تفریج را
وہ ہر رات میں ترقی کا درس دیتا ہے — آہستہ روی میں کشادگی کا پھل دیتا ہے

در تانی گوید اے عجولِ خام — پایہ پایہ بر تواں رفتن ببام
آہستہ روی کے بارے میں کہتا ہے اے جلد باز کچے! — وجہ بوجہ ، بالا خانے پر جایا جا سکتا ہے

دیگ را تدریج و استا دانہ جوش — کارناید قلیۂ دیوانہ جوش
دیگ کو رفتہ رفتہ اور استادوں کی طرح جوش دے — دیوانے کا جوش دیا ہوا قلیہ کام نہیں آتا ہے

---

[1] اے ضیاء الحق ۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ تربیت وجہ بوجہ ہونی چاہیے سالک کی تعجیل اور تقاضہ مضر ہے وہ قبل از وقت شیخ بن بیٹھتا ہے، اے ضیاء الحق عدا کا جواب چھٹا شعر چوں نوشتی جس سے اصل مضمون شروع ہوگا درمیان میں مولانا ضیاء الحق کا ذکر کیا ہے۔ پاسبان۔ یعنی تمہارا نور چمگادڑوں سے تمہارا محافظ ہے وہ نور ان کو چندھیا دیتا ہے۔ شر الطیور۔ یعنی مخالف جو بمنزلہ چمگادڑ کے ہیں۔

[2] پردہ۔ سورج کے لئے اس کا نور پردہ ہے جس کی وجہ سے رات اور چمگادڑ نور سے محروم ہیں ضیاء الحق کے نور سے کچھ تو وہ محروم ہیں کہ جنمیں صلاحیت ہے لیکن وہ توجہ نہیں کرتے ہیں جیسا کہ چمگادڑ اور کچھ وہ ہیں جن میں صلاحیت ہی نہیں ہے جیسا کہ رات ہر دو۔ چمگادڑ صلاحیت کے ہوتے ہوئے اور رات اس لئے کہ اس میں صلاحیت مفقود ہے دونوں محروم ہیں۔ چوں۔ اب جبکہ ہلالؒ یعنی طالب سالک۔ بدر۔ یعنی شیخ جو افاضہ کرتا ہے۔ آں ہلالؒ۔ مرید اور شیخ میں اتحاد ہے وہ دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں اس تشبیہ سے مغالطہ میں نہ پڑنا چاہیے از نقص۔ ہلال یعنی مرید میں ظاہری کمی ہے اس کا باطن رفتہ رفتہ مکمل ہو رہا ہے۔

[3] درس۔ وہ بدر یعنی شیخ ہلال کو یعنی مرید کو ہر شب میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ آہستہ آہستہ مکمل کر رہا ہے۔ در تانی۔ اس تدریجی ترقی کے بارے میں سمجھایا ہے کہ سلوک میں جلد بازی مناسب نہیں ہے بالاخانے پر سیڑھی کے درجات طے کر کے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ دیگ۔ صحیح طور پر دیگ دھیمی آنچ میں تیار ہوتی ہے۔

حق ۱ نہ قادر بُود بر خلقِ فلک — در یکے لحظہ بکُن بے ہیچ شک
کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟ — کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لحظہ میں

پس چرا شش روز آنرا در کشید — کُلُّ یَوْمٍ اَلْفُ عَامٍ اے مُستفید
پھر چھ روز اس کو کیوں کھینچا — اے طالب! ہر دن ایک ہزار سال کا

خلقتِ طفل از چہ اندر نُہ مہ است — زانکہ تدریج از شعارِ آں شہ است
بچے کی پیدائش نو مہینے میں کیوں ہے؟ — کیونکہ درجہ بدرجہ کرنا اُس شاہ کی عادت ہے

خلقتِ آدمؑ چرا چل صبح بُود — اندراں گِل اندک اندک میفزود
حضرت آدمؑ کی پیدائش چالیس روز میں کیوں ہوئی؟ — اس مٹی میں تھوڑا تھوڑا اضافہ ہوتا تھا

زیں سحر تا آں سحر سالے ہزار — تا بآخر یافت آں صورت قرار
اس صبح سے اُس صبح تک ایک ہزار سال — یہاں تک کہ بالآخر اُس صورت نے قرار پایا

نے چو تو ۲ اے خام کاکنوں تاختی — طِفلی و خود را تو شیخے ساختی
نہ کہ تیری طرح اے کچے! کہ تو ابھی سے دوڑ پڑا — تو بچہ ہے، اور تو نے اپنے آپ کو شیخ بنا لیا

بر دویدی چوں کدو فوقِ ہمہ — کو ترا پائے جہاد و ملحمہ
تو کدو کی طرح سب سے بڑھ کر دوڑ پڑا — تجھ میں جہاد اور جنگ کا دم قدم کہاں ہے؟

تکیہ کردی بر درختان و جدار — بر شدی اے اقرعک ہم قرع وار
تو نے درختوں اور دیوار کا سہارا لیا — اے حقیر گنجے! تو کدو کی طرح بڑھ گیا

اوّل ار شُد مرکبت سروِ سہی — لیک آخر خُشک بے مغز و تہی
ابتداء اگرچہ تیری سواری سیدھا سرو بنگیا — لیکن آخر میں تو خشک، بے مغز اور خالی ہے

رنگِ سبزت زرد شُد اے قرع زُود — زانکہ از گلگو نہ بُود اصلی نبود
اے کدو! بہت جلد تیرا سبز رنگ زرد ہو گیا — کیونکہ وہ پوڈر کا تھا اصلی نہ تھا

داستانِ ۳ آں عجوزہ کہ رُوی زشت خود را گلگونہ می ساخت و ساختہ نمی شُد و پذیرا نمی آمد

اُس بوڑھی کا قصہ جو اپنے بھدے چہرے پر پوڈر ملتی تھی وہ نہ لگتا تھا اور بھلا معلوم نہیں ہوتا تھا

بُود کمپیرے نود سالہ کلاں — پُر تشنج رُوی و رنگش زعفراں
ایک نوے سال کی بڑی بوڑھی تھی — چہرہ جھریوں بھرا اور اُس کا رنگ زرد تھا

---

۱ حق۔ آہستہ روی خدا کی صفت ہے اِسی لئے باوجود قدرت کے اُس نے آسمانوں کو چھ روز میں پیدا فرمایا ہے۔ پس۔ قرآن پاک میں ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِی سِتَّۃِ اَیَّامٍ "آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا" دوسری جگہ قرآن میں ہے "وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" یعنی اللہ کے یہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہے خلقتْ۔ اللہ تعالیٰ بچہ کو بھی ایک منٹ میں پیدا کر سکتا ہے لیکن سنتِ الٰہی یہ ہے کہ نو مہینے میں اُس کی پیدائش ہوتی ہے۔ آدمؑ۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش کی تکمیل بھی چالیس روز میں ہوئی اور ہر روز ایک ہزار سال کا تھا۔

۲ نے چو تو۔ سالک کو یہ نہ چاہیے کہ جلد بازی کرے اور قبل از وقت شیخ بن بیٹھے بر دویدی۔ کدو کی بیل بہت جلد پھیل جاتی ہے اِس صورت میں سالک کو مجاہدوں کی نوبت نہیں آتی ہے۔ تکیہ۔ کدو کی بیل دوسرے کے سہارے پھیلتی ہے۔ اقرعک۔ ناچیز گنجا۔ قرع کدو۔ اوّل۔ بیشک دوسرے کے سہارے ترقی ہو جاتی ہے لیکن وہ پائیدار نہیں ہوتی ہے اور وہ رنگ جلد اتر جاتا ہے۔

۳ داستاں۔ اس قصہ سے بھی یہ بتایا ہے کہ اصل اور بناوٹ میں بہت فرق ہے۔ کمپیر۔ بڑھیا۔ پُر تشنج رُو۔ یعنی اُس کے منہ کی کھال میں بڑھاپے کی وجہ سے سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔

چوں سرِ سفرہ ۱ رُخِ اُو تو بتوی　　لیک درو ے بُود ماندہ عشقِ شوی
مقصد کے سرے کی طرح اس کا چہرہ تہ بہ تہ تھا　　لیکن اس میں شوہر کی ہوس تھی

ریخت دندانہاش وموچوں شیر شُد　　قد کمان و ہر حِسش تغیر شُد
اس کے دانت گر گئے تھے اور بال دودھ کی طرح سفید ہو گئے تھے　　قد، کمان کی طرح اور اس کا ہر حس بدل گیا تھا

عِشق شوی و شہوت و حرصش تمام　　عشقِ صَیدو پارہ پارہ گشتہ دام
شوہر کا شوق اور اس کی شہوت اور حرص مکمل تھی　　شکار کا شوق تھا اور جال ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا

مُرغ بے ہنگام و راہی بیر ہے　　آتشِ پُر در بُنِ دیگ تہی
بے وقت کا مُرغ اور بغیر راستہ کا مسافر　　خالی دیگ کے نیچے، بھری ہوئی آگ ہے

عاشقِ ۲ میدان واَسپ و پائے نے　　عاشقِ زمرولب و سرنائے نے
میدان کا عشق، اور گھوڑا اور پاؤں ندارد　　بجانے کا شوق اور ہونٹ اور بانسری ندارد

حرص در پیری جہوداں رامباد　　اے شقیے کہ خداش ایں حرص داد
خدا کرے بڑھاپے میں حرص کافروں کو بھی نہ ہو　　ہائے وہ بد بخت جس کو خدا نے یہ حرص دی ہو

ریخت دانداں ہاِ سگ چوں پیر شُد　　تَرک مَردم کردو سرگیں گیر شُد
کتا جب بوڑھا ہو گیا، دانت گر گئے　　اس نے انسانوں کو چھوڑا اور گوبر حاصل کرنیوالا بنگیا

ایں سگانِ شصت سالہ را نِگر　　ہَر دمے دنداں سگ شاں تیز تر
ان ساٹھ سالہ کتوں کو دیکھ　　کتے کا سا اُن کا دانت لحہ بہ لحہ زیادہ تیز ہے

پیرِ سگ ۳ را ریخت پشم از پوستیں　　ایں سگانِ پیر اطلس پُوش بیں
بوڑھے کتے کی کھال سے بال جھڑ گئے　　اطلس پہننے والے ان بوڑھے کتوں کو دیکھ

عشقِ شاں و حرص شاں در فرج و زر　　دمبدم چوں نسلِ سگ بیں بیشتر
شرمگاہ اور سونے پر اُن کا عشق اور انکی حرص　　کتے کی نسل کی طرح لحہ بہ لحہ زیادتی پر دیکھتا رہ

ایں چنیں عُمرے کہ مایہ دوزخ ست　　مر قصابانِ غضب را مسلخ ست
ایسی عمر جو دوزخ کا سرمایہ ہے　　قہر (خداوندی) کے قصائیوں کا کمیلا ہے

چوں بگویندش کہ عمرے تو دراز　　میشود دلخوش دہانش از خندہ باز
جب لوگ اس سے کہتے ہیں تیری عمر دراز ہو　　خوش دل ہوتا ہے، اس کا منہ ہنسی سے کھل جاتا ہے

---

۱ سُفرہ۔ مقصد۔ عشق شوی۔ یعنی اس کی خواہش تھی کہ کوئی شوہر کرے۔ ریخت۔ بڑھاپے سے اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے، بال دودھ کی طرح سفید ہو گئے تھے اور قد کبڑا ہو گیا تھا حواس میں تغیر آ گیا تھا۔ عشقِ صید۔ یعنی شوہر تو چاہتی تھی اور اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ اس سے کوئی نکاح کرنے پر راضی ہو سکے۔ مُرغ۔ یعنی اس بڑھیا کی خواہش بالکل بے معنی تھی۔

۲ عاشق۔ اس بڑھیا کی مثال اس شخص کی ہے جن کو میدان جنگ میں جانے کا شوق ہو لیکن اس کے پاس نہ گھوڑا ہو نہ اس کے پاؤں ہوں یا کسی کو منہ سے باجا بجانے کا شوق ہو لیکن نہ اس کے ہونٹ ہوں نہ اس کے پاس بانسری ہو۔ حرص۔ ایسی بے موقع حرص خدا دشمن کو بھی نہ دے۔ ریخت۔ کتا بھی دانت ٹوٹ جانے کے بعد انسانوں کو کاٹنا چھوڑ دیتا ہے اور اپنی غذا گوبر کو بنا لیتا ہے۔ ایں سگاں۔ لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ (مصرع)
مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

۳ پیر سگ۔ بڑھاپے میں کتے کے بال جھڑ جاتے ہیں لیکن انسان کی حرص کا یہ حال ہے کہ بڑھاپے میں بھی اطلس کو زیب تن کرتا ہے۔ نسل سگ۔ کتیا کئی کئی بچے دیتی ہے۔ ایں چنیں۔ جو عمر گناہوں میں بسر ہو وہ دوزخ کا سرمایہ ہے اور عذاب کے فرشتوں کا کمیلا ہے۔ چوں اس سیاہ کار کو جب عمر کی درازی کی دعا ملتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مزید عذاب کی دعا ہے۔

ایں چنیں نفریں[۱] دعا پندارد او	چشم نکشاید سرے برنارد او
ایسی لعنت کردہ دعا سمجھتا ہے	وہ آنکھ نہیں کھولتا ہے، سر نہیں اٹھاتا ہے
گر بدیدے یک سرِ مواز معاد	اوش گفتے ایں چنیں عمرِ توباد
اگر وہ آخرت کو ایک بال برابر دیکھ لیتا	وہ اس سے کہہ دیتا کہ ایسی عمر تیری ہو

داستانِ آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد کہ خداء تعالی ترا بسلامت بخان ومانِ تو باز رساند

اس فقیر کا قصہ جس نے ایک گیلانی کو دعا دی کہ اللہ تعالی تجھے سلامتی کے ساتھ گھربار کو واپس پہنچادے

گفت[۲] یک روزے بخواہ گیلئے	ناں پرستے نر گداز نبیلئے
ایک روز، گیلانی سردار سے کہا	ٹکڑا گد، ہٹے کٹے، بھکاری جھولی والے نے
ناں ہمی باید مراناں دہ مرا	تا بگویم مر ترا من یک دعا
مجھے روٹی چاہیے، مجھے روٹی دے	تاکہ میں تجھے، ایک دعا دوں
چوں ستدزو ناں بگفت اے مستعاں	خوش بخان ومانِ خود بازش رساں
جب اس نے اس سے روٹی لی لی، کہا اے خدا!	اس کو بہتر طریقہ پر اپنے گھر بار کو لٹا دے
گفت اگر آنست خاں کہ دیدہ ام	حق ترا آنجا رساند اے دژم
اس نے کہا کہ اگر گھر وہی ہے جو میں نے دیکھا ہے	اے پراگندہ! خدا تجھے وہاں پہنچا دے
ہر[۳] محدّث را خساں بد دل کنند	حرفش ار عالی بود نازل کنند
کمینے، بیان کرنے والے کو بد دل کر دیتے ہیں	اس کی تقریر اگر بلند ہو تو پست کر دیتے ہیں
زاں کہ قدرِ مستمع آید نبا	بر قدِ خواجہ برد درزی قبا
کیونکہ سننے والے کی بقدر کلام ہوتا ہے	درزی قبا خواجہ کے قد کے مطابق تراشتا ہے
چونکہ مجلس بے چنیں بیغارہ نیست	از حدیثِ پست ونازل چارہ نیست
چونکہ مجلس ایسے طعنہ سے خالی نہیں ہوتی ہے	پست اور کم درجہ کی تقریر کے سوا چارہ نہیں ہے
واستاں ہیں ایں سخن را از گرد	سوئے افسانہ عجوزہ باز رو
ہاں اس بات کو گرفت سے چھوڑ دے	بوڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

۱۔ نفریں۔ گنہگار کی عمر کی درازی کی دعا، دعا نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بددعا ہے۔ گر بدیدے۔ اگر اس کو آخرت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو اس کو بددعا سمجھتا اور دعا دینے والے سے کہہ دیتا کہ ایسی دراز عمر تجھے نصیب ہو۔ داستان۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ فقیر نے وطن کی واپسی کی دعا کو دعا سمجھا اور وہ سردار چونکہ وطن والوں سے تھنگ ہوکر نکلا تھا تو اس نے اس دعا کو بددعا سمجھا۔ گیلی۔ گیلانی۔ گیلان ایک شہر ہے۔

۲۔ گفت۔ فقیر نے کہا مجھے روٹی دیدے تو میں تجھے دعا دوں۔ چوں ستد۔ جب فقیر نے روٹی لے لی اور فقرا کے عام دستور کے مطابق خیریت کے ساتھ وطن کی واپسی کی دعا دیدی۔ گفت۔ وہ گیلانی سردار چونکہ وطن سے ناخوش تھا اس نے فقیر کو غصہ سے کہا کہ خدا تجھے اس وطن میں پہنچادے۔

۳۔ ہر محدّث۔ جس طرح اس فقیر کی دعا کو اس سردار نے اچھا نہ سمجھا اسی طرح بزرگوں کی بات کو پست فطرت لوگ پست معنی پر محمول کر لیتے ہیں، نتیجہ میں وہ بزرگ ان سامعین کے لئے پست کلام بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ زانکہ۔ مقرر کو سامعین کی عقول کے مطابق کلام کرنا پڑتا ہے۔ نبا۔ خبر، بات۔ برقد خواجہ۔ درزی کپڑا سلوانے والے کے قد کے مطابق قبا تراشتا ہے۔ چونکہ۔ مجالس میں عموماً ایسے عوام ہوتے ہیں کہ ان کے روبرو لامحالہ پست کلام کرنا پڑتا ہے۔

صفتِ آں عجوز و رجوع بحکایت آں

اس بڑھیا کا بیان اور اس کے قصہ کی جانب واپسی

چوں مُسن گشت و دریں رہ نیست مرد | تو بنہ نامش عجوزِ سالخورد

جب کوئی معمر ہو جائے اور وہ اس راہ کا مرد نہیں ہے | تو اس کا نام پرانی بڑھیا رکھ دے

نے مر اُورا اس مال و مایہ | نے پذیرای قبول و پایہ

اس کے پاس نہ پونجی اور سرمایہ ہے | نہ وہ مقبولیت اور رتبے کو قبول کرنے والا ہے

نے دہندہ نے پذیرندہ خوشی | نے در و معنی و نے معنی کشی

نہ وہ خوشی عطا کرنے والا ہے، نہ قبول کرنے والا | نہ اس میں کمال ہے اور نہ اس میں کمال کی طلب ہے

نے۲ زباں نے گوش نے عقل و بصر | نے ہش و نے بیہشی و نے فکر

نہ زبان ہے، نہ کان، نہ عقل اور بصیرت | نہ ہوش اور نہ بے ہوشی اور نہ فکر

نے نیاز و نے جمالے بہرِ ناز | تو بتو لیش گندہ مانندِ پیاز

نہ نیاز ہے اور نہ ناز کرنے کے لئے حسن | وہ تہ بہ تہ، پیاز کی طرح گندہ ہے

نے رہے بُبریدہ و نے پای راہ | نے تپشِ آں قحبہ را نے سوز و آہ

نہ راہ (سلوک) طے کئے ہوئے اور نہ راہ کا قدم ہے | نہ اس قحبہ کے لئے گرمی ہے نہ سوز اور آہ

قصہ ۳ درویشے کہ از خانہ ہرچہ میخواست می گفتند کہ نیست

اس فقیر کا قصہ کہ ایک گھرانے سے جو کچھ بھی وہ مانگتا تھا وہ کہہ دیتے تھے کہ نہیں ہے

سائلے آمد بسوئے خانۂ | خُشک نانے خواست یا تر نانۂ

ایک سائل ایک گھر کی جانب آیا | ایک سوکھی یا تازہ روٹی مانگی

گفت صاحب خانہ ناں اینجا کجاست | خیرہ کے ایں دُکانِ نانباست

گھر والے نے کہا، روٹی یہاں کہاں ہے؟ | تو پاگل ہے، یہاں نانبائی کی دکان کہاں ہے؟

گفت بارے اندکے پیہم بیاب | گفت آخر نیست دُکانِ قصاب

اس نے کا تو چربی کا ایک ٹکڑا دیدے | اس نے کہا قصائی کی دکان تو نہیں ہے

گفت مُشت آردہ اے کد خدا | گفت پنداری کہ ہست ایں آسیا

اس نے کہا اے گھر کے مالک! آٹے کی مٹھی دیدے | اس نے کہا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ چکی ہے

گفت بارے آب دہ از مکرعہ | گفت آخر نیست جویا مشرعہ

اس نے کہا آخر پانی پینے کے برتن سے پانی دیدے | اس نے کہا، نہر یا گھاٹ تو نہیں ہے

۱ چوں مُسن۔ پھر حریص بوڑھوں کا ذکر شروع کر دیا ہے کہ جس بڑھیا کا ذکر ہم نے کیا ہے ان حریص بوڑھوں کو وہی بڑھیا سمجھو۔ نے مَر اُورا۔ اس بوڑھے کا یہ حال ہے کہ اس کا سرمایہ حیات ختم ہو گیا اور کوئی نیک کام نہ کیا جس سے اس کو مقبولیت ہوتی اور مرتبہ بلند ہوتا۔ نے دہندہ۔ یعنی نہ اس میں افادہ کی صلاحیت ہے نہ استفادہ کی کی نہ اس میں کوئی خوبی ہے اور نہ وہ خوبی کا طالب ہے۔

۲ نے زباں۔ نہ اس میں حق گوئی کی زبان ہے نہ حق سننے کا کان نہ فہم عقل ہے نہ حق بیں بصر ہے، نہ اس میں صحرا ہے نہ سکرانہ اصد کی آیات میں فکر کرنا۔ نے نیاز۔ نہ اس میں طالب کا نیاز ہے نہ صاحب کمال کا ناز ہے۔ رہے۔ نہ اس نے راہ سلوک طے کی نہ اس کے قدم چلے نہ اس میں راسلوک کا عزم ہے نہ محبت کی گرمی ہے نہ محبت کا سوز و گداز ہے۔

۳ قصہ۔ پہلے یہ بتلایا تھا کہ اس بوڑھے حریص میں کوئی چیز بھی نہیں ہے اب اسی مناسب سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ سائل نے بہت سی چیزوں کا سوال کیا اور مالک مکان ہر چیز کی نفی کر دیتا تھا۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ نانبا۔ نانبائی۔ پیہ۔ چربی۔ آسیا۔ چکی۔ مکرعہ۔ پانی نکالنے یا پینے کا برتن۔ مشرعہ۔ پنگھٹ

ہر چہ اُو درخواست از نان و سبوس[۱] — چر بکے میگفت و می کردش فسوس

اس نے جو کچھ بھی روٹی اور بھوسی مانگی — وہ پھبتی کستا تھا اور مذاق اڑاتا تھا

آں گدا در رفت و دامن در کشید — واندراں خانہ بجست وخواست رید

وہ فقیر اندر پہنچ گیا اور دامن سمیٹا — وہ اس گھر میں کودا اور ہگنا چاہا

گفت ہے ہے گفت تن زن اے دژم — تا دریں ویرانہ خود فارغ کُنم

اس نے کہا ہائیں ہائیں اس نے کہا اے پاگل چپ رہ — تاکہ میں اس ویرانے میں فراغت حاصل کروں

چوں دریں جانیست وجہ زیستن — در چنیں خانہ بباید ریستن

جبکہ اس جگہ جینے کا کوئی سامان نہیں ہے — ایسے گھر میں ہگنا چاہیے

چوں نۂ بازے کہ گیری تو شکار — دست آموزِ شکارِ شہریار

جبکہ تو باز نہیں ہے کہ شکار پکڑے — بادشاہ کے ہاتھ سے شکار پکڑنا سیکھے ہوئے

نیستی[۲] طاؤس باصد نقش دہند — کہ بنقشت چشمہا روشن کنند

تو سیکڑوں نقش و نگار والا مور نہیں ہے — کہ تیرے نقش و نگار سے آنکھیں روشن کریں

ہم نہ طوطی کہ چوں قندت دہند — گوش سُوی گفتِ شیرینت نہند

تو طوطی بھی نہیں کہ جب تجھے قند کھلائیں — تیری میٹھی گفتگو پر کان دھریں

ہم نہ بُلبُل کہ عاشق وار زار — خوش بنالی در چمن بالالہ زار

تو بلبل بھی نہیں ہے کہ عاشق کی طرح زار و زار — لالہ زار والے چمن میں خوب نوم کرے

ہم نۂ ہُد ہُد کہ پیکیہا کُنی — نے چوں کلک کہ وطن بالا کُنی

تو ہدہد بھی نہیں کہ پیغامبری کرے — نہ للقلق کی طرح ہے کہ وطن کو بڑھیا بنائے

دررمستاں سُویِ ہندوستاں روی — در بہاراں سُویِ تُرکستاں شوی

جاڑوں میں ہندوستان چلا جائے — (موسم) بہار میں ترکستان کی جانب پہنچ جائے

درچہ کاری تُو و بہر چیت خرند — توچہ مرغی و تُرا باچہ خورند

تو کسی کام کا ہے اور تجھے کس لئے خریدیں؟ — تو کیسا پرند ہے اور تجھے کس چیز سے کھائیں؟

زیں[۳] دکانِ با مکیساں بر تر آ — تا دکان فضلِ اللہ اشتریٰ

کھینچ تان کرنے والوں کی اس دکان سے آگے بڑھ — "اللہ نے خریدا" کی مہربانی کی دکان کی طرف

کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آں کریم آں را خرید

وہ سامان کہ کسی انسان نے اس کی طرف نظر نہ کی — کہنگی کے سبب، اس داتا نے اس کو خرید لیا

---

[۱] سبوس۔ بھوسی۔ چر بک۔ مذاق کی بات۔ رید۔ ریدن ہگنا۔ دژم۔ پراگندہ دماغ۔ فارغ کُنم۔ یعنی پاخانہ سے اپنے آپ کو فارغ کرلوں۔ چوں دریں۔ فقیر نے کہا جبکہ اس گھر میں زندگی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو پھر ایسا ویرانہ اس قابل ہے اس میں پاخانہ پھر لیا جائے۔ چوں نہ۔ اب پھر کمالات سے خالی ہونے کا بیان شروع کیا ہے یعنی تو ایسا باز بھی نہیں ہے جس نے بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھ کر شکار پکڑنا سیکھا ہو۔

[۲] نیستی۔ تجھ میں کوئی حسن ظاہری بھی نہیں ہے۔ طوطی۔ طوطی کو جب شکر کھلاتے ہیں وہ خوب بولتی ہے۔ بلبل۔ بلبل آہ وزاری میں چمن کے اندر لالے کی ہمنوائی کرتی ہے۔ ہدہد۔ ہدہد نے حضرت سلیمانؑ کی پیغامبری کی تھی۔ بالا کنی۔ لقلق ہر موسم میں اپنے لئے بہترین وطن بناتا ہے جاڑوں میں ہندوستان آجاتا ہے اور موسم بہار میں ترکستان چلا جاتا ہے۔ در چہ۔ جب تو تمام کمالات سے خالی ہے تو لوگ تیرے گاہک کیوں نہیں۔

[۳] زیں دکاں۔ جب تجھ میں کوئی کمال نہیں ہے تو اپنی بناوٹی باتوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر وہاں مقبولیت کے لئے کمال کی ضرورت نہیں وہاں تو صرف تیرا ادھر کو رجوع کرنا مقبولیت کے لئے کافی ہے۔ کالہ۔ سامان۔ خلاقت۔ پرانا ہونا۔ کریم۔ اللہ تعالیٰ۔

هیچ قلبے۱ پیشِ اُو مردود نیست　　زانکہ قصدش از خریدن سُود نیست
کوئی کھوٹا، اس کے دربار سے مردود نہیں ہے　　کیونکہ خریدنے سے اس کا مقصد نفع کمانا نہیں ہے

سُودِ اُو وبیعِ آں یارِ نکو　　کوست نیکو خُلق وہم نیکوش خُو
اس بھلے دوست کا نفع اور خریداری یہی ہے　　کہ وہ اچھے اخلاق والا ہے وہ اس کی عادت بھی ہے

بیحدست افضالِ اُو آیس مشو　　سُوئے دستانِ عجوزہ باز رو
اس کی مہربانیاں بے حد ہیں، تو مایوس نہ ہو　　بوڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

باز میگردم سُوئے قصۂ عجوز　　زانکہ پایانے ندارد ایں رموز
میں پھر بڑھیا کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں　　کیونکہ ان نکتوں کی انتہا نہیں ہے

رجوع بداستانِ آں کمپیر
اس بوڑھی کی داستان کی جانب رجوع

بُود۲ در ہمسایہ اش سُورِ عجب　　کردہ بُودند از قضا اُورا طلب
اس کے پڑوس میں بڑھیا شادی تھی　　تقدیر سے انہوں نے اس کو بھی بلایا تھا

چوں عروسی خواست رفت آں گندہ پیر　　کرد ابر و راسیاہ اُو ہمچو قیر
جب اس بڑھیا نے شادی میں جانا چاہا　　اس نے ابرو کو تارکول کی طرح کالا کیا

چوں عروسی خواست رفتن آں حریف　　مُوئے ابرو پاک کرد آں مستخیف
جب اس حرفتی نے شادی میں جانا چاہا　　اس ظالم نے ابرو کے بال صاف کئے

پیشِ رُو آئینہ بگرفت آں عجوز　　تابیارائید رُخ و رخسار و پُوز
اس بڑھیا نے منہ کے سامنے آئینہ رکھا　　تاکہ منہ اور رخسار اور ٹھوڑی کو سجائے

چند گلگونہ۳ بمالید از بطر　　سُفرۂ رُویش نشد پوشیدہ تر
اس نے اکڑ سے بہت سا پوڈر ملا　　اس کے منہ کی مقعد زیادہ نہ چھپی

عُشرہائے مُصحف از جامی برید　　می بچسپانید بررُوآں پلید
وہ قرآن کی عشر جگہ سے کاٹتی تھی　　وہ ناپاک چہرے پر چپکاتی تھی

تاکہ سُفرہ رُوئے اُونہاں شود　　تانگینِ حلقۂ خوباں شود
تاکہ اس کے منہ کی مقعد چھپ جائے　　تاکہ حسینوں کے حلقہ کا نگ بن جائے

عُشرہا بررُوئے ہر جامی نہاد　　چونکہ برمی بست چادر می فتاد
چہرے پر ہر جگہ عشر رکھتی تھی　　وہ جب چادر اوڑھتی تھی وہ گر جاتے تھے

---

۱ قلب۔ وہ اللہ تعالیٰ کھوٹے کو بھی خرید[تا] ہے کیونکہ اس کا منشاء نفع کمانا نہیں ہے۔ سُود اُو۔ وہاں نفع اور معاملہ صرف اس بنا پر ہے کہ وہ کریم ہے۔ آیس۔ مایوس۔ رموز۔ اللہ کی مہربانیاں۔

۲ بود۔ اس بڑھیا کے پڑوس میں ایک شادی تھی پڑوسیوں نے اتفاقاً اس کو بھی دعوت دے دی۔ قیر۔ تارکول کی قسم کا ایک مادہ ہے یعنی اس نے اپنی سفید ابروؤں کو خوب کالا کر لیا۔ حریف۔ ہم پیشہ دوست دشمن۔ پاک کرد۔ یعنی اس نے ابروؤں کو تراش کو صحیح کر لیا۔ مستخیف ظالم پوز ٹھوڑی۔

۳ گلگونہ۔ ابٹن، پوڈر۔ بطر۔ اکڑ۔ شعرہ۔ مقعد۔ عُشر ہای۔ قرآن پاک کی ہر دس آیتوں پر نشان بنایا جاتا تھا اس کو عشر کہتے تھے وہ شاید سنہرے ہوں۔ تاکہ۔ منہ پر عشر اس لئے چسپاں کر رہی تھی کہ منہ کی سلوٹیں چھپ جائیں۔ چونکہ۔ عشر چپکانے کے بعد جب چادر اوڑھتی تھی وہ چادر کی رگڑ سے گر جاتے تھے۔

باز اُو آں عُشر ہارا با خدو¹ ۔۔۔ می بچفسانید بر اطرافِ رُو
وہ پھر ان عشروں کو تھوک سے ۔۔۔ منہ کے اطراف پر چپکاتی

باز چادر راست کردے آں تگیں ۔۔۔ عُشر ہا افتادے از رُو بر زمیں
وہ پہاڑ پھر چادر کو ٹھیک کرتی ۔۔۔ عُشر چہرے سے زمین پر گر پڑتے

چوں بسے می کردن فن داں می فتاد ۔۔۔ گفت صد لعنت براں ابلیس باد
جب اس نے بہت سی تدبیریں کیں اور وہ گرے ۔۔۔ بولی ' اس شیطان پر سو لعنتیں ہوں

شُد مُصوَّر آں زماں ابلیس زود ۔۔۔ گفت اے قحبہ قدید بے وُ رود
اس وقت فوراً شیطان مجسم ہو گیا ۔۔۔ اس نے کہا اے بدکار سوکھے گوشت جس کے پاس کوئی نہ آئے

من² ہمہ عُمر ایں نیندیشیدہ اَم ۔۔۔ نے زجُز تو قحبۂ ایں دیدہ اَم
میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا ہے ۔۔۔ نہ میں تجھ بدکار کے سوا کسی سے یہ دیکھا ہے

تخمِ نادِر در فضیحت کاشتی ۔۔۔ دَر جہاں تو مُصحفے نگذاشتی
تو نے رسوائی میں عجیب بیج بویا ہے ۔۔۔ تو نے دنیا میں قرآن کو بھی نہ چھوڑا

صَد بلیسی تو خمیس اندر خمیس ۔۔۔ ترکِ من گو اے عجوزِ در دبیس
تو لشکر در لشکر سینکڑوں شیطان ہے ۔۔۔ اے گندی بڑھیا! مجھے چھوڑ دے

چند دُزدی عُشر از اُمّ الکتیب ۔۔۔ تا شود رُویت مُلوّن ہمچو سیب
تو قرآن کے عشر کب تک چرائے گی؟ ۔۔۔ تاکہ تیرا چہرہ سیب کی طرح رنگین ہو جائے

چند دُزدی حَرفِ مَردانِ خدا ۔۔۔ تا فروشی و ستانی مَرحبا
تو مردان خدا کے حرف کتنے چرائے گا؟ ۔۔۔ تاکہ تو بیچے اور مرحبا وصول کر لے

رنگ بربستہ ترا گلگوں نکرد ۔۔۔ شاخِ بَربَستہ فنِ عرجوں نکرد
جمائے ہوئے رنگ نے تجھے گلابی رنگ کا نہ بنایا ۔۔۔ بندھی ہوئی شاخ نے اصل شاں کا کام نہ کیا

عاقبت³ چوں چادرِ مرگت رَسد ۔۔۔ از رُخت ایں عُشر ہا اندر رفتَد
انجام کار جب تیرے پاس موت کی چادر آئی گی ۔۔۔ تیرے رخ سے یہ عشر جھڑ جائیں گے

چونکہ آید خیز خیز آں رَحیل ۔۔۔ گم شود زاں پس فسون قال و قیل
جبکہ اس کوچ کا چل چلاؤ آ جائے گا ۔۔۔ اس کے بعد قال و قیل کا جادو گم ہو جائے گا

عالمِ خاموشی آید پیش بیست ۔۔۔ وائے آنکو در دروں اُنسیش نیست
خاموشی کا عالم آ جائے گا کہ سامنے کھڑا ہو ۔۔۔ اس شخص پر افسوس ہے جس کے اندر محبت نہیں ہے

¹ خُودِ تھوک۔ باز چادر۔ وہ ہمت کر کے دوبارہ چادر اوڑھتی تو وہ عشر پھر گر جاتے۔ چوں۔ جب بہت تدبیریں کر چکی اور وہ عشر چہرے پر نہ جمے تو شیطان پر لعنت بھیجنے کی۔ شُد مُصوّر۔ شیطان مجسم بن کر اس کے سامنے آ گیا۔ قحبہ۔ رنڈی۔ قدید۔ گوشت کا سوکھا ٹکڑا۔ بے ورود۔ یعنی جسے کوئی لینے نہ آئے۔

² من ہمہ عمر۔ شیطان نے کہا کہ میں نے تمام عمر ایسی خباثت نہیں سوچی نہ تیرے سوا کسی کو ایسی حرکت کرتے دیکھا۔ مُصحَف۔ قرآن پاک خمیس۔ لشکر۔ دردبیس۔ بہت بوڑھی عورت' سٹریل' گندی۔ اُم الکتیب۔ قرآن پاک۔ ملون۔ رنگین۔ چند دزدی۔ اب مولانا حکایت کے مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بناوٹی شیخ تو کب تک بزرگوں کے اقوال چرا کر لوگوں کی واہ واہ حاصل کرے گا یہ فرضی رنگ حقیقی رنگ نہ ہوگا۔ کسی درخت پر بندھی ہوئی شاخ اصلی شاخ کا سا کام نہ کرے گی۔

³ عاقبت۔ جب تو موت کی چادر اوڑھے گا یہ چپکائے ہوئے عشر۔ بڑھیا کی طرح جھڑ جائیں گے۔ چونکہ۔ جب چل چلاؤ کا وقت آئے گا یہ فرضی قصے سب ختم ہو جائیں گے۔ عالم خاموشی۔ عالم آخرت۔ آبیس۔ یعنی یہ جسم ہوگا کہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہو۔ انسیش۔ اس کو خدا سے انس اور محبت نہ تھی۔

صیقلے ۱ کن دو روزے سینہ را ‖ دفترِ خود سازآں آئینہ را
وہ ایک دن سینہ کی صیقل کر لے ‖ اس آئینہ کو اپنا دفتر بنا لے

کہ زسایہ یوسفِ صاحبقراں ‖ شُد زلیخاۓ عجوز از سر جواں
کہ صاحبقران یوسف کے سایہ سے ‖ بوڑھی زلیخا، از سر نو جوان ہو گئی

می شوَد مُبدّل بخورشیدِ تمُوز ‖ آں مزاجِ باردِ بَردالعجوز
ساون کے سورج سے بدل جاتا ہے ‖ چلے کے جاڑے کا ٹھنڈا مزاج

می شود مُبدّل بسوزِ مریمی ‖ شاخِ لب خُشکے بہ نخلِ خُرمی
مریمی سوز سے بدل جاتی ہے ‖ خشک لب شاخ خوشی کی کھجور ہے

اے ۲ عجُوزہ چند کوشی باقضا ‖ نقد جُواکنوں رہا کُن ما مَضی
اے بڑھیا تو حکم خداوندی کے مقابلہ میں کب تک کوشش کریں گی ‖ اب نقد کی جستجو کر لے، گزشتہ کو چھوڑ

چوں رُخت رانیست دَرخوبی اُمید ‖ خواہ گلگونہ نہ و خواہی مَدید
جبکہ تیرے چہرے کو حسن کی امید نہیں ہے ‖ خواہ پوڈر لگا اور خواہ سیاہی

حکایتِ آں رنجور کہ طبیب دَرو اُمیدِ صحت ندید
اس بیمار کی حکایت جس میں طبیب نے صحت کی امید نہ دیکھی

آں یکے رنجور رشُد سُوئے طبیب ‖ گفت نبضم را فروبیں اے لبیب
ایک بیمار طبیب کے پاس پہنچا ‖ بولا اے عقلمند! میری نبض غور سے دیکھ لے

تاز نبض آگہ شوی برحالِ دل ‖ کہ رگِ دست ست بادل متصل
تا کہ تو نبض سے دل کی حالت پر آگاہ ہو جائے ‖ کیونکہ ہاتھ کی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے

چونکہ ۳ دل غیبست خواہی زومثال ‖ زُو بجو کہ بادِلستش اتصال
چونکہ دل پوشیدہ ہے، تو اس کی مثال چاہتا ہے ‖ اس سے تلاش کر لے کیونکہ اس کا دل سے اتصال ہے

باد پنہا نست از چشم اے امیں ‖ دَر غُبار و جنبشِ برگش ببیں
اے امین! ہوا آنکھ سے پوشیدہ ہے ‖ غبار اور پتوں کے ہلنے میں اس کو دیکھ لے

کز یمین ست اُو وزاں یا از شمال ‖ جُنبشِ بَرگت بگوید وصفِ حال
کہ وہ دائیں جانب سے چل رہی ہے یا بائیں سے ‖ پتوں کی حرکت حال بتا دے گی

ہے وہ نبض اسکی حالت بتادے گی۔ باد۔ جو چیز مخفی ہو اس سے متصل چیز سے اس کی حالت معلوم کی جاتی ہے، ہوا مخفی چیز ہے غبار اور پتے اس سے متصل ہیں ان سے اس کی حالت کا پتہ چل جاتا ہے پتے بتادیتے ہیں کہ سوا پرا ہے یہ پچھوا۔

۱ صیقلے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مجاہدوں کے ذریعہ دل کو مانجھ پھر اس میں اسرار ظاہر ہوں گے اور تیرا دل تیرے لئے دفتر اور کتاب کا کام دے گا۔ کہ زسایہ۔ جب حضرت یوسف کے سایہ سے زلیخا جوان ہو سکتی ہے تو جب تیرے سینہ میں انوار الٰہی پیدا ہوں گے تو جواب مثل بڑھیا کے ہے جوان بن جائے گا۔ صاحبقران۔ وہ خوش نصیب جس کی ولادت کے وقت زہرہ اور مشتری دونوں سیارے ایک برج میں جمع ہو جائیں۔ می شود۔ جس طرح سردی سورج کے اثر سے گرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی طرح تیرے زور تبدیلی ہو جائے گی۔ تموز۔ ساون کا مہینہ۔ مریمی۔ حضرت مریم کی تاثیر سے خشک کھجور پھل دینے لگی تھی اسی طرح تیرے اندر تبدیل آجائے گی۔

۲ اے عجوز۔ انسان کو گزشتہ معصیتوں سے مایوس ہو کر آئندہ احوال کی اصلاح کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ گذشتہ سے قطع نظر کر کے اصلاح حال میں لگ جانا چاہیے۔ چوں رُخت۔ پہلے تو نے جو کچھ فرضی باتیں تھیں وہ کسی طرح مفید نہ ہوں گی اب صحیح حالات پیدا کر لے۔ حکایت۔ فرضی باتوں کا حقیقت بننا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اس مریض کی صحت ناممکن تھی۔ رنجور۔ بیمار۔ لبیب۔ ذہن۔ تاز نبض۔ دل کی حالت نبض سے معلوم کر لے نبض والی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے۔

۳ چونکہ۔ دل نظروں سے غائب ہے اگر اس کی حالت سمجھنے کے لئے کسی مثال کی ضرورت ہے تو نبض سے سمجھ لو اس کا اس سے اتصال

مستیِ ۱ دل را نمی دانی کہ کُو | وصف اُو از نرگسِ مخمور جُو
اگر تو دل کی مستی کو نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہاں ہے | تو خمار آلود آنکھوں میں اس کی حالت تلاش کر لے
چوں ز ذاتِ حق بعیدی وصفِ ذات | باز دانی از رسول و معجزات
جبکہ تو خدا کی ذات سے دور ہے، ذات کی صفت | تو رسول اور معجزوں سے معلوم کر لے گا
معجزاتے و کراماتے خفی | بر زند بر دل ز پیرانِ صفی
معجزے اور مخفی کرامات | برگزیدہ پیروں کی جانب سے دل پر اثر کرتی ہیں
کہ دروں شاں صد قیامت نقد ہست | کمترین آنکہ شود ہمسایہ مست
کیونکہ ان کے باطن میں سیکڑوں قیامتیں موجود ہیں | ان میں سے کمتر یہ ہے کہ پڑوسی مست ہو جاتا ہے
پس ۲ جلیس اللہ گشت آں نیک بخت | کُو بہ پہلوئے سعیدے بُرد رخت
وہ نیک بخت خدا کا ہم نشین بنا | جس نے کسی نیک بخت کے پہلو میں سامان لے جا ڈالا
معجزہ کاں بر جمادے زد اثر | یا عصا یا بحر یا شق القمر
وہ معجزہ جس نے بے جان پر اثر کیا | لاٹھی ہو، یا دریا یا چاند کا پھٹنا
گر اثر بر جاں کُند بے واسطہ | متصل گردد بہ پنہاں رابطہ
اگر بغیر واسطہ کے جان پر اثر کرے | تو مخفی طور پر رابطہ جڑ جائے گا
بر جمادات ۳ آں اثرہا عاریہ است | آں پئے روحِ خوشِ متواریہ است
بے جانوں پر وہ اثرات عارضی ہیں | وہ مخفی پاکیزہ روح کے لئے ہیں
تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر | حبذا ناں بے ہیولائے خمیر
تاکہ اس بے جان سے دل اثر قبول کرے | خمیر کے مادے کے بغیر روٹی کیا ہی اچھی ہے
حبذا خوانِ مسیحی بے کمی | حبذا بے باغ میوہ مریمی
بغیر کمی کا مسیحی دسترخوان خوب ہے | حضرت مریم کا بغیر باغ کا میوہ روٹی کیا ہی اچھی ہے
بر زند از جانِ کامل معجزات | بر خمیر جانِ طالب چوں حیات
معجزے مکمل روح سے اثر کرتے ہیں | زندگی کی طرح طلبگار کی روح کے خمیر پر

۱ مستی۔ دل کے عشق کا آنکھیں حال بتا دیتی ہیں۔ چوں۔ ذات باری بھی مخفی ہے اس کے صفات کا حال رسول اور اس کے معجزوں سے معلوم ہو جاتا ہے۔ نیز ان صفی۔ یعنی رسول اور اولیاء کی برکت سے معجزے اور کرامات دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کہ دروں۔ چونکہ ان کے باطن میں قیامت چھپی ہوئی ہے اور قیامت مردوں کو زندہ کر دیتی ہے اس لئے ان کا باطن مردہ قلوب کو زندگی بخش دیتا ہے اس کا اثر یہ ہے کہ ان کا ہمسایہ مست ہو جاتا ہے۔

۲ پس۔ ان کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن جاتا ہے یعنی اس میں اللہ کی ہمنشین کا اثر جو تعلق مع اللہ ہے پیدا ہو جاتا ہے۔ معجزہ۔ معجزے کی تاثر دل پر خاص مواد کی تاثیر کے واسطے سے پڑتی ہے معجزے کا اثر عصا پر پڑا اور وہ اژدہا بن گئی یا سمندر پر پڑا اور وہ حضرت موسیٰ کے لئے گزرنے کی بقدر خشک ہو گیا یا شق القمر پر پڑا اور راں کے ذریعہ سے اس کی تاثر ان پر پڑی تو اگر معجزہ بغیر مواد خاصہ کے واسطہ کے دل پر اثر کرے گا تو اس سے معجزے کا مقصد بدرجہ تم پورا ہو جائے گا یعنی دل میں اور حضرت حق میں ربط پیدا ہو جائے گا۔

۳ بر جمادات۔ معجزوں کا اصل مقصد ان مواد کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ روح کو متاثر کرنا ہے۔ تا ازاں۔ بے جان معجزے سے اس لئے متاثر ہوتی ہے کہ اس سے انسان کا دل متاثر ہوتا ہے تو اگر جان کے واسطے کے بغیر یہ بات حاصل ہو جائے تو کیا اچھا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ روٹی پکانے اور آٹا گوندھنے کی زحمت کے بغیر پیٹ بھر جائے۔ حبذا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کو بغیر مادی وسائط کے نعمتیں حاصل ہوئیں۔ بر زند۔ لیکن اس تاثیر کے لئے طلب ضروری ہے۔

معجزہ۱ بحرست وناقص مرغِ خاک　　مرغِ آبی دروے ایمن از ہلاک
معجزہ سمندر ہے اور ناقص خشکی کا پرندہ ہے　　پانی کا پرندہ اس میں ہلاک ہونے سے پرامن ہے

عجز بخشِ جانِ ہر نا محرمے　　لیک قدرت بخش جانِ ہمدمے
وہ معجزہ ہر نامحرم کی جان کو عاجزی بخشتا ہے　　لیکن ہمدم کی جان کے لئے قدرت بخشنے والا ہے

چوں۲ نیابی ایں سعادت در ضمیر　　پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر
اگر یہ سعادت تو باطن میں نہیں پاتا ہے　　تو ہر وقت ظاہر سے دلیل پکڑنا سیکھ لے

کہ اثرہا بر مشاعر ظاہرست　　ویں اثرہا از مؤثر مخبرست
کیونکہ اثرات حواس پر ظاہر ہے　　اور یہ اثرات' اثر کرنے والے کی خبر دینے والے ہیں

ہست پنہاں معنیٔ ہر دا روئے　　ہمچو سحر و صنعتِ ہر جادوئے
ہر دوا کی صفت پوشیدہ ہے　　جیسا کہ ہر جادو کی سحر کاری اور کاریگری

چوں نظر در فعل و آثارش کنی　　گرچہ پنہانست اظہارش کنی
تو جب اس کے اثرات اور کام پر نظر کرے گا　　اگرچہ وہ مخفی ہے' تو اس کا اظہار کر دے گا

قوتے کاں اندرونش مضمرست　　چوں بفعل آید عیانِ مظہرست
وہ قوت جو اس میں پوشیدہ ہے　　جب کام میں آتی ہے ظاہر کر دینے والا مشاہدہ ہے

چوں۳ باآثار ایں ہمہ پیدا شدت　　چوں نشد ظاہر باآثار ایزدت
جب یہ سب چیزیں تجھ پر آثار سے ظاہر ہو گئیں　　تو تجھے خدا آثار سے کیوں نہ ظاہر ہوا؟

نے سببہا و اثرہا مغز و پوست　　چوں بجوئی جملگی آثار اوست
کیا اسباب اور اثرات گود اور چھلکا نہیں ہیں　　جب تو جستجو کرے گا سب اسی کے آثار ہیں

دوست گیری چیزہا را از اثر　　پس چرا ز آثار بخشے بے خبر
اثر کی وجہ سے تو بہت سی چیزوں کو دوست بنا لیتا ہے　　تو پھر آثار بخشنے والے سے بے خبر کیوں ہے؟

از خیالے دوست گیری خلق را　　چوں نگیری شاہِ غرب و شرق را
تو ایک خیال سے مخلوق کو دوست بنا لیتا ہے　　مغرب اور مشرق کے شاہ کو کیوں نہیں بنا لیتا؟

ایں سخن پایاں ندارد اے قباد　　حرصِ مارا اندریں پایاں مباد
اے شاہ! یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے　　اس میں ہماری حرص ختم نہ ہو

رجوع بقصۂ آں رنجو
اس بیمار کے قصہ کی طرف واپسی

---

۱ معجزہ۔ معجزے کو دریا سمجھو اور ناقص کو خشکی کا پرندہ جو دریا میں نہیں جی سکتا ہے اور روح کامل بمنزلہ آبی پرندے کے ہے جو دریا میں ہر طرح سے محفوظ رہتا ہے۔ عجز بخش۔ معجزے کا اثر ناقص پر اس کے عجز کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آجاتا ہے اور کامل کو قوت اور عمل کی قدرت عطا کر دیتا ہے۔

۲ چوں نیابی۔ نامحرم اور ہمدم کے علاوہ انسانوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو بین بین ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ظاہری امور سے استدلال کرے اللہ تعالیٰ کے اثرات حواس پر ظاہر ہو جاتے ہیں جو مؤثر کی خبر دیتے ہیں۔ ہست۔ دوا کا اثر اور سحر دونوں نظروں سے مخفی ہیں لیکن ان کے اثرات دیکھ کر تو ان کا اظہار کر دیتا ہے دوا کی قوت اور جادو کا اثر جب وجود میں آتا ہے محسوس ہو جاتا ہے۔

۳ چوں۔ جبکہ ہر مخفی چیز اپنے آثار سے پہچان لی جاتی ہے تو خدا کے آثار سے اس کو کیوں نہیں پہچانا جا سکتا۔ نے۔ دنیا میں جس قدر اسباب اور اس کے آثار میں سب اللہ تعالیٰ کے آثار ہیں۔ دوست۔ دنیا کی اشیا سے ان کے آثار کی بنا پر محبت ہوتی ہے تو پھر ان آثار کے پیدا کرنے والے سے محبت کیوں نہیں ہے۔ از خیالے۔ اگر کسی کے بارے میں اچھا خیال قائم ہو جاتا ہے تو خواہ وہ غیر واقعی ہو اس سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو شاہ مشرق و غرب ہے اس سے دوستی کیوں نہیں ہے۔ اندریں۔ یعنی تعلق جو مع اللہ۔

باز گرد و قصۂ رنجور گو ۔۔۔ باطبیب آگہ و ستّار ۱ خو
واپس لوٹ اور بیمار کا قصہ کہہ ۔۔۔ واقف کار اور پردہ پوشی کرنے والے طبیب کے ساتھ

نبضِ اُو بگرفت و واقف شُد زحال ۔۔۔ کہ اُمّید صحت اُو بُد محال
اس نے اس کی نبض پکڑی اور حال سے سے واقف ہوگیا ۔۔۔ کہ اس کی تندرستی کی امید ناممکن تھی

گفت ہر چت دل بخواہد آں بکُن ۔۔۔ تارود از جسمت رنجِ کُہن
اس نے کہا جو تیرا دل چاہے وہ کر ۔۔۔ تاکہ تیرے جسم سے یہ پرانی بیماری جاتی رہے

ہرچہ خواہد خاطرِ تو وامگیر ۔۔۔ تانگردد صبر و پرہیزت زحیر
جس چیز کو تیرا دل چاہے، نہ روک ۔۔۔ تاکہ تیرا صبر اور پرہیز مصیبت نہ بن جائے

صبر و پرہیز ایں مرض را داں زیاں ۔۔۔ ہرچہ خواہد دل در آرش درمیاں
صبر اور پرہیز کو اس مرض کے لئے مضر سمجھ ۔۔۔ جو دل چاہے وہ کر

ایں چنیں رنجور را گفت اے عمو ۔۔۔ حق تعالیٰ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ
اے چچا! ایسے ہی بیمار کے لئے فرمایا ہے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو

گفت ۲ رَو ہیں خیر بادت جانِ عم ۔۔۔ مَن تماشائے لب جُو میرَوم
اس نے کہا اے چچا جان! جاؤ تمہارا بھلا ہو ۔۔۔ میں دریا کے کنارے سیر کو جاتا ہوں

برمُرادِ دل ہمی گشت اُو بر آب ۔۔۔ تاکہ صحت را بیابد فتح باب
وہ دل کی خواہش کے مطابق پانی پر گشت لگا رہا تھا ۔۔۔ تاکہ صحت کے دروازے کی کشادگی ہو جائے

برلَب جُو صوفیِ بنشستہ بُود ۔۔۔ دَست ورُومی شُست و پاکی میفزود
دریا کے کنارے ایک صوفی بیٹھا تھا ۔۔۔ ہاتھ اور منہ دھو رہا تھا اور پاکی بڑھا رہا تھا

اُو قفایش دید چوں تخییلے ۔۔۔ کرد اُورا آرزوئے سیلیے
اس نے اس کی گدی دیکھی تو سودائی آدمی کی طرح ۔۔۔ اس نے طمانچہ لگانے کی تمنا کی

برقفائے ۳ صوفی آں حیرت پرست ۔۔۔ راست میکرد از برائے صفع دست
وہ حیرت پرست، صوفی کی گدی پر ۔۔۔ طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ تان رہا تھا

کآرزو راگر نرانم تا رَوَد ۔۔۔ آں طبیبم گفت کاں علت شوَد
کہ اگر میں آرزو پوری نہ کروں حتی کہ وہ جاتی رہے ۔۔۔ تو اس طبیب نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ بیماری بن جائے گی

---

۱ ستار خو۔ مریضوں کی پریشانی کی وجہ سے وہ طبیب مریضوں کی پوری کیفیت سے ان کو مطلع نہ کرتا تھا۔ بُد محال۔ وہ دق کے آخیری درجہ میں پہنچ چکا تھا۔ ہر چت دل۔ دلِ تو ہرچہ۔ رنجِ کہن۔ یعنی پرہیز کی پرانی تکلیف یا مریض کی تسلی کے لئے کہہ دیا اور مرض لاعلاج ہو چکا تھا۔ صبر۔ اب صبر اور پرہیز نکرو ورنہ طبیعت اور کمزور ہوگی مرض کا غلبہ ہو جائے گا۔ ایں چنیں۔ اب مولانا کا ذہن مایوس العلاج روحانی مریضوں کی طرف منتقل ہو گیا فرماتے ہیں قرآن نے ایسے ہی روحانی مایوس العلاج مریضوں کے لئے فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو اگرچہ قرآن کا یہ قول زجر و توبیخ پر مبنی ہے اور طبیب کا قول مریض کو اجازت کے لئے تھا۔

۲ گفت۔ مریض نے طبیب کا قول سن کر اس کو رخصت کیا اور خود دریا کی سیر کو چل دیا۔ جو اس کی دلی خواہش کے مطابق صحت کی خاطر اس نے دل کی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کرلیا۔ میفزود۔ یعنی باطنی طہارت تو اس کو حاصل تھی ظاہری طہارت (وضو) کر رہا تھا تاکہ ایک کی بجائے دو طہارتیں حاصل ہو جائیں۔ او۔ مریض نے صوفی کی گدی دیکھی تو اس پر طمانچہ مارنے کی تمنا پیدا ہوگئی۔ تخییلے۔ یعنی وہ آدمی جو سودائی ہو۔

۳ برقفا۔ اس مریض نے صوفی کی گدی پر طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ حیرت پرست۔ یعنی حیران عقل والا۔ صفع۔ طمانچہ۔ کآرزو۔ دل میں سوچا کہ اگر یہ تمنا پوری نہ کروں گا تو طبیب کے کہنے کے مطابق بیماری میں اضافہ ہوگا جو ہلاکت ہے اور قرآن نے اپنے کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے۔

سَیلیَش اندر بَرم در مَعرکہ　　زانکہ لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْ تَہْلُکَۃ
میں لڑائی میں اس کے طمانچہ مارنے کو لایا ہوں　　کیونکہ حکم ہے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

تَہلُکہ ست ایں صبر و پرہیز اے فلاں　　خوش ۱ بکوش تَن مَزن چوں کاہلاں
اے فلاں! یہ صبر اور پرہیز ہلاکت ہے　　اس کو خوب کوٹ کا، ہلوں کی طرح خاموش نہ ہو

چُوزَدش سیلی برآمد یک طراق　　گفت صُوفی ہے ہے اے قوادِ عاق
جب اس نے اس کے طمانچہ مارا طراق کی آواز نکلی　　صوفی نے کہا ہائیں ہائیں اے دیوث، نافرمان

خواست صوفی تا دوستہ مشتش زَنَد　　سبَلت و ریشش یکا یک بَرکند
صوفی نے چاہا کہ اس کے دو تین مکے مارے　　یکبارگی اس کی مونچھ اور ڈاڑھی اکھاڑ دے

لیک اُورا خستہ و رنجور دید　　بس ضَعیف و خوار و زار و عُور دید
لیکن اس کو تھکا ہوا اور بیمار دیکھا　　بہت کمزور اور خوار اور لاغر اور برہنہ دیکھا

باز اندیشید اُو ضعفِ وُرا　　گفت اگر مُشتش زنم گردد فَنا
پھر اس کی کمزوری کو اس نے سوچا　　کہا اگر اس کے گھونسا ماروں گا مر جائے گا

رنجِ دِق ازوے برآوردہ دِمار　　دید شخصے سخت مدقوق و نَزار
دق کی بیماری نے اس کی تباہی مچا دی ہے　　اس نے ایسا شخص دیکھا جو دق میں مبتلا اور کمزور تھا

خَلق ۲ رنجورِ دِق و بیچارہ اَند　　وز خداعِ دیو سیلی بارہ اَند
مخلوق دق کی مریض اور لا علاج ہے　　اور شیطان کے ورغلانے سے طمانچہ مارنے کی شوقین ہے

جُملہ دَر ایذائے بیجرماں حَریص　　دَر قفاىِ ہمدگر جویاں نقیص
سب بے خطاؤں کو ستانے کے شوقین ہیں　　ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے غیب کے جویاں ہیں

اے زنندہ بے گناہاں را قَفا　　در قَفاىِ خود نمی بینی چرا
اور بے گناہوں کی گدی پر مارنے والے!　　تو اپنی گدی کو کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

اے ہوارا طَب خود پنداشتہ　　بر ضعیفاں صفع را بگماشتہ
اے وہ کہ نفس کی خواہش کو علاج سمجھے ہوئے ہے　　کمزوروں پر طمانچہ تانے ہوئے ہے

برتو ۳ خندید آنکہ گفت ایں دواست　　اُوست کادمؑ را بگندم رہنماست
تجھ پر وہ ہنسا جس نے تجھ سے کہا کہ یہ دوا ہے　　وہ وہی ہے جو آدمؑ کا گیہوں کی جانب رہنما ہے

کہ خورید ایں دانہ اے دو مستعیں　　بہرِ دار و تا تَکُوْنَا خَالِدِیْن
کہ اے دونوں مدد چاہنے والو! اس دانہ کو کھالو　　دوا کے لئے تاکہ تم دونوں جنت میں ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ

۱ خوش۔ یعنی مریض نے اپنے آپ کو کہا۔ طراق۔ طمانچہ کی آواز۔ قواد۔ دیوث۔ خواست۔ صوفی نے اس مریض کو مارنا چاہا، لیکن اس کی لاغری کی وجہ سے یہ سوچا کہ اگر میں اس کو مار دوں گا تو وہ مر جائے گا۔ عور۔ ننگا۔ دمار۔ ہلاکت۔ تباہی۔ مدقوق۔ وہ شخص جو دق کا بیمار ہو۔

۲ خلق۔ اب مولانا ارشادی مضمون بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح طبیب کی بات سے غلط فہمی میں اس بدنی مریض نے صوفی کے طمانچے مارے اسی طرح عوام روحانی مریض شیطان کے ورغلانے سے مخلوق خدا کو ستانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ سیلی بارہ۔ طمانچہ بازی کا شائق۔ نقیص۔ عیب۔ سعدی (شعر)

در برابر چو گوسفند سلیم
در قفا ہمچو گرگ مردم خوار

۳ برتو۔ وہی شیطان جو تیرا اغوا کرتا ہے تیری مذاق اڑاتا ہے، اسی نے تیرے باوا آدمؑ کا اغوا کیا تھا۔ مستعین۔ مدد کا طالب۔ دار۔ دوا۔

اُوش لغزانید و زد اُورا قفا	آں [۱]قفا واگشت وگشت ایں راجزا
اس نے ان کو پھسلایا اور گدی پر مارا	وہ گدی (پر مارنا) پلٹ اور اس کی سزا بن گئی
اُوش لغزانید سخت اندر زلق	لیک پُشت و دستگیرش بود حق
اس نے ان کو پھسلن میں پھسلایا	لیکن اللہ تعالیٰ ان کا سہارا اور مددگار تھا
کوہ بُود آدمؑ اگر پُر مار شُد	کانِ تریاقست و بے اضرار شُد
حضرت آدمؑ پہاڑ تھے خواہ سانپوں بھرے ہو گئے	وہ تریاق کی کان ہیں اور بے ضرر ہو گئے
تو کہ تریاقے نداری ذرّۂ	از خلاصِ خود چرائی غرّۂ
تو جو کہ تریاق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا	اپنی نجات سے تو کیوں غافل ہے؟
آں توکل کُو خلیلا نہ ترا	واں کرامت چوں [۲]کلیمت از کجا
حضرت خلیل کا سا توکل تجھے ہاں حاصل ہو؟	کلیم اللہ کی عزت تجھے کہاں سے حاصل ہے؟
تا نبُرّد تیغت اسمٰعیل را	تا کُنی شہ راہ قعرِ نیل را
تاکہ تیری تلوار حضرت اسماعیل کو نہ کاٹے	تاکہ تو نیل (دریا) کی گہرائی کو شاہرہ بنا لے
گر سعیدے از منارہ اُو فتید	بادش اندر جامہ اُوفتا دو رہید
اگر کوئی سعید منارے سے گر پڑے	ہوا ان کے کپڑوں میں بھر گئی اور وہ بچ گئے
چوں یقینت نیست آں بخت حسن	تو چرا برباد دادی خویشتن
جب وہ اچھا نصیبہ یقیناً تیرے لئے نہیں ہے	تو نے اپنے آپ کو کیوں برباد کیا؟
زیں منارہ صد ہزاراں ہمچو عاد	در فتادند سرا سر باد داد
اس منارے سے لاکھوں آدمی عاد کی طرح	گرے اور سراسر برباد ہوئے
سرنگوں افتادگاں زیرِ منار	می نگر تو صد ہزار اندر ہزار
منارے کے نیچے اوندھے گرے ہوئے	تو لاکھوں لاکھ دیکھ لے
تو رسن بازی نمی دانی یقیں	شُکر پاہا گُو و میر و بر زمیں
تو یقیناً نٹ پنا نہیں جانتا ہے	پاؤں کا شکر ادا کرو اور زمین پر چل
پر مساز از کاغذ و از کُہ مپر	کہ دراں سودا بسے رفتست سر
کاغذ کے پر نہ بنا اور پہاڑ پر سے نہ اڑ	کیونکہ اس جنون میں بہت سے سر ختم ہوئے ہیں

۱ آں قفا۔ اس شیطان کے لئے وہی طمانچہ سزا بنا اس لئے کہ اس نے توبہ نہ کی۔ زلق۔ پھسلن۔ لیک۔ حضرت آدمؑ کی خطا سے اپنے لئے خطا کا جواز نہ پیدا کر تجھ میں ان کی جیسی خوبیاں کہاں ہیں حضرت حق ان کا دستگیر تھا۔ کوہ۔ حضرت آدمؑ کی مثال تو اس پہاڑ کی سی ہے جس میں سانپ ہوں تو تریاق بھی ہو۔ تو ز تریاقے۔ عوام میں وہ صلاحیتیں کہاں ہیں جو حضرت آدم میں تھیں۔ آں توکل۔ حضرت ابراہیم کو جو توکل کا مرتبہ حاصل تھا وہ تجھ میں کہاں ہے، اسی توکل کی بنا پر ان کی تلوار حضرت اسماعیل کا گلا نہ کاٹ سکی۔

۲ چوں کلیمت۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا سا توکل تجھ میں کہاں ہے اسی توکل کی وجہ سے دریائے نیل ان کو نہ ڈبو سکا۔ سعیدے۔ حضرت شیخ شجاع سعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ایک منارے پر سے گرلیا لیکن نہ تو تجھے چوٹ لگی جبکہ تیرا وہ نصیبہ نہیں ہے جو شیخ شجاع سعید کا تھا تو اپنے آپ کو منارے پر سے گرا کر برباد نہ کر۔

۳ زیں منارہ۔ یہی ہوا جو ان کے کپڑوں میں بھری جس کی وجہ سے وہ بچ گئے قوم عاد کی طرح لاکھوں کی تباہی کا سبب بنی ہے، تو لاکھوں کی تباہی تاریخ میں پڑھ لے۔ رسن بازی۔ نٹ یہ کھیل دکھاتے ہیں کہ وہ رسی تان کر اس پر سے چل کر گزر جاتے ہیں۔ پر مساز۔ کاغذ کے بناوٹی پر لگا کر پہاڑ پر سے اڑنے کی کوشش نہ کرو ورنہ گر کر ہلاک ہو جائے گا۔

گرچہ آں صوفی پر آتش شد ز خشم　　لیک اُو بر عاقبت انداخت چشم
اگرچہ وہ صوفی غصہ کی آگ سے بھر گیا　　لیکن اس نے انجام پر نظر ڈالی

اوّلِ صف بر کسے ماند بکام　　کو نگیرد دانہ بیند بندِ دام
پہلی صف میں وہی شخص بامراد رہتا ہے　　جو دانہ نہ چگے، جال کا پھندا دیکھ لے

حبّذا دو چشمِ پایاں بینِ راد　　کہ نگہدارند تن را از فساد
عقلمند کی وہ دو انجام بین آنکھیں بڑی مبارک ہیں　　جو جسم کو خرابی سے بچا لیں

آں ز پایاں دید احمدؐ بُود کو　　دید دوزخ را ہم ایں جا مُو بمُو
جس نے انجام کو دیکھ لیا وہ احمدؐ تھے کہ انہوں نے　　اسی جگہ دوزخ کو ذرہ ذرہ دیکھ لیا

دید عرش و کرسی و جنّات را　　تا درید اُو پردۂ غفلات را
انہوں نے عرش اور کرسی اور جنتوں کو دیکھ لیا　　یہاں تک کہ انہوں نے غفلتوں کے پردے کو چاک کر دیا

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر　　چشم ز اوّل بند و پایاں رانگر
اگر تو نقصان سے بچاؤ چاہتا ہے　　آغاز سے آنکھ بند کرلے اور انجام کو دیکھ لے

تا عدمہا را بہ بینی جملہ ہست　　ہستہا۲ را بنگری محبوس و پست
تاکہ تو سب عدموں کو موجود دیکھ لے　　تو موجودات کو مقید اور پست دیکھ لے

ایں بہ بیں بارے کہ ہر کش عقل ہست　　روز و شب در جستجوءِ نیست ہست
ذرا اس کو دیکھ لے کہ جس کو عقل ہے　　وہ دن رات عدم کی جستجو میں ہے

در گدائی طالبِ جودے کہ نیست　　بر دکانہا طالبِ سُودے کہ نیست
فقیری میں اس سخاوت کا طالب ہے جو کہ عدم ہے　　دکانوں پر اس نفع کا طالب ہے جو عدم ہے

در۳ مزارع طالبِ دخلے کہ نیست　　در مغارس طالبِ نخلے کہ نیست
کھیتوں میں اس پیداوار کا طالب ہے جو عدم ہے　　تھانولوں میں اس پودے کا طالب ہے جو عدم ہے

در مدارس طالبِ علمے کہ نیست　　در صوامع طالبِ حلمے کہ نیست
مدرسوں میں اس علم کا طالب ہے جو عدم ہے　　عبادت خانوں میں اس علم کا طالب ہے جو عدم ہے

ہستہا را سوئے پس افگندہ اند　　نیستہا را طالب اندو بندہ اند
انہوں نے وجودوں کو پیچھے پھینک دیا ہے　　عدموں کے طالب اور غلام ہیں

زانکہ کان و مخزنِ صنعِ خدا　　نیست غیرِ نیستی در انجلا
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی کان اور خزانہ　　ظہور میں، عدم کے علاوہ کچھ نہیں ہے

۱ گرچہ۔ صوفی کو غصہ غرور آیا لیکن وہ عاقبت میں تھا۔ اول۔ بامراد وہی شخص ہوتا ہے جو انجام پر نظر کرے۔ آنکہ۔ آنحضورؐ سب سے زیادہ انجام میں تھے آنحضورؐ پر آخرت کی تمام چیزیں منکشف ہو گئیں تھیں۔ گرہمی۔ خواہی انسان اگر نجات چاہتا ہے تو آغاز سے آنکھ بند کرلے پھر انجام پر نظر رکھے۔ عدمہا۔ آخرت کی چیزیں جو اس وقت نظروں سے معدوم ہیں۔

۲ ہستہا۔ دنیاوی چیزیں جو اس وقت پیش نظر ہیں۔ ایں بہ بیں۔ غور کر دنیا میں ہر شخص معدوم کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔ در گدائی۔ فقیر روپے پیسے کا طالب ہے جو اس کے اعتبار سے معدوم ہے کاروباری نفع کا طالب ہے جو فی الحال مفقود ہے۔

۳ در مزارع۔ کاشتکار پیداوار کا طالب ہے جو معدوم ہے باغبان پودوں کا طالب ہے جو معدوم ہیں۔ در مدارس۔ طالب علم اس علم کا طالب ہے، جو معدوم ہے، عبادت گزار اس بردباری کا طالب ہے جو معدوم ہے۔ ہستہا۔ ان سب نے اپنے موجود کو پس پشت ڈال دیا ہے اور معدوم کی طلب میں کوشاں ہیں۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ایجاد کرنا ہے اور وہ معدوم کو موجود کرتا ہے تو اس کی صنعت کا تعلق معدوم سے ہے لہٰذا اس کے بندوں میں بھی یہی صفت ہے۔

پیش ۱؎ ازیں رمزے بگفتستم ازیں — این وآں را تو یکے بیں ' دو مبیں
اس سے پہلے اس سے متعلق میں اشارہ کر چکا ہوں — تو اس کو اور اس کو ایک دیکھ دو نہ دیکھ

گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ رست — در صناعت جائگاہِ نیست جست
کہا گیا ہے کہ جو کاریگر بھی پیدا ہوا ہے — اس نے عدم میں جگہ تلاش کی ہے

جست بنّا موضعے نا ساختہ — گشت ویراں سقفہا انداختہ
معمار نے بغیر بنی جگہ تلاش کی — جو ویران ہو گیا ہو' چھتیں گری ہوئی ہوں

جست سقّا کوزۂ کش آب نیست — واں درو گر خانۂ کش باب نیست
سقے نے وہ پیالہ تلاش کیا جس میں پانی نہیں ہے — اور بڑھئی نے وہ گھر جس کا دروازہ نہیں ہے

وقتِ ۲؎ صید اندر عدم بیں جملہ شاں — وز عدم آنکہ گریزاں جملہ شاں
شکار کے وقت عدم میں ان کا حملہ دیکھ لے — پھر بھی سب عدم سے گریزاں ہیں

چوں امیدت لاست زو پرہیز چیست — با انیسِ طبعِ خود استیز چیست
جبکہ تیری امید عدم ہے اس سے پرہیز کیا — اپنے طبیعت کے مرغوب سے جھگڑا کیا ہے

چوں انیسِ طبع تو آں نیستی ست — از فنا و نیست ایں پرہیز چیست
جبکہ تیری طبیعت کا مرغوب وہ عدم ہے — (تو) فنا اور عدم سے یہ پرہیز کیوں ہے؟

گر انیس لانۂ اے جاں بسر — در کمینِ لا چرائی منتظر
اے جان! اگر تو مخفی طور پر عدم سے انس کرنے والا نہیں ہے — عدم کی گھات میں تو منتظر کیوں ہے؟

زانکہ ۳؎ داری جملہ دل برکندۂ — شستِ دل در بحرِ لا افگندۂ
تمہارے پاس جو کچھ ہے تو اس سے دل برداشتہ ہو گیا ہے — تو نے دل کی شست کو عدم کے دریا میں ڈالا دیا ہے

پس گریز از چیست زیں بحرِ مراد — کو بشستت صد ہزاراں صید داد
تو اس بحر مراد سے گریز کیوں ہے؟ — جس نے شست کے ذریعہ تجھے لاکھوں شکار دیئے ہیں

از چہ نامِ برگ را کردی تو مرگ — جادوئے بیں کہ نمودت مرگ برگ
تو نے ساز و سامان کا نام موت کیوں رکھا ہے؟ — اس جادو کو دیکھ جو تجھے بزرگ کی مرگ دکھا رہا ہے

ہر دو چشمت بست سحرِ صنعتش — تاکہ جاں را درجہ آمد رغبتش
جس کے کاریگری کے جادو نے تیری دونوں آنکھیں بند کر دی ہیں — حتی کہ جان کنویں کی طرح راغب ہے

در خیالِ اوز مکرِ کردگار — جملہ صحرا فوقِ چہ زہرست و مار
اس کے خیال میں خدا کی مخفی تدبیر سے — کنویں کے اوپر کا تمام جنگل زہر اور سانپ ہے

۱؎ پیش ازیں۔ دفتر پنجم میں اس موضع پر مولانا نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ صناعت گر۔ ہر کاریگر معدوم کو موجود کرتا ہے۔ صناع۔ معمار غیرہ تعمیر شدہ کی تعمیر کرتا ہے' سقا اس برتن میں پانی ڈالتا ہے جس میں پانی نہ ہو' بڑھئی وہاں دروازہ بنا کر لگاتا ہے جہاں دروازہ نہ ہو۔

۲؎ وقت صید۔ جب مقصد کا شکار کرتے ہیں عدم پر حملہ کرتے ہیں پھر بھی عدم یعنی موت سے بھاگتے ہیں۔ چوں امیدت۔ جبکہ ہر شخص نے معدوم سے امید وابستہ کر رکھی ہے تو پھر اپنی مرغوب چیز عدم سے مخالفت کیوں ہے' انسان کو ان حالات میں تو فنا اور نیستی سے رغبت ہونی چاہیے۔ گر انیس۔ اگر عدم سے محبت نہیں ہے تو ہر وقت عدم کی گھات میں کیوں لگا ہے۔

۳؎ زانکہ۔ انسان کا دل موجود پر مطمئن نہیں ہوتا مزید جو کہ معدوم ہے اس کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ بحر لا۔ فنا کا سمندر۔ بحر مراد۔ معدوم انسان کی مراد ہے۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ برگ۔ ساز و سامان۔ چہ۔ دنیاداری کا کنواں جو دراصل موت ہے۔ در خیال۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا کا کنواں ہے اور اس کے اوپر کا جنگل عالم غیب زہر اور سانپ ہے۔

لا جرم چہ را پناہے ساختہ ست | تا کہ امرگ اُورا بچاہ انداختہ ست
لا محالہ اس نے کنویں کو پناہ گاہ بنا لیا ہے | یہاں تک کہ موت نے اس کو کنویں میں ڈال دیا ہے

آنچہ گفتم از غلطہاش اے عزیز | ہم بریں بشنیدم از عطّار نیز
اے پیارے! میں نے جو کچھ اس کی غلطیاں بتائیں | ایسی ہی میں نے عطار سے بھی سنی ہیں

قصۂ سلطان محمود وغلامِ ہندو
ہندو غلام اور سلطان محمود کا قصہ

رحمۃ اللہ علیہ گفت اَست | ذکر شہ محمود غازی سُفتہ است
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے | سلطان محمود غازی کا ذکر نظم کی لڑی میں پرو دیا ہے

کز غزایِ ہند پیش آں ہُمام | در غنیمت اُو فتادش یک غلام
کہ ہندوستان کے غزوے سے اس سردار کی پیشی میں | غنیمت میں ایک غلام آ گیا

پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند | بر۲ سپہ بگزیدش و فرزند خواند
پھر اس کو قائم مقام بنایا اور اس کو تخت پر بٹھایا | اس کو لشکر کا سردار بنایا اور فرزند کہا

طول و عرض و وصفِ قصّۂ تو بتُو | در کلام آں بزرگِ دیں بجُو
قصہ کی لمبائی اور چوڑائی اور تہ بہ تہ باتیں | دین کے اس بزرگ کے کلام میں تلاش کرے

حاصل آں کودک براں تختِ نُضار | شِستہ پہلوئے قُبادِ شہر یار
خلاصہ یہ کہ وہ لڑکا اس زریں تخت پر | سلطان فرمانروا! کے پہلو میں بیٹھ کر

گریہ کردے اَشک میراندے بسُوز | گفت شاہ اُورا کہ اے پیروز رُوز
رونے لگا (اور) سوز کے ساتھ آنسو بہانے لگا | بادشاہ نے اس سے کہا اے نیک بخت!

از چہ گرئی دولتت شدُ ناگوار | فوقِ ۳ افلا کی قرینِ شہر یار
تو کیوں روتا ہے، تجھے سلطنت ناگوار ہوئی | تو آسمانوں پر فوقیت رکھتا ہے، شاہ کا ہمنشین ہے

تو بریں تخت و وزیران و سپاہ | پیشِ تخت صف زدہ چوں نجم و ماہ
تو اس تخت پر ہے اور وزیر اور لشکر | چاند ستاروں کی طرح تیرے تخت کے سامنے صف بصف ہیں

گفت کودک گریہ ام زانست زار | کہ مرا مادر دراں شہر و دِیار
بچے نے کہا میرا پھوٹ پھوٹ کر رونا اس لئے ہے | کہ میری ماں اس شہر اور وطن میں

از تو ام تہدید کردے ہرُ زماں | بینمت دَر دستِ محمود اَرسلاں
ہر وقت مجھے تجھ سے ڈراتی تھی | میں تجھے محمود شیر کے ہاتھوں میں دیکھوں

---

۱ تا کہ۔ موت نے اس پر واضح کر دی کہ جس کو وہ جائے پناہ سمجھتا تھا وہ کنواں یعنی ہلاکت کا سبب تھا۔ غلطہا۔ یعنی اسباب ہلاکت کو اسباب نجات اور اسباب نجات کو اسباب ہلاکت سمجھنا۔ قصہ۔ اس قصہ میں یہی مذکور ہے کہ ہندو غلام غلط بات سمجھتے ہوئے تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی شیخ فریدالدین عطار۔ آں ہمام۔ یعنی سلطان محمود۔

۲ بر سپہ۔ یعنی اس کو لشکر کا سردار بنا دیا اور فرزند کا لقب عطا کر دیا۔ نضار۔ نون کے ضمہ کے ساتھ زر وطلا، ہر خالص چیز۔ شست۔ نشستہ۔ قباد۔ قاف کے ضمہ کے ساتھ، بعض بادشاہوں کا نام ہے، ہر بڑا بادشاہ۔ گریہ کردے۔ وہ ہندو غلام تخت پر بیٹھ کر زار زار رونے لگا۔ دولت۔ تجھے یہ ناگوار ہوا ہے کہ میں تجھے سلطنت کا مالک بنا رہا ہوں۔

۳ فوق افلا کی۔ تیرا رتبہ آسمان سے بھی اونچا ہو گیا۔ پیش۔ تیرے سامنے وزراء اور سپاہی چاند ستاروں کی طرح صف باندھے کھڑے ہیں۔ دیار۔ یعنی ہندوستان۔ از توام۔ میری ماں ناراض ہو کر جب مجھے ڈراتی تھی تو یہ کہتی تھی کہ میں تجھے محمود شیر کے ہاتھ میں دیکھوں۔ ارسلاں۔ شیر۔

پس ۱؎ پدر مر مادرم را در جواب — جنگ کردے کاینچہ خشم ست و عتاب
پھر میرا باپ ماں کے جواب میں — لڑتا کہ یہ کیا غصہ اور ناراضی ہے

می نیابی ہیچ نفرینِ دگر — زیں چنیں نفرینِ مہلک سہل تر
تجھے کوئی دوسری بددعا نہیں تھی — جو اس مہلک بددعا سے آسان ہو

سخت بیرحمی و بس سنگیں دلی — کہ بصد شمشیر اورا قاتلی
تو بہت بے رحم اور بہت سنگین دل ہے — کہ سیکڑوں تلواروں سے تو اس کی قاتل ہے

من ز گفت ہر دو حیراں گشتمے — دردل افتادے مرا بیم و غمے
میں دونوں کی گفتگو سے حیران ہوتا — میرے دل میں خوف اور رنج پیدا ہوتا

تاچہ دوزخ خوست محمود اے عجب — کہ مثل گشت ست در ویل و کرب
ہائے تعجب! محمود کیسا دوزخ خصلت ہے؟ — کہ ہلاکت اور مصائب میں ضرب المثل بن گیا ہے

من ۲؎ ہمی لرزیدمے از بیمِ تو — غافل از اکرام واز تعظیمِ تو
میں تیرے ڈر سے لرزتا رہتا — تیرے اکرام اور تعظیم سے غافل تھا

مادرم کوتا بہ بیند ایں زماں — مر مرا بر تخت اے شاہِ جہاں
میری ماں کہاں ہے؟ کہ اب دیکھے — اے شاہ جہاں! مجھے تخت پر

یا پدر کوتا مرا بیند چنیں — خوش نشستہ پہلوئے سلطانِ دیں
یا باپ کہاں ہے کہ اب دیکھے — دین کے بادشاہ کے پہلو میں آرام سے بیٹھا ہوا

فقر آں محمودِ تست اے بے سعت — طبع از و دائم ہمی ترساندت
اے بے ہمت! فقر، تیرا محمود ہے — طبیعت تجھے اس سے ہمیشہ ڈراتی ہے

گر بدانی رحم ایں محمودِ راد — خوش بگوئی عاقبت محمود باد
اگر تو اس سخی محمود کا رحم سمجھ لے — تو خوشی سے کہے گا، بہتر انجام ہو

فقر آں محمودِ تست اے نیم دل — کم شنوزیں مادرِ ۳؎ طبعِ مضل
اے تھڑ دے! فقر تیرا محمود ہے — اے گمراہ کرنے والی ماں، طبیعت کی بات نہ سن

چوں شکارِ فقر گردی تو یقیں — ہمچوں کودک اشک باری یومِ دیں
جب تو فقر کا شکار ہو جائے گا تو یقیناً — قیامت کے دن بچے کی طرح آنسو بہائے گا

گرچہ اندر پرورش تن ما درست — لیک از صد دشمنت دشمن ترست
اگرچہ جسم پرورش کرنے میں ماں کی طرح ہے — لیکن تیرے سو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے

۱؎ پس پدر۔ میرا باپ میری ماں سے کہتا تھا کہ اس قدر سخت بددعا کیوں دیتی ہے اس سے نرم کوئی بددعا دیا کر۔ کہ بصد۔ سلطان محمود کے ہاتھ میں کسی کا پڑ جانا سیکڑوں تلواروں سے قتل ہونا ہے۔ من زگفت۔ میں دونوں کی باتوں سے حیران ہوتا تھا اور غمگین ہوتا تھا۔ تاچہ۔ ان بددعاؤں سے میں سوچا کرتا تھا سلطان محمود کس قدر ظالم ہے جو تباہی اور بربادی کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے۔

۲؎ من ہمی لرزیدمے۔ میں آپ کے نام سے کانپتا تھا اور آپ کے اکرام اور عظمت عطا کرنے سے غافل تھا۔ آج میرے ماں باپ ہوں تو وہ دیکھیں کہ ان کے خیالات کس قدر غلط تھے فقر۔ فقر اور عدم سے انسان کا ڈرنا ایسا ہی غیر واقعی ہے جیسا کہ ہندو غلام کا سلطان محمود سے ڈرنا تھا۔ خوش بگوئی تو یہ دعا کرے گا کہ خدا کرے میری عاقبت محمود ہو اس کے دونوں معنی ہیں کہ قابل تعریف ہو یا انجام کار ہمیں بھی سلطان محمود میسر آ جائے۔

۳؎ مادر۔ جس طرح اس لڑکے کی ماں غلط طور پر ڈراتی تھی اسی طرح انسان کی طبیعت انسان کو فقر سے غلط طور پر ڈراتی ہے۔ شکار فقر۔ جب تجھے فقر حاصل ہو جائے گا تو پھر اسی طرح روئے گا جس طرح اپنی پہلی معلومات پر وہ ہندو غلام رویا تھا۔ گرچہ۔ انسان کا جسم، انسان کو اسی طرح پرورش کرتا ہے جس طرح ماں بچے کی پرورش کرتی ہے لیکن وہ انسان کا سو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے۔

تن۱ چوشد بیمار دارو جوت کرد　　ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد

جسم جب بیمار ہوا اس نے تجھے دوا کا جستجو کرنے والا بنایا　　اگر قوی ہوا، تجھے شیطان بنا دیا

چوں زرہ داں این تن پر حیف را　　نے شتارا شاید و نے صیف را

اس ظالم جسم کو زرہ کی طرح سمجھ　　نہ جاڑوں کے لائق ہے اور نہ گرمیوں کے

یار بد نیکوست بہر صبر را　　کہ کشاید صبر کردن صدر را

صبر کے لئے برا دوست اچھا ہے　　کہ صبر کرنے کے لئے سینہ کو کھول دیتا ہے

صبر مہ باشب منور داردش　　صبر گل باخار اذفر داردش

چاند کا رات کے ساتھ صبر اس کو منور بنا دیتا ہے　　پھول کا صبر کانٹے کے ساتھ اس کو مہکتا ہوا بنا دیتا ہے

صبر۲ شیر اندر میان فرث و خوں　　کرد اورا ناعش ابن اللبون

لید اور خون میں دودھ کے صبر نے　　اس کو دودھ پیتے بچے کے لئے زندگی بخشنے والا بنا دیا

صبر جملہ انبیا با منکراں　　کردشاں خاص حق و صاحبقراں

منکروں کے ساتھ انبیاء کے صبر نے　　ان کو اللہ تعالیٰ کا خاص اور با اقبال بنا دیا

ہر کہ را بینی یکے جامہ درست　　دانکہ او آں را بصبر و کسب جست

تو جس کسی کا لباس اچھا دیکھے　　سمجھ لے کہ اس نے وہ صبر اور کمائی سے حاصل کی ہے

ہر کرا بینی برہنہ و بینوا　　ہست بر بے صبری او آں گوا

تو جس کو ننگا اور محتاج دیکھے　　وہ اس کی بے صبری پر گواہ ہے

ہر۳ کہ مستوحش بود پر غصہ جاں　　کردہ باشد بادغائی اقتراں

جو وحشت زدہ ہو، جان غصہ سے بھری ہوئی ہے　　اس نے دھوکے باز کے ساتھ جوڑ لگایا ہے

صبر اگر کردے ز الف آں بیوفا　　از فراق او نخوردے ایں قفا

اگر وہ بے وفا دوستی سے صبر کر لیتا　　اس کی جدائی کا یہ طمانچہ نہ کھاتا

خوی باحق ساختے چوں انگبیں　　باللبن کہ لا احب الآفلین

اللہ کے ساتھ موافقت کرتا جس طرح شہد　　دودھ کے ساتھ کہ میں غروب کر جانے والوں کو محبوب نہیں رکھتا ہوں

لاجرم تنہا نماندے ہمچناں　　کاتشے ماندہ براہ از کارواں

لا محالہ، اس طرح اکیلا نہ رہتا　　جس طرح قافلے سے آگ پیچھے رہ گئی

---

۱ تن چوشد۔ اگر جسم بیمار ہوتا ہے تو انسان دوا کی تلاش میں پریشان ہوتا ہے اور اگر وہ تندرست ہو تو پھر انسان میں شیطنیت پیدا کر دیتا ہے۔ چوں زرہ۔ جس طرح لوہے کی زرہ بدن کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتی ہے اسی طرح جسم انسان کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتا ہے۔ یار بد۔ جسم اگرچہ برا ساتھی ہے لیکن اس کے مصائب پر صبر کرو تو پھر اس سے یہ فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ صبر مہ۔ کالی رات میں چاند کا صبر اس کو منور کرتا ہے پھول کا کانٹے کے ساتھ صبر اس میں مہک پیدا کرتا ہے۔

۲ صبر۔ دودھ لید اور خون کے درمیان صبر کرتا ہے تو بچہ کو زندگی بخشنے والا بن جاتا ہے۔ ابن اللبون۔ دودھ پیتا بچہ۔ جملہ انبیاء۔ تمام انبیاء کے اخروی مراتب صبر کرنے سے بلند ہوئے ہیں۔ ہر کرا۔ دنیاوی منافع بھی صبر سے حاصل ہوتے ہیں انسان کے لباس کی درستگی صبر کے ساتھ کمائی پر لگنے کا نتیجہ ہے اور برہنہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ وہ محنت پر صبر نہیں کر سکا ہے۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص غمگین ہو اس کے بارے میں سمجھ لو کہ اس نے تعلق مع اللہ پر صبر نہیں کیا بلکہ اللہ سے بیوفائی کی اور دغا دینے والی چیز سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اقتراں۔ باہمی جڑنا۔ آں بیوفا۔ اگر بیوفائی کے لئے وفا سے تعلق نہ پیدا کرتا تو آج غمگین نہ ہوتا۔ خوی۔ وہ خدا سے تعلق پیدا کرتا اور حضرت ابراہیم کی طرح کہہ دیتا کہ مجھے غائب ہو جانے والی چیزوں سے محبت نہیں ہے۔ کاتشے ماندہ۔ روانہ ہو جاتا ہے اور آگ تنہا پڑی رہ جاتی ہے۔

چوں از بے صبری قرینِ غیر شُد | در فراقش پُر غم و بے خیر شُد
جب بے صبری کی وجہ سے غیر کا ساتھی بنا | اس کی جدائی کے وقت غمگین اور بے خیر بن گیا

صحبت چوں ہست زرِّ دہ دہی | پیشِ خائن چون امانت می نہی
جبکہ تیری دوستی خالص ہوتا ہے | خیانت کرنے والے کے پاس امانت کیوں رکھتا ہے؟

خوی با اُو کُن کا مانہائے تو | ایمن آید از افوال و از عتُو
اس سے عادت ڈال کہ تیری امانتیں | مفقود ہونے اور نقدی سے محفوظ ہوں

خوی با او کُن کہ خُورا آفرید | خوبہائے انبیا را پَر ورید
عادت اس سے ڈال میں نے عادت پیدا کی | انبیاء کی عادتوں کو پرورش کیا

برہَ ہدہی رمہ بازت دہد | پرو رندہ ہر صفت خود ربّ بُود
تو بکری کا بچہ دیتا ہے وہ گلا لوٹاتا ہے | ہر صفت کا پرورش کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے

برّہ۲ پیشِ گرگ امانت می نہی | گرگ و یوسف رامفرِ ماہمرہی
تو بکری کا بچہ بھیڑیے کے پاس امانت رکھتا ہے | بھیڑیے اور یوسف کو ساتھ رہنے کا حکم نہ دے

گرگ اگر باتو نماید رُو بہی | ہیں مکُن باور کہ ناید زُو بہی
بھیڑیا اگر تجھ سے چالاکی برتے | خبردار! یقین نہ کر کیونکہ اس سے بھلائی نہیں آتی ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی | عاقبت زخمت زند از جاہلی
اگر جاہل تجھ سے دوستی دکھائے | انجام کار جہالت سے تکلیف دے گا

اُو دوآلت دارد و خنثیٰ بُود | فعل ہر دو بے گماں پیدا شوَد
وہ دو آلے رکھتا ہے اور ہیجڑا ہے | یقیناً دونوں کا کام ظاہر ہو گا

اُو۳ ذکر را از زناں پنہاں کُند | تا کہ خود را خواہرِ ایشاں کُند
وہ عورتوں سے ذکر چھپاتا ہے | تا کہ اپنے آپ کو ان کی بہن بنائے

شُلّہ از مرداں بکف پنہاں کُند | تا کہ خود را جنسِ آں مرداں کُند
ہاتھ سے فرج کو مردوں سے چھپاتا ہے | تا کہ اپنے آپ کو مردوں کی جنس بنائے

گفت یزداں زاں کُسِ مکتوم اُو | شلّہ سازیم بر خر طوم اُو
خدا تعالیٰ نے فرمایا اس کی چھپی ہوئی فرج کو | ہم اس کی ناک پر فرج بنا دیں گے

۱ چوں زبے صبری۔ جب انسان اپنے بے صبری سے خدا کے غیر کا ساتھی بنتا ہے تو جب اس سے جدائی ہوتی ہے غمگین ہوتا ہے۔ صحبت۔ اللہ نے تجھ میں یہ صلاحیت عطا کی تھی کہ تو تعلق مع اللہ پیدا کر سکتا تھا وہ بہت یقینی چیز ہے کسی خیانت کرنے والے کے پاس اس کو امانت نہ رکھ یعنی اس صلاحیت کو غیر اللہ کے لئے صرف کرے گا تو فائدہ نہ ہوگا اور گویا وہ امنت ضائع ہو جائے گی۔ افول۔ امانت کا ضائع ہونا غائب ہو جانے سے اور عتو یعنی انکار سے ہوتا ہے۔ خوی۔ جو عادتیں پیدا کرنے والا ہے اور میں نے انبیاء کو بہترین عادتیں اور اخلاق عطا فرمائے انسان کو اس سے تعلق پیدا کرنا چاہیے۔

۲ برہ۔ اللہ تعالیٰ کے پاس امانت کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تو اس کو بکری کا ایک بچہ دے گا تو وہ بکریوں کا ریوڑ تجھے عطا کر دے گا گرگ۔ اگر اپنی صفات اور صحبت کو تو نے غیر اللہ میں صرف کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بکری کا بچہ بھیڑیے کے پاس امانت میں رکھ دے۔ جاہل۔ نادان کی صحبت کبھی نہ اختیار کر۔ او دوآلت۔ اللہ اور دین سے جاہل منافق ہوتا ہے اور اس کے دو چہرے اسی طرح ہوتے ہیں جیسا کہ خنثی اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء تناسل ہوتے ہیں۔

۳ او۔ وخنثی عورتوں میں جاتا ہے تو مرد والے آلہ تناسل کو چھپاتا اور مردوں میں بیٹھتا ہے تو عورتوں والے آلہ تناسل کو چھپاتا ہے۔ شل۔ عورت کی شرمگاہ۔ گفت۔ اہل بصیرت اس کے دوغلے پن کو سمجھ جائے گے خدا ان کو اس کی ایسی علامتیں دکھادے گا جن سے وہ اس کے نفاق کو سمجھ لے گے۔ خرطوم۔ قرآن پاک میں ولید بن مغیرہ کافر کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ہم اس کی ناک پر داغ لگادیں گے کس۔ عورت کی شرمگاہ۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ

تا کہ بینایانِ مازاں دو دَلال — دَر نیایند از فنِ اُو دَر جُوال ۱
تا کہ ہمارے بینا ان دو ناز (و انداز) سے — اس کے فریب سے دھوکے میں نہ آئیں

حاصل آں کز ہر ذَکر ناید نَری — ہیں ز جاہل ترس گرد انشوری
خلاصہ یہ ہے کہ ہر مرد میں مردانگی نہیں ہوتی ہے — خبردار! اگر تو عقلمند ہے تو جاہل سے ڈر

دوستیِ جاہلِ شیریں سخن — کم شنوکاں ہست چوں سمِ کُہن
میٹھی بات والے جاہل کی دوستی (کی باتیں) — نہ سن کیونکہ وہ پرانے زہر کی طرح ہیں

جانِ مادر چشمِ رُوشن گویدت — جُز غم و حسرت ازاں نفزویدت
وہ تجھے جانِ مادر، روشن آنکھ کہے — اس سے سوائے غم اور حسرت کے کچھ نہ بڑھے گا

مَر پدر را گویدآں ما در جہار — کہ ز مکتب بچہ ام شُد بس نزار
ماں، علی الاعلان باپ سے کہتی ہے — کہ مکتب سے میرا بچہ بالکل لاغر ہو گیا

از زنِ دیگر گرش آوردہَ — بروَے ایں جَور و جفا کم کردہَ
اگر وہ تیری دوسری بیوی سے ہوتا — تو اس پر یہ ظلم وستم نہ کرتا

از۲ جُز از تو گر بُدے ایں بچہّ ام — ایں فشار آں زن بگفتے نیز ہم
اگر وہ میرا بچہ تیرے سوا (کسی عورت سے) ہوتا — وہ عورت بھی یہی بکواس کرتی

ہیں بجہ زیں مادَر و تیباہِ اُو — سیلیِ بابا بہاز حلوائے اُو
خبردار! اس ماں اور اس کے افسون سے کود (بھاگ) — باپ کا طمانچہ اس کے حلوے سے بہتر ہے

ہَست ما در نفس و بابا عقلِ راد — اوّلش تنگی و آخر صد گشاد
ماں نفس اور دانا عقل، باپ ہے — اس کی ابتدا تنگی اور آخر سیکڑوں کشادگیاں ہیں

اے دہندہ عقلہا فریا درِس — تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس
اے عقل عطا کرنے والے، مدد کر — جب تک تو نہ چاہے کوئی شخص نہیں چاہتا

ہم۳ طلب از تست وہم آں نیکوئی — ما کئیم اوّل توئی آخر توئی
طلب بھی تیری جانب سے ہے اور نیکی بھی — ہم کیا ہیں؟ اول تو ہے آخر تو ہے

ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش — ماہمہ لاشیئم با چندیں تراش
تو ہی کہہ، تو ہی سن، تو ہی ہو — باوجود اس قدر تراش وخراش کے ہم کچھ نہیں ہیں

زیں حوالت رغبت افزا دَر سجُود — کاہلیِ جبر مفرست و خمود
اس حوالہ سے سجدہ کرنے میں رغبت بڑھا دے — جبر کی کاہلی اور افسردگی نہ بھیج

---

۱ جُوال۔ بڑا تھیلا۔ فریب، حاصل۔ جس طرح خنثی۔ مردانگی نہیں رکھ سکتا اسی طرح جاہل کی میٹھی باتیں بھی کام کی نہیں ہیں۔ دوستی۔ جاہل کی دوستی کی مثال ماں کی محبت ہے جو بچے کے لئے مضر ہے وہ جاہل محبت سے تجھے اپنی جان اور اپنی روشن آنکھ کہتا ہے۔ مر پدر۔ باپ بچے کو تعلیم کے لئے مکتب بھیجتا ہے تو بچے کی محبت میں ماں بچے کے باپ سے لڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر یہ بچہ تیری کسی دوسری بیوی کا ہوتا تو اس پر تو اس قدر ظلم نہ کرتا۔

۲ از جز۔ باپ جواب دے دیتا ہے کہ عورتوں کی یہی بے عقلی کی باتیں ہیں اگر یہ بچہ میری کسی دوسری بیوی سے ہوتا تو وہ بھی یہی کہتی جو تو کہہ رہی ہے۔ ہست۔ انسان کے نفس کو ماں اور عقل کو باپ سمجھ۔ اے دہندہ۔ چونکہ نفس کے فریب سے نجات مشکل ہے اس لئے مولانا نے اس کے بیان کے بعد دعا شروع کر دی۔

۳ ہم طلب۔ ہماری طلب تیری توفیق سے ہے اور نیکی بھی تیری توفیق کی وجہ سے ہے۔ ہم بگو۔ قرآن پاک میں ہے وَمَا تَشَاۤءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَاۤءَ اللّٰہُ۔ (ترجمہ) اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ انسانی افعال سب اللہ کی ایجاد پر موقوف ہیں۔ زیں حوالت۔ اے اللہ ہم نے باتیں تیرے حوالہ کر دیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ تو ہمارے اندر اطاعت و عبادت کی طاقت بڑھا دے اور یہ حوالہ کرنا جبریوں کے عقیدہ کے اعتبار سے نہیں ہے جو انسان کو کاہل اور سست بناتا ہے۔

جبر باشد پرّ و بالِ کاملاں	جبر ہم زندان و بندِ کاہلاں
جبر کاملوں کا پر و بال ہے	جبر ہی کاہلوں کا قید خانہ اور بیڑی ہے
ہمچو آبِ نیل داں ایں جبر را	آب مومن را و خوں مر گبر را
اس جبر کو نیل کے پانی کی طرح سمجھ	جو مومن کے لئے پانی اور کافر کے لئے خون ہے
بال، بازاں را سُوی سلطاں برد	بال زاغاں را بگورستاں برد
شہبازوں کو بازو شاہ کی جانب لے جاتا ہے	کوؤں کو بازو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے
باز گرد اکنوں تو در شرحِ عدم	کُو چو پاز ہرست و پنداریش سم
اب تو پھر عدم کی شرح کی طرف لوٹ	کیونکہ وہ تریاق ہے اور تو اس کو زہر سمجھتا ہے
ہمچو۲ ہندو بچہ ہیں اے خواجہ تاش	روز محمودِ عدم ترساں مباش
اے آقا بھائی! خبردار تو ہندو بچہ کی طرح	چل، عدم کے محمود سے خوفزدہ نہ ہو
از وجودے ترس کاکنوں دروی	آں خیالت لاشی و تو لاشی
اس وجود سے ڈر جس میں تو اب ہے	تیرا وہ خیال معدوم ہے اور تو (بھی) معدوم ہے
لاشی بر لاشی عاشق شُدست	ہیچ نے مر ہیچ نے را راہ زدست
ایک معدوم، دوسرے معدوم پر عاشق ہو گیا ہے	معدوم نے، معدوم کی رہزنی کی ہے
چوں بروں شد ایں خیالات از میاں	گشت نا معقولِ تو بر تو عیاں
جب درمیان سے یہ خیالات خارج ہو گئے	تیرا نامعقول، تجھ پر واضح ہو گیا

قَالَ ۳ النَّبِیُّ صَلَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ سَلَّم لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے

هَمُّ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا لَهُمْ حَسْرَتُ الْفَوْتِ

ان کو فوت کی حسرت ہے

راست فرمود آں سپہدارِ بشر	کہ ہر آنکہ کرد از دنیا گزر
انسانوں کے سردار نے سچ فرمایا	کہ ہر جو دنیا سے گزر گیا
نیستش درد و دریغ و غبنِ موت	بلکہ ہستش صد دریغ از بہرِ فوت
اس کو موت کا درد اور افسوس اور نقصان نہیں ہے	بلکہ اس کو فوت پر سیکڑوں افسوس ہیں

نیستش ۔ دنیا سے جو مر کر جائے گا اس کو مرنے کا افسوس نہ ہوگا بلکہ یہ افسوس ہوگا کہ معدوم کے لئے کوشش کیوں کی اور نیک عمل کیوں نہ کیا۔

۱ جبر۔ مولانا کئی بار سمجھا چکے ہیں کہ ایک جبر تو اہل سنت کا عقیدہ ہے وہ باعث نجات ہے اور ایک جبر جبریوں کا عقیدہ ہے وہ گمراہی ہے۔ ہمچو۔ جبر محمود بھی ہے اور مذموم بھی اس کی مثال دریائے نیل ہے۔ جو سبطیوں کے لئے پانی اور قطبیوں کے لئے خون ثابت ہوا۔ بال۔ شہباز کے بازو اس کو شاہ کی طرف لے جاتے ہیں کوؤں کے بازو ان کو مردار کھانے کے لئے قبرستانوں میں لے جاتے ہیں۔ شرح عدم۔ سلطان محمود نے اوپر عدم اور معدوم کے مطلوب ہونے کا ذکر کیا تھا اب پھر اس کی طرف رجوع کیا ہے کہ تو اس کو زہر سمجھتا ہے حالانکہ وہ تریاق ہے۔

۲ ہمچو۔ اس عدم کے معاملہ میں تیری مثال اس ہندو بچے کی سی ہے جو سلطان محمود کے نام سے لرزتا تھا اور وہی اس کے لئے انتہائی شفیق ثابت ہوا۔ از وجودے۔ جو اس وقت تیرا وجود ہے دراصل وہ عدم اور معدوم ہے اور یہ خیالات بھی فانی ہیں اور تو بھی فانی ہے تیرا اس وجود پر عاشق ہونا گویا معدوم کا معدوم پر عاشق ہونا ہے۔ چوں بروں شد۔ جب تیرا وجود فنا ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو کن نامعقول باتوں میں پھنسا ہوا تھا۔

۳ قال النبی۔ اس مضمون کی حدیث تو ثابت نہیں۔ البتہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ کفار مرنے کے بعد مرنے پر افسوس نہ کریں گے کیونکہ ان کو معلوم ہو جائے گا وجود فانی کا فوت ہو جانا رنج کی بات نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ جن کو وہ معدوم سمجھتے تھے ان کے نہ کرنے پر افسوس کریں گے۔

لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ هَمُّ الْمَوْتِ گفت　　لیک شاں با حسرتِ فوت جُفت اند
فرمایا جاننے والوں کو موت کا رنج نہیں ہے　　لیکن وہ فوت کی حسرت سے وابستہ ہیں

کہ چرا قبلہ نکردم مَرگ را　　مَخزنِ[۱] ہرَ دولت و ہر برَگ را
کہ ہم نے موت کو قبلہ کیوں نہ بنایا؟　　ہر دولت اور ہر سامان کے خزانے کو

قبلہ کردم من ہمہ عمر از حَوَل　　آں خیالاتے کہ گم شُد در اجَل
ہم نے بھینگے پن سے تمام عمر قبلہ بنایا　　ان خیالات کو جو موت میں گم ہو گئے

حسرتِ آں مُردگاں از مرگ نیست　　زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
ان مردوں کی حسرت موت پر نہیں ہے　　اس سے ہے کہ ہم نے نقوش (خیال) میں بسر کی

ماندیدیم اینکہ ایں نقش ست و کف　　کف ز دَریا جُنبد ویا بد علَف
ہم نے یہ سو دیکھا کہ یہ نقش اور جھاگ ہے　　جھاگ دریا سے ہلتے ہیں اور غذا پاتے ہیں

چونکہ بحر افگند کفہا را ببرَ　　رَو بگورستاں رواں کفہا نگر
جب سمندر نے جھاگوں کو خشکی پر پھینک دیا　　جا بہتے جھاگوں کو قبرستان میں رکھ

پس بگوُ کوُ جُنبش و جولانِ تان　　بحرِ افگندست دَر بحران تاں
پھر کہہ کہ تمہاری جنبش اور جولانی کہاں ہے؟　　سمندر نے تمہیں تغیر میں مبتلا کر دیا ہے

تا بگویندت[۲] بلَب نے بَل بحال　　کہ ز دریا کُن نہ ازما ایں سوال
تا کہ وہ تجھ سے کہیں ہونٹ سے نہیں، بلکہ حال سے　　کہ یہ سوال ہم سے نہیں، دریا سے کر

نقش چوں کف کے بجُنبد بے ز موج　　خاک بے بادے کجُا آید باوج
نقش، جھاگ کی طرح بغیر موج کے کب حرکت کرتا ہے　　خاک بغیر کسی ہوا کے بلندی پر کب پہنچتی ہے

چوں[۳] غُبارِ نقش دیدی باد بیں　　کف چو دیدی قُلزمِ ایجاد بیں
جبکہ تو نے نقش کا غبار دیکھا ہے، ہوا کو دیکھ　　جب تو نے جھاگ کو دیکھا ہے ایجاد کے سمندر کو دیکھ

ہیں بہ بیں کز تو نظر آید بکار　　باقیت شحمے و لحمے پُود و تار
خبردار! نظر کر، تیرا نظر کرنا کام آئے گا　　تیرا باقی جسم چربی اور گوشت اور تانا بانا ہے

شحمِ تو در شمعہا نفرو تاب　　لحمِ تو مخمور رانا مد کباب
تیری چربی نے شمعوں میں روشنی نہیں بڑھائی　　تیرا گوشت، مخمور کے لئے کباب نہ بنا

دَر گداز ایں جملہ تَن را در بصَر　　در نظر رَو، در نظر رَو، نظرَ
نظر میں اس تمام جسم کو پگھلا دے　　نظر میں جا، نظر میں جا، نظر میں

[۱] مخزن۔ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے خیالاتے۔ موت کے بعد معلوم ہوگا کہ دنیاوی تمام خیالات لا حاصل تھے۔ نقشہا۔ زندگی عالم آخرت میں ہے دنیاوی چیزیں بے روح تصاویر ہیں۔ ماندیدیم۔ افسوس یہ ہوگا کہ ہم دنیاوی چیزوں کو تصویر بے روح اور فانی جھاگ کیوں سمجھے تھے۔ کف۔ جھاگ خود بے حقیقت چیز ہے اس کی حرکت اور بقا محض دریا کی وجہ سے ہے جب وہ خشکی میں جا پڑے تو بالکل بے حس و حرکت ہیں۔

[۲] تا بگویندت۔ وہ حباب اور کف دریا جواب دینگے چونکہ وہ بالکل مردہ ہیں۔ ان کی زبان قال نہیں ہے اس لئے زبان حال سے جواب دیں گے کہ ہمارے اصل تو دریا ہے اس سے سوال اہل تو دریا ہے اس سے سوال و جواب کر۔ نقش۔ عالم امکان بغیر بحر وحدت کی موج کے کب حرکت کرسکتا ہے عالم امکان خاک وہ بغیر ارادۂ خداوندی کی ہوا کے وجود اس بلندی کب حاصل کرسکتا ہے۔

[۳] چوں غبار۔ عالم امکان کو دیکھنے کے بعد نظر توحیدی پیدا کر یہ نظر توحیدی تیرے کام آئے گی۔ باقی تیرا تانا بانا گوشت و پوست سب بیکار ہے نہ دنیا میں کارآمد نہ آخرت میں نہ تیری چربی سے شمع بنتی ہیں نہ تیرے گوشت کے کباب بنتے ہیں۔ در گداز۔ جبکہ تیرے اندر اصلی نظر توحیدی اور روح کا فعل ہے اور معلوم ہوگیا کہ جسم مقابلۃً بیکار چیز ہے تو مجاہدوں کے ذریعہ جسم کو نظر کے حاصل کرنے میں پگھلا دے۔

یک [1] نظر دو گز همی بیند ز راه　یک نظر دو کون دید و روی شاه

ایک نظر ہے جو راستے کے دوگز دیکھتی ہے　ایک نظر ہے، جس نے دونوں جہان اور شاہ کا چہرہ دکھا

درمیانِ ایں دو فرقِ بیشمار　سُرمہ جُو وَاللّٰہِ اَعْلَمُ بِالسِّرَارْ

ان دونوں میں لاتعداد فرق ہے　سرمہ کی تلاش کر، اور اللہ غیب کا جاننے والا ہے

چوں شُنیدی شرح بحرِ نیستی　کوش دایم تا دریں بحرا یستی

جب تو نے عدم کے سمندر کی شرح سن لی　ہمیشہ کوشش کر تا کہ تو اس سمندر میں ٹھہر جائے

چونکہ [2] اصلِ کارگاہ ایں نیستی ست　کہ خلا و بے نشانست و تہی ست

چونکہ اصل کارخانہ یہ عدم ہے　جو کہ خلا اور بے نشاں اور خالی ہے

جُملہ اُستاداں پئے اظہارِ کار　نیستی جُویند و جایِ اِنکسار

تمام استاد کاریگری کے اظہار کے لئے　عدم اور شکست کی جگہ کے جویاں ہیں

لاجرم اُستادِ اُستاداں صَمدَ　کارگاہش نیستی و لَا بُود

لا محالہ استادوں کا استاد خدا　اس کا کارخانہ نیستی اور عدم ہو گا

ہر کجُا ایں نیستی افزوں تَرست　کارِ حق و کارگاہش آں سَرست

جہاں کہیں یہ عدم بہت زیادہ ہے　اللہ کی کاریگری اور کارخانہ اس جانب ہے

نیستی چوں ہَست بالائیں طبق　برہمہ بُردند درویشاں سَبَق

فنا، چونکہ بالائی طبقہ ہے　درویش سب پر سبقت لے گئے

خاصہ درویشے کہ شُد بے جسم و مال　کار فقرِ جسم دارد نے سُوال

خصوصاً وہ درویش جو بے جسم اور بے مال بن گیا　اعتبار جسمی فقر رکھتا ہے، نہ کہ سوال

سائل [3] آں باشد کہ مالِ اُو گداخت　قانع آں باشد کہ جسمِ خویش باخت

سوال وہ ہو گا جس کا مال ضائع ہو گیا ہو　قانع وہ ہو گا جس نے اپنے جسم کو ہار دیا

پس ز درد اکنوں شکایت بَر مدار　کوُست سُوئِ نیست ایسے را ہوار

تو اب درد کی شکایت کا اظہار نہ کر　کیونکہ وہ فنا کی جانب تیز رفتار گھوڑا ہے

ایں قدر گفتیم وباقی فکر کُن　فکر اگر جامد بُود رَو ذکر کُن

ہم نے اس قدر کہہ دیا اور باقی تو سوچ　فکر اگر افسردہ ہو، جا ذکر کر

---

[1] یک نظر۔ تاثر سے موثر کی طرف نظر کرنے کے دو درجے ہیں ایک بدن سے روح پر نظر کرنا دوسرا روح سے موثر حقیقی کی طرف نظر کرنا ہے ہمارا مقصود دوسرا درجہ ہے، پہلا درجہ نہیں ہے ان دونوں نظروں میں بہت فرق ہے۔ چوں شنیدی۔ اب پھر عدم اور نیستی کی خوبیوں کا بیان شروع فرمایا ہے۔ بحر نیستی۔ یعنی عالم ارواح چونکہ وہ نظروں میں معدوم ہے۔

[2] چونکہ۔ ہر کاریگر معدوم کو اپنی کاریگری سے وجود میں لاتا ہے قدرت کی کاریگری بھی معدوم ہی کو موجود کرتی ہے جو بالکل خلا اور بے نشان اور خالی ہے۔ صمد۔ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ لا۔ معدوم۔ ہر کجا۔ جہاں نیستی زیادہ ہو گی وہاں اللہ تعالیٰ کی کاریگری زیادہ ظہور پذیر ہو گی۔ بالائیں طبق۔ نیستی چونکہ ایک اعلیٰ مقام ہے اور عموماً درویشوں کو حاصل ہے لہٰذا وہ سب سے سبقت لے گئے ہیں خصوصاً وہ درویش جس نے جسم کو بھی لٹا دیا ہو اور مال کو بھی کار فقر جسم اصل فقیری جسمانی فقر ہے کہ انسان جسم کو گھلا دے، نہ کہ بھیک مانگنا۔

[3] سائل۔ بھکاری وہ بنتا ہے جس کا صرف مال گھلا ہو جس شخص نے جسم کو گھلا دیا وہ قانع اور صابر ہوتا ہے کبھی سائل نہیں بنتا۔ درد۔ مال کا درد ہو یا جسمانی درد اس کا شکوہ نہ کر کیونکہ وہ نیستی کے اعلیٰ مقام تک تجھے پہنچا دے گا۔ ایں قدر۔ نیستی اور ترک کے جو فضائل میں نے بیان کئے ہیں ان کے علاوہ فضائل پر تو غور کر لے اور فکر و غور کو بیدار کرنے کا طریقہ ذکر اللہ ہے۔ ذکر۔ ذکر کو بیدا کرتا ہے اور وہی کام کرتا ہے، جو ٹھٹھرے ہوئے کے لئے سورج کرتا ہے۔

ذکر آرد فکر را در اہتزاز ۔۔۔ ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز
ذکر، فکر کو حرکت میں لے آتا ہے ۔۔۔ ذکر کو اس ٹھٹھرے ہوئے کا سورج بنا دے

اصلؔ۱ خود جذبست لیک اے خواجہ تاش ۔۔۔ کار کن موقوفِ آں جذبہ مباش
اصل خود کشش ہے، لیکن اے آقا بھائی! ۔۔۔ کام کر، اس کشش پر موقوف نہ رہ

زانکہ ترکِ کار چوں نازے بود ۔۔۔ ناز کے در خوردِ جانبازے بود
چونکہ عمل کا ترک کرنا، ناز ہوتا ہے ۔۔۔ ناز، جانباز کے مناسب کب ہوتا ہے؟

نے قبول اندیش نے ردّ اے غلام ۔۔۔ امر را و نہی را می بیں مدام
اے لڑکے! نہ قبولیت کو سوچ نہ رد کو ۔۔۔ ہمیشہ امر اور نہی کو دیکھتا رہ

مرغِ۲ جذبہ ناگہاں پرّد ز عش ۔۔۔ چوں بدیدی صبح شمع آنگہ بکش
جذب کا پرند، اچانک گھونسلے سے اڑے گا ۔۔۔ جب تو صبح کو دیکھ لے تب شمع بجھا دے

چشمہا چوں شد گذارہ نورِ اوست ۔۔۔ مغز ہا می بیند او در عینِ پوست
جب آنکھیں کھل گئیں، اس کا نور ہے ۔۔۔ وہ بعینہ چھلکے میں گودوں کو دیکھ لیتا ہے

بیند اندر ذرّہ خورشید بقا ۔۔۔ بیند اندر قطرۂ کل بحر را
وہ بقا کے سورج کو ذرے میں دیکھ لیتا ہے ۔۔۔ سب سمندر کو ایک قطرے میں دیکھ لیتا ہے

بار دیگر رجوع کردن بقصۂ آں صوفی و قاضی
صوفی اور قاضی کے قصہ کی جانب دوبارہ واپسی

گفت۳ صوفی در قصاصِ یک قفا ۔۔۔ سر نشاید باد دادن از عمیٰ
صوفی نے کہا ایک طمانچہ کے بدلے میں ۔۔۔ اندھے پن سے سر نہ گنوانا چاہیے

خرقۂ تسلیم اندر گردنم ۔۔۔ بر من آساں کرد سیلی خوردنم
تسلیم کا خرقہ میری گردن میں ہے ۔۔۔ جس نے طمانچہ مجھ پر آسان کر دیا ہے

دید صوفی خصمِ خود را سخت زار ۔۔۔ گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
صوفی نے اپنے مخالف کو سخت کمزور دیکھا ۔۔۔ سوچا اگر میں اس کے مخالفانہ گھونسا ماردوں

او بہ یک مشتم بریزد چوں رصاص ۔۔۔ شاہ فرماید مرا از جر و قصاص
وہ میرے ایک گھونسے سے رنگ کی طرح بکھر جائے گا ۔۔۔ شاہ میرے اوپر تنبیہ اور بدلے کا حکم فرما دے گا

خیمہ ویرانست و بشکستہ وتد ۔۔۔ او بہانہ می کند تا در فتد
خیمہ ویران ہے اور کھونٹی ٹوٹ گئی ۔۔۔ وہ بہانہ ڈھونڈتا ہے تاکہ گر پڑے

---

۱ اصل۔ محض ذکر وعبادت سے قرب میسر نہیں آتا جب تک اللہ کی جانب سے جذب وکشش نہ ہو لیکن انسان کو عبادت اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے جذب کے انتظار میں نہ بیٹھنا چاہیے۔ زانکہ۔ محنت کو چھوڑنا ناز دکھانا ہے جو عاشق جانباز کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ نے قبول۔ بندہ کا کام بندگی ہے اس کو مقبول ہونے یا مردود ہونے میں نہ پڑنا چاہئے جو خدا کے احکام ہیں ان کی پابندی کرنی چاہیے۔

۲ مرغ۔ جب تو برابر مجاہدہ کے لئے جائے گا تو جذب اپنے مقام سے اڑ کر تیرے پاس آجائے گا پھر اس قدر مجاہدوں کی ضرورت نہ رہے گی جذب صبح ہے اور مجاہدے شمع ہیں صبح کو شمع کی ضرورت نہیں رہتی۔ چشمہا۔ جب بندہ نوافل کے ذریعہ تقرب حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے افعال حضرت حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جائے ہیں۔ بیند۔ اس کو کائنات کے ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ نصیب ہو جاتا ہے۔

۳ گفت صوفی۔ صوفی نے دل میں سوچا کہ اگر میں اس بیمار کے طمانچہ ماردوں گا تو قصاص میں میرا سر کاٹ لیا جائے گا۔ تسلیم یعنی قضا خداوندی سے جو بات پیش آئے اس پر سر تسلیم خم کر دینا پھر قاضی کے پاس اس لئے لے گیا تاکہ کچھ تنبیہ ہو اور دوسرے صوفیوں پر وہ ظلم نہ کرے۔ رصاص۔ رانگ۔ خیمہ۔ اس بیمار کی حالت بوسیدہ خیمہ کی سی ہے جو ہوا کے ایک جھونکے سے گر جائے گا۔ وتد۔ کھونٹا جس سے خیمہ کی رسیاں باندھتے ہیں۔

بہرِ۱ ایں مُردہ دریغ آید دریغ　　کہ قصاصم اُفتد اندر زیرِ تیغ
افسوس پر افسوس ہوگا اس مردے کی وجہ سے　　کہ مجھ پر تلوار کے نیچے قصاص واقع ہو

چوں نمیتانست کف بر خصم زد　　عزمش آں شُد کش سُوئے قاضی بَرد
جب وہ مخالف پر ہاتھ نہ مار سکا　　اس کا ارادہ ہوا کہ اس کو قاضی کی جانب لے جائے

کہ ترازوئے حق ست و کَیلِ اُو　　زاں سُوئِ حق ست دائم میلِ اُو
کیونکہ وہ حق کی ترازو اور پیمانہ ہے　　اسی لئے ہمیشہ اس کا جھکاؤ حق کی طرف ہے

مَخلَص ست از مکرِ دیو و حیلہ اَش　　مَامَن ست از قیدِ دیو و قیلہ اَش
شیطان کے مکر اور اس کے حیلہ سے خلاصی کا سبب ہے　　شیطان کی قید اور اس کے قول سے امن کا سبب ہے

ہَست اُو مقراضِ اَحقادِ جِدال　　قاطعِ جنگِ دو خصم و قیل و قال
وہ کینوں اور لڑائی کی قینچی ہے　　دو مخالفوں کی جنگ اور سوال و جواب کو قطع کرنے والا ہے

دیو۲ در شیشہ کُند افسونِ اُو　　فِتنہ ہا سَاکِن کُند قانونِ اُو
اس کا منتر، بھوت کو شیشی میں اتار لیتا ہے　　اس کا قانون فتنے کو ساکن کر دیتا ہے

چوں ترازو دید خصمِ پُر طمع　　سرکشی بگذارد و گردد تبع
جب لالچی مخالف نے ترازو دیکھی　　سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور تابع بن جاتا ہے

ور ترازو نیست گرا فزوں دہیش　　از قسم راضی نگردد آ گہیش
اور اگر ترازو نہیں ہے اگر تو اس کو زیادہ دے　　اس کی چالاکی قسم سے راضی نہ ہوگی

کے شود راضی ز تو طبعِ تہیش　　از پَے بے دانشی و اَبلہیش
اس کی کھوکھلی طبیعت کب تجھ سے راضی ہوگی　　اس کی بیوقوفی و بے عقلی کی وجہ سے

ہَست۳ قاضی رحمت و دفعِ ستیز　　قطرۂ از بحرِ عدلِ رُست خیز
قاضی رحمت اور لڑائی کا دفعیہ ہے　　قیامت کے انصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہے

قطرہ گرچہ خُرد و کوتہ پا بُود　　لُطفِ آبِ بحر ازو پیدا بُود
قطرہ اگرچہ چھوٹا اور کم رفتار ہوتا ہے　　اس سے سمندر کے پانی کی لطافت ظاہر ہوجاتی ہے

از غُبار ار پاک داری کلّہ را　　تو زیک قطرہ بہ بینی دَجلہ را
اگر تو کلہ کو غبار سے صاف رکھے　　تو ایک قطرے سے دجلہ کو دیکھ لے

جُزوہا بر حالِ کُلہا شاہد ست　　چوں شفق غمّازِ خورشید آمدست
اجزاء مجموعہ کے حال پر گواہ ہیں　　جس طرح شفق، سورج کی غماز بنی ہے

---

۱ بہرِ ایں۔ یہ بیمار جو مردے کی طرح ہے اس کے بدلے میں سر کٹوانا مناسب نہیں ہے کہ ترا۔ قاضی کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے کسی کو کسی کا حق نہ مارنے دے۔ مخلص۔ شیطان غاصب کو جو حیلہ و مکر سکھاتا ہے قاضی کا فیصلہ اس کو ختم کر دیتا ہے۔ ہست او۔ مدعی اور مدعی علیہ کی جنگ و جدل اور بحث و تمحیص قاضی کے فیصلہ کے بعد ختم ہوجاتی ہے۔

۲ دیو۔ جو فریق شیطنت پر آمادہ ہوتا ہے قاضی کے فیصلہ کے بعد اس کی شیطنت ختم ہو جاتی ہے۔ چوں ترازو۔ جبکہ قاضی ترازو ہے تو اس میں ترازو کے اوصاف ہیں جب کوئی شخص حصہ سے زیادہ لینے کا خواہشمند ہوتا ہے تو ترازو کو دیکھ کر اس کی یہ تمنا ختم ہوجاتی ہے اگر ترازو نہ ہو اور دوسرا فریق قسمیں بھی کھائے تو یہ شخص راضی نہیں ہوتا ہے۔

۳ ہست۔ قاضی قیامت کے دن کے عدل کا ایک نمونہ ہے۔ قطرہ۔ قطرے سے دریا کے پانی کا مزہ معلوم ہوجاتا ہے۔ کوتہ پا۔ قطرے میں وہ روانی نہیں جو دریا میں ہوتی ہے۔ از غبار۔ اگر تو قطرے میں سمندر کے جلوے دیکھنے چاہتا ہے تو اکل حلال کی عادت ڈال۔ جزوہا۔ اجزاء کل پر ہی طرح دلالت کرتے ہیں جس طرح شفق سورج کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔

آں ۱ قسم بر جسمِ احمدؐ راند حق | آنچہ فرمودہ کلّا وَالشَّفَق
وہ قسم اللہ تعالیٰ نے احمدؐ کے جسم پر جاری فرمائی ہے | جو یہ فرمایا ہے کلا والشفق

مور بر دانہ چرا لرزاں بُدے | گر ازاں یک دانہ خرمن دار بُدے
چیونٹی دانہ کے بارے میں کیوں لرزتی؟ | اگر اس دانہ کی بجائے، کھلیان میں ہوتی

بر سرِ حرف آ کہ صُوفی بیدل ست | در مکافاتِ جزا مستعجل ست
مطلب پر آ جا، کیونکہ صوفی بے دل ہے | بدلہ لینے میں جلد بازی کرنے والا ہے

اے تو کردہ ظلمہا چوں خوشدلی | از تقضائے مکاف غافلی
اے وہ کہ تو نے بہت ظلم کیے ہیں کیونکہ خوشدل ہے | بدلے کے تقاضے سے تو غافل ہے

یا فراموشت شدست آں کردہات | کہ فرو آویخت غفلت پردہات
یا وہ کارنامے تو بھول گیا | کہ غفلت نے تیرے اوپر پردے لٹکا دیئے ہیں

گر نہ ۲ خصمیہاستے اندر قفات | جرمِ گردوں رشک بُردے بر صفات
اگر تیرے پیچھے دشمنیاں نہ ہوتیں | تیری صفائی پر آسمان کا جسم رشک کرتا

لیک مجسوسی برائے آں حقوق | اندک اندک عذر میخواہ از عُقوق
لیکن تو ان حقوق کی وجہ سے مقید ہے | نافرمانی سے تھوڑی تھوڑی معافی چاہ لے

تا بیکبارت نگیرد محتسب | آبِ خود روشن کُن اکنوں یا محب
تاکہ تجھے محتسب یکبار گی نہ پکڑ لے | اے پیارے! اپنے پانی کو صاف کر لے

رفتنِ صُوفی سُوئے سیلی زنش و بُردن اُو را بقاضی
صوفی کا اپنے طمانچہ مارنے والے کی جانب جانا اور اس کو قاضی کے یہاں لے جانا

رفت ۳ صُوفی سُوئے آں سیلی زنش | دست زد چوں مُدعی بر دامنش
صوفی اپنے اس طمانچہ مارنے والے کی جانب روانہ ہوا | مدعی کی طرح اس کے دامن پر ہاتھ مارا

اندر آوردش بر قاضی کشاں | کایں خرِ ادبار را بر خر نشاں
اس کو قاضی کے پاس کھینچتا ہوا لایا | کہ اس نحوست کے گدھے کو، گدھے پر بیٹھا

یا بزخمِ دُرّہ اُورا دہ جزا | آنچنانکہ رائے تو بیند سزا
یا درے کی مار سے اس کو سزا دے | جس طرح تیری رائے مناسب سمجھے

کانکہ از زخمِ تو مرد در دمار | بر تو تاواں نیست باشد آں جُبار
کیونکہ جو شخص تیری مارے سے سزا دینے میں مرجائے | تجھ پر تاوان نہیں ہے، وہ (خون) معاف ہو گا

---

۱ آں قسم۔ قرآن پاک میں ہے فلا اُقسِمُ بِالشَّفَقِ میں قسم کھاتا ہوں شفق کی مولانا نے شفق سے آنحضورؐ کا جسم اطہر مراد لیا ہے جو کہ روح احمدی کا مظہر ہے۔ مور۔ چیونٹی دانہ کے گم ہونے پر لرزتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے دانہ سے خرمن کو نہیں پہچانا۔ انسان بھی اگر ممکنات کے ذریعہ واجب کو پہچان لے تو کبھی کسی ممکن کے فوت ہونے سے نہ لرزے۔ بر سر۔ پھر صوفی کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مستعجل۔ جلدی میں مبتلا۔ مکافات، جلد گرداہا کارنامے۔

۲ گر نہ خصمیہا۔ اگر انسان اگر انسان مظالم سے پاک وصاف ہو تو اس کا دل آسمان سے بھی زیادہ منور ہو۔ مجبوسی۔ یعنی تاریکیوں میں متغیر عقوق۔ نافرمانی۔ محتسب۔ یعنی محاسب حقیقی۔ آب۔ نیک عمل سے کنایہ ہے۔

۳ رفت۔ صوفی طمانچہ مارنے والے کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گیا۔ بر خر نشاں۔ رسوا کرنے کے لئے مجرم کو گدھے پر بٹھا کر گھمایا جاتا تھا۔ درہ۔ مجرم کو کوڑے کی سزا دی جاتی ہے۔ کانکہ۔ اگر کوئی مجرم سزا کے دوران بغیر کسی زیادتی کے مرجائے تو قاضی پر تاوان نہیں آتا ہے۔

کانکہ۱ از زجرِ تو بیند مرگِ خویش — فارغ از دوزخ رود تا خُلد پیش
جو تیری سزا سے اپنی موت دیکھے — دوزخ سے بچ کر آگے جنت تک چلا جائے گا

دَر حَد و تعزیرِ قاضی ہر کہ مُرد — نیست بر قاضی ضماں کو نیست خُرد
قاضی کی حد اور تعزیر میں جو مرا — قاضی پر ضمان نہیں ہے کیونکہ وہ چھوٹا (آدمی) نہیں ہے

نائبِ حق ست و سایہ عدلِ حق — آئینہ ہر مستحِق و مستحَق
اللہ کا نائب اور اللہ کے انصاف کا سایہ ہے — وہ ہر مدعی اور مدعیٰ علیہ کا آئینہ ہے

کو اَدب از بہرِ مظلومے کُند — نے برائے عرض و خشم و دخلِ خود
کیونکہ وہ مظلوم کی خاطر سزا دیتا ہے — نہ یہ کہ مال اور غصہ اور اپنی آمدنی کے لئے

چوں برائے حق و روزِ آجل ست — گر خطائی شُد دیت بر عاقلست
جبکہ اللہ اور قیامت کے لئے ہے — اگر غلطی ہوئی، عاقلہ پر دیت ہے

عاقلہ۲ اُو کیست دانی ہست حق — سُوئے بیت المال برگرداں ورق
اس کے عاقلہ کون ہیں؟ تو جانتا ہے، اللہ ہے — بیت المال کی جانب ورق پلٹ

آنکہ بہرِ خود زند اُو ضامن ست — آنکہ بہرِ حق زند اُو آمِن ست
جو اپنے لئے مارے وہ ضامن ہے — جو اللہ تعالیٰ کے لئے مارے وہ محفوظ ہے

گر پدر زد مر پسر را اُو بمُرد — آں پدر را خونبہا باید شُمرد
اگر باپ نے بیٹے کو مارا، وہ مر گیا — اس باپ کو خونبہا شمار کر دینا چاہیے

زانکہ اُورا بہرِ کار خویش زد — خدمتِ اُو ہست واجب بر وَلَد
کیونکہ اس نے اپنے معاملہ کے لئے مارا — اس کی خدمت، لڑکے پر واجب ہے

چوں۳ مُعلِّم زد صبی راشُد تلف — بر مُعلِّم نیست چیزے لاتخَف
جب استاد نے بچہ کا مارا اور وہ مر گیا — استاد پر کچھ نہیں ہے، تو نہ ڈر

کاں مُعلِّم نائب افتاد و امیں — ہر امیں را ہست حُکمش ہمچنیں
وہ استاد نائب اوور امین واقع ہوا ہے — ہر امین کا حکم اسی طرح ہے

نیست واجب خدمتِ اُستا برو — پس بز جوش نبود اُستا کار جو
استاد کی خدمت اس پر واجب نہیں ہے — تو اس کے مارنے میں استاد کام طالب نہیں ہے

۱ کانکہ۔ بعض علماء کے نزدیک حد شرعی جاری ہونے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور مجرم معصوم بن کر جنت میں چلا جاتا ہے۔ نیست خُرد۔ قاضی معمولی شخصیت نہیں ہے وہ خدا کا قائم مقام ہے۔ مستحِق۔ صیغہ اسم فاعل مدعی۔ مستحَق۔ صیغہ اسم مفعول مدعیٰ علیہ۔ کو ادب۔ قاضی جو سزا دے رہا ہے اس میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے بلکہ وہ مظلوم کے لئے سزا دیتا ہے۔ چوں۔ مجرم کے مر جانے پر کسی طرح کا ضمان نہ ہونا تو جب تھا کہ سزا قاعدہ کے موافق دی جا رہی ہو لیکن اگر سزا میں کوئی زیادتی ہو اور مر جائے تو اب اس کا بیان ہے۔ روزِ آجل۔ قیامت کا دن

۲ عاقلہ۔ اگر قاتل نے خطا قتل کیا تو دیت اس کے عصبات پر آتی ہے جن کو عاقلہ کہا جاتا ہے قاضی نے جو سزا دی تھی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا کے لئے تھی لہٰذا اس کی غلطی سے اگر مجرم مرا تو اس کی دیت قاضی کے عاقلہ پر آئے گی اس کا عاقلہ اللہ تعالیٰ ہے۔ برگرداں ورق۔ بیت المال کے مسائل کتابوں میں دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایسے شخص کی دیت بیت المال سے ادا کر دی جائے گی۔ آمن۔ قاضی بہرحال دیت سے بچ گیا خواہ دیت بیت المال سے ادا کر دی گئی۔ گر پدر۔ باپ بیٹے کو خدمت نہ کرنے پر مارتا ہے لہٰذا باپ پر بیٹے کا خونبہا واجب ہے۔

۳ چوں معلم۔ استاد کی شاگرد کو مارنے میں کوئی ذاتی غرض نہیں لہٰذا وہ خونبہا سے بری ہے۔ استاد بچہ کو بچہ کے مفاد میں مارتا ہے شاگرد پر استاد کی خدمت واجب نہیں ہے کہ مارنا اس کے مطالبہ میں سمجھا جا سکے باپ کی خدمت بیٹے پر واجب ہے اس کا مارنا خدمت کے مطالبہ کی وجہ سے ہے یہ امام ابو حنیفہؒ کا مرجوح قول ہے صاحبین کے نزدیک باپ پر خونبہا واجب نہیں ہے۔

ور پدر زد از برائے خود زدست — لا جرم از خونبہا دادن نرست
اگر باپ نے مارا تو اپنے لئے مارا ہے — لا محالہ خونبہا دینے سے نہ چھوٹا

پس ۱ خودی راسَر بُر با ذوالفقار — بیخودے شُو فانی و درویش وار
تو ذوالفقار سے خود کا سر کاٹ دے — درویش کی طرح بے خود اور فانی بن جا

چوں شُدی بیخود ہر انچہ تو کُنی — مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ایمنی
جب تو بے خود ہو گیا جو کچھ تو کرے گا — جب تو نے پھینکا تو تے نہ پھینکا تو محفوظ ہے

آں ضماں بر حق بُود نے برامیں — ہست تفصیلش بفقہ اندر ببیں
وہ تاوان اللہ پر ہو گا نہ امانت دار پر — اس کی تفصیل فقہ میں ہے، دیکھ لے

ہر دُکانے راست سَودائے دگر — مثنوی دُکانِ فقرست اے پسر
ہر دکان میں ایک دوسرا سودا ہے — اے بیٹا! مثنوی فقر کی دکان ہے

در دکانِ کفش گر چرم ست خوب — قالبِ کفش ست اگر بینی تو چوب
موچی کی دکان میں اچھا چمڑا ہے — اگر تو نے لکڑی دیکھی تو جوتے کا فرمہ ہے

پیشِ قزازاں ۲ خزاد کن بُود — بہرِ گز باشد اگر آہن بُود
ریشمین کپڑا فروشوں کے سامنے ریشمی کالا کپڑا ہوگا — اگر لوہا ہو گا تو گز کے لئے ہو گا

مثنوی مادُکانِ وحدت ست — غیرِ واحد ہر چہ بینی آں بُت ست
ہماری مثنوی وحدت کی دکان ہے — واحد کے علاوہ کچھ دیکھے وہ بت ہے

بُت ستودن بہرِ دامِ عامہ را — ہمچناں داں کَالْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی
بت کی تعریف کرنا عوام کے جال کے لئے — ایسا ہی سمجھ جس طرح کَالْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی کا قصہ

خواندش در سورۂ وَالنجم زود — لیک آں فتنہ بُد از سُورہ نبود
اس کو سورۂ والنجم میں جلدی سے پڑھ دیا — لیکن وہ آزمائش تھی، سورت میں سے نہ تھا

جملہ ۳ کفار آں زماں ساجد شُدند — ہم سِرے بُود آنکہ سَر بر در زوند
اس وقت سب کافر سجدہ کرنے والے بن گئے — راز بھی تھا کہ انہوں نے در پر سر رکھ دیا

بعد ازاں حرفیست پیچا پیچ و دُور — باسلیماں باش و دیواں را مشور
اس کے بعد پیچ در پیچ حرف ہے — حضرت سلیمانؑ کے ساتھ اور شیطانوں کی شورش میں مبتلا نہ کر

ہونے میں اور باتیں بیان کی جاسکتی ہیں لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان کے سوال و جواب میں نہ پڑنا چاہیے ورنہ شبہات پیدا کرنے والے مزید شبہات پیدا کریں گے لہذا تو بھی محققین کی راہ اختیار کر سلیمان سے مراد محققین کا گروہ اور دیوان سے شبہات پیدا کرنے والے مراد ہیں۔

۱ پس۔ جب معلوم ہوا کہ اگر مارنے میں خودی اور اپنی غرض نہ ہو تو خون بھی معاف ہے۔ لہٰذا خودی کو ختم کر دے۔ چوں شُدی۔ جب تو خودی چھوڑ کر فانی بن جائے گا تیرا انسان اپنا فعل نہ رہے گا۔ ہر دکانے۔ مثنوی میں فقہی مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہیں اسی لئے ہم نے دیت اور بیت المال کے مسائل کے لئے فقہ کی کتابوں کا حوالہ دیدیا ہے۔ مثنوی میں اصل مقصد توحید کا بیان ہے۔ دردکان۔ موچی کی دکان میں اصل مقصود چمڑا ہے اگر تو لکڑی کے فرمے دیکھے گا تو وہ اصلی مقصود نہیں ہے اسی طرح ریشمی کپڑوں کی دکان میں اصل ریشمی تھان ہیں اگر لوہے کا گز ہے تو وہ اصل مقصود نہیں ہے۔

۲ قزازاں۔ ریشمی کپڑا فروخت کرنے والا۔ خزاد کن۔ ریشمی کالا کپڑا۔ مثنوی۔ مثنوی صرف توحید کی دکان ہے، توحید کے مضامین کے علاوہ جو کچھ مذکور ہے وہ بت ہے۔ بُت۔ مثنوی میں توحید کے علاوہ جو کچھ بطور بت کے بیان کیا گیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضور کی زبان پر سورۂ والنجم کی تلاوت کے دوران تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی جاری ہو گیا تھا اور وہ حقیقتاً سورۂ والنجم کا جزو نہ تھا۔ محقق محدثین اس قصہ کو بے اصل سمجھتے ہیں۔

۳ جملہ کفار۔ جب کفار نے وہ الفاظ بتوں کی تعریف میں سنے تو سب سجدے میں گر گئے اس طرح عوام جب توحیدی مضامین سنتے ہیں تو متوجہ ہو جاتے ہیں پھر توحیدی مضامین سننے کا بھی ان کو اتفاق ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں۔ بتوں کی تعریف آنحضور کی زبان پر جاری

ہیں حدیثِ صوفی و قاضی بیار　　واں ستمگارِ ضعیفِ زار زار
خبردار! صوفی اور قاضی کا قصہ لا　　اور کمزور، لاغر، ظالم کا

ہم در تقریرِ قصہ قاضی و صوفی
قاضی اور صوفی کے قصہ کی تقریر

گفت ۱ قاضی ثبّتِ العرش اے پسر　　تا برو نقشے کنم از خیر و شر
قاضی نے کہا اے بیٹا! تخت بچھا　　تاکہ میں اس پر بھلے اور برے کا نقش قائم کروں

کوز نندہ کو محلِ انتقام　　ایں خیالے گشتہ است اندر سقام
مارنے والا کہاں ہے، انتقام کی جگہ کہاں ہے؟　　یہ تو بیماری میں، خیال بن گیا ہے

شرع بہرِ زندگانی و اغنیاست　　شرع بر اصحابِ گورستاں کجاست
شرع زندوں اور مال والوں کے لئے ہے　　قبرستان کے باشندوں کے لئے شرع کہاں ہے؟

آں ۲ گروہے کز فقیری بے برند　　صد جہت زاں مردگاں فانی ترند
وہ گروہ جس نے فقیری کا پتہ لگا لیا ہے　　سو حیثیتوں سے مردوں سے زیادہ فانی ہیں

مردہ از یک روست فانی در گزند　　صوفیاں از صد جہت فانی شدند
مردہ ایک حیثیت سے مرض میں فانی ہے　　صوفیا سو حیثیتوں سے فانی ہو گئے ہیں

مرگ یک قتل ست وایں سیصد ہزار　　ہر یکے را خونبہائے بے شمار
موت ایک قتل ہے اور یہ تین لاکھ　　ہر ایک کا بے شمار خونبہا ہے

گرچہ کشت ایں قوم را حق بارہا　　ریخت بہرِ خونبہا انبارہا
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بارہا قتل کیا ہے　　خونبہا کے لئے انبار بہا دیئے ہیں

ہمچو جرجیس ۳ اندر ہر یک در سرار　　کشتہ گشتہ زندہ گشہ شصت بار
باطن میں ہر ایک جرجیس کی طرح ہے　　ساٹھ بار قتل ہوا، زندہ ہوا

کشتہ از ذوقِ سنانِ دادگر　　می بزارد کہ بزن زخمِ دگر
منصف کی بھال کے ذوق سے مقتول　　روتا ہے کہ دوسرا زخم لگا

واللہ از عشقِ وجودِ جاں پرست　　کشتہ بر قتلِ دوم عاشق ترست
خدا کی قسم جان پرست وجود کے عشق کی بہ نسبت　　دوسرے قتل پر یہ مقتول زیادہ عاشق ہے

گفت قاضی من قضاد ار حیم　　حاکمِ اصحابِ گورستاں کیم
قاضی نے کہا میں زندہ پر حکم لگانے والا ہوں　　میں قبرستان کے باشندوں کا حاکم کب ہوں؟

---

۱ گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا مدعیٰ علیہ کو متعین کر۔ ثبت۔ مشہور مثل ہے ثبّت العرش ثم انقش پہلے تخت بچھا پھر اس پر نقش بنا یعنی کام کرنے سے پہلے جگہ متعین کر۔ کوز نندہ۔ یہ مدعیٰ علیہ تو محض خیالی انسان رہ گیا ہے اس سے بدلہ کہاں لیا جا سکتا ہے۔ شرع۔ ضمان اور تاوان تو زندہ اور مالدار سے لیا جا سکتا ہے مردے سے نہیں لیا جا سکتا۔

۲ آں گروہے۔ مولانا نے ان درویشوں کا بیان شروع کر دیا جو اس کی حالت میں ہوتے اور خودی سے گزر کر مقام فنا حاصل کر لیتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ سیکڑوں حیثیتوں سے مردہ ہیں حقیقی مردہ تو محض ایک مرض مردہ بن جاتا ہے۔ مرگ۔ شعر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

ریخت۔ چونکہ اللہ ان کو قتل کرتا ہے اس نے خونبہا میں محبت اور قرب کے خزانے عطا کر دیئے ہیں۔

۳ جرجیس۔ ان کو شاہ وقت نے ساٹھ بار قتل کیا اور وہ ہر بار زندہ ہو گئے۔ دادگر۔ اللہ کے بھالے کا زخم ان کو ایسا پیارا ہے کہ دوسرے زخم کی تمنا میں روتے ہیں۔ وجود جاں پرست یعنی عنصری زندگی جس میں زندگی سے محبت ہوتی ہے۔ گفت۔ قاضی نے کہا میں تو زندوں پر حکم جاری کرتا ہوں مردوں پر حکم جاری کرنا میرا کام نہیں ہے۔

ایں بصورت گر نہ در گورست پست　　گورہا در دود ۱ مانش آمدہ است

یہ اگرچہ بظاہر قبر میں دبا ہوا نہیں ہے　　بہت سی قبریں اس کے خاندان میں ہیں

بس بدیدی مُردہ اندر گور تُو　　گور رادر مُردہ بیں اے کورتُو

تو نے قبر میں بہت سے مردے دیکھے ہیں　　اے اندھے! تو مردے میں قبر کو دیکھ لے

گرز گورے خشت بر تو اُو فتاد　　عاقلاں از گور کے خواہند داد

اگر قبر کی اینٹ تیرے اوپر گر پڑے　　عقلمند قبر سے کب انصاف چاہتے ہیں؟

گردِ خشم و کینہ مُردہ مگرد　　ہیں مکن با نقشِ گرما بہ نبرد

مردے کے غصہ اور کینہ کے درپے نہ ہو　　خبردار! حمام کی تصویر سے نہ جھگڑ

شُکر کُن کہ زندۂ بر تو نزد　　کانکہ زندہ رد کند حق کرد ردّ

شکر ادا کر کہ زندہ نے تجھے نہیں مارا　　کیونکہ جس کو زندہ رد کردے اللہ تعالیٰ رد کردیتا ہے

خشمِ احیا خشمِ ۲ و زخمِ اُوست　　کہ بحق زندست آں پاکیزہ پوست

زندوں کا غصہ، اللہ کا غصہ اور مار ہے　　کیونکہ وہ پاکیزہ کھال، باقی باللہ ہے

حق بکُشت اُورا و در پاچہ اش دمید　　پوستش از سر چو قصاباں کشید

اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کیا اور پاؤں میں پھونک بھردی　　قصائیوں کی طرح اوپر سے کھال کھینچ لی

نفخ دروے باقی آمد تا مآب　　نفخِ حق نبود چو نفخِ آں قصاب

اس میں قیامت تک پھونک باقی رہی　　اللہ تعالیٰ کا پھونک بھرنا قصائی کے پھونک بھرنے کی طرح نہیں ہے

فرق بسیارست بین النفختین　　اینہمہ زین ست واں سر جملہ شین

دونوں پھونکوں میں بڑا فرق ہے　　یہ بالکلیہ خوبی ہے وہ اور اس جانب سب برائی ہے

ایں حیات از وے بُرید و شد مضر　　واں حیات از نفخِ حق شُد مُستمِر

اس نے اس سے زندگی جدا کردی اور مضر ہوئی　　وہ زندگی اللہ تعالیٰ کی پھونک سے دائمی ہوگئی

ایندم ۳ آں دم نیست کاید آں بشرح　　ہیں برآزیں قعرِ چہ بالائے صرح

یہ پھونک وہ پھونک نہیں ہے جس کی تشریح ہوسکے　　خبردار! کنویں کی اس گہرائی سے قلعہ کے اوپر آجا

نیستش بر خرنشاندن مجتہد　　نقش ہیزم را کسی بر خر نہد

اس کو گدھے پر سوار کرنا محلِ اجتہاد نہیں ہے　　ایندھن کے نقش کو کوئی گدھے پر لاتا ہے

بر نشستِ اُو نہ پُشتِ خر سزد　　پشتِ تابوتیش اولیٰ تر سزد

اس کی نشست کے لئے گدھے کی پشت مناسب نہیں ہے　　تابوت کی پشت اس کے لئے زیادہ لائق ہے

---

۱ دود مانش۔ یعنی اس مدعی علیہ کا جسم۔ کور۔ کیونکہ صوفی اس کو مردہ نہ سمجھ رہا تھا اس لئے اس کو کور کہا ہے۔ گر۔ جبکہ مدعی علیہ مجسم قبرستان ہے اگر قبرستان میں سے کوئی اینٹ کسی پر آپڑے تو اس پر کون دعویٰ کرتا ہے۔ گرد۔ جبکہ مدعی علیہ مردہ ہے تو اس پر غصہ نہ کر یا تو وہ محض ایک بے جان تصویر ہے اس سے جھگڑا کرنا بیوقوفی ہے۔ زندہ۔ اب اس شخص کا ذکر شروع فرمایا ہے جس کو بقا اور زندگی بحق حاصل ہوگئی ہو اس کا ہر فعل اللہ کا فعل ہوتا ہے۔

۲ خشم۔ ایسے باقی باللہ کا غصہ اللہ کا غصہ ہوتا ہے۔ حق بکشت۔ اس باقی باللہ کو اللہ نے پہلے فنا کیا اور اس کو رذائل بشری سے پاک کردیا اور پھر اس میں نفخ روح کردیا۔ قصابان۔ قصائی بکرے کی کھال کھینچ کر پھر اس میں پھونک بھرتے ہیں تاکہ چربی وغیرہ پھول جائے اور گوشت چکنا معلوم ہونے لگے۔ نفخ۔ قصائی اور اللہ کے پھونک بھرنے میں فرق ہے۔ ایں ہمہ۔ اللہ کا قتل کرنا اور پھونک بھر کر پھر زندہ کرنا بڑی خوبی ہے اور قصائی کا معاملہ برا ہے اس لئے کہ قصائی اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے پھونک بھرتا ہے۔

۳ آیندم۔ باقی باللہ میں جو اللہ کا نفخ ہے وہ ایک ذوقی چیز ہے کی شرح نہیں ہوسکتی تو اس دنیا کے کنویں سے نکل کر اعلیٰ مقام حاصل کرلے خود پتہ لگ جائے گا۔ نیستش۔ جبکہ وہ مردہ ہو اس کو گدھے پر بٹھانا مناسب نہیں اس کے مناسب تو مردے کا تابوت ہے لکڑیاں گدھے پر لادی جاتی ہیں نہ کہ لکڑیوں کی تصویر۔

ظلم۱ چہ بُوَد، وضعِ غیرِ موضعش — ہیں مکن در غیرِ موضع ضائعش

ظلم کیا ہے؟ غیر جگہ پر اس کا رکھنا — خبردار! غیر جگہ میں اس کو برباد نہ کر

گفت صُوفی پس روا داری کہ اُو — سیلیم زد بے قصاص و بے تسُو

صوفی نے کہا تو پھر تم اس کو جائز سمجھتے ہو کہ اس نے — میرے طمانچہ مارا بغیر قصاص اور بغیر دمڑی کے

کے روا باشد کہ ہر خرسِ قلاش — صُوفیاں را صفع انداز و بلاش

کب جائز ہو گا کہ ہر ریچھ بے آبرو — صوفیوں کے طمانچہ کھینچ مارے، بغیر کسی چیز کے

گفت صوفی راچہ باک از صفع خیز — باچنیں بیمار کمتر کُن ستیز

اس نے کہا صوفی کو طماچہ کی کیا پروا، اٹھ — ایسے ہمارے جھگڑا نہ کر

گفت قاضی تو چہ داری بیش و کم — گفت دارم در جہاں من شش درم

قاضی نے کہا تو کم و بیش کیا رکھتا ہے؟ — اس نے کہا دنیا میں میرے پاس چھ درہم ہیں

گفت قاضی سہ درم تو خرچ۲ کُن — آں سہ دیگر را بدُو دہ بے سخن

قاضی نے کہا، تین درہم تو خرچ کر لے — دوسرے تین اس کو بغیر حجت دیدے

زار در نجور ست و درویش و ضعیف — سہ درم باید تُرا بہرِ رغیف

کمزور اور بیمار ہے اور فقیر و ضعیف ہے — تین درہم روٹی کھانے کے لئے تجھے چاہئیں

قاضی و صوفی بہم در قال و قیل — لیک آں رنجور بر گشتہ سَبیل

قاضی اور صوفی آپس میں بات چیت میں تھے — لیکن وہ بیمار، راستہ سے بھٹکا ہوا

بر قفایِ قاضی اُفتادش نظر — از قفایِ صُوفی آمد خوب تر

اس کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی — وہ صوفی کی گدی سے بہت معلوم ہوئی

راست۳ میکرد از پےِ سیلیش دست — کہ قصاصِ سیلیم ارزاں بُدست

اس کے طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ سیدھا کیا — کہ میرے طمانچہ کا بدلہ سستا ہو گیا ہے

سُوئے گوشِ قاضی آمد بہرِ راز — سیلیے آورد قاضی را فراز

راز کی بات کے لئے قاضی کے کان کے پاس آیا — قاضی کے ایک طمانچہ مارا

گفت ہر شش را بگیرید اے دو خصم — مَن شوم آزاد و بے خرخاش و وَصم

بولا اے دونوں مخالفو! تم سب پورے چھ لے لو — میں آزاد اور بغیر خرخشہ اور بے عیب ہو جائے گا

۱ ظلم۔ کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے تو اس کو گدھے پر بٹھانا ظلم ہوا۔ گفت صوفی۔ صوفی نے قاضی سے کہا پھر تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو میرے طمانچہ مارا اس سے نہ اس کا جسمانی بدلہ ہے نہ مالی۔ کے روا۔ اگر آپ اس کو اس طرح چھوڑ دیں گے تو پھر صوفیوں کی خیر نہیں ہر آوارہ بے آبرو صوفیوں کو مار لیا کرے گا۔ بلاش۔ بلاشی یعنی بغیر کسی عوض کے۔ گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا کہ صوفی تو بہت مجاہدے کرتا ہے ایک طمانچہ کی اس کو کیا پروا ہو سکتی ہے۔ بیش و کم۔ قاضی نے کہا جھگڑا تو بغیر کسی عوض کے ختم ہو جانا چاہیے پھر بھی تجھے کچھ دلائے دیتا ہوں اور قاضی نے بیمار سے پوچھا تیرے پاس کچھ ہے بیمار نے کہا مرے پاس چھ درہم ہیں۔

۲ تو خرچ کن۔ قاضی نے بیمار سے کہا ان چھ درہموں میں سے تین تو خرچ کے لئے رکھ لے اور تین صوفی کو دیدے۔ زار۔ صوفی سے یہ کہا کہ وہ بیمار اور کمزور ہے تو تین درہم اس کے پاس رہنے دے اور تین درہم اپنی خوراک کے لئے لے لے قاضی۔ قاضی اور صوفی میں تو یہ گفتگو چل رہی تھی ادھر اس بیمار کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی جو اس کو طمانچہ مارنے کے لئے صوفی کی گدی سے بھی بہتر معلوم ہوئی۔

۳ راست۔ اس بیمار نے اس پر ترخ کر کہ طمانچہ عوض تو بہت سستا ہو گیا ہے اپنے ہاتھ کو طمانچہ کے لئے تیار کیا۔ سُوی۔ قاضی کے پاس اس طرح پر آیا جیسے اس سے کوئی راز کی بات کہے گا اور قاضی کی گدی پر ایک طمانچہ مار دیا۔ گفت۔ قاضی کے طمانچہ مار کر بیمار بولا اب تم دونوں مدعی ہو دونوں تین تین درہم لے لو میرا سب مال چلا جائے گا نہ تو کوئی خرچہ باقی رہے گا اور نہ مالدار ہونے کا عیب رہے گا۔

تیرہ [۱] شدنِ قاضی از سیلیِ آں درویشِ رنجورو
اس بیمار فقیر کے طمانچہ سے قاضی کا مکدر ہونا اور صوفی

سرزنش کردن صوفی قاضی را
کا قاضی کو ملامت کرنا

گشت قاضی تیرہ صوفی گفت ہے ۔۔۔ حکمِ تو عدلست لاشک نیست غے
قاضی مکدر ہوا، صوفی نے کہا، ہائیں ۔۔۔ آپ کا حکم بیشک انصاف ہے، گمراہی نہیں ہے

آنچہ [۲] نہ پسندی بخود اے شیخِ دیں ۔۔۔ چوں پسندی بر براد رائے امیں
اے دین کے شیخ! جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے ۔۔۔ اے امانتدار! بھائی کے لئے کیوں پسند کرتے ہیں؟

ایں ندانی کز پئے من چہ کنی ۔۔۔ ہمدراں چہ عاقبت خود افگنی
آپ یہ نہیں جانتے کہ میرے لئے جو کنواں کھودیں گے ۔۔۔ اس کنویں میں انجام کار آپ خود گریں گے

مَنْ حَفَرَ بِئْرًا نخواندی از خبر ۔۔۔ آنچہ خواندی کُن عمل جانِ پدر
حدیث میں آپ نے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا نہیں پڑھا ۔۔۔ اے جان پدر! جو آپ نے پڑھا ہے اس پر عمل کیجئے

ایں یکے حکمت چنیں بُد در قضا ۔۔۔ کو ترا آورد سیلے در قفا
فیصلہ میں آپ کا یہ حکم ایک ایسا حکم تھا ۔۔۔ جس نے آپ کی گدی پر طمانچہ وارد کیا

وایِ بر احکامِ دیگرہائے تو ۔۔۔ تا چہ آرد بر سر و بر پایِ تو
ہائے آپ کے دوسرے فیصلے ۔۔۔ آپ کے سر پاؤں پر کیا لائیں گے؟

ظالمے [۳] را رحم آری از کرم ۔۔۔ کہ برای نفقہ بدہش سہ درم
آپ نے کرم کر کے ظالم پر رحم کیا ۔۔۔ کہ اس کے خرچ کے لئے تین درہم دیئے

دستِ ظالم را ببر چہ جایِ آں ۔۔۔ کہ بدستِ اُونہی حکم و عناں
ظالم کا ہاتھ کاٹو، بجائے اس کے ۔۔۔ تو نے اس کے ہاتھ میں حکم اور باگ دیدی

تو بداں بزمانی اے مجہول داد ۔۔۔ کہ نژادِ گرگ را اُو شیر داد
اے مجہول العدل! تو اس بکری کی طرح ہے ۔۔۔ کہ بھیڑیئے کے بچہ کو اس نے دودھ پلایا

جواب دادنِ قاضی صوفی را
قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی واجب آید ماں رضا ۔۔۔ ہر قفا و ہر جفا کارد قضا
قاضی نے کہا ہماری رضا مندی ضروری ہے ۔۔۔ ہر اس طمانچہ اور ظلم پر جو قضا لائے

---

[۱] تیرہ شدن۔ قاضی طمانچہ کھا کر بدمزہ ہوا تو صوفی نے قاضی سے کہا۔ حکم تو۔ بیشک آپ کا یہ فیصلہ کہ طمانچہ کا عوض تین درہم ہوتے ہیں بالکل منصفانہ تھا اس میں کوئی گمراہی نہ تھی اس فیصلہ کو آپ کو بھی بلا تامل قبول کرنا چاہیے۔

[۲] آنچہ۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بد گراں پسند مَنْ حَفَرَ۔ مشہور مقولہ ہے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود اس میں گرا این۔ خود تیرے لئے طمانچہ کا سبب بنا ہے۔ وائے۔ یہ تو ایک فیصلہ کی پاداش تھی نہ معلوم دوسرے فیصلے تیرے اوپر کیا ظلم ڈھائیں گے۔

[۳] ظالمے۔ تو نے ظالم کو خرچہ کے تین درہم دلائے۔ دست۔ ظالم کا تو ہاتھ کاٹنا چاہیے تھا نہ کہ فیصلہ اس کے ہاتھ میں دینا۔ تو بداں۔ تیری مثال تو اس بڑھیا کی سی ہے جس نے بھیڑیئے کے بچہ کو بکری کا دودھ پلا کر پالا اور آخر میں وہ بھیڑیا اس کی بکری ہی کو کھا گیا۔ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا قضاء خداوندی جو بھی نازل کرے خواہ طمانچہ ہو یا سزا اس پر راضی ہونا ہمارا فرض ہے۔

خوش دلم در باطن از حکمِ زُبُر ۱ | گرچہ شُد رُویم تُرش کالحقُّ مُر
کتابوں کے حکم سے میں باطن میں خوش دل ہوں | اگرچہ میرا چہرہ ترش ہو گیا کیونکہ حق کڑوا ہے

ایں دلم باغست و چشمم ابروش | ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
میرا یہ دل باغ ہے اور میری آنکھ ابر کی طرح ہے | ابر روتا ہے باغ خوش اور شاد ہو کر [illegible] ہے

سالِ قحط از آفتابِ خیرہ خند | باغہا در مرگ و جانکندن [illegible]
قحط کے سال میں بیباکی سے ہنسنے والے سورج سے | باغ موت اور جان کنی میں پہنچ جاتے ہیں

زامرِ ۲ حق وابکُوا کثیرًا خواندہٗ | چوں سَرِ بریاں چہ خنداں ماندہٗ
اور زیادہ روؤ تو نے خدائی حکم پڑھا ہے | بھنی ہوئی سری کی طرح تو کیوں ہنس رہا ہے؟

روشنیِ خانہ باشی ہمچو شمع | گر فرو باری تو ہمچوں شمع دمع
تو گھر کی روشنی ہو گا، شمع کی طرح | گر تو شمع کی طرح آنسو بہائے گا

آں تُرش رُوئیِ مادر یا پدر | حافظِ فرزند شُد از ہر ضرر
ماں باپ کی ترش روئی | ہر نقصان سے لڑکے کی نگہبان بنی

ذوقِ خندہ دیدۂ اے خیرہ خند | ذوقِ گریہ بیں کہ ہست آں کانِ قند
اے بیہودہ ہنسنے والے! تو نے ہنسی کا مزہ چکھ لیا | رونے کا مزا دیکھ جو شکر کی کان کی طرح ہے

چوں ۳ جہنّم گریہ آرد یادِ آں | پس جہنّم خوش تر آید از جناں
جب جہنم کی یاد رُلائے | تو جہنم جنتوں سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے

خندہا در گریہا آمد کتیم | گنج در ویرانہا جُوائے سلیم
ہنسیاں، رونے میں چھپی ہوئی ہیں | اے بھولے! خزانے ویرانوں میں تلاش کر

ذوق در غمہاست پے گم کردہ اند | آبِ حیواں را بظلمت بُردہ اند
مزا، غموں میں ہے، انہوں نے نشان گم کر دیا ہے | آبِ حیات کو تاریکی میں لے گئے ہیں

باژ گونہ نعل در رہ تا رُباط | چشمہا را چار کُن در احتیاط
راستہ میں منزل تک الٹے نعل ہیں | احتیاط میں چار آنکھیں کر لے

چشمہا را چار کُن در اعتبار | یار کُن با چشمِ خود دو چشمِ یار
عبرت حاصل کرنے میں چار آنکھیں کر لے | یار کی دو آنکھوں کو اپنی آنکھوں کا ساتھی بنا لے

اَمرُھُم شُوریٰ بخواں اندر صُحُف | یار راباش و مگن از ناز اُف
پاروں میں اَمرُھُم شُوریٰ پڑھ لے | یار کا ہو جا اور ناز سے اُف نہ کر

---

۱ زُبُر۔ [illegible] یعنی کتاب۔ الحق مر۔ [illegible] بات [illegible] لگتی ہے۔ ایں لم۔ آنکھ [illegible] رونے سے دل میں شادابی پیدا ہوتی ہے جس طرح ابر سے باغ میں شادابی آتی ہے۔ سال قحط۔ سورج کی چمک کو سورج کا خندہ قرار دیا ہے جس کو باغ کے جلنے کا سبب [illegible] ہے۔

۲ زامرِ حق [illegible] قرآن [illegible] ہے فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا [illegible] چاہیے کہ [illegible] تھوڑا [illegible] اور زیادہ روئیں۔ سَرِ بریاں [illegible] سری کو آگ [illegible] بھونا جاتا ہے تو کھال سکڑ کر دانت کھل جاتے ہیں۔ روشنی۔ موم آنسو کی طرح گرتا ہے تو شمع روشن رہتی ہے۔ ماں باپ [illegible] بچے کی حفاظت کرتی ہے۔ ذوق۔ یادِ الٰہی میں رونے میں جو لطف ہے وہ ہنسنے میں نہیں ہے۔

۳ [illegible] جہنم کا خوف رلائے تو وہ جنت [illegible] سے زیادہ بہتر ہے۔ خندہا [illegible] ہے۔ ذوق۔ غموں میں لذت اسی طرح چھپی ہوئی ہے جس طرح آبِ حیات تاریکی [illegible]۔ باژ گونہ۔ منزل کو چھپانے کے لئے جوتوں میں الٹے نعل لگائے جاتے ہیں۔ رباط۔ منزل۔ چشمہا۔ جبکہ نشان پوشیدہ ہے تو اپنی آنکھوں کے ساتھ کو جوڑ لے تب نشان منزل کا پتہ چلے گا۔ چشمہا۔ عبرت حاصل کرنے اور نشان کو پہچاننے کے لئے اپنی آنکھوں کے ساتھ شیخ کی آنکھیں شامل کر لے۔ امرہم۔ صحابہ کے لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ باہمی مشورے سے کام کرتے ہیں۔ اف۔ شیخ سے بے نیازی نہ برت۔

یار ۱ باشد راہ را پشت و پناہ / چونکہ نیکو بنگری یارست راہ
یار راستہ کا مددگار ہوتا ہے / جب تو غور کرے گا یار راستہ ہے

چونکہ در یاراں رسی خامش نشیں / اندراں حلقہ مکن خودرا نگیں
جب تو یاروں میں پہنچے چپ بیٹھ جا / اس حلقہ میں اپنے آپ کو نگ نہ بنا

در نمازِ جمعہ بنگر خوش بہوش / جملہ جمع اندو یک اندیش وخموش
جمع کی نماز میں اچھی طرح ہوش سے دیکھ لے / سب جمع ہیں اور ایک خیال کے اور چپ ہیں

رختہارا سوی خاموشی کشاں / چوں نشاں جوئی مکن خود افشاں
سامان کو خاموشی کی جانب کھینچ لے جا / جب کہ تو نشان تلاش کرتا ہے اپنے آپ کو نشان نہ بنا

گفت پیغمبرؐ کہ در بحرِ ہموم / در دلالت داں تو یاراں را نجوم
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ فکروں کے سمندر میں / تو رہنمائی میں یاروں کو ستارے سمجھ

چشم ۲ در ستارگاں نہ رہ بجوی / نطق تشویشِ نظر باشد، مگوی
ستاروں پر آنکھ جمادے، راستہ تلاش کر / بولنا دیکھنے کے لئے پریشان کن ہوتا ہے نہ بول

گر دو حرفِ صدق گوئی اے فلاں / گفتِ تیرہ در تبع گردد رواں
اے فلاں! اگر تو سچائی کے دو حرف بولے گا / مکدر گفت گو پیچھے پیچھے روانہ ہو جائے گی

ایں نخواندی کالکلام اے مستہام / فِی شُجُوْن جرہٗ جرُّالکلام
اے حیران! یہ تو نے نہیں پڑھا کہ گفتگو / مختلف شعبوں میں ہے گفتگو کا کھینچنا اس کو کھینچتا ہے

ہیں ۳ مشو شارع دراں حرفِ رشد / چوں سخن بیشک سخن را می کشد
خبردار! تو اس بھلی بات کو شروع کرنے والا نہ بن / کیونکہ یقیناً بات بات کو کھینچتی ہے

نیست در ضبطت چو بکشادی دہاں / از پے صافی شود تیرہ رواں
جب تو نے منہ کھول دیا! تیرے قابو میں نہیں ہے / صاف کے پیچھے، مکدر روانہ ہو جاتا ہے

آنکہ معصوم رہِ وحیِ خداست / چوں ہمہ صافست بکشاید رواست
جو خدائی وحی کی راہ کا معصوم ہے / جبکہ وہ سب صاف ہے منہ کھولے تو مناسب ہے

زانکہ مَایَنطِق رَسُوْلُ بالھَوی / کے ہوا زاید ز معصوم خدای
کیونکہ کوئی رسول خواہش نفس سے بات نہیں کرتا / خدائی معصوم سے ہوائے نفسانی کب پیدا ہوتی ہے؟

۱ یار۔ شیخ راستہ کا مددگار ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وہ خود راستہ ہے۔ چونکہ۔ بزرگوں کی مجلس میں خودنمائی مناسب نہیں ہے خاموشی سے بیٹھ کر ان سے استفادہ کر۔ صحبت پیراز ذکرو فکر برترست۔ در نماز جمع کی نمازیں سب خاموشی سے خطبہ سنتے ہیں۔ رختہا۔ سالک کو شیخ کی صحبت میں زیادہ خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ گفت۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم نے جس کی اقتداء کی ہدایت یافتہ بنے۔

۲ چشم۔ ستاروں سے ہدایت جبھی حاصل ہوگی کہ خاموشی سے ان پر نظر کروگے۔ بولنا نظر میں خلل انداز ہوتا ہے۔ گر دو حرف۔ عام حالت میں بھی بولنا مفید نہیں ہے انسان دو باتیں صحیح کہتا ہے تو ان کے ساتھ غلط باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ الکلام فی شجون۔ یعنی گفتگو مختلف شعبوں میں واقع ہوتی ہو۔ جرہٗ جرّ الکلام۔ کلام کا دراز کرنا اس کو کھینچ لاتا ہے یعنی جب گفتگو شروع ہو جاتی تو پھر مختلف گوشوں تک پہنچتی ہے۔

۳ ہیں۔ انسان بھلی بات شروع کرتا ہے تو کلام کی درازی اس کو بری بات تک پہنچا دیتی ہے۔ نیست۔ جب ڈاٹ کھول کر بوتل کو الٹا کرو تو صاف کے بعد بوتل کو الٹا کرو تو صاف کے بعد تلچھٹ آتی ہے۔ آنکہ۔ یہ صرف معصوم انبیاء کی شان ہے کہ ان کی زبان سے کوئی غلط نہیں نکلتی ہے۔ ماینطق۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے ہیں وہ وحی ہے جو ان کو بھیجی جاتی ہے۔

خویشتن را ساز منطیقے[1] ز حال تا نگردی ہمچو من سخرہ مقال

اپنے آپ کو حال سے بہت بولنے والا بنالے تا کہ تو میری طرح گفتگو سے مغلوب نہ ہو

سوال کردنِ صوفی از قاضی

صوفی کا قاضی سے سوال کرنا

گفت صوفی چوں ز یک کان ست زر ایں چرا نفع ست واں دیگر ضرر

صوفی نے کہا جبکہ سونا ایک کان کا ہے یہ نفع کیوں ہے اور وہ دوسرا نقصان کیوں ہے؟

چونکہ ایں جملہ ز یک دست آمدست ایں چرا ہشیار واں مست آمدست

جبکہ یہ سب ایک ہی ہاتھ سے ہے یہ ہوشیار اور وہ مست کیوں بنا ہے؟

چوں[2] ز یک دریاست ایں جوہا رواں ایں چرا نوش ست واں زہرِ دہاں

یہ نہریں جب ایک دریا سے رواں ہیں یہ شہد اور وہ منہ کا زہر کیوں ہے؟

چوں ہمہ انوار از شمسِ بقاست صبح صادق صبح کاذب از چہ خاست

جبکہ سب نور آفتاب بقا کے ہیں سچی صبح اور جھوٹی صبح کیوں پیدا ہوئی؟

چوں ز یک سرمہ است ناظر را کحل از چہ آمد راست بینی و حول

جب آنکھ کا سرمہ ایک ہی سرمہ سے ہے صحیح دیکھنا اور بھینگا پن کیسے ہوا؟

چونکہ دار الضرب را سلطاں خداست نقد را چوں ضرب خوب و نارواست

جبکہ ٹکسال کا بادشاہ خدا ہے سکہ پر کھرا ٹھپہ اور کھوٹا ٹھپہ کیوں ہے؟

چوں[3] خدا فرمود رہ را راہِ من ایں خفیر از چیست واں یک راہ زن

جبکہ خدا نے فرمایا راستہ، میرا راستہ ہے یہ راہنما اور راہزن کیوں ہے؟

از یک اشکم چوں رسد حبر و سفیہ چوں یقیں شد کالولد سر ابیہ

ایک ہی پیٹ سے عالم اور جاہل کیوں پیدا ہوئے؟ جبکہ یقینی ہے کہ بیٹا باپ کا راز ہے

وحدتے کہ دید با چندیں ہزار صد ہزاراں جنبش از عینِ قرار

اتنے ہزار کے ہوتے ہوئے وحدت کس نے دیکھی ہے؟ لاکھوں جنبشیں عین قرار سے

جواب گفتنِ آں قاضی صوفی را

قاضی کا اس صوفی کو جواب دینا

کیسے صادر ہوئی ہیں۔ مصدر میں سکون اور صادر میں حرکتیں ہونا بھی سمجھ سے باہر ہے غرضیکہ واحد حقیقی سے اس قدر کثیر اور متضاد چیزوں کا مخلوق ہونا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔

[1] منطیقے زِ حال۔ زبان حال کے ذریعہ بہت بولنے والا۔ تا نگردی۔ مولانا نے اپنے آپکو فروتنی کے اعتبار سے مغلوب مقال کہا ہے۔ سوال پہلے قاضی نے کہا تھا کہ تمام مقدرات پر راضی رہنا چاہیے تو صوفی سوال کرتا ہے کہ ذات خداوندی جبکہ واحد بسیط ہے تو اس سے متضاد چیزوں جفا و وفا سخط و رضا منع و عطا کا صدور کس طرح ہوتا ہے۔ گفت صوفی۔ جبکہ سب کا خالق ایک ہے تو ایک مفید اور مضر کیوں ہے۔ یک دست۔ جبکہ ایک دست قدرت کے پیدا کردہ ہیں تو ایک عقلمند اور ایک مست کیوں ہے۔

[2] چوں ایک دریا کی نہروں کے پانی کا ایک مزا ہوتا ہے لیکن مخلوق کوئی شیریں اور کوئی کڑوی ہے۔ چوں ہمہ۔ جبکہ سب ذات باقی کے نور ہیں تو ایک صبح صادق اور ایک صبح کاذب کیوں ہے۔ یک سرمہ۔ جبکہ سب کی آنکھیں ایک ہی سُرمہ سے سرمگیں ہیں تو پھر راست بینی اور کج بینی کیوں ہے۔ چونکہ۔ جب سب ایک ٹکسال سے ڈھلے ہوئے ہیں تو بعض سکے کھرے بعض کھوٹے کیوں ہیں۔

[3] چوں خدا۔ جبکہ خدا نے دین کے راستہ کو اپنا راستہ فرمایا ہے تو اس میں راہنما اور راہزن کا فرق کیوں ہے۔ از یک اشکم۔ جبکہ سب ایک پیٹ کی پیداوار ہیں اور بیٹے میں باپ کے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں تو پھر اسی ایک پیٹ سے ایک عالم اللہ ایک جاہل کیسے پیدا ہوتا ہے۔ وحدتے۔ خدا کی وحدت اور غیر متغیر اور غیر متضاد ہونے کا تو یقین ہے پھر اس سے اس قدر کثیر متغیر اور متضاد چیزیں

گفت ۱ قاضی صوفیا خیره مشو — یک مثالے در بیانِ ایں شنو

قاضی نے کہا، اے صوفی! تو حیران نہ ہو — اس کے بیان میں ایک مثال سن لے

ایں ببین و حال آں را نیک داں — ورنہ بینی حال رانیکو بخواں

یہ دیکھ لے اور اس کے حال کو خوب جان لے — اگر نہ دیکھے، حال کو خوب پڑھ لے

ہمچنانکہ بیقراری عاشقاں — حاصل آمد از قرارِ دلستاں

جس طرح کہ عاشقوں کی بے قراری — معشوق کے قرار سے پیدا ہوتی ہے

اُو چو کُہ در ناز ثابت آمدہ — عاشقاں چوں برگہا لرزاں شُدہ

وہ پہاڑ کی طرح ناز پر قائم ہے — عاشق پتوں کی طرح لرزتے ہیں

خندۂ اُو گریہ ہا انگیختہ — آبروئیش آبرُوہا ریختہ

اس کے ہنسنے نے رونے پیدا کئے — اس کے چہرے کی رونق نے ابروئیں بہا دیں

ایں ہمہ چون و چگونہ چوں زَبَد — بر سرِ دریائے بیچوں می طپد

یہ سب کیفیات جھاگ کی طرح — بے کیفیت دریا کے اوپر حرکت کرتی ہیں

ضِد ۲ و نِدّش نیست دَر ذات و عمل — زاں بپوشیدند ہستیہا حُلَل

اس کا ضد اور ند ذات اور فعل میں نہیں ہے — اسی لئے موجودات نے لباس پہن لئے ہیں

ضِد ضِد را بُود و ہستی کے دہد — بلکہ زُو بگریزد و بیروں جہد

ضد، ضد کو وجود اور ہستی کب دیتا ہے؟ — بلکہ اس سے بھاگتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

نِد چہ ۳ بُود مِثل مِثلِ نیک و بد — مِثل، مِثلِ خویشتن را کے کُند

ند کیا ہے؟ مثل ہے، نیک اور بد کا مثل — مثل، اپنی مثل کو کب بناتی ہے؟

چونکہ دو مثل آمدند اے متّقی — ایں چہ اولیٰ ترازاں در خالقی

اے پرہیزگار! جبکہ دو چیزیں مثل ہیں — یہ دوسرے سے خالق ہوتے میں بہتر کیوں ہے؟

بر شمارِ برگِ بُستاں ضِدّ و نِد — چوں کفے بر بحرِ بے ندّمت وضِدّ

ضد اور ند باغ کے پتوں کی شمار پر — بے ند اور بے ضد دریا پر جھاگ کی طرح ہیں

بے چگونہ بیں تو بُردومات بحر — چوں چگونہ گنجد اندر ذاتِ بحر

سمندر کی مات اور برد بے کیف سمجھ — کیف، سمندر کی ذات میں کیسے سما سکتا ہے؟

۱ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا ذات غیر متغیر اور غیر متضاد کا متغیر اور متضاد چیزوں کے مبدا بننے سے حیران نہ ہو ایک مثال سن لے اور حال کو سمجھ لے ہمچنانکہ۔ معشوق کا قرار اور سکون عاشقوں کی بیقراری کا مبداء ہے معشوق پہاڑ کی طرح ناز پر جما ہوا ہے اور عاشق پتوں کی طرح لرزتے ہیں معشوق کا مسکرانا عاشقوں کے رونے کا مبدا ہے تو ان باتوں سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ مبدا اور اس کے آثار میں یکسانیت ضروری نہیں ہے۔ ایں ہمہ۔ چون و چگونہ سے کیفیات اور وہ ممکنات جن پر کیفیات طاری ہوتی ہیں مراد ہیں۔ بیچوں۔ ذات باری تعالیٰ جو عوارض سے منزہ ہے۔

۲ ضد وند۔ مبدا اور اثر علت اور معلول مشابہت اور ایک دوسرے کی مثل ہونا تو شرط نہیں ہے البتہ تضاد نہ ہونا چاہیے۔ اب ثابت کرتے ہیں کہ مبدا جو ذات واحد ہے اور اس کے آثار جو ممکنات ہیں ان میں تضاد نہیں ہے اور نہ کوئی اس کی ذات اور افعال میں اس کا مثل ہے۔ زاں۔ چونکہ ذات باری اور ممکنات میں تضاد نہیں ہے اسی لئے ممکنات نے وجود کا لباس پہنا ہے۔ ضد۔ ایک ضد دوسری ضد کو موجود نہیں کر سکتا ہے یعنی اس کی علت نہیں بن سکتا ہے بلکہ اس سے بھاگتا اور گریز کرتا ہے تو دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔

۳ ند۔ ذات باری کا ند اور مثل نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ند مثل کو کہتے ہیں اور ایک ہستی اپنے مثل کو وجود عطا نہیں کر سکتی کیونکہ دونوں یکساں ہیں تو ایک کو خالق اور دوسرے کو مخلوق کہنا بلاوجہ ترجیح ہے جو باطل ہے۔ بر شمار۔ اب پھر سابق مضمون کی طرف رجوع کیا ہے کہ تمام ممکنات جو ایک دوسرے کی ضد اور ند ہے بحر وحدت پر جو بے ضد وند ہے۔ جھاگ طرح نمودار ہے۔ بے چگونہ۔ اس کے تمام افعال ایسے ہیں کہ ان کی کیفیت کی گہرائی تک نہیں پہنچا جاسکتا ہے تو پھر ذات کی کنہ تک کہاں رسائی ہو سکتی ہے۔

کمترین ۱ لُعبتِ اُو جانِ تُست　　ایں چگونہ و چوں جاں کے شُد درست
تیری جان اس کا چھوٹا سا کھلونا ہے　　جان کے لئے چون و چگون کب درست ہیں؟

پس چناں بحرے کہ در ہر قطرہ زاں　　زیں بدن ناشی تر آمد عقل و جاں
ایسا سمندر کہ اس کے ہر قطرے سے　　اس جسم سے زیادہ عقل اور جان پیدا ہوتی ہیں

کے بگنجد در مَضیقِ چند و چوں　　عقلِ کل آنجاست از لَا یَعْلَمُوْن
وہ مقدار اور کیفیت کے تنگ مقام میں کب سما سکتی ہے؟　　وہاں عقل کل بھی ناواقفوں میں سے ہے

عقل گوید مر جَسد را کاے جَماد　　بُویِ بُری ہیچ ازاں بحرِ مَعاد
عقل جسم سے کہتی ہے کہ اسے بے روح　　تو نے اس بحر معاد کا کچھ پتہ پایا؟

جسم گوید من یقیں سایہ تو ام　　یاری از سایہ کہ جُوید جانِ عَم
جسم کہتا ہے میں یقیناً تیرا سایہ ہوں　　اے چچا جان! سایہ سے کون مدد چاہتا ہے؟

عقل گویدکایں نہ آں حیرت سَرا است　　کہ سَزا گستاخ تراز ناسَزا است
عقل کہتی ہے کہ یہ ایسا حیرت کدہ نہیں ہے　　کہ قابل، ناقابل سے زیادہ دلیر ہو

اندریں ۲ جا آفتابِ انورے　　خدمتِ ذرّہ کُند چوں چاکرے
اس جگہ روشن سورج　　خادم کی طرح ذرے کی خدمت کرتا ہے

شیر ایں سُو پیشِ آہو سَر نہد　　باز ایں جا پیشِ تیہو پَر نہد
یہاں شیر، ہرن کے سامنے سر رکھ دیتا ہے　　یہاں باز، تیتر کے سامنے پر بچھاتا ہے

ایں تُرا باور نیاید مُصطفیٰ　　چوں ز مسکیناں ہمی جُوید دُعا
اگر تجھے اسکا یقین نہیں ہے تو مصطفیٰ　　مسکینوں سے دعا کیوں چاہتے ہیں؟

گر ۳ بگوئی از پئے تعلیم بُود　　عینِ تجہیل از چہ رُو تفہیم بُود
اگر تو کہے سکھانے کے لئے تھی　　بعینہ جہالت میں مبتلا کرنا، سمجھانا کیونکر تھا

بلکہ میداند کہ گنجِ بے شمار　　در خرابیہا نہد آں شہر یار
بلکہ وہ جانتے تھے کہ لا تعداد خزانہ　　وہ شاہ ویرانوں میں رکھ دیتا ہے

۳ گر بگوئی۔ آنحضورؐ کی دعا کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ استفادہ کے لئے نہ تھی بلکہ بسا اوقات آنحضورؐ اپنے مقام سے تنزل اختیار کرتے تھے اور تعلیم امت کے لئے اس قسم کا طریقہ اختیار کر لیتے تھے تو مطلب یہ ہوگا کہ آنحضورؐ نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تاکہ امت کو تعلیم دیں کہ اس میں کا اعلیٰ فرد ادنیٰ فرد سے استفادہ کیا کرے۔ اور یہ بات مسلم ہو کہ اعلیٰ ادنیٰ سے استفادہ نہیں کر سکتا تو پھر آنحضورؐ کی یہ تعلیم کہاں ہوئی یہ تو امت کو جہالت میں مبتلا کرنا ہوا۔ بلکہ آنحضورؐ کا دعا کے لئے فرمانا تعلیم کے لئے نہ تھا بلکہ آنحضورؐ جانتے تھے کہ خزانے ویرانے میں ہوتے ہیں۔ اور حضرت حق تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے بسا اوقات ان لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جو بہ ظاہر معمولی انسان نظر آتے ہیں۔

۱ کمترین۔ روح اس کی معمولی مخلوق ہے اس کی حقیقت اور کنہ تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ پس چناں۔ وہ ذات باری جو لاتعداد عقلوں اور جان کی علت ہے اس کی حقیقت تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے وہ کسی طرح بھی کیفیات کی قید میں مقید نہیں ہو سکتی۔ اس کی حقیقت کے بارے میں عقلِ کامل بھی ناواقف ہے۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ کہ اے خدا میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خدا اپنے نفس کی تعریف کی ہے۔ عقل گوید۔ جب عقل کامل کا یہ حال ہے تو عام عقلیں لامحالہ اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ جماد۔ جسم بغیر روح کے بے جان ہے۔ بحر معاد۔ ذاتِ باری تعالیٰ۔ سایہ۔ یعنی تابع۔ عقل گوید۔ جسم کا جواب سن کر عقل کہتی ہے کہ ذات باری کی حقیقت کے ادراک کے معاملہ ایسا ہے کہ اس میں قابل ادراک اور ناقابل اور ادراک یکساں ہیں۔

۲ اندریں جا۔ عقل نے چونکہ جسم ناقابل ادراک سے ذات باری کی کنہ معلوم کرنی چاہی تھی اور اس نے جواب دیا تھا کہ جب تجھے ہی معلوم نہیں تو تیرا مجھ سے سوال کرنا کیا مناسب ہے تو عقل کہتی ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ یہاں اعلیٰ ادنیٰ سے استفادہ کرتا ہے سورج ذرے کی خدمت گاری کرتا ہے شیر ہرن سے عاجز ہے باز تیتر کے مقابلہ میں عاجز ہے۔ ایں تُرا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضورؐ صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کر لینا۔

بَد ۱ گمانی نعلِ معکوسِ وَیست — گرچہ ہر جزویش جاسوسِ وَیست

بدگمانی ' اس کا الٹا نعل ہے — اگرچہ اس کا ہر جز اس کا جاسوس ہے

بل حقیقت در حقیقت غرقہ شُد — زیں سبب ہفتاد بل صد فرقہ شُد

بلکہ در حقیقت ' حقیقت غائب ہو گئی — اس لئے ستر بلکہ سو فرقے ہو گئے

با تو قُل مَاشِئتَ خواہم گفت ہاں — صُوفیا خوش پہن بکشا گوشِ جاں

میں تجھ سے ایک نکتہ کہوں گا خبردار! — اے صوفی! جان کے کان کو خوب کھول لے

مر ترا ہر زخم کاید ز اسماں — مُنتظر می باش خلعت بعد ازاں

تجھے جو تکلیف آسمان سے پہنچے — اس کے بعد تو خلعت کا منتظر رہ

آں قفا دیدی صَفا را ہم ببیں — گردِ ۲ راں با گردن آمد اے امیں

تو نے وہ طمانچہ تو دیکھا' خلوص بھی دیکھ لے — اے امین! ران کا گوشت گردن کے ساتھ ہے

کونہ آں شاہ ست کس سَیلی زند — کہ نہ تاج و تخت بخشد مُستنَد

کیونکہ وہ ایسا شاہ نہیں ہے کہ تیرے طمانچہ مارے — اور سہارے کا تخت اور تاج نہ بخشے

جُملہ دنیا را پَرِ پشّہ بَہا — سَیلیئے را رشوتِ بے مُنتہا

تمام دنیا کی قیمت مچھر کا پر ہے — ایک طمانچہ کا عطیہ لاتعداد ہے

گردنت زیں طوق زرینِ جہاں — چست دَر دزد حق سَیلی ستاں

تو اپنی گردن دنیا کے اس زریں طوق سے — جلد نکال لے' اور اللہ کا طمانچہ لے لے

آں ۳ قفاہا کانبیا بردا شتند — زاں بلا سَر ہائے خود افراشتند

وہ طمانچے جو انبیاء نے برداشت کئے ہیں — اس بلا سے اپنے سروں کو بلند کیا ہے

لیک حاضر باش دَر خود اے فتیٰ — تا بخانہ اُو بیابد مَر تُرا

لیکن اے جوان! تو اپنے اندر موجود رہا کر — تاکہ وہ تجھے گھر میں پا لے

وَرنہ خلعت را بَرد اُو باز پس — کہ نیا بیدم بخانہ ہیچ کس

ورنہ وہ خلعت کو لوٹا لے جائے گا — کہ میں نے گھر میں کسی کو نہ پایا

۳ آں قفاہا۔ انبیاء نے جو تکالیف برداشت کی ہیں وہ ان کی سرفرازی کا سبب بنی ہیں۔ لیک۔ سزا کے عوض میں عطا کی شرط یہ ہے کہ حضور مع الحق ہو یعنی اللہ کی جانب رضا اور محبت کے ساتھ قلب کے ذریعہ رجوع ہو۔ تا بخانہ۔ وہ تیرے دل پر فیضان کرے گا۔ ورنہ۔ اگر حضور قلب نہ ہوگا تو خلعت واپس ہو جائے گی کیونکہ گھر میں کوئی نہ تھا جس کے سپرد کر دی جاتی۔

۱ بدگمانی۔ (شعر)

خاک سا این جہان را بحقارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مساکین اور بظاہر حقیر انسانوں کے ساتھ بدگمانی الٹا نعل ہے۔ جس سے انسان غلط راہ اختیار کر لیتا ہے اگرچہ عقلمند انسان کی نظر میں اس کا جز جز جاسوس اور مخبر بنا ہوا ہے۔ جو اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ بل۔ گمراہوں کے لئے یہ معکوس نعل صرف الٹا نشان ہی نہیں ہے بلکہ ان کی نگاہوں سے حقیقت بالکل چھپ گئی ہے اسی لئے ان کے ستر بلکہ فرقے بن گئے ہیں۔ با تو۔ قاضی کے اصل جواب کی طرف عود ہے کہ راضی بالقضاء رہنا چاہیے۔ قل ماش۔ قل ماشئت کا مخفف ہے اس کے معنی بکواس اور گھر کے سامان کے ہیں یہاں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی میں تجھ سے ایک اندر کی بات کہتا ہوں غور سے سن لے کہ اللہ کی جانب سے ہر سزا کے ساتھ عطا بھی ہے۔ آں قفا۔ تو نے وہ طمانچہ تو دیکھ لیا اس سے جو باطن کی صفائی ہوئی وہ بھی دیکھ لے۔

۲ گرداں۔ جب قصائی ران کاٹ کاٹ کر دیتا ہے اور اس میں ہڈی کم اور گوشت زیادہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ گردن کا حصہ بھی دیتا ہے جس میں ہڈی زیادہ ہوتی ہے اب اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر اچھائی برائی کے ساتھ ہے خدا کی ذات سے یہ توقع نہیں کہ وہ صرف سزا دے اور اس کے ساتھ عطاء ہو۔ جملہ دنیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی سے دنیا کی کوئی چیز چھینتا ہے تو اس کی حقیقت مچھر کے پر سے زیادہ نہیں ہے اس کے بدلے میں لاتعداد نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ طوق زریں۔ یعنی دنیا کی نعمتیں۔

باز سُوال کردنِ آں صُوفی ازاں قاضی

پھر اس صوفی کا اس قاضی سے سوال کرنا

گفت صوفی کہ چہ بودے کایں جہاں　　ابروی رحمت گشادے جاوداں

صوفی نے کہا کیا ہو جاتا کہ یہ عالم　　ہمیشہ رحمت کی ابرو کو کشادہ رکھتا

ہر دمے شورے نیاوردے بہ پیش　　بر نیا وردے زتلونہاش نیش

ہر لمحہ شور سامنے نہ لاتا　　اپنی تیرنگیوں سے ڈنک نہ نکالتا

شب نہ دُز دیدے چراغِ روز را　　دَے نبودے باغِ عیش اندوز را

رات دن کے چراغ کو نہ چرائی　　عیش والے باغ کے لئے خزاں نہ ہوتی

جامِ صحت را نبودے سنگ تب　　ایمنی را خوف ناوردے کرب

صحت کے جام کے لئے بخار کا پتھر نہ ہوتا　　اطمینان کو مصیبت نہ ڈراتی

خود چہ کم گشتے زجود و رحمتش　　گر نبودے خرخشہ در نعمتش

اس کی سخاوت اور رحمت میں خود کیا کمی آ جاتی　　اگر اس کی نعمت میں خرخشہ نہ ہوتا

حال بودے خوب و خوش بر جملگاں　　تیرہ کم بودے روانِ انس و جاں

سب کی حالت اچھی اور بہتر ہوتی　　انسانوں اور جنوں کی روح مکدر نہ ہوتی

جاوداں بودے حضور و ذوقِ خوش　　دائما در جاں بُدے ہم شوقِ خوش

حضور اور عمدہ ذوق ہمیشہ ہوتا　　روح میں بھی ہمیشہ بہترین شوق ہوتا

جواب ۳ قاضیِ سوالِ صُوفی را و قصہ تُرک و درزی را مثل آوردن

صوفی کے سوال پر قاضی کا جواب دینا اور ترک اور چور کے قصہ کی مثال دینا

گفت قاضی بس تہی رُو صوفیی　　خالی از فطنت چو کاف کوفیی

قاضی نے کہا، تو بہت خشک دماغ صوفی ہے　　تو کوفی کے کاف کی طرح سمجھ سے خالی ہے

تو نہ بشنیدی کہ آں پُر قند لب　　غدر زخیا طاں ہمی گفتے بشب

تو نے نہیں سنا کہ وہ شیریں لب　　رات کو درزیوں کی غداری بیان کر رہا تھا

خلق را در دُزدیِ آں طائفہ　　می نمود افسانہائے سالفہ

لوگوں کو اس گروہ کی چوری کے بارے میں　　پہلے قصے سنا رہا تھا

قصۂ پارۂ رُبائی در بُریں　　می حکایت کرد اُو با آن و ایں

تراشتے میں ٹکڑا چرا لینے کا قصہ　　اس اور اس سے بیان کر رہا تھا

---

۱ گفت صوفی۔ صوفی نے کہا کہ یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ دو متضاد چیزوں کا ایک مبداء سے صدور ہو سکتا ہے لیکن یہ بات باقی ہے کہ متضاد چیزوں کے صدور میں کیا حکمت ہے اگر رحمت ہی زحمت ہوتی اور زحمت نہ ہوتی تو کیا مضائقہ تھا۔ شب۔ دن ہی دن ہوتا رات نہ ہوتی۔ موسم بہار ہوتا خزاں نہ ہوتی۔ جامِ صحت۔ صرف صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی۔ خرخشہ۔ بے موقع جھگڑا۔

۲ حال۔ اگر صرف رحمت ہوتی تو سب خوش رہتے کسی کی طبیعت میں تکدر نہ پیدا ہوتا۔ جاوداں۔ (شعر)
پراگندہ روزی پراگندہ دل
خداوند روزی بحق مشتغل

۳ جواب۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر محض عیش و عشرت ہوتا تو اس سے بہت سی دینی مضرتیں پیدا ہو جاتیں اسی مناسبت سے ترک اور درزی کا قصہ سنایا ہے کہ ترک نے مسرت میں پڑ کر اپنا کپڑا گنواں دیا۔ کاف کوفی کاف نقطہ سے خالی ہے۔ تو نہ۔ ایک شیریں سخن، درزیوں کی چوری کے قصے سنا رہا تھا۔ طائفہ۔ گروہ۔ سالفہ۔ گزشتہ۔ بُریں۔ کٹائی۔

در سَمَر ۱ می خواند درزی نامۂ گردِ اُو جمع آمدہ ہنگامۂ
فسانہ گوئی میں درزی نامہ پڑھ رہا تھا مجمع اس کے چاروں طرف جمع تھا

تفسیر قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے واعظوں کی زبان سے

لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ھِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْن

سننے والوں کی ہمت کی بقدر تلقین کرتا ہے

مستمع چوں یافت جاذِب آں قود جُملہ اجزایش حکایت گشتہ بُود
جبکہ اس آتش بیان نے سننے والے کی قبول کرنے والا پایا اس کے سارے اجزاء حکایت بن گئے تھے

جذبِ سمع ست ار کسے را خوش لبی ست گرمی وجدِ مُعلّم از صبی ست
اگر کسی میں خوش بیانی ہے تو سننے کی کشش ہے استاد کی سر، گرمی اور کوشش بچہ کی وجہ سے ہے

چنگیے را کو نوازد بست و چار چوں نیابد گوش گردو چنگ وار
وہ سارنگی بجانے والا جو چوبیں راگ گاتا ہے جب کان نہیں پاتا سارنگی کی طرح ہو جاتا ہے

نے ۲ حرارہ یادش آید نے غزل نے دہ انگشتش بجُنبد در عمل
نہ اس کو ترانہ یاد آتا ہے نہ غزل نہ عمل میں اس کی دس انگلیاں ہلتی ہیں

گر نبُودے گوشہائے غیب گیر وحی ناوردے زگردوں یک بشیر
اگر غیب کو قبول کرنے والے کان نہ ہوتے ایک بشارت دینے والا بھی وحی نہ لاتا

در نبُودے دیدہائے صُنع بیں نے فلک گشتے نہ خندیدے زمیں
اگر کاریگری کو دیکھنے والی آنکھیں نہ ہوتیں نہ آسمان گردش کرتا، نہ زمین مسکراتی

آں دمِ لَوْلَاکَ ۳ ایں باشد کہ کار از برائے چشم تیز ست و نزار
لولاک کا مضمون یہی ہے کہ تخلیق باریک اور تیز آنکھوں کے لئے ہے

عامہ را از عشقِ ہمخوابہ و طبق کے بُود پروائے عشقِ صُنعِ حق
عوام کو ہم بستر اور دسترخوان سے عشق کی وجہ سے اللہ کی کاریگری کی پروا کب ہوتی ہے؟

اب تُتماجی نریزی در تغار تا سگے چندے نباشد طعمہ خوار
تو اس کا پانی تغار میں نہ ڈالے گا جب تک کہ چند کتے خوراک کھانے والے نہ ہوں گے

رو سگِ کہف خداوندیش باش تا رہاند زیں تغارت اصطفاش
جا، اس کی خداوندی کے غار کا کتا بن جا تاکہ اس کی برگزیدگی تجھے اس تغار سے چھڑا دے

---

۱ سَمَر۔ قصہ گوئی۔ تفسیر۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس قدر سننے والے کی صلاحیت ہوتی ہے اسی قدر اس کو وعظ کے بیان سے وہ نائی کا حصہ ملتا ہو۔ مستمع۔ سننے والے شوقین ہوتے ہیں تو واعظ بھی دل جمعی سے وعظ کہتا ہے۔ قود۔ یعنی قصہ سنانے والا۔ جذب سمع۔ اگر کسی واعظ کی خوش بیانی دیکھو تو سمجھ لو کہ سننے والوں کی کشش ہے، بچہ ذہین ہوتا ہے تو استاد محنت سے پڑھاتا ہے۔ چنگیے۔ اگر سننے والے ماہر اور شائق نہیں ہوتے ہیں تو سارنگی نواز کا دل بجھ جاتا ہے۔

۲ نے حرارہ۔ سارنگی نواز نہ چند ملی جلی آوازیں یاد آتی ہیں۔ نہ غزل نہ اس کی انگلیاں کام کرتی ہیں۔ گر نبُودے۔ اگر انبیاء میں وحی سننے کی استعداد نہ ہوتی تو جبرئیل وحی لے کر نہ آتے۔ ور نبودے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صنعت کو دیکھنے والے نہ ہوتے تو نہ آسمان پیدا ہوتا نہ زمین پیداوار دیتی۔

۳ لولاک۔ آنحضورؐ کے بارے میں لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ کا مطلب یہی ہے کہ چونکہ آپ کامل صاحب نظر ہیں اس لئے آسمان پیدا کئے گئے ہیں محدثین نے اس حدیث کو بے اصل قرار دیا ہے۔ عامہ۔ عوام معشوق و دسترخوان کے شیدائی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں غور کرنے کی توفیق کہاں ہے۔ تتماج۔ ایک قسم کا آش ہے۔ طعمہ۔ لقمہ۔

دعویٰ کردن و گرو بستنِ تُرک کہ درزی از مَن چیزے نتواند بُرد
ایک ترک کا دعویٰ کرنا اور بازی لگانا کہ کوئی درزی میری کوئی چیز نہیں چرا سکتا

چونکہ دُز دیہائے بیرحمانہ گفت　　کہ کنُند آں درزیاں اندر نہفت
جب اس نے ظالمانہ چوریاں بیان کیں　　جو درزی چپکے سے کرتے ہیں

اندراں ہنگامہ تُرکے از خطَا　　سخت تیرہ شُد ز کشف آں غطا
اس مجمع میں خطا کار رہنے والا ایک ترک　　اس پردے کے کھلنے سے سخت مکدر ہو گیا

شَب چو روزِ رُستخیز آں رازہا　　کشف می کرد از پے اہلِ نہی
رات کے وقت قیامت کے دن کی طرح رازوں کو　　وہ عقلمندوں کے لئے کھول رہا تھا

ہر کجُا آئی تو در کنجِ فراز　　بینی آنجا دو عدو در کشف راز
تو جہاں کہیں بھی کسی گوشہ میں پہنچے گا　　راز کھولنے میں دو دشمنوں کو دیکھے گا

آں زباں را محشرِ مذکور داں　　واں گلوئے راز گو را صُور داں
زبان کو تو مذکور محشر سمجھ　　اور راز کہنے والے گلے کو صور سمجھ

کہ۲ خدا اسبابِ خشمی ساختست　　واں فضائح را بکُوی انداختست
کیونکہ خدا نے غصہ کے اسباب پیدا فرمائے ہیں　　اور رسوائیوں کو کوچہ میں ڈال دیا ہے

بس کہ غدرِ درزیاں را ذکر کرد　　حَیف آمد تُرک را و خشم و دَرد
اس نے درزیوں کی بہت سی غداریوں کا ذکر کیا　　ترک کو افسوس اور غصہ اور درد ہوا

نشان جُستنِ تُرک خانۂ درزی را
ترک کا درزی کے گھر کا پتہ معلوم کرنا

گفت اے قصّاص در شہرِ شما　　کیست اُستاتر دریں مکر و دَغا
اس نے کہا اے قصہ گو! تمہارے شہر میں　　اس مکر اور دغا میں سب سے زیادہ استاد کون ہے؟

گفت۳ پیلیست نامش پورِ شُش　　اندریں دُزدی و چُستی خلق کُش
اس نے کہا ایک درزی ہے، اس کا نام پورشش ہے　　اس چوری اور چالاکی میں لوگوں کو ذبح کرنے والا ہے

گفت من ضامن کہ باصد اضطراب　　اُو نیارد بُرد پیشم رشتہ تاب
اس نے کہا کہ میں ضامن ہوں سیکڑوں ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود　　وہ میرے سامنے ایک بٹا ہوا دھاگا نہیں لے جاسکتا

پَس بگفتندش کہ از تو چست تر　　ماتِ اُو گشتند در دعویٰ مپر
لوگوں نے اس سے کہا کہ تجھ سے زیادہ چالاک　　اس سے مات کھا گئے ہیں، دعوے میں پرواز نہ کر

---

۱ دعوی۔ ترک نے دعویٰ کیا کہ وہ درزی میرا کپڑا کبھی نہ چرا سکے گا۔ اندراں۔ اس مجمع میں خطا کا رہنے والا ایک ترک تھا جو درزیوں کی چوری کے قصے سن کر برہم ہوگیا۔ اہل نہی۔ عقلمند لوگ۔ ہر کجا۔ رازوں کے فاش ہونے کا سبب ایک زبان ہے اور ایک راز کہنے والا گلا ہی ہے۔

۲ کہ خدا۔ راز فاش کرنے کا سبب عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اور راز فاش ہونے سے رسوائی ہوتی ہے۔ بس۔ جب اس نے درزیوں کی چوریوں کا ذکر کیا تو ترک کو بہت افسوس اور دکھ ہوا۔ قصاص۔ قصہ گو۔ آستاتر۔ زیادہ استاد

۳ گفت۔ قصہ گو نے کہا سب سے زیادہ اس چالاک درزی کو پورشش کہتے ہیں۔ گفت۔ ترک نے کہا کہ وہ باوجود اپنی حرکتوں کے میرے سامنے بٹا ہوا ایک دھاگا بھی نہیں چرا سکے گا۔ پس۔ لوگوں نے ترک سے کہا کہ تجھ سے زیادہ ہوشیاروں کو وہ دھوکا دے چکا ہے۔

تو ا بعقلِ خود چنیں غرّہ مباش　　کہ شوی یا وہ تو در تزویر ہاش
تو اپنی عقل پر ایسا مغرور نہ ہو　　کیونکہ اس کی چالاکیوں میں تو گم ہو جائے گا

گرم تر شد تُرک و بست آنجا گرو　　کہ نیارد بُرد نے کُہنہ نہ نو
ترک اور گرما گیا اور وہاں بازی لگائی　　کہ وہ نہیں لے جا سکتا نہ پرانا نہ نیا

مُطمعانش گرم تر کردند زُود　　اُوگرو بست و دہاں را بر کشُود
بھڑکانے والوں نے اس کو فوراً بھڑکا دیا　　اس نے شرط لگائی اور بولا

کہ گرو ایں مَرکبِ تازیِ مَن　　بدہم ار دُزدد قماشم را بفَن
کہ میرا یہ عربی گھوڑا گروی ہے　　اگر فریب سے اس نے میرا کپڑا چرالیا، دیدوں گا

وَر نتاند بُرد اسپے از شُما　　واستانم بہرِ رہنِ مُبتدا
اور اگر وہ نہ اڑا سکا تم سے ایک گھوڑا　　ابتدائی رہن کے مقابلہ میں لے لوں گا

تُرک را آں شب نبُرد از غصّہ خواب　　باخیالِ دُزد می کرد اُو حراب
ترک کو غصہ سے اس رات نیند نہ آئی　　وہ چور کے خیال سے لڑائی لڑتا رہا

بامداداں اطلسے زَد در بغَل　　شُد ببازار و دُکانِ آں دغل
صبح کو اطلس بغل میں دبائی　　اس مکار کے بازار اور دکان پر پہنچا

پَس ۲ سلامش کرد گرم و اُوستاد　　جَست از جا لَب بپُرسش بر گشاد
اس نے اس کو گرمجوشی سے سلام کیا اور استاد　　جگہ سے اٹھا، اس کی مزاج پرسی کے لئے لب کشائی کی

گرم پُرسیدش ز حد ترک بیش　　تا فگند اندر دلِ اُو مہرِ خویش
اس نے ترک کی اس کے مرتبہ سے زیادہ گرمجوشی سے پرسش کی　　حتیٰ کہ اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دی

چوں شنید از وے نوائے بُلبلے　　پیش افگند اطلسِ اِسطنبلے
اس نے جب اس سے بلبل کا نغمہ سنا　　استنبولی اطلس اس کے سامنے ڈال دی

کہ ۳ بُبراین راقبائے روزِ جنگ　　زیرِ دامن واسع و بالاش تنگ
کہ اس کی جنگ کے دن کی قبا تراش دے　　نیچے کا دامن وسیع ہو اور اس کا اوپر کا حصہ تنگ ہو

تنگ بالا بہرِ جسم آرائے را　　زیرِ واسع تانگیرد پائے را
اوپر کا تنگ حصہ، جسم کی آرائش کے لئے　　نیچے کا وسیع تاکہ پاؤں نہ الجھے

گفت صد خدمت کُنم اے زودِداد　　دَر قبولش دست بر سینہ نہاد
اس نے کہا اے دوست! میں سو خدمتیں بجالاؤں گا　　اس کے قبول کرنے میں سینہ پر ہاتھ رکھا

---

۱ تُو بعقلِ خود۔ تو اپنی عقل پر گھمنڈ نہ کر اس کی مکاریوں میں تو گم ہو جائے گا۔ گرم تر۔ لوگوں کی ان باتوں سے ترک اور گرما گیا اور اس نے بازی لگائی۔ کہ اگر وہ میرا کپڑا لے گا تو اپنی عربی گھوڑا ہار جاوے گا۔ ور نتاند۔ اور اگر وہ نہ چرا سکے گا تو تم سے ایک گھوڑا لوں گا۔ ترک۔ اس رات کو ترک غصہ سے نہ سو سکا اور ساری رات اس کی چوری کے داؤں پیچ اور اس کے توڑ کو سوچتا رہا۔ دغل۔ کمینۂ مکار۔

۲ پس۔ ترک اطلس لے کر درزی کی دکان پر پہنچا تو درزی اپنی جگہ سے اٹھا اس کو سلام کیا اور اس کی مزاج پرسی شروع کر دی۔ گرم۔ جس قدر ترک کی مزاج پرسی کرنی تھی اس سے بہت زیادہ مزاج پرسی کی جس سے ترک کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی۔ اِسطنبل۔ استنبول استنبولی۔ اطلس مشہور تھا۔

۳ کہ ببر۔ ترک نے درزی سے کہا اس اطلس کی قبا سی دے اوپر سے چست ہو اور دامن فراخ ہوں۔ تنگ اوپر کا حصہ تنگ ہو گا تو سینہ اور ڈنڈ حسین معلوم ہوں گے، دامن وسیع ہوں گے تو پاؤں نہ الجھیں گے۔ زود داد۔ دوست۔ در قبولش۔ سینہ پر ہاتھ رکھنا بات تسلیم کرنے کا اشارہ ہے۔

پس بہ پیمود و بدید اُو رُومیِ کار ‌ ‌ ‌ بَعدازاں بکُشاد لب را دَر فُشار ۱

پھر ناپا اور کام کا اندازہ کیا ‌ ‌ ‌ اس کے بعد بکواس کے لئے اس نے ہونٹ کھول دیا

از حکایتہائے میدانِ وگر ‌ ‌ ‌ وزکر مہاے و عطایِ آں نفر

دوسرے سرداروں کی حکایتوں کا ‌ ‌ ‌ اور اس جماعت کے کرم اور عطا کا

وز بخیلان وز تخسیراتِ شاں ‌ ‌ ‌ از برایِ خندہ داد اُوہم نشاں

اور بخیلوں اور ان کے گھٹانے کا ‌ ‌ ‌ ہنسانے کے لئے اس نے پتہ بھی بتایا

ہمچو آتش کرد مِقراضے بُروں ‌ ‌ ‌ می بُرید و لب بر افسانہ و فسوں

آگ جیسی ایک قینچی نکالی ‌ ‌ ‌ کاٹ رہا تھا اور قصہ اور منتر ہونٹ پر تھا

مُضاحک گفتنِ دَرزی تُرک را و از قوّتِ خندہ بَستہ شُدنِ

مزی کا ترک سے ہنسی کی باتیں کرنا اور ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے دو چھوٹی آنکھوں کا

دو چشمِ تنگ و فرصت یافتنِ درزی دَرِ دُزدی

بند ہو جانا اور درزی کا چوری کا موقع پانا

یک مُضاحِک ۲ جُست گفت آں اُوستاد ‌ ‌ ‌ تُرکِ مَست از خندہ شُد سُست وفتاد

اس استاد نے ایک ہنسی کی بات فوراً کہی ‌ ‌ ‌ مست ترک ہنسی سے ست ہو گیا اور گر پڑا

تُرک خندیدن گرفت از داستاں ‌ ‌ ‌ چشمِ تنگش گشت بَستہ آں زماں

قصہ سے، ترک نے ہنسنا شروع کردیا ‌ ‌ ‌ اس وقت اس کی تنگ آنکھ بند ہو گئی

پارۂ دُزدید و کردش زیرِ راں ‌ ‌ ‌ غیرِ حق از جُملۂ اَحیا نہاں

اس نے ایک ٹکڑا چرایا، اس کو ران کے نیچے کرلیا ‌ ‌ ‌ خدا کے علاوہ، سب زندوں سے پوشیدہ

حق ۳ ہمی دید آں ولے ستّارخوست ‌ ‌ ‌ لیک چوں از حد بری غمّاز اُوست

اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا تھا لیکن پردہ پوشی کی عادت والا ہے ‌ ‌ ‌ لیکن جب تو حد سے گزرے، وہ غمّاز ہے

تُرک را از لذتِ افسانہ اَش ‌ ‌ ‌ رفت از دل دعویِ پیشانہ اَش

اس کے قصہ کی لذت سے ترک کے ‌ ‌ ‌ دل سے اس کا پہلا دعویٰ جاتا رہا

اطلسے چہ دعویِ چہ رہن چہ ‌ ‌ ‌ تُرک تر مست ست در لاغ اے اَچہ

کیسی اطلس، کیسا دعویٰ، کیسا رہن؟ ‌ ‌ ‌ اے بھائی! ترک، مذاق میں مست ہے

لابہ کردش تُرک کز بہرِ خدا ‌ ‌ ‌ لاغِ می گوگاں مراشد مُغتذیٰ

ترک نے اس کی خوشامد کی کہ خدا کے لئے ‌ ‌ ‌ مذاق کی بات سنا کیونکہ وہ میری غذا بن گئی ہے

---

۱ فُشار۔ بیہودہ کلام۔ از حکایتہای۔ اس درزی نے اس ترک کو دوسرے سرداروں کی عطا اور بخشش کے قصے سنائے اور بخیلوں کے قصے بھی سنائے۔ مقراض۔ درزی نے تیز قینچی نکالی اور قصے سناتا رہا۔ مضاحک۔ مضحکہ کی جمع ہے ہنسنے کی باتیں مولانا نے اس کو مفرد کے معنی میں بولا ہے۔ دو چشم تنگ۔ ترکوں کی آنکھیں فراخ نہیں ہوتی ہیں۔

۲ یک مُضاحک۔ درزی نے ہنسی کی ایک بات شروع کی جس سے وہ ترک ہنستے ہنستے ست پڑ گیا اور گر گیا اور ہنسی میں اس کی دونوں چھوٹی چھوٹی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پارہ۔ درزی نے موقع پا کر اطلس کا ایک ٹکڑا ران کے نیچے چھپالیا جو سب سے پوشیدہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھ رہا تھا۔

۳ حق۔ خدا کی صفت ستاری ہے وہ پردہ پوشی کرتا ہے لیکن جب معاملہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو راز فاش کر دیتا ہے۔ ترک۔ ترک درزی کی باتوں سے ایسا خوش ہوا کہ اپنے دعوے کو بھی بھلا بیٹھا۔ اطلسے۔ اب اس کو نہ اطلس کی پروا تھی نہ دعوے کی نہ اس گھوڑے کی جو اس نے گروی رکھا تھا۔ اَچہ۔ ترکی لفظ ہے بمعنی برادر۔ لابہ۔ خوشامد

گفت ۱ لاغِ خندہ انگیز آں دغا — کہ فتاد از قہقہہ اُو بر قفا
اس مکار نے ہنسانے والی ایسی بات کہی — کہ قہقہہ کی وجہ سے وہ چت گر گیا

پارۂ اطلس سُبک بر نیفہ زَد — تُرکِ غافل خوش مضاحک می مَزد
اس نے جلدی سے اطلس کا ٹکڑا نیفہ میں لگا دیا — غافل ترک ہنسانے والی بات چوس رہا تھا

ہمچنیں بارِ سوم تُرکِ خطَا — گفت لاغے گوئے از بہرِ خدا
اسی طرح خطا کے ترک نے تیسری بار — کہا، خدا کے لئے مذاق کی بات سنا

گفت لاغے خندہ میں تر زاں دوبار — کرد اُو ایں تُرک را کلّی شکار
اس نے دو بار سے زیادہ ہنسی لانے والی بات سنائی — اس نے اس ترک کو پورا شکار کر لیا

چشم بستہ عقل جستہ مُولہہ — مَست، تُرکِ مُدّعی از قہقہہ
آنکھ بند، عقل روانہ شدہ، فریفتہ — مدعی ترک، قہقہے سے مست تھا

پس ۲ سوم بار از قبا دُزدید شاخ — کہ ز خندش یافت میدانِ فراخ
پھر تیسری بار اس نے قبا میں سے ٹکڑا چرایا — کہ اس کو اس کی ہنسی کی وجہ سے وسیع میدان ملا

چوں چہارم بار آں تُرکِ خطا — لاغ زاں اُستا ہمی کرد اقتضاء
جب اس خطا کے ترک نے چوتھی بار — اس استاد سے مذاق کی بات کا تقاضہ کیا

رحم آمد بروے آں اُوستاد را — کرد در باقی فنِ بیداد را
اس استاد کو اس پر رحم آ گیا — ظلم کے فن کو باقی لوگوں کے لئے رکھ چھوڑا

گفت مُولَع ۳ گشتہ ایں مفتوں دریں — بیخبر کیں چہ خسارست و غَبیں
کہا یہ پاگل اس پر فریفتہ ہو رہا ہے — اس سے بے خبر کہ یہ کیا خسارا اور نقصان ہے؟

بوسہ افشاں کرد بر اُستاد اُو — کہ بمن بہرِ خدا افسانہ گو
اس نے استاد پر بوسہ نثار کیا — کہ خدا کے لئے مجھ سے افسانہ کہہ

اے فسانہ گشتہ و محو از وجود — چند افسانہ بخواہی آزمود
اے شخص تو افسانہ بن گیا اور اپنے وجود سے بے خبر ہے — فسانے کو کہاں تک آزمائے گا؟

خندہ میں ترا تو ہیچ افسانہ نیست — بر لبِ گورِ خرابِ خویش ایست
تجھ سے زیادہ ہنسانے والا کوئی افسانہ نہیں ہے — اپنی برباد قبر کے کنارے کھڑا ہو جا

خطاب باہر نفسے کہ بمثلِ ایں بلا مُبتلا ست

اس نفس کو خطاب جو اس جیسی بلا میں پھنسا ہے

۱ گفت۔ مزی نے پرکوئی ہنسی کا قصہ سنایا جس سے ترک چت لیٹ گیا۔ پارہ۔ اب چونکہ ترک بالکل غافل تھا مزی کو موقع ملا اس نے اطلس کا ٹکڑا ران کے نیچے سے نکال کر نیفے میں اڑس لیا۔ ہمچنیں۔ ترک نے تیسری بار پھر فرمایش کی۔ کرد اُو۔ اب مزی نے ایک اور ٹکڑا بھی چرا لیا۔ از قہقہہ۔ قہقہے مارنے سے ترک کی آنکھیں بند تھیں عقل بھاگ چکی تھی اور وہ قصہ پر فریفتہ تھا۔

۲ پس۔ اب تیسری بار۔ شاخ۔ یعنی اطلس کا ٹکڑا۔ فراخ۔ وسیع چون چہارم۔ چوتھی بار پھر ترک نے فرمایش کی۔ اقتضاء۔ تقاضہ کرنا۔ رحم۔ اب مزی کو اس ترک پر رحم آیا اور اس نے اپنے فن کو دوسرے لوگوں یا دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھا۔

۳ مُولع۔ فریفتہ۔ مَفتُوں پاگل۔ غبیں۔ ٹوٹا۔ بوسہ۔ اس ترک نے اس مزی کا خوشامد میں بوسہ بھی لیا۔ اے فسانہ۔ انسان کا وجود شکر وہ محض افسانہ رہ جاتا ہے۔ خندہ میں ترا۔ اے انسان تجھ سے زیادہ ہنسی کا کوئی افسانہ نہیں ہے تو قبر کے کنارے جا کر اپنا انجام سوچ۔

اے فرورفتہ بقبرِ جہل وشک — چند جوئی لاغ[۱] و دستانِ فلک

اے نادانی اور شک کی قبر میں اترے ہوئے — فلک کا مکر اور مذاق کہاں تک طلب کرے گا؟

تا بکے نوشی تو عشوہ ایں جہاں — کہ نہ عقلت ماند برقانوں نہ جاں

تو کب تک اسی دنیا کا فریب کھائے گا؟ — کہ نہ تیری عقل قاعدے میں رہی نہ روح

لاغِ ایں چرخِ ندیمِ کُرد و مُرد — آبروئے صد ہزاراں چوں تو بُرد

اس آسمان کے مذاق نے جو کرد اور بے ریش کا ہمنشین ہے — تجھ جیسے لاکھوں کی آبرو برباد کی ہے

میدرد میدوزد ایں درزیِ عام — جامۂ صد سالگان و طفلِ خام

یہ حمام درزی، پھاڑتا ہے اور سیتا ہے — سو سالہ اور ناتجربہ کار بچے کے کپڑے

پیر وطفلاں شستہ پیشش بہرِ گد — تا بسَعد و نحس الاغے کُند

بوڑھے اور بچے اس کے سامنے بھیک کے لئے بیٹھے ہیں — تاکہ وہ نیک اور بدبخت سے مذاق کرے

لاغِ[۲] اُو گر باغہارا داد داد — چوں دَے آمد دادہا برباد داد

اس کے مذاق نے اگر باغوں کو عطا دی ہے — جب خزاں آئی اس نے عطاؤں کو برباد کر دیا ہے

گفتنِ درزی ترک را کہ ہے خموش کن کہ اگر مضاحکِ دیگر بگویم قبایت تنگ آید

ترک سے درزی کا کہنا کہ خبردار! چپ ہو جا، کہ اگر ہنسی کی دوسری بات کہوں گا تیری قبا تنگ ہوجائے گی

گفت درزی ترک رازیں در گزر — وائے برتو گر کنم لاغِ دگر

درزی نے ترک سے کہا اس کو جانے دے — تیری حالت پر افسوس ہوگا اگر میں اور مذاق کروں گا

بس قبایت تنگ آید باز پس — ایں کُند با خویشتن خود ہیچ کس

پھر تیری قبا بہت تنگ ہو جائے گی — اپنے ساتھ ایسا کوئی کرتا ہے؟

سِرّ[۳] ایں خندہ اگر دانستیے — آں زصد گریہ بتَر دانستیے

اس ہنسی کا راز اگر تو جان لیتا — تو اس کو سو رنوں سے بدتر سمجھتا

تُرکِ خندہ کُن ایا اے تُرکِ مَست — زانکہ عمرت رفت خواہی گشت پست

اے مست ترک! تو ہنسی کو چھوڑ دے — کیونکہ تیری عمر گزر گئی، تو پست ہو جائے گا

چونکہ بنہاد آں قبا درزی زدست — اسپ را برباد داد آں ترکِ مست

جب اس درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی — اس مست ترک نے گھوڑا برباد کر دیا

---

[۱] لاغ۔ بیہودہ بات۔ دستاں۔ مکر۔ عِشوہ۔ فریب۔ لاغ۔ فلک کے مذاق نے لاکھوں کو برباد کیا ہے۔ کرد۔ ایک قوم ہے یہاں مراد داڑھی والے ہیں۔ مُرد۔ امرد کی جمع ہے نوخیز لڑکا۔ میدرد۔ یہ آسمان انسانوں کے ساتھ وہی کچھ کرتا ہے جو درزی نے ترک کے ساتھ کیا۔ صد سالگان۔ پرانی عمر کے لوگ۔ تا بسعد۔ آسمان اپنے سعد اور نحس کے ذریعہ لوگوں سے مذاق کرتا ہے۔

[۲] لاغِ او۔ آسمان کا مذاق یہ ہے کہ اگر موسم بہار میں وہ باغ کو بخشش دیتا ہے تو خزاں میں چھین لیتا ہے۔ گفتن۔ درزی نے ترک سے کہا کہ بس اب چپ ہو جا اگر میں اور کوئی ہنسی کی بات سناؤں گا تو تیری قبا بہت تنگ ہو جائے گی۔ این کند۔ تیرا ہنسی کی بات کو طلب کرنا اپنا کپڑا چوری کرانا ہے ایسے کوئی اپنے ساتھ نہیں کیا کرتا۔

[۳] سِر۔ درزی نے کہا کہ اگر تو اس ہنسی کا راز سمجھ جاتا کہ میں تجھے کیوں ہنسا رہا ہوں تو اس ہنسی کو سیکڑوں رنوں سے بدتر سمجھتا۔ ترکِ خندہ۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تو بھی مذاق دل لگی چھوڑ دے کیونکہ زیادہ عمر تو گزر گئی ہے اب بھی باز نہ آئے گا تو بالکل برباد ہو جائے گا۔ چونکہ۔ جب درزی نے ہاتھ سے اطلس رکھ دی اور ظاہر ہو گیا کہ اس میں چوری ہو چکی ہے تو وہ ترک گھوڑا بھی ہار گیا۔

مَخلصش ۱؎ بشنو توئی آں تُرکِ گول — عالمِ غدّار خیّاطِ چو غول
اس کا خلاصہ سن، وہ احمق ترک تو ہے — غدار عالم، بھوت جیسا درزی ہے

اَطلسے کز بہرِ تقویٰ و صَلاح — دوخت باید خرج کردی از مزاح
وہ اطلس جو تقوے اور نیکی کے لئے — سینا چاہئے تھا، تو نے مذاق سے اس کو خرچ کردیا

اَطلست عُمر و مَضاحک شہوت ست — روز و شب مقراض و خندہ غفلت ست
تیرا، اطلس عمر ہے ہنسانے والی! تمن شہوت ہے — دن اور رات قینچی ہے اور ہنسنا غفلت ہے

اسپ ۲؎ ایماں ست و شیطاں در کمیں — باخود آ افسانہ را بگذار ہیں
گھوڑا ایمان ہے اور شیطان گھات میں ہے — خبردار! ہوش میں آ افسانہ کو چھوڑ

بیان آنکہ بیکاراں و افسانہ جُویاں مثلِ آں تُرک اَند و عالمِ غدّارِ غرّار ہمچوں آں دَرزی و شہوات و زناں، مَضاحکِ گفتنِ ایں دنیاست و عُمر ہمچوں آں اطلس پیشِ ایں درزی جہتِ قبائے بقا و لباسِ تقویٰ ساختن

اس کا بیان کہ بیکار اور افسانہ کے جویاں اس ترک جیسے ہیں اور دھوکے باز غدار عالم اس درزی کی طرح ہے اور شہوت اور عورتیں اس دنیا کی ہنسانے والی باتیں کہنا ہے اور عمر اس اطلس کی طرح ہے اس درزی کے سامنے بقا کی قبا اور تقویٰ کا لباس بنانے کے لئے

اطلسِ عُمرت بمقراضِ شہور — بُرد پارہ پارہ خیّاطِ غرور
مہینوں کی قینچی سے تیری عمر کا اطلس — دھوکے کا درزی ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے اڑا

تو تمنّای بری کاختر مُدام — لاغ کردے سَعد بُودے بر دَوام
تو تمنا کرتا ہے کہ ستارہ ہمیشہ — ہمیشہ مذاق کرتا اور سعد ہوتا

سخت ۳؎ می تولی زتربیعاتِ اُو — وز وبال و کینہ و آفاتِ اُو
تو اس کی نحوستوں سے سخت گھبراتا ہے — اور اس کے وبال اور کینہ اور آفتوں سے

سخت می رنجی ز خاموشیِ اُو — وز نحوس و قبض و کیں کوشیِ اُو
اس کی خاموشی سے تو سخت رنجیدہ ہوتا ہے — اور اس کی نحوست اور قبض اور کینہ وری سے

مُشتری و زُہرہ چوں دَر رقص نیست — چونکہ بہرام و زُحل را نقص نیست
جب مشتری اور زہرہ رقص میں نہیں ہیں — جبکہ بہرام اور زحل میں گھاٹا نہیں ہے۔

۱؎ مخلصش۔ اب مولانا قاضی کی زباں سے فرماتے ہیں کہ اے انسان تو مست ترک ہے اور یہ دنیا غدار درزی ہے، تیری عمر اطلس ہے اور تیری شہوت ہنسی مذاق کی باتیں ہیں اور دن رات قینچی ہے اور غفلت ہنسنا ہے۔

۲؎ اسپ۔ گھوڑا تیرا ایمان ہے اور شیطان اسی طرح گھات میں ہے جس طرح شرط باندھنے والے تھے۔
اطلسِ عمرت۔ تیری عمر کی اطلس کو ماہ و سال کی قینچی سے زمانہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے چرا رہا ہے۔ تو تمنا۔ یعنی اے صوفی تو یہ تمنا کرتا ہے کہ تیرے ستارے ہمیشہ سعد رہتے اور وہ ہمیشہ تجھ سے ہنسی خوشی کی باتیں کرتے۔

۳؎ می تولی۔ فعل حال ہے تولیدی سے بمعنی رمیدن بھاگنا یعنی رنجیدہ ہونا۔ تربیع۔ کسی ستارہ کا برج سوم سے جو ربع فلک ہے کسی دوسرے ستارے پر نظر کرنا یہ نحوست سے کنایہ ہے۔ سخت می رنجی۔ تجھے ستاروں کی تاثیرات سے بہت رنج ہوتا ہے۔ مشتری۔ یعنی ان ستاروں کی اچھی تاثیرات نہ ہوں تب تو رنجیدہ ہوتا ہے۔

که چرا زُہرہ طرب دررقص نیست ۔ بر سعودِ او رقص و سعدِ اُو مایست
کہ مستی کی زہرہ رقص میں کیوں نہیں ہے ۔ تو اس کے سعود اور رقص اور سعد پر نہ ٹھہر

اخترت گوید کہ گر افزوں کُنم ۔ لاغ را پس کُلّیت مغبوں کُنم
تجھ سے ستارہ کہتا ہے کہ اگر میں بڑھا دوں ۔ مذاق کو تو تجھے بالکل ٹوٹے میں کردوں گا

تو مبیں قلّابی ایں اختراں ۔ عشقِ خود برقلب زن بیں اے فلاں
توں ستاروں کی گردش کو نہ دیکھ ۔ اے فلاں! اپنے عشق کو گردش دینے والے پر دیکھ

تمثیلِ ۲ ایں جہاں در تسکینِ فقیراں از جَورِ روزگار
زمانہ کے ظلم سے فقیروں کو تسکین دینے میں اس دنیا کی مثال دینا

آں یکے می شُد بَرہ سوئے دُکاں ۔ پیشِ رَہ را بَستہ دید اُو از زناں
ایک شخص دکان کی جانب راستہ پر پڑا ۔ اس نے راستہ کا آگا، عورتوں سے بند دیکھا

پائے اُو می سوخت از تعجیل و راہ ۔ بَستہ از جُوقِ زنانِ ہمچو ماہ
جلدی کی وجہ سے اس کا پاؤں جل رہا تھا اور راستہ ۔ چاند جیسی عورتوں کے مجمع سے بند تھا

رُو بیک زن کرد و گفت اے مُستہاں ۔ ہے چہ بسیارند ایں دختر چگاں
اس نے ایک عورت کی جانب منہ کیا اور کہا اے ذلیل! ۔ اوہو، یہ نو عمر لڑکیاں کتنی زیادہ ہیں

رُو بدُو کرد آں زن و گفت اے مہیں ۔ ہیچ بسیاریِ تامنگر چنیں
اس عورت نے اس کی طرف منہ کیا اور کہا اے ذلیل ۔ ہماری کثرت کو کبھی ایسا نہ دیکھ

بیں کہ بابسیاریِ ما بَر بساط ۔ تنگ می آید شمارا اِنبساط
دیکھ فرش پر ہماری کثرت کے باوجود ۔ تمہیں خوش عیشی تنگ معلوم ہوتی ہے

دَر لواط می فتید از قحطِ زن ۔ فاعل و مفعُول رسوائے زمَن
عورتوں کے نایاب ہونے سے تم لواطت میں مبتلا ہوجاتے ہو ۔ فاعل اور مفعول جہاں میں رسوا ہوئے ہیں

تو مبیں ایں واقعاتِ روزگا ۔ کز فلک می گردد اینجا ناگوار
تو زمانہ کے دن واقعات پر نظر نہ کر ۔ جو اس جگہ فلک سے ناگوار ہوتے ہیں

تو مبیں تخسیرِ روزی و معاش ۔ تو مبیں ایں قحط و خوف و ارتعاش
تو روزی اور معاش کو کم نہ سمجھ ۔ تو اس قحط اور ڈر اور لرزہ کو نہ دیکھ

---

۱ برسعود۔ انسان کو ستاروں کی سعادت اور نحوست کا پابند نہ ہونا چاہیے۔ اخترت۔ اگر تو ہمیشہ خوشی میں رہے گا تو اس ترک کی طرح بالکل ٹوٹے میں پڑ جائے گا۔ تو مبیں۔ ان ستاروں کی گردش پر نظر نہ کرنی چاہیے بلکہ جو ذات ان کو گھمارہی ہے اس سے عشق پیدا کر۔ شعر
چھوڑ پڑے کو اب نہ ہو پابند فلک
وہی ہوتا ہے جو کرتا ہے خداوند فلک

۲ تمثیل۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ ستاروں کی گردش نہ دیکھ بلکہ گردش دینے والے کو دیکھ قصہ میں بھی عورت نے یہی کہا ہے کہ ہماری کثرت کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ہماری کثرت کے باوجود لوگ کس بدکرداری میں مبتلا ہیں۔ جوق۔ مجمع۔ ہمچو ماہ۔ حسین عورتیں تمہیں۔ رُوبیک زن۔ اس شخص نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر کہا کہ عورتیں اس قدر زیادہ ہو گئیں کہ راستہ چلنا دشوار ہے۔

۳ رُوبدُو کرد۔ اس عورت نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہماری کثرت دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ غور کرنے کی یہ بات ہے کہ ہماری کثرت کے باوجود بدفعل لوگ بدفعلی میں مبتلا ہوتے ہیں اور دونوں رسوا ہوتے ہیں۔ تو مبیں۔ اسی طرح اے صوفی تو آسمان اور زمانہ کی تلخیوں کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ان کے باوجود تو زمانہ پر جان دیتا ہے اور دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تخسیر۔ خسارہ میں ڈالنا۔ ارتعاش۔ لرزہ۔

ہیں کہ باایں جملہ تلخیہائے اُو | مُردۂ اُوئید و ناپروائے اُو
خبردار! کہ اس کی ان تمام تلخیوں کے باوجود | اس پر مٹے ہوئے ہیں اور اس سے بے پرواہیں
رحمتے[1] داں امتحانِ تلخ را | نِقمتے داں مُلکِ مَرو و بلخ را
تلخ امتحان کو تو رحمت جان | مرو اور بلخ کی سلطنت کو عذاب سمجھ
آں ابراہیم از تلف بگریخت و ماند | ایں براہیمؑ از شرف بگریخت وراند
وہ ابراہیم تلف سے بھاگا اور رہ گیا | یہ ابراہیمؑ وجاہت (دنیوی) سے بھاگا اور آگے بڑھ گئے
ایں[2] نسوزد ویں بسوزد اے عَجب | نعلِ معکوس ست دَر راہِ طلب
یہ نہ جلے اور یہ جلے، تعجب ہے | طلب کے راستہ میں الٹا نعل ہے

بازمکرّر کردنِ صوفی آں سوال را
صوفی کا اس سوال کو پھر مکرر کرنا

گفت صُوفی قادرست آں مُستعاں | کہ کُند سودائے مارا بے زیاں
صوفی نے کہا وہ مددگار قادر ہے | کہ ہمارے معاملہ کو بغیر نقصان کا بنا دے
آنکہ آتش را کُند وَرد و شَجر | ہم تواند کرد ایں را بے ضَرر
جو آگ کو پھول اور درخت بنا دیتا ہے | اس کو بھی بغیر نقصان والا بنا سکتا ہے
آنکہ گُل آرد بُروں از عینِ خار | ہم تواند کرد ایں دَے را بَہار
جو بعینہ کانٹے سے پھول پیدا کر دیتا ہے | اس خزاں کو بھی بہار بنا سکتا ہے
آنکہ زُو ہر سَرو آزادی کُند | قادرست از غُصّہ را شادی کُند
وہ کہ جس کی وجہ سے ہر سرو آزادی برتا ہے | وہ قادر ہے اگر غصہ کو خوشی بنا دے
آنکہ شُد موجود ازوے ہَر عدم | گر بدارد باقیش اُورا چہ غم
وہ کہ جس سے ہر عدم موجود بنا | اگر وہ اس کو باقی رکھے تو کیا غم ہے؟
آنکہ[3] تَن را جاں دہد تاحَی شود | گر نمیراند زیانش کے شَود
وہ جو جسم کو جان عطا کرتا ہے حتی کہ وہ زندہ ہو جاتا ہے | اگر وہ اس کو نہ مارے اس کا نقصان کب ہو گا؟
خود چہ باشد گر بخشد آں جواد | بندہ را مقصود جاں بے اجتہاد
خود کیا ہو جائے گا اگر وہ سخی عطا فرما دے | بندہ کو جان کا مقصد بغیر مجاہدے کے؟

---

[1] رحمتے۔ جس تلخ امتحان سے تو گریزاں ہے اس کو رحمت سمجھ کیونکہ وہ صبر و رضا کے ظہور کا سبب ہے اور دنیاوی عیش و عشرت کو عذاب سمجھ کیونکہ وہ غفلت اور اللہ سے دوری کا سبب ہے۔ آں براہیم۔ ابراہیم نامی ایک یہودی، بہرام گور کے زمانہ میں تھا جو بخل اور خست میں ضرب المثل ہے۔ از تلف۔ یعنی مال کے خرچ کرنے سے گریز کرتا تھا۔ ماند۔ یعنی نجات پانے سے رہ گیا۔ این ابراہیم۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ شرف۔ یعنی دنیاوی وجاہت۔ راند یعنی دربار حق میں سواری بڑھادی اور مقرب بارگاہ ہوگئے۔

[2] ایں نسوزد۔ حضرت ابراہیم نے دنیا پر لات ماری اور تکالیف برداشت کیں تو ان کو آگ نہ جلا سکی۔ ویں بسوزد۔ ابراہیم بخیل مال و دولت کے تلف کی سوزش سے بچا لیکن جہنم کی آگ میں جلا۔ نعلِ معکوس۔ جس طرف مطلوب کے نہ ہونے کا خیال ہے ادھر چلو تو مطلوب تک پہنچو گے۔ گفت صوفی۔ صوفی کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ لذتوں کو تلخیوں سے خالی کر کے بے ضرر بنا دے، ایسا کیوں نہیں کیا۔

[3] آنکہ۔ حضرت حق تعالیٰ جبکہ آگ کو چمن بنا سکتا ہے وہ یہ بھی کر سکتا تھا کہ اس کو بے ضرر بنا دے، جو ذات خار سے پھول پیدا کر سکتی ہے وہ خزاں کو بہار بھی بنا سکتی ہے، جو ذات زمین میں گڑھے ہوئے سرو کو آزادی بخش سکتی ہے، وہ رنج کو خوشی بھی بنا سکتی ہے جس ذات نے معدوم کو موجود بنایا وہ موجود کو باقی اور دائم بھی بنا سکتی ہے، جو مردہ جسم کو حیات عطا کرتا ہے کہ زندہ کو موت نہ آئے۔ خود اس میں کیا مضائقہ تھا کہ بغیر کوشش کے مقاصد حاصل ہو جایا کرتے وہ یہ بھی کر سکتا تھا کہ کمزوروں پر شیطان کو غالب نہ آنے دے۔

دُور دارد از ضعیفاں در کمیں مکر نفس و فتنۂ دیو لعیں
کمزوروں سے، گھات میں دور رکھے نفس کا مکر اور ملعون شیطان کا فتنہ

جوابِ[۱] گفتنِ قاضی صوفی را
قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی گر نبُودے امرِ مُر
قاضی نے کہا اگر تلخ معاملہ نہ ہوتا
ور نبُودے خوب و زشت و سنگ و دُر
اور اگر اچھا اور برا اور پتھر اور موتی نہ ہوتا

ور نبُودے نفس و شیطان و ہوا
اور اگر نفس اور شیطان اور خواہش نفسانی نہ ہوتی
ور نہ بُودے زخم و چالیش و وغا
اور اگر زخم اور حملہ اور جنگ نہ ہوتی

پس بچہ نام و لقب خواند مَلِک
تو شاہ کس نام اور لقب سے پکارتا؟
بندگانِ خویش را اے منہتک
اے پردہ دار اپنے بندوں کو

چوں بگفتے اے صبُور واے حلیم
اے بہت صبر کرنے والے اور اے بردبار کیسے فرماتا؟
چوں بگفتے اے شجُاع واے حکیم
اے بہادر اور اے دانا کیسے فرماتا؟

صابرین و صادقین و منفقین
صبر کرنے والے اور سچے اور خرچ کرنے والے
چوں بُدے بے رہزنِ دیوِ لعیں
بغیر ملعون، ڈاکو، شیطان کے کیسے ہوتے؟

رُستم و حمزہؓ مُخنّث یک بُدے
رستم اور حمزہؓ اور ہجڑا ایک ہوتے
عِلم و حِکمت باطل و مُندک بُدے
علم اور دانائی باطل اور ریزہ ریزہ ہو جاتی

علِم و حِکمت بہرِ راہ بیرہی ست
علم اور دانائی راہ اور بے راہ ہی کی وجہ سے ہے
چوں ہمہ رہ باشد آں حکمت تہی ست
جب سب راہ ہوتی، حکمت خالی ہوتی

بہرِ[۲] ایں دُکّانِ طبع، شورہ آب
کھاری پانی، مزاج کی اس دکان کے لئے
ہر دو عالم را روا داری خراب
تو دونوں عالم کا خراب ہونا روا رکھتا ہے

من[۳] ہمیدانم کہ تو پاکی نہ خام
میں جانتا ہوں کہ تو پاک ہے نہ کہ خام
ویں سوالت ہست از بہرِ عوام
تیرا یہ سوال، عوام کے لئے ہے

جَورِ دوراں و ہر آں رنجیکہ ہست
زمانہ کا ظلم اور ہر وہ تکلیف جو ہے
سہل تر از بُعدِ حق و غفلت ست
اللہ سے دوری اور غفلت سے آسان ہے

۱؎ جواب گفتن۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر معترتیں اور تلخیاں بالکل ختم ہو جائیں تو پھر ابتلاء اور امتحان باقی نہ رہے گا جس کا ثمرہ اور نتیجا آخرت کا اجر اور روحانی کمال ہے۔ ور نبُودے۔ یعنی نفس اور شیطان کی پیدا کردہ برائیاں اور تلخیاں نہ رہیں۔ پس بچہ۔ اللہ کی جانب سے کسی کو صبور کسی کو حلیم اور کسی کو شجاع اور حکیم کہا گیا ہے وہ نہ کہا جاتا اس لئے کہ جب مصائب نہ ہوں تو صبر نہ پایا جائے گا اور جب برائیاں نہ ہوں تو نہ حلیم کا تحقق ہو گا نہ شجاعت اور حکمت کا۔ صابرین۔ یہ خطابات بھی بغیر شیطان کے وجود کے ممکن نہ تھے۔ رُستم۔ بہادر اور بزدل یکساں ہوتے علم و حکمت علم اور دانائی کا تحقق بھی جب ہی ہے کہ راہ روی اور گمراہی ہو۔

۲؎ بہر ایں دکان۔ تو اپنے کوڑے کسیلے مزاج کی وجہ سے یہ چاہتا ہے کہ دونوں عالم برباد ہو جائیں، آخرت تو اسی لئے ہے کہ فضائل حاصل کئے جائیں اور وہاں کا بدلہ ملے۔ جب ابتلاء اور امتحان ہی ختم ہو جائے گا تو فضائل اعمال حاصل نہ ہوں گے اور نہ دنیا مزرعۃ الاخرۃ بنے گی لہٰذا دونوں عالم ویران ہو جائیں گے۔

۳؎ من ہمیدانم۔ قاضی نے صوفی سے تعنت اور جہل کی نفی کرتے ہوئے بتایا کہ صوفی کے یہ سوالات عوام کے شبہات دور کرنے کے لئے تھے۔ جور دوراں۔ اگر مصائب نہ ہوں تو حق تعالیٰ سے غفلت ہو جائے گی۔

زانکہ ۱ اینہا بگذرد واں نگذرد　　دولت آں دارد کہ جاں آگہ برد
کیونکہ یہ گزر جائیں گی اور وہ ختم نہ ہو گی　　دولت وہ رکھتا ہے جو آگاہ جان لے جائے

رنج و درد و جور و فقر ایں دیار　　صعب نبود چوں فراق و بُعدِ یار
اس جہان کا رنج اور درد اور ظلم اور افلاس　　دوست کی دوری اور فراق سے سخت نہیں ہے

حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر' از صبر در فراق یار و محنتِ اُو باشد

اس بیان میں حکایت کی رنج پر صبر کر لینا' دوست کے فراق پر صبر کرنے اور اس کی مشقت سے زیادہ آسان ہے

آں یکے ۲ زن شوئِ خود را گفت ہے　　اے مُروّت را بیک رہ کرد طے
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا خبردار!　　اے شخص جس نے یکبارگی مروت کو لپیٹ دیا ہے

ہیچ تیمارم نمیداری چرا　　تا بکے داری دریں خواری مرا
تو کیوں میری خبر گیری نہیں کرتا ہے؟　　تو مجھے اس ذلت میں کب تک رکھے گا؟

گفت شُو من نفقہ چارہ می کنم　　گرچہ عورم دست و پائے می زنم
شوہر نے کہا میں خرچ کی تدبیر کرتا ہوں　　میں اگرچہ مفلس ہوں ہاتھ پاؤں مارتا ہوں

نفقہ و کسوہ ست واجب اے صنم　　از منت ایں ہر دو ہست و نیست کم
اے صنم! خرچ اور لباس، واجب ہے　　میری جانب سے یہ دونوں ہیں اور کم نہیں ہیں

آستینِ پیرہن بنمود زن　　بس دُرشت و پُرو سخ بُد پیرہن
عورت نے کرتے کی آستین دکھائی　　کرتا بہت موٹا اور میلا تھا

گفت ۳ از سختی تنم را می خورد　　کس کسے را کسوہ زینساں آورد
بولی' سختی کی وجہ سے میرے بدن کو کاٹتا ہے　　کوئی کسی کو ایسا لباس لا کر دیتا ہے

گفت اے زن یک سوالت میکنم　　مردِ درویشم ہمیں آمد فنم
اس نے کہا اے بیوی! میں ایک بات پوچھتا ہوں　　میں فقیر ہوں میری تدبیر یہی ہے

ایں دُرشت ست و غلیظ و ناپسند　　نیک اندیشہ کن اے اندیشمند
یہ سخت اور موٹا اور ناپسند ہے　　اے سوچنے والی! خوب سوچ لے

ایں دُرشت و زشت تریا خود طلاق　　ایں تُرا مکروہ تریا خود فراق
یہ زیادہ سخت اور بھدا ہے یا طلاق　　یہ تجھے زیادہ ناپسند ہے یا جدائی

۱ زانکہ۔ دنیا کے مصائب برداشت کرنا آسان ہیں چونکہ وہ اس زندگی کے بعد ختم ہو جائیں گی لیکن اگر اللہ سے دوری ہے تو اس کے مصائب دائمی ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت میں شوہر نے بیوی سے یہی کہا کہ کپڑے اور روٹی کی تنگی طلاق سے سہل تر ہے۔

۲ آں یکے۔ بیوی نے شوہر سے نان نفقہ کی کمی کی شکایت کی۔ تیمار۔ خبر گیری۔ خواری۔ نفقہ۔ کی۔ چارہ۔ تدبیر۔ عور۔ ننگا۔ مفلس۔ نیست کم۔ خرچ اور لباس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آستیں۔ بیوی نے اپنے کرتے کی آستین دکھائی جو بہت میلی اور موٹے کپڑے کی تھی۔

۳ گفت۔ بیوی نے کہا کہ یہ کرتا میرے بدن کو کھائے جاتا ہے۔ گفت اے زن۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ میرے مقدور میں جو کچھ ہے میں کرتا ہوں بیشک یہ لباس گھٹیا ہے اگر تو اس میں گزارہ نہیں کر سکتی تو پھر باہمی تفریق مناسب ہے اب تو غور کر لے کہ یہ لباس بہتر ہے یا طلاق؟

ہمچناں ۱؎ اے خواجۂ تشنیع زن ۔۔۔ از بلاؤ فقر از رنج و محن
اسی طرح اے طعنہ زن صاحب! ۔۔۔ بلاؤ اور افلاس اور رنج اور محنت کے بارے میں

لاشک ایں ترکِ ہوا تلخی دہ است ۔۔۔ لیک از تلخیِ بُعدِ حق بہ است
یقیناً یہ خواہش کا چھوڑنا کڑواہٹ پیدا کرتا ہے ۔۔۔ لیکن اللہ کی دوری کی کڑواہٹ سے بہتر ہے

گر جہاد و صوم سخت ست و خشن ۔۔۔ لیک آں بہتر ز بعُد اے ممتحِن
اگرچہ جہاد اور روزہ سخت اور درشت ہے ۔۔۔ لیکن اے آزمانے والے! دوری سے بہتر ہے

رنج کے ماندی مے کاں ذوالمنن ۔۔۔ گویدت چونی تو اے رنجورِ من
اس وقت رنج کہاں رہے گا جب وہ احسانوں والا ۔۔۔ تجھے یوں کہے اے میرے بیمار تو کیسا ہے؟

ورنہ گوید کت نہ آں فہم و فن ست ۔۔۔ لیک آں ذوقِ تو پرسش کردن ست
اور اگر وہ نہ کہے کیونکہ تجھ میں وہ سمجھ اور فن نہیں ہے ۔۔۔ لیکن تیرا ذوق، پرسش کرنا ہے

آں ۲؎ ملیحاں کہ طبیبانِ دل اند ۔۔۔ سوئے رنجوراں بہ پرسش مائل اند
وہ حسین جو دل کے طبیب ہیں ۔۔۔ بیماروں کی جانب، پرسش پر مائل ہیں

ور حذَر راز ننگ و از نامی کنند ۔۔۔ چارۂ سازند و پیغامی کنند
اور اگر ننگ و نام کی وجہ سے اندیشہ کرتے ہیں ۔۔۔ تو تدبیر کرتے ہیں اور پیغام بھیجتے ہیں

ورنہ در دل شاں بود آں مفتکر ۔۔۔ نیست معشوقے ز عاشق بیخبر
ورنہ وہ اپنے دل میں فکر مند ہوتے ہیں ۔۔۔ کوئی معشوق، عاشق سے بے خبر نہیں ہوتا

اے تو جویائے نوادر داستاں ۔۔۔ ہم فسانہ عشق بازاں را بخواں
اے (شخص) تو جو نادر داستانوں کا جویاں ہے ۔۔۔ عاشقوں کا فسانہ بھی پڑھ لے

بس ۳؎ بجوشیدی دریں عہدِ مدید ۔۔۔ ترک جوشے ہم نگشتی اے قدید
تو اس دراز وقت میں بہت جوش میں آیا ۔۔۔ اے گوشت کے سوکھے پارچے! تو آدھا بھی نہ پکا

دیدۂ عمرے تو داد و داوری ۔۔۔ وانگہ از نا دیدگاں ناسی تری
تو نے عمر بھی عطا اور حکمت دیکھی ۔۔۔ پھر بھی تو نہ دیکھنے والوں سے زیادہ بھول میں ہے

ہر کہ شاگردیش کرد استاد شد ۔۔۔ تو سپس تر رفتہ اے گولِ لُد
جس نے اس کی شاگردی کی استاد بن گیا ۔۔۔ اے جھگڑالو احمق! تو زیادہ پیچھے کو لوٹا

۱؎ ہمچناں۔ بلا اور فقر کا نہ ہونا جبکہ اللہ سے دوری کا سبب ہے تو بلا اور فقر کی تلخی زیادہ بہتر ہے۔ گر جہاد۔ عبادات کی تلخی اللہ کی دوری سے بہتر ہے۔ رنج۔ اس لئے کہ یہ تکالیف عارضی ہیں جب خدا اپنا کہہ کر پکارے گا تو ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ ورنہ گوید۔ الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا لیکن ایک قلبی سکون اکثر اہل نسبت محسوس کر لیتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ کی پکار سمجھ لو۔

۲؎ آں ملیحاں۔ اس کو سمجھنے کے لئے مجازی عاشقوں اور معشوقوں کے بارے میں سمجھ لو معشوق بیمار عاشق کی مزاج پرسی کرتا ہے اور اگر بدنامی کی وجہ سے نہیں آتا ہے تو پیغام کے ذریعہ مزاج پرسی کرتا ہے۔ ورنہ۔ اگر پیغام بھیجنا بھی ممکن نہیں ہوتا تو دل میں متفکر رہتا ہے۔ بہرحال معشوق عاشق سے بیخبر نہیں رہتا۔ اے تو۔ عشقبازوں کی داستان پڑھو یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

۳؎ بس بجوشیدی۔ اوپر کے اشعار میں اللہ سے دوری کی مذمت تھی اب بیان کرتے ہیں کہ تمام عمر تو نے اس برائی کے ازالہ کی کوشش نہ کی۔ ترک جوش۔ نیم پخت کے معنیٰ میں ہے ترک ادھ کچرا گوشت کھاتے تھے پورا جوش نہ دیتے تھے۔ دیدۂ۔ ایسے اسباب موجود تھے جن سے تو تنبیہ حاصل کر سکتا تھا۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہر کہ۔ اگر ان چیزوں سے تنبیہ حاصل کر لیتا تو استاد بن جاتا۔

خود نبُود از والدینت اِعتبار　　ہم نبُودت عبرت از لیل و نہار
تجھے نہ اپنے ماں باپ سے عبرت ہوئی　　نہ تجھے دن و رات سے عبرت ہوئی

مثل پُرسیدنِ عارفے از کشیش کہ تو بزرگ تری
ایک عارف کی ایک پادری سے دریافت کرنے کی مثال کہ تو داڑھی سے زیادہ

از ریش یا ریش از تو
عمر کا ہے یا داڑھی تجھ سے

عارفے پرسید زاں پیر کشیش　　کہ توئی خواجہ مُسن تر یا کہ ریش
اس بوڑھے پادری سے ایک عارف نے دریافت کیا　　کہ اے صاحب! تم زیادہ عمر کے ہو یا داڑھی

گفت نے من پیش از و زائیدہ ام　　بے زریشی بس جہاں را دیدہ ام
اس نے کہا نہیں میں اس سے پہلے پیدا ہوا ہوں　　میں نے دنیا کو بے داڑھی کا ہوتے ہوئے بہت دیکھا ہے

گفت ریشت شُد سفید از حال گشت　　خُوئے زشتِ تو نگردیدت وَشت
اس نے کہا تیری داڑھی سفید ہو گئی حالت سے بدل گئی　　تیری بری عادت بھلی نہ ہوئی

اُو پس از تو زاد و از تو بگذرید　　تو چنیں خشکی ز سَودایِ ثرید ۲
وہ تیرے بعد پیدا ہوئی اور تجھ سے سبقت لے گئی　　تو ثرید کے عشق میں ویسا ہی خشک ہے

تو براں رنگی کہ اوّل زادۂ　　یک قدم زاں پیشتر ننہادۂ
تو اس ہی رنگ پر ہے جس پر شروع میں پیدا ہوا　　اس سے ایک قدم آگے نہیں رکھا ہے

دُوغِ تُرشی ہمچناں دَر مَعدنی　　خود نگردی زُو مُخلّص روغنی
تو معدن میں اسی طرح کھٹی چھاچ ہے　　اس سے چھوٹ کر، تو روغن نہ بنا

ہم خمیری خمّر طینہ دری　　گرچہ عُمرے دَر تنورِ آذری
تو خمیر ہی ہے آب و گل کے خمیر میں ہے　　اگرچہ ایک زمانہ سے آگ کے تنور میں ہے

چوں ۳ حشیشی پا بگِل بر ہشتۂ　　گرچہ از بادِ ہوَس سَرگشتۂ
تو نے گھاس کی طرح مٹی میں پاؤں جما رکھا ہے　　اگرچہ ہوس کی ہوا سے سرگرداں ہے

ہمچو قوم موسیٰ اندر حرِّ تیہ　　ماندۂ چل سال بر جا اے سَفیہ
حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح تیہ کی گرمی میں　　اے بیوقوف! تو چالیس سال سے ایک جگہ پر ہے

میروی ہر روز تا شب ہرولہ　　خویش می بینی دَر اوّل مرحلہ
تو ہر روز رات تک بھاگ کر چلتا ہے　　اپنے آپ کو پہلی منزل پر دیکھتا ہے

---

۱ والدینت۔ اپنے ماں باپ سے ہی عبرت حاصل کرتا کہ وہ آج کہاں ہیں۔ مثل۔ اس مثال سے اپنی اصلاح نہ کرنے پر شرم دلاتے ہیں۔ کشیش۔ راہب، پادری۔ مسن۔ زیادہ عمر والا حال یعنی پہلے کالی تھی اس سفید ہو گئی۔ وشت۔ خوب، خوش۔ اوپس۔ داڑھی بعد میں پیدا ہوئی اور اس میں تبدیلی آ گئی لیکن تو اس سے پہلے پیدا ہوا پھر بھی تجھ میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

۲ ثرید۔ یعنی لذیذ کھانا۔ دوغ معدن اس ہنڈیا کو کہتے ہیں جس میں دہی بلو کر روغن نکالا جاتا ہے۔ یعنی چھاچ کی طرح اصل حالت پر ہے۔ ہم خمیری ایک روایت میں حضرت حق نے فرمایا۔ خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحا۔ یعنی آدم کی مٹی چالیس دن تک خمیر کی حالت میں رہی۔ آذر۔ آگ۔

۳ چوں حشیشی۔ ہوا اپنی جگہ کھڑی ہوئی ہلتی ہے یہی تیری حالت ہے کہ تو جہاں تھا وہیں ہے۔ تیہ۔ تیہ میدان میں حضرت موسیٰ کی قوم چکر کاٹتی رہی اور جہاں تھی وہاں رہی۔ ہرولہ۔ تیز روی کی ایک کیفیت ہے۔

نگذری۱ ازیں بُعدِ سہ صد سالہ تُو — تا کہ داری عشقِ آں گو سالہ تُو
تو اس تین سو سالہ مسافت کو طے نہ کر سکے گا — جب تک تو اس بچھڑے کا عشق رکھتا ہے

تاخیالِ عجل شاں از جاں نرفت — بُد برایشاں تیہ چوں گردابِ زفت
جب تک بچھڑے کا خیال ان کی جان سے نہ نکلا — ان کے لئے تیہ سخت بھنور کی طرح تھا

غیرِ ایں عجلے ' کزو یا بیدہَ — بے نہایت لطف و نعمت دیدہَ
وہ اس بچھڑے کے علاوہ ہے کہ تو نے اس سے پائی ہے — بے انتہا مہربانی اور نعمت دیکھی ہے

گاوَ طبعی زاں نکویہائے زَفت — از دلت در عشقِ آں گوسالہ رَفت
تو بیل کی سی طبیعت والا ہے اسی لئے بڑی بھلائیاں — بچھڑے کے عشق میں تیرے دل سے نکل گئیں

بارے اکنوں تو زہر جزوت بپرس — صَد زباں دارند ایں اجزائے خرس
آخر' اب تو اپنے ہر جز سے دریافت کر لے — یہ گونگے اجزاء سیکڑوں زبانیں رکھتے ہیں

ذکرِ ۲ نعمتہائے رَزّاقِ جہاں — کہ نہاں شدآں در اوراقِ زماں
جہان کے رزاق کی نعمتوں کا تذکرہ — جو زمانہ کے اوراق میں پوشیدہ ہو گئی ہیں

روز و شب افسانہ جویائی تو چُست — جُزو جُزوِ تو فسانہ گوئی تُست
تو مستعدی سے دن رات افسانہ کا جویاں ہے — تیرا جز جز تیرا افسانہ بیان کرنے والا ہے

جُزو جُزوت تابرستت از عَدم — چند شادی دیدہ است و چند غم
جب سے تیرا جز جز عدم سے پیدا ہوا ہے — اس نے کتنی خوشیاں اور کتنے غم دیکھے ہیں

زانکہ بے لذّت نروید ہیچ جُزو — بلکہ لاغر گردد از ہر پیچ جُزو
اس لئے کہ کوئی جز بغیر لذت کے نہیں اگتا ہے — بلکہ جز ہر غم سے لاغر ہو جاتا ہے

جُزو ۳ ماندوآں خوشی ازیا درفت — بل نرفت آں خُفیہ شداز پنج وہفت
جز رہ گیا اور وہ خوشی حافظ سے نکل گئی — بلکہ نکلی نہیں پانچ اور سات سے پوشیدہ ہو گئی

ہمچو تابستاں کہ ازوے پُنبہ زاد — ماند پُنبہ رَفت تابستاں زیاد
گرمی کے موسم کی طرح کہ اس سے روئی پیدا ہوئی — روئی رہ گئی' گرمی کا موسم حافظہ سے چلا گیا

یا مثالِ یخ کہ زاید از شتا — شد شتا پنہان واں یخ پیشِ ما
یا جیسے یخ جو جاڑے کے موسم سے پیدا ہوا — جاڑے کا موسم چھپ گیا وہ یخ ہمارے سامنے ہے

---

۱ نگذری۔ جب تک تیرا عشق دنیا سے ہے۔ تیرا مقام نہ بدل سکے گا۔ بعد سہ صد سال۔ یعنی طویل مسافت۔ تاخیال۔ جب تک حضرت موسیٰ کی قوم کے دل سے گئو سالہ کی محبت نہ نکلی وہ تیہ میں چکر کاٹتی رہی۔ غیر۔ جس سے تجھے عشق کرنا چاہیے وہ گئو سالہ نہیں ہے اس کے علاوہ ہے اس کی لاکھوں نعمتوں سے تو بہرہ اندوز ہے۔ گاوَ طبعی۔ چونکہ تیرا مزاج شیطانی ہے لہٰذا شیطان ہی سے تجھے عشق ہے۔ بارے۔ جو خدائی نعمتیں تو فراموش کر بیٹھا ہے ان پر تیرا جز جز گواہ ہے۔ خرس۔ اخرس کی جمع گونگا۔

۲ ذکر نعمتہای۔ اجزاء سے ان نعمتوں کو دریافت کر لے تو بھول گیا ہے۔ روز و شب۔ تو افسانے سننے کا شوقین ہے اپنے اجزاء سے نعمتوں کے افسانے سن لے۔ جزو جزوت۔ تو جب سے وجود میں آیا ہے تیرے اجزاء نے سیکڑوں شادیاں اور غم دیکھے ہیں۔ زانکہ۔ غم تو تجھے یاد ہیں شادیاں یاد نہیں شادی دیکھنے کی یہ دلیل ہے کہ تیرے اجزاء نے خوشی کی لذت سے نشوونما پایا ہے اور تو بچپن سے جوان اسی لذت کی وجہ سے ہوا ہے۔

۳ جزو ماند۔ تیرے اجزاء تو باقی ہیں لیکن وہ خوشیاں تیرے حافظہ سے نکل گئی ہیں بلکہ نکلی بھی نہیں ہیں تیرے حواس خمسہ اور ہفت اندام سے مخفی ہو گئی ہیں۔ پنج حواس خمسہ باصرہ شامہ سامعہ ذائقہ۔ مسہ۔ ہفت۔ یعنی ہفت اندام۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پاؤں۔ تابستان۔ جاڑوں اور گرمیوں کا موسم چلا جاتا ہے اور ان کی یادگاریں روئی اور یخ پانی رہ جاتا ہے۔

ہستؔ آں یخ زاں صعوبت یادگار — یادگارِ صیف درِدے ایں ثمار
وہ یخ اس دشواری کی یادگار ہے — یہ پھل موسم خزاں میں گرمی کے موسم کی یادگار ہیں

ہمچناں ہر جُزو جُزوت اے فتے — دَر تنت افسانہ گوئے نعمتے
اے نوجوان! اسی طرح تیرا ہر ہر جز — تیرے جسم میں ایک نعمت کا افسانہ گو ہے

چوں زنے کہ بیست فرزندش بُود — ہر یکے حاکی حالِ خوش بُود
جیسی کہ وہ عورت جس کے بیس اولادیں ہوں — ہر ایک اچھی حالت کی ناقل ہو

حمل نبُود بے زمستی وز لاغ — بے بہارے کے شود زایندہ باغ
بغیر مستی اور مذاق کے حمل نہیں ٹھہرتا — بغیر بہار، باغ کب جنتا ہے؟

حاملان و بچگاں شاں در کنار — شُد دلیلِ عشقبازی با بہار
حمل والے اور ان کی بغل میں بچے — بہار کے ساتھ عشقبازی کی دلیل ہیں

ہر ۲ درختے دَر رضاعِ کودکاں — ہمچو مریم حامل از شاہِ جہاں
ہر درخت بچوں کو دودھ پلانے میں — شاہ جہاں سے حضرت مریم کی طرح حمل والا ہے

گرچہ درآب آتشے پوشیدہ شُد — صد ہزاراں کف برُو جوشیدہ شُد
اگرچہ آگ پانی میں پوشیدہ ہو گئی — لاکھوں جھاگ اس پر جوش مارنے لگے

گرچہ آتش سخت پنہاں می تند — کف بدہ انگشت اشارت میکند
اگرچہ آگ بہت مخفی طور پر اٹھ رہی ہے — جھاگ دس انگلیوں سے اشارہ کر رہا ہے

ہمچنیں اجزائے مُستانِ وصال — حامل از تمثالہائے حال ۳ و قال
اسی طرح وصال کے مستوں کے اجزاء — حال اور قال کے پیکروں سے حمل والے ہیں

در جمالِ حال وا ماندہ دہاں — چشم غائب ماندہ از نقشِ جہاں
حال کے حسن میں منہ کھلا رہ گیا — دنیا کے نقش سے آنکھ غیر حاضر ہو گئی

آں موالید از رہِ ایں چار نیست — لا جرم منظورِ ایں اَبصار نیست
وہ پیداوار ان چار کے طریقہ کی نہیں ہے — لامحالہ ان نگاہوں سے نظر آنے والی نہیں ہے

آں موالید از تجلّی زادہ اند — لا جرم مستوُرِ پردہ سادہ اند
وہ پیداوار تجلی سے جنی ہوئی ہے — لامحالہ بے رنگ پردے میں پوشیدہ ہے

۱ ہست۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پہلی نعمتیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی یادگر جسم کا جزو جزو باقی رہ جاتا ہے۔ چوں زنے۔ جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی نشانی اولاد باقی رہتی ہے۔ حمل استقرار حمل اس وقت ہوتا ہے جبکہ ذہن میں مستی اور ہنسی مذاق ہو جب تک موسم بہار کی مستی نہیں آتی چمن میں پھول نہیں کھلتا۔ حاملاں۔ درختوں کا پھلنا اور پھولنا اس کی دلیل ہے کہ ان درختوں نے موسم بہار سے عشقبازی کی ہے۔

۲ ہر درخت۔ حضرت حق تعالیٰ کے حکم سے ہر درخت اسی طرح حاملہ بنتا ہے جس طرح حضرت مریم بنیں تھیں۔ گرچہ درآب۔ پانی میں آگ کی گرمی نظر نہیں آتی لیکن اس کے آثار بلبلے نظر آتے ہیں اور وہ گرمی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ہمچنیں۔ جس طرح ان چیزوں میں موثر پوشیدہ ہے اور ظاہری آثار اس پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ وصالِ حق سے مست ہیں ان کے اجزاء میں حال و قال مخفی ہے اور ان مستوں کے اجزا ان پر دلالت کرتے ہیں۔

۳ حال و قال۔ حال وہ کیفیت ہے جو مشاہدہ حق سے انسان پر طاری ہوتی ہے قال سے مراد بھی وہ مضامین اور کلامِ نفسی ہے جو مشاہدہ حق سے پیدا ہوتا ہے۔ در جمال۔ جب انسان پر حال طاری ہوتا ہے تو حیرانی میں منہ کھلا رہ جاتا ہے اور آنکھ دنیا کے نقش نہیں دیکھ پاتی۔ آں موالید۔ وہ حال و قال عنصری نہیں ہے لہذا عنصری آنکھیں ان کو نہیں دیکھ سکتی۔ از تجلی۔ وہ تجلی رب کی پیداوار ہے لہذا بے رنگی کے پردے میں مخفی ہیں۔

زادہ[۱] گفتیم و حقیقت زاد نیست | ایں عبارت جُز پے اِرشاد نیست
ہم نے جنا ہوا کہہ دیا اور جننے کی حقیقت نہیں ہے | یہ عبارت سوائے رہنمائی کے نہیں ہے

ہیں خمش کُن تا بگوید شاہ قُل | بُلبلی مفروش بااِیں جنسِ گُل
خبردار! چپ ہو جا جب تک کہ شاہ ہے کہ کہہ | پھول کی اسی جنس کے ساتھ بلبل پن نہ جتا

ایں گُلِ گویاست پُرجوش و خروش | بُلبُلا ترک زباں کُن باش گوش
یہ جوش و خروش سے بھرا ہوا پھول بولنے والا ہے | اے بلبل! زبان کو ترک کر، کان بن جا

ہر دو گوں تمثال پاکیزہ مثال | شاہِد عدل اند بر سِرِّ وصال
دونوں قسم کے پاکیزہ مثال پیکر | وصال کے راز پر، عادل گواہ ہیں

ہر دو گوں حُسنِ لطیفِ مُرتضےٰ | شاہِد اِحیاء و حشرِ ما مَضےٰ
دونوں قسم کے پسندیدہ لطیف، حسن | گزشتہ بقا اور فنا پر گواہ ہیں

ہمچو[۲] یخ کاندر تموزِ مُستجد | ہر دَم افسانہ زمستاں می کُند
جیسا کہ یخ، جدید موسم گرما میں | ہر وقت جاڑوں کا ذکر کرتا ہے

ذکرِ آں اَریاحِ سَر دِزِ مہریر | اندراں ایّام و ازمانِ عَسیر
سخت سرد ہواؤں کا ذکر | جو ان دنوں اور سخت زمانوں میں تھیں

ہمچوآں میوہ کہ در وقتِ شتا | می کُند افسانۂ لُطفِ صبا
اس میوے کی طرح جو کہ جاڑوں کے موسم میں | صبا کے لطف کا قصہ بیان کرتا ہے

قصّۂ دَورِ تبسّمہائے شمس | واں عروسانِ چمن راطُمس و لَمس
سورج کی مسکراہٹوں کے زمانہ کا قصہ | چمن کی دلھنوں کو چھونے اور ملنے کا قصہ

حال رَفت و ماند جُزوت یادگار | یا ازو وا پُرس یا خود یاد آر
حال چلا گیا اور تیرا جز یادگار رہ گیا | یا اس سے پوچھ لے یا خود یاد کر لے

چوں[۳] فرو گیرد غَمت گر چُستیی | زاں دمِ نومید کُن وا جُستیی
اگر تو چست ہوتا، جب تجھے غم گھیرتا | تو مایوس کرنے والے وقت سے مطالبہ کرتا

گفتیش اے غصّۂ منکر بحال | راتبہ انعامہا را زاں کمال
تو اس سے کہتا اے غصے حالت کے ذریعہ منکر | کمال والے کی جانب مقررہ انعاموں کے

ہر دَمت گرنہ بہار و خُرمی ست | ہمچو چاشِ تنت انبار چیست
اگر تجھے ہر وقت بہار اور خوشی نہیں ہے | پھولوں کے تودے کی طرح تیرا جسم ڈھیر کیوں ہے؟

۱؎ زادہ۔ ان دونوں کو جنا ہوا کہنا محض سمجھانے کیلئے ہے ورنہ وہاں جننے کی حقیقت نہیں ہے۔ قل۔ جب تک خدائی حکم نہ ہو اس وقت تک حال وقال کی تفصیل نہ کر۔ ایں گل۔ یہ حال وقال خود زبان حال سے گویا ہیں تو چپ رہ ان کی بات سن۔ ہر دو لوں۔ حال وقال اللہ سے وصل کے گواہ ہیں۔ احیاو حشر۔ بقاوفنا۔

۲؎ یخ۔ یخ جاڑوں کی یاددلاتا ہے اور جاڑے کی سخت ٹھنڈی ہواؤں کا ذکر کرتا ہے۔ ہمچو۔ گرمیوں کا پیداشدہ میوہ جاڑوں میں گرمیوں کی یاد دلاتا ہے۔ قصہ۔ سورج کی شعاعوں سے پھل پکتے ہیں۔ حال رفت۔ گذری ہوئی نعمتوں کے بارے میں اپنے اجزاء سے دریافت کر لے یا خود یاد کر لے

۳؎ چوں فرو۔ جب تجھے مصائب گھیر یں اور ان کی وجہ سے تجھ پر غم وغصہ طاری ہو تو اس غصے سے یہ دریافت کر کہ اگر تو ان نعمتوں کا منکر ہے تو پھر بتا کہ تیرے جسم نے نشوونما کیسے پایا۔ چاش۔ ڈھیر۔

چاشِ گُل تن، فکرتو ہمچوں گُلاب | منکرِ شُد گُلاب اینت عجاب
جسم پھولوں کا ڈھیر تیری فکر گلاب کی طرح | گلاب، گل کا منکر ہوا یہ تعجب ہے

از کپی خویانِ کفراں کہ دریغ | بَر نبی خویاں نثارِ مہر و میغ
بندر خصلت ناسپاس لوگوں سے، گھاس بھی دریغ ہے | نبی خصلت لوگوں پر سورج اور ابر نثار ہے

آں لجاج و کفر قانونِ کپی ست | واں سپاس و شُکر منہاجِ نبی ست
جھگڑا اور کفر، بندر کا قانون ہے | اور شکر و سپاس نبی کا راستہ ہے

با کپی ۲ خویاں تہتکہا چہ کرد | با نبی رُویاں تنسُّکہا چہ کرد
بندر خصلت لوگوں کے ساتھ پردہ دری نے کیا کیا؟ | نبی خصال لوگوں کے ساتھ عبادت نے کیا کیا؟

در عمارتہا سگانند و عقور | در خرابیہاست گنجِ عزّ و نُور
عمارتوں میں کتے ہیں اور کٹ کھنے کتے | ویرانوں میں عزت اور نور کا خزانہ ہے

گر نبُودے ایں بزوغ اندر کسوف | گم نکردے راہ چندیں فیلسوف
اگر یہ طلوع (سورج) گرہن میں نہ ہوتا | تو اتنے فلاسفر راہ گم نہ کرتے

زیرکان و مُوشگافانِ دہی | دیدہ بر خرطوم داغِ ابلہی
ذہین اور عقلمند باریک بینوں نے | بیوقوفی کا داغ، ناک پر دیکھ لیا

قصۂ ۳ فقیر روزی طلب بے واسطۂ کسب و رنج

اس فقیر کا قصہ جو بغیر کمائی اور مشقت کے روزی طلب کرتا تھا

آں یکے بیچارۂ مفلس ز درد | کہ ز بے چیزی ہزاراں زخم خورد
ایک بے چارہ نفس درد سے | جس نے بے سروسامانی کی وجہ سے ہزاروں تکالیف برداشت کی تھیں

لابہ کردے در نماز و در دُعا | کاے خداوند و نگہبانِ رُعا
نماز اور دعا میں خوشامد کرتا | کہ اے خداوند اور گلہ کے محافظ!

بے ز جہدے آفریدی مر مرا | بے فنِ مَن روزیم دہ زیں سَرا
تو نے مجھے بغیر مشقت کے پیدا کیا | اس دنیا سے بغیر ہنر کے مجھے روزی عطا کر

پنج گوہر دادیم در دُرجِ سَر | پنج حسِّ دیگرے ہم مُستتر
تو نے مجھے سر کی ڈبی میں پانچ موتی عطا کئے | دوسرے پانچ حواس باطنی بھی

---

۱ چاش۔ جسم پھولوں کا ڈھیر ہے اور فکر اس کا عرق ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ عرق گلاب، گلاب کا انکار کرے۔ از کپی۔ کفراں کی برائی اور شکر کی تعریف ہے، خدا کرے ناسپاس لوگ گھاس کے تنکے تک سے محروم ہوں اور شکر گزاروں پر علوی چیزیں نثار ہو جائیں۔ آں لجاج۔ ناسپاسی بندروں کی خصلت ہے اور شکر گزاری انبیاء کا طریقہ ہے منہاج۔ راستہ۔

۲ با کپی خویاں۔ ناشکر گزار دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی تہتکہا۔ شکر گزاروں کے مراتب بلند ہوئے۔ در عمارتہا۔ جو تن پرور ہیں وہ کتے بلکہ کاٹنے کتے ہیں اور جن لوگوں نے مجاہدات میں بدن کو ویران کیا ہے ان کی روح میں نور اور عزت کا خزانہ ہیں۔ گر نبودے۔ اگر یہ خزانے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو فلاسفر گمراہ نہ ہوتے اس کو سمجھنے کے لئے عقل دین کی ضرورت ہے زیرکاں۔ جو محض عقل دنیاوی رکھتے ہیں ان کی بیوقوفی نمایاں ہو گئی۔ دہی۔ داہی، چالاک

۳ قصہ۔ اس قصے سے بھی عقل دنیاوی کی بیوقوفیاں واضح کی ہیں۔ ز درد۔ یعنی درد سے نماز اور دعا میں عاجزی کرتا تھا۔ رُعا۔ گلہ۔ بے ز جہدے۔ انسان کی پیدائش میں انسان کے کسب کا کوئی دخل نہیں ہے لہٰذا اسی طرح مجھے دنیا میں زندہ باقی رکھا وہ بغیر کسب کے روزی عنایت کر۔ پنج گوہر۔ باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ۔ پنج حس۔ حس مشترک خیال وہم حافظہ متخیلہ۔

لَا یَعُدُّ ایں داد وَلَا یُحصٰے زتو — من کلیلم ۱ از بیانش شرم رُو
تیری عطا لا تعداد اور بے شمار ہے — میں اس کے بیان سے عاجز اور شرمندہ ہوں

چونکہ در خلّاقیم تنہا توئی — کارِ رزّاقیم کن تو مُستوی
جبکہ میرے پیدا کرنے میں تو تنہا ہے — میری رزق رسانی کے کام کو درست کر دے

سالہا زواں دُعا بسیار شُد — عاقبت زاریِ اُو برکار شُد
اس کی جانب سے یہ دعا سالوں بہت ہوئی — بالآخر اس کی عاجزی کارآمد ہو گئی

ہمچو آں شخصے کہ روزیِ حلال — از خدا میخواست بے کسب وکَلال
اس شخص کی طرح جو حلال روزی — خدا سے بغیر کمائے اور تھکن کے چاہتا تھا

گاوٗ آوردش سَعادت عاقبت — عہدِ داوٗدِ لدُنّی مَدلت
بالآخر نیک بختی اس کے پاس بیل لے آئی — حضرت داؤد کے زمانہ میں جو خدائی انصاف والے تھے

ایں مُتیّم نیز زاریہا نمود — ہم زمیدانِ اجابت گُوَر بُود
اس دردمند نے بھی عاجزیاں دکھائیں — یہ بھی قبولیت کے میدان سے گیند جیت لے گیا

گاہ بدظن می شُدے اندر دُعا — ازپَے تاخیر پاداش و جَزا
کبھی دعا کے دوران بد ظن ہو جاتا — نتیجہ اور جزا کی تاخیر کی وجہ سے

باز اِرجائے خداوند کریم — دَردلش بشّار گشتے وزَعیم
پھر خداوند کریم کا امید دلانا — اس کے دل کو خوشخبری دینے والا ذمہ دار بن جاتا

چوں شُدے نومید در جہد از کلال — از جنابِ حق شُنیدے کہ تعال
جب محنت میں تھکن کی وجہ سے ناامید ہوتا — اللہ تعالیٰ کی جانب سے سنتا ’ آجا

خافض ۲ است و رفعت ایں کردگار — بے ازیں دو بر نیاید ہیچ کار
خدا پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے — ان دو کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا

خفضِ ۳ ارضی بیں و رفعِ آسماں — بے ازیں دو نیست دورانش اے فلاں
زمین کی پستی اور آسمان کی بلندی کو دیکھ — اے فلاں! ان دو کے بغیر اس کی گردش نہیں ہے

خفض و رفعِ ایں زمیں نوعِ دگر — نیم سالے شورہ نیمی سَبز و تَر
اس زمین کی پستی اور بلندی دوسرے قسم کی بھی ہے — نصف سال شور اور نصف سال سبز و تر ہے

خفض و رفع روزگارِ باکُرب — نوعِ دیگر نیم روز و نیم شب
پر مصائب زمانہ کی پستی اور بلندی — دوسری قسم کی ہے آدھا دن ہے اور آدھا رات ہے

۱ کلیل۔ درماندہ۔ برکار شد۔ دعا مقبول ہو گئی۔ آں شخصے۔ اس شخص کا قصہ دفتر سوم میں مذکور ہے۔ کلال۔ تھکن۔ گاوٗ۔ اس شخص کے گھر میں خود بیل گھس آیا تھا۔ لدنی معدلت۔ خدائی انصاف والا۔ متیم۔ فریفتہ عاشق۔ گاہ بدظن۔ دعا کے دور میں اس پر مختلف کیفیتیں گزر رہی تھیں۔ ارجا۔ امید دلانا بشارت خوشخبری دینے والا۔ زعیم۔ کفیل تعال۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہام ہوتا کہ "آجا" دعا کر قبول ہو گی۔

۲ خافض۔ چونکہ پہلے شعر میں متضاد کیفیتوں کا ذکر تھا اب ذکر کرتے ہیں کہ عالم میں متضاد کیفیتیں حکمت کی بنا پر ظہور پذیر ہوتی ہیں حضرت حق تعالیٰ پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے دنیا کے کام دونوں صفتوں سے مکمل ہوتے ہیں۔

۳ خفض۔ زمین کی پست کیا اور آسمان کو بلند کیا تب ہی دوران فلک ہو سکا۔ خفض و رفع۔ یہ دونوں صفتیں دو چیزوں میں ہی نہیں بلکہ ایک چیز میں دونوں کا ظہور ہے' بنجر بھی پڑا رہنا زمین کا پست ہونا ہے سرسبز ہونا اس کا بلند ہونا ہے۔ روزگار۔ زمانہ کا پست اور بلند ہونا' رات اور دن کا ہونا ہے۔

خفض و رفعِ ایں مزاجِ ا ممتزج ... گاہ صحت گاہ رنجوریِ مضج
اس مرکب مزاج کی پستی اور بلندی ... کبھی صحت، کبھی شور کرنے والی بیماری

ہمچنیں داں جملہ احوالِ جہاں ... قحط و خصب و صلح و جنگ و افتتاں
دنیا کے سب احوال اسی طرح سمجھ لے ... قحط اور ارزانی، صلح اور جنگ اور فتنوں میں پڑنا

ایں جہاں با ایں دو پر اندر ہواست ... زیں دو جانہا موطنِ خوف و رجاست
یہ عالم انہی دو پروں سے ہوا ہی ہے ... انہی دونوں سے جائیں خوف اور امید کا مقام ہیں

تا جہاں لرزاں بُود مانندِ برگ ... در شمال و در سموم و بعث و مرگ
تاکہ جہاں پتے کی طرح لرزتا رہے ... شمالی ہوا میں اور لو میں اور حیات اور موت میں

تا خُمِ ۲ یک رنگیِ عیسیٰ ما ... بشکند نرخِ خُمِ صد رنگ را
تاکہ ہمارے عیسیٰ کا یک رنگی مٹکا ... سو رنگ والے مٹکے کے نرخ کو سستا کر دے

کاں جہاں ہمچو نمکسار آمدست ... ہر چہ آنجا رفت بے تلویں شُدست
کیونکہ وہ جہاں نمک کی کان کی طرح ہے ... جو وہاں گیا، وہ بے رنگ ہو گیا

خاک را بیں خلقِ رنگا رنگ را ... می کُند یک رنگ اندر گورہا
مٹی کو دیکھ، رنگا رنگ مخلوق کو ... قبروں میں ایک رنگ کر دیتی ہے

ایں نمکسارِ جسومِ ظاہرست ... خود نمکسارِ معانی دیگرست
یہ ظاہری جسموں کی کانِ نمک ہے ... باطنی چیزوں کی کانِ نمک دوسری ہے

ایں ۳ نمکسارِ معانی معنویست ... از ازل آں تا ابد اندر نویست
باطنی اشیاء کی کانِ نمک، باطنی ہے ... ازل سے ابد تک تازگی میں ہے

ایں نوی را کہنگی ضدش بُود ... آں نوی بے ضد و بے نِد و عدد
اس تازگی کی، کہنگی ضد ہے ... وہ تازگی بغیر ضد اور بغیر مقابل اور عدد کے ہے

آں چناں کز صقلِ نورِ مصطفےٰ ... صد ہزاراں نوعِ ظلمت شُد ضیا
جیسے کہ مصطفیٰ کے نور کی صیقل سے ... لاکھوں قسم کی تاریکیاں روشنی بنیں

از جہود و مشرک و ترسا و مُغ ... جملگی یک رنگ شُد زاں اَلپ والُغ
یہودی اور مشرک اور نصرانی اور مجوسی ... اس بزرگ کے ذریعہ سب یک رنگ ہوئے

---

۱ مزاج۔ انسانی مزاج کی پستی اور بلندی اس کی بیماری اور صحت ہے۔ مضج۔ شور کرنے والا۔ ہمچنیں۔ دنیا کے احوال کو اسی طرح سمجھ تو قحط بھی ہے ارزانی بھی صلح بھی ہے اور جنگ و فتنہ میں مبتلا ہونا بھی ہے۔ اینجہاں۔ عالم کا بقاء انہی متضاد کیفیتوں سے ہے اور جانوں میں امید و بیم۔ انہی کی وجہ سے ہے۔ تا جہاں۔ اسی امید و بیم کی وجہ سے دنیا لرزتی رہتی ہے اور اس پر مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔

۲ تا خم۔ دنیا میں متضاد کیفیتیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں راحت بھی راحت ہے مصائب نہیں ہیں۔ عیسیٰ ما۔ اس سے مراد حضرت حق تعالیٰ ہے۔ خم صدرنگی۔ عالم دنیا۔ نمکسار۔ نمک کی کان میں جو چیز پہنچ جاتی ہے وہ نمک ہی بن جاتی ہے خاک۔ قبر عالم۔ آخرت کی ابتداء ہے وہاں پہنچ کر بھی نے رنگی ختم ہو جاتی ہے۔ ایں۔ قبر جسموں کے لئے نمک کی کان ہے۔ نمک رمعانی۔ ارواح کا نمکسار عالم آخرت ہے۔

۳ ایں نمکسار۔ عالم آخرت سے میں نیا پرت نہیں ہے بلکہ وہاں ہر چیز نئی ہے کہنگہ نئے چیز کے بعد پرانا ہونا بے رنگی ہے ایں نوی۔ دنیا میں اتنے دن کے بعد کہنگی آجاتی ہے۔ آں چناں۔ عالم آخرت کی یک رنگی اسی طرح کی ہوگی جیسے کہ آنحضور کے نور سے مختلف قسم کے کفر کی تاریکیاں ایک قسم کے نور میں تبدیل ہو گئیں۔ مغ۔ آتش پرست۔ الپ الغ۔ دلیر و بزرگ

صد ہزاراں سایہ ۱ کوتاہ و دراز　　شد یکے در نورِ آں خورشید راز
لاکھوں چھوٹے اور بڑے سائے　　اس معنوی سورج کی روشنی میں ایک ہو گئے

نے درازی ماند و نے کوتہ نہ پہن　　گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
نہ درازی رہی اور نہ کتاہی نہ چوڑا پن　　قسم قسم کے سائے سورج میں رہن ہو گئے

لیک یکرنگی کہ اندر محشرست　　بر بد و بر نیک کشف و ظاہرست
لیکن وہ یک رنگی جو محشر میں ہے　　بد پر اور نیک پر واضح اور ظاہر ہے

کہ معانی آں جہاں صورت شود　　نقشہا ماں در خورِ خصلت شود
کیونکہ چھپی چیزیں اس عالم میں ظاہر بن جائیں گی　　ہماری صورتیں، عادت کے مطابق ہو جائیں گی

گردد انگہ فکر نقشِ نامہا　　ایں بطانہ روئے کارِ جامہا
اس وقت فکر، خطوں کی تحریر بن جائے گا　　یہ استر کپڑوں کا ابرا بن جائے گا

ایں ۲ زماں سر ہا مثالِ گاوِ پیس　　دوکِ نطق و اندر ملل صد رنگ ریس
اس وقت راز، چتکبرے بیل کی طرح ہیں　　گویائی کا تکلا مذہب میں سو رنگ کاتنے والا ہے

نوبتِ صد رنگی ست و صد دلی　　عالمِ یک رنگ کے گردد جلی
صد رنگی اور صد دلی کا وقت ہے　　یک رنگ عالم کب ظاہر ہو گا؟

نوبتِ زنگی ست و رومی شد نہاں　　ایں شب ست و آفتاب اندر رہاں
حبشی کا زمانہ ہے اور رومی پوشیدہ ہو گیا ہے　　یہ رات ہے اور سورج قید میں ہے

نوبتِ ۳ گرگ ست و یوسف زیرِ چاہ　　نوبتِ قبطی و فرعون ست شاہ
بھیڑیے کا زمانہ ہے اور یوسف کنویں میں ہے　　قبطی کا دور دورہ ہے اور فرعون بادشاہ ہے

تا ز رزقِ بے دریغ و خیرہ خند　　ایں سگاں را حصہ باشد روز چند
تاکہ بے روک ٹوک رزق اور بیہودہ ہنسی　　چند روز ان کتوں کا حصہ بنے

در درونِ بیشہ شیراں منتظر　　تا شود امرِ تعالوا منتشر
کچھار میں شیر منتظر ہیں　　تاکہ "آ جاؤ" کا حکم پھیل جائے

پس بروں آیند آں شیراں ز مرج　　بے حجابے حق نماید دخل و خرج
تو چراگاہ وہ شیر باہر آئیں گے　　اللہ بغیر پردے کے حجاب آمد و خرچ کر دے گا

جوہرِ انساں بگیرد برّ و بحر　　پیسہ گاواں بسملانِ روزِ نحر
انسان کا جوہر بحر و بر پر قبضہ کر لے گا　　چتکبرے بیل قربانی کے دن ذبح ہوں گے

---

۱ سایہ۔ کفر کی تاریکی۔ نے درازی۔ ان کفروں کا تفاوت ختم ہو گیا۔ لیک۔ عالم آخرت کی یک رنگی پوشیدہ ہے لیکن محشر کی یک رنگی سب پر ظاہر ہو جائے گی۔ کہ معانی۔ وہاں پر معنوی چیز ظاہری صورت اختیار کر لے گی۔ گردد۔ وہاں پہنچ کر استر جو اندر کی چیز ہے ابرا بن جائے گا، جو ظاہر ہے۔ بطانہ۔ استر روی کار جامہ ابرا۔

۲ ایں زماں۔ اخروی باتیں اس دنیا میں ہر چتکبرے جانور کی طرح ہیں کہ اس میں مختلف رنگ ہوتے ہیں انہی اخروی باتوں کے بارے میں مختلف قسم کے خیالات ہیں اور مذہبی باتوں میں زباں کا تکلا مختلف رنگ کا دھاگا کات رہا ہے۔ عالم یک رنگ۔ عالم آخرت۔ نوبت زنگی۔ اس دنیا میں حقائق پر پردہ ہے۔ زنگی۔ یعنی بدرنگی۔ رومی۔ یعنی خوش رنگی۔ رہاں۔ گروی

۳ نوبت گرگ۔ یعنی باطل غالب اور حق مغلوب ہے۔ تا۔ یہ خفا اس لئے ہے کہ اہل باطل بھی کچھ دن مزے اڑا لیں۔ در درون۔ حقائق مخفی ہیں اور ظاہر ہونے میں کے حکم منتظر ہیں۔ مرج۔ چراگاہ۔ دخل و خرج۔ جمع خرچ جوہر۔ پھر حق کا غلبہ ہو جائے گا اور باطل فنا ہو جائے گا۔ روزِ نحر۔ قیامت کا دن عید کا دن ہو گا۔ جس میں مومن خوشی منائیں گے اور کفار ہلاک ہوں گے۔

روزِ نحر رستخیزِ سہمناک — مومناں را عید وگاواں را ہلاک
خوفناک قیامت کا قربانی کا دن — مومنوں کی عید اور بیلوں کی ہلاکت ہے

جملہ۱ مُرغانِ آب آں روزِ نحر — ہمچو کشتیہا رَواں بر رُوئے بحر
پانی کے سب پرند اس قربانی کے دن — سمندر پر کشتیوں کی طرح رواں ہوں گے

تا کہ یَہلِکَ مَنْ ہَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ — تا کہ یَنْجُوا مَنْ نَجا وَ اسْتَیْقَنَہ
تا کہ جو ہلاک ہو وہ گواہوں کے ذریعہ ہلاک ہو — تا کہ نجات پائے جو نجات پائے اس حال میں کہ اس دن کا یقین ہو

تا کہ بازاں جانبِ سُلطاں رَوند — تا کہ زاغاں سوئے گورستاں روند
تا کہ باز بادشاہ کی جانب روانہ ہوں — تا کہ کوے قبرستان کی جانب جائیں

کاستخواں واَجزائے سرگیں ہمچوناں — نُقلِ زاغاں سُوئے گورستاں روند
کیونکہ ہڈیاں اور گوبر کے اجزاء روٹی کی طرح — دنیا میں کووں کی غذا بنے ہیں

قندِ۲ حِکمت از کجُا زاغ از کجُا — کرمِ سرگیں از کجُا باغ از کجُا
کہاں دانائی کی شکر کہاں کوا؟ — کہاں گوبر کا کیڑا کہاں چمن؟

نیست لائق غزو نفسِ مَردِ غر — نیست لائق عُود و مُشک و کونِ خر
بزدل مرد کا نفس جہاد کے لائق نہیں ہے — عود اور مشک، گدھے مقعد کے مناسب نہیں ہے

چوں غزا ند بد زناں را ہیچ دست — کے دہد آنکہ جہادِ اکبر ست
جبکہ زنانوں کو جہاد کا موقع نہیں — تو جہاد اکبر کا کیا موقع ہے؟

جُز بنادر در تنِ زن رُستمے — گشتہ باشد خُفیہ ہمچوں مریمے
سوائے نادر کے عورت کے جسم میں کوئی بہادر — پوشیدہ ہو (حضرت) مریمؑ کی طرح

آنچناں۳ کہ درتنِ مَرداں زناں — خفیہ اند و ماندہ از ضُعفِ جناں
جیسے کہ مردوں کے جسم میں عورتیں — پوشیدہ ہیں اور وہ قلبی کمزوری کی وجہ سے عاجز ہیں

آنجہاں صُورت شود در مادگی — ہر کہ در مَردی ندید آمادگی
وہ اس عالم میں مادہ کی صورت میں ہو گا — جس نے مردانگی پر آمادگی نہ دیکھی ہو

روزِ عدل و عدل و داد اندر خورست — کفش زانِ پا کلاہ آنِ سَر ست
وہ انصاف کا دن ہے اور انصاف اور عطا مناسب ہیں — جو تا پاؤں کی ملکیت اور ٹوپی سر کی ملکیت ہے

تا بمطلب دَر رَسد ہر طالبے — تا بغربِ خود رَود ہر غاربے
تا کہ ہر طالب مطلوب تک پہنچ جائے — تا کہ ہر غروب ہونے والا اپنے غروب کو پہنچ جائے

---

۱ جملہ مُرغاں۔ مومنوں کی مثال دریائی پرندوں کی سی ہوگی جو سمندر کی سطح پر تیریں گے وہ پل سراط پر آرام سے گزر جائیں گے تا کہ حقائق اس لئے واضح کئے جائیں گے کہ نجات اور ہلاکت پورے ثبوت کے ساتھ ہو۔ بازاں۔ نجات پانے والے۔ زاغاں۔ بد باطن لوگ۔ کاستخواں۔ ان کووں کی جو غذا دنیا میں تھی وہی آخرت میں ہوگی۔

۲ قند حکمت۔ دانائی اور کوے، گبریلے اور چمن میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ نیست۔ جہاد اور بزدل، عود و مشک اور گدھے کی مقعد میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ چوں۔ صوفیا کے نزدیک کافر سے جہاد، جہاد اصغر، نفس جہاد جہاد اکبر۔ مریم۔ حدیث شریف ہے مرد تو بہت سے کمل ہوئے عورتوں میں صرف حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ مکمل ہوئیں اور حضرت عائشہؓ کو عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جس طرح تمام کھانوں میں ثرید افضل ہے۔

۳ آنچناں۔ بہت سے مرد جو زنانہ صفت ہیں آخرت میں ان کی صفت واضح ہو جائے گی۔ روز عدل۔ عالم آخرت میں قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا وہاں پاؤں جوتا پہنے گا اور سر ٹوپی اوڑھے گا۔ تا بمطلب۔ تا کہ ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جائے اور ہر انسان اپنے صحیح مقام پر پہنچ جائے۔

نیست[1] ابر مطلوب از طالب دریغ　　جُفتِ تابش شمس و جُفتِ آب میغ
کوئی مطلوب، طالب سے ممنوع نہیں ہے　　چمش کا جوڑا سورج اور پانی کا جوڑا ابر ہے

ہَست دُنیا قہر خانہ کردگار　　قہر بیں چوں قہر کردی اختیار
دنیا اللہ تعالیٰ کا قہر خانہ ہے　　جب تو نے ظلم کرنا اختیار کیا قہر کو بھی دیکھ

اُستخوان و مُوئے مقہوراں نگر　　تیغ قہر افگندہ اندر بحر و بَر
قہر میں مبتلا لوگوں کی ہڈیاں اور بال دیکھ　　قہر کی تلوار نے، ان کو سمندر اور خشکی میں بکھر دیا ہے

پرّو بالِ مُرغ بیں برگردِ دام　　شرحِ قہرِ حق کنندہ بے کلام
جال کے چاروں طرف، پرند کے پر و بال دیکھ لے　　جو اللہ تعالیٰ کے قہر کی بغیر لفظوں کے شرح کر رہے ہیں

مُرد[2] اُو بر جائے خر پُشتہ نشاند　　وانکہ کہنہ گشت پُشتہ ہم نماند
وہ مر گیا جگہ پر بڑا ڈھیر چھوڑ گیا　　اور جو پرانا ہو گیا ڈھیر بھی نہ رہا

ہَر کسے را جُفت کردہ عدلِ حق　　پیل را پیل و بَق را جنسِ بَق
اللہ کے انصاف نے ہر چیز کا جوڑ لگا دیا ہے　　ہاتھی کا ہاتھی سے، اور مچھر کا مچھر کی جنس سے

مُونسِ احمدؐ بمجلس چار یار　　مُونسِ بُوجہل عتبہ و ذُو الخمار
احمدؐ کی مجلس میں چار یار دوست ہیں　　ابوجہل کے دوست، عتبہ اور ذوالخمار ہیں

کعبۂ جبریل و جانہا[3] سِدرۂ　　قبلۂ عبدالبطوں شُد سُفرۂ
جبریل اور روحوں کا قبلہ سدرہ ہے　　پیٹ کے بندوں کا قبلہ دسترخوان ہے

قبلۂ عارف بُوَد نُورِ وصال　　قبلۂ عقلِ مُفلسِف شُد خیال
عارف کا قبلہ وصال کا نور ہے　　فلسفی کی عقل کا قبلہ وہم ہے

قبلۂ زاہد بُوَد یزدانِ برّ　　قبلۂ مطمع بُوَد ہمیانِ زر
زاہد کا قبلہ محسن خدا ہے　　لالچی کا قبلہ سونے کی ہمیانی ہے

قبلۂ مَردانِ حق اَعمالِ نیک　　قبلۂ نااہل جہلِ مُرد ریگ
مردانِ خدا کا قبلہ نیک اعمال ہیں　　نااہل کا قبلہ ذلیل جہل ہے

قبلۂ معنی وراں صبر و درنگ　　قبلۂ صُورت پرستاں نقشِ سنگ
اہل باطن کا قبلہ، صبر اور سکون ہے　　ظاہر پرستوں کا قبلہ، پتھر کا نقش ہے

---

[1] نیست۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جاتا ہے۔ تپش کا مطلوب سورج اور پانی کا مطلوب ابر ہے۔ ہست دنیا۔ دنیا میں بھی حضرت حق تعالیٰ کے قہر کا ظہور ہو جاتا ہے۔ جب انسان ظلم کرتا ہے تو اس پر قہر خداوندی نازل ہوتا ہے۔ مقہوراں۔ جن پر قہر خداوندی نازل ہوا ہے ان کا انجام دیکھ لو۔ پرُ دبال۔ جال میں پھندے ہوئے پرند کے جو پر و بال جال کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں وہ اس کے مقہور ہونے کی زبان حال سے شرح کرتے ہیں۔

[2] مرد۔ جن پر قہر خداوندی ہے مرنے کے بعد صرف قبر کی مٹی کا ڈھیر ان کا نشان رہ جاتا ہے اور وہ بھی چند دن بعد مٹ جاتا ہے۔ ہر کسے۔ جس شخص کو جس شخص سے مناسبت ہوتی ہے قدرت اس کا جوڑ اس سے لگا دیتی ہے۔ احمدؐ۔ آنحضورؐ کا جوڑ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علی رضی اللہ عنہم سے لگایا۔ عُتبہ۔ مکہ کا مشہور کافر سردار تھا جو جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ذوالخمار۔ ایک کاہن تھا۔ اپنا منہ ڈھکے رکھتا تھا اس لئے وہ اوڑنی والا کے نام سے مشہور تھا۔

[3] سِدرہ۔ بیری کا درخت جو ساتویں آسمان پر ہے اور وہ مخلوق کے علم اور حضرت جبریلؑ کا منتہیٰ ہے۔ عبدالبطوں۔ پیٹو والا انسان۔ سُفرہ۔ دسترخوان۔ قبلہ۔ باخدا انسان نور وصال کا طالب ہے اور فلسفی کا مقصود وہم ہے۔ زاہد۔ زاہد کا مقصود خدا ہے اور لالچی انسان کا مقصود دولت ہے۔ قبلہ۔ مرداں۔ جو خدا پرست ہیں ان کا مطمح نظر نیک اعمال ہیں۔ معنی وراں۔ اہل باطن۔ نقش سنگ۔ پتھر کی مورتی۔

قبلۂ باطن[۱] نشیناں ذوالمنن — قبلۂ ظاہر پرستاں روئے زن
خلوت گزینوں کا قبلہ، خدا ہے — ظاہر پرستوں کا قبلہ، عورت کا چہرہ ہے

قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر — قبلۂ باطل بلیس ست اے پدر
اے بیٹا! عاشق کا قبلہ، خدا ہے — اے باپ! باطل کا قبلہ شیطان ہے

قبلۂ فرعون نیلے سر بسر — قبلۂ خربندہ چہ بود کونِ خر
فرعون کا قبلہ؛ سرا سر نیل ہے — گدھے والے کا قبلہ کیا ہوگا گدھے کی مقعد؟

ہمچنیں برمی شمر تازہ و کہن — ور ملولی رَوتو کارِ خویش کن
اسی طرح نئے اور پرانے کو شمار کر لے — اور اگر تو تنگ دل ہے، جا اپنا کام کر

رزقِ مادر کاسِ زرّیں شُد عقار — واں سگاں[۲] را آبِ تمماج وتغار
ہمارا رزق، زریں پیالہ میں شراب ہے — ان کتوں کے لئے تمماج اور تغار کا پانی ہے

لائقِ آں کہ بُد اُو خود دادہ ایم — در خورِ آں رزق اُو بفرستادہ ایم
جس کے وہ لائق تھا وہ ہم نے خود دے دیا — اس کے لائق ہم نے رزق بھیج دیا ہے

عاشقِ ناں ساختیم آں خواجہ را — سیر از جاں ساختیم ایں را چرا
ان صاحب کو ہم نے روٹی کا عاشق بنا دیا ہے — اس کو ہم نے جان سے بیزار کر دیا ہے کیوں؟

خُویِ آں را عاشقِ ناں کردہ ایم — جانِ ایں را مستِ جاناں کردہ ایم
ہم نے اس کی عادت کو روٹی کا عاشق بنا دیا — اس کی جان کو جاناں کا مست بنا دیا ہے

چوں[۳] بخویِ خود خوشی و خُرّمی — پس چرا از خوردِ خویت می رمی
جبکہ تو اپنی عادت پر خوش و خرم ہے — تو پھر اپنی عادت کے مناسب سے تو کیوں بھاگتا ہے؟

مادگی خوش آیدت چادر بگیر — رستمی خوش آیدت خنجر بگیر
مجھے زنانہ پن پسند ہے، تو چادر لے لے — تجھے رستمی بھلی لگتی ہے، خنجر تمام لے

غازی خوش آیدت جوشن بپوش — ور بحیزی مائلی رَوگوں فروش
تجھے جہاد اچھا لگتا ہے زرہ پہن لے — اگر تو ہیجڑے پن پر مائل ہے جا مقعد بیچ

ایں سخن پایاں ندارد آں فقیر — گشتہ است از زخمِ درویشی عقیر
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ فقیر — محتاجی کے زخم سے زخمی ہو گیا ہے

۱؎ باطن نشین۔ خلوت گزیں۔ بلیس۔ ابلیس۔ قبلۂ فرعون۔ فرعون کا مطلوب دنیا اور دریائے نیل ہے گدھے والے کا مقصد گدھے کا مقعد ہے۔ شمر۔ جن مثالوں یا اور مثالوں کو شمار کر لے۔ کارِ خویش۔ اپنے کام میں لگ یہ تیرا کام نہیں ہے۔ عقار۔ شراب یعنی مضامین عالیہ جن میں سے ایک مضمون یہ بھی ہے۔

۲؎ سگاں۔ دنیادار۔ آبِ تمماج۔ یعنی آش تمماج جو تمماج ایک ترش پھل سے تیار کیا جاتا ہے مراد دنیوی لذتیں لائق۔ پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے۔ عاشق۔ ایک کو روٹی کا عاشق بنایا ہے اور ایک کو جان سے بھی بے نیاز بنایا ہے اس کی وجہ ہے۔ خوی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کی باطنی سرشت کو چونکہ اس میں اس کے آثار تھے روٹی کا عاشق کر دیا اور دوسرے کو خدائی مست بنا دیا چونکہ اس میں اس کے آثار تھے۔

۳؎ چوں۔ جب انسان اپنی بری عادتوں پر خوش ہے اور وہی جزاء کا سبب ہیں تو اس کے مناسب جزاء ہے اس سے کیوں گریز کرتا ہے۔ مادگی۔ جب زنانہ پن پسند ہے تو دوپٹہ اوڑھنا بھی پسند کرنا چاہیے بہادری پسند ہے تو خنجر باندھنا بھی پسند ہونا چاہیے۔ جوشن زرہ۔ گوں۔ مقعد۔ ایں سخن۔ خدائی انصاف کا بیان۔ عقیر۔ زخمی

قصہ[1] آں گنجنامہ کہ گفتند پہلوئے قُبہٗ رُوی بقبلہ کُن و تیر
اس گنجنامہ کا قصہ کہ انہوں نے کہا، قبہ کے پہلو میں قبلہ کو رخ کر اور تیر

دَر کمانِ نہ و بیند از آنجا کہ اُفتد گنجُست
کمان میں رکھ اور پھینک، جس جگہ وہ گرے خزانہ ہے

دید دَر خواب اُو شبے و خواب کُو — واقعہٗ بے خواب صُوفی راست خُو
اس نے ایک رات کو خواب میں دیکھا اور خواب کہاں؟ — بغیر خواب کے واقعہ (دیکھنا) صوفی کی عادت ہے

ہاتفے[2] گفتش کہ اے دیدہ تعب — رُقعہٗ در مشقِ وَرّاقاں طلب
ہاتف نے اس سے کہا اے مشقت جھیلے ہوئے؟ — ایک پرچہ ردی فروشوں کے مشق شدہ کاغذوں میں سے لے لے

خُفیہ زاں وَرّاق کت ہمسایہ است — سُوئے کاغذ پارہاش آور تو دَست
چپکے سے اپنے پڑوسی ردی فروش کے — کاغذ کے ٹکڑوں کی جانب تو ہاتھ بڑھا

رُقعہٗ شکلش چناں رنگش چنیں — پس بخواں آں را بخلوت اے حَزیں
ایک ہی شکل کا پرچہ جس کا رنگ ایسا ہے — اے غمگین! پھر اس کو تنہائی میں پڑھنا

چوں بدُزدی آں ز وَرّاق اے پسر — پس بروں روز انبُہی و شور و شَر
اے بیٹا جب تو اس کو ردی فروش سے اڑا لے — تو مجمع اور شور و شر سے باہر نکل جا

تو بخواں آں را بخود دَر خلوتے — ہیں مجو دَر خواندنِ آں شِر کتے
تو تنہائی میں اس کو خود پڑھ — خبردار! اس کے پڑھنے میں شرکت کی جستجو نہ کرنا

وَر[3] شود آں فاش ہم غمگیں مَشو — کہ نیابد غیر توزاں نیم جو
اور اگر وہ ظاہر بھی ہو جائے تو بھی غمگین نہ ہونا — کیونکہ اس میں تیرے سوا کوئی اور آدھا جَو بھی نہیں حاصل کر سکتا

وَر گشد آں دیر ہیں زنہار تُو — وِردِ خود کُن دمبدم لَا تَقْنَطُوْا
اور اگر اس میں دیر لگے خبردار! تو — ہر وقت اپنا ورد لَا تَقْنَطُوْا رکھنا

ایں بگفت و دستِ خود آں مُژدہ وَر — بردلِ اُوزد کہ رَو زحمت ببر
یہ کہا اس خوشخبری دینے والے نے اپنا ہاتھ — اس کے دل پر رکھ دیا کہ جا محنت کر

چوں بخویش آمد ز غیبت آں جواں — می نگنجید از فرح اندر جہاں
جب وہ جوان غیب سے ہوش میں آیا — خوشی سے دنیا میں نہ سماتا تھا

[1] قصہ۔ اس درویش کو ہاتف نے کہا ردی فروش کے یہاں ایک پرچہ ہے وہ لے لے اس نے وہ پرچہ لے لیا تو اس میں لکھا تھا کہ فلاں قبہ کے پاس جا کر تیر چلا جہاں وہ تیر گرے اس جگہ خزانہ مدفون ہے وہ نکال لینا۔ دید۔ اس نوجوان نے خواب میں دیکھا پھر خود مولانا فرماتے ہیں خواب کی حالت نہ تھی بلکہ جس حالت میں اس نے دیکھا وہ نیند اور بیداری کی درمیانی ایک کیفیت تھی اسی کو اصطلاح میں واقعہ کہا جاتا ہے جو صوفیوں کو پیش آتا رہتا ہے۔

[2] ہاتِف۔ غیب سے آواز دینے والا۔ وراق۔ کاغذ فروش مراد ردی کاغذ فروش ہے۔ رُقعہ۔ اس پرچہ کی علامتیں بتائیں حَزِیں۔ غمگین۔ بدزدی یہ حقیقت میں چوری نہ تھی اس لئے کہ ردی کے ٹکڑے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ تو بخواں۔ پھر اس کو تنہائی میں بلا شرکت غیرے پڑھنا تا کہ راز نہ کھلے

[3] ورشود۔ ان احتیاطوں کے باوجود اگر راز کھل جائے تو غمگین نہ ہونا کیونکہ وہ خزانہ صرف تجھے ہی مل سکے گا۔ ور گشد۔ اگر خزانہ ملنے میں دیر ہو تو مایوس نہ ہونا۔ لَا تَقْنَطُوا۔ تم مایوس نہ ہوں۔ ایں بگفت۔ اب وہ ہاتف نمودار بھی ہو گیا اور اس نے اس نوجوان کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تا کہ اس کو سکون حاصل ہو۔ غیبت۔ نیند اور بیداری کی کیفیت۔

زہرۂ[1] او بر دریدے از قلق　　گر نبودے رفق وحفظ ولطفِ حق
دھڑکن سے اس کا پتہ پھٹ جاتا　　اگر خدا کی نرمی اور حفاظت اور مہربانی نہ ہوتی

یک فرح آں کز پسِ ہفصد حجاب　　گوشِ او بشنید از حضرت جواب
ایک خوشی یہ کہ سات سو پردوں کے پیچھے سے　　اس کے کان نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب سنا

از حجب چوں حسِ سمعش در گزشت　　شد سر افراز وز گردوں بر گزشت
جب اس کے سننے کی حس پردوں سے بڑھ گئی　　وہ سر بلند ہو گیا اور آسمان سے بڑھ گیا

چوں[2] گزارہ شد حسِ سمعش ز حجب　　بر فلک برد او سرافرازی ز عجب
اس کے سننے کی حس جب پردوں سے گزر گئی　　خود پسندی سے وہ اپنی سر بلندی کو آسمان پر لے گیا

کے بود کاں حسِ چشمش ز اعتبار　　زاں حجابِ غیب ہم یابد گزار
کب ہوگا کہ اس کی آنکھ کی حس عزت حاصل کرنے میں　　ان غیب کے پردوں سے بھی گزر جائے

چوں گزارہ شد حواسش از حجاب　　پس پیاپے گرددش دید و خطاب
جس اس کے حواس، پردے سے گزر جائیں　　تو اس کو پے درپے دید اور خطاب حاصل ہو گا

چوں سپاہِ زنگ پنہاں شد ز روم　　تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
جب حبش کا لشکر، روم والوں سے چھپ گیا　　سورج نے تلوار چلا دی اور علوم پیدا ہو گئے

یک[3] فرح آں کز سوال آمد خلاص　　خواہدش حاصل شدن آں گنجِ خاص
ایک یہ خوشی کہ سوال سے خلاصی ہو گئی　　اس کو وہ خاص خزانہ حاصل ہو جائے گا

یک فرح آنکہ نشد ردش دعا　　عاقبت آمد اجابت مر ورا
ایک یہ خوشی کہ اس کی دعا رد نہ ہوئی　　بالآخر اس کو قبولیت حاصل ہو گئی

جانبِ دکانِ وراق آمد او　　دست میزد او بمشقش سو بسو
وہ ردی فروش کی دکان پر آیا　　اس کے مشقی کاغذوں پر ادھر ادھر ہاتھ مارتا تھا

پیشِ چشمش آمد آں مکتوب زود　　با علاماتے کہ ہاتف گفتہ بود
بہت جلد وہ لکھا ہوا کاغذ اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا　　ان علامتوں کے ساتھ جو ہاتف نے بتائی تھیں

د بغل زد گفت خواجہ خیر باد　　ایں زماں وا میرسم اے اوستاد
اس نے بغل میں دبا لیا کہا جناب خیریت سے رہیں　　اے استاد! میں ابھی واپس آتا ہوں

---

[1] زہرۂ۔ اس قدر خوش تھا کہ دھڑکن سے پتہ پھٹ جاتا اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتا۔ یک فرح۔ اس کی خوشی کی بہت سی وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دعا کا جواب دیا۔ ہفصد۔ سات سو بعض نسخوں میں نہصد نو سو ہے، پردوں کی کثرت مراد ہے۔ کے بود۔ جس طرح اس کی قوت سماعت حجابات سے گزر کر سامع بن گئی اس طرح یہ کب ہوگا کہ اس کی چشم دل، حجابات سے گزر جائے اور اس کو قلبی مشاہدہ حق حاصل ہو جائے۔

[2] چوں گذارہ شد۔ جب سالک کی قوت سامعہ اور باصرہ حجابات کو طے کر جاتی ہے تو پھر اس کو مسلسل اللہ تعالیٰ کی دید اور کلام حاصل ہونے لگتا ہے۔ چوں۔ اب سالک کی ایک تیسری کیفیت کا ذکر ہے کہ اس کے قلب پر واردات ہونے لگتی ہیں اس کو علوم و معارف لدنی حاصل ہونے لگتے ہیں۔ سپاہ زنگ۔ یعنی اوصاف بشری۔ روم۔ یعنی انوار خداوندی۔ تیغ زد خورشید۔ اب وجود حقیقی فنا کی تلوار چلا دیتا ہے اور بیفانی ہو کر بقا باللہ حاصل کر لیتا ہے اور حضرت حق کی صفت علمیہ سے مستفید ہونے لگتا ہے۔

[3] یک فرح۔ خوشی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اب اس کو خزانہ مل جائے گا۔ یک فرح آنکہ۔ خوشی کی تیسری وجہ یہ تھی کہ اس کی دعا مقبول ہو گئی۔ جانب۔ ہاتف کی آواز سننے کے بعد وہ پڑوسی ردی فروش کے یہاں گیا اور اس نے وہ پرچہ تلاش کیا اور وہ اس کو مل گیا۔ خیر باد۔ خدا آپ کو خیریت سے رکھے۔ وامیرسم۔ اس وقت کام ہے۔ میں جا رہا ہوں پھر فوراً واپس آ جاؤں گا۔

رفت کنجِ خلوتے آں را بخواند — وز تحیر والہ[۱] و حیراں بماند
وہ تنہائی کے گوشہ میں گیا، اس کو پڑھا — اور حیرانی سے سرگشتہ اور ششدر رہ گیا

کہ بدینساں گنج نامہ بے بہا — چوں فتادہ ماند اندر مشتہا
کہ اس طرح سے بے بہا گنج نامہ — مشتی کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا؟

باز اندر خاطرش ایں فکر جست — کز پئے ہر چیز یزداں حافظ جست
پھر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا — کہ خدا ہر چیز کا نگہبان ہے

کے گزارد حافظ اندر اکتناف — کہ کسے چیزے رباید از گزاف
نگہبان اپنی حفاظت میں کب موقع دیتا ہے؟ — کہ کوئی آدمی کوئی چیز خواہ مخواہ اڑا لے

گر بیاباں پُر شود زرّو و نقود — بے رضائے حق جوے نتواں ربود
اگر جنگل سونے اور نقد سے بھر جائے — اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ایک جو نہیں لیا جا سکتا

ور بخوانی صد صُحُف بے سکتۂ — بے قدر یادت نماند نکتۂ
اگر تو سو کتابیں بغیر وقفہ کے پڑھ جائے — تقدیر کے بغیر تجھے ایک نکتہ یاد نہ رہے گا

ور کُنی خدمت نخوانی یک کتیب — علمہائے نادرہ یابی زجیب
اگر تو خدمت کرے اور ایک کتاب بھی نہ پڑھے — تو گریباں میں سے نادر علوم حاصل کر لے گا

شد[۲] ز جیب آں کفِ موسیٰ ضوفشاں — کاں فزوں آمد زماہِ آسماں
حضرت موسیٰ کا ہاتھ گریبان میں سے نور افشاں ہو گیا — جو آسمان کے چاند سے بڑھ گیا

کانکہ می جستی ز چرخِ باہیب — سر برآورد دست اے موسیٰ زجیب
کہ تو جس چیز کو پر ہیبت آسمان میں تلاش کرتا تھا — اے موسیٰ! وہ گریبان میں سے نمودار ہو گئی ہے

تابدانی کاسمہائے سمی — ہست عکسِ مدرکاتِ آدمی
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ بلند آسمان — انسان کے علوم کا عکس ہیں

نے[۳] کہ اوّل دستِ یزدانِ مجید — از دو عالم پیشتر عقل آفرید
کیا نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ کے دست قدرت نے — دونوں جہاں سے پہلے عقل پیدا فرمائی؟

ایں سخن پیدا و پنہاں ست و بس — کہ نباشد محرمِ عنقا مگس
یہ بات بہت واضح اور مخفی ہے — کیونکہ عنقا کی محرم مکھی نہیں ہے

---

۱ والہ۔ سرگشتہ۔ بے بہا۔ اس قدر قیمتی پرچہ کہ اس کی قیمت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔ ردی کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا۔ باز۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ جب اللہ کسی چیز کا محافظ ہو تو غیر مستحق اس کو کہاں لے جا سکتا ہے۔ گر بیاباں۔ یہ پرچہ تو چھپا ہوا تھا اگر بیابان سونے سے بھرا ہوا ہو جو سب کو نظر آئے تب بھی خدا کی مرضی کے بغیر اس میں سے ایک دمڑی بھی نہیں لے سکتا۔ ور بخوانی۔ اسباب میں بھی تاثیر خدا ہی پیدا فرماتا ہے ورنہ سبب بیکار ہے ور کنی۔ اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی مسبب کو پیدا فرما دیتا ہے۔

۲ شد۔ حضرت موسیٰ کا ہاتھ گریبان میں ڈالنے سے چمکنے لگا تھا اور ان کو یہ دکھا دیا گیا کہ جس نور کو تم آسمان سے طلب کر رہے تھے وہ تمہارے گریبان میں بھی موجود ہے۔ تابدانی۔ حضرت موسیٰ کو گریبان میں سے نور عطا کرنے میں یہ تنبیہ بھی مقصود تھی کہ بلند آسمان بھی انسان کی قوت مدرکہ عقل کامل کا عکس یعنی تابع ہے اس سے انسان کی آسمانوں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۳ نے کہ۔ بعض احادیث میں ہے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللہُ العقل سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا عقل سے مراد عقل کامل ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ایں سخن۔ عقل کامل کی فضیلت جس قدر سمجھ میں آتی ہو وہ تو ظاہر ہے اور اس کی کشفی حصہ اہل قال کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ اس کی اور اہل قال کی سمجھ کی مثال عنقاء اور مکھی کی ہے۔

باز اِسُوی قصه باز آ اے پسر — قصه گنج و فقیر آور بسر
اے بیٹا! پھر قصہ کی جانب واپس آ جا — خزانہ اور فقیر کا قصہ ختم کر

تمامیِ قصهٔ آں فقیر و نشانِ جایِ آں گنج
اس فقیر کے قصہ کی تکمیل اور اس خزانہ کی جگہ کا پتہ

اندراں رُقعه نوشته بُود ایں — که برونِ شهر گنجے داں دفیں
اس پرچہ میں یہ رکھا تھا — کہ شہر کے باہر ایک خزانہ مدفون سمجھ

آں فلاں قُبّه که روئے مشہدست — پشتِ اُو در شہر و رُو در فدفدست
وہ فلاں قبہ جس میں مزار ہے — جس کی پشت شہر کی طرف اور اگلا حصہ جنگل میں ہے

پُشت باوے کُن تو رُو با قبله آر — وانگہاں از قوس تیرے وا گزار
تو اس کی طرف پشت کر اور منہ قبلہ کی جانب کر — پھر کمان سے تیر چلا

چوں فگندی تیر از قوس اے سُعاد — بَر کَن آں موضع که تیرت اُو فتاد
اے محبوب! تو جب کمان سے تیر پھینکے — جس جگہ تیر گرے اس کو کھود

پس ۲ کمانِ سخت آورد آں فتی — تیر پرّانید در صحنِ فضا
وہ نوجوان ایک سخت کمان لایا — اور میدان کے صحن میں تیر پھینکا

بیل آورد و تبر اُو شاد شاد — کند آں موضع که تیرش اُو فتاد
اور وہ خوشی خوشی بیلچہ اور پھاوڑا لایا — جس جگہ تیر گرا اس کو کھودا

کُند شد ہم اُو وہم بیل و تبر — خود ندید از گنجِ پنہانی اثر
وہ بھی کند ہو گیا اور بیلچہ اور پھاوڑا بھی — اس مخفی خزانہ کا کوئی نشان نہ دیکھا

ہمچنیں ہر روز تیر انداختے — لیک جایِ گنج را نشناختے
یہ روزانہ اسی طرح تیر پھینکتا — لیکن خزانہ کی جگہ نہ پہچانتا

چونکه ۳ ایں را پیشه کرد اُو بر دوام — فُجفُجے در شہر افتاد و عوام
چونکہ اس نے مسلسل یہ پیشہ بنا لیا — شہر اور عوام میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں

فاش شُدنِ خبر آں گنج و رسیدن بگوشِ پادشاه
اس خزانہ کی خبر کا پھیلنا اور بادشاہ کے کان میں پہنچنا

ہر کسے در گفتگوی اُو فتاد — کاینچنیں بازی نباشد در نہاد
ہر شخص ایک بات کہنے لگا — کہ اس طرح کا کھیل کسی کی طبیعت میں نہیں ہوتا ہے

۱ باز۔ لہٰذا اس بحث کو ختم کر کے اسی فقیر اور خزانہ کا قصہ شروع کرنا چاہیے۔ اندراں۔ وہ پرچہ جو اس کو ردی فروش کی دکان سے ملا تھا اس میں لکھا تھا کہ شہر سے باہر ایک خزانہ مدفون ہے۔ مشہد۔ مزار۔ فدفد۔ جنگل، ہموار زمین۔ سعاد عرب کی ایک مشہور محبوب کا نام ہے یہاں مطلقاً محبوب کے معنی میں ہے۔

۲ پس کمان۔ مطلب تو یہ تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر بغیر چلہ کھینچے چھوڑنا وہ سخت قسم کی کمان لایا اور زور سے چلہ کھینچ کر تیر چلایا اسی لئے اس کو پریشانی ہوئی۔ کند۔ کھودتے کھودتے وہ بھی تھک گیا اور بیلچہ اور تیر بھی کند ہو گیا۔ ہمچنیں۔ وہ روزمرہ زور سے تیر چلاتا اور تیر گرنے کی جگہ کو کھودتا لیکن خزانہ کا کوئی نشان نہ ملتا۔

۳ چونکہ۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ شخص روز یہ کام کر رہا ہے تو ان میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ فاش شدن۔ مشہور ہو جانا۔ کاینچنیں۔ اس کا کام کوئی کھیل تو نہیں ہے بلکہ اس کے کام میں کوئی خاص راز ہے۔

هر کسے در گفتگوئ فاسدے ہر طرف برخاستش یک حاسدے
ہر شخص ایک بیہودہ بات میں ہر جانب اس کا ایک حاسد پیدا ہو گیا

پس ۱ خبر کردند سلطاں را ازیں آں گروہے کہ بُدند اندر کمیں
پھر انہوں نے اس کی بادشاہ کو خبر دی ان لوگوں نے جو گھات میں تھے

عرض کردند آں سخن را زیردست کہ فلانے گنج نامہ یافت ست
انہوں نے وہ بات مخفی طور پر کہہ دی کہ فلاں گنج نامہ ملا ہے

چوں شنید آں شخص کیں باشہ رسید جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید
جب اس نے سنا کہ یہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی سوائے تسلیم اور رضا کے چارہ نہ دیکھا

پیش ازاں کا شکنجہ بیندزاں قباد رقعہ آورد و بہ پیشِ شہ نہاد
اس سے پہلے کہ اس بادشاہ کی جانب سے کوئی سختی دیکھے پرچہ لایا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا

گفت ۲ تا ایں رقعہ را یابیدہ ام گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام
عرض کیا کہ جب سے میں نے یہ پرچہ پایا ہے خزانہ تو نہیں، البتہ بیحد تکلیف دیکھی ہے

خود نشد یک حبّہ از گنج آشکار لیک پیچیدم بسے من ہمچو مار
خزانہ کی ایک دمڑی ظاہر نہ ہوئی لیکن میں نے سانپ کی طرح بہت بل کھائے

مدّتِ ماہے چنینم تلخ کام کہ زیان و سود ایں بر من حرام
ایک ماہ کی مدت سے میں اسی طرح ناکام ہوں کہ اس کا نقصان و نفع مجھ پر حرام ہے

بو کہ بختت برکند زیں کاں غطا اے شہ پیروز جنگ و دژ گشا
ہوسکتا ہے کہ آپ کا نصیبہ اس معدن سے یہ پردہ ہٹا دے اے جنگ میں کامیاب اور قلعہ کشا شاہ!

مدّت ۳ شش ماہ و افزوں پادشاہ تیر می انداخت و برمی کند چاہ
چھ مہینے سے کچھ زیادہ مدت تک بادشاہ تیر چلاتا تھا اور کنواں کھودتا تھا

ہر کجا سخت کمانے بود چست تیر می انداخت ہر سو گنج جست
جہاں کہیں بھی کوئی سنجیدہ کمان والا چالاک آدمی تھا وہ تیر پھینکتا اور ہر جانب خزانہ کو تلاش کرتا تھا

غیر تشویش و غم و طامات نے ہمچو عنقا نام فاش و ذات نے
سوائے پریشانی اور غم اور بیہودہ گوئی کے کچھ نہیں عنقا کی طرح نام مشہور اور ذات ندارد

نومید شُدنِ آں پادشاہ ازنا یافتنِ آں گنج و ملول
اس خزانہ کے نہ پانے سے بادشاہ کا نا امید ہونا اور اس

۱ پس۔ لوگوں کو جستجو سے پتہ چل گیا کہ وہ خزانہ کی تلاش میں ہے اور اس کے ہاتھ کوئی گنج نامہ آیا ہے تو حاسدوں نے بادشاہ سے جا کہا۔ چوں شنید۔ جب اس فقیر نے سنا کہ بادشاہ تک خبر پہنچ گئی ہے تو اس سے پہلے کہ گنج نامہ مجبوراً بادشاہ کو دینا پڑے اپنی خوشی سے بادشاہ کے سامنے پیش کردیا۔

۲ گفت۔ بادشاہ سے یہ بھی کہا کہ جب سے یہ گنج نامہ ملا ہے روز کھدائی کرتا ہوں لیکن سوائے تکلیف کے اب تک کچھ حاصل نہیں ہوا ہے مار۔ سانپ کا بل کھانا مشہور ہے۔ تلخ کام۔ ناکام۔ کہ زیاں۔ اگر خزانہ مل جاتا تو اس سے تجارت کرنے میں مجھے نفع و نقصان پہنچ سکتا تھا۔ بوکہ۔ بود کہ۔ غطا۔ ڈھکن۔ اے شہ۔ اے شاہ آپ جو کہ فاتح جنگ اور قلعوں کو فتح کرنے والے ہیں۔

۳ مدت۔ چھ ماہ تک بادشاہ تیر اندازی کرتا رہا اور جگہ اتنی گہری کھدواتا رہا کہ کنواں بن جاتا تھا۔ ہر کجا۔ بادشاہ ہر جگہ سے تیر انداز بلواتا تھا اور تیر گرنے کی جگہ تلاش کرتا تھا۔ سخت کماں۔ کمان کو صحیح تول کر تیر چلانے والا۔ طامات۔ بیہودہ باتیں۔

۱۴

شدنِ اُوازطلبِ آں گنجِ سعادت

نیک بختی کے خزانہ کی طلب سے اس کا عاجز آجانا

چونکہ ۱؎ تعویق آمد اندر عرض وطول — شاہ شدُزاں گنج دل سیر وطول

جبکہ عرض و طول میں رکاوٹ آئی — بادشاہ کا اس خزانہ سے دل بھر گیا او ملول ہو گیا

دشتہا راگز گزاں شہ چاہ گند — می ندید از گنجِ اُو جز ریشخَند

جنگلوں میں ایک ایک گز پر بادشاہ نے کنواں کھدوادیا — خزانہ سے اسوائے مذاق کے کچھ نہ دیکھا

پس طلب کردآں فقیرِ دَر دمند — رُقعہ را از خشم پیشِ اُو فِکند

پھر اس نے اس درد مند فقیر کو طلب کیا — غصہ سے پرچہ اس کے سامنے پھینک دیا

گفت گیرایں رُقعہ کش آثار نیست — توبدیں اولیٰ تری کت کار نیست

کہا یہ پرچہ لے لے اس کے کچھ نشان نہیں ہیں — تو اس کے مناسب ہے، چونکہ تجھے کوئی کام نہیں ہے

نیست ایں کارِ کسے کش ہست کار — گر بسوزد گل نگردد گردِ خار

یہ اس کا کام نہیں ہے، جسے کوئی کام ہو — اگر پھول جل جائے تو وہ کانٹے کے جکر نہیں کاٹتا ہے

نادر ۲؎ افتد اہلِ ایں ماخولیا — مُنتظرِ کش روید از آہن گیا

ایسے مالیخولیے والے کم ہوتے ہیں — جو منتظر ہوں کہ ان کے لئے لوہے سے گھاس اگے

سخت جانے باید ایں فن راچو تُو — تو کہ داری جانِ سخت ایں راجُو

اس کام کے لئے تجھ جیسا سخت جان چاہیے — چونکہ تو سخت جان ہے اس کی تلاش کر

گرنیابی نبُودت ہر گز مَلال — وَر بیابی آں بتُو کردم حلال

اگر تو نہ پائے گا تجھے رنج نہ ہو گا — اور اگر تو پالے گا تو میں نے تیرے لئے حلال کیا

عقل راہِ نااُمیدی کے رَوَد — عشق باشد کاں طرف بر سَر دَوَد

عقل، نااُمیدی کے راستہ پر کب دوڑتی ہے؟ — عشق ہی ہوتا ہے جو اس جانب سر کے بل دوڑتا ہے

لا ۳؎ اُبالی عشق باشد نے خِرد — عقل آں جُوید کزاں سُودے بَرد

بے پروا عشق ہوتا ہے، نہ کہ عقل — عقل وہ تلاش کرتی ہے جس سے نفع اٹھائے

ترکتاز و تَنِ گداز و بے حیا — دَر بَلا چوں سَنگ زیر آسیا

غارت گر اور بدن گھلانے والا ہے اور بے شرم ہے — مصیبت میں چکی کے نچلے پاٹ کی طرح ہے

سخت رُوِی کہ ندارد ہیچ پُشت — بہرہ جُوئی رادرونِ خویش کُشت

ایسا ڈھیٹ کہ پشت نہیں پھیرتا — اس نے اپنے اندر مقصد برآری کو فنا کر دیا ہے

۱؎ چُونکہ۔ جب خزانہ کے ملنے میں لمبی چوڑھی تاخیر ہوئی تو بادشاہ رنجیدہ ہو گیا۔ رِیشخَند۔ مذاق۔ توبدیں۔ چونکہ تجھے اور کوئی کام نہیں ہے لہٰذا یہ بیکار کام کرتا رہ۔ گربسوزد۔ یعنی اصل مقصد حاصل نہ ہو تو بیکار کام میں نہیں لگتا ہے۔

۲؎ نادر افتد۔ خزانہ کا کھودنا تو ایسی دیوانگی ہے کہ کوئی لوہے میں سے گھاس اگانا چاہے۔ ملال تجھے رنج نہ ہو گا اس لئے کہ تجھے اور کام نہ تھا۔ عقل۔ بادشاہ کی جستجو عقلی تھی وہ مایوس ہو گیا لیکن اس فقیر کی جستجو عشق کی بنیاد پر تھی وہ مایوس نہ ہوا۔

۳؎ لاابالی۔ عشق بے پروا ہے اور عقل فائدے کی طرف دوڑتی ہے۔ ترکتاز۔ عشق اپنی ہر چیز فنا دیتا ہے اور ننگ و ناموس کی پروا نہیں کرتا ہے، چکی کے نچلے پاٹ کی طرح مصائب جھیلتا ہے۔ سخت روی۔ ڈٹ جاتا ہے کبھی روگردانی نہیں کرتا ہے وہ مقصود جوئی کو فنا کر چکا ہے۔

پاک ا می بازد نہ جوید مزد او　　آنچناں کہ پاک می گیرد ز ہو
پاکبازی اختیار کرتا ہے، مزدوری کی جستجو نہیں کرتا ہے　　جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پاک حاصل کرتا ہے

می دہد حق ہستیش بے علتے　　می سپارد باز بے علت فتے
اللہ تعالیٰ اس کو کسی غرض کے بغیر وجود عطا کرتا ہے　　پھر کسی سبب کے بغیر جوان اس کو واپس کر دیتا ہے

کہ فتوت دادنِ بے علت ست　　پاکبازی خارج ہر ملت ست
کیونکہ جوانمردی، بغیر غرض کے دینا ہے　　پاکبازی ہر ملت سے خارج ہے

زانکہ ملت فضل جوید یا خلاص　　پاکباز ۲ انند قربانانِ خاص
کیونکہ ملت ثواب ڈھونڈتی ہے یا نجات　　پاکباز لوگ، ذات خاص اللہ تعالیٰ کے قربان ہیں

نے خدا را امتحانے می کنند　　نے درِ سود و زیانے می زنند
نہ وہ خدا کو آزماتے ہیں　　نہ وہ نفع اور نقصان کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں

نومید شدن و بازدانِ پادشاہ آں گنج نامہ راباں فقیر کہ بگیر کہ ماازسرایں گنج درگزشتیم

بادشاہ کا ناامید ہو جانا اور گنج نامہ کو اس فقیر کو واپس کر دینا کہ لے کیونکہ ہم اس خزانہ کے خیال سے باز آئے

چونکہ رقعہ گنج پر آشوب را　　شہ مسلم داشت آں مکروب را
جب پُر فتنہ کا پرچہ　　شاہ نے اس مصیبت زدہ کے سپرد کر دیا

گشت ایمن اوز خصمان وز نیش　　رفت و می پیچید در سودائے خویش
وہ دشمنوں اور نیش زنی سے مطمئن ہو گیا　　وہ چلا گیا اور اپنے شوق میں پیچاں و غلطاں ہو گیا

یار کرد او عشقِ دردا اندیش را　　کلب لیسد خویش ریشِ خویش را
اس نے درد اندیش عشق کو دوست بنا لیا　　کتا اپنے زخم کو خود چاٹتا ہے

عشق را در پیچش خود یار نیست　　محرمش درده یکے دیار نیست
پیچ و تاب میں عشق کا کوئی دوست نہیں ہے　　اس کا محرم لگاؤں میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

نیست از عاشق کسے دیوانہ تر　　عقل از سودای او کورست و کر
عاشق سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہے　　عقل اس کے جنوں سے اندھی اور بہری ہے

زانکہ ایں دیوانگی عام نیست　　طب را ارشادِ ایں احکام نیست
کیونکہ یہ عام دیوانگی نہیں ہے　　طب کو ان احکام کی راہبری حاصل نہیں ہے

---

۱ پاک۔ یعنی پاکباز ہے اس کے کام غرض سے خالی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے کام بغیر غرض کے ہیں۔ می دہد۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بغیر کسی غرض کے عطا کیا وہ بھی اپنا وجود اللہ کی جناب میں بغیر غرض کے پیش کر دیتا ہے۔ کہ فتوت۔ اصل جوانمردی یہی ہے کہ بغیر کسی غرض کے داد و دہش ہو اس طرح کی جوانمردی ملت کے ظاہر پرستوں میں نہیں ہوتی ہے۔ زانکہ۔ ظاہر پرست مذہبی انسان عبادت یا ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے یا دوزخ سے خلاصی کے لئے کرتا ہے۔

۲ پاکباز۔ بے غرض لوگ صرف ذات خداوندی پر قربان ہیں۔ چونکہ۔ جب بادشاہ نے اس کو پرچہ واپس کر دیا تو اب وہ ہر طرح مطمئن ہو گیا اور پھر اپنی دھن میں لگ گیا۔ پر آشوب۔ اس پرچہ کی وجہ سے کھدائی کی مصیبتیں اٹھانی پڑی تھیں۔ مکروب۔ مصیبت زدہ۔ نیش۔ یعنی دشمنوں کی نیش زنی۔

۳ درد اندیش۔ عشق درد اور غم و الم کی سوچتا ہے۔ کلب۔ جس طرح کتا خود اپنے زخم کا علاج کرتا ہے اسی طرح عاشق اپنے عشق میں کسی دوسرے کا سہارا نہیں ڈھونڈھتا ہے۔ عشق را۔ عشق کا کوئی ساتھی نہیں نہ اس کا کوئی محرم راز ہوتا ہے۔ دیوانہ تر۔ کوئی عقل کی بات نہیں سوچتا اس لئے عقل کو اس کے کاموں کی کوئی خبر نہیں ہے۔ زانکہ۔ طب میں عام جنونوں کا علاج ہے عشق کی دیوانگی میں طب کوئی رہنمائی نہیں کرتی۔

گر[1] طبیبے را رسد زیں گوں جنوں | دفترِ طب را فرو شوید بخوں
اگر کسی طبیب کو اس قسم کا جنون ہو جائے | وہ خون سے طب کا دفتر دھو ڈالے

طبِّ جملہ عقلہا مدہوشِ اوست | روئے جملہ دلبراں روپوشِ اوست
تمام عقلوں کی طب اس سے حیران ہے | تمام معشوقوں کا چہرہ اس کا پردہ ہے

روی در روئے خود آرائے عشق کیش | نیست اے مفتوں ترا جز خویش خویش
اے عاشق! اپنا رخ اپنی طرف کر | اے دیوانے! تیرے سوا تیرا کوئی اپنا نہیں ہے

قبلہ از دل ساخت آمد در دعا | لَیسَ لِلْاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
اس نے دل سے قبلہ بنایا، دعا میں لگ گیا | انسان کے لئے نہیں ہے، مگر وہ جو وہ کوشش کرے

پیش[2] ازاں کو پاسخے نشنیدہ بود | سالہا اندر دعا پیچیدہ بود
اس سے پہلے کہ اس نے جواب نہ سنا تھا | سالوں دعا سے لپٹا رہا تھا

بے اجابت بر دعاہا می تنید | از کرم لبیک پنہاں می شنید
بغیر قبولیت کے دعاؤں پر مستعد تھا | کرم سے مخفی لبیک سنتا تھا

چونکہ بیدف رقص میکرد آں علیل | ز اعتمادِ جودِ خلاقِ جلیل
جبکہ وہ بیمار بغیر دف کے رقص کرتا تھا | بزرگ خلاق کی سخاوت کے بھروسہ پر

سوئے او نے ہاتف و نے پیک بود | گوشِ امیدش پُر از لبیک بود
اس کی جانب نہ کوئی ہاتف تھا اور نہ قاصد | اس کی امید کا کان لبیک سے پر تھا

بے[3] زباں می گفت امیدش تعال | از دلش می رفت آں دعوت ملال
امید اس کو بغیر زبان کے کہتی تھی، آجا | وہ بلانا اس کے دل سے ملال کو صاف کر دیتا تھا

آں کبوتر را کہ بام آموخت ست | تو مخواں میرانش کاں پر دوخت ست
جس کبوتر کو اٹاری پر بیٹھنا سکھا دیا ہے | تو اس کو نہ بلا اسکو بھگا کیونکہ اس کے پر سلے ہوئے ہیں

اے ضیاء الحق حسام الدین برانش | کز ملاقاتِ تو بر رستست جانش
اے ضیاء الحق حسام الدین! اس کو بھگا | کیونکہ تیری ملاقات سے اس کی جان اگی ہے

گر برانی مرغِ جانش از گزاف | ہم بگردِ بامِ تو آرد طواف
اگر تو بے وجہ اس کے مرغ جان کو بھگائے گا | وہ تیری اٹاری کا چکر لگائے گا

---

[1] گر طبیبے۔ یہ تو وہ بیماری ہے کہ اگر طبیب کو بھی لگ جائے تو وہ خون کے آنسوؤں سے طب کی کتابوں کو دھو ڈالے۔ طِب۔ تمام عقلی طبیں عشق کے معاملہ میں حیران ہیں تمام معشوقوں کا چہرہ اس عشق کا برقعہ ہے جس میں جمالِ عشق پوشیدہ ہے اور صورت پرست ان صورتوں کو مقصود سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کو اپنا رفیق بنانا چاہتے ہیں حالانکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے۔ رُوی۔ جبکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے تو کسی دوسرے کی جانب رفاقت کی نظر سے نہ دیکھ تو خود ہی اپنا رفیق ہے۔ قِبلہ۔ یعنی اس فقیر نے دل کی طرف توجہ کر کے دعا شروع کر دی۔ لیس۔ دعا اس لئے شروع کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انسان کی کوشش ہی اس کے کام آتی ہے۔

[2] پیش ازاں۔ گنج نامہ نہ ملا تھا جب بھی وہ دعا کرتا تھا اب تو اس کو بشارت بھی مل گئی تھی۔ بے اجابت۔ دعا کی قبولیت کی بشارت بھی نہ ملی تھی لیکن دل سے دعا کرتا تھا اور لبیک کی مخفی آواز سنتا تھا یعنی سمجھتا تھا کہ دعا کی توفیق خدا کی قبولیت ہے۔ چونکہ۔ جبکہ بغیر دف یعنی بشارت کے اس کا رقص یعنی دعا کی مصروفیت تھی تو اب کیوں نہ ہوتی۔ ہاتف۔ اس کو غیبی آواز نے پرچہ کی بشارت نہ دی تھی لیکن وہ قبولیت سے پرامید تھا۔

[3] بے زباں۔ جب اس کی امید اللہ تعالیٰ کی جانب اس کو دعوت دیتی تھی تو اس کی سب تھکن اتر جاتی تھی۔ آں کبوتر۔ ایسی روح جیسی اس فقیر کی تھی، پالتو کبوتر ہے اس کو بلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اے ضیاء الحق۔ جن شخصوں کی روح اس فقیر کی روح ہے اگر تم ان کو اپنی جناب سے ہٹاؤ گے تب بھی وہ تمہاری صحبت ترک نہ کریں گے۔ گزاف۔ یعنی بلاوجہ بھی بھگاؤ گے تو وہ کبیدہ خاطر نہ ہوگا۔

چینۂ [۱] او نقلش همه بربامِ تست — پرزناں براوجِ مستِ دامِ تست
اس کا دانہ اور عذاب تیری اٹاری پر ہے — بلندی پر پرواز کرتا ہوا تیرے جال کا عاشق ہے

گردمے منکر شود دُز دانہ رُوح — دَر ادای شکرت اے فتحِ فتوح
اگر روح کسی وقت چوروں کی طرح منکر بنتی ہے — اے فیوز کی کشادگی! تیرے شکر کی

شحنۂ عشق مکرّر کینہ اَش — طشتِ آتش می نہد بر سینہ اَش
مکرر کینہ والا عشق کا کوتوال — اس کے سینہ پر آگ کا طشت رکھ دیتا ہے

کہ بیا سوئے مہ و بگذر ز گرد — شاہِ عشقت خواند زُوتر باز گرد
کہ سورج کی جانب آ، اور گرد سے گزر جا — تجھے عشق کے شاہ نے بلایا ہے جلد پلٹ

گردِ ایں بام و کبوتر خانہ مَن — چوں کبوتر پر زنم مستانہ مَن
میں اس اٹاری اور کبوتر خانہ کے گرد — کبوتر کی طرح مٹی میں اڑتا ہوں

جبرئیلِ [۲] عشقم و سِدرم توئی — من سقیمم عیسیِ مریم توئی
میں عشق کا جبرئیل ہوں اور تو میرا سدرہ ہے — میں بیمار ہوں اور میرا عیسی ابن مریم تو ہے

جوش دہ آں بحرِ گوہر بار را — خوش بپُرس امروز ایں بیمار را
موتی برسانے والے اس سمندر کو جوش میں لا — آج اس بیمار کی اچھی طرح مزاج پرسی کر لے

چوں تو آنِ اُوشُدی بحرآنِ تُست — گرچہ ایں دم نوبتِ بُحرانِ تُست
جب تو اس کا ہو گیا سمندر تیری ملکیت ہے — اگرچہ اس وقت تیرے بحران کی باری ہے

ایں خود آں نالہ ست کُو کرد آشکار — آنچہ پنہان ست یارب زینہار
یہ وہ نالہ ہے جس کو اس نے ظاہر کیا ہے — جو چھپا ہوا ہے، خدا کی پناہ

دو دہاں [۳] داریم گویا ہمچو نے — یک دہاں پنہانست در لبہائے وے
ہم نے کی طرح دو بولنے والے منہ رکھتے ہیں — ایک منہ اس کے ہونٹوں میں پوشیدہ ہے

یک دہاں نالاں شُدہ سُوئے شما — ہائے و ہوئے در فگندہ دَر ہوا
ایک منہ تمہاری جانب نالہ کر رہا ہے — اس نے فضا میں شور برپا کر دیا ہے

لیک داند ہر کہ اُورا مَنظرست — کہ فُغانِ ایں سَرے ہم زاں سرست
لیکن ہر وہ شخص جانتا ہے جس میں نظر ہے — کہ اس جانب کی فریاد بھی اس جانب کی ہے

[۱] چینہ۔ چونکہ ان روحوں کو آپ کی صحبت سے غذا ملتی ہے لہٰذا وہ اس کی شیدائی ہیں۔ گردمے۔ اگر کسی وقت یہ روح منکر ہوتی ہے یعنی تقاضائے عشق و محبت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو شحنۂ عشق پھر آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ مکرر۔ یعنی شحنۂ عشق بار بار اپنا کینہ نکالنے والا ہے۔ کہ بیا۔ عشق کا کوتوال کہتا ہے کہ چاند یعنی محبوب کی طرف رجوع کر، شحنۂ عشق سے خود عشق مراد لیا جائے اور شاہ عشق سے مراد محبوب ہے۔ گرد۔ مولانا فرماتے ہیں میں ضیاء الحق کی اٹاری کا کبوتر ہوں۔

[۲] جبرئیل۔ حضرت جبرئیل کا منتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ جوش۔ اپنے فیوض و برکات کے سمندر کو جوش دیجئے اور مجھ بیمار کی اچھی طرح پرسش کیجئے۔ چوں۔ بحر سے مراد حق تعالیٰ ہے حدیث شریف ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ، جو خدا کا ہو گیا خدا اس کا ہو گیا۔ گرچہ۔ فی الحال اگرچہ تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ ایں خود۔ میں التجا اور زاری کر رہا ہے یہ بھی اسی کا عطیہ ہے اور یہ اس درد کا تھوڑا سا اظہار ہے۔

[۳] دو دہاں۔ جس طرح بانسری کے دو منہ ہوتے ہیں ایک بجانے والے کے منہ میں دوسرا سامعین کی جانب اور جو کچھ سننے والے سنتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو نے نواز کا منہ اس کے منہ میں پھونکتا ہے اسی طرح میرا نالہ و شیون بھی اس محبوب کا فعل ہے۔ لیک۔ جو صاحب نظر ہے وہ جانتا ہے کہ میری آہ و فغاں میری نہیں ہے بلکہ وہی محبوب مجھ سے کرا رہا ہے۔

دَمدمہ[۱] ایں نای از دَمہائے اُوست
اس "نے" کا شور اس کی پھونکوں سے ہے

ہائے ہوئے رُوح از ہیہائے اُوست
روح کی ہائے وہو اس کی ہائے وہو کی وجہ سے ہے

گر نبُودے بالبش نے را سَمر
اگر "نے" اس کے ہونٹوں سے وصل نہ ہوتا

نے جہاں را پُرشکر دے از شکر
"نے" دنیا کو شکر سے پر نہ کرتی

باکہ خفتی وزچہ پہلو خاستی
آپ کس کے ساتھ سوئے اور کس پہلو سے بیدار ہوئے؟

کہ چنیں پُرجوش چوں دریاستی
کہ آپ ایسے جوش میں، دریا کی طرح ہیں

یَا اَبِیتُ عِندَ رَبِّی خواندیَ
یا آپ نے "میں اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہوں" پڑھا ہے

در دلِ دریایِ آتش راندیَ
اپنے آپ کو آگ کے دریا کے وسط میں ڈال دیا ہے

نعرۂ[۲] یَا نَارُ کُونِی بَارِدًا
"اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا" کا نعرہ

عِصمتِ جانِ تو گشت اے مُقتدا
اے مقتدا! آپ کی جان کی حفاظت بن گیا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدّین و دل
اے ضیاء الحق آپ دین اور دل کی تلوار ہیں

کے تواں اندود خورشیدے بگِل
سورج کو مٹی میں کب چھپایا جا سکتا ہے؟

قصد کردستند ایں گِل پارہا
ان مٹی کے ڈھیلوں نے ارادہ کیا ہے

کہ بپوشانند خورشیدِ ترا
کہ آپ کے سورج کو چھپا دیں

در دلِ کہ لعلہا دلّالِ تُست
پہاڑ کے دل کے لعل آپ کے دلال ہیں

باغہا از خندہ مالا مالِ تُست
باغ مسکراہٹ میں آپ سے مالا مال ہیں

محرمِ مَردیت را کُو رُستمے
آپ کی جوانمردی کا راز دار رستم کہاں ہے؟

تاز صد خرمن یکے جو گفتمے
کہ سیکڑوں انباروں میں ایک جو بھر بیان کر دیتا

چوں[۳] بخواہم کز سِرَت آہے کُنم
میں جب چاہتا ہوں کہ آپ کے راز کی ایک آہ کروں

چوں علیؓ سَر را فرو چاہے کُنم
(حضرت) علیؓ کی طرح سر کنویں میں کرتا ہوں

چونکہ اِخواں را دل کینہ وَرست
چونکہ بھائیوں کا دل کینہ ور ہے

یوسفم را قعرِ چہ اولیٰ ترست
میرے یوسف کے لئے کنویں کی گہرائی زیادہ بہتر ہے

مَست گشتم خویش بر غو غا زنم
میں مست ہو گیا ہوں میں اپنے آپ کو شور و غل پر پھینکے مارتا ہوں

چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم
کنواں کیا ہوتا ہے، جنگل میں خیمہ لگاتا ہوں

۱ دَمدمہ۔ اس بانسری کا جو کچھ نوحہ ہے وہ اس کی پھونکوں کا اثر ہے۔ اَلسُّلْطَانُ یَتَصَرَّفُ فِی مِلْکِہٖ کَیْفَ یَشَاءُ۔ بادشاہ اپنی ملکیت میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ گر نبُودے۔ اگر یہ نالہ وزاری محبوب کی جانب سے نہ ہوتی تو اس میں اس قدر جذب نہ ہوتا اور وہ دنیا کو شکر سے پر نہ کرتا۔ باکہ خفتی۔ اے ضیاء الحق یقیناً آپ رات کو عشق کے ہم آغوش تھے تب ہی آپ میں اس قدر جوش و خروش ہے۔ یا ابیت آنحضورؐ کا ارشاد ہے یَا اَبِیتُ عِندَ رَبِّی فَیُطْعِمُنِی وَیَسْقِینِی۔ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں تو مجھے کھلا پلا دیتا ہے، میں آپ کو رات میں وصالِ حق میسر آیا ہے۔

۲ نعرہ۔ باوجود اس کے کہ آپ نے خود کو دریائے آتش میں ڈال دیا پھر بھی آپ زندہ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ حضرت ابراہیم والا معجزہ پیش آیا ہے۔ اے ضیاء الحق۔ جبکہ تمہارے جوش و خروش سے بہت سے مستفید ہو رہے ہیں تو چند خاسدوں کے سورج پر مٹی ڈالنے سے سورج نہیں چھپ سکتا۔ گل پارہا مٹی کے ڈھیلے محرم۔ آپ میں جو کمالات ہیں۔ اگر کوئی ان کو سننے کی صلاحیت رکھتا ہوتو میں اس خرمن میں سے ایک جو کی بقدر بیان کر سکتا ہوں۔ "تا" زائد ہے

۳ چوں بخواہم۔ حضرت علیؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جب بعض اسرار کے چھپانے سے عاجز آ جاتے تھے اور کوئی ہم راز نہ ملتا تھا جس کو سنا کر دل ہلکا کر سکیں تو کنویں میں منہ ڈال کر وہ راز کہہ دیتے تھے۔ چونکہ۔ جب باہر دشمن ہی دشمن ہوں تو پھر کنواں ہی بہتر ہے اس میں جاں تو بچی رہے گی۔ مست۔ لیکن اب میری کیفیت یہ ہے کہ مستی کی زیادتی کی وجہ سے رازوں کے چھپانے پر قدرت نہیں ہے لہٰذا اب میں علی الاعلان راز کہہ دوں گا۔

برکفِ ا من نہ شرابِ آتشیں — وانگہاں کرّو فرِ مستانہ بیں
میرے ہاتھ پر آتشیں شراب رکھ دو — پھر مستانہ شان و شوکت دیکھو

منتظر گو باش بے گنج آں فقیر — زانکہ ما غرقیم ایں دَم در عَصیر
کہہ دو، وہ فقیر بغیر خزانہ کے منتظر رہے — کیونکہ ہم اس وقت شراب میں غرق ہیں

از خدا خواہ اے فقیر ایں دَم پناہ — از منِ غرقہ شُدہ یاری مخواہ
اے فقیر اس وقت خدا سے پناہ چاہ — مجھ ڈوبے ہوئے سے مدد نہ چاہ

کہ مرا پروائے ایں اَسناد نیست — از خود و از ریشِ خویشم یاد نیست
کیونکہ مجھے اس سند کی پروا نہیں ہے — مجھے اپنی اور اپنی داڑھی کی یاد نہیں ہے

بادِ سُبلت کے بگنجد و آبِ رُو — در۲ شرابے کہ نگنجد تارِ مو
آبرو اور غرور کہاں سمائے گا؟ — اس شراب میں جس میں بال نہیں سماتا ہے

دردہ اے ساقی یکے رطلِ گراں — خواجہ را از ریش و سُبلت وارہاں
اے ساقی! ایک بھاری جام دے — خواجہ کو داڑھی اور مونچھوں سے نجات دے

نخوتش برما سبالے میزند — لیک ریش از رشکِ ما بر میکَند
اس کا تکبر ہم پر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے — لیکن وہ ہمارے رشک سے داڑھی نوچتا ہے

ماتِ اُو شوماتِ اُو شوماتِ اُو — کہ ہمیدانیم تزویراتِ اُو
تو اس سے مات کھا تو اس سے بات کھا اس سے مات — کیونکہ ہم تو اس کی مکاریاں جانتے ہیں

از۳ پسِ صد سال آنچہ آید برو — پیر می بیند مُعیّن مُو بمُو
سو سال بعد جو اس پر آئے گا — شیخ معین طریقہ پر سب موجود دیکھ لیتا ہے

اندر آئینہ چہ بیند مردِ عام — کہ نہ بیند پیر اندر خشتِ خام
عام انسان آئینہ میں وہ کونسی چیز دیکھتا ہے؟ — جو شیخ کچی اینٹ میں نہ دیکھ لے

آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید — ہَست برکوسہ یکا یک آں پدید
جو کچھ داڑھیانے نے اپنے گھر میں نہ دیکھا — وہ بے ریش پر ایک ایک ظاہر ہے

ہیں عوام جس چیز کو آئینہ میں دیکھتے ہیں شیوخ اس کو کچی اینٹ میں دیکھ لیتے ہیں جس پر معمولی جلا بھی نہیں ہوتی ہے۔ لحیانی۔ گھر کے اندر کی چیز جو داڑھی والا نہیں دیکھ پاتا بچہ اس کو دیکھ لیتا ہے محرموں کے چھپے ہوئے اعضاء بڑی عمر کا انسان نہیں دیکھ پاتا بچے دیکھ لیتے ہیں۔

ا بر کفِ۔ ایک توجہ اور ڈال دیجئے پھر میری مستی کی شان دیکھئے۔ منتظر اگرچہ فقیر کا قصہ خزانہ ملنے تک میں پورا نہیں کر سکا ہوں اور وہ اس خزانہ کا منتظر ہے لیکن مجھ پر شراب کی مستی طاری ہے اب مجھے اس کی جگہ کی تلاش کی فرصت نہیں ہے۔ عصیر۔ یعنی انگور کا نچوڑ' شراب۔ از خدا۔ اب میں فقیر کی کوئی مدد نہیں کر سکتا وہ صرف خدا کی پناہ چاہ لے۔ اسناد۔ یعنی وہ پرچہ جس میں خزانہ کی بات مذکور تھی۔ از خود۔ میں خود اپنے آپ کو فراموش کر چکا ہوں تو پرچہ کی مجھے کیا پروا ہے۔ باد سبلت۔ تکبر و غرور۔ آبرو۔ وجاہت۔

۲ در شرابے۔ جو شراب اس قدر مصفی ہے کہ اس میں بال بھی نظر آ جاتا ہے اس شراب کے بعد انسان میں تکبر اور حب جاہ بالکل باقی نہیں رہتی۔ دردہ۔ تکبر و غرور کے ازالہ کا یہی علاج ہے کہ انسان شراب عشق پئے۔ رطل گراں۔ بڑا پیمانہ۔ نخوتش۔ چونکہ وہ خواجہ شراب عشق سے خالی ہے اور ہماری مستی کے خلاف مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے یعنی تفاخر کرتا ہے لیکن اس کے اس فعل کا ضرر اس کو پہنچتا ہے اور وہ خود اپنی داڑھی نوچتا ہے۔ مات او شو۔ اب اس خواجہ کو تو بیخا کہتے ہیں اچھا اگر تو ہم فقیروں سے تکبر کرتا ہے تو کرتا رہ ہمیں اس کا کوئی نقصان نہ پہنچے گا ہم اس تکبر کی مکاریوں سے واقف ہیں۔

۳ از پس۔ تجھے لامحالہ اپنے اس غرور کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا تو اس کی سزا کو فی الحال نہیں دیکھ رہا ہے لیکن ہمیں وہ نظر آ رہی ہے۔ اندر آئینہ۔ سزا اور تکبر کے بدنتائج جو تو سو سال کے بعد دیکھے گا ہمیں ابھی سے نظر آ رہے

رو ۱ بدریائے کہ ماہی زادۂ ہمچو خس در ریش چوں افتادۂ
تو دریا میں جا، کیونکہ تو مچھلی کا جنا ہے داڑھی میں تنکے کی طرح کیوں پڑا ہے؟

خس نہ، دور از تو، رشکِ گوہری درمیانِ موج و بحر اولیٰ تری
تو تنکا نہیں ہے، تجھ سے دور، تو رشک گوہر ہے تو موج اور سمندر میں زیادہ مناسب ہے

بحرِ وحدانیست فرد و زوج نیست گوہر و ماہیش غیر از موج نیست
وہ وحدانی سمندر ہے وہ فرد اور زوج نہیں ہے اس کا گوہر اور مچھلی موج کے سوا نہیں ہے

اے محال و اے محال اشراکِ او دور از آں دریا و موجِ پاکِ او
اے مخاطب! محال در محال ہے اس کا شریک کرنا اس دریا اور اس کی پاک موج سے بعید ہے

نیست ۲ اندر بحر شرک و پیچ پیچ لیک با اَحول چگویم ہیچ ہیچ
دریا میں شرک اور پیچ پیچ نہیں ہے لیکن بھینگے سے کیا کہوں، کچھ نہیں کچھ نہیں

چونکہ جُفتِ احولانیم اے شمن لازم آمد مُشرکانہ دَم زدن
اے برہمن! چونکہ ہم بھینگوں کے ساتھی ہیں مشرکانہ باتیں کرنا ضروری ہو گیا

آں یکے کز آں سوئے وصفست و حال جز دوئی ناید بمیدان مقال
وہ ذات جو وصف اور خیال سے ورا ہے گفتگو کے میدان میں بجز دوئی کے نہیں آتی

یا چو ۳ احول ایں دوئی را نوش کن یا دہاں بربند و خوش خاموش کن
یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو پی جا یا منہ بند کر لے اور اچھی طرح چپ ہو جا

یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام احولانہ طبل می زن والسلام
یا باری باری، کبھی خاموشی اور کبھی گفتگو بھینگوں کی طرح نقارہ بجا والسلام

چوں بہ بینی محرمے گو سرِّ جاں گل بہ بینی نعرہ زن چو بلبلاں
جب تو کوئی محرم دیکھے، جان کا راز کہہ پھول دیکھے تو بلبلوں کی طرح نعرہ لگا

۱ رو بدریا۔ پھر مغرور کو خطاب ہے کہ تو عاشق زادہ ہے آدمؑ کی اولاد ہے تیرا ماویٰ اور ملجا دریائے عشق ہے تو تنکے کی طرح داڑھی یعنی غرور و تکبر میں کیوں مبتلا ہے۔ خس نہ۔ داڑھی سے تو تنکے کا تعلق ہے موتی کا تعلق دریا سے ہے تو موتی ہے نہ کہ تنکا۔ بحر۔ چونکہ گزشتہ اشعار میں حضرت حق تعالیٰ کو بحر سے تشبیہ دی تھی اور اس بحر کے لئے موتی، مچھلی اور موج ثابت کی تھی اس سے جو شبہات پیدا ہوتے تھے ان کا ازالہ شروع کیا ہے کہ خدا بحر تو ہے لیکن وہ ایسا بحر وحدانیت ہے کہ نہ اس کو فرد کہا جا سکتا ہے نہ زوج یعنی وہ کسی عدد کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا امام اعظمؒ کا مقولہ ہے۔ اَللّٰہُ وَاحِدٌ لَیْسَ وَاحِدَتُہٗ کَوَحْدَۃِ الْاَعْدَادِ بَلْ بِمَعْنٰی لَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ خدا واحد ہے لیکن اس کی وحدت عددوں کی وحدت نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کے گوہر یعنی ملائکہ اور مقربین ہیں اور اس کی مچھلی یعنی عاشق ان کا وجود عین وجودِ حق ہے۔

۲ نیست۔ اس بحر کا کوئی شریک نہیں ہے وہاں موجود بھی عین ذات ہے۔ لا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ۔ سوائے اللہ کے وجود مستقل سے کوئی متصف نہیں ہے۔ احول۔ بھینگا جس کو ایک وجود کے دو وجود نظر آتے ہیں۔ وجود واجب کے علاوہ کسی اور کو وجود مستقل سے موصوف ماننا تو شرک ہے لیکن صوفیا کے نزدیک بغیر اس عقیدے کے کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو وجود مستقل کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ بھی شرک ہے بھینگے کو وجود کی وحدت سمجھنا مشکل ہے لہٰذا میں اس سے کچھ نہیں کہتا ہوں۔ لازم آمد۔ مجبوراً سمجھانے کے لئے متکلمین کو کہنا پڑتا ہے کہ موجودات سے صانع کے وجود کو سمجھ لو حالانکہ ممکنات کا وجود وجود ہی نہیں ہے۔ آں یکے۔ حضرت حق تعالیٰ کی وحدت وصف یعنی بیان لفظی اور خیال یعنی تصور سے بالاتر ہے اب اگر اس کو سمجھاؤ گے تو لامحالہ دوئی پیدا ہوگی۔

۳ یا چو احول۔ اب یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو گوارہ کر لو ورنہ خاموش رہو۔ یا بنوبت۔ یا ایسا کر لو کہ جب صاحب باطن نے اس کو سمجھا دو ورنہ خاموشی اختیار کر لو۔ چوں بہ بینی۔ جب راز دار ملے تو اس سے توحید عارفین کی بات کر لیا کرو وہ محرم بمنزلہ گل کے ہے اس کے سامنے بلبلانہ نعرے لگاؤ۔

چوں ا بہ بینی مشک پُر مکر و مجاز
جب تو کوئی مشک مکر اور مجاز سے پر دیکھے

لب بہ بند و خویشتن را خُنب ساز
تو ہونٹ بند کر لے اور اپنے آپ کو مٹکا بنا لے

دشمنِ آبست پیشِ اُو مُجنب
وہ پانی کا دشمن ہے اس کے سامنے نہ ہل

ورنہ سنگِ جہلِ اُو بشکست خُنب
ورنہ اس کی جہالت کا پتھر مٹکا پھوڑ دے گا

باسیاستہائے جاہل صبر کُن
جاہل کی تکالیف پر صبر کر

خوش مدارا کُن بعقلِ من لدُن
خدائی عقل کے ذریعہ اچھی خاطر تواضع کر

صبر بانا اہل اہلاں را جلے ست
نااہلوں کے ساتھ اہلوں کا صبر کرنا جلا ہے

صبر صافی میکند ہر جا دلے ست
جہاں کہیں کوئی دل ہے صبر اس کو صاف کر دیتا ہے

آتشِ ۲ نمرود ابراہیم را
نمرود کی آگ (حضرت) ابراہیمؑ کے لئے

صفوت آئینہ آمد در جلا
جلا میں آئینہ کی صفائی ثابت ہوئی

جورِ کفرِ نوحیان و صبر نوحؑ
نوحؑ والوں کے کفر کا ظلم اور حضرت نوحؑ کو صبر

نوحؑ راشد صیقلِ مرأتِ رُوح
(حضرت) نوحؑ کے لئے روح کے آئینہ کا صیقل بنا

حکایت آں مُرید شیخ ابوالحسن خرقانی قدّس اللہ سِرّہٗ العزیز

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے مرید کا قصہ

رفت درویشے ز شہرِ طالقاں
ایک درویش طالقان سے روانہ ہوا

بہرِ صیتِ بوالحسنؒ تا خرقاں ۳
خارقان کے لئے ابوالحسن کی شہرت کی وجہ سے

کوہہا ببرید و وادیِ دراز
پہاڑ اور دراز وادی قطع کی

بہرِ دیدِ شیخ باصدق و نیاز
سچائی اور نیاز مندی کے ساتھ، شیخ کے دیدار کے لئے

آنچہ در رہ دید از جور و ستم
جو ظلم و ستم اس نے راستہ میں دیکھے

گرچہ درخور دست کوتہ می کنم
اگرچہ (بیان کے) لائق ہیں میں مختصر کرتا ہوں

چوں بمقصد آمد از راہ آں جواں
جب وہ جوان راستہ سے مقصود پر پہنچا

خانۂ آں شاہ را جُست اُو نشاں
اس نے ان شاہ کے گھر کا پتا تلاش کیا

چوں بصد حُرمت بزد حلقہ درش
جب بصد احترام اس نے ان کے دروازے کی کنڈی بجائی

زن بروں کرد از درِ خانہ سَرش
عورت نے دروازے سے باہر اپنا سر نکالا

کہ چہ میخواہی بگو اے بُوالکرم
اے صاحب کرم! بتا تو کیا چاہتا ہے؟

گفت برقصدِ زیارت آمدم
اس نے کہا کہ میں زیارت کے ارادہ سے آیا ہوں

---

۱ چوں بہ بینی۔ جب تو غیر عارف کو دیکھے اور وہ ایک مشک ہے جو مکر اور مجاز سے پر ہے تو سر بمہر ٹھیکے کی طرح بن جا اور ہونٹ نہ ہلا۔ دشمن۔ یعنی وہ اسرار کا دشمن ہے جو تجھ میں ہیں اور تو ظاہر کرے گا تو وہ تجھے ستائے گا۔ باسیاستہائے۔ لیکن اگر وہ بغیر اظہار اسرار کے بھی ستائیں تو ان کی ایذا رسانی کی وجہ سے تو ان کو ایذا نہ پہنچا، صبر کر اس میں تیرا فائدہ ہے تیرے دل میں صفائی پیدا ہوگی۔

۲ آتشِ۔ نمرود کی آگ نے حضرت ابراہیم کے قلب کو مزید مصفی کر دیا۔ جورِ کفر۔ حضرت نوحؑ کو قوم نے ستایا تو ان کے مراتب روحانی اور بلند ہو گئے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتایا ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کو بیوی کی اذیتیں برداشت کرنے سے بڑے مراتب حاصل ہوئے تھے۔ طالقاں۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صیت۔ شہرت۔

۳ خارقاں۔ خراسان کے نزدیک ایک گاؤں ہے اس کو خرقان بھی کہتے ہیں اسی لئے شیخ کی نسبت خرقانی ہے۔ گرچہ۔ اگرچہ وہ مصائب بیان کرنے کے قابل ہیں لیکن میں بات کو مختصر کئے دیتا ہوں۔ آں شاہ۔ شیخ ابوالحسن خرقانی حلقہ در۔ دروازے کی کنڈی۔ زن۔ یعنی شیخ کی بیوی۔ زیارت۔ یعنی شیخ کی زیارت

خندۂ زد زن کہ خہ خہ۱ ریش بیں ایں سفر گیری و ایں تشویش بیں
عورت نے قہقہہ لگایا، کہ واہ واہ داڑھی دیکھ اس سفر کرنے اور پریشانی کو دیکھ

خود ترا کارے نبود آں جائے گاہ کہ بہ بیہودہ کنی ایں عزمِ راہ
اس جگہ تجھے کوئی کام نہ تھا؟ کہ تو نے خواہ مخواہ راستہ کا ارادہ کیا

اشتہایِ گول گردی آمدت یا ملولیِ وطن غالب شدست
تجھے احمقانہ گردش کی خواہش ہوئی یا وطن کی تکلیف تجھ پر غالب ہوئی

یا مگر دیوت دو شاخہ بر نہاد برتو وسواسِ سفر را در کشاد
یا شاید شیطان نے دو شاخہ رکھ دیا تجھ پر سفر کے وسوسہ کا دروازہ کھول دیا

گفت نافر جام و فحش و دمدمہ من ۲ نتانم باز گفتن آں ہمہ
اس نے نامناسب اور فحش اور لغو باتیں کیں میں وہ سب نہیں کہہ سکتا ہوں

از مثل وز ریشخندِ بے حسیب آں مرید افتاد از غم در نشیب
مثل اور بے حساب مذاق اور مرید غم سے گڑھے میں گر گیا

پرسیدن آں وارد از حرمِ شیخ کہ شیخ کجاست و کجا جویم و
اس آنے والے کا شیخ کی بیوی سے معلوم کرنا کہ شیخ کہاں ہیں اور کہاں تلاش

جوابِ نافر جام دادنِ حرمِ شیخ آں مرید را
کروں اور اس مرید کو شیخ کی بیوی کا نامناسب جواب دینا

اشکش از دیدہ بجست و گفت او باہمہ آں شاہِ شیریں نام کو
اس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے اور اس نے کہا باوجود اس کے وہ شیریں نام شاہ کہاں ہیں؟

گفت ۳ آں سالوس زراقِ تہی دامِ گولان و کمندِ گمرہی
اس نے کہا وہ مکار ریاکار، کورا احمقوں کا جال اور گمراہی کا پھانسہ

صد ہزاراں خام ریشاں ہمچو تو او فتادہ از وے اندر صد عتو
تجھ جیسے لاکھوں بے عقل اس کی وجہ سے صدہا سرکشی میں مبتلا ہو گئے ہیں

گر نہ بینیش و سلامت واروی خیرِ تو باشد نگردی زو غوی
اگر تو اسے نہ دیکھے اور سلامتی سے واپس چلا جائے تیرے لئے بہتر ہوگا تو اس کی وجہ سے گمراہ نہ ہوگا

لاف کیشے کاسہ لیسے طبل خوار بانگِ طبلش رفتہ اطرافِ دیار
شیخی باز، لالچی پیٹو ہے اس کے ڈھول کی آواز اطراف اور ملکوں میں پہنچ گئی ہے

۱ خہ خہ۔ واہ واہ، کیا خوب۔ ریش یعنی اپنی داڑھی کو دیکھ اس کے ہوتے ہوئے یہ بیوقوفی۔ خود۔ تجھے اپنے گھر کوئی کام نہ تھا کہ یہ بیہودہ سفر اختیار کیا۔ اشتہای۔ یا تو تجھے احمقوں کی طرح آوارہ گردی پسند ہے یا تجھے وطن کاٹتا ہے۔ دو شاخہ۔ ایک لکڑی تھی جس سے گردن کو شکنجہ میں کستے تھے۔ نافر جام۔ نالائق، نامناسب

۲ من نتانم۔ ان کا نقل کرنا بھی گستاخی ہے۔ بے حسیب۔ بے حساب۔ نشیب۔ گڑھا۔ وارد۔ آنے والا۔ حرمِ شیخ۔ شیخ کی بیوی۔ اشکش۔ بیوی کے شیخ کو برا بھلا کہنے سے وہ رو پڑا اور بولا کہ بہرحال یہ بتا دے کہ شیخ کہاں ہیں۔

۳ گفت۔ وہ شیخ کو برے برے القاب سے ذکر کر کے بولی اگر تو اس کو نہ دیکھے تو اسی میں تیری خیر ہے۔ تہی۔ کمالات سے خالی۔ خام ریشاں۔ ناتجربہ کار، بے عقل۔ عتو۔ سرکشی یعنی گمراہی۔ غوی۔ گمراہ۔

سبطی ۱ اند ایں قوم گوسالہ پرست ‌ ‌ بر چنیں گادے ہمی مالند دست
یہ بچھڑے کی پجاری قوم سبطی ہے ‌ ‌ وہ ایسے بیل پر ہاتھ پھیر رہے ہیں

جیفۃ اللیل ست و بطّال النہار ‌ ‌ ہر کہ او شد غرّۂ ایں طبل خوار
وہ رات کا مردار اور دن کا جھوٹا ہے ‌ ‌ جو اس پیٹو پر فریفتہ ہوا

ہشتہ اند ایں قوم صد علم و کمال ‌ ‌ مکر و تزویرے گرفتہ کایں ست حال
اس قوم نے سینکڑوں علم و کمال چھوڑے ‌ ‌ مکر اور فریب اختیار کر لیا' کہ یہ حال ہے

آلِ موسیٰ کو دریغا تا کنوں ‌ ‌ عابدانِ عجل را ریزند خوں
افسوس موسیٰ کہاں ہیں؟ کہ اب ‌ ‌ بچھڑے کے پجاریوں کی خوں ریزی کریں

کو رہِ پیغمبر و اصحابِ او ‌ ‌ کو نماز و سُبحہ و آدابِ او
کہاں ہے پیغمبر اور ان کے صحابہ کا راستہ؟ ‌ ‌ کہاں ہے نماز اور تسبیح اور اس کے آداب؟

شرع ۲ و تقویٰ را فگندہ سوے پشت ‌ ‌ کو عمرؓ کو امرِ معروفِ درشت
شریعت اور تقوے کو پس پشت پھینک دیا ہے ‌ ‌ کہاں ہے عمرؓ کہاں ہے بھلائی کا سخت حکم؟

کایں اباحت زیں جماعت فاش شد ‌ ‌ رخصت ہر مفلس و قلّاش شد
کیونکہ یہ اباحت' اس جماعت سے پھیلی ہے ‌ ‌ ہر مفلس اور آوارہ کو رخصت مل گئی

جواب گفتنِ مرید و زجر کردنِ او آں طعّانہ را از کفر و بیہودہ گفتن

مرید کا جواب دینا اور اس طعنہ زن کو کفر اور بیہودہ گوئی سے جھڑکنا

بانگ زد بروے جوان و گفت بس ‌ ‌ روزِ روشن از کجا آمد عسس
جوان اس پر چیخ پڑا اور بولا بس ‌ ‌ روشن دن میں رات کا کوتوال کہاں سے آ گیا؟

نورِ ۳ مرداں مشرق و مغرب گرفت ‌ ‌ آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
مردان خدا کے نور نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا ‌ ‌ آسمانوں نے تعجب سے سجدہ کیا

آفتابِ حق برآمد از حَمَل ‌ ‌ زیرِ چادر رفت خورشید از خجل
چھپر کھٹوں سے حق کا سورج طلوع کر آیا ‌ ‌ سورج' شرمندگی سے چادر کے نیچے چلا گیا

تُرہاتِ چوں تو ابلیسے مرا ‌ ‌ کے بگرداند ز خاکِ ایں سرا
تجھ جیسے شیطان کی بکواس مجھے ‌ ‌ اس گھر کی خاک سے کب ہٹا سکتی ہے؟

مَن ببادے نامدم ہمچوں سحاب ‌ ‌ تا بگردے باز گردم زیں جناب
میں ابر کی طرح ہوا کے ذریعہ نہیں آیا ہوں ‌ ‌ کہ ایک گرد سے اس درگاہ سے واپس ہو جاؤں

---

۱ سبطی اند۔ اس کے مرید بھی وہ اسرائیلی ہیں جو بچھڑے کو پوجنے لگے۔ چنیں گاوے۔ یعنی شیخ۔ جیفہ۔ جو شخص اس کا مرید اور معتقد ہے وہ رات کو مردار کی طرح پڑا سوتا رہتا ہے اور دن کو بھی اس کے کچھ اشغال نہیں ہیں۔ ہشتہ۔ تمام صوفی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ علم و کمال کو چھوڑ کر کہتے ہیں کہ یہ ایک باطنی حال ہے۔ آلِ موسیٰ۔ یعنی علماء حق۔ کو۔ ان صوفیوں نے رسولؐ اور صحابہ کی سنت کو مٹا دیا اور نماز روزہ ختم کر دیا۔ سبحہ۔ تسبیح

۲ شرع۔ ان لوگوں نے شریعت اور تقوے کو پس پشت ڈال دیا اس وقت حضرت عمرؓ جیسے شخص کی ضرورت ہے۔ اباحت۔ یعنی حرام کو حلال سمجھا۔ قلّاش۔ بے نام و ننگ مفلس۔ طعّانہ۔ طعنہ زن عورت یعنی شیخ کی بیوی۔ عسس۔ حفاظت کے لئے رات کو پہرہ دینے والا۔ شیخ کو روز روشن سے تعبیر کیا اور بیوی کو رات کا کوتوال کہا ہے۔

۳ نورِ مرداں۔ تو بزرگوں اور صوفیوں کو برا کہہ رہی ہے حالانکہ ان کی مثال یہ ہے کہ مشرق اور مغرب ان کے نور سے منور ہے ان کی عظمت کے سامنے آسمان کا سر جھکا ہوا ہے آفتاب۔ ان میں جو نور ہے وہ آفتاب میں کہاں ہے۔ تُرہات۔ جب میرے یہ عقیدے ہیں تو تجھ شیطان کے بہکانے سے میں اس شیخ کے در کو کب چھوڑ سکتا ہوں۔ من بباد۔ میں ہوائی سن کر نہیں آیا ہوں لہٰذا تیری گرد یعنی گالی گلوچ مجھے اس بارگاہ سے واپس نہیں کر سکتی ہے۔

عِجل[1] با آں نور شُد قبلہ کرم
اس نور کے ہوتے ہوئے بچھڑا بھی قبلہ کرم ہو گیا

قبلہ بے آں نور شُد کفر و صَنم
اس نور کے بغیر قبلہ کفر اور بت ہو گیا

ہَست اِباحت کز ہوا آمد ضَلال
جو اباحت خواہش نفس سے آئے وہ گمراہی ہے

ہَست اِباحت کز خدا آمد کمال
جو اباحت، خدا کی جانب سے آئے وہ کمال ہے

کُفر ایماں گشت و دیو اسلام یافت
کفر، ایمان ہو گیا اور شیطان نے اسلام پالیا

آں[2] طرف کاں نورِ بے اندازہ تافت
جس طرف وہ غیر محدود نور چمکا

مظہرِ عشق ست و محبوبِ بحق
عشق کا مظہر ہے اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہے

از ہمہ کرّو بیاں بُردہ سَبَق
تمام مقرب بارگاہ فرشتوں سے بڑھ گیا

سجدہ آدمؑ را بیانِ سَبَقِ اُوست
آدمؑ کو سجدہ اس کی افضلیت کا بیان ہے

سجدہ آرد را پیوستہ پُوست
جڑا ہوا چھلکا مغز کو سجدہ کرتا ہے

شمعِ حق را پف کُنی تو اے عجُوز
اے بڑھیا! تو خدائی شمع کو پھونک مار رہی ہے

ہم تو سوزی ہم سَرت اے گندہ پُوز
اے گندہ ذہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی

کے شُود دریا ز پوزِ سَگ نجس
کتے کے منہ سے دریا کب ناپاک ہوتا ہے؟

کے شُود خورشید از تُف منطمس
سورج، پھونک سے کب مٹتا ہے؟

حُکم برظاہر اگر ہم می کُنی
اگر تو ظاہر پر بھی حکم لگاتی ہے

چیست ظاہر تر بگوزیں روشنی
تو بتا اس روشنی سے زیادہ ظاہر کیا ہے؟

جملہ[3] ظاہر ہا بہ پیشِ ایں ظُہور
اس ظہور کے سامنے سب ظاہر

باشد اندر غایتِ نقص و قصور
کمی اور کوتاہی میں انتہا پر ہیں

ہر کہ بر شمعِ خدا آرد پفو
جو خدائی شمع پر پھونک مارے

شمع کے میرد بسوزد پوزِ اُو
شمع کب بجھے گی اس کا منہ جل جائے گا

چوں تو خفاشاں بسے بینند خواب
تجھ جیسی چمگادڑیں بہت خواب دیکھتی ہیں

کایں جہاں ماند یتیم از آفتاب
کہ یہ دنیا سورج سے یتیم رہ جائے

موجہائے تیز دریا ہائے رُوح
روح کے دریاؤں کی تیز موجیں

ہَست صد چندانکہ بُد طوفانِ نوحؑ
جتنا (حضرت) نوحؑ کا طوفان تھا اس سے کئی سو گنا ہیں

چونتو۔ تجھ جیسی چمگادڑ کی وجہ سے شیخ جیسا آفتاب معدوم نہیں ہو سکتا۔ موجہائے۔ روح کے دریا کی موجیں طوفان نوحؑ کی موجوں سے تیز ہوتی ہیں ان سے ذرّی رہ۔

[1] عجل۔ تو نے ان کے مریدوں کو بچھڑا پوجنے والا کہا ہے تو سن لے کہ شیخ میں جو نور ہے وہ نورِ حق ہے اگر وہ بچھڑے میں بھی نمودار ہو جائے، تو بچھڑا قبلہ بن جائے اور اگر وہ نور قبلہ سے مفقود ہو جائے تو پھر اس کو سجدہ کرنا کفر اور صنم پرستی بن جائے۔ اباحت۔ تو نے کہا ہے کہ اس گروہ سے اباحت پیدا ہوئی تو سمجھ لے کہ اباحت کی دو قسمیں ہیں ایک اباحت تو وہ ہے جس کو اہل کلام اباحت کہتے ہیں یعنی حرام کو حلال سمجھ لینا، یہ خواہش نفسانی سے پیدا ہوتی ہے اور گمراہی ہے ایک اباحت وہ ہے جو غلبہ حال سے پیدا ہوتی ہے جیسے سماع اور وجد یہ خدا کی جانب سے ہے اور کمال ہے۔

[2] آں طرف۔ اس سے مراد آنحضورؐ ہیں آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے برخلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ مظہر عشق۔ ایسے نور والا عشق کا مظہر ہے اور خدا کا محبوب اور فرشتوں سے افضل ہے۔ سجدہ۔ حضرت آدم کو فرشتوں سے سجدہ کرانا اسی افضلیت کا بیان ہے مفضول افضل کو سجدہ کیا کرتا ہے۔ شمع حق۔ یعنی شیخ۔ گندہ پوز۔ گندہ ذہن۔ کے شود۔ تیرے برا کہنے سے شیخ برا نہ ہو گا۔ منطمس۔ مٹنے والا۔ حکم۔ اگر تو شیخ کے باطنی اوصاف کو نہیں دیکھ سکتی اور ظاہر پر حکم لگاتی ہے تو بتا اس ظاہر سے زیادہ روشن کس کا ظاہر ہے۔

[3] جملہ۔ تمام انسانوں کے ظاہری اعمال شیخ کے اعمال کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ ہر کہ۔ شعر
چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

لیک اندر چشمِ کنعاں ¹ موئے رست — نوحؑ و کشتی را بہشت و کوہ جست

لیکن کنعان کی آنکھ میں پڑوال اگ آیا — (حضرت) نوحؑ اور کشتی کو چھوڑا اور پہاڑ پر کودا

کوہ و کنعاں را فرو بُرد آں زماں — نیم موجِ تا بقعرِ امتہاں

اس وقت پہاڑ کو اور کنعان کو بہا لے گئی — ذلت کی گہرائی میں، آدھی موج

مہ فشاند نور و سگ وع وع کند — سگ ز نورِ ماہ کے مرتع کند

چاند نور افشانی کرتا ہے اور کتا بھس بھوں کرتا ہے — کتا چاند کے نور سے کب اقتباس کرتا ہے؟

شبروان و ہمرہانِ مہ بتگ — ترکِ رفتن کے کنند از بانگِ سگ

رات کے مسافر اور دوڑ میں چاند کے ساتھی — کتے کے بھونکنے سے چلنا کب چھوڑتے ہیں؟

جزو سوئے کُل رواں مانندِ تیر — کے کند وقف از مہ پئے ہر گندہ پیر

جز کل کی جانب، تیر کی طرح رواں ہے — وہ بڑھیا کی وجہ سے کب ٹھہرتا ہے؟

جانِ شرع و جانِ تقویٰ عارف ست — معرفت محصولِ زہد سالف ست

عارف، شرع کی جان اور تقوے کی جان ہے — معرفت، خداوندی پہلے تقوے کا نتیجہ ہے

زہد ² اندر کاشتن کوشیدن ست — معرفت آں کشت را روئیدن ست

تقویٰ کھیتی میں کوشش کرنا ہے — معرفت اس کھیتی کا اگنا ہے

پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد — جانِ ایں کشتن نبات ست و حصاد

مجاہدہ اور اعتقاد جسم کی طرح ہے — اس بونے کا مقصد پیداوار اور کاٹنا ہے

امرِ معروف او و ہم معروف اوست — کاشفِ اسرار و ہم مکشوف اوست

وہ امر بالمعروف بھی ہیں اور معروف بھی — وہ رازوں کے کھولنے والے ہیں اور راز بھی وہی ہیں

شاہِ امروزینہ و فردائے ماست — پوست بندہ مغز نغزش دائماست

وہ ہمارے آج اور کل کے شاہ ہیں — چھلکا، عمدہ مغز کا ہمیشہ غلام ہے

چوں ³ انا الحق گفت شیخ و پیش برد — پس گلوی جملہ کوراں را فشرد

جب شیخ نے انا الحق کہا اور آگے بڑھ گئے — تو تمام اندھوں کے گلے کو دبا دیا

چوں انائے بندہ لاشد از وجود — پس چہ ماند تو بیندیش اے جحود

جب بندے کا وجود (ذہنی) وجود کے اعتبار سے لا بن گیا — اے منکر! تو سوچ کر کیا رہ گیا؟

¹ کنعان۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے کنعان کے حضرت نوحؑ اور ان کی کشتی کو چھوڑ کر کہا۔ سَآوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ۔ میں پہاڑ پر ٹھکانا بنا لوں گا وہ مجھے محفوظ رکھے گا۔ گو وہ ایک معمولی موج آئی اور اس نے کنعان اور پہاڑ کو ڈبو دیا۔ مہ۔ کتوں کے بھونکنے سے چاند اپنی ضوفشانی نہیں چھوڑتا ہے۔ مرتع۔ چراگاہ۔ شبرواں۔ رات کے مسافر چاند کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر سفر کرتے رہتے ہیں کتوں کے بھونکنے سے وہ نہیں رکتے ہیں۔ جزو۔ یعنی مرید و معتقد۔ کل۔ یعنی شیخ۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت جان شرع۔ عارف باللہ شریعت اور تقوے کا خلاصہ ہوتا ہے اس کو جو معرفت خداوندی حاصل ہوئی ہے وہ تقوے ہی کا نتیجہ ہے۔

² زُہد۔ زہد اور تقویٰ کھیتی کرنے کی کوشش کی طرح ہے اور معرفت خداوندی اس کھیتی کا اگنا ہے۔ جہاد۔ یعنی عمل صالح اور عقیدہ جسم کی طرح ہوئے اور اس بونے یعنی عمل اور عقیدہ کی جان روئیدگی اور اس کا کاٹنا معرفت ہے۔ امرِ معروف۔ بھلی بات کا حکم یعنی تو نے کہا تھا کہ عمرؓ کہاں ہیں جو بھلائی کا حکم دیں یعنی شیخ میں بھلائی نہیں ہے تو سمجھ لے وہ تو خود مجسم امر بالمعروف اور خود بھلے ہیں اور ان کے باطن کا حال یہ ہے کہ وہ کاشف اسرار۔ ہیں اور خود مجسم اسرار ہیں یعنی شیخ ظاہراً و باطناً مکمل ہیں شاہ امروزینہ۔ وہ دنیا میں بھی ہمارے شاہ ہیں اور عقبیٰ میں بھی ہم پوست ہیں وہ مغز ہیں لہٰذا ہم ان کے غلام ہیں۔

³ چُوں انا الحق۔ شیخ مجسم شریعت ہے اگر وہ انا الحق کہے اور ظاہر بینوں کے نزدیک حد سے تجاوز کر جائے اور اس کی وجہ سے ظاہر بیں غصہ میں مبتلا ہوں تو بھی خلاف شرع نہیں ہے۔ چوں۔ جب بندہ کی اپنی ہستی اس کے ذہن سے فراموش ہوگئی تو پھر تو خود نہیں رہا اب سوائے خدا کچھ نہیں رہا۔

گر ترا [1] چشم ست بگشا در نگر　　بعدِ لَا آخر چہ می ماند دگر
اگر تیرے آنکھ ہے، کھول، دیکھ　　"لَا" کے بعد آخر اور کیا رہ گیا؟

اے بُریدہ آں لب و حلق و دہاں　　کہ کند تف سُوئے مَہ یا آسماں
اے (بڑھیا) وہ ہونٹ اور حلق اور منہ کٹ جائے　　جو چاند یا آسمان کی طرف تھوکے

تُف برُ دیش باز گردد بیشکے　　تُف سُوی گردوں نیابد مَسلکے
بیشک تھوک اس کے منہ پر واپس آ جائے گا　　تھوک آسمان کی جانب راہ یاب نہیں ہوتا

تا قیامت تُف برُو بارد ز رب　　ہمچو تبّت بر رَوانِ بُو لہب
اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک اس پر تھوک برسے گا　　جیسا کہ ابولہب کی روح پر تبت

طبل و رایت ہست مِلکِ شہر یار　　سگ کسے کہ خواند اُورا طبل خوار
طبل اور جھنڈا بادشاہ کی ملکیت ہے　　وہ کتا ہے، جو اس کو پیٹو کے

آسمانہا [2] بندۂ ماہِ وے اند　　شرق و مغرب جملہ ناں خواہِ وے اند
آسمان اس کے چاند کے غلام ہیں　　مشرق و مغرب سب اس کی روٹی کے بھکاری ہیں

زانکہ لَوْلَاکَ ست بر توقیعِ اُو　　جملہ در انعام و در توزیعِ اُو
کیونکہ اس کے طغرے میں "لولاک" ہے　　اس اس کے انعام اور بخشش میں ہیں

گر نبُودے [3] اُو نیابیدے فلک　　گردش و نور و مکانیِ مَلک
اگر وہ نہ ہوتا آسمان کو حاصل نہ ہوتی　　گردش اور نور اور فرشتے کا مکان بننا

گر نبُودے اُو نیابیدے بحار　　ہیئت ماہیّ و دُرِّ شاہوار
اگر وہ نہ ہوتا سمندر کو حاصل نہ ہوتی　　مچھلی اور در شاہوار کی صورت

گر نبُودے اُو نیابیدے زمیں　　در درونہ گنج و بیروں یاسمیں
اگر وہ نہ ہوتا تو زمین کو حاصل نہ ہوتا　　اندر خزانہ اور باہر چنبیلی

رزقہا ہم رزق خوارانِ وے اند　　میوہا لب خشک بارانِ وے اند
رزق بھی اس کے رزق خور ہیں　　میوے اس کی بارش کے پیاسے ہیں

ہیں کہ معکوس ست در امر ایں گرہ　　صدقہ بخشِ خویش را صدقہ بدہ
امرِ خداوندی میں یہ الٹا عقدہ ہے　　اپنے صدقہ دینے والے کو تو صدقہ دے

---

۱ گر ترا۔ اگر تیرے حقیقت میں آنکھ ہے تو غور کر لے اے بریدہ۔ اگر اب بھی کوئی انا الحق پر اعتراض کرے تو آسمان کی طرف تھوکنا ہے جس کی برائی خود اس پر آئے گی۔ تف۔ ایسے بزرگوں کی تکفیر کرنے والا خود اس میں مبتلا ہے۔ تا قیامت۔ اور ایسے لوگوں پر خدا کی تف قیامت تک رہے گی جس طرح ابولہب کے بارے میں سورہ تبت کی بددعا برستی رہتی ہے۔ طبل۔ جبکہ شیخ شاہ ہیں اور شاہ نقارہ اور جھنڈے کا مالک ہوتا ہے تو ان کو طبل خوار یعنی پیٹو وہی کہے گا جو خود کتا ہو۔

۲ آسمانہا۔ جبکہ شیخ میں نور حق ہے تو زمین و آسمان اس کے غلام ہیں اور بقاء کائنات اس کے طفیل ہے۔ زانکہ۔ یعنی وہ نور ہے جو آنحضورؐ میں تھا جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا اور شیخ کو وہی نور حاصل ہوا ہے تو اب تمام عالم ان کا طفیل ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں۔

۳ گر نبودے۔ چونکہ ان میں وہ نور ہے کہ اگر وہ نور نہ ہوتا تو زمین و آسمان نہ ہوتے لہٰذا آسمانوں کی گردش اور اس کا نور اس کا فرشتوں کا مقام ہونا، سمندروں میں مچھلی اور موتی، زمین کے اندر کے خزانے اور باہر کے بیل بوٹے سب اس کے طفیل سے ہے۔ رزقہا۔ رزق خواروں کا رزق اور پھلوں کے لئے بارش سب ان کے طفیل ہے۔ ہیں۔ فقراء کو جو صدقہ دینے کا حکم ہے اس میں یہ عجب لطیفہ ہے کہ فقراء اور شیوخ ہی کے طفیل ہیں دولت ملی ہے تو گویا وہ دولت انہوں نے عطا کی ہی اب ہم سے کہا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے تجھے صدقہ دیا ہے تو ان کو صدقہ دے۔

از فقیر ستت ہمہ زرّ و حریر — ہیں ا۱غنی را دہ زکاتے اے فقیر
تیرا تمام سونا اور حریر فقیر کی وجہ سے ہے — اے فقیر تو مالدار کو زکوٰۃ ادا کر

چوں تو ننگے جُفتِ آں مقبولِ روح — چوں عیالِ کافر اندر عقدِ نوحؑ
تجھ جیسی ذلیل کا اس مقبول روح کی بیوی ہونا — جیسے کہ حضرت نوحؑ کے نکاح میں کافر بیوی

گر نبودے نسبت توزیں سَرا — پارہ پارہ کردمے ایں دم تُرا
اگر اس گھر سے تیری نسبت نہ ہوتی — اسی وقت میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا

دادمے آں نوح را از تو خلاص — تا مُشرّف گشتمے من در قصاص
اس نوحؑ کو تجھ سے نجات دلاتا — تاکہ میں قصاص سے مشرف ہو جاتا

لیک ۲ باخانہ شہنشاہِ زمن — ایں چنیں گُستاخیِ ناید زمن
لیکن شاہ زمانہ کے گھر کے ساتھ — مجھ سے ایسی گستاخی نہیں ہو سکتی

رَو دُعا کُن کہ سگ ایں موطنی — ورنہ اکنواں کردمے من کردنی
جا دعا دے کہ تو اس جگہ کی کتیا ہے — ورنہ میں جو کچھ کرنا تھا کہ گزرتا

باز گشتنِ مُرید از وثاقِ شیخ و پُرسیدن از مردم و نشان دارنِ ایشاں کہ شیخ بفلاں بیشہ رفتہ است

شیخ کے گھر سے مرید کا لوٹنا اور لوگوں سے دریافت کرنا اور ان کا پتا بتادینا کہ شیخ فلاں جنگل میں گئے ہیں

بعدازاں پُرساں شد اُو از ہر کسے — شیخ رامی جُست از ہر سُو بسے
اس کے بعد وہ ہر شخص سے سوالی بنا — وہ ہر جانب شیخ کو بہت ڈھونڈ رہا تھا

پس کسے گفتش کہ آں قطبِ دیار — رفت تا ہیزم کشد از کوہسار
تو کسی نے اس سے کہا، کہ وہ قطب عالم — گئے ہیں تاکہ پہاڑ سے لکڑیاں لائیں

آں مُریدِ ذوالفقار۳ اندیش تفت — در ہوایِ شیخ سُوئے بیشہ رفت
وہ تیز سمجھ والا مرید جلد — شیخ کی محبت میں جنگل کی طرف چل دیا

دیو می آورد پیشِ ہوشِ مَرد — وسوسہ تا خُفیہ گردد مَہ زگرد
شیطان مرد کی عقل کے سامنے لاتا تھا — وسوسہ تاکہ چاند گرد میں چھپ جائے

کایں چنیں زن راچرا ایں شیخِ دیں — دارد اندر خانہ یار و ہمنشیں
کہ دین کے شیخ نے ایسی عورت کو کیوں — گھر میں یار اور ساتھی بنایا ہے؟

---

۱ ہیں۔ تو اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ ہم فقیروں سے کہا جارہا ہے کہ تو غنی یعنی فقیر اور شیخ کو صدقہ دے۔ چوں تو۔ شیخ کے مفاخر اور فضائل بیان کرنے کے بعد بیوی کو سرزنش شروع کی ہے کہ تجھ جیسی عورت اس شیخ کے گھر میں ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے حضرت نوح کے گھر میں کافر عورت تھی۔ گرنبودے۔ تجھے شیخ سے نسبت ہے ورنہ تیری گستاخی پر تیرے ٹکڑے کر ڈالتا اور نوح صنعت شیخ کو تجھ سے نجات دلاتا۔ مشرف۔ اگر تیرے قتل کرنے پر مجھے بدلے میں قتل کیا جاتا تو میرے لئے باعث شرف ہوتا۔

۲ لیک۔ مجبوری یہی ہے کہ تجھے شیخ سے نسبت ہے۔ رو دعا کن۔ جا دعا دے کہ تو اس در کی کتیا ہے اس لئے میرے ہاتھ سے بچ گئی۔ بعدازاں۔ بیوی کو یہ علامتیں کرنے کے بعد وہ مرید شیخ کی جستجو میں لگ گیا۔ ہیزم کشد۔ کسی نے اس کو بتایا کہ شیخ جنگل سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔

۳ ذُوالفِقار اندیش۔ یعنی اس کا ذہن ایسا ہی تیز تھا جیسے کہ حضرت علی کی ذوالفقار تلوار تیز تھی۔ دیو۔ شیطان نے شیخ کی بیوی کے سلسلہ میں مرید کے دل میں وسوسے پیدا کرنے شروع کردیئے۔ کایں چنیں۔ وسوسہ یہ تھا کہ شیخ نے اس بدزبان عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے شاید شہوت سے مغلوب ہیں۔

ضد را باضد ایناس[1] از کجا ۔۔۔ با امام الناس، نسناس از کجا
ضد کو ضد سے انس کہاں سے ۔۔۔ انسانوں کے امام کے ساتھ بن انس کہاں سے

باز اُولا حول می کرد آتشیں ۔۔۔ کاعتراضِ من برو کفرست و کیں
پھر وہ آتشی لاحول پڑھتا ۔۔۔ کہ میرا ان پر اعتراض کرنا کفر اور کینہ ہے

مَن کہ باشم باتصرّ فہائے حق ۔۔۔ کہ برآرد نفسِ من اِشکال و دَق
اللہ تعالیٰ کے تصرفات کے روبرو میں کون ہوتا ہوں ۔۔۔ کہ میرا نفس اشکال اور اعتراض کرے

باز نفسش حملہ می آورد زُود ۔۔۔ زیں تعرض در دلش چوں کاہ دُود
پھر اس کا نفس جلد حملہ کرتا ۔۔۔ اس تعرض سے اس کے دل میں جس طرح گھاس دھواں پیدا کرتی ہے

کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل[2] ۔۔۔ کہ بُود با اُو بصحبت ہم مقیل
کہ شیطان کو جبرئیل سے کیا نسبت؟ ۔۔۔ کہ وہ صحبت میں اس سے ہمخواب ہو

چوں تواند ساخت با آزر خلیل ۔۔۔ چوں تواند ساخت با رہزن دلیل
خلیل، آزر کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟ ۔۔۔ رہنما، ڈاکو کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟

یافتنِ آں مُرید مُرادِ او و ملاقاتِ اُو با شیخ نزدیکِ آں بیشہ
مرید کا مراد حاصل کر لینا اور جنگل کے قریب شیخ سے اس کی ملاقات

اندریں بُود اُو کہ شیخِ نامدار ۔۔۔ زُود پیش اُفتاد بر شیرے سوار
وہ اسی میں تھا کہ نامور شیخ ۔۔۔ ایک شیر پر سوار بہت جلد سامنے آ گئے

شیرِ غرّاں ہیزمش را می کشید ۔۔۔ بر سرِ ہیزم نشستہ آں سعید
شیر غراتا ہوا ان کا ایندھن کھینچ رہا تھا ۔۔۔ وہ نیک بخت ایندھن پر بیٹھے ہوئے تھے

تازیانہ اَش مارِ نر بُود از شرف ۔۔۔ مار را بگرفت چوں خرزن بکف
بزرگی کی وجہ سے ان کا کوڑا نر سانپ تھا ۔۔۔ سانپ کو کوڑے کی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے

تو یقیں[3] میداں کہ ہر شیخے کہ ہست ۔۔۔ ہم سواری می کُند بر شیرِ مست
تو یقین کر کہ جو شیخ بھی ہے ۔۔۔ وہ مست شیر پر سواری بھی کرتا ہے

گرچہ آں محسوس و ایں محسوس نیست ۔۔۔ لیک آں بر چشمِ جاں ملبُوس نیست
اگرچہ وہ محسوس اور یہ محسوس نہیں ہے ۔۔۔ لیکن وہ باطن کی آنکھ پر پوشیدہ نہیں ہے

صد ہزاراں شیر زیر رانِ شاں ۔۔۔ پیش دیدہ غیب داں ہیزم کشاں
لاکھوں شیر ان کی ران کے نیچے ۔۔۔ غیب داں آنکھ کے سامنے لکڑیاں ڈھونے والے ہیں

---

[1] ایناس۔ محبت امام الناس۔ یعنی شیخ۔ نسناس۔ بن مانس یعنی بیوی۔ کاعتراض یعنی شیخ پر بدگمانی۔ دق۔ اعتراض۔ تصرفہای۔ ایسی بدعورت کا شیخ کی بیوی ہونا خدائی تصرف ہے وہ خود مصلحت جانتا ہے ہمیں اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ باز۔ وہ لاحول پڑھتا لیکن نفس پھر اس کے دل میں اسی طرح وسوسہ پیدا کر دیتا جیسا کہ گھاس بہت دھواں پیدا کر دیتی ہے۔ دیو۔ شیطان یعنی بیوی۔

[2] جبرئیل۔ یعنی شیخ۔ ہم مقیل۔ ہمخواب۔ آزر۔ حضرت ابراہیم کا باپ۔ اندریں۔ مرید اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ شیخ ایک شیر پر سوار اس کے سامنے آ گئے۔ شیر غراں۔ اس نے دیکھا کہ شیر غرا رہا ہے اور اس کی کمر پر لکڑیاں اور شیخ ان لکڑیاں پر بیٹھے چلے آ رہے ہیں۔ تازیانہ۔ ہاتھ میں ایک سانپ ہے جس سے کوڑے کا کام لے رہے ہیں۔ خرزن۔ تازیانہ۔

[3] تو یقین۔ شیخ ابوالحسنؒ ہی نہیں بلکہ ہر شیخ مست شیر پر سوار ہے۔ گرچہ۔ فرق اتنا ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ کے شیر نظر آ رہا تھا دوسرے شیوخ کے عوام کو نظر نہیں آتے ہیں صرف ان لوگوں کو نظر آتے ہیں جن کو چشم بصیرت حاصل ہو۔ صد ہزاراں۔ بزرگوں اور شیوخ کی سواری میں لاکھوں شیر ہیں جو ان کی خدمت کرتے ہیں مولانا کی مراد شیروں سے نفس امارہ ہے جیسا کہ گزشتہ دفتروں میں لومڑی اور شیر کے قصہ سے واضح ہوتا ہے۔

لیک آں یک را خدا محسوس کرد
تا کہ بیند نیز اُو کہ نیست مَردِ ۱
لیکن خدا نے اس ایک کو ظاہر کر دیا
تا کہ وہ بھی دیکھ لے جو مردِ میدان نہیں ہے

دیدش از دور و بخندید آں خدیو
گفت آں رامشنو اے مفتونِ دیو
انہوں نے اس کو دور سے دیکھا اور وہ شاہ ہنس پڑے
فرمایا اے شیطان کے فریب خوردہ اس کی نہ سن

از ضمیر اُو بد انست آں جلیل
ہم زنورِ دل بلے نعم الدلیل
ان بزرگ نے اس کے دل میں سے جان لیا
دل کے نور سے، ہاں وہ اچھا رہنما ہے

خواند بروے یک بیک آں ذوفنوں
انچہ دررہ رفت باوے تاکنوں
ان ہنر مند نے ایک ایک بتا دیا
جو اس پر راستہ اب تک گزرا

بعدازاں ۲ در مُشکلِ انکارِ زن
بر گشاد آں خوش سَرایندہ دَہن
اس کے بعد عورت کے انکار کے اشکال کے سلسلہ میں
ان خوش گونے، منہ کھولا

کاں تحمل از ہوای نفس نیست
آں خیالِ نفسِ تُست اینجا مایست
کہ وہ برداشت نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے
وہ تیرے نفس کا وہم ہے، اس جگہ قائم نہ رہ

گرنہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من
اگر بیوی کے بوجھ کو میرا صبر برداشت نہ کرتا
تو نر شیر، میری بیگار کب برداشت کرتا؟

اشترانِ بُختیم اندر سَبَق
مَست و بیخود زیرِ محملہائے حق
میں سابقت میں بختی اونٹ ہوں
اللہ کے کجاووں کے نیچے مست اور بے خود ہوں

مَن ۳ نیم دَر امر و فرماں نیم خام
تا بیندیشم مَن از تشنیع عام
میں حکم اور فرمان کے بارے میں ادھ کچرا نہیں ہوں
کہ عوام کے طعن و تشنیع کی فکر کروں

عامِ ماہ و خاصِ ما فرمانِ اُوست
جانِ ما بر رُو دَوان جویانِ اُوست
ہمارے عام اور ہمارا خاص اس کا حکم ہے
ہماری جان منہ کے بل اس کی تلاش میں دوڑ رہی ہے

دورم از تحسین و تشویقش ہمہ
فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ
میں ان کی تعریف اور شوق دلانے سے بالکل دور ہوں
ان کے جھٹلانے اور تصدیق سے بالکل بے نیاز ہوں

فردیِ ما جفتیِ مانہ از ہواست
جانِ ما چو مُہرہ دردستِ خداست
ہمارا گیلا پن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش سے نہیں ہے
ہماری جان نرد کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہے

بارِ آں ابلہ کشیم و صد چو اُو
نے زعشقِ رنگ و نے سودائے بُو
ہم اس بیوقوف کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بار برداشت کرتے ہیں
نہ رنگت کے عشق سے اور نہ خوشبو کے خیال سے

۱ مرد۔ یعنی عوام بھی دیکھ لیں۔ آں رَا مشنَو۔ یہ شیطان کے وسوسہ کی بات نہ سننا۔ از ضمیر شیخ نے جو اس کو نصیحت کی اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو کشف سے اس کے دل کا وسوسہ معلوم ہو گیا تھا۔ نعم الدلیل۔ اس کے دل کی بات کیوں نہ معلوم ہوتی کشف بہترین راہنما ہے۔ خواند۔ اس کے دل پر جو وساوس گزرے تھے وہ سب اس کو بتادیئے۔

۲ بعدازاں۔ عورت نے شیخ کی بزرگی کا انکار کیا تھا اس سے اس کے دل میں اشکال پیدا ہوا تھا کہ ایسی عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے، شیخ نے اس کا جواب دینا شروع کیا۔ کاں تحمل۔ اس کو میں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے بیوی نہیں بنا رکھا ہے بلکہ اپنے نفس کی اصلاح اور صبر کی طاقت بڑھانے کے لئے بیوی بنا رکھا ہے۔ اشتراں۔ ہم صوفیوں کی مثال نیکیوں کی جانب سبقت کرنے میں بختی اونٹوں کی سی ہے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا بوجھ مستی اور بے خودی سے برداشت کرتے ہیں۔

۳ مَن نیم۔ میں بھی خدا کے احکام کے بارے میں کچا نہیں کہ کسی معاملہ میں عام بدنامی یا خاص بدنامی سے ڈروں۔ عام ما۔ ہمارا عوام و خواص سے واسطہ نہیں، ہمارا تعلق تو صرف فرمان خداوندی سے ہے۔ دورم۔ مجھے لوگوں کی تعریف کی پروا ہے نہ مذمت کی۔ فردی۔ کسی سے علیحدگی یا کسی کے ساتھ رہنا اپنی خواہش سے نہیں ہے بلکہ منشاء خداوندی کے مطابق ہے۔ بارآں۔ اس بیوقوف بیوی ہی کا کیا میں اس جیسے سیکڑوں کا بار صرف رضا خداوندی کے لئے برداشت کرتا ہوں۔

لِہٰنقدر اخود دَرسِ شاگردانِ ماست ‌ ‌ ‌ ‌ کرّ و فرِّ مَلحمہ ماتا کجُاست

اتنا تو ہمارے شاگردوں کا سبق ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ہماری جنگ کا کروفر کہاں تک ہے؟

تا کجُا آنجا کہ جارا راہ نیست ‌ ‌ ‌ ‌ جُز سَنا برقِ مہِ اللہ نیست

وہاں تک ہے، جہاں مکان کے لئے راستہ نہیں ہے ‌ ‌ ‌ ‌ سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے

از ہمہ اوہام و تصویرات دُور ‌ ‌ ‌ ‌ نور نورٌ نور نورٌ نورِ نور

تمام وہموں اور تصوروں سے دور ہے ‌ ‌ ‌ ‌ نوری نور، نور ہی نورا، نور کا نور ہے

بہرِ تومن پست کردم گفتگو ‌ ‌ ‌ ‌ تابسازی بارفیقِ زشت خُو

تیری خاطر میں نے پست گفتگو کی ‌ ‌ ‌ ‌ تاکہ تو بدخو ساتھی سے بنائے رکھے

تا کشی خندان و خوش بارِ حرج ‌ ‌ ‌ ‌ از پے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجْ

تاکہ تو تنگی کا بار ہنسی خوشی برداشت کر لے ‌ ‌ ‌ ‌ صبر کشادگی کی کنجی ہے کی خاطر

چوں ۲ بسازی باخسِّ ایں خَساں ‌ ‌ ‌ ‌ گردی اندر نورِ سُنّتہا رساں

جب تو ان کمینوں کے کمینہ پن سے بنالے گا ‌ ‌ ‌ ‌ سنتوں کے نور میں پہنچ جائے گا

کانبیا رنجِ خَساں بس دیدہ اَند ‌ ‌ ‌ ‌ از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اَند

کیونکہ نبیوں نے کمینوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ایسے سانپوں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں

چوں مُراد و حُکمِ یزدانِ غفور ‌ ‌ ‌ ‌ بُود در قدمت تجلّی و ظہور

چونکہ اللہ غفور کا مقصود اور حکم ‌ ‌ ‌ ‌ ازل میں تجلی اور ظہور تھا

بے زضدّ ے ضدّ را نتواں نمُود ‌ ‌ ‌ ‌ واں شہ بمیثل را ضدّے نبُود

کسی ضد کے بغیر ضد کو نہیں دکھایا جا سکتا ‌ ‌ ‌ ‌ اور اس بے مثل شاہ کا کوئی ضد نہ تھا

حِکمت در اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَة

میں زمین میں قائم مقام بنانے والا ہوں؟ میں حکمت

پَس خلیفہ ساخت صاحب سینہء ‌ ‌ ‌ ‌ تابُود شاہیش را آئینہ

اس نے صاحب دل کو خلیفہ بنا دیا ‌ ‌ ‌ ‌ تاکہ وہ اس کی شاہی کا آئینہ ہو

پَس صفائی بیحد و دَش داد اُو ‌ ‌ ‌ ‌ وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد اُو

پھر اس نے اس کو بے حد صفائی آرستگی بخش دی ‌ ‌ ‌ ‌ پھر اس نے اس کی ضد تاریکی سے بنا دی

اِلہٰنقدر۔ جس قدر تعلق مع اللہ اور اس کے احکام کے اتباع کا ذکر ہے یہ تو ہمارے شاگردوں کو بھی ہے اور خدا کے کرم سے ہمارا مرتبہ تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ تا کجا۔ ہماری پہنچ تو ذات لامکانی کے مشاہدہ میں ہے جہاں نور ہی نور ہے اور جو تصور اور خیال سے بالاتر ہے۔ بہر تو۔ میں نے جو اپنے آپ کو بختی اونٹ بتایا تھا اور کہا تھا کہ ہم بیوقوفوں کی صحبت اصلاحِ نفس کے لئے برداشت کرتے ہیں یہ اپنے مقام سے پست گفتگو تیری نصیحت کیلئے کی تھی تاکہ تو صبر کی عادت ڈال لے۔

۲ چوں بسازی۔ جب تو کمینوں کے کمینہ پن کو برداشت کرے گا تو رسولوں کی سنت کا عامل بن جائے گا۔ کانبیا۔ رسولوں اور نبیوں نے کمینوں کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور صبر کیا ہے اور ان سانپ بچھوؤں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں۔ چوں مراد۔ اب اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ ابرار و اشرار کی یہ آویزش کیوں ہے، حضرت حق تعالیٰ نے اپنی تجلی اور ظہور چاہا تو ظاہر ہے کہ ایک چیز کا پورا علمی ظہور جب ہو سکتا تھا کہ اس کی ضد بھی پیدا کر دی جائے۔

۳ بے زضد ے۔ جبکہ علمی اعتبار سے ایک چیز کا ظہور دوسری ضد کے ظہور پر موقوف ہے اور حق تعالیٰ کی کوئی ضد نہ تھی تو حضرت حق تعالیٰ نے ایک اپنا خلیفہ بنایا تاکہ اس کے اوصافِ کمالی حضرت حق تعالیٰ کے اوصاف کا آئینہ بن جائیں۔ پس۔ اللہ تعالیٰ نے اس خلیفہ میں اثباتی صفات ودیعت فرما دیں اور اس کے بالمقابل ایک مخلوق ایسی پیدا فرما دی جو تاریکی سے پر ہے۔ دش۔ خود آراستگی

دو۱ عَلَم برساختِ اِسفید و سیاہ — آں یکے آدم دگر ابلیس راہ
سفید اور سیاہ دو جھنڈے بلند کر دیئے — ایک آدم کا دوسرا شیطانی راستہ

درمیانِ آں دو لشکر گاہِ زَفت — چالش و پیکار آنچہ رَفت رَفت
ان دو عظیم لشکر گاہ میں — جنگ و پیکار جو بھی ہوئی وہ ہوئی

ہمچناں دَورِ دوم ہابیل شُد — ضدِ نورِ پاک اُو قابیل شُد
اسی طرح دوسری بار ہابیل ہوا — اس کے پاک نور کی ضد قابیل ہوا

ہمچناں ایں دو علَم از عدل و جور — تا بہ نمرود آمد اندر دَور دَور
اسی طرح انصاف اور ظلم کے یہ دو جھنڈے — سلسلہ بہ سلسلہ نمرود تک آئے

ضدِ ابراہیم گشت و خصمِ اُو — واں دو لشکر کیں گزار و جنگجو
وہ حضرت ابراہیم کی ضد اور دشمن ہوا — اور وہ دونوں لشکر کینہ کش اور جنگجو رہے

چوں۲ درازی جنگ آمد ناخوشش — فیصلِ آں ہر دو آمد آتشش
جب اس کو جنگ کا طول ناگوار ہوا — ان دونوں کا فیصلہ کرنے والی اس کی آگ آ گئی

حُکم کرد اُو آتشے را و نکر — تا شوَد حلِ مُشکلِ آں دو نفر
پھر اس نے آگ اور عذاب کو حکم دے دیا — تاکہ دونوں شخصوں کی مشکل حل ہو جائے

دَور دَور و قرن قرن ایں دو فریق — تا بفرعون و بموسیٰ شفیق
زمانہ بہ زمانہ اور قرن بہ قرن یہ دونوں فریق — فرعون اور مہرباں موسیٰ تک

سالہا اندر میاں شاں حَرب بُود — چوں زحد رفت و ملولی میفزُود
ان کے درمیان سالوں جنگ ہوئی — جب حد سے بڑھ گئی اور ملال بڑھانے لگی

آبِ دریا را حَکَم سازید حق — تا کہ ماند کہ بَرد زیں دو سَبَق
اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی کو حکم بنایا — کہ کون ہارتا ہے اور ان دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے

تا کہ فرعون را باآں فرعونیاں — آبِ دریا غرق شاں کرد آں زماں
یہاں تک کہ فرعون کو مع فرعونیوں کے — اس وقت ان کو دریا کے پانی میں ڈبویا

ہم نکر سازید از بہرِ ثمود — صیحہ کہ جانِ شاں را در رَبُود
ثمود کے لئے بھی عذاب بنا دیا — وہ چیخ کہ جو ان کی جان کو اچک لے گئی

ہم نکر سازید بہرِ قومِ عاد — زُود خیزے تیز رَو یعنی کہ باد
قوم عاد کے لئے بھی عذاب بنا دیا — جلد اٹھنے والی تیز رفتار یعنی ہوا کو

۱ دُو عَلَم۔ تو اب دو شخصیتیں رونما ہو گئی ایک سفید اور ایک سیاہ یعنی حضرت آدم اور شیطان۔ دَرمیان۔ اب دونوں قسم کی مخلوق میں متضاد اوصاف ہیں اور ہر ایک خدا کی متضاد صفات کا مظہر ہے سب سے پہلے تو حضرت آدم اور شیطان ان صفات کے مظہر ہیں۔ دورِ دوم۔ پھر ہابیل اور قابیل مظہر ہیں۔ ضد ابراہیم۔ پھر حضرت ابراہیم اور نمرود میں کشمکش ہوئی اور وہ دونوں مظہر ہے۔

۲ چون دَرَازِی۔ جب ابراہیم اور نمرود کی جنگ دراز ہو گی، تو آگ کو دونوں کا حکم بنا دیا اور اس نے فیصلہ کر دیا کہ ابراہیم حق پر ہیں اور نمرود باطل پر ہے دور دور۔ ہر زمانہ میں اس طرح کے دو گروہوں میں کشمکش جاری ہے حضرت موسیٰ اور فرعون میں ہی کشمکش یہی اور ان کی ایک جنگ وجدل نے طول پکڑا۔

۳ آبِ دَریا۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کی باہمی آویزش میں دریائے نیل کو حکم دے دیا اس نے حضرت موسیٰ کو جتا دیا اور فرعون غرق ہو کر ہار گیا۔ بہرِ ثمود۔ ثمود چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ قومِ عاد۔ اس قوم کو تیز ہوا نے ہلاک کر دیا۔

ہم انگر سازید بر قاروں زکیں | تا فرو بردش چو اژدرہا زمیں
غصہ سے قارون کے لئے بھی عذاب بنا دیا | حتیٰ کہ زمین اس کو اژدھے کی طرح نگل گئی

تا حلیمیِ زمیں شد جملہ قہر | بُرد قاروں را و گنجش را بقعر
حتیٰ کہ زمین کی بردباری سب قہر بن گئی | قارون اور اس کے خزانے کی گہرائی میں لے گئی

لُقمہ راکاں ستونِ ایں تن ست | دفعِ تیغِ جُوع ناں چوں جوشن ست
اس لقمہ کو جو اس جسم کا ستون ہے | روٹی کی بھوک کی تلوار کے دفعیہ کے لئے زرہ کی طرح ہے

چونکہ حق قہرے نہد درنانِ تُو | چوں خُناق آں نانِ بگیرد در گلو
جب خدا تیری روٹی میں قہر پیدا کر دیتا ہے | وہ روٹی گلے میں خناق کی طرح پھنس جاتی ہے

ایں۲ لباسے کہ ز سَر ماشُد مجیر | حق دہد اُورا مزاجِ زمہریر
یہ لباس جو سردی میں پناہ دینے والا تھا | اللہ تعالیٰ اس میں ٹھٹھہ کا مزاج پیدا فرما دیتا ہے

تاشود برجسمت ایں جُبّہ شگرف | سَرد ہمچوں یخ گزندہ ہمچو بَرف
حتیٰ کہ یہ عجیب جبہ تیرے جسم پر ہو جاتا ہے | یخ کی طرح ٹھنڈا برف کی طرح کاٹنے والا

تاگریزی از وَشق ہم از حَریر | زُو پناہ آری بسُوئے زمہریر
حتیٰ کہ تو پوستین اور حریر سے بھی گریز کرے گا | اور اس سے زمہریر کی طرف پناہ پکڑے گا

تو دو قلّہ نیستی یک قلّہ | غافل از قصہ عذابِ ظُلّہ
تو دو قلے نہیں ہے ایک قلہ ہے | یوم لظہ کے عذاب کے قصہ سے غافل ہے

امرِ حق آمد بشہرستان و دہ | خانہ و دیوار را سَایہ مدہ
شہر اور گاؤں میں اللہ تعالیٰ کا حکم آیا | گھر اور دیوار کو سایہ نہ دے

مانع۳ از باراں مبَاش و آفتاب | تابداں مُرسَل شُدند اُمّت شِتاب
بارش اور سورج سے مانع نہ بن | یہاں تک کہ امت جلد اس رسول کے پاس گئی

کہ بمُردیم اغلب اے مہتر اَماں | باقیش از دفترِ تفسیر خواں
کہ ہم زیادہ تر مر گئے اے سردار! اماں | اس کا باقی تفسیر کی کتاب میں پڑھ لے

چوں عصارا مار کرد آں چُست دست | گر ترا عقلے ست ایں نکتہ بَس ست
جبکہ اس چابک دست نے لاٹھی کو سانپ بنا دیا | اگر تیرے اندر عقل ہے یہ نکتہ کافی ہے

ہمچنیں تا دور و طورِ مُصطفےٰ | با ابُوجہل آں سپہدارِ جَفا
اسی طرح مصطفیٰ کے طور اور دور تک | ابوجہل کے ساتھ جو ظلم کا سپہ سالار تھا

۱ ہم نگر۔ قارون کے لئے زمین جیسی پروقار اور بردبار چیز کو سبب عذات بنا دیا اور وہ اس کو اژدھے کی طرح نگل گئی۔ لقمہ۔ زمین میں بردباری تھی لیکن قارون کے لئے قہر آلود ہوگئی دو تو غذا جیسی چیز کو جو انسان کی مددگار اور مدارِ حیات ہے موت کا سبب بنا دیتا ہے۔ خناق۔ یہ ایک مرض ہے جس میں گلے اور حلق پر ورم آجاتا ہے اور سانس بند ہو جاتا ہے اور سانس بند ہو جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲ ایں لباسے۔ گرم کپڑوں میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا ہے اور وہ برف کی طرح ہو جاتے ہیں۔ وشق۔ پوستین۔ زمہریر۔ سخت ٹھنڈک یعنی تو زمہریر کو اس گرم کپڑے سے زیادہ غنیمت سمجھے گا۔ دُوقلہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر دو مٹکے پانی ہو اور اس میں نجاست گرے تو ناپاک نہیں ہوتا یعنی تو مرد کامل نہیں ہے۔ عذاب ظلّہ۔ اصحاب ایکہ پر عذاب آیا تو خدا نے مکانات اور در و دیوار کو حکم دے دیا کہ وہ ان پر سایہ نہ کریں اور وہ لوگ سورج کی گرمی سے مر گئے۔

۳ مانع۔ جب مکانات وغیرہ بارش اور دھوپ سے مانع نہ بنے تو وہ لوگ بھاگ کر اپنے رسول حضرت شعیبؑ کے پاس گئے۔ کہ بمردیم۔ جا کر کہنے لگے کہ ہم مرنے کے قریب ہیں، امن دیجئے اب ہم اس قصہ کو چھوڑتے ہیں تو تفسیر کی کتابوں میں پڑھ لینا۔ چست دست۔ چابکدست یعنی حضرت موسیٰ۔ ایں نکتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کمال کو ثابت کرنے اور حق کو قبول کرنے کے لئے۔ ہمچنیں۔ آنحضور اور ابوجہل کا مقابلہ رہا اور آنحضور کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ کے ہاتھ کی کنکریوں نے ان کی رسالت کی گواہی دی۔

سَنگ دَر تسبیح آمد در شِتاب　　از میانِ اصبعینِ آفتاب [1]

فوراً سنگ (ریزے) تسبیح کرنے لگے　　آفتاب کی انگلیوں میں سے

مُنکرآں دید و فرونا درد سَر　　دشمنی اُو کور کردش از نظر

منکر نے اس کو دیکھا اور سر نہ جھکایا　　دشمنی نے اس کو دیکھنے سے اندھا کر دیا

تو نظر داری و لے امعانش نیست　　چشمہ افسردہ است و کردہ ایست

تو نظر رکھتا ہے لیکن اس میں گہرائی نہیں ہے　　ٹھٹھرا ہوا چشمہ ہے اور وہ رک گیا ہے

زیں ہمی گوید نگارندہ فکر　　کہ بکُن اے بندہ اِمعانِ نظر

اسی لئے عقل کا نقش و نگار کرنے والا فرماتا ہے　　کہ اے بندے! گہری نظر کر

آں نمی خواہد کہ آہن کوب سَرد　　لیک اے پولاد بر داوٗدؑ گرد

وہ نہیں چاہتا کہ تو ٹھنڈا لوہا کوٹے　　لیکن اے فولاد! داؤد کام چکر کاٹ

تُن [2] بمُردت سُوئے اسرافیل راں　　دل فسردت رَو بخورشید رَواں

تیرا جسم مر گیا تو اسرافیل کے پاس جا　　تیرا دل ٹھٹھر گیا ہو تو روح کے آفتاب کے پاس جا

دَر خیال از بسکہ گشتی مُکتسی　　نِک بُو فسطائی بدظن رَسی

تو خیالات کو بہت پہننے والا بن گیا　　اب تو بدظن سو فسطائی کے پاس جاتا ہے

اُو خود از لُبِّ خرد معزول بُود　　شد زحِسّ محروم و معزول از وجود

وہ خود عقل کے جوہرے جدا تھا　　حس سے محروم اور وجود سے جدا ہوگیا

گرز خود و زلُبِّ خود معزول گشت　　از وجودِ حسِّ خود مفصول گشت

وہ اگر اپنے آپ سے اور عقل سے جدا ہوا　　تو اپنے حس کے وجود سے جدا ہو گیا

ہیں [3] سخن خا نوبتِ لب خائی ست　　گر بگوئی خلق را رُسوائی ست

خبردار اے باتیں جانے والے ہونٹ چبانے کا موقع ہے　　اگر عوام سے کہے گا، رسوائی ہے

چیست امعاں چشمہ را کردں رَواں　　چوں زتن جاں رست گویندش رَواں

امعان کیا ہے؟ چشمہ کو جاری کرنا　　جب جان جسم سے چھوٹی اس کو رواں کہتے ہیں

---

[1] آفتاب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ منکر۔ ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا لیکن پھر بھی سر تسلیم خم نہ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا غور و فکر صحیح نہ تھا۔ تو نظر داری۔ اب نظر کی صحت اور اس کی نفع رسانی کا بیان شروع کیا ہے کہ اگر نظر میں گہرائی نہ ہو تو وہ مفید نہیں ہوتی۔ زیں ہمی گوید۔ قرآن پاک میں ہے فَارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ "دوبارہ نظر ڈال" نظر کی تکرار بھی اس کو گہرائی میں لے جاتی ہے۔ آں نمی خواہد۔ نظر کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ خدا کے نیک بندوں سے جو حق کے متبع ہوں مدد حاصل کی جائے ورنہ محض فلاسفر کی طرز پر غور کرنا تو ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے۔

[2] تن بمُردت۔ حضرت اسرائیل کو جسم کو حیات بخشنے والے ہیں اور اہل اللہ روح کو زندہ کر دیتے ہیں لہٰذا ان کی صحبت اختیار کرے گا تو تجھے صحیح نظر حاصل ہو جائے گی۔ در خیال۔ چونکہ تو فاسد اوہام میں مبتلا ہے لہٰذا اپنے ہم جنس فلسفی کے پاس جاتا ہے اور چونکہ وہ بھی فاسد خیالات میں مبتلا ہے وہ تجھے کبھی صحیح نظر نہیں عطا کر سکے گا۔ او زخود۔ چونکہ وہ سوفسطائی خود عقل سے بیگانہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو بھی ایک موہوم شئی سمجھتا ہے۔ گرز خود۔ جبکہ وہ اپنی عقل اور وجود سے بیگانہ ہے تو اس میں حس بھی باقی نہیں لہٰذا اس کی صحبت تیرے لئے بالکل نفع بخش نہیں ہے۔

[3] ہیں سخن خا۔ گفتگو یہ ہو رہی ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کا ظہور مخلوق کے وجود کے واسطہ سے ہے یہ مسئلہ عوام نہ سمجھ سکیں گے لہٰذا خاموشی اختیار کر ورنہ سوائے رسوائی کے کچھ حاصل نہ ہو گا لہٰذا جہاں سے بات شروع ہوئی تھی یعنی صحیح نظر اور امعان نظر کی وہی بات کرنی چاہے۔ چیست۔ امعان کے لغوی معنی چشمہ کو جاری کرنے اور روانہ کرنے کے ہیں چونکہ روح جسم سے جدا ہو کر روانہ ہوتی ہے اس لئے اس کو رواں کہتے ہیں لہٰذا امعان کے معنی نظر کو گہرائی کی طرف روانہ کرنے کے ہوئے۔

آں حکیمے راکہ جاں از بندِ تن ۱ — بازرَست و شُد رَواں اندر چمن
وہ حکیم کہ جس کی جان جسم کی قید سے — چھوٹی اور چمن میں روانہ ہوئی

یاروَاں شُد خود بسُوئے ھاوِیہ — ہمچو مُوش از زاویہ دَر زاویہ ۲
یا جہنم کی جانب روانہ ہوئی — یا چوہے کی طرح ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں

دو لقب را اُو بریں ہر دو نہاد — بہرِ فرق اے آفریں برجانش باد
اس نے ان دونوں کے دو لقب بنائے — فرق کرنے کے لئے اس کی جان پر آفریں ہے

در بیَانِ آنکہ بر فرماں رَوَد — گر گلُے را خار خواہد آں شوَد
اس شخص کے بیان کے لئے جو حکم پر چلے — اگر پھول کو کانٹا بنانا چاہیے وہ ہو جائے

معجزۂ ہود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام دَر تخلیصِ مُومنانِ اُمت بوقتِ نزولِ باد

پیغمبر ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہوا کے نازل ہونے کے وقت امت کے مومنوں کو بچانے کے لئے

ہود گردِ مُومناں خطّے کشید — تار باد آں قومِ اُو رَنجے ندید
ہودؑ نے مومنوں کے چاروں طرف ایک لکیر کھینچ دی — یہاں تک کہ اس قوم نے ہوا سے کوئی تکلیف نہ دیکھی

مُومناں از دستِ بادِ ۳ پارِہ — جُملہ بنشستند اندر دائرہ
مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ بچ کر — سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بُود و اُو کشتی عسے — ہَست ازیں طوفاں واِیں کشتی بسے
ہوا طوفان تھی اور وہ یقیناً کشتی تھا — اس طرح کے طوفان اور کشتیاں بہت ہیں

مُومناں از دستِ بادِ ضائرہ ۳ — جُملہ بنشستند اندر دائرہ
مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ سے بچ کر — سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بُود و کشتی لُطف ہُو — بَس چنیں کشتی و طوفاں دارد اُو
ہوا طوفان تھی اور کشتی اللہ تعالیٰ کی مہربانی — وہ ایسی بہت سی کشتیاں اور طوفان رکھتا ہے

پادشاہے را خدا کشتی کُنَد — تا بحرصِ خویش بر صفہا زنَد
اللہ تعالیٰ بادشاہ کو کشتی بنا دیتا ہے — یہاں تک کہ وہ اپنی حرص کی وجہ سے صفوں پر حملہ کرتا ہے

چیزوں کو ہوا کے طوفان کی طرح ہلاکت کا سبب اور کشتی کی طرح ذریعہ نجات بنا دیتا ہے۔ بادشاہے۔ جس طرح کشتی ذریعہ حفاظت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو مفسدین سے حفاظت کا سبب بنا دیتا ہے جس کا دراصل ملک گیری مقصد ہوتا ہے۔

۱ آں حکیمے۔ شیخ بوعلی سینا نے رسالہ معراجیہ میں کہا ہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں ایک کو روح حیوانی کہا جاتا ہے وہ لطیف بخارات ہیں اور ایک کو روح انسانی جو بدن سے نکل کر روانہ ہو جاتی ہے اور وہ روح حیوانی کو نفس حیوانی اور جان سے تعبیر کرتا ہے اور روح انسان کو نفس ناطقہ اور روان سے تعبیر کرتا ہے تو اس نے بھی روان میں روانگی اور جاری ہونے کے معنی کا لحاظ کیا اسی طرح امعان نظر میں نظر کو گہرائی میں جاری کرنے اور روانہ کرنے کا مفہوم ماخوذ ہے۔ یاروان۔ شیخ بوعلی سینا کی بعض علماء نے تکفیر کی ہے اس لئے مولانا نے فرمایا ہے کہ اس کا نفس ناطقہ اور روان بدن سے جدا ہو کر چمن میں گئی ہے یا ہاویہ یعنی جہنم کے گڑھے میں۔ ہاویہ۔ جہنم

۲ زاویہ۔ گوشہ یعنی جہنم کے ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ کی جانب۔ دو لقب۔ شیخ نے دونوں چیزوں کے لئے دو لقب تجویز کئے ہیں ایک کو جان کہا دوسری کو روان کہا ہے۔ دربیان۔ اس مضمون کا مقصد اس شخص کی حالت بیان کرنے کے لئے ہے جو خدا کے حکم کو بجالاتا ہے اگر وہ خدا سے دعا کرے کہ کانٹا پھول بن جائے تو وہ پھول بن جائے۔ معجزۂ۔ اس قصہ سے یہ مقصود ہے کہ مقربین بارگاہ کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ کشید۔ یعنی ہوا کا عذاب آنے کے وقت۔

۳ ضائرہ۔ نقصان رساں۔ او کشتی۔ یعنی دائرہ ان کے لئے کشتی تھا۔ عسے۔ عسی کا املا ہے جو یقین کے معنی میں بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ بسے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہت سے

قصدِ شاہ آں نے کہ خلق ایمن شوند ۱ — قصدش آنکہ مُلک گردد پائے بند

بادشاہ کا یہ قصد نہیں ہے کہ مخلوق محفوظ ہو — اس کا قصد یہ ہے کہ ملک پابند ہو جائے

آں خراسی می دود قصدش خلاص — تا بیابد اُوز زخمِ آں دم مناص

چکی کا بیل دوڑتا ہے اس کا قصد خلاصی حاصل کرنا ہے — تاکہ فوراً مار سے چھٹکارا حاصل کر لے

قصدِ اُو آں نے کہ آبے بر کشد — یا کہ کُنجد را بداں روغن کُند

اس کا یہ قصد نہیں ہے کہ پانی کھینچے — یا اس کے ذریعہ تلوں کو تیل بنائے

گاؤ بشتابد زبیمِ زخمِ سخت — نے برائے بُردنِ گردوں و رخت

بیل سخت مار کے ڈر سے دوڑتا ہے — نہ کہ گاڑی اور سامان کے لے جانے کے لئے

لیک دادش حق چنیں خوف و وجع — تا مصالح حاصل آید در تبع

لیکن اللہ نے اس کو ایسا خوف اور درد عطا کیا ہے — کہ ضمناً مصلحتیں حاصل ہو جائیں

ہمچنیں ہر کاسبے ۲ اندر دُکاں — بہرِ خود کوشد نہ اصلاحِ جہاں

اسی طرح دکان میں ہر کمانے والا — اپنے لئے کوشش کرتا ہے نہ دنیا کے فائدے کے لئے

ہر یکے بر درد جوید مرہمے — در تبع قائم شُدہ زیں عالمے

ہر شخص درد کے لئے مرہم تلاش کرتا ہے — ضمناً یہ جہاں قائم ہو گیا ہے

حق ستونِ ایں جہاں از ترس ساخت — ہر یکے از ترسِ جاں درکار باخت

اللہ تعالیٰ نے اس جہان کا ستون خوف سے بنایا ہے — ہر شخص جان کے ڈر سے ایک کام میں لگا ہوا ہے

حمد ایزد را کہ ترسے را چنیں — کرد اُو معمار و اصلاحِ زمیں

اللہ کی تعریف ہے کہ خوف کو اس طرح — اس نے معمار اور زمین کی اصلاح بنا دیا

ایں ۳ ہمہ ترسندہ اند از نیک و بد — ہیچ ترسندہ نترسد خود ز خود

یہ سب اچھے اور برے سے ڈرنے والے ہیں — کوئی ڈرنے والا خود بخود نہیں ڈرتا ہے

پس حقیقت بر ہمہ حاکم کسے ست — کہ قریب ست و اگر محسوس نیست

تو حقیقتاً سب پر کوئی حکم ہے — جو قریب ہے اگرچہ محسوس نہیں ہے

ہست اُو اندر کمیں اے بوالہوس — تا نگردی فارغ از شب اے عسس

اے ابوالہوس! وہ گھات میں ہے — تاکہ اے چوکیدار! تو رات سے بے نیاز نہ ہو جائے

۱ قصد شاہ۔ اس بادشاہ کا مقصد مخلوق کو مطمئن کرنا نہیں ہوتا بلکہ گیری ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے مخلوق کی حفاظت کا کام لے لیتا ہے۔ خراس۔ وہ جانور جو چکی چلاتا ہے۔ خلاص۔ یعنی مار سے بچنے کے لئے دوڑتا ہے۔ مناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ یا کہ۔ یعنی تلوں میں سے تیل نکالنا اس کا مقصد نہیں ہے۔ گاؤ۔ یعنی گاڑی کا بیل۔ گردوں۔ گاڑی۔ لیک۔ یہاں مقاصد دوسرے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے ان کے مقاصد کے علاوہ لوگوں کے نفع کا غلام لے لیتا اور بمنزلہ کشتی بنا دیتا ہے۔

۲ کاسب۔ یعنی دوکاندار، دوکانداری اپنے نفع کے لئے کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ہر یکے۔ ہر انسان اپنی غرض کے لئے کام کرتا ہے پھر بھی اس سے نظام عالم قائم ہے اور لوگوں کا مفاد وابستہ ہو جاتا ہے۔ حق ستون۔ ہر انسان اپنے مقصد کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور اسی خوف سے نظام عالم قائم ہے۔ حمد ایزد۔ اس خدا کے لئے تعریف ہے جس نے اس خوف کو اس دنیا کا معمار اور آباد کنندہ بنا دیا ہے۔

۳ ایں ہمہ۔ دنیا کا ہر نیک و بد اپنے مقصود کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ ڈر خود بخود نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ پس۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص پر کوئی ذات حاکم ہے اور اس شخص کو اس ذات سے محکومیت کا قرب حاصل ہے لیکن وہ ذات اس کو محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہست۔ محسوس تو وہ نہیں ہے لیکن وہ تیری گھات میں ہے تاکہ تو اپنے فریضہ سے غافل نہ ہو۔

ہَست ۱ اُو محسوس اندر مَکمَنے　لیک محسُوسِ حسِ ایں خانہ نے

وہ محسوس ہے، گھات میں　لیکن اس جہان کے حس کا محسوس نہیں ہے

آں حسے کہ حق براں حس مُظہر ست　نیست حسِ ایں جہاں آں دیگرست

وہ حس جس پر اللہ تعالیٰ ظاہر ہے　وہ اس جہاں کی حس نہیں ہے وہ دوسری ہے

حسِ حیواں گر بدیدے آں صُوَر　بایزیدؒ وقت بُودے گاؤ وخر

اگر حیوانی حس ان صورتوں کو دیکھ سکتی　تو گاؤ وخر اپنے وقت کے بایزید ہوتے

آنکہ تَن را مَظہرِ ہَر رُوح کرد　وانکہ کشتی را بُراقِ نوحؑ کرد

جس نے جسم کو ہر روح کا مظہر بنایا　اور جس نے کشتی کو نوحؑ کا براق بنایا

گر بخواہد عینِ کشتی را بخُو　اُو کُند طوفانِ تو اے نُور جُو

اگر وہ چاہے تو کشتی کو عادت میں　اے نور کے تلاش کرنے والے! وہ تیرا طوفان بنا دے

ہَر دمت ۲ طوفان و کشتی اے مُقِل　باغم و شادیت کرد اُو متَّصِل

اے نادار! تیرے طوفان اور کشتی کو ہر وقت　اس نے تیری اور غمی سے وابستہ کر دیا ہے

گر نہ بینی کشتی و دریا بہ پیش　لرزہا بیں در ہمہ اجزائے خویش

اگر تو کشتی اور دریا کو سامنے نہیں دیکھتا ہے　اپنے تمام اجزاء میں کپکپی کو دیکھ لے

چوں نہ بیند اصل تَرسش راعیوں　تَرس وارد از خیالِ گونا گوں

جب اس کے ڈر کی اصل کو آنکھیں نہیں دیکھتی ہیں　تو وہ قسم قسم کے خیالات سے ڈرتا ہے

مُشت بر اعمیٰ زند یک حلف مست　کور پندارد لگدزن اُسترست

ایک گنوار مست، اندھے کے مکا مارتا ہے　اندھا سمجھتا ہے مکا مارنے والا خچر ہے

زانکہ ۳ آں دم بانگ اُستر می شنید　کور را گوش ست آئینہ، نہ دید

کیونکہ اس نے اس وقت خچر کی آواز سنی تھی　اندھے کا آئینہ کان ہیں نہ کہ نظر

باز گوید کور نے ایں سنگ بُود　یا مگر از قبہ پُر طنگ بُود

پھر کہتا ہے نہیں یہ پتھر تھا　یا شاید پُر صدا قبہ سے تھا

ایں نبُود واں نبُود اُو نبُود　آنکہ اُو ترس آفرید اینہا نمُود

یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور وہ بھی نہ تھا　جس نے خوف پیدا کیا ہے اس نے ان کو رونما کیا

۱ ہست۔ اس کو عقل کامل والے محسوس بھی کر لیتے ہیں عوام کے لئے غیر محسوس ہے چونکہ اس مکمن تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ آں حسے۔ خدا جس حس کا محسوس ہے وہ اس دنیا کی ظاہری حق نہیں ہے وہ دوسرے عالم حس ہے۔ حس حیواں۔ یعنی ظاہری حس جو حیوانات میں بھی ہے۔ گاؤ خر۔ جو پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت میں مبتلا ہیں۔ آنکہ وہ ذات جو غیر کو کشتی بنا دیتی ہے اس میں یہ قدرت بھی ہے وہ کشتی کو طوفان بنا دے۔ یعنی وہی چیز جو ذریعہ نجات تھی ہلاکت کا سبب بن جائے۔

۲ ہر دمت۔ تیرا یہ غم اور خوشی تیرے لئے طوفان اور کشتی بنا دیا ہے اور پھر غم کو خوشی کا سبب اور خوشی کو غم کا سبب بنا دیا جاتا ہے۔ گرنہ بینی۔ اگر تیرا غم اور خوشی تجھے نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار سے ان کو سمجھ لے۔ چوں نہ بیند۔ فلسفی چونکہ اس خوف کی اصل کو جو خدا سے ہے نہیں دیکھتا ہے تو وہ طبعی اسباب کو خوف کا سبب قرار دیتا ہے جو عموماً غلط ہوتا ہے۔ مُشت۔ اس فلسفی کی مثال اس اندھے کی سی ہے جس کے کسی گنوار مدہوش نے مکا مارا ہو اور وہ اس کا سبب خچر کی لات کو سمجھے۔

۳ زانکہ۔ خچر کو مکا مارنے والا اس لئے سمجھ لے کہ اس وقت اس نے خچر کا ہنہنانا سنا تھا اور اندھے کے کان اس کی آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ باز گوید۔ پھر وہ اندھا یہ کہتا ہے کہ نہیں یہ گدھے کی لات نہ تھی بلکہ کسی نے پتھر پھینک کر مارا ہے یا شاید کسی پُر آواز قبہ سے آ کر لگا ہے۔ طنگ۔ صدا قبہ پُر طنگ سے مراد پیدا ہو سکتا ہے۔ ایں نبُود۔ اندھے نے پتھر کے لگنے کے تین سبب سمجھے گدھے کی لات، پھینکنے والا، پہاڑ اور تینوں غلط تھے جس ذات نے خوف پیدا کیا تھا اسی نے اس اندھے کے یہ خیالات پیدا کر دیئے۔

ترسِ[1] اولرزہ باشد از غیرے یقیں | ہیچکس از خود نترسد اے حزیں
یقیناً خوف اور کپکپی غیر سے ہوتی ہے | اے غمگین کوئی شخص اپنے آپ سے نہیں ڈرتا ہے
آں حکیمک وہم خواند ترس را | فہم کژ کردست اُو ایں درس را
وہ فلسفی اس ڈر کو وہم بناتا ہے | اس نے اس سبق کے سلسلہ میں سمجھ کو ٹیڑھا کر لیا ہے
ہیچ وہمے بے حقیقت کے بُود | ہیچ قلبے بے صحیحے کے رَوَد
بغیر حقیقت کے کوئی وہم کب ہوتا ہے؟ | کوئی کھوٹا بغیر صحیح کے کب چلتا ہے؟
کے[2] دروغے قیمت آرد بے ز راست | در دو عالم ہر دروغ از راست خاست
سچائی کے بغیر جھوٹ کے دام کب اٹھتے ہیں؟ | دونوں جہان میں ہر جھوٹ سچ سے بنا ہے؟
راست رادید اُو رواجے و فروغ | بر اُمیدِ آں رَواں کرد اُو دروغ
اس نے سچ کا چالو ہونا اور فروغ دیکھا | اس امید پر اس نے جھوٹ چالو کر دیا
اے دروغے کہ صدقت ایں نواست | شُکرِ نعمت کُن مکُن انکارِ راست
اے جھوٹ کہ تیرا ساز و سامان سچ سے ہے | نعمت کا شکر ادا کر، سچ کا انکار نہ کر
از مُفلسِف گویم و سودائے اُو | یاز کشتیہا و دریا ہائے اُو
فلسفی اور اس کے خیال کی بات کروں | یا کشتیوں اور اس کے دریاؤں کی
بَل ز کشتیہاش کاں بندِ دلست | گویم از کُل جُزو درو ے داخل ست
بلکہ اسی کشتیوں کی؛ کیونکہ وہ دل کا مسخر کرنے والا ہے | کل کی بات کروں جز اس میں داخل ہے
ہر وَلی را نوح و کشتیباں شناس | صحبتِ ایں خَلق را طوفاں شناس
ہر ولی کو نوح اور کشتی بان سمجھ | ان عوام کی صحبت کو طوفان سمجھ
کم[3] گریز از شیر واژدرہائے نَر | زاشنایان وز خویشاں کُن حَذَر
شیر اور نر اژدہے سے نہ ڈر | دوستوں اور اپنوں سے بچ
در تلاقی روزگارت می بَرند | یادہاشاں غائبی اَت می چَرند
ملاقات میں تیرا وقت ضائع کرتے ہیں | ان کی یادیں تیری غیبت کو چرتی ہیں
چوں خرِتشنہ خیالِ ہر یکے | از قِفِ تَن فکر را شربت مکے
ہر شخص کا خیال پیاسے گدھے کی طرح | جسم کے قیف سے فکر کا شربت چوستا ہے

دوستوں اور اپنوں کی یاد تمہاری قوتِ فکریہ کو پیاسے گدھے کی طرح چوستی ہے۔ قف۔ قیف جس کے ذریعہ بوتل وغیرہ میں تیل بھرتے ہیں۔

[1] ترس۔ یہ خوف اور لرزہ خود بخود نہیں پیدا ہوتا ہے کسی سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ آں حکیمک۔ وہ فلسفی وہم کو خلاق قرار دے کر اس کو خوف کا خالق قرار دیتا ہے یہ اس کی کج فہمی ہے۔ ہیچ وہمے۔ وہم کسی چیز سے جب ہی پیدا ہوتا ہے جبکہ اس چیز سے کبھی وہ چیز پیدا بھی ہوئی ہو۔ مثلاً زید کو یہ وہم کہ مجھے کوئی مار نہ ڈالے جب ہی ہوا جبکہ ایسے واقعات حقیقتاً ہوتے بھی ہیں تو جب وہم کسی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے تو لامحالہ اس حقیقت کو کوئی پیدا کرنے والا ہے جس کی وجہ سے یہ وہم رونما ہوا ہے اس کو اس طرح سمجھ لو کہ وہم بمنزلہ کھوٹے سکے ہے اور کھرا سکہ حقیقت ہے تو کھوٹا تب ہی چلتا ہے جبکہ کھرا چلتا ہے۔

[2] کے دُروغ۔ جھوٹ کا رواج اسی لئے ہوا کہ لوگوں نے سچ کا رواج دیکھا ہے۔ اے دُروغ۔ سچ کا جھوٹ پر یہ احسان ہے کہ اس کی وجہ سے اس کا رواج ہوا ہے۔ از مفلسف۔ فلسفی اور خدا کی کشتیوں کا بیان ہو رہا تھا اب میں سوچتا ہوں کہ مزید گفتگو فلسفی کے بارے میں کروں یا کشتیوں کے بارے میں۔ گویم۔ کشتی کا بیان کرتا ہوں اس کے ضمن میں فلسفی کا بھی رد ہو جائے گا۔ ہر ولی۔ اہل اللہ بمنزلہ نوح اور کشتی کے ہیں اور عوام بمنزلہ طوفان کے ہیں۔

[3] کم گریز۔ انسان کے لئے شیر اور سانپ اس قدر مہلک نہیں ہیں جس قدر دوست اور اپنے مہلک ہیں۔ در تلاقی۔ ان کی موجودگی میں ملاقات سے تضیع اوقات ہوتا ہے اور غیر موجودگی میں ان کی یاد میں تمہارا فکر برباد ہوتا ہے۔ چوں خرتشنہ۔

نشف[1] کرد از تو خیالِ آں وشات — شبنمے کہ داری از بحر الحیات
ان چغلخوروں کی یاد نے تجھ سے چوس لیا — اس تری کو جو تو آب حیات سے رکھتا تھا

پس نشانِ نشفِ آب اندر غصون — آں بُود کہ می نجُنبد در رکون
شاخوں میں چوسنے کی علامت — یہ ہوتی ہے کہ وہ میلان میں جنبش کرتی ہیں

عضو چوں شاخِ ترو تازہ بُود — می کشی ہر سُو کشیدہ می شوَد
عضو، ترو تازہ شاخ کی طرح ہوتا ہے — جس جانب تو کھینچے، وہ کھنچ جاتا ہے

گر سَبد خواہی توانی کردنش — ہم توانی کرد چنبر گردنش
اگر تو ٹوکری چاہے، تو اس کو بنا سکے گا — اس کی گردن کو تو حلقہ بھی بنا سکے گا

چوں شدُ آں ناشف زنشفِ بیخ خود — ناید آں سُوئے کہ اَمرش می کَشد
جب وہ چوسنے والی اپنی جڑ کے چوسنے سے جدا ہوگئی — وہ اس جانب نہ آئے گی کہ حکم اس کو کھینچتا ہے

پس بخواں قَامُوْا کُسالیٰ از نُبے — چوں نیابد شاخ از بیخش طَبے
تو قرآن میں قَامُوْا کُسالیٰ پڑھ لے — جب شاخ اپنی جڑ سے پستان نہ پائے

آتشین[2] ست ایں نشاں کوتہ کُنم — بر فقیر و گنج و اَحوالش زنم
یہ علامت آتشین ہے، مختصر کرتا ہوں — فقیر اور خزانہ اور اس کے احوال پر متوجہ ہوتا ہوں

آتشے دیدی کہ سوزد اُو نہال — آتشِ جاں بیں کزو سوزد خیال
تو نے وہ آگ دیکھی ہے جو پودے کو جلا دیتی ہے — جان کی آگ کو دیکھ لے جس سے خیال جل جاتا ہے

زآتشِ عشق ست سوزاں جان و دل — لیک بے انوار زوآں جان و دل
جان اور دل عشق کی آگ سے جلنے والے ہیں — لیکن وہ جان اور دل اس سے بے نور ہے

نے[3] خیال و نے حقیقت را اماں — زیں چنیں آتش کہ شُعلہ زَدز جاں
نہ خیال کو امن ہے، نہ حقیقت کو — ایسی آگ سے جس سے جان میں آگ لگا دی

خصم بر شیر آمد و ہر روبہ اُو — کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ
وہ شیر اور لومڑی پر غالب آ گیا — اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے

دَر وجوہِ وجہِ او رَو خَرج شو — چوں الف در بسم دَر رو درج شو
اس کی ذات کی تجلیات میں جا، خرج ہو جا — الف کی طرح بسم میں چلا جا، داخل ہو جا

اور لومڑی یعنی خیال پر غالب آجاتا ہے اور ہر دو کو فنا کر ڈالتا ہے۔ کل شی۔ اس عشق سے ماسوی سب جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ وجوہ وجہ ذات کی تجلیات۔ خرج شو۔ اپنے آپ کو فنا کردے۔ چون الف در بسم۔ بسم دراصل باسم تھا اور اس کے وصل کی وجہ سے درمیان کا الف یعنی ہمزہ فنا ہوگیا ہے تو بھی اسی طرح ذات احدیت میں اپنے آپ کو فنا کردے۔

[1] نشف۔ دوستوں اور عزیزوں کی یاد تعلق باللہ کو زائل کرتی ہے۔ وُشات۔ چغلخور۔ پس نشان۔ شاخوں کے جڑ سے پانی چوسنے کی علامت یہ ہے کہ ان میں لچک ہوتی ہے۔ غصون۔ غصن کی جمع ہے۔ شاخ۔ رُکون۔ میلان۔ عضو۔ اسی طرح جب اعضاء میں تری ہوتی ہے تو ہر طرف کو مڑ جاتے ہیں۔ گر سبد۔ تر فلاخ کی موڑ کو ٹوکری بھی بنا سکتے ہیں اس کو گول موڑ کر گردن میں بھی ڈال سکتے ہیں۔ چوں جب وہ اپنی جڑ سے پانی چوسنا چھوڑ دے تو اس میں یہ صفات نہیں رہتی ہیں۔ پس بخواں۔ اسی طرح جب قوئی ارادیہ سے اعضاء سیراب نہیں ہوتے ہیں تو ان میں جنبش کی کمی ہوتی ہے، کفار کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی اور وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو عقل مند ہوکر کھڑے ہوتے ہیں۔

[2] آتشیں۔ یہ تعلق مع اللہ کا بیان عوام نہ سمجھ سکیں گے اور ان کو مضر ہوگا لہٰذا اب میں فقیر اور خزانہ کی بات شروع کرتا ہوں۔ آتشے۔ تو نے یہ آگ تو دیکھی ہے عشق کی آگ کو بھی دیکھ لے جو جان و دل کو جلا ڈالتی ہے اور صرف جان ودل کو ہی نہیں بلکہ انانیت کے خیال کو بھی جلا ڈالتی ہے لیکن جس جان و دل میں قبولیت کی صلاحیت نہیں ہے ان میں سوزندگی تو درکنار اس آگ کی روشنی بھی محسوس نہیں ہوتی ہے۔

[3] نے خیال۔ یہ عدم صلاحیت کی بات ہے ورنہ وہ آتش عشق جبکہ جان کو جلا ڈالتی ہے تو اس سے جلنے سے نہ خیال بچتا ہے نہ حقیقت واقعی۔ خصم۔ عشق ایسی چیز ہے کہ شیر یعنی حقیقت

آں الف در بسم پنہاں کردہ ایست — ہست اُو در بسم وہم در بسم نیست
اس "الف" نے "بسم" میں خفیہ قیام کیا ہے — وہ "بسم" میں ہے بھی اور نہیں بھی

ہمچنیں جملہ حروف گشتہ مات — وقتِ حذفِ حرف از بہرِ صلات
اسی طرح وہ تمام حروف جو فنا ہو جاتے ہیں — اتصال کے لئے حرف کے حذف کے وقت میں

اُوصلہ ست و بے و سیں زو وصل یافت — وصلِ بے و سینِ الف را بر نتافت
وہ صلہ ہے اور "با" اور "سین" اس کی وجہ سے جڑے — "با اور سین" کے وصل کو "الف" برداشت نہ کر سکا

چونکہ حرفے بر نتابد ایں وصال — واجب آمد کہ کنم کوتہ مقال
جب یہ وصال ایک حرف کی گنجائش نہیں رکھتا — تو ضروری ہو گیا کہ گفتگو کو مختصر کر دوں

چوں یکے حرفے فراقِ سین و بے ست — خامشی اینجا مہم تر واجب ست
جبکہ ایک حرف "با اور سین" کی جدائی ہے — تو اس جگہ چپ رہنا بہت زیادہ ضروری ہے

چوں ۲ الف از خود فنا شد مکتنف — بے و سیں بے اُو ہمی گویند الف
جب پہلو میں آنے والا الف اپنائیت سے فنا ہو گیا — تو "با اور سین" اس کے بغیر "الف" کہہ رہے ہیں

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ بے وے است — ہمچنیں قال اللہ از صمتش بجست
"تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا" اس کے بغیر ہے — اسی طرح "اللہ نے کہا" اس کے ضمن میں مستفاد ہوا

تا بُود دار و ندارد اُو عمل — چونکہ شد فانی کند دفعِ علل
جب تک دوا موجود ہے کہ وہ عمل نہیں کرتی — جب فانی ہو گئی بیماریوں کا دفعیہ کرتی ہے

گر شود ۳ بیشہ قلم دریا مدید — مثنوی را نیست پایانی اُمید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے — مثنوی کے ختم کی توقع نہیں ہے

چار چوبِ زن تا خاک ہست — میدہد تقطیع شعرش نیز دست
پیتے کا سانچہ جب مٹی تک ہے — اس کے شعروں کی تقطیع بھی میسر رہے گی

چوں نماید خاک و بادش حف کند — خاک سازد بحرِ اُو چوں کف کند
جب مٹی نہ رہے گی اور اس کو ہوا صاف کر دے گی — جب اس کا سمندر جوش مارے گا مٹی بنا لے

۱ آں الف۔ وہ ہمزہ جو بسم میں پوشیدہ ہو گیا معنی کے اعتبار سے موجود ہے اور لفظو کے اعتبار سے معدوم ہے تو بھی اس طرح اس ذات میں فنا ہو جا یعنی حسی اعتبار سے تو تیرا وجود ہے اور ذہنی اعتبار سے نہ رہے۔ اُو۔ وہ ہمزہ وصل تا جب ب اور س کا وصل ہوا وہ وصل اس ہمزہ کو برداشت نہ کر سکا۔ چونکہ حرفے۔ جب وصل ایک حرف کو بھی برداشت نہیں کرتا تو میرا وصل باللہ میری تقریر کو کیسے برداشت کرے گا تو یہ میری تقریر اور بیان فنا کے خلاف ہے لہٰذا مجھے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ چون یکے حرفے۔ جب ہمزہ کا وجود ب اور س کے وصل سے مانع ہے تو مقام فنا میں پہنچ کر خاموشی ضروری ہے بولنا وجود کے آثار میں سے ہے جو فنا کے منافی ہے۔

۲ چوں الف۔ جب ہمزہ نے خود کو فنا کر دیا تو اب ب اور س اس کو بتا رہے ہیں اسی طرح جب بندہ فانی فی ذات اللہ ہو جائے گا تو اس کو بقا بذات اللہ حاصل ہو جائے گا۔ مَا رَمَیْتَ۔ آنحضورؐ جنگ بدر میں ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی تو وہ اندھے ہو گئے چونکہ آنحضورؐ کو مقام فنا حاصل تھا اس لئے آنحضورؐ کے اس فعل کو آنحضورؐ کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا کہ تم نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تو جب فانی کا فعل فانی کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ہے تو اس کا قول بھی اس کو طرف منسوب نہ ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو گا تو لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی سے یہ بھی مستفادہ ہوا کہ آنحضور نے نہیں کہا بلکہ اللہ نے کہا۔ گفتہ اُو گفتہ اللّٰہ بُود. گرچہ از حُلقومِ عبدُاللّٰہ بُود۔

۳ گر شود۔ چونکہ مولانا نے گزشتہ اشعار میں بہت بلند مضامین ذکر فرمائے ان کے پیش نظر مثنوی کی تعریف شروع کر دی۔ بیشہ۔ جنگل میں اس کے درخت۔ مَدِید۔ مداد کا امال ہے روشنائی۔ مثنوی۔ اس کے مضامین کلمات اللہ ہیں اور ان کے بارے میں قرآن پاک میں بھی کہا گیا ہے۔ چار چوب۔ جب تک زمین ہے یعنی دنیا قائم ہے زمین سے اینٹیں پھتی رہیں گی اور اس وقت تک اس مثنوی کے اشعار بھی دستیاب رہیں گے۔ چوں نماند۔ جب یہ روئے زمین ختم ہو جائے گی اور قیامت کے دن کی ہوائیں اس کو تہ و بالا کر دیں گی تو اس مثنوی یعنی کلمات کا سمندر جوش مارے گا اور عالم آخرت ایک زمین بنا لے گا۔

چوں ۱ نماند بیشہ وسر در کشند | بیشہا از عینِ دریا سر کشند
جب جنگل نہ رہیں گے اور سر چھپا لیں گے | بعینہ دریا سے جنگل سر ابھاریں گے

بہرِ ایں گفت آں خداوندِ فرج | حدِّثوا عن بحرنا اذ لا حرج
اسی لئے کشادگی کے خدا نے فرمایا | ہمارے سمندر سے بیان کرو کیونکہ تنگی نہیں ہے

باز گرد از بحر، رو در خشک نہ | ہم زلعبت گو کہ کودک راست بہ
سمندر سے واپس ہو جا، خشکی کی جانب رخ کر | کھیل کی بات کر کیونکہ بچے کے لئے وہ بہتر ہے

تا ز لعبت اندک اندک در صبا | جانش گردد بایمِ عقل آشنا
تاکہ بچپن میں کھیل سے تھوڑا تھوڑا | اس کی جان عقل کے سمندر سے آشنا ہو جائے

عقل زاں بازی ہمی گیرد صبی | گرچہ باعقل ست در ظاہر ابی
بچہ کھیل سے عقل حاصل کرتا ہے | اگرچہ وہ بظاہر عقل کے منافی ہے

کودکِ دیوانہ بازی کے کند | جزو باید تا کہ کُل راپے کند
دیوانہ بچہ کب کھیلتا ہے؟ | جز چاہیے تاکہ کل کا پتہ لگائے

رجوع کردن بقصہ قبہ و گنج

قبہ اور خزانہ کے قصے کی جانب رجوع

نک ۲ خیالِ آں فقیرِ بے ریا | عاجز آورد از بیاؤ از بیا
اس مخلص فقیر کے خیال نے | آ جا، آ جا کے ذریعہ عاجز کر دیا

بانگِ او تو نشنوی مَن بشنوم | زانکہ در اسرار ہم از ویم
تو اس کی آواز نہیں سنتا، میں سن رہا ہوں | کیونکہ میں رازوں میں اس کا ہمراز ہوں

طالبِ گنجش مبیں خود گنج اوست | دوست کے باشد بمعنی غیرِ دوست
اس کو خزانہ کا طالب نہ سمجھ وہ خود خزانہ ہے | باطن میں دوست، دوست کا غیر کب ہوتا ہے؟

سجدہ خود رامی کند ہر لحظ او | سجدہ پیشِ آئینہ ست از بہرِ رو
وہ ہر لحظہ اپنا سجدہ کرتا ہے | آئینہ کے سامنے سجدہ کرنا چہرے کے لئے ہے

گر بدیدے ۳ زائینہ اُو یک پشیز | بے خیالِ او نماندے ہیچ چیز
اگر وہ آئینہ سے ایک دمڑی دیکھ لیتا | اس کے خیال کے سوا کچھ نہ رہتا

۱ چوں نماند بیشہ۔ جب یہ عالم دنیا کے جنگل ناپید ہو جائیں گے تو مثنوی یعنی کلمات اللہ اور عالم آخرت کے جنگل پیدا ہو جائیں گے۔ بہرِ ایں۔ چونکہ کلمات اللہ غیر محدود ہیں لہٰذا ان کی باتیں بھی لامحدود ہیں ان کو بیان کئے جاؤ کوئی تنگی نہ آئے گی۔ باز گرد۔ اب کلمات اللہ اور اسرار کے سمندر کی باتوں سے خشکی کی طرف یعنی ظاہری باتوں کی طرف رجوع اور کچھ کھیل کود کی بات کر وہ بچہ کے لئے مفید ہے جب وہ لکڑی کی تلوار سے کھیلنا سیکھ لیتا ہے تو اصلی تلوار خوب چلاتا ہے۔ تاز لعبت۔ کھیل کود سے عقل آشنا ہو جاتی ہے۔ بازی۔ کھیل کود سے بچہ ہنر سیکھ لیتا ہے اگرچہ بظاہر عقل اور کھیل میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کودک۔ کھیل سے عقل آتی ہے اور عقل ہی سے کھیل آتا ہے پاگل بچہ کبھی کھیل میں نہیں لگتا ہے۔

۲ نک۔ اس مخلص فقیر کا خیال مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں اس کے قصہ کو پورا کروں۔ بانگ او۔ چونکہ میں اس فقیر کا ہمراز ہوں اس کی آواز بلانے کی مجھے آ رہی ہے۔ طلب گنجش۔ اس فقیر کو خزانہ طالب نہ سمجھ بلکہ وہ خود خزانہ ہے کیونکہ دوست باطن کے اعتبار سے دوست کا غیر نہیں ہوتا ہے بلکہ مطلوب طالب کا آئینہ ہوتا ہے اور آئینہ کی جانب سجدہ کرنا اپنے لئے ہی سجدہ کرنا ہے، انسان کسی چیز کا طالب اپنی غرض کے لئے ہوتا ہے تو گویا وہ مطلوب، خود طالب ہے۔

۳ گر بدیدے۔ طالب نے مطلوب کے آئینہ میں خود ہی کو دیکھا تو طلب میں اس قدر منہمک ہو گیا لیکن اگر وہ مطلوب میں اس حقیقت کو دیکھ لیتا جس حقیقت کے لئے ہر مخلوق اور مطلوب آئینہ ہے تو وہ اس حقیقت کے درپے ہو جاتا اور اس کے ذہن سے ہر مطلوب خیال زائل ہو جاتا اور اس حقیقت کے آئینہ بن جانے سے جب اس میں اپنا چہرہ نظر آتا تو منصور کی طرح انی انا اللہ کا نعرہ لگانے لگتا۔

ہم خیالاتش ہم اُو فانی شُدے ۔۔۔ دانشِ اُو محو نادانی شُدے
اس کے خیالات اور خود بھی فانی ہو جاتے ۔۔۔ اسکا علم بے علمی میں فنا ہو جاتا

دانشِ دیگر ز نادانیِ ما ۔۔۔ سَر برآور دے عیاں کانّیِ اَنا
ہماری بے علمی سے دوسرا علم ۔۔۔ کھلم کھلا سر ابھارتا کہ انّی انا

اُسْجُدُوْا لِآدَمْ ندا آمد ہمے ۔۔۔ کا دمید و خویش بینید ش دَمے
آدم کو سجدہ کرو آواز آ رہی تھی ۔۔۔ کہ تم آدم ہو اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو آدم سمجھو

اَحوالے از چشمِ ایشاں دُور کرد ۔۔۔ تازمیں شد عین چرخِ لا جورد
ان کی آنکھ سے بھینگا پن دور کر دیا ۔۔۔ یہاں تک کہ زمین عینہ والا آسمان ہوگئی

لا اِلٰہ گفت والا اللہ گفت ۔۔۔ گشت لا اِلّا اللہ و وحدت شگفت
اس نے "لا الٰہ" کہا اور "لا اللہ" کہا ۔۔۔ "لاَ" "الا اللہ" بن گیا اور وحدت ظاہر ہو گئی

آں ۲ حبیب و آں خلیلِ بار شد ۔۔۔ وقت آں آمد کہ گوشِ ماکشد
وہ حبیب اور ہادی دوست ۔۔۔ اس کا وقت آ گیا کہ ہمارے کان کھینچے

سُوئے چشمہ کو دہاں زیں ہا بشُو ۔۔۔ آنچہ پوشیدم از خلقاں مگو
چشم کی جانب کہ ان سے منہ دھوئے ۔۔۔ جو ہم نے مخفی کیا ہے، لوگوں سے نہ کہہ

وَر بگوئی خود نہ گردد آشکار ۔۔۔ تو بقصدِ کشف گردی جرم دار
اگر تو کہے گا واضح نہ ہو گا ۔۔۔ تو اظہار کے ارادے میں مجرم ہو گا

لیک ۳ من اینک پریشاں می تنم ۔۔۔ قائلِ ایں سامعِ ایں ہم منم
لیکن میں اب پراگندہ بات کر رہا ہوں ۔۔۔ اس کا کہنے والا بھی اور سننے والا بھی میں ہی ہوں

صورتِ درویش و نقشِ گنج گو ۔۔۔ رنج کیشند ایں گروہ از رنج گو
درویش کی ظاہری صورت اور خزانہ کا نشان بیان کر ۔۔۔ یہ لوگ زحمت پسند ہیں زحمت کی بات کر

چشمۂ رحمت برایشاں شُد حَرام ۔۔۔ می خورانداز زہرِ قاتل جام جام
رحمت کا چشمہ ان پر حرام ہو گیا ہے ۔۔۔ زہر قاتل کے جام پر جام پیتے ہیں

صورت درویش۔ اسرار کا بیان تو اب ختم ہوا اب دو باتیں اور کہنی ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ایک درویش کا قصہ دوسرا چشمہ رحمت یعنی شریعت کا ذکر۔ رَنج کیشند۔ عوام کو وہی باتیں پسند ہیں جن کا ذکر غیر خدا کا ذکر ہے اور وہ ہمارے لئے تکلیف دہ ہیں لیکن عوام کا چونکہ یہ مزاج بن گیا ہے لہٰذا مجبوراً ہمیں اس طرح کے قصے بیان کرنے پڑ رہے ہیں۔ چشمہ رحمت۔ شریعت [illegible] اپنے اوپر [illegible] ہیں اور دوسرے قصے جو زہر ہیں اس کی عادی ہو گئے ہیں۔

۱ اُسجدُو۔ آدم فرشتوں کے مسجود اس لئے تھے کہ وہ مظہر حقیقت تھے تو بنی آدمؑ کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ بھی آدمؑ کی طرح مظہر حقیقت ہیں اور ان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس حقیقت کا مظہر سمجھیں۔ اَحولی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی آنکھ سے بھینگا پن دور کر دیا اور انہوں نے آدم کی مٹی کو اسی طرح مہبط انوار دیکھا جس طرح فلک مہبط انوار ہے۔ لا الہ۔ اس کا نفی اِلّا اللہ کہنا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی کہنا تھا جبکہ لا اِلٰہ یعنی غیر اللہ مَظہرِ اِلّا اللّٰہ عین حقیقت بن گیا۔ تو گویا انّی انا اللہ کہنا عینہ لا الٰہ الا اللہ کہنا تھا یعنی یہ محض دو عنوان ہیں معنون ایک ہی ہے۔

۲ آں حَبیبؔ۔ اب ان اسرار کا بیان اس درجہ پر آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کان کھینچ کر شرعی احکام کی طرف لے جائے اور حکم دے کہ شریعت کے چشمہ سے منہ دھو لے تاکہ ان اسرار کو بیان بھی کیا جائے تو اسرار کے بیان کا منہ میں جو اثر ہے وہ زائل ہو جائے اس لئے کہ شریعت اس طرح کے کلمات کی اجازت مغلوب الحال کے سوا کسی کو نہیں دیتی ہے اور یہ وہ اسرار ہیں جو شریعت نے عوام سے پوشیدہ رکھے ہیں۔ وَر۔ اگر ان اسرار واضح نہ ہوں گے اور اس طرح کے کلمات کہنے والا مجرم قرار دیا جائے گا اور شریعت کے احکام کے اعتبار سے سولی کا مستحق ہوگا۔

۳ لیکِ۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ بھی پراگندہ باتیں ہیں جن سے اسرار کی حقیقت واضح نہیں ہوتی نیز ان کا کہنے والا بھی میں ہی ہوں اور سننے والا بھی میں ہی ہوں چونکہ اور کوئی سمجھنے والا نہیں ہے لہٰذا میں راز ظاہر کرنے کا مجرم بھی

خاکہا ۱ پُرکردہ دامن می کشند　تا کُنُد ایں چشمہا را خشک بند
دامن کو مٹی سے بھر کر لا رہے ہیں　تاکہ ان چشموں کو خشک اور بند کر دیں

کے شود ایں چشمہ دریا مَدد　ملتبس زیں مُشت خاکِ نیک وبد
یہ دریا کا امدادی چشمہ کب ہو سکتا　لپٹا ہوا؟ اس اچھی بری مٹی کی مٹھی سے

لیک گویا باشما من بستہ اَم　بے شما من بالاَبَد پیوستہ اَم
لیکن وہ کہتا ہے تمہارے اعتبار سے میں بند ہوں　تمہارے علاوہ میں ابد سے وابستہ ہوں

قومِ معکوس اند اندر مُشتہا　خاک خوارو آب را کردہ رہا
مطلوب کے بارے میں وہ الٹی قوم ہے　مٹی پیتی ہے پانی کو چھوڑ رکھا ہے

ضدّ ۲ طبعِ انبیاء دارند خَلق　اژدہا را مُتّکا دارند خَلق
یہ لوگ انبیاء کی طبیعت کی ضد ہیں　یہ لوگ اژدھے کو تکیہ گاہ بنائے ہوئے ہیں

چشم بند خُلق چوں دانستہ　ہیچ دانی ازچہ دیدہ بستہ
جبکہ تو نے لوگوں کی آنکھ کے پردے کو سمجھ لیا　تو جانتا ہے کہ تو نے کس چیز سے آنکھ بند کی ہے؟

بر چہ بکشادی بدل ایں دیدہا　یک بیک بئس البدل داں آں ترا
تو نے آنکھوں کو بدلہ میں کس چیز پر کھولا ہے؟　اپنے لئے اس کو سراسر برا بدلہ سمجھ

لیک خورشیدِ عنایت تافتہ است　آئیساں را از کرم دریافتہ است
لیکن مہربانی کا سورج چمکا ہے　اس نے کرم سے مایوسوں کو پالیا ہے

نرد بس ۳ نادر ز رحمت باختہ　عینِ کُفراں را اِنابت ساختہ
اس نے رحمت سے عجب نرد کھیلی ہے　بعینہ کفر کو رجوع (الی اللہ) بنا دیا ہے

ہم ازیں بد بختیِ خَلق آں جواد　منفجِر کردہ دو صد چشمہ وَداد
اس سخی نے مخلوق کی اسی بدبختی سے　محبت کے دو سو چشمے جاری کر دیئے

غُنچہ را از خار سَرمایہ دہَد　مُہرہ را از مار پیرایہ دہَد
وہ غنچہ کو کانٹے سے سرمایہ عطا کرتا ہے　وہ مہرہ کو سانپ سے لباس عطا کر دیتا ہے

از سوادِ شب بروں آرد نُہار　وز کفِ معسِر برویاند یَسار
وہ رات کی سیاہی سے دن ظاہر کرتا ہے　وہ تنگدست کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے

۱ خاکہا۔ یہ لوگ شریعت کے مسائل کو اپنی خرافات سے دبانا چاہتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ ملتبس۔ اگر نون سے ہے تو پوشیدہ کے معنی ہیں اور اگر با سے ہے تو پٹا ہوا کے معنی ہیں۔ لیک۔ مخالفوں کی مخالفت سے شریعت تو نہ مٹے گی ہاں وہ محروم رہیں گے۔ قومِ معکوس۔ یہ دین میں تاویلات کرنے والے اوندھی طبیعت کے ہیں کہ ان کو شریعت کا صاف چشمہ پسند نہیں آتا اور تاویلات کی خاک چاٹتے ہیں۔

۲ ضدِ طبع۔ انبیاء تو حق کہتے تھے خواہ عوام کو پسند نہ آئے یہ عوام پر تکیہ کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کیلئے تاویلات کرتے ہیں۔ چشم بند۔ یہی فلسفیانہ توجیہات ان کی آنکھوں کا پردہ ہیں انہوں نے حقائق سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ بر چہ۔ شریعت کے اسرار کی بجائے فلسفیانہ تاویلات ان کے پیش نظر ہیں جو حقائق شرعیہ کا بدترین بدل رہیں۔ لیک۔ ان عقلی موشگافیاں کرنے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اصل شریعت کا تو انکار نہیں کرتے ہیں لیکن بعض جگہ سلف کے خلاف تاویلات کرتے ہیں ان کو قدرے خدائے کریم نے سنبھال لیا ہے۔

۳ نرد بس نادر۔ اللہ نے ان پر کرم کیا اور ان کے بعض عقائد سلف کے خلاف ہوتے ہوئے بھی ان کو معذور قرار دے دیا ہے۔ ہم ازیں۔ ان کے بعض عقائد فاسدہ سے ہی اپنی محبت کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔ غنچہ۔ اللہ تعالیٰ ایک ضد سے دوسری ضد پیدا فرما دیتا ہے خار سے غنچہ اور سانپ میں مہرہ پیدا کر دیتا ہے جو اس [illegible] ت سے دن پیدا کر دیتا ہے مفلس کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے حضرت ابراہیم نے ریت سے گیہوں کا آٹا پیدا فرما دیا پہاڑ کو حضرت داؤد کا ہم زبان بنا دیا۔

آرد ساز دریگ را بہرِ خلیل | کوہ باداؤد گر دوہم رسیل
وہ خلیل (ابراہیم) کے لئے ریت کو آٹا بنا دیتا ہے | پہاڑ (حضرت) داؤد کا ہم آواز بن جاتا ہے

کوہِ ۱ باوحشت دراں ابرِ ظلم | بر گشاید بانگِ چنگ و زیر و بم
وحشت ناک پہاڑ تاریک ابر میں | جنگ کی آواز اور زیر و بم کا ظاہر کرتا ہے

خیز اے داؤد از خلقاں نفیر | ترکِ آں کردی عوض از ما بگیر
اے لوگو سے متنفر داؤد! اٹھ | تو نے اس کو چھوڑا ہم سے اس کا بدلہ لے لے

انابت آں طالبِ گنج بحق تعالیٰ بعد از طلبِ بسیار و عجز
بہت سے عجز اور مجبوری کے بعد اس خزانہ کے طلب گار کا، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا
وضطرار کہ اے ولیِ الاظہار تو کُن آں پنہاں را آشکار
کہ اے ظاہر کرنے کے ولی تو اس پوشیدہ کو ظاہر کر دے

گفت آں درویش اے دانایِ راز | از پئے ایں گنج کردم یادہ تاز
اس فقیر نے کہا! اے راز داں | میں نے اس خزانہ کے لئے، بیہودہ بھاگ دوڑ کی

دیو حرص و آز مستعجل تگی | نے تانی جُست و نے آہستگی
دوڑ میں عجلت کرنے والے لالچ اور حرص کے دیو نے | نہ آہستہ روی کو طلب کیا اور نہ آہستگی کو

من ۲ زدیگے لقمہ نندوختم | کف سیہ کردم دہاں راسوختم
میں نے دیگ میں سے ایک لقمہ نہ حاصل کیا | ہاتھ کالا کر لیا، منہ جلا لیا

خود نگفتم چوں دریں ناموقنم | زاں گرہ زن ایں گرہ راحل کُنم
میں نے کہا جبکہ میں اس میں یقین کرنے والا نہیں ہوں | اس گرہ لگانے والے سے اس گرہ کو کھلواؤں

قولِ حق را ہم ہم زحق تفسیر جو | ہیں مخاژا اژ از گماں اے یادہ گو
اللہ کے قول کی، اللہ سے تفسیر چاہ | اے بیہودہ گو! گمان سے بکواس نہ کر

آں گرہ کو زد ہمو بکشایدش | مہرہ ۳ کو انداخت او بربایدش
جو گرہ اس نے لگائی ہے وہی اس کو کھولتا ہے | جو مہرہ اس نے بٹھایا ہے، وہی اس کو اٹھاتا ہے

گرچہ آسانت نمود ایں ساں سخن | کے بود آساں رموزِ من لدن
اگر چہ تجھے اس قسم کا کلام آسان معلوم ہوتا ہے | لدنیہ رموز آسان کب ہوتے ہیں؟

گفت یارب توبہ کردم زیں شتاب | چوں تو دربستی تو کُن ہم فتحِ باب
اس نیکہا اے خدا! میں نے اس جلد بازی سے توبہ کی | جب آپ نے دروازہ بند کیا ہے آپ ہی دروازہ کھولئے

۱ کوہ۔ حضرت داؤد کے ساتھ پہاڑ زبور اور تسبیح پڑھنے میں ہم آواز رہتا تھا۔ خیز۔ حضرت داؤدؑ عوام سے گھبرا کر گوشہ تنہائی میں گئے تو پہاڑ ان کا ہم آواز بنا۔ انابت۔ جب وہ فقیر خزانہ کی جستجو میں تھک گیا تو اس نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ آں پنہاں۔ یعنی خزانہ۔ یادہ تاز۔ بیکار بھاگ دوڑ۔ مستعمل تگی۔ جلد بازی۔

۲ مَن زدیگے۔ یعنی خزانہ کی تلاش میں سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ خود نگفتم۔ میری یہ غلطی تھی کہ تیر پھینکنے کی تفسیر پر یقین نہ ہوتے ہوئے بھی تیری طرف رجوع نہ کیا۔ قول حق۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی تفسیر خود کر سکتا ہے چنانچہ قرآنؑ قرآن کی تفسیر ہے۔

۳ مُہرہ۔ جو نرد اس نے جس جگہ بٹھائی ہے وہی اس کو اٹھا کر بازی جیت سکتا ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے۔ گرچہ۔ قرآن پاک کو آسان بھی کہا ہے لیکن اس کے رموز خدا ہی حل کرتا ہے۔

بر سرِ ۱؎ حرفہ شُدم بارِ دِگر در دُعا کردن بُدم من بے ہُنر
میں دوبارہ ہنر کے سر ہو گیا میں دعا کرنے میں بے ہنر تھا

کو ہُنر، کو من، کجُا دل مُستوی ایں ہمہ عکسِ تُواست و خود توئی
کہاں ہنر کہاں میں، کہاں پر قرار دل یہ سب آپ کا عکس ہے اور خود آپ ہی ہے،

ہر شبے تدبیر و فرہنگم بخواب ہمچو کشتی غرقہ می گردد درآب
ہر رات کو سونے میں میری تدبیر اور عقل کشتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتی ہے

خود نہ مَن می مانم و نے آں ہُنر تَن چو مُردارے فتادہ بے خبر
نہ خود میں رہتا ہوں اور نہ وہ ہنر جسم مردے کی طرح بے خبر پڑا ہوتا ہے

تاسحر ۲؎ جُملہ شب آں شاہِ عُلا خود ہمی گوید اَلَستُ وہم بَلٰی
تمام رات صبح تک وہ بلندی کا شاہ خود ہی اَلَستُ کہتا ہے اور خود ہی بَلٰی

کُو بلیٰ گو، جملہ را سیلاب بُرد یا نہنگے کرد کُل را خُرد مُرد
"بلٰی" کہنے والے کہاں ہیں سب کو بہاؤ لے گیا یا ناکے نے سب کو ریزہ ریزہ کر دیا

صبحدم چوں تیغِ گوہر دارِ خود از نیامِ ظُلمتِ شب بَر کشَد
صبح کا وقت جب اپنی جڑاؤ تلوار رات کی تاریکی سے سونتتا ہے

آفتابِ شرق شب را طے کُند ایں نہنگ آں خورد ہارا قے کُند
مشرق کا سورج، رات کو طے کرتا ہے یہ ناکہ کھائی ہوئی چیزوں کو اگل دیتا ہے

رَستہ چوں یونس زمعدہ آں نہنگ منتشر گردیم اندر بود رنگ
اس ناکے کے معدہ سے حضرت یونسؑ کی طرح نکل کر بو اور رنگ میں ہم پھیل جاتے ہیں

خَلق ۳؎ چوں یونس مسبح آمدند کاندراں ظلمات پُر راحت شُدند
مخلوق حضرت یونسؑ کی طرح تسبیح پڑھنے والی بن گئی کیونکہ ان تاریکیوں میں آرام سے ہو گئی

ہَر یکے گوید بہنگامِ سَحر چوں زبطنِ حُوتِ شب آید بدَر
ہر شخص صبح کے وقت کہتا ہے جب رات کی مچھلی کے پیٹ سے باہر آتا ہے

کاے کریمے کاندراں لیلِ وحش گنجِ رحمت بنہی و چندیں چشش
کہ اے کریم! اس وحشت ناک رات میں تو رحمت کا خزانہ اور اس قدر لذت رکھتا ہے

چشم تیز و گوش تازہ تَن سُبک از شبِ ہمچوں نہنگِ ذوالحُبک
آنکھ تیز، کان تازہ اور جسم ہلکا (ہو گیا) رات کی وجہ سے جو ناکے کی طرح کالی زلفوں والی ہے

۱؎ بَرسَر حرفہ۔ یعنی میں نے دعا اس طرح نہ کی کہ خزانہ کا ملنا بھی بلا کب ہو جاتا اور اس کے تلاش کرنے میں مجھے محنت اور تدبیر کرنی پڑ گئی یہ میری دعا کا تصور تھا۔ گو۔ انسان ہیچ در ہیچ ہے جو کچھ ہے خدا کا عکس ہے بلکہ عین خدا ہے۔ ہر شبے۔ انسان کے ہنر اور تدبیر کا حال تو یہ ہے کہ وہ ہر رات کو غائب ہو جاتا ہے۔ خود۔ نیند کی حالت میں انسان کے تمام ہنر ختم ہو جاتے ہیں اور وہ ایک مردے کی صورت میں ہوتا ہے۔

۲؎ تاسحر۔ صبح تک جب انسان مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی جواب دیتا ہے ان میں جواب دینے کی صلاحیت نہیں رہتی ہے۔ نہنگ۔ مگرمچھ۔ خُرد مرد۔ ریزہ ریزہ۔ صبحدم۔ صبح کے وقت جب سورج نکلتا ہے انسان کے ہوش و حواس واپس آ جاتے ہیں۔ تیغ۔ یعنی سورج۔ نہنگ۔ یعنی رات۔ رستہ۔ اب صبح کو انسان بیدار ہو کر پھر دنیا کے رنگ و بو میں منہمک ہو جاتا ہے۔

۳؎ خلق۔ جس طرح حضرت یونس نے فرمایا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ ہر انسان اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ پر راحت۔ انسان کو رات میں سونے سے بڑی راحت حاصل ہوتی ہے۔ کاے۔ سو کر جب اٹھتا ہے تو یہ تسبیح کرتا ہے۔ گنج رحمت۔ اسی خزانے سے حواس کو یہ طاقت ملی ہے کہ بیداری پر وہ تیز ہو جاتے ہیں اور بدن ہلکا ہو جاتا ہے۔ ذوالحُبک۔ حبیکہ۔ بالوں کا مجموعہ۔

ازا مقاماتِ وحش رُوزیں سپس ہیچ نگریزیم ماباچوں تو کس

اس کے بعد وحشت ناک مقامات سے آپ جیسی ذات کے ہوتے ہوئے کبھی نہ بھاگے گے

موسیٰ آں رانا رديد و نُور بُود زنگیِ دیدیم شب راحُور بُود

موسیٰ نے اس کو آگ سمجھا وہ نور تھا ہم نے رات کو حبشی سمجھا، وہ حور تھی

مانمی خواہیم غیرا زدیدہَ دیدہَ تیزے گشے بگزیدہَ

ہم آنکھ کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں منتخب، اچھی، تیز آنکھ

بعدازیں مادیدہ خواہیم از تو بَس تا نپُوشد بحر را خاشاک وخَس

اس کے بعد ہم تجھ سے بس آنکھ مانگتے ہیں تاکہ سمندر کو کوڑا کرکٹ نہ چھپائے

ساحراں را چشم چوں رَاست ازعمیٰ کف زناں بُودند بےایں دست وپا

جادوگروں کی آنکھ جب اندھے پن سے نجات پا گئی وہ اس ہاتھ پاؤں کے بغیر ہتھیلیاں بجا رہے تھے

چشم بندِ خَلق جُز اَسباب نیست ہر کہ لرزد بر سبب ز اصحاب نیست

مخلوق کی آنکھ کا پردہ سوائے اسباب کے کچھ نہیں ہے جو سبب سے لرزے وہ اصحاب (دید) میں سے نہیں ہے

لیک۲ حق اَصحاب و نا اَصحاب را دَر کشادو بُرد تا صدرِ سَرا

لیکن اللہ تعالیٰ نے اصحاب اور غیر اصحاب کے لئے دروازہ کھول دیا ہے اور مکان کے صدر تک لے گیا ہے

باکفش نا مستحِق و مستحِق مُعتقانِ رحمت اند از بندِ رِق

اس کی ہتھیلی میں مستحق اور غیر مستحق غلامی کی قید سے رحمت کے آزاد کردہ ہیں

دَر عدم ما مُستحقّاں کے بُدیم کہ بریں جان و بریں دانش زدیم

عدم میں ہم مستحق کب تھے؟ کہ ہم اس جان اور اس عقل پر پہنچ گئے

اب بکردہ یار ہر اغیَار را دے بدادہ خلعتِ گُل خار را

اے وہ ذات جس نے غیروں کو دوست بنایا ہے اور اے وہ کہ جس نے کانٹے کو پھول کا لباس عطا فرمایا ہے

خاکِ مارا ثانیا پالیز کُن ہیچ نے را بارِ دیگر چیز کُن

ہماری مٹی کو دوبارہ سر سبز کر دے ناچیز کو دوبارہ چیز بنا دے

ایں۳ دُعا تو اَمر کردی زابتدے وَرنہ خاکے راچہ زَہرہ ایں بُدے

شروع سے، اس دعا کا تو نے حکم دیا ہے ورنہ ایک مٹی کو یہ حوصلہ کہاں ہوتا؟

چوں دُعاماں اَمر کردی اے عجاب ایں دُعائے خویش راکُن مُستجاب

جب تو نے ہمیں دعا کا حکم دیا ہے اے عجیب! اپنی اس دعا کو مقبول بنا

---

۱ اَز مقامات۔ جبکہ وحشتناک رات میں اللہ کی اس قدر رحمتیں مضمر ہیں تو اب خدا کی رات کے سہارے کسی وحشتناک چیز سے گریز نہ کرنا چاہیے۔ موسیٰ۔ ہر چیز ہمارے خیال کے مطابق نہیں ہوتی حضرت موسیٰ نے نور کو نار خیال کیا ہم نے رات کو برا سمجھا جو صحیح نہ تھا۔ مانمی خواہیم۔ سب سے بڑی نعمت صحیح آنکھ ہے۔ جو ہر چیز کو اصلی حالت پر دکھا دے ہمیں اس کی دعا کرنی چاہیے۔ گش۔ خوب۔ تا نپوشد۔ تاکہ ہماری نگاہ صحیح کام کرے اور ہماری نظر کے لئے خس و خاشاک دریا کو نہ چھپا سکے۔ ساحراں۔ فرعون کے جادوگروں کو صحیح نظر حاصل ہو گئی تھی وہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو کچھ نہ سمجھتے تھے ان کے کٹنے پر رقص کر رہے تھے۔ چشم بند۔ صحیح نظر وہی ہے جو اسباب کے پردے اٹھا کر مسبب الاسباب کو دیکھ لے۔

۲ لیک۔ جو صحیح نظر نہیں رکھتے ہیں وہ بھی مایوس نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ باکفش۔ اس کا دست کرم مستحق اور غیر مستحق سب کو عطا کرتا ہے۔ دَر عدم۔ جبکہ ہم معدوم تھے ان کا ہم پر کرم ہوا اور اس نے وجود اور حواس عنایت کر دیئے حالانکہ ہم میں کوئی استحقاق نہ تھا۔ اے بکردہ۔ اللہ کی رحمت کا فروں پر بھی ہے۔ خاک مارا۔ ابتداء جسمانی وجود عطا فرمایا اب روحانی حیات عطا فرما دے۔ پالیز۔ کھیت، چمن

۳ ایں دعا۔ دعا بھی ہم تیرے حکم اور توفیق سے کر رہے ہیں ورنہ ہماری ہمت کہاں تھی کہ تجھ سے دعا مانگتے۔ چوں دعا۔ جب تو نے دعا کی توفیق دی ہے تو یہ ہماری نہیں بلکہ تیری دعا ہے تو اس کو قبول بھی فرما لے۔

شب ۱؎ شکستہ کشتیِ فہم و حواس — نے اُمیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس
رات کو سمجھ اور حواس کی کشتی شکستہ ہو گئی — نہ امید رہی نہ ڈر اور نہ مایوسی

بُردہ در دریائے حیرت ایزدم — تا ز چہ فن پُر کُند بفرستدم
اللہ تعالیٰ مجھے حیرت کے دریا میں لے گیا — دیکھا! مجھے کس ہنر سے پُر کر کے بھیجتا ہے؟

آں یکے را کردہ پُر نور و جلال — وِیں دگر را کردہ پُر وہم و خیال
اس ایک کو نور اور جلال سے پر کر دیا — اور اس دوسرے کو وہم اور خیال سے پر کر دیا

گر بخویشم ہیچ رائے و فن بُدے — رائے و تدبیرم بحکمِ مَن بُدے
اگر میری اپنی کوئی رائے اور فن ہوتا — تو میری رائے اور تدبیر میرے قابو میں ہوتی

شب نرفتے ہوش بے فرمانِ مَن — زیرِ دامِ مَن بُدے مُرغانِ مَن
رات کو میرے حکم کے بغیر ہوش روانہ نہ ہوتا — میرے پرند میرے جال میں ہوتے

بُودمے ۲؎ آگہ ز منزل ہائے جاں — وقتِ خواب و بیہشتی و امتحاں
میں روح کی منزلوں سے باخبر ہوتا — خواب اور بے ہوشی اور امتحان کے وقت

چوں کفم زیں حلّ و عقد اُو تہی ست — اے عجب ایں معجبیِ من زکیست
جب میرا ہاتھ اس کے حل و عقد سے خالی ہے — تعجب ہے، میری خود بینی کس وجہ سے ہے؟

دیدہ رانا دیدہ خود انگاشتم — باز زنبیلِ دُعا برداشتم
میں نے دیکھے ہوئے کو ان دیکھا سمجھ لیا — میں نے دعا کی جھولی کو پھر اٹھایا ہے

چوں الف ۳؎ چیزے ندارم اے کریم — جُز دلے دل تنگ تراز چشمِ میم
اے کریم! میں الف کی طرح کوئی چیز نہیں رکھتا ہوں — سوائے ایک دل کے جو میم کی آنکھ سے زیادہ تنگدل ہے

ایں الف ایں میم اُمِّ بُودِ ماست — میمِ اُم تنگ ست الف زو نر گداست
یہ "الف" یہ "میم" ہمارے وجود کی ماں ہے — ام کا "میم" تنگ ہے "الف" اس سے بھی زیادہ گدا ہے

ایں الف چیزے ندارد غافلی ست — میم دلتنگ آں زمانِ عاقلی ست
یہ "الف" کوئی چیز نہیں رکھتا، یہ غفلت کی حالت ہے — میم، دلتنگ ہے، وہ زمانہ عقلمندی کا ہے

در زمانِ بیخودی خود ہیچ مَن — در زمانف ہوش اندر پیچ مَن
میں بیہوشی کے وقت خود ہیچ ہوتا ہوں — ہوش کے زمانہ میں پیچا پیچ میں ہوتا ہوں

ہیچ دیگر بر چنیں ہیچے مَنہ — نامِ دولت بر چنی گیجی مَنہ
ایسے ناکارہ پر مزی ناکارہ پن نہ ڈال — ایسے بھینگے پن کا نام دولت نہ رکھ

۱؎ شب۔ رات کو حواس اور اس کے آثار یعنی خوف و بیم سب ختم ہو جاتے ہیں۔ بُردہ۔ شب کو اللہ تعالیٰ حواس کو دریائے حیرت میں غرق کر دیتا ہے پھر ان کو پر ہنر بنا کر واپس کرتا ہے۔ آں یکے۔ عارفین کو غور سے پر کرتا ہے۔ ایں دگر۔ دنیاداروں اور فلاسفر کو وہم و خیال سے پر کر دیتا ہے۔ گر بخویشم۔ اگر حواس و ہنر ہمارے ذاتی ہوتے تو پھر ہمارے حکم کے تابع ہوتے۔ شب۔ رات کو ہماری اجازت کے بغیر ہم سے جدا نہ ہوا کرتے۔

۲؎ بُودمے۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ ہماری روح کہاں کہاں کی سیر کر رہی ہے۔ امتحان۔ نیند کی حالت امتحان کی ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے حواس اور روح ہمارے قبضہ کی نہیں ہے۔ چوں کفم۔ جب ہم اپنے حواس اور عقل سے بھی تہی دست ہیں تو غرور اور تکبر کا کیا کام ہے۔ دیدہ۔ یہاں سے پھر اس فقیر کی دعا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اب تک جو دعا میں غلطی ہوئی اور باوجود خزانہ کا پرچہ مل جانے کے خزانہ نہ ملا اس سبب کو لعدم قرار دے کر میں از سر نو دعا کرتا ہوں۔

۳؎ الف۔ نقطہ سے خالی ہے، میم کا سر یعنی چشم تنگ ہوتی ہے۔ ام۔ اصل یعنی ہمارا اصل وجود اور اس کے لوازم سب الف اور میم کے سرے کی طرح ہیں۔ ایں۔ ہماری غفلت کا وقت ہو یا ہوش کا دونوں الف اور میم کی طرح ہیں۔ در زماں۔ غفلت اور ہوش کے جملہ اوقات پریشان کن ہیں۔ بیخودی کے وقت بالکل ناچیز ہوتا ہوں اور ہوش اور عقلمندی کے وقت دنیا کے دھندوں میں پیچ در پیچ ہوتا ہوں۔

خود ندارم ۱ هیچ به سازد مرا — کہ زد ہم ست ایں کہ دارم صد عنا

میں خود کچھ نہیں رکھتا ہوں وہ مجھے بہتر بناتا ہے — یہ سیکڑوں رنج جو میں رکھتا ہوں وہم کی وجہ سے ہیں

ور ندارم ہم تو دارائیم کن — رنج دیدم راحت افزائیم کن

اور اگر میں کچھ نہیں رکھتا ہوں تو تو میری رکھوالی کر — میں نے تکلیف دیکھی ہے تو میری راحت افزائی کردے

ہم درآبِ دیدہ عُریاں بیستم — بردرِ تو چونکہ دیدہ نیستم

میں آنکھ آنسو کے معاملہ میں ننگا کھڑا ہوں — تیرے در پر، چونکہ میرے آنکھ نہیں ہے

رابِ دیدہ بندۂ بے دیدہ را — سبزہ بخش و نباتے زیں چرا

بے بصیرت بندے کو آنکھ کے آنسو سے اس چراگاہ سے — سبزہ اور پیداوار بخش دیجئے

ور نماند آب آبم دہ زعین — ہمچو عینینِ نبی ہطّالتین

اگر آنسو نہ رہے تو آنکھ سے مجھے آنسو عطا کر — جیسی نبی کی دو جاری رہنے والی آنکھیں

اُو چو ۲ آبِ دیدہ جُست از جودِ حق — با چناں اِجلال و اِقبال و سَبق

جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بخشش سے آنسو مانگے — ایسی بزرگی اور اقبال اور سبقت کے ہوتے ہوئے

چوں نباشم زاشکِ خوں باریک ریس — من تہی دست فضولِ کاسہ لیس

تو میں خونی آنسو کے ساتھ باریک میں کیوں نہ بنوں — میں خالی ہاتھ، فضول، خوشامدی

چوں چناں چشم اشک رامفتوں بُود — اشکِ من باید کہ صد جیحوں بُود

جبکہ ایسی آنکھ ﷺ آنسو کی عاشق ہو — تو میرے لئے سیکڑوں جیحوں آنسو چاہیے

قطرۂ زاں زیں دو صد جیحوں بہ است — کہ بداں یک قطرہ جن وانس رست

اس کا ایک قطرہ ان دو سو جیحوں سے بہتر ہے — کیونکہ اس قطرے سے جن اور انسان نجات پا گئے

چونکہ ۳ باراں جُست آں روضۂ بہشت — چوں نجوید آب شورہ خاک زشت

جبکہ جنت کے اس باغیچہ نے بارش مانگی — تو میری شوریلی زمین پانی کیوں نہ مانگے؟

اے اخی دست از دُعا کردن مدار — با اجابت یا ردِ اُویت چہ کار

اے بھائی! دعا کرنے سے ہاتھ نہ ہٹا — اس کے قبول کرنے یا رد کرنے سے تجھے کیا کام؟

ناں کہ سدّ و مانعِ ایں آب بُود — دست زاں ناں می بباید شست زود

وہ روٹی جو اس پانی کی روک اور مانع ہو — اس روٹی سے جلد ہاتھ دھو لینا چاہیے

۱ خود۔ جبکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو میرا کارساز بن جا۔ کہ زوہم۔ انسان اپنے کچھ ہونے کے وہم سے سیکڑوں مصیبتوں میں پھنستا ہے یہی وہم دنیاوی اور دینی ترقی سے مانع بنتا ہے۔ وَر۔ جبکہ یقیناً میرے پاس کچھ نہیں ہے تو شاہی برت اور میری رکھوالی کر۔ ہم۔ میں دعا کے آداب سے بھی محروم ہوں دعا کے لئے آنسوؤں کی ضرورت ہے میں اس سے بھی محروم ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس حقیقت بیں نظر ہی نہیں ہے۔ زاب۔ میری آنکھ میں آنسو پیدا فرما کر میرے اعمال کو سرسبز کردیجئے۔ زیں چرا۔ یعنی دنیا میں جو آخرت کا کھیت اور چراگاہ ہے۔ در نماند۔ اگر میری آنکھوں میں آنسو نہ رہیں تو آنسو بھی عنایت کر جس طرح تو نے آنحضورؐ کی آنکھوں کو آنسو عطا کردیئے تھے۔ ہطالتین۔ حدیث شریف ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ اے خدا مجھے دو جاری ہونیوالی آنکھیں عنایت کردے۔

۲ او۔ آنحضورؐ باوجود تمام بزرگیوں اور فضائل کے رونے والی آنکھوں کے طالب بنے۔ چوں نباشم۔ تو پھر ہم جیسوں کے لئے تو وہ بہت ہی ضروری ہیں اور ہماری نجات کے لئے تو سیکڑوں جیحوں دریا کی بقدر آنسو درکار ہیں۔ قطرہ۔ آنحضورؐ کی آنکھ کا ایک آنسو دو سو جیحوں برابر آنسوؤں سے افضل ہے اس لئے کہ اس قطرۂ آنسو کے ساتھ جب دعا کی تو جن وانس قیامت میں حساب کتاب کے انتظار سے نجات پا گئے اور آنحضورؐ کی اس سلسلہ میں شفاعت منظور ہوگئی۔ ایسی صورت میں تو ہمیں دو سو جیحوں برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ آنسو درکار ہیں۔

۳ چونکہ۔ آنحضورؐ جو خود جنت کے باغیچہ کی طرح ہیں جب آنسوؤں کے بارش کے طالب ہے تو ہم جو کہ بدترین شور زمین ہیں ہمیں آنسوؤں کی بارش کی ضرورت کیوں نہ ہوگی۔ اے اخی۔ جب تجھے دعا کی فضیلتیں معلوم ہوگئیں تو اب دعا کرتا رہ اور تجھے اس سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے کہ وہ مقبول ہوئی ہے یا مردود۔ ناں۔ دعا میں اگر گریہ نہیں ہوتا اس کے موانع کو دور کر اور وہ دنیا کی لذتیں ہیں۔

خویش را موزوں و چُست و سخته کُن | زاب دیده نانِ خود را پختہ کُن
اپنے آپ کو موزوں اور چست اور سنجیدہ بنا | آنکھ کے آنسو سے اپنی روٹی کو پختہ کر لے

آواز دادنِ ہاتف مر طالبِ گنج را و اعلام کردن از حقیقت سرّ آں
غیبی آواز کا خزانہ کے طلب گار کو آواز دینا اور اس کے راز کی حقیقت سے باخبر کرنا

اندریں بُود اُو کہ الہام آمدش | کشف شُد ایں مُشکلات از ایزدش
وہ اسی میں تھا، کہ اس کو الہام ہوا | اس کی یہ مشکلیں خدا کی جانب سے کھل گئیں

اندریں بُود اُو کز الہامِ خدا | مُشکلش حَل گشت و حاجت شُد رَوا
وہ اسی میں تھا کہ خدا کے الہام سے | اس کی مشکل حل ہو گئی اور ضرورت پوری ہو گئی

گفت گفتم دَر کماں تیرے بنہ | کے بگفتم مَن کہ اندر کَش توزہ
اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ کمان میں تیر رکھ | میں نے کب کہا تھا کہ چلے کو کھینچ؟

مَن نگفتم کایں کماں راسخت کَش | دَر کماں نہ گفتمت نے بر کَنش
میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ کمان کو خوب کھینچ | میں نے تجھ سے کہا تھا کمان میں رکھ نہ کہ اس کو باہر کر

از فضولی تو کماں افراشتی | صَنعتِ قوّاسیِ بَرداشتی
تو نے بیہودہ پن سے کمان بلند کی | اور تیر اندازی کی کاریگری برداشت کی

تَرک ایں سخته کمانی رَو بگو | دَر کماں نِہ تیر و پرّیدن مجو
جا اس سخته کمانی کو چھوڑ | کمان میں تیر رکھ اور اڑنے کی فکر نہ کر

چوں ۲ بیفتد برکَن آنجا می طلب | زور بگذار و بزاری جو ذہب
جب وہ گر پڑے، کھود اس جگہ تلاش کر | زور چھوڑ دے زاری سے زر طلب کر

آنچه حق ست اَقرب از حبل الورید | تو فگندہ تیرِ فکرت را بعید
جو حق ہے، وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے | تو نے فکر کے تیر کو دور پھینکا

اے ۳ کمان و تیرہا بر ساخته | صید نزدیک و تو دور انداخته
اے وہ! جو تیر اور کمان تیار کئے ہوئے ہے | شکار نزدیک ہے اور تو نے دور چلایا

ہر کہ اُو دُورست دور از روئے اُو | کا زماید قوّتِ بازویِ اُو
جو اس سے دور ہے اس کے چہرے سے دور ہے | کہ وہ اپنی قوت بازو آزما رہا ہے

ہر کہ دُور انداز تَر اُو دُور تَر | وز چنیں گنج ست اُو مہجور تَر
جو شخص دور پھینکنے والا ہے، وہ زیادہ دور ہے | اور وہ ایسے خزانہ سے زیادہ محروم ہے

---

۱ خُویش۔ اپنے آپ کو دعا اور گریہ میں چست کر لے اور ان آنسوؤں کے ذریعہ آخرت کا توشہ تیار کر لے۔ اَندریں۔ وہ فقیر اس دعا میں مصروف تھا کہ اس کو غیب سے الہام ہوا جس سے اس کی مشکلات حل ہو گئیں۔ گُفت۔ ہاتف نے کہا کہ ہم نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر چلہ کھینچ کر زور سے پھینک بلکہ صرف اتنا کہا تھا کہ کمان میں رکھ کر گرا دے۔ افراشتی۔ جس طرح تیر انداز کمان اونچی کر کے تیر چلاتے ہیں۔ صُنعت۔ تو نے اپنی کمان بازی کی کاریگری شروع کر دی۔ سخته کمانی۔ تیراندازی کی مہارت۔

۲ چوں۔ بیفتد۔ چلہ کھینچ تیر نہ چلا کمان میں تیر رکھ کر گرا دے جہاں وہ گرے اس جگہ کو کھود۔ زور۔ طاقت اور زور سے بچ اور عجز سے سونے کا طلبگار بن۔ آنچہ۔ مولانا فرماتے ہیں حق اور مقصد قریب جگہ میں تھا وہ تیر دور پھینک کر اس جگہ کو کھود کر خزانہ تلاش کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حق ہے وہ انسان کی شہ رگ سے قریب ہے اس کے بارے میں فکر کو دور نہ دوڑانا چاہیے۔

۳ اَے۔ انسان کا مقصود حقیقی اس کے قریب ہے وہ اس کو ادھر ادھر تلاش کرتا پھرتا ہے۔ ہر کہ۔ جو مقصود کو دور سمجھ رہا ہے وہ مقصود سے بہت دور ہے وہ اپنی قوت بازو آزما رہا ہے جس سے مقصود حاصل نہ ہو گا۔ ہر کہ۔ جو عقلی تیر چلاتا ہے وہ مقصود سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

فلسفی ۱ خود را از اندیشه بکشت — گو بدو کورا سوی گنجست پشت
فلسفی نے خود کو غور فکر سے مار ڈالا — اس نے کہہ دے کہ اس کی خزانہ کی جانب پشت ہے

گو بدو چندانکه افزوں میدود — از مراد دل جدا تر می شود
اس سے کہہ دے کہ وہ جتنا دوڑتا ہے — دل کی مراد سے زیادہ جدا ہو رہا ہے

جَاهِدُوا فِينَا بگفت آں شہریار — جَاهِدُوا عَنَّا نگفت اے بیقرار
اس شاہ نے جَاهِدُوا فِينَا کہا ہے — اے بیقرار! اس نے جَاهِدُوا عَنَّا نہیں کہا ہے

ہمچو ۲ کنعاں کو ز ننگ نوح رفت — بر فرازِ قلّه آں کوہِ زفت
کنعان کی طرح جو حضرت نوح کی ذلت سے بھاگا — بڑے پہاڑ کی چوٹی کی بلندی پر

ہر چہ افزوں تر ہمی جست او خلاص — سوی کہ می شد جدا تر از مناص
اس نے جس قدر خلاصی کی زیادہ جستجو کی — وہ بچاؤں کی جگہ سے پہاڑ کی جانب زیادہ جدا ہو گیا

ہمچو ایں درویش بہر گنج و کاں — ہر صباحی سخت تر جستے کماں
جیسا کہ یہ فقیر، خزانہ اور کان کی خاطر — ہر صبح کو زیادہ سخت کمان تلاش کرتا

ہر کمانے کو گرفتے سخت تر — بودے از گنج و نشاں بد بخت تر
ہر وہ کمان جس کو وہ زیادہ سخت پکڑتا — خزانے اور پتہ سے زیادہ بدبخت بنتا

ایں ۳ مثل اندر زمانہ جانی ست — جانِ ناداناں برنج ارزانی ست
زمانہ میں یہ مثال جان کے قابل ہے — نادان کی جان تکلیف کے لائق ہے

زانکہ جاہل داشت ننگ از اوستاد — لا جرم رفت و دکانِ نو کشاد
کیونکہ جاہل نے استاد سے ذلت محسوس کی — لا محالہ وہ گیا اور اس نے نئی دکان کھول لی

آں دکاں بالائے استادانِ کار — گندہ و پر کژدم ست و پر ز مار
وہ دکان جو فن کے استادوں سے اوپر ہے — وہ گندی بچھوؤں اور سانپ بھری ہے

زود ویراں کن دکان و باز گرد — سوی سبز و گلستان و آب خورد
تو دکان کو جلد ویران کر دے اور پلٹ — سبزہ اور چمن اور نہر کی جانب

نے چو کنعاں کوز کبر و ناشناخت — از کہِ عاصم سفینہ فوز ساخت
نہ کہ کنعان کی طرح جس نے تکبر اور جہالت سے — بچانے والے پہاڑ کو کامیابی کی کشتی بنایا

---

۱ فلسفی۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں فلسفی کا بھی یہی حال ہے اس سے کہہ دو کہ مقصود کی طرف اس کی پشت ہے۔ گو۔ اس سے کہہ دو کہ وہ جس قدر دوڑے گا مقصد سے دور ہٹتا جائے گا کیونکہ مقصود کی طرف اس کی پشت ہے۔ جَاهِدُوا۔ قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے صحیح طور پر طلب کرنے والوں کے لئے اللہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ جَاهِدُوا فِينَا یعنی ہماری طرف آنے میں جو کوشش کرتے ہیں۔ جَاهِدُوا عَنَّا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہماری جانب سے جانے میں کوشش کرتے ہیں۔

۲ ہمچو کنعاں۔ ایسی ہی بری کوشش کی مثال حضرت نوح کا لڑکا کنعان ہے۔ جس نے حضرت نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے ذلت محسوس کی اور طوفان سے بچاؤ کے لئے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگا۔ ہر چہ۔ وہ جس قدر کوشش کر رہا تھا بچاؤ کی جگہ سے دور ہو رہا تھا جو حضرت نوح کی کشتی تھی۔ ہمچو۔ کنعان اسی فقیر کی طرح تھا جو ہر دفعہ ایک سخت کمان تلاش کرتا اور اس سے تیز پھینکتا اور خزانہ سے زیادہ دور ہو جاتا۔

۳ ایں مثل۔ مقصد سے دور ہونے کی وجہ اس مثال سے سمجھ میں آ جائے گی جو جان میں رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی شاگرد استاد سے ذلت محسوس کرنے لگے اور اپنی دکان خود کھول بیٹھے ظاہر ہے ایسا شاگرد مقصد سے دور ہو جائے گا۔ آں دکان۔ ایسے شاگرد کی دکان ہنر سے خالی ہو گی اور نقصان رساں ہو گی اس سے معلوم ہوا کہ مقصد تک پہنچنے کا راستہ اہل حق کا اتباع ہے۔ زود۔ ایسے شاگرد کو چاہیے کہ فوراً اپنی دکان کو ویران کر دے اور استاد کی شاگردی اختیار کر کے پھلے پھولے۔ نے۔ کنعان کی طرف نہ بنے کی اس نے سیدھا راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کیا۔

علمِ ۱ تیر اندازیش آمد حجیبُ — واں مراد اُو رابدُے حاضر بجیبُ
اس کا تیر اندازی کا فن پردہ بنا — اور وہ مقصد اس کی جیب میں موجود تھا

اے بسا علمِ وذکاوات وفطن — گشتہ رہر و راچو غول و راہزن
اے (مخاطب) بہت سے علم اور ذہانتیں اور سمجھ داری — سالک کے لئے چھلاوا اور راہزن بنی ہیں

بیشتر اصحابِ جنت اَبلہ اند — تاز شرِّ فیلسوفی می رہند
اہل جنت زیادہ تر بھولے ہیں — جب ہی تو فلسفی کے شر سے محفوظ رہتے ہیں

خویش را عُریاں کُن از فضل وفضول — تا کُند رحمت تُرا ہر دم نزول
اپنے آپ کو فضول اور فضیلت سے عاری کر لے — تاکہ ہر وقت تجھ پر رحمت نازل ہو

زیرکی ۲ ضدِ شکست ست و نیاز — زیرکی بگذار و باگولی بساز
ذہانت، تواضع اور عاجزی کی ضد ہے — ذہانت چھوڑ اور بھولا پن اختیار کر

زیرکی داں دام بُردو طمع گاز — تاچہ خواہد زیرکی را پاک باز
ذہانت کو سوہاں سائی کا جال اور حرص کو گاتی سمجھ — پھر ذہانت کو پاکباز کیا چاہیے گا؟

زیرکاں باصنعتے قانع شُدہ — اُبلہاں از صنع در صانع شُدہ
ذہین، کاریگری پر بس کرنے والے ہو گئے — بھولے، کاریگری سے کاریگر میں پہنچ گئے

زانکہ طفلِ خُرد را مادر نہار — دَست وپا باشد نہادہ بر کنار
کیونکہ چھوٹے بچے کے لئے ماں دن میں — بغل میں لئے ہوئے ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہوتی ہے

داستانِ ۳ آں سہ مسافر مسلمان و تَرسا و جہُود وآنکہ بمنزلے قوتے

تین مسافروں نصرانی اور یہودی اور مسلمان کا قصہ، ان کو راستہ

یافتند تَرسا و جہُود سیر بُودند، گفتند آں قُوت را فرد اخوریم

میں کھانے کو ملا نصرانی اور یہودی پیٹ بھرے تھے انہوں نے کہا

مسلمان صائم بُود و گرُسنہ ماند ازاں کہ مغلوبُ بُود

کھانا کل کھائیں گے مسلمان روزہ دار اور بھوکا رہا کیونکہ وہ عاجز تھا

یک حکایت بشنو اینجا اے پسر — تانگردی مُمتحن اندر ہُنر
اے بیٹا! یہاں ایک حکایت سن لے — تاکہ تو ہنر میں آزمائش میں نہ پڑے

آں جہود و مُومن و تَرسا مگر — ہمرہی کردند باہم در سفر
اس یہودی اور مومن اور عیسائی نے — سفر میں ہمراہی اختیار کی

---

۱ علمِ تیر۔ اس فقیر کو اس کے تیراندازی کے علم نے ہی خزانہ سے دور رکھا ورنہ خزانہ بالکل اس سے قریب تھا۔ اَے بَسا۔ مذموم ذہانت تباہ کن ہے اور مطلوب سے دور کرتی ہے۔ بیشتر۔ حدیث شریف ہے اَلْمُؤمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ مومن بھولا بھالا شریف ہوتا ہے نیز مشہور مثل ہے۔ اَهْلُ الْجَنَّةِ بُلْهٌ جنتی بھولے ہوتے ہیں۔ خویش۔ ایسی مذموم ذہانت سے اپنے آپ کو بچالے پھر تجھ پر رحمت نازل ہوگی۔

۲ زیرکی۔ انسان کو ایسی غلط ذہانت اور چالاکی کو چھوڑ کر بھولا پن اختیار کرنا چاہیے۔ دام بُرد۔ یہ ذہانت سوہان روح ہے۔ زیرکاں۔ مذموم ذہین دنیا میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور بھولے آدمی صانع یعنی خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ زانکہ۔ جس طرح نادان بچے کے لئے ماں ہاتھ پاؤں کا کام کرتی ہے اسی طرح بھولے مومن کی خدا دستگیری فرماتا ہے۔

۳ داستان۔ اس قصہ میں مذکور ہے کہ ایک سفر میں یہودی اور نصرانی اور مسلمان ہمسفر بنے راستہ میں حلوا ملا تو دونوں نے چالاکی سے مسلمان کو حلوے سے محروم کرنا چاہا لیکن قدرت نے ایسا بند بست کر دیا کہ حلوا مسلمان ہی کو ملا اور قدرت نے اس کی دستگیری فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ چالاکی اللہ کو پسند نہ آئی اور بھولے مسلمان پر رحمت نازل ہوئی۔ تانگردی۔ تو اس قصہ کو سن کر چالاکی سے بچ گیا اور اس میں ہنر مندی دکھا کر آزمائش میں گرفتار ہوگا۔ آں جہود۔ ان تلخیوں کا قصد اُساتھ ہوگیا یا اتفاقاً

بادو گمرہ ہمرہ آمد مومنے ۔۔۔ چوں ۱ خرد با نفس وبا آہرمنے
ایک مومن دو گمراہوں کے ہمراہ ہو گیا ۔۔۔ جس طرح عقل نفس اور شیطان کے ساتھ

مرغزی و رازی افتند در سفر ۔۔۔ ہمرہ وہم سفرہ پیشِ ہمدگر
مرغز کا رہنے والا اور رے کا رہنے والا سفر میں ۔۔۔ ہمراہ اور شریک دسترخوان ایک دوسرے کے سامنے ہو جاتے ہیں

در قفس افتند زاغ و چغد و باز ۔۔۔ جفت شد در حبس پاک و بے نماز
پنجرے میں کوا اور چغد اور باز واقع ہو جاتے ہیں ۔۔۔ قید خانہ میں پاک اور بے نماز جمع ہو گئے

کردہ منزل شب بیک موضع بہم ۔۔۔ مشرقی و مغربی قانع بہم
رات میں ایک جگہ مل کر پڑاؤ کیا ۔۔۔ مشرقی اور مغربی نے آپس میں صابر بن کر

ماندہ ۲ در منزل زرہ خرد و شگرف ۔۔۔ روزہا باہم ز سرما وز برف
چھوٹے اور بڑے راستہ سے منزل میں رہ گئے ۔۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ بہت دن تک سردی اور برف کی وجہ سے

چوں کشاید راہ و بردارند بند ۔۔۔ بگسلند و ہریکے جائے روند
جب راستہ کھل جائے گا اور وہ روک کو اٹھا دیں گے ۔۔۔ ایک دوسرے سے جدا ہو جائے گے اور ہر شخص ایک جگہ ہو جائے گا

چوں قفس را بشکند شاہِ خرد ۔۔۔ جمع مرغاں ہر یکے سوئے پرد
جب عقل کا شاہ پنجرے کو توڑ دے گا ۔۔۔ پرندوں کا مجمع ہر ایک ایک جانب کو اڑ جائے گا

پر کشادہ پیش ازیں پر شوق و یاد ۔۔۔ در ہوائے جنس خود سوئے معاد
اس سے پہلے شوق اور یاد سے بھرے ہوئے پر کھولے ہوئے تھے ۔۔۔ لوٹنے کی جگہ کی جانب اپنے ہم جنس کی محبت میں

پر ۳ کشادہ ہر دمے با اشک وآہ ۔۔۔ لیک پریدن ندارد روئے وارہ
ہر وقت آنسو اور آہ کے ساتھ پر کھولے ہوئے تھے ۔۔۔ لیکن اڑنے کی صورت اور راستہ نہ تھا

چونکہ رہ یابد پرد ہریک چو باد ۔۔۔ سوئے آں کزیادِ آں پر می کشاد
جب راستہ پالیتا ہے ہر ایک ہوا کی طرح اڑ جاتا ہے ۔۔۔ اس کی جانب جس کی یاد میں پر کھولتا تھا

آں طرف کش بود اشک وسوز وآہ ۔۔۔ چونکہ فرصت یافت آں سو کوفت راہ
جب جانب اس کا آنسو اور سوزش اور آہ تھی ۔۔۔ جب موقع ملا اس جانب چلنا شروع کر دیا

در تنِ خود بنگر ایں اجزائے تن ۔۔۔ از کجا جمع آمدند اندر بدن
اپنے جسم میں جسم کے ان اجزاء کو دیکھ ۔۔۔ کہ جسم میں کہاں سے جمع ہو گئے ہیں؟

آبی و خاکی و بادی و آتشی ۔۔۔ عرشی و فرشی و رومی و کشی
آبی اور خاکی اور بادی اور آتشی ۔۔۔ عرشی اور فرشی اور رومی اور کشی

---

۱ چوں۔ یہ دونوں نفس اور شیطان جیسے تھے اور مومن بمنزلہ عقل کے تھا۔ مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا رہنے والا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ در قفص۔ یہ جوڑا ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک پنجیرے میں بے جوڑے پرند جمع ہو جاتے ہیں یا قید خانہ میں مختلف قسم کے آدمی یکجا ہو جاتے ہیں۔ کردہ منزل۔ ایسا بھی اتفاقاً ہو جاتا ہے۔

۲ ماندہ۔ یہی مثال اس عالم دنیا میں انسانوں کی ہے۔ چوں کشاید۔ راستہ کھلنے پر پڑاؤ کے مسافر اپنی اپنی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چوں قفص۔ پنجرا کھلنے پر پرندہ اپنے ہم جنس کی طرف اڑ جاتا ہے۔ پر کشادہ۔ پنجرے میں واپسی کی جگہ کے شوق میں پرندے پھڑ پھڑاتے ہیں۔

۳ پر کشادہ۔ یہ پرندہ وطن کے شوق میں پر پھیلائے ہوئے ہیں لیکن اڑنے کا راستہ نہیں ہے۔ چونکہ۔ راستہ ملنے پر تمنا پوری ہوتی ہے۔ در تنِ خود۔ انسان کے بدن کے اجزاء کا یہی حال ہے۔ آبی۔ انسان عناصر اربعہ سے بنا ہے۔ کشی۔ کش شہر کا رہنے والا۔

از ۱ اُمید عود ہر یک بستہ طرف
ہر ایک واپسی کی امید پر نظر جمائے ہوئے ہے
اندریں منزل بہم از بیم بَرف
برف کے ڈر سے اس پڑاؤ میں جمع ہیں

برف گونا گوں جمودِ ہر جماد
قسما قسم برف ہر جماد کا سکون ہے
در شتائِ بُعدِ آں خورشید داد
انصاف کے اس سورج کی دوری کے جاڑے میں

چوں بتابد تفتِ آں خورشیدِ خشم
جب قہر کے اس سورج کی گرمی چمکے گی
کوہ گردد کاہ ریگ و کاہ پشم
پہاڑ تنکا، ریت اور گھاس اون بن جائے گا

در گداز آید جماداتِ گراں
بھاری جمادات پگھل جائیں گے
چوں گدازِ تن بوقتِ نقلِ جاں
جس طرح جسم روح کے منتقل ہونے کے وقت

چوں رسیدند ایں سہ ہمرہ منزلے
جب یہ تینوں ہمراہی ایک پڑاؤ پر پہنچے
ہدیہ شاں آورد حلوا مُقبلے ۲
ایک نصیبہ ور ان کے لئے حلوا لایا

بُرد حلوا پیشِ آں ہر سہ غریب
ان تینوں مسافروں کے سامنے حلوا لایا
مُحسنے از مطبخِ اِنّی قریب
ایک محسن اِنّی قریب کے مطبخ سے

نانِ گرم و صحنِ حلوائے عسل
گرم روٹی اور شہد کے حلوے کا طباق
بُردکاں اندر ثوابش بُدا مَل
وہ شخص لایا کہ اس کو ثواب کی امید تھی

اَلْکِیَاسَةُ وَالْاَدَبُ لِاَهْلِ الْمَدَرْ
ذہانت اور ادب شہریوں میں ہے
اَلضِّیَافَةُ وَالْقِرٰی لِاَهْلِ الْوَبَرْ
مہمان نوازی اور کھانا دیہاتیوں میں ہے

اَلضِّیَافَةُ لِلْغَرِیْبِ ۳ وَالْقِرٰی
مہمان نوازی اور کھانا مسافر کے لئے
اَوْدَعَ الرَّحْمٰنُ فِیْ اَهْلِ الْقُرٰی
اللہ تعالیٰ نے گاؤں والوں میں رکھی ہے

کُلَّ یَوْمٍ فِی الْقُرٰی ضَیْفٌ حَلِیْثٌ
دیہات میں ہر روز ایک نیا مہمان ہے
مَالَهٗ غَیْرُ الْاِلٰهِ مَنْ مُّغِیْثٌ
جس کا خدا کے سوا کوئی فریاد رس نہیں

کُلَّ لَیْلٍ فِی الْقُرٰی وَفْدٌ جَلِیْدٌ
دیہات میں ہر رات کو نیا قافلہ ہے
مَا لَهُمْ ثَمَّ سِوَی اللّٰهِ الْمَجِیْدُ
جن کے لئے وہاں سوائے اللہ بزرگ کے کوئی نہیں ہے

تخمہ بُودند آں دو بیگانہ زخور
ان دو بیگانوں کو کھانے سے تخمہ لگ گیا تھا
بُود صائم روز آں مومن مگر
وہ مومن دن بھر کا روزہ دار تھا

چوں نمازِ شام آں حلوا رسید
جب مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا
بُود مومن ماندہ در جوعِ شدید
مومن سخت بھوک کی حالت میں تھا

۱ از اُمید۔ انسان کے اجزا اپنے مراکز کی طرف منتقل ہونے کے منتظر ہیں۔ برف۔ یہ ٹھہراؤ اسی وقت تک ہے جب تک حضرت حق کے سامنے پیش نہیں ہوئی ہے۔ چوں بتابد۔ جب جلال خداوندی کی گرمی پڑے گی۔ قیامت کا منظر سامنے آ جائے گا۔ جمادات گراں۔ پہاڑ۔ چوں۔ پھر تینوں مسافروں کا قصہ شروع کیا ہے۔

۲ مُقبلے۔ گاؤں کا کوئی مہمان نواز ہوگا۔ اِنّی قریب۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں پس میں نزدیک ہوں۔ ثوابش۔ وہ میزبان مسلمان تھا اس کو مہمان نوازی میں ثواب کی امید تھی۔ الکیاسہ۔ ذہانت۔ اہل المدر۔ شہری۔ القری۔ مہمانداری۔ اہل الوبر۔ خیمہ بدوش۔ دیہاتی

۳ الغریب۔ مسافر۔ اہل القریٰ۔ دیہاتی۔ مُغیث۔ مددگار۔ تخمہ بودند۔ یہودی اور عیسائی نے کھانا زیادہ کھالیا تھا جس سے ان کو دست اور قے آرہی تھی مومن روزے سے تھا اس لئے اس کو خوب بھوک لگی ہوئی تھی۔ چوں۔ مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا۔

آں دو کس گفتند ما از۱ خور پُریم	امشبش بنہیم و فرداش خوریم
ان دو شخصوں نے کہا ہم کھانے سے پُر ہیں	آج کی رات اس کو رکھ دیں اور کل کو کھائیں گے
صبر گیریم از خورد امشب تن زنیم	بہرِ فردا لُوت را پنہاں کنیم
ہم کھانے سے صبر کر لیں، آج کی رات چپ رہیں	کل کے لئے عمدہ کھانا چھپا کر رکھ دیں
گفت مومن امشب ایں خوردہ شود	صبر را بنہیم تا فردا بُود
مومن نے کہا یہ آج کی رات کھا لیا جائے	کل ہونے تک صبر کو اٹھا رکھیں
پس بدو گفتند زیں حکمت گری	قصدِ تو آنست تا تنہا خوری
تو انہوں نے اس سے کہا کہ تیرا اس چالاکی سے	یہ ارادہ ہے کہ تو تنہا کھا لے
گفت۲ اے یاراں نہ کہ ما سہ تنیم	چوں خلاف افتاد ما قسمت کنیم
اس نے کہا اے دوستو! کیا ہم تین شخص نہیں ہیں؟	جب اختلاف ہو گیا، ہم بانٹ لیں
ہر کہ خواہد قسمِ خود برجاں زند	وانکہ خواہد قسمِ خود پنہاں کند
جو چاہے اپنا حصہ جان کو لگا لے	اور جو چاہتا ہے اپنا حصہ چھپا دے
آں دو گفتندش ز قسمت در گزر	گوش کن قسّام فی النّار از خبر
ان دونوں نے اس سے کہا کہ بانٹنے سے درگزر کر	قسام جہنمی ہے، حدیث سے سن لے
گفت قسّام آں بُود کو خویش را	کرد قسمت بر ہوائے بر خدا
اس نے کہا قسام وہ ہوتا ہے جس نے اپنے آپ کو	خواہش نفسانی پر تقسیم کر دیا، نہ کہ خدا پر
مِلکِ۳ حق و جملہ قسمِ اوستی	قسمِ دیگر را دہی دو گوستی
تو خدا کی ملکیت اور سب اسی کا حصہ ہے	تو دوسرے کو حصہ دیتا ہے تو دو کہنے والا ہے
ایں اسد غالب شدے ہم بر سگاں	گر نبودے نوبتِ آں بدرگاں
یہ شیر کتوں پر بھی غالب ہو جاتا	اگر ان بدطینتوں کا دور دورہ نہ ہوتا
ایں اسد کہ نیست غالب بر بقور	نوبتِ گاواں بُد آں گاوِ زُور
یہ شیر جو گایوں پر غالب نہیں ہے	گایوں اور اس مکار گائے کا دور دورہ ہے
قصدِ شاں آں کاں مسلماں غم خورد	شب برو در بینوائی بگذرد
ان کا یہ ارادہ تھا کہ وہ مسلمان غم کھائے	اس پر بے سرو سامانی میں رات بسر ہو
بُود مغلوب اُو بتسلیم و رضا	گفت سمعًا طاعةً اَصحابنا
وہ مغلوب تھا اس نے تسلیم کرنے اور رضامندی سے	کہا اے ہمارے ساتھیو سن لیا اور مان لیا

۱ ازخور۔ کھانا پیٹ میں زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ گفت۔ مومن نے کہا حلوا آج کھا لیا جائے صبر کل کے لئے رکھ دیا جائے۔ پس۔ ان دونوں نے کہا کہ تیرا مقصد تنہا خوری ہے کیونکہ ہم تو اس وقت نہیں کھا سکتے۔

۲ گفت۔ مومن نے کہا میں تنہا سب نہیں کھانا چاہتا، بلکہ چاہتا ہوں کہ تقسیم کر لیا جائے۔ قسم۔ حصہ۔ خبر۔ القسّام فی النّار۔ بانٹنے والا جہنمی ہے۔ اگر یہ حدیث ہے تو اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو ان دونوں نے مراد لیا بلکہ صحیح مطلب وہ ہے جو مومن نے بیان کیا۔ بر ہوا۔ یعنی تقسیم میں نفسانی غرض ہو۔

۳ ملک۔ انسان اللہ کی ملک ہے اب اگر وہ اپنے آپ کو اور اپنے افعال کو تقسیم کرے کچھ خدا کے لئے اور کچھ کسی دوسرے کے لئے تو گویا وہ مشرک ہے۔ ایں اسد۔ مومن کی یہ رائے نہ مانی گئی اور وہ غالب نہ آیا۔ بقور۔ بقرہ کی جمع ہے۔ زور۔ مکار۔ قصدِ شاں۔ ان دونوں کا مقصد یہ تھا کہ مومن رات کو بھی بھوکا رہے۔ بود۔ مومن ایک تھا اور وہ دو تھے مجبوراً اس نے ان کا کہنا مان لیا۔

پس بخفتند آں شب و برخاستند — بامداداں خویش را آراستند
پھر وہ اس رات سو گئے اور بیدار ہوئے — صبح کو اپنے آپ کو آراستہ کیا

رُوی[1] اشُستند و دہان و ہر یکے — داشت اندر وِرد راہ و مَسلکے
انہوں نے چہرہ اور منہ دھویا اور ہر ایک — وظیفہ میں ایک راہ اور مسلک رکھتا تھا

یک زمانے ہر یکے آورد رُوی — سُوی وِردِ خویش از حق فضل جُوی
تھوڑی دیر ہر ایک متوجہ ہوا — اپنے وظیفہ کی طرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا طالب تھا

مُومن و ترسا جہود و گبر و مُغ — جُملہ را رُو سُوی آں سُلطاں الغ
مومن اور عیسائی اور یہودی اور کافر اور آتش پرست — سب کا رخ سلطان معظم کی طرف ہے

مُومن و ترسا جہود و نیک و بد — جملگاں را ہست رُو سُوی اَحد
مومن اور عیسائی اور یہودی اور نیک اور بد — سب کا رخ خدا کی جانب ہے

بلکہ سنگ و خاک کوہ و آب را — ہست واگشت نہانی با خدا
بلکہ پتھر اور مٹی اور پہاڑ اور پانی کا — پوشیدہ طور پر خدا کی طرف رجوع ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہر سہ یار — رُو بہم کردند آں دم یار وار
میں بات کا خاتمہ نہیں ہے، تینوں دوستوں نے — دوستانہ ایک دوسرے کی طرف رخ کیا

آں یکے[2] گفتا کہ ہر یک خوابِ خویش — آنچہ دید اُو دوش گو آور بہ پیش
ایک شخص نے کہا کہ ہر ایک اپنا خواب — جو اس نے گزشتہ شب دیکھا، کہو کہ پیش کرلے

ہر کہ خوابش بہتر ایں را اُو خورد — قسمِ ہر مفضول را فاضل برد
جس کا خواب اچھا ہو، اس کو وہ کھا لے — گھٹیا کا حصہ بڑھیا لے جائے

آنکہ اندر عقل بالا تر رَوَد — خوردنِ اُو خوردنِ جُملہ بُود
جو عقل میں برتر ہو — اس کا کھا لینا، سب کا کھا لینا ہو گا

فائق[3] آید جانِ پُر انوارِ اُو — باقیاں را بس بُود تیمارِ اُو
اس کی انوار سے بھری ہوئی جان اونچی ہو گی — بقیہ کے لئے اس کی خدمت کافی ہو گی

عاقلاں را چوں بقا آمد اَبد — پس بمعنیٰ ایں جہاں باقی بُود
عقلمندوں کے لئے چونکہ ہمیشہ کی بقا ہے — تو معنی یہ عالم باقی ہو گا

پس جہود آورد آنچہ دیدہ بُود — تا کجُا شب رُوحِ اُو گردیدہ بُود
پھر یہودی لایا جو اس نے دیکھا تھا — کہ کہاں اس کی روح رات میں گھومی تھی

---

[1] رُوی۔ چہرہ اور منہ دھویا۔ ورد۔ عبادت کا معمول۔ از حق۔ مقصد سب کا اللہ کا فضل طلب کرنا تھا۔ مومن۔ ہر شخص خدا کا طالب ہے خواہ اس نے طلب کا غلط طریقہ اختیار کر رکھا ہو۔ الغ۔ معظم۔ بلکہ۔ کائنات کی ہر چیز خدا کی عبادت اور تسبیح اپنے حال کے مطابق کرتی ہے۔ ایں سخن۔ سب کا مقصود خدا کا ہونا۔

[2] آں یکے۔ ایک بولا ہر شخص رات کا خواب بیان کرے جس کا خواب بڑھیا ہو گا وہ حلوے میں سے سب کا حصہ حاصل کر لے گا۔ مفضول۔ جس کا خواب گھٹیا ہو گا۔ فاضل۔ جس کا خواب بڑھیا ہو گا۔ آنکہ۔ جس کا خواب بہتر ہو گا یقیناً اس کی عقل بھی بہتر ہو گی۔ خوردن۔ ایسے عقلمند کا کھانا سب کا کھانا ہو گا۔

[3] فائق آید۔ جس کی عقل بالاتر ہو گی یقیناً اس کی روح پر انوار ہو گی اور ایسے بزرگ کی خدمت اور اپنے حصہ کا حلوا اس کو کھلا دینا برکت کا سبب ہو گا۔ عاقلاں۔ مومنین جن کی عقل کامل ہے ان کو حیات ابدی حاصل ہے۔ پس جہود۔ سب سے پہلے یہودی نے اپنا خواب بیان کیا۔

گفت ا در رہ موسیٰ آمد بہ پیش — گر بہ بیند دُنبہ اندر خواب خویش
اس نے کہا راستہ میں حضرت موسیٰ میرے سامنے آئے — بلی اپنے خواب میں دنبہ دیکھتی ہے

درپےَ موسیٰ شُدم تا کوہِ طور — ہرسہ ماں گشتیم ناپید از نور
میں حضرت موسیٰ کے پیچھے کوہ طور تک گیا — ہم تینوں نور سے ڈھپ گئے

ہرسہ سایہ محو شُد زاں آفتاب — بعدازاں زاں نور شُد یک فتحباب
اس سورج سے تینوں سائے مٹ گئے — اس کے بعد اس نور سے فتح باب ہوا

نورِ دیگر از دلِ آں نور رُست — پس ترقی جُست آں ثانیش چُست
اس نور کے بیچ سے ایک اور نور پیدا ہوا — پھر اس کے دوسرے نے بہت جلد ترقی کی

ہم ۲ من وہم موسیٰ وہم کوہِ طور — ہرسہ گم گشتیم زاں اِشراقِ نور
میں بھی اور حضرت موسیٰ بھی اور کوہِ طور بھی — اس نور کی چمک سے ہم تینوں گم ہو گئے

بعدازاں دیدم کہ کُہ سہ شاخ شُد — چونکہ نورِ حق درو نفّاخ شُد
اس کے بعد میں نے دیکھا کہ پہاڑ تین ٹکڑے ہو گیا — چونکہ اللہ تعالیٰ کا نور اس میں پھونک مارنے والا تھا

وَصفِ ہیبت چوں تجلّی زد بُرد — می شکست از ہم ہمی شُد سو بسُو
ہیبت کی صفت نے جب اس پر تجلی کی — ایک دوسرے سے جدا ہو گیا' الگ الگ جانب ہو گیا

زاں یکے شاخے کہ آمد سُوی یم — گشت شیریں آبِ تلخ ہمچو سم
اس ایک ٹکڑے سے جو سمندر کی طرف آیا — زہر جیسا کھاری پانی میٹھا ہو گیا

آں ۳ یکے شاخش فرو شُد در زمیں — چشمہء زاد و بُروں آمد مَعیں
اس ٹکڑے کی وجہ سے جو زمین دھنسا — چشمہ پیدا ہو گیا اور جاری ہو کر باہر آ گیا

کہ شفاءِ جُملہ رنجوراں شُد آب — از ہمایونِ وحیِ مُستطاب
وہ پانی سب بیماروں کے لئے شفا ہو گیا — پاکیزہ وحی کی برکت سے

واں یکے شاخے دگر پرید زُود — تا جوارِ کعبہ کہ عرفات بُود
اور ایک دوسرا ٹکڑا جلدی سے اڑا — کعبہ کی قریب تک' جو عرفات پہاڑ ہو گیا

باز زاں صَعقہ چوبا خود آمدم — طور برجا بُود نے افزوں نہ کم
میں جب اس بے ہوشی سے ہوش میں آیا — کوہ طور اپنی جگہ پر تھا نہ زیادہ نہ کم

لیک زیرِ پایِ موسیٰ ہمچو یخ — می گدازید و نماندش شاخ و شخ
لیکن حضرت موسیٰ کے پاؤں کے نیچے یخ کی طرح — پگھل رہا تھا اور اس میں شکستگی اور کرختگی نہ رہی

---

۱ گفت۔ اس نے کہا میں چلا جا رہا تھا راستہ میں حضرت موسیٰ مل گئے۔ گربہ۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنی بلی کو خواب میں چھیچھڑے نظر آتے ہیں۔ درپے۔ میں حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور پر پہنچا تو اس قدر نور دیکھا کہ میں اور حضرت موسیٰ اور کوہ طور اس میں چھپ گئے۔ فتح باب۔ یعنی فیض کا ایک دوسرا دروازہ کہ اس نور سے ایک نور پیدا ہوا۔

۲ ہم۔ یہ دوسرا نور اس قدر تاباں تھا کہ ہم تینوں اس میں بالکل گم ہو گئے۔ بعد ازاں۔ اس نور کی تجلی سے کوہ طور کے تین ٹکڑے ہو گئے اس تجلی میں اس قدر ہیبت تھی۔ زاں یکے۔ کوہ طور کا ایک ٹکڑا سمندر میں گیا تو اس کا زہر جیسا پانی شیریں ہو گیا۔

۳ آں یکے۔ دوسرا ٹکڑا زمین میں دھنس گیا تو اس سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا جو بیماروں کے لئے صحت کا باعث تھا۔ وحی۔ کوہ طور پر حضرت موسیٰ کو وحی آئی تھی۔ عرفات۔ تیسرا ٹکڑا اڑ کر خانہ کعبہ کے پاس پہنچ کر عرفات پہاڑ بن گیا۔ صعقہ۔ یعنی نور میں گم ہونا۔ لیک۔ اب کوہ طور میں دوسرا تغیر شروع ہوا کہ حضرت موسیٰ کے قدموں میں آسمان سے گرنے والی یخ کی طرح نرم ہو گیا شاخ یعنی پہاڑ کی چوٹی۔ شخ۔ کرختگی

باز میں ہموار شد کہ از نہیب — گشت بالایش ازاں ہیبت نشیب
پہاڑ ہیبت سے زمین سے ہموار ہو گیا — اس ہیبت سے اس کی بلندی پستی بن گئی

باز ۱ باخود آمدم زاں اِنتشار — باز دیدم طور و موسیٰ برقرار
میں پھر اس انتشار سے ہوش میں آیا — میں نے پھر طور اور حضرت موسیٰ کو برقرار دیکھا

واں بیاباں سَر بسَر در ذیلِ کوہ — پُر خلائق شکلِ موسیٰ با شکوہ
اور وہ میدان پہاڑ کے دامن میں پورا — حضرت موسیٰ کی شکل کی دبدبہ والی مخلوق سے بھرا ہوا تھا

چوں عصا و خرقہ اُو خرقہ شاں — جُملہ سُوئے طور خوش دامن کشاں
ان کی لاٹھی اور ان کی کفنی اور ان کی کفنی کی طرح — سب خوشی خوشی طور کی جانب روانہ ہیں

جملہ کفہا در دُعا افراختہ — نغمہٴ اَرِنی بہم دَر ساختہ
سب دعا میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں — مل کر ارنی کا ترانہ بنائے ہوئے ہیں

باز آں غشیاں چو از من رفت زود — صورتِ ہر یک دگر گوں نم نمود
پھر وہ بیہوشی جب جلد مجھ سے چلی گئی — مجھے ہر ایک کی صورت دوسری طرح کی دکھائی دی

انبیا ۲ بُودند ایشاں اہلِ وُد — اِتحادِ انبیا اَم فہم شُد
وہ دوستی والے نبی تھے — نبیوں کا اتحاد میری سمجھ میں آ گیا

باز اَملا کے ہمی دیدم شگرف — صُورتِ ایشاں بُد از اجرامِ برف
پھر میں نے عجیب فرشتے دیکھے — ان کی صورتیں برف کے جسموں کی تھیں

حلقہٴ دیگر ملائک مُستعیں — صورتِ ایشاں ہمہ بُد آتشیں
مدد مانگنے والے فرشتوں کی ایک دوسری جماعت تھی — ان سب کی صورت آتشی تھی

زیں نَسَق می گفت آں شخصِ جہود — بس جہودے کاخرش محمود بُود
وہ یہودی شخص اس طرح سے کہہ رہا تھا — بہت سے یہودی جن کا انجام اچھا ہوا ہے

ہیچ ۳ کافر را بخواری منگرید — کہ مسلماں مُردنش باشد اُمید
کسی کافر کو ذلت سے نہ دیکھو — کیونکہ اس کے مسلمان ہو کر مرنے کی امید ہے

چہ خبر داری زختمِ عُمرِ اُو — تا بگردانی ازو یکبارہ رُو
اس کی عمر کے خاتمہ کا تجھے کیا پتہ — کہ تو اس سے فوراً منہ پھیرتا ہے

بعدازاں ترسا در آمد دَر کلام — کہ مسیحم رُو نمود اندر منام
اس کے بعد عیسائی نے بات شروع کی — کہ مجھے خواب میں حضرت مسیح نظر آئے

۱ باز۔ اس کے بعد پھر میرے حواس درست ہوئے تو حضرت موسیٰ اور کوہ طور کو اصلی حالت پر دیکھا۔ واں بیاباں۔ لیکن اب یہ عجیب بات دیکھی کہ اس کوہ کا دامن عجیب مخلوق سے پر ہے۔ چوں عصا۔ ہر شخص کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا سا عصا اور اس کے بدن پر حضرت موسیٰ جیسا خرقہ ہے اور وہ سب خراماں کوہ طور کی طرف جا رہے ہیں۔ اَرِنی۔ حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر دعا کی تھی۔ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ اے خدا مجھے دکھا دے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔

۲ انبیاء۔ اب میں یہ سمجھا کہ یہ انبیاء کا مجمع تھا اور اس سے میں سمجھ گیا کہ انبیا سب اپنی دعوت میں متحد ہیں۔ باز۔ پھر مجھے فرشتوں کی ایک ایسی جماعت نظر آئی جیسے وہ برف کے بنے ہوئے ہوں۔ حلقہ۔ فرشتوں کی ایک دوسری جماعت بھی تھی جو آتشیں معلوم ہوتی تھیں۔ زیں نسق۔ اس خواب پر تعجب نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اس یہودی کا انجام اور خاتمہ بہتر حالت میں ہوا ہو اور اس نے مرتے وقت شرک وغیرہ سے توبہ کر لی ہو۔

۳ ہیچ۔ کسی کافر کے بارے میں بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، ہو سکتا ہے کہ اس کو آخر وقت میں توبہ میسر آ گئی ہو۔ بعدازاں۔ اس یہودی کے بعد عیسائی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے حضرت مسیح خواب میں نظر آئے۔

من شُدم با اُو بچارم ۱ آسماں — مرکز و مثوائے خورشیدِ جہاں
میں ان کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا — جو دنیا کے سورج کا مرکز اور ٹھکانا ہے

خود عجب ہائے قلاعِ آسماں — نسبتش نبود بیلیاتِ جہاں
آسمان کے قلعوں کے عجائب کو خود — کوئی نسبت نہیں ہے' دنیا کے عجائب کے ساتھ

ہر کسے داندائے فخر البنین — کہ فروں باشد فنِ چرخ از زمیں
اے فخر فرزندان! ہر شخص جانتا ہے — کہ آسمان کا حال زمین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے

حکایتِ ۲ شتر و گاوَ و قچ کہ دَر راہ بندِ گیاہ یافتند ہَر یکے
اونٹ اور بیل اور دنبہ کا قصہ جنہوں نے راستے میں گھاس کا مٹھا پایا اور ہر ایک
می گفت کہ مَن می خورم گفتند ہَر کہ از ماپیر تر اُو بہ بَرد
کہتا تھا کہ میں کھاؤں گا انہوں نے کہا جو ہم میں زیادہ بوڑھا ہے وہ لے جائے گا

اُشتر و گاوَ و قچے در پیشِ راہ — یافتند اندر روِش بندِ گیاہ
راستہ کے سامنے اونٹ اور بیل اور دنبہ نے — چلنے میں گھاس کا ایک مٹھا پایا

گفت قچ بخش ارکنیم ایں رایقیں — ہیچ کس از ماںگردد سیرا زیں
دنبہ نے کہا اگر ہم اس کو بانٹیں گے یقیناً — اس سے ہم میں سے کسی کا پیٹ نہ بھرے گا

لیک عُمرِ ہر کہ باشد بیشتر — ایں علَف اُو راست اولیٰ گو بخوَر
لیکن جس کی عمر سب سے زیادہ ہو — یہ چارہ اس کے مناسب ہے کہہ دے' کہ کھالے

کہ ۳ اکابر را مُقدّم داشتن — آمدست از مُصطفےٰ اندر سُنَن
کیونکہ بڑوں کو مقدم رکھنا — حدیثوں میں حضرت مصطفیٰ سے آیا ہے

گرچہ پیراں را دریں دورِ لئام — در دو موضع پیش میدارند عام
اگرچہ بڑوں کو کمینوں کے اس دور میں — عوام دو موقعوں پر آگے رکھتے ہیں

یا دراں لُوتے کہ اُو سوزاں بُود — یا براں پُل کز خلَل ویراں بُود
یا تو اس کھانے میں جو جلتا ہوا ہو — یا۔ اس پل پر جو خلل سے ویران ہو

خدمتِ شیخِ بزرگے قائدے — عام نارد بے قرینہ فاسدے
کسی راہنما. بزرگ شیخ کی خدمت — عوام کسی فاسد غرض کے بغیر نہیں کرتے ہیں

خیرِ شاں اینست چہ بُود شرِّ شاں — قبحِ شاں را بازداں از قرِّ شاں
ان کی بھلائی یہ ہے کہ ان کی برائی کیسی ہوگی؟ — ان کی برائی کو ان کی بھلائی سے پہچان لے

۱ چارُم۔ حضرت مسیح کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے' حدیث سے ان کا دوسرے آسمان پر ہونا ثابت ہے سورج کا چوتھے آسمان میں ہونا بھی محض ایک تخمینہ ہے۔ خُود بظاہر آسمانی چیزیں زمین کی چیزوں سے بڑھیا ہیں۔ فن۔ حال

۲ حکایت۔ عیسائی نے یہ کہہ کر کہ سب جانتے ہیں کہ آسمان کی چیزیں زمین کی چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اپنی خواب کو اعلیٰ اور اپنے آپ کو حلوے کا مستحق قرار دیا اس حکایت میں اونٹ کی بھی اسی قسم کی تقریر ہے۔ قچ۔ دُنبہ۔ بندگیاہ۔ گھاس کا مٹھا۔ رَوِش۔ رَفتار۔ بخش کردَن۔ تقسیم کرنا۔ یک۔ دُنبہَ نے کہا کہ جس کی عمر زیادہ ہو وہ یہ گھاس کھالے۔

۳ کہ اکابرَ۔ حدیث شریف ہے کَبِّـرِ الکُبْـر "بڑے کو بڑھا" گرچہ۔ لیکن اس زمانہ میں صرف دو جگہوں پر بڑوں کو آگے بڑھاتے ہیں ایک جبکہ کھانا بہت گرم ہو اور اس کے کھانے سے منہ جل جائے دوسرے ٹوٹے ہوئے پل پر جس سے گزرنا خطرناک ہو۔ خدمتے۔ اگر کوئی کسی بڑے کی خدمت کرتا ہے تو اس کی تہ میں اس کی کوئی فاسد غرض ہوتی ہے۔ خیر شاں۔ ان کمینوں کی بزرگوں کے ساتھ بھلائی کا تو یہ حال ہے اب برائی کا اندازہ خود کرلو۔

حکایت ۱ در بیانِ حالِ خود پرستاں و شرِّ ایشاں در لباسِ خیرات

خود پرستوں کی اور بھلائی کے پردے میں ان کی برائی کی حالت کے بیان میں حکایت

سُوئے جامع می شُد آں یک شہریار — خلق را می زد نقیب و چوبدار

ایک بادشاہ جامع مسجد کو جا رہا تھا — لوگوں کو نقیب اور چوبدار مار رہا تھا

آں یکے را سَر شکستے چوب زن — واں دگر را بر دریدے پیرہن

لاٹھی مارنے والا ایک کا سر توڑتا تھا — اور دوسرے کے کپڑے پھاڑتا تھا

درمیانہ بیدلے دہ چوب خورد — بے گناہے کہ بِرَو از راہ گَرد

درمیان میں ایک آزاد شخص نے دس بیدیں کھائیں — بغیر کسی خطا کے کہ جا راستہ سے ہٹ جا

خوں چکاں رُو کرد باشاہ و بگفت — ظلمِ ظاہر بیں چہ پُرسی از نہفت

خون ٹپکتے ہوئے نے، بادشاہ کا رخ کیا اور بولا — کھلا ہوا ظلم دیکھ لے، چھپا ہوا کیا یہ پوچھتا ہے؟

خیرِ تو ا نیست جامع میروی — تا چہ باشد شرّ و ضرّت اے غَوی

تیری نیکی تو یہ ہے کہ تو جامع مسجد جا رہا ہے — اے گمراہ! تیری بدی اور مضرت کیا ہو گی

یک ۲ سَلامے نشنَوَد پیر از خَسے — تا نہ پیچیدہ عاقبت از وَے بسے

شیخ کسی کمینہ سے ایک سلام بھی نہیں سنتا ہے — تاکہ نتیجہ میں وہ اس سے زیادہ نہ لپٹے

گُرگ دَریا بد وَلی را بہ بُوَد — زانکہ دریا بدوَلی را نفسِ بَد

ولی کو بھیڑیا پکڑلے یہ بہتر ہے — اس سے کہ ولی کو کوئی بد نفس ملے

زانکہ ۳ گُرگ ارچہ کہ بس اَستم گریست — لیکش آں فرہنگ وکید و مکر نیست

اس لئے کہ بھیڑیا اگرچہ بہت ستمگر ہے — لیکن اس میں وہ تدبیر اور مکر اور چالاکی نہیں ہے

ورنہ کے اندر فتادے اُو بدام — مکر اندر آدمی باشد تمام

ورنہ وہ جال میں کب پھنستا؟ — پورا مکر، آدمی میں ہوتا ہے

مکر زانِ اُوست کُو دارد دِرَم — بشنَوَد آواز و گوید ننگرم

مکر اس کا ہے جو پیسے رکھتا ہے — وہ آواز سنتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں دیکھتا ہوں

بازگشتن بحکایت شتر و گاؤ و قچ و ہر یکے از تاریخ عمرِ خود ظاہر کردن

اونٹ اور بیل اور دنبہ کی حکایت کی جانب واپسی اور ہر ایک کا اپنی عمر کی تاریخ ظاہر کرنا

گفت قچ با گاؤ و اشتر کاے رفاق — چوں چنیں اُفتاد مارا اتفاق

دنبہ نے بیل اور اونٹ سے کہا اے ساتھیو! — جبکہ ہمیں ایسا اتفاق ہوا ہے

---

۱ حکایت۔ اس سے یہ بتاتا ہے کہ اس بادشاہ کے نماز پڑھنے جانے میں تو یہ شر تھا اب شر کا اندازہ اس سے کرلیا جائے۔ نقیب۔ بادشاہ کا پیشرو محافظ۔ از راہ گرد۔ راستہ سے ہٹ جا۔ خوں چکاں۔ جس صاحب دل کو نقیب نے مار کر زخمی کیا تھا اس نے بادشاہ سے کا کہا کہ ظاہری ظلم تو دیکھ لے کہ بدن سے خون ٹپک رہا ہے دل کو جو مخفی صدمہ پہنچا ہے اس کا تو بیان ہی نہیں ہوسکتا۔ خیر تو۔ بادشاہ سے کہا کہ تیری خیر میں جب اس قدر شر ہیں تو شر کا اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔

۲ یک سلامی۔ پھر عوام کا جو بزرگوں کے ساتھ معاملہ ہے اس کا بیان شروع کیا ہے۔ تانہ پیچد۔ سلام سے چونکہ فاسد غرض ہوتی ہے پھر وہ شیخ سے پوری کرتا ہے اور شیخ پیچ وتاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ گرگ۔ بزرگوں کو بھیڑیئے سے وہ نقصان نہیں پہنچتا ہے جو بدنفس مریدوں سے پہنچتا ہے۔

۳ زانکہ۔ بھیڑیئے میں وہ مکر اور فریب نہیں ہوتا جو بدنفس مرید میں ہوتا ہے۔ ورنہ۔ بھیڑیئے میں اگر مکر ہوتا تو وہ جال میں نہ پھنسا کرتا۔ مکر۔ مالدار کا مکر دیکھو غریب سائل کی آواز پر مکاری سے بہرا اور اندھا بن جاتا ہے۔ گفت قچ۔ دنبہ نے کہا کہ ہر ایک اپنی عمر بتائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عمر میں کون بڑا ہے رفاق۔ رفیق کی جمع ہے سفر کا ساتھی

ہر یکے تاریخِ عُمر املا کنید | پیر تر اولیٰ ست باقی تن زنید
ہر ایک عمر کی تاریخ بیان کرے | زیادہ بوڑھا مستحق ہے، باقی چپ رہیں
گفت قچ مرج[1] امن اندر آں عہود | با قچ قربانِ اسمٰعیل بود
دنبہ نے کہا، میری چراگاہ ان دنوں | حضرت اسماعیل کی قربانی کے دنبہ کے ساتھ تھی
گاؤ گفتا بودہ ام من سا لخورد | جُفت آں گاوے کش آدم جُفت کرد
بیل نے کہا، میں پرانا ہوں | اس بیل کی جوڑی ہوں جس کی آدم نے جوڑی بنائی
جُفتِ آں گاوم کہ آدم جدِّ خلق | در زراعت بر زمیں میکر و فلق
میں اس بیل کی جوڑی ہوں کہ جس سے مخلوق کے دادا | کھیتی میں زمین جوتتے تھے
چوں[2] شنید از گاؤ وقچ اُشتر شگفت | سر فرود آورد واں را بر گرفت
جب اونٹ نے بیل اور دنبہ کی عجیب بات سنی | سر نیچے کیا اور اس کو اٹھا لیا
در ہوا بر داشت آں بندِ قصیل | اشتر بختی سبک بے قال و قیل
چارے کے اس مٹھے کو ہوا میں اٹھا لیا | بختی اونٹ نے، کسی تال کے بغیر
کہ مرا خود حاجتِ تاریخ نیست | کایں چنیں جسمے و عالی گردنیست
کہ مجھے خود تاریخ بتانے کی ضرورت نہیں ہے | کیونکہ ایسا جسم اور اونچی گردن ہے
خود ہمہ کس داندائے جانِ پدر | کہ نباشم از شما من خُرد تر
اے جانِ پدر! ہر شخص خود جانتا ہے | کہ میں تم سے چھوٹا نہ ہوں گا
داند[3] ایں راہر کہ زاصحاب نُہاست | کہ نہادِ من فزوں تر از شماست
اسکو ہر وہ شخص جانتا ہے جو عقلمندوں میں سے ہے | کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے
جُملگاں دانند کایں چرخِ بُلند | ہست صد چندانکہ ایں خاکِ نژند
سب جانتے ہیں کہ یہ بلند آسمان | بہ نسبت اس پست زمین کے سیکڑوں گنا ہے
کو کُشادِ قلعہائے آسماں | کو نہاد بُقعہائے خاکداں
آسمانوں کے قلعوں کی وسعت کجا | زمین کے ٹکڑوں کا وجود کہاں؟
کو عجائبہائے بامِ آسماں | کو غرائبہائے گنجِ خاکداں
آسمان کے بالاخانہ کے عجائب کجا | زمین کے خزانہ کے عجائب کجا؟

جواب گفتنِ مسلمان آنچہ دید بترسا وجہود و حسرت خوردنِ ایشاں

عیسائی اور نصرانی کو مسلمان کا جواب دینا جو اس نے دیکھا اور ان کا حسرت کرنا

---

[1] مرج۔ میں اس دنبہ کے ساتھ چرا ہوں جو حضرت اسماعیل کی بجائے قربان ہوا تھا یعنی میں حضرت ابراہیم کے زمانے کا ہوں۔ گاؤ۔ بیل نے کہا میں اس جوڑی کا بیل ہوں جس سے حضرت آدم نے کھیتی کی تھی لہٰذا میری عمر دنبہ سے زیادہ ہے۔

[2] چوں شنید۔ اونٹ نے جب دنبہ اور بیل کی یہ عجب باتیں سنیں تو نیچے کو منہ کر کے وہ گھاس منہ میں لے کر سر بلند کر دیا۔ کہ مرا۔ اونٹ نے کہا مجھے اپنی تاریخ پیدائش بتانے کی ضرورت نہیں ہے میرا جسم اور میری گردن خود بتا رہی ہے۔ خود ہمہ کس۔ میرے جسم اور گردن سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میں تم دونوں سے کم عمر نہیں ہوں۔

[3] داند۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے۔ جُملگاں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ آسمان بلندی کی وجہ سے پست زمین سے بڑھا ہوا ہے اور آسمان میں زمین سے زیادہ عجائب ہیں لہٰذا میرا خواب یقیناً یہودی کے خواب سے بڑھا ہوا ہے۔

پس مسلماں گفت کاے یارانِ مَن ۔ پیشم آمد مُصطفےٰ سُلطانِ مَن
پھر مسلمان نے کہا کہ اے میرے دوستو! میرے شاہ مصطفیٰ میرے سامنے آئے

سیّدِ سادات و سلطانِ رُسُل ۔ مَفخرِ کونین و ہادیِ سُبُل
جو سرداروں کے سردار اور رسولوں کے شاہ ہیں دونوں جہان کے لئے باعث فخر اور راستوں کے لئے ہدایت کرنے والے

پَس مرا گفت آں یکے بر طور تاخت ۔ با کلیم اللہ نردِ عشق باخت
پس مجھ سے فرمایا وہ ایک تو طور پر جا پہنچا اور اس نے حضرت کلیم اللہ کے ساتھ عشق کی بازی کھیلی

واں دگر را عیسیِ صاحبقراں ۔ بُرد بَر اَوجِ چہارم آسماں
اور اس دوسرے کو صاحبقراں عیسیٰ چوتھے آسمان کی بلندی پر لے گئے

خیز[1] اے پَس ماندہَ دیدہ ضَرر ۔ بے توقّف زُود حَلوا را بخور
اے پچھڑے ہوئے، نقصان اٹھائے ہوئے اٹھ بے تامل جلد حلوا کھا لے

آں ہنر مندانِ پُر فن راندند ۔ نامہ اقبال و مَنصب خواندند
وہ ہنر مند صاحب تدبیر روانہ ہو گئے انہوں نے اقبال منصب کا نامہ پڑھ لیا

آں دو فاضل فضلِ خود دریافتند ۔ با ملائک[2] از ہُنر دربافتند
ان دو فضیلت والوں نے اپنی فضیلت حاصل کر لی ہنر کی وجہ سے فرشتوں سے منسلک ہو گئے

اے سلیمِ گول واپس ماندہ ہیں ۔ برجہ و بر کاسہ حلوا نشیں
اے بھولے، کم فہم پچھڑے ہوئے، ہاں اٹھ اور حلوے کے پیالہ پر بیٹھ جا

مَن بفرمانِ چناں شاہِ جہاں ۔ خوردم آں دَم کاسہ حلوا و ناں
میں نے ایسے شاہجہان کے حکم پر فوراً حلوے کا پیالہ اور روٹی کھالی

پس بگفتندش کہ آنگہ تو حریص ۔ اے عجب خوردی ز حلوائے خبیص
تو انہوں نے اس سے کہا کہ اس وقت اے لالچی! تعجب ہے تو نے چھوارے کا حلوا کھا لیا

گفت چوں فرمود آں شاہِ مُطاع[3] ۔ مَن کہ باشم تا کُنم زاں اِمتناع
اس نے کہا کہ اس واجب الا طاعت شاہ نے فرمایا میں کون ہوتا ہوں کہ اس سے رکوں؟

تو جہود از امرِ موسیٰ سَر کشی ۔ گر بخواند در خوشی یانا خوشی
تو یہودی (حضرت) موسیٰ کے حکم سے سرکشی کر سکتا ہے خواہ خوشی یا رنج میں بلائیں

تو مسیحی ہیچ از امرِ مسیح ۔ سَر توانی تافت از خیر و قبیح
تو عیسائی ہے (حضرت) مسیح کے حکم سے کبھی بھلائی اور برائی میں سرتابی کر سکتا ہے؟

---

[1] خیز۔ آنحضورؐ نے جواب میں کہا کہ تیرے ساتھیوں کو بہت عروج حاصل ہوا تو تو ٹوٹے میں رہا اس ٹوٹے کو حلوا کھا کر پورا کر لے۔ راندند۔ یعنی طور اور آسمان پر پہنچے۔ دو فاضل۔ یعنی یہودی اور عیسائی۔

[2] باملائک۔ انہوں نے خواب میں فرشتوں سے ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ سلیم۔ بھولا۔ گول۔ بیوقوف۔ من بفرماں۔ مومن نے کہا میں نے آنحضورؐ کے حکم سے حلوا اور روٹی کھالی۔ خبیص۔ چھواروں کا حلوا۔

[3] مُطاع۔ جس کی تابعداری کی جائے۔ امتناع۔ رکنا۔ تو جہود۔ تو یہودی ہے تو خود بتا کہ اگر حضرت موسیٰ تجھے کوئی حکم دیں خواہ وہ تجھے گوارا ہو یا ناگوار تو سرکشی کر سکتا ہے؟ تو مسیحی۔ عیسائی کو بھی یہی کہا۔

مَن ۱ ز فخرِ انبیاء چوں سَر کشم
میں انبیاء کے فخر سے کیسے سرکشی کروں؟

خوردہ اَم حلوا و ایں دم سَر خوشم
میں نے حلوا کھا لیا اور میں اس وقت خوش ہوں

پَس بگفتندش کہ واللہ خوب راست
تو انہوں نے اس سے کہا کہ واللہ سچا خواب

تو بدیدی وِیں بہ از صد خوابِ ماست
تو نے دیکھا اور وہ ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے

خوابِ تو بیداری ست اے بُو نظر
اے صاحب نظر! تیرا خواب بیداری ہے

کہ بہ بیداری عیانستش اثر
کیونکہ بیداری میں اس کا اثر نمایاں ہے

خوابِ تو بیدار ایست اے خوش نہاد
اے خوش سرشت! تیرا خواب، بیداری ہے

کہ تو در خوابت رسیدی با مُراد
کیونکہ تو اپنے خواب میں مراد کو پہنچ گیا

خوابِ تو بیداریست اے نیک خُو
اے نیک خصلت! تیرا خواب بیداری ہے

کہ ازاں خوابت رَسد امرِ کُلُوا
کیونکہ اس خواب میں تجھے، تم کھا لو کا حکم آیا

خوابِ تو بیداریست اے نیک مَرد
اے نیک مرد! تیرا خواب بیداری ہے

کہ ازاں خوابِ تو رُوئے ماست زرد
کیونکہ تیرے اس خواب کی وجہ سے ہم زرد رو ہیں

خوابِ ۲ تو بیداریست اے سیر جاں
اے پیٹ بھری روح! تیرا خواب بیداری ہے

کہ ہُماں را ظاہراً دیدی عیاں
کہ اس کو تو نے ظاہر میں عیاں دیکھ لیا

خوابِ تو مانند خوابِ انبیاست
تیرا خواب انبیاء کے خواب کی طرح ہے

کہ شُد ایں خوابِ تو بے تعبیر راست
کہ یہ تیرا، بغیر تعبیر کے سچا ہو گیا

در گزر از فضل واز جلدی فن
بڑائی اور بہادری اور ہنر سے باز آ

کار خدمت دارد و خُلقِ حَسَن
خدمت اور اچھا اخلاق، کام آتا ہے

بہرِ ایں آوردما یزداں بروں
اسی کے لئے خدا ہمیں باہر لایا ہے

مَا خَلَقْتُ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن
میں نے انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں

سامری ۳ را آں ہُنر چہ سُود کرد
سامری کو اس ہنر نے کیا فائدہ دیا؟

کاں فنّ از بابُ اللّٰہش مَردود کرد
کہ اس ہنر نے اس کو خدا کے در سے مردود بنا دیا

چہ کشید از کیمیا قاروں ببیں
قارون نے کیمیا سے کیا حاصل کیا؟

کہ فرو بُردش بقعرِ خود زمیں
کہ زمین اس کو اپنے گڑھے میں لے گئی

بُوالحکم آخر چہ بربست از ہُنَر
ابوجہل نے ہنر سے کیا جمع کیا؟

سَر نگوں رَفت اُوز کفراں در سقَر
وہ کفر کی وجہ سے جہنم میں اوندھا گیا

---

۱ مَن۔ تو پھر میں مسلمان ہو کر آنحضورؐ کے حکم کو کیسے نہ مانتا؟ پس۔ تب دونوں نے کہا کہ تیرا ہی خواب سچا ہے اور ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے۔ بُونظر۔ صاحب نظر۔ اثر۔ یعنی تو نے حلوا کھا لیا۔ با مراد۔ یعنی تجھے حلوال گیا۔ کُلُوا۔ تجھے آنحضور نے حکم دیا کہ کھا لو روئے ماست زرد۔ ہم شرمندہ ہیں۔ سیر جاں۔ تیری روح پیٹ بھری ہے۔ کہ ہماں۔ اس خواب کو ظاہر میں دیکھ لیا یعنی حلوا کھا لیا۔

۲ خوابِ تو۔ انبیاء بسا اوقات جو خواب میں دیکھتے ہیں وہ بعینہ سامنے آ جاتا ہے۔ در گذر۔ اب مولانا پھر نصیحت فرماتے ہیں کہ انسان کو بڑائی اور بہادری اور ہنر کا مدعی نہ ہونا چاہیے انسان کے کام آنے والی چیز خدمت یعنی عبادت اور طاعت اور اچھے اخلاق ہیں۔ بہرِ ایں۔ خدا نے ہمیں اسی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس آیت میں یہی فرمایا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ۔ پوری آیت یہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن۔

۳ سامری۔ سامری نے ہنر مندی دکھائی اور گئوسالہ بنایا اس سے وہ مردود بنا۔ قارون۔ فن کیمیا گری اور خزانے نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا۔ بُوالحکم۔ یہ ابوجہل کی پہلی کنیت ہے۔ سقر۔ جہنم

خود ہنر آں داں کہ دید آتش عیان
نے گپ دَلَّ عَلَی النَّارِ الدُّخَان
خود ہنر اس کو سمجھ کہ آگ کو عیاں دیکھا
نہ ہی دعوٰی کہ آگ نے دھویں پر دلالت کی

اے دلیلت گندہ تر پیشِ لبیب
در حقیقت از دلیلِ آں طبیب
اے شخص! تیری دلیل عقلمند کے سامنے بہت گندی ہے
حقیقت میں اس طبیب کی دلیل سے

چوں دلیلت نیست جز ایں اے پسر
گوہ می خور در کمیزے می نگر
اے بیٹا! جب تیرے پاس اس کے سوا دلیل نہیں ہے
گوہ کھاتا رہ، پیشاب کو دیکھتا رہ

اے ۲ دلیلِ تو مثالِ آں عصا
در کفت دَلَّ عَلےٰ عَیبُ العَمیٰ
اے شخص! تیری دلیل اس لاٹھی کی طرح ہے
جو تیرے ہاتھ میں ہے جس نے اندھے پن کے عیب پر دلالت کی

اے دلیلِ ماچو فکر ما ذلیل
پیشیِ ما پیشِ دانایاں قلیل
اے شخص! ہماری دلیل ہمارے فکر کی طرح ذلیل ہے
عقلمند کے سامنے ہماری حاضری بہت تھوڑی ہے

غلغل و طاق و طرم و گیر و دار
کہ نمی بینم مرا معذور دار
غلغلہ اور دھوم دھام اور پکڑ دھکڑ
کہ میں نہیں دیکھتا ہوں مجھے معذور سمجھ

مُنادی کردنِ سید مَلکِ ترمذ کہ کسے باشد بسمر قند رَود بسہ روز
ترمذ کے بادشاہ سردار کا منادی کرانا کہ کون ہو گا جو تین دن میں فلاں ضروری کام کے لئے
بفلاں مہم، خلعت و مال بدہم و شنیدنِ دلقک دردہ و آمدن
سمرقند جائے ہم خلعت اور مال دیں اور مسخرے کا گاؤں میں سننا اور قاصد
بالاغِ نزدِ آں سیّد مَلکِ کہ مَن بارے نتوانم
بن کر سید بادشاہ کے پاس آنا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا

سیّدِ ۳ ترمذ کہ آنجا شاہ بُود
مسخرہ اُو دلقکِ دلخواہ بُود
ترمذ کا سردار جو وہاں بادشاہ تھا
اس کا مسخرہ ایک دلچسپ دلقک تھا

داشت کارے در سمرقند اُو مہم
جُست الاغے تاشود اُو مستتم
وہ (بادشاہ) ایک ضروری کام سمرقند میں رکھتا تھا
اس نے ایک قاصد تلاش کیا جو تکمیل کرنے والا ہو

زد مُنادی کانکہ اُو در پنج روز
آردم زانجا خبر بدہم کنوز
اس نے اعلان کرایا جو پانچ دن میں
وہاں سے خبر لے آئے، میں اس کو خزانے دوں گا

بخشم اُور زرّو گنج بے شمار
تا شود میرو عزیز اندر دیار
میں اس کو سونا اور بے شمار خزانہ دوں گا
یہاں تک کہ وہ ملک میں سردار اور عزت والا بن جائے

---

۱ خود۔ یعنی ہنر معارف یقینیہ اور علوم وہبیہ ہیں ذکر علوم عقلیہ ہیں۔ لبیب۔ یعنی عارف۔ در حقیقت۔ عارف عقلی دلائل کو اس دلیل سے بھی گندہ سمجھتا ہے جو طبیب کی ہوتی ہے یعنی قارورہ جس کو دیکھ کر طبیب مرض پر استدلال کرتا ہے۔ چوں دلیلت۔ اگر تیرے پاس عقلی علوم کے سوا کچھ نہیں ہے گوہ کھاتا پھر اور پیشاب دیکھتا رہ۔ کمیز۔ بوزن گریز جانوروں کا پیشاب۔

۲ اے۔ عقلی دلائل اندھے کی لاٹھی ہے جو اس کے اندھے پن کی دلیل ہے۔ دلیل۔ عقلی دلائل اور اس کے مدعی دونوں عارفوں کے نزدیک ذلیل اور حقیر ہیں۔ غلغل۔ دلائل عقلیہ کی شان و شوکت تو بہت ہے لیکن مدعی بالکل حقیر ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی اندھا اپنے اندھے پن کے ثبوت کے لئے غل غپاڑہ مچائے۔ منادی کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ مسخرے نے معمولی سی بات کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ دلقک۔ ایک مسخرے کا نام ہے مطلقاً مسخرہ۔

۳ سید ترمذ۔ ترمذ کے بادشاہ کو یہ ضرورت تھی کہ کوئی سمرقند جا کر وہاں کے احوال معلوم کر کے آئے۔ اس مقصد کے لئے اس نے منادی کرائی تو مسخرہ ایک گاؤں سے بدحال ہو کر بھاگا آیا اور صرف یہ کہنے آیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس مہم کو سر کر سکوں۔

دلقک اندر دہ بُد وآں راشنید — برنشست ۱؎ و تابہ ترمذ می دوید

مسخرہ گاؤں میں تھا اور اس نے وہ سنا — سوار ہوا اور ترمذ تک دوڑنے لگا

مَرکبِ دو اندراں رہ شد سَقط — از دوانیدن فرس رازاں نَمط

اس راستہ میں دو گھوڑے ہلاک ہو گئے — اس طور پر گھوڑا دوڑانے سے

پس بدیواں دَر دوید از گردِ راہ — وقتِ ناہنگام رہ جُست اُو بشاہ

پھر وہ راستہ کے گرد وغبار سے کچہری میں دوڑا گیا — اس نے نامناسب وقت بادشاہ کی جانب راستہ ڈھونڈا

فُجفجے در جُملۂ دیواں فتاد — شورشے دَر وہمِ آں سُلطاں فتاد

کچہری میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں — بادشاہ کے خیال میں پریشانی واقع ہوئی

خاص وعامِ شہر را دل شُد زدست — تاچہ تشویش وبَلا حادث شُدست

شہر کے عوام اور خواص کا دل بے قابو ہو گیا — کہ کیا پریشانی اور مصیبت پیدا ہوئی ہے؟

یا عدُوّے قاہرے در قصدِ ماست — یا بلائے مُہلکے از غیب خاست

یا کوئی سخت دشمن ہمارے قصد میں ہے — یا کوئی مہلک مصیبت غیب سے اٹھی ہے

کہ زدہ دلقک بسیرانِ درشت — چند اسپِ قیمتی دَر راہ کُشت

کہ مسخرہ نے سخت رفتار میں — چند قیمتی گھوڑے مار ڈالے

جمع ۲؎ گشتہ بر سَرایِ شاہ خلق — تاچرا آمد چنیں اِشتاب دلق

لوگ بادشاہ کے محل پر جمع ہو گئے — کہ مسخرہ اس قدر تیزی سے کیوں آیا ہے؟

از شتابِ اُو وجِدّ و اجتہاد — غلغل و تشویش در ترمذ فتاد

اس کی جلدی اور کوشش اور محنت سے — ترمذ میں شور اور پریشانی واقع ہو گئی

آں یکے دودست برزانو زناں — واں دگر از وہم واویلے کُناں

کوئی دونوں ہاتھ ران پر مار رہا تھا — اور دوسرا وہم سے واویلا کر رہا تھا

از نفیر و فتنہ و خوف و نکال — ہر دلے رفتہ بصد گونہ خیال

فریاد اور فتنہ اور خوف اور عذاب سے — ہر دل سو خیالوں کی طرف جا رہا تھا

ہر ۳؎ کسے فالے ہمی زد از قیاس — تاچہ آتش اُو فتاد اندر پلاس

ہر شخص قیاس سے ایک فال نکال رہا تھا — کہ ٹاٹ میں کونسی آگ لگی ہے

راہ جُست و راہ دادش شاہ زُود — چوں زمیں بوسید گفتش ہے چہ بُود

اس نے راستہ چاہا اور بادشاہ نے اس کو فوراً راستہ دیدیا — جب اس نے زمین بوسی کی بادشاہ نے اس سے کہا ہیں کیا ہوا؟

۱؎ برنشست۔ یعنی سواری پر۔ مرکبِ دو۔ اس بھاگ دوڑ میں اس نے دو گھوڑے ہلاک کر دیئے۔ پس۔ راستہ کی گرد بھی صاف نہ کی اور سیدھا بادشاہ کی کچہری میں پہنچ گیا۔ فُجفجے۔ کانا پھوسی یعنی دلقک کے گھبرائے ہوئے آنے سے اور اس طریقہ سے بادشاہ کے پاس پہنچنے سے کچہری کے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور بادشاہ بھی کچھ گھبرا گیا۔ خاص وعام۔ ہر شخص کو یہ خیال ہوا کہ دلقک کوئی خوفناک خبر لایا ہے۔ کہ زدہ۔ کوئی خوفناک بات ہے تب ہی دلقک نے اس قدر تیزی سے سفر کیا کہ دو گھوڑے راستہ میں مر گئے۔

۲؎ جمع گشتہ۔ ان افواہوں سے کچہری پر مجمع ہو گیا۔ دلق۔ دلقک کا مخفف ہے۔ از شتاب۔ دلقک کی عجلت اور کوشش سے پورا شہر تشویش میں مبتلا ہو گیا سب نے یہ سمجھا کہ کسی بڑی مصیبت کی خبر لایا ہے۔ آں یکے۔ تمام لوگوں کی پریشانی کا یہ حال تھا کہ کوئی رانیں پیٹتا کوئی واویلا کرتا۔ از نفیر۔ ہر شخص فتنہ وفساد کے خیال سے طرح طرح کے خیال میں مبتلا تھا۔

۳؎ ہر کسے۔ ہر شخص اٹکل لگا رہا تھا کہ نہ معلوم کونسی آگ ٹاٹ میں لگی ہوگی یعنی کونسا عظیم حادثہ پیش آیا ہوگا۔ راہ جُست۔ دلقک نے پھٹے حال دربار میں حاضری چاہی اور بادشاہ نے فوراً اس کو باریابی کی اجازت دی دلقک دربار میں زمین بوس ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا کیا حال ہے۔

هر۱ کہ می پُرسید حالے زاں تُرش — دست بر لَب می نہاد اُو کہ خَمُش
اس بدحالی سے جو کوئی حالت دریافت کرتا — وہ ہونٹ پر ہاتھ رکھتا تھا کہ چپ

وہم می افزود زیں فرہنگِ اُو — جُملہ در تشویش گشتہ دنگِ اُو
اس کی اس عقلمندی سے اور وہم بڑھتا تھا — سب اس کے سبب پریشانی میں دنگ ہو رہے تھے

کرد اِشارت دلق کاے شاہِ کرم — یک دَمے بگذار تامَن دَم زنم
مسخرے نے اشارہ کیا کہ اے شاہ کرم! — تھوڑی دیر تھمیئے تاکہ میں سانس لے لوں

تاکہ باز آید بمَن عقلم دمے — کہ فتادم در عجائب عالمے
تاکہ میری عقل ذرا ٹھکانے آ جائے — کیونکہ میں عجیب عالم میں گرفتار ہوں

بعد۲ یک ساعت کہ شاہ از وہم وظن — تلخ گشتش ہم گلوو ہم دہَن
تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ وہم اور گمان سے — اس کا گلا بھی اور منہ بھی کڑوا ہو گیا

کُوندیدہ بُود دلقک را چنیں — کہ اَز و خوشتر نبُودش ہمنشیں
کیونکہ اس نے مسخرہ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا — کیونکہ اس سے زیادہ خوش مزاج اس کا کوئی ہمنشیں نہ تھا

دائماً داستان ولاغ افراشتے — شاہ را اُوشاد و خنداں داشتے
وہ ہمیشہ داستان اور مذاق ابھارتا تھا — وہ بادشاہ کو خوش اور ہنساتا رکھتا تھا

آنچناں خنداںش کردے در نشست — کہ گرفتے شہ شِکم را با دو دَست
وہ اس کو مجلس میں اس قدر ہنساتا تھا — کہ بادشاہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھام لیتا تھا

کہ ز زورِ خندہ خَوی کردے تنش — رُو در افتادی زخندہ کردنش
ہنسی کی زیادتی سے اس کے جسم کو پسینہ آ جاتا تھا — اپنے ہنسنے سے اوندھا گر جاتا تھا

باز۳ امروز ایں چنیں زرد و تُرش — دَست بر لَب میزند کاے شہ خَمُش
پھر آج اس طرح سے زرد اور ترش — ہونٹ پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے بادشاہ چپ

وَہم دَر وَہم و خیال اندر خیال — شاہ راتا خود چہ آید از نَکال
وہم در وہم اور خیال در خیال — بادشاہ کو کہ دیکھیے کیا وبال آتا ہے؟

کہ دلے شہ باغَم و پرہیز بُود — زانکہ خرم شاہ بَس خونریز بُود
کیونکہ بادشاہ کا دل رنجیدہ اور پر حذر تھا — کیونکہ خرم شاہ بہت خونریز تھا

---

۱ ہر کہ۔ بادشاہ یا کوئی وزیر جب بھی دلقک سے حالت پوچھتا تو وہ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کرتا۔ وَہم۔ اس کی اس حرکت سے اور زیادہ پریشانی بڑھ گئی۔ کرد۔ دلقک نے بادشاہ سے اشارے سے کہا کہ مجھے سانس لے لینے دیجئے۔ تا کہ۔ میں ذرا اپنے حواس درست کر لوں اس وقت میری عجیب حالت ہے پھر کچھ بتاؤں گا۔

۲ بعد یک ساعت۔ بادشاہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور انتظار میں اس کو سخت ناگواری ہوئی۔ کوندیدہ۔ دلقک بہترین خوش طبع ہم نشیں تھا اس کی کبھی پریشان کن حالت نہ ہوئی تھی۔ دائما۔ دلقک ہمیشہ داستان گوئی اور مذاق سے بادشاہ کو خوش رکھتا تھا۔ آنچناں۔ وہ بادشاہ کو اس قدر ہنساتا تھا کہ بادشاہ ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے پیٹ پکڑ لیتا۔ کو۔ وہ بادشاہ کو اس قدر ہنسا دیتا کہ بادشاہ کو پسینے چھوٹ جاتے تھے اور اوندھا گر جایا کرتا تھا۔

۳ باز۔ پھر آج اس کی یہ حالت کہ بدحال ہے اور بادشاہ کو بھی چپ رہنے کے اشارے کر رہا ہے۔ وَہم۔ اس سے بادشاہ کو طرح طرح کے خیال آ رہے تھے اور بادشاہ سوچنے لگا کہ نہ معلوم کیا مصیبت ٹوٹنے والی ہے۔ کہ دلے۔ بادشاہ کو خوارزم شاہ' شاہ سمرقند سے بہت ڈر لگ رہا تھا اس نے دلقک کی حالت سے یہ سمجھا کہ دلقک کے علم میں اس کے حملہ کی خبر آئی ہو گی۔ خُرمَ شاہ۔ خوارزم شاہ کا مخفف ہے۔

جائے ۱ تختِ اُو سمرقندِ گزیں — بُد وزیرِ داہے او را ہمنشیں
اس کا پایہ تخت منتخب سمرقند تھا — ایک چالاک وزیر اس کا ہم نشیں تھا

بَس شہانِ آں طرف را کُشتہ بُود — یا بحیلت یا بسَطوت آں عنُود
اس جانب کے سب بادشاہوں کو قتل کر چکا تھا — وہ سرکش ' یا حیلہ سے یا حملہ سے

ایں شہِ ترمذ از و در وہم بُود — وز فنِ دلقک خود آں وہمش فزود
یہ شاہ ترمذ اس سے وہم میں تھا — اور مسخرے کی چال سے اس کا وہم بڑھ رہا تھا

گفت زوتر باز گوتا حال چیست — ایں چنیں آشوب و شورِ توز کیست
اس نے کہا جلد بتا کیا حال ہے؟ — تیری اس قدر پریشانی اور شور کس کی وجہ سے ہے؟

گفت مَن در دہ شنیدم آنکہ شاہ — زد منادی بر سَرِ ہر شاہ راہ
اس نے کہا میں نے گاؤں میں یہ سنا کہ بادشاہ نے — ہم بڑی سڑک کے سرے پر منادی کرائی ہے

کہ ۲ کسے خواہم کہ تازد در سہ روز — تا سمرقند و دہم اورا کنوز
کہ میں ایسا آدمی چاہتا ہوں جو تین دن میں دوڑ کر جائے — سمرقند تک اور میں اس کو خزانے بخشوں گا

گنجہا بدہم وُرا اندر عوض — چوں شود حاصل ز پیغامش غرض
اس کو بدلے میں خزانے دوں گا — جب کہ اس کے پیغام سے مقصد حاصل ہو جائے گا

مَن شتا بیدم بَرِتو بہرآں — تا بگویم کہ ندارم آں تواں
میں اس لئے آپ کے پاس دوڑ کر آیا ہوں — تا کہ میں کہہ دوں کہ میں وہ قوت نہیں رکھتا ہوں

ایں چنیں چستی نیاید از چو مَن — تارِ ایں امید را بر من متن
مجھ جیسے سے ایسی چستی نہیں ہو سکتی ہے — امید کا تار مجھ پر نہ تنیئے

گفت ۳ شہ لعنت بریں زودیت باد — کہ دو صد تشویش در شہر او فتاد
بادشاہ نے کہا تیری اس جلدی پر لعنت ہو — کہ شہر میں دو سو تشویشیں پیدا ہو گئیں

از برائے ایں قدر اے خام ریش — آتش افگندی دریں مَرج و حشیش
محض اتنی سی بات کے لئے احمق! — تو نے اس چراگاہ اور گھاس میں آگ لگا دی

ہمچو ایں خامانِ باطبل و علم — کہ لما مائیم در فقر و عدم
ان خام کار جھنڈے اور ڈھول والوں کی طرح — کہ ہم فقر و فنا میں امام ہیں

۱ جائے۔ خوارزم شاہ کا پائے تخت سمرقند تھا اور اس کا وزیر بڑا چالاک اور ذہین تھا۔ بَس شہان۔ وہ بہت سے بادشاہوں کو تدبیر یا حملہ سے قتل کر چکا تھا۔ ایں شہ۔ ترمذ کے بادشاہ کو بھی اس کا ڈر لگا ہوا تھا اور دلقک کی اس حالت سے اس کا ڈر اور خوف اور بڑھ گیا تھا۔ گفت۔ بادشاہ نے دلقک سے کہا جلد بات بتا۔ گفت مَن۔ اس پر دلقک نے کہا کہ میں نے گاؤں میں آپ کی منادی سنی تھی۔

۲ کہ کسے۔ میں نے منادی میں سنا تھا کہ آپ کسی شخص کو سمرقند بھیج کر احوال معلوم کرانا چاہتے ہیں۔ گنجہا۔ اور آپ نے یہ اعلان کرایا کہ خبر لانے والے کو آپ بہت انعام دیں گے۔ مَن شتابیدم۔ میں دوڑ کر اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتا دوں کہ میں یہ مہم سر نہیں کر سکتا۔ ایں چنیں۔ ایسی چستی اور چالاکی کہ فوراً سمرقند جا کر میں احوال معلوم کر سکوں مجھ سے ممکن نہیں ہے آپ مجھ سے یہ امید وابستہ نہ کریں۔

۳ گفت۔ جب پہاڑ کھودنے پر چوہا برآمد ہوا تو بادشاہ نے کہا تیری اس جلد بازی پر لعنت ہو تو نے تمام شہر کو پریشان کر ڈالا۔ از برائے۔ اس معمولی پیغام کے لئے تو نے تمام انسانوں میں آگ لگا دی۔ ہمچو۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ان جھوٹے شیوخ کی یہی حالت ہے جو دلقک کی تھی کہ ایک معمولی بات کے لئے اس قدر طمطراق دکھاتے ہیں۔ ایں خاماں۔ یہ ناقص شیوخ بھی ڈھول پیٹتے ہیں کہ ہم فقر و فنا کے امام ہیں اور شیخی بگھار کر اپنے آپکو بایزیدؒ ثابت کرتے ہیں۔

لافِ شیخی در جہاں انداختہ　　خویشتن را بایزیدؒ ساختہ
دنیا میں شیخیت کی ڈینگیں مارتے ہیں　　اپنے آپ کو بایزیدؒ بنا رکھا ہے

ہم ازخود سالک شدہ واصل شُدہ　　محفلے واکر دہ در دعویٰ کدہ
خود ہی سالک اور واصل بن بیٹھا ہے　　دعوے خانہ، میں ایک محفل کھول رکھی ہے

خانۂ داماد پُر آشوب و شَر　　قوم دختر را نبودہ زیں خبر
داماد کا گھر شور سے پُر ہے　　سسرالی والوں کو اس کی خبر نہیں

ولولہ کہ کار نیمے راست شُد　　شرطہائے کاں زسُوئے ماست شُد
جوش ہے کہ آدھا کام بن گیا ہے　　جو شرطیں ہماری طرف سے ہیں وہ ہو گئیں

خانہا را رُوفتیم آراستیم　　زیں ہوس سَرمست وخوش برخاستیم
ہم نے گھروں میں جھاڑ دے لی، آراستہ کرلیا ہے　　ہم اس ہوس سے مست اور خوش اٹھے ہیں

زاں طرف آمد یکے پیغام نے　　آمد ایں سُو مُرغکے زاں بام نے
اس جانب سے ایک پیغام بھی نہیں آیا　　اس جانب سے اس جانب ایک چھوٹا سا پرندہ نہیں آیا

زیں ۲ رسالاتِ مزید اندر مزید　　یک جوابے از حوالے شاں رسید
ان مزید در مزید پیغاموں میں سے　　ایک جواب ان کی جانب سے پہنچا؟

نے، ولیکن یارِ ما زیں آگہ ست　　زانکہ از دل سُوئے دل لابد رست
نہیں، لیکن ہمارا دوست اس سے باخبر ہے　　کیونکہ لامحالہ دل سے دل کی جانب راہ ہے

پَس ازاں یارے کہ اُمید شماست　　از جوابِ نامہ رہ خالی چراست
پھر اس دوست کی جانب سے جو تمہاری امید گاہ ہے　　نامہ کے جواب سے راستہ کیوں خالی ہے؟

صد ۳ نشانست از سِرار و از جہار　　لیک بَس کُن پَردہ زیں دَر برمدار
باطن اور ظاہر سے سو علامتیں ہیں　　لیکن بس کر، اس در سے پردہ نہ ہٹا

باز رَو تا قصہ آں دلقِ گول　　کہ بلا بَر خویش آورد از فضول
اس احمق مسخرہ کے قصے کی جانب پھر چل　　کہ خواہ مخواہ، اپنے اوپر بلا لیا

پَس وزیرش گفت اے حق رُاستن　　بشنو از بندہ کمینہ یک سخن
پھر وزیر نے اس سے کہا اے حق کے ستون!　　کمینہ خادم سے ایک بات سن لیجئے

یہودے نے خواہ مخواہ اپنے اوپر بلا نازل کی بادشاہ نے اس کو جیل بھیجنے کا حکم دیدیا۔ پس۔ وزیر نے کہا کہ اس مسخرے کو یہاں کوئی کام تھا جس کی وجہ سے یہ بھاگا آیا ہے اب اس کی کام سے رائے بدل گئی تو اس نے یہ بہروپ بھرا ہے اس کا اصل مقصد یہ خبر دینا نہیں ہے۔

۱ ہم زِخود۔ یہ شیوخ بالکل بے پیرے ہیں خود بخود سالک بنے اور پھر خود بخود واصل بحق ہو گئے ہیں اور دعوے شروع کر دیئے ہیں۔ خانہ داماد۔ ان کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے کوئی اپنے گھر شادی کی کروفر دکھا رہا ہو اور لڑکی والوں کو اس کی کوئی خبر تک نہ ہو۔ ولولہ۔ اس شوہر کے گھر میں دھوم دھڑکا برپا ہے اور شادی کی تمام ضروریات مہیا کی جارہی ہیں۔ خانہا۔ اور کہہ رہا ہے کہ ہم نے شادی کی پوری تیاری کرلی ہے مکان پر چونہ قلعی بھی کرالیا ہے اور اس ہوس میں مست ہو رہا ہو۔ زاں طرف۔ حالانکہ لڑکی والوں کی جانب سے نہ کوئی پیغام ہے نہ سلام۔ مرغکے۔ کبوتر کو پیغامبر مانا جاتا ہے۔

۲ زیں رسالات۔ یہاں سے پیغام کے ڈھیر ہیں وہاں سے ایک بھی جواب نہیں۔ نے۔ اگر کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے بھی کوئی پیغام آیا تو کہتا ہے کہ نہیں وہاں سے کوئی جواب تو نہیں آیا لیکن انہیں سب کچھ معلوم ہے کیونکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے یہی حال مکار شیوخ کا ہے کہ ان کی جانب سے مقبول بارگاہ ہونے کے دعوے ہیں اور حضرت حق کی جانب سے مقبولیت کے کچھ بھی آثار نہیں ہیں۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اگر تعلق مع اللہ کے دعوے میں کچھ بھی صداقت ہے تو پھر ادھر سے جواب سے کیوں محروم ہو۔

۳ صد نشانست۔ خدا سے تعلق کے بہت سے باطنی آثار ہیں جن کو بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ باز رو۔ اس مسخرے کے قصے کی تکمیل کرو اس

دلقک از دہ بہرِ کارے آمدست　　رائے اُوگشت و پشیمانش شُدست
مسخرہ گاؤں سے کسی کام کے لئے آیا ہے　　اس کی رائے بدل گئی اور وہ اس سے پشیمان ہوا ہے

زاب[1] و روغن کُہنہ را نومی کُند　　اُو بہ مسخرگی بُروں شومی کُند
پانی اور تیل سے پرانے کو نیا کرتا ہے　　وہ مسخرے پن کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرتا ہے

غِمدرا بنمُو و پنہاں کرد تیغ　　باید افشُردن مر اُورا بیدریغ
اس نے نیام دکھائی اور تلوار چھپائی ہے　　اس کو بے دریغ کھینچنا چاہئے

اُو میاں بنمُود و پنہاں کرد کارد　　بیگماں اُورا ہمی باید فشارد
اس نے غلاف دکھلایا اور چھری چھپائی ہے　　بلاشبہ اس کو کستا چاہئے

پستہ رایا جوز راتا نشکنی　　نے نماید دل نہ بدہد رَوغنی
تو پستہ یا اخروٹ کو جب تک نہ توڑے　　وہ نہ مغز ظاہر کرتا ہے، نہ چکنائی دیتا ہے

مشنواِیں دفعِ وَے و فرہنگِ اُو　　در نگردر از تعاشِ و رنگِ اُو
اس کے ٹالنے اور تدبیر کو نہ سنیئے　　اس کے کانپنے اور رنگ کو دیکھئے

گفت[2] حق سِیمَاھُمْ فِیْ وُجُوھِھِمْ　　زانکہ غمّازست سِیمَا و مُنِم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کی نشانی ان کے چہرے میں ہے　　کیونکہ نشانی غماز اور چغلخور ہے

ایں معاین ہست ضدِّ آں خبر　　کہ بشر بسرشتہ آمد ایں بشر
یہ مشاہدہ اس خبر کے خلاف ہے　　کہ یہ بشر شر سے گوندھا ہوا ہے

گفت دلقک بافغان و باخروش　　صاحبا در خونِ ایں مسکیں مکوش
مسخرے نے فریاد اور خروش سے کہا　　اے صاحب! اس مسکین کے خون کی کوشش نہ کیجئے

بَس[3] بسے گمان و وہم آید در ضمیر　　کاں نباشد حق و صادق اے امیر
دل میں بہت سے وہم اور گمان آتے ہیں　　اے امیر! جو کہ صحیح اور سچے نہیں ہوتے ہیں

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ستاے وزیر　　نیست اِستم راست خاصَہ بر فقیر
اے وزیرا بعض گمان گناہ ہے　　ستم کرنا خصوصاً فقیر پر درست نہیں ہے

شہ نگیرد آنکہ می رنجانَدش　　ازچہ گیرد آنکہ می خندانَدش
شاہ اس کی بھی گرفت نہیں کرتا ہے جو اس کو ستائے　　جو اس کو ہنسائے اس کی کس وجہ سے گرفت کرے گا؟

گفتِ صاحب پیشِ شہ جاگیر شُد　　کاشفِ ایں مکر و ایں تزویر شُد
وزیر کی بات بادشاہ کے سامنے جم گئی　　اس مکر اور جھوٹ کو کھولنے والی ہو گئی

---

[1] زاب و روغن۔ یہ چالاکی کر رہا ہے اور اصل مقصد کو چھپا رہا ہے۔ غمد۔ تلوار کی نیام۔ افشردن۔ یعنی شکنجہ میں دبانا۔ اُو۔ یہ غلاف دکھا رہا ہے اور چھری چھپا رہا ہے یعنی آنے کا اصل مقصد ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ پستہ۔ پستہ اور اخروٹ میں سے اصل حقیقت تب ظاہر ہوتی ہے جب اس نے دبایا جائے اس کو جب شکنجہ میں دبایا جائے گا اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ مشنو۔ اس کی بات پر نہ جائیے اس کی ظاہری علامتوں پر نظر رکھیئے۔

[2] گفت۔ اللہ تعالیٰ نے بھی نیکی اور بدی کے ظاہری نشان کی جانب اشارہ فرماتا ہے۔ ایں معاین۔ ظاہری علامتیں اس کے قول کے برخلاف ہیں اور یہ بشر شر سے بنا ہوا ہے۔ گفت۔ دلقک نے جب وزیر کی گفتگو اپنے خلاف سنی تو وزیر سے بولا اے وزیر میرے خون کے درپے نہ ہو۔

[3] بس۔ میرے اوپر تیری یہ بدگمانی ہے جو گناہ ہے۔ نیست۔ ظلم خود برا ہے اور فقیر پر ظلم کرنا تو بہت ہی برا ہے۔ شہ نگیرد۔ شاہ مخالفوں پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے تو دوستوں پر کیسے کرے گا۔ صاحب وزیر۔ کاشف۔ بادشاہ وزیر کی گفتگو سے مسخرے کے مکر کو سمجھ گیا۔

گفت دلقک را سوئے۱ زنداں برید ‌ ‌ ‌ چاپلوس و زرقِ اورا کم خرید
اس نے کہا، مسخرے کو جیل خانہ کی جانب لے جاؤ ‌ ‌ ‌ اس کی چاپلوسی اور جھوٹ کو قبول نہ کرو

میزنیدش چوں دہلِ اشکم تہی ‌ ‌ ‌ تا دہل دار او دہد ماں آگہی
خالی پیٹ ڈھول کی طرح اس کو پیٹتے رہو ‌ ‌ ‌ تاکہ ڈھول کی طرح وہ ہمیں بات بتا دے

زانکہ ہم پُر ہم تہی باشد دہل ‌ ‌ ‌ بانگِ او آگہ کند ما راز کل
کیونکہ ڈھول بھرا ہوا بھی ہوتا ہے اور خالی بھی ‌ ‌ ‌ اس کی آواز ہمیں سب بات سے باخبر کر دیتی ہے

تا نگوید سِرّ خود راز اضطرار ‌ ‌ ‌ آنچنانکہ گیرد ایں دلہا قرار
تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنا راز ظاہر کر دے ‌ ‌ ‌ اس طور پر کہ دل مطمئن ہو جائیں

چوں طمانینست صدقِ با فروغ۲ ‌ ‌ ‌ دل نیا رامد بگفتارِ دروغ
چونکہ روشن سچائی باعث اطمینان ہے ‌ ‌ ‌ جھوٹی بات سے دل مطمئن نہیں ہوتا ہے

کذب چوں خس باشد و دل چوں دہاں ‌ ‌ ‌ خس نگردد درد ہاں ہرگز نہاں
جھوٹ تنکے کی طرح اور دل منہ کی طرح ‌ ‌ ‌ تنکا منہ میں کبھی نہیں چھپتا ہے

تا درد باشد زبانے میزند ‌ ‌ ‌ تا بدانش از دہاں بیروں کند
جب تک وہ اس میں ہوتا ہے زبان ہلاتا ہے ‌ ‌ ‌ حتی کہ عقلمندی سے اسے باہر نکال دیتا ہے

خاصہ کاندر چشم افتد خس زباد ‌ ‌ ‌ چشم افتد درنم و بند و گشاد
خصوصاً وہ تنکا جو ہوا سے آنکھ میں گر جائے ‌ ‌ ‌ آنکھ آنسو اور بند ہونے اور کھلنے میں پڑ جاتی ہے

ما پس ایں خس راز نیم اکنوں لکد ‌ ‌ ‌ تا دہان و چشم زیں خس وارہد
تو ہم بھی اب اس تنکے کے لاتیں ماریں گے ‌ ‌ ‌ تاکہ منہ اور آنکھ اس تنکے سے نجات پا جائے

گفت۳ دلقک کالے مَلِک آہستہ باش ‌ ‌ ‌ رُوئے حلم و مغفرت را کم خراش
دلقک نے کہا اے بادشاہ! توقف کر ‌ ‌ ‌ بردباری اور معاف کرنے کے چہرے کو زخمی نہ کر

تا بدیں حد چیست تعجیلِ نقم ‌ ‌ ‌ من نمی پرّم بدستِ تو درم
سزاؤں میں اتنی جلدی کیوں ہے؟ ‌ ‌ ‌ میں اڑ نہیں رہا ہوں تیرے ہاتھ میں ہوں

پس ادب کہ باشد از بہرِ خدا ‌ ‌ ‌ اندراں مستعجلی نبود روا
جو سزا خدا کے لئے ہوتی ہے ‌ ‌ ‌ اس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی

وانچہ باشد طبع و خشمِ عارضی ‌ ‌ ‌ می شتابد تا نگردد مرتضی
اور جو مزاج اور عارضی غصہ کی وجہ سے ہو ‌ ‌ ‌ اس میں جلدی کرتا ہے، تاکہ رضامندی نہ آجائے

۱ سُوی زنداں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مسخرے کو جیل خانہ بھیج دیا جائے۔ میزنیدش۔ ڈھول جب پٹتا ہے تو دوسروں کو خبر پہنچاتا ہے۔ زانکہ۔ ڈھول میں دونوں باتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس میں ہوا بھری ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اس میں اور کوئی دوسرا جسم نہیں ہے لہٰذا وہ بھرا ہوا بھی ہے اور خالی بھی ہے۔ تانگوید۔ جب یہ دلقک پٹے گا تو وہ سچی بات کہہ دے گا جس سے دل مطمئن ہو جائے گا۔ چوں۔ سچی بات سے دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

۲ فروغ۔ روشنی۔ دروغ جھوٹی بات دل کو مطمئن نہیں کرتی ہے۔ کذب۔ جھوٹ دل میں اس طرح کھٹکتا ہے جس طرح تنکا منہ میں۔ تا درد۔ تنکا جب تک منہ میں رہے گا، منہ زبان ادھر اُدھر گھماتا رہے گا۔ خاصہ اگر تنکا آنکھ میں گر جاتا ہے تو آنکھ میں پانی بھر جاتا ہے اور کھلتی اور بند ہوتی رہتی ہے۔ ما پس۔ ہم بھی اس دلقک، تنکے کو لاتے ماریں گے تاکہ منہ اور آنکھ سے وہ دور ہو جائے۔

۳ گفت۔ دلقک نے کہا اے شاہ سزا کے حکم میں جلدی نہ کیجئے آپ کے حلم اور مغفرت کے منافی ہے۔ تا بدیں۔ آپ کی جلدی کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے میں آپ کے قبضہ میں ہوں۔ پس ادب۔ جو شخص خدا کیلئے سزا دیتا ہے اس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی۔ وانچہ۔ جو سزا خدا کے لئے نہیں بلکہ اپنے ذات کی وجہ سے دیتا ہے اس میں وہ جلد بازی کرتا ہے تاکہ رضامندی مانع نہ آجائے۔

ترسد ١ ار آید رضا خشمش رود — انتقام و ذوقِ آں فائت شود

ڈرتا ہے اگر رضا آ گئی غصہ جاتا رہا ہے گا — بدلہ لینا اور اس کا مزا فوت ہو جائے گا

شہوتِ کاذب شتابد در طعام — خوفِ فوتِ ذوق ہست آں خود سقام

جھوٹی بھوک کھانے میں جلدی کرتی ہے — مزے کے جانے کا ڈر" وہ خود بیماری ہے

اشتہا صادق بود تاخیر بہ — تا گوارندہ شود آں بے گرہ

سچی بھوک ہو تو تاخیر بہتر ہے — تاکہ بغیر کراہت کے خوب ہضم ہو جائے

تو پئے دفعِ بلایم می زنی — تا بہ بینی رخنہ را بندش کنی

آپ مجھے مصیبت ٹالنے کے لئے مارتے ہیں — تاکہ آپ شگاف دیکھ لیں، اس کو بند کر دیں

تا ازاں رخنہ بروں ناید بلا — غیرِ آں رخنہ بسے دارد قضا

تاکہ اس شگاف سے مصیبت باہر نہ آئے — قضاء (خداوندی) اس کے علاوہ بہت سے شگاف رکھتی ہے

چارہ ٢ دفعِ بلا نبود ستم — چارہ احسان باشد و عفو و کرم

مصیبت کے ٹالنے کی تدبیر ظلم نہیں ہے — احسان اور معاف کرنا اور بخشنا، تدبیر ہے

گفت الصَّدَقَةُ تَرُدُّ لِلْبَلا — داوِ مَرْضَاکَ بِصَدَقَةٍ یافتی

فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو لوٹا دیتا ہے — اے نوجوان! صدقہ سے اپنے مریضوں کا علاج کر

صدقہ نبود سوختن درویش را — کور کردن چشمِ حلم اندیش را

درویش کو جلانا، صدقہ نہیں ہے — اور بردباری سوچنے والی آنکھ کو اندھا کرنا

گفت شہ نیکوست خیر و موقعش — لیک چوں خیرے کنی در موضعش

بادشاہ نے کہا بھلائی اور اس کا موقع بہتر چیز ہے — لیکن جبکہ تو بھلائی اس کے موقع پر کرے

موضعِ ٣ رُخ شہ نہی ویرانی ست — موضعِ شہ پیل ہم نادانی ست

تو رخ کی جگہ شاہ کو بٹھا دے تو تباہی ہے — شاہ کی جگہ، پیلہ بھی بے وقوفی ہے

در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست — شاہ را صدر و فرس را درگہ است

شریعت میں جزا بھی ہے اور سزا بھی — شاہ کی جگہ صدر اور گھوڑے کی جگہ دروازہ ہے

عدل چہ بود وضع اندر موضعش — ظلم چہ بود وضع در ناموقعش

عدل کیا ہوتا ہے؟ اس کا جگہ پر رکھنا — ظلم کیا ہے؟ اس کا بے جگہ رکھنا

٣ موضع رُخ۔ شطرنج کے مہروں میں اگر رخ کی بجائے شاہ کو بٹھا دیا جائے تو بازی ویران ہو جائے گی۔ در شریعت۔ شرع نے جزا اور سزا کا حکم دیا ہے اور دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں شاہ کے لئے صدر مجلس اور گھوڑے کے لئے دروازہ بہتر جگہ ہے۔ عدل۔ کسی چیز کو اس کے مقام پر رکھنا عدل ہے۔ ظلم۔ کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے۔

١ ترسد۔ اس شخص کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر رضا مندی آ جائے گی سزا اور اس کا مزا جاتا رہے گا۔ شہوت کاذب۔ جس کی جھوٹی بھوک ہوتی ہے وہ جلد کھانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں بھوک نہ جاتی رہے حالانکہ یہ جھوٹی بھوک خود ایک بیماری ہے۔ اشتہاء۔ اگر سچی بھوک ہے تو کھانے میں تاخیر بہتر ہوتی ہے تاکہ بھوک میں اور اضافہ ہو اور کھانا بغیر کسی ناگواری کے خوب ہضم ہو جائے۔ تو پے۔ آپ مجھے اس لئے مارنا چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ ہے کہ مجھے کوئی خوفناک بات معلوم ہوتی ہے اور وہ میں نہیں بتا رہا ہوں اگر بتا دوں گا تو آپ تدبیر کریں گے اور مصیبت آنے کے راستہ کو بند کر دیں گے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مصیبت کے آنے کا کوئی ایک راستہ نہیں ہوتا ہے اگر آپ ایک راستہ بند کریں گے اور وہ مصیبت مقدر ہے تو دوسرے راستہ سے آ جائے گی۔

٢ چارہ۔ مصیبت ٹالنے کی یہ ترکیب نہیں ہے کہ مجھے مار کر اس کے ٹالنے کی تدبیر کی جائے بلکہ اصل ترکیب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور عفو اور کرم کا معاملہ کیا جائے۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو دفع کرتا ہے تو اصل مرض کا علاج صدقہ ہے۔ صدقہ۔ صدقہ کی یہ کوئی صورت نہیں کہ آپ مجھ درویش کو پٹوائیں اور اپنی بردباری کی آنکھ کو بند کر لیں۔ گفت شہ۔ بادشاہ نے کہا کہ بھلائی اچھی چیز ہے لیکن جبکہ با موقع ہو، بے موقع بھلائی تباہی ہے۔

عدل چہ بُود آب ۱ دہ اشجار را ظلم چہ بُود آب دادن خار را
عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

نیست باطل ہرچہ یزداں آفرید از غضب وز حلم وز نصح ومکید
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا بے کار نہیں ہے غصہ اور بردباری اور خلوص اور مکر

خیرِ مطلق نیست زینہا ہیچ چیز شرِّ مطلق نیست زینہا ہیچ نیز
ان میں سے کوئی چیز، مطلقاً خیر نہیں ہے نیز ان میں کوئی چیز مطلقاً شر نہیں ہے

نفع وضرِّ ہر یکے از موضع ست علم زیں رُو واجب ست ونافع ست
ہر ایک کا نفع اور نقصان ایک مقام سے ہے اس اعتبار سے، علم ضروری اور مفید ہے

اے بسا زجرے کہ بر مسکیں رَود در ثواب از نان و حلوا بہ بُود
اے شخص! ایسا اوقات وہ جھڑکی جو مسکین پر ہو ثواب میں روٹی اور حلوے سے بہتر ہے

زانکہ حلوا گرمی و صفرا کُند سیلیش از خبث مُستقا کند
کیونکہ حلوا گرمی اور صفراء پیدا کرتا ہے طمانچہ اس کو خباثت سے صاف کر دیتا ہے

سیلئے ۲ در وقت بر مسکیں بزن کہ رہاند آنش از گردن زدن
مسکین کے ہر وقت طمانچہ مار تاکہ وہ اس کو قتل ہو جانے سے بچا لے

زخم در معنیٰ فتد بر خوئے بد چوب بر گرد اُوفتد نے بر نمد
چوٹ، حقیقتاً بری عادت پر پڑی ہے لکڑی، گرد پر پڑتی ہے، نہ کہ نمدے پر

بزم ۳ و زنداں ہست ہر بہرام را بزم مخلص را و زنداں خام را
ہر بادشاہ کی مجلس اور قید خانہ ہوتا ہے مجلس مخلص کے لئے اور قید خانہ ناقص کے لئے

شق باید ریش را مرہم کُنی چرک را در ریش مستحکم کُنی
زخم کو شگاف چاہیے تو مرہم لگائے میل کو زخم میں جما دے گا

تا خورد مر گوشت را در زیرِ آں نیم سُودے باشد و پنجہ زیاں
یہاں تک کہ وہ اس کے نیچے گوشت کو کھا جائے گا آدھا فائدہ ہو گا اور پچاس گنا نقصان

از تف آں اندروں ویراں شود مرگِ ناگہ درمیاں پنہاں شود
اس کی گرمی سے اندر کا حصہ خراب ہو جائے گا اچانک موت درمیان میں چھپ جائے گی

۱ آب۔ پانی درختوں کو دینا عدل ہے کانٹے کو پانی دینا ظلم ہے۔ نیست باطل۔ اگر ہر جگہ جزاء ضروری اور مناسب ہو تو پھر سزا کا پیدا کرنا عبث ہو جائے گا۔ خیر مطلق۔ کوئی چیز نہ مطلقاً خیر ہے نہ مطلقاً شر۔ خیر کا گر بے موقع استعمال کیا جائے تو شر ہے شر گویا موقع استعمال کیا جائے تو خیر ہے۔ نفع۔ نفع اور ضرر کا مقام جداگانہ ہے علم کی ضرورت اور نفع یہی ہے کہ انسان کو اس سے صحیح جگہ معلوم ہو جاتی ہے۔ مسکین۔ کسی فقیر کے طمانچہ مارنے میں بسا اوقات وہ ثواب حاصل ہوتا ہے جو اس کو روٹی اور حلوہ کھلانے سے نہیں ملتا ہے۔ زانکہ۔ حلوا تو اس میں گرمی اور صفرے کا اضافہ کر دے گا اس طمانچہ اس کی باطنی خباثت کو صاف کر دے گا۔

۲ سیلئے۔ اگر مسکین کوئی ایسی جرات کر رہا ہے جس سے اس کی گردن ماری جانے کا خیال ہے تو اس کے طمانچہ مار کر نہ کر دے۔ زخم۔ تو کسی مسکین کی بدعادت پر جب اس کے طمانچہ مارتا ہے تو مسکین کو نہیں مارتا ہے بلکہ اس کی بدعادت کو مارتا ہے، کمبل پر اگر گرد چڑھی ہوئی ہے تو لکڑی سے تو گرد کو مارتا ہے کمبل کو نہیں مارتا ہے۔

۳ بزم۔ بادشاہوں کے یہاں محفل نشاط بھی ہوتی ہے اور جیل خانہ بھی محفل، مخلص دوستوں کے لئے ہے اور جیل خانہ ناقصوں کے لئے ہے۔ شق باید۔ پھوڑا نشتر کو چاہتا ہے اگر تو اس پر مرہم رکھے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو پھوڑے میں پیپ اور میل کو جما رہا ہے۔ تا خورد۔ وہ پیپ اس کے گوشت کو اور گلا دیگی تو مرہم سے آدھا فائدہ اور پچاس گنا نقصان ہوگا۔ از تف۔ پھوڑے میں سوزش ہوگی اور اس کا اندرونی حصہ اور تباہ ہو جائے گا نتیجہ میں موت آجائے گی۔

گفت ۱ دلقک من نمی گویم گزار | لیک می گویم تحری پیش آر
دلقک نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ چھوڑ دیجئے | لیکن میں کہتا ہوں تحقیق کو پیش نظر رکھئے

ہیں رہِ صبر و تأنی در مبند | صبر کن اندیشہ می کن روز چند
ہاں صبر اور بردباری کا راستہ بند نہ کیجئے | صبر کیجئے، چند دن غور کر لیجئے

در تأنی بر یقینے بر زنی | گوشمالِ من بایقانے کنی
تامل کرنے پر آپ یقینی بات پر پہنچ جائیں گے | مجھے یقین کے ساتھ سزا دیں گے

در روش یَمْشِی مُکِبًّا خود چرا | چوں ہمی شاید شدن در استوا
رفتار میں یَمْشِی مُکِبًّا خود کیوں ہو؟ | جبکہ سیدھی حالت میں وہ ممکن ہو سکے

مشورت کن باگروہِ صالحاں | بر پیمبرؐ اَمرِ شَاوِرْھُمْ بداں
نیکوں کی جماعت سے مشورہ کر لیجئے | پیغمبرؐ کے لئے اَمر شَاوِرْھُمْ کا حکم سمجھ لیجئے

اَمْرُھُمْ شُوْرٰی برائے ایں بُوَد | کز تشاور سہو و کژ کمتر شوَد
اَمْرُھُمْ شُوْرٰی اسی کے لئے ہے | کہ باہمی مشورے کرنے سے بھول اور کجی نہیں ہوتی ہے

ایں خردہا چوں مصابیح انور ست | بیست مصباح از یکے روشن تر ست
یہ عقلیں چراغوں کی طرح روشن ہیں | بیس چراغ ایک چراغ سے زیادہ روشن ہیں

بوکہ مصباحے فتد اندر میاں | مشتعل گشتہ ز نورِ آسماں
ہو سکتا ہے کہ درمیان میں کوئی چراغ ایسا ہو | جو آسمان کے نور سے روشن ہوا ہو

غیرتِ حق پردۂ انگیختہ ست | سِفلی و عُلوی بہم آمیختہ ست
اللہ تعالیٰ کی غیرت نے پردہ ڈال دیا ہے | سفلی اور علوی کو باہم ملا دیا ہے

گفت ۳ سِیرُوا می طلب اندر جہاں | بخت و روزی را ہمی کن امتحاں
سِیرُوا فرمایا ہے دنیا میں طلب کر | نصیبہ اور رزق کو آزماتا رہ

در مجالس می طلب اندر عقول | آنچناں عقلے کہ بُود اندر رسولؐ
مجلسوں میں ڈھونڈتا رہ عقلوں میں سے | ایسی عقل جو رسولؐ کے اندر تھی

زانکہ میراث از رسولؐ آنست و بس | کو بہ بیند غیبہا از پیش و پس
کیونکہ رسولؐ کی میراث فقط وہی ہے | جو کہ آگے اور پیچھے سے چھپی باتوں کو دیکھ لے

۱ گفت دلقک۔ دلقک نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے چھوڑ دیجئے بلکہ مقصد یہ ہے کہ پوری تحقیق کر کے عمل کیجئے۔ ہیں۔ صبر اور بردباری کا دروازہ بند نہ کیجئے چند دن اس معاملہ پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچئے۔ در تأنی۔ تحمل کے نتیجہ میں معاملہ کا یقین حاصل ہو جاتا ہے پھر اگر سزا بھی دینا ہے تو جرم کے یقین پر دی جائے گی۔ در روش۔ جب سیدھا کھڑے ہو کر چلنا ممکن ہو تو اوندھے منہ لیٹ کر نہ چلنا چاہئے۔ سزا میں بھی صحیح طریقہ یہی ہے کہ جرم کا یقین حاصل کر لیا جائے۔ مشورت کن۔ پھر کسی رائے پر پہنچنے کے لئے نیکوں سے مشورہ بھی کر لینا چاہئے آنحضورؐ کو حکم تھا کہ وہ مشورہ کر لیا کریں۔

۲ امرہم شوریٰ۔ صحابہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کا معاملہ مشورہ سے طے ہوتا ہے وہ اس لئے کہ مشورے کی صورت میں سہو اور غلطی واقع نہیں ہوتی۔ ایں خردہا۔ ایک عقل اور چند عقلوں کی مثال ایک چراغ اور چند چراغوں کی سی ہے۔ بوکہ۔ ہو سکتا ہے کہ مشیروں میں کوئی ایسا بھی ہو جس کو آسمان سے فیض حاصل ہوتا ہو۔ غیرت حق چونکہ بسا اوقات اللہ کی غیرت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب بندے کو دوسروں کی نظروں سے مخفی رکھے تو ہم نہیں سمجھتے کہ ان لوگوں میں وہ ہے یا نہیں۔

۳ گفت۔ سیروا۔ اللہ کا حکم ہے کہ چلو پھرو تو جس طرح چلنے پھرنے سے انسان کو وہ نصیبہ اور روزی حاصل ہو جاتی ہے جو وہاں اس کے لئے مقدر تھی اسی طرح چلنے پھرنے سے کوئی صاحب باطن اور صاحب عقل نورانی مل جاتا ہے جس سے مقدر جاگ جاتا ہے۔ در مجالس۔ چل پھر کر مختلف مجلسوں میں اس صاحب عقل کی تلاش کر جس کو آنحضورؐ کی میراث پہنچی ہو۔ زانکہ۔ حدیث شریف ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ان کو ورثہ میں علم ملا ہے۔ کو بہ بیند۔ جس کو رسولؐ کا علم ورثہ میں ملا ہوگا اس کا علم صرف حاضر کا محیط نہ ہوگا بلکہ غائب کو

دَرا بصرہا می طلب ہم آں بَصر — کہ نتابد شرحِ آں ایں مختصر

بینائیوں میں اس بینائی کو طلب کر — جن کی تفصیل کو یہ مختصر تحمل نہیں کر سکتا

بہرِ ایں کردست منع آں باشکوہ — از ترہّب وز شُدن خلوت بکوہ

اسی لئے اس عظیم الشان نے منع فرمایا ہے — رہبانیت سے اور پہاڑ کی خلوت سے

تانگردد فوت ایں نوع اِلتقا — کاں نظر بخت ست و اِکسیر بقا

تاکہ اس طرح کی ملاقات فوت نہ ہو جائے — کیونکہ یہ نظر نصیبہ اور بقاء کی کیمیاء ہے

درمیانِ صالحاں یک اَصلحے ست — بر سَرِ توقیعش از سُلطاں صحے ست

نیکوں میں ایک زیادہ نیک ہے — جس کے فرمان پر شاہ کی جانب سے صح بنا ہوا ہے

کاں دُعا شُد با اِجابت مُقترن — کفوِ اُو نبود کبارِ اِنس و جن

کہ وہ دعا قبولیت سے وابستہ ہو گئی — اس کی برابر انس و جن کے بڑے بھی نہیں ہیں

درمِرائش آنکہ حلو و حامض ست — حجّتِ ایشاں برِ حق داحض ست

اس سے جھگڑے میں جو شخص میٹھا اور کھٹا ہے — اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دلیل لچر ہے

کہ چوما اُورا بخود افراشتیم — عُذر و حجّت از میاں بَرداشتیم

کیونکہ جب ہم نے خود اس کو بلند کر دیا ہے — تو عذر اور جھگڑے کو درمیان سے اٹھا دیا ہے

قبلہ راچوں کردستِ حق عیاں — پس تحرّی بعدازاں مردود داں

جب اللہ تعالیٰ کے دست قدرت نے قبلہ ظاہر کر دیا — اس کے بعد اٹکل کو مردود سمجھ

ہیں بگرداں از تحرّی رُو و سَر — کہ پدید آمد مَعاد۳ و مُستقر

خبردار! اٹکل سے منہ اور سر پھیر لے — کیونکہ لوٹنے کی جگہ اور ٹھہرنے کی جگہ ظاہر ہو گئی

یک زماں زیں قبلہ گر ذاہل شوی — سُخرۂ ہر قبلۂ باطل شوی

تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر تو اس قبلہ سے غافل ہوگا — تو ہر باطل قبلہ کا بیگاری بن جائے گا

چوں شوی تمییزدہ را ناسپاس — بجہد از تو خطرۂ قبلہ شناس

جب تو تمیز عطا کرنے والے کا ناشکر گزار بنے گا — تو وہ خیال جو قبلہ کو پہچاننے والا تجھ سے نکل بھاگے ہوگا

گرازیں انبار خواہی برّ و بُر — نیم ساعت رُوز ہمدرداں مبُر

اگر تو اس کھلیان سے نیکی اور گیہوں چاہتا ہے — تو تھوڑی دیر کے لئے بھی ہمدردوں سے منہ نہ پھیر

انبار۔ اگر تو نیکی اور اس کے رزق کا طالب ہے تو ایسے ہمدردوں سے تھوڑی دیر کے لئے بھی قطع نظر نہ کر۔

۱ دَر بَصرہا۔ بینائیوں میں سے اس بینائی کی تلاش کر جس کی تفصیل اس مختصر مجموعہ میں نہیں کی جاسکتی۔ بَہرِ ایں۔ رہبانیت اور خلوت کی اسی لئے مخالفت ہے کہ انسان ہمیشہ کے لئے ایسے صاحب علم ونظر سے محروم ہو جاتا ہے۔ درمیان۔ نیک لوگوں میں کوئی ایسا مقبول بارگاہ بھی ہوتا ہے جس کی سند پر شاہ کی جانب سے لفظ "صح" لکھا ہوا ہے یہ علامت اس بات کا اشارہ ہوتی ہے کہ اس فرمان میں جو حکم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کاں دعا۔ اور اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دُعا کو قبول فرمالیا ہے اور عنداللہ بہت مقبول اور بخشا بخشایا ہے۔

۲ دَرمِرے۔ یہ بزرگ اس قدر اللہ کا مقبول ہوتا ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی اور اس کے مخالف کی ہر دلیل اللہ کے نزدیک لچر اور کمزور ہوتی ہے۔ کہ چو۔ اللہ فرما دیتا ہے کہ جب ہم نے اس کو مقبول بنا دیا تو اس سے کسی اختلاف کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ قبلہ۔ اس شخص کی بات کو نہ ماننا اور دوسری بات کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ آنکھوں کے سامنے ہو اور پھر انسان اٹکل سے قبلہ متعین کرے۔ ہیں۔ جب قبلہ سامنے آ گیا تو اب اٹکل سے روگردانی ضروری ہے۔

۳ مُعاد و مُستقر۔ یعنی قبلہ۔ یک زماں۔ اس صاحب عقل کو اپنا قبلہ بنالے اور سمجھ لے کہ اگر تو نے اس سے غفلت کی تو باطل قبلہ کا غلام بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب اس قبلہ کی قدر نہ کرے گا تو تیری ناسپاسی کی وجہ سے وہ نظر بھی تجھ سے چھن جائے گی جس سے تو قبلہ کو پہچانتا۔ گرازیں

کاندراں[1] آدم کہ ببری زاں مُعین　　مُبتلا گردی تو بائیس القرین

اسی وقت جبکہ تو اس مددگار سے جدا ہو گا　　بڑے ساتھی کے ساتھ مبتلا ہو جائے گا

حکایتِ تعلّق مُوش با چغز و بستن پائے ہر دو برشتہ دراز و برکشیدنِ زاغ مُوش را و مُعلّق شُدنِ چغز و نالیدن و پشیماں شدنِ اُو از تعلّق باغیر جنس و با جنسِ خود ناساختن

حکایت چوہے اور مینڈک کا تعلق اور دراز دھاگے میں دونوں کے پاؤں باندھنا اور کوے کا چوہے کو کھینچنا اور مینڈک کا لٹک جانا اور رونا اور اس کا اپنی جنس سے ہٹ کر دوسری جنس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے پر پشیمان ہونا

از قضا مُوشے و چغزے با وفا　　بر لبِ جُو گشتہ بوُدند آ شنا

مقدر سے ایک چوہا اور ایک وفادار مینڈک　　نہر کے کنارے پر دوست ہو گئے تھے

ہر دو تن مربُوطِ میقاتے شُدند　　ہر صَباحے گوشۂ می آمدند

دونوں ایک وقت کے پابند ہو گئے تھے　　ہر صبح کو ایک جگہ آ جایا کرتے تھے

نردِ[2] دل باہمد گرمی باختند　　از وساوس سینہ می پرداختند

دل کی نرد ایک دوسرے سے کھیلتے تھے　　اور دھوں سے سینہ کو خالی کرتے تھے

ہر دو را از تلاقی مُنبسِط　　ہمد گر را قصّہ خوان و مستمع

ملاقات سے دونوں کا دل کھلتا تھا　　ایک دوسرے سے قصہ کہتے اور سنتے تھے

راز گویاں بازبان و بے زباں　　اَلْجَمَاعَۃ رَحْمَۃ راتاویل داں

زبان اور بغیر زبان کے راز کہتے تھے　　جماعت رحمت ہے کے معنی جاننے والے تھے

آں اشر چوں جُفت ایں شاد آمدے　　پنجسالہ قصّہ اش یاد آمدے

وہ خود پسند، جب اس مسرور کے ساتھ ہوتا　　اس کو پانچ سال کا قصہ یاد آ جاتا

جوشِ[3] نُطق از دل نشانِ دوست ست　　بستگیِ نُطق از بے اُلفتی ست

دل سے گفتگو کا جوش دوستی کی علامت ہے　　گویائی کا بند ہونا، بے الفتی کی وجہ سے ہے

دل کہ دلبر دید کے ماند تُرش　　بُلبلے گل دید کے ماند خمُش

جس دل نے معشوق کو دیکھ لیا وہ منقبض کب رہتا ہے　　جس بلبل نے گل کو دیکھا اور کب چپ رہتی ہے؟

ماہیِ بریاں ز آسیب خضر　　زندہ شُد در بحر گشت اُو مستقر

بھنی ہوئی مچھلی حضرت خضرؑ کے اثر سے　　زندہ ہو گئی اور سمندر میں رواں ہو گئی

---

[1] کاندراں۔ اس لئے کہ اچھے ساتھی کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برا ساتھی ملتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت سے برے ساتھی کے برے انجام کو سمجھایا ہے، مینڈک نے مینڈکوں کا ساتھ چھوڑ کر چوہے کا ساتھ اختیار کیا اور مارا گیا۔ چغز۔ مینڈک۔ ہر دو تن۔ چوہا اور مینڈک ایک مقرر وقت کے پابند ہو گئے اور دونوں ایک جگہ جمع ہو جاتے۔

[2] نردِ دل۔ ایک دوسرے سے دل کی بازی لگانا اور باتیں کر کے دل کی بھڑاس نکالنا۔ مُنبسِط۔ دونوں کے دل میں کشادگی پیدا ہوتی ایک دوسرے کو قصہ سناتا اور اس کا قصہ سنتا۔ بے زباں۔ یعنی اپنی حالت سے تاویل داں۔ اسی لئے اس پر عمل کر رہے تھے۔ اشر۔ خود پسند، متکبر۔ ایں شاد۔ یعنی مسرور مینڈک۔

[3] جوش۔ مولانا فرماتے ہیں دل سے گفتگو کا جوش اٹھنا دوستی کی علامت ہے، اور بے الفتی میں زبان بات کرنے سے رکتی ہے۔ دل۔ جب عاشق محبوب کو دل کی نگاہ سے دیکھ لیتا ہے تو اس کا انقباض ختم ہو جاتا ہے اور دل بھر کر باتیں کرتا ہے چنانچہ بلبل گل کو دیکھ کر خوب چہکتی ہے۔ ماہی بریاں۔ عاشق، بریاں مچھلی ہے اور معشوق کی دید آب حیات ہے۔ خضر۔ جہاں حضرت موسیٰ کی خضر ملاقات ہوئی وہاں آب حیات کا چشمہ تھا حضرت موسیٰؑ کے ناشتہ کی بھنی ہوئی مچھلی کو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی۔

یار را چوں بایار خود بنشستہ شُد — صد ہزاراں لوحِ دل دانستہ شُد
یار جب اپنے یار کے پاس بیٹھا — دل کی لاکھوں تختیاں معلوم ہو جاتی ہیں

لوحِ محفوظ ست پیشانیِ یار — رازِ کونینش نماید آشکار
یار کی پیشانی لوحِ محفوظ ہے — اس کو دونوں جہان کے راز آشکار کر دیتی ہے

ہادیِ راہ است یار اندر قدوم — مُصطفےٰ زیں گفت اصحابی نجوم
یار، سلوک میں طریقت کا راہنما ہے — اسی لئے حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

نجم اندر ریگ و دریا رہنماست — چشم اندر نجم نہ کو مقتداست
ستارہ، ریگستان اور دریا میں راہنما ہے — ستارے پر آنکھ جمائے رکھ کیونکہ وہ مقتدا ہے

چشم ۲ را با رویِ اُو می دار جُفت — گرد منگیزاں زراہِ بحث و گفت
آنکھ اس کے چہرے سے جوڑے رکھ — بحث اور گفتگو کے طریقہ پر گرد نہ اڑا

زانکہ گردد نجم پنہاں زاں غبار — چشم بہتر از زبانِ باعِثار
کیونکہ اس گرد سے ستارہ چھپ جائے گا — پر لغزش زبان سے آنکھ بہتر ہے

تا بگوید آنکہ وحیستش شِعار — کاں نشاند گرد ننگیز و غبار
تاکہ وہ کہے جس کا شعار وحی ہے — کیونکہ وہ گرد کو بٹھا دے گا، غبار نہ اڑائے گا

چوں شُد آدمؑ مظہرِ وحی و وِداد — ناطقہ اُو عَلَّمَ الْاَسْمَاء کُشاد
جب آدمؑ وحی اور محبت کے مظہر ہوئے — ان کی قوت ناطقہ نے عَلَّمَ الْاَسْمَاء کو کھول دیا

نام ۳ ہر چیزے چنانکہ ہست آں — از صحیفہ دل رَوِیِ گشتش زباں
ہر چیز کا نام جس طرح ہے — ان کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو گئی

فاش می گفتے زباں از رُویتش — جُملہ را خاصیّت و ماہیتش
اس کے دیکھنے سے زبان صاف کہہ رہی تھی — سب کی خاصیت اور ماہیت

آنچناں نامے کہ اشیاء را سزد — نے چنانکہ حیز را خواند اسد
ایسے نام جو چیزوں کے مناسب تھے — نہ ایسے کہ بزدل کو شیر کہہ دیتے ہیں

نوحِ نُہ صد سال در راہِ سوی — بُوذ ہر روزیش تذکیرِ نوی
نوح کا نو سو سال تک سیدھے راستہ میں — ہر روز ان کا نیا وعظ تھا

۱ یار۔ مرید جب شیخ کے سامنے بیٹھتا ہے تو شیخ کے قلب کے اسرار اس پر منعکس ہوتے ہیں۔ لوح محفوظ۔ شیخ کی پیشانی لوح محفوظ ہے جس میں دونوں جہان کے اسرار محفوظ ہیں۔ ہادی۔ شیخ راہ سلوک کا ہادی ہے جس کو دیکھ کر مقصد تک پہنچ سکتے ہو اسی لئے آنحضورؐ نے صحابہ کو ستارے قرار دیا جن کے ذریعہ ریگستان اور سمندر میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ چشم۔ لہٰذا مرید کا فرض ہے کہ وہ اپنی نظر شیخ پر جمائے رکھے۔

۲ چشم۔ شیخ کے دیدار سے رہنمائی حاصل کر بحث و گفتگو کی گرد اڑا کر اس ستارے کو پوشیدہ نہ کر شیخ کی زیارت زیادہ نافع ہے بحث و مباحثہ میں زبان لغزش کرتی ہے۔ تا بگوید۔ تاکہ وہ ذات جس کا براہ راست وحی شعار ہے جیسے انبیاء وہ ذات جس کا وحی سے بالواسطہ تعلق ہے جیسے اولیاء خود بات کرے اس سے شکوک و شبہات کی گرد بیٹھ جاتی ہے اور غبار اس ستارے کو نہیں چھپاتا ہے۔ چوں شد آدم۔ حضرت آدمؑ وحی کے مظہر بنے تو ان کو خود بخود تمام چیزوں کے نام یاد ہو گئے۔

۳ نام ہر چیزے۔ جس قدر چیزیں بھی ان کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو کر سنا دیتی تھی۔ فاش۔ وہ لوح دل سے پڑھ کر ہر چیز کا نام اس کی خاصیت بتا دیتے تھے۔ آنچناں۔ ہر چیز کا وہ نام جو بتا دیتے تھے جو اس چیز کے مناسب تھا یہ نہ ہوتا تھا کہ بزدل کو شیر کہہ دیں۔ نوح۔ حضرت نوح ساڑھے نو سو سال تک ہر روز نیا وعظ فرماتے رہے مولانا نے سیکڑے کے جز کو چھوڑ کر نو سو سال فرمایا ہے۔

لعلِ اُو تازہ زیاقوتُ القلوب نے رسالہ خواندہ نے قوت القلوب
ان کا لعل دلوں کے یاقوت سے تازہ تھا — نہ انہوں نے رسالہ پڑھا نہ قوت القلوب پڑھی

وعظ رانا موختہ ہیچ از شروح بلکہ ینبوعِ کشوف و شرحِ رُوح
انہوں نے شرحوں سے کچھ وعظ نہ سیکھا تھا — بلکہ مکاشفوں کے چشمہ اور روح کے انشراح سے

زاں مے کاں مے چونوشیدہ شوَد آبِ نُطق از گنگ جوشیدہ شوَد
اس شراب سے، کہ جب وہ شراب پی لی جائے — گویائی کا پانی گونگے میں سے جوش مارنے لگے

طفلِ ۲ نوزادہ شود حبرو فصیح حکمتِ بالغ بخواند چوں مسیحؑ
نیا پیدا شدہ بچہ عالم اور فصیح بن جائے — حضرت مسیحؑ کی طرح اونچی حکمت پڑھنے لگے

از کُہے کہ یافت زاں مے خوش لبی صد غزل آموخت داودؑ نبی
اس وقت سے کہ اس شراب سے خوش گفتاری حاصل کی — حضرت داود نبی نے سیکڑوں غزلیں سیکھ لیں

جُملہ مُرغاں ترک کردہ چیک چیک ہمزبان و یارِ داوُدِ مَلیک
سب پرند چیں چیں چھوڑ کر — شاہ داوٗد کے ہمزبان اور یار ہو گئے

چہ عجب گر مُرغ گردد مَستِ اُو چوں شنید آہن ندائے دستِ اُو
اگر پرند ان سے مست ہو گئے تو کیا تعجب ہے — جبکہ ان کے ہاتھ کی آواز لوہے نے سن لی

صَرصَرے برعاد قتّالے شُدہ مر سلیمانؑ راچو حمّالے شُدہ
تیز ہوا جو قوم عاد کے لئے قتال بنی — سلیمان کے لئے بار بردار کی طرح ہو گئی

صَرصَرے می بُرد برسرتختِ ۳ شاہ ہر صباح و ہر مسا یک ماہہ راہ
وہ تیز ہوا سر پر شاہ کے تخت کو لے کر چلتی تھی — ایک مہینہ کا راستہ ہر صبح اور شام کو

ہم شُدہ حمّال وہم جاسوسِ اُو گفتِ غائب راکناں محسوسِ اُو
وہ بار بردار بھی بنی اور جاسوس بھی — غائب کی گفتگو کو محسوس کرانے والی

باد چوں گفتار غائب یافتے سُوئِ گوشِ آں مَلِک بشتافتے
ہوا جب غائب کی گفتگو کو پا لیتی — ان شاہ کے کان کی جانب دوڑتی

کاں فلانے ایں چنیں گفتا ایں زماں اے سلیمانِ شہِ صاحبقراں
کہ اس فلاں نے اس وقت ایسا کہا — اے شاہ صاحبقران سلیمانؑ!

تدبیر کردنِ مُوش بچغز کہ مَن نمی توانم آمدن برِتو بوقتِ
چوہے کی مینڈک سے تدبیر کرنا، کہ میں ضرورت کے وقت تیرے پاس پانی میں نہیں آ سکتا ہوں

---

۱ لعل۔ یعنی ہونٹ یا قُوت القلوب حضرت نوح کا دل جو دوسرے دلوں کے مقابلے میں بمنزلہ یاقوت کے تھا۔ رِسَالہ۔ یعنی امام قشیریؒ کا رسالہ مکیہ۔ قُوت القلوب۔ یعنی ابو طالب مکی کی کتاب۔ شروح۔ یعنی تفاسیر اور وعظوں کی بڑی بڑی کتابیں۔ ینبوع۔ چشمہ۔ کشوف۔ مکاشفات۔ شرح روح۔ یعنی روح کا انبساط۔ زاں۔ وہ وعظ اس خدائی شراب سے حاصل ہوا تھا جس کو پینے سے گونگا بھی فصیح و بلیغ بن جاتا ہے۔

۲ طفلِ نوزادہ۔ حضرت مسیح نے بچپن میں فرما دیا تھا۔ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ۔ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ از کُہے۔ حضرت داوٗد نے جب وہ شراب پی تو پر لطف اور شریں کلام فرمانے لگے۔ جملہ مُرغاں۔ پرند بھی اس سے مست ہو کر حضرت داوٗد کے نغمہ میں شریک ہو جاتے تھے۔ چہ عجب۔ پرند تو جاندار ہیں لوہا تک ان سے متاثر تھا، موم بن جاتا تھا۔ صرصرے۔ جب حضرت سلیمان نے وہ شراب پی لی تو وہی ہوا جس کے اثر سے قوم عاد تباہ ہوئی ان کی خدمت گار بن گئی۔

۳ تخت شاہ۔ وہی ہوا ان کا تخت سر پر لاد کر ہر صبح اور ہر شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ باد۔ وہی ہوا حضرت سلیمان کو دور کی خبریں لا کر دیتی تھی۔ تدبیر۔ چوہے اور مینڈک نے ایک ایسی تجویز کی کہ جب چوہا دریا کے کنارے پر پہنچے تو مینڈک کو اس کی خبر ہو جائے اور جب مینڈک چوہے کے سوراخ پر پہنچے تو چوہے کو خبر ہو جائے۔

حاجت، در آب درمیانِ ما وسیلتے باید کہ چوں مَن بر لب
ہمارے درمیان کوئی وسیلہ چاہیے کہ میں جب پانی کے کنارے آؤں
آب آیم تُرا توانم خبر کردن وچوں تو بردرِ سوراخ آں موش
تجھے خبر کر سکوں اور جب تو چوہے کے گھر کے سوراخ کے دروازے
خانہ آئی مرا توانی خبر کردن
پر آئے مجھے خبر کر سکے

ایں اسخن پایاں ندارد گفت موش ۔ چغز را روزے کہ اے مصباحِ ہوش
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چوہے نے کہا ۔ ایک روز مینڈک سے کہ اے ہوش کے چراغ

وقتہا خواہم کہ گویم با تو راز ۔ تو درونِ آب داری ترکتاز
بسا اوقات میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے راز کہوں ۔ تو پانی میں دوڑ لگاتا پھرتا ہے

بر لب جو مَن تُرا نعرہ زناں ۔ نشنوی در آب بانگِ عاشقاں
میں نہر کے کنارے تجھے آواز دیتا ہوں ۔ تو عاشقوں کی آواز پانی میں نہیں سنتا ہے

مَن دریں وقتِ مُعیّن اے دلیر ۔ مَن نگردم از محاکاتِ تو سیر
اے بہادر! میں اس مقرر وقت میں ۔ تیرے ساتھ بات چیت کرنے سے سیر نہیں ہوتا ہوں

پنج ۲ وقت آمد نماز اے رہنمون ۔ عاشقاں را فِی صَلوٰۃٍ دائِمُون
اے رہنما! نماز پانچ وقت ہے ۔ لیکن عاشقوں کے لئے ہے کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں

نے بہ پنج آرام گیرد آں خمار ۔ کاندراں سرہاست نے پانصد ہزار
وہ خمار پانچ سے آرام نہیں حاصل کرتا ہے ۔ جو ان سروں میں ہے، نہ پانچ لاکھ سے

نیست زُرْغِبًّا نشانِ عاشقاں ۔ سخت مستسقی ست جانِ صادقاں
عاشقوں کی علامت گاہے ماہے زیارت کرنہیں ہے ۔ صدقوں کی جان سخت پیاسی ہے

نیست ۳ زُرْغِبًّا وظیفہ ماہیاں ۔ زانکہ بے دریا ندارند اُنسِ جاں
مچھلیوں کا معمول کبھی کبھی زیارت کرنہیں ہے ۔ کیونکہ دریا کے بغیر وہ روح کا انس نہیں رکھتی ہیں

آبِ ایں دریا کہ ہائل بُقعہ ایست ۔ با خمارِ ماہیاں خود جُرعہ ایست
اس دریا کا پانی جو خوفناک جگہ ہے ۔ مچھلیوں کے خمار کے سامنے خود ایک گھونٹ ہے

یک دمِ ہجراں بَر عاشق چو سال ۔ وصلِ سالِ متّصل پیشش خیال
عاشق کے نزدیک ہجر کا ایک لمحہ سال جیسا ہے ۔ سال بھر کا مسلسل اصل اس کے لئے ایک خیال ہے

۱ ایں اسخن۔ اللہ کی شراب محبت پینے کے آثار کا بیان۔ مصباحِ ہوش۔ چوہے نے مینڈک کے ہوش وحواس کو چراغ کہا۔ وقتہا۔ مقرر وقت کے علاوہ بسا اوقات جی چاہتا ہے کہ تجھ سے کوئی راز کی بات کہوں لیکن تو دریا میں دوڑتا پھرتا ہے۔ برلب۔ میں دریا کے کنارے پر تجھے آوازیں دیتا ہوں تو مجھ جیسے عاشقوں کی آواز نہیں سن پاتا ہے۔ من دریں وقت۔ مقررہ وقت میں باتوں سے دل نہیں بھرتا ہے تو دوسرے وقت بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

۲ پنج وقت۔ نماز میں اللہ سے پانچ وقت باتیں ہوتی ہیں تو یہ مقرر اوقات تو عوام کے لئے ہیں، لیکن عاشقانِ خدا تو ہر وقت نماز یعنی خدا سے گفتگو میں لگے رہتے ہیں نے بہ پنج۔ صرف پانچ وقت میں بات کرنے سے ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا اس لئے کہ ان دلوں میں تو لاکھوں راز ہیں جو وہ اللہ سے کہنا چاہتے ہیں۔ زرغبا۔ ایک دن چھوڑ کر ملاقات کر یہ حکم۔ عاشقوں کے لئے نہیں ہے عاشقوں کی جان بہت پیاسی ہے اس کی سیری کے لئے تو ہر وقت ملاقات درکار ہے۔

۳ نیست۔ دریا کے بارے میں مچھلی سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تو دریا سے ایک روز چھوڑ کر ملاقات کیا کر کیونکہ مچھلی بغیر دریا کے تھوڑی دیر میں ہی روح سے بیزار ہو جاتی ہے۔ آب۔ مچھلی تو دریا کے سمندر کو بھی ایک گھونٹ پانی سمجھتی ہے۔ یکدم۔ عاشق کے لئے ہجر کا ایک لمحہ سال کی برابر ہے اور مسلسل ایک سال کا وصال بھی محض ناپائیدار خیال کی طرح ہے۔

عشق ۱ مستسقی ست مستسقی طلب — **درپےِ ہم این و آں چوں روز و شب**
عشق پیاسا ہے پیاسے کا طلبگار ہے — یہ اور وہ دن اور رات کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں

روز بر شب عاشق ست و مُضطر ست — **چون بہ بینی شب برو عاشق ترست**
دن رات پر عاشق ہے اور بے چین ہے — جب تو غور کر لے رات اس پر زیادہ عاشق ہے

نیست شاں از جستجو یک لحظہ ایست — **از پےِ ہم شاں یکے دم ایست نیست**
ان کو جستجو سے ایک لحظہ بھی رکاؤ نہیں ہے — ایک دوسرے کے پیچھے سے انہیں ایک لمحہ بھی توقف نہیں ہے

ایں گرفتہ پائے آں' آں گوشِ ایں — **ایں براں مدہوش و آں بیہوش ایں**
اس نے اس کا پاؤں پکڑا ہے اس نے اس کا کان — یہ اس پر مدہوش ہے اور وہ اس پر بیہوش ہے

در ۲ دلِ معشوق جملہ عاشق ست — **در دلِ عذرا ہمیشہ وامق ست**
معشوق کے دل میں جو کچھ ہے وہ عاشق ہی ہے — عذرا کے دل میں ہمیشہ وامق ہے

در دِلِ عاشق بجز معشوق نیست — **درمیاں شاں فارق و مفروق نیست**
عاشق کے دل میں معشوق کے سوا کچھ نہیں ہے — ان کے درمیان کوئی جدا کرنے والا اور جدائی کا سبب نہیں ہے

بر یکے اُشتر بُود ایں دو درا — **پس چہ زُرغِبّا بگنجد ایں دورا**
دونوں گھنٹے ایک ہونٹ پر ہیں — تو ان دونوں میں ایک دن چھوڑ کر زیارت کی گنجائش کہاں ہے

ہیچکس با خویش زُرغِبّا نمود — **ہیچ کس با خود بنوبت یار بُود**
کسی شخص نے اپنے ساتھ ایک دن چھوڑ کر زیارت کو ظاہر کیا ہے — کوئی شخص باری سے اپنا یار بنا ہے

آں ۳ یکیی نے عقلش فہم کرد — **فہمِ ایں موقوف شد بر مرگِ مرد**
وہ یگانگت ایسی نہیں ہے کہ عقل اس کو سمجھے — اس کا سمجھنا انسان کے مرنے پر موقوف ہو

جز مگر مردے کہ پیش از مرگ مُرد — **رختِ ہستی را بسوئے یار بُرد**
سوائے اس شخص کے جو مرنے سے پہلے مر گیا — ہستی کا سامان' یار کی جانب لے گیا

ور بعقل ادراک ایں ممکن بُدے — **قہرِ نفس از بہرِ چہ واجب شُدے**
اور اگر عقل سے اس کا علم ممکن ہوتا — تو نفس کا مجاہدہ کیوں ضروری ہوتا؟

باچناں رحمت کہ دارد شاہِ ہُش — **بے ضرورت چوں بگوید نفس کُش**
اس رحمت کے ہوتے ہوئے جو شاہ عقل رکھتا ہے — بغیر ضرورت کیوں کہتا کہ نفس کشی کر؟

---

۱ عشق۔ یعنی معشوق بھی عاشق کا پیاسا ہے اور اس کا طلبگار ہے۔ روز۔ عاشق اور معشوق کا حال ایسا ہی ہے جیسے دن اور رات کا کہ ایک دوسرے پر عاشق ہے۔ نیست۔ نہ دن کو رات کی طلب میں قرار ہے نہ رات کو دن کی طلب میں ہر وقت ایک دوسرے کے درپے ہے۔ ایں گرفتہ۔ دن اور رات نے ایک دوسرے کا کان اور پاؤں پکڑ رکھا ہے اور ایک دوسرے پر مدہوش ہے۔

۲ دردل۔ معشوق کے دل میں عاشق کے تصور کا غلبہ ہو۔ عذرا عرب کی مشہور معشوقہ ہے۔ وامق۔ عرب کا مشہور عاشق ہے۔ درا۔ دال کا زبر اور زیر دونوں جائز ہے' جرس' گھنٹہ یعنی عاشق اور معشوق دونوں اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے اونٹ کے گلے میں دو گھنٹیاں پڑی ہوتی ہیں تو ان کے لئے کبھی بھی ملاقات کرنے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ ہیچکس۔ معشوق اور عاشق میں اتحاد ہے اب اگر عاشق سے یہ کہا جائے کہ تو معشوق کی کبھی کبھی زیارت کیا کر تو گویا یہ صورت ہے کہ اس سے کہا جا رہا ہے کہ تو اپنی گاہے گاہے زیارت کیا کر۔

۳ آں یکیی۔ محبوب حقیقی اور محب کا اتحاد عقلی نہیں ہے یہ مرنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے۔ جز۔ اس دنیا میں بھی وہ شخص اس کو سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ ور بعقل۔ اگر نظری عقل سے یہ اتحاد سمجھ میں آ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجاہدہ کا حکم نہ دیتا۔ باچناں۔ اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے وہ بلاوجہ مشقت میں مبتلا نہیں کرتا ہے مجاہدوں کے بعد یہ ذوق پیدا ہوتا ہے کہ اس اتحاد کو سمجھا جا سکے

مبالغہ [۱] کردنِ مُوش دَرلابہ ' وزاری کردن و وصلت جستن از چغزِ آبی

خوشامد میں چوہے کا مبالغہ کرنا اور عاجزی کرنا اور پانی کے مینڈک سے جوڑ چاہنا

گفت اے یارِ عزیز مہر کار ۔ من ندارم بے رُخت یکدم قرار
اس نے کہا اے مہربان پیارے دوست! ۔ میں تیرے رخ کے بغیر ایک لحہ قرار نہیں رکھتا ہوں

روز نور و مکسب وتابم توئی ۔ شب قرار و سلوت و خوابم توئی
دن میں میرا نور اور کمائی اور روشنی تو ہے ۔ رات میں میرا اقرار اور بے غمی اور نیند تو ہے

از مروّت باشد ار شادم کُنی ۔ وقت و بے وقت از کرم یادم کُنی
مروت ہو گی ' اگر تو مجھے خوش کر دے ۔ وقت اور بے وقت کرم کر کے تو مجھے یاد کر لے

در شبا روزے وظیفہ چاشتگاہ ۔ راتبہ کردی وصال اے نیک خواہ
دن رات میں' چاشت کے ورد کے وقت ۔ اے خیر خواہ! تو نے وصال مقرر کر دیا ہے

مَن بدیں یکبار قانع نیستم ۔ در ہوایت طرفہ انسا نیستم
میں اس ایک بار پر صابر نہیں ہوں ۔ تیری محبت میں آئیں عجیب انسان ہوں

پانصد [۲] استسقاستم اندر جگر ۔ باہر استسقا قریں جُوع البقر
میرے جگر میں پانچسو استقاء ہیں ۔ اور ہر استقاء کے ساتھ جوع البقر ہے

بے نیازی از غمِ مَن اے امیر ۔ دِہ زکاتِ جاہ و بنگر دَر فقیر
اے حاکم! تو میرے غم سے لا پروا ہے ۔ رتبہ کی زکات دے اور فقیر کی طرف دیکھ

ایں [۳] فقیرِ بے ادب نادر خورست ۔ لیک لُطفِ عام توزاں برترست
یہ بے ادب فقیر نالائق ہے ۔ لیکن تیری عام مہربانی! اس سے بالا ہے

می نجوید لُطفِ عام تو سُند ۔ آفتابے برحدَث شہامی زند
تیری عام مہربانی سند نہیں ڈھونڈتی ۔ سورج ' ناپاکیوں پر اثر کرتا ہے

نُورِ اُورا زاں زیانے نابُدہ ۔ واں حدَث از خشکیِ ہیزم شُدہ
اس کے نور کو کوئی نقصان نہ پہنچا ۔ اور وہ ناپاکی خشکی کی وجہ سے ایندھن بن گئی

تاحدَث در گلخنی شُد نُور یافت ۔ بر در و دیوارِ حمّامے بتافت
یہاں تک کہ ناپاکی بھٹی میں گئی روشنی ہو گئی ۔ حمام کے در دیوار پر چمکی

---

[۱] مُبالغہ۔ چوہے نے مینڈک کی خوشامدیں شروع کر دیں تاکہ آپس میں وصل رہے۔ مہر کار۔ مہربان۔ روز۔ دن اور رات کے جو مقاصد ہوتے ہیں وہ صرف تیری ذات ہے۔ از مروت۔ تیری مروت کا تقاضہ ہے کہ مجھے وقت معین اور اس کے علاوہ بھی بلالیا کرے۔ در شبا روز سے۔ اب تو دن اور رات میں صرف ایک ملاقات مقرر ہے لیکن مجھے اس پر قناعت نہیں ہو سکتی۔ میں تو محبت میں عجیب چیز بن گیا ہوں۔

[۲] پانصد۔ تیری محبت میں میرے دل میں پانچسو استقاء ہیں جس میں پیاس نہیں بجھتی اور ہر استقاء کو جوع البقر ہے جس میں بھوک نہیں جاتی۔ بے نیازی۔ تو میرے عشق سے بے نیاز ہے ورنہ تو بھی خود بکثرت ملاقات کی کوئی تدبیر سوچتا تو عشق کے معاملہ میں امیر ہے اور حسن سے مالا مال ہے اپنے رتبہ کی کچھ زکات مجھے دے اور مجھ پر محبت کی نظر رکھ۔

[۳] ایں فقیر۔ مولانا نے مجازی معشوق سے حقیقی معشوق کی طرف انتقال کیا ہے یعنی میں نالائق اور بے ادب ہوں لیکن تیری مہربانیاں صرف لائقوں کے لئے نہیں۔ سند۔ یعنی قابلیت کی سند۔ آفتاب۔ سورج کا فیض عام ہے۔ نور او۔ سورج کی دھوپ اگر نجاست پر پڑتی ہے تو سورج میں کوئی نقصان نہیں آتا وہ نجاست کارآمد ہو جاتی ہے۔ تا حدث۔ گوبر دھوپ سے خشک ہو کر بھٹی کے کام آجاتا ہے اور خود منور ہو جاتا ہے جس سے حمام کے در و دیوار روشن ہو جاتے ہیں۔

بود ۱ آلائش شد آرائش کنوں | چوں برو بر خواند خورشید آں فسوں
وہ آلودگی تھی اب زینت بن گئی | جب سورج نے اس پر وہ منتر پڑھ دیا

شمس ہم معدہ زمیں را گرم کرد | تا زمیں باقی حدثہا را بخورد
سورج نے زمین کے معدے کو بھی گرم کر دیا | یہاں تک کہ باقی ناپاکی کو زمین نگل گئی

جزو خاکی گشت و رست از وے نبات | ھٰکذا یمحو الالٰہ السیّات
وہ مٹی کا جز بنی اور اس سے نباتات اُگیں | اسی طرح اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے

جزو خاکی گشت از وے پُر زنور | ھٰکذا یغفر لمن یُعطی الغفور
اس سے خاکی جز پرنور ہو گیا | اس طرح غفور مغفرت کرتا ہے جس کو عطا کرتا ہے

جزوِ خاکی گشت از وے بارِشاد | ھٰکذا یرحم الٰہ للعباد
اس سے خاکی جز با صلاحیت بن گیا | اس طرح اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم کرتا ہے

باحدث ۲ کاں بدترین ست ایں کند | کش نبات و نرگس و نسریں کند
ناپاکی کے ساتھ جو بدتر ہے' یہ کرتا ہے | کہ اس کو نباتات اور نرگس اور نسرین کر دیتا ہے

تا بہ نسرینِ مناسک در وفا | حق چہ بخشد در جزا و در عطا
تو وفا میں عبادتوں کی نسرین کے ساتھ | اللہ تعالیٰ جزا اور عطا میں کیا کچھ بخشے گا؟

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہد | طیبیں را تا چہ بخشد در رسد
جب خبیثوں کو ایسی خلعت عطا کرتا ہے | تو حصہ میں' پاکوں کو کیا کچھ بخشے گا؟

آں دہد حق شاں کہ لا عینٌ رأت | کہ نگنجد در زبان و در لغت
اللہ تعالیٰ ان کو وہ دیتا جو نہ آنکھ نے دیکھا | جو زبان اور لغت میں نہیں سما سکتا

ما کئیم ۳ ایں را بیاں کن یارِ من | روزِ من روشن کن از خُلقِ حسن
اے میرے دوست! تو بتا ہم کون ہیں؟ | بہتر اخلاق سے میرے دن کو روشن کر دے

منگر اندر زشتی و مکروہیم | کہ ز پُر زہرے چو مارِ کوہیم
میرے بھدے پن اور مکروہ ہونے کو نہ دیکھ | کیونکہ میں پہاڑی سانپ کی طرح زہر سے پر ہوں

ایکہ من زشت و خصالم جملہ زشت | چوں شوم گل چوں مرا اُو خارِ کشت
اے محبوب میں برا اور میری عادتیں بری ہیں | میں پھول کیسے بن جاؤں جبکہ اس نے مجھے خار بنایا ہے

نوبہارا حُسنِ گل دہ خار را | زینتِ طاؤس دہ ایں مار را
اے نوبہار! تو کانٹے کو پھول کا حسن دیدے | تو اس سانپ کو مور کی زینت عطا کر دے

---

۱ بود۔ وہ پہلے آلائش تھا اب آرائش بن گیا۔ شمس۔ یہ تو اس نجاست کا ذکر تھا جو خشک ہونے کے بعد حمام میں پہنچی مگر حمام میں نہ جائے تو زمین اس کو نگل جائے گی۔ جزو۔ اور اب وہ مٹی میں مل کر کھاد بن کر نباتات کی پیداوار کا سبب بنے گی۔ ہٰکذا۔ جس طرح سورج نے نجاست کو دور کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ جزو۔ ایک مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ یرحم۔ قرآن پاک میں ہے۔ فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات "پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔"

۲ باحدث۔ جب سورج اللہ تعالیٰ کا نجاستوں گناہگاروں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ اس نجاست گناہ سے پھول بوٹے نیکیاں اگ پڑی ہیں تو پھولوں نیکیوں پر جو اثرات مرتب ہوں گے تو ان کو تو وہی جانتا ہے۔ خبثاں۔ نجاستیں گنہگار۔ طیبین۔ پھول بوٹے نیکیاں۔ آں جنت کی وہ نعمتیں ملے گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کا تصور کیا جا سکتا ہے اور وہ زبان و بیان میں نہیں سما سکتی ہیں۔

۳ ما کئیم۔ ہم ان نعمتوں کا بیان نہیں کر سکتے آپ خود بیان کر دیجئے اور اپنے خلق حسن سے ان میں سے ہمیں کچھ عطا کر کے ہمارے دن کو روشن کر دیجئے۔ منگر۔ میری نااہلی پر نظر نہ کیجئے میرے اندر تو زہر ہی زہر ہے۔ چوں۔ جبکہ میں خار ہوں خود پھول بن جانے سے عاجز ہوں۔ نوبہارا۔ آپ میں یہ قدرت ہے کہ مجھ خار کو پھول بنا دیں اور مجھے سانپ کو مور بنا دیں۔

در ۱ کمالِ زشتیم من منتہی | لطفِ تو در فضل و در فن منتہی
میں برائی کے کمال میں انتہا پر پہنچنے والا ہوں | تیری مہربانی فضل اور ہنر میں انتہا پر پہنچنے والی ہے
حاجتِ ایں منتہی زاں منتہی | تو برآر اے غیرتِ سَرو سہی
اس انتہا پر پہنچنے والے کی حاجت اس انتہا پر پہنچنے والی سے | پوری کر دے، اے سرو سہی کے رشک!
چوں بمیرم فضلِ تو خواہد گریست | از کرم گرچہ ز حاجت او بریست
جب میں مر جاؤں گا، تیرا کرم روئے گا | مہربانی سے، اگرچہ وہ حاجت سے پاک ہے
بر سَرِ ۲ گورم بسے خواہد نشست | خواہد از چشمِ لطیفش شک جست
میری قبر کے سرہانے بہت دنوں بیٹھا رہے گا | اس کی مہربان آنکھ سے آنسو بہیں گے
نوحہ خواہد کرد بر محرومیم | چشم خواہد بست از مظلومیم
وہ میری محرومی پر نوحہ کرے گا | میرے مظلوم ہونے سے آنکھ بند کر لے گا
اندکے زاں لطفہا اکنوں بکن | حلقہ در گوشِ مَن کُن بے سخن
ان مہربانیوں میں سے تھوڑی سی اب کر دے | بغیر بات کے میرے کان میں حلقہ ڈال دے
آنکہ ۳ خواہی گفت تو باخاکِ مَن | بر فشاں بر مدرک غمناک مَن
جو تو میری خاک سے کہے گا | میرے غمگین احساس پر چھڑک دے
دَست گیرم دَر چنیں بیچارگی | شاد گردانم دریں غمخوارگی
لکی بیچارگی میں تیری دستگیری کر | اس غم خوارگی میں مجھے خوش کر دے

لابہ کردن مُوش مر چغز را کہ بہانہ میندیش و در نسیہ میں نداز

چوہے کا مینڈک کی خوشامد کرنا، کہ بہانہ نہ سوچ اور میری ضرورت کے پورا

انجاح آں حاجتِ مرا کہ فی التاخیر آفات و الصوفی
کرنے کو ادھار میں نہ ڈال، کیونکہ تاخیر میں مصیبتیں ہیں اور صوفی ابن الوقت
ابنُ الوقت وابن دست از دامنِ پدر بازند ارد واَبِ
ہے اور بیٹا باپ کے دامن سے ہاتھ نہیں ہٹاتا ہے اور صوفی کا مہربان
مُشفقِ صوفی کہ وقت ست اُورا بنگرشِ فرد محتاج
باپ جو کہ وقت ہے اس کی نگہداشت کرتا ہے آئندہ کے لئے اسکو محتاج
نگرداند چند اُنش، مستغرق دارد در گلزار مرتع الحسنات خویش
نہیں بناتا ہے اور اس کو اپنے حسنات کی چراگاہ کے چمن میں اس قدر مصروف رکھتا ہے

۱ در کمال۔ میں برائی کی انتہا پر ہوں اور تیری مہربانی کرم کی انتہا پر ہے۔ حاجت۔ مجھ جیسے انتہا درجہ کے گنہگار کو تیرا انتہائی فضل درکار ہے۔ چوں بمیرم۔ اب پھر حقیقی محبوب سے مجازی محبوب کی جانب انتقال کیا ہے یعنی چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میری زندگی میں تو بے نیازی برت رہا ہے، لیکن میرے مرنے کے بعد تو روئے گا اور یہ رونا از راہ کرم ہوگا ورنہ تجھ کو میری کوئی ضرورت نہیں ہے۔
۲ بر سر گورم۔ قبر پر آ کر روئے گا اور اشک بہائے گا۔ نوحہ۔ میری وصل سے محرومی پر نوحہ کرے گا اور میری مظلومیت کی وجہ سے نظریں نیچی ہوں گی۔ اندکے۔ اے محبوب میرے مرنے کے بعد جو تیری مہربانیاں ہوں گی انہیں سے جو تھوڑی سی ابھی کر دے اور جو باتیں قبر پر آ کر کرے گا ان کا مجھے اسی وقت حلقہ بگوش کر دے۔
۳ آنکہ۔ جو محبت آمیز باتیں قبر پر آ کر کرے گا اسی وقت غمگین احساس پر نچھاور کر دے۔ دست گیرم۔ اسی بیچارگی میں میری دستگیری کر دے اور غم میں مجھے خوش کر دے، ادھار سے نقد بہتر ہوتا ہے جو کچھ کرنا ہے اب کر دے۔ لابہ۔ اس قصہ سے یہی بات بتائی ہے کہ ادھار سے نقد بہتر ہے۔

که چوں عوام مُنتظِر مستقبل نباشد نه دہری باشد و نه قدری نه
که وہ عوام کی طرح آنے والے زمانہ کا منتظر نہیں ہوتا ہے وہ نہ دہری ہوتا ہے نہ قدری نہ منع کرنے

نُہری باشد و نه دہری که لَیسَ عِندَاللّٰهِ صَباحٌ وَلاَ مَساءٌ ماضی
والا ہوتا ہے اور نہ زمانہ سے ساز باز کرنے والا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نہ صبح ہے نہ شام گزرا ہوا زمانہ

و مستقبِل وازل و اَبد آنجا نباشد آدمؑ سابق و دجّال مَسبوق
اور آنے والا زمانہ اور ازل اور ابد وہاں نہیں ہے، آدمؑ پہلے اور دجال بعد میں

نباشد که ایں رسوم در خطۂ عقل جُزوی ست و روحِ حیوانی
نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ باتیں جزی عقل کے دائرہ میں ہیں اور عالم لا مکان و

رادر عالَمِ لامکان ولا زمان ایں رسوم نباشد پَس اُو ابنِ
لازمان میں حیوانی روح کے لئے یہ رسمیں نہیں ہیں، تو وہ

وقت ست که لَا یُفهَمُ مِنهُ اِلَّا تفرقۃَ الاَزْمِنۃ چنانکه اِنَّ
ابن الوقت ہے کہ اس سے زمانوں کے تفرقہ کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا جس طرح اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ وَاحِدٌ، فہم شود و نفی دوئی نه حقیقتِ واحدی
ایک ہے سمجھ میں آتا ہے اور دوئی کی نفی نہ کہ واحدی حقیقت

صوفیٔ را گفت خواجہ سیم پاش — اے قدم ہائے تُرا جانم فراش
چاندی بخشنے والے ایک صاحب نے ایک صوفی سے کہا — اے وہ کہ میری جان تیرے قدموں کا فرش ہے

یک درم خواہی تو امروز اے شہم — یا که فردا چاشتگاہے سه درم
اے میرے شاہ تو آج ایک درہم لینا چاہتا ہے — یا کل کو چاشت کے وقت تین درہم

گفت[1] امروز ایں درم راضی ترم — زانکه امروز ایں و فردا صد درم
اس نے کہا میں آج ایک درہم پر زیادہ راضی ہوں — اس سے بھی کہ آج ایک ہو اور کل کو سو درہم ہوں

سیلیئے نقد از عطائے نسیہ[2] بہ — نک قفا پیشت کشیدم نقد دہ
نقد طمانچہ، ادھار بخشش سے بہتر ہے — اب میں نے تیرے سامنے گدی کر دی نقد دیدے

خاصہ آں سیلی که از دستِ تو است — که قفا و سیلیش مستِ تو است
خصوصاً وہ طمانچہ جو تیرے ہاتھ سے ہو — کیونکہ گدی اور اس کا طمانچہ تجھ پر عاشق ہے

ہیں بیا اے شادیِ جان و جہاں — خوش غنیمت دار نقدِ ایں زماں
خبردار! اے جان اور جہان کی خوشی! آجا — اس کے وقت نقد کو بہت غنیمت سمجھ

[1] گفت۔ صوفی نے کہا آج کے ایک درہم کی بجائے کل کو تین درہم یا سو درہم بھی مجھے پسند نہیں ہیں۔ سیلیئے۔ نقد تو ایسی چیز ہے کہ اس کا چپت بھی ادھار کی عطا سے اچھا ہے۔
[2] نسیہ۔ ادھار خاصہ۔ خصوصاً تیرا چپت تو بہت ہی بہتر ہے کیونکہ میری گدی اور اس پر چپت لگنا تیرے عاشق ہیں۔ ہیں۔ جب نقد بہر حال بہتر ہے تو تو بھی آجا۔

در امدُ زد[1] آں روئے ماہ از شب رواں | سر مکش زیں جوئے اے آبِ رواں
چاند کا وہ چہرہ، رات کے چلنے والوں سے نہ چھپا | اے جاری پانی اس نہر سے روگردانی نہ کر

تا لبِ جو خندد از ماءِ معیں | وز لبِ جو سر برآرد یاسمیں
تاکہ جاری پانی سے نہر کا کنارہ مسکرا پڑے | اور چنبیلی نہر کے کنارے سے سر ابھارے

چوں بہ بینی بر لبِ جو سبزہ مست | پس بداں از دور کانجا آب ہست
تو جب نہر کے کنارے پر جھومتا سبزہ دیکھے | دور سے سمجھ جا کہ وہاں پانی ہے

گفت[2] سیماھم وجوھم کردگار | کہ بود غمازِ باراں سبزہ زار
اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر علامتیں ہیں فرمایا ہے | کیونکہ سبزہ زار، بارش کا مخبر ہے

گر ببارد شب نہ بیند ہیچ کس | کہ بود در خواب ہر نفس و نفس
اگر رات میں برسے کوئی شخص نہ دیکھے | کیونکہ ہر انسان اور سانس نیند میں ہوتا ہے

تازگیِ ہر گلستانِ جمیل | ہست بر بارانِ پنہانی دلیل
ہر خوبصورت چمن کی تازگی | مخفی بارش کی دلیل ہے

رجوع بحکایت موش و چغز آبی

چوہے اور پانی کے مینڈک کی حکایت کی جانب رجوع

اے اخی خاکیم تو آبیٔ | لیک شاہِ رحمت و وہّابیٔ
اے میرے بھیا! میں خاکی ہوں تو آبی ہے | لیکن تو رحمت کا شاہ اور عطا کرنے والا ہے

آنچناں[3] کن از عطا و از قسم | کہ گہ و بیگہ بخدمت میرسم
تو حصہ اور عطا میں ایسا کر | کہ وقت اور بے وقت خدمت میں پہنچا رہوں

بر لبِ جو من بجاں میخوانمت | می نہ بینم از اجابت مرحمت
نہر کے کنارے میں تجھے دل سے پکارتا ہوں | میں منظوری کی عنایت نہیں دیکھتا ہوں

آمدن در آب بر من بستہ شد | زانکہ ترکیبم ز خاکے رستہ شد
پانی میں آنا، مجھ پر بند ہے | کیونکہ میری ساخت مٹی سے ہوئی ہے

یار سولے یا نشانے کن مدد | تا ترا از بانگِ من آگہ کند
یا کوئی قاصد یا کوئی علامت مددگار بنا | تاکہ میرے پکارنے سے تجھے باخبر کر دے

بحث کردند اندریں کار آں و یار | آخرِ آں بحث ایں آمد قرار
اس معاملہ میں ان دونوں دوستوں نے بحث کی | اس بحث کے آخر میں یہ طے ہوا

---

[1] دَرمَدزَد۔ میں رات کا مسافر ہوں تیرا چہرہ چاند ہے، چاند کو رات کے مسافر سے چھپانا مناسب نہیں۔ میں نہر ہوں تو آب رواں ہے پانی کو نہر میں آنا چاہیے۔ تالب۔ پانی پہنچنے سے نہر کے کنارے مسکرا پڑتے ہیں اور ان پر پھول بوٹے نمودار ہو جاتے ہیں۔ چُوں بہ بِنی۔ اے مخاطب جب تو نہر کے کنارے سبزہ دیکھے تو دور سے سمجھ لے کہ نہر میں پانی ہے یعنی کسی شخص کے انوار و برکات سے اس کے صاحب نسبت ہونے کو سمجھ لے۔

[2] گُفت۔ نیکی کے آثار پیشانی پر ہوتے ہیں سیاسی لئے ہے کہ سبزہ زار اشارہ کرتا ہے کہ وہاں پانی ہے۔ گر ببارد۔ اگر رات میں بارش ہوتی ہے بارش کو کوئی نہیں دیکھتا ہے لیکن صبح کو سبزے پر تازگی دیکھتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ رات بارش ہوئی ہے۔ اے اخی۔ پھر چوہے کی گفتگو شروع کی ہے، چوہے نے مینڈک سے کہا کہ اگرچہ میں خاکی ہوں اور تو آبی اس لئے میں تیرا ہم جنس نہیں ہوں لیکن تو شاہ رحمت اور عطا کی طرف منسوب ہے اور عطا کے لئے ہم جنس ہونا ضروری نہیں ہے۔

[3] آنچناں۔ مجھے ایسا موقع دیدے کہ وقت بے وقت تجھ سے مل لیا کروں۔ برلب جو۔ چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میں نہر کے کنارے پر آ کر آپ کو پکارتا ہوں لیکن آپ جواب عنایت نہیں کرتے۔ مدں۔ چونکہ میں خشکی کا جانور ہوں اس لئے پانی میں نہیں جا سکتا۔ یار سولے۔ یا تو کوئی پیغامبر یا اور کوئی ایسی علامت مقرر کر دیجئے کہ میری آواز آپ کو پہنچ جایا کرے۔ دو یار۔ چوہا اور مینڈک

که ابدست آرند یک رشته دراز — تاز جذبِ رشته گردد کشفِ راز
کہ ایک لمبا ڈورا حاصل کر لیں — تاکہ ڈورے کے کھینچنے سے راز کھل جائے

یکسرے بر پائے ایں بندہ دوتو — بستہ باید، دیگرش برپائے تو
ایک سرا اس خمیدہ بندہ کے پاؤں پر — بندھا ہوا ہونا چاہیے اور اس کا دوسرا سرا تیرے پاؤں پر

تاہم آئیم زیں فن ما دو تن — اندر آمیزیم چوں جاں با بدن
تاکہ اس ترکیب سے ہم دونوں جمع ہو جائیں — مل جل جائیں، جس طرح جان بدن سے

ہست تن چوں ریسماں برپائے جاں — می کشاند برزمینش ز آسماں
جسم، جان کے پاؤں پر ڈورے کی طرح ہے — اس کو آسمان سے زمین پر کھینچ لاتا ہے

چغزِ جاں درآبِ خوابِ بیہشی — رستہ از موشِ تن آید در خوشی
جان کا مینڈک، بے ہوشی کی نیند کے پانی میں — جسم کے چوہے سے چھوٹ کر خوشی میں ہے

موشِ تن زاں ریسماں بازش کشد — چند تلخی زیں کشش جاں می چشد
جسم کا چوہا اس ڈورے کے ذریعہ اس کو پھر کھینچ لیتا ہے — اس کھچاؤ سے جان بہت سی کڑواہٹیں محسوس کرتی ہے

گر نبودے جذبِ موشِ گندہ مغز — عیشہا کردے درونِ آب چغز
اگر گندہ دماغ چوہے کی کشش نہ ہوتی — تو مینڈک، پانی میں مزے اڑاتا

باقیش چوں روز برخیزی زخواب — بشنوی از نور بخشِ آفتاب
اس کا باقی جس روز تو نیند سے بیدار ہو گا — تو سورج کو نور عطا کرنے والے سے سن لے گا

یک سرِ رشتہ گرہ برپائے من — زاں سرِ دیگر تو برپا عقد زن
ڈورے کے سرے کی ایک گرہ میرے پاؤں پر — دوسرے سرے کی گرہ تو اپنے پاؤں پر لگا لے

تاتوانم من دریں خشکی کشید — مر ترا اینک ۳ شد سرِ رشتہ پدید
تاکہ میں اس خشکی میں کھینچ سکوں — تجھے اب ڈورے کا سرا ظاہر ہو گیا

تلخ آمد بر دلِ چغز ایں حدیث — کہ مرا در عقد آرد ایں خبیث
یہ بات مینڈک کے دل کو کڑوی لگی — کہ یہ خبیث مجھے گرہ میں پھانستا ہے

ہر کراہت در دلِ مردِ بہی — چوں درآید زافتے نبود تہی
بہتر انسان کے دل میں جو کراہت — آتی ہے وہ مصیبت سے خالی نہیں ہوتی

وصفِ حق داں آں فراست را نہ وہم — نورِ دل از لوحِ کل کردست فہم
اس فراست کو اللہ تعالیٰ کی صفت سمجھ نہ کہ وہم — دل کے نور نے لوح محفوظ سے سمجھا ہے

۱ کہ بدست آرند۔ چوہے اور مینڈک میں یہ طے ہو گیا کہ ایک بڑا ڈورا ہو جس کا ایک سرا چوہے کے پاؤں میں اور ایک سرا مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا ہو۔ تاہم۔ جب ضرورت ہو تو دونوں میں سے ہر ایک اس ڈورے کو کھینچ لیا کرے۔ دوسرے کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ بلا رہا ہے۔ ہست۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جسم کا تعلق روح کے پاؤں کا ڈورا ہے جو اس روح کو آسمان سے کھینچ لاتا ہے۔ چغز۔ روح کا مینڈک نیند کی حالت میں جسم کے چوہے سے رہائی پا کر خوشی محسوس کرتا ہے۔
۲ موش۔ جسم کا چوہا پھر اس کو کھینچ لاتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر جسم کا چوہا روح کے مینڈک سے وابستہ نہ ہوتا تو روح کا مینڈک پانی میں عیش کرتا۔ باقیش۔ جسم اور روح کا یہ تو دنیاوی زندگی میں حال ہے قیامت میں پھر جب روح جسم سے وابستہ ہو گی تو اس کے احوال اللہ تعالیٰ سے سن لینا۔ یک سر رشتہ۔ یہ چوہے کا مقولہ ہے۔ تاتوانم۔ چوہے نے کہا جب تیرے پاؤں میں ڈورا بندھا ہوا ہو گا میں تجھے خشکی میں کھینچ کر لا سکوں گا۔
۳ اینک شد۔ اب معاملہ حل ہو گیا۔ تلخ۔ مینڈک کو یہ بات ناگوار گزری کہ یہ چوہا مجھے پھانسنا چاہتا ہے۔ ہر کراہت۔ روشن ضمیر انسان کو جو بات ناگوار ہوتی ہے وہ یقیناً کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ وصف حق۔ مومن میں کی یہ فراست اللہ کی صفت ہے جو مومن کے دل کے نور نے اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل کی ہے۔ لوح کل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ۔

اِمتناعِ ۱ پیل از سیراں بہ بیت / باجدِ آں پیلبان و بانگِ ہیت

بیت اللہ کی طرف جانے سے ہاتھی کا رکنا / فیلبان کی کوشش اور دآ جا کی آواز سے

جانبِ کعبہ نرفتے پائے پیل / باہم لت نے کثیر و نے قلیل

ہاتھی کا پاؤں کعبہ کی جانب نہ چلتا تھا / باوجود پوری لاتیں مارنے کے نہ بہت اور نہ تھوڑا

گفتیی خود خشک شد پاہائے او / یا بمُرد آں جانِ ہول افزائے او

تو کہتا، خود اس کے پاؤں سوکھ گئے ہیں / یا اس کی خوفناک جان مردہ ہو گئی ہے

چونکہ کردندے سَرَش سوئے یمن / پیل نر دو اسپہ گشتے گام زن

جب اس کا سر یمن کی جانب کرتے / نر ہاتھی دوڑ کر قدم اٹھانے لگتا

حسِّ پیل از زخمِ غیب آگاہ بُود / چوں بود حسِّ ولیِ با وُرُود

ہاتھی کی حس غیب کی مصیبت سے واقف تھی / جیسی کہ واردات والے ولی کی حس ہوتی ہے

نے کہ یعقوبِ نبی گفت آں زماں / کہ از و جُستند یوسف را کہاں

کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی نے جس وقت / ان سے یوسف کو بڑوں نے مانگا؟

نے کہ یعقوبِ نبی آں پاک خُو / بہرِ یوسفؑ باہمہ اخوانِ اُو

کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی پاک خصلت نے / یوسف کے لئے ان کے سب بھائیوں سے

از پدر چوں خواستند آں دادراں / تابرندش سوئے صحرا یک زماں

جب ان بھائیوں نے باپ سے مانگا / تاکہ تھوڑی دیر کے لئے جنگل کی جانب لے جائیں

جُملہ گفتندش بیندیش از ضَرر / یک دو روزش مُہلتے دہ اے پدر

سب نے ان سے کہا کہ آپ نقصان کا خیال نہ کریں / اے آبا! ایک دو روز ان کو موقع دے دیجئے

تو ۳ چرا مارا نہ پنداری امین / یوسفؑ خود نسپری با حافظین

آپ ہمیں محافظ کیوں نہیں سمجھتے؟ / اپنے یوسف کو محافظوں کے سپرد نہیں کرتے

تا بہم در مرجہا بازی کنیم / ما دریں دعوت امین و محسنیم

تاکہ ہم مل کر سبزہ زاروں میں کھیلیں / ہم اس درخواست میں امین اور نکوکار ہیں

گفت ایں دانم کہ نقلش از برم / می فروزد در دلم رنج و سقم

انہوں نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ ان کو میرے پاس سے لے جانا / میرے دل میں رنج اور بیماری کو مشتعل کرے گا

ایں دلم ہرگز نمی گوید دروغ / کہ ز نورِ عرش دارد دل فروغ

میرا یہ دل کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے / کیونکہ عرش کے نور سے دل روشنی رکھتا ہے

---

۱ امتناع۔ یہ بات کہ آنے والی مصیبت کو مومن کا دل تاڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ بسا اوقات یہ بات جانور کے دل میں بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ جانب کعبہ۔ ابرہہ جب اپنا ہاتھی لے کر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چلا تو وہ ہاتھی آنے والی مصیبت کو تاڑ گیا تھا اور اس کا قدم خانہ کعبہ کی طرف نہ اٹھتا تھا۔ چونکہ۔ جب اس ہاتھی کا رخ یمن کی طرف موڑتے تھے تو دوڑنے لگتا تھا۔

۲ دو اسپہ۔ تیز رفتار۔ چوں بود۔ جب ہاتھی کا یہ حال تھا تو سمجھ لو کہ جس ولی پر قلبی واردات ہوں اس کا کیا حال ہوگا۔ نے کہ۔ حضرت یعقوب حضرت یوسف کی خفیہ بات کو تاڑ گئے تھے کہاں۔ یعنی بڑے بھائی۔ دادراں۔ برادراں۔ جملہ گفتند۔ سب بھائیوں نے کہا کہ نہ ڈرئیے اور یوسف کو اجازت دے دیجئے۔

۳ تو چرا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ہمیں امین کیوں نہیں سمجھتے ہیں ہم تو اس کی حفاظت کریں گے۔ مرجہا۔ چراگاہیں۔ گفت۔ حضرت یعقوب نے فرمایا یوسف کو جدا کرنے سے مجھے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ایں دلم۔ یہ میرا دل کبھی غلط بات سے تکلیف محسوس نہیں کرتا اس کو اللہ تعالیٰ کے نور سے روشنی حاصل ہے۔

آں ۱ دلیلِ قاطعی بُد بَر فَساد　　وز قضا آں را نکرد اُو اعتداد

وہ فساد پر پکی دلیل تھی　　قضاء خداوندی سے وہ اس کو گنتی میں نہ لائے

در گزشت از وے نشانے آنچناں　　کہ قضا در فلسفہ بُود آں زماں

ایسی علامت ان سے چھوٹ گئی　　کیونکہ قضاء خداوندی اس وقت حکمت میں تھی

ایں عجب نبُود کہ کور افتد بچاہ　　بُوالعجب افتادنِ بینائے راہ

یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ اندھا کنوں میں گر جائے　　بڑا تعجب، راستہ دیکھنے والے کا گرنا ہے

ایں قضارا گونہ گوں تصریفہاست　　چشم بندش یَفْعَلُ اللّٰہُ مَایَشَا ست

اس قضاء خداوندی کے طرح طرح تصرف ہیں　　اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کی چشم بندی ہے

ہم ۲ بداند ہم نداند دل فنش　　موم گرد و بہرِ آں مُہر آہنش

دل اس کے ہنر کو جانتا بھی ہے اور نہیں بھی جانتا ہے　　اس کا لوہا اس کی مہر کے لئے موم بن جاتا ہے

گوئیا دل گوید اے کہ میلِ اُو　　چوں دریں شُد ہرچہ اُفتد باش گو

گویا دل کہہ دیتا ہے کہ اے شخص اس قضا کا جھکاؤ　　جب اس میں ہے جو بھی ہو ہونے دے

خویش را ہم زیں مُغفّل می کُند　　در عقالش جاں معقّل می کُند

وہ اپنے آپ کو اسی غفلت میں کر دیتا ہے　　اس کی رسی میں جاں کو باندھ دیتا ہے

گر شود مات اندریں آں بُوالعلا　　آں نباشد مات، باشد ابتلا

اگر وہ بلند مرتبہ اس معاملہ میں مات کھا جاتا ہے　　وہ مات نہیں ہوتی، آزمائش ہوتی ہے

یک ۳ بلا از صد بلا اش واخرد　　یک ہبوطش بر معا رجہا بُرد

اس کو ایک مصیبت سو مصیبتوں سے نجات دیتی ہے　　ایک بار نیچا تر نا اس کو بہت سی بلندیوں پر لے جاتا ہے

خام شوخے کہ رہانیدش مُدام　　از خُمارِ صد ہزاراں زشت خام

وہ ناقص شوخ کہ اس کو شراب نے رہائی دیدی　　لاکھوں بھدے خاموں کے خمار سے

عاقبت اُو پختہ و اُستاد شُد　　جَست از رِقِ جہاں آزاد شُد

انجام کار وہ پختہ اور استاد ہو گیا　　اس نے دنیا کی غلامی سے چھلانگ لگائی، آزاد ہو گیا

از شراب لا یزالی گشت مست　　شُد ممیّز از خلائق باز رَست

وہ نہ مٹنے والی شراب سے مست ہو گیا　　وہ لوگوں سے ممتاز ہو گیا، چھوٹ گیا

۱ آں دلیلِ۔ حضرت یعقوب کو قلبی احساس سے پورا یقین ہو گیا تھا کہ بھائیوں کی بات میں فساد مخفی ہے لیکن اس کے باوجود قضا خداوندی میں چونکہ ایسا ہونا تھا لہٰذا وہ پھر بھی راضی ہو گئے۔ در گزشت۔ انہوں نے دل کی بات سے درگذر کی چونکہ اس معاملہ میں اللہ کی جانب سے ایک حکمت پوشیدہ تھی۔ ایں عجب۔ حضرت یعقوب کو نور دل حاصل تھا پھر بھی وہ فریب میں آ گئے یہ بڑی عجیب بات ہے اگر کوئی دل کا اندھا فریب کھا جاتا تو تعجب نہ ہوتا۔ ایں قضا۔ قضاء خداوندی کے بھی عجیب تصرفات ہیں وہ بینا کو بھی نابینا بنا دیتی ہے اور خدا کی مشیت اس کی آنکھ کا پردہ بن جاتی ہے۔

۲ ہم بداند۔ جب تقدیر خداوندی کسی معاملہ میں آڑے آتی ہے تو انسان یقینی بات میں بھی تذبذب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ موم۔ یعنی دل کا پختہ ارادہ نرم پڑ جاتا ہے۔ گوئیا۔ گویا دل اپنے ارادہ کے خلاف اس قضا کے فیصلہ پر راضی ہو جاتا ہے۔ خویش۔ وہ دل اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو غافل بنا لیتا اور بھاگ قضا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ گر شود۔ اگر کوئی باطنی نور والا اپنے احساس کی خلاف سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ دراصل مغلوبیت نہیں ہے بلکہ قدرت کی جانب سے آزمائش ہے کہ اپنے ارادہ کے خلاف پر قضا سے وہ راضی ہے یا نہیں؟

۳ یک بلا۔ قضاء کی وجہ سے جب وہ بلا میں پھنستا ہے اور اس پر رضا کا اظہار کرتا ہے تو سیکڑوں مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے اور اس کا یہ گرنا اس کو بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ خام شوخے۔ یہ دلیری میں ناقص تھا اب جبکہ اس آزمائش میں کامیاب ہو گیا تو سیکڑوں فاسد خیالات سے نجات پا جاتا ہے۔ عاقبت۔ اس کامیابی کے نتیجہ میں وہ پختہ اور استاد بن جاتا ہے اور دنیا کے وسوسوں سے آزاد ہو جاتا ہے اب غیر اللہ سے نجات پا کر وہ توحید کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ شد ممیّز۔ اب اس کو ایک خاص امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

زاعتقادِ سست پُر تقلید شاں ۔ وز خیالِ دیدۂ بے دید شاں
ان کے تقلید سے پر کمزور اعتقاد سے ۔ ان کی بے بصیر کے آنکھ کے خیال سے

اے عجب چہ فن زند ادراکِ شاں ۔ پیش جو رو مدِّ بحرِ بے نشاں
تعجب ہے، ان کا علم کیا تدبیر کرے گا؟ ۔ بے نشاں دریا کے اتار اور چڑھاؤ کے سامنے

زاں بیاباں ایں عمارتہا رسید ۔ مُلک و شاہی و وزارتہا رسید
اس بیابان سے یہ عمارتیں آئی ہیں ۔ ملک اور بادشاہی اور وزارتیں آئی ہیں

زاں بیابانِ عدم مستانِ شوق ۔ میرسند اندر شہادت جوق جوق
اس بیابان عدم سے شوق کے مست ۔ جماعت در جماعت عالم اشہادت میں آ رہے ہیں

کارواں بر کارواں زیں بادیہ ۔ می رسد در ہر مساء و غادیہ
اس صحرا سے قافلہ در قافلہ ۔ ہر شام و صبح کو پہنچ رہے ہیں

آید و گیرد وثاقِ ماگرو ۔ کہ رسیدم نوبتِ ما شد تو رو
آتا ہے اور ہمارا گھر گروی کر لیتا ہے ۔ کہ میں آ گیا، ہماری باری آ گئی تو چلا جا

چوں پسر چشمِ خرد را واگشاد ۔ زود با بارخت بر گردوں نہاد
جب بیٹے نے عقل کی آنکھ کھولی ۔ باوا نے سامان جلدی سے آسمان پر جا رکھا

جادۂ شاہ ست آں زیں سو رواں ۔ واں ازاں سو صادران و وارداں
وہ شاہراہ ہے اس جانب سے رواں ہے ۔ وہ اس جانب سے صادر اور وارد ہیں

نیک بنگر ما نشستہ میرویم ۔ می نہ بینی قاصدِ جائے نویم
خوب غور کر لے، ہم بیٹھے بیٹھے چل رہے ہیں ۔ تو نہیں دیکھتا ہے کہ ہم نئی جگہ کا ارادہ کرنے والے ہیں

بہر۳ حالے می نگیری راس مال ۔ بلکہ از بہرِ غرضہا در مال
تو موجودہ وقت کے لئے اصل دولت نہیں لیتا ہے ۔ بلکہ مستقبل کی غرضوں کے لئے

پس مسافر آں بود اے رہ پرست ۔ کہ مسیر و روش در مستقبل ست
پس اے چلنے والے! مسافر وہ ہے ۔ کہ اس کا چلنا اور رخ مستقبل کی طرف ہے

ہمچناں کز پردۂ دل بے کلال ۔ دمبدم در میرسد خیلِ خیال
جس طرح بغیر تھکن کے دل کے پردے سے ۔ خیال کا لشکر، پے درپے پہنچتا ہے

---

۱ از اعتقاد۔ عام لوگ غیر حق کے وجود کو معتد بہ سمجھتے ہیں یہ اس سے نجات پا جاتا ہے۔ اے عجب۔ قضاء قدر کے لامحدود سمندر کے مقابلہ میں انسان کا علم واحساس کیا ہنر دکھا سکتا ہے۔ زاں۔ عالم شہود میں جو کچھ ہے وہ اسی عالم غیب سے آیا ہے۔ بیابانِ عدم۔ یعنی عالم غیب۔ مستانِ شوق۔ یعنی کائنات جو خدائی حکم بجالانے کی مشتاق ہے۔ شہادت۔ عالم شہادت بادیہ۔ یعنی بیابان عدم۔ غادیہ صبح کا وقت۔

۲ آید و گیرد۔ عالم شہادت میں ایک نئی چیز آ کر پرانی چیز کی جگہ لے لیتی ہے۔ چوں پسر۔ بیٹا باپ کی جگہ سنبھال لیتا ہے باوا عالم آخرت کو سدھار جاتا ہے۔ جادۂ شاہ۔ یہ سمجھ کہ عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیان ایک بڑی کھلی سڑک ہے جس پر ہر وقت آمد ورفت ہے۔ نیک۔ ہمیں محسوس نہیں ہوتا کہ عمر کا جو دن گزر رہا ہے ہم اس میں عالم آخرت کی طرف چل رہے ہیں۔

۳ بہر حالے۔ انسان جو کاروبار کرتا ہے اور نفع کمانے کی کوشش کرتا ہے وہ کسی وقتی ضرورت کے پیش نظر نہیں کرتا ہے بلکہ آئندہ کی بناء پر کاروبار کرتا ہے تو بھی اپنی عمر کے مال کی تجارت آخرت کے پیش نظر صرف کر موجودہ زندگی میں عمر صرف نہ کر۔ پس مسافر۔ صحیح مسافر وہی ہے جس کی نظر منزل پر ہو۔ ہمچناں۔ جس طرح خارجی موجودات کا سلسلہ ہے یہی صورت ذہنی موجودات کی ہے، مضامین اور خیالات عالم غیب سے دل میں آتے ہیں۔

گر۱ نہ تصویرات از یک مغرسند　　در پے ہم سوئے دل چوں میرسند
اگر یہ تصورات ایک کھیت کے نہیں ہیں　　تو آگے پیچھے دل کی جانب کیوں آ رہے ہیں؟

جوق جوق اسپاہِ تصویراتِ ما　　سوئے چشمہ دل شتاباں از ظما
ہمارے تصورات لشکر در لشکر　　پیاس سے دل کے چشمہ کی طرف دوڑتے ہیں

جرّہا پُر می کنند و میروند　　دائما پیدا و پنہاں می شوند
وہ گھڑے بھرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں　　ہمیشہ ظاہر اور غائب ہوتے رہتے ہیں

فکر ہارا اخترانِ چرخ داں　　دائر اندر چرخِ دیگر آسماں
افکار کو آسمان کے ستارے سمجھ　　دوسرے آسمان کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں

سعد۲ دیدی شکر کن ایثار کن　　نحس دیدی صدقہ و استغفار کن
تو نے سعد دیکھا شکر ادا کر اور ایثار کر　　تو نے نحس دیکھا خیرات اور توبہ کر

ما کئیم ایں رابیا اے شاہِ من　　طالعم مقبل کن و چرخے بزن
ہم اس کے لئے کیا ہیں؟ اے میرے شاہ! آجائیے　　میرے طالع کو بااقبال کر دیجئے اور گھما دیجئے

روح راتاباں کن از انوارِ ماہ　　زاں کز آسیبِ ذنب شد جاں سیاہ
چاند کے انوار سے روح کو روشن کر دیجئے　　کیونکہ روح ذنب کے اثر سے کالی ہو گئی ہے

روح رازاں نورِ مہ کن ملتہب　　کہ سیہ شد جانِ من ز آسیبِ تب
روح کو اس چاند کے نور سے روشن کر دیجئے　　کیونکہ بخار کے اثر سے میری جان کالی ہو گئی ہے

از۳ خیال و وہم و ظن بازش رہاں　　از چہ وجورِ رسن بازش رہاں
اس کو خیال اور وہم اور گمان سے چھڑا دیجئے　　کنویں اور رسی کے ظلم سے اس کو چھڑا دیجئے

تاز دلداریِ خوبِ تو دلے　　پر برآرد بر پرد زاب و گلے
تاکہ ایک دل تیری اچھی دلداری سے　　پر نکال لے اور پانی اور مٹی سے اڑ جائے

اے عزیزِ مصرِ جانم دستگیر　　عذر ایں زندانیِ خود در پذیر
اے میری جان کے مصر کے شاہ! دستگیری کیجئے　　اپنے اس قیدی کا عذر قبول کر لیجئے

اے عزیزِ مصر در پیماں درست　　یوسفِ مظلوم در زندانِ تست
اے مصر کے شاہ! عہد و پیمان میں درست　　مظلوم یوسف تیرے قیدخانہ میں ہے

---

۱ گر نہ۔ ان کا پے درپے آنا یہ بتاتا ہے کہ وہ سب ایک جگہ سے آ رہے ہیں اور ان کا مخزن ایک ہے۔ جوق در جوق۔ جس طرح پیاسے پانی کی طرف دوڑ کر آتے ہیں اسی طرح خیالات دل میں آتے ہیں اور اپنی پیاس بجھا کر واپس ہوتے ہیں کچھ نمایاں رہتے ہیں کچھ بالکل پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ فکرہا۔ اختراں۔ جس طرح ستارے آسمان میں گردش کرتے ہیں خیالات دل کے آسمان میں گردش کرتے ہیں۔

۲ سعد۔ جس طرح نجومی ستاروں کو سعد اور نحس سمجھتے ہیں تو بھی ان خیالات کو ایسا ہی سمجھ اچھا خیال ہے تو اس سے دوسرے کو بھی فیض پہنچا برا خیال آئے تو صدقہ کر اور توبہ کر۔ ما کئیم۔ فاسد خیالات کی نحواست سے بچنے کا علاج ہم نے صدقہ و استغفار بتایا لیکن دراصل ان سے محفوظ رکھنا فضل خداوندی کا کام ہے۔ طالعم۔ یعنی میرے منحوس حالات کو تبدیل کر دیجئے اور اس نحس کو گھما دیجئے تاکہ سعد طلوع کر آئے۔ ماہ۔ یعنی نیکیوں کے نور سے روح کو روشن کر دیجئے وہ گناہوں کے اثرات سے کالی پڑ گئی ہے۔ ذنب۔ وہ نقطہ جس میں آ کر سورج کو گرہن لگ جاتا ہے۔ تب۔ یعنی گناہ کی تپش۔

۳ از خیال۔ میری روح کو معاصی کے خیالات سے نجات دے دیجئے۔ از چہ۔ یعنی مضر اعمال۔ تاز دلداری۔ آپ کی عنایت اور مہربانی سے میرے دل میں پر پرواز پیدا ہو جائے اور وہ دنیاوی دھندوں سے نجات پا جائے۔ عزیز۔ مصر کے بادشاہ اور وزیر کو کہا جاتا تھا یہاں حضرت حق تعالیٰ مراد ہے اور روح کو حضرت یوسف سے تشبیہ دی ہے اے عزیز۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ۔ اور خدا سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔

در۱ خلاصِ اُو یکے خوابے بہ بیں | زود کاللہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن
اس کی نجات کے لئے ایک خواب دیکھ لیجئے | جلدی سے کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

ہفت گاوِ لاغرے و پُر گزند | ہفت گاوِ فربہش را میخورند
نقصان رسیدہ اور سات کمزور بیل | اس کے ساتھ موٹے بیلوں کو کھا رہے ہیں

ہفت خوشہ خُشک وزشت و ناپسند | سُنبلاتِ تازہ اش را می چرند
سات خشک اور برے اور ناپسند خوشے | اس کی تازہ بالوں کو چر رہے ہیں

قحط از مصرش برآمد اے عزیز | ہیں مباش اے شاہ ایں را مستجیز
اے شاہ! اس کے مصر سے قحط برآمد ہو گیا ہے | اے شاہ ہاں اس کو روا نہ رکھیئے

یوسفم در حبسِ تو اے شہ نشاں | ہیں زدستانِ زنانم وار ہاں
اے شاہ! میں تیری قید میں یوسف ہوں، نشانی عطا کر | ہاں مجھے عورتوں کے مکر سے نجات دیدے

از سُوئِ عرشے کہ بُودم مربطِ اُو | شہوتِ مادر فگندم کاھبطُوا
اس عرش کی جانب سے جو میرا مسکن تھا | ماں کی شہوت نے مجھے گرلیا کہ اترو

پَس فتادم زاں کمالِ ۲ مستتم | از فنِ زالے بزندانے رحم
تو میں اس مکمل کمال سے گرا | ایک بوڑھی کے کر سے رحم کے زنداں میں

روح را از عرش آرد در حطیم | لا جرم کیدِ زناں باشد عظیم
روح کو عرش سے ٹوٹے ہوئے گھر میں لے آتا ہے | بے شک عورتوں کا مکر عظیم ہوتا ہے

اوّل و آخر ہبوطِ من ززن | چونکہ بُودم رُوح و چوں ہستم بدن
میرا پہلا اور آخری نزول عورت سے ہوا | جبکہ میں روح تھا اور جبکہ میں جسم ہوں

بشنو۳ ایں زاریِ یوسف در عثار | یا براں یعقوب بیدل رحم آر
لغزش کے بارے میں یوسف کی یہ زاری سن لیجئے | یا اس بیدل یعقوب کے اوپر رحم کیجئے

نالہ از اخواں کُنم یا از زناں | کہ فگند ندم چو آدمؑ از جناں
شکوہ بھائیوں کا کروں یا عورتوں کا | کہ جنہوں نے مجھے آدم کی طرح جنتوں سے گرا دیا

زاں مثالِ برگ دے پژمُردہ اَم | کز بہشت وصل گندم خوردہ اَم
میں اسی وجہ سے خزاں کے پتے کی طرح مرجھایا ہوا ہوں | کہ میں نے وصل کی بہشت سے گیہوں کھا لیا

۱ در خلاصِ۔ عزیز مصر کے خواب میں یوسف کی رہائی کی بشارت تھی۔ زود۔ اللہ جبکہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو خود کیوں احسان نہ کرے گا۔ ہفت گاوٗ۔ میرے گناہ میری بھائیوں کو نگل رہے ہیں۔ قحط۔ مجھ میں نیکیوں کا قحط ہے اس کو جائز نہ رکھ۔ یوسف۔ حضرت یوسف زنانِ مصری کی سازش سے جیل خانہ میں گئے تھے۔ نشاں۔ یعنی رہائی کا حکم۔ از سُوی۔ انسان کی شہوت نفس اس کے عالم بالا سے گرنے کا سبب بنی۔

۲ کمالِ مستتم۔ یعنی عالم علوی کی سکونت۔ از فن زالے۔ ماں کی شہوت اس کا سبب بنی کہ میں رحم مادر میں قیدی بنا۔ در حطیم۔ یعنی دنیا۔ اول و آخر پہلی بار نیچے اترنا روح کا تھا جو حضرت آدمؑ کے ضمن میں ہوا وہ حضرت حوا کی شہوت بطن کی وجہ سے وقوع میں آیا دوسرا نیچے اترنا جسم کا تھا جو ماں کی شہوت کی وجہ سے ہوا اور جسم کی پیدائش ہوئی۔

۳ بشنو۔ یا تو میری زاری سن کر مجھ پر رحم کر دیجئے۔ یا براں۔ یعقوب یا میرا شیخ جو میرے لئے دعا کرتا ہے اس کی دعاؤں کی وجہ سے مجھ پر رحم کر دیجئے۔ نالا از اخواں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے مصر پہنچنے کا سبب بنے جہاں وہ قید ہوئے اور عورتوں کی سازش نے ان کو قید میں پھنسایا مراد اس سے انسان کی قوت غضبیہ اور قوت شہوانی ہے جو گناہوں کا سبب ہیں۔ زاں۔ میرے معاصی مجھے قرب سے دور کئے ہوئے ہیں اس لئے میں خزاں کے پتے کی طرح مرجھایا ہوا ہوں۔

چوں[1] بدیدم لطف و اکرامِ تُرا — واں سَلام سِلم و پیغام تُرا
جب میں نے تیرا لطف اور اکرام دیکھا — اور تیرے صلح کے سلام اور پیغام کو

من سپند از چشمِ بَد کردم پدید — در سپندم نیز چشمِ بَد رسید
میں نے نظر بد کی وجہ سے کالا دانہ نکالا — میرے کالے دانہ کو بھی نظر بد لگ گئی

دافعِ ہر چشمِ بَد از پیش و پَس — چشمہائے پُر خمارِ تست و بَس
آگے اور پیچھے سے ہر نظر بد کے دفعیہ کے لئے — صرف تیری نشیلی آنکھیں ہیں

چشمِ بَد را چشمِ نیکویت شہا — مات و مُستاصل کُند نِعْمَ الدَّوا
اے شاہ! تیری حسین آنکھ نظر بد کو — مغلوب اور ملیا میٹ کر دیتی ہے، وہ بہتر دوا ہے

بَل ز چشمت کیمیا ہای رَسد — چشمِ بَد را چشمِ نیکو می کُند
بلکہ تیری آنکھ سے کیمیا پہنچتی ہے — نظر بد کو، نیک نظر بنا دیتی ہے

چشمِ[2] شہ بر چشمِ بازِ دل زدست — چشمِ بازش سخت باہمّت شُدست
شاہ کی آنکھ نے دل کے باز کی آنکھ پر اثر کیا ہے — اس کے باز کی آنکھ بہت باہمت ہو گئی ہے

تاز بَس ہمّت کہ یابید از نظرَ — می نگیر دبازِ شہ جُز شیرِ نَر
یہاں تک کہ پوری ہمت کی وجہ سے، جو اس نے آنکھ سے حاصل کی ہے — شاہ کا باز نر شیر کے علاوہ نہیں پکڑتا ہے

شیر چہ کاں شاہبازِ مَعنوی — ہم شکارِ تست وہم صیدش توئی
شیر کیا ہوتا ہے، بلکہ وہ معنوی شاہ باز — تیرا شکار بھی ہے اور تو اس کا شکار بھی ہے

شُد صفیرِ بازِ جاں در مرجِ دیں — نعرہائے لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن
دین کی چراگاہ میں جان کے باز کی آواز — میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں کے نعرے ہیں

بازِ[3] دل را کز پے تو می پَرید — از عطاۓ بیحدت چشمے رسید
دل کا باز جو تیرے لئے اڑ رہا تھا — تیری بیحد عطا سے اس کو آنکھ حاصل ہو گئی

یافت بینی بُوی و گوش از تو سماع — ہر حِسے را قسمتے آمد مُشاع
ناک نے بو اور کان نے سننا تجھ سے حاصل کیا — ہر حس کا حصہ مشترک ہے

ہر حِسے را چوں دہی رہ سُوئے غیب — نبُوَد آں حسِ رافتورِ مرگ وشیب
جس حس کو تو غیب کی جانب راستہ عطا کر دے — اس حس میں موت اور بڑھاپے کی کمزوری نہیں ہوتی

مالکُ المُلکی بحِسِ چیزے دہی — تا کہ بر حِسہا کُند آں حسِ شہی
تو مالک الملک ہے تو حس کو کوئی چیز دے دیتا ہے — تا کہ وہ حس حواس پر بادشاہی کرے

[1] چوں بدیدم۔ جب میں نے تیرے لطف اور کرم پر نظر کی اور یہ پیغام سنا کہ تو توبہ کو قبول کرتا ہے تو شیطان کی نظر بد کو دفع کرنے کے لئے ہرل نکالا کہ اس کی دھونی دوں یعنی توبہ کی تو اس توبہ کو نظر بد لگ گئی۔ دافع۔ معلوم ہوا کہ توبہ کرنا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اصل اس کی قبولیت ہے جو تیری پر لطف نظر کرم ہے۔ چشم بد۔ شیطان سے بچاؤ کا مضبوط ذریعہ تیری نظر کرم ہے۔ بَل زِ چشمت۔ تیری نظر کرم کی تاثیر تو یہ ہے کہ وہ نظر بد کو نیک نظر بنا دیتی ہے۔

[2] چشمِ شہ۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم جن پر ہو جاتی ہے ان کے باز یعنی دل کی ہمت بلند ہو جاتی ہے۔ می نگیرد۔ اب وہ دل کی صرف شیر نر یعنی امور آخرت کا شکار کھیلتا ہے۔ شیر چہ۔ ان اولیاء کا مقصد امور آخرت کیا معنی صرف ذات خداوندی ہوتی ہے جس کے وہ طالب بن جاتے ہیں۔ شد۔ اور ان اولیاء کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دنیا کی فانی چیزوں سے لَو نہیں لگاتے۔ محبت نہیں رکھتے ہیں۔

[3] بازِ دل۔ اولیاءاللہ کا دل جو تیری طلب میں پرواز کرتا ہے ان کو تیری عطا سے خاص حواس حاصل ہو جاتے ہیں۔ یافت۔ ان کے حواس خدائی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ ہر حسے۔ اب ان کے حواس کا تعلق عالم حقائق سے ہو جاتا ہے اور ان حواس میں موت یا بڑھاپے سے کوئی کمزوری نہیں آتی۔ مالک الملک۔ جب انہیں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں تو جس طرح خدا مالک الملک ہے ان کے حواس کو بھی عوام کے حواس پر شاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

جهد ا کن تا حسِ تو بالا رَوَد | تاکہ کارے حِس ازاں بالا شَود
تو کوشش کر تاکہ تیرا حس اوپر جائے | تاکہ حس کا کام اس سے بلند ہو جائے

حکایتِ شب و دزداں کہ شاہ محمود میانِ ایشاں اِفتاد
رات اور چوروں کا قصہ کہ سلطان محمود ان میں پہنچ گیا
کہ مَن نیز یکے از شما اَم و برَ حالِ ایشاں مُطلع شُد الخ
کہ میں بھی تم میں ایک ہوں اور ان کی حالت سے باخبر ہو گیا

شب چوشہ محمود برمی گشت فرد | با گروہِ قومِ دُزداں باز خورد
رات کو جب سلطان محمود اکیلا گشت کر رہا تھا | چوروں کی قوم کے گروہ سے جا بھڑا

پَس بگفتندش کہ اے بُوا لوفا | گفت شہ مَن ہم یکے اَم از شما
انہوں نے اس سے کہا اے وفادار تو کون ہے؟ | سلطان نے کہا میں بھی تم میں سے ایک ہوں

آں یکے گفت اے گروہِ مکرکیش | تا بگوید ہَر یکے فرہنگِ خویش
ایک نے کہا اے مکار گروہ! | ہر ایک اپنا ہنر بیان کرے

تا بگوید با حریفاں در سَمر ۲ | کوچہ دارد در جبلّت از ہُنر
تاکہ دوستوں سے قصہ گوئی میں کہے | کہ وہ فطرت میں کیا ہنر رکھتا ہے؟

آں یکے گفت اے گروہِ فن فروش | ہَست خاصیت مرا اندر دو گوش
ایک نے کہا اے ہنر کے ڈھنڈورا گروہ | میرے دونوں کانوں میں یہ خاصیت ہے

کہ بدانم سَگ چہ می گوید بہ بانگ | قوم گفتندش زدیناری دوو انگ
کہ میں جان لیتا ہوں کہ کتا آواز میں کیا کہتا ہے | قوم نے اس سے کہا تو دینار میں سے دو دانگ ہے

آں دگر گفت اے گروہِ زر پرست | جُملہ خاصیت مرا چشم اندرست
دوسرے نے کہا اے زر کے پجاری گروہ! | مکمل خاصیت میری آنکھ میں ہے

ہر ۳ کہ را شب بینم اندر قیرداں | روز بشناسم من اُورا بیگماں
جس کو میں رات کے اندھیرے میں دیکھ لوں | میں اس کو بے شبہ دن میں پہچان لوں

گفت یک خاصیتم دَر باز دست | کہ زنم من نقبہا باز درِ دست
ایک نے کہا میری خصوصیت بازو میں ہے | میں ہاتھ کی طاقت سے نقب لگا دیتا ہوں

گفت یک خاصیتم در بینی ست | کارِ مَن در خاکہا بُو بینی ست
ایک نے کہا میری خصوصیت ناک میں ہے | میرا کام مٹیوں میں سے بو سونگھ لینا ہے

۱ جہد کن۔ خطاب ہے کہ انسان کو ایسے ہی بالائی حواس حاصل کرنے چاہئیں۔ حکایت۔ اس حکایت سے جس کے بالا ہونے کے نفع کو واضح کیا ہے۔ برمی گشت فرد۔ اکیلا گھوم رہا تھا۔ پس۔ چوروں نے سلطان سے دریافت کیا تو کون ہے تو اس نے کہہ دیا کہ میں تم میں سے ہی ہوں۔ آں یکے۔ ایک چور نے ساتھیوں سے کہا کہ ہر ایک اپنا ہنر ظاہر کرے۔ حریفاں۔ ساتھی

۲ سمر۔ قصہ کہانی۔ جبلت۔ فطرت۔ فن فروش۔ ہنر کا مدعی۔ کہ بدانم۔ ایک نے کہا کہ میں کتے کی بولی سمجھ لیتا ہوں۔ دانگ۔ درہم کا چھٹا حصہ اور درہم دینار کا دسواں حصہ ہے دانگ دینار کا ساٹھواں حصہ ہوا' یعنی یہ کوئی قابل واقعت ہنر نہیں ہے

۳ ہر کہ۔ ایک نے کہا کہ میری آنکھ میں یہ تاثیر ہے کہ جس شخص کو اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا ہوں دن کو اس کو فوراً پہچان لیتا ہوں۔ بازو۔ ایک نے کہا میرے بازو میں اس قدر طاقت ہے کہ پنجہ کے زور سے بغیر کسی اوزار کے دیوار میں نقب لگا دیتا ہوں۔ گفت یک۔ ایک نے کہا کہ میری ناک کی یہ خصوصیت ہے کہ زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں خزانہ ہے یا نہیں؟

سِرِّ النَّاسُ ۱ مَعَادِن داد دست
"لوگ کانیں ہیں" کا راز حاصل ہو گیا
کہ رسولؐ آں را پۓ چہ گفتہ است
کہ رسولؐ نے وہ کس وجہ سے فرمایا ہے؟

مَن ز خاکِ تَن بدانم کاندراں
میں جسم کی مٹی سے جان لیتا ہوں، کہ اس میں
چند نقدست وچہ دارد بیگماں
کتنا نقد ہے اور وہ بلاشبہ کیا رکھتا ہے

در یکے کاں زرِّ بے اندازہ درج
ایک کان میں بے اندازہ سونا داخل ہے
واں دگر دخلش بُوَد کمتر ز خرج
دوسری میں آمدنی خرچ سے کم ہوتی ہے

ہمچوں مجنوں بُو کُنم من خاک را
میں مجنوں کی طرح مٹی کو سونگھ لیتا ہوں
خاکِ لیلیٰ را بیابم بے خطا
بغیر غلطی کے لیلیٰ کی خاک کو پا لیتا ہوں

بُو کُنم دانم زہر پیراہنے
میں ہر لباس میں سے ہمیشہ سونگھ لیتا ہوں
گر بُود یوسف وگر آہر منے
خواہ یوسف ہو اور خواہ شیطان ہو

ہمچو ۲ احمدؐ کہ بَرد بُو از یمن
احمدؐ کی طرح کہ یمن کی جانب سے بو پاتے ہیں
زاں نصیبے یافت ایں بینیِ مَن
اس سے میری ناک نے ایک حصہ پا لیا

کہ کدامیں خاکِ ہمسایہ زرست
کہ کونسی مٹی سونے کی پڑوسی ہے
یا کدامیں خاک صِفر و ابترست
یا کونسی مٹی، خالی اور ابتر ہے

گفت یک ایں خاصیت در پنجہ ام
ایک نے کہا میرے پنجہ میں یہ خاصیت ہے
کہ کمندے افگنم طولِ علم
کہ پہاڑ کی اونچائی پر کمند پھینک دیتا ہوں

قصر اگرچہ چند باشد بس بُلند
قلعہ خواہ کتنا ہی اونچا ہو
کنگرہ اش در سخت گردانم کمند
اس کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں

ہمچو احمدؐ کہ کمند افگند جانش
احمدؐ کی طرح کہ ان کی روح نے کمند ڈالی
تا کمندش بُرد سُوئے آسمانش
یہاں تک وہ کمند ان کو آسمان کی جانب لے گئی

ہمچو احمدؐ کہ کمند انداخت سخت
احمدؐ کی طرح کہ انہوں نے سخت کمند ڈالی
کہ کمندش بُرد سوئے ۳ بخت وتخت
وہ کمند ان کو نصیبے اور تخت کی جانب لے گئی

گفت حقّش اے کمند اندازِ بیت
ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بیت معمور پر کمند ڈالنے والے!
آں ز من داں مَا رَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ
میری جانب سے سمجھ تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا

پس پرسیدند زاں شہ کاے سَند
پھر سب نے اس سلطان سے پوچھا کہ اے معتمد!
مر تُرا خاصیت اندر چہ بُود
تیری خصوصیت کس چیز میں ہے؟

---

۱ سِرّ۔ حدیث شریف ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ۔ انسان سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں اس حدیث کے معنی اس قصہ سے سمجھ میں آگئے مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان لوگوں کے اوصاف مختلف تھے اس طرح دین سے متعلق خواص انسانوں میں مختلف ہیں۔ مَن زِ خَاکِ۔ اس چور نے کہا کہ میں زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں کس قدر مال دفن ہے۔ در یکے۔ کسی کان میں بے اندازہ سونا ہوتا ہے کسی میں اتنا بھی نہیں ہوتا کہ کھدائی کا خرچ بھی نکل سکے۔ ہمچو مجنوں۔ مجنوں کو لیلیٰ کی قبر کسی نے نہ بتائی اس نے مٹی سونگھ کر اس کی قبر پہچان لی تھی۔

۲ ہمچو احمد۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں خدائی سانس وہاں سے محسوس کر رہا ہوں اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ زاں۔ اس طرح کے سونگھنے کا مجھے بھی حصہ مل گیا ہے۔ گفت یک۔ ایک چور نے کہا کہ میرے پنجہ میں یہ خصوصیت ہے کہ میں پہاڑ جیسے بلند قلعہ کی دیوار پر بھی کمند پھینک دیتا ہوں۔ علم۔ پہاڑ۔ کنگرہ۔ بلند قلعہ کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں۔ ہمچو احمد مولانا فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ نے بھی عشق الٰہی کی کمند پھینکی جس کے ذریعہ وہ معراج میں آسمان تک پہنچے۔

۳ سُوی بخت۔ آنحضورؐ نے ایسی کمند پھینکی جو آپ کو تختِ الٰہی عرش اور بخت یعنی قرب الٰہی تک لے گئی۔ بیت۔ یعنی بیت المعمور آنحضورؐ نے معراج میں اس کی بھی سیر کی۔ آں زمن۔ اس کمند اندازی کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ یہ فعل بھی آپ کا نہیں ہے بلکہ ہمارے ہے جیسا کہ غزوۂ بدر میں کنکریوں کا پھینکنا آپ کا فعل نہ تھا۔

گفت ۱ در ریشم بُود خاصیتم — کہ رہانم مجرماں را از نِقَم
اس نے کہا میری خاصیت میری داڑھی میں ہے — کہ میں مجرموں کو سزاؤں سے چھڑا دیتا ہوں

مجرماں راچوں بجلّا داں دہند — چوں بجُنبد ریشِ مَن ایشاں رہند
جب مجرموں کو جلادوں کے سپرد کرتے ہیں — جب میری ڈاڑھی ہل جاتی ہے وہ چھوٹ جاتے ہیں

چوں بجُنبانم برحمت ریش را — طے کنند آں قتل واں تشویش را
جب میں رحم سے داڑھی ہلا دیتا ہوں — وہ اس قتل اور پریشانی کو لپیٹ دیتے ہیں

قوم گفتندش کہ قطبِ ماتوئی — کہ خلاصِ روز محنتہا شوی
قوم نے اس سے کہا کہ تو ہی ہمارا قطب ہے — کہ مشقتوں کے دن خلاصی کا باعث تو ہو گا

بعد ازاں ۲ جملہ بہم بیروں شدند — سوی قصرِ آں شہ میموں شدند
اس کے بعد سب مل کر باہر نکلے — اس مبارک سلطان کے قلعہ کی طرف چلے

چوں سگے بانگے بزد از سوی راست — گفت می گوید کہ سُلطاں باشماست
جب کتے نے داہنی جانب سے آواز کی — اس نے کہا کہتا ہے کہ سلطان تمہارے ساتھ ہے

خاک بُو کرد آں دگر از رَبوَہ — گفت ایں ہست از وثاقِ بیوَہ
دوسرے نے ٹیلے کی مٹی سونگھی — بولا، یہ ایک بیوہ کے گھر کی ہے

پس کمند انداخت اُستادِ کمند — تا شُدند آں سُوی دیوارِ بلند
پھر کمند کے استاد نے کمند پھینکی — یہاں تک کہ وہ بلند دیوار کے اس طرف پہنچ گئے

جای دیگر خاک راچوں بوئے کرد — گفت خاکِ مخزنِ شاہے ست فرد
جب اس نے دوسری جگہ مٹی سونگھی — بولا بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے

نقب ۳ زن زد نقب در مخزن رسید — ہر یکے از مخزن اسبابے کشید
نقب لگانے والے نے نقب لگایا خزانہ میں پہنچ گیا — ہر ایک نے مخزن سے سامان نکالا

بس زر و زربفت و گوہرہای زفت — قوم بُردند و نہاں کردند تفت
بہت سونا اور زر بفت اور بھاری جواہر — قوم لے گئی اور جلد چھپا دیا

شہ معیّن دید منزل گاہِ شاں — حُلیہ و نام و پناہ و راہِ شاں
سلطان نے معین طور پر ان کی قیام گاہ دیکھ لی — ان کا حلیہ اور نام اور پناہ گاہ اور راستہ

خویش را دُزدید زیشاں باز گشت — روز در دیواں بگفت آں سرگزشت
اپنے آپ کو ان سے چھپا کر واپس ہو گیا — دن میں کچہری میں وہ سرگزشت سنائی

---

۱ گُفت۔ سلطان نے چوروں کے سوال پر فرمایا کہ میری داڑھی میں یہ خاصیت ہے کہ میں جب داڑھی ہلا دوں تو مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ مجرِماں۔ جب مجرموں کو جلاد کے سپرد کر دیں اور میں ان کی رہائی کے لئے سر سے اشارہ کر دوں جس سے داڑھی ہل جائے گی تو وہ مجرم فوراً چھوڑ دیئے جائیں گے۔ قومِ گفتند۔ چوروں نے کہا تو ہمارا قطب اور پیشرو ہے کیونکہ مصیبت اور گرفتاری کے وقت تو ہی کام آئے گا۔

۲ بَعدَ ازآں۔ اس گفتگو کے بعد سب چور چوری کرنے چل دیئے۔ چوں سگے۔ ایک کتا بھونکا تو جس چور نے اپنی خاصیت یہی بتائی تھی اس نے کہہ دیا کہ کتا کہہ رہا ہے کہ سلطان ہمارے ساتھ ہے۔ رَبوَہ۔ ٹیلہ۔ وثاق۔ مکان۔ پس کمند۔ شاہی قلعہ کی بلند دیوار پر کمند ڈال دی۔ جای دیگر۔ قلعہ کی فصیل کے اندر پہنچ کر ایک نے مٹی سونگھ کر بتا دیا کہ یہاں بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے۔

۳ نَقب زَن۔ نقب لگانے والے نے صرف ہاتھ کے ذریعہ نقب لگا دیا اور چوروں نے خزانہ کا سامان لوٹنا شروع کر دیا۔ نہاں۔ سونا اور زربفت کپڑا اور جواہر زمین میں دفن کر دیئے۔ شہ۔ سلطان ان سب کو پہچان چکا تھا اور اس نے سب کچھ دیکھا تھا۔ خویش۔ سلطان چپکے سے ان سے جدا ہو کر واپس ہو گیا اور دن میں کچہری میں پہنچ کر رات کی سب سرگشت سنا دی۔

پَس رواں گشتند سرہنگانِ مَست ٭ تا کہ دُزداں را گرفتند و بہ بَست
پھر مست سپاہی روانہ ہو گئے ٭ حتیٰ کہ انہوں نے چوروں کو پکڑ لیا اور باندھ لیا

دَست بَستہ سُوئے دیواں آمدند ٭ وز نہیبِ جانِ خود لرزاں شدند
وہ دست بستہ کچہری میں آئے ٭ اور اپنی جان کے ڈر سے لرزنے لگے

چونکہ اِستادند پیشِ تختِ شاہ ٭ یارِ شب شاں بُود آں شاہِ چو ماہ
جب سلطان کے تخت کے سامنے کھڑے ہوئے ٭ وہ چاند جیسا سلطان، ان کا رات کا یار تھا

آنکہ شب برہر کہ چشم انداختے ٭ روز دیدے بے شکس بشناختے
وہ شخص کہ جو جس پر رات کو نظر ڈال دیتا ٭ دن میں دیکھتا تو بلاشبہ پہچان لیتا

شاہ را برَ تخت دید و گفت ایں ٭ بُود مارا دوشِ شب گردو قریں
اس نے سلطان کو تخت پر دیکھا اور کہا یہ ٭ گزشتہ رات، ہمارا ساتھی اور رات کو چکر لگانے والا تھا

آنکہ ۲ چندیں خاصیت در ریش اُوست ٭ ایں گرفتِ ماہم از تفتیشِ اُوست
وہ کہ جس کی داڑھی میں اس قدر خاصیتیں ہیں ٭ ہماری یہ گرفتاری بھی اس کی جستجو کی وجہ سے ہے

عارفِ شہ بُود چشمش لا جرم ٭ بر گُشاد از معرفت لَب باحَشم
اس کی آنکھ لا محالہ سلطان کو جاننے والی تھی ٭ پہچان لینے کے بارے میں مجمع سے ہونٹ کھولا

وَھُوَ مَعَکُم گفت اُو ایں شاہ بُود ٭ فعلِ ما می دید و سِرِّ ماں شنُود
اس نے کہا اور وہ تمہارے ساتھ ہے یہ سلطان تھا ٭ وہ ہمارا کام دیکھ رہا تھا اور ہمارا راز سن رہا تھا

چشمِ من رہ بُرد شب شہ را شناخت ٭ جُملہ شب باروئِ ماہش عشق باخت
میری آنکھ نے راستہ پالیا رات، سلطان کو پہچان لیا ٭ تمام رات اس کے چاند جیسے چہرے سے عشق بازی کی

اُمّتِ ۳ خود را بخواہم من اُزو ٭ کُو نگر دانذ عارف ہیچ رُو
میں اس سے اپنی قوم کو مانگ لوں گا ٭ کیونکہ وہ جاننے والے سے کبھی منہ نہ موڑے گا

چشمِ عارف داں امانِ ہر دو کون ٭ کہ بدُو یابید ہر بہرام عون
عارف کی آنکھ کو دو جہان کی امن سمجھ ٭ کیونکہ ہر شاہ نے اس سے مدد پائی ہے

زاں محمدؐ شافِعِ ہر داغ بُود ٭ کہ ز جُز حق چشمِ اُو مازاغ بُود
اسی لئے محمدؐ ہر زخم کے سفارشی ہوئے ہیں ٭ کیونکہ حق کے سوا سے ان کی آنکھ مازاغ تھی

در شبِ دُنیا کہ مَحجُوب ست شید ٭ ناظرِ حق بُود و زو بودش اُمید
دنیا کی رات میں جبکہ سورج پوشیدہ ہے ٭ وہ اللہ کو دیکھنے والے تھے اور اسی سے ان کی امید تھی

۱ پس۔ بادشاہ کے کہہ دینے پر چوروں کی گرفتاری کے لئے سپاہی روانہ ہو گئے اور انہوں نے چوروں کو گرفتار کر کے ان کی مشکیں کس دیں۔ نہیب۔ خوف یار شب۔ انہوں نے پہچان لیا کہ سلطان تو رات ان کا ساتھی تھا۔ آنکہ۔ جس چور کی آنکھ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ رات کے اندھیرے میں دیکھے ہوئے انسان کو دن میں پہچان لیتا تھا اس نے کہا سلطان تو رات ہمارے ساتھ تھا۔

۲ آنکہ۔ یعنی سلطان کی داڑھی میں بہت خصوصیتیں ہیں اس کی جستجو سے ہی ہماری گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ عارف۔ چونکہ بادشاہ کو وہ چور پہچانتا تھا اس لئے اس نے کہا۔ وَھُوَ مَعَکُم۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے کا مصداق یہی سلطان ہے اس نے ہمارے سارے کارنامے اور راز دیکھ لئے ہیں۔ چشم من۔ میں رات میں ہی سلطان کو پہچان گیا تھا اور اس کے چہرے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

۳ اُمتِ خود۔ مجھے معلوم ہے بادشاہ جان پہچان والوں سے مروت برتتا ہے ان کی بات نہیں ٹالتا میں تم لوگوں کی سفارش کر کے چھڑا لوں گا۔ چشم عارف۔ چور کے عارف ہونے سے مولانا نے عارفین باللہ کا ذکر شروع فرمادیا کہ ان کی آنکھ دونوں جہان کیلئے باعث امن ہے اور ہر بادشاہ ان سے مدد حاصل کرتا ہے وہ بقاء عالم کا سبب ہوتا ہے۔ زاں۔ چونکہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت حاصل تھی اور آنحضورؐ کی نظر کے بارے میں قرآن نے مازاغ البصر فرمایا ہے یعنی آنحضورؐ کی منظور نظر صرف ذات حق تھی اور غیر سے وہ پھری ہوئی تھی اسی لئے آنحضورؐ کو شفاعت کا حق ملا اور حشر میں باعث امن بنے۔ در شب دنیا۔ دنیا رات ہے اور اس میں سورج یعنی ذات حق مخفی ہو پھر بھی آپ کی منظور نظر ذات حق ہے اور وہ رو کی بنیاد بر ذات حق سے آنحضورؐ شفاعت اور امن دینے کے بارے میں پرامید تھے۔

از اَلَم نَشرح دو چشمش سُرمہ یافت — دید آنچہ جبرئیل آں بَر نتافت

اَلَم نَشرَح سے ان کی دونوں آنکھوں نے سرمہ پایا — وہ دیکھ لیا جس کو جبرئیل نے برداشت نہ کیا

ہر یتیمے را کہ سُرمہ حق کَشَد — گردد اُو دُرِّ یتیم بارَشَد

جس یتیم کے اللہ تعالیٰ سرمہ لگا دے — وہ یکتا موتی ہدایت یافتہ بن جاتا ہے

نورِ اُو ذرّہا غالب شوَد — آنچناں مطلوب را طالب شوَد

اس کا نور ذروں پر غالب ہو جائے — وہ ایسے مغلوب کا طالب بن جائے

دَر نظر بُودش مقاماتُ العباد — لا جرم نامش خدا شاہد نہاد

اسکی نظر میں بندوں کے مقامات تھے — لامحالہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام شاہد رکھ دیا

آلتِ ۲ شاہد زبان و چشمِ تیز — کہ زشب خیزش ندارد سِر گریز

گواہ کا آلہ، زبان اور تیز نگاہ ہے — کیونکہ آپ کے رات کو بیدار ہونے والے قلب سے کوئی گریز نہیں ہے

گر ہزاراں مُدّعی سَر بَر زند — گوش قاضی جانبِ شاہد کُہند

مدعی خواہ ہزار سر پٹخنے — قاضی، کان گواہ کی طرف کرتا ہے

قاضیاں را در حکومت ایں فن ست — شاہد ایشاں را دو چشم روشن ست

قاضیوں کا فیصلہ کرنے میں یہی فن ہے — ان کی گواہ دو روشن آنکھیں ہیں

گفتِ ۳ شاہد زاں بجایِ دیدہ است — کہ بدیدہ بیغرض سِرِ دیدہ است

گواہ کی بات اسی وجہ سے آنکھ کے قائم مقام ہے — کیونکہ اس نے بےغرض آنکھ سے حقیقت کو دیکھا ہے

مُدّعی دیدہ است لیکن با غرض — پَردہ باشد دیدۂ دل را غرض

مدعی نے دیکھا ہے لیکن غرض کے ساتھ — غرض دل کی آنکھ کے لئے پردہ ہو جاتی ہے

حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی — تا غرض بگذاری و شاہد شوی

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تو زاہد بن جائے — تاکہ غرض کو چھوڑ دے اور گواہ بن جائے

حق ہمی گوید غرض را ترک کُن — تا قبول اُفتد تُرا با ما سخن

اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے غرض کو چھوڑ دے — تاکہ تیری بات ہمارے نزدیک مقبول ہو جائے

از اَلَم نَشرَح۔ قرآن میں ہے کہ ہم نے آپ کو سینہ کو کشادہ کر دیا ہے اور اس شرح صدر کا سرمہ آپ کی آنکھوں میں تھا اسی لئے آنحضورؐ نے ان تجلیات کو بھی دیکھ لیا جن کو جبرئیل نہ دیکھ سکے اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ بڑھے۔ ہر یتیمے۔ ایسا سرمہ کسی یتیم کے لگ جائے تو وہ دریکتا اور ہادی بن جاتا ہے جیسے کہ آنحضورؐ بنے۔ نور او۔ اس کی روشنی کے مقابلہ میں دوسروں کی بصیرت سورج کے بالمقابل ذروں کی چمک ہے پھر وہ اس بصیرت کے ذریعہ ایسے ہی مطلوب (ذات حق) کا طالب بھی جاتا ہے۔ در نظر۔ پھر اس کی نظر کے سامنے لوگوں کے احوال ہیچ ہو جاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کو شاہد دیکھنے والا گواہ کا لقب عنایت فرمایا۔

۲ آلت۔ آنحضورؐ کو قرآن میں شاہد اور گواہ قرار دیا گیا ہے گواہی کا مدار دو چیزوں پر ہے ایک تو یہ کہ گواہ کے زبان ہوتا کہ عدالت میں گواہی دے سکے دوسرے یہ کہ آنکھ تیز ہو جس سے وہ واقعہ کو دیکھ سکے لہٰذا آپ میں یہ دونوں چیزیں مکمل تھیں۔ کہ زشب خیزش۔ چونکہ آپ کا قطب نیند کی حالت میں بھی بیدار رہتا تھا اس لئے آپ کے ایسے بیدار قلب سے کوئی راز چھپا نہ رہتا تھا بلکہ آپ کو اس راز پر ایسا ہی یقین ہوتا تھا جیسے کہ آپ نے اس کو دیکھا ہو۔ گر ہزاراں۔ صرف مدعی کے کہنے پر قاضی اس کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا ہے بلکہ گواہی کو سنتا ہے۔ قاضیان۔ قاضیوں کا یہی طریقہ ہے اور ان کو گواہ کے ذریعہ علم مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو گویا گواہ قاضی کی آنکھ ہے۔

۳ گفتِ شاہد۔ گواہ کی گواہی قاضی کے لئے مشاہدہ اس لئے تھی کہ اس گواہ نے بے غرضی کے ساتھ اس واقعہ کو دیکھا ہے۔ مدعی۔ مدعی نے بھی اس بات کو دیکھا ہے لیکن اس کی غرض نے اس واقعہ کے بعض پہلوؤں کو مخفی کر دیا ہے لہٰذا اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے حق تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ انسان بے غرض بن جائے تا کہ اس کو گواہ کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

کایں ۱؎ غرضہا پردۂ دیدہ بُوَد — بر نظر چوں پردہ پیچیدہ بُوَد
کیونکہ یہ غرضیں آنکھ کا پردہ ہیں — یہ نظر پر پردے کی طرح لپٹی ہوئی ہوتی ہیں

پس نہ بیند جملہ را باطم درم — حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ
تو وہ کل کو اچھے برے کے ساتھ نہیں دیکھتا — چیزوں سے تیرا محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

در دلش خورشید چوں نورے فشاند — پیشش اختر را مقادیرے نماند
ان کے دل میں جب سورج نے نور افشانی کی — ان کے سامنے ستاروں کی قدریں نہ رہیں

پس بدید اُو بے حجاب اَسرار را — سیرِ رُوحِ مومن و کفّار را
تو انہوں نے اسرار کو بغیر پردے کے دیکھ لیا — مومن اور کفار کی روحکی رفتار کو

در ۲؎ زمیں حق را و در چرخِ سمین — نیست پنہاں تر ز رُوحِ آدمی
اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز زمین اور بلند آسمان میں — آدمی کی روح سے زیادہ مخفی نہیں ہے

باز کرد از حق دو چشمِ خویشتن — آنکہ صاحب رفعت آمد در سُنن
اللہ تعالیٰ کی امداد سے ایسے شخص نے اپنی دونوں آنکھیں کھول ڈالی ہیں — جو احادیث میں بلندی والا بن گیا ہے

باز کرد از رطب و یابس حق نَوَرد — رُوح را مِنْ اَمْرِ رَبِّی مُہر کرد
اللہ تعالیٰ نے رطب و یابس سے لپیٹ کھول دیا — روح پر مِنْ اَمْرِ رَبِّی سے مہر لگا دی

پس چو دید آں رُوح را چشمِ عزیز — پس برو پنہاں نماند ہیچ چیز
پھر جب اس معزز آنکھ نے روح کو دیکھ لیا — تو اس پر کوئی چیز مخفی نہ رہے گی

شاہد ۳؎ مطلق بُوَد در ہر نزاع — بشکند گفتش خمار ہر صُداع
وہ ہر جھگڑے میں کامل گواہ ہو گا — آپ کی بات ہر دردسر کے خمار کو توڑ دے گی

نام حق عدل است شاہد آنِ اوست — شاہد عدل است زیں رُو چشمِ دوست
اللہ تعالیٰ کا نام عدل ہے، گواہ اس کا مقرب ہوتا ہے — اس اعتبار سے دوست کی آنکھ عادل گواہ ہے

مَنظرِ حق دل بُوَد در دوسرا — کہ نظر در شاہد آید شاہ را
دل دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہے — کیونکہ بادشاہ کی نظر گواہ پر ہوتی ہے

عشقِ حق و سِرِّ شاہد بازیش — بُود مایہ جملہ پردہ سازیش
اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی محبت کا راز — اس کی تمام تر پردہ سازی کا سرمایہ ہوتا ہے

۱؎ کایں غرضہا۔ انسان کی غرضیں اس کو گواہی کے لئے نا قابل بناتی ہیں۔ طم درم۔ طم دریا کا پانی رم نمناک مٹی اس سے مراد رطب و یابس ہوتا ہے۔ حُبُّکَ۔ انسان کو محبوب کی برائی نظر نہیں آتی نہ وہ اس کی بری بات کو سنتا ہے۔ در دلش۔ نور خداوندی کی وجہ سے آپکا علم و معرفت اس قدر مکمل تھا کہ دوسروں کا علم اس کے مقابلہ میں ہیچ تھا۔ پس بدید۔ آپ سے اسرار مخفی نہ تھے اور آپ جان گئے تھے کہ مومن کی روح کی رفتار کس طرف ہے اور کافر کی روح کی رفتار کدھر ہے۔

۲؎ روزِ میں۔ دونوں جہان میں روح سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ باز کرد۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لیا ہے انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو کھول لیا۔ از رَطب۔ ان کو تمام معلومات حاصل ہو گئیں لیکن روح کی حقیقت ان کے لئے بھی واضح نہ ہوئی کیونکہ اس کے بارے میں قرآن نے صرف مجمل اس قدر فرمایا کہ وہ خدائی امر سے ہے۔ پس۔ لیکن آنحضورؐ نے اس روح کو دیکھ لیا تو پھر آپ کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

۳؎ شاہد مطلق۔ جبکہ آنحضورؐ کو اسرار کا بھی مشاہدہ ہے تو قیامت میں آپ گواہ بنیں گے اور آپ کی گواہی میں اختلاف کے دردسر کو رفع کر دے گی۔ نامِ حق۔ آنحضورؐ کو محبوبیت کا درجہ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور جس گواہ میں عدالت ہوتی ہے وہ عادل کا محبوب ہوتا ہے تو آپ عادل گواہ ہونے کے اعتبار سے دوست یعنی حق تعالیٰ کی قوت باصرہ ہیں۔

منظر حق۔ چونکہ عادل گواہ حاکم کا محبوب ہوتا ہے اس لئے قلب اللہ کا منظورِ نظر و محبوب ہے چونکہ وہ بھی عادل گواہ ہے۔ عشق حق۔ اللہ کو جو آنحضورؐ سے محبت ہے وہی اتحادِ عالم کا سبب بنی ہے۔ شاہد بازی۔ عشق۔ پردہ سازی۔ یعنی ایجادِ عالم۔

پَس ازاں لَوْلَاک گفت اندر لِقا　　در شبِ معراج شاہدِ بازِ ما

تو اسی لئے لَوْلَاک فرمایا ملاقات میں　　معراج کی رات میں' ہمارے عاشق نے

ایں قضا برنیک و بَد حاکم بُوَد　　بر قضا شاہد نہ حاکم می شَود

یہ قضاء (خداوندی) بھلے اور برے پر حاکم ہوتی ہے　　کیا قضاء خداوندی پر گواہ حاکم نہ ہو گا؟

شُد اسیرِ آں قضا میرِ قضا　　شادباش اے چشمِ تیزِ مُرتضیٰ

وہ (ذات) جو قضا (خداوند) کی قیدی تھی قضا خداوندی کی حاکم تھی　　اے مُرتضیٰ کی تیز آنکھ! شاباش ہے

عارف[۲] از معروف بَس درخواست کرد　　کاے رقیب ماتو اندر گرم و سَرد

جاننے والے پہچانے ہوئے سے درخواست کی　　کہ اے اچھے برے میں ہمارے نگراں

اے مُشیرِ ماتو اندر خیر و شر　　از اشارتہای دل ما بےخبر

اے کہ تو بھلائی اور برائی میں ہمارا مشیر ہے　　ہم دل کے اشاروں سے بے خبر ہیں

اے یَرَانَا لَا نَرَاہُ روز و شب　　چشم بندِ ماشُدہ دیدِ سبب

اے کہ دن اور رات میں وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اس کو نہیں دیکھتے　　سب کو دیکھنا ہماری آنکھ کا پردہ بنا ہے

چشمِ مَن از چشمہا بگزیدہ شُد　　تاکہ در شب آفتابم دیدہ شُد

میری آنکھ دوسری آنکھوں سے ممتاز ہو گئی　　یہاں تک کہ مجھے رات میں سورج نظر آ گیا

لُطف[۳] معروفِ تو بُودے مُنتَہیٰ　　پَس کَمَالُ الْبِرِّ فِیْ اِتْمَامِہٖ

اے کامل! تیری مشہور' مہربانی ہو چکی ہے　　احسان کا کمال اس کے مکمل کر دینے میں ہے

رَبِّ اَتْمِمْ نُوْرَنَا فِی السَّاھِرَہ　　وَانْجِنَا مِنْ مُّفْضِحَاتِ الْقَاھِرَہ

اے رب! ہمارے نور کو محشر میں مکمل کر دے　　اور ہمیں رسوا کرنے والے قہروں سے نجات دے

یارِ شب را روزِ مہجوری مَدِہ　　جانِ قُربت دیدہ را دُوری مَدِہ

رات کے دوست کو فراق کا دن نہ دے　　قربت دیکھی ہوئی جان کو دوری نہ دے

بُعدِ تو مُرگیست با درد و نکال　　خاصہ بُعدے کاں بُوَد بَعد الوصال

تیری دوری درد اور عذاب سے بھری ہوئی موت ہے　　خصوصاً وہ دوری جو وصال کے بعد ہو

آنکہ دید ستت مکُن نا دیدہ اَش　　آب زن بر سَبزہٴ بالیدہ اَش

جس نے تجھے دیکھا ہے اس کو ان دیکھا نہ بنا　　اس کے اگے ہوئے سبزے پر پانی چھڑک دے

---

[۱] پَس۔ چونکہ ایجاد حاکم آنحضورؐ سے محبت کی وجہ سے فرمائی گئی اسی لئے شب معراج میں آنحضورؐ سے یہ فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ ایں قضا۔ حاکم کا حکم سب انسانوں پر حاکم ہے۔ بر قضا۔ لیکن حاکم کا حکم شاہد کے تابع ہوتا ہے۔ شُد۔ آنحضور عام بشریت کے اعتبار سے قضا کے محکوم تھے لیکن چشم بصیرت کی وجہ سے شاہد اور گواہ بنے تو آپ کو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار سے اپنے فیصلہ کا حکم بنا دیا ہے۔

[۲] عارِف۔ پہلے فرمایا تھا کہ عارف مخلوق کی امان کا سبب ہوتا ہے اب اسی مناسبت سے فرماتے ہیں' عارف یعنی انبیاء اور اولیاء نے معروف یعنی حضرت حق نے بہت سی درخواستیں کی ہیں جن کا مولانا ذکر فرماتے ہیں۔ اَز اِشارَتہای۔ ہمارا دل ہمیں بھلائی کے اشارے کرتا ہے لیکن ہم ان کو نہیں سمجھ پاتے ہیں یعنی بسا اوقات ان پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اے۔ خدا ہمیں ہر وقت دیکھتا ہے ہم اس کو نہیں دیکھ پاتے کیونکہ سبب یعنی عالم اسباب کی مشغولیت ہمارے لئے پردہ بن گئی ہے۔ چشمِ من۔ مشاہدہ کے ہیں مراتب ہیں عارف باوجود مشاہدہ کے اور اعلیٰ مرتبہ کے لئے دعا کرتا ہے۔

[۳] لُطفِ تو۔ تو انعام میں منتہی ہے اور تیرا یہ لطف ایک درجہ کا مشاہدہ ہو گیا ہے جو مجھے حاصل ہے لیکن تیری عطا کا کمال یہ ہے کہ مجھے مزید مراتب عطا کر دے۔ ساہرہ۔ یعنی محشر کی زمین۔ یار شب۔ تو نے جب دنیا میں کرم فرمایا تو آخرت میں بھی کرم فرما دے۔ یار شب اس عارف چور کی طرف تلمیح ہو۔ بعد۔ وصال کے بعد فراق بڑی مصیبت ہے آنکہ۔ جس کو ایک بار دیدار حاصل ہو چکا ہو اس کو اب دیدار سے محروم نہ کر بلکہ اس کے سبزہٴ دیدیں میں اور بالیدگی فرما دے۔

مَن [۱] انکردم لا اُبالی دَر رَوِش — تو مکن ہم لا اُبالی در خلِش

میں نے روش میں لاپروائی نہیں کی ہیں — تو بھی عذاب میں لاپروائی نہ برت

مَراں از رُوِ خود اُورا بعید — آنکہ اُو یک بارآں رُوِ تو دید

خبردار! اپنے چہرے سے اس کو دور نہ کر — جس نے ایک بار تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے

دید رُوِ جُز تو شُد غُلِ گلو — کُلُّ شَیٍٔ مَا سِوَی اللّٰہ بَاطِلُ

تیرے غیر کے چہرے کا دیدار گلے کا طوق ہے — اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے

باطلندو می نمایندم رَشد — زانکہ باطل باطلاں را می کشد

وہ باطل ہیں اور مجھے خوبی دکھاتی ہیں — کیونکہ باطل باطلوں کو کھینچتا ہے

ذرہ [۲] ذرہ کاندریں ارض وسماست — جنسِ خودرا ہر یکے چوں کہرباست

ایک ایک ذرہ جو اس زمین اور آسمان میں ہے — اپنی جنس کے لئے کہربا جیسا ہے

معدہ ناں را می کشد تا مستقر — می کشد مر آب را تفِ جگر

معدہ روٹی کو ٹھہراؤ کی جگہ کھینچتا ہے — جگر کی حرارت پانی کو کھینچتی ہے

چشم جذابِ بتاں زیں کوبہا — مغز جویاں از گلستاں بُوہا

آنکھ ان کو چوں سے معشوقوں کو کھینچنے والی ہے — دماغ، چمنوں سے خوشبوؤں کا جویاں ہے

زانکہ حسِ چشم آمد رنگ کش — مغز و بینی می کشد بُوہاِ خوش

کیونکہ آنکھ کی حس رنگ کو کھینچنے والی ہے — دماغ اور ناک عمدہ خوشبوؤں کو کھینچتے ہیں

زیں کششہا اے خدای راز داں — تو بجذبِ لطف خود ماں دہ اماں

اے رازوں کو جاننے والے خدا ان کششوں سے — تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ہمیں امن دیدے

غالبی برجاذباں اے مشتری — شایداز در ماندگاں را وا خری

اے خریدار! تو کششوں پر غالب ہے — مناسب ہوگا اگر تو بچھڑے ہوؤں کو خرید لے

روبشہ [۳] آورد چوں تشنہ بابر — آنکہ بُود اندر شبِ قدر آں چو بدر

اس نے سلطان کی جانب منہ کیا، جس طرح پیاسا ابر کی جانب — جو کہ شب قدر میں، بدر کی طرح تھا

چوں لسان و جانِ اُو بُود آنِ اُو — آنِ اُوبا اُو بُود گستاخ گو

کیونکہ اس کی زبان اور جان اس سے وابستہ تھی — اس کے متعلق اس سے جرأت سے بات کرنے والا ہوگا

گفت ما گشتیم چوں جاں بند طیں — آفتابِ جاں توئی در یوم دیں

اس نے کہا ہم ایسے ہوگئے ہیں جیسے کہ جان مٹی کی قیدی — بدلہ کے دن تو جان کا سورج ہے

---

[۱] مَن نکردم۔ میں نے تجھ سے کسی وقت استغفار نہیں برتا تو بھی مجھ سے نہیں برتا تو بھی مجھ سے استعانت نہ برت ہیں۔ جس کو دیدار کا قرب حاصل ہوچکا ہے اس کو محروم نہ کر۔ دید۔ تیرے ماسوا کو دیکھنا وبال جان ہے کیونکہ تیرے سوا ہر چیز لغو اور فانی ہے۔ باطلند۔ چونکہ میں خود باطل ہوں اس لئے یہ باطل چیزیں مجھے رحیمی نظر آتی ہیں اور اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

[۲] ذرہ ذرہ۔ میں عالم کی ہر چیز اپنی ہم جنس کے لئے باعث کشش ہے۔ معدہ۔ معدہ روٹی کو جگر کی گرمی پانی کو کھینچتی ہے۔ چشم۔ معشوق بن سنور کر نکلتے ہیں تا کہ ان کو کوئی دیکھے تو آنکھ ان کو کھینچتی ہے دماغ خوشبو کی تلاش کرتا ہے۔ زانکہ۔ آنکھ میں در رنگ وروپ میں مناسبت ہے ناک اور دماغ اور خوشبوؤں میں مناسبت ہے۔ زیں کششہا۔ ان باطلوں میں جو ہمارے لئے کشش ہے تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ان کششوں سے ہمیں بچا دے۔ عالمی۔ ان سب کششوں پر تو غالب ہے اگر ہم درماندوں کو تو کھینچ لے تو تیری کشش کے شایان شان ہوگا۔

[۳] رُوبشہ۔ شاہ شناس درپے یعنی شاہ کے عارف چور نے بادشاہ کی طرف اس طرح رخ کیا جیسا کہ پیاسا ابر کی طرف کرتا ہے۔ آنکہ۔ اس شاہ کی طرف جو شب قدر کا چودھویں کا چاند تھا۔ چوں۔ چونکہ اس کی اور شاہ کی جان پہچان تھی اس لئے درخواست میں اس نے ہمت سے کام کیا۔ گفت۔ اس شاہ شناس نے عرض کیا جو اس وقت مقید ہوگئے ہیں جیسا کہ روح جسم میں مقید ہے۔ آفتاب جاں۔ حشر میں حضرت حق تعالیٰ روح کے لئے باعث راحت بنے گا جس طرح دنیا میں سورج روح کے انشراح اور راحت کا سبب ہے۔

وقت۱ آں شُد اے شہِ مکتوم سَیر — کز کرم ریشے بجُنبانی بخیر

اے مخفی رفتار کے سلطان! اس کا وقت آ گیا — کہ تو کرم کر کے بھلائی کے لئے داڑھی ہلا دے۔

ہر یکے خاصیتِ خود وا نمود — آں ہُنر ہا جملہ بد بختی فزُود

ہر ایک نے اپنی خاصیت دکھائی — ان سب ہنروں نے بدبختی بڑھائی

آں ہُنر ہا گردنِ ما را بہ بست — زاں مَناسب سَر نگونساریم و پَست

ان ہنروں نے ہماری گردن باندھ دی — ان منصبوں سے ہم اوندھے اور پست ہیں

آں ہُنر فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مَّسَد — روز مُردن نیست زاں فنہا مَدد

وہ ہنر اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے — مرنے کے دن ان فنوں سے مدد نہیں ہے

جُز ہُماں خاصیّتِ آں خوش حواس — کہ بشب بُد چشمِ اُو سُلطاں شناس

اس بہترین حواس والے کی اس خصوصیت کے علاوہ — کہ اس کی آنکھ رات میں سلطان کو پہچاننے والی تھی

آں ہُنر ہا جملہ غولِ راہ بُود — غیرِ۲ چشمے کوز شاہ آگاہ بُود

وہ سب ہنر راستہ کے چھلاوہ تھے — بجز اس آنکھ کے جو سلطان ہے آگاہ تھی

شاہ را شرم آمد ازوَے روزِ بار — کہ بشَب بررُوئے شہ بُودش نظار

باریابی کے دن سلطان کو اس سے شرم آ گئی — اس لئے کہ رات میں سلطان کے چہرے پر اس کی نظر تھی

واں سَگِ آگاہ از شاہِ وَداد — خود سَگِ کہفش لقب باید نہاد

وہ کتا جو محبوب سلطان سے واقف تھا — اس کا لقب خود سگ کہف رکھنا چاہیے

خاصیت در گوش ہم نیکو بُود — کُو ببانگِ سَگ ز شیر آگہ شوَد

کان کی خاصیت بھی بھلی تھی — کیونکہ وہ کتے کی آواز سے شیر سے آگاہ تھا

سَگ چو بیدار ست شب چوں پاسباں — بیخبر نبُود ز شب خیزیِ شہاں

کتا جب رات کو محافظ کی طرح بیدار ہے — وہ شاہوں کی شب خیزی سے بے خبر نہیں ہے

ہیں۳ ز بدناماں نباید ننگ داشت — ہوش بر اَسرارِ شاں باید گماشت

خبردار! بدناموں سے ذلت محسوس نہ کرنی چاہیے — ان کے رازوں پر ہوش مسلط رکھنا چاہیے

ہر کہ اُو یک بار خود بدنام شُد — خود نباید نام جُست و خام شُد

جو خود ایک بار بدنام ہو گیا ہو — خود نام ڈھونڈنا اور خام نہ ہونا چاہیے

اے بسا زر کہ سیہ تابش کنند — تا شود ایمن زتا راج و گزند

اے مخاطب، بہت سا سونا ہے کہ اس کو سیاہ رنگ کر دیتے ہیں — تا کہ وہ لوٹ اور نقصان سے محفوظ ہو جائے

---

۱ وقت۔ اب اس کا وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنی داڑھی کی خاصیت کو دکھا کر ہمیں قید سے رہائی دلا دیں۔ آں ہنرہا۔ دوسرے ساتھیوں کے ہنر تو ہماری قید کا باعث بن گئے۔ مناصب۔ عہدے۔ فی جیدھا۔ یہ آیت پوری فی جیدھا حبل من مسد ہے۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے ابولہب کی بیوی کے بارے میں ہے۔ جز ہماں۔ اور چوروں کی جو خصوصیات تھیں وہ سب تباہی اور قید کا سبب بنیں صرف اس چور کی خصوصیت کام آئی جو رات کے دیکھے ہوئے کو دن میں پہچان لیتا ہے۔

۲ غیر چشمے۔ وہ آنکھ کام آئی جس نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا۔ شاہ۔ بدلہ کے دن بادشاہ کو اس کو سزا دیتے ہوئے شرم آئے گی۔ بار۔ بارگاہ۔ واں سگ۔ جس کتے نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا وہ کتا بھی اس قابل ہے کہ اس کو اصحاب کہف کا کتا کہا جائے۔ خاصیت۔ جو چور کتے کی آواز کو سن کر سمجھ لیتا تھا اس کی خاصیت بھی اچھی تھی اس لئے کہ اس سے اس کو شیر یعنی شاہ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ سگ۔ اب مولانا ایک مستقل مضمون بیان فرماتے ہیں کہ کتا جو شب بیداری کرتا ہے وہ شب خیزوں سے واقف ہو جاتا ہے اور یہ کتے میں ایک خوبی ہوئی۔

۳ ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ کتے جیسے بدنام جانور سے بھی بالکل نفرت کرنا مناسب نہیں اس کے پوشیدہ اچھے اوصاف پر نظر رکھنی چاہیے۔ ہر کہ او۔ اگر کوئی ایک بار بدنام ہو گیا ہے تو کسی کو محض اس کا نام ڈھونڈنا اور اپنے آپ کو خام کار بنانا مناسب نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر کوئی خوبی مضمر ہو۔ اے بسا۔ محض ظاہر پر حکم نہ لگانا چاہیے کیونکہ بسا اوقات خالص سونے کو کالا کر دیا جاتا ہے تا کہ اس کو کوئی نہ لوٹے۔

هر ا۱ کسے کے پے بَرد در سِرّ ما　　　باز کُن دو چشم سُوی ما بیا
ہر شخص ہمارے راز کا کب پتہ لگا سکتا ہے　　　دونو آنکھیں کھول ہماری جانب آجا

قصہء آں گاوِ بحری کہ گوہر کاویانی از قعرِ دریا برآوردہ
اس سمندری بیل کا قصہ جو ایک قیمتی گوہر دریا کی گہرائی سے نکال کر

شب بر ساحلِ دریا نہد و در دُرخش و تابِ آں می چَرد
رات کو دریا کے کنارے پر رکھتا ہے اور اس کی روشنی اور چمک میں چرتا ہے

و بازرگاں از کمین بیروں آید چوں گاوٗ از گوہر دور تر
اور تاجر گھات سے باہر آتا ہے جب بیل گوہر سے زیادہ دور چلا

رفتہ باشد بازرگاں بلجم وبا گِلِ تیرہ گوہر را پوشاندو
جاتا ہے تاجر تلچھٹ اور کالی مٹی سے چھپا دیتا ہے اور درخت

بَردرخت گریزد
پر بھاگ جاتا ہے

گاوِ آبی ۲ گوہر از بحر آوَرَد　　　بنہد اندر مَرج و گردش می چَرد
دریائی بیل سمندر سے گوہر لاتا ہے　　　چراگاہ میں رکھتا ہے اور اس کے گرد چرتا ہے

دَر شعاعِ نورِ گوہر گاوِآب　　　می چَرد از سُنبل و سوسن شتاب
دریائی بیل، گوہر کے نور کی شعاع میں　　　جلد سنبل اور سوسن چرتا ہے

زاں فگندہ گاوِآبی عنبرست　　　کہ غذایش نرگس و نیلوفرست
اسی لئے دریائی بیل کا فضلہ عنبر ہے　　　کہ اس کی غذا نرگس اور نیلوفر ہے

هر ۳ کہ باشد قوتِ اُو نورِ جلال　　　چوں نزاید از لبش سحرِ حلال
جس کی روزی اللہ تعالیٰ کا نور ہے　　　اس کے ہونٹ سے حلال جادو کیوں نہ پیدا ہوگا؟

هر کہ چوں زنبور وَحیستش نقل　　　چوں نباشد خانہ اُو پُر عَسل
شہد کی مکھی کی طرح جس کی غذا وحی ہو　　　اس کا گھر شہد سے پُر کیوں نہ ہو گا؟

می چَرد در نورِ گوہرآں بقر　　　ناگہاں گردد زگوہر دُور تر
وہ بیل گھر کے نور میں چرتا ہے　　　اچانک گوہر سے بہت دور ہو جاتا ہے

تاجرے بردُر نہد وَحلِ سیاہ　　　تاشود تاریک مَرج و سبزہ گاہ
ایک تاجر موتی پر کالی کیچڑ رکھ دیتا ہے　　　تاکہ چراگاہ اور سبزہ زار تاریک ہو جائے

---

۱ ہر کسے۔ وہ سیاہ سونا زبان ... سے کہا ہے کہ ہر شخص میرے راز کو ... سمجھتا ہے تو میرے پاس آکر دیکھ ... راز سمجھے گا۔ قِصّہ۔ اس قصہ سے ... بتلایا ہے کہ اس سمندری موتی کو دریائی ... بیل نہ پہچان سکا اس لے کہ اس کی ... ظاہر پر رہی تاجر اس کے باطن ... واقف تھا لہٰذا وہ اس کو لے ... کاویانی۔ کاوہ لوہار کی چمڑے کی ... فریدوں نے اپنا جھنڈا بنایا اور ضحاک کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو اس ... جواہر سے مرصع کر کے اپنا جھنڈا ... جس کو دِرفش کاویانی کہا جاتا ... پھر کاویانی قیمتی چیز کو کہا جانے لگا

۲ گاوآبی۔ سمندری بیل ... مرج۔ چراگاہ۔ زاں۔ مولا ... عنبر دریائی بیل کا گوہر قرار د... سمندری چشمے کی پیداوار ... اور بعض لوگ دریائی گھاس ... ہیں۔

۳ ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح دریائی بیل کو خوشبو دار چیزوں کے کھانے کا نتیجہ خوشبو دار ہے اسی طرح روحانی ذکر اللہ کے نور کی روحانی غذا حاصل کرے گا تو اس کی زبان سے سحرِ حلال یعنی موثر کلام صادر ہوگا۔ ہر کہ۔ جو شخص وحی الٰہی سے خوراک حاصل کرے گا اس کو گھر یعنی منہ شہد سے کیوں نہ پر ہوگا۔ وحل۔ کیچڑ۔

پس ۱ اگریزد مردِ تاجر بر درخت — گاو جویاں مَرورا باشاخ سخت

پھرتا جو شخص، درخت پر بھاگ جاتا ہے — بَیل اس کو سخت سینگ سے ڈھونڈتا ہے

بیست بارآں گاؤ تازد گردِ مرج — تا کُند آں خصم را در شاخ درج

وہ بیل بیس مرتبہ چراگاہ کے گرد دوڑتا ہے — تاکہ اس مخالف کو سینگ میں بیندھ لے

چوں ازو نومید گردد گاوِ نر — آید آنجا کہ نہادہ بُد گہر

جب بیل اس سے ناامید ہو جاتا ہے — اس جگہ آتا ہے جہاں گوہر رکھا تھا

وَحَل بیند فوق دُرِّ شاہوار — پس زطیں بگریزد اُو ابلیس وار

دُرِ شہوار پر کیچڑ دیکھتا ہے — وہ شیطان کی طرح مٹی سے بھاگ جاتا ہے

کاں بلیس ازمَتنِ طیں کوروکرست — گاؤ کے داند کہ در گِل گوہرست

کیونکہ شیطان مٹی کے درمیان سے اندھا اور بہرا ہے — بیل کیا جانے کہ مٹی میں گوہر ہے؟

اِھبِطُوا ۲ افگند جاں را در حضیض — از نمازش کرد محروم آں محیض

نیچے اترو نے جان کو پستی میں ڈال دیا — حیض نے اس کو نماز سے محروم کر دیا

اے رفیقاں زیں مقیل وزاں مقال — اِتّقُوا اِنَّ الھَوٰی حَیضُ الرِّجَال

اے ساتھیو! اس نیند سے اور اس قول سے — بچو، نفسانی خواہش مردوں کا حیض ہے

اِھبِطُوا افگند جاں را در بَدَن — تا بگِل پنہاں بُود دُرِّ عدن

"تم نیچے اترو" نے جان کو جسم میں ڈال دیا — تاکہ عدن کا موتی مٹی میں چھپ جائے

تاجرش داند و لیکن گاؤ نے — اہلِ دل دانند ہر گِل کاؤ نے

اس کو تاجر جانتا ہے، نہ کہ بیل — اہل ولی جانتے ہیں نہ کہ ہر مٹی کھودنے والا

ہر ۳ گِلے کاندر دلِ اُو گوہر یست — گوہرش غمّاز طینِ دیگر یست

جس مٹی کے دل کے اندر گوہر ہے — اس کا گوہر دوسری مٹی کا مخبر ہے

واں گِلے کز رَشِّ حق نورے نیافت — صحبتِ گلہائے پُر دَر برنتافت

وہ مٹی جس نے اللہ تعالیٰ کے نور سے چھڑکاؤ حاصل نہ کیا — وہ موتیوں سے پُر مٹی کی صحبت برداشت نہ کر سکی

ایں سخن پایاں ندارد مُوشِ ما — ہست بر لبہائے جُو بر گوشِ ما

یہ بات آخیر نہیں رکھتی، ہمارا چوہا — نہر کے کناروں پر ہمارے کان میں ہے

رجوع کردن بقصّہ طلب کردن آں مُوش آں جغز را از لبِ جُوو

اس چوہے کے اس مینڈک کو نہر کے کنارے سے طلب کرنے کے قصہ کی طرف واپسی

۱ پس گریزد۔ وہ جوہری تاجر اس گوہر کو کیچڑ میں دبا کر درخت پر چڑھ گیا۔ شاخِ سخت مضبوط سینگ۔ پس زِطیں۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اور ان سے گریز کیا اسی طرح یہ دریائی بیل اس گوہر کے اوپر کی مٹی کو دیکھ کر گریز کرتا ہے۔ کاں بلیس۔ شیطان حضرت آدمؑ کے باطنی اوصاف سے اندھا بہرا تھا اس طرح بیل یہ نہ سمجھا کہ اس مٹی کے اندر گوہر ہے۔ متن۔ تیر کے پر اور بیان کا درمیانی حصہ۔

۲ اِھبِطُوا۔ عوام کی روح کو تکوینی اعتبار سے نیچے اترو کے حکم نے پستی میں ڈال دیا پھر گناہوں کے ارتکاب نے اس کو اور بدتر کر دیا۔ زیں مقیل۔ یعنی خواب و خور۔ مقال۔ یعنی موجب گناہ حیضِ الرجال۔ نفسانی خواہش انسان نماز یعنی قربِ الٰہی سے محروم کر دیتی ہے۔ اِھبِطُوا۔ عالمِ بالا سے روح کا جسم میں آنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عدنی موتی کا مٹی میں چھپ جانا۔ تاجرش۔ جب روح جسم میں آ گئی تو اب اس کو جوہری پہچان سکتا ہے عام انسان دنیا دار نہیں سمجھ سکتا۔

۳ ہر گِلے۔ جس مٹی میں گوہر ہوتا ہے وہ گوہر والی دوسری مٹی کو بھی پہچان لیتا ہے مشہور ہے ولی را ولی می شناسد۔ واں گِلے۔ جس جسم پر اللہ کا نور کا چھڑکاؤ نہیں ہے وہ اولیاء کے جسم کی صحبت کو برداشت نہیں کرتا ان سے نفرت کرتا ہے۔ گوشِ ما۔ ہم چوہے کی بات بھولے نہیں ہیں اس کی آواز ہمارے کان میں آ رہی ہے۔ رجوع۔ چوہے نے مینڈک کو دریا میں سے بلانے کے لئے وہ ڈورا کھینچا جو مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا تھا۔

کشیدنِ اُو سَر رشتہ تا چغز درآب خبردار شود از طلبِ اُو

اور اس کا ڈورے کے سرے کو کھینچنا تاکہ مینڈک پانی میں اس کے بلانے سے خبردار ہو جائے

آں سرشتہ ۱ عشق رشتہ می کشد — بر اُمیدِ وصلِ چغزِ بار شد
وہ محبت میں گندھا ہوا، ڈورا کھینچتا ہے — ہدایت یافتہ، مینڈک کے وصل کی امید پر

می تند بر رشتۂ دل دمبدم — کہ سَرِ رشتہ بدست آوردہ اَم
وہ ہر دم، دل کے ڈورے پر تن رہا ہے — کہ میں نے ڈورے کا سرا ہاتھ میں لے لیا ہے

ہمچو تارے شُد دل و جاں در شہود — تا سَرِ رشتہ بمَن رُوِی نمود
مشاہدہ میں دل اور جان تار کی طرح ہو گئے — تب ڈورے کا سرا مجھے نظر آیا

چوں غرابُ البین آمد ناگہاں — در شکارِ مُوش و بُردش زاں مکاں
اچانک جب فراق کا کوا آیا — چوہے کو شکار کرنے کے لئے اور اس کو اس جگہ سے لے گیا

چوں برآمد بر ہوا مُوش از غراب — منسحب شد چغز نیز از قعرِ آب
کوے کی وجہ سے جب چوہا فضا میں پہنچا — مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ گیا

مُوش در منقارِ زاغ و چغز ہم — در ہوا آویختہ پا در رتم
چوہا کوے کی چونچ اور مینڈک بھی — پاؤں ڈورے میں بندھا فضا میں معلق

خلق ۲ می گفتند زاغ از مکر و کید — چغزِ آبی را چگونہ کرد صید
لوگ کہہ رہے تھے کوے نے مکر اور چالاکی سے — پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا؟

چوں شُد اندر آب و چونش در ربود — چغزِ آبی کے شکارِ زاغ بود
وہ پانی میں کیسے گیا اور اس کو کیسے اچک لیا؟ — پانی کا مینڈک کوے کا شکار کب تھا؟

چغز گفتا ایں سزای آں کسے — کو چو بے آباں شود جُفتِ خسے
مینڈک نے کہا یہ اس کی سزا ہے — جو بے آبروؤں کی طرح کمینہ کا ساتھی بنے

اے فُغاں از یارِ ناجنس اے افغاں — ہمنشینِ نیک جوئید اے مہاں
فریاد ہے ناجنس دوست سے، فریاد ہے — اے بزرگو! نیک ساتھی تلاش کرو

عقل ۳ را افغاں زنفسِ پُر عیُوب — ہمچو بینیِ بدے بَر رُوِیِ خوب
عیبوں بھرے نفس سے عقل کی فریاد ہے — جیسے حسین چہرے پر بھدی ناک

عقل می گفتش کہ جنسیت یقیں — از رہِ معنیٰ ست نے از آب و طیں
عقل اس سے کہتی تھی کہ یقیناً ہم جنس ہونا — اوصاف کے لحاظ سے ہے نہ پانی اور مٹی سے

---

۱ سَرِفتہ عشق۔ محبت میں چور یعنی چوہا۔ می تنُد۔ وہ اس پر غرور اور ناز کر رہا تھا۔ سَر رِشتہ۔ یعنی محبت کا ایک ذریعہ۔ ہمچو۔ دیدار کے مطالعہ میں میرا دل اور جان تار کی طرح ہو گئے تھے اب ایک ذریعہ ہاتھ آیا ہے۔ چُوں۔ اب اس ڈورے کا انجام ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ فراق کا کوا آیا اور چوہے کو اس جگہ سے اڑا لے گیا۔ غرابِ البین۔ جدائی کا کوا، کوے کے بولنے کو دوستوں کی جدائی کی علامت مانا جاتا ہے۔ چُوں۔ جب کوا چوہے کو لے کر اڑا تو مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ آیا۔ رتم۔ وہ ڈورا جو ہاتھ کی انگلی میں بطور یادگار کے باندھا جاتا ہے۔

۲ خلق۔ لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ کوے نے پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا۔ چُوں۔ کوا پانی میں کیسے گھسا، پانی کا مینڈک تو کوے کا شکار نہیں بنتا ہے۔ چغز۔ مینڈک نے کہا جو بے آبروؤں کی طرح کسی کمینہ کا ساتھی بنے اس کی یہی سزا ہے۔ اے فغاں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ناجنس کی صحبت سے بچو اور ہم جنس یعنی نیک کی صحبت تلاش کرو۔

۳ عقل۔ ہم جنس سے مراد یہ ہے کہ اوصاف میں باہمی شرکت ہو۔ عقل اور نفس تقریباً ہم جنس ہیں لیکن اوصاف دونوں کے جدا ہیں لہٰذا عقل، برے نفس سے فریاد کرتی ہے جس طرح حسین چہرہ بھدی ناک سے فریاد کرتا ہے۔ عقل۔ عقل نفس سے کہتی ہے کہ ہم جنس ہونا باطنی اوصاف کی یکسانیت سے ہوتا ہے نہ جسمانی مشابہت سے۔

ہیں مشو صورت پرست و ایں امگو ۱ سِرِّ جنسیت بصورت در مجو
خبردار! تو صورت پرست نہ بن اور یہ نہ کہہ ہم جنس ہونے کی حقیقت صورت میں تلاش نہ کر

صورت آمد چوں جماد و چوں حجر نیست جامد را ز جنسیت خبر
صورت جماد اور پتھر کی طرح ہے جامد کو ہم جنس ہونے کا پتہ نہیں ہے

جاں چو مور و تن چو دانہ گندمے می کشاند سو بسویش ہر دمے
جان چیونٹی کی طرح اور جسم گیہوں کے دانہ کی طرح ہے وہ اس کو ہر وقت اِدھر اُدھر کھینچتی ہے

مور داند کاں حبوب مرتہن مستحیل و جنس من خواہد شدن
چیونٹی سمجھتی ہے کہ قبضہ کے دانے تبدیل اور میری جنس ہو جائیں گے

آں یکے مورے گرفت از راہ جو مورِ دیگر گندمے بگرفت و دو
ایک چیونٹی نے راستہ میں سے جو لے لیا دوسری نے گیہوں اور بھاگنا لے لیا

جو سوئے گندم نمی تازد دلے مور سوئے مور می آید بلے
جو گیہوں کی طرف نہیں دوڑتا لیکن ہاں چیونٹی، چیونٹی کی جانب آ رہی ہے

رفتنِ ۲ جو سوئے گندم تابع ست مور را بیں کو بجنبش راجع ست
جو کا گیہوں کی جانب جانا تابع ہے چیونٹی کو دیکھ کہ وہ اپنی جنس کی طرف پلٹ رہی ہے

تو مگو گندم چرا شد سوئے جو چشم را بر خصم نہ نے بر گرو
تو یہ نہ کہہ کہ گیہوں جو کی جانب کیوں گیا؟ نظر مقابل پر رکھ، نہ کہ گروی پر

مورِ اسود بر سرِ لبدِ سیاہ مور پنہاں دانہ پیدا پیشِ راہ
کالی چیونٹی سیاہ نمدے پر چیونٹی مخفی ہوگی، دانہ راستے کے سامنے ظاہر ہوگا

عقل گوید چشم را نیکو نگر دانہ ہرگز کے رود بیدانہ بر
عقل آنکھ سے کہتی ہے، غور کر لے دانہ، بغیر دانہ لے جانے والے کے کبھی نہیں چلتا

زیں ۳ سبب آمد سوئے اصحاب کلب ہست صورتہا حبوب و مور قلب
اسی سبب سے کتا اصحاب کی جانب آیا صورتیں دانہ ہیں اور دل چیونٹی ہے

زاں شود عیسیٰ سوئے پاکانِ چرخ بد قفصہا مختلف یک جنس فرخ
اسی لئے عیسیٰ آسمان کے قدسیوں کی جانب جاتے ہیں پنجرے مختلف تھے، چوزے ایک جنس کے تھے

۱ ایں مگو۔ صورت کی مشابہت سے ہم جنس ہونے کا قائل نہ بن۔ صُورت۔ صورت ایک بے جان چیز ہے اس میں جنسیت کا احساس نہیں ہے۔ جاں۔ جسم میں احساس اور حرکت جان کی وجہ سے ہے جیسا کہ گیہوں کے دانے میں حرکت چیونٹی کی وجہ سے ہوئی ہے جو اس کو لے جا رہی ہے۔ مور داند۔ چیونٹی کی دانہ کی طرف کشش بھی جنسیت کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ہضم ہو کر اس کا ہم جنس بن جاتا ہے۔ آں یکے۔ ایک چیونٹی نے راستہ میں جو کا دانہ لے لیا دوسری نے گیہوں کا دانہ لے لیا اب وہ ایک دوسری کی طرف چلی تو گیہوں کا دانہ جو کے دانہ کی جانب نہیں دوڑ رہا ہے بلکہ چیونٹی چیونٹی کی جانب دوڑ رہی ہے۔

۲ رفتنِ جو۔ جو کا گیہوں کے دانہ کی طرف چلنا تبعاً ہے، چیونٹی کو دیکھ لے تو سمجھ میں آ جائے گا۔ تو مگو۔ جو اور گیہوں کے دانے کی حرکت کی وجہ سے یہ نہ سمجھ کہ وہ چل رہے ہیں ان کے بالمقابل جو چیز ہے یعنی چیونٹی اس کو دیکھ یہ تو اس کے قبضہ میں ہیں۔ مور اسود۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیونٹی تو نظر نہیں آتی وہ کالے نمدے پر چل رہی ہے اور دانہ چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ عقل۔ تو عقل سے سمجھ لے کہ دانہ کو لے جانے والی چیونٹی ہے جو چل رہی ہے۔

۳ زیں سبب۔ چونکہ اصل ہم جنسیت سے اوصاف کے اعتبار سے ہے نہ کہ صورت کی وجہ سے اسی لئے اصحاب کہف کے کتے کی کشش اصحاب کہف کی وجہ تھی صورتوں کو دانہ سمجھ اور دل اور اوصاف باطنی کو چیونٹی سمجھ۔ زاں شود۔ حضرت عیسیٰ اور ملائکہ میں اوصاف کے اعتبار سے ہم تھی۔ قفصہا۔ یعنی اجسام۔

ایں ۱ قفس پیدا و آں فرخش نہاں ۔ بے قفس کش کے قفس گردد رواں

یہ پنجرا اور اس کا چوزہ پوشیدہ ہے ۔ پنجرا بغیر پنجرا کھینچنے والے کے کہاں چلتا ہے؟

اے خُنک چشمے کہ عقلستش امیر ۔ عاقبت بیں باشد و حبر و قریر

اے مخاطب؟ وہ آنکھ ٹھنڈی ہے عقل جس کی حاکم ہو ۔ انجام کو دیکھنے والی اور عالم اور ٹھنڈی ہو

فرقِ زشت و نغز از عقل آورید ۔ نے ز چشمے کز سیہ گفت و سپید

برے اور بھلے کا عقل سے فرق کرو ۔ نہ کہ آنکھ سے، جو سیاہ اور سفید بتاتی ہے

چشم غرّہ شُد بخضراءِ دِمَن ۔ عقل گوید بر محکِّ ماش زن

آنکھ کوڑی کے سبزے پر فریفتہ ہوئی ۔ عقل کہتی ہے اس کو ہماری کسوٹی پر رگڑ

آفت ۲ مُرغست چشمِ کام بیں ۔ مُخلِص مُرغست عقلِ دام بیں

خود غرض آنکھ، پرند کی تباہی ہے ۔ جال کو دیکھنے والی آنکھ پرند کو نجات دینے والی ہے

دامِ دیگر بُد کہ عقلش در نیافت ۔ وحیِ غائب بیں بداں سُوزاں شتافت

ایک دوسرا جال تھا جس کو عقل نہ محسوس کر سکی ۔ غیب کو دیکھنے الی وحی اس وجہ سے اس جانب دوڑی

جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت ۔ سُوی صورتہا نشاید زُود تاخت

تو جنس اور ناجنس کو عقل سے پہچان سکتا ہے ۔ جلدی سے صورت کی طرف نہ دوڑنا چاہیے

نیست جنسیت بصورت لی و لک ۔ عیسیٰ آمد در بشر جنسِ مَلک

میرے اور تیرے لئے جنسیت صورت سے نہیں ہے ۔ عیسیٰ انسانوں میں فرشتے کی جنس تھے

برکشیدش فوق ایں نیلی حصار ۔ مُرغِ گردونی چو چغزش زاغ وار

ان کو اس نیلے قلعہ پر کھینچ لیا ۔ آسمانی پرند نے اس چوہے کو کوے کی طرح

قصہ ۳ عبدالغوث در بودنِ پریاں اُورا و سالہا درمیانِ پریاں ساکن شدن و بعدازاں بشہر خود باز آمدن و فرزنداں را دیدن واز پریاں نا شکیفتن بحکمِ جنسیت و ہمدلی با ایشان

عبدالغوث کا قصہ اور اس کو پریوں کا لے جانا اور سالوں پریوں میں رہنا اور اس کے بعد اپنے شہر میں آ جانا اور اولاد کو دیکھنا اور پریوں سے صبر نہ کرنا ان کے ساتھ ہم جنس اور ہمدل ہونے کی وجہ سے

بُود عبدالغوث ہم جنسِ پری ۔ چوں پری نُہ سال در پنہاں پری

عبدالغوث پری کا ہم جنس تھا ۔ پری کی طرح نو سال تک مخفی پرواز میں تھا

---

۱ ایں قفس۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے لیکن سمجھ لے کہ جسم روح کی وجہ سے حرکت میں ہے۔ اے خنک۔ آرام سے وہی ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ خبر۔ عالم۔ قریر۔ ٹھنڈا فرق۔ بھلے برے میں عقل ہی تمیز کر سکتی ہے آنکھ تو صرف ایک روپ کو دیکھتی ہے۔ چشم۔ آنکھ کوڑی کے سبزے پر مائل ہو جاتی ہے عقل جان لیتی ہے کہ اس کی تہ میں کیا ہے۔

۲ آفت۔ جو پرند عقل سے کام نہ لے صرف آنکھ سے دیکھے وہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ دام دیگر۔ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ وہاں یہ عقل جزوی کام نہیں دیتی ہے صرف وحی الٰہی رہبری کرتی ہے۔ جنس۔ جنسیت کا مدار جبکہ باطنی اوصاف پر ہے تو اس کو عقل پہچان سکتی ہے نہ کہ آنکھ۔ نیست۔ محض صورت کے اعتبار سے جنسیت نہیں ہے، ورنہ حضرت عیسیٰ جنس بشر ہوتے فرشتہ کی جنس نہ ہوتے۔ برکشیدش۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی لئے فرشتوں سے ملا دیا۔

۳ قصہ۔ عبدالغوث کوئی شخص ہے جو اوصاف کے اعتبار سے جن اور صورت کے اعتبار سے انسان تھا وہ انسانوں سے مانوس نہ تھا جنوں میں رہنا پسند کرتا تھا اس کے بال بچے بھی ہوتے لیکن پھر بھی اس کا دل پریوں اور جنوں میں لگتا تھا۔ پری۔ جن۔ در نہاں۔ پری۔ یعنی جنوں کی طرح چھپی ہوئی پرواز میں نو سال تک رہا۔

شد زنش را نسل از شوئِ دگر — واں یتیمانش ز مرگش در سمرِ
اس کی بیوی کے دوسرے شوہر سے اولاد ہو گئی — اور اس کے یتیم اس کی موت کی کہانیوں میں تھے

کہ مر اُورا گرگ زدیا رہزنے — یافتاد اندر چہے یا مکمنے
کہ اس کو بھیڑیے نے یا ڈاکو نے مار دیا — یا کسی کنویں میں گر گیا' یا کسی پوشیدہ جگہ میں

جُملہ فرزندانش در اشغال مست — خود نگفتندے کہ بابائے بُدست
اس کے تمام لڑکے کاموں میں مست تھے — وہ یہ بھی نہ کہتے کہ ان کا کوئی باوا تھا

بعدِ نہ سال آمد آں ہم عاریہ — گشت پیدا باز شُد متواریہ
وہ نو سال کے بعد بھی عارضی طور پر آیا — ظاہر ہوا' پھر چھپ گیا

یک بیگ فرزند وزن را دید باز — گشت پنہاں کس ندیدش باز راز
اس نے اچانک اولاد اور بیوی کو دیکھا — پوشیدہ ہو گیا اور پھر کسی نے اس کا راز نہ دیکھا

یک مہے مہمان فرزندانِ خویش — بُود زاں پس کس ندیدش رنگ پیش
ایک مہینہ اپنی اولاد کا مہمان — رہا اور اس کے بعد اس کا رنگ سامنے کسی نے نہ دیکھا

بُرد ہم جنسیِ پریانش چناں — کہ رُباید رُوح را زخمِ سِناں
اس کو پریوں کی ہم جنسی اس طرح لے گئی — جس طرح بھالے کا زخم روح کو اڑا لے جاتا ہے

چوں بہشتی جنسِ جنّت آمدست — ہم ز جنسیّت شود یزداں پرست
چونکہ جنتی جنت کی جنس ہے — جنسیت کی وجہ سے وہ خدا پرست ہوتا ہے

نے [2] نبیؐ فرموجود جود و محمدہ — شاخِ جنّت داں بدنیا آمدہ
کیا نبیؐ نے نہیں فرمایا کہ سخاوت اور اچھائی کو — جنت کی شاخ سمجھ جو دنیا میں آ گئی ہے

مہرہا را جُملہ جنسِ مہر خواں — قہر ہارا جُملہ جنسِ قہرداں
محبتوں کو تمام تر محبت کی جنس سمجھ — ظلموں کو ظلم کی جنس سمجھ

لا اُبالی لا اُبالی آورد — زانکہ جنس ہم بُوند اندر خرد
لا پروا' لا پروا کو لاتا ہے — کیونکہ وہ عقل میں ہم جنس ہوتے ہیں

بُود [3] جنسیّت در ادریس از نجوم — ہشت سال اُو باز حل بُد در قدوم
حضرت ادریس میں ستاروں کی جنسیت تھی — وہ آٹھ سال تک زحل سے ہم رفتار رہے

در مشارق در مغارب یارِ اُو — ہم حدیث و محرمِ اسرارِ اُو
مشرقوں اور مغربوں میں اس کے یار رہے — اس کے ہم سخن اور اس کے راز داں رہے

[1] در سمر۔ اس کے بال بچے کے مر جانے کے قصے بیان کرتے تھے۔ مکمن۔ چھپنے کی جگ۔ عاریہ۔ عارضی۔ متواریہ۔ چھپنے والی۔ یک بیگ۔ اچانک بچوں کو دیکھنے آیا اور پھر ایسا غائب ہوا کہ اس کا راز کسی کے سامنے نہ کھلا۔ سناں۔ بھالا چوں بہشتی۔ جنتی؛ جنت کا ہم جنس ہوتا ہے اسی لئے وہ خدا کی عبادت کر کے جنت میں جاتا ہے۔

[2] نے نبی۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے سخاوت جنت کا درخت ہے اس کی ایک شاخ دنیا میں ہے جو اس کو پکڑ لیتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ مہرہا۔ محبتیں؛ محبتوں کی ہم جنس اور قہر' قہر کا ہم جنس ہے۔ لاابالی۔ لاپروا لاپروا کی ہم جنس ہے۔

[3] بُود جنسیت۔ حضرت ادریس کو ستاروں سے ہم جنسیت تھی اسی لئے وہ ساتویں آسمان پر زحل ستارے کے ساتھ آٹھ سال تک رہے' یہ سارا قصہ محض شہرت پر مبنی ہے' قرآن و حدیث میں اس کا بیان نہیں ہے۔ در مشارق۔ زحل ستارہ مشرق و مغرب میں پہنچتا تھا تو یہ بھی ساتھ ہوتے تھے اور اس سے باتیں کرتے رہتے اور ہمراز ہوتے تھے۔

بعدِ ا۱ غیبت چونکہ آورد اُو قُدوم ‌‌ دَر زمیں می گفت اُو درسِ نجوم
غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی ‌‌ وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے

پیشِ اُو استارگاں خوش صف زَدہ ‌‌ اَختراں دَر درسِ اُو حاضر شدُہ
ان کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے ہوئے تھے ‌‌ اس کے درس میں ستارے حاضر ہوئے

آنچنانکہ خَلق آوازِ نجوم ‌‌ می شنیدند از خصوص و از عُموم
اس طرح کہ ستاروں کی آواز ‌‌ خواص اور عوام سنتے تھے

جذبِ جنسیت کشیدہ تا زمیں ‌‌ اختراں را پیشِ اُو کردہ مُبیں
جنسیت نے زمین تک کھینچ لیا ‌‌ ستاروں کو ان کے سامنے بیان کرنے والا بنا دیا

ہرَ یکے نامِ خود و اَحوالِ خُود ‌‌ باز گفتہ پیشِ اُو شرحِ رَصَد
ہر ایک اپنا نام اور احوال ‌‌ ان کے سامنے (آلات) رصد کی طرح کہہ دیتا

چیست جنسیّت یکے نوعِ نظرَ ‌‌ کہ بداں یابندہ دَرِ ہمدگر
جنسیت کیا ہے؟ ایک قسم کی نظر ‌‌ جس کی وجہ سے ایک دوسرے میں راہ پالیں

آں ۲ نظر کہ کرد حق دروے نہاں ‌‌ چوں نہد در تُو تُو گردی جنسِ آں
اللہ تعالیٰ نے جو نظر اس میں پوشیدہ کر دی ہے ‌‌ جب وہ تیرے اندر رکھ دے تو اس کی جنس بن جائے

ہرطرف چہ می کشد تَن را نظرَ ‌‌ بے خبر را کہ کشاند باخبَر
جسم کو ہر طرف کیا چیز کھینچ رہی ہے؟ نظر ‌‌ بے خبر کو کون کھینچ رہا ہے؟ باخبر

چونکہ اندر مَرد خُوی زن نہد ‌‌ اُو مُخنّث گردد وگاں می دہد
جب مرد میں عورت کی عادت رکھ دے ‌‌ وہ ہیجڑا بن جائے گا اور مفعول بنے گا

چوں ۳ نہد درزن خدا خوی نَری ‌‌ طالبِ زن گردد آں زن سَعتری
جب اللہ تعالیٰ عورت میں مرد کی خاصیت رکھ دے ‌‌ وہ سعتری عورت، عورت کی طلبگار بن جاتی ہے

چوں نہد دَر تو صفاتِ جبرئیل ‌‌ ہمچو فرخے بَر ہوا جوئی سبیل
جب تجھ میں جبرئیل کی صفات رکھ دے ‌‌ تو چوزے کی طرح ہوا میں راستہ ڈھونڈے

مُنتظِر بنہادہ دیدہ دَر ہَوا ‌‌ از زمیں بیگانہ عاشق بر سَما
ہوا میں آنکھ جمائے، منتظر ‌‌ زمین سے اجنبی، آسمان پر عاشق

---

۱ بعدِ غیبت۔ نو سال کے بعد جب وہ زمین پر آئے تو ستاروں کے احوال کا درس دیا کرتے تھے۔ پیشِ او۔ ستارے بھی ان کے درس میں موجود رہتے تھے۔ آنچنانکہ۔ درس میں شریک سب آدمی ان ستاروں کی آوازیں سنتے تھے۔ جذب۔ ستاروں کو زمین پر حضرت ادریس کی جنسیت کھینچ کر لے آئی تھی۔ ہر یکے۔ ہر ستارہ اپنا نام اور حالات بتاتا تھا اور اس کی تشریح کرتا جس طرح رصد سے ان کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ نوعِ نظر۔ جنسیت نظر اور فکر کے اتحاد کا نام ہے۔

۲ آں نظر۔ جب حق تعالیٰ دو روحوں میں ایک سے خیالات پیدا فرما دیتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی ہم جنس ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف۔ جسم کی کشش نظر و فکر کی وجہ سے ہے۔ بے خبر۔ جسم جو بے خبر ہے اس کو باخبر روح کھینچتی ہے۔ چونکہ۔ جب مرد میں عورت کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ہیجڑا بن جاتا ہے اور عورتوں کی طرح اپنے ساتھ جماع کراتا ہے۔

۳ چوں نہد۔ جب کسی عورت میں مردانہ صفات پیدا ہو جاتے ہیں وہ عورتوں کے ساتھ جماع کرتی ہے۔ سعتری وہ عورت جو عورتوں سے جماع کرے۔ صفات جبرئیل۔ جب کسی بشر میں ملکوتیت کا غلبہ ہوتا ہے تو پرند کے بچے کی طرح ملاءِ اعلیٰ کی طرف پرواز کے راستے تلاش کرتا ہے۔ منتظر۔ اس کا دھیان ملاءِ اعلیٰ کی طرف رہتا ہے اور زمین سے بیزار رہتا ہے۔

چوں نہد در تو صفتہای ۱ خری — صد پرت گر ہست بر آخر پری
جب تیرے اندر گدھے کی صفات رکھ دے — اگر تیرے سو پر ہیں طویلہ پر اڑے گا

از پے صورت نیامد موش خوار — از خبیثی شد زبونِ موش خوار
چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہ بنا — خباثت کی وجہ سے چوہے کھانے والے کا مغلوب بنا

طعمہ جُوی و خائن و ظلمت پرست — از پنیر و فستق و دوشاب مست
لقمہ کی جستجو کرنے والا٬ خائن اور اندھیرے کا پجاری ہے — پنیر اور پستہ اور انگور کے شیرے سے مست ہے

بازِ اشہب را چو باشد خُوئے موش — ننگِ مُوشاں باشد و عارِ وحوش
سفید باز میں جب چوہے کی خصلت ہو — تو وہ چوہوں کے لئے باعث ذلت اور وحشی جانوروں کے لئے عار بن جائے

خُویِ آں ہاروت و ماروت اے پسر — چوں بگشت و دادشاں خُوئے بشر
اے بیٹا! ہاروت و ماروت کی خصلت — جب بدل گئی اور ان کو انسان کی خصلت دیدی

در ۲ فتادند از لَنَحنُ الصَّافُّون — دَر چہ بابل بہ بستہ سر نگون
وہ "بیشک ہم صف بنانے والے میں" میں سے گر گئے — بابل کے کنویں میں بندھے ہوئے اوندھے

لوحِ محفوظ از نظرشاں دُور شد — لَوحِ ایشاں ساحر و مسحُور شد
لوح محفوظ ان کی نظر سے دور ہو گئی — ان کی لوح ساحر اور مسحور بن گئی

پَر ہماں و سَر ہماں ہیکل ہماں — موسیِٰ بعرش و فرعونے مہاں
پر وہی اور سر وہی ٬ وہی صورت — حضرت موسیٰ عرش پر اور فرعون ذلیل

درپے خُوباش و باخُوش خُونشیں — خُو پذیری روغن و گل را ببیں
خصلت کے درپے ہو اور خوش خصلت کے ساتھ بیٹھ — تیل اور پھول کی عادت قبول کرنے کو دیکھ لے

خاکِ ۳ گور از مردِ حق یابد شرف — تا نہد بر گورِ اُو دل رُوی و کف
مردِ خدا سے قبر کی مٹی شرافت پا جاتی ہے — یہاں تک کہ اس کی قبر پر دل منہ اور ہاتھ رکھ دیتا ہے

خاکِ از ہمسائگیِ جسمِ پاک — چوں مُشرّف آمد و اقبالناک
پاک جسم کی پڑوسی ہونے سے مٹی — جبکہ شریف اور اقبال ہو گئی

پس تو ہم اَلجارُ ثُمَّ الدّار گو — گر دلے داری برو دلدار جو
پس تو بھی "پڑوسی پھر گھر" کہہ — اگر تو دل رکھتا ہے٬ جا دلدار کی جستجو کر

---

۱ صفاتِ خری۔ اگر انسان میں بہیمیت کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو ہر وقت کھانے کی فکر رہتی ہے۔ از پے۔ چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہیں ہے بلکہ باطنی خباثت کی وجہ سے ذلیل ہے۔ طعمہ جو۔ یہ اس کی باطنی خباثتیں ہیں۔ فستق۔ پستہ۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ۔ باز اشہب۔ اشہب باز جو نہایت قیمتی ہے اگر اس میں خباثت پیدا ہو جائے تو وہ چوہوں اور بقیہ وحشی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ خوی۔ ہاروت و ماروت فرشتے تھے لیکن انہیں بشری اوصاف تھے اسی لئے فرشتوں کی صف سے خارج ہو گئے۔

۲ در فتاند۔ فرشتوں کی صفوں سے نکل کر بابل کے کنویں میں سزا میں سرنگوں ہو گئے۔ لَنَحنُ الصَّافُّونَ۔ بیشک ہم صف باندھنے والے ہیں یہ فرشتوں کی خصوصیت ہے۔ لوح محفوظ۔ پہلے ان کی نظر لوح محفوظ پر رہتی تھی پھر جادو کی لوحوں پر رہنے لگی۔ پرہماں۔ یعنی دست و بازو موسیٰ۔ موسیٰ اور فرعون میں جسمانی جنسیت تھی لیکن اوصاف جداگانہ تھے۔ درپے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ جنسیت اوصاف کے اعتبار سے ہے تو تجھے نیکوں کی صحبت حاصل کرنی چاہیے اور صحبت کی تاثیر دیکھنی ہو تو تیل کو دیکھ لے کہ پھولوں کی صحبت سے اس میں کیسی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔

۳ خاکِ گور۔ انسان تو در کنار اگر مٹی بھی بزرگوں کی ہم صحبت ہو جاتی ہے تو اس میں بزرگی آ جاتی ہے٬ چنانچہ اولیاء کی قبر کی مٹی پر دل قربان ہوتا ہے۔ خاک۔ قبر کی مٹی کو یہ شرافت اس بزرگ کے جسم کی صحبت سے حاصل ہو گئی۔ الجار۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر لینے سے پہلے پڑوسی کا انتخاب کرو۔ دلدار۔ یعنی ولی کامل

خاکِ اُوہم سیرتِ جاں میشود | سُرمہ [1] چشمِ عزیزاں میشود
اس کی خاک جان کی ہم سیرت ہو جاتی ہے | معزز لوگوں کی آنکھ کا سرمہ بن جاتی ہے

اے بسا در گور خفتہ خاک وار | بہ زصدا حیاء بنفع و انتشار
اے مخاطب بہت سے مٹی کی طرح قبر میں سوئے ہوئے | نفع اور بشارت حاصل کرنے میں سینکڑوں زندوں سے بہتر ہیں

سایہ بُود اُو و خاکش سایہ مند | صد ہزاراں زندہ در سایہ ویند
وہ سایہ تھا اور اس کی مٹی سایہ دار ہو گئی | لاکھوں زندے اس کے سایہ میں ہیں

داستانِ آں مَرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب و وامہا
اس شخص کی داستان جس کا محتسب کی جانب سے تبریز میں وظیفہ مقرر تھا اور اس
کردہ بُود برامید آں وعدہ و وظیفہ و اُورا خبر نبُود از وفات
نے وظیفہ اور وعدے کی امید پر اس نے قرض کر لئے تھے اور اس کو محتسب کے مر جانے
محتسب ، حاصل از ہیچ زندہ وامِ اُو گزاردہ نشدُ اِلّا از
کی خبر نہ تھی ، نتیجہ یہ ہے کہ کسی زندہ سے اس کا قرض ادا نہ ہوا مگر وفات
محتسبِ مُتوفیٰ گزاردہ شُد چنانکہ گفتہ اند بیت
پائے ہوئے محتسب کی جانب سے ادا ہوا چنانچہ کہا ہے

لَیۡسَ [2] مَنۡ مَّاتَ فَاسۡتَرَاحَ بِمَیۡتٍ اِنَّمَا الۡمَیۡتُ مَیِّتُ الۡاَحۡیَآءِ
جو مر گیا اور اس نے راحت پا لی وہ مردہ نہیں ہے مردہ ، زندوں میں کا مردہ ہے

آں یکے درویش ز اطرافِ دیار | جانبِ تبریز آمد وام دار
ملک کے اطراف سے ایک فقیر | قرض دار ہو کر تبریز کی جانب آیا

نہ ہزارش وام بُود از زر مگر | بُود در تبریز بدرالدّیں عُمر
شاید نو ہزار اشرفیاں اس پر قرض تھیں | تبریز میں بدرالدین عمر تھے

محتسب بُود و بدل بحر آمدہ | ہر سرِ مُویش یکے حاتم کدہ
وہ کوتوال تھے اور دل کے دریا تھے | ان کا ہر بال ایک حاتم خانہ تھا

حاتم [3] ار بُودے گدائے اُوشدے | سَر نہادے خاکپائے اُو شُدے
اگر حاتم ہوتا تو ان کا بھکاری ہوتا | سر رکھ دیتا اور خاکِ پا بن جاتا

گر بدادے تشنہ را بحرِ زُلال | وز کرم شرمندہ بُودے زاں نوال
اگر وہ پیاسے کو صاف پانی کا سمندر دیدیتے | شرافت کی وجہ سے اس عطار سے شرمندہ ہوتا

---

[1] سُرمہ۔ صاحب نسبت کی نسبت، صاحب قبر کے فیض سے بڑھ جاتی ہے۔ اے۔ جبکہ بزرگوں کی قبر سے بھی فیض ہوتا ہے تو زندگی میں نہ ان کی صحبت کس قدر مفید ہوگی۔ سَایہ بُود۔ وہ بزرگ انسانوں کے سر کا سایہ تھا اور اب اس کی قبر سایہ دار ہے جس سے لاکھوں انسان مستفید ہوتے ہیں۔ دَاستَانِ۔ اس قصہ میں یہ بتایا ہے کہ اس سخی سے مرنے کے بعد بھی فیض حاصل ہوا۔ وَظِیفہ۔ محتسب کے دربار سے اس کا وظیفہ مقرر تھا۔ گزاردہ نشد۔ وہ قرض وفات یافتہ محتسب سے ہی ادا ہوا۔

[2] لَیۡسَ۔ جو شخص قبر میں سے بھی دوسروں کو فیض پہنچا رہا ہے وہ مردہ نہیں ہے مردہ تو وہ زندہ ہے جو بالکل بے فیض ہے۔ دیار۔ ملک۔ وام۔ قرض دار اس پر نو ہزار دینار۔ قرض ہو گئے۔ محتسب۔ ان کا نام بدرالدین عمر اور عہدہ کوتوال تھا۔ بدل۔ ان کا دل جود وسخا میں سمندر تھا۔ ہر سر مویش۔ ان کا ہر ہر رونگٹا حاتم طائی کا گھر معلوم ہوتا تھا۔

[3] حَاتم۔ اگر اس زمانہ میں حاتم طائی زندہ ہوتا تو وہ ان کا غلام ہوتا۔ گر بدادے۔ اگر وہ پیاسے کو میٹھے پانی کا سمندر بھی دیتے تو اپنی سخاوت کی وجہ سے شرمندہ ہوتے اور اپنی عطا کو حقیر سمجھتے تھے۔

ذرا بکردے ذرّہ را مشرقے — بُود آں در ہمّتش نالائقے
اگر وہ ذرے کو مشرق بنا دیتے — تو وہ بھی اس کی ہمت کے لائق نہ تھا

بر اُمید اُو بیامد آں غریب — کو غریباں را بُدے خویش و نسیب
وہ پردیسی ان کی امید پر آیا — کیونکہ وہ پردیسیوں کے لئے اپنے اور رشتہ دار تھے

بادرش بُود آں غریب آموختہ — وام بیحد از عطایش توختہ
وہ پردیسی ان کے دروازے کا ہلا ہوا تھا — ان کی عطا سے بیحد قرض اتار چکا تھا

ہم ۲ بہ پشتی آں کریم اُو وام کرد — کہ بہ بخششہاش واثق بُود مرد
اس سخی کے بھروسے پر اس نے قرض لیا — کیونکہ وہ ان کی بخششوں پر بھروسہ رکھتا تھا

لا اُبالی گشتہ اُو و وام جو — بر اُمیدِ قُلزمِ اکرام خُو
وہ لاپروا اور قرض لینے والا بن گیا تھا — اکرام خصلت، دریا کی امید پر

وام داراں رُو ترش اُوشاد کام — ہمچو گل خنداں ازاں روضُ الکرام
مقروض رنجیدہ تھے، وہ خوش تھا — پھول کی طرح خنداں تھا اس شرفاء کے چمنوں کی وجہ سے

گرم شد پشتش زخورشید عرب — چہ غمستش از سبالِ بُولہب
عرب کے سورج سے اس کی کمر گرم ہو گئی — ابولہب کی مونچھوں سے اسے کیا غم ہے؟

چونکہ ۳ دارد عہد و پیوند سحاب — کے دریغ آید ز سقّایانش آب
جب کوئی شخص ابر سے ملاقات اور تعلق رکھتا ہو — اس کو سقوں کو پانی دینے سے بخل کب ہو گا؟

ساحرانِ واقف از دستِ خدا — کے نہند ایں دست و پا را دست و پا
خدا کے ہاتھ سے باخبر، جادوگر — ان ہاتھ پاؤں کو ہاتھ پاؤں کے مرتبہ میں کب رکھتے ہیں؟

روبہے کہ ہست زاں شیراں ش پشت — بشکند کلّہ پلنگاں را بمشت
جس لومڑی کی ان شیروں سے پشت و پناہی ہو — وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے گی

آمدنِ جعفر طیّار رضی اللہ عنہ بگرفتنِ قلعہ تنہا و مشورت کردنِ مَلِکِ آں قلعہ باوزیر و دفع کردنِ و زیر مَلِک را کہ

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے تنہا آنا اور اس قلعہ کے بادشاہ کا وزیر سے مشورہ کرنا اور وزیر کا بادشاہ کو روکنا کہ خبردار سپرد

۱ اور بکردے۔ اگر وہ ذرے کو مشرق بنا دیتے جس سے خود سورج طلوع ہوا کرتا تو بھی اپنی ہمت کے اعتبار سے اس کو حقیر ہی سمجھتے۔ برامید او۔ ان کی عطا کی امید پر وہ پردیسی تبریز آیا۔ بادرش۔ چونکہ وہ پردیسی ان کے دروازے سے عطا حاصل کر چکا تھا اور اس سے بہت سے قرضے ادا کر چکا تھا۔

۲ ہم بہ پشتی۔ اس مسافر نے ان کے سہارے ہی قرض کر لیا تھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ جب جا کر مانگوں گا وہ دیدیں گے۔ لا ابالی۔ چونکہ اس کو ان ہی عطا پر اعتماد تھا لہٰذا قرض لینے میں بھی جری ہو گیا تھا۔ وام داران۔ دوسرے مقروض جن کا محتسب سے تعلق نہ تھا وہ متفکر رہتے تھے لیکن یہ شخص اس سخی کی وجہ سے قرض سے بے فکر رہتا تھا اور مسکراتا رہتا تھا۔ گرم شد۔ جس شخص کو آنحضور کی مدد حاصل ہو وہ ابولہب سے کیا ڈرے گا۔

۳ چونکہ دارد۔ اگر کسی شخص کا ابر سے جوڑ لگ گیا ہو تو وہ پانی پلانے والوں کو پانی دینے میں کب بخل کر سکتا ہے۔ ساحراں۔ فرعون کے دربار کے جادوگروں کو جب خدائی ہاتھ سے واقفیت ہو گئی وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے بے نیاز ہو گئے۔ روبہے۔ اگر لومڑی کو بھی شیر کی پشت پناہی حاصل ہو جائے تو وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے۔ جعفر طیار۔ اب اسی مناسبت سے حضرت جعفرؓ طیار کی بہادری کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی حاصل تھی تو وہ بڑے بڑے لشکروں سے نہ ڈرتے تھے

ز نہار تسلیم کُن و از جہل تہوّر مکُن کہ ایں مَرد مؤیَّدست از
کردے اور نادانی سے جسارت نہ دکھا کیونکہ اس شخص کو خدا کی تائید
حق و جمعیتِ عظیم دارد در جانِ خویش
حاصل ہے اور اپنی جان میں بڑا مجمع رکھتا ہے

چونکہ ا جعفرؓ رفت سُوئے قلعہ ء — قلعہ پیشِ کامِ خُشکش جُرعَہ
جب جعفرؓ قلعہ کی جانب گئے — قلعہ ان کے خشک گلے کے لئے ایک گھونٹ تھا

یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکَر — تا درِ قلعہ بہ بستند از حذَر
حملہ کر کے تنہا قلعہ کی طرف دوڑے — یہاں تک کہ انہوں نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا

زَہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ — اہلِ کشتی راچہ زَہرہ با نہنگ
کسی کا پتہ نہ تھا کہ جنگ کرنے سامنے آئے — ناکے کے سامنے کشتی والوں کا کیا پتہ؟

رُوی آورد آں مَلِک سُوئے وزیر — کہ چہ چارہ است اندریں وقت اے مُشیر
اس بادشاہ نے وزیر کی طرف رخ کیا — کہ اے مشیر! اس وقت کیا تدبیر ہے؟

گفت آنکہ ترک گوئی کبر و فن — پیش ۲ او آئی بشمشیر و کفن
اس نے کہا یہ ہے کہ تو تکبر اور تدبیر کو چھوڑ — تلوار اور کفن لے کر ان کے سامنے چلا جا

گفتِ آخر نے یکے مَردیست فَرد — گفت منگر خوار در فردیِ مَرد
اس نے کہا آخر وہ ایک تنہا انسان نہیں ہے؟ — اس نے کہا مرد کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ

چشم ۳ بکشا قلعہ را بنگر نکو — ہمچو سیما بست لرزاں پیشِ اُو
آنکھ کھول قلعہ کو غور سے دیکھ — ان کے سامنے پارے کی طرح تھرا رہا ہے

شستہ در زیں آنچناں محکم پے ست — گوئیا شرقی و غربی باوَیست
وہ زمین پر اس قدر ثابت قدم بیٹھا ہوا ہے — گویا شرقی اور غربی اس کے ساتھ ہیں

چند کس ہمچوں فدائی تاختند — خویشتن را پیشِ او انداختند
چند شخص قربانی کی طرح دوڑ پڑے — انہوں نے اپنے آپ کو ان کے سامنے لے جا ڈالا

ہر یکے را اُو بگرُزے می فگند — سر نگوں نسار اندر اقدامِ سمَند
انہوں نے ہر ایک کو گرز سے پھینک دیا — گھوڑے کے قدموں میں اوندھا

دادہ بُودش صُنعِ حق جمعیتے — کہ ہمیز دیک تنہ بر اُمّتے
اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ان کو جمعیت قلبی عطا فرمادی تھی — کہ تنہا ایک قوم پر حملہ کر دیتے تھے

۱ چونکہ۔ جعفرؓ جب وہ قلعہ پر حملہ آور ہوئے تو قلعہ ان کی ہمت کے سامنے حقیر تھا۔ یک سوارہ۔ وہ تنہا قلعہ پر حملہ آور ہوگئے اور دشمن نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ زہرہ نے۔ کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ ان کے مقابلہ پر آتا۔ اہل کشتی۔ جو تیرنا بھی نہ جانتا ہو اور کشتی کی پناہ میں دریا کا سفر کرے وہ ناکے کے مقابلہ میں کیسے آسکتا ہے۔ روی۔ بادشاہ نے اس معاملہ میں وزیر سے مشورہ کیا۔

۲ پیش او۔ یعنی ان کے مقابلہ میں تکبر اور جنگ نہ کریں بلکہ عاجزانہ تلوار اور کفن لے کر سامنے چلے جائیں جس میں اشارہ ہوتا تھا کہ ہم اپنی تلوار لائے ہیں کہ اس سے ہمیں قتل کردو اور کفن بھی ساتھ لائے ہیں کہ دفن کردو۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ آخر وہ تنہا ہی تو ہیں اس قدر خوف زدہ کیوں ہوں وزیر نے کہا ان کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ۔

۳ چشم بکشا۔ آنکھیں کھول کر دیکھ کر قلعہ یا اس کے باشندے سیماب کی طرح لرز رہے ہیں۔ گوئیا۔ گویا شرق اور مغرب کے لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ چند کس۔ ابتدا میں چند لوگ قربانی کے بکروں کی طرح ان کی طرف دوڑے۔ ہر یکے۔ انہوں نے ہر ایک کو سرنگوں کر کے گھوڑے کے قدموں میں گرادیا۔ جمعیتے۔ یعنی اطمینان قلبی۔

چشمِ ۱ مَن چوں دید رُوی آں قباد	کثرتِ اَعداد از چشمم فتاد
جب میری آنکھ نے اس شاہ معظم کا چہرہ دیکھا	دشمنوں کی کثرت کی میر نظر میں وقعت نہ رہی
اختراں بسیار خورشید ار یکیست	پیشِ اُو بنیادِ ایشاں مُند کیست
اگر ستارے بہت اور سورج ایک ہے	اس کے سامنے ان کی بنیاد ریزہ ریزہ ہے
گر ہزاراں مُوش پیش آرند سَر	گُربہ را نے تَرس باشد نے حَذر
اگر ہزاروں چوہے سر ابھاریں	بلی کو نہ ڈر ہے نہ خوف
کے بہ پیش آیند مُوشاں اے فلاں	نیست جمعیت درونِ جانِ شاں
اے فلاں! چوہے کب سامنے آتے ہیں؟	ان کی جان میں جماؤ نہیں ہے
ہست ۲ جمعیت بصورتہا فُشار	جمعِ معنی خواہ ہیں از کردگار
صورتوں کے اعتبار سے کثرت لغو ہے	ہاں خدا سے باطن کی جمعیت مانگ
نیست جمعیت ز بسیاریِ جسم	جسم را بَر باد قائم داں چو اسم
جسموں کی کثرت سے جمعیت نہیں ہے	جسم کو نام کی طرح ہوا پر قائم سمجھ
در دلِ مُوش ار بُدے جمعیتے	جمع گشتے چند مُوش از حمیتے
چوہے کے دل میں اگر جمعیت ہوتی	اپنایت سے چند چوہے جمع ہو جاتے
بر زدندے چوں فدائی حَملہ	خویش را بر گربۂ بے مہلۂ
ایک حملہ میں فدائی کی طرح دے مارتے	بلی پر اپنے آپ کو، بلا مہلت
آں ۳ یکے چشمش بکندے از ضراب	واں دگر گوشش دریدے ہم بناب
ایک، ضرب سے اس کی آنکھ نکال لیتا	دوسرا کچل سے اس کا کان پھاڑ دیتا
واں دگر سُوراخ کردے پہلویش	از جماعت گم شدُے بیروں شوش
دوسرا اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا	مجمع کی وجہ سے، اس کا بھاگنا ممکن نہ ہوتا
لیک جمعیت ندارد جانِ مُوش	بجہد از جانش ببانگِ گربہ ہُوش
لیکن چوہے کی جان جمعیت نہیں رکھتی ہے	بلی کی آواز سے اس کی جان کا ہوش بھاگ جاتا ہے
خشک گردد مُوش ازاں گُربہ عیار	گر بُوَد اَعدادِ مُوشاں صد ہزار
اس مکار بلی سے چوہا خشک ہو جاتا ہے	خواہ چوہوں کا شمار لاکھوں ہو
از رمہ انبہ چہ غم قصّاب را	انبُہی ہش چہ بندد خواب را
گلے کے مجمع سے قصائی کو کیا فکر؟	ہوش کی کثرت نیند کو کیا روکے؟

۱ چشمِ مَن۔ وزیر نے کہا میری نظر جب اس بڑے بادشاہ پر پڑی تو مجھے یقین ہو گیا کہ ایسے بہادر کے سامنے دشمنوں کی تعداد کی کثرت کوئی چیز نہیں ہے۔ اختراں۔ اب مولانا ایسی مثالیں ذکر کرتے ہیں جن میں ایک کے مقابلہ میں کثرت کوئی چیز نہیں ہے سورج کے مقابلہ میں ستاروں کی کثرت بے معنی ہے۔ گر ہزاراں۔ ایک بلی کے مقابلہ میں سینکڑوں چوہے بے وقعت ہیں۔ نیست۔ چوہوں کی جمعیت قلبی نہیں ہے۔

۲ ہست جمعیت۔ جسموں اور صورتوں کی کثرت اور جمعیت بیکار ہے۔ جسم۔ جسم اور نام کی کوئی حقیقت واقعیہ نہیں ہے۔ جمعیت۔ اپنے کی طرفداری، حفاظت۔ برزندے۔ فدائیوں کی طرح بلی پر حملہ آور ہو جاتے۔

۳ آں یکے۔ کوئی اس کی آنکھ پھوڑتا کوئی اس کے کان کاٹتا۔ واں دگر۔ کوئی اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا۔ بیروں شو۔ مخلص۔ لیک۔ چوہوں میں جمعیت قلبی نہیں ہے بلی کی آواز سے ان کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ از رمہ۔ ایک قصاب کے مقابلہ میں بکریوں کا گلہ بے معنی ہے۔

مَالِکُ الْمُلْک ست جمعیّت دہَد — شیر را تا برگلہ گوراں جہَد
وہ مالک الملک جمعیت دیتا ہے — شیر کو یہاں تک کہ وہ گورخروں کے گلے پر کود پڑتا ہے

دَرزمانے شاں بسازد ثَرت وَمَرت — کس نیارد گفتنش از راہ پُرت
تھوڑی دیر میں ان کو زیر و زبر کر دیتا ہے — کوئی اس سے نہیں کہہ سکتا کہ راستہ سے ہٹ

صَد ہزاراں گوردہ شاخِ دلیر — چوں عدم باشند پیشِ ہولِ شیر
لاکھوں گورخر دس سینگوں والے، بہادر — شیر کے خوف کے آگے کالعدم ہو جاتے ہیں

مالکُ الْمُلک ست بدہد مُلکِ حُسن — یوسفے را تا بُوَد چوں مائِ مُزن
مالک الملک ہے جو حسن کی سلطنت عطا کر دیتا ہے — ایک یوسف کو یہاں تک کہ وہ ابر کے پانی کی طرح بن جاتا ہے

دَرِ ۲ رُخے بنہد شعاعِ اخترے — کہ شود شاہے غلامِ دُخترے
کسی رخسار میں ستارے کی چمک رکھ دیتا ہے — حتیٰ کہ بادشاہ ایک لونڈی کا غلام بن جاتا ہے

بنہد اندر رُوِی دیگر نُورِ خود — کہ بہ بیند نیم شب ہر نیک وبَد
دوسرے چہرے میں اپنا نور رکھ دیتا ہے — حتیٰ کہ وہ آدھی رات میں اچھے اور برے کو پہچان لیتا ہے

یوسف و موسیٰ زحق بُردند نُور — در رُخ و رُخسار و در ذاتُ الصُّدور
یوسف اور موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے نور حاصل کیا تھا — رخ اور رخسار میں اور سینوں والے دل میں

رُوِی موسیٰ بارقے انگیختہ — پیشِ رُو اُو توبرہ آویختہ
حضرت موسیٰ کے چہرے سے ایک برق پیدا کرتا تھا — ان کے چہرے کے سامنے نقاب لٹکا ہوا تھا

نُورِ ۳ رُویش آنچناں بُردے بَصَر — کہ زمرّد از دو دیدہ مارِ کَر
ان کے چہرے کا نور اس طرح بینائی کو اچک لیتا — جیسا کہ زمرد بہرے سانپ کی دونوں آنکھوں سے

اُو زحق درخواستہ تا توبرہ — گردد آں نورِ قوی را سانترہ
انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تاکہ نقاب — اس قوی نور کو چھپانے والا بن جائے

توبرہ، گفت از گلیمت ساز ہیں — کاں لباسِ عارفے آمد امیں
فرمایا، نقاب اپنی کملی کا بنا لو، ہاں — کیونکہ وہ عارف کا لباس ہے

کاں کسا از نور صبرے یافتہ است — نورِ جاں درتار و پودش تافتہ است
کیونکہ اس کملی نے نور سے صبر حاصل کر لیا ہے — جان کا نور اس کے تانے اور بانے میں روشن رہا ہے

کملی کا نقاب بنالیا کرو اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس نور کا تحمل کر لے گی کوئی کپڑا اس نور کے چھپنے کو نہ روک سکے گا۔ عارفے۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ کسا۔ چادر کملی۔ نور۔ حضرت موسیٰ کی کملی ان کے نور کو برداشت کرتی تھی اور اس کا تانا بانا نور سے روشن تھا۔

۱ مَالِکُ الْمُلک۔ جب خدا جمعیت قلبی عنایت کر دیتا ہے تو شیر گورخروں کے گلے پر حملہ کر دیتا ہے۔ ثرت ومرت۔ تا اور میم کے فتح کے ساتھ ریزہ ریزہ۔ پُرت۔ پا کے ضمہ کے ساتھ، جا، راستہ سے ہٹ۔ گور۔ گورخر۔ مَالِکُ الْمُلک۔ اللہ کی عطا صرف جمعیت قلبی نہیں ہے بلکہ اس کی اور بھی عطایا ہیں۔ یوسفے۔ کوئی حسین۔ مائِ مزن۔ ابر کا پانی شفاف نہیں ہوتا ہے۔

۲ در رُخے۔ کسی حسین کے رخ میں ستارے کی چمک پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے ایک شاہ لونڈی کا غلام بن جاتا ہے۔ بنہد۔ حسن ظاہر کے علاوہ حسن باطن عنایت کر دیتا ہے تو وہ بزرگ آدھی رات میں بھی نیک و بد کو پہچان جاتا ہے۔ یُوسف و مُوسیٰ۔ حضرت یوسف کے رخ کا نور مشہور ہے۔ تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰ کے چہرے میں بھی ایسا نور پیدا ہو گیا تھا جس کو دیکھنے کی ہر شخص تاب نہ لاتا تھا۔ ذات الصُّدور۔ قلب۔ روی۔ حضرت موسیٰ کے منہ پر ایسی چمک تھی کہ کوئی اس کو دیکھ نہ سکتا تھا اس لئے انہوں نے منہ پر نقاب ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ بارق، برق۔ چمک۔ توبرہ۔ یعنی نقاب۔

۳ نور رویش۔ حضرت موسیٰ کے چہرے کا نور دیکھنے سے آنکھیں اندھی ہو جاتی تھیں۔ زمرد۔ زمرد پتھر پر اگر سانپ کی نظر پڑ جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے یہ ایک مشہور بات ہے۔ مارکر۔ سانپ کی ایک قسم بہری ہے جس کا زہر قاتل ہے۔ سانترہ۔ چھپانے والی۔ توبرہ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے جواب میں فرمایا کہ اپنی

جُز چنیں خرقہ نخواہد شُد صِواں [۱] نُورِ مارا بَر نتابد غیرِ آں
اس کملی کے سوا کوئی محافظ نہیں ہو سکتا اس کے سوا ہمارے نور کو برداشت نہیں کر سکتا

کوہِ قاف از پیش آید بہرِ سَدّ ہمچو کوہِ طور نورش بَر دَرَد
اگر روک کے لئے کوہِ قاف سامنے آ جائے نور اس کو کوہِ طور کی طرح پھاڑ دے

از کمالِ قدرت اَبدانِ رجال یافت اندر نُورِ بیچوں اِحتمال
قدرت کے کمال کی وجہ سے مردانِ خدا کے جسموں نے بے کیف نور میں تحمل پالیا ہے

آنچہ طورش برنتابد ذرّہٗ قدرتش جا سازد از قارورۂ
جس کے ذرے کو طور نہ برداشت کرے قدرت ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنا دیتی ہے

آنچہ طورش بر نتابد اے کیا قدرتش اندر زُجاجے ساخت جا
اے پاکیزہ! جس کو طور نہ برداشت کر سکا قدرت نے ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنادی

گشت [۲] مشکوٰۃ زجاجی جایِ نور کہ ہمی دَرّد ز نورِ آں قاف وطور
شیشے والا طاقچہ، نور کی جگہ بن گیا کہ جس کے نور سے کوہِ قاف اور طور ٹکڑے ہوتا ہے

جسمِ شاں مشکوٰۃ داں دلشاں زجاج تافتہ بر عرش و افلاک ایں سراج
ان کے جسم کو طاقچہ اور ان کے دل کو شیشہ سمجھ یہ چراغ عرش اور آسمان پر روشن ہوا

نورِ شاں حیرانِ ایں نُور آمدہ چوں ستارہ زیں ضُحیٰ فانی شُدہ
ان کا نور اس نور سے حیران ہو گیا ستارے کی طرح اس چاشت کے وقت سے غائب ہو گیا

زیں حکایت کرد آں ختمِ رُسل از ملیکِ لَایَزالُ لَمْ یَزَل
رسولوں کے خاتم نے اسی سے یہ حکایت کی ہے شہنشاہ ابدی اور ازلی سے

کہ [۳] نگنجیدم دَر افلاک و خَلا در عقول و در نفوسِ باعُلا
کہ میں آسمانوں اور فضا میں نہیں سماتا ہوں علوی عقلوں میں اور نفوس میں

در دلِ مُومن بگنجیدم چوضیف بے زچون و بے چگونہ بے زکیف
مومن کے دل میں مہمان کی طرح سما گیا ہوں بغیر چوں اور بغیر چگون اور بغیر کیف کے

تا بدلالی آں دل فوق و تحت یابد از من پادشاہیہائے بخت
تاکہ اس دل کے واسطہ سے اوپر اور نیچے مجھ سے نصیبہ کی بادشاہیاں حاصل کریں

---

[۱] صِواں۔ جامہ دان۔ کوہِ قاف۔ کوہِ قاف جو کوہِ طور سے بڑا مانا جاتا ہے وہ رکاوٹ بنے گا تو کوہِ طور کی طرح پارہ پارہ ہو جائے گا۔ از کمال۔ اللہ تعالیٰ کا کمالِ قدرت ہے کہ اس نے قلبِ مومن میں اس نور کے تحمل کی طاقت پیدا کر دی ہے۔ قارورۂ۔ شیشہ یعنی قلب۔ کے۔ پاکیزہ۔ زُجاج۔ شیشہ یعنی قلب۔

[۲] گشت۔ قرآن پاک میں ہے مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہے کہ ایک طاقچہ ہو جس میں چراغ ہے وہ چراغ شیشہ میں ہے، مولانا نے طاقچہ سے مومن کا جسم مصباح سے نورِ حق اور زجاجہ سے قلبِ مومن مراد لیا ہے۔ تافتہ۔ مردِ کامل جبکہ تخلیقِ عالم کا سبب ہے تو گویا وہ عرش و افلاک کے نور کا واسطہ ہے۔ نورشاں۔ زمین و آسمان کا نور قلبِ مومن کے نور سے حیران ہے اور اس کے مقابلہ میں مضمحل ہے۔ زیں۔ چونکہ عرش و افلاک پر نور، قلبِ مومن کے واسطہ سے ہے اسی لئے اس حدیثِ قدسی میں یہ مضمون آیا ہے جو آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

[۳] کہ نگنجیدم۔ یہ اس حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے جو صوفیوں میں مشہور ہے۔ خَلا۔ یعنی آسمانوں کے اوپر۔ باعلا۔ علوی ضیف مہمان محترم ہوتا ہے۔ بے زچوں۔ اس نورِ حق کا قلب سے تعلق بے کیف ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مظروف کا ظرف سے ہوتا ہے۔ تابدلالی۔ اس قلب کے واسطے اور دلالی سے علوی اور سفلی مجھ سے فیض حاصل کریں۔

بے ۱ چنیں آئینہ ایں خوبیِ من — برنتابدے نے زمین و نے زَمَن
ایسے آئینہ کے بغیر میرے اس حُسن کو — کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا نہ زمین اور نہ زمانہ

بَر دو کون اسپ ترحّم تاختیم — پَس عریض آئینۂ برساختیم
ہم نے دونوں جہان پر رحم کا گھوڑا دوڑا دیا — پھر ہم نے بہت وسیع آئینہ بنایا

ہر دَمے زیں آئینہ پنجاہ عُرس — بنگر آئینہ وَلے شرحش مپرس
ہر وقت اس پچاس شادیوں والے آئینہ سے — آئینہ کو دیکھ لیکن اس کی شرح نہ پوچھ

حاصل آں کز بسِ خویشش پردہ ساخت — کہ نفوذِ آں قمر رامی شناخت
خلاصہ یہ ہے کہ ان موسیٰ نے اپنے لباس سے نقاب بنایا — کیونکہ وہ اس چاند کے نفوذ کو پہچانتے تھے

گر بُدے پَردہ ز غیرِ لبسِ اُو — پارہ گشتے گر بُدے کوہِ دو تُو
اگر ان کے لباس کے سوا کا نقاب ہوتا — ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا' اگر دو گونے پہاڑ کا ہوتا

زاہنیں ۲ دیوارہا نافذ شُدے — توبرہ با نورِ حق چہ فن زَدے
لوہے کی دیواروں سے پار ہو جاتا — نقاب اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے کیا ہنر دکھاتا

گشتہ بُود آں توبرہ صاحب تفے — بُود وقتِ شور خرقۂ عارفے
وہ نقاب شورشِ عشق کا ساتھی رہا تھا — وہ شورش کے وقت ایک عارف کا خرقہ تھا

گشتہ بُود آں تو برہ ستارِ نُور — زانکہ بُود از خرقۂ یک با حضور
وہ نقاب نور کا پردہ پوش رہا تھا — کیونکہ وہ ایک حاضر باش کی کفنی (کا جزو) تھا

زاں شود آتش رہینِ سوختہ — کوست با آتش ز پیشِ آموختہ
آگ اسی لئے سوختہ کی مرہون ہوتی — کیونکہ وہ پہلے سے آگ سے سدھا ہوا ہے

وز ہوای و عشقِ آں نورِ رشاد — خود صفورا ہر دو دیدہ باد داد
اس ہدایت کے نور کے عشق و محبت سے — خود (حضرت) صفورا نے دونوں آنکھیں برباد کر دیں

اوّلاً ۳ بربست یک چشم و بدید — نورِ رُوی اُو و آں چشمکش پرید
پہلے ایک آنکھ بند کی اور دیکھا — ان کے چہرے کا نور اور ان کی وہ آنکھ غائب ہو گئی

بعدازاں صبرش نماند و آں دگر — بر کشاد و کرد خرجِ آں قمر
اس کے بعد ان کو صبر نہ رہا اور دوسری — کھول دی اور اس چاند پر خرچ کر دی

ہمچناں مردِ مجاہد ناں دہد — چوں بر و زد نورِ طاعت جاں دہد
اسی طرح مجاہد آدمی روٹی دیتا ہے — جب اس پر طاعت کا نور حملہ کرتا ہے جان دے دیتا ہے

۱ بے چنیں۔ قلبِ مومن واسطے کے بغیر علوی اور سفلی میری کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بر کون۔ قلبِ مومن کو آئینہ تجلیات دینے میں اللہ کا بڑا کرم ہے۔ عریض آئینہ۔ یہ قلبِ مومن کی وسعت طرف اشارہ ہے۔ مصرع سمٹے تو داماں عاشق پھیلے تو زمانہ ہے۔ ہر دمے اس آئینہ کے احوال کا اجمالی ذکر کر لے تشریح میں نہ جا۔ حاصل۔ بات خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے بعد جب حضرت موسیٰ نے اپنی کملی کو نقاب بنا لیا چونکہ ان کو معلوم تھا کہ اور کوئی چیز اس نور کے نفوذ کو نہ روک سکے گی۔ گر بدے۔ پہاڑ کا دو گنا حجم بھی ہو تو وہ اس نور کی تجلی سے پارہ پارہ ہو جائے۔

۲ زاہنیں۔ وہ نورِ حق لوہے کی دیواروں کو بھی پار کر جاتا ہے۔ گشتہ۔ حضرت موسیٰ کی کملی نے عشق کی حرارت اور شورش کو برداشت کیا تھا۔ عارف۔ حضرت موسیٰ با حضور۔ یعنی قربِ الٰہی۔ سوختہ۔ وہ کپڑا جس کے ذریعہ آگ سلگائی جائے۔ صفورہ۔ حضرت موسیٰ کی زوجہ مطہرہ۔

۳ اولاً۔ حضرت صفورا نے پہلے ایک آنکھ بند کر کے ایک آنکھ سے اس نور کو دیکھا تو وہ آنکھ جاتی رہی۔ بعدازاں۔ پھر دوسری آنکھ سے دیکھا وہ بھی جاتی رہی۔ ہمچناں۔ مجاہدہ کرنے کا پہلا درجہ لذتوں کو ترک کرنا ہے پھر جب محبت کا غلبہ ہوتا ہے تو جان کو فنا کر دیتا ہے اور مقامِ فنا میں پہنچ جاتا ہے۔

پس زنے گفتش ز چشم عبہری۱ — کہ ز دستت رفت حسرت میخوری
ان سے ایک عورت نے کہا، نرگسی آنکھوں سے — جو تمہارے ہاتھ سے چلی گئیں، تم حسرت کرتی ہو؟

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار — دیدہ بودے تا ہمی کردم نثار
انہوں نے کہا، مجھے حسرت ہے کہ ایک لاکھ — آنکھیں ہوتیں تاکہ میں نثار کر دیتی

روزن چشمم زمہ ویراں شدست — لیک مہ چوں گنج در ویراں شدست
میری آنکھ کا دریچہ، چاند سے ویران ہوا ہے — لیکن چاند خزانہ کی طرح ویرانہ میں آ گیا ہے

کے۲ گذارد گنج کایں ویرانہ ام — یاد آرد از رواق و خانہ ام
خزانہ کب موقع دے گا کہ یہ میرا ویرانہ — میرے محل اور گھر کو یاد کرے؟

حق شنید ایں زود چشمم باز داد — دید موسیٰ راز نورش ساز داد
اللہ تعالیٰ نے یہ سنا فوراً میری آنکھیں لوٹا دیں — حضرت موسیٰ کے دیدار کے لئے ان کے نور سے سامان دیدیا

از نظر آں نور زو پنہاں نشد — از خزینہ خاص بد ویراں نشد
وہ نور، ان کی نظر سے غائب نہ ہوا — خاص خزانہ کا تھا، ویران نہ ہوا

نور روئے یوسفی وقت عبور — می فتادے در شباک و در قصور
حضرت یوسف کے چہرے کا نور گزرتے وقت — جالیوں اور محلات پر پڑتا تھا

پس بگفتندے درون خانہ در — یوسفست ایں سو بسیراں در گذر
لوگ گھر میں کہا کرتے تھے — یوسف اس طرف چلتے ہوئے گزر رہے ہیں

زانکہ بر دیوار دیدندے شعاع — فہم کردندیش اصحاب بقاع
کیونکہ وہ دیوار پر شعاع دیکھتے تھے — اس کو گھر والے سمجھ جاتے تھے

خانہ۳ راکش دریچہ ست آں طرف — دارد از سیران آں یوسف شرف
جس گھر کی کھڑکی اس طرف ہے — اس یوسف کے چلنے سے شرف رکھتا ہے

ہیں دریچہ سوئے یوسف باز کن — وز شگافش فرجہ آغاز کن
خبردار! یوسف کی جانب کھڑکی کھول لے — اس کے شگاف سے تفریح شروع کر

عشق ورزی آں دریچہ کردن ست — کز جمال دوست سینہ روشن ست
عشق کرنا، وہ کھڑکی بنانا ہے — کیونکہ دوست کے حسن سے سینہ روشن ہے

---

۱ عبہری۔ نرگس کی دو قسم جس کا پھول درمیان میں سے زرد ہوتا ہے اگر درمیانی حصہ کالا ہو تو وہ شہلا کہلاتی ہے۔ گفت۔ حضرت صفوا نے فرمایا حسرت تو اس کی ہے کہ لاکھوں آنکھیں کیوں نہ ہوئیں کہ ان سب کو قربان کر دیتی۔ روزن۔ اگرچہ میری آنکھ کا دریچہ ویران ہو گیا اور اس میں بصارت نہ رہی لیکن اب اس ویرانہ میں اس حسن کا دفینہ ہے۔

۲ کے گذارد۔ اب میں اس خزانہ کی وجہ سے پورے جسم سے بے نیاز ہوں۔ حق۔ حضرت صفوا کی یہ گفتگو حضرت حق کو پسند آئی اور اس نے ان کی آنکھیں فوراً لوٹا دیں اپنا نور عنایت کر دیا جس سے وہ حضرت موسیٰ کا دیدار کر سکیں۔ از نظر۔ اب وہ نور چونکہ نور خداوندی تھا اس لئے اس نے اس جمال موسوی کو برداشت کر لیا۔ نور روئے یوسفی۔ حضرت موسیٰ کے جمال کے بیان سے فارغ ہو کر حضرت یوسف کے جمال کا ذکر یوسف کے جمال کا ذکر شروع کیا ہے۔ شباک۔ جالی۔ پس۔ جب نور جالیوں سے جھلکتا تھا تو گھر والے سمجھ جاتے تھے کہ حضرت یوسف ادھر سے گزر رہے ہیں۔ بقاع۔ بقعہ کی جمع ہے سرزمین۔

۳ خانہ۔ اب یہاں سے محبوب حقیقی کی تجلی کا ذکر شروع کیا ہے یعنی جس دل کا دریچہ محبوب حقیقی کی جانب کھلا ہوتا ہے وہ اس محبوب حقیقی کی تجلیات سے فیض یاب ہوتا ہے ایں۔ انسان کو دل کی کھڑکی حضرت حق تعالیٰ کی جانب کھولنی چاہیے اور پھر عالم ملکوت کی سیر اور تفریح کرنی چاہیے۔ عشق۔ کھڑکی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے عشق کر۔

پس [1] ہمارہ رُوِی معشوقہ نگر　　ایں بدستِ تُست بشنو اے پسر
ہمیشہ معشوقہ کا رخ دیکھتا رہ　　اے بیٹا! سن لے یہ تیرے قبضہ میں ہے

راہ کُن در اندر وَنہا خویش را　　دور کُن ادراکِ غیر اندیش را
اپنے باطنوں میں راستہ بنا　　دوسرے کو سوچنے والے احساس کو دور کر دے

کیمیا داری دَوائے پوست کُن　　دشمناں رازیں صناعت دوست کُن
تو کیمیا رکھتا ہے، کھال کا علاج کر لے　　اس ہنر سے، دشمنوں کو دوست بنا لے

چوں شُدی زیبا بداں زیبا رَسی　　کہ رہاند رُوح را از بیکسی
جب تو حسین ہو جائے گا اس حسین تک پہنچ جائے گا　　جو روح کو بیکسی سے چھڑا دیتا ہے

پرورش [2] مر باغِ جانہا را نمش　　زندہ کردہ مُردۂ غم را دَمش
جانوں کے باغ کی اس کی نمی سے پرورش ہے　　غم کے مارے ہوئے کو اس کے دم نے زندہ کر دیا ہے

نے ہمہ مُلکِ جہانِ دُوں دہد　　صد ہزاراں مُلکِ گونا گوں دہد
صرف یہ نہیں ہے کہ وہ کمتر جہان کا ملک عطا کرتا ہے　　بلکہ لاکھوں قسما قسم ملک عطا کرتا ہے

برسَرِ مُلکِ جمالش داد حق　　مُلکتِ تعبیر بے درس و سَبق
ان کے حسن کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی　　تعبیر کی مملکت، بغیر درس اور سبق کے

مُلکتِ حُسنش سُوی زنداں کشید　　مُلکتِ علمش سُوی کیواں کشید
حسن کی مملکت نے ان کو قید خانہ کی جانب کھینچا　　علم کی مملکت ان کو زحل کی جانب لے گئی

شہ [3] غلامِ اُو شُد از علم و ہنر　　مُلکِ علم از مُلکِ حُسن آسودہ تر
علم اور ہنر کی وجہ سے بادشاہ ان کا غلام بنا　　علم کی مملکت حسن کی مملکت سے زیادہ اچھی؟

رجوع بحکایتِ آں شخصِ وام کردہ، و آمدنِ اُو بامید عنایتِ آں محتسب سُوی تبریز

قرض لئے ہوئے شخص کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا محتسب کی مہربانی کی امید پر تبریز کی جانب آنا

آں غریبِ مُمتحن از بیمِ وام　　در رہ آمد سُوی آں دارالسّلام
وہ مصیبت کا مارا پردیسی قرض کے ڈر سے　　اس دارالسلام کی جانب، راستہ میں آیا

شُد سُوی تبریز و کوئے گلُستاں　　خفتہ اُمیدش فرازِ گلُ سِتاں
تبریز اور گلستان کے کوچہ کی طرف چلا　　اس کی امید پھولوں کی سیج پر چت لیٹی تھی

[1] پَس ہمارہ۔ اس طور پر تو معشوق حقیقی کا مشاہدہ کر سکے گا یہ تیری اختیاری بات ہے۔ راہ کُن۔ انفس میں جو آیات الٰہیہ ہیں ان پر غور کر اور غیر اللہ کے خیال کو دور کر دے۔ کیمیا۔ معشوق حقیقی کی طرف دریچہ کھولنا ایسی کیمیا ہے کہ تو اس سے نفسانی رذائل دور کر سکتا ہے اور دشمنوں یعنی شیطان وغیرہ کو رام کر سکتا ہے۔ چوں شدی۔ جب تو کھال کا علاج کر کے حسین بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جائے گا کیونکہ وہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور پھر وہ تیری روح کو بیکسی سے نجات دیدیگا۔

[2] پرورش۔ اس کی رحمت کی ادنیٰ بارش تیری روح کے باغ کو شاداب کر دے گی اور تیری مردگی دور کر دیگی۔ نے ہمہ۔ اس کی عطا صرف دنیا کی دولتیں نہیں ہیں وہ اس طرح کی صدہا سلطنتیں عطا کر دیتا ہے۔ برسر۔ حضرت یوسف کو اللہ تعالیٰ نے صرف حسن کی سلطنت ہی نہیں خواب کی تعبیر کی مملکت بھی عطا کی تھی۔ مملکت۔ ان کا حسن قید خانہ کا سبب بنا اور خواب کی تعبیر کا علم بلندی اور زحل پر لے گیا شاہ مصر نے ان کو مقرب بنالیا۔

[3] شہ غلام۔ شاہ مصر ان کا فرمانبردار بن گیا معلوم ہوا کہ علم کی سلطنت زیادہ آرام دہ ہے۔ آں غریب۔ وہ پردیسی مقروض عطا حاصل کرنے کے لئے تبریز کی جانب روانہ ہوا۔ دارالسلام۔ یعنی تبریز۔ ستاں۔ چت لیٹنا۔

زد [1] زدارالملک تبریزِ سنی ۔۔۔ بر اُمیدش روشنی بر روشنی
چمکدار، پائے تخت تبریز سے پڑی ۔۔۔ اس کی امید پر روشنی پر روشنی

جانش خنداں شُد ازاں روضہ رجال ۔۔۔ از نسیم یوسف و مصرِ وصال
اس باغ مرداں سے اس کی روح خوش ہو گئی ۔۔۔ یوسف کی نسیم اور وصال کے مصر سے

گفت یَاحَادِیْ اَنِخْ لِیْ نَاقَتِیْ ۔۔۔ جاءَ اِسْعَادِیْ و طَارَتْ فَاقَتِیْ
بولا اے حدی خواں میری اونٹنی بٹھا دے ۔۔۔ میری کامیابی آ گئی اور میرا فاقہ اڑ گیا

اُبْرُکِیْ یَانَاقَتِیْ طَابَ الْاُمُوْر ۔۔۔ اِنَّ تَبْرِیْزًا مُنَاجَاتُ الصُّدُوْر
اے میری اونٹنی بیٹھ جا، کام خوب ہو گئے ۔۔۔ بیشک تبریز سینوں کی گفتگو کی جگہ ہے

اِسْرَحِیْ یَا نَاقَتِیْ حَوْلَ الرِّیَاض ۔۔۔ اِنَّ تَبْرِیْزًا لَّنَا نِعْمَ الْمُفَاض
اے میری اونٹنی باغوں کے گرد چرتی رہ ۔۔۔ بیشک تبریز ہمارے لئے بہترین فیض کی جگہ ہے

ساربانا [2] بار بکشا ز اشتراں ۔۔۔ شہر تبریز ست و کوئے دلستاں
اے ساربان! اونٹوں سے سامان کھول دے ۔۔۔ شہر تبریز ہے اور محبوب کا کوچہ ہے

فرِّ فردوسی ست ایں فالیز را ۔۔۔ شعشعۂ عرشی ست ایں تبریز را
اس چمن کے لئے جنت کی سی شان ہے ۔۔۔ اس تبریز کے لئے عرشی نور ہے

ہر زمانے موجِ روح انگیز جاں ۔۔۔ از فرازِ عرش بر تبریاں
ہر وقت جان کی روح انگیز موج ہے ۔۔۔ تبریز والوں پر عرش کے اوپر ہے

چوں وثاقِ محتسب جست آں غریب ۔۔۔ خلق گفتندش کہ بگذشت آں حبیب
جب اس پردیسی نے محتسب کا مکان ڈھونڈا ۔۔۔ لوگوں نے کہا وہ محبوب گزر گیا

اُو پریر از دارِ دنیا نقل کرد ۔۔۔ مردوزن از واقعہ اُو رُوی زرد
وہ پرسوں دار دنیا سے انتقال کر گیا ۔۔۔ مردوزن اس کے حادثہ سے زرد رو ہیں

رفت آں طاؤسِ عرشی سُوی عرش ۔۔۔ چوں رسید از ہاتفانش بُوی عرش
وہ عرشی مور عرش کی جانب چلا گیا ۔۔۔ جبکہ اس کے پاس ہاتفوں سے عرش کی خوشبو پہنچی

سایہ [3] اش گرچہ پناہِ خلق بود ۔۔۔ در نور دید آفتابش زود زود
اس کا سایہ اگرچہ لوگوں کی پناہ تھا ۔۔۔ اس کو سورج نے جلد جلد لپیٹ دیا

راند اُو کشتی ازیں ساحل پریر ۔۔۔ گشتہ بُود آں خواجہ زیں غمخانہ سیر
اس نے پرسوں اس ساحل سے کشتی روانہ کر دی ۔۔۔ وہ خواجہ اس غمکدے سے سیر ہو گیا تھا

[1] زد۔ تبریز سے اس کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ سنی۔ روشن۔ روضہ۔ یعنی تبریز۔ رجال۔ یعنی عطا کے طلب گار۔ یوسف۔ یعنی محتسب۔ مصر۔ مصرِ وصال، مصر میں حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کو وصل ہوا تھا یہاں تبریز مراد ہے۔ حادی۔ اونٹ کو تیز چلانے کے لئے حدی کے اشعار پڑھنے والا۔ مُنَاجَاتُ الصُّدُوْر۔ یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں میں، دل دل میں باتیں کیا کرتا تھا۔

[2] ساربان۔ اونٹ والا۔ فالیز۔ کھیت۔ شعشعہ۔ چمک۔ وثاق۔ گھر۔ بگذشت۔ یعنی دنیا سے گذر گیا۔ آں حبیب۔ محتسب۔ پریر۔ پرسوں طاؤس عرشی یعنی محتسب۔

[3] سایہ اش۔ محتسب کی ذات سے مخلوق کو راحت تھی۔ آفتاب۔ یعنی موت۔ مطلب محتسب دنیا کی زندگی سے اکتا گیا تھا۔

نعرہ ۱؎ زد مردو بیہوش اوفتاد | گوئیا او نیز درپے جاں بداد
اس شخص نے نعرہ اور بیہوش ہو کر گر پڑا | گویا اس نے بھی اس کے پیچھے جان دیدی

پس گلاب و آب بر رویش زدند | ہمرہاں بر حالتش گریاں شدند
لوگوں نے اس کے منہ پر گلاب اور پانی چھڑکا | ساتھی اس کی حالت پر رونے لگے

تا بشب بیخویش بود و بعدازاں | نیم مردہ باز گشت از غیب جاں
وہ رات تک بے ہوش تھا اور اس کے بعد | جان، غیب سے نیم مردہ واپس ہوئی

باخبر شدنِ آں غریب از وفاتِ آں محتسب و استغفارِ او از اعتماد بر مخلوق و تعویل بر عطائے مخلوق و یادِ نعمت ہائے حق سبحانہ و تعالیٰ کردن و انابت بحق از جرم خود ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلاً

اس پردیسی کا محتسب کی وفات سے باخبر ہونا اور اس کا مخلوق پر بھروسہ کرنے اور مخلوق کی عطا پر اعتماد کرنے سے استغفار پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور اپنے قصور سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، پھر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کا مثل قرار دیتے ہیں وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت مقرر کی

چوں ۲؎ بہوش آمد بگفت اے کردگار | مجرمم بودم بخلق امیدوار
جب وہ ہوش میں آیا بولا، اے خدا! | میں قصور وار تھا کہ مخلوق سے امیدوار ہوں

گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد و جود | ہیچ آں کفوِ عطای تو نبود
اگرچہ خواجہ نے بہت جو دو سخا کی | کچھ بھی وہ تیری عطا کا ہمسر نہ تھا

او کلہ بخشید و تو سر پُر خرد | او قبا بخشید و تو بالا وقد
اس نے ٹوپی دی اور تو نے عقل بھرا سر | اس نے قبا بخشی اور تو نے قدو قامت

او ۳؎ زرم داد و تو دست زر شمار | او ستورم داد تو عقلِ سوار
اس نے مجھے سونا دیا تو سونا گننے والا ہاتھ | اس نے مجھے سواری دی تو نے سوار ہونے والی عقل

خواجہ شمعم داد و تو چشم قریر | خواجہ نقلم داد و تو طعمہ پذیر
خواجہ نے مجھے شمع دی اور تو نے ٹھنڈی آنکھ | خواجہ نے مجھے چبینا دیا اور تو نے کھانے کو قبول کرنے والا

۱؎ نعرہ۔ محتسب کی موت کی خبر سے یہ مسافر نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ باخبر۔ جب اس مسافر کو ہوش آیا تو یہ بھی ہوش آیا کہ غیر اللہ پر بھروسہ کرنا غلطی تھی اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر اللہ کی طرف راجع ہوا۔

۲؎ چوں بہوش۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ گرچہ۔ اس نے خدا سے عرض کیا کہ بیشک محتسب بہت سخی تھا لیکن تیری سخاوت کا ہمسر نہ تھا۔ او۔ محتسب نے ٹوپی دی تو نے سر عنایت کیا اس نے قبادی تو نے وہ قدو قامت عطا کیا جس سے میں اس قبا سے فائدہ اٹھا سکا۔

۳؎ او۔ محتسب سونا عطا کیا تو نے وہ ہاتھ عطا فرمایا جس سے میں نے اس کو شمار کیا اس نے سواری دی تو نے عقل دی جس کی وجہ سے میں اس پر سوار ہو سکا۔ خواجہ۔ محتسب نے مجھے شمع دی تو نے وہ آنکھ دی جس کے ذریعہ شمع میرے لئے کارآمد ہوئی۔ قریر۔ ٹھنڈی۔ نقل۔ کھانے کی چیز۔ طعمہ۔ پذیر۔ یعنی معدہ۔

اُو ۱ وظیفہ داد تو عمر و حیات ٭ وعدہ اش زر وعدۂ تو طیبات
اس نے تنخواہ دی، تو نے عمر اور زندگی ٭ اس کا وعدہ سونا تھا تیرا وعدہ پاک چیزیں

اُو وثاقم داد و تو چرخ و زمیں ٭ در وثاقت اُو وصد چوں اُو سمیں
اس نے مجھے گھر دیا اور تو نے آسمان و زمین ٭ تیرے گھر میں وہ اور اس جیسے سینکڑوں فربہ ہیں

آنچہ اُو داد اے ملک ہم از تو داد ٭ کہ دل و دستِ وُرا کردی تو راد
اے شاہ! جو اس نے دیا وہ بھی تیری طرف سے دیا ٭ کیونکہ اسکے ہاتھ اور دل کو تو نے سخی بنایا

زر ازانِ تست اُو زر نافرید ٭ ناں ازآنِ تست ناں ازتش رسید
سونا تیری ملکیت ہے، اس نے سونا پیدا نہیں کیا ٭ روٹی تیری ملکیت ہے، روٹی تجھ سے اسے پہنچی

آں سخا و رحم ہم تو دادیش ٭ کز سخاوت می فزودے شادیش
وہ سخاوت اور رحم بھی تو نے ہی اس کو دیا ٭ کیونکہ سخاوت سے اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے

مَن مر اُورا قبلۂ خود ساختم ٭ قبلہ سازِ اصل را انداختم
میں نے اسی کو اپنا قبلہ بنایا ٭ اصل قبلہ ساز کو نظر انداز کیا

ما ۲ کجا بودیم کاں دیّانِ دیں ٭ عقل می کارید اندر ماو طیں
ہم کہاں تھے کہ وہ حکم کا حاکم ٭ عقل کو پانی اور مٹی میں بو رہا تھا

چوں ہمی کرد از عدم گردوں پدید ٭ ویں بساطِ خاک را می گسترید
جبکہ وہ آسمان کو عدم سے پیدا کر رہا تھا ٭ اس خاک کے بستر کو بچھا رہا تھا

ز اختراں می ساخت اُو مصباحہا ٭ وز طبائع قفل بامفتاحہا
وہ ستاروں سے چراغ بنا رہا تھا ٭ اور طبیعتوں سے قفل مع کنجیوں کے

اے بسا بنیاد ہاپنہاں وفاش ٭ مضمر ایں سقف کرد وایں فراش
اے مخاطب بہت سی چھپی اور کھلی بنیادیں ٭ اس چھت اور اس بستر میں رکھ دی ہیں

آدم اصطرلابِ اوصافِ علوست ٭ وصفِ آدم مظہر آیاتِ اوست
آدمؑ بالائی اوصاف کا اصطراب ہیں ٭ آدمؑ کا وصف اس کی آیات کا مظہر ہے

ہرچہ ۳ دروے می نماید عکسِ اوست ٭ ہمچو عکسِ ماہ کاندر آب جوست
جو اس میں نظر آتا ہے اس کا عکس ہے ٭ جس طرح نہر کے پانی میں چاند کا عکس ہے

بر صطر لابش نقوشِ عنکبوت ٭ بہرِ اوصاف ازل دارد ثبوت
اس کے اصطرلاب پر مکڑی کے نقوش ہیں ٭ جو ازلی اوصاف کا ثبوت رکھتے ہیں

---

۱ اُو وظیفہ۔ اس نے تنخواہ دی تو نے زندگی دی جس کے بغیر وہ تنخواہ بیکار ہوتی۔ سمین۔ فربہ۔ توانا۔ آنچہ او۔ پھر جو اس نے دیا اس میں بھی تیرا کرم شامل ہے کیونکہ تو نے ہی اس کو سخی بنایا ہے۔ زر۔ وہ جو کچھ دیتا تھا اس کا نہ تھا تیرا تھا۔ آں سخا۔ اس میں سخاوت کا مادہ تو نے پیدا کیا تھا اس کا سخاوت کر کے خوشی محسوس ہوتی تھی۔ مَن مر اُورا۔ یہ میری خطا تھی کہ میں نے محتسب کو قبلہ امید بنایا اور جو اس قبلہ کو بنانے والا ہے اس کو بھلا دیا۔

۲ ما کجا بودیم۔ اب اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں عقل عنایت کی۔ بساط خاک۔ زمین۔ مصباح۔ چراغ۔ قفل۔ یعنی مشبہات۔ مفتاحہا۔ یعنی اسباب۔ بنیادہا۔ مصنوعات آدم اب ان نعمتوں کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر مضمر ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ سورج کے فاصلوں وغیرہ کا اندازہ کیا جاتا ہے پہلے مصرع میں انسان کو اسمائے الٰہی کا مظہر قرار دیا ہے دوسرے مصرع میں اس کو حقائق کونیہ کا جامع قرار دیا ہے۔

۳ ہرچہ۔ چونکہ انسان اسرار الٰہیہ اور حقائق کا مظہر ہے تو اس میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ خدا کا عکس ہے جس طرح چاند کا عکس دریا کے پانی میں نظر آتا ہے۔ عنکبوت۔ مکڑی۔ اصطرلاب کا پہلا پرت مکڑی کے جالے کی طرح سوراخ دار ہوتا ہے یعنی صفات انسانی اللہ کے صفات کا ثبوت ہیں۔

تا ز اِ چرخِ غیب وز خورشیدِ رُوح — عنکبوتش درس گوید از شرُوح
تاکہ غیب کے آسمان اور روح کے سورج کا — اس کی مکڑی مع شرحوں کے سبق پڑھائے

عنکبوت وایں صُطرلابِ رشاد — بے منجّم در کفِ عام اُوفتاد
مکڑی اور یہ رہنمائی کا اصطرلاب — نجومی کے بغیر، عوام کے ہاتھ آ گیا

انبیا را داد حق تنجیم ایں — غیب را چشمے بباید غیب بیں
اللہ تعالیٰ نے اس کی منجّمی کا حق انبیاء کو دیا ہے — غیب کے لئے غیب کو دیکھنے والی آنکھ چاہیے

در چہ ۲ دنیا فتادند ایں قروں — عکسِ خود را دید ہر یک چہ درُوں
یہ اہل زمانہ دنیا کے کنویں میں گر پڑے ہیں — ہر ایک نے کنویں میں اپنا عکس دیکھ لیا ہے

عکس دَر چہ دید و از بیروں ندید — ہمچو شیرِ گول کاندر چہ دوید
عکس کو کنویں میں دیکھا اور باہر سے نہ دیکھا — اس احمق شیر کی طرح جو کنویں میں دوڑ گیا

از بُروں داں ہر چہ دَر چاہت نمُود — ورنہ آں شیری کہ در چہ شد فرُود
جو کچھ تجھے کنویں میں نظر آیا اس کو باہر سے سمجھ — ورنہ تو وہی شیر ہے جو کنویں میں اترا

بُرد خرگوشیش از رہ کاے فلاں — در تگِ چاہست آں شیرِ ژیاں
اس کو خرگوش نے راستہ سے ہٹایا کہ اے فلاں! — وہ غضبناک شیر کنوئیں کی تہ میں ہے

در رَو اندر چاہ وکیں از وے بکش — چوں ازو غالب تری سَر بر کنش
کنویں میں جا اور اس سے کینہ نکال — جبکہ تو اس سے زیادہ غالب ہے اس کا سر اکھاڑ دے

آں مقلد سخرۂ خرگوش شُد — از خیالِ خویشتن پُر جوش شُد
وہ مقلد، خرگوش کا تابع بن گیا — اپنے خیال سے جوش میں آ گیا

اُو ۳ نگفت ایں نقشِ و آں آب نیست — ایں بجز تقلیبِ آں قلاب نیست
اس نے یہ نہ کہا کہ عکس ہے اور وہ پانی میں نہیں ہے — یہ اس پلٹ دینے والے کی پلٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

تو ہم از دشمن چو کینے می کشی — اے زبونِ شش غلط در ہر ششی
تو بھی جب دشمن سے کینہ، نکال رہا ہے — اے چھ جہات کے تابع تو چھ جہات میں غلط ہے

آں عداوت اندرو عکسِ حق ست — کز صفاتِ قہر آنجا مشتق ست
اس میں وہ عداوت اللہ تعالیٰ کا عکس ہے — کیونکہ وہاں کے قہر کی صفات سے بنی ہے

---

۱ تازِ چرخ۔ جس طرح اصطرلاب کے عنکبوت سے آسمانوں اور سورج کے احوال معلوم کئے جاتے ہیں اسی طرح انسانی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کی تشریح کرتی ہیں۔ رشاد۔ نجومیوں کے اصطرلاب سے تو نجومی ہی احوال معلوم کر سکتے ہیں لیکن انسان کے صفات کے ذریعہ عوام بھی صفات خداوندی کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ انبیاء۔ عوام انبیاء کی تعلیم کے واسطہ سے خود یہ علوم حاصل کر سکتے ہیں۔

۲ درچہ۔ اب انسان دوسرے انسان میں جو کچھ سمجھتا ہے اس کو اصل سمجھتا ہے حالانکہ وہ عکس ہے تو انسان کی مثال اس شیر کی سی ہے جو کنویں میں عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ از بروں۔ اگر تو انسان کے فعل کو اصل سمجھے گا تو وہی احمق شیر بنے گا جو عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ برد۔ اس احمق شیر کو خرگوش نے گمراہ کیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ کنویں میں غضبناک شیر ہے۔ در رو۔ کنویں کے اندر جا کر اس سے بدلہ لے اور اس کا سر اکھاڑ دے۔ آں مقلد۔ وہ بیوقوف شیر اس کے بہکائے میں آ گیا۔

۳ اُونگفت۔ اس نے یہ نہ کہا کہ یہ تو میرا نقش ہے وہ شیر جو خرگوش بتا رہا ہے پانی میں نہیں ہے۔ ایں۔ یہ تصرف بھی خدائی ہے کہ وہ حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ تو ہم۔ تو بھی دشمن سے دشمنی کرنے میں حقیقت تک نہیں پہنچتا ہے۔ اے زبون شش۔ تو شش جہات کا تابع ہے۔ غلط در ہر ششی۔ اور ہر جہت میں غلطی پر ہے۔ آں عداوت۔ دشمن میں جو جذبہ عداوت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت قہر کا عکس ہے کیونکہ وہ اسی صفت قہر سے پیدا ہوئی ہے۔

واں[1] اگنہ در وے زعکسِ جُرمِ تُست — بایداں خُو راز طبعِ خویش شُست

اور اس میں وہ گناہ تیرے جرم کا عکس ہے — اس عادت کو اپنے مزاج میں سے دھونا چاہیے

خُلقِ زشتت اندر و رُویت نمود — کہ تُرا اُو صفحہ آئینہ بُود

تیرا بڑا اخلاق تجھے اس میں نظر آیا — کیونکہ وہ تیرے لئے آئینہ کی سطح ہو گیا

چونکہ قُبحِ خویش دیدی اے حَسن — اندر آئینہ، بر آئینہ مزن

اے بھلا! جبکہ تو نے اپنی برائی دیکھی ہے — آئینہ میں، آئینہ کو نہ مار

می[2] زند بر آب اِستارہ سنی — خاک تو بر عکسِ اختر میزنی

روشن ستارہ پانی پر پڑ رہا ہے — تو ستارے کے عکس پر ڈلا مار رہا ہے

کایں ستارہ نحس در آب آمدست — تا کُند اُو سَعدِ مارا زیردست

کہ یہ نحس ستارہ، پانی میں آ گیا ہے — تاکہ وہ ہمارے ستارے کو مغلوب کر لے

خاکِ اِستیلا بریزی بر سرش — چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش

غلبہ کی خاک تو اس کے سر پر ڈال رہا ہے — چونکہ تو اس کو شبہ میں ستارہ سمجھتا ہے

عکس پنہاں گشت واندر غیب راند — تو گماں بُردی کہ آں اختر نماند

عکس چھپ گیا اور غائب ہو گیا — تو نے یہ خیال کیا کہ وہ ستارہ نہ رہا

آں[3] ستارہ نحس ہست اندر سَما — ہم بداں سُو بایدش کردن دَوا

وہ نحس ستارہ آسمان میں ہے — اسی طرف اس کی تدبیر کرنی چاہیے

بلکہ باید دل سُوی بیسُوئے بَست — نحسِ ایں سُو عکسِ نحسِ بیسُوست

بلکہ دل کو بے جہت کی جانب لگانا چاہیے — اس طرف کی نحوست بے جہت کے سوالقضا کا عکس ہے

داد، دادِ حق شناس و بخشش — عکسِ آں دادست اندر پنج و شش

بخشش کو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا سمجھ — اسی عطا کا عکس پانچ حواس اور چھ جہات میں ہے

گر بُود ادا خساں افزوں زریگ — تو بمیری واں بماند مُردریگ

اگر کمینوں کی عطا ریت سے بھی زیادہ ہو — تو مر جائے گا اور وہ میراث میں رہ جائے گی

عکس آخر چند پاید در نظر — اصلِ بینی پیشہ کن اے کُو نگر

آخر عکس کب تک نظر میں ٹھہرے گا — اے کج نظر! اصل کو دیکھنے کا پیشہ بنا

حق چو بخشش کرد بر اہلِ نیاز — با عطا بخشید شاں عُمرِ دراز

اللہ تعالیٰ نے جب نیاز مندوں پر بخشش کی — عطا کے ساتھ ان کو دراز عمر بخش دی

---

[1] واں گنہ۔ دشمن جو گناہ کر رہا ہے وہ تیرے کسی جرم کا عکس ہے تو اپنی اس جرم والی عادت کو اپنے اندر سے دھو دے۔ خلقِ زشتت۔ تیری بری عادت کا دشمن میں عکس ہے۔ چونکہ۔ جب تو نے اس کو اپنی برائی کا عکس سمجھ لیا تو اب دشمن کو جو بمنزلہ آئینہ کے ہے نہ مار۔

[2] می زند۔ تیری مثال یہ ہے کہ کوئی پانی میں ستارے کا عکس دیکھے اور اس پر خاک ڈالے کا یں۔ اور یہ کہے کہ یہ ستارہ منحوس ہے اور میرے سعد ستارے کو دبانے آیا ہے۔ خاک۔ تو اس عکس کو منحوس ستارہ خیال کر کے اس پر مٹی ڈال رہا ہے۔ عکس۔ تھوڑی دیر میں عکس غائب ہو گیا تو تو سمجھ کہ ستارہ غائب ہو گیا۔

[3] آں ستارہ۔ جس کو تو اپنے خیال سے منحوس سمجھ رہا ہے وہ ستارہ تو آسمان پر ہے اگر کوئی تدبیر بھی کرنی تھی تو آسمان کی طرف کرنی تھی بلکہ اگر ستارہ کی نحوست سے بچنا تھا تو خدا سے التجا کرنی چاہئے تھی۔ داد۔ جس طرح اشیاء کی نحوست من جانب اللہ ہے اسی طرح عطا بھی در اصل من جانب اللہ ہے۔ پنج۔ یعنی وہ عطائیں اور نعمتیں جو پانچ حواس اور چھ جہت میں ہیں۔ گر بود۔ انسانوں کی عطا مفید نہیں ہے عارضی ہے۔ عکس۔ عکسوں کو دیکھنا چھوڑ دے اصل پر نظر رکھ۔ حق۔ اللہ تعالیٰ جس کو اعمال صالحہ کی نعمت بخشتا ہے اس کو جنت کی عمر دراز دیتا ہے تاکہ وہ اس سے پورے طور پر نفع اٹھا سکے۔

خَالِدیں شُد نعمت و مُنعَم علَیہ ‏ ‏ مُحیِی ۱ الْموتیست فاَجتَارُ وا اِلَیہ
نعمت اور جس پر نعمت ہوتی ہمیشہ رہنے والے بن گئے ‏ ‏ وہ مردے کو زندہ کرنے والا ہے اس سے التجا کرو

دادِ حق باتو در آمیزد چو جاں ‏ ‏ آنچنانکہ آں تُو باشی و تُو آں
اللہ تعالیٰ کی عطا تجھ سے جان کی طرح گھل مل جاتی ہے ‏ ‏ اس طرح کہ وہ تو اور تو وہ ہو جاتا ہے

گر نماند اِشتہائے نان و آب ‏ ‏ بدہدت بےایں دو قُوتِ مُستطات
اگر پانی اور روٹی کی خواہش نہ رہے ‏ ‏ وہ تجھے ان دونوں کے بغیر پاکیزہ غذا دیتا ہے

فربہی ۲ گر رفت حق در لاغری ‏ ‏ فربہی پنہانت بخشد آں سَری
اگر فربہی جاتی رہی اللہ تعالیٰ لاغری میں ‏ ‏ اس جانب کی باطن فربہی عطا کر دیتا ہے

چوں پَری را قُوت از بُومی دہد ‏ ‏ ہر ملک را قُوتِ جاں اُومی دہد
جس طرح جن کو بو سے روزی دے دیتا ہے ‏ ‏ ہر فرشتہ کو جان کی غذا وہ دیتا ہے

جاں چہ باشد کہ تو سازی زُوسَند ‏ ‏ حق بعشقِ خویش زندت می کُند
جان کیا ہوتی ہے کہ اس کا سہارا ڈھونڈتا ہے؟ ‏ ‏ اللہ تعالیٰ اپنے عشق سے تجھے زندہ کر دیتا ہے

زُو حیاتِ عشق خواہ و جاں مخواہ ‏ ‏ تو ازواں رزق خواہ و ناں مخواہ
اس سے عشق کی زندگی چاہ اور جان نہ چاہ ‏ ‏ تو اس سے وہ رزق چاہ اور روٹی نہ چاہ

خَلق ۳ را چوں آبِ داں صاف و زُلال ‏ ‏ اندراں تاباں صِفاتِ ذوالجلال
مخلوق کو پانی کی طرف صاف اور تیز سمجھ ‏ ‏ اس کے اندر اللہ ذوالجلال کی صفتیں روشن ہیں

عِلمِ شان و عدلِ شان و لُطفِ شاں ‏ ‏ چوں ستارہ چرخ درآب رواں
ان کا علم اور ان کا عدل اور ان کی محبت ‏ ‏ رواں پانی میں آسمان کے ستارے کی طرح ہیں

پادشاہی زیبد آں خَلّاق را ‏ ‏ پادشاہاں جُملگی عاجز وُرا
بادشاہی، اسی خلاق کو زیب دیتی ہے ‏ ‏ سب بادشاہ اس کے سامنے عاجز ہیں

پادشاہاں مظہرِ شاہیِ حق ‏ ‏ فاضلاں مِرآتِ آگاہیِ حق
بادشاہ اللہ کی شاہی کے مظہر ہیں ‏ ‏ عالم فاضل لوگ اللہ کے علم کا آئینہ ہیں

قرنہا بگذشت وایں قرنِ نویست ‏ ‏ ماہ آں ماہ است آب آں آب نیست
زمانے گذر گئے اور یہ نیا زمانہ ہے ‏ ‏ چاند وہی چاند ہے، پانی وہ پانی نہیں ہے

عدل آں عدل ست فضل آں فضل ہم ‏ ‏ لیک مُستبدَل شُد آں قرن و اُمم
عدل وہی عدل ہے، فضل وہی فضل ہے ‏ ‏ لیکن وہ زمانہ اور لوگ بدل گئے

---

۱ مُحیی۔ اللہ کی شان مُردوں کو زندہ کرنا ہے تو وہ از زندگی بخشا بھی ہے، اس کی طرف پناہ پکڑنی چاہیے۔ دادِ حق۔ خدا جب عطا کرتا ہے تو وہ عطا جان کا جزو بن جاتی ہے۔ گر نماند۔ اس کی عطا کا یہ حال ہے کہ اگر کثرت ذکر و شغل سے روٹی پانی کی طرف رغبت نہ رہے تو وہ روحانی غذا عطا فرما دیتا ہے۔

۲ فربہی۔ اگر جسمانی فربہی نہیں رہتی تو وہ روحانی فربہی عطا فرما دیتا ہے۔ چوں پری۔ روحانی روزی پر تعجب نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ جنوں کا پیٹ خوشبو سے بھر دیتا ہے۔ ہر ملک۔ فرشتوں کو عبادت سے غذا حاصل ہو جاتی ہے۔ جاں۔ حیات کا مدار صرف جان پر نہیں ہے اللہ تعالیٰ عشق کو وجہ حیات عطا فرما دیتا ہے۔ زو۔ اللہ تعالیٰ سے اس زندگی کی درخواست کر جس کا مدار عشق پر ہے۔

۳ خلق۔ اب پھر مخلوق کے مظہر ہونے کا بیان ہے۔ علم۔ انسانوں کی جملہ صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہیں۔ پادشاہی۔ اصل بادشاہی بھی اللہ تعالیٰ کی ہے یہ بادشاہ اس کا مظہر ہیں۔ فاضلاں۔ جو علم و فضل والے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہیں۔ قرنہا۔ یہ مظاہر بدلتے رہتے ہیں اور ظاہر وہی ہے۔ عدل۔ عدل صفت خداوندی ہے اور عدل ابدی ہے مظاہر بدلتے رہتے ہیں۔

قرنہا بر قرنہا رفت اے ہمام ۔۔۔ ایں معانی برقرار و بر دوام
اے سردار! قرنوں پر قرن گذر گئے ۔۔۔ یہ معانی برقرار اور دوام پر ہیں

آب مبدل شد دریں جو چند بار ۔۔۔ عکسِ ماہ و عکسِ اختر برقرار
اس نہر میں پانی چند بار تبدیل ہوا ۔۔۔ چاند کا عکس اور ستارے کا عکس برقرار ہے

پس بناش نیست برآبِ رواں ۔۔۔ بلکہ بر اقطارِ عرضِ آسماں
کیونکہ اس کی بنیاد رواں پانی پر نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ آسمان کے عرض کے اطراف پر ہے

ایں صفتہا چوں نجوم معنویست ۔۔۔ دانکہ بر چرخِ معانی مستویست
یہ صفتیں، معنوی ستاروں کی طرح ہیں ۔۔۔ جان لے، معانی کے آسمان پر قائم ہیں

خوبر۲ ویاں آئینہ خوبیِ او ۔۔۔ عشقِ ایشاں عکسِ مطلوبیِ او
حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں ۔۔۔ ان کا عشق اس کی معشوقیت کا عکس ہے

ہم باصلِ خود رود ایں خدّ وخال ۔۔۔ دائما درآب کے ماند خیال
یہ خدوخال اپنی اصل کی طرف چلے جاتے ہیں ۔۔۔ عکس پانی میں ہمیشہ کب رہتا ہے؟

جملہ تصویرات عکسِ آبجوست ۔۔۔ چوں بمالی چشمِ خودخود جملہ اوست
سب صورتیں، نہر کے پانی کا عکس ہیں ۔۔۔ جب تو اپنی آنکھ مل لے گا تو سب خود وہی ہے

باز عقلش گفت بگذار ایں حول ۔۔۔ خل دوشاب ست ودوشاب ست خل
پھر اس کی عقل نے کہا اس بھینگے پن کو چھوڑ ۔۔۔ سرکہ شیرہ ہے اور شیرہ سرکہ ہے

خواجہ۳ را چوں غیر گفتی از قصور ۔۔۔ شرم دار اے احول از شاہِ غیور
اگر کوتاہی سے تو نے خواجہ کو غیر کہا ہے ۔۔۔ اے بھینگے! غیرت مند شاہ سے شرم کر

خواجہ را کو در گزشت ست از اثیر ۔۔۔ جنسِ ایں موشانِ تاریکی مگیر
خواجہ کو جو کرہ ناری سے گزر گیا ۔۔۔ اندھیری کے ان چوہوں کی جنس نہ سمجھ

خواجہ راجاں بیں مبیں جسم گراں ۔۔۔ مغز بیں اورا مبینش استخواں
خواجہ کو جان سمجھ، بھاری جد نہ سمجھ ۔۔۔ گودا سمجھ، اس کو ہڈی نہ سمجھ

خواجہ را از چشم ابلیسِ لعیں ۔۔۔ منگر و نسبت مکن اورا بطیں
خواجہ کو ملعون شیطان کی نظر سے ۔۔۔ نہ دیکھ، اور اس کی نسبت مٹی کی جانب نہ کر

ہمرہِ خورشید را شپرّ مخواں ۔۔۔ آنکہ او مسجود شد ساجد مداں
سورج کے ساتھی کو چمگادڑ نہ کہہ ۔۔۔ جو مسجود ہو گیا اس کو سجدہ کرنے والا نہ جان

---

۱ قرنہا۔ صفات قدیم اپنی جگہ پر ہیں اور زمانہ دل رہا ہے۔ آب۔ مظاہر بدل رہے ہیں اور ظاہر قائم ہے۔ پس۔ اس ستارے کی بنیاد پانی پر نہیں ہے آسمان پر ہے۔ ایں صفتہا۔ صفات کا تعلق جبھی ذات باری سے ہے۔ چرخ معانی۔ ذات باری تعالیٰ

۲ خوبرویاں۔ حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں اور انسانوں میں عشق اس کے عشق کا عکس ہے۔ ہم۔ حسینوں کا حسن ڈھل جاتا ہے اور اصل کی طرف حسن واپس ہو جاتا ہے۔ چوں بمالی۔ جب صحیح نظر پیدا کرلوگے تو معلوم ہوگا کہ "ہمہ اوست" باز عقلش۔ پہلے اس غریب الوطن نے خواجہ مرحوم اور حضرت حق کو مغائر سمجھا تھا پھر اس کی عقل نے اس کو کہا یہ بھینگا پن چھوڑ اور خواجہ اور حق تعالیٰ کی مثال شیر اور سرکہ کی سمجھ دونوں میں اتحاد ہے۔

۳ خواجہ۔ خواجہ کو غیر کہنا بھینگا پن ہے جس سے ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ خواجہ۔ خواجہ اب ملاءِ اعلیٰ میں پہنچ گیا وہ دنیا کا چوہا نہ تھا۔ جسم گراں۔ خواجہ کا جسم نہ تھا بلکہ پاک روح تھی۔ منگر۔ شیطان نے صرف حضرت آدمؑ کی مٹی کو دیکھا تو ایسا نہ کر خواجہ کے اوصاف پر نظر رکھ۔ ہمرہ خورشید۔ خواجہ کو ذات الٰہی سے قربت حاصل تھی۔ مسجود۔ جس حیثیت سے حضرت آدمؑ مسجود ملائکہ تھے ساجد نہ تھے۔

عکسہارا ماند و ایں عکس نیست — در مثالِ عکس حق بنمود نیست
عکسوں کے مشابہ ہے اور یہ عکس نہیں ہے — عکس جیسے میں اللہ تعالیٰ تجلی میں ہے

آفتابے دید و اُو جامد نماند — روغنِ گل روغنِ کُنجد نماند
اس نے سورج دیکھا اور جامد نہ رہا — پھول والا تیل، تل کا تیل نہ رہا

چوں مُبدَّل گشتہ اند ابدالِ حق — نیستند از خلق برگرداں وَرق
اللہ کے ابدال جبکہ تبدیل ہو گئے ہیں — وہ مخلوق میں سے نہیں ہیں ورق پلٹ دے

قبلۂ ۲ وحدانیت دو چوں بُوَد — خاک مسجودِ ملائک چوں شود
توحید کے قبیل دو کیسے ہو سکتے ہیں؟ — مٹی ملائک کی مسجود کیسے ہو سکتی ہے؟

چوں دریں جُو دید عکسِ سیب مَرد — دامنش را دیدآں پُر سیب کَرد
جب کسی شخص نے ایک نہر میں سیب کا عکس دیکھا — اس کے دیکھنے نے اس کے دامن کو سیب سے بھر دیا

آنچہ دَر جُو دید کے باشد خیال — چونکہ شد از دیدنش پُر صد جوال
جو کچھ اس نے نہر میں دیکھا خیال کب ہو سکتا ہے؟ — جبکہ اس کے دیکھنے سے سیکڑوں بورے بھر گئے

تَن مبین و جاں مکن کاں بُکْم و صُمّ — کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ
جسم نہ دیکھ اور جان کو تباہ نہ کر کیونکہ ان گونگوں اور بہروں نے — حق کو جھٹلایا، جب وہ ان کے پاس آیا

مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ احمدؐ بُدست — دیدنِ اُو دیدنِ خالق شُدست
تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا احمد ہوئے — ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا بنا ہے

حق مرا اُورا برگزید از اِنس و جاں — رحمۃٌ للعالمینش خواند ازاں
اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں اور جنوں میں سے چن لیا — اسی لئے ان کو سب جہانوں کی رحمت فرمایا ہے

خدمتِ اُو خدمتِ حق کردن ست — روز ۳ دیدن دیدنِ آں روزن ست
ان کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا ہے — دن کا دیکھنا، اس دریچہ کا دیکھنا ہے

خاصہ ایں روزن درخشاں از خودست — بے وَدیعت آفتاب و فرقدست
خصوصاً یہ دریچہ جو خود روشن ہے — سورج اور فرقد کے ذریعہ کے بغیر

ہم ازاں خورشید زد بَر روز نے — لیک از راہ و سُوئے معہُود نے
اسی سورج سے دریچہ پر روشنی پڑی ہے — لیکن متعارف راستہ اور جہت سے نہیں

۱ عکسہا۔ وہ خواجہ بظاہر بشر تھا لیکن اس میں تجلی حق نمایاں تھی۔ آفتابے۔ مشاہدہ حق کی وجہ سے اس کی جمادیت اور جسمیت ختم ہو گئی تھی۔ روغن۔ تل کا تیل جب پھولوں میں بسا دیا جاتا ہے تو پھر اس کو تل کا تیل نہیں کہا جاتا ہے۔ اَبدال۔ اہل اللہ کی ایک جماعت ہے جب ان کے اوصاف بشری اوصاف خداوندی سے بدل گئے تو اب ان کو عام مخلوق میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔ برگرداں۔ اب اس موضوع کو ختم کر دے۔

۲ قبلہ۔ توحیدی نظر والے کے دو قبلے نہیں ہو سکتے ملائک کی مسجود آدم کی مٹی نہیں ہو سکتی۔ چوں۔ بعض عکس محض عکسوں کے مشابہ میں اور حقیقت میں عکس نہیں ہیں بلکہ اصل میں اس کو اس طرح سمجھو کہ نہر میں سیب کے درخت کا عکس دیکھا ہو اور اس کے سیبوں سے دامن بھرا ہو تو وہ بظاہر عکس ہے لیکن حقیقتاً وہ درخت ہے تو آدم میں بھی دراصل صفات حق تھیں اگرچہ بظاہر وہ عکوس تھے۔ جوال۔ سامان لادنے کا بورا۔ تن مبیں۔ آدم کو محض جسم سمجھ کر جان کو ہلاک نہ کر اس لئے کہ یہ کام تو اندھوں بہروں کا تھا کہ انہوں ن محض انبیاء کے جسم دیکھ کر ان کی تکذیب کر دی تھی۔ مَارَمَیْتَ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضورؐ کو حق تعالیٰ کی عینیت حاصل تھی اور آپ کا دیدار خدا کا دیدار تھا۔ رحمت۔ آنحضورؐ کو رحمۃ للعالمین اس وجہ سے کہا گیا کہ آپ جن انس کے سردار تھے۔

۳ روز۔ جس دریچہ پر دھوپ پڑ رہی ہے اس کو دیکھنا سورج اور دن کو دیکھنا ہے۔ از خرد۔ آنحضورؐ کسی سے فیض یافتہ نہ تھے بلکہ دیگر انبیاء اور اولیاء نے آپ سے فیض اور نور حاصل کیا۔ آفتاب۔ یعنی انبیاء۔ فرقد۔ فرقدین دو ستارے ہیں قطب شمالی کے قریب طلوع کرتے ہیں اور شام سے صبح تک نمودار رہتے ہیں۔ ہم ازاں۔ آنحضورؐ پر اللہ کا نور ایک بے کیف خاص راستہ سے پڑا تھا۔

درمیانِ ۱ شمس وایں روزن رہے — ہست روز نہا نشدُ ازاں آ گہے
سورج اور اس دریچہ کے درمیان راستہ — ہے، دریچے اس سے واقف نہیں ہیں

تا اگر ابرے برآید چرخ پوش — اندریں روزن بُود نورش بجوش
تا کہ اگر کوئی ابر آسمان کو چھپانے والا آ جائے — اس دریچہ میں اس کا نور جوش میں رہے

غیرِ راہِ ایں ہوا وشش جہت — درمیانِ روزن و خور مالفت
اس ہوا اور چھ جہتوں کے راستہ کے سوا — دریچہ اور سورج کے درمیان الفت ہے

مدحت و تسبیحِ اُو تسبیحِ حق — میوہ می روید زعینِ ایں طبق
ان کی تعریف اور تنزیہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے — اسی طبق سے میوہ پیدا ہوتا ہے

سیب روید زیں طبق خوش لخت لخت — عیب نبود گرنہی ناش درخت
اس طباق سے بار بار عمدہ سیب پیدا ہوتا ہے — اگر تو اس کا نام درخت رکھ دے تو برائی نہ ہوگی

ایں ۲ سبد را تو درختِ سیب خواں — کہ میانِ ہر دو راہ آمد نہاں
تو اس ٹوکرے کو سیب کا درخت کہہ دے — کیونکہ دونوں کے درمیان چھپا ہوا راستہ ہے

آنچہ رُوید از درختِ بار ور — زیں سبد رُوید ہماں نوع از ثمر
جو کچھ پھل دار درخت سے پیدا ہوتا ہے — اسی قسم کا پھل اس ٹوکرے سے پیدا ہوتا ہے

پس سبد را تو درختِ بخت بیں — زیرِ سایہ ایں سبد خوش نشیں
پس تو ٹوکرے کو نصیبہ ور درخت سمجھ — اس ٹوکرے کے سایہ میں آرام سے بیٹھ

ناں چو اِطلاق آورد اے مہرباں — ناں چرامی خوانیش محمودہ خواں
اے مہربان! روٹی جب دست لگا دے — تو اس کو روٹی کیوں کہتا ہے؟ سقمونیا کہہ

خاکِ ۳ رہ چوں چشم روشن کرد و جاں — خاکِ اُورا سُرمہ بیں وسُرمہ داں
راستہ کی گرد نے جب آنکھ اور جان روشن کر دی — اس کی گرد کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان

چوں زرُوئے ایں زمیں تابد شروق — من چرا بالا کنم رُو در عیوق
جب اس روئے زمین سے روشنی چمکے — میں عیوق میں سر اونچا کیوں کروں؟

شد فنا ہستش مخواں اے چشمِ شوخ — درچنیں جُو خشک کے ماند کلوخ
اے شوخ چشم! وہ فنا ہو گئے ان کو "ہست" سمجھ — ایسی نہر میں ڈھیلا سوکھا کب رہ سکتا ہے؟

---

۱ درمیان۔ اللہ تعالیٰ کا فیض ایسے راستہ سے آنحضورؐ کو پہنچا جس سے دوسرے انبیاء واقف نہیں ہیں۔ تا اگر۔ آنحضورؐ کی خصوصیت اس بنا پر تھی کہ اگر نور کے لئے کوئی مانع بھی آئے تو آنحضورؐ میں جو نور ہے وہ خود بہ خود جوش مارتا رہے اولیاء کے لئے حجابات بشریہ استفادۂ نور سے مانع بن جاتے ہیں۔ غیر ایں راہ۔ عام دریچوں میں سورج کی روشنی ہوا کے منکیف ہونے اور شش جہات سے پہنچتی ہے لیکن آنحضورؐ وہ دریچہ ہیں کہ سورج کو اس سے الفت خاصہ ہے۔ مدحت۔ اب اس اتحاد کی وجہ سے آپ کی تنزیہ اور تعریف خدا کی تنزیہ اور تعریف ہے۔ میوہ۔ اگر کسی طباق سے خود میوہ اگ پڑے تو اگر اس کو درخت کہیں تو کوئی عیب نہ ہو گا۔

۲ ایں سبد۔ جب طباق اور ٹوکرے میں یہ خصوصیت پیدا کر دی جائے کہ اس میں خود بخود پھل اگ پڑیں تو اس کو پھلدار درخت سمجھ کیونکہ درخت اور اس ٹوکرے میں خاص نسبت ہوئی۔ پس سبد۔ تجھے اس ٹوکرے کو درخت سمجھ کہ ٹوکرے کے سایہ میں بیٹھنا چاہیے۔ ناں۔ صورت کا اعتبار نہیں سیرت معتبر ہے جس روٹی کے کھانے سے دست آنے لگیں اس کو سقمونیا کہنا چاہیے جس کی خاصیت دست لاتا ہے۔ محمودہ۔ سقمونیا جس کے کھانے سے دست آجاتے ہیں۔

۳ خاک۔ مٹی میں اگر سرمہ کی خاصیت ہو تو اس کو سرمہ کہا جا سکتا ہے۔ چوں زردی۔ جب سفلی اجسام میں علوی اجرام کا خاصہ پیدا ہو جائے تو ان کے ساتھ علوی اجرام کا سا معاملہ کیا جائے۔ عیوق۔ اس میں یا مشدد ہے شعری ضرورت سے مخفف پڑھی جائے گی ایک سرخ ستارہ ہے جو کہکشاں کی داہنی جانب ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضورؐ کے اوصاف بشریہ فنا ہو چکے تھے پھر توحید میں غوطہ کھانے سے بشری صفت کہاں رہ سکتی ہے۔

پیشِ ۱ ایں خورشید کے تابد ہلال | باچناں رستم چہ باشد زورِ زال
اس سورج کے سامنے چاند کب چمکتا ہے | ایسے رستم کے سامنے بڑھیا کا زور کیا ہو گا؟

طالب ست و غالب ست آں کردگار | تاز ہستیہا برآرد او دمار
وہ خدا طالب اور غالب ہے | حتیٰ کہ ہستیوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے

دو مگوے و دو مخوان و دو مداں | بندہ را در خواجہ خود محوداں
دوئی کا قائل نہ ہو دوئی نہ پڑھ دوئی نہ سمجھ | غلام کو اپنے آقا میں مٹا ہوا سمجھ

خواجہ ہم در نورِ خواجہ آفریں | فانی ست و مُردہ و مات و دفیں
خواجہ بھی، خواجہ کو پیدا کرنے والے نور میں ہے | فانی ہے اور مردہ ہے اور میت ہے اور مدفون ہے

چوں ۲ جدا بینی زحق ایں خواجہ را | گم کُنی ہم متن وہم دیباچہ را
اگر تو اس خواجہ کو خدا سے جدا سمجھے گا | تو تو اصل اور دیباچہ کو گم کر دے گا

چشمِ دل راہیں گزارہ کن زطیں | ایں یکے قبلہ است دو قبلہ مبیں
خبردار! دل کی آنکھ کو مٹی سے آگے بڑھا | یہ ایک قبلہ ہے، دو قبلے نہ دیکھ

چوں دو دیدی ماندی از ہر دو طرف | آتشے در خف ۳ فتاد و رفت خُف
جب تو نے دو دیکھے تو دونوں طرف سے گیا | سوختہ میں آگ لگی اور سوختہ جل گیا

مثلِ دوبیں ہمچوآں غریبِ شہرِ کاش عُمر نام کہ از یک دکانش
دو دیکھنے والے کی مثال اس کاش شہر کے پردیسی کی ہے جس کا عمرؓ نام تھا کہ
بسببِ آں نام نانبا بدکان دیگر حوالہ می کرد و اُو فہم نہ
اس نام کی وجہ سے نانبائی ایک دکان سے دوسری دوکان کا حوالہ دے دیتا تھا اور وہ نہ سمجھا
کرد کہ ہمہ دکانہا یکے ست دریں معنی کہ بعُمر نام، نان
کہ تمام دکانیں یکساں ہیں اس سلسلہ میں کہ عمر نامی کے ہاتھ روٹی نہیں بکتے
نفروشند ہم ایں جاتدارک کُنم کہ مَن غلط کردم نام عُمر
ہیں، اسی جگہ تدبیر کر لوں کہ میں نے غلطی کی ہے میرا نام عمر نہیں
نیست چوں بدیں دکان تدارک و توبہ کُنم نان یابم از
ہے جب اسی دکان پر تدارک اور توبہ کر لوں گا شہر کی تمام

۱ پیشِ ایں خورشید۔ آنحضورؐ پر وہ تجلی خاص تھی کہ آپ کی ذات اس میں سما گئی تھی۔ رستم۔ تجلی حق۔ زال۔ یعنی آنحضورؐ کی بشریت۔ طالب۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے فنا کا طالب ہوتا ہے تو اس کی ہستی کو فنا کر دیتا ہے۔ دومگوی۔ اب فنا کے بعد اس اعتبار سے اتحاد اور وحدت ہو جاتی ہے کہ بندہ آقا میں محو ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ خواجہ۔ پھر چونکہ شیخ بھی فانی فی اللہ ہے تو اب مرید مزید ترقی کر کے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

۲ چون جدا۔ اور اگر تو شیخ کو فانی فی اللہ نہ سمجھے گا اور ان میں دوئی کا قائل رہے گا تو مقصد اور راہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ چشم دل۔ تو اس شیخ کی صورت سے گزر اور ایک قبلہ سمجھ دو نہ سمجھ۔ آتشے۔ محرومی اس طرح کی ہو گی جیسے چقماق سے سے سوختہ میں آگ لگے اور کوئی سوختہ سے قطع نظر کر کے چقماق کی طرف متوجہ ہو جائے اور سوختہ جل کر ختم ہو جائے اب وہ آگ سے بالکل محروم ہو جائے گا کیونکہ اب سوختہ ہی نہیں جس کے ذریعہ چقماق سے فائدہ اٹھا سکے۔

۳ خف۔ سوختہ۔ مثل۔ دوبیں کے مضر اثرات پر قصہ نقل کیا ہے۔ کاش۔ ایک شہر کا نام ہے مولانا کبھی کاش کہتے ہیں کبھی کاشان شاید دونوں نام ایک ہی شہر کے ہیں اس کے تمام باشندے رافضی تھے عمر نام سے چڑتے تھے اور جس شخص کا نام عمر ہوتا اس سے کوئی لین دین گوارا نہ کرتے تھے۔

ہمہ دُکانہائے شہر، وا گر بے تدارک ہمچنیں عُمر نام باشم
دکانوں سے روٹی حاصل کر لوں گا اور اگر بغیر تدارک کے اسی عمر نام کے ساتھ رہوں گا

ازیں دکان در گزرم محروم مانم و احوالِ ایں دکانہا
تو اس دکان سے چلا جاؤں گا محروم رہوں گا اور اس دکان کے احوال بھی

از ہم جدا دانستہ باشم
میں جداگانہ سمجھتا رہوں گا

گر عُمر ۱ نامی تو اندر شہرِ کاش — کس نیفروشد بصدد انگت لواش
اگر تو عمر نام کا ہے، کاش شہر میں — تجھے سو دانگ میں بھی کوئی روٹی نہ بیچے گا

چوں بیک دُکاں بگفتی عُمرّم — ایں عُمر راناں فروشید از کرم
جب تو نے ایک دکان پر کہا کہ میں عمر ہوں — مہربانی سے اس عمر کے ہاتھ روٹی فروخت کر دو

اُو بگوید رو بداں دیگر دکاں — زاں یکے ناں بہ کزیں پنجاہ ناں
وہ کہے گا جا، اس دوسری دکان پر — کیونکہ وہاں کی روٹی یہاں کی پچاس روٹیوں سے بہتر ہے

گر نبودے احول اُو اندر نظر — اُو بگفتے نیست دُکانِ دگر
اگر وہ نظر میں بھینگا نہ ہوتا — وہ کہہ دیتا دوسری دکان ہی نہیں ہے

پس ۲ زدے اشراقِ آں ناحولی — بردلِ کاشی شُدے عُمرَ علی
اس بھینگا نہ ہونے کی چمک پڑتی — کاشی کے دل پر عمر علی بن جاتا

ایں ازیں جا گویدآں خبّاز را — ایں عُمر راناں فروش اے نانبا
یہیں سے اس نانبائی سے کہتا ہے — اے نانبائی! اس عمر کو روٹی بیچ دے

چوں ۳ شنید اُو ہم عُمر از احولی — درکشیدآں ناں کہ ہست آنِ علی
جب اس نے عمر نام سنا اس نے بھی بھینگے پن سے — وہ روٹی ہٹا لی کہ یہ علی کی ہے

پس فرستادش بدکانِ بعید — ناں ز پیشِ رُوی اُو اندر کشید
پھر اس کو دور دکان پر بھیج دیا — اس نے روٹی اس کے سامنے سے ہٹا لی

کیں عُمر راناں دے اے انبازِ من — راز یعنی فہم کُن ز آوازِ من
اے میرے شریک اس عمر کو روٹی دیدے — یعنی میری آواز سے راز سمجھ جا

اُو ہمت زاں سُو حوالہ می کُند — ہیں عُمر آمد کہ تا برناں زند
وہ بھی تجھے اس جانب حوالہ کر دے گا — خبردار! عمر آیا ہے تا کہ روٹی حاصل کرے

---

۱ گر عمر۔ اگر تیرا نام عمر ہے تو کاش والے بہت قیمت ادا کرنے پر روٹی نہ دینگے۔ لواش۔ ایک خاص قسم کی روٹی ہے۔ چوں۔ اگر تو ایک دکان پر جا کر اپنا نام عمر بتا دے گا تو وہ تجھے ٹال دے گا اور کہے گا کہ دوسری دکان سے خرید لے وہاں کی روٹ بہت اچھی ہے۔ گر نبود۔ یہ شخص اپنے بھینگے پن سے دکانوں کو علیحدہ علیحدہ سمجھ رہا ہے حالانکہ عمر نام کے ہاتھ روٹی نہ فروخت کرنے میں وہ ایک ہیں۔

۲ پس زدے۔ اگر وہ مسافر بھینگا پن چھوڑ کر یہ سمجھ لیتا کہ سب دکانیں ایک ہیں اور اپنا نام بجائے عمر کے علی بتا دیتا تو یہ تدبیر چل جاتی اور وہ کاشی دکان دار اس عمر کو علی سمجھ کر روٹی دیدیتا۔ ایں۔ یہ پہلو نانبائی دوسرے نانبائی کو آواز دے کر کہہ دیتا ہے کہ عمر آ رہا ہے اس کو روٹی دیدے اور مقصد اس نانبائی کا اس کے نام کا اظہار ہوتا تاکہ وہ بھی روٹی دینے سے انکار کر دے۔

۳ چوں شنید۔ دوسرے نانبائی کا یہ بھینگا پن ہے کہ وہ روٹی کو علی کی سمجھ کر عمر کو روٹی دینے سے انکار کر رہا ہے حالانکہ عمرؓ اور علیؓ دو نہیں ہیں بلکہ دونوں حقیقتاً ایک ہیں۔ فرستادش۔ اس دوسرے نانبائی نے نانبائی کو آواز دے کر کہہ دیا کہ عمر آ رہا ہے اس کو روٹی دیدے اور میری آواز سے راز سمجھ جا کہ مقصد اس کا عمر نام بتانا ہے۔ او ہمت۔ او ہم ترا یعنی وہ تیسرا نانبائی دوسرے کا حوالہ دے کر زور سے کہہ دیتا ہے کہ عمر آ رہا ہے اس کو روٹی دیدے۔

چوں ۱؎ بیک دُکاں عُمَر بُودی بَرو — در ہمہ کاشاں زناں محرُوم شَود
جب تو ایک دکان پر عمر ہو گیا' چلا جا — پورے کاشان میں روٹی سے محروم رہ

در بیگ دُکاں علی گُفتی بگیر — ناں ازینجا بے حوالہ سے زَحیر
اور اگر ایک دکان پر تو نے علی کہہ دیا لے لے — روٹی اس ہی جگہ سے بغیر حوالہ' بغیر کلفت کے

اَحولِ دوبیں چوبے بر شُدز نوش — اَحولِ صد بیٖنی اے مادر فروش
جب دو دیکھنے والا بھینگا شہد سے محروم ہو گیا — اے مادر بخطا! تو سو دیکھنے والا بھینگا ہے

اندریں کاشانِ دنیا زاحولی — چوں عُمَر میگرد چوں نبُوی علی
دنیا کے اس کاشان میں بھینگے پن سے — عمر کی طرح چکر لگا جبکہ تو علی نہیں ہے

ہَست اَحول را دریں ویرانہ دَیر — گوشہ گوشہ نقل نو کہ ثم خیر
بھینگے کے لئے اس ویران بتکدے میں — گوشہ گوشہ میں از سر نو پھرتا ہے کہ وہاں بھلائی ہے

وَر ۲؎ دو چشمِ حق شناس آمد ترا — دوست پُر بیں عرصہ ہَر دوسرا
اور اگر تجھے حق شناس دو آنکھیں حاصل ہو جائیں — دونوں جہاں کے میدان کو دوست سے پر دیکھ

وار ہیدے از حوالہ جابجا — اندریں کاشانِ پُر خوف ورَجا
تو جگہ جگہ کے حوالے سے نجات پا جاتا — اس امید و خوف سے بھرے ہوئے کاشان میں

اندریں جو غنچہ دیدی باشجر — ہمچو ہر جُو تو خیالش ظن مبَر
تو نے اس نہر میں غنچہ مع درخت کے دیکھ لیا — اس کے بارے میں ہر نہر کی طرح گمان نہ کر

کہ تُرا از عینِ ایں عکسِ نقوش — حق حقیقت گردد و میوہ فروش
کہ تیرے لئے عین ان نقشوں کے عکس سے — حق' حقیقت اور میوہ فروش بن جائے

چشم ازیں آب از حول حُرمی شود — عکس می بیند سَبد پُرمی شود
اس پانی سے آنکھ بھینگے پن سے آزاد ہو جاتی ہے — عکس دیکھتا ہے' ٹوکرا بھر جاتا ہے

پَس ۳؎ بمعنی باغ باشد ایں نہ آب — پَس مشوعُریاں چو بلقیس اَز حباب
حقیقت میں یہ باغ ہوتا ہے نہ کہ پانی — تو بلقیس کی طرح بلبلے سے ننگا نہ بن

بارِ گونا گونست بر پُشتِ خَراں — ہیں بیک چوب ایں خَراں راتو مَراں
گدھوں کی کمر پہ قسما قسم کے بوجھ ہیں — خبردار! ان گدھوں کو ایک لکڑی سے نہ ہانک

۱؎ چوں بیک دُکاں۔ جب تو ایک دکان پر عمر بن گیا تو اب سارے کاشاں میں گھومتا پھر تجھے روٹی نہ ملے گی۔ در بیک۔ اگر وہ ان دکانوں کو چند دکانیں نہ سمجھتا اور شروع میں ہی اپنا نام علی بتاتا تو فوراً روٹی مل جاتی۔ احول دو بیں۔ اس مسافر کا بھینگا پن جو معمولی تھا وہ اس کی محرومی کا سبب بنا تو وہ بھینگا جو جملہ کائنات کو مستقل موجود سمجھ کر بھینگا بن رہا ہے اس کی محرومی کو اس پر قیاس کر لے کہ کس قدر ہوگی۔ مادر فروش۔ ماں سے زنا کرا کر کمائی کھانے والا۔ دنیا۔ یہ دنیا بھی نشان ہے جب تو بھینگا پن نہ چھوڑے گا مارا مارا پھرے گا۔ گوشہ گوشہ۔ جو کائنات کو حقیقی موجود سمجھے گا وہ کبھی کسی طرف متوجہ ہوگا کبھی کسی کی طرف بھلائی سمجھ کر متوجہ ہوگا۔

۲؎ ور دو چشم۔ اگر صحیح نظر حاصل ہو گئی تو سب موجودات کو ایک موجود حقیقی کا سایہ سمجھے گا اور صرف اس کی طرف توجہ کرے گا۔ وار ہیدی۔ جابجا مارے مارے پھرنے سے نجات پا جائے گا۔ اندریں۔ اب ان اولیاء کا جو خدائی اخلاق سے آراستہ ہو گئے ہیں اللہ کا مظہر ہونا ثابت کرتے ہیں کہ جب تو کوئی ایسا عکس دیکھے جو پھل اور پھول والا درخت ہے اس کو اور عکسوں کی طرح نہ سمجھ۔ کہ۔ یعنی عین حقیقت حق بن جائے اور وہ حقیقت تجھے میوے عطا کرنے لگے۔ چشم۔ اہل اللہ کی صحبت سے صحیح نظر حاصل ہو جاتی ہے یہ عکس ہیں لیکن انہی سے عمل کا اندازہ ہو جاتا ہے اور مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۳؎ پس۔ یہ اہل اللہ صرف پانی نہیں ہیں کہ اس میں خیالی عکس نظر آئے بلکہ عین حقیقت اور باغ ہیں۔ پس۔ تو اس طرح دھوکا نہ کھا۔ جس طرح بلقیس نے غیر آب کو آب سمجھ لیا یعنی تو ان بزرگوں کو باغ کی بجائے آب سمجھ بیٹھے۔ بار۔ اہل اللہ اور عوام کو ایک نظر سے نہ دیکھ۔

بَر ا یکے خَر' بارِ لعل و گوہرست | بَر یکے خَر' بارِ سنگ و مَر مَرست
ایک گدھے پر لعل و گوہر کا بوجھا ہے | دوسرے گدھے پر پتھر اور مر مر کا بوجھا ہے
بر ہمہ جُوہا تواِیں حُکمت مراں | واندریں جُو ماہ بیں عکسش مخواں
تو سب نہروں پر اپنا یہ حکم نہ چلا | اس نہر میں چاند کو دیکھ اس کو اس کا عکس نہ کہہ
آبِ خضرست ایں نہ آبِ دام ودَد | ہرچہ اندر وَے نماید حق بُود
یہ خضرؑ کا پانی ہے' نہ کہ چرندہ اور درندہ کا پانی | اس میں جو کچھ نظر آئے وہ واقعی ہے
زیرِ ۲ تگ جُو ماہ گوید مَن مہم | مَن نہ عکسم' ہمحدیث وہم رَہم
اس نہر کی گہرائی چاند کہتا ہے' میں چاند ہوں | میں عکس نہیں ہوں' میں ہم کلام اور ہمراہی ہوں
اندریں جُو آنچہ بَر بالاست ہست | خواہ بالا خواہ دروَے دار دَست
اس نہر میں' جو اوپر ہے وہی ہے | خواہ اوپر' خواہ اندر' ہاتھ بڑھا
از دگر جُوہا مگیر ایں جُوئے را | ماہ داں ایں پَر توِ مہروئے را
دوسری نہر پر اس نہر کو قیاس نہ کر | اس ماہ رو عکس کو تو چاند سمجھ
اندریں ۳ جُو ہرچہ داری تو مُراد | باز بین و شکر گوہر زیاد
تو جو مراد رکھتا ہے' اس نہر میں تلاش کر لے | پھر دیکھ لے اور زیادتی کے لئے شکر ادا کر
اندریں جُو ہرچہ می خواہی ببیں | از نعیم و ناز و تاج و مُلک و دیں
تو جو چاہتا ہے' اس نہر میں دیکھ لے | ناز و نعم اور تاج اور سلطنت اور دین
جُملہ مطلوباتِ خُلقِ ہر دو کون | گشت موجود اندر وبے بُعد وبَون
دونوں جہاں کی مخلوق کے تمام مقاصد | اس کے اندر بغیر بعد اور دوری کے موجود ہیں
ایں سخن پایاں ندارد آں غریب | بس گریست از دردِ خواجہ شد کسیب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے' وہ پردیسی | بہت رویا' خواجہ کے درد سے غمگین ہو گیا

توزیع کردنِ پائمرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک

مددگار کا تمام شہر تبریز میں چندہ جمع کرنا اور بہت تھوڑا جمع

چیز و رفتنِ آں غریب بتر بتِ محتسب بزیارت واین قصہ

ہونا اور اس پردیسی کا محتسب کی قبر کی زیارت کو جانا اور نوحہ

را برسرِ گورِ اُو گفتن بطریق نوحہ

کے طریقے پر اس قصہ کو اس کی قبر پر کہنا

۱ بر یکے۔ مختلف انسان اس طرح ہیں کہ کسی پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں کسی پر پتھروں کا بوجھا ہے۔ بر ہمہ۔ سب نہروں کو یکساں نہ سمجھ ایک نہر میں بعینہ چاند موجود ہے اس کو عکس نہ سمجھ۔ آب۔ اس نہر کا پانی آب حیوٰۃ ہے وہ محض جانوروں کو پینے کا پانی نہیں ہے اس میں جو نظر آئیگا وہ محض عکس نہ ہوگا بلکہ عین حقیقت ہو گی۔

۲ زیر تگ۔ اس نہر کی تہ میں چاند خود بول رہا ہے کہ میں ہم سخن اور ہم راہ ہوں جو عکس نہیں ہو سکتا۔ اندریں۔ اس نہر میں جو اوپر ہے وہی اندر ہے تو جہاں سے فیض حاصل کرے گا وہی ایک فیض ہوگا۔ از دگر۔ دوسری نہروں میں تو چاند کا عکس ہے اس نہر کو ایسا نہ سمجھ اس عکس کو تو بعینہ چاند سمجھ۔

۳ اندریں۔ اس نہر سے تیرے اخروی اور دنیاوی سب مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ تجھ میں اور مقاصد میں کو دوری اور جدائی نہ رہے گی۔ توزیع کردن۔ چندہ جمع کرنا۔ پائمرد۔ مددگار۔

واقعہ ۱ آں وامِ اُو مشہور شُد — پائمرد از دردِ اُو رنجور شُد
اس کے قرض کا قصہ مشہور ہو گیا — مددگار اس کے رنج سے متاثر ہوا

از پے تو زیع گردِ شہر گشت — از طمع می گفت ہر جا سَر گزشت
چندہ جمع کرنے کے لئے شہر کے چاروں طرف گھوما — لالچ سے، ہر جگہ ماجرا بیان کرتا تھا

ہیچ نا ورد از رہِ کُدیہ بدست — غیرِ صد دینار آں کُدیہ پَرست
بھیک کے ذریعہ ہاتھ میں کچھ نہ آیا — اس بھکاری کے، سوائے سو دینار کے

پائمرد آمد بدو دستش گرفت — شُد بگورِ آں کریم بَس شگفت
مددگار آیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑا — اس عجیب سخی کی قبر پر گیا

گفت ۲ چوں توفیق یابد بندۂ — کُو کُند مہمانیِ فرخندۂ
بولا جب کسی بندے کو توفیق حاصل ہو — کہ وہ کسی بابرکت کی مہمانداری کرے

مالِ خود ایثار راہِ اُو کُند — جانِ خود ایثارِ جاہِ اُو کُند
اس کے راستہ میں اپنا مال صرف کرے — اس کی عزت میں اپنی جان خرچ کرے

شُکرِ اُو شکرِ خدا باشد یقیں — چوں باحساں کرد توفیقش قریں
اس کا شکریہ ادا کرنا یقیناً خدا کا شکریہ ہے — کیونکہ اسی نے اس کی توفیق کو احسان کا ساتھی بنایا

تَرکِ شُکرش تَرکِ شکرِ حق بُود — حقِّ اُولا شک بحق مُلحق شود
اس کا شکر نہ کرنا اللہ کا شکر نہ کرنا ہے — اس کا حق اللہ تعالیٰ کے حق سے وابستہ ہو گیا

شُکر می کُن مَر خدا را دَر نِعَم — نیز می کُن شُکر و ذکرِ خواجہ ہم
نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ — نیز خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر

رحمت ۳ مادر اگرچہ از خداست — خدمتِ اُو ہم فریضہ ست و سَزاست
ماں کی محبت اگرچہ خدا کیجانب سے ہے — اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے

زیں سبب فرمُود حق صَلّوا عَلَیہ — کہ محمدؐ بُود محتاج اِلَیہ
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان پر درود بھیجو — کیونکہ محمدؐ کی جانب احتیاج ہے

در قیامت بندہ را گوید خدا — ہیں چہ کردی آنچہ دادم مر ترا
قیامت میں خدا بندہ کو کہے گا — ہاں تو نے کیا کیا جو میں نے تجھے دیا تھا

گویدا اے رَب شُکرِ تو کردم بجاں — چوں ز تو بُود اصلِ آں روزی و ناں
وہ کہے گا اے خدا میں نے دل و جان سے تیرا شکر کیا — کیونکہ اس روزی اور روٹی کی اصل تیری جانب تھی

۱ وَاقِعہ۔ اس پردیسی کے قرض کا قصہ تبریز میں مشہور ہوا تو ایک شخص اس کا ہمدرد بن گیا۔ توزیع۔ تقسیم یعنی اس نے اس کے قرض لوگوں پر بانٹ کر جمع کرنے کے لئے شہر کا گشت شروع کر دیا اور اس لالچ سے کہ لوگ رحم کھا کر اس کو چندہ دیدیں اس کا سارا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ ہیچ۔ اس مددگار کے سارے شہر سے صرف سو دینار چندے میں ملے۔ کدیہ پرست۔ بھکاری یعنی مددگار۔ پائمرد۔ اس قلیل مقدار سے مدگار کو مایوسی ہوئی تو وہ اس پردیسی کا ہاتھ پکڑ کر محتسب کی قبر کے پاس لے گیا۔

۲ گُفت۔ راستہ میں مددگار نے اس سے کہا کہ اگر کسی کو کسی بابرکت مہمان کی مہانداری کی توفیق میسر ہو اور وہ اس مہمان کا پورا اعزاز کرے تو ایسے میزبان کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے چونکہ اللہ ہی نے اس میزبان کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ ترک۔ ایسے میزبان کی ناشکری اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوگی۔ شکرمی کن۔ چونکہ محتسب نے تجھ پر احسان کئے ہیں تو خدا کا شکر ادا کر اور محتسب کا بھی شکر گزار بن۔

۳ رحمت مادر۔ ماں میں رحم کا مادہ اگرچہ خدا نے پیدا کیا ہے لیکن پھر بھی ماں کی خدمت فرض اور مناسب ہے۔ ازیں سبب۔ چونکہ ہم آنحضورؐ کے محتاج ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہمارے لئے واسطہ ہیں اس لئے ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ در قیامت۔ خدا قیامت میں بندے سے کہے گا میں نے تجھے نعمتیں دی تھیں تو نے کیا کیا وہ کہے گا چونکہ اصل روٹی دینے والا تو تھا میں نے تیرا شکریہ ادا کیا۔

گویدش[۱] احق نے نکردی شکرِ من — چوں نکردی شکرِ آں اکرام و فن
اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمائے گا تو نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا — جبکہ تو نے اس اکرام اور ہنر کا شکریہ نہ ادا کیا

بر کریے کردۂ ظلم و ستم — نے زدستِ اُو رسیدت نعمتم
تو نے سخی پر ظلم اور ستم کیا — کیا میری نعمتیں اس کے ہاتھ سے تیرے پاس نہیں پہنچیں؟

چون بگورِآں ولی نعمت رسید — گشت گریاں زار و آمد در نشید
جب وہ اس انعام دینے والے کی قبر پر پہنچا — (زار ' زار) رونے لگا اور پڑھنے لگا

گفت اے پشت و پناہِ ہر نبیل — مُرتجا و غوثِ ابنار السبیل
بولا اے ہر شریف کی پشت و پناہ — مسافروں کی امیدگاہ اور مدد!

اے[۲] غمِ ارزاقِ ما بر خاطرت — اے چو رزقِ عام احسان و برت
اے وہ کہ ہماری روزیوں کا تیری طبیعت پر بار تھا — اے وہ کہ تیرا احسان اور بھلائی عام رزق کی طرح تھا

اے فقیراں را عشیرو والدین — در خراج و خرج و در ایفائے دین
اے وہ کہ فقیروں کا خاندان اور ماں باپ تھا — آمدنی اور خرچ میں اور قرض ادا کر دینے میں

اے چو بحر از بہرِ نزدیکاں گہر — دادہ تحفہ سُوی دُوراں از مطر
اے سمندر جیسے! نزدیکوں کے لئے موتی — دیئے ' دور والوں کو بارش کا تحفہ

پشتِ ما گرم از تُو بُودے آفتاب — رونقِ ہر قصر و گنجِ ہر خراب
اے سورج! ہماری کمر تجھ سے گرم تھی — تو ہر قصر کی رونق اور ہر ویرانہ کا خزانہ تھا

اے دَر اَبرویت ندیدہ کس گرہ — اے چو[۳] میکائیلؑ رادو رزق دہ
اے وہ کہ تیری ابرو پر کسی نے شکن نہیں دیکھی — اے وہ کہ میکائیل کی طرح سخی اور رزق دینے والا تھا

اے دلت پیوستہ بادریائے غیب — اے بقافِ مکرمت عنقائے غیب
اے وہ کہ تیرا دل ہمیشہ غیب کے دریا سے وابستہ تھا — اے وہ کہ شرافت کے (کوہ) قاف میں غائب عنقا ہے

یاد ناوردہ کہ از مالم چہ رفت — سقفِ قصر ہمتت ہرگز نکفت
تو نے نہ سوچا کہ میرے مال میں سے کیا گیا — تیری ہمت کے قلعے کی چھت میں کبھی شگاف نہ ہوا

اے مَن وصد ہمچوں مَن در ماہ و سال — مر ترا چوں نسل تو گشتہ عیال
اے وہ کہ میں اور مجھ جیسے سیکڑوں ہر ماہ اور سال میں — تیرے لئے تیری نسل کی طرح اولاد بن گئے تھے

نقدِ ما و جنسِ ما و رَختِ ما — نامِ ما و فخرِ ما و بختِ ما
ہماری نقدی اور ہماری جنس اور ہمارا سامان — ہمارا نام اور ہمارا فخر اور ہمارا نصیبہ

[۱] گویدش۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ تو نے محسن کا شکریہ ادا نہی کیا تو گویا میرا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔ بر کریے۔ جس سخی کے ہاتھ سے میں نے تجھے روٹی دلائی تھی تو نے اس کا شکریہ ادا نہ کر کے اس پر ظلم وستم کیا ہے یہ سب باتیں مددگار نے اس پردیسی سے کہیں تا کہ وہ اپنے محسن محتسب کا شکریہ دعائے مغفرت کی صورت میں ادا کرے۔ ولی نعمت۔ محسن یعنی محتسب ۔ نشید۔ اشعار۔ نبیل۔ شریف۔ ابناءالسبیل۔ مسافرین۔

[۲] اے۔ قبر کے پاس پہنچ کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمیں رزق پہنچانے کا تجھے فکر لگا رہتا تھا اور تیرا احسان اور نیکی اسی طرح عام تھا جس طرح تیرا دسترخوان عوام کے لئے کھلا ہوا تھا۔ عشیر۔ خاندان۔ خراج۔ آمدنی۔ اے۔ سمندر ساحلی پر موتی پھینکتا ہے اور دور والوں کو بارش سے فیض پہنچاتا ہے۔ پشت۔ تو ہمارا پشت پناہ تھا۔ خراب۔ ویرانہ۔ اے در ابرویت۔ کبھی کسی کو دیکھ کر تیری پیشانی پر گرہ نہ پڑتی تھی سب کو خوش آمدید کہتا تھا۔

[۳] میکائیل۔ حضرت میکائیل مخلوق کو رزق پہنچانے پر مقرر ہیں۔ دریائے غیب۔ دریائے غیب کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ عنقاء۔ معزز پرندہ ہے۔ نکفت۔ باز کفتن بمعنی شگافتن۔ من ۔ میرا اور مجھ جیسے ہزاروں کا تو اولاد کی طرح خیال رکھتا تھا۔ نقد ما۔ پردیسی نے کہا ہماری تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھیں اور تو ان کا واسطہ اور ذریعہ تھا اور تو ہم میں اور اللہ تعالیٰ میں رابطہ کر دیتا تھا۔

ایں ہمہ از حق بُدو تو واسطہ — درمیانِ ما و حق تُو رابطہ
یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا اور تو واسطہ تھا — ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تو رابطہ تھا

تو ۱ نمُردی ناز و بختِ ما بمُرد — عینِ ما و رزقِ مستو فابمُرد
تو نہیں مرا ہمارا ناز اور نصیبہ مر گیا — ہمارا عیش اور ہمارا پورا رزق مر گیا

واحد کالف در رزم و کرم — صد چو حاتم گاہِ ایثار نِعَم
تو ایک ہزار کی طرح تھا، شجاعت اور سخاوت میں — نعمتیں صرف کرنے کے وقت سو حاتم کی طرح تھا

حاتم از مُردہ بمُردہ میدہد — گِرد گانہایِ شمردہ میدہد
حاتم اگر بے جان (چیز) بے جان کو دیتا تھا — گنتی کے اخروٹ دیتا تھا

تو حیاتے میدہی در ہر نَفَس — کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو ہر سانس میں ایسی زندگی دیتا تھا — کہ جو خوبی سے بیان میں نہیں سماتی ہے

تو حیاتے میدہی بس پائدار — نقد زرِ بے کساد و بے شمار
تو بہت پائدار زندگی دیتا تھا — کھرا نقد بغیر کھوٹ کے اور بے شمار

وارثے ۲ نابُودہ یک خُویِ تُرا — اے فلک سجدہ کُناں کُویِ تُرا
تیری ایک عادت کا کوئی وارث نہ بنا — اے وہ کہ تیرے کوچہ کو آسمان سجدہ کرتا ہے

خَلق را از گرگ غم لُطفت شُباں — چوں کلیم اللہ شُبانِ مہرباں
مخلوق کے لئے غم کے بھیڑیئے سے تیری مہربانی نگہبان تھی — جیسے کہ کلیم اللہ مہربان محافظ

گریختن گو سفندے از موسیٰ علیہ السّلام و شفقت و مہربانی موسیٰ علیہ السّلام بدولی

ایک بکری کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھاگنا اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہربانی اور شفقت

گو سفندے از کلیم اللہ گریخت — پایِ موسیٰ آبلہ شُد نعل ۳ ریخت
ایک بکری حضرت کلیم اللہ سے بھاگ گئی — حضرت موسیٰ کے پاؤں میں آبلہ ہو گیا اور تھک گئے

دَرپیے اُو تا بشب دَر جُستجو — واں رِمہ غائب شُدہ از چشمِ اُو
اس کے پیچھے رات تک تلاش میں رہے — وہ گلہ ان کی نگاہ سے غائب ہو گیا

گوسپند از ماندگی شُد سُست وماند — پس کلیم اللہ گرد از وَے فشاند
بکری تکان سے ست ہو گئی اور رہ گئی — تو کلیم اللہ نے اس کی گرد جھاڑی

---

۱ تو نمردی۔ آج صرف تو نہیں مرا بلکہ ہمارے سارے منافع مردہ ہو گئے۔ واحد۔ تو ایک نہ تھا بلکہ رزم و بزم میں ہزار کے قائم مقام تھا اور انعام دیتے وقت سیکڑوں حاتموں کی طرح تھا۔ حاتم۔ حاتم صرف دنیاوی حقیر نعمتیں عطا کرتا تھا جو فانی تھیں۔ تو حیائے۔ تیری عطا زندگی ہے اور پائیدار ہے یعنی روحانی عطیات اور ظاہری عطیات بھی کھرے اور بے شمار ہیں۔

۲ وارثے۔ تیری ان فضیلتوں میں تیرا کوئی قائم مقام نہیں ہے۔ خلق۔ مخلوق کو رنج و غم سے تو ایسا ہی محفوظ رکھتا تھا جس طرح حضرت موسیٰ اپنی بکریوں کے محافظ اور مہربان تھے۔ گریختن۔ آپ حضرت موسیٰ کے اس قصہ سے ان کی بکریوں کی حفاظت اور ان پر شفقت کا بیان مقصود ہے۔

۳ نعل ریخت۔ نعل ریختن۔ گھوڑے کا دوڑنے سے عاجز آجانا۔ واں رمہ۔ جس گلہ کی وہ بکری تھی اس گلہ سے حضرت موسیٰ بہت دور ہو گئے۔ گوسپندے۔ بکری بھاگتے بھاگتے تھک کر گر گئی حضرت موسیٰ نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی گرد جھاڑی اور ماں کی طرح اس پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔

کف ھمی مالید بر پشت و سرش — می نوازش کرد ہمچو مادرش
اس کی کمر اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے — ماں کی طرح اس پر مہربانی کرتے تھے

نیم ۱ ذرّہ تیرگی و خشم نے — غیرِ مہر و رحم و آبِ چشم نے
آدھا ذرہ کدورت اور غصہ نہ تھا — سوائے مہربانی اور رحم اور آنسو کے کچھ نہ تھا

گفت گیرم بر منت رحمے نبود — طبع تو برخود چرا اِستم نمود
فرمایا میں نے مانا تجھے مجھ پر رحم نہ آیا — تیری طبیعت نے اپنے اوپر کیوں ظلم کیا؟

با ملائک گفت یزداں آں زماں — کہ نبوت را ھمی زیبد فلاں
خدا تعالیٰ نے اس وقت فرشتوں سے فرمایا — کہ فلاں نبوت کے لائق ہے

مُصطفیٰؐ فرمود خود کہ ہر نبی — کرد چوپانیش بر ۲ نا یا صبی
خود حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا کہ ہر نبی نے — جوانی یا بچپن میں بکریاں چرائی ہیں

بے شبانی کردن و آں اِمتحاں — حق ندادش پیشوائی جہاں
چرواہا پن اور اس آزمائش کے بغیر — حق تعالیٰ نے اس کو دنیا کی پیشوائی نہیں دی

تا شود پیدا وقار و صبرِ شاں — کردشاں پیش از نبوت حق شباں
تاکہ ان کا وقار اور صبر ظاہر ہو جائے — اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے پہلے چرواہا بنایا ہے

گفت سائل ہم تو نیز اے پہلواں — گفت من ہم بودہ ام دہرے شباں
ایک سوال کرنے والے نے کہا آپ بھی اے سردار! — فرمایا میں بھی ایک زمانہ تک چرواہا رہا ہوں

ہر ۳ امیرے کو شبانیِ بشر — آنچناں آرد کہ باشد موتمر
ہر حاکم جو انسانوں کا چرواہا پن — اس طرح کرے جیسا کہ حکم ہوا ہے

حلم موسیٰ وار اندر رعیِ خود — او بجا آرد بتدبیر و خرد
اپنے چرواہے پن میں حضرت موسیٰ کی بردباری کی طرح — وہ تدبیر اور عقل سے بجا لائے

لا جرم حقش دہد چوپانیے — بر فرازِ چرخِ مہ روحانیے
لا محالہ اللہ تعالیٰ اس کو چوپانی عطا فرما دے گا — روحانی چاند کے آسمان کی بلندی پر

آنچنانکہ انبیاء را زیں رعا — بر کشید و داد رعیِ اصفیا
جس طرح انبیاء کو اس چرواہے پن سے — بلند کر دیا اور برگزیدہ لوگوں کی چوپانی دیدی

خواجہ بارے تو دریں چوپانیت — کردی آنچہ کور گردد شانیت
اے خواجہ، البتہ تو نے اسی چوپانی میں — وہ کیا جس سے تیرا دشمنؔ اندھا ہو جائے

---

۱ نیم۔ بکری کی اس حرکت سے انہیں ذرہ برابر غصہ نہ آیا اور اس کی درماندگی پر آنسو بہانے لگے۔ گفت۔ اور فرمانے لگے کہ اگر تجھے میرے بھاگنے دوڑنے پر رحم نہ آیا تو نہ سہی تو نے اپنے اوپر بھی رحم نہ کیا۔ باملائک۔ حضرت موسیٰ کی یہ باتیں سن کر حضرت حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ موسیٰ جیسا بردبار نبوت کے لائق ہے۔ مصطفیٰ۔ بخاری شریف کی حدیث کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۲ برنا۔ نوجوان۔ بے شبانی۔ بکری چرانے والے میں بہت ہی حلم اور بردباری پیدا ہو جاتی ہے بکری گلہ سے ادھر ادھر بہت بھاگتی ہے اور اس پر غصہ بھی نہیں اتارا جا سکتا معمولی چوٹ سے مر جاتی ہے۔ گفت۔ جب حضورؐ نے یہ فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی چرائی ہوں گی تو آپ نے فرمایا میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔

۳ ہر امیرے۔ مولانا فرماتے ہیں جو حضرت موسیٰ کی طرح مخلوق خدا کی چوپانی کرے گا اور اپنی تدبیر اور عقل سے ان کی دیکھ بھال کرے گا۔ لاجرم۔ اللہ تعالیٰ اس کو لامحالہ چوپانی کا روحانی مقام عنایت فرما دیتا ہے۔ آنچناں۔ جس طرح انبیاء کو اسی چوپانی سے منصب نبوت حاصل ہوا ہے۔ خواجہ۔ یہ مسافر کا مقولہ ہے کہ اے محتسب تو نے چونکہ انسانوں کی چوپانی کی ہے۔ شانئ۔ دشمن

دانم ا آنجا در مُکافات ایزدت — سَروریِ جا و دانہ بخشدت
میں جانتا ہوں کہ بدلہ میں اس جگہ تجھے خدا — ہمیشہ کی سرداری عنایت کر دے گا

بَر اُمید کفِ چوں دریایِ تو — بَر وظیفہ دادن و ایفائے تو
تیرے دریا جیسی ہتھیلی کی امید پر — تیرے وظیفہ دینے والے اور وعدے کا ایفا کرنے پر

وام کردم نُہ ہزار از زر گزاف — تو کجائی تاشود ایں دُرد صاف
میں نے نو ہزار اشرفیاں بے احتیاطی سے قرض کر لیں — تو کہاں ہے؟ تاکہ یہ تلچھٹ صاف ہو جائے

تو کُجائی تاکہ صَد چنداں کرم — با منِ خستہ بجا آری نعم
تو کہاں ہے؟ تاکہ سو گنا کرم — ہاں، مجھ عاجز کے ساتھ بجا لائے

تو کجُائی تا دو صد لُطف و عَطا — با غریبِ خستہ دل آری بجا
تو کہاں ہے؟ تاکہ دو سو مہربانیاں اور عطا — خستہ دل، پردیسی کے ساتھ بجا لائے

تو کجُائی تاکہ خنداں چوں چمن — گوئیم بِستاں دوصد چنداں زمن
تو کہاں ہے؟ تاکہ چمن کی طرح مسکراتا ہوا — تو مجھ سے کہے، مجھ سے دو سو گنا لے لے

تو کجُائی تا مرا خنداں کُنی — لُطف واحساں چوں خداونداں۲ کُنی
تو کہاں ہے؟ تاکہ مجھے ہنسا دے — آقاؤں کی طرح، مہربانی اور احسان کرے

تو کجُائی تا بَری دَر مخزنم — تا کُنی از وام و فاقہ ایمنم
تو کہاں ہے؟ تاکہ مجھے خزانہ میں لے جائے — تاکہ مجھے قرض اور فاقہ سے مطمئن کر دے

مَن ہمی گویم بَس و تو مِفضلم — گفتہ کایں ہم گیر از بہرِ دلم
میں کہوں بس اور تو بڑا مہربان مجھ سے — کہے کہ یہ بھی میری خاطر لے لے

چوں ہمی گنجد جہانے زیرِ طیں — چوں بگنجد آسمانے در زمیں
مٹی کے نیچے ایک عالم کیسے سماتا ہے؟ — ایک آسمان زمین کے نیچے کیسے سماتا ہے؟

حاش للہ تو برُونی زیں جہاں — ہَم بوقتِ زندگی ہَم ایں زماں
حاش للہ، تو اس دنیا کے باہر ہے — زندگی کے وقت میں بھی، اس وقت بھی

دَر ہوائے غیب مُرغے می پَرد — سایہ اُو بر زمیں می گسترد
غیب کی فضا میں ایک پرند اڑ رہا ہے — اس کا سایہ زمین پر بچھ رہا ہے

جسم سایہ سایہ سایہ دلست ۳ — جسم کے اندر خور پایہ دلست
جسم، دل کے سائے کے سائے کا سایہ ہے — جسم، دل کے رتبہ کے لائق کب ہے؟

---

۱ دانم۔ مجھے یقین ہے کہ خدا نے تجھے بھی دائمی سرداری بخش دی ہے۔ برامید۔ اس پردیسی نے کہا میں نے تیری عطا کے بھروسے پر قرضے لینے میں بے پروائی برتی اور نو ہزار قرض کر لیا اب تو کہاں ہے کہ میرے مکدر عیش کو صاف کر دے۔ تو کجائی۔ اب تو کہاں ہے کہ مجھے نعمتیں عطا کرے۔ تا دو صد۔ اب اس کی موت کی حسرت کے ساتھ اپنی مردہ تمناؤں کا ذکر کرتا ہے۔ گوئیم۔ تو مجھ سے کہے کہ اپنے قرض سے دوسو گنا مجھ سے لیجا۔

۲ خُداوَنداں۔ آقاؤ۔ مخزن۔ خزانہ۔ من ہمی گویم۔ میں کہوں کہ یہ عطا میرے لئے کافی ہے اور تو کہے کہ میری خاطر اور لے لے مفضل۔ بہت احسان کرنے والا۔ چوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تجھ جیسا آسمان زمین میں کیسے سما گیا۔ حاش۔ اب کہتا ہے یہ میری غلطی ہے کہ میں تجھے زیر زمین سمجھ رہا ہوں تو زندگی میں بھی ملاءِ اعلیٰ میں تھا اور اب بھی وہاں ہی ہے۔ در ہوا۔ تو دراصل روح تھا جو ملاءِ اعلیٰ کی چیز ہے اور جسم جو زمین پر ہے بمنزلہ اس کے سایہ کے ہے۔

۳ دلست۔ جسم کو سایہ قرار دیا اب اس سایہ کی حقیقت بتاتے ہیں کہ قلب روح اور روح کی دو قسمیں ہیں ایک سراجی جو روح اعظم ہے اور وہ تمام ارواح کا منبع ہے دوسری روح زجاجی جو ہر شخص میں جدا ہے اور اس کا تعلق ہر شخص سے روح حیوانی کے ذریعہ ہے تو جسم روح حیوانی سے استفادہ کرتا ہے اور وہ روح زجاجی کے تابع ہے اور روح زجاجی روح سراجی کے تابع ہے تو جسم اس روح سراجی کے سایہ کے سایہ کا سایہ ہوا لہٰذا جسم کو وہ رتبہ کہاں مل سکتا ہے جو روح کو حاصل ہے۔

مَردِ [1] خُفتہ رُوحِ اُوچوں آفتاب
دَر فلک تابان وتَن دَر جامہ خواب
انسان سویا ہوا ہے' اس کی روح سورج کی طرح ہے
آسمان میں چمکتی ہوئی اور جسم بستر میں ہے

جاں نہاں اندر خلا ہمچوں سجاف
تَن تقلّب می کُند زیرِ لحاف
روح ' خلا میں گوٹ کی طرح مخفی ہے
جسم ' لحاف کے نیچے کروٹیں بدل رہا ہے

رُوح چوں مِنْ اَمرِ رَبّیِ مُختفی ست
ہر مثالے کہ بگویم منتفی ست
روح چونکہ میرے رب کے امر میں سے ہے پوشیدہ ہے
میں جو مثال بھی کہوں وہ جداگانہ ہے

اے عجب کُو لعلِ شکرّ بارِ تُو
واں جواباتِ خوش و اَسرارِ تُو
ہائے تعجب، وہ تیرا شکر برسانے والا لعل کہاں ہے؟
وہ تیرے بھلے جواب اور اسرار کہاں ہیں؟

اے عجب کُوآں عقیقِ قندخا
آں کلید قفلِ مُشکلہائے ما
ہاء تعجب' وہ شکر چبانے والا حقیق کہاں ہے
وہ ہماری مشکلوں کی کنجی کہاں ہے؟

اے عجب کُوآں دمِ چوں ذوالفقار
آنکہ کردے عقلہا را بیقرار
ہائے تعجب' وہ ذوالفقار جیسا کلام کہاں ہے؟
وہ جو عقلوں کو بے قرار کر دیتا تھا

چند ہمچو فاختہ کاشانہ جُو
کُو کُو کُو کُو کُو کُو کُو
گھونسلہ ڈھونڈنے والی فاختہ کی طرح کب تک
کوکو اور کوکو اور کوکو

کُو [2] ہمانجا کہ صفاتِ رحمت ست
قدرت ست وُنزہت ست وفطنت ست
کہاں ہے؟ وہاں جہاں رحمت کی صفات ہیں
قدرت ہے اور پاکیزگی ہے اور سمجھ ہے

کُو ہمانجا کہ دل و اندیشہ اَش
دائم آنجا بُدہ چو شیر و بیشہ اَش
کہاں ہے؟ اس جگہ ہے کہ دل اور اس کا خیال
ہمیشہ وہاں تھا شیر اور اس کی کچھار کی طرح

کُو ہمانجا کہ اُمیدِ مَردوزن
میر ود در وقتِ اند وہ وحزن
کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ جہاں مردوزن کی امید
رنج اور غم کے وقت جاتی ہے

کُو ہمانجا کہ بوقتِ علّتے
چشم پَرّد بر اُمید [3] صحّتے
کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ ہماری کے وقت
صحت کی امید پر آنکھ اٹھتی ہے

آں طَرف کہ بہر دفعِ زشتیے
باد جُوئی بہر کِشت و کشتیے
اس طرف کہ برائی کے دفعیہ کے لئے
کھیتی اور کشتی کے لئے تو ہوا کو تلاش کرتا ہے

آں طَرف کہ دل اِشارت میکُند
چوں زباں یاہُو عبارت میکُند
اس جانب کہ دل اشارہ کیا کرتا ہے
جب زباں یاہو کہتی ہے

[1] مَردِ خُفتہ۔ نیند کی حالت میں جسم لحاف میں سویا ہوا ہوتا ہے اور روح عالم مجردات میں درخشاں ہے۔ رُوح۔ روح کو قرآن نے امر رب کہہ کر مخفی رکھا ہے تو وہ کسی مثال کے ذریعہ بھی نہیں سمجھائی جاسکتی۔ اے عجب۔ اب پھر محتسب کے فضائل کا ذکر ہے۔ عقیقِ قندخا۔ یعنی شیریں کلام ہونٹ۔ کلید۔ یعنی زبان۔ دم۔ یعنی کلام۔ آنکہ۔ اس قدر فصیح کلام تھا کہ عقلاء اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران ہو جاتے تھے۔ چند۔ فاختہ۔ کی کوکو یعنی کجا کجا ہے یعنی فاختہ اپنے گھونسلے کی تلاش میں کہتی ہے کہ وہ کہاں ہے۔

[2] کُو۔ تُو کہتا ہے کہ محتسب کہاں ہے تو سن لے کہ وہ اسی جگہ ہے جہاں حق تعالیٰ کی صفات ہیں یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے۔ کہ دل۔ یعنی محتسب اس جگہ ہے جہاں اس کا خیال اسی طرح لگا رہتا تھا جیسا کہ شیر کا خیال اپنی کچھار پر یعنی دربار خداوندی پر۔

[3] اُمید۔ یعنی دربار خداوندی۔ آں طرف۔ جس وقت ہوا کے رک جانے سے کھیتی اور کشتی کو نقصان پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ دل اشارت۔ جب ذکر کرنے والا یاہو کا ذکر کرتا ہے تو قلب اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اُو ۱ مع اللّٰہست بے کُو کُو ہمے — کاش جولاہانہ ' تاکو گفتے
وہ بغیر کوکو کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے — کاش ہم جولاہوں کی طرح ' ماکو ' کہتے

عقلِ ماکو تا بہ بیند غرب و شرق — رُوحہا را می زند صد گونہ برق
ہماری عقل کہاں ہے تاکہ غرب اور شرق کو دیکھے — سیکڑوں قسم کی روشنیاں روحوں پر پڑ رہی ہیں

جزر و مدّش بُد بہ بحرے در زبد — منتہی شد جزر و باقی ماند مد
جھاگ میں رہتے ہوئے اس کے لئے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا — گھٹاؤ ختم ہو گیا ' بڑھاؤ باقی رہ گیا

نُہ ۲ ہزارم وام و مَن بیدست رس — ہست صد دینار ازیں توزیع و بس
میرے اوپر نو ہزار قرض اور میں بے دسترس ہوں — اس چندے سے سو دینار ہیں اور بس

حق کشیدت ' ماندہ ام در کشمکش — میروم نومید اے خاکِ تو خوش
اللہ تعالیٰ نے تجھے کھینچ لیا میں کشمکش میں رہ گیا — اے پاک تربت تیرے مزار سے میں مایوس جاتا ہوں

ہمتے میدارد در پُر حسرتت — اے ہمایوں رُوی و دست و ہمتت
کچھ توجہ ڈال ' اپنے حسرت بھرے پر — اے کہ تیرا چہرہ اور ہاتھ اور توجہ مبارک ہے

آمدم بر چشمہ اصلِ عیوں — یافتم دروے بجائے آب خوں
میں چشموں کی جڑ ' چشمہ پر آیا — میں نے اس میں پانی کی جگہ خون پایا

چرخ آں چرخ ست قاب آں تاب نیست — جُوی آں جُویست آں آں آب نیست
آسمان وہی آسمان ہے اور روشنی وہ روشنی نہیں ہے — نہر وہی نہر ہے ' پانی وہ پانی نہیں ہے

محسناں ۳ ہستند کُو آں مستطاب — اختراں ہستند کُو آں آفتاب
احسان کرنے والے ہیں؟ وہ پاکیزہ کہاں ہے؟ — ستارے ہیں وہ سورج کہاں ہے؟

تو شُدی سُوِی خدا اے محترم — پس بسُوئے حق رَوم مَن نیز ہم
اے محترم! تو خدا کے پاس چلا گیا — تو میں بھی خدا کے پاس جاتا ہوں

مجمع و پایۂ علم مَاوی الْقُرُوْن — ہست حق کُلٌّ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْن
جمع ہونے کی جگہ اور جھنڈے کا سایہ اور زمانوں کا ملجا — اللہ تعالیٰ ہے ' ہر چیز ہمارے پاس حاضر ہے

نقشہا گر بے خبر گر با خبر — در کفِ نقاش باشد مختضر
نقش خواہ بے خبر ہوں یا باخبر — نقاش کے ہاتھ میں حاضر ہوتے ہیں

لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن۔ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں یعنی سب کو خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ پای علم۔ لشکر کے لوگ' جھنڈے کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ نقشہا۔ مرکز تو سب خدا کی طرف لوٹیں گے زندگی میں بھی سب اس ہی کے تصرف میں ہیں۔

۱ او۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے اور بغیر کو کے ہے یعنی اس کے متعلق کجا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ مقام لا مکانی ہے۔ کاش۔ ہمیں آن کجا کے بجائے تا کجا' کہنا چاہیے کیونکہ ہم مکانی ہیں۔ تا کو۔ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ ہم کہاں ہیں دوسرے جولاہوں کی نالی جس میں وہ لپٹا ہوا دھاگا رکھ کر تانے میں بانا بنتے ہیں۔ عقل۔ اگر ہمیں عقل ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں اہل اللہ کی روحوں میں سیکڑوں قسم کی تجلیاں وارد ہو رہی ہیں۔ جزر۔ اہل اللہ کی روح کو وفات کے بعد تو معیت حق حاصل ہو ہی جاتی ہے زندگی میں جس کو روح جسم کے جھاگ میں تھی اس میں قرب الٰہی کے اعتبار سے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا جب وفات ہو جاتی ہے تو گھٹاؤ ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاؤ ہی رہتا ہے۔

۲ نہ ہزار۔ اس مقروض نے کہا کہ مجھ پر نو ہزار قرضہ ہے جو میری دسترس سے باہر ہے اس لئے کہ اس چندہ میں بھی سو دینار ملے ہیں۔ حق کشیدت۔ اللہ نے تجھے عالم بالا کی جانب کھینچ لیا میں اب کشمکش میں ہوں اور واپس جا رہا ہوں۔ ہمتے۔ اب کچھ روحانی توجہ ڈال دے۔ بجائے آب۔ اشرفیاں تو نہ لیں رنج و غم حاصل ہوا۔ چرخ۔ آسمان و زمین وہی ہے لیکن تیرے مرنے سے اب اس میں رونق اور سخاوت نہیں ہے۔

۳ محسناں۔ دنیا میں احسان کرنے والے ہیں لیکن تجھ سا کہاں ہے تو سورج تھا دوسرے ستارے ہیں۔ تو شدی۔ تو خدا کے پاس پہنچ گیا اب میں بھی پہنچتا ہوں۔ مجمع۔ کُل

دمبدم[۱] در صفحہ اندیشہ شاں
ثبت محوے میکُند آں بے نشاں

ہر وقت ان کے فکر کے صفحہ پر
وہ بے نشاں قائم اور محو کرتا ہے

خشم می آرد رضا را می برد
بخل می آرد سخارا می برد

غصہ کو لاتا ہے رضا مندی کو لے جاتا ہے
بخل لاتا ہے، سخاوت کو لے جاتا ہے

گہہ برد حقد و صفا آرد ہمی
بد رود عجز و عطا کارد ہمی

کبھی کمینہ کو لے جاتا ہے اور خلوص کو لاتا ہے
عجز کو کاٹتا ہے، بخشش کو بوتا ہے

نیم لحظہ مُدر کاتم شام و غدو
ہیچ خالی نیست زیں اثبات و محو

میری احساس کرنے والی قوتیں شام اور صبح آدھے لحظہ کے لئے
کبھی اس اثبات اور محو سے خالی نہیں ہیں

کوزہ گر با کوزہ باشد کار ساز
کوزہ از خود کے شود پہن و دراز

کمہار، کوزہ بناتا ہے
کوزہ از خود کب چھوڑا اور لمبا ہوتا ہے؟

چوب در دستِ در و گر معتکف
ورنہ چوں گردد بُریدہ موتلف

لکڑی بڑھئی کے ہاتھ میں قائم ہوتی ہے
ورنہ منقطع اور مرکب کب بنے؟

جامہ[۲] اندر دستِ خیاطے بُوَد
ورنہ از خود چوں بدوز دیا دَرد

کپڑا درزی کے ہاتھ میں ہوتا ہے
ورنہ از خود کب سلتا یا پھٹتا ہے؟

مَشک با سَقّا بُوَد اے منتہی
وَرنہ از خود چوں شَود پُر یا تہی

اے منتہی! مشک سقے کے ساتھ ہوتی ہے
ورنہ از خود کب پُر یا خالی ہوتی ہے

ہر دَمے پُرمی شوی تی می شوی
پَس بداں کہ در کفِ صُنع وَیٔ

تو ہر وقت پر ہوتا ہے، خالی ہوتا ہے
تو جان لے کہ تو اس کی کاریگری کے ہاتھ میں ہے

چشم بند از چشم دوزے کے رَود
صنع از صانع چساں شید اشود

بند آنکھ، آنکھ پیدا کرنے والے سے کہاں جا سکتی ہے
مصنوعی، صانع سے کب آوارہ ہو سکتا ہے؟

چشم[۳] داری تو بچشمِ خود نگر
منگر از چشمِ سفیہ بے خبر

تو آنکھ رکھتا ہے، اپنی آنکھ سے دیکھ لے
بیوقوف، بے خبر کی آنکھ سے نہ دیکھ

گوش داری تو بگوشِ خود شنو
گوش گولاں را چرا باشی گرو

تو کان رکھتا ہے، اپنے کان سے سن
تو احمقوں کے کان کا کیوں پابند ہوتا ہے؟

بے ز تقلیدے نظر را پیشہ کن
ہم برائے عقلِ خود اندیشہ کن

بغیر تقلید کے نظر کرنے کا پیشہ بنالے
اپنی عقل کی رائے سے بھی سوچ

۱ دمبدم۔ اس کا تصرف ہے کہ انسان کے دل میں ہر وقت خیالات آتے جاتے ہیں۔ خشم۔ کسی وقت وہ انسان میں غصہ پیدا فرماتا ہے کبھی خوشی کبھی بخل پیدا ہوتا ہے کبھی سخاوت یہ سب اس کا تصرف ہے۔ گہہ۔ کینہ اور خلوص کہ ہمتی اور عطا کی ہمت سب اس کے تصرفات کی ہمت سب اس کے تصرفات ہیں۔ نیم لحظہ۔ کسی وقت بھی انسان اس کے تصرف سے باہر نہیں ہے۔ کوزہ۔ مصنوعی، صانع کے تصرف میں ہے۔ چوب۔ لکڑی بڑھئی کے تصرف میں ہے۔

۲ جامہ۔ کپڑا درزی کے تصرف میں ہے، وہ خود نہ سلتا ہے نہ پھٹتا ہے۔ مشک۔ مشک پرسقے کا تصرف ہے۔ ہر دمے۔ انسان بھی کبھی خیالات سے پر اور کبھی خالی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ صانع کے تصرف میں ہے۔ تی۔ مخفف تہی یعنی خالی۔

۳ چشم داری۔ صانع کی صنعت کو تو خود اپنی چشم بصیرت سے دیکھ اس آنکھ سے نہ دیکھ جس کے پاس نہ دلائل عقلیہ ہوں نہ دلائل نقلیہ گوش داری۔ تجھے خدا نے کان دیئے ہیں تو ان سے سن دوسروں کی سنی سنائی بات پر بھروسہ نہ کر بے ز تقلید۔ اور تحقیقی نظر ڈال تنقیدی نظر کافی نہیں ہے۔

بشنو۱ از من یک حکایت در نظیر تا شوی از سرِ گفت من خبیر

مثال میں مجھ سے ایک قصہ سن لے تاکہ تو میری بات کے راز سے واقف ہو جائے

دیدنِ خوارزم شاہ رحمتہ اللہ علیہ در سیرانِ در موکب خود اسپے

خوارزم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا سفر میں اپنے جلوس میں ایک نادر گھوڑے

بس نادر و تعلّقِ دلِ شاہ بخوبی و حُسن و چُستی آں اسپ و

کو دیکھنا اور شاہ کے دل کا اس گھوڑے کی چستی اور حسن اور خوبی سے تعلق اور

سرد کردن عمادُ المُلک آں اسپ را در دلِ شاہ گزیدنِ

عماد الملک کا شاہ کے دل میں اس گھوڑے کو بے وقعت کر دینا اور

شاہ گفت اُورا بر دیدۂ خویش چنانکہ حکیم سنائی

شاہ کا اس کی بات کو اپنے مشاہدہ پر اختیار کر لینا، جیسا کہ حکیم سنائی

رحمتہ اللہ علیہ در الٰہی ۲ نامہ می فرماید

رحمتہ اللہ علیہ الٰہی نامہ میں فرماتے ہیں

چوں زبان حسد شود نخاس یوسفے یابی از گز کرباس

جب حسد کی زبان بردہ فروش ہو ایک کو کپڑے کے عوض تو یوسف کر حاصل کرے گا

از دلالی برادرانِ ۳ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسّلام حسودانہ

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی حاسدانہ دلالی کی وجہ سے

در دل مُشتریاں آں چنداں حُسن پوشیدہ شدہ زشت

خریداروں کے دل میں اس قدر زیادہ حسن چھپ کر برا

نُمودن گرفت وَکَانُوا فِیهِ مِنَ الزَّاهِدِیْنَ

نظر آنے لگا اور وہ ان میں بے رغبت تھے

بود امیرے را یکے اسپ گزیں در گلہ سلطاں نبودش یک قریں

ایک سردار کا ایک منتخب گھوڑا تھا بادشاہ کے گلہ میں اس کے جوڑ کا کوئی نہ تھا

اُو سوارہ گشت در موکب پگاہ ناگہاں دید اسپ را خوارزم شاہ

وہ صبح کو جلوس میں سوار ہوا خوارزم شاہ نے اچانک گھوڑا دیکھ لیا

چشمِ شہ را فرّ و رنگِ اُو ربود تا برجعت چشمِ شہ بر اسپ بود

شاہ کی نظر کو اس کی شان اور رنگت نے اچک لیا شاہ کی نظر واپسی تک گھوڑے پر تھی

۱ بشنو۔ اب تو ایک قصہ سن لے تاکہ تحقیق اور تقلید کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لے۔ دیدن۔ خوارزم شاہ نے گھوڑے کو تقیدی نظر سے دیکھا فوراً عماد الملک کے کہنے سے اس کا خیال بدل گیا اگر تحقیق کی نظر سے کام لیتا تو گھوڑے سے محروم نہ رہتا۔ حکیم سنائی۔ مشہور صوفی شاعر ہیں۔

۲ الٰہی نامہ۔ حکیم سنائی کی مشہور کتاب ہے۔ چوں۔ یہ شعر الٰہی نامہ کا ہے اگر بردہ فروش دلال کی زبان حاسد ہو تو غلام بے وقعت ہو جاتا ہے اور معمولی قیمت میں فروخت ہو جاتا ہے حضرت یوسف جیسے غلام کی قیمت بھی ایک گز کپڑا رہ جاتی ہے۔

۳ برادران۔ حضرت یوسف کے بھائی چونکہ حاسد تھے اس لیے خریدار ان کے خریدنے کے زیادہ شائق نہ بنے۔ بود۔ ایک سردار کا اس قدر منتخب گھوڑا تھا کہ اس جیسا گھوڑا بادشاہ کے پاس بھی نہ تھا۔ موکب۔ شاہی جلوس۔ چشم۔ بادشاہ اس کو واپسی تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔

بر ہر آں عضوے کہ افگندے نظر — ہر یکش خوشتر نمودے زاں دگر

وہ اس کے جس عضو پر نظر ڈالتا — ہر ایک دوسرے سے زیادہ اچھا نظر آتا

غیر۱ چستی و کشی و روحت — حق بُرو افگندہ بُدنا در صفت

چستی اور خوبی اور سبکروی کے علاوہ — اللہ تعالیٰ نے اس میں نادر صفتیں رکھی تھیں

پس تجسس کرد عقل بادشاہ — کایں چہ باشد کو زند بر عقل راہ

پھر بادشاہ کی عقل نے ٹٹول کی — کہ یہ کیا چیز ہے؟ جو عقل کا راستہ روکتی ہے

چشمِ من پُرست و سیر ست و غنی — از دو صد خورشید دارد روشنی

میری آنکھ پر اور سیر اور بے نیاز ہے — دو سو سورجوں کی روشنی رکھتی ہے

اے رُخِ شاہاں بَرِ من بیذقے — نیم اسپم در رُباید بے تقے

اے مخاطب شاہوں کا رخ میرے لئے پیادہ ہے — مجھے آدھا معمولی گھوڑا خواہ مخواہ فریفتہ کرتا ہے

جادوئی ۲ کردست جادو آفریں — جذبہ باشد آں نہ خاصیاتِ ایں

جادو پیدا کرنے والے نے، جادو کیا ہے — وہ کشش اس کی ہے، نہ اس کی خصوصیتیں

فاتحہ خواند و بسے لاحول کرد — فاتحہ اش در سینہ می افزود درد

اس نے فاتحہ اور بہت لاحول پڑھی — فاتحہ اس کے سینے میں درد بڑھاتی تھی

زانکہ اُورا فاتحہ خود می کشید — فاتحہ در جزر و دفع آمد وحید

کیونکہ اس کا فاتحہ خود کھینچ رہی تھی — فاتحہ کشش اور دفعیہ میں یکتا ہے

گر نماید غیر ہم تمویہ اُوست — ور رود غیر از نظر تنبیہ آوست

اگر وہ غیر کو دکھاتا ہے، تو وہ اس کا ملمع کرنا ہے — اور اگر غیر، نظر سے گرے تو اس کی تنبیہ ہے

پس ۳ یقیں گشتش کہ جذبہ آں سریست — کارِ حق ہر لحظہ نادر آوریست

تو اس کو یقین ہو گیا کہ اس جانب کی کشش ہے — اللہ تعالیٰ کا کام ہر وقت نادر کو پیدا کرنا ہے

اسپِ سنگیں، گاوِ سنگیں زابتلا — می شود مسجود از مکرِ خدا

پتھر کا گھوڑا، پتھر کا بیل، ابتلاء کی وجہ سے — خدا کی تدبیر سے مسجود بن جاتا ہے

پیشِ کافر نیست بُت را ثانیے — نیست بُت را فرّ و نے رُوحانیے

کافر کے سامنے بت کا کوئی ثانی نہیں ہے — نہ بت میں شان ہے اور نہ روحانیت ہے

---

۱ غیر۔ گھوڑے میں چستی اور خوبی اور سبکری کے علاوہ اور بھی صفات تھیں۔ روحت۔ اس لغت کا سبکروی ترجمہ ہم نے دوسروں کی پیروی میں کیا ہے، اصل لغت سے اس کے کوئی معنی واضح نہیں ہوئے۔ پس۔ شاہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ گھوڑا کیسا ہے کہ اس نے دیوانہ بنا دیا ہے۔ چشم من۔ میں سیر چشم ہوں اور بے نیاز ہوں میری آنکھ میں دو سو سورجوں کی روشنی ہے۔ رخ۔ شطرنج کا معزز مہرہ ہے۔ بیذق۔ پیادہ شطرنج کا معمولی مہرہ ہے۔ نیم اسپم۔ لیکن ان باتوں کے باوجود ایک گھوڑے نے میری عقل کو حیران کر دیا ہے۔

۲ جادو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سحرکاری ہے اور اس کی یہ کشش ہے گھوڑے کی عمدگی کی یہ کشش نہیں ہے۔ فاتحہ۔ گھوڑے کے خیال کو دور کرنے کے لئے اس نے سورۂ فاتحہ اور لاحول پڑھنی شروع کی لیکن فاتحہ نے بھی اس کے درد میں اور اضافہ کر دیا۔ زانکہ۔ اس کے درد میں اس لئے اضافہ ہوا کہ یہ کشش فاتحہ والے کی تھی اور وہ کشش میں یکتا ہے۔ فاتحہ یعنی فاتحہ کا رب اللہ تعالیٰ۔ گر نماید۔ اگر اللہ تعالیٰ غیر کو حسین کر کے دکھاتا ہے تو یہ اس کا ملمع کرنا ہے اور اگر غیر کو وہ برا کر کے دکھا دیتا ہے تو یہ اس کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے۔

۳ پس۔ تو اب شاہ کو یقین ہو گیا کہ گھوڑے کی جانب یہ کشش منجانب اللہ ہے۔ اسپ سنگین۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کے اپنے غیر کو حسین بناتا ہے تو اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان گھوڑے اور بیل کے بت کو پوجنے لگتا ہے۔ ثانیے۔ وہ کافر اس بت کو عدیم المثال سمجھنے لگتا ہے حالانکہ نہ وہ جاندار ہے نہ اس میں کوئی شان و شوکت ہے۔

چیست ا آں جاذب نہاں اندر نہاں | در جہاں تابندہ از دیگر جہاں
مخفی در مخفی وہ کھینچنے والا کیا ہے؟ | دنیا میں دوسرے جہاں سے چمکنے والا

عقل محجوب ست و جاں ہم زیں کمیں | مَن نمی بینم تومی تانی ببیں
اس مخفی سے عقل بھی پردے میں ہے اور جان بھی | میں نہیں دیکھتا ہوں اگر تو دیکھ سکے تو دیکھ لے

چونکہ خوارزم شہ ز سیراں باز گشت | با خواصِ مُلکِ خود ہمراز گشت
جب خوارزم شاہ سیر سے لوٹا | اپنے ملک کے خواص سے ہمراز ہوا

پس بسرہنگان بفرمود آں زماں | تا بیارند اسپ رازاں خانداں
پھر اسی وقت سپاہیوں کو حکم دیا | کہ اس خاندان سے گھوڑا لے آئیں

ہمچو ۲ آتش در رسیدند آں گروہ | ہمچو پشمے گشت امیرِ ہمچو کوہ
وہ لوگ آگ کی طرح پہنچ گئے | پہاڑ جیسا سردار، اون جیسا ہو گیا

جانش از درد و غبیں تا لب رسید | جُز عمادُ الملک زنہارے ندید
اس کی جان درد اور ٹوٹے سے ہونٹ تک آ گئی | اس نے عماد الملک کے سوا پناہ نہ دیکھی

کہ عماد الملک بد پائے علم | بہرِ ہر مظلوم و ہر مغبونِ غم
کیونکہ عماد الملک جھنڈے کا پایہ تھا | ہر مظلوم اور ہر غم کے مارے کا

محترم تر خود نہ بُد زو سَرورے | پیشِ سُلطاں بُود چوں پیغمبرے
کوئی سردار اس سے زیادہ محترم نہ تھا | وہ سلطان کے نزدیک پیغمبر جیسا تھا

بے طمع بُود و اصیل ۳ و پارسا | رائض و شب خیز و حاتم در سخا
بے طمع اور اصیل اور نیک تھا | ریاضت کرنے والا اور شب بیدار اور سخاوت میں حاتم تھا

بس ہمایوں رائے و با تدبیر و داد | آزمودہ رائے او در ہر مُراد
بہت مبارک رائے اور مدبر اور منصف | وہ ہر مقصد میں آزمودہ رائے تھا

ہم بہ بذلِ جاں سخی و ہم بمال | طالبِ خورشید غیب او چوں ہلال
جان کے خرچ میں بھی سخی اور مال میں بھی | وہ ابتدائی کے چاند کی طرح غیب کے سورج کا طالب تھا

در امیری او غریب و محتبس | در صفاتِ فقر و خُلّت متلبس
وہ امارت میں غریب اور پابند تھا | فقر اور خلت کے صفات سے وابستہ تھا

بُود ہر محتاج را ہمچوں پدر | پیشِ سُلطاں شافع و دفعِ ضرر
وہ ہر محتاج کے لئے باپ جیسا تھا | وہ بادشاہ کے سامنے سفارشی اور ضرر کو دفع کرنے والا تھا

ا چیست۔ یہ انسان کے لئے کشش والی کیا چیز ہے جو مخفی در مخفی ہے اور علم غیب سے اس عالم میں آکر انسان کو متاثر کرتی ہے۔ عقل اس کو نہ عقل سمجھ سکتی ہے نہ روح وہ قدرت کا راز ہے جس میں بحث کرنا بھی ممنوع ہے۔ چونکہ اب پھر اصل قصہ شروع کیا ہے کہ جب خوارزم شاہ واپس آیا تو اس نے اپنے خواص سے مشورہ کیا۔ پس۔ پھر سپاہیوں کو روانہ کر دیا کہ وہ اس سردار کا گھوڑا جبراً لے آئیں۔
۲ ہمچو۔ وہ سردار بھی تکڑا تھا لیکن سپاہیوں کے بالمقابل اس کی کچھ نہ چلی۔ جانش۔ وہ سردار اس گھوڑے کے صدمہ سے جان بلب ہو گیا اور سوچا کہ اس مصیبت کو صرف عماد الملک ٹال سکتا ہے۔ پائے علم۔ جھنڈے کا پایہ یعنی لوگوں کا مرجع۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ محترم۔ خوارزم شاہ عماد الملک کی بہت عزت کرتا تھا اور اس کے کہنے کو نبی کے فرمان جیسا سمجھتا تھا۔
۳ اصیل۔ شریف النسب۔ رائض۔ ریاضت کرنے والا۔ آزمودہ۔ یعنی تجربہ کار تھا۔ ہم۔ جان و مال خرچ کرنے میں سخی تھا۔ طالب۔ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح کسب فیض کرتا تھا جس طرح ہلال سورج سے کرتا ہے۔ در امیری۔ امیر تھا لیکن اپنے آپ کو غریبوں میں شمار کرتا تھا اور ان کا پابند تھا۔ خلت۔ یعنی خدا کے ساتھ دوستی۔ دفع۔ یعنی دافع۔

مربداں ۱ راستر چوں حلمِ خُدا　　خُلقِ اُو بر عکسِ خلقان و جدا
اللہ تعالیٰ کی بردباری کی طرح بروں کیلئے پردہ تھا　　اس کے اخلاق لوگوں کے برعکس اور جدا تھے

بارہا می شُد بسُوئے کوہ فرد　　شاہ باصد لابہ اُورا منع کرد
بارہا، پہاڑ کی جانب اکیلا چلا جاتا تھا　　بادشاہ نے سو خوشامدوں سے اسے منع کیا تھا

ہر دم ارصد جرم را شافع شُدے　　چشمِ سُلطاں را ازو شرم آمدے
ہر وقت اگر سو جرموں کا سفارشی بنتا　　بادشاہ کی آنکھ کو اس سے شرم آتی

رفت اُو پیشِ عمادُ الملک راد　　سر برہنہ کرد و برخاک اُو فتاد
وہ، جوانمرد عماد الملک کے سامنے گیا　　سر ننگا کیا اور خاک پر گر گیا

کہ ۲ حرم باہر چہ دارم گو بگیر　　تا بگیرد حاصلم را ہر مُغیر
کہدے کہ لونڈی مع ہر چیز کے جو میرے پاس ہے لے لے　　حتیٰ کہ ہر لوٹنے والا میرے ماحصل کو لے لے

آں یکے اسپ ست جانم رہنِ اُوست　　گر برد مُردم یقیں اے خیر دوست
وہ ایک گھوڑا ہے، میری جاں اس میں گروی ہے　　اے بھلے دوست اگر وہ لے لےگا میں یقیناً مر جاؤں گا

گر برد ایں اسپ را از دستِ من　　من یقیں دانم نخواہم زیستن
اگر وہ میرے ہاتھ سے اس گھوڑے کو لے جائے گا　　میں یقین سے جانتا ہوں میں نہ جی سکوں گا

چوں خدا پیوستگی ام دادہ است　　بر سرم مال اے مسیحا زُود دست
چونکہ خدا نے اس سے مجھے دلچسپی دی ہے　　اے مسیحا! جلد میرے سر، پر ہاتھ پھیر دے

از ۳ زن و زر و عقارم صبر ہست　　ایں تکلّف نیست بے تزویری ست
زن اور زر اور جائیداد سے مجھے صبر حاصل ہے　　یہ بناوٹ نہیں ہے سچائی ہے

اندریں گر، می نداری باورم　　امتحاں کن امتحاں گفت و فرم
اگر اس بارے میں تجھے میرا یقین نہیں ہے　　میرے قول اور وعدے کا امتحان لے لے

آں عمادُ الملک گریاں چشم مال　　پیشِ سُلطان درد وید آشفتہ حال
عماد الملک روتا ہوا، آنکھیں ملتا ہوا　　پریشان حال، بادشاہ کے پاس دوڑ گیا

لب بہ بست پیش سلطان ایستاد　　راز گویاں با خدا ربُّ العباد
ہونٹ بند کر لئے اور بادشاہ کے پاس کھڑا ہو گیا　　رب العباد خدا سے راز کہتا ہوا

ایستادہ رازِ سُلطاں می شُنید　　واندراں اندیشہ اش ایں می تنید
وہ کھڑا ہوا بادشاہ کا راز سن رہا تھا　　اس دوران میں اس کا خیال یہ بنا رہا تھا

---

۱ مربداں را۔ بروں کی برائی کو اللہ تعالیٰ کی بردباری کی طرح چھپاتا تھا۔ بارہا۔ اس قدر بہادر تھا کہ اکیلا پہاڑوں کی طرف چلا جاتا تھا جہاں قاتل ڈاکو اور درندے بکثرت ہوتے ہیں۔ ہردم۔ اگر وہ ایک وقت میں سو سفارشیں بھی کرتا تو شاہ اس کی بات ٹالنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ رفت۔ وہ سردار جس کا گھوڑا اچھا تھا عماد الملک کے دربار میں ننگے سر زمین پر جا گرا۔

۲ کہ۔ عماد الملک سے عرض کیا کہ بادشاہ سے کہہ دیجئے کہ میری محبوبہ لونڈی اور سارا مال و زر لے لے اور لوٹنے والوں کو لوٹ کا حکم دیدے۔ آں یکے۔ بس میرا گھوڑا چھوڑ دے کیونکہ میری جان اس میں اٹکی ہے اس کے بغیر میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی محبت پیدا کر دی ہے اگر وہ میرے پاس سے چلا گیا تو میں مر جاؤں گا لہٰذا آپ مسیحائی دکھائیے۔

۳ از زن۔ اگر بادشاہ گھربار نقد و جائیداد لے لے گا تو میں صبر کر لوں گا۔ بے تزویری۔ یعنی سچائی۔ فر۔ شان و شوکت، یہاں دعویٰ مراد ہے۔ چشم مال۔ آنکھیں ملتے ہوئے۔ راز گویاں۔ عماد الملک بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہوا اور خدا سے راز کی باتیں کر رہا تھا جن کا ذکر آئندہ اشعار میں ہے۔ راز۔ سلطان۔ بادشاہ کی باتوں سے اس کے دلی خیال معلوم کر رہا تھا۔

کاے ۱ خدا گر آنجواں کژ رفت راہ — کہ نشاید ساختن جز تو پناہ

کہ اے خدا! اگر وہ جوان ٹیڑھا راستہ چلا ہے — کیونکہ تیرے سوا کسی کو پناہ نہ بنانا چاہیے

تو از آنِ خود بکُن بروَے مگیر — گرچہ اُو خواہد خلاص از ہر اسیر

تو اپنے شایان شان کر، اس کی گرفت نہ کر — اگرچہ وہ ہر قیدی سے اپنی خلاصی چاہے

زانکہ محتاج انداین خلقاں ہمہ — از گدائے گیرتا سُلطاں ہمہ

کیونکہ سب مخلوق محتاج ہے — سب، فقیر سے لے کر بادشاہ تک

باحضورِ ۲ آفتابِ باکمال — رہنمائی جُستن از شمعِ و ذُبال

مکمل سورج کے ہوتے ہوئے — بتی اور شمع سے رہنمائی حاصل کرنا

با حضورِ آفتاب خوش مساغ — رہنمائی جُستن از شمع و چراغ

خوش رفتار سورج کے ہوتے ہوئے — شمع اور چراغ سے رہنمائی ڈھونڈنا

بیگماں ترکِ ادب باشد زما — کفرِ نعمت باشد و فعلِ ہوا

بیشک ہمارا ترک ادب ہے — نعمت کا کفر اور خواہش نفس کا کام ہے

لیک اغلب ہوشہا در افتکار — ہمچو خُفّاش اند ظلمت دوستدار

لیکن سوچنے میں اکثر عقلیں — چمگاڈر کی طرح اندھیرے کو پسند کرنے والی ہیں

در شب از خُفاش کرمے می خورد — کرم را خورشید جاں می پرورد

چمگاڈر رات میں اگر کوئی کیڑام کھاتی ہے — کیڑے کی جان کو سورج پالتا ہے

در شب از خُفّاش کرمے ست مست — کرم از خورشید جُنبیدہ شدہ است

اگر چمگاڈر رات میں کیڑے سے مست ہے — کیڑا سورج کی وجہ سے حرکت کرنے والا بنا ہے

آفتابے ۳ کہ ضیا زو می زہد — دشمنِ خودرا نوالہ می دہد

سورج جس سے روشنی ابلتی ہے — اپنے دشمن کو خوراک دیتا ہے

لیک خُفّاشے کہ اُورہ گم کند — آخر از خورشید ہم یابد سند

لیکن چمگاڈر جو کہ راستہ گم کرتی ہے — آخر وہ بھی سورج سے سہارا پاتی ہے

لیک شہبازے کہ اُو خفّاش نیست — چشمِ بازش راست بیں و روشنیست

لیکن وہ شہباز جو چمگاڈر نہیں ہے — اس کی کھلی ہوئی آنکھ صحیح دیکھنے والی اور روشن ہے

گر بشب جُوید چو خفّاش اُو نمو — در ادب خورشید مالد گوشِ اُو

اگر وہ چمگاڈر کی طرح رات کو خروج کر لے — سورج سزا میں اس کا کان اینٹھ دے

---

۱ کاے خدا۔ خدا سے یہ راز کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگرچہ اس سردار کی یہ غلطی ہے کہ اس نے تجھے چھوڑ کر میری پناہ لی ہے۔ تُو از آن۔ اے خدا تو اس کی خطا پر گرفت نہ فرما اور اپنے شایانِ شان اس سے معاملہ کر۔ اسیر۔ کسی قیدی کے ذریعہ قید سے نجات چاہنا بیوقوفی ہے۔ زانکہ۔ مخلوق، مخلوق سے کچھ چاہے تو ایسا ہی ہے کہ ایک بھکاری دوسرے بھکاری سے بھیک مانگے۔

۲ با حضورِ۔ خدا کے ہوتے ہوئے بندوں سے مدد چاہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی سورج کے ہوتے ہوئے شمع اور چراغ کی بتی سے روشنی حاصل کر لے۔ بیگماں۔ یقیناً انسان کا یہ فعل خدا کی شان میں گستاخی ہے۔ فعل ہوا۔ یہ شیطان نفس کی خواہش ہے۔ لیک۔ لیکن اکثر انسان چمگاڈر صفت ہیں مسبب الاسباب سے قطع نظر کر کے اسباب سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ در شب۔ حالانکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اسباب سے جو حاصل ہوتا ہے وہ بھی اسی کی دین ہے۔ کرمے۔ چمگاڈر جو کیڑا کھاتی ہے اس کو سورج کی روشنی نے پالا ہے۔

۳ آفتابے۔ سورج اپنے دشمن چمگاڈر کو غذا دیتا ہے خدا کافروں کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ لیک۔ اسباب پر اعتماد کرنے والے بھی مسبب الاسباب کے سہارے مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔ لیک۔ عوام اسباب پر اعتماد کر لیں لیکن خواص کا یہ جرم ہے چمگاڈر رات کو رزق تلاش کرے، باز اگر ایسا کرے گا تو مجرم ہے۔

گویدش ۱ گیرم کہ آں خفاشِ لُد — علّتے دارد‘ تُرا بارے چہ شُد

سو اس سے کہے گا میں نے مانا کہ سرکش چمگادڑ — عیب رکھتی ہے لیکن تجھے کیا ہوا ہے؟

مالشت بدہم بز جرو اکتیاب — تاںتابی سَر‘ دگر از آفتاب

میں تجھے جھڑکی اور غم کی سزا دوں گا — تاکہ تو پھر سورج سے سرتابی نہ کرے

مُواخذہٗ یوسفِ صدّیق علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام

حضرت یوسف صدیق کا ہمارے نبی اور ان پر درود اور سلام ہو قیدخانہ

بحبسِ بِضعِ سنین بسبب یاری خواستن از غیر حق

کے ذریعہ کچھ سال مؤاخذہ‘ ان کے خدا کے غیر سے مدد چاہنے. اور کہنے کے

وگفتن واذکُرنی عِندَ ربّک الی اخر الایۃ

سبب کے علاوہ میرا ذکر کردے اپنے آقا کے سامنے

آنچناکہ یوسفؑ از زندانیے — بانیازے خاضعے سعدانیے ۲

جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے ایک قیدی سے — جو عاجز‘ پست‘ گرہ گیر تھا

خواست یاری‘ گفت چوں بیروں روی — پیشِ شہ گردد امورت مُستوی

مدد چاہی‘ کہا جب تو باہر جائے — بادشاہ کے سامنے تیرے معاملے ٹھیک ہو جائیں

یادِ من کُن پیشِ تختِ آں عزیز — تامرا ہم واخرد زیں حبس نیز

اس عزیز کے تخت کے سامنے مجھے یاد رکھنا — تاکہ مجھے بھی وہ اس قید سے چھڑا لے

کے دہد زندانیے در اقتناص — مَردِ زندانی دیگر را خلاص

قیدی پھنساؤ کی حالت میں کب دے سکتا ہے — نجات‘ دوسرے قیدی شخص کو؟

اہلِ ۳ دنیا جملگاں زندانی اند — انتظارِ مرگِ دارِ فانی اند

دنیا دار سب قیدی ہیں — دارِ فانی کی موت کے منتظر ہیں

جُز مگر نادر یکے فردانیے — تن بزنداں جانِ اُو کیوانیے

بجز کسی نادر یکتا کے — جس کا جسم قید خانہ میں اور روح زحل پر ہو

پس جزائے آنکہ دید اُورا معیں — ماند یوسف حبس در بضعِ سنیں

تو اس کی سزا کہ انہوں نے اس کو مددگار سمجھا — حضرت یوسف چند سال قید میں رہے

---

۱ گویدش۔ سورج باز کو کہیگا چمگادڑ میں تو بیماری تھی جس کی وجہ سے اس کی روش غلط ہوئی تو نے کیوں غلطی کی۔ مالشت۔ لہٰذا باز سزا کا مستحق ہے تاکہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کرے۔ مواخذہ۔ خواص اگر اسباب پر بھروسہ کریں تو مجرم ہیں اس کو حضرت یوسف کے واقعہ سے ثابت فرمایا ہے حضرت یوسف نے رہائی کی امید دوسرے قیدی سے وابستہ کی تو سزا ملی اور ان کو مزید جیل خانہ میں رکھا گیا۔ بانیازے۔ وہ قیدی خود عاجز اور ذلیل تھا حضرت یوسف نے اس کا سہارا ڈھونڈا۔

۲ سعدانیے۔ سعدان والا۔ سعدان ایک خاردار گھاس ہے اور ترازو کی گرہ کو بھی کہتے ہیں ہم نے اسی مناسبت سے گرہ گیر ترجمہ کیا ہے یعنی اس کے دل میں غم کی گرہیں تھیں۔ گفت۔ قرآن نے حضرت یوسفؑ کا مقولہ نقل کیا ہے وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ۔ اور کہا (یوسفؑ نے) اس آدمی سے جس کے بارے میں گمان کیا کہ وہ دونوں میں سے نجات پانے والا ہو کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کر دینا۔ یاد کن۔ اس شخص سے کہا کہ عزیز مصر کے یہاں میرا ذکر کر دینا۔ عزیز۔ مصر کے گورنر کو کہا جاتا تھا۔ اقتناص۔ شکار کا جال میں پھنسنا۔

۳ اہل دنیا۔ دنیا کے لوگوں سے مدد چاہنا قیدی سے رہائی میں مدد چاہنا ہے۔ مرگ۔ انسان کو مرنے پر دنیا کے قید خانہ سے نجات ملتی ہے۔ جز۔ ہاں کسی باخدا انسان سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ کیوان۔ زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پر مانا جاتا ہے۔ پس۔ چونکہ حضرت یوسف سے یہ لغزش ہوئی اس لئے مزید قید بھگتنی پڑی۔

یادِ ا یوسف دیواز عقلش سترد — وز دلش دیوآں سخن از یاد برد
شیطان نے حضرت یوسف کی یاد اس کے ذہن سے ہٹادی — اور شیطان نے وہ بات اس کے دل سے بھلا دی

زیں گنہ کامد ازاں نیکو خصال — ماند در زنداں زد اور ہفت سال
اس گناہ کی وجہ سے جوان نیک خصلت سے سرزد ہوا — وہ خدا تعالیٰ کی جانب سے سات سال قید میں رہے

کہ چہ تقصیر آمد راز خورشید داد — تاتو چوں خفاش افتی در سواد
کہ عطا کے سورج سے کیا کمی ہوئی تھی؟ — جس سے تو چمگاڈر کی طرح تاریکی میں گر گیا

ہیں چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب — تاتو یاری خواہی از ریگ و سراب
ہاں سمندر اور ابر کی جانب سے کونسی کوتاہی ہوئی؟ — جس سے تو ریت اور سراب سے مدد چاہنے لگا

عام ۲ اگر خفاش طبع اند و مجاز — یوسفا داری تو آخر چشم باز
عوام اگرچہ چمگاڈر کی طبیعت والے اور مجاز ہیں — اے یوسف! آخر تو کھلی ہوئی آنکھ رکھتا ہے

گر خفاشے رفت در کور و کبود — بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود
اگر کوئی چمگاڈر اندھے پن اور تاریکی میں چلی گئی — آخر شاہ کو دیکھے ہوئے باز کو کیا ہوا؟

پس ادب کردش بدیں جرم اوستاد — کہ مساز از چوبِ بوسیدہ عماد
تو اس خطا پر استاد نے ان کو سزا دی — کہ پرانی لکڑی کا ستون نہ بنا

لیک یوسف رابخود مشغول کرد — تانیاید دردلش زاں حبس درد
لیکن حضرت یوسف کو اپنے میں مشغول کر لیا — تاکہ اس قید سے ان کے دل میں درد نہ آئے

آنچنانش ۳ انس و مستی داد حق — کہ نہ زنداں ماند پیشش نے غسق
اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی انسیت اور مستی عطا کی — کہ نہ ان کے سامنے قیدخانہ رہا نہ تاریکی

نیست زندانے وحش تراز رحم — ناخوش و تاریک و پر خون و وخم
کوئی قیدخانہ (مادر) سے زیادہ وحشتناک نہیں ہے — ناخوش، اور تاریک اور خون بھرا اور ناموافق

چوں کشادت حق دریچہ سوے خویش — در رحم ہر دم فزاید تنت بیش
جبکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کھڑکی اپنی جانب کھول دی — ہر وقت رحم میں تیرا جسم بڑھتا ہے

۱ یادِ یوسف۔ قرآن پاک میں ہے فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ۔ اس قید خانہ سے چھوٹنے والے کو شیطان نے آقا کے پاس ذکر کرنا بھلا دیا۔ زیں گنہ۔ یہ معصیت نہ تھی زلت تھی ہفت سال۔ قرآن میں بضع کا لفظ فرمایا ہے جو تین سال سے نو سال تک کی مدت کے لئے بولا جاتا ہے مولانا نے سات سال متعین کئے ہیں۔ کہ چہ۔ حضرت یوسف پر ناراضی کا اظہار اس طریقہ پر کیا کہ ہماری جانب سے تمہاری روح میں کیا کمی آئی مہتم نے دوسرں کی مدد چاہی۔ ایں۔ ہاں۔ بحر وسحاب۔ یعنی ذلت خداندی۔ ریگ وسراب۔ یعنی وہ قیدی جس سے مدد چاہی۔

۲ عام۔ عوام تو اندھے ہیں وہ دوسرے سے مدد چاہتے ہیں مورد عتاب نہیں ہیں اے یوسف تمہاری تو آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ گر خفاشے۔ اگر چمگاڈر تاریکی چاہے تو اتنی قصوروار نہیں جتنا کہ شاہی باز مشہور ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ نیکوں کی نیکیاں بارگاہ کے مقربوں کی برائیاں ہیں یعنی وہی ایک بات جس پر نیکوں کو بھلائی ملتی ہے وہ بات اگر مقرب بارگاہ کرے تو اس کی گرفت ہو جاتی ہے۔ اوستاد۔ اللہ تعالیٰ۔ چوب۔ یعنی اسباب۔ لیک۔ چونکہ یوسف بہرحال محبوب خدا تھے اس لئے اس سزا میں بھی ان کو راحت عطا کردی گئی۔

۳ آنچنانش۔ اس قید کی حالت میں ان پر وہ تجلیات تھیں جن سے وہ اس قیدخانہ کو قیدخانہ سمجھتے تھے نہ وہاں کی تاریکی کو تاریکی۔ نیست۔ اس پر تعجب نہ کرو ماں کے رحم سے زیادہ تاریک کونسا قیدخانہ ہوگا لیکن خدا اس رحم کا دریچہ اپنی طرف کھول دیتا ہے اور بچہ کس قدر خوش وخرم رہ کر بڑھتا ہے۔

اندراں ۱ زنداں ز ذوقِ بیقیاس — خوش شگفت از غرسِ جسمِ تو حواس

اس قیدخانہ میں، بے اندازہ ذوق سے — تیرے جسم کے پودے سے عمدہ حواس کھل گئے

زاں رحم بیروں شُدن برتو درشت — می گریزی از زہارش سُوئے پُشت

اس رحم سے باہر آنا تیرے ناگوار ہو گیا — تو اس کی شرمگاہ سے کمر کی طرف بھاگنے لگا

راہِ لذّت از دروں داں نز بروں — ابلہی داں جُستنِ قصر و حصوں

لذت کا راستہ اندر سے سمجھ نہ کہ باہر سے — محل اور قلعوں کی جُستجو بے وقوفی سمجھ

آں یکے در کنجِ مسجد مَست وشاد — واں یکے در باغ تُرش و بیمراد

ایک مسجد کے کونے میں مست اور شاد ہے — اور وہ سرا باغ میں منہ بنائے اور بے مراد ہے

قصر چیزے نیست ویراں کُن بدَن — گنج در ویرانی ہست اے میرِ مَن

محل کوئی چیز نہیں ہے، دن کو ویران کر دے — اے میرے سردار! خزانہ ویرانی میں ہے

ایں نمی بینی کہ در بزمِ شراب — مَست آنگہ خوش شود کوشد خراب

کیا تو نہیں دیکھتا کہ شراب کی محفل میں — مست اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ ویران ہو جائے

گرچہ ۲ پُرنقش ست خانہ برکَنش — گنج جو وز گنج آباداں کُنش

اگرچہ گھر پُرنقش (ونگار) ہے اس کو اکھاڑ دے — خزانہ تلاش کر اور خزانہ سے اس کو آباد کر دے

خانۂ پُرنقش و تصویر و خیال — ویں صُوَر چوں پردہ بر گنجِ وصال

گھر نقش اور تصویر اور خیال سے بھرا ہوا — اور یہ صورتیں وصل کے خزانہ پر پردے کی طرح ہیں

پرتوِ گنج ست و تابشہائے زر — کہ دریں سینہ ہمی جوشد صُوَر

خزانے کا عکس اور سونے کی چمک ہے — کہ یہ صورتیں سینے میں جوش مارتی ہیں

ہم ۳ ز لُطف و عکسِ آبِ شَرف — پردہ شُد بر رُوئے آب اجزائے کف

شریف پانی کے عکس اور لطف سے بھی — پانی کی سطح پر جھاگ کے اجزاء پردہ ہو گئے ہیں

ہم زلُطف و جوشِ جانِ باثَمن — پردہ بر رُوئے جاں شُد شخصِ تن

قیمتی جان کے ہوش اور لطف سے بھی — جسم کا وجود جان کے چہرے پر پردہ بن گیا ہے

پس مثل بشنو کہ در افواہ خاست — کانچہ برما می رود آں ہم زماست

تو وہ مثل سن لے جو زبانوں پر جاری ہے — کہ جو کچھ ہم پر گزرتی ہے وہ ہماری طرف سے ہے

---

۱ اندراں۔ اس رحم مادر کے قیدخانہ میں بچہ کے حواس کے پھول کھلتے ہیں۔ زاں۔ بچہ اس رحم سے نکلنا پسند نہیں کرتا یہ پیدائش کے وقت پیچھے کو بھاگتا ہے۔ زہار۔ شرمگاہ۔ راہ لذت۔ لذت کا مدار خارجی اسباب پر نہیں ہے سکون قلب پر ہے دولت اور قلعوں میں لذت کی تلاش بیوقوفی ہے۔ آں یکے۔ جس کو اللہ تعالیٰ قلبی سکون دے دیتا ہے وہ مسجد کے کونے میں مست رہتا ہے، ورنہ چمن میں رنجیدہ رہتا ہے۔ قصر۔ معلوم ہوا کے لذت قلعہ اور محل میں نہیں ہے لہٰذا تو اس جسم کے قلعہ کو مجاہدے سے برباد کر دے پھر دیکھ ویرانے میں تجھے کیسا خزانہ ملتا ہے۔ ایں نمی بینی۔ شرابی کو اس وقت لذت آتی ہے جب جرم شراب خراب اور اس کے حواس ویران ہو جاتے ہیں۔

۲ گرچہ۔ جسم کے نقش ونگار کی پسندیدگی کی وجہ سے اس کے ویران کرنے سے نہ گھبرا اس لئے کہ اس کو ویران کرنے کے بعد اس میں سے بہت قیمتی خزانہ برآمد ہوگا۔ خانہ۔ اس گھر کی بنیاد میں خزانہ مدفون ہے اور یہ حسین مکان اس کا پردہ ہے۔ پرتو گنج۔ سینہ میں جو حسین تصویر ابھرتی ہے یہ اس اصل خزانہ کا عکس ہے۔

۳ ہم زلطف۔ جس طرح انسان جھاگ کی وجہ سے اصل پانی کے نظارہ سے محروم رہتا ہے اسی طرح اس جسم کے نقش ونگار کی وجہ سے روح کے خزانہ کے لطف سے محرومی ہے۔ ہم ز لطف۔ انسان کا بدن روح کے خزانہ کا پردہ اور حجاب ہے۔ پس۔ جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارا جسمانی نقش ونگار ہی روح کے خزانہ کے دیدار سے محرومی کا سبب ہے تو یہ مثل ہم پر بالکل صادق آ گئی کہ ہمارے مصائب خود ہمارے پیدا کردہ ہیں۔

زیں ۱حجاب ایں تشنگانِ کف پرست　　زابِ صافی اُو فتادہ دُور دست
یہ پیاسے جھاگ کے پجاری اس پردے کی وجہ سے　　صاف پانی سے دور جا پڑے ہیں

آفتا بابا چو تُو قبلہ وُامیم　　شَب پَرستی و خُفّاشی می کنیم
اے آفتاب۔ تجھ جیسے قبلہ اور امام کے ہوتے ہوئے　　ہم شب پرستی اور چمگاڈر پن کر رہے ہیں

سُوئے خود کُن ایں خُفاشاں را مطار　　زیں خُفاشی شاں بخر اے مُستجار
ان چمگاڈروں کی اڑان اپنی طرف کر دے　　اے پناہ گاہ! اس چمگاڈر پن سے نجات دیدے

ایں جواں زیں جُرم ضالست ومُغیر　　کہ بمَن آمد دلے اُورا مگیر
یہ جوان اس جرم کی وجہ سے گمراہ اور تباہی مچانے والے ہے　　کہ میرے پاس آیا　لیکن اس کی گرفت نہ کر

در عمادُ المُلک ایں اندیشہا　　گشت جوشاں چوں اَسد در بشیہا
عماد الملک میں یہ خیالات　　جوش مار رہے تھے　جیسے کہ شیر کچھاروں میں

ایستادہ۲ پیشِ سُلطاں ظاہرش　　در ریاضِ غیَب جانِ طائرش
اس کا ظاہر بادشاہ کے سامنے کھڑا تھا　　اس کی روح کا پرند غیب کے باغوں میں تھا

چوں ملائک اُو باقلیمِ اَلَست　　ہر دَمے می شُد زشُرب تازہ مَست
وہ فرشتوں کی طرح اَلست کے ملک میں تھا　　وہ ہر لحظہ نئی شراب نوشی سے مست ہو رہا تھا

اندروں سُور و بُروں چوں پُر غمے　　در تَنِ ہمچوں لَحَد خوش عالَمے
اندر خوشی اور باہر غمگین جیسا　　لحد جیسے جسم میں　ایک اچھا عالم تھا

اُو دریں حیرت بُدو دَر انتظار　　تاچہ۳ پیدا آید از غیب و سِرار
وہ اسی حیرت اور انتظار میں تھا　　کہ غیب اور راز سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اَسپ اندر کشیدند آں زماں　　پیشِ خُرم شاہ سَر ہنگاں کشاں
اسی وقت گھوڑے کو اندر کھینچ لائے　　سپاہی خرم شاہ کے سامنے کشاں کشاں

اَلحق اندر زیرِ ایں چرخِ کبُود　　آنچناں اَسپے بقدّو تگ نبُود
واقعی اس نیلے آسمان کے نیچے　　ایسا گھوڑا قد اور رفتار میں نہ تھا

می ربودے رنگِ اُوہر دیدہ را　　مَرحبا آں برق دمہ زائیدہ را
اس کا رنگ ہر آنکھ کو اچک لیتا تھا؟　　مرحبا ہے اس برق اور چاند کے بچے پر

---

۱ زیں حجاب۔ جھاگ کے پجاری اسی جھاگ کے پردے کی وجہ سے پانی سے محروم ہیں۔ آفتابا۔ مسبب الاسباب کے ہوتے ہوئے اسباب پر توکل ہمارا چمگاڈر پن ہے۔ سوی خود کن۔ ان اسباب پرستوں کو اپنی طرف متوجہ کر دے تا کہ تجھ پر بھروسہ کریں۔ ایں جواں۔ جس کا گھوڑا چھینا ہے اس نوجوان نے میرا سہارا ڈھونڈا ہے یہ اس کی انتہائی غلطی ہے۔ درعمادالملک۔ عمادالملک کے دل میں یہ باتیں جوش مار رہی تھیں جو اوپر کے اشعار میں مذکور ہوئیں۔

۲ ایستادہ۔ اس کا جسم بادشاہ کے سامنے تھا اور روح غیب کے چمن زاروں میں اس مناجات میں مشغول تھی۔ چوں ملائک۔ فرشتوں کی طرح اس کی روح اس مقام میں تھی جہاں خدا سے مکالمہ ہو رہا تھا۔ اندروں۔ اس ہم کلامی کی مستی سے اس کے باطن میں سرور تھا اور جسم اس مظلوم کی وجہ سے غمگین تھا۔ لحد۔ اس تنگ لحد جیسے جسم میں ایک عالم مسرت تھا۔

۳ تاچہ۔ اس گھوڑے کے بارے میں عالم غیب کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ خرم شاہ۔ خوارزم شاہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ الحق۔ عمادالملک نے جب اس گھوڑے کو دیکھا تو واقعی وہ بے نظیر گھوڑا تھا۔ می ربودے۔ اس قدر حسین رنگ تھا کہ آنکھوں کو اچک رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑا گھوڑے اور گھوڑی سے نہیں پیدا ہوا بلکہ چاند اور برق سے پیدا ہوا ہے۔

ہمچو[1] مہ ہمچوں عُطارُد تیز رَو — گوئیا صَرصَر علَف بُودش نہ جو

چاند جیسا ' عطارد کی طرح تیز رفتار — گویا ' تیز ہوا اس کا چارہ تھی نہ کہ جو

ماہ عرصہ آسماں را دَر شبے — می بَرد اندر مَسیر وَ مَذ ہبے

چاند ' ایک رات میں آسمان کے میدان کو — چلنے اور رفتار میں قطع کرتا ہے

چوں بیک شب مَہ بُرید اَراج را — ازچہ مُنکر می شوی مِعراج را

جب چاند نے ایک رات میں برجوں کو طے کر لیا — تو تو معراج کا کیوں منکر بنتا ہے؟

صَد چو ماہ است آں عجب دُرِّ یتیم — کہ بیک ایمائے اُوشُد مَہ دونیم

وہ عجیب در یکتا سو چاند جیسا ہے — کہ اس کے ایک اشارے سے چاند کو ٹکڑے ہو گیا

آں عجَب کو در شگاف مہ نمُود — ہم بقدرِ ضعف حِسِ خلق بُود

وہ عجیب بات جو چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے میں دکھائی — وہ مخلوق کے ادراک کی کمزوری کے بقدر تھی

کاروبارِ[2] انبیاء و مُرسلوں — ہَست از افلاک و اختر ہا بُروں

انبیاء اور رسولوں کے کاروبار — آسمانوں اور ستاروں سے باہر ہیں

تو بروں رَو ہم زا فلاک و دوار — وانگہاں نظارہ کن آں کاروبار

تو بھی آسمانوں اور گھومنے والے سے باہر نکل — تب اس کاروبار کا نظارہ کر

درمیان بیضہ چوں فرخہا — نشنوی تسبیح مُرغانِ ہَوا

تو چوزوں کی طرح انڈے میں ہے — تو ہوا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سنتا ہے

مُعجزات اینجا نخواہد شرح گشت — ز اسپ و خُرم شاہ گوی و سرگزشت

معجزوں کی اس جگہ تشریح نہ ہو سکے گی — گھوڑے اور خرم شاہ اور سرگزشت کی بات کر

آفتابِ[3] لُطفِ حق بر ہرچہ تافت — از سگ و از اسپ فرِّ کہف یافت

اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ — کتے اور گھوڑے پر اس نے کہف کی شان و شوکت حاصل کر لی

تابِ لُطفش را تو یکساں ہم مداں — سنگ را و لعل را داد اُو نشاں

تو اس کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ — پتھر اور لعل کو اس نے نشانی دی ہے

لعل رازاں ہست گنجِ مُتقبِس — سنگ را گرمی و تابانی و بَس

لعل کے پاس سے اس سے کامل شدہ خزانہ ہے — پتھر کے لئے گرمی اور تابش ہے اور بس

[1] ہمچو۔ چاند اور عطارد کی طرح تیز رو تھا معلوم یہ ہوتا تھا کہ وہ جو اور دانے کی بجائے تیز ہوا سے پلا ہے۔ ماہ۔ چاند کی تیز روی کا بیان ہے۔ ازچہ۔ جب آنحضورؐ سے کم درجہ چاند کی یہ رفتار آنکھوں نے دیکھی ہے تو آنحضورؐ کی سیر معراج پر کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ صد چو ماہ۔ آنحضورؐ کا درجہ تو یہ ہے کہ چاند ان کی آنگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ آں عجب۔ یہ تعجب خیز معجزہ چاند میں اس لئے دکھایا گیا کہ ہمارا ضعیف احساس اسی کا ادراک کر سکتا تھا آپ کے وہ عجائب ہیں جو ہمارے احساس اور ادراک میں نہیں سما سکتے۔

[2] کارُوبار۔ انبیاء کے اصل معجزے ان مادیات سے وراء ہیں۔ تو بروں رو۔ تو اس مادی دنیا سے نکل پھر انبیاء کے عجائب کا نارہ کر۔ درمیاں۔ ان مادیات میں رہتے ہوئے تیری مثال انڈے کے اندر کے چوزے کی سی ہے جو فضا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سن سکتا۔ معجزات۔ معجزوں کی بحث کی یہاں گنجائش نہیں ہے گھوڑے اور خرم شاہ اور اس واقعہ کی بات کرنی چاہیے۔

[3] آفتاب۔ اللہ تعالیٰ کی مہربان کا سورج جس پر چمک جاتا ہے وہ کتا ہو یا گھوڑا اس میں اصحاب کہف کے کہف کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ تاب۔ لیکن اس چمک کو یکساں نہ کہہ پتھر اور لعل کی صلاحیتوں کے فرق سے اس میں فرق ہے۔ لعل۔ لعل اسی چمک سے خزانہ حاصل کر لیتا ہے پتھر میں رف گرمی اور تابش پیدا ہوتی ہے۔

آنکه ا بر دیوار افتد آفتاب | آنچناں نبود کز آب و اضطراب
جو دھوپ دیوار پر پڑتی ہے | ایسی نہ ہو گی جیسی کہ پانی اور حرکت سے

رجوع بحکایت سلطان و اسپ و عماد الملک و پشیماں کردن شاہ را
سلطان اور گھوڑے اور عماد الملک کے قصہ کی جانب رجوع اور شاہ کو شرمندہ کرنا

چوں دمے حیراں شد از وے شاہ فرد | رُوئے خود سُوی عماد الملک کرد
جب تھوڑی دیر یکتا شاہ اس سے حیران ہوا | اس نے اپنا رخ عماد الملک کی جانب کیا

کاے اخی بس خوب اسپے نیست ایں | از بہشت ست ایں مگر نے از زمیں
کہ اے بھائی! کیا بہترین گھوڑا نہیں ہے؟ | شاید یہ بہشت کا ہے نہ کہ زمین کا

پس ۲ عماد الملک گفتش اے خدیو | چوں فرشتہ گردد از میلِ تو دیو
تو عماد الملک نے اس سے کہا اے شاہ! | آپ کے میلان سے شیطان فرشتہ جیسا بن جاتا ہے

در نظر آنچہ آوری گردید نیک | پس گش و رعناست ایں مرکب ولیک
جو چیز آپ پسند کریں وہ اچھی ہی ہو گئی | یہ سواری بہت عمدہ اور زیبا ہے، لیکن

ہست ناقص آں سر اندر پیکرش | چوں سرِ گاوست گوئی ایں سرش
اس کے جسم میں سر ناقص ہے | گویا اس کا یہ سر بیل کے سر کی طرح ہے

در دلِ خُرم شہ ایں دم کار کرد | اسپ را در منظرِ شہ خوار کرد
خرم شاہ کے دل میں یہ بات کارگر ہو گئی | سلطان کی نظر میں گھوڑے کو ذلیل کر دیا

چوں غرض دلّالہ گشت و واصفے | از سہ گز کر باش یابی یوسفے
جب غرض دلال اور بیان کرنے والی ہو جائے | تو تین گز سوتی کپڑے سے یوسف کو حاصل کریگا

چوں ۳ کہ ہنگامِ فراقِ جاں شود | دیو دلّالِ دُرِ ایماں شود
جب روح کی جدائی کا وقت ہوتا ہے | شیطان ایمان کے موتی کا دلال بن جاتا ہے

پس فروشد ابلہ ایماں را شتاب | اندراں تنگی بیک ابریقِ آب
تو بیوقوف ایمان کو فوراً فروخت کر دیتا ہے | اس تنگی میں، ایک لوٹے پانی کے بدلے

واں خیالے باشد و ابریق نے | قصدِ آں دلّالہ جز تخریق نے
وہ ایک خیال ہوتا ہے اور لوٹا نہیں ہے | اس دلال کا ارادہ ٹکڑے کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے

ایں زماں کہ تو صحیح و فربہی | صدق را بہرِ خیالے میدہی
اس وقت کہ تو تندرست اور فربہ ہے | تو ایک خیال میں سچائی کو دے ڈالتا ہے

ا آنکہ۔ سورج کی روشنی قبول کرنے میں دیوار اور پانی کی سطح خصوصاً جبکہ وہ متحرک ہو برابر نہیں ہے۔ چوں۔ اس گھوڑے کے حسن پر تھوڑی دیر شاہ حیران رہا پھر عماد الملک کی جانب رخ کر کے بولا۔ از بہشت۔ یہ گھوڑا زمین کی پیداوار نہیں ہے شاید بہشت سے آیا ہے۔

۲ پس۔ عماد الملک نے شاہ سے کہا کہ آپ کی پسندیدگی سے شیطان بھی فرشتہ بن جاتا ہے۔ ولیک۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی گھوڑے میں اور تو خوبیاں ہیں لیکن اس کا سر ناقص ہے بیل کا سا معلوم ہوتا ہے۔ چوں۔ چونکہ عماد الملک کی غرض اس گھوڑے کو برا کہنے سے وابستہ تھی لہٰذا اس نے اس کو برا کہا اور گھوڑے کی وقعت گر گئی۔ از سہ گز۔ مشہور ہے کہ حضرت کو خریداروں نے معمولی قیمت پر خرید لیا تھا۔

۳ چونکہ۔ موت کے وقت کی پریشانی میں شیطان ایمان کو اس قدر حقیر کر کے دکھاتا ہے کہ بیوقوف آدمی اس کو ایک لوٹے پانی کے بدلے میں فروخت کر دیتا ہے۔ قصد۔ شیطان کا مقصد تو ایمان کو برباد کرنا ہوتا ہے۔ ایں انس۔ ایمان کے بیچنے کے قصہ میں تعجب کی کیا بات ہے انسان زندگی میں بھی معمولی نفع کے خیال پر جھوٹ بول دیتا ہے۔

می[۱] فروشی ہر زماں دُرّے زکاں | می ستانی ہمچو طفلے گردگاں
تو ہر وقت کان میں سے ایک موتی فروخت کر دیتا ہے | بچہ کی طرح اخروٹ لے لیتا ہے

پس دراں رنجوری و روزِ اجل | نیست نادر گر بُوَد اینت عمل
اس تکلیف اور موت کے دن | تعجب نہیں ہے اگر تیرا یہ عمل ہو

در خیالت صورتے جوشیدہ | ہمچو جوزے وقتِ دق بوسیدہ
تیرے خیال میں ایک صورت جوش مارتی ہے | توڑنے کے وقت سڑے ہوئے اخروٹ کی طرح ہے

ہست از آغاز چوں بدر آں خیال | لیک آخر می شود ہمچوں ہلال
شروع میں وہ خیال چودھویں کے چاند کی طرح ہے | لیکن آخر میں ہلال کی طرح ہو جاتا ہے

گر تو اوّل بنگری در آخرش | فارغ آئی از فریبِ فاترش
اگر تو شروع میں اس کے آخر کو دیکھ لے | اس کے ست فریب سے خالی ہو جائے

جوزِ[۲] بوسیدست دنیا اے امیں | امتحانش کم کُن از دورش ببیں
اے امانت دار! دنیا گلا ہوا اخروٹ ہے | اس کو نہ آزما اس کو دور سے دیکھ لے

شاہ دید آں اسپ را با چشمِ حال | واں عمادُ الملک با چشمِ مآل
شاہ نے اس گھوڑے کو حال کی نگاہ سے دیکھا | اور اس عماد الملک نے انجام کی نگاہ سے

چشمِ شہ دوگز ہمی دید از لُغز | چشمِ آں پایاں نگر پنجاہ گز
شاہ کی آنکھ پیچیدہ سوراخ سے دوگز دیکھتی تھی | اس انجام بین کی نگاہ نے پچاس گز

تاچہ سُرمہ ست آنکہ یزداں میکشد | کز پسِ صد پردہ بیند جاں رَشد
کیسا سرمہ ہے جو خدا لگا دیتا ہے؟ | کہ سو پردوں کے پیچھے سے روح راہ راست کو دیکھ لیتی ہے

چشمِ[۳] مہتر چوں بآخر بُود جُفت | پس بداں دیدہ جہاں را جیفہ گفت
سردار کی آنکھ چونکہ انجام سے وابستہ تھی | تو اس آنکھ سے دنیا کو مردار فرمایا ہے

زیں یکے ذمّش کہ بشنود و حسب | بس فسرد اندر دل شہ مہرِ اسپ
اس کی ایک برائی سے جو بادشاہ نے سنی اور بس | شاہ کے دل میں گھوڑے کی محبت افسردہ ہو گئی

چشمِ خود بگذاشت چشمِ اُو گزید | ہوشِ خود بگذاشت قولِ اُو شنید
اس نے اپنی آنکھ چھوڑ دی اس کی آنکھ اختیار کر لی | اپنا ہوش چھوڑا اس کی بات سن لی

---

۱ می فروشی۔ معمولی نفع کے عوض سچائی کو فروخت کرنا ایسا ہے جیسے بے عقل بچہ وتی کے عوض چند اخروٹ خرید لیتا ہے۔ پس دراں۔ اس وقت انسان مجبور بھی نہیں ہے موت کے وقت تو اس کو پیاس لگی ہو گی۔ در خیالت۔ یہ خیال جس کی وجہ سے انسان سچائی کو فروخت کر دیتا ہے ایک سڑا ہوا اخروٹ ہے۔ ہست۔ شروع میں وہ خیال بڑا بھلا معلوم ہوتا لیکن انجام کار وہ حقیر بن جاتا ہے۔ گر تو۔ اگر انسان ابتداء ہی انجام پر نظر کر لے تو فریب سے بچ جائے۔

۲ جوز۔ یہ دنیا کا نفع ایک بوسیدہ اخروٹ ہے اور یہ اس قدر واضح بات ہے کہ اس کو آزمانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے اس گھوڑے کے موجود حسن و جمال پر نظر کی اور عماد الملک نے اس کے انجام پر کہ اس گھوڑے کے اس طرح چھیننے سے کتنا بڑا ظلم ہو گا اور انجام کیا ہو گا۔ چشم۔ بادشاہ کی نظر دو گز تک دیکھ رہی تھی اور وہ بھی ٹیڑھے سوراخ میں سے عماد الملک کی نظر پچاس گز تک دیکھ رہی تھی۔ لغز۔ چوہے کا سوراخ جو عموماً آڑا ترچھا ہوتا ہے۔ تاچہ۔ اللہ تعالیٰ جس کو بصیرت عطا فرماتا ہے تو وہ ایسا سرمہ کہ سو پردوں کے پیچھے بھی چیز کو دکھا دیتا ہے۔

۳ چشم مہتر۔ آنحضورؐ نے دنیا کو جو مردار کہا ہے وہ انجام کے اعتبار سے کہا ہے۔ زیں یکے۔ عماد الملک کے صرف یہ کہنے سے کہ اس گھوڑے کا سر ناقص ہے وہ گھوڑا شاہ کے دل سے اتر گیا۔ چشم۔ بادشاہ نے اپنی آنکھ اور پر عماد الملک کی آنکھ اور بات کو ترجیح دی۔

ایں بہانہ بُود آں دیّانِ فرد　　از۱ نیاز آں در دلِ شہ سرد کرد
یہ ایک بہانہ تھا اس یکتا بدلہ دینے والے نے　　نیاز کی وجہ سے اس کو شاہ کے دل میں سرد کر دیا

دَر بہ بَست از حُسن اُو پیشِ بَصر　　آں سخن بُد درمیاں چوں بانگِ در
نر کے سامنے اس کے حسن کا دروازہ بند کر دیا　　وہ بات درمیان میں دروازہ کی آواز کی طرح تھی

پَردہ کرد آں نُکتہ را بر چشمِ شہ　　کہ ازاں پَردہ نماید مَہ سیَہ
اس نکتہ کو شاہ کی آنکھ کا پردہ بنا دیا　　کہ اس پردے سے چاند کالا نظر آتا ہے

پاک۲ بَنّائے کہ بر سَاز وصُول　　دَر جہانِ غیب از گفت وفسوں
اس پاک بنانے والے نے جو قلعے بنا دیتا ہے　　گفتگو اور سحر کے عالمِ غیب میں

بانگ دَرداں گفت را از قصرِ راز　　تا کہ بانگِ واشدُ ست ایں یا فراز
گفتگو کو راز کے قلعہ کے دروازہ کی آواز سمجھ　　کہ یہ کُھلنے کی آواز ہوئی یا بند ہونے کی

بانگِ دَر محسوس و دَر از حس بُروں　　تبصِرُوں ایں بانگ و دَر لاتُبصِرُوں
دروازہ کی آواز محسوس ہے اور دروازہ حس سے خارج ہے　　تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور در کو نہیں دیکھتے

چنگِ حکمت چونکہ خوش آواز شُد　　تاچہ دَر از رَوضِ جنّت باز شُد
دانائی کی سارنگی جبکہ خوش آواز بنی　　دیکھ جنت کا کونسا دروازہ کھلا؟

بانگ گفت بَد چو دَر وامی شوَد　　از سَقرتا خود چہ دَر وامی شوَد
بری بات کی آواز جب مطلق ہوتی ہے　　تو دیکھ جہنم کا کونسا دروازہ کھلتا ہے؟

بانگِ دَر بشنو چُو دوری از درش　　اے خُنک آں را کہ واشُد منظرش
جبکہ تو اس کے دور ہے دروازہ کی آواز سن لے　　وہ چین سے ہے جس کا منظر کشادہ ہو گیا

چوں۳ تو می بینی کہ نیکی می کُنی　　بر حیات و راحتے برمی تنی
جب تو دیکھے کہ نیکی کر رہا ہے　　تو زندگی اور راحت کی تیاری کر رہا ہے

چونکہ تقصیر و فسادے رَوَد　　آں حیات و ذوق پنہاں میشوَد
جب قصور اور فساد ہو رہا ہے　　وہ زندگی اور ذوق چھپ رہا ہے

دید خود مگذا راز دید خَساں　　کہ بمُردارت کشند ایں کرگساں
کمینوں کی دید کی وجہ سے تو اپنی دید کو نہ چھوڑ　　کیونکہ یہ گدھ تجھے مردار کی جانب کھینچتے ہیں

چونکہ۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ دید خود۔ دنیا کی فانی نعمتوں کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ دنیاداروں کی بات کا اعتبار نہ کر یہ گدھ ہیں جو تجھے مردار کی طرف لے جاتے ہیں۔

۱ زیبا۔ چونکہ عماد الملک نے نیاز مندی سے دعا کی تھی کہ شاہ سے یہ ظلم سرزد نہ ہو لہٰذا خدا نے اس کی بات کو اس دعا کی منظوری کا ایک سبب اور بہانہ بنا دیا۔ در بہ بست۔ شاہ کے گھوڑے کو ناپسند کرنے کا اصل سبب اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ اس نے اصل دروازہ جو اس کے حسن کو دیکھنے کا تھا بند کر دیا اور عماد الملک اس کی ایک ظاہری علامت تھا مکان کی چیزیں دروازہ بند کرنے سے چھپ جاتی ہیں اور جس شخص نے دروازہ نہ دیکھا ہو وہ دروازہ بند ہونے کی آواز کو چیزوں کے مستور ہونے کا سبب سمجھتا ہے۔ پردہ۔ عماد الملک کی بات کو اللہ تعالیٰ نے نظر کا پردہ بنا دیا اور شاہ کی نظر سے گھوڑے کا حسن پوشیدہ ہو گیا۔

۲ پاک۔ انسان کی بات کے نتائج عالم آخرت میں نمودار ہوتے ہیں۔ گفت۔ تو اپنی آواز کو دروازہ کی آواز سمجھ اور پہچان کہ اس آواز سے دروازہ بند ہوا ہے یا کھلا ہے۔ بانگ دَر۔ انسانوں کو در کی آواز جو خود انکی گفتگو ہے محسوس ہوتی ہے وہ جس دروازے کے کھلنے اور بلند ہونے کی آواز ہے وہ دروازہ نہیں آتا وہ عالمِ غیب میں ہے۔ چنگ۔ انسان کوئی دانائی کی بات کرتا ہے تو جنت کا دروازہ کھلتا ہے۔ بانگ۔ برے کلمہ کی آواز دوزخ کا دروازہ کھولتی ہے۔ درول معلق سرنگوں۔ بانگ در۔ جبکہ تجھے دروازہ نظر نہیں آتا تو اس کی آواز سن لے اور اس کے ذریعہ اس دروازہ کو سمجھ لے۔

۳ چوں تو۔ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اس کا محل جنت میں تیار ہوتا ہے۔ حیات۔ یعنی جنت کی ابدی زندگی۔ راحتے۔ یعنی جنت کی راحت

چشم ا چوں نرگس فرو بندی کہ چی — ہیں عصا ام گش کہ کورم اے اخی

تو نے نرگس کی طرح آنکھ بند کر لی، کہ کیا ہے؟ — ہاں اے بھائی! میری لاٹھی (پکڑ کر) کھینچ کیونکہ میں اندھا ہوں

دیں عصا کش کہ گزیدی در سفر — چوں بہ بینی باشد از تو کور تر

اور یہ لاٹھی کھینچنے والا جو تو نے سفر میں منتخب کیا — جب تو غور کرے گا وہ تجھ سے زیادہ اندھا ہو گا

دست کورانہ بحبل اللہ زن — جز بر امر و نہی یزدانی متن

اندھا دھند اللہ کی رسی پر ہاتھ ڈال — خدائی امرونہی کے سوا ارادہ نہ کر

چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا — کیں ہوا شد صرصرے مر عاد را

اللہ کی رسی کیا ہے خواہش (نفسانی) کو چھوڑنا — کیونکہ یہ خواہش (نفسانی) عاد کے لئے آندھی تھی

خلق در زنداں نشستہ از ہواست — مرغ را پرہا بہ بستہ از ہواست

مخلوق خواہش (نفسانی) کی وجہ سے قیدخانہ بیٹھی ہے — پرند کے پر خواہش نفسانی کی وجہ سے بندھے ہیں

ماہی ۲ اندر تابہ گرم از ہواست — رفتہ از مستوریاں شرم از ہواست

مچھلی گرم توے میں خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے — مستورات سے خواہش نفسانی کی وجہ سے شرم رخصت ہو رہی ہے

خشم شحنہ شعلۂ نار از ہواست — چار میخ و ہیبت دار از ہواست

کوتوال کا غصہ آگ کی چنگاری خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے — سزا اور سولی کا خوف خواہش نفسانی کی وجہ سے

شحنۂ اجسام دیدی بر زمیں — شحنۂ احکام جاں را ہم بہ بیں

تو نے زمین پر جسموں کو کوتوال دیکھا ہے — روح کے احکام کے کوتوال کو بھی دیکھ لے

روح را در غیب خود اشکنجہاست — لیک تا نجہی شکنجہ در خفاست

خود روح کے لئے غیب میں شکنجے ہیں — لیکن جب تک تو نہیں نکلتا شکنجہ پوشیدگی میں ہے

چوں ۳ رہیدی بینی اشکنجہ دمار — زانکہ ضد از ضد گردد آشکار

جب تو چھوٹے گا ہلاکت کا شکنجہ دیکھ لے گا — کیونکہ ایک ضد دوسری ضد سے واضح ہوتی ہے

آنکہ درچہ زاد و درآب سیاہ — او چہ داند لطف دشت و رنج چاہ

جو شخص کنویں اور کالے پانی میں پیدا ہوا — وہ جنگل کے لطف اور کنویں کی تکلیف کو کیا جانے؟

چوں رہا کردی ہوا از بیم حق — در رسد سغراق از تسنیم حق

جب تو نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے خواہش نفسانی چھوڑ دی — اللہ تعالیٰ کی تسنیم سے پیالہ پہنچے گا

---

۱ چشم۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی چشم بصیرت عطا کی ہے تو بتکلف اندھا نہ بن۔ چی۔ چہ یعنی اندھوں کی طرح دریافت نہ کر۔ واین عصا کش۔ جس کو تو اپنا رہبر بنا رہا ہے وہ دنیا دار تجھ سے زیادہ اندھا ہے۔ دست کورانہ۔ اگر تو مجتہد نہیں ہے تو اللہ کی رسی پکڑ لے اور اس کے کھلے ہوئے احکام کی پابندی کر لے۔ چیست۔ اللہ کی رسی خواہش نفس کو ترک کرنا ہے، قوم عاد اسی نفسانی خواہش کی وجہ سے تباہ ہوئی اور ان پر آندھی کا عذاب آیا۔ خلق۔ ہر جاندار نفسانی خواہش کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

۲ ماہی۔ مچھلی اگر چارے کا لالچ نہ کرے تو کبھی کانٹے میں پھنس کر توے پر نہ بھنے، عورتیں اسی لالچ سے خواہش میں مبتلا ہوتی ہیں۔ شحنہ۔ کوتوال کا غصہ و غضب انسان پر اسی خواہش نفسانی کی وجہ سے نازل ہوتا ہے اور اس کو چار میخ اور سولی کی سزا اسی وجہ سے ملتی ہے۔ شحنہ۔ تو دنیاوی کوتوال کو دیکھتا ہے آخرت کے کوتوال کو بھی مدنظر رکھ۔ روح۔ روح کے لئے عذاب کے آلات ہیں جو مرنے کے بعد نظر آئیں گے۔ نجہی۔ یعنی جب تک تو دنیا سے نہ جائے گا۔

۳ چوں رہیدی۔ جب تو عالم آخرت کی وسعتوں میں پہنچے گا تو اس دنیا کا شکنجہ ہونا سمجھے گا اس لئے کہ ضد کو دیکھ کر اس کی ضد پوری طرح سمجھ میں آتی ہے۔ انکہ۔ کنویں کا مینڈک جب تک چمن کی سیر نہیں کرتا نہ اس کو کنویں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے نہ چمن کے لطف کا۔ چوں۔ جب تو نفسانی خواہش کو ترک کر دے گا تو آخرت کی نعمتوں کا لطف محسوس کرنے لگے گا۔ سغراق۔ پیالہ۔ تسنیم۔ جنت کی نہر ہے۔

لا تطرّق فی ھواک سلسبیل ۱ — مِن جناب اللہ نحو السّلسبیل

اپنی خواہش نفسانی پر نہ چل راستہ کی درخواست کر — خدا کے دربار سے سلسبیل کی جانب

لاتکن طوع الھویٰ مثل الحشیش — انّ ظلّ العرش اولیٰ من عریش

گھاس کی طرح خواہش نفسانی کا تابعدار نہ بن — بیشک عرش کا سایہ جھونپڑی سے بہتر ہے

گفت سلطاں اسپ را واپس برید — زود تر زیں مظلمہ بازم خرید

بادشاہ نے کہا گھوڑا واپس لے جاؤ — بہت جلد، مجھے اس ظلم سے نجات دو

بادلِ خودشہ بفرمودایں قدر — شیر از مفریب زیں راسِ البقر

شاہ نے اپنے دل سے اتنا فرمایا — بیل کے اس سر سے شیر کو فریب نہ دے

پایِ گاوٗ اندر میاں آری زداوٗ — رو ندوزد حق بر اسپے شاخِ گاوٗ

تو حیلہ سے بیل کا پاؤں درمیان میں لے آتا ہے — جا اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں جڑتا ہے

بس مناسب صنعت ست ایں شہرزاوٗ — کے نہد بر جسم اسپ او عضو گاوٗ

اسی شہر کا بنانے والا بہت موزوں کاریگری والا ہے — وہ گھوڑے کے جسم پر بیل کا عضو کب رکھتا ہے؟

زاوٗ ۲ ابداں را مناسب ساختہ — قصرہائے منتقل پرداختہ

بنانے والے نے جسموں کو مناسب بنایا ہے — منتقل ہونے والے قلعے بنائے ہیں

درمیانِ قصرہا تخریجہا — از سوئِ ایں سوئِ آں صہریجہا

قلعوں کے اندر نالیاں ہیں — اس کی جانب سے اس کی جانب وہ نہریں ہیں

وز دروں شاہ عالمے بے منتہا — درمیانِ خر گہے چندیں فضا

اور ان کے اندر ایک لا انتہا جہان ہے — ایک خیمہ کے اندر بہت میدان ہیں

گہ ۳ چو کابوسے نماید ماہ را — گہ نماید روضہ قعرِ چاہ را

وہ کبھی چاند کو کابوس کی طرح دکھاتا ہے — اور کبھی کنویں کی تہ کو چمن دکھاتا ہے

قبض و بسطِ چشم و دل از ذوالجلال — دمبدم چوں می کند سحرِ حلال

آنکھ اور دل کا سمٹاؤ اور پھیلاؤ کی جانب ہے — ہر وقت کس طرح سے حلال جادو کرتا ہے

زیں سبب درخواست از حق مصطفٰے — زشت را ہم زشت و حق را حق نما

اس لئے مصطفٰے نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی — برے کو برا اور حق کو حق دکھا

---

۱ سلسبیل۔ راستہ کی درخواست کر۔ سلسبیل۔ جنت کا ایک چشمہ ہے۔ لاتکن۔ گھاس، ہوا کے ہر جھونکے سے جھک جاتی ہے۔ ظلّ العرش۔ جو خواہش نفس کو ترک کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ عریش۔ جھونپڑی۔ گفت۔ بادشاہ کو اب احساس ہوا کہ اس سردار سے گھوڑا چھیننا ظلم ہے۔ بادلِ خود۔ پھر شاہ نے عماد الملک کو مخاطب بنانے کے بجائے اپنے دل کو مخاطب بنا کر کہا مجھ جیسے شیر کو گھوڑے کے سر کو بیل کا سائز کہہ کر فریب نہ دے۔ پای گاوٗ۔ درمیان آوردن، بے موقع بات کہنا۔ داوٗ۔ مکر حیلہ ندوزد۔ اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں لگاتا ہے۔ زاوٗ۔ معمار شہرزاوٗ شہر کو بنانے والا۔

۲ زاوٗ۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو قلعہ کی طرح تعمیر فرمایا ہے اور یہ انسانی جسم چلنے پھرتے قلعے ہیں۔ تخریج۔ نالی اسوری۔ صہریج۔ پانی کی نالی۔ وز دروں۔ انسانی جسم میں ایک عالم ہے صوفیاء انسان کو عالم اکبر کہتے ہیں کیونکہ جس طرح ساری کائنات اسماء الٰہی کا مظہر ہے تنہا انسان ان سب کا مظہر ہے۔ خرگو۔ خیمہ یعنی انسانی جسم

۳ گہ۔ حضرت حق تعالیٰ کے تصرفات انسانی جسم پر بصورت قبض و بسط طاری ہوتے ہیں اور اس قبض سے کبھی وہ اچھے کو برا دیکھا دیتا ہے اور بسط کے ذریعہ برے کو اچھا دکھا دیتا ہے۔ کابوس۔ ایک مرض ہے جب وہ لاحق ہو جاتا ہے تو انسان کا گلا گھٹتا ہے اور بولنے پر قادر نہیں رہتا۔ از یں سبب۔ چونکہ حضرت حق کی تجلی قبض و بسط میں مختلف صورتیں دکھا دیتی ہے اسی لئے آنحضورؐ نے دعا کی ہے کہ اچھے کو اچھا دکھا اور برے کو برا دکھا۔

تا بآخر ۱ چوں بگردانی وَرَق | از پشیمانی نیفتم دَر قلق
تا کہ آخر میں جب تو ورق پلٹے | میں شرمندگی سے پریشانی میں نہ پڑوں

مکر کہ گردآں عمادُ المُلک فرد | مالکُ المُلکش بداں ارشاد کرد
جو تدبیر یکتا عماد الملک نے کی | مالکُ الملک نے اس کی اس طرف رہنمائی کی

حیلہ محمود ایں باشد و لیک | تو مُمیز باش مربد را ز نیک
یہ پسندیدہ تدبیر ہوتی ہے، لیکن | تو بری کو بھی سے ممتاز کرنے والا بن

مکرِ ۲ حق سر چشمہ ایں مکرہاست | قلب بین الاصبعینِ کبریاست
اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان تدبیروں کا سرچشمہ ہے | قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس | آتشے داندزدن اندر پلاس
جو تیرے دل میں سوچ اور قیاس پیدا کرتا ہے | وہ ٹاٹ میں آگ لگانا بھی جانتا ہے

رجوع کردن بقصہ آں پائمرد وآں غریب وامدارو

مددگار اور اس قرض دار پردیسی کے قصہ کی طرف رجوع اور ان کا خواجہ

باز گشتنِ ایشاں از سرِ گورِ خواجہ و خواب دیدنِ

کی قبر کے سرہانے سے واپس آنا اور مددگار کا خواجہ محتسب کو

پائمرد خواجہ محتسب را

خواب میں دیکھنا

بے نہایت آمد ایں خوش سرگزشت | چوں غریب از گورِ خواجہ باز گشت
یہ عمدہ قصہ بغیر انجام کے رہ گیا | وہ پردیسی جب خواجہ کی قبر سے لوٹا

پایمردش ۳ سوی خانہ خویش برد | مُہرِ صد دینار رابا اُو سپرد
مددگار اس کو اپنے گھر کی جانب لے گیا | سو دینار کی مہر اس کو دے دیں

لُوتش آورد و حکایتہاش گفت | کز اُمید اندر دلش صد گل شگفت
مزیدار کھانا لایا اور اس سے ایسے قصے کہے | کہ اس کے دل میں امید سے سو پھول کھل گئے

آنچہ بعد العُسر یُسر اُو دیدہ بُود | باغریب از قصہ آں لب کشود
اس نے تنگی کے بعد جو آسانی دیکھی تھی | اس نے اس کا قصہ پردیسی کو سنایا

نیم شب بگذشت افسانہ کُناں | خواب شاں انداخت تا مرعایِ جاں
باتیں کرتے ہوئے آدھی رات گزر گئی | نیند نے ان کو روح کی چراگاہ میں لے جا ڈالا

۱ تا بآخر۔ یہ دعا اس لئے ہے تا کہ زندگی کا ورق پلٹنے کے بعد شرمندگی نہ ہو۔ مکر۔ شاہ کے دل سے گھوڑے کی محبت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر سکھائی تھی۔ حیلہ۔ بھلائی کے لئے حیلہ کرنا بھلا ہے برائی کے لئے حیلہ کرنا برا ہے۔

۲ مکرحق۔ انسان کو اپنی کسی تدبیر پر مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان تدبیروں کا چشمہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہے اور انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرف چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات تجھے یہ حیلہ سکھا دیتی ہے وہ تیرے علم کو ضائع بھی کر سکتی ہے۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ وامدار۔ قرض دار۔ بے نہایت۔ یعنی یہ قصہ ادھورا رہ گیا۔

۳ پائمردش۔ وہ مددگار اس پردیسی کو گھر لے گیا۔ مہر۔ یعنی سو دینار کی تھیلی جو مہر زدہ تھی اس پردیسی کو دے دی۔ لوتش۔ اس پردیسی کو کھانا کھلایا اور ایسے قصے سنائے جس سے اس کا غم ہلکا ہو۔ آنچہ۔ اس نے اپنے ایسے قصے سنائے جن میں پریشانیوں کے بعد راحت میسر آئی تھی تا کہ پردیسی کی تسلی ہو جائے۔ نیم شب۔ وہ اس پردیسی کو آدھی رات تک قصے سناتا رہا پھر ان کو نیند آ گئی۔ خواب۔ نیند میں انسان کی روح ادھر اُدھر کی سیر کرتی ہے۔ مرعی۔ چراگاہ۔

دید ۱ پامَردآں ہمایوں خواجہ را — اندراں شب خواب در صدرِ سَرا
اس مددگار نے مبارک خواجہ کو دیکھا — اس رات خواب میں مکان کے صدرنشین میں

خواجہ گفت اے پایمرد بانمک — آنچہ گفتے من شُنیدم یک بیک
خواجہ نے کہا اے ملیح مددگار! — وہ جو کچھ کہہ رہا تھا میں نے ایک ایک سنا

لیک پاسخ دادنم فرماں نبُود — بے اشارت لب نیارستم کشُود
لیکن مجھے جواب دینے کا حکم نہ تھا — بغیر اشارے کے لب کشائی نہیں کر سکتا

ماچو واقف گشتہ ایم از چون وچند — مُہر بر لبہای ما نہادہ اَند
ہم چونکہ کیفیت اور کمیت سے واقف ہو گئے ہیں — انہوں نے ہمارے ہونٹوں پر مہر لگا دی ہے

تانگردد ۲ راز ہائے غیب فاش — تانگردد مُنہدم عیش و معاش
تاکہ غیب کے راز نہ پھیلیں — تاکہ زندگی اور ذریعہ زندگی نہ ڈھے جائے

تاندرد پردۂ غفلت تمام — تانماند دیگِ محنت نیم خام
تاکہ غفلت کا پردہ پورا نہ پھٹ جائے — تاکہ محنت کی دیگ اور کچری نہ رہ جائے

تانگردد ہیچکس واقف بداں — تانسوزد پردۂ دعویٰ وراں
تاکہ اس سے کوئی واقف نہ ہو — تاکہ اس میں دعوے کرنے والوں کا پردہ نہ جل جائے

تانیفتد از طبق سَرپوش غیب — می نبیند دیدنی راعینِ ریب
تاکہ طباق سے غیب کا ڈھکن نہ ہٹ جائے — دیکھنے کی چیز کو شک کی نگاہ نہیں دیکھتی ہے

ماہمہ ۳ گوشیم گر شُد نقشِ گوش — ماہمہ نُطقیم لیکن لب خموش
ہم مجسم کان ہیں اگرچہ کان کا نقش جاتا رہا — ہم مجسم گویائی ہیں لیکن خاموش لب ہیں

ماہمہ عینیم گر شُد نقشِ عین — بَل ہمہ عینیم مابے میغ و غین
ہم مجسم آنکھ اگرچہ آنکھ کا نقش جاتا رہا — بلکہ ہم مجسم سورج ہیں بغیر ابر غبار کے

غرقِ دریائیم گرچہ قطرہ ایم — جُملگی شمسیم گرچہ ذرّہ ایم
ہم دریا میں غرق ہیں اگرچہ قطرہ ہیں — ہم مجسم سورج ہیں، اگرچہ ذرہ ہیں

بے حجابِ دُردِ گل آبیم صاف — دَر جہانِ جاوداں گشتہ مُعاف
ہم بغیر غبار کے پردے کے صاف پانی میں — ہمیشگی کے جہان میں معاف ہو گئے ہیں

---

۱ دید۔ سونے کی حالت میں مددگار نے محتسب کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مکان کے صدر جگہ میں بیٹھا ہے۔ بانمک۔ ملیح، حسین۔ آنچہ محتسب نے خواب میں اس مددگار سے کہا کہ اس پردیسی نے میری قبر پر جو باتیں کہیں وہ میں نے سب سنی ہیں۔ لیک۔ مردہ سب باتیں سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا ہے۔ ماچو۔ مردوں کو بولنے کی اجازت اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ رازوں سے واقف ہو چکے ہیں اگر بولیں گے تو غیب کے اسرار کھل جائیں گے۔

۲ تانگردد۔ اگران تکوینیات کے تمام راز کھل جائیں گے تو نظام عالم درہم ہو جائے گا۔ پردہ۔ نظام عالم انسان کی غفلت کے پردوں سے چل رہا ہے۔ تانماند۔ راز کھلنے سے ترک عمل ہو جائے گا۔ تانسوزد۔ حقیقت کھل جانے پر غلط دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ می نہ بیند۔ دیدنی چیز جو ان دیکھی نہیں ہوئی ہے وہ اس غفلت کے پردے کی وجہ سے ہے۔

۳ ماہمہ۔ محتسب نے خواب میں کہا کہ اگرچہ ہمارے کان ختم ہو گئے ہیں لیکن اب ہم ہمہ تن کان ہیں ہم بغیر زبان کے مجسم گویائی ہیں لیکن بولنے کی اجازت نہیں ہیں۔ عینیم۔ ہم مجسم آنکھ ہیں بغیر آنکھ کے، جس طرح مردے سنتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں۔ بل ہمہ۔ ہم بغیر ابر وغبار کا سورج ہیں جس کا ادراک بہت قوی ہے۔ غرق۔ باوجود یکہ ہم ہیچ ہیں لیکن قرب کے اعتبار سے ہمیں ذات حق سے اتحاد ہے۔ بے حجاب۔ اب ہماری ذات گناہوں کی کدورت سے صاف ہو چکی ہے اور ہمیں معافی کی حالت میں دوامی زندگی حاصل ہو گئی ہے۔

هر چه ما دادیم دیدیم ایں زماں ۱ | ایں جہاں پردست وعین ست آں جہاں
ہم نے جو کچھ دیا اب دیکھ لیا | یہ جہان پند ہے، وہ جہان ظاہر ہے

روزِ کشتن روزِ پنہاں کردن ست | تخم درخاکے پریشاں کردن ست
بونے کا دن، پوشیدہ کرنے کا دن ہے | بیج کو مٹی میں بکھیر دینا ہے

وقتِ بدرو دن گہہ منجل زدن | روزِ پاداش پمد و پیدا شدن
کاٹنے کا وقت، درانتی چلانے کا وقت | بدلے اور ظاہر ہونے کا دن ہے

گفتنِ خواجہ در خواب باں پائمرد وُجوہِ وامِ آں دوست را کہ آمدہ بود. و نشاندادنِ جایِ دفنِ آں سیم راو پیغام کردن بوارثاں کہ البتہ آں را بسیار نہ بینندو ہیچ بازنگیرند اگرچہ قبول نہ کندیا بعضے ہما نجا بگذارد یا بہر کہ خواہد بدہد کہ من باخدا اندر کردہ ام کہ ازاں سیم بمن وتعلقانِ من حبّہ بازنگردد

خواجہ کا خواب میں اس مددگار سے اس دوست کے قرض ادائیگی کے طریقے بتا دینا جو آیا تھا اور چاندی کے مدفون ہونے کی جگہ کا پتہ بتانا اور وارثوں کو پیغام دینا کہ کبھی اس کو بہت نہ سمجھیں اور اس میں سے کچھ نہ لیں اگرچہ وہ قبول نہ کرے یا کچھ وہاں چھوڑ دے یا وہ جس کو چاہے دے کیونکہ میں نے خدا سے منت مانی ہے کہ اس چاندی میں سے میں اور میرے متعلقین ایک حبہ واپس نہ لے گے

بشنو ۲ اکنوں دادِ مہمانِ جدید | مَن ہمی دیدم کہ اُو خواہد رسید
اب نئے مہمان کی بخشش (کا حال) سن | میں سمجھتا تھا کہ وہ آئے گا

مَن شنیدہ بُودم از وامش خبر | بستہ بہرِ اُو دوسہ پارہ گہر
میں نے اس کے قرض کی خبر سن لی تھی | میں نے جوہر کے دو تین ٹکڑے اس کے لئے باندھ دیئے تھے

کہ ۳ وفایِ وامِ اُوہست آں وبیش | تا کہ ضیفم رانگردد سینہ ریش
جو اس کے قرض کے لئے کافی اور زیادہ ہیں | تاکہ میرے مہمان کا سینہ زخمی نہ ہو

وام دارد از ذہب اُو نُہ ہزار | وام را از بعضِ ایں گُو وا گذار
وہ سونے کے نو ہزار قرض رکھتا ہے | کہہ دے کہ اس میں سے قرض ادا کر دے

۱ ہر چہ۔ ہم نے جو عمل دنیا میں کیا اب اس کے نتائج دیکھ لئے ہیں۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ روزِ کشتن۔ جس دن کاشتکار بوتا ہے تو وہ بیج کو زمین میں چھپاتا اور بکھیرتا ہے دنیا بھی کاشت کا وقت ہے۔ وقت بدرودن۔ جب کاشتکار کھیتی کاٹتا ہے تو اس کے چھپائے ہوئے بیج کا نتیجہ ابھرتا ہے آخرت اس کی مثال ہے۔ گفتن۔ خواجہ محتسب نے مددگار کو خواب میں بتایا کہ میں نے اس پردیسی کے قرض ادا کرنے کے لئے بہت ساماں فلاں جگہ رکھ دیا ہے میرے وارثوں سے کہو کہ وہ اس کو دیدیں اور اس میں سے خود کچھ نہ لیں۔

۲ بشنو۔ اب یہ قصہ سنو کہ محتسب نے اس پردیسی کا قرض ادا کرنے کے لئے کس طرح عطا کی۔ من ہمی دیدم۔ محتسب نے کہا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ پردیسی مقروض ہوکر میرے پاس ضرور آئے گا۔ من شنیدہ۔ میں سن چکا تھا کہ وہ مقروض ہوگیا ہے میں نے اس کے لئے دو تین جواہر باندھ کر رکھ دیئے تھے۔

۳ کہ وفای۔ وہ گوہر اس قدر قیمتی ہیں کہ ان سے اس کا قرض ادا ہو جائے گا اور بچ بھی رہے گا۔ وام۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ اس پر نو ہزار دینار قرض ہیں ان جواہر میں سے کچھ فروخت کر کے ادا کر دے۔

فضلہ[۱] ماند زیں بسے گو خرج کُن ... در دُعا گوئی مرا ہم درج کُن

اس میں سے بہت بچے گا یک دے خرچ کرے ... دعا میں مجھے بھی شامل کر لے

خواستم تا آں بدستِ خود دہم ... در فلاں دفتر نوشتست ایں رقم

میں نے چاہا تھا کہ اس کو خود اپنے ہاتھ سے دوں ... فلاں رجسٹر میں یہ رقم بھی لکھی ہوئی ہے

خود اَجل مُہلت ندادم تا کہ مَن ... خفیہ بسپارم بدُو دُرِّ عدَن

مجھے موت نے فرصت نہ دی، کہ میں ... عدن کے موتی چپکے سے اسے دے دوں

لَعل و یاقوت ست بہرِ دامِ اُو ... در خنورے و نوشتہ نامِ اُو

اس کے قرضہ کے لئے لعل اور یاقوت ہے ... ایک پیالے میں اور اس کا نام لکھا ہوا ہے

دَر فلاں طاقیش مدفوں کردہ اَم ... مَن غمِ آں یار پیشیں خوردہ اَم

میں نے اس کو فلاں طاق میں دفن کردیا ہے ... میں نے اس دوست کی پہلے ہی فکر کر لی ہے

قیمتِ آں راندانند جُز ملوک ... فَاجْتَهِدْ بِالْبَیْعِ اَنْ لَّا یَخْدَعُوْکَ

شاہوں کے سوا کوئی ان کی قیمت نہیں جانتا ... بیچنے میں محنت کر تاکہ وہ تجھے دھوکا نہ دیدیں

دَر[۲] بیوع آں کُن تو از خوفِ غرار ... کہ رسول آموخت سہ روز اختیار

معاملوں میں دھوکے کے ڈر سے وہ کر ... جو تین روز کا اختیار رسول نے سکھایا ہے

از کسادِ آں مترس و درج میفت ... کہ رواجِ آں نخواہد ہیچ خُفت

ان کے نرخ گرنے سے نہ ڈر اور نہ گر ... کیونکہ ان کا رواج سست نہ ہو گا

وارثانم را سلامِ مَن بگو ... ویں وصیّت را بگو ہم مُو بمُو

میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے ... اور اس وصیت کو بھی پورا کہہ دے

تاز بسیاریِ آں زر نشکہند ... بے گرانی پیشِ آں مہمان نہند

تاکہ اس زر کی کثرت سے نہ ڈریں ... بغیر کسی گرانی کے اس مہمان کے سامنے رکھ دیں

دَر بگوید اُو نخواہم ایں فرہ[۳] ... گُو بگیر ہر کرا خواہی بدہ

اور اگر وہ کہے، میں یہ بہت نہیں چاہتا ... کہہ دے، تُو لے اور جس کو تو چاہے دیدے

زانچہ دادم باز نستانم نقیر ... سُوِی پستاں باز ناید ہیچ شیر

جو میں نے دے دیا ہے اس میں سے ایک ذرہ واپس نہ لوں گا ... دودھ، پستان میں ہرگز نہیں لوٹتا

گشتہ باشد ہمچو سگ قے را اکول ... مُستردِّ نحلہ بَر قولِ رسولؐ

کتے کی طرح قے کو چاٹنے والا ہو جاتا ہے ... عطیہ کو واپس لینے والا رسولؐ کے قول کے مطابق

---

[۱] فضلہ۔ جو بچے اس کو بھی خرچ کرے اور مجھے دعا خیر میں یاد رکھے۔ خود دہم۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور وہ شرمندہ نہ ہو لیکن مجھے موت نے یہ موقع نہ دیا۔ لعل و یاقات۔ وہ جواہر لعل اور یاقوت میں ایک پیالہ میں رکھے ہیں اور اس پیالہ پر میں نے اس کا نام لکھ دیا ہے۔ خنور۔ کا پیالہ پانی کا مٹکا۔ در فلاں۔ اس پیالہ کو فلاں طاق میں دفن کردیا ہے۔ قیمت۔ وہ بہت قیمتی ہیں کوئی دھوکا دے کر سستا نہ خرید لے۔

[۲] در بیوع۔ فروخت کرنے میں اپنے لئے تین روز اختیار رکھ لینا، اگر قیمت کم لگی ہو تو بیع کو فسخ کر دینا۔ غرار۔ دھوکا۔ از کساد۔ واپس لینے میں اس سے نہ ڈرنا کہ ان کی قیمت گھٹے گی۔ وارثانم۔ محتسب نے اس مددگار سے یہ بھی کہا کہ میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے اور یہ میری وصیت ان کو پہنچا دے، تاز بسیاری۔ وارثوں سے اس لئے کہہ دینا کہ اس قدر زیادہ مالِ ایک پردیسی کو دینے سے گھبرا نہ جائیں۔ نشکہند۔ شکوہیدن، ڈرنا۔

[۳] فرہ۔ بوزن گرہ زیادتی، یعنی اگر پردیسی یہ کہے کہ اس قدر مال کی مجھے ضرورت نہیں تو کہہ دینا وہ لے کر کسی اور کو دیکر ثواب حاصل کر لے۔ زانچہ۔ وصیت کرنا گویا دیدینا ہے۔ نقیر۔ وہ گڑھا جو کھجور کی گھٹی کے سرے پر ہوتا ہے، حقیر چیز مراد ہوتی ہے۔ سوی۔ پستان میں سے دودھ نکلا ہوا واپس نہیں لوٹتا۔ گشتہ۔ آنحضورؐ نے عطیہ دے کر واپس لینے والے کو اس کتے کی مثال قرار دیا ہے جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ نحلہ۔ عطیہ۔

وَر ببندد در نبایدآں زرش   تابر یزندآں عطا را بَر درش
اگر وہ دروازہ بند کر لے اکہ وہ زر اس کو نہ چاہیے   اس عطا کو اس کے دروازے پر بکھیر دیں

ہر کہ پنجا بگذرد زر می بَرد   نیست ہدیہ مخلصاں را مُستَرد
جو وہاں سے گزرے، سونا لے جائے   مخلصوں کے ہدیہ کی واپسی نہیں ہے

بہرِ اُو بنہادہ آں از دو سال   کردہ ام من نذرہا باذُوالجلال
میں نے وہ دو سال سے اس کے لئے رکھا ہے   میں نے اللہ تعالیٰ سے منتیں مانی ہیں

وَر رَوا دارند چیزے زاں ستد   بیست چنداں خودزیاں شاں اُوفتد
اگر وہ اس میں سے کچھ لینا جائز سمجھیں گے   ان کو خود بیس گناہ نقصان ہو گا

گر۲ روانم را پژ دلانند زُود   صَد درِ محنت برایشاں بَر کشُود
اگر وہ میری روح کو پریشاند کریں گے تو جلدی   پریشانی کے سینکڑوں دروازے ان پر کھلیں گے

از خدا امید دارم من لبق   کہ رساند حق را با مستحِق
میں زبان اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں   کہ وہ حق مستحق کو پہنچا دے گا

دو قضیّہ دیگر اُورا شرح داد   لَب بذکرِآں نخواہم بر کُشاد
اس نے دو دوسرے معاملے اس پر ظاہر کئے   میں ان کے ذکر میں ہونٹ نہ کھولوں گا

تابماند دو قضیہ سِرّ و راز   ہم نگردد مثنوی چندیں دَراز
تاکہ دونوں قصے سر اور راز رہیں   نیز مثنوی بہت لمبی نہ ہو جائے

بر۳ جہید از خواب اَنگشتک زناں   گہ غزل گویان وگہ نوحہ کُناں
وہ چٹکیاں بجاتا ہوا نیند سے بیدار ہوا   کبھی غزل گاتا ہوا اور کبھی نوحہ کرتا ہوا

گفت مہماں درچہ سَوداہا ستی   پایمردا مَست و خوش برخاستی
مہمان نے کہا تو کن خیالات میں ہے   اے مددگار! تو مست اور خوش اٹھا ہے

تاچہ دیدی خواب دوش اے بوالعلا   کہ نمی گنجی. تو در شہر و فَلا
اے بلند مرتبہ والے گزشتہ رات تو نے خواب میں کیا دیکھ لیا؟   کہ تو شہر اور جنگل میں نہیں سما رہا ہے

خواب دیدہ پیلِ تو ہُندوستاں   کہ رمیدستی ز حلقہ دوستاں
تیرے ہاتھی نے ہندوستان خواب میں دیکھ لیا ہے   کہ تو دوستوں کے حلقے سے بھاگ رہا ہے

گفت سودا ناک خوابے دیدہ اَم   در دلِ خود آفتابے دیدہ ام
اس نے کہا کہ میں نے ایک عشقناک خواب میں دیکھا ہے   میں نے اپنے دل میں سورج کو دیکھا ہے

۱؎ ور بندد۔ اگر وہ عطیہ قبول نہ کرے اور دروازہ بند کر لے تو اس کے دروازہ پر ڈال دینا۔ می برد۔ تاکہ گزرنے والا اس کو اٹھا کر لے جائے۔ نیست۔ اس کو یہ چاہیے کہ وہ یہ عطیہ لینے سے انکار نہ کرے اس لئے کہ مخلص کا ہدیہ واپس کرنا برا ہے۔ بہرِ او۔ میں نے دو سال سے یہ مال اس کیلئے رکھ چھوڑا ہے اور خدا سے اس کو دینے کی منت مانی ہے۔ ور روا۔ میرے وارثوں کو سمجھا دینا کہ اگر انہوں نے اس رقم میں سے کچھ لیا تو جتنا لیں گے اس کا بیس گناہ ان کو نقصان پہنچ جائے گا۔

۲؎ گر روانم۔ وارثوں سے کہہ دینا کہ اگر میری وصیت کے خلاف کر کے میری روح کو ستائیں گے تو ان پر سیکڑوں مصائب آجائیں گے۔ لبق۔ چرب زبان۔ دو قضیہ۔ مولانا فرماتے ہیں محتسب نے اس مددگار سے دو باتیں اور کہیں تھی اور راز ہیں ان کو میں بیان نہ کروں گا۔ ہم ایک تو راز ہونے کی وجہ سے میں بیان نہ کروں گا پھر یہ بھی خیال ہے کہ بیان کروں تو مثنوی بہت طویل ہو جائے گی۔

۳؎ بر جہید۔ وہ مددگار نیند سے خوش ہوتا ہوا اٹھا تو چٹکیاں بجا رہا تھا اور بشارت کی خوشی میں غزل پڑھ رہا تھا اور کبھی محتسب کی وفات کی وجہ سے رونے لگتا تھا۔ دوش۔ رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ فلا۔ فلات، جنگل۔ خواب دیدہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں خواب میں ہندوستان کو دیکھ لیتا ہے تو وطن کی یاد میں زنجیریں توڑنے لگتا ہے۔ سودا ناک۔ عشقناک۔ آفتاب۔ یعنی محتسب۔

خواجہ را دیدم بخواب اے بُوالعلا — آں سپرادہ جاں برائے کبریا

اے بندر تہہ والے! میں نے خواب میں خواجہ کو دیکھا ہے — اس خدا پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجہ بیدار را — آں سپرُدہ جاں پے دیدار را

میں نے خواب میں بیدار خواجہ کو دیکھا ہے — اس' دیدار پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجہ مُعطی المنیٰ — واحد کَـالاُلُفِ از اَمرِ خدا

میں نے خواب میں تمنائیں پوری کرنے والے خواجہ کو دیکھا ہے — جو خدا کے حکم سے اکیلا ہزار کی طرح کا ہے

مَست و بیخوداں چنیں برمی شُمرد — تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد

مست اور بیخود اسی طرح شمار کر رہا تھا — حتیٰ کہ مستی نے اس کی عقل اور ہوش کو ختم کر دیا

درمیان خانہ اُفتاد اُو دراز — خَلق اَنبہ گردِ اُو آمد فراز

وہ گھر کے درمیان' لمبا گر گیا — مخلوق کا مجمع اس کے گرد فراہم ہو گیا

باخود آمد گفت اے بحرِ خوشی — اے نہادہ ہوشہا در بیہشی

ہوش میں آیا بولا اے خوشی کے سمندر — اے وہ کہ جس نے بیہوشی میں بہت سے ہوش رکھے ہیں

خواب ۲ در بنہادہ بیداریے — بَستہ در بیدلی دلداریے

تو نے خواب میں' بیداری رکھی ہے — تو نے بے دلی سے دلداری وابستہ کر دی

خواجگی پنہاں کُنی در ذُلِّ فقر — طوقِ دولت بَستہ اندر غُلِّ فقر

تو ذلت اور فقر میں آقائی کو پوشیدہ کر دیتا ہے — دولت کے طوق کو فقر کے طوق سے وابستہ کر دیا ہے

ضد اندر ضد پنہاں مُندرج — آتش اندر آبِ سوزاں مندمج

ضد' ضد میں مخفی طور پر داخل ہے — گرم پانی کے اندر آگ پوشیدہ ہے

رَوضہ ۳ اندر آتش نمرُود درج — دَخلہا رویاں شدُہ از بذل وخرج

نمرود کی آگ میں چمن درج ہے — صرف اور خرچ سے آمدنیاں اگی ہیں

تابگفتہ مُصطفےٰ شاہ نجاح — اَلسَّماحُ یَا اُولِی النُّعما رَباح

حتیٰ کہ کامیابی کے شاہ مصطفےٰ نے فرمایا — اے اہل نعمت! سخاوت کرنا نفع کماتا ہے

مَا نقصَ مَالٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ قَطّ — اِنَّما الْخیراتُ نِعمَ الْمُرتَبط

صدقوں سے مال کبھی نہیں گھٹتا — خیرات کرنا بہت اچھا رابطہ ہے

جوششِ و افزونیِ زر در زکوٰۃ — عصمت از فحشا و مُنکرَ در صلوٰۃ

زکوٰۃ میں مال کا جوش اور بڑھاؤ ہے — نماز میں فحش اور بری باتوں سے بچاؤ ہے ۱۴۰

---

۱ سپردہ۔ یعنی وہ محتسب جس نے اللہ تعالیٰ پر جان قربان کر دی ہے۔ مست۔ وہ مددگار مستی اور بیخودی کی حالت میں محتسب کے اوصاف گناتا گناتا بیہوش ہو گیا۔ درمیاں۔ وہ مددگار' بیہوش ہو کر گر پڑا اور لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ بحر خوشی۔ اللہ تعالیٰ۔ ہوشہا۔ بے ہوشی یعنی نیند کی حالت میں اس کو بہت سے عالی مضامین سکھائے گئے تھے۔

۲ خواب دو۔ خواب میں وہ باتیں معلوم ہوئی ہیں جو بیداری میں بھی معلوم نہ تھیں۔ بستہ۔ جو بیدل یعنی عاشق خدا ہوتا ہے وہ محبوب اور حق کا دلدار بھی ہو جاتا ہے۔ ضد اندر ضد۔ اس پر تعجب نہ کرو کائنات میں مشاہدہ کر لو اللہ کی قدرت نے ایک ضد کو دوسری ضد میں مخفی کر دیا ہے گرم پانی میں آگ پوشیدہ ہے اس کے اجزا سے پانی گرم ہے۔

۳ روضہ۔ نمرود کی آگ میں خلیل اللہ کے لئے چمن پوشیدہ تھا۔ دخلہا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ السماح۔ آنحضورؐ نے سخاوت کو نفع فرمایا ہے۔ مانقص۔ خیرات اللہ سے ربط پیدا کر دیتی ہے تو مال میں برکت ہو جاتی ہیں۔ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ دینے سے برکت ہوتی ہے۔ درصلوٰۃ۔ نماز کی نیکی فحش اور منکر کی بدی سے بچانے پر مشتمل ہے۔

آں ز کوٰتت کیسہ اَت را پاسباں | واں صلوٰتت ہم ز گرگانت شباں
تیری وہ زکوٰۃ تیری تھیلی کی محافظ ہے | اور وہ تیری نماز بھیڑیوں سے تیری نگہبان ہے

میوۂ شیریں نہاں در شاخ و برگ | زندگیِ جاوداں در زیرِ مرگ
شاخ اور پتے میں میٹھا میوہ چھپا ہے | موت کے ماتحت ہیشگی کی زندگی ہے

زِبل گشتہ قُوتِ خاک از شیوۂ | زاں غذا زادہ زمیں را میوۂ
نجاست کی روش سے مٹی کی روزی بنی | زمین میں اس غذا سے میوہ پیدا ہوا

دَر عدم پنہاں شُدہ موجودیئے | در سرشتِ ساجدے مسجُودیئے
موجود ہونا، عدم میں پوشیدہ ہوا | سجدہ کرنے والے کی طینت میں مسجود ہونا ہے

آہن و سنگ از بُرُش مُظلمے | اندروں نورے و شمعِ عالمے
لوہا اور پھر باہر سے تاریک ہیں | باطن میں نور اور عالم کی شمع ہے

درج دَر خوفے ہزاراں ایمنی | در سوادِ چشم چنداں رُوشنی
خوف میں ہزاروں اطمینان درج ہیں | آنکھ کی سیاہی میں کس قدر روشنی ہے

اندرون ۲ گاوتن شہزادۂ | گنج در ویرانہ بنہادۂ
بیل کے جسم میں ایک شہزادہ ہے | خزانہ ویرانے میں رکھا ہوا ہے

تاخَرے پیرے گریزد زاں نفیس | گاوٗ بیند، شاہ نے، یعنی بلیس
تاکہ اس عمدہ چیز سے ایک بوڑھا گدھا بھاگ جائے | بیل کو دیکھے، شاہ کو نہیں، یعنی شیطان

حکایتِ ۳ آں پادشاہ و وصیّت کردن سہ پسرِ خویش راکہ
اس بادشاہ کی حکایت اور اس کا اپنے تین لڑکوں کو وصیت کرنا کہ اس
دریں سفر در ممالکِ مَن در فلاں جا چنیں ترتیب نہید و
سفر میں میرے ملکوں میں فلاں جگہ اس طرح سے ترتیب قائم کرو اور
فلاں جاچنیں نُوّاب نصب کُنید و لمّا اللہ اللہ بفلاں
فلاں جگہ اتنے قائم مقام مقرر کرو لیکن خدا کے لئے فلاں قلعہ میں
قلعہ مَروید وگِرد آں مگردید
نہ جانا اور اس کے چاروں طرف چکر نہ کاٹنا

بُود شاہے، شاہ را بُد سہ پسر | ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ایک بادشاہ تھا، بادشاہ کے تین لڑکے تھے | تینوں سمجھ دار اور صاحب نظر تھے

۱ آں زکوٰتت۔ زکوٰۃ دینے والے کا مال ضائع نہیں ہوتا۔ صلوٰتت۔ تیری نماز شیطانی بھیڑیوں سے محافظ ہے۔ شاخ۔ درخت کی شاخوں اور پتوں میں میوہ پوشیدہ ہے۔ مرگ۔ موت، جاوداں زندگی پر مشتمل ہے۔ زبل۔ کھاد، میوۂ پر مشتمل ہے۔ در عدم۔ عدم سے ہی وجود آتا ہے۔ ساجدے۔ حضرت آدم ساجد ہو کر مسجود ملائکہ بنے۔ آہن۔ لوہے اور پتھر کی سیاہی میں نور مضمر ہے۔ درج۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ عذاب کی سیکڑوں مصیبتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ سوادِ چشم۔ آنکھ کی پتلی سیاہ ہے اور اس میں روشنی مضمر ہے۔

۲ اندروں۔ انسان کا جسم بیل کے جسم سے مشابہ ہے اور اس میں روح جو بمنزلہ شہزادے کے ہے مضمر ہے۔ گنج۔ ویرانہ کے اندر خزانہ ہوتا ہے۔ تاخرے۔ ان باتوں میں یہ حکمت مضمر ہے کہ خرِ پیر یعنی شیطان صفت لوگ ظاہر کو دیکھ کر بھاگ جائیں شیطان نے حضرت آدمؑ کے ظاہری جسم کو دیکھا اور ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔

۳ حکایت۔ اس حکایت میں بھی بتلایا ہے کہ تینوں شہزادوں میں سے کوئی شاہ کی حسین لڑکی پر عاشق ہوا اور شاہ کے باطنی کمالات کی طرف متوجہ نہ ہوا کوئی اس کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر کامیاب بنا۔ بود شاہے۔ اس بادشاہ کے تینوں لڑکے سخاوت اور جنگ اور کروفر میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے، اگرچہ شاہ کے باطنی اوصاف پر نظر کرنے میں یکساں نہ تھے

ہر یکے از دیگرے اِستودہ تر — دَر سخا و دَر وغا و کرّ و فر
ہر ایک دوسرے سے زیادہ قابل تعریف تھا — سخاوت اور جنگ اور کروفر میں

پیشِ شہ شہزادگاں اِستادہ جمع — قرۃ ۱ العینانِ شہ ہمچوں سہ شمع
بادشاہ کے سامنے شہزادے جمع ہو کر کھڑے ہوئے — شمع کی طرح بادشاہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک دیتے

از رہِ پنہاں ز عینینِ پسر — می کشید آبے نخیلِ آں پدر
لڑکے کی آنکھوں سے مخفی راستہ ہے — اس باپ کا کھجور کا درخت پانی کھینچتا ہے

تاز فرزند آب ایں چشمہ شتاب — میر و دسوی ریاضِ مام و باب
یہاں تک کہ لڑکے کے اس چشمہ کا پانی جلد — ماں اور باپ کے باغیچوں کی جانب جاتا رہتا ہے

تازہ می باشد ریاضِ والدین — گشتہ جاری عینِ شاں زیں ہر دو عین
ماں باپ کے باغ تازہ رہتے ہیں — ان دونوں آنکھوں سے ان کا چشمہ جاری رہتا ہے

چوں ۲ شود چشمہ ز بیماری علیل — خشک گردد شاخ و برگ آں نخیل
جیسے چشمہ، مرض سے بیمار ہو جاتا ہے — اس کھجور کے درخت کی شاخ اور پتے خشک ہو جاتے ہیں

خسکی نخلش ہمی گوید پدید — کہ ز فرزنداں شجر نم می کشید
اس کے کھجور کے درخت کی خشکی صاف کہتی ہے — کہ درخت فرزندوں سے نمی کھینچتا ہے

اے بسا کاریز پنہاں ہمچنیں — متصل باجانِ تاں یا غافلیں
اسی طرح بہت سے پوشیدہ چشمے — اے غافلو! تمہاری جان سے متصل ہیں

اے کشیدہ ز اسمان و از زمیں — مایہا تا گشتہ جسمِ تو سمیں
اے مخاطب! آسمان اور زمین سے کھینچے ہیں — مادے یہاں تک کہ تیرا جسم موٹا تازہ ہوا ہے

تَن ۳ ز اجزائے جہاں دُز دیدہَ — پارہ پارہ زین و آں ببریدہَ
تو نے جہان کے اجزاء سے جسم کو چرایا ہے — تو نے اس اور اس سے ٹکڑا ٹکڑا کاٹا ہے

از زمیں و آفتاب اب و آسماں — پارہا بَر دوختی بر جسم و جاں
زمین اور سورج اور آسمان سے — تو نے جسم اور جان پر پیوند گانٹھے ہیں

تاتو پنداری کہ بُردی رائیگاں — باز نستانند از تو این و آں
خبردار! تو سمجھتا ہے تو مفت لے اڑا — یہ اور وہ تجھ سے واپس نہ لیں گے

کالہ دز دیدہ نبود پائیدار — لیک آرد دُزد را تا پایدار
چرایا ہوا سامان پائیدار نہیں ہوتا ہے — لیکن چور کو سولی تک لے آتا ہے

---

۱ قرۃ العینان۔ دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک خوش و راحت میں آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے رنج میں گرم آنسو بہتے ہیں۔ از رہ۔ باپ کے جسم کی تر و تازگی اولاد سے ہے۔ تاز فرزند۔ مخفی طور پر اولاد ماں باپ کے بدن کے چمن کو سیراب کرتی ہے۔ تازہ۔ اولاد کی آنکھوں سے مخفی چشمے جاری ہیں جو والدین کے جسم کے باغیچہ کو پانی دیتے ہیں۔

۲ چوں۔ اسی لئے جب اولاد بیمار ہو جاتی ہے اور چشمہ میں کم روز آتی ہے تو ماں باپ کا جسم سوکھنے لگتا ہے۔ خشکی۔ اس حالت میں والدین کے جسم کا سوکھنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کا درخت اولاد کی آنکھوں کے چشموں سے سیراب ہوتا تھا۔ اے بسا۔ جس طرح والدین اولاد کے مخفی چشموں سے سیراب ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی جان مخفی چشموں سے سیرابی حاصل کر رہی ہے۔ اے کشیدہ۔ انسان کا جسم عالم کی بہت سی چیزوں سے بنتا ہے۔ سمیں۔ موٹا۔

۳ تن۔ انسانی جسم کی ترکیب، عالم کے بہت سے مادوں سے ہوئی ہے۔ از زمیں۔ کائنات عالم کے اجزاء جسم انسانی نے حاصل کئے ہیں۔ تاتو۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اجزاء جو اس کے جسم نے حاصل کئے ہیں ان کو واپس لوٹانا نہیں ہے۔ کالہ۔ یہ چرائے ہوئے اجزاء ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں چوری ہی موت کا سبب ہے۔

عاریہ است ایں کم ہمی باید فشارد | کانچہ بگرفتی ہمہ باید گزارد
یہ مانگا ہوا ہے، پاؤں نہ جمانا چاہیے | کیونکہ جو تو نے لیا ہے، ادا کرنا چاہیے
جُز نفخت کاں زِوہّاب آمدست | رُوح راباش، آں دیگرہا بیہدست
میں نے پھونکا کے سوا کیونکہ خدا کی جانب سے آئی ہے | روح کا بن، دوسری چیزیں بیہودہ ہیں
بیہدہ نسبت بجاں میگویمش | نے بہ نسبت با صنیع محکمش
میں ان کو روح کے اعتبار سے بیہودہ کہہ رہا ہوں | نہ کہ اس کے مضبوط مصنوع کے اعتبار سے

بیانِ ۲ استمدادِ عارف از سر چشمہ حیاتِ اَبدی مستغنی شدنِ

عارف کا ابدی زندگی کے سرچشمہ سے مدد حاصل کرنے کا بیان اور اس کا بے وفا

اُو از استمداد و انجذاب از چشمہای آبہای بیوفا کہ علامۃُ

پانیوں کے چشموں سے جذب کرنے اور مدد حاصل کرنے سے بے نیاز ہونا کہ اس کی

ذٰلِکَ التجافی عَنْ دارِ الغُرورِ کہ آدمی چوں بر مددہای

علامت دھوکے کے گھر سے جدائی ہے کیونکہ انسان جب چشموں کی مدد پر

چشمہا اعتماد کُند در طلبِ چشمہ باقی سُست شود چنانکہ

بھروسہ کرتا ہے باقی رہنے والے چشمہ کی طلب ست ہو جاتی ہے چنانچہ

حکیمِ الٰہی می فرماید.....رُباعی

حکیم الٰہی فرماتے ہیں رباعی

کاریز درونِ جانِ تومی باید | کز عاریہا ترا درے نکشاید
تیری جان میں چشمہ چاہیے | کیونکہ مانگے ہوؤں سے تیرے لئے در نہیں کھلتا ہے
یک چشمہ آب از درونِ خانہ | بہ زاں جُوی کہ از برُوں می آید
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ | اس نہر سے بہتر ہے جو باہر سے آتی ہے
حبذا ۳ کاریز اصل چیزہا | فارغت آرد ازیں کاریزہا
خوب چشمہ ہے جو چیزوں کی اصل ہے | وہ تجھے ان چشموں سے بے نیاز کر دے گا
چشمہ آبی درُونِ خانہ | بہ زرودے کاں نہ در کاشانہ
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ | اس نہر سے بہتر ہے جو گھر میں نہیں ہے
تو زصد ینبوع شربت می کشی | ہرچہ زاں صد کم شود کاہد خوشی
تو سینکڑوں چشموں سے شربت کھینچ رہا ہے | ان سیکڑوں میں سے جو کم ہوجائے خوشی گھٹ جاتی ہے

ا عاریہ۔ مانگی ہوئی چیز واپس کرنی پڑتی ہے تو بدن کے ان اجزاء کو بھی ایک روز واپس دینا ہے۔ جز نفخت۔ البتہ روح کا عطیہ اللہ کی جانب سے ہے جو مستقل اور باقی ہے۔ بیہدہ۔ جسم کے اجزاء کو بیہودہ روح کے اعتبار سے کہا گیا ہے ورنہ یہ بھی اللہ کی تخلیق ہے لہٰذا اس کی مخلوق بیہودہ نہیں ہوسکتی ہے۔

۲ بیان۔ چونکہ بدن کے اجزاء مانگے ہوئے ہیں اور روح عطیہ خداوندی باقی رہنے والے ہے تو انسان کو جسم کے چشموں سے زیادہ روح کے چشمہ کو حاصل کرنا چاہیے چنانچہ عارف باللہ جسم کے چشموں سے فیضیاب ہونے سے زیادہ روح کے چشمہ سے فیض حال کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے اور اسی لئے وہ دارالغرور یعنی دنیا سے بچتا ہے۔ کاریز۔ بوزن فالیز، وہ نہر جو کاشتکار زمین کے نیچے سے کھود کر اس طریقہ سے نکالتے تھے کہ اوپر کے کھیتوں کو وہ پانی دیتی تھی۔

۳ حبذا۔ جو نہر روح کو سیراب کرتی ہے وہ علوم کی اصل ہے وہ حاصل کرلے گا تو پھر حواس ظاہر کے مدرکات سے تو بے نیاز ہوجائے گا۔ چشمہ۔ جو چشمہ گھر میں ہو وہ باہر کی نہر سے بہتر ہوتا ہے۔ ینبوع۔ چشمہ، تو بیرونی چشموں سے لطف حاصل کرتا ہے اگر ان میں سے کسی میں بھی کمی آجائے تو تیری خوشی ناقص ہو جاتی ہے۔

چوں ۱؎ بجوشد از دروں چشمہ سَنی ز استراقِ چشمہا گردی غنی
جب اندر سے کوئی روشن چشمہ جوش مارتا ہے چشموں کے چرانے سے تو بے نیاز بن جاتا ہے

قُرۃ العینت چوز اب و گِل بُود راتبہ ایں قُرّہ دردِ دل بُود
جب تیری آنکھ کی ٹھنڈک پانی اور مٹی سے ہو تو اس ٹھنڈک کا نتیجہ دل کا درد ہو گا

قلعہ را چوں آب آید از بُروں در زمانِ اَمن باشد بر فزُوں
قلعہ میں جب پانی باہر سے آئے تو امن کے زمانہ میں کثرت سے ہو گا

چونکہ دشمن گردِ آں حلقہ کُند تا کہ اندر خون شاں غرقہ کُند
جب دشمن اس قلعہ کا محاصرہ کر لے تاکہ ان کو خون میں ڈبوئے

آبِ بیروں را بیرُّند آں سپاہ تانباشد قلعہ را زانہا پَناہ
وہ لشکر، پانی کو باہر سے قطع کر دے گا تاکہ قلعہ کو ان سے پناہ نہ حاصل ہو

آں ۲؎ زماں یک چاہ شورے ازدروں بہ زصد جیحونِ شیریں از بُروں
اس وقت اندر کا ایک کھارا کنواں باہر کے سیکڑوں میٹھے جیحوں سے اچھا ہو گا

قاطع الاسباب لشکرہائے مَرگ ہمچو دے آید بقطع شاخ و برگ
موت کے لشکر کو اسباب کو کاٹنے والے خزاں کی طرح شاخ اور پتے کاٹنے آتے ہیں

دَر جہاں نبُود مددشاں از بہار جُز مگر دَر جاں بہارِ رُوِیِ یار
دنیا میں تو ان کو بہار سے مدد نہیں پہنچتی ہے علاوہ ازیں کہ جان میں یار کے چہرے کے بہار ہو

زاں ۳؎ لقب شُد خاک را دارُالغرور کو کشد پارا سپس یوم العبور
اسی لئے زمین کا لقب دھوکے کا گھر ہوا کیونکہ وہ گزرنے کے دن پاؤں پیچھے کو کھینچ لیتی ہے

پیش ازاں بَرراست وبَرچپت میدوید کہ بچینم دردِ تو چیزی نچید
اس سے پہلے دائیں اور بائیں دوڑتا پھرتا ہے کہ میں تیرا دکھ چن لوں گا اور کچھ نہ چنا

اُو بگفتے مَر تُرا وَقتِ غماں دور از تو رنج و دہ کہُ درمیاں
وہ تجھ سے غموں کے وقت کہتا تھا رنج تجھ سے دور ہے اور اس پہاڑ درمیان میں ہیں

چوں سپاہِ رنج آمد بست دَم خود نمی گوید تُرا من دیدہ اَم
جب رنج کا لشکر آیا اس نے دَم سادھا تجھ سے نہیں کہتا ہے، کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

۱؎ چوں بجوشد۔ جب تیرے اندر خوشی کا منبع ہو تو پھر بیرونی اسباب کی ضرورت نہیں رہتی۔ قرۃ۔ اگر تجھے آنکھ کی ٹھنڈک کسی آب وگل کے پتلے سے حاصل ہے تو فراق کی صورت میں اس کا انجام دردِ دل ہے۔ قلعہ۔ جس قلعہ میں باہر سے پانی آئے تو امن کی حالت میں پانی خوب آتا رہتا ہے۔ چونکہ۔ لیکن جب باہر سے دشمن کا محاصرہ کرتا ہے اور اس نہر کا بند کر دیتا ہے تو تیری حالت تباہ ہو جاتی ہے۔

۲؎ آں زماں۔ محاصرہ کے بعد پھر تیری حالت یہ ہوتی ہے کہ تو اندرونی کھارے پانی کے کنویں کو باہر کی میٹھی سیکڑوں نہروں سے بہتر سمجھتا ہے۔ قاطع الاسباب۔ موت جب لذت کے سارے خارجی ذرائع ختم کر دے گی تو اب خارجی بہار سے تجھے کوئی نفع نہ ہوگا صرف وہ بہار باعث لذت ہوگی جو روی یار سے تجھے حاصل ہوئی ہو۔ (شعر)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

۳؎ زاں۔ چونکہ موت لذت کے دنیاوی ذرائع کو ختم کر دیتی ہے اور یہ ذرائع تیرا ساتھ نہیں دیتے ہیں اس لئے دنیا کو دھوکے کا گھر قرار دیا گیا ہے یہ دنیا مرتے وقت تیرا ساتھ نہیں دیتی اپنا قدم پیچھے کو ہٹا لیتی ہے۔ پیش ازاں۔ دنیوی یار تیرے دائیں بائیں دوڑا پھرتا تھا اور دعوے کرتا تھا کہ تیرا درد دکھ میں اٹھالوں گا لیکن اس نے کچھ نہ اٹھایا۔ چوں سپاہ۔ جب موت کے سپاہی تیرا محاصرہ کرتے ہیں تو وہ اس کا بھی اقرار نہیں کرتا کہ کبھی تیری اس کی جان پہچان بھی تھی۔

حق ۱ شیطان بدنیساں زد مثل | کو ترا در رزم آرد باحیل

اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اسی طور پر مثل بیان کی ہے | کہ وہ تجھے حیلوں سے جنگ میں لے آتا ہے

کہ ترا گوید کہ پشتم من ترا | در بلا و در جفا و در عنا

کہ تجھ سے کہتا ہے، کہ میں تیرا مددگار ہوں | بلا اور جفا اور مشقت میں

کہ ترا یاری وہم من باتو ام | در خطرہا پیشِ تو من می دوم

کہ میں تیری مدد کروں گا، میں تیرے ساتھ ہوں | میں خطروں میں تیرے آگے دوڑوں گا

اسپرت باشم گہ تیرِ خدنگ | مخلصِ تو باشم اندر وقتِ تنگ

خدنگ کے تیر کے وقت میں تیری ڈھال بنوں گا | میں تنگ وقت میں تجھے بچانے والا بنوں گا

جان ۲ فدایِ تو کنم در انتعاش | رستمی شیری ہلا مردانہ باش

میں خوشی میں تیرے اوپر جان قربان کروں گا | تو رستم ہے تو شیر ہے خبردار! مرد بن

سویِ کفرش آورد زیں عشوہا | آں جوالِ خدعہ و مکرو دغا

ان فریبوں سے اس کے کفر کی جانب لے آتا ہے | وہ دھوکے اور مکر اور دغا کا تھیلا

چوں قدم بنہاد در خندق فتاد | او بقاہا قاہ خندہ لب کشاد

جب قدم رکھا، خندق میں گر گیا | اس نے ہنسی کے قہقہہ کے ساتھ ہونٹ کھولا

ہیں بیا من طمعہا دارم ز تو | گویدش رو رو کہ بیزارم ز تو

ہاں، آ جا میں تجھ سے امیدیں رکھتا ہوں | وہ اس سے کہہ دیتا ہے، جا جا میں تجھ سے بیزار ہوں

تو نترسیدی ز عدلِ کردگار | من ہمی ترسم، تو دست ز من بدار

تو خدا کے انصاف سے نہ ڈرا | میں ڈرتا ہوں، تو مجھ سے توقع نہ رکھ

گفت ۳ حق او خود جدا شد از بہی | تو بدیں تزو برہا ہم کے رہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ خود نیکی سے جدا ہوا | تو بھی ان حیلوں سے کب نجات پائے گا؟

گفت حق او خود ز نیکی شد جدا | کے رہی ہم تو بدیں تزویرہا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا خود نیکی سے علیحدہ ہوا | تو بھی ان مکاریوں سے کب چھوٹے گا؟

فاعل و مفعول در روزِ شمار | روسیاہ اند و حریف و سنگسار

فاعل اور مفعول، گنتی کے دن | کالا منہ میں اور ساتھی اور سنگسار

رہزدہ و رہزن یقیں در حکم و داد | در چہ بعد اندر و در بئس المہاد

یقیناً بھٹکا ہوا اور بھٹکانے والا فیصلے اور انصاف میں | دوری کے کنویں میں اور بڑے بستر میں ہیں

---

۱ حق۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی یہ حالت بیان کی ہے کہ مجھے اور تدبیر سے جنگ میں پھنسا دیتا ہے۔ کہ۔ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مصیبت کے وقت تیری مدد کروں گا۔ در خطرہا۔ ہر خطرہ میں تجھ سے آگے رہوں گا۔ اسپرت۔ تیر چلے گا تو تیری ڈھال بنوں گا ہر مصیبت کے وقت تیرا مخلص رہوں گا۔

۲ جان فدا۔ تجھ پر خوشی خوشی قربان ہو جاؤں گا۔ رستمی۔ تو خود بھی رستم اور شیر ہے، جنگ سے نہ گھبرا۔ سوی۔ شیطان انسان کو اسی طرح کے دھوکے دے کر کفر پر آمادہ کر دیتا ہے۔ چوں قدم۔ اب جب انسان تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو وہ اس کی ہر حالت پر قہقہے لگاتا ہے۔ ہیں۔ انسان اس شیطان کو مدد کے لئے بلاتا ہے تو وہ اس انسان سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیتا ہے۔ تو نترسیدی۔ اس سے کہتا ہے کہ تو خدا سے نہ ڈرا میں تو خدا سے ڈرتا ہوں میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

۳ گفت۔ حق انسان اپنی معذرت میں یہ کہے گا کہ شیطان نے مجھے دھوکا دیدیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ خیر سے خود جدا تھا اور یہ سب کو بتا دیا گیا تھا تو نے اس کا کہنا کیوں مانا اب اس معذرت کے حیلے سے نجات حاصل نہ کر سکے گا۔ فاعل۔ یعنی بہکانے والا شیطان مفعول جو بہکایا ہوا ہے یعنی انسان دونوں سزا پائیں گے۔ روز شمار۔ یعنی جس دن نیکیاں اور برائیاں گنی جائیں گی۔ رہزدہ۔ شیطان نے گمراہ کیا۔ رہزن۔ یعنی شیطان۔ بعد۔ یعنی خدا سے دوری۔ بئس المہاد۔ یعنی جہنم۔

غول ا را و گول را کو را فریفت | از خلاص و فوز می باید شکیفت
شیطان کو بھی اور اس احمق کو بھی جس کو اس نے فریفتہ کیا | نجات اور کامیابی سے صبر کر لینا چاہئے
ہم خرو خر گیر اینجا در گلند | غافل اند اینجا و آنجا آفلند
گدھا اور گدھے والا بھی دونوں اس جگہ کیچڑ میں ہیں | یہاں غافل ہیں اور وہاں غائب ہیں
جُز کسانے را کہ وَا گردند ازاں | در بہارِ فضل آیند از خزاں
سوائے ان کے جو اس سے لوٹ جائیں | خزاں سے مہربانی کی بہار میں آ جائیں
توبہ آرند و خُدا توبہ پذیر | اَمرِ اُو گیرند و اُو نِعم الامیر
توبہ کر لیں اور خدا توبہ قبول کرنے والا ہے | اس کا حکم جان لیں اور وہ بہترین حاکم ہے
چوں ۲ برآرند از پشیمانی حنین | عرش لرزد از انینُ المذنبین
وہ جب شرمندگی سے رونے کی آواز نکالتے ہیں | گنہگاروں کے رونے سے عرش لرزتا ہے
آنچناں لرزد کہ مادر بر وَلد | دستِ شاں گیرد ببالا می کشد
اس طرح لرزتا ہے جس طرح ماں بچہ پر | ان کی دستگیری کرتا ہے، اوپر کھینچ لیتا ہے
کاے خداتاں وَا خریدہ از غرور | نَک ریاضِ فضل و نک ربِّ غفور
کہ اے لوگو! تمہیں خدا نے دھوکے سے بچا لیا | اب مہربانی کا باغ ہے اور اب بخشنے والا خدا ہے
بعدازیں تاں برگ و رزقِ جاوداں | از ہوائے حق بُود نزنا و داں
اس کے بعد تمہارا سامان اور مستقل رزق | اللہ تعالیٰ کی ہوا سے ہو گا نہ کہ پرنالے سے
چونکہ ۳ دریا بر وسائط رشک کرد | تشنہ چوں ماہی بترکِ مَشک کرد
جب دریا نے واسطوں پر رشک کیا | مچھلی کی طرح پیاسے نے مشک چھوڑ دی
قصّہ شہزادگاں آور بہ پیش | کایں حدیث از حدِ امکانست بیش
شہزادوں کا قصہ پیش کر | کیونکہ یہ مضمون حد امکان سے باہر ہے
ایں سخن پایاں ندارد بازراں | جانبِ احوالِ آں شہزادگاں
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی پھر چل | شہزادوں کے احوال کی جانب

رَواں شدنِ ہرسہ شہزادہ در ممالکِ پدر بعد از وداع
تینوں شہزادوں کا باپ کے مالک میں روانہ ہونا ان کا شاہ کو رخصت
کردنِ ایشاں شاہرا و اِعادہ کردنِ شاہ وصیت و داع
کرنے کے بعد اور شاہ کا وصیت کو دہرانا کہ

۱ غول۔ یعنی شیطان۔ گول۔ یعنی گمراہ۔ خلاص۔ یعنی جہنم سے خلاصی۔ فوز۔ یعنی جنت کی کامیابی۔ شکیفت۔ شکیفتن، صبر کرنا۔ خر۔ یعنی گمراہ۔ خرگیر۔ یعنی شیطان۔ غافل۔ یعنی حق کی طرف توجہ کرنے سے۔ آفل۔ غائب یعنی جنت سے۔ جز کسانے۔ یعنی اس شخص کے علاوہ جس کو شیطان نے گمراہ کیا لیکن اس نے پھر توبہ کر لی۔ امر۔ یعنی توبہ کے بعد نیک کام کرنے لگیں۔
۲ چوں۔ جب گنہگار ندامت سے روتا ہے تو عرش اس طرح سے کانپتا ہے جس طرح ماں بچہ کے رونے پر کانپتی ہے۔ حنین اور انین۔ رونے کی آواز۔ دست شاں۔ ماں محبت میں روتے ہوئے بچہ کو گود میں لے لیتی ہے اسی طرح عرش رونے والے گنہگار کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور تسلی دیتا ہے۔ کاے۔ یہ کہتا ہے کہ تجھ پر رب غفور نے رحم کر دیا تو اس کی مہربانی کے باغیچہ میں پہنچ گیا ہے۔ از ہوا۔ یعنی اب رزق بغیر محنت کے ملے گا۔
۳ چونکہ۔ جب حضرت حق اپنے محبوب کے لئے وسائط کو پسند نہیں کرتا تو بغیر اسباب کے رزق پہنچاتا ہے اور وہ محبوب بھی مشک یعنی اسباب کو ترک کر کے دریا کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔ قہ۔ شہزادوں کا قصہ بیان کر اس لئے کہ مضمون تو کل اور دنیا کا دارالغرور ہونا پورا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ وداع۔ رخصت کرنا۔

وصیّت را کہ بقلعہ ہوش رُبا نَرَوید

ہوش اڑانے والے قلعہ میں نہ جانا

عزم ۱ رہ کردند آں ہر سہ پسر
سُوئے املاکِ پدر رسمِ سفر
تینوں لڑکوں نے راستہ کا پختہ ارادہ کر لیا
سفر کے طریقہ پر باپ کے ممالک کی جانب

دَر طواف شہرہا و قلعہاش
از پے تدبیر دیوان و مَعاش
اس کے شہروں اور قلعوں کے دورے میں
دفتر اور آمدنی کی تدبیر کے لئے

خواستند از شہ اجازت گاہِ عزم
داد اجازت شاں چونیت دید حَزم
اور وہ سفر کے وقت انہوں نے بادشاہ سے اجازت چاہی
چونکہ اس نے نیت پختہ دیکھی انکو اجازت دیدی

دست بُوسِ شاہ کردند و وداع
پس بدیشاں گفت آں شاہِ مُطاع
انہوں نے شاہ کی دست بوسی کی اور رخصت کیا
پھر حاکم شاہ نے ان سے کہا

ہر کجُا تاں دل کشد عازم شوید
فی امان اللہ دَست افشاں روید
جہاں تمہیں دل لے جائے ارادہ کر لو
اللہ کی حفاظت میں خوش ہوتے ہوئے روانہ ہو جاؤ

غیرِ آں ۲ یک قلعہ نامش ہُش ربا
تنگ آرد بر کلہ داراں قبا
سوائے اس ایک قلعہ کے جس کا نام ہوش ربا ہے
وہ تاجداروں پر قبا تنگ کر دیتا ہے

اللہ اللہ زاں دژِ ذاتِ الصُّوَر
دُور باشید و بترسید از خَطَر
خدا کے لئے اس تصویروں والے قلعہ سے
دور رہنا اور خطرے سے ڈرنا

رُوی و پشت و بُرجہاش و سقف و پست
جُملہ تمثال و نگار و صورتست
اس کے رو اور پشت اور برجیاں اور چھت اور فرش
سب تصویر اور نقش اور صورت ہیں

ہمچو آں حُجرہ زلیخا پُر صُوَر
تا کُند یوسف بنا کامش نظر
زلیخا کے تصویروں سے بھرے حجرے کی طرح
تا کہ حضرت یوسف بغیر قصد کے ان پر نظر کریں

چونکہ ۳ یوسف سُوئے اُو می ننگرید
خانہ را پُر نقشِ خود کرد آں مکید
چونکہ (حضرت) یوسف اس کی جانب نہ دیکھتے تھے
اس مکار نے گھر کو اپنی تصویروں سے بھر دیا

تا بہر سُو کاں نگرد آں خوش عذار
رُوئے اُورا بیند اُو بے اِختیار
تا کہ وہ خوبصورت رخ والا جس طرح بھی دیکھے
بے اختیار اس کا چہرہ دیکھ لے

بہرِ دیدہ روشناں یزدانِ فرد
شش جہت را مظہرِ آیات کرد
روشن آنکھ والوں کے لئے یکتا خدا نے
چھ جانبوں کو دلائل کا مظہر بنایا ہے

---

۱ عزم۔ تینوں شہزادوں نے ملکی انتظام کے لئے سفر کا ارادہ کر لیا۔ دیوان۔ دفتر۔ معاش۔ گذارہ کا ذریعہ، آمدنی۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ مطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے یعنی سردار اور حاکم۔ دست افشاں۔ ہنسی خوشی۔

۲ غیر آں۔ بس ہوش ربا قلعہ میں نہ جانا۔ اللہ اللہ۔ خدا سے ڈرو۔ دژ۔ قلعہ۔ ذات الصُّوَر۔ تصویروں والا۔ تنگ۔ بہت سے بادشاہ اس تصویر کو دیکھ کر جس کی وہ تصویر ہے اس پر عاشق ہو کر پریشان ہوئے ہیں۔ روی۔ اس قلعہ میں ہر جگہ پر تصویریں ہیں۔ ہمچو۔ زلیخا نے حضرت یوسف کو پھانسنے کے لئے اپنی تصویر محل میں جگہ جگہ لگا دی تھیں تا کہ ان کو دیکھ کر حضرت یوسف زلیخا پر عاشق ہو جائیں وہ زلیخا کو نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔

۳ چونکہ۔ حضرت یوسف عفت کی وجہ سے زلیخا پر نظر نہ ڈالتے تھے۔ عذار۔ رخسار۔ روشناں۔ عارفین۔ شش۔

برگِ درختاں سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

تا بہر حیوان و نامی کانگرند | از ریاضِ حُسنِ ربّانی چَرند
تاکہ وہ جس حیوان اور بڑھنے والے کو دیکھیں | خدائی حسن کے باغوں سے غذا پائیں

بہرِ ایں فرمود باآں اِسپہ اُو | حَیْثُ وَلَّیْتُمْ فَثَمَّ وَجْهُهٗ
اسی لئے اس گروہ سے اس نے فرمایا | تم جس طرف بھی رخ کرو اس کا چہرہ ہے

از قدح گر در عطش آبے خورند | در درونِ آب' حق را ناظرِ اند
وہ اگر پیاس میں پیالے سے پانی پیتے ہیں | پانی کے اندر خدا کو دیکھنے والے ہیں

آنکہ عاشق نیست اُو در آب در | صورتِ خود بیند اے صاحب نظر
جو عاشق نہیں ہے' وہ پانی میں | اے صاحب نظر! اپنی صورت دیکھتا ہے

صورتِ عاشق چو فانی شُد دروُ | پس درآب اکنوں کرا بیند بگو
عاشق کی صورت جب اس میں فانی ہو گئی | تو بتا' اب وہ پانی میں کس کو دیکھتا ہے؟

حُسنِ حق بینند اندر رُوئِ۲ حُور | ہمچو مہ درآب از صُنعِ غیور
وہ حور کے چہرے میں اللہ تعالیٰ کا حسن دیکھتے ہیں | غیور کی کارسازی کی وجہ سے جس طرح چاند پانی میں

غیرتش بر عاشقے و صادقیست | غیرتش بر دیو و بر اِستوارنیست
اس کی غیرت' عاشق اور صادق پر ہے | اس کی غیرت شیطان اور چوپائے پر نہیں ہے

دیو۳ اگر عاشق شود ہم گوئے بُرد | جبرئیلے گشت وآں دیوے بمُرد
شیطان اگر عاشق ہو گیا اس نے بھی بازی جیت لی | وہ جبرئیل بن گیا اور وہ شیطان مر گیا

اَسْلَمَ الشَّیْطَانُ در ینجا شُد پدید | کہ یزیدے شُد ز فضلش بایزید
شیطان مسلمان ہو گیا' اس جگہ ظاہر ہوا | کہ یزید' اس کی مہربانی سے بایزیدؒ ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد اے گروہ | ہیں نگہدارید ازاں قلعہ وجوہ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے' اے گروہ! | خبردار! اس قلعہ سے چہروں کو محفوظ رکھنا

ہیں مبادا کہ ہوس تاں رہ زند | کہ فتید اندر شقاوت تا اَبد
خبردار! ایسا نہ ہو کہ ہوس تمہیں بھٹکا دے | کہ تم ہمیشہ کے لئے بدبختی میں جا گرو

۱ تابہر حیواں۔ جب عارفین کائنات میں کمال قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسپہ۔ گروہ یعنی عارفوں کی جماعت سے کہا ہے کہ جس طرف تم رخ کرو گے تمہیں ہمارا جلوہ نظر آئے گا۔ از قدح۔ عارف پانی کے کٹورے میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ (شعر)

ما در پیالہ رُخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر زلذت شرب مدام ما

آنکہ۔ غیر عارف پانی کے کٹورے میں اپنی صورت دیکھتا ہے لیکن عارف جبکہ اپنی ذات کو حق تعالیٰ میں فنا کر چکا ہے تو جو کچھ کٹورے میں نظر آ رہا ہے وہ اس کے چہرے کا عکس نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کا عکس ہے۔

۲ رُوئے حُور۔ حسین حور کا دیدار بھی ان کا مقصود نہیں بلکہ اس میں بھی حسن حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمچو مہ۔ جیسا کہ چاند کا عاشق پانی کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کا مقصد چاند کا عکس دیکھنا ہے جو پانی میں ہے۔ از صنع غیور۔ عارف چونکہ محبوب حق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ وہ غیر پر نظر نہ کرے۔ غیرتش۔ شیطان اور جانور بھی پانی میں خود اپنا چہرہ دیکھتے ہیں وہاں غیرت حق آڑے نہیں آتی کہ وہ اپنے چہرے کی بجائے خدا کا چہرہ دیکھیں۔

۳ دیو۔ شیطان صفت اگر توبہ کر کے عاشق خدا بن جاتا ہے تو اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ اَسْلَمَ۔ آنحضورؐ کا شیطان کے بارے میں ارشاد ہے وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ فَاَسْلَمَ۔ لیکن اللہ نے میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا مولانا فرماتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں کہ اگر شیطان توبہ کر لے تو عارف بن جاتا ہے اور یزید جیسا ظالم بایزید بسطامیؒ بن جاتا ہے۔ ایں سخن۔ یعنی عارفین کے احوال۔ ہیں۔ بادشاہ نے شہزادوں سے کہا کہ ہوس تمہیں ہوش ربا قلعہ کی طرف کھینچ کر نہ لے جائے ورنہ ابدی بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

از خطر پرہیز آمد مفترض — بشنوید از مَن حدیثِ بیغرض ۱

خطرے سے بچنا فرض ہے — مجھ سے بے غرض بات سن لو

در فرج جوئی خرد سر تیز بہ — از کمین گاہِ بلا پرہیز بہ

کشادگی کی طلب میں سر کی عقل کا تیز ہونا بہتر ہے — مصیبت کی کمین گاہ سے پرہیز بہتر ہے

گرنمی گفت ایں سخن راآں پدر — وَر نمی فرمود ازاں قلعہ حذر

اگر وہ باپ یہ بات نہ کہتا — اور اگر اس قلعہ سے بچنے کا حکم نہ دیتا

خود بداں قلعہ نمی شُد خیلِ شاں — خود نمی اُفتادآں سُومیلِ شاں

اس قلعہ کی جانب ان کی جماعت خود نہ جاتی — خود ہی اس طرف ان کا میلان نہ ہوتا

کاں نہ بُد معروف وبس مہجور بود — از قِلاع و از مناہج دُور بُود

کیونکہ وہ مشہور نہ تھا اور بہت غیر آباد تھا — قلعوں اور راستوں سے دور تھا

چوں بکرد آں منع دل شاں زاں مقال — دَر ہوس افتاد و در کُوئِ خیال

چونکہ اس نے منع کیا ان کا دل اس گفتگو سے — ہوس اور خیال کے کوچہ میں پڑ گیا

رغبتے زیں منع دَردل شان برُست — کہ ببابد سرِّ آں راباز جست

اس ممانعت سے ان کے دل میں رغبت پیدا ہوگئی — کہ اس کے راز کی کھوج لگانی چاہیے

کیست ۲ کز ممنوع گردد ممتنع — چونکہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ مَا مُنِع

کون ہے؟ جو روکی ہوئی چیز سے رک جائے — جبکہ انسان ممنوع چیز پر حریص ہے

نہی براہلِ تقیٰ تبغیض شُد — نہی بر اہلِ ہوا تحریض شُد

متقیوں پر ممانعت مبغوض بنانا ہوئی — خواہش نفسانی والوں پر ممانعت ترغیب بنی

پس ازیں یُغْوِیْ بِہٖ قَوْمًا کَثِیْر — ہم ازاں یَھْدِیْ بِہٖ قَلْبًا خَبِیْر

پس اسی لئے ہے اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیتا ہے — نیز اسی لئے ہے باخبر دل کو اس کے ذریعہ ہدایت دیدیتا ہے

کے ۳ رمد از نے حمامِ آشنا — بل رمد زاں نے حماماتِ ہوا

ہلا ہوا کبوتر بانس سے کب اڑتا ہے — بلکہ اس بانس سے ہوائی کبوتر بھڑکتے ہیں

پس بگفتندش کہ خدمتہا کنیم — بر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ہا تنیم

پھر انہوں نے کہا ہم خدمتیں کریں گے — ہم نے سنا اور ہم نے مانا پر عمل کریں گے

رُونگردانیم از فرمانِ تُو — کُفر باشد غفلت از احسانِ تُو

آپ کے حکم سے روگردانی نہ کریں گے — آپ کے احسان سے غفلت کفر ہے

---

۱ بے غرض۔ بے غرض بات مخلصانہ ہوتی ہے۔ در فرج۔ جس طرح خوشی کی جستجو ضروری ہے مصیبت سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ گرنمی گفت۔ اگر بادشاہ ان کو نصیحت نہ کرتا اور قلعہ میں جانے سے نہ روکتا تو کاں اس قلعہ کی جانب میلان نہ ہوتا اور وہاں نہ جاتے۔ کاں۔ چونکہ وہ قلعہ کوئی مشہور قلعہ نہ تھا تو ان کو وہاں جانے کا خیال بھی نہ آتا۔ چوں بکرد۔ چونکہ شاہ نے منع کیا اس لئے ان کو اس قلعہ میں جا کر راز معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی۔

۲ کیست۔ ایسے لوگ کہ ہیں جو ممنوع چیز سے رکیں کیونکہ انسان ممنوع چیز کا اور حریص ہو جاتا ہے۔ نہی۔ جو متقی ہیں اور وہ کم ہیں ان کے لئے ممانعت اس چیز سے بغض کا سبب بن جاتی ہے اور خواہش کے بندے ہیں اور وہ بہت ہیں ان کیلئے ممانعت اور آمادگی کا سبب بن جاتی ہے۔ پس ازیں۔ اسی لئے قرآن کی صفت یہ ہے کہ بہت سے اس سے گمراہ ہو جاتے ہیں لیکن جن کے قلب بیدار اور باخبر ہیں وہ ہدایت حاصل کرلیتے ہیں۔

۳ کے رمد۔ بانس کی چھڑ ہلانے سے پالتو کبوتر گھر واپس آجاتے ہیں جنگلی کبوتر بھاگ جاتے ہیں۔ ایک ہی چیز کی دو خاصیتیں ہیں۔ رونگردانیم۔ شہزادوں نے شاہ سے کہا ہم آپ کا کہنا مانیں گے آپ محسن ہیں اور محسن سے غفلت کفر ہے۔

لیک ۱؎ استثناؤ تسبیحِ خدا　　ز اعتمادِ خود بُد از ایشاں جُدا

لیکن انشاء اللہ کہنا اور خدا کی تسبیح　　اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی وجہ سے ان سے جدا تھی

ذکرِ استثناؤ حزمِ مُلتوی　　گفتہ شُد در ابتدایِ مثنوی

انشاء اللہ کہنے اور لپٹی ہوئی احتیاط کا ذکر　　مثنوی کے شروع میں کیا گیا ہے

صد کتاب ار ہست جُز یک باب نیست　　صد جہت را قصدِ جز محراب نیست

اگر سو کتابیں بھی ہیں تو ایک بات کے سوا کچھ نہیں　　سو جانبوں کا مقصد محراب کے سوائے کچھ نہیں

ایں طُرق را مخلص یک خانہ است　　ایں ہزاراں سُنبل از یک دانہ ست

ان راستوں کا منتہا ایک گھر ہے　　یہ ہزاروں بالیں ایک دانہ کی ہیں

گونہ ۲؎ گونہ خور دنیہا صد ہزار　　جُملہ یک چیزست اندر اعتبار

قسم قسم کی لاکھوں کھانے کی چیزیں　　غور کرنے سے سب ایک چیز ہیں

از یکے چوں سیر گشتی تو، تمام　　سَرد شُد اندر دلت پنجہ طعام

جب تو ایک سے پورا سیر ہو جائے　　تو تیرے دل میں پچاس کھانے بے وقعت ہو گئے

در مجاعت بس تو اَحول بُودہٗ　　کہ یکے را صد ہزاراں دیدہٗ

تو بھوک میں بھینگا ہو رہا تھا　　کہ تو ایک کو لاکھوں سمجھ رہا تھا

گفتہ بُودیم از سِقامِ آں کنیز　　وز طبیباں و قصورِ فہم نیز

ہم نے اس لونڈی کی بیماری کی بات کہی تھی　　اور طبیبوں اور سمجھ کی کمی کی بھی

کاں ۳؎ طبیباں ہمچو اسپِ بے فسار　　غافل و بے بہرہ بُودند از سوار

کہ وہ طبیب بے رسی کے گھوڑے کی طرح　　سوار سے غافل اور بے بہرہ تھے

کامِ شاں پُر زخم از قرعِ لگام　　سُمِ شاں مجرُوح از تحویلِ گام

ان کا تالو، لگام کے جھٹکوں سے زخمی ہے　　ان کے سم، قدم پھرنے سے زخمی ہیں

ناشُدہ واقف کہ نِک بر پُشتِ ما　　رائضِ چُست ست اُستادی نما

وہ واقف نہ ہوئے کہ اب ہماری کمر پر　　استادی دکھانے والا چست سدھانے والا ہے

نیست سَرگردانیِ مازیں لگام　　جُز تصریفِ سوارِ دوستکام

اس لگام سے ہمارے سر کا چکراؤ نہیں ہے　　سوائے کامیاب سوار کے تصرف کی وجہ کے

۱؎ لیک۔ ان شہزادوں نے اطاعت کا وعدہ تو کیا اور اللہ کو یاد کر کے انشاء اللہ نہ کہا، اپنے اوپر بھروسہ کیا۔ ذکر۔ انشاء اللہ اور احتیاط کی باتیں ہم پہلے دفتر میں بیان کر چکے ہیں۔ مثنوی۔ یعنی استثناء کے ذکر کے ضمن میں۔ دکتاب۔ پہلا دفتر اور یہ دفتر کوئی دو چیزیں نہیں ہیں وہاں کی تفصیل یہاں کافی ہے۔ صد جہت۔ دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ ایک خانہ کعبہ کی طرف رخ کرتے ہیں تو وہ سب متحد ہیں۔ ایں طرق۔ جب سب راستے ایک مکان تک پہنچتے ہوں تو باوجود تعدد کے ان میں بھی اتحاد ہے۔ ایں ہزاراں۔ جو بالیں ایک دانہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ بھی متحد ہیں۔

۲؎ گونہ گونہ۔ کھانے کی لاکھوں چیزوں میں اتحاد ہے۔ از یکے۔ اسی اتحاد کا نتیجہ ہے کہ ایک چیز سے پیٹ بھر جائے تو بقیہ کھانوں سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔ در مجاعت۔ بھوک میں انسان غلطی سے ان کو جداگانہ سمجھتا ہے۔ گفتہ بودیم۔ جب انشاء اللہ نہ کہنے اور اسباب پر اعتماد کرنے کی بات کہی تھی تو لڑکی کا قصہ اور طبیبوں کی بیوقوفی یعنی اسباب پر بھروسہ کرنے کی بات کہی تھی۔

۳؎ کاں طبیباں۔ وہ طبیب متصرف حقیقی سے ایسے ہی غافل تھے جیسا کہ بے سوار کا گھوڑا سوار سے غافل ہوتا ہے۔ کام شاں۔ حالانکہ خدا کے تصرفات ان پر جاری تھے۔ ناشدہ۔ یہ اس سے غافل تھے کہ ان پر سدھانے والا سوار ہے۔ نیست۔ اپنے حالات سے ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ کوئی متصرف ذات ان پر مسلط ہے۔

مالپئے [۱] گل سوئے بستانہا شدہ — گل نمودہ آن و آں خارے بُدہ
ہم پھول کے لئے باغوں کی جانب گئے — وہ پھول نظر آیا اور وہ کانٹا تھا

ہیچ شاں ایں نے کہ گویند از خرد — بر گلوی ما کہ می کو بد لگد
ان کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ عقل سے کہئے — ہمارے گلے پر کون لاتیں مار رہا ہے

آں طبیباں آنچناں بندہ سبب — گشتہ انداز مکرِ یزداں محتجب
وہ طبیب سبب کے غلام اس طرح — اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے پردے میں ہو گئے

گر بہ بندی در صطبلے گاؤ نر — بازیابی در مقام گاؤ خر
اگر تو اصطبل میں بیل باندھ دے — پھر تو بیل کی جگہ گدھا پائے

از [۲] خری باشد تغافل خفتہ دار — کہ نجوئی تا کیست ایں خفیہ کار
سوئے ہوئے کی طرح کا تغافل گدھے پن سے ہوگا — کہ تو تلاش نہ کرے کہ یہ چھپی کاریگری کرنے والا کون ہے

خود نگفتہ کایں مبدِّل تا کیست — نیست پیدا او مگر افلاکیست
خود نہیں کہتا کہ یہ تبدیلی کرنے والا کون ہے؟ — وہ ظاہر نہیں، شاید وہ آسمانی ہے

تیر سوئے راست پرّانیدہٴ — سوئے چپ رفتہ است تیرت دیدہٴ
تو نے داہنی جانب تیر چلایا — تو نے دیکھا تیرا تیر بائیں جانب گیا

سوئے آہوے بصید تاختی — خویش راتو صید خوکے ساختی
تو شکار میں ایک ہرن کی طرف دوڑا — تو نے اپنے آپ کو سور کا شکار بنا لیا

در [۳] پئے سودے دویدہ بہرِ کبس — نار سیدہ سود و افتادہ بحبس
کوئی لوٹنے کے لئے نفع کی طرف دوڑا — نفع نہ ہوا اور قید میں پھنس گیا

چاہہا کندہٴ برائے دیگراں — خویش را دیدہ فتادہ اندراں
دوسروں کے لئے کنویں کھودے تھے — ان میں اپنے آپ کو گرا ہوا دیکھا۔

در سبب چوں بیمرادت کر دَرب — پس چرا بدن نگردی در سبب
جب تجھے خدا نے سب میں ناکام کر دیا — تو سبب سے تو بدگمان کیوں نہ ہوا؟

بس کسے از مکسبے خاقاں شدہ — دیگرے زاں مکسبہ عریاں شدہ
بہت سے آدمی ایک کمائی سے شاہ بنے — دوسرا اس کمائی سے ننگا ہو گیا

بس کس از عقدِ زناں قاروں شدہ — بس کس از عقدِ زناں مدیوں شدہ
بہت سے عورتوں کے نکاح سے قارون ہو گئے — بہت سے عورتوں کے نکاح سے قرضدار ہو گئے

---

[۱] مالپئے۔ یہ لوگ اسباب اختیار کرتے ہیں اور پھر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ہیچ۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اسباب کے خلاف کونسی ذات متصرف ہے۔ آں طبیباں۔ یہ بھی خدا کا تصرف ہے کہ یہ طبیب محض اسباب کے بندے بن گئے ہیں۔ گربہ بندی۔ واقعات کی ترتیب کے بعد جب خلاف واقعہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے تو ان کو غور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

[۲] از خری۔ ان حالات میں بھی اگر کوئی نہ سوچے تو پھر وہ خود گدھا ہے۔ خودنگفتہ۔ ان حالات میں اس کو ایک مخفی متصرف کا قائل ہو جانا چاہیے۔ تیر۔ انسان اپنے ارادہ سے تیر دائیں جانب چلاتا ہے اور وہ بائیں جانب جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔ سوی آہو۔ ارادہ ہرن کے شکار کا کرتا ہے اور خود سور کا شکار بن جاتا ہے یہ کیوں ہے؟

[۳] درپے۔ انسان نفع کی کوشش کرتا ہے اور بجائے نفع کے نقصان حال ہوتا ہے یہ کیوں ہے۔ چاہہا۔ انسان دوسرے کے لئے کنویں کھودتا ہے اور خود اس میں گر جاتا ہے۔ در سبب۔ انسان ایک مقصد کے اسباب اختیار کرتا ہے اور پھر اس کو مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے تو اسباب سے بدظن کیوں نہیں ہوتا۔ پس۔ ایک ہی سبب ہے جو ایک کے لئے مفید اور دوسرے کے لئے مضر ہوتا ہے۔ عقد زناں۔ شادی بیاہ کسی کو ایسا راس آتا ہے کہ وہ اس کے عروج کا سبب بنتا ہے دوسرے کے لئے وہی تباہ کن ہو جاتا ہے۔

پس ۱؎ اسبب گرداں چودُم خرُود — تکیہ بروے کم کُنی بہتر بُود
تو سبب گدھے کی دم کی طرح گھومتا ہے — تو اس پر بھروسہ نہ کرے تو بہتر ہے

دَر سبب گیری نگردی ہم دلیر — کہ بَس آفتہاست پنہانش بزیر
سبب اختیار کرنے میں بھی بہادر نہ بن — کیونکہ اس کے نیچے بہت سی آفتیں پوشیدہ ہیں

سِرِّ استثناست ایں حزم و حذر — زانکہ خررا بز نماید ایں قدر
استثناء کا راز یہی احتیاط اور بچاؤ ہے — اس لئے کہ یہ تقدیر گدھے کو بکری دکھا دیتی ہے

آنکہ چشمش بَست گرچہ گربزست — زاحولی اندر دو چشمش خر بُوست
جس کی آنکھیں بند کر دیں اگرچہ سیانا ہو — بھینگے پن سے اس کی دو آنکھوں میں گدھا بکری ہے

چوں ۲؎ مُقلّب حق بُود اَبصار را — اُو بگرداند دل و افکار را
جب اللہ تعالیٰ بینائیوں کو پلٹنے والا ہے — وہ دل اور خیالات کا پلٹ دیتا ہے

چاہ راتو خانہ بینی لطیف — دام راتوم دانہ بینی طریف
تو کنویں کو ایک عمدہ گھر دیکھتا ہے — تو جال کو تازہ دانہ دیکھتا ہے

مُشرکاں رادر دو چشم اہلِ بَدر — کم نمودہ تا ندارند ہیچ قدر
بدر والوں کی دونوں آنکھوں میں مشرکوں کو — کم دکھایا تاکہ وہ وقعت نہ کریں

ایں تسفسط نیست تقلیبِ خداست — می نماید کہ حقیقتہا کجاست
یہ سوفسطائیت نہیں ہے خدا کا تصرف ہے — وہ دکھاتا ہے کہ حقائق کہاں ہیں؟

آنکہ ۳؎ انکارِ حقائق می کُند — جُملگی اُو برخیالے می تند
جو شخص حقیقتوں کا انکار کرتا ہے — وہ بالکلیہ خیال کے چکر کاٹتا ہے

اُو نمی گوید کہ حُسبانِ خیال — ہم خیالے باشدت چشمے بمال
وہ یہ نہیں کہتا کہ خیال سمجھنا — بھی تیرا خیال ہو گا، آنکھیں مل

رفتنِ پسرانِ سُلطان سُوی قلعہ بحکم آنکہ الاِنسَانُ حَرِیصٌ علٰی مَا مُنِعَ

بادشاہ کے لڑکوں کا قلعہ کی جانب جانا اس لئے کہ انسان جس چیز سے روکا جائے اس کا لالچی ہو جاتا

۱؎ پس تو معلوم ہوا کہ ایک ہی سبب کے مختلف نتیجے اور تاثرات ہیں لہٰذا اسباب پر بھروسہ مناسب نہیں ہے۔ در سبب۔ سبب کو اختیار بھی کرلے تو اس کو مستقل موثر نہ سمجھ اور غیر ضروری اسباب اختیار نہ کر اس لئے کہ وہی سبب جس کو تو راحت کا سبب سمجھتا ہے مصیبت بھی لاسکتا ہے وہ گدھے کی دم کی طرح گھومتا ہے۔ سر استثناء۔ انشاء اللہ کہنے کا راز یہی ہے کہ اس سبب کی تاثیر کو انشاء اللہ کے حوالہ کر دینا ہے۔ زانکہ۔ اس لئے کہ اگر مشیت خداوندی نہ ہو تو پھر انسان گدھے کو بکری سمجھنے لگتا ہے۔ گربز۔ حیلہ گر مکار۔

۲؎ چوں مُقلّب۔ جبکہ اللہ تعالیٰ حواس ظاہری کو بدل سکتا ہے تو فکر کی تبدیلی تو بہت آسان ہے اس میں از خود بھی غلطی کا زیادہ امکان ہے۔ چاہ۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نگاہ میں تبدیلی کرتا ہے وہ کنویں کو عمدہ گھر اور جال کا دانہ دیکھتا ہے۔ مشرکاں۔ چنانچہ صحابہ کی نگاہ میں جنگ بدر کے اندر مخالفوں کی مقدار کم کر کے دکھادی تا کہ وہ صحابہ کی نگاہ میں بے قدر ہو جائیں اور بہادری سے لڑیں۔ ایں تسفسط۔ سوفسطائی فرقہ تو حقیقت کا ہی انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو محض خیالی سمجھتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تبدیلی حقیقت کا انکار نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ حقائق تو موجود ہیں اور وہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

۳؎ آنکہ۔ سوفسطائی حقیقت کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو خیال محض قرار دیتا ہے اگر وہ صحیح معنی میں اس کا قائل ہے تو اس اپنے عقیدہ اور خیال کو بھی خیال محض اور حقیقی سمجھنا چاہیے۔ چشمے بمال۔ یہ اس کی آنکھ کی غلطی ہے وہ آنکھ کو ملے اور دیکھے تو حقیقت نظر آجائے گی۔

ما بندگیِ خویش نمودیم و لیکن خوئے بدِ تو بندہ ندانست خریدن
ہم نے اپنی غلامی دکھائی لیکن تیری بدعادت نظام کو خریدنا نہ جانی

آں ہمہ وصیتہائے پدر زیر پانہادند تا در چاہِ بلا افتادند
ان سب نے باپ کی نصیحت کو پامال کر دیا یہاں تک کہ مصیبت کے گڑھے میں

وی گفت ایشاں را نفوسِ لوامہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْر و
گر گئے اور ان سے لوامہ نفوس کہہ رہے تھے کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہ آیا تھا اور

ایشاں گریاں و پشیمان می گفتند لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ
وہ روتے ہوئے اور شرمندہ کہہ رہے تھے وہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو

مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْر
ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے

ایں ۱سخن پایاں ندارد آں فریق بر گرفتند از پے آں دژ طریق
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے، اس فریق نے اس قلعہ کے لئے راہ اختیار کر لی

بر درختِ گندمِ منہی زدند از طویلہ مخلصاں بیروں شدند
ممنوع گیہوں کے درخت کے پاس جا پہنچے مخلصوں کی احاطہ سے باہر نکل گئے

چوں شدند از منع و نہیش گرم تر سوئے آں قلعہ بر آوردند سر
چونکہ اس کے منع کرنے اور ممانعت سے بہت گرم ہو گئے تھے اس قلعہ کی جانب سر ابھارا

بر ستیزِ قولِ شاہِ مجتبیٰ تا بقلعہ صبر سوزِ ہُش رُبا
برگزیدہ شاہ کے قول کے بر خلاف صبر کو پھونکنے والے ہوش کو اڑانے والے قلعہ کی جانب

آمدند از رَغمِ عقلِ پند توز در شب ۲ تاریک برگشتہ زروز
ناصح عقل کے برخلاف پہنچ گئے دن سے اندھیری رات کی جانب مڑ گئے

اندر ان قلعہ خوش ذات الصوَر پنج در در بحر و پنجے سوی بر
اس حسین تصویروں والے قلعہ میں پانچ دروازے دریا کی جانب اور پانچ خشکی کی جانب تھے

پنج ۳ ازاں چوں حسِ ظاہر رنگ بو پنج ازاں چوں حسِ باطن راز جو
ان میں سے پانچ رنگ و بو کے ظاہر حس کی طرح تھے ان میں سے پانچ باطن حس کی طرح راز کو تلاش کرنے والے

زاں ہزاراں ورت و نقش و نگار میں شدند از سو بسو خوش بیقرار
ان ہزاروں صورتوں اور نقش و نگار کی وجہ سے ادھر ادھر خوش خوش بیقرار آ جا رہے تھے

---

۱ ایں سخن۔ یعنی اللہ کی جانب سے نگاہ اور دل کی تبدیلی کا بیان۔ بر درخت۔ جس طرح حضرت آدم ممنوع گیہوں کے پودے کے پاس پہنچ گئے تھے اسی طرح یہ شہزادے ممنوع قلعہ میں جا پہنچے۔ از طویلہ۔ بادشاہ کے مخلص اور فرمانبرداروں کے مسکن سے جدا ہو گئے۔ از منع۔ مخالفت کی وجہ سے ان کا شوق اور تیز ہو گیا تھا۔

۲ شب۔ یعنی رنج و غم۔ روز۔ یعنی راحت و آرام۔ اندراں۔ اس ہوش ربا تصویروں والے قلعہ کے پانچ در دریا کی جانب کھلتے تھے تاکہ آنے والا دریائی سفر سے اس میں بسہولت داخل ہو سکے اور پانچ دروازے خشکی کی طرف کھلتے تھے تاکہ خشکی کا مسافر آرام سے داخل ہو سکے۔

۳ پنج۔ پانچ در کو انسان کے ظاہری حواس کی طرح سمجھو پانچ در کو باطنی حواس کی طرح انسان انہی حواس کے مدرکات سے بسا اوقات مسلوب العقل ہو جاتا ہے اسی طرح ان دروازوں سے داخل ہونے والا مسلوب العقل ہو جاتا تھا۔ زاں۔ اس قلعہ کی ان ہزاروں تصویروں کو وہ خوشی خوشی دیکھتے پھر رہے تھے اور کسی ایک کو دیکھنے کے لئے ان میں قرار نہ تھا۔

زیں ۱ قدحهای صُوَرکم باش مَست — تانگردی بُت تراش و بُت پرست
صورتوں کے ان پیالوں سے مست نہ ہو — تاکہ تو بت تراش اور بت پرست نہ بنے

از قدحهایِ صُوَر بگذر مایست — بادہ درجام لیک از جام نیست
صورتوں کے پیالوں سے گزر جا نہ ٹھہر — شراب جام میں ہے لیکن جام سے نہیں ہے

سُوئِ بادہ بخش بکشا پهن گوش — تاازاں سُوی بشنوی بانگ وخروش
شراب بخشنے والے کی جانب چوڑے کان کھول — تاکہ اس جانب سے آزاد اور شور سنے

گوش دار آوازت آید دَمبدم — چوں رسد بادہ نیاید جام کم
سن تجھے دم بدم آواز آئے گی — جب شراب آئے گی جام کی کمی نہ ہو گی

آدما ۲ معنی دلبندم بجوی — تَرکِ قِشر و صورتِ گندم بگوی
اے آدم میرے دل پسند معنی کو تلاش کر — گیہوں کی چھلکے اور صورت کو چھوڑ

چونکہ ریگے آرد شُد بهرِ خلیل — دانکہ معزولست گندم اے نبیل
جبکہ خلیل اللہ کیلئے ریت آٹا ہو گیا — اے بزرگ! جان جا کہ گیہوں جداگانہ چیز ہے

صورت از بیصورت آمد در وجود — ہمچناں کز آتشے زادست دُود
صورت بے صورت سے وجود میں آئی ہے — جیسے کہ دھواں آگ سے پیدا ہوا ہے

کمتریں عیبے مُصَوَّر در خیال — چوں پیاپے بینیش آرد مَلال
خیال میں مصور (چیز) کا چھوٹا سا عیب یہ ہے — جب تو اس کو پے درپے دیکھے گا وہ ملال پیدا کردے گا

حیرتِ محض آردت بے صورتے — زادہ ۳ صدگوں آلت از بے آلتے
بے صورت تیرے اندر محض حیرت پیدا کرتا ہے — بے آلہ سے سینکڑوں قسم کے آلے پیدا ہوتے ہیں

بے زدستے دستها بافد ہمی — جانِ جاں سازد مُصَوَّر آدمی
وہ بغیر ہاتھ کے ہاتھوں کو مرکب کرتا ہے — روح الروح آدمی کو مصور بناتی ہے

آنچناں کاندر دل از هجرو وصال — می شود بافیدہ گونا گوں خیال
جس طرح ہجر اور وصال سے دل میں — قسم قسم کے خیال مرکب ہوتے ہیں

۱ زیں۔ اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ تصویروں کے پیالوں سے پی کر مست نہ بن ورنہ تو بھی بت تراش اور بت پرست کی طرح ہو جائے گا جس کا تعلق محض صورت سے ہے۔ از قدحهای۔ بیشک ان صورتوں کا حسن بھی شراب کی سی مستی پیدا کردیتا ہے لیکن وہ حسن ان کا ذاتی نہیں ہے بلکہ مستعار حسن ہے تجھے اصل حسن اور ان کو حسن عطا کرنے والے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ سوی۔ جس ذات نے ان صورتوں کے جام میں شراب حسن بھری ہے اس کی طرف توجہ کر پھر تجھے قلبی واردات محسوس ہوں گی۔ چوں رسد۔ جب وہ شراب عشق حاصل ہوجائے گی پھر تو کسی صورت کا پابند نہ رہے گا کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا مظہر معلوم ہوگا۔

۲ آدما۔ حضرت آدم کے واسط سے بنی آدم کو خطاب ہے کہ حقیقت کے طالب بنو اور صورت سے قطع نظر کرو۔ چونکہ۔ صورت بے معنی ہے گیہوں کی صورت نہ تھی حضرت ابراہیم کو ریت سے آٹا حاصل ہوا۔ صورت۔ صورت کی علت بے صورت ذات ہے لہٰذا توجہ کے قابل علت ہے دھویں کی علت آگ ہے لہٰذا وہ اصل ہے۔ کمتریں۔ صورت تو ایسی چیز ہے کہ اگر انسان کو مصور خیال بار بار آتا ہے تو وہ اس سے تنگدل ہو جاتا ہے۔ حیرت۔ جب تو ذات سے صورت کی طرف توجہ کرلے گا تو ملال نہیں بلکہ طبیعت میں حیرت پیدا ہوگی جو مزید توجہ اور کھوج کا سبب بنتی ہے۔

۳ زادہ۔ اس بے آلت و بے صورت ذلت سے ہزارہا قسم کے صورت اور آلہ والے پیدا ہوتے ہیں لہٰذا وہ اصل ہے۔ بے زدستے۔ جو ذات ہاتھ سے منزہ ہے اس نے کروڑوں ہاتھ بنا دیئے روح الروح (ذات خداوندی) نے آدمی کو مصور پیدا فرمایا تو اصل وہ ہے۔ آنچناں۔ غیر مصور۔ مصور میں اس طرح موثر ہے جس طرح ہجر و وصال طرح طرح کے خیالات کا مصور ہے اور وہ خود غیر مصور ہے۔

ہیچ ۱؎ ماند ایں مؤثر با اثر
یہ مؤثر اثر کے ساتھ کوئی مناسبت رکھتا ہے؟
ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضَرر
آواز اور رونا! رنج سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

نوح را صورت ضَرر بیصورت ست
رونے کی صورت ہے، رنج بے صورت ہے
دَست خایند از ضرر کش نیست دست
لوگ اس رنج سے ہاتھ چباتے ہیں جس کے ہاتھ نہیں ہے

ایں مَثَل نالائق ست اے مُستدِل
اے دلیل بیان کرنے والے! یہ مثال مناسب نہیں ہے
حیلہ تفہیم را جہدُ المُقِل
سمجھانے کی تدبیر کیلئے ایک نادار کی کوشش ہے

صُنعِ بیصورت نگارد صورتے
بے صورت کی کاریگری صورت بناتی ہے
تَن برُوید باحواس و آلتے
جسم کو مع حواس اور آلہ کے پیدا کرتی ہے

تا چہ ۲؎ صورت باشد آں بروفقِ خود
تاکہ اپنے موافق جو بھی صورت ہو
اندر آرد جسم را در نیک و بَد
جسم کو اچھی اور بری میں لے آئے

صورتِ نعمت بُود شاکر شَود
نعمت کی صورت ہو تو شکر گزار بن جاتا ہے
صورتِ مُہلت بُود صابر شَود
تاخیر کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورتِ رحمے بُوَد شاداں شُود
رحم کی صورت ہو تو وہ خوش ہوتا ہے
صورتِ زخمے بُود نالاں شُوَد
رنج کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورتِ شہرے بُود گیرد سَفر
کسی شہر کی صورت ہو تو وہ سفر اختیار کرتا ہے
صورتِ تیرے بُوَد گیرد سپَر
تیر کی صورت ہو تو وہ ڈھال سنبھالتا ہے

صورتِ ۳؎ خوباں بُود عشرت کُند
حسینوں کی صورت ہو تو عیش کرتا ہے
صورتِ غیبی بُود خلوت کُند
غیبی صورت ہو تو خلوت اختیار کرتا ہے

صورتِ محتاجی آرد سُوی کَسب
ضرورت کی صورت کمائی کی طرف لاتی ہے
صورتِ باز و وَری آرد بہ غصب
قوت بازو کی صورت چھیننا پیدا کرتی ہے

ایں زحد و اندازہا باشد بروں
یہ حد اور اندازوں سے باہر ہے
داعیِ فعل از خیالِ گونہ گوں
مختلف خیال سے کام کرانے والا

۱؎ ہیچ۔ مؤثر اور اثر میں مشابہت ضروری نہیں ہے ضرر اور تکلیف دینے اور چلانے کا مؤثر ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ نوحہ۔ نوحہ اور رونا ایک مصور چیز ہے اور ضرر ایک اضافی چیز ہے جو مصور نہیں ہے۔ دست۔ انسان رنج سے ہاتھ چباتا ہے ان دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ ایں مثل۔ حق تعالیٰ جو کہ مؤثر ہے اور کائنات جو کہ اس کا اثر ہے اس کی یہ مثالیں ناقص ہیں محض سمجھانے کے لئے ایک ایسے شخص کی کوشش ہے جو اس کی صحیح مثال دینے پر قادر نہیں ہے۔ صنع۔ ذات بے صورت یہ صورتیں مع حواس کے پیدا فرما دیتی ہے۔

۲؎ تا چہ۔ اللہ نے ان صورتوں کو اس لئے بنایا ہے تا کہ وہ صورت اپنے مناسب حال انسانی جسم سے نیکی اور بدی کرے۔ صورت نعمت۔ اگر وہ نعمت کی صورت ہے تو جسم سے شکر گزاری کرتی ہے اگر صورت مہلت اور دیر کی ہے تو انسانی جسم سے صبر کراتی ہے۔ صورت رحمے۔ اگر یہ صورت ہوتی ہے کہ اس پر کوئی رحم کرے گا تو وہ خوش ہوتا ہے رنج کی صورت ہو تو وہ نالاں ہوتا ہے۔ صورتے شہر۔ کسی شہر کی صورت ہو تو نتیجہ سفر ہوتا ہے اگر تیر کی صورت ہو تو ڈھال سنبھالتا ہے۔

۳؎ صُورتِ خوباں۔ اگر خیال میں حسینوں کی صورت آتی ہے تو اس سے خوش وقتی کرتا ہے۔ صورت غیبی۔ اگر غیبی تجلیات کی صورت خیال میں آتی ہے تو گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ صورت محتاجی۔ کسی ضرورت اور احتیاج کی صورت آجاتی ہے تو کمائی کرتا ہے۔ صورت بازو۔ اپنی طاقت کی صورت خیال میں آتی ہے تو لوگوں کی چیزیں چھینتا ہے۔ ایں۔ یہ بات کہ قسم قسم کے خیالات فعل کے داعی بنتے ہیں شمار سے باہر ہے۔

بے ۱ نہایت کیشہا و پیشہا　　جملہ ظلِّ صورتِ اندیشہا
لامحدود مذاہب اور پیشے　　سب خیالات کی صورت کا سایہ ہیں

برلبِ بام ایستادہ قوم خوش　　ہر یکے را بر زمیں بیں سایہ اَش
کوئی قوم اچھی خاصی بالاخانہ پر کھڑی ہے　　ہر ایک کا زمین پر سایہ دیکھ لے

صورتِ فکر ست بربامِ مشید　　واں عمل چوں سایہ بر ارکاں پدید
فکر کی صورت بلند بالاخانہ پر ہے　　اور وہ عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ظاہر ہے

فعل بر ارکان و فکرت مُکتتم　　لیک در تاثیر و وصلت دو بہم
عمل اعضاء پر ہے اور فکر پوشیدہ ہے　　لیکن تاثیر اور میل میں دونوں اکٹھے ہیں

آں صُوَر در بزم کز جامِ خوشی ست　　فائدہ اُو بیخودی و بیہشی ست
وہ صورتیں جو مجلس میں خوشی کے جام کی ہیں　　ان کا نتیجہ بے خودی اور بیہوشی ہے

صورتِ مردوزن و لعب و جماع　　فائدہ اَش بیہوشی وقتِ وقاع
مرد اور عورت اور مذاق اور ہم بستری کی صورت　　جماع کے وقت اس کا نتیجہ مدہوشی ہے

صورتِ ۲ نان و نمک کاں نعمت ست　　فائدہ اَش آں قوّتِ بیصورت ست
نان و نمک کی صورت جو نعمت ہے　　اس کا نتیجہ بے صورت طاقت ہے

در مصاف آں صورتِ تیغ و سپر　　فائدہ اَش بیصورتی یعنی ظفر
میدان جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت　　اس کا اثر فتح مندی ہے جو بے صورت ہے

مدرسہ و تعلیق و صورتہاےِ وَے　　چوں بدانش متصل شد گشت شے
مدرسہ اور متعلقات اور ان کی صورتیں　　جب علم سے وابستہ ہوگئیں وہ شی بن گئیں موجود ہوگئیں

ایں صُوَر چوں بندۂ بیصورت اند　　پس چرا در نفیِ صاحب نعمت اند
یہ صورتیں بے صورت اور غلام کی طرح ہیں　　تو انعام دینے والے کے انکار میں کیوں ہیں؟

پس ۳ صُوَرہا بندۂ بیصورت اَند　　پیشِ اُو رُویندو در نفیِ اُو فتند
تو صورتیں بے صورت کی طرح ہیں　　اس کے سامنے اگیں اور اس کے انکار میں مبتلا ہوگئیں

ایں صُوَر دار دز بیصورت وجود　　چیست پس بر مُوجدِ خویشش جحود
یہ صورتیں بے صورت سے وجود رکھتی ہیں　　تو اپنے عطا کرنے والے سے ان کا انکار کیا ہے؟

خود ازویابد ظہورِ انکارِ اُو　　نیست غیرِ عکسِ خود ایں کارِ اُو
اس کا انکار خود اسی سے موجود ہوتا ہے　　اس کا یہ کام خود اس کے عکس کے سوا کچھ نہیں ہے ۱۷

۱ بے نہایت۔ دنیا کے مذاہب اور پیشے بھی خیالات کی پیداوار ہیں۔ برلب بام۔ خیالات کہ سبب ہونے کی اور افعال کے مسبب ہونے کی مثال یہ سمجھوں کہ کچھ لوگ بالاخانہ پر ہوں اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہوں۔ صورت فکر خیال کی صورت دماغ کے بالاخانہ پر ہے اور عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ہے۔ فعل۔ عمل کا تعلق اعضاء سے ہے اور خیال دماغ میں پوشیدہ ہے لیکن دونوں باہم جڑے ہوئے ہیں عمل کے ساتھ وہ خیال بھی موجود رہتا ہے۔ آں صور۔ جام خوشی سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا اثر اور نتیجہ بیہوشی اور بے خودی ہے۔ صورت۔ مرد اور عورت اور جماع کے تصور سے جماع کے وقت مدہوشی طاری ہوتی ہے۔

۲ صورت۔ غذاؤں کی صورت کا نتیجہ بے صورت قوت ہے۔ در مصاف۔ میدان جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت کی علت غائی بے صورت کامیابی ہے۔ مدرسہ۔ مدرسہ اور اس سے متعلقات کی صورتیں علم و دانش سے متعلق ہوئیں تو وہ بے صورت علم موجود ہو گیا۔ ایں صور۔ جب یہ صورتیں ایک ذات بے صورت کے تابع ہیں تو یہ صورتیں یعنی دہریے اس کے منکر کیوں ہیں۔

۳ پس صورہا۔ یہ بے صورت جبکہ ان صورتوں کا سبب اور علت ہے تو اس سے پیدا ہو کر اس کی منکر کیوں ہیں۔ ایں صور۔ وہ بصورت ان صورتوں کا موجد ہے پھر صورتیں اس کا کیوں انکار کرتی ہیں۔ خود۔ منکر کا انکار خود اس بیصورت کا اثر ہے تو پھر یہ منکر کو اسکے جود کا کیوں منکر ہے۔

صورتِ¹ دیوار و سقفِ ہر مکاں — سایۂ اندیشۂ معمار داں
ہر مکان کی چھت اور دیوار کی صورت — معمار کے فکر کا سایہ سمجھ

گرچہ خود اندر محلِ افتکار — نیست سنگ و چوب و خشتے آشکار
اگرچہ سوچنے کی جگہ میں — پتھر اور لکڑی اور اینٹ ظاہر نہیں ہیں

فاعلِ مطلق یقیں بے صورتست — صورت اندر دستِ اُو چوں آلتست
فاعل مطلق یقیناً بے صورت ہے — صورت اس کے ہاتھ میں آلہ کی طرح ہے

گہ گہ آں بیصورت از کتمِ عدم — مر صُوَر را رُو نماید از کرم
کبھی کبھی وہ بے صورت پردۂ غیب سے — صورتوں (والوں) کیلئے کرم سے رونما کردیتا ہے

تا مدد گیرد از و ہر صورتے — از کمال و از جمال و قدرتے
تاکہ ہر صورت اس سے مدد حاصل کرے — کمال و جمال اور قدرت سے

باز بیصورت چو پنہاں کرد رُو — آمدند از بہر گد در رنگ و بُو
پھر جب بے صورت نے رخ چھپا لیا — وہ لوگ بھیک کے لئے رنگ وبو میں آ گئے

صورتے² از صورتِ دیگر کمال — گر بجوید باشد آں عینِ ضَلال
ایک صورت دوسری صورت سے کمال — اگر ڈھونڈے وہ عین گمراہی ہو گی

جُز مگر آں صورتے کاں شیرزاد — بلتِ ارشاد کردش از و داد
علاوہ اس صورت کے جواس شیر نے پیدا کر دی ہے — محبت نے اس کو رہنمائی کے قابل کر دیا

پس چہ عرضہ می کُنی اے بے ہُنر — احتیاجِ خود بمُحتاجِ دِگر
تو اے بے ہنر! تو کیا پیش کرتا ہے — اپنی ضرورت دوسرے ضرورت مند کی طرف؟

چوں صُوَر بندست بر یزداں مگو — ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو
جبکہ صورتیں قید ہیں، خدا پر اطلاق نہ کر — صورت کا گمان نہ کر اس کو تشبیہ کے ذریعہ تلاش نہ کر

در³ تضرّع جُو و در افنائے خویش — کز تفکر جُز صُوَر ناید بہ پیش
زاری میں تلاش کر اور اپنے آپ کو فنا کرنے میں — کیونکہ سوچنے سے صورتوں کے علاوہ کچھ سامنے آئے گا

ورز غیرِ صورتت نبوَد فرہ — صورتے کاں بے تُو زاید در تو بہ
اگر تجھے بغیر صورت کے انبساط نہ ہو — جو صورت تیرے اندر بغیر تیرے پیدا ہو وہ بہتر ہے

---

¹ صورت دیوار۔ مکان کی صورت یہ معمار کے خیال کا اثر ہے اگرچہ اس معمار کے ذہن کے اندر مکان کے اجزاء موجود نہیں ہیں۔ فاعل مطلق۔ تمام دلائل کا نتیجہ یہ ہے کہ ان صورتوں کو پیدا کرنے والا بے صورت ہے اور یہ صورتیں اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہیں۔ گہ گہ۔ کبھی وہ بے صورت اپنی تجلیات بھی رونما کر دیتا ہے۔ تامدد گیرد۔ اس تجلی سے مقصود کمال اور جمال اور قدرت کا اضافہ ہے۔ باز۔ پھر جب وہ تجلی غائب ہو جاتی ہے تو لوازم بشریت ابھر آتے ہیں۔

² صورتے۔ کمال تو بیصورت سے حاصل کیا جاتا ہے ایک صورت دوسری صورت سے کمال کی طالب ہو تو گمراہی ہے۔ جز۔ ہاں اولیاء اللہ جن کو خدا نے رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سے کمال کی طلب کی جا سکتی ہے۔ پس۔ ورنہ صورت خود محتاج ہے اس پر احتیاج کو پیش کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ چوں صور۔ جب صورتیں بے صورت کی غلام ہیں تو اس بے صورت پر صورت کا گمان نہ کر اور مشتبہ فرقہ کی طرح تشبیہوں کے ذریعہ اس کی تلاش نہ کر۔

³ در تضرع۔ اس بیصورت کو صورتوں سے تلاش نہیں کیا جا سکتا بلکہ فنا اور تضرع وزاری کے ذریعہ تلاش کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ سوچنے اور تفکر سے صورتیں ہی خیال میں آتی ہیں اور وہ بے صورت ہے۔ ور۔ اگر مجاہدے سے بھی بغیر صورت کے اس کا تصور نہیں ہوتا تو پھر تیرے تصور کئے بغیر جو اس کی صورت سامنے آئے اس سے سہارا پکڑ لے فرہ۔ بوزن گرہ، انبساط اور خوشی۔

صورتِ ۱ شہرے کہ آنجا میروی / ذوقِ بیصورت کشیدت اے روی
اس شہر کی صورت تو جہاں جاتا ہے / اے سیراب! تجھے بیصورت ذوق نے کھینچا ہے

پس بمعنیٰ میروی تالا مکاں / کہ خوشی غیرِ زمانست و مکاں
تو باطن میں تو لامکان میں جا رہا ہے / کیونکہ خوشی غیر زمانی اور غیر مکانی ہے

صورتے یارے کہ سوئے اُو شوی / از برائے مُونسی اَش میروی
اس دوست کی صورت جس کی طرف تو جا رہا ہے / اس کی محبت کی وجہ سے تو جا رہا ہے

پس بمعنیٰ سوئے بیصورت شُدی / گرچہ زاں مقصود غافل آمدی
پس دراصل تو بیصورت کی طرف جا رہا ہے / اگرچہ تو اس مقصود سے غافل ہے

پس حقیقت حق بُود معبودِ کُل / کز پے ذوق ست سیرانِ سُبل
تو درحقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے / کیونکہ راستوں کو طے کرنا ذوق کی وجہ سے ہے

لیک ۲ بعضے رُو سوئے دُم کردہ اند / گرچہ سَر اصلست سَر گم کردہ اند
لیکن بعض نے دم کی طرف رخ کر لیا ہے / اگرچہ سر اصل ہے انہوں نے سر کو گم کر دیا ہے

لیک آں سَر پیشِ ایں ضالانِ گم / می دہد دادِ سَرے از راہِ دُم
لیکن سر ان گمراہوں کے نزدیک گم ہے / وہ سر کی عطا، دم کے راستہ سے عطا کر دیتا ہے

آں ۳ زسر می یابد آں داد ایں زدُم / قومِ دیگر پاو سَر کردند گم
وہ سر سے وہ عطا پاتا ہے یہ دم سے / دوسرے لوگوں نے پاؤں اور سر گم کر دیا ہے

چونکہ گم شد جملہ جُملہ یافتند / از گم آمد سُوئے کُل بشتافتند
چونکہ سب گم ہو گیا انہوں نے سارا پا لیا / گم ہو جانے سے، وہ کل کی جانب دوڑ پڑے

دیدنِ ایشاں در قصرِ آں قلعہ ذات الصُّور نقشِ دُخترِ
اس تصویروں والے قلعہ کے قصر میں ان کا شاہ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھنا

شاہِ چین و بیہوش شُدنِ ہرسہ و در فتنہ اُفتادن
اور تینوں کا بے ہوش ہو جانا اور فتنہ میں پڑنا

۱ صورت۔ پھر پہلے مضمون کی جانب عود کیا ہے کہ ذوق جو بیصورت ہے وہ تجھے شہر کی صورت کی طرف لے جاتا ہے۔ پس۔ اگرچہ بظاہر تو شہر کی صورت کی طرف لے جا رہا ہے لیکن حقیقتاً تو لامکانی اور لازمانی ذوق کی طرف جا رہا ہے۔ صورتے یارے۔ دوست کی صورت کی طرف جانے کی غایت اس محبت ہے جو بیصورت ہے۔ پس معنی۔ دوست اور شہر کی طرف تیرا جانا ایک بیصورت کی وجہ سے اگرچہ تو اس سے غافل ہے۔ پس۔ حقیقت۔ چونکہ ذوق کا مقصود ہونا پہلی مثالوں سے ثابت ہو گیا ہے تو یہ ثابت ہو گیا کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے کیونکہ سب راستوں کا چلنا ذوق کی وجہ سے ہے۔ اور ذوق بخشی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

۲ لیک۔ اب اس معبود کے ساتھ بعض کا معاملہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے توابع کی طرف رخ کر رکھا ہے یعنی افعال باری تعالیٰ کی جانب توجہ کر رکھی ہے حالانکہ مقصود اس کی ذات ہے چونکہ وہ اصل ہے۔ آں سر۔ ان کو بھی ذات سے استفادہ ہوتا ہے اور ان کی توجہ بھی مقبول ہے، عبادت گزاروں کے مختلف مرتبے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کی توجہ اور طلب حق، افعال حق کے ذریعہ اور واسطہ سے ہے یہ درجہ عوام کا ہے دُم سے مراد افعال باری ہیں۔

۳ آں زسر۔ سر سے مراد صفات باری تعالیٰ ہے یہ لوگ صفات کے ذریعہ فیض حاصل کرتے ہیں یہ درجہ خواص کا ہے۔ قوم دیگر۔ اخص الخواص کا درجہ یہ ہے کہ وہ صرف ذات کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور اس سے بلاواسطہ استفادہ کرتے ہیں۔ چونکہ۔ ان لوگوں نے نہ افعال کو مقصود بنایا نہ صفات کو بلکہ ذات کو مقصود بنایا لہٰذا ذات باری تعالیٰ ان کو حاصل ہوئی۔ دیدن۔ وہ تینوں شہزادے قلعہ ہوش ربا میں پہنچ گئے اور انہوں نے شاہ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھا اور بیہوش ہو گئے اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور یہ جستجو شروع کر دی کہ یہ تصویر کس کی ہے۔

و تفحص کردن کہ ایں صورتِ کیست
اور اس کی جستجو کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟

ایں ۱ سخن پایاں ندارد آں گروہ — صورتے دیدند با حُسن و شکوہ
اس بات کا خاتمہ نہیں، اس گروہ نے — ایک حسین اور شاندار تصویر دیکھی

خوب ترزاں دیدہ بُودند آں فریق — لیک زیں رفتند دَر بحرِ عمیق
اس فریق نے اس سے زیادہ حسین دیکھے تھے — لیکن اس سے وہ گہرے دریا میں اتر گئے

زانکہ افیوں شاں ازیں کاسہ رسید — کاسہا محسوس، افیوں ناپدید
کیونکہ انہیں افیون اس پیالہ سے پہنچی — پیالے تو محسوس تھے اور افیون پوشیدہ تھی

کرد فعلِ خویش قلعہ ہُش رُبا — ہرسہ را انداخت دَر چاہِ بلا
ہوش رُبا قلعہ نے اپنا کام کر دیا — تینوں کو مصیبت کے کنویں میں ڈال دیا

تیر ۲ غمزہ دوخت دل را بیگماں — اَلْاَماں یا ذَالْاَماں زیں بےاَماں
تازہ انداز کے تیر نے اچانک ان کا دل چھید دیا — اے امن والے اس بے پناہ سے پناہ دیجئے

قرِنہارا صورتِ سنگے بسوخت — آتشے دَردین و دل شاں برفروخت
ساتھیوں کو پتھر کی مورتی نے جلا دیا — ان کے دین و دل میں آگ لگا دی

چونکہ رُوحانی بُود خود چوں بُود — فتنہ اَش ہر لحظہ دیگر گوں بُود
اگر وہ روح والی ہوتی تو کیا ہوتا؟ — اس کا فتنہ ہر لحظہ دوسرے قسم کا ہوتا

عشقِ صورت در دلِ شہزادگاں — چوں خلِش میکرد مانندِ سناں
شہزادوں کے دل میں تصویر کا عشق — چونکہ بھالے کی طرح چبھ رہا تھا

اَشک ۳ می بارید ہر یک ہمچو میغ — دست میخائیدو می گفت اے دریغ
ہر ایک ابر کی طرح آنسو بہاتا تھا — ہاتھ چباتا تھا اور کہتا تھا ہائے افسوس

ماکنوں دیدیم شہ زآغاز دید — چند ماں سوگند داد آں بے ندید
ہم نے اب دیکھا، شاہ نے اول سے دیکھ لیا تھا — اس بے نظیر نے، ہمیں کتنی قسمیں دی تھیں

انبیا را حقِ بسیارست ازاں — کہ خبر کردند از پایانِ ما
اسی وجہ سے انبیاء کے بہت حقوق ہیں — کہ انہوں نے ہمارے انجام سے باخبر کر دیا ہے

کانچہ می کاری نروید جز کہ خار — ویں طرف پَری نیابی زو مطار
کہ جو کچھ تو بو رہا ہے بجز کانٹے کے کچھ نہ اگے گا — تو اس طرف اڑ رہا ہے اس سے تو اڑنے کی جگہ نہ پائے گا

---

۱ ایں سخن۔ یعنی طالب ذات کے مرتبہ کا ذکر خوب تر ان شہزادوں نے ایک تصویر دیکھی جو حسین تھی اگرچہ وہ اس سے بھی زیادہ حسین تصویریں دیکھ چکے تھے لیکن وہ اس تصویر کو دیکھ کر عشق کے گہرے سمندر میں ڈوب گئے۔ زانکہ۔ حسن کو افیون سے تشبیہ دی ہے، پیالہ سے مراد صورت ہے۔ کاسہا۔ صورتیں تو نظر آتی ہیں لیکن ان کی افیون غیر محسوس ہے۔ کرد فعل خویش۔ غرضیکہ قلعہ ہوش ربا نے اپنا کام کر دیا اور تینوں کو مصیبت میں پھنسا دیا۔

۲ تیر غمزہ۔ اس حسین کے غمزے کے تیر نے ان کے دل کو چھید دیا۔ الاماں۔ یہ تیر بےاماں ہے، خدا اس سے پناہ دے۔ قرنہا۔ ساتھی یعنی تینوں شہزادے۔ صورت سنگے۔ یعنی شہزادی کا بت۔ روحانی۔ جاندار۔ سناں۔ بھالا۔

۳ اشک۔ وہ تینوں شہزادے رو رہے تھے۔ میغ۔ ابر۔ ماکنوں۔ جو مصیبت ہم نے اب دیکھی شاہ نے پہلے سے دیکھ لی تھی۔ ندید۔ نظیر۔ انبیاء۔ ہم پر انبیاء کے اسی لئے بے پناہ حقوق ہیں کہ انہوں نے ہمیں انجام سے باخبر کر دیا ہے۔ کانچہ۔ انبیاء نے بتا دیا ہے کہ نفسانی خواہش سے تم جو کام کرو گے اس سے کانٹے اگیں گے۔ دیں طرف۔ تیری رفتار دنیا کی طرف ہے اس سے نجات نہیں ہے۔

تخم ۱ از من بر کہ تا ریعے دہد | با پرِ من پر کہ تیرآں سُو جہد
تو بیج مجھ سے لے جا، تاکہ پیداوار دے | میرے پر سے پرواز کر تاکہ تیر اس جگہ جائے

تو ندانی واجبی آن و ہست | ہم تو گوئی آخر آں واجب بدست
تو اس کی ضرورت کو نہ سمجھا اور وہ ہے | آخر میں تو بھی کہے گا، کہ وہ ضروری تھی

از توست لیکن نہ ایں تُو کہ تن ست | آں توئی کہ برتر از ما و من ست
وہ "تو" ہی سے ہے لیکن نہ اس "تو" سے کہ جو جسم ہے | اس "تو" سے جو "ما و من" سے برتر ہے

ایں توئی اہر کہ پنداری توئی | ہست اندر سُو و تو در بیسوئی
جس ظاہری "تو" کو تو "تو" سمجھتا ہے | یہ جہت میں ہے اور وہ "تو" بے جہت ہے

بر صدف ۲ لرزاں چرائی اے گہر | تویِ خود را نے مداں میداں شکر
اے موتی! تو سیپ پر کیوں لرزتا ہے؟ | اپنے "تو" کو تو نے نہ سمجھ، شکر سمجھ

توئی بیگانہ است باتو ایں توئی | تویِ خود دریاب و بگذر از دوئی
یہ توئی ایسی ہے جو تجھ سے بیگانہ ہے | اپنے "تو" کو حاصل کر لے اور دوئی سے گذر جا

توی آخر سُوی توی اوّلت | آمد است از بہر تنبیہ و صِلت
تیرا آخری "تو" تیرے ابتدائی "تو" پر | آیا ہے تنبیہ اور وصل کے لئے

توئی ۳ تو در دیگرے آمد دفیں | مَن غلامِ مَرد خود بینِ چنیں
تیرا "تو" دوسرے میں مدفون ہے | میں ایسے خود بیں شخص کا غلام ہوں

آنچہ در آئینہ می بیند جواں | پیر اندر خِشت بیند پیش ازاں
جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے | شیخ اس سے پہلے اینٹ میں دیکھ لیتا ہے

ز امرِ شاہ خویش بیروں آمدیم | باعنایات پدر باغی شدیم
ہم اپنے بادشاہ کے حکم سے باہر ہو گئے | باپ کی مہربانیوں کے باغی ہو گئے

سہل دانستیم قولِ شاہ را | واں عِنایتہائے بے اَشباہ را
ہم نے بادشاہ کی بات کو معمولی جانا | اور ان بے نظر عنایتوں کو

نک در افتادیم در خندق ہمہ | کُشتہ و خستہ بلا بے ملحمہ
اب ہم سب خندق میں گر گئے | بغیر جنگ کے مصیبت کے مارے ہوئے اور زخمی

---

۱ تخم۔ انبیاء کے بتا دیا کہ ہمارے طریقہ پر عمل کرو اس سے فائدہ حاصل ہوگا ہمارے طریقہ پر چلو گے تو معصیت کا تیر اس طرف ہی گر جائے گا تم تک نہ پہنچے گا۔ تو ندانی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان انبیاء کے اتباع کو ضروری نہیں سمجھتا حالانکہ ان کا اتباع ضروری ہے آخر میں اس کو سمجھے گا۔ از تو۔ انبیاء کے پر سے اڑنا خود ان کے مخاطب کا ہی عمل ہے لیکن اے مخاطب تیرے تو ہونے کے دو حصے ہیں ایک تو تیرا بدن ہے دوسرا تو تیری روح ہے تو انبیاء کا اتباع جو نافع فعل ہے تیرے تو یعنی بدن کا فعل نہیں ہے بلکہ اس تو کا فعل ہے جو تیری روح ہے وہ ما و من یعنی جس میں قیود سے بالاتر ہے۔ ایں توئی۔ جس "تو" کو "تو" سمجھ رہا ہے یعنی جسم، یہ تو جہات میں مقید ہے اور اصل "تو" روح ہے، جو جہت سے منزہ ہے۔

۲ بر صدف۔ تو جسم کی تباہی سے لرزتا ہے حالانکہ یہ سیپ ہے اور اصل "تو" تیری روح ہے جو موتی ہے اصل "تو" گئے یعنی جسم کو نہ سمجھ بلکہ جو اس میں شکر یعنی روح ہے اس کو سمجھ۔ ما ایں توئی۔ جسم کا "تو" ہونا پرائی چیز ہے تو اپنے آپ تک پہنچ جو کہ روح ہے اور اس دوئی کو یعنی جسم کو روح کے ساتھ جوڑنے کو چھوڑ دے۔ توئی آخر۔ یعنی روح۔ توئی اول۔ جسم کا ذکر پہلے کیا ہے۔

۳ توئی۔ تیری روح تیرے جسم میں چھپ گئی ہے میں اس کا غلام ہوں جو خود کو یعنی روح کو دیکھ لے۔ آنچہ۔ شہزادوں نے کہا ہم نے جواب دیکھا وہ ہمارے بوڑھے باپ نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ خشت۔ یعنی لوہے کا ٹکڑا جس سے آئینہ بنایا جاتا ہے۔ ز امر۔ ہم شاہ کے حکم کے اعدنہ رہے۔ ملحمہ۔ جنگ۔

تکیہ ابر۱ عقلِ خود و فرہنگِ خویش — بُود ماں تا ایں بَلا آمد بہ پیش
اپنی عقل اور اپنی دانائی پر بھروسہ — ہمیں ہوا، حتی کہ یہ مصیبت سامنے آ گئی

بے مرض دیدیم خویش و بے زرِق — آنچناں کہ خویش را بیمار دق
بغیر مرض اور بغیر غلامی کے ہم نے اپنے آپ کو سمجھا — جیسا کہ دق کا بیمار اپنے آپ کو

علّتِ پنہاں کنُوں شدُ آشکار — بعدازاں کہ بند گشتیم و شکار
چھپی ہوئی بیماری اب کھل گئی — اس کے بعد کہ ہم قیدی اور شکار ہو گئے

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق — یک قناعت بہ کہ صد لوت و طبق
رہبر کا سایہ، ذکر حق سے بہتر ہے — سینکڑوں کھانوں اور طباقوں سے ایک قناعت بہتر ہے

دَر قناعت خواندہ باشی اے حَسَن — ذکرِ ذکرِ حق و ذکرِ بُوالحسن ۲
اے حسن! تو نے قناعت کے بارے میں پڑھا ہو گا — حق کے ذکر کا تذکرہ اور ابوالحسن کا تذکرہ

چشم بینا بہتر از سہ صَد عَصا — چشم بشناسد گُہرا از حَصا
بینا آنکھ تین سو لاٹھیوں سے بہتر ہے — آنکھ موتی اور کنکری کو شناخت کر لیتی ہے

دَر تفحّص آمدند از لدُہاں — صورتِ کہ بُود عجب ایں دَر جہاں
غموں کی وجہ سے جستجو میں پڑے — دنیا میں یہ عجب تصویر کس کی ہے؟

بعد بسیارِ تفحّص دَر مَسیر — کشف کرد آں راز را شیخ بصیر
سفر کے دوران میں بہت جستجو کے بعد — ایک صاحب بصیرت شیخ نے راز کو واضح کر دیا

نز۳ طریقِ گوش بَل از وحیِ ہوش — راز ہا بُد پیشِ اُو بے رُوئے پوش
کان کے راستہ سے نہیں، بلکہ ہوش کی وحی کے ذریعہ — اس کے لئے راز بغیر پردے کے تھے

گفت نقشِ رشک پَروینست ایں — صورتِ شہزادۂ چین ست ایں
اس نے کہا یہ پروین کے لئے باعث رشک کی تصویر ہے — یہ چین کے شہزادی کی تصویر ہے

دخترے دارد شہ چیں بیہمال — در بہاؤ در کمال و دَر جمال
شاہ چین ایک بے مثال لڑکی رکھتا ہے — خوبی میں اور کمال میں اور حسن میں

ہمچو جان و چوں پَری پنہانست اُو — در مکتّم پردۂ ایوانست اُو
وہ پری اور جان کی طرح پوشیدہ ہے — وہ قلعہ کے چھپانے والے پردے میں ہے

۱ تکیہ۔ ہم نے اپنی عقل اور سمجھ پر گھمنڈ کیا اور نصیحت نہ سنی۔ بے مرض۔ ہم اپنے آپ کو غرض اور مرض کی غلامی سے آزاد سمجھتے تھے۔ علت۔ ہم اپنی خام کاری کو اب سمجھے جبکہ پھنس گئے۔ سایہ رہبر۔ شیخ کی صحبت سے خلوص اور استعداد پیدا ہوتی ہے جو ذکر اللہ کے نافع ہونے کے شرط ہے اور شرط پر عمل سے پہلے مشروط پر عمل اچھا نہیں ہے جس طرح کہ وضو اور نماز، بغیر وضو کے نماز سے وضو کی مشغولیت بہتر ہے۔ یک قناعت۔ شیخ کی صحبت قناعت اور صبر پیدا کر دے گی جو مبتدی کے لئے ذکر کے ہزاروں کھانوں سے زیادہ مفید ہے۔

۲ بُوالحسن۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کو ذکر سے اس وقت فائدہ پہنچا جبکہ انہوں نے حضرت بایزید بسطامیؒ کی قبر کی صحبت حاصل کر لی یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے۔ چشم بینا۔ شیخ کو چشم بینا حاصل ہے اور تجھے صرف ذکر کی لاٹھی کا سہارا حاصل ہے۔ حصا۔ کنکری۔ در تفحص۔ شہزادے جب اس بت کے عشق میں مبتلا ہو گئے تو جستجو شروع کی کہ یہ کس حسینہ کا بت ہے۔ شیخ بصیر۔ کوئی ایسے بزرگ تھے جن کو قلبی بصیرت حاصل تھی۔

۳ نز۔ یہ بات انہوں نے کسی سے سنی نہ تھی بلکہ کشف کے طور پر ان کو معلوم ہو گئی تھی۔ گفت۔ ان بزرگ نے بتایا کہ یہ بت چین کے شاہ کی لڑکی کا ہے جو اس قدر حسین ہے کہ اس پر پروین بھی رشک کرتی ہے۔ دخترے۔ شاہ چین کی وہ لڑکی حسن و جمال میں بیمثال ہے۔ ہمچو۔ وہ پری اور روح کی طرح مخفی ہے اور قلعہ کے پردوں میں رہتی ہے۔

سُویِ ا!وُ نے مَرد رَه دارد نہ زَن — شاہ پنہاں کردہ اُورا از فِتَن
اس کی جانب نہ مرد راستہ رکھتا ہے نہ عورت — شاہ نے اس کو فتنوں سے چھپا رکھا ہے

غیرتے دارد مَلِک بَر نامِ اُو — کہ نپرّد مُرغ ہم بَر بامِ اُو
اس کے نام پر بھی شاہ کو اس قدر غیرت آتی ہے — کہ اس کے بالاخانے پر پرندہ بھی پر نہیں مارتا ہے

وایِ آں دل کشِ چنیں سود افتاد — ہیچکس را ایں چنیں سود امباد
اس دل کی شامت ہے، جس کو ایسا عشق لگا — خدا کرے ایسا عشق کسی کو نہ ہو

ایں سزایِ آنکہ تخمِ جہل کاشت — واں نصیحت را کساد و سہل داشت
یہ اس کی سزا ہے جس نے نادانی کا بیج بویا — اور اس نے نصیحت کو کھوٹا اور معمولی سمجھا

اِعتمادے ۲ کرد بَرتدبیر خویش — کہ بَرم من کارِ خود باعقل پیش
اس نے اپنی تدبیر پر بھروسہ کیا — کہ میں اپنا کام عقل سے چلا لوں گا

نیم ذرّہ زاں عنایت بہ بُوَد — کہ زتدبیر خِرد سہ صَد رَصَد
اس توجہ کا آدھا ذرہ بہتر ہے — جس کے ذریعہ عقل کی تدبیر میں تین سوگنا حفاظت ہو

تَرکِ مکرِ خویشتن گیر اے اَمیر — پابکش پیشِ عنایت خُوش بمیر
اے امیر! تو اپنی تدبیر کو چھوڑ — توجہ کے سامنے پاؤں بڑھا، خوشی سے جان دیدے

ایں ۳ بقدرِ حیلہ مَعدود نیست — زیں حِیَل تاتو نمیری سُود نیست
یہ گنے چنے حیلوں کی بقدر نہیں ہے — جب تک تو فنا نہ ہوگا ان تدبیروں سے فائدہ نہیں ہے

تانمیری سُود کے خواہی رَبود — رَو بمیر و بہرہ بردار از وجود
جب تک تو فنا نہ ہوگا، فائدہ کہاں اٹھائے گا؟ — جا فنا ہو جا، وجود سے فائدہ اٹھانے

حکایت صدرِ جہانِ بخاری کہ ہر سائلے کہ بزبان بخواستے
صدر جہاں بخاری کی حکایت کی جو سائل زبان سے مانگتا اس کے عام

از صَدقہ عامِ اُو محروم شدے وآں دانشمند درویش بفراموشی
صدقے سے محرم ہو جاتا اور اس عقلمند درویش نے بھول کر اور

و تعجیل بزبان خواست و صدرِ جہاں رُوی ازُو بگرداند
جلدی میں زبان سے مانگ لیا اور صدر جہاں نے اس سے منہ پھیر لیا

وِ اُو ہر روز حیلہ نو ساختے و خود راگاہ زَن کردے
اور وہ ہر روز ایک نیا حیلہ کرتا اور اپنے آپ کو کبھی چادر کے اندر عورت بناتا

---

۱ سُوی او۔ اس کے پاس نہ مرد جا سکتا ہے نہ عورت شاہ نے اس کو فتنوں سے بچا رکھا ہے۔ غیرتے۔ اگر کوئی اس کا نام بھی لے تو شاہ کو غیرت آتی ہے اس کے بالاخانے پر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ وای۔ مولانا فرماتے ہیں ایسی معشوقہ کا عشق خدا کرے کسی کو نہ ہو جس کا حصول ناممکن ہو۔ ایں۔ یہ مصیبت ناک عشق اسی کی سزا ہے جو نادانی سے کام کرے اور بزرگوں کی نصیحت کو معمولی اور کھوٹا سمجھے۔

۲ اِعتمادے۔ جو شخص محض اپنی تدبیر پر گھمنڈ کرے اور یہ سمجھے کہ میں خود اپنا کام چلا لوں گا اور مجھے شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ نیم ذرہ۔ شیخ کی تھوڑی سی توجہ اپنی سیکڑوں تدبیروں سے بہتر اور نافع ہے۔ ترک۔ اپنی تدبیر کو ترک کر کے شیخ کی توجہ کی طرف چل پڑا اور اس کے سامنے اپنے آپ کو فنا کر دے۔

۳ اِیں۔ شیخ کی توجہ تیری گنی چنی تدبیروں سے بہت زیادہ مفید ہے جب تک تو شیخ میں اپنے آپ کو فنا نہ کر دے گا یہ تدبیریں مفید نہ ہوں گی۔ حکایت۔ اس حکایت سے بھی یہ بتایا ہے کہ اس سائل نے صدر جہاں کے سامنے بہت سی تدبیریں کیں لیکن عطا حاصل نہ کر سکا جب مر کر دکھایا تو عطا مل گئی۔

زیرِ چادر و گاہ نابینا و گاہ رُویِ خود بہ بَستے و اُو بفراستش بشناختے
اور کبھی اندھا اور کبھی اپنا چہرہ چھپا لیتا اور وہ اس کو ذہانت سے پہچان لیتا

دَر[۱] بخارا خُویِ آں صدرِ اَجَل | بُود با خواہندگاں حُسنِ عَمَل
بخارا میں اس صدر اعظم کی عادت | تھی سائلوں کے ساتھ بہتر سلوک

دادِ بسیار و عَطایِ بے شمار | تاشب بُودے ز جودش زر نثار
بہت بخشش اور بے شمار عطا | رات تک اس کی سخاوت سے سونا نثار ہوتا

زَر بکاغذ پارہا پیچیدہ بُود | تاوجودش بُود می افشاند جُود
سونے کو کاغذ کے پرزوں میں لپیٹ لیتا | جب تک وہ رہتے سخاوت کرتا رہتا

ہمچو[۲] خورشید و چوماہِ پاکباز | آنچہ گیرند از ضیا بد ہند باز
پاکباز سورج اور چاند کی طرح | کہ وہ جو کچھ روشنی حاصل کرتے ہیں دیدیے ہیں

خاک را زر بخش کہ بُود آفتاب | زَر از و درکان و گنج اندر خراب
مٹی کو سونا بخشنے والا کون ہوتا ہے؟ سورج | سونا کان میں اور خزنہ ویرانہ میں اس کی وجہ سے ہے

ہر صَباحے یک گرُہ را راتبہ | تانماند اُمّتے زو خائبہ
ہر صبح کو ایک الگ گروہ کا وظیفہ تھا | تاکہ کوئی جماعت اس سے محروم نہ رہے

مُبتلایاں[۳] رابُدے روزے عَطا | روزِ دیگر بیوگاں راآں سَخا
ایک دن بیماروں کو بخشش ہوتی | دوسرے دن وہ سخاوت بیواؤں کے لئے ہوتی

روزِ دیگر برعلویانِ مُقِل | بافقیہانِ فقیر مُشتغِل
ایک دن نادار علویوں پر | دوسرے دن فقیر طالب علموں کے ساتھ مشغول ہوتا

روزِ دیگر برتہید ستانِ عام | روزِ دیگر بر گرفتارانِ وام
ایک روز عام مفلسوں پر | دوسرے دن تو قرضداروں پر

روزِ دیگر بریتیمِ بے پدر | روزِ دیگر بر اَسیرِ حَبسِ دَر
ایک روز بے باپ کے یتیموں پر | ایک دن قیدخانہ میں قیدیوں پر

روزِ دیگر بہرِ اَبناء السّبیل | روزِ دیگر مر مُکاتَب را کفیل
ایک روز مسافروں کے لئے | ایک روز مکاتب کا کفیل ہوتا

شرطِ اُو بُود آں کزو کَس بازباں | زَر نخواہد ہیچ و نکشاید دہاں
اس کی شرط یہ تھی کہ کوئی اس سے زبان سے | کبھی مال نہ مانگے اور لب کشائی نہ کرے

---

۱ دَر بُخارا۔ بخارا میں ایک صدر اعظم تھا اور وہ سائلو سے بہتر سلوک کرتا تھا۔ داد۔ بہتر سلوک یہ تھا کہ بہت عطا کرتا تھا اور دن بھر ان پر سونا نثار کرتا رہتا تھا۔ زر۔ سونے کی پڑیاں بنائے رکھتا اور جب تک وہ رہتیں دیتا رہتا ہے۔

۲ ہمچو خورشید۔ سورج اور چاند کو اللہ تعالیٰ جو روشنی عطا کرتا ہے وہ دوسروں کو عطا کر دیتے ہیں۔ خاک را۔ کان میں سونا اور ویرانہ میں خزانہ سورج کی عطا ہے۔ ہر صباحے۔ جو لوگ خیرات کے مستحق ہیں ان میں سے ہر قسم کے لوگوں کا ایک ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ راتبہ۔ مقرر روزینہ۔ خائبہ۔ محروم۔

۳ مبتلایاں۔ مریض لوگ۔ علویاں۔ حضرت علیؓ کی وہ نسل جو حضرت فاطمہؓ کے پیٹ سے نہیں ہے۔ مقل۔ نادار۔ فقیہان۔ طلبہ مقروض لوگ۔ روز دیگر۔ ایک روز یتیموں کا تھا۔ حبس در۔ در حبس۔ ابناء السبیل۔ مسافرین مکاتب۔ وہ غلام جس کو آقا نے کہدیا ہو کہ تو اس قدر رقم ادا کردے گا تو آزاد ہے۔ شرط۔ لیکن اس کے دینے کی شرط یہ تھی کہ سائل زباں سے کچھ نہ مانگے۔

لیک خامُش بر حوالیِ رَہش ایستادہ مُفلساں دیواروش

لیکن اس کے راستے کے اطراف میں خاموش مفلس، دیوار کی طرح کھڑے ہو جاتے

ہر۱ کہ کردے ناگہاں بالب سُوال زُو نبُردے زیں گنہ یک حبّہ مال

جو شخص اتفاق سے منہ سے سوال کرتا وہ اس سے اس خطا کی وجہ سے مال کا ایک حبہ نہ لے سکتا

مَن صَمتَ مِنکُم نَجا بُد یاسہ اَش خامُشاں را بُود کیسہ و کاسہ اَش

اس کا قانون تھا "جو تم میں سے خاموش رہا اس نے نجات پائی" اس کی تھیلی اور پیالہ، خاموشوں کے لئے تھا

برنکوشی داشت عشق و تاسہ اَش بَر خموشی بُود عشق و یاسہ اَش

کوشش نہ کرنے پر اپنا عشق اور بے قراری رکھتا تھا اس کا عشق اور قانون خاموشی پر تھا

نادرا روزے یکے پیرے بگفت دہ زکاتم کہ منم با جوع ۲ جُفت

اتفاقاً ایک روز ایک بوڑھے نے کہا مجھے زکوۃ دیدے میں بھوک سے دو چار ہوں

منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت ماند خلق از جدِ پیر اندر شگفت

اس نے بوڑھے کو منع کیا اور بوڑھے نے اس سے اصرار شروع کردیا لوگ بوڑھے کے اصرار سے تعجب میں تھے

گفت بَس بے شرم پیری اے پدر پیر گفت از مَن توئی بے شرم تر

اس نے کہا اے باوا! تو بہت بے شرم بوڑھا ہے بوڑھے نے کہا تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے

کایں جہاں خوردی و خواہی توز طمع کاں جہاں با ایں جہاں گیری بجمع

تو اس جہان کو کھا گیا اور لالچ سے چاہتا ہے کہ اس جہان کو اس جہان کے ساتھ جمع کرلے

خندہ ۳ اَش آمد مال داد آں پیر را پیر تنہا بُرد آں توفیر را

اس کو ہنسی آگئی اس بوڑھے کو مال دے دیا اس تمام مال کو بوڑھا تنہا لے گیا

غیر آں پیر آنچہ خواہندہ ازو نیم حَبّہ زر ندیدو نے تسُو

بجز اس بوڑھے کے کسی مانگنے والے نے اس سے نہ آدھا حبہ سونا دیکھا اور نہ کوڑی

نوبت و روزِ فقیہاں ناگہاں یک فقیہ از حرص آمد در فُغاں

اچانک فقیہوں کے دن اور باری میں لالچ سے ایک فقیہ فریاد کرنے لگا

کرد زاریہا بسے چارہ نبُود گفت ہر نوعے نبُودش ہیچ سُود

اس نے بہت زاری کی مفید نہ ہوئی ہر قسم کی بات کہی اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا

روزِ دیگر بار کو پیچیدہ پا پاکش اندر صف قوم مبتلا

کسی دن پاؤں کو چیتھڑوں میں لپیٹے ہوئے پاؤں کو گھسیٹتا ہوا مریضوں کی صف میں

---

۱ ہر کہ۔ جو سائل زبان سے مانگ بیٹھتا وہ اس بخشش سے محروم رہتا۔ مَن صَمت۔ وہ اس قانون "جو چپ رہا اس نے نجات پائی" پر سختی سے عمل تھا۔ یاسہ۔ قانون۔ تاسہ۔ بے قراری۔ کیسہ۔ تھیلی۔

۲ باجوع جُفت۔ یعنی بھوکا ہوں۔ گفت۔ صدر جہاں نے کہا اے بوڑھے تو بہت لالچی ہے میرے منع کرنے سے بھی نہیں ٹل رہا ہے۔ پیر گفت۔ بوڑھے نے صدر جہاں سے کہا تو مجھ سے بھی زیادہ لالچی ہے۔ کایں۔ تو نے دنیا کی دولتیں اور مزے حاصل کر لئے پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا اب آخرت کی دولتیں لوٹ رہا ہے۔

۳ خندہ اَش۔ اس لطیفہ پر صدر جہاں کو ہنسی آگئی اور اس کو بہت سامان دیدیا۔ حبہ۔ لالری کی بقدر وزن یعنی رتی۔ تسو۔ دورتی۔ فقیہاں۔ فقہ پڑھنے والے طالب علم۔ کرد۔ اس طالب علم نے بہت عاجزی کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بدکو۔ پھٹا پرانا چیتھڑا ابتلا۔ مریض

تختہ‌ہا ۱ بر ساق بست از چپ و راست — تا گماں آید کہ او اشکستہ پاست
دائیں اور بائیں پھٹیاں پنڈلی پر باندھیں — تاکہ خیال ہو کہ وہ لنگڑا ہے

دیدش و بشناختش چیزے نداد — روزِ دیگر رو بپوشید از لباد
اس کو دیکھا اور پہچان لیا اور کچھ نہ دیا — اس نے کسی دن نمدہ سے منہ چھپایا

تا گماں آید کہ نابیناست او — درمیانِ اعمیاں برخاست او
تاکہ خیال ہو کہ وہ اندھا ہے — وہ اندھوں کے درمیان کھڑا ہو گیا

ہم بدانستش نداداش آں عزیز — از گناہ و جرم گفتن ہیچ چیز
اس عزیز نے اس کو پھر بھی پہچان لیا اور اس کو نہ دی — کوئی چیز کہنے کی خطا اور جرم کی وجہ سے

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید — چوں زنانِ او چادرے بر سر کشید
جب وہ سیکڑوں قسم کے حیلوں سے عاجز آ گیا — اس نے عورتوں کی طرح سر پر چادر اوڑھی

درمیانِ بیوگاں رفت و نشست — سر فرو افگند و پنہاں کرد دست
بیوہ عورتوں کے درمیان میں چلا گیا اور بیٹھ گیا — سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا

ہم ۲ شناسیدش نداداش صدقہ — در دلش آمد ز حرماں حرقہ
پھر بھی وہ اس کو پہچان گیا اس کو کوئی خیرات نہ دی — اس کے دل میں محرومی سے جلن ہوئی

رفت او پیشِ کفن خواہے پگاہ — کہ بہ پیچم در نمد نہ پیشِ راہ
صبح کو ایک کفن کے بھکاری کے پاس گیا — کہ مجھے نمدے میں لپیٹ دے، راستہ پر رکھدے

ہیچ مکشا لب نشین و می نگر — تا کند صدرِ جہاں زیں جا گذر
ہونٹ بالکل نہ کھول بیٹھ جا اور دیکھتا رہ — جب تک صدر جہاں اس جگہ سے گزرے

بو ۳ کہ بیند مردہ پندارد بظن — زر دراند از پے وجہِ کفن
ہو سکتا ہے کہ وہ دیکھے اور مردہ خیال کر کے — کفن کے خرچ کے لئے سونا پھینک دے

ہرچہ بدہد نیم آں بدہم بجو — ہمچناں کرد آں فقیرِ حیلہ جو
وہ جو کچھ دے گا اس میں سے آدھا تجھے دیدوں گا — اس حیلہ جو فقیر نے ایسا ہی کیا

در نمد پیچید و در راہش نہاد — معبرِ صدرِ جہاں آنجا فتاد او
اس کو نمدے میں لپیٹا اور راستہ پر رکھدیا — صدر جہاں کا اس جگہ سے گزر ہوا

زر دراند ازید بر روی نمد — دست بیروں کرد از تعجیل خود
اس نے نمدے پر سونا ڈال دیا — اس نے خود جلدی سے ہاتھ باہر کر دیا

۱ تختہا۔ پاؤں پر لکڑی کے ٹکڑے اس طرح باندھ کر آیا جیسے کہ پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ لباد۔ نمدہ۔ تا گماں۔ منہ نمدے میں اس لئے لپیٹا کہ اس کو اندھا سمجھا جائے۔ اعمیان۔ اندھے۔ جرم گفتن اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے زبان سے مانگا تھا۔ چونکہ۔ وہ طالب علم جب اور تدبیروں سے کامیاب نہ ہوا تو چادر اوڑھ کر بیواؤں میں جا بیٹھا سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا تاکہ پہچان میں نہ آئے۔

۲ ہم۔ اس صدر جہاں نے پھر بھی اس کو پہچان لیا کہ وہ طالب علم کا محرومی تھا اس سے جلنے لگا۔ رفت۔ وہ طالب علم اس شخص کے پاس آیا جو کفن کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا اور کہا کہ مجھے ایک نمدے میں لپیٹ کر مردے کی طرح راستہ کے کنارے پر رکھ کر بیٹھ جا۔ ہیچ۔ زبان سے کچھ نہ کہنا ورنہ صدر جہاں اپنی عادت کے مطابق کچھ نہ دے گا۔

۳ بوک۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے مردہ سمجھ کر کفن کے لئے کچھ دیدے۔ ہرچہ۔ وہ جو کچھ دیگا آدھا تیرا اور آدھا میرا ہو گا۔ درنمد۔ کفن کے بھکاری نے ایسا ہی کیا۔ معبر۔ گذرگاہ گذر۔ زر۔ صدر جہاں نے نمدے پر کچھ رکھا تو اس طالب علم نے جلدی سے نمدے سے ہاتھ باہر نکالا۔

تانگیرد آں کفن خواہ آں صلہ | تانہاں نکند ازو آں دہ ۱ دلہ

تاکہ وہ عطیہ وہ کفن مانگنے والا نہ لے لے | تاکہ وہ پریشان آدمی اس کو اس سے نہ چھپالے

مُردہ از زیرِ نمد بر کرد دست | سر بروں آمد پئے دستش زپست

مردے نے نمدے کے نیچے سے ہاتھ باہر کر دیا | ہاتھ کے بعد، اس نے نیچے سے سر باہر نکالا

گفت با صدرِ جہاں چوں بستدم | اے ببستہ بر من ابوابِ کرم

صدر جہاں سے کہا میں نے کیسا وصول کیا؟ | اے وہ کہ جس نے میرے لئے کرم کے دروازے بند کردیئے تھے

گفت لیکن تا نمُردی اے عنود | از جنابِ من نبُردی ہیچ سود

اس نے کہا اے سرکش! لیکن جب تک تو مر نہ گیا | میرے دربار سے تو نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا

سِرِّ مُوتُوا قبلَ موتٍ ایں بود | کز پسِ مُردن غنیمتہا رسد

"تم موت سے پہلے مرو" کا راز یہ ہے | کہ مرنے کے بعد غنیمتیں آتی ہیں

غیرِ ۲ مُردن ہیچ فرہنگ دگر | در نگیرد با خدا اے حیلہ گر

مرنے کے علاوہ دوسری ہوشیاری | اے حیلہ گر! خدا کے دربار میں اثر نہیں کرتی ہے

یک عنایت بہ ز صد گوں اجتہاد | جہد را خوف ست از صد گوں فساد

ایک عنایت سیکڑوں قسم کی کوششوں سے بہتر ہے | کوشش میں سو قسم کے فساد کا ڈر ہے

واں عنایت ہست موقوفِ ممات | تجربہ کردند ایں رہ را ثقات

اور وہ عنایت مرنے پر موقوف ہے | معتبر لوگوں نے اس راستہ کا تجربہ کر لیا ہے

بلکہ مرگش بے عنایت نیز نیست | بے عنایت ہاں وہاں جائے مایست

بلکہ اس کی موت بھی مہربانی کے بغیر نہیں ہے | خبردار! خبردار بے عنایت کے کسی جگہ نہ ٹھہر

آں زمرّد باشد ایں افعیِ پیر | بے زمرّد کے شود افعی ضریر

وہ اس بوڑھے سانپ کا زمرد ہے | بغیر زمرد کے سانپ کب اندھا ہوتا ہے؟

حکایت ۳ آں دو برادر یکے کوسہ و یکے امرد در عزب خانہ

ان دو بھائیوں کی حکایت جو ایک چگی داڑھی والا اور ایک بغیر داڑھی کا تھا وہ ایک رات

بخفتند، شبے اتفاقاً امرد خشتے چند بردرِ مقعد خود انبار

اتفاقاً مردانہ مکان میں سو گئے بغیر داڑھی والے نے اپنی مقعد کے در پر اینٹوں کا ڈھیر

کرد و عاقبت دباب دب آورد واں خشتہا را بحیلہ از

لگا لیا اور انجام کار مغلم نے اغلام کیا اور اس نے ان اینٹوں کو تدبیر سے

---

۱ دہ دلہ۔ متردد انسان مردہ اس طالب علم نے پہلے ہاتھ نکالا پھر اس نمدے کے نیچے سے سر بھی نکالا۔ گفت۔ پھر صدر جہاں سے کہ دیکھ میں نے کیسا وصول کیا۔ اے عنود۔ صدر جہاں نے جواب میں کہا جب تک تو مر نہ گیا مجھ سے نہ لے سکا انکار تو تجھے دینے سے کیا تھا۔ سِرّ مُوتُوا۔ سِرّ مُوتُوا اس مقولہ مرنے سے پہلے مرجاؤ کا راز اب ہم سمجھے کہ مرنے کے بعد انعام اور عطیہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ غیر مردن۔ خدا کی جناب میں بھی جب تک فنا نہ حاصل کرو گے اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہو گی۔ یک عنایت۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک جذب سیکڑوں مجاہدوں سے بہتر ہے کیونکہ مجاہدوں میں عجب وریا پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ واں عنایت۔ جذب الٰہی اس وقت آتا ہے جبکہ انسان فنا حاصل کر لے۔ بلکہ اصل جذب الٰہی ہے فنا کا مقام بغیر جذب الٰہی کے حاصل نہیں ہوتا۔ آں۔ جذب کو زمرد اور نفس کو سانپ سمجھو سانپ زمرد سے ہی اندھا ہوتا ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی کے دو تین بال جو عطائے خداوندی تھے وہ اس چگی داڑھی والے کے لئے فساد سے بچاؤ کا سبب بنے۔ عزب خانہ۔ جہاں صرف وہ لوگ ہوں جس کی بیویاں نہیں ہیں۔ دباب۔ مغلم۔ دب۔ اغلام۔

بالائے مَقعدِ اُو برمی داشت وآں کودک بیدار
مقعد سے ہٹا رہا تھا، وہ لڑکا جاگ گیا
شدُو بخشم گفت کہ خِشتہا گو چرا برداشتی و
اور غصہ سے کہا، کہ بتا اینٹوں کو تو نے کیوں ہٹایا؟ اور
اُوگفت چرانہادی
اس نے کہا تو نے کیوں رکھیں؟

اَمردے ۱ و کوسۂ دَر انجمن　آمدند و مجمعے بُد در وطن
ایک مجلس میں ایک امرد اور ایک چکی داڑھی والا　آئے اور مجمع شہر ہی میں تھا
مُشتغل مانند قومِ منتخب　روز رفت و شدُ زمانِ ثُلث شَب
منتخب لوگ مشغول رہے　دن چلا گیا اور ایک تہائی رات کا وقت ہو گیا
زاں عزبخانہ نرفتند آں دو کس　ہم بخفتند آں شب از بیم عَسس
اس مردا نے گھر سے وہ دونوں شخص نہ گئے　کوتوال کے ڈر سے اس رات وہیں سو بھی گئے
کوسہ ۲ را بُد بر زنخداں چار مو　لیک ہمچوں ماہ بدرش بُود رُو
چکی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر چار بال تھے　لیکن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا
کودکِ اَمرد بصورت بُود زشت　ہم نہاداندر پس کوں بیست خِشت
نوخیز لڑکا صورت میں برا تھا　پھر بھی اس نے مقعد کے پیچھے بیس اینٹیں رکھ لیں
لُوطی دَب بُرد شب از گمرہی　خِشتہا را نقل کردآں مشتہی
اغلام باز نے بدنیتی سے رات میں اغلام کا ارادہ کیا　اس شہوت ناک نے اینٹیں ہٹا دیں
دَست بروَے زداُواز جائے جَست　گفت ہے توکیستی اے سگ پرست
اس نے اس پر ہاتھ ڈالا وہ اپنی جگہ سے کودا　بولا ہائے اے سگ پرست! تو کون ہے؟
گفت ۳ ایں سی خِشت چوں انباشتی　گفت تو سی خِشت چوں برداشتی
اس نے کہا تو نے یہ تیس اینٹیں کیوں جمع کیں؟　اس نے کہا تو نے تیس اینٹیں کیوں ہٹائیں؟
گفت اے فی النّارف خرسِ مردہ ریگ　اَبلہ و بے خاصیت مانندِ ریگ
اس نے کہا اے جہنمی، ریچھ، کمینے　احمق اور بے نفع، ریت جیسے
کودکے بیمارم و از ضُعفِ خود　کردم ایں جا احتیاط و مُرتقَد
میں بیمار لڑکا ہوں اور اپنی کمزوری سے　اس جگہ احتیاط کی تھی اور سونے کی جگہ بنائی

۱ اَمرد۔ نوخیز بغیر داڑھی کا لڑکا۔ کوسہ۔ چکی داڑھی والا۔ انجمن۔ یعنی خانقاہ۔ مشتغل۔ منتخب لوگ قوالی وغیرہ میں مصروف ہو گئے اور ایک تہائی رات تک یہ مصروفیت رہی۔ زاں۔ وہ دونوں کوتوال کے ڈر سے خانقاہ ہی میں سو گئے کہ کہیں کوتوال آوارہ گردی میں نہ پکڑ لے۔

۲ کوسہ۔ چکی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر دو چار بال تھے اور بہت حسین تھا۔ کودک۔ لڑکا بدصورت تھا پھر بھی اس نے احتیاطاً اپنی مقصد کے پیچھے اینٹیں رکھ لیں۔ لوطی۔ وہاں کوئی شخص تھا جس کو واطت کی عادی تھی۔ سگ۔ یعنی نفس۔

۳ گفت۔ لوطی نے کہا تو نے اینٹیں کیوں اڑائیں امرد نے کہا تو نے اینٹیں کیوں ہٹائیں۔ گفت۔ امرد نے کہا او جہنمی۔ ریچھ۔ مردہ ریگ۔ حقیر کمینہ۔ ایں جا۔ خانقاہ ہے یہاں کوئی بدمعاشی نہ ہوگی۔

گفت اگر ۱ دَاری زرنجوری تفے
اس نے کہا اگر تو بیماری کی سوزش رکھتا ہے
چوں نرفتی جانبِ دارالشفے
تو شفاخانہ کیوں نہ گیا؟

یابخانہ یک طبیبے مُشفقے
یا کسی مہربان طبیب کے گھر
کو کُشادے از سِقامت مُغلقے
کہ وہ تیری بیماری کے پھندے کو کھول دیتا

گفت آخر مَن کجا یارم شدُن
اس نے کہا آخر میں کہاں جاؤں؟
کہ بہر جاے روم مَن ممتحن
کیونکہ میں مصیبت زدہ جہاں بھی جاتا ہوں

چوں تو زندیقے پلیدے مُلحدے
تجھ جیسا بددین ، ناپاک ملحد
می برآرد سَر بہ پیشم چوں دَدے
میرے سامنے درندوں کی طرح سر ابھارتا ہے

خانقاہے کہ بُود بہتر مکاں
خانقاہ جو بہتر جگہ ہے
مَن ندیدم یک دَمے دروے لماں
میں نے اس میں ایک لمحہ کے لئے امن نہ دیکھا

رُو بمن آرند مُشتے خمر خوار
شراب نوشوں کا گروہ میری طرف رخ کرتا ہے
چشمہا پُر نطفہ کفا خایہ فشار
آنکھیں مستی سے بھری ہوئی ہاتھ خلیہ پر پھیرتے ہوئے

یارِ ۲ مرناموس را غیرِ نظرَ
آبرو والے کے لئے سوائے نظر بازی کے
نیست لیکن زاں نظر دیں پُرخطر
کچھ نہیں ہے لیکن اس نظر سے دین خطرے میں ہے

وانکہ ناموسی ست خود از زیر زیر
وہ جو آبرو والا ہے ، خود نیچے نیچے
غمزہ دُزدد میدہا مالش بکیر
چھپے اشارے کرتا ہے ، خلیہ کو ملتا ہے

خانقہ چوں ایں بُود بازارِ عام
خانقاہ جب یہ عام بازار ہو
چوں بُود خر گلہ و دیوانِ خام
تو گدھوں کے گلے اور خام کار شیطانوں کا کیا حال ہوگا؟

خر کجُا ناموس و تقویٰ از کجُا
کہاں گدھا اور کہاں ناموس اور تقویٰ
خرچہ داند خشیت و خوف ورجا
خوف ، رجاء اور خدا سے ڈرنے کو گدھا کیا جانے؟

عقل ۳ باشد ایمنی و عدل جُو
امن اور انصاف کو جویاں عقل ہوتی ہے
برزن و بر مَرد امّا عقل کو
مرد کے لئے اور عورت کے لئے لیکن عقل کہاں ہے؟

وَر گریزم من رَوم سُوئے زناں
اور اگر میں گریز کرتا ہوں ، عورتوں کی جانب جاتا ہوں
ہمچو یوسفؑ اُفتم اندر افتناں
حضرت یوسف کی طرح فتنوں میں پڑ جاتا ہوں

یوسف از زن یافت زندان وفشار
حضرت یوسف نے عورت کی وجہ سے قید خانہ اور شکنجہ بھگتا
مَن شوم توزیع بر پنجاہ دار
میں پچاس سولیوں پر منقسم ہوتا ہوں

۱ اگر۔ لوطی نے کہا اگر بیمار تھا تو ہسپتال جاتا یا کسی طبیب کے گھر چلا جاتا خانقاہ میں کیوں سویا۔ دارالشفی۔ شفاخانہ۔ سقامت۔ بیماری۔ گفت آخر۔ لڑکے نے کہا کہاں جاؤں جہاں جاتا ہوں مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہوں۔ دد۔ درندہ۔ خانقاہے۔ جب خانقاہ میں بھی امن نہ ملی تو کہاں ملے گی۔

۲ یار۔ جو لوگ بدنامی سے ڈرتے ہیں وہ چپکے چپکے اشارے اور نظر بازی کرتے ہیں جو دین کے لئے خطرناک ہیں۔ خانقہ۔ جب خانقاہ میں بھی بازاری لوگ ہیں تو اوباشوں کا اس سے اندازہ لگا لیا جائے۔ خر۔ عوام اور اوباش جو گدھوں کی طرح ہیں ان میں نہ ناموس ہے نہ تقویٰ نہ خدا کا خوف اور نہ امید و بیم جو اصل ایمان ہے۔

۳ عقل۔ نیکی تو عقل کا تقاضہ ہے لیکن ان لوگوں میں عقل کہاں ہے۔ ور گریزم۔ یہ تو مردوں کا حال تھا اب عورتوں کا یہ حال ہے کہ ان کی وجہ سے مصیبت میں پھنستا ہوں۔ یوسف۔ حضرت یوسف کو تو عورتوں نے قید میں پھنسا لیا میرے لئے ہر طرف سولی ہی سولی ہے مردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کے سبب سے بھی۔

آں[۱] زناں از جاہلی بر مَن تنَند | اولیا شاں قصدِ جان مَن کُنند
وہ عورتیں نادانی سے میرے چکر کاٹتی ہیں | ان کے سرپرست میری جان کے درپے ہوتے ہیں

نے زمرداں چارہ دارم نزِ زناں | چوں کُنم چوں نے ازنیم نے ازاں
میرے لئے نہ مردوں سے مفر ہے نہ عورتوں سے | میں کیا کروں جبکہ میں نہ اِس میں سے ہوں نہ اُس میں سے

بعدازاں کودک بکوسہ بنگریست | گفت اُو باایں دومواز غم بَری ست
اس کے بعد لڑکے نے چگی داڑھی والے کو دیکھا | بولا اور ان دو بالوں کی وجہ سے غم سے بری ہے

فارغست از خِشت واز پیکارِ خشت | وز چوتو مادر فروش کنگ وزشت
اینٹ اور اینٹ کی لڑائی سے بے نیاز ہے | اور تجھ جیسے مادر فروش ہٹے کٹے اور بدمعاش سے

بر[۲] زنخ سہ چار مو بہرِ نمُوں | بہتر از سی خِشت گرد اگر دِکوُں
ٹھوڑی پر دکھاوے کے تین چار بال | مقعد کے چاروں طرف تیس اینٹوں سے بہتر ہیں

ذرۂ سایہ عنایت بہترست | از ہزاراں کوششِ طاعت پرست
عنایت کے سایہ کا ایک ذرہ بہتر ہے | اطاعت گذار کی ہزاروں کوششوں سے

زانکہ شیطاں خشت طاعت بَرکَند | گر دوصد خشتست خود را رہ کُند
کیونکہ شیطان، اطاعت کی اینٹ ہٹا دیتا ہے | اگر دوسو اینٹیں ہوں اپنے لئے راستہ بنا لیتا ہے

باعنایت اُو ندارد زہرۂ | تا بساز و خویشتن را بہرۂ
عنایت کے ہوتے ہوئے اس کا پتہ نہیں ہے | کہ اپنے لئے کوئی حصہ لگائے

خشت[۳] گر پُرّت نہادہ تُواست | آں دو سہ مواز عطای آنسُو است
اینٹیں اگر بھری ہوئی ہیں، تیری رکھی ہوئی ہیں | وہ دو تین بال اس جانب کی عطا میں

در حقیقت ہر یکے مُورا ازاں | خُرد منگر ہمچو کوہے داں کلاں
حقیقت کے اعتبار سے ان میں سے ہر بال کو | چھوٹا نہ سمجھ پہاڑ کی طرح بڑا سمجھ

کاں اماں نامہ وصلہ شاہنشہی ست | خلعتِ خاصِّ قُطب آگہی ست
کیونکہ وہ شاہی امن نامہ اور عطیہ ہے | قطب معرفت کی سرداری کا خلعت ہے

تو اگر صد قُفل بنہی بَر درَے | بر کَندآں جُملہ را خیرہ سَرے
تو اگر ایک دروازے پر سو تالے لگا دے | کوئی ۔ پھرا ان سب کو توڑ دے گا

ایک مثال ہے کہ اگر انسان خود کسی سوتالے لگالے تو اس کو توڑ لیا جاتا ہے تو وال اگر موم کی بھی مہر لگا دیتا ہے تو بڑے بہادر توڑنے کی ہمت نہیں کرتے۔

۱ آں زناں۔ عورتیں مجھ پر گرتی ہیں اور ان کے سرپرست میرے خون کے درپے ہوتے ہیں۔ نے ز مرداں۔ میرے لئے مرد بھی مصیبت کا سبب ہیں اور عورتیں بھی۔ چوں کنم۔ میں نہ مردوں میں ہوں نہ عورتوں میں، مرد مجھے عورت سمجھتے ہیں عورتیں مجھے مرد سمجھتی ہیں۔ بعدازاں۔ ان باتوں کے بعد اس امرد نے چگی داڑھی والے کو دیکھا اور بولا کہ یہ ان دو چار بالوں کی وجہ سے سب غموں سے بے نیاز ہے۔ فارغست۔ یہ اینٹوں سے بھی نیاز ہے اور اینٹوں کے جھگڑے سے بھی مجھے اینٹیں اڑانی پڑیں اور پھر اینٹیں ہٹانے کے بارے میں تجھ سے جھگڑنا پڑا اور یہ تجھ جیسے ہٹے کٹے بدمعاش سے بھی بے نیاز ہے۔

۲ برزنخ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو داڑھی کے دو چار بال تیس اینٹوں سے بہتر ثابت ہوئے۔ ذرہ۔ اسی طرح اللہ کے جذب کا ایک ذرہ عبادت کی ہزار کوششوں سے بہتر ہے۔ زانکہ۔ شیطان عبادت کی اینٹیں اکھاڑے گا اور اپنا راستہ بنا لے گا۔ باعنایت۔ اگر جذب خداوندی ہے تو شیطان اس میں اپنا حصہ نہ ہٹا سکے گا۔

۳ خشت۔ عبادت کی اینٹیں تیری جمع کی ہوئی ہیں اور جذب بالوں کی طرح عطیہ خداوندی ہے۔ در حقیقت۔ داڑھی کے ایک بال کو بھی حقیر نہ سمجھ وہ کوہ گراں ہے۔ کاں۔ داڑھی اللہ کی جانب سے امن نامہ ہے اور وہ خلعت ہے جو قطب معرفت کو دے جاتی ہے۔ تو اگر۔ عنایت اور مجاہدہ کے فرق کے لئے

شحنہ از موم اگر مہرے نہد — پہلواناں را ازاں دل بشکہد
کوتوال اگر موم کی مہر لگا دیتا ہے — اس سے پہلوانوں کا دل گھبراتا ہے

شحنہ گر مہرے نہد از موم نرم — زاں بود کوتاہ پنجہ شیرِ گرم
کوتوال اگر نرم موم کی مہر لگا دے — اس سے پچاس غصیلے شیر عاجز ہوتے ہیں

آں ۱ دوسہ تارِ عنایت ہمچو کوہ — سد شدہ چوں فرّ سیما در وجوہ
وہ دو تین عنایت کے تار پہاڑ کی طرح — آڑ ہو گئے، جیسا کہ چہروں پر عظمت کا نشان

خشت را مگذار اے نیکو سرشت — لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت
اے نیک طبیعت! اینٹ کو بھی نہ چھوڑ — لیکن بدشیطان سے بے خوف نہ سو

رو دوتا موزاں کرم با دست آر — وانگہاں ایمن بخسپ و غم مدار
جا اس کرم کے دو عدد بال حاصل کر لے — اور تب اطمینان سے سو اور فکر نہ کر

نومِ عالم از عبادت بہ بود — آنچناں علمے کہ مستنبہ بود
عالم کا سونا عبادت سے بہتر ہے — ایسا علم جو آگاہی دینے والا ہو

آں ۲ سکونِ سابح اندر آشنا — بہ ز جہدِ اعجمے با دست وپا
تیراکی میں تیراک کا سکون — اناڑی کی ہاتھ پاؤں کی کوشش سے بہتر ہے

دست وپا ساکن بآب اندر سباح — بہ رود از اعجمے با انتطاح
ہاتھ اور پاؤں ٹھہرے ہوئے تیرنے میں — وہ بہتر چلے گا اناڑی سے باوجود ٹکر مارنے کے

اعجمی زد دست وپا و غرق شد — میرود سبّاح ساکن چوں عمد ۳
اناڑی نے ہاتھ پاؤں مارے اور ڈوب گیا — تیراک، شہتیر کی طرح ساکن جا رہا ہے

علمِ دریائیست بیحد و کنار — طالبِ علم ست غوّاصِ بحار
علم ایک لامحدود بے ساحل کا دریا ہے — علم کا طالب، سمندروں کا غوطہ زن ہے

گر ہزاراں سال باشد عمرِ او — او نگردد سیر خود از جستجو
اگر اس کی عمر ہزاروں سال کی ہو — وہ جستجو سے سیر نہ ہو گا

۱ آں دوسہ۔ وہ دو تین بال شر سے حفاظت کے لئے پہاڑ کی طرح تھے اور وہ ایسی علامت تھی جیسی عبادت گزاروں کے چہروں پر سجدوں کے نشان کی علامت۔ خشت۔ یعنی شیطان سے بچاؤ کی تدبیر اور مجاہدہ کرتا رہ لیکن صرف اس پر بھروسہ نہ کر۔ رو۔ جذب الٰہی اور عنایت کے دو چار بال حاصل کر لے پھر قدرے مطمئن ہو جا۔ نوم عالم۔ اب اللہ تعالیٰ کی عنایت کی مجاہدے پر ترجیح کے لئے ایک حدیث کا مضمون بیان فرمایا ہے، عالم کی نیند کو عبادت قرار دیا گیا اور ظاہر ہے کہ عارف و عالم کی عبادت، جاہل کی عبادت سے افضل ہے لہٰذا عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے افضل ہوا۔ مستنبہ۔ وہ علم جو دنیا اور آخرت کے نقصانات سے تنبیہ کرنے والا ہو۔

۲ آں سکون۔ عالم ہو کر بھی ساکن پڑا ہے اور غیر عالم عبادت میں ہاتھ پاؤں ہلا رہا ہے باایں ہمہ اس کی یہ مثال سمجھو کہ ایک تیراک جو ماہر ہے وہ سکون سے پانی پر لیٹا ہوا تیر رہا ہے اور ایک اناڑی ہاتھ پاؤں مار کر تیر رہا ہے۔ سابح۔ تیراک۔ سباح۔ تیراکی۔ انتطاح ٹکر مارنا۔

۳ عمد۔ لکڑی کے شہتیر کی طرح پانی پر چلا جا رہا ہے، جس طرح اس تیراک کا سکون دوسرے کی حرکات سے افضل ہے اسی طرح عالم کی نیند کا سکون جاہل کی عبادت کی حرکت سے بہتر ہے، اس کے سونے میں اتنا اخلاص اور صحیح نیت ہوگی کہ جاہل کی عبادت میں بھی نہ ہوگی اور فضیلت کا مدار نیت اور اخلاص پر ہے۔ علم۔ اب علم کی فضیلت بیان کر کے اس کی طالب کی طرف متوجہ فرمایا ہے علم ناپیدا کنار دریا ہے اور طالب علم اس میں سے موتی نکالتا ہے۔ گر ہزاراں۔ علم کی وہ لذت ہے کہ طالب علم کی اس سے کبھی سیری نہیں ہوتی ہے۔

کاں رسولِ حق بگفت اندر بیاں | ایں کہ مَنھُوْ مَانِ ھُمَا لَا یَشْبَعَانِ
کیونکہ رسولِ حق نے بیان فرمایا | یہ کہ دو حریص سیر نہیں ہوتے ہیں

در تفسیرِ ایں خبر کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود منھُوْ مَانِ لَا یَشْبَعَانِ طَالِبُ الدُّنیا و طَالِبُ الْعِلْم کہ ایں علم غیرِ علم دنیا باشدتا دو قسم باشد لمّا عِلْمِ دنیا ہم دنیا باشد بے آخرت و اگر ہمچنیں باشد کہ طالبُ لدُّنیا و طالبُ لدُّنیا تکرار بُودنہ تقسیم مع تقریرہ

اس حدیث کی تفسیر جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی دو حریص ہیں جو سیر نہیں ہوتے ہیں دنیا کا طلب گار اور علم کا طلب گار کہ یہ علم دنیا کے علم کے علاوہ ہو گا تاکہ دو قسمیں بن سکیں لیکن دنیا کا علم بھی دنیا ہے بغیر آخرت کے اور اگر ایسا ہو کہ دنیا کا طالب اور دنیا کا طالب ہے تو تکرار ہو جائے گا نہ کہ تقسیم مع اس کی پوری تقریر کے

طَالِبُ الدُّنیا و توفیراتِھا | طَالِبُ الْعِلْمِ و تدبیراتِھا
دنیا کا طالب اور اس کی ترقیوں کا | علم کا طالب اور اس کی تدبیروں کا

پس دریں قسمت چو بگماری نظر | غیر دنیا باشد ایں علم اے پدر
تو اس تقسیم میں جب نظر کو جمائے گا | اے باوا! یہ علم دنیا کا غیر ہو گا

غیر دنیا پس چہ باشد آخرت | کت کند زینجا و باشد رہبرت
تو دنیا کا غیر کیا ہوتا ہے؟ آخرت | جو تجھے یہاں سے اکھاڑے اور تیرا رہنما ہو

غیر دنیا آخرت باشد یقیں | کاں برد زینجات آنجا اے امیں
دنیا کا غیر یقیناً آخرت ہے | اے امین! کہ وہ تجھے اس جگہ سے اس جگہ لے جائے

بحث کردنِ آں سہ شہزادہ در تدبیر ایں واقعہ
ان تین شہزادوں کا اس واقعہ کی کھوج کرید کرنا

رُو بہم کردند ہر سہ مفتتن | ہر سہ رایک درد و یک رنج و حزن
تینوں فتنہ میں مبتلا آپس میں متوجہ ہوئے | تینوں کا ایک ہی درد اور ایک ہی رنج و غم تھا

ہر سہ دریک فکر و یک سود اندیم | ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم
تینوں ایک ہی فکر اور ایک ہی خیال میں ساتھی تھے | تینوں ایک رنج اور ایک بیماری کے بیمار تھے

---

۱ کاں۔ آنحضورؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ دو لالچی ایسے ہیں کہ کبھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا ہے ایک علم کا طالب اور دوسرا دنیا کا طالب۔ در تفسیر۔ مولانا نے فرمایا کہ یہاں علم سے مراد دین اور آخرت کا علم ہے اگر دنیوی علوم مراد لئے جائیں گے تو پھر تقسیم درست نہ رہے گی اس لئے کہ طالب دنیا اور طالب علم دنیا ایک چیز ہے۔

۲ طالب لدّنیا۔ ایک سیر نہ ہونے والا دنیا اور اس کی ترقیوں کا طالب ہے دوسرا سیر نہ ہونے والا علم اور اس کی تدبیروں کا طالب ہے۔ قسمت۔ یعنی ایک دوسرے کا قسیم اور بالمقابل ہے تو علم سے مراد علم آخرت ہوگا۔ کت۔ وہ علم دنیا میں مصروف نہ ہونے دے گا اور آخرت کا رہبر ہوگا۔ غیر دنیا۔ دنیا سے آخرت ہی میں جانا ہے تو دنیا کے سوا وہی جگہ ہے۔

۳ رو بہم۔ تینوں شہزادے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔ مفتتن۔ فتنہ میں پڑا ہوا۔ یک فکر۔ تینوں کی ایک ہی فکر تھی ایک ہی قسم کا رنج اور ایک ہی قسم کی بیماری تھی یعنی تینوں شاہ کی حسین لڑکی کے فراق میں مبتلا تھے۔

در[1] خموشی ہر سہ را خطرت یکے
دَر سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
خموشی میں تینوں کا ایک ہی خیال تھا
گفتگو میں، تینوں کی ایک ہی دلیل تھی

یک زمانے اشک ریزاں ہر سہ مثال
بر سرِ خوانِ مصیبت خون فشاں
کسی وقت تینوں آنسو بہانے والے ہوتے
مصیبت کے خوان پر خون چھڑکنے والے

یک زماں از آتشِ دل ہر سہ کس
بر زدہ با سوز چوں مجمر نفس
کسی وقت تینوں دل کی آگ کی وجہ سے
انگیٹھی کی طرح سوزش کے ساتھ سانس لیتے

مقالتِ برادرِ بزرگ ترین

سب سے بڑے بھائی کی گفتگو

آں بزرگیں[2] گفت کاے اخوانِ خیر
ما نہ نر بودیم اندر نُصحِ غیر
اس بڑے نے کہا اے بھلے بھائیو!
کیا ہم دوسرے کو نصیحت کرنے میں مرد نہ تھے؟

از حشم ہر کہ بما کردے گلہ
از بلاؤ خوف و فقر و زلزلہ
متعلقین میں سے جو ہم سے شکوہ کرتا
بلا اور خوف اور فقر اور زلزلہ کا

ما ہمی گفتیم کم نال از حرج
صبر کن کالصبرُ مفتاحُ الفرج
ہم کہا کرتے تھے کہ تنگی سے نالاں نہ ہو
صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

ایں[3] کلید صبر ما اکنوں چہ شد
اے عجب منسوخ شد قانوں چہ شد
ہمارے صبر کی یہ کنجی اب کہاں گئی
ہائے تعجب، قانون منسوخ ہو گیا، کیا ہو گیا؟

ما ہمی گفتیم کاندر کشمکش
اندر آتش ہمچو زر خندید خوش
کیا ہم نہیں کہا کرتے تھے کہ کشکش میں
آگ کے اندر سونے کی طرح خوب ہنسو؟

ہر سپہ را وقتِ تنگا تنگِ جنگ
گفتہ ما کہ ہیں مگردانید رنگ
جنگ کی تنگی ترشی میں ہر سپاہی کو
ہم نے کہا خبردار! رنگ متغیر نہ کر

آں زماں کہ بود اسپاں را وطا
جملۂ سرہا بریدہ زیرِ پا
جس وقت گھوڑوں کی روند ہوتی
تمام کٹے ہوئے سرپاؤں کے نیچے ہوتے

ما سپاہِ خویش را ہے ہے کناں
کہ بہ پیش آئید قاہر چوں سناں
ہم اپنے لشکر کو ہائیں ہائیں کرتے
کہ غلبہ کے ساتھ بھالے کی طرح آگے بڑھو

جملہ عالم را نشاں دادہ بصبر
زانکہ صبر آمد چراغ و نورِ صدر
ہم نے تمام دنیا کو صبر کا پتہ بتلایا
کیونکہ صبر، سینہ کا چراغ اور نور ہے

---

[1] در خموشی۔ چپ رہیں تو سب کا ایک ہی خیال یعنی شہزادی کا تصور تھا۔ در سخن۔ بات کریں تو ایک ہی بات یعنی شہزادی کا ذکر تھا۔ یک زماں۔ کبھی تینوں مل کر رونے لگے کبھی تینوں گرم آہیں بھرنے لگتے۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ نفس۔ سانس۔

[2] بزرگیں۔ یعنی تینوں میں سے بڑا۔ اخوان۔ بھائی۔ نر۔ یعنی بہانا۔ از حشم۔ جب کبھی متعلقین میں سے کوئی مصیبت کو شکوہ کرتا تو ہم اس کو صبر کی تلقین کیا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی صبر سے کام لینا چاہیے اس سے مقصد پورا ہوگا۔

[3] ایں کلید۔ ہم دوسروں کو صبر دلاتے تھے اب صبر کی وہ کنجی جس سے کشادگی آتی ہے ہمارے ہاتھ سے کہاں چلی گئی۔ ما ہمی گفتیم۔ ہم دوسروں کو کہتے تھے کہ مصیبت کا وقت خندہ پیشانی سے گذرنا چاہیے۔ رنگ۔ یعنی ڈر سے انسان نہ بن۔ وطا۔ پامالی۔ ماسپاہ۔ ہم اپنے لشکر سے کہتے تھے بولے اور تیر کی نوک کی طرح آگے گھس جاؤ۔ جملہ عالم ہم سب کو صبر کی تلقین کرتے تھے کہ صبر سے دل روشن ہوتا ہے۔

نوبتِ ۱ ما شد چہ خیرہ سر شدیم | چوں زنانِ زشت در چادر شدیم
جب ہماری باری آئی ہم کیسے حیران ہو گئے | بدصورت عورتوں کی طرح ہم چادر میں ہو گئے

اے دلے کہ جملہ را کردی تو گرم | گرم کن خود را و از خود آر شرم
اے دل! کہ تو نے سب کو مستعد کیا | اپنے آپ کو مستعد کر اور اپنے سے شرم کر

اے زباں کہ جملہ را ناصح بُدی | نوبتِ تو گشت از چہ تن زدی
اے وہ زبان! جو سب کو نصیحت کرنے والی تھی | تیری باری آئی تو تو خاموش کیوں ہو گئی؟

اے خرد کو پندِ شکّر خای تو | دورِ تست ایندم چہ شد ہیہایِ تو
اے عقل! تیری میٹھی نصیحت کہاں گئی؟ | اب تیری باری ہے، تیری ہائے ہو کہاں گئی؟

اے زدلہا بُردہ صد تشویش را | نوبتِ تو شد بجنباں ریش را
اے عقل تو دلوں سے سیکڑوں پریشانیوں کو دور کیا کرتی ہے | تیری باری آ گئی داڑھی ہلا دے

از غری ریش ار کنوں دزدیدہٴ | پیش ازیں بر ریش خود خندیدہٴ
اگر اب بدولی کی وجہ سے تو نے داڑھی کو چھپا لیا ہے | اس سے پہلے تو اپنی داڑھی پر ہنستی تھی

وقتِ ۲ پندِ دیگرانے ہائے ہائے | در غمِ خود چوں زنانے وائے وائے
دوسروں کو نصیحت کے وقت، ہائے ہائے | اپنے غم میں عورتوں کی طرح، وائے وائے

چوں بدردِ دیگراں درماں بُدی | دردِ مہمانِ تو آمد تن زدی
جب تو دوسروں کے درد میں علاج تھی | درد تیرا مہمان بن کر آیا، تو خاموش ہو گئی

بانگ بر لشکر زدن بُد سازِ تو | بانگ بر زن چہ گرفت آوازِ تو
لشکر کو للکارنا تیرا طریقہ تھا | اب للکار، تیری آواز کو کس نے پکڑ لیا؟

آنچہ پنجہ سال بافیدی بہوش | زاں نسیجِ خود بغلطاقے بپوش
جو تو نے پچاس سال ہوشیاری سے بنا | اس بنے ہوئے سے ایک بغلطاق پہن لے

از ۳ نوایت گوشِ یاراں بود خوش | دست بیروں آر و گوشِ خود بکش
تیری آواز سے دوستوں کے کان خوش تھے | ہاتھ باہر نکالا اور اپنا کان کھینچ

سر بُدی پیوستہ خود را دم مکن | پا و دست و ریش و سبلت گم مکن
تو ہمیشہ سر تھی اپنے آپ کو دم نہ بنا | پاؤں اور ہاتھ اور داڑھی اور مونچھ گم نہ کر

بازی آنِ تست بر روئے بساط | خویش را در طبع آر و در نشاط
بساط پر بازی، تیری ملکیت ہے | اپنے آپ کو خوش طبعی اور نشاط میں لا

---

۱ نوبت۔ جب ہماری باری آئی تو ہم عورتوں کی طرح ٹسوے بہانے بیٹھ گئے۔ اے دل۔ پھر اپنے دل کو دلاسا دیتا۔ اے زباں۔ اس شہزادے نے اپنی زبان کو نصیحت کی کہ تو دوسروں کو نصیحت کرتی تھی اب کیوں خاموش ہے۔ اے خرد۔ اپنی عقل کو کہا تو بڑی نصیحتیں کرتی تھی اب کیوں چپ ہے۔ بجنباں ریش را۔ پہلے قصہ گذرا ہے کہ سلطان محمود نے کہا تھا میں داڑھی ہلا دیتا ہوں تو لوگوں کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ غری۔ بدولی۔ بر ریش خود۔ پہلے تو دوسروں کی داڑھی پر ہنسا کرتی تھی اب معلوم ہوا کہ وہ ہنسی تیری خود اپنی داڑھی پر تھی۔

۲ وقت۔ دوسروں کو نصیحت کرتے وقت تو ان کو تنبیہ کرتی تھی اب عورتوں کی طرح وائے وائے کر رہی ہے۔ درماں۔ تو دوسروں کے مرض کا علاج تھی اب اپنے مرض کے وقت کیوں چپ ہے۔ بانگ۔ لشکر پر چیختی تھی اب تیری آواز کیوں بیٹھ گئی۔ نسیج۔ بنا ہوا کپڑا۔ بغلطاق۔ قباء۔ بڑی ٹوپی۔

۳ از نوایت۔ تیری آواز سے دوست خوش تھے اب اپنے ہاتھ سے اپنی گوشمالی کر۔ سر بدی۔ تو سر تھی اب اپنے آپ کو دم نہ بنا اور ذلیل نہ کر اور اپنی قوت و ہمت پر عمل کر۔ بازی۔ رنجیدہ نہ ہو اور طبیعت میں نشاط پیدا کر کے بازی جیت لے۔ بساط۔ شطرنج کا فرش۔

این حکایت گوش کن اے باخرد تابدانی اندریں معنیٰ سند
اے عقلمند! یہ حکایت سن لے تاکہ اس سلسلہ میں ایک سند کو جان جائے

ذکر آنکہ پادشاہے دانشمندے را با کراہ در مجلس در آورد
اس کا ذکر کہ ایک بادشاہ ایک فقیہ کو جبراً مجلس میں پکڑ لایا

و بنشاندو ساقی شراب بران دانشمند عرضہ کرد روی
اور بٹھا دیا اور ساقی نے اس فقیہ کے سامنے شراب پیش کی اس

از ساغر بگردانید و ترشی و تندی آغاز کرد شاہ ساقی را
نے جام سے منہ پھیر لیا اور ناگواری اور بد مزاجی شروع کر دی بادشاہ

گفت ہیں در طبعش آر ساقی مشت چند برسرش کوفت
نے ساقی سے کہا، ہاں اس کا مزاج ٹھکانے کر دے ساقی نے چند گھونسے اس کے

وشراب بخوردش داد
سر پر مارے اور اس کو شراب پینے کے لئے دیدی

پادشاہے مست اندر بزم خوش می گذشت آں یک فقیہے بردرش
ایک بادشاہ خوشی کی محفل میں مست تھا اس کے دروازے پر ایک فقیہ گزر رہا تھا

کرد اشارت کش دریں مجلس کشید ویں شراب لعل در خوردش دہید
اس نے اشارہ کر دیا اس کو اس مجلس میں کھینچ لاؤ اور یہ سرخ شراب اس کو پینے کے لئے دیدو

پس کشیدندش بشہ بے اختیار شست در مجلس ترش چوں زہر مار
وہ اس کو جبراً بادشاہ کے پاس کھینچ لائے وہ زہر مار کی طرح مجلس میں منہ بنا کر بیٹھ گیا

عرضہ[۲] کردش مے نہ پذرفت او بخشم از شہ و ساقی بگردانید چشم
اس نے اس کے سامنے شراب پیش کی اس نے غصہ سے قبول نہ کی بادشاہ اور ساقی سے نگاہ پھیر لی

کہ بعمر خود نخوردستم شراب خوشتر آید از شرابم زہرناب
کہ میں نے زندگی بھر شراب نہیں پی ہے مجھے خالص زہر، شہراب سے اچھا لگتا ہے

ہیں[۳] بجای مے از ہرے دہید تامن از خویش وشما از من رہید
ہاں! مجھے شراب کی بجائے زہر دے دو تاکہ میں اپنے سے اور تم مجھ سے چھوٹ جاؤ

مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد گشتہ در مجلس گراں چوں مرگ ودرد
بغیر شراب پئے، لڑائی دنگا شروع کر دیا وہ موت اور درد کی طرح مجلس میں گراں بن گیا

---

۱ ایں حکایت۔ اس حکایت میں بھی طبیعت کو نشاط میں لانے کا ذکر ہے۔ بادشاہے۔ ایک بادشاہ محفل نشاط میں شراب نوشی کر رہا تھا دروازے کے سامنے سے ایک فقیہ طالب علم گذرا۔ گرد۔ بادشاہ نے مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ اس کو پکڑ لائیں اور شراب پلائیں۔

۲ عرضہ کردش۔ ساقی نے اس کو شراب دی اس نے بادشاہ اور ساقی سے منہ پھیر لیا۔ کہ بعمر۔ میں نے تمام عمر شراب نہیں پی مجھے زہر دیدو وہ اس شراب سے اچھا ہے۔ زہرناب۔ خالص زہر۔

۳ ہیں۔ وہ فقیہ بولا بہتر یہ ہے کہ مجھے شراب کی بجائے زہر دیدو تاکہ میں نجات پاجاؤں۔ عربدہ۔ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے وہ سب کے لئے مصیبت بن گیا۔

ہمچو[۱] اہلِ نفس و اہلِ آب و گِل — دَر جہاں بنشست با اصحابِ دِل
جس طرح اہل نفس اور اہل جسم — اصحاب دل کے ساتھ دنیا میں بیٹھے ہوئے ہیں

حق ندارد خاصگاں را در کموں — از مے ابرار جُز دَر یشربون
اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کو پوشیدگی میں نہیں رکھتا — نیکوں کی شراب سے سوائے اس کے کہ وہ پینے والوں میں ہیں

عرضہ میدارند بر محجوب جام — حِس نمی یابد ازاں غیرِ کلام
وہ مجوب پر جام پیش کرتے ہیں — حس اس سے بجز کلام کے کچھ حاصل نہیں کرتا

رُو ہمی گرداند از ارشادِ شاں — کہ نمی بیند بدیدہ دادِ شاں
وہ ان کے ارشاد سے روگردانی کرتا ہے — کیونکہ وہ آنکھ سے ان کی عطا کو نہیں دیکھتا

گرز گوشش تا بحلقش رہ بُدے — سِرِّ نصح اندر درونش دَر شُدے
اگر اس کے کان سے اس کے حلق تک راستہ ہوتا — تو نصیحت کا راز اس کے اندر پہنچتا

چوں[۲] ہمہ نارست جانش رفت — کہ افگند دَر نار سوزاں جُز قشور
کیونکہ اس کی جان بالکل آگ ہے، نور نہیں ہے — چھلکوں کے سوا جلتی آگ میں کون ڈالتا ہے

مغز بیروں ماند و قشر گفت نیست رفت — کے شود از قشر معدہ گرم وزفت
مغز باہر دیا اور گفتگو کا چھلکا اندر گیا — چھلکے سے معدہ گرم اور موٹا کب ہوتا ہے؟

نارِ دوزخ جُز کہ قشر افشار نیست — نار را با ہیچ مغزے کار نیست
دوزخ کی آگ پوست گیر کے سوا کچھ نہیں — آگ کو کسی مغز سے سروکار نہیں ہے

وَر بُود بر مغز نارے شعلہ زن — بہرِ پختن داں نہ بہرِ سوختن
اور اگر مغز پر کوئی آگ شعلہ زن ہو — پکانے کے لئے جان، نہ کہ جلانے کے لئے

تا کہ[۳] باشد حق حکیم، ایں قاعدہ — مستمر داں تابری زاں فائدہ
جب تک اللہ تعالیٰ حکیم ہے یہ قاعدہ — جاری سمجھ، تا کہ تو اس سے فائدہ اٹھالے

مغز نغز و قشرہا مغفور ازو — مغز را پس چوں بسوزد دُور ازو
مغز عمدہ ہے اور اس کی وجہ سے چھلکے بخشے ہوئے ہیں — تو وہ مغز کو کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے

از عنایت گر بکوبد بَر سرش — اشتہار آرد شرابِ احمرش
عنایت سے اگر اللہ تعالیٰ اس کا سر کوٹ دیں — وہ اس کو سرخ شراب کی خواہش پیدا کر دیتا ہے

[۱] ہم چو۔ پہلے ظاہری شراب نہ پینے والے کا شرابیوں سے اعراض اور انقباض کا ذکر تھا اب مولانا نے معنوی شراب نہ پینے والوں کا شراب معرفت پینے والوں سے انقباض کا ذکر کیا ہے۔ اہل نفس۔ یعنی وہ لوگ جن کو شراب معرفت حاصل نہیں ہے۔ اصحاب دل۔ اہل دل اصحابِ معرفت۔ حق ندارد۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بروقت شراب معرفت پلاتا رہتا ہے۔ عرض۔ یہ لوگ دنیاداروں پر وہ شراب پیش کرتے ہیں لیکن وہ اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتے ہیں۔ کہ۔ کیونکہ ان کی نظر اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی ہے۔ گرز گوشش۔ اگر ان کے کان سے حلق تک راہ ہوتی تو اس کلام کی حقیقت ان کے دل پر اثر کرتی۔

[۲] چوں ہمہ۔ ان کے دل پر شہوت کی آگ ہے اور آگ تک چھلکے ہی پہنچتے ہیں۔ مغز۔ کلام کا مغز تو باہر رہ گیا معدے میں صرف چھلکے پہنچے ان سے کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔ نارِ دوزخ۔ آگ میں صرف چھلکے جھونکے جاتے ہیں اسی لئے جہنم میں وہ لوگ جائیں گے جو مغز حقیقت سے خالی ہوں گے۔ ور بود۔ اگر مومنین جہنم میں جائیں گے تو وہ پختہ کرنے کے لئے بھیجے جائیں گے اور اور اس سے ان کی مصیبتوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

[۳] تا کہ۔ جب تک اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے حکمت والا ہے یہ قاعدہ جاری رہے گا کہ وہ مغز کو جہنم میں نہ جلائے گا۔ مغز والے تو اس قدر بہتر ہوں گے کہ ان کی شفاعت سے چھلکوں والے بھی بخشے جائیں گے۔ از عنایت۔ اگر عنایت خداوندی اور جذب الٰہی اعراض کرنے والے کی سرکوبی کردے تو اس کو شراب کی خواہش پیدا ہو جائے گی جس طرح اس فقیہ میں پیدا ہو گئی تھی۔

ورنہ ۱ کوبد ماند او بستہ دہاں — چوں فقیہ از شرب و بزمِ ایں شہاں
اور اگر نہ کوٹیں وہ بستہ رہن رہ جائے — شاہوں کی محفل اور شراب سے فقیہ کی طرح

گفت شہ باساقیش اے نیک پے — چہ خموشی دو بطبعش آ رہے
شاہ نے اپنے ساقی سے کہا اے نیک قدم! — تو کیوں چپ ہے، دے ہاں اس کا مزاج ٹھیک کردے؟

ہست پنہاں حاکمے بر ہر خرد — ہر کرا خواہد بفن از خود برد
ہر عقل پر ایک مخفی حاکم ہے — جس کو چاہے، تدبیر سے خودی سے نکال دے

آفتاب ۲ و مشرق و تنویرِ او — چوں اسیراں بستہ در زنجیر او
سورج اور مشرق اور اس کی روشنی — قیدیوں کی طرح اس کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں

چرخ را چرخ اندر آرد در زمن — چوں بخواند در دماغش نیم فن
آسمان کو فوراً چکر میں لے آئے — جب اس کے دماغ میں تھوڑا سا فن پڑھ دے

عقل کو عقلِ دگر را سخرہ کرد — مہرہ زود ارد ویست استادِ نرد
جس عقل نے دوسری عقل کو مغلوب کر دیا ہو — وہ مہرہ اس سے رکھتی ہے، نرد کا استاد وہی ہے

چند سیلی برسرش زد گفت گیر — در کشید از بیمِ سیلی آں زحیر
چند چپت اس کے سر پر لگائے کھائے لے — وہ مصیبت زدہ چپت کے ڈر سے چڑھ گیا

مست گشت و شاد و خنداں شد چو باغ — در ندیمی و مضاحک رفت و لاغ
مست اور خوش ہو گیا اور باغ کی طرح کھل گیا — مصاحبت اور خوش مذاقی اور تمسخر میں لگ گیا

شیر ۳ گیر و خوش شد انگشتک بزد — سوئے مبرز رفت تا میزک کند
نیم مست اور خوش ہوا، چٹکیاں بجانے لگا — بیت الخلاء کی جانب گیا، تاکہ پیشاب کر لے

یک کنیزک بود در مبرز چو ماہ — سخت زیبا رُوز قرناقانِ شاہ
بیت الخلاء میں چاند جیسی ایک لونڈی تھی — شاہ کے خادموں میں سے بہت خوبصورت

چوں بدید اورا دہانش باز ماند — عقل رفت و تن ستم پرد از ماند
جب اس نے اسے دیکھا اس کا منہ کھلا رہ گیا — عقل چلی گئی مظلوم جسم رہ گیا

عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست — بر کنیزک در زماں در زد دو دست
عمر بھر کنوارا، مشتاق اور مست رہا تھا — فوراً لونڈی پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے

پس طپید آں دختر و نعرہ فراشت — بر نیامد باوے و سودے نداشت
وہ لڑکی مچلی اور شور کیا — اس سے کچھ بن نہ پڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا

۱ ورنہ کوبد۔ اور اگر عنایت خداوندی سرکوبی نہ کرے تو اس فقیہ کی طرح ان بادشاہوں کی شراب سے محروم رہے گا جو سرکوبی سے پہلے محروم تھا۔ گفت شہ۔ شاہ نے ساقی سے کہا کہ اس فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگادے۔ وہ۔ یعنی اس کو شراب دے۔ ہست۔ جس طرح ساقی نے فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگادیئے اسی طرح ہر عقل پر ایک پوشیدہ ذات حاکم ہے جو عقل کو خودی سے بےخود کردیتی ہے۔

۲ آفتاب۔ اس ذات کے قبضہ میں پوری کائنات ہے۔ چرخ۔ آسمان اس کے معمولی حکم کا پابند ہے۔ عقل۔ اگر کسی کی عقل میں تابع کر لینے کی قوت ہے تو وہ اسی کی عطا کردہ ہے۔ چند سیلی۔ ساقی نے اس فقیہ کے چند چپت لگائے تو اس کی عقل ٹھکانے آگئی۔ زحیر۔ یعنی پیچ وتاب میں پڑا ہوا۔ ندیمی مصاحبت و مضاحک۔ ہنسی کی باتیں۔ لاغ۔ مذاق۔

۳ شیر گیر۔ نشہ کا ایک درجہ ہے۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ میزک۔ پیشاب۔ قرناقاں۔ قرناق کی جمع ہے خدمت گار۔ کنیزک۔ عزب غیر شادی شدہ مرد۔ کنوارا۔ در زد۔ یعنی دونوں ہاتھوں سے اس کو گرفت میں لے لیا۔ پس طپید۔ اس لڑکی نے گرفت سے چھوٹنے کی بہت کوشش کی۔ برنیامد۔ کچھ بن نہ پڑا۔

زَن بدستِ مَرد دَر وقتِ لِقا ۱ — چوں خمیر آمد بدستِ نانبا
ملاقات کے وقت عورت مرد کے ہاتھ میں — نانبائی کے ہاتھ میں خمیر کی طرح ہوتی ہے

بَسرَ شَد گاہیش نَرم وگہ درشت — زُوبرِ آرد چاق چاقے زیرِ مُشت
وہ اس کو کبھی نرم گوندھتا ہے اور کبھی سخت — مٹھی کے نیچے اس کی آواز کھجا کھج نکلتی ہے

گاہ پہنش واکشد بَر تختۂ — دَر ہمش آرد گہے یک لختۂ
کبھی اس کو تختے پر پھیر دیتا ہے — کبھی اس کو ایک دَم سے سمیٹ لیتا ہے

گاہ دروَے ریزد آب وگہ نمک — از تنور و آتشش سَازد محک
کبھی اس میں پانی ڈالتا ہے اور کبھی نمک — تنور اور آگ سے اس کا امتحان کرتا ہے

آنچنیں ۲ پیچند مطلوب وطلوب — اندریں لعب اند مغلوب وغلوب
اسی طرح عاشق اور معشوق لپٹ جاتے ہیں — اس کھیل میں غالب اور مغلوب ہوتے ہیں

ایں لعب تنہا نہ شُورا بازن ست — ہر عشیق و عاشقے را ایں فن ست
یہ کھیل نہ صرف شوہر کا بیوی سے ہے — ہر عاشق و معشوق کا یہی طریقہ ہے

از قدیم و حادث و عین وعَرَض — پیچشے چوں ویس و رامیں مفترض
قدیم اور حادث اور جوہر اور عرض کا — ویس اور رامین کی طرح گتھنا ضروری ہے

لیک لعبِ ہر یکے رنگے دگر — پیچشِ ہر یک ز فرہنگے دگر
لیکن ہر ایک کا کھیل، دوسرے رنگ کا ہے — ہر ایک کا گتھنا دوسرے طریقہ کا ہے

شُوی وزن را گفتہ شُد بہرِ مثیل — کہ ۳ مکُن اے شوی زن رابد گسیل
شوہر اور بیوی مثال کے لئے کہہ دیئے گئے ہیں — کہ اے شوہر بیوی کو بری طرح رخصت نہ کر

آں شبِ گردک نہ ینگا دستِ اُو — خوش امانت داد اندر دستِ شُو
کیا نہیں ہے کہ چھپر کھٹ کی رات مشاطہ نے اس کا ہاتھ — شوہر کے ہاتھ میں بہتر امانت کے طور پر دیا

کانچہ با اُوتو کُنی اے مُعتمَد — از بَد و نیکی، خدا باتو کُند
کہ اے معتمد! جو تو اس کے ساتھ کرے — بھلی بری، خدا تیرے ساتھ کرے گا

ایں زنِ دنیا کہ ہَست اُومَستِ تُو — حق امانت دادش اندر دستِ تُو
یہ دنیا عورت، جو تجھ پر فریفتہ ہے — اللہ نے تیرے ہاتھ میں اس کو امانت دیا ہے

---

۱ زن۔ ایسے وقت میں عورت مرد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتی ہے جس طرح خمیر نانبائی کے ہاتھ میں۔ بَسر شُد۔ باز آمدہ ہے سرشد سرشتن یعنی گوندھنا کا فعل مضارع ہے۔ گاہ۔ نانبائی خمیر کو کبھی پھیلاتا ہے کبھی سمیٹتا ہے یہی حال مرد عورت کا کرتا ہے۔ گاہ دروے۔ غرضیکہ جس طرح نانبائی خمیر میں تصرفات کرتا ہے اسی طرح مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے۔

۲ آنچنیں۔ طلوب اور غلوب یعنی شوہر مطلوب اور مغلوب یعنی عورت سے لپٹتا ہے۔ ہر عشیق۔ یعنی کائنات میں سے ہر عاشق کا اپنے معشوق کے ساتھ یہی طریقہ ہے عالم کی اشیا میں باہمی تجاذب ہے اور ایک دوسرے پر عاشق ہے جس کو مولانا متعدد مقامات پر بیان کر چکے ہیں۔ ویس۔ مشہور معشوقہ ہے۔ رامیں۔ مشہور عاشق ہے۔ لیک۔ مرد اور عورت کی ملاعبت اور طرح کی ہے اور کائنات کی دوسری چیزوں کی ملاعبت اور چمٹاؤ دوسری طرح کی ہے۔ شوی۔ قرآن پاک میں مرد اور عورت کے حقوق کا تذکرہ بطور مثال کیا گیا ہے ورنہ یہ جوڑ صرف مرد و عورت ہی کا نہیں ہے۔

۳ کہ مکن۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ شوہر اگر عورت کو طلاق دے اور جدا بھی کرے تو بری طرح نہ کرے فرمایا گیا اَوْ تَسْرِیحٌ بِاِحْسَان۔ یا اس کو خوبی کے ساتھ جدا کرنا ہے؟ گردک۔ دلہن کا چھپر کھٹ۔ ینگا۔ یا نون سے پہلے ہے بھاوج چچی۔ مشاطہ۔ ایں زن۔ جس طرح مرد عورت کے حقوق ہیں اسی طرح انسان پر زن دنیا کے بھی حقوق ہیں یہ بھی اللہ نے بطور امانت انسان کے ہاتھ میں دی ہے۔

حاصل ¹ اینجا آں فقیہ از بیخودی — نے عفیفی ماندش و نے زاہدی
خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ بے خودی کی وجہ سے اس فقیہ میں — نہ پاکدامنی رہی اور نہ پرہیزگاری

آں فقیہ اُفتاد برآں حور زاد — آتشِ او اندراں پنبہ فتاد
وہ فقیہ اس حور کے بچہ پر پڑ گیا — اس کی آگ اس روئی میں لگ گئی

جاں بجاں پیوست و قالبہا چخید — زن چو مُرغِ سَر بُریدہ می طپید
جان جان سے پیوستہ ہو گئی اور جسم سکڑ گئے — لڑکی سر کٹے مرغ کی طرح تڑپ رہی تھی

چہ سَقایا چہ مَلک چہ اَرسلاں — چہ حَیا، چہ دین و زُہد و خوفِ جاں
مینا جام، کیسا بادشاہ، کیسا ارسلان؟ — کیسی حیا، کیسا دین اور زہد اور جان کا ڈر؟

چشمِ شاں اُفتادہ اندر عین ² و غین — نے حَسن پیداست اینجا نے حُسین
ان کی آنکھیں عین اور غین میں پڑ گئی تھیں — وہاں نہ حسن ظاہر تھا نہ حسین

یافت ہر یک شاں ازاں دیگر مُراد — طبع ہر یک خُرّم و دل گشت شاد
ہر ایک نے دوسرے سے مقصود پا لیا — ہر ایک کی طبیعت خوش اور دل شاد ہو گیا

شُد دراز و کو طریقِ باز گشت — اِنتظارِ شاہ ہم از حَد گذشت
دیر ہو گئی اور واپسی کا راستہ کہاں؟ — بادشاہ کا انتظار بھی حد سے گزر گیا

شاہ آمد تا بہ بیند واقعہ — دید آنجا زَلزلہ وَالقارِعہ
بادشاہ آ گیا، تاکہ واقعہ دیکھے — وہاں اس نے زلزلہ اور قارعہ دیکھا

آں فقیہ از بیم بر جَست و بَرفت — سُوی مجلس، جام رابَر بود تَفت
وہ فقیہ ڈر سے کھڑا ہو گیا اور چل دیا — مجلس کی جانب اور فوراً جام اچک لیا

شہ ³ چو دوزخ پُر شرار و پُر نکال — تشنۂ خونِ دو جُفتِ بَد فعال
بادشاہ دوزخ کی طرح چنگاریوں اور عذاب سے پُر — بدکار جوڑے کے خون کا پیاسا

چوں فقیہش دید رُخ پُر خشم و قہر — تلخ و خونیں گشتہ ہمچوں جام زہر
فقیہ نے جب اس کا چہرہ غصہ اور غضب سے بھرا ہوا دیکھا — کہ زہر کے پیالہ کی طرح کڑوا اور خونی ہو گیا ہے

بانگ زد بر ساقیش کاے گرم دار — چہ نشستی خیرہ دہ در طبعش آر
اس نے ساقی کو آواز دی کہ اے مجلس کو گرم رکھنے والے — ست کیوں بیٹھا ہے، دے، اس کو مزاج پر لا

خندہ آمد شاہ را گفت اے کیا — آمدم با طبع آں دختر تُرا
بادشاہ کو ہنسی آ گئی، بولا اے پاکیزہ! — میں مزاج پر آ گیا وہ لڑکی تیرے لئے ہے

---

¹ حاصل۔ مولانا نے پھر اس فقیہ کا ذکر شروع کیا ہے کہ اس لونڈی کے ساتھ وہ ایسا بے خود ہوا کہ اس سے پاکدامنی اور زہد و تقویٰ رخصت ہو گیا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ اس لونڈی کو چپٹ گیا اور اس کی آتش شہوت لونڈی کی روئی میں لگ گئی۔ چخید۔ چخیدن جماع کے وقت اپنے آپ کو سمیٹنا۔ سقایا۔ یعنی جام شراب۔ ارسلاں۔ شیر یعنی بادشاہ۔

² عین و غین۔ دونوں ابر کے معنی میں ہیں مراد اندھیرا ہے۔ حسن و حسین۔ یعنی بڑا چھوٹا۔ یافت۔ دونوں نے اپنی مراد حاصل کر لی اور ہر کا دل خوش ہو گیا۔ دراز۔ یعنی واپسی کا وقت۔ زلزلہ۔ یعنی عورت کا کانپنا۔ القارعہ۔ یعنی مرد کا عورت کو کھٹکھٹانا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ لونڈی کے پاس سے فوراً مجلس میں پہنچ گیا اور جام ہاتھ میں تھام لیا۔

³ شہ۔ بادشاہ دوزخ کی طرح بھڑک رہا تھا اور دونوں بدکاروں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ چوں۔ جب فقیہ نے بادشاہ کے غصہ کی یہ حالت دیکھی۔ بانگ۔ فوراً زور سے ساقی کو کہا کہ ست کیوں بیٹھا ہے بادشاہ کو جام دے اور اس کو نشاط پر لا' یہ وہی جملہ ہے جو بادشاہ نے فقیہ کی ناگواری کے وقت کہا تھا۔ گرم دار۔ یعنی محفل کو گرمانے والا۔ نشستی۔ کیا۔ پاکیزہ پہلوان آقا۔ آں دختر۔ میں نے یہ لونڈی تجھے بخشی۔

پادشاہم [1] کارِ مَن عدلست و داد — زاں خورم کہ یاررا جُودم بداد

میں بادشاہ ہوں، میرا کام انصاف اور عطا ہے — میں وہی کھاتا ہوں جو میرے دوست کو میری منہ سے دیا ہو

آنچہ آں رامَن نہ نوشم ہمچو نوش — کے دہم در خورد یارِ خویش وتوش

میں جس چیز کو شہد کی طرح نہ پیوں — میں اپنے دوست کی خوراک اور توشہ میں کب دوں گا

آنچہ آں رامی خورم از نوش وخوش — میدہم در خورد یار از پنج وشش

جو میٹھی اور اچھی چیز میں کھاتا ہوں — ہر چیز میں سے دوست کے لائق دیتا ہوں

زاں خورانم مَن غلاماں را کہ مَن — می خورم بر خوانِ خاصِ خویشتن

میں غلاموں کو اسی میں سے کھلاتا ہوں — جو میں اپنے مخصوص دسترخوان پر کھاتا ہوں

زاں خورانم بندگاں را از طعام — کہ خورم مَن خود زپختہ یا کہ خام

میں غلاموں کو وہی کھلاتا ہوں — جو میں خود پختہ یا کچا کھاتا ہوں

من چو پوشم از خزو اطلس لباس — زاں بپوشانم حشم رانے پلاس

میں جو پشمین اور اطلس پہنتا ہوں — میں متعلقین کو وہی پہناتا ہوں نہ کہ ٹاٹ

شرم [2] دارم از نبی ذو فنوں — اَلْبِسُوْهُمْ گفت مِمَّا تَلْبَسُوْن

مجھے ہنر مند نبی سے شرم آتی ہے — فرمایا ہے ان کو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو

مُصطفٰے کرد ایں وصیّت با بنوں — اَطْعِمُوا الْاَذْنَابَ مِمَّا تَاْکُلُوْن

حضرت مصطفٰےؐ نے فرزندوں کو یہ وصیت کی ہے — متعلقین کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو

شدُ فقیہ و بُردبا خود جُفتِ خوب — از عطاہِ خاصِ کشّاف الکروب

فقیہ روانہ ہوگیا اور حسین بیوی کو اپنے ساتھ لے گیا — مصائب کو رفع کرنے والے کی خاص عطا سے

دیگراں را بَس بطبع آوردہٗ — در صبوری چُست و راغب کردہٗ

تو دوسروں کو بہت مزاج پر لایا ہے — صبر کرنے میں چست اور رغبت کرنے والا بنایا ہے

ہم [3] بطبع آور بمردی خویش را — پیشوا کُن عقل بر اندیش را

اپنے آپ کو بھی مردانگی سے — صابر عقل کو پیشوا بنا

چوں قلا وزیِ صبرت پَر شود — جاں باوجِ عرش و کرسی بَرشود

جب صبر کی رہنمائی تیرا پر بن جائے — جان، عرش کی کرسی بلندی پر پہنچ جائے

مصطفٰے بیں چونکہ صبرش شدُ براق — بر کشانیدش ببالائے طباق

حضرت مصطفٰےؐ کو دیکھ لئے صبر جب ان کا براق بن گیا — وہ ان کو طبقوں کے اوپر لے گیا

[1] پادُشاہم۔ میں بادشاہ ہوں میرا کام انصاف اور عطا ہے میں بھی وہی کھاتا ہوں جو کسی دوسرے کو کھلاتا ہوں۔ آنچہ۔ جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں دوست کے لئے بھی ناپسند کرتا ہوں۔ تُوش۔ خوش پنج وشش۔ یعنی ہر قسم کی چیز۔ زاں۔ جو کچاپکا میں کھاتا ہوں غلاموں کو بھی وہی کھلاتا ہوں۔ خز۔ پشمینہ۔ پلاس۔ ٹاٹ

[2] شرم۔ آنحضورؐ کا غلاموں کے بارے میں فرمانا ہے کہ جس قسم کا تم پہنو اسی قسم کا ان کو پہناؤ جو تم کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ اذناب۔ یعنی متعلقین۔ شد فقیہ۔ بادشاہ کی اجازت پر وہ فقیہ روانہ ہوگیا اور لونڈی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ کشاف الکروب۔ حضرت حق تعالٰی۔ دیگراں۔ یہ پھر بڑے بھائی کا مقولہ شروع ہوا ہے اس بڑے بھائی نے اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا تو دوسروں کو صبر دلاتا تھا اب خود صبر کر۔

[3] ہم بطبع۔ اپنی مردانگی سے اپنا مزاج ٹھکانے کر اور عقل صبر اندیش کو رہنما بنالے۔ چوں قلاوزی۔ صبر کی رہنمائی ہوگی تو عرش وکرسی کی بلندی حاصل ہوگی۔ مصطفٰے۔ آنحضورؐ نے کفار کی ایذارسانی پر صبر کیا تو براق پر بیٹھ کر آسمانوں کے طبقوں کے اوپر پہنچے۔

چوں صبوری پیشہ کرد ایوّب[۱] راد | از بلا اُورا درِ رحمت کشاد
جب بہادر ایوب نے صبر کرنے کو پیشہ بنایا | تو مصیبت سے ان کے لئے رحمت کا دروازہ کھل گیا

صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست | صبر را مگذار تاتواں زدست
جو حالت بھی ہو صبر، صدر ثابت ہوا ہے | جب تک ممکن ہو صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے

صبر مِفتاحُ الفرَج نشنیدۂ | کاندریں تعجیل در پیچیدۂ
تو نے نہیں سنا ہے صبر کشادگی کی کنجی ہے | کہ تو اس جلد بازی میں پھنسا ہے

حد ندارد ایں سخن کوتاہ کن | وز حدیثِ عاشقاں برگو سخن
اس بات کی حد نہیں ہے، مختصر کر دے | اور عاشقوں کی بات کر

باز[۲] گرد اے عاشق و زُوتر براں | کانتظارِ تُست آں شہزادگاں
اے عاشق تو واپس ہو اور جلد چلا | کیونکہ وہ شہزادے تیرے انتظار میں ہیں

رواں شدن شہزادگاں بعد از اتمامِ بحث و ماجرا بجانبِ ولایتِ چین سوئ معشوق و مقصود تابقدرِ امکان مقصود نزدیک تر شوند اگرچہ راہِ وصل مسدُود ست بقدرِامکان نزدیک ترشُدن محمودست

بحث اور واقعہ کے پورا کرنے کے بعد شہزادوں کا اپنے معشوق اور مقصود کی طرف چین کی ولایت کی جانب روانہ ہونا، تاکہ بقدر امکان مقصود سے زیادہ نزدیک ہو جائیں، اگرچہ وصل کا راستہ بند ہے، بقدر امکان نزدیک تر ہونا اچھا ہے

ہرسہ[۳] شہزادہ چوکار اُفتادشاں | عشق در خور گوشمالی دادشاں
تینوں شہزادے جب انہیں واسطہ پڑا | عشق نے ان کی مناسب گوشمالی کی

ایں بگفتند و رواں گشتند زُود | ہر چہ بُود اے یارِ من آں لحظہ بُود
انہوں نے یہ کہا اور فوراً روانہ ہو گئے | اے میرے یار! جو کچھ ہونا تھا اسی وقت ہو گیا

صبر بگزیدند و صدّیقیں شدُند | بعدازاں سُوی بلادِ چیں شُدند
انہوں نے صبر اختیار کیا اور صدیقین میں سے ہو گئے | اس کے بعد چین کے شہروں کی جانب روانہ ہو گئے

والدین و مُلک را بگذاشتند | راہِ معشوقِ نہاں برداشتند
ماں باپ اور ملک کو چھوڑا | چھپے ہوئے معشوق کی راہ اختیار کی

---

۱ ایّوب۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے۔ صدر آمد۔ یعنی صبر بہت اعلیٰ چیز ہے۔ صبر۔ جبکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے تو عجلت میں کیوں پڑا ہے۔ ایں سخن۔ صبر کے فضائل۔

۲ بازگرد۔ پھر شہزادوں کا قصہ شروع کیا ہے تینوں شہزادے ملک چین کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ محبوبہ سے قریب ہو سکیں۔ اگر محبوبہ کا وصل حاصل نہ ہو تب بھی جتنا قرب ہو جائے بہتر ہے۔

۳ ہر سہ۔ شہزادے دوسروں کو تو صبر کی تلقین کرتے تھے لیکن جب خود عشق میں مبتلا ہوئے تو اس عشق نے ان کی کافی گوشمالی کی۔ ہر چہ بود۔ یعنی جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اور انہوں نے مزید انتظار نہ کیا فوراً چین کو روانہ ہو گئے یا مطلب یہ ہے کہ یہ روانگی ہی سب کچھ تھی اور آئندہ کے واقعات اسی کی فروعات ہیں۔ صبر۔ یعنی اب انہوں نے عشق پر جماؤ اختیار کیا اور اس کی عملی تصدیق کر دی معشوق نہاں چین کی شہزادی جو پردوں میں تھی۔

ہمچو [1] ابراہیمؒ اَدہم از سَریر عشق شاں بے پاؤ سَر کرد و فقیر
ابراہیمؒ ادہم کی طرح تخت سے عشق نے ان کو بے سروپا اور فقیر کر دیا

یاچو ابراہیم مرسَل سَر خوشے خویش را افگند اَندر آتشے
یا حضرت ابراہیم نے عمدہ رسول کی طرح اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا

یاچو اسمٰعیلِ صبّارِ مجید پیشِ عشق و خنجرش حلقے کشید
یا بزرگ و صابر حضرت اسمٰعیل کی طرح عشق اور اس کے خنجر کے سامنے گلا رکھ دیا

حکایت [2] امرؤ القیس کہ پادشاہِ عرب بُود و بصُورتِ یوسف وقتِ خود و زنانِ عرب زلیخا وار مُردۂ اُو و اُو شاعر طبع بُود و ایں شعرِ اوست۔

امرؤ القیس کی حکایت جو عرب کا بادشاہ اور صورت میں اپنے دور کا یوسف تھا اور عرب کی عورتیں زلیخا کی طرح اس پر قربان تھیں اور وہ شاعر مزاج تھا اور یہ شعر اس کا ہے

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلٍ

تم دونوں ٹھہرو ہم محبوب اور منزل کے ذکر سے رولیں

چوں ہمہ زناں اُو راںجان می جُستند اے عجب غزل و نالۂ اُو بہرِ چہ بُود مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثالِ صورتے اند کہ برتختہائے خاک نقش کردہ اند آخر الامر امرؤ القیس را حالے پیدا شدُ کہ نیم شب از مُلک و فرزنداں گریخت و خود رابد لقے پنہاں کرد و از اقلیمے اقلیم دیگر برفت بطلبِ آنکہ ازا قلیم منزّہ اَست وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ

جبکہ تمام عورتیں دل و جان سے اس کی جستجو میں تھیں تعجب ہے' اسکی غزل اور نالہ کس لئے تھا؟ شاید اس نے جان لیا تھا کہ یہ تمام تصویریں ہیں جو مٹی کے تختوں پر نقش کر دی ہیں بالآخر امرؤ القیس کی ایسی حالت ہو گئی کہ آدھی رات کو ملک اور اولاد سے بھاگ نکلو اور اپنے آپ کو گدڑی میں چھپا لیا اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اس ذات کی طلب میں چل پڑا جو ملک سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے

[1] ہمچو ابراہیمؒ۔ ابراہیمؒ ابن ادہم کی طرح سلطنت کو خیرباد کہہ دیا۔ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم نے بخوشی آگ میں جانا پسند کیا اور اپنی دعوت سے منحرف نہ ہوئے۔ اسمٰعیل۔ حضرت اسمٰعیل اپنی قربانی دینے پر آمادہ ہو گئے۔

[2] حکایت۔ حقیقی عشاق کے ذکر سے مجازی عاشق کی حکایت کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ امرؤ القیس۔ جو آنحضورؐ کے زمانہ سے چوبیس سال پہلے گزرا ہے وہ تو ایک فاسق و فاجر شاعر تھا ہوسکتا ہے کہ مولانا کی مراد کوئی اور شاعر ہو جو مجاز سے عشق حقیقی تک پہنچ گیا ہو اور جو شعر سرخی میں مذکور ہے وہ مولانا نے ذکر نہ کیا ہو کسی اور کا اضافہ ہو۔

مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

امرؤُالقیس از ممالک خشک لب — ہم کشیدش عشق از خطۂ عرب
امرؤ القیس کو پیاسا ملکوں سے — عشق نے اس کو بھی عرب کے خطہ سے کھینچا

بُورد نازک طبع وہم صاحب جمال — شاعر و صاحب اُصول اندر کمال
نازک مزاج اور حسین تھا — شاعر اور کمال میں صاحب اصول تھا

چونکہ زد عشقِ حقیقی بر دلش — سَرد شُد مُلک و عیال و منزلش
جب عشق حقیقی نے اس کے دل پر اثر کیا — تو اس پر ملک اور بال بچے اور مکان سرد پڑ گیا

نیم شب دَلقے بپُوشید و برفت — ازمیانِ مملکت بگریخت تفت
آدھی رات کو گدڑی اوڑھی اور چلا گیا — فوراً سلطنت سے بھاگ گیا

تا بیامد خشت میزد در تبوک — با[۲] مَلک گفتند شاہے از مُلوک
یہاں تک کہ تبوک میں آیا اینٹیں پاتھتا تھا — لوگوں نے بادشاہ سے کہا بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ

امرؤ القیس آمدست اینجا بکد — در شکارِ عشق و خشتے میزند
یہاں امرؤ القیس بھکاری بن کر آیا ہے — عشق کے شکار میں اور اینٹیں پاتھتا تھا

آن مَلک برخاست شب شُد پیشِ اُو — گفت اُورا اے مَلیکِ خُوبرو
وہ بادشاہ رات میں اٹھا، اس کے سامنے آیا — اس سے کہا، اے خوبصورت بادشاہ

یوسفِ وقتی دو مُلکت شُد کمال — مر تُرا رام از بلاد و از جمال
تو یوسف دوراں ہے، تیرے لئے وہ ملک مکمل ہیں — شہر اور حسن تیرے تابع ہیں

گشتہ[۳] مرداں بندگاں از تیغِ تُو — واں زناں مِلکِ مہِ بے میغِ تُو
مرد، تیری تلوار کی وجہ سے غلام بن گئے — اور وہ عورتیں تیرے بے ابر چاند کی ملکیت ہیں

پیشِ ما باشی تو تختِ ما بُود — جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود
اگر تو ہمارے پاس رہے تو ہماری خوش نصیبی ہے — ہماری جان تیرے وصل سے سو جان بنجائے

ہم مَن وہم مُلک مَن مملوکِ تُو — اے بہمت مِلکہا متروکِ تُو
میں بھی اور میرا ملک بھی تیرا مملوک ہے — اے وہ کہ تیری ہمت کی وجہ سے بہت سے ملک چھوڑے ہوئے ہیں

فلسفہ گفتش بسے و اُو خموش — ناگہاں وا کرد از سر رُوی پوش
اس نے اس سے بہت سی دانائی کی باتیں کہیں اور وہ چپ تھا — اچانک اس نے سر سے نقاب اٹھایا

---

۱ امرؤ القیس۔ وہ امرؤ القیس جو سلطنت سے محروم ہوا اس کو بھی عشق نے خطہ عرب سے جدا کر دیا۔ بود۔ حسین بھی تھا اور شاعر اور اپنے فن کا مکمل شخص تھا۔ چونکہ زد عشق۔ جب اس پر عشق کا اثر ہوا تو ہر چیز سے اس کا دل سرد ہو گیا۔ نیم شب۔ امرؤ القیس پر جب اللہ تعالیٰ کے عشق کا اثر ہوا سلطنت چھوڑ کر آدھی رات کو بھاگ نکلا۔ در تبوک۔ اپنا وطن چھوڑ کر تبوک کے علاقہ میں پہنچا اور وہاں اینٹیں پاتھنے لگا۔

۲ با ملک۔ لوگوں نے شاہ تبوک سے ذکر کیا کہ امرؤ القیس بادشاہ یہاں گدا بن کر آ گیا ہے اور اینٹیں پاتھتا ہے عشق نے اس کا شکار کر لیا ہے۔ آں ملک۔ تبوک کا بادشاہ رات میں امرؤ القیس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ تو حسن و جمال میں یوسف دوراں ہے اور ملک و حسن تیرا غلام ہے۔

۳ گشتہ۔ مرد تیری تلوار کی وجہ سے تیرے غلام ہیں اور عورتیں تیرے حسن کی وجہ سے تیری باندیاں ہیں۔ پیش ما۔ اگر تو میرے پاس مقیم ہو جائے تو میری خوش نصیبی ہوگی۔ ہم من۔ تو نے اپنی مردانہ ہمت سے اپنے ملکوں کو چھوڑ دیں اور میرا ملک اب تیرا ہے۔ فلسفہ۔ شاہ تبوک نے اس سے بہت سی دانائی کی باتیں کیں لیکن وہ خاموش رہا اس نے اپنے سر سے نقاب ہٹایا۔

تا چہ[1] گفتش اُو بگوشِ از عشق و درد
نہ جانے اس نے اس کے کان میں عشق و درد کی کیا بات کہی

ہمچو خود در حال سَر گردانش کرد
اس کو اس نے فوراً اپنی طرح سرگرداں کر دیا

دستِ اُو بگرفت وبا اُو یار شُد
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا یار ہو گیا

اُو ہم از تخت و کمر بیزار شُد
وہ بھی تخت اور پٹکے سے بیزار ہو گیا

تا بلادِ دُور رفتند آں دو شہ
یہاں تک کہ دونوں بادشاہ دور شہروں میں چلے گئے

عشق یک کرّت نکردست ایں گنہ
عشق نے یہ گناہ ایک بار نہیں کیا ہے

بر بزرگاں شہد و بر طفلا نست شیر
اور بڑوں کے لئے شہد اور بچوں کے لئے دودھ ہے

اُو بہر کشتی بُود مَنُّ الاخیر
وہ ہر کشتی کا آخری وزن ہے

کہ[2] چو در کشتی رود غرقش کُند
کہ جب وہ کشتی میں پہنچ جائے اس کو ڈبو دے

تا بقعر از پای تا فرقش کشد
اس کو پاؤں سے سرتک گہرائی میں کھینچ لے

غیرِ ایں دو بس مُلوکِ بے شمار
ان دونوں بادشاہوں کے علاوہ بہت سے بیشمار بادشاہ ہوئے ہیں

عشق شاں از مُلک بر بود و تبار
عشق نے ان کو سلطنت اور خاندان سے جدا کر دیا ہے

قصہ کیخسر وآں شاہِ زماں
اس شاہِ زماں کیخسر کا قصہ

ہست شہرہ درمیانِ انس و جاں
انسانوں اور جنوں میں مشہور ہے

جانِ[3] ایں سہ شہ بچہ ہم گرد چیں
ان تینوں شہزادوں کی جان بھی چین کے چاروں طرف

ہمچو مرغاں گشتہ ہر سُو دانہ چیں
پرندوں کی طرح ہر جانب دانہ چگتی پھرتی تھی

زہرہ نے تا لب کشایند از ضمیر
طاقت نہ تھی کہ دل کی بات پر لب کشائی کریں

زانکہ رازِ باخطر بُود و خطیر
کیونکہ راز خطرناک اور عظیم تھا

صد ہزاراں سَر بپولے آں زماں
لاکھوں سر اس وقت ایک پیسہ کے ہوتے ہیں جب

عشق خشم آلود زہ کردہ کماں
غضبناک عشق کمان پر چلہ چڑھا لے

عشق خود بےخشم در وقتِ خوشی
خوشی کے وقت میں عشق بغیر غصہ کے

خُوی دارد دمبدم خیرہ کُشی
ہر وقت بیبا کانہ قتل کی عادت رکھتا ہے

[1] تا چہ۔ معلوم نہیں کہ امرؤالقیس نے شاہ تبوک کے کان میں عشق و درد کی کیا بات کہی ہے کہ اس کو بھی اپنا جیسا بنا دیا۔ دستِ او۔ شاہ تبوک نے امرؤالقیس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا ساتھی بن گیا اور اس کو تخت شاہی اور پٹکے سے بیزاری ہو گئی۔ تا بلاد دور۔ دونوں بادشاہ دور دراز ممالک کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ عشق۔ عشق سے یہ کرامت پہلی بار صادر نہیں ہوئی یہ کام وہ سینکڑوں بار کر چکا ہے۔ بر بزرگاں۔ عشق کی یہ تاثیر بڑوں پر ہی نہیں ہے بچوں پر بھی ہے۔ من الاخیر۔ وہ بوجھ جس کے رکھنے پر اتنا وزن بڑھ جائے کہ کشتی ڈوبنے لگے۔

[2] کہ چو۔ عشق وہ وزن ہے جس کے رکھنے سے انسان کی کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ غیر ایں دو۔ امرؤالقیس اور شاہ تبوک کے علاوہ سینکڑوں بادشاہوں کو عشق نے خانہ ویران کیا ہے۔ کیخسرو۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاوش سے ناراض ہو کر توران کے بادشاہ افراسیاب کے پاس چلا گیا تھا۔ جس کو کسی وقت افراسیاب نے مار ڈالا کیخسر و توران ہی میں پیدا ہوا اور اس نے وہیں پرورش پائی پھر اپنے دادا کیکاوش کے پاس آ گیا اور دادا کے مرنے کے بعد تخت نشین ہو کر اس نے افراسیاب سے اپنے باپ کا انتقام لیا اور پھر ایک وقت آیا کہ اپنے فرزند لہراسپ کو تخت پر بٹھا کر اوالہی میں جنگلوں میں نکل گیا اور لاپتہ ہو گیا۔

[3] جانِ ایں سہ۔ تینوں شہزادے چین پہنچ کر مارے مارے پھرتے تھے۔ زہرہ۔ اپنے عشق کا راز بھی خطرناک ہونے کی وجہ سے ظاہر نہ کرتے تھے۔ صد ہزاراں۔ جب عشق میں معشوق یا اس کے سرپرستوں کے غصہ کی وجہ سے غضبناکی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر عاشقوں کے سر کوڑیوں کے مول کے ہوتے ہیں۔ در وقت خوشی۔ عشق کی خوشی میں معشوق کی ادائیں قتل کرتی ہیں جب اس کی خوشی کی حالت کو یہ اثر ہے تو غصہ کی حالت کو کیا بات بتائی جائے۔

این بُو دآں لحظہ کو خوشنود شُد — من چہ گویم چونکہ خشم آلود شُد
یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ خوش ہوتا ہے — میں کیا بتاؤں جب وہ غضبناک ہوتا ہے؟

لیکؔ [1] مَرجِ جاں فدایِ شیرِ اُو — کِش کُشد ایں عشق وایں شمشیرِ اُو
لیکن جان کی چراگاہ اس کے شیر پر قربان ہے — جس کو یہ عشق اور اس کی تلوار قتل کر دے

کُشتنی بہ از ہزاراں زندگی — سلطنتہا مُردہَ ایں بندگی
قتل ہو جانا ہزاروں زندگیوں سے بہتر ہے — سلطنتیں اس غلامی پر قربان ہیں

بازکنایت رازہا باہم دگر — پست گفتندے بصد خوف وخطر
آپس میں ایک دوسرے سے راز کی باتیں — سینکڑوں خوف اور خطروں کے ساتھ آہستہ کہتے

راز را غیرِ خدا محرم نبُود — آہ را جُز آسماں ہمدم نبُود
خدا کے سوا راز کا کوئی محرم نہ تھا — آسمان کے سوا آہ کا کوئی ساتھی نہ تھا

اِصطلاحاتے میانِ ہمدگر — داشتندے بہرِ ایرادِ خبر
آپس میں کچھ اصطلاحیں — خبر دینے کے لئے رکھتے تھے

زیں لسانُ الطّیر عام آموختند — طمطراقِ سَروری اندوختند
پرندوں کی اس بولی سے عوام نے سیکھ لیا ہے — بڑائی کی شان و شوکت حاصل کر لی ہے

صورتِ [2] آوازِ مُرغست آں کلام — غافل ست از حالِ مُرغاں مَردِ خام
وہ کلام، پرند کی آواز کی صورت ہے — وہ ناقص انسان پرندوں کی حالت سے غافل ہے

کو سلیمانے کہ داند لحنِ طیر — دیو گرچہ مُلک گیرد ہست غیر
سلیمانؑ کہاں ہے جو پرندوں کی بولی سمجھے؟ — دیو اگرچہ ملک پر قبضہ کر لے اجنبی ہے

دیو بر شبہ سُلیماں کردہ ایست — عِلمِ مکرش ہست علّمناش [3] نیست
دیو نے سلیمانؑ کی مشابہت پر قیام کیا — اس کو مکر کا علم ہے "علّمنا" کا نہیں

چوں سُلیماں از خدا بشّاش بُود — مَنطقُ الطّیرے ز علّمناش بُود
چونکہ سلیمان خدا کی جانب سے خوش تھے — ان کی پرندوں کی بولی علّمنا سے تھی

توازاں مُرغِ ہوایِ فہم کُن — کہ ندیدستی طیورِ مِن لدُنّ
تو ہوائی پرند سے سمجھ لے — کیونکہ تو نے "من لدن" کے پرند نہیں دیکھے

---

[1] لیکؔ۔ عاشق بہرحال اس پر جان قربان کرنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ کُشتنی۔ فراق کی ہزاروں زندگیوں سے عاشق مرجانے کو بہتر سمجھتا ہے اور عشق کی غلامی پر سینکڑوں سلطنتیں قربان کردیتا ہے۔ بازکنایت۔ چونکہ راز کے ظاہر ہونے میں خطرہ تھا اس لئے تینوں شہزادوں نے اس معاملہ میں باہمی بات چیت کے لئے کچھ اصطلاحیں بنالی تھیں۔ راز۔ ان کے راز کا سوائے خدا کے کوئی محرم نہ تھا اس کی آہ کا سوائے آسمان کے کوئی ساتھی نہ تھا۔ اصطلاحاتے۔ جب وہ آپس میں ہردو عشق کی بات کرتے تو ان اصطلاحوں میں کرتے تھے۔ زیں۔ مولانا نے ان شہزادوں کی اصطلاح سازی سے بزرگوں کی اصطلاحوں کی طرف انتقال فرمایا ہے کہ عوام انتقال فرمایا ہے کہ عوام بزرگوں کی اصطلاحیں سیکھ لیتے ہیں اور ان کے حقیقی معانی سے بے خبر ہوتے ہیں اور اصطلاحوں کو اپنی شان وشوکت بڑھانے کے کام میں لاتے ہیں۔

[2] صُورت۔ وہ بزرگوں کی اصطلاحیں ان کے لئے ایسی ہیں کہ کوئی شخص پرندوں کی محض بولی سن لے اور جو ان کا مقصد ہے اس کو نہ سمجھ سکے۔ کو سلیماں۔ پرندوں کی بولی حضرت سلیمانؑ ہی سمجھ سکتے تھے اسی طرح عارفین کے کلام کو عارف سمجھ سکتا ہے۔ دیو۔ صخر نامی دیو نے اگر حضرت سلیمانؑ کے ملک پر قبضہ بھی کرلیا اور ان کی سی صورت بنالی تو وہ اس منطق الطیر کو نہیں سمجھ سکتا ہے یہی حال مزورین کا ہے۔

[3] علّمنا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تھا کہ ہمیں پرندوں کی بولی سکھا دی گئی ہے۔ تو۔ اے مخاطب تو ان ہوائی پرندوں کو دیکھ کر بات سمجھ لے کہ ان کی بولی تو سن لیتا ہے لیکن ان کا مفہوم نہیں سمجھتا ہے۔ طیور من لدن۔ وہ عارفین جن کو من الدنی حاصل ہے۔

۱ جایِ سیمرغاں بُوَد آں سوئِ قاف — ہر خیالے را نباشد دست باف
سیمرغوں کی جگہ قاف سے اس جانب ہے — وہ ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے

ہر خیالے را کہ دید آں اتفاق — آنگہش بعد العیاں اُفتد فراق
جس خیال نے اس کو اتفاقاً دیکھا — فوراً مشاہدہ کے بعد فراق واقع ہو جائے گا

نے فراقِ قطع بہرِ مصلحت — کایمن ست از ہر فراق آں منقبت
قطع تعلق کا فراق نہیں مصلحت کی وجہ سے — کیونکہ وہ فضیلت ہر قسم کے فراق سے محفوظ ہے

بہرِ استبقایِ آں جسمِ چو جاں — لحظہ در ابر گردد خُور نہاں
اس جان جیسے جسم کی بقا کے لئے — سورج تھوڑی دیر کے لئے ابر میں چھپ جاتا ہے

بہرِ ۲ استبقایِ آں رُوحی جسد — آفتاب از برف یک دم در کشد
اس روحانی جسم کی بقا کے لئے — سورج تھوڑی دیر کے لئے برف سے جدا ہو جاتا ہے

بہرِ جانِ خویش جُوز ایشاں صلاح — ہیں مدُزد از حرفِ ایشاں اِصطلاح
تو ان سے اپنی جان کی صلاح تلاش کر — خبردار! ان کے حرفوں کی اصطلاح نہ چرا

آں زلیخا از سپنداں تا بعُود — نامِ جملہ چیز یوسف کردہ بُود
اس زلیخا نے کالے دانہ سے لے کر اگر تک — سب چیزوں کا نام یوسف کر رکھا تھا

نامِ اُو در نامہا مکتوم کرد — محرماں را سرِّ آں معلوم کرد
ان کا نام ناموں میں چھپا ہوا تھا — محرموں کو اس کا راز بنا دیا تھا

چوں ۳ بگفتے موم ز آتش نرم شُد — ایں بُدے کاں یار باما گرم شُد
جب وہ کہتی موم آگ سے نرم ہو گیا — یہ مطلب ہوتا کہ وہ یار ہم پر مہربان ہو گیا

ور بگفتے مہ برآمد بنگرید — ور بگفتے سبز شُد آں شاخِ بید
اور اگر وہ کہتی دیکھو چاند نکل آیا — اور اگر وہ کہتی اس بید کی شاخ سبزہ ہوگئی

ور بگفتے آبہا خوش می تنند — ور بگفتے خوش ہمی سوزد سپند
اور اگر وہ کہتی پانی عمدہ لہریں کھا رہے ہیں — اور اگر وہ کہتی کالا دانہ خوب جل رہا ہے

---

۱ جایِ سیمرغاں۔ عارفوں سے مراد ان کی روح ہے جس کا مقام عرش سے بھی بالا ہے ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے کہ وہ اس کے مقام اور استفاضہ کو دیکھ سکے۔ ہر خیال۔ جو عارفین اس مقام اور استفاضہ کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ ہمہ وقت نہیں کرتے بلکہ کچھ احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں پھر ان کو فراق حاصل ہو جاتا ہے۔ نے فراق۔ ان کی یہ جدائی قطع تعلق کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جسم سے تعلق کی مصلحت کی بنیاد پر ہے اس لئے کہ اس استفاضہ کے لئے جسم کا بقا بھی ضروری ہے لہٰذا وہ مشاہدہ منقطع کر دیا جاتا ہے اور تجلیات کا سورج ابر میں غائب ہو جاتا ہے۔

۲ بہر استبقا۔ چونکہ جسم کو بھی قائم رکھنا ہے لہٰذا تجلیات' اس روحی جسم سے مخفی ہو جاتی ہے تاکہ بدن کے اس برف کو سورج کی تجلیات بالکل نہ گھلا دیں۔ بہرحال۔ عارفین سے اپنی روح کی اصلاح کرا ان کی اصطلاحوں کو چرا کر استعمال نہ کر۔ آں زلیخا۔ زلیخا نے رازداری کے لئے مختلف اصطلاحیں بنا رکھی تھیں۔ سپند۔ اور عود بول کر حضرت یوسف کی مراد لیتی تھی۔ سپند۔ کالا دانہ۔ نظر لگ جانے پر جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ عود۔ اگر وہ لکڑی جو خوشبو کے لئے جلائی جاتی ہے۔ محرماں۔ جو اس کے ہمراز تھے اور ان لفظوں سے حضرت سے متعلق بات سمجھ جاتے تھے۔

۳ چوں بگفتے۔ اگر وہ یہ کہتی تھی کہ موم آگ سے نرم ہو گیا تو مطلب ہوتا کہ آج حضرت یوسف نے مجھ پر مہربانی کی۔ ور بگفتے۔ اگر وہ کہتی کہ دیکھو چاند نکل آیا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یوسف آ گئے۔ سبز شد۔ اگر وہ کہتی کہ بید کی شاخ سبز ہو گئی تو مراد ہوتی تھی کہ وصل کی امید ہری ہو گئی ہے۔ آبہا۔ اس کا مطلب ہوتا کہ امیدوں کا دریا موجزن ہے۔ سوزد۔ مطلب یہ ہوتا کہ رقیب جل رہا ہے۔

وَر بگفتے بَرگہا ا خوش می طپند
دَست برہم رقص و مَستی می کنند
اور اگر وہ کہتی پتے خوب لہلہا رہے ہیں
تالیاں بجاتے ہوئے رقص اور مستی کر رہے ہیں

وَر بگفتے گُل بہ بُلبل راز گفت
وَر بگفتے شہ سِرِ شہباز گفت
اور اگر وہ کہتی پھول نے بلبل سے راز کہہ دیا
اور اگر وہ کہتی شاہ نے شہباز کا راز کہہ دیا

وَر بگفتے چہ ہمایونست بخت
وَر بگفتے کہ بَرا فشانید رخت
اگر وہ کہتی، نصیبہ کیسا مبارک ہو گیا
اگر وہ کہتی، سامان. جھاڑ لو

وَر بگفتے کہ سَقا آورد آب
وَر بگفتے کہ برآمد آفتاب
اور اگر کہتی کہ سقہ پانی لے آیا
اور اگر وہ کہتی، کہ سورج نکل آیا

وَر بگفتے دوش دیگے پختہ اَند
یا حوائج از پُزش یک لختہ اند
اگر وہ کہتی کل رات انہوں نے دیگ پکائی ہے
یا مصالحہ، پکنے سے ایک جان ہو گئے ہیں

وَر بگفتے ہست نانہا بے نمک
وَر بگفتے عکس می گردد فلک
اور اگر وہ کہتی روٹیاں بے نمک ہیں
اور اگر وہ کہتی آسمان الٹا گھومتا ہے

وَر بگفتے کہ بدرد آمد سَرم ۲
وَر بگفتے دردِ سَر شُد خوشترم
اور اگر وہ کہتی، میرے سَر میں درد ہو گیا
اور اگر وہ کہتی میرے سر کا درد اچھا ہو گیا

محرماں رازاں خبر بُد کہ چہ گفت
کہ مُخالف با مُوافق گشت جُفت
محرم سمجھ جاتے کہ اس نے کیا کہا
کہ مخالف موافق کا ساتھی ہو گیا

گر ستودے اعتناقِ اُو بُدے
وَر نکوہیدے فراقِ اُو بُدے
اگر وہ تعریف کرتی تو ان کا گلے ملنا ہوتا
اور اگر وہ برائی کرتی تو ان کی جدائی ہوتی

صَد ۳ ہزاراں نام گر برہم زدے
قصدِ اُو و خواہِ اُو یوسف بُدے
اگر وہ ہزاروں نام ملا دیتی
اس کا ارادہ اور اس کی خواہش، یوسف ہوتے

گرسنہ بُودے چو گفتے نامِ اُو
می شُدے اُو سیر و مَست از جامِ اُو
جب وہ بھوکی ہوتی ان کا نام لیتی
وہ ان کے جام سے سیر اور مست ہوتی

تشنگیش از نامِ اُو ساکن شدُے
نامِ یوسف شربتِ باطن شدُے
اس کی پیاس ان کے نام سے بجھ جاتی
حضرت یوسفؑ کا نام باطن کا شربت بن جاتا

وَر بُدے دردیش زاں نام بُلند
دردِ اُو در حال گشتے سُود مند
اور اگر اس کے کوئی درد ہوتا اس بلند نام سے
اس کا درد فوراً آرام بن جاتا

۱ برگہا۔ تو مطلب ہوتا کہ ہر حسین حضرت یوسفؑ کا دلدادہ ہے۔ گل۔ تو مطلب ہوتا کہ آج تنہائی میں باتیں ہوئیں۔ شہ۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ آج حضرت یوسف نے میرے حال کا ذکر کیا۔ بخت۔ تو مطلب ہوتا کہ آج دیدار میسر آیا۔ رَخت۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ میرے پاس محرم راز کے علاوہ کوئی نہ رہے۔ سقا۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے پانی سے سیرابی کا وقت آگیا ہے۔ آفتاب۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی کرن نمودار ہو گئی ہے۔ دیگے۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں۔ بے نمک۔ مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب سازگار نہیں ہیں۔ عکس۔ مطلب ہوتا کہ وصل کی تدبیر کا الٹا نتیجہ نکلا۔

۲ سَرم۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ فراق کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ خوشترم۔ درد اچھا ہونے کا مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی جھلک نظر آ گئی ہے۔ محرماں۔ جو راز داں تھے وہ مطلب سمجھ جاتے تھے اور یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ راز دانوں میں غیر بھی تھے۔ گر ستودے۔ اگر وہ کسی چیز کی تعریف کرتی تو اس چیز سے مراد حضرت یوسف کا وصل ہوتا اور اگر برائی کرتی تو ان کا فراق ہوتا۔

۳ صد ہزاراں۔ لاکھوں اصطلاحوں سے اس کا مقصود حضرت یوسف ہوتے۔ گرسنہ۔ اگر وہ ان کا تذکرہ کرتی تو وہ ان کیلئے غذا کا کام دیتا۔ تشنگیش۔ اس طرح حضرت یوسف کے ذکر سے وہ اپنی پیاس بجھاتی تھی اور ان کا ذکر اس کے لئے شربت بن جاتا تھا۔ ور بدے۔ اگر ان کا ذکر اس کے درد کا علاج تھا۔

وقتِ ۱؎ سرما بُودے اُورا پُوستیں — ایں کُند در عشق نامِ دُوست ایں
جاڑے کے وقت وہ اس کا پوستین ہوتا — دوست کا نام عشق میں یہی کرتا ہے

عام می خوانند ہر دم نام پاک — ایں عمل نکند چو نبُود عشقناک
عوام ہر وقت، پاک نام لیتے ہیں — جبکہ وہ عشق بھرا نہ ہو یہ کام نہیں کرتا

آنچہ عیسیٰ کردہ بُود از نامِ ہُو — می شُدے پیدا وُرا از نامِ اُو
حضرت عیسیٰ نے جو کچھ اللہ کے نام سے کیا — وہ خود ان کے نام سے بھی ان کے لئے ظاہر ہوتا

چونکہ باحق متّصل گردید جاں — ذکرِ آں اینست ذکرِ اینست آں
جب جان اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو گئی — اس کا ذکر یہ ہے، اس کا ذکر وہ ہے

خالی ۲؎ از خود بُود و پُر از عشقِ دوست — پس زکوزہ آں تراوَد کہ در وست
وہ اپنے آپ سے خالی اور دوست کے عشق سے پر تھے — تو پیالے سے وہی ٹپکے گا جو اس میں ہے

خندہ بُوئے زعفرانِ وصل داد — گریہ بُوہائے پیاز اندر بعاد
مسکراتا، وصل کے زعفران کی خوشبو دے گا — فراق میں رونا پیاز کی بوئیں

ہر یکے راہست در دل صد مُراد — ایں نباشد مذہبِ عشق و وداد
ہر ایک کے دل میں سینکڑوں مرادیں ہیں — عشق و محبت کا یہ مذہب نہیں ہوتا

یار ۳؎ آمد عشق را روز آفتاب — آفتاب آں رُوی را ہمچوں نقاب
عشق کے لئے دن میں یار، سورج ہے — سورج اس چہرے کا نقاب ہے

آنکہ نشناسد نقاب از رُوی یار — عابدُالشّمس ست دست از وے بدار
جو شخص نقاب کو یار کے چہرے سے ممتاز نہ کرے — وہ سورج کا پجاری اس سے دستبردار ہو جا

روز اُو و روزیِ عاشق ہم اُو — دل ہم اُو دلسوزیِ عاشق ہم اُو
روز وہی ہے اور عاشق کی روزی بھی وہی ہے — دل بھی وہی ہے اور عاشق کی دلسوزی بھی وہی ہے

ماہیاں را نقد شُد از عینِ آب — نان و آب و جامہ و دار و خواب
مچھلیوں کے لئے پانی سے حاصل ہو گئی — روٹی اور پانی اور لباس اور دوا اور نیند

۱؎ وقت سرما۔ جاڑوں میں ان کے ذکر سے بدن میں حرارت پیدا کرتی تھی۔ عام۔ خواص اللہ کے ذکر سے بھی فائدے اٹھاتے ہیں لیکن عوام کے ذکر میں چونکہ عشق شامل نہیں لہٰذا ذکر کی وہ تاثیرات بھی نہیں ہیں۔ آنچہ۔ خدا کا نام عشق کے ساتھ تو اثر کرتا ہی ہے لیکن فنا کے مقام پر پہنچنے کے بعد خود فانی کا نام وہی اثر کرتا ہے جو خدا کا نام اثر کرتا ہے اب حضرت عیسیٰ کا قُمْ بِاذْنِیْ کہنا وہی معنی اور اثر رکھتا ہے جو قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ کا تھا۔ چونکہ۔ جب فانی کی جان ذات باری سے متصل ہو گئی تو اس جان کا ذکر کرنا خدا کا ذکر کرنا ہے اور خدا کا ذکر کرنا اس جان کا ذکر کرنا ہے۔

۲؎ خالی۔ فانی اب اپنی ذات سے خالی ہے اور اللہ کے عشق سے پر ہے تو پیالہ میں سے وہی ٹپکے گا جو پیالہ کے اندر ہے۔ خندہ۔ اب اس فانی کے طبعی افعال بھی حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کے مخبر ہوں گے اس کا ہنسنا وصل کی وجہ سے ہوگا اور اس کا رونا فراق کی وجہ سے ہو گا۔ ہر یکے۔ عام انسانوں کے دلوں میں سیکڑوں مرادیں ہیں یہ عشق کا مذہب نہیں ہے، عاشق کے دل میں صرف معشوق کے حصول کی مراد ہوتی ہے۔

۳؎ یار آمد۔ عاشق کیلئے تو ہر چیز میں معشوق کی جھلک نظر آتی ہے سورج میں بھی وہ معشوق کی جھلک سمجھتا ہے سورج اپنا ذاتی نور نہیں سمجھتا ہے بلکہ اس کو صرف نور حق کا مظہر سمجھتا ہے اور سورج کو محض اس محبوب کے چہرے کا نقاب سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جو سورج کا اپنا ذاتی نور سمجھے گا وہ سورج کا پجاری ہے اس سے تعلق توڑ لے۔ روز۔ عاشق کا تو سب کچھ وہی معشوق ہے اس کا دن بھی وہی ہے اس کی خوراک بھی وہی ہے دل بھی وہی ہے اور دلسوزی بھی وہی ہے۔ ماہیاں۔ مچھلی کو سب کچھ پانی ہی سے حاصل ہے اسی طرح خدا کے عاشق کو بھی سب کچھ عین ذات سے حاصل ہوتا ہے خواہ خوراک ہو یا پوشاک۔

ہمچو۱ طفل ست اُو ز پستاں شیر گیر ... اُو نداند در دو عالم غیر شیر

وہ بچے کی طرح پستان سے دودھ حاصل کرنے والا ہے ... وہ دونوں جہان میں دودھ کے سوا کچھ نہیں جانتا

طفل داند ہم نداند شیر را ... راہ نبود ایں طرف تدبیر را

بچہ دودھ کو جانتا ہے، نہیں بھی جانتا ... اس طرح کسی تدبیر کی راہ نہیں ہے

گیج کرد ایں گرد نامہ روح را ... تا نیابد فاتح و مفتوح را

اس بھاگے ہوئے کے تعویذ نے روح کو بیوقوف بنادیا ... تاکہ وہ فاتح اور مفتوح کو نہ پائے

گیج ۲ نبود در رَوِش بلکہ اندرو ... حاملش دریا بُود نے سیل و جو

سلوک میں بیوقوف نہیں ہوتا بلکہ اس میں ... اس کا حامل دریا ہوتا ہے، نہ کہ بہاؤ اور نہر

چوں بیاید اُو کہ یابد گم شود ... ہمچو سیلے غرقہ قلزم شود

جب وہ آتا ہے تاکہ حاصل کرے گم ہو جاتا ہے ... بہاؤ کی طرح سمندر میں ڈوب جاتا ہے

دانہ گم شد انگہے اُو تیں شود ... تا نمُردی زر ندادم ایں بُود

دانہ گم ہوا تو وہ انجیر بنا ... جب تک تو نہ مرا میں نے سونا نہ دیا یہ ہوتا ہے

بعد از مکث و متواری شدن در بلادِ چین در شہرِ تخت گاہ

ٹھہرنے اور چین کے شہروں دارالخلافہ میں چھپے رہنے اور صبر کے دراز ہو جانے

و دراز شدنِ صبر و بے صبر شدنِ برادرِ بزرگ تر کہ مَن

کے بعد اور سب سے بڑے بھائی کا بے صبر ہو جانا کہ میں

رفتم تا خود رابر شاہِ چین عرضہ کنم و نصیحتِ برادران

جاتا ہوں تاکہ اپنے آپ کو شاہ چین کے سامنے پیش کر دوں اور بھائیوں کی نصیحت

اُورا سُود ناداشتن

کااس کوفائدہ نہ دینا

اِمَّا۳ قَدَمِی یُنِیْلُنِی مَقْصُوْدِیْ ... اَوْ اُلْقِی رَاسِیْ کَفُوَادِیْ ثَمَّہ

یا میرا قدم، مجھے میرا مقصود عطا کرے ... یا میں اس جگہ دل کی طرح اپنا سر ڈال دوں گا

یاپای رَسانَدم بمقصود مَرا ... یا سَر نہم ہمچو دل از دست آنجا

یا پاؤں مجھے مقصود تک پہنچا دے ... یا دل کی طرح میں اس جگہ سر ہاتھ سے رکھ دوں گا

یَا عَاذِلَ الْعَاشِقِیْنَ دَعْ فِئَۃً ... اَضَلَّھَا اللّٰہُ کَیْفَ تُرْشِدُھَا

اے عاشقوں کو اطاعت کرنے والے اس جماعت کو چھوڑ ... جس کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اس کو کیسے ہدایت دے گا؟

۱ ہمچو طفل۔ عاشف معشوق کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا جیسا کہ شیر خوار بچہ صرف دودھ کو جانتا ہے۔ ہم نداند۔ بچہ دودھ کو فی الجملہ جانتا ہے اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا یہی حال عارف کا ہے کہ وہ ذات خداوندی کا عاشق ہے لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہے۔ گیج کرد۔ عوام عارف کے اس علم سے بھی محروم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی تعلق نے ان کی روح کو محروم کر دیا ہے۔ گرد نامہ۔ وہ تعویذ جو کسی بھاگے ہوئے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے مراد بدنی تعلقات ہیں۔ تا۔ اب اس کی روح فاتح حق تعالیٰ اور مفتوح مخلوق میں امتیاز نہیں کرتی ہے۔

۲ گیج نبود۔ عام انسان کی یہ حالت سلوک سے پہلے ہوتی ہے، جب وہ راہ سلوک اختیار کر لیتا ہے تو اس کی یہ حالت نہیں رہتی اس کے تعلقات بدنی ختم تو نہیں ہوتے لیکن اب دریائے حقیقت اس کا حامل بن جاتا ہے۔ چوں بیاید۔ سالک جب اس حقیقت کو تلاش کرتا ہے تو خود گم ہو جاتا ہے جس طرح بہاؤ سمندر میں پہنچ کر گم ہو جاتا ہے۔ دانہ۔ بیج جب گم ہو جاتا ہے تو وہ انجیر بن کر رونما ہوتا ہے۔ صدر جہاں کے مقولہ تا نمردی کا یہی مطلب تھا۔

۳ اِمّا۔ بڑے بھائی نے یہ کہا کہ یہ تو میرے قدم مجھے مقصود تک پہنچا دیں گے ورنہ دل کی طرح سر وہیں قربان کر دوں گا۔ یہ عربی شعر کا ترجمہ ہے۔ یا عاذل۔ ملامت کرنیو خطاب ہے کہ تیری نصیحت بیکار ہے جبکہ عاشق کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اس کو راہ راست پر کیسے لا سکتا ہے۔

آں ابزرگیں گفت اے اخوانِ مَن　　زانتظار آمد بلب ایں جانِ مَن
اس بڑے نے کہا اے میرے بھائیو!　　انتظار سے یہ میری جان ہونٹ پر آ گئی

لا ابالی گشتہ اَم صبرم نماند　　مر مرا ایں صبر دَر آتش نشاند
میں لاپروا بن گیا ہوں، مجھ میں صبر نہیں رہا　　اس صبر نے مجھے آگ میں بٹھا دیا

طاقتِ مَن زیں صبوری طاق شُد　　واقعہ مَن عبرتِ عُشاق شُد
اس صبر سے میری طاقت اکیلی رہ گئی　　میرا واقعہ، عاشقوں کی عبرت بن گیا

مَن زجاں سیر آمدم اندر فراق　　زندہ بُودن دَر فراق آمد نفاق
میں فراق میں جان سے سیر ہو گیا　　فراق میں زندہ رہنا نفاق ہے

چَند دردِ فراقش بکُشد مرا　　سَر بُبرتا عشق سَر بخشدا مرا
اس کے فراق کا درد مجھے کتنا قتل کرے گا　　سر کاٹ دے، تاکہ عشق مجھے سر بخش دے

دینِ ۲ مَن از عشق زندہ بُودن ست　　زندگی زیں جان وسَر ننگِ منست
میرا دین، عشق کے ذریعہ زندہ رہنا ہے　　اس جان اور سر سے جینا میری توہین ہے

تیغ، جانہا را کُند پاک از عیوب　　زانکہ سیف اُفتاد محّاء لِلذُّنوب
تلوار، جانوں کو عیبوں سے پاک کر دیتی ہے　　کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی واقع ہوئی ہے

چوں غُبارِ تَن بشُد ماہم بتافت　　ماہِ جانِ مَن ہوائے صاف یافت
جب جسم کا غبار ختم ہوں میرا چاند چمکا　　میری جان کے چاند نے صاف فضا پالی

عُمر ہا بر طبلِ عشقِ آں صنم　　اِنَّ فِی مَوتِی حَیاتِی میزنم
اس معشوق کے عشق کے نقارہ پر عرصہ دراز سے　　بیشک میری موت میں میری زندگی ہے صدا لگا رہا ہوں

دعویٰ ۳ مُرغابی کردست جاں　　کے زطوفانِ بَلا دارد فُغاں
میری جان نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے　　وہ بلا کے طوفان سے کب فریاد کرتی ہے؟

بَط را ازا شکستنِ کشتی چہ غم　　کشتیش بَر آب بَس باشد قدم
بطخ کشتی کے ٹوٹنے کا کیا غم ہے　　پانی پر اس کی کشتی پاؤں ہی ہوتا ہے

زندہ دیں دعویٰ بُود جان و تنم　　مَن ازیں دعویٰ چگونہ تَن زنم
اس دعوے سے میری جان اور جسم زندہ ہے　　میں اس دعوے سے کیسے چپ رہوں؟

خواب می بینم ولے دَر خواب نے　　مُدّعی ہستم ولے کذّاب نے
میں خواب دیکھتا ہوں لیکن خواب نہیں ہے　　میں مدعی ہوں، لیکن جھوٹا نہیں ہوں

---

۱ آں بزرگیں۔ بڑے بھائی نے دونوں چھوٹے بھائیوں سے کہا اب میں صبر کی وجہ سے جاں بلب ہوں اب مجھے موت کی کوئی پروا نہیں، موت آتشِ فراق سے بہتر ہے۔ طاقت۔ اب صبر میری طاقت سے باہر ہے۔ زندہ بودن۔ فراق کی حالت میں زندہ رہنا نفاق ہے جو مناسب نہیں ہے۔ چند۔ فراق مجھے ہر وقت قتل کرتا ہے اب میرا سر قلم کر دو تا کہ فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائے۔

۲ دین من۔ میں معنوی زندگی حاصل کرنا چاہتا ہوں ظظاہری زندگی میرے لئے ذلت ہے۔ تیغ۔ شہید گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ چوں غبار۔ جسمانی علائق سے جدا ہو کر روح اور منور ہو جاتی ہے۔ عمرہا۔ میں طویل عرصہ سے یہ صدا دے رہا ہوں "میری موت میں میری زندگی ہے۔"

۳ دعویٰ۔ مرغابی پانی کے طوفان سے نہیں ڈرتی میں بھی قتل سے خائف نہیں ہوں۔ بط۔ بطخ کا پاؤں خود کشتی ہے وہ کشتی کے ٹوٹنے سے نہیں ڈرتی ہے۔ ازیں دعویٰ۔ جبکہ عشق سے میری زندگی ہے تو اس عشق کے دعوے سے میں کیسے خاموشی اختیار کروں۔ خواب۔ یہ میری استغراقی کیفیت ہے عوام اس کو نیند سمجھتے ہیں لیکن وہ نیند نہیں ہے۔

گر ۱ مرا صد بار تو گردن زنی ۔ ہمچو شمعم بر فروزم روشنی
اگر تو سو بار میری گردن کاٹے ۔ میں شمع کی طرح ہوں، میں روشنی بڑھاؤں گا

آتش ار خرمن بگیرد پیش و پس ۔ شبرواں را خرمنِ آں ماہ بس
اگر کھلیان کو آگے اور پیچھے سے آگ پکڑ لے ۔ رات کے مسافروں کے لئے اس چاند کے لئے وہ کافی ہے

کردہ یوسف را نہاں و مختفی ۔ حیلتِ اِخواں زیعقوبِ نبی
حضرت یوسفؑ کو پوشیدہ اور مخفی کر دیا تھا ۔ بھائیوں کے حیلے نے حضرت یعقوب نبی سے

خُفیہ کردندش بحیلت سازیے ۔ کرد آخر پیرہن غمّازیے
انہوں نے اس کو ایک حیلہ سازی سے پوشیدہ کر دیا تھا ۔ بالآخر لباس نے چغل خوری کی

آں ۲ دو گفتندش نصیحت در سَمر ۔ کہ مکُن ز اخطار خود را بے خبر
ان دونوں نے اس کو قصہ میں نصیحت کی ۔ کہ اپنے آپ کو خطروں سے بے خبر نہ بنا

ہیں مَنہ بر ریشہای ما نمک ۔ ہیں مخوراں زہر از جلدی و شک
ہاں ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑک ۔ جلدی اور شک سے یہ زہر نہ کھا

جُز بتدبیر یکے شیخ خبیر ۔ چوں روی نبودت قلبِ بصیر
کسی باخبر شیخ کی تدبیر کے بغیر ۔ جبکہ تیرے پاس بینا دل نہیں ہے کیوں چلتا ہے؟

وایِ آں مُرغے کہ نا روئیدہ پَر ۔ بر پَرد براوج و اُفتد در خطر
اس پرند پر افسوس ہے جو بغیر پر نکلے ۔ بلندی پر پرواز کرے اور خطرے میں پڑ جائے

عقل ۳ باشد مرد را بال و پرے ۔ چوں ندارد عقل، عقلِ رہبرے
آدمی کے لئے عقل، بال و پر ہوتی ہے ۔ اگر عقل نہ رکھے تو رہبر کی عقل

یا مظفّر یا مظفّر جوی باش ۔ یا نظر ور، یا نظر ور جوی باش
یا کامیاب یا کامیاب کا جویاں بن ۔ یا صاحبِ نظر، یا صاحبِ نظر کا جستجو کرنے والا بن

بے زمفتاحِ خرداِیں قرعِ باب ۔ از ہوا باشد نہ از رُویِ صواب
بغیر کنجی کے اس دروازے کو کھٹکھٹانا ۔ خواہش نفسانی سے ہوگا، نہ کہ درست طریقہ پر

عالمے در دام می بیں از ہوا ۔ وز جراحتہایِ ہمرنگِ دوا
ایک جہاں کو خواہش نفسانی کی وجہ سے جال میں دیکھ لے ۔ اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے

۱ گر مرا۔ عشق میں سر کا کٹنا ایسا ہی ہے جیسے شمع کا گل جھاڑو جس سے اس کی روشنی اور بڑھ جاتی ہے۔ آتش۔ آتش عشق اگر جسم کے خرمن کو فنا کر دے تو کوئی پروا نہیں خرمن جسم کے بغیر خرمن محبوب اس کے لئے کافی ہے۔ کردہ یوسف۔ عشق لامحالہ کامیابی کا سبب بنتا ہے، حضرت یعقوب کے عشق نے ان کو کامیاب کر دیا بھائیوں نے اگرچہ ان کا جسم ان سے مخفی کر دیا تھا لیکن حضرت یوسف کی قمیص نے غمازی کر دی اور حضرت یعقوب سمجھ گئے کہ وہ زندہ ہیں اسی طرح اگر وہ میری محبوبہ پوشیدہ ہے لیکن کامیابی ضرور ہوگی۔

۲ آں دو۔ دونوں بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ اپنے آپ کو خطروں سے باخبر نہ بنا۔ ما نمک۔ ایک تو ہم بھی عشق میں مبتلا ہیں اب تیری بھائی مزید ہوگی۔ ایں زہر۔ یہ خطرناک بات ہے جلدی اور اس خیال سے کہ شاید خطرناک نہ ہو، یہ خطرہ مول نہ لے۔ جز۔ خطرناک راستہ تجربہ کار کی تدبیر سے طے کیا جا سکتا ہے۔ وای۔ جس پرند کے پر نہ اُگے ہوں اگر وہ بلند پروازی اختیار کرے گا خطرے میں پڑ جائے گا۔

۳ عقل باشد۔ انسان کے بال و پر انسان کی عقل ہے اگر اس کی عقل کامل نہ ہو تو کسی رہبر کی عقل کو رہنما بنا لے۔ یا مظفر۔ یا انسان خود مکمل ہو ورنہ کسی مکمل کی تلاش کرے خود صاحب نظر ہو ورنہ کسی صاحب نظر کو تلاش کرے۔ بے زمفتاح۔ عقل و نظر کے بغیر اس راہ سلوک کا دروازہ کھٹکھٹانا دین نہ ہوگا نفسانی خواہش ہوگی۔ عالمے۔ خواہش نفس اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے ایک عالم جال میں پھنسا ہوا ہے۔

مارِ استادہ است بر سینہ چو مرگ — در دہاں بگرفتہ بہرِ صید برگ

سانپ، موت کی طرح سینہ پر کھڑا ہے — شکار کے لئے منہ میں پتا لئے ہوئے

در حشایش چوں حشیشے اُو بپاست — مُرغ پندارد کہ اُو شاخِ گیاست

وہ گھاسوں میں گھاس کی طرح کھڑا ہے — پرند سمجھتا ہے کہ وہ گھاس کی شاخ ہے

چوں نشیند بہرِ خُور بر رُوئے بَرگ — دَر فتد اندر دہانِ مارِ مرگ

جب وہ کھانے کے لئے پتے پر بیٹھتا ہے — موت کے سانپ کے منہ میں گر جاتا ہے

کردہ تمساحے دہانِ خویش باز — گِرد دندانہاش کرمانِ دَراز

مگرمچھ نے اپنا منہ کھولا ہے — اس کے دانتوں کے چاروں طرف لمبے لمبے کیڑے ہیں

از بقیۂ خُور کہ در دندانش ماند — کِرمہا روئید و بر دنداں نشاند

بقیہ خوراک کی وجہ سے جو اس کے دانتوں میں رہ گئی ہے — کیڑے پیدا ہو گئے اور اس نے دانتوں پر بٹھا لئے

مُرغکاں بینند کرم و قُوت را — مَرج پندارند آں تابُوت را

پرند، کیڑوں اور روزی کو دیکھتے ہیں — اس تابوت کو چراگاہ سمجھتے ہیں

چوں ۲ دہاں پُر شد ز مُرغ اُو ناگہاں — در کشد شاں و فرو بندد دہاں

جب پرندوں سے منہ بھر گیا اس نے اچانک — ان کو اندر کھینچ لیا اور منہ بند کر لیا

ایں جہانِ پُر ز نقل و پُر زناں — چوں دہانِ باز آں تمساح داں

یہ دنیا جو چینے اور روٹی سے پر سے — اس مگرمچھ کے کھلے ہوئے منہ کی طرح سمجھ

بہرِ کرم و طُعمہ اے روزی تراش — از فنِ تمساحِ دہر ایمن مَباش

اے روزی تراشنے والے! کیڑوں اور لقمہ کے لئے — زمانے کے مگرمچھ کے مکر سے مطمئن نہ ہو

روبہ افتد پہن اندر زیرِ خاک — بر سَرِ خاکش حُبوبِ مکرناک

لومڑی مٹی کے نیچے پھیل کر پڑ جاتی ہے — اس کی مٹی پر مکر بھرے دانے ہوتے ہیں

تا ۳ بیاید زاغِ غافل سُوئے آں — پائے اُو گیرد بمکر آں مکرداں

تاکہ غافل کو اس کی جانب آئے — وہ مکار، مکر سے اس کا پاؤں پکڑ لے

صد ہزاراں مکر در حیواں چو ہست — چوں بُود مکرِ بشر کُو مہتر است

جب حیوان میں لاکھوں مکر ہیں — انسان کا مکر کیسا ہو گا جبکہ وہ سردار ہے

مُصحفے بر کف چو زینُ العابدیں — خنجرے پُر زہر اندر آستیں

زین العابدین کی طرح ہاتھ میں قرآن ہے — آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہے

---

۱ مار۔ نفس کی مکاریوں کی ایک مثال تو یہ ہے کہ وہ سانپ ہے جو سینہ پر موت کی طرح منہ میں کوئی پتہ دبائے کھڑا ہو۔ در حشایش۔ وہ سانپ گھاس میں گھاس کی شاخ کی طرح کھڑا ہے پرند یہ سمجھ کر کہ وہ بھی کوئی شاخ ہے پتے پر کھانے کے لئے آ بیٹھتا ہے اور موت کے منہ میں آ گرتا ہے۔ کردہ تمساحے۔ یا یہ مثال سمجھو کہ ایک مگرمچھ منہ کھولے ہوئے ہو اور اس کے دانتوں پر لمبے لمبے کیڑے ہوں وہ کیڑے اس گوشت سے پیدا ہو گئے ہیں جو اس نے کسی چیز کا پہلے کھایا تھا پرندان کیڑوں کو اپنی خوراک سمجھ کر ان پر آ گرتے ہیں اور مگرمچھ اپنا منہ بند کر لیتا ہے۔

۲ چوں دہاں۔ اس مگرمچھ کا منہ جب پرندوں سے بھر جاتا ہے تو وہ فوراً اپنا منہ بند کر لیتا ہے۔ ایں جہاں۔ اس نقل اور نان سے بھری دنیا کو اسی طرح کا مگرمچھ سمجھ۔ روبہ۔ لومڑی بھی مٹی میں اپنے آپ کو چھپا کر شکار کھیلتی ہے۔

۳ تا بیاید۔ لومڑی اپنے آپ کو مٹی میں چھپا لیتی ہے تاکہ کوئی کوا دھوکے سے وہاں آ جائے اور وہ مکار اس کا پاؤں پکڑ لے۔ صد ہزاراں۔ جب حیوان میں اس طرح کے لاکھوں مکر ہیں تو انسان کے مکروں کا خود اندازہ لگا لو۔ مصحفے۔ انسان کا مکر یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ میں قرآن اور آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہوتا ہے۔ زین العابدین۔ یعنی ایسے نیک آدمی کی طرح ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے ہے جو تمام عبادت گزاروں کے لئے باعث زینت ہے۔

گویدت اخنداں کہ اے مولایِ مَن
تجھ سے ہنستا ہوا کہتا ہے کہ اے میرے آقا

در دلِ اُو بابلے پُر سحر و فن
اور اس کے دل میں جادو اور فن سے بھرا ہوا ایک بابل ہے

زہرِ قاتل، صورتش شہد ست و شیر
وہ قاتل زہر ہے، اس کی صورت شہد اور دودھ ہے

ہیں مَرو بے صحبتِ پیرِ خبیر
خبردار! باخبر پیر کی صحبت کے بغیر نہ چل

جُملہ لذّاتِ ہوا مکرست و زَرق
خواہش نفسانی کی تمام لذتیں، مکر اور دھوکا ہیں

سوز و تاریکی ست گردِ نُورِ بَرق
برق کی روشنی کے چاروں طرف جلن اور تاریکی ہے

بَرقِ نورِ کوتہ و کذب و مجاز
ناقص نور اور جھوٹ اور مجاز کی چمک ہے

گِردِ اُو ظلمات و راہِ تو دراز
اس کے چاروں طرف اندھیریاں ہیں اور تیرا راستہ لمبا ہے

نے بنورش نامہ تانی خواندن
تو اس کی روشنی میں نہ خط پڑھ سکتا ہے

نے بمنزل اَسپ تانی راندن
نہ منزل تک گھوڑا چلا سکتا ہے

لیک ۲ جرم آنکہ باشی رہنِ برق
لیکن اس جرم میں کہ تو چمک کا مرہون ومنت ہے

از تو رُو اندر کشد انوارِ شرق
مشرق کے نور تجھ سے روگردانی کرتے ہیں

خشم گیرد بردلت آں آفتاب
وہ سورج تیرے دل پر غصہ کرتا ہے

چوں تو جوئی از عطارد نور و تاب
جب تو عطارد سے روشنی اور چمک ڈھونڈتا ہے

می کشاند مکرِ بَرقت بے دلیل
تجھے برق کا مکر بغیر رہنما کے لئے جا رہا ہے

دَر مَفازہ مُظلِمے شب مِیل مِیل
تاریک میدان میں رات کو ایک ایک میل کر کے

گاہ بر کُہ گاہ برجُو اُوفتی
تو کبھی پہاڑ پر کبھی نہر پر گرتا ہے

گہ بدیں سُو گہ بداں سُو اُوفتی
کبھی ادھر کبھی اُدھر گرتا ہے

خود ۳ نہ بینی تو دلیل اے راہ جُو
اے راستہ کے جویاں! تو خود رہنما کو نہیں دیکھتا

وَر نہ بینی رُو بگردانی ازو
اور اگر دیکھتا ہے تو اس سے منہ پھیر لیتا ہے

کہ سفر کردم دریں رَہ شصت مِیل
کہ میں نے اس راستہ پر ساٹھ میل سفر کر لیا

مر مرا گمراہ گوید آں دلیل
وہ رہنما مجھے بھٹکا ہوا کہتا ہے

گر نہم مَن گوش سُویِ آں شگفت
اگر میں اس عجیب بات پر کان دھروں

اَمر اُورا ہم زِسر باید گرفت
اس کے معاملہ کو بھی از سر نو شروع کرنا چاہئے

۱ گویدت۔ زبانی تو مجھے اپنا مولیٰ اور آقا کہہ رہا ہے لیکن دل میں تیری عداوت بھری ہوئی ہے۔ بابل۔ بابل کا جادو مشہور ہے۔ زہر قاتل۔ حقیقتاً قاتل زہر ہے بظاہر شہد اور دودھ نظر آتا ہے۔ ہیں۔ جب نفس کی یہ دھوکے بازی ہے تو سلوک بغیر پیر کے اختیار نہ کر۔ جملہ لذات۔ نفس کی ساری لذتیں مکر اور دھوکا ہیں اور اس کی مثال بجلی کی کوند ہے اس میں چمک ہوتی ہے اور اس کے اِدھر اُدھر سوزش اور اندھیرا ہوتا ہے۔ برق۔ نہ بجلی میں مختصر سی روشنی ہوتی ہے وہ بھی غلط اور مجازی اور اس کے چاروں طرف اندھیرا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تیرا راستہ دراز ہو جاتا ہے۔ نے۔ بجلی کی اس کوند میں نہ تو خط پڑھ سکتا ہے نہ گھوڑے کو منزل تک لے جا سکتا ہے۔

۲ لیک۔ چونکہ تو نفس کے دھوکے میں مبتلا ہے اور ناپائیدار برق سے روشنی حاصل کرنا چاہتا ہے اس جرم میں تجھ سے کاملین اعراض کرنے لگتے ہیں۔ آفتاب۔ یعنی کاملین۔ عطارد۔ یعنی بجلی کی چمک۔ می کشاند۔ وہ بجلی کی چمک تجھے تاریک جنگل میں پہنچا رہی ہے۔ گاہ۔ تیری رفتار بھی یہ ہوتی ہے کبھی پہاڑ پر چڑھتا ہے کبھی نہر میں اور ادھر اُدھر گرتا ہے۔

۳ خود۔ تو خود رہبر کامل کو نہیں دیکھتا ہے اور اگر وہ کامل از راہِ کرم تجھ پر نظر کر کے تجھے نصیحت کرتا ہے تو تو اس سے روگردانی کرتا ہے۔ کہ سفر۔ اور یہ سوچتا ہے کہ میں نے کافی سفر کر لیا لیکن یہ کامل مجھے راہ سے بھٹکا ہوا سمجھتا ہے۔ گر نہم۔ اگر میں اس کی بات پر عمل کروں تو پھر از سر نو سفر شروع کرنا ہوگا۔

مَن ! دریں رہ عمرِ خود کردم گرو　　ہر چہ بادا بادائے خواجہ بُرو
میں نے اس راستہ میں اپنی عمر گروی کر دی　　اے صاحب! جا جو بھی ہو سو ہو

راہ گردی لیک در ظنِّ چو بَرق　　عُشرِ آں رہ کُن پے وحیِ چو شرق
تو نے راستہ پر گردش کی لیکن برق جیسے گمان میں　　اس کا دسواں حصہ سورج جیسی وحی کے اتباع میں طے کرلے

ظَنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَق خواندہٗ　　وز چناں برقے ز شرقے ماندہٗ
تو نے گمان حق کے مقابلہ میں کام نہیں آتا پڑھا ہے　　تو ایسی ہی بجلی کی وجہ سے سورج سے رہ گیا ہے

ہے در آ، در کشتیِ ما اے نژند　　یا تو آں کشتی برآں کشتی بہ نبد
خبردار! اے سرگشتہ! ہماری کشتی میں آ جا　　یا تو اس کشتی کو اس کشتی سے باندھ لے

گویدؔ[۲] اُو چوں ترک گیرم گیرودار　　چوں رَوم مَن در طُفیلت کور وار
وہ کہتا ہے میں دھوم دھام کیسے چھوڑ دوں　　میں تیرے طفیل میں اندھوں کی طرح کیسے چلوں؟

کوربا رہبر بہ از تنہا یقیں　　زاں یکے ننگ ست و صد ننگ ست ازیں
اندھا، رہبر کے ساتھ یقیناً تنہا سے اچھا ہے　　کیونکہ اس سے ایک ذلت ہے اور اس سے سو ذلتیں ہیں

می گریزی از پشہ در اژدہا　　می گریزی از نمی در بحرہا
تو مچھر سے اژدہوں کی طرف بھاگتا ہے　　تو نمی سے دریاؤں میں بھاگتا ہے

می گُریزی از جفاہائے پدر　　درمیانِ لُوطیانِ شور و شر
تو باپ کی سختیوں سے بھاگتا ہے　　شور و شر والے اغلام بازوں کے درمیان

می[۳] گُریزی ہمچو یوسف زاں دہے　　تا ز نرتع نلعب افتی در چہے
تو حضرت یوسف کی طرح اس گاؤں سے بھاگتا ہے　　حتی کہ ہم چریں اور کھیلیں کی وجہ سے کنویں میں گرتا ہے

دَر چہ افتی زیں تفرّج ہمچو اُو　　مر تُرا لیک آں عنایت یار کو
تو اس تفریح کی وجہ سے ان کی طرح کنویں میں گر پڑے گا　　لیکن تیرے لئے دوست کی وہ مہربانی کہاں ہے؟

گر نبودے آں بفرمانِ پدر　　بر نبا وردے زچہ تا حشر سَر
اگر وہ باپ کی اجازت سے نہ ہوتا　　تو قیامت تک کنویں سے سر نہ نکالتے

آں پدر بہرِ دلِ اُو اِذن داد　　گفت چوں اینست میلت خیر باد
ان باپ نے ان کے دل کی خاطر اجازت دیدی　　فرما دیا جب تیری یہ خواہش ہے، خدا بہتر کرے

[۱] مَن۔ اس کاہل سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے کافی عمر خرچ کرڈالی جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو جائے گا آپ مجھ سے کچھ نہ کہیں۔ راہ گردی۔ کاہل اس سے کہتا ہے کہ یہ تیرا محض خیال ہے کہ تو نے راستہ طے کرلیا ہے تو وحی کی روشنی میں تھوڑا سا سفر کرلے منزل تک پہنچ جائے گا۔ ظن۔ تو نے محض اپنے گمان سے راستہ طے کیا ہے اور حق کے معاملہ میں گمان کچھ مفید نہیں ہوتا ہے اور اسی گمان کی وجہ سے تو سورج سے محروم ہے۔ ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ تو ہماری بات پر عمل کرلے یا اپنی بات میں ہم سے مشورہ کرلیا کر۔

[۲] گوید۔ وہ اس کاہل سے کہتا ہے کہ اب میں خود مستقل پیر ہوں میں اندھا دھند کسی کا طفیلی بننا نہیں چاہتا۔ کور۔ مولانا فرماتے ہیں اندھا بن کر کسی کے ساتھ سفر کرنا۔ تنہا سفر کرنے سے بہرحال بہتر ہے، رہبر کے ساتھ اندھا دھند چلنے میں تو صرف اتباع کی ذلت ہے اور تنہا چلنے میں دنیا و آخرت کی سیکڑوں ذلتیں ہیں۔ می گریزی۔ اس ایک ذلت سے بچ کر تنہا چلنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی مچھر سے ڈر کر اژدہے کے منہ میں یا نمی سے بھاگ کر دریاؤں میں پناہ لے۔ می گریزی۔ کاہل مربی سے بھاگنے والے کی مثال اس لڑکے کی سی ہے جو باپ کی تنبیہ سے بھاگ کر اوباشوں میں جا پھنسے۔

[۳] می گریزی۔ حضرت یوسف حضرت یعقوبؑ سے کھیل کود کے شوق میں دور ہوئے اور نتیجہ میں کنویں میں گرے۔ در چہ۔ تو بھی کنویں میں گرے گا لیکن فرق یہ ہے کہ ان کی تو خدا کی مہربانی نے دستگیری کرلی تیرے لئے وہ عنایت کہاں ہے۔ گر نبودے۔ اور پھر فرق یہ ہے کہ ان کی مربی سے دوری خود مربی کی اجازت سے تھی ورنہ ان کی بھی دستگیری نہ ہوتی۔ آں پدر۔ حضرت یوسف کی یہ مصیبت حضرت یعقوبؑ کی رائے کی بدولت نہیں آئی بلکہ خود حضرت یوسف کی تھی انہوں نے ان کا دل رکھنے کے لئے اجازت دی تھی۔

هر[۱] ضریرے کز مسیحے سر کشد — اُو جہودانہ بماند از رشد

جو اندھا کسی مسیح سے سرکشی کرے — وہ یہود کی طرح ہدایت سے دور رہ جائے گا

قابلِ ضوبُود اگرچہ کور بُود — شدُ ازیں اعراض اُو کور و کبُود

اگرچہ وہ اندھا تھا لیکن روشنی کو قبول کرنے والا تھا — وہ اس اعراض سے اندھا اور کالا ہو گیا

گویدش عیسیٰ بزن در مَن دو دست — اے عمیٰ کحُلِ ضریری بامَن ست

اس سے عیسیٰ کہتے ہیں، مجھے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے — اے اندھے! اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے

از مَن ار کوری بیابی روشنی — بر قمیصِ یوسفِ جاں برزنی

اگر تو اندھا ہے مجھ سے روشنی پا لے گا — جان کے یوسف کی قمیص سے جا ملے گا

کاروبارے کت رسد بعدِ شکست[۲] — اندراں اقبال و منہاجِ راہ است

وہ کاروبار جو تجھے شکست کے بعد ملے — اس میں نصیبہ وری اور سیدھا راستہ ہے

کاروبارے کاں ندارد پاو دست — ترک گیر اے بُوالفضولِ گیج مست

وہ کاروبار جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں — چھوڑ دے، اے بیکار، احمق مست!

کاروبارے کہ ندارد پاو سر — ترک کُن ہے پیر خر اے پیرہ خر

وہ کاروبار جس کا سر اور پیر نہ ہو — چھوڑ دے خبردار، اے بوڑھے گدھے! پیر بنا لے

غیرِ پیر اُستاد و سر لشکر مباد — پیرِ گردوں نے ولے پیرِ رشاد

خدا کرے پیر کے علاوہ استاد اور سپہ سالار نہ ہو — زمانہ کا بوڑھا نہیں، لیکن ہدایت کا پیر

در زماں چوں پیر را شُد زیردست — روشنائی دید آں ظلمت پرست

فوراً ہی جب راہنما پیر کے ماتحت ہوا — اس تاریکی کے پجاری نے روشنی دیکھ لی

شرطِ[۳] تسلیم ست نے کارِ دراز — سُود نبُود در ضلالت تُرک تاز

شرط سپرد کر دینا ہے، نہ کہ لمبا کام — گمراہی میں بھاگ دوڑ مفید نہیں ہے

مَن نجویم زیں سپس راہِ اثیر — پیر جُویم پیر جُویم پیر پیر

اس کے بعد میں آسمان کا راستہ پیش نہ کروں گا — پیر کو تلاش کروں گا، پیر کو تلاش کروں گا، پیر کو پیر کو

پیر باشد نردبانِ آسماں — تیر پرّاں از کہ گردد، از کماں

آسمان کی سیڑھی پیر ہے — تیر کس سے چلتا ہے؟ کمان سے

---

۱ ہر ضریرے۔ جو ناقص، مربی سے سرکشی کرے گا اس کا حال یہود کا سا ہوگا جنہوں نے حضرت مسیح سے سرکشی کی۔ قابلِ۔ اس ناقص میں صلاحیت تھی مربی سے اعراض کرنے کی وجہ سے وہ بھی اس نے برباد کر دی۔ گویدش۔ مربی اس ناقص سے کہتا ہے کہ میرا اتباع کرے اس اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے۔ از من۔ اگر تو اندھا ہے تو تجھے مجھ سے بینائی حاصل ہو جائے گی اور تو یوسف کی قمیص حاصل کر لے گا جس سے حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی تھی۔

۲ شکست۔ یعنی شیخ کی تابعداری۔ ندارد۔ یعنی تیرا بے ڈھنگا عمل۔ کاروبارے۔ اپنے اس بے ڈھنگے سلوک کو چھوڑ دے۔ غیر پیر۔ خدا کرے پیر کا اتباع نصیب ہو اور پیر سے مراد کا بوڑھا نہیں ہے بلکہ راہ سلوک کا پیر مراد ہے۔ درزماں۔ جب وہ اتباع کر لے گا فوراً اس کو روشنی نظر آ جائے گا۔

۳ شرطِ تسلیم۔ سلوک میں منزل تک پہنچنے کی شرط اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دینا ہے یہ دوڑ بھاگ بغیر پیر کئے یہ دور بھاگ منزل سے دور کر دے گی۔ مَن نجویمَ۔ مولانا فرماتے ہیں جب پیر کی ضرورت ثابت ہو گئی تو خود آسمان پر اڑنے کی کوشش نہ کر پیر کو تلاش کرے۔ پیر باشد۔ عروج کا ذریعہ پیر ہے۔ جس طرح تیر بغیر کمان کے پرواز نہیں کرتا مرید بھی بغیر شیخ کے پرواز نہیں کرتا ہے۔

بے ۱ زابراہیمؑ نمرودِ گراں
کردبا کرگس سفر بر آسماں
حضرت ابراہیمؑ کے بغیر مست نمرود نے
گدھ کے ذریعہ سے آسمان کا سفر کیا

از ہوا شُد سُوی بالا اُو بسے
لیک برگردوں نپرّد کرگسے
وہ ہوا سے بہت اونچا ہوا
لیکن گدھ آسمان پر نہیں اڑتا

گفتش ابراہیمؑ اے مردِ سفر
کرگست مَن باشم اینست خوبتر
حضرت ابراہیمؑ نے اس سے کہا اے سفر کے مرد!
میں تیرا گدھ بن جاؤں، یہ تیرے لئے بہتر ہے

چوں زمَن سازی ببالا نردباں
بے پریدن بر روی بر آسماں
جب تو اوپر کے لئے میری سیڑھی بنائے گا
تو بغیر اڑے آسمان پر چلا جائے گا

آنچنانکہ ۲ میرود تا غرب وشرق
بے ز زاد و را حلہ دل ہمچو برق
جیسے کہ مغرب سے مشرق تک چلا جاتا ہے
دل برق کی طرح توشہ اور سواری کے بغیر

آنچنانکہ میرود شب ز اغتراب
حسِ مردم شہرہا در وقتِ خواب
جس طرح رات کو مسافرت کی وجہ سے چلے جاتے ہیں
نیند کے وقت انسانوں کے حواس شہر در شہر

آنچنانکہ عارف از راہِ نہاں
خوش نشستہ میرود در صد جہاں
جس طرح عارف مخفی راستہ سے
سو جہانوں میں اچھا بیٹھا ہوا چلا جاتا ہے

گرنداد ستش چنیں رفتار دست
ایں خبرہاز اں ولایت از کیست
اگر اس طرح کی رفتار اس کے ہاتھ نہیں آئی
اس ملک کی یہ خبریں کس کی جانب سے ہیں؟

ایں ۳ خبر ہاویں روایاتِ محق
صد ہزاراں پیر بروے متفق
یہ خبریں اور یہ سچی روایتیں
لاکھوں پیر ان پر متفق ہیں

یک خلافے نے میانِ ایں عیوں
آنچنانکہ ہست در علمِ ظنوں
ان بزرگوں میں ایک اختلاف نہیں
جیسا کہ ظنی علوم میں ہوتا ہے

آں تحرّی آمد اندر لیلِ تار
ویں حضورِ کعبہ و وسطِ نہار
اٹکل، تاریک رات میں ہے
اور یہ کعبہ کی موجودگی اور دوپہر ہے

خیز اے نمرود پر جُوی از کساں
نردبانے نایدت از کرگساں
اے نمرود! اٹھ مردوں سے پر مانگ
گدھوں سے تجھے سیڑھی نہ ملے گی

عقلِ جزوی کرگس آمد اے مُقِل
پرِّ اُوبا جیفہ خواری متصل
اے نادار! جزوی عقل گدھ ہے
اس کے پر مردار کھانے سے وابستہ ہیں

---

۱ بے زابراہیم۔ نمرود نے حضرت ابراہیم کو عروج و پرواز کا ذریعہ بنایا اپنی خواہش نفس کو بنایا مردود ہو گیا۔ کرگس۔ گدھا یعنی خواہش نفس شیطان۔ چوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر تو میرا اتباع کرے گا تو تجھے عروج حاصل ہو جائے گا۔ بر آسماں۔ یعنی تجھے تعلق مع اللہ حاصل ہو جائے گا۔

۲ آنچنانکہ۔ دل مشرق و مغرب کی سیر بغیر توشہ اور سواری کے کر لیتا ہے، یہی حال عارف کا ہے کہ اس کو بغیر اسباب ظاہری کے ملکوت کی سیر حاصل ہو جاتی ہے۔ حق مردم۔ حواس باطنی بھی خواب میں شہر در شہر بغیر اسباب ظاہری کے سیر کرتے ہیں۔ عارف اپنے مراقبہ میں عوام کی سیر کرتا ہے گر اگر ان کی سیر نہیں ہے تو پھر انہوں نے ان عوالم کی خبر کیسے دے دی۔

۳ ایں خبرہا۔ اگر یہ خبریں تواتر کا درجہ رکھتی ہیں جن سے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ علم فنون۔ علوم عقلیہ میں عقلا مختلف ہیں لیکن اولیاء اور انبیاء عوالم کی خبروں میں متفق ہیں۔ آں تحری۔ یہ خبریں اٹکل سے نہیں دی گئی ہیں بلکہ مشاہدہ کے بعد دی ہیں۔ خیز۔ لہٰذا انسان کو نمرود نہ بننا چاہیے بلکہ شیوخ کے ذریعہ پرواز کرنی چاہیے۔ عقل جزوی۔ عقل ناقص گدھ ہے اس کی پرواز مردار کی جانب ہے۔

عقلِ ۱ ابدالاں چو پرِّ جبرئیل　می پرد تا ظلِّ سدرہ میل میل

ابدال کی عقل حضرت جبرائیل کے پر کی طرح ہے　جو سدرۃ المنتہیٰ کے سایہ تک میل میل اڑاتی ہے

بازِ سلطانم گشم نیکو پیم　فارغ از مردارم و کرگس نیم

میں شاہی باز ہوں اچھا ہوں نیک قدم ہوں　میں مردار سے بے نیاز ہوں اور میں گدھ نہیں ہوں

ترک کرگس کن کہ من باشم کست　یک پرِ من بہتر از صد کرگس ست

گدھ کو چھوڑ، تاکہ میں تیرا دوست بنوں　میرا ایک پر سیکڑوں گدھوں سے بہتر ہے

چند بر عمیا دوانی اسپ را　باید استا پیشہ را و کسب را

تو گھوڑے کو اندھا دھند کب تک دوڑائے گا؟　پیشہ اور ہنر کے لئے استاد چاہیے

خویش ۲ را رسوا مکن در شہرِ چین　عاقلے جو خویش از وے در مچین

چین کے شہر میں اپنے آپ کو رسوا نہ کر　کوئی عقلمند تلاش کرے اپنے آپ کو اس سے جدا نہ کر

آنچہ گوید آں فلاطونِ زماں　ہیں ہوا بگذار ور و بروفق آں

وہ افلاطون دوراں جو کچھ کہے　خبردار! ہوا (نفسانی) کو چھوڑ اس کے مطابق چل

جملہ می گویند اندر چیں بجِدّ　بہرِ شاہ خویشتن کہ لم یلد

چین میں سب اصرار سے کہتے ہیں　اپنے بادشاہ کے بارے میں کہ اس کے اولاد نہیں ہوئی

شاہِ ما خود ہیچ فرزندے نزاد　بلکہ سوئے خویش زن را رہ نداد

خود ہمارے بادشاہ کے کوئی فرزند نہیں ہوا　بلکہ اس نے اپنی جانب کسی عورت کو راہ نہ دی

ہر کہ از شاہاں ازیں نوعش بگفت　گردنش با تیغِ بُرّاں گشت جفت

بادشاہوں میں سے جس نے اس طرح کی بات کہی　اس کی گردن تیز تلوار سے وابستہ ہو گئی

شاہ ۳ گوید چونکہ گفتی ایں مقال　زود ثابت کن کہ من دارم عیال

بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ جب تو نے یہ بات کہی　جلد ثابت کر کہ میں اولاد رکھتا ہوں

مر مرا دختر اگر ثابت کنی　یافتی از تیغ تیزم ایمنی

اگر تو میرے لئے لڑکی ثابت کر دے　تب تو نے میری تیز تلوار سے امن پایا

ورنہ بیشک من ببرم حلقِ تو　بر کشم از صوفیِ جاں دلقِ تو

ورنہ میں بلاشک تیری گردن کاٹ دوں گا　تیری صوفی روح سے گدڑی اتار دوں گا

سر نخواہی برد ہیچ از تیغ تو　اے بگفتہ لاغ کذب آمیز تو

تو کبھی تلوار سے سر نہ بچا کر لے جا سکے گا　اے وہ شخص جس نے جھوٹی بکواس کی

---

۱ عقلِ ابدالاں۔ عارفین کی عقل کامل ہے اور اس کی پرواز حضرت جبرئیل کی طرح سدرۃ المنتہیٰ تک ہے۔ باز سلطانم۔ حضرت ابراہیم نے نمرود سے فرمایا میرا اتباع کر وہ تیرے لئے نفس کے اتباع سے بہتر ہے۔ چند۔ اندھا دُھند گھوڑا دوڑانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

۲ خویش را۔ چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا مچیں۔ کسی عقلمند سے مشورہ کر لے۔ آنچہ۔ وہ عقلمند جو کہے اس پر عمل کر۔ جملہ۔ سب چینی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے کوئی اولاد ہی نہیں ہے۔ بلکہ۔ بچہ پیدا ہونا تو در کنار اس نے کسی عورت سے صحبت ہی نہیں کی۔ ہر کہ۔ اگر کسی بادشاہ نے اس کے یہاں شادی کا پیغام دیا ہے تو اس کی گردن کٹی ہے۔

۳ شاہ گوید۔ اس پیغام دینے والے شے شاہ کا مطالبہ ہوتا ہے کہ پہلے یہ ثابت کر کہ میرے اولاد ہے۔ مر مرا۔ اگر تو یہ ثابت کر دے گا کہ میرے کوئی لڑکی ہے تو میری تلوار سے بچ سکے گا۔ بر کشم۔ جان صوفی اور جسم اس کی گدڑی ہے۔ سر۔ بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ اب جبکہ تو نے یہ جھوٹ بولا ہے جب تک تو اس کا ثبوت نہ دے گا تیری جان نہ بچے گی۔

بنگر ۱ اے از جہل گفتہ ناحقے / پُرز سرہای بُریدہ خندقے

اے وہ جس نے نادانی سے ناحق بات کہی دیکھ لے / کٹے ہوئے سروں سے بھری ہوئی خندق

خندقے از قعرِ خندق تا گلو / پُرز سرہائے بُریدہ زیں غلو

ایک خندق تلی سے کنارے تک / اس مبالغہ کی وجہ سے کٹے ہوئے سروں سے پُر ہے

جُملہ اندر کارِ ایں دعویٰ شدُند / گردنِ خودرا بدیں دعویٰ زدند

جو لوگ اس دعوے میں لگے / انہوں نے اس دعوے سے اپنی گردن کاٹ دی

ہاں ببیں ایں را بچشمِ اعتبار / آنچنیں دعویٰ میندیش و میار

خبردار! اس کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ لے / ایسا دعویٰ نہ سوچ اور نہ کر

تلخ ۲ خواہی کرد برما عُمرما / کہ بریں میدارد اے داور ترا

تو ہم پر ہماری زندگی تلخ کر دے گا / اے بھائی! تجھے اس پر کون آمادہ کر رہا ہے؟

گر رَود صد سال آنکہ آگاہ نیست / بر عمیٰ آں از حسابِ راہ نیست

جو واقف نہیں ہے، اگر وہ سو سال چلے / اندھا دھند وہ راستہ کے حساب میں نہیں ہے

بے سلاحے در مرو در معرکہ / ہمچو بیباکاں مرو در تہلکہ

میدان جنگ میں بغیر ہتھیار کے نہ جا / لاپرواؤں کی طرح ہلاکت میں نہ پڑ

ایں ہمہ گفتند و گفت آں ناصبور / کہ مرازیں گفتہا آید نفور

انہوں نے یہ سب کچھ اور اس بے صبرے نے کہا / کہ مجھے ان باتوں سے نفرت آتی ہے

سینہ ۳ پر آتش مراچوں منقل ست / کشت کامل گشت وقتِ منجل ست

میرا سینہ انگیٹھی کی طرح آگ سے بھرا ہے / کھیتی پک گئی، درانتی کا وقت ہے

صدر را صبرے بُدا کنوں آں نماند / بر مقامِ صبر عشق آتش نشاند

سینہ میں صبر تھا، وہ اب نہیں رہا / عشق نے صبر کی جگہ آگ بٹھا دی

صبرِ من مُرد آں شبے کہ عشق زاد / در گذشت و حاضراں را عُمر باد

جس رات کو عشق پیدا ہوا میرا صبر مر گیا / وہ مر گیا اور حاضرین کی عمر ہو

اے مُحدِّث از خطاب و از خطوب / زاں گذشتم آہنِ سرد ے مکوب

اے خطاب اور مصائب کی باتیں کرنے والے / میں اس سے آگے بڑھ گیا ٹھنڈا لوہا نہ کوٹ

سرنگونم ہے رہا کن پای من / فہم کو در جملہ اجزائے من

میں اوندھا ہوں، خبردار! میرا پاؤں چھوڑ / میرے تمام اجزاء میں سمجھ کہاں ہے؟

۱ بنگر۔ اور کہہ دیتا ہے کہ اس خندق کو جا کر دیکھ لے جس میں اس طرح کی بات کہنے والوں کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں۔ غلو۔ یعنی یہ کہنا کہ بادشاہ کے لڑکی ہے۔ جملہ۔ بھائیوں نے کہا ان سب نے یہی بات کہی تھی اور اس طور پر اپنے قتل کا سبب بنے ہیں۔ ہاں۔ خبردار تو ایسی بات نہ کہنا اور ان کٹے ہوئے سروں سے عبرت حاصل کر لے۔

۲ تلخ۔ تو ان باتوں سے اپنا سر کٹا کر ہماری زندگی مزید تلخ کر دے گا۔ داور۔ برادر۔ گر رود۔ اگر راستہ سے ناواقف سو سال بھی چلے تو اس کا چلنا صحیح راستہ کے حساب میں نہیں لگتا ہے۔ بے سلاحے۔ کسی عقلمند کے مشورہ کے بغیر تیرا یہ کام ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بغیر ہتھیار کے میدان جنگ میں جائے۔ ایں ہمہ۔ بھائیوں کی اس تقریر پر وہ بڑا بھائی بولا مجھ سے یہ باتیں نہ کرو مجھے ان باتوں سے نفرت آتی ہے۔

۳ سینہ۔ اب سینہ میں صبر کب بجائے عشق کی آگ ہے اور سینہ انگیٹھی بنا ہوا ہے کھیتی پک چکی ہے اور اس کے کٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ صبرِ من۔ جس وقت عشق پیدا ہوا صبر مر گیا۔ اے محدث۔ اب صبر کی تلقین ایسی ہی ہے جیسے کہ ٹھنڈے لوہے کو کاٹنا۔ سرنگونم۔ میں اب حوادث کے لئے آمادہ ہوں اب میرا جز جز دیوانہ ہے

اُشترم ۱؎ مَن تا توانم می کَشم — چوں فتادم زار با کُشتن خوشم
میں اونٹ ہوں جب تک ہو سکے گا کھینچوں گا — جب عاجز ہو کر گر جاؤں گا ذبح ہونے پر خوش ہوں

بَرسرِ مقطوع اگر صد خندق ست — پیشِ دردِ مَن مزاح مُطلق ست
کٹے ہوئے سر پر اگر سو خندقیں مشتمل ہوں — وہ میرے درد کے سامنے خالص مذاق ہیں

مَن نخواہم زد دگر از خوف وبیم — ایں چنیں طبلِ ہَوا زیرِ گلیم
میں ڈر اور خوف سے، نہ بجاؤں گا — ہوا نفسانی کے نقارے کو گدڑی کے اندر

مَن عَلم اکنوں بصحرا میزنم — یاسَر اندازی ویا رُوئ صَنَم
اب میں میدان میں جھنڈا گاڑ دوں گا — یا سر کٹانا ہے، یا محبوب کا چہرہ

حَلق کاں نبُود سَزای ایں شراب — آں بُریدہ بہ بشمشیرِ ضراب
جو حلق اس شراب کے لائق نہ ہو — وہ تلوار بازی کی تلوار سے کٹا ہوا اچھا

دیدہ کو نبُود ز وصلش دَر فرہ — آنچناں دیدہ سفید و کُور بہ
وہ آنکھ جو اس کے وصل سے تازگی میں نہ ہو — ایسی آنکھ کا سفید اور اندھا ہونا اچھا

گوش کاں نبُود سَزای رازِ اُو — بر کَنش کہ نبُود آں برسَر نکُو
وہ کان جو اس کے راز کے لائق نہ ہو — اس کو اکھاڑ دے کیونکہ وہ سر پر اچھا نہیں ہے

اندراں دستے کہ نبُود آں نصاب — آں شکستہ بہ بسا طورِ قصاب
جس ہاتھ میں وہ مال نہ ہو — وہ قصائی کے چھرے سے ٹوٹا ہوا اچھا

آنچناں پایِ کہ از رفتارِ اُو — جاں نہ پیوندد بہ نرگس زارِ اُو
وہ پاؤں جس کی رفتار — جان کو اس کے نرگس زار سے نہ جوڑ دے

آنچناں پا در حدید اولیٰ ترست — کانچناں پاعاقبت دردِ سَرست
ایسا پاؤں، لوہے میں زیادہ اچھا ہے — کیونکہ ایسا پاؤں بالآخر درد سر ہے

بیانِ ۳؎ مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد اگرچہ داند کہ بَسطتِ عطائے حقِ آں مقصود از طرفِ دیگر و بَسببِ نوعِ عملِ دیگر

اس مجاہدہ کرنے والے کا بیان، جو مجاہدہ سے دستبردار نہیں ہوتا اگرچہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی وسعت اس مقصود کو دوسری جانب سے اور دوسری قسم کے عمل کے سبب سے

۱؎ اشترم۔ مصائب کا بوجھ اٹھانے سے نہ گھبراؤں گا اگر ان کا انجام فنا ہے تو میں اس کے لئے بخوشی آمادہ ہوں۔ برسر، میرا سر کٹنے کے بعد سو خندقوں میں بھی مدفون ہو تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ میرے لئے ایک تفریح کی بات ہے۔ می نخواہم۔ اب میں اس عشق کو مخفی نہیں رکھ سکتا ہوں۔ من علم۔ اب عشق کا جھنڈا میدان میں گاڑوں گا یا وصل حاصل ہو یا موت آئے۔

۲؎ حلق۔ جو حلق شراب وصل نہ پی سکے اس کا کٹ جانا بہتر ہے۔ دیدہ۔ جس آنکھ کو محبوب کو دیدار میسر نہ آئے اس آنکھ کا اندھا ہو جانا بہتر ہے۔ فرہ۔ تازگی۔ گوش۔ وہ کان جو محبوب کا راز نہ سن سکے وہ سر کے لئے باعث ننگ ہے۔ اندراں۔ جس ہاتھ کی، دولت عشق تک دسترس نہ ہو اس کا کٹنا بہتر ہے۔ ساطور۔ بڑا چھرا۔ پای۔ جو پاؤں محبوب کے چمن تک نہ پہنچائے وہ پاؤں بیڑیوں کے لائق ہے۔

۳؎ بیان مجاہد۔ جس طرح مجاز میں یہ ہے کہ انسان سعی اور کوشش جاری رکھے خواہ مقصود تک رسائی ہو یا نہ ہو اسی طرح حقیقت کے طالب کا فرض ہے کہ وہ مجاہدہ جاری رکھے خواہ اس کو یہ محسوس ہو کہ یہ مجاہدہ حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں ہے انسان کا کام کوشش کرنا ہے نتیجہ انسان کے قبضہ میں نہیں اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ۔ ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک سبب اختیار کر کے سعی اور کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی دوسرے سبب سے اس کا مطلوب پورا فرما دیتا ہے۔ وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ کے یہی معنی ہیں انسان کا کام تدبیر کرنا ہے اور مقدرات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔

بدُو رساند کہ در وہمِ اُو نبُودہ باشد و اُو ہمہ وہم و امید دریں
اس کو پہنچا دے گا جو اس کے وہم میں بھی نہیں ہے اور اس نے تمام وہم اور امیدیں

طریق مُعیّن بستہ ہمیں حلقہ دَرمی زند بُوکہ حق تعالیٰ
اس معین راستہ سے وابستہ کر رکھی ہیں اور اسی در کی کنڈی کھٹکھٹا رہا ہے ہو سکتا ہے

آں روزی را از درِ دیگر بدُو رساند کہ اُوآں تدبیر نکردہ
کہ اللہ تعالیٰ اس روزی کو دوسرے دروازے سے اسے پہنچا دے جس کی اس نے کوئی تدبیر ہے

باشد وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ ' اَلْعَبْدُ یُدَبِّرُ وَاللّٰهُ
کی ہو اور اس کو اس جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جس کو اس کو گمان نہ ہو بندہ تدبیر کرتا ہو

یُقَدِّرُ وبُوَد کہ بندہ را وہمِ بندگی بُود کہ مرا از غیرِایں دَر
اور اللہ تعالیٰ تقدیر لکھتا ہے اور ہوتا ہے کہ بندہ کو بندگی کا خیال ہو کہ مجھے اس در کے غیر سے وہ

برساند اگرچہ مَن حلقہ ایں دَرمی زنم حق سُبحانہ ' و تعالیٰ
پہنچائے گا اگرچہ اس در کی کنڈی پیٹتا ہوں ' اللہ تعالیٰ اس کو اسی در

اُورا ہم ازیں دَر روزی رَساند فی الجملہ ایں ہمہ درہائِ
سے روزی پہنچا دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب ایک مکان

یک سَرای ست
کے دروازے ہیں

یا۱ دریں رَہ آیدم آں کامِ مَن
یا اسی راستہ سے میرا مقصد مجھے حاصل ہو

یاچو بازآیم رَوم سُوئِ وطن
یا جب میں واپس آؤں وطن کی جانب جاؤں

بُوکہ موقوفست کامم بر سَفَر
ہو سکتا ہے کہ میرا مقصود سفر پر موقوف ہو

چوں سفر کردم بیابم در حَضَر
جب سفر کر لوں ' حضر ہی میں پالوں

یاررا۲ چنداں بجُویم جدّ و چُست
مستعدی اور چستی سے محبوب کو اتنا تلاش کروں گا

تابدانم کہ نمی بایست جُست
جب تک کہ یہ جان لوں کہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے

آں معیّت کے رَود در گوشِ مَن
وہ معیت میرے کان میں کب پہنچے گی؟

تانگردم گردِ دورانِ زَمن
جب تک میں زمانہ کے دائرے کے گرد نہ پھر لوں

تاحسابِ۳ خطوتان و قد وصل
تاکہ وہ قدم ہیں اور وصال ہوا کا حساب

گردرم روشن شود اشکال حل
میرے لئے روشن ہو جائے اشکال حل ہو جائے

۱ یا دریں۔ مجاہدہ کرنے والا کہتا ہے کہ میں کوشش بہرحال جاری رکھوں گا خواہ مقصود اس سفر میں حاصل ہو یا واپسی پر وطن میں حاصل ہو میں بہرحال سفر کی سعی جاری رکھوں گا۔ بوکہ۔ ہوسکتا ہے کہ میری اس سعی پر مقصد کا حصول موقوف ہو خواہ وہ مقصد دوسرے سبب سے حاصل ہو جائے مقصود سے مراد اللہ تعالیٰ کی معیت ہے اور سفر سے مراد مجاہدہ اور حضر ان وطن سے خود مجاہد کی فطرت اور طبیعت مراد ہے۔

۲ یاررا۔ میں اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہوں گا جب تک وہ مل نہ جائے۔ آں معیت۔ یعنی حق تعالیٰ کی معیت۔ نگردم۔ سفر سے مراد مجاہدہ ہے۔

۳ تاحساب۔ مشہور مقولہ ہے خُطْوَتَانِ مَنْ قَطَعَهُمَا فَقَدْ وَصَلَ دو قدم ہیں جس نے وہ طے کر لئے اس کو وصال حاصل ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے یک قدم در فرق خود نہ واں دگر در کوی دوست۔

کے ۱ کُنم مَن از معیّتِ فہمِ راز	جُز مگر بعد از سفرہائے دراز
میں معیت کے راز کو کب سمجھ سکتا ہوں -	دراز سفروں کے بعد کے سوا
حق معیّت گفت و دل رامُہر کرد	تا کہ عکس آید بگوش دل نہ طرد
اللہ تعالیٰ نے معیت کی خبردی اور دل پر مہر لگادی	تا کہ دل کے کان میں عکس آئے، نہ کہ طرد
چوں سفرہا کرد و دادِ راہ داد	بعدازاں مُہر از دل اُو بر کشاد
جب بہت سفر کر لئے اور راستہ کا حق ادا کر دیا	اس کے بعد اس کے دل سے مہر کھول دی
چوں ۲ خطائیں آں حسابِ باصفا	گردشِ روشن ز بعدِ دو خطا
جیسے اس مصفی حساب کی دو خطائیں	دو خطاؤں کے بعد اس کے لئے روشن ہو جاتا ہے
بعدازاں گوید اگر دانستمے	ایں معیّت را کے اُورا جُستمے
اس کے بعد کہتا ہے، کہ اگر میں جان جاتا	اس معیت کو، تو میں اس کو کب ڈھونڈتا؟
دانش آں بُود موقوفِ سَفر	ناید آں دانش بہ تیزیِ فِکر
اس کا علم سفر پر موقوف تھا	فکر کی تیزی سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا
آنچنانکہ ۳ کہ وجہِ وامِ شیخ بُود	بَستہ و موقوفِ گریہ آں وجود
جیسے کہ شیخ کے قرضہ کا ذریعہ	اس وجود کے رونے پر موقوف اور وابستہ تھا
کودکِ حلوائی بگریست زار	توختہ شُد وامِ آں شیخِ کبار
حلوائی کا بچہ، زار زار رویا	اس عظیم شیخ کا قرض ادا کر دیا گیا
گفتہ شُد آں داستانِ معنوی	پیش ازیں اندر خلالِ مثنوی
وہ بامعنی قصہ کہہ دیا گیا ہے	اثناء مثنوی میں اس سے پہلے
ایں سخن دَر دفترِ دوئم گذشت	گر نمی دانی کُن آنجا باز گشت
یہ بات دفتر دوم میں گزر گئی	اگر تجھے معلوم نہیں تو وہاں پلٹ
دَر دلت خوف آفگند از موضعے	تانباشد غیرِ آنت مطمعے
تیرے دل میں ایسی جگہ سے خوف ڈال دیتا ہے	کہ اس کے علاوہ تیرے لئے امید گاہ نہ ہو

۱ کے کنم۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمادیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن دل پر مہر لگادی ہے تاکہ محض اس کا مفہوم تو سمجھ میں آجائے اور ذوقی معیت بغیر مجاہدے کے سمجھ میں نہ آسکے۔ عکس۔ یعنی تعریف کا افراد کے لئے جامع ہونا۔ طرد۔ تعریف کا دوسرے افراد کے لئے مانع ہونا۔ چوں۔ جب انسان سفر یعنی مجاہدہ کرتا ہے تو اس معیت خداوندی کی جامع۔ مانع تعریف حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی ذوقی حقیقت کھل جاتی ہے۔

۲ چوں خطائین۔ کسی عدد مجہول کو معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں سے ایک خطائین کا عمل ہے اس میں دو خطاؤں پر عمل کرنے سے عدد مجہول معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح مجاہد کی دو غلطیاں جن کا غلط ہونا مقصود کے حاصل ہو جانے کے بعد محسوس ہوتا ہے معیت کے حصول کا سبب بن جاتی ہیں ایک غلطی یہ تھی کہ مجاہدہ سمجھتا تھا کہ مجھے معیت حاصل نہیں ہے دوسری غلطی یہ تھی کہ مجاہدہ سمجھتا تھا کہ وہ معیت مجاہدہ سے حاصل ہو گی۔ بعدازاں۔ جب وہ معیت خود اس کی فطرت سے اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو یہ کہتا ہے کہ میں خود اس کو تلاش کرتا پھرا۔ دانش۔ این معیت کا علم سفر و مجاہدہ پر موقوف تھا محض فکر کی تیزی سے یہ ذوقی معرفت و علم حاصل نہیں ہوتا ہے۔

۳ آنچنانکہ۔ اس معیت فطری کی باغبار ذوق کے مجاہدوں کے مجاہدوں سے حصول کی مثال شیخ کا قرض ہے جس کی ادائیگی ہوائی کے بچہ کے رونے پر موقوف تھی ظاہر ہے کہ قرض کے ادا ہونے اور بچہ کے رونے میں کوئی خاص تعلق نہیں ہو اسیطرح اس معیت کا حصول اور مجاہدہ میں کوئی خاص تعلق نہیں مجاہدہ اس کے حول میں ایک بہانہ ہے رحمت حق بہانہ می جوید تا رحمت حق بہانہ می جوید۔ گفت شد۔ شیخ کے قرض کی ادائیگی کا قصہ دفتر دوم میں گزر چکا ہے۔ در دلت۔ اسباب کی سبب محض خدا کی دین ہے انسان جس کو سبب سمجھتا؟ اللہ تعالیٰ اس میں سے سببیت کو سلب کر لیتے ہیں اور بسا اوقات نفع کے سبب کو نقصان کا سبب بنا دیتے ہیں جس جگہ سے نفع کا لالچ ہو وہ خوف کی جگہ بن جاتی ہے۔

دَر ۱ طمع خود فائدہ دیگر نہد　　واں مرادت از کسے دیگر دہد
خود امید میں دوسرا فائدہ رکھ دیتا ہے　　اور وہ تیری مراد کسی دوسرے سے عطا کر دیتا ہے

اے طمع بر بستہ در یکجای سخت　　کایدم میوہ ازاں عالی درخت
اے شخص! جو ایک جگہ سے بہت امید وابستہ کئے ہوئے ہے　　کہ مجھے اس بلند درخت سے میوہ ملے گا

آں طمع زاں جانخواہد شد وفا　　بَل زجای دیگر آید آں عطا
وہ امید اس جگہ سے پوری نہ ہو گی　　بلکہ وہ عطا دوسری جگہ سے حاصل ہو گی

آں طمع را پس چرا در تو نہاد　　چوں نبودش نیتِ اکرام و داد
اس امید کو پھر کس نے تیرے اندر رکھا؟　　جبکہ اس کی نیت اکرام اور عطا کی نہ تھی

ازر برائے حکمتے و صنعتے　　نیز تاباشد دلت در حیرتے
ایک حکمت اور صنعت کے لئے　　اس لئے بھی کہ تیرا دل حیرت میں پڑ جائے

تادلت حیراں بود اے مستفید　　کہ مرادم از کجا خواہد رسید
اے فائدہ مند! تاکہ تیرا دل حیرن ہو جائے　　کہ میری مراد کہاں سے پوری ہو گی؟

تابدانی ۲ عجزِ خویش وجہلِ خویش　　تاشود ایقانِ تو در غیب بیش
تاکہ تو اپنے عجز اور اپنی نادانی کو جان لے　　تاکہ غیب پر تیرا یقین بڑھ جائے

ہم دلت حیراں بود در منتجع　　کہ چہ رویاند مصرف زیں طمع
نیز چراگاہ میں تیرا دل حیران ہو جائے　　کہ تصرف کرنے والا اس لالچ سے کیا پیدا فرماتا ہے

طمع ۳ داری روزیی در درزیی　　تاز خیاطی بری زر تازیی
تو درزی پن میں، روزی کا لالچ رکھتا ہے　　تاکہ جب تک تو زندہ ہے درزی پن سے زر حاصل کرے

رزق تو در زرگری آرد پدید　　کہ زِرَہ ہمت بود آں مکسب بعید
وہ تیرا رزق سنار پن میں پیدا کر دیتا ہے　　کہ وہ کمائی کا ذریعہ تیرے وہم سے بھی دور تھا

پس طمع در درزیی بہر چہ بود　　چوں نخواست آں رزق زاں جانب کشود
تو تیری طمع درزی پن میں کس لئے تھی　　جبکہ اس نے اس جانب سے رزق نہ کھولنا چاہا

بہرِ نادر حکمتے در علم حق　　کہ نبشت آں حکم را در ماسبق
کسی عجیب حکمت کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے　　کہ اس حکم کو پہلے ہی لکھ دیا ہے

۱ درطمع۔ جس کو تو نفع کا سبب سمجھا تھا اس سے تیری طمع اسلئے وابستہ ہوئی کہ وہ دوسرے سبب سے تیری اس طمع کو پورا کردے گا۔ اے انسان ایک خالص درخت کے میوے کی طمع کرتا ہے وہ وہاں سے اس کو حاصل نہیں ہوتا خدا دوسری جگہ سے اس کو عطا کر دیتا ہے۔ آں طمع۔ جب سبب سے تیری طمع پوری نہیں ہوتی اس سے طمع کو وابستہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ تو حیرانی میں مبتلا ہو کر اسباب کو غیر مؤثر سمجھنے لگا اور یہ سمجھے کہ
ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

۲ تابدانی۔ تاکہ تو یہ سمجھ لے کہ انسان باوجود اسباب کے میسر آجانے کے عاجز ہے اور مؤثر حقیقی کوئی دوسری ذات ہے۔ ہم دلت۔ ایک سبب کو غیر مؤثر بناکر کسی دوسری چیز کو سبب بنا دینے میں انسان پر حیرانی طاری ہوتی ہے جو ایک خاص تجلی ہے۔ منتجع۔ چراگاہ۔ مصرف۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ۔

۳ طمع داری۔ انسان اپنے لئے درزی پن کو روزی کا سبب سمجھتا ہے لیکن اس کا رزق سنار پن میں مقدر ہوتا ہے اور وہاں سے اس کو ملتا ہے۔ پس طمع۔ انسان کو اس سبب کی طرف متوجہ کردینے میں جس سے روزی حاصل ہو گی کچھ حکمتیں پوشیدہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

نیز ا تا حیراں بُود اندیشہ اَت — تا کہ حیرانی بُود کُل پیشہ اَت
نیز تا کہ تیری سمجھ حیران ہو جائے — تا کہ حیرانی مکمل پیشہ بن جائے

یا وصالِ یار زیں سعیم رَسد — یاز راہِ خارج از سعی جَسد
یادوست کاوصال میری اس کوشش سے حاصل ہوجائے — یا ایسے راستہ سے جو جسم کی کوشش سے باہر ہو

مَن نگویم زیں طریق آید مُراد — می ۲ طپم تا از کُجا خواہد گُشاد
میں نہیں کہتا کہ اس راستہ سے مراد حاصل ہو گی — میں تو مضطر ہوں دیکھئے کہاں کشادگی آئے گی؟

سَر بُریدہ مُرغ ہر سُوئی فتَد — تا کدامیں سُو رہد جاں از جَسَد
سر کٹا ہوا پرند ہر جانب گرتا ہے — دیکھئے کس جانب سے جان جسم سے نجات پائے

یا ۳ مُرادِ مَن بر آید زیں خروج — یاز بُرجِ دیگر از ذات البروج
یا میری مراد اس سفر سے بر آئے گی — یا برجوں والے آسمان کے کسی دوسرے برج سے

حکایتِ آں شخص کہ دَر خواب دید کہ آنچہ می طلبی از یَسار
اس شخص کی حکایت جس نے خواب میں دیکھا کہ جو مالداری تو چاہتا ہے وہ

بمصر وفا شود آنجا گنجے ست دَر فلاں محلہ در فلاں خانہ
مصر میں ملے گی، وہاں فلاں گھر میں فلاں محلّہ میں، ایک خزانہ ہے وہ

چوں بمصر آمد کسے گفت مَن خوابے دیدہ اَم کہ گنجے
جب مصر میں پہنچا ایک شخص نے کہا، کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں

ست دَر بغداد دَر فلاں خانہ و در فلاں محلہ نام محلہ و
گھر میں فلاں محلّہ میں بغداد میں ایک خزانہ ہے، اس نے محلّہ اور گھر کا

خانہ بگفت آں شخص فہم کرد کہ آں گنج در مصر گفتن جہتِ
نام لیا تو وہ شخص سمجھ گیا، کہ خزانہ کو مصر میں کہنے کا سبب یہ

آں بُود کہ مرایقین کنند کہ دَر غیر خانہ خود نمی بایست جُست
تھا کہ مجھے یقین دلا دیں وہ اپنے گھر کے سوا تلاش نہ کرنا چاہیے

ولیکن ایں گنج معیّن و محقق جز در مصر حاصل نہ شوَد
لیکن یہ معین اور یقینی خزانہ مصر کے علاوہ حاصل نہ ہو گا

بُود زر میراثی را بے شمار — جُملہ را خورد و بماند اُو عور زار
ایک میراث پانے والے کے پاس بیشار زر تھا — وہ سب کھا گیا اور ننگا عاجز رہ گیا

ا نیز۔ یہ حکمت بھی ہے کہ انسان سب پر پورا بھروسہ نہ کرے اور حیرانی کی کیفیت اس پر طاری ہے۔ یا وصالِ۔ شہزادے نے یہی کہا کہ میں اس طریقہ کو وصال کا سبب نہیں سمجھتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اس طریقہ سے وصل ہوجائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور ذریعہ پیدا فرمادے۔

۲ می طپم۔ میں تو حیران اور مضطر ہوں کہ دیکھئے کس راستہ سے مقصد کا فتح باب ہوتا ہے۔ سَر بُریدہ۔ ذبح شدہ پرند اپنی جان جسم سے نکالنے کے لئے مختلف جانبوں میں گرتا ہے کہ نہ معلوم کونسے رخ سے گرنا سبب بنتا ہے۔

۳ یا مُرادِ۔ شہزادے نے کہا بادشاہ چین تک پہنچنا وصل کا سبب ہو یا ممکن ہے برجوں والے آسمان کا کوئی برج سبب وصل بنے۔ میراثی۔ یعنی وارث۔ عور۔ ننگا۔

مالِ ۱ میراثے ندارد خود وفا — چوں بناکام از گذشتہ شد جدا
وراثت کا مال خود وفا نہیں رکھتا — جبکہ ناکامی کے ساتھ وہ مرنے والے سے علیحدہ ہو گیا

اُو نداند قدر ہم کآساں بیافت — کو بکدّ و رنج و کسبش کم شتافت
وہ قدر بھی نہیں جانتا، کیونکہ آسانی سے پا لیا — کیونکہ وہ اس کی مشقت اور تکلیف اور کمائی میں نہ دوڑا

قدرِ جاں زاں می ندانی اے فلاں — کہ بدادت حق بہ بخشش رائگاں
اے فلاں! تو جان کی قدر اسی لئے نہیں جانتا — کیونکہ وہ تجھے اللہ تعالیٰ نے بخشش میں مفت دیدی ہے

نقد رفت و کالہ رفت و خانہا — ماند چوں چغداں دراں ویرانہا
نقد چلا گیا اور سامان چلا گیا اور گھر — وہ چغدوں کی طرح ان ویرانوں میں رہ گیا

گفت ۲ یارب برگ دادی رفت برگ — یا بدہ برگے و یا بفرست مرگ
اس نے کہا اے خدا! تو نے سامان دیا وہ سامان چلا گیا — یا سامان عطا کر دے اور یا موت بھیج دے

چوں تہی شد یادِ حق آغاز کرد — یارب و یارب اجرنی ساز کرد
جب خالی ہو گیا اللہ تعالیٰ کی یاد شروع کر دی — اے خدا اے خدا! مجھے پناہ دے (کہنا) شروع کر دیا

چوں پیمبر گفت مومن مزمرست — در زمان خالیے نالہ گرست
جیسا کہ پیغمبر نے فرمایا مومن بانسری ہے — خالی ہونے کے وقت نالہ کرنے والی ہے

چوں شود پُر مطربش بنہد ز دست — پُر مشو کاسیبِ دستِ اُو خوش ست
جب وہ بھر جاتی ہے گویا اس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے — تو پر نہ ہو کیونکہ اس کے ہاتھ کا اثر اچھا ہے

تی ۳ شو و خوش باش بین الاصبعین — کز مئے لااَیں سرمست ست اَیں
تو خالی رہ اور دو انگلیوں کے درمیان خوش رہ — کیونکہ مکان، لامکانی شراب سے مست ہے

رفت طغیاں آب از چشمش گشاد — ابرِ چشمش زرعِ دیں را آب داد
سرکشی جاتی رہی پانی اس کی آنکھ سے بہہ نکلا — اس کی آنکھ کے ابر نے دین کی کھیتی کو پانی دیا

در دعا و لابہ در زد ہر دو دست — زر طلب شد بے تعب آں زر پرست
وہ دعا اور عاجزی میں مصروف ہو گیا — وہ زر پرست، بغیر محنت کے زر کا طالب بنا

سببِ تاخیر اجابتِ دعای مومن
مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کا سبب

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا — دُود اخلاصش برآید تا سما
اے مخاطب بہت سے مخلص دعا میں روتے ہیں — ان کے اخلاص کا دھواں آسمان پر پہنچتا ہے

۱ مال۔ ورثہ کا مال وفادار نہیں ہوتا اس میں اگر وفاداری ہوتی تو مرنے والے سے کیوں جدا ہوتا۔ اونداند۔ وارث کو بھی ورثہ میں ملنے والے مال کی قدر نہیں ہوتی کیونکہ اس کو حاصل کرنے میں کوئی محنت نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ قدر جاں۔ انسان کو روح بھی چونکہ بلا محنت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ اس کی قدر نہیں کرتا ہے۔ نقد۔ اس وارث کا مال اور گھر سب برباد ہو گیا اور وہ چغدوں کی طرح ویرانے میں رہ گیا۔

۲ گفت۔ اس نے دعا کرنی شروع کر دی کہ خدا مجھے مال دے یا موت دے دے۔ چوں تہی۔ انسان افلاس میں خدا کو یاد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ چوں پیمبر۔ آنحضور نے فرمایا مومن کی مثال بانسری کی سی ہے جب تک وہ کھوکھلی ہے اس میں سے نالہ پیدا ہوتا ہے۔ چوں شود۔ اگر بانسری کا سوراخ بھر جائے تو گویا اس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے۔ پر مشو۔ مولانا فرماتے ہیں تو بھی خالی رہ تا کہ مطرب کے ہاتھ میں رہ سکے۔

۳ تی شو۔ تو خالی رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان رہے گا اور غیب کے نغمہ سے سرمست رہے گا۔ رفت۔ اب اس وارث میں مالداری کی سرکشی نہ رہی تھی اور اس کے آنسوؤں کی بارش سے دین کی کھیتی سیراب ہو رہی تھی۔ در دعا۔ اب پوری طرح دعا میں مصروف تھا۔ اے بسا مخلص۔ سب سے مخلص نیک بندے دعا میں آہ و زاری کرتے ہیں اور ان کی آہوں کا دھواں ملاء اعلیٰ تک پہنچتا ہے۔

تا رود بالای ایں سقفِ بریں ‌ ‌ ‌ بوی مجمرِ[۱] از انینِ المذنبیں
یہاں تک کہ اس بلند چھت کے اوپر پہنچتی ہے ‌ ‌ ‌ گنہگاروں کے رونے کی انگیٹھی کی بو

پس ملائک با خدا نالند زار ‌ ‌ ‌ کاے مجیبِ ہر دعا و مستجار
پھر فرشتے خدا کے سامنے عاجزی سے روتے ہیں ‌ ‌ ‌ کہ اے ہر دعا کو قبول کرنے والے اور پناہگاہ!

بندۂ مومن تضرع می کند ‌ ‌ ‌ او نمی داند بجز تو مستند
ایک مومن بندہ گڑ گڑا رہا ہے ‌ ‌ ‌ وہ تیرے سوا کسی کو سہارا نہیں سمجھتا ہے

تو عطا بیگانگاں را می دہی ‌ ‌ ‌ از تو دارد آرزو ہر مشتہی
تو غیروں کو عطا دیتا ہے ‌ ‌ ‌ ہر خواہشمند تجھ سے امید رکھتا ہے

حق[۲] بفرماید نہ از خواریِ اوست ‌ ‌ ‌ عینِ تاخیرِ عطا یاریِ اوست
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اس کی ذلت کی وجہ سے نہیں ہے ‌ ‌ ‌ عطا میں تاخیر بعینہ اس کی مدد ہے

نالۂ مومن ہمیداریم دوست ‌ ‌ ‌ گو تضرع کن کہ ایں اعزازِ اوست
ہم مومن کے رونے کو دوست رکھتے ہیں ‌ ‌ ‌ کہہ دو کہ گڑ گڑائے کیونکہ یہ اس کا اعزاز ہے

حاجت آوردش زغفلت سوی من ‌ ‌ ‌ آں کشیدش موکشاں در کوی من
اس کی حاجت غفلت سے اس کو میری طرف لائی ہے ‌ ‌ ‌ اس نے بال پکڑ کر اس کو میرے کوچہ میں پہنچایا ہے

گر بر آرم حاجتش او وا رود ‌ ‌ ‌ ہم دراں بازیچہ مستغرق شود
اگر میں اس کی حاجت پوری کردوں وہ واپس چلا جائے گا ‌ ‌ ‌ اسی کھلونے میں مصروف ہو جائے گا

گرچہ[۳] می نالد بجاں یا مستجار ‌ ‌ ‌ دل شکستہ سینہ خستہ سوگوار
اگر چہ وہ دل سے گڑگڑا رہا ہے اے پناہ ہگاہ کہہ کر ‌ ‌ ‌ دل شکستہ، سینہ خستہ، غمگین

خوش ہمی آید مرا آوازِ او ‌ ‌ ‌ واں خدایا گفتن واں رازِ او
مجھے اس کی آواز بھلی لگتی ہے ‌ ‌ ‌ اور اس کا یا خدا کہنا اور اس کا وہ راز

وانکہ اندر لابہ و در ماجرا ‌ ‌ ‌ می فریباند بہر نوعے مرا
اور یہ کہ وہ خوشامد اور واقعہ میں ‌ ‌ ‌ ہر طرح سے مجھے پھسلاتا ہے

طوطیان و بلبلاں را از پسند ‌ ‌ ‌ از خوش آوازی قفس در می کنند
طوطوں اور بلبلوں کو پسندیدگی کی وجہ سے ‌ ‌ ‌ اور خوش آوازی کی وجہ سے پنجرے میں بند کردیتے ہیں

زاغ را و چغد را اندر قفص ‌ ‌ ‌ کے کنند ایں خود نیامد در قصص
کوے کو اور چغد کو پنجرے میں ‌ ‌ ‌ کب کرتے ہیں؟ یہ خود کہانیوں میں نہیں آیا

---

۱ مجمر۔ انگیٹھی۔ انین۔ رونے کی آواز۔ پس ملائک۔ فرشتے جناب باری تعالیٰ عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن بندہ رو رہا ہے تو جب غیروں کو عطا کرتا ہے تو اس مومن کی عطا میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔

۲ حق بفرماید۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ تاخیر اس لئے نہیں کہ ہم اس کو حقیر سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اس کی ایک مدد ہے۔ نالہ۔ مومن کا رونا ہمیں پسند ہے اور اس تاخیر میں اس کا اعزاز ہے۔ حاجت۔ اس کی حاجت نے اس کو ہماری طرف متوجہ کیا ہے۔ گر بر آرم۔ اگر اس کی دعا جلد قبول ہو گئی اور حاجت رفع ہو گی تو وہ ہم سے رخصت ہو کر کھیل کود میں لگ جائے گا۔

۳ گرچہ۔ وہ دل سے ہمیں پکار رہا ہے شکستہ دل سے ہمیں اس کی آواز اور یا خدا کہنا اور خوشامد اور واقعہ بیان کرنے میں ہمیں پھسلانا یہ سب ہمیں پسند ہے۔ طوطیاں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ طوطی کی خوش آوازی کی وجہ سے لوگ اس کو پنجرے میں قید کر کے رکھتے ہیں۔ زاغ۔ کوے اور چغد کو کسی نے آج تک پنجرے میں بند کر کے نہیں پالا۔

پیشِ ۱ شاہد باز چوں آید دو تَن	آں یکے کمپیر و دیگر خوش ذَقَن
عاشق صفت کے سامنے جب دو شخص آئیں	ایک بوڑھی عورت اور دوسری خوبصورت ٹھوڑی والی
ہر دوناں خواہند اُو زُو تر فطیر	آردو کمپیر را گوید کہ گیر
دونوں روٹی مانگیں وہ بہت جلد روٹی	لائے گا اور بوڑھی سے کہے گا کہ لے لے
واں دگر را کہ خَوشستش قدّ وخد	کے دہدناں بَل بتاخیر افگند
اور اس دوسری کو جس کا قد اور رخسار خوبصورت ہیں	روٹی کب دے گا، بلکہ تاخیر میں ڈال دے گا
گویدش ۲ بنشیں زمانے بے گزند	کہ بخانہ نانِ تازہ می پزند
اس سے کہے گا کہ اطمینان سے تھوڑی دیر بیٹھ جا	کیونکہ گھر میں تازہ روٹی پکا رہے ہیں
چوں رسد آں نانِ گرمش بعدِ کدَ	گویدش بنشیں کہ حلوا می رَسد
جب مشقت کے بعد اس کے پاس گرم روٹی آجائے گی	اس سے کہے گا کہ بیٹھ جا حلوا آ رہا ہے
ہم بدیں فن دار دارش می کُند	وزرہ پنہاں شکارش می کُند
اسی تدبیر سے اس کو ٹھہر جا ٹھہر جا کرتا رہتا ہے	اور چپکے چپکے اس کا شکار کرتا رہتا ہے
کہ مرا کاریست باتو یک زماں	مُنتظِر می باش اے خوبِ جہاں
کہ مجھے تجھ سے تھوڑا سا کام ہے	اے حسین عالم! انتظار کر لے
تابدیں حیلت فریباند وُرا	تا مُطیع ورام گرداند وُرا
یہاں تک کہ اس تدبیر سے اس کو پھسلائے	کہ اس کو فرمانبردار اور رام کر لے
مِثلِ ۳ آں کمپیر داں بیگانگاں	شاہدِ خوش رُوی مثلِ مُومناں
غیروں کو اس بوڑھی عورت کی طرح سمجھ	خوبصورت معشوق مومنوں کی مثال ہے
ایں جہاں زندانِ مُومن زیں بُوَد	کافراں را جنّتِ حالی شوَد
یہ دنیا مومن کے لئے قیدخانہ اسی لئے ہے	کہ کافروں کے لئے فی الحال جنت ہے
بے مُرادی مُومناں از نیک وبَد	تو یقیں میداں کہ بہرِ ایں بُوَد
مومنوں کی نامرادی خواہ نیک ہوں یا بد	تو یقین کرلے اسی وجہ سے ہوتی ہے

رجوع بقصہ آں شخص کہ بوُ نشانِ گنج دادند بمصر و بیانِ

اس شخص کے قصہ کی طرف واپسی جس کو مصر میں خزانہ کا پتہ دیا اور فقر

تضرّعِ وَے از درویشی بحضرتِ جلَّ جَلالُہ

کی وجہ سے اس کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار میں عاجزی کرنا

---

۱ پیش شاہد۔ دوسری مثال یہ ہے کہ کسی حسن پرست کے سامنے اگر دو عورتیں آئیں ایک بوڑھی اور ایک حسین تو وہ بوڑھی کو فوراً روٹی دے کر رخصت کر دیتا ہے اور خوبصورت کو مختلف بہانوں سے روٹی دینے میں دیر لگاتا ہے۔

۲ گویدش۔ اس خوبصورت عورت سے کہتا ہے کہ ذرا بیٹھ جا تازہ روٹی پک رہی ہے اس میں سے دوں گا۔ چوں رسد۔ جب روٹی آجاتی ہے تو اس کو حلوے کا منتظر بنا کر بٹھاتا ہے۔ ہم بدیں۔ ان ترکیبوں سے اسکا ٹھہر جا ٹھہر جا کہتا رہتا ہے اور نظر بازی سے اس کا شکار کرتا رہتا ہے۔ تابدیں۔ ان تدبیروں سے اس کو فریب دیتا ہے اور اس کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

۳ مثل آں۔ تو بیگانوں اور مومنوں کی مثال ان دو عورتوں سے سمجھ لے۔ ایں جہاں۔ مومنین کی خوبیوں کی وجہ سے یہ دنیا ان کا پنجرا ہے اور کافروں کی برائیوں کی وجہ سے یہ دنیا ان کے لئے جنت اور باغ ہے جس میں وہ کھلے پھرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ مصروف رکھنا چاہتا ہے۔

خواجہ[1] چوں میراث خوردو شد فقیر — آمد اندر یارب و گریہ و نفیر
خواجہ نے جب میراث کھالی اور فقیر ہو گیا — تو یارب اور آہ و بکا میں مصروف ہو گیا

خود کہ کوبد ایں درِ رحمت نثار — کو نیابد در اجابت صد بہار
رحمت کی بکھیر والے اس در کو خود کون کھٹکھٹاتا ہے — جو کہ قبولیت سو بہار نہ پاتا ہو

خوب دید و ہاتفے گفت اُوشنید — کہ تمنّایت بمصر آید پدید
اس نے خواب دیکھا اور ہاتف نے کہا اور اسنے سنا — تیری آر زر مصر میں ظاہر ہو گی

رَو بمصر آنجا شود کارِ توراست — کرد کدیہات راقبول اُومُرتجاست
مصر جا، وہاں تیرا کام ٹھیک ہو گا — تیرے سوال کو قبول کر لیا ہے، وہ امید گاہ ہے

دَر[2] فلاں موضع یکے گنجیست زَفت — درپے آں بایدت تا مصر رَفت
فلاں جگہ ایک بھاری خزانہ ہے — اس کی تلاش میں تجھے مصر جانا چاہیے

بید رنگے ہیں زبغداد اے نژند — رَو بسُوی مصر و منبت گاہ قنَد
اے افسردہ! بغداد سے بغیر تاخیر کے — مصر کی جانب اور شکر اگنے کی جگہ جا

چوں ز بغداد آمد اُوتا سُویِ مِصر — گرم شُد پشتش چو دید اورُویِ مصر
وہ جب بغداد سے مصر کی جانب آیا — جب اس نے مصر کا رخ دیکھا اس کی کمر مضبوط ہو گئی

بر اُمیدِ وعدۂ ہاتف کہ گنج — یابد اندر مصر بہرِ دفعِ رنج
ہاتف کے وعدے کی امید پر کہ خزانہ — مصیبت کے دفعیہ کے لئے مصر میں پا لے گا

دَر[3] فلاں کوی وفلاں موضع دفیں — ہست گنجِ سخت نادر بَس گزیں
فلاں کوچہ میں اور فلاں جگہ مدفون — ہے نہایت نادر بہت منتخب خزانہ

لیک نفقہ اش بیش وکم چیزے نماند — خواست دقّے برعوام الناس راند
لیکن اس کے لئے خرچہ تھوڑا بہت کچھ نہ رہا — اس نے عام لوگوں سے بھیک مانگی چاہی

لیک شرم و ہمتش دامن گرفت — خویش را دَر صبر افشردن گرفت
لیکن شرم اور ہمت نے اس کا دامن پکڑ لیا — اس نے اپنے آپ کو صبر میں دبانا شروع کر دیا

بازج نفش از مجاعت بَر طپید — ز انتجاع از خواستن چارہ ندید
پھر اس کا نفس بھوک سے تڑپا — روزی حاصل کرنے میں بھیک مانگنے کے سوا چارہ نہ دیکھا

گفت شب بیروں روم من نَرم نَرم — تاز ظلمت نایدم از گدیہ شرم
سوچا کہ رات کو چپکے چپکے سے باہر نکلوں گا — تا کہ اندھیری میں بھیک مانگنے سے شرم نہ آئے

---

[1] خواجہ۔ میراث پانے والا جب فقیر ہو گیا اور وہ گریہ و زاری میں مصروف ہو گیا۔ خود۔ جو اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ ضرور اپنی مراد پا لیتا ہے۔ رحمت نثار۔ یعنی وہ دروازہ جس سے رحمت کی بکھیر ہوتی ہے۔ ہاتف۔ غیبی آواز نے اس سے کہہ تجھے خزانہ مصر میں ملے گا۔ مرتجا۔ امید گاہ۔

[2] درفلاں۔ ہاتف نے اس کو بتا دیا کہ خزانہ فلاں جگہ مصر میں ہے۔ منبت گاہ قند۔ مصر میں شکر بہت پیدا ہوتی تھی۔ گرم شُد۔ ہاتف کی بشارت کی وجہ سے برامید۔ ہاتف کے کہنے کی وجہ سے اس کو امید تھی کہ مصر میں خزانہ ہاتھ آجائے گا۔

[3] دَرفلاں۔ ہاتف نے اس کو خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ نفقہ اش۔ نفقش پڑھا جائے گا۔ دق۔ یعنی بھیک کے لئے دروازہ پیٹنا۔ درصبر۔ یعنی صبر کے ذریعہ اپنی خواہش کو دبانا چاہا۔ انتجاع۔ دانہ پانی طلب کرنا۔ گفت۔ اس نے دل میں سوچا کہ میں بھیک مانگنے کے لئے رات کو نکلوں تا کہ کسی سے آنکھیں دو چار نہ ہوں اور شرم نہ آئے۔

ہمچو شبکو کے[1] اُکنم مَن ذکر و بانگ | تا رسد از بامہایم نیم دانگ
شبکوک کی طرح میں ذکر اور آواز کروں گا | تاکہ بالا خانوں سے مجھے نیم دانگ مل جائے

اندریں اندیشہ بیروں شُد بکُو | واندریں فکرت ہمی شد سُو بسُو
اس خیال میں کوچہ سے باہر نکلا | اور اس فکر میں ہر طرف پھرتا تھا

یک زماں مانع ہمی شُد شرم و جاہ | یک زمانے جُوع می گفتش بخواہ
کسی وقت شرم اور رتبہ اس کے لئے مانع بنتا | کبھی اس سے بھوک کہتی، مانگ

پای پیش و پای پَس تا ثلُث شب | کہ بخواہم یا بخسپم خُشک لَب
ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے تہائی رات تک | کہ مانگوں یا میں سوکھے ہونٹ سو جاؤں

رسیدنِ[2] آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوی از بہرِ شبکوی و گدائی و گرفتن عَسَس اُورا و مرادِ اُو حاصل شدن از عَسَس بعد از خوردنِ زخم بسیار عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ اِشْتَدِّی اَزِمَّۃُ تَنْفَرِجِیْ وَ جَمِیْعُ الْقُرْاٰنِ وَالْکُتُبِ الْمُنْزَلَۃِ تَقْرِیْرِ ھٰذَا

اس شخص کا مصر میں پہنچنا اور رات کو ایک کوچہ میں شبکوکی اور گدائی کے لئے باہر نکلنا اور کوتوال کا اس کو پکڑ لینا اور کوتوال کے ذریعہ بہت پٹنے کے بعد اس کی مراد کا حاصل ہو جانا، قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول بیشک تنگی کے ساتھ سہولت ہے اور آنحضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مصیبت تو سخت ہو جا، کھل جائے گی اور سارا قرآن اور آسمانی کتابیں اس کو ثابت کرنے میں

ناگہانی[3] خود عَسَس اُورا گرفت | چوبہا زد بے مُحابا نا شگفت
اچانک خود کوتوال نے اس کو پکڑ لیا | بغیر مروت کے بے توقف ڈنڈے مارے

اتفاقاً اندراں شبہائے تار | دیدہ بُد مُردم ز شب دُزداں ضرار
اتفاقاً ان اندھیری راتوں میں | لوگوں نے رات کو چوروں سے مضرت دیکھی تھی

بُود شبہائے مخوف و منتحس | پس بجدی جست دُزداں را عَسَس
خوفناک اور منحوس راتیں تھیں | کوتوال اہتمام کے ساتھ چوروں کی جستجو میں تھا

[1] شبکوک۔ وہ فقیر جو درخت پر بیٹھ کر رات کو بھیک مانگے تاکہ اس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اندیشہ۔ یعنی بھیک مانگنے کا خیال۔ سوبسو۔ اسی فکر میں ادھر اُدھر ٹہلتا پھرا۔ یک زماں۔ شرم، بھیک مانگنے سے روکتی تھی اور بھوک بھیک مانگنے پر آمادہ کرتی تھی۔ ثلث شب۔ اسی شش و پنج میں ایک تہائی رات گزر گئی۔

[2] رسیدن آں شخص۔ یہ مصر میں پہنچا وہ وہاں شب گردی کی وجہ سے گرفتار ہو گیا کوتوال نے گرفتار کر کے مارا لیکن اس کے بعد اس کی مشکل حل ہو گئی گرفتار ہونا اس کی مشکل کا حل ہونا بنا انسان کسی چیز کو برا سمجھتا ہے اور اسی میں اس کی بھلائی ہوتی ہے مصیبت جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے پھر ٹل جاتی ہے۔

[3] ناگہانی۔ رات کو گھومتا دیکھ کر چور ہونے کے شبہ میں کوتوال نے اس کو بے تحاشا پیٹا۔ اتفاقاً۔ گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اس زمانہ میں مصر میں چوریاں بہت ہو رہی تھیں۔ پس۔ اس لئے کوتوال چوروں کی گرفتاری میں بہت کوشاں تھا۔

تا[1] خلیفہ گفتہ کہ بُبرید دَست ہر کہ شب گردد اگر خویشِ منست

حتیٰ کہ بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ ہاتھ کاٹ دے جو رات کو گھومے، خواہ میرا رشتہ دار ہو

بر عَسس کردہ مَلِک تہدید و بیم کہ چرا باشید بر دُز داں رحیم

بادشاہ نے کوتوال کو ڈراوا اور دھمکی دی تھی کہ تم چوروں پر رحم کھانے والے کیوں ہو؟

عِشوہ شاں را ازچہ رُوبا ور کُنید یا چرا زاں‌ایشاں قبولِ زر کُنید

ان کی مکاری کا کس وجہ سے یقین کر لیتے ہو یا کیوں ان سے رقم قبول کرتے ہو؟

رحم بَر دُز داں و ہر منحوس دَست بر ضعیفاں زحمت و بیرحمی ست

چوروں اور ہر منحوس ہاتھ پر رحم کرنا کمزوروں پر زحمت اور بے رحمی ہے

ہیں[2] ز رنجِ خاص مکسل زانتقام رنج اُو بگزیں و بنگر رنجِ عام

خبردار! کسی خاص شخص کی تکلیف کی وجہ سے انتقام لینے سے گزر نہ کر اس کی تکلیف کو پسند کر اور عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھ

اِصبعِ ملدوغ بُر در دفعِ شَر دَر تعدّی و ہلاکِ تَن نگر

شر کو دفع کرنے کے لئے ڈسی ہوئی انگلی کاٹ دے متعدی ہونے اور جسم کی تباہی کو دیکھ

گشتہ دز دانبہ دراں ایام بَس کاں فقیر اُفتاد در دَستِ عَسَس

ان دنوں میں چور بہت ہو گئے تھے کہ وہ فقیر کوتوال کے ہاتھ پڑ گیا

اِتّفاقاً اندراں ایّام دُزد گشتہ بُود انبوہ پختہ و خام دُزد

اتفاقاً ان دنوں میں چور بہت ہو گئے تھے، پکے اور کچے چور

در[3] چنیں وقتش بدید وسخت زَد بر سَر و بر پُشت چوبِ بے عَدد

اس کو ایسے وقت میں دیکھا اور بہت مارے ان گنت ڈنڈے، سر اور کمر پر

نعرہ وفریاد زاں درویش خاست کہ مزن تامَن بگویم حال راست

اس فقیر سے نعرہ اور فریاد نکلی کہ نہ مار، تاکہ میں سچا حال بیان کردوں

گفت اینک دادمت مُہلت بگو تاکہ شب چوں آمدی بیروں بگو

اس نے کہا اب میں نے تجھے مہلت دیدی، کہہ بتا تو رات میں باہر کیوں نکلا؟

تونہ زینجا غریب و مُنکری راستی گوتا بچہ مکر اندری

تو یہاں کا نہیں ہے، پردیسی اور اجنبی ہے سچ بتا، تو کس تدبیر میں ہے؟

اہلِ دیواں بر عَسس طعنہ زدند کہ چرا دز داں کنوں انبہ شُدند

دفتر والے کوتوال کو طعنہ دیتے ہیں کہ اب چور کیوں زیادہ ہو گئے ہیں؟

[1] تاخلیفہ۔ حاکم نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جو بھی رات کو گھومتا پایا جائے اس کو گرفتاری کر کے چوری کی سزا دیدی جائے خواہ میرا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ بر عَسس۔ چوریوں کی کثرت کی وجہ سے کوتوال پر عتاب ہو رہا تھا۔ عشوہ۔ کوتوال سے کہا گیا تھا یا تو تم لوگ چوروں کے چکموں میں آجاتے ہو یا ان سے رشوت لے لیتے ہو۔ رحم۔ حالانکہ چوروں پر رحم کرنا کمزوروں پر ظلم ہے۔

[2] ہیں ز رنج۔ عوام کی راحت کی خاطر کسی ظالم پر رحم نہ کرنا چاہیے۔ اصبع۔ اگر انگلی میں کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو بقیہ جسم کو بچانے کے لئے اس کا کاٹنا بہتر ہے۔ گشتہ۔ چونکہ شہر میں چوروں کی کثرت تھی اس لئے شبہ میں اس کی گرفتاری عمل میں آ گئی۔

[3] در چنیں۔ ان حالات میں چونکہ اس شخص کو کوتوال نے گھومتا دیکھا تو گرفتار کر کے سخت سزا دی۔ کہ مزن۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ مجھے نہ مار میں صحیح حال بتاتا ہوں۔ گفت۔ کوتوال نے مارنا چھوڑ دیا اور کہا صحیح بات بتا دے۔ تو نہ۔ تو مصری نہیں ہے پردیسی ہے سچ بتا کہ تو کیوں گھوم رہا تھا۔ اہل دیواں۔ شاہی دفتر کے افسران پولیس کو طعنے دے رہے ہیں۔

انبهی[1] از تست و از امثالِ تُست　　وانما یارانِ زشتت را نخُست
کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہے　　پہلے اپنے تو ہر ساتھیوں کو ظاہر کر

ورنہ کینِ جُملہ را از تو کشم　　تا شَود ایمن زشر ہر مُحتشم
ورنہ سب کا کینہ تجھ سے نکالوں گا　　تاکہ ہر معزز شر سے محفوظ ہو جائے

گفت اُو از بعد سوگندانِ پُر　　کہ نیم مَن خانہ سوز و کیسہ بُر
اس نے بھرپور قسموں کے بعد کہا　　کہ میں گھر بھونکنے والا اور گرہ کٹ نہیں ہوں

مَن نہ مَردِ دُزدی و بیدادیم　　مَن غریبِ مصرم و بغدادیم
میں چوری اور ظلم والا آدمی نہیں ہوں　　میں مصر کا پردیسی اور بغداد کا باشندہ ہوں

دربیانِ[2] ایں حدیثِ شریف کہ الصِّدْقُ طُمَانِیْنَةٌ وَالْکِذْبُ رِیْبَةٌ
اس حدیث شریف کا بیان کہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے

قِصّہ آں خواب و گنجِ زر بگفت　　پَس ز صدقِ اُو دلِ آنکس شگفت
اس نے اس خواب اور سونے کے خزانہ کا قصہ سنایا　　اس کے سچ سے اس کا دل شگفتہ ہو گیا

بوی صدقش آمد از سوگندِ اُو　　سوزِ اُو پیدا شد از اسپند اُو
اس کو اس کی قسم سے سچائی کی خوشبو آئی　　اس کی سوزش، اس کے کالے دانہ سے ظاہر ہو گئی

دل بیا رامد گفتارِ صواب　　آنچناں کہ تِشنہ آرامد بآب
صحیح بات سے دل آرام پا جاتا ہے　　جس طرح پیاسا پانی سے آرام پاتا ہے

جُز[3] دلِ مُحجوب کو را علّتیست　　از نبی اش تا غبی تمیز نیست
سوائے محجوب کے دل کے جس میں کوئی بیماری ہے　　جس کو نبی اور غبی میں تمیز نہیں ہے

وَرنہ آں پیغام کز موضع بُود　　برزند برمَہ شگافیدہ شوَد
ورنہ وہ پیغام جو جگہ سے ہو　　وہ چاند پر اثر کرتا ہے، وہ شق ہو جاتا ہے

مَہ شگافد واں دلِ مُحجوب نے　　زانکہ مردود دست اُو محبوب نے
چاند شق ہو جاتا ہے اور وہ محجوب دل نہیں　　کیونکہ وہ مردود ہے، محبوب نہیں ہے

چشمہ شد چشمِ عسس ز اشکِ مُبل　　نے زگفتِ خُشک بَل از بُوی دل
کوتوال کی آنکھ تر کرنے والے آنسوؤں سے چشمہ بن گئی　　خشک گفتگو سے نہیں بلکہ دل کی بو سے

یک سخن از دوزخ آید سوی لَب　　یک سخن از شہرِ جاں در کوی لَب
ایک بات دوزخ سے ہونٹ تک آتی ہے　　ایک بات جان کے شہر سے ہونٹ کے کوچہ میں

---

[1] أنبهی۔ چوروں کی کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہوئی ہے۔ وانما۔ اپنے برے ساتھیوں کا پتہ بتا ورنہ سب کے بدلے کی سزا تجھ کو دوں گا۔ محتشم۔ باعزت۔ خانہ سوز۔ یعنی ڈاکو۔ کیسہ بر۔ گھٹ کٹا۔ من غریب۔ میں مصر میں پردیسی ہوں میرا وطن بغداد ہے۔

[2] دربیان۔ حدیث شریف ہے کہ سچائی سے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے اور جھوٹی بات دل میں شک وشبہ پیدا کرتی ہے۔ آنکس۔ یعنی کوتوال۔ اسپند۔ کالے دانہ کو آگ پر ڈالتے ہیں تو وہ دھواں دیتا ہے تو اس کا دھواں آگ ہے تو اس کا دھوا آگ کے وجود کی دلیل ہے اسی طرح اس کی باتوں سے اس طرح اس کی باتوں سے اس کی اندرونی سوزش کا پتہ چل گیا۔ دل۔ کوتوال اس کی باتوں سے مطمئن ہو گیا اس لئے کہ سچی بات سننے والے کے دل کو مطمئن کر دیتی ہے۔

[3] جز دلِ محجوب۔ کافروں کے دل چونکہ پردے میں ہیں اس لئے سچی بات ان کے دل پر اثر نہیں کرتی ہے۔ از نبی۔ اسی لئے کافر جھوٹے سچے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ ورنہ انبیاء کے کلام کی تاثیر کا تو یہ حال ہے کہ چاند پر اثر ہوا تو شق القمر کا معجزہ رونما ہو گیا۔ چشم۔ اس پردیسی کی باتوں سے کوتوال رو پڑا۔ یک سخن۔ انسان کا نفس بمنزلہ دوزخ کے ہے اس کی بات دوزخی ہے جان کی بات جنتی ہے۔

بحرِ ۱ جاں اَفزا و بحرِ پُر حَرَج　　درمیانِ ہر دو بحر ایں لب مَرَج
جان کو بڑھانے والا سمندر اور تنگی سے بھرا ہوا سمندر　　دونوں سمندروں کے درمیان یہ ہونٹ ملاپ کی جگہ ہیں

بحرِ جاں اَفزا و بحرِ عمر کاہ　　ہَر دوآں برلب گذر دارند و راہ
جان کو بڑھانے والا اور عمر کو گھٹانے والا سمندر　　دونوں ہونٹ پر گذر اور راہ رکھتے ہیں

چوں ینپلو درمیانِ شہرہا　　از نواحی آمد آنجا بہرہا
جیسے کہ شہروں کے درمیان میں منڈی　　اس جگہ اطراف سے حصے آتے ہیں

کالۂ معیوب و قُلب کیسہ بُر　　کالۂ پُر سُود و مُستشرِق چو دُر
عیب دار سامان اور گانٹھ کاٹنے والا کھوٹا　　نفع بخش اور موتی کی طرح چمک دار سودا

زیں ۲ ینپلو ہر کہ بازرگان ترست　　بر سرہ و بر قُلبہا دیدہ وَرست
اس منڈی سے جو شخص اچھا سوداگر ہے　　وہ کھرے اور کھوٹوں کو تاڑنے والا ہے

شدُ ینپلو مَردرا دارُ الرَّباح　　واں دگر را از عمی دارا الجُناح
منڈی کسی کے لئے نفع کا گھر ہے　　اور اس دوسرے کے لئے اندھے پن کی وجہ سے گناہ کا گھر ہے

ہر یکے زاجزائے عالم یک بیک　　بر غبی بَندست و بَر اُستاد فک
عالم کے تمام اجزاء ایک ایک　　غبی کی قید میں اور استاد پر قید سے رہائی

بر یکے قندست و بَر دیگر چوز ہر　　بَر یکے لُطف ست و بر دیگر چوقہر
ایک پر شکر ہے اور دوسرے پر زہر جیسا　　ایک پر رحم ہے اور دوسرے پر قہر جیسا

بر ۳ یکے دیوست و بَر دیگر چو حُور　　بَر یکے نارست و بَر دیگر چو نور
ایک پر شیطان ہے اور دوسرے پر حور جیسا　　ایک پر آگ ہے اور دوسرے پر نور جیسا

بَر یکے گنج ست و بَر دیگر چو مار　　بَر یکے وَردست و بَر دیگر چو خار
ایک پر خزانہ ہے اور دوسرے پر سانپ جیسا　　ایک پر پھول ہے اور دوسرے پر کانٹے کی طرح

بَر یکے شیریں وبَر دیگر تُرش　　بَر یکے مبہوت وبَر دیگر چو ہُش
ایک پر میٹھا ہے اور دوسرے پر کھٹا　　ایک پر مدہوش ہے اور دوسرے پر ہوش جیسا

بَر یکے پنہاں وبَر دیگر عیاں　　بَر یکے سُودست وبَر دیگر زیاں
ایک پر پوشیدہ ہے اور دوسرے پر ظاہر　　ایک پر نفع ہے اور دوسرے پر نقصان

بَر یکے بَندست وبَر دیگر کُشاد　　بَریکے قیدست و بَر دیگر مُراد
ایک پر قید ہے اور دوسرے پر کشادگی　　ایک پر بیڑی ہے اور دوسرے پر مقصود

---

۱ بحرِ جاں۔ نفس اور روح دونوں کی باتیں ہونٹ سے ٹکراتی ہیں۔ مرج یعنی ملنے کی جگہ۔ بحرِ عمر کاہ۔ نفس کی باتیں تو زندگی کی تباہی کا سبب ہیں۔ ینپلو۔ بوزن سخن گو۔ منڈی۔ بہرہا یعنی مالوں کے حصے۔ کالہ۔ سامان کیسہ بر۔ کھوٹا مال جیب تراش کی طرح جیب صاف کردیتا ہے۔

۲ زیں۔ منڈی میں ہر طرح کا سودا ہے اچھا تاجر کھرے کھوٹے میں امتیاز کرلیتا ہے اسی طرح ہونٹ پر آئے ہوئے سچ اور جھوٹ میں ماہر امتیاز کرلیتا ہے۔ شد۔ منڈی کسی کے نفعوں کا گھر ہے کسی کے لئے گناہوں یعنی ٹوٹے کا گھر ہے۔ ہر یکے۔ منڈی ہی کیا دنیا کے جز جز کا یہی حال ہے کسی کے لئے مفید اور کسی کے لئے مضر ہے۔ فک۔ قید سے چھڑانا۔

۳ بر یکے کسی کے لئے عالم کافر شیطان ثابت ہوتا ہے کسی کے لئے حور ثابت ہوتا ہے۔ مار۔ مشہور ہے کہ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے' مولانا نے بہت سے اشعار میں یہی بتایا ہے کہ عالم کے ہر جز کے مختلف شخصیتوں کے اعتبار سے مختلف اثرات ہیں۔

بَر یکے نوش ست و بَر دیگر چو نیش　　بَر یکے بیگانہ بَر دیگر چو خویش
ایک پر شہد ہے اور دوسرے پر ڈنگ جیسا　　ایک پر بیگانہ ہے دوسرے پر اپنے کی طرح

بَر یکے نقص ست و بر دیگر کمال　　بَر یکے ہجرست و بَر دیگر وصال
ایک پر عیب ہے اور دوسرے پر کمال　　ایک پر ہجر ہے اور دوسرے پر وصال

ہر ۱ جمادے بانبی افسانہ گو　　کعبہ با حاجی گواہ و نُطق جو
ہر بے جان نبی سے بات کرنے والا ہے　　کعبہ حج کرنے والے کے لئے گواہ اور بات کرنے والا ہے

بَر مُصلّی مسجد آمد ہم گواہ　　کو ہمی آمد بمَن از دُور راہ
مسجد، نمازی کی بھی گواہ ہے　　کہ وہ میرے پاس لمبے راستہ سے آیا تھا

بَر خلیل آتش بُود ریحان و وَرد　　لیک بَر نمرُود آں مَرگشت و دَرد
آگ خلیل اللہ پر خوشبودار بوا اور گلاب کا پھول ہے　　لیکن نمرود پر وہ موت اور درد ہے

بارہا گفتیم ایں را اے حَسَن　　می نگردم از بیانش سیر مَن
اے بھلا! میں نے یہ بارہا کہا ہے　　اس کے بیان میں سیر نہیں ہوتا ہوں

بارہا خوردی ۲ تو ناں دفع ذبول　　ایں ہماں نان ست چوں نَبوَد ملول
تو نے کمزوری کو دفع کرنے کے لئے بارہا روٹی کھائی ہے　　یہ وہی روٹی ہے تو ملول کیوں نہیں ہوتا؟

در تو جوعے میرسد نوز اعتدال　　کہ ہمی سوزد از و تخمہ و مَلال
تیرے اندر صحت کی وجہ سے ایک تازہ بھوک پہنچ جاتی ہے　　کہ اس کی وجہ سے بدہضمی اور ملال سوخت ہو جاتا ہے

ہر کرا دردِ مجاعت نقد شُد　　نَو شدن با جُزو جُزوش عَقد شُد
جس کے لئے بھوک کا درد حاصل ہو گیا　　نیا ہونا اس کے جز جز سے وابستہ ہو گیا

لذّت ۳ از جوعست نے از نقلِ نَو　　بامجاعت از شکر بہ نانِ جو
لذت بھوک کی وجہ سے ہے، نہ کہ غذا سے　　بھوک کے ہوتے ہوئے جو کی روٹی شکر سے بہتر ہے

پس ز بے جوعیست وز تخمہ تمام　　آں ملالت نے ز تکرارِ کلام
پس بھوک نہ ہونے اور پوری بدہضمی کی وجہ سے　　وہ تنگدلی ہے، نہ کہ کلام مکرر ہونے سے

چوں ز دُکان و مکیس و قیل و قال　　در فریب مَردمَت ناید مَلال
کیوں دکان اور بھاؤ کی کھینچ تان اور بحث ہے　　جو لوگوں کو فریب دینے میں ہے تنگدلی نہیں ہوتی؟

بَر یکے روزست و بَر دیگر چو شب　　بَر یکے عیش ست و بَر دیگر تعب:
ایک پر دن ہے اور دوسرے پر رات کی طرح　　ایک پر عیش ہے اور دوسرے پر تھکن

۱۔ ہر جمادے۔ آنحضور کو پتھر سلام کرتے تھے۔ کعبہ بھی پتھر ہیں مومنوں کے لئے گواہی دینگے۔ بارہا۔ یہ مضمون کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں میں کئی بار بیان کر چکا ہوں لیکن میری سیری نہیں ہوتی ہے اسی لئے اس مضمون میں تکرار ہے۔

۲۔ خوردی۔ تم روٹی بار بار کھاتے ہو اس سے تم میں کوئی ملال پیدا نہیں ہوتا۔ درتو جوعے۔ تمہاری خواہش تمہیں روٹی سے ملال نہیں ہونے دیتی۔ ہر کرا۔ غرضیکہ ملال کا سبب کسی چیز کی تکرار نہیں ہے بلکہ اس چیز کی خواہش نہ ہونا ہے۔

۳۔ لذت۔ کھانے کی لذت کا مدار خواہش پر ہے بھوک ہو تو جو کی روٹی پلاؤ قورمہ ہے، ورنہ پلاؤ قورمہ سے بھی ملال پیدا ہوگا۔ مکیس۔ یعنی بھاؤ میں کھینچ تان۔ بر یکے۔ پھر مولانا نے وہی مضمون شروع فرمایا کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں۔

بَر یکے محبوب و بَر دیگر عدو | بَر یکے راحِ[1] است و بَر دیگر کدو

ایک پر دوست ہے اور دوسرے پر دشمن | ایک پر شراب ہے دوسرے پر کدو

بَر یکے آبست و بر دیگر چو خوں | بَر یکے اعجاز و بَر دیگر فسوں

ایک پر پانی ہے اور دوسرے پر خون کی طرح | ایک پر معجزہ ہے اور دوسرے پر جادو

بَر یکے حلوا و بر دیگر چو سُم | بَر یکے سَنگ ست و بَر دیگر صَنم

ایک پھر حلوا ہے اور دوسرے پر زہر کی طرح | ایک پر پتھر ہے اور دوسرے پر بت

بَر یکے جسم ست و بر دیگر چو رُوح | بَر یکے حَبس ست و بَر دیگر فتوح

ایک پر جسم ہے اور دوسرے پر روح جیسے | ایک پر قید ہے دوسرے پر فتوحات

بَر یکے تیرست و بَر دیگر کماں | بَر یکے نان ست و بَر دیگر سِناں

ایک پر تیر ہے اور دوسرے پر کمان | ایک پر روٹی ہے اور دوسرے پر بھالا

چوں زغیبت و اکلِ لحمِ مَردماں | شصت سالت سیری نامد ازاں

کیوں غیبت اور لوگوں کا گوشت کھانے سے | ساٹھ سال میں تجھے اس سے سیری حاصل نہ ہوئی؟

شَرہا در عشقِ قحبہ گفتہ تو | بے ملالت ہمچو گل بشگفتہ تو

تو نے رنڈی کے عشق میں بہت سے شعر ہے | بغیر ملال کے تو پھول کی طرح کھلا رہا

مدحہا در صیدِ شلّہ گفتہ تو | بے ملولی بارہا بشگفتہ تو

تو نے شرمگاہ کا شکار کرنے میں بہت تعریفیں کیں | بغیر ملال کے تو بارہا شگفتہ رہا

بارِ[2] آخر گوئیش سوزان و چست | گرم تر صد بار از بارِ نخست

تو پھر اس کو دوسری بار گرم اور چست ہو کر کہتا ہے | پہلی بار سے سو گنا گرم ہو کر

درد داروئے کہن رانو کُند | درد ہر شاخِ ملولے خو کُند

درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے | درد ملال کی ہر شاخ کو کاٹ دیتا ہے

کیمیائے نو کُنندہ دَرد ہاست | کو مُلولی آں طرف کہ درد خاست

درد نئی کیمیا بنانے والے ہیں | وہاں تنگدلی کہاں ہے جہاں درد اٹھا؟

ہیں[3] مزن تو از ملولی آہِ سَرد | درد جُو و درد جُو و دَرد دَرد

تو تنگدل سے ٹھنڈی آہ نہ بھر | درد کی تلاش کر اور درد کی تلاش اور درد، درد

خادعِ درد اند در مانہائے ژاژ | رہزنند و زر ستاناں رسم باژ

بیہودہ معالجے درد کو دھوکہ دینے والے ہیں | ڈاکو ہیں اور خراج کے طریقہ پر روپیہ وصول کرنے والے ہیں

---

[1] راح۔ شراب۔ کدو۔ جس میں شراب بھر کر رکھتے ہیں۔ سنگ۔ پتھر معمولی چیز ہے۔ صنم۔ بت کی عبادت کراتے ہیں۔ چوں زغیبت۔ انسان غیبت کرتا ہے جو دوسروں کا گوشت کھاتا ہے اس سے انسان ملول نہیں ہوتا چونکہ اس کی رغبت ہے۔ قحبہ۔ زانیہ۔ شلہ عورت کی شرمگاہ۔

[2] بار آخر۔ اس طرح کے اشعار تو مکرر کہتا ہے اور تکرار میں تیرا جوش اور شوق بڑھتا رہتا ہے۔ درد۔ جب درد اٹھتا ہے تو وہی دوا پیتا ہے جو پہلے بارہا پی چکا ہے۔ خو۔ قطع۔

[3] ہیں مزن۔ جس طرح ظاہری درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے اور انسان تکرار سے ملول نہیں ہوتا اسی طرح تو نصیحت کی باتوں سے ملول ہو کر ٹھنڈی آہیں نہ بھر بلکہ اپنے دل میں آخرت کا درد پیدا کر۔ خادع۔ چونکہ آخرت کا درد بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے تو مولانا بناوٹی بزرگوں سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں کہ ان کی صحبت درد پیدا کرنے کا دھوکہ ہے۔

آبِ شورے نیست درمانِ عطش — وقتِ خوردن گر نماید سرد و خوش
کھاری پانی پیاس کا علاج نہیں ہے — اگرچہ پینے کے وقت ٹھنڈا اور اچھا لگے

لیک خادع گشت و مانع شد زجست — زاب شیرینی کز وصد سبزہ رُست
لیکن وہ ڈھونڈنے سے دھوکہ دینے والا اور مانع بن گیا — میٹھے پانی کے جس سے سیکڑوں سبزے اگے ہیں

ہمچنیں ہر زرِ قلبے مانع ست — از شناسِ نقدِ زر ہر جا کہ ہست
اس طرح ہر کھوٹا سونا مانع ہے — کھرے کی پہچان سے وہ جہاں کہیں بھی ہو

بال و پرّت رابہ تزویرے برید — کہ مرادِ تو منم گیرائے مرید
اس نے مکاری سے تیری بال و پر کاٹ دیئے — کہ اے مرید! میں تیری مراد ہوں لے لے

گفت ۲ دردت چینم و خود دَرد بود — باطنًا خار و بظاہر وَرد بود
اس نے کہا، میں تیرا درد چن لوں گا اور وہ خود درد تھا — باطن میں کانٹا اور باہر پھول تھا

رَوز درمانِ دروغیں می گریز — تاشود دردت مطیَّب مُشک بیز
جا، جھوٹے علاج سے بھاگ — تاکہ تیرا درد پاکیزہ اور مشک کی خوشبو دینے والا بن جائے

گفتنِ عسس خوابِ خود را با غریبِ مسکین ونشانِ گنج دادن ہم در خانۂ اُو
کوتوال کا مسکین پردیسی سے اپنا خواب بیان کرنا اور اسی کے گھر میں خزانہ کا پتہ دینا

گفت نے دُزدی تو و نے فاسقی — مَردِ نیکی لیک گول و احمقی
اس نے کہا نہ تو چور ہے نہ بدکار — تو نیک انسان ہے لیکن بیوقوف اور احمق ہے

بر ۳ خیالِ خواب چندیں رہ کنی — نیست عقلت راتسوئے روشنی
خواب کے خیال پر تو اتنا راستہ طے کرتا ہے — تیری عقل میں ایک دمڑی روشنی نہیں ہے

برخیالے آنچنیں راہِ دراز — پیش گیری از سرِ جہل وز آز
ایک خیال پر ایسا لمبا راستہ — تو نادانی اور لالچ کی وجہ سے اختیار کرتا ہے

بارہا من خواب دیدم مستمر — کہ بہ بغدادست گنجے مستتر
میں نے مسلسل کئی بار خواب دیکھا ہے — کہ چھپا ہوا خزانہ بغداد میں ہے

دَر فلاں کوی و فلاں خانہ دفیں — بُود آں خود نامِ خانہ کویِ ایں
فلاں کوچہ اور فلاں گھر میں مدفون ہے — وہ خود اس کے گھر کا اور کوچہ کا نام تھا

ہست درخانہ فلانے رَو بجو — نامِ خانہ و نامِ اُو گفت آں عدو
وہ فلانے گھر میں ہے، جا تلاش کر — اس دشمن نے گھر کا اور اس کا نام بتا دیا

---

۱ آبِ شورے۔ جس طرح کھاری پانی سے پیاس نہیں بجھتی ہے اسی طرح غلط صحبتوں سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ہمچنیں۔ جس طرح ان دھوکے باز پیروں میں پھنس کر انسان صحیح پیر سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح کھوٹے سکے کھروں سے رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ بال و پرت۔ وہ صحیح بزرگوں تک تیری پرواز کو ختم کر دیتے ہیں۔

۲ گفت۔ وہ جھوٹا پیر کہتا ہے کہ میں تیرے درد کا علاج ہوں حالانکہ وہ علاج کیا ہوتا خود درد ہے۔ تا خود۔ تیری اس طلب کے بہتر اثرات رونما ہوں۔

۳ بر خیال۔ اس کوتوال نے اس پردیسی سے کہا کہ بات تو تیری سچی ہے لیکن تو احمق اور بیوقوف ہے کہ ایک خواب و خیال پر بغداد سے مصر پہنچا۔ بارہا۔ میں نے متعدد بار خواب میں دیکھا کہ وہ خزانہ بغداد میں ہے۔ درفلاں۔ اور اس کوتوال نے اس خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ بود۔ جہاں کا اس نے پتہ بتایا وہ خود اس پردیسی کے کوچہ اور گھر کا پتہ تھا۔ آں عدو۔ کوتوال۔

دیدہ۱ام خود بارہا ایں خوابِ مَن — کہ بہ بغداد ست گنجے در وطن
میں نے خود بارہا یہ خواب دیکھا ہے — کہ وطن میں بغداد میں ایک خزانہ ہے

ہیچ مَن از جا نرفتم زیں خیال — تو بیگ خوابے بیائی بے مَلال
میں اس خیال سے کبھی جگہ سے نہ ہلا — تو بغیر ملال کے ایک خواب کی وجہ سے چلا گیا

خوابِ احمق لائقِ عقلِ ویست — ہمچو اُو بے قیمت ست ولاشی ست
بیوقوف کا خواب اس کی عقل کے مناسب ہے — اس کی طرح بے قیمت اور ہیچ ہے

خوابِ زن کمتر ز خوابِ مَرداں — از پئے نقصانِ عقل وضُعفِ جاں
عورت کے خواب کو مرد کے جواب سے کم سمجھ — عقل کی کمی اور جان کی کمزوری کی وجہ سے

خواب۲ ناقص عقل وگول آید کساد — پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد
ناقص عقل والے اور احمق کا خواب کھوٹا ہوتا ہے — تو بے عقلی سے کیسا خواب ہو گا؟ ہوا

گفت باخود گنج درخانہ مَن ست — پس مرا آنجا چہ فقر وشیون ست
اس نے اپنے آپ سے کہا خزانہ میرے گھر میں ہے — پھر مجھے اس جگہ کیا افلاس و شکوہ ہے

بر سَرِ گنج از گدائی مُردہ ام — زانکہ اندر غفلت و دَر پَردہ ام
میں خزانہ کے اوپر بیٹھا ہوا بھکاری پن سے مردہ ہوں — کیونکہ میں غفلت میں اور پردے میں ہوں

زیں بشارت مَست شد دَردش نماند — صَد ہزار اَلحمد زیرِ لَب بخواند
وہ اس خوشخبری سے مست ہو گیا اس کا درد نہ رہا — لاکھوں الحمد آہستہ آہستہ پڑھیں

گفت۳ بُد موقوف ایں لُت لُوتِ مَن — آب حیواں بُود در حانوتِ مَن
اس نے کہا میرا لذیذ کھانا اس لذت پر موقوف تھا — آبِ حیات میری دکان میں تھا

رَو کہ برلُوتِ شگرفے بَرزدم — کوری آں وہم کہ مُفلسِ بُدم
چل کہ میں نے عجیب مزیدار کھانے پر ہاتھ مارا ہے — اس وہم کے اندھے پن پر کہ میں مفلس تھا

خواہ احمق داں و خواہی عاقلم — یافتم ہر چہ کہ می خواہد دِلم
تو مجھے خواہ احمق سمجھ اور خواہ عقلمند — جو کچھ میرا دل چاہتا تھا میں نے پا لیا

خواہ احمق داں مرا خواہی فرُد — آنِ من شدُ ہر چہ می خواہی بگُو
تو مجھے خواہ احمق سمجھ خواہ کمتر — وہ میری ملکیت ہو گیا تو جو چاہے کہہ

مَن مُرادِ خویش دیدم بے گماں — ہر چہ خواہی گُو مرا اے بدہاں
یقیناً میں نے اپنی مراد دیکھ لی — اے بدزبان! تیرا جو جی چاہے مجھے کہہ لے

۱ دیدہ اَم۔ میں نے یہ خواب بار بار دیکھا ہے لیکن میں اپنی جگہ سے نہ ہلا اور بغداد کی راہ نہ لی۔ تو بیگ۔ تیری یہ حماقت ہے کہ ایک خواب پر دوڑ پڑا۔ خواب۔ جیسا تو بے عقل ہے، تیری خواب بھی ایسی ہی ہے۔ خوابِ زن۔ اسی لئے عورت کی خواب اتنی صحیح نہیں ہوتی جیسی کہ مرد کی ہوتی ہے چونکہ عورت کی عقل ناقص ہے۔

۲ خواب ناقص عقل۔ جب ناقص عقل کی خواب بھی قابل بھروسہ نہیں تو بے عقل کی خواب تو محض ہوائی ہو گی۔ گفت۔ پردیسی نے کوتوال کی خواب سن کر اپنے آپ سے کہا کہ جب خزانہ خود میرے گھر میں ہے تو میں یہاں فقر اور شکوے کی حالت میں کیوں گھوم رہا ہوں۔ زانک۔ یہ سب کچھ میری غفلت کا نتیجہ ہے۔ دردش۔ سفر کی تکلیف یا کوتوال کی مار کا درد۔

۳ گفت بُد۔ اس نے دل میں سوچا کہ خزانہ کا ملنا کوتوال کی مار پر موقوف تھا۔ آب حیواں۔ یعنی خزانہ۔ خواہ احمق۔ اس نے دل ہی دل میں کوتوال کو کہا۔ فرد۔ کمتر۔ اے بدہاں۔ یعنی کوتوال جس نے اس کو احمق اور بیوقوف کہا تھا۔

تو مرا پُر دَرد[1] گوے محتشم ۔۔۔ پیشِ تو پُر درد و پیشِ خود خوشم

اے معزز! تو مجھے مریض کہہ ۔۔۔ میں تیرے نزدیک مریض اور اپنے نزدیک بھلا ہوں

وایِ گر برعکس بُودے ایں مَطار ۔۔۔ پیشِ تو گلزار و پیشِ خویش خار

افسوس ہوتا اگر یہ مقام پرواز برعکس ہوتا ۔۔۔ تیرے نزدیک گلزار اور اپنے نزدیک کانٹا ہوتا

بافقیرے گفت روزے یک خسے ۔۔۔ کہ تُرا ایں جائی داند کسے

ایک کمینہ نے ایک روز ایک فقیر سے کہا ۔۔۔ کہ تجھے یہاں کوئی نہیں جانتا

گفت اُو گرمی نداند عامیم ۔۔۔ خویش را مَن نیک می دانم کیم

اس نے کہا، اگر عام آدمی مجھے نہیں جانتا ۔۔۔ میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں کہ میں کون ہوں؟

وایِ[2] گر برعکس بُودے دَرد و رِیش ۔۔۔ اُو بُدے بنیایِ مَن مَن کورِ خویش

افسوس ہوتا، اگر درد اور زخم اُلٹا ہوتا ۔۔۔ وہ مجھے دیکھنے والا ہوتا میں اپنے بارے میں اندھا ہوتا

احمقم گیر احمقم مَن نیک بخت ۔۔۔ بخت بہتر از لجاج و رُویِ سخت

تو مجھے احمق فرض کر، میں نیک بخت احمق ہوں ۔۔۔ چمٹا لو پن اور ترشروئی سے نصیب بہتر ہے

ایں سخن بروفقِ ظنّت می جہَد ۔۔۔ ورنہ بختم دادِ عقلم می دہد

یہ بات تیرے گمان کے مطابق نکل رہی ہے ۔۔۔ ورنہ میرا نصیبہ میری عقل کی داد دے رہا ہے

بازگشتنِ آں مَرد شادماں و مُراد یافتہ و شُکر گویاں و سجدہ کُناں و حیراں دَر غرائبِ اشارتِ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ و ظہورِ تاویلات آں بروجہیکہ ہیچ عقلے و فہمے آں جانرسَد

اس شخص کا خوش خوش اور مراد حاصل کر کے اور شکر ادا کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے اشاروں کے عجائب میں حیران واپس لوٹنا اور ان کی تاویلات کو ایسے طریقہ پر ظاہری ہونا کہ کوئی عقل اور سمجھ وہاں نہیں پہنچتی ہے

باز[3] گشت از مِصر تا بغداد اُو ۔۔۔ ساجد و راکع ثناگو شکر گو

وہ مصر سے بغداد واپس لوٹا ۔۔۔ سجدہ اور رکوع کرتے ہوئے تعریف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہوئے

جُملہ رَہ حیران و مَست اُوزیں عجب ۔۔۔ زانعکاسِ روزی راہِ طلب

وہ کونسا راستہ حیران اور مست اس عجیب بات سے ۔۔۔ طلب کے راستہ اور روزی کے برعکس ہونے سے

کز کجُا امیر وارم کردہ بُود ۔۔۔ وز کجُا افشاند برمَن سیم و سُود

کہ مجھے کہاں کا امیدوار کیا تھا؟ ۔۔۔ اور کہاں سے مجھ پر چاندی اور نفع نثار کیا؟

[1] پُر دَرد۔ یعنی حماقت کا مریض۔ وای۔ ہاں اگر تیرے سامنے اچھا ہوتا اور خود مریض ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ بافقیرے۔ اس کی یہ مثال ہے کہ کسی نے ایک درویش کو یہ کہا کہ یہاں تجھے کوئی نہیں جانتا۔ گفت۔ اس درویش نے جواب دیا کہ اگر مجھے عوام الناس نہ جانیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ اللہ نے مجھے کیا کمالات دیئے ہیں۔

[2] وای۔ ہاں اگر معاملہ بالعکس ہوتا کہ لوگ مجھے سب کچھ جانتے اور میں کچھ نہ ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ لجاج۔ مفلسی میں جھگڑا اور ترشروئی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ۔ اپنی بیوقوفی کو تیرے قول کے مطابق تسلیم کر رہا ہوں ورنہ نصیبہ بتا رہا ہے کہ میں عقلمند ہوں۔

[3] بازگشت۔ کوتوال سے خواب سننے کے بعد وہ بغداد کی جانب واپس ہوا شکر ادا کر رہا تھا اللہ تعالیٰ کی۔ شکرانہ کی تعریفیں پڑھ رہا تھا اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر رہا تھا۔ جملہ رَہ۔ وہ واپسی میں راستہ بھر حیران رہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہاں کا امیدوار بنایا اور کہاں مقصد پورا فرمایا۔ کجا۔ یعنی مصر۔ کجا۔ یعنی بغداد۔

ایں ۱چہ حکمت بُود کاں قبلہ مُراد — کردم از خانہ بُروں گمراہ و شاد
یہ کیا حکمت تھی کہ اس قبلہ حاجت نے — مجھے گمراہ اور خوش کر کے گھر سے نکالا؟

تاشتاباں در ضلالت می شُدم — ہر دَم از مَطلب جُدا تر می بُدم
حتی کہ میں گمرہی میں تیز دوڑا — ہر لحظہ مقصد سے زیادہ دور ہوتا جاتا تھا

بازآں عینِ ضلالت را بجُود — حق وسیلت کرد اندر رُشد سُود
پھر بعینہ اس گمراہی کو بخشش سے — اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور نفع کا وسیلہ بنایا

گمرہی را منہجِ ایماں کُند — کژ روی را مقصدِ احساں کُند
وہ گمراہی کو ایمان کا راستہ بنا دیتا ہے — وہ کج روی کو اخلاص کا مقصد بنا دیتا ہے

تا نباشد ہیچ مُحسن بے وَجا — تانگردد ہیچ خائن بے رَجا
تاکہ کوئی نکو کار بے خوف نہ ہو — تاکہ کوئی خیانت کرنے والا ناامید نہ ہو

اندرونِ ۲ زہر تریاق آں خفی — کردتا گویند ذُو اللُّطفِ الْخَفِی
اس نے زہر کے اندر تریاق کو مخفی — کر دیا، تاکہ اس کو چھپی مہربانی والا کہیں

نیست مخفی در نمازآں مکرُمت — در گنہ خِلعت نہدآں مَغفرت
نماز میں وہ کرم مخفی نہیں ہے — وہ گناہ میں مغفرت کی خلعت رکھ دیتا ہے

مُنکراں را قصد از لالِ ثقات — ذُل شدُہ عزّ و ظہورِ معجزات
منکروں کا مقصد ثقہ لوگوں کو ذلیل کرنا تھا — ذلت عزت اور معجزوں کا ظہور بن گئی

قصدِ ۳شاں زانکار ذُلِ دیں بُدہ — عینِ ذُل عزِّ رَسُولاں آندہ
ان کے انکار کا مقصد، دین کی ذلت تھا — ذلت بعینہ، رسولوں کی عزت بن گئی

گرنہ انکار آمدے از ہر بَدے — معجز و بُرہاں چرا نازل شدُے
اگر ہر بڑے کی جانب انکار نہ ہوتا — معجزہ اور دلیل کیوں نازل ہوتی؟

تانگردد خصمِ تو مصداق خواہ — کے کُند قاضی تقاضائے گواہ
جب تک تیرا مخالف ذریعہ تصدیق کا خواہشمند نہ ہو — قاضی گواہ کا تقاضہ کب کرتا ہے؟

معجزہ ہمچوں گواہ آمد زکی — بہرِ صدق مُدّعی در بیشکی
معجزہ، عادل گواہ کی طرح ہے — شک دفع کرنے میں مدعی کی سچائی کے لئے

انکار نہ ہوتا تو معجزوں کی ضرورت نہ ہوتی نہ انکار ظہور ہوتا۔ تانگردد۔ معجزے تو رسول کی صداقت کے گواہ ہیں اگر فریق مخالف دعوے کو تسلیم کرے تو قاضی پھر گواہ طلب نہیں کرتا ہے۔ زکی۔ یعنی وہ گواہ جس میں عدالت ہو۔

۱ ایں۔ اس میں کیا حکمت تھی کہ مجھے وطن سے بے وطن اور خزانہ کے خلاف رہنمائی کردی جس پر میں خوشی سے دوڑ رہا تھا اور میرا جو قدم مصر کی جانب اٹھتا تھا میں خزانہ سے دور ہو رہا تھا۔ باز۔ پھر اسی میری گمراہی کو کامیابی کا ذریعہ بنا دیا مصر میں کوتوال کے ہاتھوں پٹا اور وہی کوتوال مقصد کا وسیلہ بن گیا۔ گمرہی۔ چونکہ خزانہ گمان کے خلاف حاصل ہوا اب اللہ تعالیٰ کے بعض اسی طرح کے تصرفات کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ انسان کا خدا پر بھروسہ بڑھے اور وہ اسباب کو مستقل نہ سمجھے اللہ تعالیٰ بسا اوقات انسان کی گمراہی کو ایمان کا سبب بنا دیتا ہے اور احسان و عبادت کے نتیجہ میں انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ تانباشد۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی عبادت گذار خوف خدا سے خالی نہ رہے اور کوئی بدکار رحمت سے مایوس نہ ہو۔

۲ اندرون۔ برائی میں بھلائی کو اس لئے مخفی کیا ہے تاکہ اس کے اسم ذوالطف مخفی کا مظہر سامنے آتا ہے۔ نیست۔ عبادت گذار کو بخشنا اللہ کا مخفی لطف نہیں ہے۔ در گنہ۔ گنہگار کو مغفرت سے نوازنا لطف خفی ہے۔ منکراں۔ عجائب قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ منکروں کا انکار سے مقصد انبیا کو ذلیل کرنا ہوتا ہے لیکن اس سے ان کی عزت اور بڑھ جاتی ہے اور اس کے انکار کے سبب سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں جس سے انبیاء کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۳ قصدِ شاں۔ ان منکروں کا قصد تو یہ تھا کہ ان کے انکار سے دین کی ذلت لیکن وہی چیز ان کی عزت کا سبب بن گئی۔ گرنہ انکار۔ اگر منکروں کا

طعنہ[1] اچوں می آمد از ہر ناشناخت　　معجزہ می داد حق و می نواخت
ہر نہ پہچاننے والے کی جانب سے جب طعنہ آتا تھا　　حق تعالیٰ معجزہ دیتا اور نوازتا تھا

مکرِ آں فرعون سیصد تو بُدہ　　جُملہ ذلِّ اُو و قمعِ اُو شُدہ
اس فرعون کا مکر تین سو تہوں کا تھا　　وہ سب اس کی ذلت اور قمع قمع بنا

ساحراں آوردہ حاضر نیک و بَد　　تا کہ جرح معجزہ موسیٰ کُند
وہ اچھے اور برے ساحر حاضر لایا　　تاکہ حضرت موسیٰ کے معجزہ پر جرح کرے

تا عصارا باطل و رُسوا کند　　اِعتبارش راز دلہا بَر کَند
تاکہ عصا کو باطل اور رسوا کرے　　اس کے اعتبار کو دلوں سے دور کرے

عینِ آں مکر آیتِ موسیٰ شدُہ　　اِعتبارِ آں عصا بالا شُدہ
وہ مکر بعینہٖ (حضرت) موسیٰ کا معجزہ بنا　　اس عصا کا اعتبار دو بالا ہو گیا

لشکر[2] آرد اُو پگہ تا حولِ نیل　　تازَند بر موسیٰ و قومش سبیل
وہ صبح کو نیل کے گرد لشکر لاتا ہے　　تاکہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کی رہزنی کرے

ایمنی اُمت موسیٰ شوَد　　اُو بتحت الارض و ہاموں در رَود
وہ حضرت موسیٰ کی قوم کا امن بن جاتا ہے　　وہ زمین اور جنگل کے نیچے چلا جاتا ہے

گر بمصر اندر بُدے اُو نامدے　　وہم از سبطی کجا زائل شدُے
اگر وہ مصر کے اندر ہوتا، نہ آتا　　سبطی سے وہم کہاں مٹتا؟

آمد و در سبط افگند اُو گداز　　کہ بداں کہ اَمن در خوف ست راز
وہ آیا اور اس نے سبطیوں میں خوف ڈالا　　تاکہ جان لے کہ امن خوف میں مخفی ہے

ایں[3] بُوَد لُطفِ خفی کُو را صَمَد　　نار بنماید خودُ آں نُورے بُوَد
لطفِ خفی یہ ہے، کہ اس کو اللہ تعالیٰ　　آگ دکھا دے، وہ خود نور ہو

نیست مخفی مُزد دادن در تُقا　　ساحراں را اَجر بیں بَعد از خَطا
پرہیزگاری میں اجر دینا مخفی نہیں ہے　　غلطی کے بعد جادوگروں کے اجر کو دیکھ

نیست مخفی وصل اندر پرورش　　ساحراں را وصل داد اُو در بُرشِ
پرورش میں وصل مخفی نہیں ہے　　اس نے قطع و برید میں ساحروں کو وصل عطا فرمایا

---

[1] طعنہ۔ ان منکروں کے طعنوں کی بدولت معجزوں کا ظہور ہوا۔ مکر۔ اسی طرح فرعون کا مکر بھی الٹا ہو گیا۔ ساحراں۔ اس نے جادوگروں کو اس لئے جمع کیا تھا تاکہ وہ موسیٰ کے معجزے پر جو بمنزلہ گواہ کے تھا جرح کر کے اس کی صداقت کو باطل کر دیں اور وہ معتبر گواہ نہ رہے۔ عین آں۔ لیکن یہی مکر الٹا ہو گیا حضرت موسیٰ کا گواہ اور زیادہ معتبر ثابت ہوا اور عصا کی عدالت وصداقت دو بالا ہو گئی۔

[2] لشکر آرد۔ حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی سبطیوں کے تعاقب میں فرعون مصر سے نکلا تاکہ ان کی رہزنی کرے۔ ایمنی۔ لیکن یہ حرکت نتیجہ میں سبطیوں کے لئے باعث اطمینان ہو گئی اور وہ دریا میں غرق ہو کر زمین کے نیچے پہنچ گئی۔ گر بمصر۔ اگر وہ مصر میں رہتا تو سبطیوں کو پورا اطمینان نہ ہوتا بلکہ ڈرتے رہتے کہ کسی وقت حملہ کر دے گا۔ آمد۔ وہ فرعون سبطیوں کے تعاقب میں نکلا تاکہ ان کو خوفزدہ کرے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود غرق ہو گیا اور سبطی مطمئن ہو گئے یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جان لیا جائے کہ امن خوف میں پوشیدہ ہے۔

[3] ایں بُوَد۔ لطف خفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ کو نار میں نور دکھلا دیا۔ نیست۔ عبادت گزاروں کو اجر دینا لطف خفی نہیں ہے لطف خفی تو یہ ہے کہ فرعون کے جادوگر آئے مقابلہ کرنے کے لئے اور ان پر مہربانی ہوئی اور وہ مومن بن گئے۔ پرورش۔ ظاہری انعامات میں لطف خفی نہیں ہے لطف خفی تو یہ ہے کہ ساحروں کے ہاتھ پاؤں کٹوائے۔

نیست مخفی ۱؎ سیر با پائے روا ‏ ساحراں را سیر بیں در قطعِ پا
چلتے پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا مخفی نہیں ہے ‏ جادوگروں کا چلنا پاؤں کٹنے میں دیکھ

عارفاں زانند دائم آمنوں ‏ کہ گذر کردند از دریایِ خوں
عارف اسی لئے ہمیشہ امن میں ہیں ‏ کیونکہ وہ خون کے دریا کو پار کر گئے

امنِ شاں از عینِ خوف آمد پدید ‏ لا جرم باشند ہر دم در مزید
ان کا امن بعینہ، خوف سے ظاہر ہوا ہے ‏ لا محالہ وہ ہر وقت ترقی میں رہتے ہیں

امن دیدی گشتہ در خوفے خفی ‏ خوف بیں ہم در امیدے اے صفی
تو نے وہ امن دیکھ لیا جو خوف میں مخفی ہے ‏ اے برگزیدہ! تو خوف کو بھی امن میں دیکھ لے

آں امیر از مکر بر عیسےٰ تند ‏ عیسیٰ اندر خانہ رو پنہاں کند
وہ امیر مکر سے حضرت عیسیٰ کے درپے ہوتا ہے ‏ حضرت عیسیٰ گھر میں منہ چھپا لیتے ہیں

اندر آید تا شود او تاجدار ‏ خود زشبہ عیسیٰ آمد تاجدار
وہ اندر آ جاتا ہے تاکہ وہ تاجدار بنے ‏ وہ خود حضرت عیسیٰ کی مشابہت سے سولی پر چڑھتا ہے

ہیں ۲؎ میاویزید، من عیسیٰ نیم ‏ من امیرم بر جہوداں، خوش پیم
خبردار مت لٹکاؤ، میں عیسیٰ نہیں ہوں ‏ میں یہودیوں کا حاکم ہوں میں وہ مبارک قدم ہوں

زو ترش بردار آویزید کو ‏ عیسیٰ ست از دستِ ما تخلیص جو
اس کو بہت جلد سولی پر لٹکاؤ کیونکہ وہ ‏ عیسیٰ ہے ہمارے ہاتھ سے خلاصی چاہتا ہے

چند لشکر میرود تا بر خورد ‏ برگِ او بر گردد و بر سر خورد
چند لشکر جاتے ہیں تاکہ نفع اٹھائیں ‏ ان کا سامان الٹ جاتا ہے اور سر پر مار کھاتے ہیں

چند بازرگاں رود بر بوئے سود ‏ عید پندارد بسوزد ہمچو عود
بہت سے تاجر نفع کی امید پر جاتے ہیں ‏ عید سمجھتے ہیں، عود کی طرح جلتے ہیں

چند ۳؎ در عالم بود در عکسِ ایں ‏ زہر پندارد بود آں انگبیں
بہت سی مرتبہ دنیا میں اس کا الٹا ہوتا ہے ‏ زہر سمجھتا ہے وہ شہد ہوتا ہے

بس سپہ بنہاد دل بر مرگِ خویش ‏ روشنیہا و ظفر آید بہ پیش
بہت سے سپاہی ہیں کہ جنھوں نے مرنے کی ٹھان لی ‏ ان کو روشنیاں اور فتح پیش آ جاتی ہیں

ابرہہ باپیل بہرِ ذلِّ بیت ‏ آمدہ تا افگندی را چو میت
ابرہہ ہاتھی کے ساتھ بیت اللہ کو ذلیل کرنے کے لئے ‏ آیا تاکہ زندہ کو مردہ کی طرح گرا دے

۱؎ مخفی۔ ہاتھ پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا کوئی مخفی امر نہیں ہے مخفی وہ سیر ہے جو فرعون کے ساحروں کو بغیر ہاتھ پاؤں کے حاصل ہوئی۔ عارفاں۔ عارف چونکہ ہر قسم کے خطرات سے گزر چکے ہیں لہٰذا وہ بالکل امن میں ہیں۔ امن شاں۔ وہ دیکھ چکے ہیں کہ بہت سے خوف کے اسباب سے ان کو امن حاصل ہوا ہے۔ امن دیدی۔ جس طرح امن خوف میں مخفی ہوتا ہے اسی طرح خوف بھی امن میں مخفی ہوتا ہے۔ آں امیر۔ وہ یہودی حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے گیا تاکہ ان کی جگہ سرداری حاصل کر لے، حضرت عیسیٰ چھپ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ کے مشابہ بنا دیتا ہے۔

۲؎ ہیں۔ قوم اس کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر پکڑتی ہے اور سولی پر چڑھاتی ہے وہ ہر چند یہ کہتا ہے کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کوئی اس کا یقین نہیں کرتا۔ زوتر۔ قوم کہتی ہے کہ یہ عیسیٰ ہے یہ بہانہ بنا کر ہم سے چھوٹنا چاہتا ہے بالآخر وہ سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے جو فعل اس نے باعث امن سمجھا اس میں خوف مخفی تھا۔ چند لشکر۔ لشکر دشمن پر فتح کے لئے حملہ کرتا ہے اور اس میں اس کی موت مضمر ہوتی ہے۔ چند بازرگاں۔ تاجر نفع کے لئے جاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

۳؎ چند در عالم۔ عالم میں بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انسان ان کو مفید سمجھتا ہے اور وہ مفید ہوئے ہیں۔ بس سپاہ۔ شکر گھر جاتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ اب مخالف کے ہاتھ مرنا ہے لیکن بالآخر کامیابی ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ ابرہہ۔ ابرہہ حبش کا گورنر مکہ والوں سے انتقام لینے اور ان پر فتح پانے چلا ہلاک ہوا۔

تا حریمِ کعبہ را ویراں کُند — جُملہ را زانجائے سَرگرداں کُند
تا کہ کعبہ کے حرم کو تباہ کر دے — سب کو وہاں سے پریشان کر دے

تاہمہ ۱ زُوّار گردِ اُو تنند — کعبہ اُورا ہمہ قبلہ کُنند
تا کہ سب زیارت کرنے والے اس کے گرد جمع ہوں — سب اس کے کعبہ کو قبلہ بنا لیں

وز عرب کینہ کشد اندر گزند — کہ چرا در کعبہ اَم آتش زنند
اور نقصان پہنچا کہ عرب سے کینہ نکالے — کہ وہ کیوں میرے کعبہ میں آگ لگاتے ہیں؟

عینِ سعیش عزتِ کعبہ شُدہ — مُوجبِ اعزازِ آں بیت آمدہ
اس کی کوشش بعینہ کعبہ کی عزت ہو گئی — وہ اس بیت اللہ کے اعزاز کا سبب بن گیا

مکّیاں را عزّیکے بُد صد شُدہ — تاقیامت عزِّشاں مُمتد شُدہ
مکہ والوں کی ایک عزت تھی سو بن گئی — قیامت کے ان کی عزت دراز ہو گئی

اُو ۲ و کعبہ اُو شُدہ مخسوف تَر — از چیست ایں از عنایاتِ قدر
وہ اور اس کا کعبہ زیادہ دھنسا ہوا ہو گیا — یہ کیوں ہے؟ تقدیر کی مہربانیوں سے ہے

از جہازِ اَبرہہ خَیلِ عَرب — گشتہ مُستغنی زفضّہ وز ذَہب
عرب کی جماعت ابرہہ کے سامان کی وجہ سے — چاندی اور سونے سے بے نیاز ہو گئی

از جہازِ اَبرہہ ہمچوں دَدہ — آں فقیرانِ عَرب مُنعم شُدہ
درندے جیسے ابرہہ کے سامان سے — وہ عرب کے فقیر دولت مند ہو گئے

از جہازِ اَبرہہ دونِ دَنی — ایں فقیرانِ عَرب گشتہ غنی
کمتر، کمینہ ابرہہ کے سامان سے — یہ عرب کے فقیر مال دار ہو گئے

اُو گماں بُردہ کہ لشکر می کشد — بہرِ اہلِ بیت اُو زرمی کشد
اس نے خیال کیا کہ وہ لشکر لے جا رہا ہے — حالانکہ وہ بیت اللہ والوں کے لئے سونا لے جا رہا تھا

اندریں ۳ فسخِ عزائم ویں ہمم — در تماشا بُود دررَہ ہر قدم
وہ انہیں ارادوں کے فسخ کرنے اور اپنے حوصلوں میں — راستہ میں ہر قدم پر تماشے میں تھا

خانہ آمد گنج را اُو بازیافت — کارش از لُطفِ خدائی سازیافت
وہ گھر آ گیا اس نے خزانہ پا لیا — خدا کی مہربانی سے اس کا کام سرانجام ہوا

تابدانی حِکمتِ فردِ حکیم — امنہا می نہد در خوف وبیم
تا کہ تو شکلا دانا کی حکمت کو دیکھ لے — وہ خوف خطر میں بہت سے اطمینان پیدا کر دیتا ہے

۱ تاہمہ۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ مکہ کے کعبہ کو ڈھادے تاکہ سب اس کے کعبہ کا حبش جا کر طواف کیا کریں۔ وز عرب۔ اس کے بنائے ہوئے کعبہ میں کسی نے پاخانہ کر دیا یا آگ لگا دی تھی اس کے انتقام کے لئے وہ چلا لیکن اس کا یہ کام جس میں وہ اپنی کامیابی اور مکہ کی توہین سمجھتا تھا مکہ کے اعزاز کا سبب بن گیا اور مکہ والوں کی قیامت تک عزت کا سبب بن گیا۔

۲ او۔ ابرہہ اور اس کا کعبہ نیست نابود ہو گیا۔ از جہاز۔ اس کے لشکر کا اس قدر سامان اور نقد مکہ والوں کے ہاتھ آیا کہ وہ مالدار ہو گئے۔ او گماں۔ وہ سمجھا کہ میں مکہ والوں پر لشکر کشی کر رہا ہوں ثابت یہ ہوا کہ وہ مکہ والوں کے لئے دولت لے کر جا رہا ہوں۔

۳ اندریں۔ وہ بغدادی پردیسی مصر میں اپنے احوال کا تماشا کر رہا تھا۔ خانہ آمد۔ اس نے بغداد میں آ کر کوتوال کے خواب کے مطابق گھر کھودا تو اس کو خزانہ مل گیا۔ تابدانی۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ اس کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ مضر باتوں میں نفع پوشیدہ فرما دیتا ہے۔

یادم ۱ے آمد قصۂ شہزادگاں | گوشِ ہوش آور بمن بشنو بیاں
مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا | میری جانب ہوش کے کان لا بیان سن

مکرر کردنِ برادران پنددادنِ برادرِ بزرگ تر را و تاب ناآوردن پندرا از ایشان و شید او بیخود رفتن و خود را دربار گاہِ پادشاہ انداختن و دستوری خواستن لیک از فرطِ عشق ومحبت نہ از گستاخی ولا ابالی

بھائیوں کا سب سے بڑے بھائی کو مکرر نصیحت کرنا اور اس کا ان کی نصیحت کی تاب نہ لانا اور مجنون اور بے خود ہو کر چلا جانا اور اپنے آپ کو بادشاہ کے دربار میں لے جا ڈالنا اور اجازت چاہنا لیکن محبت اور عشق کی زیادتی کی وجہ سے نہ کہ گستاخی اور لاپروائی سے

بیدل گماں مبر کہ نصیحت کند قبول | مَن گوش استماع ندارم لِمَن یقُول
بیدل کے بارے میں گمان نہ کر کہ وہ نصیحت قبول کرے گا | جو شخص کہتا ہے میں اس کے سننے کے لئے کان نہیں رکھتا

آں دو گفتندش کہ اندر جانِ ما | ہست پاسخہاچو نجم اندر سما
ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمارے دل میں | جوابات ہیں، جس طرح آسمان میں ستارے

گرنگویم آں نیاید راست نرد | ور بگویم آں دلت آید بدرد
اگر وہ ہم نہیں کہتے تو بازی درست نہیں ہوتی ہے | اور اگر وہ ہم کہتے ہیں تیرا دل دکھتا ہے

ہمچو۲چغزیم اندر آب از گفت الم | وز خموشی اختناقست و سقم
تکلیف دہ بات کہنے میں ہم پانی کے مینڈک کی طرح ہیں | اور چپ رہنے سے گلے کی گھٹن اور بیماری ہے

گرنگویم آشتی را نور نیست | ور بگویم آں سخن دستور نیست
اگر ہم نہیں کہتے ہیں، دوستی میں نور نہیں ہے | اور اگر ہم وہ بات کہتے ہیں تو اجازت نہیں ہے

در۳زماں برجست کاے خویشاں وداع | انما الدُّنیا وما فیھا متاع
وہ فوراً کھڑا ہو گیا کہ اے اپنو! رخصت | دنیا اور جو کچھ اس میں ہے محض چند روزہ وسامان ہے

پس بروں جست او چو تیرے از کماں | کہ مجالِ گفت کم بُود آں زماں
وہ باہر نکل گیا جیسا کہ تیر کمان سے | کیونکہ اس وقت گفتگو کی گنجائش نہ تھی

اندر آمد مست پیشِ شاہِ چیں | زود مستانہ ببوسید او زمیں
وہ بیخود ہو کر شاہ چین کے سامنے آیا | اس نے جلدی سے مستانہ وار زمین کو بوسہ دیا

۱ یادم۔ اب پھر ان شہزادوں کا قصہ شروع ہوا ہے۔ آں دو۔ دونوں چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ تمہاری ساری تقریر کا ہمارے پاس جواب ہے۔ گرنگویم۔ وہ جوابات اگر ہم نہیں دیتے ہیں تو کام خراب ہوتا ہے اور اگر دیتے ہیں تو تم کو تکلیف ہوگی۔

۲ ہمچو۔ مینڈک پانی میں منہ کھول کر بات کرے تو منہ میں پانی بھر جائے، بات نہ کہے تو دل گھٹتا رہے گا۔ گرنگویم۔ نہ کہنا صلح اور دوستی کے خلاف ہے اور کہنے کی آپ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

۳ در زماں۔ بھائی یہی تقریر کر رہے تھے کہ وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی چند روزہ فائدہ کی ہے۔ پس۔ اور فوراً چل دیا کچھ کہنے کا موقع نہ دیا۔ اندر۔ وہ فوراً شاہ چین کے دربار میں پہنچا اور زمین بوس ہوا۔

شاہ[۱] را مکشوف یک یک حالِ شاں
ان کا ایک ایک حال. شاہ پر کھلا ہوا تھا
اوّل و آخر غم و زلزال شاں
غم کی ابتداء اور آخر اور ان کا تذبذب

میش مشغولست در مرعایِ خویش
بھیڑ، اپنی چراگاہ میں مشغول ہے
لیک چوپاں واقفست از حالِ میش
لیکن چرواہا بھیڑ کی حالت سے واقف ہے

کُلُّکُم راعٍ بد انداز رمہ
وہ تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے کی وجہ سے جانتا تھا کہ گلہ میں سے
کہ علف خوارست و کہ در ملحمہ
کون گھاس کھانے والا ہے اور کون لڑائی میں ہے

گرچہ در صورت ازاں صف دور بود
اگرچہ باہر اس صف سے دور تھا
لیک چوں دف درمیانِ سور بود
لیکن دھپڑے کی طرح شادی کے درمیان میں تھا

واقف از سوز و لہیبِ آں وفود
وہ اس گروہ کی سوزش اور لپٹ سے واقف تھا
مصلحت آں بُد کہ خشک آوردہ بود
مصلحت یہ تھی کہ خشک کر رکھا تھا

درمیان جانِ شاں بود آں سمی
وہ بلند مرتبہ ان کی جان کے درمیان تھا
لیک قاصد کردہ خود را اعجمی
لیکن قصداً خود کو گونگا بنا رکھا تھا

صورتِ[۲] آتش بود پایانِ دیگ
آگ کی صورت، دیگ کے نیچے ہوتی ہے
معنیٔ آتش بود در جانِ دیگ
آگ کا باطن دیگ کے اندر ہوتا ہے

صورتش بیروں و معنیٔ اندروں
اس کی صورت باہر ہے اور باطن اندر ہے
معنیٔ معشوقِ جاں در رگ چو خوں
جان کے معشوق کا باطن خون کی طرح رگ میں ہے

شاہزادہ پیشِ شہ زانو زدہ
شہزادہ بادشاہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا
دہ معرِّف شارحِ حالش شدہ
مقامی تعارف کرانے والا اس کے حال کی شرح کرنے والا تھا

گرچہ شہ عارف بُد از کُل پیش پیش
اگرچہ شاہ بہت پہلے سے سب کچھ جاننے والا تھا
لیک میکرد اے معرِّف کارِ خویش
لیکن تعارف کرانے والا اپنا کام کرتا تھا

در[۳] دروں یک ذرّہ نورِ عارفی
باطن میں معرفت کے نور کا ایک ذرہ
بہ بود از صد معرِّف اے صفی
اے برگزیدہ! سو تعارف کرانے والوں سے بہتر ہے

گوش را رہنِ معرِّف داشتن
کان کو تعارف کرانے والے کا گروی رکھنا
آیت محجوبی ست و حزر و ظن
پردے میں ہونے اور تخمین اور گمان کی علامت ہے

آنکہ اُو را چشمِ دل شُد دیدباں
جس کے لئے دل کی آنکھ دیکھنے والی ہے
دید خواہد چشمِ اُو عین العیاں
اس کی آنکھ بالکل معائنۃً دیکھے گی

---

۱ شاہ۔ شاہ چین صاحب باطن تھا اس کو ان سب کے حالات بطور کشف معلوم تھے۔ میش۔ شاہ اور ان کی یہی حالت تھی جیسے کہ بھیڑ اور اس کا چرواہا، بھیڑ اپنے کام میں مشغول ہے لیکن چرواہا اس پر نظر رکھتا ہے اور اس کی ہر حالت سے واقف رہتا ہے۔ کُلُّکُم۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان راعی ہے اور قیامت میں اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا راعی چرواہا اپنے گلہ کی حالت سے واقف ہوتا ہے کونسا جانور چر رہا ہے اور کونسا لڑ رہا ہے۔ خشک۔ یعنی زبان پر خشکی لائے ہوئے تھا اور راز نہ کھلتا تھا۔ سمی۔ بلندی یعنی شاہ چین۔ اعجمی۔ یعنی بےزبان۔

۲ صورت آتش۔ دور ہوتے ہوئے ان میں ہونے کی مثال یہ ہے کہ آگ دیگ کے اندر کے کھانے سے دور ہے لیکن اس کا اثر کھانے کے اندر ہے معنیٔ رغ کو بمنزلہ معشوق ہے جسم مادی سے علیحدہ چیز ہے لیکن اس کا اثر رگ رگ میں خون کی طرح جاری ہے۔ دہ معرف۔ دہ معرف وہ شخص جو دربار میں آنے والے کو اس کے مناسب مقام پر بٹھا کر بادشاہ سے اس کا تعارف کراتا ہے۔ لیک۔ تعارف کرانے والا اپنا منصبی فرض ادا کر رہا تھا۔

۳ در دروں۔ اگر باطن میں عرفان کا ایک ذرہ بھی ہوتا ہے تو اس سے جو کشف ہوتا ہے وہ کسی بتانے والے کے اعتبار سے بہت زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گوش۔ کشف حاصل کرنا چاہیے۔ حزر۔ تخمینہ۔ آنکہ۔ جس کے دل کی آنکھ جاتی ہے اس کو حقیقی معائنہ حاصل ہو جاتا ہے۔

بالاِ تواتر نیست قانعِ جانِ اُو　　بَل ز چشمِ دل رَسد ایقانِ اُو

اس کی جان تواتر پر قناعت کرنے والی نہ ہوگی　　بلکہ اس کا یقین دل کی آنکھ سے پہنچتا ہے

پَس مُعرِّف پیشِ شاہِ مُنتخب　　دَر بیانِ حالِ اُو بکشُود لَب

پھر تعارف کرانے والے نے برگزیدہ شاہ کے سامنے　　اس کے حال کے بیان میں لب کشائی کی

گفت شاہا صیدِ احسانِ تُواست　　پادشاہی کُن کہ اُو آنِ تُواست

اس نے کہا اے بادشاہ! وہ تیرے احسان کا شکار ہے　　شاہی برتیے، کیونکہ وہ آپ کا ہے

دَست در فتراکِ ایں دولت زدست　　بر سَرِ سَرمستِ اُو بر مال دست

اس نے اس سلطنت کے شکار بند کو پکڑ لیا ہے　　اس کے مست سر پر ہاتھ پھیر دیجئے

گفت شہ ہر مَنصبے و مُلکتے　　کالتماسش ہَست یابدآں فتے

بادشاہ نے کہا جس عہدے اور ملک کی　　اس کی درخواست ہو وہ نوجوان حاصل کر لے گا

بیست چنداں مُلک کُوشدزاں بری　　بخشمش اینجا و مَن خود بر سَری

جس ملک سے وہ بیزار ہوا ہے، اس کا بیس گنا　　میں اس کو اس جگہ بخشدوں گا اور میں خود علاوہ ہوں

گفت تا شاہیت دروے عشق کاشت　　جُز ہوایِ تو ہوایِ کے گذاشت

اس نے کہا جب سے آپ کی شاہی نے اس میں عشق بویا ہے　　سوائے آپ کی خواہش کے اس نے کونسی خواہش باقی رکھی ہے

بندگیٔ تُش چُناں در خورد شُد　　کہ شہی اندر دلِ اُو سَرد شُد

آپ کی غلامی ایسی موافق ہوئی ہے　　کہ بادشاہی اس کے دل میں سرد ہو گئی ہے

شاہی و شہزادگی درباختہ است　　از پےِ تو دَر غریبی ساختہ است

اس نے شاہی اور شہزادگی سب ہار دی　　آپ کی خاطر اس نے مسافرت سے نباہ کیا ہے

صُوفیے کانداخت خِرقہ وَجد دَر　　کے رَود اُو بر سَرِ خِرقہ دِگر

جس صوفی نے وجد میں گدڑی اتار پھینکی　　وہ دوسری گدڑی پر کب توجہ کرتا ہے؟

مَیل سُویِ خرقہ دادہ نَدم　　آنچناں باشد کہ مَن مَغبوں شدُم

دی ہوئی گدڑی کی طرف میلان اور ندامت　　ایسا ہے جیسا کہ میں ٹوٹے میں ہو گیا ہوں

بازدہ ۳ آں خرقہ ایں سُوا ے قریں　　کہ نمی ارزید آں یعنی بدیں

اے ساتھی! اس گدڑی کو ادھر واپس دے　　کہ وہ اس کی قیمت کی نہیں ہے

دور از عاشق کہ ایں فکر آیدش　　وَر بیاید خاک برسَر بایدش

عاشق سے بعید ہے کہ اس کو یہ خیال آئے　　اور اگر آئے تو اس کے سر پر خاک چاہیے

۱ تواتر۔ کسی خبر کو بہت سے لوگوں سے سننا۔ باتواتر۔ اگر لوگ کثرت کے ساتھ بھی اس کو خبر دیں وہ قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کو قلبی مشاہدہ سے یقین آتا ہے۔ پس معرفت۔ دربار میں تعارف کرنے والے نے شہزادہ کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ پادشاہی کن۔ اس کے ساتھ اپنی شاہی شان کے مطابق معاملہ کیجئے۔ دست۔ وہ آپ سے وابستہ ہو گیا ہے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے۔ بر سری۔ علاوہ یعنی اس میں اس کا ہوں۔

۲ گفت۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ جب سے وہ آپ کے عشق میں مبتلا ہوا ہے۔ بجز آپ کے اس کے دل میں کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ شاہی۔ اپنے ملک کی شاہی اور شہزادگی چھوڑ کر آپ کی خاطر غریب الوطن بنا ہے۔ صوفی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح اس شہزادے نے سلطنت کی گدڑی اتار پھینکی اور پھر اس کو واپس لینے کو تیار نہ ہوا اسی طرح صوفی جب وجد میں آکر اپنی گدڑی اتار کر پھینک دیتا ہے تو وہ کبھی گدڑی لینا پسند نہیں کرتا۔ میل۔ اگر وہ اتاری ہوئی گدڑی کی خواہش کرے اور پھینک دینے پر نادم ہو تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ وجد کے عوض گدڑی دے ڈالنے میں اپنا نقصان سمجھا۔

۳ بازدہ۔ اگر صوفی اتاری ہوئی گدڑی پر افسوس کرے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میری گدڑی واپس کر دو وہ میرا وجد اس قیمت کا نہیں تھا کہ میں گدڑی دیکر اس کو خرید لوں۔ آں۔ یعنی وجد۔ ایں یعنی گدڑی۔ دور۔ خدا کرے عاشق کو یہ خیال بھی نہ آئے اور اگر آتا ہے تو وہ ذلیل اور خوار ہے۔

عِشق ۱ اَرزد صَد خِرقہ کالبد   کہ حیاتے دارد و حسِّ و خِرد
عشق اس جسم کی سو گدڑیوں کی قیمت کا ہے   جو زندگی اور حس اور عقل رکھتا ہے

خاصہ خِرقہ مُلکِ دنیا کا بتر ست   پنج دانگ ہستیش دردِ سَر ست
خصوصاً دنیا کی سلطنت کی گدڑی جو ناقص ہے   اس کی پانچ کوڑی کی ہستی درد سر ہے

مُلکِ دنیا تَن پرستاں را حلال   ماغلام مُلکِ عشقِ بے زوال
دنیا کی سلطنت تن پرستوں کے لئے حلال ہے   ہم تو عشق کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں

عامِلِ عشق ست مَعزولش مکن   جُز بعشقِ خویش مَشغولش مکن
وہ عشق کا عہدیدار ہے، اس کو معزول نہ کیجئے   اس کو اپنے عشق کے سوا مشغول نہ کیجئے

مَنصبے کانم زرویت محجِب ست   عینِ معزولی ست نامش مَنصب ست
وہ عہدہ جو مجھے آپ کے دیدار سے روکنے والا ہے   وہ بعینہ معزولی ہے، وہ نام کا عہدہ ہے

مُوجب ۲ تاخیر ایں جا آمدن   فقدِ استعداد بُود وضُعف تَن
اس جگہ پہنچنے میں تاخیر کا سبب   استعداد کا نہ ہونا اور جسم کی کمزوری تھی

بے زاستعداد بَر کانے روی   بَر یکے حَبّہ نگردی محتوی
اگر تو بغیر تیاری کے کان پر جائے   تو ایک حبہ کا احاطہ کرنے والا نہ ہو گا

ہمچو عِنّینے کہ بکرے را خرد   گرچہ سیمیں تَن بُوَد کے بَرخورَد
اس نامرد کی طرح جو کسی باکرہ کو خرید لے   اگرچہ وہ چاندی جیسے جسم والی ہو کب اس سے لذت اٹھائے گا

چوں ۳ چراغِ بے زیت و بے فتیل   نے کثیرستش زنُو رونے قلیل
بے بتی اور بے تیل کے چراغ کی طرح   اس کو روشنی نہ زیادہ حاصل ہے نہ تھوڑی

در گُلستاں اندر آید اَخشمے   کے شود مغزش زریحاں خُرّمے
باغ میں کوئی اخشم آتا ہے   اس کا دماغ ریحان سے کب خوش ہو گا؟

ہمچو خوبے دلبرے مہمانِ غر   بانگِ چنگ و بَربطے در پیشِ کر
جیسے کوئی حسین معشوق نامرد کا مہمان ہو   بہرے کے سامنے چنگ اور بربط کی آواز ہو

ہمچو مُرغِ خاک کاید دَرِ بحار   زاں چہ یابد جُز ہلاک و جُز خِسار
جیسے کہ خشکی کا پرند سمندروں میں   وہ اس سے سوائے ہلاکت اور ٹوٹے کے کیا پائے گا

۱ عِشق۔ گدڑی تو بے جان چیز ہے عشق تو ہزاروں جاندار جسموں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ خاصہ۔ جبکہ عشق جسم سے بھی قیمتی ہے تو دنیا اس کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہے۔ مُلکِ دنیا۔ یہ حقیر چیز دنیا داروں کے لئے مناسب ہے عاشقوں کو تو عشق کی لازوال سلطنت چاہیے۔ عامِل۔ تعارف کرانے والے نے کہا شہزادہ سلطنت عشق کا عہدے دار ہے اس کو عہدے سے برخاست نہ کیجئے۔ منصبے۔ شہزادہ بھی بزبان حال آپ سے یہ کہتا ہے کہ جو عہدہ آپ کے دیدار کا حجاب بنے اور آپ سے دور کر دے وہ عہدہ نہیں بلکہ معزولی ہے۔

۲ مُوجِب تاخیر۔ آپ اس کی حاضری میں تاخیر عشق کی کمی کے سبب سے نہ سمجھیں بلکہ یہ اپنے اندر استعداد پیدا کرنے میں لگا رہا اور جسم کی لاغری تاخیر کی وجہ ہوئی اس حالت میں نہ فیضِ روحانی حاصل کرنے کی صلاحیت تھی نہ جسمانی خدمت گزاری کی قابلیت تھی۔ بے زاستعداد۔ جب تک مقصد کے حصول کی استعداد نہ ہو کوشش بیکار ہے اگر کسی میں کان کنی کی استعداد اور ہنر نہیں ہے کان سے کچھ حاصل نہ کرے گا۔ ہمچو۔ اگر انسان میں مردانہ قوت نہیں ہے تو حسین معشوقہ سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

۳ چُوں چُراغ۔ بے استعداد مرید بے تیل اور بے بتی کا چراغ۔ در گُلستاں۔ اگر ناک میں خوشبو سونگھنے کی استعداد نہیں ہے تو چمن سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اخشم۔ وہ انسان جس میں سونگھنے کی قوت نہ ہو۔ ہمچو۔ بے استعداد مرید اور شیخ کامل کی مثال نامرد اور حسین محبوبہ کی اور بہرے اور چنگ و بربط کے گانے کی سی ہے۔ ہمچو مرغ۔ جس پرند میں تیرنے کی استعداد نہ ہو اس کے لئے دریا ہلاکت ہے۔

ہمچو ا بے گندم شدہ در آسیا — جز سفیدی ریش و مو نبود عطا
جس طرح بغیر گیہوں کے چکی پر پہنچا ہوا — داڑھی اور بال کے سفید کرنے کے سوا اس کا انعام نہ ہوگا

آسیای چرخ بر بے گندماں — مو سپیدی بخشد و ضعفِ میاں
بے گیہوں والوں کو آسمان کی چکی — بالوں کی سفیدی اور کمر کی کمزوری بخشتی ہے

لیک بابا گندماں ایں آسیا — مُلک بخش آمد دہد کار و کیا
لیکن گیہوں والوں کے لئے یہ چکی — ملک عطا کرنے والی بنی ہے کام اور بادشاہی عطا کرتی ہے

اوّلِ استعدادِ جنت بایدت — تاز جنت زندگانی زایدت
پہلے تجھے جنت کی استعداد چاہیے — تاکہ جنت سے تیری زندگی پیدا ہو

طفلِ ۲ نور از شراب و از کباب — چہ حلاوت از قصور و از قباب
نوزائیدہ بچے کے لئے شراب سے اور کباب سے — کیا مزا قلعوں سے اور قبوں سے؟

حد اندارد ایں سخن کم جو سخن — تو برو تحصیلِ استعداد کن
یہ بات حد نہیں رکھتی، بات نہ تلاش کر — تو جا، استعداد حاصل کر

بہرِ استعداد تاکنوں نشست — شوق از حد رفت و آں نامد بدست
وہ استعداد کے لئے اب تک بیٹھا رہا — شوق حد سے گزر گیا اور وہ ہاتھ نہ آئی

گفت استعداد ہم از شہ رسد — بے زجاں کے مستعد گردد جسد
اس نے کہا استعداد بھی شاہ سے حاصل ہوتی ہے — جان کے بغیر جسم کب ذی استعداد بنتا ہے؟

لطفہائے ۳ شہ غمش را در نوشت — شد کہ صیدِ شہ کند او صید گشت
شاہ کی مہربانیوں نے اس کے غم کو لپیٹ دیا — چلا کہ شاہ کا شکار کرے وہ خود شکار بن گیا

ہر کہ درا اشکار چوں تو صید شد — صید رانا کردہ قید، او قید شد
جو تجھ جیسے شکار کے شکار میں آ گیا — شکار کو قید نہ کر کے، خود قید ہو گیا

ہر کہ جویایِ امیری شد یقیں — پیش ازاں او در اسیری شد رہیں
جو شخص امیری کا طالب ہوا، یقیناً — اس سے پہلے وہ قید میں گروی ہو گیا

عکس میداں نقشِ دیباجہ جہاں — نام ہر بندہ جہاں خواجہ جہاں
عالم کے چہرے کے نقش کو الٹا سمجھ — جہاں کے ہر غلام کا نام، جہان کا آقا ہے

۱ بے گندم۔ مرید کا بغیر استعداد کے شیخ کے پاس جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بغیر گیہوں کے چکی پر جائے تو وہ وہاں سے گرد و غبار میں داڑھی اور بال سفید کر کے لوٹے گا۔ آسیای چرخ۔ بے استعداد لوگوں کو بھی آسمان کی گردش سے سوائے بڑھاپے کے آثار کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیک۔ آسمان کی یہ چکی بھی ان کو نفع دیتی ہے جن کے پاس عمل و عقیدہ کا گیہوں ہو۔ اول۔ اعمال صالحہ کے ذریعہ جنت کی استعداد پیدا کرنی چاہیے۔

۲ طفلِ نور۔ بچہ میں شراب و کباب اور قصور و قبوں سے لذت اٹھانے کی استعداد نہیں ہے۔ حد ندارد۔ بغیر استعداد مستفید نہ ہونے کی بے شمار مثالیں ہیں تو کہاں تک سنے گا جا استعداد پیدا کر۔ بہر استعداد۔ تعارف کرانے والے نے یہ بھی کہا کہ یہ اب تک استعداد کے حصول میں آپ سے دور رہا اگرچہ اب بھی پوری استعداد پیدا نہ ہوئی لیکن عشق سے مجبور ہو کر حاضر ہو گیا ہے۔ گفت۔ اس نے اب یہ سوچا کہ استعداد کی تکمیل بھی جناب کی صحبت سے ہو گی۔ بے زجاں۔ پوری استعداد جسم میں روح آنے کی بعد آتی ہے اور وہ آپ عنایت کریں گے۔

۳ لطفہای۔ جناب کی مہربانیوں کی توقع نے اس کو سب غم بھلا دیتے ہیں۔ شد۔ گھر سے اس لئے چلا تھا کہ اپنے کمالات سے آپ کو مسخر کرے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا۔ ہر کہ۔ اہر ہے جو آپ کے مسخر کرے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا ہر کہ ظاہر ہے جو آپ کو مسخر کرنے چلے گا وہ خود مسخر ہو کر رہے گا۔ ہر کہ۔ ہر محبوب چیز کا قاعدہ یہی ہے کہ انسان اس کو حاصل کرنے کی بجائے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر بیٹھتا ہے۔ عکس۔ دنیا کی باتوں کو برعکس سمجھو جو دنیا کا اسیر ہے وہ دنیا کا امیر کہلاتا ہے۔

اے اِتَنِ کژ فکرتِ مَعکوس رَو — صَد ہزار آزاد را کردی گرو
اے کج فہم الٹی چال والے جسم! — تو نے لاکھوں آزاد روحوں کو گروی کر دیا

مُدّتے بگذار ایں حیلت پزی — چند دَم پیش از اَجَل آزاد زی
تھوڑی دیر کے لئے اس حیلہ گری کو چھوڑ دے — موت سے پہلے چند گھنٹے آزاد جی لے

وَر در آزادیت چوں خَرراہ نیست — ہمچو دلوت جُو دَر چاہ نیست
اور اگر گدھے کی طرح آزادی میں تیرا راستہ نہیں ہے — تیری سیر' ڈول کی طرح کوئیں کے علاوہ نہیں ہے

مُدّتے ۲ رَو تَرکِ جانِ مَن بگو — رَو حریفے دیگرے جُز مَن بجُو
تھوڑی دیر کے لئے چلا جا' میری جان چھوڑ دے — جا' میرے علاوہ کوئی دوسرا ساتھی تلاش کر لے

نوبتِ مَن شُد مرا آزاد کُن — دیگرے را غیرِ مَن داماد کُن
میری باری ختم ہو گئی' مجھے آزاد کر دے — میرے علاوہ دوسرے کو داماد بنا لے

اے تَنِ صَد کارہ تَرکِ مَن بگوُ — عُمرِ مَن بُردی کسے دیگر بجُو
اے مصروف جسم! مجھے چھوڑ دے — تو نے میری عمر برباد کردی کسی دوسرے کو تلاش کر لے

مقتول شدنِ قاضی برزنِ جوحی و در صندوق ماندن
قاضی کا جوحی کی بیوی پر عاشق ہو جانا اور صندوق میں رہ جانا
ونائبِ قاضی ' صندوق را خریدن ' باز سالِ دوم
اور قاضی کے نائب کا صندوق کو خریدنا پھر گزشتہ سال کی امید پر جوحی
آمدن زنِ جوحی برامیدِ پارینہ و بارِ دیگر گفتنِ قاضی
کی بیوی کا آنا اور قاضی کا دوسری مرتبہ میں کہنا کہ
کہ مرا آزاد کُن ودیگرے را بخواہ
مجھے آزاد کردے اور کسی دوسرے کو تلاش کر لے

ہر ۳ زماں جوحی ز درویشی بفن — رُو بزن کردے کہ اے دلخواہِ مَن
جوحی ہر وقت افلاس کی وجہ سے مکر سے — بیوی کا رخ کرتا' کہ اے میری پسندیدہ؟

چوں سلاحت ہست رَو صَیدے بگیر — تابدو شانیم از صَیدِ تو شیر
جب تیرے پاس ہتھیار ہے جا شکار پکڑ — تاکہ ہم تیرے شکار سے دودھ دوہیں

قوسِ ابرُو تیرِ غمزہ دامِ کید — بہرِ چہ دادت خدا؟ از بہرِ صَید
ابرو کی کمان' ادا کا تیر' مکر کا جال — خدا نے تجھے کس لئے دیا ہے؟ شکار کے لئے

۱ اے تَن۔ چونکہ جسم کی وجہ سے روح قیدی بنی ہے تو روح کا جسم کا خطاب ہے کہ تو نے لاکھوں آزاد روحوں کو قیدی بنایا ہے۔ مدتے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مال و جاہ کے کمانے کے حیلوں کو ترک کر دے اور کچھ دن مرنے سے قبل آزادی کی زندگی گزار لے۔ ور۔ اگر گدھے کی طرح تیری آزادی ناممکن ہے اور ڈول کی طرح تو کنوئیں میں گرنے کا عادی ہے۔

۲ مدتے۔ کم از کم مجھے ہی رہا کر دے اور میری جگہ کسی اور کو ساتھی بنا لے۔ نوبت۔ اب میری رہائی کا وقت آگیا مجھے آزاد کردے اور کسی اور کو داماد بنا لے جیسا کہ آئندہ حکایت میں مذکور ہے کہ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا تھا۔ صد کارہ۔ سو کاموں والا مصروف۔

۳ ہر زماں۔ جوحی مفلس بھی تھا اور مکار بھی وہ اکثر بیوی سے کہا کرتا کہ تیرے پاس جب ہتھیار ہیں تو شکار کرتا کہ تیرے شکار سے ہمیں فائدہ پہنچے۔ قوس۔ تیرے ہتھیار تیری ابرو کی کمان اور تیری ادا کا تیر اور تیرے مکر کا جال ہے یہ خدا نے تجھے اسی لئے عطا کئے ہیں تاکہ تو لوگوں کا شکار کرے۔

رَو پے۱ اُمرغِ شگرفے دام نِہ ‌ دانہ بنمالیک در خوردش مدِہ
جا کسی عجیب پرند کیلئے جال بچھا ‌ دانہ دکھا، لیکن اس کو کھانے نہ دے

کام بنما و کُن اُورا تلخ کام ‌ کے خورد دانہ چوشد در حبسِ دام
مقصد دکھا دے اور اس کو ناکام کر دے ‌ دانہ کب کھاتا ہے جب جال کی قید میں ہو گیا

شُد زنِ اُو نزدِ قاضی در گلہ ‌ کہ مرا افغاں زشوئِ دہ دلہ
اس کی بیوی شکوہ کرنے قاضی کے پاس گئی ‌ کہ پراگندہ خیال شوہر سے میری فریاد ہے

قصہ کوتہ کُن کہ قاضی شُد شکار ‌ از مَقال و از جمالِ آں نگار
قصہ مختصر کر کہ قاضی شکار ہو گیا ‌ اس حسین کے حسن اور گفتگو سے

گفت۲ ایدر محکمہ است و غُلغلہ ‌ مَن نتانم فہم کردن ایں گلِہ
اس نے کہا، اب تو کچہری اور شور ہے ‌ میں اس شکوے کو نہ سمجھ سکوں گا

گر بخلوت آئی اے سَردِ سہی ‌ وز ستمگاریِ شُو شَرحم دہی
اے سرد سہی! اگر تو تنہائی میں آئے ‌ اور شوہر کے ظلم کی مجھ سے تفصیل بیان کرے

فہم آں بہتر کُنم بدہم سزاش ‌ آنچہ حق باشد توزیں غمگیں مباش
میں اس کو اچھی طرح سمجھ لوں گا اس کو سزا دوں گا ‌ جو کچھ حق ہو گا، تو اس سے غمگین نہ ہو

مَر مرا معلوم گردد حالِ تُو ‌ شوہرت را نرم سازم بے عتُو
مجھے تیرا حال معلوم ہو جائے ‌ تیرے شوہر کو بغیر اکڑ کے نرم کر دوں گا

گفت زن در خانہ تو نیک و بَد ‌ ہر دَم از بہرِ گلہ آید رَوَد
عورت نے کہا آپ کے گھر میں اچھا اور برا ‌ شکایت کرنے ہر وقت آتا جاتا ہے

گفت خانہ تو زہر نیک و بدے ‌ باشد از بہرِ گلہ آمد شُدے
اس نے کہا آپ کے گھر، ہر بھلے برے کی ‌ شکایت کے لئے آمدورفت ہوتی ہے

خانہ سر۳ جملہ پُر سودا بُود ‌ صَدر پُر وسواس و پُر غوغا بُود
سر کا سب خانہ سودا سے پر ہوتا ہے ‌ صدر، وسوسہ سے پر اور غل سے پر ہوتا ہے

باقیِ اعضاز فکر آسودہ اَند ‌ واں صدور راز صادراں فرسودہ اَند
بقیہ اعضا فکر سے آسودہ ہیں ‌ اور وہ صدور آنے والوں سے گھسے ہوئے ہیں

ہمچو شاخ از بَرگ و از میوہ کہُن ‌ گرد خالی تا رَسد از امرِ کُن
شاخ کی طرح پرانے پتہ اور میوہ سے ‌ خالی بن جا، تاکہ کن کے حکم سے (پھل) آئیں

---

۱ رو۔ تو جا کسی اچھے پرند کو پھانس اس کو دانہ دکھا اور کھانے نہ دینا، اپنے حسن کا گردیدہ کرلے لیکن اس سے پھنس نہ جانا۔ تلخ کام۔ محروم۔ کے خورد۔ جال میں پھنس جانے کے بعد پرندے سے دانہ نہیں کھایا جاتا۔ شدزن۔ جوحی کی بیوی قاضی کو شکار بنانے کی فکر میں لگی اور قاضی کی عدالت میں جاکر شوہر کی شکایتیں کیں۔ دہ دلہ۔ یعنی اس کا تعلق مختلف عورتوں سے ہے۔ شکار۔ قاضی جوحی کی بیوی کے دام میں آگیا۔

۲ گفت۔ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا کہ اس وقت تو کچہری کا وقت ہے اور یہ شوروغل ہے میں اس وقت پوری طرح تیری شکایت نہ سمجھ سکوں گا۔ سرد سہی۔ وہ سرو کا درخت جس کے دو شاخیں سیدھی ہوں۔ بے عتو۔ یعنی تیری شوہر میں سرکشی نہ رہے گی۔ گفت زن۔ عورت نے کہا آپ کے گھر میں تنہائی نہ ہو سکے گی لوگوں کی آمدورفت زیادہ ہے۔

۳ خانہ سر۔ مولانا نے قاضی کے گھر کی تشبیہ دیکر دنیاداروں کے قلب و دماغ کے بارے میں ارشادی بیان شروع کر دیا ہے کہ ان لوگوں کا سر فکروں سے پر رہتا ہے اور سینہ میں ہر وقت وسوسے بھرے رہتے ہیں۔ باقی۔ اعضاء رئیسہ مصیبت میں رہتے ہیں اور باقی اعضاء آرام سے رہتے ہیں۔ صادراں۔ یعنی ولی افکار۔ ہمچو۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ جوحی کے گھر کی طرح اپنے قلب و دماغ کو خالی کرلیں جب یہ خالی ہوں گے پھر خداوندی حکم سے پاکیزہ خیالات نمودار ہوں گے۔

برگہا۱ و میوہ ہائے نورِ غیب | از پے آں کہنگی بے ہیچ ریب
غیب کے نور کے پتے اور میوے | اس پرانے پن کے بعد بغیر کسی شک کے

دَر خزان و بادِ خوفِ حق گریز | آں شقائقہای پاریں را بریز
اللہ تعالیٰ کے ڈر کی ہوا اور خزاں کی طرف بھاگ | لالہ کے ان پرانے پھولوں کو گرا دے

کیں شقائق منع نو اشگوفہاست | کہ درخت دل برائے آں نماست
کیونکہ یہ گل لالہ اور ان نئے شگوفوں کی روک ہیں | جن کے لئے دل کے درخت کا (نشو) نما ہے

خویش را در خواب کُن زیں افتکار | سَر ز زیر خواب دَر یقظت بَر آر
اپنے آپ کو اس فکر سے نیند میں کر دے | سر کو نیند کے نیچے سے بیداری میں نکال

ہمچو آں ۲ اصحابِ کہف اے خواجہ زود | رَو بِاَیْقَاظًا کہ تَحْسِبُهُمْ رُقُوْد
اے صاحب! اصحاب کہف کی طرح جلد ہی سے | تو ان کو بیدار سمجھتا ہے وہ سوئے ہوئے ہیں کی طرف جا

گفت قاضی اے صنم تدبیر چیست | گفت خانہ ایں کنیزک بس تہیست
قاضی نے کہا اے صنم! تدبیر کیا ہے؟ | بولی، اس لونڈی کا گھر بالکل خالی ہے

خصم دَر دِہ رفت و حارس نیز نیست | بہرِ خلوت سخت نیکو مَسکنے ست
مدعی علیہ گاؤں کو گیا ہے اور چوکیدار بھی نہیں ہے | تنہائی کے لئے بہت عمدہ گھر ہے

اِمشب ار امکاں بُوَد آنجا بیا | کارِ شب بے سُمعہ است و بے ریا
اگر ممکن ہو تو آج رات وہاں آ جائیے | رات کا کام بغیر شہرت اور بغیر دکھاوے کے ہوتا ہے

جُملہ۳ جاسُوساں زخمرِ خواب مَست | زنگیِ شب جُملہ را گردن زَدست
سب جاسوس نیند کی شراب سے مست ہیں | رات کے حبشی نے سب کی گردن کاٹ دی ہے

خواند بر قاضی فسُونہائے عجب | آں شکر لب وانگہانے از چہ لب
قاضی پر عجیب منتر پڑھے | اس شکر لب نے اور پھر کیسے لب سے

چند با آدمؑ بلیس افسانہ کرد | چونکہ حوّا گفت خور آنگاہ خورد
شیطان نے حضرت آدمؑ کے ساتھ بہت افسانہ کہے | جب حوا نے کہا کھا لیجئے تب کھا لیا

اوّلیں خوں دَر جہانِ ظلم و داد | از کفِ قابیل بہرِ زن فتاد
ظلم اور انصاف کی دنیا میں سب سے پہلا خون | عورت کی خاطر قابیل کے ہاتھ سے ہوا

نوحؑ برتا بہ چو بریاں ساختے | واہلہ برتابہ سنگ انداختے
حضرت نوح جب توے پر بھونتے | و اہلہ توے پر پتھر ڈال دیتی

۱ برگہا۔ غیبی خیالات اسی وقت آئیں گے جبکہ پرانے خیالات ختم کر دیئے جائیں۔ در خزاں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی خزاں ان پرانے خیالات کے گل و برگ کو جھاڑ دے گی کیں۔ دنیاوی خیالات کے ازالہ کے بعد صحیح خیالات پیدا ہوں گے۔ خویش را۔ ان فکروں سے اپنے آپ کو نیند میں کر دے۔ اور پھر وہ خیالات پیدا ہوں گے جو در اصل بیداری ہیں ورنہ دنیوی خیالات تو خواب غفلت ہیں۔

۲ ہمچو۔ جس طرح اصحاب کہف کو لوگ سمجھتے تھے کہ وہ جاگ رہے ہیں اور حقیقتاً وہ سوئے ہوئے تھے اسی طرح تو اپنے آپ کو دنیوی خیالات کے اعتبار سے بنا لے یعنی لوگ تجھ ان خیالات سے باخبر سمجھیں اور تو ان سے بے خبر ہو۔ قاضی۔ قاضی نے کہا کہ اگر خلوت کے لئے میرا گھر مناسب نہیں ہے تو پھر کیا ہونا چاہیے۔ کنیزک۔ جوحی کی بیوی نے کہا میرا گھر بالکل خالی ہے شوہر گاؤں کو گیا ہے اور وہاں کوئی نگراں بھی نہیں ہے۔ امشب۔ آپ رات میں وہاں جائیے شب میں جو کام ہوتا ہے وہ چھپا رہتا ہے لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

۳ جملہ جاسوساں۔ رات نے جاسوسوں کو بھی سلا دیا ہو گا۔ خواند۔ قاضی جوحی کی بیوی کے فریب میں آ گیا۔ حوا۔ حضرت آدم بھی حوا سے فریب کھا گئے تھے۔ قابیل۔ حضرت آدم کی اولاد میں قابیل نے بھی ہابیل کو عورت کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ نوح۔ حضرت نوح وعظ کہتے تھے تو ان کافرہ بیوی واہلہ ان کے خلاف سازش کرتی تھی۔

مکرِ ا زن برفنِ اُو چیرہ شدے　　آبِ صافِ وعظِ اُو تیرہ شدے
عورت کا مکر ان کی تدبیر پر غالب آ جاتا　　ان کے وعظ کا صاف پانی، گدلا ہو جاتا

قوم را پیغام کردے از نہاں　　کہ نگہدارید دیں از گمرہاں
وہ چپکے سے قوم کو پیام بھیج دیتی　　کہ دین کو ان گمراہوں سے بچاؤ

لوط را زن ہمچنیں بُد کافرہ　　خواندہ باشی قصہ آں فاجرہ
اسی طرح حضرت لوطؑ کی بیوی کافرہ تھی　　تو نے اس بدکار کا قصہ پڑھا ہو گا

یوسف از کیدِ زلیخایِ جواں　　ماند در زنداں برایِ امتحاں
حضرت یوسف جوان زلیخا کے مکر سے　　آزمائش کے لئے قید خانہ میں رہے

ہر بلا کاندر جہاں بینی عیاں　　باشد از شومیِ زن در ہر مکاں
تو دنیا میں جو مصیبت بھی کھلی دیکھے گا　　ہر جگہ عورت کی نحوست سے ہو گی

رفتنِ ۲ قاضی بخانۂ زنِ جوحی و حلقہ زدن جوحی تند بخشم بر
قاضی کا جوحی کی بیوی کے گھر پہنچنا اور جوحی کا غصہ سے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹانا
در و گریختن قاضی در اندرونِ صندوق چوں محلِ دیگر نبود
اور قاضی کا صندوق کے اندر گھس جانا چونکہ دوسری جگہ نہ تھی

مکرِ زن پایاں ندارد رفت شب　　قاضیِ زیرک سُوی زن بہر دب
عورت کا مکر انتہا نہیں رکھتا چلا رات کو　　سمجھ دار قاضی عورت کی جانب بدفعلی کے لئے

زن چو شمع و نُقلِ مجلس راست کرد　　زاں نوازش شاد شُد قاضیِ فرد
جب عورت نے شمع اور مجلس کا نقل تیار کر لیا　　یکتا قاضی اس نوازش سے خوش ہو گیا

چونکہ بنشستند باہم ساعتے　　تابر آسایند اندر خلوتے
جب دونوں تھوڑی دیر مل کر بیٹھے　　تاکہ تنہائی میں آرام کریں

چوں نشست اُوم پہلوئے بامُراد　　گشت جانِ پُرغمش زاں وصل شاد
وہ جب عورت کے پہلو میں بامراد بیٹھا　　اس کی غم بھری جان اس کے وصل سے خوش ہوگئی

اندرآں ۳ دم جوحی آمد در بزد　　جُست قاضی مہربے تا در خزد
فوراً ہی جوحی آیا، دروازہ کھٹکھٹایا　　قاضی نے بھاگنے کی جگہ تلاش کی تاکہ گھس جائے

غیرِ صندوقے ندید اُو خلوتے　　رفت در صندوق از خوفِ آں فتے
صندوق کے سوا اس نے کوئی خلوت نہ دیکھی　　وہ اس جوان کے ڈر سے صندوق میں گھس گیا

۱ مکرِزن۔ ان کے وعظ نصیحت کے صاف پانی کو مکدر کر دیتی تھی۔ قوم۔ لوگوں سے کہتی تھی کہ اس بے دین سے اپنے دین کو بچاؤ۔ لوط۔ حضرت کی بیوی بھی حضرت لوطؑ کے امرو مہمانوں کی خبر قوم کو دے دیتی تاکہ وہ بدکاری کریں۔ یوسف۔ حضرت یوسف زلیخا کے مکر کی وجہ سے قید خانہ میں رہے۔ ہر بلا۔ غرضکہ اکثر فتنہ وفساد کا سبب عورتیں ہیں۔

۲ رفتن قاضی۔ قاضی جوحی کے گھر پہنچ گیا اور نتیجہ میں صندوق میں بند ہوگیا۔ مکرزن۔ عورتوں کے مکر کے لاتعداد قصے ہیں ان کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ دب۔ اغلام یعنی زنا کاری۔ زن۔ عورت نے شمع اور محفل محض تیار کیا تو قاضی بہت خوش ہوا چونکہ قاضی جوحی کی بیوی سے مل کر بیٹھ تاکہ تنہائی میں آرام کرے تو بہت خوش ہوا۔

۳ اندر۔ جس وقت دونوں مل کر بیٹھے فوراً ہی جوحی آ پہنچا۔ مہرب۔ بھاگنے کی جگہ۔ غیر صندوقے۔ بھاگنے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی تو وہاں جو صندوق تھا اس میں گھس کر بیٹھ گیا۔ فتے۔ نوجوان یعنی جوحی

اندر آمد جوحی و گفت اے حریف ‌‌ ‌‌ اے و بالم در ربیع و در خریف
جوحی اندر آیا اور بولا، او دشمن! ‌‌ ‌‌ او ربیع و خریف ہی میرا و بال!

مَن چہ دارم کہ فدایت نیست آں ‌‌ ‌‌ کہ زمَن فریاد داری ہر زماں
میں کیا رکھتا ہوں جو تجھ پر فدا نہیں ہے ‌‌ ‌‌ کہ تو ہر وقت میری شکایت کرتی ہے

گفت شخصے نزدِ قاضی رفتۂ ‌‌ ‌‌ در حقم ناگفتنیہا گفتۂ
ایک شخص نے بتایا کہ تو قاضی کے پاس گئی ‌‌ ‌‌ میرے بارے میں تو نے بہت سی ان کہنی کہیں

برلبِ ۲ خشک کشادستی زباں ‌‌ ‌‌ گاہ مفلس خوانیم گہ قلتباں
میرے خشک ہونٹ پر تو نے زبان کھولی ‌‌ ‌‌ تو کبھی مجھے مفلس کہتی ہے، کبھی دیوث

ایں دو علت گر بود ایجاں مرا ‌‌ ‌‌ آں یکے از تست و دیگر از خدا
اے جان! اگر یہ دو علتیں ہیں بھی ‌‌ ‌‌ تو ایک تیری طرف سے اور دوسری خدا کی جانب سے ہے

مَن چہ دارم غیر ایں صندوق دکاں ‌‌ ‌‌ ہست مایہ تہمت و پایہ گماں
میں صندوق کے علاوہ کیا رکھتا ہوں، کہ وہی ‌‌ ‌‌ تہمت کا سرمایہ اور بد گمانی کی جڑ ہے

خلق پندارند زر دارم دروں ‌‌ ‌‌ داد واگیرند از معن ظنون
لوگ سمجھتے ہیں میں اندر سونا رکھتا ہوں ‌‌ ‌‌ ان گمانوں سے لوگ مجھ سے بخشش روک لیتے ہیں

صورتِ صندوق بس زیباست لیک ‌‌ ‌‌ از عروض و سیم و زر خالیست نیک
صندوق کی صورت بہت اچھی ہے، لیکن ‌‌ ‌‌ سامان اور چاندی اور سونے سے بالکل خالی ہے

چوں تنِ زراق خوب و با وقار ‌‌ ‌‌ اندراں سلّہ نیابی غیر مار
مکار کے جسم کی طرح اچھا اور باوقار ہے ‌‌ ‌‌ تو اس پٹارے میں بجز سانپ کے کچھ نہ پائے گا

من ۳ برم صندوق فردا را بکو ‌‌ ‌‌ پس بسوزم درمیانِ چار سو
میں صندوق کو کل کوچہ میں لے جاؤں گا ‌‌ ‌‌ پھر چوراہے میں جلاؤں گا

تا ببیند مومن و گبر و جہود ‌‌ ‌‌ کاندریں صندوق جز لعبت نبود
تاکہ مسلمان اور نصرانی اور یہودی دیکھ لیں ‌‌ ‌‌ کہ اس صندوق میں سوائے مذاق کے کچھ نہ تھا

گفت زن ہی درگذر اے مرد زیں ‌‌ ‌‌ خورد سوگند آں کہ نکنم جز چنیں
عورت نے کہا ہاں اے مرد! اس سے درگذر کر ‌‌ ‌‌ اس نے قسم کھائی کہ میں اس کے سوا کچھ نہ کروں گا

بارسن صندوق را در دم بہ بست ‌‌ ‌‌ خویشتن را کردہ بد مانندِ مست
صندوق کو فوراً رسی سے باندھا ‌‌ ‌‌ اس نے اپنے آپ کو دیوانہ کی طرح بنا رکھا تھا

۱ اندر۔ جوحی گھر میں آکر بیوی پر بگڑا کہ تو میرے لئے ہر موسم میں وبال ہے۔ مَن چہ دارم۔ میں نے تیرے اوپر اپنی ہر چیز قربان کر رکھی ہے پھر تو کیوں شکایت کرتی پھرتی ہے۔ گفت۔ مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ تو نے قاضی کے ہاں جا کر میرے بارے میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں۔

۲ برلبِ خشکم۔ یعنی میری ہر طرح کی خاموشی کے باوجود تو نے زبان درازی کی ہے۔ قلتباں۔ دیوث۔ آں یکے۔ اگر میں دیوث ہوں تو اس کا سبب تیری آوارگی ہوگی۔ دیگر۔ اگر میں مفلس ہوں تو خدا نے مجھے مفلس بنایا ہے۔ من چہ دارم۔ گھر میں صندوق کے علاوہ اور کیا ہے اسی کی وجہ سے مجھ پر تہمتیں لگتی ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت کچھ مال و زر ہے حالانکہ یہ خالی ہے۔ خلق۔ اسی صندوق کی وجہ سے لوگ مجھے مالدار سمجھ کر صدقہ و خیرات بھی نہیں دیتے ہیں۔ صورت۔ صندوق اوپر سے تو بہت اچھا ہے لیکن اندر سے خالی ہے۔ چوں۔ اس کی حالت وہی ہے جیسے مکار پیر کی۔ مار۔ یعنی برے اخلاق۔

۳ من برم۔ میں تہمت کی اس جڑ کو صبح کو چوراہے پر پھونکوں گا۔ لعبت۔ یعنی مذاق۔ گفت زن۔ عورت نے کہا ایسا نہ کرنا اس نے قسم کھا کر کہا ضرور کروں گا۔ بارسن۔ جوحی نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا اس نے فوراً صندوق کو رسی سے باندھ دیا۔

از ۱ پگہ حمّال آورد اُوچو باد — زُود آں صندوق بر پُشتش نہاد
صبح سے ہوا کی طرح حمال کو لے آیا — فوراً صندوق اس کی کمر پر رکھا

اندر آں صندوق قاضی از نکال — بانگ میزد کاے حمال واے حمال
اس صندوق کے اندر قاضی تکلیف سے — چیخ رہا تھا کہ اے حمال اور اے حمال!

کرد آں حمّال پیش و پس نظر — کز چہ سُو در میرسد بانگ و خبر
اس حمال نے آگے اور پیچھے دیکھا — کہ آواز اور اطلاع کس جانب سے آ رہی ہے؟

ہاتف ست ایں داعیِ مَن اے عجب — یا پَری ام می کُند پنہاں طلب
ہائے تعجب! یہ مجھے پکارنے والا غیبی فرشتہ ہے — یا پری خفیہ طور پر مجھے بلا رہی ہے

چوں پیاپے گشت آں آواز بیش — گفت ہاتِف نیست باز آمد بخویش
جب وہ آواز پے درپے بڑھی — بولا غیبی فرشتہ نہیں ہے ہوش میں آیا

عاشقے دانست کاں بانگ و فغاں — بُد ز صندوق و کسے دروے نہاں
انجام کار سمجھ گیا کہ وہ آواز اور فریاد — صندوق میں سے تھی اور اس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عاقبت ۲ کوُ در غمِ معشوق رفت — گرچہ بیرونست در صندوق رفت
انجام کار سمجھ گیا کہ وہ آواز اور فریاد — صندوق میں سے تھی اور اس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عُمر در صندوق بُرد از لدُہاں — جُز کہ صندوقے نہ بیند در جہاں
اس نے غموں سے صندوق میں عمر گزاری — وہ صندوق کے سوا دنیا میں کچھ نہیں دیکھتا

آں ۳ سرے کہ نیست فوقِ آسماں — از ہوس اُورا دراں صندوق داں
وہ سر جو آسمان کے اوپر نہیں ہے — ہوس کی وجہ سے اس کو صندوق میں سمجھ

چوں ز صندوقِ بدن بیروں رَوَد — اُو ز گورے سُوِ گورے می شوَد
وہ جب جسم کے صندوق سے باہر جائے گا — تو وہ ایک قبر سے دوسری قبر کی جانب جا رہا ہے

ایں سخن پایاں ندارد قاضیش — گفت اے حمّال واے صندوق کش
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے قاضی نے اس سے — کہا اے حمال! اور اے صندوق لے جانے والے!

از مَن آگہ کُن درونِ محکمہ — نائبم را زُود تر با ایں ہمہ
میرے بارے میں دفتر میں خبر کر دے — میرے نائب بہت جلد مع اس واقعہ کے

تاخرَد ایں را بزر زیں بے خِرد — ہمچنیں بستہ بخانہ ما بُرد
تاکہ اس بے عقل سے روپے دیکر اس کو خرید لے — اسی طرح بندھا ہوا ہمارے گھر لے جائے

---

۱ از پگہ۔ صبح کو ہوا کی طرح دوڑ کر ایک حمال کو بلا لایا۔ اندر۔ جب حمال صندوق لے کر چلا تو قاضی حمال کو آوازیں دینے لگا۔ کرد۔ حمال۔ حیران ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگا۔ ہاتف۔ حمال کو جب کوئی نظر نہ آیا تو سوچا کوئی غیبی فرشتہ یا پری مجھے پکار رہی ہے۔ چوں پیاپے۔ مسلسل آوازوں کی وجہ سے سمجھا کہ ہاتف نہیں ہے۔

۲ عاقبت۔ بالآخر سمجھ گیا کہ کوئی صندوق میں بند ہے اور وہ پکار رہا ہے۔ عاشقے۔ مولانا فرماتے ہیں عاشق بھی اگرچہ بظاہر باہر ہے لیکن عشق کے صندوق میں بند ہے۔ عمر۔ عاشق کی عمر بھی غموں کے صندوق میں گزرتی ہے اس کو دنیا کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

۳ آں سرے۔ عاشق کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص بھی زمین کی چیزوں کا دلدادہ ہے اس کا یہی حال ہے۔ چوں۔ یہ مرتے وقت گویا ایک صندوق سے قبر کے صندوق میں منتقل ہوا ہے۔ گفت۔ بالآخر قاضی نے حمال سے کہا تو دوڑ کر میری اس حالت کی خبر میری عدالت میں میرے نائب کو پہنچا دے۔ تاخرد۔ تاکہ میرا نائب آ کر اس صندوق کو جوگی سے خرید لے اور صندوق بند کا بند میرے گھر پہنچا دے۔

اے[1] خدا بگمار قوم رحم مند
اے خدا! رحم والی قوم کا مقرر کر دے

تاز صندوقِ بدن ماں وَاخرند
تاکہ جسم کے صندوق سے ہمیں خرید لے

خَلق را از بندِ صندوقِ فسوں
جادو کے صندوق کی قید سے مخلوق کو

کہ خَرَد جز انبیا و مرسلوں
کون خریدتا ہے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ

از ہزاراں یک کسے خوش مَنظرست
ہزاروں میں سے کوئی ایک خوش نظر ہے

کہ بداند کو بصندوق اندرست
کہ سمجھ لے، کہ وہ صندوق میں ہے

آنکہ داند تو نشانش ایں شناس
جو جانتا ہے اس کی نشانی تو یہ سمجھ لے

کہ زروحِ ایں جہاں دارد ہراس
کہ وہ اس دنیا کی راحت سے ڈرتا ہے

اُو جہاں را دیدہ باشد پیش ازاں
اس نے جہان عالم آخرت کو اس سے پہلے دیکھ لیا ہوگا

تابداں ضِد ایں ضِدش گردد عیاں
جس سے اس ضد کے ذریعہ یہ ضد ظاہر ہو گی

زیں[2] سبب کہ علمِ ضالّہ مومن ست
اس لئے کہ علم مومن کی گم شدہ چیز ہے

عارِف ضالّہ خودست وموقن ست
وہ اپنی گم شدہ چیز کو پہچاننے والا اور یقین کرنے والا ہے

آنکہ ہرگز روزِ نیکو خود ندید
وہ شخص جس نے اپنا بھلا دن کبھی نہیں دیکھا

اُو دریں اِدبار کے خواہد طپید
وہ اس نحوست میں کب تڑپے گا؟

یا بطفلی در اسری اُوفتاد
یا تو بچپن سے قید میں پھنس گیا ہے

یا خود از اوّل زما در بندہ زاد
یا خود شروع ہی سے ماں سے غلام پیدا ہوا ہے

ذوقِ[3] آزادی ندیدہ جانِ اُو
اس کی جان نے آزادی کا مزہ نہیں دیکھا

ہست صندوقِ صُور میدانِ اُو
صورتوں کا صندوق اس کا میدان ہے

دائماً محبوس عقلش در صُور
اس کی عقل ہمیشہ صورتوں میں مقید ہے

از قفص اندر قفص دارد گذر
پنجرے سے پنجرے میں گزر رکھتا ہے

مَنفذش نے از قفص سُوی عُلا
اس کو پنجرے سے بلندی کی طرف راستہ نہیں ہے

در قفصہا میرود از جابجا
پنجروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پھر رہا ہے

در نبے اِن اسْتَطَعْتُمْ فَانْفُذُوْا
قرآن میں ہے کہ اگر تم سے ہو سکے نکل جاؤ

ایں سخن باجنّ و اِنس آمد زہو
اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خطاب جن اور انس کو آیا ہے

[1] اَے خُدا۔ مولانا دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو متوجہ کردے کہ وہ ہمیں بھی اس طرح خرید لیں۔ خَلق۔ وہ خریدار انبیاء اور رسول ہیں اور ان کے وارث۔ اَز ہزاراں۔ اہل دنیا صندوق میں بند ہیں لیکن یہ احساس بہت کم لوگوں کو ہے۔ آنکہ۔ جس کو یہ احساس ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس دنیا کی راحتوں سے گھبراتا ہے۔ اُو جہاں را۔ وہ اس تنگ دنیا کو صندوق اس لئے سمجھے گا ایک ضد دوسری ضد کے دیکھنے کے بعد خوب سمجھ میں آتی ہے۔

[2] زِیں سَبَب۔ مومن کا اصل وطن چونکہ عالم آخرت ہے اس لئے وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے بالمقابل دنیا کو ایک صندوق سمجھتا ہے اس لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ حکمت دانائی مسلمان کی ایک گم شدہ چیز کی طرح ہے وہ جہاں بھی اس کو دیکھتا ہے پہچان لیتا ہے کہ یہ چیز تو میری ہے۔ آنکہ۔ جس شخص نے اچھے دن دیکھے ہوں وہ نحوست میں تڑپے گا اور جس کی پوری زندگی نحوست میں گزاری ہو وہ نحوست سے کب بے چین ہوگا۔ یا بطفلی۔ جس شخص کی پوری زندگی غلامی میں گذری ہو یا مادرزاد غلام ہو وہ آزادی کی لذت سے واقف نہیں ہوتا۔

[3] ذوق۔ آزادی کی فکر کوئی قدر نہ ہوگی اس کی پوری زندگی غلامی کے صندوق میں گزری ہے۔ دائما۔ وہ محض صورتوں میں مبتلا ہے اس کی عقل صورت کے ایک پنجرے سے صورت کے دوسرے پنجرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ منفذش۔ اس کے پنجرے میں کوئی ایسا سوراخ بھی نہیں ہے جس سے وہ بلندی کی طرف نظر کر سکے۔ در نبے۔ قرآن میں انہی بے سوراخ کے پنجرے میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا۔ اگر ہو سکے کہ تم آسمانوں اور زمین سے گذر جاؤ تو گزر جاؤ۔

گفتِ لَا یَنفُذ۱ نیست از گردونِ شاں ۔ جُز بسُلطان و بوحیِ آسماں
فرمایا ان کے لئے آسمان سے راستہ نہیں ہے ۔ قوت اور آسمان کی وحی کے علاوہ

گرز صندوقے بصندوقے رَوَد ۔ وُ سَمائی نیست صندوقی بُوَد
اگر ایک صندوق سے دوسرے صندوق میں جاتا ہے ۔ وہ آسمانی نہیں ہے صندوق ہے

فرجۂ صندوقِ نونو مُسکرست ۔ در نیابد کو بصندوق اندرست
نئے نئے صندوق کی تفریح مدہوش کرنے والی ہے ۔ وہ نہیں جانتا کہ وہ صندوق کے اندر ہے

گر نشُد غرّہ بدیں صندوقہا ۔ ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا
اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہیں ہوا ۔ تو وہ قاضی کی طرح چھٹکارا اور رہائی ڈھونڈے گا

آنکہ۲ داند ایں نشانش آں شناس ۔ کو نباشد بے فغان و بے ہراس
جو جانتا ہے یہ اس کی نشانی سمجھ ۔ کہ وہ بے فریاد اور بے خوف نہ ہو گا

ہمچو قاضی باشد او در ارتعاد ۔ کے شود زاں غم دلش یک لحظہ شاد
وہ قاضی کی طرح لرزنے میں ہو گا ۔ اس کا دل اس غم سے ایک لمحہ کے لئے خوش ہو گا؟

رَہروے را گفت آں حمّال شاد ۔ کہ برو در محکمہ قاضی چو باد
اس حمال نے ایک راہگیر سے خوش ہو کر کہا ۔ کہ ہوا کی طرح قاضی کے دفتر میں چلا جا

نائبش را گوی کیں شُد واقعہ ۔ بر سرِ قاضی بیامد قارعہ
اس کے نائب سے کہہ دے کہ یہ واقعہ ہوا ۔ قاضی کے سر پر قیامت آ گئی

شُغل۳ را بگذار و زود اینجا بیا ۔ زو بخر سر بستہ ایں صندوق را
کام کو چھوڑے اور جلد یہاں آ جائے ۔ فوراً اس بند صندوق کو خرید لے

چونکہ رَہرو شُد رسالت را رساند ۔ ہر کہ زو بشنید ایں خیرہ بماند
جب وہ راہگیر پہنچا، پیغام پہنچایا ۔ جس نے اس سے یہ سنا حیران رہ گیا

بُرد القِصّہ خبر صندوق کش ۔ نائب قاضی حَسن را از غَمش
قصہ مختصر صندوق اٹھانے والے کی اطلاع نے مدہوش کر دیا ۔ قاضی حسن کے نائب کو اس کے غم کی وجہ سے

آتشے برکردہ جوحی از مَلا ۔ کہ بخواہم سوخت ایں صندوق را
جوحی نے برملا آگ جلا رکھی تھی ۔ کہ میں اس صندوق کو جلاؤں گا

بر سرِ بازار جوشش عامّۂ ۔ چیست جوحی می نہد ہنگامۂ
سرِ بازار عوام کا جوش ہے ۔ کیا ہے؟ جوحی نے ہنگامہ بپا کر رکھا ہے

---

۱ گفت۔ قرآن نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے لئے اگر کوئی منفذ اور گذرنے کا راستہ ہے تو وحی الٰہی اور طاقت کے ذریعہ ان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ گر۔ یہ دنیا دار آسمانی نہیں بلکہ دنیا کا صندوق ہے۔ فُرجۂ۔ یہ دنیا کے لذائذ میں مست ہے جس کی وجہ سے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ وہ صندوق میں بند ہے۔ گر نشد۔ اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہ ہوتا تو قاضی کی طرح ان سے نکلنے کی کوشش کرتا۔

۲ آنکہ۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ دنیا کے صندوق میں مقید ہے وہ ہر وقت آہیں بھرتا ہے۔ ہمچو قاضی۔ وہ جوحی کے صندوق میں بند قاضی کی طرح لرزتا ہے۔ رہروے۔ اب پھر قاضی کا قصہ شروع کیا ہے قاضی کے کہنے سے حمال نے ایک رہرو سے کہا کہ جلد جا کر قاضی کے نائب کو سارا قصہ بتا دے۔ قارِعہ۔ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

۳ شُغل را۔ نائب سے کہہ دے کہ وہ کام چھوڑ کر جلد آ جائے اور اس بند صندوق کو خرید کر لے جائے۔ چونکہ۔ اس شخص کی بات پر قاضی کے متعلقین حیران رہ گئے۔ برد۔ الغرض اس آدمی کی مجمع نے قاضی حسن کے نائب کے ہوش اڑا دیئے۔ آتشے۔ اس طرف جوحی نے یہ حرکت کی کہ چوراہے پر آگ جلائی کہ میں آج اس صندوق کو جلا کر رہوں گا۔ بر سر بازار۔ جوحی کے اس شور و شر سے چوراہے پر مجمع ہو گیا۔

آمدنِ ۱ نائبِ قاضی میانِ بازار و خرید کردن صندوق را از جوحی

قاضی کے نائب کا بازار میں آنا اور جوحی سے صندوق خرید لینا

نائب آمد گفت صندوقت بچند — گفت نہصد بیشتر زر میدہند

نائب آیا اس نے کہا تیرا صندوق کتنے کا ہے؟ — اس نے کہا نو سو سے زیادہ قیمت دے رہے ہیں

مَن نمی آیم فروتر از ہزار — گر خریداری کُشا کیسہ بیار

میں ایک ہزار سے نیچے نہ اتروں گا — اگر تو خریدار ہے، تھیلی کھول، لا

گفت شرمے دار اے کوتہ نمد — قیمتِ صندوق خود پیدا بُود

اس نے کہا، اے مفلس! شرم کر — صندوق کی قیمت خود ظاہر ہے

گفت شرمے دار از اہلِ خرد — کس بدیں مقدار ایں را کے خرد

اس نے کہا، عقلمندوں سے شرما — کوئی اس مقدار پر اس کو کب خریدے گا؟

گفت ۲ بے رُویت شری خود فاسد یست — بیع ما زیرِ گلیم ایں راست نیست

اس نے کہا بغیر دیکھے خود خریداری فاسد ہے — گدڑی کے نیچے، ہماری بیع صحیح نہیں ہے

برگشایم گر نمی ارزد مخر — تا نباشد توحیفے اے پدر

میں کھولتا ہوں، اگر اتنے کا نہ ہو نہ خرید — تاکہ اے باوا! تجھ پر ظلم نہ ہو

گفت اے ستار بر مکشای راز — سر بہ بستہ خرم بامَن بساز

اس نے کہا اے پردہ پوش! راز نہ کھول — میں بندھا ہوا خریدتا ہوں مجھ سے طے کر لے

ستر کن تا بر تو ستاری کنند — تانہ بینی ایمنی برکس مخند

پردہ پوشی کر تاکہ تجھ پر پردہ پوشی کریں — جب تک تو اطمینان نہ دیکھ لے کسی پر نہ ہنس

پس ۳ دریں صندوق چوں تو ماندہ اند — خویش را اندر بلا بنشاندہ اند

اس صندوق میں تجھ جیسے بہت سے رہے ہیں — انہوں نے اپنے آپ کو بلا میں بٹھا رکھا ہے

آنچہ بر تو خواہِ آں باشد پسند — بر دگر کس آں کُن از نفع و گزند

جس چیز کی خواہش تجھے اپنے لئے پسند ہو — نفع اور نقصان سے دوسرے پر وہی کر

آنچہ تو بر خود روا داری ہماں — می بکُن از نیک و از بد باکساں

جس چیز کو تو اپنے لئے روا رکھے، وہی — اچھے اور برے میں سے لوگوں کے ساتھ کر

---

۱ آمدن۔ اس آدمی کی اطلاع پر قاضی حسن کا نائب چھاپے پر پہنچ گیا۔ نائب۔ نائب نے آکر جوحی سے صندوق کی خریداری کا معاملہ شروع کیا تو جوحی نے ہزار اشرفیاں قیمت بتائی اور کہا کہ نو سو اشرفیاں لگ چکی ہیں لیکن میں ہزار سے کم میں نہ دوں گا اگر تو خریدار ہے تو تھیلی نکال اور ہزار اشرفیاں دیدے۔ گفت۔ نائب نے جوحی سے کہا کہ کچھ شرم کر معمولی صندوق کی اتنی قیمت لگتا ہے۔

۲ گفت۔ جوحی نے نائب کو مزید پریشان کرنے کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ بغیر اچھی طرح دیکھے چیز کو خریدنا درست نہیں ہے۔ برگشایم۔ میں اس صندوق کو کھول کر دکھائے دیتا ہوں اگر اس قیمت میں لینا پسند کرے تو لے لینا ورنہ تو کیوں ٹوٹے میں پڑتا ہے۔ گفت۔ نائب نے گھبرا کر فوراً کہا نہیں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے اب راز کی پردہ پوشی کر میں صندوق کو بندھی خرید لوں گا۔ ستر کن۔ جوحی سے کہا اب تو قاضی کا پردہ رکھ خدا تیری پردہ پوشی کرے گا۔ تانہ بینی ایمنی۔ جب تک اپنی نجات کا یقین نہ ہو کسی گنہگار کی مذاق نہ اڑانی چاہیے۔

۳ پس۔ تیری ہی طرح دوسرے دنیا کے صندوق میں بند ہیں۔ آنچہ۔ جس طرح تو اپنے صندوق میں بند ہونے پر مذاق پسند نہیں کرتا ہے دوسروں کی بھی مذاق نہ اڑا۔ آنچہ۔ جو کچھ برا انسان اپنے لئے پسند کرے وہی دوسرے کے لئے پسند کرے۔

انچہ ۱ نہ پسندی بخُود از نفع و ضَر بَر کسے مپسند ہم اے بے ہُنر
جو نفع اور نقصان تو اپنے لئے پسند نہ کرے اے بے ہنر! یا کسی کے لئے بھی پسند نہ کر

زانکہ برمر صادِ حق اندر کمیں می دہد پاداش پیش از یومِ دیں
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گزرگاہ کمینگاہ میں سے قیامت کے دن سے پہلے بدلہ دے دیتا ہے

آں عظیمُ العرش عرشِ اُو محیط تختِ دادش برہمہ جانہا بسیط
وہ بڑے عرش والا ہے اس کا عرش احاطہ کرنے والا ہے اس کے انصاف کا تخت تمام جانوں پر احاطہ کرنے والا ہے

گوشہ عرشش بتُو پیوستہ است ہیں مجُنباں جُز بدین دداد دَست
اس کے عرش کا کنارہ تجھ سے لگا ہوا ہے خبردار! دین اور انصاف کے سوا ہاتھ نہ ہلا

تو مُراقب باش بر احوالِ خویش نوش بیں دَرداد و بَعد از ظلم نیش
تو اپنے احوال کا نگراں بن تو انصاف میں شہد دیکھ لے اور ظلم کے بعد نشتر دیکھ لے

پَس ۲ ہمیں جا خُود جزائے نیک وبَد میرسد باہر کسے چوں بنگرد
اسی جگہ اچھے اور برے کا بدلہ ہر شخص کے پاس پہنچ جاتا ہے جب وہ غور کرے

واں جزا کانجا رَسد دَر یومِ دیں ہیچ آں بااِیں نماند نیک بیں
اور وہ بدلہ جو قیامت کے دن وہاں ملے گا وہ اس جیسا نہیں ہے، غور کر لے

بے حَدو بے عد بُود آنجا جزا دوزخ و نارست جائے ناسزا
وہاں بدلہ بے حد اور ان گنت ہے نالائق کی جگہ جہنم اور آگ ہے

گفت آرے آنچہ کردم استم ست لیک ہم میداں کہ بادی اظلم است
اس نے کہا ہاں جو میں نے کیا ظلم ہے لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہے

گفت نائب یک بیک ما بادیئم باسوادِ رُوچہ اندر شادیئم
نائب نے کہا ہم سب ابتدا کرنے والے ہیں منہ کی کالک کے ہوتے ہوئے کیسے خوش ہیں

ہمچوں ۳ زنگی کو بُود شادان وخوش اُو نہ بیند غیرِ اُو بیند رُخش
حبش کی طرح کہ وہ مسرور اور خوش ہے وہ نہیں دیکھتا، دوسرا اس کا چہرہ دیکھتا ہے

ماجرا بسیار شُد دَر مَن یزَید داد صَد دینار وآں ازوَے خرید
نیلام میں بہت قصہ ہوا اس نے سو دینار دیئے اور وہ اس سے خرید لیا

ہَر دَمے صندوقی اے بَد پسَند ہاتفان و غیبیانت می خرند
اے برائی کے پسند کرنے والے تو ہر وقت ایک صندوق ہے تجھے ہاتف اور غیبی خرید رہے ہیں

۱ آنچہ۔ ہرچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی گذرگاہ پر ہے اس سے کسی کا کام پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور وہ اکثر قیامت سے پہلے بھی عمل کی جزا دیدیتا ہے۔ آں عظیم۔ اس کا انصاف سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ گوشہ۔ تو بھی اس کے عدل کے ماتحت ہے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ تو مراقب۔ بھلا کرے گا بھلا ہوگا برا کرے گا برا ہوگا۔

۲ پس۔ انسان غور کرے تو انسان کو اعمال کی جزا دستر دنیا میں بھی مل رہی ہے۔ واں جزا۔ قیامت میں جو بدلہ ملتا ہے وہ غیر معمولی ہے اور بد اعمال کا بدلہ قیامت میں جہنم ہے۔ گفت۔ جوحی نے کہا کہ بے شک قاضی کے ساتھ جو میں نے کیا وہ میرا ظلم ہے لیکن چونکہ برائی کی ابتدا قاضی نے کی کہ میری بیوی سے برا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے زیادہ ظالم ہے لہٰذا اس کے اوپر ظلم بیجا نہیں ہے۔ گفت۔ نائب نے کہا کہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ ظالم قرار دینا درست نہیں ہے ہم سب گناہوں میں ملوث ہیں اور سب ہی برائی کی ابتداء کرنے والے ہیں۔

۳ ہمچو۔ ہم اپنے آپ کو بیقصور اور دوسرے کو برا سمجھتے ہیں اس حبشی کی طرح ہیں جو اپنی روسیاہی کو نہیں دیکھتا دوسروں کی سیاہی کو دیکھتا ہے۔ من یزید۔ یعنی وہ خرید فروخت جس میں یہ ہو کہ جو بڑھ کر دام لگائے سودا اسی کو ملے جیسا کہ اس زمانہ کا نیلام ہے۔ ہردمے۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ ہر انسان معضیون اور دنیا کے صندوق میں مقید ہے اور ہاتف غیبی یعنی اہل اللہ اسے خرید رہے ہیں۔

ایں [1]یقیں میداں کاسیر و بندۂ — زانکہ در صندوقِ غمہا ماندۂ
تو یقین کر لے کہ تو قیدی اور غلام ہے — کیونکہ تو غموں کے صندوق میں رہا ہے

بندِ ہرچہ گشتہ از نیک وبد — ہر یکے برتو چو صندوقیست سد
بھلے اور برے میں سے تو جس میں مقید ہے — تجھ پر ہر ایک صندوق کی طرح روک ہے

تانگردی زیں ہمہ آزاد تو — کے شوی اے جاں زغم دلشاد تو
جب تک تو ان سب سے آزاد نہ ہو گا — اے پیارے تو غم سے دلشا کب ہو گا

در بیانِ خبرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَولاہ تامنافقاں طعنہ کردند کہ ایں بس نبود کہ ما مطیع شدیم وَے را کہ مطاوعت کود کے فرماید

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بیان کہ فرمایا میں جس کا آقا ہوں پس علیؓ اس کا آقا ہے حتی کہ منافقوں نے طعنہ دیا کہ یہ کافی نہ تھا کہ ہم ان کے فرمانبردار ہو گئے کہ وہ ایک لڑکے کی تابعداری کا حکم کر رہے ہیں

زیں [2] سبب پیغمبرِ بااجتہاد — نامِ خود وآں علیؓ مولا نہاد
اسی لئے باسعی پیغمبر نے — اپنا اور ان علیؓ کا نام مولیٰ رکھا

گفت ہر کو را منم مولا و دوست — ابنِ عم مَن علیؓ مولایِ اُوست
فرمایا جس کا میں مولیٰ اور دوست ہوں — میرے چچا کا بیٹا علیؓ اس کا مولیٰ ہے

کیست مولیٰ آنکہ آزادت کند — بندِ رقیت زپایت برکند
مولیٰ کون ہے؟ وہ جو تجھے آزاد کرے — تیرے پاؤں سے غلامی کی زنجیر نکال دے

چوں بآزادی نبوت ہادی ست — مومناں راز انبیاء آزادی ست
چونکو نبوت آزادی کی راہنما ہے — مومنوں کو انبیاء کی وجہ سے آزادی حاصل ہے

اے [3] گروہِ مومناں شادی کنید — ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید
اے مومنوں کی جماعت! خوشی مناؤ — سرو اور سوسن کی طرح آزادی مناؤ

لیک می گوئید ہر دم شکرِ آب — بےزباں چوں گلستانِ خوش خضاب
لیکن ہر وقت پانی کا شکر ادا کرو — بغیر زبان کے خوش رنگ چمن کی طرح

بے زباں گویند سرو و سبزہ زار — شکرِ آبے شکرِ عدلِ نوبہار
سرو اور سبزہ زار بغیر زبان کے ادا کرتے ہیں — پانی کا شکریہ اور نوبہار کے انصاف کا شکریہ

[1] ایں یقین۔ تجھے یقین کر لینا چاہیے تو بھی قاضی کی طرح غموں اور فکروں کے صندوق میں مقید ہے۔ بند۔ دل پسند اور ناپسند جو بھی تیرا دنیا مطلوب ہے وہ تیرے لئے صندوق اور راہِ آخرت کے لئے رکاوٹ ہے۔ تانگردی۔ جب تک تو ان علائق کو توڑ کر آزاد ہو گا تجھے حیاتِ طیبہ نصیب نہ ہوگی۔ در بیان۔ اس حدیث سے اس آزادی کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

[2] زیں سبب۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولیٰ اور آقا ہوں علیؓ اس کا مولیٰ ہے۔ چوں بآزادی۔ نبوت انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور دنیاوی علائق سے آزادی دلاتی ہے۔

[3] اے گروہ۔ مومنوں کو اس آزادی سے خوشی منانی چاہیے سرو اور سوسن کو پھل دار نہ ہونے کی وجہ سے آزاد کہا جاتا ہے۔ لیک۔ اپنے مربی کا اسی شکر ادا کرو جس طرح خوش رنگ چمن اپنے مربی پانی کا شکر ادا کرتا ہے۔ بے زباں۔ محض زبان سے شکر، شکر نہیں ہے بلکہ دل اور حال سے شکر ادا کرو چمن کے پودے احوال سے شکر ادا کرتے ہیں۔

حُلّہا ۱ پوشیدہ و دامن کشاں　　مَست و رَقّاص و خوش و عنبر فشاں
جوڑے پہنے ہوئے اور دامن کھینچتے ہوئے　　مست اور ناچنے والے اور خوش اور عنبر جھڑکنے والے

جُزو جُزو آبستن از شاہِ بہار　　جسمِ شاں چوں دُرجِ پُر دُرِ ثمار
شاہ بہار سے جز جز حاملہ ہے　　ان کا جسم ڈبے کی طرح پھلوں کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے

مَریماں بے شوی آبست از مسیحؑ　　خامُشاں بے لاف و گفتارِ فصیح
بہت سی مریمیں بغیر شوہر کے مسیح سے حاملہ ہیں　　چپ ہیں بغیر دعوے اور گفتگو کے فصیح ہیں

ماہِ ما بے نُطق خوش برتافتہ است　　ہر زباں نُطق از فرِ اُو یافتہ است
ہمارا چاند بغیر گویائی کے خوب چمکتا ہوا ہے　　ہر زبان نے اس کے نور سے گویائی حاصل کی

نُطقِ عیسیٰ از فرِ مریم بُود　　نُطقِ آدم پرتو آں دَم بُود
حضرت عیسیٰ کی گویائی حضرت مریم کے نور سے ہے　　حضرت آدم کی گویائی اس نفخ کے پرتو سے ہے

تا زیادت گردد از شکر اے ثقات　　پس نباتِ دیگرست اندر نبات
اے ثقہ لوگو! تاکہ شکر کی وجہ سے زیادتی ہو　　نباتات میں بہت سی دوسری نباتات ہیں

عکسِ آں اینجاست ذَلَّ مَن قَنَع　　اندریں طورست عَزَّ مَن طَمَع
یہاں ذلیل ہوا جس نے قناعت کی کا الٹا ہے　　اس راستہ میں ہے عزت پائی جس نے لالچ کیا

در ۳ جُوالِ نفس خود چندیں مَرو　　از خریدارانِ خود غافل مشو
اپنے نفس کے بورے میں اتنا نہ گھس　　اپنے خریداروں سے غافل نہ ہو

باز آمدن زنِ جوحی بمحکمۂ قاضی سالِ دوم براُمید آنکہ وظیفۂ پارسال بجا آورَد و شناخت قاضی اُورا

دوسرے سال جوحی کی بیوی کا قاضی کی کچہری میں آنا اس امید پر کہ گزشتہ سال کا معاملہ انجام دے اور قاضی کا اس کو پہچان لینا

بعدِ سالے باز جوحی از مِحَن　　رُو بزن کرد و بگفت اے چُست زن
مصیبتوں کی وجہ سے ایک سال بعد پھر جوحی نے　　بیوی کی طرف رخ کیا اور کہا اے چالاک عورت!

آں وظیفہ پاررا تجدید کُن　　پیشِ قاضی از گِلہ مَن گو سُخن
پارسال والے معاملہ کی تجدید کر　　قاضی کے سامنے میرے شکوے کی بات کر

۱ حلہا۔ چمنوں کا شکریہ ادا کرنا یہ ہے کہ انہوں نے نئی پوشاکیں پہنی ہیں اور ناز و ادا دکھا رہے ہیں اور خوشبو مہکا رہے ہیں۔ جزو۔ چمن اور باغ کا ہر جزو بہار کا شکریہ اس طور پر ادا کرتا ہے کہ اس کا جز جز پھلوں سے پر ہوگیا ہے۔ مریماں۔ یعنی درخت۔ مسیح۔ یعنی پھل۔ خامشاں۔ سب خاموش ہیں لیکن ان کے احوال گویا ہیں۔ ماہ ما۔ چمن کہتا ہے کہ جس طرح ہم بغیر گویائی کے شکر گذار ہیں اسی طرح ہمارے محسن موسم بہار میں گویائی نہیں ہے لیکن دوسری گویائیاں اس کا فیض ہیں ان کا نشو نما موسم بہار کرتا ہے۔

۲ نطق عیسی۔ موسم بہار سے زبان کو گویائی حاصل ہونا اسی طرح ہے جس طرح سے حضرت عیسی کو بچپن ہی میں گویائی حضرت مریم کے نور سے حاصل ہوئی اور حضرت آدم کو گویائی اللہ تعالیٰ کے نفخ سے حاصل ہوئی۔ اے ثقات۔ شکر کی اس لئے تلقین کی جارہی ہے کہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبات۔ یعنی نعمتوں کے اندر مزید نعمتیں ہیں جو شکر سے حاصل ہوں گی۔ عکس۔ دنیا کی اشیاء کے بارے میں ہے عَزَّ مَن قَنَع جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور ذَلَّ مَن طَمَع جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا لیکن دینی نعمتوں کے بارے میں معاملہ الٹا ہے ان میں جو قناعت کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے۔

۳ در جوال۔ نفس کے صندوق سے باہر نکل تیرے مربی تیرے خریدار ہیں ان کی اطاعت کر یہی ان کا شکریہ ہے۔ بعد سالے۔ جوحی نے کچھ دن اس داؤ پیچ سے مزے اڑائے پھر افلاس سے پریشان ہوکر عورت سے کہا۔ آں وظیفہ۔ گذشتہ سال کی طرح قاضی کو پھر پھنسا۔

زَن [1] بر قاضی در آمد باز ناں — مرزَنے را کرد آں زن ترجمال
عورت، عورتوں کے ساتھ قاضی کے پاس پائی — اس عورت نے ایک عورت کو ترجمان بنایا

تانہ بشناسدز گفتن قاضیش — یادناید از بلائے ماضیش
تاکہ بولنے سے قاضی اس کو نہ پہچانے — اس کو گزشتہ مصیبت، یاد نہ آ جائے

ہست فتنہ غمزۂ غمازِ زن — لیک آں صد تو شودز آواز زن
عورت کی چغل خور اور فتنہ ہے — لیکن وہ عورت کی آواز سے سوگنا ہو جاتا ہے

چوں نمی تانست آوازے فراشت — غمزۂ تنہائِ زن سودے نداشت
چونکہ وہ آواز بلند نہ کر سکتی تھی — عورت کی اکیلی ادا مفید نہ ہوئی

گفت قاضی رَو تو خصمت را بیار — تاد ہم کارِ ترابا اُو قرار
قاضی نے کہا جا تو اپنے مدعیٰ علیہ کو لے آ — تاکہ اس کے ساتھ تیرا معاملہ طے کر دوں

جوحی [2] آمد قاضیش شناخت زود — کہ بوقتِ لُقیہ در صندوق بُود
جوحی آ گیا، قاضی نے اس کو جلد نہ پہچانا — کیونکہ وہ ملاقات کے وقت صندوق میں تھا

زُو شنیدہ بُود آواز از بروں — در شریٰ و بیع و در نقص و فزوں
اس نے اس کی آواز باہر سے سنی تھی — خرید و فروخت اور کمی و بیشی میں

گفت نفقہ زَن چراندہی تمام — گفت از جاں شرع راہستم غلام
اس نے کہا تو عورت کا پورا خرچ کیوں نہیں دیتا؟ — اس نے کہا میں شریعت کا جان سے غلام ہوں

لیک [3] اگر میرم ندارم من کفن — مُفلِس ایں لعبم و شش پنج زَن
لیکن اگر مر جاؤں تو میں کفن بھی نہیں رکھتا ہوں — میں اس کھیل سے مفلس ہوں اور مکروفریب کرتا ہوں

زیں سخن قاضی مگر بشناختش — یاد آوردآں دغل واں باختش
قاضی نے شاید اس بات سے اس کو پہچان لیا — اس کو وہ مکر اور اس کی وہ بازی یاد آ گئی

گفت آں شش پنج بامَن باختی — پار اندر شش درم انداختی
کہا وہ شش پنج تو نے میرے ساتھ کھیلا تھا — گزشتہ سال تو نے مجھے ششدر میں پھنسایا تھا

نوبتِ مَن رفت امسال آں قمار — بادِ گرکس باز و دست از مَن بدار
میری باری گزر گئی اس سال وہ جوا — کسی دوسرے سے کھیل اور مجھ سے ہاتھ اٹھا لے

---

[1] زن۔ جوحی کی بیوی کچھ عورتوں کو ساتھ لے کر قاضی کی کچہری میں پہنچی اور ایک عورت کو اپنا ترجمان بنایا۔ تانہ بشناسد۔ جوحی کی بیوی خود اس لئے نہ بولی کہ قاضی اس کی آواز سے اس کو نہ پہچان لے اور گزشتہ سال کی مصیبت قاضی کو یاد نہ آ جائے۔ ہست۔ عورتوں کی ادائیں بھی فتنہ ہیں لیکن آواز کے ساتھ مل کر وہ سو فتنے بن جاتی ہیں۔ چوں۔ جب عورت کی آواز ادا کے ساتھ نہ ہو تو محض ادا اتنا کام نہیں کرتی۔ گفت۔ قاضی چونکہ اس بار فریفتہ نہ ہوا تو اس نے کہا کو شوہر کو حاضر کر۔

[2] جوحی۔ وہ عورت اپنے شوہر جوحی کو بلائی قاضی جوحی کو نہ پہچان سکا اس لئے کہ اس کی ملاقات کے وقت قاضی صندوق میں بند تھا۔ زو۔ قاضی نے جوحی کی صرف آواز سنی تھی جب وہ نائب سے صندوق کا سودا کر رہا تھا۔ گفت۔ قاضی نے جوحی سے کہا تو بیوی کو پورا خرچ کیوں نہیں دیتا۔ از جان۔ جوحی نے کہا میں شریعت کے احکام کا غلام ہوں۔

[3] لیک۔ لیکن میں اس قدر مفلس ہوں کہ اگر مر جاؤں تو کفن بھی نہیں ہے۔ شش پنج زن۔ حیلہ مکاری کرنے والا۔ زیں سخن۔ ان باتوں سے قاضی جوحی کو پہچان گیا اور اس کو اس کی گزشتہ سال کی مکاری یاد آ گئی۔ گفت۔ قاضی نے کہا تو نے گذشتہ سال میرے ساتھ مکاری کی تھی اور مجھے ششدر میں پھنسایا تھا۔ نوبت۔ میری باری تو گزر گئی اب کسی اور کو پھانس۔

ازا ششش و از پنج عارف گشت فرد — محترز گشت زیں ششش پنج نرد

عارف شش اور پنج سے جدا ہو گیا — بازی کے اس شش و پنج سے پرہیز کرنے والا بن گیا

رستہ اُو از پنج حسِ و شش جہت — از ورای آں ہمہ کرد آگہت

وہ پانچ حواس اور چھ جہت سے چھوٹ گیا — تجھے ان سب کے آگے سے آگاہ کیا

شُد اشارآتش اشاراتِ ازل — جاوز الاوہام طراً واعتزل

اس کے اشارے ازل کے اشارے ہو گئے — وہ سب وہموں سے گزر گیا اور یکسو ہو گیا ہے

زیں چہ شش گوشہ گر نبود بروں — چوں برآرد یوسفیؑ را از دروں

اگر وہ اس چھ گوشے والے کنویں سے باہر نہ ہو — یوسف کو اندر سے کیسے نکالے؟

واردے بالائے چرخِ بے ستن — جسم اُو چوں دلو در چہ چارہ کن

وہ بغیر ستون کے آسمان کے اوپر سے اترنے والا ہے — اس کا جسم ڈول کی طرح کنویں میں تدبیر کرنے والا ہے

یوسفاں ۲ چنگال در دلوش زدہ — رستہ از چاہ و شہ مصری شدہ

یوسفوں نے اس کو ڈول کو پکڑ لیا ہے — کنویں سے نجات پا کر مصری بادشاہ بن گئے ہیں

دلوہای دیگر از چہ آب جو — دلوِ او فارغ ز آب، اصحاب جوت

دوسرے ڈول کنویں میں سے پانی کے جویاں ہیں — اس کا ڈول پانی سے فارغ ہو یاروں کو ڈھونڈنے والا ہے

دلوہا غواصِ آب ز بہر قوت — دلوِ او قوت وحیاتِ جانِ حُوت

دوسروں کے ڈول روزی کے لئے پانی میں غوطہ لگانے والے ہیں — اس کا ڈول جان کی مچھلی کے لئے روزی اور زندگی ہے

دلوہا وابستہ چرخِ ۳ بلند — دلوِ او درا صبعین زور مند

دوسروں کے ڈول اونچی گھیری سے وابستہ ہیں — اس کا ڈول قوی کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

دلو چہ و حبل چہ و چرخ چی — ایں مثالے بس رکیک ست اے اچی

کیسا ڈول اور کیسی رسی اور کیسا آسمان! — اے بڑے بھائی! یہ مثال بہت کمزور ہے

از کجا آرم مثالِ بے شکست — کفو اُو نے آید و نے آمدست

میں سالم مثال کہاں سے لاؤں؟ — اس کی مثل نہ آئے، اور نہ آیا ہے

صد ہزاراں مرد پنہاں در یکے — صد کمان و تیر درجِ ناو کے

لاکھوں انسان ایک میں پوشیدہ ہیں — سیکڑوں تیر و کمان یک تبر میں داخل ہیں

صد ہزاراں۔ وہ عارف ایک ذات ہے لیکن پوری ایک امت ہوتا ہے اور وہ ایک تیر ہے، جس میں سینکڑوں تیر و کمان پوشیدہ ہیں۔

۱ از شش۔ عارف شش و پنج سے فارغ ہوتا ہے۔ رست۔ پنج سے مراد پانچ حواس اور شش سے مراد چھ جہتیں ہیں۔ شُد اشارآتش۔ اب اس کا ادراک حواس خمسہ اور دنیا کے شش جہات سے بالاتر ہے اب اس کو علوی علوم حاصل ہیں وہ اوہام سے گزر گیا ہے اور یکسو ہو گیا ہے۔ زیں۔ اگر وہ دنیا کے چھ گوشے والے کنویں کے اندر ہوتا تو دوسرے کو کنویں سے باہر کیسے نکال سکتا۔ یوسفے۔ یعنی مرید۔ وارد۔ قرآن پاک میں ہے فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ یعنی انہوں نے پانی بھرنے والے کو بھیجا یہی وارد تھا جس نے حضرت یوسف کو کنویں سے نکالا اسی طرح مریدوں کو کنویں میں سے نکالنے والا یعنی شیخ دنیا سے بالا ہے صرف اس کا جسم دنیا کے اس کنویں میں ڈول کی طرح آتا جاتا ہے جو کنویں میں محبوس نہیں ہوتا ہے۔

۲ یوسفاں۔ مرید اس کے اس جسم سے وابستہ ہو کر دنیا کے کنویں سے نجات پا کر حضرت یوسف کی طرح شاہ مصر بنتے ہیں۔ دلوہای۔ دنیا داروں کے ڈول تو دنیا حاصل کرتے ہیں اور شیخ کا ڈول دنیا سے باہر نکالتا ہے۔ دلوہا۔ دوسرے کے ڈول پانی حاصل کرنے کے لئے کنویں میں جاتے ہیں اس کا ڈول مچھلی کو روزی اور زندگی عطا کرتا ہو۔ حوت۔ مچھلی یعنی مرید۔

۳ چرخ بلند۔ یعنی گھیری جو کنویں کے اوپر ہوتی ہے۔ در اصبعین۔ یعنی اللہ کے تصرف میں ہے۔ دلو۔ یہاں عارف باللہ کے جسم کو ڈول وغیرہ سے تشبیہ دی اب فرماتے ہیں عارف کے لئے یہ مثالیں بالکل ناقص ہیں۔ از کجا۔ اس کی مثال کائنات میں کوئی نہیں ہے۔

مَا ۱ِ رَمَیْتَ وَ اِذْ رَمَیْتَ فِتنہ ، صد ہزاراں خرمن اندر حُفنہ

وہ تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ایک امتحان ہے ، ایک مٹھی میں لاکھوں کھلیان ہیں

آفتابے در یکے ذرّہ نہاں ، ناگہاں آں ذرّہ بکشاید وہاں

سورج ایک ذرے میں پوشیدہ ہے ، اگر وہ ذرہ اچانک منہ کھول دے

ذرّہ ذرّہ گردد افلاک و زمیں ، پیشِ آں خورشید چوں جست از کمیں

آسمان اور زمین ذرہ ذرہ ہو جائے ، اس سورج کے سامنے جب وہ کمینگاہ سے نکلے

اینچنیں جانے چہ درخوردِ تن ست ، ہیں بشوئے تن ازیں جاں ہر دو دست

ایسی جان جسم کے کیا لائق ہے؟ ، خبردار! اے جسم اس جان سے دونوں ہاتھ دھولے

اے ۲ تنِ گشتہ وثاقِ جاں بس ست ، چند تاند بحر در مشکے نشست

اے جسم! جو روح کا گھر بنا ہوا ہے بس ہے ، سمندر ایک مشک میں کہاں تک سما سکتا ہے؟

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر ، اے مسیحاں نہاں در جوِ خر

خبردار! بشر میں ہزاروں جبرئیل ہیں ، آگاہ ہوجا گدھے کے پیٹ میں بہت سے مسیح پوشیدہ ہیں

اے کلیم اللہ نہاں اندر نمد ، واقف از خوفست و رست از نیک و بد

خبردار! کملی میں کلیم اللہ پوشیدہ ہے ، جو خوف سے واقف ہے اور نیک و بد سے چھوٹ گیا ہے

اے حبیبُ اللہ نہاں در غارِ تن ، گنجِ ربّانی نہاں در مارِ تن

خبردار! جسم کے غار میں اللہ کا محبوب پوشیدہ ہے ، جسم کے سانپ میں خدائی خزانہ پوشیدہ ہے

اے ۳ ہزاراں کعبہ پنہاں در کنیس ، اے غلط اندازِ عفریت و بلیس

خبردار! ہزاروں کعبے گرجا گھر میں پوشیدہ ہیں ، اے! بھوت اور شیطان کو غلطی میں مبتلا کرنے والے

سجدہ گاہ لامکانی در مکاں ، مر بلیساں راز تو ویراں دُکاں

تو مکان میں لامکانی کی سجدہ گاہ ہے ، تیری وجہ سے شیطانوں کی دکان ویران ہے

کہ چرا من خدمتِ ایں طیں کنم ، صورتِ دوں را لقب چوں دیں کنم

کہ میں اس مٹی کی خدمت کیوں کروں؟ ، کم درجہ کی صورت کو دین کا لقب کیوں دوں؟

نیست صورت چشم را نیکو بمال ، تا بہ بینی شعشع نورِ جلال

صورت نہیں ہے، آنکھ خوب مل لے ، تاکہ تو جلال کے نور کی چمک دیکھے

باز آمدنِ بقصۂ شہزادہ و ملازمتِ اُو بحضرتِ شاہ

شہزادے کے قصہ کی طرف واپسی اور اس کی شاہ کے دربار سے وابستگی

۱ مَا رَمیتَ۔ وہ عارف خدا سے وحدت رکھتا ہے۔ فتنہ۔ لوگوں کے لئے آزمائش ہے کہ وہ لوگ محض اس کے جسم کو دیکھ کر شیطانی نظر اختیار کرتے ہیں۔ خفنہ۔ یعنی مٹھی بھر غلہ۔ آفتابے۔ اس کی روح ایک آفتاب ہے جو جسم کے ذرے میں پوشیدہ ہے۔ ذرہ۔ زمین اس آفتاب تاب نہیں لاسکتی۔ اینچنیں۔ جبکہ روح کی وسعت اور عمت کا یہ حال ہے تو وہ اس جسم کے لائق کہاں ہے۔

۲ اے تن۔ جو جسم روح کا گھر بنا ہوا ہے روح کا اس میں تھوڑی دیر کا قیام کافی ہے سمندر جیسی روح مشک کے جسم میں کب تک ٹھہر سکتی ہے۔ اے ہزاراں۔ روح بمنزلہ ہزاروں جبرئیل کے ہے اور جسم ایک بشر ہے روح مسیح ہے اور جسم خر ہے اے۔ یہ روح عارف کو خطاب ہے۔ خوی۔ یعنی علم معرفت خداوندی نیک و بد۔ یعنی علم معرفت خدا ورزی نیک و بد یعنی دنیاوی امور۔ حبیب اللہ۔ آنحضورؐ ہجرت کے وقت غار ثور میں پوشیدہ رہے تھے۔

۳ اے ہزاراں کعبہ۔ یہ تمام تشبیہیں روح اور جسم کی ہیں۔ غلط۔ شیطان محق جسم کو دیکھ کر غلطی میں مبتلا ہوگیا۔ لامکانی۔ یعنی فرشتے۔ در مکان۔ ایک قول کے مطابق فرشتوں نے آدم کو زمین پر سجدہ کیا تھا۔ کہ چرا۔ یہ دکان کی ویرانی کا بیان ہے۔ نیست۔ مولانا شیطان سے فرماتے ہیں آنکھ مل کر دیکھ یہ محض جسم نہیں ہے۔ باز آمدن۔ شہزادہ کا قصہ پھر شروع کیا ہے۔

شاہزادہ پیشِ شہ حیرانِ ایں
شہزادہ بادشاہ کے سامنے اس میں حیران تھا
ہفت[1] گردوں دیدہ در یکمشت طیں
سات آسمان اس نے ایک مٹھی مٹی میں دیکھے

ہیچ ممکن نے بہ بحثے لب کشود
بحث میں لب کشائی کسی طرح ممکن نہیں؟
لیک جان با جاں دمے خامش نبود
لیک جان جان کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے خاموش نہیں ہے

آمدہ در خاطرش کیں بس خفی ست
اس کے دل میں آیا کہ یہ بہتر پوشیدہ ہے
ایں ہمہ معنی ست پس صورت ز چیست
یہ سب باطن ہے، تو صورت کس لئے ہے

صورتے از صورتت بیزار کن
یہ ایک صورت تجھے صورت سے بیزار کرنے والی ہے
خفتہ مر خفتہ را بیدار کن
ایک سویا ہوا سوئے ہوئے کو بیدار کرنے والا ہے

آں[2] کلامت می رہاند از کلام
تجھے وہ کلام، کلام سے چھڑاتا ہے
واں سقامت می جہاند از سقام
اور وہ بیماری کو تجھے بیماری سے نجات دیتی ہے

پس سقامِ عشق جانِ صحت ست
عشق کی بیماری صحبت کی روح ہے
رنجہایش حسرتِ ہر راحت ست
اس کے رنج ہر راحت کا رشک ہیں

اے تنِ اکنوں دستِ خود از جاں بشو
اے جسم! اب اپنا ہاتھ جان سے دھونے
ور نمی شوئی جز ایں جانے بجو
اور اگر تو نہیں دھوتا اس کے علاوہ کوئی جان تلاش کرلے

دربیانِ نوازش و احترام شاہِ چین شاہزادۂ غریب عاشق را
شاہ چین کے پردیسی، عاشق شہزادے کو نوازنے اور احترام کرنے کے بیان میں

حاصل[3] آں شہ نیک اُورا می نواخت
خلاصہ یہ ہے کہ شاہ اس کو خوب نوازتا تھا
اُو ازاں خورشید چوں مہ می گداخت
وہ اس سورج سے چاند کی طرح گھلتا تھا

آں گدازِ عاشقاں باشد نمو
عاشقوں کا وہ گھلنا بڑھنا ہے
ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رُو
جس طرح چاند گھٹا دیں تازہ رو ہے

جملہ رنجوراں دوا دارند اُمید
سب بیمار، دوا کی طرح امید کرتے ہیں
نالد ایں رنجور کم افزوں کنید
یہ بیمار رونا ہے کہ میری بیماری بڑھاؤ

جملہ رنجوراں دوا جویند و ایں
سب مریض دوا تلاش کرتے ہیں اور یہ
رنج افزوں جوید و درد و حنیں
زیادہ رنج اور درد اور رونا تلاش کرتے ہے

۳ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ شاہ چین اس شہزادے کو نوازتا تھا لیکن عشق اس کو گھلا رہا تھا۔ عاشقاں۔ جن کو حقیقی عشق ہے وہ جتنے گھلتے ہیں اتنے ہی تازہ رو ہوتے ہیں۔ جملہ۔ دوسرے بیمار دوا تلاش کرتے ہیں مریض عشق بڑھنے کی تمنا کرتا ہے کم۔ کام

ا ہفت گردوں۔ روح کامل اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ یکمشت طین۔ یعنی جسم۔ ہیچ۔ جو اشکالات شہزادے کے ذہن میں آئے تھے وہ زبان سے تو بیان نہ کرتا تھا لیکن باہمی روحی مکالمہ ہوتا تھا۔ آمدہ۔ شہزادے کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا جبکہ سب فضائل اور خواص روح کے ہیں تو جسم سے اس کا تعلق کیوں کیا گیا ہے۔ صورتے۔ روح کامل کو صورت سے اس لئے وابستہ کر دیا گیا ہے کہ صورت اختیار کر کے تیرے اندر وہ فیض پہنچائے کہ تو صورت سے بیزار ہو جائے اس کا یہ فیض روح مجرد سے تو حاصل نہ کر سکتا تھا تو گویا اس کی یہ مثال ہوئی کہ ایک خفتہ یعنی صورت نے تجھ خفتہ کو بیدار کر دیا کہ تو صورت سے بیزار ہو گیا۔

۲ آں کلامت۔ اس روح سے جبکہ وہ صورت سے وابستہ ہے کلام صادر ہوتا ہے جو تجھے اس کلام سے باز رکھتا ہے جو مقصود سے مانع ہو۔ واں سقامت۔ جسمانی بیماریوں کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی بیماریوں کی دوا بنا دیتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ روح کامل کے جسم پر جب عشق کی بیماری طاری ہوتی ہے تو اس کے آثار کو دیکھ کر لوگ اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ سقام عشق۔ ہم نے عشق کو بیماری کہا ہے لیکن یہ ایسی بیماری ہے جو صحت کی جان ہے اور اس کی تکالیف راحتوں کے لئے باعث حسرت ہیں جو صحت سے مقصود ہوتی ہیں۔ اے تن۔ اے جسم اب اس جان کا پیچھا چھوڑ دے اور اگر تو بالکل روح کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو جیسا کہ قاضی نے کہا کوئی روح تلاش کرے۔

خوب اِتَر زیں سَم ندیدم شرَبتے | زیں مَرض خوشتر نباشد صحّتے
میں نے اس زہر غم سے زیادہ اچھا کوئی شربت نہیں دیکھا | کوئی صحت اس بیماری سے زیادہ اچھی نہ ہو گی

زیں گُنہ بہتر نباشد طاعتے | سَالہا نسبت بدیں دَم ساعتے
کوئی طاعت اس گناہ سے بہتر نہیں ہے | بہت سے سال اس سانس کی نسبت سے ایک گھنٹہ ہیں

مُدّتے بُد پیش آں شہ زیں نَسَق | دل کباب و جاں نہادہ بَر طَبق
وہ ایک مدت تک اس شاہ کے سامنے اسی طریقہ پر رہا | دل کباب تھا اور جان طباق پر رکھے ہوئے

گفت شاہ از ہر کسے یکسَر بُرید | مَن زشہ ہَر لحظہ قربانم جدید
بولا شاہ نے ہر شخص کا ایک سر کاٹا | میں بادشاہ کی وجہ سے ہر لحظہ نیا قربان ہو رہا ہوں

مَن ۲؎ فقیرم از زر و از سَر غنی | صَد ہزاراں سَر خلف داد آں سَنی
میں زر سے فقیر اور سر سے بے نیاز ہوں | اس روشنی نے لاکھوں سر نتیجہ میں دے دیئے ہیں

بادو پادر عشق نتواں تاختن | بایکے سَر عشق نتواں باختن
عشق میں دو پاؤں سے نہیں دوڑا جا سکتا | ایک سر سے عشق کی بازی نہیں کھلی جا سکتی

ہَر کسے را خود دو پا و یک سَر ست | باہزاراں پاؤ سَر تَن نادرست
ہر شخص کے خود دو پاؤں اور ایک سر ہے | ہزاروں پاؤں اور سر کا جسم کمیاب ہے

زیں سبب ہنگامہا شُد کل ہدر | ہست ایں ہنگامہ ہَر دم گرم تر
اسی لئے سب ہنگامے ضائع ہو گئے | یہ ہنگامہ ہر لحظہ تیزی پر ہے

مَعدَنِ گرمی ست اندر لامکاں | ہَفت دوزخ از شرارش یک دُخاں
گرمی کی کان لامکان میں ہے | سات دوزخیں اس کی چنگاری کا ایک دھواں ہیں

دربیان ۳؎ آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرۂ صراط برسَرِ اُوست اے
اس کا بیان کہ وہ دوزخ کو پل صراط اس کے اوپر ہے کہتی ہے اے
مُومن زُود تَر بشتاب و بگذرتا عظمت نورِ تو آتشِ مرانکُشد
مومن جلد کر اور گزر جا تاکہ تیرے نور کی عظمت میری آگ نہ بجھا دے

جُز یَا مُؤمِنُ فَاِنَّ نُورَکَ اَطْفَأَ نَارِیْ
اے مومن! گزر جا بیشک تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

زآتشِ مُومن ازیں رُوائے صَفی | می شود دوزخ ضعیف و مُنطفی
اے برگزیدہ! اسی وجہ سے مومن کی آگ سے | دوزخ کمزور اور بجھنے والی ہو جاتی ہے

۱؎ خُوب تَر۔ عشق اگرچہ زہر ہے لیکن اس کا مٹھاس سب سے بڑھا ہوا ہے یہ مرض ہے لیکن ہر صحت سے بہتر ہے۔ زیں گنہ۔ یعنی جس کو مخالف گناہ سمجھتے ہیں۔ سالہا۔ عشق سالہا بمنزلہ ایک ساعت کے ہیں۔ مدتے۔ ایک عرصہ تک وہ اسی طریقہ پر بادشاہ کے پاس رہا کہ دل کباب تھا اور جان قربان کرنے کی فکر میں تھا۔ گفت۔ جن لوگوں نے شاہ کی لڑکی کی تمنا کی ان کا ایک بار سر کٹا میں ہر وقت بار بار قربان ہو رہا ہوں۔

۲؎ مَن فقیرم۔ میں زر اور سر قربان کر چکا ہوں۔ صد ہزاراں۔ فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ بادو پا۔ اس عشق میں دو پاؤں اور ایک سر سے کام نہیں چلتا۔ ہر کسے۔ عوام اسی لئے اس عشق سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ایک سر اور دو پاؤں ہیں۔ نادر۔ عاشقان خدا نادر ہیں۔ زیں سبب۔ عشق مجازی کا ہنگامہ سر اور پاؤں کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ ایں ہنگامہ۔ لیکن عشق حقیقی کا ہنگامہ روز بروز تیز ہوتا ہے۔ معدن۔ چونکہ اس عشق کا منبع لامکانی اور غیر فانی ہے ہفت دوزخ۔ اس عشق کی گرمی کے سامنے دوزخ کی گرمی ہیچ ہے۔

۳؎ دربیان۔ مومن میں چونکہ عشق کی گرمی ہے اس لئے دوزخ اس کو برداشت نہیں کرتی ہے اور مومن سے کہتی ہے جلد گزر جا ورنہ تیرا نور میری نار کو بجھا دے گا۔ زآتش۔ مومن میں عشق کی آتش ہے اس سے دوزخ کی آگ کمزور ہو کر بجھ جاتی ہے۔

گویدش بگذر سبک اے محتشم ورنہ ز آتشہائے تو مُرد آتشم
اس سے کہتی ہے کہ اے باحشمت! جلدی سے گزر جا ورنہ تیری آگ سے میری آگ بجھی

کفر ۱ کہ کبریتِ دوزخ اُوست بس بیں چہ می نچساند اُورا ایں نفس
کفر' جو بس دوزخ کی گندک ہے دیکھ لے وہ اس کو اس وقت کی طرح پژمردہ کر دیتی ہے

کُفراں کبریتِ نارِ دوزخ ست بیں کہ چوں میرد ازوائے خود پرست
کفر جو دوزخ کی آگ کی گندک ہے اے خود پرست! دیکھ لے اس سے کس طرح مرجاتی ہے

زُود کبریتت بدیں سُو واسپار تانہ دوزخ برتو تازد نے شِرار
تو جلد اپنی گندک اس طرف سپرد کر دے تاکہ تجھ پر نہ دوزخ دوڑے' نہ چنگاری

گویدش ۲ جنت گذر کن ہمچو باد ورنہ گردد ہرچہ مَن دارم کساد
اس سے جنت کہتی ہے ہوا کی طرح گزر جا ورنہ جو کچھ میں رکھتی ہوں وہ کھوٹا نہ ہو جائے گا

کہ تو صاحب خرمنی مَن خوشہ چیں مَن بتے تو ولایتہائے چیں
کیونکہ تو کھلیان والا ہے اور میں خوشہ چگنے والی ہوں میں ایک بت ہوں' تو چین کی ولایتیں ہے

ہَست لرزاں زُو جحیم وہم خیال نے مرایں رانے مرآں را زُو اماں
اس سے دوزخ بھی لرزے میں ہے اور جنتیں بھی اس سے نہ اس کو امن نہ اس کو

وفات یافتنِ برادرِ بزرگ از شاہزادگاں و ملازمت کردن برادرِ میانہ پادشاہِ چین را

شہزادوں میں سے بڑے بھائی کا مر جانا اور درمیانی بھائی کی شاہ چین کی صحبت اختیار کرنا

رَفت ۳ عُمرش چارہ را فرصت نیافت صبر بَس سوزاں بُد و جاں بَر نتافت
اس کی عمر ختم ہو گئی' علاج کی فرصت نہ پائی صبر بہت جلانے والا تھا اور جان برداشت نہ کر سکی

مُدّتے دنداں کناں ایں می کشید نارسیدہ عُمرِ اُو آخر رسید
ایک مدت تک ڈرتے ہوئے اس کو برداشت کرتا رہا مقصود حاصل کئے بغیر اس کی عمر آخر ہو گئی

صُورتِ معشوق از وشُد در نہفت رَفت وشُد با معنیِ معشوق جُفت
اس سے معشوق کی صورت چھپ گئی وہ مر گیا اور معشوق کی حقیقت کا ساتھی بن گیا

گفت لبسش گر ز شعرِ شُستر ست اِعتناقِ بے حجابش خوشتر ست
اس نے کہا اگر اس کا لباس شوستر کے پشمینہ کا ہے اس کا بغیر پردے کے گلے لگنا زیادہ اچھا ہے

۱ کفر۔ دوزخ کی آگ کو بھڑکانے والی گندک کفر ہے۔ دیکھو دنیا میں مومن کے ایمان سے کفر کیسا مضمحل ہو جاتا ہے تو جب مومن جہنم پر سے گزرے گا تو دوزخ کی گندک یعنی کفر مضمحل ہو جائے گا۔ زود۔ تو اپنے اندر سے بہت جلد اس مادے کو دور کر دے اور اپنی ہستی کو کسی صاحب عشق و معرفت کے سپرد کر دے تاکہ اس میں مادہ ہی نہ رہے جس کو دوزخ کی آگ پکڑ سکے۔

۲ گویدش۔ مومن کے اعتبار سے جنت بھی کم رتبہ ہے' قلب مومن ذات خداوندی کا مظہر اتم ہے۔ جنت میں یہ صفت نہیں ہے اعلیٰ سے ادنیٰ شرماتا ہے لہٰذا جنت کا یہ قول خود کو گھٹیا ہونا بتانے کے لئے ہے۔ ہست۔ غرضیکہ مومن جنت سے بھی افضل ہے اور جہنم سے بھی۔

۳ رفت۔ اب بڑے شہزادے کی عمر اسی حالت میں ختم ہو گئی اور وصل کی کوئی تدبیر نہ ہو سکی۔ مدتے۔ ایک مدت تک اظہارِ عشق سے ڈرتا رہا اور بالآخر وصل کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ صورت۔ اب معشوق جو کہ مظہر تھا وہ اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اور جو اس مظہر میں ظاہر تھا یعنی حسن خداوندی اس سے جاملا۔ گفت۔ اب وہ مجاز میں حقیقت دیکھنے کی بجائے بلا کسی حجاب کے حقیقت سے ہمکنار ہو گیا۔

مَن ۱ شُدم عُریاں زتَن اُواز خیال — می خرامم در نہایات الوصال
میں جسم سے ننگا ہو گیا وہ خیال سے — میں وصال کی انتہاؤں میں خراماں جا رہا ہوں

ایں مَباحث تابد ینجا گفتنی ست — ہر چہ آید زیں سپس بنہفتنی ست
یہ بحثیں یہاں تک کہنے کی ہیں — اس کے بعد جو کچھ آتا ہے وہ چھپانے کا ہے

گر بکوشی ور بگوئی صد ہزار — ہست بیکار و نگردد آشکار
اگر تو لاکھ کوشش کرے اور اگر لاکھ کہے — بیکار ہے اور وہ واضح نہ ہو گا

تا بدر یا سیر اسپ وزیں بُود — بعدازانت مَرکبِ چوبیں بُود
گھوڑے اور زین کی دوڑ دریا تک ہوتی ہے — اس کے بعد تیرے لئے لکڑی کی سواری ہوتی ہے

مَرکبِ ۲ چوبیں بخشکی اَبترست — خاص آں دریائیاں را رہبرست
لکڑی کی سواری خشکی میں ناقص ہے — وہ خاص دریا والوں کے لئے راہنما ہے

ایں خموشی مَرکبِ چوبیں بُود — بحریاں را خامُشی تلقیں بُود
یہ خاموشی لکڑی کی سواری ہے — سمندر والوں کے لئے خاموشی تلقین ہے

ہر خموشی کاں ملولت می کُند — نَعرہائے عشق زاں سُومی زند
جو خاموشی تجھے ملول کرتی ہے — وہ اس جانب عشق کے نعرے لگاتی ہے

تو ہمی گوئی عجب خامُش چراست — اُو ہمی گوید عجب گوشش کجاست
تو کہتا ہے، تعجب ہے وہ چپ کیوں ہے؟ — وہ کہتا ہے تعجب ہے؟ اس کا کان کہاں ہے؟

مَن ۳ زنعرہ کر شُدم اُو بے خبر — تیز گوشاں زیں سَمر ہَستند کر
میں نعرے سے بہرا ہو گیا، وہ بے خبر ہے — تیز کانوں والے اس قصہ سے بہرے ہیں

آں یکے دَر خواب نعرہ می زَند — صَد ہزاراں بحث و تلقیں میکُند
ایک شخص خواب میں نعرے لگا رہا ہے — لاکھوں بحثیں اور گفتگوئیں کر رہا ہے

ایں نشستہ پہلوئے اُو بے خبر — خُفتہ خود آنست و کرزاں شور و شَر
یہ اس کے پہلو میں بے خبر بیٹھا ہے — وہ خود اس سے سویا ہوا ہے اور اس شور و شر سے بہرا ہے

واں کسے کش مرکبِ چوبیں شکست — غرقہ شد درآب اُو خود ماہی ست
اور وہ شخص جس کی لکڑی کی سواری ٹوٹ گئی — وہ پانی میں ڈوب گیا، وہ خود مچھلی ہے

۱ مَن شُدم۔ اب وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں جسم سے عریاں ہو گیا اور جسم اس شہزادی کے خیال سے عریاں ہو گیا اور اب میں حقیقت کے وصل کی طرف جا رہا ہوں۔ ایں مباحث۔ یعنی وصل خداوندی کے مباحث جو ذکر کر دیئے بس یہی گفتگو میں سما سکتے تھے اس سے آگے کے احوال عرض ذوقی ہیں۔ گر بکوشی۔ روتی چیزیں گفتگو سے بیان نہیں کی جا سکتی ہیں۔ تابدریا۔ آگے کی باتوں کے لئے گفتگو ذریعہ نہیں اس کی مثال اس طرح سمجھ لو کہ گھوڑے کی سواری دریا کے کنارے تک کام دیتی ہے پھر وہ بیکار ہے، دوسری سواری کی ضرورت ہوتی ہے یعنی کشتی کام دیتی ہے۔

۲ مرکب چوبیں۔ اہل قال کو حال نہیں سمجھایا جا سکتا اس کو صرف اہل حال ہی سمجھ سکتے ہیں جس طرح کشتی خشکی میں کام نہیں دے سکتی۔ ایں خموشی۔ گفتگو سے خاموشی اہل حال کے لئے گفتگو ہے۔ ہر خموشی۔ اگر تو اہل قال میں سے ہے تو گفتگو سے خاموشی سے ملول ہو گا لیکن اہل حال کے لئے وہ عشق کے نعرے ہیں۔ تو ہمی گوئی۔ تو اس خاموشی کو خاموشی سمجھتا ہے صاحب حال کہتا ہے کہ تیرے کان نہیں ہیں کہ تو اس حال کی گفتگو کو سمجھ سکے۔

۳ مَن زِنعرہ۔ وہ صاحب ذوق کہتا ہے کہ میں تو عشق کے نعروں سے بہرا ہوا جا رہا ہوں اور یہ بے خبر ہے۔ تیز گوشاں۔ دنیا دار تیز کان والے عشق کے نعروں سے بہرے ہوتے ہی ہیں۔ آں یکے۔ اس کی یہ مثال ہے کہ ایک شخص خواب میں نعرے لگاتا ہے اور بہت کچھ باتیں کرتا ہے۔ ایں نشستہ۔ دوسرا شخص جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے اس سے بے خبر ہے تو یا گرچہ جاگ رہا ہے لیکن سویا ہوا ہے۔ واں کسے۔ یہ حال تو اہل ذوق کا تھا اب جو فنا اور استغراق کے مقام میں ان کا ذوق بھی فنا ہو چکا ہے اب وہ خود مچھلی میں ان کو اس کشتی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

نہ خموش ست و نہ گویا نادریست — حالِ اُورا در عبادت نام نیست

وہ نہ خاموش اے اور نہ بولنے والا' کچھ عجیب ہے — اس کی حالت کا لفظوں میں کوئی نام نہیں ہے

نیست زیں دو ہر دو ہست آں بوالعجب — شرحِ ایں گفتن برُوں ست از ادب

وہ ان دونوں میں سے نہیں ہے اور وہ عجیب یہ دونوں ہے — اس کی شرح کرنا تہذیب سے باہر ہے

ایں مثال آمد رکیک و بے وُرود — لیک در محسوس زیں بہتر نبُود

یہ مثال کمزور اور منطبق نہ ہونے والی ہے — لیکن محسوس میں اس سے بہتر مثال نہ تھی

حاصل آں شہزادہ از دنیا برفت — جانش پُر درد و جگر پُر سوز و تفت

خلاصہ یہ ہے کہ وہ شہزادہ دنیا سے چلا گیا — اس کی جان پر درد تھی اور جگر پر سوز اور گرم تھا

آمدنِ برادر میانگیں بجنازۂ برادر کہ ایں کوچک صاحبِ فراش بود از رنجوری و نواختن پادشاہ میانگیں را و صد ہزار غنایم غیبی و عینی بدُو رسیدن از نظرِ شاہ

پچھلے بھائی کا بھائی کے جنازے پر آنا' کیونکہ چھوٹا بیماری کی وجہ سے بستر پر تھا اور بادشاہ کا بچلے کو نوازنا اور بادشاہ کی نظر سے اس کو لاکھوں غیبی اور عینی دولتیں حاصل ہونا

کو۲چکیں رنجور بُود و آں وسط — بر جنازۂ آں بزرگ آمد فقط

چھوٹا بیمار تھا اور وہ بچلا — فقط اس بڑے کے جنازے پر آیا

شاہ دیدش گفت قاصد کیں کیست — کہ ازاں بحراست و ایں ہم ماہی ست

شاہ نے اس کو دیکھا قصداً کہا کہ یہ کون ہے؟ — کیونکہ اسی سمندر کا ہے اور یہ بھی مچھلی ہے

پس مُعرِّف گفت پورِ آں پدر — ایں برادر زاں برادر خُرد تر

تعارف کرانے والے نے کہا اسی باپ کا بیٹا ہے — یہ بھائی! اس بھائی سے چھوٹا ہے

شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار — کرد اُورا ہم بداں پُرسش شکار

شاہ نے اس کو نوازا کہ تو یادگار ہے — اس نوازش سے اس کو بھی شکار کر لیا

از۳ نوازِ شاہیِ آں شاہِ وحید — در تنِ خود غیرِ جاں جانے بدید

اس یکتا شاہ کی نوازشوں سے — اس نے اپنے جسم میں جان کے علاوہ ایک اور جان دیکھی

در دلِ خود دید عالی غلغلہ — کہ نیابد صوفی آں در صد چلہ

اس نے اپنے دل میں ایک عالیشان غلغلہ دیکھا — جس کو صوفی سو چلوں میں نہ پائے

---

۱ نہ خموش۔ یہ صاحب مشاہدہ نہ صاحب ذوق کی طرف خاموش ہے اور نہ گویا ہے یہ ایک نادر شخصیت ہے اور اس کی اس کیفیت کا پورا بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ نیست۔ اس کو نہ خاموش کہہ سکتے ہیں نہ گویا اور وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی اس اس کی تشریح کے لئے شریعت کا ادب مانع ہے۔ ایں مثال۔ اس کو مچھلی سے تشبیہ دینا۔ حاصل۔ بڑے شہزادے کے احوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اسی درد عشق اور روز کی حالت میں دنیا سے چلا گیا۔

۲ کوچکیں۔ سب سے چھوٹا شہزادہ بیمار تھا وہ بڑے بھائی کے جنازے پر نہ آسکا صرف منجھلا آیا۔ قاصد۔ شاہ کشف سے سمجھ گیا تھا پھر بھی اس نے دریافت کیا۔ بحر۔ بحر عاشق۔ ماہی۔ عاشق۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ یہ بھی اسی باپ کا بیٹا ہے اور مرنے والے سے چھوٹا ہے۔ یادگار۔ یعنی مرنے والے کی۔

۳ از نواز شاہی۔ شاہ کی توجہ سے اس کی قلبی کیفیت بدلی اور قلب میں زندگی محسوس ہونے لگی۔ در دل۔ اس نے اپنے دل میں عشق الٰہی کا ایسا جوش و خروش دیکھا جو صوفی کو سو چلوں میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔

در دلِ خود یافت عالی عالمے ۱؎ | کاں نیابد کس بصد خلوت ہمے
اس نے اپنے دل میں ایک عالیشان عالم پایا | جس کو کوئی سو خلوتوں میں نہ پائے
عرصہ و دیوار و کوہ و سنگ تافت | پیشِ اُوچوں نار خنداں می شگافت
میدان اور دیوار اور پہاڑ اور پتھر چمک اٹھے | اس کے سامنے خنداں انار کی طرح پھٹے پڑتے تھے
ذرّہ ذرّہ پیشِ اُوچوں آفتاب | دمبدم می کرد صد گوں فتحباب
اس کے سامنے ذرہ ذرہ سورج کی طرح تھا | ہر دم سوطرح سے اس کے لئے فتح باب کرتا تھا
باب گہ روزن شدے گاہے شعاع | خاک گہ گندم شدے وگاہ صاع
دروازہ کبھی روزن بن جاتا، کبھی شعاع | مٹی کبھی گیہوں بن جاتی اور کبھی صاع
در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید | پیشِ چشمش ہر دمے خلقِ جدید
آسمان اس کی نظر میں بہت پرانا اور سوکھا ہوا گوشت تھا | اس کی آنکھ کے سامنے ہر وقت ایک نئی مخلوق تھی
روحِ ۲؎ زیبا چونکہ وارست از جسد | از قضا بیشک چنیں چشمش رسد
حسین روح جب جسم سے چھوٹ جاتی ہے | بیشک قضاء خداوندی سے اس کو ایسی آنکھ مجاتی ہے
صد ہزاراں غیب پیشش شد پدید | آنچہ چشم محرماں بیند بدید
لاکھوں غیب اس کے سامنے ظاہر ہو گئے | جو کچھ محرموں کی آنکھ دیکھتی ہے اس نے دیکھا
آنچہ اُو اندر کتب بر خواندہ بود | چشم را در صورتِ آں برکشود
جو کچھ اس نے کتابوں میں پڑھا تھا | آنکھ کو اس کی صورت پر کھولا
از غبارِ موکبِ آں شاہِ نر | یافت اُو کحلِ عزیزی در بصر
اس بڑے بادشاہ کے جلوس کے غبار سے | اس نے بینائی میں عزیزی سرمہ پایا
بر ۳؎ چنیں گلزار دامن می کشید | جُزو جُزوش نعرہ زن ہل مِن مزید
اس طرح کے چمن پر وہ دامن کھینچتا تھا | اس کا جزء جزء کیا کچھ اور ہے کا نعرہ مارتا تھا
گلشنے کز بقل روید یک دم ست | گلشنے کز عقل روید خرم ست
جو چمن سبزی سے آگے، تھوڑی دیر کا ہے | جو چمن عقل سے آگے وہ تازہ ہے
گلشنے کز گل دمد گردد تباہ | گلشنے کز دل دمد وا فرحتاہ
وہ چمن جو پھولوں سے اگے وہ تباہ ہو جاتا ہے | جو چمن دل سے اگے سبحان اللہ
علمہائے بامزہ دانستہ ماں | زاں گلستاں یک دوسہ گلدستہ داں
ہمارے جانے ہوئے مزیدار علوم کو | اس چمن سے ایک دو گلدستے سمجھ

۱؎ عالمے۔ یعنی علم ومعرفت کی دنیا۔ عرصہ۔ انعکاسی انوار سے سب عالم روشن ہو گیا اور اس میں واردات اور معارف منکشف ہونے لگے اور ہر چیز مظہر صفات وکمال نظر آنے لگی۔ ذرہ۔ اب عالم کا ذرہ ذرہ اس کے کشف کا ذریعہ بن گیا اور اس کے ذریعہ علوم ومعارف کا دروازہ کھلنے لگا۔ باب۔ وہ علم کا دروازہ کبھی روشندان کی طرح علم کا ذریعہ بنتا تھا کبھی خود علم بنتا تھا۔ خاک۔ خاک کبھی مقصود بالذات بن جاتی تھی اور کبھی مقصود کا ذریعہ اور آلہ۔ در نظر۔ اب عالم ناسوت اس کو بے قدر معلوم ہوتا تھا اور اس کی نگاہوں کے سامنے عالم ملکوت تھا۔

۲؎ روح زیبا۔ شہزادے کا یہ کشف تعجب کی بات نہیں ہے روح زیبا جب جسمانی لذتوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو خواہ مجاہدے سے ہو، یا صحبت شیخ سے اس کو اس قسم کے انکشافات حاصل ہونے لگتے ہیں۔ صد ہزاراں۔ شہزادے کو شیخ کی صحبت سے یہ وجہ حاصل ہو گیا۔ آنچہ۔ استدلالی علوم اب مشاہدہ بن گئے۔ از غبار۔ شاہ کی صحبت سے اس کو باطنی سرمہ حاصل ہو گیا۔ عزیزی۔ یعنی صاحب باطن کا سرمہ۔

۳؎ بر چنیں۔ یعنی باطنی علوم کے چمن میں وہ ناز سے ٹہل رہا تھا اور اہل باطن کی طرح مزید کے لئے نعرے لگا رہا تھا۔ گلشن۔ اس کو جو معنوی چمن حاصل ہوا تھا اور دائمی تھا سبزے کا چمن عارضی ہوتا ہے۔ کز دل۔ جو چمن دل میں اگتا ہے وہ پائیدار ہوتا ہے۔ علمہای۔ رسمی علوم اس چمن معرفت کے فقط دو تین گلدستے ہیں۔

زاں[1] ازبونِ یک دوسہ گُلدستہ ایم ۔ کاں درِ گلزار برخود بستہ ایم
ہم اسی لئے ایک دو گلدستوں سے مغلوب ہیں ۔ کیونکہ ہم نے اوپر چمن کا دروازہ بند کر لیا ہے

آں چُناں مِفتاحہا ہر دَم بناں ۔ می فتد ایجاں دریغا از بناں
ایسی کنجیاں ہر وقت روٹی کے بدلے ۔ ہائے افسوس اے جان! انگلیوں سے گر رہی ہیں

وَر دَمے ہم فارغ آرندت زناں ۔ گِردِ چادر گردی و عشق وزناں
اگر تھوڑی دیر کے لئے تجھے روٹی سے فارغ کر دیتے ہیں ۔ تو چادر اور عشق اور عورتوں کے چکر لگاتا ہے

باز اِستسقات چوں شُد موجزن ۔ مُلک وشہرے بایدت پُرنان وزن
پھر جب تجھ میں استسقاء موج زن ہوتی ہے ۔ روٹی اور عورتوں سے مل و شہر بھرا ہوا تجھے چاہیے

مار بُودی اژدہا گشتی مگر ۔ یکسرت بُود ایں زمانے ہفت سَر
تو سانپ تھا شاید اژدہا بن گیا ۔ تیرے ایک سر تھا اب سات سر ہیں

اژدہاِی[2] ہفت سَر دوزخ بُود ۔ حرص تو دانہ است و دوزخ فخ بُود
سات پھنوں والا اژدہا دوزخ ہے ۔ تیری حرص دانہ ہے اور دوزخ جال ہے

دام را بَدراں بسوزاں دانہ را ۔ باز کُن دَرہاِی نوایں خانہ را
جال کو پھاڑ ڈال، دانہ کو جلا دے ۔ اس گھر کے نئے دروازوں کو کھول

چوں تو عاشق نیستی اے نَرگدا ۔ ہمچو کوہے بے خبرداری صدا
اے بے شرم مفلس! چونکہ تو عاشق نہیں ہے ۔ تو پہاڑ کی طرح بے خبر آواز رکھتا ہے

کوہ را گفتار کے باشد زخود ۔ عکسِ غیرست آں صدا اے مُعتمد
پہاڑ کی اپنی گفتگو کب ہوتی ہے؟ ۔ اے معتمد! وہ صدا دوسرے کا عکس ہے

گفت[3] توزاں رُوکہ عکسِ دیگریست ۔ جُملہ احوالت بغیرِ عکس نیست
تیری گفتگو جس طرح سے دوسرے کا عکس ہے ۔ تیرے سارے احوال عکس کے سوا نہیں ہیں

خشم و ذوقت ہر دو عکسِ دیگراں ۔ شادیِ قوّادہ و خشمِ عواں
تیرا غصہ اور ذوق دونوں دوسروں کا عکس ہیں ۔ دلالہ کی خوشی اور سپاہی کے غصہ کس طرح

آں عواں راآں ضعیف آخر چہ کرد ۔ کہ دہد اُورا بکینہ زَجر و دَرد
اس کمزور نے آخر اس سپاہی کا کیا بگاڑا ہے؟ ۔ کہ وہ اس کو کینہ سے جھڑکی اور تکلیف دیتا ہے

تابکے عکسِ خیالِ لامِعہ ۔ جہد کُن تا گردَدت ایں واقعہ
ایک چمکدار خیال کا عکس کب تک؟ ۔ کوشش کر تا کہ تیرے لئے یہ حقیقت بن جائے

---

[1] زاں۔ ہم ان رسمی علوم پر اس لئے فریفتہ ہیں کہ ہم نے ان علوم حقیقی کا دروازہ اپنے اوپر بند کر رکھا ہے۔ آنچناں۔ جن کنجیوں سے ان علوم کے خزانے کھلتے ہیں وہ لذت دہن کی وجہ سے ہمارے ہاتھ گر جاتی ہیں۔ وردمے۔ جب کسی انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر وہ فرج کی شہوت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ باز۔ پھر انسان کی ہوس اور بڑھتی ہے تو ان زن سے پر شہروں اور ملکوں کے درپے ہو جاتا ہے۔ مار بودی۔ پہلے وہ سانپ تھا جس کے ایک سر تھا اب وہ سات سروں والا اژدہا بن جاتا ہے۔

[2] اژدہای۔ دوزخ سات سروں والا اژدہا ہے دوزخ کے سات دروازے ہیں جن سے جہنمی اس میں داخل ہوں گے حرص انسان کے لئے دانہ اور دوزخ جال ہے۔ باز کن۔ اس دانہ اور جال سے دور ہو جا پھر معارف و علوم لدنیہ کے گھر کا دروازہ کھلے گا۔ چوں تو۔ اگر تو خدا کا عاشق نہیں ہے جو ان علوم و معارف کا ساحل ہوتا ہے تو پھر تو ایک پہاڑ ہے جس سے صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے اور وہ پہاڑ اس سے لاعلم ہوتا ہے یعنی تیرے علوم بھی محض پہاڑ کی صدائے بازگشت ہیں۔

[3] گفت تو۔ جس طرح تیری گفتگو صدائے بازگشت ہے اسی طرح تیرے عارضی احوال بھی کسی دوسرے کا عکس ہیں۔ خشم۔ تیرا غصہ اور یہ دوزخ دوسروں کا عکس ہے جس طرح دلالہ کی خوشی اور سپاہی کا غصہ کہ اس کا سبب دوسرے ہوتے ہیں۔ آن عواں۔ سپاہی کا غصہ اس روپے کا عکس ہے جس کا اس کو لالچ۔ تا بکے۔ ان عکسی احوال پر اکتفا نہ کر۔ واقعہ۔ وصف حقیقی

تا کہ۱ گفتارت زحالِ تو بُود — سَیرِ تو با پرّ و بالِ تو بُود
تا کہ تیرا قال تیرے حال سے ہے — تیری پرواز تیرے بال و پر سے ہے

صَید گیرد تیر ہم بالپرِّ غَیر — لا جرم بے بہرہ اَست از لحمِ طیر
دوسرے کے پر سے تیر بھی شکار پکڑ لیتا ہے — لامحالہ وہ پرند کے گوشت سے بے نصیب ہے

باز صید آرد بخود از کوہسار — لا جرم شاہش خوراند کبک و سار
باز، خود پہاڑ سے شکار لاتا ہے — لا محالہ شاہ اس کو چکور اور تلیر کھلاتا ہے

باز بالپرِّ خود آرد صید شبگ — لا جرم شاہش خوراند لحم کبک
باز اپنے پروں سے جال کا شکار لاتا ہے — لا محالہ شاہ اس کو چکور کا گوشت کھلاتا ہے

مَنطقے کز وحی نبُود از ہَواست — ہمچو خاکے دَر ہوا و در ہَباست
وہ گفتگو جو وحی سے نہ ہو، خواہش نفس سے ہے — وہ خاک کی طرح ہوا اور ذروں میں ہے

گر نماید۲ خواجہ را ایں دَم غلَط — زاوّل والنجم برخواں چند خط
اگر صاحب کو یہ دعویٰ غلط نظر آتا ہے — والنجم کے شروع سے چند نقش پڑھ لیں

تا کہ مَا یَنطِقُ مُحَمَّدٌ عَنْ ہَوَا — اِنْ ھُوَ اِلَّا بِوَحْیٍ اِحْتَوٰی
محمدؐ خواہش نفس سے نہیں بولتے تک — نہیں ہے وہ مگر وحی کے ذریعہ جس کا انھوں نے احاطہ کیا

تا بَدانی کہ محمدؐ از ہوا — وَ انگفت و گفت از وحیِ خدا
تاکہ تو جان لے کہ محمد نے خواش نفس سے — نہیں کہا اور خدا کی وحی سے کہا ہے

احمدؐ اچوں نیستت از وحی یاس — جسمیاں را دہ تحرّی و قیاس
اے احمد! آپ کو وحی سے مایوسی نہیں ہے — جسم والوں کو تحری اور قیاس عطا کر دیجئے

بیدرا۳ گر میوہ نے باشد ظلال — کز ضرورت ہست مُردارے حلال
بید کے اگر پھل نہیں ہے، سایہ ہوتا ہے — کیونکہ ضرورت کے وقت مردار حلال ہے

گر تحرّی نیست در کعبہ وصال — لیک ہست اندر بیابانِ ضلال
اگر کعبہ وصال میں تحری نہیں ہے — گمشدگی کے بیابان میں تحری ہے

بے تحرّی و اجتہاداتِ ہُدیٰ — ہر کہ بدعت پیشہ گیرد از ہوا
تحری اور ہدایت کے اجتہادوں کے بغیر — جو خواہش نفس سے بدعت کا پیشہ اختیار کرے

---

۱ تا کہ۔ جب تیرے اندر حقیقی وصف پیدا ہو جائے گا تو تیری گفتار خود اپنی ہوگی اور تیری رفتار اپنے بال و پر سے ہوگی۔ صَید۔ تیر کے پر لگائے ہوئے ہیں اس کے اپنے نہیں ہیں لہٰذا وہ شکار کے گوشت سے محروم ہے۔ باز۔ باز اپنے پروں کے ذریعہ شکار کرتا ہے وہ چکور اور تلیر کھاتا ہے۔ لاجرم۔ نقال، پر کی طرح اور صاحب حال باز کی طرح ہے۔ کبک۔ چکور۔ سار۔ تلیر۔ شبک۔ جال۔ منطقے۔ علوم بے بصیرت اور احوال بے حقیقت کا تعلق وحی سے نہیں ہے بلکہ وہ محض نفسانی چیزیں ہیں۔

۲ گر نماید۔ سورہ والنجم میں ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى آنحضورؐ کا کلام وحی سے ماخوذ ہے خواہش نفس سے نہیں ہے۔ احتوی۔ یعنی جس وحی کا آنحضورؐ نے احاطہ کرلیا ہے۔ احمد۔ آنحضورؐ کے جملہ علوم وحی سے متعلق تھے۔ جسمیاں۔ جو لوگ جسمانی میں اور ان کا تعلق روحانی ملائکہ سے نہیں ہے، ان کے لئے تحری اور اجتہاد وحی کے قائم مقام ہے لہٰذا اجتہادی مسائل بھی نفسانی نہیں ہیں آنحضورؐ کو بھی اجازت تھی کہ جب وحی نہ آئے تو قیاس سے کام لیں۔

۳ بیدرا۔ وحی نہ ہوتے ہوئے قیاس سے فائدہ اٹھانا ہے کہ اگر بید کے پھل نہیں ہیں تو اس کے سایہ کا فائدہ حاصل کرلیا جاتا ہے۔ گر تحری۔ جس وقت کعبہ سامنے ہو سمت قبلہ کی تحری اور انکل لگانا جائز نہیں لیکن اگر انسان ایسے جنگل میں ہے جہاں دلیل قطعی سے سمت کو متعین نہ کیا جا سکے تو انکل سے متعین کرنا جائز ہے۔ بے تحری۔ اگر بے انکل اور بغیر اجتہاد کے کوئی عمل ہوگا تو وہ بدعت ہے۔

ہمچو۱ عادش بر بَرد باد و کُشد
ہوا اس کو عاد کی طرح برباد اور ہلاک کر دے گی
نے سلیمانؑ ست تا تختش کَشد
وہ سلیمان نہیں ہے کہ اس کے تخت کو کھینچے

عاد را با دست حمّالِ خذول
عاد کے لئے ہوا، مخالف بار بردار ہے
ہمچو برّہ در کفِ مردِ اکول
جس طرح پیٹو کے ہاتھ میں بکری کا بچہ

ہمچو فرزندش نہادہ بر کنار
وہ اس کو اولاد کی طرح بغل میں دبائے ہوئے
می بَرد تا بکشدش قصاب وار
لے جارہا ہے، تاکہ اس کو قصائی کی طرح ذبح کردے

عادیاں ۲ را بادز استکبار بُود
عاد والوں کے لئے ہوا تکبر کی وجہ سے تھی
یار خود پنداشتند اغیار بُود
انہوں نے اپنا دوست سمجھا، اور وہ اغیار تھی

چوں بگردانید ناگہ پوستیں
جب اس نے اچانک پوستین الٹ دیا
خُردشاں بشکست آں بئس القریں
اس برے ساتھی نے ان کو ریزہ ریزہ کر دیا

بادرا بشکن کہ بس فتنہ است باد
ہوا کو توڑ دے کیونکہ ہوا بہت فتنہ ہے
پیش ازاں کِت بشکند اُو ہمچو عاد
اس سے قبل کہ وہ تجھے عاد کی طرح توڑے

ہود دادے پند کاے پُر کبر خیل
حضرت ہود نصیحت کرتے کہ اے تکبر بھری جماعت
برکند از دستِ تاں ایں باد ذیل
یہ ہوا تمہارے ہاتھ سے دامن چھڑا دے گی

لشکرِ حق ست بادو از نفاق
ہوا اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے اور نفاق کی وجہ سے
چند روزے باشما کرد اعتناق
چند روز تم سے گلے ملی ہے

اُو بسر با خالقِ خود راست ست
وہ باطن میں اپنے خالق کے ساتھی سچی ہے
چوں اَجل آید برآر باد دست
جب وقت آئے گا ہوا ہاتھ نکالے گی

ایں ۳ ہماں بادست کایمن می گذشت
یہ وہی ہوا ہے جو اطمینان سے گذرتی تھی
بُود ہمچوں جان و ہمچوں مرگ گشت
جان کی طرح تھی اور موت جیسی ہو گئی

دستِ آنکس کو بکردت دست بوس
اس شخص کا ہاتھ جو تیرے ہاتھ چومتا تھا
وقتِ خشم آں دست می گردد دبوس
غصہ کے وقت وہی ہاتھ گرز بن جاتا ہے

بادرا اندر دہن بیں رہگذر
ہوا کا منہ میں راستہ دیکھ
ہر نفس آیاں رواں در کرّ و فر
ہر وقت کروفر کے ساتھ آنے جانے والی ہے

حلق و دندانہا ازوا یمن بُود
حلق اور دانت اس سے محفوظ ہیں
حق چو فرماید بدنداں در رَود
اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو دانتوں میں گھس جاتی ہے

---

۱ ہمچو۔ بغیر اجتہاد کے کام جبکہ ہوائے نفس ہے تو یہ ہوائے نفس اس کو اسی طرح برباد کردے گی جس طرح عنصری ہوا نے قوم عاد کو برباد کیا تھا۔ نے سلیمان۔ اگر اس نے اجتہاد سے کام لیا تو پھر ہوا اس کے لئے اس طرح مفید ہوگی جس طرح حضرت سلیمان کے لئے مفید تھی۔ عاد۔ قوم عاد کے لئے ہوا ایسی ہی تھی جیسے کہ پیٹو انسان کے پاس بکری کا بچہ جس کو وہ اولاد کی طرح گود میں اٹھا کر لے جا رہا ہے اور پھر قصابوں کی طرح اس کو ذبح کر ڈالتا ہے۔

۲ عادیاں۔ قوم عاد میں تکبر کی ہوا بھری ہوئی تھی جو تباہی کا سبب بنی، وہ ابتداء اس کو دیکھ کر خوش ہوئے پھر اسی سے تباہ ہوئے۔ یار خود۔ قوم عاد نے ہوا کو ابتداءً مفید سمجھا پھر اسی کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ باد۔ انسان کو اس تکبر کی ہوا سے بچنا چاہیئے ورنہ وہ ہلاک کردے گی۔ ہود۔ حضرت ہود ان کو تکبر چھوڑنے کو کہتے تھے۔ لشکر۔ یہ سمجھاتے تھے کہ ہوا بھی اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے تمہیں نفاق سے کچھ فائدہ پہنچا رہی ہے۔ چوں اجل۔ جب اللہ کے غصہ کا وقت آجائے گا پھر یہی تمہیں تباہ کردے گی۔

۳ ایں ہماں۔ پہلے یہی ہوا مدار زندگی تھی اب ہلاکت کا سبب بن گئی۔ دست۔ وہی شخص جو تمہاری دست۔ وہی شخص جو تمہاری دست بوسی کرتا ہے غصہ کے وقت اس کا ہاتھ گرز بن جاتا ہے۔ باد۔ سانس کے ساتھ ہوا کس عمدگی سے حلق میں آتی جاتی ہے۔ حق۔ لیکن جس وقت خدا چاہتا ہے وہ دانت کے اندر گھس جاتی ہے۔

کوہ ۱ گردد ذرّہ باد و ثقیل — دردِ دنداں داردش زار و علیل

ہوا کا ذرہ پہاڑ اور بھاری بن جاتا ہے — دانتوں کا درد اس کو عاجز اور بیمار کر دیتا ہے

یارب و یارب برآرد اُو زجاں — کہ بَرایں بادرا اے مُستعاں

وہ جان سے اے خدا اے خدا نکالتا ہے — کہ اے مددگار! اس ہوا کو لے جا

اے دہاں غافل بُدی زیں بادرو — از بُنِ دنداں در استغفار شو

اے منہ! تو اس ہوا سے غافل تھا، جا — عاجزی سے استغفار میں لگ جا

چشمِ سختش اشکہا باراں کُند — منکراں را دَردِ اللہ خواں کُند

اس کی سخت آنکھ آنسو برساتی ہے — درد منکروں کو اللہ کو پکارنے والا بنا دیتا ہے

چوں دَمِ یزداں نہ پذرفتی زمَرد — وحیِ حق راہیں پذیر اشوز دَرد

جبکہ تو نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو مردِ حق سے قبول نہ کیا — خبردار! اللہ کی وحی کو درد سے قبول کر لے

باد ۲ گوید پیکم از شاہِ بَشر — گہہ خبر خیر آوَرم گہہ شور و شَر

ہوا کہتی ہے میں شاہ بشر کی قاصد ہوں — کبھی بھلائی کی خبر لاتی ہوں کبھی شور و شر کی

مَن چو تو غافل ز شاہِ خود کیَم — زانکہ ماموِرم اَمیر خود نیَم

میں تیری طرح اپنے شاہ سے کب غافل ہوں — کیونکہ میں محکوم ہوں اپنی حاکم نہیں ہوں

گر سُلیماں وار بُودے حالِ تُو — چوں سلیماں گشتمے حمّالِ تُو

اگر تیرا حال سلیمان کی طرح ہوتا — سلیمان کی طرح تیری حمال بنتی

عاریستم گشتمے مِلکِ کفت — کردمے بر رازِ خود مَن واقفت

میں مانگی ہوئی ہوں تیرے ہاتھ کی مملوک بن جاتی — میں تجھے اپنے راز سے واقف کر دیتی

لیک ۳ چوں تو باغیی مُستعار — می کُنم خدمت تُرا روزے سہ چار

لیکن چونکہ تو باغی ہے اور اس مانگی ہوئی ہوں — میں تیری تین چار روز خدمت کرتی ہوں

پس چو عادت سَرنگو نہاد ہم — زاِسپہٗ تو باغیانہ برجہم

پھر تجھے عاد کی طرح اوندھا کر دوں گی — تیرے لشکر سے بغاوت کر کے نکل جاؤں گی

تاالغیب ایمانِ تو محکم شوَد — آں زماں کایمانت مایہ غم شوَد

انجام یہ ہے کہ تیرا غیب پر ایمان مضبوط ہو گا — جبکہ تیرا ایمان غم کا سرمایہ ہو جائے گا

آں زماں خود جُملگاں مُومن شوند — آں زماں خودسَر کشاں برسَر دَوند

اس وقت سب خود مومن ہو جائیں گے — اس وقت سرکش خود سر کے بل دوڑیں گے

---

۱ کوہ۔ جب وہ دانت میں گھس جاتی ہے تو اس کا ایک ذرہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور انسان دانت کے درد سے بے چین ہو جاتا ہے۔ یارب۔ اب وہ درد میں خدا سے دعا کرتا ہے اور اس ہوا کو نکالنے کی درخواست کرتا ہے۔ اے دہاں۔ جبکہ یہ چیزیں اللہ کے حکم کے تابع ہیں تو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چشم۔ اس درد کا یہ فائدہ ہے کہ یہ خدا کی یاد دلاتا ہے اور سخت دلوں کو رلا دیتا ہے۔ زمرد۔ مردانِ خدا کی نصیحت کو تو نے قبول نہ کیا اب درد کی وجہ سے ہی ان باتوں کو تسلیم کر لے۔

۲ باد۔ ہوا دلالتِ حال سے کہتی ہے کہ میں خدا کی قاصد ہوں کبھی بشارت دیتی ہوں کبھی ڈرتی ہوں۔ من چوتو۔ اور کہتی ہے کہ میں انسان کی طرح خدا سے غافل نہیں ہوں میں حکم کی پابند ہوں حاکم نہیں ہوں۔ گر سلیماں۔ اگر تو سلیمانؑ کی طرح خدا کا مطیع ہوتا تو میں تیری خادم ہوتی۔ عاریستم۔ اب میں تیری ملکیت نہیں ہوں، عارضی طور پر تیرے پاس ہوں۔ راز۔ ہوا اپنا اللہ تعالیٰ کی آیت ہونا واضح کر دیتی ہے۔

۳ لیک۔ لیکن چونکہ تو اللہ تعالیٰ کا باغی ہے لہٰذا دو چار روز تجھے دنیوی نفع پہنچا رہی ہوں۔ پس۔ ان دنوں کے بعد تجھے قوم عاد کی طرح جہنم میں اوندھا گرا دوں گی۔ تاالغیب۔ میری بغاوت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس وقت تیرا ایمان بالغیب مضبوط ہو جائے گا لیکن اس وقت ایمان مفید نہ ہوگا بلکہ باعثِ حسرت ہوگا۔ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا۔ جب انہوں نے ہماری سختی دیکھی تو ان کو ایمان کے لئے مفید نہ تھا۔

آں ۱ زماں زاری کنند و افتقار ۔۔۔ ہمچو دُزدو راہزن در زیر دار
اس وقت عاجزی اور ضرورت کا اظہار کرتے ہیں ۔۔۔ جس طرح چور اور ڈاکو کو سولی کے نیچے

لیک گردر غیب گردی مُستوی ۔۔۔ مالکِ دارین و شحنہ خود توئی
لیکن اگر تو غیب میں ٹھیک ہو جائے ۔۔۔ تو خود دونوں جہان کا مالک اور کوتوال ہے

رُونماید بادشاہیِ مُقیم ۔۔۔ نے دو روزہ مُستعارست و سقیم
ہمیشہ کی بادشاہت رونما ہو ۔۔۔ وہ دو روزہ مانگی ہوئی اور مریض نہیں ہے

رَستی از بیگار و کارِ خود کُنی ۔۔۔ ہم تو شاہ وہم تو طبلِ خود زنی
تو بیگار سے چھوٹ جائے اور اپنا کام کرے ۔۔۔ تو بادشاہ بھی ہو جائے اور خود اپنا نقارہ بجائے

چوں گلو تنگ آورد برما جہاں ۔۔۔ خاک خوردے کاشکے حلق و دہاں
جب حلق ہم پر دنیا کو تنگ کر رہا ہے ۔۔۔ کاش کہ حلق اور منہ خاک پھانکے

ایں دہاں خود خاک خوارے آمدہ است ۔۔۔ لیک خاکے را کہ آں رنگیں شُدہ است
یہ منہ خود خاک کھانے والا ہے ۔۔۔ لیکن اس خاک کو جو رنگین ہو گئی ہے

ایں ۲ کباب وایں شراب وایں شکر ۔۔۔ خاکِ رنگین است و نقشیں اے پسر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر ۔۔۔ اے بیٹا! رنگین اور نقشین خاک ہے

چونکہ خوردی وشُد آنہا لحم و پُوست ۔۔۔ رنگ لحمش دادو ہم خاکِ کُوست
جب تو نے کھا لیا اور وہ گوشت و پوست بن گئی ۔۔۔ اس کو گوشت کا رنگ دیدیا اور یہ بھی کوچہ کی خاک ہے

ہم زخاکے بخیہ بر گِل می زنند ۔۔۔ جُملہ را ہم باز خاکے می کُنند
خاک ہی سے مٹی پر بخیہ کرتے ہیں ۔۔۔ پھر سب کو خاک کر دیتے ہیں

ہندو و قبچاق و رُومی و حبش ۔۔۔ جُملہ یک رنگ اَنداندر گور خوش
ہندوستانی اور قبچاقی اور رومی اور حبش ۔۔۔ اچھی طرح قبر میں سب ایک رنگ کے ہیں

تابدانی ۳ کاں ہمہ رنگ و نگار ۔۔۔ جُملہ رُوپوش ست و مکر و مُستعار
تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ سب رنگ و نقش ۔۔۔ سب پردہ اور مکر اور مستعار ہیں

زانکہ باقی صبغۃ اللہ ست وبس ۔۔۔ غیرِ آں بربستہ داں ہمچوں جرس
کیونکہ باقی رہنے والا اللہ کا رنگ ہے اور بس ۔۔۔ دوسرے کو گھنٹہ کی طرح بندھا ہوا سمجھ

صرف اللہ کا رنگ جو اعمالِ صالحہ سے چڑھتا ہے۔ جرس۔ گھنٹا جو جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے وہ جانور کا جز نہیں ہوتا بلکہ محض ایک عارضی چیز ہوتی ہے۔

۱ آں زماں۔ جب عذاب نازل ہونے لگتا ہے تو پھر توبہ اور ایمان نافع نہیں ہوتا' سولی پر پہنچ کر مجرم کی توبہ مفید نہیں ہے۔ لیک۔ ہاں اگر انسان اس حالت میں سیدھا ہو جائے جبکہ عذاب غائب تھا اور اس نے اس کو دیکھا نہ تھا تو پھر وہ خود شاہ ہے' اس کو کوئی نہ ستا سکے گا۔ رُونماید۔ جبکہ ایمان بالغیب ہو تو مستقل بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ رستی۔ پھر تیری غلامانہ زندگی نہ ہوگی بلکہ تو آزاد ہوگا۔ چوں گلو۔ یہ منہ اور حلق کی لذتیں ہمارے لئے وبالِ جان ہیں' عذاب کے وقت انسان حسرت سے کہے گا کاش میں نے ان لذیذ چیزوں کی بجائے خاک پھانکی ہوتی۔ ایں دہاں۔ دنیا میں جو کچھ انسان کھا رہا ہے لذیذ چیزوں بھی اور اس خاک ہیں ان پر صرف رنگ چڑھا ہوا ہے۔

۲ ایں کباب۔ دنیا کی جس قدر مرغوبات میں دراصل وہ رنگین اور نقشین خاک ہیں۔ چونکہ۔ پہلے اس مٹی پر پھل اور غذا کا رنگ تھا اب جبکہ وہ جز دبدن بنی اس پر گوشت پوست کا رنگ آ گیا پھر وہ گوشت و پوست انجام کار کوچہ کی خاک بن جائے گا۔ ہم زخاکے۔ جسم خود خاک ہے اس کا نشو و نما خاک کے ذریعہ ہو رہا ہے پھر مرنے کے بعد سب خاک ہو جاتا ہے۔ ہندو۔ انسان خواہ کہیں کا رہنے والا ہو قبر میں جا کر سب یکساں مٹی بن جاتے ہیں۔ قبچاق۔ ایک مشہور صحرا ہے وہاں کی ترک قوم ڈاکہ زنی میں مشہور ہے۔

۳ تابدانی۔ سب کا یہ انجام عبرت کے لئے اور یہ بتانے کیلئے کہ یہ رنگ و نگار عارضی ہے۔ زانکہ۔ باقی

رنگِ ۱صدق و رنگِ تقویٰ و یقیں — تا اَبد باقی بُوَد بر عابدیں
سچائی کا رنگ اور تقوے اور یقین کا رنگ — عبادت گذاروں پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق — تا اَبد باقی بُوَد برجانِ عاق
شک کا رنگ اور کفر و نفاق کا رنگ — نافرمان جان پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

چوں سیہ رُوئی فرعون دَغا — رنگ اُو باقی و جسمِ اُو فنا
جیسی کہ مکار فرعون کی سیاہ روئی — اس کا رنگ باقی اور جسم فانی ہے

برق و فرِّ رُوئی خوبِ صادقیں — تَن فنا شُد واں بجا تا یومِ دیں
سچوں کے حسین چہرے کی چمک اور شان — جسم تو فنا ہو گیا اور وہ قیامت تک باقی ہے

زِشت آں زِشت ست خوب آں خوب و بس — دائم آں ضحّاک و ایں اندر عَبس
برا وہ برا ہے اور بھلا وہ بھلا ہے بس — وہ ہمیشہ ہنسنے والا اور یہ ترشروئی میں ہے

خاک را رَنگ و فن و شنگے دہد — طفل خویاں رابداں جنگے دہد
وہ خاک کو رنگ اور فن اور شوخی دیتا ہے — طفلانہ مزاج والوں کو اس سے جنگ میں مبتلا کر دیتا ہے

از ۲خمیرے اُشتر و شیرے پزند — کودکاں از حرصِ آں کف می مزند
آٹے کے اونٹ اور شیر پکاتے ہیں — بچے اس کی حرص سے ہاتھ چاٹتے ہیں

شیر و اُشتر ناں شود اندر دہاں — دَر نگیرد ایں سخن با کودکاں
شیر اور اونٹ منہ میں روٹی بن جاتے ہیں — یہ بات بچوں پر اثر نہیں کرتی

دامنِ پُرخاک ماچوں کودکاں — رَفتہ از سَر جہدِ اسباب و دُکاں
ہم بچوں کی طرح دامن خاک سے بھرے ہوئے ہیں — اسباب اور کان کی کوشش سر سے نکل گئی ہے

کودک ۳اندر جہل و پندار و شکیست — شُکرِ باری قوّت اُو اند کیست
بچہ نادانی اور گمان اور شک میں ہے — خدا کا شکر ہے کہ اس میں تھوڑی ہی طاقت ہے

وایِ زاں طفلاں کہ پیری می کنند — لنگ مور انند و میری می کنند
ان بچوں پر افسوس ہے جو بڑھاپا برت رہے ہیں — لنگڑی چونٹیاں ہیں اور سرداری کر رہے ہیں

طفل را استیزہ وصد آفت ست — شُکر ایں کو بے فن و بے آلت ست
بچہ میں سو لڑائی جھگڑے ہیں — شکر ہے کہ وہ بے تدبیر اور بے ہتھیار ہے

وایِ زیں پیرانِ طفلِ نا ادیب — گشتہ از قوّت بلایِ ہر رقیب
افسوس ان بے ادب بوڑھے بچوں پر ہے — جو طاقت کی وجہ سے ہر نگہبان کی مصیبت بن گئے ہیں

۱ رنگِ صدق۔ نیک اعمال کا جو رنگ ہے وہ دائمی اور باقی ہے۔ رنگ شک۔ اسی طرح بداعمال کا رنگ بھی دائمی ہے۔ عاق۔ نافرمان۔ فرعون۔ فرعون کا جسم فنا ہو گیا اس کی سیاہ روئی باقی ہے۔ برق۔ جو سچے ہیں ان کے جسم تو فنا ہو جائیں گے لیکن ان کے اعمال قیامت تک قائم رہے گے۔ زشت۔ برائی بھلائی جسم کی نہیں ہے بلکہ اعمال کی ہے جو قائم و دائم ہے۔ خاک۔ جسم کا رنگ وروپ بے معنی ہے اس کا لالچ بچوں کا سا لالچ ہے۔

۲ از خمیرے۔ بچوں کے لئے آٹے کے شیر اور اونٹ پکا دیئے جاتے ہیں جن پر وہ فریفتہ ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ وہی روٹی ہے۔ شیر و اشتر۔ آٹے کے پکے ہوئے شیر و شتر کے بارے میں بچوں کو سمجھاؤ کہ ان میں اور روٹی میں کوئی فرق نہیں تو اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ دامن۔ ہم نے بھی بچوں کی طرح مٹی دامن میں بھر رکھی ہے اور اصل سودے اور دکان سے غافل ہو رہے ہیں۔

۳ کودک۔ بچہ کا جہل اور نادانی زیادہ مضر نہیں ہے کیونکہ اس میں زیادہ طاقت نہیں ہے اگر ان کے جہل کا نتیجہ لڑائی ہے تو وہ معمولی قسم کی ہے۔ وای۔ قابل افسوس تو یہ نابالغ پیر ہیں کہ دراصل لنگڑی چیونٹیاں ہیں اور امارت کے مدعی ہیں۔ طفل۔ بچہ لڑتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے نہ کوئی لڑائی کا فن آتا ہے نہ اس کے پاس ہتھیار ہیں۔ وائے۔ ان نابالغ بوڑھوں کی جہالت آفت جان ہے۔

چوں اسلاح و جہل جمع آید بہم　　گشت فرعونے جہاں سوز از ستم
جب ہتھیار اور جہالت آپس میں جمع ہو جائیں　　تو وہ ظلم سے جہاں سوز فرعون بن جاتا ہے

شُکر کُن اے مَردِ درویش از قصور　　کہ ز فرعونی رہیدی وز کفور
اے درویش مرد! تو کمی پر شکر کر　　کہ فرعونیت اور کفر سے نجات پا گیا

شُکر کہ مظلومی و ظالم نہ　　اَیمن از فرعونی و ہر فتنہ
تو شکر کر کہ مظلوم ہے اور ظالم نہیں ہے　　فرعونیت اور ہر فتنہ سے محفوظ ہے

اِشکمِ تی لافِ اللٰہی نزد　　کاتشش را نیست از ہیزم مَدد
خالی پیٹ نے خدائی ڈینگ نہیں ماری　　کیونکہ اس کی آگ کو ایندھن سے مدد نہیں ہے

اِشکمِ خالی بُوَد زندانِ دیو　　کِش غمِ ناں مانعست از مکر و ریو
خالی پیٹ شیطان کا قیدخانہ ہے　　کیونکہ اس کے لئے روٹی کی فکر مکر اور چالاکی سے مانع ہے

اِشکمِ پرلوت ۲ داں بازار دیو　　تاجرانِ دیوار دروَے غریو
تو لذیذ غذا سے پر پیٹ کو شیطان کا بازار سمجھ　　شیطان تاجروں کا اس میں شور ہے

تاجرانِ ساحرِ لاشیَ فروش　　عقلہا را تیرہ کردہ از خروش
جادوگر تاجر، لاشی فروشوں نے　　شور سے عقلوں کو مکدر کر دیا ہے

خم رواں کردہ زسحرے چوں فرس　　کرد کرباسے ز مہتاب و غلس
انہوں نے مٹکے کو جادو سے گھوڑے کی طرح چلا رکھا ہے　　چاندی اور تاریکی سے کپڑا بنا رکھا ہے

چوں بریشم خاک رابر می تنند　　خاک دَر چشمِ ممیز می زنند
خاک کو ریشم کی طرح تن رہے ہیں　　امتیاز کرنے والے کی آنکھ میں دھول جھونک رہے ہیں

جندلے ۳ را رَنگ عُودی می دہند　　بر کلوخے ماں حسودی می دہَند
پتھر پر عود کا رنگ چڑھا رہے ہیں　　ڈھیلے پر ہمیں حسد میں مبتلا کر رہے ہیں

پاک آں کو خاک را رنگے دہد　　ہمچو کودک ماں براں جنگے دہد
وہ ذات پاک ہے جو خاکم کو رنگ عطا کرتی ہے　　بچہ کی طرح ہمیں اس پر جنگ میں مبتلا کر دیتی ہے

دامنِ پرُ خاکِ ماں چوں طفلگاں　　دَر نظر ماخاک، ہمچوں زرِّ کاں
بچوں کی طرح ہمارا دامن خاک سے پر ہے　　ہماری نظر میں خاک کان کے سونے کی طرح ہے

طِفل را بابا لغاں نبُود جدال　　طفل را حق کے نشاند بارِ جال
بچے کی بالغوں سے جنگ نہیں ہوتی　　اللہ تعالیٰ بچہ کو مردوں کے ساتھ کب بٹھاتا ہے

۱ چُوں۔ جب ہتھیار اور جہالت جمع ہو جائے تو پھر انسان فرعون بن جاتا ہے۔ شکر کن۔ مفلس کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس کو گمراہی کے اسباب سے محفوظ رکھا ہے۔ شکر۔ مفلس عموماً مظلوم ہوتا ہے ظالم نہیں ہوتا۔ اشکم تی۔ خدائی کا دعویٰ پیٹ بھرا کرتا ہے بھوکے میں یہ فرعونیت نہیں ہوتی ہے۔ اِشکم۔ اگر پیٹ خالی ہو تو شیطان اس میں قید ہو جاتا ہے کیونکہ بھوکے کو روٹی کی فکر سے فرصت نہیں ملتی۔

۲ پرلوت۔ جو پیٹ لذیذ غذا سے پر ہے وہ شیطان کا بازار ہے جہاں مکر و فریب کی چیز فروخت ہوتی ہیں اور انسان ان کو خریدتا ہے۔ تاجراں۔ شیطان تاجروں کی ہماہمی سے انسان کی عقل خراب ہو جاتی ہے اور فریب میں آ جاتا ہے۔ خم رواں۔ یہ شیاطین جادوگر اپنی جادوگری سے مٹکے کو گھوڑے کی طرح رواں کر دیتے ہیں۔ کرد۔ چاندنی اور اندھیرے کا سفید و سیاہ کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ خاک۔ دھول سے ریشمیں کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔

۳ جندل۔ بوزن صندل بڑا پتھر۔ عود۔ اگر کی لکڑی۔ پاک۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے عکسی قبیح چیز کو پیدا کرنا قبیح نہیں ہے۔ ہمچو کودک۔ ہم بچوں کی طرح اس رنگین خاک پر لڑتے ہیں۔ دامن۔ دامن بھری ہوئی ٹھیکریوں کو بچہ سونے کی اشرفیاں سمجھتا تھا۔ طفل جبکہ دنیادار بچہ صفت ہیں تو ان کو بزرگوں سے اختلاف نہ کرنا چاہیے اور ان کی بات مان لینی چاہیے۔

میوه ۱ گر کہنہ شود تا ہست خام
پھل اگرچہ پرانا ہو جائے جب تک وہ کچا ہے
پختہ نبود غورہ گویندش بنام
اور پختہ نہ ہو اس کا نام غورہ بولتے ہیں

گر شود صد سالہ آں خام ترش
اگرچہ وہ کچا ترش سو سال کا ہو جائے
طفل و غورہ اوبر ہر تیز ہش
وہ ہر سمجھدار کے نزدیک بچہ اور غورہ ہے

گرچہ باشد موی وریش او سپید
اگرچہ اس کے بال اور داڑھی سفید ہوجائیں
ہمدراں طفلی و خوفست و امید
وہ اسی بچپن اور خوف اور امید میں ہے

ماند ۲ خواہم نارسیدہ یا رسم
میں بے پہنچے رہ جاؤں گا یا پہنچوں گا
حق کند بامن غضب یا خود کرم
اللہ تعالیٰ مجھ پر غصہ کرے گا یا کرم

گر رسم یانا رسیدہ ماندہ ام
خواہ میں پہنچوں یا بغیر پہنچے رہ جاؤں
اے عجب بامن کند لطف و کرم
تعجب ہے وہ میرے ساتھ لطف و کرم کرے گا

باچنیں ناقابلی و دورئے
باوجود ایسی ناقابلیت اور دوری کے
بخشد ایں غورہ مرا انگورئے
وہ میرے غورے کو انگور پن بخش دے گا

نیستم امیدوار از ہیچ سو
میں کسی جانب سے امیدوار نہیں ہوں
واں کرم می گویدم لا تیأسو
اور وہ کرم مجھ سے تم مایوس نہ ہو کہتا ہے

دائماً ۳ خاقانِ ما کردست طو
ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے
گوش ما را می کشد لا تقنطوا
تم مایوس نہ ہو ہمارا کان کھینچتا ہے

گرچہ مازیں نا امیدی در گویم
اگرچہ ہم اس ناامیدی سے گڑھے میں ہیں
چوں صلا زد دست اندازاں رویم
جب اس نے آواز دی ہے ہم رقص کرتے ہوئے جارہے ہیں

دست اندازیم چوں اسپاں سپس
اس کے بعد ہم رقص کر رہے ہیں گھوڑوں کی طرح
در دویدن سوی مرعای اُنس
محبت کی چراگاہ کی جانب دوڑتے ہیں

۱ میوہ۔ دنیا داروں کا بڑھاپا ان کو بچپن سے نہیں نکالتا ہے۔ غورہ۔ جو انگور پک نہ پائے اور ٹھٹھر کر کچا رہ جائے اگر وہ سال بھر بیل میں لگا رہے گا تو مِوہ غورہ یعنی کچا ہی کہلائے گا اسی طرح اگر بڑھاپے میں بھی عقل نہ آئے تو وہ بچہ ہی ہے۔ گرچہ۔ جو عقل کے اعتبار سے بچہ ہے اگرچہ اس کی داڑھی اور بال سفید ہو جائیں لیکن اس میں وہی طفلانہ حرکتیں ہیں۔ خوفست۔ خوف اور رجاء یعنی امید ہم ایک تو کاملین کے ہیں جو شریعت کا مقصود ہے لَا اِیْمَانَ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے ان کی حقیقت تو یہ ہے کہ انسان شریعت اور اوامر و نواہی کی پوری پابندی کرے اور پھر اپنے اعمال کو ہیچ سمجھ کر ڈرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھ کر قبولیت کا امیدوار بنے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک کاشتکار خوب زمین جوتے اور بیج ڈالے اور پھر اللہ کی رحمت کی بارش کا انتظار کرے اور ایک خوف و امید طفلانہ ہے اور یہ کہ ترک عمل کرے اور پھر رحمت کی امید رکھے یہ ایسا ہے کہ کوئی کاشتکار بیج تو نہ ڈالے اور کھیتی کا امیدوار بنے یہ حقیقت میں غرور اور دھوکا ہے یا کوئی شخص اللہ کی عظمت کے خوف سے اور اپنے عمل کو ہیچ سمجھ کر عمل ترک کردے اور یہ کہے کہ اللہ بڑا کریم ہے بے عمل پر بھی فضل فرما دیتا ہے یہ خوف نہیں ہے بلکہ جبین اور بزدلی ہے یہی خوف و امید ہے جو بے عمل اختیار کرتے ہیں جو محض طفلانہ حرکت ہے۔

۲ ماند۔ طفلانہ خوف و رجاء میں انسان یہ کہتا رہتا ہے کہ معلوم نہیں میں دربار تک پہنچوں گا اور خدا مجھ پر رحم کرے گا یا میں مردودِ بارگاہ ہونگا اور بغیر عمل کے ان خیالات میں وقت گذارتا ہے۔ گر رسم۔ پھر اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ خواہ کیسا ہی ہوں خدا تو مجھ پر لطف و کرم کرے گا۔ باچنیں۔ میں کچا ہوں یا دور ہوں خدا مجھے اپنی رحمت سے انگور پن دیدے۔ نیستم۔ ویسے تو مجھے کوئی امید نہیں لیکن خدا نے چونکہ فرمایا ہے مایوس نہ ہو اس لئے امیدوار ہوں۔

۳ دائماً۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جشن مناتا ہے اور جشن کے موقع پر مایوس نہ ہو کا شاہی اعلان فرماتا ہے۔ گرچہ ما۔ اب مولانا نے خوف و رجاء شرعی اور کاملین کا ذکر شروع کیا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کے ہوتے ہوئے عمل کو ہیچ سمجھے اور خدا کی رحمت پر بھروسہ کرے۔ ناامیدی۔ ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ ان سے امید وابستہ کریں۔ گو۔ گڑھا۔ دست اندازیم۔ یعنی عمل کرتے ہوئے۔ صلا زد۔ یعنی مایوس نہ ہو کا اعلان۔ مرعای اُنس۔ محبت کی چراگاہ یعنی مقصد صدق۔

گامِ۱ اندازیم و آنجا گام نے — جام پردازیم و آنجا جام نے
ہم قدم اٹھا رہے ہیں اور وہاں قدم نہیں ہے — ہم جام خالی کر رہے ہیں اور وہاں جام نہیں ہے

زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی ست — معنیٔ اندر معنی و ربّانی ست
اس لئے کہ وہاں سب چیزوں روحانی ہیں — خلاصہ کا خلاصہ اور خدائی ہیں

ہست صورت سایہ معنیٰ آفتاب — نورِ بے سایہ بُود اندر خراب
صورت سایہ ہے اور معنیٰ سورج ہے — بے سایہ تو ویرانہ میں ہوتا ہے

چونکہ۲ آنجا خِشت بر خشتے نماند — نورِ مہ را سایہ زِشتے نماند
کیونکہ وہاں اینٹ پر اینٹ نہ رہی — چاند کے لئے برا سایہ نہ رہا

خِشت گرزرّیں بُود بر کندنی ست — چوں بہایِ خِشت وحی و روشنی ست
اینٹ خواہ سونے کی ہو اکھاڑنے کے قابل ہے — جبکہ اینٹ کے عوض روحی اور روشنی ہو

کوہ بہرِ دفع سایہ مُندَ کیست — پارہ گشتن بہرِ ایں نور اند کیست
پہاڑ سایہ کے دفع کرنے کے لئے پارہ پارہ ہے — اس نور کے لئے پارہ پارہ ہو جانا معمولی بات ہے

بر۳ برونِ کُہ چوزد نورِ صمد — پارہ شُد تادر درونش ہم زند
جب پہاڑ کے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کا نور پڑا — ٹکڑے ہو گیا تاکہ اس کے اندر بھی پڑے

گرسنہ چوں بر کفش زد قرصِ ناں — واشگافد از ہوس چشم و دہاں
بھوکے کے ہاتھ پر، جب روٹی لگتی ہے — ہوس سے آنکھ اور منہ پھاڑتا ہے

صد ہزاراں پارہ گشتن ار زد ایں — از میانِ چرخ برخیز اے زمیں
اس کے لئے لاکھوں ٹکڑے بن جانا مناسب ہے — اے زمین! آسمان کے درمیان سے اٹھ جا

تاکہ نورِ چرخ گردد سایہ سُوز — شَب ز سایہ تُست اے باغیِ روز
تاکہ آسمان کا نور سایہ کو جلانے والا بن جائے — اے دن کے دشمن! رات تیرے سایہ کی وجہ سے ہے

ایں زمیں چوں گاہوارہ طفلکاں — بالغاں را تنگ میدارد مکاں
یہ زمین بچوں کے پالنے کی طرح ہے — بالغوں کے لئے تنگ جگہ رکھتی ہے

بہرِ طفلاں حق زمیں را مہد خواند — واند رُوزاں شیر بر طفلاں فشاند
اللہ تعالیٰ نے بچوں کے لئے زمین کو پالنا فرمایا — اور اس میں اس دودھ میں سے بچوں پر بہا دیا

ناسوت نابالغ دنیاداروں کا گہوارہ ہے اور گہوارہ بالغوں کے لئے تنگ جگہ ہے۔ بہر طفلاں۔ ان نابالغ بچوں کے لئے ناسوتی منافع بمنزلہ دودھ کے ہیں۔

۱ گام۔ یعنی ہاتھ پیر مار رہے ہیں لیکن وہ عمل ہیچ ہے۔ جام۔ عشق و محبت کے جام پی رہے ہیں لیکن وہ جام قابلِ اعتبار نہیں۔ زانکہ۔ وہاں ہر چیز روحانی درکار ہے جس میں کوئی شائبہ ریا اور شرک کا نہ ہو غرضیکہ اعمال ضروری ہیں اور ان کی تاثیر رحمت اور جذب حق پر موقوف ہے۔ ہست۔ اب فرماتے ہیں کہ اعمال کا خلاصہ سلوک ہے اور رحمت کا نتیجہ جذب حق ہے جذب پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں یعنی فنا اور بقا اب ان کے خواص بیان کرتے ہیں صورت یعنی اعمال جسمی، سایہ ہیں اور معنی یعنی روحانی احکام سورج ہے نورِ بے سایہ تب پڑتا ہے جب فنا کا درجہ حاصل ہو جائے۔

۲ چونکہ۔ آبادی میں در و دیوار کا سایہ نور سے مانع ہوتا ہے جب فنا کا مقام آجاتا ہے اور اوصاف بشری کی اینٹیں بالکل مفقود ہو جاتی ہیں تو پھر نور کے لئے سایہ مانع نہیں رہتا۔ خشت۔ جبکہ اینٹ اکھاڑنے سے روشنی حاصل ہوتی ہے تو وہ اینٹ خواہ کتنی ہی قیمتیں ہو اکھاڑ دینے کے لائق ہے۔ کوہ۔ تجلی کے وقت پہاڑ نے اپنے جسم کو ریزہ ریزہ کر لیا تھا تاکہ وہ تجلی اس کے اندر پہنچ سکے۔

۳ بر برون۔ جب کوہ طور کے ظاہری حصہ پر تجلی ہوئی تو وہ پارہ پارہ ہو گیا تاکہ نور اندر پہنچ جائے۔ گرسنہ۔ بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے تو وہ شوق اور حرص سے منہ پھاڑ دیتا ہے یہی حال طور کا ہوا۔ صد ہزاراں۔ جسم بمنزلہ زمین کے ہے جو سایہ کا سبب بنتی ہے اور سورج کے نور سے مانع بن جاتی ہے اور رات ہو جاتی ہے۔ ایں زمین۔ جسم اور عالم

خانہ ۱ تنگ آمد ازیں گہوارہا — طفلکاں راز ود بالغ کن شہا
ان پالنوں سے گھر تنگ ہو گیا — اے شاہ! بچوں کو جلد بالغ کر دے

ہاں مُکن اے گاہوارہ خانہ تنگ — تا تواند رَفت بالغ بید رنگ
خبردار! اے گہوارے جگہ تنگ نہ کر — تاکہ بالغ بلا توقف چل پھر سکے

خانۂ گہوارہ راضیّق مدار — تاتواند کرد بالغ اِنتشار
پالنے کے گھر کو تنگ نہ رکھ — تاکہ بالغ پھیلاؤ کر سکے

وسوسہ کہ پادشاہزادہ را پیدا شُد از سبب استغنا و کشفے کہ از شاہ، دلِ اُورا حاصل شُدہ بُود و قصدِ ناشُکری و سَرکشی می کرد، شاہ را از راہِ اِلہام ازیں خبر شُد و دلش درد کرد رُوحِ اُورا زخمے زَد چنانکہ صورتِ شاہزادہ را خبر نبُود

اس وسوسہ کی جو شہزادے میں استغنا اور اس کشف کی وجہ سے ہوا ہوا جو اس کے دل میں شاہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اور وہ شاہ سے سرکشی اور ناشکری کا ارادہ کر رہا تھا، شاہ کو الہام کے راستہ کی خبر ہو گئی اور اس کا دل دکھا اس کی روح کو زخمی کیا ایسے طریقہ پر خبر ہوئی کہ شہزادے کو خبر نہ ہوئی

چوں ۲ مُسلّم گشت بے بیع وشریٰ — از دورنِ شاہ دَر جانش جریٰ
جب بغیر خرید اور فروخت کے مسلم ہو گیا — شاہ کے باطن سے اس کی جان کے لئے روزینہ

قُوت می خوردے زنورِ جانِ شاہ — ماہِ جانش ہمچو از خورشید ماہ
شاہ کی جان کے نور سے روزی حاصل کرتا — اس کی جان کا چاند، جس طرح چاند سورج سے

راتبہ جانی ز شاہِ بے نَدید — دَمبدم برجانِ مستش می رَسید
بینظیر شاہ سے روحانی روزینہ — ہر وقت اس کی مست جان کو پہنچتا تھا

آں ۳ نہ کش ترسا و مُشرک میخورند — زاں غذائے کش ملائک میخورند
وہ نہیں جو نصرانی اور مشرک کھاتے ہیں — اس غذا سے جس کو فرشتے کھاتے ہیں

اندرونِ خویش اِستغنا بدید — گشت طُغیانی زاستغنا پدید
اس نے اپنے اندر بے نیازی دیکھی — بے نیازی سے سرکشی رونما ہوئی

کہ نہ مَن ہم شاہ وہم شہزادہ ام — چوں عِنانِ خود بدیں شہ دادہ ام
کہ کیا میں شاہ اور شہزادہ نہیں ہوں — میں نے اپنے باگ اس شاہ کو کیوں دی ہے؟

---

۱ خانہ۔ ان بچوں کے گہواروں سے گھر میں تنگی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جلد بالغ کر دے اِھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت دیدے کی طرف اشارہ ہے۔ اے گہوارہ۔ ان نابالغوں کے مواقع ختم ہو جائیں اور بالغ پھیل کر اپنا کام کر سکیں۔ وسوسہ۔ اس شہزادے کو شاہ چین کے فیوض و برکات سے اپنے کمال کا شبہ ہو گیا اور یہ خیال کرنے لگا کہ اب مجھے شاہ کی خدمت اور تابعداری کی کیا ضرورت ہے اس وسوسہ اور خیال کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس سے سب برکات چھن گئیں۔

۲ چوں۔ شہزادہ شاہ سے استفادہ کرنے لگا اور اس کی مجلس میں اس کو روحانی غذا حاصل ہونے لگی۔ قُوت۔ وہ اسی طرح شاہ سے مستفید ہو رہا تھا جس طرح چاند سورج سے نور حاصل کرتا ہے۔ راتب۔ اس کو روح کی ایک مقررہ خوراک روزانہ شاہ سے حاصل ہوتی تھی۔

۳ آں نہ۔ وہ غذا نصرانیوں اور مشرکوں کی جسمانی غذا نہ تھی بلکہ ملائکہ کی خوراک روحانی غذا تھی۔ اندروں۔ اس شہزادے نے اپنے اندر ایک بے نیازی دیکھی اور اس بے نیازی سے اس میں شاہ سے ایک سرکشی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ کہ نہ من۔ سرکشی یہ پیدا ہوئی کہ اس نے اپنے بارے میں یہ خیال قائم کر لیا کہ میں شاہ اور شہزادہ ہوں، یعنی باکمال تو دوسرے کے ہاتھ میں اپنی باگ کیوں دوں۔

چوں ۱ مرا ماہے برآمد بالمع — پس چرا باشم غبارے را تبع
جبکہ میرا روشن چاند طلوع ہو چکا ہے — پھر میں غبار کے تابع کیوں بنوں؟

آب در جوئِ منست و وقتِ ناز — نازِ غیر از چہ کشم مَن بے نیاز
میری نہر میں پانی ہے اور ناز کا وقت ہے — میں بے نیاز، دوسرے کا ناز کیوں برداشت کروں

سَر چرا بندم چو دردِ سَر نماند — وقتِ رُوئِ زرد و چشمِ تَر نماند
جب درد سر نہیں رہا میں سر کیوں باندھوں — تر آنکھ اور زرد چہرے کا وقت نہیں رہا

چوں ۲ شکر لب گشتہ اَم عارض قمر — باز باید کرد دُکانِ دگر
جب میں شکر لب اور قمر جیسے رخسار والا ہو گیا ہوں — دوسری دکان کھولنی چاہیے

زیں مَنی چوں نفس زائیدن گرفت — صد ہزاراں ژاژ خائیدن گرفت
اس انانیت سے جب نفس پھولنا شروع ہوا — لاکھوں بکواسیں بکنی شروع کر دیں

صد بیاباں زاں سُوئِ حرص و حسد — تا بد انجا چشمِ بد ہم میرسد
حرص وحسد سے اس جانب سو بیابان ہیں — تب بھی اس جگہ نظر بد پہنچ جاتی ہے

بحرِ ۳ شہ کہ مَرجعِ ہر آب اُوست — چوں نداند آنچہ اندر سیل و جُوست
شاہ کا سمندر جو ہر پانی کا مرجع ہے — وہ اس کو کیسے نہ جانے گا جو بہاؤ اور نہر میں ہے؟

شاہ را دل درد کرد از فکرِ اُو — ناسپاسیِ عطائِ بکرِ اُو
اس کے خیال سے شاہ کا دل دکھا — اس کی نئی عطا کی ناشکر گذاری سے

گفت آخر اے خسِ واہی ادب — ایں سزائِ دادِ مَن بُود اے عجب
اس نے کہا! آخر اے کمینے اور بدتمیز — تعجب ہے، میری عطا کی یہ سزا تھی

مَن چہ کردم با توزیں گنجِ نفیس — تو چہ کردی با مَن از خُوئِ خسیس
اس عمدہ خزانہ سے میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — تو نے کمینہ عادت کی وجہ سے میرے ساتھ کیا کیا؟

مَن ترا ماہے نہادم در کنار — کہ غروبش نیست تا روزِ شمار
میں نے تیری بغل میں ایسا چاند رکھ دیا — جس کا قیامت تک غروب نہیں ہے

دَر جزائِ آں عطائِ نورِ پاک — تو زدی در دیدۂ مَن خار و خاک
اس پاک نور کی بخشش کے بدلے میں — تو نے میری آنکھ میں کانٹا اور خاک جھونکی

مَن ترا بَر چرخ گشتہ نردباں — تو شُدہ در حربِ مَن تیر و کماں
میں تیرے لئے آسمان کی سیڑھی بنا — تو مجھ سے لڑنے میں تیر و کمان بن گیا

---

۱ چُوں مرا۔ جب قلب خود منور ہو گیا ہے تو میں دوسرے کے نور کا جو بمنزلہ غبار ہے کیوں تابع بنوں۔ آب۔ اب میں خود صاحب کمال ہوں تو دوسرے کے ناز کیوں اٹھاؤں۔ سر چرا بندم۔ جب مجھ میں باطنی امراض نہیں ہیں تو پھر معالجہ میں شیخ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۲ چُوں شکر لب۔ اب مجھ میں خود باطنی کمالات ہیں مجھے خود مستقل شیخ بننا چاہیے۔ زیں منی۔ جب اس میں یہ خودی اور انانیت پیدا ہوئی تو لاکھوں بکواسیں بکنے لگا۔ صد بیاباں۔ حرص وحسد سے نظر بد بہت دور تک کام کرتی ہے تہذیب اخلاق کے بعد بھی فساد حال کا اندیشہ ہے۔

۳ بحرِ شہ۔ شیخ کا دل۔ آب۔ یعنی مریدین۔ عطای بکر۔ جو فیض شاہ سے پہنچا تھا۔ ہی ی۔ کمزور ہست۔ گنج نفیس۔ روحانی خزانہ۔ من ترا۔ یعنی میں نے تجھے منور قلب عطا کیا۔ خار۔ یعنی ناسپاہی سے تکلیف پہنچائی۔ نردبان۔ سیڑھی۔

دردِ ۱ غیرت آمد اندرشہ پدید — عکسِ دردِ شاہ اندروے رسید
غیرت کا درد شاہ میں رونما ہوا — شاہ کے درد کا عکس اس کے اندر پہنچا

مرغِ دولت در عتابش بر طپید — پردۂ آں گوشہ گشتہ بر درید
دولت کا پرند اس کے عتاب سے تڑپا — اس نے اس کنارہ کئے ہوئے کا پردہ چاک کردیا

چوں درونِ خود بدید آں خوش پسر — از سیہ کاریِ خود کردہ اثر
اس بھلے لڑکے نے جب اپنا باطن دیکھا — اپنی سیہ کاری کا اثر کیا ہوا دیکھا

آں وظیفہ لطف و نعمت گم شدہ — خانہ شادیِ او پُر غم شدہ
وہ لطف اور نعمت کا روزینہ گم ہو گیا — اس کی خوشی کا خانہ غم سے بھر گیا

باخود آمد اوز مستیِ عقار — زاں گنہ گشتہ سرش خانہ خمار
وہ شراب کی مستی سے ہوش میں آیا — اس خطا سے اس کا سر خمار کا خانہ بن گیا

ہر۲ کہ خود بینی کند در راہِ دوست — مغز را بگذاشت کلّی دید پوست
جس کسی نے دوست کی راہ میں خود بینی کی — اس نے مغز کو بالکل چھوڑا چھلکا دیکھا

دشمنِ من در جہاں خود بیں مباد — زانکہ از خودبیں نیاید جز فساد
خدا کرے میرا دشمن بھی دنیا میں خود بین نہ بنے — کیونکہ خودبین سے سوائے فساد کے کچھ نہیں ہوتا

مے ازاں آمد حرام اندر جہاں — کہ خوری خود بی شوی اندر زماں
شراب اسی لئے دنیا میں حرام ہوئی — کہ اگر تو پئے فوراً خود میں ہو جاتا ہے

بہتر از خود در تصوّر نایدت — ویں ہمہ از نفسِ خودبیں زایدت
تیرے تصور میں اپنے سے بہتر نہیں آتا — یہ سب خودبین نفس کی وجہ سے تیرے اندر پیدا ہوا

آنکہ با خودی خورد مے باخودست — آنچنیں مے خوار خوار و مرتدست
جو خودی کے ہوتے ہوئے شراب پیتا ہے وہ خودی میں ہے — ایسا شرابی ذلیل اور مرتد ہے

ہر۳ کہ با اُوی خورد بادش حلال — وانکہ بے او دم زند بادش وبال
جو اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے لئے حلال ہے — اور وہ جو اس کے بغیر "نا" کام بھرے اس کے لئے وبال ہے

چونکہ با او مے خورد از جام ہو — چشم بکشایم بہ بینم روی او
جبکہ اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے جام سے ہے — میں آنکھ کھولتا ہوں اس کا چہرہ دیکھتا ہوں

بعدازاں از خود بکلّی بکسلم — ہم ز مے خوردن شود ایں حاصلم
اس کے بعد میں اپنے سے بالکل جدا ہو جاتا ہوں — شراب پینے سے میرا حاصل یہ ہے

---

۱ غیرت۔ اس بات پر غیرت آئی کہ اس قدر احسان کے باوجود یہ شہزادہ سرکشی کر رہا ہے۔ مرغِ دولت۔ یعنی شہزادے کی قلبی کیفیت۔ پردہ۔ یعنی قلب کا پردہ۔ گوشہ گشتہ۔ شہزادہ جس نے شاہ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا تھا۔ وظیفہ۔ روحانی خوراک جو شاہ سے ملتی تھی۔ عقار۔ شراب یعنی تکبر۔ خمار۔ اعضاء شکنی جو شراب کے نشہ کے اتار کے وقت ہوتی ہے۔

۲ ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو شخص راہِ طریقت میں تکبر کرتا ہے وہ حقیقت سے خالی ہو جاتا ہے۔ دشمن۔ یہ وہ تباہی ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ مے۔ شراب کی حرمت اس وجہ سے ہوئی کہ اس کو پی کر انسان خود بین بن جاتا ہے۔ بہتر۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ اور عداوت و دشمنی کا سبب عموماً خود بینی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص اپنی خودی کے ہوتے ہوئے انانیت کی شراب پیتا ہے اور اس پر مستی طاری ہو وہ خودبین اور مردود ہے جیسا کہ شہزادہ تھا۔

۳ ہر کہ با او۔ جو شخص معیت حق کے ساتھ انانیت کی شراب ہے وہ حلال ہے جیسا کہ اہل اللہ۔ بے او۔ معیت حق حاصل نہ ہو اور پھر انانیت برتے وہ انانیت اس کے لئے وبال ہے۔ چشم بکشایم۔ معیت حق کیساتھ شراب پینے والا یہ کہتا ہے کہ میں جب آنکھ کھولتا ہوں تو اس کی تجلیات نظر آتی ہیں۔ بعدازاں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے حد میں بالکل فانی ہوتا ہوں میری [illegible] ب نوں کا یہ خلاصہ ہے کہ میری [illegible] بالکل نو ہو جاتی ہے۔

اے ا۱کہ می خواہی کہ از خود بگسلی   تا کے اندر بندِ ایں جان و دلی
اے وہ! کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے آپ سے جدا ہو جائے   تو کب تک اس جان و دل کی قید میں ہے؟

جاں بجاناں واگزار اے جانِ من   تا بہ بینی یارِ دل رنجانِ من
اے جانِ من! جان جاناں کے سپرد کر دے   تا کہ تو میرے دل کو ستانے والے یار کو دیکھے

دل بدلدارے دہ و آزاد شو   غمخورِ او باش وازوے شاد شو
دل دلدار کو دیدے اور آزاد ہو جا   اس کا غم خوار بن اور اس سے خوش رہ

نفس خود بر خود مگرداں چیر تو   زود اورا بازگیر از شیرِ تو
تو اپنے نفس کو اپنے اوپر غالب نہ بنا   تو جلد اس کا دودھ چھڑا دے

ہر چہ ہست آں مستیے دارد یقیں   خواہ شیر و خواہ خمر و انگبیں
جو چیز بھی ہے وہ یقیناً مستی رکھتی ہے   خواہ دودھ ہو اور خواہ شراب اور شہد

مستیِ گندم بداں اے آدمی   کہ بکرد آں آدمؑ را اعجمی
اے آدمی! گیہوں کی مستی کو جان لے   کہ اس نے آدمؑ کو ناواقف بنا دیا

خورد۲ گندم حلّہ زو بیروں شدہ   خلد بروے بادیہ و ہاموں شدہ
انہوں نے گیہوں کھایا ان سے لباس علیحدہ ہو گیا   جنت ان کے لئے دشت اور صحرا ہو گئی

دیدکاں شربت ورا بیمار کرد   زہرِ آں ماو منیہا کار کرد
اس نے دیکھا کہ اس شراب نے اِن کو بیمار کر دیا   اس "ناومن" کے زہر نے کام کر دیا

جان چوں طاؤس در گلزارِ ناز   ہمچو چغدے شد بویرانہ مجاز
وہ جان جو ناز کے چمن میں مور کی طرح تھی   وہ مجاز کے ویرانے میں چغد جیسی ہو گئی

ہمچو آدم دور ماند او از بہشت   در زمیں میراند گاوے بہرِ کشت
وہ آدمؑ کی طرح بہشت سے دور رہ گیا   جو کھیتی کے لئے زمین میں بیل چلاتے تھے

اشک۳ میراند او کہ اے ہندوئ زاد   شیر را کردی اسیرِ دُمِ گاو
وہ آنسو بہاتا تھا کہ اے قوی ڈاکو!   تو نے شیر کو بیل کی دم کا قیدی بنا دیا

کردۂ اے نفسِ بدبار و نفس   بیحفاظی باشہِ فریاد رس
اے نفس بدسرد مہر! تو نے کی   بے لحاظی، فریاد رس شاہ کے ساتھ

دام بگزیدی ز حرصِ گندمے   بر تو شد ہر گندمِ او کژدمے
تو نے گیہوں کے لالچ میں جال پسند کیا   تیرے لئے اس کا ہر گیہوں بچھو بن گیا

۱ اے کہ۔ مولانا اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ترغیب دیتے ہیں کہ اگر تو یہ مقام چاہتا ہے تو اپنے دل و جان کی قید سے آزاد ہو جا۔ جانِ۔ اپنا سب کچھ محبوب کے سپرد کر دے تب مشاہدہ ہو گا۔ دل رنجاں۔ یعنی دل میں دردِ عشق پیدا کرنے والا۔ نفسِ خود۔ اپنے نفس سے مغلوب نہ ہو اور لذتوں سے اس کو محروم کر دے۔ ہر چہ۔ خود بینی کی مستی جس چیز سے بھی پیدا ہو خواہ وہ حلال ہو یا حرام اس کو ترک کر دے۔ مستیِ گندم۔ ہر چیز سے مستی پیدا ہوتی ہے دیکھ حضرت آدم کی مستی گیہوں سے پیدا ہوئی اسی نے ان کو ناواقف بنا دیا اور دھوکا کھا گئے۔

۲ خورد۔ گیہوں کھانے کے بعد حضرت آدم کا لباس ان سے جدا ہو گیا اور وہ جنت سے محروم ہو گئے۔ دید۔ اب اس شہزادے کو محسوس ہوا کہ اس خود بینی کی شراب نے اس کو مریض بنا دیا۔ ما منیہا۔ یعنی اس میں جو انانیت اور خودی پیدا ہوئی تھی۔ در گلزار۔ یعنی اس کا عروج۔ ویرانہ۔ ترک کی حالت۔ ہمچو۔ حضرت آدم نے زمین پر آ کر ہل جوتا۔

۳ اشک۔ وہ اپنی حالت پر رویا۔ ہندو۔ چور یعنی نفس۔ زاد۔ قوی یعنی نفس۔ دم گاؤ۔ یعنی جسمانی علائق۔ بارد نفس۔ جس کے کلام میں کوئی گرمی نہ ہو۔ بیحفاظی۔ یعنی دوسرے کے حق کی حفاظت نہ کرنا۔ حرص گندم۔ یعنی تکبر کا لالچ اور حرص۔

دَر سَرت آمد ہوایِ ما و مَن — قیدِ[1] بیں بر پایِ خود پنجاہ مَن
تیرے سر میں ما و مَن کی ہوا بھری — اپنے پاؤں پر پچاس مَن کی بیڑی دیکھ لے

نوحہ می کرد ایں نمط بر جانِ خویش — کہ چرا گشتم ضدِ سُلطانِ خویش
وہ اپنی جان پر اس طرح سے نوحہ کر رہا تھا — کہ میں اپنے شاہ کا مخالف کیوں بنا؟

آمد اُو با خویش اِستغفار کرد — با اِنابت چیزِ دیگر یار کرد
وہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — توبہ کے ساتھ ایک دوسری چیز ساتھ کی

دردِ کاں از وحشتِ ایماں بُوَد — رحم کُن کاں درد بیدر ماں بُوَد
وہ درد جو ایمان کی وحشت سے ہو — رحم کر، کیونکہ وہ درد ناقابل علاج ہے

مَر[2] بشَر را خود مباجامہ درست — چوں رہید از صبر درحیں صدر جُست
خدا کرے انسان کا جامہ درست نہ ہو — جب وہ صبر سے ہٹا اس نے فوراً صدر جگہ تلاش کی

مَر بشر را پنجہ و ناخن مَباد — کونہ دیں اندیشہ آنکہ نے سداد
خدا کرے انسان کے پنجہ اور ناخن نہ ہوں — کیونکہ وہ اس وقت نہ دین کا خیال کرے گا نہ درستگی کا

آدمی اندر بلا گشتہ بہ است — نَفس کافرِ نعمت ست و گمرہ اَست
مصیبت میں مبتلا انسان بہتر ہے — نفس نعمت کا کافر ہے اور گمراہ ہے

نفس کافر خود ہمی ندہد اماں — گشت طاغی چونکہ فارغ شُد زناں
کافر نفس خود امن نہیں دیتا — جب وہ روٹی سے بے فکر ہوا سرکش بن جاتا ہے

آدمی[3] خود مُبتلا بہتر بُوَد — زانکہ زار و عاجز و مُضطر بُوَد
آدمی خود مبتلا بہتر ہے — کیونکہ وہ ذلیل اور عاجز اور مجبور ہوتا ہے

خطابِ حق تعالیٰ بعزرائیل علیہ السلام کہ تُرا رحم بر کہ بیشتر آمد ازیں خلائق کہ قبضِ جانِ ایشاں کردی و جوابِ اُو حضرتِ عزّت را

اللہ تعالیٰ کا خطاب عزرائیل علیہ السلام کو کہ تجھے ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ کس پر رحم آیا جن کی تو نے جان قبض کی اور ان کا حضرت عزّت کو جواب

حق بعزرائیل می گفت اے نقیب — بر کہ رحم آمد تُرا از ہر کئیب
اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے فرمایا کہ اے نقیب حق — تجھے سب غمزدوں میں سے کس پر رحم آیا؟

گفت بر جُملہ دلم سوزد بدرد — لیک ترسم اَمر را اہمال کرد
انہوں نے کہا میرا دل درد سے سب پر جلتا ہے — لیکن میں حکم کی تعمیل نہ کرنے سے ڈرتا ہوں

[1] قید۔ لباس بیڑی کی وجہ سے سیر الی اللہ رک گئی۔ نوحہ۔ وہ اس بات پر نوحہ کر رہا تھا کہ میں نے بادشاہ کی مخالفت کا کیوں خیال کیا۔ چیز دیگر۔ شاید بادشاہ سے معافی مراد ہو۔ وحشت ایمان۔ ایمان سے کامل ایمان مراد ہے یعنی عرفان اور فیض الٰہی وحشت سے مراد وہ وحشت ہے جو اس کیفیت کے مفقود ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ بے درماں۔ یعنی اس کا علاج بہت مشکل ہے۔

[2] مر بشر را۔ جیسے کہ کمال پر خود پسندی اور خود بینی تباہی کا سبب ہے اسی طرح مال پر خود بینی بھی موجب ہلاکت ہے۔ صبر۔ جو مال کی کمی سے حاصل تھا صدر یعنی اپنی بڑائی۔ پنجہ۔ انسان کو جب مال و دولت کی طاقت حاصل ہوتی ہے پھر وہ کچھ نہیں دیکھتا ہے۔ آدمی۔ انسان کے لئے ضرورت سے زیادہ دولت مضر ہے۔ نفس۔ نفس ایک تو خود ہی تباہ کرنے والا ہے جب اس کو مال مل جائے تو پھر تباہی کا کیا پوچھنا ہے۔

[3] آدمی۔ عام انسانوں کے لئے حالت ابتلاء بہتر ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہر کہ۔ نمرود کے قصہ سے یہ بتانا ہے کہ اس کا کمال اور مال موجب زوال بنا۔ نقیب۔ سردار۔ کئیب۔ رنجیدہ۔ امر۔ جان قبض کرتے ہوئے بہت رحم آتا ہے لیکن آپ کے حکم سے مجبور ہو کر کرتا ہوں۔

تا بگویم اے کاشکے یزداں مرا — در عوض قرباں کند بہرِ فتا
یہاں تک کہ میں کہتا ہوں کاش خدا مجھے — جوان کے بدلے میں قربان کر دے

گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت — از کہ دل پُر سوز و بریاں تر شُدت
فرمایا کہ تجھے سب سے زیادہ کس پر رحم آیا؟ — تیرا دل کس کی وجہ سے زیادہ جلا اور بھنا؟

گفت روزے کشتی بر موجِ تیز — من شکستم ز امر تا شُد ریز ریز
عرض کیا ایک دن تیز موج پر ایک کشتی — میں نے حکم سے توڑ دی حتی کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گئی

پس بگفتی قبض کن جانِ ہمہ — جز زنے و طفلکے را زاں رمہ
پھر آپ نے فرمایا سب کی جان قبض کر لے — اس گروہ میں سے ایک عورت اور چھوٹے بچہ کے علاوہ

ہر دو بر یک تختہ در ماندند — تختہ را آں موجہا می راندند
وہ دونوں ایک تختہ پر رہ گئے — تختہ کو وہ موجیں چلاتی تھیں

چوں بساحل اُو فگند آں تختہ باد — از خلاصِ ہر دوام دل گشت شاد
جب ہوا نے اس تختہ کو ساحل پر ڈال دیا — دونوں کی نجات سے میرا دل خوش ہوا

باز۲ گفتی جانِ مادر قبض کن — طفل را بگذار تنہا زا مرِ کُن
پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کر لے — امر کُن کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے

چوں زما در بگسلیدم طفل را — خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا
جب میں نے بچہ کو ماں سے جدا کر دیا — آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس قدر کڑوا لگا

پس بدیدم دردِ ماتمہائے زفت — تلخیِ آں طفل از فکرم نرفت
پھر یں نے بھاری ماتموں کا درد دیکھا — اس بچہ کی کڑواہٹ میرے فکر سے نہ گئی

گفت۳ حق آں طفل را از فضلِ خویش — موج را گفتن فگن در بیشہ ایش
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے کرم سے اس بچہ کیلئے — موج سے کہا اس کو ایک جھاڑی میں ڈال دے

بیشہ پُر سوسن و ریحان و گل — پُر درخت و میوہ دار و خوش اُکل
ایک ایسی جھاڑی جو سوسن اور ریحان اور گل سے پر تھی — درختوں سے پر تھی اور میوہ دار اور عمدہ خوراک والی تھی

چشمہائے آب شیریں زُلال — پرورید م طفل را بصد دلال
صاف شیریں پانی کے چشموں سے پر تھی — میں نے بچہ کو سو نازوں سے پالا

صد ہزاراں مرغ مُطرب خوش صدا — اندراں روضہ فگندہ صد نوا
لاکھوں خوش آواز گانے والے پرندوں نے — اس باغ میں سینکڑوں آوازیں پیدا کر رکھی تھیں

---

۱ تا بگریم۔ یہاں تک رنج ہوتا ہے کہ بسا اوقات تمنا ہوتی ہے کہ اس کے بدلے میں میری جان لے لی جاتی۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے زیادہ رحم تجھے کس کی جان لینے میں آیا۔ موج تیز۔ تیز دھارا۔ امر۔ آپ کے حکم سے۔ رمہ۔ جماعت۔ چوں بساحل۔ جب وہ بچہ اور اس کی ماں خشکی پر پہنچ گئے تو میں خوش ہوا کہ اب بچ گئے۔

۲ باز گفتی۔ لیکن آپ کا پھر حکم ہوا کہ اب اس بچہ کی ماں کی روح قبض کر لے۔ چوں زما در۔ جب میں نے بچہ کو ماں سے محروم کیا تو آپ کو علم ہے کہ مجھ پر یہ کام کتنا بھاری پڑا۔ پس۔ میرے دل میں درد کی انتہا نہ تھی اور اس کا غم دل سے جدا نہ ہوتا تھا۔

۳ گفت حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر میں نے اس موج کو حکم دیا تھا کہ وہ اس بچہ کو ایک ایسی جھاڑی میں پھینک دے جو پھولوں سے بھری ہو اس میں سایہ دار درخت ہوں اور درختوں پر لذیذ پھل لگے ہوں۔ چشمہائے۔ اس میں میٹھے پانی کے چشمے ہوں اس طرح سے میں نے اس بچہ کو سو نازوں سے پالا۔ صد ہزاراں۔ اس جھاڑی میں لاکھوں خوش آواز پرندے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

بسترش ۱؎ کردم زبرگِ نسترن | کردم اُورا ایمن از صدمہ فتن
میں نے اس کے لئے سیوتی کی پتیوں کا بستر بچھایا | میں نے اس کو فتنوں کے صدمہ سے محفوظ کر دیا

گفتہ مَن خورشید راکُو را مگز | باد را گفتہ بُرو آہستہ وَز
میں نے سورج سے کہہ دیا کہ اس کو گزند نہ پہنچا | ہوا سے کہہ دیا اس پر آہستہ چل

اَبر را گفتہ بُرو باراں مریز | بَرق را گفتہ بُرو مگرای تیز
آسمان سے کہہ دیا اس پر بارش نہ برسا | بجلی سے کہہ دیا اس پر تیزی سے مائل نہ ہو

زیں چمن اے دے مبر آں اعتدال | پنجہ اے بہمن بریں رَوضہ ممال
اے خزاں! اس چمن سے اعتدال نہ لے جانا | اے بہمن! اس چمن پر ہاتھ نہ پھیر

کراماتِ شیخ شیبانِ راعی قدّس اللہ سِرّہٗ العزیز
شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات

ہمچو آں شیباں ۲؎ کہ از گرگِ عَنید | وقت جمعہ بر رُعا خط می کشید
ان شیبان کی طرح کہ سرکش بھیڑیے کی وجہ سے | جمعہ کے وقت گلہ پر خط کھینچ دیتے تھے

تابروں ناید ازاں خط گوسپند | نے دَر آید گرگ و دُزدِ باگزند
تاکہ کوئی بکری اس خط سے باہر نہ نکلے | بھیڑیا اور نقصان رساں چور نہ آئے

برمثالِ دائرہ تعویذ ہُود | کاندراں صَرصَر امانِ آلِ بُود
حضرت ہود کے تعویذ کے دائرے کی طرح | جو اس آندھی میں اولاد کی حفاظت تھا

ہشت روزے اندریں خط تن زنید | وز بُروں مُثلہ تماشا می کنید
آٹھ دن اس دائرے میں چپ رہو | اور باہر، ہاتھ پاؤں کٹنے کا تماشہ دیکھو

بَرسُو ۳؎ ہوا بُردے فگندے بَر حَجر | تا دریدے لحم وعظم از ہمدگر
وہ فضا میں لے جاتی پتھر پر پٹخ دیتی | حتیٰ کہ گوشت اور ہڈی ایک دوسرے سے جدا کر دیتی

یک گرُہ را بَر ہوا برہم زدے | تاچو خشخاش اُستخواں ریزہ شدے
ایک گروہ کو فضا میں آپس میں ٹکرا دیتی | یہاں تک کہ ہڈی خشخاش کی طرح چورا ہو جاتی

آں سیاست را کہ لرزید آسماں | مثنوی اندر نہ گنجد شرحِ آں
وہ سزا، جس نے آسمان کو لرزا دیا | اس کی تفصیل مثنوی میں نہیں سما سکتی

گر بطبع ایں می کُنی اے بادِ سرد | گِردِ خطِّ دائرہ آں ہود گرد
اے ٹھنڈی ہوا! اگر تو اپنی طبیعت سے یہ کرتی ہے | تو حضرت ہودؑ کے دائرے کے خط کے گرد چکر کاٹ

۱؎ بسترش۔ میں نے سیوتی کے پتوں سے اس کا بستر تیار کر دیا۔ نسترن۔ نسرین سیوتی۔ مگز۔ گزیدن کاٹنا، ڈسنا۔ مگرای۔ گرائیدن مائل ہونا جھکنا۔ دے۔ ماگھ، جو خزاں کا مہینہ ہے۔ بہمن۔ پھاگن۔ ماگھ سے ملا ہوا مہینہ۔ کرامات۔ جس طرح اس بچہ کے بارے میں ہوا کو نقصان نہ پہنچانے کا حکم کر دیا گیا تھا اسی طرح ایک نبی اور ایک ولی کے بارے میں بھیڑیئے اور ہوا کو حکم دے دیا گیا تھا کہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔

۲؎ شیبان۔ یہ بزرگ بکریاں چراتے تھے اور جمعہ کی نماز کو جب شہر جاتے تھے بکریوں کو چاروں طرف حصار کھینچ کر چلے جاتے تھے کوئی بکری اس سے باہر نہ نکلتی تھی اور کوئی بھیڑیا اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ برمثال۔ حضرت ہودؑ نے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ایک حصار کھینچ دیا تھا آندھی کا طوفان اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ مثلہ۔ کافروں کے ہاتھ پاؤں اس ہوا سے کٹ کٹ کر گرتے تھے۔

۳؎ بر ہوا۔ وہ آندھی ان کو فضا میں اڑا کر لے جاتی تھی اور پھر پہاڑ پر پٹخ دیتی تھی جس سے ان کا گوشت پوست بکھر جاتا تھا۔ یک گروہ۔ کچھ لوگوں کو فضا میں باہمی ٹکرا کر پاش پاش کر دیتی تھی۔ آں سیاست۔ ان کو جو سزا ملی اس سے آسمان لرزنے لگا مثنوی میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ گر بطبع۔ اگر یہ ہوا کے کام محض اس کی طبیعت اور مزاج سے خود بخود صادر ہوتے ہیں تو ہوا سے کہا دو ذرا حضرت ہودؑ کے دائرے کا تو چکر لگائے۔

وَر ۱ بحرص ایں می کُند گرگِ نژند — گو بیا در خطِ راعی کُن گزند
اور اگر غضبناک بھیڑیا حرص کرتا ہے — کہدو حضرت شیبان راعی کے خط کے اندر نقصان پہنچائے

اے طبیعی فوقِ طبع ایں مُلک بیں — یا بیا و محو کُن از مُصحف ایں
اے فلسفی! طبعیات سے اوپر اس ملک کو دیکھ — یا آجا، اور قرآن سے یہ مٹا دے

مُقریاں را منع کُن پندے بنہ — یا مُعلِّم را بمال و سہم دہ
میانجیوں کو روک، نصیحت کر — یا پڑھانے والے کو سزا دے اور ڈرا

عاجزی و خیرہ کایں عجز از کجاست — عجز تو دانی ازاں روزِ جزاست
تو عاجز اور حیران ہے کہ یہ عاجزی کہاں سے ہے — تو جان لے، تیرا عجز قیامت کے دن سے ہے

عجز ہا داری تو در پیش اے لجُوج — وقت شُد پنہانیاں رانِک خروج
اے جھگڑالو! تو بہت سے عجز درپیش رکھتا ہے — اب پوشیدہ چیزوں کے ظہور کا وقت ہوا ہے

خرم ۲ آنکہ عجز و حیرت قُوتِ اُوست — دَر دو عالم خُفتہ اندر ظلِّ دُوست
مبارک ہے وہ شخص جس کی غذا عجز اور حیرت ہے — وہ دونوں جہان میں دوست کے سایہ میں سویا ہوا ہے

ہم دَر اوّل عجز خود را اُو بدید — مُردہ شُد دینِ عجائز را گزید
اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو دیکھ لیا — مردہ ہو گیا بوڑھوں کے دین کو اختیار کر لیا

چوں زلیخا یوسفش بروے بتافت — از عجوزی دَر جوانی راہ یافت
زلیخا کی طرح اس کا یوسف اس پر چمکا — اس نے بڑھاپے سے جوانی کی راہ پالی

زندگی ۳ در مُردن و در محنت ست — آبِ حیواں دَر درونِ ظلمت ست
زندگی مر جانے اور مجاہدہ میں ہے — آبِ حیات، تاریکی کے اندر ہے

قصہ پروردِن حق تعالیٰ نمرود را بے واسطۂ مادر و دایہ در طفلی

اللہ تعالیٰ کا مردود کو بچپن میں بغیر ماں اور دایہ کے واسطے کے پرورش کرنے کا قصہ

حاصل آں رَوضہ چو جانِ عارفاں — از سموم و صَر صَر آمد دَر اماں
خلاصہ یہ ہے کہ وہ چمن جو عارفوں کی جان کی طرح تھا — لو اور آندھی سے محفوظ رہا

یَک پلنگے بچّہ نوازادہ بُود — گفتم اُورا شِیر دہ طاعت نمود
ایک چیتے نے ایک نیا بچہ جنا تھا — میں نے اس سے کہا دودھ پلا اس نے اطاعت کی

آں روضہ۔ جس جھاڑی میں نمرود کی پرورش ہو رہی تھی وہ عارفوں کی روح کی طرح تھا۔ یک پلنگے۔ اس جنگل میں ایک چیتے کے بچہ پیدا ہوا تھا اللہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ نمرود کو اپنا دودھ پلا دیا کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا اور وہ نمرود جوان ہو گیا۔

۱ ور بحرص۔ اگر بھیڑیے کا پھاڑنا محض اس کا اپنا فعل ہے تو اس سے کہو کہ حضرت شیبان کے حصار میں پہنچ کر بکری کو پھاڑے جو ناممکن ہے۔ نژند۔ غضبناک۔ اے طبیعی۔ وہ فلسفی جو طبیعات کا ماہر ہے اور اشیاء میں محض طبعی خواص مانتا ہے اس سے کہو کہ عالم طبیعات سے اوپر ایک اور عالم ہے جو اس میں موثر ہے جس کو قرآن بتا رہا ہے۔ مصحف۔ قرآن میں یہ قصہ موجود ہے جو حضرت ہود اور مومنوں کی نجات کو بتا رہا ہے۔ عاجزی۔ تو اپنے عجز پر حیران ہے اور اس کی وجہ تمھیں سمجھ رہا ہے سمجھ لے کہ اصل عجز قیامت کے دن ظاہر ہو گا۔ عجزہا۔ انسانوں کا عجز تو آگے آنے والا ہے قیامت کے روز ہر چیز کا عجز ظاہر ہو جائے گا اور وہ قیامت بالکل قریب ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

۲ خرم۔ پہلے عجز نامحمود کا ذکر تھا اب عجز محمود کا ذکر کرتے ہیں وہ یہ کہ انسان اپنی قدرت اور ارادہ کو بالکل فنا کر دے اور حق تعالیٰ کی رضا کے تابع بن جائے ایسے لوگ جو اس عجز اور حیرت کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں وہ آرام سے اللہ تعالیٰ کے سائے میں سوتے ہیں۔ ہم در اول۔ اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو محسوس کر لیا اور اپنی قدرت و ارادہ کے اعتبار سے مردہ ہو گیا اور اس نے بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کر لیا جس میں عموماً تابعداری اور اعتقاد کو مادہ زیادہ ہوتا ہے حدیث شریف ہے عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ۔ تم بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کرو۔ از عجوزی۔ اس فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائے گی۔

۳ زندگی۔ اصل بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جس طرح آب حیات تاریکی کے بعد آتا ہے قصہ پھر نمرود کی پرورش کے قصہ کا بیان ہو۔

پَس بدادش شِیر و خدمتہاش کرد
تو اس نے اس کو دودھ پلایا اور خدمتیں انجام دیں

تا کہ بالغ گشت وزَفت وشیرِ مَرد
یہاں تک کہ وہ بالغ اور بڑا اور شیر مرد ہو گیا

چوں اِفطامش[۱] شد بگفتم با پَری
جب اس کا دودھ چھوٹا میں نے جنات سے کہا

تادر آموزید نُطق و داوری
کہ بولنا اور حکومت کرنا سکھاؤ

پرورش دادم مر اُورا ازاں چمن
میں نے اس کو اس چمن سے ایسا پرورش کیا

کہ بگفت اَندر نگنجد فنِ مَن
کہ میرا تصرف گفتگو میں نہیں سماتا

دادہ مَن ایوب را مہرِ پدر
میں نے حضرت ایوب کو باپ کی سی نصیحت دی تھی

بہرِ مہمانیِ کرماں بے ضَرر
کیڑوں کی مہمانی کے لئے بغیر نقصان پہنچائے

دادہ کرماں رابُرو مہرِ ولد
کیڑوں کو ان کے لئے اولاد کی سی محبت دی تھی

بَر پدرمَن اِینت قدرت اینت ید
باپ پر مجھے عجیب قدرت عجیب طاقت ہے

مادراں[۲] را مہر مَن آموختم
میں نے ماؤں کو محبت سکھائی

چوں بُود شمعے کہ مَن افروختم
وہ شمع کیسی ہو گی جو میں نے روشن کی؟

صَد عنایت کردم وصَد رابطہ
میں نے سو عنایتیں کیں اور سو علاقے

تابہ بیند لُطفِ من بے واسطہ
تاکہ وہ میری مہربانی بغیر واسطہ کے دیکھے

تانباشد از سبَب در کشمکش
تاکہ وہ سبب کی وجہ سے کشمکش میں نہ ہو

تابُوَد ہر اِستعانت از منش
تاکہ اس کی ہر مدد میری جانب سے ہو

تاخود از ما ہیچ عذرے نبُودش
تاکہ خود اس کو ہماری جانب سے کوئی عذر نہ رہے

شکوہٗ نبُود زہر یارِ بدش
اس کو کسی برے یار کا شکوہ نہ ہو

ایں حِضانت دید بالصَد رابطہ
اس نے یہ پرورش سو علاقوں سے دیکھی

کہ بہ پَروردم وُرا بے واسطہ
کیونکہ میں نے اس کو بے واسطہ پرورش کیا

شکر[۳] اُوآں بُود اے بندہ جلیل
اے جَلیل بندے! اس کا شکریہ وہ ہوا

کہ شُد اُو نمرود سوزِندہ خلیل
کہ وہ نمرود حضرت خلیل کو جلانے والا بنا

ہمچناں کیں شاہزادہ شُکرِ شاہ
ایسے ہی جیسا کہ اس شہزادے نے شاہ کا شکریہ

کردز استکبار و اِستکثارِ جاہ
تکبر اور رتبہ کو بڑھانے سے کیا

کہ چرامَن تابعِ غیرے شَوم
کہ میں غیر کا تابع کیوں بنوں؟

چونکہ صاحب مُلک واقبالے بُوم
جبکہ میں صاحب ملک اور اقبال ہوں

---

[۱] چوں فطامش۔ جب اس نمرود کا دودھ چھڑادیا گیاتو تربیت اور تعلیم کے جنوں کو مقرر فرمادیا۔ پرورش۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس طرح پرورش کی جو بیان سے باہر ہے۔ دادہ۔ میرے عجیب تصرفات یہ ہیں کہ میں نے ایوب میں ان کیڑوں کے لئے جو کہ ان کے بدن سے غذا حاصل کرتے تھے ایسی محبت پیدا کردی تھی جیسے کہ باپ کی محبت اولاد سے ہوتی ہے۔ کرماں۔ چنانچہ اگر کوئی کیڑا ان کے بدن سے گر پڑتا تھا تو وہ اس کو اٹھا کر پھر اپنے بدن پر بٹھا لیتے تھے۔ کرماں۔ کیڑے بھی ان سے ایسے مانوس تھے جیسے کہ بچہ باپ سے مانوس ہوتا ہے۔

[۲] مادراں۔ ماں کے دل میں اولاد کی محبت کی عجیب شمع روشن ہے۔ صد۔ اس بچہ پر میں نے بلاواسطہ غذائیں پیش کیں جن میں اسباب کو دخل نہ تھا۔ تانباشد۔ ہم نے نمرود کی بغیر اسباب کے اس لئے پرورش کی تاکہ وہ اسباب اختیار کرنے سے پریشان نہ ہو اس لئے کہ سبب کبھی اپنے مسبب کا ذریعہ نہیں بنتا اور وہ سب کو چھوڑ کر براہ راست ہم سے مدد حاصل کرے۔ تاخود۔ وہ یہ عذر کرسکتا تھا کہ اسباب کی طرف متوجہ سے میں آپ سے غافل ہو گیا اس عذر کو بھی ختم کرنا تھا اور وہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ فلاں یار نے مجھے گمراہ کر دیا تھا۔ حضانت۔ پرورش۔ بے واسطہ۔ یعنی بغیر اسباب کے

[۳] شکر او۔ لیکن اس نے سب باتوں کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ وہ نمرود بنا اور حضرت ابراہیم کو اس نے آگ میں ڈالا۔ بندہ جلیل۔ یعنی عزائیل۔ ہمچناں۔ اس نمرود کی یہی حالت تھی جو حالت اس شہزادے کی تھی جس نے شاہ کے شکر کی بجائے کفر کیا اور تکبر کرنے لگا۔

لطفہای[۱] شہ کہ ذکرِ آں گذشت ‌‌‌‌ ‌ از تبختر بر دلش پوشید گشت

شاہ کی وہ عنایتیں جن کا ذکر گذرا ‌ اکڑ کی وجہ سے اس کے دل پر پوشیدہ ہو گئیں

ہمچناں نمرُود آں الطاف را ‌ زیرِ پا بنہادہ از جہل و عَما

اسی طرح نمرود نے ان مہربانیوں کو ‌ نادانی اور اندھے پن سے پاؤں کے نیچے رکھ دیا

ایں زماں کافر شُد و رہ میزَند ‌ کِبر و دعویٰ خدائی می کُند

اب وہ کافر ہوا ہے اور راہ زنی کرتا ہے ‌ تکبر اور خدائی کا دعویٰ کرتا ہے

رَفت سُوئے آسمانِ باجلال ‌ باسہ کرگس تا کُند بامَن قتال

پُر عظمت آسمان کی طرف چلا ‌ تین گدھ لے کر تاکہ مجھ سے جنگ کرے

صَد ہزاراں طِفلِ بے تلویم رَا ‌ کُشت وَے تا یابد ابراہیم را

لاکھوں ناقابل ملامت بچے ‌ اس نے قتل کیے تاکہ حضرت ابراہیم کو پکڑ لے

کہ منجم[۲] گفت اندر حُکم سال ‌ زاد خواہد دُشمنے بہرِ قتال

کیونکہ نجومی نے اس سے کہا کہ سال کے حکم کے اندر ‌ ایک دُشمن قتال کے لئے پیدا ہو گا

ہیں بکُن دَر دفعِ خصم احتیاط ‌ ہر کہ می زائید می کُشت از خباط

خبردار! اس دُشمن کے دفع کرنے میں احتیاط کر ‌ جو پیدا ہوتا تھا وہ خبط سے اس کو قتل کر دیتا تھا

کوریِ اُو رَست طِفلِ وحی کَش ‌ ماند خونہائے دگر درما گردنش

اس کے اندھے پن سے بچہ وحی کی کشش کرنے والا بچ رہا ‌ دوسرے خون اس کی گردن پر رہے

از پدر یابید آں مُلک اے عجب ‌ تا غرورش داد ظلماتِ نسب

وہ سلطنت اس نے باپ سے پائی تھی؟ تعجب ہے ‌ کہ اس کو نسب کی اندھیریوں نے مغرور کر دیا

دیگراں را گر اُم و اَب شد حجیب ‌ اُو زما یابید گوہر ہا بجیب

اگر دوسروں کے لئے ماں اور باپ پردہ بنے ‌ اس نے تو جیب میں موتی ہم سے پائے ہیں

گرگ[۳] درّندہ است نفسِ بد یقیں ‌ چہ بہانہ می نہی بر ہر قریں

یقیناً نفس بد پھاڑنے والا بھیڑیا ہے ‌ تو ہر ساتھی پر کیا بہانہ دھرتا ہے؟

در ضَلالت ہست صد کل را کُلہ ‌ نفسِ زِشت کفر ناکِ پُر سفہ

گمراہی میں سو گنجوں کی ٹوپی ہے ‌ کفرناک بیوقوفی سے پُر برا نفس

زیں سبب میگویم اے بندہ فقیر ‌ سلسلہ از گردن سگ بر مگیر

اے فقیر بندے! میں اسی لئے کہتا ہوں ‌ کتے کی گردن سے زنجیر نہ نکال

---

۱ لُطفہای۔ اس شہزادے کے کفر کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شاہ کی عنایتوں سے محروم ہو گیا۔ ہمچناں۔ اب نمرود نے بھی اسی طرح پر تمام مہربانیوں کو پاؤں سے روندا۔ ایں زماں۔ اب دیکھا اس کی یہ حالت ہے کہ کافر ہے لوگوں کو دین سے روکتا ہے اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ رفت۔ تین گدھ لے کر آسمان کی طرف چلا تاکہ مجھ سے جنگ کرے۔ صد ہزاراں۔ چونکہ کسی نجومی نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا جو تیری سلطنت کو درہم برہم کر دے گا تو اس نے لاکھوں بچے قتل کرا دیئے تاکہ وہ ابراہیم کو بھی قتل کر سکے۔ بے تلویم۔ یعنی معصوم بچے جن سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔

۲ کہ منجم۔ کسی نجومی نے اس کو بتا دیا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا جو تجھ سے جنگ کرے گا۔ خبط۔ خبطؔ پاگل ماند۔ وحی کش۔ یعنی حضرت ابراہیم۔ تاند۔ چونکہ ان بچوں کو بغیر قصور کے قتل کرایا۔ از پدر۔ یہ تمام نعمتیں اور سلطنت اس کو براہ راست ہم سے ملی تھیں، باپ سے ورثہ میں نہ ملی تھیں۔ دیگراں۔ ماں باپ کے ذریعہ جن لوگوں کو نعمتیں اور مال و دولت ملتا ہے وہ تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں ہمیں ماں باپ نے دیں لیکن اس کو تو یہ چیزیں براہ راست ہم سے ملی تھیں۔

۳ گرگ۔ ماں باپ بیشک ظاہری گمراہی کا سبب بنتے ہیں لیکن دراصل گمراہی کا سبب انسان کا نفس ہے۔ در ضلالت۔ یہی نفس ہے جو انسان کو اپنی برائیاں نہیں دیکھنے دیتا جس طرح گنجے کی ٹوپی اس کے گنج کو چھپاتی ہے۔ سلسلہ۔ لہٰذا اس کتے کے گلے میں مجاہدوں کی زنجیر ڈالے رکھنا چاہیے۔

گر معلّم[1] گشت ایں سگ ہم سگ است ‌ ‌ ‌ باش ذلّت نفسہ کو بد رگ است

اور یہ کتا سدھایا ہوا ہو گیا ہے پھر بھی کتا ہے ‌ ‌ ‌ اس کا نفس ذلیل ہوا بن کر رہ کیوں وہ بدرگ ہے

فرض می آری بجا گر طائفی ‌ ‌ ‌ بر سہیلے چوں ادیمِ طائفی

تو فرض ادا کر رہا ہے اگر تو چکر کاٹنے والا ہے ‌ ‌ ‌ سہیل پر، طائف کی نری کی طرح

تا سہیلت وا خرد از ننگِ پوست ‌ ‌ ‌ تا شوی چوں موزہ ہم پای دوست

تاکہ سہیل تجھے چمڑے کی ذلت سے نجات دیدے ‌ ‌ ‌ تاکہ تو موزے کی طرح دوست کا ساتھی بن جائے

جملہ قرآں[2] شرحِ خبثِ نفسہاست ‌ ‌ ‌ بنگر اندر مصحف آں چشمت کجاست

تمام قرآن انفسوں کی خباثت کی شرح ہے ‌ ‌ ‌ قرآن میں دیکھ لے تیری وہ آنکھ کہاں ہے؟

ذکرِ نفسِ عادیاں کالت بیافت ‌ ‌ ‌ در قتالِ انبیا مُوی شگافت

عاد والوں کے نفس کا ذکر جنہوں نے آلہ پایا ‌ ‌ ‌ انبیاء کے قتال میں موشگافی کرتے تھے

قرن قرن از نفسِ شوم بے ادب ‌ ‌ ‌ ناگہاں اندر جہاں میزد لہب

ہر ہر دور میں بے ادب منحوس نفس کی وجہ سے ‌ ‌ ‌ اچانک جہان میں شعلہ بھڑکتا ہے

رجوع بداں قصۂ شہزادہ کہ بہ نقصان آمد بداں طغیان و زخم خورد از خاطرِ شاہ و پیش از استکمالِ فضائل دیگر از دنیا برفت

اس شہزادے کے قصہ کی جانب رجوع جو اس سرکشی کی وجہ سے ٹوٹے میں پڑا اور اس نے بادشاہ کے قلب سے زخم کھایا اور دوسری فضیلتوں کو مکمل کئے بغیر دنیا سے چلا گیا

قصہ کوتہ کن کہ رایِ نفسِ کور ‌ ‌ ‌ برد اُورا بعد سالے سوی گور

قصہ مختصر کر کہ اندھے نفس کی رائے ‌ ‌ ‌ اس کو ایک سال بعد قبر میں لے گئی

شاہ[3] چوں از محو شد سوی وجود ‌ ‌ ‌ خشمِ مریخیش آں خوں کردہ بود

شاہ جب محویت سے ہستی کی طرف آیا ‌ ‌ ‌ اس کا مریخ جیسا غصہ وہ خون کر چکا تھا

چوں بترکش بنگرید آں بے نظیر ‌ ‌ ‌ دید کم از ترکشش یک چوبہ تیر

جب اس بے نظیر نے ترکش کو دیکھا ‌ ‌ ‌ اس نے اپنے ترکش میں ایک چوب تیر کم دیکھا

گفت کو آں تیر واز حق باز جست ‌ ‌ ‌ گفت اندر حلقِ اُو آں تیر تست

اس نے کہا وہ تیر کہاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے جستجو کی ‌ ‌ ‌ فرمایا، اس کے حلق کے اندر تیرا ہی تیر ہے

۱ معلّم۔ اگر کتے کو سدھا بھی لیا جائے تو پھر بھی وہ کتا ہی ہے۔ ذلّت نفسہٗ۔ تو اپنے نفس کو ذلیل رکھ۔ فرض۔ لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ محض مجاہدے کافی نہیں ہیں بلکہ شیخ کی صحبت کے فرض کی بجا آوری ضروری ہے تو اس کا طواف کرتا رہ تاکہ تو اس سے فیض حاصل کرتا رہے۔ سہیل۔ ستارہ ہے اس کی شعاعوں سے رنگے ہوئے چمڑے میں لطافت آجاتی ہے۔ ادیم۔ رنگا ہوا چمڑا، نری۔ طائفی۔ حجاز کے شہر طائف کی نری مشہور تھی۔ تا سہیلت۔ سہیل کی شعاعوں سے نری کو عمدہ بنا کر اس سے موزے بناتے تھے تو بھی شیخ کی صحبت سے دوست کے پاؤں کا موزہ بن جائے گا۔

۲ جملہ قرآں۔ قرآن میں نفس کی خباثتوں اور ان کی وجہ سے انجام کی تفاصیل مذکور ہیں۔ ذکر نفس۔ قوم عاد کے نفس نے ان کو انبیاء سے جنگ پر آمادہ کیا۔ قرن۔ ہر زمانہ میں نفس کی خباثت ہی دنیا میں آگ لگاتی ہے۔ قص۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شہزادہ نفس کی نحوست سے ایک سال بعد مرگیا۔

۳ شاہ۔ جب شاہ شکر سے صحو کی طرف آیا تو اس کو محسوس ہوا کہ شہزادے میری غصہ کی وجہ سے مر گیا۔ مریخ۔ اس ستارے کو جلاد فلک کہا جاتا ہے نبی اور ولی کا غصہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اولیاء کا بدلہ لیتا ہے وہ بدلہ اللہ کا فعل ہے ہاں اگر نبی یا ولی اپنی ہمت سے ہلاک کرے تو اس کی طرف وہ فعل منسوب ہوگا یہاں اس شاہ کا غصہ اللہ کے غصہ کا سبب بنا اور وہ شہزادہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہلاک ہوا۔ چوں بترکش۔ اب صحو کے بعد جب شاہ نے غصہ کی کیفیت فرد دیکھی تو خدا کی طرف رجوع کیا اور غصہ کے فرد ہونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت حق نے آگاہ کیا کہ اس شہزادے سے چونکہ بدلہ لے لیا گیا ہے لہٰذا غصہ فرد ہوگیا ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو ہم نے تیرے غصہ کی وجہ سے فنا کر دیا۔

عَفوا کرد آں شاہِ دریا دل دلے ۔۔۔ آمدہ بُد تیر اُو بَر مقتلے

اس دریا دل شاہ نے معاف کر دیا، لیکن ۔۔۔ وہ تیر اس کی قتل گاہ پر لگ چکا تھا

کُشتہ شُد دَر نوحہ اُو می گریست ۔۔۔ اُوست جملہ ہم کُشندہ ہم ولیست

وہ مارا گیا، وہ اس کے نوحہ میں روتا تھا ۔۔۔ وہ سب کچھ ہے، قتل کرنے والا بھی، ولی بھی

وَرنہ باشد ہر دو اُو پس جملہ نیست ۔۔۔ ہم کُشندہ خَلق وہم ماتم کُنی ست

اور اگر وہ دونوں نہ ہو، تو وہ سب کچھ نہیں ہے ۔۔۔ وہ مخلوق کو مارنے والا اور ماتم کرنے والا بھی ہے

شُکر می کرد آں شہید زَرد خد ۔۔۔ کاں بزد بَر جسم و بَر معنی نزَد

وہ زرد رو، شہید شکر کرتا تھا ۔۔۔ کہ اس نے جسم پر مارا اور روح پر نہ مارا

جسمِ ظاہر عاقبت خود رفتنیست ۔۔۔ تا اَبَد معنیٰ بخواہد شاد زیست

ظاہری جسم انجام کار، خود چلا جانے والا ہے ۔۔۔ ابد تک روح خوش زندہ رہے گی

آں عتاب ار رفت ہم بَر پوست رفت ۔۔۔ دوست بے آزار سُوئے دوست رَفت

وہ غصہ اگر بیتا، تو بھی کھال پر بیتا ۔۔۔ دوست بغیر تکلیف کے دوست کی جانب چلا گیا

گرچہ اُو فتراک شاہنشہ گرفت ۔۔۔ آخر از عین الکمال اُورہ گرفت

اگرچہ اس نے شاہ کا فتراک پکڑا تھا ۔۔۔ آخرکار نظر بد سے اس نے راستہ بند کر دیا

واں سُوم کاہل ترَ ہَر دو بُود ۔۔۔ صورت و معنیٰ بکلّی اُو ربُود

اور وہ تیسرا دونوں سے زیادہ سست رو تھا ۔۔۔ اس نے صورت اور معنیٰ سب حاصل کر لیا

دختر و مُلک و خلافت اُو گرفت ۔۔۔ می سزد گر زیں بمانی در شگفت

لڑکی اور سلطنت اور خلافت اس نے لے لی ۔۔۔ مناسب ہے، اگر تو اس تعجب میں رہے

من ۳ ز طولِ قصّہ گشتستم ملول ۔۔۔ مَن غریقِ بحرِ معنی تو عجُول

میں قصہ کی درازی سے ملول ہوں ۔۔۔ میں معنیٰ کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں تو جلد باز ہے

وانگہے از ذلّت و عجز و نیاز ۔۔۔ یافت مقصود از کریمِ کار ساز

اور اس وقت ذلت اور عجز اور نیاز مندی کی وجہ سے ۔۔۔ اس نے کریم کار ساز سے مقصود پالیا

لی اور ذلت اور نیاز مندی سے قرب اور قبولیت کی دولت اللہ کارساز سے پائی یہ مرتبہ صرف اعطارِ خداوندی ہے۔

۱ عَفو کرد۔ شاہ نے اس کو معاف کیا لیکن قدر الٰہی کا تیر اس کے مقتل پر لگ چکا تھا۔ مقتل۔ وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ کُشتہ شُد۔ شہزادہ تو مر گیا اور شاہ نے رونا شروع کر دیا اس لئے کہ اگرچہ وہ اس کی موت کا سبب بنا لیکن اس کا ولی اور سرپرست بھی تو وہی تھا تو وہ صاحب تصرف بھی تھا اور ولی و مربی بھی۔ ورنہ۔ کمال جب ہے کہ یہ دونوں صفتیں جوں چونکہ وہ شاہ جامع تھا لہٰذا اس میں دونوں صفتیں تھیں اگر صرف تصرف کی طاقت ہو اور اس میں ولایت نہ ہو تو کمال نہیں ہے۔ شکر۔ وہ شہزادہ اس پر خدا کا شکر کر رہا تھا کہ اس غلطی کی سزا صرف جسم نے بھگتی، روح اور ایمان محفوظ رہا۔ جسم ظاہر۔ جسم تو لامحالہ فانی ہے اگر روح مرجاتی تو تباہی تھی۔

۲ آں عتاب۔ غصہ جسم پر پڑا روح، روح اعظم سے جا ملی۔ گرچہ۔ اس شہزادے نے اگرچہ شاہ کو سلوک کا ذریعہ بنایا تھا لیکن نظر بد سے اس نے راستہ بند کر دیا۔ کاہل۔ متحمل، جس نے بڑے بھائی کی طرح نہ وصل میں جلد بازی کی اور نہ منجھلے کی طرح کمال کے دعوے میں جلدی برلی۔ صورت۔ یعنی شاہ چین کی لڑکی اور سلطنت۔ معنی۔ یعنی خلافت باطنی۔ می سزد۔ اس طرح کا تحمل نادر ہے جو باعث تعجب ہے۔

۳ مَن۔ میں اس قصہ کی طوالت سے طول ہوں کیونکہ قصہ کے ہر جزو سے اسرار کی طرف منتقل ہو جاتا ہوں اور معنی میں غرق ہو جاتا ہوں۔ تو عجول۔ تو چاہتا ہے کہ میں جلد صورت قصہ کو بیان کر دوں۔ وانگہے۔ تحمل سے دختر اور سلطنت اور خلافت حاصل کر

مثلِ ۱ وصیّت کردنِ آں شخص کہ سہ پسر داشت و میراث خود را بکاہل ترین پسرداد وبہ قاضی نیز گفت

اس شخص کی وصیت کی مثال جس کے تین لڑکے تھے اور اس نے اپنی میراث سب سے زیادہ کاہل لڑکے کو دی اور قاضی سے بھی کہہ دیا

آں یکے شخصے بوقتِ مرگِ خویش
اس ایک شخص نے اپنی موت کے وقت

گفتہ بُد اندر وصیّت بیش بیش
اپنی وصیت میں، بار بار کہا تھا

سہ پسر بُودش چوسہ سَروِ رَواں
اس کے تین لڑکے، سرو رواں جیسے تھے

وقفِ ایشاں کردہ اُو جان و رَواں
اس نے ان پر جان اور روح وقف کر دی تھی

گفت ۲ ہرچہ کالہ وسیم و زَرت
اس نے کہا کہ جو کچھ سامان اور چاندی اور سونا ہے

آں بَرد زیں ہرسہ کو کاہل تَرست
وہ لے، جو تینوں میں زیادہ کاہل ہے

گفت باقاضی و بَس اندرز کرد
قاضی سے کہا اور بہت نصیحت کی

بعدازاں جامِ شرابِ مَرگ خورَد
اس کے بعد اس نے موت کا جام پی لیا

گفت فرزنداں بقاضی کاے کریم
لڑکوں نے قاضی سے کہا اے کریم!

نگذریم از حکمِ اُو ماسہ یتیم
ہم تینوں یتیم اس کے حکم سے درگذر نہ کریں گے

سمع وطاعت می کنیم اُوراست ست
ہم سمع اور اطاعت کرتے ہیں، اختیار اس کا ہے

ہرچہ اُو فرمودہ بَر مانا فذست
جو کچھ اس نے کہا ہے وہ ہم پر نافذ ہے

ماچو ۳ اسمٰعیل ز ابراہیم خود
ہم حضرت اسماعیل کی طرح اپنے ابراہیم سے

سَر نہ پیچیم ارچہ قرباں می کُند
سر نہ موڑیں گے اگرچہ وہ قربان کر دے

گفت قاضی ہر یکے باعاقلیش
قاضی نے کہا ہر ایک اپنی سمجھ سے

تابگوید قصّہ از کاہلیش
اپنی کاہلی کا قصہ بیان کرے

تابہ بینم کاہلیِ ہر یکے
تاکہ میں ہر ایک کی کاہلی کو سمجھ لوں

تابدانم حالِ ہر یک بیشکے
تاکہ ہر ایک کا حال بے شبہ جان لوں

عارفاں از دو جہاں کاہل ترَند
عارف، دونوں جہانوں سے بہت کاہل ہیں

زانکہ بے شد یار خرمن می برَند
کیونکہ بغیر کھیت تیار کئے کھلیان اٹھاتے ہیں

کاہلی را کردہ اَندایشاں سَنَد
انہوں نے کاہلی کو سہارا بنایا ہے

کارِ ایشاں راچو یزداں می کُند
چونکہ خدا ان کا کام کر دیتا ہے

---

۱ مَثَل۔ چونکہ تیسرے شہزادے کو کاہل کہا اس مناسبت سے تین کاہلوں کاذکر فرماتے ہیں کسی کی کاہلی محمود ہے جوامور دنیا میں ہے کسی کی کاہلی مذموم ہے جو عقبیٰ کے کاموں میں ہے۔ آں یکے۔ ایک شخص کے تین لڑکے تھے اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا وارث وہ ہے جو سب سے زیادہ کاہل ہو۔ بیش بیش۔ بار بار۔ سرورواں۔ سرو کی ایک قسم ہے۔

۲ گفت۔ اس نے وصیت میں یہ کہا کہ میرا ورثہ اس کو ملے گا جو سب سے زیادہ کاہل ہوگا۔ گفت باقاضی۔ قاضی سے یہ کہہ کر وہ شخص مرگیا۔ گفت۔ لڑکوں نے قاضی سے کہا کہ ہم باپ کی وصیت پر عمل کریں گے۔ دست۔ یعنی اختیار۔ نافذ۔ جاری۔

۳ ماچو اسماعیل۔ حضرت اسماعیل نے ذبح کے معاملہ میں حضرت ابراہیم کی اطاعت کی تھی۔ قاضی۔ قاضی نے سب سے زیادہ کاہل کا اندازہ لگانے کے لئے ان سے کہا اپنی سمجھ سے ہر ایک اپنے کاہل ہونے کا کوئی قصہ سنائے۔ عارفاں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اہل اللہ اپنے توکل سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں وہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ کاہل ہیں۔ شدیار۔ وہ زمین جس کو الٹ پلٹ کر تخم ریزی کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کاہلی۔ عارفین دنیا کے کاموں میں توکل سے کام لیتے ہیں۔

کارِ ۱؎ یزداں را نمی بینند عام | می نیاسایند از کد صبح و شام
اللہ تعالیٰ کے کام کو عوام نہیں دیکھتے | وہ محنت سے صبح و شام آرام نہیں پاتے
کارِ دنیا راز کُل کاہل ترند | دَر رہِ عقبیٰ زمہ گوی برند
وہ دنیا کے کام میں سب سے زیادہ کاہل ہیں | آخرت کی راہ میں چاند سے بازی لیجاتے ہیں
ایں گزینند ہر کہ اُو باشد رَشید | ہیں کہ دنیا رفت و عقبیٰ دَر رسید
اس کو وہی اختیار کرتا ہے جو ہدایت یافتہ ہو | آگاہ! دنیا گئی اور آخرت آ پہنچی
مہتریں را گفت قاضی باز گو | قصّہ از کاہلی اے مال جُو
قاضی نے سب سے بڑے کو کہا ' بتا | کاہلی کا قصہ ' اے مال کے طالب!
ہیں زحدِّ کاہلی گوید باز | تابدانم حدِّ آں از کشفِ راز
ہاں کاہلی کی انتہا ' بیان کرو | تاکہ راز کھلنے سے میں اس کی انتہا سمجھ لوں
ہیں زحدِّ کاہلی شَرحے دہید | تابدانم مَن بچہ حد کاہلید
ہاں کاہلی کی حد تفصیل سے بیان کرو | تاکہ میں جان لوں کہ تم کس حد تک کاہل ہو؟
بیگماں ۲؎ خود ہر زباں پَردہ دل ست | چوں بجُنبد پَردہ رُویت حاصل ست
یقیناً ہر زبان خود دل کا پردہ ہے | جب پردہ ہٹ جاتا ہے دیدار حاصل ہو جاتا ہے
پَردهٔ کوچک چو یک شُرحہ کباب | می بپوشد صورتِ صَد آفتاب
چھوٹا پردہ ' کباب کے ایک ٹکڑے جیسا | سو سو رجوں کی صورت کو ڈھانک دیتا ہے
گر بیانِ نطُق کاذِب نیز ہَست | لیک بُوی از صدق و کذبش مخبر ست
اگر گویائی کا بیان جھوٹا بھی ہے | لیکن بو اس کے سچ اور جھوٹ کو بتا دینے والی ہے
آں ۳؎ نسیمے کہ بیاید از چمن | ہَست پیدا از سموم گولخن
وہ ہوا جو چمن سے آتی ہے | وہ بھٹی کی لو سے جداگانہ ہے
بُوی صدق و بُویِ کذب گول گیر | ہَست پَیدا در نفس چوں مُشک و سیر
سچ کی بو اور احمق کو پھنسانے والی جھوٹ کی بو | سانس میں مشک کی بو اور لہسن کی طرح ظاہر ہے
بُویِ اِخلاص و نفاقِ بے مَزہ | ہَست ظاہر ہمچو عُود و اَنگزہ
اخلاص اور بے مزہ نفاق کی بو | اگر اور ہینگ کی طرح ظاہر ہیں

ہے۔ بوی۔ سچ اور جھوٹ میں ایسا ہی امتیاز ہے جیسا کہ مشک اور لہسن میں۔ اخلاص۔ اور نفاق کی بو میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ اگر اور ہینگ کی بو میں۔ انگزہ۔ انگوزہ۔ ہینگ۔ دال ونسبت کی ہے۔ ذ گوند۔ زاء کو زاء سے اور دال کو ہا سے تبدیل کرلیا گیا ہے۔

۱؎ کارِ یزداں۔ عوام کی نگاہ میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے تصرفات نہیں وہ صبح و شام محنت کرتے ہیں۔ در رہِ عقبیٰ۔ عارفین صرف دنیا ہی کے کام میں سست ہیں آخرت کے کاموں میں تیز روی میں چاند سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایں۔ یہ حالت اس شخص کی ہوتی ہے جو یہ سمجھے کہ دنیا جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے۔ مہتریں۔ تینوں لڑکوں میں سے سب سے بڑے قاضی نے کہا سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سنا۔ ہیں۔ دوسروں سے بھی کہا کہ اپنی سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سناؤ تاکہ میں اندازہ لگالوں کہ تم کس کس درجہ کے کاہل ہو۔

۲؎ بیگماں۔ اب مولانا نے یہ بیان شروع فرمایا کہ بولنے سے انسان کے عیب و ہنر ظاہر ہو جاتے ہیں۔
تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد
مولانا نے اسی مضمون پر کتاب ختم کر دی ہے اور تیسرے لڑکے کے قصہ کو پورا بیان نہیں فرمایا۔ چوں بجنبد۔ زبان چلے گی تو دل کے راز ظاہر ہوں گے۔ پردہ کوچک۔ زبان کے پردے میں لاکھوں اسرار چھپے ہوئے ہیں اس پر تعجب نہ کرو چھوٹی سی چیز بڑی چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے آنکھ پر انگلی رکھ دی جائے تو اگر سینکڑوں آفتاب ہوں تب بھی نظر نہ آئیں گے۔ شرحہ۔ ٹکڑا۔ گر بیان۔ زبان سے کشف راز ضرور ہو جاتا ہے اگر انسان جھوٹ بھی بولے گا تو وہ پہچان لیا جائے گا اور حقیقت واضح ہو کر رہے گی۔

۳؎ آں نسیمے۔ انسان چمن کی ہوا اور بھٹی کی ہوا کو پہچان لیتا ہے اسی طرح سچ اور جھوٹ میں امتیاز ہو جاتا

گرندانی ۱ یار را از دہ دِلہ | از مَشامِ فاسد خود کُن گِلہ
اگر تو یار کو منافق سے نہ پہچانے | اپنے خراب دماغ کا گلہ کر
وَر ندانی تو عجوز از شاہدے | بیگماں گشت ست چشمت فاسدے
اور اگر تو بوڑھی کو معشوقہ سے ممتاز نہ کرے | یقیناً تیری آنکھ خراب ہو گئی ہے
وَر توشناسی شکر را از صَبر | بیگماں شدُ حسِ ذوقِ تو خَدِر
اور اگر تو شکر کو ایلوا سے ممتاز نہ کرے | بیشک تیرے زوق کا حس بے حس ہوگیا ہے
وَر یکے شُد صَوتِ بُلبل باغراب | ہَست بیشک حِسِ سمعِ تو خراب
اور اگر بلبل کی آواز کوے کیساتھ ایک ہے | بیشک تیرے سننے کی حس خراب ہے
وَر یکے گشتت سمور ۲ و خار پُشت | حِسِ لمسِ تُو بتُو بنمود پُشت
اور اگر سمور اور سی تیرے لئے ایک ہو گیا ہے | تو تیرے چھونے کی حس نے تجھے پشت دکھادی ہے
بانگِ حیزان و شجاعانِ دلیر | ہست پیدا چوں فنِ روباہ و شیر
بزدلوں اور دلیر بہادروں کی آواز | واضح ہے لومڑی اور شیر کے ہنر کی طرح
چارۂ کارِ حواسِ خویش کُن | وَانگہے راہِ طلب در پیش کُن
اپنے حواس کا علاج کر | پھر طلب کی راہ کو سامنے رکھ
یازباں ہمچوں سَرِ دیگیست راست | چوں بجُنبد تو بدانی چہ اَباست
یا زبان بالکل دیگ کے ڈھکن کی طرح ہے | جب وہ سرکتا ہے تو جان لیتا ہے کیا سالن ہے
از بُخارآں بَداند تیز ہُش | دیگِ شیریں رازسکباجِ تُرش
تیز ہوش اس کی بھاپ سے جان لیتا ہے | میٹھی دیگ کو، کھٹے آش سے
دَست ۳ بَر دیگِ نوی چوں زدفتی | وقتِ بخریدن بدید اشکستہ را
جب نوجوان نے نئی ہانڈی پر ہاتھ مارا | خریدنے کے وقت، اس نے ٹوٹی ہوئی کو دیکھ لیا
آں یکے پُرسید صاحب دَرد را | گفت دَر چندے شناسی مردرا
کسی ایک شخص نے صاحب درد سے دریافت کیا | اس نے کہا تو انسان کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے؟
گفت دانم مَردرا دَرحیں زپوز | ورنگوید دانمش اندرسہ روز
اس نے کہا انسان کو منہ سے فوراً پہچان لیتا ہوں | اوراگر وہ نہ بولے، اس کو تین دن میں پہچان لیتا ہوں
واں دگر گفت ار بگوید دانمش | ورنگوید در سخن پیچانمش
اور دوسرے نے کہا اگر وہ بولے تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں | اور اگر نہ بولے تو اس کو بات میں الجھا دیتا ہوں

۱ گرندانی۔ اگر تو دوست اور ہرجائی کی خوشبو میں امتیاز نہیں کرسکتا تو تیرا وہ حاسہ جس میں سونگھنے کی قوت ہے خراب ہے اس کا شکوہ کر۔ دہ دلہ۔ وہ شخص جس کا دل کسی ایک سے وابستہ نہ ہو۔ ور اگر تو معشوقہ اور بڑھیا میں امتیاز نہ کرسکے تو اپنی آنکھ کا شکوہ کر۔ ورتو نشناسی۔ اگر تو شکر اور ایلوے میں فرق نہیں کرسکتا تو اپنی قوت ذائقہ کی شکایت کر۔ خدر۔ بے حس۔ ور یکے شد۔ اگر تو کوے اور بلبل کی آواز میں فرق نہیں کرسکتا تو اپنی قوت سامعہ کی شکایت کر۔

۲ سمور۔ لومڑی کی قسم کا ایک برفانی جانور ہے جس کی کھال سرخ مائل بیساہی ہوتی ہے اس کے بال بہت نرم ہوتے ہیں اس سے پوستین بناتے ہیں۔ خار پشت۔ سی جس کی کمر پر بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں۔ حیزاں۔ حیز بمعنٰی بزدل۔ راہ طلب۔ یعنی شیخ کی طلب۔ یازبان۔ یہ زبان کی دوسری تشبیہ ہے۔ آبا۔ سالن۔ سکباج۔ وہ شوربا جس میں سرکہ ہو۔

۳ دست۔ اسی طرح انسان جب کوئی نئی ہانڈی خریدتا ہے تو اس کو بجا کر پہچان لیتا ہے کہ وہ ٹوٹی ہوئی ہو یا سالم۔ آں یکے۔ حقیقت کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں ایک شخص نے ایک ہمدرد انسان سے پوچھا تو دوسرے کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر وہ بولے تو فوراً پہچان لیتا ہوں اور اگر نہ بولے تو چال ڈھال سے تین روز میں پہچان لیتا ہوں۔ واں دگر۔ دوسرے نے کہا اگر وہ بولا تو پہچان لوں گا اور اگر نہ بولا تو کسی تدبیر سے بولنے پر مجبور کردوں گا۔

گفت [1] اگر ایں مکر بشنیدہ بُود — لب بہ بندد در خموشی در رود
اس نے کہا اگر وہ یہ تدبیر سن چکا ہوں — ہونٹ بند کر لے اور خاموشی میں چلا جائے

گفت میرو گوئی تا ہفتم زمیں — تا ابد پوشیدہ بادم حالِ ایں
اس نے کہاتو کہدے کہ وہ ساتویں زمین تک چلاجائے — مجھ پر قیامت تک، اس کا حال پوشیدہ رہے گا

حالِ یک تن گر ندانم چہ شوَد — داند رُو نقصانِ دینم چہ بُود
اگر میں ایک شخص کا حال نہ جانوں گا تو کیا ہوجائے گا؟ — اور اس میں میرے دین کا کیا نقصان ہو گا؟

مَثَل

آنچناں [2] کہ گفت مادر بچہ را — گر خیالے آیدت در شب فرا
جیسا کہ ماں نے بچہ سے کہا — اگر رات میں کوئی خیال تیرے قریب آئے

یا بگورستان و جائے سہمگیں — تو خیالے زِشت بینی در کمیں
یا قبرستان میں اور خوفناک جگہ میں — تو کسی برے خیال کو کمینگاہ میں دیکھے

دل قوی دار و بکُن حملہ برُو — اُوم بگرداند زتو در حال رُو
دل کو مضبوط کرلے اور اس پر حملہ کر دے — وہ فوراً تجھ سے منہ موڑ لے گا

زانکہ بے ترسے بسویش ہر کہ رفت — آنخیالِ دیوش بگریخت تفت
اس لئے جو بے خوف ہو کر اس کی طرف گیا — وہ شیطان صفت خیال، فوراً بھاگا

گفت کودک باخیالِ دیوش — ایں چنیں گر گفتہ باشد مادرش
بچہ نے کہا، شیطان صفت خیال سے — اگر اس کی ماں نے بھی یہی کہا ہو؟

حملہ آرد اُفتد اندر گردنم — زامرِ مادر پس مَن آنگہ چوں کنم
وہ حملہ کر دے، میری گردن میں آ پڑے — ماں کے حکم سے پھر اس وقت میں کیا کروں گا؟

تو ہمی آموزیم کہ چست ایست — آں خیالِ زشت راہم مادر یست
تو مجھے سکھاتی ہے کہ مضبوط کھڑا رہ — اس برے خیال کی بھی کوئی ماں ہو گی

دیو [3] و مردم را ملقِن آں یکے ست — غالب آرد وے گردد ار خصم اندکے ست
انسانوں کے شیطان کو تلقین کرنے والا ایک ہی ہے — اس کی وجہ سے غالب آجاتا ہے اگرچہ لڑنے والا کمزور ہے

تا کدامیں سُوی باشد آں یراش — اللہ اللہ رَو تو ہم آں سُوی باش
وہ توجہ خواہ کسی طرف ہو — اللہ اللہ، جا تو اسی جانب رہ

[1] گفت۔ اسنے کہا اگر وہ تیری اس تدبیر کو پہلے سے سمجھے ہوئے ہو اور نہ بولے تو کیا ہوگا۔ میرو۔ اس نے کہا جا تو اس سے کہدے نہ بولے اور زمین میں دھنس جائے اگر اس کو نہ پہچانوں گا میرا کیا بگڑے گا۔ حالِ یک تن۔ اگر مجھے ایک انسان کا حال معلوم نہ ہو تو میرے دین میں کیا نقصان آجائے گا لہٰذا یہ تیرا سوال ہی لغو ہے۔ مثل۔ ایک اور لغو سوال کی مثال دیتے ہیں۔

[2] آنچنانکہ۔ ماں نے بچہ سے کہا کہ اگر تجھے کوئی ڈراونا خیال آئے یا قبرستان وغیرہ میں یہ خیال ہو کہ ایک خوفناک چیز گھات میں بیٹھی ہو تو دل مضبوط کر کے اس پر حملہ کر دینا وہ فوراً بھاگ جائے گا۔ زانکہ۔ ایسے خیال پر جو بلاخوف حملہ کرتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ گفت کودک۔ بچہ نے کہا کہ اگر اس کی ماں نے بھی اسے یہی بات سمجھائی ہوگی تو وہ آکر میرے گلے میں چپٹ جائے گا جس طرح تو مجھے سمجھا رہی ہے اس خیال کی بھی کوئی ماں ہوگی جس نے اس کو اسی طرح سمجھایا ہوگا۔

[3] دیو مردم۔ مولانا کو خیال آیا کہ اگر شیطان کے بارے میں کوئی ایسا ہی سوال کر بیٹھے جیسا کہ اس بچہ نیماں سے سوال کیا' شیطان کے بارے میں قرآن نے کہا ہے اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ یعنی شیطان کا قابو ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی ایمان اور توکل اختیار کرو تو شیطان تم پر غالب نہ آئے گا اب اگر کسی نے یہ سوال کر دیا کہ اگر شیطان کو بھی ایسی ہی تعلیم دیدی گئی ہو تو کیا علاج ہے' مولانا اس کا جواب دیتے ہیں کہ خیال کے ماں بچہ نے جو احتمال نکالا تھا شیطان کے معاملہ میں یہ احتمال نہیں ہے اسلئے کہ یہاں تو سمجھانے والی ایک ہی ذات ہے۔ یراش۔ توجہ۔

گفت ا؎ اگر از مکر ناید در کلام | حیلہ را دانستہ باشد آں ہمام
اس نے کہا اگر وہ مکر سے بات کرنے میں نہ آئے | وہ بڑا حیلے کو جانتا ہو

سِرِّ اُو را چوں شناسی راست گو | گفت من خامُش نشینم پیشِ اُو
تو اس کے راز کو کیسے پہچانے گا! صحیح بتا | بولا، میں اس کے سامنے خاموش بیٹھ جاؤں گا

صبر را سُلّم کُنم سُوی درج | تابرآیم برسرِ بامِ فرج
درجہ کی جانب صبر کو سیڑھی بناتا ہوں | تاکہ میں کامیابی کے بالاخانہ پر پہنچ جاؤں

ہَست مر ہر صَبر را آخر ظفر | ہَست روزی بعدِ ہر تلخی شکرَ
ہر صبر کا انجام کامیابی ہے | ہر تلخی کے بعد شکر نصیب ہوتی ہے

چوں بجوشد در حضورش از دلم | منطقے بیروں ازیں شادی وغم
جب اس کی موجودگی میں میرے دل سے جوش مارتا ہے | کوئی کلام جو اس خوشی اور غم کے علاوہ ہو

من بدانم کو فرستاد آں بمن | از ۲؎ ضمیر چوں سہیل اندر یمن
میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس نے میرے پاس بھیجا ہے | دل سے جو یمن میں سہیل جیسا ہے

مَن بزرگی وُرا گردن نہم | منّتے ہم بردل و برتن نہم
میں اس کی بزرگی کے لئے گردن جھکا دیتا ہوں | دل اور جسم پر بھی احسان جتاتا ہوں

دَردلِ مَن ایں سخن زاں میمنہ است | زانکہ از دل جانبِ دل روزنہ است
یہ بات میرے دل میں اس کی جانب سے ہے | کیونکہ دل سے دل کی جانب سوراخ ہے

چوں ۳؎ فتاد از روزنِ دل آفتاب | ختم شُد واللہ اَعلَمُ بالصّواب
جب دل کے روزن سے سورج ڈھل گیا | ختم ہو گئی اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خاتمہ لوَلدِہ العارف الکامل المحقق مولانا بہاء الملۃ والدّین قدس سرُّہٗ
ان کے صاحبزادے عارف کامل محقق مولانا بہاء الملۃ والدّین قدس سرہ کا اختتام

مُدّتے زیں مثنوی چوں والدم | شُد خمش گفتم وُرا کاے زندہ دم
میرے والد جب ایک مدت تک اس مثنوی سے | خاموش رہے، میں نے ان سے کہا اے زندہ دم!

از چہ رُو دیگرنمی گوئی سخن | بہر چہ بستی درِ علمِ لدُن
آپ کس وجہ سے اور بات نہیں کر رہے ہیں؟ | علم لدنی کا دروازہ آپ نے کیوں بند کر دیا؟

ا؎ گفت۔ پھر سوال کرنے والے کی حکایت کی طرف رجوع کیا ہے سوال کرنے والے نے کہا کہ اگرچہ وہ تدبیر بھی کام نہ آئے پھر اس کا راز معلوم کرنے کی کیا صورت ہے۔ من خامش۔ اس نے جواب دیا کہ میں صبر سے اس کے سامنے بیٹھا رہوں گا اور صبر کو مقصود کا ذریعہ بناؤں گا۔ ہست۔ صبر کے بعد ظفر اور کامیابی ہے ہر تلخی کے بعد شکر ہے یعنی مراقب ہو کر بیٹھوں گا۔ چوں بجوشد۔ اب جو خیالات میرے قلب پر منعکس ہوں گے اگر وہ دنیوی خیالات نہیں ہیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ خیالات اس نے میرے دل میں بھیجے ہیں۔

۲؎ از ضمیر۔ یعنی اس کے قلبی خیالات ہیں۔ سہیل۔ ایک مشہور ستارہ ہے جو بلادِ عرب میں موسم گرما کے آخر میں نظر آتا ہے۔ من بزرگی۔ جب اس کے ضمیر کا میرے دل پر عکس پڑتا ہے تو میں اس کی بزرگی کا قائل ہو جاتا ہوں اور اس کا شکر گزار ہوتا ہوں۔ دردل۔ میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ میرے قلبی خیالات اسی مبارک شخص کے دل سے آئے ہیں اس لئے کہ دل سے دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔

۳؎ چوں فتاد۔ اب لقاء مضامین کا آفتاب میرے دل کے سوراخ سے ڈھل گیا تو اب میں کتاب کو بھی ختم کرتا ہوں اور خدا اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا وَفَّقَنِی لِاِتمامِ ھٰذَا الکتاب۔ ۵ جولائی ۸۷ یَوْمَ الْاَرْبَعَا فِی السّابع والعِشرِینَ مِنْ رَبِیعَ الثّانی۔ چہار شنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۸ خاتمہ۔ مثنوی میں تیسرے شہزادے کا قصہ ناقص چھوڑ کر مولانائے رومؒ نے مثنوی ختم کر دی ہے مولانا کے صاحبزادے نے یہ خاتمہ لکھ کر اس طریقہ کار کی کچھ وضاحت کی ہے۔ والدم۔ یعنی مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ علم لدن۔ مثنوی کے مضامین میں لدنی علوم ہیں۔

قصّہ ۱؎ شہزادگاں نامد بسَر | ماند ناسُفتہ دُرِ سومیں پسَر
شہزادوں کا قصہ ختم نہ ہوا | تیسرے لڑکے کا موتی، بغیر بندھا رہ گیا

گفت نطقم چوں شتر زیں پس بخُفت | نیستش باہیچکس تاحشر گفت
فرمایا اس کے بعد میری گویائی اونٹ کی طرح سو گئی | اس کی حشر تک، کسی سے بول چال نہیں ہے

ہَست باقی شرحِ ایں لیکن دروں | بَستہ شُد دیگر نمی آید بُروں
اس کی شرح باقی ہے، لیکن وہ اندر | بند ہو گئی، اب وہ باہر نہیں آتی ہے

ہمچو اُشتر ناطقہ اینجا بخُفت | اُوبگوید مَن دہاں بستم ز گفت
قوت گویائی اس جگہ اونٹ کی طرح سو گئی | وہ (گویائی) کہتی ہے کہ میں نے گفتگو سے منہ بند کرلیا

وقتِ رحلت آمد و جَستن زجُو | کُلُّ شَیٔ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھُہٗ
کوچ اور نہر کود جانے کا وقت آ گیا | بجز اس کی ذات کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے

باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں | در دلِ آنکس کہ دارد زندہ جاں
اس کا بقیہ بغیر زبان کے کہا ہوا آ جائے گا | اس شخص کے دل میں، جو زندہ جان رکھتا ہے

گفتگو آخر رسید و عُمر ہم | مُودہ ۲؎ آمد وقت آں کزتَن رہم
بات ختم ہو گئی اور عمر بھی | اس وقت کی خوشخبری آ گئی جبکہ میں جسم سے چھوٹوں گا

دَر جہانِ جاں کُنم جولاں ہمے | بگذرم زیں نم در آیم دَریمے
جان کے جہاں میں جولانی کروں گا | اس نمی سے گذر جاؤں گا سمندر میں پہنچ جاؤں گا

زانکہ ایں عالَم زندہ ست وخوش | ازیَمے یافت زاں خوب ست وکش
کیونکہ یہ جہان نمی سے زندہ اور خوشنما ہے | اس نے سمندر سے نمی پائی ہے اس لئے اچھا اور خوش ہے

چونکہ جاں در خاک ونَم زندہ بُوَد | در جہانِ یَم ببیں تاچوں شُوَد
جبکہ جان مٹی اور تری میں زندہ ہے | غور کر سمندر کی دنیا میں کیسی رہے گی

یم ۳؎ چو شہرست وچو دروازہ ست نَم | نَم چو قطرہ داں وبے اندازہ یم
سمندر شہر کی طرح ہے اور نمی دروازے کی طرح | نمی کو قطرے کی طرح سمجھ اور سمندر بے اندازہ ہے

زیں نمی کُو ہمچو جانست اندر آ | دریَمِ جاناں کہ تایابی بقا
اس نمی سے جو جان کی طرح ہے اندر آ | جاناں کے سمندر میں تاکہ تو بقا حاصل کر لے

چونکہ نم از بحرِ جانست ایں طرف | پَس زراہِ جاں طلب کُن آں شَرف
چونکہ اس جانب جان کے سمندر کی نمی ہے | تو اس بڑائی کو جان کے راستہ سے طلب کر

۱؎ قصہ شہزادگاں۔ تینوں شہزادے سے جو شاہ چین کی خدمت میں پہنچے تھے۔ درسومیں۔ یعنی تیسرا سب سے چھوٹا شہزادہ۔ گفت نطقم۔ یعنی والد صاحب نے فرمایا۔ شرح ایں۔ یعنی تیسرے لڑکے کا قصہ۔ ناطقہ۔ قوت گویائی۔ او۔ یعنی قوت ناطقہ۔ جستن زجو۔ یعنی دنیا کی نہر کو پار کرنا۔ باقی ایں۔ یعنی اس قصہ کا بقیہ۔ دردل۔ اب کوئی صاحب باطن ہوگا جس کے دل میں بغیر میرے کہے وہ قصہ آ جائے گا اور وہ اس کی تکمیل کردے گا۔

۲؎ مودہ۔ اب میری موت کی بشارت آ گئی۔ درجہان جان۔ اب میں عالم ارواح میں چلا جاؤں گا اس سمندر کے مقابل ناسوت ایک معمولی نمی ہے۔ زانکہ۔ اس عالم ناسوت میں عالم رواح کا معمولی سا اثر ہے۔ کش۔ شاد۔ چونکہ۔ یہ روح، عالم ناسوت کی خاک اور معمولی نمی میں زندہ ہے تو عالم ارواح میں اس کی زندگی کا تم خود اندازہ لگالو کیسی ہوگی۔

۳؎ یم۔ یہ عالم ناسوت، عالم ارواح اور ملکوت کے شہر کے لئے بمنزلہ دروازے کے ہے اور اس کی اس کے مقابلہ میں قطرے اور دریا کی مثال ہے۔ نمی۔ یہ نمی جان ہے، اور سمندر جاناں ہے جان کی بقا جاناں سے اتصال کے اندر ہے۔ چونکہ۔ یہاں جو کچھ ہے وہ رواح اعظم کا اثر ہے تو اس رواح اعظم سے اتصال پیدا کرنے کی عزت حاصل کرنا۔

تا[۱] تُرا آنجا بَرَد کو بُودہ اَست | جُستن اندر خاک، یَم بیہودہ اَست
تا کہ تجھے اس جگہ لے جائے جہاں وہ ہے | خشکی میں سمندر ڈھونڈنا لغو ہے

جُزوِ ہر خاکے بخاکستاں بَرد | مَوجِ بحرِ جاں سُوئِ جاناں بَرد
ہر خاک کا جز، خاکستان کی جانب لے جاتا ہے | جان کے سمندر کی لہر جاناں کی طرف لے جاتی ہے

پَس زجاں کُن وصلِ جاناں را طلب | بے لَب و بے کام می گو نام رَبّ
جاناں کے وصل کو دل و جان سے طلب کر | بغیر ہونٹ اور بغیر تالو کے خدا کا نام لے

تا رَہی زیں حبس واِیں فانی جہاں | در جہانِ جاں بمانی جاوداں
تا کہ تو اس قید اور اس فانی جہان سے نجات پا جائے | ہمیشہ جان کے جہاں میں رہے

تُخمہائے عُمر را دَر شورہ خاک | می بکاری تاشوی آخر ہلاک
عمر کے بیجوں کو، شور زمین میں | تو بو رہا ہے تاکہ بالآخر ہلاک ہو جائے

ایں[۲] چنیں عُمرِ عزیزِ بے بہا | بے عوض ضائع کُنی ہر دم چرا
ایسی قیمتی پیاری عمر کو | تو بغیر عوض کے کیوں ضائع کرتا ہے؟

غَبن می ناید تُرا اے مَرِ کار | تا دِہی گلزار و گیری خار زار
اے کام کے آدمی! کیا تجھے ٹوٹا نہ ہو گا؟ | کہ تو چمن دیتا ہے اور خارستان لیتا ہے

عُمر کاں شد صرف در دنیا، نماند | خُرّم آنکش حق بسُوئِ خویش خواند
جو عمر دنیا میں صرف ہوئی، نہ رہی | مبارک ہے وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب بلالیا

عُمرِ مَعدودِ شُمردہ چوں دِہی | در رہِ حق گرددآں نا مُنتہی
تو جب گنی چنی عمر دیدے گا | اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ نا انتہا ہو جائے گی

بے شُمار و بے حَدو بے عَد شوَد | عُمر دہ روزہ کو در طاعت رَود
بے شمار اور بے حد اور ان گنت ہو جائے | وہ دس روزہ زندگی۔ جو بندگی میں بسر ہو

ہیں[۳] تجارت کُن دریں بازار تُو | صَد ہزاراں گُل بَر از یک خار تُو
خبردار! تو اس بازار میں تجارت کرے | تو ایک کانٹے کے عوض لاکھوں پھول لے جا

از یکے دانہ کہ کاری صَد ہزار | دانہ بر گیری زفضلِ کردگار
تو جو، ایک دانہ بوئے لاکھوں | دانے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل کر لے

خودِ شُمار آنجا بُوَد کاخر بُوَد | بیشمار ست آں طرف کاں بَر بُود
شمار وہاں ہوتا ہے جہاں آخر ہو | وہ جانب بے شمار ہے جہاں خدا ہو

---

۱ تا تُرا۔ وہ راستہ تجھے وہاں پہنچا دے گا جہاں روح اعظم ہے، عالم ناسوت میں اس کی جستجو بیکار ہے۔ جزو۔ انسان کا خاکی جسم اس کو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے روح اس کو محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ پس۔ روح کو ذکر اللہ میں لگا۔ تارہی۔ جب تیری روح ذاکر ہو جائے گی تو تجھے ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔ تخمہای۔ عمر کو جسم کی پرورش میں ختم نہ کرورنہ تباہ ہو جائے گا۔

۲ ایں چنیں۔ عمر جیسی قیمتی چیز کو جسم کی پرورش میں ضائع نہ کر۔ غبن۔ ٹوٹا۔ مردکار۔ معاملہ کرنے والا، بونے والا۔ گلزار۔ عالم آخرت۔ خار زار۔ دنیا۔ عمر زندگی کا وہ حصہ جو دنیاوی دھندوں میں صرف ہوا وہ ضائع ہوا۔ معدود۔ دنیا کی محدود زندگی کو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کر دیا جائے تو ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

۳ ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ صد ہزاراں۔ یعنی جنت۔ یک خار۔ دنیوی اتباع۔ از یکے۔ ایک نیکی کا ستر گنا ثواب ملتا ہے اور جس کو خدا چاہے وہ زیادہ بھی دیدیتا ہے۔ خود شمار۔ شمار تو دنیاوی فانی چیزوں کی ہے آخرت کی نعمتوں کی شمار نہیں۔

سُوئے کلّ[1] خود رَوائے جُزوِ جدا — از خُودی بگذر گریز اندر خُدا

اے علیحدہ جز اپنے کل کی جانب جا — خودی سے گذر جا خدا کی پناہ میں بھاگ جا

در تَنِ ہمچو سبُو ہستی چوآب — گفتگو و صلح و جنگت چوں حُباب

تو ٹھلیا جیسے جسم میں پانی کی طرح ہے — تیری گفتگو اور صلح اور جنگ کے بلبلے کی طرح ہے

چوں حُبابست ایں نقوش وایں صُور — برسَر آب دروں اے نامور

یہ نقوش اور یہ صورتیں، بلبلے کی طرح ہیں — اے نامور! اندرونی پانی کے اوپر

یا چو کفّے برسَر آبِ دُروں — تا شود سِرِّ دروں پیدا بروں

یا اندرونی پانی پر جھاگ کی طرح — تاکہ باطن کا راز باہر ظاہر ہو جائے

از[2] تُف و از کف واز بُوئِ قدُور — می نماید خور دنیہا در تنُور

گرمی سے اور جھاگ سے اور ہانڈیوں کی بو سے — تنور میں کھانے کی چیزیں واضح ہو جاتی ہیں

تاکہ شیرینی ویا تُرشی ست آں — می شوَد ظاہر برِ پیر و جواں

کہ وہ شیرینی ہے یا ترشی — بوڑھے اور جوان پر ظاہر ہو جاتی ہے

ہمچنیں از فعل و قولِ مَرد ماں — می شوَد پیدا کہ چہ سانست جاں

اس طرح انسانوں کے فعل اور قول سے — ظاہر ہو جاتا ہے، کہ جان کیسی ہے

جانِ اُو دَر مرتبہ چُونست چیست — مُومن ست ویا کہ کافر یا وَلی ست

اس کی جان رتبہ کیسی ہے، کیا ہے — مؤمن ہے یا کافر، یا ولی ہے؟

آب را اَندر سبوبے یم مَدار — تانگردد آبِ شیریں ناگوار

ٹھلیا میں پانی، بغیر سمندر کی مدد کے نہ رکھ — تاکہ میٹھا پانی ناگوار نہ بن جائے

کاب ساکن بے مَدد ناخوش شوَد — رَنگ وبُوی وطعمِ خوب از وَے رَود

بغیر مدد کے ٹھہرا ہوا پانی برا ہو جاتا ہے — اس میں سے اچھا رنگ اور بو اور مزہ جاتا رہتا ہے

گفت[3] احمدؐ ہر کہ دوروزش یکیست — ہست مَغبون و گرفتارِ شکیست

حضرت احمدؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے دو دن یکساں ہوں — وہ ٹوٹے میں اور شک میں گرفتار ہے

بے یقینے می زید دَر ابلہی — پُر زبادے ہمچو اَنبانِ تہی

بے وقوفی میں، بغیر یقین کے جی رہا ہے — خالی تھیلے کی طرح ہوا سے پُر ہے

ہر دَمے پَس میرود از پیشِ صَف — می شوَد صافیش دُردے ہمچو کف

صف کے آگے سے ہر لحظہ پیچھے جا رہا ہے — اس کا صاف، جھاگ کی طرح تلچھٹ بن رہا ہے

---

[1] سُوی کلّ۔ روح اعظم سے اتصال پیدا کر جس کا طریقہ ترک خودی اور فنا ہے۔ حُبابِ۔ بلبلہ۔ یا چو۔ جسم کی تشبیہ سبو اور روح کی تشبیہ پانی سے دی اب فرماتے ہیں کہ یا جسم کو پانی کے جھاگ سے تشبیہ دیدو۔

[2] از تُف۔ ہانڈی کی گرمی ابال اور خوشبو بتا دیتی ہے کہ تنور میں کیا پک رہا ہے۔ ہمچنیں۔ اسی طرح انسان کے جسم کا قول و فعل روح کی حالت بتا دیتا ہے۔ جان اوم۔ انسان کا قول و فعل روح کے مرتبہ کفر اور ایمان اور ولایت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ آب۔ روح کے پانی کا تعلق روح اعظم کے دریا سے پیدا کر لے ورنہ گڑھے کا ٹھہرا ہوا پانی متغیر ہو جاتا ہے۔

[3] گفت احمد۔ حدیث شریف ہے مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُمْ مَغْبُوْنٌ جس کے دو دن یکساں ہوں وہ ٹوٹے میں ہے یعنی اس نفع سے محروم ہے جو اس کو دوسرے دن کمانا چاہیے تھا۔ انباں۔ چمڑے کا تھیلا۔ ہر دمے۔ جس کو یقین کا مرتبہ حاصل نہیں وہ تنزل اختیار کرتا رہتا ہے اور دریا سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کی روح کا پانی مکدر ہو جاتا ہے۔

رنجِ اُو ہر لحظہ بَد تَرمی شوَد — ہر دَمے اُوزِشت و اَبتَرمی شوَد
اس کا رنج ہر لمحہ بدتر ہو رہا ہے — وہ ہر لحظہ برا اور ناقص ہو رہا ہے

سُوئِ ۱ دوزخ میرود آں رَدِّ باب — بے عذابِ بحرِ در نار و عذاب
وہ مردود بارگاہ، دوزخ کی جانب جاتا ہے — بغیر سمندر کے شیریں پانی کے آگ اور عذاب میں

پیش ازانکہ کارِ تو آنجار سَد — ہر دَمے غفلت ترا واپس برَد
اس سے پہلے کہ تیرا معاملہ وہاں تک پہنچے — اور غفلت کا ہر سانس تجھے الٹا لوٹائے

رَو بسُوئِ اصلِ خود ہمچوں خلیلؑ — بگذرا از سِتارہ و چرخ چونیل
حضرت خلیل کی طرح اپنی اصل کی جانب جا — ستارے سے اور نیل سے جیسے آسمان سے گذر جا

پائے ۲ ہمّت برخور و بَر ماہ نہ — سَر براں ایوان وآں درگاہ نہ
ہمت کا پاؤں، سورج اور چاند پر رکھ دے — اس بارگاہ اور اس درگاہ پر سر رکھ دے

ایں خُودی را خرج کُن اندر خُدا — تانمانی ہمچو ابلیسے جُدا
اس خودی کو خدا میں صرف کر دے — تاکہ تو شیطان کی طرح جدا نہ رہے

آبِ جاں را ریز اندر بحرِ جاں — تاشوی دریائے بیحدّو کراں
جان کے سمندر میں جان کے پانی کو بہا دے — تاکہ تو بے حد اور بے ساحل دریا بن جائے

قصّہ کوتہ کُن کہ رفتم دَر حجاب — ہیں خمُش وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّواب
قصہ مختصر کر کہ میں پردے میں چلا گیا — ہاں چپ جا اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

شُکر ایں نامہ بعنوانے رَسید — گم نشُد نقد و باخوانے رَسید
شکر ہے یہ نامہ ایک عنوان کے خاتمہ تک پہنچ گیا — نقد، گم نہ ہوا اور بھائیوں کو پہنچ گیا

نردبانِ آسمانست ایں ۳ کلام — ہر کہ ازایں بَر رَود آید ببام
یہ کلام، آسمان کی سیڑھی ہے — جو اس کے ذریعہ اوپر جائے گا چھت پر پہنچ جائے گا

نے ببامِ چرخ کاں اَخضر بُود — بَل ببامے کز فلک برتر بُود
آسمان کی چھت پر نہیں جو سبز ہے — بلکہ اس چھت پر جو آسمان سے اونچی ہے

بامِ گردوں را ازُو آید نَوا — گردشش باشد ہمیشہ زاں ہَوا
اس کے لئے سامان، گردوں کی چھت سے آتا ہے — اسی خواہش سے اس کی ہمیشہ گردش ہوتی ہے

۱ سُوئِ دُوزخ۔ جس کو ایمان کا مرتبہ حاصل نہیں وہ مردود بارگاہ ہے اور جہنم کی طرف جارہا ہے۔ پیش۔ اس حالت سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کر لے خلیل۔ حضرت ابراہیم نے ستاروں کی الوہیت کا انکار فرمایا تھا۔

۲ پائے ہمت۔ چاند سورج سب مخلوق ہیں ان سے گذر کر خالق کی بارگاہ میں پہنچ جا۔ ایں خودی۔ فنا حاصل کر جب وصل ہوگا ورنہ شیطان کی طرح جدا رہے گا۔ قصہ۔ اب اس خاتمہ کو ختم کرو اور چپ ہو جاؤ۔ شکر۔ میرے پاس جو مضامین تھے وہ میں نے اپنے پیر بھائیوں کو پہنچا دیئے۔

۳ ایں کلام۔ مثنوی۔ ببام۔ بام سے آسمان کی بلند سطح مراد نہیں ہے بلکہ بارگاہ خداوندی مراد ہے۔ بام گردوں۔ اس بام کو اسی بام سے خوراک ملتی ہے اور یہ اسی کے عشق میں سرگرداں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِختتامِ مثنویِ مولویِ مَعنوی

اِفتتاحِ کلام بہ تمہیدِ اختتامِ سَراپا احتشامِ مثنویِ مَعنوی مولانا جلال الدین رُومی قُدِسَ سِرَّہٗ

از حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ

جذب ذوق و شوق مولانا حسام[1]
مولانا حسام الدین کے ذوق وشوق کی کشش

میکشد مارا بسُوئے اِختتام
ہمیں خاتمہ کی جانب کھینچ رہی ہے

اِختتامِ مثنوی مَعنوی
مثنوی معنوی کو خاتمہ تک پہنچانا

میکشد جاں را براہِ مُستوی
جان کو سیدھے راستہ پر کھینچ رہا ہے

می تراود خود بخود از لبِ سخن
ہونٹ سے خود بخود کلام ٹپک رہا ہے

آنچہ خواہی اے ضیاء لدّین بکُن
اے ضیاء الدین! آپ جو چاہیں کریں

چوں زِمامِ عقلِ من دردستِ تُست
چونکہ میری عقل کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے

ہر کجا خواہی بکش جاں مستِ تُست
جس جگہ آپ چاہیں کھینچ لیں، جان آپ سے مست ہے

پرتوِ خورچوں در آبے اُوفتاد
سورج کا عکس جب کسی پانی پر پڑا

آب، دادِ آفتابے بے را بداد
پانی نے سورج کی عطا کی داد دی

رُوحِ مولانا جلال الدین روم
مولانا جلال الدین رومیؒ کی روح

مہرِ[2] بُرجِ معرفت، بحرِ علوم
جو علم کے سمندر (اور) معرفت کے برج کے چاند ہیں

پرتوے زد چونکہ برطورِ دلم
جب میرے دل کے کوہ طور پر عکس ڈالا

گشت نُورانی تنِ آب و گِلم
میرا آب و گل کا جسم نورانی بن گیا

ہر زمانم آں مہِ چرخِ بریں
بلند آسمان کا وہ چاند ہر لحہ

میزند چشمک بامِ دل کہ ہیں
بام دل پر اشارہ کرتا ہے کہ ہاں

اِختتامِ مثنوی آغاز کُن
مثنوی کے خاتمہ کا آغاز کر

نامۂ سَربستہ اَم را باز کُن
میرے سربستہ نامہ کو کھول

آں حکایت گو کہ ناگفتہ بماند
وہ حکایت کہہ جو بغیر کہی رہ گئی

نظم کُن آں دُر کر ناسُفتہ بماند
اس موتی کو پرو، جو بغیر پر دیا رہ گیا

زود در سِلکِ بیاں درکش دُرا
جلد اس کو لڑی میں پرو

در[3] رَسد فیضانِ رُوحانی زما
ہمارا روحانی فیضان، ضرور، پہنچے گا

چونکہ حدِّ خود ندیدم تن زدم
چونکہ میں نے اپنا مرتبہ نہ دیکھا میں خاموش ہوگیا

بَردرش از عُذر سَر را مَن زدم
عذر سے میں نے اپنا سران کے در پر رکھ دیا

---

[1] حُسام۔ حسام الدین۔ اِختتام۔ یعنی مثنوی کا خاتمہ لکھنا۔ می کشد۔ یعنی جذب۔ ضیاءلدّین۔ ضیاءالحق۔ داد۔ عطا یعنی سورج کا جب عکس پانی پر پڑتا ہے تو پانی بھی اس کو نمایاں کرتا ہے، اسی طرح مولانا حسام الدین کی روح کے عکس کو جو میری روح پر پڑا میں نمایاں کررہا ہوں۔ طور۔ کوہ طور۔

[2] مہر۔ یعنی مولانا جلال الدین شریعت اور طریقت کے جامع ہیں۔ مہ۔ یعنی مولانائے روم۔ میزند۔ یعنی مولانا جلال الدین آنکھ سے اشارہ کررہے ہیں کہ مثنوی کا خاتمہ لکھ۔ ناگفتہ۔ یعنی تیسرے شہزادے کا قصہ۔

[3] دررسد۔ بقول مولانا بہاؤالدین کے مولانا رومؒ نے فرمایا تھا (شعر) باقی ایں گفتہ آید بے زباں ہ دردل عکس کہ دارد نور جاں۔ تن زدم میں خاموش ہوگیا۔

چونکہ قولِ آں ایازِ پاک [۱] دید
چونکہ اس پاک نظر، ایاز کا قول

در نگاہِ دیدۂ دل میں خلید
دل کی آنکھ کی نظر میں چبھ رہا تھا

کاشکستن امر از گہر دشوار تر
کیونکہ حکم کا توڑنا موتی کے توڑنے سے زیادہ دشوار ہے

لاجرم بستم بامر او کمر
لامحالہ میں نے ان کے حکم سے کمر باندھ لی

اے خدا اے قادرِ بیچوں و چند
اے خدا اے بے کم و کیف پر قادر!

رازہا کردی درونِ سینہ بند
تو نے سینہ میں راز بند کر دیئے ہیں

سینہ را صندوق سرہا کردۂ
تو نے سینہ کو رازوں کا صندوق بنایا ہے

واندراں مخزوں گہرہا کردۂ
اور اس میں موتی، خزانہ کر دیئے ہیں

ربط دادی سینہ را با سینۂ
تو نے سینہ کو سینہ سے ربط دیا ہے

ربطِ ایں آئینہ باآئینۂ
جس طرح اس آئینہ کا آئینہ سے ربط ہے

نقشِ ایں آئینہ در دیگر پدید
اس آئینہ کا نقش دوسرے میں ظاہر

کردی از صُنعِ خود اے ربِّ مجید
کر دیا اے ربِ مجید! تو نے اپنی کاریگری سے

آب از جوئے بجوئے می رود
پانی ایک نہر سے دوسری نہر میں جاتا ہے

باز یکسو گشتہ تا دریا و ود
پھر اکٹھا ہو کر دریا میں دوڑ جاتا ہے

رفت چوں در بحرِ آب جُوبہا
جب نہروں کا پانی سمندر میں چلا گیا

جُملہ یکذات و یک آبست اے فتا
اے نوجوان! سب ایک ذات اور ایک پانی ہے

باتو رمزے [۲] گفتم اے جاں گوش کن
اے جان! اس میں نے تجھ سے ایک رمز کہدی

جُملہ تن جاں باش و جاں راہوش کن
مجسم جان بن جا اور جان کو ہوش بنا لے

رو بسُوئے آں وصیّت باز گرد
چل اس وصیت کی جانب پلٹ

ز انتظارآں سہ پسررا دل بدَرد
ان تین لڑکوں کے دل انتظار سے درد میں ہیں

آغاز داستان بیان کردن آں سہ پسر کاہلی خود را و طلب حکم از قاضی بصدق وصفا

ان تینوں لڑکوں کا اپنی کاہلی کو بیان کرنے کی داستان کا آغاز اور سچائی اور صفائی کے ساتھ قاضی سے فیصلہ چاہنا

گفت قاضی کاہلی خود شما
قاضی نے کہا تم اپنی کاہلی

سر بسر گوئید تفصیلاً بما
پوری پوری تفصیل سے ہم سے کہو

ہر یکے باید کہ گوید حال خویش
ہر ایک کو اپنا حال بیان کرنا چاہیے

تابدانم کاہلی کیست بیش
تاکہ میں سمجھ لوں کس کی کاہلی بڑی ہوئی ہے

در سخن پنہاں ست حالِ مرداں
انسانوں کی حالت گفتگو میں پوشیدہ ہے

مرد در زیرِ سخن باشد نہاں
انسان گفتگو میں پوشیدہ ہوتا ہے

حُقّہ سر بستہ جانِ آدمی [۳] ست
انسان کی جانب ایک سربستہ ڈبہ ہے

باز مفتاحش زبان آدمی ست
پھر اس کی کنجی آدمی کی زبان ہے

آدمی را از سخن باشد شناخت
آدمی کو گفتگو سے پہچاننا چاہیے

غیرِ کشتی برسرِ دریا کہ تاخت
کشتی کے بغیر دریا میں کون دوڑ سکتا ہے؟

اوّلیں گفتا بداں حد کاہلم
پہلے نے کہا میں یہاں تک کاہل ہوں

کاُو ستاد و تنبلاں را تنبلم
کہ استاد اور کاہلوں کا کاہل ہوں

ہیں تو بشنو حالِ ما را اے سنی
اے بزرگ! تو ہمارا حال سن لے

بُد شب باران و فقد روشنی
بارش کی رات تھی اور روشنی مفقود تھی

برف می بارید دہاراں ز مہریر
برف برستی تھی اور بارش اور جاڑا

عالمے مانندِ یخ بستہ قریر
جہان جمے ہوئے برف کی طرح ٹھنڈا تھا

تشنہ گشتم آتشم پُر دُود گشت
میں پیاسا ہوگیا، میری آگ دھویں سے بھر گئی

آتش باطن بزد برکوہ و دشت
باطن کی آگ پہاڑ اور جنگل میں جا لگی

---

[۱] پاک دید۔ پاک نظر۔ کمر بستن۔ تیار ہو جانا۔ ربط۔ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں علوم منتقل ہوتے ہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں عکس آجاتا ہے۔ آب۔ وہ علوم جو مولانائے روم کے سینہ میں تھے وہ میرے سینہ میں آگئے۔ باز یکسو۔ ان مضامین کا مقصد ایک ہے [۲] رمزے۔ یعنی مطالب کا اتحاد اور ان کا ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں منتقل ہو جانا۔ وصیت۔ باپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ سب ترکہ میری اولاد میں سے سب سے زیادہ کاہل کو دیا جائے۔ [۳] آدمی۔ یعنی انسان کا باطن بمنزلہ دریا کے ہے اور زبان کشتی ہے دریا کے احوال کشتی کے ذریعہ معلوم کئے جاسکتے ہیں اسی طرح باطن کا حال زبان سے معلوم کیا جاسکتا ہے یہ اہل ظاہر کیلئے ہے اور شریعت اسی کو معتبر مانتی ہے اہل باطن کشف سے بھی باطنی احوال معلوم کر لیتے ہیں لیکن کشف دوسرے پر حجت نہیں ہے۔ سنی۔ بلند روشن۔ دود۔ یعنی انجرات۔ کوہ ودشت۔ یعنی اعضاء۔

نفس نالاں دَرپۓ آبِ خُنک
ٹھنڈے پانی کے لئے نفس نالاں تھا

تنبلی اَم گفت بنشیں سیکنک [1]
میری کاہلی نے کہا' آہستہ بیٹھ (ٹھہر جا)

از گراں جانی بخواب اندر شُدم
میں سستی کی وجہ سے سونے لگا

گشتہ کاہل ' پای بربستر زدم
کاہل بن کر' میں بستر پر چڑھ گیا

خواب نامد اندراں عَطشانیم
اس پیاسے پن میں مجھے نیند نہ آئی

دَمبدم افزود سَر گردانیم
لحہ بہ لحہ میری پریشانی بڑھی

آخرش برخاستم بہرِ وضو
بالآخر میں وضو کے لئے اٹھا

قصد کردم جانبِ آب و سُبو
پانی اور ٹھلیا کی جانب میں نے ارادہ کیا

یادِ من آمد حدیثے از انسؓ
مجھے حضرت انسؓ کی حدیث یاد آ گئی

اَسبِغ اِمرِ آں رسولِ خوش نَفَس
اس خوش دم رسول کا حکم کہ وضو مکمل کر

طالبِ غُرِّ محجّل گشتہ زُود
میں فوراً غرمحجل کا طالب بن کر

در وضو گشتم شتاباں اے وَدود
اے محب! جلد وضو میں لگ گیا

کردم اِسباغِ وضوزاں آبِ سَرد
میں نے اس ٹھنڈے پانی سے وضو کی تکمیل کی

سردیِ اُو دست وپا بیکار کرد
اس کی ٹھنڈک نے ہاتھ اور پاؤں بیکار کر دیئے

غالب آمد کاہلی بر مَن چُناں
تجھ پر کاہلی ایسی غالب آئی

کہ نکردم جرعہ زاں اندر دہاں
کہ اس کا ایک گھونٹ منہ میں نہ ڈالا

از عَطش می مُردم واعضا چو برف
میں پیاس سے مر رہا تھا اور برف جیسے اعضاء نے

برد ظاہر را بباطن کردہ صرف
ظاہری ٹھنڈک کو باطن پر صرف کیا

از [2] کسالت گفتم ایں بردِ وجود
میں نے کاہلی کی وجہ سے کہا یہ جسم کی ٹھنڈک

حَرِ باطن عاقبت خواہد رَبو
انجام کار باطن کی گرمی کو دور کر دے گی

کاہلی از آب خوردن منع کرد
کاہلی نے پانی پینے سے روک دیا

آب در دَست و بدست اسباب برد
پانی ہاتھ میں تھا اور ٹھنڈک کے اسباب ہاتھ میں

لیک از دستم دہاں بَس دُور بُود
لیکن میرا ہاتھ منہ سے بہت دور تھا

از کسالت کے مرا مقدور بُود
کاہلی کی وجہ سے مجھے قدرت کہاں تھی؟

گفت رَمزے گفتہ اَم زاں کاہلی
اس نے کہا میں نے اس کی طرف ایک اشارہ کر دیا ہے

قاضیا تو فہم کُن گر عاقلی
اے قاضی! اگر تو سمجھ دار ہے تو سمجھ لے

زاہداں درکارِ دنیا کاہل اَند
زاہد' دنیا کے کام میں کاہلی ہیں

در اَدای بارِ عُقبیٰ کامل اَند
آخرت کا بوجھ اتارنے میں کامل ہیں

نفس را بکُشند بہرِ نان وآب
روٹی اور پانی کی خاطر نفس کو مارتے ہیں

یکدمِ آبی بُوَد شاں را شراب
پانی کا ایک گھونٹ ان کے لئے شراب ہے

نفسِ کافر را بَس ست از فربہی
کافر نفس کے مٹاپے کے لئے کافی ہے

آنکہ بہرِ ہر عَطش آبش دہی
کہ تو ہر پیاس کے وقت اسے پانی دیدے

نفسِ سرکش را بَسَند ست از قساوَ
قساوت کی وجہ سے سرکش نفس کے لئے کافی ہے

کو خورَد آبے بہرِ رغبت چوگاوَ
کہ وہ ہر خواہش کے وقت بیل کی طرح پانی پی لے

اَمرِ نفسِ خویش را دانی کشاوَ
تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان سمجھتا ہے

میبرَد ہر سُو تُرا ایں نفسِ گاوَ
یہ بیل جیسا نفس تجھے ہر جانب لے جاتا ہے

کارِ مَرداں کاہلی درکارِ تن
بہادروں کا کام جسم کے کام میں کاہلی ہے

چابکی جُستن بطاعت دَر مِحَن
اور مشقتوں میں فرمانبرداری کیساتھ چستی تلاش کرنا

باش کاہل بلکہ میرِ کاہلاں
کاہل بن جا' بلکہ کاہلوں کا سردار

از ہمہ تدبیرِ دنیا اے فلاں
اے فلاں! دنیا کی تمام تدبیروں سے

کارِ عُقبیٰ میکُند دنیات خُوب
آخرت کا کام' تیری دنیا کو اچھا کر دے گا

رَوز راہِ دیں درِ دُنیا بکُوب
جا دین کے راستہ سے دنیا کا دروازہ کھٹکھٹا

[1] سیکنک۔ آہستہ۔ اسبغ۔ آنحضورؐ کا حکم ہے وضو مکمل کیا کرو مکمل وضو کرنے والے قیامت میں منور چہرے اور منور اعضاء والے ہوں گے۔ غُر۔ اغر کی جمع ہے روشن رو وہ گھوڑا جس کی پیشانی پر سفیدی ہو۔ وہ گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں [2] از کسالت۔ میں نے سستی کی وجہ سے یہ تصور کر لیا کہ یہ بدن کی ٹھنڈک پیاس کی گرمی کو بجھا دے گی۔ اسباب برد۔ یعنی پانی جس سے پیاس کی گرمی کو رفع کیا جا سکتا تھا۔ کسالت۔ سستی۔ زاہداں۔ یہ صاحب مثنوی کا مقولہ ہے۔ شراب۔ یعنی نفس کشی کے لئے پیاس کے وقت پانی سے ایسا ہی پرہیز کرتے ہیں جیسے کہ شراب سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ [3] آنکہ۔ چونکہ وہ نفس کو موٹا کرنا نہیں چاہتے اور اس کے مٹاپے کے لئے یہی کافی ہے کہ تو اس کی خواہش پر اس کو پانی پلاتا رہے۔ بسند۔ کافی۔ قساوَ۔ دل کی سختی۔ کشاوَ۔ شاہی فرمان یعنی تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان کی طرح واجب الاتباع سمجھتا ہے۔ محن۔ مشقتیں۔ کارِ عقبیٰ۔ جو اللہ کے کاموں میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا خود سنوار دیتا ہے۔

گفت پیغمبر کہ ہر کس منقطع
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص انقطاع کرلینے والا

سُوئِ ۱ حق شد گشت کارش مجتمع
اللہ کی جانب ہوا اس کا کام مجتمع ہو گیا

سُوئِ دنیا ہر کرا شد انقطاع
جس کا انقطاع دنیا کی جانب ہوا

گشت تفویضش بدنیا بے نزاع
بلا اختلاف اس کی سپردگی کی دنیا کی طرف ہوگئی

داستان بر سبیل تمثیل کہ اختیارِ کارِ عقبیٰ برکارِ دنیا اولیٰ ست
مثال کے طور پر ایک داستان کہ آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے

بُود مردِ صالحے با زُہد و وَرَع
ایک شخص نیک، زاہد اور پرہیزگار تھا

داشت وجہِ قُوتِ خود از حرث و زرع
جواپنی روزی کی سبیل کھیت اور کیاری سے رکھتا تھا

بُود یک اُشتر مر اُو را بس حَرُوں
اس کا ایک بہت سرکش اونٹ تھا

بارہا بگریختے کردے زبُوں
بارہا بھاگ جاتا، عاجز کر دیتا

اِتفاقاً روزِ جمعہ آمد بہ پیش
اتفاق سے جمعہ کا دن آ گیا

اُشترش بگریخت از مرعایِ خویش
اس کا اونٹ، اپنی چراگاہ سے بھاگ گیا

واندراں جملہ اَش سِقایِ زرع بُود
اور اس جمعہ کو اس کی کھیتی کو پانی دینا تھا

آبِ نہر آں روز بہرش میکشُود
اس روز اس کے لئے نہر کا پانی چالو ہوتا تھا

مَرد حیراں گشت و گفتا یا خدا
مرد حیران ہو گیا اور بولا اے خدا!

نَوبتِ سَقی آمدہ اَکنوں مَرا
اب میری سیرابی کی باری آ گئی

گر سِقایت میکنم اُشتر کجُا
اگر میں سیرابی کروں اونٹ کہاں ہے؟

ہم کجُایابم نمازِ جُمعہ را
نیز، جمعہ کی نماز کہاں پاؤں گا؟

وَر کُنم اندر سِقایت مَن درنگ
اور اگر میں سیراب کرنے میں دیر کرتا ہوں

میشود از یُلبس کارِ زَرع تنگ
تو خشکی کی وجہ سے کھیتی کا معاملہ تنگ ہو جائے گا

بہرِ اُشتر رُو بصحرا گر کُنم
میں اگر اونٹ کی خاطر جنگل کا رخ کروں

وز تفحص در بیاباں بَر تنم
اور جستجو میں جنگل میں پھروں

پَس نماز و زَرع ہر دو میرود
تو نماز اور کھیتی دونوں جا رہی ہیں

وہ نمیدانم کہ عالم چوں شوَد
ہائے میں نہیں سمجھتا کہ میرا کیا حال ہو گا؟

زیں تردّدہا دل اُو شاخ ۲ شاخ
اس تردد سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے تھا

رَہنِ صد گونہ ز اَشجاں بُود و راخ
غموں اور درد میں سو طرح گروی تھا

عاقبت بعد از تردّد گفت خُوب
انجام کار، تردد کے بعد بولا، ہاں

بہرِ جمعہ رَو درِ حق را بکُوب
جمعہ کے لئے جا اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا

کیں متاعِ باقی واٰں فانی ست
کیونکہ یہ باقی رہنے والی چیز ہے اور وہ فانی ہے

دل بفانی بستَن از نادانی ست
فانی سے دل وابستہ کرنا نادانی ہے

ابنِ عباسؓ از پیمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن عباسؓ نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے

ہَست جمعہ حجِ مسکیناں فرد
جمعہ یکتا مسکینوں کا حج ہے

کرد پَس تبکیرِ مسجد اختیار
اس نے سویرے سویرے مسجد میں جانا پسند کیا

کَش ۳ ثوابِ بدنہ آمد در شُمار
کیونکہ شمار کرنے میں اس کے لئے اونٹ کا ثواب آیا ہے

رَفتہ در مَسجد بحق مشغول شُد
مسجد میں جا کر حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گیا

جُملہ زا افکارِ جہاں مَعزول شُد
دنیا کی تمام فکروں سے جدا ہو گیا

با نیازِ دل بصد جزع و خُضُوع
دل کے نیاز کے ساتھ سینکڑوں خشوع اور خضوع سے

گشت باحق در سجُود و در رُکوع
اللہ تعالیٰ کے لئے سجود اور رکوع میں مشغول ہو گیا

چوں فراغت یافت از وِردو نماز
جب نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوا

مَرد کرد آہنگ خانہ زُود باز
اس شخص نے جلد گھر کی واپسی کا ارادہ کیا

تا دریں دَم کارِ دنیا ہم کُند
تا کہ اس وقت، دنیا کا کام بھی کرے

یکزمانے بر مَکاسِب بَرتَند
تھوڑی دیر کے لئے کمائی میں مصروف ہو جائے

---

۱ سُوی۔ جو شخص دنیا کے پیچھے پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی کوئی مدد نہیں فرماتا بلکہ اس کا معاملہ دنیا کے سپرد فرما دیتا ہے۔ حَرث۔ کھیتی۔ حرون۔ سرکش۔ مَرعیٰ۔ چراگاہ۔ ۲ شاخ شاخ۔ پارہ پارہ۔ اشجان۔ شُجن کی جمع ہے غم۔ راخ۔ درد و غم۔ ابن عباسؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے نقل فرمایا ہے کہ جس کے پاس حج کے اخراجات نہ ہوں اس کو اللہ تعالیٰ جمعہ میں حج کا ثواب عطا فرما دیتا ہے جمعہ اور حج اس اعتبار سے یکساں ہیں کہ دونوں میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ تبکیر۔ کام کو صبح سویرے کرنا۔ فرد۔ یعنی وہ مسکین جو مال سے اکیلے ہیں۔ ۳ کش۔ حدیث شریف میں ہے جو صبح سویرے جامع مسجد میں پہنچتا ہے اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ بدنہ۔ قربانی کا اونٹ۔ جزع۔ ذر۔ مکاسب۔ کمائی کے ذرائع۔

دید اُشتر برمناخش ۱ بستہ است
اس نے دیکھا اونٹ اپنے باڑھے میں بندھا ہے
بس غریب و عاجز و تن خستہ است
بہت تھکا ہوا اور عاجز اور زخمی بدن ہے
گفت زن را ایں شتر چوں آمدہ
اس نے بیوی سے کہا، یہ اونٹ کیسے آیا؟
گفت ایں را خستہ آوردہ دَدہ
اس نے کہا اس کو درندہ زخمی کر کے لایا ہے
درپے او گرگِ زفت افتادہ بود
موٹا بھیڑیا اس کے پیچھے پڑا تھا
تابدینجا ایں حروں را رہ نمود
حتی کہ اس سرکش کی یہاں تک رہنمائی کر دی
مرد را ہر مو زبانِ شکر گشت
مرد کام ہر ہر رونگٹ شکر کی زبان بن گیا
کایں شتر را حق بیاورد ز دشت
کہ اس اونٹ کو خدا جنگل سے لایا ہے
بایدم حالا بسوی زرع رفت
اب مجھے کھیتی کی جانب جانا چاہیے
تاد ہم پے بکشتِ خویش تفت
تاکہ فوراً اپنی کھیتی کو پانی دے لوں
آنچہ ناید کلِ آں در دستِ تو
جس کا کل تیرے ہاتھ میں نہ آئے
ہیں تو مگداز اے برادر جزوِ او
خبردار! اے بھائی! اس کے جز کو نہ چھوڑ
آخرش شد سوی کشتِ خود دواں
بالآخر وہ اپنی کھیتی کی جانب دوڑا
دید خوش سبز و دراں آبے رواں
اس نے بہت سبز دیکھا اور اس میں پانی جاری تھا
در تعجب آمد آں مردِ خدا
وہ مرد خدا تعجب کرنے لگا
کیں زراعت راچگونہ شد سقا
کہ اس کھیتی کی کس طرح سیرابی ہوئی؟

نیست در ہمسایہ احساں آنقدر
پڑوسی میں اس قدر احسان نہیں ہے
کو دہد آں آب را ایں سو گذر
کہ وہ پانی کو اس جانب گذرنے دے
آخرش پرسید از جارِ عقار ۲
بالآخر اس نے زمین کے پڑوسی سے پوچھا
کایں زراعت را کہ آورد آبشار
کہ اس کھیتی میں پانی کا چشمہ کون لایا؟
گفت حقا کہ عجب کارِ شگرف
اس نے کہا، یقیناً عجیب معاملہ ہے
خود بخود گردید ایں سو آب صرف
پانی خود بخود اس جانب پھر گیا
آب را میراندم اندر کشتِ خویش
میں اپنی کھیتی میں پانی چلاتا تھا
آں رواں می شد بزرعت پیش پیش
وہ آگے آگے تیری کھیتی میں جاتا تھا
منع میکردیم و پشتہ میزدیم
میں روکتا تھا اور پشتہ باندھتا تھا
چوں ندیدم حاصلے عاجز شدیم
جب میں نے کوئی نتیجہ نہ دیکھا میں عاجز آ گیا
حکمِ حق ایں آب در کشتِ تو راند
اس پانی کو اللہ کے حکم نے تیری کھیتی میں چلا دیا
مرد شاداں گشت والحمدے بخواند
مرد خوش ہو گیا اور الحمد پڑھی
ہر کہ کارِ دیں کند دنیاش دوں
جو شخص دین کا کام کرتا ہے، کمینی دنیا
بر سرش ریزد زبون و سرنگوں
عاجز اور سرنگوں ہو کر اس کے سر پڑتی ہے
ور بدنیا سرفرو آرد زشک
اور اگر شک سے دنیا کی جانب سر جھکاتا ہے
لَا یُبَالُ اللّٰہُ فِی وَادٍ ھَلَکْ
اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا

زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
کہ اَتَتْکَ رَاغِمًا مِنْ نَفْسِھَا
کہ وہ تیرے پاس ذلیل ہو کر خود بخود آئے گی
در بیانِ ایں شنو یک داستاں
اس کے بیان میں ایک داستان سن لے
کاینچنیں باشد طریقِ داستاں ۳
کہ سچوں کا راستہ ایسا ہوتا ہے

حکایت در بیانِ حالِ آں درویش کہ از دنیا عزلت گزیدہ بود و دنیا رو بدو آورد و سویش دوید ہر چند کہ او پا کشید بیشتر رسید

اس درویش کے حال کے بیان میں حکایت جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور دنیا نے اس کا رخ کیا اور اس کی جانب دوڑی جتنا وہ پیچھے ہٹا وہ آگے آئی

بود درویشے بسے صاحب دلے
ایک درویش بہت صاحب دل تھا
در رہِ حق چست و چابک کاملے
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پورا چست اور تیز تھا
روز این و آنِ خلقاں تافتہ
مخلوق کے اس اور اس سے اس نے منہ موڑ لیا تھا
جاں بتار و پودِ وحدت بافتہ
جان کو وحدت کے تانے بانے سے بنا تھا
خلق را بگذاشت در غارے نشست
اس نے مخلوق کو چھوڑا، ایک غار میں بیٹھ گیا
در بروی خلق و عالم جملہ بست
مخلوق اور جہان پر دروازہ بند کر لیا
در فضائے تیہ و صحرائی بعید
تیہ کی فضا اور دور جنگل میں
قربِ یزداں را بخاطر برگزید
اللہ تعالیٰ کے قرب کو دل میں پسند کر لیا

۱ مَناخ۔ اونٹوں کا باڑہ۔ دَدہ۔ درندہ۔ آخرش۔ اس حال کا اخیر۔ سقاء۔ سیرابی۔ ہمسایہ یعنی پڑوس کی زمین کا مالک۔ جار۔ پڑوسی۔ ۲ عقار۔ زمین۔ شگرف۔ عجیب۔ صرف۔ خرچ۔ ہر کہ۔ جو دنیا کو ٹھکراتا ہے وہ ذلیل ہو کر خود اس کے سامنے آتی ہے۔ زشک۔ یعنی اس کو اللہ پر بھروسا اور یقین نہ ہو۔ ۳ راستاں۔ یعنی باخدا۔ این و آن۔ یعنی لوگوں کا مال و دولت۔ تار و پود۔ کپڑے کا تانا بانا۔ در۔ یعنی وہ لوگوں سے نہ ملتا تھا۔ تیہ۔ حیران کن جنگل۔

بُود در صحرا یکے غارِ نہاں
جنگل میں ایک چھپا ہوا غار تھا

مختفی گردید عارف اندراں
عارف اس میں چھپ گیا

بر نمی آمد ازاں در ہیچ گاہ
اس میں سے کسی وقت برآمد نہ ہوتا تھا

جُز کہ اغراضِ[۱] ضروری گاہ گاہ
کبھی کبھی، ضروری غرضوں کے سوا

دَر حرا ہچوں نبی بگرفت جا
اس نے جگہ پکڑی جس طرح نبیؐ نے غارِ حرا میں

دل غنیدہ از جہانِ بے وفا
بے وفا دنیا سے دل برداشتہ ہو کر

بعد ہفتہ قُوتِ اُو برگِ شجر
اس کی خوراک ایک ہفتہ کے بعد درخت کے پتے ہوئے

کمترک خُور دے نخفتے تاسحر
تھوڑے سے کھاتا، صبح تک نہ سوتا

مُدّتے زانساں دراں صحرا و دشت
اس صحرا اور دشت میں ایک زمانہ تک اسی طرح

آں غزالِ را دیں آوارہ گشت
دین کی راہ کا یہ ہرن آوارہ پھرتا رہا

واندراں آوارگی تعمیر بُود
اور اس آوارگی میں تعمیر تھی

گونہ گونہ نور راتیسیر بُود
قسم قسم کے انوار کی سہولت تھی

ہر کہ بُرّد زیں جہاں آنسو رَود
جو اس دنیا سے کٹتا ہے اس جانب جاتا ہے

فصلِ اینجا وصلِ عقبیٰ میشوَد
اس جگہ دنیا سے علیحدگی آخرت کا وصل بن جاتی ہے

فصل وصل آمد بُرش پیوند گشت
فراق وصل بنا، جدائی جوڑ بنی

شہر ویرانہ ست معمورست دشت
شہر ویرانہ ہے، جنگل آباد ہے

نعلِ[۲] معکوس ست جُملہ ایں جہاں
یہ دنیا سب الٹا نعل ہے

تانہ پے ہرگز بَرد کس رائیگاں
تاکہ خواہ مخواہ، کوئی پتہ نہ لگائے

جِدّ و کوشش شرطِ راہِ دوست ست
دوست کے راستہ کی شرط جدوجہد ہے

جَاهَدُوْا مغز نست باقی پوست ست
انہوں نے کوشش کی، مغز ہے بقیہ چھلکا ہے

سخت باریک ست راہِ آں حبیب
اس دوست کا راستہ بہت تنگ ہے

کے رَود بر استقامت جُز لبیب
عقلمند کے سوا سیدھائی کے ساتھ کون جا سکتا ہے؟

ہست عقبات اندریں راہِ گراں
اس سخت راستہ میں گھاٹیاں ہیں

طے نگردد بے قلاوز اے فلاں
اے فلاں! بغیر رہنما کے طے نہ ہوں گی

زیں سبب فرمودآں شاہِ شفیق
اسی لئے اس مہربان شاہ نے فرمایا ہے

كَالرَّفِيْق اوّل بُود ثُمَّ الطَّرِيْق
کہ سفر کا ساتھی پہلے ہے بعد میں راستہ ہے

رَاہبرے جُو تا رَوی تو راہِ راست
کوئی رہبر تلاش کر لے تاکہ تو سیدھا راستہ چلے

ورنہ در وَہ بَس مُغاک و چاہ ہاست
ورنہ راستہ میں بہت سے گڑھے اور کنوئیں ہیں

ہمچو پرکارے ہمیشہ در ذِہاب
تو پرکار کی طرح ہمیشہ چلنے میں ہے

لیک یک جا ماندہٗ بے انقلاب
لیکن بغیر جگہ بدلے تو ایک جگہ پڑا ہے

سالہا[۳] کردی نماز و روزہ را
تو نے سالوں نماز اور روزہ ادا کیا

نورِآں صوم و صلوٰۃ تو کجا
تیری اس نماز اور روزے کا نور کہاں ہے؟

جُملہ عُمرت در عباداتہا گذشت
تیری تمام عمر عبادتوں میں گذری

زانچہ اوّل بُود حالِ دل نگشت
دل کا حال جو پہلے تھا وہ نہ بدلا

گر کُنی عادت بہ تیر و یا بہ تیغ
اگر تو تیر یا تلوار کی عادت ڈالتا ہے

ازحذ اقتہات خلقے دَرد ریغ
تیری مہارتوں سے مخلوق تعجب کرتی ہے

تاچہل سال ایں عبادت کردہٗ
تو نے چالیس سال یہ عبادت کی

تاکنوں حرص و ہوا را بردہٗ
تو اب تک حرص اور خواہش نفس کا غلام ہے

چوں نمازت فُحش و مُنکر را نُبرد
جب تیری نماز نے فحش اور برائی کو جدا نہ کیا

داں کہ در خمِ تو خالص ہست دُرد
سمجھ لے کہ تیرے مٹکے میں خالص تلچھٹ ہے

چوں نہیت زو عَنِ الْفَحْشَا بُود
جبکہ اس وجہ سے تیرا فحش سے رکاؤ نہ ہو

منہی ست اُو زانکہ رَجعت میشوَد
وہ تجھے آگاہ کرنے والا ہے کہ واپسی ہو رہی ہے

---

[۱] اغراضِ ضروری۔ یعنی قضاء حاجت وغیرہ حراء۔ مکہ کا مشہور پہاڑ ہے جس کے غار میں آنحضورؐ نبوت سے پہلے خلوت اختیار کیا کرتے تھے۔ غزال۔ یعنی وہی درویش۔ واندراں۔ اس درویش کا یہ عمل بظاہر آوارگی تھی لیکن درحاصل باطن کی تعمیر تھی۔ تیسیر۔ اس کو خلوت میں نور باطنی میسر آتا ہے۔ فصل۔ یعنی دنیا سے جدائی۔ وصل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ [۲] نعلِ معکوس۔ ڈاکو اپنے جوتوں میں الٹا نعل جڑ لیتے ہیں تاکہ کھوج لگانے والا مغالطہ میں پڑ جائے۔ جاہدوا۔ قرآن پاک میں ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت دیتے ہیں۔ لبیب۔ عقلمند۔ عقبات۔ عقبہ کی جمع ہے دشوار گذار گھاٹی۔ قلاوز۔ راہبر۔ مغاک۔ گڑھا۔ [۳] سالہا۔ انسان اگر سالوں نماز پڑھے اور اس کا وہ نتیجہ نہ نکلے جو قرآن نے بتایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ بیشک نماز بری باتوں اور منکر سے روکتی ہے تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ اس کی نماز اس کے درجات کی ترقی کا باعث نہیں ہے اور اس کی نماز کا ناقص ہے۔ دریغ۔ تعجب۔ درد۔ تلچھٹ۔ منہی۔ خبر دینے والا۔

ہمچو قومِ موسیٰؑ اندر تیہ[1] و دَشت
حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح تیہ اور صحرا میں
واں مَناخِ کہنہ منزل گاہ گشت
وہی پرانا پڑاؤ منزل گاہ بنی ہے
اِتباعِ آں قلاوز را بکن
تو اس راہنما کا اتباع کر
تا بمنزل گہ رسی تو بے سخن
تاکہ تو لا کلام منزل گاہ تک پہنچ جائے
ورنہ چوں آں قومِ موسیٰؑ اے سَفیہ
ورنہ اے بیوقوف حضرت موسیٰؑ کی اس قوم کی طرح
مُدّتے آوارۂ در جوفِ تیہ
تو تیہ کے اندر ایک مدت تک آوارہ ہے
از سحر تاشب ہمی رفتند شاں
وہ صبح سے شام تک چلتے رہتے تھے
باز شب رابر مَناخِ خود ہماں
پھر رات کو اپنے اسی پڑاؤ پر ہوتے تھے
ایں چنیں شُد ترکِ امرِ پیرہا
پیروں کے حکم کا چھوڑنا ایسا ہی ہے
بے کماں پرّد چگونہ تیرہا
تیر، بغیر کمان کے کس طرح چلیں؟
ہیچ تیرے دیدہ باشی بے کماں
تو نے بغیر کمان کے کبھی کوئی تیر دیکھا ہے
کہ رَسد اُوبر ہدف یا گردِ آں
کہ وہ نشانہ پر، یا اس کے آس پاس پہنچے
ایں سخن بسیار طولانی ست ہاں
یہ بہت لمبی بات ہے، ہاں
حالِ آں درویش راشنو بجاں
اس درویش کا حال دل سے سن لے

پیش آمدنِ دنیا بصورتِ زنِ نازنیں در پیشِ آں مَردِ خلوت نشیں

اس خلوت نشین مرد کے سامنے دنیا کا نازنین عورت کی صورت میں آنا

درمیانِ غارِ تنگ آں خوش[2] لِقا
اس پاک سیرت نے تنگ غار میں
ہمچو ابراہیمؒ کردہ بُود جا
حضرت ابراہیمؒ کی طرح جگہ بنالی تھی
مُدّتے دہ سال بُد مصروفِ کار
دس سال تک وہ کام میں لگا رہا
پاز سَرکردہ بیامد پیشِ یار
سر کے بل، یار کے سامنے پہنچا
ناگہاں روزے زنے صاحب جمال
اچانک ایک دن ایک خوبصورت عورت
باہزاراں خوبی و غنج و دَلال
ہزاروں حسن اور ناز و ادا سے
غرقِ گوہر بُود از پاتا سرش
جو سر سے پاؤں تک جواہر میں ڈوبی ہوئی تھی
باجِ عالَم بُود ہر یک زیورش
اس کا ہر ایک زیور جہان کا خراج تھا
آمد و در خدمتِ اُو ایستاد
آئی اور اس کی خدمت میں کھڑی ہوگئی
دست بَست و از ادب لب برگشاد
ہاتھ باندھے اور ادب سے لب کشائی کی
گرنہی دستِ قبول برسَرم
اگر آپ قبولیت کا ہاتھ میرے سر پر رکھدیں
نَبود اے سلطانِ دور از کرم
اے شاہ دین! کرم سے بعید نہ ہوگا

حاضرم در خدمتِ تو صبح و شام
میں صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوں
وانچہ فرمائی بجا آرم تمام
جو آپ حکم دیں گے پورا بجا لاؤں گی
مَردِ[3] کامل از رہِ نُورِ دروں
مرد کامل نے باطنی نور سے
یافت کیں پیشِ آمدم دُنیائے دوں
محسوس کرلیا کہ یہ کمینی دنیا میرے سامنے آئی ہے
گفت نے نے سُوئے من ہرگز میا
فرمایا نہیں نہیں، میری طرف کبھی نہ آ
کہ مُطلق کردہ اَم چوں مَن تُرا
کیونکہ میں نے تجھے طلاق دیدی ہے
مَن گریزاں از تو اینجا آمدم
میں تجھ ہی سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں
دور گشتم از تو در غارے شُدم
تجھ سے دور ہوا ہوں، غار میں آگیا ہوں
باز می آئی تو اینجا اے پلید
اے ناپاک! تو پھر یہاں آرہی ہے
اے زمکرت خائف آمد ہر سَعید
اے وہ کہ تیرے مکر سے ہر نیک خائف ہے
گفت اے درویش اینک آمدم
اس نے کہا اے درویش! اب میں آئی ہوں
مَن بحکمِ آں شہِ مُلکِ قِدَم
ازلی ملک کے شاہ کے حکم سے
منعِ تو در بابِ من اکنوں چہ سُود
اب تیرا مجھے منع کرنا کیا مفید ہے؟
چونکہ حکمِ حاکم اینست اے وَدود
اے محب! جبکہ حاکم کا یہی حکم ہے

[1] تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں حضرت موسیٰؑ کی قوم چالیس برس پریشان پھرتی رہی۔ مَناخ۔ اونٹوں کا باڑا۔ پیرہا۔ یعنی شیوخ کا کہنا نہ ماننے کا یہی اثر ہوتا ہے بعض نسخوں میں بےبدیا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ [2] خوش لقا۔ خوش منظر۔ پاز سرکردہ۔ یعنی سر کو پاؤں بنا کر سر کے بل۔ غنج۔ غمزہ۔ دلال۔ کرشمہ۔ باج۔ خراج، آمدنی۔ یعنی اس کا ہر زیور ایک ملک کی آمدنی کی قیمت کا تھا۔ [3] مَردِ کامل۔ اس درویش نے باطنی نور کے ذریعہ سمجھ لیا کہ یہ دنیا ہے جو ایک حسین عورت کے روپ میں میرے سامنے آئی ہے۔ مَن بحکم۔ اس عورت نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے تیرے پاس آئی اور اب مجھے بھگانا بیکار ہے اب تولامحالہ میں پھنسے گا۔

ایں بگفت و از نظر مفقود گشت
اس نے یہ کہا اور نگاہ سے غائب ہو گئی
واقعہ را دید و بس مرعود[1] گشت
اس نے واقعہ دیکھا اور بہت لرزا
گفت خوب آید اگر دورش کنم
اس نے کہا اگر میں اس کو دور کروں تو بہتر ہو گا
ورنگردد مصرفِ گورش کنم
اور اگر وہ نہ لوٹے تو اس کو قبر کا خرچہ بناؤنگا
صرف سازم در رہِ عقبیٰ و دیں
آخرت اور دین کے راستہ میں خرچ کروں گا
تاشود در عاقبت مارا معیں
تاکہ وہ آخرت میں ہماری مددگار بنے
مالِ دنیا ہست زہر سہمناک
دنیا کا مال خوف ناک زہر ہے
گر بیابی بارش اندازی بخاک
اگر تو پائے لاو پھر اس کو خاک میں ملا دے
یعنی بہرِ گور خود انباز کن
یعنی اپنی قبر کا ساتھی بنا لے
دفن کن اینجا و آنجا باز کن
اس جگہ دفن کر دے اس جگہ کھول لے
گر دریجا بہرِ حق سازی تو صرف
اگر تو اس جگہ خدا کے لئے صرف کرے گا
حق دہد آنجا عوض دَ بار ژرف
اللہ تعالیٰ اس جگہ سو گنا اور عوض دے گا
اقرضوا اللہ راز قرآں برگزیں
اللہ کو قرض دو قرآن سے اختیار کرے
وز حرفِ غیر از سخاوت بر مچیں
اور ہنروں میں سے سخاوت کے علاوہ اختیار کر

چونکہ[2] چیزے خوہد آں ربِّ مجید
وہ رب مجید، صرف کوئی چیز چاہتا ہے
میکند در ظاہر اسبابش پدید
ظاہر میں اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے
تابدہ سال اندراں غارآں فقیر
وہ فقیر اس غار میں دس سال تک
بود دریادِ خدائے مستجیر
یاد خدا میں پناہ گزین تھا
می نیامد اندراں صحرا کسے
اس جنگل میں کوئی نہ آتا تھا
زانکہ دور از عامرہ بود او بسے
کیونکہ وہ آبادی سے بہت دور تھا
اشترد گاؤ خر از بہرِ چرا
اونٹ اور بیل اور گدھا چرنے کے لئے
ہم نمی آمد در آنجا مطلقا
بھی اس جگہ مطلقاً نہ آتا تھا
از قضا قحطے بسالے اوفتاد
تقدیر سے ایک سال قحط پڑا
کاہ وزرع از خشکی آمد در فساد
گھاس اور کھیتی خشکی سے فساد میں آ گئی
راعیاں بہرِ چراگاہ از بعید
چرواہے، چراگاہ کے لئے دور سے
قصد میکردند سوی ہر صعید[3]
ہر زمین کی جانب قصد کرتے تھے
چند چوپاں در جوارِ غارِ او
چند چرواہے اس کے غار کے پڑوس میں
بہرِ کاہے آمدند از جستجو
گھاس کی جستجو کے لئے آ گئے

کاہ بسیارست و مرعیٰ نیز خوب
گھاس بہت ہے اور چراگاہ بھی اچھی ہے
آمدند آنجا بگاوانِ حلوب
وہ اس جگہ دودھ دینے کے قابل گایوں کو لے آئے
روزے از تقدیرِ ربانی فقیر
ایک دن خدائی تقدیر سے درویش
بہرِ حاجت بیروں آمد زاں نقیر
اس غار سے ضرورت کے لئے باہر آیا
دید چندے از بنی نوعِ بشر
اس نے چند انسان دیکھے
جمع گشتہ باسوائمِ گاؤ و خر
چرنے والی گائیوں اور گدھے کے ساتھ جمع ہیں
چوں زاکل و شرب بود او منقلع
چونکہ وہ کھانے اور پینے سے جدا تھا
نورِ حق بود از جبینش مستطع
اللہ تعالیٰ کا نور اس کی پیشانی سے طلوع کرنیوالا تھا
جملہ چوپاناں بدو راغب شدند
سب چرواہے اس کی جانب راغب ہو گئے
باہزاراں خواہشش طالب شدند
لاکھوں خواہشوں کیساتھ اس کے طالب بن گئے
مردِ فارغ در تبتّل فرد بود
فارغ مرد انقطاع میں یکتا تھا
پیشِ اوایں چاپلوسی سرد بود
اس کے سامنے یہ خوشامد بیکار تھی
آخرش از راہِ عجز و صد نیاز
بالآخر عجزی اور سینکڑوں نیاز مندیوں کے ساتھ
جملہ گفتندش کہ شاہِ پاکباز
سب نے اس سے کہا کہ اے پاکباز شاہ!

---

[1] مرعود۔ وہ شخص جس پر کپکپی طاری ہو جائے۔ گفت۔ اس درویش نے سوچا اگر دنیا میرے بھگانے سے بھاگ گئی تو بہتر ہے ورنہ اس کو آخرت کے کام میں لگاؤں گا۔ مصرف گور۔ قبر کا خرچہ یعنی آخرت میں کام آنیوالا۔ انباز کن۔ شریک بنانے' دنیا کا لیا دیا قبر اور آخرت میں کام آتا ہے۔ حِرَف۔ حرفہ کی جمع ہے' پیشہ۔ سخاوت کے فضائل بہت ہیں۔ [2] چونکہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اس کے ظاہری اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے چونکہ اس درویش کو دنیا میں مبتلا کرنا تھا تو اس ظاہری سبب پیدا کر دیا جس کا ذکر آئندہ آ رہا ہے۔ مستجیر۔ پناہ چاہنے والا۔ عامرہ۔ آبادی۔ [3] صعید۔ پیداوار کی زمین۔ حلوب۔ یعنی وہ گائیں جن کو اگر چارہ ملتا تو دودھ دینے کے قابل تھیں لیکن چونکہ ان کو چارہ نہ ملتا تھا لہٰذا وہ دودھ سے بھاگ گئی تھیں۔ فقیر۔ یعنی غار۔ مستطع۔ روشن۔ تبتل۔ مخلوق سے جدائی۔

گر دلت چیزے بخواہد حکم کن
مگر تیرا دل کسی چیز کو چاہے تو حکم دیدے

تا بجا آرم وُرا چوں [1] امر کن
تاکہ ہم کسی کے حکم کی طرح اس کو بجا لائیں

دید چوں درویش زایشاں خواہشے
جبکہ درویش نے ان کی خواہش دیکھی

وز غنا و تکبیر شاں را کاہشے
اور استغناء اور تکبر سے ان کا گھٹاؤ

گفت اگر شیرے بُود قدرے بیار
کہا اگر دودھ ہو تھوڑا سا لے آ

تابرم زہرِ ایں نفسِ چو مار
تاکہ اس سانپ جیسے نفس کا زہر اتاروں

عرض کردندش کہ از قحطِ مطر
انہوں نے اس سے عرض کیا کہ بارش کے قحط سے

جملہ بے شیر اند چہ گاؤ چہ خر
سب بغیر دودھ کی ہیں کیا گائے کیا گدھی

بعد چندیں عجز و زا ریہائے ما
ہماری روشنی عاجزی اور خوشامدوں کے بعد

خواستی واں نزاندارم وائے ما
آپ نے چاہا اور وہ ہمارے پاس نہیں ہے ہم پر افسوس ہے

گفت درویش از ہمہ یک را بدوش
درویش نے کہا سب میں سے ایک کو دودھ لے

حق کند اتمام لیکن تو بکوش
اللہ تعالیٰ پورا کرے گا لیکن تو کوشش کر

جہد شرطِ کار آمد اے عزیز
اے عزیز! کام کی شرط کوشش ہے

جہد مسکیں جہد گرداری تمیز
اگر تجھے تمیز ہے تو کوشش کر کوشش کر

گفت است آں سیّدِ پاکیزہ خُو
پاکیزہ خصلت سید نے فرمایا ہے

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ تُجَاهِدُ نَفْسَهٗ
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے

بے مساعی کس نہ منزل طے نمود
کوششوں کے بغیر کس نے منزل طے کی ہے

برسرِ راہے نشستی چہ سُود
کیا فائدہ تو سر راہ بیٹھ گیا ہے؟

رو قدم برگیر و قطع راہ کن
جا قدم اٹھا اور راستہ طے کر

بعد ازاں منزل بقصرِ شاہ کن
اس کے بعد شاہ کے محل میں پڑاؤ کر

مردِ رہ رو را کجا آرام و خواب
مسافر کے لئے آرام اور نیند کہاں ہے؟

در قلق باید دلش از اضطراب
پریشانی سے اس کا دل اضطراب رہنا چاہیے

راہِ حق راچوں تو آساں دیدۂ
تو نے خدا کی راہ کو کیوں آسان سمجھا ہے؟

از سفر داماں چرا وا چیدۂ
سفر سے دامن کو کیوں سمیٹ لیا ہے؟

رہ برد دامن بُبر در راہ شو
جا دامن چھڑا راستہ اختیار کر

تا نہ پیچد در دو گام اے راہرَو
تاکہ اے مسافر! دونوں پاؤں میں نہ لپٹ جائے

منزلے بس پُر خطر با خارہاست
منزل بہت خطروں بھری کانٹوں والی ہے

گر [2] تو بے جامہ رَوی در وے بجاست
اگر تو اس میں بغیر کپڑے کے چلے تو مناسب ہے

جامہ ہائی جسم را کوتاہ کن
جسم کے کپڑوں کو مختصر کر لے

بادلِ فارغ توم قصدِ راہ کن
تو فارغ البالی سے راستہ کا ارادہ کر

راہ بس دُور است ہر سُو بیشہ است
راستہ بہت لمبا ہے اور ہر جانب جھاڑی ہے

گر توانی رَو چو باتُو تیشہ است
اگر تیرے ساتھ کلہاڑا ہے تو چل سکے گا

ورنہ بے تیشہ تنت پارہ شوَد
ورنہ بغیر کلہاڑے کے تیرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا

سدِّ راہت سنگ وہم خارہ شوَد
تیرے راستہ کی روک پتھر اور اسنگ خارہ ہوگا

تیشہ [3] چہ بُود آں زنفی لا الٰہ
کلہاڑا کیا ہوتا ہے وہ لا الٰہ کی نفی کا ہے

سنگِ غیریت کہ برتابد ز راہ
جو غیریت کے پتھر کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے

خیمہ را در قصرِ اِلَّا اللّٰہ کن
الا اللہ کے قلعہ میں خیمہ لگا

سیر آنجا بادلِ آگاہ کن
باخبر دل سے اس جگہ کی سیر کر

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کی انتہا نہیں ہے

قصہ درویش را بشنو تو نیز
تو درویش کے قصہ کو بھی سن لے

قصہ دوشیدنِ گاوِ ناز او از راہِ امتحان وسُوءِ اعتقاد

بغیر بیاہی ہوئی گائے کا آزمائش اور بداعتقادی کی وجہ سے دوہنے کا قصہ

---

[1] چوں امر کن۔ یعنی فی الفور۔ کاہشے۔ یعنی یہ سمجھا کہ میرے انکار سے ان کی دل شکنی ہوگی۔ تابرم۔ ان کے اصرار پر کہنا نہ ماننا نفس کا تکبر اور زہر تھا' دودھ زہر کو قطع کرتا ہے۔ از سمہ۔ یعنی تم سب میں سے جس بکری کو چاہو۔ دامن ببر۔ یعنی دنیوی علائق سے دامن چھڑالے۔ دوگام دونوں پاؤں۔ [2] گرتوا۔ اگر جسم پر کپڑے ہوتے ہیں تو کانٹوں میں الجھتے ہیں اسی طرح علائق دنیا راہ سلوک سے مانع بنتے ہیں۔ بیشہ۔ جھاڑی راہ کی رکاوٹ ہوتی ہے۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ سد۔ رکاوٹ۔ خارہ۔ پتھر کی ایک قسم ہے جو بہت سخت ہوتی ہے۔ [3] تیشہ۔ راہ سلوک کا کلہاڑا غیر اللہ کی نفی ہے۔ قصہ۔ اس بداعتقاد چرواہے نے اس درویش کی کرامت کو آزمانے کے لئے ایک ایسی گائے منتخب کی جو کبھی گیا بھن نہ ہوئی تھی۔

زاں شُبانی برخاست یک ژولیدہ مرد
ان چرواہوں میں سے ایک الجھا ہوا انسان
رفت سُوی گاؤ بکرے قصد کرد
گائے کی جانب چلا، بے بیاہی کا ارادہ کیا
تابگیرد امتحانِ آں فقیر
تاکہ اس درویش کو آزمائے
کِش زپستانِ توکل ہست شیر
جس کے لئے توکل کے پستان سے دودھ ہے
زد بہ پستانش چودستِ امتحاں
جب اس کے تھن پر آزمائش کے لئے ہاتھ مارا
جوی شیرے ز اندرونش شدُ رواں
دودھ کی نہر اس میں سے جاری ہو گئی
عاجزانہ پیشِ درویش آمدند
وہ نیاز مندی سے درویش کے سامنے آئے
وز عقیدت سر بہ پایِ اُو زدند
اور عقیدت سے اس کے پاؤں سر رکھ دیئے
شیر آوردند و صوفی نوش کرد
وہ دودھ لائے اور صوفی نے پیا
باز سُوی آں حرا ۱ رُوپوش کرد
پھر اس حرا کی جانب روپوش ہو گیا
جوق چوپانان بشہر اندر شدُند
چرواہوں کا گروہ شہر میں چلا گیا
لیک زیں خَرق آں ہمہ معجب بُدند
لیکن اس کرامت پر سب متعجب تھے
چند روزے زیں نمط برمی گزشت
چند دن اسی طریقہ پر گزرتے رہے
آمدندے راعیاں بر غار و دَشت
چرواہے غار اور جنگل میں آ جاتے

رفتہ رفتہ درمیانِ شہر ہم
آہستہ آہستہ شہر میں بھی
یافت شہرہ قصہ شیر و نعم
دودھ اور جانوروں کے قصہ نے شہرت پکڑلی
بر زبانِ خلق اُفتاد ایں سخن
یہ بات لوگوں کی زبان پر آ گئی
تابگوشِ شہ رسید از شاخ و بن ۲
حتی کہ شاخ اور جڑ کے ذریعہ بادشاہ کے کان میں پہنچ گئی
گفت شہ اورا زیارت کردنیست
شاہ نے کہا وہ زیارت کرنے کے قابل ہے
در جہاں دیگر نہ ازوے مردنیست
دنیا میں اس سے بہتر کوئی انسان نہیں ہے
نزدِ درویش آمد تشویش داد
وہ درویش کے پاس آیا اور پریشان کیا
صحبتِ میرو و زیر آمد فساد
امیر اور وزیر کی صحبت فساد ہے
مرد باید کز سلاطیں وا زہد
انسان کو چاہیے کہ بادشاہوں سے جدا رہے
وز امیراں ہمچو تیراں بر جہد
سرداروں سے تیروں کی طرح کود جائے
باعثِ تشویشِ وقت اند ایں گروہ
یہ گروہ وقت کی پریشانی کا باعث ہے
گشت شیطاں ہم زمکرِ شاں ستوہ
شیطان بھی ان کے مکر سے عاجز ہے
کبر و نخوتہا بخاطر پرورند
انہوں نے دل میں تکبر اور نخوتیں پائی ہیں
ہر دَمے چوں گرگ میشے بردرند
ہروقت بھیڑیئے کی طرح بھیڑ کو پھاڑتے ہیں

پیشِ سُلطان و امیراں پس مَرد
پس بادشاہ اور سرداروں کے سامنے نہ جا
تابکے باشی رعونت را گرو
تو تکبر کا کب تک گروی رہے گا؟
صحبتِ شاں کبر و غفلت آورد
ان کی صحبت تکبر اور غفلت پیدا کرتی ہے
واں قباہای قناعت ۳ بردرد
اور قناعت کی قباؤں کو چاک کر دیتی ہے
زیں جہت فرمود سُلطانِ زماں
سلطان دوراں نے اسی لئے فرمایا ہے
سیّدِ عالم نبیؐ ذو مکاں
عالَم کے سردار رتبے والے نبیؐ نے
عالماں ہستند امینِ دینِ حق
علماء دین حق کے امین ہیں
با امیراں گرنباشند ہم طبق
اگر وہ حاکموں کے ہم پیالہ نہ ہوں
خالطوھم پس لصوصِ دیں شدُند
وہ ان سے گلے ملے تو دین کے ڈاکو بنے
فاحذروھم در حقِ ایشاں زدند
پس ان سے بچوں ان کے بارے میں فرمایا ہے
چونکہ سُلطاں بعدِ عجز و لابہ
جب شاہ نے عاجزی اور خوشامد کے بعد
یافت رہ چوں قند در دو شلبہ
راستہ پالیا جیسے کہ شکر انگور کے شیرے میں
پیشِ درویش آمدن آغاز کرد
فقیر کے پاس آنا شروع کر دیا
مکر دیگر از سرِنو ساز کرد
از سر نو ایک مکر تیار کیا

۱ حرا۔ یعنی وہ غار جس میں وہ درویش معتکف تھا۔ خَرق۔ پھاڑنا یعنی وہ معجزہ یا کرامت جو عام حالات کے خلاف ظہور پذیر ہیں۔ نعم۔ چوپائے۔ شاخ۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے وہ کرامت چرواہوں سے سنی۔ ۲ بن۔ یعنی چرواہے جنہوں نے وہ کرامت خود دیکھی تھی۔ تشویش کرد۔ یعنی اس درویش کی جمعیت خاطر کو پراگندہ کیا۔ تیراں۔ یعنی راست باز لوگ۔ ستوہ۔ عاجز۔ میش۔ بھیڑ، یعنی غریب لوگ۔ رعونت۔ تکبر۔ ۳ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ عالماں۔ جو علما امرا کی صحبت سے گریز کرتے ہیں وہ دین کے امانت دار ہیں اور جو ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہیں وہ دین کے رہزن ہیں۔ لابہ۔ خوشامد۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ

گفت بادستورِ خود کائے پُر خِرد
اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اے عقلمند!
گر بشہرِ خود بریمش خوش بُود
اگر ہم اسے اپنے شہر میں لے جائیں تو اچھا ہوگا
باعثِ بَرَکاتِ ۱؎ رحمانی ویست
وہ خدائی برکتوں کا سبب ہے
سایہ سِدراتِ ربّانی ویست
وہ خدائی سدرۃ (المنتہیٰ) کا سایہ ہے
آنچنیں مَردے بشہرِ شہ نشیں
ایسا انسان پایہ تخت میں
زیبِ شاہی ہست وفرِّ چترِ دیں
بادشاہی کی رونق اور دین کے چتر کی شان و شوکت ہے
الغرض آمد وزیرِ حیلہ جُو
الغرض بہانہ باز وزیر آیا
کرد باصوفی ازیں رُو گفتگو
صوفی سے اس طرح کی بات کی
مردِ درویش از ہمہ آزادہ بُود
درویش مرد سب سے آزاد تھا
گفت مارا در غلش رفتن چہ سُود
کہا ہمیں غلش میں جانے سے کیا فائدہ
میلِ طبعم سُوی ویرانہ بسے ست
میرا ویرانہ کی جانب بہت میلان ہے
طالبِ آرامِ خود را ہر کسے ست
ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے
طالبِ آرامِ نفسِ خود نیَم
میں اپنے نفس کے آرام کا طالب نہیں ہوں
طالبِ آرامِ جاں رُوحانیم
میں روحانی جان کے آرام کا طالب ہوں

در حقِ مَن مصلحت عُزلت نمود
میرے بارے میں تنہائی مناسب نظر آتی ہے
درمیانِ گاوٗ وخر ماندن چہ سُود
گاؤ خر کے درمیان رہنے سے کیا فائدہ؟
گفت پیغمبرؐ سلامت وحدت ست
پیغمبرؐ نے فرمایا تنہائی سلامتی ہے
آفتِ جانِ مِہاں ایں کثرت ست
بڑوں کی جان کی آفت یہ کثرت ہے
گفت اگر بگزیدے عُزلت را رسولؐ
اس نے کہا اگر رسولؐ تنہائی اختیار فرماتے
کے رسیدے دیں بفرعاں از اصول ۲؎
دین اصول سے فروغ تک کب پہنچتا؟
اولیا زیں گونہ گر گشتے وحید
اولیاء اگر اس طرح سے اکیلے ہوتے
راہِ حق بااہلِ عالَم چوں رسید
دنیا والوں کو حق کا راستہ کیسے پہنچتا؟
سُنّتِ پیغمبراں دعوت بُود
پیغمبر دن کی سنت دعوت دینا ہے
آں ولی ہم بر طریق او رَوَد
ولی بھی انہی کے راستہ پر چلتا ہے
گفت پیغمبرؐ کہ یَہْدِی اللّٰہُ بِکَ
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اللہ تیرے ذریعہ سے ہدایت دیدے
خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ اِنْکَانَ لَکَ
تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اگرچہ تجھے حاصل ہوں
گفت درویش ایں ہمہ حق ست ولیک
درویش نے کہا یہ سب درست ہے، لیکن
ہر کہ ۳؎ بیمارست گو پرہیز نیک
جو بیمار ہے کہدے، پرہیز اچھا ہے

ورنہ پرہیزی زجاں دستے بشو
اور اگر تو پرہیز نہیں کرتا تو جان سے ہاتھ دھولے
رنج زائد گشت و صحت شد فرو
بیماری بڑھی اور صحت گھٹی
وانکہ صحت یافت مطلق از مرض
درویش نے مریض سے پوری صحت پالی
بادوا وحِمیہ اُورا چہ غرض
دوا اور پرہیز سے اسے کیا غرض؟
انبیاء و اولیائِ راسخاں
انبیاء اور پکے ولی
رَستہ انداز رنجِ مُطلق اے فلاں
اے فلاں! بیماری سے بالکل بچ گئے ہیں
لیک در مَن شمّہ بیماری ست
لیکن مجھ میں کچھ بیماری ہے
زیں سبب از حمیہ اَم ناچاری ست
اس لئے میرے لئے پرہیز ضروری ہے
باز فرمودآں وزیرِ نیک خُو
اس نیک مزاج وزیر نے پھر کہا
کیں ہمہ از ہضمِ نفسِ خود مگو
یہ سب اپنی کسرِ نفسی سے نہ فرمایئے
ترکِ دنیا دادی و خود ناسدی
آپ نے دنیا چھوڑی اور خود دنیا کی جانب نہیں آئے
مابہ پیشت آمدیم از عامدی
ہم قصداً آپ کے پاس آئے ہیں
نفسِ پاکت جانِ ماروشن نمود
آپ کے پاک نفس نے ہماری جان روشن کردی
آفتابے گشت گرچہ تیرہ بُود
اگرچہ وہ مکدر تھی سورج بن گئی

۱؎ برکاتِ۔ برکات میں راء کا سکون شعری ضرورت سے ہے۔ سدرات۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جو حضرت جبرئیل کے عروج کی سرحد ہے۔ بشہر شہ نشیں۔ پائے تخت۔ چتر۔ چھتر۔ طالب آرام۔ ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے میری روح کو بھی خلوت میں آرام ملتا ہے۔ عُزلت۔ گوشہ نشینی کے دو خر بے عقل دنیادار۔ رسول۔ اگر آنحضورؐ گوشہ نشینی اختیار کر لیتے تو صحابہؓ بھی گوشہ نشین بن جاتے اور دین کی اشاعت نہ ہوتی۔ فرعاں یعنی تابعین ۲؎ اصول۔ یعنی صحابہؓ کثرت۔ یعنی مخلوق کی کثرت اور مجمع۔ دعوت۔ یعنی دین کی طرف بلانا۔ گفت پیغمبرؐ۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا اگر تیرے ذریعہ کسی ایک کو ہدایت دیدے تو تیرے لئے دنیا کی دولتوں سے بہتر ہے۔ حُمر النعم۔ سرخ اونٹ یہ عرب کا بہت قیمتی مال تھا ۳؎ ہر کہ بیمار۔ ہر چیز کا کھانا صحت مند کے لئے درست ہے بیمار کیلئے پرہیز ضروری ہے مجھ میں ابھی باطنی بیماری موجود ہے لہٰذا مجمع سے پرہیز بہتر ہے۔ حمیہ۔ پرہیز۔ انبیاء۔ نبی اور ولی پورے صحتمند ہیں ان کو کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ کیں ہمہ۔ یعنی اپنے مریض ہونے کی بات۔ ترک۔ آپ نے دنیا چھوڑی یا دنیا خود آئے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

در ۱ حضورت از ہوا و از ہوس
آپ کی موجودگی میں ہوا اور ہوس
می نماند در دلِ کس ہمچو خس
کسی کے دل میں تنکے کے برابر نہیں رہتی
چونکہ خیرُ النّاسِ مَن یَنفعُ شدست
چونکہ لوگوں میں وہ بہتر ہے جو لوگوں کو نفع پہنچانے آیا ہے
تو بدیں حبلُ المتین آویز دست
آپ اس مضبوط رسی کو پکڑ لیں
غافلاں از فیضِ تو ذاکر شوند
آپ کے فیض سے غافل ذاکر بن جائیں گے
واں کفورانِ نعم شاکر شوند
اور وہ نعمتوں کے کافر شاکر بن جائیں گے
گفت صوفی چاہ بر تشنہ نرفت
صوفی نے کہا کنواں پیاسے کے پاس نہیں گیا ہے
تشنہ را باید کہ آید چست و تفت
پیاسے کو چاہیے کہ چست اور جلد آئے
در دلِ ہر کس کہ میل و رغبت ست
جس شخص کے دل میں میلان اور رغبت ہو
گو بیا کایں گوی وایں میدان ہست
کہہ دے' آ جا یہ گیند اور یہ میدان ہے
مدّتے بگذشت تا عرضش قبول
ایک زمانہ گذر گیا کہ اس کی گزارش قبول
می نکرد آں صوفیِ عینُ ۲ الوصول
نہ کرتا تھا وہ صوفی وصول (الی اللہ) کا چشمہ
آخرش چوں دید ابرامِ وزیر
بالآخر جب اس نے وزیر کا اصرار دیکھا
کرد در دل حیلہ آں مردِ بصیر
اس مرد بصیر نے دل میں ایک تدبیر کی

گفت خوب امروز بہرِ فرحِ تو
کیا اچھا آج تیری خوشی کی خاطر
سوی قصرِ شاہ گردم راہ جو
راستہ تلاش کرتا ہوا شاہ کے قلعہ کی جانب آجاؤں گا
بعدازاں ہرچہ صلاحِ وقت ہست
اس کے بعد جو بھی وقت کے مناسب ہو گا
حسبِ حالت در عمل آوردن ست
حسب حال عمل میں لانا ہے
رفت آں درویش ہمراہِ وزیر
وہ درویش وزیر کے ساتھ چل دیا
سوی دولت خانہ شاہِ کبیر
سلطان معظم کے دولت خانہ کی جانب
چوں زدورش دید شہ از جا بجست
جب بادشاہ نے اس کو دور سے دیکھا کھڑا ہو گیا
بہرِ استقبال ایستاد او چو مست
وہ بیخود کی طرح استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا
بہرِ استخلاصِ خود آں پیر مرد
اس پیر مرد نے اپنے چھٹکارے کے لئے
سنگہا برتافتن آغاز کرد
پتھر پھینکنے شروع کر دیئے
بے محابا زد بسلطاں آنچناں
بادشاہ کے بے تکلف اس طرح مارے
کو فراری گشت زاں سنگِ گراں
کہ وہ اس بھاری پتھر سے فرار کرنے والا بن گیا
رفت زاں صُفّہ بروں بگریخت تفت
وہ اس سائبان کے نیچے سے باہر نکل گیا جلد بھاگا
تا رہد زاں سنگہائے کُنگ و زفت
تا کہ ان موٹے بھاری پتھروں سے بچ جائے

مردِ درویش از ہنر مستانہ وار
درویش مرد نے ہنر مندی سے دیوانہ وار
سنگ برتابید از یک تا ہزار
ایک سے ہزار تک پتھر پھینکے
میزد او کشکنجر و صد منجنیق ۳
وہ گرلہ اور سینکڑوں گوپھن پھینکتا تھا
سوی آں شاہِ وفادارِ عشیق
اس وفا دار عاشق شاہ کی جانب
کہ بدیں حیلہ خلاصِ من شود
کہ اس تدبیر سے میری خلاصی ہو جائے
خوانَدم دیوانہ ترکِ من دہد
مجھے دیوانہ کہہ دے' مجھے چھوڑ دے
شاہ چوں بیروں برآمد زاں مکاں
بادشاہ جب اس مکان سے باہر نکلا
حیلۂ دیگر بیامد ز آسماں
آسمان سے دوسری تدبیر ہو گئی
سقفِ آں خانہ فتاد از بیخ و بن
بیخ و بنیاد سے اس گھر کی چھت گر گئی
جز کہ نامے نہ ازاں سُورِ کہن
اس پرانی دیوار کے نام کے سوا کچھ نہ رہا
شاہ دانست ایں ہمہ از لطف بود
شاہ نے سمجھا یہ سب مہربانی تھی
در شکستِ او ہزاراں ہست سود
اس کے گر جانے میں ہزاروں فائدے ہیں
او خلاصی جست و شد زنجیر چست
اس نے بھاگنا چاہا اور زنجیر سخت ہو گئی
ایں چنیں حکمِ قضا بود از نخست
قضاء (خداوندی) کا پہلے ہی سے یہ فیصلہ تھا

۱ درحضورت۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دوسروں کے امراض زائل ہوتے ہیں تو آپ کے اندر مرض کہاں ہے۔ حبل المتین۔ مضبوط رسی یعنی آنحضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو فائدہ پہنچائے۔ گفت صوفی۔ درویش نے کہا پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ ۲ عین الوصول۔ یعنی درویش الی اللہ کا چشمہ تھا۔ ابرام۔ عاجز کر دینا۔ بہر استخلاص۔ اس درویش نے اپنے چھٹکارے کے لئے پتھر مارنے شروع کر دیئے تا کہ اس کو دیوانہ سمجھ کر ہی چھوڑ دیں۔ برانداختن۔ صف۔ سائبان والا چبوترہ۔ کنگ۔ قوی ہیکل۔ کشکنجر۔ قلعہ شگاف گولہ۔ ۳ منجنیق۔ خلاخن' گوپھن۔ حیلہ دیگر۔ دوسری تدبیر جس کا بیان آئندہ اشعار میں آئے۔ شاہ دانست۔ بادشاہ نے یہ سمجھا کہ درویش کو چونکہ کشف سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ مکان گرنے والا ہے لہٰذا پتھر مار کر اس میں بھگایا ہے۔ او۔ اس حرکت کے بعد درویش نے بھاگنا چاہا تو دروازے کی کنڈی نہ کھلی اور وہ بھاگ نہ سکا۔

آمد واز صدق در پائش فتاد
آیا اور سچائی سے اس کے پاؤں پر گر گیا

کہ نہاں در جورِ تو صد لطف و داد
کہ آپ کے ظلم میں سینکڑوں مہربانیاں اور عطائیں ہیں

خضر ا کشتی را شکستے میدہد
خضر کشتی کو توڑتے ہیں

در شکستنش کشتی از ظالم رہد
ان کے توڑنے سے کشتی ظالم سے بچ جاتی ہے

تو مرا چوں خضرؑ بر ساحل کشی
تو مجھے خضرؑ کی طرح کنارے پر کھینچتا ہے

از ہزاراں ورطۂ قاتل کشی
ہزاروں قاتل گڑھوں سے کھینچتا ہے

گفت صوفی ایں ہمہ حکمِ خداست
صوفی نے کہا یہ سب خدا کا حکم ہے

رفت چوں حکمِ خدا چارہ کجاست
جب خدا کا حکم ہو گیا تدبیر کہاں ہے؟

بر مشیتہائے او باید تنید
اس کی مشیتوں پر چلنا چاہیے

چند روزے زہر ہم باید چشید
چند دن زہر بھی چکھنا چاہیے

لاجرم گفتِ شہنشہ را شنید
اس نے لامحالہ بادشاہ کی بات مان لی

باز غارِ چوں حرا بیروں کشید
حرا جیسے غار سے قدم باہر نکال لیا

شاہ قصر و خانقاہے خوب ساخت
بادشاہ نے عمدہ محل اور ایک خانقاہ بنا دی

وز دُرد گنج و گہر بیحد نواخت
اور بے شمار موتی اور خزانہ اور جواہر سے نوازا

کرد صوفی را مکینِ آں مکاں
صوفی کو اس مکان کا مکین بنا دیا

ہمچو مہ در خرمنِ ہالہ چماں
چاند کی طرح ہالہ کے خرمن میں ٹہلنے والا

آں فقیر پاک جان و راستباز
وہ پاک جان اور راستباز فقیر

شد باہر در جوارِ عزّ و ناز
بظاہر عزت اور ناز کی پناہ میں آ گیا

لیک پنہاں از ہمہ در حجرۂ
لیکن ایک حجرے میں سب سے چھپ کر

آشِ جو پیشش کشیدے سفرۂ
آشِ جو کا دسترخوان اپنے سامنے بچھاتا

پوستین و دلق را کردے بر
پوستین اور گدڑی کو پہنتا

در جہادِ نفس بودے مستمر
نفس کے جہاد میں لگا رہتا

چوں ۲ ایاز آں چارق واں پوستیں
ایاز کی طرح وہ چپل اور وہ پوستین

در مقفل حجرہ چوں گنج دفیں
مقفل حجرہ میں مدفون خزانہ کی طرح تھے

عشق باآں پوستیں خوش باختے
اس پوستین کے ساتھ اچھا عشق رکھتا

خویش را بر فقر محکم ساختے
اپنے آپ کو فقر پر مضبوط بناتا

ہیچ زیں دولت نبودش حاصلے
اس دولت سے اس کو کچھ حاصل نہ تھا

غیر ایثارِ فقیرے فاضلے
فاضل فقیر پر ایثار کرنے کے علاوہ

گرچہ دنیا ہست ملعونِ ازل
اگرچہ دنیا ازلی ملعون ہے

لیک دار الحمد شد بیت العمل
لیکن عمل گاہ دار الحمد ہے

مالِ دنیا گرچہ زہر آگندہ ہست
دنیا کا مال اگرچہ زہر بھرا ہے

چوں بمصرف میدہی فرخندہ ہست
اگر تو مصرف میں خرچ کرے مبارک ہے

گر کنی رادی ۳ شہ اسکندری
اگر تو سخاوت کرے تو اسکندر بادشاہ ہے

ورنہ بر جیفہ سگِ بلغندری
ورنہ تو مردار پر جھپٹنے والا کتا ہے

مالِ دنیا را بقائے گرچہ نیست
دنیا کے مال کے لئے اگرچہ بقا نہیں ہے

بہر صید مرغ عقبیٰ خوش فنی ست
آخرت کے پرندکے شکار کیلئے بہترین ترکیب ہے

ابتلا و امتحانِ ایزدی
خدائی آزمائش اور امتحان نے

داد شیطاں راز رو سیم روی
شیطان کو برا سونا اور چاندی دے دیا

بودنِ دنیا بدانا خوشترست
عقلمند کے پاس دنیا کا ہونا اچھا ہے

زانکہ جاہل را خود او سم و خرست
کیونکہ وہ جاہل کیلئے خود زہر اور نقصان ہے

ہر کہ افسوں داند از مارش چہ ضر
جو شخص منتر جانتا ہے اس کو سانپ سے کیا نقصان؟

مار اورا یار باشد بے خطر
سانپ اس کے لئے بے خطر دوست ہو گا

۱ خضر۔ حضرت خضرؑ نے کشتی توڑ کر بظاہر نقصان کیا لیکن اس میں کشتی کا بچاؤ پوشیدہ تھا۔ گفت۔ جب صوفی کی یہ تدبیر بھی الٹی پڑی تو دل میں سوچا کہ یہی خدا کا حکم ہے کہ میں اس بادشاہ کے ساتھ رہنا شروع کر دوں۔ زہر۔ یعنی بادشاہ کی صحبت۔ ہالہ۔ خرمن ماہ' چاند اور سورج کے چاروں طرف روشنی کا دائرہ جو کبھی نمایاں ہوتا ہے۔ آش۔ ہر وہ کھانا جو پیا جا سکے جیسے شوربا یا دلیا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ ۲ چوں ایاز۔ ایاز نے اپنے عروج کے وقت میں بھی اپنی غربت کے چپل اور پوستین کو مقفل کر رکھا تھا اور اس کو عبرت کیلئے دیکھا کرتا تھا۔ غیر ایثار۔ یعنی اپنی دولت سے فقراء کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ لیک۔ اگر انسان دنیا کو دار العمل بنائے تو وہ دار الحمد ہے۔ فرخندہ۔ مبارک۔ ۳ رادی۔ جوانمردی' سخاوت۔ جیفہ۔ مردار۔ بلغندر۔ جھپٹنے والا جھگڑنے والا۔ ابتلاء۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کی آزمائش کیلئے یہ تصرف دیدیا ہے کہ وہ چاندی سونے سے جو نفس الامر میں بیکار چیز ہے انسان کو پھنسا دیتا ہے۔

دَرندانی تو فسوں گردش مگرد
اور اگر تو منتر نہیں جانتا اس کے گرد نہ گھوم
تانبازی جانِ خودرا بے نبرد
تاکہ تو کوئی بغیر جنگ کے اپنی جان نہ ہار دے

در بیانِ معنیٔ آں حدیث کہ اَلدُّنیا[۱] مَزرَعَةُ الآخِرَة و تفصیلِ آں
اس حدیث کے معنیٰ کا بیان کہ دنیا آخرت کا کھیت ہے اور اس کی تفصیل

زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
مزرعة الآخرت ہست ایں سَرا
یہ سرائے آخرت کا کھیت ہے
گرز دستت میشود تخمے بکار
اگر تیرے ہاتھ سے ہو سکے تو بیج بو
تابر آری خرمنے روزِ شمار
تاکہ حساب کے دن تو کھلیان اٹھا لے
ورنہ کاری مُفلسی یوم التّناد
اور اگر تو نہ بوئے تو قیامت کے دن مفلس ہے
گشتۂ مغبون وخاسر بے مُراد
ٹوٹنے میں بے مقصد اور نقصان اٹھانیوالا بن گیا
تخم را میکارد آبے ہم بپاش
بیج بو اور پانی بھی چھڑک
تابری یوم الحصاد[۲] از غلّہ ہاش
تاکہ کاٹنے کے دن تو اس کی پیداوار اٹھائے
درنمی کاری چہ برداری ازو
اور اگر تو نہ بوئے گا تو اس سے کیا اٹھائے گا؟
روزِ محشر اے عُتُلّ واے عُتو
محشر کے دن اے ستمگار اور اے سرکش!

ہیچ مَن یَّعمَل بقرآں خواندۂ
تو نے کبھی من یعمل قرآن میں پڑھا ہے
ایں چنیں کاہل چرا وا ماندۂ
تو ایسا کاہل کیوں پڑا ہے؟
ہست حکمِ پاک اُو شَرًّا یَّرَہ
اس کا پاک "حکم" شَرًّا یَّرَہ ہے
باز بہرِ صالحاں خَیرًا یَّرَہٗ
پھر نیکوں کے لئے خَیرًا یَّرَہٗ ہے
در نپاشی آب دانہ خشک شُد
اور اگر تو پانی نہ چھڑکے گا بیج سوکھ جائے گا
داں ہمہ رنج و تعب خود لغو بُد
وہ سب تکلیف اور تھکن لغو تھی
آب دہ از چشمہ چشم اے جواں
اے جوان! آنکھ کے چشمے سے پانی دے
تاشود حرثِ[۳] تو سبز و کامراں
تاکہ تیری کھیتی سبز اور کامیاب ہو
ہم زدُزداے جانِ من غافل مباش
اے میری جان! چور سے بھی غافل نہ رہ
تا نبُرد خام راآں بد قماش
تاکہ وہ بدفطرت کچی نہ کاٹ لے
دُزد پنہاں از نظرہائے عوام
چور عوام کی نگاہ سے چھپا ہوا
مید ود در فکرِ زرعت صبح و شام
تیری کھیتی کی فکر میں صبح و شام دوڑتا رہتا ہے
پس ہمہ شب کُن حراست دار پاس
پس تمام رات حفاظت کو خیال رکھ
تانہ مُستاصَل کند دُزدش زداس
تاکہ چور اس کو درانتی سے نہ اکھاڑے

گردمے غافل شوی از پاسِ اُو
اگر تو اس کی حفاظت سے تھوڑی دیر کیلئے غافل ہوگا
می نہد در کشت تو صدد اس اُو
تو وہ تیری کھیتی میں سیکڑوں درانتیاں رکھ دے گا
کُستہ خرمن راز کشمانت بَرد
تیرے کوٹے ہوئے کھلیان کو تیرے کھیت سے لیجاتا ہے
یک بیک اعضا چو کشتارت بُرد
تیرے ایک ایک عضو کو مرغ بسمل کی طرح کاٹ دیتا ہے
گر بغفلت خفتی و رَیع تو رَفت
اگر تو غفلت سے سو گیا اور تیری پیداوار چلی گئی
یا بہ نسیاں شُد گناہے از تو زَفت
یا تجھ سے بھولے سے کوئی بھاری گناہ ہو گیا
باخود آ زُودد ندامت پیشہ کُن
جلد ہوش میں آ جا اور ندامت اختیار کر
وز حسابِ روزِ حشر اندیشہ کُن
حشر کے دن کے حساب سے ڈر
گرتو غافل گردی اُو زرعت بُرد
اگر تو غافل بنا وہ تیری کھیتی کاٹ لے گا
بلکہ از توآں کسیرج را بَرد
بلکہ تجھ سے وہ موتی لے جائے گا
کاربا ہُشیاری و بیداری ست
معاملہ ہوشیاری اور بیداری کا ہے
ہر کہ غافل گشت میداں ناری ست
جو غافل بنا جان لے جہنمی ہے
پاسبانِ توبہ را بروے گمار
توبہ کا محافظ اس پر مقرر کر دے
تابوقتِ خواب تو آید بیکار
تاکہ تیری نیند کے وقت وہ تیرے کام آئے

---

۱ الدُّنیا۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا دنیا آخرت کا کھیت ہے یعنی جو یہاں بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔ یوم التناد۔ پکار کا دن محشر۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ ۲ یوم الحصاد۔ کھیتی کے کاٹنے کا دن محشر میں یعمل قرآن میں ہے فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ جو شخص ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو دیکھے گا۔ ۳ حرث۔ کھیتی حراست۔ حفاظت۔ مستاصل۔ جڑ سے اکھڑا ہوا۔ دامن۔ درانتی۔ داس درانتی کستہ۔ کوفتہ۔ کشمان۔ کھیت۔ کشتار۔ مرغ بسمل۔ ریع۔ پیداوار۔ کسیرج۔ مروارید یعنی ایمان۔ ناری۔ جہنمی

تو بخواب اُو خوش نگہبانی کند
تو نیند میں ہے وہ اچھی نگہبانی کرتا ہے

ایں چنیں حارس[1] خدا! مارا دِہَد
خدا ایسا نگہبان ہمیں عطا کر دے

ایں سخن پایاں ندارد نیک مَرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اے نیک مرد!

سُوی حالِ صوفیِ خود باز گرد
اپنے صوفی کے حال کی جانب واپس چل

رجوع بداستانِ درویش و وَداع شدن دنیا ازاں مَردِ حقیقت اندیش

درویش کی داستان کی طرف رجوع اور اس حقیقت اندیش مرد سے دنیا کا رخصت ہو جانا

مُدّتِ دو سال ہم زیں سان گذشت
دو سال اسی طریقہ سے گذرے

ہیچ صوفی از طریقِ خود نگشت
صوفی اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بُود رسمِ شہ چو اُو گشتے سوار
بادشاہ کی عادت تھی جب وہ سوار ہوتا

بہرِ نظمِ مُلک یا سُوی شکار
سلطنت کے انتظام کے لئے یا شکار کی جانب

وقتِ رَجعت سُوی درویش آمدے
وہ واپسی کے وقت درویش کی جانب آتا

وقفہ کردے زائرِ آں مَہ شُدے
ٹھہرتا اس چاند کی زیارت کرنے والا بنتا

ہم بریں مِنوال بُودش کاروبار
اس کا کاروبار اسی طریقہ پر تھا

دندریں اثنا شہِ آں کار و زار
اور اس اثناء میں وہ کار و زار کا شاہ

داشت با پروردگارِ خود نیاز
اپنے پروردگار کے ساتھ نیاز مندی رکھتا

ناگہاں آں زن کہ اوّل آمدش
اچانک وہ عورت جو اس کے پاس پہلے آئی تھی

بارِ دیگر گشت پید از دَرش
اس کے دروازے سے دوسری بار نمودار ہوئی

گفت صوفی چہ آوردی بگو
صوفی نے کہا' ہائیں کیا لائی ہے بتا؟

چیست باز ایں سُو چرا کر دی تو رُو
کیا ہے؟ تو نے پھر اس طرف رخ کیوں کیا؟

گفت بہرِ رخصتِ تو آمدم
اس نے کہا آپ سے رخصت ہونے کیلئے آئی ہوں

اَلْوَداع اے جاں کہ من رخصت شدم
اے جان! الوداع کہ میں رخصت ہوتی ہوں

گفت دُور اے بیوفا مکّار زال
اس نے کہا اے بیوفا مکار بوڑھی دور ہو جا

صد ہزاراں دام داری زیرِ چال
تو کنویں کے نیچے ہزاروں جال رکھتی ہے

تو فسونِ خود بہرِ کس میدمی
تو ہر شخص پر اپنا منتر پھونکتی ہے

گشت چوں رامِ تو آخر می رمی
وہ جب تیرا فرمانبردار ہو گیا انجام کار تو بھاگ جاتی ہے

ہاں برو کایں دلقِ من ویں پوستیں
ہاں چلی جا' کیونکہ یہ میری گدڑی اور یہ پوستین

من فریب از غدرِ تو کے خوردہ ام
تیری غداری سے میں نے فریب کب کھایا ہے

پے بضُعفِ عہدت اوّل بُردہ ام
میں نے تیرے عہد کی کمزوری کا پہلے ہی پتہ لگایا ہے

زُود باش اے بے حیا زیں جا بِرُو
اے بے حیا! جلدی کر اس جگہ سے چلی جا

تا بکے داری بافسونم گرُو
مجھے منتر میں کب تک پھنسائے گی؟

از نظر غائب شدُ آں فتّانہ زن
وہ فتنہ میں مبتلا کرنے والی عورت نظر سے غائب ہو گئی

در[2] تفکر رفت صُوفی از فِتن
فتنوں سے صوفی سوچ میں پڑ گیا

چوں رَوَد ایں شورشِ بلغاکِ مَن
یہ میرے غوغا کی شورش کیسے جائیں گے؟

چوں کشنہا کم شود زیں انجمن
اس محفل سے جھگڑے کیسے جائیں گے؟

شیرج و کُسبہ چساں گردد جدا
تیل اور کھل کیسے جدا ہوں گے؟

یرغ بررُوی جواں اُفتد چرا
جوان کے چہرے پر شکن کیوں پڑے گی؟

کز چہ[3] زاید تا ہمہ دولت رَوَد
کس بات سے ہوگا کہ تمام دولت چلی جائے گی؟

آفتابِ عزّ من کاسِف شوَد
میری عزت کا سورج گرہن میں ہو جائے گا

خواند لاحول و بحق مشغول گشت
اس نے لاحول پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو گیا

---

[1] حارِس۔ نگہبان۔ رُجعت۔ واپسی۔ وقفہ۔ ٹھہراؤ۔ مہ۔ یعنی درویش۔ منوال، طریقہ۔ مہر۔ محبت۔ دندریں۔ اس وقفہ میں درویش اپنے مجاہدوں میں لگا رہتا۔ آں زن۔ یعنی دنیا جو عورت کی صورت میں آئی تھی۔ ہے۔ تعجب۔ چال۔ چاہ' کنواں ہا کو لام سے بدل لیا جاتا ہے۔ [2] در تفکر۔ جب دنیا نے الوداع کہا تو درویش سوچنے لگا کہ یہ دنیا مجھ سے کیسے جدا ہوگی میرے چاروں طرف کا مجمع کیسے غائب ہو جائے گا میں اور بادشاہ جو تیل اور کھل ہیں کیسے ایک دوسرے جدا ہونگے بادشاہ کے چہرے پر شکن کیسے آئی گی۔ فتانہ۔ فتنہ میں مبتلا کرنے والی۔ فتن۔ فتنہ کی جمع ہے۔ بلغاک۔ شور وغوغا۔ کشن۔ بوزن چمن۔ بسیاری انبوہی۔ شیراج۔ تل کا تیل۔ کسبہ۔ کھل۔ یرغ۔ شکن۔ جوان۔ یعنی بادشاہ۔ [3] کز چہ۔ یہ کس بات سے ہوگا کہ دنیا مجھ سے بھاگ جائے گی اور میری دولت نہ رہ سکی اور میری عزت کا چاند گرہن ہوگا۔ خواند۔ اس تفکر پر اس نے لاحول پڑھی اور یاد خدا میں لگ گیا۔ کان امر اللہ۔ لیکن اس درویش سے دنیا کا چلا جانا ہے خدائی حکم تھا جو ہر کر رہا۔

بُود بر مہرِ فقیر اُو جاں نثار
وہ فقیر کی محبت پر جان چھڑکنے والا تھا
چوں قضا آید شود بر عکس کار
جب قضا آتی ہے کام الٹا ہو جاتا ہے
جملہ تدبیرات باطل گشت و زار
تمام تدبیریں باطل اور کمزور ہو جاتی ہیں
حق چو میخواہد کہ کارے را کُند
جب خدا چاہتا ہے کہ کوئی کام کرے
سِلسلہ اَسباب را جنبش دہد
اسباب کے سلسلہ کو حرکت دیدیتا ہے
از ۱ قضا در صبحِ آں روزِ سعید
تقدیر سے اس اچھے دن صبح کو
شاہ سُوئے کوہ شُد بہرِ مَصید
بادشاہ شکار کے لئے پہاڑ کی جانب گیا
خستے بسیار کرد و رنج بُرد
بڑی محنت کی اور تکلیف برداشت کی
ہیچ باصیدے در آنجا دانخورد
کوئی شکار اس جگہ نہ ملا
تَعب بیحدے چشید و رنج سخت
بیحد تھکن اور سخت تکلیف چکھی
شُد زتابِ مہر جانش لخت لخت
سورج کی گرمی سے اس کی جان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی
در اَیاب آں شاہ بر رَسمِ قدیم
وہ شاہ قدیم عادت کے مطابق واپسی میں
قاصدِ درویش شُد اُو زاں رقیم
اس پہاڑ سے درویش کا قصد کرن والا بن گیا
آمدہ بَرپایِ صوفی اُو فتاد
آیا صوفی کے پاؤں پر گر گیا
بوسہا زد بردو پایش زاعتقاد
اعتقاد سے اس کے دونوں پاؤں چومے
وقتِ گرما بُود و تاباں آفتاب
گرمیوں کا وقت تھا اور سورج چمک رہا تھا

ہر دو موجودست پیشِ من ببیں
دیکھ لے دونوں میرے سامنے موجود ہیں
تکیہ بر دیوار زد خوابش بُبرد
دیوار کا سہارا لیا، اس کو نیند آ گئی
سُوئے سایہ ہر عَسَے رہ می سپُرد
سایہ کی جانب ہر شخص راستہ اختیار کرتا ہے
شاہ تنہا ماندو آں صوفیِ صاف
شاہ اور صوفی صافی تنہا رہ گئے
از میانِ شاہ خنجر خوش غلاف
شاہ کی کمر سے عمدہ خلاف کا خنجر
در تقلّبہا فتادش بر شکم
کروٹیں لینے میں اس کے پیٹ پر گر گیا
مَردِ درویش از رہِ لُطف و کرم
درویش مرد نے لطف و کرم کے طریقہ پر
خواست کاں را از شکم یکسُو کُند
چاہا کہ اس کو اس کے پیٹ سے علیحدہ کردے
جائی دیگر دُور تراز وَے نہد
دوسری جگہ اس سے دور رکھ دے
چشمِ شہ یکبارگی بیدار شُد
شاہ کی آنکھ اچانک کھل گئی
دید چوں خنجر برہنہ زار شُد
جب کھلا ہوا خنجر دیکھا عاجز رہ گیا
زُود بَرجست و بقصرِ خویش رفت
فوراً اٹھا اور اپنے قلعہ میں چلا گیا
لیک جانش از غضب سوزاں و تفت
لیکن غصہ سے اس کی جان جل بھن گئی
گفت زُود آرید آں دستُور را
حکم دیا فوراً وزیر کو لاؤ
تا براند از وَ سرایں بے نُور را
تاکہ وہ اس بے نور کا سر اڑا دے
من چہ خوبیہا بجائش کردہ ام
میں نے اس کے ساتھ کس قدر بھلائیاں کی ہیں

کانَ امرُ اللہ چوں مفعولِ گشت
خدائی حکم تھا جبکہ واقع ہوا
پس سزائے نیکوئی زینساں بُود
تو بھلائی کا بدلہ ایسا ہوتا ہے؟
کز برائی کشتنم خنجر کشد
کہ میرے قتل کرنے کو خنجر سونتے
شُد وزیر آگاہ و استغفار کرد
وزیر آگاہ ہوا اور معافی چاہی
در شفاعت پیشِ شہ اصرار کرد
شاہ کے سامنے سفارش میں اصرار کیا
گفت بخشیدم بتُو جانش خموش
اس نے کہا کہ میں نے تیری وجہ سے اس کی جان بخشی کی خاموش ہوجا
۲ کُن بدروے را بیک بنی دو گوش
اس کو ایک ناک دوکان کے ساتھ نکالدے
ایں بُود صدو وفاءِ پُر دَول
دولتمندوں کی سچائی اور وفاداری یہ ہوتی ہے
کزپے وہمے بَعدواں پُر دُول
کہ ایک وہم کی وجہ سے عادت میں بدل گیا
دل مَنہ بر لُطفِ میراں و وزیر
سرداروں اور وزیر کی مہربانی سے دل نہ لگا
در ۳ دَمے خُلداند و در دیگر سَعیر
گھڑی میں جنت ہیں اور گھڑی میں دوزخ ہیں
از یکے وہم آں تلطُّف کینہ شُد
ایک وہم سے وہ مہربانی کینہ بن گئی
ہمچو کانوں در تلہُّب سینہ شُد
لپٹیں مارنے میں سینہ بھٹی بن گیا
می نہ بندی دل بآں سُلطاں چرا
تو اس شاہ کے ساتھ دل کیوں نہیں وابستہ کرتا؟
کُو ہزاراں جُرم بخشد از عَطا
جو بخشش سے ہزاروں خطائیں معاف کردیتا ہے
جُرمہا دیدہ وظیفہ می دہد
خطائیں دیکھتے ہوئے روزی دیتا ہے

۱ از قضا۔ زوال کے اسباب کا بیان ہے۔ مصید۔ شکار۔ تاب مہر۔ سورج کی تپش۔ ایاب۔ واپسی۔ رقیم۔ پہاڑ، غار۔ تقلبہا۔ یعنی نیند میں کروٹیں بدلنے سے۔ زار۔ عاجز، دستور۔ وزیر۔ تابرانداز و۔ اس کا سر قلم کردے۔ ۲ کن بدر۔ نکال دے۔ بیک بنی۔ یعنی سب مال و دولت چھینک کر۔ پردول۔ دولتوں کا مالک۔ بعدواں۔ عادت۔ ۳ در دمے۔ یہ بادشاہ کسی وقت جنت کسی وقت دوزخ ہوتے ہیں۔ تلطف۔ مہربانی کرنا۔ کانوں۔

اند کے آسود شہ زاں حر و تاب
اس گرمی اور تابش کی وجہ سے شاہ نے تھوڑا سا آرام کیا
ہر خطا کردی وبا زار آمدی
تو نے جو خطا کی اور عاجزی سے آیا
از خواصِ خاصِ در بارش شُدی
اس کے دربار کا خاص الخاص بن گیا
مالِ دنیا را وفا خود ایں بُوَد
دنیا کے مال کی یہی وفاداری ہوتی ہے
دل در و بستن زنقصِ دیں بُوَد
اس سے دل وابستہ کرنا دین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے
جاں بَبُرد از مکرِ دنیا مردِ خوش
بھلا آدمی دنیا کے مکر سے جان بچا لے گیا
چوں نہ بست اُو دلبراں مغرور کش
چونکہ اس نے اس فریب خوردہ کو قتل کرنے والی سے دل وابستہ نہ کیا
گر ا فتادے اندر و گشتے ہلاک
اگر اس میں مبتلا ہو جاتا، ہلاک ہو جاتا
ہمچو بلغم می شدے مسجونِ خاک
بلغم کی طرح مٹی کا قیدی بن جاتا
زیرِ تیغِ بیدریغِ شاہِ دُوں
کمینہ بادشاہ کی بے دریغ تلوار کے نیچے
میشدے درویش بس زار و زبوں
درویش بہت عاجز اور مغلوب ہو جاتا
چونکہ حزم و احتیاطے کردہ بُود
چونکہ اس نے حزم اور احتیاط کی تھی
میل سُوئے مالہا نا وردہ بُود
مالوں کی جانب میلان نہ کیا تھا
جاں سلامت برُد ازیں خدّاعہ اُو
وہ اس دھوکے کے باز سے جان بچا لے گیا
دل بنہ ہرِ اُو مبندا ے یار تو
اے یار! تو بھی اس کی رونق سے دل وابستہ نہ کر

بارہا سَر را بپالیش کردہ ام
بارہا اس کے قدم پر سر رکھا ہے
باز سُوئے داستانِ خود رَدم
میں پھر اپنی داستان کی جانب لوٹتا ہوں
وہ چرا از نصح تو غافل شُوم
ہائے میں تیری نصیحت سے کیوں غافل بنوں
باز سُوئے داستان من آمدم
میں پھر داستان کی جانب آ گیا
وہ دریں دریاچہ دست وپا زدم
ہائے اس دریا میں میں نے کیسے ہاتھ پاؤں مارے
واں دوم کاہل شد از تطویلِ من
اور وہ دوسرا میرے طول دینے سے کاہل بن گیا
کاہلاں ۲ را کرد کاہل پیلِ من
کاہلوں کو میرے ہاتھی نے کاہل بنا دیا

بیان نمودن آں پسر دوم حال
دوسرے لڑکے کا اپنی کاہلی کا حال قاضی

کاہلی خود با قاضی
سے بیان کرنا

دومی گفتا کہ بشنو حالِ من
دوسرے نے کہا میرا حال سن
قرعۂ میراث زن در فالِ من
میری فال پر میراث کا قرعہ نکال دے
نصرت الداخل نگر در بیت مال
بیت مال میں نصرت الداخل پر غور کر
تا بیابم از پدر مال و منال
تا کہ میں باپ کی جانب سے مال ومتاع حاصل کرلوں
گفت من تنبل ترم از تنبلاں
اس نے کہا میں تمام کاہلوں سے زیادہ کاہل ہوں
ہستم از کوہِ گراں تر ہم گراں
میں بھاری پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہوں

از چنیں جود و عطا کس چوں جہد
ایسی سخاوت اور عطا سے کوئی کیوں گریز کرے؟
گر فتد ۳ کوہے نجنبم از مکاں
اگر پہاڑ بھی گرے میں جگہ سے نہ سرکوں
یا برد سیلاب مارا رائگاں
یا خواہ مخواہ مجھے سیلاب لے جائے
یا چو ابراہیم گر آتش بُوَد
یا حضرت ابراہیمؑ کی طرف اگر آگ ہو
می نتابم سَر ازو ہم تا ابد
میں اس سے بھی کبھی سر نہ موڑوں گا
یا چو زکریا شگافد ارّہَ
یا حضرت زکریا کی طرح اگر آرہ چیر دے
بر ندارم من سَرِ خود ذرّہَ
میں ذرہ برابر اپنا سر نہ اٹھاؤں
یا چو اسمٰعیل زیر خنجرے
یا حضرت اسمٰعیل کی طرح خنجر کے نیچے سے
بر ندارم من سَرِ خود از مرے
جھگڑے سے میں اپنا سر نہ اٹھاؤں
گر بریزد برتنم صد بارنیش
اگر سو بار میرے جسم پر نشتر لگے
یا شود سرتا قدم از تیغ ریش
یا سر سے پاؤں تک تلوار سے زخمی ہو جائے
من ز تنبل برنہ جنبانم دو دست
میں کاہلی سے دونوں ہاتھ نہ ہلاؤں
میرود گو بر سرِ من ہر چہ ہست
کہہ دے کہ جو کچھ بھی میرے سر پر گزر جائے
گر بہ پَرد سُوئے من صد تیر راست
اگر میری طرف سو تیر سیدھے آئیں
از کسالت برنگردم چپ و راست
میں کاہلی سے دائیں بائیں کروٹ نہ لوں
بر سَرِ من آنچہ بہ پسندی رواست
تو جو میرے سر پر پسند کرے مناسب ہے
حُکم حکم تست بندہ خود فناست
حلم تیرا ہی حکم ہے بندہ خود فنا ہے

۱ گرفتار ے۔ اگر وہ درویش دنیا میں پھنس جاتا تو تباہ ہو جاتا۔ بلغم۔ یہ شخص بڑا عبادت گزار تھا لیکن آخر عمر میں برباد ہو گیا۔ مسجون۔ قیدی۔ زبوں۔ عاجز۔ خداعہ۔ دھوکہ باز مکار۔ دوم۔ پہلے لڑکے کی کاہلی کا بیان طویل ہو گیا تو دوسرا لڑکا میرے طویل بیان سے ست ہو گیا۔ ۲ کاہلاں۔ یعنی اہل آخرت کی دنیا کے کاموں میں کاہلی کرمیں نے خوب بیان کر دیا۔ پیل۔ یعنی بیان۔ گفتا۔ یعنی قاضی سے کہا۔ نصرت الداخل۔ رمل کی ایک شکل ہے جب وہ زائچہ کے دوسرے خانہ میں آتی ہے جس کو بیت المال کہتے ہیں تو وہ مال و دولت کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ منال۔ سامان۔ ۳ گرفتد۔ اگر پہاڑ بھی گرے یا دریا بہا لے جائے تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہلوں۔ مرے۔ جھگڑا۔ حلم حکم تست۔ یہ خدا تعالیٰ کو خطاب ہے

جملۂ[1] خواہشہا دراں خواہش گم ست
تمام خواہشیں اس خواہش میں گم ہیں
صلح و تدبیر و ہمہ چالش گم ست
صلح اور تدبیر اور پورا اکڑ کر چلنا گم ہے
چوں جمادم حرکت و خواہش نماند
جب پتھر کی طرح مجھ میں حرکت اور تمنا نہیں رہی
تنبلیم دست از عالم فشاند
میری کاہلی نے دنیا سے ہاتھ جھاڑ لیا
ہمچو میّت دَر یَدِ غسّال شو
مردہ نہلانیوالے کے ہاتھ میں مردے کی طرح بنجا
از ارادت وز تکلّم لال شو
ارادے اور بولنے سے گونگا بن جا
چوں کفیلِ من شُد اُومد درکا رہا
جب کاموں۔ میں وہ میرا کفیل ہو گیا
پس چراچوں خرکشم من بارہا
تو میں گدھے کی طرح بوجھ کیوں اٹھاوں؟
بہ زمن تدبیر من میداند اُو
وہ مجھ سے بہتر میری تدبیر جانتا ہے
ہر بَلا رابہ زمن میراند اُو
وہ ہر مصیبت کو مجھ سے بہتر ٹالتا ہے
پس چرا در نفع و ضرّ خود تنم
تو میں اپنے نفع اور نقصان کا چکر کیوں کاٹوں؟
از کنف ہاِ حمایت چوں پَرم
اپنایت کے پہلو سے کیوں اڑوں
ایں سخن پایاں ندارد الغرض
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے الغرض
گفت باقضی کہ اے دفع المرض
اس نے قاضی سے کہا کہ اے مرض کے دفعیہ
درمیان ہرسہ تن کاہل ترم
تینوں شخصوں میں میں زیادہ کاہل ہوں
وز ہمہ نفع و ضرر جاہل ترم
اور تمام نفع نقصان سے زیادہ جاہل ہوں

سُود و نقصانِ دو عالم ہَر چہ ہست
دونوں جہان کا نفع اور نقصان جو بھی ہے
کاہلی من زہر دو بہتر ست
میری کاہلی دونوں سے بہتر ہے
دربیانِ ایں شنویک قصّہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے
تابَری از تنبلِ من حصّہ
تاکہ تجھے میری کاہلی کا حصہ حاصل ہو جائے
بہر کارے آمدم در مُلکِ خوز
میں ملک خوز میں ایک کام لئے آیا
در رباطے گشتم آسودہ دو روز
ایک سرائے میں دو دن آرام کیا
شاہِ[2] آنجا بس سخی و بحرِ جُود
اس جگہ کا بادشاہ بہت سخی اور سخاوت کا دریا تھا
کانِ لُطف و مَعدنِ احسان بُود
مہربانی کی کان اور احسان کی معدن تھا
چاوشِ اُو ہر زماں کردے گذر
اس کا نقیب ہر وقت گذرتا
بانگہا کردے برائے کور و کر
اندھے اور بہرے کو آوازیں دیتا
شاہ ہر شب برسرِ تختِ کرم
کرم کے تخت پر شاہ ہر رات کو
می نشیند اے گدایانِ دژم
بیٹھا ہے اے غمگین فقیرو!
ہر کہ رامیلے بمال وجاہ است
جس کو مال اور رتبہ کی خواہش ہے
دین و دنیا در رکابِ شاہ ہست
دین اور دنیا شاہ کے جلو میں ہے
ہر کہ بکشاید لَبِ انبانِ خویش
جو بھی اپنے تھیلے کا منہ کھولتا ہے
پُرکند دروَے دُر و مَرجانِ خویش
وہ اپنے موتی اور مونگے اس میں بھر دیتا ہے

سیم و زَر بس دُر و گوہرہاِ سُود
چاندی اور سونا نفع کیلئے بہت سے موتی اور جواہر
ہر کہ بشکودہ زباں بیشک ربود
جس نے زباں کھولی بیشک حاصل کر لئے
خوانِ یغمایش بدشمنہا و دوست
اس کا لوٹ کا دسترخوان دشمنوں اور دوست کیلئے ہو
صرفِ محتاجاں بُوَد بامغز و پوست
مغز اور پوست کے ساتھ محتاجوں میں صرف ہوتا ہے
آنچہ خواہد از درش ہرکس بَرد
جو چاہے ہر شخص اس کے در سے لے جائے
نیست با اعداِ خود اُورا حَسد
اس کو اپنے دشمنوں پر بھی حسد نہیں ہے
دوست دشمن پرَ ورد از لطف و جُود
وہ دوست اور دشمن کو مہربانی اور سخاوت سے پرورش کرتا ہے
ہر کہ لابہ کرد پیشش یافت سُود
جس نے اس کے سامنے خوشامد کی نفع پالیا
دمبدم طول و سخایش درد فور
ہر لمحہ اس کی طاقت اور سخاوت زیادتی میں ہے
نیست در اَنبانِ جُودِ اُو فتور
اس کی سخاوت کے تھیلے میں کمی نہیں ہے
جنبشِ لب کافی آمد بردرش
اس کے در پر ہونٹ ہلا دینا کافی ہے
بہرِ استمطارِ غیثِ ہامرش
اس کی بہنے والی بارش کے برسوانے کے لئے
بردرش آید کسے گر صبح و شام
اگر کوئی صبح اور شام اس کے دروازے پر آجائے
کارِ اُو یابد بکلّی انتظام
اس کا کام بالکل منظم ہو جائے
گر بیائی بردرِ اُو صبح گاہ
اگر تو صبح کے وقت اس کے در پر آئے
آنچہ خواہی میدہد آں بادشاہ
تو جو چاہے وہ بادشاہ دیدے

[1] جملہ۔ میں راضی برضا ہوں اور اپنی تدابیر ختم کر چکا ہوں۔ ہمچو۔ اللہ کی مرضیات کے سامنے انسان کو ایسا ہونا چاہیے جس طرح مردہ نہ ہونہلا والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لال۔ گونگا۔ کنف۔ پہلو۔ خوز۔ حوزستان ایک ملک ہے یعنی دنیا۔ رباط۔ سرائے۔ [2] شاہ آنجا۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ چاوش۔ نقیب یعنی انبیاء و اولیاء۔ دژم۔ افسردہ۔ مرجاں۔ مونگا۔ یغما۔ لوٹ طول۔ طاقت۔ استمطار۔ برسونا۔ امر۔ بولنے والا۔ انتظام۔ درستی۔

گرکسے درنیم شب کوبد درش
اگر کوئی آدھی رات کو اس کا دروازہ پیٹے
میدہد گوہر بہ از سیم و زرش
وہ اس کو چاندی اور سونے سے بہتر جواہر دیدیتا ہے
جملہ شاہاں شب بہ بستر غافلند
تمام بادشاہ رات کو بستر پر غافل ہیں
وز خبر گیری خلقاں عاطلند [1]
اور لوگوں کی خبر گیری سے معطل ہیں
شاہِ مابیدار و ہر دم ہوشیار
ہمارا شاہ بیدار اور ہر وقت ہوشیار ہے
عالمے را خود بذات اُو پاسدار
وہ خود اپنی ذات سے دنیا کا نگہبان ہے
بسکہ چاؤشاں حکایت ساختند
بہت سے نقیبوں نے قصہ سنایا
میلِ آں شہ دَر دلم انداختند
انہوں نے میرے دل میں اس شاہ کی خواہش پیدا کردی
بردرش رفتم شبان و صبح گاہ
میں رات کو اور صبح کو اس کے در پر پہنچا
آستانش را نمودم سجدہ گاہ
میں نے اس کی چوکھٹ کو سجدہ گاہ بنایا
رُوئ اُو دیدہ زخود رفتم چناں
اس کا رخ دیکھ کر میں ایسا بیخود ہو گیا
کہ نیامد حرفِ اِعطِ برزباں
کہ "عطا کر" کا حرف زبن پر نہ آیا
مُدّتے بگذشت ومن از کاہلی
ایک مدت گذر گئی اور میں کاہلی سے
ماندم اندر حیرت وبے حاصلی
حیرت اور بے مرادی میں رہا
کاہلی من زبانم رلبہ بست
میری کاہلی نے میری زبان بندی کر دی
ہمچو محوِ بادہٗ و مستِ الست
الست کے مست اور شراب میں محو کی طرح

کاہلیِ من مرا رخصت نداد
میری کاہلی نے مجھے موقع نہ دیا
کہ بخواہم از شہِ باجود و داد
کہ میں سخی اور بخشش والے شاہ سے مانگوں
واصلاں رینگونہ از ہر دو جہاں
اہل (بحق) لوگ اسی طرح سے دونوں جہان سے
کاہلند و غافلند اے زاہداں
اے زاہدو! کاہل ہیں اور غافل ہیں
نہ زحق خواہند دنیا نہ بہشت
اللہ تعالیٰ سے نہ دنیا مانگتے ہیں نہ جنت
ہر دورا بہرِ خدای خود بہشت
دونوں کو اپنے خدا کی خاطر چھوڑ دیا ہے
جُز خدا را از خدا خود خواستن
خدا سے خود خدا کے علاوہ کو مانگنا
نیست افزونی بُوَد جاں کاستن
بڑھوتری نہیں ہے جان کو گھٹانا ہے
گر خدارا بہرِ جنت عابدی
اگر تو جنت کے لئے خدا کا عبادت گذار ہے
در رفاہِ نفسِ خود بس قاصدی
تو صرف اپنے نفس کے آرام کا ارادہ کرنیوالا ہے
حُسنِ ذاتیِ الوہیّت چہ شُد
خدائی کا ذاتی حسن کیا ہوا؟
آہ آں حقِ ربوبیّت چہ شُد
افسوس وہ پرورش کا حق کیا ہوا؟
ہست اُو معبود بالذات اے پسر
اے بیٹا! وہ ذات کے اعتبار سے معبود ہے
درمیانش پس وسائط [2] را مخر
تو واسطوں کو درمیان میں پسند نہ کر
مر خدارا بہرِ اُو عابد شوید
خدا کے عبادت گذار اس کے لئے ہی بنو
نہ کہ بہرِ حُور و جنّت میدوید
نہ کہ حور اور جنت کے لئے تم دوڑتے ہیں

حقِ آں ذاتِ خدایِ پاک کو
اس خدائے پاک کی ذات کا حق کہاں ہے؟
خود بدہ انصاف پاسخ را بگو
تو خود انصاف کر لے جواب دے
گر پرستی بہرِ نار و یا جناں
اگر تو جہنم یا جنتوں کے لئے عبادت کرتا ہے
عابدِ انہا شدی اے کامراں
اے کامیاب! تو ان کا عبادت گذار بنا
گر نبودے جنّت و نارا اے لئیم
اے کمینہ! اگر جنت اور جہنم نہ ہوتی
بود معبودِ حقیقی آں رحیم
وہ رحیم پھر بھی حقیقی معبود ہوتا
نار و جنّت ہر دو سوطِ کاہل ست
جہنم اور جنت دونوں کاہل کے لئے کوڑا ہیں
کاہلاں را تازیانہ نازل ست
کاہلوں کو کوڑا چلانے والا ہے
اسپ بحر از تازیانہ برجہد
تیز گھوڑا کوڑے سے بدلتا ہے
خود بخود پا دررہِ عجلت نہد
وہ خود بخود عجلت کے راستہ پر قدم رکھتا ہے
طفل راگویند در مکتب برو
بچے سے کہتے ہیں مکتب میں جا
جوز ولوزے میدہم ہاں زود شو
میں اخروٹ اور بادام دیتا ہوں ہاں جلد جا
پیشِ اُستا خوانِ نعمتہا بسے ست
استاد کے سامنے نعمتوں کے خوان بہت ہیں
فاکہہ و اعناب بہرِ ہرکسے ست
پھل اور انگور ہر ایک کے لئے ہیں
گر روی پیشش نوازد مر ترا
اگر تو اس کے پاس جائے گا وہ تجھے نوازے گا
ورنہ بدہد زیں تغافُلہا سزا
ورنہ ان غفلتوں کی سزا دے گا

[1] عاطل۔ بیکار۔ اعط۔ تو عطا کر۔ الست۔ عہد الست۔ بہشت۔ بگذاشت۔ گر خدا۔ اگر خدا کی عبادت جنت کے لئے ہے تو یہ عبادت اپنے نفس کے رام کے لئے ہے۔
[2] وسائط۔ یعنی جنت اور دوزخ۔ پاسخ۔ جواب۔ سودا۔ کوڑا۔ اسپ بحر۔ تیز رو گھوڑا۔ جوز۔ اخروٹ۔ لوز۔ بادام۔ استار۔ استاد۔ فاکہہ۔ پھل۔ اعناب۔ عنب کی جمع ہے انگور۔

از طبانچہ روی گلگونت ۱ کند
طمانچہ سے تیرا منہ لال کر دے گا
سخت زندانی و محزونت کند
تجھے۔ سخت قیدی اور غمگین کر دے گا
طفل ازاں ترغیب و ترہیبِ پدر
بچہ باپ کے اس پھسلانے اور ڈرانے سے
رو سوی مکتب نماید سر بسر
پورا رخ مکتب کی جانب کرتا ہے
چونکہ طفلی رفت و آمد عقل خوب
جب بچپن جاتا رہا اور خوب عقل آ گئی
نیست محتاجِ رغوب وہم رہوب
تو وہ پھسلاووں اور ڈراووں کا محتاج نہیں ہے
خود بخود در پیشِ استا میرود
وہ خود بخود استاد کے سامنے چلا جاتا ہے
ہر سحر گاہے بسویش میدود
ہر صبح کو اس کی جانب دوڑتا ہے
حسنِ ذاتی بین و حقِ شاہیش
ذاتی حسن اور اس کی شاہی کا حق دیکھ
غرق شو در بحر ہمچوں ماہیش
سمندر میں اس کی مچھلی کی طرح ڈوب جا
بیخودی شو ز خودی یکسر بر آ
بے خود بن اور خودی سے بالکل نکل
از برای حق خدارا داں خدا
خدا کے لئے خدا کو خدا جان
مطلب دنیا و عقبیٰ را بہل
دنیا اور آخرت کا مقصد چھوڑ
ہر دو انباں ابینداز از بغل
بغل میں سے دونوں تھیلوں کو پھینک دے
بہر او اورا عبادت کرد نیست
اس کی عبادت اس کے لئے کرنے کی ہے
عابدِ جنت طلب ہم مرد نیست
جنت کے لئے عبادت کرنے والا مرد نہیں ہے

او بذاتِ خود عبادت را سزاست
وہ اپنی ذات کے اعتبار سے عبادت کے لائق ہے
نز برای نار و جنت وے خداست
نہ کہ وہ جہنم اور جنت کی وجہ سے خدا ہے
اُعْبُدُ اللّٰہَ لَہٗ یَا ذَا النُّھٰی
اے عقلمند! اللہ کی عبادت اس اللہ کے لئے کر
واطرحوا الاغیار عن عین اللُّھَا
عقل کی آنکھ کے ذریعہ غیروں کو پھینک دو
فامْحُ نقشَ الغیرِ عن لوحِ الصُّدُور
غیر کا نقش سینوں کی تختی سے ہٹا دے
انّہُ المعبودُ من غیرِ الفُتُور
بیشک بغیر نقصان کے وہی معبود ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے
منہی حال خودست آں سوم نیز
وہ تیسرا ابھی اپنی حالت کی خبر دینے والا ہے

حکایت نمودن آں پسرِ سوم
اس تیسرے لڑکے کی اپنی کاہلی کو قاضی کے
کاہلیِ خودرا بہ پیش قاضی کاہل
سامنے پیش کرنے کی حکایت جو دین کے معاملہ
بکارِ دین و جابک بکار دنیا بود و
میں کاہل اور دنیا کے معاملہ میں تیز تھا اور
آنست بیکار و کاہل حقیقی
بیکار اور حقیقی کاہل وہی ہے

گفت قاضی آں سوم را کاے فلاں
قاضی نے اس تیسرے سے کا کہ اے فلاں!
کاہلی خود بہ قیشم کن بیاں
اپنی کاہلی میرے سامنے بیان کر
گفت قاضی! تنبل من بیشتر
اس نے کہا (اے) قاضی میری کاہلی بڑھی ہوئی ہے
ہمچو آتش ہست پر دُود و شرر
جو آگ کی طرح دھوئیں اور چنگاریوں سے پر ہے

در بیانش داستانے میزنم
میں اس کے بیان میں ایک قصہ سناتا ہوں
حالِ مخفی برتو روشن میکنم
چھپا ہوا حال تجھ پر ظاہر کرتا ہوں
دوش بردم سوی صحرا گاوِ را
میں کل ایک بیل کو جنگل میں لے گیا
پاسبانی می نمودم گاورا
میں کوشش کی نگرانی کر رہا تھا
برسرِ جوی کہ بد سبزہ رغید
ایک نہر کے کنارے جس پر بہت سبزہ تھا
گاو خود بگذاشتم اُوی چرید
میں نے اپنا بیل چھوڑ دیا وہ چر رہا تھا
در چرامی گشت تدریجا بعید
وہ چراگاہ میں رفتہ رفتہ دور ہو رہا تھا
سبزہ تر می یافت ہرجا میدوید
جہاں تر سبزہ پاتا تھا دوڑ جاتا تھا
بود سبزہ پہن و صحرای دراز
سبزہ وسیع اور جنگل لمبا تھا
می چرید او دور دور از راہِ آز
وہ لالچ کے طور پر دور دور چر رہا تھا
چیست ۲ دنیا سبزہ زارِ خوش فضا
دنیا کیا ہے؟ عمدہ فضا والا سبزہ
تو چوگاوے اندراں مرعیٰ چرا
اس چراگاہ میں تو بیل کی طرح ہے
خود چراں کاہے کہ دروے خار نیست
تو وہ گھاس چر جس میں کانٹا نہیں ہے
خارو اژدون و قتادہ زار نیست
وہ چرچٹہ اور قتادہ اگنے کی جگہ نہیں ہے
تا نگیرد در گلویت خارِ او
تاکہ اس کا کانٹا تیرے حلق میں نہ لگ جائے
روزِ محشر گردی آخر زارِ او
بالآخر محشر کے دن تو اس سے عاجز ہو جائے

۱ گلگوں۔ سرخ۔ محزوں۔ غمگین۔ ترغیب۔ رغبت دلانا۔ ترہیب۔ ڈرانا۔ منہی۔ خبر دینے والا۔ قاضی۔ اے قاضی۔ رغید۔ وسیع۔ آز۔ لالچ۔ ۲ چیست دنیا۔ یہ ناظم کا مقولہ ہے۔ مرعیٰ۔ چراگاہ۔ چر۔ چریدن کا صیغہ امر ہے۔ خار و اژدوں۔ چرچٹہ۔ قتادہ۔ ایک خاردار گھاس ہے جس کے چھونے سے ہاتھ میں خارش پیدا ہو جاتی ہے۔

می چرا دیں گاوِ نفس اندر جہاں
یہ نفس کا بیل دنیا میں چر رہا ہے

سبز کاہے ہرکجا بیند عیاں
سبز گھاس جہاں بھی نمایاں دیکھتا ہے

ویں نداند از شکم پروردنی
اور شکم پوری کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتا

کیں مراشد خوردنی ناخوردنی
کہ یہ نہ کھانے کی چیز میرے کھانے کی چیز بن گئی

آخرش دردِ شکم آرد ترا
بالآخر وہ تیرے پیٹ میں درد پیدا کر دیتی ہے

تخمہ آرد خیرہ[۱] گرداند ترا
تخمہ لگا دیتی ہے تجھے حیران کر دیتی ہے

گر خوری آں را بحکم آں حکیم
اگر تو اسے اس حکیم کے حکم کے مطابق کھائے

کو سمیع ست و بصیرست و علیم
جو سمیع ہے اور بصیر ہے اور علیم

تخمہ و قولنج و ہیضہ ناورد
وہ تخمہ اور قولنج اور ہیضہ نہ لائے گی

ہیچ نفخے در شکم نے ہیچ درد
نہ پیٹ میں اپھارا نہ کوئی درد

بہر ایں حکمت رسیدند انبیا
انبیاء اسی حکمت کے لئے آئے ہیں

تاتو در تخمہ نیفتی اے کیا
اے صاحب! تاکہ تو تخمہ میں مبتلا نہ ہو

تو مریضی جسم تو یک سر سقیم
تو مریض ہے تیرا جسم بالکل بیمار ہے

رو پرہیز وبہ پرس از ہر حکیم
جا پرہیز کر اور ہر حکیم سے دریافت کر لے

ہمچو گاوے خود سری ہرگز مکن
بیل کی طرح کبھی خود سری نہ کر

بر خلاف نفسِ خود کن ہر سخن
ہر بات اپنے نفس کے خلاف کر

در معنیٔ ایں حدیث اِنَّ لِکُلِّ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ ہر بادشاہ

مَلِکٍ حِمًی وَحِمَی اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ
کا ایک حمی ہے اور اللہ کا حمی اس کے محرمات

رواہ نعمان بن بشیر
ہیں اس کو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ
نے روایت کیا ہے

نفسِ سرکش راعناں گروا دہی
اگر تو سرکش نفس کی باگ ڈھیل چھوڑ دے گا

میرود اُوتا چراگاہِ شہی[۲]
وہ شاہی چراگاہ تک چلا جائے گا

رفتہ رفتہ درحمای شہ رود
آہستہ آہستہ شاہ کے حمی میں پہنچ جائے گا

گوشمالیہا بسے زاں شہ خورد
اس شاہ سے بہت سزائیں پائے گا

بہر ایں فرمود خیرالانبیاء
اسی لئے خیرالانبیاء نے فرمایا ہے

خاص باشد ہر ہر سلطاں حما
ہر بادشاہ کا ایک خاص حمی ہوتا ہے

از حمی اللہ آں محارم آمدہ
محرمات خدا کا حمی ہیں

حِمیہ اصلِ کُل مکارم آمدہ
تمام بھلائیوں کی جڑ تقویٰ ہے

تاج کرّمنا بسرا فراشتی
تو نے ہم کو عزت دی کا تاج سر پر رکھا

لیک بر سَر خاکہا انپاشتی[۳]
لیکن سر پر بہت خاک ڈال لی

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بگو
اس کے نزدیک زیادہ متقی زیادہ بھلا ہے کا قائل ہوجا

ہست کرّمنا بتقویٰ اے عمود
اے چچا! ہم نے عزت دی تقوے کی وجہ سے ہے

گر نہ تقویٰ داری از گاموی بتر
اگر تو تقویٰ نہیں رکھتا تو بیل سے بدتر ہے

گوش کن بَلْ ھُمْ اَضَلّ اے دیدہ ور
اے دیدہ ور! بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں کو سن لے

رجوع کلام بحکایت آں پسر سوم
کلام کی واپسی اس تیسرے کی حکایت کی طرف

ودور تر رفتنِ گاوِ او
اس کے بیل کا دور چلا جانا

ہیں بیاکاں گاو او بس دور رفت
ہاں، آ کہ وہ اس کا بیل بہت دور چلا گیا

میرود آں گاو سوی سبزہ تفت
وہ بیل سبزے کی جانب تیز جا رہا ہے

گاو می شد دور ومن از کاہلی
بیل دور ہو رہا تھا اور میں کاہلی سے

می نمودم در رجوعش غافلی
اس کی واپسی میں غفلت دکھا رہا تھا

در ترددم روم باز آرمش
تردد میں، میں جاؤں اس کو واپس لاؤں

یاہمیں از دور پاسے دارمش
یا اسی طرح دور سے اس کی نگہبانی کرتا رہوں

---

۱ خیرہ۔حیران۔حمی۔وہ علاقہ بادشاہ جس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیتا ہے اس میں نہ کسی کا جانور چر سکتا ہے نہ اس میں کوئی آ جا سکتا ہے اگر کسی کا مجرم اس میں پناہ پکڑے لے تو وہ بادشاہ کی پناہ میں سمجھ جاتا ہے۔ ۲ شہی۔شاہی یعنی محرمات میں مبتلا ہو جائے گا۔گوشمالیہا۔حمی میں داخلہ پر سزا دی جاتی تھی۔محارم۔اللہ تعالیٰ نے جو محرمات بنائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حمی ہیں۔حمیہ۔پرہیز تقوی۔مکارم۔مکرمۃ کی جمع ہے بزرگی۔کرمنا۔قرآن میں ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ ہم نے آدمی کی اولاد کو عزت دی۔ ۳ انپاشتی۔انداختی۔گوش کن۔قرآن پاک میں ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔یہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں۔تفت۔گرم تیز۔

می فشردم در تردّد سخت سخت
میں تردد میں سخت بھیج رہا تھا
شد دلم از کاہلی بس لخت لخت [۱]
کاہلی کی وجہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
ایں تردد ہست بُنیادِ غموم
یہ تردد غموں کی بنیاد ہے
بر تو می آرد الٰہا زو ہجوم
اسی وجہ سے تجھ پر غم ہجوم کرتے ہیں
رَو تو یکدل باش و مَردِ عزم باش
جا تو ایک دل بن اور پختہ ارادہ کا آدمی بن
نقشِ این وآں زلوحِ دل خراش
اس اور اس کا نقش دل کی تختی سے چھیل دے
در گذر زاں کیں بہ است وآں بہ است
اس سے گذر جا کہ یہ بہتر ہے اور وہ بہتر ہے
از ہمہ بہ آں تردّد دہ است
اور تردد پیدا کرنے والا سب سے بہتر ہے
از عدم بر تو تردّد ریختند
انہوں نے عدم سے تیرے اوپر تردد پھیلا ہے
امتحاں را حیلہ انگیختند
آزمائش کے لئے ایک حیلہ پیدا کر دیا ہے
زین وآں بگذر بداں سُو کن شتاب
اس اور اس سے گذر جا اس جانب جلدی کر
کہ بہر کارے الی اللہ المآب [۲]
کیونکہ ہر کام کا مرجع اللہ تعالیٰ کی جانب ہے
از سحر تا شام من در فکر گاوٗ
میں صبح سے شام تک بیل کی فکر میں
برہماں جو بودم و دل فتنہ کاوٗ
اسی نہر پر رہا اور دل فتنہ کی کاوش میں
ظہر و عصرِ من دریں غم شد قضا
ظہر و عصر کی نماز اپنی فکر میں قضا ہو گئی
گر روم در سجدہ گردم زو عَمی
اگر میں سجدہ میں جاؤں گا تو اس سے اندھا ہو جاؤں گا

من شوم گرد در نماز و در نیاز
اگر میں نماز میں اور نیاز میں لگوں گا
گاوٗ گیرد آں طرف راہِ دراز
بیل اس جانب لمبا راستہ لے لے گا
آخرش چوں قرصِ خور شُد در غروب
بالآخر جب سورج کی ٹکیہ غروب میں چلی گئی
گشت ضو از زنگیِ ظلمت ہر وب
روشنی تاریکی کے حبشی سے بھاگنے والی بن گئی
چشمِ من شد خیرہ از دیدار گاوٗ
میری آنکھ بیل کے دیدار سے تاریک ہو گئی
من ندیدم ہیچ من زاثارِ گاوٗ
میں نے بیل کے نشانات میں سے کچھ نہ دیکھا
چشمِ من از دید اُو تاریک شد
میری آنکھ اس کی دیدار سے تاریک ہو گئی
گاوٗ زاں مَرعاش در تحریک شد
بیل اپنی چراگاہ سے حرکت میں آ گیا
رفت آں گاوٗ و نشاں معلوم نے
وہ بیل چلا گیا اور پتہ معلوم نہیں
وآں کدِ من جملہ جز معدوم نے
اور وہ میری مشقت معدوم کے سوا کچھ نہیں
روزِ من شد دیر و گاوٗ از دست شد
میرا دن برباد ہوا اور بیل ہاتھ سے گیا
سہ نمازِ من قضا چوں مست شد
دیوانہ کی طرح میری تین نمازیں قضا ہو گئیں
اہلِ دنیا در چنیں اشغالہا
دنیا دار ایسے ہی شغلوں میں
می کند ایثارِ دنیا اے کیا
اے بزرگ! دنیا کو اختیار کرتے ہیں
مرد آں باشد کہ عقبیٰ راتند
مرد وہ ہے جو آخرت کے لئے کوشش کرے
کارِ دنیا را چو جیفہ رَد کُند
دنیا کے کام کو مردار کی طرح رد کر دے

اے برای گاوٗ نفس بے حیا
اے مخاطب بے حیا نفس کے بیل کے لئے
می کنی ہر دم نمازے را قضا
تو ہر دم ایک نماز قضا کرتا ہے
یاد او ہمچوں نمازِ فرض داں
اس کی یاد کو فرض نماز کی طرح سمجھ
می کُنی تو کاہلی غافل ازاں
تو اس سے غافل ہو کر سستی کرتا ہے
در جہاں فانی چنیں فانی شدی
تو فانی دنیا میں ایسا فانی ہو گیا
کز رہِ عقبیٰ زنادانی شدی [۳]
تو نادانی سے آخرت کے راستہ سے ہٹ گیا
گر برای حق ز دنیا بگذری
اگر تو اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا سے گزر جائے گا
پیشت آید زاں دنیا سر سَری
تیرے سامنے بوڑھی دنیا آسانی سے آ جائے گی

در بیانِ آنکہ دنیا طالبِ ہارب خود و ہارب از طالبِ خودست
اس کا بیان کہ دنیا اپنے سے بھاگنے والے کی طالب اور اپنے طالب سے بھاگنے والی ہے

صوفی صاحب دلے اندر رباط
ایک صاحب دل صوفی سرائے میں
بُد نشستہ ہمچو گل باصد نشاط
پھول کی طرح سو خوشیوں کے ساتھ بیٹھتا تھا
جمع رہطے مُستفیداں بر سَرش
مریدوں کا ایک مجمع اس کے پاس
معتقد بودند ہمچوں حیدرشؓ
حضرت علیؓ کی طرح اس کے معتقد تھے
ناگہاں سہ جانور راز سمتِ شرق
اچانک تین جانور مشرق کی جانب سے
آمد نداز سُرعت طیراں چو برق
تیز پرواز سے بجلی کی طرح آئے

۱ لخت لخت۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ اس تردد۔ یہ ناظم کا مقولہ ہے۔ در گذر۔ انسان کو تردد سے گذر کر تردد پیدا کرنے والی ذات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ امتحاں۔ یہ تردد اس اختیار کی دلیل ہے جو مدارِ امتحان ہے۔ ۲ ماٰب۔ مرجع۔ فتنہ کاوٗ۔ فتنہ کی کھود کرید کرنے والا۔ عمی۔ یعنی بیل میری نگاہوں سے غائب ہو جائے گا۔ ہر وب۔ بھاگنے والا۔ خیرہ۔ حیران تاریک۔ مرعیٰ۔ چراگاہ۔ کد۔ محنت۔ ایثار۔ ترجیح دینا۔ جیفہ۔ مردار۔ ۳ شدی۔ رفتی۔ سرسری۔ آسانی۔ رباط۔ سرائے۔ خانقاہ۔ رہط۔ گروہ۔ مستفیداں۔ یعنی مریدان۔ حیدر۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ طیران۔ پرواز

هر ۱ یکے زاں دیگرے بُد در گریز
ان میں سے ہرایک دوسرے سے بھاگ رہا تھا
واں دگر در جستجویش تیز تیز
اور وہ دوسرا اس کی جستجو میں تیز تھا
کفترے بس لاغرے ژولیدۂ
ایک کبوتر بہت کمزور پریشان
پیش پیش از ہرسہ بُد پرّیدۂ
تینوں میں سے آگے آگے اڑ رہا تھا
در پَسِ اُو بود زرّیں مُرغ و زفت
اس کے پیچھے موٹا زریں مرغ تھا
باہزاراں زیب و زینت گرم وتفت
ہزاروں زیب و زینت کے ساتھ گرم اور تیز
دَر پےِ آں مُرغِ زرّیں زاغِ شوم
اس زریں مرغ کے پیچھے منحوس کوا
ہمچو بادِ شُد میرفت آں غشوم
وہ ظالم تیز ہوا کی طرح جا رہا تھا
ہر یکے زیں مُرغ کردے جُہدِ نیک
ان پرندوں میں سے ہرایک بہت کوشش کرتا
یک دگر رامی نیابیدند لیک
لیکن ایک دوسرے کو پکڑ نہ پاتے تھے
حاضراں گفتند کاے قطبِ زمان
حاضرین نے کہا، کہ اے قطب زماں!
زیں عجب تر ماندیدم از جہاں
دنیا میں سے میں نے اس سے زیادہ عجیب نہیں دیکھا
دَر پےِ عاجز کبوتر چیست مُرغ
عاجز کبوتر کے پیچھے مرغ کیوں ہے؟
وز پےِ مُرغست چوں ایں زاغ یرغ
اور مرغ کے پیچھے یہ تیز رو کوا کیوں ہے؟

کفترے ۱ مُرغ پَس رَوشُد چہ خاست
مرغ کبوتر کے پیچھے چلنے والا کیوں ہوا؟
زاغ لاغی تابعِ مُرغے چراست
بکواسی کوا مرغ کے پیچھے کیوں ہے؟
جنس ہای مختلف راچہ فتاد
مختلف جنسوں کو کیا ہوا ہے؟
اِتّباعِ یک دگرچوں دست داد
ایک نے دوسرے کا پیچھا کیوں کیا ہے؟
ہرَ کسے مرجنس خود را طالب ست
ہر ایک اپنی جنس کا طالب ہے
جنس ہا مرجنسِ ہارا جالب ۲ ست
جنسیں، جنس کو کھینچنے والی ہیں
جنس سُوی جنس دار و خُود مَیل
جنس جنس کی جانب عادت اور میلان رکھتی ہے
روز با روزست وبا لیلست لیل
دن، دن کے ساتھ ہے اور رات رات کے ساتھ
مَیلِ مُومن سُویِ مُومن می شود
مومن کا میلان مومن کی جانب ہوتا ہے
مَیلِ کافر سُویِ کافر می رَود
کافر کا میلان کافر کی جانب جاتا ہے
صالحاں با صالحاں منضم شوند
نیک، نیکوں کے ساتھ ملتے ہیں
طالحاں طالحاں محرم شوند
برے، بروں کے محرم ہوتے ہیں
زاغ بازاغاں کُند پروازہا
کوا، کووں کے ساتھ اڑانیں بھرتا ہے
بُلبلے بابُلبلاں آوازہا
بلبل، بلبلوں کے ساتھ آوازیں بلند کرتی ہے

انبیا زیں رَہ بشر ہا بُودہ اند
انبیاء اسی وجہ سے انسان ہوئے ہیں
از تجانس راہِ حق بنمودہ اند
ہرجنس ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھایا ہے
بُوی جنسیّت رسد فیضش شتاب
جنسیت کی بو کا فیض جلد پہنچتا ہے
از مَلک آدم نگشتے بے حجاب
فرشتہ سے انسان بے تکلف نہیں ہوتا
کافراں گفتند دَر حقِ نبیؑ
کافروں نے نبیؑ کے بارے میں کہا
کاں فرشتہ چوں نیامد از خفی ۳
کہ غیب سے وہ فرشتہ (بن کر) کیوں نہ آیا؟
ایں نہ فہمیدند کیں جسمِ بشر
وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ انسان کا جسم
بہرِ رُوپوشِ جہولست اے پسر
اے بیٹا! نادان کے جواب کے لئے ہے
جاہلاں چوں از ملائک می رَمند
ناواقف چونکہ فرشتوں سے بھاگتے ہیں
انبیا از بُویِ جنسیّت کشند
انبیاء جنسیت کی بو سے کھینچتے ہیں
ورنہ در معنیٰ مَلک گردِے ست
ورنہ فرشتہ حقیقت میں اس کی گرد ہے
چوں نبی در قُرب و عرفاں اُوکے ست
وہ قرب ومعرفت میں نبی کی طرح کب ہے؟
یک خلافِ جنس آمد صد حجاب
جنس کا ایک اختلاف سو حجاب ہے
وز تجانس می شود صد فتح باب
اور ہم جنس ہونے سے سینکڑوں دروازے کھلتے ہیں

۱ ہر یکے۔ تینوں آگے پیچھے اڑ رہے تھے کبوتر سب سے آگے تھا جو زریں مرغ سے بھاگ رہا تھا اور زریں مرغ اس کو پکڑنا چاہتا تھا یہی حال زریں مرغ اور کوے کا تھا۔ کفتر۔ غشوم۔ ظالم۔ یرغ۔ تیز رو۔ حاضراں۔ مریدوں نے اس درویش سے اس بھاگ دوڑ کی وجہ دریافت کی۔ ۲ جالب۔ کھینچنے والا۔ روز۔ یعنی ایمان۔ لیل۔ یعنی کفر۔ طالحاں۔ بدکاران۔ انبیاء۔ انسانوں کو انبیاء اسی لئے بنایا گیا کہ وہ انسانوں کے ہم جنس میں فرشتہ اگر نبی ہوتا تو انسان اس سے مانوس نہ ہوسکتے۔ ۳ خفی۔ پوشیدہ یعنی عالم غیب۔ جاہلاں۔ عوام فرشتہ کی طرف نہ کھنچتے۔ گرد۔ خاک۔ تجانس۔ ہم جنس ہوتا۔

رُوح چوں از عالمِ[۱] اَمر آمده است
روح چونکہ عالم امر سے آئی ہے
زاں بطاعات وہُدیٰ راغب شده است
اسی لئے عبادتوں اور ہدایت کی جانب راغب ہوئی ہے
جسم چوں از عالمِ خلقست باز
پھر جسم چونکہ عالمِ خلق سے ہے
سُوئے خواب و خُور کشد بے امتیاز
اس لئے بلا امتیاز سونے اور کھانے کی جانب کھینچتا ہے
زیں دو چوں زاید نتیجہ نفسہا
نفوس چونکہ ان دونوں سے نتیجے کے طور پر پیدا ہوتے ہیں
ہر دو خُو ز ابوین در طبعش سزا
ماں باپ کی طرف سے دونوں خصلتیں اس کی طبیعت کے مناسب ہیں
گر بسُوی خاکِ سِفلی میرود
اگر وہ سفلی خاک کی جانب جاتا ہے
آں زماں وَے نفسِ امّاره شود
تب وہ نفس امّارہ بن جاتا ہے
در بسُوئے روحِ عُلوی سر کشد
اور اگر علوی روح کی جانب رخ کرتا ہے
آں زماں لوّامہ گشت و بارشد
تب وہ لوّامہ اور باہدایت بن جاتا ہے
میلِ مُلکِ اَمر چوں زاید درو
جب اس میں عالم امر کی خواہش پیدا ہوتی ہے
سُوئے لوّامہ برآید سرخوش او
وہ مست ہو کر نفس لوّامہ کی جانب آ جاتا ہے
گرز کوشش سُوئے لاہوتی تند
وہ اگر کوشش سے عالم لاہوت کی جانب چلتا ہے
دَم بسُوئے مُلہمہ[۲] وَا میزند
ملہمہ کی جانب سانس لیتا ہے
بعدِ تہذیب و کمالِ اجتہاد
تہذیب اور پورے مجاہدے کے بعد
مُطمئنہ گردد و اہلِ سَداد
درست اور مطمئنہ بن جاتا ہے

ایں سخن را نیست پایاں اے فتا
اے جوان! اس بات کا آخر نہیں ہے
سُوئے شرحِ آں سہ طائر باز آ
ان تین پرندوں کی شرح کی طرف واپس آ

جواب گفتنِ آں صوفی برائے تسکینِ خاطرِ مُریداں و شرحِ حالِ آں سہ طائر کہ یکے درپے دیگری بُود

اس صوفی کا مریدوں کی تسکین کے لئے جواب دینا اور ان تین پرندوں کے حال کی شرح، جو ایک دوسرے کے پیچھے رہتا تھا

بردلِ صوفی ندا آمد نہاں
صوفی کے دل پر مخفی آواز آئی
کیں سہ مُرغ آمد مثالِ آں کساں
کہ یہ تین پرند ان لوگوں کی مثال ہیں
کہ ز دنیا ہارب اندر طالب اند
کہ جو دنیا سے بھاگنے والے اور طالب ہیں
جُملہ شاں یک دگر را جالب اند
سب ایک دوسرے کو کھینچنے والے ہیں
می گریزد ایں کبوتر از ہمہ
یہ کبوتر ان سب سے بھاگ رہا ہے
از فسونِ مُرغِ زرّیں دمدمہ
مرغ زریں کے منتر اور مکر سے
مُرغِ زرّیں در پیش جویانِ او
زریں مرغ اس کے پیچھے اس کا جویاں ہے
میدود ہر سُو بدل قربانِ او
ہر جانب دوڑ رہا ہے، دل سے اس پر قربان ہے
زاغ بہرِ مُرغِ زرّیں می پرد
کوا زریں مرغ کے لئے اڑ رہا ہے
در پیش از حرص ہر سُومی دود
لالچ سے ہر جانب دوڑ رہا ہے

لیک زینہا یک دگر را کس نیافت
لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے کو نہ پایا
گرچہ در پرواز ہر یک زو[۳] شتافت
اگرچہ ہر ایک نے اڑنے میں جلدی کی
ہست عارف چوں کبوتر در گریز
عارف کبوتر کی طرح گریز کرتا ہے
دائما سُوئے خدا زیں خاک بیز
ہمیشہ خدا کی جانب اس خاک چھاننے والے سے
در پیش دنیا کہ زرّیں مُرغ اوست
اس کے پیچھے دنیا ہے، جو زریں مرغ ہے
می دود ہر سُو گرم جستجوست
ہر جانب دوڑ رہی ہے اور جستجو میں سرگرم ہے
زاغ یعنی اہلِ دنیا از شرَه
کوا، یعنی دنیا دار حرص کی وجہ سے
می دود بروے نمی یابد فره
دوڑ رہا ہے اس پر غلبہ نہیں پاتا ہے
اہلِ دنیا درپے دنیائے دُوں
دنیا دار، کمینی دنیا کے پیچھے
می دوند و می پرند اے ذوفنوں
اے ہنرمند! دوڑتے ہیں اور اڑتے ہیں
لیک آں مکّاره زیشاں می رمد
لیکن وہ مکارہ ان سے بھاگتی ہے
درپے آں مردِ حقّانی دود
ربانی مرد کے پیچھے دوڑتی ہے
می رمد آں مردِ حقّانی ازو
وہ ربانی مرد اس سے بھاگتا ہے
جستجویش می کند آں زشت خُو
وہ بدعادت اس کی جستجو کرتی ہے
می کند او در پیش پروازہا
وہ اس کے پیچھے اڑانیں بھرتی ہے
لیک وَے برمی جہد چوں بازہا
لیکن وہ بازوں کی طرح بھاگتا ہے

۱ عالم امر۔ وہ عالم جو کلمہ کن سے وجود میں آیا ہے۔ عالم خلق۔ وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ وجود میں آیا ہے۔ دو۔ روح اور جسم۔ نفس امارہ۔ وہ نفس جو انسان سے بدی کرتا ہے۔ نفس لوامہ۔ جو برائی کے صدور پر انسان کو ملامت کرتا ہے۔ ۲ ملہمہ۔ وہ نفس جو انسان کے دل میں بھلائی کے خیالات پیدا کرتا ہے۔ مطمئنہ۔ وہ نفس ہے جس کو کمال معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ سہ مرغ۔ کبوتر اس شخص کی مثال ہے جو دنیا سے بھاگتا ہے۔ مرغ زریں دنیا ہے جو اس کے پیچھے لگی ہے اور کوا دنیادار ہے۔ ۳ زو شتافت۔ خاک بیز۔ دنیادار۔ شرہ۔ حرص۔ فرہ۔ غلبہ۔ مکارہ۔ یعنی دنیا

ہا بیاکاں سہ پسر از کاہلی
ہاں، آ وہ تینوں لڑکے کاہلی کے ذریعہ
طالبِ حکم اندراں قاضی ولی
اس صاحب اختیار قاضی سے فیصلہ کے طلبگار ہیں

عرض نمودن آں سہ پسر بجنابِ قاضیِ پُرہنر فتوی خواستن در باب میراثِ پدر
ان تینوں لڑکوں کا ہنرمند قاضی کی عدالت میں عرض کرنا اور باپ کی میراث کے بارے میں فتوی چاہنا

ہرسہ با قاضی بگفتند اے حمید
تینوں نے قاضی سے کہا اے محمود!
حالِ ما اینست کُن حُکمِ رشید
ہمارا یہ حال ہے صحیح فیصلہ کر دے
خَلق بہرِ حُکمِ او شد مجتمع
لوگ اس کے فیصلہ کے لئے جمع ہو گئے
ہر یکے ایں ماجرا را مستمع
ہر ایک سے قصہ کو سننے والا تھا
تابدانند آنچہ قاضی حُکم کرد
تاکہ قاضی جو فیصلہ کرے اس کو جان لیں
می چہ گوید اندریں آں مردِ فرد
وہ یکتا انسان اس معاملہ میں کیا کہتا ہے؟
گفت قاضی ایں ہمہ مالِ پدر
قاضی نے کہا، باپ کا یہ سارا مال
مر سوم را گشت از حُکمِ قدر
مقدر کے فیصلہ سے تیسرے کا ہو گیا
خَلق آمد در فغاں زیں ماجرا
لوگ اس فیصلہ سے فریاد کرنے لگے
کیں سخن را شرح کن بہرِ خدا
کہ خدا کے لئے اس بات کی تشریح کیجئے

عالمے زیں حکم حیرت وَر شُدند
ایک جہان اس فیصلہ سے حیرت میں پڑ گیا
کیں دو چوں محرومِ مال و زر شُدند
کہ یہ دونوں مال وزر سے کیوں محروم ہوئے؟
کاہلی ہرسہ شُد باہم قریب
تینوں کی کاہلی قریب قریب ہے
وجہ ترجیحش چہ باشد اے لبیب
اے عقلمند! اس کی ترجیح کی وجہ ہے؟
گفت قاضی ہست کاہل تر سوم
قاضی نے کہا تیسرا زیادہ کاہل ہے
شد فزوں ترا اُوز اول وز دوم
وہ پہلے اور دوسرے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے
زانکہ ایں کاہل بکارِ اُخر ویست
کیونکہ یہ آخرت کے کام میں کاہل ہے
چُست وچابک در امورِ دنیویست
دنیوی معاملوں میں چست اور چالاک ہے
برگزید او کارِ دنیا بر نماز
اس نے دنیا کے کام کو نماز پر ترجیح دی
ایں بُود خود کاہلیِ اہلِ آز
اہل حرص کی کاہلی یہی ہوتی ہے
کاہلی درکارِ دنیا چستی ست
دنیا کے کام میں کاہلی چستی ہے
کاہلی۲ از نار و جنت سستی ست
جہنم اور جنت سے کاہلی سستی ہے
مردِ کاہل بہرِ حق کاہل بُود
اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کاہل شخص کاہل ہوتا ہے
کاہل از دارین بس عاقل بُود
دونوں جہانوں سے کاہل بہت عقلمند ہوتا ہے

بہر ذاتِ حق گذارد ہر دو را
اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے دونوں کو چھوڑ دیتا ہے
ایں چنیں کاہل بُود مردِ خدا
مرد خدا ایسا ہی کاہل ہوتا ہے
کاہلیِ اولیں در زہد بُرد
پہلے کی کاہلی زہد میں لی گئی
کرد اسباغِ وضو قطرہ نخورد
اس نے وضو مکمل کیا، ایک قطرہ نہ پیا
بر امیدِ جنت او بردے کشید
اس نے جنت کی امید پر سردی برداشت کی
نفس راہم از عطش گردن برید
پیاس سے نفس کی گردن بھی کاٹ دی
واں دوم۳ از بہرِ حق کاہل شدست
اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کیلئے کاہل بنا
از متاعِ ہر دوکوں غافل شدست
دونوں جہان کے سامان سے غافل ہوا
غیرِ حق راچوں ندید او ہیچ قدر
خدا کے سوا کی چونکہ اس نے کوئی قدر نہ دیکھی
کاہلیِ اوست از چستی و مکر
اس کی کاہلی چستی اور تدبیر کی وجہ سے ہے
کاہلیِ عقبیٰ مرادم چابکی ست
آخرت کے کام میں کاہلی سے میری مراد چستی ہے
در توکل کاہلی و بے تگی ست
کیونکہ کاہلی اور کوشش نہ ہونا توکل کی وجہ سے ہے
مالِ عقبیٰ بہرِ ایں کاہل بُود
آخرت کا مال اس کاہل کے لئے ہوتا ہے
مالِ دنیا بہرِ آں کاہل بُود
دنیا کا مال اس کاہل کے لئے ہوتا ہے

۱ مرسوم۔ جس نے نماز بھی کھوئی اور بیل بھی کھویا۔ کار اخروی۔ بیل کے چرانے کی فکر میں نمازیں قضا کر دیں۔ امور دنیوی۔ بیل کو اچھی اچھی گھاس کھلاتا رہا اور اس کی فکر میں لگا رہا۔ کاہلی در کار دنیا۔ جو دنیاوی معاملہ میں کاہلی برتے وہ دراصل چست ہے۔ ۲ کاہلی از نار۔ جو آخرت کے معاملہ میں سستی برتے دراصل کاہل وہ ہے۔ اولیں۔ پہلے لڑکے نے وضو خوب کیا تو آخرت تو آخرت کے کام میں چستی خود پانی نہ پیا تو دنیا کے کام میں سستی دکھائی۔ ۳ دوم۔ دوسرے لڑکے میں توکل بڑھا ہوا تھا تو آخرت کے معاملہ میں چست تھا، کار دنیا میں کاہل تھا۔ مال عقبیٰ۔ یہ دوسرا آخرت کے مال کا وارث ہے۔ مال دنیا۔ دنیا کا مال تیسرے کے لئے ہے کیونکہ کاہل کاہل یہی ہے یہ دنیا کے کام میں چست اور آخرت کے کام میں کاہل ثابت ہوا۔

واِیں سُوم کوکارِ حق را خوار کرد
اور اس تیسرے نے اللہ کے کام کو ذلیل کیا

بہرِ گادے شُد فدا روزش بدَرد
بیل کے لئے ان کا دن تکلیف کے ساتھ قربان ہوا

کاہل و جاہل زجملہ ایں کس ست
سب سے زیادہ کاہل اور جاہل یہ شخص ہے

دولت دنیا مرایں کس رابس ست
دنیا کی دولت اس کے لئے کافی ہے

واں ا دور اعقبیٰ وایں را دولت ست
ان دونوں کے لئے آخرت اور اس کے لئے دنیا کی دولت ہے

نیست ایں دولت بپایاں ذلت ست
انجام کا یہ دولت نہیں ہے ذلت ہے

زیں سبَب فرمود پیغمبرؐ مگر
شاید پیغمبر نے اسی لئے فرمایا

اِنَّہٗ لَوْ کَانَ لِلدُّنْیَا قَدرٌ
بیشک، اگر دنیا کی قدر ہوتی

مَاسَقَی مِنْھَا لِکَافِرٍ شُرْبَۃٌ
کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ نہ پلاتا

بلکہ می انداخت بَردے صد محن
بلکہ اس پر سو مشقتیں ڈال دیتا

دربیانِ معنیِ ایں حدیث کہ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ دنیا

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤمِنِ وَ جَنَّۃُ الْکَافِرِ
مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

ہست دنیا جنّت آں کفاررا
دنیا کافروں کے لئے جنت ہے

اہلِ فسق وظلم واں اشرار را
فاسقوں اور ظالموں اور ان شریروں کے لئے

بہرِ مومن ہست زنداں ایں مقام
یہ جگہ مومن کے لئے قید خانہ ہے

نیست زنداں جاےِ عیش و اِحتشام۲
قیدخانہ عیش اور حشمت کی جگہ نہیں ہے

جہد کُن تاخود ازیں زنداں رہی
کوشش کرتا کہ تو اس قیدخانہ سے نجات پالے

مُخلِصی جاں را ازیں مجلس دہی
جان کو اس قیدخانہ سے چھٹکارا دیدے

زُود فکرِ ژرف می باید گزید
بہت جلد گہرا فکر اختیار کرنا چاہیے

پازیں زنداں برُوں باید کشید
اس قیدخانہ سے پاؤں باہر نکالنا چاہیے

آشیانِ تُست عرشِ اِعتلا
تیرا آشیانہ بلندی کا عرش ہے

چوں بیفتادی دریں دامِ بَلا
تو مصیبت کے اس جال میں کیوں گر پڑا؟

ہیچ ناری یاد ازاں کاشانہَ
تو کبھی اس محل کو یاد نہیں کرتا ہے

مست گشتی چوں بریں گُہدانہَ
تو اس پائے خانہ پر کیسا مست ہوگیا ہے؟

می دہندت دانہ عُمرت می خرند
تجھے دانہ دیدیتے ہیں، تیری عمر خرید لیتے ہیں

گاؤِ گردوں زرعِ عُمرت می چرند
آسمان کے بیل تیری عمر کی کھیتی چر جاتے ہیں

روزیِ ہر روزہ پنداری تو مفت
تو ہر دن کی خوراک مفت سمجھتا ہے

عُمر ہر روزہ بگیرند ایں شگفت
ہر روز تیری عمر لے لیتے ہیں یہ تعجب ہے

تو بدانہ دام را بگزیدہَ
تونے دانہ کی وجہ سے جال کو پسند کرلیا ہے

وز لئیمی برفخِ پیچیدہَ
اور کمینہ پن سے جال الجھ گیا ہے

رَو بداں سُو پَر بزن کاشانہاست
جا اس جانب پرواز کر، محلات ہیں

آں سوئے چرخ بریں بس دانہاست
اس بلند آسمان پر بہت دانے ہیں

لَب بہ بند از گفتگوئے این و آں
اس اور اس کی بات سے ہونٹ بند کرلے

تابیابی نورِ حق در دل عیاں
تا کہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کو دل میں ظاہر پائے

خویش را رُسوای عالم کردہَ
تو نے اپنے آپ کو رسوائے عالم بنایا ہے

بہرِ تورِیِ جہاں چوں گردہَ
جبکہ تو دنیا کی تصویر کے لئے نقشہ ہے

لوحِ تو پُر از خیالاتِ جہاں
تیری تختی دنیا کے خیالات سے پر ہے

فکر و ذکرش چوں شوُد در دل جہاں
اس کا فکر و ذکر دل میں کیسے پیدا ہونے والا ہوگا

از ہمہ می بُر بدُو پیوند کُن
سب سے کٹ جا، اس سے جڑ جا

بر درِیک یار خود را بند کُن
ایک یار کے در پر اپنے آپ کو پابند کر

یارِ ہرجائی ترا مرغوب نیست
ہرجائی یار، تجھے پسند نہیں ہے

کے سزد آں را کہ چوں اُوخوب نیست
اس کے لئے کب مناسب ہوگا جس کی طرح کا کوئی حسین نہیں ہے

حکایت برسبیلِ تمثیل
تمثیل کے لئے ایک حکایت

بُد زنے سیمیں تنے عشوہ گرے
ایک چاندی جیسے بدن والی ناز دکھانے والی عورت تھی

برزمیں تاباں چو فرخ اخترے
زمین پر مبارک تارے کی طرح روشن

زُلف و رُخسار و لَب اُور شکِ حُور
اس کی زلف اور رخسار اور ہونٹ حور کا رشک تھے

درز نخدانش دلِ خلقے حَصُور
اس کی ٹھوڑی میں لوگوں کا دل گھرا ہوا تھا

۱ داں دو۔ پہلے اور دوسرے کو آخرت ملے گی تیسرے کو یہ دنیا کی دولت جو در اصل ذلت ہے دی جائی گی۔ پیغمبر۔ آنحضورؐ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی پرِ پشہ کی برابر بھی قدر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ ملتا۔ ۲ احتشام۔ صاحب شوکت وحشمت ہونا۔ مجلس۔ قیدخانہ۔ ژرف۔ ہرا۔ اعتلا۔ بلند ہونا۔ گہدان۔ بیت الخلاء۔ فخ۔ جال۔ گردہ۔ وہ مٹی جس پر نمونہ کیلئے نقش ونگار بنا لیتے ہیں۔ جہاں۔

از تبختر [1] چوں تَدَ روِ خوش نہاد
ناز سے چلنے میں خوش فطرت چکور کی طرح تھی

برسَرِ کوئی گذارے اُو فتاد
اس کا کوچہ پر سے گزر ہوا

اِتّفاقاً یک جوانے تُفتہ دل
اتفاقاً ایک جوان سوختہ دل

شُد دو چارِ اُوز دستش رَفتہ دل
اس کے سامنے آ گیا اس کا دل بے قابو ہو گیا

دید اُورا گشت تصویرِ خیال
اس نے اس کو دیکھا، تصویرِ خیال بن گیا

رَفت ہوش از سر بجانش صد نکال
ہوش سر سے روانہ ہو گیا اس کی جان میں سو عذاب پیدا ہو گئے

گشت چوں تصویر حیراں اند رُو
اس میں تصویر کی طرح حیران ہو گیا

چشم برہم می نزد از شوقِ اُو
اس کے شوق سے پلکیں نہ جھپکاتا تھا

زن چو اُورا والہ و شیدا بدید
عورت نے جب اس کو عاشق اور شیدا دیکھا

تیرِ عشقِ اُو بجانِ زن رسید
اس کے عشق کا تیر عورت کی جان میں لگا

گفت اے سادہ چہ مي بین بگو
اس نے کہا اے بھولے! کیا دیکھ رہا ہے بتا؟

از چہ حیراں گشتی اے آئینہ رُو
اے آئینہ رو! تو کس چیز سے حیران ہو گیا ہے

رو برایِ کارِ خود آمادہ باش
جا اپنے کام پر آمادہ رہ

پابز نجیرے مَنہ آزادہ باش
پاؤں میں زنجیر، ڈال، آزاد رہ

گفت عشقت ہوش و عقلِ مَن ربَود
اس نے کہا تیرا عشق میرا ہوش اور عقل نے اڑا

کُو مرا پردایِ کارِ نفع و سُود
مجھے نفع اور فائدے کے کام کی پروا کہاں ہے؟

جُو تو کارِ دیگرم باقی نماند
میرے لئے تیرے سوا دوسرا کام نہیں رہا

عشقِ تو در بسترم خارے فشاند
تیرے عشق نے میرے بستر پر کانٹے بچھا دیئے

کاروبارِ مَن بجز عشقِ تو نیست
میرا کاروبار تیرے عشق کے سوا نہیں ہے

حُسنِ تمثیلِ تو جان را رہزنیست
تیری تصویر کا حسن جان کا رہزن ہے

گفت ہیں واپس نگر ہمیشرِ مَن
اس نے کہا خبردار! پیچھے دیکھ میری ہمشیر

از عقَب می آید آں غنچہ دہن
پیچھے آ رہی ہے وہ غنچہ دہن

صَدرَہ از مَن در جمالِ اُو خوب تَر
وہ مجھ سے حسن میں سو گنا بڑھی ہوئی ہے

کہ نیز زَد پیشِ رُویِ اُو قمر
کیوں اس کے رخ کے مقابلہ میں چاند کی قیمت کا نہیں ہے

آں جوانِ سادہ رُو ازوے بتافت
اس بھولے جوان نے اس سے منہ موڑ لیا

سُویِ محبوبے فشاں کزوے نیافت
اس محبوب کی جانب جن کا نشان نہ پایا

زَن [2] برُویش زَد طپانچہ آنچناں
عورت نے اس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا

کہ برُو صد رَشک بُردے ارغواں
کہ گل بابو نہ اس پر سو رشک کرے

گفت اے اَبلہ اگر تو عاشقی
بولی اے بیوقوف! اگر تو عاشق ہے

دَربیانِ دعویِ خود صَادقی
اپنے دعوے کے بیان میں تو سچا ہے

سُویِ غیرِ مَن چرا کردی نظَر
میرے غیر کی جانب تو نے نظر کیوں کی؟

دعویِ عِشق اے بُوَد اے خیرہ سَر
اے پراگندہ دماغ عشق کا دعوی یہ ہوتا ہے

ایں چنیں باشد وفایِ عاشقاں
عاشقوں کی وفا، ایسی ہوتی ہے

رُو بغیر آرند ظاہر یا نہاں
ظاہر یا پوشیدہ دوسرے کی طرف رخ کرتے ہیں

چونکہ دید غیر در عشقِ مجاز
جبکہ مجازی عشق میں دوسرے کو دیکھنا

ننگِ عِشق آمد حقیقت راچہ ساز
عشق کا عیب ہے تو حقیقت سے کیا تعلق!

عاشقِ حقّی و بینی غیر را
تو اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے اور غیر کو دیکھتا ہے

کعبہ می خواہی کہ سازی دیر را
تو کعبہ چاہتا ہے؟ جبکہ سبحانہ کا ارادہ کرتا ہے

کلمکے دار می بردِ دل ز غیر
تو دل پر غیر کا زخم رکھتا ہے

وانگہاں خواہی بکویِ دوست سَیر
پھر دوست کے کوچہ میں سیر چاہتا ہے

تانشک داریِ بکشمانِ وجود
جب تک تو وجود کے کھیت میں دیمک رکھتا ہے

حَبِّ حُبِّ اللہ در وکشتنِ چہ سُود
اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دانہ بونے سے کیا فائدہ؟

غیر اُورا از نظر بیروں فکن
اس کے غیر کو نظر سے باہر پھینک دے

چشمِ دل نہ بر جمالِ ذُوالمنن
احسانوں والے کے حسن پر، دل کی آنکھ رکھ

کیست دیگر در جہاں غیر از خدا
دنیا میں خدا سے علاوہ دوسرا کون ہے؟

از چہ اَحول گشتہ اے ژاژ خا
اے بیہودہ گو! تو بھینگا کیوں ہوا ہے؟

خود تَوئی گر غیرِ حق خود را بسوز
اگر تو خود حق کا غیر ہے تو خود کو جلا دے

چشمِ دل بر وحدہٗ ہر دَم بدُوز
دل کی آنکھ ہر وقت اس تنہا پر لگا

---

۱ تبختر۔ ناز سے چلنا۔ تدرو۔ چکور۔ زن۔ عورت کے دل میں اس عاشق کا عشق پیدا ہو گیا۔ آئینہ رو۔ حیران۔ زنجیرے۔ یعنی عشق کی زنجیر۔ گفت۔ عورت نے امتحان کیلئے کہا کہ میری بہن مجھ سے زیادہ حسین ہے وہ پیچھے آ رہی ہے۔ آں جواں۔ وہ جوان پیچھے کو مڑ کر دیکھنے لگا لیکن اس نے کوئی عورت آتی ہوئی نہ دیکھی۔ ۲ زن۔ عورت نے اس کے طمانچہ مارا کہ اگر تو میرا عاشق ہو تو پھر تو نے دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر کیوں دیکھنا چاہا۔ کلمہ کہ۔

جز وجودِ مطلق و ہستیِ پاک
وجود مطلق اور پاک ہستی کے سوا
آنچہ آید در خیالت ہست خاک
جو کچھ تیرے خیال میں آئے خاک ہے
تو کجا و من کجا عالم کجا
تو کہاں اور میں کہاں، عالم کہاں؟
ہست یک نورِ منزّہ اے فتا
اے خوبرو جوان! ایک پاکیزہ نور ہے
ظاہر[1] و باطن نہان و آشکار
ظاہر اور باطن پوشیدہ اور کھلا
شمع یک شمع ست قندیلش ہزار
شمع تو ایک شمع ہے اس کے قندیل ہزار ہیں
در ہزاراں آئینہ یک صورت ست
ہزاروں آئینوں میں صورت ایک ہے
زیں تکثّر ہم خرد را حیرت ست
اس کثرت سے بھی عقل حیرت میں ہے
کثرتِ آئینہ آمد از کجا
آئینہ کی کثرت کہاں سے آئی؟
ایں زاسما و صفات ست اے کیا
اے بزرگ! یہ اسماء اور صفات کی وجہ سے ہے
ایں سخن پایاں ندارد لب بہ بند
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ہونٹ بند کرلے
ہر دو لبہای مرا بربستہ قند
شکر نے میرے دونوں ہونٹ سی دیئے ہیں
زیں شکر ہر دولبِ من بستہ شد
اس شکر سے میرے دونوں ہونٹ بستہ ہوگئے
وزم قیودِ گفتگو دل رستہ شد
اور گفتگو کی بیڑیوں سے دل نجات پاگیا

رجوع بحکایت شاہزادۂ سوم کہ از بادشاہ شرفِ قرابت و عزّ و وجاہت یافت و بمنزل گاہِ زوّجنا ہم بحورٍ عینٍ شتافت
تیسرے شہزادے کی حکایت کی طرف رجوع جس نے بادشاہ سے رشتہ داری کا شرف اور عزت اور وجاہت پائی ہم کے حور عین سے ان کی شادی کردی کہ منزلگاہ کی طرف دوڑ گیا

اے حسام الدّیں شہِ مُلکِ یقیں
اے حسام الدین! ملک یقین کے شاہ
حالِ شہزادہ سوم برگو تو ہیں
ہاں آپ تیسرے شہزادے کا حال بیان کریں
اے ضیاء الحق حسام الدّیں حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن!
جذبِ جاں کردی تو چوں بادِ[2] یمن
آپ نے یمن کی ہوا کی طرح جاں جذب کرلی
می کشد مارا ابر عرشِ علا
ہمیں بلندی کے عرش پر کھینچتا ہے
پر پروازت چو جبرئیل صفا
تیرا پر پرواز جبرئیل باصفا کی طرح
بردہ جاں راتو در باغِ خلود
آپ جان کو ہمیشگی کے باغ میں لے گئے
سینہ ام پُرگل از انست اے وُدود
اے محبوب! اسی لئے میرا سینہ پھولوں سے پُر ہے
خود زتُست ایں گفتگوئے پُر شکر
یہ شکر بھری گفتگو آپ کی جانب سے ہے
کز زبانم می ترا ود شعرِ تر
کہ میری زبان سے تازہ شعر ٹپک رہا ہے
حالِ خود را بر زبانم گفتہ
آپ نے اپنی حالت میری زبان سے بیان کی ہے
خود تودانی چونکہ ایں در سُفتہ
چونکہ آپ نے یہ موتی پرویا ہے آپ خود جانتے ہیں
من نے خالی بُدم نائی توئی
میں خالی نے ہوں نواز نے والے آپ ہیں
مثنوی را گر بیفزائی توئی
اگر مثنوی کو بڑھا رہے ہیں تو آپ ہیں

نالہ من ازدم گرم تو ہست
میرا نالہ آپ کے گرم سانس کی وجہ سے ہے
لطف تو ایں تہمتے برمن بہ بست
آپ کی مہربانی نے مجھ پر یہ تہمت باندھی ہے
اختتامِ مثنوی خود کردۂ
مثنوی کا اختتام آپ نے کیا ہے
خود تو میگوئی ولے در پردۂ
خود آپ کہہ رہے ہیں لیکن آپ پردے میں ہیں
ایں من و ما جُز کہ پردہ بیش نیست
یہ من و ما پردے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے
پیشِ آں عقلِ مآل اندیش نیست
انجام سوچنے والی عقل اس کے سامنے نہیں ہے
در صُوَر گر کثرتے بینی عیاں
تو اگر صورتوں میں کثرت ظاہر دیکھتا ہے
معنیِ جملہ یکست اے نکتہ داں
اے نکتہ داں! حقیقت سب کی ایک ہے
شمع، در آئینہ خانہ، گر نہی
اگر تو شیش محل میں شمع رکھ دے
پیشِ ہر آئینہ اش راہے دہی
ہر آئینہ کے سامنے تو اس کو راستہ دیدے گا
در حقیقت یک بُود اے ہوشیار
اے ہوشیار! حقیقت میں وہ ایک ہے
پیشِ چشمِ تو نمایاں صد ہزار
تیری آنکھ کے سامنے ہزاروں نمایاں ہیں
ذاتِ شمع آں یک بُود از کثرتے
شمع کی ذات ایک ہے، کثرت کی وجہ سے
مر ترا ز آئینہ باشد حیرتے
تجھے آئینہ سے حیرت ہو گئی
بے تکثّر شمع یک چوں شد ہزار
بغیر کثرت کے جب ایک شمع ہزار ہوگئیں
وحدتِ ہستیِ مطلق ہوشدار
مطلق ہستی کی وحدت کو سمجھ لے

[1] ظاہر۔ جملہ کائنات صرف ایک نور وحدت کا مظہر ہے ایک روشنی مختلف رنگ کے آئینوں میں سے مختلف نظر آتی ہے۔ ایں۔ خالص ذات وحدت سے متصف ہے؟ یہ کثرا اسماء وصفات کے مظاہر ہیں۔ [2] بادِ یمن۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے یمن کی جانب سے خدائی سانس کی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس کا مصداق وہ کشش تھی جو اویس قرنیؒ کی جانب سے آنحضور میں پیدا ہوئی تھی۔ آبر۔ ہزہ۔ زیادہ ہے۔ نائی۔ نے نواز۔ اختتام۔ یہ خاتمہ

گر ا پُرسی شُد از کجا
اگر تو پوچھے آئینہ کہاں سے پیدا ہوا؟
شمع ہست آں خود قدیم و باضیا
وہ شمع خود قدیم اور منور ہے
آئینہ داں جملہ اسما و صفات
تمام اسماء و صفات کو آئینہ سمجھ
اِقتضا کردند فصلِ کائنات
جنہوں نے بقیہ کائنات کو چاہا
زیں سخن بگذر کہ شہزادہ سوم
اس بات سے گزر کیونکہ تیسرے شہزادے نے
چوں شنید از مرگ آں دارو دُوم
جب دوسرے بھائی کی موت کے بارے میں سنا

بیان حالِ شہزادۂ سُوم کہ بعد مرگِ برادرِ دُوم تقرب سُلطان و قُرب و عِرفان یافت
تیسرے شہزادے کے حال کا بیان جس نے دوسرے بھائی کے مرنے کے بعد شاہ کا تقرب اور قربت و معرفت حاصل کرلی

حاضر آمد در جنابِ پادشاہ
وہ بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا
طالبِ محبوب خود با دَرد و آہ
اپنے محبوب کا درد اور آہ کے ساتھ طالب بن کر
پس مُعرّف گفت بہرِ مصلحت
مصلحت کے طور پر تعارف کرانے والے نے کہا
کیں سُوم بیش ست جائے مرحمت
کہ یہ تیسرا زیادہ رحم کا مستحق ہے
ہر دو باز ویش بعشقِ تو شکست
اس کے دونوں بازو آپ کے عشق میں شکستہ ہوگئے
مر شکستش را جبیرہ بستنی ست
اس کی شکست پر پٹی باندھنی ہے

شاہ رحمت کرد اُورا پیش خواند
شاہ نے رحم کیا اس کو آگے بلایا
وز تلطف بر سَریرِ خود نشاند
اور مہربانی سے اپنے تخت پر بٹھایا
گرچہ میدانست حالش را بکشف
اگرچہ وہ اس کی حالت کو کشف کے ذریعہ جانتا تھا
جملہ می پُرسید بارای شگرف
عجیب رائے سے تمام احوال پوچھتا رہا
آنچناں از لُطف پُرسشہا نمود
مہربانی سے اس قدر پرسش کی
کاں غم و کربت زجانِ اُو رَبُود
کہ وہ غم اور مصیبت اس کی جان سے نکال دی
آں برادر مُردہ راتدفیں نمود
اس نے مردہ بھائی کی تدفین کر دی
زندہ را با رُوح خود تضمیں نمود
زندہ کو اپنی روح سے وابستہ کر لیا
بعد چندیں صحبت اُو گرم شُد
تھوڑے دن بعد اس کی صحبت گرم ہوگئی
شاہ را بردَے بسے دل نرم شُد
اس پر بادشاہ کا دل بہت نرم ہو گیا
پُوتہ ۲ و پُوتک مراُورا جملہ داد
بڑا چھوٹا خزانہ سب اس کو دے دیا
داخلِ شاہانہ بہرِ اُو کشاد
دیوانہ خانہ اس کے لئے کھول دیا
از دَمِ جاں بخشِ شاہِ بحرِ جود
دولت کے سمندر جان عطا کرنے والے شاہ کے دم سے
غنچہ اُورا شگفتن رُو نمود
اس کا غنچہ کھلنے لگا
رازہا اندر دلش تخمیر گشت
اس کے دل میں بہت سے راز پوشیدہ ہو گئے
ہمچو آں دومیں ہمہ تنویر گشت
وہ منجھلے بھائی کی طرح مجسم نور بن گیا

منزلِ قُربِ وجود و معرفت
قرب وجود اور معرفت کی منزل ہیں
بیشتر زاں دومیں شُد در صفت
صفت میں اس منجھلے بھائی سے زیادہ ہو گیا
کسب ہامی کرد ورہ طے می نمود
مجاہدے کرتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا
جہدہامی کردو نورش می فزود
وہ کوشش کرتا تھا اور اس کا نور بڑھتا تھا
لیک اُو خود عبرتے بگرفتہ بُود
لیکن اس نے خود ایک عبرت حاصل کرلی تھی
زاں دو او پندہا پذرفتہ بُود
ان دونوں بھائیوں سے نصیحت قبول کرلی تھی
عقبہائے راہ وا دانستہ بُود
وہ راستہ کی گھاٹیوں کو خوب جان چکا تھا
حَزمہامی کردو بُد شائستہ خود
احتیاطیں برتتا تھا اور خود شائستہ تھا
دیدکاں اوّل زعُجلت جاں بداد
اس نے دیکھا کہ اس پہلے نے جلدی میں جان دیدی
واں دُوم را عُجب در گورے نہاد
اور اس دوسرے کو خود پسندی نے قبر میں رکھ دیا
مرد را باید کہ اندر راہِ یار
انسان کو چاہیے کہ یار کے راستہ میں
در تانّیِ کوشد و صبر و قرار
آہستہ روی اور صبر و قرار سے کوشش کرے
زیں سبب فرمود احمدؐ مجتبیٰ
احمد مجتبیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے
رِفق راس الحکمت آمد اے فتیٰ
اے نوجوان! نرمی دانائی کی جڑ ہے
ابنِ مسعودؓ از پیغمبر نقل کرد
ابن مسعودؓ نے پیغمبر سے نقل کیا ہے
نصف ایماں ست صبر اے نیک مَرد
ایک نیک مرد! صبر نصف ایمان ہے

۱ گر بپرسی۔ ذات ایک ہے صفات میں کثرت ہے اور یہ کائنات صفات کا مظہر ہے۔ دادر۔ برادر۔ جبیرہ۔ ٹوٹے ہوئے عضو کو کسنے کی پٹی۔ ۲ پوتہ و پوتک۔ بڑا اور چھوٹا خزانہ۔ زاں دو داور۔ بڑے نے عجلت میں جان دی چھوٹے کو تکبر نے مار ڈالا۔ تانی۔ آہستہ روی۔ احمد۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ آہستہ روی تمام حکمتوں کی جڑ ہے۔

ورنہ حُسنِ یار نورِ مُطلق ست
ورنہ یار کا حسن نور مطلق ہے
چشمِ دل اندر جمالش مُندَق[1] است
اس کے جمال میں دل کی آنکھ پارہ پارہ ہے
تاب ناری دیدنش رایک بیک
تو یک بیک اس کے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا
آئینہ مَصقولِ میکُن سیکنک
آئینہ پر آہستہ آہستہ صیقل کر
ایں تانی بہرِ استعداد ہَست
یہ آہستہ روی استعداد کے لئے ہے
کے جمالِ بے حجابش دربہ بَست
اس کے لئے حجاب جمال نے دروازہ کب بند کیا ہے؟
یارچوں شمس ست در وسط السَّماء
یار آسمان کے وسط میں سورج کی طرح ہے
لیک اے خفاش گو چشمے تُرا
لیکن اے چمگادڑ! تیری آنکھ کہاں ہے؟
رَو اوّل چشم را پیدا بکُن
جا، تو پہلے آنکھ پیدا کر
بعدازاں دیدہ بسویش وَا بکُن
اس کے بعد اس کی طرف آنکھ کھول
بر نتابی ورنہ آں نور و شرُوق
ورنہ اس نور اور چمک کی تو تاب نہ لا سکے گا
نجمِ تو گردوز مہرش در خُفُوق
اس کے سورج سے تیرا ستارہ غروب کرجائے گا
یابمیری یاشوی دیوانہ خُود
یا تو مر جائے گا یا دیوانہ ہو جائے گا
زیں سببہا اکثرے مجذوب[2] شُد
اسی وجہ سے بہت سے مجذوب ہو گئے ہیں

برنتابد کاہ بارِ کوہ را
تنکا، پہاڑ کا بوجھ نہیں سہار سکتا
مَرد باید ایں غم و اندوہ را
اس رنج و غم کے لئے مرد چاہیے
آں نخستیں دادرش تعجیل کرد
اس کے پہلے بھائی نے جلدی کی
وصلِ عریاں رالطپاں تحصیل کرد
عریاں وصل کو تڑپتے ہوئے حاصل کیا
چوں نبُود آں وصلِ لَب در خورد اُو
چونکہ خالص وصل اس کے مناسب نہ تھا
در طپش اُفتاد و خَست و مُرد او
وہ تڑپنے لگا اور خستہ ہو گیا اور مر گیا
تاکہ رفع ایں حجابِ تَن نشُد
جب تک جسم کا یہ پردہ نہ ہٹے
وصلِ عُریاں کے بدست آید لَد
جھگڑے سے عریاں وصل کب ہاتھ آتا ہے؟
لیک شیرِ عشق چوں تاز و شتاب
لیکن عشق کو شیر جبکہ جلد دوڑ پڑتا ہے
لُقمہ گردد عاشق اُورا چوں کباب
عاشق کباب کی طرح اس کا لقمہ بن جاتا ہے
زاضطرابِ عشق جلدیہا کُند
عشق کے اضطراب کی وجہ سے جلدبازی کرتا ہے
چکرہ را ہمچوں صَدف لَب وَا کُند
سیپ کی طرح قطرے کے لئے منہ کھول دیتا ہے
لیک پیش از اَبرِ نیساں فتحِ لَب
لیکن ابر نیساں سے پہلے منہ کھولنا
نیست زاں حاصل بجز رنج و تعَب
اس سے سوائے تکلیف اور برداشت کے کچھ حاصل نہیں

زَن نباشد طامثہ یابالغہ
جو عورت حائضہ یا بالغہ نہ ہو
باشد از احوائے نطفہ زالغہ
وہ نطفہ کے گھیرنے میں کجرد ہوتی ہے

داستانِ آں مطنجی کہ بدونِ استعداد از راہِ تعجیل دل بوصلِ عُریاں نہاد و جاں بدَاد

اس نان بائی کا قصہ جس نے بغیر استعداد کے جلد بازی کے طور پر وصل عریاں کے ساتھ دل وابستہ کیا اور جان دے دی

عارفے[3] را مطنجی ہمسایہ بُود
ایک عارف کا ایک نان بائی پڑوسی تھا
بَس سخی و عاقل و پُرمایہ بُود
بہت سخی اور عقلمند اور سرمایہ دار تھا
اکثر استفسار کردے حالِ شیخ
اکثر شیخ کا حال معلوم کرتا
بَستہ بُودے چشم بَر احوالِ شیخ
شیخ کے احوال پر آنکھ لگائے ہوئے تھا
چونکہ فقر از شانِ فخرِ اولیاست
چونکہ فقر اولیاء کے فخر کی شان ہے
اِفتقار از سنّتِ خیر الورٰی ست
حاجتمندی خیرالورٰی کی سنت ہے
باوجودِ حَزمِ اخفائی کمال
باوجود کمال کے اخفاء کی پختہ کاری کے
گر شُدے احیاناً اُو داناِ حال
اگر وہ کبھی حال کا واقف کار بن جاتا

[1] مندق۔ ریزہ ریزہ۔ ایں تانی۔ آہستہ روی اس لئے ضروری ہے کہ تجھ میں استعداد پیدا ہو جائے اور اس نور کا تحمل کر سکے۔ یابمیر۔ اگر بغیر استعداد کے تجلی پڑتی ہے تو سالک مر جاتا ہے یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ [2] مجذوب۔ وہ انسان جس کے ہوش وحواس عذب الٰہی نے گم کردیئے ہوں۔ لد۔ جھگڑالو مفتی صاحب نے جھگڑے کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ چکرہ۔ قطرہ۔ صدف۔ سیپ۔ نیساں۔ چیت کا مہینہ اپریل۔ طامثہ۔ حائف۔ زالغہ۔ کجرو۔ [3] عارف۔ صاحب معرفت شخص، ولی بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ قصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس نان بائی کی قبر بھی ان کے مزار کے پاس موجود ہے۔ مطنجی۔ نانبائی۔ افتقار۔ فقر میں مبتلا ہونا آنحضور کا ارشاد ہے "اَلْفَقْرُ فَخْرِی" فقر میرا فخر ہے۔

خدمتے کردے بصد عجز و نیاز
سینکڑوں عاجزیوں اور نیاز مندیوں سے خدمت کرتا

باکمالِ اعتقاد و امتیاز
پورے اعتقاد اور امتیاز کے ساتھ

اِتفاقاً چند مہمانِ عزیز
اتفاقاً چند معزز مہمان

شُد قُنُق[1] روزے باں صاحب تمیز
ایک روز ان صاحب تمیز کے مہمان بن گئے

چونکہ فقدِ نُزل بُود ہم عنا
چونکہ مہمانی کے سامان اور کھانے کا بھی فقدان تھا

مرد عارف گشت دَر رنج و عَنا
وہ عارف مرد رنج اور تکلیف میں مبتلا ہو گیا

چوں لیکرم ضیفہٗ حکمِ رسُولؐ
چونکہ چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے رسولؐ کا حکم ہے

در دل عارف زنشتر بُد عجول[2]
وہ عارف کے دل میں نشتر سے زیادہ جلدی کرنے والا تھا

یک دوبار از خانقہ تاخانہ رفت
ایک دو مرتبہ خانقاہ سے گھر تک گیا

تا کُند مہمانیِ شاں چُست و زَفت
تاکہ ان کی مہمانی اچھی اور بھرپور کریں

لیک درخانہ یسارِ اُو نبُود
لیکن ان کے گھر میں مالداری نہ تھی

زیں سبب تشویشِ وقت اُو فزود
اس لئے ان کے وقت کی پریشانی بڑھ رہی تھی

مطبخی آں شیخ را برَرغمِ طبع
نان بائی کے شیخ کو ان کے مزاج کے خلاف

دیدگہ در خانقہ گاہے برَبع
کبھی خانقاہ میں کبھی گھر میں دیکھا

بردرِ اُو آمد و تفتیش کرد
وہ ان کے دروازہ پر آیا اور جستجو کی

ماجرا دریافت و بس تشویش کرد
معاملہ سمجھ گیا اور بہت پریشان ہوا

زُود از دوکان تُتماج و ثرید
فوراً دکان سے دلیا اور پنیر

نان و قلیہ ماہیِ بریاں گزید
روٹی اور شوربا، بھنی ہوئی مچھلی لی

بُرد نزدِ شیخ کاے مَردِ خدا
شیخ کے پاس لے گیا کہ اے مرد خدا!

صرف کُن ایں جُملہ اے نور الہدا
اے نورِ ہدایت! اس سب کو خرچ کر لیجئے

ہر کجُا خواہی مرآں را صرف کُن
آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کر لیں

جملہ کردم مِلکِ تو از بیخ و بُن
میں نے جڑ اور بنیاد سے سب آپ کی ملک کیا

شیخ شاداں گشت و مہماناں نواخت
شیخ خوش ہو گئے، مہمانوں کو نوازا

جُملہ رازاں خوانِ نعمت سیر ساخت
اس خوانِ نعمت سے سب کا پیٹ بھر دیا

آنچہ باقی ماند بخشید اہل را
جو کچھ بچا گھر والوں کو دے دیا

رَفت تشویش و دلش[3] آمد بجا
اِن کی پریشانی رفع ہو گئی اور دل ٹھکانے آ گیا

مطبخی را گفت چہ خواہی بگو
نان بائی سے فرمایا تو کیا چاہتا ہے بتا؟

ہر دُرے خواہی ازیں دریا بجُو
تجھے جو موتی چاہیے اس دریا میں تلاش کر لے

بحرِ مَن درجوش آمد ایں زماں
اس وقت میرا سمندر جوش میں آ گیا ہے

آنچہ می خواہی بیگر و واستاں
تو چاہیے حاصل کر لے اور لے لے

مطبخی گفتا کہ از لُطف شما
نانبائی نے کہا آپ کی مہربانی سے

وُلد و مال و جاہ شُد حاصل مرا
اولاد اور مال اور رتبہ مجھے حاصل ہے

نیست دَر دنیا بچیزے حاجتم
مجھے دنیا میں کسی چیز کی حاجت نہیں ہے

از رہِ شُکر و قناعت ساکتم
شکر و قناعت کے طریقہ پر میں خاموش ہوں

حق چو بیش از حاجتِ مَن رحم کرد
جب اللہ تعالیٰ نے میری ضرورت سے زیادہ عطا فرمایا ہے

چوں کُنم دیگر طلب اے نیک مَرد
اے نیک مرد! پھر اور کیا طلب کروں؟

بازچوں دریایِ حق در جوش بُود
پھر چونکہ اللہ تعالیٰ کا دریا جوش میں تھا

عارف اندر خواہ خواہش میفزود
شیخ اس سے خواہش کے طلب کرنے میں اضافہ کرتے تھے

مطبخی گفتا کہ می خواہم شہا
نان بائی بولا اے شاہ! میں چاہتا ہوں

ہمچو خود عارف کُنی بے فرقہا
بغیر فرق کے اپنی طرح مجھے عارف بنا دیجئے

غیرِ ازیں دیگر مرا حاجت چو نیست
اس کے علاوہ چونکہ میری کوئی حاجت نہیں ہے

زیں عطایم گر نوازی خوش فنیست
اگر آپ اس بخشش سے مجھے نواز دیں تو بہتر کام ہے

عارف اندر فکر رَفت و گفت ہیں
عارف متفکر ہو گئے اور فرمایا خبردار!

زیں سوالِ خام رَو دیگر گزیں
اس ناقص سوال سے ہٹ جا دوسرا اختیار کر لے

گفت نے نے من ہمیں را خواستم
اس نے کہا کہ نہیں نہیں میں بھی چاہتا ہوں

وز سَر مال و جہاں برخاستم
مال اور دنیا کے خیال سے میں علیحدہ ہوں

گفت عارف گرچو من عارف شوی
شیخ نے فرمایا اگر تو میری طرح عارف بنے گا

غرق بحرِ لاشوی وز خود رَوی
"لا" کے سمندر میں غرق ہو جائے گا اور اپنے سے جاتا رہے گا

---

[1] قُنق۔ مہمان۔ نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ عنا۔ مشقت۔ چوں۔ آنحضورؐ کا حکم ہے جو شخص مؤمن ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرلے۔ یہ حکم چونکہ وہ ولی کا حکم ہے اس لئے شیخ کے قلب میں نشتر سے بھی زیادہ اثر کر رہا تھا۔ [2] عجول۔ جلدی کرنے والا۔ یسار۔ مالداری۔ برغم طبع۔ خلاف عادت۔ ربع۔ مکان۔ تتماج۔ پینے والی غذا جیسے (لپا) شوربا۔ [3] دلش۔ یعنی شیخ کی پریشانی جاتی رہی۔ ولد۔ اولاد۔ خواہ۔ یعنی بار بار اس سے فرما رہے تھے کہ مانگ لے جو مانگتا ہے۔ ہمچو خود۔ مجھے اپنے جیسا عارف خدا بنا دیجئے۔ زیں سوال۔ یہ تیری نامناسب درخواست ہے اس سے روگردانی کر۔ غرق۔ یعنی تو فنا ہو جائے گا۔

تار و پود اُسطقست ا بگسلد
تیرے عناصر کا، تانا بانا بکھر جائے گا
طوطیِ تو ایں قفس در دَم بَلد
تیری طوطی فوراً پنجرے کو چھوڑ دے گی
گفت ازیں بہتر چہ باشد اے کریم
عرض کیا اے کریم! اسے بہتر کیا ہو گا؟
واصلِ حق گشتہ بر خیزم سلیم
واصل بحق ہو کر میں سالم اُٹھوں گا
گفت عارف اندرونِ حجرہ آ
شیخ نے فرمایا' حجرے کے اندر آ جا
ساعتے بنشیں مراقب پیشِ ما
تھوڑی دیر مراقبہ کر کے میرے سامنے بیٹھ جا
خلوتے کردند آں عارف تمام
ان شیخ نے پوری خلوت کر لی
صرفِ ہمّت کرد در سَقیِ المُدام
شراب معرفت پلانے میں توجہ لگا دی
بعدِ یک ساعت چو بیروں آمدند
تھوڑی دیر کے بعد وہ جب باہر آ گئے
صورت و معنیٰ ہمہ یکساں شدند
ظاہر اور باطن میں ایک سے ہو گئے
خلق ہم از جمعِ مثلین خیرہ شُد
دو یکسانوں کے جمع ہونے سے لوگ حیران ہو گئے
عقلِ جزوی از تمیز تیرہ شُد
جزوی عقل امتیاز کرنے سے عاجز آ گئی
آخرش بعد از زمانے مطبخی
انجام کار تھوڑی دیر کے بعد نانبائی نے
در طپش جاں داد چوں مُرغ اے اخی
اے بھائی! مرغ کی طرح تڑپنے میں جان دیدی

الغرض جاں را بجاناں باز داد
الغرض اس نے جان جاناں کو واپس دیدی
ہمچو شہزادہ نخستیں ۲ بے مُراد
پہلے بے مراد شہزادے کی طرح
نامُرادش گفتنم در صورت است
اس کو میرا نامراد کہنا ظاہر میں ہے
ورنہ در معنیٰ وصالِ حیرت است
ورنہ حقیقت میں وصالِ حیرت ہے
حَبّذا اَخَر من کزیں بَرق اُو بسوخت
وہ کھلیان کیا ہی اچھا ہے جو اس بجلی سے جل گیا
تیر آں دلدار مُرغِ جانش دُوخت
اس محبوب کے تیر نے اس کی جان کے پرند کو بیندھ دیا
صورتِ تکمیل ۳ اگرچہ تام نیست
اگرچہ تکمیل کی صورت پوری نہیں ہے
وصل حاصل شُد بمعنیٰ خام نیست
وصل حاصل ہو گیا حقیقت میں ناقص نہیں ہے
حَبّذا جانے کہ در راہش دہی
وہ جان کیا ہی اچھی ہے جو اس کی راہ میں دیدے
مَرحبا آں سَر کہ در کویش نہی
قابلِ تحسین ہے وہ سر جس کو تو اس کے کوچہ میں رکھدے
بہرِ اُو مُردن بہ از صد زندگیست
اس کے لئے مر جانا سو زندگی سے بہتر ہے
کایں چنیں موت ست بَس فرخندگیست
کیونکہ اس طرح کی موت بہت مبارک ہے
ایں سخن را اَندکے کوتاہ کُن
اس بات کو تھوڑا سا مختصر کر دے
وز حدیثِ آں سُوم آگاہ کُن
اور اس تیسرے کی بات سے آگاہ کر

بیانِ حال شہزادۂ سُوم و اکتساب اُو مر کمالاتِ صوری و معنوی و صبر کردنِ اُو از بیانِ حاجتِ خود و بمحبوب خود رسیدن

تیسرے شہزادے کے حال کا بیان اور اس کا صوری اور معنوی کمالات کو حاصل کرنا اور اور اس کا اپنی ضرورت کے بیان کرنے سے صبر کرنا اور اپنے مطلوب کو پہنچ جانا

واں سُوم شہزادہ باصد حزم و صَبر
اور وہ تیسرا شہزادہ سو احتیاط اور صبر سے
می کشید از یمِ عرفاں ہمچو اَبر
عرفان کے سمندر سے ابر کی طرح کھینچتا تھا
ہر شبے تازے زِ صحبت ہائے شاہ
ہر رات کو شاہ کی صحبتوں سے دوڑتے
در دلش ز انوارِ وحدت ہا پگاہ
صبح کو وحدت کے انوار اس کے دل میں
کسب استعداد و توفیر حکم
استعداد کا کسب اور حکمتوں کی زیادتی
می نمود از فیض شاہ اُو دمبدم
اس کے لئے شاہ کے فیض سے دمبدم ظاہر ہوئی
در دلش ہر دَم ز سُلطاں چوں قمر
چاند جیسے شاہ کی جانب سے اس کے دل میں ہر وقت
نورِ نو وارد شُدے شام و سحر
صبح و شام نئے نور وارد ہوتے
دَم نمی زد لیکن از مطلوبِ خُود
وہ سانس نہیں لیتا تھا لیکن اپنے مقصود کی وجہ سے
داشت در دل شُعلہ محبوب خُود
اپنے محبوب کے دل میں شعلہ رکھتا تھا

۱ اُسطقس۔ چاروں عناصر۔ طوطی۔ یعنی روح۔ سلیم۔ یعنی غیر کی یاد سے بچا ہوا ہو۔ ہمت۔ یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے۔ مدام۔ یعنی شراب وحدت و معرفت۔ مثلین۔ یعنی خواجہ صاحب اور نان بائی بالکل ایک جیسے تھے ان دونوں میں صورتاً بھی کوئی فرق نہ تھا۔ ۲ نخستیں۔ جس طرح پہلا شہزادہ عجلت کی وجہ سے مرا تھا۔ نامراد۔ میں نے ان دونوں کو نامراد محض ظاہری طور پر مر جانے کی وجہ سے کہہ دیا ورنہ یہ وصال حیرت ہے کیونکہ دونوں نے محبوب کے فراق میں جان دی ہے۔ ۳ تکمیل۔ اگرچہ یہ سلوک کی تکمیل نہیں ہے لیکن بہر حال وصل یار تو حاصل ہو ہی گیا۔ حزم۔ پختہ کاری۔ یم۔ سمندر۔ توفیر۔ زیادتی حاصل کرنا۔ آمدنی

باچنیں اے شاہِ پُر از جُود و سخا
ایسے جود اور سخا سے پر بادشاہ سے

حرفِ مطلب برزباں آرم چرا
میں مطلب کا حرف زبان پر کیوں لاؤں؟

لُطفِ اُو بے گفتہ صد نعمت دہد
اس کی مہربانی بغیر کہے سینکڑوں نعمتیں دیتی ہے

سُوئے گفتن چوں دلِ مَن بر جہد
کہنے کی جانب میرا دل کیسے کودے؟

بے طلب بخشید چوں جان و تنم
جبکہ اس نے بغیر مانگے مجھ کو جان اور جسم عطا فرمایا

بر درش پس چوں تبو راکے زنم
پھر اس کے دروازے پر ڈھپری کیوں بجاؤں؟

شاہِ ما آئینۂ صافی دل ست
ہمارا شاہ صاف دل آئینہ ہے

خطرۂ اَم را در دلِ شہ منزل ست
شاہ کے دل میں میرے خطرے کی منزل ہے

گر سزا وارم بداں دُرِّ ثمیں
اگر میں اس قیمتی موتی کے لائق ہوں

خود شہم بنوازد از لُطفِ گزیں
پسندیدہ مہربانی سے خود بادشاہ مجھے نوازے گا

لُطفِ اُو ہر صاحبِ اِستعداد را
اس کی مہربانی ہر صاحب استعداد کو

حسبِ حالش میدہد بے افترا
بے شک اس کے حسب حال عطا کر دیتی ہے

ہر چکادے راکہ اہلیت بُوَد
جس ٹنڈی میں اہلیت ہوتی ہے

چترِ شاہی بر سَرش از شہ رسد
شاہ کی جانب سے اس کے سر پر شاہی چتر پہنچ جاتا ہے

نیست یکتا رہ برآں شہ چوں خفا
اس شاہ پر جب سوئی کا ناکا بھی مخفی نہیں ہے

در طلب پُویم جگارہ ۲ مَن چرا
میں طلب میں مختلف راستوں پر کیوں دوڑوں؟

از فضولی چوں سخن پیشش کنم
اس کے سامنے بیکار بات کیسے پیش کروں؟

ازچہ پیدا حاجتِ خویشش کنم
اس پر اپنی حاجت کیوں ظاہر کروں؟

شاہِ ما روشن ضمیرست و خبیر
ہمارا شاہ روشن ضمیر اور باخبر ہے

میدہد آخر مرادِ دل بدیر
انجام کار دل کی مراد دے دیتا ہے

صبر کن اے دل کہ مفتاحِ خوشی ست
اے دل! صبر کر کیونکہ وہ خوشی کی کنجی ہے

درمیانِ صبر بس عیش و کشی ست
صبر میں بہت عیش اور خوشی ہے

شاہ روزے گفت کاے جانِ کرم
ایک دن شاہ نے کہا اے جانِ کرم!

بحرِ صبر و حلمی و کانِ کرم
تو صبر اور علم کا سمندر اور کرم کی کان ہے

خاطرم زیں سلطنت بگرفتہ است
میری طبیعت اس سلطنت سے ملول ہے

دل بتختِ اوجِ وحدت بستہ است
وحدت کی بلندی کے تخت سے دل وابستہ ہے

جانشینِ مَن شو خود کامراں
میرا جانشین بن جا اور خود کام چلا

تارہم مَن از خراشِ این وآں
تاکہ میں اس کی خلش سے نجات پا جاؤں

رُو بخلوت خانہ خاصے کنم
میں اب خاص خلوت خانہ کا رخ کرتا ہوں

از سخن گفتن مَن اکنوں تن زنم
میں اب بات کرنے سے خاموش ہوتا ہوں

گفت پیغمبر کلام ار فضہ است
پیغمبرؑ نے فرمایا کلام خواہ چاندی ہے

مُر سکون از تبر خالص فِضّہ است
خاموشی بغیر ان گھڑ خالص سونے سے ہے

تختِ ارشادست اگرچہ بس سَنی ۳
رہنمائی کا تخت اگرچہ بہت بلند ہے

لیک اندر بے خودی صد روشنی
لیکن بے خودی میں سینکڑوں روشنیاں ہیں

از تفکّر ہاد لم ...... خالی شود
میرا دل فکروں سے خالی ہو جائے گا

مظہرِ انوارِ اجلالی شود
انوار اجلالی کا مظہر ہو جائے گا

فکر ساعت بہتر از طاعاتِ سال
ایک گھنٹے کا فکر سال بھر کی عبادتوں بہتر ہے

ایک تفکّر ہست حیرت در جمال
یہ تفکر جمال میں حیرت ہے

چونکہ شہزادہ شُنیداں ماجرا
جب شہزادے نے یہ قصہ سنا

زوز تعظیم ادب سَررا بپا
ادب کی تعظیم سے پاؤں پر سر رکھ دیا

کہ مَبادا آں دَم کہ از مَسند روی
خدا کرے وہ وقت نہ ہو کہ آپ مسند سے جائیں

یا بخلوت خانہ گردی مُنزوی
یا خلوت خانہ میں خلوت نشیں ہوں

۱ باچنیں۔ اس کی خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ کہتا تھا۔ تبوراک۔ وہ ڈھپرا جو کھیت سے چڑیاں اڑانے کے لئے جلایا جاتا ہے۔ چکاؤ۔ ایک حاشیہ میں اس کے محض سر کی کھوپڑی کے کئے ہیں غیاث اللغات میں چکاذ دال کے ساتھ بمعنی پیشانی لکھا ہے۔ یکتاہ۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی سر سوزن کے لکھے ہیں اور غیاث اللغات میں یکتاہ کو اندک کے معنی میں لکھا ہے۔ ۲ جگارہ۔ مختلف راستے بعض نسخوں میں چکارہ بمعنی بیکار لکھا ہے۔ تبر۔ سونے کا پتر۔ نقش۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی بغیر ٹھپہ کا سونا لکھے ہیں؛ بعض لغات میں نقش اور ناقص کے معنی نقد کے لکھے ہیں۔ ۳ سی۔ بلند روشن۔ فکر۔ حدیث شریف ہے فِکرُ سَاعَةٍ خَیرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ تھوڑی دیر کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایں تفکر۔ تفکر جمال باری تعالٰی میں حیرت کو کہتے ہیں۔ زد۔ یعنی اپنا سر شاہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ منزوی۔ گوشہ نشین۔

سایہ تو بر سرِ من مستدام [1]
ہمیشہ آپ کا سایہ میرے سر پر
ظل گستر باد تا یومَ القیام
قیامت تک سایہ فگن ہو
تاجِ ایں سَر سایہ اقبالِ تُست
اِس سر کا تاج آپ کے اقبال کا سایہ ہے
سُلّمِ مَن پایۂ اقبال تُست
میری سیڑھی آپ کے اقبال کا پایہ ہے
یاربم ہرگز بَقا چنداں مَباد
اے خدا! میری اتنی زندگی ہرگز نہ ہو
کہ بہ بینم مَسندِ شہ را خَماد
کہ میں شاہ کے مسند کا بجھاؤ دیکھوں
زیں نمط بسیاری شُد گفتگو
اس طریقہ پر بہت گفتگو ہوئی
لیک شہ از امتحاں در جستجو
لیکن شاہ امتحاناً جستجو میں تھا
کہ وُرا در دلِ بُوَد از حُبِ جاہ
کہ اِس کے دل میں حب جاہ ہو
یا شکوہِ سلطنت مانندِ شاہ
یا شاہ کی طرح سلطنت کا دبدبہ ہو
ہیچ در دل عُجب یا پندار ہست
دل میں کوئی تکبر یا غرور ہے؟
یا درونش از مئے شوقست مست
یا اس کا باطن شوق کی شراب سے مست ہے؟
دیدکاں در سَر سِرِ دیگر نہ پُخت
اس نے دیکھا کہ اس نے سر میں کوئی خیال نہیں پکایا
برنہالش جز نیازے بَرنہ پُخت
اس کے پودے پر نیازمندی کے پھل کے علاوہ نہیں پکا

حُبِ جاہ و شاہی و حرص و ہَوا
رتبہ اور شاہی کی محبت اور حرص اور خواہش
در سَرش راہے ندارد ما سِوا
اس کے سر میں ماسوا راستہ نہیں رکھتا
جُز خدا و حُبِ خاصانِ خدا
خدا اور خاصان خدا کی محبت کے علاوہ
در دلِ اُو نیست راہے ہیچ را
اس کے دل میں کسی کا راستہ نہیں ہے
جُملہ اَحوالش بَطبقِ وضع یافت
اس کے تمام احوال وضع کے مطابق پائے
ہر قدم برشاہ راہِ شرع یافت
ہر قدم کو شریعت کی شاہراہ پر پایا
دَر دلش مَیلے بسُوی مُلک نے
اس کے دل میں سلطنت کی طرف میلان نہیں ہے
طالبِ بحرست و رَہنِ فُلک نے
سمندر کا طالب ہے اور کشتی کا گروی نہیں ہے
بر محکِ امتحاں بَس آزمُود
اس نے امتحان کی کسوٹی پر بہت آزمایا
غیر زرِ دَہ [2] دہی آں جا نبُود
سوائے خالص سونے کے وہاں کچھ نہ تھا
گفت بااَصحابِ شہ کیں نوجواں
شاہ نے مصاحبوں سے کہا کہ یہ نوجوان
می نیر زد جُز باں دُخت چوجاں
اس جان جیسی لڑکی کے سوا کے لائق نہیں ہے
ماہ را با مہر پیوندی خوش ست
چاند کا سورج سے جوڑ بہتر ہے
جسم را با رُوح پابندی خوش ست
جسم کی روح سے وابستگی بہتر ہے

ایں مر اُورا اُو مرایں را لائق ست
یہ اس کے اور وہ اس کے لائق ہے
ہریکے اَقرانِ خودرا فائق ست
ہر ایک اپنے ساتھیوں سے بڑھا ہوا ہے
آنچنیں دختر مرا ینکس را سَزاست
ایسی لڑکی اس شخص کے مناسب رہے
آنچناں فص اندریں خاتم رَواست
ویسا نگ اس انگوٹھی میں درست ہے
جملگی تحسینِ رائش را بدل
سب نے دل سے اس کی رائے کی تحسین
کردہ گفتند اَلعَجل نِعمَ المُحَلَ
کر کے کہا جلدی کیجئے بہتر موقع ہے
شاہ گفتا، مجلسے آراستند
بادشاہ نے حکم دیا انہوں نے مجلس آراستہ کی
بزمِ طوئی بس سَنی اِفراشتَند
شادی کی محفل بہت اعلیٰ قائم کی
ہر دو مشتاقِ ازل یک جان و دل
ایک جان و دل دونوں ازلی مشتاقوں کا
گشت ایجاب و قبولِ مستحِل [3]
حلال کرنے والا ایجاب و قبول ہو گیا
ہریکے زاں دیگرے سَر مست شُد
ہر ایک دوسرے سے مست ہو گیا
جاں بجان و دل بدل پیوست شُد
جانٗ جان سے اور دلٗ دل سے جڑ گیا
ازتانّی کارِ دارین ست راست
آہستہ روی سے دونوں جہانوں کے کام درست ہیں
زیں سبب تعجیل از شیطاں بخاست
اس لئے جلد بازی شیطاں سے پیدا ہوئی

---

[1] مستدام۔ ہمیشہ یوم القیام۔ روز محشر۔ سلم۔ سیڑھی۔ خماد۔ بجھاؤ۔ لیک۔ بادشاہ کی ان باتوں کا مقصد اس کا امتحان تھا۔ عجب۔ تکبر۔ پندار۔ غرور۔ فلک۔ کشتی۔ [2] دہ دہی۔ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دخت۔ دختر۔ اقران۔ ساتھی، ہم عمر۔ فص۔ انگشتری کا نگینہ۔ العجل۔ یعنی اب دونوں کے نکاح میں جلدی کی ضرورت ہے بہت اچھا موقع ہے۔ طوئی۔ شادی۔ سَنی۔ بلند۔ [3] مستحل۔ حلال کرنے والا ایجاب و قبول کے بعد بیوی شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ ازتانی۔ مشہور ہے التّانی من الرّحمٰن والعَجلۃُ مَن الشّیطان۔ آہستہ روی خدا کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے۔

صبر را فرمود حق عَزم ۱؎ الامُور
اللہ تعالیٰ نے صبر کو معاملوں کا عزم فرمایا

می بُرد بے رَیب اِربِ خود صبُور
بے شبہ صابر اپنی خواہش حاصل کر لیتا ہے

ہرکہ رنجے بُرد گنجے ہم بہ بُرد
جس نے تکلیف برداشت کی خزانہ بھی حاصل کیا

وانکہ کاہل گشت در سختی بمُرد
اور جو کاہل بنا وہ تنگی میں مرا

لیک کاہل کاہلِ دنیا ناخوش ست
لیکن کاہل دنیا کا اہل بہتر ہے

عجلت اندر کارِ دنیا ناخوش ست
دنیا کے کام میں عجلت بری ہے

صبر کُن توکیلِ دنیا کُن بدُو
صبر کر، دنیا اس کے سپرد کر دے

خیر و شرّت را بہ از تو داند اُو
وہ تجھ سے زیادہ تیرا برا بھلا جانتا ہے

کاہلِ دنیا شود چابک بدیں
دنیا کا کاہل دین میں چست ہوتا ہے

ہمچوآں شہزادۂ کاں سُو میں
اس شہزادے کی طرح جو تیسرا ہے

تمثیلات چند دربیان آنکہ کارِ دنیا جملہ برعکس کارہاست
چند مثالیں اس بیان کی کہ دنیا کے سب کام، کاموں کے بالعکس ہیں

کارِ دنیا جُملہ عکسِ کارہاست
دنیا کے سب کام، کاموں کے الٹے ہیں

درخوشی غم ہست وزغم فرح خاست
خوشی میں غم ہے اور غم سے خوشی پیدا ہوتی ہے

ہرکہ گریان ست اُو خنداں بُوَد
جو روتا ہے، وہ ہنستا ہے

وانکہ شاداں زیست اُو گریاں بُوَد
اور جو خوش جیا، وہ رونے والا ہوتا ہے

نعلِ مَعکوس ست نقشِ ایں جہاں
اس دنیا کا نقش الٹا نعل ہے

مَیلِ ہر چیزے بسُوی ضِد بداں
ہر چیز کا میلان ضد کی جانب سمجھ

ہرکہ را خوانند سُلطاں اُو گداست
لوگ جس کو بادشاہ کہتے ہیں وہ فقیر ہے

زانکہ وطرش کالِ ساز اُو طارِ ماست
اس لئے کہ اس کی حاجت ہماری حاجتوں سے بڑھی ہوئی ہے

کال ۲؎ فلاں را ایں رعایت کردن ست
کہ اس فلاں کی یہ رعایت کرنی ہے

وز فلاں مال فلانے بُردن ست
اور فلاں سے فلاں مال لینا ہے

گر گدارا بنی اُو سلطانِ وقت
اگر تو فقیر کو دیکھے وہ وقت کا شاہ ہے

مالکِ وقت و پدر شُدزانِ وقت
وہ وقت کا مالک ہے اور وقت کی ملکیت کی وجہ سے باپ بن گیا ہے

خود اُو الوقت ست در اَحوالِ خویش
وہ اپنے حالات میں ابو الوقت ہے

نے چو سُلطاں ابنِ وقت و حالِ خویش
بادشاہ کی طرح اپنے وقت اور حال کا بیٹا نہیں ہے

ہمچنیں بخل و سَخارا در نِگر
اسی طرح بخل اور سخاوت کو سمجھ

نام بر ضِد آمدائے نیکو سیَر
اے نیک سیرت! نام بالعکس ہے

از بخیل آمد سخی تر گو کدام
بتا بخیل سے زیادہ سخی کون ہے؟

مالِ خودرامی گذارد بہرِ عام
وہ اپنا مال عوام کے لئے چھوڑ جاتا ہے

نفسِ خودرا جملہ زُو محروم داشت
اپنے نفس کو اس سے بالکل محروم رکھا

بہرِ خرجِ وارثاں معصوم داشت
وارثوں کے خرچ کے لئے محفوظ رکھا

خود ۳؎ نخورد ونابکس از دست داد
نہ خود کھایا اور نہ کسی کو ہاتھ سے دیا

کیں دو راجع سُوی اُو ہست المراد
کیونکہ یہ دو ہی اس سے متعلق ہیں المراد

ہرکہ را خوانی سخی اُو شُد بخیل
تو جس کو سخی کہتا ہے وہ بخیل ہے

زانکہ غیرے رانداد اُو یک فتیل
کیونکہ اس نے غیر کو قلیل چیز بھی نہ دی

یا بُدنیا خود خورد یا میدہد
یا دنیا میں خود کھاتا ہے، یا دے دیتا ہے

بہرِ عُقبیٰ در لحد یکسر نہد
آخرت کے لئے سب قبر میں رکھ دیتا ہے

دیگرے از مالِ اُو نفعے نہ بُرد
دوسرے نے اس کے مال سے نفع نہ اٹھایا

ہم خورانید اُو بمسکیں یا بخورد
اس نے مسکین کو کھلا دیا یا خود کھا لیا

صَرف در راہِ خدا بہرِ خُودست
خدا کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے ہے

تابوقتِ بے کسی آید بدست
تاکہ بے کسی کے وقت ہاتھ آئے

۱؎ عزم الامور۔ صبر کو ہمت کا کام فرمایا ہے۔ ارب۔ حاجت۔ توکیل۔ وکیل بنا دینا، سپرد کر دینا۔ سومیں۔ تیسرا شہزادہ دنیا کے کاموں میں مست اور آخرت کے کاموں میں چست تھا۔ ہرکہ۔ جو دنیا میں رولے گا وہ آخرت میں مسکرائے گا۔ سلطاں۔ دنیاوی بادشاہ دراصل فقیر ہے۔ وطر۔ حاجت اوطار اس کی جمع ہے۔ ۲؎ کاں۔ بادشاہ ہر وقت فکروں میں مبتلا رہتا ہے۔ گدا۔ فقیر اپنے اوقات کا مالک ہے اور ابوالوقت ہے۔ سیر۔ سیرت کی جمع ہے عادت، خصلت بخیل۔ دنیا کا بخیل سخی ہے اپنا مال خود خرچ نہیں کرتا ہے دوسروں کے لئے چھوڑ کر مر جاتا ہے۔ ۳؎ خود۔ خود کھا لیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے غریبوں کو دے دیتا ہے تو وہ مال اس کے کام آتا اور اس کا سمجھا جاتا ہے۔ سخی۔ دنیا کا سخی بخیل ہے اس لئے کہ سب مال اس کے کام آیا یا خود کھا لیا یا آخرت کے لئے خرچ کر دیا جو اس کے کام آئے گا دوسروں کے لئے نہ چھوڑا۔ فتیل۔ کھجور کے گٹھلی کے شگاف کا ریشہ، حقیر چیز

چونکہ در محشر درم دینار نیست
چونکہ محشر میں درہم، دینار نہیں ہے

دیں دو موزوں را در آنجا بار نیست
ان دونوں تلنے والی چیزوں کا وہاں دخل نہیں ہے

اندراں دقتش رسد آں مالِ او
اس کا وہ مال اس وقت میں پہنچ جاتا ہے

پُر شود میزانِ[۱] فرخ فالِ او
اس کی بابرکت ترازو بھر جاتی ہے

دوستی و دشمنیِ ایں جہاں
اس دنیا کی دوستی اور دشمنی

ہمچنیں بر عکس آمد اے فلاں
اے فلاں! اسی طرح الٹی ہے

ہر کہ باتو دوست تر دشمن تر است
جو تیرا زیادہ دوست ہے، وہ زیادہ دشمن ہے

نخلِ عمرت را بافسوں زو بُرست
وہ تیری عمر کے پودے کو منتر کے ذریعہ جلد کاٹنے والا ہے

ہر کہ دشمن گشت نامد سوی تو
جو دشمن بن گیا وہ تیرے پاس نہ آیا

نامد او گاہے ندید او روی تو
نہ وہ کبھی آیا، نہ اس نے تیرا چہرہ دیکھا

در حقیقت او بود از دوستاں
در حقیقت وہ دوستوں میں سے ہے

نقدِ عمرت را نگشتہ او ستاں
وہ تیری نقد عمر لینے والا نہ بنا

دوستاں تضییع عمرت می کنند
دوست تیری عمر ضائع کرتے ہیں

در فسادِ وقت و حالت می تنند
تیرے حال اور وقت کے فساد میں کوشاں ہیں

برتو حالے آمد، او آمد ز دور
تیرے اوپر ایک کیفیت طاری ہوئی وہ دور سے آیا

حالِ دل برگشت و پیدا شد نفور
دل کی کیفیت بدل گئی اور نفرت پیدا ہوئی

برتو حالے آمد، او آمد ز در
تیرے اوپر ایک حال طاری ہوا وہ دروازے سے آیا

بہرِ گفت بیہودہ بہرِ سمر[۲]
بیہودہ باتیں کرنے کیلئے (اور) قصہ گوئی کیلئے

صحبتِ عامی بلائی اکبر است
عوام کی صحبت، بڑی مصیبت ہے

بہرِ عینِ قلب غینِ استر ست
دل کی آنکھ کے لئے بہت چھپانے والا ابر ہے

غینِ رین آمد بقرصِ آفتاب
سورج کی ٹکیا پر سیاہی کا ابر آیا

پس دل مہ را از وچہ بود حساب
تو چاند کے دل کو اس سے کیا واسطہ؟

در بیانِ مغلوبیت حالِ خود
اپنے حال کی مغلوبیت کا بیان اور
و پرتو نورِ اجلال مولانا جلال الدین
مولانا جلال الدین قدس سرہ کے نور
قدس اللہ سرہ العزیز کہ
اجلالی کا سایہ جو خودی کے گھر
کاشانہ سوزِ خودی گشتہ
کو جلانے والا بن گیا

جلوۂ برقِ تجلیِ جلال
تجلی جلال کی برق کے جلوے نے

آتش اندر خرمنم زد چیست حال
میرے کھلیان میں آگ لگا دی کیا حال ہے؟

نورِ اجلال از جلال الدین رُدم
حضرت جلال الدین رومیؒ کا نور اجلال

مخزنِ اسرارِ حق صدر النجوم
جو کہ اللہ تعالیٰ کے رازوں کے خزانہ ستاروں کے صدر میں

از درونم خود بخود سر می زند
تیرے باطن سے خود بخود ابھرتا ہے

ز آشیانم باز شہپر می زند
پھر میرے آشیانے سے بازو پھڑپھڑاتا ہے

من ندانم من کیم گوینده چیست
میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں کہنے والا کیا ہے؟

دیں شرر در پنبہ ام از برقِ کیست
یہ چنگاریاں میری روئی میں کس کی برق کی ہیں؟

نالہ من از کدامیں پردہ است
میرا نالہ، کون سے پردے سے ہے

حیرتم در بحرِ عماں بردہ است
حیرت مجھے گہرے سمندر میں لے گئی ہے

می تراود بے من و بے سعیِ من
میرے بغیر اور میری کوشش کے بغیر ٹپکتا ہے

از نے دل نالہ موزونِ پُر شجن
دل کی نے سے غموں سے بھرا موزوں نالہ

قافیہ مضموں پے روپوش ہست
مضمون کا قافیہ پردے کے لئے ہے

معنی از دل ہمچو شیر از بیشہ جست
دل میں سے معانی جھاڑی سے شیر کی طرح نکلتے ہیں

ہم مرا خوردی وہم وہم خودی
آپ نے مجھے کھا لیا اور خودی کے خیال کو بھی

اے حسام الحق مگر در من شدی
اے حسام الدین! شاید آپ میرے دل میں پہنچ گئے ہیں

آمدی در من مرا بردی تمام
آپ مجھ میں آ گئے اور مجھے بالکل فنا کر دیا

اے تو شیرِ حق مرا خوردی تمام
آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں آپ نے مجھے پورا نگل لیا

من چہ دانم آنچہ می دانی بگو
میں کیا جانتا ہوں آپ جو جانتے ہیں کہیں

شد بدست تو زمام اے نیک خو
اے نیک خصلت! باگ آپ کے ہاتھ میں ہے

از چہ رو کردی مرا روپوشِ خود
آپ نے مجھے اپنا پردہ کیوں بنایا؟

من ندارم از سر و پا ہوش خود
مجھے تو خود اپنے سر پیر کا ہوش نہیں ہے

---

[۱] میزان۔ اعمال کی ترازو۔ زو برست۔ زود بریدہ است۔ ستاں۔ گیرندہ۔ دوستاں۔ دوست بڑا وقت برباد کرتے ہیں۔ حالے۔ جمعیت وقت سے تجھ پر ایک کیفیت طاری ہوئی ہے، دوست آ کر اس کیفیت میں خلل ڈال دیتے ہیں۔ [۲] سمر۔ قصہ گوئی۔ غین۔ چشمہ۔ عین۔ آبر آستر۔ زیادہ چھپانے والا۔ رین۔ سیاہی دار حبہ۔ بس۔ ... سورج کی روشنی کے لئے نقصان رساں ہے تو پھر چاند تو کس حساب میں ہے۔ پردہ۔ ساز کا پردہ۔ بحر عماں۔ گہرا سمندر۔ شجن۔ غم۔

چند نالۂ زار کہ از نے بیقرار، درو آثار غمگسار سر زدہ و بیانِ منازلِ کلّیِ وجود و عروج و نزولِ اطوارِ ہستی بر مرتبۂ شہود

چند نالہ، زار جو غمگین اور آثار بیقرار نے سے نکلے اور وجود کے تمام منازل اور عروج اور ہستی کے شہود کے مرتبہ پر نزول کا بیان

بشنو از نے چوں حکایت میکند
نے سے سن کیا حکایت کر رہی ہے؟

قصہ ہجراں روایت میکند
جدائی کا قصہ بیان کر رہی ہے

کز وجودِ مطلقم چوں کندہ اند
کہ جب سے مجھے مطلق وجود سے جدا کیا ہے

من بگریہ مرد ماں در خندہ اند
میں رونے میں لوگ ہنسنے میں ہیں

حالِ زارِ من نمیداند کسے
کوئی میرا حال زار نہیں جانتا

ہستم اندر آتش غم چوں خسے
میں غم، کی آگ میں تنکے کی طرح ہوں

چونکہ ۱ از قوسِ اَحد مُنزل شُدم
جب میرا، قوس احد سے تنزل ہوا

خود بخُمِ واحدیت حَل شُدم
میں خود واحدیت کے مٹکے میں گھل گئی

منزلِ لاہوت را کردم عبُور
میں نے "لاہوت" کی منزل کو عبور کیا

کردم از جبرَوتِ اِسمی ہم مرُور
میں "اسمی جبروت" سے بھی گذر گئی

رَفتہ رفتہ عالم مَلکُوت شُد
رفتہ رفتہ عالم ملکوت ہو گیا

عالمِ روحانیِ مَنعوت شُد
موصوف "عالم روحانی" بن گیا

بعدہٗ در عالم مُلک و شہُود
اس کے بعد "عالم، ملک و شہود" میں

گشت ظاہر جُملہ اَطوارِ وجُود
وجود کے تمام مراتبہ ظاہر ہو گئے

مُنتہایش عالمِ ناسوت گشت
اس کا منتہا "عالم ناسوت" ہو گیا

زیں تنزلہا دلم مَبہوت گشت
ان تنزلات سے میرا دل حیران ہو گیا

کے بُوَد یارب کہ معِراجے شَوَد
اے خدا کب ہو گا کہ "معراج" ہو گی؟

رُوح سُویِ قوسِ احدیت رَوَد
روح "قوس احدیت" کی جانب جائے گی

ہر تنزّل را عروجے ۲ لازِم ست
ہر تنزل کے لئے عروج ضروری ہے

قطرہ سُوی بحرِ اَخضر عازِم ست
قطرہ بحرِ اَخضر کے لئے ارادہ کرنے والا ہے

لیک اَقسامِ عروج ایجاں سہ است
لیکن اے جان! عروج کی تین قسمیں ہیں

برکس از فیضِ خدااِیں دَر نہ بَست
خدا کے فیض کا یہ دروازہ کسی پر بند نہیں ہوا

شُد عروجِ عامہ مَرگِ جسمِ خاک
عوام کا عروج، خاکی جسم کی موت ہے

بس تعرّج ہَست در مَوت و ہلاک
موت اور ہلاک میں عروج ہے

قدرف مَرگ خود نمیدانی چَرا
تو اپنی موت کی قدر کیوں نہیں جانتا؟

میدہد ۳ در مَرجِ لاہوتی چَرا
وہ تجھے "لاہوتی" چراگاہ میں خوراک دیتی ہے

موت قبل الموت اگردستت نداد
موت قبل از موت کا اگر تجھے موقع نہ ملا

میکُند کارت اجل حسب المراد
موت مراد کے مطابق تیرا کام کر دیتی ہے

موت جسرِ مُوصِل آمد سویِ یار
موت یار کی جانب پہنچانے والا پل ہے

مَرگ را آمادہ باش اے ہوشیار
اے ہوشیار موت کے لئے آمادہ رہ

وہ چہ خوش باشد کہ سُویِ شہ رَدم
واہ، کیا اچھا ہو گا کہ میں شاہ کی طرف جاؤں گا

واصِلِ درگاہِ آں بیچوں شَوم
اس بے چون کے دربار سے متصل ہو جاؤں گا

---

۱ چونکہ۔ وجود کے اجمالی مراتب کا ذکر کیا ہے، وجود کا پہلا مرتبہ قوس احدیت ہے، وجود کا یہ مرتبہ ذات مجرد ہے اس کو ذات بحت غنیت ہویت۔ احدیت مطلقہ کہا جاتا ہے اس مرتبہ میں نہ اس کا صافت سے اتصاف ہے، نہ نعوت سے، نہ وہ مطلق ہے، نہ وہ مقید، یہ مرتبہ تنزیہ اور تشبیہ سے بالاتر ہے اور کشف و عیال سے بھی برتر ہے اسی کو لاہوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا مرتبہ قوس واحدیت ہے یہ مرتبہ ذات مع الصفات کا ہے اسی کو عالم جبروت کہا جاتا ہے تیسرا مرتبہ ارواحِ مجردہ اور عقول کا ہے اسی کو عالم ملکوت کہا جاتا ہے اس کے بعد چوتھا وجود عالم مثال کا ہے وجود کے یہ جملہ مراتب عالم امر کہلاتے ہیں، اس کے بعد عالم خلق کا مرتبہ ہے جس کو عالم شہادت اور ملک اور عالم ناسوت بھی کہا جاتا ہے یہ سب وجود کے نزول کے مراتب ہیں۔ ۲ عُروج۔ وجود کے تنزلات کے بعد عروج شروع ہوتا ہے پہلا عروج وہ ہے جو موت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ عالم برزخ کی جانب عروج ہوتا ہے، دوسرا عروج وہ ہے جو جنت اور جہنم میں حاصل ہوتا ہے، وہ قوس واحدیت کی جانب عروج ہے، یہ عروج مومن کا جمال کے راستہ سے ہے اور کافر کا جلال کے راستہ سے ہے۔ تیسرا عروج وہ ہے جو خدائی کشش کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ ۳ میدہد۔ موت کے ذریعہ انسان کا عروج لاہوت کی جانب ہوتا ہے۔

وقت آمد کز جہانِ بیکسی
وقت آ گیا کہ بے کسی کی دنیا سے
پایٔ کوباں سُوئے بامِ اُو رسی
تو رقص کرتا ہوا اس کے بالاخانہ کی جانب پہنچ جائے
زیں سَبب فرمود احمدؐ مجتبیٰ
اسی لئے احمدؐ مجتبیٰ نے فرمایا
تحفۃُ المؤمن کہ اَلموت ۱ اے فتا
اے نوجوان! موت مومن کا تحفہ ہے
گر نبودے موت در دنیایِ دُوں
اگر کمینی دنیا میں موت نہ ہوتی
سخت می گشتیم عاجز بس زبوں
ہم سب عاجز اور مغلوب بن جاتے
شکرِ حق کو مُخلص بنہادہ است
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نجات کا موقع رکھ دیا ہے
غرفہ سُوئے آں جہاں بکشادہ اَست
اس جہان کی جانب کھڑکی کھول دی ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے عزیز! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے
از عُروجِ بعدِ مُردن گو تُو نیز
مرنے کے بعد عروج کے متعلق بتا
زاں عُروجے کردہ در برزخ رود
اس کے ذریعہ عروج کرکے برزخ میں جاتا ہے
درمیانِ قبرتا محشر بُوَد
قبر کے اندر محشر تک رہتا ہے
پَس ۲ عروجے ہَست در محشر پدید
پھر ایک عروج محشر میں ظاہر ہوتا ہے
بعدازاں در نار یا جنّت کشید
اس کے بعد جہنم میں یا جنت میں لے جاتا ہے

پَس بسُوئے واحدیت تا اَحد
پھر "واحدیت" کی جانب "احد" تک
سَر برآرد از تعیّن می رَہد
سر ابھارتا ہے تعین سے نجات پا جاتا ہے
منتہیٰ سُوئے خدا شُد زیں سبَب
اس لئے منتہیٰ اللہ تعالیٰ کی جانب ہوا
ہَست رُجعیٰ سُوئے اُو خودبے طلب
خود بغیر مانگنے اس کی جانب واپسی ہے
مؤمن از نورِ جمالے می رَسد
مومن کو نور جمال کے ذریعہ سے پہنچتا ہے
ثمرہا از باغِ رُویت می چشد
دیدار کے باغ کے پھل چکھتا ہے
کافر از نورِ جلالی گو رسید
کافر گویا نور جلالی کے ذریعہ پہنچتا ہے
لیک محجوب ست و خسرانے کشید
لیکن وہ محجوب ہے اور اس نے نقصان اٹھایا ہے
معنیِ کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْن
"ہر ایک ہماری طرف لوٹنے والا ہے" کے معنی
فہم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالفُنُون
سمجھ لے اور خدا فنون کو زیادہ جانتا ہے
ایں عُروجِ اِضطراری عام ہَست
یہ اضطراری عروج عام ہے
بہرِ ہر نا پختہ و ہر خام ہَست
ہر نہ پکے ہوئے اور ہر کچے کے لئے ہے
زیں سبَب فرمودآں احمدؐ لبیب
ان عقلمند احمدؐ نے اسی لئے فرمایا
موت جسرِ مُوصِل آمد تا حبیب
موت، دوست تک پہنچانے والا پل ہے

واں عُروجِ ۳ دُوُمی شُدز اختیار
وہ دوسرا عروج اختیار سے ہوا
اولیاء و انبیا راز اعتبار
اولیاء اور انبیاء کے اعتبار سے
از رہِ علم و عمل عارج شدُند
وہ علم وعمل کے راستہ سے عروج حاصل کرنے والے بنے
پَس بموتِ معنوی خارج شدُند
وہ معنوی موت کے ذریعہ نکلنے والے بنے
پیشِ مُردن مُردہ گر دو شو فنا
مرنے سے پہلے مردہ بن اور فنا ہو جا
تا عُروجے حاصل آید مر تُرا
تاکہ تجھے عروج حاصل ہو
از منازلہما کہ سالک آمدست
سالک جن مراتب سے آیا ہے
جہد کردہ ہم بد انسو باز دست
کوشش کرکے اسی جانب قدم بڑھایا ہے
تاکہ وجہِ حق برُو ظاہر شوَد
تاکہ اس پر حق کی وجہ ظاہر ہو جائے
در تجلّیِ واحدی اَحدی رَوَد
"واحدی احدی" تجلی میں چلا جائے
خود فنا گرد و بقا حاصل کُند
خود فنا ہو جائے، بقا حاصل کر لے
قطرہ راتا بحرِ کُل واصل کُند
قطرے کو بحر کل سے جوڑ دے
سُو میں معراج جذبِ ایزدی
تیسری معراج، ایزدی جذب ہے
کو کشد در لمحہ سُوئے بے خُودی
جو ایک لمحہ میں بے خودی کی جانب کھینچ لیتی ہے

۱ الموت۔ موت کو آنحضورؐ نے مومن کا تحفہ اسی لئے قرار دیا ہے کہ وہ وصل یار کا سبب ہے۔ زاں عُروج۔ مرنے سے عالم برزخ کی طرف عروج ہوتا ہے، قبر برزخی چیز ہے۔ پس۔ قبر سے محشر کی جانب عروج ہوتا ہے پھر محشر سے جنت اور دوزخ کی طرف عروج ہوتا ہے۔ ۲ پس۔ پھر قوس واحدیت اور قوس احدیت کی جانب عروج ہوتا ہے۔ رجعی۔ سورۂ اقراء میں ہے وَاِنَّ الرُّجعٰی اور بیشک تیرے رب کی جانب واپسی ہے۔ ایں عرج۔ موت کے ذریعہ اضطراری ہے جو ایک کے لئے ہے۔ جسر۔ پل۔ ۳ عروج دومی۔ موت کے ذریعہ جو عروج ہے وہ انبیاء اور اولیاء کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے ذریعہ اختیاری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ واحدی احدی۔ یعنی قوس واحدیت اور قوس احدیت۔

چوں رسولِ مجتبیٰ در یک نفس
جس طرح رسول مجتبیٰ ایک سانس میں

وارہید از قیدِ ایں نازک قفس
اس نازک پنجرے کی قید سے چھوٹ گئے

۱ دفعۃً تا قابِ قوسین او پرید
دفعۃً وہ "قابِ قوسین" تک اڑے

راہِ صد سالہ بیک جنبش برید
سو سالہ راستہ ایک جنبش میں طے کیا

در دم از ظاہری سوئے باطن رود
فوراً ظاہر سے باطن کی جانب چلا جاتا ہے

واں کثافت خود لطافتہا شود
وہ کثافت، خود لطافتیں بن جاتی ہے

ظلمتِ خاکی ز جسمِ تو رود
خاکی ظلمت تیرے جسم سے چلی جاتی ہے

نورِ یزدانی بہفت اعضا دود
خدائی نور سات اعضا میں دوڑ جاتا ہے

لیکن ایں در اختیارِ عبد نیست
لیکن یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہے

بندہ را فعلے بجز در جہد نیست
بندے کا کام کوشش کے سوا نہیں ہے

ز اجتبا گشتند محبوباں مُصیب
محبوب "اجتباء" کی وجہ ٹھیک پہنچنے والے ہیں

واں دگرہا گشتہ یَهۡدِیۡ مَنۡ یُّنِیۡب
اور وہ دوسرے وہ اس کو ہدایت کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے کے مصداق بنے

ہر مُرید آخر مُرادے می شود
ہر مرید آخر میں مراد بن جاتا ہے

طالبِ مطلوب رادے می شود
طالب "جوان کا مطلوب بن جاتا ہے

نے مشابہ آنکہ کا آخر کند
نہ وہ مرتبہ جو کام مکمل کر دے

ہر مریدے ایں اجتبا را کے سزد
ہر مرید اس "اجتباء" کے لائق کہاں ہے

قدرِ حالِ خود مُرید آمد مُراد
مرید اپنے حال کے اندازہ سے مراد بنتا ہے

زیں سبب فرمود آں ربُّ العباد
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

مَن ۲ اقۡتَرَبَ شِبۡرًا بَاعًا کُنۡتُ لَهٗ
جو ایک بالشت قریب ہوا میں چار ہاتھ ہوا

مَنۡ اَتٰی یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُ هَرۡوَلَه
جو چل کر آیا، میں بھاگ کر آیا

جہد کن کز جہدہا عارج شوی
کوشش کر کیونکہ مجاہدوں سے تو صاحب معراج ہوگا

ز آشیانِ آب و گل خارج شوی
آب و گل کے آشیانہ سے نکل جائے گا

از چہ نورِ پاک و خوش آمد مَلک
فرشتہ پاک نور اور بھلا کس وجہ سے ہے؟

از چہ صاف و روشن آمد ایں فلک
یہ آسمان صاف اور روشن کس وجہ سے ہے؟

زانکہ از خاکِ مکدّر برتر اوست
اس لئے کہ مکدر خاک سے وہ بالا ہے

زانکہ از نفسِ دَنی مُطہّر اوست
اس لئے کہ وہ کمینہ نفس سے پاک ہے

نفسِ ۳ خیرہ خاکِ تیرہ شد بہم
بے باک نفس اور مکدر مٹی اکٹھے ہوئے

بر بلا آمد بلائے خوش قدم
اے خوش قدم! مصیب بالائے مصیبت ہوئی

جہد کن تا خاک را صافی کنی
کوشش کرتا کہ تو مٹی کو صاف کر لے

زیں ہمہ آلودگی ہا بر کنی
تو ان سب آلودگیوں سے جدا ہو جائے

نفسِ خیرہ رابدہ بس گوشمال
بے باک نفس کا بہت سزا دے

تا دمد از خاکِ جسمت صد نہال
تا کہ تیرے جسم کی مٹی سے سینکڑوں پودے اگیں

جہد کن اندک زمانہ روز چند
چند دن تھوڑے وقت مجاہدہ کر لے

چند شب گریہ بکن باقی بخند
چند راتیں رو لے، باقی ہنس

زیں سبب فرمود قرنی اویسؓ
اسی لئے اویس قرنیؓ نے فرمایا

سَاعَةُ دُنۡیَا وَ فِیۡهَا الرَّوۡحُ لَیۡس
دنیا کچھ وقت ہے اور اس میں آرام نہیں ہے

کاہلی درکارِ دنیا در سپار
دنیا کے کام میں کاہلی اختیار کر

چابکی میکن پے روزِ شمار
حساب کے دن کے لئے چستی برت

زہد در دنیا چہ جائے فخرِ تست
دنیا میں زہد، تیرے فخر کا کیا موقع ہے؟

میل سوئے جیفہ ننگ و خسرِ تست
مردار کی طرف میلان، ذلت اور ٹوٹا ہے

قدرِ او حقا چو پرِّ پشہ نیست
یقیناً اس کی قدر مچھر کے پر کی طرح بھی نہیں ہے

پیشِ بحرِ آں جہاں جز رشہ نیست
اس جہان کے سمندر کے سامنے ایک چھینٹے کے سوا نہیں ہے

---

۱ دفعۃً آنحضورؐ معراج میں جذبِ الٰہی سے دفعۃً اور مقام قرب تک پہنچ گئے۔ لیکن جذبِ الٰہی کا یہ عروج بندہ کے اختیار میں نہیں ہے۔ دیگر تا جو سعی کرتے ہیں ان کا بیان یَهۡدِیۡ مَنۡ یُّنِیۡب میں ہے خدا اس کو ہدایت کر دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نے مشابہ اجتہاد اور کوشش سے وہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا جو جذبِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ۲ من اقترب حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنۡ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبۡرًا اِقۡتَرَبۡتُ اِلَیۡهِ بَاعًا جو میرے ایک بالشت قریب ہوا میں اس کے چار ہاتھ قریب ہوا مَنۡ اَتٰی اِلَیَّ یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُ اِلَیۡهِ هَرۡوَلَةً جو میری جانب چل کر آیا میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ از چہ فرشتہ اور آسمان اس لئے پاک صاف ہیں کہ وہ کدورت اور نفس سے پاک ہے۔ ۳ نفس انسان میں یہ دونوں خرابیاں ہیں ان کے ازالہ کی ضرورت ہے۔ زہد اگر انسان دنیا سے بچاؤ اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے کوئی خاص فخر نہیں ہے دنیا ہے ہی ایسی چیز کہ اس سے بچاؤ کرنا چاہیے۔ رشہ چھینٹا

کردؔ ۱ احسانے خداوندِ بُلند
خدائے برتر نے بڑا احسان فرمایا

زُہدِ ایں ناچیز را از ما پسند
کہ اس ناچیز سے ہماری بے رغبتی پسند کر لی

نُبد نا مرغوب چیزے بس حقیر
بہت حقیر ناپسندیدہ چیز سے بے رغبتی کو

از کرم بنوشت اُوشیئًا کثیر
کرم سے اس نے "گھنی چیز" لکھ دیا

از عنایاتِ خاصِ ایزدست
اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتوں میں سے ہے

کوشبہ گیرد دہد گوہر بدست
کہ وہ بُوتھ لے لیتا ہے اور موتی عطا کرتا ہے

عُمرِ معدودِ قلیلے بے ثُبات
ناپائیدار، تھوڑی، گنی چنی عمر

طاعتے کردی و رفتی در حیات
تو نے عبادت کی اور ابدی زندگی میں چلا گیا

آں حیاتِ باقیِ بے انتہا
وہ لامحدود باقی رہنے والی زندگی

نے عدم گردش بگردد نے فنا
جس کے چاروں طرف نہ عدم گردش کرتا ہے نہ فنا

لا یَحُومُ حَولَهُ الا عدامُ قط
نیستیاں اس کے گرد کبھی چکر نہیں کاٹتیں

صِرْتَ رُوحًا بَاقِيًا حَيًّا فقط
تو بس باقی رہنے والی زندگی، روح بن گیا

عُمرِ دنیا پیشِ عُقبیٰ ساعت ست
آخرت کے بالمقابل دنیا کی عمر ایک گھڑی ہے

ساعتے رانا ہی راحت ست
ایک گھڑی کی وجہ سے لامحدود راحت ہے

ہے کجائی فہم و عقلِ تو چہ شُد
بائیں تو کہاں ہے؟ تیزی سمجھ اور عقل کیا ہوئی؟

پاسِ انفاسِ چو گوہر دار خُود
اپنے موتی جیسے سانسوں کا لحاظ رکھ

ہر ۲ نفس بہرِ مسیحائیت چُست
ہر سانس تیری مسیحائی کے لئے تیار ہے

گر ندارِی پاس اُو از جہلِ تُست
اگر تو لحاظ نہ رکھے تیری نادانی ہے

قیمتِ یک دَم جہانے گرد ہی
تو اگر ایک سانس کی قیمت ایک دنیا دے

نیست ممکن کز اجل یکدم رہی
ممکن نہیں ہے کہ ایک سانس کے لئے موت سے نجات پائے

آنچنیں انفاسِ خوش ضائع مکن
ایسی بہتر سانسیں ضائع نہ کر

غفلت اندر شہرِ جاں شائع مکن
جان کے شہر میں غفلت کو رائج نہ کر

بر سپرخی سہ روزہ می تنی
تو تین روز کی خوشی کے گرد گھومتا ہے

چوں ستاع آخر بیاسے برزنی
بالآخر بانجھ عورت کی طرح ایک سانس میں گر جائے گا

در زغارہ چوں زخارہ سانِ سال
نمناک مٹی میں سبز شاخ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے

بند بندت گردد آخر اے فلاں
بالآخر تیرا جوڑ جوڑ ہو جائے گا اے فلاں!

سامہ عہدِ ازل را یاد کن
ازل کے عہد کے وعدہ کو یاد کر

زَخشہ فطرت چوداری باد کن
جبکہ تو فطرت کا شعلہ رکھتا ہے، ہوا دے

ہر عبادت راز حق وقت آمدست
ہر عبادت کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے وقت مقرر ہے

در صلوٰۃ وصوم میقاتے ۳ شُدست
نماز اور روزے کا ایک وقت معین ہے

ہم زکوٰۃ و حج فرضِ وقتی ست
زکوٰۃ اور حج بھی وقتی فرض ہے

غفلت اندر وقتِ آں بدبختی ست
اس کے وقت میں غفلت بدبختی ہے

جُز کہ ذکرِ آں خدائے پاک ذات
اس خدائے پاک ذات کے ذکر کے سوا

نیستش وقتِ معیّن از خدات
خدا کی جانب سے تیرے لئے اس کا وقت معین نہیں ہے

نوطِ ذکرِ حق بہ نسیاں داشتند
انہوں نے اللہ تعالیٰ کی یاد کا بھول سے تعلق کر دیا

ذکر را دائرہ بہ نسیاں ساختند
ذکر کو بھول میں دائر کر دیا

گفت اُذکُر رَبَّکَ آں شاہِ جہاں
اس شاہِ جہاں نے تو اپنے آپ کو یاد کر فرمایا

وقتِ نسیاں اِذ نَسِیتَ را بخواں
بھول کے وقت "جبکہ تو بھولے" پڑھ لے

ظرفِ اُذکُر اِذ نَسِیتَ آمدست
"تو ذکر کر" کا وقت "جبکہ تو بھولے" آیا ہے

پس بہرِ نسیاں قریں ذکرے شُدست
تو ہر بھول کا ساتھی ذکر ہے

ہر گہے نسیاں بتازد ذکر گو
جس وقت تجھ پر بھول حملہ کرے ذکر کر

تا نماند غیرِ ذکر و فکرِ ہُو
تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر کے سوا کچھ نہ رہے

---

۱ کرد۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارے زہد کو پسند کر لینا اس کا کرم ہے ورنہ یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ شبہ۔ گنج کا دانہ۔ عُمرِ دُنیا۔ آخرت کی زندگی کے اعتبار سے دنیا کی زندگی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے یہاں آکر انسان نیک عمل کر لیتا ہے تو آخرت میں لاانتہا آرام ملتا ہے۔ ۲ ہر نفس۔ تیرا ہر سانس تجھ کو مسیحائی دے سکتا ہے۔ قیمت۔ جب تیرا وقت ختم ہو گیا تو دنیا کی دولتیں دے کر بھی سانس نہیں خرید سکتا۔ سپرخی۔ خوشی۔ متاع۔ بانجھ عورت۔ سامہ۔ عہد۔ زخشہ۔ آگ کا شعلہ۔ باد کن۔ اس کو ہوا دے کر۔ بڑھا۔ ۳ وقت۔ نوط۔ تعلق۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ اور یاد کر اپنے خدا کو جس وقت تو بھولا۔ قرین۔ ساتھی۔ ہو۔ خدا۔

جز خدائے وَحدۂ چہ بُوَد دِگر
خدائے وحدہٗ کے علاوہ دوسرا کیا ہے؟

نامِ اُو بر جان و دل شِیر و شکر
اسی کا نام جان اور دل کیلئے شیر وشکر ہے

ذکر کُن مذکور تاگردد عیاں
(ایسا) ذکر کر کہ جس کا ذکر ہوا مشاہد ہو جائے

نے ہَمیں ذکرِ کہ باشد بر زباں
نہ وہ ذکر جو صرف زبان پر ہو

ذکرِ لفظی غیرِ عارض بیش نیست
لفظی ذکر ایک عارض سے زیادہ کچھ نہیں

ذکرِ رُوحی جُز فنِ درویش نیست
روحی ذکر درویش کے ہنر کے سوا نہیں ہے

چونکہ برباید [1] تُرا سُلطانِ ذِکر
جب سلطان الذکر تجھے اڑا لے

آں زماں گشتی سَراپا کانِ ذِکر
اس وقت تو مجسم ذکر کی کان بن گیا

ذاکر و مذکور و ذِکر آید یکے
ذاکر اور مذکور و ذکر ایک ہو جائے گا

غیرِ حق باقی نماند بے شکے
بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا باقی نہ رہے گا

عالَمے [2] دیگر بدل زائد تُرا
تیرے دل میں ایک دوسرا ایسا عالم پیدا ہوگا

کیں سَما و ارض. شُد آنجا ہَبا
کہ یہ آسمان اور زمین وہاں ذرہ ہیں

آفتابِ دیگر از مَشرق تَند
مشرق سے دوسرا سورج طلوع کرے گا

ذرّہ اَت اِشراقِ خورشیدے کُند
اس کا ایک ذرہ سورج کو روشن کر دے گا

مہر چوں آئینہ را گردد مُحیط
سورج جب آئینہ کو گھیر لیتا ہے

آئینہ خود جلوہ گر شُد زاں بَسیط
اس پھیلے ہوئے سے خود آئینہ جلوہ گر ہو جاتا ہے

بعدازیں گفتن اِجازت کے بُوَد
اس کے بعد کہنے کی اجازت کہاں ہے؟

نَحنُ اَقْرَب ہر زمانم وَے بُوَد
ہر وقت تیرے لئے ہم زیادہ نزدیک ہیں وہ ہوتا ہے

دَر رگ و در پُوست و اَندر اُستخواں
رگ میں اور کھال میں اور ہڈی میں

بَرق زَد چندانکہ رَفت از مَن فشاں
ایسی بجلی گری، کہ میرا نشان مٹ گیا

شُعلۂ عِشق از گریباں سَر بَزد
عشق کے شعلہ نے گریبان سے سر ابھارا

احمدا [3] اکنوں مجو غیر از اَحد
اے احمد! اب احد کے غیر کو تلاش نہ کر

شُد گریباں صورتِ مقراضِ لَا
گریبان "لَا" کی قینچی کی صورت بن گیا

مَن کُجا و ہستیِ فانی کُجا
اب میں کہاں اور فانی ہستی کہاں؟

قارعہ آمد ز عِشقِ ذُوالجلال
ذوالجلال کے عشق کی قیامت آ گئی

ریزہ ریزہ کرد مینای خیال
جس نے خیال کی صراحی کو ریزہ ریزہ کر دیا

در قیامت رازِ عِشق است اے فلاں
اے فلاں! قیامت میں عشق کا راز ہے

صد قراعِ چوں کتائبَ الاَمان
لشکروں کو سو مرتبہ کھٹکھٹانے کی طرح الامان

دَر تاویل برتصوّف سُورۃ القَارِعَۃ
تصوف کے اعتبار سے اس سورت کی تفسیر القارعہ

مَا القَارِعَۃُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا القَارِعَۃ
کیا ہے القارعہ اور کس چیز نے تجھے بتایا کیا القارعہ

قارِعہ دانی کہ چہ بُوَد قارعہ
تو قارعہ کو جانتا ہے قارعہ کیا ہے؟

ہست بہرِ کوبِ دلہا سَارِعہ
دلوں کو کوٹنے کے لئے جلدی کرنے والی ہے

پَس چہ آگاہی بگوزاں قرعِ سخت
تو بتا تو کیا جانتا ہے سخت کوٹنے کے بارے میں؟

کُو کُند دلہائے عاشق لَخت لَخت
جو عاشقوں کے دلوں کو ٹکڑے کر دیتا ہے

قَرعِ عشق آں روز باشد بردلت
تیرے دل پر عشق کا کوٹنا اس روز ہوگا

تابدیں نوبت رَساند منزلت
حتی کہ تیرا مقام اس نوبت پر پہنچا دے گا

پیشِ تو شاہ و امیر و ہر کبیر
تیرے سامنے شاہ اور امیر اور ہر بڑا

جُملہ چوں پروانگاں باشد حقیر
سب پروانوں کی طرح حقیر ہوں گے

در نظر کس رانباشد وزنِ جَو
نظر میں کسی کا جو برابر وزن نہ ہوگا

دل نباشد باکسے ہرگز گرو
دل ہرگز کسی کا پابند نہ ہوگا

روزنِ عُجب و ریا مَسدود شُد
تکبر اور ریاکاری کا سوراخ بند ہو گیا

تاتُرا خَلق. از نظر مَفقود شُد
حتی کہ مخلوق تیری نظر سے گم ہو گئی

---

[1] بربايد۔ جب سلطان الذکر کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان کو اس میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ انسان کی غفلت کی حالت اور دوسری مشغولیت میں بھی جاری رہتا ہے۔ ذاکر۔ اب فنا کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ [2] عالم۔ پھر عجیب تجلیات طاری ہوتی ہیں۔ بسیط۔ پھیلا ہوا، منتشر۔ بعدازیں۔ جب خدا ہم سے زیادہ قریب ہے تو اب اس سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ [3] احمدا۔ یعنی عارف۔ من کجا۔ یعنی اس عشق نے مجھے فنا کر دیا۔ قارعہ۔ کھڑکھڑا دینے والی چیز، مینا۔ شیشہ۔ کتائب۔ کتاب کی جمع ہے لشکر۔ مسدود۔ بند۔ مفقود۔ گم

غیرِ حق را قدر نبود در دلت
تیرے دل میں حق کے غیر کی قدر نہ ہوگی

مُردہ گردد خواہشِ آب و گِلت
تیری آب وگِل کی خواہش مردہ ہو جائے گی

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ
اور ہو جاؤں گے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح

کوہہای سخت چوں پنبہ شود
سخت پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے

از نظر ہمچوں سحابے میرود
نظر کے سامنے ابر کی طرح چلیں گے

عالمے گردد ہَبا[1] پیش نظر
آنکھ کے سامنے عالم ذرات بن جائے گا

غیرِ حق را مُرتفع گردد اثر
حق کے غیر کا اثر اٹھ جائے گا

چیست عالم آں عَرضہا مجتمع
عالم کیا ہے؟ جمع شدہ عرض ہیں

در یکے عینِ بسیطِ متسع
ایک وسیع چوڑے عین میں

نیست چوں اَعراض را ہرگز بقا
چونکہ اعراض کے لئے ہرگز بقا نہیں ہے

ہرچہ موجود ست ہست اکنوں فنا
جو موجود ہے، اب فنا ہے

عالم اَمواجیست در بحرِ وجود
وجود کے سمندر میں عالم موجیں ہیں

لیک چوں آبیست سیّال اے ودود
لیکن اے دوست! پانی کی طرح بہنے والا ہے

ہمچو آں جوالہ شُعلہ دائرہ
جس طرح دائرے میں گھومنے والا شعلہ

در نظر آید، بسُرعت سائرہ
نظر میں تیز چلنے والا نظر آتا ہے

نیست در واقع بجز نقطہ دِگر
واقع میں سوائے ایک نقطہ کے دوسری چیز نہیں ہے

ایں فساد از حسِ تو شُدائے پسر
اے بیٹا! یہ فساد تیری حس سے ہوا

ہمچناں[2] کہ قطرہائے نازِلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات

نزدِ تو شُد مستقیم و واصِلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات

بسکہ او جنبش بسُرعت میکند
وہ صرف تیزی سے حرکت کر رہے ہیں

حسِ تو بر فقدِ اُو کے می تَند
تیرا حس اس کے نہ ہونے کو کب محسوس کرتا ہے

ہست در تجدیدِ اکواں ایں جہاں
اس دنیا کی کائنات نیا ہونے میں ہے

میشود مثلش مجدّد ہر زماں
اسی جیسا ہر لحہ نیا آ جاتا ہے

لیک حسِ ظاہرت از اشتباہ
لیکن تیری ظاہری حس اشتباہ کی وجہ سے

دائم آں یک شے بہ بیند در نِگاہ
ہمیشہ نظر میں ایک چیز کو دیکھتی ہے

در نظر آمد نظامِ متّسق
نگاہ میں متصل نام ہے

ہست در ہر آں و لیکن ممتحق
جو ہر آن موجود ہوتا ہے لیکن مٹنے والا ہے

نیست در یک لحہ عالَم را قرار
عالم کو ایک لحہ کے لئے قرار نہیں ہے

ہمچو[3] موجِ آب دائم در فرار
پانی کی موج کی طرح ہمیشہ روانی میں ہے

ہر زماں از فیضِ سابق لاحقے
ہر لحہ، پہلے کے فیض کا ایک لاحق ہے

ہمچو او موجود گردد فائقے
ایک بڑھا ہوا اس جیسا موجود ہو جاتا ہے

مُوجِد و مُفنی ہماں یکذات دوست
پیدا کرنے والی اور فنا کرنے والی دوست کی وہی ایک ذات ہے

اِختفا باخود ظہورِ نورِ اُوست
اس کا مخفی ہونا خود اس کا ظہور ہے

سُرعت کون و فساد ایں سحر کرد
بننے اور بگڑنے کی تیزی نے یہ جادو کیا ہے

شُد ز حسِ مشترک تمیز فرد
حس مشترک سے تمیز جدا ہو گئی ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

ایں زمان ست آشکارائے عمو
اے چچا! اسی وقت ظاہر ہے

لیک فیضِ حق مَدد آرد زجُود
لیکن سخاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فیض مدد پہنچاتا ہے

ہردمش بخشد سرِنو نو وجود
اس کو ہردم از سر نو نیا وجود عطا کر دیتا ہے

ہر دَمت اے جاں فنا و زندگیست
اے جان! تیری ہر وقت فنا اور زندگی ہے

غیرِ وجہ اللہ کرا پایند گیست
اللہ کی ذات کے سوا کس کے لئے بقا ہے؟

[1] ہبا۔ وہ ذرے جو فضا میں اڑتے رہتے ہیں۔ عرضہا مجتمع۔ صوفیا کے نزدیک تمام عالم اعراض کا مجموعہ ہے جو ایک عین قائم بالذات سے قائم ہے اور وہی پھیلا ہوا عین تمام عوالم کا عامل ہے۔ ہمچوں۔ عالم میں تجدد امثال ہو رہا ہے ایک عرض دوسرے عرض کی جگہ لے رہا ہے لیکن تمہاری نگاہ میں وہ قائم نظر آتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ آگ کے انگارے کو اگر تیزی سے گھماؤ تو پورا دائرہ ایک قائم چیز نظر آتا ہے حالانکہ اس میں صرف ایک انگارہ ہے جو جگہ بدل رہا ہے یہ صرف تمہاری نظر کا فریب ہے ورنہ دائرہ نہیں ہے صرف ایک انگارہ ہے۔ [2] ہمچناں۔ اسی طرح ایک قطرہ جو تیزی سے گرتا ہے وہ تمہیں پانی کی کڑی نظر آتا ہے حالانکہ وہ صرف ایک قطرہ ہے۔ تجدید۔ اسی طرح ہر عرض کی جگہ دوسرا عرض اسی طرح کا آ رہا ہے لیکن تم سمجھتے ہو کہ وہ پہلا عرض قائم ہے۔ متسق۔ مسلسل۔ ممتحق۔ مٹا ہوا۔ [3] ہمچو موج۔ دریا کا پانی ہر لحہ بدل رہا ہے لیکن تمہیں ایک قائم سطح نظر آ رہی ہے۔ اختفا۔ مخفی ہونے اور ظاہر ہونے میں اسقدر سرعت ہے کہ دونوں ایک چیز نظر آ رہے ہیں۔ کل شی۔ عالم میں جو اعراض ہیں ان کی فنا اور عین ذات کا وجود اسی وقت دیکھ لو۔

قارعہ اِلّیناساں چُو برجانت زند
کھڑکھڑانے والی قیامت اس طور پر جب تیری جان پر پڑتی ہے
ضربت آں تیشہ ہستت را کَند
اس تیشہ کی ضرب تیری ہستی کو اکھاڑ دیتی ہے
مستمر بینی عدم اَعیان را
تو ہمیشہ موجودات کا عدم دیکھے گا
نیست موجودے بجز ذاتِ خدا
خدا کی ذات کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے
کوہہا گردد ترا مرّا لسّحاب
پہاڑ تیرے لئے ابر کا چلنا ہو جائے گا
مرتفع شد چونکہ از چشمت حجاب
جب کہ تیری نظر سے پردہ ہٹ گیا
فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَھُوَ
لیکن وہ شخص جس کی ترازوئیں بھاری ہوئیں
فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ اِلٰی آخرہ
پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہے الخ
ہر کرا در ضربتِ عشق و قراع
عشق اور کھڑکھڑانے کی ضرب میں
کفہ میزانِ عقلش شد مراع
جس کی عقل کی ترازو کا پلڑا رعایت کیا گیا ہو گیا
کفہ میزانِ عقلش شد گراں
اس کی عقل کی ترازو کا پلڑا بھاری ہو گیا
از نہیبِ عشق نامد در زیاں
عشق کی دہشت سے وہ نقصان میں نہ پڑا
گرچہ ۲ گشتہ سَمعہٗ بِیْ یَسْمَعُ اوست
اگرچہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے وہ ہے
خودکہ بِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ زودست
وہ خود دست کیجانب سے میرے ذریعہ دیکھتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہے

لیک در شورِ فنا از جا نشد
لیکن فنا کے شور میں وہ جگہ سے نہ ہٹا
در مقام جمع شطح افزا نشد
وہ جمع کے مقام میں خلاف شریعت بات بڑھانے والا نہ بنا
حدِّ خودرا داشت ملحوظ نظر
اس نے اپنی حد کو منظور نظر رکھا
آنچہ می بیند نگفت او از حذر
جو کچھ وہ دیکھتا ہے احتیاط کی وجہ سے اس نے وہ نہ کہا
اوست در عیشِ پسندیدہ مدام
وہ ہمیشہ پسندیدہ زندگی میں ہے
در مقام خلت ۳ از کاس الکرام
"خلت" کے مقام پر سخیوں کے پیالہ سے
وانکہ شد میزانِ عقل او سبک
اور وہ شخص جس کی عقل کی ترازو ہلکی پڑی
رفت درجام ازحدآں ظرفِ تنک
وہ کم ظرف ایک جام میں حد سے گزر گیا
شورشے و وحشتے آغاز کرد
شورش اور وحشت شروع کر دی
خویش را با قرصِ خورا انباز کرد
اس نے اپنے آپ کو اپنی ٹکیہ کے ساتھ شریک کرلیا
گشت در آئینہ تاباں آفتاب
سورج آئینہ میں روشن ہوا
محو شد آئینہ رخشاں آفتاب
آئینہ محو ہو گیا، سورج روشن ہے
خود گمان آفتابے او نمود
اس نے سورج ہونے کا گمان ظاہر کیا
لیک در واقع بجز عکس او نبود
لیکن واقع میں اس کے عکس کے سوا کچھ نہ تھا

گشت منصور و سرے برباد داد
وہ منصور بن گیا اور سر برباد کیا
وز شرارِ عشق آتشہا فتاد
عشق کی چنگاریوں سے آگیں نکلیں
برق از جانذ و دلش سر بر زند
اس کی جان و دل سے بجلی نکلتی ہے
شعلۂ شوقش چو خاکستر کند
اس کو شوق کا شعلہ راکھ کی طرح کر دیتا ہے
شعلۂ غیرت بدل گرم اوفتاد
غیرت کا شعلہ دل میں لگا
آتشِ عشق افسرِ سوزش بداد
عشق کی آگ نے سوزش کا تاج پہنا دیا
تیز ترشد برقِ عشقِ بے نشاں
بے نشان عشق کی بجلی زیادہ تیز ہو گئی
سوختہ چوں یافت سوزد بیگماں
جب اس نے ایندھن پایا وہ یقیناً جل جائے گا
پس شود جائے دلش در ہاویہ
اس کے دل کی جگہ ہاویہ ہو گئی
ہیچ میدانی چہ باشد ماہیہ
تو کچھ جانتا ہے وہ کیا ہوتی ہے وہ کیا ہے
آتشِ سوزندہ نقشِ غیر را
غیر کے نقش کو جلا دینے والی آگ
کہ بسوزد پرِّ طیر و سیر را
جو اڑنے اور سیر کرنے والے پر کو جلا دیتی ہے
از لہیبِ آتشِ ہجراں بسوخت
وہ ہجر کی آگ کی لپیٹ سے جل گیا
ہر کہ زاں شمسِ مشعشع دیدہ دوخت
جس نے اس شعاع دار سورج پر آنکھ جمائی

۱ قارعہ۔ جب جسموں پر قیامت بپا ہوگی تو مجھے نظر آ جائے گا کہ کائنات کا وجود بجز ذات واحد کے کچھ نہ تھا۔ ہر کرا۔ جب عشق کے غلبہ میں فنا کا درجہ آتا ہے اگر اس وقت عقل سالم رہی اور انا الحق نہ کہہ بیٹھا تو اس کو عشق سے کوئی ظاہری نقصان بھی نہیں پہنچتا ہے۔ ۲ گرچہ۔ حدیث قدسی ہے کہ میں انسان کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے انسان اس مقام شورش سے بچ گیا اور شطحیات پر نہ اتر آیا اور شریعت کا پاس و لحاظ رکھا تو وہ بچ جاتا ہے۔ شطح۔ وہ قول جو صوفیاء سے خلاف شریعت جذب اور فنا کی حالت میں صادر ہو جاتا ہے جیسے انا الحق و مَافِی جُبَّتِی غَیْرُ اللہ۔ خویش۔ یعنی اپنے آپ کو خدا کے ساتھ شریک کرنے لگے۔ ۳ خلت۔ دوستی کا ایک مقام ہے جس سے خلیل بنتا ہے اور آنحضور نے فرمایا ہے میرا خلیل سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ منصور۔ منصور حلاج نے انا الحق کہہ دیا۔ افسر۔ تاج۔ کہ بسوزد۔ ہوا ایسے شخص کا عشق کی گرمی سے پر پرواز جل جاتا ہے اور وہ سیر فی اللہ سے رک جاتا ہے۔

اے ایاز ار حدِ خود بشناختی
اے ایاز! (اگر) تو اپنا مرتبہ پہچان جاتا
جاں ۱ بجانِ شاہِ بیحد ساختی
جان کو لامحدود شاہ کی جان سے وابستہ کرتا

باز رجوع نمودن بتفصیل و تاویلِ قصہ شہزادگاں و تطبیق نمودنِ اُو بر منازلِ عرفان

شہزادوں کے قصہ کی تاویل اور تفصیل کی جانب رجوع کرنا اور اس کی عرفان کے مراتب کے ساتھ مطابقت کرنا

یادم آمد قصہ شہزادگاں
مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا
باز گردانم بسُوئے آں عِناں
اس کی جانب پھر باگ موڑتا ہوں
اِعتبارے گیر ازیں قصہ تمام
اس قصہ سے پوری عبرت حاصل کرلے
تابری زیں داستاں حصہ تمام
تاکہ تو اس داستان سے پورا حصہ حاصل کرلے
مَرد را باید کہ کارِ خود کند
انسان کو چاہیے کہ اپنا کام کرے
نے بَر افسون و فسانہ برتُند
نہ کہ افسوں اور افسانہ پر انحصار کرے
عُمرہا کردی در افسانہ تمام
تو نے عمر افسانہ میں ختم کر دی
صبح نزدیک ست برخیز از مَنام
صبح قریب ہے، نیند سے بیدار ہو جا
صبح پیری آمد و وقتِ رَحیل
بڑھاپے کی صبح آ گئی اور کوچ کا وقت ہے
در اَساطیر و سَمَر گم شود خیل
کہانیوں اور قصہ میں ڈھیل نہ دے

آں بکُن کہ زادِ راہے باشدت
وہ کر جو تیرے راستہ کا توشہ ہو
در لحد روشن چو ماہے باشدت
جو چاند کی طرح تیرے لئے قبر میں روشن ہو
شام شُد آمد غروبِ آفتاب
شام ہو گئی آفتاب کے غروب کا وقت ہو گیا
وقت بیگہ شُد بخانہ رَو شتاب
دیر ہو گئی جلد گھر جا
نان و حلوا خوردۂ تو مُدّتے
تو نے ایک مدت تک روٹی اور حلوا کھایا ہے
ہیچ زاں دیدی بباطن عُدّتے
اس سے باطن میں تو نے کوئی ذخیرہ دیکھا؟
نفس را پروردی و گاوے شُدی
تو نے نفس کو پالا اور بیل بن گیا
کے بمنزلگاہِ خود شادے زدی
تو نے کب اپنی منزل کی جانب قدم اٹھایا؟
چوں ستاکے تازہ سَر افراختی
تو نے نئی شاخ کی طرح سر ابھارا
خود ستاوندے مُعلّٰے ساختی
اپنے آپ کو اونچا بنگلہ بنایا ہے
سنگ را سُنبیدی از ناخن بزور
تو نے طاقت کے ناخن کے ذریعہ پتھر میں سوراخ کردیا
شیر را رنجاندی از قوت چو گور
تو نے قوت کی وجہ سے شیر کو گورخر کی طرح ستایا
آخر انفاست سکنجیدن ۲ کُند
بالآخر تیرے سانس گھٹنے لگیں گے
چوں چغک درمرگ چغزیدن کُند
چڑیا کی طرح مرتے وقت ڈریں گے
پس بکُن اِمروز بہر مرگ ساز
پس تو آج موت کے لئے تیاری کرلے
در گزر سُوئے حقیقت از مجاز
مجاز سے حقیقت کی جانب چلا جا

نان و حلوا خوردی و کمتر شُدی
تو نے روٹی اور حلوا کھایا تو موٹا ہو گیا
در وحلہای گُنہ چوں خر شُدی
گناہ کی کیچڑوں میں گدھے کی طرح رہ گیا
نعمت الوانِ دیگر خوردہ گیر
فرض کرلے تو نے قسم قسم کی نعمتیں کھائیں
خویشتن را آخرا جاں مُردہ گیر
اے جان! بالآخر اپنے آپ کو مردہ فرض کرلے
چرب و شیریں خوردہ گیر اے شیر زَفت
اے موٹے شیر فرض کرلے تو نے چکنی اور میٹھی غذائیں کھائیں
در دو روزہ تب ہمہ آں زور رَفت
دو دن کے بخار میں وہ سب طاقت ختم ہو گئی
آں بخور کاں نورِ دل افزایدت
وہ کھا جو تیرے دل کا نور بڑھائے
غُرفہ سُوئے آں جہاں بکشایدت
اس جہان کی جانب تیری کھڑکی کھول دے
رَفت عمرے بے بہادر کاہلی
تیری قیمتی عمر سستی میں ختم ہوئی
چند روزے ماندہ است و غافلی
چند دن رہے ہیں اور تو غافل ہے
رَفت رَفت اکنوں بیا ہم سُوئے دوست
جو گذرا سو گذرا، اب بھی دوست کی جانب آ جا
تیز ترنہ گام اندر کُوئے دوست
دوست کے کوچہ میں تیز قدم اٹھا
آنچہ باقی ماندہ از دستت مَدِہ
جو کچھ باقی ہے اس کو ہاتھ سے نہ دے
پاز سَر کُن سَر بہ پائے یار نہ
سر کے بل چل، سر کو یار کے پاؤں پر رکھ دے
آنکہ گر صد سال عصیانش کُنی
اے وہ کہ اگر تو سو سال اس کی نافرمانی کرے
باز درباز ست چوں حلقہ زنی
پھر بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اور تو کنڈی کھٹکھٹائے

۱ جاں۔ بجانِ شاہ۔ وصل تام حاصل ہونا۔ منام۔ نیند۔ رحیل۔ کوچ۔ اساطیر۔ بے اصل کہانیاں۔ عدہ۔ ذخیرہ۔ شادٔ۔ قدم۔ ستاک۔ شاخ۔ ستاوند۔ وہ مکان جس کی چھت ایک ستون پر قائم ہو جیسے بنگلہ۔ ۲ سکنجیدن۔ سانس کا رکنا۔ چغک۔ چغوک سرخاب چڑیا۔ چغزیدن۔ ترسیدن۔ کمتر۔ موٹا تازہ۔ قابل کیجئے۔

زیں چنیں یارے نِکو ببریدۂ
تو ایسے بھلے دوست سے کٹا ہے
خاک بر فرقت ا کہ بد فہمیدۂ
تیرے سر پر خاک، تو غلط سمجھا ہے
کارِ حق برطاقِ نسیاں داشتی
تو نے اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو طاقِ نسیاں میں رکھ دیا
در ہوا چندیں علَم افراشتی
تو نے نفس کی خواہش میں اتنے جھنڈے بلند کیے
پنبہ غفلت بدَر از گوش کُن
غفلت کی روئی کان سے نکال
پندم ایجاں بشنو اندکے ہوش کُن
اے جان! میری نصیحت سن لے تھوڑا سا ہوش کر
چیست رُوح آں طائرِ قدسی صفت
روح کیا ہے؟ وہ قدسی صفت پرند ہے
در قفس محبوس بہرِ معرفت
معرفت کے لئے پنجرے میں بند ہے
چیست رُوح آں طائرِ قدسی نژاد
روح کیا ہے؟ وہ قدسی نسل پرند ہے
بہرِ کسبے اندریں زنداں فتاد
کمائی کے لئے اس قیدخانہ میں پڑا ہے
بہرِ تعلیم ست طوطی در قفس
طوطی پنجرے میں سکھانے کے لئے ہے
تابیا موزد صفیر از خوش نفس
تاکہ وہ خوش آواز سے سیٹی بجانا سیکھ لے
آمدہ بہرِ تجارت از عدم
تجارت کے لئے عدم سے آئی ہے
رُو بداں سُو باشد اُورا دَمبدم
اس کا رخ ہر وقت اس جانب ہے

نفسِ تو ہمچوں پدر در تربیت
تیرا نفس تربیت میں باپ جیسا ہے
میکند منع از حصارِ مُدہشت
تجھے دہشت ناک قلعہ سے روکتا ہے
نفس امّارہ بعصیاں راندت
نفس امّارہ تجھے گناہ کی طرف چلاتا ہے
سُوئے فسق و کفر و طُغیاں خواندت
تجھے فسق اور کفر اور سرکشی کی جانب بلاتا ہے
منع آرزواں حِصارِ ۲ پر صُور
اس تصویروں بھرے قلعہ سے منع کرتا ہے
کاں رُباید ہوشِ دنیا سَر بسَر
کہ وہ دنیاوی عقل بالکل اڑا دیتا ہے
حِصنِ دینِ احمدیؐ بابُرج وبار
برج اور بزرگی والا احمدیؐ دین کا قلعہ
می رُباید ہوشِ دنیا ز اعتبار
عبرت کی وجہ سے دنیاوی ہوش اڑا دیتا ہے
اندراں تصویرِ شاہ و دُختِ اُوست
اس میں شاہ اور اس کی دختر کی تصویر ہے
ذکرِ حُور و جنت و عشقِ نکوست
حور اور جنت اور اچھے عشق کا ذکر ہے
چونکہ زَوَّجْنٰـا بِحُوْرٍ عِیْن گفت
چونکہ ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کردی فرمایا
گوہرِ دل را بتارِ طمع سُفت
دل کے موتی کو لالچ کے تار سے گوندھ دیا
چونکہ انسانست مجبول از ازل
چونکہ انسان ازل سے پیدا کیا ہوا ہے
سُوئے جلبِ نفع و دفعِ ہر خلل
نفع کمانے اور ہر نقصان کو دفع کرنے کی جانب

زیں سبب در حصنِ شرع خوش نظر
اسی لئے شریعت کے قلعہ میں
کردہ انداز رغبت و رہبت صُور
رغبت اور خوف دلانے کی تصویریں بنادی ہیں
گہ زراہِ طمع بر راہ آورند
کبھی لالچ کے طریقہ سے راستہ پر لگاتے ہیں
گاہ خوفِ قعرِ دوزخ میدہند
کبھی دوزخ کی گہرائی کا خوف دلاتے ہیں
تا زیانہ نفسہائے سرکشاں
سرکش نفوس کو کوڑا
جبر و کرہا می برد سُوئے شہاں
جبراً اور قہراً شاہوں کی طرف لے جاتا ہے
تاکہ طوعًا کہ کرہاً ایں نفوس
تاکہ یہ نفس خوشی سے یا جبراً
سُوئے شاہ و دخترش گردد و اَنوس
شاہ اور اس کی لڑکی کی جانب مانوس ہو جائیں
لیک چوں شہزادگاں یعنی بشر
لیکن شہزادوں کی طرح یعنی انسان
بر سہ قسم انداز سلوک اے دیدہ وَر
اے دیدہ ور سلوک میں تین قسم کے ہیں
ظَالِمٌ ۳ مِنْہُمْ لِنَفْسِہٖ مُقْتَصِدٌ
ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا اور میانہ رو ہے
سَابِقٌ بِالْخَیْرِ بعضے شُد زجد
بعض کوشش سے بھلائی کی جانب سبقت کرنیوالا بنا
اوّلیں شہزادہ گشت اُو نفسِ خود
پہلا شہزادہ اس نے اپنی جان کو ہلاک کیا
اگز گروہِ ظالمانِ نفس شد
وہ نفس پر ظلم کرنیوالوں کے گروہ میں سے ہو گیا

---

۱ فرق۔ سر کی مانگ۔ بدر کردن۔ نکالنا۔ صفیر۔ پرند کی سیٹی۔ نفس۔ نفس کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہے جس نے تینوں شہزادوں کو تصویروں بھرے قلعہ میں داخل ہونے سے منع کیا تھا نفس بھی انسان کو شریعت کے پُر نقش و نگار قلعہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ ۲ حصار پر صور۔ تصویروں بھرا قلعہ۔ بار۔ بزرگ، باریابی۔ گفت۔ قرآن میں اہل جنت کے لئے فرمایا گیا ہے زَوَّجْنٰـاھُمْ بِحُوْرٍ عِیْن ہم نے ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیا۔ مجبول۔ مخلوق۔ جلب۔ کھینچنا۔ رہبت۔ ڈرانا۔ انوس۔ مانوس۔ ۳ ظالم۔ انسانوں کی مثال ان تین شہزادوں کی سی ہے کچھ لوگ تو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یہ لوگ پہلے شہزادے کی طرح ہیں کچھ لوگ میانہ روی اختیار کرتے ہیں وہ دوسرے شہزادے کی طرح ہیں کچھ لوگ بھلائیوں کی جانب دوڑ کر جاتے ہیں وہ تیسرے شہزادے کی طرح ہیں۔

در طپش [1] آں دُرِ جانش از کف فتاد
اس کی جان کا موتی طپش میں ہاتھ سے گر گیا
دادِ کسب و معرفت ہرگز نداد
اس نے کسب اور معرفت کی کوئی داد نہ دی
لیک لطفِ شاہ دستش را گرفت
لیکن شاہ کی مہربانی نے اس کی دستگیری کی
شدز منظورانِ درگاہ ایں شگفت
وہ مقبولان بارگاہ میں سے ہو گیا یہ تعجب ہے
ہر کہ بہرش جاں دہد جانش دہند
جو اس کے لئے جان دیدیتا ہے وہ اس کو جان دیدیتے ہیں
وانکہ یاقوتے دہد کانش دہند
اور جو ایک یاقوت دیتا ہے اس کو کان دیدیتے ہیں
سوخت از یک شعلہ چوں پروانگاں
وہ پروانوں کی طرح ایک شعلہ سے جل گیا
در چہے افتاد چوں دیوانگاں
دیوانوں کی طرح ایک کنوں میں گر گیا
مرد باید، در نبردِ شیرِ عشق
عشق کے شیر کی جنگ میں بہادر درکار ہے
تا بقدرِ وُسع گردد سیر عشق
تا کہ وسعت کی بقدر عشق سے سیراب ہو
گر بمُردن یار در دست آمدے
اگر مرنے سے دوست ہاتھ آ جایا کرتا
پس رہِ حق سخت آساں تر بُدے
تو خدا کا راستہ بہت آسان ہوتا
ہست اینجا ہر نفس مرگے دگر
یہاں ہر دم ایک دوسری موت ہے
کز مرارش موت دارد صد خطر
جس کی تلخی سے موت سو خطرے محسوس کرتی ہے

واں دُوم [2] تحصیل کرد و اجتہاد
اور اس دوسرے نے تحصیل اور کوشش کی
لیک در عُجبے فتاد در فساد
لیکن تکبر میں اور فساد میں پڑ گیا
خویش را با آفتاب انباز کرد
اپنے آپ کو سورج کا شریک بنایا
دعویِ قولِ انا الحق ساز کرد
"انا الحق" کے قول کا دعویٰ شروع کر دیا
در رہِ او ہم توقف بیش شد
اس کی راہ میں بھی توقف زیادہ ہوا
منزلِ دار آں سرش را پیش شد
سولی کی منزل اس کے سر کے سامنے آئی
ماند در راہ از کمالِ احمدیؐ
کمال احمدیؐ سے راستہ میں رہ گیا
جرعہ نوشید از جمالِ احمدیؐ
اس نے احمدیؐ جمال کا ایک گھونٹ پیا
لطفِ شہ اورا بجاں مقبول کرد
شاہ کی مہربانی نے اس کو (دل و) جان سے مقبول بنایا
با وصالِ خویشتن مشغول کرد
اپنے وصال میں مشغول کر دیا
نے ز استعداد و استحقاق بود
استعداد اور استحقاق کی وجہ سے نہ ہوا
ایں ہمہ لطفِ شہِ خلاق بود
یہ سب کچھ پیدا کرنے والے شاہ کی مہربانی تھی
واں سوم شہزادہ بود از سابقاں
اور وہ تیسرا شہزادہ سبقت لے جانے والوں میں تھا
گشت از ہر دو برادر سابق آں
وہ دونوں بھائیوں سے آگے بڑھ گیا

از طریقِ معرفت آگاہ شد
معرفت کے راستہ سے باخبر ہو گیا
با حقیقتہای شہ ہمراہ شد
شاہ کی حقیقتوں کا ہمراہ بن گیا
کرد جہد و کسب عرفانی نمود
اس نے مجاہدہ اور کسب کیا، عرفان ظاہر ہوا
قربِ آں شہ دمبدم بر می فزود
دمبدم اس شاہ کا قرب بڑھ رہا تھا
چوں [3] ز ترغیب اہلِ ایماں میروند
چونکہ اہل ایمان رغبت دلانے سے چلتے ہیں
سوئے شاہ از عشقِ دختر میدوند
شاہ کی جانب لڑکی کے عشق سے دوڑتے ہیں
چوں نظر بر شہ فتاد از خود شدند
جب ان کی نظر شاہ پر پڑی از خود رفتہ ہو گئے
عشقِ دختر مستتر بر شہ زدند
پوشیدہ لڑکی کا عشق شاہ سے وابستہ کر دیا
چونکہ استعدادِ کامل دید شاہ
شاہ نے چونکہ مکمل استعداد دیکھی
در حبالش داد دختر ز انتباہ
آگاہی کی وجہ سے لڑکی اس کے نکاح میں دیدی
واں دو را ہم شد ز دختر گو نصیب
اگرچہ ان دونوں کو بھی لڑکی سے حصہ ملا
لیک کو آں رتبہ و قربِ عجیب
لیکن وہ رتبہ اور عجیب قرب کہاں؟
ناقصے را شاہ بر مسند نشاند
ناقص کو بھی شاہ نے مسند پر بٹھایا
خویش خواند و بر سرش زرہا فشاند
اپنا کہا اور اس کے سر پر نور افشانی کر دی

---

[1] در طپش۔ پہلے شہزادے نے عشق کی طپش کی وجہ سے موتی جیسی روح کھودی لیکن شاہ نے اپنے کرم سے اس کو نواز دیا۔ گر بمردن۔ محض مرنے سے وصل حاصل نہیں ہوتا۔
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال — صد سال می تواں بہ تمنا گریستن
اینجا۔ وہ عشق میں تو بار بار مرنا پڑتا ہے جب نہیں وصل حاصل نہیں ہوتا ہے۔ [2] واں دوم۔ دوسرے شہزادے نے وصل کے لئے کوشش کی لیکن تکبر اور غرور میں مبتلا ہو گیا اور اپنے آپ کو شیخ کا ثانی سمجھنے لگا۔ سولی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ لطف شہ۔ بادشاہ کے کرم نے اس کو مقبول بنا لیا حالانکہ اس کو استحقاق نہ تھا۔ سوم۔ تیسرا شہزادہ سابقین میں سے بن گیا۔ [3] چوں ز ترغیب۔ ابتداً مومن جنت کے شوق میں کوشش کرتا ہے لیکن مشاہدہ کے بعد پھر صرف ذات خداوندی کا شوق رہ جاتا ہے اور حق تعالیٰ استعداد دیکھ کر جنت خود عطا کر دیتا ہے۔

ہست از نقصانِ خود اُو منفعِل ۱
وہ خود اپنی کمی سے شرمندہ ہے
بر سَریرِ سلطنت محزوں خجل
وہ سلطنت کے تخت پر غمگین شرمندہ ہے
دردلش از زَلّتِ خود خارہا
اس کے دل میں اپنی لغزش سے کانٹے ہیں
می گشد زاں مَنقصت آزارہا
اس کمی سے تکلیفیں برداشت کر رہا ہے
زیں سبَب فرمود آں خیرُ البشَر
اسی لئے خیر البشر نے فرمایا
نیست غم در جنت از غفلت مگر
جنت میں کوئی غم نہیں ہے، مگر غفلت سے
عاصیاں را گر بجنت رَہ دہَند
اگر گنہگاروں کو جنت میں راستہ دیتے ہیں
چترِ سُلطانی و قصرِ شَہ دہَند
شاہی چتر اور شاہی قلعہ دیدیتے ہیں
ہمچو طاوس اُوز پایِ زِشتِ خویش
وہ اپنے بھدے پاؤں سے مور کی طرح
منفعِل، دارد سَر افگندہ بہ پیش
شرمندہ ہے، سامنے کو سر لٹکائے ہوئے ہے
زنگی راز آئینہ خانہ چہ سُود
حبشی کو شیش محل سے کیا فائدہ؟
ہر طرف آئینہ ہست اُورا حسُود
اس کے لئے ہر جانب، حاسد آئینہ ہے
صورتِ زِشتش در آئینہ بَلاست
اس کی بھدی صورت آئینہ میں مصیبت ہے
دیدنِ خود بر سَرِ اُو اژدہاست
اس کا خود دیکھنا اس کے سر پر اژدہے ہیں
ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
حالِ آں سُلطاں کہ شُد لاحق بگو
اس بادشاہ کا قصہ بتا جو آ ملا

رجوع آوردن بحکایتِ آں
اس بادشاہ کی حکایت کی جانب
بادشاہ کہ در اثنائے راہ
رجوع جو سلطنت چھوڑ کر درمیان
ترکِ سلطنت کردہ ملحق
راستہ میں ان تینوں سے
بایں سہ گردیدہ بُود
آملا تھا

اے ضیاء الحق حُسام الدّیں حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن
باز گو حالِ شہِ چارم بمَن
مجھ سے چوتھے بادشاہ کا حال کہیے
چونکہ شید اُو تارکِ آں سلطنت
جبکہ وہ اس سلطنت کو چھوڑنے والا بن گیا
ماند با شہزادگاں در مَسکنت
وہ شہزادوں کے ساتھ مسکنت میں رہا
مُلک را بگذاشت شُد شاں را رفیق
اس نے سلطنت کو چھوڑا ان کا ساتھی بن گیا
ہمرہی میکرد دَر قطعِ ۲ طریق
راستہ طے کرنے میں ہمراہی کر رہا تھا
خدمتے میکرد سَر گرمِ وِفاق
موافقت میں سرگرم رہ کر خدمت کرتا رہا
بادلِ خالص منزّہ از نفاق
نفاق سے پاک، خالص دل سے
پرتوے از عشقِ شاں اُورا ربُود
ان کے عشق کے پرتو نے اس کو اچک لیا
دَر سفر باہر سہ ہمراہی نمود
سفر میں ان تینوں کی ہمراہی دکھائی
عِشق راز نیساں بسے تاثیرہاست
عشق کی اس طرح کی بہت سی تاثیریں ہیں
مَر دلِ آزادہ راز بخیرہاست
آزاد دل کے لئے زنجیریں ہیں

صُحبت عاشق تُرا عاشق کُند
عاشق کی صحبت تجھے عاشق بنا دیتی ہے
صُحبت فاسق تُرا فاسق کُند
فاسق کی صحبت تجھے فاسق بنا دیتی ہے
ہر کسے از دیگرے خُوئے بَرد
ہر شخص دوسرے سے اخلاق حاصل کرتا ہے
خربُزہ از خربُزہ بُوئے بَرد
خربوزہ خربوزے سے خوشبو حاصل کرتا ہے
منکر از تاثیرِ صحبت جاہل ست
صحبت کی تاثیر کا منکر نادان ہے
ہر کہ از صحبت رَمد بس غافل ست
جو صحبت سے بھاگے وہ بہت غافل ہے
رنگ گیرد خربزہ زاں دگر
خربوزہ دوسرے خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے
صُحبت انساں نہ بخشد چوں اثر
انسان کی صحبت اثر کیوں نہ پیدا کرے گی؟
ہمرہِ اصحابِ کہف آں کلب شُد
وہ کتا اصحابِ کہف کا ہمراہی بنا
تا سگی ازوے بکلّی سَلب شُد
حتی کہ اس سے کتا پن بالکل جدا ہو گیا
باش مَردانِ خدا را خاکِ پا
مردانِ خدا کے پاؤں کی خاک بن جا
تا رَسد از مہر اُو نُورے تُرا
تاکہ تجھے اس کے چاند سے نور حاصل ہو
زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اس لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
لَا تُصَاحِبْ اَنْتَ اِلَّا مُؤْمِنا
تو بجز مومن کے مصاحبت اختیار نہ کر
مُشک گرداند مُعطر طبلہ را
مشک ڈبیہ کو معطر کر دیتا ہے
پُشک بخشد مُغتنیھا زبلہ را
مینگنی کوڑی کو بدبو میں بخشتی ہے

۱ منفعل۔ متاثر۔ محزوں۔ غمگین۔ ذلت۔ لغزش۔ طاؤس۔ مور اپنے پاؤں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے۔ ۲ قطع طریق۔ راستہ طے کرتا۔ خربزہ۔ مشہور ہے خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔ طبلہ۔ ڈبیہ۔ مغتنیھا۔ سڑاؤ۔ زبلہ۔ کوڑی۔

چونکہ روغن کرد خود را صرفِ گُل
جب تیل نے اپنے آپ کو پھول میں صرف کر دیا
گشت در طیبِ روائح ظرفِ گُل ¹
وہ خوشبوؤں میں پھول کا ظرف بن گیا
چلچلہ از صحبتِ خود بیضہ را
آنجن ہاری اپنی صحبت سے انڈے کو
می کند مانندِ خود بے امترا
بیشک اپنی طرح (آنجن ہاری) بنا لیتی ہے
بود آں شہ ہمرہِ شہزادگاں
وہ شاہ، شہزادوں کے ساتھ تھا
تا دو دا در زیں سہ تن دادند جاں
جب ان تینوں میں سے دو بھائیوں نے جان دیدی
گشتہ با شہزادۂ سوم رفیق
وہ تیسرے شہزادے کا ساتھی بن گیا
ہر نفس حاضر بہ پیشش چوں عشیق ²
ہر دم اس کے سامنے عاشق کی طرح حاضر تھا
واں سوم چوں گشت صہرِ شاہ چیں
وہ تیسرا جب شاہ چین کا داماد بن گیا
در خواصش بود ایں مردِ گزیں
یہ برگزیدہ مرد اس کے خواص میں سے تھا
شاہِ چیں چوں دید خُلتہاش بیش
شاہ چین نے جب اس کی بہت محبتیں دیکھیں
اختصاصِ خالص با محبوبِ خویش
اپنے محبوب کے ساتھ خاص خصوصیت
یافت چوں یک جاں دو قالب ہر دو را
اس نے جب دونوں کو ایک جاں دو قالب پایا
مَیل شُد شہ را بسویش از وَلا
شاہ کا دوستی سے اس کی طرف میلان ہو گیا

گفت با شہزادہ از رُوئے کرم
اس نے ازروئے کرم شہزادے سے کہا
کیں رفیقِ تُست پوپِ ہر خدم
کہ یہ تیرا ساتھی ہر خادم کی کلغی ہے
غیرِ خدمت نہ تتر بولیش نہ لاغ
خدمت کے علاوہ اس کا مزاح ہے نہ دل لگی
در خیالت دارد از عالم فراغ
تیرے خیال میں جہان سے فارغ ہے
آنچنیں کس را نوازش لازم ست
ایسے شخص کو نوازنا ضروری ہے
کو ہوائے نفسِ خود را عادم ست
جو اپنے نفس کی خواہش کو معدوم کر دینے والا ہے
در ہوائے تو ہوائے خویش باخت
تیری مرضی میں اپنے مرضی کو ہار دیا
آنچنیں کس را بسے باید نواخت
ایسے شخص کو بہت نوازنا چاہیے
کرد شہزادہ زمیں بوس و بگفت
شہزادے نے زمین بوسی کی اور عرض کیا
آشکارا بر تو ہر چہ از ما نہفت
جو ہم سے مخفی ہے، آپ پر واضح ہے
چوں باُمیدِ تقربہائے شاہ
جب شاہ کی قربتوں کی امید پر
از وطن آوارہ اُفتادم براہ
میں وطن سے آوارہ راہ پر پڑا
ایں کہ شاہِ کامرانِ مُلک بُود
یہ جو ملک کا کامیاب بادشاہ تھا
در رفاقتہائے ما چستی نمود
اس نے ہماری رفاقتوں میں چستی دکھائی

مُلک و دولت بہرِ ما بگذاشت ست
اس نے ملک اور دولت ہماری خاطر چھوڑی ہے
در وفاق از دل علم افراشت ست
موافقت میں دل سے جھنڈا بلند کیا ہے
تار و بارش بہرِ ما بسیار شُد
ہماری وجہ سے اس پر بہت نشیب و فراز آئے
مُلکِ خود درباخت مارا یار شُد
اپنے ملک کو چھوڑا ہمارا دوست بن گیا
آنچہ لطفِ شہ تقاضائی کُند
شاہ کی مہربانی کا جو تقاضا ہے
جائے لطف و مرحمت ہست اے سَنَد
اے معتمد! لطف و رحم کا مقام ہے
شاہ گفتا مُلک وا دارش کُنند
شاہ نے کہا اس کو ملک اور عطا کر دیں
در خورِ او روز بازارش کُنند
اس کے مناسب گرمی بازار دیں
لطف فرمود و زحد بنواختش
مہربانی فرمائی اور حد سے زیادہ اس کو نوازا
تِلوِ آں ہر دو برادر ساختش
اس کو ان دو بھائیوں کا تابع بنا دیا
قصرہا ³ و مُلکہا اندازہ بیش
اندازہ سے زیادہ قلعے اور ملک
از طفیلِ ایں سوم آورد پیش
اس تیسرے کے طفیل وہ سامنے لے آیا
آنچہ لَا عَینٌ رَأَت اُورا بداد
جو کچھ آنکھ نے نہ دیکھا وہ اس کو دیدیا
وانکہ لَا اُذُنٌ سَمِع پیشش نہاد
اور جو کچھ کان نے نہ سنا اس کے سامنے رکھ دیا

¹ ظرفِ گل۔ اس میں پھول کی خوشبو آ جاتی ہے۔ چلچلہ۔ مشہور ہے کہ انجن ہاری کیڑے کو پکڑ کر اپنے گھر میں بند کر لیتی ہے اور وہ کیڑا چند روز میں اسی کی صورت کا بن جاتا ہے لہٰذا اس شعر میں بیضہ کی بجائے کرم ہونا چاہیے۔ ² عشیق۔ عاشق۔ خلتہا۔ دوستیاں۔ ولا۔ دوستی۔ پوپ۔ سور کے سر کا تاج۔ خدم۔ خادم کی جمع ہے۔ تتر بولی۔ مزاح۔ عادم۔ مٹانے والا۔ تار و بار۔ زیر و زبر۔ روز بازار۔ گرمی بازار۔ تلو۔ تابع۔ ³ قصرہا۔ یعنی جنت میں۔ آنچہ۔ جنت کی نعمتوں کے بارے میں ہے کہ وہ ایسی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہو گا نہ کانوں نے سنا ہو گا اور نہ ان کا دماغ میں تصور آیا ہو گا۔

گشت آں شہ واصلِ مقصود نیز
وہ شاہ بھی مقصود تک پہنچ گیا
چوں طفیلی باکہ' مہمانِ عزیز
جیسے کہ طفیلی کسی کے ساتھ معزز مہمان کے ساتھ
زیں سبب فرمود آں شاہِ رئیس
اس شاہ رئیس نے اسی لئے فرمایا ہے
کہ ہُمْ قَوْمٌ فَلَا يَشْقٰى جَلِيس
کہ وہ ایسی قوم ہے جس کا ہمنشیں محروم نہیں رہتا
پاسِ دلہا کردن و خدمت گری
دلوں کی پاسداری اور خدمت گذاری
سازدت مخدوم و بخشد سَروری
تجھے مخدوم بنالی ہے اور سرداری بخ دیتی ہے
خاصہ خدمتگاریِ مَردِ خُدا
خصوصاً مرد خدا کی خدمتگاری
خوش قبولی بخشدت نزدِ خُدا
تجھے خدا کے نزدیک بہترین مقبولیت عطا کردیتی ہے
ہرکہ شُد مقبول معقولِ آکہ
جو شخص خدا کے مقبول کا مقبول بن جاتا ہے
لطفِ حق مبذولِ اُوگردد ز شاہ
اس پر بادشاہ کی جانب سے اللہ کا لطف خرچ ہوتا ہے
ہرکہ شُد مقبول مقبولانِ حق
جو اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کا مقبول بنا
گردد او لطفِ خدارا مستحق
وہ خدا کی مہربانی کا مستحق ہو جاتا ہے
ہرکہ مَردانِ خدارا دل بجست
جس شخص نے مردان خدا کی دلداری کی
دار اوایِ خدمت شاں گشت چُست
ان کی خدمت گذاری میں چست بنا
گشت ملحوظِ عنایاتِ حق
وہ اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کا منظور نظر بنا
مست و محفوظ[2] از جملہ تجلیاتِ حق
وہ اللہ تعالیٰ کی تجلیوں کا مست اور حصہ دار بنا

ابنِ مسعودؓ از پیغمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن مسعودؓ نے پیغمبر سے نقل کیا ہے
مَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اے نیک مَرد
اے نیک مرد! انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے
مَنْ اَحَبَّ الْقَوْمَ مِنْهُمْ آمدہ
"جس نے جس قوم سے محبت کی وہ ان میں سے ہوا" آیا ہے
حُبِّ اہلِ اللہ نورِ جاں شُدہ
اہل اللہ کی محبت جان کا نور بنی
حُبُّ لِلّٰہ بُغْضُ لِلّٰہ کن شعار
محبت اللہ کے لئے بغض اللہ کیلئے شعار بنا لے
تایابی بردرِ دِلدار بار
تاکہ تو دلدار کے در پر باریاب ہو
چوں نبود ایں شاہِ ملحق را جہاد
جب کہ اس ساتھی شاہ کا مجاہدہ نہ تھا
حُبِّ پاکاں شمع بر راہش نہاد
پاکوں کی محبت نے اس کے راستہ پر شمع رکھدی
کو نبودش جہد و استعداد و کسب
وہ جس کیلئے مجاہدہ اور استعداد اور کسب نہ تھی
صحبتِ مَرداں بکار آمد و حسب
مردوں کی صحبت کام آئی اور بس
جہد کن تا خود ز مقبولاں شوی
کوشش کرتا کہ تو خود مقبولوں میں سے ہوجائے
یا بمقبولانِ حق شو منطوی
یا اللہ تعالیٰ کے مقبولوں پر مشتمل ہو جا
مَرد باش و یا کہ خود بے مَرد گرد
مرد بن جایا خود مرد کے پیچھے گردش کر
پُوتک و پُوتہ رسد زاں مَردِ فرد
بڑا اور چھوٹا خزانہ اس یکتا انسان سے ملیگا
زیں دو کس یک ہم گرائے جاں نیستی
اے جان! اگر تو ان دونوں میں سے ایک نہیں ہے
روزِ محشر سخت رسوا ایستی
تو محشر کے دن سخت رسوا اٹھے گا

زیں سبب فرمود در قرآں خُدا
اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا
خود طلب میکن وسیلہ[3] در ہدیٰ
ہدایت میں تو خود وسیلہ طلب کر
بے مُربّی کس مُربّا چوں خورد
تربیت دینے والے کے بغیر مربا کس نے کھایا ہے
مُرغِ بے پَرور ہوا گو چوں پَرد
بتا' پرندہ بغیر پر کے کیسے اڑے؟
دشت پُرخُون ست و پُردام و ددست
جنگل خون سے بھرا اور جال اور درندہ سے بھرا ہے
ہر طرف راہِ کژی پیدا شُدست
ہر جانب کجی کا راستہ کھلا ہے
دشت پُر مار و بہر سُو سَبزہ زار
جنگل سانپوں سے بھرا ہے اور ہر جانب سبزہ زار ہے
بے فسوں گر' پانہ گردی تو زار
بغیر منتر پڑھنے والے کے قدم نہ رکھ' تو عاجز آجائیگا
ہست دنیا سبزہ زار و نفس مار
دنیا سبزہ زار اور نفس سانپ ہے
دشتِ پُرخوں راہِ دیں رامی شمار
دین کے راستہ کو پرخون جنگل سمجھ
گر گزد مارت شوی خستہ ملول
اگر تجھے سانپ ڈس لے گا تو خستہ اور ملول ہو جائیگا
بے فسوں گر ایمنی ہستی تو گول
تو بغیر منتر پڑھنے والے کے مطمئن ہے تو احمق ہے
گر خلد خارے بپایِ دل تیرا
اگر تیرے دل کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے
تارہ گر نبود برآری چوں ورا
اگر سوئیں کی نوک نہ ہو تو اس کو تو کیسے نکالیگا؟
فکرِ تارہ کن فسوں را یاد گیر
سوئیں کی نوک کی فکر کو منتر یاد کر لے
رَہبرے جستا بری راہِ عَسیر
کوئی رہبر تلاش کرتے تاکہ تو دشوار راستہ طے کر لے

---

[1] حدیث شریف ہے اولیاء اللہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔ ہر کہ۔ اللہ اپنے پیاروں کے پیاروں پر کرم کر دیتا ہے۔ [2] محفوظ۔ با نصیب المر۔ حدیث شریف ہے انسان کا حشر ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے۔ بار۔ باریابی۔ جہاد۔ مجاہدہ کوشش۔ کسب۔ تپی۔ منطوی۔ مشتمل۔ [3] وسیلہ۔ قرآن پاک میں ہے وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔ مربی۔ تربیت کرنیوالا۔ مربا۔ شک کے قوام میں پڑا ہوا پھل۔ دد۔ درندہ۔ گول۔ بیوقوف۔ تارہ۔ سوئیں کی نوک۔ عسیر۔ دشوار

دشت پُر خار و بہر سُو راہہاست
جنگل کانٹوں بھرا اور ہر جانب راستہ ہے
بر سرِ ہر ہر قدم میں چاہہاست
دیکھ، ہر ہر قدم پر کنویں ہیں
دشت بس خونخوار و رہزن مختفی
جنگل بہت خوفناک اور ڈاکو چھپا ہوا ہے
رہبرے جو باش وَیرا مقتفی ۱
کوئی رہبر تلاش کر لے اور اس کا متبع بن
راہ بس دُشوار غُولے ہر طرف
راستہ بہت دشوار ہے، ہر جانب چھلاوا ہے
بر سرِ رہ میزند صد چنگ و دَف
جو راستہ پر سیکڑوں چنگ اور دف بجا رہا ہے
راہ بس سخت و شبِ تار است پیش
راستہ بہت دشوار ہے اور سامنے تاریک رات ہے
گر نگیری دستِ کس رفتی ز خویش
اگر تو نے کسی کا ہاتھ نہ پکڑا اپنے سے گیا
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
مثنوی را ختم باید کرد نیز
مثنوی کو بھی ختم کرنا چاہیے
کارِ حق را نیست پایاں اے غلام
اے لڑکے! اور اللہ تعالیٰ کے کام کا خاتمہ نہیں ہے
مثنوی را کردہ باید اختتام
مثنوی کو ختم کرنا چاہیے
اختتامِ مثنویِ معنوی
مثنوی معنوی کا خاتمہ
شُد ز فیضِ مولویِ اَولوی
مولوی اولوی کے فیض سے ہو گیا

اختتامِ کلام بہ پریدن طائرِ روح
خود پسند روح سے پرندگی پرواز عالی مقام شاہ
خود کام بسُوی شاہِ عالی مقام
کی جانب کی گفتگو پر خاتمہ

بشنو از نے چوں حکایت میکند
نے سے سن کیا حکایت کر رہی ہے
منتہی قصدِ بدایت می کند
آخر ابتداء کا ارادہ کر رہا ہے
بازِ شہ اکنوں سُوی سُلطاں پرید
شاہ کا باز اب شاہ کی جانب اڑ گیا
پردہای عاریت را بر درید
عارضی پردوں کو پھاڑ دیا
ہست چوں کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْن
سب ہماری جانب لوٹنے والے ہیں جب ہے
می شوم مراصلِ خودرا سرنگوں
میں اپنی اصل کے لئے سرنگوں ہوتا ہوں
شُد نَئے من خالی از صوتِ انا
میری نے "انا" کی آواز سے خالی ہو گئی
خالی از خُود گشت و دَرنائی فنا
خودی سے خالی اور نے نواز میں فنا ہو گئی
شُد تہی از خود، نَے مَن گشت نیست
میری نے خودی سے خالی ہو گئی نیست ہو گئی
جُز ۲ نَفَخْتُ فِیْہِ دروے ہیچ نیست
میں نے اس میں پھونکا کے سوا اس میں کچھ نہیں ہے
سوختم ایں نے و خاکستر شُدم
میں نے یہ نے جلا دی اور میں راکھ ہو گیا
در نیستاں رفتم و مضمر شُدم
میں نیستاں میں چلا گیا اور پوشیدہ ہو گیا
احمدا چوں دورۂ میم از تو رفت
اے احمد! جب میم کا دائرہ آپ میں سے گیا
ماند اَحد دیگر مشو تو گرم و تفت
احد رہ گیا اب آپ گرم اور تیز نہ ہوں
دورۂ میم آں تعین ہائے تست
میم کا دائرہ، تیرے تعینات ہیں
لا کُن ایں را تا شود اِلّات چست
ان کو "لا" بنا تا کہ تیرا "اِلّا" چست ہو جائے

وقت آں آمد کزیں فخ ۳ بر پرم
وہ وقت آ گیا کہ میں اس جال سے پرواز کر جاؤں
رَخت سوی مُلکِ لاہوتی برم
لاہوتی ملک کی جانب سامان لے جاؤں
ہم کزاں جا آمدم آنجا رَوم
جس جگہ سے میں آیا ہوں اسی جگہ چلا جاؤں
با جمالِ یار بے پردہ شوم
یار کے حسن کے ساتھ بے پردہ ہو جاؤں
چوں تجلّی کرد بر طُورِ وجُود
جب اس نے وجود کے طور پر تجلی کی
گشت کاہِ کوہ جسمانی چو دُود
جسمانی پہاڑ کا تنکا دھوئیں جیسا ہو گیا
خرَّ موسیٰ صاعقا خاموش شُد
موسیٰ بے ہوش ہو کر گرے خاموش ہو گئے
رفت عقلِ جُزوی و بیہوش شُد
جزوی عقل چلی گئی اور بے ہوش ہو گئے
اللہ اللہ غیرِ اللہ نیست کس
اللہ اللہ، کوئی اللہ کا غیر نہیں ہے
اللہ اللہ، گشت یارا ہم نفس
اللہ اللہ، ہمارا ساتھی ہو گیا
اللہ اللہ من کجا ایں خطاب
اللہ اللہ میں کہاں اور یہ خطاب کہاں؟
ختم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
ختم کر دے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

ارجاعِ کلام باستمدادِ روحانی
کلام کا لوٹانا روحانی مدد حاصل کرنے کے
از جناب مولانا جلال الدّین
لئے جناب مولانا جلال الدین بزرگ
ہُمام قُدِّسَ سِرُّہٗ
سے ہمیشہ کے لئے ان کا راز مقدس
عَلَی الدَّوَام
کیا گیا

۱ مقتفی۔ پیچھے چلنے والا۔ اولوی۔ اولیٰ۔ بمعنی افضل کی طرف منسوب۔ منتہی۔ انتہا کو پہنچنے والا یعنی روح جو عالم ناسوت تک پہنچی ہے۔ بدایت۔ یعنی روح اعظم۔ پردہا۔ یعنی مادی پردے۔ نائی۔ نے نواز ۲ حضرت آدم کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِی میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ نیستاں۔ ذات واحد۔ دورۂ میم۔ لوازم بشری لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ انانیت ختم ہو [illegible] ذات خداوندی باقی ہے۔ ۳ فخ۔ جال یعنی وجود مادی۔ کاہ۔ کوہ طور یعنی مادی جسم۔ دود۔ دھواں۔ ہم نفس۔ ساتھی

شمسِ حقّانی جلال الدّیں ہُمام!
خدائی سورج ' جلال الدین ' بزرگ
چونکہ خود فرمود وقتِ اختتام
چونکہ ختم کرنے کے لئے خود انہوں نے فرمایا
باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں
اس کا باقی بغیر زبان کے آ جائے گا
در دلِ آں کس کہ دارد زندہ جاں
اس شخص کے دل میں جو زندہ جان رکھتا ہوگا
خواستم از روحِ پاکِ او مدد
میں نے ان کی پاک روح سے مدد مانگی
خود وفائے وعدہ ہم زاں معتمد
(اور) ان معتمد سے وعدے کی وفا بھی
وعدۂ اہلِ کرم گنجے بُوَد
اہل کرم کا وعدہ خزانہ ہوتا ہے
وعدۂ نا اہل چوں رنجے بُوَد
نااہل کا وعدہ رنج جیسا ہوتا ہے
رشحۂ زاں بحر بر جانم بریخت
اس دریا کے قطرات میری جان پر پڑے
رشتہ ماؤ منِ مارا گسیخت
ہمارے ماؤ من کے دھاگے کو توڑ دیا
بازبانِ بے زبانی خود بگفت
انہوں نے اپنی بے زبانی کی زبان سے فرمایا
دُرہائے نغز را در سلک سُفت
قیمتی موتی لڑی میں پروئے
حدِّ سعیِ من نبودایں گفتگو
یہ گفتگو میری کوشش کا نتیجہ نہیں ہے
خود، تو ایں دُر راچو آوردی زجُو
خود آپ جبکہ اس موتی کو دریا سے لائے
گر اجازت باشد اظہارش شود
اگر اجازت ہو تو اس کا اظہار ہو
ویں سفینہ ہم بہ بحرِ تو رود
یہ کشتی بھی آپ کے دریا میں چلے
بے اجازت ذرۂ رایا را کجاست
بغیر اجازت کے ذرہ کی طاقت کہاں ہے؟
کز خورشیدے بجوید نورِ چاشت
کہ وہ سورج سے چاشت کا نور طلب کرے

خود تودانی ازتو شد رَدّو قبول
آپ خود جانتے ہیں کہ رد اور قبول آپ کی جانب سے ہے
من چہ گویم پیشِ تو حرفِ فضول
میں آپ کے سامنے بیکار بات کیا کہوں؟
آنچہ در پردہ بگفتی اے ہُمام
اے بزرگ! آپ نے جو کچھ در پردہ فرمایا
ساز مقبول اے ضیاء الحق حسام
اے ضیاء الحق حسام اس کو قبول فرما لیں

مناجات بجنابِ قاضی الحاجات
قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا

اے خدا سازندۂ عرشِ بریں
اے بلند عرش کو بنانے والے خدا!
شام را دادی تو زلفِ عنبریں
تو نے شام کو عنبریں زلف عطا کی
روز را با شمعِ کافور اے کریم
اے کریم! دن کو کافوری شمع کے ساتھ
کردۂ روشن تر از عقلِ سلیم
تو نے عقل سلیم سے زیادہ روشن کر دیا
خود بنافِ نافۂ مشکے کنی
تو ناف کے خون کو مشک کا نافہ بنا دیتا ہے
سنبل و ریحاں چرد پشکے کنی
وہ سنبل اور ریحان چرتا ہے، تو مینگنی بنا دیتا ہے
قادرا قدرت تو داری بر کمال
اے قادر! تو کمال پر قدرت رکھتا ہے
اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ ذُوالْجَلَال
اے ذوالجلال! تو ہی میرا رب ہے تو ہی مجھے کافی ہے
اے خدا قربانِ احسانت شوم
اے خدا! میں تیرے احسان پر قربان ہوں
کانِ احسانی بقُربانت شوم
تو احسان کی کان ہے میں تجھ پر قربان ہوں
معدنِ احسانی و ابرِ کرم
تو احسان کی کان اور کرم کا ابر ہے
فیض توچوں ابر ریزاں بر سرم
تیرا فیض میرے سر پر ابر کی طرح برستا ہے

از عدم دادی بہ ہستی ارتقا
تو نے عدم سے وجود کو ترقی عنایت کی
زاں سپس ایمان و نورِ اہتدا
اس کے بعد ایمان اور ہدایت کا نور
اے خدا احسانِ تو اندر شمار
اے خدا! تیرا احسان شمار میں
کے توانم بازبانِ صد ہزار
لاکھ زبانوں سے کب کر سکتا ہوں؟
من بخواب و پاسبانِ من توئی
میں نیند میں ہوں اور میرا محافظ تو ہی ہے
من چو طفل و حرزِ جانِ من توئی
میں بچہ کی طرح ہوں اور میری جان کی حفاظت تو ہی ہے
من بعصیاں صرفِ وقتِ خود کنم
میں اپنا وقت نافرمانی میں صرف کرتا ہوں
بینی و از حلم می پوشی بَرَم
تو دیکھتا ہے اور بردباری سے میری پردہ پوشی کرتا ہے
روزیت را خوردہ عصیاں میکنم
تیری روزی کھا کر میں نافرمانی کرتا ہوں
نعمت از تو من بغیرے می تنم
نعمت تیری ہے میں غیر کے چکر کاٹتا ہوں
جملہ می بینی نگیری انتقام
تو سب کچھ دیکھتا ہے، بدلہ نہیں لیتا ہے
از درِ حلم و کرم آئی مدام
تو ہمیشہ بردباری اور کرم کے دروازے سے آتا ہے
بردلِ من سہ صد و شصت از نظر
میرے دل پر تین سو ساٹھ شفقتیں
می کُنی ہر روزاے ربُّ البشر
اے رب البشر! تو ہر دن کرتا ہے
لیک من غافل ز لطفِ بیکراں
لیکن میں بے حد مہربانی سے غافل ہوں
چشم دارم ہر زماں بااین واں
میں ہر وقت اس اور اس سے امید باندھتا ہوں
دوست را برمن نظر شد دوختہ
دوست کی نگاہ مجھ پر جمی ہوئی ہے
حیف من بادیگراں دل توختہ
افسوس میں نے دوسروں سے دل وابستہ کیا ہے

! ہمام۔ سردار۔ رشحہ۔ چھڑکاؤ۔ ارتقاء۔ بلندی۔ برم۔ بر من

من گنہ آرم تو ستّاری کنی
میں گناہ کرتا ہوں تو پردہ پوشی کرتا ہے
جرم من دارم تو معذاری [1] کنی
میں جرم کرتا ہوں تو بہت معذور قرار دیتا ہے
جرمہا بینی و خشم ناوری
تو خطائیں دیکھتا ہے اور مجھ پر غصہ نہیں کرتا
اے بقربانت چہ نیکو داوری
میں تجھ پر قربان، تو کس قدر اچھا خدا ہے
در مصائب در حواد شہائے زار
مصیبتوں میں (اور) عاجز کرنے والے حوادث ہیں
چونکہ برمن تنگ شد از درد کار
جبکہ درد کی وجہ سے مجھ پر معاملہ تنگ ہو گیا
یار و خویشانم مرا بگذاردند
اپنوں اور دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا
زار در دست غمم بسپار دند
مجھ عاجز کو غم کے ہاتھ میں دے دیا
جز توکے دیگر دراں سختی رسد
اس سختی میں تیرے علاوہ کب پہنچتا ہے؟
در متاعبہا تو گشتی مدد
تکالیف میں تو مدد بنا ہے
در رسیدی زود بگرفتی مرا
تو جلد پہنچا، تو نے مجھے پکڑا
وارہاندی از ہمہ سختی مرا
مجھے تمام سختیوں سے رہا کر دیا
چوں شمارم من ز احسانِ توچوں
میں تیرے احسان کیسے شمار کروں؟ کیونکہ
گر زباں ہر موشود لطف فزوں
اگر ہر بال زبان بن جائے تیری مہربانی بڑھی ہوئی ہے
شکر و احسانِ ترا چوں سر کنم
تیرے شکر اور احسان کو کیسے انجام دوں؟
اندریں رہ گو قدم از سر کنم
اس راستہ میں اگرچہ سر کو قدم بنا لوں
جان و گوش و چشم و ہوش و پاو دست
جان اور کان اور آنکھ اور ہوش اور ہاتھ پاؤں
جملہ از دُرہای احسانت پُرست
سب تیرے احسان کے موتیوں سے پُر ہیں

ایں کہ شکر نعمت تومی کنم
یہ کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں
ایں ہم از تو نعمتے شد مغتنم
یہ بھی تیری ایک مغتنم نعمت ہے
شکرِ ایں شکر از کجا آرم بجا
اس شکر کا شکریہ کہاں سے بجالاؤں؟
من کیم از تست توفیق اے خدا
میں کون ہوتا ہوں؟ اے خدا توفیق تیری جانب سے ہے
دست و پاوایں زبان و لفظِ شکر
ہاتھ اور پاؤں اور یہ زبان اور لفظ شکر
عاریت از تست بے از ہیچ نکر [2]
بغیر کسی انکار کے تجھ سے مانگے ہوئے ہیں
طاعت و توفیق طاعت ہم زتو
بندگی اور بندگی کی توفیق بھی تیری جانب سے ہے
لطفِ تو برما نوشتہ صد نکو
تیری مہربانی نے ہم پر سینکڑوں بھلائیاں لکھ دی ہیں
خودچہ شیرین ست نام پاکِ تو
تیرا پاک نام خود کس قدر میٹھا ہے؟
خوشتر از آبِ حیات اِدراکِ تو
تیری معرفت، آب حیات سے بہتر ہے
نامِ توچوں برزبانم می رود
جب تیرا نام زبان پر جاری ہوتا ہے
ہر بنِ مو از عسل جوی شود
ہر بال کی جڑ شہد کی نہر ہو جاتی ہے
اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام
اللہ اللہ، یہ نام کس قدر میٹھا ہے
شیر و شکرمی شود جانم تمام
میری پوری جان شیر و شکر بن جاتی ہے
اللہ اللہ ایں چہ نامِ خوش مذاق
اللہ اللہ، یہ نام کس قدر خوش ذائقہ ہے
حرف حرفش میدہد جان را رواق
اس کا ایک ایک حرف جان کو مستی عطا کرتا ہے
اللہ اللہ، ایں چہ احساں کردہ
اللہ اللہ، تو نے کیا احسان کیا ہے؟
در چنیں برزخ چساں در پردہ
ایسے برزخ تو کس طرح پردے میں ہے؟

ایں چنیں حبل المتیں دادی مرا
تو نے مجھے ایسی مضبوط رسی عطا فرمائی
کاعتصامش عرش راشد مرتقی
کہ اس کے پکڑنے سے عرش ایک رسائی ہوئی
اللہ اللہ خودچہ نیکو کردہ
اللہ اللہ، تو نے خود کیسی بھلائی کی ہے
آشکارا ہستی و در پردہ
تو ظاہر ہے اور در پردہ ہے
وہ چہ بدکارم کہ جملہ نیستم
ہائے میں کس قدر بدکار ہوں بلکہ میں مجسم نیستی ہوں
پس چرا پیشت بہ ہستی ایستم
تو تیرے سامنے وجود کے ساتھ کیوں کھڑا ہوں
اَللّٰہ اللّٰہ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْل
اللہ اللہ تو میرے لئے بہترین وکیل ہے
اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ یَا جَلِیْل
اے جلیل! تو میرا رب ہے تو مجھے کافی ہے
اَللّٰہ اَللّٰہ لَیْسَ غَیْرُکَ فِی الْوُجُوْد
اللہ اللہ، تیرے سوا کوئی وجود میں نہیں
ھَلْ تَرٰی الدَّیَّا رَفِیْ دَیْرِ الشُّھُوْد
شہود کے دیر میں کوئی چلنے والا ہے؟
اللّٰہ اللّٰہ لَا اِلٰہَ بہرچیست
اللہ اللہ، لا الہ کس لئے ہے؟
چونکہ اِلَّا اللّٰہ خورشید جلیست
جبکہ "الا اللہ" روشن سورج ہے
چشم ظاہر بیں بنفس آمد مقل
ظاہر بیں آنکھ نفی کے ذریعہ رجوع کرنیوالی ہے
می تواں کردن بلٰی جہد المقل
(تاکہ) نادار کی کوشش "بلٰی" کہہ سکے
اللہ اللہ اسمِ ذاتِ پاک دوست
اللہ اللہ، دوست کا پاک اسم ذات
اسمِ اعظم از برائے قرب اوست
اسم اعظم اس سے قرب کیلئے ہے
اللہ اللہ، گو برد تاسقفِ عرش
اللہ اللہ کہہ، عرش کی چھت تک لے جائے گا
پیشِ معراجِ تو گردد چرخ فرش
تیری معراج کے سامنے آسمانی فرش بن جائے گا

[1] معذار۔ بہت زیادہ عذر خواہ۔ داور۔ حاکم۔ متاعب۔ درد و رنج۔ اس کہ نعمت کا شکر ادا کرنا بھی خداوندی ہے۔ [2] نکر۔ انکار۔ ادراک۔ معرفت۔ خوش۔ ذائقہ۔ رواق۔ خوشی و مستی۔ دیار۔ چکر کاٹنے والا۔ دیر۔ بت خانہ

چوں بر آرم دم باللہ الصمد
جب میں اللہ الصمد کا نعرہ لگاتا ہوں
چرخ نعرہ یٰلیتنی ا کنت زند
آسمان "کاش میں ہوتا" کا نعرہ مارتا ہے
اسمِ اعظم ہست اللہ العظیم
اللہ العظیم اسمِ اعظم ہے
جانِ جان و محییِ عظمِ رمیم
جو جان کی جان اور پرانی ہڈی کو زندہ کردینے والا ہے
اللہ اللہ مستم از نامِ خدا
اللہ اللہ' میں خدا کے نام سے مست ہوں
می چکد از ہر رگم راوق جدا
میری ہر رگ سے شراب جدا ہو کر ٹپکتی ہے
ساقیم آں بادہ اندر جام کرد
ساقی نے وہ شراب میرے جام میں کردی ہے
کہ زما و من بر آوردست گرد
جس نے "ما و من" کی گرد اڑا دی ہے
ریخت در جام مے از کاف و نون
کاف و نون کی وہ شراب میرے جام میں ڈالی ہے
لَیْسَ فِیْہَا غَوْلٌ وَّلَا ہُمْ یُنْزَفُوْنَ
جس میں نا گھٹن ہے اور نہ وہ بے عقل ہوتے ہیں
بیخودم زاں بادہ واکنوں مرا
میں اس شراب سے بیخود ہوں اور اب میرے لئے
نیست فرق از جان و تن وز سر زپا
جان اور جسم اور سر اور پاؤں میں فرق نہیں ہے
ریخت در کامم جلالے جرعہ
جلال نے میرے حلق میں ایک گھونٹ ڈال دیا
میزنم بر لوحِ وحدت قرعہ
میں وحدت کی تختی پر قرعہ ڈالتا ہوں
رشحہ بحرِ ۲ جلالش بردلم
اس کے جلال کے سمندر کا ایک چھینٹا میرے دل پر
آمد و بر بود ازیں آب و گلم
آیا اور مجھے اس آب و گل سے اچک لے گیا

شورشِ بحرِ حسامی آمدست
حسامی سمندر کی ایک شورش آتی ہے
زیں صدف ایں در کہ نامی آمدست
اس سیپ سے کہ یہ نامی موتی آیا ہے
فیضِ مولانا جلالؒ وہم حسامؒ
مولانا جلالؒ کے فیض پر حسامؒ نے
نخلِ جاں را داد سیرابی تمام
جان کے پودے کو پوری سیرابی دیدی ہے
نورِ مہر و مہ بطورِ دل بتافت
سورج اور چاند کا نور دل کے طور پر چمکا
سنگ من زاں تابِ یاقوتی بیافت
میرے پتھر نے اس گرمی سے یاقوت بن جانا پالیا
بر ادیمم تافت چوں نجمِ یمن
یمن کے ستارے کی طرح میری اوڑھنی پر چمکا
عنبریں شد جملہ چوں مشکِ ختن
وہ سب ختن کے مشک کی طرح خوشبودار بن گئی
پیش ازیں خلقے زانفاسِ خوشش
اس سے پہلے بہت سے لوگ ان کے اچھے سانسوں سے
مقتبس از نورِ عرفاں گشت و خوش
معرفت کے نور کو حاصل کرلینے والے اور بھلے بنے
صد ہزاراں یافتند از مثنوی
مثنوی کے ذریعہ لاکھوں نے حاصل کی
ارتقا سوی صراطِ مستوی
سیدھے راستہ کی جانب بلندی
من ہم از فیضانِ انفاسِ جلالؒ
میں بھی جلالؒ کے سانسوں کے فیضان سے
در رسیدم تا جلیلِ ذوالجلال
جلیل ذوالجلال تک پہنچ گیا
نیست دور از لطفِ اخوان ۳ الصفا
بزرگوں کی مہربانی سے بعید نہیں ہے
در رسید ایں بندہ ہم سوی خدا
یہ بندہ بھی خدا کی جانب پہنچ گیا

چہ عجب شمس ار نوازد ذرہ را
کیا تعجب ہے اگر شمس ذرے کو نوازے
ابر خوش سیراب سازد تُرّہ را
ابر سبزی کو اچھی طرح سیراب کر دے
رو بحق آر و بکن ختم کتاب
اللہ تعالیٰ کی جانب رخ کر اور کتاب ختم کردے
دم مزن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
دم نہ مار' اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے
رَبَّنَا فَالْحَمْدُ لَکَ فِیْ کُلِّ حَال
اے ہمارے رب ہر حال میں تیرے ہی لئے تعریف ہے
اَنْتَ مَعْنَی السِّرِّ فِیْ کُلِّ الْمَقَال
ہر قول میں معنیٰ راز تو ہی ہے
اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ اِلَیْکَ وِجْہَتِیْ
تو ہی میرا مقصود ہے' تیری ہی طرف میرا رخ ہے
خَالِصًا لِّلّٰہِ کَانَتْ تُہْمَتِیْ
میرا ارادہ خالص اللہ کے لئے ہے
یَا مُحِیْطَ الْکُلِّ یَا کَہْفَ الْوَرٰی
اے سب کو محیط اے مخلوق کے کہف!
یَا اِلٰہَ الْعَرْشِ یَا رَبَّ الثَّرٰی
اے عرش کے خدا! اے زمین کے رب!
کُنْ اَنِیْسَ الْقَلْبِ وَاخْتِمْ لِیْ بِخَیْر
تو دل کا غمخوار بن اور میرا خاتمہ بالخیر کر
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ کَافِیْ لَیْسَ غَیْر
تو مجھے کافی ہے تو میرے لئے کفایت کرنیوالا دوسروں میں ہے

در ختم و سالِ تاریخِ اختتام
مثنوی مذکور میشود ۱۲۱۶ ہجری

ختم شد ایں نسخہ در سالِ غیور
لفظ غیور کے سال میں یہ نسخہ ختم ہوا
غیرتِ حق داردش از غیر دور
اللہ تعالیٰ کی غیرت اس کو غیر سے دور رکھے

۱ یٰلیتنی کنت۔ آسمان یہ نعرہ لگاتا ہے کہ کاش میں مٹی ہوتا تو اس ذکر کرنے والے کی خاک پا بنتا۔ رمیم۔ بوسیدہ۔ راوق۔ شراب۔ غول۔ گھٹن جو خمار کی حالت میں پیدا ہوتی ہے۔ ۲ بحرِ جلال۔ یعنی مولانا جلال الدینؒ کا علم۔ بحرِ حسام۔ یعنی مولانا حسام الدین کا علم۔ مہر و مہ۔ یعنی مولانا جلال الدین اور مولانا حسام الدینؒ ۳ اخوان الصفا۔ برادران صفا صوفیاء۔ شمس۔ شمس تبریزیؒ۔ تہمہ۔ خواہش۔ غیور بحساب ابجد کے حساب سے اس لفظ کے ۱۲۱۶ اعداد ہیں یہ اس خاتمہ کی تاریخ ہے۔

دستِ غیر از دامنِ اُو اے دُور باد
غیر کا ہاتھ اس کے دامن سے دور رہے
ہرکہ از نورش رَمد بے نُور باد
جو اس کے نور سے بھاگے خدا کرے بے نور رہے
غیرآں کز یادِ حق بیگانہ اَست
غیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے بیگانہ ہے
دَرپئے دنیائے دُوں دیوانہ اَست
کمینی دنیا کے پیچھے دیوانہ ہے
درپے مالِ جہاں مجنوں بُوَد
دنیا کے مال کے پیچھے پاگل ہو
حُبِّ جاہ اُورا بدل مکنوں بُوَد
اس کے دل میں رتبہ کی محبت پوشیدہ ہو
اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ اَوْلَادُکُمْ
بیشک تمہارے اموال تمہاری اولاد
فتنہ فرمود حق ذُوالحِکَم
حکمتوں والے اللہ تعالیٰ نے (آنکھ) فتنہ فرمایا ہے
تاتوانی غیرِ حق را دُور کُن
جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کے غیر کو دور کر
بعدازاں عزم دژآں سُور کُن
اس کے بعد اس فصیل کے قلعہ کا ارادہ کر
باخودی بینی اگراں اختتام
اگر تو اس خاتمہ کو خودی کے ساتھ دیکھے گا
خود برونِ دَر بمانی والسّلام
خود باہر رہ جائے گا، والسلام
وَز خودی بیروں بَر آو یار باش
خودی سے باہر نکل اور یار بن
وَربہ پندارِ خودی اغیار باش
اور اگر تو خودی کے غرور میں تا کہ غیروں میں سے رہ
بہر یک رنگ ایں سخن یک رنگ شُد
یک رنگ کے لئے یہ کلام یک رنگ ہے
بہر رجم آں شیاطیں سنگ شُد
ان شیطانوں کے سنگسار کرنے کے لئے پتھر ہے

دخلِ غیر اندر چنیں حصن حصیں
ایسے محفوظ قلعہ کے اندر غیر کا دخل
کے شود بے صلح و رفعِ حَرب و کیں
بغیر صلح اور لڑائی اور کینہ کے ہٹائے بغیر کب ہو سکتا ہے
بادلِ صاف از براے حق ببیں
خدا کے لئے صاف دل کے ساتھ دیکھ
از گلِ اُدنا بری بُوے یقیں
تا کہ تو اس کے پھول سے یقین کی خوشبو سونگھ لے
ورنہ در چون و چرا آزارہاست
ورنہ چون و چرا میں تکلیف ہیں
ہر کجا گل ہست آنجا خارہاست
جہاں کہیں پھول ہے وہاں۔ کانٹے ہیں
لفظ رُوپوش ست مقصد معنی ست
لفظ نقاب ہے اور معنی مقصود ہیں
غیرِ حق جستن ازیں لا یعنی ست
اس سے حق کے سوا ڈھونڈنا لا یعنی ہے
حق بجو حق بگو حق بخواں
حق کو تلاش کر اور حق کہہ اور حق پڑھ
ہر زماں حق حق بگو حق را بداں
ہر وقت حق حق کہتا رہ حق کو جان
ہرکہ حق را جُست حقانی ست اُو
جس نے حق کو تلاش کیا وہ حقانی ہے
رحمتِ حق بادِ رحمانی ست اُو
وہ اللہ کی رحمت، خدائی ہوا ہے
کارِ شیطانی مکُن شیطاں مباش
شیطانی کام نہ کر، شیطان نہ بن
بَر غبارِ جانِ کس آبے بپاش
کسی کے جان کے غبار پر آب پاشی کر
وقت رابا غیر حق ضائع مکن
وقت کو غیر حق میں برباد نہ کر
بطن را پُر رُوح را جائع مکُن
پیٹ کو پر اور روح کو دھوکا نہ بنا

پردۂ پندار تُست ایں نقشِ غیر
یہ غیر کا نقش تیرے پندار کا پردہ ہے
نیست جزآں یک صنم در جُملہ دَیر
تمام بت خانہ میں اس ایک صنم کے علاوہ نہیں ہے
فانی از خود شو بشو باقی بحق
اپنے اعتبار سے فانی بن، باقی باللہ بن
سَر دہد از باطنت رَبُّ الْفَلَق
رَبُّ الْفَلَق تیرے اندر سے نمودار ہو گا
مثنوی در شش مجلّد یک نواست
چھ دفتروں میں مثنوی کی ایک آواز ہے
حاصلِ آں غوطہ دز بحرِ فناست
اس کا خلاصہ فنا کے سمندر میں غوطہ لگانا ہے
گر رہِ حق بایدت ہُشیار باش
اگر تجھے خدا کا راستہ چاہیے ہوشیار بن
غفلت از خود دور کُن بیدار باش
اپنے اندر سے غفلت دور کر بیدار بن
باش اوّل بر شریعت اُستوار
پہلے شریعت پر استقامت کر
بعدازاں سُوے طریقت رُو بیار
پھر طریقت کی جانب رخ کر
گامِ اوّل مستقیم شرع شو
پہلے قدم پر شرع پر جم
بعدازاں راہِ طریقت را برو
اس کے بعد طریقت کا راستہ چل
تخلیہ باتحلیہ باید ضرور
آراستگی کے ساتھ صفائی ضروری ہے
تانمائی بحرِ عرفاں را عبُور
تا کہ تو معرفت کے سمندر کو عبور کر سکے
ایں سخن را نیست ہرگز اختتام
اس بات کا کبھی خاتمہ نہیں ہے
پس سخن کوتاہ باید والسّلام
تو بات کو مختصر کر دینا چاہیے والسلام